بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نو افشان

جلد اول

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد داستانگویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح ترجمہ و تالیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار حسن و خوبی طبع ہوا

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اُسکی فہرست معمول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اُردو

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تنظیم آٹھ دفترون مین ہی -

(۱) نوشیروان نامہ در دو جلد -

(۲) کوچک باختر -

(۳) بالا باختر -

(۴) ایرج نامہ -

(۵) طلسم ہوش ربا در ہفت جلد -

(۶) صندلی نامہ } زیر طبع -

(۷) تورج نامہ }

(۸) لعلنامہ زیر تجویز طبع -

الف لیلہ با تصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرقوم عالم -

الف لیلہ با تصویر - مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد

فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور مغفور -

فسانہ عجائب متوسط قلم - حسب مراتب بالا -

ایضاً - بلا تصویر خفی قلم - حسب مراتب بالا -

سروش سخن با تصویر - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -

ایضاً - بلا تصویر - حسب مراتب بالا -

طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ - از منشی جعفر علی متخلص شیون

باغ بہار معروف بہ قصہ چہار درویش با تصویر -

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -

طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم

آرایش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر - از سید حیدر بخش -

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا -

مقتول جفا - معروف بہ فسانہ غم آلود - از حافظ امیر الدین -

نو طرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اُردو ترجمہ انوار سہیلی - مترجمہ بفقیر محمد خان

سیراب بلغ - از میر محمد علی تلق مرحوم مغفور -

فسانہ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ -

فسانہ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین -

قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ مخلص قیس -

فسانہ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -

فسانہ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب

قصہ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد -

سنگاسن بتیسی -

ناٹک نل و دمنتی - مؤلفہ منشی بنایک پرساد -

قصہ روپ بسنت و بنولہ - ذخیرہ پند خردمندانہ -

بیتال پچیسی با تصویر - قصہ مشہور -

گل بکاولی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی با تصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -

قصہ گل صنوبر - از منشی پریم چند -

ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتھم صاحب کاغذ سفید چکنا

نور تن - قصہ مشہور - از محمد بخش صاحب مہجور -

قصہ اگر گل - قصہ مشہور -

سیر معقول - فسانہ نادر - از سید غلام حیدر خان بہادر -

فہرست مضامین طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشاں

جلد اول

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد استادگویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح ترجمہ و تالیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار الحسن و خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا اُسکی ذات بابرکات کو زیبندہ و سزاوار ہے جسکا لقب پاک ستار و غفار و قہار ہے ایک کلمۂ کن کے کہنے میں شجر و حجر ماہ و خورشید دوزخ و بہشت ثوابت و سیارگان خلق فرمائے سبحان اللہ اس باغ عالم میں گم گشتگان وادی حیرت کو کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سپہر آفریدست و خورشید و ماہ
زمین و نجوم و مہ و آفتاب

بہم پیوست باہم سفید و سیاہ
ز باد و ز آتش ز خاک و ز آب

چو او کس نداند چنین ساختن
برو آفرین باد و زو آفرین

دراز دیدن این کار پرداختن
بران مخلص محمود پاکیزہ دین

نعت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا ترکیب ہے مقدمہ عجیب و غریب ہے کہ اپنے نور پاک سے نور محمدی کو پیدا کیا اُسکے نام نامی پر اپنے تئیں شیدا کیا وہ حبیب خدا مشہور ہوئے دونون جہان تجلی نور حضرت سے معمور ہوئے نظم

محمد رسول است و پیغمبر است
بحق محمد علیہ السلام
ز وگفت باید سخن در بدر

ز پیغمبران دگر بہتر است
پیامبر بدیدار از خاص و عام
ز وجہت باید منبر و سریر
ازین دیگران مر مرا کار نیست

ہمین تا خدا این جہان آفرید
کسے کش دہا نیز این پایگاہ
منم بندۂ اہلبیت نبی
بہ ایشان مرا راہ دیدار نیست

ازو صنعہا کرد دیگر پدید
ازو یافت آموخت آئین و راہ
ستایندۂ خاک پائے وصی

منقبت حیدر کرار

جیسا نبی ویسا وصی صاحب قوت یکہ تاز میدان سخاوت شہسوار معرکۂ جلالت وصی برحق جانشین مطلق نظم مصنف

کر ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین
دل میں حضرت کے محبت کو کیئے تا یار

قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
قصہ بازو کبوتر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے پیمبر شاہ نگاہ مہر کر

پنجہ کھینچے ہے غضنفر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نبی داند بجز
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

مصدر جبر اکبر اندر یا امیر المومنین
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین

خلاصہ اس حصے کا جو طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے

اول ناظرین والا مقام پر واضح ہو نا ضرور رہی کہ گیا سعر کہ گذر چکا اب کیا تحریر ہوتا ہے اصل کیفیت یہ ہے کہ جب طلسم ہوش ربا
فتح ہوا ہمکو جو امیدین تھی بر آئی آئینہ خیال مین صورت وصال نظر آئی یعنے ملکہ بہار گلعذار کی شادی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے ہوئی
صلب شاہ و بطن بہار سے شہزادہ سرو سہی قد پیدا ہوا حسین جمیل ماہ رخسار فر و شوکت شاہی چہرے سے ہویدا صولت
و جلالت ناصیۂ انور سے ہویدا سرو قد خورشید خد اور شادی نور الدہر کی ساتھ ملکہ مخمور کے ہوئی اُنکے یہان شہزادہ
مہران جوان بخت پیدا ہوا عقد اسد نامدار مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب سے ہوا اُنکے
یہان شہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوے عیار ضیغم نیرنگ صبار رفتار فرزند ضرغام عیار سرو سہی قد شاپور فرزند
فرزند فیروزہ بن عمرو عیار مہران جوان بخت کافور خنجر بار فرزند شیر تک عیار و مہلب ایرج نوجوان و بطن
بہار سے شہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم پیدا ہوا و عیار سکندر جواہر خنجر زن فرزند شاپور یہ ان
سب کے ذکر وقت پر تحریر ہونگے مگر جب افراسیاب مارا گیا لشکر صاحبقران غروبیہ باختر پر مقابلہ ودودہ رنگ
آیا لڑائیان شروع ہو گئین لیکن یہ بھی لکھ چکا ہون کہ سب نے سحر سے توبہ کی ہے کوکب و لاجین بھی تائب ہوے
ہر چند کہ امیر کو شاق ہوا مگر ان صاحبون نے کہا ہم دل و جان سے مسلمان ہوے ہین کچھ خوف نہین خدا مالک ہے بعد
ان شادیون کے کوکب نے سحر العجائب مصر الغرائب کو بلا کر کہا ہم بصدق مسلمان ہوے طلسم نور افشان تمھارے
سپرد کرنے مین جسقدر مناسب سمجھنا ہمکو بھیجنا سرکشون سے مقابلے پڑینگے مین نے طریقہ یہ رکھا تھا کہ ہر سال گشت
کرتا تھا اس پھرنے سے یہی مراد تھی کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کر سکے کبھی کوئی مجھسے لڑا نہین اگر کسی نے
ارادہ بھی جنگ کا کیا اُس حاکم کو تبدیل کر دیا مراد میری اس بیان سے یہ ہے کہ طلسم مین کوئی فتور نہین کوئی باغی نہین
سب ہمارے عدل و انصاف سے بخوبی راضی ہین بلکہ جب تم یہ بیان کروگے کہ خراج بہ آسانی پہونچا و شہنشاہ
گردش گیر ہوے خدا نے فضل کیا مذہب حق قبول کر لیا سب خوش ہو جائینگے بدل و جان اطاعت کرینگے تمکو جو صرف
فوج وغیرہ سے بچے اُسکے موافق خراج ہمکو بھی بھیدیا کرنا ہم تمھارے دعا گو رہینگے یہ سنکر وہ دونون چلے گئے جا کے اپنے
مقام پر صلاح کی کہ یہان کوکب بے ہو گئے اُنکی صورت دیکھنا منع ہے ہم جانبازی کرین انکو ہٹے بیٹھے خراج
دین یہ کیسے ہو گا اب اُنھون نے سحر سے توبہ کی ہے اُنسے کیا خوف ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک سحر مین ہم انکو پامال کرینگے
یہ صلاح کر کے دونون باغی طلسم مین بیٹھے یہان کوکب شہر مین بیٹھے ہین ایک اقلیم ہے کہ اُسکو اقلیم سیہ پوشان کہتے
ہین بادشاہ وہان کا بہمن سیاہ قبا بیٹا اُسکا قہار فیلزور اپنے زمانے کا رستم ایک تاجر سے اُسنے تصویر ملکہ بران
کی مول لی گویا سودا خریدا قہار نے عاشق ہو کر ایک ایلچی روانہ کیا یہان جو وہ نامہ دار آ کر پہونچا کوکب نے نامہ
پڑھکر چاک کیا ایلچی کو نکلوا دیا اور ایک نامہ صاحبقران کو لکھا وہان سے ایرج نوجوان عین وقت پر آئے ایلچی
کو مار کے داخل قلعہ ہوے ملکہ ناہید مرصع پوش کہ نہایت بیقرار تھین اسوجہ سے کہ بران کو درد زہ شروع ہو چکا
تھا ایرج کے داخل ہوتے ہی لڑکا پیدا ہوا تمام مکان روشن ہو گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان اپنے برج مین
جلوہ گر ہے ناظرین پر واضح ہو کہ جب ایلچی مارا گیا اور اُسکے ساتھ والے بھی بھاگے سامنے بہمن سیاہ قبا کے پہونچے قہار
بیٹا بہمن کا اسی خیال مین خوش بیٹھا تھا کہ معشوقہ آتی ہو گی اب جو لاشہ اپنے ایلچی کا دیکھا گھبرا گیا باپ سے کہا مین خود
جاؤنگا ہر چند اُسکے باپ نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور ہم صبار رفتار عیار کو اپنے ساتھ لیا بڑے زور و شور سے مرض

قصر جمشیدی کے چلا مگر ایرج نوجوان بعد چھٹی کے سب سے رخصت ہو کے طرف غزوبیہ باختر کے روانہ ہو گئے یہان
کوکب پرورش مین سکندر کی مصروف ہین ایک دن ایک ایلچی نے آکر ایک کاغذ پیش کیا کوکب نے اسکو
بڑھا طرف سے شہنشاہ لاچین کے مرقوم تھا کہ مبارک ہو صلب شاہ دبطن بہار گلعذار سے لڑکا پیدا ہوا اسکا
نام شہزادہ سرو سہی قد رکھا ہے اور مخمور کے بیان جو لڑکا پیدا ہوا اسکا نام مہران جوان بخت رکھا و فرزند احمد
کا نام کر بطن ہے مہ جبین کے ہوا شہزادہ ضیغم شیر شکار قرار پایا اور عیارون کے بھی فرزند پیدا ہوئے ہین لہذا
آپ مع بران شمشیر زن و ملکہ ناہید مرصع پوش کے آکر شریک جشن ہون کر عرضی صاحبقران کو بھی لکھی ہے
کوکب اس نامے کو خوشی خوشی لیکر محل مین آئے اپنی زوجہ کو خط سنایا بران نے بھی سنا سب خوش ہو گئے
ناہید نے کہا چلنا ضرور ہے اس تہنیت سے قلب کو سرور ہے کوکب نے ملکہ ناہید و بران کو سوار کرایا وزیر
سے کہا بہت جلد انتظام کرو مین عورات کو ساتھ لیکر نہ جاتا مگر شہنشاہ لاچین نے ایسا کچھ لکھا ہے کہ کوئی چارہ نہین
زنانی سواریان ساتھ لیکر روانہ ہوئے جس مقام پر فروکش ہوتے تھے شہر آباد معلوم ہوتا تھا مگر قہار چار لاکھ
فوج چالیس پہلوان زبردست ساتھ لیکر چلا تھا تصویر ملکہ بران کی پاس ہے کبھی آنکھون پر اور کبھی کلیجے پر رکھکر
دل کو تسکین دیتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے جلدی چلو ورنہ روح میرے قالب سے نکلجاویگی کالی راتین
فراق کی مجھے کھائے جاتی ہین راتون کو مثل مرغ بسمل تڑپتا ہے عیار اسکا کہ اسنے گودیون مین پالا ہے ہر وقت اسے
سمجھاتا ہے کہ ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ای آقائے نامدار نہ گھبرائیے چلکر آپ مقابلہ مین آخر یے مین شب کو جاکر
ملکہ کو چرا لاؤنگا آپ کو بیقرار نہونے دونگا اکثر پانچ پانچ کوس آگے بڑھ جاتا ہے ایک روز اوہام برائے بالادری
نکلا تھا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھنے لگا ایک
پہلوان زبردست صفدر وصف شکن گھوڑے پر سوار آگے آگے فوج کے اہتمام کرتا ہوا ایک بادشاہ عالیجاہ
تخت پر سوار چند محافہ ہائے زرین ہمراہ ڈیڑھ لاکھ فوج جنگی صاف ظاہر ہے کہ کسی کے مقابلے کو جاتے ہین جب
اس ملعون نے زنانی سواریان دیکھین دریافت کیا ثابت ہوا کہ کوکب اپنی زوجہ اور دختر کو لیکر طرف ہوش ربا
کے جاتے ہین یہ پھیا ہنستا ہوا سامنے قہار فیلزور کے آیا کہا آپ بڑے صاحب نصیب ہین قلعہ فتح کرنے مین
مشکل پڑی کوکب اپنی زوجہ کو لیے ہوئے کہین جاتے ہین مین نے ابھی دیکھا کہ میان کوکب زنانی سواریان لیے
ہوئے تھوڑی دور پر اترے ہین مین نے یہ بھی دریافت کر لیا کہ ہوش ربا مین کچھ شادی ہے وہان مہمان چلے
ہین یہ سنکر اسی وقت قہار مثل ابر کے گرگرایا سب فوج کو تیاری کا حکم دیا شام کر بڑے کروفر سے سوار ہوا
بڑے زور و شور سے چلا آتا ہے صبح ہوتے ہوتے سامنے لشکر کوکب کے آکے اترا لشکر کو وہین چھوڑا اور خود گھوڑے
پر سوار ہو کے سامنے کوکب کے آیا عرض کرنے لگا کہ آپ تردد نہ فرمائیے کہ مین آپکا تابعدار ہون فرزند بادشاہ
اقلیم سیاہ پوشان پہلوان دوران گرشاسب جہان اس حقیر کو بفرزندی قبول فرمائیے بران شمشیر زن کی شادی
میرے ساتھ کر دیجیے کوکب کو سنکر بڑا ملال ہوا جواب سخت دیا کہ جب تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر معاذ اللہ ہو صاحبقران کی لڑکی
تجھ ایسے کافر کو دینے کا ارادہ کرون لڑونگا مرونگا مگر یہ امر نہوگا قہار یہ سنکر پلٹ گیا کوکب اسی سوچ مین بیٹھے ہین کہ پھر صحرا کو دیکھی
دیکھا وہی ملعون گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ فوج اسی جانب آتا ہے گھبرا کے کوکب نے گیہان سے کہا دریافت تو کرو اب اسکا کیا
ارادہ ہے بڑھکر روکو اسطرف نہ آنے دو گیہان فوراً مرکب پر سوار ہوا بڑھکر آواز دی ادھر کیون آتے ہو یہان
ناموس شہنشاہی فروکش ہین قہار نے گینڈا بڑھایا کہا ای سپہ سالار ذرا ہم تک آؤ مختار الکمنا ہنسے قبول کیا فوج

اسی مقام پر رد کا کچھ بہانہ ڈھونڈنے گیہان نے کوکب سے پوچھا اپنے مالک سے دریافت کرکے سامنے قہار کے آیا اسنے
برابر دنگل پر جگہ دی جب گیہان بیٹھ چکا تب قہار نے سامنے بیچے کو اشارہ کیا گیہان نے دست بستہ عرض کی مجھے
معاف فرمائیے آپکا غضب اور میرا غضب ہے اور نہین معلوم آپنے مجھے کیون بلایا قہار نے کہا کہ ای پہلوان دوران وا ی
رستم زمان کیا عرض کرون دہان ایلچی میرا آیا تھا اُسکے ساتھ آپکے مالک سے برائی کی خیر جو گذرا سو گذرا اب جاکر اپنے
مالک کو سمجھاؤ کہ بران کو حوالے کردین ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ سنکر گیہان کانپنے لگا کہا ای پہلوان بس خاموش
رہو ایسی بات کا خیال بھی نہ کرو لاکھون کی جان جاویگی قہار نے کہا تم جاکر اپنے مالک کو سمجھاؤ گیہان پریشان
اُٹھا اور خدمت مین کوکب کی آیا عرض کی ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا کہ قہار فیلزور بہ ارادہ فاسد یہان
آیا ہی ہمکو دھمکاتا ہی ہم کب ڈرنے والے ہین یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی قہار نے طبل
جنگی بجوادیا خود کوکب نے بھی صدا سنی کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی ہم ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا
یہ کہکر جواب مین نقارہ رزمی بجوادیا مگر قہار فیلزور سے لوگون نے کہا بڑی مشکل ہی بران کا ملنا کوکب کو
بڑا اختیار ہی وزیرون نے عرض کی ایک عرضی صاحبقران کو لکھیے کوکب نے جواب دیا اب مہلت کہان جب
وزیرون نے منت کیا تو کوکب روشن ضمیر نے ایک نامہ طرف طلسم نور افشان کے لکھا کہ ای فرزند عنکہ ہی کہ ہم تحت تالب جیسے
تمسے مدد کے طالب ہین سے کسی ساحر کو بھیجدو نامہ لکھکر خورشید سے کہا اس نامہ کو شتاب نور افشان مین پہنچا
کہ اسوقت مین ہماری مدد کرین خورشید لے اسی وقت نامہ کو روانہ کیا شتر سوار سامنے علاقہ طلسم نور افشان
کے پہونچا سحر العجائب نے نامہ اپنے پاس منگوالیا پڑھکر آواز دی یارو کوکب غضب خداوند سامری و جمشید مین
مبتلا ہوا اب مارا جائیگا اگر یہان آئیگا ہم بھی کسی ساحر کو نہ بھیجینگے شتر سوار کو جواب صاف دیدو لوگون نے جو سمجھایا تو اوسنے
سحر العجائب نے کہا کہ شکر ہی سامری و جمشید کا کہ کوکب نے سحر چھوڑنے کا مزا پایا ہمارے باوادادا بیوقوف تھے یہ بڑے
عقلمند ہوئے دین جدید کے پابند ہوئے مگر سعید نوجوان ایک ساحر ہی کہ اسکو انکی بغاوت ناگوار ہوئی مثل بید کے کانپا
دل سے کہا مقام افسوس ہی جسکا ان بھیا لوگون نے نمک کھایا اسکی ذلت پر راضی ہین دونون کو سلام کیا کہا غلام رخصت
ہوتا ہی یہ کہکر قلعہ سے باہر آیا طرف کوہ جینی کے چلا ہر بُرج مین بالائے کوہ جینی پہونچا بلندی سے دیکھا دونون لشکر مقابلے
مین اُترے ہین عمل سے بارگاہ کوکب کو پہچانا کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا رات کا وقت ہی ماش کے دانے پڑھ پڑھکر پھینکتا
ہی منظور یہ ہی کہ دشمنون کے کلیجے پھٹ جائین مقابلہ سے ہمارے آنکے ہٹ جائین بارگاہ سے کوکب نے قصد کیا تھا
کہ میدان مین جاؤن مگر گیہان شمشیر زن کوکب سے اجازت لیکر میدان مین بعد لڑو لڑنے آیا جیسے ہی قہار نے گیہان
کو میدان مین آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ہم یہانتک آئے اب
جاکر کوکب سے عرض کرو ہماری خطا معاف کرین آپکی دختر ہماری پیر و مرشد ہی چونکہ وزیرون نے بہکایا یہ فعل ناجائز
مجھسے سرزد ہوا یہ کہکر گینڈے کو پھیرا اپنے لشکر مین آیا کہ یارو اب تو دن کم رہگیا ہی چلکر اُترو صبح کو کوچ کرینگے کوکب و
گیہان بھی پلٹے کس سے مقابلہ کرین یہ بھی خبر سنی کہ قہار فیلزور اپنی خطا پر نادم ہوا مگر کوکب نے کہا ای گیہان
تم کچھ سمجھے بھی یہ کیا سحر کیا ہوا جو ہمنے نامہ لکھا تھا اوسکا ظہور ہوا شاید ہمارا کوئی دوست آیا ہی مگر افسوس ہی کہ ہمسے ملاقی نہوا
سبب حریف چلا جائیگا تب خلل اسکے سحر کا پورا ہوگا تب ہمسے ملاقات کریگا مگر اوسام صرصار قتار عیار اُسکا خاموش
بیٹھا ہی یہ بھی اوسی بلا مین مبتلا ہی دیکھکے گھبرایا سوچا اس مقام پر ٹھہرنا بہتر نہین ہی یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھا جب کوہ
آیا سحر اُترا سعید نے حصار باندھکر سحر کیا تھا اب سوچتا ہوا چلا کہ اگر سحر کرنے والا ملے تو اوسے مارون ورنہ بڑی حقارت ہوگی

ہمارا شاہزادہ چلا گیا بڑی بدنامی ہوگی یہ سوچتا ہوا قریب کوہ چینی کے پہونچا سعید سحر کرا ہو تین پہر کا زمانہ گذرا الجھو کہ بیابان
مین اس خیال مین ہو کہ کوئی ملازم ادھر سے گذرے اُس سے کہکر کھانا منگاوین کہ دیکھا ایک عیار جاتا ہو پکارا اے بیابان
جانے والے تمہارا کیا نام ہو اوہام نے سر اُٹھا کر اوس سے کہا تمہارا کیا کام ہو سعید نے کہا تم شہنشاہ کوکب کے ملازم
ہو مکار نے جواب دیا حقیقت مین مین اُنکا عیار ہون بباعث ضرورت نکلا ہون جو کہنا ہو کہو سعید نے اپنے پاس
بلا لیا تمام حال بیان کیا کہ مین لشکر قہار فیلزور مین سحر کر رہا ہون تین پہر سے حیران ہون بے آب و دانہ پریشان ہون
اب حال ابتر ہو یہ بھی شاہ سے عرض کرنا تمام اہالیان طلسم نور افشان آپسے باغی ہوگئے لیکن یہ غلام قدیم نمک حلال
آپسے براہ خیر خواہی حاضر ہوا رات سے سحر کر رہا ہون جب دشمن کو بھگا لونگا تب حاضر خدمت ہونگا اوہام صبا رفتار
نے سب حال سنا کہا مین جا کر تمہارے واسطے ابھی کھانا لاتا ہون اسی عیاری پر اوس حیا نے اُس بے خطا کو بیہوشی
کھانے مین کھلا کے بیہوش کیا سر کاٹ ڈالا وہان سے بھاگا ہوا خدمت مین قہار فیلزور کی آیا یہ چلنے کی تیاری کر رہا تھا
اب اُسکے مرنے سے قہار ہوش مین آیا اوہام کو دیکھکر رونے لگا کہا چچا جان عجب طرح کی بات ہو مین میدان کارزار
مین گیا بے لڑے بھڑے واپس آیا اب شرمندہ ہون اوہام نے سب کیفیت بیان کی لشکر اُسی وقت تیار کیا غیرت مین لشکر
کوکب پر جا پڑا یہ لوگ بے سامان تھے قتل ہونے لگے چند سرکارون نے آکے کوکب سے عرض کی کہ بیابان آپکا سپہ سالار
جا کر بھر گیا کوکب سلح کھڑا ہو مگر مبارزان شمشیر زن یہ ہنگامہ دیکھکر ان کے خیمے مین آئین کہا حضور غضب ہوگیا دشمن نے
رات کو بھی پناہ نہ دی ہزارہا آدمی مارے گئے اب آبرو کا خوف ہو ایسا نہو گرفتار ہو جائین کہ دیکھا سامنے سے کوکب
زخمی آتے ہین چالیس جوشنین ساتھ تھین دیکھا ہماری بیبیان پریشان ہین ایک جانب چل نکلا پانچ کوس ہی آنکھ سرکار
نے بڑھکر ضروری لشکر تباہ ہوگیا ہزارہا غم سے چلے دو دانے ماش کے پڑھکر مار دیجیے ابھی خاتمہ ہو جائے کوکب نے کہا لاحول
یہ مجھسے کبھی نہوگا تو بے فکری نہ کرونگا اسی وجہ سے ساحر سحر سے توبہ نہین کرتے نباہنا دشوار ہو یہ کہتے ہوے طرف
صحرا کے چلے خورشید روشن رائے وزیر ساتھ ہو راہ کو دیکھکر گھبراتا ہو کبھی یہ کہتا ہو کہ یار وزیر مجھکو اسوقت یہ
راستہ طلسم نور افشان کا معلوم ہوتا ہو کوکب نے کہا اے خورشید مجھے کچھ نہین سوجھتا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
قلعہ معلوم ہوا سر قلعہ پر ایک طاؤس صدائے مہیبات دیتا ہو منہ سے آگ گرتی ہو شعلۂ آتش بھڑک رہا ہو کوکب
نے کہا کہ آواز دو وہین جگہ ملے خورشید نے بڑھکر آواز دی ایک شخص کریہ منظر سیاہ فام آگ سے نکلا آواز دی اے
کوکب اپنے خدائے نادیدہ کو پکار رو گیا جلدی تجھین سزا ملی کوکب نے منہ پھیر لیا دیکھا سامنے سے قہار فیلزور
مع فوج پیدا ہوا کوکب و تامید و مبارزان و خورشید و چند مصاحب جو اوکے نمک کا پاس تھا ساتھ کوکب کے آگ
مین بھاند پڑے جب آنکھ کھلی اپنے کو قید خانہ مین پایا ناچار راضی برضا ایک گوشے مین جا کر بیٹھ رہا مگر قہار مجوب ہو کر پلٹا
لوگون نے کہا اے شہریار نہ گھبرایے جسوقت طلسم فتح کیجیے گا یہ لوگ زندہ ملینگے قہار تو اس اُمید مین خاموش مگر یہ عورتین
جب ہنگامہ سنکر بھاگین بخوف اپنی جان کے لڑکون کے گہوارے ایک خیمے مین رہگئے اُس سرحد کا بادشاہ سلطان زرین کمر
واسطے شکار کے آیا گشت کرتے خون دیکھکر ہر خیمے مین گیا لڑکون کے رونے کی آواز سنی اُسی صدا پر سلطان آیا لڑکون کو
دیکھکر عاشق ہوگیا گود مین لیکر اپنے محل مین آیا خوبصورت کا نام سکندر زرین پوش زرین علم رکھا جو دبلا
تھا اسکا نام جواہر ہوا پرورش کرنے لگا نو نو برس کے دونون ہوے بڑی خوشی رہتی ہو ایک دن سکندر واسطے
شکار کے چلا شکار گاہ مین آکر ایک شیر مارا باپ سے ضد کرکے پھر شکار کو آیا ایک ہرن تیر خوردہ شکار کیا خون
کے عقب مین ایک جوان آیا سکندر نے اسے زیر کیا اور کہا کہ خداوند سحر کو سجدہ کر یہ سنکر وہ رونے لگا کہا اے شہر

یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین میرا باپ معدان نرگس پوش ہی اور میرا نام
اورنگ تاجدار ہی بچپن سے فن سپاہ گری سیکھے صحرا مین کوہ ہی اُسپر ایک قزاق رہتا ہی شبرنگ سرکش اُسکا نام
ہی اُسکی دختر ملکہ آہو چشم پر عاشق ہوا میرے باپ نے پیغام دیا اُسکو اپنے زور پر ناز ہی جواب صاف دیا آوارہ ہو کر
نکل آیا ہون ایک مہینہ گذرا کہ باپ کی ملاقات کو نہین گیا اگر وہ معشوقہ دلوا دیجیے تو دل و جان سے اطاعت کرون سکندر
نے کہا ابھی چلو اورنگ نے عرض کی پانچ چار روز تامل کیجیے اُسکے پاس بارہ ہزار فوج ہی بڑا سامان چاہیے سکندر
اورنگ کو ساتھ لیکر شہر مین آئے شبرنگ سرکش کا نام سنکر سلطان گھبرا گیا اور کہا کہ اُسنے اکثر میرا خزانہ لوٹ لیا
ہی نے کیا کیا اس ذکر سے شہر مین کھلبلی پڑ گئی سکندر رومی چار ہزار سوار باب سے ساتھ لیکر برابر کوہ کے پہنچ گئے
شبرنگ اور سکندر سے مقابلہ شروع ہوا آپس مین نیزے چلنے لگے عیار دیکھ رہا ہی آج تو آقا کا اور ہی رنگ
ہی تیسرے دن شبرنگ کو زیر کیا، ور کہا اورنگ تاجدار کو بیٹی دو شبرنگ نے قبول کیا ناظرین پر ظاہر ہی کہ جب
کوہ عجب وغیرہ خندق طلسم نور افشان مین گر کر بہ بغاوت نمک حرامان قید ہوئے قہار مجبور ہو کر پلٹ گیا مگر اگر یہ
مقام طلسم ہی صحرا مین آ کر آتا اس خیال پر کہ ایسا تو کسی بلا مین نہ پھنسون ایک پنڈت نے کہا حضور فتح کرنا طلسم کا
ضرور ہی فرزندان حمزہ طلسمات فتح کرتے ہین خود ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین یہ باتین سنکر قہار کو جوش آیا
اولہام عیار کو بلایا چند مشیر و وزیر جہاندیدہ کار آزمودہ طلب کئے اُن سب سے کہا نجومی رمال کاہن ستارہ شناس
ڈھونڈھ کے لاؤ ہم اُنسے صورت فتاحی طلسم دریافت کرین اور طلسم نور افشان پر چڑھ جاوین طلسم توڑ کے اپنے
معشوق کو لائین وزیر ندیم عیار سب اس فکر مین مصروف ہوئے اب اسکو اس مقام پر چھوڑ و حال اسکے طلسم پر جانے کا تحریر کیا
جائیگا بہر نظر لطف کلام اُٹھائیگا یہان سے حال کیفیت مآل تین شاہزادون کا بیان کرنا ضرور ہی یعنی ضیغم شیر شکار
فرزند اسد مہران جوان بخت فرزند نور الدہر و سرو سہی قد دلبند بادشاہ ان تینون نے ہوش ربا
مین پرورش پائی جب بہاران وغیرہ سے پہنچین بہار رو مخمور و مہ جبین کو برآلق ہوا شاہنشاہ لاچین سے کہا دریافت کرو
اتنا معلوم ہوا کہ قہار فیلزور کے ہاتھ سے شکست کھا کر نہین معلوم کس طرف گئے یہ تینون شاہزادے واسطے شکار
کے گئے وہان سے بخیریت پلٹے لاچین بہ ارادے استقبال چلے دیکھا آگے سرو سہی قد ایک پہلو مین مہران جوان بخت
دوسری جانب ضیغم شیر شکار آسمان سے ایک پنجہ گرا ضیغم فرزند اسد نامور کو اٹھا لیگیا سمن جادو عاشق ہو کر
اٹھا لائی باغ مین لا کر سمجھانے لگی مگر یہ نازک مزاج کمسن جب اُسنے بوسہ لینے کو منھ بڑھایا ضیغم نے طمانچہ مارا
قریب تھا کہ سمن جادو کا سر اُڑ جائے کھسیانی ہو کر رونے لگی غصہ مین ضیغم کو ایک کوٹھری مین قید کیا ضیغم تلنے لگا
کنیزون نے کہا یہ کمسن ان بدعتون کے لائق نہین ہی اسکو بلا لیجیے باغ مین پھرنے کا حکم دیجیے نیزہ بازی تیراندازی
کیجیے تماشا دیکھیے لطف حاصل ہوگا سمن کو یہ بات پسند آئی ضیغم کو بلایا کہا میان اس نخل سے ہوا بہت آتی ہی
اسے اکھیڑ ڈالو ضیغم نے دو بکے مارے جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدیا اسی طرح تیراندازی کی اوراق لالہ پریشان کر دیے
اظلام زنگی سمن جادو کا قدیم آشنا آیا یہ حال دیکھکر جلا سمن سے کہا اُو قحبہ تو نے اس لونڈے کو پسند کیا دن
رات بھر شفقت کرتا ہون تیرا دل نہین بھرتا ہی یہ کہکر طرف ضیغم کے متوجہ ہوا کچھ کلمہ سخت کہا ضیغم کود پڑا اسکے خدمتگار
کو طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا اظلام ضیغم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ضیغم نے اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا
سمن دوڑی کہا اُو ظالم یہ کیا کیا جیسے ہی جھک کر قریب آئی دانہ ماش کا مارا ضیغم گرا سمن نے چاہا بڑھکر شہزادون کو ایک
نے ان ہار کے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیئے اور نعرہ کیا سنم شیر رنگ صبار رفتار خنجر مارا کہ شکم چاک تھا یک گ وہ آئی کشتی مرا نامن

سمن جادو و بود نیرنگ تُم آئے سہ ساعت کی مال وہان کا چھکڑون پر لدوا کر چلے مہران جوان بخت و سرو سہی قد
پریشان ہو کر برائے تلاش ضیغم نکلے تھے شاہپور کا فوج دو دن بیکار ساتھ مین تھوڑی سی دیر کے بعد ایک غبار نمایان ہوا نخل
کے سایہ مین انتظار ضیغم شیر شکار مین ٹھہرے تھے کہ دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار فوج جنگی پشت پر
روانہ ہی کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار بھی اُس جوان کے ساتھ ہے واضح ہو کہ اس جوان کا نام افغان بلند قامت ہے قہار
کا حال لکھ چکا ہون کہ لشکر شاہی طلسم مین ایک صحرا مین فروکش ہے جگہ جگہ سے مال جمع کر رہا ہے اسلئے اس افغان پہلوان اوہام
عیار کو طرف اپنے باغ کے روانہ کیا اس مضمون کی عرضی بھیجی ہے کہ اے والد نگھبرائیے گا مین طلسم کو فتح کر کے آؤنگا یہ
افغان اپنے لشکر کا سپہ سالار عرضی لئے ہوئے طرف اقلیم سیہ پوشان کے جاتا ہے وہ آفتاب زیر نخل دیکھے اوہام
سے کہا دریافت کر یہ جوان کون ہین عیار بڑھا جھک جھک کر سلام کرتے ہوئے مہران جوان بخت نے پوچھا اے عیار اس جوان
کا کیا نام ہے کہان جاتا ہے اوہام نے سب حال قہار کا بیان کیا اور کہا مالک ہمارا واسطے فتح طلسم کے ٹھہرا ہوا ہے سرو سہی قد
نے ہنس کر کہا بھئی مہران جوان بخت اس ملعون بیحیا کا مارنا واجب ہوا مہران نے کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون غرض
یہ کہکر گفتگو ہوئی نیزہ و چلنے لگا سرو سہی قد نے تعریف کی اور نعرہ کیا نام شاہزادہ سرو سہی قد صف لشکر کفار پر جا پڑے مگر شاہزادہ
مہران جوان بخت بہت زخمی ہوا ان دشمنون نے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کیا دونون عیار مجمع سے نکلے مگر زخمون مین چور چور عیارون
کا ارادہ ہوا کہ لاچین سے جا کر اطلاع کرین دونون عیار ہوش ربا کہ چلے جواہر خنجر زن طرف اپنے آقا کے چلا یہان اب
افغان بلند قامت فروکش ہوا ان دونون شیرون کو قید خانہ مین بھیجا یا اوہام سے صلاح کی کہ اب کیا مناسب ہے
عیار نے کہا بڑی لعنت ملی ہوش ربا والے اپنی جان دینگے انکے خون کے دعویدار بھی ضرور آوینگے افغان نے کہا کیا
مجال ابھی قتل کرتا ہون جلاد کو بلایا کہا ان دونون کو قتل کر یہان لاچین کو خبر پہونچی فوراً سوار ہوا بارہ ہزار جوان
ساتھ لئے اسوقت [illegible] پہنچا کہ ضیغم نے آ کر دونون کو چھڑایا [illegible] ہوئے نکلوان مہلت نہین ملی ضیغم کا اور افغان
کا سامنا ہوا افغان نے ہتھیار اٹھایا ضیغم نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار ملا کر پلٹا ضیغم نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹ کر سر کو گرا دی زمین مین لوٹ دیا غرض ہوا کہ افغان مارا گیا اوہام نے یہ عیاری کی
و مکاری لاش کو اٹھا ایکطرف بھن سیاہ تباہ ہے جا کا لاچین نے بڑھکر ان تینون جوانون کو بیچ مین لیا اگر زخمون کی
کی شاہزادہ یہان خبر جنگ سنکر سب بیقرار ہوئین لاچین انکو لیکر اندر آئے سب بیبیون نے اپنے اپنے فرزندون کو گلے لگایا
تینون شیر بیٹھے زخمون پر پٹیان چڑھائین کہ ایک ہرکارے نے عرض کی آج علام نے مفصل خبر پائی ہے کہ جب وہ ایلچی مارا گیا
اور قہار فیلزور [illegible] فوج لیکر آیا کہ آپ یہان آئے تھے وہ نامرد لشکر کوکب پر شبخون جا پڑا کوکب نے شکست
کھائی بھاگ کر بہار طلسم نور افشان سے پہونچے نمک حرامون نے دامن پناہ نہ دیا آخر سنتے ہین کہ جا کر ابھی طلسم مین قید
ہوگئے نہین معلوم کیا گذر رہی ہے [illegible] مہلت نہ پائی کہ ایک عرضی امیر کو لکھتے اب شاید انکو بھی خبر پہونچی ہوگی ضیغم بول
اُٹھا کہ ہم واسطے فتح طلسم جاوینگے مگر ہیران کو چھڑا لینگے اور ایک نامہ صاحبقران کو بھی روانہ کرنا چاہیے جیسا مناسب جانینگے
ویسا انتظام کر لینگے اور یہ [illegible] ایران یہ مضمون گیا ہے خدا انسے ملائے بہار نے فرمایا ہم مہینہ بھر مین سامان تیار
کر دینگے انشاء اللہ تم جانا سرو سہی قد خاموش ہو رہے رات کو اپنے عیار کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے صبح کو
ضیغم و مہران بہت روئے آپس مین صلاح کر کے عیارون کو ساتھ لیا اور نکل گئے مگر شاہزادہ سرو سہی قد کے کان مین
توپ کی آواز آئی جنگل سے نکل کر دیکھا ایک پہلوان [illegible] جاتا ہے قلعہ مین جو بادشاہ ہے منت کرتا ہے پہلوان نہین مانتا ہے
شاہزادہ گھوڑا بڑھا کر سامنے گیا کہا اب آگے نہ بڑھنا فرطوت پہلوان نے کہا تجھے کیا علاقہ ہے بادشاہ رشید تاجدار

مالک قلعہ حکا کیہ ہوا ہے ایمان میرا بڑا بھائی ہے باپ کے مرنے کے بعد اسنے کل جائداد پر قبضہ کرلیا سلطنت بھی لے لی اب مین نے چند پہلوان جمع کیے زور بازو کے بھروسے پر چڑھ آیا اب بھی مکاری کر رہا ہے سرو سہی قد نے کہا بس غرور موقوف کر شاہزادے کو بیل دیکھکر سمجھا جوان کمسن ہے زور زمین کیا کریگا یہ سوچ کر زمین پر کشتی ہونے لگی سرو سہی قد نے دو چار تگے ایسے مارے جنبنا تھمنا مشکل کر دیا آخر زیر کرلیا فرتوت نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا رشید نے جو یہ معاملہ دیکھا دل مین جل گیا فرتوت کو مسلمان ہوتے ہوئے دیکھا دل مین کہا دونون کا قتل کرنا واجب ہوا مگر تدبیر سے یہ شیر دام تزویر مین آئینگے اگر اسوقت ذرا بھی بولونگا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات نہ پاؤنگا دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کہا سلطنت کیا چیز ہے جان تک حاضر ہے وزیرون نے بہکا کر مجھکو تمسے لڑوایا اب مین سرکشی سے باز آیا تم سلطنت کرو ملک و مال لو مین گوشۂ عافیت مین بیٹھکر عبادت پروردگار کرونگا فرتوت نے کہا کیسی سلطنت ای برادر اس شیر کی اطاعت کرو مین اسکا تابعدار ہوا جو یہ حکم کہتا تھا وہی کرونگا اس شہریار کو بادشاہ کرو ن مین سپہ سالار بنون شہرون کو تسخیر کرین ای برادر راہ خدا مین لڑین مرین اب حضور کو اندر لیچلو پوچھون ایسے جلیل کیا باعث ہے کہ یکہ و تنہا یہان آئے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہے رشید قدمون پر شاہزادے کے گرا کہا ای شہریار مین نے لات و منات پر لعنت کرکے آپکا مذہب قبول کیا سعادت ابدی کو حصول کیا یہ کہکر کلمہ پڑھا فوج کو بھی اشارہ کر دیا سب اسی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے باجے انداز بجاتے ہوئے چوب و چماق ہاتھ مین زر نثار کرتے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف شاہزادے کو دار الامارۂ شاہی مین لائے فرتوت و رشید نے بہ منت خوشامد تخت پر بٹھایا شاہزادہ قبول نہ کرتا تھا کہا ای برادر فرتوت ہم بڑی مصیبت مین مبتلا ہین شہر ہوش ربا سے یکہ و تنہا نکل آئے جنکے ساتھ پرورش ہوئے اُنکے بھائیون کا ساتھ چھوٹا فلک نے اس کمسنی مین لوٹا ہمارا اختر طالع اور کوکب عالی وقار کا ستارہ گردش مین آیا جاکر طلسم نور افشان مین مقید ہوا اُسکی رہائی کو جاتے ہین اگر طلسم فتح کیا تو لیاقت ٹھیک ہے ورنہ ہماری جرأت مین تشکیک فرزند نور الدہر بن بدیع الزمان فرزند احمد نوجوان یہ سب ہمارے ساتھ پیدا ہوئے اور بڑے ناز و نعم سے پرورش پائی اس سفر مین وہ بھی شاہزادگان والا تبار ہمسے چھوٹے بس آج شب بھر تم لوگ بڑے تکلف سے ہماری دعوت کرو دونون بھائی بمحبت اپنے کاروبار مین مصروف ہو ہم کسی طرح ٹھہر نہین سکتے صبح کو ضرور بالضرور جائینگے ہم بدون فتح طلسم نور افشان آرام نہ پائینگے یہ سنکر فرتوت کو سناٹا آگیا نام طلسم سنکر قلب تھرا گیا عرض کی ای شہریار اب دو چار مہینے یہان رہیے نجومی رمال جمع کرین سامان فتح طلسم مہیا ہو اور ہمارے بھائی صاحب نے ایک بڑی خطا یہ کی کہ ہمکو تو نکالدیا یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے سفاک زنگی وہان کا حاکم ہے بڑی پہلوانی بھی رکھتا ہے جب ہم قلعے سے نکلگئے وہ چڑھ آیا بھائی صاحب کو خوب ستایا ملک پر قبضہ کرلیا آخر انھون نے خراج دینا قبول کیا خراج اُسکو دیتے ہین جب خراج نہ جائیگا وہ بھی فساد برپا کریگا اُس سے بھی مقابلہ ضرور ہے شہزادے نے کہا ای برادر سب کانٹون کو بعد فتح طلسم نور افشان دیکھ بھال لینگے یہ بڑی ضرورت ہے ایک صاحب شوکت وہان قید ہے ایک شیر دلیر نور نگاہ صاحبقران فرزند ایرج نوجوان اس تباہی مین اپنی مان سے چھوٹا ایسی تباہی تھی کہ فرزند کی یاد مان کو نہ رہی فرار کی جتنا سہی اُسکی بھی تلاش ضرور ہے اُسکے واسطے قلب ناصبور ہے اگر سفاک زنگی تم پر لشکر کشی کرے اُس سے مقابلہ کرنا تم کیا کسی سے کم ہو ہم بھی اگر خدا چاہیگا زندہ پھرینگے تمہارے دشمنون سے سمجھینگے اگر قضا قریب ہے ملاقات ہماری تمہاری روز حشر پر گئی یہ سنکر فرتوت بے اختیار رونے لگا عرض کی ای شہریار مین نے قدم چھوڑنے کو یہ غلامی اختیار نہین کی جو قصد کیا ہے بسم اللہ ہم ضرور ساتھ چلینگے حضور کو تنہا نہ چھوڑینگے رشید تا حد امکان دونون کی باتون پر ہنس رہا ہے اپنے سفیرون سے کہتا ہے یہ دونون خوب خیالی پلاؤ پکا رہے ہین بیوجہ بلبلا رہے ہین مین دونون کو

ابھی گرفتار کر لیتا ہون گرفتار کرکے خدمت مین سفاک زنگی کی لیجاؤنگا وہ دونون کو قتل کریگا یہ کہکر چھپانے عرض کی حضور
ماحضر تیار ہی شاہزادہ فرتوت کا ہاتھ تھام کے اندر شاہور عیار بھی ساتھ ہو اسنے جھکے سے کئی مرتبہ شاہزادے سے کہا کہ
اے شہریار یہ پیر نابالغ مکار معلوم ہوتا ہی شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تعجب کا کہا ہمین کسی کی مکاری و
غداری سے کیا کام شب بھر کے مہمان ہین صبح کو چلے جائینگے کیا ہمین یہان رہنا ہی شاہور ناچار خاموش ہو رہا مگر
رشید ملعون نے سب کھانا آغشتہ بہ داروے بیہوشی پکوایا اور شراب مین کباب مین بیہوشی جب ان سب نے کھانا کھایا
جو ہاتھ دھونے کو اٹھا زندگی سے ہاتھ دھویا بیہوش ہو کر زمین پر گرا رشید ملعون نے فورا آہنگرون کو بلا کے فرتوت و
شاہزادہ سرو سہی قد کو مع شاہور عیار کے سلسلہ مطوق کیا اور نصف شب کو جاکر فوج فرتوت پر شبخون مارا اور
سب بیچارے سپاہی بے سردار کیا کر سکتے تھے شکست فاش کھا کر درہ ہائے کوہ مین جاکر مخفی ہوے اس ظالم نے سب مال و
اسباب لوٹ لیا صبح کو فرتوت و سرو سہی قد و شاہور عیار کو ارابے پر ڈال کر طرف سفاک زنگی کے چلے ادھر
خزانہ دیتا ہی صبح کو جو شاہزادہ سرو سہی قد بیدار ہوا اپ کو اس حال بدحال مین پایا فرتوت بھی ہوشیار ہوا انسے
لوگون کی کیونکر شہریار نے غور کیا تھا کہ یہ بچہ نابکار و غدار ہی شاہور نے عرض کی مین نے بھی تو آگاہ کیا تھا کہ یہ
مرد مکار ہی مگر حضور نے کچھ خیال نہ کیا آخر کو یہ روز سیاہ فلک نے دکھایا شاہزادے نے فرمایا کہ کچھ مقام تردد نہین کہ
یہی مرضی الہی ہی جو اپنے سامانات پیش آئینگے وہ نزدیک پروردگار عالم کے بہتر ہی وہی ہوگا عیار خاموش
ہو رہا کا کوئی ... سفاک زنگی اسیطرح شکار کے صحرا مین آیا تھا اسکو خبر معلوم ہوئی کہ رشید تاجدار
نے بعد اور خرابی کے سلطنت قدیم کو ... پرستی کی زبردستی ہی کہ چند مسلمانون کو اُسنے قید کیا آپکی خدمت مین لاتا
ہی ان مسلمانون مین فرتوت بھی شکیب ہو ... کر فرتوت بجانی پر خوش ہو کر گیا تھا عین وقت پر فرزند ارجمند بادشاہ
اسلام آ پہونچے فرتوت کو زیر کیا فرتوت صدق دل سے مسلمان ہو گیا رشید تاجدار نے ظاہر مین کلمہ پڑھا اور
باطن مین آتش پرست رہا مگر دونون جوانون کو گرفتار کیا قید کیے ہوے آتا ہی یہ سنکر سفاک زنگی اُسی مقام پر ٹھہر گیا
راستہ سے رشید نامدار ان قیدیان بلا کو لیے ہوے آ پہونچا سفاک زنگی نے سب حال رشید سے دریافت کیا
رشید نے کل کیفیت بیان کی کہا اے بادشاہ جمجاہ اے جلوان عالیجاہ یہ جوان آفتاب مثال خورشید جمال نیر آفتاب
آسمان ... بستان ہی نور نگاہ بادشاہ اسلام سرو سہی قد نام فلک مقام ہمارے دام تزویر مین آگیا جو مناسب
ہو حکم دے سفاک زنگی نے حکم دیا کہ یہ لوگ ... اپنے شہر مین لیجانا مناسب نہین اسی صحرا مین دار مین استاد
کرا دو نور اور مین استاد ہوئین ارادہ قتل کا ہوا جلاد آکر شلتبین لگانے لگے کہ عین وقت پر شاہزادہ مہران جوان بخت
... نام شیر شکار جو شاہزادے کے تعاقب مین بیٹھے تھے آکر اُسوقت پہونچے کہ اپنے شہریار کو زیر تیغ پایا یہ سانحہ دیکھکر
تلوارین کھینچ کھینچکر گرے شاہزادے کو حیرت رہا کیا سرو سہی قد نے سفاک زنگی کو زیر کیا یہ فورا بصدق دل مسلمان
ہوا رشید ملعون کو بھی شاہزادے نے قتل کیا سب فوج نے امان مانگی شہزادے نے ... کر لیا قلعہ سفاکیہ تک
عملداری ہوئی سفاک زنگی و فرتوت کی ڈیڑھ لاکھ فوج کا شمار ہوا جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط
گرم ہوئی تو شاہزادہ سرو سہی قد نے کہا یارو یہان رہنے سے کیا فائدہ ہی ہم طرف طلسم نور افشان کے جائینگے مشہور
ہی کہ وہان کے کب ویران نہین ہین جاکر انکو تسخیر کرینگے سب نے کہا بسم اللہ ہم حضور کے ہمراہ ہین جو مناسب ہو
مگر سفاک زنگی نے کہا ایک ہفتے کی مہلت چاہتا ہون سرو سہی قد نے کہا جبتک تم لشکر تیار کرو ہم شکار کھیل آئین
ان سب نے قبول کیا شاہزادہ سرو سہی قد مع اپنے عیار کے شکار کو آیا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک صحرا مین آ

دیکھا دیہات کا میلہ آراستہ ہی ایک محل سے صورت سامری پیدا ہوتی ہی سب اسی آرزو مین جمع ہین شاہزادے نے دیکھا بیٹا
غنچہ بچہ پھول جلیل بنا سب نے اسکو سجدہ کیا شہزادہ پہچانا گیا درخت پارہ بسوختی کا سایہ پڑا اُس سے بجلی گری شہزادے کو اٹھا لیگئی سجدہ موقوف ہوا مگر
شاہجور خدمتگار بنکر قرطوس زمیندار سے پوچھا کیون حضور یہ جوان کون تھا جسپر بجلی گری قرطوس نے کہا تیس کوس پر ایک باغ ہی اُسمین چند
کنیزان خداوند رہتی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہی جو کوئی اُس راستے سے جاتا ہی جل جاتا ہی یہ انگوٹھی پہنلو جب بجلی
چمکے ہاتھ بلند کرکے آواز دینا بنام قرشادہ قرطوس زمیندار تیر بجلی نہ گریگی باغ مین جاکر نسرین عذار سے سب حال
پوچھنا وہ بتلا دیگی عیار انگوٹھی لیکر جنگل مین آیا انگوٹھی نے دستگیری کی پہر بجلی نہ گری باغ مین پہونچے دیکھا تو کنیزین وسط
باغ مین بیٹھی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہی شاہجور کنیزون مین ملگیا نسرین سے پوچھا اُسنے کہا کیا کہون بدنامی ہوگی
ملکہ عالم اُس جوان پر مائل ہین وہ نہین مانتا مگر ایسا جوان کبھی نگاہ سے نہین گذرا یہ ذکر تھا کہ ملکہ پیدا ہوئی نہایت حسین
ہیولی مین سرو سہی قد بعد شوہ مدگر دیکھی سو کنیزین خوش و محفل مین آکر بیٹھی شاہجور نے گلرنگ ڈرومنی کو بیہوش کیا اسکی
شکل بنکر ملکہ کو مع کل کنیزون کے بیہوش کیا شاہجور کو یہ خیال تھا کہ شاید اس نازنین نے سحر سے اچھی صورت نہ بنائی ہو
بیہوش کرکے اسکو ستون سے باندھا جابجا ہین ملکہ کی سوزن دیکر ہوشیار کرکے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی
اور کہا مین دمامہ کی نواسی ہون جب سے وہ ملک برباد ہوا اس صحرا کو آکر آباد کیا اب آپکی کنیز ہون جہان آپ جائینگے مین
بھی جلو مین ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیان میرے ساتھ ہین سب کو لیکر آپکی مدد کو موجود ہون جو کچھ مجھسے ہوسکیگا قصور نہ کرونگی شاہجور
عیار نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن معلوم ہوتی ہی فوراً ملکہ کو ستون سے کھولا اور سب کنیزون کو بھی ہوشیار کیا عیش و
نشاط گرم ہوئی شاہزادے کو اسکے شریک ہونے کی بڑی خوشی ہوئی کلمۂ طیبہ ملکہ کو تعلیم کیا بہر نوع اس گروہ سے بیان سے ارادہ
ہی کہ اول طلسم نور افشان پر پہنچین کوکب و بہران کو رہا کرین بعد غزو سیہ باختر پر چلین الغرض یہ تینون شیر غاب جیرون بردال کوہ
سوسنی مین یہ ساحر مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے تخت پر شاہزادہ سرو سہی قد ایک طرف مہران جوان بخت ایک جانب
ضیغم شیر شکار اس گروہ سے طرف طلسم نور افشان کے چلے مگر سکندر زرین پوش زرین علم نے غضب [illegible]
مین پرورش پائی حسین جمیل بہادرون کا کفیل رونق افزا ہی باپ سے کہ ملک گیری کیجیے چلیے شہر نیم گریان ملک برسر
غزو سیہ باختر چلیے وہان بڑے بڑے بہادر جمع ہین اگرچہ ایک بہادر کو بھی زیر کیا تو نام ہوگا باپ اچھا کہکر ٹال دیتا ہی
کبھی کہتا ہی بیٹا شیران دشت نبرد سے مقابلہ دشوار ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے سکندر سے آکر بعد دعا و ثنا کے شاہی
عرض کی کہ طولاب شمشیر زن حاکم قلعہ کوہستان بڑا پہلوان زبردست ہی کئی ملک اُسنے تسخیر کیے طرف طلسم نور افشان
کے جاتا تھا آپکے ملک کا نام سنکر ہمارے مقابلے اسطرف آتا ہی پہونچا چاہتا ہی اپنے ندیمون سے اُسنے ذکر کیا کہ شاہنشاہ
زرین پوش سے خراج لونگا سکندر نے کہا اُسکی کیا مجال اگر یہان آئیگا ہاتھ سے مردان عالم کے مارا جائیگا اس تیغ بیدریغ
سے پناہ نہ پائیگا شاہنشاہ تو کانپ گیا کہا ای فرزند وہ جوان بڑا صاحب طاقت ہی سکندر نے تیوریان چڑھا کر جواب
دیا پھر کیا کہون خراج دیدین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد تیرہ نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا طولاب شمشیر زن
پشت کرگدن پر سوار پشت پر دو لاکھ فوج جرار آکر فروکش ہوا نامہ دیکر اپنے ایلچی سہیل اژدر سوار کو پاس
شہنشاہ زرین پوش کے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ کو سمجھاؤ ہماری خدمت مین اُسکو لاؤ اگر بسہولیت نہ آئے تو بجبر
کشان کشان سامنے ہمارے لاؤ ہم بدون خراج لیے ہوے آگے نہ بڑھینگے بیان دربار شہنشاہ آراستہ ہی سکندر
دنگل زرین پر جلوہ فرما کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ سہیل اژدر سوار نامہ ایلچی طولاب کا در دولت پر
حاضر ہی سکندر نے کہا بلالو سہیل اندر آیا مثل لات بہ ستون کے صاحب سلامت کی کسی نے جواب نہ دیا غضبین

کا پنچا ہوا قریب سکندر زرین پوش زرین علم آیا کہا او طفل زنگل سے اُٹھ مین بادشاہ سے کچھ جواب و سوال کرونگا سکندر
نے کہا لاؤ نامہ ہمین دو ہم جواب باصواب دیتے سہیل نے کہا پڑھنے کی کیا ضرورت ہے سکندر نے کہا اُس نامہ کا جواب
جنگ دیتے ہین جا کر طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جرات و شوکت ظاہر ہو جائیگی ہم خراج نہ دینگے سہیل نے کہا او طفل
بے ادب تیری کیا مجال ہے کہ جواب سخت دے مین خالی ایلچی نہین ہون تمہاری بھی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا طولاب ہمارا
پہلوان سب پر غالب ہے تجسے خراج کا طالب ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کی گردن پکڑ لے سکندر نے کلائی پکڑ کر طمانچہ مارا
سہیل چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا سکندر سر پر اُسکے کھڑے ہین جیسے ہی آنکھ کھولی ملک الموت کو قریب پایا آنکھین
بند کر لین سکندر نے کہا او مغرور کیون شرماتا ہے جا اُٹھکر چلا جا تجھ ایسے نامرد کو قتل کرنا ننگ ہے سہیل نے کہا او جوان تو نے
غضب کیا سر دربار مجھکو ذلیل کیا اب تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا یہ کہکر تلوار کھینچی کہ جیتے اُٹھتے اُٹھتے تلوار کا مارا سکندر نے بڑھ
بچا کے تلوار اُسکی اپنے قبضے مین کی وہ لپٹ پڑا اور زوری کرنے لگا سکندر نے تیسرے پیچ مین کرنے پر لاد کے دے مارا
نامہ لیکر پھاڑ ڈالا وہ منتین کرنے لگا سکندر نے چھوڑ دیا سہیل روتا پیٹتا سامنے طولاب کے گردن سوار کے آیا کہا
حضور مجھکو سیکڑون پہلوان لپٹ گئے بیٹے نے شہنشاہ زرین پوش کے نامہ چاک کر ڈالا بڑا سرکش ہے آپ طبل جنگی
بجوائیے طولاب نے حکم دیا طبل جنگی بجا جواہر نے سکندر کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی گرگرایا چار پہر رات تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر بطور قاعدہ قدیم جمے سہیل حسرت سے میدان مین نکلا سکندر ہی کو للکارا سکندر زرین پوش
بعد جوش و خروش شہنشاہ نامور سے اجازت لیکر مقابلہ سہیل مین آیا نیزہ چلنے لگا چند طعن مین نیزہ سہیل کا ہوائی کیا
اپنے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کر سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا سہیل اژدر سوار کے دو ہو کے ہوے طولاب
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا غصہ مین گینڈے کو دوڑا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا نگاہ اُٹھا کر فوج ظفر موج سکندر
کو دیکھا لشکر قلیل بعنایت لطف سے آراستہ ہے مقابلے مین سکندر زرین پوش زرین علم کے آیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر
سرسبز محو ہو گیا کہا اے جوان تو نے دو خطائین کین نامہ چاک کیا مادولت کے پہلوان کو آنکھون کے سامنے مارا اگر مین
تیرے سن کو دیکھکر رحم کرتا ہون خطا بھی معاف کی جو ایسے بہادر کے مقابلہ مین ٹھہر گیا لات و منات کو سجدہ کر اپنے لشکر
کا بادشاہ کرونگا تمام دنیا مین گزر و سکہ تیرے نام کا جاری ہوگا کیا مجال کسی کی جو تجھسے مقابلہ کر سکے سکندر نے بتہور
غضب جواب دیا بس لات و گزاف موقوف کر کچھ زور بازو دکھا بہتر اسی مین ہے کہ جلد خداوند مجھ کو سجدہ کر ورنہ
ابھی سزائے معقول پائیگا اِس سہیل کے جہنم مین جائیگا طولاب نے کہا اے جوان ابھی تو نے نشیب و فراز عالم نہین دیکھا
شاید کہ میرے نام سے تو آگاہ نہین مقام تاسف ہے کہ سلطان زرین پوش نے تجھے سمجھا نہ دیا صدہا پہلوان کوہستان
کے مین نے زیر کیے ہین جسقدر کہ پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب میرے ہی زیر کیے ہوے ہین مین نے سلطنت صرف
پہلوانون کے بھروسے پر نہین کی مین دعوی زور بازو رکھتا ہون اگر تو کسی طرح یہ نہین مانتا تو آ یہ تلوار میری خداوند
لات و منات کا قہر ہے سنان نیزہ زہر ہے مجھسے کشتی مین مقابلہ کر مین تجھکو زیر کر کے اپنا رفیق بناؤن سکندر نے کہا تیری
قضا دامنگیر ہے نیزہ اُٹھا کشتی کی بھی نوبت آجائیگی طولاب نے جھلا کر نیزہ مارا سکندر نے نیزہ نیزے کی سنان پر لیا
چند طعنون مین تیرہ طولاب کا نکال دیا طولاب نے نعرہ کیا او طفل تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین
تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر غصے مین چھوٹا تیغہ نیام سے کھینچا حقیقت مین تیغہ برق تاب
چہرہ اُسکا برہتاب خمدار خبردار کہکر ہاتھ مارا سکندر نے قصد کیا زیر بغل جا کر گا ٹھون ملکہ لپٹ پڑ دن فن کشتی مین آئے
زیر کر دن قضا سے کار وہان پر موشخانہ تھا مرکب نے سکندر کی کھائی گردہ سپر کا سر سے ہٹا خود بھی سر سے گرا طولاب

کا تیغہ پڑا زخم کاری سکندر کے آیا سکندر نے جیسا ہی کر کے زخم سر بائین ہاتھ سے تھا نا جواب مین وار کیا طولاب
نے گینڈا اپنا لیا وار سکندر کا خالی گیا سر پھر کر زمین سے جا ملا طولاب نے قصد کیا سر کاٹ لون حمراجہ نے اہالیان
فوج کو آواز دی شاہزادے کو بچاؤ کچھ لوگ دوڑ پڑے اُس مغلوبہ مین گھوڑا سکندر کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا شاہنشاہ
زرین پوش نے جو دیکھا کہ شاہزادہ زخمی ہو گیا اب مقابلہ دشوار ہی بخوف جان تمام فوج کو لیکر اپنے قلعے مین بھاگ آیا قلعہ کا دروازہ
بند کر لیا طولاب نے چہار جانب سے قلعے کو گھیر لیا اب اپنا علاج کرنے لگا اور حال سکندر زرین پوش زرین علم کا
گذارش کیا جاتا ہی کہ گھوڑا انکو معرکۂ جنگ سے لیکر نکلا صبح ہوتے ہوتے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا قضائے کار یہ صحرا
کوہستان ہی قاموس شتر سوار طولاب کا بھائی یہان حاکم ہی جو صبح کو واسطے سیر کے صحرا مین نکلا ہی ایک شخص نے کہا دیکھیے ایک
مرکب باد رفتار چر رہا ہی ایک شخص نے کہا اُسکا سوار بھی زیر نخل پڑا ہی زخمون مین چور چور ہی مگر قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہین
چھوٹتا قاموس یہ سنکر قریب آیا جمال جہان آرا شہزادے کا دیکھکر حیران ہو گیا اور منگوا کر سکندر کو سوار کیا
مرکب کو بھی ہمراہ دیا قلعۂ کوہستان مین لایا جراح کو بلایا زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھا دین اس انتظار مین بیٹھا
رہتا ہی کہ یہ جوان آنکھ کھولے تو حال پوچھون حقیقت مین بڑا دلیر ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی ہزارون سے لڑا نیزون کے
بھی زخم ہین بعد چار پہر کے سکندر نے آنکھ کھولی دیکھا ایک تاجدار نگہبانی کر رہا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر اٹھ بیٹھا
قاموس شتر سوار سے پوچھا یہ کیا مقام ہی قاموس نے کہا مین یہان کا شاہ ہون آپکو مرکب نے میری حوالی مین پہونچایا
بہادر جانکر اٹھا لایا جو کچھ ہو سکا علاج ہی کیا مجھے خود دیکھو آپکی جرأت پر محبت ہوئی کیا کسی مقام پر قزاقون نے گھیر ا تھا مال
لینے کا ارادہ کیا تھا مگر آپنے بڑا کمال کیا کہ مال بچایا مین عاشق صادق حضور ہون سکندر نے اسکی جرات کو پسند کیا
کہا ہی پہلوان قزاق ہمین کیا گھیرینگے شاہنشاہ زرین پوش کا مین فرزند ہون سامان لشکر کشی ہو رہے تھے کہ طولاب
بعید شد و مد میرے قلعہ پر پہونچا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے زخم کھایا مگر اُسکو بھی زخمی کیا زخمداری مین مرکب بھگر یہان
نکال لایا ہی نہین معلوم وہان لڑائی مین میرے والد نامدار سے کیا گذری یہ سنکر قاموس شتر سوار کو سناٹا آگیا اور محبت بدل
بہ دشمنی ہوئی دل مین سوچا اگر بھائی صاحب سُنینگے نہایت آزردہ ہونگے کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی بسبب
کمسنی کے قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہی بہتر یہی کہ اسکو بیہوش کرون قید کر کے خدمت مین بھائی صاحب کی لیچلون بہت خوش
ہونگے اس خیال مین تین دن شاہزادے کا علاج کیا یہ بھی خیال مین ہی کہ بھائی صاحب سے اس جوان کی خطا معاف کرا دونگا
اپنا رفیق بنا دونگا چوتھے دن شب کو شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا صبح کو ارابے پر سوار کر کے بیس ہزار سوار اپنے
ساتھ لے طرف شہر زرین پوشان کے چلا مگر سر جھکائے ہوے کچھ زور نہین مگر جواہر خنجر زن عیار سکندر شاہزادے
کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا یہ حال سکندر کا دیکھکر طرف اپنے قلعے کے بھاگا پھر سوچا کہ شہنشاہ تو خود قلعہ بند ہین باہر بھی
نہ نکل سکینگے اُنسے کیا ہو سکیگا وہان جانے سے کیا فائدہ لشکر مین داخل ہو شاید کوئی صورت بن پڑے یہ سوچ کر بشکل فقیر اپنے تئین
آراستہ کیا لشکر مین قاموس کے آیا ایک مقام پر بیٹھا سب معاملہ دیکھا کیا قید خانے کو تاکا دیکھا ایک کمیدان و چالیس جی
و پر خیمہ پر نگہبان ہین شام کو جواہر ایک گوشے مین آیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا پرنجی تھالی ہاتھ مین اسمین موتین بھوگ گرما گرم کچھ
پھول کچھ ہار سب پر بیہوشی پڑی ہوئی ایک چراغ آٹے کا بنا کر چار بتیان اسمین روشن کین گوری گوری صورت کمسن آدھی ساہی
باندھے آدھی اوڑھے ہوے چھاج ڈلیان بتاتا ہوا چلا سامنے اُس قید خانے کے نکلا ایک سے جو چلا پہرہ چھینٹا ہر ہر آدم
ہوا ہر قابگی کمیدان نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر بھی ایک نظر دیکھنا چاہا دے آوازے کہنے لگے کوئی کہتا ہی
کیا اکڑ بان مین آہوان شیر گیر کوئی کہتا ہی نگاہ غضب کی ہی کوئی کہتا ہی چال تو دیکھو کیا قیامت کی ہی ایک موزون طبیعت بولا

بھائی کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابرو خنجر آبدار ہم تو ذبح ہو گئے اس سے پرشاد ضرور لینگے جانے نہ دینگے دو چار
نے آکر گھیرا اس مالن نے تھال لاکر گھیرا ان کے سامنے رکھدیا کہا آپ افسر ہین ان سب کو تقسیم کر دیجیے لیکن ٹھاکر جی کی
مورت کو ابھی بھوگ نہین دیا ہضم ہوگا بھون کے لیے سنکھیا بنجائیگا مالن مٹی کسی نے ہار اٹھایا کسی نے پھول سونگھے
کسی نے حلوا کھایا اور یہ کنارے کھڑا ہوا آوازے پھینک رہا تھا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو ہو کر گرے جواہر نے
نیمچہ کھینچا سب کو قتل کرنا شروع کیا جب سب کو قتل کر چکا بصورت اصلی اندر خیمے کے آیا سکندر کو دیکھا سر زنجیر پر سر خم
کیے ہوے بیٹھا ہی جواہر خنجر زن نے آکر سلام کیا کہا اے آقاے نامدار جلد یہان سے نکل چلیے ایسا نہو کہ عیار قاموس
کا شاگرد نامرد عیارون کو لیے ہوے پھر رہا ہی اگر اسطرف آجائیگا تو فساد برپا کریگا یہ کہکر جلد قید شہزادے کی کاٹی اپنے
ساتھ لیکر باہر نکلا ایک گھوڑا بھی ممکن کیا اسیر شہزادے کو سوار کر لیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا چند قدم راہ طے کی تھی
کہ شاگرد پھرتا ہوا ادھر آیا آواز دی نگہبانو جاگتے ہو کچھ آواز نہ آئی جب کسی کی آواز نہ سنی شاگرد دوڑا دیکھا در
خیمہ پر لاشے تڑپ رہے ہین اندر خیمے کے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سانحہ دیکھکر باہر خیمے کے آیا بڑھکر دیکھا
وہ جوان ایک گھوڑے پر سوار اور ایک شخص رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے گلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی شاگرد
نے بڑھکر فوج والون کو آواز دی لینا یہ جوان جانے نہ پاے یہ سنکر سب سپاہی دوڑ پڑے جب لوگون نے سب طرف
سے آکر شہزادے کو گھیرا شاہزادے نے لڑائی شروع کر دی جھپٹ جھپٹ کر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے لاشون کے
انبار لگا دیے آخر قاموس شتر سوار کو زیر کیا وہ دل سے شجر پرست ہوا صبح کو شہزادہ سکندر بارہ ہزار فوج لیکر
مع قاموس طرف اپنے قلعے کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ طولاب نے قلعے پر یورش کیا ہی کہ عین وقت پر سکندر آکر پہنچا
طولاب کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق مطیع ہوا اسات کو جلسہ آراستہ ہوا طولاب نے کہا اے شہریار آجکل ایک مقام پر معرکہ
عظیم ہی وہان چلیے بڑا نام ہوگا اگر حضور غالب آے بڑا مطلب نکلیگا سکندر نے کہا مفصل بیان کر طولاب نے دست بستہ
عرض کیا اے شہریار بڑا عرصہ گذرا کہ پرچہ اخبار سے مجھکو معلوم ہوا تھا کہ قہار فیلزور بیٹا بہمن سیاہ قبا کا نور افشان
پر چڑھ گیا کو تب عالیجاہ نے عاجز ہو کر اپنے کو علامت طلسم مین گرا دیا یہ بھی خبر پائی کہ فرزندان صاحبقران بھی آئے ہین انکے
ساتھ کوئی ساحرہ بھی شریک ہی بڑے زور و شور سے قہار فیلزور وہان فروکش ہی جو ارادہ ہو تو لڑ کر مین طلسم فتح کردن شوق
انبار کرون وہین چلکر ان سب کو لوٹ لیجیے آپکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو ایک مقام سے اتنے ملک قبضے مین
آوین سکندر نے عیار سے پوچھا کیون بھئی کیا راے ہی عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا سیماب جادو کہ سکندر کا شریک
ہو مع لشکر ہمراہ ہی اسکو عیار کی راے دنیا خلاف گذرا تیور پر بل پڑے لیے ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ عیار کی عقل پکا رہندہ ہی
یہ کہکر ظاہر مین اٹھا کہ حضور بڑھین مین لشکر لیکر آونگا بعد انکے جانے کے جواہر نے کہا اے شہریار مجھکو یہ مکار معلوم ہوتا ہی
آپ الگ خیمے مین جاکر اترے جبتک یہ خیمہ استادہ کرین ایک ابر تیرہ و تار اٹھا جواہر نے کہا جلد نکلیے آفت آ پہونچی شہنشاہ
و سکندر و طولاب کو الگ خیمے مین چھوڑا آپ ایک صنعت کی شکل بنکر لشکر سیماب مین آیا جا بجا یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ ہمارے آقا لشکر طولاب و سکندر کو مٹائینگے جواہر یہ سنتا ہوا چلا کہ سیماب کا بھائی سرخاب کھڑا ٹہل رہا تھا صنعت
کو دیکھکر کہا یہان بیٹھیے شوالہ بنوا دونگا میرے بھائی بہادر بڑے سحر کر رہے ہین جواہر نے کہا تم دھونی آراستہ کرو مین تمھارے
بھائی سے کچھ بات کر کے آتا ہون یہ کہکر بھاگا کا بشکل سرخاب پاس سیماب کے آیا کہا بھائی کیا کر رہے ہو سیماب نے
کہا طولاب نے مجھکو ایک شاہزادے سے پھنسایا ہوتا مین سحر بھی کرون لوح دلواؤن پھر اسکا مطیع رہون علی میرہ
آتا ہی اسی وقت ان سب کو جلا کر خاک کرون دیکھو لکہ ہاے ابر جاتے ہین تین دن کے اندر سب لشکر تڑپ تڑپ کے مر جائیگا

جواہر نے کہا مین بھی سحر کرتا ہون یہ کہکر گلوری کھلا کر بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا پشتارہ لیکر پاس سکندر
کے آیا لشکر پر برقین گر رہی ہین ابر چھایا ہے سکندر کے سامنے سب حال ظاہر کرکے ایسا سمجھایا اب سیماب مبدل
صلح ہوا پچاس ہزار کا اپنا لشکر جسمین سب ساحر تھے ڈیڑھ لاکھ لشکر سکندر رو طولاب اس گروہ فرت طرف طلسم
نور افشان کے چلے ایک دن ایسے صحرا مین پہونچے کہ ہزارون گرمی سے بیدم ہوئے سیماب نے ایک پتلا جھولی سے
نکالا اُس سے پوچھا ارے یہ کیسی گرمی ہے اُسنے کہا سامنے درخت چنار ہے اُسکو سحر سے اکھیڑ ئیے قصر ملکہ نسیم آتش خو کا
ظاہر ہوگا سیماب نے سحر کرکے درخت اکھیڑ ڈالا دیکھا ایک قصر عالی ہے اُسمین ہزارون کنیزین تخت پر ایک نازنین نہایت
خوبصورت مسکرا رہی ہے سیماب نے سحر کیا مگر قصر نسیم آتشخو تک نہ پہونچا اُلٹا پلٹا سب ساحر بیہوش ہوگئے سکندر
نے جو یہ معرکہ دیکھا گھوڑے کو دوڑایا نعرہ شیرانہ کیا نسیم کی بھی نگاہ پڑی دونون آپس مین مائل ہوئے نسیم بھی بیہوش
ہوئی سکندر بھی بیہوش ہوگئے کنیزون نے ملکہ کو اُٹھایا نسیم نے کہا کیا مین مرگئی تھی اُس بیچارے غریب کی تو خبر لو یہ
کہکر روتی ہوئی اُٹھی ایک گوشے مین جا بیٹھی جواہر ایک کنیز نرگس کی شکل بنکر پہونچا تنہائی مین ملاقات کی سب حال
عشق کھولا عیاری سے سکندر کو لایا عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے جواہر نے حسب سامنے نسیم آتشخو کے بیان
کر دیا دونون دلدادہ مسند پر رو رہے ہین ملکہ نے سیماب کو ہوشیار کر دیا کہا ای غمخوار اصل یہ ہے کہ مین خود مختار نہین
ہون ماں باپ ساحران زبردست ہین مشمش و ودماہ کے عزیز دار ہین ملک شاہین آتشبارہ ملکہ گلشن سحر نگار
اگر انکو خبر ہو جائے میرے واسطے بڑی خرابی ہے مین آپکے ساتھ طلسم نور افشان پر چلونگی اگر وہ شریک ہو جائے تو
بڑا مطلب نکلتا ان حیلون مین ایام گذاری ہو رہی ہے یہان سے یہ ذکر ہے کہ تہمار فیلزور نے او ہام عیار کو ایک
پہلوان طرف اپنے باپ کے عرضی دیکر روانہ کیا حوالی ہوش ربا مین پہونچا جنگل مین فرزند اسد ضیغم شیر شکار
بہرام جوان بخت فرزند نور الدہر و شاہزادہ سرو سہی قد دلبند بادشاہ اسلام بھی شکار کھیل رہے تھے
ضیغم نے اُس پہلوان کو مارا فوج کو شکست دی او ہام اُسکا لاشہ لیکر بخدمت بہمن سیاہ قبا آیا بہمن فوج جرار لیکر
قلعۂ ہوش ربا پر چڑھ آیا ناچار شہنشاہ لاچین مقابلہ مین آئے ایک پہلوان اسکا اسعد تیغزن رات کو اُن خیال
سے طرف صحرا کے بھاگا کہ صبح کو مارے جائینگے ایک بیشے مین نقابدار پلنگینہ پوش یکشی کر رہا تھا اسعد کو زیر کیا
حال پوچھا اسعد نے سب حال رو رو کر بیان کیا پلنگینہ پوش اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا عین وقت پر میدان
مین پہونچا لاچین کا برا حال تھا نقابدار نے آکر بہمن کو زخمی کیا فوج کو شکست دی بہمن شکست خوردہ ایک صحرا مین
جاکر اُترا نقابدار فتح کرکے گیا لاچین نے صلاح کی کہ ان تینون شاہزادون کو لشکر امیر با توقیر مین پہونچا دین
سب کو لیکر چلا بہمن نے راہ مین آکے گھیرا لاچین لڑے مگر شکست کھا کر بھاگے راہ بھول کے دہنے طلسم
نور افشان پر پہونچے ہر چند پکار کے کہا کہ یارو ناموس امیر ہمارے ہمراہ ہین ہمکو اندر طلسم کے آنے دو مگر کسی نے
جواب باصواب نہ دیا تب لاچین مع بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین اسی آگ مین بخوف آبرو کود پڑے بہمن خونریزی
کر رہا ہے کہ نقابدار پلنگینہ پوش آکے پہونچا حال مصیبت مآل لاچین سنکر بہمن کو قتل کیا فوج کو اُسکی تار تار کر دیا بدست
انجم اختر شناس وزیر لاچین ایک نامہ مندرجہ جملہ حالات طرف امیر کے روانہ کیا وزیر نے نامہ گزرانا شکار گاہ مین ایرج کو
دیا ایرج بہت روئے اور پانچ سردار پانچ سوار ایک عیار شاہپور کو ساتھ لیکر طرف نور افشان کے روانہ ہوئے کسی کی
زبانی قاسم نے سنا یہ بھی صرف ایک عیار کو لیکر روانہ ہوئے اب یہان سے ذکر حیرت جادو و خبطا فراسیاب شروع ہوا
یعنی خورشید نگار سے شکست کھا کر بھاگی قصبہ قصبہ بھاگتی ہوئی صرف پانچ کنیزین ساتھ رہگئی ہین کچھ مرگئین ایک دن ایک

شہر میں داخل ہوا کہ وہ پرو ظلمات ہے وہان کا حاکم عقاب ابر سوار تھا زوجہ اسکی انجمن افروز بارہ لاکھ فوج کا حاکم اپنے ملک کا ناظم
ملکہ حیرت جادو سرا مین جاکر زری بستر کیا بچھا کر۔ یہ پانچون کنیزان شاہزادی کو جگانے لیے جاتی تھین جاکر کوتوال شہر سے
کہا کوتوال نے آکر کنیزون کو کلمات سخت کہے ایک نے روکر آواز دی حضور یہ کوتوال ہمکو کلمات نادرست کہتا ہے اور ہمکو
بلانا چاہتا ہے حیرت نے کہا کیا تیرے ہاتھ ٹوٹ گئے اُسنے کوتوال کو ایک طمانچہ مار دیا کوتوال صاحب کا سر اڑ گیا پیادے
دوڑے کنیزون نے سحر کرکے چالیس پچاس پیادے مارے یہ خبر انجمن افروز کو ہوئی اسنے اپنی وزیرزادی کو بھیجا
حیرت جادو نے اُسکو بھی مارا بعد اسکے انجمن افروز خود چڑھ آئی سیکڑون پلٹنین سیکڑون رسالے لاکھون ساحر سب نے
آکے ملکہ حیرت کو گھیر لیا حیرت نے سحر کرکے زمین ہلا دی ہزارون ساحر وغیرہ ساحر مارے جب سحر کیا زمین کانپ گئی آخر
حیرت جادو نے انجمن افروز کو بھی مارا اب تو شہر مین اک قیامت عظیم برپا ہوئی عقاب ابر سوار مرنا زوجہ کا سنکر خود
چڑھ آیا حیرت اسکے لشکر سے بھی خوب لڑی عقاب نے جو ملکہ حیرت کو اس کرّوفر سے جنگ کرتے ہوئے دیکھا عاشق
ہوگیا خاک فرجمشیدی مارکر بمشکل پکڑا ایک مکان مین قید کیا صبح کو سوال وصل ہوا حیرت نے گالیان دین انکار کیا چند دن
اسی طرح گذرے شمیم گیسو کشا عقاب سے کہکر چلی کہ مین راضی کرونگی قید خانے مین آکر بیٹھی تو یہ پوچھا کہ حضور کا نام کیا ہے حیرت
نے رو روکر سب کیفیت اپنی بیان کی اور کہا اگر عقاب مجھپر عاشق ہے میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو دے ہوش ربا پر قبضہ کرے
مین قبول کرونگی شمیم نے جاکر عقاب سے کہا اُسنے کہا مجھکو بدل و جان قبول ہے بزرگ میرے شمشیر و دمامہ مارے گئے ہین مین تو
ضرور انکو قتل کرونگا اس اقرار پر حیرت کو تخت پہ بٹھایا پہلے خود نذر دی بعد اسکے نذرین گذرنے لگین مگر برق جادو بیٹی دمامہ
کی جام الماس مین طرف سے صاحبقران کے حاکم ہے ایک دن صحبت مین خوب گانا ہوا گانے والی نے مالکیا برق رونے لگی کہا
ہوا گانا خواجہ عمرو پر ختم ہے ایک کنیز سے کہا جاکر انکو اٹھا لا کنیز روانہ ہوئی عمرو بہار پر بیٹھے ذبجا رہے تھے کنیز نے جاتے ہی اُٹھا لیا
لیکر چلی بمقام ظلمات مین گذر ہوا گلرنگ جادو عقاب کی دایہ اپنے باغ مین سیر کر رہی تھی اُسنے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ
ایک جانور کو لیے جاتی ہے اُسنے گولہ مارا یا ساحرہ مری خواجہ زمین پر گرے اٹھتے اٹھتے گاتے ہوئے اٹھے ایسی تانین ماریں
گلرنگ خوش ہوگئی پوچھا یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے کہا مین گانے والا ہون رات بھر اپنے گویا سوا سیر جو دیتی تھی مین بھلا نکلا
لیا اب مجھکو لیے جاتی تھی کہین جاکر قید کرتی آپنے کام لیا آپ کہان جاتی ہین یہ کون شہر ہے گلرنگ کو عمرو نے بیہوش کیا دیگر بار اُسی کی
شکل بنکر دربار مین آیا دیکھا حیرت تخت پر اور عقاب دنگل زرین پر تمام دربار ساحرون سے معمور ہے عمرو نے آکر عقاب
سے کہا اے فرزند مین نے ابھی خواب دیکھا سب خداوند آئے ہین مجھکو ساقی گری سکھلا گئے گانا سکھایا امتحان کرون یہ کہکر
ایسی تانین ماریں سب اہل محفل دنگ ہوگئے کہا اے فرزند اب ساقیگری کا امتحان لو یہ کہکر مینخانے سے شراب بڑے سلیقے سے
لائی عقاب نے کہا واہ گلرنگ کیا کہنا جب عمرو دایہ بنکر آیا حیرت حیران دیکھنے لگی پہلے عقاب سے باتون مین خوب کہہ
گئی تھی کہ برائے ساحری عمرو کا نام نہ لو وہ اس محفل مین آجائیگا عقاب کب مانتا ہے لیے دیتا نام خواجہ کا لے رہا ہے اب حیرت
بحیرت دیکھ رہی ہے دل مین کہتی ہے شاید عمرو تو نہین آگیا اگر آیا ہے طرح دو ایسا نہو مین اسکو ستاؤن کوئی آفت آجاوے
یہ سوچ کر خاموش بیٹھی ہے عمرو نے شراب دی اسنے نہ پی گریبان مین گرا لی عمرو نے سب کو بیہوش کیا نعرہ کرکے چلا کہ قتل کرون
حیرت نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو میری سلطنت برباد کی مین نے تمکو ستایا نہین تم بھی چلے جاؤ ورنہ گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگی عمرو نے
کہا کیا بکتی ہے حیرت نے باران سحر برسا دیا بت سے جادوگر اٹھ بیٹھے عمرو کہانے چلے عمرو بھاگا صحن قصر مین آیا جادوگر جاتے ہین تا
کون عمرو جاتا ہے نکل جاؤن جس ساحر نے سحر کیا عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑے عمرو نے اسکو خنجر مارا اسطرح اپنی جان بچا رہا ہے مگر جو کنیز کہ خواجہ
کو لیکر چلی تھی جب وہ مری اسکے ہاتھ کا گلدستہ سونگھا برق نے کہا غضب ہوا کنیز کو کسی نے مارا یہ کہکر چلی اس تت آکر دیکھی کہ خواجہ گرفتار

ہوا چاہتے ہین برق تڑپ کر گری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکرے اڑی آگ کر ہی دو گھڑی صحبت کی اُس گانے والی کو قابل کیا جب خواجہ لشکر امیر مین آچکے تب صاحبقران نے حال رو داد کی ایرج و قاسم سنا خواجہ سے حال پوچھا خواجہ کو خبرین گذرچکی تھین سب حال کوکب و لاچین سامنے امیر کے بیان کیا امیر نے حکم دیا لشکر تیار کرو بطرف طلسم نور افشان کے جا ئینگے بہرام نے اپنے نیمچے تیار کیے جملہ سردارون نے اپنے اپنے لشکر آراستہ کرکے سامنے صاحبقران کے حاضر کیے جسقدر امیر کو منظور ہوا اسقدر فوج ہمراہ لی اندر ایک ہفتے کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

ناظرین پر واضح ہو کہ جسقدر حصۂ اول مین مشہور عالم ہوا اب حقیر دوسرے داستان شاہزادہ سکندر و نسیم آتش خو کے تحریر کرتا ہے آنا والدین نسیم کا غفلت مین گرفتار ہونا نسیم و سکندر کا و عیاری جواہر و مذہب شجر پرستی اختیار کرنا شاہین کا اور ساتھ ہو کر شاہزادے کے روانہ ہونا طرف طلسم نور افشان کے باقی حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان　　کہ لکھنا ہے مجھکو نئی داستان
طلسمات کی سیر کرنا ہے اب　　کہ ہے فتنۂ نور افشان لقب
نئے سحر ہین اور نئی فکر ہے　　حقیقت مین مجھکو بڑی فکر ہے
مرصع خیالان شیرین سخن　　تہور شعاران شمشیر زن
یہ مژدہ چمن کو ہے کہ یکایک ملا　　گل فتنۂ نور افشان کھلا
ہوئے محو بلبلین نغمہ زن ہائے ہین　　اکڑتے تھے سرو چمن باغ مین
نہالان گلزار ہین سبز پوش　　ہوا ہنر کو بحر الفت کا جوش
سر سرو ہین قمریان وجد مین　　گل و غنچہ و باغبان وجد مین
تو گلچین و صیاد ہین نوحہ خوان　　زمین سے نکلتا ہے ہر دم دھوان
صبا صحن گلشن مین اترا گئی　　بہار آگئی لو بہار آگئی
تھا ابر اے ساقی باخرد　　پلا جام رندون کو باشند و مد
طیوران گلزار ہین نغمہ زن　　نوید خوشی ہے چمن در چمن
یہ ساقی سے تاکید ہے دمبدم　　پلا جام صہبائے لطف و کرم
زمانے کی سوزش سے دل آگ ہے　　مجھے مانگنا جام کا ننگ ہے
ہے کہ انقلاب جہان خراب　　کہ ہر وقت دنیا مین ہے پیچ و تاب
کبھی شکر کرنے کی عادت نہین　　خدا کی خدائی مین مہلت نہین
شکایت کے ہر وقت سامان ہین　　کیا دور کا ہے اہل ایمان ہین
کہان ہے تو اے ساقی گلعذار　　دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار

پھرہ رہبرو ان منازل جانبازی رفتاران طلسمات سرفرازی راویان قصہ خوانی و حالسیان حکایات ممالک خوش بیانی حالات حیرت آیات فتنۂ نور افشان بعد علم و شان یون تحریر کرتے ہین شعر مصنف مغنی نغمانی کہ آمد بجان چو درین زیر چرخ کبود آسمان بادرین پردہ آواز نالہ جو فن بہ احوال جم باہ احوال کو محرران قصہ سحر آئین و راقمان فسانۂ دلنشین یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم باغ مین ملکہ نسیم آتشخو کے جلوہ فرما ہین جب گھبرا کر شاہزادہ کہتا ہے کہ اے شاہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی تمھاری محبت نے مجکو روکا ہے اب چلنے کی تدبیر کرو ورنہ ہم خود جائینگے مجکو ہر آن فکر ہے نہین معلوم اُس بیچارے لاچین و کوکب پر کیا گذری وہ شاہزادیان پروردگان مہد ناز و نعم اُنپر یہ رنج والم نہین معلوم اُنپر کیا گذرتی ہوگی اصل یہ ہے کہ اُن لوگون نے نکال کیا طلسم کی بلا مین اپنے کو پھنسایا اب کوئی جلیل پہونچے لوح طلسمی ہمکو ہر وہ باغی جو کوکب سے پھر گئے ہین تب جا کر اُنپر دباؤ پڑے اور شاید کچھ اُنکو خوف پیدا ہو مگر یہ باغی بہت مشکل ہین الیا ہی کوئی صاحب سطوت و شوکت ہو کہ جاتے ہی آفت برپا کردے پہونچنا ہی دشوار ہے مگر اے جان جہان آرام دل مشتاقان تمے ہمکو بلا وجہ روکا مگر ہمکو دل نے پھنسایا ورنہ اب تک در بند فتح کیے ہوتے رخیان نور افشان اپنی بدنصیبی پر روتے ملکہ نے فرمایا صاحب سنو مین بھی تو گرفتار دام محبت ہون اپنی بے اختیاری پر محو حیرت ہون تم بتاؤ کہ مین بدنصیب کیا کرون اگر تمکو جانے دون

سدرہ فراق مین مردون ساتھ چلنے کا ارادہ ہو یہ خوف ہی کہ ایسا نہو ماں باپ سمجھا کرین راہ مین بڑی مشکل ہو چار اپنے بیگانے
اس بات کی خبر پائین کہ کنواری لڑکی ماں باپ کو دم دیکر آشنا کے ساتھ بھاگی جاتی تھی ماں باپ نے آکر گرفتار کیا اب
انسے دیکھیے کیا گرتی ہی یہ عورت مرد وسے بد مرتی ہی پھر فرمائیے تو تمکو کیسی مشکل ہوگی نہین معلوم کس کس پر کیا کیا گذرے لہذا
ای شہریار چندے ٹھہر جائیے چلکر طلسم مین کھلبلی ڈال دینگے ہمارے سحر سے وہ کیا بچینگے سکندر نے کہا ای ملکۂ عالم ہم آٹھ
دن کا آج سے وعدہ کرتے ہین اگرچہ آپ نہ چلینگی تو ہم ضرور جائینگے اگر نہ ارادہ فرمائیے گا تو بھی ہم جائینگے رکنے مین ہمارے
لیے بڑی بدنامی ہی ملکہ نے کہا صاحب مجھے تمھارا رنجیدہ کرنا منظور نہین مین بھی ضرور چلونگی جان دونگی مگر تمھارا ساتھ
نہ چھوڑونگی ان دونون مین یہ باتین محبت کی گھاتین ہورہی ہین ایک کنیز نے جاکر ملک شاہین انکے باپ سے سب
کیفیت بیان کی شاہین یہ سنکر جلگیا کہا چلکر دونون کی بوٹیان کاٹ کر کباب کھاؤنگا آخر یہ شاہزادہ کون ہی کیونکر یہان
پہونچا کنیز نے کہا واری سلطان زرین پوش کا بیٹا ہی ادھر سے جاتا تھا کنیزان ملکہ شوخ و شنگ پامالی کرنے لگین
سحر کرکے اسکو بیہوش کیا وہ شیر بیشۂ جرات جب سامنے آیا حقیقت مین حسین و جمیل جرات مین بیعدیل ملکہ اُسپر مائل ہوئین
اُسکی تیغ ابرو کی گھائل ہوئین ایک مہینہ گذر چکا صحبت راز و نیاز رہتی ہی لونڈی نے اسواسطے عرض کیا کہ شاید حضور
کو کسی اور وجہ سے خبر ہوتی مین لائق گردن زدنی ٹھہرتی شاہین نے کہا مین ابھی جاتا ہون جو گذریگا ثابت ہوگا
یہ کہکر پرواز سحر سے پیدا کیے چمک کے نکلا گلشن اسکی زوجہ الگ برج مین بیٹھی تھی شوہر کو جاتے ہوے دیکھا گھبرا گئی
کنیز سے پوچھا اُسنے سب حال مفصل بیان کیا یہ سنکر گلشن بھی چلی شوہر کو پکارکے آواز دی صاحب ٹھہر جاؤ مین بھی
آتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر شوہر کے پہونچی دیکھا شاہین غصے مین رنگ رو متغیر متردد و متحیر گلشن گھبرا گئی کہا صاحب
اُس بدنصیب کو جاتی ہو اُس مہینے تک روکے رو دی مانگتی تھی آپین سلامت کجا کنیزون نے انکو آوارہ کیا شاہین نے کہا اب کہ
چلکر قتل کرونگا گلشن رونے لگی کہا صاحب بعد مدت یہ خبر ملی میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آپ پلٹ چلین شاہین نے کہا تم جاتی ہو
مین کسی کام مین کمی نہین کرتا اب تساہل بیکار ہی یہ کہکر جلدی جلدی جاتا ہی یہان یہ دونون مثل شیر و شکر بیٹھے ہین
باتین راز و نیاز کی کررہے ہین کہ آسمان سے لکہ ہاے ابر پیدا ہوے برق کی چمک رعد کی گرج اسقدر ابر جلدی آیا کہ ملکہ
نے باغبان کھولا تھا چاہا کہ طائر روانہ کرون ابر سر پر چھا گیا مہلت نہ ملی چاہتی تھی پہلوے شاہزادے سے اُٹھے
بجلی چمک کر زمین پر گری اُسکی ضو سے آنکھین بند دل دردمند کنیزین بیہوش ہو کر الگ گرین اب سب نے دیکھا
شاہین و گلشن ابر سے پیدا ہوے دونون زن و شوہر مسند پر بیٹھے بیٹھے داماد کی مشکین باندھنے لگے اُسوقت
جواہر خنجر زن پریشان ہوا ایک ڈومنی کی شکل بنا بیٹھا تھا اُٹھکر بہت ادب سے سلام کیا کہا واری خیر تو ہی کیون
بگڑے چہرہ سرخ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ملکہ گلشن کو بھی غصہ ہی چہرے پر معلوم ہوتا ہی ظاہرا تو صاحبزادی نے کوئی خطا
نہین کی ہی باطن کا حال ہمکو نہین معلوم اگر اس غیر کے آنے پر خفگی ہو تو بیجا ہی مین ابھی ٹالے دیتی ہون یہ کہکر چلی گلشن
نے کہا مین بھی آتی ہون شاہزادہ سکندر خاموش بیٹھا ہی ملکہ نسیم انشتخو کا بھی یہی حال ہی شاہین کھڑا ہوکر طرف
دختر کے متوجہ ہوا کہا کیون او بیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ تونے کیا کیا دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہمکو اطلاع تک نہ کی خیر دیکھو اب
ہم کیا قیامت برپا کرتے ہین عمر بھر اپنی تقدیر کو روؤگی کیا ہم تیری شادی نہ کرتے اگر پہلے سے معلوم ہوتا ضرور ہمکو شادی
کی کر دیتے ہم جانتے تھے ابھی رو کے رو دی مانگتی ہی شادی کی کیا ضرورت یہ نہ سمجھے تھے کہ بیٹھے بیٹھے آفت برپا کریگی ہاے ہمکو
بدنام کیا جواہر بشکل ڈومنی ہاتھون سے لپٹ گیا کہا دیکھیے ایسا غصہ نہ کیجیے ان کنیزون کے سر کاٹیے جنھون نے باغ مین
یہ گل کھلایا شاہین رکا ڈومنی نے بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اب جواہر نے باتون مین اپنی طرف متوجہ کیا

کہا حضور معاف فرمائیے ملکہ پرست اب سحر اتار لیجیے مین کل کیفیت عرض کرونگی شاہین نے جھڑک دیا کہا تم بیٹھو تمھین کیا دخل ہے ہم سب دریافت کر لینگے آخر معلوم ہو یہ نوجوان یہان کیونکر آیا یہ کہکر کوڑا ہاتھ مین تھا دو چار کنیزون کو دو دو کوڑے مارے وہ بیچاریان سر جھکا کے رونے لگین جواہر دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور مین سب کیفیت عرض کرونگی اسقدر غصہ نہ فرمائیے مسند پر بیٹھ جائیے جب جواہر نے بہت خوشامد کی کہا گلشن زوجہ اسکی یہ معاملہ دیکھکر پیٹنے لگی کہتی ہے ہاے بارہ برس کی کمائی محنت و مشقت سب خاک مین مل گئی مین نے ہمیشہ یہ جفا اُٹھائی اسکو سوکھے مین شمار کیا آپ کیلیے مین سوئی اس بدنصیب نے دھگڑے کی محبت مین ہماری اُلفت کو بھلایا اور نسیم سحر بالکل زبان بند دل درد مند آنکھون سے آنسو جاری بسبب سحر شاہین کے مبہوت ہو رہی ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ اُداس زندگی سے یاس شاہزادے کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے کہتی ہے بلا سے مجھکو قتل کرین شہزادے کو چھوڑ دین سراسر میری خطا ہے مین نے کیون بلایا کیا وہ بیچارہ زبردستی آیا دل سے یہ باتین کرکے چاہتی ہے زبان سے کہون مگر زبان قابو مین نہین سمجھ گئی کہ سحر نے زبان کو بند کیا بولنا دشوار ہے تردد بیکار ہے لیکن جواہر نے اسطرح منت کی کہ شاہین بمشکل مسند پر بیٹھا مگر غصے مین رنگ رو متغیر جواہر نے کہا حضور ذرا اپنے کو سنبھالیے تو مین کل کیفیت عرض کردون کنیزون کی کوئی خطا نہین ہے شاہین متوجہ ہوا کہا کہو صاحب پھر کیا معرکہ ہوا اس نوجوان کو کون لایا کسنے پیغام و سلام پہونچایا جواہر نے کہا حضور غصے مین گرم ہو رہے ہین بیٹھیے ملکہ گلشن کو بھی منع کیجیے کہ وہ اسقدر بیقرار ہون ابھی آپکا کچھ نقصان نہین ہونے پایا آپکی امانت محفوظ ہے یہ کہکے شاہین کے قدمون کو بوسہ دیا تلوے سہلانے لگی دو چار چٹکیان بھی لین گورے گورے ہاتھ قوس کی ذومنی بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے گویا آنکھون سے اشارے کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی سینے پر ہاتھ رکھنا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اُسکا صاف و شفاف مثل جلبی آئینے کے جھلک رہا ہے پتلی کمر لچکتی چہرے پر چونکہ شاہین مرد ہے ایسے حرکات جو سرزد ہوے رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے جواہر نے شرما کے سر بھی جھکا لیا چپکے سے کہا ذرا اور طرح مجھپر نگاہ نہ ڈالیے گا دیکھیے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے یہ کہکر ہاتھ شاہین کا اپنے کلیجے پر رکھدیا شاہین بیتاب ہوگیا کہا تونے تو مار ڈالا جواہر نے کہا بس زیادہ بیتاب نہو جیسے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے مین غل مچاؤنگی یہ کہکے طرف گلشن کے پلٹی کہا حضور ذرا اپنے شوہر صاحب کو منع کیجیے دیکھیے مجھکو گھورتے ہین میرا خون گھٹا جاتا ہے گلشن نے تیور بدل کر کہا صاحب اُسکی طرف نہ دیکھو حقیقت مین بہت کمسن ہے دیکھو تو تھر تھر کانپ رہی ہے اسکی نانی بڑی فسادن ہے کہیگی میری نواسی کو خراب کر ڈالا جواہر نے کہا مین سب کچھ سمجھتی ہون اور کوئی بات نہین بولونگی شاہین نے کہا ارے بھاگو کیونکر معلوم ہوا کہ میرا اور کچھ ارادہ ہے کہا کیا مین ننھی ہون کھیلی کھائی ہون مین اور بات کو نہین تاڑتی اس مزے سے جواہر نے جو باتین کین شاہین بیقرار ہوگیا جواہر نے بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا لو صاحب یہ تو پی لو جب کچھ مجھپر گذریگی جھیلونگی جان پر کھیلونگی شاہین جام پی گیا جواہر نے دوسرا جام گلشن کو دیا گلشن بھی مسکرا کے پیگئی اب تو جواہر نے تانپورا کھینچا ٹھیک چھیڑا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

کر رہا ہے قتل وہ مجھکو ستمگر دور سے
پیاس مین دکھلا رہا ہے آب خنجر دور سے
باتون باتون مین جو بڑھتا ہون سوے غنچہ دہن
نور جیسے ہو چراغون کا فزون تر دور سے
پاس خورشید فلک آجاے تو ہمکو جلائے
دیکھون کب تک چہرۂ پُر نور دلبر دور سے
رشک جلن مین جوان و طفل کو ہے مین تو
کیا مرا اس قاتل کے در تک ذرہ سے جانا کس طرح
پاس کچھ میرا نہین کرتا ہے ہنسکر دور سے
جذب دکھلاتا ہے یون خنجر کو تیرا سخت جان
تو جلاتا ہے ہمین اے مہر انور دور سے
پاس ہون اغیار ساغر محفل ہے ہون بزم
مجھ پہ چھپ بلانے پاس سے چلتی ہے خنجر دور سے
جس سے پوچھا ہنسکیا وہ ٹھہر جا کر دور سے
حسن افشان کا نہ جب بام پر تم چڑھ گئے
کھینچے آہن جیسے مقناطیس پتھر دور سے
لپٹون پروانہ سان جل جل کے مین بازو جا کے مین
تو ہی کہ دیکھا کرون یہ ظلم کیونکر دور سے
پاس اس وحشی کے آنے سے جو وحشت کرتے ہیں

بہر تسکین منہ دکھا جاتے تم آکر دور سے
بیچ دشت و کوہ کوچے میں ترے جاتا رہا
اُلٹے پھر جانے کو کہتا ہے وہ دلبر دور سے
تو ہے مجرم کربلا مین جبکہ رہیو ای قبول

رات دن نظارہ کرتا ہے تمھارے نور کا
چین پاتا ہے مسافر گھر مین آکر دور سے
پاس اُس خوش قد کا ایسا ہے کہ ای باد صبا
دیکھنا وہ روضۂ پُر نور والا دور سے

ماہ تابان پاس سے مہر منور دور سے
پاس ہی مجھکو ہوس ای بخت کی برگشتگی
ہوگئے خم دیکھکر سرو و صنوبر دور سے
اس غزل کو اس تکلف سے جواہر نے

گایا کہ شاہین نے سر مسند پر رکھدیا بیہوشی تاثیر کرچلی تھی منکا ڈھلک گیا گلشن بھی بیہوش ہوئی جواہر نے اُٹھکر شاہین و گلشن کی زبان مین سوزن دیا ملکہ و شہزادے کو ہا نہ کرسکتا تھا یہ دونون سحر مین پھنسے ہین جواہر نے ان دونون کی زبان مین سوزن دیکر درخت سے باندھا اور نسیم کی جانب اشارہ کیا کہ مین آپکا غلام جواہر ہون مین نے پکڑ لیا اب سمجھتا ہون اگر میرا کہنا مانا فبہا ورنہ ابھی قتل کرڈالونگا نسیم کے ہوش اُڑگئے حیران حیران سر جھکائے ہوئے دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے کیا کمال کیا افسوس اگر یہ سحر جانتا ہوتا کوئی دنیا مین اس سے مقابلہ نہ کرسکتا سحر آنے پر تو یہ حال ہے کہ چشم ہون مین دونون کو گرفتار کرلیا بیٹھے بیٹھے میدان مار لیا مگر جواہر نے ان دونون کو ہوشیار کیا اب جوان دونون کی آنکھ کھلی اپنے کو عجب مصیبت مین پایا کہ زبان مین سوزن تیغ بکف ایک دشمن ایک عیار طرار تلوار کھینچے کھڑا ہے کہتا ہے کیون ای شاہنشاہ اگر مین آپکو عالم بیہوشی مین قتل کرڈالتا کون میرا ہاتھ تھامنے والا تھا مگر خیال یہ آیا کہ ہمارے آقا کا فرزند ہے ایسا نہو بعد قتل پچھتانا پڑے اب بہتر یہ ہے کہ اس شیر بیشۂ جرات کی اطاعت کیجیے خداوند شجر کو سجدہ کرنا مناسب ہے اگر خلاف اسکے ہوگا ابھی ہم دونون کو قتل کرڈالونگا ملکہ پر سے سحر اُترجائیگا پھر حملہ کرون یا نگا شاہزادہ بھی بول اُٹھا آپ میرے بزرگ ہین یہ بھی جانتا ہون کہ میری مدد کیجیے مین بڑے کار جلیل پر چلا ہون مین نے اخبار مین دیکھا ہے تمام عالم مین مشہور ہوا ہے کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے نمک حرامی کی اپنے مالک کو قید کرلیا دامن پناہ نہ دیا ایسے نمک حرام بدانجام لائق سزا ہین کہ کوئی ملازم اپنے رئیس کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرے اور یہ بھی منظور ہے کہ یہ حقیر آپکا طبل بجائی بجاے مسلمانون سے مقابلہ پڑے صاحبقران کو زیر کرون تب جانون کہ مین بہادر ہون جو آپ مہربانی فرمائیے سر پر میرے ہاتھ رکھینگے تو کیا تعجب ہے کہ قدرت خداوند شجر سے باغ عالم مین سر سبز ہون اس نصاحت بیانی سے شاہزادے نے سمجھایا گہر ریزی سے کی اب کسکی مجال تھی کہ مثل شاہزادے کے کلام کرسکے شاہین نے اشارہ کیا مین دل و جان سے غلام حلقہ بگوش ہوا میری زبان سے سوزن نکالیے جواہر نے بڑھکر شاہین کی زبان سے سوزن نکالا شاہین قدمون پر شاہزادے کے گر پڑا سحر اپنا اُتار انسیم نے سر جھکا لیا رونے لگی ماں کو جوش محبت ہوا بیٹی کو گلے سے لگالیا کہا بیٹا خداوند نے فضل کیا یہ بھی شاہ ہے حسین جمیل جری ہے اور اسکا ساتھ دینے مین کیا نقصان ہے گلشن نے اُٹھا بیٹی وا اماد کی بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین بیٹی سے زیادہ جو داماد کو حسین پایا پھولی نہ سماتی تھی مگر شاہین نے بعد کلمہ پڑھنے خداوند شجر کے پوچھا ای شہریار آپکا کیونکر تشریف لانا ہوا اسکندر زرین پوش زرین علم نے تمام کیفیت اپنی الفاظاً لفظاً بیان کی ملک شاہین شعلہ بار نے کہا ای شہریار حقیقت مین نمک حرامون نے بڑا ظلم کیا مگر جسوقت آپ فتح کرینگے یقین کامل ہے کہ اُنکے عزیز و اقارب آپکی قدمبوسی کرین جسقدر ملک کوکب روشن ضمیر کے پاس ہین وہ سب قبضے مین آئین ایک مقام پر اسقدر ممالک کا جمع ہونا دشوار تھا مگر آپ بعنایت خداوند شجر کی ہے ہم سب ملکر سحر کرینگے آپکے دست زبردست سے اگر کوکب وبران رہائی پائین اور نمک حرام مارے جائین تو یقین ہے کہ کوکب آپسے گردن تابی نہ کریگا ملکہ وہم محبت کا ہو نگا اسکندر نے کہا اُمید تو یہی ہے آئندہ خداوند شجر کو اختیار ہے انسان مجبور و ناچار ہے اُسی وقت یہ صلاح ہوئی کہ وزیر اعظم کو بلاؤ ملکہ گلگونہ گلگون پوش حاضر ہوئی ملک شاہین شعلہ بار نے گلگونہ سے صلاح کی کہ شہزادے کا یہ قصد ہے کہ برائے فتح طلسم نور افشان جائین اور نسیم آتشخو کو ساتھ شہزادے کے منسوب کرین

اسمین تمھاری کیا رائے ہے گلگون نے شگفتہ ہوکر کہا واری بہت مناسب ہی مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے لشکر کو لیکر چلیں ہرکارے
ہمکو منزل منزل کی خبر دینگے ہم اپنے کو عین وقت پر سوچ سمجھ لینگے جو کچھ ہو سکیگا کرینگے گلگون نے اسی وقت تمغۂ خوشبوئی تیار
کراکے سینے پر شاہزادے کے لگا سب امرا وزرا نے نذرین دین صدائے مبارکباد بلند ہوئی بعد اسکے شاہزادے سے
نسبت ہوئی شہنشاہ زرین پوش سے سکندر نے فرمایا اس ہفتے کے اندر جسقدر غیر ساحر ہین انکو درست
کر لیجیے صرف آپہی کے انتظام کی دیر ہی شہنشاہ نے فوراً انتظام کرنا شروع کیا بعد ایک ہفتے کے شمار ہوا معلوم ہوا کہ
ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل غیر ساحر ہین ان سب کو ساتھ لیکر سکندر پشت مرکب پر سوار ہوے آگے آگے لشکر کے شہنشاہ
زرین پوش تمام فوج پشت پر اس کروفر سے سکندر نے کوچ کیا یہان ملکہ نسیم آتش چنگ نے ماں باپ کو آمادہ کیا ایک ابر سونے
تیار کیا اُسکے اندر ملکہ نسیم آتش چنگ و ملک شاہین و گلشن اس کروفر سے کہ رعد کی گرج برق کی چمک کبھی ابر سے پانی برسا
کبھی دھوپ نکلی کہین صحرائے سبزہ زار لاکین غنچۂ آرزو کھلا اسطرح یہ بھی تعقب مین چلتے ہین مگر لشکر سکندر
سے دور دور ایک دن شاہزادہ اُترا ہی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدل بیشمار فروکش ہین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک ایلچی حاضر ہی کہتا ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ
ہی کہ اُسکا نام قلعۂ آہن پوشان ہی اور حاکم وہان کا پہلوان دوران رستم زمان گرشاسپ جہان نہایت زبردست
بادۂ جرأت سے مست موسوم بہ سقراط آہن پوش بہت سے قلعے اُسکے قبضے مین ہین آپکے نزول اجلال و ورود اقبال
کی خبر پائی اسکو شاق ہوا کہ ہماری عملداری مین کیون اُترے بہمن آہن پوش اپنے پہلوان اُنکو بطور ایلچی کے بھیجا ہی کچھ حضور
سے کلام کریگا امیدوار باریابی ہی شاہزادے نے حکم دیا کیا مضائقہ ہی بلا لاؤ اور فرمایا ایک دنگل بچھا دو کیا ایک پردہ بارگاہ
کا اُٹھا ایک جوان قوی تن قوی ہیکل نشۂ جہالت مین مست جھومتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی سلام ہو
اُسپر جو سمجھے کہ جو خداوند لات و منات کو برحق جانتا ہو شاہزادہ سکندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر بخلق و مروت فرمایا ای پہلوان
آؤ تشریف لاؤ وہ پہلوان بہ کبر و نخوت ایک دنگل پر بیٹھا مجال بیمثال شہزادہ سکندر کو حیران حیران دیکھ رہا ہی لوگون سے
پوچھتا ہی یہ صاحبزادے آپکے افسر ہین آپ لوگون نے اس جرأت پر لشکر کشی کی ہی بادشاہ آپکے زرین پوش سپہ سالار صاحب
صاحبزادے آپکے افسر ہین کوئی پہلوان بھی عمدہ نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے مجھکو بڑا تردد ہی سکندر نے ساقی سے کہکر اشارہ کیا
اُسنے جام دیا اس مغرور نے پیا جبین پر شکن آستین چڑھائے ہوے کبھی تیغہ تولتا ہی کبھی ڈورا کھولتا ہی کبھی سپر دوش سے
اُتارتا ہی اکڑ رہا ہی جب اسکو نشہ ہوا پکار کر آواز دی مین نامہ لیکر آیا ہون پہلوان جہان گرشاسپ زمان یکہ تاز میدان
جرأت شہسوار معرکۂ شوکت و جلالت صاحب تن و توش سقراط آہن پوش جسکا عدیل عالم مین ممکن نہین اگر دیو آوے
سامنے سے ہمارے مالک کے بھاگ جاوے ایسے کلمات کہکر نامہ سر سے کھولا سلطان زرین پوش کے سامنے کھڑے
ہوکر کہا یہ نامہ پڑھیے اور میرے ساتھ چلیے ورنہ خون کے دریا بہادونگا آپنے بڑی بے ادبی کی بیشۂ شیران مین آکر فروکش
ہوے یہ صحرا ہمارے مالک کا شکارگاہ ہی سارا جنگل پامال کر ڈالا ہم اُسکے بدلے مین لشکر پامال کرینگے سب کے خون سے
ہاتھ بھرینگے سکندر نے کہا او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی نامہ ہمکو دے جواب باصواب ہمسے لے شاہ سے کیون کلام
کرتا ہی سلطان زرین پوش تو خوف سے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا سکندر نے نامہ ہاتھ مین لیا اب جو کھول کر پڑھنا
شروع کیا اسمین تعریف لات و منات مرقوم ہی اپنے دست نجس سے تحریر کیا ہی کہ ای بد دولت کی جبات کی دھوم ہی
تم اس صحرائے سبزہ زار مین کیون اُترے بڑی بے ادبی کی بس بہتری اسی مین ہی اور بہر صورت جانبری ہی کہ رسن
سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سکندر نے نامہ پڑھکر کہا اس سقراط آہن پوش نے کہا مسافرون کو

ساہ روکی ہو اپنے مالک سے کہنا کہ ہم مرد مسافر ہین واسطے ایک رات کے ٹھہر گئے ہین اسمین کیا خطا ہو جو آپکا نقصان ہوا
ہو دو چار ہزار روپیہ حاضر کرین بہمن سفردر نے کہا سچ ہے ان اعتذاران خوشامد ون سے کام نہ نکلیگا مین پیغامبر نہین ہون
اگر اپنی آبرو چاہتے ہو جیتے اُٹھو میرے ساتھ چلو تو مین پر گوارا دونگا جان بخشی کرا دونگا ورنہ میرے آقا کا غصہ قہر و غضب لات و
مناث ہے تم ایسون کا مار ڈالنا اُنکے نزدیک ایک ادنی سی بات ہو ایک ذرا سا قصہ سناتا ہون اسی کو سمجھو اس جنگل
مین آدم خوار رہتے تھے ہمارے مالک کے ملازم ہزارون آدمخوار چیر پھاڑ کر کھا گئے دور سے دیکھنے والے بھاگے پہلوان صاحب سے
جا کر حال بیان کیا اُسی وقت وہ سوار ہوے آدمخوارون مین آکر گھس پڑے سب آدمخوار مارے دو افسر تھے مشلول آدمخوار
و مقبول آدمخوار دونون کی مشکین باندھکر لیگئے برسون اُنکو قید رکھا اب اُنکو ایسا مطیع کیا لباس چرمی پہنے ہین لشکر
کے ساتھ رہتے ہین ہمارے شاہ جس پر اشارہ فرماتے ہین وہ اُسکو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہین اور جرأتین اُنکی کیا بیان کرون
اگر مین یہان سے خالی پلٹکر جاؤنگا تو مجھکو سزا ملیگی آپ لوگون کا تو نہین معلوم کیا حال ہوگا سکندر زرین پوش زرین علم
نے کہا سچ ہے خوب ڈرایا اب جاؤ ہماری جانب سے کہدو کہ اگر خواہش جنگ ہے تو آؤ سر میدان حال کھلجائیگا ورنہ ہم مرد
مسافر رات کو رہینگے صبح کو چلے جاوینگے بہمن غصے مین اُٹھا کہا او طفل بے ادب ہم تو تیری جان بخشی کرانے کی تدبیر کرتے
ہین تو باتین بناتا ہے مین تیرا کان پکڑکر لیجاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کے کان پکڑے سکندر نے ہاتھ پر ایک
تھپلی ماری بہمن نے غصے مین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن لپٹ پڑا سکندر
نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہلکہ مارا کہ سر زمین سے ملگیا دونون مونڈھے تھانبے ریل کرے دوڑے باہر جو اسکے ملازم کھڑے
تھے اُنہون نے سنا کہ ہمارے پہلوان سے اندر بگڑگئی وہ بھی تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے کہ اندر گھس جائین اپنے افسر کے شریک
ہون ملازمان سکندر نے تلوارین کھینچین دربارگاہ پر بھی تلوار چلنے لگی یہان شاہزادہ سکندر نے بہمن کو … اُٹھا کے پیچ پر
کولے پر لاد اُکھیڑ کر مارا بہمن چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا او مغرور شناخت مین خداوند تجر کی کیا کہتا ہو تو
چیر کر پھینکدونگا بہمن خوف جان سے کانپا ہاتھ باندھکر عرض کی ہین تو تابعدار ہون یہ گستاخی معاف فرمائیے اب کبھی
ایسی خطا نہوگی اُسکے گڑگڑانے پر سکندر کا غصہ اُتر گیا چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے بہمن جھاڑ پونچھکر اُٹھا کہا آپ چین
سے رہیے مین جاکر بادشاہ کو سمجھا دونگا سکندر نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا بہمن باہر نکلا ساتھ والون کو آواز دی
کیون لڑتے ہو یہ بھی دیکھا کئی سوار بھی مارے جا چکے ہین سب کو روکا تلوارین نیام مین کرائین گینڈے پر سوار ہو کر
بھاگا مع ہمراہیون کے آکر پہونچا اور لوگون نے پوچھا کہ حضور کیا معرکہ گذرا بہمن نے کہا کیا کہون مجھے اکیلے کو پاکر بیس
آدمی لپٹ گئے چاہتے تھے ہلاک کرین مین تو جہاندیدہ کارآزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ عذر کرکے نکل آیا اب مین ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا اُنمین کوئی بھی صاحب طاقت نہین ہو بادشاہ بھی پیر زمین گیر افسر ایک لڑکا مجھکو کئی سو آدمی لپٹ گئے
کچھ زور نہ چلا جان بچانا واجب تھا ساتھ والے عرض کر رہے ہین حضور نے بڑا کام کیا میدان مین وہ کیا کرینگے بھاگ گئے ہونگے
اس حال تباہ سے سامنے سقرلات آہن پوش کے پہونچے یہ مغرور عقل و شعور سے دور تخت نکبت پہ تاج نخوت بہ سر
زرہ حماقت دربر خود دوسری بر سر دونون آدمخوار پہلو مین بیٹھے ہین مست مئے نخوت ناچ سامنے ہو رہا ہے دمبدم پوچھ رہا ہے
کہ ہمارا ایلچی گیا تھا ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ بہمن آہن پوش سامنے آکر پہونچا سر برہنہ
گریان و نالان فریاد کرتا ہوا کہا کہ بادشاہ عادل اُن لوگون نے بہت بڑا ستم کیا وہان بڑے بڑے جبلسار ڈھکار اُس فوج
مین جمع ہین مجھکو تنہا پاکے سب نے ذلیل کیا غلام نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین ہر طرح اپنی جان بچائی سقرلات نے
پوچھا یہ کون لوگ ہین ہماری سرحد مین کیون اُترے ہین بہمن نے کہا حضور ایک بڈھا بادشاہ ایک لڑکا افسر اسیر

یہ غرور ہین کہ کہین لشکرکشی کرکے چلے ہین اُس لڑکے کو دعوی صاحبقرانی سکندر نام رکھا ہی بڑا دعوی ہی غلام نے جب نامہ دیا
پانچسو جوان مجکو لپٹ گئے نامہ آپکا اُسی لڑکے نے چاک کیا مین نے منت وخوشامد کرکے اپنی جان بچائی ساتھ والے میرے
ہمراہ اُن لوگون سے لڑ رہے تھے مین نے اُنکو بھی منع کیا اور یہ کہکر چلا آیا کہ میرا بادشاہ آکر تم سب کی سرکشی مٹائیگا قصہ طول
وطویل مختصر یہ کہ ہم سب باعزت اپنے گھر پہونچ گئے اگر مین وہان ذرا بھی ہاتھ پانون ہلاتا اُن لوگون کے ہاتھ سے مارا جاتا یہ سنکر
فوراً سقرلات نے حکم دیا ابھی لشکر تیار رہو تیرے بے ادب ہین ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا ہمارا کچھ خوف نہ آیا اب اسطرح جاکر
اُن لوگون کو قتل کردن کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُنکے حال پر روئین اور مجھے بھی ترس نہ آئے دربار مین پہلوان بھی سب
اُسکے ساتھ والے آلات حرب وضرب سے اپنے تئین آراستہ کرنے لگے **مشلول ومقبول آدمخوار** یہ بھی بل کرکے اپنے
مقام سے اُٹھے عرض کرنے لگے کہ حضور مدت سے ہمارا کلہ گرم نہین ہوا آپکی اطاعت کرکے ہماری آدمخواری چھٹ گئی اب تو
یہ خوراک ہمارے واسطے ملی آپ کیون لشکرکشی کرتے ہین ہم دونون کو حکم دیجیے بادشاہ دافسکر جاکر کھا جائین **سقرلات**
نے کہا نہین مین خود سرکشی کا بدلہ لونگا مین تمکو حکم دونگا ظاہر مین بڑا تعجب ہی اس لڑائی مین تمہارا بھی حصہ ہی **اکوان آہن پوش**
وکیوان کرگدن سوار دونون سپہ سالار کُل لشکر ہین اُسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی تین لاکھ آہن پوش کو ساتھ
لیکر **سقرلات** بیرون قلعہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا یہان شاہزادہ سکندر کو اس ایلچی کے نکل جانے کا کچھ خیال بھی نہین
مگر سلطان فرمارہے ہین اے فرزند یہ ایلچی جو آیا تھا ذلیل ہوکر یہان سے گیا ہی ضرور فساد برپا کریگا **جواہر خنجر زن** کو حکم ہوا
کہ آگے بڑھکر دیکھو جو کیفیت ہو بیان کرو جواہر کوس بھر گیا اور بہت جلد واپس آیا عرض کی حضور حقیقت مین بہت بڑا زبردست
پہلوان ہی حوالی مین اُسکے نام سے لوگ تھرتھراتے ہین اب وہ تین لاکھ فوج کی جمعیت سے آتا ہی سکندر نے جواب دیا اُسنے
اپنے سردارون کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر آمادہ حرب وپیکار رہے سر میدان سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند
ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیوخصال ایک کرگدن مست پر سوار دونون آدمخوار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے **اکوان وکیوان** منظم لشکر اور جو کہ ایلچی بنکر آیا تھا اپنے مالک کے ساتھ بل کرتا ہوا آتا ہی نشان بتارہا ہی دیکھیے
حضور وہ سامنے بارگاہ استادہ ہی فوج بھی کم بادشاہ لائق مقابلہ نہین افسر کس مگر قوت کوٹ کوٹ کے بھری ہی جب تو اس
طفل کو دعوی افسری ہی سقرلات کہتا ہی معلوم ہو جائیگا کوس بھر کا میدان بیچ مین چھوڑ کر مع لشکر **سقرلات** فرودکش ہوا
بارگاہین استادہ ہوئین از قلعہ تا بہ لشکر ہزار ہا طرح کے سامان مہیا ہین سقرلات گینڈے سے اُترکر بارگاہ مین آیا سب
افسر کھڑے ہوے سقرلات کو سمجھارہے ہین ہرایک شخص کا یہی قول ہی حضور تکلیف نہ فرمائین اپنے قلعے مین تشریف
لیجائین ہم انسے بخوبی نبٹلینگے کھڑے کھڑے ان سب کو شکست دینگے ایک ایک کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جائینگے سقرلات
جواب دیتا ہی کہ بادولت کا ہونا ضرور ہی بغیر میرے یہ لڑائی فتح نہوگی یہ کہکر شراب پینے مین مصروف ہوا جب دماغ بادہ
ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مغرور بے شرم ہوا بہ کبر ونخوت تمام حکم دیا طبل جنگی بجے تم مشلول آدمخوار سالہا سال سے
اسکے قبضے مین ہی آدمخواری اسکی موقوف رہی اب جو اس فوج ظفر موج کو اسنے دیکھا جوان حسین منہ مین پانی بھر آیا ہی
فکر مین بیٹھا ہی کہ مین رات کو اُس لشکر مین جاؤن دو چار کو کھاکے پیٹ بھرون رات کو تنہا نکلجاؤنگا کسی کو خبر بھی نہ
کرونگا اُدھر نقارہ رزمی پر چوب پڑی یہان شاگردان جواہر نے آکے شاہزادہ سکندر سے عرض کی حضور لشکر دشمن
مین طبل جنگی بجا سکندر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بہ عنایت خداوند شجر طبل جنگی بجے شاہزادے نے پوچھا کہ آج شب
کو طلایہ کسکا ہی **طولاب تیغزن** نے عرض کیا آج غلام کی باری ہی **سکندر** نے فرمایا اے بہادر بہت ہوشیار رہنا
یہ ملعون بہت مغرور معلوم ہوتا ہی عرض کی مین پانچ ہزار جوان لیکر جاتا ہون سکندر نے فرمایا اے جواہر تم خبر گیر رہنا

اگر کوئی بات ہو فوراً ہمکو خبر کرنا جواہر خنجر زن برحسب حکم شاہزادہ سکندر خبرگیری مین معروف ہوا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری مشلول آدمخوار یکہ و تنہا اپنے خیمے سے نکلا ارّہ پشت نہنگ کاندھے پر سر کے بال بڑے ہوئے جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا بصورت مہیب بشکل عجیب لشکر سکندر پر نگاہ ڈالتا ہوا آتا ہے جواہر خنجر زن نے بڑھکر میر طلایہ کو خبر کی مگر یہ پہنچا قریب سواروں کے پہونچ گیا ایک سوار نے آواز دی کون آتا ہے جب اسنے جواب نہ دیا سوار نے نیزہ مارا اس نے بچا نے نیزہ سوار کا توڑ ڈالا سوار کو گھوڑے سے گھسیٹ لیا دونون ٹانگین پکڑ کر چیرا اٹھا مارا چیر پھاڑ کر کھا گیا یہ سانحہ دیکھکر اور سوار سامنے سے بھاگنے لگے ایک غلغلہ ہوا آدمخوار آ گیا جواہر خنجر زن قریب طولاب پہونچا کہا اے جوان جلد چل طلایہ پر آدمخوار آ گیا کئی سواروں کو مار چکا طولاب گھوڑے کو چمکا کے اسوقت پہونچا کہ سوارون مین بھگدر پڑی ہے وہ دیو خصال عفریت مثال جسے پا جا پڑا اُسے چیر پھاڑ کر کھا لیا دو چار جوان تو بخوشی کھائے دریا سے خون مین نہایا ہوا حربے کو جنبش دیتا ہوا مثل فیل مست آتا ہے اس شیر نے آواز دی خبردار اب آگے نہ بڑھنا طولاب کی صدا سنکر مشلول قریب آیا طولاب نے نیزہ مارا مشلول نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا ایک ہاتھ ارّہ کا مارا طولاب نے اپنے تئین بچایا مگر گھوڑا اس جوان کا مارا گیا مشلول نے چاہا اسکو بھی کھا جاؤن اور سوار بیچ مین آ پڑے طولاب بچے بچ گیا یہ خبر جواہر نے شاہزادہ سکندر کو پہونچائی سکندر بیتاب ہو کر بارگاہ سے نکلے دیکھا ایک آدمخوار نے بہت سے جوان چیر پھاڑ کر کھا لیے سکندر کی آنکھون مین اندھیرا آ گیا وہ انشا اور ما انور خبردار مین آ پہونچا آدمخوار نے کسی کو لکت ماری کسی کو چیر کے پھینکدیا استخوان چبا رہا ہے سکندر کو تاب نہ باقی رہی دہن سے نعرہ شیرانہ کیا جست کر کے قریب آ گئے مشلول نے ہاتھ ارّہ پشت نہنگ کا مارا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ارّہ چھین کر پھینکدیا مشلول نے چنگل مارا شہزادہ صرف کرتا شتوابی کا پہنے ہوئے تھے تمام جسم فگار ہو گیا سرا تا خون کا ملبند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا گردن تو اُسکی ہاتھ مین آئی بڑے بڑے بال ہاتھ مین آ گئے جھٹکا مارا اکھڑا تا ہوا ایک رشتا ٹوٹ کر ہاتھ مین آ گیا مشلول نے پھر چنگل مارا ابکی مرتبہ ناخن اس بیچارے کے استخوان پر جا کر ہو گئے گوشت و پوست نوچ کر لے گیا سکندر نے غصے مین گھونسا مارا مشلول کو معلوم ہوا اگر زیچا سر پچکا یا منھ کھولدیا ظلم آ گیا ایسین تھا چرخ کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھال کر لپٹ پڑا سکندر کا تمام جسم فگار اُس حال مین بھی ضبط کر کے مشلول سے کشتی لڑنے لگے شہنشاہ کو خبر پہونچی جوش محبت مین اپنے فرزند کے نکل آئے دیکھا شاہزادے کا جسم پارہ پارہ ہو گیا ہے مگر مشلول کو اتنے گھونسے مارے ہر مرتبہ منھ کھول کر رہجاتا ہے جب گھونسا پڑا قلب تھرا گیا شانے پر کاٹ کھایا بوٹی شانے کی اُتار لیگیا سکندر پر انتہا کا صدمہ ہوا ایک چلت کھا کے اس زور سے گھونسا مارا کہ مشلول چرخ کھا کے گرا سکندر جھپٹکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کندہ زانو سے دبا کر کہا او آدمخوار اب اطاعت مین کیا کستاخی اس آدمخوار کی زبان سے سخت الفاظ سکندر کی شان مین نکلے سکندر نے غصے مین اُٹھا ایک پانون دونون پانون سے دبا کر ایک پانون دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا مثل کرباس کے چیر کے پھینکدیا سلطان نے دین پونچی جوش محبت مین فرزند کے لپٹ گئے خون جسم کا رومال سے پاک کرنے لگے سکندر نے فرمایا لاشہ اس آدمخوار کا بیرون لشکر پھینکدو سوار و پیدل جو زخمی ہوئے ہین اُنکا علاج ہو رفقا نے عرض کی پہلے حضور کی زخمدوزی مناسب ہے سکندر نے نہ مانا ساتھ والون کے ٹانکے دلوائے تب خود بھی شفاخانہ مین آئے پٹیان مرہم کی چڑھائین گلہائے زخم تمام جسم پر کھلے ہوئے ہین ہر زخم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین بشکل خون بند ہوا طولاب سردار انتہا کا زخمی ہوا تھا شاہزادہ سکندر نے خود ٹانکے لگائے لاشہ آدمخوار کا جو بیرون لشکر پھینکا گیا ملازمان سقرلات نے دیکھا چارپائی پر لاد کر سامنے سقرلات کے لائے سقرلات نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور یکہ و تنہا لشکر دشمن پر جا پڑا افسر کے ہاتھ سے مارا گیا سقرلات بہت

جھلایا ستارۂ سحری چمک چکا تھا سقرلات فوراً گینڈے پر سوار ہوا مشلول کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا مقبول اُسکا بھائی کہتا ہے ہین اُس لڑکے کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا سقرلات کہتا ہے یارو وہ لڑکا بڑا صاحب طاقت ہے ایسے شخص کو ایکدم سے مار اکہ میرا حوصلہ پست ہوا مین نے ان آدمخوار دن کو بڑی مشکل مین گرفتار کیا تھا اُسنے تھوڑی ہی دیر مین مار لیا یہ ثابت ہوا کہ نہایت زبردست ہے سوائے میرے کوئی اُسکے مقابلے مین نہ جائے کمیدان رسالدار بڑے بڑے دیو حضال جن بلبلا کے کہتے ہین حضور دقت شب تھا اسی وجہ سے وہ مارا گیا دن کو مہلت نہ دینگے تجکا بیان دیگر بار لینگے اسطرح کے ذکر ہوتے تھے مین سقرلات لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا سکندر ہر چند کہ خستہ و شکستہ تھے جواہر خنجر زن نے بڑھکر خبر دی کہ لشکر دشمن میدان کارزار مین آگیا سکندر اُٹھا ہر چند باپ نے منع کیا کہا اے فرزند آج اُس سے ایک دن کی مہلت مین سکندر نے کہا کوئی ضرورت نہین سلطان مجبور تخت پر سوار ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر سب رفیق گرد گھیرے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے سقرلات نے سکندر کو صف پر دیکھا ہر کارے یہ بھی بیان کرینگے کہ سکندر انتہا کا زخمی ہے مگر جوش جرأت مین فرق نہین دیکھیے چالیس قدم آگے بڑھا ہوا گھوڑے کو اڑاتا ہوا آتا ہے سقرلات وجد کرنے لگا کہا حقیقت مین یہ جوان بڑا رابط و ضابط ہے اس حال مین بھی میدان کارزار مین آیا لوگون سے کہا اسکی قضا لائی ہے اب جانبین کے لشکر آراستہ ہوئے نقیب نقابت کرکے ہٹے سب سے پیشتر اکوان آہن پوش نامے پہلوان شہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا تب جھلا کے سقرلات نکلا پکار کر آواز دی اے فرقہ شجر پرستان تم نے یہ مذہب اختیار کرکے کیا پھل پایا انھون نے جواب دیا تجکو ہمارے مذہب مین کیا دخل ہے سقرلات نے کہا وہ صاحبزادے جنھون نے نام اپنا سکندر زرین پوش زرین علم رکھا ہے میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو مشلول کو مار کر بہت مغرور ہوا وہ برسون سے بیمار تھا یہ سنکر سکندر نے گھوڑا اچکایا باپ کو آکر سلام کیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے دشمن للکار رہا ہے سلطان زرین پوش نے محبت فرزند سے رونے لگا کہا اے نور نظر اس دیو خود سر کے مقابلے مین کیونکر جانے دون تمام جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین تمھارے رنج کے خیال سے مین نے نہین کہا ورنہ سقرلات سے ایک مہینے کی مہلت لینا چاہیے جب زخم صحت پائین تب البتہ مقابلہ ہو سکتا ہے سکندر نے کہا آپکا اقبال کافی ہے اب اجازت میدان کارزار دیجیے حریف زبان طعن کھولنے لگا شہنشاہ نے رو رو کر رخصت کیا شاہزادے نے مرکب پر بگڑی جمائی نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب گھوڑا اڑا تو مین مثل سیماب صفت مرکب تصنیف مصنف

عجب مرکب ہے تیز رو خوش خرام
غزال ختن سے سوا تیز رو
اٹھے آسمان پر بلے گر لگام
خطا ہے کہون نعل کو ماہ نو
کہون اسکو سیماب یا برق تند
طراروں مین بھی چست و چالاک ہے
فراست فرس مین بھی ہے لاجواب
کہ آسمان اُسے سیر افلاک ہے

اس شان و شوکت سے جو سقرلات نے شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا مثل آئینہ حیران کہتا تھا کیا معشوق خوبرو ہے اس خوبصورتی پر یہ جرأت و جلالت دوسرا کمال یہ کہ شب کو آدمخوار سے لڑا اسوقت مابدولت کے مقابلے مین آتا ہے کیا نچلا ہے سر و پا کو شاہزادے کے بنگاہ غور دیکھ رہا ہے سب اعضا چُست چالاک و درست انکھڑیان رشک دیدہ غزال چہرہ ماہتاب آسمان کمال گرد و سپر کا ہاتھ مین لیکر سقرلات بڑھا لگا ور چلی چار قدم گینڈا سقرلات کا بنا دو قدم مرکب شاہزادے کا بڑھا سقرلات حیران جمال محو دید ار ہو رہا تھا ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا سکندر نے جواب دیا سقرلات نے کہا اے جوان ہر چند کہ تجھسے بڑی خطائین سرزد ہوئین لیکن تیرے حسن و جمال و شان و شوکت پر مجھکو رحم آیا ہے سب خطائین تیری معاف کردونگا مدد تیرے لشکر کے لاشون سے میدان سارا بھر دیتا سکندر نے کہا اے سقرلات مین مقابلہ عظیم پر جاتا ہوں بڑے بڑے نامآورون سے ارادہ ہے کہ مقابلہ کرون اگر تو رفاقت اختیار کرے تو مجھکو

لشکر کا سپہ سالار گردن رونق بارگاہ مردان عالم قرار دون سقرلات خوب ہنسا کہا واہ ای جوان سوال دیگر جواب دیگر مجھے تو کیا مقابلہ کریگا ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدونگا بار میری تلوار کا تجھے اُٹھیگا کلائیان ٹوٹ جاوینگی سکندر رنے کہا مجھکو کسی کا خیال ہو شیر کا بچہ فیل مست کو مار لیتا ہی بھاگتے راستہ نہ ملیگا مثل آدمخوار تو بھی طعمۂ دہن موت ہوگا سارا اکبر و نخوت فوت ہوگا سقرلات نے کہا لات و منات کی قسم کہتا ہون مجھکو تجھسے محبت ہوئی میرا نیزہ دل سنگ مین در آتا ہی اگر تلوار سر کرہ پہ ماردون تا ہیچ کاٹون اگر زور بازو دکھاؤن پہاڑ کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکدون یہ وہ ملک ہی کہ یہان ہر مقام پہ ہزارون سرکش رہتے تھے میری ہیبت شمشیر سے بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے ملک کے ملک مین نے ویران کر دیے آدمخوارون کو بھی مین نے امان نہ دی جس مقام پر آپکا لشکر فروکش ہوا آدمخوارون کی جرأت سے یہان راستہ نہ چلتا تھا سرکشی دکھاتے تھے راہگیرون کو ڈھونڈھکر کھا جاتے تھے مین نے سب کو گمش کر مارا دو آدمخوار سب کے افسر تھے اُنکو گرفتار کرکے لایا کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی سکندر رنے کہا ای پہلوان جبتک مقابلہ ہوگا تیرے سر سے غرور نہ نکلیگا اور ای بہادر صاف یہ ہی کہ مجھے یہ خیال رہیگا لشکر حمزہ کا حال سنا ہی کہ زمانہ کشتی مین لندھور نے صاحبقران کی اطاعت کی اور عاشق مشہور ہوا آخر غرور مین یہ کلمہ کہا کہ مجھکو صاحبقران نے زیر نہین کیا تب صاحبقران نے کسی وجہ مین صورت بدل کے چھپا اُٹھائی صاحبقرائی دکھائی جسطرح بنا لندھور کو زیر کیا تب اُنکے دل سے گھمنڈ مٹا تو برادر یہ خیال جا نہین کورہیگا مجھکو بھی دعوی اضری اُنکو یہی خیال سروری سقرلات نے کہا مجھکو افسوس یہ آتا ہی ایسا نہو کہ آپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہون مین پھر کیا منھ دکھاؤنگا یہ بھی ظاہر ہی کہ آپکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا لہذا سب سے افضل یہ ہی کہ میرے آپکے نیزہ و تلوار مین مقابلہ ہو کشتی مین امتحان ہوجائے سکندر رنے کہا بہتر ای پہلوان ہم اس کلام پر راضی ہین سقرلات گھوڑے سے کود اسکندر بھی گھوڑے سے اُترے دونون لشکر حیران کہ ان دونون جوانون مین کیا باتین ہوئین نیزہ و تلوار موقوف ہوے سقرلات دل مین کہتا ہی کہ آخر کسی کا تھا یاد ہی کہا بدازور مین سیر کیا کریگا تلوار و نیزہ مین شاید برابر رہجاتا یہ کہکر اشارہ کیا کہ ای شاہزادہ والا گہر آپ سکندر رنے بھی دامن گردا لے آستینین چڑھائین سقرلات سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ کس زور و شور سے دونون جوانون مین کشتی ہو رہی ہی کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا سقرلات ہر مرتبہ چاہتا ہی دبوچکر لے جھوٹ ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدون مگر تجربہ قابض نہین ہوتا سکندر رمثل برق جہندہ تڑپ رہا ہی ہر شخص مصروف سیر کہ سبحان اللہ کس لطف سے شاہزادہ اتنے بڑے پہلوان سے مصروف زور آزمائی ہی کیا صولت و شوکت دکھائی ہی وہ دیو پیکر سی یہ خرد وہ گرداشتہ ابھی حالات نشیب و فراز عالم نہین دیکھے وہ جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا گذرتی ہی ہر خرد و کلان پیر و جوان ادنی اعلی محو تماشا سب شہزادہ سکندر رکی تعریف کر رہے ہین لڑتے لڑتے وہ وقت آیا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب بصد پیچ و تاب رخ زرد چہرے پر بیابان کی گرد لرزان و ترسان قصر مغرب مین جاکر چھپا لیلائے شب نے صورت دکھائی مجنون ماہ تابان عاشق لیلائے شب بصد ادب تخت فلکی مین اسید وار دیدار فرحت آثار لیلائے شب جلوہ فرما ہوا سقرلات روک کے شاہزادے کو کہنے لگا کہ ای جوان کیا کہنا تو نے بڑا کام کیا مجھ ایسے سورمے سے چار پہر کامل لڑا اب جاکر آرام کر صبح کو سمجھا جائیگا جسکی تقدیر مین فتح ہو ہرچند کہ شاہزادہ سکندر راپنے حسب و نسب سے ماہر نہین اپنے خاندان سے فنون سپاہگری نہین سیکھے مگر اصلی لیاقت کہان جائے بے اختیار بول اُٹھے ای پہلوان یہ کیا مزا ہی لڑائی ہوئی انجام نہوا یا تم ہمکو زیر کرکے چلتا یا ہم تمکو زیر کرکے رفیق بناتے تب میدان کارزار سے جائینگے اب لڑلو یہ سنکر سقرلات بہت ہنسا کہا ای شاہزادہ والا قدر آسمان خوبی کے بدر ابھی آپنے نشیب و فراز عالم

نہین دیکھے مین یہی چاہتا ہون کہ سر میدان آپکی ذلت ہو سکندر نے جواب دیا اے پہلوان دوران تمھارا تو غرور بڑھتا جاتا
ہے ابھی صرف چار پہر گذرے ہین دس پانچ پہر مین غالب و مغلوب کی حقیقت کھلیگی ابھی تو تمھارا غرور ترقی پر ہے سقرلات
نے کہا خیر مین ہر بات مین آپکی بہتری چاہتا ہون آپ اب ناحق کد کرتے ہین امتحان تو کسی قدر ہو گیا تھا سکندر نے کہا مین
بے زیر و زبر کیے نہ بیٹھونگا سقرلات نے حکم دیا روشنی کر دی جاوے ادھر جوہر خنجر زن نے سلطان زرین پوش
سے کہا کہ حضور لڑائی الجھ گئی روشنی کرائیے ادھر سے بھی روشنی ہو گئی اب سب پر احوال روشن ہوا کہ پھر دونون شیر لڑائی
مین مصروف ہوے چار پہر رات ایک رنگ مین گذری یعنی شب نے نقاب چہرہ مہر مثال سے اٹھایا نیر انور بصد کر و فر تخت
زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین اپنے معبود کو یاد کرتے قمریون کے
غول کے غول غلغلے سرو پر صدائے کوکو کرتے تھے مراد یہ تھی کہ ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہے افسوس کہ دیدہ حقیقت بین سے
نہان ہے بندون کو محبت باغبان قضا و قدر کا جوش عندلیبان خوش نوا کو سبق گلستان کا فراموش طائر چپکے غنچے چٹکے
روش زبرجدی صنعت باغبان سرمدی یہ دونون شیر ایک طور پر مصروف جنگ جب شاہزادہ سکندر سقرلات کو
نیچے پکڑ لاتا ہے دو دو گھڑی رگڑتا ہے نکلنے نہین دیتا دھکے مارتا ہے کہ سقرلات کی جان پر بنتی ہے اور جب سقرلات
سکندر کو پکڑ لاتا ہے یہ اسطرح سمٹ کر نکلتے ہین کہ سینہ زمین سے نہین آشنا ہوتا جوہر خنجر زن بڑھ بڑھ کر دمبدم تعریف
کرتا ہے اے شیر بیشہ سلطان زرین پوش ماشاء اللہ کس لطف سے آپ لڑ رہے ہین جرات کی ترقی نکتہ سنج حرف مطلب
مراد سے آگاہ ہین آپ جہان پناہ دیکھین کس لطف سے کشتی لڑ رہے ہین لب سوفار سے صدائے احسنت و آفرین آ رہی ہے
حملہ علمہاے لشکر آپکی تعظیم کو اٹھے ہین نشان فتح و ظفر تیار ہے سقرلات غصے مین جواب دیتا ہے او عیار کیا بیہودہ بکتا
ہے میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہے مجھے جوش لعنت ہے اسوجہ سے یہ کیفیت ہے مین چاہتا ہون حوصلہ
نہ باقی رہے جب قصد کرونگا زیر کرونگا مین نے ابتک فنون زور و طاقت صرف نہین کیے اب آج رات ہونے دونگا
فقط آپکے حجاب کا خیال ہے کہ اپنے مقام پر شرمندہ ہونگے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دوسرے دن بھی انتہا کے
داؤن پیچ ہوے ایک کو دوسرے کے زیر کرنے کی بڑی بڑی کوشش ہوئی مگر کسی کا مطلب حاصل ہوا اب سقرلات
بیدم ہو رہے ہانپ رہا ہے سکندر کے طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی اکھاڑے مین اترا ہے چہرہ بحال آئینہ رخسار
سے ثابت ہوتا ہے کہ سکندر اصلی ظلمات کی سیر کر کے برآمد ہوا نہایت خوشفعلی کے ساتھ مصروف جنگ ہے لیکن جب
قصد کرتے ہین کہ زیر کرون سقرلات اپنے کو توڑ سے بچاتا ہے اس پہلو پر نہین آتا کہ یہ کولے پر لادین اب آخر وقت ہے
ریل پیل کے زور ہو رہے ہین لیکن سکندر سقرلات کو دس قدم ریل کر لیجاتے کبھی وہ انکو پانچ قدم تک لایا مگر ترقی
سکندر کی جانب ہے سقرلات کو بہت غصہ ہے دانتون سے ہونٹون کو چباتا ہے اکثر کلام سخت بھی زبان پر لایا سکندر
نے جواب دیا اے سقرلات تمھاری لیاقت سے بعید ہے کہ کلمات بیجا زبان پر لاؤ تمھین تو امتحان منظور ہے اب تو قلب
ناصبور ہے یہان تو بہ عنایت خداوند شجر بادۂ نجات کا سرور ہے یہ حقیر سراسر بے قصور ہے مین اول بھی کہتا تھا کہ میری
بخوشی اطاعت کرو سر میدان نہ لڑو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مگر تمنے نہ مانا مجھکو طفل کمسن جانا بقول سعدی شعر اے کہ شخص
منت حقیر نمود تا درشتی ہنر نہ پنداری ہے خیر اب جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا اے سقرلات اب زمانہ قریب ہے کہ تجھ سا
بدنصیب ہے سقرلات نے کہا اے جوان جبتک کہ مجھ مین جان باقی ہے کیا مجال کسی کی کہ میری پشت زمین سے لگا سکے
جب طائر روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے اسوقت حریف کو البتہ اختیار ہے سکندر نے کہا اے سقرلات یہ ثابت
ہو چکا کہ یہ تن و توش تمھارا دیکھنے کا ہے دیکھو کانپ رہے ہو یہ جو کلمہ شاہزادے سے سنا سقرلات کو بڑا غصہ آیا کہا او

ای سکندر رابھی زیر کرتا ہون یہ کہکے دونون مونڈھے تھانیے سینے سے سر اڑا کرکے دوڑا سکندر ہٹتے چلے آتے ہین دم
کا ابھر وسا قدم کا شمار پانچ قدم تک ہٹکے آئے سقرلات نے ہکہ مارا سکندر کا گھٹنا زمین سے آشنا ہوا سکندر
ہٹنے پائے کرلے دوڑے سقرلات چاہتا ہی تیجے ڈھون سکندر نے زور کرکے دونون پانون بڑھائے وہان پر پہونچ
تھا پانون بڑھانے کا بہادر تھا گھٹنون تک زمین مین غرق ہوے سقرلات نے ہکہ مارا کرلہ اس شیر کا اُتر گیا بازتل
شیر ژیان کے ادر بے تھے یا تھرتھر کانپ کے بیہوش ہوگئے سقرلات کہ نہایت محجوب ہورہا تھا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اب یہ
شیر مجھکو زیر کریگا بیہوش جو پایا تو غنیمت سمجھا ایک مارا شاہزادہ شل مردے کے زمین پر گرا سقرلات مشکین باندھنے لگا
تورہ از زنجیر آہنی کا کمرے کھولا ہر چند جواہر خنجر زن نے آواز دی ای پہلوان یہ بات مروّت سے بعید ہی صید زبون پر
ہاتھ نہین ڈالتے تمرے سطاب نہین نکالتے ہم سمجھگئے شاہزادہ سکندر کا کرلہ اُتر گیا ہر چند جواہر خنجر زن چیخا پیٹا
غل مچایا مگر سقرلات نے کچھ خیال بھی نہ کیا گرفتار کرکے لیچلا سلطان زرین پوش نے قصد کیا کہ لشکر کو لیکر جاپہونچے
جواہر خنجر زن نے منع کیا آپ پلٹ چلیے مین چھڑا کے لاؤنگا حقیقت مین سقرلات ملعون نے خلاف جرأت کیا
آپ بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون جا کے اپنے آقا کی خبر لون چھڑانے کی تدبیر کرون یہ تو یقین کامل ہی کہ اس حال
پر ملال مین قتل نہین کریگا اور یہ بھی اُسکے تیور سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ ہمارے آقا پر مائل ہی تیغ ابرو سے گھائل ہی یہ
لشکر سلطان زرین پوش کو جواہر نے طرف بارگاہ کے روانہ کیا اور آپ صورت تبدیل کرکے لشکر سقرلات مین
آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے پہونچا ستون کی آڑ پکڑکے کھڑا ہوا سقرلات آہن پوش نے پہلوانون کو حکم دیا
اس جوان کا کرلہ بنھاؤ ایک معقول خیمے مین لیجا کر قید کرو مگر آب ودانہ بوجہ احسن پہونچانا کوئی تکلیف ہونے پاوے
مین اسکو اپنا افسر بناؤنگا صاحب تخت وتاج کرونگا پہلوان نے شاہزادہ سکندر کا کرلہ بٹھایا چھیان باندھ دین مگر
ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہنائین جواہر یہ سب کیفیت ستون کی آڑ سے کھڑا دیکھا کیا سر ہنگ آہن پوش ایک اسم
تھا ہزار جوانون سے وہ آکے در خیمہ پر نگہبان ہوا چہار جانب خیمے کے انتظام کرنے لگا دمبدم پیادون کو بہی حکم
دے رہا ہی کہ جا کر دیکھو وہ شیر دلیر کب ہوشیار ہوتا ہی ہمارے مالک کا حکم ہی کہ جب یہ جوان ہوشیار ہو ہمکو فوراً اطلاع
کرو جواہر نے یہ معرکہ دیکھا قریب بارگاہ سقرلات آہن پوش ٹہل رہا ہی کہ ایک مردہا باہر نکلا آواز دی کوئی مزدور ہی
یہ پتیلا شراب کا اُٹھاکرلے چلے جواہر نے فوراً اپنی صورت ایک مزدور کی بنائی حاضر حاضر کہکے سامنے آیا عرض کی کیا
حکم ہی مردہے نے کہا یہ پتیلا اُٹھا لے ایک فتیلہ بھی ہاتھ مین دیا چوبدار آگے آگے مزدور پیچھے پیچھے چلا اب جواہر تھوڑی
دور چلکے خوب بچلا اور اُس فتیلے کو منھ سے پھونک دیا ٹھوکر لی زمین پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی میان مردہے صاحب
فتیلہ بجھ گیا مین بھی گر پڑا اسکو جلدی روشن کرلائیے چوبدار یہ سنکر پلٹا قریب آکے دیکھا مزدور گر پڑا فتیلہ بجھگیا مزدور کا
ہاتھ تھام کر اُٹھایا فتیلہ ہاتھ سے اُسکے لیلیا سامنے ایک حلوائی کی دوکان تھی روشن کرنے گیا اتنے عرصے مین جواہر نے
پتیلے کا منھ کھولا اُسمین بیہوشی ملادی مردہا فتیلہ روشن کرکے آیا مزدور سے کہا میان چلو تھوڑی دیر مین آکر دروازے
پر زندانخانہ کے پہونچے شبرنگ آہن پوش در خیمہ پر ایک ہزار جوان سے نگہبانی کررہا ہی فتیلے کی روشنی دیکھکر
آواز دی کون آتا ہی مردہے نے اپنا نام بتایا اور کہا بادشاہ نے تم لوگون کے واسطے شراب بھیجی ہی یہ سنکر سب
پیادے بیقرار ہوگئے بڑھکر پتیلا کاندھے سے مزدور کے اُتار مردہا تو پتیلا دیکر چلا گیا مگر مزدور یہ کہکے بیٹھگیا لاسیے
پہلوان صاحب مین حق بھر دون مجھکو تو نذری آتی ہی حکم ہو تو مین بھی یہان شب بھر پڑا رہون رات بھر چلمین بھرا کرونگا
پیادون نے کہا میان شمدے صاحب تمھارا کیا نام ہی اور مکان کہان ہی کہا حضور پہ بخارا مین رہتے ہین کئی دن سے

رتو نذری آنے لگی جان بھی ہار چکے ہم تو نگہبان ہیں دانون پر جان بھی مردیتے ہین اگر ہمارا رنگ کھل جائے دو گھونٹ مین سلطنت جیتلین مگر کیا کرین تقدیر یاوری نہین کرتی سب ہنسنے لگے سبھون نے شراب آپس مین تقسیم کی جواہر نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کیے ایک ایک سے تقاضا ہو لائیے کابلی لاوین دال موٹھ گرما گرم منگائیے کسی نے پیسہ کسی نے روپیے دیے مزدور دوڑ دوڑ کر لا دیتا ہے دل و جان سے کام مین مصروف ہے پیادے کہتے ہین میان مزدور تم بڑے محنتی ہو یہان رہا کرو تمھارے کھانے پینے کی بھی فکر ہو جاویگی شراب پیا کرو کباب کھایا کرو تمھین کسی بات کی تکلیف نہوگی مزدور نے جواب دیا اب مین یہین رہونگا آپ سب صاحبون کو خوب راضی کرونگا چار گھڑی رات گذری تھی کہ سب بیہوش ہوے جواہر نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوے اندر خیمے کے آیا شاہزادے کو دیکھا سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہے زبان پر شاہزادے کے یہ اشعار جاری ہین اشعار مصنف

کہین کام دنیا مین کیا بند ہین	کہین شادیانہ کہین رنج و غم	نشان خوشی ہین نشان الم	یہ نیرنگ عالم کے پابند ہین
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا	کبھی ہین جہان کے نشیب و فراز	بہم ایک جا گو پہ ہین سوز و ساز	کہین بادشاہی کا سامان ہوا
			کبھی یاد معشوق مین شکایت

نکلی گریبان تا بدامن چاک اشک حسرت چہرہ زیبا پہ جاری کہ جواہر نے آگے سلام کیا کہا حضور نہ گھبرائین غلام ایلچی ہوا یہ کہکر تو بڑہ عیاری سے سوہن نکالا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا ہمراہ عیار کے باہر خیمے کے آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین جواہر نے ایک مرکب بھی شاہزادے کے واسطے بہت عمدہ مہیا کیا اسپر سوار کر کے لے نکلا جدھر طلایہ پھر رہا تھا کنارے کنارے شاہزادے کو لایا یہان لشکر مین سلطان زرین پوش کا عجب حال ہے یاد فرزند مین مبتلا ہین تمام اہلیان لشکر بیتاب و بیقرار سب سردار لشکر مین پریشان پھر رہے ہین دور سے دیکھا ایک سوار آتا ہے اور ایک عیار بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کیسان نے شہزادے کو پہچانا سب دوڑ پڑے یہ خبر جو اڑی کہ سکندر آتے ہین سلطان زرین پوش بھی بارگاہ سے نکل آئے سردار بھی دوڑے استقبال کر کے سکندر کو بارگاہ مین لائے سلطان نے سب حال پوچھا سب سردار جواہر کے گرد پھرنے لگے کہ حضرت صاحب تمنے بڑا کام کیا سقرلات کو ایسا بدنام کیا گرنہ تھے جب گولا اترا تھا قید کر لیا جواہر نے کہا صبح کو اپنے مذہب کا سوال کرتا اب شاہزادے نے آرام کیا لشکر کو تسکین ہوئی سلطان بھی سوئے وہان بوقت سحر جب قیدی زندان حزب زنجیرہائے شعاع مین جکڑا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا اہلیان لشکر سقرلات قریب خیمہ قید خانہ آئے دیکھا سب بیہوش پڑے ہین خیمہ خالی ہے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین اک ہنگامہ برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے کہ غضب ہوا عیار اسکا سب کو بیہوش کر کے اپنے آقا کو لیگیا بڑا داغ دے گیا شبرنگ آہن پوش روتا پیٹتا ہوا سامنے سقرلات کے آیا اور رو کر کہا حضور بڑا غضب ہوا شب کو کوئی آکے نگہبانون کو بیہوش کر کے اس سرکش کو لیگیا یہ سنکر سقرلات مثل ابر کے گرجا آیا مانند اژدر کے بل کر کے اٹھا کہا اس جوان نے کچھ میرا خوف نہ کیا مردان عالم کی قید مسیح سے دور کی یہ تو میرا گناہگار تھا مین ابھی جاتا ہون کان پکڑ کے بارگاہ سے لاتا ہون ہر چند سرداروں نے سمجھایا مگر سقرلات اپنے غرور مین بیٹھا پڑتا ہے ہر چند کہ آخر شہزادے سے اسکا زور کا حال بخوبی کھل گیا مگر غرور نے آنکھون پر پردے ڈالدیے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف لشکر سکندر کے چلا ہر چند اسنے منع کیا کہ کسی کی کیا احتیاج ہے مگر اہلیان لشکر نے نہ مانا پشت پر اپنے مالک کے جمع ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے جواہر کو بھی اس بات کا خیال تھا کہ سقرلات ضرور برہم ہوگا خبر کے لیے موجود تھا جیسے ہی سقرلات کو دیکھا خبر سنکر بھاگا یہان سلطان آکے تخت پر بیٹھے سکندر دنگل پر سردار سب آتے جاتے ہین سکندر یہی فرماتے ہین کہ مین بجائی جواہر کے کہنے سے رات کو چلا آیا ورنہ بارگاہ سقرلات مین جاتا کہتا کہ او نامرد تونے مجھکو بیہوشی مین

گرفتار کیا اب مین موجود ہون مقابلہ کر خیر اب جاؤنگا سر دربار اُسکو توڑونگا سلطان زرین پوش روک رہے ہین اور
فرماتے ہین ای نور نظر وہ بڑا دیو خونخوار ہی انسان کا بیکو دیو ہی تمہارا ہی کلیجہ تھا کہ آٹھ پہر اُس سے لڑے سکندر
نے کہا فلک نے گردش دکھائی سپہر بھر مین اُسکی مشکین باندھ لیتا جو منظور پیدا کرنے والے کو اپنا اختیار کیا انسان مجبور ونا چار ہی
مگر دل بہت بیقرار ہی کہ اُس سے جا کر کلام کرین یہ باتین تھین کہ جواہر حاضر ہوا عرض کیا ای شہریار غضب ہوا سقرلات
بڑے جوش وخروش سے آتا ہی لشکر سارا ساتھ ہی غیظ وغضب مین کانپ رہا ہی سکندر اُٹھ کھڑے ہوئے سلطان نے جو شہزادہ
سکندر کو روکا کہا حضور مین آگے بڑھکر اُسکو روکون ورنہ دربار مین آویگا کلمات سخت زبان پر لائیگا میدان ہی مین
مقابلہ ہونا بہتر ہی یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے جواہر نے رکاب تھام لی یہ فرماتے ہوئے چلے ای سرداران تہمتن دل ای
افسران صف شکن مین اُسکے زور کا امتحان کر چکا اب اُتنا عرصہ نہوگا بہت جلد زیر کر لونگا سلطان بھی تخت پر سوار ہوئے
لشکر مین قرنا ہوئی مگر شہزادہ سکندر گھوڑے کو اُڑائے ہوئے جاتے ہین دیکھا سامنے سے سقرلات گینڈے کو
بڑھائے ہوئے آتا ہی فوج پشت پر سکندر گھوڑا بڑھا کر میدان مین آئے پکار کر آواز دی ای سقرلات کیا ارادہ ہی مین آپہنچا
اب آگے نہ بڑھنا سقرلات نے سکندر کو جو دیکھا مثل اژدر بل کرنے لگا کہا او طفل بے ادب تو نے غضب کیا قید مردان
عالم کی جسم سے دور کی مین تجھکو بقوت زیر کر کے لیگیا تھا اب زندہ نہ چھوڑونگا اور اُس عیار کی تو بوٹیان کاٹ کر پھینکدونگا
سکندر نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تو مجھکو بزور گرفتار کر لیگیا ہوتا تو مین کبھی قید خانے سے نہ آتا تو نے تو اپنا مکر ظاہر
کیا اُس مجبوری مین ہاتھ ڈالا سقرلات جا پڑا سکندر و سقرلات سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران چند طعنون مین
شہزادہ سکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا غصے مین آکے سقرلات نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا سکندر نے بھی تلوار کھینچی سقرلات
نے ہاتھ مارا سکندر کو منظور ہی کہ اب اسکو لڑنے نہ دون مگر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لون سپر کو چہرے کی پناہ کیا مرکب کو گدگدایا
کہ زیر بغل جا کر تلوار کو گا تھون وہان پہ ہوشیانہ تھا دونون پاؤن گھوڑے کے موشتانے مین جارہے مرکب نے سکندری
کھائی گرد سپر کا سر سے ہٹا سقرلات نے ہاتھ مارا سر برہنہ پر شہزادے کے تلوار پڑی تا دو ابرو پہونچی اسپر بھی شہزادے
نے دستانہ مارا آوارا جتنا کے سر سے نکلگئی چادر خون کی چہرہ زیبا پر آئی جبیداری کر کے ہاتھ مارا سقرلات ملعون نے
گینڈے کو ہٹا لیا تلوار خالی گئی نکان جو پہونچی سر شاہزادے کا برہنہ زمین سے جا ملا سقرلات نے چاہا سر کاٹ لون
افلاک بلند قامت نے وہین سے نعرہ کیا حیزہ ارا او نامرد کیا کرتا ہی گھوڑے کو بڑھا کر بیچ مین دونون کے آگیا شہزادے کے
ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابلے مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر اُسنے سب کو روک کے ہاتھ مار دیا افلاک کا شانہ بھرا
مرکب بھی مارا گیا قریب تھا سر کاٹ لے دوسرا سردار جا پڑا وہ بھی زخمی ہوا اب زخمی صف فوج پر کھڑے ہین سکندر
نے بھی زخم باندھا ہر چند قصد کرتے ہین مگر زخم سر نے ایسا بیقرار کیا ہی کہ گھوڑے کی جنبش سے بیقرار ہو جاتے ہین یہ جوش
جرات ہی کہ مرکب پر سوار موجود ہین گیارہ سردار نامی ہاتھ سے سقرلات کے زخمی ہوئے اور پانچ سردار جان سے
مارے گئے لاشے پھڑک رہے ہین سقرلات کے ہاتھ مین تیغہ خون آلود گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی اب سکندر کا یا مانند ہی
کوئی سامنے سقرلات کے نہین جاتا سلطان حیران سکندر پریشان کچھ کسی کے بنائے بن نہین پڑتا سقرلات
پکار رہا ہی ای فرقہ بتجر پرستان میرے قیدی نے مردان عالم کی قید جسم سے دور کی عیار نے دھوکا دیا اب اُسکا بدلہ ہی اگر اپنی
جانبری چاہتے ہو رومال سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ مین اب صف پر آتا ہون مشکین باندھکر اُسکو بیچا ڈونگا کیون کون روکتا ہی مین
وعدہ کرتا ہون کہ قتل نہ کرونگا ابھی چھوڑ دونگا مگر میری بات مین فرق نہ آئے اسوقت مین یہی ارادہ کر کے آیا تھا کہ اُس طفل بے ادب
کو پکڑ لاؤنگا ناحق یہ سب میرے مقابلے مین آئے یہ کھڑا ہوا لاف وگزاف کر رہا ہی سکندر اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی

کہ جا کر اس سے لڑون اپنی جان دون مگر ذلت نہونے پائے سلطان بھی دعائین مانگ رہا ہو کہ صحراے گرد اڑی علمہاے زنگاری
کے پھریرے نمایان ہوے سب دیکھنے لگے شعر ازدامن دشت دکوہ اورنگ ؛ گردے برخاست طوطیارنگ ؛ ازدامن دشت آن
غبارے ؛ رخسارہ نمود شہریارے ؛ قضاے کار لقدر دو مردان قاسم عالیشان ایرج نوجوان جو لشکرے چلے آئے تھے
بارہ ہزار جوان پشت پر گرزہ بن اشقر پر سوار تیغہ دودمہ سکندری زیب کمر پشت پر تسلیم و تفلیم وغیرہ سردار بارہ ہزار
پیدل سوار بدرواسی کر چلے ہین کہ بڑان و کوتب پر مصیبت پڑی دو منزل سہ منزل طے کرتے جاتے ہین سقرلات بھی دیکھنے لگا
ایرج جو اس مقام پر آگے پہونچے دیکھا ایک جوان دیو خصال قوی تن قوی من میدان مین کھڑا ہوا جھوم رہا ہو کئی لاشے بھی
تڑپ رہے ہین لشکر حریف کا پرا بند ایک جوان آفتاب جمال پریشان پریشان زخم باندھتا ہو ہر مرتبہ یہی قصد ہو کہ جوان کو
جا کر جواب دون مگر بسبب زخم کے قدم نہین اٹھتا بادشاہ لشکر مین سر پیٹ رہا ہو ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو کرو
یہ کیا معرکہ ہو یہ دیو خصال ان بیچارون پر دباؤ ڈالتا ہو برادر شاپور تمنے اُس لڑکے کو دیکھا عیار کی صورت تمسے بہت ملتی ہو اس
جوان مین نشانیان ہمارے خاندان کی ہین زلفین خلیلی خال سبز رگ ہاشمی چہرے پر موجود ہو یہی قدرت معبود ہو کہ اسوقت ہم یہان
آکے پہونچے شاپور نے کہا اے شہریار ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین ہم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین کہ طلسم نور افشان بچ
کیا تباہی پڑی نہین معلوم ان لڑکون پر کیا گذری ایرج کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شاپور نے بڑھکر احوال دریافت
کیا شل ہیکل خیال پلٹ کے عرض کی اے شہریار یہ لوگ شجر پرست ہین سقرلات یہان کا مالک ہو آپسمین مقابلہ پڑا سلطان
کے لوگ مارے گئے کچھ زخمی ہوے یہ جوان خوبصورت کمسن سلطان کا بیٹا ہو اس دیو سے لڑ چکا اتفاق سے زخمی ہوا ہو اب
سقرلات ڈانٹ رہا ہو کہتا ہو کہ پکڑ کے لیجاؤنگا سلطان کے لوگ نہایت پریشان ہین ساتھ والے بھاگے جاتے ہین یہ سنکر
ایرج کو نہایت غصہ آیا خون عزیزی نے جوش مارا فوراً گھوڑے کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب
تنویر ؛ کہ ہست عالم و آفاق گیر ؛ چو تیغ بلی برکشم از غلاف ؛ تزلزل فتد در میان مصاف ؛ او سقرلات یہ کیا جرأت ہو
زخمیون کو للکار رہا ہو مین تیرے مقابلے کو آتا ہون تیری سرکشی مٹاتا ہون سقرلات نے پلٹکر دیکھا ایک جوان رعنا
نہایت حسین و جمیل مرکب باد رفتار زیر ران صاحب شوکت و شان صورت ایرج دیکھکر سقرلات تو دنگ ہو گیا جی مین
کہتا ہو یہ نوجوان سکندر سے بھی زیادہ خوبصورت ہو نہین معلوم کیا کیفیت ہو لیکن جوش جرأت مین جا پہونچا ایرج لگا و رزان بچے
سکندر بھی حیران حیران جمال بے مثال ایرج کو دیکھ رہا ہو جواہر نے بڑھکر خبر دی حضور یہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کے پوتے ہین جانباز و سرفروش ایسے ہوتے ہین یہ جوان بلا وجہ ہماری شراکت کرتا ہو خداوند شجر اسکی مدد کرین باغ عالم
سرسبز و شاداب ہو ان لوگون کے تمام دنیا مین نام ہین جرأت و جلالت مین نیک انجام ہین مگر ایرج سقرلات سے معروف
جنگ ہوے نیزہ چلنے لگا سکندر بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہو جواہر سے کہتا ہو اے برادر دیکھو نبیرہ حمزہ کس شان سے لڑ رہا ہو
کیا طریقہ نیزہ بازی ہو جواہر کہتا ہو حضور یہ فنون جرأت مین طاق شہرۂ آفاق ہین آپکو یاد ہوگا ملکہ نسیم آتشخو نے نہین کا
ذکر کیا تھا کہ اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھے اٹھارہ برس ملک باختر مین اپنے پہلوانون سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے
اپنی ماں پر عاشق ہوے مگر مسلمان ایسے ایسے جانباز و سرفروش ہین ہر ایک کو جرأت کے جوش ہین قریب تھا اس شخص
کو نہ آنے دیا جب یہ اپنے دادا سے لڑے سب حال ولادت کھلا ملکہ عالم نے آپسے ذکر کیا تھا سکندر یہ سنکر پھر اچھل
اچھل پڑتا ہو کہتا ہو بھائی جواہر یہی جی چاہتا ہو جا کے ہاتھ چوم لون گر دھر دن نیزہ بازی اسکا نام ہو چالیس طعنین رد و بدل
ہوئی تھین کہ ایرج نے لگا تھم کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سقرلات کے نکل گیا سقرلات چیخا شل دیو کے نعرہ کیا کہا او
جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہو یہ تیغۂ بیدریغ دم بھر مین فیصلہ کرتا ہو یہ کہکے تلوار کھینچی ہاتھ مارا سکندر دیکھ رہا تھا

کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا ای جواہر خداوند شجر اس شیر کو اس تلوار سے بچائین مگر ایرج کچھ خیال بھی نہین کرتے سپر کو گردش دی واسنا بھارا تیغہ سقرلات کا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھینکر کمر مین ہاتھ دیکر اٹھالون مگر سقرلات لپٹ پڑا دونو جوان گھوڑے سے کود ے سکندر نے کہا اب زیادہ مشکل ہوئی سقرلات بڑا زبردست ہی آٹھ پہر مجھے کشتی ہوئی اگر رستم بھی ہوتا زیر ہو جاتا اس جوان کو دبوچ کر مار ڈالیگا حسین جمیل معشوق وضع یہ ملعون دیو ہی جواہر نے عرض کی حضور دیکھیے بڑے بڑے پہلوان انکے ساتھ کے کھڑے ہین ان سب کو زیر کیا ہوگا جب تو مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین اور ایک پہلوان سب سے قد و قامت مین زیادہ سب پہلوانون سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مثل فیل مست جھوم رہا ہی جواہر نے اشارہ کرکے سکندر سے بتلایا دیکھیے اسکے آگے سقرلات کی کیا حقیقت ہی قد و قامت زور و قوت سب باتون مین زیادہ معلوم ہوتا ہی اسکو زیر کیا ہی جب تو ساتھ آیا یہ شیر سقرلات کی مشکین باندھیگا سکندر گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھ آیا کشتی ہونے لگی سقرلات کے جی چھڑا دیے ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ اب مارا جو پیچ سقرلات نے باندھا ایرج نے توڑ کیا سکندر کہتا ہی کیون بھائی جواہر اس پیچ کا توڑ تھا کیا خوب اپنے کو بچایا کسکی مجال تھی کہ اس پیچ کو کھولتا ای جواہر بقول مصنف

حقیقت مین کیا شیر جانباز ہی
ہر اک فن مین بےمثل و بیباک ہی
یہ کشتی ہی یا صاف اعجاز ہی
حقیقت مین کیا چست و چالاک ہی
تہمتن تن و رستم ذی حشم
ہی مجمع خلق وجود و کرم

جی چاہتا ہی کہ اسکی رفاقت اختیار کرون ای جواہر مین اس جوان سے امتحان کرونگا اگر مین زیر ہو گیا تو رفیق بنکے اسکے ساتھ رہونگا اگر شاید غالب آیا تو اسکو بادشاہ بناؤن مین عہدہ سپاہ سالاری لون دونون طرح میرا اسکا ساتھ رہے اصل تو یہ ہی کہ جب یہ آنکھون سے مخفی ہوگا مثل مرغ بسمل تڑپونگا اس شیر کی تصویر آنکھون کے سامنے پھریگی میری نگاہ سے یہ جرأت و جلالت کبھی نہ گذری تھی اتنے بڑے پہلوان کو جا گھڑی کے عرصے مین تنگ کر دیا سقرلات اپنی جان سے بیزار ہی پیچ کے توڑ کرنے مین مجبور و لاچار ہی دیکھو الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی گھبرا گھبرا کے پیچ کرتا ہی کوئی پیچ نہ چلیگا ایرج بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر ایرج کی بھی رگون مین خون بھر رہا ہی جوش مار رہا ہی لڑتے ہین مگر پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین سکندر کو دکھا دکھا کے پیچ باندھتے ہین توڑ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین جہاں پناہ دیکھو اس پیچ کا توڑ نہ تھا پروردگار کی عنایت ہی کشتی گیری ہمارے بزرگون کی کرامت ہی سکندر اچھل پڑتا ہی کہتا ہی حضور کیا کہنا ایسی زبان کہان سے لاؤن جو آپکی کشتی کی تعریف کرون مین تو آپسے حاصل کرونگا ایرج خوش ہو کر فرماتے ہین بھئی تم خود صاحب شوکت و جلالت ہو اس پہلوان سے کئی پہر لڑے تھے سکندر گھوڑے سے کود کر قریب آگیا ہی کہتا ہی حضور مین اس سے آٹھ پہر لڑا مگر کولہ اتر گیا اب حضور قیامت برپا کر رہے ہین ہمنے یہ طرز کشتی نہین دیکھا اب حقیر سے بات نہ کیجیے میری جانب جو آپ دیکھتے ہین نگاہ بہتی ہی حریف اپنا مطلب کر لیتا ہی آپکو تکلیف بڑھتی ہی ایرج کے منھ سے بے ساختہ نکلا کہ ای فرزند مین اسکا امتحان زور کر چکا کسی طرح کوئی حرج نہین ہی مین آج ہی شام تک مشکین باندھتا ہون کیا مجال جو رات ہونے پائے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ سکندر غش غش کر رہا ہی دم محبت ایرج کا بھر رہا ہی رطب اللسان تعریف کر رہا ہی پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سقرلات جھنجھلایا حجاب سے پیشانی پر عرق آیا ایرج نوجوان کو ریل کرنے دوڑا یہ بھی کہا او نبیرۂ حمزہ ایک زور آخری کرتا ہون اس زور سے اپنے کو بچا تو جانون ایرج نے جواب دیا وہ زور سا حری بھی کیجیے کس گٹھری مین باندھ آئے ہین سقرلات نے کہا میرے جسم مین موجود ہی وقت پر جو قوت تھا جتنا قدم ایرج کو لایا سات قدم سے ایرج پلٹا کہا او دیو خصال اب پیچھے نہ ہٹیگے سقرلات نے کہا کیا تاب و طاقت ہی اگر زور کرون پہاڑ کو اپنے مقام سے ہٹا دون طبقات زمین کے ہلا دون ایرج نے غصے مین قدم بڑھایا سقرلات نے چاہا ریل کرکے چلون دونون پانون آگے بڑھائے ایرج نے بکہ مارا سقرلات کا کولا اتر گیا سقرلات یا تو مثل شیر غرین لڑ رہا تھا یا بیہوش ہو کے سر کا نرجہ پر

اپنے آگے رکھدیا ایرج نے دونون ہاتھ سے اسکو سنبھالا سکندر لشکر مین چلے آئے ہین سلطان تعریف کر رہے ہین کہتے ہین یہ
جوان فنون سپاہگری مین بے نظیر حسن مین بھی رشک ماہ منیر ہی یہان ایرج نے اکوان وکیوان کو پکارکر آواز دی یارو دوڑو
تمھارے مالک کا کولہ اُتر گیا صید زبون پر ہاتھ ڈالنا ہمارا کام نہین ہی اسکو لیجاؤ علاج کرو جب صحت پائیگا سمجھا جائیگا کئی سو
پہلوان سقراط کے دوڑ پڑے مگر ڈرتے ہوئے کہ یہ جوان بلائے روزگار ہی ہمسے نہ لپٹ پڑے اسکا بار کون اُٹھائیگا ایرج
نے کہا بابا خوف میرے قریب آؤ اپنے مالک کو ہوادار پر سوار کرو ورنہ ہم خود ساتھ چلین تا بہ بارگاہ پہونچادین پہلوانون نے
آکر سقراط کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا طرف لشکر کے لیچلے یہان ایرج نے گرد وغیرہ جسم سے پاک کی شاپور قریب آیا
خود زمین سے اُٹھاکر سر پر رکھا وہان سکندر سلطان سے تعریفین کر رہا ہی کہ لوگون نے پکارکے کہا ای شہریار لیجیے لڑائی کا فیصلہ
ہوگیا سقراط کو لوگ لیے جاتے ہین نبیرۂ صاحبقران نے اُسکو امان دی اب جو سکندر نے پلنگر دیکھا ایرج خود وزرہ
پہنکر میدان مین کھڑے ہین سپر وشمشیر اُٹھا رہے ہین سرداروں نے آکر گھیر لیا سکندر نے جو یہ دیکھا حیران ہوگیا
دوڑ کے قریب ایرج کے آیا بے اختیار گلے سے لپٹ گیا کہا حضور آپنے یہ کیا کیا میرا بھی کولہ اُتر گیا تھا یہ ملعون مجھکو گرفتار کرکے
لیگیا تھا عیار مجھکو رہا کرکے لایا اُسپر خفا ہوکے لڑنے آیا نتیجہ پڑ گیا مین زخمی ہوگیا آپنے اُسکو کیون چھوڑ دیا اتفاق کی بات
ہو کر مین یہان سے چلا گیا والد نامدار سے باتین کرنے لگا تھا ایرج کی محبت کو اور ترقی ہوئی گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند
یہ طریقۂ مردان عالم سے سراسر خلاف ہی سکندر نے ناز کرکے کہا پھر حضور ہمکو کیون گرفتار کرلیا ایرج نے کہا وہ ذلیل ہی
تمھارا مرتبہ جلیل ہی یہ طریقہ ہمارے لشکر کا ہی صید زبون پر ہاتھ نہین ڈالتے اگر ہمارے ہاتھ سے کوئی زخمی ہوتا ہی ہم ہاتھ روک
لیتے ہین سکندر نے کہا میرے لشکر مین چلیے آج جو کچھ تجھۂ آتش اس ذرۂ بمقدار کو میسر ہی حضور مع اپنے سرداروں کے غریب خانہ
پر نوش فرمائین آپکی وجہ سے ان سب کی جان بچی ایرج نے کہا یہ بھی کوئی بات ہی مرد کی مردمی کرتا ہی سب کی ملاخدا رد کرتا ہی ہم
آنکھون سے دیکھا کرتے یہ بیچیا تیرہ جرأت کرتا اب سکندر ایرج کو استقبال کرکے طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا جوہاہر نے شاپور
کا ہاتھ تھام لیا کہا مہتر صاحب تشریف لائیے آپ ہمارے مہمان ہون شل اپنے آقا کے آپ بھی سرفراز فرمائیے شاپور بھی
ساتھ ہو لیا آگے آگے سکندر پائے انداز بچھاتا ہوا جاتا ہی جا بجا ہٹاتا ہی اپنی آنکھین فرش کرون زمین کو رشک عرش کرون
سرداران ایرج نیلم وفیلم عوجان ودریاباری وسام بن عوجان وعنطر صباد ومیعاد عاد رشک دراز گردن وغیرہ یہ
چالیس سردار عقب مین ایرج کو سائے مین تلوارون کے لیے ہوئے سکندر ان سب کو دیکھکر وجد کر رہا ہی کبھی گھبراکر پوچھتا ہی
کیون حضور یہ سب سردار آپ ہی کے زیر کیے ہوئے ہین ایرج مسکرا کے خاموش ہو رہتے ہین مگر سردار خود جواب دیتے ہین
میان صاحبزادے ہم سب غلامان حلقہ بگوش ہین افسوس ہی ایک سردار ہمارے حضور کا مارا گیا اُسکا مثل عالم مین نہ تھا یعنے
طہماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پر ور اسی کے باپ نے اُسکو مارا دوسرے کی کیا مجال تھی کہ جو اُس سے آنکھ ملاتا
ہمارے حضور نے اُسکو بھی بمردی زیر کیا تھا ہماری انکے آگے کچھ حقیقت نہ تھی اُسکو اگر آپ دیکھتے تو فرماتے کہ اس دیو خصال
صاحب جاہ وجلال کو کیونکر زیر کیا سکندر کو حیرت ہی کہتا ہی چہرہ تو زیبا سے یہ طاقت وقوت ظاہر نہین کیا تدبیر کرون کہ
مین امتحان کرکے اس جوان کے ساتھ ہو جاؤن میری رفاقت کیونکر قبول کریگا بڑا معقول جوان ہی جب دربار مین لیکر آئے
اپنے دنگل زمین پر سکندر نے ایرج کو جگہ دی سلطان زندین پوش تخت پر بیٹھا تھا رعب و دبدبہ دیکھکر ایرج نوجوان
کا حیران جمال ونحو دیدار تمام اہالیان دربار آئینہ دار شمسور وحیران کوئی صورت زیبا دیکھتا ہی کوئی قوت وطاقت کا ذکر
کر رہا ہی کوئی کہتا ہی اس جوان کی صورت زیبا ہمارے شاہزادے سے بہت مشابہ ہی جب ایرج آکے بیٹھے سکندر نے
طائفہ طلب کیا ناچ ہونے لگا مگر ایرج نے سکندر کو اپنے پہلو مین بٹھالیا دل خود بخود بیقرار خون عروقون مین جوش زن رہا ہی

دل چاہتا ہی اس صاحبزادے کو کلیجہ مین رکھ لون پیشانی پر بوسہ دون کبھی دست حق پرست بمہر مہری پشت پر رکھتے ہین سکندر
بھی ہر مرتبہ لپٹ جاتا ہی ایرج نے پوچھا آپکا وطن شریف کہان ہی غربت کیون اختیار کی سلطان زرین پوش نے کہا ای شہریار
میرے فرزند کے مزاج مین نہایت جرأت ہی اور رحم دل بھی انتہا کا ہی ایک دن اخبار مین دیکھا کہ سرداران طلسم نور افشان
نے اپنے بادشاہ کے ساتھ نمک حرامی کی اپنے بادشاہ کو مع اُسکی زوجہ و دختر کے قید کر لیا دامن پناہ نہ دیا اس بات پر ہمارے
شیر کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ مین جاکر طلسم کو فتح کرونگا نمک حرامون کو سزا دونگا یہان جو آکر خبر پہنچی یہ سقرلات ملعون زبردستی
آمادہ جنگ ہوا میرے فرزند سے مقابلہ پڑا دوسرے دن انکو لڑا کر گیا عالم بیہوشی مین وہ گرفتار کرکے لیگیا انکا چھوٹا بھائی
جواہر خنجر زن ہمیشہ سے اسکو پیشہ عیاری کا شوق ہی طرار فرار غدار تیز رفتار و زندگی مین بینظیر عیاری کرکے اپنے آقا کو
رہا کر لایا فتح کو سقرلات کو بہت ناگوار ہوا ہمکو مسافر جان کے چڑھ دوڑا یہ جو آپکے پہلو مین بیٹھے ہین بہرام فلک سے بھی
نہین ڈرتے برائے مقابلہ گئے تیغہ پڑ گیا زخمی ہو گئے گیارہ سردار فرداً فرداً مقابلے کو اُسکے گئے بیستی طالع سے زخمی ہوے
پانچ سردار جان سے مارے گئے حقیقت مین اب ہمارا یہ اُمید تھا کہ خداوند شجر نے آپکو پہونچایا ایرج ہنس ہنس کے باتین کر رہے
ہین نام خداوند شجر سنکر غصہ آیا کہا ای بادشاہ خداوند شجر کیسے پیدا کرنے والا اور ہر شجر ایک زمین سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی
جب کہ کوئی شخص تخم بوتا ہی وہ شجر آپکے خداوند ہین یا اُسمین رہتے ہین یہ کیا کل اعتقاد ہی پیدا کرنے والا رحیم و کریم سمیع و علیم
اور یہی حال ہینے کہ بہمن سیاہ قبا بیٹا اُسکا قہار فیلزور دختر کوکب پر مائل ہوا اُسنے ایلچی بھیجا الہٰی نے ہیبت دبا ڈالا
مین نے اُسکو جاکر مارا اُسی وقت فرزند دلبند آفتاب جمال خورشید مثال پیدا ہوا اور وزیرزادی کے بطن سے میرے
عیار کا فرزند ہوا مین چھٹی مین بھی شریک رہا بعد اُسکے مین تو بسبب ضرورت کے چلا گیا یہان یہ معرکہ پڑا راستہ مین
قہار فیلزور نے کوکب کو گھیر لیا وہ بیچارے بھاگ کر قریب طلسم نور افشان پہونچے یہ بھی سنتا ہون کہ پریشانی مین
گہوارے لڑکون کے وہین رہگئے نہین معلوم مارے گئے یا زندہ ہین میرے پاس خبر پہونچی اب مین بھی بارادۂ فتح طلسم
نور افشان جاتا ہون آپکا حال سنکر اسوقت عجب طرح کا حال ہی صاف ظاہر ہوتا ہی ای سلطان زرین پوش
تم اس عیار کو بھی اپنا فرزند بتاتے ہو یہ میرے عیار کی صورت سے بہت مشابہ ہی جو مفصل حال ہو بیان کرو چھپانا بہتر نہین ہی
میرا دل بتا رہا ہی کہ یہ صاحبزادہ میرا فرزند جواہر شاپور کا دلبند ہی سلطان زرین پوش کے چہرے پر ہوائیان
اُڑنے لگین حال یہ تو سمجھ گیا کہ حقیقت مین مین ان دونون لڑکون کو گہوارون سے اُٹھا کر لایا مگر گھبرا گھبرا کے جواب دیتا ہی نہین حضور
یہ دونون لڑکے توام پیدا ہوے صورت اکثر مشابہ ہوتی ہی اسکا کیا اعتبار اب گھبرانے سے سلطان کے ایرج کا شک اور
زیادہ ہوا مگر زیادہ نہین کہسکتے سکندر نے کہا ای والد مین آپکا غلام ہون کسی حال مین مین آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا بھائی
صاف حال کہدیجیے سلطان نے کہا بیٹا جو حال اصلی ہی وہ بخوبی تمیز ظاہر ہی تمھارے پیدا ہونے سے رعایاے شہر
زرین پوشان بخوبی ماہر ہین اور کیا بات کہون ایرج نے کہا ای سلطان آپ نہ گھبرائین آخر حق بحقدار خواہد رسید
بالکل میرے مقدمہ کی صورت یہی ہی کہ فرخ بازرگان مجھکو اور شاپور کو جنگل سے اُٹھا کر لیگئے مین بھی دکان تجارت پر
بیٹھتا تھا حال ولادت سے اپنے بالکل واقف نہ تھا مگر پیدا کرنے والے کا نام مسبب الاسباب ہی خواجہ عمرو اُس شہر مین
آئے مجھکو صاحبقران بنایا برائے مقابلہ صاحبقران لیگئے بڑے بڑے معرکے پڑے سارا دفتر ایرج نامہ انہین داستان
سے معمور ہی طول الطویل یہ حال ہی آخرکو مین صاحبقران سے لڑا اور زیر ہوا میرے باپ بھی میرے نام کے دشمن تھے بڑی بڑی
مصیبتین اُٹھائین آخر کھلا فرخ بازرگان قبول کر گئے کہ مین نے ان لڑکون کو جنگل مین پایا والدہ ماجدہ کے ہاتھ کا نوشتہ نکلا جسمین
بخوبی ظاہر ہوا کہ قاسم نوجوان کا فرزند ہون شکر ہی کہ ایسے کلون سے بلا انجام بخیر ہوا انشاء اللہ ایک دن یہی حال

کہیگا اسوقت آپ نہین بتاتے مگر ہم بخوبی سمجھ گئے ہون جون ایرج یہ باتین کرتے ہین رنگ روے سلطان متغیر ہوا جاتا ہی اور سکندر خود باپ سے کہتا ہی حضور کوئی حال نہ چھپایئے مفصل بتایئے سلطان کہتا ہی ای فرزند اگر ایسی بات ہوتی تو مین خود ظاہر کر دیتا یہ باتین ہو رہی ہین ناچ رنگ سب موقوف ہی ہر خرد و بزرگ انہین باتون مین مصروف ہی سکندر کا بھی کلیجہ دھڑک رہا ہی ایرج نے کہا ای شاہزادہ سکندر اب ایک کام کرو ہمارا تمہارا اتا یہ طلسم نور افشان ساتھ ہو تم بھی فتح کی تدبیر کرنا ہم بھی اوینگے آئندہ جسکے نام پر فتح یا ظفر ہو جب ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار امیر عالیوقار تشریف لاوینگے اور ہم آپ بھی اُنکے قدمبوس ہونگے وہ بڑے صاحب اقبال ہین سلطان سے دریافت کر لینگے کوئی پردہ نہ باقی رہیگا سکندر نے کہا آپکے ساتھ چلنا مجھکو بدل و جان قبول ہی اب رات زیادہ آئی خاصہ نوش فرمایئے ایرج نے کہا ہمارے تمہارے مذہب مین فرق ہی یہ حقیر دریائے حیرت مین غرق ہی کھانا تمہارے یہان کا نہین کھا سکتے سلطان نے کہا ای شہریار مین پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ آپ خدا پرست ہین مین نے آپہی کے لشکر سے باورچی بلوائے انہین کے ہاتھ سے کھانا پکوایا دریافت کر لیجیے آپ کے لشکر مین کھانا پہونچ چکا ایرج نے بلا کر باورچیون سے پوچھا جب دریافت ہوا کہ شہریار ستون نے ہاتھ بھی نہین لگایا ہمارے باورچیون نے کھانا پکایا تب ایرج نوجوان نے حکم دیا کھانا لاؤ بکاول نے دسترخوان بچھایا کھانے طرح طرح کے چنے ایرج مع اپنے سردارون کے شریک ہوے مگر جواہر شاپور سے لپٹا جاتا ہی کہتا ہی حضور شاید یہی بات ہو ہمارا آپکا ساتھ رہے آپسے مہربری کا مزا ملتا ہی عیاری مین مجھے کیا دخل ہی اگر آپکی خدمت مین رہون فن عیاری بھی حاصل کرون شاپور نے کہا ای فرزند مجھکو شہنشاہ اوج عیاری نے تعلیم فرمایا اب تو ہمارے آقا سے وعدہ ہی دونون لشکر ساتھ چلینگے ایک مہینہ بعد مین تمکو سب کچھ بتا دونگا مگر ای جواہر یہ خیال رکھنا کہ جو کچھ معاملہ ہمارے آقائے نامدار نے بیان کیا یہی بات ہی یقین ہی کہ تمہارے آقائے نامدار کو اور تمکو سلطان نے کسی مقام پر پایا پرورش کیا یہ غلط ہی کہ تم اور تمہارے آقا توام پیدا ہوے ای فرزند مین بھی شہزادہ ایرج کو اپنا بھائی جانتا تھا فرخ بازرگان نے بھی یہی مشہور کیا تھا کہ یہ دونون لڑکے توام پیدا ہوے جب حال کھلا وہ فرزند قاسم نامور ٹھہرے مین دلبند خواجہ عمرو قرار پایا اگر کبھی کسی سے مقابلہ پڑے تو مسلمانون کا خیال رکھنا جو کوئی تمہارے ہاتھ سے ہلاک ہوگا انجام مین بہت شرمندہ ہوگے ہمارے آقا کے ہاتھ سے بڑی بڑی مہمتین ہو گئین تا حال کف افسوس ملتے ہین مگر اب کیا ہوتا ہی اُن مہمتون کی یاد مین دل روتا ہی جواہر کہتا ہی ایک دفعہ اسی مقام پر رہین ہمارے والد نامدار کو ترغیب دیجیے سب ملکر ساتھ چلین طلسم نور افشان پر مقابلہ پڑے یہ باتین ان دونون عیارون مین ہوتی ہین دو پہر رات گئے خاصہ کھا چکے ایرج سلطان سے رخصت ہوے کہا اب مین اپنی بارگاہ مین جاتا ہون صبح کو پھر حاضر ہونگا سلطان کو ایرج کا ٹھہرنا ناگوار رہا جلد رخصت کر دیا ایرج اپنے سردارون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلے سکندر کنارے تک لشکر کے پہونچانے آئے ایرج نے سکندر کو گلے سے لگا کر رخصت کیا مگر سکندر نے رو کر یہی کہا کہ خداوند تم ایسا انتظام کرین کہ ہمارے آپکے درمیان سے پردہ دوئی اٹھ جائے معاملہ یکسو ہو جائے ایرج نے فرمایا کہ کھلی ہوئی بات ہی سلطان ناحق چھپاتے ہین صاف صاف کہدین تو بہتر ہین ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور جو مین کہتا ہون اسکو لکھ رکھو کبھی انہین فرق نہ سمجھیگا تم سلطان کے فرزند نہین ہو انہین اور تم مین بہت بڑا فرق ہی خیر جب جامع المتفرقین کو منظور ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین کرکے سکندر پلٹا ایرج سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر سقرلات آہن پوش کرلانے کی وجہ سے بیہوش و مدہوش عیار اُسکا سرخاب تیز رفتار اور جملہ سردار ساتھ ہین شفاخانہ مین لیکر آئے کو لٹایا سامان سب طرح کے موجود ہین سردار ہاتھ پاؤن دبانے لگے کہ سقرلات کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا سب سردارون سے کہا باہر جاؤ عیار سے کہا میرے پاس آؤ مین تم سے باتین کرونگا سب باہر گئے تنہائی مین سقرلات نے عیار سے کہا ای سرخاب ای عیار لاجواب

تو بچپن سے میرا رازدان ہی سب حال میرا تجھ پر عیان ہی اس اقلیم مین کوئی میرا ہمسر نہین کبھی کسی سے پلک نہین جھپکی جس ملک
پر چڑھکر گیا فتح کرکے آیا لیکن نبیرۂ حمزہ سے جو مقابلہ پڑا اصل یہ ہی کہ فولاد کا پتلہ ہی لات دمنات نے میری آبرو رکھ لی
کوڑا تھنے سے آبرو بچی ورنہ دوپہر مین زیر کرکے لیجاتا اب کیا تدبیر ہو عیار نے کہا سکندر اسکو اپنی بارگاہ مین لیگیا مین بھی
اصل مطلب سمجھ چکا ہون شاگردون کو مین نے بھیجا تھا خبر مفصل ملی یہ جوان سکندر نبیرۂ حمزہ کی اولاد قرار پایا ہی سلطان
انکار کر رہا ہی آخر مین یہ صلاح ہوئی کہ سکندر ایرج کے ساتھ جائیگا ایرج نے یہ بھی کہا اس ملک کو بے فتح کیے نہ جاؤنگا بارگاہ
سقرلات مین اپنے کو پہونچاؤنگا سقرلات نے کہا تجھسے ہو سکتا ہی کہ ایرج کو پکڑ لائے اور کوئی سردار اُسکا میرے مقابلے کے
لائق نہین ہی اگر نبیرۂ حمزہ سے مقابلہ پڑیگا زیر کرکے لیجائیگا میرا کچھ زور نہ چلیگا سرخاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون آپ کے
اقبال سے اُسکو گرفتار کرکے لاتا ہون آتے ہی قتل کر ڈالیے پھر سکندر کی تدبیر کرونگا اس لڑائی مین آپ دخل نہ دیجیے
غلام کے سپرد کیجیے سقرلات نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے سرخاب کے گلے مین ڈالدیا کہا ای برادر اگر ان ظالمون کے
ہاتھ سے ملک و مال بچگیا تو نصف ملک کا تجھکو مالک کرونگا سرخاب اسی وقت نکلا چالیس پیک بچے ساتھ لیے طرف لشکر
ایرج کے چلا شاگردون کو راہ مین چھوڑا آپ بصورت خدمتگار ایرج کے ساتھ ہو لیا جب ایرج اپنی بارگاہ مین آئے شاپور
الیاس عیار ساتھ ہی اپنے سامنے شاہزادے کو پلنگ پر پہونچایا کل بارگاہ کو دیکھا چار خدمتگار واسطے چوکی کے مقرر کیے ایک
سرخاب بھی جا ملا نگاہ اسکی دیکھکر شاپور نے جمعدار سے پوچھا یہ خدمتگار کتنے عرصے سے ملازم ہی جمعدار نے کہا یہ سب
لشکر ہی سے ساتھ آئے ہین راہ مین کوئی نیا ملازم نہین کیا آپ تو اسکو مدت سے جانتے ہین شاپور نے کہا جمعدار مین کیا
کہون اسوقت اسکی آنکھین دیکھکر مجھکو خوف آیا خود بخود کلیجہ دھڑکا اسوجہ سے مین نے پوچھا جمعدار نے شاپور کو مطمئن کیا
شاپور نے بابر کو غلیم کر بدلے طلایہ مقرر کیا مگر دل کو چین نہین ساتھ والون سے یہی کہتا ہی آج جو پرانا خدمتگار چوکی پر مقرر کیا گیا آج اُسکی
آنکھون سے مجھے خوف آیا ہی سقرلات بیہوش ہوکے گیا ہی ایسا نہو کہ کچھ فساد برپا کرے اسکا مجھکو بڑا خیال ہی شاگردون نے
کہا ہم تو شام سے لشکر مین پھر رہے ہین کسی غیر کو آتے بھی نہین دیکھا اُستاد آپکو ناحق کا خیال ہی غلام جابجا موجود ہین سمجھ کے
آپ جاکے آرام فرمائیے ہر چند شاگردون نے کہا مگر شاپور کے دل کو آرام نہ آیا اسی فکر مین مصروف ہوا ادھر سرخاب
نے گلوریان کھلا کے ساتھ کے خدمتگارون کو بیہوش کیا کانٹے سے دوشالہ چہرے سے ہٹایا صورت زیبا دیکھکر ٹھٹک گیا
لخلخہ مین بیہوشی رکھکر دماغ مین شاہزادے کے پھونکی شہزادہ ایرج چھینک مار کے بیہوش ہوا پشتارہ باندھکر نکلا باہر نکل کے
دیکھا طلایہ دار صدائے حاضر باش و ناظر باش دے رہے ہین سرخاب درختون کی آڑ لیتا ہوا چلا قریب ایک زرد نخل کے
پہونچا دل دھڑک رہا ہی چار جانب دیکھنے لگا دل سے کہتا ہی کیا کوئی میری فکر مین لگا ٹھہر کر آواز دی او شاپور مین نے پہچانا
مین ایرج کو لیے جاتا ہون اگر دعویٰ جرات ہی تو نکل حقیقت مین شاپور چھپا ہوا کھڑا تھا آواز سنکر حیران ہوگیا دل مین کہا کیا
اسنے مجھکو دیکھ لیا دامن وغیرہ میننے لگا سرخاب نے تین آوازین دین فقط گمان تھا سوچا یہان کچھ خوف نہین ہی دل میرا
بیوجہ دھڑکا یہ کہکر چلا شاپور نے جھپٹکر آواز دی سرخاب جھپکا بیچ مین کمندون کے آچکا تھا شاپور نے جھٹکا مارا
سرخاب گرا شاپور نے قریب آکر آواز دی ادھر دیکھیا مین اول ہی سمجھ گیا تھا ساتھ والون نے مجھکو دھوکا دیا مین تم
شاپور شیر دل آقا کو کہان لیجائیگا سرخاب جو گرا پشتارہ پشت سے الگ گرا جیسے ہی شاپور نے چاہا چھاتی پر چڑھکر
مشکین باندھون سرخاب تو چست و چالاک ہوکر چلا تھا اُنگلیون مین حباب دبے تھے منہ پر شاپور کے مارے سب
حباب تو شاپور نے خالی دیے مگر ایک حباب دماغ پہ پڑا بیہوش ہوکر گرا سرخاب اُٹھا اول پشتارہ ایرج کا پشت
پہ لگایا خیال مین آیا اسکا بھی سر کاٹ لون خنجر لیکر بڑھا تھا ادھر سے نیلم زنگی گھوڑے کو بڑھاے ہوے دیکھتا بھالتا آتا تھا

کہ ایسا نہو کوئی چور کسی کا مال چرائے دور سے دیکھا ایک شخص چت پڑا ہی ایک شخص پشتارہ بدوش خنجر برہنہ ہاتھ مین اسکو
قتل کیا چاہتا ہی نیلم نے وہین سے نعرہ کیا ارے تو کون ہی خبردار کسی بیگناہ کو قتل نہ کرنا سرخاب نے جو نیلم کو آتے
ہوے دیکھا سر سے گرہن کھولا اُسمین پتھر رکھ کے مار دیا وہ پتھر آکے نیلم کے گھوڑے کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا سرخاب
بھاگا نیلم نے آکے شاپور کو چت ہوے دیکھا ہوشیار کیا کہا ای یہ ادر یہ کیا معرکہ ہی ایک عیار پشتارہ بدوش نکلگیا
شاپور نے کہا غضب ہوا آقا کو سرخاب عیار چرا کے لیگیا اب مین دربار مین جاتا ہون وہ بہت عاجز ہو کے گیا ہی
ایسا نہو شاہزادے کو قتل کرے اے تم لشکر مین جا کے قرنا کراؤ اور لشکر لیکر آؤ مین جا کر بارگاہ مین ہنگامہ ڈالتا ہون
یہ کہکر بھاگا نیلم نے آتے ہی لشکر کو تیار کیا وہان جواہر بھی طلایہ پھر رہا تھا اُسنے جو لشکر ایرج مین گل سنا دوڑا ہوا آیا آکر حال
سناکر عیار سقرلات ایرج کو چرا لیگیا اسنے آکے شہزادہ سکندر کو بیدار کیا کہا ای شہریار غضب ہوا عیار سقرلات
ایرج کو چرا لیگیا شاپور نے رات دن عیاری کی تھی مگر کچھ نہوا مین تو جاتا ہون آپ لشکر لیکر جلد آئیے ایسا نہو کہ
وہ ملعون اس غیر کو قتل کرے اے سکندر یہ سنتے ہی ملتا ہوا اُٹھا لشکر کو فوراً تیار کیا دیکھا نیلم و نیلم وغیرہ لشکر ایرج کو لیے
ہوے جاتے ہین اسنے آواز دی بھائیو مین بھی آیا بچا اپنی جان دونگا مگر شاہزادے کو بچا لاؤنگا نیلم و نیلم آگے بڑھ گئے
عقب مین انکے سکندر و سلطان بھی چلے سلطان نے گھوڑا بڑھا کر کہا کہ ای فرزند اُنکے سردار کیا کم ہین تم نا حق جاتے ہو
سکندر نے کہا واہ کیا آپکی عدالت ہی ہمارے واسطے اُس جوان نے یہ مصیبت اُٹھائی ہم ساتھ بھی نہ دین جو کچھ ہو سکیگا
ضرور کرینگے آپ پلٹ جائیے سلطان بھی نسبت سکندر مین ساتھ ہو لیا مگر سرخاب پشتارہ ایرج کا لیے ہوے
بھاگا بھاگا جاتا ہی لشکر اسکا سامنے معلوم ہونے لگا کہ لشکر کی جانب سے گرد اُڑی دیکھا ایک عیار طرار چلا آتا ہی
سرخاب نے آواز دی کون آتا ہی اُسنے کہا مین ہون سرہنگ آپکا غلام ہون آپ ایرج کو لائے لائیے پشتارہ
مجھے دیجیے مین اس جوان کو جا کر درہ کوہ مین مخفی کر دون اس جوان کا کل لشکر آتا ہی آپ جا کر مالک کو خبر دیجیے لشکر ذرا
تیار ہو بڑی ترائی پڑیگی سرخاب بھی گھبرایا ہوا تھا پشتارہ سرہنگ کو دیا سرہنگ طرف صحرا کے چلا سرخاب
نے کہا اُدھر کہان جاتا ہی سرہنگ نے نعرہ کیا کہا او بیحیا منم جواہر خنجر زن دیکھ یون آنکھون مین خاک ڈالتے ہین
سرخاب بیتاب ہو گیا فوراً زنبیل بجائی چالیس عیار اُسکے جا بجا چھپے تھے اُنمین مین سرہنگ بھی شریک تھا چالیسون
دوڑ پڑے جواہر نکل نہ سکا سب نے گھیر لیا ایک مرتبہ سب نے ملکر وار کیا کمندین بھی چہار جانب سے پڑین جواہر نے
جست کی پشتارے کی سینے پر گرہ نہ دی تھی خود تو کمندون سے نکلگیا مگر پشتارہ پشت سے گرا سرخاب پشتارے پر
ٹوٹ پڑا ساتھ والون سے کہا یارو اسکو مار لو جواہر سب سے لڑنے لگا کئی عیار اسنے مارے مگر سر زخمی ہوا وہ
چالیس یہ اکیلا مگر مثل برق تڑپ رہا ہی جسکو جست کے نیچہ مار دیتا ہی اُسکو زخمی کر دیتا ہی کسی کے پانون اُڑا دیے
کسی کا سر زخمی کیا مگر دیوانہ وار لڑ رہا ہی قریب ہی کہ لڑکھڑا کے گر پڑے بڑا غم یہ ہی کہ سرخاب لے گیا کہ پیچھے سے نعرہ
شاپور کی صدا آئی شاپور نے جواہر کو دیکھا عیارون مین گھرا ہوا جانبازی کر رہا ہی سینہ سپر ہوا ایک پر جھپٹ
جا پڑتا ہی شاپور نے آواز دی ای جواہر نہ گھبرانا جرأت دیکھکر بیقرار ہو گیا خنجر کھینچکر شاپور بھی اندر آ پڑا پانچ چھ
عیار ضرب جست کر مارے جواہر نے جو انکی غفلت پائی کئی کو زخمی کیا آخر وہ سب بھاگ گئے جواہر خنجر زن
جھنجھلا کر ان سب کے تعاقب مین چلا تھا مگر صدمہ زخم سے زمین پر گرا شاپور نے آکے اُٹھایا کہا ای فرزند خستہ ہوا
ہام کیا اب تعاقب سے کیا فائدہ تو نے بڑی عیاری کی جواہر نے کہا ای شاپور شیر دل مین نے تو پشتارہ جاتے
ہمارے آتے ہی کا لیلیا تھا مگر چالیس عیارون مین پھنسا پشتارہ دوش سے گرا [illegible] سرخاب لے بھاگا

شاپور نے جواہر کا زخم تاکا کہا تم اب اپنے لشکر مین چلے جاؤ مین اب دربار مین سقرلات ملعون کے جلتا ہون
جو کچھ بن پڑیگا کر گذرونگا اپنی جان دونگا یا اپنے آقا کو رہا کرونگا جواہر نے کہا مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا شاپور
نے جواہر کا زخم چھپایا پٹی مرہم کی چڑھا دی صورت خدمتگار کی بنا دی یہ دونون الگ الگ سے طرف بارگاہ سقرلات
کے روانہ ہوئے یہان سقرلات دربار مین بیٹھا ہی اپنے عیار کا انتظار کر رہا ہی سب سردار جمع ہو رہے ہین اب
سقرلات نے حکم دیا فوج کو تیار کرو یہ ذکر ہو رہا ہی کہ سرخاب پشارہ ایرج کا لگائے ہوئے آکے پہونچا کہا
ای شہریار جان پر کھیل کر اسکو لایا ہون دونون سردارون کے عیارون نے پیچھا کیا مگر سب سے خداوند
لات و منات نے بچایا یہان تک پہونچا یا مگر جلد اسکو قتل کیجیے ورنہ سردار اسکے عقب مین آتے ہین زمین ہلا دینگے
قیامت برپا کرینگے سقرلات نے کہا اسکو ہوشیار کرو سرخاب نے کہا پہلے آہنگرون کو بلایئے فقط زنجیر کشی کمند ون
مین بند ہای اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا سقرلات نے آواز دی آہنگرون نے آکر ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ستارۂ
سحری چمک چکا ہی غم مین ایرج کے گریبان سحر چاک ہوا جیسے ہی ایرج کو ہوشیار کیا اب دربار مین سقرلات کے
مجمع عام ہی کمیدان رسالدار سب جمع ہو گئے ہین ایک طرف شاپور و جواہر بھی کھڑے ہین جیسے ہی ایرج کو ہوشیار
کیا اُس دربار کفر دار کو دیکھا اپنے کو مسلسل پایا اگرچہ شاہزادہ اُٹھا خانہ زنجیر مین غل ہوا فرمایا او سقرلات تجھکو شرم
نہ آئی مردان عالم ایسا ہی کرتے ہین سقرلات نے کہا کوئی جلاد حاضر ہو جلد اس زبان دراز کو قتل کرو شاپور یہ تعمیل
جلاد کی شکل بنکر سامنے سقرلات کے آیا کہا حضور عیارون کے ہاتھ سے ایک میرا سپاہی مارا گیا ہی اسکو قتل کرون تو
دل کو آرام ہو سقرلات نے کہا سر کاٹ لے شاپور نے بڑھکر کہا او جوان ہوشیار ہو جا اور چپکے سے سر جھکا کر
کہا مین غلام آپکا شاپور ہون ہاتھ اُٹھایئے مین ہتھیار دون ایرج نے ہتھکڑیان اُتار دین شاپور نے نیمچہ مارا جھکڑیان
ٹوٹین ایرج نے قید توڑ ڈالی ایک جوان کو مار کے تیغہ لیا جواہر بھی نعرہ کر کے آپہنچا اگر سرداران سقرلات
اکوان و کیوان آہن پوش لڑنے لگے ایرج کے تن و سر پر زرہ و خود نہ تھا اکوان نے ہاتھ مارا ایرج نے
چاہا ہاتھ مارون کیوان نے پشت پر سے ہاتھ مار دیا اکوان کا بھی تیغہ چل گیا جس ہاتھ مین تلوار تھی اُسی شانے
پر زخم آیا ایک سیلراق نے نیزہ بھی مارا استخوان کو توڑ کر کلائی کے پار سنان نیزہ گذر گئی اب شاہزادہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا
سقرلات نے کہا سر کاٹ لو ہزارون آدمی چلے شاپور و جواہر مثل پروانہ کے گرد پھرنے لگے جسنے ہاتھ مارا سینہ
سپر کر دیا اپنے سر پر یا شانے پر زخم لیا شاہزادے کو بچایا قریب تھا کہ یہ دونون عیار بھی غش کھا کے زمین پر گرین کہ
میعاد عادر شنک دراز گردن نعرہ کر کے گھس آیا عقب مین اسکے نیلم و فیلم بچاس سردار گھس پڑے دیکھا
ایرج نوجوان بیہوش پڑے ہین شاپور شیر دل و جواہر خنجر زن زخمون سے چور رہے کشتون کو پکے ہوئے لڑ رہے
ہین میعاد نے آتے ہی لڑنا شروع کیا نیلم و فیلم نے بڑھکر ایرج کو اُٹھایا ہوادار پر ڈال لیا شاگردان شاپور
ہو سکے شاپور کو بھی نکالا شاپور نے آنکھ کھول کے کہا جواہر کو بھی اُٹھا لو ایسا نہو یہ مارا جائے تو مجھکو بڑا قلق ہوگا
اسنے مجھسے زیادہ جانبازی کی ہی صاف یہ ہی کہ اسی کی وجہ سے شاہزادہ بچا ورنہ ہم بھی قتل ہو گئے ہوتے شاگردان
شاپور نے جواہر کو بھی اُٹھا کر ہوادار پر ڈالا لڑتے بھڑتے نکلے اب سقرلات کے قرناکرائی مین لاکھون جوان تیار
ہوئے اہلیان رعایا بھی دوڑ پڑے قریات و دیہات سے ناظم چکلہ دار گنوارون کی گنوار ہر طرف سے مار مار کی پکار
سقرلات نے جو ایرج کو بیہوش دیکھا اب بینا مردھی کو دلیر ہوا میعاد عادر شنک دراز گردن پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا میعاد نے چاہا لیٹ پڑون اسکی کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لون ایک بجیانے بڑھکر نیزہ مارا

ایک طرف سے تیر پڑا امیعاد کا شانہ نشانہ ہوا گویا شکست کا بانہ ہوا امیعاد انتہا کا زخمی ہو گیا غلم و فلیم بھی زخمی ہوئے
ایک ایک کو چار چار نے زخمی کیا عین وقت پر سکندر آ کے پہنچے سقرلات سے مقابلہ کیا یہ بھی [illegible] زخمی ہوئے
کسی طرف سے تلوار کسی طرف سے نیزہ کس کس کو رد کیے کس کا خرخشہ کرے سرداران سکندر نے جو دیکھا کہ شاہزادہ انتہا
کا زخمی ہوا گھوڑے سے گرا چاہتا ہے جان دے کے انکو بھی بچایا ہوا ادار پہ سوار کر لیا سلطان نے یہی صلاح کی کہ اب نکل چلو
ہمارا شیر زخمی ہوا ایسا نہ ہو کہ غلبہ کر کے گرفتار کریں یہ صلاح سب کو پسند آئی بھاگ کر اپنے پڑاو پر پہونچے کار گزار بن
بارگاہیں لدوالیں جہاں تک ہو سکا خزانہ اٹھوا لیا ایک جانب ناچار ہو کے نکل گئے یہاں لشکر ایرج رات تک لڑا
شب تیرہ و تار میں ہزاروں مارے گئے آخر شاپور نے صلاح دی یارو نکل چلو ایسا نہ ہو شاہزادہ گرفتار ہو جائے
تو بڑی مشکل پڑیگی یہ رائے سب کو پسند آئی دو چار ہزار تیر انداز آگے بڑھے بڑھکر تیروں کی بوچھار کی لشکر
سقرلات رکا اسی شب تیرہ و تار میں جسطرف منہ اٹھا اپنے سرداران زخمی کو لیکر نکل گئے سقرلات نے جب
دیکھا کہ دونوں لشکر نکل گئے تو پھر رات رہتے یہ بھی دریائے خون میں نہایا ہوا پلٹ گیا سکندر کو انکے سردار لیکر
ایک صحرائے سبزہ زار میں آئے بارگاہیں استادہ کیں شکست کو درست کیا شاہزادے کے ٹانکے لگائے بعد دو دن
کے سکندر کو ہوش آیا آنکھ کھولتے ہی پوچھا ایرج نوجوان کہاں گئے سب نے بیان کیا کہ حضور کے لشکر کو بھی شکست
فاش ہوئی سکندر رونے لگا کہا یارو انکا ساتھ کیوں چھوڑا ہمارے واسطے انکی یہ خرابی ہوئی سب سردار کہنے
لگے کہ حضور شب تیرہ و تار میں بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا ان جنگلوں کا کون رستہ جانتا تھا جسطرف منہ اٹھا نکل آئے
سکندر نے کہا ابھی لشکر کو تیار کرو تلاش میں ایرج کی چلو مجھے بدون اس شیر کے چین نہ پڑیگا مجکو مہر پدری کا مزا ملا تھا
اسی وقت لشکر تیار ہوا رفقا نے عرض کی رات کو تامل فرمائیے سویرے کوچ ہوگا سکندر نے سب کا کہنا قبول کیا تمام شب
چپ بیٹھا ہے خاصہ بھی نہیں کھایا ہے کہ دیکھا قبہ بارگاہ شگافتہ ہوا بجلی چمکی سکندر گھبرا کر کھڑا ہو گیا دیکھا ملکہ نسیم آتشخو سامنے
چلی آتی ہیں سکندر نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا عاشق و معشوق سے حکایت و شکایت ہونے لگی شاہزادے نے جواہر کو آواز
دی جواہر نے آکے سلام کیا ملکہ نے کہا کیوں کمبخت اب تک تو نے اسی مقام تک لشکر پہونچایا شاید اور کسی معشوق کو لاکے
ملایا تیرا یہی کام ہے ایک کو ساتھ ایک کو بدھائی او ظالم تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے تیری جیتی گلگونہ بھی رویا کرتی ہے
آیا جاتی ہے میرے ساتھ ہی آتی تھی میں خود ساتھ نہیں لائی لشکر قبلہ و کعبہ کا اُترا ہے میں نے ایک خبر واہیات سنی تھی
والد کو بھی خبر گذری ہے کیا آپ سے کسی سے مقابلہ پڑا بڑی تکلیف اٹھائی سکندر نے سب حال بیان کیا اور کہا اے ملکہ عالم
تمنے روز اول مجھے کہا تھا مقدمہ حسب و نسب ہمارے کتاب دیکھکر بتلائینگے ہمیں یقین ہے ہمارے والد سے اور تمسے ملاقات
ہوئی مگر ہمارے سلطان انکاری کرتے ہیں اُس شیر نے اپنا حال اسی طرح بیان کیا جو ہمپر گذری ہے وہی سب اُنپر بھی گذری
ہے جواہر سے پوچھیے شاپور سے یہ بھی ملے بالکل اُسی کی صورت ہیں جواہر نے کہا ملکہ عالم کیا عرض کروں آپکے بیان
سب کرسی نشین ہوئے مگر نہیں معلوم ہمیں کیا پردہ ہے کہ مفصل حال نہیں کھلتا یہ بھی ذکر ہم سن چکے کہ جنہوں نے ایرج
نوجوان کو پرورش کیا سوداگری کرتے تھے جب ایرج مسلمان ہوئے صاحبقران نے فرخ بازرگان کو بادشاہ ملک
فرنگ شیبہ کیا باج و خراج موقوف کر دیا خواجہ بازرگان کہلاتے تھے اب بادشاہ مشہور ہیں سرداران ایرج وہاں
رہتے ہیں کسکی مجال ہے کہ انکو بہ نگاہ کج دیکھے اور ہمارے والد تو خود بادشاہ ہیں اگر شاید ہمکو بھی اسی طرح پرورش کیا ہے
تو صاحبقران کوئی ملک دینگے اپنا قوت بازو زینت پہلو سمجھینگے ایرج نے بہت بہت پوچھا مگر ہمارے والد نہیں قبولے
نسیم آتشخو نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے کل میرے والد ماجد صاحب بھی یہیں تشریف لائینگے آپ اُنسے خود پوچھیے کہ وہ کتاب

دیکھکر سب کچھ بتا دینگے شاہزادہ مسند پر آکے بیٹھا ملکہ بھی جلوہ فرما ہوئین یہ ذکر تھا کہ گلگونہ آکر بیوی بجلی اپنی بولی کانپتی ہوئی عقاب بنکے گری غلطک مار کے بصورت اصلی بنگئی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے کہا بہا بہن صاحب آئیے ابھی آپکا ذکر خیر ہوتا تھا جو اہر معشوقہ کو دیکھکر بھول گیا ساری باتین بھول گیا فوراً لاکے شراب وکباب رکھے ملکہ نے کہا ای شہریار زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین والعرو والدہ صاحبہ کا لشکر یہان سے پانچ کوس پر فرو کش ہے مین بھی اُنہین کے ساتھ تخت پر سوار تھی آپکے لشکر کی خبر سن چکی تھی کہ شکست کھاکے فلان مقام پر اُترا ہے مین یہ حیلہ کرکے نکل آئی کہ مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون شاید والدہ سمجھ گئین کہ سکندر کو دیکھنے جاتی ہے والدہ نے منع بھی کیا مگر والدہ نے فرمایا جاؤ جلدی آنا ہے گلگونہ پھر کیا ہوا گلگونہ نے کہا بارگاہ مین استادہ ہوئین جب دونون صاحب داخل بارگاہ ہوئے مین انتظام کے حیلے نکل آئی جانتی تھی کہ آپ وہین گئی ہونگی عقاب بنکر چلی آئی مگر میری اور آپکی تلاش ضرور ہوگی جلد چلنا مناسب ہے شہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای ملکۂ عالم راتین ہجر کی ہے بد تڑپ تڑپ کے کٹین اب تم آئین بھی تو یہ نوبت ہو کہ فرصت نہین دل مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین بقول شاعر نظم جرأت انتظار نہ مرے گمردار یم ما ؛ بستر از عشقبازی ور نظر داریم ما بو کہ

داغون سے داغ دل مین ہے عالم بہار کا
کیا رنگ ہے دو رنگی سنبل و نہار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے
کیا عشق گل کھلاتا ہے اُس گلعذار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
نیرنگی جہان سے ہے یہ وصل کبھی فراق
ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا

جواہر سے دریافت کرو کہ کل شب مجھے ابھی کا ذکر ہا بند مین آئی ملکہ نے کہا بس اب مجھے رخصت دیجیے کہ والدہ والدہ خود تشریف لا ینگے لشکر بھی ڈیرہ لا کے سامنے ہے بس اب بیان سے سید سے طلسم نور افشان مین چلیے اگر خدا کو منظور ہے مددگاری ہو جاے بیچارہ کوکب مع اپنے ہمراہیون کے رہائی پائے تھوڑے عرصے تک صحبت رہی نسیم آتشخو شاہزادے کے پہلو سے اُٹھی گلگونہ بھی ساتھ چلی جواہر نے گلگونہ کا دامن تھام لیا کہا ملکہ تم آج نہ جاؤ اصل تو یہ ہے بموجب مضمون شعر

عشق مین میرا خوب نام ہوا
بوسہ خط سیہ مین غلام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا
چونک اٹھے خفتگان خواب عدم
ہجر مین کام بھی تمام ہوا
جب خراماں وہ خوش خرام ہوا
سلطانی کا لیجیے صاحب
دختر رز کا حکم درست ہے
مے کا پینا فقط حرام ہوا
نام مشہور خاص و عام ہوا

ایک دو جام تو نوش کرو گلگونہ نے مسکراکے جواب دیا آقا ملازم بڑے شاعر ہین یہان ٹھہرنا بہتر نہین کل سب صاحب یہین آجائینگے پھری تلے دم لو آج کی شب صبر کرو کل سے دونون لشکر ساتھ رہینگے بڑا مالک کو خود جلدی ہے سب ملکون سے پرچۂ اخبار آگئے کہ کوکب کے ساتھ باادمون نے نمکحرامی کی یقین ہے کہ جب ہماری مدد سے چھوٹیگا مذہب قدیم قبول کریگا یہ باتین کرکے دونون پرواز پیدا کرکے اڑ گئین اب سکندر وجواہر مین یہ ذکر رہا کہ کل معشوقہ سے ملاقات ہوگی استقبال کو چلینگے سکندر نے جواہر سے کہا والدہ سے بھی اطلاع کردو کہ آپکے سمدھی کل آوینگے سامان دعوت کیجیے کوس دو کوس استقبال کیجیے جواہر نے جاکے سلطان کو یہ خوشخبری سنائی سلطان نے کہا کیا مضائقہ لشکر والون کو حکم دیا صبح کو سب تیار رہین مین اپنے سمدھی صاحب کے استقبال کو جاؤنگا سلطان کو معتقد بنہ جرح جرا اغشا ساحر کی باتین جو سنین یہی تردد ہے جب حال کھلیگا فرزند بھی ہاتھ سے جائیگا مذہب مین بھی فرق آئیگا ورا کو منع کر رہا ہے خبردار کوئی زبان سے اس بات کو نہ نکالے کہ گہوارے سے اٹھا کر لائے تھے وزرا کہتے ہین حضور ہم اُنسے ملاقات ہونے دیجیے اس بات سے کان بھر دینگے کہ مسلمانون سے ملنا مناسب نہین چار پہر رات تیاری مین گذری ساحر موم خانہ مشرق رسول شعاع کا ہاتھ مین لیکر برائے سیر طلسم عالم چرخ زبرجدی پر آمد ہوا اہیان اشتیاق مین سکندر وسلطان فوج کو تیار کرکے چلے تھے کہ سامنے سے لکہا ے ابر آسمان پر نمایان ہوے صدا گفتۂ ناقوس کی آئی کہ زمین تھرا گئی سامنے گرا ابر شق ہوا

سب نے دیکھا شاہنشاہ شاہین شعلہ بار بصد صولت و اقتدار و ملکہ گلشن انجمن افروز ایک تخت پر سوار کہ وہ تخت اژدرون پر
کسا ہوا طاؤس زرین بال پر نسیم آتش خو پایۂ تخت پر باپ کے ہاتھ رکھے ہوئے تخت پہ ساتھ ہزار کنیزان زرین پوش ان سب کنیزون
کی افسر گلگونہ وزیر زادی تھی لاکھ کا لشکر علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اُنپر تعریف سامری و جمشید مرقوم تمہ فوج کی دھوم
تمام صحرا شعلۂ آتش سے کرۂ نار ہو گیا اس کروفر سے شاہین شعلہ بار آکر پہونچا سلطان نے بڑھکر ملاقات کی سکندر نے جھک کے
سلام کیا شاہین نے بجوش محبت شاہزادے کو گلے سے لگا لیا ملکہ گلشن نے بلائین لین نسیم اور طرب بٹ گئی گلگونہ اہتمام کرتی
ہوئی بارگاہ مین اوترواتے لگی صحرا تمام فوج سے مملو ہو گیا ہزار ہا چشمے جوش مار رہے ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین نسیم
کے اوترتے ہی ہوا ٹھنڈی ہی چلی غل و صدا مین آئے طاؤسان زرین بال رقص کرنے لگے بارگاہ زر لفتی شاہین کی استادہ ہوئی
سلطان نے چاہا اپنی بارگاہ مین لے جاؤن سب کیفیت گذشتہ بیان کرون شاہین نے کہا آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین انتظام
کرکے حاضر ہوتا ہون سکندر کا ہاتھ تھام لیا جواہر مثل سایہ کے ساتھ ہے گلگونہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین یہ سب صاحب
بارگاہ زر لفتی مین داخل ہوئے شاہین نے برابر اپنے تخت کے دنگل زرین واسطے سکندر کے بچھوایا سکندر نے بیٹھتے ہی کہا
مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے مین نے سنا ہے کہ آپکے پاس کوئی کتاب ہے اوس مین حال آئندہ و گذشتہ ظاہر ہوتا ہے شاہین نے کہا اے
فرزند علاوہ حال آئندہ و گذشتہ کے مدت بتا سکتے ہین سکندر نے کہا اوس کتاب کو منگائیے یہ اب حال ملاحظہ فرمائیے
اور یہ بھی دیکھیے کہ مین تابع سلطان کیون ہون کیونکر پہونچا میری ولادت اونکے گھر مین ہوئی کہ مقام ولادت اور یہ مقدمہ بھی
لایق غور ہے شاہین نے اوسیوقت وہ کتاب منگائی بغور دیکھنے لگے نسیم و ملکہ گلشن بھی حروف پہ نگاہ ڈال رہی ہین وہ کتاب
بخط اسد سنسکرت لکھی تھی یعنی سکندر نہ سمجھ سکتے تھے جو جو شاہین عبارت پڑھتا ہے رنگ متغیر ہوا جاتا ہے اور ملکہ گلشن شوہر کا زانو
دباتی جاتی ہین جس سے مراد یہ ہے کہ صاحب کچھ زبان سے اپنی نہ کہنا شاہین نے بعد دیر تک اوس کتاب کو ملاحظہ کیا
تب جواب دیا اے فرزند ارجمند تم سلطان کے نور نظر ہو ہم آگاہ کرتے ہین جب تک ہو سکے مسلمانون سے میل نہ کرنا صاحبقرانی
تمہاری روشن ہوگی یہ ذکر تھا کہ سلطان بھی تشریف لائے سکندر و جواہر اوٹھکر چلے گئے شاہین نے کہا سمدھی صاحب بڑا غضب
ہوا ہم تو اپنی خبر کہ تمہارے فرزند کے ساتھ غضب کر چکے تمام عالم آگاہ ہوا اب جان بھی دیئے آتے ہین مگر اسوقت مین نے
ساحر کی نامہ مین دیکھا سب حال ہمکو معلوم ہو گیا سکندر و جواہر کو تمنے خیمون مین پایا اوسکے پرورش کیا بیشک یہ فرزندان
دونون ایرج و شاپور ہین یہی باعث تھا کہ ایرج نوجوان بہر مدد اونکے ساتھ مین آیا ہین نے سکندر سے ظاہر نہین کیا
نہ کوئی خرابی ہو جائے چاہتا ہون جبتک جلد طلسم نور افشان پر زرین بھرین اس شیر کے ہاتھ سے طلسم فتح کرا کے مسلمانون سے جنگ آخر کرین
اگر یہ مسلمانون کے ساتھ ہو جائینگے ہمارے تمہارے مذہب مین بھی خلل پڑیگا اور اس سبب تم بھی خرابی ہوگی سلطان میل صلح
کا قبول نہین کرتے جو تم نے وعدہ کیا ہے بعد فتح طلسم نور افشان شادی بھی کر دون گا خبردار ان باتون کو کبھی زبان سے نہ نکالنا سکندر
تو تیرے دھوکا کا دیا ہے سمجھا دو یہ صلاح آپس مین بخوبی ہو گئی مگر یہ سب حال نسیم نے بھی سنلیا نہایت بیقرار ہوا سلطان و شاہین نے
اوسی وقت لشکر تیار کرایا لشکر ساحر و غیرہ ساحر لیکر چلا شاہین کو بھی جلدی ہے کہ ہم جلد یہ چمن طلسم ہاتھ سے سکندر کے فتح کرائین
لوگ سب کو اپنا مطیع بنائین مسلمان اس جنگ سے محروم رہجائین اب رہا وادی کرکے چلے بزور کچہ شاہین اوسکے ملازم لشکر
اوڑائے ہوئے لیے جاتے ہین جس مقام پر فروکش ہوئے نسیم تو عاشق صادق ہے جہان تنہا پایا سکندر کا دامن تھام لیا
آنکھون مین آنسو بھر کے یہ چند اشعار شفیق لکھنوی کے پڑھنا شروع کیے

غزل شفیق

کیا تجھے نہ جوش دم بسر تپاک کے
تسلی دیجیے دم بھر کو آ کے

ہوئے نادم تمہارے پاس آکے
کیا ہے انتظار یار نے تنگ

نہین ہے ہجر مین جینے کی امید
کسی دن سو رہونگا زہر کھا کے

نگاہ شوق سے میں دیکھ لوں گا ۔ جہاں جاؤ گے مجھ سے منہ چھپا کے ۔ خبر مرنے کی میرے سن کے اس نے
کیا یہ کارخانے ہیں خدا کے ۔ نکلتے کسطرح ارمان شب وصل ۔ وہ سوئے ہیں تو ہم سے دور جا کے
شفیق آفرین کریں احباب و اغیار ۔ سناؤں گر غزل اپنی میں جا کے ۔ شاہزادہ جواب دیتا ہے اے ملکہ عالم

یہ نہ اپنے دل میں خیال کرنا کہ تمھین ہمارے مقدمہ مین اطمینان ہے ہر وقت تردد رہتا ہے اے جان جہان و اے آرام دل

مشتاقان اصل یہ ہے نظم شفیق لکھنوی ۔ ترے کرم کا ہے احوال مہربان باقی ۔ رہے گی جسم میں جبتک کہ میری جان باقی
جو آپ آئے میں سن لیجیے افسانۂ غم ۔ شکایتین ہیں مرے دل میں مہربان باقی ۔ شفیق کی جو غزل آج آپ نے گائی
اسی خیال میں عاشق کا ہے نشان باقی ۔ اسیطرح اکثر باتین ہوتی ہیں نسیم راز اصلی سے آگاہ ہو چکی ہے ہر وقت یہی

خیال رہتا ہے کہ آخر حق بحق دار خواہد رسید اے نسیم یہ راز کیونکر چھپیگا یہ تو خوب ظاہر ہے کہ یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہے حسن میں
یوسف ثانی ہے اور کوئی انکو زیر نہین کر سکتا جب اپنے بزرگون سے لڑینگے وہ زیر کرینگے بعد زیر ہونے کے اطاعت مین
کیا انکار ہوسکتا ہے ہمارا عشق بیکار ہوگا گلگونہ بھاتی ہے ملکہ نہ گھبرائیے جسطرح بہار و مخمور کی شادی ہوئی اسی طرح
صاحبقران زمان آپ سے انکی شادی کرینگے سحر سے توبہ کرنا پڑیگی خداوند عالم وہ دن دکھائے کہ یہ اپنے بزرگون سے ملین
غنچہ ہائے آرزو کھلین ملکہ آہ کر کے چپ ہو رہتی ہے دن رات جائے عشق ہستی ہے ساتوین دن لشکر شاہین و سکندر سامنے
علامت طلسم نور افشان کے آکر اوترا اول مین تحریر کر گیا ہون کہ ایک طاؤس بالائے قلعہ مختار رہتا ہے صدائے سہامات
دیتا ہے شعلہ ہائے آتش خندق مین بھڑک رہے ہین اس لشکر کو جو طاؤس نے اوترتے دیکھا جاکر سحر العجائب و مصر الغرائب
سے بیان کیا کہ حضور آج ایک لشکر گران جسمین تین لاکھ ساحر ہین آپکے قلعہ کے سامنے آکر اترے بادشاہ انکا شاہین
شعلہ بار و افسر سکندر رنابار سامنے قلعہ کے آئے پکار کر شاہین نے یہ کہا کہ اپنے شاہ سے کہو اگر اطاعت کرے اور کوکب
کو قید سے چھوڑ دے اسی مین بہتری ہے ورنہ طلسم فتح کر لینگے قلعہ مین گھس پڑینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا سحر العجائب
و مصر الغرائب نے کہا تم اپنے مقام پر جاکر مشہور جواب بھی نہ دو یہ طلسم نور افشان ہے کس کی مجال ہے کہ اس طلسم کو بنگاہ کج
دیکھ سکے جہانگیر فرزند امیر ابو قیر نے کہا کیا کوشش کی اصلی طلسم تک نہ پہونچے ایرج نوجوان نے بڑے بڑے
ہنگامے کیے ناہید بھی شریک تھین ایک کو بھی طلسم کشا نہ ہوا ساحر کیا کر یگا طاؤس نے آکر بالائے قلعہ سے یہی جواب
دیا یہ سنکر شاہین کو غصہ آیا طرف سکندر کے دیکھا کہا اے فرزند مین ابھی تدبیر کرتا ہون اس آگ کو بجھائے دیتا ہون کہکے
زن و شوہر دونو اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا فصل برسات معلوم ہونے لگی اس ابر
رعد کی گرج برق کی چمک بقول شاعر ؎ تند دیر شود دسیہ مست زکہسار آمد ؞ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
کالی کالی گھٹا برق کی چشمک زنی موسم بہار کا مزا سودائیون کا جنون بڑھا قیدخانون مین زنجیرین ہلانے لگے خانۂ زنجیرین
بھی غل ہوا چراغ عقل سودائیان گل ہوا شاہد گل کا تخت زبرجدی پر تجلی ہوا انتظام برسات بالکل ہوا آندھیان اٹھین
ہوا تیز چلنے لگی طاؤس نے بھی آواز سہامات و سہامات بلند کی اس زور و شور سے مینہ برسا کہ چشمے جھیل معمور ہوگئے کوئین ابلنے
لگے نالون کے زور پانی کا شور طاؤس رقصان یہ سب کچھ سامان ہوا موسلا دھار پانی پڑا لیکن اس آتش خندق پر تاثیر
نہوئی شعلون کی بھڑک اور زیادہ ہوگئی شاہین و گلشن لسیبنہ انسیم کے منھ پر ہوائیان اوڑنے لگین ہرچند
سحر کرتی مین سب ساحر بھی شریک ہوگئے اپنے اپنے عجائب سب نے دکھائے بعض نے آگ برسائی بعض نے شعبدہ بازی
دکھائی علامت طلسمی مین فرق نہ آیا طاؤس نے رقص کر کے ایک چیخ ماری وہ شعلہ بھڑک کر لشکر شاہین
و سکندر پر گرے ہزارہا ساحر آدمی جل گئے آتش کی سوزش سے بازار موت گرم ہوا لشکر کے لوگ مرنے لگے

ہزاروں آگ میں جلے انگلیاں چٹخانے لگے اور بین کرنے لگے حال سیاہ حال ہر ایک کا تباہ فریاد کی صدا بلند ساحر و غیر ساحر در دمند شمع وار گلشن و نسیم پری شعلے آ کے گرے اپنے گھ انہوں نے بچایا اوروں کا علاج نہ ہو سکا ہر طرف سے آوازیں ہیبت ناک آتی ہیں

اس آواز سے یہ اشعار حسرت آمیز مفہوم ہوتے ہیں شعر
لے مبارک اے جنون قطع تعلق ہو چکا
زہر تھوڑا سا ملا دے شربت دیدار میں
ہوں وہ بلبل حرص مطلب پر گئی میری زباں
واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار میں
کیا ڈرایا اے پری برق تبسم نے ترے
نکلے شیشے بنے جام بنے گلنار میں
وہ کفِ رنگیں جام سیر آیا کیا غیروں کے ساتھ
دیکھیے انکھوں نے ارے میں کوزن یار میں
میں وہ بلبل ہوں کہ بو زور ہوں مر کے نغمے تک
آنسو ٹپکتا ہی ڈرے مو جب تلوار میں
یہ تحقیق باندھا غبار دل نے طبع یار میں
اڑ گئے ہیں تار گریبان دامن کہسار میں
جوش وحشت میں ہوا سیر الہو طرح گرم
خون بہایا گر خون نے کوچۂ منقار میں
تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی
گل اچھل کر خوف سے گر پڑے گلزار میں
معرکہ میں بخت اسعد نے ہم سر کی مری
شور اک در زر دھنا کیگا بازار میں
شربت مرگ اچھا ہم اسی کو کہتے ہیں +
ہو زمین شعر داخل کو چۂ منفعت زمین
ہوش میں بے شمار گھر گرانے ہیں سرِ بازار میں
منہ دکھا کر قہر سے جگر دو چار دے تند خو
چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خار میں
گھر سے اٹھنے دیتا ہو کب دھیان چشم شوخ کا
اور ہی ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار میں
جب پری بیکر پڑا جلوہ تیرا اے مست ناز
آبرو نے میری پانی دیا تلوار میں
دیکھیے اب دیکھنا کیونکر لے مجھ دار کو
قاتل شیریں دہن پانی نہیں تلوار میں
اے صغیر آب بر عجب اس قاتل کا عالم گیر

ان آوازوں سے زمین کے پھٹنے جلتے میں صاف ظاہر ہو کہ زمین جگر میں ہاگر کبھی زمین سے غبار اٹھتا ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ غبار میں ستارے چمکتے ہیں کبھی آسمان سے ہوائے سرد آتی ہو یہ رنگ لیاں ہیں گویا پھول مہکتے ہیں کبھی بہتے درختوں کے مثل طائران نغمہ سرا کے چہکتے ہیں شاخیں سر اٹھاتی ہیں سرکشی دکھاتی ہیں رنج و قلق سے دکھاتا کبھی سناتا کبھی پھول کبھی یہ میں کبھی عیش و جشن کبھی رنج و ملال لیو قولی شخصی مثل ہے کوئی بات مرگ میں پا جاتی اشعار

رنج و غم میں گیسو و رخسار دونوں ایک ہیں
چاندنی اور سایۂ دیوار دونوں ایک ہیں
وصل کی ہر دم الٹ پھیر ای تمنا دیکھنا
غیر ہو یا ہم پس دیوار دونوں ایک ہیں
منہ ادھر ہو گیا ادھر برہم ہوا اکثر مزاج
اے صنم ہم طالب دیدار دونوں ایک ہیں
مجھکو دیکھنے کا اشارہ غیر کو بائیں طرف +
کیا تری آنکھیں ہیں او عیار دونوں ایک ہیں
وصل کی شب کون سونے دیتا ہے تجکو صفیر
حسن میں وہ چاند سے رخسار دونوں ایک ہیں
آب کوثر بادۂ گلنار دونوں ایک ہیں
سیر الفت اور پہلوئے دلدار دونوں ایک ہیں
ایک دم سے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ
میرا دل اور آپ کا رخسار دونوں ایک ہیں
باتوں میں کیوں تلخ و شیریں ذائقہ رکھتے ہیں
آپکے خنجر سے یہ پہلو دار دونوں ایک ہیں
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے +
چشم شوق و طالب بیدار دونوں ایک ہیں
ابروئے خنجر و بام یار دونوں ایک ہیں
مدعا سے زاہد و مے خوار دونوں ایک ہیں
سچ ہو آنکھ اچھل پیدا او وصل میں کیا فرق
عمر جاوید او تیر او یار دونوں ایک سے ہیں
بلور پری کو نوش کر کے وصل میں آ ہیں
ہر ستم میں تیر بکف یار دونوں ایک ہیں
مجھے مانا غیر او رہم چاہنے والے سہی
جب اٹھائی ہاتھ میں تلوار دونوں ایک ہیں
اس طرح کے اشعار جو جادوگروں نے

عجب سننے والے سکتے میں آگئے ہر ایک کو یہی تردد تھا کہ فلک نے کیا سامان دکھایا آفت ارضی و سماوی جسکو کہتے ہیں وہ یہی ہو ہنگامہ گیر و دار و دار و گیر بلند ہر کس و ناکس درد مند اس شعبدے کا کرنے والا خود لیسند آتش قہر و غضب سر بلند غبار کا پیچ و کھاتا زمین کا تھراتا کلیجہ منہ کو آتا ہو آتش باری سنگ باری برف باری ہوائے تند آتش سوزاں یہ سب سامان مہیا ہیں مشیران سلطنت و وزیران اتبت سر پیٹتے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شاہنشاہ و واسطے ساحری و جمشید کا سحر موقوف کیجیے آپ کے ہزاروں جادوگر جل گئے غیر ساحروں پر بلائیں نازل ہوئی ہیں کوئی اپنے ہوش میں نہیں بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا ہم عرصہ دراز سے اسی کام میں مصروف تھے غیر ساحروں کو بچا رہے تھے مگر ما یکا

کوشش بیکار ہوئی صف کی صف ساحرون کی فی النار ہوئی اگر کسی اور سے لڑتے وہ ہمارے مرتے ایک کو تو ہم بھی قتل کرتے
یہان آگ سے مقابلہ ہوا ہی ہر طرف شعلہ جوالہ بھبکتا ہی کچھ نفع نہین ہوتا اب بھاگے ہوئے آپکے پاس آئے ہین یہی تدبیر کی
حاجت یہ تقریر ہی بیان سے ہٹ چلئے یہ آگ ہمارے سحر سے نہ بجھیگی ساحری نامہ مین ملاحظہ فرمایا ہی علامت طلسم سے سب
مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین شاہین نے کہا اچھا یارو جو عیار کی خوشی ہو وہی کرینگے پلٹنے کا ارادہ نہ تھا مگر ہمت چلنیکی
شاہین سحر کرتا ہوا پیچھے کو ہٹا جیسے ہی ساتھ والون نے دیکھا کہ شاہنشاہ کے پیر اٹھے گویا بدن مین جان آگئی جلدی جلدی
بارگاہین خیمے سراپردے الگ کر کے لیے ہاتھ سے غیر ساحر ایک جانب بھاگے جاتے ہین مگر شعلہ ہائے آتش تعاقب کر رہے ہین
جس طرف بھاگے اسی طرف شعلے آتے ہین جب شاہین گلشن کنج بھی پاؤن اٹھے طاؤس قلعہ سے نکلا انسان ہوا پکار کر آواز دی میان
شاہین ٹھہرو کہان جاتے ہو طلسم نہ فتح کرو گے شاہین نے پلٹ کر جواب دیا او نمک حرام میری خاک بھی یہان سے
نہ ہٹتی اگر اکیلا ہوتا جلکر مر جاتا قدم نہ ہٹاتا ساتھ والے بندگان خدا جلے جاتے ہین انکی وجہ سے ہٹا ہون اب مین
اور تدبیر کرتا ہون طاؤس نے آواز دی کیا مجال تجھ ایسے دس ہزار اس آگ مین جلینگے طلسم کو کھیل سمجھا ہی حقیقت ہی
کس خیال شاہین ایسے گرے کہ جسم پر آبلے پڑ گئے ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو اور زوجہ و دختر کو جلنے سے بچایا اگر تھوڑی سی
اژدر نکلے وہ بھی ہزارون کو نگل گئے پھر خندق مین جاکر غائب ہوئے کچھ شیر آئے صدہا کو چیر پھاڑ کر کھا گئے کئی طرح کی بلائین
نازل ہوئین لشکر شاہین و سکندر مین قیامت برپا تھی پانچ کوس تک شعلہ ہائے آتش بھڑک آئے شاہین نے بڑی کوشش کی
تب وہ شعلے بجھے پانچ کوس پر آکر فروکش ہوئے رات کو اک بارگاہ استادہ کرکے اسمین شاہین و گلشن و نسیم و سلطان و بلند
اکٹھے ہوئے سیماب و سرخاب کو بھی اس جلسے مین شریک کیا اب صلاحین ہونے لگین وزیران شاہین کلام کر رہے
ہین ہر شخص موافق اپنی اپنی لیاقت کے رائے ظاہر کرتا ہی اسمین ہزارون اعتراض نکلتے ہین ملکہ گلشن نے کہا صاحب میری
عقل ناقص مین یہ آتا ہی کہ علامت طلسم خاص اسواسطے مقرر کرتے ہین کہ کوئی ساحر و غیر ساحر آنہ سکے اسلئے داخلے کا راستہ اور ہوگا
کتاب ساحری مین دیکھیے راستہ داخلہ طلسم کا کس طرف ہی یہ تو آپ خوب جانتے ہین کہ مرحلہ جات بدون لوح مفتوح نہون گے
وہ سب کام شاہزادے کے ہاتھ پر موقوف ہین مگر ہم آپ خود سحر کرینگے انکو آفت سے بچاینگے جو کوئی ساحر بلا اتاریگا پڑھ پڑھ کر
پھونکینگے بشکل طائران انکے سر پر رہینگے ہزار طرح کی جفائین سہینگے پہلے مقدم یہ ہی کہ راستہ تو ملے تب غنچۂ آرزو کھلے ساحرون
در بند سے [illegible] پڑینگی شاہین کو یہ رائے پسند آئی کتاب ساحری اٹھا کر دیکھی کہا ملکہ عالم کیا کہنا اب تھوڑی راہ راست
ملیگی گل غنچۂ آرزو کی کھلیگی حقیقت مین اس راہ سے کوئی نہین جاسکتا کہ صاف طلسم کی علامت ہی جو ادھر سے جائے
اسکی شامت ہی مین شاہزادے کو ساتھ لیکر چلونگا تم لوگ الگ آؤ لشکر طرف سے صحرائے خارستان کے گذرکے وقت
پر ہم تک پہونچ جائیگا وزیر شاہین سمار آتش بار اسکو کل فوج کا افسر کیا سلطان سے کہا آپ بھی فوج کے ہمراہ آئین
ساؤین کانٹون کا جنگل ملیگا اسکا خیال نہ کیجیے گا ساحر جو آپکے ساتھ ہین جنگل کو جلا دینگے راستہ پیدا کر دینگے سمار سب کو ان
سے آگاہ ہی آپ سب صاحبون کا پشت پناہ ہی مین تنہا طلسم کشا کو ساتھ لیکر جاتا ہون جواہر نے کہا تم اپنے کو بطور عیاری
پہونچاؤ طلسم مین ہزارون مصیبتین ہوتی ہین جواہر نے بھی پرچہ لگا لیا کہا جو آپکے نزدیک بہتر غلام اپنے کو جس طرح پہونچائیگا
اگر خداوند شجر نے کوئی شاخ نہ نکالی تو مرحلہ سب بیکار رہیگا مین دربار مین شاہ کے پہونچ جاؤنگا عیاری کر کے لوٹونگا
مگر آپ اپنے کو وقت پر پہونچا دین کرنے سے شاہ کے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا گلشن نے کہا ای جواہر مین تیرے ہی ساتھ
رہونگی جان دیکر تجھکو بچاؤنگی ملکہ گلشن ایک کبوتر سفید کی شکل بنکر اڑ گئی نسیم تو گویا ہوا کا جھونکا تھی چل نکلی وزیر
طرف خارستان کے چلا جو [illegible] سمار نے پڑھکر سحر کیا پہاڑون کو ہٹاتا ہوا اخلاف کانٹون کو جلاتا ہوا لشکر کو لیے جاتا ہی

مگر شاہین بصورت عقاب سر پر سکندر کے چلتے وقت ایک نورتن بازو پر سکندر کے باندھ دیا کہا آپ پر سحر نہ تاثیر کریگا آپ بائین پر چلیے جو آپ پر سحر کریگا مین اُسکو روک لونگا سکندر نے گھوڑا بڑھایا کہ سامنے سے ایک قریہ معلوم ہوا طرف سے قریہ کے ایک سوار گھوڑا اُڑاتا ہوا سامنے سکندر کے آیا کہا ای جوان ادھر نہ جا راستہ بند ہی سکندر نے نہ مانا وہ پلٹ گیا مگر کہگیا کہ ای جوان تو اپنی جان سے بیزار ہی تھوڑی دور اور چلے تھے کہ اُسی قریہ سے ایک زمیندار اُنکو پہاڑ پر ڈھال پھینکا باندھے ہوئے کمان کیانی کاندھے پر تیر ترکش مین بند ہے ہوئے بائین بازو پر تنگ رہے مین برچھی ہلاتا ہوا کالی مادیان پر سوار پکارتا ہوا آتا ہی او اجل گرفتہ ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا کیا تجھکو کوئی سمجھانے والا نہین ملا اس راستہ مین خطرہ ہی

جان کا ضرر ہی ہر راہ گی
اے گشتہ یاس ہی گھڑی مین گذر پایا
ہر وقت اگر کون ہی زمانے کا حال
اُن سے جو سینہ فرسینہ ہے چال
اُمید ترقی کی تنزل مین تھین

سکندر نے کچھ جواب نہ دیا وہ زمیندار ما زیان بڑھاکر سدراہ ہوا برچھی ماری سکندر نے سنان کو بچاکر ڈانڈ کو توڑ ڈالا زمیندار نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا سکندر نے سپر بچاکے تیغہ سکندر کی مارا اُسنے سپر آگے کر دیا چار ٹکڑے ہوئے شاہین بشکل عقاب آسمان سے دیکھ رہا ہی مرتے ہی زمیندار کے ایسا اندھیرا ہوا کہ عقاب کی بھی آنکھین بند ہوگئین گھبرا کے آنکھین کھولین منتر سحر کے پڑھنے لگا دیکھا وہ اندھیرا تھا حال روشن ہوا نہ لاشہ زمیندار نہ سکندر نامدار ایک سناٹا ہی وہی میدان سنسان نہ انسان نہ حیوان وہ قریہ بھی غائب ہوگیا شاہین گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا میرے شیر کو کوئی رنگ حیلہ باز لیگیا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی سکندر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سلسل مطوق پایا اندھیری کوٹھری بشکل گور سیہ دوان تنگ تاریک اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ہی اُس اندھیرے کو دل کا فر کہین یا مشابہ بتاریک ظلمات یا شب فراق عاشق یا بخت سیاہ ہر طرح حال تباہ شاہزادہ گھبرانے لگا تنہائی مین چلانے لگا ہتکڑیون سے سر ٹکراتا ہی جانا ہی قید لوٹ ڈالون یکایک روشنی ہوئی ایک عورت زمین سے نکلی کہ سن خورشید و آفتاب جمال گورے گورے گال نہایت طرحدار قندیلہ ہاتھ مین اُسکے جمال سے بھی وہ خانہ تاری روشن ہوا اُسنے جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار افسوس ہی کہ آپ دام مکر مین جنید جادو کے پھنسے اس مقام کی حاکم ہی صبح قریب ہی آپ کو دربار مین لیجائینگی اول سوال و جل ہوگا جب آپ انکار کرینگے تب وہ ایک پہلوان کو بلائیگی کہیگی اسکو زیر کروگے تب ہم تمکو خود رہا کر دینگے اگر مغلوب ہوئے تو قتل کئے جاؤ گے وہ پہلوان کا حال کہ

مین آپ کا نورتن چرا لائی امین کر بادی
ای وائے عجب بلا نے گھیرا ہی مجھے
کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہون خجل
گو یہ مشکل وگرنہ گویم مشکل
کرتا ہون جو ضبط آپ ہوتا ہی دل
شگوفہ ساحری میرا نام ہی جنید کی

ہون جب اُسنے آپ کو جا کر دھوکا دیا نورتن لیکر آپ کو گرفتار کیا خوشی خوشی پلٹ کر آئی کمان مین گئے ایک بڑے جوان رعنا کو گرفتار کیا اگر میرے وصل پر راضی ہو گا باغ گلزار کی اُسکو سلطنت دونگی یہ نورتن صندوق مین رکھکر سوئی مجھے آپکے حال پر رحم آیا یہ نورتن دیے جاتی ہون جس وقت اُس پہلوان کو کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھائیے گا دربار مین چار طرف دیوارین آہنی ہین ایک جانب دیوار زرد ہی اُس پہلوان کو دیوار زرد پر پھینک مارئیے گا اُس دیوار سے شعلے نکلینگے پہلوان و جنید جلکر خاک ہو جائینگے آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے مرکب بھی آپکا اُسی مقام پر ہے گا ایک بشکل طوطی زرین بال شجر سے آواز دونگی جو کہون اُسپر عمل کرنا اس دربند پر قبضہ ہوگا لیکن آپ مین نشانیان طلسم کشائی کی نہین پائی جاتین ہمارے یہان کا صانع طلسم نے طلسم کشا کا نقشہ کھینچا ہی تصویر موجود ہی جو میرا کام ہی فوراً بجا لاؤنگی نورتن دیکر شگوفہ ساحری چلی گئی صبح کو ایک کنیز آئی سامنے جنید جادو کے سکندر کو کشاں کشاں لیگئی جنید نے سوال و جل کیا سکندر نے انکار کیا تب اُسنے پہلوان کو بلایا قید سے اُنکو رہا کر کے مقابلہ کر کہا سکندر نے موجب تعلیم شگوفہ ساحری اُس جوان کو بغیرت اُٹھا کر دیوار زرد پر پھینک مارا جنید نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ فعل تجھکو کس شخص نے تعلیم کیا یہ کہکر مع بارگاہ جل گئی سکندر نے

اپنے کو صحرا مین پایا مگر جب اسی مقام پر موجود تھا سکندر اس پر سوار ہوا کہ سامنے سے غول نازنینان مہ جبین کا معلوم ہوا جب
آگے ایک مہ جبین جو طلعت ناز و کرشمہ مین بھری ہوئی سکندر کو سلام کیا مجمر مرجان یعنی دست نازک پر جواہرات کے نگینے
بطور نذر پیش کیے کہا ای طلسم کشا ای جوان یکتا قتل جلجید مبارک ہو ہم آپکے تابعدار ہین باغ دلکشا مین چلیے جو مجمع تازہ
تنان مشتاق قدمبوسی ہین پھر سامان لشکر ہوگا ایک کنیز بھی ہمراہ رہیگی سکندر نے اسکی باتون کو صحت پسند کیا استقبال
کرنے والی سامنے ایک باغ تھا اسمین لائی گئی سو جادوگر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے باعزاز و اکرام شاہزادہ کو بارہ دری
مین لائے مقام صدر پر بٹھایا مثل کنیزون کے حاضر خدمت ہو ساقی والیون سے کہہ رہی ہو میری تقدیر نے بڑی رسائی کی کہ طلسم کشا
نے مجھکو سرفراز کیا کیون صاحب آپ نے سرکشی کر کے کیا کر لی انکا ساتھ دیکر مصروف جنگ ہونگی اسطرح کی خاطرین کر کے
جام شراب سامنے لیکر آئی کہا اسے نوش فرمائیے تب یہ کنیز سب تدبیرین عرض کریگی مین شاہان طلسم کو گرفتار کرا دونگی بہت
آسانی ہوگی ورنہ ایک ایک ساحرہ بڑے بڑے زور و شور سے لڑیگی سکندر نے چاہا اس جام کو ہونٹون سے لگائے
کہ آواز آئی ای شہریار آپ کیا ستم کرتے ہین جام نہ نوش فرمائیے گا ورنہ انجام بد ہوگا سکندر نے سر اٹھا کر دیکھا ایک طوطی زرین بال
پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور زبان سے منع کر رہی ہی سکندر نے ہاتھ روکا اس نازنین نے ایک کنیز سے اشارہ کیا اس طوطی کو
لینا بڑی زبان دراز ہی کنیز اڑ کر بشکل باز طوطی زرین بال پر جا پڑی اسمین سحر ہونے لگے سکندر نے جام پھینکا سب کنیزون نے
گھیر لیا گولا ترنج نارنج مارنے لگین چونکہ سکندر کے پاس نورتن شاہین موجود تھا اسکے سبب سے بچ رہے ہین کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا ہر جسپر ہاتھ مار دیا دو ٹکڑے ہو گئے لاشہ زمین پر گرا دیکھا ایک ساحرہ نہایت بدصورت سب سے زیادہ سحر مین
مصروف ہی بالاے آسمان شگوفہ و سمن لڑ رہی ہین جب نسیم نے نعرہ کیا تب شگوفہ ساحری نے آواز دی ای معشوق
پری چہرہ مین سکندر کی خیرخواہ ہون اس جوان کی محبت مین تباہ ہون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچائے نسیم نے
آتے ہی کچھ اشارہ کیا جھونکا ہوا کا چلا سمن الٹ گئی زمین پر گری شگوفہ نے گولا مار دیا سر پھٹ گیا سکندر نے بڑھ کر
اس ساحرہ پر ہاتھ مارا جو انکو ساتھ لائی تھی مرتے ہی اسکے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سرخیل جادو بود نسیم نے سحر
کر کے روشنی کی آسمان سے اتری شاہزادہ کو دریاے خون مین نہائے ہوے دیکھا کہا ای شہریار یہ کیا معرکہ تھا سکندر نے
سب کیفیت بیان کی شگوفہ ساحری کی بھی خیرخواہی ظاہر کی کہا ای ملکہ نورتن تمہارا دالا جاتا رہا تھا شگوفہ کی وجہ سے
ملا اس بیچاری نے بڑی خیرخواہی کی اسوقت بھی اسی نے آگاہ کیا ورنہ سرخیل جادو نے دھوکا دیا تھا نسیم نے کہا ای
شہریار ایسے عجائب و غرائب بہت ملینگے ہوشیار رہا کیجیے اگر اسوقت یہ نورتن نہوتا تو سحر مین گرفتار کر لیتی شگوفہ نے عرض کی
یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہی نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ شاہین شعلہ بار بھی آ کر پہونچا شاہزادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا یہان جو دیکھا
بشکل عقاب اتر آیا سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہریار مسمار آتش بار بڑے زور و شور کرتا ہوا آیا ہی اسکو بھی ایک ساحرہ
نے روکا تھا خارستان جادو نام تھا مین راہ منزلون پر بھٹکا راستہ نہ ملتا تھا نہایت مقامات سخت مین مین نے ڈھونڈھکر
خارستان کو مارا یہ ذکر تھا کہ آواز نوبت نقارہ کی آئی ملکہ نسیم نے دیکھا کہ مسمار آتش بار آگے آگے دریاے خون مین نہایا
ہوا لشکر کے بہت لوگ زخمی ہین جناب وسیع ارقصد ہی کہین آخرین شاہین نے جا کر مسمار سے ملاقات کی کہا شاہزادہ موجود ہی
حقیقت مین مدد غیب اسکی شریک ہوتی ہی یہ فقرے نہین بڑے لطف سے ہو رہی ہین مسمار گنبذ سے اترا سب لشکر در باغ ٹھہرا
کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا بڑے زور و شور سے برسنے لگا اس عرصہ مین بھیلون نے جوش مارا شاہین گھبرا کے باہر
نکلا دیکھا لشکر دریا مین ڈوب رہا ہی مسمار پر ایک حباب کلان آ کر گرا ایک نہنگ نے دریا سے سر نکالا مسمار کو نگل گیا
غوطہ مار کے غائب ہوا شاہزادہ بھی گھبرا کے در باغ پر آیا نسیم بھی دیکھ رہی ہی جب اپنے سردار و فوج کو شاہین نے مبتلاے بلا دیکھا

گولہ تیار کرکے بڑھا شگوفہ منع کرتی تھی ای شہریار خبردار سمجھ کے سحر کیجیے گا یہ سحر آذر مواج جادو کا سر خیل کا بڑا بھائی ہے میں بھاگ کے
حال سے آگاہ ہوں مگر شاہین کو تاب نہ آئی کہا ای شگوفہ ایک سحر میں دریا خشک کردونگا شگوفہ نے لاکھ منع کیا شاہین
کے خیال میں نہ آیا گولہ مار ہی دیا جیسے ہی وہ گولہ قریب دریا آکر پھٹا دریا سے صدہا مچھلیاں پیدا ہوئیں شاہین کو لپٹ گئیں ہر چند
یہ چاہتا ہے چھوٹوں مگر زور نہیں چلتا نسیم نے جو دیکھا لشکر سارا غرق ہو گیا سمار شعلہ بار افروز سنگ نگلگیا باپ کو مچھلیاں
کشاں کشاں لیے جاتی ہیں شگوفہ بھی کہتی ہے کہ ملکہ اب بھی سحر نہ کرو یہ سحر مواج جادو ہے ہر سحر میں آفت برپا ہوگی نسیم نے
بر بھی چھکائی پریشانی میں بال کھول دیے جیسے ہی بال کھولے جھونکا ہوا کا چلا زمین سے ایک سنہری تیلی پیدا ہوئی اُسنے نسیم کے منھ پر
ہاتھ رکھ دیا اتنا نسیم کے منھ سے نکلا کہ حضور میری خبر لیجیے سکندر جھپٹکر اُس تیلی کے پیچھے گئے گردن پکڑ کے جھٹکا مارا تیلی پھٹ کر
وہ بھی سکندر سے لپٹ گئی سکندر نے بزور صاحبقرانی تیلی کو چیر کر پھینکدیا تیلی کے پھٹتے ہی ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے
پیدا ہوا اُسنے ایک چیخ ماری ہزاروں طائر آسمان سے پیدا ہوئے غلغلہ کرتے تھے اس ساحر کو پکڑ لو طائر ہفت رنگ نے گھیر کر منقار سے
نسیم کو اٹھایا مچھلیاں لپٹ کر شاہین کو اٹھا لے گئیں طائر ہفت رنگ نسیم کو اُٹھا لیگیا سارا لشکر غرق دریا ہوا اب سکندر دیوانہ وار
دوڑا دوڑا پھرتا ہے کچھ بن نہیں پڑتا یکایک شگوفہ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ہزاروں طائر شگوفہ کو لپٹ گئے ہیں
منقاروں سے بدن اسکا فگار کیا اُڑا کر لیچلے سکندر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری میں سنبھال کا تیر مارا ایک طائر کے سینہ پر پڑا
سب طائر جلگئے شگوفہ چھوٹی جاتی ہے زمین پر قدم رکھے کہ زمین شق ہوئی ایک شیر ببر پیدا ہوا شگوفہ نے بیانا لمانچہ مارا وہ اُسنے
جست کرکے گردن لی شگوفہ کو منھ پر لادکر چشم زدن میں غائب ہو گیا اب سکندر جنگل میں اکیلا کھڑا ہے نہ وہ باغ نہ وہ انبوہ
دریا کا جوش و خروش مثل تصویر شاہزادہ خاموش کہ یہ کیا شعبدہ دیکھا اب ہمارے ساتھی کیا ہوئے گذارا ہے کہ سلطان بھی اُسی
مجمع میں تھے جواہر اس لشکر سے الگ ہیں اسکا ذکر پھر کیا جائیگا شاہزادہ نے دیکھا سامنے سے شگوفہ ساحری روتی ہوئی آئی ہے سکندر
نے آواز دی ای شگوفہ کیونکر بچی کہا حضور اب صحرا سے نکل چلیے یہ مقام مواج جادو کا ہے آپکے سب لشکر کو مع شاہین و نسیم
پکڑ لیگیا اپنے قلعہ میں جا کر قید کیا میں دم دیکے بھاگی لیکن اُسنے اسطرح کا سحر کیا ہے کہ کلیجہ میں درد ہے دم نکلا جاتا ہے ذرا وہ نورتن
میری پشت پر رکھیے یا سینہ پر کہ تسکین ہو میں رہبری کرکے آپکو لیچلونگی مواج کے مقام پر پہونچا دونگی آپکے ہاتھ سے وہ مارا جائیگا
سکندر نے اس پریشانی میں بازو سے کھولکر نورتن شگوفہ کے ہاتھ میں دیا شگوفہ نے نورتن اپنے قبضہ میں کرکے آواز دی
او ظالم تو نے اسکے سبب سے چند میرے ساتھ والے قتل کیے ستم مواج جادو اب کہاں جائیگا سکندر نے اب جو نگاہ اُٹھا کر
دیکھا ایک جادوگر سامنے کھڑا ہے ہاتھوں کو ہلا رہا ہے سکندر پر چند قطرات آب گرے بیہوش ہوئے کمر میں زنجیر ڈالا انکو بھی لیکر اپنے قلعہ
میں آیا یہاں سے باغ کو سپہر تھا قلعہ بحرین اُسکا نام شگوفہ و شاہین و نسیم و سمار آتش بار و سلطان زرین پوش
وغیرہ ایک مکان میں مسلسل بیٹھے ہیں اور دوسرے مکان میں اہالیان لشکر بھرے ہوے سلاسل و مطوق فریاد و فریاد کی صدا
دے رہے ہیں کہ سب نے دیکھا مواج جادو سکندر کو بھی لیکر آیا سب کے ساتھ قید کر دیا اور پکار کر آواز دی میں شاہ سے
عرض کرلوں تب تم سب کے قتل کا سامان ہو بڑی سرکشی کی جنید و سر خیل کو مارا انکا ای سامری کا کہ میں عین وقت پر پہونچ گیا
اس شگوفہ نمک حرام نے یہ فساد برپا کیا یہ کہکر سکندر کو بھی اُسی مقام پر قید کیا اپنی بارگاہ میں آیا ایک عرضی اس کل مضامین کی
ملکہ بخدمت سحر العجائب و مضر الغرائب روانہ کی مراد یہ تھی کہ دو ساحران نامی مارے گئے میں نے سبکو گرفتار کیا
ایک جوان آفتاب مثال غیر ساحر ہے کشاں کشاں اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہیں و شاہین شعلہ بار ساحران نگالہ
کا نورو دس ساتھ تھے اگر سنعد طلسم ہوتا میں اُنپر غالب نہ آتا اس عرضی کو جلد ملاحظہ بدستخط فرمائیے یہ بھی خیال کیجیے کہ گو کہ
گرفتار ہوتے ہی یہ سامان شروع ہوا آفتاب بدبخت کا طلوع ہوا اُسوقت وہ قید بے جمعیت زندوں اشعار عبرت آثار کو زبان پر جاری کیے

آن روز کہ از روز ازل درد دل ما بود
کین زخزینۂ عشق پئے باد صبا بود
آن روز کہ بہ خون جگر شد دل مینا
این گرمی ہنگامۂ بتخانہ کجا بود
میخانہ تہی گشت نشد گرم دماغم
این قصہ بیان بر سر ہر پیر و جوان بود

را ز دل گنجینۂ اسرار خدا بود
زان پیش کہ غمہا دشگافد سرخارا
این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود
آن روز کہ در پردہ بخود جلوہ گرے بود
تو نشۂ آن بادہ کہ بے روئے یا بود

از گل نہ اثر بود نہ از نالۂ بلبل
از خیشہ او در جگر و صدا بود
روزے کہ بنائے حرم کعبہ نہادند
نظارگی جلوۂ او دیدۂ ما بود
بے نشۂ مستی سر مینا لشکستند

ان اشعار سے ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری ہین لیکن یہ اہالیان در شہد سب واقف ہین کہ نجومیون نے بیان کیا ہی کہ عمر اس طلسم کی تمام ہو چکی ہو بڑے بڑے لوگ بارادہ فتح آدیکھے غلغلہ ساحرون مین کہ ان سب کا قتل جلدی مناسب ہو جلاد کا قول ہو کہ غلام حلم سرکار کا ہی سبب ہو یہ غرض لیکر ایک ساحر جلا کر اسکا ذکر کیا جاوے گا مگر جواہر خنجر زن سب سے جدا ہو کر راہ طی کرتا ہوا آتا تھا ایک دن ایک قریہ مین پہونچا دیکھا ایک دیر کلان بنا ہی اسمین ہزارون برہمن گھنٹ قرانا قوس نواز رہتے مین صبح کو ہزار ہا آدمی واسطے پوجا پاٹ کے آتے ہین جواہر نے ایک برہمن کو کہ وہ بھی دیر کا خدمتگزار تھا بیہوش کیا اسکی شکل بنکر دیر مین رہتا ہی کام خدمت موافق اپنے عہدہ کے کیا کرتا ہی مگر حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون خبر دریافت ہو کہ آقا کہان پہونچے لشکر کہان گیا مالک حیرت ہو بہ زبانی اور برہمنون کے معلوم ہوا کہ نام اسکا سنگبار جادو ہو وہ بروز شکل آتا ہی چند ساعت ٹھہر کے چلا جاتا ہی جواہر کو یہ فکر ہی کہ اسکو قتل کرون لیکن کوئی خرابی در پیش نہو کہ مقدمہ طلسم ہو سمجھ کے کام کرنا چاہیے سنگبار جادو سے محبت پیدا کرنی چاہئے غرض کہ یہ ٹھہرتا ہی جواہر مصروف خدمت رہتا ہی سنگبار جب آتا ہی اسکا مطلب وقت پر تحریر ہوگا اب ان جلوس حال ہین تیہو رہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان قہار فیلزور و ایرج نوجوان کہ قہار عرصہ سے صحرا مین فروکش ہی خبر ملنا قتل بہمن سیاہ قبا کی اور نجومی دستیاب ہونا و چند ساحرون کا ساتھ ہونا روانگی اسکی بفکر فتح طلسم نور افشان و مقابلہ ایرج و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن خامۂ سحر ساز
یہ سودائے الفت کا بازار ہی
چمن مین ہین بلبل کے جوش خریدار
صفت شمع سوزان کی کرتے ہین
یہ الفت کے آخر کو انجام ہین
کبھی ہجر دیکھا کبھی وصل ہی
جو ہین دام فطرت بچھانے لگا
گیا باغ مین بھول کر بے خبر
نہالان گلشن مین سب سبز پوش
یہ نرگس کو ہو آرزو دید رنگ
یہ ہر گلگلین سر شام و سحر

دکھا آدجہان کا نشیب و فراز
اسی جنس کا دل خریدار ہی
لگا کر کے اڑاتی ہین نالو تعین ہو
کہ جل جلکے آخر کو مرتے ہین یہ
کہ عاشق زمانے کے ناکام ہین
بہار و خزان کی بھی اک فصل ہی
عنادل کو آخر پھنسانے لگا
ہوا الفت گل کا دل مین اثر
ہر ایک شہر کو ہو الفت کا جوش
کہ چشم مروت کا تماشا ہو رنگ
یہ ہر موسم گل سے حاصل ثمر

ثمر خوشنما رنگ تحریر ہو
جو نرباد کی جان شیرین گئی
یہ روشن ہی مضمون مانند شمع
ہوا سوز الفت کا باہم تپاک
سر نخل کرتی ہی بلبل جو غل
بہار چمن کی جو آمد ہوئی
ہوا رنگ گلچین خوشی سے بحال
جوانان گلزار کے پیچھے
کسی شاخ پر پھول کب بار ہین
محبت بھی گلشن کی بیکار ہی
کیا باغبان نے یکایک ستم

مسلسل جنون خیز تقریر ہو
تو مجنون کو لیلی کی خواہش ہوئی
کہ پروانے ہوتے ہین محفل میں جمع
کہ معشوق عاشق ہونے جلکے خاک
تو شبنم حرارت سے اڑتے ہین گل
تو گلچین و صیاد کو کد ہوئی تو
کہ اب فصل گل ہی ہوئے ہم نہال
قدردان گلشن کے بھی اقتضے
گلون کے سبک جا بجا نہار ہین
کہ پہلو مین گل کے سدا خار ہی
کہ شاخون کو کرنے لگا وہ قلم

ہر اک برگ پر بھی ستم ہو گیا	یہ گلزار عشرت تسلّم ہو گیا
خزان کا عمل یک بیک ہو گیا	عجب رنگ زیر فلک ہو گیا
قمر یہ بیان جفا ختم کر	نئے گلشن فکر سے کچھ ثمر

چہرہ شیران بیشۂ افسونگری و نہنگان دریاے سخن پروری
اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن پروران خجستہ شیم نگارند این داستان الم
واضح راے ناظرین بیضا ضیا ہو کہ سابق مین تحریر کیا ہی کہ قہار فیلزور بیٹا بہمن سیاہ قبا کا بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان
جب ملکہ بران و کوکب طلسم نورافشان مین گر گئے اول یہ سمجھا تھا کہ آگ مین جل گئے جب نجومیون نے بیان کیا کہ حضور یہ
قیدی طلسم ہوے اگر آپ طلسم فتح کرینگے سب زندہ نکلینگے قہار اب نجومی رمال کاہن جمع کر رہا ہی ہر روز یہی ذکر رہتا ہی کہ فتح طلسم
اسباب جمع ہون نجومی کہتے ہین ہم آپکو ایسی ساعت سے نکلینگے کہ آپ غالب آجائینگے ساعت شناسی ہر ایک چیز ادا ہو پر عمل کرنے والا
ہزاروں تمنا ہی اسی فکر مین تھا کہ اوہام عیار قہار عیار آکر سوبحا مگر بہ چہرہ اداس گریبان چاک منہ پر خاک بہمن کا خون
پیشانی پر ملا ہوا قہار نے پوچھا بچا جان خیر تو ہی اوہام نے کہا حضور آپنے جو پہلوان میرے ساتھ کیا تھا ہوشربا پر جا کر دغا سے
کیسر اسد کے مار گیا مین نے جا کر آپکے باپ سے کہا وہ غصہ مین قلعہ پر چڑھ آئے وہ جوان پسران حمزہ تو کہین بھاگ گئے مگر لاچین مقابلے
مین نکلا نقابدار طلسم کلینہ پوش عین وقت پر آیا آپکے والد زخمی ہوگئے لاچین مہ جبین و بہار و مخمور کو ساتھ لیکر طرف ملک
خود سیہ کے چلے آپکے والد نے جا کر پھر شکست کھا کر لاچین مع اپنی زوجہ اور ان شاہزادیون کو ساتھ لیکر ولایت طلسم
نورافشان مین کود پڑا والد آپکے بیٹھے تھے وہی نقابدار آکر سوبحا مقابلہ ہوا آپکے والد اُسکے ساتھ سے مارے گئے لشکر کو شکست ہوئی مین
بھاگ کر نکل آیا یہ سنکر قہار نے قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا اے بچا جان اُس نقابدار مغلوک کو ڈھونڈھ کر قتل کرون باپ کے خون کا
بدلہ لون اوہام نے کہا حضور جو ہونا تھا ہو چکا انکی قضا اس طرح تھی یہ فرمایئے اصل امر کا کیا انتظام کیا لشکر کشی کیجیے حضرت
خیمے مین آئے دل ترد د منزل کو آرام ملے قہار نے سب کیفیت بیان کی کہ مین سب سامان مہیا کر چکا ہون آپکے آنے کی دیر تھی
جس وقت کہیے کوچ کر دون اوہام نے کہا حضور آپکے والد شاہ روق مردم در کو اپنی طرف سے قلعہ دار کرکے نکلے تھے اقلیم خالی پڑی
ہو ایسا نہو کوئی حریف چڑھ آئے اب تساہل مناسب نہین نجومیون نے ساعت دیکھی تین دن کے بعد کوچ کیجیے اور بھی کچھ کمک
حاصل ہو گی لشکر مین تیاریان ہونے لگین سب سامان تو موجود ہی مگر قہار نے کہا مین شکار کھیل آؤن اوہام نے کہا شب کو رہیے گا قہار سوار ہو
باپ کے غم مین جنگل مین شکار کھیلنے لگا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک مقام پر آکے شکار کیا کہ بیشہ سے ایک جوان شکل شیر کے ڈھونڈ
مارتے نکلا گینڈے پر سوار آواز دی او بے ادب تو کون ہی جو اس بیشہ مین آیا آہو کا شکار کیا یہ مقام شیران دشت نبرد و ہلیدت
کے خوف سے رنگ روے آفتاب زرد ہی مین تجھکو شکار کرونگا قہار خود بہادر جری ہی آگ ہو گیا جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی بیشہ
کیا جان ہی چاہا شکار کھیلا یہ سنکر وہ جوان دوڑا جیسے ہی قریب پہونچا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے ایک پھکی دی کہ تلوار قہار کے
قبضے سے نکل گئی ہاتھ بڑھا کے کمر مین قہار کے ڈالدیا قاش زین سے اُٹھا لیا ایک ٹھوکر ماری گینڈے کا سر پھٹ گیا ہاتھ پر قہار کو
چرخ دیتا ہوا نکل گیا ساتھ والون نے قہار کے اُسکو گھیر لیا مگر گینڈہ مرا ہوا پڑا ہی دو چار مارے گئے وہ جوان لیکر نکل گیا ساتھ والون
نے آکر اوہام سے سب حال کہا یہ عیار ہی سنتے ہی دوڑا اُس مقام کو دیکھا سب کو چھوڑا خود گیا دہنا نشان نقش پا دیکھتا ہوا ڈھونڈا ایک
باغ کے بیچ پہونچا رات ہو چکی تھی دیوار پر کمند ماری دیوار پر چڑھ کے دیکھا قہار تو ایک پنجرے مین بند سلاسل و طوق چھت مین لٹکا ہوا
ہی ایک جوان سیاہ فام ایک ساحرہ کو پہلو مین لیے ہوے مصروف مے کشی ہی آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہی وہ ساحرہ پوچھتی ہی کیون اے
قنطور فیلدر یہ کون شخص ہی جسکو تونے پنجرے مین بند کیا اسکی کیا خطا ہی اُسنے کہا اسنے میرے بیشہ مین آکر شکار کھیلا ہے آج دو دن
اسکو ہلاک کرونگا اُسنے مجھسے سخت کلامی کی ساحرہ کہتی ہی ارے تو بڑا ظالم ہی اسکو چھوڑ دے قنطور نے کہا کیا اسکی صورت
دیکھکر عاشق ہوئی ہی مین کیا کسی بات مین کمی کرتا ہون رات بھر ہنگامہ رہتا ہی ساحرہ دیکھتی ہی کہ جوان [illegible] تاج پہنے ہوے

لباس بھی عمدہ بیقرار ہی کہ یہ بیچارہ قفس مین بند بلا وجہ درد مند اوہام ایک گوشے مین آکر چھپا دیکھ رہا ہی اس سوچ مین کہ یہ سوئے تو مین اپنے آقا کو رہا کرون اس جادوگرنی نے کہ مدہوش جادو نام ہی کئی مرتبہ سفارش کی بس قنطورہ مگر ایک دھکا دیا کہا کیون او فاحشہ دمبدم اسکی سفارش کرتی ہی کیا دھگڑا بنائیگی قنطور نے دھکا دیا وہ منھ کے بل گری سر سے خون جاری ہوا طیش مین تڑپ کر اٹھی کہا او پست نالایق جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا میری جوتیون کے تصدق مین یہ لیاقت بہم پہونچی تو کیا بکتا ہی یہ سنکر قنطور جوتا لیکر اٹھا کہ کیون او فاحشہ میرے سامنے ایسے کلام کرتی ہی میری وجہ سے تیری آبرو ہی جو تو بیزار ہونے لگی قنطور نے چاہا بال پکڑ لون مدہوش نے غصہ مین ایک سنگریزہ اٹھا کر مارا قنطور کا سر پھٹ گیا اوہام عیار فتار گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ مدہوش نے لاشہ اسکا ایک طرف پھینکدیا ٹہلتی ہوئی قریب قفس آئی قفس کو اتار کر پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی دیکھ تیرے ہی واسطے فساد بڑھا مین نے اسکو مار ڈالا تو میری اطاعت سے گردن تابی نکرنا جو اسکا مرتبہ تھا اس سے بڑھکر ہزار مرتبہ کرونگی اسکی کیا حقیقت تھی مقابلہ کرکے تجھکو ظاہر ہوا مین نے سحر سے یہ شکل بنا دی تھی جب تو تجھ ایسے جوان کو زیر کرکے لایا اسکے سامنے رستم بھی پیر زال تھا ورنہ سابق مین یہ حال تھا ایک مرد صحرائی گزر بیچ کا کام کرتا تھا میری نگاہ اسیر پڑی تمام سامان درست کر دیا دامن آرزو مراد سے بھر دیا لیکن پاجی تھا احسان نہ مانا مجھکو تیرے حال پر رحم آیا مجھکو اپنے پہلو مین بٹھاؤنگی زور طاقت مرتبہ بڑھاؤنگی قہار اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا سر جھکا کر کہا مین بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہون قہار نیلفر و رنام ہی لشکر کشی کرکے برسر کوکب روشن ضمیر آیا تھا بدولت کے خوف سے وہ جاکر طلسم مین گھسا اب قصد ہی کہ جا کر طلسم توڑون اسکو قتل کرون اسکی بیٹی پر میری جان جاتی ہی کل سامان کرکے کاہن نجومی بڑے بڑے ستارہ شناس فلک اساس لشکر مین موجود ہین کل کا دن سفر کا قرار پایا یہان شکار کو آیا اسکے ہاتھ سے شکار ہوا بلا وجہ گرفتار ہوا تو جو کچھ کہیگی بدل و جان قبول ہی مگر مدہوش نے قہار کو قفس سے نکال مسند پر بٹھایا جب اوہام نے دیکھا میرے آقا پر مائل ہی بلا تکلف سامنے آیا سلام کیا کہا مین اس شہریار کا عیار ہون صحرا مین کمینہ ادراہوا پایا تلاش مین اپنے آقا کی یہان تک آیا شکر ہی کہ اپنے آقا کو باسایش دیکھا قفس مین انکو دیکھکر خود بھی تنگ تھا تمھاری مہربانی سے رہائی حاصل ہوئی اب تسکین دل ہوئی اور قہار سے کہا یہ بھی مدد غیبی ہی کہ ایسی ساحرہ زبردست آپ پر مائل ہوئی اب فتح طلسم مذکور مشکل نہوگی برائے خیر خواہی عرض کرتا ہون انکے حکم سے گردن تابی نہ کیجیے گا اشارے سے کہا مطلب اسکا حاصل کر دشوقہ آمادہ ہی تعمیل جام بھر کر قہار کو دیا ایک مدہوش کو پلایا چونکہ عیار ہی گنگنا کے یہ غزل گائی

چپ نہ رہیے وصل مین اتنی عنایت کیجیے
بولیے کسکی طرف کس کی حمایت کیجیے
گرچہ الفت کی راہون سے ہین خوب آگاہ ہم
یہ ارادہ ہی کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
ہی ارادہ تھی غم کا ترے ای بحر دوست
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جا جلال

کیو گلے ہمسے کبھی بیٹھے کچھ شکایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
خضر فرماتے ہین مجھکو بھی ہدایت کیجیے
وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے
زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے
وصل مین ڈھونڈھا کیے لیکن نہ یہ موقع ملا
آپ کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

کچھ تو آئی آج دل مین اور آپ لب مین ہی
شکوہ بیداد یا شکر عنایت کیجیے
یون نکالا چاہتا ہی آرزوے دل کو عشق
رحم کہتا ہی کہ مضطر تمھارا رعایت کیجیے
یون لگا لیتے ہین باتون مین کہ کہتا ہی وہ شوخ
ہاے کہتا یار کو دل کی شکایت کیجیے
اس غزل نے وہ رنگ جمایا کہ مدہوش

مست ... ن جھومنے لگی اوہام اشارہ کرکے چمن مین چلا گیا قہار نے منھ کالا کیا بعد مقصد مطلب اصلی مقدمہ سفر پیش کیا مدہوش نے کہا جو دو روز کو ن طلسم پر پہنچا نے دو ن قہار نے کہا ای جان جہان اسی سودے مین میرے باپ کی جان گئی ملک دیکھ چھوٹا ... ل گذرا کہ معمورہ مین فروکش ہون اب سب طرح کے سامان مہیا ہو چکے مین کیا دیر کرون مدہوش نے کہا مین تیرے ساتھ

براے جانبازی حاضر ہون مگر مقدمہ طلسم مین قاصر ہون بدون لوح طلسم فتح نہوگا قہار نے کہا نجومی جو میرے ساتھ ہین
ستارہ شناس فلک اساس ہر کام ساعت کے زور سے ہوگا تمہاری مدد مقابلہ ساحرہ مین کافی ہوگی وہ سب نجومی وغیرہ مقام
لوح بتلا دینگے مرحلہ جات پر جائینگے دمبدم ساعت نیک بتلاوینگے بد ساعت پر خیمے سے قدم باہر نرکھونگا لوح کا مقام
دریافت کر کے تباہی مین مصروف ہونگا مدہوش نے کہا اے قہار ایک بڑا اعتراض ہے اس وجہ سے مجھکو بھی اغماض ہے
کر تو اپنے کو بران پر عاشق بتاتا ہے اگر مین نے جانبازی و حیلہ سازی کر کے طلسم فتح کرایا اور وہ شاہزادی چھوٹی اول
مین تجھسے ایک بات کہتی ہون اسکو گوش سماعت کر جب اسکے خلاف کریگا مارا جائیگا لیکن مین ساحران عنطلی آباد سے ہون
جہان سترہ لاکھ ساحر رہتے ہے مالک بن زرد دہشت تھا یگانہ آفاق سحر و ساحری مین طاق جب کسی نے نام سحر اسکے
سامنے لیا اسنے نام اسکا مٹا دیا کوئی خراج گذار گردن تابی نکر سکتا تھا مگر لقا خداوند باختر اسکے ملک مین بھاگ کر آیا اسی
خیال سے اسنے مسلمانون سے فساد کیا سات در بند ایسے بنائے کہ سامری و جمشید بھی گذر نکر سکتے مسلمانون نے وہ در و بند
توڑے عنطلی آباد کو تباہ کیا مالک کتے کی موت مارا گیا مین بھاگ کر نکل آئی اے شہرہ ظالم بران خونخوار صاحبقران
کی بہو ہے اسکا قبضے مین آنا دشوار ہے اسکی مدد کو صاحبقران بھی ضرور آئینگے صاحبقران کے ہاتھ سے ہزارون ساحر مارے
جائینگے انکے قبضے مین اسم اعظم الٰہی ہے ساحر کی انکے سامنے کیا ہستی ہے اس طلسم کا توڑنا مسلمانون سے بگڑی الجھنا ہے میرے
نزدیک یہی بہتر ہے کہ مدد مسلمانون کی غیب سے ہوتی ہے جہانتک ساحرہ نے قہار کو سمجھایا یہ غصے مین بگڑتے مین کہا یہ نہوگا اب
تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے نہ چل مین ضرور جاؤنگا میرا ملک سب تباہ پڑا ہے باپ بھی میرا ایک ذلیل کے ہاتھ سے مارا گیا
اس لقا بدکار کی جستجو ہے اسکے سامنے مین میری آبرو ہے اگر مین نے باپ کے خون کا بدلا نہ لیا اپنے کو پہلوان نہ کہونگا آخر
مجبوری مدہوش راضی ہوئی ساتھ قہار کے لشکر مین آئی کہا تو لشکر لیکر چل مین عقاب بنی ہوئی تیرے سر پر رہونگی شب کو
تیرے پاس آیا کرونگی یہ کہکے آگے چلی گئی قہار اور اوہام مع مشیران سلطنت و وزیران آتبت کہتا ہوا چلا کہ بارے غیب سے
مدد ہوئی بڑی ساحرہ میرے ساتھ ہوگئی میری محبت مین اسنے اپنے قدیم آشنا کو مار ڈالا نام پہ میرے مرتی ہے پہر رات
رہے سے چل نکلے مگر چونکہ اوہام کو بڑا خیال ہے کہ اب صبح ہوئی تو اسنے دیکھا حقیقت مین ایک عقاب بلند پرواز بالائے سر
قہار چرخ مار رہا ہے ایک منزل طے کی تھی لشکر اترنے لگا بارگاہ قہر استادہ ہوئی عقاب قبہ بارگاہ قہار پر آکر بیٹھا چند منزلین اور
بھی گذرین یہی انتظام رہا کہ شب کو مدہوش قہار کے پہلو مین آکر سوتی ہے صبح کو عقاب بنکر بالائے سر قہار ہوتی ہے قہار
خوش رہا ہے کہ صحرائے گرداژی قہار نے ہرکارے بھیجے خبر لی کہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان سحر العجائب
و بحر الغرائب کو سزا دینے جاتا ہے ملکہ بران کا بھی شوہر آگیا ہے ایلچی کو اسی نے مارا تھا یہ سنکر قہار چل گیا ایک
سوار سے کہا جا کر اس جوان سے کہہ آؤ کہ تیرے واسطے یہی بہتر ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر میرے سامنے چلا آ ہر چند
کہ تجھسے بڑی خطا ہوئی میرے ایلچی کو مارا مین زندہ چھوڑ دونگا ایرج نے یہ سنکر غصہ مین کہا جا کر اس سے کہو کچھ شامتین
آئی ہین لڑائی مین کیا پان پھول بٹتے ہین تلوار چلتی ہے مارا گیا جو مجھسے ہو سکے قصور نکر سرکشی دکھاتا ہے اسقدر بلبلاتا ہے
مردان عالم کا یہ کام نہین ہے ایلچی جھلاتا ہوا اٹھا اسی وقت طبل جنگی بجوا دیا ایرج بھی سامنے آکر اترے یہان بھی نقارہ
جنگی گرج گیا دونون لشکر دشمن تیاریان ہونے لگین شاپور شیر دل عیار ایرج صورت بدل کے لشکر قہار مین آیا
بارگاہ مین پہونچا دیکھا قہار بیٹھا ہے تمام پہلوان گرد مین شاپور ستون کی آڑ پکڑے دیکھ رہا ہے اوہام نے کئی مرتبہ کہا
حضور کا وقت آگیا اوہام نے اشارے مین کہا کہ ملکۂ عالم کو رنج نہو غصے مین کچھ نکہین اسنے غصے مین کچھ جواب نہ دیا
رات زیادہ آئی شاپور نے دیکھا قبہ بارگاہ پہ برق چمکی ایک ساحرہ اترتی ہوئی چلی آتی ہے قہار دیکھتے ہی مدہوش کو

ٹھہر گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم آپنے کیوں تکلیف فرمائی آج دیر ہوگئی یہ باعث تھا کہ نبیرہ حمزہ سے اور مجھسے کل
مقابلہ پڑیگا مدہوش نے ایک دو ہتّڑ مارا کہا او نادان ابھی منزل اوّل ہی ہماری نصیحت بھلا دی او ہام سے کہا کیوں
او عیار تو نے بھی آقا کو نہ سمجھایا ہماری نصیحت فراموش ہوئی قہار نے ہاتھ مدہوش کا تھام کیا خلوت میں لیجا کر دو چار
بوسے لیے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا ای جان جہان یہ میرا رقیب ہی اسکو ضرور قتل کرونگا پھر کبھی کسی مسلمان سے
مقابلہ کرنیکا ارادہ نہوگا اس مقدمہ میں تو میری مدد کر مدہوش رونے لگی کہا او ظالم بھڑوں کا چھتا چھیڑتا ہی کس کس سے
لڑیگا قہار نے کہا اسکی کیا مجال ہی زور میں تن میں کسی سے کم نہیں تمہارا بھی جا ہے اپنی شکل مجھے دیدو مدہوش نے
کہا ای قہار یہ غرور تجھکو خراب کریگا او ہام کو بھی خلوت میں بلا لیا مدہوش نے بہت کہا اپنے آقا کو سمجھا اس جوان سے
مقابلہ نکرے او ہام نے قہار کو سمجھایا قہار سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ آپ کیا فرماتی ہیں بڑے بڑے ملک ان لوگوں کے
ہاتھ سے تباہ ہوے زور میں میرا کیا کر سکیگا او ہام نے دونوں کو شراب پلائی مست ہوکر دونوں چھپر کھٹ پر جا پڑے شاپور نے
یہ سب معاملہ اپنی آنکھ سے دیکھا خدمت میں اپنے آقا کی آیا سب کیفیت سُنائی کہا حضور یہ تین سیاہ قبا کا قہار منیا ہی مگر ایک
بڑا غضب ہی اسکے ساتھ ایک ساحرہ ہی مگر مسلمانوں کے نام سے بہت ڈرتی ہی اُسنے اسوقت بہت سمجھایا مگر قہار نے نہیں مانا
ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شاپور نے کہا مقام خوف ہی غلام فکر میں جاتا ہی شاپور پھر لشکر قہار میں آیا ہی پھرتے
پھرتے دیکھا کہ او ہام طلایہ دے رہا ہی صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی یہ بھی خبر اُڑی ہی کہ ایرج نوجوان نبیرہ
صاحبقران براے رہائی بُرّان و کوکب جاتا ہی کل ہمارے آقا سے مقابلہ ہوگا قہار کبھی آنکھیں ملتا ہوا صداے قرنا
سنکر باہر نکل آیا شاپور نے دیکھا کہ رات کم ہی نقب لگانا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ مہرۂ نقب کا بارگاہ قہار میں توڑا
دیکھا وہ ساحرہ و قہار لپٹے ہوئے سو رہے ہیں شاپور نے شمع ہاے مومی و کافوری گل کیں شاپور نے ہاتھ بڑھایا قہار
جاگ رہا تھا ہاتھ شاپور کا پکڑ لیا اور چیخ ماری کہ لینا یہ دزد مکار جانے نپاے شاپور نے جھٹکا مارا ابلۂ عیاری کا ہاتھ میں تھا
کہ رنگا شاپور نے جست کی سراپردے کو پھاڑ کے باہر نکلا قہار نے نعرہ کیا لینا یہ دزد مکار جانے نپاے او ہام اپنے آقا کی
آواز سنکر دوڑا شاپور کو چند عیاروں نے گھیرا تلوار چلنے لگی مگر شاپور جب نیمچہ مارتا ہی دو ٹکڑے ہوتے ہیں پانچ چار بیک بیک
شاپور نے مارے چاہا ماربیٹ کر نکل جاؤں کہ قہار جھپٹتا ہوا خیمے سے نکل آیا مدہوش بھی ہوشیار ہوئی کہا صاحب خیر تو ہے
اسنے کہا عیار آیا تھا اُسے ہمارے عیار نے گھیرا ہی کہا کیوں قہار ہمارا قول کرسی نشین ہوا خاص میرے ہی واسطے آیا تھا اسکو
قتل کیا تو خیر ہی ورنہ خرابی ہوگی ہم لوگوں کی جان نبچیگی نکل کے دیکھا شاپور لڑ رہا ہی اس عرصے میں بارہ چودہ عیار مار کے
ڈالدیے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہیں او ہام کو زخمی کیا تیک چک کے لڑ رہا ہی قہار نے کہا ای جان جہان لیتا اس عیار نے
تو بڑا غضب کیا یہ جو مارے گئے سب خدمتگار قدیم تھے مدہوش نے کئی مرتبہ کہا دیکھ ای قہار اپنی موت مول لیتا ہی اسنے
کہا اگر تو سحر نکریگی تو میں آپ جا پڑونگا یہ کہکے تلوار کھینچی جب تو مدہوش ناچار ہوئی شاپور نے ایک عیار کو نیمچہ مارا اُسکا
سر دھڑ سے زمین پر گرا مدہوش نے ماش کا دانہ مار دیا شاپور زمین پر گرا قہار نے آواز دی او او ہام لینا شاپور کی
مشکیں باندھ لے قید خانہ میں لیجا صبح ہوچکی تھی قہار ہتھیار لگا کے گینڈے پر سوار ہوا مدہوش عقاب بنکر آسمان پر گئی
قہار مع فوج میدان کارزار میں پہونچا اُدھر سے شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی آکر ٹھہرے
ہیں کہ ایک شاگرد شاپور کا روتا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی ایرج نے زانو پہ ہاتھ مارا نہایت ہی غصہ ہے مگر خاموش محبت
شاپور کا جوش کہ قہار نے گینڈا میدان میں نکالا بھروسے پر جادوگری کے طبل بجاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچکاتا ہوا
میدان میں آیا پکار کر آواز دی میرے مقابلے میں آؤ اپنے رقیب کا طالب ہوں اگر سامنے آئے تو سر کھینچکر پھینک دوں

ایرج کو ان کلمات کی کب تاب تھی سرداروں نے عرض بھی کی کہ اے آقائے نامدار شاپور اسی واسطے گیا تھا کہ ساحر
ماروں خدا کو منظور نہوا گرفتار ہو گیا آپ میدان میں نجایئے ہم لوگ لڑینگے آپ سرپرستی کریں صاحب اقبال کی وجہ سے بکی
جان بچ جاتی ہی ایرج نے نہ مانا کہا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا واجب و لازم ہی میرے جدِ عالی تبار کا یہی قانون ہی
کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اُسکے مقابلے کو جائے یہ کہکر مرکب بڑھایا مقابلے میں قہار کے آیا پہلوانوں نے تگاوری میں
دیکھلیا کہ ایرج کا گھوڑا پانچ قدم بڑھا اور قہار کا گُنبدہ تین قدم قہار کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی ہاتھ پانوں میں
رعشہ آگیا جی میں کہتا ہی کیوں نہو جب تو تراں نے اس جوان کے عشق میں مصیبتیں اُٹھائیں مگر محبت سے اس شیر کی
ہاتھ نہ اُٹھایا بڑی بڑی جفائیں اُٹھائیں قید رہی سراپا نور کے سانچے میں ڈھلا ہی ہنسکر کہا اے جوان مجھے تیرے حسن و جمال پر
رحم آتا ہی میرے مقابلے سے جانبری دشوار ہی اطاعت کرلے نہیں ابھی پکڑ لونگا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تجھ جیسے
نامرد کی اطاعت کرنا اس ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی مگر ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہیں جو ہو سکے وہ کر لاف و گزاف تو دونگ
قہار نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا اُسکے سردار نیلم وغیرہ کف افسوس مل رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں
دیکھا ابھی سے شاہزادہ بے عقلی سے لڑ رہا ہی ساحرہ سحر کرتی ہوگی حقیقت میں مدہوش جنگل عقاب بالائے سر قہار سحر کرتی ہی
طاقت ایرج کی گھٹتی جاتی ہی قہار نے نیزہ ایرج کا توڑ ڈالا ایرج نے غصے میں تلوار کھینچی مگر قبضے پر قبضہ شمشیر و کب
طارے بھر رہا ہی جاتا ہی سب کو گرا دوں ماروں سے نکل جاؤں ایرج نے جنگل ہاتھ مارا قہار نے بخوف کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا ایرج نے اُسکی کمر بند میں ہاتھ ڈالا اُٹھا لیا اُسنے لنگر مارا گھوڑے پر قائم ہوکر ایرج کو اُٹھا لیا زمین پر مارا ایرج
مثل مُردے کے بیہوش ہو گئے اوہام نے آکر کشتارہ اُٹھایا نیلم جا پڑا قہار نے اُسکو بھی اُٹھا لیا تھوڑے ہی عرصے میں قہار
نے گنبدہ بڑھایا صف لشکر ایرج پر جا پڑا مدہوش بھی آسمان سے اُتری ایک گولا ماردیا سرداران ایرج کے ہاتھ پانوں میں
رعشہ آگیا ہزاروں نے معرکہ میں جان دی شام کو اس بیحیا نے بمدد ساحرہ چالیس سرداران ایرج پکڑ لیے گرفتار کرکے
بارگاہ میں اپنی آیا مدہوش ساتھ ہی نوبت نقارے بجاتا ہوا سب کو قید خانے میں بھیجدیا آپ ہاتھ پکڑے ہوئے مدہوش کا
بارگاہ میں آیا کہا اے قہار جس بات کو میں نے تجھے منع کیا تھا تو نے وہی کیا قہار نے خوشی میں مدہوش کے گلے میں ہاتھ
ڈالدیے بوسہ بازی ہونے لگی قہار نے کہا اے جانِ جہان کل ہی ان سب کو قتل کرونگا مدہوش نے کہا عظلی آباد میں میں نے
اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو ساحر طرف سے مالک کے گیا اس نے اپنا زور دکھایا سب کو سحر میں مبتلا کرلیا افسر تو قتل ہوئے کبھی
کوئی نقابدار آیا کبھی عمرو نے عیاری کی او نادان سو کو مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ اس
قید ہو جانے پر انکے مغرور نہوا انجام بد ہی خدائے نادیدہ کو انکے ملوکوں کے کشانے میں کہدی آخر خرابی ہوگی مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی
کہ کوئی ان لوگوں کی مدد کو آئیگا جو آئیگا پہلے مجھی پر ہاتھ ڈالیگا خرابی یہ ہی کہ تو نے مشہور کر دیا اگر یہ لوگ ایسے نہوتے سلطنت اقلیم
میں کیونکر عملداری ہوتی یہ اُسکا پوتا قید ہوا ہی کہ جسکا لوائے شوکت از سرِ ذرّہ دنیا تا بیدہ قاف پہونچا ہزارہا دیوزاد جنات پر زہرہ
اسکے ہاتھ سے مارے گئے قاف میں قبضہ کرلیا دنیا کے حالات کا کیا ذکر کروں بس صاحب بہتر یہ ہی کہ ان کانٹوں سے اپنا
دامن بچا کے چلیے جلو داروں ہی کو حکم دو کہ میدان خونی کی تیاری ہو صبح ہوتے ہی انکو قتل کریں طرف طلسم نور افشان
کے کوچ ہو یہی جنگل میں لیجائینگی عیاری جانبازی کرونگی اسطرح قہار کو اس ملعونہ نے سمجھایا اسکے بھی خیال میں آیا
اوہام کو حکم دیا سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اوہام نے آکر حکم دیا تا کش تسمہ کش جلادان غرض لعینت میمون جہلت
جمع ہونے لگے ایرج نے قید خانے میں یہ خبر سنی کہ ہمارے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں بیتاب ہو گیا شاپور رو رہا ہی
نیلم و قلیم بیقرار میاد رعاد رخشک دراز گردن قید خانے میں ہنگامہ برپا ہو گیا ہر ایک کو یقین مرگ شاپور

کہتا ہی افسوس کہ اس ملعونہ کی رسی دراز ہی ورنہ رات ہی کو مین نے مار لیا ہوتا مگر مجبور ہا ایرج فرماتے ہین کہ بیشک ساحرہ
اسکے ساتھ ہی مگر ممکن تھا کہ میدان مین نہ آتا افسوس طلسم نور افشان تک نہ پہونچے کوکب قید خانے مین کیسے گھبرائے
ہونگے یہ بھی فرماتے ہونگے کہ ہماری کسی نے خبر نہ لی ای شاپور ایک بڑا غضب ہوا عین وقت پر صاحبقران خواجہ عمرو
کو اطلاع نہ کی فوراً چل نکلے یہ بھی نہ دریافت کیا اس عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی طلسم نور افشان کا کون فتاح ہی
شاپور عرض کرتا ہی سراسر غلطی ہوئی دیکھا کہ ملازمان قہار قید خانے مین آکر پہونچے سر زنجیر تمام کر سب کو کشان کشان نکلے
باہر آکر دیکھا قہار گینڈے پر سوار کل فوج جنگی تیار مدہوش کو یہ خوف ہی کہ شکل عقاب بالائے آسمان ہو گئی ایک محل پر
بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی جلاد نعرے کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ قیدیان بلا کو قتل کرو ان سرکشون نے ہمارے لات
و منات کا نام مٹایا ہزار ہا دیر کھد گئے ہر مقام پر مسجدون کی بنا ہو گئی آج نبیرۂ حمزہ سمیت ایک ایک کا فرو شیان کر یا
ایرج کو لاکر زیر دار بٹھایا سب سردار سر جھکائے آنکھون سے اشک حسرت جاری اپنے آقا کے لیے دعائین مانگتے
ہین ایرج پکار رہا ہی نظم

ای مالک کارساز میرے ۔ ای خالق بے نیاز میرے
ساتھ والے آمین آمین
شاہا کریمی و رحیمی و غفور ۔ دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
اب جلد ہماری تو مدد کر ۔ ہی غم سے ہمارا حال ابتر

گھر رہے ہین جب مدہوش نے محل سے دیکھا کہ قہار دیر کر رہا ہی قتل کا حکم نہین دیتا بیکار کا ہنگامہ ہی اسکو تاب نہ آئی
محل سے اتر پڑی بصورت اصلی ہو کر آواز دی او نالائق مین نے اسقدر تجھکو سمجھایا تیری عقل مین نہین آیا بیکار کا انتظام
کر رہا ہی ہو سے جلد انکو قتل کر کے محل چل یہ کہکر جلاد کو آواز دی اس جوان کو جلد قتل کر شاپور نے گالیان دینا شروع کین
کہ او بیحیا مین اسکا غمخوار ہون پہلے مجھکو قتل کر میرے سامنے آقا کو خنجر نہ لگانا جلاد طرف شاپور کے جھپٹا ایرج نے
نعرہ کیا خبردار پہلے مجھکو قتل کر مدہوش وجد کرتی ہی کہتی ہی ای قہار ان مسلمانون مین عجب محبتین ہین ان لوگون کو کچھ خوف جان
نہین ہر وقت سر کو ہتیلی پر رکھتے ہین موت کا مزا چکھتے ہین جلاد نے تیغ کا جہان ہاتھ مارا دن آسمان پر ایک ابر سیاہ ہوا اسمین
ایک برق گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے مدہوش طرف آسمان کے دیکھنے لگی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب سے
آگے نقابدار ببر پوش دوسرا گلگون پوش ایک بادشاہ عالی جاہ تخت پر وہ بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوے
پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر ایک ابر برنگ سوسنی سر پر جیسے ہی ببر پوش نے میدان خونی دیکھا ایرج کو قید مین پایا گھوڑا
دوڑا کے میدان مین آیا نعرہ کیا جو شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کرتا ہی آوے قہار گینڈے کو بڑھا کر چلا مدہوش گھیرے
بیٹھے ہوے برابر کھڑی تھی اسنے کہا او بدنصیب جو مین کہتی تھی اسکا ظہور ہوا ملازمان ایرج درہ کوہ مین جا کر چھپے تھے
انھون نے جوش سنا کر مین نقابدار ہمارے آقا کی مدد کو آئے ہین درہ ہائے کوہ سے دوڑ کر نکل پڑے جب نقابدار
ببر پوش نے للکارا قہار نے تامل کیا مدہوش نے کہا تو جا مین سحر کر کے ان سب لوگ گرفتار کرا دونگی لیکن کیا تعجب ہی
کوئی ساحرہ بھی انکے ساتھ ہو بجلی گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے یہ کسی غیر ساحر کا کام نہین یہ کہکے عقاب بنی وسط سماء
تھرانے لگی قہار بھر دستہ آگے سامنے ببر پوش کے آیا ببر پوش نے تلوار ماری کر بائین قدم گینڈا قہار کا بیچھے ہٹا ان
ٹھون پر جا رہا قریب تھا گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھالا نیزہ چلانے لگا مدہوش جب سحر کرتی ہی کہ قہار کا زور بڑھا
ابر سوسنی سے ایک ہوا آتی ہی مدہوش کا سحر مٹ جاتا ہی مدہوش گھبرا رہی ہی نقابدار ببر پوش نے قہار کا نیزہ نکال لیا
قہار نے گھبرا کر بالائے آسمان دیکھا اور غصہ مین تلوار کھینچی ببر پوش پر تلوار کا ہاتھ مارا ببر پوش نے سپر کو جھکا کی بچاو کیا
دیکھا ایک شعلۂ آتش آسمان سے آتا ہی ببر پوش نے خیال بھی نہ کیا جب وہ شعلہ قریب ببر پوش پہونچا لگا ابر سوسنی سے
ایک حباب گرا شعلہ کو بجھا دیا ببر پوش نے دوڑ کے ہاتھ لڑا سر قہار کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا گینڈا مارا گیا قہار زمین پر گرا

سب سردار اسکے دو ٹکڑے ہوئے ببر لوش نعرہ کرکے جا پڑا گلگون پوش بھی برابر ہو بچا نقابدار بادلہ پوش جو تخت پر سوار تھا
وہ بھی پشت مرکب پر آیا آواز دی ہان یارو قیدیون کو چھوڑا لو ان نامردونکو جگا دو سب دیکھ رہے ہین تاجدار سب کے آگے
ببر لوش و گلگون پوش دست راست و دست چپ شمشیر زنی کر رہے ہین جس نے ہاتھ مارا ببر لوش نے کلائی پر ہاتھ
ڈال کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر طرف آسمان کے پھینکا ابر سوسنی سے شعلہ گرا اُس شخص کو جلا دیا مدہوش کیسے
ایسے سحر کر رہی ہو کہ اہالیان فوج قہار کے زور بڑھین دشمنون کو شکست ہو لیکن دفعۃً اُسکے سحر کا ابر سوسنی سے پیدا
ہوتا ہی اب ابر سوسنی سے برق چمکنے لگی رعد زور شور سے گرجا ہر اہالیان قہار کے کلیجے بھٹک گئے بیہوش ہو ہو کے گرنے لگے
جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے قہار کو اوہام نے اُٹھا کر عالم زمرداری مین ہوا اور پر ڈال لیا بھاگا بھاگا پھرتا
ہی نقابدارون نے زمین ہلا دی جو پہلوان نکلا کوئی ببر لوش کے ہاتھ سے مارا گیا کسی کو گلگون پوش نے مارا کسی کو
تاجدار نے قتل کیا ایرج نے دیکھا ببر لوش میری جانب کم آتا ہی اور عیاران نقابدار نے بڑھکر شاپور کو رہا کیا
نغمہ ہائے آتشبازی مار رہے ہین شاپور نے چھڑا ایرج کی ہتھکڑیان کاٹین ایرج نے طوق وغیرہ توڑ کے
پھینکدیے نعرہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھا اپنے سردارون کو رہا کیا مگر جنگ نقابدار دیکھکر تو یقین کر رہا ہی ثابت ہی
کہ تینون صاحب نہایت کمسن مگر جرار بہادر صفدر صف شکن تیغ زن کسی کے سامنے منھ نہین پھیرتے مدہوش نے
جو دیکھا کہ اب ابر سوسنی شق ہوا ایک شاہزادی مہ جبین مہر تمکین غیرتِ حور سمنبر غنچہ دہن جبین و جمیل پشت پر ہاتھ
ہزار کنیزین کرشمۂ نور جمال سے اُس نازنین کے تمام صحرا روشن ہوگیا سحر کرنا شروع کیا مدہوش نے جب دیکھا
کہ اس نازنین نے قیامت برپا کر دی اور نعرہ کیا منم ملکہ سوسن گلعذار او مدہوش مین نے پہچانا تیرا سحر بھی ذہن مین ہا
اب کہان جائیگی ان شاہزادون کے طریقے سے خلاف تھا کہ سحر کرتی لیکن تو نے غضب کیا نبیرۂ صاحبقران پر یہ تیغ
کی بیشک تو نے اس شیر کو سحر سے گرفتار کیا ہوگا ورنہ اُسکی کیا مجال تھی کہ اس شیر پر جرأت سے غالب آتی یہ باتین
ایرج نے بھی سُنین صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ وہ پیکر ہمارے حسب و نسب سے بھی آگاہ ہی رطب اللسان تعریفین کر رہی ہی
ببر لوش پر جو کوئی سحر آتا ہی جھٹکر دفع کر دیتی ہی عقل سے ثابت ہوتا ہی اسکو گلگون پوش و بادلہ پوش سے ببر لوش
کا زیادہ خیال ہی ببر لوش بھی بلائے روزگار ہی ایرج نے ۔۔ نگاہ غور دیکھا اگر گوشۂ نقاب چہرے سے کھسک گیا صاف ثابت
ہوتا ہی کہ ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا تینون جوان نہایت خوبصورت جرأت مین صاحب طنطنہ و شوکت کسی رنگ
مین بند نہین جب مدہوش نے دیکھا کہ یہ ملکہ سوسن گلعذار ہی سحر و ساحری مین بھی کامل تینون جوان بھی جرأت مین
یکتا یقین ہوا کہ قہار مارا جائیگا اور تو کچھ نہ بن پڑا اوہام سے کہا اے عیار مین تیرے آقا کو پنجے مین دباتی ہون اس جنگ
سے نکل چلنا مناسب ہی اوہام نے یہ تجویز کی اُنکو و نے بھاگنے پر سب آمادہ تھے مدہوش نے قہار کو پنجے مین دبا لیا
سوسن گلعذار نے منھ پھیر لیا کنیزون سے بھی کہا اس نیم بسمل کو نکل جانے دو بھاگے ہوے کا پیچھا نہ کرو خود بھی ارنگی
کنیزون کو بھی روکا تڑپکر ابر مین چھپ گئی پھر نہ ہی ابر سوسنی بلند ہوا اُسمین سب مخفی ہوئے ببر لوش نے یہ جو رنگ دیکھا
کہ حریف بھاگ کر نکل گیا ایرج نوجوان بھی اپنی فوج کو لیے ہوئے جنگ کر رہے ہین بادشاہ کو اپنے اشارہ کیا وہ تخت
پر سوار ہوا ہاتھ اُٹھا کر نعرہ کر دیا یارو اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی نکل چلو صدا دیتے ہی گویا ساری فوج رشتۂ خام مین
بندھی ہوئی تھی سمٹ کر الگ ہوئی ہرچند ایرج نے آواز دی اے ببر لوش اے بہادر وہم سے ملاقات کر لو احسان
تو ہم شکریہ ادا کرین ببر لوش نے آواز دی تم ایسون پر احسان کیا بنیے اقاؤن کی جان بچا دی اب طلسم نور افشان
پر ملاقات ہوگی یہ کہکر مرکب اُڑایا ایرج نے دیکھا سب گھوڑے چمکاتے سامنے سے مثل برق تڑپکر نکل گئے وہ ابر بھی

چرخے مارتا ہوا برق چمکتی ہوئی ابر کی رعنائی فوج کی زیبائی چشم زدن مین سب غائب ہو گئے ایرج نے آ کر سب سامان
تماشا شاپور سے کہا کیون ای شاپور یہ تینون شیر کون تھے شاپور نے کہا کیا عرض کرون عیار بھی بلائے روزگار
انسر بھی بہادر جرار ابر مین کوئی ساحرہ بھی ساتھ تھی چلتے چلتے نام طلسم نور افشان لیا آپکو کلمہ سخت کہا میرے گمان مین
ببر پوش فرزند اسد غازی تھا گلگون پوش دلبند نور الدہر ہی تاجدار نور نگاہ بادشاہ اسلام اور یہ ساحرہ
مہ جبین فرزند اسد پر شاید عاشق ہی عقل سے کہتا ہون مین نے انکے ساتھ والون سے بھی پوچھا کسی نے نام نہین بتایا
یہ بھی دریافت کیا کہ یہ شیر کس ملک سے خروج کر کے آئے ہین کسی نے جواب باصواب نہ دیا مگر گمان میرا صحیح ہی ایرج نے
کہا کیونکر انکو تلاش کرین شاپور نے کہا اگر یہ گمان صحیح ہی تو ملاقات ہونا دشوار ہی کوشش بیکار ہی نقاب مین اپنے چہرے
بدر گوالی ہین اپنی پردہ پوشی کی فکر مین رہینگے کیونکر ظاہر ہو سکتا ہی مگر طلسم نور افشان کا نام لینے سے بخوبی ظاہر ہو
یہ تینون شیر اپنی ماؤن سے جدا ہو کر برائے فتاحی طلسم نور افشان چلے ہین خدا انجام بخیر کرے آپکا رکنا مناسب
نہین ہی ایرج نے اسی وقت حکم دیا بارگاہین لدین لشکر جوش و خروش طرف طلسم نور افشان کے چلے منزلین
طی کرتے ہوئے جاتے مین ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہی شنکول صحرائی اس قلعہ کا حاکم اپنے کو رستم
و اسفندیار جانتا ہی اسنے جو خبر پائی کہ نبیرۂ صاحبقران میری حوالی مین آ کر اترا ہی ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے مقابلے
ایرج مین آیا کہلا بھیجا کہ مین آپکو اپنی سرحد سے نہ جانے دونگا ایرج کو ناگوار ہوا کہلا بھیجا او بے حیا تیری کیا مجال ہی
اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا ایرج بھی واسطے مقابلے کے آئے شنکول کا نیزہ نکالا انسنے تلوار کا ہاتھ
مارا ایرج نے گھوڑا بڑھایا ہی اس ارادے پر کہ تلوار چھینلون قاش زین سے اسے اٹھا لون جنگ کو طول نہوا ہے کو
تو تعجیل طلسم نور افشان پہ پہونچاؤن مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گرا ببر کا سر سے ہٹا ایرج زخمی ہوئے انکے
ساتھ والے نیلم و فیلم بھی زخمی ہوئے شنکول نے دو پہر تک بارہ سردار زخمی کئے تین سردار جان سے مارے لاشے
انکے پیرتک رہے لیکن اب ایرج کا یہ رابند ہوا کوئی مقابلے مین انکے نہین جاتا کوئی سردار نامی زخمی ہونے سے نہ بچا شنکول
پھولا ہوا گینڈے کو میمنہ کر رہا ہی نعرے کرتا ہی کیون ای فرقہ خدا پرستان میرا کہنا نہ مانا اب ایک کو زندہ نچھوڑونگا ایرج
زخمدار خیمے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی شنکول کا قصد ہی کہ جنگ مغلوبہ کر دون زخمیون کو مار لون ایرج نے دعا
کی صحرا سے گرد اڑی وہی نقابدار ببر پوش و گلگون پوش و تاجدار بادلہ پوش ابر سوسنی آسمان پر دار وری مین آتے
ہی ببر پوش نے جو دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان مین للکار رہا ہی ایرج زخمدار ساتھ والے بیزار بس
ببر پوش مرکب چمکا کے سامنے شنکول کے آیا آواز دی اد بھیا کا بو بیست بدست زخمیون کو ستاتا ہی شنکول نے
نیزہ مارا ببر پوش نے خالی دیکر نیزہ چھینا شنکول نے سینہ اپنا بچایا ببر پوش نے ہاتھ کو پیچ دیکر گینڈے کی آنکھ مین نیزہ ڈالا
اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے بیتاب ہو کے طرارہ بھرا شنکول زمین پر گرا ببر پوش نے ہاتھ مارا شنکول کے دو ٹکڑے
ہوئے مرکب بڑھا کے فوج پر جا پڑا ساتھ والے بھی انکے شریک ہوئے ایرج تو دیکھ رہا ہی کہتا ہی ای شاپور تمہارا گمان
کرسی نشین ہوا دیکھا تمنے اس ببر پوش نے کس ترکیب سے شنکول کو مارا جنگ مین بھی معروف ہی گلگون پوش کیا
زخمی ہوا لشکر کے سپاہی خوب لڑ رہے ہین مگر ببر پوش نے جسکو زبردست پایا نیزے سے مارا نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی کسی کو
پیلا مار دیا کسی کا ہاتھ کاٹا کسی کو نیسا چنے کو بچایا جس مقام پر گیا گھمسان سے تلوار چلی صفون کو توڑتا پھرتا ہی کبھی پیدل ہو کے
لڑتا ہی ایرج آفرین آفرین فرماتے مین بیشک یہ ہمارے دیوانے کا فرزند ہی انکے خاندان کی یہی صفت ہی ہر خرد و کلان
صاحب لیاقت و جرأت ہی اور بادشاہ نہایت دبدبے سے لڑے انتہا کے معرکے بڑے خود زخم کھائے صدمے اٹھائے مگر رفیق کو

بچایا ایرج فرماتے ہین بیشک یہ ہمارے بادشاہ کا فرزند ہے ای شاپور انکو کسی تدبیر سے روکو انسے ملاقات کرین حال
دریافت ہو یہ کمبخت ابھی کمسن ہین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین شاپور چھپا اتنے عرصے مین آتش بجھون نے لڑائی
فتح کرلی وہ سب بھاگ کے قلعہ مین گھسے ساتھ والون نے امان مانگی مال تو انکا لوٹ لیا اب ببر پوش نے دیکھا اہالیان
قلعہ نے دروازہ بند کرلیا پل تختہ اُٹھا دیا دروازہ بند ہوا توپین سیدھی کین ببر پوش نے سب کو روکا گلگون پوش
نے قصد کیا تھا قلعہ پر جا پڑین مگر ببر پوش نے انکو جا پکڑا کر آواز دی ای شیر بیشہ جرأت قلعہ پر قبضہ کرنے سے کیا فائدہ
ہمین اس مقام پر رہنا منظور نہین ایک بیچارہ غریب تباہ ہوتا تھا اُسکو بچا لیا دشمن کو اُسکے مارا اب منزل کھوٹی ہوگی شاپور
نے آکر رکاب تھام لی کہا ای شیر بیشہ جرأت ہمارے آقا ایرج نوجوان بہت ممنون ہوئے ارشاد فرماتے ہین کہ تمہارا احسان
بالائے احسان ہوا آجکی شب دعوت قبول فرمائیے ببر پوش نے کہا ہماری طرف سے کہدینا ہم بیٹے کے قاتل کے مہمان نہین
ہوتے اگر کوئی بہادر ہوتا قبول کرتے جان تمہاری دشمن سے بچا دی ہرچند شاپور نے بہار رکاب سے کیا مگر ببر پوش نے
آواز دی سوار پیدل جمع ہوئے بادشاہ کو اپنے تخت پر سوار کر لیا طرف صحرا کے روانہ ہوگئے شاپور نے سب باتین ایرج
سے بیان کین ایرج نے کہا ای شاپور بخدا دل بیقرار ہوگیا وہ جو ساحرہ ابر مین چھپی ہوئی تھی دیکھو یہان مقابلہ میدان
سے تھا سحر نہوا فرزند اسد پر عاشق ہے اُسنے کہدیا ہو گا غیر ساحر کی لڑائی مین شریک نہونا ورنہ ہمارے لیے بدنامی ہے جرأت
مین خامی ہے دیکھیے طلسم پر ساحرہ کیا کرتی ہے ان کمبختون کو بلایا تھا مگر اُسنے ویسا ہی جواب دیا جیسی باتین انکا باپ کرتا تھا وہ
تو اب تذکرہ ہوتے سلیس ہوگیا یہ ابھی صاحبزادے ہین جب دنیا کو دیکھین بھالین گے اپنی لیاقت کو جانینگے ای شاپور
اسی وقت لشکر تیار کرو ایرج نے اپنے زخم کا بھی خیال نکیا اسی وقت لشکر تیار ہوا دو منزلہ کرتے ہوئے چلے پر جنیا ایرج
کا زخم راہ مین بگڑ گیا مگر منزل بمنزل چلے جاتے ہین قیام کو جو مقام ملا شب بسر کی صبح کو پھر روانہ ہوئے مگر ایرج کو اپنے فرزند کا
بڑا خیال ہے فرماتے ہین نہین معلوم اُسپر کیا گذری شاید جا کے طلسم مین پھنس گیا مگر احوال قہار تحریر ہوتا ہے کہ مدہوش اُسکو لیکر
بھاگی ایک صحرا مین لاکر اُتارا لشکر بھی آگے جمع ہوا جو بارگاہ آئی تھی نصب ہوئی استاد ہوئی اوہام نے قہار کی زخم وزری کی
جب ہوشیار ہوا دیکھا ہے اعیار رو مدہوش ساحرہ چند سردار بالین پر موجود ہین علاج کر رہے ہین قہار اپنے حال زار پر بہت رویا
کہا یارو مین تو اپنے شہر سے نکل کر بڑی مصیبت مین پھنس گیا کہین آرام نہین ملتا دیکھو یہ کیا افتاد پڑی نہین معلوم یہ تینون نقابدار
کون تھے کیون حملہ مدہوش یہ ساحرہ کون تھی ابر مین چھپی ہوئی ساتھ رہتی ہے مدہوش نے کہا یہ ساحرہ بہت زبردست بادشاہ
کبر و نخوت سے مست عزیز دران دمامہ مشمشیر ہے کچھ رشتہ ملتا ہے اسنے سحر کو بہت زور دیا ہے ان تینون مین کسی پر مائل ہے ان تینون
جوانون کو بھی دیکھا ہے جو تمہین خیال ہے طلسم نور افشان پر جاتے ہین ساحرہ نے وعدہ کیا ہو گا قہار نے کہا ملکہ حقیقت مین
عجب مصیبت مین مبتلا ہون باپ مارا گیا ملک تباہ پڑا ہے ایسا نہو کوئی حریف آکر ملک دبا لے تو بڑی مشکل پڑے والد کے وہان
رہنے سے بڑا اطمینان تھا مدد بھی ممکن تھی اب کوئی سرپرست نہ رہا مدہوش نے کہا ای قہار ہمنے جو تجھسے کہا تھا ان باتون کا
سامنا ہوا روز اول مین نے ایرج کو گرفتار کروا دیا غیب سے انکی مدد آئی مین کہا کرتی ہون کہ مسلمانون سے بگڑی نہ انکا بھانا آئی
جان بچانا ان لوگون کے بڑے جاہ و جلال ہین ہر مقام پر انکے معین و مددگار موجود رہتے ہین ٹھیک عین وقت پر آتے ہین تم کھلا
کریے تینون نقابدار کون تھے قہار نے کہا اب تو جان جائے یا رہے بدون فتح طلسم نور افشان نہین ٹلینگا اگرچہ معشوقہ
اپنے ملک مین جاؤن لوگ ہنسینگے اور باپ کے خون کا معاوضہ بھی ضرور ہے وہ نقابدار ریلنگے ببر پوش کہان رہتا ہے مدہوش
نے کہا او بدبخت اپنے کو ان آفتون مین نہ پھنسا ورنہ تو بھی مارا جائیگا اب میری جان تیرے ساتھ ہی ہے اب جو ملتی ہے چند ساحر
بھی مشکل ہوگا یہی بہتر ہے کہ دشمن کو پلٹ چل مین تیرے ملک کو زیر و زبر کرونگی جو ملک تیرا ہے سحر کرکے تیرا زور بڑھاؤنگی ہر وقت

تیرے ساتھ رہونگی کہ کوئی آگاہ نہونے پائے سب کو یہی یقین ہوگا کہ قہار زور طاقت مین بے نظیر ہی کوئی منھ نہ چڑھیگا ملکون سے خراج آئیگا تخت پر بیٹھا ہوا ہین کیا کرمیگا ایسی معشوقہ پہلو مین اُسوقت قہار کی آنکھون کے سامنے تصویر خیالی ملکہ بُران کی پھری آنکھون سے آنسو جاری ہوئے منھ سے یہ شعر نکل گئے شفیق لکھنوی

مٹ نہین سکتا ہی لکھا کاتب تقدیر کا	ہجر جانان مین کیون سحر الحذری ہو نصیب	عشق ہو مجھکو نہ کیونکر اُس بت بے پیر کا
طائر دل چھٹکے نکلے کسطرح اس حال سے	گیسوی جانان مگر ہی دام ماہی گیر کا	پیش آیا تھا جو لکھا تھا مری تقدیر کا
گرم ہی بازار اُنکے جوہر شمشیر کا	یار سے جا کر زبانی حال کہہ اے نامہ بر	سیکڑون بسمل کیے تیغ نگاہ ناز نے
		نزع کی حالت ہی اب یارا نہین تحریر کا

اسطرح یہ شعر پڑھے کہ مدہوش گھبرا گئی کہا او نا منصف میرے سامنے اُس ظالم کا ذکر کرتا ہی محبت مین بران کی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی بس اب مین تیرے ساتھ سے جاتی ہون تو تجھے کوئی میرا کہنا نہ مانا تقدیر تیری دامنگیر ہی تیرے مرنے کی یہی تدبیر ہی یہی مسلمان تجھکو گھیر کر مارینگے ابھی تو وہانتک نہین پہونچا جب تو تیرا یہ حال ہی کہ میرے سامنے ذکر کرتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھے اگر تو اس نازنین کو دیکھ پائیگا پھر مجھسے کلام بھی نکریگا سب جانبازی میری بیکار ہوگی یہ کہکے مدہوش نے بھولی سنبھالی اوہام تر بتا عمل ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قہار کا کھیل ہی سوچا کہ ایسی صورت دار معین و مددگار انکو عورت کہان ملیگی آپ انکے بات کا خیال نہ کیجیے اور قہار کے زانو پر جھکی لی مراد یہ تھی آپ بنا ہوا کھیل بگاڑتے ہین ایسا دوست صادق محب واثق کہان ملیگا اب قہار تسکین کرنے لگا مدہوش تو عاشق ہی یہی دستور ہی کہ معشوق ذرا بھی عذر کرے دل تر دور تسکین پر آتا ہی اگر معشوق جھوٹ بھی کہے دل کو اعتبار آتا ہی کہا اے قہار مین تیری خدمتگزاری مین دل و جان سے مصروف ہون قصد ہی کہ تجھکو مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچاؤن تیرے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح کراؤن لیلین مین نام سے مسلمانون کے کانپتی ہون آنکھون سے عظلی آباد کو برباد ہوتے دیکھا سترہ لاکھ ساحر مارا گیا مالک بن زر دہشت سے کچھ انتظام نہوسکا گھر سے آگ لگی ملکۂ جادو مِی مالک کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی اُسنے تمام فساد برپا کیے راستے بتلائے ملک برباد کرایا مالک ایسا بادشاہ قتل ہوا مین چاہتی ہون کہ تو ایسے طریقے سے چل کہ تیرے حال سے کوئی آگاہ نہونے پائے مین فوج کی فکر کرون تم پہلوانون سے اسطریقے سے بڑے بڑے ساحرون کو گرفتار کرا دون اُن تک میری رسائی ہی پردے مین دوستی کے کام کرونگی اوہام نے کہا جو آپکو مناسب ہو اسطرح کوچ کیا جاوے لشکر شکست خوردہ تیار ہی اب انتظام تازہ بیکار ہی مدہوش نے تین دن کے عرصے مین بمعرفت اوہام لشکر درست کرا دیا آپ تو تشکیل عقاب بنکر دسط سما پر پہونچی قہار لشکر کو لیکے چلا مگر مدہوش نے خوب سمجھا دیا کہ جہانتک ہو سکے لشکر طرف سے خارستان و کوہستان کے چلے آبادی مین نجاؤ کہ قلعہ جات مین اُلٹے روگردانی کرو راہ مین کسی سے نہ لڑو اسی طرح کے انتظام کرلی ہوئی لشکر کو لیے ہوئے جاتی ہی مگر ایرج نوجوان اُس قلعہ سے مہلت پاکر طرف طلسم نور افشان کے چلے چند منزلین طی کی تھین کہ ایک روز ایک صحرائے وحشناک مین لشکر کا گذر ہوا ایرج نے لشکر کو اُتار کر شاپور کو ساتھ لیا ٹہلتے ہوئے بڑھے سامنے ایک کوہ فلک شکوہ تھا یاد مین بران کی اشک حسرت آنکھون سے جاری فرماتے مین کیون شاپور قید مین ملکہ پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے کیا غضب کیا کیونکر اُنکو پاس نہ آیا ملک پر یہ بدعت فاحش قتل کی مالک کے تلاش خدا وہ دن کرے کہ وہانتک پہونچین طلسم کو فتح کرین اُس محبوب جانی یار جادو دانی سے ملین غنچہ آرزو کھلین کیا ابتحال

کیون جی جاتا ہی جان دون ایسے کرا ہی تحرامین لا کی غزل

فرقت تری زر لیوا ہ و سحر نہین	رشک نزاکت تجھے اپنی خبر نہین	انکار ہی نہین ہی کہ گر سے جگر نہین	اب بھی وفا سے دوست سے قطع نظر نہین
تنگی دہن کی اتنی تو ہو میری خبر خواہ	ہان بنکے نکلے نظر سے تیر یار نہین	قلت نہین ہی فربہ گوش کے لئے	یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
		آئے ہمکلفات رقیبون کے واسطے	بس اے ستم شعار بس اتنا ستم نہین

کب ہٹ کے آپ گئے میں اپنی دھن میں تھا | اللہ جانتا ہے مجھے کچھ خبر نہیں

دیگر اشعار مخفی

مژگان دیدہ کہ بہر جان صاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوئے بخت ما بمیان صاحب است
تا زہم بصبر و حوصلۂ دل کہ عمرہاست
دامن ہمین دو دیدۂ گریان صاحب است

مجنون صفت ز دوری وصل تو دو دست
مرغ دلم بزلف پریشان صاحب است
زاد رہ لباس سبا بید براہ عشق
در تنگنائے سینہ بافغان صاحب است

ما سیم و گریہ کہ بطوفان صاحب است
دست الم بچاک گریبان صاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بے سر و سامان صاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالہاست

ان اشعار نے دل کو بیقرار کیا شاپور بجا رہا ہی کہ ایک نوجوان نے دیکھا زیر کوہ ایک بارگاہ زر لغتی استادہ ہے ساٹھ ہزار سوار پیدل کا لشکر باقاعدہ ہے فرد کش ہے گھوڑے اصطبل میں بندھے ہیں بازار بندوبست عیار انتظام کرتے پھرتے ہیں یہ سامان دیکھ کر دیکھا تین نقابدار بیٹھے ہیں یکا یک ہوا سے پردہ بارگاہ کا اٹھ گیا ایرج نے جھک کر دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش تخت پر ہے بہر پوش و گلگون پوش چپ و راست دو تختوں پر سرداران تنتن جوان صف مجلس اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے نہایت تکلف سے صحبت گرم باتیں ہو رہی ہیں ایرج نے کہا ای شاپور یہ وہی تینوں نقابدار ہیں جنکو تمنے فرزند اسد و دلبند نور الدہر و فخر نگاہ بادشاہ کہا تھا اسوقت اس بارگاہ میں چلو شاپور نے کہا بسم اللہ پہاڑ سے ایرج اترے سرداروں کو بھی ساتھ میں لیا ٹہلتے ہوئے لشکر میں آئے عیاروں نے جو ایرج کو دیکھا جا کر خبر کی پکار کر کہا ای شہریار اس پہاڑ کے اس پار لشکر ایرج کا اترا ہے انھوں نے آپکے لشکر کو دیکھا اب آتے ہیں استقبال ضروری ہے بادلہ پوش نے حکم دیا گلگون پوش و بہر پوش برائے استقبال گئے ایرج قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ دیکھا دونوں نقابدار آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر آواز دی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای زیب و زینت اورنگ جہانبانی آپنے ہمکو سرفراز کیا تشریف لائیے اس فصاحت و بلاغت سے بہر پوش نے کہا کہ ایرج نہال ہو گئے بہر پوش نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیے گلگون پوش بھی قریب آگیا اور سب سردار پشت پر آئے باعزاز و اکرام ایرج کو اندر بارگاہ کے لائے دیکھا بادشاہ تاج پہنے ہوئے قریب پردے کے شمع سے بیٹھے ہیں ایرج نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے ایرج کو گلے سے لگا لیا لاکر دنگل متوّل بٹھایا ساقی مہوشوں سے اشارہ ہوا جام مے ارغوانی گردش میں آیا تینوں نقابدار بڑی خاطر سے ساتھ ایرج کے پیش آئے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایرج نے کہا ای شاہ بلند شاہ میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں مگر امیدوار ہوں قبول فرمایا جائے بہر پوش نے کہا ارشاد فرمائیے جواب باصواب ملیگا جو آپکے دل میں ہے ہمیں ظاہر ہے آپ لوگوں کا نام پوچھنا منظور ہے ہم اپنی پردہ پوشی کرتے ہیں اور کچھ فرمائیے ہم افشائے راز میں تامل کرینگے ایرج نے ہاتھ بہر پوش کا تھام لیا کہا ای فرزند دلبند صاحبقران کو ہمنے پہچان لیا اب نہ چھپائیے ہم سے اخفائے راز کی کیا ضرورت ہے مگر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار تو ہمسے باتیں کرتے ہیں عیار باہر جاتے ہیں اور پھر اندر آتے ہیں شاپور نے کہا دیکھیے جانے کی تدبیریں ہو رہی ہیں ایرج نے کہا ای شیر و میں تمکو پہچان چکا ہوں بہر پوش فرزند اسد نامدار ہے اب چھپا نہ سکیگا بہر پوش نے کہا یہ کیا زبردستی ہے ہم اسد کا نام بھی نہیں جانتے یہ البتہ خیال ہوا کہ ایک بادشاہ عالیجاہ گرفتار مصیبت ہوا اسکو حل کر رہا کرینگے یہ بھی ذکر سنا کہ اپنے کو بلا وجہ بلا میں پھنسایا ایک رئیس کو قید سے چھڑایا ایرج نے کہا ای فرزند میں ظاہر میں اسد کا دشمن تھا میرے اسکے مذہب میں خلاف رہا لیکن دل و جان سے ایسی آپسے محبت ہے کہ ہزار مقام پر گرفتار کیا جوش محبت میں قتل نہ کر سکا خدا نے وہ دن دکھایا کہ میں مسلمان ہوا سب سے زیادہ اس شیر کو مجھسے محبت ہوئی جب ایک جگہ رہے عشق دلی ظاہر ہوے بس ای بہادر ای قراقون افسر ہمسے راز نہ چھپاؤ نقاب چہرے سے اٹھاؤ سفر میں ہمارا اور تمہارا ساتھ ہو تو ہمیں بھی تقویت رہیگی ہر چند ایرج چاہتا ہے کہ نقاب چہرے سے الٹ دوں گلگون پوش و بادلہ پوش گھبرا رہے ہیں ایرج نے کہا ای شیر بیشہ اسد اب میں تمکو نہ چھوڑونگا

اپنے ساتھ لیجاؤنگا اگر خدانخواستہ کوئی اُفتاد پڑے تو مین اپنے دیوانے کو کیا منہ دکھاؤنگا اب اسوقت ببر لوش کی حیرانی دونون
نقابدارون کی پریشانی کیا تحریر کرون یہی چاہتے ہین ایرج ذرا بھی غافل ہو ہم بھاگ کر نکل جائین راز مخفی رہے مگر قضائے کار
شکول صحرائی جو مارا گیا تھا اُسکے ساتھ والے بھاگ کر قلعہ مین چھپے اُسکا بھائی الغول صحرائی شکار کو گیا تھا اب جو پلٹ کر
آیا در قلعہ پر ہزارون لاشے دیکھے لوگون سے پوچھا یہ کیا ہوا میرے بھائی کو کسنے مارا وزیرون نے تمام کیفیت بیان کی اُسنے غصے
مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا وہ نقابدار کہان گئے لوگون نے عرض کی لڑتے بھڑتے نکل گئے نیر کا حمزہ بھی لشکر لیکر چلا گیا مقدر نہ تھا کہ
ہم اور نہ قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا ہمکو کون بچاتا مالک ہمارا مارا گیا ببر لوش نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ہم لوگون نے
بہت کوشش کی مہمیز نامے عیار کھڑا ہے الغول اُسکی جانب پلٹا کہا او مہمیز تو نے ساتھ بھائی صاحب کے پرورش پائی اب
لاشے کیونکر دفن ہونگے کہ قاتل زندہ نکل گیا اُسکی خبر لا جہان ہو پکڑ لا تیلا مہمیز اُسی وقت دروازہ کیطرف چلا کہ حضور تیار رہین مین خبر لیکر
ابھی آتا ہون الغول نے فوج کو تیار کیا سب افسر اُسکے ساتھ مسلح ہوئے مہمیز بھاگا تھوڑی دور جا کر آیا بیٹا اطلاع کی خضر
بیٹے قاتل آپکے بھائی صاحب کا سامنے فرود گاہ ہے الغول غصے مین سوار ہوا آواز دی او جوانو کہان جاتے ہو تمنے بڑی بے ادبی
کی اب ہم کو مہلت نہ دینگے ببر لوش کو مار دنگا تمام شہر والے بھی اُسکے ساتھ ہوئے ہین لاکھ آدمی تک نہ تھے سب ہتیار بند اپنے
مالک کے واسطے دردمند سب آگئے آگے الغول پشت پر فوج جنگی اہالیان رعایا امیر وزیر سب ساتھ تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
کوئی پہلوان دوران اس قلعہ پر کسی نے بلوہ نہین کیا تھا یہ نیا معاملہ ہوا اب انکو جہان ملے سب کو مارو وہ وقت ہے کہ ایرج منتقم
کیا ہو کر نقاب ببر لوش اُلٹ دو دن گلگون پوش کا بھی ہاتھ تھا یا ہی صاف صاف کہ رہے ہین کہ گلگون پوش ہمارے
ہمچشم کا فرزند ہے تاجدار ہے کہتے ہین آپ تو رنگا وہ بادشاہ ہے جہان مین آپ نے پردہ کیجئے انکو ہم پر پرورش فرمانا چاہئے ہم بھی آپکے
لشکر مین بادشاہ کہ رہے ہین یہ گلگون پوش سے اشارہ کر کہ حال ظاہر کر دو مین اب نقاب اُٹھاتا ہون پردے کی اسنے کیا
ضرورت ہے یہ فرزند قاسم باشوکت ہے گلگون پوش بھی راضی ہوا مگر ببر لوش نہین مانتا ہے کتنا ہی خون کے دریا بہینگے ہم اپنا حال نہ کہینگے
ایرج اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ تلوار کھینچے ایرج کہتے ہین اے فرزند اپنے کلیجے پر چھری پھیرین میرے ساتھ چلکر فتح طلسم مین مصروف ہو
یکایک ہٹو بچو کا غل ہوا عیار نے آکر عرض کی حضور جلد اُٹھیے جس قلعہ دار کو مارا تھا اُسکا بھائی کئی لاکھ فوج سے آپڑا ہزارہا آدمی مارا جائیگا
الغول نامے پہلوان کسی کے روکے نہین رکتا تمام بارگاہ مین گرادین پامال کرتا ہوا آتا ہے کہ ببر لوش کہان ہے گلگون پوش
سب کے آگے نکلا بادشاہ بھی سوار ہوئے ایرج نے بھی تلوار کھینچی لاش پر لاش گرادی ببر لوش نے بڑھکر تلوار دیا نعرہ کہ
نقابدار کا سامنا [illegible] بمیدان [illegible] ایرج [illegible] ببر لوش پر
ڈالنے جاتے ہی الغول کو ٹوکا للکارا او دیکھا میرے سامنے آ تیرے بھائی کو قتل کیا وہ مین ہون ان تین روپیہ کے سپاہیون
کو کیون قتل کرتا ہے مجھسے بر لالے الغول جب بڑا بھائی کے قاتل کو دیکھا نکل نیزہ اٹھایا ببر لوش نے بھی بھالا
سنبھالا ایرج نے دیکھا دونون مین نیزہ چلنے لگا ببر لوش نے لڑتے لڑتے ہاتھون کو [illegible] آنکھ مین گینڈے کے نیزہ مار دیا اور ہاتھ سے
چھوڑ کر آواز دی اب تیر گینڈا [illegible] سمجھ لیگا گینڈے نے جست کی جھک گیا الغول پشت زین سے گینڈے کی گرا ببر لوش قریب آکر
[illegible] الغول کے ٹکڑے اُڑا دیئے [illegible] ہاتھ کھینچ لے [illegible] ایرج نے آواز دی ماشاءاللہ یہی بزرگون کا
چلن تھا کیا کہنا اب تو میرا قول کرسی نشین ہوا ببر لوش نے کچھ جواب نہ دیا ہاتھ اُٹھا کر آواز دی ہان یارو نکل چلو اب مقام کرنا
نہین [illegible] صاحبزادے سے کون زبان ملائے جھگڑا کا ختم ہو گیا ایرج نے چاہا کہ بڑھ جاؤن [illegible] ہمچشم زادون مین سب ساتھ والے
نقابدارون نے فوج کو پامال کر کے صحت کے ایک مقام [illegible] آگئے سب کے بادشاہ دونون نقابدار [illegible]
کوئی شخص نہین بچھڑی اس انتظام سے گھوڑے اڑاتے ہوئے نکل گئے گردین معلوم نہین جو مین [illegible] ایرج

بھی آئے دیکھا ایرج دریائے خون مین نہائے ہوئے کھڑے ہین لاشے ہزارون تڑپ رہے ہین اہالیان قلعہ صحرائی
مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی ہین وہ بھاگے جاتے ہین انکو اگر سرداران ایرج نے مارا ایرج نے کہا یہ تینون جوان جیسے کہ
ٹھہرتے نہین معلوم ہوتے نہین معلوم فلک کو کیا منظور ہی آج مین حال ظاہر کر لیتا مگر یہ قیامت برپا ہو گئی شاپور نے کہا دیکھیے
بالائے آسمان ابر سوسنی بھی جاتا ہی ایرج نے کہا جو مین نے سوچا وہ سب سچ ہی مگر اب انھین کے تعاقب مین چلو جہان ملینگے مہلت
نہ پائینگے نقارہ مین الٹ دونگا اسی وقت ایرج کا بھی لشکر تیار ہو یہ بھی چلے مگر دس بیس کوس پر جا کر لقا بداردون نے بارگاہ استادہ
کی مگر جو کچھ ہو رہے ہین بسر لوپوش ملکہ کی صحبت مین آئے ضیغم نے تمام کیفیت بیان کی کہا ای ملکہ عالم ایرج نے ہمارا پیچھا لیا
ہی چاہتا ہی حال کھل جائے ہم چاہتے ہین راز مخفی رہے جبتک طلسم نور افشان ہمارے ہاتھ سے فتح نہو ملکہ نے کہا آپ گوارا نہین
کرتے ورنہ مین سحر کرکے لشکر کو پچھاڑ دون ابھی بہوش نہ سکے مین سب لشکر ایرج کی ات ہی تھی یہ ذہن مین تھا اگر آپ نقاب الٹنے سے رنجیدہ
ہون تو مین سحر کرکے اسکو سنادون حکم ہو تو دیوانہ بنادون مگر چونکہ آپکے عزیز دار ہین مین نے تامل کیا ضیغم نے کہا ہرگز کبھی ایسا ارادہ
نکرنا ورنہ بزرگون سے شرمندگی ہوگی مگر ہو جلد تا بطلسم نور افشان پہونچاؤ ملکہ نے کہا ابھی یہ لو ایک سحر پڑھا کہ ایک ابر زمین پر
فرش ہو گیا سب کو اسی پر سوار کیا دور سے دیکھنے والے یہ دیکھین کہ ابر چرخ مارا ہوا جاتا ہی ملکہ نے سحر کیا اسطرح کے لشکر ان تینون
جوانون کا ابر مین چھپا ہوا اب جادوگریان لشکر کو گھیرے ہوئے سوسن کا طاؤس زرین بال قریب مرکب ضیغم شیر شکار دو آپس مین
باہم محبت کی ہوتی ہو مین اس کر وفر سے جاتے ہین قضائے کار مدہوش جادو قہار فلزور کے ساتھ ایک صحرا مین آکر اتری ہی اسنے
بھی اب خوب خوب سحر تیار کر لیے اسوقت قہار کا ہاتھ تھامے ہوئے لشکر ایک طرف فروکش یہ دونون عاشق معشوق سیر صحرا
مین مشغول ہین کہ بجلی چمکی ابر سوسنی ظاہر ہوا مدہوش کی نگاہ پڑی کہا ای قہار صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہی ساحرہ مع لشکر جاتی ہی
اس ابر مین غیر ساحر بھی بہت ہین کو کتنا سے بچ جا اسوقت غفلت مین ہین سب کو گرفتار لونگی مخفی ہو کر سحر کرتی ہون قہار نے کہا کیا
مضائقہ ہی مدہوش ایک گوشے مین آئی رکیہ تو کر نے گیا چوکا دیا سحر کرنے لگی ملکہ سوسن برابر ضیغم کے چلی آتی ہی یکایک جھونکا
ہوا کا چلا سوسن نے کہا صاحب کیا ہوائے سرد ہی جی چاہتا ہی آرام کیجیے یہ کہتے کہتے ضیغم نے دیکھا ملکہ کی آنکھ بند ہوئی کنیزین
بھی سوگئین ضیغم بھی بیہوش ہوئے اب تو ایک چشم زدن مین سب ساتھ والے بیہوش ہو گئے مدہوش نے جب دیکھا کہ میرے سحر کا
عمل ہو گیا ہو گا سحر کرکے ابر کو اتار دیا پہلے ملکہ کی زبان مین سوزن دیا قہار نے کہا ان تینون جوانون کو سلسل و مطوق کرے یہ وہ
ساحرہ ہی کہ مجھ ایسے ہزار سحر کرتے تو اسپر قبضہ نہوتا تیرا اقبال زور پر ہی لیکن اب جلد ان سب کو قتل کر اگر اسکی زبان سے
سوزن نکل جائیگا تو لشکر کو دیوانہ کرکے ماریگی اور یہ تینون شیر قیامت کے پرکالے ہین جنگل کے شیر دیکھ بھاگے ہین ان مین
کسی کو خیال جنگ آیا قید توڑ کے شمشیر چلا بیٹھینگے قہار نے کہا شام قریب ہی اسوقت انکو قیدخانے مین بھیجو مین رات سے حکم دونگا صبح
ہوتے ہی میدان خونی کی تیاری ہوگی ان سب کو قتل کرکے سفر کرینگے لاشون سے ان سب کے یہ میدان بھرینگے مدہوش کے
بھی خیال مین آیا سچ کہتا ہی شام ہو چلی ہی بروقت سحر سب کچھ ہو جائیگا اب یہ گرفتار ہو چکے کیا کر سکینگے ایک برج خیمہ استادہ کرایا ان
سب کو قیدخانے مین بھیجا مگر یہ قدرت پروردگار کہ جلدی مین نقاب کسی کے چہرے سے نہین اٹھائی ساحرہ کے ملک و مال کا پتا
یہ بھی بتلایا کہ یہ خرابی کرتی ہی سالہا سال اسکا رنگ جمار ہا بڑے بڑے اسنے شعبدے دکھائے ای قہار اسی طرح دیکھو کتنے ہین
مین جلد کر شاہان طلسم نور افشان کو بھی گرفتار کر لونگی میرا سحر ایسا نہین ہی کہ شاہان طلسم سے دب سکون آج تو قہار مدہوش
پر فدا ہو رہا ہی او جام الٹتا ہی مگر یہ کہتا ہی ملکہ کیا کام کیا آج تیرا نام کیا یہ ظالم قبضے مین آئی محفل عیش آراستہ ہو رہی کی تمام
قہار نے حکم دیا کہ صبح ہوتے ہی میدان خون کی تیاری ہو ہزار ہا دارین استادہ کیجا مینا تیرانداز بھی بہادر ہون ان سب پر شکار
یہان تو یہ رنگ ہی مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان کے مقدمے مین تحریر کر چکا ہون کہ ان کو ان جوانون کے اظہار حال کی

بڑی کوشش ہی ایک مقام پر اترے ہین شام کو خود بخود دل گھبرایا شاپور سے کہا ای یار وفادار خدا خیر کرے نقابدارون کی تصویرین
آنکھون کے سامنے پھرتی ہین سابق کے مقابلے یاد آ رہے ہین اسوقت ذرا آنکھ بند ہوئی اسید نامدار کو مین نے خواب مین دیکھا انور الدہر
و بادشاہ بھی سامنے آئے یہی تینون صاحبون نے فرمایا ای ایرج ہمارے فرزند قید ہو گئے تو نے خبر نہ لی اور اسید دیوانے نے دہی طفل کی
باتین کہین کہ ہمارے فرزند نے انکو بچا لیا ورنہ مارے جاتے اب انکا تمکو خیال نہین بڑی بلا مین مبتلا ہین یہ کہکے ایرج چیخین مار کر رویا
شاپور نے کہا حضور خواب کا کیا خیال ہی چونکہ آپکو یاد تھی وہی نقشہ خواب مین دیکھا وہ صاحبان لیاقت ہین انپر کون دست اندازی
کر سکتا ہی ایرج نے کہا ای شاپور تم عیار ہو کے ایسی بات کہتے ہو اگر رستم ہوا فنا کا وقت آ گیا تو ایک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار
ہو جاتے کیسے کیسے نقشے تھے ہین ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار نوشیروان نامے مین دیکھو عقابین پر چڑھائے گئے
تو میلنے پنجرے مین قید رہے عمرو ایسا عیار جستجو کرنیوالا ہمارے جد عالی تبار علم شاہ نوجوان کرب عالیشان کیسے کیسے شیر
جستجو کرتے تھے مگر بد دن وقت رہائی نہوئی ایک بڈھا سردار صاحبقران کا کہ جسکی کوئی حقیقت نہ تھی پیر فرخاری لقب اسکا
اگر نہ تھا انکو اب صاحبقران قید سے چھوٹے اُسی کے نام فتح تھی ایسے ایسے شیر ظلم کفار سے زخمی ہوتے تھے ہر مقام پر جنگ کر فتح
ہوتے جاتے تھے دشمن انکے نہیب شمشیر سے تھراتے تھے مگر تھا قید نہو جائین برائے خدا تم جاؤ دل میرا ہدایت کر رہا ہی اور یہی دل
مین خیال ہی کہ اکیلا جاؤن کوشش کرون اگر خدانخواستہ وہ قتل یا قید ہو گئے گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کوئی کان مین بھی کہہ رہا ہی کہ ان
تینون جوانون کی فکر کرو اگر قتل ہو گئے اور پھر لاکھ دو لاکھ کو قتل کیا کیا ہاتھ آیا اسطرح پر ایرج نے کہا کہ شاپور بھی رونے
لگا کہا آپ مطمئن ہین میرا دل بھی گواہی دیتا ہی کہ آپکا خواب سچا ہی مگر برائے خدا آپ یہان سے قدم نہ بڑھائیے سب سے زیادہ یہ خیال ہی
کہ قہار فیلزور کے ساتھ ساحرہ بھی ہی وہ بہت گھبرایا ہوا تھا ایسا نہو کہ لشکر کو لیکر پیچھے ہٹ گیا ہو ہر چند انکے ساتھ ساحرہ بھی ہین بہت بڑی
ہی مگر مکر کافرون کا بہت بڑا ہی یہ کہکر شاپور رہنمائے عیاری سے آراستہ ہو کے لشکر سے نکل کے ایک فقیر کی صورت بنا ہوا طرف
صحرا کے چلا پہر رات گئے ایک پہاڑ سے اُتر کر دیکھا ایک لشکر فرو کش ہی بارگاہین استادہ بازارین درست اہالیان لشکر خوشی خوشی
پھر رہے ہین ایک عیار اوہام صبا رفتار اہتمام مین مصروف ہی رات ہی سے دارین استادہ ہو رہی ہین شاپور بشکل فقیر ایک دوکاندار
کے یہان ٹھہر اسوال کیا دوکاندار نے پیسہ دیا شاپور نے کہا داتا آج اس لشکر مین ظہور قدرت لات و منات ہوگا ہے کی
خوشیان ہین فقیر بھی آگاہ ہو لات و منات اس لشکر کو آباد رکھے لات و منات مسلمانون کو مٹائین انکی عملداری مین دمڑی
فقیر کو نہین ملتی بزرگون کے مقامات ویران ہوتے جاتے ہین جتنے شوالے دیر ہین انمین بھی سنا ناقوس کی صدا بند لات و منات
پرست دردمند اُس دوکاندار نے کہا شاہ صاحب ہمارا شاہزادہ قہار فیلزور بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ملکہ بران پر عاشق ہو کے
نکلا جسدن سے وطن چھوٹا آرام نہ ملا جنگلون مین مارا مارا پھرا کوئی نقابدار پلنگینہ پوش تھا اُسکے ہاتھ سے اسکے باپ مارے گئے آج
تین نقابدار ایک ساحرہ حسین ملکہ مدہوش نے اسطرح مخفی سحر کیا کہ ان سب کو پکڑ لیا ایک خیمے مین سب قید ہین نہین معلوم ہی
تینون نقابدار کون ہین ساحرہ کو تو بھیجا ایک مقام پر خدائی کرتی تھی ان جوانون کی مددگار بنکے نکلی ہی انھین کے واسطے میدان
خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح ہوتے ہی سب قتل کیے جاوینگے ہمارے آقا بر سر طلسم نور افشان لشکر کشی کر کے اپنا جاہ و جلال
بڑھاوینگے شاپور یہ سنکر الگ ہوا کلیجہ منھ کو آ گیا جا بجا یہی حال سنا بشکل خوش گلو دربار مین آیا دیکھا مدہوش بیٹھی ہی قہار مقام صدر
پر اوہام دمبدم آتا ہی حال کہہ جاتا ہی کہ آقا دارین استادہ ہو گئین مدہوش کہتی ہی ای اوہام جہانتک ہو سکے جلدی کر وجاہ و جلال
بڑھیگا اگر ان لوگون نے رہائی پائی تمہارے واسطے خرابی ہی اوہام کہتا ہی ای ملکہ عالم اگر اب حضور بھی منع کرین مین مانون ایک حکم آپکا
کافی ہی اوہام باہر نکلا شاپور نے پہلے دیکھا تھا کہ سامنے لشکر کے ایک تنولہ ہی حقیقت اسمین موجود ہین مگر سناٹا اس کنارے آگ ایک برہمن
کی شکل بنکے بھبوت ملتا ہو عیارون سے پوچھنا شروع کیا کہ مہتر اوہام کسکا نام ہی شاگردون نے آواز دی استاد صاحب برہمن کیا کہتے ہین

اوہام قریب آیا برہمن نے کہا ای مہتر مین بچپن سے سامری و جمشید کا پوجا کرتا ہون اب یہ شرف حاصل ہوا کہ جس شوالے مین
جاتا ہون کو دیوریان و دکھوریان زرکاری ساتھ حقہ کو ملتی مین اُسی مین بسر کرتا ہون ایک لمحہ مہلت نہین وہ سامنے جو شوالہ ہے مین
پوجا کرنے گیا لات و منات اکیلے بیٹھے تھے سجدہ کرکے مین نے اپنی خوراک مانگی چھت سے شوالے کی ایک کاغذ گرا آواز دی
ای برہمن یہ کاغذ مہتر اوہام کو دیکر چلے آؤ تمھاری بھی عمر بڑھائی گئی اب تم راجہ ہو جاؤ گے مین وہ کاغذ لایا ہون اوہام نے
کہا لائیے برہمن کاغذ دیکر بھاگ گیا ہر چند اوہام نے کہا دیوتا ٹھہرو مین پڑھلون اسکے مطلب سے واقف ہون جواب باتلو بیا
دون برہمن نے پلٹ کے جواب دیا مجھے جو حضور کا حکم تھا مین بجا لایا اب تمھین اختیار ہے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ کاغذ ملکہ مدہوش و
قہار کے سامنے پڑھنا اوہام کانپتا ہوا کاغذ کو آنکھون سے لگاتا ہوا اُس کاغذ مین خوشبو ہے کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے دل
تسکین پاتا ہے دربار مین قہار کے آیا کہا حضور رنیا معرکہ گذرا ایک برہمن یہ کاغذ دیکے چلا گیا معلوم ہوتا ہے قدرت لات و منات
کا ظہور ہے خود بخود قلب کو سرور ہے مدہوش نے وہ کاغذ لیا آنکھون سے لگایا سر پر رکھا خوشبو سے مست ہو گئی کہا ای قہار
اس کاغذ کو دیکھکر روح کو راحت ہوئی قلب کو قوت ہوئی مقبول سامری و جمشید ہوئی یہ کہکے کاغذ کھولا دیکھا لکھا ہے مرقوم
ہے ای مدہوش منم خداوند لات و منات آج ایسا کام کیا تو نے کہ دشمنون کو گرفتار کیا اس شوالہ مین ہم تشریف رکھتے
ہین قہار کو لیکر جلد آؤ ہم تیرے ساتھ بڑا سلوک کرینگے دامن مدعا گل آرزو سے ہو نگے مگر خبردار قتل مسلمانان مین تاخیر نہ کرنا
اب قہار کو صاحبقران بنائینگے تیرا مرتبہ دمامہ وش سے زیادہ بڑھائینگے مدہوش جھومنے لگی کہا ای قہار جو مین کہتی
تھی وہ ظاہر ہوا قدرت خود تشریف لائے مین جلد چل اوہام سے کہا تم لشکر کا انتظام کرو مین اسکو لیجا کر دکھون قہار بھی
خوشی خوشی اٹھا دونون کو نشہ شراب دغرور شباب زن وشوہر بارگاہ سے نکلے اب لشکر مین بھی یہ بات مشہور ہو گئی کہ ظہور قدرت
خداوند ہوا ایک برہمن کاغذ دیکر چلا گیا اس شوالے مین دن کو سناٹا رہتا ہے مگر رات کو قدرت آتے ہونگے خوشبو آرہی ہے قہار مدہوش
یہ باتین کرتے ہوئے قریب شوالے کے پہونچے کہ اسطرح کی خوشبو آئی معلوم ہوتا تھا ہزارہا نافہ کھل گیا صحرا اُسکے عطر سے مثال
دنیا خطا ہے شوالے کی روشنی معلوم ہوتی ہے قریب آکر دیکھا ایک چو گنبد بڑا روشن ہے بت خانے مین نہ انسان نہ حیوان
مدہوش نے بڑھکر سجدہ کیا ایک بت کے قدمون پر سر رکھکر آواز دی یا خداوند لونڈی غلام حاضر ہین ہر وقت یہی قصد ہے کہ
مذہب جدوابا کو روشن کرین مسلمانون کا کوئی نام نہ لے اب لونڈی نے ساٹھ ہزار آدمی اسی مذہب والے گرفتار کیے یہ کہ رہی تھی
گوشے سے شوالے کے آواز آئی او مدہوش آج آسمان پر تو نے دوسو خداؤن کے مجمع مین تیری تعریفین ہو رہی ہین یہی ہنگامہ ہے

کہ مدہوش جادو ہماری بندی خاص ہے ای مدہوش بقول شفیق لکھنوی اشعار

نظر آتا ہے عالم مین تماشا اُسکی قدرت کا	حرم مین دیر مین دشت و چمن مین کوہسارون مین
کوئی طالب ہے قدرت کا کوئی مشتاق صورت کا	جدھر دیکھو نظر آتا ہے جلوہ اُسکی قدرت کا

یہ آواز سنکر مدہوش مبہوت ہو گئی قہار کانپ رہا ہے کوئی صدا دینے والا ظاہر مین نہین معلوم ہوتا دیوار و در سے آواز آرہی ہے
مدہوش نے پھر سجدہ کیا عرض کی ای خداوند ترقی عمر و دولت چاہتی ہون ایک ہفتہ مین عالم کی گشت کرونگی سب ممالک ویران
آباد کرون مسلمانون کا نام باقی نہ رہے آواز آئی ای مدہوش کیا یاد کریگی پہلو مین دیکھ ایک شیشہ شراب کا ہمارے سامنے
رکھا ہے اسکو اٹھا کر لیجا ایک پیالے مین ملوا دے جو جو پئے گا ہزار ہزار برس کی عمر ہوگی یہ سنکر مدہوش نے لپک کے دیکھا
حقیقت مین شیشہ شراب کا مملو از شراب ناب وہ خوشبو ہے کہ لپٹین جلی آتی مین روح لذت اٹھاتی ہے مدہوش نے
اٹھا کر شیشہ کلیجے سے لگا لیا قہار نے کہا ای ملکہ ہم تم دونون اسکو پی لین گے ہزار برس کی عمر ہو جائیگی مدہوش نے کہا
بے ایمان ہزار حال کیا کم ہوئے مین دس برس مین تمام عالم کو لات و منات پرست کرونگی خلاف حکم خداوند مناسب
نہین ہے خداوند کے نزدیک غریب امیر سب برابر مین جو ارشاد ہوا ہے اسکو بجا لاؤ سب کو پلاؤ ایسا نہو تاثیر بیٹ جائے دونون

چپکے چپکے باتیں کر رہے ہیں کہ آواز آئی او قہار بے ایمان اپنی زندگی چاہتا ہے کہ جتنے بندے ساتھ ہیں سب ہماری بارگاہ میں مقبول
ہیں سب کو سعادت حصول میں خبردار ایک ایک جام سب کو بھیجنا مدہوش نے شاہ قہار کا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے اپنے دل کو صاف کر اپنے مقام پر
انصاف کر یہ سب تیرے رفیق مہربان ہونگے جب انکی موت نہو گی کون مار سکیگا ملک کے ملک تباہ کر دونگی اب میں چلکر اپنے عزیز دار و نشان
کو بلاؤنگی تا بہ بنگالہ جاؤنگی عنظلی آباد خوب آباد ہوگا میں یہ عرض کرونگی کہ یا خداوند میرے بزرگوں کو زندہ کر دیجیے یقین ہے کہ
یہ دعا قبول ہو مدہوش و قہار خوشی خوشی چلے آتے میں ایک نخل کے قریب پہونچے تھے کہ آواز آئی او مدہوش ہم تیری نیت سے
آگاہ ہوئے مالک بن زر دہشت کو بھی زندہ کر دینگے دمامہ و مشمش کو بلا دینگے جو تیرے دل میں ہے وہ ہمارے آب و گل میں ہے
چار جگہ پر مدہوش نے یہی آوازیں سنیں پیچھے سے قہار سے کہا دیکھی آواز آئی مدہوش کا اعتقاد بڑھتا جاتا ہے آخر میں آواز آئی
کہ خبردار ہمارے کل بندوں کو بلانا کسی کو محروم نہ رکھنا ان سب پر قدرت مہربان ہے تیری بہبودی کے سامان ہیں نیت میں فرق
نہ آئے مدہوش شیشہ کو مثل دل کے پہلو میں چھپائے ہوئے لشکر میں آئی سب سے پہلے اوہام ملا کہا کہو ملکہ کیا ظہور ہوا مدہوش
نے کہا اب ہزار سال تک تو نہ مرو گے لشکر میں آواز دیدو سب آکر جمع ہوں اوہام نے حال پوچھا قہار نے سب کیفیت بیان کی
یہ بھی کہا ہر مقام پر یہی آواز آئی ہے کہ نیت کو خراب کرنا اوہام نے کہا خداوند کے سامنے سب برابر ہیں میرا ابھی یہی قول ہے کہ یہاں
تک باقی نہ رہے سب لشکر اسکا مستحق ہے انکا بھی حق ہے وطن سے چھوٹے آوارہ پھر رہے ہیں اوہام مارے خوشی کے پھول گیا
یہانتک مدہوش دربار میں پہونچے اسنے بڑا پنلا شراب کا بڑے بڑے پیالے بارگاہ میں حاضر کیے سب کو لشکر میں بھی ہر طرف شور تھا
کہ چلکر شراب پیو یہ سنتے ہی سب دوڑے آکر جمع ہوئے کوئی اپنے بڈھے باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آتا ہے پکار رہا ہے کہ حضور پہلے میرے
باپ کی عمر بڑھائیے جام پلائیے یہ بڈھے خوب لڑینگے بڑا ہنگامہ ہوا کہ شور و شغب قیامت برپا ہے قید خانے میں مہران جوان بخت و
ضیغم و سرو سہی قد مسلسل و مطوق ہیں تینوں عیار بھی قید ہیں ملکہ سوسن گلعذار اپنی غفلت پر محجوب اپنے سر جھکا لیا رو رہی ہے
کہ یکایک ہنگامہ ہوا دیکھا نگہبان بھی بھاگے جاتے ہیں ضیغم نے پوچھا کہ یارو آج کیا ہے کا ہنگامہ ہے جواب دیا آج شراب حیات
ذیرے ملی اب سب کو تقسیم ہو رہی ہے ملکہ کی فیاضی کہ پہلے غریبوں کو تقسیم ہو رہی ہے کہ ہزار برس کی عمر بڑھ جاویگی نگہبانوں نے
جو یہ بیان کیا تینوں عیاروں نے کہا خدا انجام بخیر کرے خاص یہ طریقہ عیاری معلوم ہوتا ہے شاپور پر بلا ہے روزگار ہے
قمر دوران مہتر مہتران مشہور ہے خواجہ نے سب کو تعلیم کر دیا خزانۂ دل خزانۂ عیاری سے بھر دیا دیکھیے اب کیا حال کھلیگا ملکہ
سوسن نے کہا تم بھی تو نہ جدا ہو گئے ہمارے ساتھ پھنسے عیاروں نے کہا حضور یہ عیاری بلا کی ہے ہم سے نہ تدبیر ہوئی دم
عیار کہنہ جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ خوب رنگ جمایا عقل سے ہم عرض کرتے ہیں آئندہ خدا جانے پہلے برہمن بنکے کاغذ دیا جو
رنگ جمالیا وہ بھی پیچھے کھڑے ہونگے ضیغم نے جواب دیا ہمارے دل میں نہیں آتا خدا ایسا ہی کرے گر احسان ہے تاجزادے کے غذا
پہونچائے قید خانے میں تو یہ باتیں ہیں یہاں شراب چل رہی ہے ساقیان اوہام ہر ایک کو جام دے رہے ہیں منہ بھیج کے خود بھی بیٹھے
ہیں دل میں یہی شمار ہے کہ میری عمر دو ہزار برس کی ہو اپنے آقا کو دینے کا قصد کرتا مگر قہار کہتا ہے میں نہ پیونگا قدرت نے تاکید کی ہے
بقول شیخ سعدی مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت ۔ یہ سمجھ کر کئی مرتبہ تاکید ہو چکی ہے رعایا پروری کا ہمیشہ خیال رکھنا
ہے اوہام با ہشام مرتبہ قدرت نے آواز دی ہر مرتبہ یہی تاکید تھی سب ساتھ والے مقبول بارگاہ خداوندی ہیں اوہام بجا بجا کہکے شراب
تقسیم کر رہا ہے جو باہر جاتا ہے زمین کھڑاتا ہے بعض خاموش صاحبان ربط و ضبط کا جو سر پھرا پاؤں رکے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھنے لگے
سمجھے یہ بھی گردش آسمان ہے پاؤں رک گئے سر چکر نے لگا کھڑے ہو کر چار جانب دیکھا درخت پر نگاہ پڑی معلوم ہوا اژدہا
آتا ہے مارنے کیلئے بھاگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے اسطرح جا بجا ہنگامے برپا ہیں گر گر کے بیہوش ہو رہے ہیں کہیں جوتی پیزار
چلتی ہے کہیں آہ کہیں واہ ہزار ہا بیہوش ہیں یہ خبر بھی قہار نے سنی کہا شراب حیات کی تاثیر ہوگی کچھ عمر بڑھے جس شے میں

یہ تیری ہو سختی بھی قبول کرینگے ابد رنج کے راحت ہی اگر گرے چوٹ لگی کیا نقصان ہی قدرت کا ہر طرح احسان ہی اوہام نے عرض کی اب کوئی باقی نہین رہا مدہوش نے سب سے بڑا جام چھپاتا کہتی جاتی ہی ای قہار تیری زندگی سے میری زندگی ہی قہار نے جام ہاتھ مین کیا ایک ہی سانس مین پی گیا قہار نے بھر کر مدہوش کو دیا اُسنے خوشی خوشی پیا جب دونون عاشق معشوق بھی پی چکے اب تو رنگ محفل دگرگون کنیزین بھی مبہوت ہو رہی ہین آپس مین تکرار ہر خرد و کلان بیقرار ایک کو ایک بُرا جانتی ہی کوئی کہتی ہی دریا آیا کوئی کہتی ہی ٹھہرا دکھلائی دیتا ہی کوئی کہرا کے اُٹھتی ہی آپ ہی بگڑتی ہی قہار جو اُٹھا پکارتا ہی میری معشوقہ کہان ہی ارے اوہام جواب نہین دیتا اوہام نے بکا رکے کہا مین تو بولا مگر آپ نہین سُنتے دیکھیے لبالب ساغر دیکر کیا ہوا اب کان ہوے دیکھیے آپکی مونچھ مین پرچہ بندھا ہی داڑھی مونچھین مار دو قہار نے اوہام کو للکارا باہر نکل کے دیکھا لاشہ مدہوش پڑا ہی اب تو بہت رویا کہا کیون اوہام ساربان زادہ عمرو یہان کیونکر آیا ہائے یہ بھی نہ ہوئی اب ایسی مہربان کہان ملیگی معشوقہ کیسی مادر مہربان کا فرا تھا میرے ساتھ کیا احسان کیا میرا مطلب دلی بھی نہ ہوا لیکن او بیحیا اگر قاتل مدہوش کو نہ پایا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اوہام نے کہا حضور آپ ہی دو رے گئے شراب لے آئے قہار نے کہا پہلے تو ہی نے فقرہ چھوڑا برہمن کو نہ پہچانا اُس عیار نے تیرے چونا لگایا اوہام سرنگون تھا کا کلیجہ خون لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کے ہوش و حواس باختہ کہ یہ کیا ستم ہو گیا اوہام نے کہا حضور یہ کام عیار ایرج کا ہی میرے بھی کان کاٹے ملکہ کو مار کر نکل گیا قیدیان بلا کو چھڑا لیگیا بڑا داغ دیگیا حضور لشکر درست کرین کہین جان دو نگا مگر ایرج کو گرفتار کر کے لاؤنگا قہار نے کہا تجھسے کچھ نہو سکیگا تو نے بڑا دھوکا کھایا ہر چند سمجھایا اوہام نے نہ مانا یا نہانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر ایرج کے چلا یہ تو سُن چکا تھا زبانی شاگردون کی معلوم ہوا تھا کہ لشکر ایرج فلان مقام پر فروکش ہی لکھے مین بیقرار واسطے مدہوش کے انتکبار قہار سے کہہ گیا آپ لشکر کو تیار رکھیں مین خبر کو لاتا ہون صحرا مین آکر ایک درخت پر چڑھ کر دیکھا لشکر ایرج ایک صحرا مین اُترا ہی آج لشکر مین سامان بزم شادی ہو رہا ہی ناچ ہو رہا ہی بشکل فقیر یہ بھیس لشکر مین آیا کسی سے پوچھا بابا آج جشن کیسا ہی کسی دوکاندار نے کہا آج ہمارے آقا کو بڑی خوشی ہی ایک ساحرہ نے اُنکے عزیزون کو گرفتار کیا تھا مہتر شاپور نے جاکر اُسکو مارا وہ شاہزادے رہا ہوئے اسی کا جشن ہی آپکو بہت کچھ ملیگا کہا نا سرکار سے مقرر ہو جائیگا دھونی لگائیے یہان بیسے دل مین کہتا ہی ای اوہام شاپور نے مدہوش کو مارا پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا اُسوقت پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا جمال بیمثال ایرج کو دیکھا بیچ میں وہ شاگرد دلدار صف شکن ناچ ہو رہا ہی ایک رقاصہ یہ غزل گا رہی ہی

غزل

آئیے آنکھوں میں چھپکر بیٹھیے
نور کے پردوں کے اندر بیٹھیے

بزم جانان سے اٹھاتے ہین رقیب
دل میں تھا بو قصد اب کر بیٹھیے

بیخودی کہتی ہی بزم یار مین
چلیے اب محفل کے باہر بیٹھیے

دل نہین پہلو مین اب کہتے ہو کیون
آئیے میرے برابر بیٹھیے

ابکی جسدن اُنکے در پر بیٹھیے
ہو کے اُٹھیے خاک ہو کر بیٹھیے

یہ ارادہ ہی کسی کے تیر کا
سینے مین دل کے برابر بیٹھیے

بیقراری اتنی فرصت بھی تو دے
ہمنشین کے پاس کیونکر بیٹھیے

مانگیے رخصت نہ وقت واپسین
دم نکل لے اور دم بھر بیٹھیے

ڈھونڈھیے اُسکو ملے تو ہی جلال
پاس سے بولی یا نکلو بیٹھیے

محفل مین رنگ جما ہوا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی ساقیان خوش خود معشوقان من لو جمع ہین اپنے معروف تماشا بین مشغول عیش سب افسر اوہام چلگیا خیال آیا کہ ہمارے لشکر مین مصیبت اور یہان سامان عشرت اب خدمتگاری شکل بنکے ستون کی آڑ مین کھڑا ہوا دو پہر رات رہے ایرج نے دربار برخاست کیا خدمتگارون مین مگر اوہام بھی بہلا جب ایرج اپنی آرامگاہ مین آئے دسترخوان بچھا یہ بچا زیر دگل نصیب رہا جب ایرج پلنگ پر گئے خدمتگاری پر آگئے نا ما ہوا اوہام نے زیر دگل سے پروانے بیہوشی کے شمع ہاے مومی و کافوری پر پھینکے دھوان اُسکا بلند ہوا بارگاہ مین تھا جارون خدمتگار بیہوش ہوے اُسوقت

یہ ملعون نکلا ایرج کو بیہوش کرکے باغیچے کے آیا اب اپنے پشتارہ باندھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے شاپور شیر دل طلایہ پر موجود
تھا دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش جاتا ہے اسنے آواز دی کون جاتا ہے اوہام طرف صحرا کے بھاگا شاپور بدحواس بارگاہ ایرج
میں آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہیں پلنگ ایرج کا خالی گھبرا گیا غل مچایا الہٰا یارو غضب ہوا عیار قہار کا آقا کو لیگیا میں ابھی
جاکر لاتا ہوں نیلم وغیرہ نے کہا ہم سب چلیں شاپور نے کہا کسی کا کام نہیں آپ لشکر سے ہوشیار رہیں یہ کہکے بانہائے تیاری سے
آراستہ ہوکر بھاگا قہار زراق میں مدہوش کے رات بھر جاگا ہے سردار سب جمع ہیں کہ رہا ہے کہ میں نے اوہام کو بھیجا ہے اگر
خالی آئیگا قتل کرونگا اگر ایرج کو لایا فوراً خلعت دونگا جلاد حاضر ہیں یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے اوہام پشتارہ بدوش آتا ہے
گھبرایا ہوا دور سے آواز دی شہریار سردار کو تو میں لایا مگر عیار میرے تعاقب میں آتا ہے قہار کھڑا ہو گیا وسط لشکر میں اوہام
پہونچا تھا کہ شاپور کے نعرے کی آواز آئی صدا دی اومکار کہاں جاتا ہے مثل برق قریب اوہام کے آیا اوہام کو بھاگنے کا محل نہ ملا
جلدی میں پشتارہ اپنے زمین پر رکھا شاپور ڈرنے لگا سب سپاہی دیکھ رہے ہیں جیسے ہی اوہام نے ہاتھ مارا شاپور نے پینترا بدلا
تلوار خالی گئی اوہام جھکا اوپر سے شاپور نے ہاتھ مارا اوہام کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹ کر پشتارہ ایرج کا اپنی پشت پر لیا دو چار
شاگردوں کو مار کے کسی کے پاؤں قلم کیے کسی کا ہاتھ اڑا دیا آواز دی او قہار اپنے آقا کو ہم لیے جاتے ہیں جسکو روکنا ہو روک لے
تیری قضا بھی قریب ہے ہمارے آقا کا حکم نہ تھا جب مدہوش کو قتل کیا تھا تیرا ابھی سر کاٹ لیتے مہلت نہ دیتے مگر خدا صاحبقران
کو سلامت رکھے ہم سب نے اقرار کر لیا ہے کہ سردار و تاجدار کو غفلت میں قتل نہ کریں ہم اس حکم کے پابند ہیں تو نے نامردی سے
حکم دیا تیرا عیار جا کر چرا لایا اسی منہ پر دعویٰ جرأت اگر جسدن سامنا پڑیگا یہ شیر تجھکو قتل کریگا یہ کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا
نکل گیا ہر چند قہار نے غل مچایا کہ یارو لینا یہ جانے نہ پائے کوئی بخوف جان قریب شاپور نہ گیا چشم زدن میں نظروں سے
ناپید ہوا تیغہ چمکاتا ہوا مثل برق جہندہ پشتارہ بدوش جاتا ہے یہاں قہار لاشہ اوہام پر آیا بہت رویا سر جھکا کے بیٹھا کہتا تھا
یارو مجھپر کیسی مصیبت پڑی باپ وہاں مارا گیا معشوقہ یوں قتل ہوئی ایک رفیق شفیق یوں قتل ہوا اب میں کیا کروں پنڈت حاضر تھے
کہا حضور آپ نے ہم لوگوں سے بات کرنا موقوف کر دی بی مدہوش جسدن سے آئیں ساعت کا دریافت کرنا معطل ہوا خلاف
ساعت آپ قصد کرتے ہیں ستارے کی گردش دوستوں کے مٹنے کی کوشش ہمارے سامنے کسی کی کیا ضرورت ہے آپ طلسم میں چلیے
ہم لوگ قوم کے پنڈت ستارہ شناس جو حکم دیں کیا مجال جو پٹ پڑے پوتھیوں میں منتر جنتر بھی موجود ہیں آنکو لڑائی پر بھیجیگے ہم
جاپ کرینگے کیا مجال جو آپ خالی بیٹھیں مدہوش پر ایسے مغرور ہوئے تھے جیسے انھوں نے دشمنوں کو گرفتار کیا تھا ہماری
رائے بھی شریک ہوتی قتل دشمنان میں فرق نہ پڑتا اب ہم عرض کرتے ہیں ہماری رہبری پر کام کیجیے طلسم نور افشان چلکے قیام کرو
سحر عیاری کا کیا اسمیں کام ہے اب قہار کا کوئی صلاح دینے والا نہ رہا پنڈتوں نے ایسی زبان درازی کی کہ یہ مبہوت ہو گیا
اسی وقت لشکر آراستہ کرکے طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا یہاں شاپور پشتارہ ایرج کا لیکر لشکر میں آیا سب سردار
نامی اس رنج میں تھے سب کا قصد تھا کہ اگر شاپور کو دیر ہو جائے ہم جان دیں مگر اپنے آقا کو چھڑا لیں گینڈے و مرکب پر سوار
ہو ہو کر کنارے تک آئے تھے کہ سامنے سے شاپور دکھائی دیا سب نے آواز دی کہ اے برادر آقا کو لائے شاپور نے خوش
ہوکر آواز دی اس عیار کو مارا اپنے آقا کو لایا دربار میں لیکر پہونچا دنگل پر بٹھا کے ہوشیار کیا سب کیفیت ایرج نے سنی
غصہ آیا کہا اے شاپور لشکر ابھی تیار کرو میں اس ملعون کو دربار میں گھسکر مارونگا اسنے بڑا غضب کیا تھا مجھ پر دست انداز ہوا
تھا مگر آغاز ہوا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا اکرہ بن اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر قہار کے چلے جہاں اسکا لشکر فرودگش تھا وہاں
اگر یہ جو کچھ سناٹا پایا دیہاتیوں سے دریافت کیا انھوں نے بیان کر دیا کہ وہ لوگ کوچ کر گئے ایرج تو اسکے پیچھے چلے مگر قہار
کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ منزلیں طے کرتا ہوا یہ آتا ہے پنڈتوں کی رائے پر کوچ و مقام کا پابند ہے چند دن میں ایک قریہ کے سامنے پہونچا

لشکر اُترنے لگا ایک زمیندار آیا اُسنے آکر کہا یہان نہ اُتریے یہ بادشاہ طلسم **نور افشان** کے خراج گذار ہین اُنکا حکم نہین کہ یہان
کوئی اُترے قہار نے زمیندار کو جو تنہا پایا کہا کچھ دیوانہ ہی صحرا مین کسکی سرکاری ہی زمیندار نے کہا دیکھو صاحب چلے جاؤ ہم نے
سمجھا دیا یہ کہکے مکان مین چلا گیا قہار نے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا پنڈتون سے پوچھا سب نے کہا شام قریب ہی کنارے
لشکر کے کھڑے ہوکر سیر کیجیے کچھ بہتری ہوگی قہار بیرون بارگاہ آیا درخت چنار سامنے تھا اُسپر سے آواز آئی او بیوقوف تجھکو ہمارے
افسر نے سمجھایا تجھکو یہ خیال نہ آیا لشکر کو یہان اُتارا اب بھی خیر ہی کہ لشکر کو اُٹھا لیجا رات کو یہان رہنے کا ارادہ نہ کر شب کو اس
جنگل مین روشنی رہتی ہی ہمارے مالک یہان آتے ہین جلسہ ناچ و رنگ کا ہوتا ہی تیرے آنے سے سراسر تکلیف ہوگی جلد لشکر کو
اُٹھا ورنہ خرابی ہوگی قہار نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک زنگن سیاہ فام نخل سے اُترتی ہوئی آتی ہی قہار نے ہنسکر کہا او عورت تیری شامت
آئی ہی اب رات کو ہم کہان جائین اُسنے کہا تیری قضا لائی ہی یہ مقام حوالی طلسم **نور افشان** ہی کسکی مجال ہی کہ یہان بے ادبی
کرے گنوارون کا جلسہ بنا ہی یہ کہتی ہوئی جیسے قریب آئی کلمات سخت جو کہے قہار کو غصہ آیا ہاتھ تھام کے ایک طمانچہ مارا اُسکا
کا سر اُڑ گیا جیسے ہی لاشہ تھرا کے گرا ایک آندھی سی اُٹھی ایک طمانچہ منھ پر پڑا چرخ کھا کے زمین پر گرا سارا لشکر تلاطم مین پڑ گیا
وہ آندھی چلی کہ سب لشکر اُڑے جاتے تھے کوئی دو کوس پر گرا کوئی چار کوس پر پہونچا خیمے بارگاہ مین شل تنکے کے اُڑتی پھرتی
ہین کسی کے روکے نہین رکتین ہرچند طنابین کھینچتے ہین مگر ایسے زور و شور کی ہوا ہی کہ قدم نہین ٹکتے خیمون کے ساتھ فراش
بھی اُڑ گئے ان سب پر تو یہ گذری کوئی دو کوس پر جا کے ہوشیار ہوا روتا پیٹتا ایک جانب بھاگا دس کہین بیس کہین پنڈت پوتھیان
بغلون مین دبائے ہوے بھاگے جنگل مین چلے جاتے ہین مگر قہار کا حال سُنیے اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو دیکھا ننگا برہنہ ایک
لنگوٹی بندھی ہوئی کپڑا بدن پر نہین ہتھیار نہین معلوم کیا ہوے ایک کنارے دریا کے اپنے کو پایا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہی
مگر لشکر کا پتا نہین یا تو اتنا بڑا لشکر اُترا تھا یا بالکل سناٹا ہی آدمی کا نام و نشان نہین اپنے کو دیکھتا ہی سلاح غدارہ لباس بالکل
نہ اور صرف ایک لنگوٹی بندھی بدن پر تمام خاک چہرہ سیاہ حال تباہ صورت جو اپنی دریا مین دیکھی معلوم ہوتا ہی کوئی فرد دور
کھڑا ہی اپنے حال پر رونے لگا دوڑا دوڑا پھرتا ہی گھبرا کے زمین پر گرتا ہی کبھی افسرون کا نام لیکے آوازین دیتا ہی کہ یارو
کہان گئے میرا تاج و تخت کہان ہی مجھے تخت پر بٹھاؤ یارو میری مدد کو آؤ بھوک کے مارے عجیب حال ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا
مقام ہو کہ پنڈتون کی ہدایت خلاف پڑی یہ چور دروازے کی جانب آیا یہ حوالی طلسم ہی شہر یہان سے دور ہی صرف قریات مین اسکا
گذر ہوا **پیران** جادو بیان کا حاکم تھا یہی شعبدہ اسکے واسطے کافی ہوگیا تین دن اس صحرائے ہول خیز مین گذرے نہین
سے دانہ نہین ملا جنگل وہ ہی کہ پھل ثمردار نہین پتے بھی ندارد شاخین خود ہاتھ پھیلاتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ دعائین کر رہی
ہین کہ ای باغبان قضا و قدر ہمکو برگ و ثمر عطا کر ان سے کیا کسی کو پھل ملے کیونکر غنچہ کھلے تیسرے دن جب بھوک سے حال ابتر
ہوا ایک جانب چل نکلا کوس بھر راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک دھوبن تین لڑکے ساتھ گدھے پر لادی کپڑون کی لدی ہوئی چلی
آتی ہی لڑکے رو رہے ہین دھوبن لڑکون کو یہ کہکے بہلاتی ہی کہ ارے کیون روتے ہو باپ تمہارا گھاٹ سے غائب ہوا بقول شخصے دھوبی
کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا دیکھو تلاش کرتی ہون روٹی لیکے آئی تھی بھوکا پیاسا کہین مرتا ہوگا اُس دھوبن کی نگاہ قہار پر پڑی
یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے دھنو کے باپ تین دن سے تیری جان کو کلپ رہی ہون آج تیری خوب گندی کرونگی ننگا پھرتا ہی کیون
او ننگ خاندان یہ لڑکے تیری جان کو روتے ہین بابو بابو کہکے بلک رہے ہین تین دن سے کپڑے سب مین نے دھوے گھاٹ
پر لگے پلٹ جاتی ہون یہ کہکے قریب آئی دو گھونسے مارے بچے پکڑ لیے قہار لاکھ زور کرتا ہی کچھ زور نہین چلتا ہی تینون لڑکے
باپ باپ کہکے لپٹ گئے یہ کہتا ہی او حرامزادی کیا بکتی ہی مین قہار فیلزور شاہزادہ اقلیم سیاہ **پوشان** جسکو تو دھنو کا باپ بناتی ہی جب
دھوبن نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھی دو انگلیان آنکھون مین ڈالکر کہا او بیحیا تیرے گلے چھری ڈالون آج تو نئی بات بولا

اپنا پرانا نام بھولا ابھی تیرا باپ میرا سسر لچھمن چودھری بھی زندہ ہی پنچایت مین بلیونگی سب سمجھا دینگے دھنوا کہکے پکار چلیے بیبا اقلیم سیاہ پوشان کہان ہی مین تجھکو گھر مین نپکر باندھونگی سونٹون مین ڈالدونگی ہی کہ دھنوا کہان بھاگ گیا تھا اگر صاحب نے مجھسے کہا تھا جنگل مین گدھا حیران ہوگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تجھے تھک گئی ہر چند قمار نے چاہا کہ نکلے ٹکڑون کو لی تو رنجو یاد نہ آیا دھوبن چھاتی پر چڑھی مار رہی ہی بھوک سے عجیب حال ہی آخر گھبراکر کہا ارے بھوک کے مارے مرتا ہون دھوبن نے کہا او بھیا تین دن سے روٹی رکھی ہی جیل مین لسن کی چٹنی پسیدون کہانے دال تو شرکی گئے کو کھلادی اب قمار ساتھ ہو لیا دوچار قدم چلے تھے دوچار دھوبی اور ٹے انھون نے دیکھتے ہی کہا ارے دھنوا کئی دن سے کہان تھا بڑا سنگ دل ہی لڑکے تیرے روتے مین بور ڈھونڈھتی پھرتی ہی آج جو ملا تو جورو سے لڑتا ہی تو بڑا نصیبہ ور ہی تیری جورو نے عجب طور سے بسر کی ہی ایک کالے سر کا نہین چھوڑا کسی سے منہ نہین موڑا سر چلیے سے چار پیسے لاتی ہی تجھکو کھلاتی ہی قمار خاموش دل مین کہتا ہی مین ان سب سے کیونکر کہون کہ مین بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہون بھوک کے مارے اتنی طاقت نہی کہ اس عورت سے کشتی لڑتا پسلی مین درد ہو رہا ہی خیر چلو روٹی تو کھائینگے گھاٹ پر اسکے ساتھ کپڑے دھویا کرینگے سارا گاؤن یہی کہتا ہی جو لات ومنات کے نزدیک بہتر ہوا اب دھوبی ان کے پیر کرین دھوبن کے ساتھ چلا دھوبن بڑبڑاتی ہوئی گدھے کو چھوڑ دیا لادی آگے سر پر رکھدی لڑکے انگلی پکڑے ہوے اس شان سے گاؤن مین آئے سب گاؤن والے یہی کہتے ہوے دوڑے ارے کئی دن سے تو کہان تھا سب میلے کپڑے گھر مین پڑے ہین تو کہان بھاگ جاتا ہی سب طرف سے یہی پکار ہی یہ دیوانہ وار وحشی مثال کسی کو جواب نہین دیتا ایک مقام پر دیکھا دو ہلا چھپر پڑا ہی اسمین ایک طرف چولھا اسپر کالی کالی ہنڈیان چھپر سب سیاہ ہو رہا ہی قمار کے واسطے روٹی لائی باجرے کی روٹی پکی ہوئی اسپر ایک گڑ کی ڈلی جلدی سے اسنے چٹنی بھی کہاکے کہا قمار کو بعد مدت کے آج نعمت ملی خوب پیٹ بھر کے کھایا گھر کا کام کاج کرنے لگا گدھون کو کھونٹون مین باندھا عورت نے کہا سوندن کر ڈال کپڑے کئی دن سے پڑے ہین قمار ناچار سوندن کرنے لگا ذرا رکا دھوبن نے پیچھے پڑکے دوچار تھپڑ گھونسے مار دیے بات بات مین اسکو گالیان دیتی ہی عجب مصیبت مین جان پڑی دن بھر تو یون کٹا دھوبن نے ماش کی کھچڑی پکائی تھی تھالی مین نکالی لڑکے بھی بیٹھے قمار جو کھانے لگا دھوبن نے ایک لات ماری کہا او بھیا مجھے نہین بلاتا آپ کھانے لگا جسطرح کہین سے ملتا ہی گھر مین لاتی ہون تجھکو کھلاتی ہون ان بچون کا ملنا مشکل ہی ان لڑکون کا پیدا ہونا باعث نقصان ہی گا نہک جوان کے طالب مین اب مین جوانی کہان سے لاؤن قمار ان باتون کو سن سنکے کیا کیا جھلاتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا جب وہ ہاتھ تھام لیتی ہی قمار چھڑا نہین سکتا حیران ہی کہ زور میرا کیا ہوا مین نے بڑے بڑے پہلوان سر میدان زیر کیے اس شغل دھوبن پر زور نہین چلتا مجھکو کیا ہو گیا اس مصیبت مین کھانے سے فراغت ہوئی ایک مٹی کی کنڈلیا مین پانی رکھدیا اسمین بھبھوندی لگی ہوئی ناچار وہی پانی پیا آبرو پر سنگی پناہ پانی دشوار مجبور ولاچار کبھی دریاے غیرت جوش مارتا ہی مگر بیبسی سے سرنگون کلیجہ خون ایک ٹوٹی سی چارپائی بچھی تھی ہاتھ قمار کا تھام لیا کہا او بھیا ابھی سے سونیکا ارادہ ہی وہ بات نہوگی مین ابھی سونے نہ دونگی قمار اپنی جان سے بیزار گھبراکے جواب دیا ارے نالائق اب رات زیادہ آئی کل رات کو ہوگا دھوبن نے ہنسکے کہا جان چھپاتا ہی جبتک دوتین مرتبہ وہ بات نہوگی کیونکر چین پڑیگا دن تو اپنا گاؤن والون مین بسر کرتی ہون کسی سے منہ نہین موڑتی مگر اب ہر ایک جوان یہی کہتا ہی تجھسے مزا نہین ملتا یہ چند حرامی پلے پیدا ہوئے قیمت کم ہوگئی مگر تو نہ گھبرا پرورش کرونگی مگر رات کو کبھی سونے نہ دونگی اس بات سے روح کو راحت قلب مین قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہی مین نے اس گاؤن مین کسی جوان کو نہین چھوڑا میان میرا نام لونڈون گھیری مشہور ہی لڑکون سے بھی انکار نہین اب قمار جو دل مین ارادہ کرتا ہی تو خواہش بالکل نہین جسم سے وہ بو سے بد آتی ہی کہ دماغ اکتا جاتا ہی دھوبن نے کہا او نامرد تیری دوا کرون یہ کہکے اٹھی سونٹھ اور

کہ اسکی آنکھیں نکل آئیں گردن پکڑ کے کھینچی اُسکا مرنا تھا کہ مکان میں اندھیرا ہوا سب لڑکے روتے ہوئے دوڑے پکار تے تھے اے ظالم ہماری ماں کو کیوں مار ڈالا تو قمار نے تلوار کھینچی خاص جو لڑکا اُسکے صلب سے پیدا ہوا تھا دیکھا وہ تو بڑا پہلوان ہی لاٹھی کاندھے پر دوڑا ہوا چلا آتا ہی باہر نکل کر ایک لاٹھی ماری یقین تھا قمار کی کمر ٹوٹ گئی گر ضبط کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اور لڑکے سب دوڑے اُنکے بھی بڑے بڑے قد چاہتے ہیں لپٹ جائیں مگر قمار نے تلوار سے سب کو مار اب اپنے کو زیر بغل پایا کاغذ بڑھیا کا وصل ہوا پایا دل آیا خیال کیا کہ یہی نوشتہ اُسنے بہ تدبیر رہائی کی تھی بہ تحریر ہی اسکو کھولا جلی نوشتہ پایا کہ اے سر گشتہ مصیبت واے گرفتار دام حسرت انجام آفت بیران جادو جنگل زمیندار آیا ہی جلد وہی کاجل آنکھوں میں لگانے کہ وہ تجھکو پہلوان اول دیکھے اسی دھوکے سے اُسکو مارے مہلت نہ دینا اپنی مصیبت کا بدلا لینا اسکے بعد جو اس کاغذ میں مضمون نکلے موافق نوشتہ کام کرنا قمار رو سیاہ نے پھر کاجل لگایا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک زمیندار رو سیاہ کانے ٹٹو پر سوار پکارتا ہوا آتا ہی کیوں او خدا کے باپ تو آج منکر ہوا ہے کیوں بگڑا کیا گھاٹ نہ جائیگا جو روے اُسکر مصیبت بھیجتا ہیگا وہ تیری مادر مہربان ہی کیا تجھکو نقصان ہی قمار نے کہا اے بزرگ میں میرے پاس آپ کے تو حال بیان کروں وہ فاحشہ بڑی بلا تھی اب تجھکو اُسکے چھوڑنے میں بڑی کوہی یہ سنکر زمیندار قریب آیا گھوڑے سے کود پڑا کہا خبردار جورو کے چھوڑنے کا ارادہ نکرنا دیہات میں بڑا غضب ہی قمار نے کہا دیکھیے لڑکوں کا ہاتھ تھامے ہوئے آتی ہی وہ زمیندار اُسطرف پلٹا قمار نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا چھا گیا سنگباری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من بیران جادو بود قمار اسقدر خائف تھا کہ اندھیرے میں ایک جانب بھاگا اپنے نزدیک دور نکل گیا جب تاریکی برطرف ہوئی اپنے کو اسی درخت کے سائے میں پایا بہت گھبرایا کاغذ نکالا اسمیں کچھ نوشتہ نپایا صرف ایک لفظ مرقوم کہ اے قمار اپنے کو صحت میں جنبیشہ کرم خوار کے پہونچا سب حاجتیں تیری پوری ہونگی اب قمار حیران ہوا کہ یہ جنبیشہ کرم خوار کون ہی اس فکر میں کھڑا تھا کہ درخت سے ایک جانور نے آواز دی اے مغموم والی طلسم نور افشان کیوں اسقدر پریشان ہی اگر قوت مردی رکھتا ہی اس نخل کو اکھیڑ یہ صدا دیکر طائر اڑ گیا قمار نے فوراً درخت اکھیڑا مہرہ نقب بجنہ ظاہر ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دروازہ معلوم ہوا حیران حیران کھڑا تھا کہ اندر سے دروازے کے ایک نازنین چہاردہ سالہ حسین مہ جبین آفت جان سرو قد میاک چشت و چالاک گردن کی سی کنیزان حسین اُس شوخ و شنگ کو گھیرے ہوئے خرامان خرامان سامنے سے آتی ہی

نظم

آب و رنگ رخ لطافت ہی
پر دہ شب میں جسطرح شبنم
نور کے دل کو چاک کرتا ہی
نغم اعجاز دست موسی کا ہی
یا شب تیرہ چاندنی میں ہی
شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا

بہر و نور رستہ وہ یگانہ ہی
بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے
نوبت افشان سیکڑوں بولی جب
زلف ہی یا کہ ہو شب دیجور
وہ چمک ہی نہ بالون میں اُسکے
گر نزاکت پہ اُسکی دل دیکھے
زلف کا کھلنا بہانا تھا

اُسکا انداز جادو دانہ ہی
دام کہیے کہ دلربا کہیے
تار سے چھٹتے میں دامن خرابے
مانگ ہی یا کہ آسمین ہی رہ نور
نور سر کھینچتا ہی ظلمت سے
بال بال اُسکا بڑ کہر ہوئے
مدعا جسے منھ چھپانا تھا

حسن ترکیب میں قیامت ہی
عرق افشان ہی گیسوے پُر خم
شانہ جب زلف سے گذرتا ہی
شکن زلف کیا کہوں کیا ہی
سانپ یہ من کی روشنی میں ہی
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
تعریف میں اُس نازنین کی زلف کے

یہ اشعار صادق آتے ہیں اشعار

دل کی لیتا ہی کبھی ہمسے کبھی برہم ہی
عارض یار میں قرآن ہمیشہ گیسو
رونا فزون ہی رخ یار کا جوبن یارب
پھر ز کسون کی سے جھکے آپڑا ابر گیسو

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہی کیونکر گیسو
ہو گیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو
شانہ لے کیوں نہ بلائیں تری مشاطہ سیاہ
طولانی ہوں مری راتوں کے برابر گیسو
جھپکیا شرم سے جا غزال یہ میں شب وصل

یوں تڑپتے نہیں عاشق سے بنا کر گیسو
یہ نہیں کے لیے اترے ہیں صدا شانہ ہی
زلف سے مانگ کی مانگ سے بہتر گیسو
دل کی چوری کا اُسی شہد کیا تھا تمھیں
تمنے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو

سانپ پانی میں ورانا ہی تمکار جیسے دل میں کر لیتے ہیں عاشق کے یہ میں گھر گیسو یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا
اسی تدبیر میں ہر بار کا منجمد گیسو شب وعدہ بھی تم آئے تو ذرا نئے آئے کبھی بجاتے ہیں ناگنی کبھی اژدر گیسو
کی شب وصل بسر انسے یہ کہو کیسے جاؤ ل کھیں عارض پہ بکھر جاتے ہیں کیونکر گیسو تمہارا دیکھتے ہی وہ صورت زیبا طلعت

جہان آرزو کو مبہوت ہو سراپا کو نگاہ غور دیکھ رہا ہی اس نازنین نے نگاہ محبت سے دیکھکر کہا ای گرفتار دام طلسم الفت وای آوارہ دشت محبت تیرے حسن کی شہرت لشکر سیمان تک آئی مگر تو نے غضب کیا ہمارے اُستاد بدبنیاد ہیران جادو کو مارا ثابت ہی دھوبن کے گھر میں تم پر کیا گذری کیونکر اور ظالم دلاور کا بھی پاس نہ آیا کس حسرت و یاس سے مارا یہ کنیز بھی جان نثار ہی تیری محبت کے واسطے دل بیقرار ہی اس نازو ادا سے اُس آفت جان نے یہ فقرہ کہا ہر چند کہ نام دھوبن کا سنکر حجاب میں تھا قمار کو پسینہ آگیا مگر دل پر قابو نہ رہا اس طعن کا تو کچھ جواب نہ دیا باشتیاق بڑھا اُس نازنین نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا کہا ہمارے ساتھ چل ہماری محفل میں رونق ہو تم شاہزادہ والا قدر آسمان جرأت کے ببر طلسم نورافشان کے فتاح سنا ذرا عجائب و غرائب کے سیاح جو تقدیر دکھائے وہ دیکھنیگے الیسا نہو یہ عشق رنگ لائے ہمین بھی تمہارے ہاتھ سے قتل کرائے تم اُس بیباکی وچپت وچالاکی پر مرا جاتا ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دل سے کہتا ہی زندگی اپنی اسیکے شربت وصال پر موقوف ہی دیکھو ای قمار تو جو نام پر ہیران کے ناحق کو آوارہ ہوا کیا وہ حسن میں اس سے بہتر ہوگی معشوق کو شوخی کی جستجو بھی ہمیشہ سے دل میں یہی آرزو تھی لیکن حیران کہ حال میرا اس شعلہ رخسار سے کسنے کہا دل میں خیال آیا شاید اُس بڑھیا نے بیان کیا ہوا سپر خود میری جان جاتی ہی طبیعت گھبرائی ہو اب قمار کو وہ نازنین لیے ہوئے ایک مکان عالیشان میں آئی نہایت تکلف سے سجا ہی شیشہ آلات سے درست گلاب پاش شراب کی کنیزان کار گزار اپنے طریقے سے لگاتی ہین جا بجا کے چیت بین قمار کو لاکر اس حسین نے اپنے پہلو میں مسند پر بٹھایا ایک نازنین سے کہا تمھارے سمان میں کچھ اپنا کمال دکھاؤ کوئی غزل گاؤ

غزل

گریبان کو جنون میں تار بتار امن چاک ہوتا تھا | جراب جادہ صحرا آوارہ وحشت ناک ہوتا تھا | بوئے معشوق تھا دھوکا عاشق اپنے اوپر
لہو کر میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہوتا تھا | تغافل سے گئے سنکر ہمارا بن پھیکیون آنکھیں | مرے خنجر کے زخم کو ذرا بیباک ہوتا تھا
نہ آیا مجکو میرے آنسوؤن میں پھر نہ آئی دل | لہو ہو کے بہتا تھا اگر بیباک ہوتا تھا | نگاہ گرم کی بجلی سے جلتا تھا سمندر میں
کسی کو آگ ہوتا تھا کسی کو خاک ہوتا تھا | نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی | قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہوتا تھا
رقیب آئے میں اُنکے ساتھ کثرت ہی علاوہ کی | یہیں گندہ وہ مرے پر جو زیر خاک ہوتا تھا | اگر تر دامنی کا گلہ تھا اُدھر دھبا
تو پھر عالم محشر میں لگاکر پاک ہوتا تھا | اگر بہتا ٹھنک تو ہم تیرے دیوار پر مرتے | ترے کوچے میں ہر ایک مٹھی خاک ہوتا تھا
جو آنکھیں بو حسین اسکی تو دل میں بٹھا دیتا | بیان شراب کے جھکے تھا بیباک کہ ناتھا | نہ مرجاتے نہ جا، آنسو بہا کر لی تربت پر
مقدر میں ہمارے خاک سے پر ان پاک ہوتا تھا | نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا تو شوق کرلی | ترے پیدا ہونے میں طرح صد چاک ہوتا تھا
خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا | مری تقدیر میں سب یورون کی ناک ہی ناتھا | بتون میں جلوہ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہوتا تھا | ترے لکی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشموں کو | برہمن کی بخت نے مستی جہان جلا کر دو جانا

اس غزل سے ایسا رنگ جما قمار مبہوت ہو رہا ہی جھوم رہا ہی اُس نازنین نے جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا جام پیتے ہی عجب کیفیت حاصل ہوئی پینے لگا وہ نازنین ہان ہان کہتی ہی او بیباک دیکھ سامنے سب کنیزین بیٹھی ہین قمار سنتا ہی ای جان جہان تم تو مجھ سے روٹھی ہو قمار نے اُسکو گود میں لیا بوسہ بازی کرنے لگا جب تو اُسنے بھی پاجامہ اُتار کے پھینکدیا کنیزین منہ ڈھانپنے لگین کہ اس بیباک بے شرم کو کچھ حیا نہ آئی ابتک نہیں سمجھا کہ یہ کیا طلسم ہی اس نازنین مہ جبین کا کیا اسم ہی جب اصل مطلب میں مصروف ہوا جھک کر دیکھا ایک عورت سیہ فام بدانجام بڑے بڑے دانت ضعیفہ صد سالہ چھاتیان

پڑی ہو مین قمار نے چاہا الگ ہو جاؤن بوسہ بھی نفرت آئی دماغ اُلٹ گیا جب یہ الگ ہونے لگا اُسنے گردن پکڑ کے کہا
او بیحیا جب مین نے انکار کیا تو نے نہ مانا اب کیون کیا بیہودہ پن پر مرتا ہے کیا مجال جو تجھکو الگ ہونے دون لطف زندگی اٹھا
غنچہ آرزو کھلاؤ تو میرا فرزند ہے جگر تو سا میرے خون کا پیاسا ہے میری محبت تجھکو اس مصیبت سے چھڑا دیگی اطمینان رکھو دل کا
فراغ ہو کیون گھبراتا ہے قمار اپنی جان سے بیزار ہوگیا اُسنے اسطرح آنسو آنکھون مین بھر کے کہا کہ دل نہین سکتا دل سے کہتا ہی بس
چڑیل سے کیونکر نباہ ہوگی مثل چند ساعت تک دل امید سے فرصت ہوئی بانتا ہوا کا غبار ہوا اُٹھا اب جو دیکھے وہ سینہ سیندر سے
نہین کچھ جیرن کہ یہ کیا ماجرا گذرا یا تو ایسی خوبصورت یا بے رونق و نحلت ایسی یہ جیبت ہوگئی بے کون بیٹھا سوچ رہا ہی مین اسیر کیون
جاپڑا اس نازنین نے پلنگ پر آنکے بے پکڑے کہا کیون بچا کیون شرمندہ ہو اب تو میرا فرزند ہی ہے ساتھ تجھکو سیر کرنا ہوگی
سب عزیزون کو خبر ہوگی کنیزون کے سامنے تو نے ایسی حرکت کی یہ سب سے کیسی خاموش نہ رہیگی اب اگر یہ نالہ کر تو زندہ ہے
اپنی جان کو غنیمت جان ورنہ عمر بھر خراب رہے گا اپنی خالہ دعون کو مار کے آیا ہے بچپنہ فتنہ دبا دی اب شگفتہ ہو کر بیٹھو قمار
کو وہی صورت یاد آتا ہی کہ کیا ہو قلب لرز آتا ہی جب اُسنے کہا ہر تیرا باتون مین فقط کر یا یہ منھ سے نہ بولا تب اسنے بڑے بگڑ کے
ایک طمانچہ مارا قمار منھ کے بل زمین پر گرا بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تار یک مین سلسل و مطوق دیکھا تھی
ملانے کو کچھ سے قید کی جانے لگا دن بھر اسی قید خانے مین تڑپا شام کو ایک زنگن سیاہ فام آئی کہ قمار اسکی صورت دیکھتے ڈر گیا
اُسنے کہنے لگی ستمگار ای فرزند کیون روتا ہی اب تو جال مین آگرم خوار کے جیسا ہی او بیہودہ وہ دعون تھی کہ تیری جان
کو کھاتی تو نے اُسکی بندی کی یہ عملداری استری کی ہی اب قید مین گھبراتا ہی یہ کہکے اُس زنگن نے کھانا سامنے قمار کے رکھا
یہ بھوک کے مارے مر رہا تھا چاہا کھاؤن اُس زنگن نے ہاتھ تھام لیا کہا پہلے مجھکو شربت وصل سے سیراب کر پھر کھانا کھانا
نہین قید سے بھی رہا کر دونگی قمار نے کہا میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین یہ فعل کیونکر ہو سکے گا زنگن نے ایک گولی اسکو
کھلادی قمار تپ سے باہر ہوگیا اسقدر طاقت ہوئی کہ زنجیرین توڑ کر دشمن پر جا پڑا جب فارغ ہوا اُسنے قمار کو کھانا کھلایا جام
شراب پلایا جب یہ دست درازی کرنے لگا دشمن نے ایک طمانچہ مارا قمار بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اُسی محفل شب کا سامان
تھا وہی عورت حسین مسند پر بیٹھی ہی قمار کو دیکھکر ہنسی کہا صاحب آئیے قمار نے کہا تم بڑی بے مروت ہو ہم دن بھر قید میں
کیا کیا ظلم سہے ایک دشمن نے قید سے چھڑایا ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجاتا اُسنے دانت کے نیچے انگلی دبالی کہا دیکھو خبردار گذری
ہوئی بات کا ذکر اب وقت عیش و عشرت ہی قمار خاموش ہو رہا اُسنے جام بھر کے دیا قمار پی گیا پیتے ہی ہوا سے محل ہوئی
پھر اسکی بڑھیا کا سامنا ہوا تڑپ تڑپ کے منت کی جب الگ ہوا وہی نازنین دلربا قمار نے کہا کیون او شوخ بڑھیا کبھی
کبھی بڑھیا کبھی جوان مجھپر احسان کر مثل گرگٹ کے رنگ نہ بدل عجب چال چلتی ہی یہ سنتے ہی اُسنے ایک طمانچہ مارا قمار
بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا صحرائے ہولناک وحشت انگیز ہو ہوا سے گرد کے اُڑ رہے ہین صدائے چغد و بوم بھی اس مرزبوم
شوم مین عجب ہے درخت کا بھی نشان نہین درخت جلے ہوئے اسمین کف افسوس بہتے کا پتا نہین پانی کا نام نہین پیٹنے تنگ
تڑپ مین جا بجا سب و خار زمین نامہموار پیاس کے سبب سے زبان منھ سے نکل آئی ہی ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی پناہ پانی دشوار
بیقرار و اشکبار آنسو بھی آنکھ مین نہین ہر قدم پہ گرتا ہی اس صحرا مین جگس و جیب پھرتا ہی تب مہر پھر دوڑا پاؤن مین
طاقت رفتار نہ رہی تھک کر ایک مقام پر گرا کسی نے سر زانو پر رکھ لیا پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای فرزند آنکھین کھولو پانی
پیو کہ تاب و گرمی سے نہ گھبراؤ قمار نے آنکھین کھولکر اسی زنگن کو دیکھا کہ سر آغوش مین لیے بیٹھی ہی دسترخوان مین کھانا
چنا ہوا ایک صراحی آب سرد کی ہاتھ مین مہر و محبت بات بات مین قمار انتہا کا پیاسا تھا پانی پانی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگا زنگن نے کہا ٹھہرو ٹھہری تھکے دم لے پہلے میرا مطلب تو ہوجائے شربت وصل سے سیراب کر پھر صورت پانی ہی

تمام طلسم ہو جائیگا تب تیرے دل کو قوت ہوگی کہ مین نے تیرے ساتھ کیا کیا یہان سے قریب ایک صحرا ہے اُسکو صحراے عجایب
کہتے ہین مقیدان طلسم اُس جگہ پر رہتے ہین خواہ امیر ہو خواہ فقیر لباس کا نام نہین دن بھر مزدوری کرتے ہین شام کو اُنکے
موافق ایک آبخورہ پانی کا دو روٹیان جنمین اُنکا پیٹ نہ بھرے زمین صحرا فرش مقام ریگستان جاے سکونت پھر ایسی معشوقہ
کا پہلو شراب و کباب موجود اسیر اے نامنصف تو نے مجھکو پڑھایا کہا ایک ہفتہ کے واسطے تجھکو قید کیا ہے یہ پیادہ دن
قمار نے ہاتھ باندھے کہا اب کبھی نہ پڑھاؤنگا خبیثہ نے کہا طلسم فتح ہو جائیگا تو تم سزا پاؤ مین قمار قدمون پر گر پڑا
کہا مجھسے خطا ہوئی خدمتگذاری مین ہمیشہ سرگرم رہونگا خبیثہ نے وعدہ کیا کہ اندر اسی بیچ کے سامان خروج کر دو تمکی
فوج جمع کر چکی ہون بارہ ہزار زنگی جمع کیے یہی خیال ہے کہ ایک ایک ساحر زنگی ان سب سے مقابلہ کریگا اب یہان طلسم
نورافشان اُنپر غالب آنا دشوار ہوگا قمار نے کہا کہ اگر سرکشی کرینگے پیس ڈالونگا خبیثہ نے کہا اے قمار یہ وہ لوگ ہین کہ
جنکے سامنے زبان ہلانا مشکل ہے مگر مین رازدار ہون راستہ بتاؤنگی تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے جادوگرون کو قتل کراؤنگی کمرہمت
مضبوط باندھے ہوئے قمار نے کہا مین سب طرح حاضر ہون خبیثہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی رات بھر عیش ہا آج قمار
کو ہوش نہین ہوا مگر جب رات کٹی ستارۂ سحری چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم خرگاہ مشرق سے برآمد ہو کر تخت زبرجدی فلک پر
جلوہ فرما ہوا بصد شوکت و جاہ فوج شعاع و ضیا ہمراہ شاہنشاہ ماہ و تاہ ان کی عملداری سے فوج ثابت و سیارگان کو شکست
حاصل ہوئی عملداری ہفت اقلیم مین سکہ ضیا و شعاع کا رواج ہوا نیر اعظم مالک تخت و تاج ہوا بلبلون نے چہکارین مارین گلون نے
آنکھین کھولین سنبل نے زلف پرشکن کو پیچ و تاب دیا نرگس کی دیدہ بازی نے زور پکڑا سوسن صد زبان کی زبان درازی
صبا کی شعبدہ بازی اٹکھلاتی پھرتی ہے سر ہلائے شجرے سر ٹکراکر گرتی ہے سر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور جوانان
باغ کا وقت سرور حسینان چمن اکڑنے لگے گلچین و صیاد اپنی بدنصیبی پر لڑنے لگے خبیثہ کرم خوار نے قمار کو جگایا پریخت
آنکھین ملتا ہوا اٹھا دیکھا سوائے خبیثہ کے کسی انیس جلیس کا نشان نہین باغ پر رونق چمن لق و دق خبیثہ نے آواز دی
ارے کوئی حاضر ہے پہلوے باغ سے ایک زنگی بڑے قد و قامت کا سلاح جنگ سے آراستہ حاضر حاضر کہتے سامنے آیا
کہا اے سیاہ تاب تخت یاقوتی آراستہ کر اُسنے بڑھکر کمرہ کھولا دیکھا چار حبشین ایک تخت یاقوت احمر کا لیے ہوئے
کھڑی ہین سیاہ تاب نے اُنکو باہر بلایا چارون نے تخت لا کر رکھا خبیثہ نے آواز دی شوربخت کو بلاؤ ایک زنگی
اور آیا اُسنے کوٹھا کھولا ایک تاج یاقوتی خزانے سے نکالا جسکا شوربخت نام لیا تھا اُسنے تاج سر پر قمار کے رکھا
چارون حبشنون نے ہاتھ تھام کے اس بدانجام کو تخت پر بٹھایا خبیثہ نے ایک چیخ ماری آواز دی اے زنگیان
آدم خوار جلد حاضر ہو لشکر اونکے چلکر بدلا لو قمار نے دیکھا کہ گوشہ ہاے باغ سے نگہبانان قوی ہیکل آکر صف
باندھنے لگے نقارے فیلی و شتری لدے ہوئے و علمہاے زرنگاری کے پھریرے لپٹے ہوئے جتنے عرصے مین نیر اعظم
بلند ہوا اسی ہزار زنگی جوانان یک رنگی خود و زرہ سے آراستہ سلاح جنگی سے پیراستہ جیسے بارگاہین جھکڑون پر بار قمار
اس لشکر کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ایک مادیان مشکی ساز و لجام سے آراستہ ایک حبشن لیکر آئی کہا ملکہ عالم یہ آپکے واسطے
حاضر ہے خبیثہ نے بلندی پر کھڑے ہو کر آواز دی اے یارو تم سب کوکب روشن ضمیر کے نمکخوار ہو جو اُنکے ساتھ ہوا انہیں بہت
شان ہے وہ بادشاہ جلیل قید ہو گیا دونون کو رحم نہ آیا کچھ نمک کا پاس نہ کیا قید خانے مین بھی ستاتے ہین ایسی سرکشی
دکھاتے ہین ہم لوگون کی یہی صلاح ہے کہ ہم اُنکو شاہ بادشاہ کو قید سے چھڑاؤ صاحب میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اب یہ
جوان صاحب اقبال زور و طاقت مین یکتا فرزند بہمن سیاہ قبا صاحب شوکت و شان بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان
آمادہ ہے اسکا بھی باپ مارا گیا اُسکے بھی خون کا بدلا لیگا صرف انکی مراد یہ ہے کہ کوکب کو قید سے چھڑاؤن ملکہ ملعون کو سزا دون

خود بادشاہ جلیل ہو تمھارے بادشاہ صاحب کا دل بات سے کھیل ہو اور کوئی حاجت نہین رکھتا فقط یہی منظور ہو کہ بادشاہ کو قید سے
چھڑا کے تخت پر بٹھائین خراج بھی اگر دیہ انکو نہ دیگا یہ طالب نہونگے سب زنگیون نے دست بستہ عرض کی ہمارا جان و مال اُس
راہ مین نثار ہو راضی ہین حقیقت مین اُن نگرانون نے ایسی خطا کی کبھی کوئی نگران اپنے حاکم عالی وقار سے اسطرح نہ پیش آیا
ہوگا سُنا ہی ہے کوکب نے اسقدر کہا کر طلسم کے تم حاکم ہوئے تمھین سلطنت بدل و جان بخشی فقط دشمن کو روک لو
ہماری آبرو مین فرق نہ آوے اُن بیچارون نے وہ طوابِ تخت کر دئیے منعم اخبار نے اس خبر وحشت اثر کو یون لکھا ہے اُن طرف
کو بڑھکر روکنا آتا ہی غیر دن کے خلاف ہوا ہم کو بھی مدد کرنا ضرور ہے اُنکی مصیبت پر قلب ناصبور ہے جب جنبیتہ نے سب کو
ثابت قدم پایا چار زنگیون نے تخت اٹھایا چار سو نقارون پر چوب پڑی ہمہائے زنگاری کے پھر پھرے نکلے جوانان
زنگی لڑائی پر تُلے اسطرح صفین بند ھین صاف ثابت تھا کہ دیوار آہنی پیش مین ہے سب جوان جلیتہ پوش لشکر دار او کیقباد کی
سلطنت مٹانے کی کوشش مین ہین باغ سے تخت قمار نکلا کوچ کرکے چلا ہر منزل پر اترتے تھے جنبیتہ قمار کو پہلو مین لیکر
سوتی تھی بہت خوش ہوتی تھی مگر قمار نوجوان کا ردیا شوان شب بھر پریشان رہتا ہے ضعیفہ کے ظلم سہتا ہے اسید سلطنت پر
بوجہ بو ہوم جب تین منزلین طی کین رات کو جنبیتہ نے قمار سے کہا اے فرزند آج سرحد طلسم سے نکلے اب مین تمکو راہ راست سے
خاص طلسم پر لیچلونگی وہان چل کے لوح کا پتا لگاؤنگی تیرے ہاتھ سے سحر العجائب دمعمر الغرائب کو قتل کراؤنگی چونکہ
سحر اے معقول ہے دو دن اسی مقام پر مقام کرتی ہین اور بھی سحر مدد تیار کرلون قمار کو اسکے کہنے پر اطمینان ہے کوچ موقوف ہا
صبح کو قمار دربارگاہ پر بیٹھا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی کئی ہزار علمہائے زنگاری اُسپر لوح الٰہی و نعت رسالت
پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم لشت پرتین لاکھ فوج آگئے سب کے نقابدار بیر لوش اُسکی پشت پر گلگون پوش تخت پر
بادلہ پوش تین عیار با نہائے عیاری سے آراستہ اہتمام لشکر کرتے ہوئے اس کر و فر سے لشکر اگر نقابدارون کا اُترا تھا
نے پہچانا کہ یہی نقابدار ہین کہ جنکی ذات سے مجھکو آزار ہوئی جنبیتہ ایک پہلوان کی صورت بحر سے بنی ہوئی پہلو مین قمار
کے بیٹھی ہے جیسے قمار نے ذکر کیا جنبیتہ نے کہا طبل جنگی بجوا کر انکو بڑے سر میدان زیر کراب کیون دیر کرتا ہے مین یہی چاہتی ہون
کہ تیری شوکت و شان بڑھے جسطور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقابدار بھی لشکر کشی کرکے طرف طلسم نور افشان کے جاتے
ہین کیا تعجب ہے کہ عزیزداران زلزلہ قاف ثانی سلیمان سے ہون شوکت و جلالت و فوج کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے تعاطی
جاتے ہین انکے زیر کرنے مین تیرا بڑا نام ہوگا مین یہ چاہتی ہون کہ تمام دنیا کے پہلوان حال تیری شوکت و شان کا سنکر
تیرے منہ پہ چڑھنے کا ارادہ نکرین ان سب مین زیادہ چالاک و چست ارادے کا درست نقابدار بیر پوش معلوم ہوتا ہے جسکی
چالاکی و چستی ارادے کی درستی اسکے طریقے سے ظاہر ہے اگر تو نے یہ میدان زیر کیا کوئی تیرا سامنا نکر سکیگا بڑے بڑے
رستم خصال سہراب جلال تیرے مقابلے مین نہ آئینگے مقابلہ کیسا نام ہی سنکر بھاگ جائینگے قمار نے یہ سنتے ہی اُسی وقت
طبل جنگی بجوا دیا اپنی بارگاہ مین نقابدار جواہر پوش تخت یاقوتی پر جلوہ فرما تھا تینون عیار حاضر ہوئے تمام کیفیت بیان
کی کہا اے شہریار قمار نیلز و ر سپہر بن بیاد قبا نہین معلوم کس بھروسے پر طرف طلسم نور افشان کے جاتا تھا آپکے
لشکر کو دیکھکر طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر سحر کہ آرائے نبرد ہو نقابدار بیر پوش نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین قمار کے لشکر والے سب ساحر ہین اسلیمین کہ رہے
ہین کہ یہ نقابدار بھی بڑے بڑے ساحران زبردست ہونگے خوب گولے چلینگے ہم ساحران طلسم ہین ہمارے سحر کا کوئی
مقابلہ نہین کرسکتا ملکہ ہماری جنبیتہ کرم خوار ساحرہ عذاب دنیا کا کیا کہیا نہین دیکھا ہے اُف کردین تو آسمان سے
آگ برسے اگر ہاتھ ہلائین تمام دنیا عالم آب ہو دشمن حباب ہو جب رات زیادہ آئی بیان دربار مین جواہر پوش کے

اسوقت تخلیہ ہی صرف تین عیار اور چند سردار حاضر ہین ملکہ سوسن ملکہ ابستہ کل کرا مین کرسی پر جلوہ فرما ہوئین یہ تو روشن رائے ناظرین والا مقام ہی کہ ملکہ سوسن گلعذار ضیغم شیر شکار پر عاشق ہی دربار مین بیٹھی ہوئی تھی آپ لوگون کو معلوم ہوا قمار کس بھروسے پر خروج کرکے آیا ہی طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہی عیارون نے کہا حضرت لشکر زنگیان ہمراہ ہی یہ سنا ہی کہ طلسم مین جاکر قید ہوا تھا وہان سے رہائی پاکے آیا ہی ملکہ نے فرمایا ای شہریار آج ہمکو خبر ملی کہ تسخیر طلسم ہفت پیکر خجستہ کرم خوار جانی ہے اور اس بیچارے کو طرف طلسم نور افشان کے لیئے جاتی ہی حقیقت مین رازدار طلسم ہی کل جیسے اور اس سے مقابلہ ہوگا خدا مالک ہی ضیغم نے کہا ای شیر مشتبہ جرات واہ یکہ تاز میدان جلالت قمار کے ساتھ ایک جنگل ہی بڑی نہ خجستہ کے سحر کی تو بلا ہی آپ کو بوقت جنگ وجدل بڑی مشکل پڑیگی ضیغم نے کہا انشاءاللہ اس بیچارے کو شل کر پاس کھنہ چیر کر پھینک دونگا اب تمھاری زبان سے ثابت ہوچکا اب کل لے لونگا ملکہ نے بہت بہت نصیحتین کین کہا حقیقت مین وہ جو ساحرہ قتل ہوئی یہ سحر مین اس سے زیادہ ہی محبت قمار مین جان دینے پر آمادہ ہی یہ کہکر ملکہ چند ساحر شریک صحبت رزمین کمین مین سحر تیار کرنے جاتی ہون جہانتک ہوسکے جنگ مین عرصہ کیجیئے گا ضیغم نے کہا سمجھا جائیگا ملکہ سوسن تو گئین ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے کو بہم پہنچایا جو کا دیکر بنانے مین سحر کے مصروف ہوئین مگر کتبر دل سے کہ رہی ہین کہ بت سویرے پہونچا چاہیئے ہی جوانان صف شکن فرزندان حمزہ تیغزن سب غم ناشنو ہین الیسا نہو کہ انکا شعبدہ چل جائے تو بڑی مشکل پڑیگی یہان لشکرون مین تیار یان ہین جسوقت گرشاہ باز بلند پرواز ماہ و تابان شاخ کہکشان سے اُڑکر آشیانہ مغرب مین داخل ہوا عقاب تیز اعظم میدان سبزہ زار چسپوخ زبرجدی مین برائے شکار پاگر پہونچا صدائے مرغ سحر بلند نقابدار جواہر پوش ببر پوش و گلگون پوش نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سلاح جنگی جسم انور پر آراستہ کرکے شاہنشاہ گیتی ستان لمعہ شد ومد لیئے شاہزادہ سہرہ بہی قند بخت یاقوت نگار پر سوار ہو سپاہ سالار شاہزادہ ضیغم شیر شکار مقدم لشکر شاہزادہ بدیع الزمان جوان بخت پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل اُدھر سے قمار فیلزور بوجا پاٹ کرکے اژدہاج کا مالا جپا ہوا خجستہ کرم خوار سے رخصت ہوا خجستہ نے کہا مین بالائے آسمان جاتی ہون تیری جنگ دیکھونگی تھوڑے ہی عرصے مین تو سب پر غالب آئیگا تیرے دست زبردست سے کوئی پناہ نہ پائیگا ہیکل سے ہوشیار رہنا یہ کہکر خجستہ بالائے آسمان گئی قمار گینڈے پر سوار ہوکر معبدکدہ سے میدان کارزار مین آیا بطور قاعدہ قدیم لشکر جانبین کے درست ہوئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرگیت کرنے لگے بنے

اشعار

رستم سے نہو وہ کام کرنا	گرگیتون نے جب کہا یہ کرنا	دل مردون کا ہے جنگ بھر کا	ایان نام ور وہ نام کرنا
	رستم ہے نہ اب سام باقی	مردون کا فقط ہے نام باقی	ای مردان نکو شنیدنا مانہ زمان

نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد نو کوشش نام و ننگ باید کرد ✦ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی بزرد کہان ہی بھن کون سا دلاور تھا علی کی کنکلے اپنے باپ دادا ✦ کا نام روشن کرے مردان عالم سب بھولی جاتے ہین بیرزال دنیا کو بھی پہچانتے ہین دارا کیقباد منوچہر جمشید جم پہلوانون مین رستم سہراب حاتم زمان یہ سب کیا ہوئے بقول شاعر مصرع یہ سب تھے خاک کے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر یہ مضمون عبرت خیز حسرت انگیز ہین شیخ سعدی کیا خوب ارشاد فرماتے ہین بیت ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ✦ رفت و منزل بدیگر پرداخت ✦ اگر چشم حقیقت بین وا ہو تو گلشن بے ثبات کا تماشا ہو اسطرح الفاظ عبرت خیز و حسرت انگیز گرگیتون نے پڑھے کہ مردان صف شکن جوانان تیغزن جھومنے لگے قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑین آج دل کھول کر لڑین مگر قمار آج بھرا ہوا صف لشکر زنگیان پر بمعہ تیار کھڑا رہا جب نقیب ہٹے قمار نے گینڈا صف سے نکالا آواز دی ای فرقہ خدا پرستان سنکو تمنائے مرگ ہو اور دولت جنگ نہ ملے مقابلے مین آئے زور بازو دکھائے نقابدار گلگون پوش نے مرکب بڑھا کر اپنے شاہ نقابدار جواہر پوش سے اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا ای بھائی

ہمکو گوارا نہیں ہو کہ تم مقابلۂ دشمن مین جاؤ ہم خود مقابلہ کرینگے گلگون پوش کہا ہے اے شہریار مقام ادب ہے ہم
حضور کو نہ جانے دینگے کہ بہر پوش گھوڑا اُڑا کے قریب آیا کہا آپ دونون صاحب تکلیف نہ فرمائین مین جا کر اُسکی
مشکین باندھے لاتا ہون گلگون پوش نے کہا مین نے قصد کیا سب نے دیکھا اب نہ جانے مین بدنامی ہے بہر پوش
مجبور ہوا گلگون پوش سامنے قہار کے آیا تلوار چلی بہر پوش نے بنگاہ غور دیکھا مرکب گلگون پوش کا زیادہ [illegible]
بہر پوش گھبرا گیا بادشاہ سے عرض کی خدا خیر کرے قہار زبردست معلوم ہوتا ہے بادشاہ بھی پریشان ہوئے قہار نے گلگون پوش پر
سے نیزہ چلنے لگا قہار نے بہت جلد نیزہ گلگون پوش کا نکال لیا باعث یہ ہے کہ خبیثہ کرم خوار آسمان سے سحر کر رہی ہے
ہاتھ پاؤن مین گلگون پوش کے رعشہ بشکل تلوار کھینچی قہار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا آخر کشتی ہوئی گلگون پوش اُٹھ
اُکھڑ کر رہا ہے دو پہر نہ کھینچنے پائی تھی گلگون پوش کو قہار نے اُٹھا لیا گلگون پوش صدمے سے بیہوش ہو گیا قہار نے
مشکین باندھ لین بہر پوش غصے مین جا پڑا قہار مغرور جیسے ہی واسطے تلوار کے قریب آیا بہر پوش نے مرکب
بٹھا لیا تلوار خالی گئی قہار جھونک مین جھکا بہر پوش نے نیزہ آنکھ مین گینڈے کے مار دیا گینڈے نے بے محل
جست کی قہار نے ہرچند اپنے کو سنبھالا قہار پشت گردن سے زمین پر گرا بہر پوش نے اوپر سے ہاتھ مارا قہار
نے چاہا بچون ہمکو مہلت نہ ملی تلوار مین بہر پوش نے ایسی لگائین کہ سر زخمی ہوا اتفاقاً تھوڑا گرا قہار اُٹھا تھا بہر پوش کو دیکھا
للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کہان جاتا ہے کئی تلوارین پشت پر بھی لگائین قہار دریائے خون مین نہایا ہوا بیقرار غل
مچاتا ہوا ارے یارو مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ تمام اہالیان فوج دوڑ پڑے ادھر سے جو بہر پوش
نے حکم دیا لشکر جا پڑا دونون لشکر آپس مین ملگئے تلوار چلنے لگی بہر پوش نے لاشون کے انبار لگا دیے جو
پہلوان زبردست سامنے آیا اُسکو جھکائی دیکر مار رکھا یہ کہا دیکھ تیری پشت پر کون ہے وہ پلٹا اُنھون نے ہاتھ
تلوار کا مارا دو پاسر اُسکا اُڑ گیا اسطرح سے بہر پوش نے صدہا پہلوان قتل کیے خبیثہ کرم خوار عقاب بنی ہوئی اک
نخل پر پتون کی آڑ مین چھپی بیٹھی تھی بہر پوش کی شمشیر زنی دیکھ کر گھبرا گئی بہر پوش نے لڑ بھڑ کر گلگون پوش کو
بھی چھڑا لیا تھا اب خبیثہ نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب سحر نے طلوع کیا یا تو سرداران نقابدار جرات کر رہے
تھے یا سبکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھوڑے دن ہٹ کر رہنے لگے بہر پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنی فراست سے پہلے ہی
سمجھ گیا تھا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہے ورنہ گلگون پوش آسانی نہ تھا کہ دو پہر مین زیر ہو جاتا تینون عیار بھی یعنی
نیرنگ عیار رفتار عیار ضیغم عیار سرو بھی قدشا پور تیز رو فرزند فیروزہ بن عمرو عیار جہران جم ان بخت
کانو خنجر بار فرزند شیرنگ بن عمرو لڑتے ہوئے قریب اپنے آقا کے آن پہونچے رنگ لشکر دگرگون دیکھ کر عرض کی
اے شہریار غضب ہوا یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ ملعون کسی بھروسے پر آیا ہے کسی ساحرہ کو ہمراہ لایا ہے اب
طبل امان بجوا کر پلٹ چلیے یہی بہتر ہے ضیغم کو یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہو گیا
ادھر قہار بسبب زخمی ہونے کے ہوا دار پر بیہوش تھا آہ آہ کر رہا تھا خار گلی اُسکو گھیرے ہوئے تھے گھبرا کے کہتا
ہے ارے یارو ملکہ عالم کہان ہین ایسے وقت مین سحر نہیں کرتی ہین مقابلے مین بہر پوش کے کام ہیکو جاتا جو ہم
کو تنگ آتھا تا طبل امان کی آواز سنتے ہی قہار کو غنیمت ہوا کہا یارو پلٹ چلو اب رات کو حرامزادی کے ٹکڑے
اُڑا دونگا ایسے وقت مین میری خبر نہ لی مین زخمی ہوا اب اُسنے آخر مین سحر کیا تو کیا نفع ہوا مجھ مین لڑنے کی طاقت
نہین یہ کہتا ہوا پلٹ آیا قضائے کار ملکہ سوسن گلعذار واسطے سحر تیار کرنے کے صحرا مین گئی تھین تیاری
سحر مین عرصہ ہوا اُسوقت آکر پہونچین کہ لشکر پلٹ آیا ہے صدہا لاشے میدان کارزار مین پڑے ہین قہار

زخمی جاتا ہی پاس ضیغم کے اُنکی حال پوچھا ضیغم نے سب کیفیت بیان کی کہا خدا نے بچا لیا ورنہ سب
گرفتار ہو جاتے بھائی مہران جوان تخت کو زیر کرکے لے گیا تھا شکر ہی کہ اُنکو بھی چھڑا لیا ملکہ سوسن
نے کہا ای شہریار کیا کہون صحرا مین دیر ہو گئی ورنہ آج اُس ملعونہ سے ایسا معرکہ پڑتا کہ یاد کرتی مگر خیر
جواہر پوش نے کہا کہ آج ضیغم صاحب نے بڑے کام کیے خوب لڑے آخر مین بھاگا بھاگا اپنے
ملازمون کو پکارنے لگا کہ یارو مجھے بچاؤ ورنہ یہ بیرپوش مجھے مار ڈالیگا ضیغم نے کہا اُسکی قضا
نہیں تھی کئی ہاتھ مارے مگر اُوچھے پڑے عیارون نے کہا زخمدوزی ہو رہی ہی ہم جاکر خبر لاتے مین کہ ہرکارے
آکر پہونچے عرض کی کہ خجستہ کرمخوار ایک ساحرہ ہی اُسپر قہار خفا ہو رہا ہی وہ ایک پہلوان کی
صورت بنی بیٹھی ہی قہار کہتا ہی مجھے زخمی کرا دیا خبر نہ لی وہ بھی عذر کر رہی ہی مگر اب جو مقابلہ پڑیگا ابتدا
سے سحر ہوگا عیارون نے کہا انشاء اللہ یہان نوبت ہی سحر کرنے کی نہ آئیگی مگر یہان قہار کی زخمدوزی
ہوئی سب نے کہا طبل جنگی بجوائیے قہار نے کہا مین ابھی دو چار روز لڑنے کے قابل نہین رہون
بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجواؤنگا خجستہ نے کہا تو کیون گھبراتا ہی اب تجکو ہاتھ بھی نہ ہلانا پڑیگا مین پہلے
ہی سحر کرونگی جو جوان ترے مقابلہ مین آئیگا اُسمین قوت نہ باقی رہیگی گھوڑے سے گر پڑیگا گرفتار
کر لینا ہیکل بھی مین ترے موجود ہی ہر چند خجستہ نے مرزنبا با قہار نے ایسی سر پر چوٹ کھائی تھی کہ
جو ملہ نہ بڑا مہوت نہیں زور اُسکا چچازاد بھائی ہی اُسنے کہا ہیکل مجھے دیجیے میرے نام پر طبل
جنگ بجوائیے قہار نے [illegible] نام ہیکل [illegible] کر اُسکو پہنا دی کہا بھائی صاحب مین
افسری سے باز آیا تمکو سپہ سالار بنایا ان مسلمانون سے لڑائی مین بڑی خرابی ہی بیرپوش
بلائے روزگار حیثیت و چالاک ہی ایک عجب ترکیب سے لڑا کہ مجھسے کچھ نہو سکا آخر زخمی ہوا
اب مجھ مین بسبب زخمی ہونے کے طاقت نہین مہوت نے کہا مین سب سمجھ لونگا اسی کے
نام پر طبل جنگی بجا عیارون نے یہ خبر شاہزادہ اُسد وسہی قند کو پہونچائی کہ حضور قہار ایسا نا چاق
ہوا کہ اپنے بھائی کے نام پر طبل جنگی بجوایا سب کہنے لگے قہار تو ہاتھ سے ضیغم کے زخمی ہوا وہ کیا میدان مین
آئیگا انکے والد نامدار نے کیسے کیسے کام کیے کمزوری مین زمین ہلا دیتے تھے یہ تو ماشاءاللہ صاحب سطوت
و شوکت یکہ تاز میدان جرات ہین ضیغم نے سر جھکا لیا کہا اقبال شہنشاہی ہی بزرگون نے آبرو
بڑھائی آخر ہمنے یہ لیاقت کہان سے پائی اگر خدا نے فضل کیا اور یہ طلسم فتح ہوا اور ہم آپ سب
بخیر و خوبی تہ بہ لشکر امیر باتوقیر پہنچین تو بزرگون سے امتحان ہوگا گلگون پوش [illegible] سوسن [illegible]
تشریف لائی مین فرمایا کہ مین کل سویرے ہی سے کام مین مصروف رہونگی ورنہ وہ ملعونہ بڑے فساد برپا کریگی
میدان مین تھمنا دشوار ہوگا کل خدا آبرو رکھلے ان شاہزادگان والاقدر کی جان بچانے کی کوشش
ہی دربار مین یہی ذکر تھا کہ پردۂ شب حائل ہوا لیلئ شب نے چادر ظلماتی چہرۂ نورانی پر کھینچی مجنون روز
داخل دشت نجد مغرب ہوا دونون لشکر دل مین شب بھر تیاری رہی ادھر ملکہ سوسن مصروف سحر خوانی
اودھر خجستہ کرمخوار کو بھی رات بھر چین نہ پڑا قہار کراہا کیا یہی کہتا تھا ملکہ بیرپوش نے ایسا صدمۂ عظیم
دیا دل بیقرار ہی جب ستارۂ سحری چمکا خجستہ بالائے آسمان پہونچی ایک نخل کی آڑ مین چھپکر بیٹھی ملکہ سوسن
ایک نخل سرو پر بشکل فاختہ طوق محبت گلے مین معروف بعد اسکے کو لشکر قہار آکر جیا قہار قلب لشکر مین

شہر امبہوت ہیکل گلے مین پہنے ہوے آگے بڑھا آج عہدۂ سپہ سالاری پایا ہی بہت بلبلایا ہی جیسے ہی
نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے مبہوت فیل زور نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی گلگون تیش
نے قصد کیا تھا کہ بہر یوش نے روک لیا کہا آج میدان مین ہم جائینگے آخر دونون غیر آپسمین تکرار
کرتے ہوے سامنے تاجدار کے آئے وہ خود صاحب جرأت و شوکت ہین فرمانے لگے آج آپ
دونون صاحب تامل فرمایئے ہم خود میدان مین جائینگے دونون ہاتھ باندھنے لگے کہا ای شہریار ہم آپکو
میدان مین نہ جانے دینگے اگر خدانخواستہ سرکار کو کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم لشکر مین منھ دکھانے کے
قابل نہ رہینگے عرصہ جو ہوا مبہوت فیل زور نے آواز دی آج کوئی میدان مین نہ آئیگا مین دہین
آؤن آکر سمجھاؤن مین قتل قہار کے نہین ہون بہر یوش نے دامن جھٹکایا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا
سب نے کہ نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران صف شکن
و شاپور شیر دل عیار کے آکر پہونچے شاپور نے کہا حضور قہار بہر مقابلہ آیا تھا مگر لقا بدار بہر یوش
نے ایسا ٹھونکا ہی کہ قہار خود میدان مین نہین نکلا اور پہلوان للکار رہا ہی ایک میدانداری ہو چکی ہی
یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے گھوڑا بڑھا کر آواز دی کہ ای بہادران تم لوگ تکلیف نہ کرو
مین سمجھ لونگا یہ کہتے ہوے سامنے مبہوت فیل زور کے پہونچے تگادرزن ہوے تگادو مین گھوڑا
ایرج نوجوان کا زیادہ ہٹا شاپور شیر دل حیران کہ یہ کیا اسرار ہی اگرچہ بن اشقر ایسا مرکب ایرج
نوجوان ایسا شہسوار پھر اسمین کچھ بھید ضرور ہی چلنے لگا شاپور شیر دل ٹہلتا ہوا قریب عیارون کے آیا
وہ عیار ساتھ شاپور کے جو بیٹھے تھے کہا ای فرزند دربان خواجہ عمرو آپکی عیاریون کا ملکون ملکون
مین شہرہ ہی شاپور نے کہا یار دیکھو دشمن کی بھی خبر ہی یہ پہلوان تگادو مین ہمارے آقا پر غالب آیا
بڑے تعجب کا مقام ہی صاحبقران گیتی ستان نے ہمارا آقا فنون سپہگری مین برابر یا زیادہ کر دیا
مارا کہ عالم عالم آگاہ ہی اشقر دیو زادہ کے دو دانت ٹوٹے عیار ضیغم نے کہا یہ ہیکل جو گلے مین پہنے ہی
یہ ساحرہ کی بنائی ہی اس طور سے ثابت ہوا کہ کل یہ گلے مین قہار کے تھی یہ سنکر شاپور شیر دل قریب
ایرج نوجوان کے آیا خبیثہ کرم خوار تو اسی غرور مین ہی کہ گلے مین ہیکل ہی اب شب فنون مین غالب
ہو گا شاپور شیر دل نے دیکھا ایرج نوجوان الجھ الجھ کر نیزہ بازی کر رہے ہین ہر مرتبہ مبہوت
بچا جاتا ہی کہ نیزہ نکال دون ایرج نوجوان جان دیتے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہی شاپور شیر دل
نے زبان عربی مین ایرج نوجوان کو سمجھایا ایرج نے فوراً ہیکل کو نیزہ سے اُڑایا ہیکل آسمان
پر چمک کر زمین پر گری شاپور شیر دل نے اُٹھالی پس بتعجیل نیزہ اُسکا کاٹکر حوالی کیا اُسنے غصہ مین ہاتھ
تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ دے کر اُٹھالیا
دست زبردست پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا چوزنگ ہوائی کیا پھر ایرج نوجوان نے نعرہ اپنا
او قہار بھگوڑے دیکھ مردان عالم یون نامردون کو مٹاتے ہین خبیثہ کرم خوار نے پلٹ کے دیکھا
مبہوت فیل زور تو مارا گیا قہار و ایرج نوجوان سے نیزہ چل رہا ہی گھبرا گئی کہ کیا غضب ہوا مگر
قہار لڑتا جاتا ہی اور ہر مرتبہ طرف ہیکل کے دیکھتا ہی کبھی پکار کے کہتا ہی کہ رات کی بات نہ بھولنا
اب تو خبیثہ کرم خوار نے سنبھل کے ایک دانہ ماش کا مارا ایرج نوجوان کا ہاتھ کانپا نیزہ ہاتھ

سے نکل گیا قہار نے بڑا ناز کیا ایرج نوجوان نے غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا مگر تاثیر سحر سے ہاتھ مین رعشہ آگیا
اُسنے آدھبر سپر کی لگا دی ایرج نوجوان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اُسنے گرتے ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زنگی
دوڑ پڑے ایرج نوجوان کو جھٹ پٹ مسلسل و مطوق کر لیا شہزادہ کہ مہران بخت یعنے گلگون پوش
کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا بڑھا کر قہار پر جا پڑے جاتے ہی نیزہ مارا مگر ملکہ سوسن گلعذار بشکل سرو بشکل
قمری بیٹھی تھین کنیزین جابجا بشکل طائران و عندلیبان خوش نوا بیٹھی ہوئی ہین خبیثہ کرم خوار کی بھی کنیزین
باز و لیطو تر قرے بنی ہوئی اشجرون مین شناوری کر رہی ہین ایرج نوجوان کے زیر ہونے پر جو خوشیان ہوتی ہین
اور نوبت و نقارے بجے اب جو دیکھا حقیقت مین جو جوان برائے مدد لقا بیاران آیا تھا اُسکو زنگیان
پیٹتے رہے ہین اور گلگون پوش اور قہار سے نیزہ چل رہا ہے اور گلگون پوش پریشان پریشان
قہار جانب دیکھتا ہے بسبب سحر خبیثہ کرم خوار کے طاقت کم ہوئی جاتی ہے ملکہ گیسو الگین دل مین
کہتی ہین مین نے بڑا غضب کیا جو جوان برائے مدد آیا تھا گرفتار ہو گیا اب گلگون پوش الجھ
الجھ کے لڑ رہا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی زیر ہو جاوے بس ملکہ نے اپنے جوڑے سے ایک ترنج سبز نکالا
اور طرف میدان کار زار کے پھینکا وہ ترنج پھٹا خبیثہ کرم خوار نے جو دیکھا کہ کسی نے ترنج
سحر پھینکا اُسنے اُسکے جواب مین ایک بیضہ فولاد ان قبیل پھینکا ترنج و بیضہ دونون لڑ کر میدان
مین گرے مگر سحر ملکہ سوسن گلعذار نے یہ تاثیر دکھائی کہ ہاتھ پاؤن مین قہار کے رعشہ آیا گلگون پوش
نے بتعجیل نیزہ اُسکا نکال لیا اور کلائی پر جو ہاتھ پڑ گیا ایک طمانچہ مارا قہار کو چرخ آیا بے اختیار زنگیون
کی جانب بھاگا کہا یارو تم دیکھتے ہو اس گلگون پوش نے طمانچہ مارا اسنے میدان خالی کیا اسکو مارو فوج دوڑ
پڑی اودھر خبیثہ غصے مین کانپ رہا تھا سرداران ایرج آمادہ کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ادھر تو
تلوار چلنے لگی اودھر خبیثہ کرم خوار و ملکہ سوسن گلعذار سے سحر چلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا خبیثہ
سحر کرتی ہے چونکہ مالک مرحلہ طلسم نور افشان ہے اسکے سحر سے ملکہ سوسن گھبرا جاتی ہے ہر چند سرداران
ایرج نوجوان کوشش کر رہے ہین کہ اپنے آقا کو چھوڑا لین زنگیون نے ایرج نوجوان کو مسلسل کر کے
ایک خیمہ مین پہونچا دیا دو ہزار زنگی گرد خیمہ کے کھڑے ہین اب یہ واضح ہو کہ جب سحر خبیثہ نے ترقی کی
لشکر قہار غالب آنے لگا قریب تھا کہ سرداران ایرج نوجوان زنگیون کو پامال کر رہے ہین کبھی غالب
کبھی مغلوب فلک کج رفتار اپنی کجروی پر مغرور خبیثہ کرم خوار بھی ظاہر ہوئی اور سوسن بھی صورت اصلی
پر ہے سب دیکھ رہے ہین کہ ایک نازنین مہ جبین سحر کر رہی ہے کبھی بلند ہو جاتی ہے کبھی نیچے آتی ہے نور چہرہ ملکہ
سوسن گلعذار سے وہ خارستان و شتن خبیثہ کرم خوار کے چہرہ کی تاریکی سے مثل پردہ ظلمات کنیزین بھی جابجا
کی مر مر کے گر رہی ہین ایک مقام پر ملکہ سوسن نے تیغہ سحر نیام انتقام سے کھینچکر خبیثہ پر ہاتھ مارا اُسنے چادر سیاہ بنائی
سپر سر پر کھینچی تیغے نے چادر کو نہ کاٹا مگر اُسی چادر نے خبیثہ کا پردہ رکھا جواب مین خبیثہ نے تیغہ مارا ملکہ سوسن کے پڑا
تیغ نے سوسن سے زبان درازی کی سر چھٹا زخم آیا ملکہ پیچھے ہٹی اب خبیثہ نے سایہ مین تلوار کے سوسن کو لیا چاہا تیغہ مارنے
سر آ جاتے ملکہ پیچھے ہٹی جاتی ہین قضائے کار ایک ساحر کہ سیاح جادو نام ہے بہانسے قریب ایک مقام پر دیکھتا ہے
آسمان پر اڑا جاتا تھا دہل نے سنانے کی آواز کان مین آئی اُسنے جھککر دیکھا جنگل مین عجب تلاطم ہے سپاہیون مین تلوار چل رہی ہے دم
سے تمام صحرا ملو نئے طور کے جادو کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی برسایا اپنے حریف کو ٹھنڈا کیا شعلے بھڑک رہے ہین

نگاہ سیاح جادو کی جمال بے مثال ملکہ سوسن پر پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین ہے وہ آنکھیں لوٹا سا قد سر سے خون بہ رہا ہے دیکھا
جواہر میں غوطہ مارے وہ غنچہ دہن مجبور رونا جاتا ہے جیسے کشتی جاتی ہو ایک غضب یہ فلک کی نانی مکر و شعبدہ میں لاثانی جا رہی تھی ہزار ہاتھ
مارون سر اڑ جائے بس سیاح بیقرار ہو گیا سحر کرکے ایک نخل کے سایہ میں آیا ایک گولا فولادی جھولی سے نکالا اسپر افسون سحر پڑھا
یا سامری جمشید کہکر خبیثہ پر مارا اُس گولے سے ایک برق تڑپی سر خبیثہ کے گرد چرخ کھا کے خبیثہ منہ کے بھل گری تا ہتر سے آگ
گولا یہ دل گردہ تھا سنبھلے بیہوش ہو گئی ملکہ سوسن نے جو حریف کو بیہوش پایا چاہا بھیجتے سر کاٹ لون سیاح نے اسپر بھی سحر کیا سوسن
اپنی جان بچا رازی سے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی سیاح نے جھپٹ کے خنجر کمر میں ہوس کے دیا ایک نعرہ بلند ہوا ایک تیغ ہوا اور سحر سیاح سے ملکہ
کی آنکھیں بند دل دردمند کنیزان خبیثہ لے چو دیکھا کہ جاری بی بی بیہوش پڑی ہے اور وہ نازنین غائب ہو گئی دوڑ کر اپنے مالک کو گود میں
اٹھا لیا ہوا اور پر ڈال لیا طرف صحرا کے لے بھاگیں کنیزان سوسن بھی حیران و پریشان افتان و خیزان متردد مدہوش ایک صحرا میں بھاگ گئیں لیٹے دلہن
یہ بیچ میں شاہزادہ ملکہ سحر کرکے الگ ہو گئیں جس مقام پر سحر تیار کر رہی تھیں وہیں آ نکلی ہمکو بچا لیگی یہ سب کنیزیں ابھی صحرا میں جا کر ٹھہریں قمار جب پلٹ کر آیا
اپنی بارگاہ میں پہنچا زخم کھائے ہوئے ہر دیوان زخم سے صدا الامان الامان بلند بسبب زخم کاری کے دردمند خبیثہ سامنے آئی پوچھا
بیہوش و مدہوش ہے جب کئی چھینٹے پانی کے دیے خبیثہ نے آنکھ کھولی مگر کانپ رہی ہے قمار نے پوچھا کون صاحب مزاج کیسا ہے خبیثہ
نے جواب دیا عجب معرکہ گذرا میں نے اُس گیسو بریدہ کو پکڑ لیا ہوتا میرا سحر اسپر غالب تھا دل تردد منزل اُسکے قتل کا طالب تھا گھبرا چلی
تھی لیکن نہیں معلوم کیا ہوا کہ میں بیہوش ہو گئی ابتک مزاج درست نہیں کمال سحر میں ایک درست نہیں دلیر غبار الم طلب پر ہجوم غم
اس وقت تک دل گھبرا رہا ہے یہ تو گرتے گرتے دیکھا کہ اسکو کوئی اٹھا لیگیا میں نے اپنے کو ہر چند سنبھالا کہ یہ لکی مگر اب یہ رنج
تیرے قبضہ میں آگیا ہے یہ باقی لوگ بھی تیرے ہاتھ سے زیر ہو جائینگے تیرے دست زبردست سے امان پائینگے سہوت
اپنی حماقت سے مارا گیا اُس جا ایک وجیہت نے ہیکل اُسکے گلے سے نکال دی تھی زور اصلی میں مارا گیا یہ سنکر قمار نے
طبل جنگی بجوا دیا ہمان جب نقابدار پلٹ کر آئے لشکر ایرج نوجوان کہ یہ سردار تھا ہمراہ نقابدار حملہ سر دلیر انہیں
کی بارگاہ میں آکر بیٹھے بادلہ پوش نے فرمایا اے مہتر شاپور شیر دل ہمارے تینوں عیار بھی بلائے روزگار ہیں مگر
تم تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہو عمرو نے یہ چاہا تھا کہ چالاک سے تمہارا مرتبہ بڑھا دیں تمنے ایسے ہی کار ہائے نمایاں کیے
کہ تمام عالم میں مشہور ہیں آج نیا سانحہ گذرا کہ ملکہ عالم یعنے ملکہ سوسن کہ ہماری سپہ سالار ہیں بر مابل ہیں ہمیشہ
ہماری بھی تاکید تھی کہ کوئی ہمارے حال سے آگاہ نہو مگر کیونکہ نام بھی سنا کہ خبیثہ نام ساحرہ بے عدیل ہے قمار کی کفیل
ہے اُسنے ظاہر میں سحر کیے ملکہ نے گلگون پوش کو اُسکے مکر سے بچا لیا ایرج جو زیر ہو گئے حقیقت میں غفلت ہوئی آخر میں
اُنہے دیکھا کہ جنگ مغلوبہ مظفور ہوئی نہیں معلوم کیا سانحہ گذرا کہ ملکہ غائب ہو گئیں خبیثہ بیہوش ہو گئی فوج بھی قمار کی
روپوش ہو گئی ابھی خبر ملی ہے کہ خبیثہ ملعونہ بصورت مبدل دربار میں موجود رہتی ہے آپ وہ کام کریں کہ اس ساحرہ کا انتظام
ہو اس عیاری میں بھی آپکا نام ہو یہ کیونکر بیہوش ہوئی اور ملکہ کیونکر غائب ہو گئیں شاپور نے کہا انشاء اللہ میں دونوں امر کو دریافت کرونگا
یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ آفتاب دولت روشن ہے از فیض شہنشاہی سے خارستان بیابان رشک گلشن ہو
قمار نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ہے بھی تمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خبیثہ ملعونہ بیہوش ہو کر آئی تھی اسکو بمشکل ہوشیار کیا گویا فتنہ
خوابیدہ کو بیدار کیا وہ بھی حیران تھی کہ مجھکو کسنے بیہوش کیا اب اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے جو سردار مقابلہ میں قمار کے جائیگا
سحر کرکے گرفتار کر لیگی اپنی شعبدہ بازی دکھائیگی یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے مگر محل انتشار
ہے شاپور نے عرض کی کہ غلام جا کر فکر کرتا ہے یہ تو بتا دیجیے کہ ملکہ عالم کے اترنے کا کہاں مقام تھا تینوں عیار رونے لگا بتایا کہ دو کوس
پر صحرا سبزہ زار ہے اُس مقام پر پردوش رہتی تھیں شاپور نے تینوں عیاروں کو ساتھ لیا کچھ باتیں سمجھا کر صحرا میں لایا عیار دو کو الگ بٹھایا آپ ایک

کنیز کی شکل بنکر مجمع کنیزان میں آیا دیکھا وہ سب منتشر و پریشان ہیں فکر کر رہی ہیں کہ ہماری ملکہ کو کون لیگیا سبکو داغ دے گیا
شاپور عرصہ تک وہان ٹھہرا جس چیز کا خواہان تھا وہ نہ حاصل ہوئی تسکین دل نہوئی آخر پلٹ آیا اُن تینوں عیارون نے
پوچھا کہیں حضرت صاحب کیا آپنے دریافت کیا شاپور نے کہا جس بات کا مین خواہان تھا وہ نشان ملا اول تدبیر خجستہ واجب اللازم
ہے اب چلکے تدبیر کرتے ہیں تم تینوں بصورت ممنوعین تبدیل کرو شاپور نے بھی اپنی صورت ایک جوان آتش پرست کی بنائی ایسے ہنر ین
اسی قطع کی درست کرکے طرف لشکر قہار کے چلا یہان قہار کا دماغ ترے ترا ہے چل رہی ہے پہلو میں خجستہ کے مبہوت مجلس
نشین نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے کہ شاپور ایک خبر خجستہ بشکل امرد کی شکل بنکر دربار میں پہونچی ہوئی باتیں کر رہی ہے جو عیار نے
عرض کی آج در دولت پر تماشا کرنیوالے حاضر ہیں انکا قول ہے کہ مثل ہمارے آجتک اس حوالی میں کوئی نہیں آیا نام سرکار کا
سنکر آئے ہیں قہار خوش ہوگیا کہا بلاؤ خجستہ نے بھی کہا ہاں صاحب یہ لوگ کمال کھاتے ہیں لاکھون روپیہ پاتے ہیں چوبدار گیا
تماشے والون کو اندر لایا قہار نے دیکھا کہ ایک جوان بوضع آتش پرست ادیرکل رگذارا اسکے اسباب لادے ہوئے دربار میں
آئے تماشے کرنا شروع کیے بڑے بڑے عجائب غرائب تماشے دکھلاتے کہا حضور درخت انبہ کا بنا حکم آیکنی یا دہ بہتری یہ ہے کہ تمام
بھائی سند درخت بناتے میں پھل کھلا نہیں سکتے ہمارے تماشے میں پھل ملیگا کہ غنچہ آرزو کھلیگا ابھی پھل پیدا ہوں سب صاحب
نوش کریں قہار نے کہا اکثر تماشا کرنے والے آئے مگر پھل کسی نے نہیں کھلائے اُس جوان نے عرض کی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا
ہے ابھی ملاحظہ ہو یہ کہکے ایک درخت لگایا پانی اسمیں ڈالنا شروع کیا یکایک جھونکے ہوا کے چلنے لگے غبار زرد اُڑا سب نے
دیکھا کہ سرخ سرخ انبہ لٹک رہے ہیں بہت تعریف کی تماشے والے نے سلام کیا کہا حضور غلام کو بھی پھل ملے یا لیان
صحبت کو کھلاؤ نگا خجستہ کہ بصورت طفل امرد تھی ہاتھ بڑھا کر پھل لیا اُسکے پھل سے آگاہ نہ تھی جوان نے کہا حضور سب
بیٹھ کر کھائیں ایالیان صحبت نے انبہ دل بھر بھر کے کھائے اب تو تماشے والے نے باغ لگا دیا لوگ کہ رہے ہیں
کہ اسنے بڑا کمال کیا اتنے عرصے میں پھل بار آئے سبنے کھائے صحبت میں تو کوئی باقی نہ رہا جیسے ہی قہار نے کہا اے خجستہ
سے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان اس وقت ہمکنیہ میں چلو خوب رامش گری کرینگا خجستہ نے کہا اے دیوانے تجھسے زیادہ کون سیاہ
تو تیری بے غیرتی نے مجھکو مجبور کیا دیکھ اور ملک کے لوگ بھی موجود ہیں تو نے بیحیائی پر کمر باندھی مسلمانون کو خبر ملی تیری تلاش کو
نکلینگے قہار نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہے تنہائی میں چلو جواب باصواب دون ہرچند خجستہ نے انکار کیا قہار نے نہ مانا ہاتھ
پکڑ کر کھینچا جیسے ہی اٹھکر دونون چلے اُس پھل کا جو کھایا تھا یہ اثر ظاہر ہوا کہ دھڑا دھڑ گرے پہلوان لینا لینا کہکر اٹھے تھے کہ
بیہوش ہوئے شاپور نے نعرہ کیا اور عیارون سے کہا تم نکلجاؤ میں اسکو قتل کرکے آتا ہون تینون نے کہا حضرت صاحب
قہار کا پہلے سر کاٹ لیجیے شاپور نے پشت دست کاٹ کر کہا خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا صاحبقران کا سب عیارون
کو حکم ہے کہ نا سردارون و پہلوانون کو بیہوشی میں قتل کرنا خلاف قانون ہے فقط ساحرہ کی تدبیر کرونگا تینون عیار
تو نکلگئے شاپور نے خجستہ کی زبان میں سوزن یا نشتارہ باندھ کے کنارے رکھا خیال میں آیا کہ قہار کو تھوڑی سی
سزا دیدون کہ یاد رہے پھر کسی مردان عالم کے ساتھ مکر نہ کرے لیکن قضائے کار خجستہ نے بھی اپنی کنیزون کے واسطے ایک باغ
ویران تجویز کر لیا تھا انمین سے بہتی کنیزین مرادیہ تھی کہ راز مخفی رہے وزیرزادی اُسکی کہ اُسکو متقرب قرار دیا تھا وہ اکثر تخلیہ
مین بھی شریک رہتی تھی طیوران جادو اُسکا نام ہے جب کنیزون کو باتیں اتارا دیکھا بحیرت کلام کر رہی ہے کہ صاحب میں نے
خود دیکھا کہ ایک جوان آسمان سے آیا ہماری ملکہ پر سحر کیا سوسن گلعذار کو اٹھا لیگیا نہیں معلوم کون تھا ملکہ عالم
بیہوش تھین میں کیفیت اصلی نکہنے پائی اب دربار میں جاتی ہون اُنسے پوچھون کہ آپ نے کسی صاحب کو مقرر کردیا
تھا سوسن آپکے قبضہ میں آگئین یہ سنکر طیوران اڑکر چلی اُسوقت پہونچی کہ شاپور شیر دل نشتارہ خجستہ کا باندھکر

ایک گوشہ میں رکھ چکا تھا اور قہار کی ڈاڑھی مونچھ مونڈ کر طناب کی رسی اُسکے پاؤن مین باندھ کر اُلٹا لٹکا دیا تھا اور ایک پرچہ لکھ
رہا تھا کہ اُسکے جیب پیرہن مین ٹانگ دیا تھا اب خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم طرار جادو باہر داؤن کو
آنسو جو جوتی ہزار برتے دیکھا سمجھی کسی عیار کا گذر ہوا دور ہی سے نعرہ کیا شاپور شد جو دیکھے آسمان سے ایک ساحرہ آئی
جھپٹ کر گرفتار جمشید کا پشت پر لاد ادراجہ چالاک کرکے نکل گیا طرف صحرا اُسکے بھاگا یہی خیال ہوا کہ ساحرہ مجھے نہ آئی ہو
ایک درہ کوہ کے پہونچا ایک پتھر کی آڑ مین شتیارہ رکھ دیا خیال ہوا کہ اگر اُسکو لیجاؤنگا تو سپاہ نقابدار بادلہ پوش تک پہونچا
یہ سوچکر طرف لشکر کے تھا کا یہان ظیوران دربار مین قہار کے پہونچی رنگ بارگاہ دگرگون پایا قہار کو دیکھا اُلٹا
لٹک رہا ہے ہوشیار کیا کہا ای شہریار کوئی عیار مسلمانون کا آیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتی آپکا بھی سر کاٹ لیتا مجھے خود
سے بھاگ گیا مگر بلکہ عالم کا نشان نہین معلوم ہوتا ہے گرفتار کرکے لیگیا مین تلاش مین جاتی ہون ظیوران تو قہار کو ہوشیار
کرکے چلی گئی قہار گھبراتا ہوا ہر ایک کو ہوشیار کرتا پھرتا ہے دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہے ایک اژدہام ہے کوئی روتا ہے کوئی
ہنستا ہے کوئی کسی پر آوازے کستا ہے سبکو خفا ہوا چونکہ ڈاڑھی مونچھ منڈ گئی تھین غیرت مین نقاب چہرہ پر ڈال لی صبح ہوچلی ہے ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا قہار باہر آیا گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اُدھر سے نقابدار مع سرداران ایرج نامدار میدان کارزار مین آئے
ہین اور انتظار فوج دشمن کر رہے ہین دل تینون عیار آکر پہونچے بیر بوش سے تعریف شاپور کی عیاری کی کر رہے ہین کہتے ہین
حضور فرزندان عمرو کی کیا بات ہے عیاری نہین بلکہ کرامات ہے بیر نوش نے جواب دیا ای عیاران نامی مہتر شاپور شہرۂ
نخروودمان خواجہ عمرو ہی یہ ذکر تھا کہ شاپور بھی آکر پہونچا کہا حضور مین نے اُس ساحرہ کو پکڑ لیا زیادہ مہلت نہ پائی
ایک کوہ کی درے مین چھپا آیا ہون اب باطمینان میدان کارزار مین چلیے سرداران ایرج نے جو یہ سنا میعاد خونخوار
رشک دراز گردن اپنے آقا کا عاشق ہے کہا ای نقابداران عالی مقدار آج غلام جاکر میدان مین قہار سے لڑیگا
مغلوب بھی کر دیگا لاشہ لے لشکر ان سے میدان بھر دیگا یا اپنے آقا کو چھوڑ الا پیگا دیکھا قہار بھی لرزان ترسان میدان
مین آکر پہونچا سلح شوری کرکے آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے میعاد خونخوار بعد نکلا اور نیزہ چلنے لگا میعاد نے نیزہ
قہار کا نکالا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا میعاد بچا جان دیکر لپٹ پڑا قہار سے کشتی ہونے لگی قہار مجبور ہو سلاح نکالا آنکھا کر
بر جانب دیکھتا ہوا اپنے مددگار کا جویان میعاد نے عاجز کر دیا دو پہر کی کشتی مین میعاد نے زیر کیا چاہا مشکین باندھ
اُسکے فوج والے دوڑ پڑے مغلوب ہو لئی سرداران ایرج خود خواہان تھے اُلٹے پھرتے پڑا دیر جا پڑے وہان قہار
گھیرا ہوا ایک مرکب پر سوار ہوا للکار کر آواز دی ارے اُس قیدی کا سر کاٹ لو ٹوڑا دو پر سب آگئے جمعدار اسکا کہتا
ہوا دوڑا اُس قیدی کو خیمہ سے باہر لاؤ پہلوان دوران نے قتل کا حکم دیا ہے ایرج ایک خیمے مین سلاسل میں بیٹھے
تھے اُس جمعدار نے سر زنجیر ایرج کو تھام کر کھینچا کہا او گنہگار تیرے قتل کا حکم ہے ایرج نہ اُٹھے جمعدار نے سونٹا
اُٹھایا چاہا انکو مارے ایرج کو غصہ آیا قید توڑ کر پھینک دی جمعدار کو ایک طمانچہ مارا جمعدار کا سر اُڑ گیا
اُسی کی تلوار لے کر نعرہ کرکے لڑنے لگے سرداران ایرج نے یہ دور سے دیکھا ہمارا آقا چھوٹ گیا سب
لڑتے بھڑتے جا پڑے بیر دوش بھی نعرہ کرکے جا پہونچا سب سے زیادہ گلگون پوش کو تردد ہوا بادلہ پوش
بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لڑتا بھڑتا قریب قہار پہونچا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا آیا بادلہ پوش نے سپر کو چہرے
کی بنا و کیا صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا اُچھل دے سے ہاتھ نکال کر قہار پر مارا آسر قہار کا زخمی ہوا
زخمی ہوتے ہی بدحواس ہوگیا ساتھ والون کو آواز دی یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ ساتھ والے
دوڑ پڑے قہار نے کہا یارو اب مجھ مین لڑنے کی طاقت نہین ہے افرون نے گود مین اُٹھا لیا ہوا دار پر ڈالکے لے بھاگے ایرج نے

لشکر مین تھلکہ ڈال دیا تینون نقابدار بھی خوب لڑے قہار کا لوٹ لیا خیمے جلا دیے گلگون پوش نے آج ایرج کے سامنے خوب
تلوار زخم کھائے مگر افسران فوج کو تاک تاک کے مارا اگر ایرج نے کمیدان کو مارا تو گلگون پوش نے رسالدار کو قتل کیا
نوجوان کو شکست دی قہار شکست خوردہ طرف صحرا کے بھاگا اب ایرج اور نقابدار جنگ کر کے اپنی بارگاہ مین آگے
تھے لشکر بھی ملے ہوے فروکش ہین ایرج نوجوان کو یہ بڑا خیال ہے کہ نقابدارون کا حال کھلے پردہ دوئی درمیان
سے اٹھے مین انکو طلسم پر جانے دون طرف لشکر کے روانہ کرون بادشاہ عالیجاہ و اسد تاجدار دونو بالاتر بہت خوش
ہونگے بہر پوش کے طرف متوجہ ہوے فرمایا ای شیر بیشۂ جرات ای دلبند اسد اب تمسے پردہ کیا تردد ہے یہ کیا طریقہ لشکر کشی
ہے یہ بھی خبر پائی انکو کوئی ساحرہ بھی ساتھ ہے یہ مضمون تو صاف صاف ہے بزرگون کے قانون سے بالکل خلاف ہے تم طرف طلسم
نور افشان کے جاتے ہین تم لشکر ظفر اثر صاحبقران مین جاؤ شہر غروبیہ باختر سب موجود مین تمھاری زبان سے
یہ حالات سنکر جد عالی تبار کو بھی کوشش ہوگی خود اس طلسم پر آئنگے یا خواجہ سلامت کو بھیجینگے دونون صورتین حل مشکل
کی ظاہر ہوگی تم ابھی تینون صاحب کم سن ہو نشیب و فراز عالم نہین دیکھا کسی بلا مین پھنس جاؤ گے عالم عالم دنیا دنیا تمھارے
بزرگون کے نام کے دشمن ہین بہر پوش نے کہا آپنے پھر وہی جھگڑا پیش کیا نہین معلوم آپ کیا سمجھے ہین اور درمیان کیا ہو
ہے ہمین کیا ضرورت ہے کہ ہم لشکر صاحبقران مین جائین مذہب البتہ ہمارا آپکا ایک ہے جب خدا ایسی قابل کریگا
ہم بھی خوب جانتے ہین کہ وہ لشکر مرجع عالم ہے ضرور انسے مقابلہ پڑیگا ایرج ہنستے جاتے ہین صبا کر کہے فرماتے ہین
اب ہمکو دھوکا نہ دو اس پردہ پوشی مین خرابی ہے ہمارے دلکو بیتابی ہے نقاب چہرہ سے اٹھاؤ اسوقت شاہزادہ ضیغم و
سرو سہی قد مہران جوان بخت اپنے عیارون سے اشارے کر رہے ہین یارو کچھ تدبیر کرو اس ظالم کو ہمارے
سامنے سے ہٹاؤ ہمین اپنا ظاہر کرنا منظور نہین ہے یہ شیر دامن گیر ہے ہمارے حال ظاہر ہونے کی تدبیر ہے شاپور شیر دل
عقب ایرج نوجوان مسخرہ پن کر رہا ہے کبھی چھیڑتے کہتا ہے نقاب اٹھا لیجیے دربار مین تو یہ ذکر ہے مگر طیوران ڈھونڈھتی ہوئی
سب طرف پھر رہی ہے جہان شاپور نے درہ کوہ مین پشتارہ رکھا تھا جو نکلا ہوا کا جھلا سنگ گر گیا دوسرے طیوران
نے دیکھا ملکہ خبیثہ زبان مین سوزن کشندون سے مشکین بندھی ہوئی بحال خراب ایک مقام پر پڑی ہوئی ہین قریب
آتے ہی زبان سے سوزن نکالا مشکین کھولین ہوشیار کیا خبیثہ گھبرائی ہوئی اٹھی منھ سے نکلا میان کیا خوب تماشا کیا
انکو انعام معقول دو طیوران نے کہا بی بی کون آپکو پابند ہلکر ڈال گیا خبیثہ نے کہا مجھکو خبر نہین دربار مین آ کے بیٹھی
تھی ایک تماشا کرنیوالا آیا اسنے سکو آئینہ کھلائے پھر مجھکو خبر نہین معلوم ہے معشوق پر کیا گذری یہ کہکر رونے
لگی طیوران کو ساتھ لیکر چلی اول باغ ویران مین آئی اپنی کنیزون سے ملی انکی زبانی بھی کچھ حال قہار [?] ہوا وہان
سے نکل کر چلی ایک صحراے وحشت ناک مین دیکھا ایک ٹوٹی سی بارگاہ استادہ ہے لشکر قہار خستہ شکستہ زخم دار بیقرار حیران
و پریشان پڑے ہین مطبخ سرد چہرون پر گرد خبیثہ سامنے قہار کے آئی قہار خبیثہ کو دیکھتے ہی رونے لگا کہا ای
معین و مددگار تیری وجہ سے میری آبرو ہے تو میری زینت پہلو ہے نقابدارون نے مجھے بہت ذلیل کیا مین نے
شکست فاش کھائی قیدی بھی چھوٹ گیا مین شکست کھا کر یہان آیا تمکو عیار لے بھاگا تھا کیونکر جان بچی۔
خبیثہ نے کہا ای قہار دیکھیے تیرے ساتھ کیونکر جان بچی ہے مین نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ عذاب لیا
پچھتاتی ہون کہ کیون تیرا ساتھ دیا قہار نے کہا ای جان جہان اگر تم چلی جاؤگی تو مجھکو یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے
اب وطن مین منھ دکھانے کے لائق نہین رہا میری ہی حماقت سے باپ مارا گیا خبیثہ نے کہا لشکر تیار کر مین
بھی جا کر کل مسلمانون کو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار کراتی ہون یقین ہے کہ وہ عیار بھی اس لشکر مین ہو گا

ظالم نے روپ بھرا کس تمیرے سے درخت لگایا انبہ اسقدر کیونکر پیدا ہوے کوئی نہ سمجھ سکا ابھی بدلا لیتی ہون آگ لگا دونگی یہ کہکر
خود تو بلند ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی قہار نے لشکر تیار کیا فوج بھی آراستہ ہوئی قہار چلا یہان بارگاہ و نقابداران
مین یہی تردد ہی جو سحر پر کیا ہون کہ ایرج سے بیر پوش چاہتا ہی پردہ رہے کہ یکایک ہواے سرد چلی شاپور تو
نور ابارگاہ سے نکلکر بھاگا دل مین سمجھ گیا کہ خدا خیر کرے یا تو جنگل مین ہوا گرم چلتی تھی اب کیون ٹھنڈی چلی یکایک آسمان سے
ایک ساحرہ سحر کرتی ہوئی آئی ہی اور صحرا سے گرد بھی اڑی علم ہاے زنگاری نے پھریرے کھلے فتان لشکر ظاہر ہوا مگر قہار نے جو اپنے
مددگار کو دیکھا کہ آسمان سے سحر کررہی ہی اور نعرہ بھی کردیا کہ او قہار سبکو مار لے اپنی شکست کا بدلا لے یہ جو قہار نے سنا
خوش ہو گیا لشکر نقابداران و ایرج نوجوان پر جا پڑا جیسے ہی قہار کے نعرے کی صدا بلند ہوئی عیارون نے کہا
حضور غضب ہوا بیر پوش نے ایرج سے ہاتھ چھوڑا بابا ذلہ پوش تخت سے اٹھے لشکر مین قرنا ہوئی سپاہیون نے
جیسے ہی کمر باندھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ تلوار پر قبضہ نہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم تیر ترکشون سے سہم کر نکلے پڑتے مین
علمون نے بال کھول لیے نیزے اپنے اوپر طعن کرتے ہین تیغ ناکے کلیجے مین چھید نقارے کی آواز مین تھید رنگ لشکر دگرگون سپاہیون
کا کلیجہ خون لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو کی صدا ہی جو اٹھا منھ کے بھل گرا ایرج و تینون نقابدار بارگاہ سے پریشان
خاطر نکلے گھوڑون پر سوار ہوتے ہین بہادر اپنی بیکسی پر روتے ہین گھوڑے بد لگامیان کرنے لگے چاہتے ہین
سوارون کو پٹک دین زیر ران سے نکل جائین پیدل نے کل قدم نہین اٹھتا دل مٹھا جاتا ہی قلب ٹھہر آتا ہی جمشیدہ
نے آسمان سے ایسے ایسے تیر کیے زمین سے دھوان نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی شاخون پر بار غم تیغ
کف افسوس ملتے ہین عندلیبان خوش نوا کے کلیجے جلتے ہین نہرون کو جوش مصیبت ہر حباب چشم حیرت موجہ شمشیر لاشون
کے جا بجا ڈھیر ایرج نے دور سے دیکھا سردار میرے جا بجا کھڑے ہین ملازمان قہار گرفتار کررہے ہین کسی مین
طاقت نہین بیقرار ہو کر قہار پر جا پڑے مگر ایسا مرکب شائستہ قدم زمین پر نہین جماتا طرارے بھرتا ہی چاہتا
ہی راکب کو گرا دون ایرج قریب قہار کے پہونچے وہ سمجھا چالاک وحشت ارادہ درست لڑتا ہوا آتا ہی
خوب یقین کامل ہی کہ مددگار سیر پر موجود ہی ہر مرتبہ قہار کو مطمئن کرتی ہی سحر کرتی پھرتی ہی جو ارادہ کیا وہ پورا
ہوا کوئی سامنے روکنے والا نہین قہار نے ہاتھ ملا ایرج نے چاہا سپر کو اٹھاؤن تخت سیاہ کا سامنا ہی ہاتھ نے سستی کی
نہ کی بازون نے ثابت قدمی نہ کی سر ایرج کا زخمی ہوا قہار نے پھر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ایرج بیہوش ہو گیا
تلکون پوش بھی گھوڑے سے بیہوش ہو کے گرا بابا ذلہ پوش بھی بیہوش ہو گئے ہمراہیان قہار کو نامردی لے
جوش ہوئے ایک ایک جوان پر دس دس ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا افسر ہزار دو ہزار پیدل سوار سب گرفتار
ہو گئے عیار بھی پکڑے گئے قہار نے بارگاہون پر قبضہ کیا اب تو جمشیدہ بھی آسمان سے اتری کل اہل اسلام کچھ تو گرفتار
ہوئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے سب لشکر منتشر ہو گیا بیر پوش ایک گوشے مین بیہوش پڑا ہی قہار نے سبکو ایک خیمہ مین
قید کیا جمشیدہ بصورت اصلی ہیلے قہار مین آکر بیٹھی کہا کیون قہار اب کیا ارادہ ہی ان سبکو قتل کر جلد طرف طلسم کے نکل چل
مین تیری مراد پوری کرونگی شاہان نو کو گرفتار کرونگی تجکو انتظام طلسم کرنا پڑیگا قہار نے کہا اب تو رات ہو گئی کئی ہزار
آدمیون کا قتل کرنا میدان خونی کی تیاری ہوگی صبحکو سب قتل کیے جائینگے سنتے ہی کہا اب تامل نہ کرو رات ہی کو حکم
کیجیے ملکہ عالم نے جو حکم دیا اسمین فرق نہ آنے پایا ان قوبہ تدبیر تھی شاپور نے ایک نخل کی آڑ سے یہ سب ماجرا دیکھا
نہایت پریشان ہوا یہی سمجھا کہ جس ساحرہ کو مین نے گرفتار کیا تھا کسی نے رہا کردیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہی نگہبان جا بجا
نگہبانی کررہے ہین صحرا مین ایک طرف چلا اس خیال مین کہ کوئی تدبیر کرون دور سے ایک باغ دیکھا مگر دروازہ بند پشت پر

تھی اب تو وہ ساحر سنیر بر سر جفا کو سمجھا اشغال سحر میں مصروف ہوا وہ نازنین سر نگون تجاب سے پسینے پسینے تو رہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر خنجر پاسے گا کاٹ ڈالے مگر چونکہ زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن میں ماران سیاہ سحر کے لپٹے ہین جنبش و گفتار کیسی ہین اتنے میں اکثر کنیزون نے جو اپنے مالک کو سر نگون پایا بادو بیٹھ آ قریب آ کے عرض کیا اے شہریار فیض ساعت بخش بھی جو اس طرف گذر ہوا اس سنگدل پر مائل ہے جو ہمیشہ عیش میں بسر ہوتی تھی اس تین دن مین آپکا چہرہ زرد ہو گیا گل سے رخسار مائل بہ زردی گلشن گذرے جاتے ہین گو نا شیرے ہم سب ملکر اس سرکش کو سمجھا تے آئے ہین ہمین سمجھا یا سب کنیزون اسکو سمجھا نے لگیں مگر اس گلشن شوخ و شنگ غنچہ دہن نہ مانا گلشن شاپور سمجھی کہ بیہوش کیا آسی کی شکل نکلے آیا ایک شعر اور ایک مطلع مصنف صاحب کا ٹپکے مزے سے گایا **نظم**

بیتاب ہو کے عاشق شیدا نے آہ کی | گلشن سے لیک ہے مین مخمور دیوان
عظیم کو اٹھی ہم مری گرد راہ کی | وہ ساحر بیقرار ہو گیا کہا گلشن اسوقت تیری آتش رخسار نے سینے مین آگ

لگادی اے گلشن کیا کہون ایسا مطلع پڑھا تیر سا کلیجہ دل پر چل گیا اس کلام نے عشق میں سارا عیش خاک میں ملگیا گلشن فقلی نے عرض کی شراب منگوا اپنے ہمارے آپکے دور شراب ہو اس سرکش کا دل حل کر کباب ہو جو مین کہون وہ کیجیے ابھی راضی ہو جائیگی دیکھیے آپکو کن نگاہون سے دیکھتی ہے ظاہر مین اپنے کو بناتی ہے یہ تو ظاہر ہو کہ آپ ایسا مرد انکو کہان ملیگا مگر عقلمند ہے اور خود پسند ہے اشتیاق دلاتی ہے آپ کا دل بھاتی ہے ابھی خود قدمون پر گریگی اپنے کو ذرا روکیے ناظرین کو نام اس ساحر کا یاد ہو گا سیاح تکلم جاہیون گڑگڑا کر کہا اے گلشن جو چاہو کرو یہ مجھے راضی ہو جانے گلشن نے گلابیان شراب کی اپنے قبضے مین تھین سب مین بیہوشی ملائی پہلے جام سیاح کو دیا طرف نازنین کے منھ کر کے انکو بتا دکھا یا یعنی انکو شراب دی اس نازنین نے خود منھ پھیر لیا سب سیاح جام پی گیا اب گلشن نقلی نے سب باغ والیون کو جمع کیا کہا ارے مستانیو ادھر ادھر پھرتی ہو دیکھو تو مالک کس خیال مین ہے سب پیکے شراب ہو جاؤ تم ساؤ ناز و کرشمہ دکھاؤ کہ مالک سے راضی ہو جائے سب خوشی خوشی پینے لگیں چند عرصے مین سب بیہوش ہوے شاپور ساحرہ ملکہ سوسن گلعذار کے آیا اے جنوں غلام کو پہچانا مین ایرج نوجوان کا عیار ہون سب کو بیہوش کیا وہان لشکر مین تلاطم ہے خبیثہ کے سحر مین سب پھنسے تینون نقابدار بھی بند ہو گئے ظاہر ہین ادھر نکل آیا آپکو اس مصیبت مین پایا سوسن گلعذار نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا بھیا تمکو خدا سلامت رکھے صورت اصلی دکھاؤ زبان سے میری سوزن نکالو مین ابھی سحر اپنے اوپر کا دفع کرون ابھی چل کے قیامت برپا کرونگی ہائے بڑا غضب ہوا نقابدار بہروش آتش خو شعلہ مزاج کیسا گھبراتا ہو گا شاپور نے زبان سے ملکہ کے سوزن نکالا اب ہو ملکہ نے سحر کیا ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے ہوے تھے جل جل گئے کہ جھلائی ہوئی تھی اٹھا کے سیاح کو قتل کیا سحر کر کے سب کو جلا دیا شاپور بھی بصورت اصلی ہوا سوسن نے کہا تم چلو مین آتی شاپور تو بھاگا سوسن بشکل عقاب اڑتی ہوئی اس مقام پر پہونچی یہان قہار نے سب کو گرفتار کیا سب تڑپ رہے ہین خبیثہ نے سحر کر کے آفت برپا کردی مگر بہروش نے اپنے کو اب تک بچایا ہے کسی گوشہ میں چھپا زخمون مین چور چور ایک نخل کے سایہ مین جھوم رہا ہے تیر و کمان ہاتھ مین تیار باندھ جو ملازم قہار قریب آیا سپہ کمان کا کڑکا کا فر چلا کر جاتا کا اثر تیر آڑ رہا ہے صید کو تیر سے مارا ملازمان قہار کو تو دہ بنا دیا رات بھر اس کشاکش مین گذری خبیثہ قہار کو للکار رہی ہے ارے اس بہروش کو مار دے جب بہروش تیر مارتا ہے قہار کہتا ہے

گوشہ مین چھپا ہی ہزار در ہزار ملازمان جان نثار تھے وہ جان نثاری کر رہے ہین نقابدارون کو گھیرے تھے تو ملکہ نے یہ حال دیکھا کہ
خبیثہ گرم خوار یہ اعلان لڑ رہی ہو ملکہ نے اول سحر کیا جو شعلے بھڑک رہے تھے وہ بجھے ہوائے گرم و سرد کو مٹایا اسی سحر
سحر کا زنگ جمایا سرداران ایرج بھی ہوشیار ہوے گلگون پوش و ایرج کو جنھون نے گرفتار کیا تھا وہ چھوڑ چھوڑ کے بھاگے
کسی پر بجلی گری زمین مین غار رسید ہوے کچھ زمین غرق ہوے کچھ سر ٹکرا کے مرنے لگے ایرج نے چھوٹتے ہی قیامت برپا کی گھوڑے
ان سبھون کے کوتل پھر رہے تھے اسپر سوار ہوے خبیثہ نے جو یہ حال دیکھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ملازمان نثار ایران
و ہمراہیان ایرج تو بچے ہین ہمراہیان قہار جل رہے ہین گھبرا کے نعرہ کیا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے سحر کو مٹایا ملکہ سوسن
نے نعرہ کیا او ملعونہ ہم ملکہ سوسن خبیثہ نے سر اٹھایا برق چمک کر گری سر خبیثہ کا زخمی ہوا جیسے ہی یہ زخمی ہوئی ادھر
سرداران عالم نے زنگیون کو مار کے لاشون کے انبار کر دیے قہار اکیلا زخمہائے بیشمار سے صید خائف کے مانند اچکتا پھرتا تھا خبیثہ نے دیکھا
ایکبارہ زور سے چلیکا تڑپ کر گری قہار کو بغچہ مین چھپایا اور لے بھاگی اپنے باغ ویران مین پہونچی عقب مین کنیزین اسکے قریب آئی تھین
اپنے مالک کے واسطے پریشان تھین خبیثہ کو آتے دیکھا قہار کو بغچے مین دیکھا ہی سر سے خون بہ رہا ہی جسم پر کئی ٹکڑے ہوے ہین
سب ملک ملکہ کہکر دوڑین ہاتھون ہاتھ لیا کہا حضور یہ کس حال مین آئیو بائے بین خبیثہ رونے لگی کہا صاحبو یہ بڑا نصیب
ہی جو سامان مین بچ جایا وہ نہوا آج وہ مصیبت اٹھائی آٹھ پہر لڑی مطلب حاصل نہوا عین وقت پر سوسن آپڑی اس چھوکری
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوئی فوج زنگیان قتل ہوئی اب تم سب مدد کرو اسباب فتح طلسم نور افشان و سحر تیار کرو مین اسکو
وہان پہونچاؤن سلاح سحر اسے پہناؤن کوئی اسکو زخمی بھی نکر سکے سب نے کہا ہم جان و مال سے حاضر ہین خبیثہ نے
اسی باغ ویران مین ایک بڑا سا چوکا دیا اسباب سحر جمع کیا قہار کو سامنے بٹھایا زخمون مین ٹانکے دیے زرہ سحر بنا بنا
کے قہار کو پہنانے لگی چٹکی خاک کی ڈالی قہار دیکھتا ہی میرا زور بڑھتا جاتا ہی تمام جسم سخت ہو رہا ہی یہ تو ان تیاریون
مین مصروف ہی وہان ایرج و نقابداران عالی وقار و ملکہ سوسن لڑائی کو فتح کرکے اسی صحرا مین اترے شاپور شیردل
نے آکر سب کیفیت بیان کی ترتیب جشن ہوئی مگر ایرج کو ساحرہ کا مدد کرنا نہایت ناگوار ہوا سب خوش شان گرم
ہین مگر ایرج سرنگون شاپور پہلو مین فرما رہے ہین ای شاپور اپنا لشکر علیحدہ کرو ان نقابدارون کی تحقیق
سے ہاتھ اٹھاؤ اب طلسم پر چلو ہائے نہین معلوم ملکہ بران ز کو کب پر قید مین کیا گذرتی ہوگی شاپور نے بھی
عرض کی جو آپنے تجویز فرمایا وہی مناسب ہی ملکہ بھی صحبت مین موجود ہین تعینے عیاری کر کے انکو قید سے بچا
چھوڑایا اب حال بھی ظاہر ہو جائیگا مجھکو ان صاحبزادون کے حال پر افسوس آتا ہی کسی بلا مین جا کر پھنس جاینگے ایرج
نے سر جھکا لیا فرمایا بھی دونون طرح مشکل ہی فرزند بادشاہ دو دلبند نورالدہر چاہتے ہین ظاہر کرین فرزند اسعد
نہین مانتا اسوقت بھی عیارون سے یہی صلاح کر رہا ہی لڑائی سے مہلت ملی اب نکل چلو بیر پوش نے غصے مین جواب دیا
کہ ہم تنہا نکل جائینگے اپنے بزرگون سے امتحان ہو اسوقت مین ہمارا خود ایرج پر احسان ہو شاپور
ایرج سے کہتا ہی بسم اللہ نکل چلیے حقیقت مین ساحرہ کے ساتھ رہنے مین بدنامی ہی یہ تو ابھی تک وہان
ہین آپکی پریشانی کے سامان ہین کہ ملکہ سوسن گلعذار طرف ایرج نوجوان کے متوجہ ہوئین
کہا کیون ای نقد روح روان قاسم عالیشان ای رستم زمان اب کیا مرضی ہی خبیثہ قہار کو لیکر
بھاگ گئی اسکا نشان نہین اب بسم اللہ سب صاحب ہمراہ چلتے ہین طلسم پر چلکر سب کی رہبری
کرونگی لوح کی بھی تلاش ہو کسی مقام پر سحر مین ساحران طلسم سے کمی نکرونگی ایرج نوجوان نے کہا ای
شاہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی یہ صاحبزادے اپنا حال نہین ظاہر کرتے بادلہ پوش صاحب

ہمارے بھی بادشاہ ہیں گلگون پوش وہ بر پوش اپنے کو چھپاتے ہیں مفصل حال نہیں بتاتے ہیں نقاب چہرے سے
اٹھا نہیں منھ دکھائیں۔ یہ امور صلاح بیان کرین آئندہ جیسا مناسب ہو ملکہ سوسن نے کہا آپ سے کوئی بھید
چھپا ہوگا مگر ہمارا نسے کو بچ کیجئے وہ بنا طلسم پر سب حال بیان کردینگے مگر جو آپ سمجھے ہیں اُسکے سراسر برخلاف ہے
ایرج ہنسے کہا درست ہمکو خواجہ عمرو نے برسوں مشقت کرکے سرداری و عیاری تعلیم فرمائی ہی اشارے کو
سمجھتا ہوں سوسن نے کہا آپکا خیال محال ہی یہ تو آپسے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم طلسم پر جاکر سب حال بتادینگے
ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم خواہ حال کھلے یا نہ کھلے یہ ضرورت ہی کہ آپ ہمارے ساتھ
چھیون ساحر انکا ساتھ نہ دینا صاحبقران کے خلاف ہی سوسن تو ضیغم پر عاشق ہی یہ کلمہ سنکر گھبرا گئی کہا ای پہلوان
دوران واہ کرشن سب جہان میرے ہونے سے کچھ نہوگا میں ہدایت کرونگی شاہان طلسم کو گرفتار کرادونگی خیال کیجیے
میری وجہ سے جلد طلسم فتح ہوگا ایرج نے کہا ہم ایسی فتح سے باز آئے ہم اپنے پروردگار کی مدد چاہتے ہیں ہمارے
جد عالی تبار نے صدہا طلسم فتح کئے کبھی دیوزاد و جنات و پریزاد و ساحرہ کی مدد گوارہ نہیں کی خدا نے انکی
مدد کی سوسن تو گھبرا گئی یا تو یہ گوارہ تھا کہ انکا ساتھ نہ چھوٹے اب ضیغم سے اشارہ ہی کہ انکا ساتھ چھوڑے ہیں
اس تیرے کیونکر جدا ہونگی راتین تڑپ تڑپ کر کٹینگی ضیغم ایرج کو جواب سخت دیتے ہیں مگر بیان نے ذکر سحر العیون
و سحر الغرائب واجب و لازم ہوا دونون نمک حرام بد انجام تخت سلطنت طلسم نور افشان پر متمکن ہیں سارے طلسم پر
قبضہ برائے انتظام تمام سلطنت کرتے ہیں ایک نامہ انکو پہونچا یعنی شاہان دربند نے لکھا تھا کہ چند لوگ طلسم پر لوٹ
کیا ہی لوٹ چلے آتے ہیں ایک شاہزادہ نہایت جلیل القدر سلطنت زبردست آسکے ساتھ بھی اُسنے کئی دربند توڑے دربند بحرین پر
آیا سواج جادو نے سب کو قید کرلیا اور یہی خبرین ملی ہیں کہ لوگوں نے قصد طلسم کشائی کیا ہمارا لسان وقت
جانتے ہیں کہ حضور خود ایک دن سوار ہوکر گرد دشت و بیابان کی گشت کرین گا انہون نے بھی حکم سنا یا
ہوگا زمان انقلاب قریب آیا ہی غیر مذہب کی عملداریان ہونگی مذہب سامری پرستون پر زوال غیر مذہب کا جاہ
و جلال برائے خیر خواہی عرض کیا جو ہمارے بیان تحریر ہیں اُنکے بارے میں یہی حکم بحکم ملکہ قضا تشیم نزول اجلال
پائیے یہ نامہ پڑھکر دونون بھائی بہت گھبرائے اُسی وقت امیرون وزیرون کو جمع کیا کیفیت ظاہر کی سب نے
بھی ظاہر کیا کہ حضور سو کوس کے گرد میں گشت کرین حال کھل جائیگا سحر مین آپ سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہی
یہ سنکر ایک تخت بحر پر دونون خود مع سوار ہوے اول گذر انکا طرف اُس باغ کے ہوا کہ جہان شاہنشاہ
کوکب و ملکہ بران شمشیر زن قید ہیں دیکھا کہ باغ ویران اُسمین ملکہ بران اُنکی مادر مہربان ایک ٹوٹی سی بارہ دری
مین سر جھکائے بیٹھی ہیں چند کنیزین رو رہی ہین کہتی ہین کیون بی بی ان ظالمون کو خدا غارت کرے آٹھ پہر
مین ایک وقت دو روٹیان خشک ایک کوزۂ آب بمشکل ملتا ہی آپ کے والد نامدار کوکب عالی وقار
بیمار ہوگئے ہیں ہر وقت رو یا کرتے ہین آج نگہبانون سے فرماتے ہیں کہ ان نمک حرامون سے
کہو کہ دونون وقت کو کھانا مقرر کردین یہ مدت موقوف کرین نگہبانون نے بسختی جواب دیا ہمین
عرض کرنے کا حکم نہیں ہی اسیقدر آپ کے والد کو ملال ہوا کہ آج صبح سے بات نہیں کی نگہبان طعن و
تشنیع کرتے ہیں وہ کلمے سنے نہیں جاتے ملکہ بران نے کہا تما جو ہمکو گلا اپنے بخت واژگون و طالع
نگون سے ہی نہیں اتنا زمانہ گذرا ہماری بربادی ہوئی ہمارے وارثون کو اطلاع نہیں ہوئی
امید قوی ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان ضرور تشریف لائیں اور صاحبقران بھی ضرور تشریف لائینگے

اپنے ملازمون کے واسطے جفائین سہین کنیزان خاص و غلامان با اخلاص کے لیے یہ چشم پوشی انکی مروت سے
بعید ہی ایرج نوجوان اس کنیز کے نام پر عاشق تھے جس زمانہ مین ہمارے باپ نے بگاڑ ہوا کس زور
و شور سے مجھکو رہا کیا اور کسی گنہگار کو میری شکل پر قتل کرا دیا شاہزادہ والا قدر کا عشق تمام عالم مین مشہور ہی
کہ مجھ سوختہ بخت کے واسطے کیا کیا جفائین سہین اب کیا ہو گیا مگر ہر بات وقت و ساعت پر موقوف ہی اگر وہ
سلطنت نہ رہی یہ مصیبت بھی نہ رہیگی خود صاحبقران آئینگے لونڈی و غلام کو چھوڑائینگے پروردگار زمانہ
قدم رکھیے شیطان رہزن دین و ایمان نہونے پائے یہ باتین جو دونون نمکحرامون نے سنین غصے مین کانپنے
آواز دی اے ملکہ پیران تمھارے خدائے نادیدہ کہان ہین سامری و جمشید کو فراموش کیا اب بھی مذہب
قدیم کو نہین یاد کرتین مین اور زیادہ نگہبان سخت مزاج کج خلق تو ملازم مقرر کرونگا کہ تمکو ہر وقت زبان تر
سے زخمی کرتے رہین دین حضرت آبا کو یون چھوڑا اب بھی یہی دعا ہی کہ اعتقاد مین فرق نہ آئے کیا جلد تمکو
ہونے دو جو خدا نے سزا دی مگر آنکھہ نہین کھلی پیران نے جو یہ سنا سر اٹھا کے نمکحرامون کو دیکھا غصے مین
نگارینے کلیان درختون سے مرجھاتے ہوے پھول توڑے کچھ شاخین مرجھائی ہوئی توڑین غصے مین منظور ہوا سحر
کرکے ان پر جا پڑون کنیزون سے کہا ارے جو کہ دو اسباب سحر جلد مہیا ہو ابھی نمکحرامون کو سزا دیتی ہون دوسرے ملکہ
مین کوکب روشن ضمیر عقلات سے کرا و رہا تھا مٹی کی جو آواز سنی دوڑ پڑا دیکھا پیران سامان سحر کرنے کا کر رہی ہین دوڑکر
ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا خبردار یہ کیا کرتی ہو کہا حضور نمکحرامون کی باتین نہین سنی جاتی ہین آج جان دونگی یا انکا سر کاٹ
لونگی کوکب نے کہا بیٹا تو بے شکن کی نجات نہین انکا مار لینا کچھ بات نہین مگر عذاب آخرت کا خیال ہی ہر چند پیران
نے چاہا مگر کوکب نے سحر کرنے پر آمادہ نہونے دیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے دیکھا دوسرے مکان
مین شاہنشاہ لاجین و بلقیس ثانی و ملکہ بہار سرنگون پریشان و حیران کلمات حیرت کہ رہی تھین اور ملکہ
بہار کا بلکنا مخمور کا تڑپنا کلمات حسرت آمیز فرزندون کی جدائی بہار کے چہرے پر ہوائیان بہار حسن پر زردی
پھول سے عارض کمھلائے ہوے کپڑے میلے کچیلے اپنے وارثون کا نام لے لیکر رو رہی ہین شاہنشاہ
لاجین سمجھاتے ہین بیبیو صبر کرو انسان کو لازم ہی ہر وقت مطیع حکم یزدان رہے خوف سے اسکے خائف و ترسان رہے مروت
ہی کہے کہ اب عیش کی ترقی ہی رنج دل آنے والا ہی تم پر رنج و غم کی زیادتی ہوئی اب امیدوار فرحت ہو انشاء اللہ یہی عیش
و عشرت شروع ہوگا آفتاب ریاست طلوع ہوگا یہ ناممکن ہی کہ صاحبقران سرفراز نہ فرمائین اس طلسم کو اگر درہم
برہم نکرین مخمور بلک بلک کر کہتی ہی صاحبو مجھے سب سے زیادہ خواجہ عمرو سے شکایت ہی مجھہ کنیز کو ساتھ لیکر
اپنے طلسم مین کس زور و شور سے آئے کیا کیا شعبدے کوکب کو دکھائے وہ بھی ہماری مدد کو نہ آئے بھلا
جب آ کر کیا ہو رنگ چمن دگرگون ہو جاتا ہی عندلیبان خوش نوا کا کلیجہ خون ہو جاتا ہی سنبل نے غم بہار مین بال
پریشان کیے سوسن کی زبان خاموش گل کو انکی محبت کا جوش طفلان غنچہ نے دہن کھولے خاموشی ہوتو ن
بیٹے کف افسوس ملنے مین معروف ہے نخل کا لباس نرالا ہی فلک نے ہر شاخ پر بار غم ڈالا صبا چمن مین خاک اڑاتی
ہو قمریان طوق گلو سوز موقوف کو کو نرگس کو حیرت صاحب چشم کو عبرت نہرون کو جوش تلنبد جاری دیوش اشعار مصنف

رو کے قمری نے خب گایا نالا
سرد گلشن کا بھر گیا تھالا
بال سنبل نے اپنے کھول لیے
چشم نرگس سے اشک بہنے لگے

جب بیتابی عاشقان باوفا کی زیادہ ہوئی ہر زمین باغ اشکون سے شبنم کے رو رہی ہی یہ حال دیکھکر دونون
نمکحرامون نے للکارا اے شہنشاہ لاجین سلطنت ہوش ربا کی مٹی گلی آرزو کی نکلی بی بہار نے لطف

زندگی اُٹھایا کیون مخمور اب نشہ اُترا اُترا بادۂ محبت کا جوش تھا لطف پایا مزہ سلطنت کا ہاتھ آیا اب تمہارے
مذہب کے مددگار کہان ہین اب تمکو بچانے نہین آتے لاچین نے آہ کی شاہزادیون نے غم سے اپنی
حالت تباہ کی لاچین نے جواب دیا ظالمون ظلم سے باز آؤ اسقدر گردن کشی نہ کرو اسکا تم سے حافظ حقیقی
انتقام لیگا بڑے بڑے سرکش دنیاے ناپایدار سے کف افسوس ملتے ہوئے گئے جو جیسے ظلم کے تا روز قیامت
رہے تمہارا بھی یہی حال ہوگا ہمارا یہ وقت نکلجائیگا کیا طعن کرتے ہو ٹکڑا ای پر ہنستے ہو جو تم سے ہوسکے کرو خدا سے نہ ڈرو
انشاءاللہ سزا دینے والے آتے ہین وہ مالک حقیقی رب حقیقی ظالم کی عمر دراز کرتا ہے وہ بے حیا ہے اور ناز کرتا ہے مخمور نے
آہ سرد کھینچی کہا او شاہنشاہ انکے قبضے مین ہین سخت کلامی نہ کیجیے بلکہ انسے کہیے کہ کھانا دونون وقت مقرر کردین لاچین
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا بی اپنے رزاق مطلق سے کہو ان ٹکڑا ہیون سے کہنا کیا ضرور ہے ابی مین کہہ رہا تھا
سحر العجائب و مصر الغرائب ہنستے ہوئے تخت اُڑاتے ہوئے ہر طرف نگاہ ڈالتے ہوئے آتے ہین قضاے کار
دیہات مین آکر پہونچے کہ جہان کے دو مساز قہار کے ہاتھ سے مارے گئے دیکھا کہ سحر او سیران پڑے ہین قریہ تباہ ہے خاک
اُڑ رہی ہے گھبرا کر وہان کے باشندون کو بلایا چند کس حاضر ہوئے ان دونون نے پوچھا سحر جیل جادو و سیران کا حال
و خبیثہ کرم خوار کہان ہین اُنسے کہا سحر جیل و سیران قتل ہوئے خبیثہ کرم خوار ایک جوان پر عاشق ہوئی اسکو قتل
سے باز رکھا لیگئی اسکا تو قول یہ تھا کہ مین طلسم فتح کراونگی اس جوان کو بادشاہ بناؤنگی یہ سنکر دونون غصے مین کانپنے
تخت اُڑاتے ہوئے چلے مراد انکی یہ ہے کہ جو کوئی تدبیر فتح طلسم مین مصروف ہو اسکو گرفتار کرکے لیجائین بعد ختم
میعاد سیاہ کوکب لاچین کے قتل کرین قضاے کار یہ دونون تخت اُڑائے ہوئے جاتے ہین اُس باغ ویران
کی جانب گذر ہوا کہ جہان خبیثہ کرم خوار قہار دلدار کو دولہن بنا رہی ہے یہ بھی کہتی جاتی ہے کہ او شاہزادہ
والا قدر اب تم ایسے پہلوان ہوئے تلوار نیزہ و تیر تمہارے جسم پر اثر نہ کریگا اگر رستم بھی تمہارے مقابلہ مین آئے ذلت
اٹھائے یہ جو دونون نے سنا غصے مین کانپنے لگے آواز دی او بےحیا یہ تو نے کیا غضب کیا ہمارے طلسم کے پہلوان
دولہن بنایا جاتا ہے ہم وہ بادشاہ ہین کہ کوکب لاچین کو قید کر لیا ہے جو کون مرتے ہین آنکھ پھیر فریاد کر گئے
مین خبیثہ نے جوان دونون کو دیکھا اتنا تو منہ سے نکلا کہ شاہان طلسم آگئے تو بڑا بد نصیب ہے ظاہرا معلوم ہوتا
ہے کہ موت قریب ہے قصد کیا اُٹھکر بھاگون دونون نے ہاتھ اُٹھا کر کچھ اشارہ کیا اسم سحر پڑھا خبیثہ کرم خوار
بیہوش ہو کر گر پڑی کنیزین بھی بیہوش ہوگئین قہار کے گلے مین ایسا بھاری طوق پڑا سر نگون گرا اسیطرح دونون کو
قید کرکے آگے بڑھے آپس مین کہتے ہوئے کیون بھائی اس شکرام نے غضب کیا تھا ایک جوان دولہن تیار کر لی تھی مگر عین
وقت پر ہم پہونچے طلسم کشا بنائی تھی زور ساحری کا دکھائی تھی تخت اُڑا ہوا جاتا ہے اور طبقہ زمین کا ساتھ ہے قضاے کار
جس مقام پر لشکر نقابداران فروکش ہے بارگاہ مین سب سردار بیرون بارگاہ بیدار سوار صلاح ہو رہی ہے
ایرج نوجوان مشتاق ہین کہ آج نقابدارون کا پردہ اُٹھے مہر پوش راضی نہین ہوتا ملکہ سوسن عذار
بیٹھی ہین یہ بھی مہر پوش کو سمجھا رہی ہین کہ آپکے بزرگ ہین انسے پردہ پوشی کیا ضرور انکے ساتھ رہنے
سے قلب کو سرور جہان دیدہ کار آزمودہ مہر پوش کے تیور پر بل کم سنی کی چھل بل فرماتے ہین ملکہ
تم دخل نہ دو ملکہ ہمارے ساتھ سے علحدہ ہو جاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا ہے کہ شاپور کی نگاہ آسمان
پر گئی دیکھا ایک تخت پر دو تاجدار پہلو سے تخت مین طبقہ زمین کا اُڑتا ہوا شاپور کے منہ سے
نکلا اِرو بھاگو بلا آتی ہے یہ کہکر شاپور تو کود کر بھاگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے لشکر

تخت پر مثل میمون اُچکتے ہو انشاء اللہ ظہور قہر قدرت رب اکبر ظاہر ہوگا کیون گھبراتے ہو سحر العجائب و مظہر الغرائب چونکہ ملازمان کوکب بین شرماتے ہین نقطون مین منہ چھپاتے رہین مگر یہی کہے جاتے ہین کہ تم سب کو اسواسطے بلایا ہو کہ مذہب قدیم کو اختیار کرو ورنہ آج ہم سب کو قتل کرینگے سب سے آگے بڑھا ہوا کوکب ان نمک حرامون کو جواب دے رہا ہو کہ دربار کی زمین کانپی نعرہ شیر کی صدا آئی خانہ زنجیر مین خلل ہوا چراغ عقل نامردان گل ہوا آواز آئی سلام من دربن مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق بران نے پلٹ کر دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مع جملہ پہلوانان زنجیرون مین جکڑا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا اُسوقت بران کی بیقراری کوکب کی اشکباری اپنی زوجہ ناہید سے کہا لو صاحب غضب ہوا تمہارا داماد بھی گرفتار ہوکر آیا ایک طرف سے قہار و خبیثہ زنجیرون مین جکڑے ہوے انکے بھی سردار پشت پر قہار کو کیا لیاقت ہو کہ صاحب سلامت کرتا خبیثہ کو دیکھ دیکھ کے روتا ہو اپنی حماقت پر محجوب ہوتا ہو کبھی بران کو دیکھکر خبیثہ سے کہتا ہو دیکھو صاحب اسی ظالم پر مین عاشق ہوکر غریب الوطن ہوا باپ مارا گیا مین اس بلا مین پھنسا مگر ایرج نوجوان بران کو قید مین دیکھکر محجوب و شرمسار مضطر و بیقرار ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہو یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین

غزل جلال

ڈھونڈھتا سینے مین پہلو مری شنوائی کا
شکوا آتا ہو عالم شب تنہائی کا
نشہ بے خود کیے دیتا ہو خود آرائی کا
نام لے لیکے کسی کو مین پکار اٹھتا ہون
کر گذرے آئے جو کام ہو سودائی کا
سایہ تک اپنا کسی کو نہ دکھایا تونے
اس سے ڈرتے ہین جسے ڈر نہین رسوائی کا
لے لیا یار نے آغوش مین دل یون جیلا
یان ہی وقت تو ہو معرکہ آرائی کا
یون آنکھین ملی تو کہ ہم دیکھ لین اتنا جو ہین
ہم جان ال بھی ہو خواہان کوئی جو تھائی کا
مانگنے کو دل بیتاب کچھ اللہ سے تھے
کیا خبر تجھکو نہتی کچھ تری رسوائی کا
جلوہ جب اسکا نہ دیکھا تو دکھایا مجھکو
پاے دشمن پہ ارادہ ہو جبین سائی کا

شوق اللہ رے اس چشم تماشائی کا
نام ہو جنت سیہ اپنے تماشائی کا
زور اس دل کی تڑپ ہو کہ اٹھا جاتا ہو
سن نہ لے کوئی تو احسان ہو تنہائی کا
بے نشان سنگ در یار ہی کو کرنا تھا
رکھ لیا شرم نے پردہ تری یکتائی کا
ناتوانی ہی بٹھا دے کہین تا اٹھ نہ سکین
مین تو دیوانہ ہون نادان کی دانائی کا
چپ لگی ہو مجھے کچھ عشق دہن مین ایسی
کون خمیازہ بھی کھینچے کبھی انگڑائی کا
ہم گرین پانون پر آنکھے دو لگا کین ٹھوکر
نام آیا بھول گئے صبر و شکیبائی کا
رخ کرے مہر فلک خلق کی جانب کیونکر
روز محشر نے بھی عالم شب تنہائی کا
آنکھو بھول گئے دیکھ کے اس بت کا جلال

مشغلہ ہو یہی اکثر دل سودائی کا
حوصلہ تنگ ہوا جاتا ہو مینائی کا
آج کچھ لیتے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے
صبر کا ہاتھ ہو یا پانون شکیبائی کا
اس سے کیا بہتر گریبان تک آنکلے جو نما
دل پر اک داغ ہو کیفیت جبین سائی کا
تم سے کیا آدمی سے ہم مانگتے ہین اپنی پناہ
زور بس دیکھ لیا تمنے توانائی کا
آج تقدیر بھی لڑجاے کہین آنکھ کے ساتھ
اسلئے ارمان ہو آنکھو میری گویائی کا
کیا جگر ہی کے ہو حصے مین تمہارا اب درد
قابل دید سقدر ہو جبین سائی کا
آنکھ مین چھپنے کو تو آئی تھی ای حسرت دید
پھر تو دیکھا نہین منہ تیرے تماشائی کا
ایڑیان رگڑی ہین تقدیر سے یون سکا عوض
حق ادا ہو نہ سکا پھر بھی شناسائی کا

بران شمشیر زن ان اشعار کو سنکر اسقدر روئین قریب تھا کہ غش آجائے ناہید کے کلیجے پر چھریان چلنے لگین کہا بی بی خدا کو یاد کرو اسقدر نہ فریاد کرو ہر رنج کے بعد راحت ہو ہر مقام پر ظہور قدرت ہو وہ رب اکبر حاکم بحر و بر روشنی بخش شمس و قمر ضرور عنایت فرمائیگا اس قید بلا سے وہی چھڑائیگا ہمکو دیکھو دل پر سناٹا

بسر کر دیا تمکو اس حال مین دیکھتے ہین شوہر اس بلا مین مبتلا داماد پریشان مصیبت اپنی یہ کیفیت جو اُسکے نزدیک بہتر ابلی ہمکو بڑی امید قوی تھی کہ ہمارا خویش آکر ہمکو چھوڑا دیگا یہ نہ سمجھی تھی کہ بخت واژگون و طالع نگون یہ سامان دکھائیگا بیتاب ہوکے آہ کی حالت اپنی تباہ کی یہ اشعار پڑھے

نظم

یا دہر زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
انکھ جب اس نقشہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا
دل کی دل ہی مین رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
آرزو ناصح کی بر لائین مری تنہا نیان
سر خدا جانے ترے سجدہ مین کیونکر خم ہوا
کچھ کھی شوخیون کا حال فرما دیجیے
جام کا جب دور آیا روز جشن جم ہوا
رات گذری تھی حسین مین صبح ہوتے اشکبار
ونعۂ ہنگامہ روز جزا برہم ہوا
ہر جگہ حسن بتان کی اک روش دیکھی نئی
دو نون ہاتھون سے گیبان دو دو ہر ماتم ہوا
ابکے ان آنکھون مین تیلی بنکے کر دو نگا جگہ
در پئے شانے سے الجھا زلف پر برہم ہوا
دو سر اخم دوست کچھ سا تھانہ عالم مین جلال

اس دل ناشاد مین کچھ ابی نہ خوش لکدم ہوا
وہ جو زیر خاک تھے انکا عجب عالم ہوا
دل جلون مین تم کے بھی پہلو نکلتے مین لئے
شادی دم بھر جسکی صحبت تھی وہی ہمدم ہوا
غیر انہون نے بنایا جلوہ گاہ یار مین
آئینہ دیکھا تھا کیسے دل کا کیا عالم ہوا
شکر کر زاہد کہ جھک جاتا ہی سجدے مین کبھی
آب دانہ بلبلون کا قطرۂ شبنم ہوا
دل سے گھبرا کر نکل آئی تمنا وصل کی
نا نمک مین سیدھا رہا ابرو مین آکر خم ہوا
زخم ہنستے مین کچھ منت احسان بخیہ کا لیا
دو زمین ہو نہین اگر انکی نظر مین کم ہوا
رنج کو راحت سمجھتے ہین تمھارے درد مند
دوست اسیر لیک مدت مین کسیکا غم ہوا

کل تو دل ایسا پس کیا اُٹھا ہجوم غم ہوا
رنج نے رہکر اُٹھایا رنج غم کو غم ہوا
حسرت تقریر تھی تقصیر والوں کو ترے
شمع کشتہ کا ہماری بزم مین ماتم ہوا
دلمین تو ہی اور بت مغرور جھکتے تھے ہم
آنکھ نا محرم ہوئی جب سے دل محرم ہوا
عید کچھ نوروز پر موقوف ستون کی نہین
یہ وہ سر ہی جیشتر تو پایہ خم پر خم ہوا
داد خواہ ہونہین دل جل گون ابا محشر مین
ہجر کی شب کچھ پر احسان ہجوم غم ہوا
کچھ مٹے ارمان دل کچھ جگر کی حسرتین
داغ جلتے ہین کیون شرمندہ مرہم ہوا
وا درے اُسکا بگڑنا جس مین سوسو بنا
سوز داغ غم بیان کا نور کا مرہم ہوا

پس جو نوجوان نے ان اشعار حسرت کو سنکر ہتکڑیون سے سر پٹکا غصہ مین چاہا تب توڑ ڈالون مگر زنجیرین کا سحر تھا اُس قید مین شریک ہو آئین مجلس مین ایک ہنگامہ صاحبان دل بے اختیار ہوکر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا ایسے عاشق و معشوق ـ دیکھے تھے بعض نے کہا ہمکو حال بھی معلوم ہی ان دونون پر بڑی بڑی سختیان ہو طن یہ شاہزادی مبتلائے مصیبت ابھی بڑی بڑی جفا سہی یہ جوان ہجران دہر دُو آفت کشیدہ بڑا صاحب جرأت و لیاقت اس زد و شور سے طلسم نور افشان مین آیا جا لسان در بند کانپ رہے تھے ملکہ ناہید بھی شریک تھین میان کوکب کو بھاگنے کا رستہ نملتا تھا ناہید کو بڑا ہیلو ملا کا اُسی غدر مین جنا سے گلگون پوشش اپنی سوت کو مار لیا مگر سب سے زیادہ خواجہ عمرو نے کوشش کی کوکب کی بھی آبرو بچائی اس لطف سے ملاپ کرا دیا کہ سب کا یہ دور کیا ہر چند کہ یہ جوان قید ہی لیکن دیکھو بالکل ہراس نہین جان جانے کا وسواس نہین کس کلے طلے سے گفتگو کر رہا ہی ایک نے کہا ای بھائی ہماری بات بھی یاد رکھو کہ وقت زوال طلسم نور افشان قریب آگیا ظلم بدعت کی انتہا ہو گئی کہ بادشاہ سامنے قید کھڑا ہی نوکر تخت نشین اس ظلم کا نتیجہ حقیقی بدلہ دیگا یہ آو عاشقان تاثیر نہ دکھائیگی یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ مسلمانون کو موت نہین جس ملک کا ان لوگون نے ارادہ کیا فتح کر لیا فرعونیہ ایسا ملک جسکا منتظم ساحر مشہور تھا اپنے سحر و ساحری پر غش تھا فرعون شاہ کو خدا بنا یا کیا کیا شعبدہ دکھایا لیکن کچھ بھی نہوا ہفت در بند شکست ہوئے بھاگنے کے بند و بست ہوئے اب یہ جوان قید ہو کر آیا ہی اسکے عزیز ہم چشم بزرگ بہت اپنے اپنے مقام سے چلینگے کوکب کا بڑا

مرتبہ ہی صاحبقران کا سمدھی ہی اس جوان کے والد نامدار قاسم عالی وقار جد رستم نوجوان بزرگ تو ہم صاحبقران
ہی بھائی کس کس کا ذکر کریں سب اس طلسم میں آئینگے دیکھیے اب آج کیا ہوتا ہی سحر العجائب ومصر الغرائب
لباس سرخ پہنے ہوئے تخت پر بصد کر و فر اپنے سحر پر ناز کر رہے ہیں جب کوکب نے جواب صاف دیا
کہ ہم سامری جمشید کو سجدہ نہ کرینگے جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نکر خدا وہ دن نہ دکھائے اگر ہمکو تو مشکل منظور
ہوتی تم نکو امیروں کی مجال تھی کہ ہمیں بر دست انداز ہوتے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑے کیا کیا
معرکے پڑے لیکن کبھی آنکھ نہیں جھپکی جان سے ڈر کر مذہب سامری جمشید اختیار کرینگے اپنے پروردگار
کا نام لیکر مرینگے خدا صاحبقران کو سلامت رکھے ہمارے تائب ہونے کے وقت بحیرت فرمایا
تھا کہ ای کوکب تمھارا سحر ترک کرنا مناسب نہیں ہی لیکن ہمنے اپنے پیدا کرنے والے پر تکیہ کیا ہی
انشاء اللہ انجام بخیر ہوگا اس طلسم میں خون کے دریا بہینگے ظالم جفا جو سنینگے سحر العجائب ومصر الغرائب
ان باتوں پر کوکب کی اور زیادہ بگڑے حکم کیا جلاد کو لاؤ دار استادہ ہو اسوقت آرہ کش تسمہ کش چشم
کن جلاد صاحبان بیداد حاضر ہوئے داریں استادہ ہوگئیں اب یہ سب گرفتاران زندان رنج و
مصیبت و آوارگان وادی غربت آمادۂ مرگ وحہیائے قضا ہوئے ایک کو ایک نے بنگاہ یاس دیکھا
ملکہ بہار بنگاہ محبت شاہزادہ سہر کبھی قند کو دیکھکر اشارے سے پوچھتی ہیں کہ ای نور نظر اسعد نامور کے فرزند کو راہ میں
کیا کیا افسوس نشوونما تمھاری راہ میں ہوئی ہی ہمنے تمھارے باغ جوانی کا پھل نہ پایا باغبان قضا و قدر نے خارستان
بلا میں پھنسایا ہم تیر نشانہ ہو جاتیں خدا تمھیں بچائے اپنے والد نامدار کو ہمارے مزار پر لانا فاتحہ خیر پڑھوانا روح کو
راحت ہوگی ملکہ مخمور جہران جوان بخت سے اشاروں میں فرماتی ہیں کہ ای فرزند خدا تمکو اس بلائے ناگہانی سے
بچائے اپنے بزرگوں کے پاس پہونچائے ہمارا بھی کبھی ذکر کرنا اگر ہو سکے دسویں بیسویں فاتحہ دلانا جب کبھی
آئے تو جاننا کہ اس کشتۂ حیرت و یاس نے یاد کیا والد کو اپنے سمجھانا کہ آپکی کنیز بھی نثار ہو گئی آپ غم نہ کیجیے تمھاری بڑی آرزو
ملکہ قمر چہرہ بہت مہربانی کرینگی تمھاری پرورش میں صرف ہوتی تھی ہمیں یاد کرنا انکی آغوش کو آباد کرنا ملکہ مہ جبین بلند رتبہ
زرین سکندر کو بنگاہ حسرت و یاس ملاحظہ فرماتی ہیں مگر بہت تیران کنیزوں سے کہتی ہیں کہوں صاحبو ہمارے فرزند پر کیا
افتاد پڑی کوئی ساحرہ اٹھا کر لیگئی ہمنے بچپن سے سحر نہ سیکھا نہیں معلوم وہ عورت اس طفل ماہ طلعت کو کہاں آوارہ
کرے کس بلا میں پھنسائے مگر یقین کامل ہی وہ فرزند اسعد عاقل ہی دشمنو کا دھوکا اسکے مارے اسکے دام مکر سے نکلے مگر خدا انکو خدمت
میں انکے والد کے پہونچائے مثل اپنے بزرگوں کے شوکت و شان پائے ایلچی ہمنے سنا کہ مثل اپنے بزرگوں کے دیوانہ
مزاج جابلوں کے سر کا تاج شاہزادۂ ایرج نوجوان پر بہت طعن کی میں ہوتی تو سمجھا دیتی کہ والد نامدار تمھارے
انکو بہت سا چاہتے ہیں تم انکے ساتھ گستاخی نکرو تمھیں مناسب نہیں مگر افسوس ہم انکے دیدار سے محروم رہے سکندر کو
دیکھ دیکھ کے پریاں روتی ہیں فرماتی ہیں یہ کیا انقلاب ہوا ہمارے دل کو غم و تاب ہوا یہ جوان فرزند زرین پوش
مشہور ہی سراسر عقل کا قصور ہی بالکل شہریار کی صورت سے مشابہ ہی وہ ظالم اپنے کو فرزند زرین پوش
جانتا ہی دیکھیے یہ پردہ کیونکر اٹھے کوئی ہوا اپنے ماں باپ کا زندہ رہنے شباب کا اپنے پھل پایا ہی ان ظالموں
کے ہاتھ سے بچ جائے ہمارے واسطے بہتر موت ہی لطف زندگی فوت ہی ملکہ ناہید پر ان کو دیکھ دیکھ کر رو
رہی ہیں کلام حسرت و یاس زبان پر بیقرار و مضطر ایرج نامور ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کوکب کی مصیبت
پر افسوس کرتے ہیں ان صاحبزادوں کے قتل کا ملال دربار طلسم میں ہنگامہ ہر ہر کس و ناکس افسوس کر رہا ہی مگر قہار غیلی

خبیثہ سے کہتا ہی کہ کیون صاحب اب کیونکر جان بچیگی خبیثہ کہتی ہو تو بڑا بدنصیب ہو تیرا ساتھ دیکر مفت مین جان گئی ورنہ مین خود صحراے طلسم کی مالک تھی دونون بادشاہ ظالم مین زندہ نہ چھوڑینگے لیکن ان جوانون کو دیکھ کر حال کوکب نوجوان پریشان ملکہ بران مسکراتی ہین دل مین گھبرائی ہین شاہون نے حکم دیا ان سب کو قتل کرو ہمارے دشمن ہین راہ طلسم کے رہزن ہین جیسے ہی انھون نے حکم دیا جلاد تلوارین کھینچکر برابر آئے ہر ایک کی گردن پر تولہ کا خط دیکر آوازین دینے لگے شعر

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست	مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست

کسکا رشتۂ حیات منقطع ہو اسکا ساغر عمر لبریز ہو بازو پر قوت دل مین ہمارے رحم نہین مگر ای شاہنشاہ عالیجاہ وہ لوگ قتل ہوتے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین حکم اول ہی دل بے کل ہے سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا فعل رب الانام ہے ایسا نہو خدایا ان انکے خون کے ہمارے دامنگیر ہون ہم خون سے بری رہین فقط یہ جواب دین کہ حکم سے مالک کے قتل کیا سحر العجائب و مصر الغرائب غصے مین کانپے طرف جلادون کے متوجہ ہوے کہا خالو ہمکو ڈراتے ہو بکر بکر یہ باتین بناتے ہو دنیا مین کون ہے جو ہمسے مقابلہ کرے یہ سب ہمارے گنہگار ہین ہمارے طلسم کی فتاحی کا ارادہ کیا سب سے پہلے اس خبیثہ کا سر کاٹ لو اس حرامزادی نے صحراے طلسم کو ویران کر دیا ہماری خراجگزار ہو کر دشمنون کا ساتھ دیا جیسے ہی جلاد خنجر کھینچکر قریب خبیثہ کے آیا اسنے گھبرا کر کہا ای شاہنشاہ طلسم مین تو بخیتا ہون رہنے والا طلسم کا پابند قاعدہ ہوتا ہے دھوبن حرامزادی کی جان کو کلپتی ہون پہلے اسنے اسکی آبرو لی یہ نگوڑا بداقبال دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اسکے ساتھ ہی گھاٹ کرنے بیٹھا گا مجھ تک پہونچا حضور خوب آگاہ ہین کہ قاعدہ یہی کہتا تھا کہ مین اسکی اطاعت کرون یہ مناسب تھا مجھکو کہ اسکو دام مکر مین پھنساتی قید کرنے کی مجاز نہ تھی صحرا مین بہکاتی یہ خطا مجھ سے ہوئی کہ مین اسکو لے نکلی حضور پر روشن ہے کہ جو صدمے اٹھائے مین نے چین نہین پایا اب حضور اسکو قتل کرین میرا عہدۂ قدیم مجھکو ملے وعدہ کرتی ہون کہ میرے مرحلے سے کوئی گذر نہ سکیگا ایسا انتظام ہو جو آدمی سے گذر کرے عمر بھر بھٹکتا رہے نہ مرے نہ چھپے لیکن رہے یہی اس صحراے وحشت ناک کی خوبی ہے کہ مارا مارا پھرے چین نہ ملے جاتے ہی سب دیہات آباد کر دونگی ان زنگیون کے مارے جانے سے دیہات ویران ہوے ہین نئی رعایا آباد کر دونگی نئے ساحرون سے دیہات بھر دونگی کوئی گوشہ اگر سرکار ویران دیکھین مجھکو سزا دین اسطرح گڑگڑا کر خبیثہ نے جو کہا سحر العجائب و مصر الغرائب کو خیال آیا کہ سچ کہتی ہے بنائے فساد و خرابی اس دھوبن کی ذات سے ہوئی جواب دیا ای خبیثہ ہمنے خطا تیری معاف کی خبردار اب کسی جوان کے ساتھ ایسا فعل نکرنا عاشقان دردمند کو زمرۂ عشق و عاشقی سے کیا کام اسنے بہت عذر کیا حکم ہوا اسکی قید کاٹ دو خبردار اب کبھی ان جوان کا خیال نہ کرنا خبیثہ کو رہائی ملی بطور ملازمان قدیم پشت تخت پر آکر مگسرانی کرنے لگی قہار نے جو دیکھا کہ خبیثہ نے رہائی پائی گالیان دینے لگا کہا ای شاہان طلسم اسی کی ہدایت سے مین نے سب کام کیے پہلے اسکو قتل کیجیے خبیثہ اشارہ کرتی ہی ارے کمبخت چپ رہ مین زندہ بچونگی تیری مدد کرونگی مگر قہار سب باتین خبیثہ کی ظاہر کر رہا ہی کبھی روتا ہی کہ ہائے مین اپنے وطن سے چھوٹا سلطنت چھٹا مین ملی آپ مجھکو رہا کر دین مین کبھی نام طلسم کشائی کا نہ لونگا فقیر بنکر عمر بسر کرونگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کچھ سماعت نکی جلادون کو اشارہ کیا اپنے ہاتھ مین بھی تیر و کمان لیا سب مصاحب بھی لیس ہوے کہ لاچین وغیرہ پر تیر اندازی کرین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی خبردار ای شاہان نو قواعد طلسم فراموش کیے سلطنت کو غنیمت

جانو احکام سامری و جمشید کو رواج دو سب نے دیکھا ایک پیر زمین گیر تخت پر سوار ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہوا
چہرے پر آثار پریشانی رخسار پر حیرانی آگے پہونچا تخت سے کودا با ادب سلام کیا کہا ای شاہان طلسم یہ موٹی سی بات ہی
کہ ان قیدیون کو آپنے گرفتار کیا میعاد دین نہ گذرین تیر و کمان لیکر آمادہ ہو گئے منبر منگوائیے مین وعظ کہون گا
سب قواعد سے آپ کو آگاہ کرون ہو جو احکام دیکھیے لائق آپکی سماعت کے ہین انکو منتخب کر لیا سماعت
فرمائیے اُنپر کاربند ہو جیے دونون نے حکم دیا آج سیلاح ستارہ شناس راز دار خیر خواہ قدیم ہمارا ندیم بعد
مدت کے تشریف لایا ہی وعظ کہیگا اسوقت ایک منبر ہونیکا استادہ ہوا سیلاح ستارہ شناس کتاب ہاتھ
مین لیکر منبر پر آیا کوکب کو جو قید مین دیکھا ہی شرماتا ہی بہت گھبراتا ہی طریقہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسیر قید ہوتا
کوکب کا شائق ہی قدمبوسی کا مشتاق ہی مگر خوف سے شاہون کے کچھ کہ نہین سکتا منبر پر اُسنے جا کر
کتاب کھولی اشلوک زبان سنسکرت کے پڑھے پکار کر آواز دی ای خیر خواہان طلسم بگوش ہوش سنو اپنی
اپنی پوجا پاٹ کو ترقی دو عبادت مین مصروف رہو صاف صاف خداوند لکھ گئے ہین ان الفاظ کا یہ ترجمہ
ہی کہ جب بادشاہ سابق مع اپنے ناموس کے قید ہو پھر اور لوگ صف شکن و مردان تہمتن طلسم کا قصد
کرین جو جو صاحب قید ہو کر آئے ہین انمین کوئی طلسم کشا نہین ہی اس طلسم مین بانیان طلسم حکمایان
اشراقیین نے میعاد مقید طلسم ایک سال کی مقرر کی اگر خلاف میعاد قتل کیے جائین رکن طلسم گرے
مگر اب طلسم کشائے اصلی آئیگا بڑے فساد برپا کریگا وہ شخص اسکے ساتھ ہوگا جسکا نام لینا مناسب
وقت نہین ہی وہ عیاریان کریگا بڑے بڑے سرکش مارے جائینگے لوح طلسم بھی اُس طلسم کشا کو ملے مذہب
سامری جمشید اُٹھے مذہب خدائے نادیدہ رواج پائے بادشاہان نو کا انتشار ہو بلکہ صاف صاف
لکھا ہی جاگیرکا راستہ نہ ملے عمر طلسم ختم ہوئی سب نشان بتلا دیے بادشاہ سابق قید ہی جہان یہ
سب قید تھے اُسی مقام پر قید کیے جائین مگر بادشاہ سابق کی خاطر و مدارات مین مع جملہ احباب کے
حکم ہی ارشاد سامری ہمارے واسطے کرامات ہی پھر پھر کامل سیلاح ستارہ شناس نے وعظ کہی تمام
اہالیان دربار کانپ گئے چرچے ہونے لگے یار و حقیقت مین ان شاہون نے بڑے ظلم کیے بیشک دریای
قہر سامری و جمشید جوش ماریگا سیلاح صاف صاف کہ رہا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی کامل طلسم کشا
آئیگا یہ بھی کہتا ہی جو اسکا ساتھ دیگا زندہ بچیگا جو اسکی دشمنی کریگا مارا جائیگا دیکھیے اب کیا ہو سحر العجائب
و سحر الغرائب نے جو دیکھا شاہان دربند نہایت پریشان ہین بعض تو یہ گمان ہین کہ ابھی دربار سے
اُٹھکے جائین اپنے بادشاہ سابق کو چھوڑا لین پس یہ دونون تخت سے اُٹھے آواز دی ای کاہن
بس ہم سن چکے ہم سب کچھ جانتے ہین تمکو بخوبی پہچانتے ہین جس کسی کو یہ خیال ہو کہ بادشاہ سابق کی
وجہ سے طلسم ٹوٹ جائیگا وہ ابھی سرکشی کرے ما بدولت پر لشکر کشی کرے ہم کسی سے سحر مین کم
نہین اگر اصلی طلسم کشا آئیگا تو کیا کریگا ہم کسی کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دیکھنے والے
دیکھ لین انصاف کرین کہ ہم خود گئے ان سب کو پکڑ لائے غنیشہ کرم خوار ایسی ساحرہ کو ہاتھ نہ ہلانے
دیا ان جوانون کو چشم زدن مین پکڑ لیا اب ہم یہ قانون قرار دینگے کہ ہر ہفتہ مین اطراف طلسم کی سیر
کیا کرین جو نیا آدمی ملے اسکو گرفتار کر لائین طلسم کشا بھی انہین راستون سے آئیگا آخر ہمارے
ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا ہم کسی کی مدد کے خواہان نہین کسی کے ممنون احسان نہین بادشاہ

سابق نے جیسا کیا وہ سزا پائی دین قدیم سے منھ موڑا خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا ہمسے کبھی نہوگا کہ باپ دادا
کا مذہب چھوڑ دین کیا ہمارے بزرگ بیوقوف تھے کہ سامری پرستی مین مصروف تھے دونون بھائیون نے لاف
وگزاف کرکے سیاح کو منبر پر سے اُتار لیا انجام وعظ کو منع کیا سیاح نے بادشاہون پر تیور بدلے سب
ڈر گئے یہ بھی جانتا ہو کہ یہ دونون بڑے ساحر ہین آخرکو رخصت ہوا ان دونون نے حکم دیا ان سب کو
لیجا کر قید کرو دربان جادو مصاحب و حاکم باغ ویران کا بیٹھا تھا کہا اے دربان جادو ان سب کو
اُسی باغ مین قید کر مواج جادو کو حکم دیا یہ جوان موسوم بہ سکندر حقیقت مین صاحب جاہ و
حشم ہے اسکو بھی مع اسکے بزرگون کے اور ساحرہ جو اسکے معین و مددگار ہین بہت اچھی طرح رکھنا
حفاظت کرنا اگر یہ رہا ہوئے بڑی آفت برپا کرینگے مواج سکندر روشاہنشاہ و ملکہ نسیم آتش خو
کو ایک تخت پر بیٹھا کر بطور قیدیون کے لیگیا کوکب وغیرہ کو دربان جادو اُسی باغ مین لایا مگر اخیر
و بلقیس و بہار و مخمور و مہ جبین کو الگ لاکر مکان مین رکھا کوکب و ویران و دناہید الگ
مقید ہوئے ایرج نوجوان و سرو سہی قد و شاہزادے مہران جوان تخت و قہار وغیرہ کو
ایک بارہ دری مین رکھا مگر کوکب پر از حد بدبخت ہے یہ کیفیت ہے کہ دربان سے دونون نے کہدیا
ہے کہ یہ بادشاہ سابق ہے اسکو قید مین دق کرو کہ یہ مر جائے جھگڑا مٹے کہ تین برس مشکل کٹینگے اس درمیان
مین ایسی تدبیر کرنا کہ خود تڑپ تڑپ کے مر جائے ہر چند کہ دربان جادو خود پسند ہے مگر احکام مالک کا
پابند اپنا طریقہ یہ کر لیا کہ ہر روز سوار ہو کر ملک کے ملک جاتے ہین جو کوئی آیند و روند راہ مین ملجیا
مارڈالا ایہان تو یہ کیفیت ہے کہ ان سب کے حالات مقام موقع پر تحریر ہونگے ان سکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان عجائب بیان سحر عنوان آمد صاحبقران بہ ارادہ فتح طلسم راہ مین مقابلہ ہونا ساحرون کا روکنا و ذکر ابلیس خود پرست کہ یہ ساحر زبردست ہے پہونچنا تا بہ طلسم نور افشان و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

ساقی ہے دل کا مدعا دے — اب جام شراب کا پلا دے
پھر سحر کا رنگ جم گیا ہے — کیوں توسن فکر تھم گیا ہے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے — بجلی ہر بار کوندتی ہے
پھر جلوہ نما ہے لال بادل — سبزہ ہے برنگ سبز مخمل
رندون کو ہے تاک میکشی کی — انگور سے ہے ٹپک پڑیگی
شیشے کہتے ہین یہ اُبل کے — محفل مین پھرین نکل نکل کے
لو پیر مغان کو حال آیا — اپنی دھن مین خیال گایا

اوصاف طلسم کا بیان ہے — کس اوج پہ رنگ داستان ہے
پھر گلشن فکر رنگ پر ہے — گویا شب ہجر کی سحر ہے
ہے ابر گہرفشان کا بھی شور — چنگھاڑتے ہین کسی طرف مور
کرسی پہ ہین شاہدان گلشن — لالہ کے چراغ سب ہین روشن
اُبلی ہے یہ جوش مین گلابی — ہین مست خیال سب شرابی
زاہد کو اٹھا کے رند لائے — تا صبح سے کہو کہ منھ چھپائے
ساغر کا ہے دور دور ساقی — محفل کا ہے ایک طور ساقی

طالب نہین مستاد رنگی کا
رندون مین بسر ہوئی ہمیشہ
مست مے الفت سخن ہون

تپلا ہی کہ جسم زرد مو کا
ہی شغل شراب اپنا پیشہ
ہر نغمہ سرا چمن چمن ہون
روشن ہی کہ مثل چراغ مضمون

ساقی سے قمری لو لگی ہی
مست مے الفت ولا ہون
پھر گلشن نسکر رنگ پر ہی
دکھلا مجھے سیر باغ مضمون

گھٹی مین شراب پڑ گئی ہی
اُس جوشش مین ہین چھلک جاتا
پھر باد بہار کا اثر ہی

چہرہ سیاحان عجائب و غرائب نیرنگ جرأت و فتاحان مرحلہ جات طلسم شوکت حال خیریت مآل صاحبقران زمان کلک گہربار سے یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین بیان چمنستان نگار بند این داستان ۔ گذارش کر چکا ہون کہ صاحبقران زمان ملک غروبیہ باختر مقابلہ دودہ زنگی مین مصروف جنگ ہین کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ سے سرداران نامی کے واصل جہنم ہوے دودہ زنگی نے خود اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کئی میدان داریون مین کئی سردار زخمی کیے آج جو میدان کارزار مین آیا بختیارک نے اسکو بہکایا کہ صاحبقران سے مقابلہ کر اگر امیر کو مارا لڑائی فتح ہوئی ایسے ایسے سردار ہزارون ہین کس کس سے لڑیگا بر سون یو نہین معرکہ پڑیگا دودہ زنگی نے بلبلا کے آواز دی خود صاحبقران مابدولت کے مقابلہ مین نہین آتے آج کئی دن سے میدانداری کر رہا ہون وہ لوگ میرے مقابلے مین آنے کہ جو ایک ضرب بھی نہ اٹھا سکے یہ سنکر صاحبقران مقابلہ دودہ زنگی آئے نیزہ چلا امیر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا دودہ زنگی کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچی معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا امیر نے تیغہ سہراب بل کھینچا اسکی تلوار کو روک لیا اب چاہا کہ ہاتھ ماردین دودہ زنگی گھبرایا خیال مین آیا کہ اس تیغہ کا وار نہ روکیگا کہا ای شہریار آپ تو اپنے زمانے کے صاحبقران مین پشت پر کون کھڑا ہی مجھے تیر مارا چاہتا ہی کیا آپ دو ملکر مجھسے مقابلہ کرینگے امیر نے پلٹ کے دیکھا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی بختیارک کی زبانی سن چکا تھا کہ خود بیود نہین کٹتا اسنے جھک ماری خود سر سے گر گیا اب اسنے ہاتھ مارا سر اُس افسر کا اس خود سر کے ہاتھ سے زخمی ہو قریب تھا کہ امیر گھوڑے سے گرین دوسرا ہاتھ اٹھایا عمرو نے غل مچایا کہ او بیہودہ کیا کرتا ہی دودہ زنگی نے خیال نہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زریں پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو اڑاتے ہوئے اتنی جلدی آیا کہ بیچ مین گھوڑا ڈال دیا امیر کو الگ کیا آپ سینہ سپر ہوگیا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی تمام زنگی ٹوٹ پڑے اس مغلوبہ مین نقابدار خوب لڑا کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے مگر اس مغلوبہ مین صاحبقران بھی شریک ہوے ہر دار کا جواب یا نقابدار سے آگے بڑھکر لڑے بلا کے معرکے پڑے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا دودہ زنگی کا لشکر پلٹ گیا نقابدار لڑ کے پلٹا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا صاحبقران بھی بیٹھے زخم باندھتے ہوے مگر بسبب زخم کے نہایت آداس نقابدار سامنے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے کہا ای شہریار ہمارا آپکا وعدہ پورا ہوگا امیر پلٹ پڑے فرمایا مین ابھی موجود ہون لگے لڑنے باندھنے نہ دونگا نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور میری بے ادبی نہین چاہتا ہون یہی شرط ہی کہ میرے آپکے لڑائی نہو مدت سے آتا ہون مجبور پلٹ جاتا ہون امیر پھر رہے ہین کہ سر پر نقابدار کے باز سفید چرخ مار رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی آخر بعد گفتگوے بسیار

نقابدار نے جھنجھلا کر جواب دیا اگر آپکو یہی منظور ہو کہ سر میدان حال کھلے بہت خوب میری یہ مرضی نہین ہو مگر آپنے مجھکو
مجبور کیا مین جا کر طبل جنگی بجواتا ہون کل صبح کو میرے آپکے فیصلہ ہو جاوے امیر نے فرمایا بسم اللہ مین بھی یہی چاہتا ہون
نقابدار گوشۂ صحرا مین آکر اترا بارگاہین استادہ ہوئین لشکر دیوان بھی نقابدار کے ساتھ رہتا ہو وہ الگ جا کر اترا
ہمراہ لشکر سرداران تہمتن و جوانان صف شکن کہ شمار مین بارہ ہزار تھے سامنے صاحبقران کے فروکش ہوئے
نقابدار نے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی رستم پیل تن و بدیع صف شکن و نور الدہر وغیرہ
نے دست بستہ عرض کی کہ غلامان جان باز اس نقابدار سے مقابلہ کرینگے امیر نے فرمایا یارو اصل یہ ہو کہ یہ نقابدار
ایسا نہین ہو کہ ہر شخص اس سے مقابلہ کرے حقیقت مین سطوت و شوکت جرات و ہمت اسپر ختم ہو بارہ ہزار جوانون سے
میرے مقابلہ مین فروکش ہو اسباب شوکت سب اسکو مہیا ہو فن شوکت مین یکتا ہو میرے نام پر طبل جنگی بجے کل صبح کو
اور کوئی صاحب ارادہ نہ کرین ورنہ میرے خلاف ہوگا اب آمد آمد کی تیاریان کیا گذارش کرون ہر پہلوان کو یہی خیال
تھا کہ کل ایسی تلوار چلے کہ ملازمان نقابدار دنگ ہون ہر رسالہ ہماری جرات دیکھکر تنگ ہو کہین تیر زہر مین بجھائے
جاتے ہین کہین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ پر چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہو لشکر نقابدار
بارہ ہزار ہمراہیان نقابدار آمادہ حرب و پیکار یہی کہہ رہے ہین کہ کل ہمارا آقا صاحبقران سے باہمارے صاحبقرانی
لیگا اتنے بڑے لشکر کو شکست دیگا یہ تو دیکھنے والے دیکھین لشکر قلیل اتنے بڑے لشکر جلیل سے کیا
خوب لڑا کیا معرکہ پڑا زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے احسنت آفرین بلند ہو لشکر دشمن دردمند ہو ہمارے
پاؤن پیچھے نہ ہٹین بڑھ بڑھ کے رنگین سرخ رو رہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری چرخ نیلوفری پر چمکا
نقابدار عالی مقدار بصد کر و فر مع لشکر میدان کارزار مین آیا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالیشان بصد عزم و شان نماز سحری سے فراغت حاصل کر کے سجادے پر دو زانو بیٹھے دست دعا بدرگاہ
رب بے نیاز بصد سوز و گداز بلند کیے پکار اٹھے رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک — بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن — کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

تو نے بچپن سے میرا ناز اٹھایا مرتبہ صاحبقرانی پر پہونچایا
صاحبقران نماز پڑھ کے سجادہ لپیٹ چکے تھے مین مقبل صندوق سلیح سنجوق لایا امیر جسم پر اپنے سلاح آراستہ
کر رہے ہین بدیع و رستم آکر حاضر ہوئے ہین دست بستہ کھڑے ہین مگر شاہزادہ نور الدہر
اسپ پریوش پر سوار خدمت صاحبقران مین جاتے تھے کہ نقابدار سے صاحب سلامت
ہوئی نور الدہر نے گھوڑے سے اتر کر بادب سلام کیا نقابدار بڑھ آیا نور الدہر کو گلے
سے لگایا امیر نے جو یہ خبر سنی بدیع و رستم کو اشارہ کیا کہ نقابدار کا جا کر استقبال کرو یہ شیر
باہر آئے نقابدار انکو دیکھکر شاد ہو گیا سب سے بغلگیر ہوا پوچھا ایرج نوجوان کہان ہو نور الدہر نے
کہا اے نقابدار عالی مقدار فلک نے عجب انقلاب دکھایا ہو کہ طلسم فتنۂ نور افشان پر ہنگامۂ عظیم ہو
وہ شیر بیشۂ مردی کو کب گیا ہو خدا انکو مظفر و منصور کرے نقابدار نے کہا مینے بھی خبر پائی ہو کہ ہوش ربا و نور افشان مین
بڑے انقلاب مین میرا بھی قصد ہو کہ وہانکی سیر کرون بلکہ حیرت جادو کسی ساحر کو ساتھ لیکر طلسم ہوش ربا آئی ہو بیچ عیار
نے مجھکو خبر پہونچائی آپکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج و قاسم بھی وہین گئے نور الدہر سے نقابدار یہ باتین کرتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا صاحبقران کو جھک کر سلام کیا امیر نے گلے سے لگایا روح کو راحت قلب
کو مسرت عروقون مین خون جوش مارنے لگا دل بیٹھنے کو دیا زخمی سر صاحبقران کا دیکھکر پوچھا کیون حضور مزاج اقدس

کیسا ہی امیر نے فرمایا الحمد للہ اس مکار نے ارادہ کیا تھا کہ اس حقیر کو قتل کرے مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا مگر اے
نقابدار تمنے کیا کار نمایاں کیا کس زور و شور سے لڑے ہو یہ کہکے صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا جام
نقابدار کو دیا نقابدار نے سلام کرکے پیا نقابدار نہایت ادب و قاعدے سے پیش آیا جب نشہ ہوا سر دلی
خیال غیر و شر دل سے دور ہوا تبھی پر ہاتھ ڈالا جو منہ لگا کہا کیوں حضور ہمارے آپکے پردہ اٹھ جانے میں آپ ایسے نہ کرون
میرا دل نہیں قبول کرتا امیر نے فرمایا کہ اے نقابدار ابھی چند ساعتین باقی ہیں امتحان ہو جائے قلب تسکین پائے نقابدار
نے سر جھکا لیا مگر جوش جرات میں کہا اے شہریار آپکے اقبال سے میں ہر جگہ فتحیاب ہوا اہالیان پردۂ ظلمات نے ٹڈینے
جاوکیے تھے میں نے ہانک کیا دیوزادوں کو متفرق کیا دیو شاہور بن عفریت سات لاکھ لشکر دیوان سے بر سر
قلعہ طور آیا ملکہ سلاسل پری نے نامہ دار بخدمت آسمان پری روانہ کیا شکر خدا ہے کہ اس نامہ دار کو جنگ نے
پایا فوراً پہونچا میرے ساتھ لشکر دیوان نہ تھا فوج آدمزادان لیکر شاہور سے لڑا تین شبانہ روز تلوار چلی غلغلہ
ہوتی آخر قلب فوج میں جاکر شاہور کو للکارا اے شہریار آپ نے عفریت کو مارا تھا یہ قد و قامت میں اس
سے زیادہ تھا مگر بعنایت رب اکبر تین پہر میں ملکہ آسمان پری کے سامنے چیر کر پھینک دیا خوب تلوار
چلی سب کو بھگا دیا یقین ہے آپکو خبر پہونچے اہالیان قاف آپکو لکھیں ایسے ایسے معرکے گذر چکے اب حضور سے
فیصلہ کرنا چاہتا ہوں امیر نے کہا میں موجود ہوں نقابدار اٹھکر اپنی صف پر گیا صاحبقران آراستہ
ہوکر در دولت شاہنشاہی پر آئے دیکھا آفتاب آسمان لشکر یعنے سعد بن قباد نامور بفر فریدونی و حشمت
جمشیدی تخت سلیمانی پر سوار برآمد ہوئے صاحبقران نے مجرا کیا بادشاہ نے قلب پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل میں ہے آپ تو اور سرداروں نے بڑھکے سلام کیے سواری کوچۂ سلامتی سے نکل کر
طرف دمدمہ گاہ مصاف کے چلے نقیب آوازیں لگاتے ہوئے کڑکیت کڑکے کہتے ہوئے شاعران قصیدہ خوان
قصیدے پڑھتے ہوئے ساتھ میں اس دھوم سے صاحبقران آکر میدان کارزار میں پہونچے مگر بادشاہ سے کہتے
ہوئے کہ حضور یہ نقابدار مثل اور نقابداروں کے نہیں ہے نقابدار نے صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا عیاروں سے
کہا دیکھو تو بڑھاپے میں کیا غضب ہے بڑھکر دست حق پرست پر بوسہ دیا کہا حضور غصہ نکرین میں نہیں چاہتا کہ سر
میدان میرے آپکے مقابلہ ہو کوئی امتحان مقرر فرمایئے اسواسطے عرض کرتا ہوں کہ یا تمہارے صاحبقرانی
مجھکو مرحمت ہو یا آپ خانہ کعبہ تشریف لیجائیں سعادت آخری حاصل کیجیے اب آپکا وقت جہاد نہیں ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ اے نقابدار مجھکو بھروسہ ذات خدا پر ہے سالہا سال ہو چکے کہ آپ آتے ہیں بدون حصول مطلب
چلے جاتے ہیں میں اب آپ کو جانے نہ دونگا اس طرح نہیں جیسا چاہو ہے بعد یا تو ایسا مجمع نہیں ہوا ہے سب انصاف
کرینگے اب امتحان شروع ہو جائے جس پر عنایت خدا ہو وہ غالب آجائے نقابدار نے سر جھکا لیا عرض
کی میری مراد یہ ہے کہ آپکے جانشین پہلوان دوران رستم ہندوستان لندھور بن سعدان سے مقابلہ
ہوئے سنتا ہوں کہ انکا گرز دو ہزاری آج تک کسی نے نہیں کھایا بہرام فلک نے بھی بارہا نہیں اٹھایا یہ مجھ پر دو دستی
گرز لگائیں آپ بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیں مقدمہ صاف ہو جاویگا مگر اب وہ وقت ہے کہ ماہ تابان نے
نقاب حجاب چہرۂ نورانی پر ڈالی ہے پردۂ مغرب میں مخفی ہوا پہلوان نیر اعظم اکھاڑۂ چرخ چہارم کے پہلوان
ضیا و شعاع کو ہمراہ لیکر ثوابت و سیارگان سے لڑتا ہوا خم مارکر میدان چرخ زبرجدی میں آکر قائم ہوا لیلی
شب نے نقاب چہرے پر ڈالی دشت بخد مغرب میں مخفی ہوئی غل ہوا سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی خفتگان خواب

کو بھی خبر ہوئی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا سنبل نے گیسوے عنبرین کو پیچ و تاب بھولا نرگس شہلانے جوانان چمن سے اشارے کیے سوسن صد زبان کے شہرے ہوے بر سر دلیب جو قمریون کی کوکوکہین طاؤس رقصان قدرت باغبان قضا و قدر کے سامان صبا لغشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہواے سیر گلشن مین ہر مینا ے شجر سے ٹکراتی ہے نہرون مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساکنان چمن موتی لوٹ رہے ہین چشمے حبابون سے آنکھین دکھاتے ہین جب دریا دلی پر آتے ہین قطرے کے عوض دریا بہاتے ہین دشت مین گلہاے خود رو کی بہار یاد آتی ہے مین طائران صحرائی پکار ہر سمت ظہور قدرت کو زیبائی کی شوکت گلہاے چمن شان پروردگار مین بولتے ہین طائر بھی آواز دیتے ہین منقارین کھولتے ہین نظم۔

ای فرازندۂ لواے وجود
جبہ سا تیرے آستان پہ مدام
فکر سکندر بنا گدا کو تو
واہ کیا شان کبریائی ہے
خالق جملہ ذی حیات ہے تو
فہم یان اولیا کی نادان ہے

یختگی بخش جامے زرجود
کیا فریدون و کیا جم او بہرام
کردے دارا سا بے نوا کو تو
یہ کریمی ہے یہ خدائی ہے
رازق کل ممکنات ہے تو
عقل لقمان کی یان یہ حیران ہے

روز و شب سرفراز با تمکین
جبہ سا بندے یان ہین شام و سحر
دے تو شاہی کا جسکو چاہے بسر
ای جہان بادشاہ بندہ نواز
تو ہی بیشک ہے خالق آدم کا
حق تو یہ ہے کہ فہم انسانی

بلکہ سب بادشاہ روے زمین
لاکھ دارا ہزار اسکندر
جا بجا جب شاہون کو بنا دے فقیر
سبکو لازم ہے یان یہ عجز و نیاز
بلکہ شرح ہزار عالم کا
کر سکے کیونکہ لاف حق دانی

دو دو زنگی بھی بصد قہر و غضب گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار ایک سمت سے نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش سر پر باز سفید اڑتا ہوا مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن و تیغ زن اور انکی پشت پر لشکر دیوان اب نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے جوانان شیر دل کے حوصلے بڑھے کہ طلبیت لڑکا کر رہے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ نامرد کو بھی لڑا دین مردان غازی کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب بھر آگیا اسوقت نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا صف سے بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی پہ چوگان بازی تیر اندازی ایسی دکھائی کہ چہار طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی آواز دی ای صاحبقران زمان آسے ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان ای مرجع انام وای رونق دہ لشکر اسلام تشریف لائیے اس حقیر سے مقابلہ فرمائیے آپ نے مجھکو محجوب کیا میر الکہنا نہ مانا اب آج حال کھل جائیگا یہ جو نقابدار نے صدا دی امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران نکلینگے اپنے اپنے گھوڑون سے کود پڑے سب نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر قریب تخت شاہنشاہی آکے اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا آپکو مظفر و منصور کرے رنج و الم دور کرے اجازت لیکر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا مرکب نے تیور بدلے طرارے بھرتا ہوا چلا جب ٹاپ ماری طبقہ زمین کا ہل گیا نقابدار نے دیکھا صاحبقران آپہونچے رکابون مین پاؤن دیکر پراے لگا در بڑھا سب نے دیکھا سیر ین لڑین ایک قدم کا فرق نہ تھا نقابدار زرین پوش نے باادب سلام کیا مگر نقابدار سنانے مین امیر نے فرمایا اب کیا سوچتے ہو نیزہ چلے فنون سپاہ گری کا امتحان ہو مگر نقابدار دل مین کرتا ہے کوئی ایسا سبب پیدا ہو کہ مجھ سے اور صاحبقران سے مقابلہ نہو امیر نیزہ تانے کھڑے ہین فرماتے ہین ای بہادر دریاے جرأت کے بے بہا در کیا تامل ہے چراغ عقل گل ہے اس سوچ مین کھڑا

تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی سب نے دیکھا ایک دیو بلند قامت پونچھتا ہوا اچھلا آتا ہی کہ نقابدار زرین پوش کہان ہی
سب نے بتلا دیا وہ جست کر کے قریب آیا ایک کاغذ ہاتھ مین دیا جیسے ہی نقابدار زرین پوش نے پڑھا
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا ای صاحبقران اعظم خدا آپکو سلامت رکھے میرے ملک پر دیو زادون نے
حملہ کیا ہی قریب ہی کہ قلعہ ہاتھ سے نکل جائے سردار میرے زخمی ہوے میرا جانا بہت مناسب ہوا اپنے
ملک سے فراغت کر کے آؤنگا پھر واپس نہ جاؤنگا یہ کہکے تخت زرین پر سوار ہوا تمام دیوان قاف بغرض
ہاتھ مین لیکر گرد آگئے سائبان زرنگار کئی ہزار گز کا سر پر سایہ فگن ہوا جسقدر انسان ساتھ تھے دیوزادون
نے انکو کاندھے پر سوار کیا مرکب انکے بغل مین دبائے اس شوکت و شان سے کئی کر دیو تخت مین
کاندھے دیئے ہوے بارگاہ مین دیوزادون پر بار کین بار سفید سر پر اس کروفر سے نقابدار روانہ ہوگیا
دردود زنگی بھی پلٹا بختیارک نے کہا ای دردود زنگی یہ نقابدار مدت سے آتا ہی ہم تو یہ جانتے
ہین کہ عہدہ صاحبقرانی اسی کو ملیگا ایسا جاہ و جلال کسی نقابدار کا نہین دیکھا مسلمانون کے اقبال
اوج پر ہین جسدن یہ نقابدار ظاہر ہونگے ہماری جان کو یہ بھی آفت ہوگی دردود نے کہا اگر وہ نقابدار
مجھکو پکارتا مین فوراً مقابلہ نہین جاتا بختیارک نے کہا سبحان اللہ ایسا نہ کہیے کفر تک بو تحف
شہوار ہوتا و دردود زنگی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا سب طرح کے چرچے ہورہے ہین مگر صاحبقران
میدان سے جو پلٹے سب سردار ساتھ مین عمرو سے کہتے ہوے خواجہ اپنی زندگی مین تو مین جانے
نہ دونگا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا امیر نے کہ شاپور عیار ایرج دوڑا ہوا آتا ہی صاحبقران
نے مرکب روک لیا شاپور شیردل کو دیکھکر پکار اٹھے کیون مہتر صاحب آپ اپنے آقا کو ساتھ
لیکر چلے گئے مجھے اطلاع بھی نہ کی کہو کیا گذری شاپور شیردل رکاب تھام کر رونے لگا کہا آپ ہمارے
آقا کے مزاج سے بخوبی ماہر ہین جابجا عدے پڑے طلسم نور افشان تک نہ پہونچے یہ تو خبرین ادھر مین
مفصل نہین کہ سحر العجائب و مصر الغرائب کوکب کے ایسے باغی ہوے کہ دامن پناہ نہ دیا ملکہ
قید کر لیا شاہنشاہ ونا جبین بھی اسی طلسم مین جا کر پھنسے ایک کافر موسوم بہ قہار فیلزور عاشق
تیران ہو کر آمادہ طلسم کشائی تھا ایک ساحرہ بھی طلسم کی اسپر عاشق ہو گئی چاہتی تھی کہ ہاتھ سے
بختیارک کے طلسم فتح کراؤن مگر شاہان طلسم کو خبر ہو گئی وہ آکے سب کو گرفتار کر لیگئے مین نکل بھاگا
کہ چلکر حضور سے خبر کرون بدون حضور کے یہ طلسم فتح نہوگا طلسم وسیع شاہون کا مرتبہ رفیع در بند
بڑے بڑے ساحر قدیم ہر ایک کی مجال نہین کہ اس طلسم پر دست انداز ہو علاوہ ازین ہمارے
آقا بیتاب ہو گئے چل نکلے خواجہ زادون سے بھی پوچھا کہ اس طلسم کی فتاحی کس کے نام ہی یہ تو بخوبی
ظاہر ہی کہ جس طلسم کا جو فتاح ہوتا ہی اسی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوتا ہی دوسرا اگر قصد کرے مبتلاے
بلا ہو آخر وہی ہوا مین عرض کرنے آیا تھا حضور خواجہ زادون سے پوچھکر تشریف لائین غلام کا ٹھہرنا
مناسب نہین شاید کچھ تدبیرین پڑے مجھکو بڑا حجاب ہی اگر مین اپنے کو ساتھ آقا کے پھنسا دیتا کیا فائدہ
تھا امیر نے ہر چند روکا کہ تم رستم در راہ سے بھی آگاہ ہو نہ مانا اس مقام سے رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران
جملہ حال سنکر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سردارون نے پوچھا خیر تو ہی امیر
نے فرمایا آپنے دیکھا شاپور شیردل عیار ایرج نوجوان آیا تھا ایرج نوجوان جوش محبت تران مین

جا کر طلسم نور افشان مین قید ہو گئے اور آپ نے کچھ شاہزادون کا بھی ذکر کیا چند صاحبون نے ارادہ طلسم کشائی
کیا مالک نے طلسم کشائی ہم پر اور ہماری اولاد پر مقرر فرمائی ہے آخر وہ سب گرفتار ہو گئے انھین کے ساتھ ایرج
بھی قید ہوے شاپور نکل آیا اپنے آقا کا عاشق ہے ہمکو خبر کر کے چلا گیا فکر مین عیاری کے گیا ہے خواجہ زادون کو
بلاؤ فرزندان خواجہ بزرجمہر حاضر آئے امیر نے فرمایا بطور رمل ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم نور افشان کا کون
فتاح ہے خواجہ زادون نے تختۂ العقل پر قرعہ فکر کو پھینکا ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی
حضور کے نام اس طلسم کی فتاحی ہے لیکن خواجہ عمرو کا ساتھ ہونا واجب و لازم ہے سرکار کو بڑی بڑی تکلیفین پہنچینگی
بعد عرصہ دراز تا بہ طلسم نور افشان حضور پہنچینگے راہ مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے یقین کامل ہے کہ حضور جا کر قیدیان
طلسم کو چھوڑا لینگے بہ فتح و فیروزی اپنے لشکر مین آئینگے صاحبقران نے حکم دیا کہ بہرام سے کہو اپنا لشکر تیار
کرین کل ہمارا روز سفر ہے شاپور نے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ راہ مین حضور کو قلعہ جات ملینگے فوج زیادہ ہمراہ
لیجانا ہوگا اسوجہ سے مقبل و بہرام کو حکم ہوا ہے ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے زیادہ نہون کرب نامدار کو اپنے
مقام پر بٹھایا حکم دیا اے بہادر خیال جنگ مین مصروف رہنا بڑے شخص سے مقابلہ ہے دودہ زنگی پہلوان بے نظیر
ہے لقا کو ہمیشہ ہمارے مٹانے کی تدبیر ہے علم شاہ کو منتظم لشکر قرار دیا لندھور سے فرمایا اے دارائے ہند
دست راست و دست چپ کا ذکر نہ رہے آپ مین ملطف تمام آمادہ جنگ رہین لقا کے لشکر کا خیال واجب
و لازم ہے سفر دور و دراز کا درپیش ہے جب اللہ چاہیگا واپس ہونگے شب بھر امیر نے سب کو سمجھایا جب
صاحبقران اقلیم فلک چہارم شاہنشاہ ماہ تابان سے مقابلہ کر کے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست
دے چکا بہ فتح و فیروزی بساعت فیروزی چرخ نیلوفری پر آگیا یعنے صبح ہوئی صاحبقران محلات
سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے بہرام و مقبل ساٹھ ہزار فوج تیار کر کے سامنے آئے خواجہ عمرو نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ایک بارگاہ عمدہ چھکڑون پر لدوا کر ساتھ لی طرف منزل مقصود کے روانہ ہوے وسوا
س وخناس ہرکارے لشکر لقا کے ہر وقت موجود رہتے ہین یہ خبر لیکر خدمت مین لقا کے حاضر ہوے
دودہ زنگی بھی دربار مین بیٹھا تھا ہرکارون نے سب حال بیان کیا اور کہا صاحبقران صرف ساٹھ ہزار
فوج سے روانہ ہوے ہین سردارون مین صرف مقبل و بہرام ساتھ ہین یہان سے پانچ کوس پر اُترے
ہین یہ خبر سنکے بہمن بن دودہ زنگی تین لاکھ فوج کا افسر ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا یا خداوند مین حمزہ کا کرٹ
لاؤن بختیارک نے کہا اے بہمن حمزہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر تم غالب آؤ لیکن مین ایک ترکیب بتلاؤن
شاید غالب آجاؤ وہ تدبیر یہ ہے کہ جا کر شب خون مارو اندھیرے مین اگر قتل کیا تو عجب نہین اگر صبح ہو گئی
بقول شخصے صبح ہو جائیگی یہ تین لاکھ فوج بھاگتی نظر آئیگی بہمن نے کہا بہت خوب مین جاتے ہی حمزہ و مقبل
و بہرام کو مار لونگا شب تیرہ و تار مین سب گھبرا جائینگے میرے ہاتھ سے امان نہ پائینگے بہمن بن دودہ زنگی
تین لاکھ فوج لیکر بہ ارادۂ شبخون چلا یہان صاحبقران کو لشکر سے رخصت ہوتے ہوتے دن چڑھ گیا
تھا پانچ کوس پر آ کر اُتر پڑے امیر سے بہرام و مقبل آ کر بارگاہ مین بیٹھے خاصہ کھا کر آرام کیا خواجہ عمرو نے
انتظام لشکر کیا طلائے پر مقبل وفادار مصروف اہتمام ہوا دو پہر شب گذر چکی تھی کہ مقبل نے دیکھا ہوا سے
سیاہی لشکر کی معلوم ہوئی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر چار غول اسی جانب آتے ہین مقبل نے
گھوڑا بڑھا کر آواز دی کون آتا ہے بہمن نے اپنے نام کا نعرہ کیا مقبل آگے بڑھا بہمن قریب آیا تین غول کر کے لشکر

اسلام پر گرے سب سو رہے تھے گھبرا گئے جو اٹھا مارا گیا مگر مقبل نے بہمن کو روکا تلوار چلنے لگی دس تیس زنگی مقبل پر آ پڑے مقبل انتہا کا زخمی ہوا زنگیون نے چاہا گرفتار کر لین غلامان مقبل ٹوٹ پڑے کنارے پر لشکر کے خوب تلوار چلی مگر غلامان مقبل نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو بچایا سو غلام مارے گئے دو ہزار زنگی بھی قتل کیے مقبل کو اٹھا لائے تب بہمن بھی داخل سرحد لشکر امیر ہوا خواجہ عمرو پڑے سو رہے تھے صدائے گیرودار سنکر چونکے گھبرا کے باہر نکلے دریافت جو کیا معلوم ہوا بہمن بن دودہ زنگی شبخون آیا ہے پس عمرو نے جاکر صاحبقران کو جگایا امیر آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی یہ شرارت بختیارک کی ہے امیر مسلح ہو کر بیرون بارگاہ آئے نگاہ اٹھا کر دیکھا ہزارہا بندگان خدا بے بس ہو کر مارے گئے چہار طرف سے زنگیون نے گھیرا ہے تین لاکھ سے ساٹھ ہزار جوان لڑ رہے ہین مگر بسبب رات کے زنگیان سیہ روکی بن پڑی ہے وہ ہوشیار ہو کر آئے یہ غافل تھے اٹھتے اٹھتے صدہا قتل ہوئے مگر اب جو ملازمان بہرام سنبھلے جم کے لڑنے لگے جہان سو تھے دس جا پڑے جان دیکر لڑے یکایک زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقرانی

ہمہ سرکشان لشکر کافران سمندون بہ چشم فراری شدہ	بہ چشم نگون شد سر کافران ہمہ عفریتان تیغم عاری شدہ ہمہ شہر آباد اسلام شد	ہمہ اختر برج عز و جلال ہمہ قاف از کفر شد پاک صاف ز صاحبقران جہان نام شد	ہمہ ماہتاب سپہر کمال سلیمان کو جا لقب شد بقاف

ملازمان بہرام جو بھاگے جاتے تھے نعرۂ صاحبقرانی کی صدا سنکر بھاگتے بھاگتے تھم گئے تلوارین تول کر جم گئے مگر زنگی بہت ہین یہ لوگ کم بسبب شب کے فرج برہم عمرو سو جا لیا تو بختیارک نے اور فوج مقرر کر دی جو طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان طلایہ بردار اسپ ہند لندھور بن سعدان انتظام مین مصروف تھے کہ عمرو نے آکر کیفیت عرض کی لندھور سنتے ہی گھبرا گیا پشت فیل تنگ تازی پر سوار ہوا دس ہزار سوار اسوقت ہمراہ تھے وہ ساتھ ہوئے داراب نے کہا مین کل فوج کو طیار کر دون لندھور نے کہا عرصہ ہو گا یہ کہکے چلے لندھور جو روانہ ہوئے اسکی خبر سردارون کو ہوئی جسنے سنا وہ چلا قیر دندان عمرو نے بادشاہ کو بھی خبر کی سعد بن قباد گھبرا کے محل سے نکلے طلب ہوا بادشاہ جمجاہ خلاف وقت کیون بر آمد ہوئے سب تاجدار جملہ سردار سامنے حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا یارو تمنے سنا دودہ زنگی نے بڑا مکر کیا بہمن کو بعنوان شبخون بھیجا دادا جان کے ساتھ فوج بہت کم ہے یہ سنکر نور الدہر و رستم و بدیع الزمان گھوڑون پر سوار ہو کر چلے بادشاہ نے فرمایا مین بھی چلتا ہون اسیوقت پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے بادشاہ کا سوار ہونا طبل سکندری پر چوب پڑی جملہ سرداران نامدار و پہلوانان تہور شعار عقب شاہ مین چلے یہان صاحبقران لڑائی مین مصروف تھے حملۂ اول مین ہزار دو ہزار مارے گئے اب امیر نے قاعدے سے فوج کو اپنی پشت پر جمایا ایک جانب بہرام ایک سمت امیر عالی مقام اس کیفیت سے لڑ رہے ہین جب حملہ کیا ہزار دو ہزار مارے عین گرمی جنگ مین بہمن سے اور صاحبقران سے مقابلہ پڑا رات بھی قلیل باقی ہے ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے سلطان انجم سیاہ گھبرایا فوج سیارگان پر آمادۂ شکست بھاگنے کا بندوبست شاخ کہکشان مرجھائی کھلائے نجم پر زردی آئی بلبل جسکے زیر جعدی مین ہوائے خزان چلی عندلیبان سیارگان صدائے فریاد دے رہے ہین گل ماہتاب مرجھا کر شاخ کہکشان

سے گرا لشکر سلطان انجم سپاہ کا صفحہ بجا ایمان صاحبقران و بہمن سے مقابلہ پڑ گیا چہار طرف سے زنگیون نے
قصد کیا کہ صاحبقران کو گھیر کے مارین بہرام نے برعکس دو شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی جب کئی ہزار زنگی مارے گئے پرے زنگیون کے درہم و برہم ہوئے بہمن نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بہ آسیب سپر وار کو اُسکے رد کیا جیسے تلوار مار کے پلٹا امیر نے ہاتھ تیغ عمر
کا مارا بہمن نے سپر اُٹھائی مگر برق شمشیر مین جلوۂ غرۂ مرگ دکھائی دیا جرأت کی قلعی کھل گئی چاہتا تھا کہ وار
رد کون روح سکندر کا واسطہ دون تیغہ جو تڑپ کر سر پر گرا سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا کسیقدر زخم سر مین
بہمن کے آیا تھا اُسنے آواز دی یارو مجھے بچاؤ ہزارہا زنگی ٹوٹ پڑے کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر افسر کو
لے نکلے امیر نے بڑھ کر علم فوج ضلالت موج سرنگون کیا اب تو زنگیون نے شکست فاش کھائی علم گر چکا
افسر بھاگا جاتا ہی کس نشان پر لڑین جو جہان تھا بھاگ نکلا یہی غلغلہ ہی کہ یارو افسر مارا گیا اب نکل چلو چلکے دودہ
زنگی کو خبر کرین اُسکے ساتھ آ کر لڑینگے اپنے آقا کے خون کا بدلا لینگے بہمن تھوڑی دور جا کر اور گینڈے پر سوار
ہوا اور غل مچاتا ہی یارو مین زندہ ہون تھم جاؤ لڑائی مین جم جاؤ تم اب بھی بہت ہو فتح کی شکست ہوئی کوئی
نہین سنتا یہی غلغلہ ہی کہ افسر قتل ہو گیا افسوس لاشہ بھی نہ اُٹھا سکے جب بہمن نے دیکھا کہ زخم سر پر اوچھا ہی
کس کر باندھا لاچار سب کے ساتھ چلا جب دو کوس نکل آیا سب نے دیکھا کہا حضور ہم جانتے تھے آپکے
دشمن قتل ہوے لات و منات نے آپکو بچا لیا ہم بہت شرمندہ ہین کہ آپکے والد کو کیا صورت
دکھائینگے بدون افسر شہر غروبیہ مین کیونکر جائینگے ڈھارس ہوئی بہمن بھی کہتا ہی اچھا نکل چلو پھر جاؤ
لیکے آئینگے ابکی مرتبہ مہلت نہ دینگے لشکر صاحبقران سے شکست کھائے ہوئے دو کوس نکلا ہی کہ طرف سے لشکر
اسلام کے گرد اُڑتی دیکھا لندھور بن سعدان مع دس ہزار سوار و پیدل کے گھوڑا اُڑائے ہوئے آتا ہی بہمن
گھبرا گیا داراب نے لندھور کو خبر دی ای آقا غضب ہوا بہمن بن دودہ زنگی پلٹا ہوا آتا ہی اب بھی دو لاکھ
زنگی ساتھ مین شائد خدانخواستہ آقا نے نامدار کو شکست دی یا کوئی اور امر ہوا اگر وہ غالب آتے تو
یہ زندہ نہ پلٹتے لندھور نے کہا ای داراب خدا خیر کرے یہ کہکے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو خبردار یہ
لوگ تمہارے آقا کو شکست دیکر آئے مین بچکر نہ جانے پائین جانین لڑا دو اپنے آقا کا بدلا لو فوج لندھور نے جھپٹ
گھوڑے اُٹھا کر چلی لندھور نے بہمن کو ٹوکا گھوڑا اُڑا کر جا پڑا للکارا کہ او مکار سیاہ رو بدخو شبخون مارا تھا لوگ
تیرے مقابلے کو موجود مین طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیون نہ نکلا حال جرأت کھل جاتا بہمن نے غصے مین ہاتھ
مارا لندھور کو از حد ملال کھینچے پر خنجر پھیر رہا ہی یہ تصور دل مین جم گیا کہ یہ ہمارے آقا کو مار کر آیا ہی وار اسکا
روک کر لندھور نے بلا تکلف گرز خورد ہی و مردی دو دستی اُٹھا کے مار دیا اُسنے گرز اپنا چہرے کی پناہ
کیا لات و منات کو پکارنے لگا مگر گرز جو گرا گویا پہاڑ پھٹ پڑا ہاتھ جو بہمن کا کانپا اپنا بھی گرز ہاتھ
سے چھوٹا گرز لندھور سر پر پڑا سر گردن سینے مین مع گینڈے پر اُٹھا ہو کر رہ گیا ہندیون نے زیر شمشیر
فوج کو رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی نور الدہر و علم شاہ و بدیع الزمان و جملہ سردار ایک طرف سے
بادشاہ عالی وقار آ کر پہونچے دیکھا لندھور تحسین مار کرو رہا ہی فوج زنگیان کو سب نے شکست دی
قریب لندھور بن سعدان آئے پوچھا ای جانشین صاحبقران تمنے حریف کو مارا رونے کا کیا باعث
یہ تصور مین صاحبقران کے لندھور کے ہچکی لگی ہوئی تھی بمشکل ضبط کرکے جواب دیا یارو مین سنتے ہی

دوڑا میں نے اس بے حیا کو آتے دیکھا بہمن سے لڑا جنبش و اسمی کیا مگر عقل دنگ ہوتی ہے تصور سے دل گھبراتا ہے کہ یہ لڑ بھڑ کے کیونکر ملیگا شاید دشمنوں پر امیر کے اندھیری رات میں کچھ اُفتاد پڑی بادشاہ نے کہا اب یہاں سے دو کوس وہ مقام باقی ہے شکر ہے کہ فوج حریف کو شکست دی چلکر اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں لندھور نے کہا بسم اللہ میری بھی آنکھیں بیدار فرحت آثار صاحبقران کی مشتاق ہیں سب صلاح کرتے ہوئے چلے مگر تصور میں سب کے خیالات ہو آتے ہیں سب دعائیں کرتے ہیں خداوندا صاحبقران کو صحیح و سلامت دیکھیں یہاں صاحبقران بہمن کو بھگا کر بیٹھے دس بارہ ہزار جوان جو مارے گئے تھے اُنکی لاشیں اٹھوا رہے ہیں خواجہ عمرو سے فرما رہے ہیں خواجہ تمنے لشکر میں کیوں خبر کی کون سی ایسی مشکل تھی عمرو کہتا ہے میں کیا کہوں میرے دل میں تاب نہ باقی رہی میں نے خیمہ سے نکل کر یہ دیکھا کہ جہاں ہمارے دو سو میں دس ہزار نے انکو گھیرا ہے مقبل کو زخمی دیکھا بے تاب ہو کر بھاگا جا کر خبر کی یقین ہے سب سردار آئیں لندھور میرے سامنے چل چکا تھا یہ ذکر تھا کہ امیر نے دیکھا آگے آگے بادشاہ جملہ سردار پشت پر مگر بیقرار و اشکبار جیسے ہی صاحبقران کو لندھور نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا بہ اشتیاق گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا اے آقائے نامدار عجب عجب تصور دل میں آتے تھے بہمن کو میں نے راہ میں مارا اُسکو دیکھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا تھا جملہ سردار گھبرا گئے فوج کو اُسکی شکست دی امیر نے فرمایا بھی بھاگے ہوؤں سے ناحق تقابل کیا یہ تو ہمارے طریقے کے خلاف ہوا لندھور نے کہا اب جو چاہیے فرمایئے جملہ فرزند بھی صاحبقران کے گرد پھرے بادشاہ سے بغلگیر ہوئے سب نے چاہا یہاں اُتریں امیر نے کہا آپ سب صاحبوں نے غضب کیا لشکر کو چھوڑ کر چلے آئے بختیارک ایسا مکار وہاں موجود ہے اگر وہ لشکر پر دباو ڈالے سب سردار اس مقام پر موجود ہیں وہاں لشکر کو کون سنبھالیگا شکست فاش ہو گی بے سردار لشکر کہیں ٹھہرتا ہے میں خیال کرتا ہوں کوئی سردار وہاں باقی نہ رہا سب صاحب میرے پاس چلے آئے بیشک اُسنے شبخون غفلت میں مارا اول کے حملوں میں ہمراہیان مقبل قتل ہوئے جب مجھکو خواجہ نے خبر کی میں افسر کی فکر میں رہا وہ زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسکی قضا دارائے ہند کے ہاتھ سے تھی بس ایک لندھور کافی تھے بادشاہ نے عرض کی حضور یہ ارشاد فرماتے ہیں سنتے ہی دل بیقرار ہو گیا نہ ہو سکا کہ حاضر خدمت نہ ہوں صاحبقران نے فرمایا اب آپ سب صاحب جلد تشریف لیجائیں میرا جسم یہاں ہے اور روح وہاں ہو گی فوراً سب سرداران نامی اُسی وقت صاحبقران سے رخصت ہوئے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا اگلی منزل کھوٹی ہو گئی کل صبح سے کوچ ہو گا یہ فرما کر داخل بارگاہ ہوئے شب اُسی مقام پر بسر کی بوقت سحر طرف منزل کے روانہ ہوئے قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے ہر روز آب نوبت پیتے ہوئے صحرا و کوہ و دشت و بیابان طے کرتے ہوئے بعد پندرہ دن کے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچے نہایت صحرائے معقول کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے ہوائے معتدل نہریں موج مار رہی ہیں چمن بلبلیان خوش نوا زمزمہ سرائی میں مصروف ایسا صحرا عمدہ نگاہ سے نہ گزرا تھا خواجہ سے فرمایا پندرہ دن سفر میں ہوئے کیسے کیسے صحرائے خارستان طے آج یہ مقام فرحت افزا عنایت باغبان قضا و قدر نے ملا ایک ہفتہ اس جگہ پر مقام ہو مقبل نے بتعجیل تمام بارگاہ استاد کی ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے آگے اُترے امیر کے لشکر کی چہل پہل سے گیا شہر آباد ہو گیا دیہات سے دوکاندار انواع انواع اشیا لیکر پہونچے عدل و انصاف لشکر صاحبقران سے سب دوکاندار خوش ہیں جو دوکاندار آیا مال اُسکا نفع سے بکا خوشی خوشی قریہ میں گیا اوروں کو خبر کی ایک لشکر رئیس اعلیٰ کا آیا ہے وہاں مال نہایت نفع سے بکتا ہے دوکانوں میں سب طرح

کے دوکاندار گل فروش بھی آکر بس گئے غرضکہ خبر اڑ گئی کہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر بطرف طلسم نور افشان
کے جاتے ہین کیا عدالت و انصاف ہے ہم سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین مظلوم
بعیش و فرحت سایۂ دامن دولت مین چھپتے ہین کیا مجال کہ کوئی کسی پر ظلم و بدعت کرے دریاے عدالت جوش زن ہے خارستان
صحرا از فیض سے رشک گلشن قضائے کار اس صحرا سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا مینو سواد ہے حاکم
وہان کا مینا نگار جادو ابلیس پرست ہے اس قلعہ مین جملہ ساحر رہتے ہین ایک ایک سامری زمان جمشید عہد
مینا نگار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے دو ہزار جادوگر بڑے بڑے افسر سحر مین طاق شہرۂ آفاق شکلین عجائب و
غرائب بنائے بیٹھے ہین مینا نگار کا اس حوالی مین کوئی ہمسر نہین ہے جو جو قلعے تھے اُن سب پر قبضہ کر لیا اب کوئی
حریف نہین ہا صحبت عیش آراستہ دن عید رات شب برات یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی
ای پیغمبر نامرسل خداوند ابلیس خود پرست آپکے قلعہ سے بارہ کوس پر صاحبقران نامور قاتل شمشتش
دو مامہ فردگش ہین غلامون نے خبر پائی کہ طلسم نور افشان مین غدر ہے برائے تسخیر طلسم خود کود جاتے ہین صحرا
گلرنگ مین ایک ہفتہ کے واسطے مقام کیا عرف ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہے یہ سنکر مینا نگار نے کہا
کیون یارو دمامہ و شمشتش بزرگان دین مین سے تھے وہ قتل ہوئے اُنکے خون کا بدلا کسی نے نہین لیا
واقف کار بول اُٹھے کہ حضور اخبار مین ملاحظہ کرین ایک شخص لقا نامے بیوقوف سحر سے ایک حرف نہین
جانتا دعوی خدائی کر بیٹھا ملک باختر مین قطولات بنا لئے لاکھون آدمیون نے بیجا کو سجدہ کیا کوئی کرامت
بھی ظاہری نہ رکھتا تھا مگر اُس اقلیم کے لوگ خام اعتقاد سجدہ کرنے لگے اُن لوگون کے ہاتھ سے شکست
کھا کے بھاگا ملک بہ ملک پھرنے لگا یہ لوگ جس ملک مین پہونچے اُسکو تیغ کیا آپ کے مذہب کے ملک
بے حساب تھے مثل چاہ ماران و کشمیر و کاشغر و زبرجد نگار و عنطلی آباد و ملک فرعونیہ یہ سب مقام ساحرون
کے تھے یون ہی برباد ہوئے کہ ساحر کا نام بھی نہ باقی رہا اب وہ لقا بھاگتے بھاگتے تا بہ غروبیہ باختر پہونچا وہان
کا بادشاہ دودوہ زنگی اُسی لقا کا پرستار لڑ رہا ہے اپنے نزدیک معروف کوشش ہے مگر کسی طرح سے اُس قوم
پر غالب نہین آتا صاحبقران اُن سب کا افسر صاحب عظم و شان سنتے ہین بڑا بہادر ہے اسی طریقہ سے جرأت
ظاہر ہو کہ فوج قلیل ساتھ لیکر اتنے بڑے معرکے پر چلا ہے طلسم نور افشان بڑا طلسم ہے بڑے بڑے ساحر
وہان رہتے ہین مگر اس شخص کو کچھ خوف نہین بلا تکلف لشکر کشی کر کے چلا آیا یہ حال سنکر مینا نگار نے
کہا صاحبو نہین معلوم وہ ساحر کیسے تھے کہ غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے ہمکو منظور ہے کہ بزرگون
کے خون کا بدلا لین یہ سب گرفتار ہو کر مابدولت کے سامنے آئین بعد سال بھر کے مقام غار افراسیابی
پر ایک جلسہ ہوتا ہے جملہ ممالک کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے آتے ہین مابدولت بھی جاتے ہین چند دن
اُس جلسہ کے باقی ہین ہم جلسہ مین اس معاملہ کو پیش کرینگے سب برادری والون سے کہینگے کیون صاحبو
بزرگان دین قتل ہوئے کسی نے خبر نہ لی بڑا اعتراض تو یہ ہے کہ ان لوگون نے ایک نیا مذہب نکالا ہے کہتے
ہین ہمارا خداوند نادیدہ آسمان پر رہتا ہے لات و منات سامری و جمشید سب خداوند گذشتہ اُنکے
نزدیک برے ہین اور خداوند ابلیس پر آٹھ پہر لعن طعن ہے ہر ہر ضمیر پر واجب و لازم ہوا کہ ایسے دشمنان مذہب
کو کسی طرح مٹائین کہ اس مذہب کا نام بردہ دنیا مین نہ باقی رہے کبھی آج تک یہ نام بھی نہ تھا کہ خدائے
نادیدہ کیا چیز ہے مسلمانون کو یہ نام عزیز ہے اگر اپنے خداوند کو لکھ بھیجون ادھر سے بیٹھے بیٹھے تدبیر کرین تو ہم نہین

الا دین تمام دنیا مین ایک مسلمان باقی نہ رہے جلتر تک جادو مصاحب خاص پہلو مین بیٹھا ہی یہ تقریر سنکر جوش مین آیا کہا ای پیغمبر خداوندا ایسی حقیر بات کا ذکر نہ کر تا فرخداوندا ابلیس خود پرست کو نہ بہونچے ہمین ابھی جاؤن سب کو دیوانہ کرکے لے آؤن کہیے سر کاٹ کر لاؤن کہیے جلا دون یا حکم ہو دیوانہ بنا دون بلکہ حکم ہو یہان سے نامہ اُنکے پاس بھیجون بعد کو جاؤن ایک مہینے کے عرصے مین نام بھی انکا باقی نہ رہے زمین و زمان ہلا دون مثل نقش قلم سبکو مٹا دون بینا نگار یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ای جلتر تک مذہب اسکا نام ہی تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا ہر چند کہ ہمکو سامری جمشید سے کچھ کام نہین لیکن نام سے اپنے ہم ہمیشہ کی مدد کرنا بہادرون کا کام ہی اُسی جلالت مین نام ہی جلتر تک اپنی دھن مین اُٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُڑتا ہوا سامنے لشکر کے ہو بنجاد دیکھا لشکر مین گہما گہم بازار ہین آراستہ جس خیمے مین صاحبقران بیٹھے ہین اُس خیمے سے ساز و غیرہ کی آواز آرہی ہی خواجہ عمرو چبوترہ پر توالی مین ہین چور گرہ کاٹ نقب دینے والے گرفتار ہو ہو کے آتے ہین سزا مین پار ہے ہین لال خان کا لڑکا کھڑا ہوا ہی جھنڈا کوتوالی کا ایک جانب خواجہ مصروف بہ عدل و انصاف جلتر تک دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایہ مین جا بیٹھا لشکر سے کو بس بھر ہٹ کے سحر کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کی پتلی بنائی اُسپر سحر کرکے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کردی جہان خواجہ عمرو کوتوالی چبوترے مین بیٹھے ہین سامنے بارگاہ ہین بہرام وغیرہ کی استاد ہین چونکہ یہ سردار قدیم صاحبقران کا ندیم خلیق لطیق صاحب دولت و حشم بادشاہ چین و ماچین کمیدان و رسالدار عقیل نامدار بارگاہ بہرام مین جمع ہین کوئی ستار بجاتا ہی کوئی مصروف شعر خوانی سب طرح کے لوگ جمع ہین جلسہ معقول آراستہ ہی عمرو کوتوالی چبوترے سے دیکھ رہا ہی کہ بارگاہ بہرام مین نہایت تکلف سے نوجوان جمع ہین کرسیان مونڈھے جا بجا بچھے ہین بہرام اسکی خاطر کر رہا ہی کہ سب نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ لباس فاخرہ سے آراستہ دریائے زیور مین غوطہ زن سامنے بارگاہ بہرام کے آئی سر آپا خوب محبوب مطلوب نظم

نکتہ دانی اشارۂ عشاق
سہل انکار مشکل اطلاق

ہم زبان جسکے ہی شمع سی لسان کا
زبان سب لہجہ ہیر پرستان کا

طرہ گیسو ہی کوئی کیا جانے
اسکے اختر تراش ہین دانے

یون دم سرد جسکے افشان ہی
نفس عیسی بھی جسپہ قربان ہی

جمع صرف دل نوازی ہی
محرم درد چارہ سازی ہی

ہے ذقن یا ستارۂ گلگون
بلکہ زلفون سے عالم شب جون

اُس چاہ ذقن مین جال نہین
تیرگی کی وہان مجال نہین

ہر سخن مین تراوش الفت
ہر ادا مین نمائش شوکت

قہقہہ ایسے دلکشائے جہان
کبک رفتار کو نصیب کہان

دانت بھی ایسے خوبصورت ہین
کہ نظیر انکی دے سکا نہین مین

قطرۂ موج بحر نور ہین یہ
شبنم لالہ زار طور ہین یہ

دل جو اسکا ہی مخزن اسرار
خوبیان اُسکی کیا کرون لکھا

حلقۂ نور یا دہانہ ہی
سرخ رنگت انار دانہ ہی

وہ زنخدان ہی یا میانۂ گل
چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل

چاند سا پیٹ اسطرح روشن
جسکے پرتو سے رشک باغ چمن

حسین مہ جبین رشک چمن غنچہ دہن گیسوے دام بلا قاتل عاشق نژاد مسکراتی ہوئی سامنے بارگاہ بہرام کے آئی نازنین نے مجرا کر آواز دی ای جوانان صف شکن و ای پہلوانان تیغ زن یہ کنیز بے تمیز مشتاق ہو کر حاضر دربار ہوئی ہی گانے کے فن مین کمال پیدا کیا اسی دھن مین رہتی ہون کسی قدر دان تک پہونچون ہر دم یہی خیال ہی کہ صاحبان لیاقت چند اشعار سماعت فرمائین یہ کہکے یہ غزل گانے لگی غزل

بے وفائی کے چلن سیکھے تو استاد آیا
لٹ گیا کوہ شب غم ہو سو دل جو لیکے

قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا

لو مبارک ہو کہ تمہیر دل ناشاد آیا
من چلے مر چکے تکار دے کہ وہ جلاد آیا
کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری

وہ میان مین میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
جان دے دینے کی ہنستے ہنستے ہے خوشی
ملک الموت کو سمجھے کہ پریزاد آیا

نالہ اپنا سوئے محشر جو کہین جا نکلا
غل ہوا صور سرافیل کا استاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اسنے

میرے آڑے سجدا عشق خداداد آیا

ان اشعار کو اس تکلف سے گائی جسکی نگاہ تیری دل و جان سے
مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے ہر ایک نوجوان جھومنے لگا قبضۂ شمشیر چومنے لگا ایک کمیدان یہ کہکر
اٹھا یہ نازنین میرے پاس آئی ہے رسالدار نے کہا کچھ دیوانے ہو مجھے یہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے دونون تلوارین
کھینچکر اٹھے بہرام ہان ہان کرتے رہے کسی نے خیال نہ کیا آپس مین تلوار چلی دونون کے سر کٹ کر گرے اب
ہنگامہ ہوا کہ رسالدار کے رسالے کو خبر ہوئی کمیدان کی خبر پلٹن والون نے سنی آپس مین لڑنے لگے لب
جو عمرو نے دیکھا جیون جیون وہ نازنین گاتی ہے رنگ لشکر تبدیل ہر جا تلوار چل رہی ہے بعض نے خود اپنے گلے دم شمشیر
پر رکھے بے لڑے بھڑے مزے موت کے چکھے سارا لشکر آمادۂ حرب و ضرب ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ یہ
نازنین مہ جبین ہمارے پاس آئی ہے دوسرا کہتا ہے مجھکو دیکھتی ہے تھوڑے ہی عرصے مین ہزار دو ہزار جوان
مر کر گر پڑے صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے یہ ہنگامہ سنکر گھبرا کر نکل آئے دیکھا سارا لشکر مصروف جنگ
و جدل آپس کی محبت مین خلل صاحبقران گھبرا کر ہر ایک سے پوچھتے ہین یارو یہ کیون تلوار چلی آپس مین
کیون لڑ رہے ہین کوئی جواب نہین دیتا بعض کا ہاتھ تھام لیا جرات تو پوچھا اسنے لاچار ہو کر جواب دیا کہ
ای شہریار یہ نازنین جو بشکل غنچہ دہن رشک گلشن ہے میرے دیکھنے کو آئی تھی یہ سب لوگ ناحق اسکے خواہان
مین یہ کہا اور صاحبقران سے ہاتھ چھوڑا لیا صاحبقران لاحول پڑھکر رہ گئے نہایت حیران و پریشان
کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی جواب باصواب نہین دیتا ہے دیکھا سامنے سے بہرام تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے
بڑھکر فرمایا ای بہرام یہ کیا معرکہ ہے یہ سب کیون لڑے کس وجہ سے مر گئے پڑے بہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہا حضور آپکی ذات بابرکات سے یہ جھگڑا ہوا آپنے اس نازنین کو تنہائی مین کیون نہ میرے پاس بھیجا مجمع
عام مین اسی واسطے بھیجی کہ تلوار چلے پھر آپ مجھسے پوچھتے ہین امیر نے تلوار روکی مگر بہرام برس پڑا امیر ہان
ہان کرتے ہین مگر بہرام نہین مانتا چند کمیدان چند رسالدار بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے یہی کہتے ہوئے
کہ یا صاحبقران سبحان اللہ آپکو سبکی آبرو لینا منظور تھی ہماری معشوقہ کو سر بازار بلایا امیر فرماتے ہین
بھائیو یہ کیا کہتے ہو مین کبھی کسی کی آبرو کا خواہان ہوا ہمیشہ میرے قول کا امتحان ہوا آج یہ کیا رخنہ
ہے کہ معشوق کا نام لیتے ہو مین نہین سمجھا آپ لوگ کیون جان دیتے ہین یار و افسرون نے چہار جانب سے
امیر کو گھیر لیا وار کر رہے ہین امیر ہمہ تن چشم بنے ہوئے سب کے وار روک رہے ہین اپنا وار نہین
کرتے کسی کا وار خالی دیا کسی کا سپر پر کا تھا کہین جھپٹکر نکل گئے ہر طرح اپنے کو بچاتے ہین غل مچاتے ہین کہ یارو مجھ و حال
تو مفصل مجھسے بیان کرو مین نے کیا خطا کی ہے جسکی یہ سزا دی وہ لوگ نہین مانتے امیر نے چند زخم بھی
کھائے قضائے کار خواجہ عمرو کو توالی چبوترے سے کود کے سب لشکر کو ایک حال مین دیکھا
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سب طرف سے یہی صدا ہے کہ یہ سار بان زادہ نہ جانے یا دے اسکو مہلت نہ دو
جلد سر کاٹ لو عمرو حیران کہ زمانے کی ہوا بدل گئی بے خطا کو خطاوار بناتے ہین کلمات سخت سناتے
ہین لاچار بھاگا ہوا اس مقام پر آیا جہان صاحبقران کو سردار گھیرے ہوئے تھے امیر اپنے کو بچاتے تھے یہ دیکھکر بہت گھبرایا
دل سے کہتا ہے کہ یہ وہ سردار ہین کہ جو صاحبقران کے سامنے کلام نکرتے تھے آج قتل کے درپے ہین

خدا خیر کرے یہ کسی کا شعبدہ ہے مگر حیران کہ اتنے سردار امیر حمزہ کے ہین دیکھیے کیونکر بچتے ہین اسی سوچ مین لشکر سے نکلا
دور سے دیکھا نخل کے سایہ مین ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے طرف لشکر
کے پھینک رہا ہے عمرو سمجھ گیا کہ اسکا سحر ہے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر جلتر تنگ کے
سامنے آیا جھک کے سلام کیا کہا اے شاہنشاہ ساحران کیا کہنا تمھارا مثل نہین ہے مجھکو بھی اپنے ساتھ
شریک کر دین مین بھی یہین ہٹا ہوا ہون میرے بھائی کو ان مسلمانون نے مار ڈالا مین نے چاہا تھا بدلا لون مگر بسبب
تنہائی کے کچھ نہ بن پڑا اب بقول شخصے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ جلتر تنگ نے کہا اے بھائی مین اکیلا
دس ہزار پر بھاری ہون اگر سحر کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون تھوڑی دیر کیلیے بھائی صاحب آپ
اسجگہ بیٹھ جایئے مجھے کسی کی احتیاج نہین مین مدد کا محتاج نہین عمرو نے کہا اے برادر سحر جوانی کر دیجیے تلوارین
برسا دو مسلمانون کو ایک قطرۂ آب کو ترسا دو جلتر تنگ نے کہا ایک ادنی سا شعبدہ کیا ہے ایک نار نہین بنکر
بھیجدی لطف یہ ہے کہ بھائی کو بھائی قتل کرے ہر مسلمان تڑپ تڑپ کے مرے فقط اسکی آواز کافی ہے جسکے
کان مین پڑی مبہوت ہو کر اپنے عزیز کو قتل کریگا خود حمزہ جو بڑا سردار ہے آپکے نوکرون نے اسکو گھیر لیا ہے
دم بھر مین قتل کر ڈالینگے یہ بھی ہم سن چکے ہین کہ حمزہ حافظ باطل سحر ہے مگر ایسا دعوی کا ہوا ہے کہ وہ سمجھ
نہین سکتا یہ مابدولت کے سحر کی تاثیر ہے آنچ سپاہ گری دکھا رہا ہے دار سجا رہا ہے کہان تک بچیگا سارا لشکر
اسی کا دشمن ہو جائیگا پھر کیونکر مہلت پائیگا عمرو نے کہا مین ایسا جلا ہوا ہون چاہتا ہون کہ انکا نام مٹا دون بلکہ
بڑے معبود ہمارے مٹائے ساحرون کے نام پردہ دنیا مین باقی نہ رہے جلتر تنگ نے کہا بھائی اب
ہمارے مالک کو توجہ ہوئی ہے اب یہ فرقہ نہین باقی رہیگا آج دربار مین سب طرح کے ذکر ہوئے تب
مجھکو حکم ملا عمرو نے پوچھا تمھارے مالک کا کیا نام ہے جلتر تنگ نے کہا تیس کوس پر ایک قلعہ ہے کہ
وہان خداوند رہتے ہین ابلیس خود پرست لقب ہے یہ انکے پیغمبر نامرسل صاحب کمال موسوم بہ مینا نگار
جادو اس طرف سب صحرا خارستان ہے بڑے بڑے سرکشون کے مقام مینا نگار نے آکر مٹا دیئے سرکشون
کو بھگا دیا بڑے بڑے مکر کے بڑے اکثر ساحران صحرائی تھے وہ لڑے قدرت نے تقدیر کرکے سبکو
مٹایا یہ ملک اب ایسا آباد ہوا کہ لاکھون ساحر وغیرہ رہتے ہین یہان کبھی خشک سالی نہین ہوتی غلہ
ثمرہ میوہ جات ہر دیہات مین آج ہمارے مالک کو خبر ہوئی کہ قاتل مستمش دو مامہ کا لشکر یہان
اترا ہے بزرگان دین کو یاد کرکے بہت روئے مابدولت کو حکم دیا جانتے ہین کہ یہ لشکر قیامت کا نمونہ
ہے مین بھی ایک ادنی سا سحر کیا ہے ساٹھ ہزار کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے ملازمان پیغمبر کا سحر نہین کرامات ہے
عمرو نے کہا بھائی تمھارے سر پر دھوپ آگئی ہے سایہ مین چلے آؤ تمھاری مصیبت پر میرا دل بیقرار ہوتا ہے دیکھو
تکلیف سے چہرہ تمتما گیا گرمی سے پیشانی پر پسینہ آگیا صبح سے چلے ہوگے کچھ کھانا بھی کھایا نہین تمھاری بھاوج نے
آلو کا بھرتا بنایا تھا ایک موٹی روٹی پکوا لی تھی سے چھپڑ لیا تمھاری بھاوج بہت خوبصورت ہے مجھے بہت چاہتی ہے مگر گھر
اکیلا ہے مین جا کر اسی کے ہاتھ بھرتا بھیجتا ہون ایک روٹی کھا لو مگر بھائی وہ اکیلی آگئی مین گھر مین جھونکا خبردار
اسکو ہاتھ نہ لگانا اگر گھر خالی رہیگا یہان چور بہت ہین ڈھٹیا تھالی اٹھا لیجاینگے مگر مجھے آج مسلمانون کے مٹنے کی
ایسی خوشی ہے جو تمھارا حکم ہو بجا لاؤن دو دن ہوئے ان ظالمون کا لشکر آیا ہزار ہا دیہاتی قربانی جا کر مسلمان
ہو گئے کمبختون نے دین قدیم اپنے چھوڑے میرا بھائی مفت مین مارا گیا کیسا کڑیل جوان تھا آنکھون کے

نیچے اُسکا نقشہ پھرتا ہی اُسکی جورو بھی جوان ہی بیوہ ہو گئی اپنے خصم کے لیے بہت روتی ہی کہو اُسی کے ہاتھ رو دی بھیجون
باتون مین راضی کر لینا وہ بڑی ستانی ہی آتے ہی تراق پڑاق باتین کریگی تمھارا جی چھوڑوا دیگی اگر داؤن پر تیر ٹھو جائے
تامل نکرنا مین سمجھونگا میرا بھائی زندہ ہو گیا جلتر نگ یہ باتین سنکر بہت خوش ہوا کہا بھائی مین تمھارا تابعدار
ہون شہنشاہ کے لشکر مین تمکو نوکر رکھا دونگا بھاوج ہی کے ہاتھ رو دی بھیجو ہمارے تمھارے بھائی چارہ ہوا یہ
سنتے ہی خواجہ عمرو بھاگے تھوڑی دور جاکر غائب ہو گئے تھوڑی عرصے مین دیکھا کہ ایک عورت سانولی صورت
چھوٹے چھوٹے گال گاڑھے کی کرتی جسم مین ایک ساڑی مارکین کی آدھی باندھے آدھی اوڑھے ایک میلے رومال
مین کچھ کھانا بندھا ہوا ایک ہاتھ مین پانی کی بدھنی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی دور ہی سے پکار رہی ہی ارے جادو کرنے
والے کہان بیٹھا ہی کھانا کھانے گا سم کھاکر مر جائیگا اپنی دھن مین ہی میرا خیال نہین کیا تار ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا
[illegible] تا ہی بے وقت کی سناتا ہی بچہ باورے کا لڑکا یہ باتین ظرافت کی سنکر جلتر نگ پھڑک گیا جی مین
کہتا ہی جنگل مین گل ہی خوب جوان عورت ملی جنگل مین کلی آرزو کی کھلی مگر بڑی کٹ مستی ہی آپ ہی آپ ہنستی ہی جب
عورت قریب آئی بدھنی پانی کی رکھ دی رومال کھولا دو روٹیان موٹی چراغ کے تیل سے چپڑی ہوئی اسپر آلو کا
بھرتا سبز دھنیا لال لال مرچین جلتر نگ خوش ہو گیا کہا بھائی صاحب بیٹھو تم بھی کھاؤ عورت نے پیٹھ پر کڑکے
ایک طمانچہ دیا کہا او مورکھ بھاوج کیسی مین تیری خالہ ہون کچھ کہیگا تو جوتیان کھائیگا مین تجھکو اپنے ہاتھ سے
کھلاؤن تیرا بھرتا بناؤن اس کھانے مین سنکھیا ملی ہی کھاتے ہی مرجاؤ گے تجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتاؤ گے
آنکھون مین کھائے جاتا ہی آنکھ پھوڑ دونگی گالیان سناؤن گی تمھاری ننھی بڑی کو مونڈھے پر بٹھاؤنگی ان باتون
پر جلتر نگ لیا جاتا ہی عورت نے نوالہ روٹی کا توڑا بہت سا بھرتا اسمین لگا کر ہاتھ بڑھایا کہا لے ایک نوالہ
میرے ہاتھ سے کھا جلتر نگ نے جیسے ہی منھ بڑھایا قہقہہ مار کے ہاتھ ہٹا لیا ڈھکا ڈھکا کے بمشکل نوالہ منھ
مین دیا پیٹ سہلاتی جاتی ہی بچے کھالے کمکر کھلاتی تھی کبھی منھ سے منھ ملا دیا کبھی ہاتون پر سے ساری ہٹا دی
پھر آپ ہی خفا ہونے لگی کبھی ہنسنے لگی کبھی رونے لگی کہتی ہی ارے تیرے تیور برے ہین اور بات نہ مانونگی تڑپ کر دم
نکل جائیگا مین دس برس بچتی رہی میرا خصم مجھکو ہاتھ نہ لگاتا تھا آج تک پاک و صاف ہون جوان سے بچے
نفرت لڑکون سے رغبت غنچہ ناشگفتہ ہی دیکھ کر پھول جائیگا اس غنچے سے پھل نہ پائیگا ایسا دام کلام مین پھنسایا
دو روٹیان سب بھرتا بہلا بہلا کے کھلایا جب وہ کھا چکا پانی کی طرف ہاتھ بڑھایا عورت نے کہا پانی نہ دونگی
کیا میری آبرو لیگا سنو بیٹا قطرے کے چوکے اگر گھڑے ڈھلکائیگا تو کیا ہوگا کام تمھارا تمام ہو چکا اُس کھانے
مین مین نے سنکھیا ملائی تجھ ایسے مورکھ کو کھلائی جلتر نگ پیاس کی شدت سے بیتاب مثل ماہی بے آب تڑپنے
لگا آنکھین غلیسی اُبل پڑین ہاتھ پاؤن مین رعشہ معلوم ہوتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی عورت پانی نہین دیتی
بدھنی لیکر دو جا کھڑی ہوئی آخر گھبرا کے جلتر نگ اٹھا کہا ارے ظالم میرا دم نکلا جاتا ہی عورت پیچھے ہٹتی جاتی ہی
باتین بناتی ہی آخر جلتر نگ اٹھکر دوڑا جیسے ہی چار قدم چلا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر منھ کے بل زمین پر
گرا عورت نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

در مجلس خسروان چو گردم ساقی
عمرم کہ گذرد از سر قیصر بہ برم
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم
رنگ از رخ خنگ بد اختر ببرم
منم سر زندۂ جادوگران در لیش تماشم

لگا فران قریب آکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کپڑے سب اُتار لیے ننگ خاندان کا لاشہ برہنہ چھوڑ دیا یہان سے
بھاگے جلتر نگ کے مرنے کی علامت برپا ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ

دراز آواز آتی تھی مرا نام ہے جلتر نگ جادو بود بیان صاحبقران پر ہجوم عام پچاس ساٹھ کمیدان سالدار
ٹوٹ ہوئے تھے امیر اپنی جان بچا رہے تھے یکایک آندھی اٹھی جملہ سردار سپاہ اپنی سپاہ دیے تو لڑا دیتے تھے
یا بیہوش ہوکر گرے امیر حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد چند ساعت سب کو ہوش آیا امیر سے عذر کرنے لگے
کہ آقا کیا اپنا حال کہیں یہی دل چاہتا تھا کہ آپکے دشمنوں کو قتل کریں کبھی ایسی بے ادبی نہوئی تھی سب بالیان لشکر
کہیں ایک سے ایک عذر کر رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر تمام کیفیت بیان کی کہ بلا وجہ بینا نگار جادو کو غصہ آیا جلتر نگ
کو بھیجا مگر حقیقت میں یا صاحبقران ہوش رہا ایسے ملک کو زلزلہ آیا ایسے ایسے ساحر آئے کہ زمین ہلا دی کیفیت
تیر نگ تمام دکھا دی کس کس کے سحر کو یاد کروں صنعت نے جب مرگھٹ پر قصر عالی بنایا تمام زمین سحر تھی سردار
کا مقید ہونا چرخ کا خیال تباہی لشکر میں ملک ملک گردتا تھا آخر میں نے برات آراستگی دولہ
بنکر گیا کس رنگ سے سحر کو توڑا آخر اسکو قتل کیا مگر اسنے آج عجب رنگ کا سحر کیا ایک تیلی سنے سارے
لشکر پر تاثیر کی مگر آپکو ایسی غفلت رہی اسم اعظم نہ پڑھا امیر نے فرمایا خواجہ میں خود حیران تھا کہ یہ سردار
میرے جانثار مہر فروش ذی عقل ذی ہوش انکو کیا ہوگیا بہرام ایسا سردار کہ جسنے کبھی آنکھ چار کرکے کلام نہیں
کیا وہ ایسا مبہوت ہوگیا مگر شکر ہے پروردگار عالم کا کہ میرے ہاتھ سے کوئی مارا نہیں گیا میں نے زخم کھائے
رنج اٹھائے مگر کسی پر وار نہیں کیا ورنہ جس پر جھکائی دگیر ہاتھ مار دیتا کیا بچ سکتا تھا مگر دریاے حیرت میں
غرق تھا میری جرات میں کب فرق تھا مگر خواجہ جانے خیر اب ضرور فساد برپا ہوگا جس ظالم نے بلا وجہ
یہ ارادہ کیا اب تو اسکا رفیق مارا گیا ضرور برہم ہوگا لشکر کشی ہوگی یہ نہیں ممکن ہے کہ وہ قصد کرے اور میں
منہ پھیر دوں کبھی کافر کو پشت نہیں دکھائی یہ سنکر عمرو واسطے خبر کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر قلعہ سواد نگار میں
آیا دیکھا تو بہت بڑا شہر ہے عمارت پختہ بازار قاعدے سے ہر کس و ناکس سحر میں طاق علم تیر رنگ میں شہرہ آفاق
عمرو دیکھتا بھالتا قریب دروازہ بارگاہ شاہی آیا دیکھا دروازہ پر ہزارہا خدمتگار چوبدار نقیب حاجب ساحر دان
کی سواری کے اژدر موجود ہیں خدمتگار کی شکل بنکر عمرو حاضر حاضر کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا بینا نگار
ایک ساحر زبردست بادہ ساحری سے مست تاج نخوت سر پر آستین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں گرد
امیر وزیر رفیق بیٹھے ہیں عیار اسکا شیر رنگ باد رفتار یگانہ عیاری سے آراستہ پشت پر بینا نگار
کے مگس رانی کر رہا ہے بینا نگار نے کہا ای شیر رنگ جلتر نگ نے کیا کیا اور کسی کو بھیجوں شیر رنگ
نے دست بستہ عرض کی غلام کو خبر ملی تھی جلتر نگ نے جاکر قیامت برپا کی لشکر اسلام میں تلوار
چل رہی ہے یہ سردار آپکے تعلیم کردہ سحر و ساحری سے معمور ایک ایک فخر سامری و جمشید ہے ہر ایک کے
سحر میں بڑا اثر ہے اب جیسے ساحر آپکے ملک میں جمع ہیں کسی اقلیم میں ایسے کامل الفن ممکن نہ تھے
آپ خود رشک جمشید و سامری ہیں رنگ ور رنگ میں سحر کی پھیری ہیں میں اب خود جاتا ہوں
یقین ہے سب دشمن لڑ لڑ کر مرے ہوں ساحروں کو ساتھ لیجاؤں خزانہ بارگاہ میں بازارین اٹھوا دونگا
یہ کہکر شیر رنگ چلا جلتر نگ جو مارا گیا چالیس ہزار ساحروں کا افسر تھا چند آدمی اسکے ساتھ ہولیے
واسطے خبر کے گئے وہاں جاکر دیکھا جلتر نگ کا لاشہ برہنہ پڑا ہے خواجہ ایک گوشہ میں کھڑے دیکھ
رہے ہیں کہ وہ ساحر لاشہ جلتر نگ کا اٹھا کر لائے لاشہ جلتر نگ کا دیکھکر بینا نگار نے کہا ارے
یہ تو لشکر میں بھی نہیں گیا صحرا میں جھٹکر سحر کیا پھر اسکو کس نے مارا سب نے کہا حضور سامری و جمشید کے

بلا لیا مینا نگار نہایت پریشان و حیران وزیر دست راست موسوم بہ اژدران برف بار بیٹھا تھا اُسنے کہا حضور چراغ جمشیدی روشن کیجیے سب حال روشن ہو جائیگا خواجہ عمرو بھی خدمتگار بنکے آئے ہین دیکھ رہے ہین مینا نگار نے ایک چراغ روشن کیا گردبھر کے آواز دی ای چراغ جمشیدی میرا رفیق جلتر نگ کیونکر مارا گیا چراغ کی لو بھڑکی آواز آئی عمرو نے جلتر نگ کو مار ا ایسی عیاری کی کہ وہ نہ سمجھ سکا اپنی ہی دُکھن مین بہا مینا نگار غصہ مین کانپنے لگا کہا کیون یارو مین خون بزرگان دین کا خواہان ہوا یہ انجام دیکھا میرا ایسا یار قتل ہوا اتبک تو مجھکو خون بزرگان کا خیال نہ تھا اب اس فرقہ کا نام نہ باقی رکھونگا رفقا جو اسکے بیٹھے تھے شیر بر گرگدن سوار و مقہور آتشبار و اژدران کرگدن سوار و ماران زہر مار و طاؤس بلند پرواز و طائران شعبدہ باز و جلیل زبان دراز و رشید رعد آواز و شکل ہن شغکال و حیقل تیز جلال اسطرح کے ہزارون ساحر بیٹھے تھے اپنے مقام سے آ اٹھے شیر زنگ کو حکم ہوا کہ لشکر کسقدر موجود ہو سب نے کہا بارہ لاکھ ساحر جوانان جنگی تیار ہین اور فوجین جا بجا نظامت پر ہین یہی سب کافی ہین مینا نگار نے کہا فوج کی کیا احتیاج ہے میرے رفقا زمین ہلا دینگے یہان مسلمانون کا مال لوٹنے کو سب ساتھ چلین اُسی وقت بارہ لاکھ کا لشکر درست ہوا اس غرم و شان سے مینا نگار لشکر کشی کرکے چلا اب یہ لشکر تو مقابلہ صاحبقران مین جاتا ہے وقت یہ حال تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے لیے جما و ہوتا قلعہ سواد نگار سے تا بہ قلعہ ابلیس خود پرست و آمد غیار خدا و ند ابلیس یعنے مہتر زود رفت بہ کیفیت تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے بیان ہوتے ہین کہ پردۂ ظلمات سے ہمراہ عقاب ابر سوار واسطے بدلا لینے خون افراسیاب کے بہ جمعیت ساٹھ لاکھ ساحرون کے طرف ہوشربا کے چلی اور پہونچا قلعہ قیصر ظلماتی اور اُسکا عاشق ہونا ملکہ حیرت جادو پر فسادات و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

مرا کلک جادو رقم تیز ہے
کہیں طرز معشوق کا ڈھنگ ہے
فسانہ بھی عجیب خوش رنگ ہے
اگر رنگ صلت کے سامان ہوئے
کہیں رستم وقت ہے بید رنگ
کبھی مثل لیلی ہے گوشہ نشین
کبھی مائل دوے خوبان ہوا
کبھی ماہی بحر احسان ہوا
روانی پہ اپنے اسے ناز ہے

چھلاوے کی خواہش یہ آمیز ہو
کہیں مثل عاشق کے دل تنگ ہو
کہ معشوق عاشق کا دل تنگ ہو
تو پھر مثل گیسو پریشان ہوئے
دکھاتا ہے مردون کو سامان جنگ
مری کو سے عاشق تو بیتا ہین
کبھی مثل آئینہ حیران ہوا
کبھی نجم بخت سلیمان ہوا
ہوا خوب ثابت کہ دم باز ہے
چلا ہاں تو سن کلک جادو رقم

کبھی کلک رستم ہے سہراب ہے
کبھی رنگ محفل دکھاتا ہے یہ
کبھی وصل ہے اور کبھی ہجر ہے
کہین عندلیب سخن سنج ہے
قلم کی روانی سے ہون وجد مین
کبھی جان شیرین کا خواہان ہے
کبھی ہے نہنگ یم چاہ عشق
کبھی ذکر شاہون کے لکرتا ہے یہ
دکھائی ہدایت کی بھی اُسنے راہ
عدو کو دکھاتا ہے راہ عدم

کبھی مثل عاشق کے بیتاب ہے
فسانہ عجائب سناتا ہے یہ
نہ ملتا ہے معشوق سے ہجر ہے
کہین عیش ہے اور کہین رنج ہے
کبھی مثل مجنون ہے یہ نجد مین
کبھی مثل فرہاد دیے جان ہے
سکھاتا ہے عشاق کو راہ عشق
نہ جیتا ہے یہ اور نہ مرتا ہے یہ
لکھا لوح پہ کلمہ لا الہ

چہرۂ سرحلہ پیمایان جادو تحریر و طی کنندگان جادۂ تقریر و تسخیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر
و تسطیر فرماتے ہین اشعار

واقعات فسانۂ الفت | ہمیشہ دشت سوادی حیرت
داستان سحر ساز لکھتے ہین | خاص الفت کا راز لکھتے ہین

واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہوا کہ ملکہ حیرت بعبد
عبرت ملک ظلمات مین مع چند کنیزون کے ہو نچین سرا مین وارد ہوا وہان کا بادشاہ عقاب ابر سوار تھا
اسکی زوجہ گلشن انجمن افروز ہاتھہ سے حیرت کے قتل ہوئی عقاب خود لشکر لیکر آیا بہ مکر حیرت کو گرفتار
کیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوا انھینون حیرت قید رہی بعد عرصۂ دراز عقاب کی ایک وزیر زادی تمیم
گیسو کشا عقاب سے وعدہ کرکے بخدمت حیرت آئی دوست بنکر حال حیرت سے دریافت کیا آخر بعد از رد و
قدح بسیار حیرت اس بات پر راضی ہوئی کہ میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو ملے ملک ہوش ربا پر میری عملداری
ہو عقاب نے یہ سب بدل و جان قبول کیا حیرت کو تخت پر بٹھایا ساتھ لاکھ ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ
لیکر مع عقاب و دیگر ساحران غدار کہ نام انکے وقت پر لکھونگا اس کر و فر سے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہے
ساتوان دن ہو کہ ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دل کشا ملا وہان آکر بارگاہ استادہ ہوئی اتنا بڑا لشکر ہے جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے قضائے کار پہلوے ظلمات مین بھتیجا ساحر سمشمش کا یعنی قیصر سحر طراز
قلعۂ مسلوکیہ کا حاکم ہے ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے بڑے بڑے
ساحران سامری فن جمشید نژاد ابلیس عہد سحر و ساحری کے کامل الاعتقاد مذہب مین بالکل جاہل میمون
خصلت خرش بادیۂ ضلالت بہ کبر و نخوت تمام بارگاہ مین قیصر کی بیٹھے ہین بے خوف سلطنت مترلون تک
حکومت کوئی اغیار نہین ہے کا نام نہین جو کچھ بیان کے خارستان تھے انکو بزرگون نے مٹائے سحر و
ساحری کے جھنڈے گاڑے ملک ایسے مقام پر ہے کہ شاہراہ نہین کسی کا گذر نہین ہوتا آج تک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا کوئی انسے آکر نہین لڑا خراج گذار جب کبھی بگڑے کسی ساحر کو بھیجدیا لڑ بھڑ کر
خراج لیا اسطرح عملداری قائم رکھی ایک ہر کارے سامنے آنے کا فرون نے کافر کو یہ دعا دی رباعی

ای سرت سبز تاجران بحیر غد | شکست قتل تا سگان بد زند
اگر زاتش نژاد زنگار زنگ | بر سر تو موکلان زند بند

سرکار کی عمر کو تاہ ہو کر نخوت کو طبیعت مین براہ ہوا ایک لشکر جلیل کہ تعداد اسکی غلام عرض نہین کر سکتا
آپکے قلعہ سے تین کوس پر جو صحرائے فرحت خیز ہے کہ جہان آپ اکثر سیر و شکار کو جاتے ہین لطف زندگی
اٹھاتے ہین وہان آکر اترا صدہا نخل پامال ہوئے جانوران شکاری بھی شکار ہوئے چشمہ خشک ہو گئے
ابھی وہ لشکر دو چار دن رہیگا قیصر نے کہا بد دن حکم ما بدولت کون ایسا جاہل احمق ہے اپنی جان کا
خوف نہ والے خوف ہماری عملداری مین اتر پڑا کیا شامتین آئی ہین ابھی ہمارا لشکر تیار ہو ہم جاکر
سزائے معقول دینگے بادشاہ کا سر کاٹ لینگے مال اسباب لوٹ لینگے ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑینگے
یہ کہکر افسرون کو اشارہ کیا طاؤس نیرنگ باز کہ وزیر پایۂ تخت ہے اپنے مقام سے اٹھا [illegible]
بادشاہ کافر کو کیا دست بستہ عرض کی اے بادر غریبان دادخواہ دادرس بیکسان نہایت یہ امر خلاف ہے
تجویز صاف صاف ہے کہ یہ تو معلوم ہو کہ کسکا لشکر ہے کون افسر ہے کہان جاتے ہین آمادۂ حرب و پیکار
ہین بادۂ کبر و نخوت سے سرشار ہین یا صرف برائے سیر نکلے ہین اب دنیا مین نسل سمشمش صاحبقران
کیا قت مین رہگئی ہے مسلمانون نے سب کو مٹایا سحر و ساحری کچھ کام نہ آیا ابھی تھوڑے دن ہوئے طلسم بے مثل

ہوشربا تھا بادشاہ اسکا افراسیاب ساحر یکتا تھا سنتے ہین کہ بائیس برس لڑائی ہوئی آخر پالیان ہوشربا نے
شکست کھائی غلام ابھی ہرکارون کو روانہ کرتا ہی دریافت کرین یہ کون صاحب ہین غلام نے بھی خبر پائی تھی کہ
بہت بڑا لشکر ہی کسی مہم عظیم پر جاتے ہین اب مفصل دریافت کرتا ہون یہ کہکر جلاؤس باہر نکلا ہرکارون کو بلا کر حکم دیا
جلد جاؤ بادشاہ کا نام دریافت کرکے جاؤ اور یہ بھی تحقیق کرنا کہ کس ملک کے بادشاہ ہین کس وجہ سے [illegible]
ہین کوئی تحقیق باقی نہ رہے ہرکارے گئے بارگاہ عقاب مین پہونچے ایک ماہ تابان حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن
کو بالائے تخت پایا پہلو مین ذی جاہ شوکت پر عقاب ابر سوار [illegible] گل چینی گلشن جمال بادشاہ کر رہا ہی ہاتھ
باندھ کے بات کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانس بھرتا ہی ہرکارے نے [illegible] سے دریافت کیا مفصل حال
سمجھ کر سامنے قیصر سحر طراز کے آیا عرض کی حضور عجب بات ہی حال لشکر [illegible] ملکہ حیرت نے جلوس سیاہ
ہوشربا سے آوارہ ہوکر پردہ ظلمات مین آپکے بھائی صاحب کے ملک مین پہونچین فساد عظیم ہوئے آپکی بھاوج
ملکہ گلشن ہاتھ سے حیرت کے قتل ہوئین عقاب صاحب ساری جنبہ پردازی ہوئے جمال بے مثال
حیرت پر مائل تیغ ابرو کے گھائل ہوئے مکر سے قید کیا سوال وصل ہوا وہ ظالم قتال عالم برسون قید ہی
مگر نہ مانتی تھی اب بمشکل تمام اس عہد پر رضامند ہوئی کہ ہمارے شوہر کے قاتل کا سر ہمکو دو کہ ہوشربا مین
عملداری کرلو تب وصل حاصل ہو تسکین دل ہو لشکر ساتھ لاکھ کا اپنے ساتھ لیکر چلے ہین منزلون مین کنوئین
خشک ہوئے سامان آب و آذوقہ بمشکل ہوتا ہی عقاب ابر سوار اپنی اس پریشانی پر اکثر روتا ہی
مگر اب طرف طلسم ہوشربا کے جاتے ہین دیکھیے کیا جفا اٹھاتے ہین ملکہ آپکے بھائی صاحب سر دربار
آپکا ذکر کر رہے تھے فرماتے ہین کیا باعث ہی کہ بھائی صاحب ہماری ملاقات کو نہین آئے ایک شب کا
تو سامان دعوت بھیجا ہوتا کیا محتاج ہین مگر جب مسلمانون کو لوٹ کر لینگے تب شکایت بھی کر لینگے
وزیر نے کہا حضور اگر تحقیق نہ کرتے کیسی خرابی ہوتی ہزار دو ہزار بندگان سامری و جمشید لشکر کشی
مین ناحق کی سرکشی مین قتل ہوتے انجام مین اپنی حماقت پر روتے سامان دعوت جلد روانہ کیجیے غلام
لیکر جائیگا خلعت و انعام بھی پائیگا عدم ملاقات حضور کے اسباب بھی کچھ ظاہر کرونگا ز محبت حضور سے خزانہ
دل کو انکے بھر دونگا قیصر نے کہا اول تو ملاقات کو جانا واجب و لازم ہی رشتہ مین وہ میرے بزرگ ہین
صحرائے ساحری کے گرگ ہین میرے جانے مین خوش ہو جائینگے ملال عدم حضوری بہت ہوگا خود زبانی
دعوت کو عرض کرونگا اگر وہ برسر راہ ہین کون تجھے بیٹھے مصیبت اٹھائے کھانا پانی پہونچائے اگر گھر مین
سامان دعوت ضرور ہی یہ کہکر اٹھا مرکب پرند سحر پر سوار ہوا صرف چند وزرا کو ساتھ لیکر اڑتا ہوا چلا
مرکب کی بلند پروازی ساتھ والون کی سحر سازی شعلۂ آتش بھڑکتے ہوئے لگے سرخ و سفید کڑکتے ہوئے
اس عظم و شان سے قیصر چلا یہان دربار مین عقاب بیٹھا ہی ملکہ حیرت کا تخت پر بیٹھنا اسکو غنیمت ہوتا ہی
اگر ملکہ چند ساعت دوسری بارگاہ مین جاتی ہین گھبرا جاتا ہی اشعار عاشقانہ منھ سے نکل جاتے ہین قطعہ

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہو
[illegible] کون کرے میری [illegible]
رگ گردن [illegible]
[illegible] شیدا کو [illegible]

گر جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو
بات بھی تیری نہو جسے جو تیری یاد نہو
ہاتھ تیرے نہو دامن جلاد نہو
ایسے گلشن مین ہی جسکا کوئی صیاد نہو

دل سے [illegible] ویران ابھی آباد نہو
بت جو دل مین ہی [illegible]
تجھ [illegible] غیر کی آنکھون [illegible]
وصل کی شب مین آرزو [illegible]

میرا پہلو سے اٹھا [illegible] یاد نہو
یاس [illegible] خداداد نہو
اڑ کے خاک اپنی در یار پر برباد نہو
آج بھی کہتی ہی تقدیر کو تو شاد نہو

بنکے شیرین یہین نے کوہ کنی کا کوئی حکم
عیب جو کون ہو جو سامنے اُستاد نہو
بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین
ایکے جنگل بھی کوئی مانع فریاد نہو
ذبح کرنے کو کہا مین نے تو بولا یہ رحم
جسکی تصویر رہے ہاتھ مین وہ یاد نہو
دیکھون تو وصل کی شب جاگتے کیونکر نہین بخت
دیکھو سمجھاؤ عدو کو کہ بہت شاد نہو
بھا نا شاد بھی عشاق مین ہوگا نہ جلال

بیستون تو ابھی موجود ہی فرہاد نہو
کچھ بلا مین شب غم بیچھے کہتا ہی فلک
ہم بتا دین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہو
دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
وہ گلا کاٹنا کیا جانے جو جلاد نہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا
قہقہے یار کے ہین یہ مری فریاد نہو
ہم یہ کہ کہکے بناتے ہین اُنھین مجھ جیسا
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو

آئنہ ہی نگہ ناز کی کھٹو لیگا کبھی
دیکھ تو اُٹھ کے اُنھین مین وہ پریزاد نہو
یہ سمجھتے تو نہ دیتے دل نالان مین جگہ
کہ وہ کمبخت بھی خو کردۂ بیداد نہو
آئنہ دیکھکے دھیان آئے نہ مجھ حیران کا
ضبط جس آہ مین تاثیر خدا داد نہو
ہم تو مر ہی گئے یہ ہوتا ہی اب شادی مرگ
اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہو

اشتیاق وصل مین آنکھ پھر رہتا ہی ہر وقت جفاے ہجر ستا ہی کبھی اپنے مصاحبون سے کہتا ہی یارو دیکھیے وہ دن کب آتا ہی کہ مسلمانون سے سامنا پڑے مین اُنکو مارکے اس محبوب جانی یار جادو دانی کو پہلو مین بٹھاؤن وصل معشوق سرکش ہو چاندنی رات مین میرے پہلو مین یہ موش ہوا سوقت حیرت تخت پر ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہی کپڑے بھی نہین بدلتی زیور سے انکار ہر چند عقاب کہا کرتا ہی اے ملکۂ عالم مین نے کئی صندوقچے زیور کے حاضر خدمت کیے آپ کبھی اُس زیور کو زیب جسم نہین فرماتی ہین ملکہ یہاں بگاڑ مین بھی ہزار دن بناؤ ہین تخت پر جلوہ فرما دنگل پر عقاب ابر سوار گرداگرد ہزارون ساحران غدار تاراج اسوقت ہو رہا ہی حیرت خاموش اپنی صحبتین قدیم یاد کرتی ہین تو بہت گھبراتی ہین بارہ چودہ ہزار جو کنیزین عقاب نے حاضر خدمت کی ہین اُنمین سے چند کس اسکی بھی خیر خواہ ہو گئی ہین غنچہ دہن وسوسن دونون مقرب نگس پرانی ہین معرفت ہین اُنسے حیرت چپکے چپکے فرما رہی ہین کہ صاحبو اپنے نزدیک عقاب نے بڑی بلند پروازی کی ایسی صحبت جمائی کہ میرے خیال مین بھی آئی ہائے کیا کہون باغ سیب کہ جسمین اٹھارہ سے ملک کی تصویرین رعنائی کا اُنکی ذکر ممکن نہین ہمارے شاہنشاہ وہان جلسہ آراستہ کرتے تھے لوگ ذکر کرتے ہین کہ صحبت جمشید تو نہایت لطف سے آراستہ ہوتی تھی اگر وہ بھی اس محفل کو دیکھتا رشک سے محجوب ہوتا یہ گائنین جو گا رہی ہین اُنکو کیا لیاقت ہی وہان ایک ایک حور منظر پری پیکر سمنبر کہ حسن جنکے عابد کش و زاہد فریب تھے کیا کیا ناز و کرشمے دکھاتی تھین خیر جو تقدیر مین ہی اور سامری کو منظور ہوا اور ہوشربا مین پہونچنا ہو گیا ہی جبکہ مسلمانون نے باغ سیب تو لوٹ لیا جفاے جنگ و جدل سے پامال ہوا اگر کوئی چمن تو باقی ہوگا ہر ایک چمن اُسکا رشک باغ ارم ہی جسکے فراق مین لبون پر دم ہی عقاب ہر مرتبہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور جلسے کو دیکھیے نازنین زعفران پوش کیا رنگ جما رہی ہی کس مزے سے اشعار عاشقانہ گا رہی ہی حیرت جواب نہین دیتی کہ آسمان پر برق چمکی قیصر سحر طراز مرکب ابر پر سوار گرد چند ساحران غدار اُڑا ہوا آتا ہی جیسے ہی عقاب کی نگاہ پڑی مثل گل شگفتہ ہوا کہا کہ آج ہمارے بھائی صاحب کو ہوش آیا براے ملاقات تشریف لائے ہین حیرت نے چاہا مین اُٹھکر چلی جاؤن عقاب نے کہا حضور یہ ہمارا عزیز دار ہی آپ بہ اطمینان تشریف رکھیے کچھ مقام تردد نہین ہمارے اُنکے بہت قریب کا رشتہ ہی حیرت جادو اُسی طرح بیٹھی ہی قیصر ابر سے اُترا عقاب نے تعظیم کی کہا بھائی صاحب آئیے ہم کئی دن سے آپ کی سرحد مین فروکش ہین مگر آپ نے خبر بھی نہ لی قیصر طرف حیرت کے بلٹا نگاہ پڑی ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا کہ تخت پر بصد جاہ و جلال جلوہ فرما غزال چشم زلفین عنبرین چہرہ رشک آفتاب رعب و داب دست بستہ خدمت مین حاضر ہین ناز و کرشمہ

مثل چاکران کمترین ناظر ہین نازنین سراپا خوب محبوب مرغوب **نظم**

وہ صبح جبین تھی صبح جنت ہر جبین تھی موجۂ لطافت
وہ تھا تو وہ نور کا سراپا آنکھین اُستاد ساحری تھین
ایسا نہین حور کا سراپا نقشے مین شباب کے بھری تھین

لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے سینے پر اُبھار کمر نازک ارادہ درست ہر اعضا چالاک و چست حقیقت مین نقاش ازل نے اپنے کلک قدرت سے تصویر بے نظیر کھینچی ہی بگاڑ مین ہزارون بناؤ زیور کی کیا ضرورت جب مسکراکے بات کی معلوم ہوا درج دہان کھلا گہر ریزی ہونے لگی زبان دہن مین ماہی بحر الفت کون اُسکی صفت مین بول سکتا ہی کون زبان کھول سکتا ہی غنچہ دہن رشک گلشن سیمتن حور پیکر سمنبر دیکھتے ہی قیصر نے ٹھنڈی سانس بھری نگاہ عارض پر جمگئی باشارۂ عقاب پائے جھککر پایۂ تخت کو بوسہ دیا تھر تھر کانپنے لگا چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہی بہوت ہو گیا بیٹھنے کا چارہ نہین کلام کرنے کا یارہ نہین حیرت نے جو اس حال پر ملال مین قیصر کو دیکھا کہا بھائی صاحب بیٹھ جائیے سلام بندگی ہو چکی چپکے سے عقاب کی ران مین چٹکی لی اشارے سے آگاہ کیا کہ ذرا اپنے بھائی صاحب کو دیکھیے کہ اس بیچارے کے ہوش بجا نہین ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ظاہر معلوم ہوتا ہی قلب تھرایا انکو بٹھائیے عقاب نے کہا بھائی صاحب آئیے آپ تو یہان آتے ہی سناٹے مین ہوگئے کیون مزاج مبارک کیسا ہی کیا حیران حیران آپ چارجانب دیکھ رہے ہین قیصر اپنے ہوش مین نہ تھا عرصے تک چپ رہا جب حیرت نے بخاطر عقاب کہا کہ بھائی صاحب بیٹھیے بہت خوب کہکے یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

کہدے جو اُس پتے کی جو مجھسے بیان نہو
غل ہو کہین اُٹھانے سے اُٹھتا نہین کوئی
بس میری دلبری نہ کر وہ مہربان نہو
بر پا کرین وہ اُٹھ کے قیامت تو مجھپہ آج
تیر نگہ کا زخم ہی کیون بے نشان نہو
پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا اجلال

بیتابی اپنی مجھسے جو قاصد بیان نہو
تیرے ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہو
کیا دور کھینچ رہی ہو زمین کوے یار کی
آگی اگر کمر کا قدم درمیان نہو
دل مین جگر مین سینے مین پتلی مین آنکھ مین
یہ انحراف کب ہو دئی آسمان نہو

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہان نہو
دل کو کمر مین رکھے اگر کچھ گران نہو
دل کوئی لوگے اور کوئی داغ دوگے اگ
پہونچے جو عرش ہی پر اگر آسمان نہو
کیا کہتے ہو یہ تم کہ دکھا دو جگر کا گھاؤ
ایسا کوئی مقام نہین تم جہان نہو

عقاب نے کہا بھائی صاحب یہ کیا فرمایا آج کل شاید آپ کی صحبت مین شعر وشاعری کا چرچا زیادہ ہی کیا خوب شعر آپ نے پڑھے ہین مگر کچھ محل و مقام کا خیال نہین کیا جیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہی کہا بھائی صاحب مجھے اور کچھ خیال تھا ایک طرف بیٹھا کلیمینی گلشن جمال حیرت مین مصروف ہی خیال کرتا ہی کہ زندگی اسی پر موقوف ہی عقاب نے پوچھا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہی آج کئی دن کے بعد آپ نے خبر لی قیصر نے کچھ حیران ہوکر جواب دیا امورات سلطنت سے مہلت نہ تھی آج ہرکارون نے حضور کے نزول اجلال کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوا امیدوار ہون کہ دو چار دن کے واسطے قلعے مین تشریف لیچلیے جو کچھ ما حضر اس کمترین کو میسر ہو چلکے تناول فرمائیے اپنے بادشاہ کو بھی لے چلیے عقاب نے کہا بھائی صاحب مین بڑے معرکۂ عظیم پر جاتا ہون بزرگان دین بحسرت جن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے انسے بدلا لینا منظور ہی ایک ایک دن برابر ایک سال کے ہی مین آج ہی کوچ کرونگا قیصر کو خیال آیا جوش محبت سے بیدار کیا سوچا کہ اگر یہ آج ہی چلی جائیگی تو مین تڑپ کے مرجاؤنگا ہوش تو درست نہ تھے بیتحاشہ قدمون پر عقاب کے گر پڑا کہا بھائی صاحب آج تو آپ کو رہنا پڑیگا مین بہین سامان دعوت کیے جاتا ہون آپ کو آنے کی تکلیف نہو عقاب نے ہان ہان کہکے گلے لگایا کہا بھائی صاحب ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مین آنکھون سے قبول کرتا ہون

سعادت دارین بجبر حصول کرتا ہون آپ اسقدر کیون جبر کرتے ہین قیصر کو کچھ اور نہ بن پڑا رونے لگا کہا بھائی صاحب مین کیا کہون جو کچھ دل کی کیفیت ہو کیا بیان کرون بیان نہین کرسکتا نظم

صبح پیری بے ترے شام جوانی ہوگئی
داغ جب سینے کا چمکا آفتابی بن گیا
آنکھ پتھرائی ہوئی دم بھر مین پانی ہوگئی
ذکر شبہائے وصال یار کا ہے اور ہم
جو اٹھی آفت زمین سے آسمانی ہوگئی
دل مین جس پیکان کو ڈھونڈھا نہ تھا اُسکا نشان
چاتی پھرتی چھاؤن اُسکی مہربانی ہوگئی
بیٹھ جاتا ہون مین تھککر جہان اُٹھتا ہے پانو
تیری شوخی انجمن مین کلک مانی ہوگئی
کچھ نہ آتے دیر تھی اُسکو نہ جاتے دیر تھی
اور ای شوق شہادت سرگرانی ہوگئی

روز افزون یاد شبہائے جوانی ہوگئی
آہ جب کھینچی جگر سے آسمانی ہوگئی
جیسے ہوا جتنا مین اُتنا ہی ہوا اظہار عشق
نیند آن دو چار راتون کی کہانی ہوگئی
وہ نگاہ شوق پہونچی جلوہ گاہ یار مین
جو ترے ناوک نے دی گم وہ نشانی ہوگئی
کوے جانان سے نہ اُٹھنا تھا نہ اُٹھے مرکے ہم
پاس منزل مین رفیق ناتوانی ہوگئی
بسمل تیغ ادا ہوکر دکھائے وہ تڑپ
رات تیرے وصل کی میری جوانی ہوگئی
کاروان صبر دل سے کوچ کرتا ہے جلال

دفعتہ بے نور شمع زندگانی ہوگئی
خواب تھی پہلے وہ غفلت اب کہانی ہوگئی
حیرت اُسکے بزم مین اشکو کو کہتے وقتی
میری خاموشی زبان بیزبانی ہوگئی
وہ بھی بالا چلا تھا آج اُٹھکر دو قدم
ہنما ای دل صدائے لن ترانی ہوگئی
ملتفت تھا مجھسے یا غیرونسے ہو وہ رشک سے
لاکھ پر بھاری جنازے کی گرانی ہوگئی
جس ادا جس ناز کی تصویر چاہے کھینچ دے
صدقے تیرے دیکھ دل سے بیجانی ہوگئی
جب خیال آیا ہمین احسان تیغ یار کا
ہر فغان بانگ درائے کاروانی ہوگئی

عقاب ہنسنے لگا کہا بھائی صاحب بس کتنے تو دیوان اُلٹ ڈالا ہزارون شعر یاد ہین کہانتک سنائیے گا قیصر نے پھر ٹھنڈی سی سانس کھینچی یہ مطلع بیقرار ہوکر پڑھا مطلع عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی + درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی + بھائی صاحب اسوقت دل مین جوش ہے بہت شعر یاد آتے ہین کیا کہون کہ کیا دل کی کیفیت ہے آپکا تابعدار ہون اسوقت مجبور ہو چلا ہون آپکے رہنے سے روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی عقاب نے کہا مین بر سر سفر ہوتا تو مہینہ دو مہینے رہتا آپ کیون گھبراتے ہین مین آج رات کو حاضر ہون مگر کچھ کیفیت تو اپنی بیان کیجیے مین آپ کو عجب حال مین پاتا ہون اس کیفیت کو دیکھکر گھبراتا ہون قیصر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اتنا کہا میرا حال زار لایق عرض نہین ہے ان اشعار سے کچھ واضح ہوگا نظم

اسلئے لوگ اُنکی صحبت سے گئے
آج دو نون مین ایک صورت کے
شوق کہاں ہین تمھاری صورت کے
پردے اُٹھ جائین اب تو غفلت کے
چلے ہین ہاتھ پانون ہمت کے
سیکھے ڈھنگ ہین شکایت کے

یہ اشارے ہین چشم حسرت کے
غیر کا دھیان تھا نہ وصل مین آج
حشر کرنے کو کہتے ہو نہ جا
دل نہ پھیرا کہ ہو گی دلشکنی
ہجر مین صبر و ہوش و تاب و توان
گالیان کھا رہے ہو آگے جلال

منتظر ہم بھی ہین قیامت کے
پہلے معنی سمجھ لو خلوت کے
بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
صدقے مین تیری اس مروت کے
سب مین امیدوار رخصت کے
کتنے بھوکے ہو تم محبت کے

جذب دیکھو مری محبت کے
پھرتی ہین وہ میری حیرت کے
جلوہ آئینہ خانے مین جسکو
کوئی آتا ہو میری آنکھون مین
کیون تڑپنے مین ہو کمی ای ضعف
شکر بھی کیجیے تو کہتے ہین

عقاب کے ہوش اڑ جاتے ہین کہا بھائی صاحب جائیے جو مناسب ہو سامان دعوت بھیجیے مین آنکھون سے قبول کرونگا آپ کی باتون سے وحشت ہوتی ہے ہماری سمجھ مین یہ پہیلیان نہین آتی ہین قیصر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا حیرت کے سامنے پھر ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا کہا حضور رخصت ہوتا ہون حضور کے واسطے خاصہ لیکر آؤنگا حیرت نے شرما کے منھ پھیر لیا کہا صاحب جائیے آپ کاہے کو تکلیف فرماتے ہین آپ کے وزیر و امیر ہمارے واسطے کھانا لائینگے قیصر بہت خوب کہکے چلا گیا جب وہ جا چکا تو حیرت نے کہا ای عقاب اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے تمنے اپنے بھائی صاحب کا رنگ دیکھا

وہ اپنے قابو مین نہین ہین ایسا نہو کچھ فساد برپا کرین بہت بیتاب ہین اُنکے ہوش درست نہین ہین ای عقاب وہ مجیب عاشق ہوے ہین دزدیدہ نگاہون سے مجسے اشارے کرتے تھے چاہتے تھے کہ مین اشارے سے کچھ جواب دون عقاب نے کہا نہین ای ملکۂ عالم وہ میرا رشتے مین چھوٹا بھائی ہوتا ہی ایسی بات اُس سے ہوگی حیرت نے کہا تم نے آگاہ کیا تمکو اختیار ہی عقاب خاموش ہو رہا حیرت اپنے دل مین سوچ رہی ہی کہ یہ عاشق ہوگیا ہی ضرور رنگ لائیگا عقاب نے کہا کچھ نہین ہین شب کو دعوت کھاؤنگا صبح کو سامان سفر ہوا اگر قصد بھی کریگا تو کسے پائیگا یہان تو یہ چرچے ہین مگر قیصر لڑکھڑاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا مصاحب رفیق آئے دیکھا قیصر بدحواس مست مئے محبت کہتا ہی کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی عشق مین حیرت کے ہر عضو مثل شمع کافوری جلتا ہی مصاحبون نے پوچھا کیا حکم لائے اتنا تو اسنے دل سنبھال کے کہا کہ جھٹ پٹ کھانا تیار کرو مین وعدہ کرکے آیا ہون کارگزارون نے فوراً کھانے کی تیاری کی کہا مین خود کھانا لیکر جاؤنگا سب نے کہا آپکو مناسب نہین ہی آپ تشریف نہ لیجائیے ہم کھانا پہونچا دینگے قیصر نے آہ کی کہا یارو میرا حال یہ ہی شعر مرا ہجر مین جیسکے یہ حال ہو مرے حال پر اُسکو نظر ہی نہین + شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہین یارو میری کیفیت لایق گزارش نہین اُس معشوق سرکش سے سامنا ہی کہ جس سے مقام سفارش نہین کس سے کہون اگر کوئی ہوجائے اُس معشوق پری وش کی خبر لائے یا مجھے اسکے قدمون پر جاکے گرادے مین عرض کرون یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ہم مجسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
منھ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین
ذرگل کو ہی ثبات نہ انکو ہی اعتبار

ہرچند آئنہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

اصل مین دنیا ناپائدار ہی اسکے باغ کی نشو و نما کا کیا اعتبار ہی کیسے کیسے گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون بہار مین ظاہر ہوئے خزان مین مٹے پھولون کی رنگ و بو سے کیا امید کرین بلبلین اپنے دل کا غبار بعید کرین نظم

لب پر ہی نام تیر لوای تو ہی نظر مین
مین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
ایسی کچھ اُسکو سوجھ لگیاے خود گلے سے
چکر سا ہمکو آیا سو بار رہ گذر مین

سینے مین تو کبھی ہی اور ہی کبھی جگر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری
تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
اپنی نہ دل کی کہنا سُن سُن کے مُسکرانا

ہرچند ہون قفس مین اُسپر بھی ذبح ہونگا
دل چھینکر ہمارا رکھتے ہین جا کے گھر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا
کامل ہی وہ پریرو دانائی کے ہنر مین

مصاحبون نے کہا ہمسے حال کہیے کیا کیفیت ہی آپ تو وہان سے دیوانے ہوکر آئے ہین عجب باتین فرماتے ہین کہ جو سمجھ مین نہین آتین اسکا ایک مصاحب ہی کہ جسکا شاہور شعبدہ باز نام ہی وہ ہاتھ پکڑ کے تنہائی مین لایا قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور مجسے حال مفصل فرمائیے غلام ابھی علاج کریگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ آپ کسی پر عاشق ہوئے کیا یہ خیال ہی کہ وہان تک رسائی غیر ممکن ہی مین تو ممکن کرونگا جان لڑا دونگا یہ سُنکر قیصر رونے لگا کہا ای برادر کیا کرون نظم

ہوئے قامت جانان کر گئی گھر کے گھر خالی
کبھی مہمان سے پایا نہ ہمنے اپنا گھر خالی
دل اک چشمہ ہی ہوا اُسکے یہ دھوتے ہین جگر کیا
دماغ پختہ مغزان جنون ناصح نہ کر خالی
سحر کو رو دینگے سب مجکو کیا خوش نفس کی نبض ہو
تنک سے آگے بھرے پھر ہوا زخم جگر خالی
بتا تو ای قبول اس تختے کو سلجھاؤن مین کیونکر

کہ قمری گرد قد ہی آشیانہ سرو پر خالی
خبر دل اور جگر کی کچھ نہ پوچھو عہد ہو ہمسے
ہماری آنکھین اشکون سے نہ ہونگی عمر بھر خالی
تم اپنے گوہر دندان اگر ہنس ہنسکے دکھلاؤ
نہ جائیگا شگون نالۂ مرغ سحر خالی
ہمین دو طائر فربہ سمجھکر دام مین لایا
نہ کاکل پیچ سے خالی نہ اُس گل کی کمر خالی

تصور یار کا نکلا تو غم داخل ہوا دل مین
نہ دل بیکار درد و لُٹنے نہ داغون سے جگر خالی
مثال چوب تر جو خام ہین خم کر انھین جا کر
ابھی ہوجائے آب و تاب سے سلک گہر خالی
زبان زخم نے ای جان لذت پاکے پھر جانا
قفس مین بند کرکے پاے اُسنے مشت پر خالی

شاہور نے کہا اب زیادہ بیقرار نہوجیے

مجھسے مفصل حال کہیے آپ کس پر عاشق ہوئے نام نامی اُسکا بتایئے مفصل خبر سنایئے کہا نا لیکر مین جاؤن مقام اُسکے
رہنے کا دیکھ آؤن رات کو جا کے چرالاؤن آپ سے ملاؤن یہ سُنکر قیصر خوش ہو گیا کہا اے رفیق و شفیق اگر تو نے یہ
کام کیا مجھے جلا لیا اگر وہ معشوقہ سرکش نہ ملی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگا زندگی دشوار ہے شاہور نے کہا ہم نمکخوار اسی دن
کے واسطے ہوتے ہین کہ جب سرکار دولتمدار کو کسی طرح کا ملال ہو ہم جانبازی کرین رنجیدہ نہ ہونے دین آپ
خوشامد کیون کرتے ہین قیصر نے کہا اے بھائی مین دربار مین عقاب سے کیا تصور کرو کوئی اُنکے لیئے فرق نہین ہے وہ بھانجے
شاہنشاہ شمشاد کے ہین مین نواسہ ہون کس بات مین کمی ہے دولت و فوج مین کب برہمی ہے اُنکے پاس ساٹھ لاکھ فوج ہے
میرے پاس بھی چالیس پچاس لاکھ ساحر و غیر ساحر موجود ہین اگر میرے اُنکے مقابلہ پڑے مین بھی قدم ہٹانیوالا نہین ہون
میرے بزرگون نے مجھکو بڑے بڑے سحر تعلیم کیے ہین اگر ایک سحر کرون زمین ہلا دون آسمان کو زمین سے ملا دون وہ بیچارے کیا ہین
حیرت پر میری جان جاتی ہے اگر وصل میسر نہ ہوا تو تڑپ تڑپکر مرجاؤنگا شاہور نے کہا مین جاتا ہون
دیگین کھانے کی ڈولیون مین لدوا کر کچھ ملازم ساتھ لیے شاہور لشکر مین عقاب کے آیا یہان سب منتظر تھے
شاہور نے کھانا تقسیم کرانا شروع کیا عقاب نے پوچھا اے مصاحب قیصر تمھارے آقا کیسے ہین کیا سبب
کہ خود تشریف نہ لائے شاہور نے کہا آپ کے واسطے کچھ تحفہ جات نکلوا رہے ہین اس وجہ سے تشریف نہین
لائے ہین عقاب نے کہا مین اُنکے مزاج کی خبر پوچھتا ہون یہان سے دیوانے ہو کر گئے تھے کلام خلاف کرتے تھے
بات کے جواب مین اُلٹے شعر پڑھتے تھے شاہور نے کہا اب تو یہ بات نہین ہے امورات سلطنت مین مصروف ہین
سب انتظام اُنھین کی ذات پر موقوف ہے کچھ موتیون کے مالے کچھ اور اشیاے نادرہ آپ کی نذر کے واسطے
نکال رہے ہین صبح کو آکر حاضر ہونگے وہ اشیاے نادرہ خدمت بادشاہ لشکر مین پیش کرینگے عقاب نے کہا
اُنکی مہربانی مگر بادشاہ لشکر سے اُنکو کیا کام ہے وہ ایک بادشاہ جلیل کی زوجہ ہے ہم خود اُنکی ملازمت کرکے جیتے ہین اپنے
بزرگون کے خون کا معاوضہ لینگے ملک ہوشربا اُنکو دلوا دینگے اُنکے شوہر کے قاتل کا سر پیش کرینگے شاہور جادو
تو ایک مرد شعبدہ باز ہے اپنی مکاری پر ناز ہے اسنے یہ کہکے سر جھکایا کہ بہت خوب تحفہ جات بندگان عالی کو دیے جائینگے
ہم یہی سمجھا دینگے یہ کہکے خاصہ پیش کیا خدمتگارون سے دریافت کر لیا کہ فلان بارگاہ مین ملکہ حیرت آرام فرماتی ہین
عقاب کی بارگاہ الگ ہے یہ سب دریافت کرکے چلا آیا قیصر کو مژدہ دیا کہ مین دوپہر رات گئے جا کر ملکہ حیرت کو
چرالاؤنگا آپ کے پہلو مین بٹھاؤنگا قیصر خوش ہو گیا کہا بھائی اگر تو نے یہ کام کیا ساری اپنی حکومت کا تجھکو حاکم کردونگا
قلعۂ مملوکیہ کا ناظم کرونگا شاہور نے جب دیکھا کہ زلف لیلاے شب کمر سے گذری سحر کرکے غرق زمین ہوا نقب سحر
کاٹتا ہوا بارگاہ حیرت مین پہونچا دیکھا کہ گرداگرد بارگاہ حیرت ساٹھ ہزار ساحر طلایہ دے رہے ہین
صداے حاضرباش بلند ہے شاہور نے الگ کھڑے ہو کر سحر کیا جو جہان تھا وہین رہگیا کسی کو نیند آئی
کسی پر غفلت چھائی اب شاہور سراچہ چاک کرکے اندر آیا دیکھا کہ ملکہ حیرت پڑی ہوئی سو رہی ہین کنیزین
چوبدارنیان ترکنین حبشنین اپنے اپنے عہدے پر خاموش شمعہاے مومی و کافوری روشن وہ بارگاہ مثل عروس
شب اول آراستہ ہے شاہور نے گوشے مین چھپکر سحر کیا سب کنیزین بھی سو گئین اب حیرت پر بھی سحر کیا سوتے مین
سحر نے تاثیر کی قریب آکر اسنے یہ تو جانتا تھا کہ زوجۂ افراسیاب سحر مین لاجواب اُس بیہوشی مین زبان مین
سوزن دیا پلنگ کی چادر مین پشتارہ باندھا اب لیکر نکلا پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اُڑتا ہوا قلعۂ مملوکیہ
مین پہونچا قیصر رات بھر جاگا ہے بیٹھا یاد ملکہ حیرت جادو مین اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے **نظم**

جہانتک حسن کا دعوی کرے وہ مہ زیبا ہی
بہت اس بیخودی کے ہاتھ سے وہ تنگ آیا ہی
کوئی تسکین کی صورت بتاؤ گر مسیحا ہو
سلجھنا اسکا ہی دشوار یہ آفت کا جھگڑا ہی
صدا قلقل کی سنکر مر گیا وہ رند میکش ہون
بہت شیدا اسکی مشتاق اب چشم تمنا ہی
کبھی تو ایک بوسہ ہونٹ کا ہمکو عنایت ہو
غضب چولی مین تمنے نقرئی ہو باٹ ڈالا ہی
اٹھوا ہٹ دیکھکر پستان کی یہ پھبتی کہی مین نے
تن کاہیدہ اپنا ضعف کے باعث سے عنقا ہی

پری ہی حور ہی یوسف لقا ہی ماہ سیما ہی
نہین چشم سیاہ یار مین سرمے کا ڈورا ہی
مرے برمن برنگ مرغ بسمل دل تڑپتا ہی
نہین موے کمر سایہ ہی موے زلف پیچان کا
تمھارے ہجر مین کوس رحیل آواز سینا ہی
خلش کیونکر رقیب کینہ جو سے ہو نہ عاشق کو
تمھارے لعل لب پر مدتون سے دانت اپنا ہی
گرفتاری پہ دل کی کیا ہنسے کوئی کہ سچ مین
پری ہو تم تمھارے حسن کا سینے پہ سایا ہی
جو دیکھی مانگ انکی نور دل کہنے لگا مجھسے

جنون کا جوش ہی چاک گریبان کا تماشا ہی
یہ صفائی کا پاے قاتل عالم مین بانا ہی
کیا ہی یار کے الجھے ہوئے گیسوئے دیوانہ
بہت باریک مضمون ڈھونڈھکر چنچنکے نکالا ہی
دل عاشق کو کب اے جان تاب لن ترانی ہی
یہ وہ کانٹا ہی جو دل مین مرے اک گل کھٹکتا ہی
چمک ظلمات مین برق جہندہ کی قیامت ہی
ترے دزد حنا کو بھی اسیری کی تمنا ہی
وہ لاغر ہین کہ پوشیدہ ہین چشم وہم انسان سے
سکندر سے کہو ظلمات کا سید حا یہ رستا ہی

جیسے ہی شاہور کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا بھائی کیا کیا اُسنے کہا ملکہ کو لایا یہ کہکے اسنے پشتارہ رکھا قیصر نے پینے لگا شاہور نے کہا جلد تدبیر کیجیے صبح کو قیامت برپا ہوگی شاہور سے قیصر نے کہا تم جاکر لشکر کا انتظام کرو مین جاکر ایک مکان بناتا ہون اگر سامری وجمشید بھی چاہین نہ آسکین یہ کہکے پشتارہ لیکے چلا سہلو مین قلعہ مملو کیہ کے ایک کوہ ہی اُسپر کھڑے ہوکر سحر کیے ایک دیوار بلند بنکر تیار ہوئی چند جانور اُسپر ماش کے آٹے کے بناکے بٹھا دیے جانور چہکارنے لگے اب قیصر اُس دیوار کی پشت پر آیا ایک بڑی بارگاہ استادکی اُسمین تمام اسباب عیش وطیش آراستہ کیا اُسمین ایک مسند مغرق بچھائی جوش محبت مین دیوانہ ہو رہا ہی سوزن زبان کا مضبوط کر دیا ہی یہ بھی اسکے دل کو یقین ہی کہ یہ معشوقہ سرکش ہوش خوشی سے وصل کو نہ قبول کریگی مسند پر بٹھا کر سحر خوب کر دیا جا بجا نگہبان بٹھائے دس ہزار ساحر اس پار بلاییے وہ گرد پھرنے لگے اب اِسنے حیرت کو ہوشیار کیا حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قیصر مثل چاکران کمترین اندوگین رومال سے ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہی کہتا ہی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میری جان نکلی جاتی ہی مین نے تمکو یہان بلوا لیا اب یہ ملک ومال سب تمھارا ہی مین تابعدار ہون جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو عمر بھر کے واسطے یہ گھر ہی یہ سنکر حیرت جادو کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اپنے کو مجبور ولاچار جو پایا رونے لگی اشارے سے جواب دیا او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہی میری جان کے پیچھے پڑا ہی اگر مجکو ہاتھ لگایا جان دیدونگی تجکو کیا ملیگا خبردار الگ رہنا میرے قریب نہ آنا لاکھ قیصر نے منت کی حیرت کی سرکشی نہ گئی یہی ہر مرتبہ جواب دیا کہ مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا قیصر وحیرت تو اس حال مین قیصر کبھی باہر نکل آتا ہی ساحرون سے صلاح کرتا ہی کہ یار و وہ نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی ساحر کہتے ہین تامل فرمائیے قیصر نے لاچار ہوکر سو دو سو کنیزین واسطے خدمت کے پاس حیرت کے چھوڑین آپ باہر آیا دیوار کو طی کرکے قلعہ مملو کیہ مین پہونچا دیکھا شاہور نے سب لشکر درست کر رکھا ہی خود بھی اپنے بازو پر ایک پتلی سونے کی باندھ لی ہی اُس سے کچھ پوچھتا جاتا ہی ہرکارے طرف لشکر عقاب کے روانہ کیے یہان عقاب جو صبح کو اُٹھا خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو کو خیمے سے کوئی چرا لیگیا بیقرار ہوکر دوڑا اُس خیمے مین آیا چہار جانب پھرا نقش پا شاہور کی مٹی اُٹھائی اُسکا پتلہ بنایا ماش کا دانہ مار کے پوچھا سچ بتا حیرت کو کون لیگیا پتلے نے کہا مین نہ بتاؤنگا ہر چند عقاب نے سحر کئے پتلہ ہی کے گیا جھلا کر عقاب نے اُسے جلا دیا مسطور تیز رو عیار کو

اپنے بلایا کہا ای مسطور قلعہ مملوکیہ مین جا دریافت کر کہ ملکہ حیرت جادو کو قیصر نے تو نہین چرایا اگر اُسنے ایسا کیا
تو قسم ہی سامری و جمشید کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مسطور روانہ ہوا بصورت مبدل قلعہ مملوکیہ مین آیا دیکھا
بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی شاہور سے چپکے چپکے باتین ہوتی ہین مسطور نے لاکھ سنگن لی مگر خبر مفصل نہ ملی بعد عرصہ دراز
ٹہلتا گیا جابجا جا کر ایک ایک سے پوچھا کچھ نشان نہ پایا زیر کوہ آکر ٹھہرا قیصر انتظام لشکر کرکے کوہ کے اُس پار چلا
مسطور نے دیکھا کہ قیصر پہاڑ کے اُس طرف چلا گیا ایک خدمتگار وہان کھڑا تھا مسطور نے اُسکو اشارہ کیا
الگ بلا کے پوچھا کہ بادشاہ اس طرف کہان گئے ہین خدمتگار نادانستہ تھا اُسنے کہدیا کہ ملکہ حیرت پر ہمارے
آقا عاشق ہوے ہین شاہور چرا لایا بادشاہ نے یہ دیوار سحر کی بنائی ہی کہ اُس پار کوئی نہ جاسکے بس مسطور
بھاگا خدمت مین عقاب کی آنکر سب حال رو رو کر بیان کیا عقاب بہوت ہو رہا ہی غصے مین اُٹھا گینڈے
پر سوار ہوا قرنا کرائی سارا لشکر تیار ہوا غصے مین چلا شاہور کو خبر ہوئی لشکر لیکر سد راہ ہوا عقاب نے
پکار کر آواز دی او شاہور کیون شامت آئی ہی بہتر یہ ہی کہ جا کر قیصر کو سمجھاؤ ملکہ حیرت جادو کو لے آؤ
ورنہ قیامت برپا کرونگا قلعہ کو برباد فنا اُڑا دونگا سب کو خاک مین ملا دونگا شاہور نے جواب دیا کہ ای
بادشاہ عجاہ جس کسی نے یہ خبر آپ سے کہی سراسر دروغ ہی دروغ کو کب فروغ ہی ہمارے یہان ملکہ حیرت
نہین ہین وہ آپ کے بھائی ہین کب اس بات کو قبول کرتے کیا آپ کو صدمہ دیتے معشوق کو لے لیتے عقاب نے
کہا مین سب مفصل حال سُن چکا ساری تیری شیطنت ہی تو ہی نے یہ فساد برپا کیا ورنہ قیصر کا یہ حوصلہ نہ تھا
نکل میدان مین شاہور مقابلے مین آیا عقاب خود نکلا شاہور نے اسقدر سحر چلے کہ تمام صحرا
آتش بہار ہو گیا درخت جل جل کر گرے سحر کے دریا بہے آخر مین عقاب نے اُسی ہنگامے مین کمند سحر مار کر شاہور
کو گرفتار کیا مشکین باندھ کر لیگیا اہالیان لشکر سے کہ گیا کہ اس مفتری کو تو مین لیے جاتا ہون بھائی صاحب
کو جا کر سمجھاؤ کہ ملکہ حیرت جادو کو میرے حوالے کردین اپنے سردار کو بھی لین آج کے رات کی مہلت دیتا ہون
کل قیامت برپا کرونگا فوج کی مین کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا کسی نے جواب نہ دیا عقاب
ٹہلتا گیا یہان قیصر خدمتگذاری ملکہ حیرت مین مصروف تھا کہ یہ سب خبرین سنین گھبرا کے قلعہ مین آیا سب
سردارون نے اسکے کہا کہ ہمارا افسر گرفتار ہو گیا ہم کھڑے دیکھا کیے کچھ بن نہ پڑا اب کل کی میدان داری مین
ہم لوگ رہینگے جان دینگے مگر شاہور کو لینگے سُنتے ہین بڑی بدعت مین اُسکو قید کیا ہی زبان مین سوزن اور ہاتھ
پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان آب و دانہ بند نگہبان خود پسند وہ بیقرار ہی قیصر نے کہا بہتر کل صبح کو مزا سحر کا اُنکو
چکھاؤنگا جو کچھ ہو معشوق نہ دونگا جان دینے پر آمادہ ہون یہ جو اُسنے سر دربار جھکر کہا ہرکارون نے یہ خبر
عقاب کو پہونچائی عقاب نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جانبین مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
اُسی تیاری مین بسر ہوئی جبکہ عقاب مہر درخشان شاخ کہکشان سے اُڑکر چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا
دونون لشکر بارادہ رزم و پیکار میدان کارزار مین آئے عقاب جلا بھنا ہوا تھا دیکھا اُسنے کہ قیصر بھی ساتھ ہی گر
آمادہ جنگ اسباب سحر جسم پر آراستہ فوجین پشت پر عقاب میدان مین نکلا پکار کر آواز دی او قیصر دیکھ
ابھی کچھ نہین گیا ہی میری معشوقہ کو میرے حوالے کردے اُسکے واسطے میری جان پر بنی ہی خیال کر کہ پردہ ظلمات
سے یہان تک کہ دریا رو بیہ صرف کرکے آیا ہون شریا تک جانا منظور ہی مسلمانون سے آمادہ جنگ ہو کر نکلا تھا
پہلے سامری پرستون سے لڑائی شروع ہو گئی یا تو ملکہ حیرت کو دے ورنہ میرے مقابلے مین آ تو لے کبھی

ششمش کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی فقط نواسہ مشہور ہی مین برسون صحبت رہی ہامار ان سحر شوکت کہ جو اُنکا
سپہ سالار تھا اُسنے مجھکو سحر سکھایا جس منتر جنتر مین کمی ہوتی تھی خود ششمش اُسکو درست کر دیتے تھے قیصر نے کہا
او بھیا میرے یہان پُرانی کتابین موجود ہین سحر ہاے سامری اُسمین بنائے ہوے خداوند کے لکھے ہین اُنکو
صرف کرونگا یہ کہکے مقابلے مین عقاب کے آیا آپسمین سحر چلنے لگے وہ سحر قیامت کے ہوے کہ لاکھون جادوگر جا بن
کے مرے مگر یہ دونون مثل برق کے چمکتے ہین ایک کے سحر سے ایک بچتا ہو تلوارین برسین خنجر گرے تیر چلے نیزے چلے
مگر کسی کو آسیب نہین پہونچا پہر دن رہے دونون سحر کرتے کرتے مست ہوگئے کہ بیہوش ہوکر گرے اِدھر والے
عقاب کو لیگئے اُدھر والے قیصر کو اُٹھالائے ایسے سحر چلے تھے کہ دونون بیمار ہوگئے عقاب نے کہلا بھیجا کہ او
قیصر بعد دو ہفتے کے صحت پاؤنگا میدان جنگ مین سحر خونی لیکر آؤنگا تجکو بچنا مشکل ہوگا قیصر نے کہا
مین کیا تجھسے کم ہون ایسا سحر بناؤن کہ زمین سے شعلۂ آتش نکلین تجکو جلاکر خاک کرین اب یہ دونون تو بیمار ہوے
قیصر اُسی حال مین اکثر بخدمت ملکہ حیرت آتا ہی منتین کرتا ہی ملکہ حیرت جادو کا وہی قول ہی کہ مجکو قتل کر
مگر ایسا نہ ہوگا عقاب سے مین نے بشرطِ وصل کا وعدہ کیا تھا جانتی ہون کہ قتل مسلمانان نہایت دشوار ہی
یہ عہد واقرار بیکار ہی تو کیا جھک مارتا ہی قید مین مجکو مار ڈال مگر خوشی سے تیرے قبضے مین نہ آؤنگی مگر اب
دو کلمے داستان لشکر اسلام کے ذکر ہوتے ہین کہ بادشاہ اسلام بعد جانے صاحبقران عالی وقار کے
دودہ زنگی سے مصروف جنگ وجدل ہین کئی مرتبہ اُسکو شکست بھی دی دودہ زنگی کو رستم نے سر میدان
مع گینڈے کے اُٹھایا تھا سنگا گردن کا ٹوٹا نظر کردہ ہوکر صحت پائی دودہ زنگی کے بھی ہاتھ پاؤن مین چوٹ آئی
اسوجہ سے فی الحال جنگ موقوف ہی خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے چالاک کو اپنا نائب کر گئے ہین
یہ انتظام مین مصروف رہتے ہین زوجات خواجہ کی خبر لینا واجب و لازم ہی ایک دن واسطے سلام
ملکہ صرصر شمشیر زن کے خیمے مین آیا دیکھا صرصر بیٹھی رو رہی ہین چو اسباب عیاری نکالا ہی کنیزین
سمجھا رہی ہین صرصر کسی کو جواب نہین دیتی ہی کہتی ہی صاحبو مجکو نمک کا خیال ہی ہر چند کہ مذہب تبدیل ہوا
کا ذمہ ہمکو کیا کام ہی مگر افسوس ایسی شاہزادی جلیل پر درد [illegible] نازونعم ہاے اُسپر یہ رنج وغم جاکر
قیامت برپا کرونگی یا اپنی جان دونگی جس طرح بنیگا اُنکو رہا کرونگی اس بلائے ناگہانی سے نکالونگی چالاک
یہ حال مصیبت آثار دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون اے مادر مہربان خیر تو ہی مین آج آپ کو عجب کیفیت مین پاتا ہون
آج کل قبلہ وکعبہ یہان نہین جو ارشاد ہو آنکھون سے بجالاؤن آپ کو اسوقت عجب رنگ مین دیکھا یہ
کہتے ہی صرصر بے اختیار رونے لگی کہا اے نور نظر تجھا جو قلب پر صدمہ ہی مُنھ سے نہین نکل سکتا کل مین نے
وہ کیفیت سُنی کہ شب کو کھانا بھی نہین کھایا اسوقت تک وہ طبیعت پر گرانی ہی بس جی چاہتا ہی کہ جان دیدون
بس یہی ارادہ ہی کہ جاکر دشمنون کو قتل کردن اور اُس معشوقہ پری چہرہ کو اس بلا سے بچاؤن کل ایک تاجر
آیا کنیزون کی معرفت اُسنے اسباب ضروری پیش کیا مین نے اُسکو در دولت پر بلوایا اُسنے سُنا کہ اندر ملکہ
صرصر شمشیر زن ہین تو اُسنے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو یاد ہوگا مین اکثر ہوشربا مین بھی آیا آپ کی معرفت لاکھون
روپے کا اسباب بیچا ایک معاملہ دیکھکر آیا ہون کہ جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی خیال سے کلیجہ مُنھ کو آتا ہی ملکہ حیرت
شاہزادی خوشترو زوجۂ افراسیاب جادو دختر بلند اختر شاہنشاہ حیات کہ جسنے کبھی نام رنج وغم
بھی نہ سُنا ہوگا اُسپر کیا کیا مصیبتین پڑین بعد فتح خورشید نگار خوف جان سے نکل بھاگین مع کنیزون [illegible]

نہین معلوم کہان کہان بھرین کیا کیا مصیبت اُٹھائی سات کنیزین صرف ساتھ رہگئین کچھ مصیبت اُٹھا کر مرین کچھ
بھاگ گئین ایسے وقت مین ساتھ دینا بڑی جرأت کی بات ہی رفتہ رفتہ ظلمات مین پہونچین وہان کا بادشاہ عالیجاہ
سحر و ساحری مین کامل فوج و روپیہ دولت سب اُسکے پاس موجود کوئی ہمسر نہین شاہنشاہ ششمش کا بھانجہ وہ
ملک اُسے اپنے قوت بازو سے آباد کیا سرا مین جا کر ملکہ اُترین ہشیاری ابھی اس شاہزادی کو یہ ساتون
کنیزین بھگا کے لیے جاتی ہین اُسنے جاکر کوتوال سے کہا کوتوال نے آکر کلات تخت کے کنیزین رونے لگین پکار کر کہا
اے ملکۂ عالم یہ بھیجا کوتوال ہماری آبرو لینا ہی ملکۂ حیرت کے مُنہ سے نکلگیا کیا تمھارے ہاتھ پاؤن ٹوٹگئے ایک کنیز
نے غصّے مین کوتوال کو طمانچہ مار دیا سر اُسکا اُڑگیا اسقدر فساد برپا ہوا کہ ملکۂ حیرت جادو خود کوٹھری سے
نکل پڑین اور سحر کرنے لگین زوجہ شاہ یعنے انجمن افروز بھی یہ خبر سُنکر چڑھ آئی کنیزین تو اُنکی قتل ہوئین اکیلی
ساری فوج سے لڑین آخر انجمن افروز کو مارا عقاب ابر سوار بھی محبت مین زوجہ کے چڑھ آیا مکر سے
ملکۂ حیرت کو گرفتار کیا برسون وہان قید رہین آخر عقاب سے یہ عہد و پیمان ہوا کہ اگر تو میرے شوہر کے
قاتل کا سر مجکو دے عملداری ہوشربا کی ملے تو وصل تیرا قبول کرون وہ عاشق زار تھا اُسنے قبول کر لیا ملکہ کہا
قتل مسلمانان کتنی بڑی بات ہی مین فوراً سب کو قتل کر دونگا ہوشربا مین آپ کا جلوس کراؤنگا اس عہد و پیمان پر
تخت نشین ہوئین وہ لشکر لیکر چلا راہ مین ایک بادشاہ ششمش کا نواسہ موسوم بہ قیصر سحر طراز وہ ملاقی
ہوا آیا تخت پر ملکۂ حیرت کو دیکھا جمال تو اُنکا عابد کش زاہد فریب ہی دل و جان سے عاشق ہو گیا صاحب اختیار
تھا اپنے ندیم کو بھیجکر ملکہ کو خود مانگا پا آپسمین دونون سے بڑے بڑے فساد ہوئے طبل جنگ بجے لاکھون ساحر
مارے گئے عقاب اپنے مقام پر بیٹھ گیا قیصر سحر طراز کو بھی معلوم ہوا کہ ایک پر ایک غالب نہین آسکتا دونون ساحر
زبردست ہین اب لڑائی موقوف ہی آپسمین نامہ و پیام ہو رہے ہین عقاب کہتا ہی ملکۂ حیرت جادو کو دیدو
قیصر کا قول ہی کہ حیرت میری جان کے ساتھ ہی اپنے یہان ملکۂ حیرت کو قید کیا ہی سُنتے آزار دیتا ہی کہ یہ
میرا وصل قبول کرین مگر حیرت نہین مانتی اے فرزند یہ حال سُنکر سخت قلق ہوا افسوس حیرت جادو پر مصیبت پڑی
کہ دشمن کے یہان قید ہین سو مین نے اب یہ ارادہ کیا ہی کہ مین جاؤن اُنکے ملت و مذہب سے کچھ واسطہ نہین
ملکۂ حیرت کے نمک کا پاس ہی ہمارا گوشت و پوست اُنھین کے نمک سے پرورش ہوا جنسے بڑے آرام اُٹھائے
میری بڑی قدر کرتی تھین جا کر عیاری کرون جس طرح ہو سکے اُنکو قید دشمن سے چھڑاؤن رہا کرکے اول سمجھاؤنگی
کہ چلکر حمزۂ صاحبقران کے شریک ہو جیے اگر نہ مانا اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہی جہان چاہے جائین بلکہ
راستہ ملک حیات کا بتا دون کہ وہان چلی جائیے یا جو اُنکے ذہن مین ہو وہ کرین مین نمک سے ادا ہو جاؤن
اسطرح صرصر شمشیر زن نے بیان کیا ناظرین کو یاد ہوگا ہوشربا مین لکھ چکا ہون کہ چالاک بن عمرو
ملکۂ حیرت جادو پر عاشق ہی اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی کہا اے والدہ ماجدہ آپ کیون تکلیف کرین مین خود جاتا ہون
رہا کرکے اُنکو لاتا ہون یہان لاکر کنیزان رومی و حبشی اُنکی خدمت مین حاضر کرون صرصر نے سر جھکا لیا کہا اے
فرزند اگر تم قصد کرو اور مجکو بھی ساتھ لیلو تو ایسی عیاری بن پڑے کہ چلتے ہی رہا کر لین دشمن کو قتل کرین
چالاک نے کہا یہ میری مجال نہین کہ مین آپ کو تکلیف دون افسوس یہ ہی کہ آج کل قبلہ و کعبہ بھی یہان
نہین ہین مین چچا اصبر بن عمرو و خنجر گذار کو اپنے مقام پر مقرر کرکے آج ہی جاؤنگا بہت جلد واپس آؤنگا جب
آپ سے آکر عرض کرونگا صرصر نے کہا کہ اختیار ہی اور بھی دس پانچ عیار ساتھ لیجاؤ چالاک نے کہا

اس سفر مین کسی کا ساتھ ہونا بہتر نہین آپ اطمینان رکھین ہرگز قصد نکرین مین آج ہی جاؤنگا بانہاے عیاری جو صرصر نے نکالے تھے وہ چالاک نے سب بند کرا دیے اپنے نزدیک صرصر کو بہت سمجھایا کہ آپ ہرگز قصد نکرین مین جاتا ہون آپ سے رخصت ہوا اب لشکر مین مجکو کھانا پانی حرام ہے اس سے بڑا کون کام ہے اگر خدا نے چاہا ہارکے آپ ہی کے پاس لاؤنگا آپ مسلمان ہونے پر سمجھایئے گا اگر اپنی غلامی مین مجکو قبول کرین شرف کونین حاصل ہو آپ کے تصدق سے تسکین دل ہو صرصر نے کہا بیٹا خدا حافظ پروردگار عالم تمکو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے عیاری تمھاری جانتے ہی بن پڑے کہ وہ گرفتار زندان مصیبت رہائی پائے چالاک ملکہ صرصر سے ملکر باہر نکلا دیکھا کہ برق آتا ہے برق نے سلام کیا چالاک نے سب کیفیت برق سے کہی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین بھی ساتھ چلونگا چالاک نے کہا ہرگز تمھارا چلنا مناسب نہین مین کسی کی مدد کا طالب نہین یہان دودہ زنگی سے مقابلہ ہے اور دیکھا تمنے کہ سر ہنگ عیار دودہ زنگی کا درپئے آزار ہے تم اُسکو روکنا بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہے تمھارے سوا اور مین کس سے کہون کوئی لایق مقابلہ سرہنگ صبا رفتار نہین ہے برق چپ ہو رہا دل مین سوچا مین ضرور جاؤنگا چالاک نے اُسی وقت جوا ہر کو الگ بلا یا کہا چندے عہدۂ نیابت کا کام کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون کنارے انکر بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے یکہ و تنہا طرف سرحد مملو کیہ کے روانہ ہوا ایک طرف سے صورت بدل کے برق بھی چلا مگر بعد روانگی ان دونون کے صرصر کو خیال آیا کہ ایسا نہو قیصر بڑا زبردست ساحر ہے چالاک پر کوئی افتاد پڑے عیاری نہ بنے تو ای صرصر آکر خواجہ عمرو مجھپر غصہ کرینگے یہی فرمائینگے کہ تمنے میرے فرزند کو میرے ہاتھ سے کھویا اُسوقت مین کیا جواب دونگی اور جس جانبازی کے ساتھ مین کام کرونگی کسی سے نہ ہوسکیگا مجھپر حیرت کا حق ہے یہ سوچکر شب کو ایک کنیز کو اپنی شکل بنایا کہا تو میرے طور پر خیمے مین بسر کرنا مین جاتی ہون یہ کہکر شب کو صرصر بھی روانہ ہوگئی کہ ان تینون کا حال یعنے چالاک و برق و صرصر کا وقت پر ذکر کرونگا اول مہتر برق فرنگی کہ برق نام ہے تڑپنا اسکا کام ہے نشان تو پوچھ ہی لیتا منزلین طے کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لشکر عقاب مین پہونچا دیکھا لشکر گران فرد کش ہے اب عقاب نے صحت پائی ہے دربار مین آکر بیٹھا یہی ذکر کر رہا ہے کہ کیون صاحبو میان قیصر کی وہ ہی سرکشی ہے اب مین طبل جنگی بجاؤنگا مقابلہ کرونگا برق بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا رہا سب حال دیکھا دل سے کہا عقاب کا مقرب کون ہے کلنگ ببر سوار کو دیکھا کہ یہ پہلو مین عقاب کے بیٹھا جنگ کے نیک و بد سمجھا رہا ہے کہتا ہے ای شہریار سحر مین قیصر کسی سے کم نہین ہے لشکر بھی اُسکا مثل لشکر حضور بیشمار ہے ساحر بھی بڑے بڑے زبردست ہین مین عرض نہ کرونگا کہ حضور طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین اگر نامہ و پیام مین مطلب نکل آئے بہتر ورنہ آج شب کو سوچکر عرض کرونگا یہ کہکر اُٹھا برق نے اسکا پیچھا کیا جب کلنگ اپنی بارگاہ مین گیا برق بھی خدمتگار کی صورت بنا ہوا اسکی بارگاہ مین پہونچا جاتے ہی سلام کیا کلنگ نے پوچھا کیون خیر تو ہے برق نے کہا شاہنشاہ نے کچھ پیغام بھیجا ہے سمجھکر جواب دیجیے اور یہ چند دانے انگور کے مرحمت فرمائے ہین اور فرمایا ہے کہ یہ ہمارے باغ سے آئے تھے آپ بھی نوش کیجیے سرحد ظلمات مین ایسے انگور نہین ہوتے یہ کہکر چند دانے پیش کیے کلنگ بہت خوش ہوا کہا میری جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہ حضور مین اُسی فکر مین مصروف ہون اب جو دربار مین آؤنگا کچھ صلاح نیک دونگا برق نے کہا انگور تو نوش فرمایئے رکھنے سے یہ خراب ہو جاتے ہین

شیرہ خشک ہوتا ہی کلنگ نے کہنے سے برق کے دو دانے کھائے جیسے ہی وہ دانے شکم مین پہونچے گھبرا کر کہا ارے یہ کیسے انگور تھے مجھے پیاس لگی ہی برق نے پتیلی پانی مین بھی بیہوشی دی اب کلنگ بیہوش ہوا برق نے کلنگ کو ایک صندوق مین بند کردیا اسی کی شکل بنکے دربار مین آیا عقاب بیقرار تھا بیٹھا شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مخمسہ

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہین ہی روے دوست
بیخودی بس ہی کہ غشی ہی درمیان میرے دوست
عالم خود رفتگی مین ہی یہ جستجوے دوست
تار تار پیرہن مین بس ہی ہی بوے دوست
مثل تصویر خیال مین ہون با پہلوے دوست

ہی بیاض اُسکی جبین مین صورت نور سحر
رنگ ہی رخسار گلگون کا شفق سان سر بسر
سبزۂ خط حاشیہ ہی صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کہ ہی دیوان رنگین ہی نگر
حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروے دوست

اُسکے بلبلے بن مین ہین کیا عشوہ و انداز و ناز
ہی شروع عشق کا فرین بلا سوز و گداز
مو شگافی ہو سکے کیا ہی ابھی پردے مین راز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی ترے نہین گیسوے دوست

الفت پردہ نشین مین ہی گرفتار بلا
جسنے مانا شوق دید اُسکا تجھہ غالب ہوا
ہی یہ آئینہ تصور ہی مقرر رونما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئنہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سوداے گیسوے دوتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھایئے زلف رسا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی این و احسنا
واہ رے شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑے ہین جان نثار
کون کون نے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہی بار بار
دو مہینے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جایگا بازوے دوست

زندگی مین عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
ہجر ہی اُس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب
یاد کرتے ہین جو گلزار جہان ہی یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکسارون پر ستم
حیف کوے یار مین تجھنے نہین دیتے قدم
دل کو جب پامالی سے سخت ہوتا ہی الم
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اُڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دلبر ناداں سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک ہی سنگین خوے دوست

کلنگ نقلی نے آکر سلام کیا عقاب نے کہا کیون اے کلنگ دیکھو تو میرا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر جنگل مین جاؤن خاک اُڑاتا پھرون کلنگ نقلی قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور ایک خط تو لکھیں آخر مین اُسمین یہ لکھدین کہ اسی سردار کی صلاح سے یہ نامہ بھیجا ہی مگر قبول کرنا یہ ہمارا رفیق قدیم ہی جو یہ تمسے عہد کریگا مین دل و جان سے قبول کرونگا عقاب نے بموجب فرمایش کلنگ نقلی نامہ لکھا آخر کو جو کہا تھا وہ سب لکھدیا برق فرنگی نامہ لیکر ترپتا ہوا لشکر قیصر مین آیا پوچھا دربار مین شاہنشاہ تشریف رکھتے ہین لوگون نے کہا ہان ابھی تشریف لائے ہین رات بھر خدمت معشوق مین مصروف تھے ہونگے ہوش و حواس پراگندہ مضطر بدحواس معشوق پر تو زور نہین چلا اب ملازمون پر غصہ اُتار رہے ہین کسی کو جھڑکی کسی کو گھرکی کسی کو غصے مین حکم دے رہے ہین کہ ہمنے تجھیں نوکری سے برطرف کیا ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ہم لوگ پریشان حیران ہین کہ کیا کرین برق یہ سنکر گھبرا گیا پوچھا معشوق کو کیا ہی اندر رکھا ہی خدمتگار نے کہا یہ آپ کو خبر نہین یہ دیوار بنائی ہی کہ بار کوئی نہ جاسکے بڑے بڑے انتظام ہین دس ہزار ساحر اُس طرف رہتے ہین اب برق کو

بڑا افسردہ ہوا اگر سوچتا ہوا اندر آیا قیصر کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ عقاب ہاتھ مین قیصر کے دیا کہا اسکو پڑھیے اگر مناسب ہو عمل کیجیے ورنہ پھر مین عرض کرونگا قیصر نے پڑھا وہی مضمون مکرر تھا کہ ملکہ حیرت کو حوالے کردو ورنہ قیامت برپا کرونگا قیصر ہنسنے لگا مگر وہ ہنسی بھی مثل رونے کے تھی کہا اے کلنگ اگر ایک دن ملکہ کو نہ دیکھون جان پر صدمہ گذرتا ہی بھلا کیونکر حوالے کردون کوئی جان کا جانا گوارا کرتا ہی کلنگ نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا افسوس کرتا ہون کہ ساری آفت مین نے برپا کی مالک کو ایسا نا قدر نہ سمجھا تھا نہ کوئی عہدہ ملا نہ کچھ نقد حاصل ہوا مفت چرب زبانی کرکے بلا مین پھنسے اگر آپ تخلیہ کرین تو مین کچھ حال دل بیان کرون کیا تعجب ہی کہ وصل حضور بآسانی ہو دشمن کو حاصل پریشانی ہو تب میری قدر کرینگے مگر پھر مجکو کہان پائینگے اس طرف منھ کرکے پیشاب نہ کرون ایسے مالک کا منھ نہ دیکھون اگر کوئی نام ہے تو سو باتین سناؤن قیصر نے تخلیہ کیا کہا بھائی کہو مین تو تمہارا تا ابد ارہون میری تو اب یہ کیفیت ہی قطعہ

تم تو کیا ہو نہ ہنسین پھول کبھی گلشن مین
ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین
خون رگ رگ کا سمٹ آیا رگ گردن مین
یہ کس شعلۂ رخسار کی ہین ٹھوکر کھائے
گردنین پھینکے کیون شہدا مدفن مین
انکو تکلیف ہے داغ کی ای فصل بہار
ایک دن جان نکلجائیگی اس انجمن مین
قتل میرا جو ہو منظور تو جلاد سے کہہ
لوگ بھا پینگے جو یہ داغ رہا دامن مین
حال یون پہونچیگا میرا تجھے او پردہ نشین
سوچ آبلے نہ نچھنے سے تری گردن مین
ناز ہی دامن یوسف پہ زلیخا کو عفیر

نقش لکھنا دے مرے خون سے پیراہن مین
نور ہوتا ہی فزون شمع تہ دامن مین
مار ہی ڈالیگی یہ زندگی عجب ہے مجھے
ہاتھ پھرتے ہین ہر سمت بگولے بن مین
تیرے وحشی کو بھی وضع پسند آئی ہو
پھول ہو جائینگے مرجھاکے ابھی گلشن مین
غیر اڑنے رین جلا قبر پہ میرے نہ چراغ
حشر تک روح رہیگی ترے اخوان تن مین
الفت دوست کے ساتھ اپنی عداوت ہی شریک
لکھ کے چپکے سے رکھ آؤنگا کسی دفن مین
انکو ہاتھ زیب مبارک ہمین زنجیر جنون
ایسے ہو نہ بحث مین مرے پیراہن مین

بلبلو دل سے جو مصروف ہون مین شیون مین
دیکھ لیگا کوئی رکھ جلد مجھے مدفن مین
خود پئے قتل جو وہ قاتل عشاق جھکا
رشتۂ جان ہی کہ پھانسی ہی مری گردن مین
شاید آتا ہی پئے فاتحہ وہ حشر خرام
دل کے سو ٹکڑے ہون آج چاک ہین پیراہن مین
مرغ دل زلف کے پھندون مین پھنسا پھڑکا
عطر فتنے کا ملا یا ہی گیا روغن مین
اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے رخ تجکو
اب تو غلوتکدہ اپنا ہی دل دشمن مین
جلنے دے بس ہے مرنے کی غرابت کیسی
وان جہنم میں نہ ہی تو یہان جین جین مین

کوئی ساعت ایسی نہین کہ مجکو چین ہے کوئی رنگ نہین ہی کہ غنچہ آرزو کھلے کھانا پانی چھوٹا نیند رات بھر نہین آئی کون سی صبح ہی کہ گریبان چاک نہین ہوتا کون سی شام مصیبت ہی کہ سیاہ پوش نہون کلنگ فلک نے اشک حسرت پاک کیے کہا حضور جب میان عقاب نے ملکہ حیرت جادو کو کمرے پکڑ کر قید کیا بڑے بڑے عقلاے کاملین سحر ساز دن بھر اس آہوے وحشی کو جاکر سمجھانے تھے مگر جواب تک نہ پاتے تھے آخر آپ کا یہ غلام تنہائی مین پاس اس سرکش کے گیا ظاہر مین دستنا تب یہ حال کھلا کہ یہ زوجہ افراسیاب جادو بادشاہزادی طلسم ہوشربا کی ہی تب مین نے اس طرح سمجھایا کہ اے ملکہ عالم اس پر راضی ہو جائیے ایسا سمجھایا کہ اُنکے بھی ذہن مین آیا عہدنامہ لکھا گیا اُسپر مہر ہوئی اگر آپ مجکو بھیجین ایک گھڑی بھر تنہائی مین کلام کرون اُسی عہد پر راضی کردون میان عقاب کو تو مین نے یون اُڑا یا آپ سے پہلے شادی کرادونگا شبنہ حسن ہو جائے بوجہ احسن وصل ہو تب میرا کلام اہل ہی آپ کے پہلو مین اُسکو سلامت مرحمت فرمائیے اب تو مین کھٹک چکا ہون مطلب کی بات لکھوا لونگا قسم بھی کھائیے قیصر پھڑک گیا بیان پر میان برق کے تڑپ گیا برق نے تڑپ تڑپ کے جو یہ باتین کین وصل کے سامان بیان کیے

کہ کیون ای شاہنشاد کوئی باغ آراستہ کرلیئے گا خاص چمن مین چپیر کھٹ بچھے نرگس شہلا آنکھین بند کرلے قمری کو کو
بھولے سرو بے ثمر آپ کے فیض سے پھل پادے سوسن زبان درازی چھوڑ دے صبا ہوا سے شوق مین سے چلنے
سے باز رہے جوانان چمن کو رشک ہو ہر قطرۂ شبنم رشک اشک ہو بلبل شیدا رنگ و بوے گل سے بیزار ہو جا
ہر خار کو صفت آپ کے وصل کی نوک زبان ہو روز اول آپ کی حکایتین شکایتین گذشتہ کا بیان ہو نا معشوق پری چہرہ
کا شرمانا ہر بات پر منھ چھپانا اصل بات پر حجاب کرنا عجب لطف ہونگے ہر چمین مین کنیزین دست بستہ حاضر ہونگی
اصل مقدمے کی کب ناظر ہونگی مین پھولا پھولا پھرونگا میان عقاب کی مشکین باندھ لاؤنگا اُنسے توبہ کراؤن
آپ کے سامنے مشکین باندھ لاؤن جب آپ کا رفیق ہوا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا مگر یہ ارشاد ہو کہ میرے
لیے کیا سرفرازی ہوگی خوب شراب بازی ہوگی اُس دن تو چند جام نوش کرکے لڑکھڑاتے ہوئے پلنگ پر
جایئے گا آپ ایسا عاشق ملکہ حیرت ایسی معشوقہ پری چہرہ و صنعدار طرار و قرار جب آپ اور وہ دونون
ملکر سحر کرینگے میان عقاب بھاگتے نظر آئینگے اول تو یقین کامل ہے کہ آپ ایسے جوان پر کون عورت مائل
نہوگی یہ کالی کالی صورت ناک بھی بڑی ہے آنکھین یہ چھوٹی چھوٹی ہمکو تو بہت پسند ہین ہماری نگاہ سے ایسا
جوان وضعدار ظریف قوم کا شریف کسخن ساحر پرفن نہین گذرا ہے اُسکے بھی دل مین وصل کا حوصلہ ہوگا
مگر نہین معلوم آپ سے کیا بے اعتدالی ہوئی کہ جو اُسنے انکار کیا سب حال مین دریافت کرونگا مجکو بہت
مانتی ہین مدت مدید سے جانتی ہین خوب آگاہ ہین کہ یہ ہمارا خیر خواہ ہے قیصر نے کہا ای کلنگ ببر سوار
مین نے بڑی تدبیر کی ہے کہ یہ سامنے پہاڑ سحاب دیوار سحر بنائی ہے یہی چاہتا ہون کہ آنکھون سے اُنکی
خدمت کرون تمکو عہدۂ نیابت دیا ملک و مال کا تمھین کو اختیار ہے لڑائی مین تمھین کو انتظام دونگا مین تو اب
کنارے بیٹھ رہونگا برق نے کہا حضور تمام دنیا مین آپ کی عملداری کرا دونگا اور مسلمانون کا گرفتار کرنا
کچھ مشکل نہین ایک سحر مین سب کو بیکار کر دونگا جس شخص کے نام سے سب کانپتے ہین پہلے اُسی کی فکر کرنا ہوگی
کہ عیاری نہ ہوسکے حضور عیار بلا کے ہوتے ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا بنکر آئین لاکھون مین عیاری کرین
مین وہ تدبیر کرونگا کہ نام عیاری کوئی نہ لے قیصر نے فوراً کلنگ ببر سوار نقلی کو تخت پر بٹھایا اُڑا کر لیچلا جب
قریب دیوار کے آیا وہ جانور دیوار پر بیٹھے چہچہہ کر رہے ہین اُنھون نے آواز دی کون آتا ہے قیصر نے
جواب دیا کہ مین ہون ایک طائر نے صدا دی کہ آپ کے ساتھ کون ہے مجکو کھٹکا ہوتا ہے خود بخود دل کو
اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے قیصر نے کہا یہ میرا دوست صادق محب واثق نیا کارگزار
صاحب اختیار وزیر اعظم محرم و منتظم ہے طائر چپ ہو رہا اتنا جواب دیا کہ دل کھٹکتا ہے قلب مثل ماہی بے آب
پھڑکتا ہے قیصر تخت کو اُڑا کے دیوار کے پار ہو گیا طائر بکتا ہی رہا کہ میرا دل نہین چاہتا کہ یہ شخص آپکے
ساتھ جائے قیصر نے کچھ اشارہ کر دیا تو وہ طائر اُڑنے لگا تھا یا دیوار پر بیٹھ گیا آخر مین یہ کہا کہ ہماری
بلا جانے برق فرنگی کے ہوش اُڑ گئے مگر سر جھکائے بیچارا دل مین کہتا ہے بلا کا سحر ہے خدا اس آفت سے
بچائے خیر نکل تو آئے دیکھا جائیگا قیصر کلنگ نقلی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے دربارگاہ پر آیا ساحرون نے
پوچھا حضور یہ کون صاحب ہین قیصر نے کہا میرے بڑے مصاحب ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی قریب
بارگاہ کے آکر کہا اندر جاؤ تنہائی مین حیرت سے باتین کرو خانۂ دل اُسکا میری محبت سے بھر دو جو تمنے کہا
ہے وہ کر دکھاؤ مجکو غلام حلقہ بگوش بناؤ برق نے کہا حضور یہین ٹھہرین قیصر کرسی بچھا کر بیٹھ گیا برق

تڑپتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو زبان مین سوزن سرنگون غم سے کلیجہ خون اور وہ عارض انور کہ جنپر پھولون کو رشک تھا صدمے سے مرجھائے ہوئے آنکھیں جو نرگس شہلا تھین اب وہ نرگس بیمار ہین چہرہ اداس عالم یاس ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین اشارون مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین نظم

عدو سے دل نے چھکایا تھا جان من مجکو
جب آئے شرم بتاتے ہوئے دہن مجکو
امید دیکھئے کتنی ہو دلمین کثرت یاس
خدا کی شان نہین باغ مین چمن مجکو
وہ دل مین آتے ہین شاکی مری نگاہون کے
کہ اتنو بھاتے ہی کھاتا ہو پیراہن مجکو
ابھی تو جھک کے مین بیٹھا تھا قبر مجنون پر
پکار لیجیو ای قیس دو کفن مجکو
جلال کوئی جو آتا ہو بچو دلیسا ہون

اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو
تری تمام اداؤن نے کی ہو دلمین جگہ
دلھن مین ہنسنے نہ دینگے یہ ہم دلھن مجکو
اڑادی اپنی اڑھاتے گئے وہ صبح وصال
کہ روک رکھتے ہین یہ بنگلے راہزن مجکو
لحد سے وحشت دل لیگئی کدھر لیکن
کہان جنون مین لگا لیجئے ہرن مجکو
گذر کے دیر سے ای شیخ کعبے پہونچونگا
کہ آپ ملتی نہیین اپنی انجمن مجکو

زبان وصل مین کیا دے وہ گلبدن مجکو
دکھا رہا ہو یہ آئینہ انجمن مجکو
اثر کی بو گل داغ جنون ذرا بھی دین
سمجھکے کشتۂ حسرت دیا کفن مجکو
ارادہ جامہ دری کا ہو چھوڑ نا صح ہاتھ
نکلکے ڈھونڈھ رہا ہو مرا کفن مجکو
جو راہ عشق مین پیش آئے کچھ نہین مشکل
یہ راہ ٹھیک بتاتا ہو راہزن مجکو

آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین شاید اس وقت اپنے جاہ و جلال کا خیال ہو کنیزین سمجھا رہی ہین کوئی تلوے سہلاتی ہو کوئی صدقے قربان جاتی ہو مگر حیرت اشارون سے منع کرتی ہو کہ میرے پاس سے ہٹجاؤ میرے قریب نہ آؤ برق فرنگی نے پکار کر آواز دی سب کنیزین اس وقت ہٹجائین ہمین تنہائی مین کچھ باتین کرنا ہین کنیزین سب باہر گئین مگر ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ ایک گوشے مین چھپکر جا بیٹھی کہ دیکھون یہ نئے میان کیا باتین کرتے ہین اب برق نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو کے تیور پر بل پڑا اس خیال سے کہ یہ مرد تنہائی مین پھر ایسا نہو کہ دست اندازی کرے ای حیرت عورت کو بڑی مشکل ہو ذرا بطور ہاتھ لگا دیا عصمت مین فرق آیا دیکھین اب آبرو کیونکر بچے کون ہمین چھڑائیگا کون اس غربت مین مدد کرنے آئیگا برق نے جھککر سلام کیا عرض کی کہ ای شاہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ کیا سرکشی ہو کہ اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا چاہنے والا نہین ملتا قیصر کی آپ پر جان جاتی ہو غلام جو آپ کو اس حال مین دیکھتا ہو دل گھبراتا ہو ملکہ حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا کئی طرح سے برق فرنگی نے سمجھایا مگر ملکہ حیرت کچھ نہ بولین تیور پر بل پڑا منھ پھیر لیا تب برق نے عرض کی آپ نے اپنے خیرخواہ کو نہین پہچانا اپنے خلیفہ کی طرف سے آیا ہون بڑی بڑی مصیبتین اٹھائی ہین اب آپ کو نکال لیچلونگا جب تو ملکہ حیرت جادو نے گھبراکر اشارہ کیا ارے تو کون ہو برق نے اپنا نام بتایا کہا ای ملکہ عالم آپ کی خبر لشکر اسلام مین پہونچی ہمارے خلیفہ صاحب یعنی چالاک کو بڑا قلق ہوا مجھسے ذکر کیا مین چل نکلا شکر ہو کہ آپ تک پہونچا اب آپ کو رہا کر کے لیچلونگا مگر اب چلکے ہمارے خلیفہ صاحب کو شاد کیجیے دعوم سے عقد ہو بہو خواجہ عمرو کی کملاؤ ہم سب عیار شریک ہون ای سرو خرامان باغ حسن و جمال ای نیر تابان آسمان جاہ و جلال یہ نہ خیال فرمائیے گا کہ خدانخواستہ چالاک بن عمرو عیار حقیر ہو منظور نظر صاحبقران صاحب جاہ و توقیر ہو صاحبقران زمان اپنی زبان معجز بیان سے اکثر فرزند دلبند فرماتے ہین اپنے تلوار دن کی آبرو بڑھاتے ہین چالاک سے دست حق پرست سے بڑے بڑے کار نمایان سرزد ہوئے کیسے کیسے عیار گرد بردہوئے ملک فرعونیہ پر مقابلے پڑے ملکہ یاقوت ملک کے مقابلے مین وہ عیاری سر ہیدان کی

کر سب تنگ تھے کافر اپنی جان سے تنگ تھے مین تو انکے گلشن عیاری کا خوشہ چین ہون جہانتک تعریف کردن
زیبندہ و سزاوار ہی خواجہ خود اپنی زبان معجز بیان سے فرماتے ہین کہ میرے فرزندون مین جو چالاک نے
عیاری اور مرتبہ پایا وہ کسی عیار کو نہین ہاتھ آیا اے ملکہ عالم صاحبقران اپنی بہو فرمائینگے تمام محلات معلی
شادی مین آئینگے ملکہ گردیہ بانو و ملکہ مہر نگار تاجدار و ملکہ گیتی افروز دختر لقا و ملکہ جہان افروز زوجہ
بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز زوجہ اسد نوجوان مادر غضنفر و نور بانو و طور بانو و ملکہ گوہر ملک
دختر کنجاب وغیرہ شادی مین شریک ہونگی آج کی شب انشاء اللہ تعالے آپ کے اقبال سے میان
قیصر کی گردن لونگا محفل کو مزبلہ قصابان بنادونگا حیرت ہنس پڑی کہا اے برق تمنے بڑا کمال کیا اس
حرامزادے نے میرے واسطے یہ مکان سحر بنایا ہے اس پار کوئی بے اُسکے حکم کے نہین آسکتا مگر مجھے اچھی طرح
یقین نہین آتا صورت اصلی دکھاؤ برق نے فوراً رنگ و روغن عیاری کا پونچھا صورت دکھائی اب برق
کو حیرت جادو نے بخوبی پہچانا موتیون کے مالے رکھے تھے ایک اُٹھاکر برق کو دیا کہا بھیا تمنے بڑا
احسان کیا ہماری اس غربت مین کون خبر لینے والا تھا عیار بچیان مسلمان ہوگئین تم سب صاحبون کے
ساتھ عقد ہوئے اب انکو ہمسے کیا کام بلکہ اگر نام سن پائین نفرت کرین ہمارے نام پر لعنت کرین خیر
اب جو کچھ خدا کو منظور ہوگا دیکھا جائیگا اے برق مجکو سب طرح مشکل ہے برق نے کہا ملکہ عالم مسلمان ہو کے
دولت کونین لے غنچۂ آرزو کھلے چالاک خواجہ عمرو کا نائب ہے بلکہ ہمسر خواجہ عمرو کہلاتا ہے صاحبقران اپنی ارج
و جان بخشتے ہین حیرت نے کہا اے برق اب بار بار یہ بزرگیان بیان کرنے سے کیا فائدہ جو ہونا ہے وہ ہوگا
یہانسے نکاسی تو ہو برق نے کہا اب کتنی بڑی بات ہے آج شب کو جلسہ آراستہ کرکے سب کو بیہوش کرونگا
مار لینا قیصر کا بہت آسان ہے پس اُسکو مار کر تمہاری زبان سے سوزن لونگا یہ تو ظاہر ہے کہ تمکو کوئی
روک نہ سکیگا سحر تمہارا سب پر غالب آئیگا حیرت رونے لگی کہا اے برق تمنے وہ کام کیا کہ کوئی
ایسی جستجو نہ کرتا مگر اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین ہے کہ ہم اس مصیبت سے چھوٹین
آرام پائین برق نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ حیرت و برق سے باتین ہو رہی ہین مگر گلرنگ کنیز
دوڑی ہوئی پاس قیصر کے آئی کہا حضور آپ کسکو لائے ہین قیصر نے کہا کلنگ ببر سوار عقاب
کا نوکر میرا رفیق بنا اس وجہ سے مین ساتھ لایا ورنہ اس بار مین اپنے ہمراہ کسی کو نہین لاتا میرے سحر
مینے طائر نے اعتراض بھی کیا تھا مین نے نہین سنا گلرنگ نے کہا حضور کلنگ کیسا یہ تو ایک فرنگی
کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا ہے کہ آپ کو چھڑانے آیا ہون قیصر کو مار دونگا یہ سنکر قیصر گھبرا گیا
بتعجیل تمام اُٹھا پردے سے جھانکا دیکھا کہ حقیقت مین ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے لمبی ٹوپی
سر پر کمر مین ادھا شراب کا لگا ہوا قیصر نے کبھی برق کو دیکھا نہین مگر نام سنا تھا کہ عمرو کا شاگرد
برق فرنگی عیار ہے بس وہین سے اسنے ڈانٹا کہ او مکار غدار حیلہ ساز شعبدہ باز اب کہان جائیگا
برق فرنگی نے پلٹکر دیکھا کہ قیصر آپہونچا صدہا کنیزین چار طرف سے دوڑین جانتا تھا کہ سب کنیزین
جادوگرنیان ہونگی جسکو مارونگا مرنے سے اُسکے اندھیرا ہوگا مین نکلجاؤنگا ایک کنیز کو اسنے خنجر مارا
وہ ٹکڑا ٹکڑا ہو کر گری مگر یہ کنیزین جادوگرنیان نہین ہین قیصر نے برائے خدمت ملکہ حیرت جادو مقرر کی ہین
برق سمجھا کہ اب اندھیرا ہو تو نکلون اندھیرا نہ ہوا گھبرا کے جست کی قیصر نے سحر کیا برق زمین پر گرا

زمین نے پانون تھام لیے قیصر تلوار کھینچکر دوڑا برق نے کہا چراغ سلطنت روشن ہے میری کیا خطا ہے
مین نے کیا کیا مین تو آپ کی معشوقہ کو راضی کر رہا تھا قیصر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا جب تو برق
کو غصہ آیا تڑ پکیا کہا او پاجی یہ تو نے کیا حرکت کی بیشک مین برق فرنگی ہون تو نے سنا ہوگا کہ سابق
مین ہمنے ہوشربا مین کیا کیا عیاریان کین آئے تھے تجکو مارنے اگرچہ حیرت کا فرہ ہے مگر اسوقت بیکس و
بے بس ہے کوئی معین و مددگار نہین سلطنت اسکی تھی افراسیاب جادو قتل ہوا اب سواے ہمارے انکا
کوئی معین و مددگار ہی نہین منظور ہوا کہ جا کر تجکو مارین اس بے خطا کو تیری قید سے چھڑائین گرفتار ہوگئے پاپوش
ہے اب تو زندہ نہ بچیگا انشاء اللہ ہمارے خلیفہ صاحب مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو اُستانی ہماری ملکہ صرصر
یہ سب تیرے قتل کرنے کو آینگے ملکہ حیرت جادو کو ضرور تیری قید سے چھڑا لینگے قیصر بہت جھلا گیا قصد کیا
کہ قتل کرون فیروز جادو کہ صلاح کار ہے اُسنے کہا ابھی قید کیجیے آپ سنتے ہین کہ لشکر اسلام مین خبر ہو جائیگی مگر
اب اپنے ساتھ کسی کو اس پار نہ لائیگا قیصر بے اختیار ہو گیا کہا اے وزیر اعظم عجب طرح کی مصیبت ہے کہ عقاب
ساتھ لاکھ لشکر سے فردکش ہے ملکہ حیرت کو مانگتا ہے مقابلے پڑے بڑی بات یہ ہے کہ سحر و ساحری مین اُسنے مجکو
کم نہین پایا ورنہ اب تک قائدہ با وفا اُڑا دیتا وہ بھی سمجھ چکا کہ جنگ نہ دو سردار دہر مین قیصر کم نہین ہے آیندہ
سامری و جمشید جسکو فتح دین ورنہ وہ تامل نہ کرتا معشوق سرکش کسی طرح مجکو قبول نہین کرتی مین نے
اس عہد کو بھی قبول کیا کہ جس اقرار پر تمکو عقاب لیجاتا تھا وہ سب اقرار مین بھی کرتا ہون مگر وہ سواے
سرکشی کے جواب باصواب نہین دیتی بلکہ یہ پیام ہے کہ مجکو قتل کر ہائے ایسا دل کہانسے لاؤن کہ ایسی محبوب مطلوب
کو قتل کرون کٹین وہ ہاتھ جو اُسپر خیال بد سے اُٹھاؤن پھوٹین وہ آنکھین کہ برائی سے دیکھون مگر افسوس اُس
ظالم کو میرا بالکل خیال نہین یہ کہکر فیروز جادو سے کہا تم اسکو باطمینان قید کرو سامنے عقاب کے لشکر
کے اس ظالم کو قتل کرونگا کس تدبیر سے یہانتک آیا کہ مین خود لایا ورنہ مین نے وہ سامان کیا ہے کہ سامری
و جمشید بھی اس پار نہین آسکتے بڑے بڑے ساحر دفع کرنے مین میرے سحر کے زبان نہین ہلا سکتے فیروز جادو
اسی پار رہتا ہے ایک خیمے مین لاکر برق فرنگی کو قید کیا مگر اب حال سنیے ملکہ صرصر شمشیر زن کا کہ یہ جو
لشکر سے چلین صورت بدلے ہوے مردانہ بھیس کیے جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہے قضاے کار ماہور نیرنگ ساز
سردار قیصر کا ایک دن گھبرایا قیصر سے کہا اے شاہ بڑی مشکل ہے کہ آمد و رفت اس راہ کی آپ نے بند
موقوف رکھی ہے اگر ہمکو ضرورت ہو تو کیا کرین تڑپ تڑپ کے مرین میرا جی گھبراتا ہے کوئی نشانی دیجیے کہ جسکے
ذریعے سے مین اُس پار جاؤن جب جی چاہے چلا آؤن دن کو تو صید و شکار مین معروف رہین شب کو واسطے
نگہبانی کے یہان رہین قیصر نے ایک انگوٹھی اپنی انگلی سے اُتار کر دی کہ یہ تمھاری دستگیری کریگی جب
قریب دیوار پہونچنا اُسمین جنبش ہوگی طائرون کو تمھارے روکنے مین کوشش ہوگی زمزمہ سرائی کر کے
شعلہ ہاے آتش منھ سے نکالینگے یہ انگوٹھی سامنے کرنا آتش سے بچو گے اسی طرح جانا اسی صورت
سے پھر واپس آنا رنج و ملال نہ اٹھانا ماہور نیرنگ ساز نے وہ انگوٹھی لے لی یہ کہکر چلا کہ غلام آج
واسطے شکار کے جاتا ہے قیصر نے حکم دیا کہ جاؤ ماہور انگوٹھی پہنے ہوئے بطور مذکور دیوار سے اس پار آیا
زیر دیوار ایک ساحر ملازم قیصر سنگوار قدیم بلکہ قیصر کا ندیم فرسنگ جادو بارہ ہزار فوج سے فردکش
ہے مگر ہر کس و ناکس آگاہ ہے کہ یہ ملعون نگہبان اُس نازنین مہوش کا ہے اُس سے ملاقات ہوئی ماہور سے پوچھا

ای وزیر اعظم آج کمان چلے بمنہ سنا ہو کہ حیا برق فرنگی کس زور و شور سے آیا قیصر اپنے ہمراہ لیگئے آپ تنہا کیونکر آئے مجکو یہ بھی حکم ہو کہ جو کوئی آئے یا جائے اُسکا حال سب دریافت کر لو تب جانے دو ما ہور نے کہا اے فرسنگ ہم تم سب ایک ہی مقام کے رہنے والے ہین سامری و جمشید وہ دن کرین کہ یہ قیدی قتل نہ جائین یا بخت رہائی پائین کسی کا قتل قیصر کو منظور نہیں قابو مین اُنکا دل نا صبور نہیں آٹھ پہر روتے ہین عشق مین ملکہ حیرت جادو کے بہت بیقرار ہین اور وہ خیال بھی نہیں کرتی آج تو ہم واسطے شکار کے جاتے ہین دیکھو چند گلابیان شراب کی بھی لی ہین دہین شکار کرینگے کباب لگا کر کھاینگے دن شکار گاہ مین بسر کرینگے شام کو واپس آئینگے یہ کہکے ماہور صحرا مین آیا شراب پی اکثر شکار بھی کیے پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر پہونچا وہ مقام معقول تھا سایۂ نخلستان مین بیٹھا جو طائر سامنے سے نکلا ماش کا دانہ مار کے گرا دیا اُٹھا کر لائے کباب بھونکر کھائے مگر دل کو پریشانی ہو دل سے کہتا ہو اے ماہور کاشکے کسی دوست کو ساتھ لاتے اُسکو ساقی بناتے اس خیال مین بیٹھا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ لنجھاتا ہوا چلا آتا ہو پشت کے تیر پڑا مگر اُوچھا زخم ہو کہ آہو گرا نہیں بھاگتا چلا آتا ہو کہ دیکھا پشت سے ایک جوان کمسن کلاہ زرین بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور مگر سرو قد خورشید خد بڑی بڑی انکھڑیان جبی بھوین سینے پر اُبھار مگر گاتی بندھی ہوئی تیر و کمان ہاتھ مین اسی آہو کے پیچھے آتا ہو قریب آکر تیر مارا آہو گرا اُس خوش چشم نے آہو کو ذبح کیا کھینچکر ایک نخل کے سایے مین لایا قصد ہوا اسکے کباب لگاؤن کہ قریہ سے ایک گنوار تیر کمان لیے ہوئے آتا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ قوم کا پاسی ہو اُسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک جوان کمسن آہو کو ذبح کرکے گوشت اچھا اچھا نکال رہا ہو آگ بھی سلگائی ہو چقماق کمر سے نکالکے رکھدی ہین چاہتا ہو اچھا گوشت نکالکر کباب لگاؤن پاسی نے پکارا او جوان کیا کرتا ہو یہ صحرا ہماری حفاظت مین ہو شکار ہیانکے خود شکاری ہین وہ کبھی یہ گوارہ کرینگے اُس جوان نے بلند جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہو یہ صحرا ہو یہان کسکا اختیار ہو ماہور یہ سب بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہو کہ پاسی نے تیر مارا تیر نے خطا کی جوان قرولی پکڑے کھڑا ہوا جو تیر پاسی نے لگائے اُس جوان نے کاٹکر ڈالدیے پاسی تلوار کھینچکر جا پڑا اُس جوان سے تلوار چلنے لگی ماہور دیکھ رہا ہو کہ اُس جوان نے شمشیر زنی مین اُس پاسی کو تنگ کر دیا بلکہ پاسی چاہتا ہو کہ جان بچاکر بھاگ جاؤن وہ نوجوان جانے نہیں دیتا جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ مار رہا ہو پاسی خالیان دیتا ہو کبھی سپر رد بدل کر دیتا ہو سپر کے پھول اُڑ گئے سیاہی ندار دسپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین اب پاسی کو یقین ہو کہ جان بچیگی پاسی نے تلوار کا وار کیا جوان جھکا کلاہ سر سے گری زلفین عنبرین چہرۂ انور پر کھل گئین صاف ثابت تھا کہ ملکہ ابر بمقابلہ ماہتاب ہو جھپٹ کے ہاتھ مارا گاتی سینے پر سے کھلگئی نگاہ ماہور کی پڑی دو گیند نور کے یا دو حبے نور کے یا دو لقابدار سرکش اپنی اکڑ دمروڑ مین ہین

نظم

کہ اُبھرے ہوئے دو تھے جیسے قمر	ہاتھ آئین نہین جو عاشق کے
وہ سینہ حسینون کے مد نظر	تو لگادے وہ اپنے سینے سے

مگر چالاک و چست اراوہ درست صاف کھلگیا یہ نازنین حور مثال مردانے بھیس مین نکلی تھی مگر ایسے روز گار ہو کہ پاسی کے تیرون سے بچی تلوار سے اُسکو مار لیا سر کاٹکر پھینکدیا ماہور نیرنگ ساز بیقرار ہو گیا ہرچند کہ اُس ماہ پیکر نے پاسی کا سر کاٹا اسکے کلیجے پر زخم آیا بے اختیار ہوکر پکارا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل عاشقان

نظم

ہمہ تن حسرت ہم بشری دہوش ثنار	شوق کے دوے تھے ذوق ملاقات کے جوش

دلمین تھی خواہش وصل اور لبون پر نہین
کس گلستان نگارین کا ہی سرو گلپوش
خود گم کرگئی یاد کسی کی اگر مجھے
صاحب کے دل کے آ نکلی ہی کیا خبر مجھے
کیا جانے کب نکلگئی دل سے اک آرزو
سمجھا تھا فتنہ کیا فلک فتنہ گر مجھے
ساتھ اسکو چھوڑتا ہی رہ شوق مین اگر
آتے ہین وہ بھی بھیجد یا پیشتر مجھے
سید تھا کرون فلک جو دو تھوڑی دیر
پہلومین رکھکے سوتے تھے یا زیر سر مجھے
مین تم ہون شراب ہم دیکھتا ہو وہ
تم سوتے رہوگے وصل مین کیا رات بھر مجھے
میخانہ پوچھتا تھا کہ مین خانۂ خدا
دشوار ہوگا اور عدم کا سفر مجھے
ایسا لہو سفید ہی کیا جانتا تھا مین
تم آپ ہی بناتے نہین نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہی کہ وہ کہتے ہین ای جلال

کون ہی کون ہو تو ای قمر جلوہ فروش
دیکھ دل کی تڑپ دکھاتی نہین کچھ اثر مجھے
ڈھونڈھیگی بیکسی مری آخر کدھر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو
رہتا ہی غش فراق مین دو دو پہر مجھے
روز ازل خدا سے یہ کہتی مری زبان
پہونچا دین میرے تاب و توان پر سگر مجھے
دینا ہی ایک جان محبت مین لاکھ بار
یہ بانکپن تم اپنا یہ ترچھی نظر مجھے
رکھلے بتون کی بزم مین اللہ آبرو
کھا جائیگی ضرور عدو کی نظر مجھے
یہ ہوش ہی کہ آنکھ سے تیری لی تھی آنکھ
بہکا کے لائے حضرت زاہد کدھر مجھے
کہتی ہی آہ ضبط سے ایسا کہین چھپا
یون کوئی میرے خون مین دیکھیگا تر مجھے
اُس سے دوچار ہوتے جھپکتی تھی چشم شوق
الجھاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

کس شبستان دل فروز کی ہو شمع
بنتے ہین بیشتر مرے زخم جگر مجھے
کہتے ہین مضطرب وہ بہت دیکھکر مجھے
دھوکے سے دیکھیا ہی وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ کھلگئی شب فرقت جگادیا
گویا نہ ہونگی مین جو دیگا اثر مجھے
کیا قہر ہی کہ شب وعدہ یہ آسکے غیر
مرنا ہی تیری شوخیون پر عمر بھر مجھے
کہتا ہی دل کہ ہوتی تھی شب یون ہی ہان بسر
دل سے بھی خوف آنکھ سے بھی اپنی ہی مجھے
کہتے ہین سُنکے شکوۂ بیخوابی فراق
دل کون لیگیا نہین اسکی خبر مجھے
آسان کرنے نزع کی مشکل نہ آئین آپ
چھانے بہت سی خاک تو پائے اثر مجھے
تقدیر کہتی ہی ابھی لادون جواب خط
دیتی تھی میری بیخبری کی خبر مجھے

ایسے اشعار بہت سے پڑھتے وہ نازنین سرکش حسن مین مدہوش اپنے کو چاہتی ہی اُسی طرح چھپالون مردانہ بھیس بنالون کیونکر چھیون بس ماہور بیرنگ ساز بیقرار ہوکر اُٹھا سحر کرکے اُس نازنین پر گرا چنانچہ کمر مین دیکرا اُٹھا لایا لاکے پہاڑ پر بٹھایا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُس نازنین کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہی منتین کرتا ہی کہتا ہی ای جان جہان ای راحت و آرام عاشقان تو گل کس گلستان کی ہی ماہ کس آسمان کی ہی شمع کس محفل کی ہی تسکین کسکے دل کی ہی برائے خدا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے اور آپ کہان جاتی ہین اور کہانسے آتی ہین یہ کیا ماجرا تھا اس گنوار نے کیون گھیرا کیون لڑائی پڑی کس لطف سے اس بھیا کو قتل کیا کیا کہنا فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق یہ تو ظاہر ہی کہ آپ نے اپنے کو چھپایا مردانہ بھیس بنایا اسکا کیا سبب ہی مجھسے مفصل بیان کرو یہانسے قریب قلعہ ہی کہ اُسکو مملو کیہ کہتے ہین سحر کے نوابے وہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ عالیجاہ قیصر سحر طراز ساحر زبردست ہی مین اُسکا وزیر اعظم ہون دن بھر کا مجکو اختیار ہی آج کل ہمارے بادشاہ دام عشق مین پھنسے ہین رات ساری اسی قیل و قال مین گذرتی ہی معشوق مغرور عقل و شعور سے دور جواب باصواب نہین دیتی اتنا نشان جو اُس مہ جبین نے پایا خوف سے کانپ رہی تھی ضبط کرکے کہا ای شخص وہ نازنین کون ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کو بشوہری قبول نہین کرتی ماہور بے اختیار بول اُٹھا ملکہ حیرت جادو اُنکا نام ہی یہ سُنکر اُس نازنین نے جواب دیا کہ آخر کیا وجہ ہی نہ قبول کرنے کی ماہور نے کہا وہ عورت بڑے خاندان جلیل سے ہی سامان سلطنت

اُسکا مثال آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ایک ساحر زبردست کو ہمراہ لیکر طرف ہوشربا کے چلی تھی اس ملک پر یہ آفت برپا ہوئی کہ بیچاری قید ہوگئی شاہ ماہور جاکرخبر لایا وہ بادشاہ بھی جوش محبت مین دیوانہ ہو رہا ہی مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے شاہ کو قبول کرے آئندہ پھر یہی فکر ہی کہ اپنے مالک کے پہلو مین بٹھاؤن مگر اسوقت تمکو دیکھکر دل قابو مین نہین یہ جی چاہتا ہی کہ تمھارے گرد پھرون نثار ہون سمجھ گئے ہونگے یہ ملکہ صرصر شمشیر زن ہی حال تو مفصل سُن چکی اب یہ خیال ہی کہ جس طرح بنے اسکو مکر و حیلے سے قتل کردن کسی طرح اسکے پنجے سے چھوٹون مگر اتون ہا تون مین یہ بھی پوچھ لیا کہ قیصر کا وہان سحر ہی کوئی جا نہین سکتا اسپر صرصر کو تردد ہوا کہ وہان تک کیونکر پہونچونگی کہ ماہور نے کہا کہ ای ملکہ عالم ای سرتاج معشوقان ای ماہ آسمان عاشقان اپنا حال نہ کہا یہ تبلاؤ کہ بھیس کیون بدلا اسمین کیا مطلب ہی صرصر نے باتون مین ٹالا ماہور کو ناگوار ہوا غصے مین سحر کیا صرصر بیہوش ہوگئی چادرے مین اسکو لپیٹا دوش پر پشتارہ رکھکر لیچلا یہی خیال مین ہی کہ شب کو بنت خوشامد پتہ و نشان ظاہر کرلونگا آتے آتے سامنے دیوار کے پہونچا فرسنگ جادو کہ وہان کا نگہبان ہی آواز دی ای ماہور یہ کاندھے پر کیا ہی اسنے کہا کہ بھائی صحرا مین ایک آہو کا شکار کیا خیال مین آیا کہ یہ چلکر بادشاہ کو دینگے سیر دو سیر گوشت تمھارے واسطے بھی بھیجینگے فرسنگ تو چپ ہو رہا ماہور پر پرواز پیدا کرکے جب قریب دیوار آیا طائر بنائے ہوئے قیصر کے زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی عبرت کبھی عشرت کے اشعار پڑھتے تھے ایک طائر نے منھ سے شعلہ چھوڑا اور آواز دی کہ آج پھر کوئی دشمن جاتا ہی دل ہمارا گھبراتا ہی ای جانے والے ذرا ٹھہر جا ہم مجبور و لاچار نہین ہین مگر اتفاق قضا و قدر ای ماہور انگوٹھی دکھاتے ہو آخر پچھتاؤ گے ماہور جوش محبت مین دیوار سے گذر گیا طائر چیختے رہگئے یہ اول اپنے خیمے مین آیا ملکہ کا پشتارہ رکھا چادر سے چھپا دیا آپ باہر نکلا لوگون سے پوچھا شاہنشاہ کہان ہین سب نے کہا بارگاہ مین تشریف لیگئے ہین آج پھر کچھ عقاب نے سر اُٹھایا کیا عجب ہی کہ جو لڑائی ہو اُسی انتظام مین تشریف لیگئے ہین یہ بخوبی ظاہر ہی کہ عقاب کو جواب باصواب نہین دیتے لڑائی ایکی سخت پڑیگی تین روپئے کے پیادے ہزارون قتل ہونگے وہ انکا کچھ نہین کرسکتے یہ بھی اُنپر نہ غالب آئینگے غریبون کی خرابی ہی ماہور نے کہا سمجھا جائیگا مگر تم لوگ اپنے اپنے عہدون پر قایم رہو حفاظت کا کوئی طریقہ فرو گذاشت نہو یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا مسند بچھائی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قریب مسند رکھین جملہ اسباب عیش و فرح مہیا کیا اب اسنے مسند پر بٹھا کر صرصر کو ہوشیار کیا صرصر نے اُس مقام کو دیکھکر کہا ارے مجکو یہان کہان لایا یہ کون مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون حاکم وقت ہی ہم آپ مصیبت مین مبتلا تھے ای شخص کیون تو نے ہمارا پیچھا لیا ماہور نے کہا میری جان جاتی ہی صاحب یہ وہی مقام ہی کہ بارہ ہزار ساحران غدار یہان رہتے ہین حیرت جادو کی حفاظت ہمپر واجب و لازم ہی اُس خیمے کے باہر جو بڑی بارگاہ ہی اُسی مین وہ حور منظر پری چہرہ ہی صرصر خاموش ہو رہی مگر ماہور دیکھتا ہی اور سب طرح کی باتین بناتی ہین کرتی ہی مگر اپنا نشان نہین بتاتی ہی ہاتھ باندھکر کہا ارے ساحری اپنا نام مع اپنے بزرگون کے بتانا واجب لازم ہی میرا دل بیقرار ہی مجھسے راز نہ چھپاؤ مین عاشق صادق ہون عمر بھر خدمتگزاری مین بسر کرونگا صرصر نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا دریافت کرنے پر نام کے بہت آمادہ ہی لاچار ہو کر کہا کہ مین ایک عیدار کی زوجہ ہون

اُسنے ایسی بدعت کی کہ مین مردانہ بھیس کرکے نکلی شوہر میرا بڑا ظالم ہے ماہور نے کہا ہزارون طرح کی بیان کیا
راحت ملیگی مین وزیر شاہ ہون ہزارون کنیزین خدمت مین حاضر کرونگا صرصر نے سر جھکا کر کہا انکو اختیار ہے
قبضے مین ہین عزت و ذلت کا اختیار ہے عورت مجبور ولاچار ہے کیونکر اوقات بسر ہو شوہر اول نے ایسی بدعتین کین
گھبرا کے نکل آئی قسمت پرلے تم ایسے قدردان کے قبضے مین پہونچایا ماہور خوش ہوگیا مگر صرصر ہاتھ نہین لگانے دیتی تھی
باتون مین لگا کر شراب مین بیہوشی ملائی ماہور کو پلائی دو تین جام جب پیگیا تو گھبرا کر اسنے کہا اب کوئی مجکو آسمان کو
لیے جاتا ہے صرصر نے کہا اُٹھکر ٹہلو ماہور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی دھم سے گرا صرصر نے اسکے دماغ پر بھی بیہوشی
کی چڑھائی جلدی سے پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلی قیصر ابھی باہر نکلا ہے خیمے سے حیرت کے پریشان
چند خدمتگارونسے باتین کر رہا ہے کہ عجب معشوق سرکش سے سامنا ہے لاکھ طرح پر سمجھاتا ہون وہ نہین مانتی ایسے
اپنے طور پر خدمتگار عرض کر رہے ہین کہ حضور ابھی تامل فرمائیے ہم لوگ بھی اپنے طریقے سے سمجھائینگے قیصر
نے کہا یارو مجھ مین کیا برائی ہے عقاب سے کمتر نہین ہون وہ ہی اقرار کرتا ہون کہ تیرے شوہر کے قاتل
کو قتل کر دونگا اُسکا وہ ہی کلام ہے اول تو یہ کہتی ہے کہ مسلمانون پر کوئی غالب نہ آئیگا وہ لوگ بلا سے روزگار ہین
عیارون کی تو اسقدر تعریفین کرتی ہے کہ عقل سے باہر ہے ساحر کو آنکھ ملتے ملتے قتل کرتے ہین اور حقیقت مین ایک
عیار یہان آیا رہا کرنے مین کیا بات باقی تھی یہ باتین تھین کہ دیکھا ماہور نقلی سامنے سے آتا ہے سب کو دیکھتا ہوا
قیصر نے کہا وہ میرا رفیق قدیم آتا ہے ماہور نقلی نے آکر سلام کیا قیصر نے کہا ای ماہور آج تو مین نے انتہا
کردی ٹوپی قدمون پر رکھی ہاتھ باندھے منت کی مگر وہ ظالم نہین مانتی شاید اب اُسکو یہ گھمنڈ ہے کہ لشکر اسلام مین
خبر پہونچگئی ہے عیار آتے ہونگے مجھے چھڑا لیجائینگے ماہور نے کہا حضور کیا مجال مین نے وہ انتظام کیا ہے کہ طائر پر نہین
آسکتا میرے ملازم جابجا جاگ رہے ہین ذرا الگ چلیے تو مین آپسے کچھ پوچھون ایک خیمہ الگ استادہ تھا صرصر نے جیب مین
لیکئی گلوری نکالی کہا حضور اسکو نوش فرمائیے قیصر کھا گیا کھاتے ہی بیہوش ہوا صرصر نے اسکو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ اسلی صورت بنکے باہر نکلی لوگون نے پوچھا حضور ماہور کہان تشریف لیگئے صرصر نے جواب دیا امورات شاہی مین مجکو
کیا دخل ہے جو مجکو مناسب ہوتا ہے وہ کرتے ہین رات کم باقی ہے جاکر سو رہو سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا حیرت خاموش بیٹھی ہے جاکر
سلام کیا حیرت نے اشارے سے کہا او بیحیا تو پھر آیا دور ہو صرصر نے عرض کی آپ نے اپنی لونڈی کو نہین پہچانا نام
صرصر شمشیر زن قیصر کو بیہوش کر لیا جس طرح فرمائیے اُسطرح نکلون حیرت نے کہا میری زبان سے سوزن تو نکالو
صرصر نے سوزن لیا اب جو ملکہ نے اشارہ کیا تمام قید سحر جسم سے گر پڑی صرصر نے کہا داری آج مین یو اُدھر جاتی تھی
جب مجکو ماہور لیکر آیا تھا طائر عقل ہوائے تھے یہی چاہتے تھے کہ حال کھلجائے مگر ماہور مقرب تھا اُسکے پاس انگوٹھی تھی
حیرت نے کہا تجکو کیونکر معلوم ہوا صرصر نے کہا حضور مجبور عاشق تھا جنگل سے اُٹھا لایا ایک پاسی کو مین نے مارا تھا
بس میری گاتی جو کھلی حال کھلگیا کہ یہ عورت ہے اگر مین سرکشی کرتی آبرو نہ بچتی مین نے ابتدا سے یہی کہنا شروع کیا جو تو
کہیگا مین وہی کرونگی مگر یہ تو بتائیے دیوار سے کیونکر گذر ہوگا حیرت نے کہا ای صرصر کیا تو مجکو مجبور لگئی مین کسی بات
مین عاجز ہون صرصر نے کہا داری اب یہانسے بخیر و عافیت نکلیے لشکر اسلام مین چلیے چالاک بھی چل چکا ہے اُسنے
مجکو روکا تھا کہ مادر مہربان تم سجاؤ مین جاکر سب کام کرونگا آپ کے نام پر جان دینا ہے حیرت نے کہا ای صرصر ایک
بات تو بتلاؤ راہ سیدھی دکھاؤ کئی دن ہوئے کہ برق فرنگی عیاری کرکے آیا اُسنے بھی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا
نہین رکھا خنجر ابھی ٹیکا تھا مجھ تک پہونچگیا مین تو دھوکا کھائے ہوئے تھی مجکو یقین نہ آیا مین نے کہا صورت اصلی

کہا اُسنے قبول کیا ایک کنیز گوشہ سے دیکھ رہی تھی اُسنے جاکر کہدیا وہ پکڑا گیا سامنے خیمہ مین قید ہو وہ بھی تو میرے ہی واسطے
پھنسا عیاران اسلام بڑے جانباز و سرفروش ہین اگر وہ بچگیا قیصر اُسکو قتل کریگا زندہ نہ بچیگا یہی ذکر ہوگا کہ حیرت
کی وجہ سے برق ایسا عیار مارا گیا اُسنے فقط ترس خدا کرکے یہ کام کیا صاف تو یہ ہو کہ بڑا نام کیا صرصر نے کہا واری یہ بڑی
مشکل ہو حیرت نے کہا مین جاکر نگہبانون کو مارونگی اُسکو بھی نکالون دیوار کے پار پہنچاؤن صرصر نے کہا آپ تو
بلند پرواز ہین مین جاکر قیصر کا سر کاٹ لون کہ دیوار گرجائے حیرت نے کہا بہتر صرصر تو بصورت قیصر خیمہ سے
نکلی اُسی خیمہ کی طرف چلی کہ جسمین قیصر کو بیہوش کرکے ڈال آئی ہو پہلے راہ مین وہ خیمہ ملا جسمین شاہور کو چھوڑا تھا وہان ایک
خدمتگار پہونچا اُسنے زیر پلنگ شاہور کو برہنہ پڑے ہوئے دیکھا دماغ پر بیہوشی کی جو مٹی ہوئی خدمتگار نے بیچ اُتار کے
چھینٹا پانی کا مارا شاہور نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی جان جہان کنگھے خدمتگار کے پیٹنے لگا خدمتگار ہان ہان کرتا ہی
شاہور کہتا ہو صاحب معاف کرو نشے مین شراب کے سوگیا اب کبھی ایسی حرکت نہوگی خدمتگار کہتا ہی آپ کیا بکتے ہین
آپ بیہوش پڑے ہوئے تھے کون آپکو بیہوش کرکے یہان ڈال گیا چادرہ مین نے اپنا باندھ دیا ورنہ آپ برہنہ پڑے تھے
اب شاہور کے ہوش درست ہوئے کہا یہان مین ایک عورت کو صحرا سے لایا تھا معلوم ہوتا ہی وہی بیہوش کرکے ڈال گئی
مگر آخر کہان گئی خدمتگار نے کہا حضور کوئی عیار ہوگا برق کہا کرتا ہی کہ اب میرے بھائی بند آئینگے مجھکو قید سے چھڑا لینگے
اُسنے کہا نہین وہ تو نازنین مہ جبین تھی کہ دوسرا خدمتگار آیا اُسنے کہا آپ تو شاہ سے باتین کر رہے تھے دل مین کہتا ہی
شاہور یہ کیا معرکہ ہی اب تو بہت گھبرایا باہر نکلا اُدھر سے صرصر آتی تھی بشکل فقیر شاہور نے کہا شاہ وہ آتے مین
مگر صرصر شاہور کو دیکھ کر بھاگی وہان حیرت جادو بلند پروازی کرکے قریب اُسی خیمے کے پہونچی جہان برق فرنگی
قید ہی فیروز نگہبان بارہ سو ساحرون سے بیٹھا ہی یکایک آسمان سے بجلی چمکی فیروز نے سر اُٹھا کر دیکھا اسی پر برق
گری کہ دو ٹکڑے ہوا حیرت نے ہاتھ ہلائے جتنی برقین گرین اُتنے ہی ساحرون کے سر کٹ کٹ کے گرے گر جاتے سے
صرصر کے شاہور دوڑا کہتا ہوا حضور ٹھہریے تو اب صرصر اُس خیمے مین نہ جاسکی جسمین قیصر کو ڈال آئی تھی اسطرف
گذر شاہور کا ہوا دیکھا قیصر مثل سگ صحرائی برہنہ پڑا ہوا ہی جلد اُسنے ہوشیار کیا اور یہ بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیا کہ قیصر نقلی
بھاگ کر غائب ہوا اب خیمے مین برق قید ہو وہان سے جادوگرون کے مرنے کی صدا بلند ہوا ایک ساحر دوڑا شاہور ہوشیار
کرکے قیصر سے کہا ای شہریار یہ کیا آفت ہی میرے ذہن مین نہین آتا آپکو دو طور پر دیکھا ایک تو وہ قیصر تھے کہ سامنے
سے بھاگ کر نکل گئے اب یہان پڑے ہین نہین معلوم وہ کون تھا آپ کون ہین قیصر نے کہا ارے کوئی عیار تھا معلوم ہوتا
ہی کہ ملکہ حیرت چھوٹ گئین فیروز کے مرنے کی آواز آئی ہی زمین تھرائی ہی دیکھو مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکے بازو سے
ایک پتلی سونے کی کھولی سامنے استادہ کرکے پوچھا ای تمثیل ساحری جلد بتلا یہ کیا انقلاب ہوا میری شکل یہ کون تھا
فیروز کو کسنے مارا آسمان سے برق کیسی چمک رہی ہی وہ پتلی مثل انسان کے گویا ہوئی آواز دی حضور آپنے ہمیشہ میرا بوجا
کیا میری خوراک پہونچائی یہ سب آگ لگائی ہوئی میان شاہور کی ہی اب باتین بناتے ہین جس عورت کو یہ لائے تھے
وہ صرصر عیارہ تھی حیرت کو اُسنے رہا کر دیا اُسنے جاکر فیروز کو مارا اب برق کو رہا کیا چاہتی ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ
ورنہ پچھتاؤگے پھر حیرت کو نہ پاؤگے یہ سُنتے ہی قیصر چلا طرف قیدخانہ برق کے دوڑا آیا دیکھا حیرت تڑپ کر
گری ہی کئی سو ساحر تو مارے گئے باقی سب بیہوش پڑے ہین حیرت اُتر کر زمین پر آئی جیسے ہی برق کی کمر مین پنجہ دیا اور
برق کہتا ہی اُڑ ملکہ کیا کرتی ہو مجھے نہ اُٹھاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین نکل جاؤنگا حیرت نے کہا ای برق تُو
مین دیوار سحر حائل ہی نہ جاسکیگا اسی پار رہجائیگا اسی صحرا مین ٹھوکرین کھائیگا مین تیری ممنون و مشکور ہون برق تو

تیرا لطیف ہی کہا یہ احسان میرا گردن پر چالاک بن عمرو کی جو حیرت بی بی نے پڑھ کر کہا حیرت ہو دو دیکھتا ہی بن گیا ہمارا زن تعالیٰ
کون یہ کہکے برق کو ایک ہلکا سا طمانچہ مارا برق نے کہا دیکھو حیا جی تھا جی خدا الٰہی ہوگی حیرت جا چکی ہے کہ ملیدہ ہو
صرصر بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکے سامنے آگئی ہے پکار رہی ہے حضور جلد نکل چلیے قیصر آ پہونچا قیصر نے آتے ہی سحر کیا
بجلیاں گریں حیرت ہنسی گوہر دندان سے بجلی نکلی کہ سب بجلیاں دفع ہو گئیں ایک پتلی سے قیصر نے راز پوچھا تھا وہ ہاتھ میں لی
جب پانچ چار سحر اسنے بڑے بڑے کیے اور کسی سحر نے حیرت پر تاثیر نہ کی ابر آیا پانی برسا جنگل کے درخت جلنے لگے پیاسوں
کے دل سے آہ کے شعلے نکلنے لگے حیرت نے سحر کر کے اُس گرمی کو موقوف کیا قیصر گھبرا گیا اتنا تو منھ سے نکلا کہ یارو دیکھو
بہت سے سحر اس عورت پر کیے غالب نہ آئے اُسی پتلی کو ہاتھ سے یہ کہکے پھینکا ائی شبیہ سامری لینا ایسا نہ ہو نکل جائے
بس وہ پتلی ہاتھ سے چھوٹتے ہی رقص کرنے لگی اُسی شکل کی بارہ پتلیاں پیدا ہوئیں طرف حیرت کے دوڑیں حیرت نے
بال نوچکر پھینکے بارہ پتلے فولادی بنکر تیار ہوئے اُن پتلیوں کے جیسے ہی سامنے ہو گئے وہ جو پتلی اصلی تھی اُسنے آواز دی کی
ای غلامان سامری جادو بیان شہر نیکا وقت نہیں ہے ورنہ ذلیل ہو گے وہ بارہوں پتلے غرق زمین ہو گئے حیرت نے کئی
مرتبہ پتلے بنائے مگر جم نہ سکے سامنے اُس پتلی کے ٹھم نہ سکے دو چار منٹ ٹھہر — آخر زمین میں غائب ہوئے حیرت کو یہ بڑی مشکل ہی
کہ برق کو نیچے سے نہیں چھوڑتی قیصر اپنی زبان کا خون اُن پتلیوں پر چھینکتا ہے تڑپ کر دوڑتی ہیں اب حیرت گھبرائی
پتلیوں نے چاروں طرف سے گھیرا قیصر کا سحر جو بڑا صرصر کی صورت اصلی ہوگئی زمین نے پاؤں تھام لیے آواز آئی ای قیصر وہ
گنہگار عورت یہ ہی پلٹ کے جو قیصر نے دیکھا ایک پریزاد حور نژاد ماہ پیکر سمن بر مگر حیران و مضطر خاموش سر جھکائے کھڑی ہے
کبھی پکارتی ہے ای ملکہ حیرت جادو میں گڑ گئی زمین مجھکو نہیں چھوڑتی حیرت نے بلشکر چاہا سحر کروں بارہ پتلیاں آکر لپٹ گئیں
اصلی پتلی جو تھی اُسنے گلے پر حیرت کے ہاتھ ڈالا زبان میں سوزن دیدیا باقی اور پتلیاں ہاتھوں سے لپٹیں پاؤں میں چبھیں
ہو گئیں ظاہر تھا جسم سے حیرت کے پتلیاں پیدا ہو گئیں جزو اعظم نکلیں حیرت کا کچھ زور نہ چلا مگر قیصر نے دیکھا فیروز ایسا
افسر قتل ہوا بارہ چودہ ہزار ساحر مارے گئے اب اسنے صرصر کو بھی گرفتار کیا برق کو بھی پکڑ لیا حیرت کی زبان میں سوزن
دیا ہوا تھا قیصر نے پتلی کو اُٹھا کر بازو پر باندھ لیا اور پتلیاں جو دوڑی دوڑی پھرتی تھیں غرق زمین ہو کر غائب ہوئیں
یہ بھی نہ ثابت ہوا کہاں سے آئیں تھیں کہاں گئیں ساحروں کے مرنے کی صدا سے ہا ہو آ رہی ہے اتنا بڑا فتح ہوا کہ ہزار ہا
لاحشر پڑا ہے قیصر نے کہا یارو کیا غضب کی بات ہے کہ میں نے ایسا انتظام کیا کہ راستہ بند کر دیا دو عیار یہاں ہو تیں دونوں اس میں
ہو گئے صرصر کی تو خوب ہواندھی گئی آرزو نکھلا ملکہ کو رہائی کر لیا اسطرح جھلاتا ہوا آیا پھر ملکہ حیرت کو اُسی خیمے میں
نظر بند کیا صرصر و برق ایک خیمے میں قید ہوئے شاپور سے کہا فرسنگ جادو ہوشیار تم اسپار بطور نگہبان رہو اگر فرسنگ
پر کوئی افتاد پڑے فکر برابر خبر ہو جائے فوراً اپنے کو پہونچاؤ شاپور نے کہا حضور اب کیا مجال ہے کہ کوئی بھی اس پار آسکے
مجھسے بڑی غلطی ہوئی میں خود عیار جی کو عاشق ہو کر لے آیا بڑا دھوکا کھایا اپنے باپ کو بھی اس پار نہ لاؤنگا قیصر دیوار کو
طے کر کے اس پار لشکر میں آیا لشکر مقابلے میں عقاب کے فرد کش ہے سر کارے عقاب کے موجود ہیں قیصر نے دربار میں
بیٹھکر ذکر کیا کہ آج تو یارو بڑا غضب ہوا تھا میاں شاپور عیار جی کو اس پار لیگیا اُسنے جاتے ہی حیرت کو بیہوش کر لیا
مجکو بھی بیہوش کر لیا تھا مگر خداوند جمشید نے بڑا فضل اپنا شریک کیا کہ شاپور کو ایک خدمتگار نے ہوشیار کر دیا
ورنہ حیرت بلا کی ساحرہ ہے اگر برق فرنگی کا رہا کرنا منظور ہوتا نکل گئی ہوتی ہر چند کہ دیوار سحر میں نے ایسی نہیں
بنائی ہے کہ جس سے گذر سکتی مگر اُس سے کیا تعجب ہے کہ طائروں کو مار لیتی دیوار سے گذر جاتی یہ خبر سر کارے ملکہ خدمت
میں عقاب کی آئے عقاب مبہوت لب پر مہر سکوت یاد حیرت میں خاموش بیٹھا ہے مشیروں نے جو شگفتہ کیا

بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

مجھے ذوق لقا ہے ہر کرشمہ شوق احول ہے
سواد شام ہجر ترین آنکھون کا کاجل ہے
نرگا ہے ساقی دوران ترے بین رند بے بادہ
کوئی دن مین ہر خانہ بادہ کش نہ اب معطل ہے
ہجوم ہجر مین زرد مہرے کیونکر مجھے دیکھے
مین خود سنلون تو کانپون مخوف یہ طول ہے
خط پشت لب جسکو تری دیکھا تو ہم سمجھے
ہوے رنگ ثبات دل کا شاید خط جدول ہے
زرد چند اس شکل سے حاصل ہوا اس ماہ کا جو
لبون پر انکے بجلی ہے مری آنکھون مین بادل ہے
ہی تشبیہ لب اس سے تو بڑھکر اور کیا ہوگی
نسبت روز و شب سے صبح نکتہ سنج اپنی معطل ہے
سنبین برہم ہین آخر ہے نہ اوسط ہے نہ اول ہے
تجھے ظالم حیا وہ ہے کہ خنجر کون تک معطل ہے
تو سب کے پاس ہے لیکن جو دیکھا ایک جھلکی
طلسم سکندہ بے قفل و کنجی کے مقفل ہے
مسلمان ہو گئی کیا چشم کافر اس پریرو کی
نگاہ اضطراب آلودہ انکی آب سنبل ہے
غضب لائی ہے ظالم تیری پوری قفل کنجی کی
کہ شرح مصحف رخ وہ مفصل ہے یہ مجمل ہے
دل عشاق کے بدلے یہان مظلوم سے تجھ مین
خدایا شکر ہے تیرا کہ چشم شوق احول ہے
وہ جسم ناز مین گدر سا چلا ہے فضل خالق سے
ترے سر پر جو جوڑا ہا نہال قد کی کونپل ہے
ترے قامت کے آگے جو سر و شمشاد بل کھاے
ترے چہرے کا جلوہ یا ہے باغ صبح ذل ہے
الو ہیا انجمن ہے دست یا تری آنکھون کا جل ہے
وہ ظالم بیگنہ کو قتل کرتا ہے خدا حافظ
مجھے ہے مین آج مسیحا مقتل ہے
سناؤن کیا طلب وصل اپنا بہشت خیر افسانہ
دل آزادہ الجھے گیسو سے مقتل ہے
شبیہ اس شوخ کی کاغذ پہ کھینچ کسطرح مانی
قیامت بل پر اب کھینچ گیسوے مسلسل ہے
وہ ہنستے ہین مرے رونے پہ مین روتا ہون ہنسنے پہ
ابھرتے ہین وہ پستان یا نہال قد کی کونپل ہے
صفیر اب تا کجا فکر سخن بس وک [illegible]

شہزادن نے عرض کی اے شہریار دیکھیں یہ ظلم آپ کے ساتھ کیا کرتا ہے کسی وقت آپ شگفتہ نہین ہوتے باغ عیش پر خزان آئی ہوا ہے گرم جلتین گل فرحت مرجھا گیا ناچ و راگ رنگ سب آپ نے معطل کیا ہر وقت یہی ذکر ہے اشعار حسرت آمیز آپکے دل کو برماتے ہین عجب عجب اشعار حیرت خیز جنون انگیز آپکو یاد آتے ہین حقیقت مین بار فراق اٹھانا سخت دشوار ہے مگر اس خیال کو دل سے بھلا دیجیے جب راگ رنگ ہوا اور کسی نازنین سے دل لگائیے آپکے یہان جلسے مین جو ہون انکو سامنے بلا لیجیے وہ گائینگی دل بہلاینگی عقاب نے کہا یارو کیا کہون افراسیاب کیا خوش نصیب تھا سلطنت ایسے ملک کی پائی ملک وسیع سحر رفیع زوجہ ایسی ملی کہ کلی آرزو کی کھلی جب زن و شوہر ملکر سحر کرتے ہونگے طبقے زمین کے تھراتے ہونگے مگر حقیقت مین مسلمان بھی رہے صاحب اقبال ہین کہ ایسے بادشاہ پر غالب آئے قبضہ کر لیا مگر مین افسوس کرتا ہون کہ تین روپیہ کے پیاد دے کو جو سحر و ساحری سے نابلد وہ تو ہو پہنچ جائین اور مین اسطرح کا ساحر کہ اگر سحر و ساحری لیکر قدم مارون طبقے زمین کے ہلا دون آج جسطرح بنے گا اپنکو اس پار دیوار کے پہنچاؤن گا وہان جاکر ایک دن دو دن مخفی رہون بعد اسکے جب موقع ملے حیرت کو نکال لاؤن یہ ذکر تھا کہ ہرکارے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی اے شاہنشاہ گیتی ستان آج تو آسیح دیوار سحر کے بڑے ہنگامے ہوے کچھ عیار اس طرف پہونچے دوسرے نے کہا حقیقت مین حضور اس عیار ہی نے کیا کام نمایان کیا جاتے ہی اپنے مالک کو رہا کر دیا حیرت نے چھوٹتے ہی قید خانے پر یرقین گرائین فیروز کو مارا کئی ہزار ساحر قتل ہوے بڑی خیریت ہوئی کہ شاہ ہور عیار ہی کو غشی کرکے لایا تھا وہ خاک پڑا اٹھے یہان قیصر کو بھی ہوشیار کیا لیکن قیصر کو بھی اٹھتے بیہوش کر لیا تھا حیرت جادو کو غیرت تھی کہ اگر برق فرنگی نہ چھوٹتے تو مین بہت بدنام ہو جاؤنگی مگر ان لوگون کی جلالت دیکھیے کہ حیرت کے دشمن تھے اب کیسے دوست بنگئے عقاب نے کہا صاحبو اصل یہ ہے شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ✤ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ✤ یہان قیصر کے سحر کو دیکھو تو کام بن گیا کسی سے پایہ کمی کا رہتا ہون اسطرح جاؤن کہ ہو کوئی خبر دار ب تن خود ہی کوشش کرنا چاہیے لشکر کشی سے کچھ نہوگا وہ بھی تعلیم کردہ شمشیر ہے یہان تو یہ ذکر ہے اب عقاب

آمادہ ہی کہ مین خود جاؤن ملکہ حیرت کو چھڑا لاؤن مگر دو کلمہ منتر پہ مہتر چالاک بن عمرو عاشق خود سر بیقرار و مضطر کے سنیے کہ یہ جو لشکر سے نکلا کوہ و دشت و بیابان چھانتا ہوا آیا دمین حیرت کی آتا ہی یہ دمبدم خیال ہی کہ ای چالاک کیا کیا جانبازی و سرفروشی کی مگر حیرت کو ہمارا خیال نہ ہوا یہ آخر کی چوٹ ہی اگر خدا کا فضل شریک ہوا اس قید شدید سے اُس محبوب جانی یار جانی کو رہا کیا یقین ہی کہ احسان مانے یہ بات مشہور ہی کہ معشوق احسان فراموش ہوتے مین شاید ہمارے جلنے مرنے کا ظالم کو خیال ہوا افسوس بادشاہ عالی جاہ نور الدہر والا قدر اسد نامور ایرج خود سر کیا کیا جا کر مین اُٹھا کے اپنے اپنے معشوقون سے ہم کنار ہوے مگر ہم ایسے مجبور لاچار ہوے کہ خورشید نگار پر بھی کچھ نہ بن پڑا اگر خورشید نگار پر گرفتار ہوتے بہار کو بھی یہی منظور تھا کہ حیرت سے ہماری شادی ہو مگر ہم بدنصیب ہین افسوس صد ہزار افسوس یہ کہکے یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگا

گردش سے آنکھ فتنہ نگاہی مین رہگئی
وہ بھی شک کے عرش الٰہی مین رہگئی
عشق بتان مین حضرت زاہد کو گفتگو
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار
اُٹھوا کھلکے آمد آمد شاہی مین رہگئی
گم ہوکے دل تو پھر بھی ٹھکانے سے جا لگا
حسرت طلب جو ہم نگاہی مین رہگئی
کہتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
اندیشہ ہاے ناشناہی مین رہگئی

تجھ سے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی
سب اُٹھ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
ابتک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی
رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
سرخی سی کچھ جو ملگئے سیاہی مین رہگئی
کیون ای دعاے وصل صنم تونے کیا سنا
حسرت غریب کیسی تباہی مین رہگئی
مجبور ہوگا درد جگر کہکے یار سے
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہگئی
دیر اُٹھی ہی ہوئی تری بخشش مین بھی جلال

پھینکی بھی بام یار پہ ای دل کمند آہ
کچھ رہگئی جھلک تو سیاہی مین رہگئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کوئی آج
کیسی بھنک یہ تہمت راہی مین رہگئی
گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس نقوی
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی
پھر ہی نظر اُس آنکھ کی تیر پڑگئی کیا
دل کی تڑپ کہین جو گواہی مین رہگئی
حسرت نہ نکلی وصل مین بھی بہت شوق کی
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

صحراے ہولناک وحشت خیز ہوائین تند چل رہی ہین گرمی کا زمانہ چنگاریان زمین سے نکل رہی ہین ہر سمت سے بگولے اٹھتے ہین مسافر راہ بھٹکتے ہین ہر نخل بے ثمر بے برگ و بار صحراے وحشت خیز مین بے آس کھڑا ہی حباب کا چھالا زبان مین چھٹکے کے بڑا بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین گویا چالاک سے اشارے کرتے ہین کہ ای آوارہ دشت غربت وای سیاح صحراے محبت ہم تیرے استقبال کو اُٹھے ہین ہمارے پاس بیٹھ سودا زدگان وادی محبت و آوارگان صحراے کربت و غربت کیواسطے یہ مقام آسایش ہی عاشقون کے واسطے یہی مقام کوشش ہی دل بہلاؤ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکو یہین ہو بہرنے کی بہار سہو کسی طرف سے آواز غولان بیابانی کی آتی ہی کہین سناٹا کہین طائران صحرا کے ہجوم مرغ بوم شوم بتقدیر ویران ہی حقیقت مین مثل کف دست میدان ہی ایک جانب سے گرد اڑی ایک آہو ہم چشم معشوق جست کرتا ہوا آتا ہی کہ پیچھے صیاد پیدا ہوا آہوے وحشی کو گرفتار کیا خنجر کمر سے نکالکر چاہا چھاتی پر چڑھے مین چالاک نے آواز دی او صیاد کیا کرتا ہی میرا سر حاضر ہی جب صیاد دینے جواب نہ دیا چالاک نے پتھر مارا صیاد بھاگ گیا آہو کمندون سے بندھا ہوا زمین پر پڑا ہی چالاک نے جاکر کمندین کاٹین یاد چشم محبوب مین ایک آہ کی اسطرح زمین پر گرا تڑپا کہ آہو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا پھر تو چالاک نے گلے مین آہو کے ہاتھ ڈالدیے آنکھون کے بوسے لیتا تھا بیقراری مین پکارا نظم

لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
جسدن سے ہلی تیری جدائی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
[illegible] مین ہی جا مین نجد کے بن مین
ای باد صبا سوے دل آرام
آوارہ ہون تیری جستجو مین

ای پریشانی مین بھی اشعار زبان سے نکل گئے اشعار
یہ اشعار پڑھکر خوب رویا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین

رکھا رہتا ہی مراد اُس سے یہ ہی کہ اگر کوئی فرسنگ جادوگر مار گیا گلدستہ مُرجھا جائیگا فقیر کو جو آتے ہوئے ملازمان
فرسنگ نے دیکھا آواز دی شاہ صاحب منت جی ادھر آؤ جو جس کسی کو دینا منظور ہوگا وہین آپکے پاس پہونچا جائیگا چالاک نے
آواز دی بابا فقیر افسر سے ملنا چاہتا ہی ہمین دیوار سے کیا کام فرسنگ نے جو یہ سُنا پکار کر آواز دی منت جی صاحب یہان
پاس آئیے ہم تو ہمیشہ سے فقیر دوست ہین چالاک قریب پہونچا فرسنگ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا چالاک نے مرگ چھالا
بچھایا اُسپر بیٹھے فرسنگ نے کہا گروجی دنگل پر آئیے یہ سُنتے ہی چالاک نے کہا کہ ای افسر ہم تارک دنیا ہین ہمین میز و
دنگل کرسی سب برابر ہی یہ کہکے ڈفلی نکالی کپڑے سے پونچھکر گنگنائے کہا میان افسر صاحب فقیر کو کچھ ہوس نہین ایک بھجن
گاتا ہون اسکو سنئیے سامری و جمشید کی صفت اپنے مذہب کی شوکت فقیر کی محبت سب تجھ پر ظاہر ہو جائیگی یہ کہکر ڈفلی
بجانے لگا گانا شروع کیا اب جو تانین مارین فرسنگ جھوم گیا کہا گروجی کیا کہون آجکل اس ملک مین انقلاب ہی بادشاہ
ہمارا بیتاب ہی ایک عورت کمبخت نہین معلوم کہان سے آئی ہمارا آقا عاشق ہوا اسپر یہ کہکے فرسنگ خاموش ہوا مگر دل سے
بیقرار آنکھون سے آنسو جاری چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بارگاہ مین چلیے دو چار روز آپکو باحتیاط رکھینگے عزت کرینگے دل کھولکر
آپ کا گانا سُنین چالاک نے کہا فقیر بھی یہی چاہتا ہی تم ایسے داتا کی خدمت کرے راضی کر کے جائے فرسنگ نے لاکر
بارگاہ مین پہونچایا اور ساحر اسکے افسر بھی اندر آ گئے سب نے کہا ہان شاہ صاحب وہی بھجن گائیے فرسنگ نے کہا
کوئی غزل سنائیے چالاک نے ڈفلی نکالی بجائی اور غزل گائی

غزل

کوئی گلشن مین نہین سُنتا فغان عندلیب
پھر خزان آئی ہوئی بیچین جان عندلیب
ڈبڈبائی آنکھ سنکر داستان عندلیب
عاشق صادق کے نالے تیر سے کچھ کم نہین
داستان ہی میرے غم کی داستانِ عندلیب
باغبان صد قفس کا اس سے اُٹھتا نہین
شاخ ہی منقار برگ گل زبانِ عندلیب
عاشق صادق کی باتون کا ہون گفتہ تو ہمین

کیا مجھے بدخواب کرتی ہی فغان عندلیب
باغ مین اُجڑا پڑا ہی آشیانِ عندلیب
کس پہ عاشق ہو جیسے کوئی حسین ایسا نہین
چھیدتا ہی دل جگر شورِ فغانِ عندلیب
شکر ہی اُس گل کا دل کو عشق پھر پیدا ہوا
مثل گل نازک ہی جسم ناتوان عندلیب
ہو ہوا ہے گلشن عالم اگر انصاف پر
قتل کرتی ہی مجھے تیغ زبان عندلیب

رونا آتا ہی مجھے سنکر بیان عندلیب
یا الٰہی لال ہو جائے زبان عندلیب
ساغر گل باغ مین معمور شبنم سے نہین
کون گل ہی اس چمن مین قدردان عندلیب
قصہ بلبل سے کچھ میرا افسانہ کم نہین
ہمنشین مدت سے خالی تھا مکان عندلیب
خون عاشق ہی کا نخل گل نہ کاٹ ای باغبان
شاخ گل پر ہوا ابھی بس آشیان عندلیب

تمام اہالیان محفل رنگ فرسنگ کا
عجب رنگ قدمون کو بوسے دیتا ہی چالاک عجب تردد مین ہی کہ اگر اسپر کچھ قابو نہوا تو کیا ہوگا جس طرح نے کسی طرح
اپنے کو دیوار کے اُس پار پہونچاؤن معشوقہ سرکش کے سامنے جاؤن چالاک تو دل ہی دل مین یہ سوچتا ہی مگر جب گانے
سے چپ ہوتا ہی تو فرسنگ و ملازمان فرسنگ گرد پھرتے ہین ہاتھ باندھتے ہین کہ منت جی ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہوتی
ہی مگر بھجن گائیے یا کچھ اشعار عشق آمیز سنائیے چالاک نے گاتے گاتے کہا بابا یہ بے نمک کی کیسی صحبت ہی دل کو کب فرحت
ہی شراب منگاؤ ساقی بچون کو حکم دو دور جام بے اندیشہ انجام چلے ہمارا ابھی کام ہو تمہارا ابھی نام ہو فرسنگ نے کہا شراب لاؤ
منت جی نے کہا یہ بھی ہمارا طریقہ ہی کہ جب ہم ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے میخانہ ہمارے سپرد کیجیے فرسنگ نے کنجیان
ازار بند سے کھول کر سامنے چالاک کے پھینکدین کہا منت جی میخانے کی کیا حقیقت ہی فقط آپکی تکلیف کا خیال تھا
چالاک نے کہا یہ باتین نہ کیجیے مین پیر سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال
جو ایک قطرہ بھی زمین پر گرے یہ کمال ہمکو سامری و جمشید نے دیا ہی کبھی بالائے آسمان بھی جاتے ہین سامنے
ساحرون کے بھی گاتے ہین وہ بھی یہ تماشا دیکھتے ہین مگر ڈرتا ہون کہ کسی دن لگ اٹھا دن ایسا نہو سامری

خفا ہون جانور بنا دین سب ہنسنے لگے چالاک جھٹ پٹ میخانے مین گیا سب شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی بچاس گلابیان و کنٹر الماس نگار امین بھرے زرنگاری بھر لایا دیکھا پیالیان محفل دنگ ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس سن مین دیکھو کس سلیقے سے شراب لائے ہین اگر زاہد صد سالہ دیکھے رال ٹپک پڑے لاؤ لاؤ کی صدا ہوئی فوت نہو اب چالاک نے کہا گھنگرو میشواز بھی منگا لیجے چالاک نے میشواز پہنی سب سردار جمع ہین ہر ایک کا یہی اشتیاق ہے کہ آج دل و جان سے گانا سنیے ایسا کمال کبھی نہ دیکھا تھا ایک آدمی اتنے کام کر نکلے بتانے شراب پلانے اب چالاک گھنگرو باندھکر تیار ہوا جام لبریز کر کے سر پر رکھا ہاتھوں سے بتاتا ہے منھ سے گاتا ہوا یہ شعر ورد زبان شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما * مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما * فرسنگ مالا مال محبت ہو تیون کا مالا گلے سے اتار امنت جی کے گلے مین پہنا دیا اب امنت جی نے دوڑا باندھا جب پلاتے پلاتے دیر ہوئی دیکھا امنت جی نکلے جاتے ہین تیلے شراب کے باہر بھی جا چکے ہین باہر والون مین جوتی پیزار چل رہی ہے کوئی بھجن گاتا ہے کوئی تانین اڑاتا ہے کوئی ناچتا پھرتا ہے کوئی منھ کے بھل زمین پر گرتا ہے یہان جب سب نے شراب پی فرسنگ بیٹھے بیٹھے گھبرایا بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کے اٹھا کہتا ہوا امنت جی صاحب اب بیٹھ جاؤ یہ لوگ وہ ہین کہ کبھی سیر نہو نگے لاؤ لاؤ کہے جائینگے اور دیکھیے تو تو نے دو سو خداوند کشریت لاتے ہین مگر تخت پر سوار ہین اس محفل مین آنے کے امیدوار ہین چالاک نے کہا بڑے شرف کی بات ہے صحبت شراب خواری نہین کرامات ہے انکی بھی ٹانگ لیجیے اگر شریک صحبت ہون بالا بالا کہا تھا انکا فرسنگ کے دل مین تو مزاج گانے کا بھرا ہوا تھا ہاتھ جھکاتا ہوا اٹھا تخت سے اترتے اترتے لڑکھڑا کے گرا صحبت والے ان ہاں کہنے اٹھے جو اٹھا جہان سے اٹھا چشم زدن مین لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا مگر شاہور کا حال سنیے کہ یہ اپنی بارگاہ مین سحر کہ گلدستہ پر تحیر سامنے گلدستہ بنایا ہوا فرسنگ کا رکھا ہے یکایک دیکھا کہ پھولون پر زردی آئی پتے کف افسوس مل رہے ہین اپنے گھبرا کر کہا یار غضب ہوا فرسنگ پر کوئی سانحہ گذرا یہان چالاک پہلے تو یہ سوچا تھا کہ اسی جلاد کی شکل بنکر کسی دن ساتھ قیصر کے اس پار دیوار کے جاؤنگا اب جو فرسنگ گرا خنجر پھینک مارا فرسنگ کا سر اڑ گیا وہان گلدستہ جلا اتو شاہور سر پیٹتا ہوا دوڑا اسکی پشت پر کئی ہزار ساحر گھبرا کے ہوئے ہائے فرسنگ کہتے ہوے اس پار آئے چالاک جب اسکو مار چکا حیران ہوا کہ یہ مین نے کیا کیا یہ بات سوچی کہ بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر شکل فرسنگ بنا وہ لاشہ اصلی ایک طرف گوشے مین دفن کر دیا مردہ بنکے زخم جسم پر لگا لیے بجائے مردے کے گرا مگر شاہور اسوقت پہونچا کر اسنے آتے ہی دیکھا کہ باہر بارگاہ کے ہزارون ساحر لڑ رہے ہین ایک کے پیچھے دوسرے کے ہاتھ مین جاؤن جاؤن کر رہے ہین چند دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کوئی منھ کے بھل زمین گرا کوئی جوش مین نشے کے کنوئین مین پھاند پڑا کوئی نہر مین جا نہایا پانی مین جا کر ٹھنڈا ہوا راہ سے پانی کے آتش جہنم مین پہونچا کوئی گاتا ہوا جاتا ہے کوئی ہنس رہا ہے کوئی کسی پر آوازے کس رہا ہے عجب طور کا ہنگامہ ہے بعضے سر برہنہ پگڑی ہاتھوں مین ایک پیچ لپیٹا ہے ہاتھ چلا جاتا ہے پگڑی بندھ نہین سکتی بعض کی نشے کے جوش مین آنکھین بند دل درد مند گھڑی گالی گنگری جولی الٹ گئے منھ کے بھل گرے پڑے ہین مگر کہہ رہے ہین مار لیا اب حریف نہ بچیگا خدا کی قدرت ہم سے ہمسری کرتا ہے شاہور روتا ہوا آتا تھا اسکا بڑا بھائی تھا یہ حال ساحرون کا دیکھکر بے اختیار ہنس پڑا مگر وہان قیصر حیرت کے آگے منتین کر رہا تھا ٹھنڈی سانسین بھر رہا تھا کہ اپنے ہمراز سنا خدمتگارون نے خبر دی کہ شاہور مع اپنے ہمراہیون کے روتا پیٹتا گیا ہے فرسنگ پر کوئی آفت ٹوٹی قیصر گھبرا کے اٹھا کہتا ہوا کہ عجب مصیبت مین جان ہے حقیقت مین یہ عشق نہین میرا امتحان ہے اسوقت اگر پہونچا کہ شاہور اندر گیا فرسنگ نقلی کا لاشہ دیکھا خون کے دریا بہے ہین بعض تڑپ رہے ہین قیصر نے آواز دی ای شاہور کیا ہوا شاہور نے سر پیٹ لیا کہا غضب غضب ہوا کوئی میرے بھائی کو قتل کر گیا قاتل نہین معلوم ہوتا قیصر بھی آیا چہار جانب ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا ملازمان شاہ

بانس کاٹ کے لائے اسکی ارتھی بنائی تانبے کا کفن جسم سے لپیٹ کر دس پانچ نے ارتھی کو اٹھا لیا شاہور و قیصر ساتھ تھے غلام زمان شاہور رام رام ست کہتے ہوئے ارتھی لیے ہوئے جاتے ہیں قیصر و شاہور جاتو ساتھ ہیں جب قریب دیوار کے پہنچے طائر اسفرنت دیکھنے لگے غلام زمان شاہور بر سر دیوار پہونچے ہیں کہ ایک طائر نے جلدی کے آواز دی ارے یارو یہ کیا لیے جاتے ہو یہ لاشہ فرسنگ نہیں ہے یہ وہی دشمن قاتل ہے سب کو احمق بنایا تمہارے سر پر چڑھ کے جاتا ہے میں مرتبہ جب طائر نے آواز دی بہت غل مچایا کہا اے قیصر ہوشیار رہو یہ دشمن سخت آگیا شاہور و قیصر دوڑے آواز دی ارے ارتھی ٹھہراؤ آگے نہ بڑھے جاؤ چالاک نے سنا کہ اب ارتھی رکی اب یہاں سے نکلو لاشہ فرسنگ نقلی کا بر سر دیوار تھا طائر سب چاؤں چاؤں کر رہے تھے چالاک وہی کفن پہنے ہوئے اٹھا دھم سے کود اجادوگر جو زیر دیوار کھڑے تھے انہوں نے آنکھ لاکر آواز دی دیکھو تو تم سب کا کیا حال کرتا ہوں ایک کو خنجر مارا دو ساحر کو شمشیر سے کاٹا اگرا چالاک اندھیرے میں بھاگا پہلو میں دیوار کے ایک غار تھا اسمین جا چھپا مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا تھا قیصر نے سحر کیا اندھیرا رفع ہو گیا آگے دیکھا مردہ ندارد لاشے دو چار پڑے تڑپ رہے ہیں ساحر ڈرتے ڈرتے پھرتے ہیں بعضے لینا لینا کہتے ہیں بعضے بدحواسی میں بھاگو بھاگو کہ رہے ہیں ارے یارو مردہ کہاں گیا کیا خوب مردہ تھا زندہ نکلو مردہ کر گیا ہم جانتے تھے مر گیا شاہور روتا پیٹتا پھر بارگاہ فرسنگ میں گیا سب طرف تلاش کیا دیکھا ریتی میں لاشہ بھائی صاحب کا دبا پڑا ہے لاچار ہو کر ارتھی بنائی اس بار کہیں جلا دیا یہاں قیصر انتظام کرتا پھرتا ہے کہتا ہے یارو ظالم مردہ بنکر اس بار آیا ہے ذرا ہوشیار رہنا یہ خبر کنیزوں نے جاکر بی حیرت سے کہی کرواری غضب کیا فرسنگ کو مار بھی ڈالا اسی کی شکل بنکے اس پار ارتھی پر آیا اب غائب ہو گیا ہے سب ڈھونڈتے پھرتے ہیں قیصر کو بڑا خیال ہے سب طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہے سب ساحروں سے کہ رہا ہے کہ یارو دقت ہوشیاری ہے بلکہ جو کوئی اسکے پاس آتا ہے یہ گھبرا کر اسکی صورت دیکھتا ہے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہے کیوں بھائی تم وہ مردے تو نہیں ہو وہ ساحر سر جھکا لیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اب اپنے خیمے میں حیرت کو بلوائیے ڈرا کے سمجھائیے شاید مان جائے بڑے بڑے صدمے اٹھا چکی شاید راضی ہو پھر رات گئے قیصر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا حکم کیا ملکہ حیرت کو لاؤ لوگ گئے آکر حیرت سے کہا حیرت رو رہی ہے چالاک کے آنے کا بڑا غم ہے حیران ہے دیکھیے کیا گذرتی ہے ایسا نہو وہ بیچارہ گرفتار تو بڑی مصیبت ہے برق آکر چھینا صرصر گرفتار ہوئی اگر یہ گرفتار ہو گیا تو پھر کوئی صورت رہائی کی نہ نکلیگی افسوس کیسی بیکس و بیکس ہوئی یا تو ایسی صاحب اختیار تھی یا ایسی مجبور و لاچار ہوں نہ مونس نہ ہمدم نہ رفیق حسرت و یاس شفیق جان پر بنی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہوتی ہے جس کی قید میں ہیں وہ درپئے آزار کنیزیں جو گرد ہیں انھیں کو مونس و ہمدم جانتی ہے انکے سامنے یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

صیاد سے غرض ہے نہ کچھ دام سے غرض
مطلب صبح سے ہے نہ کچھ شام سے غرض
وہ ولولے شباب کے وہ دن گذر گئے
دنیا میں ہے کسی کو فقط نام سے غرض
تھمتے نہیں ہیں نالۂ سوزاں فراق میں
اے دل نہ لوٹے ہے نہ بادام سے غرض
وہ لاکھ ہم سے بھلوں سے برائی کیا کریں
ہے مجھکو اپنے یار دل آرام سے غرض

ہے دل کو چشم ساقی گلفام سے غرض
ہے مرغ دل کو زلف سیہ فام سے غرض
کہتا ہے نامہ بر سے وہ خط کے جواب میں
اب یار سے غرض ہے نہ پیغام سے غرض
آنکھوں پہ پھر خیال ہے اس چشم مست کا
آنکھوں پہ پھر زبان کو ہے کام سے غرض
سوتے میں ہیں پھیل کے وہ فرش ناز پر
شکوے سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض
کلمہ سنا اس صنم کا پڑھوں نور کس طرح

شیشے سے مدعا ہے نہ کچھ جام سے غرض
مبہوت ہوں میں یاد رخ و زلف یار میں
کیا مجکو انکے نامہ و پیغام سے غرض
بوسے پہ بوسہ عارض آئین کا لیجیے
آنکھوں کو ہے مدام یہاں جام سے غرض
چوسوں زبان کو بوسہ چشم نگار لوں
ہے انکو اپنے چین سے آرام کے غرض
کیا کام ہے حسین ہزاروں ہیں خلق میں
کافر کو وہ کچھ نہیں اسلام سے غرض

ان اشعار کو پڑھکر حیرت رو رہی ہی اپنے جاہ و جلال کی یاد دل مائل فریاد کوئی تسکین دینے والا نہین کہ ایک کنیز پڑھکر قریب آئی کہا حضور مین کچھ عرض کرونگی حیرت نے کہا تمھاری عرض سنی وہی جواب ہی جو ہمیشہ دیا کنیز نے دست بستہ عرض کی پرانی بات نہین ہی مین وہ بات عرض کرونگی کہ حضور خوش ہو جائین یہ کہکے سب کنیزون سے کہا ایک دم بھر کو ذرا ہٹ جاؤ مین عرض کرون پھر بلا لونگی کنیزین سب ہٹ گئین جب حیرت اکیلی رہی کنیز قدمون سے لپٹ گئی رونے لگی آنکھون سے پاؤن دھونے لگی حیرت ہان ہان کہتی ہی کہ مین بھی تمکو میرے حال پر افسوس آیا جو مرضی خدا کی کسی کا کیا اختیار ہی وہ سب کا پروردگار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی کیا رنگ تھا فلک نے کیا دکھایا کنیز نے کہا اپنے غلام جانباز کو آپنے نہین پہچانا حیرت کے کان کھڑے ہوئے جھجک کے پیچھے ہٹی کہا ائے تو کون چالاک نے گرد پھر کر عرض کی آپ کا غلام قدیم چاہنے والا تابعدار دل و جان سے نثار غلام مضطر چالاک بن عمرو حیرت نے ایک دوپٹہ مارا کہا او کمبخت تو نے یہ کیا کیا بڑی مصیبت اٹھائی چالاک نے کہا جان تک تو حضور سے عزیز نہین ظلم ہی سر کا نذر قدمون پر رکھ دون اب سرکشی اپنے قدیم چاہنے والے سے مناسب نہین حضور عجب طور سے عیاری پڑی یہ سمجھکر فرسنگ کو بیہوش کیا تھا کہ اسکی شکل بنکر قیصر کے ساتھ آؤنگا جب وہ بیہوش ہوا اسکو مار ڈالا تب یہ سوچا کہ مرد ہشنگی ہو اب یہ خیال ہی کہ آپکو تو رہا کرتا ہون آپ تو جا کر کسی گوشے مین چھپ رہیے اور برق و صرصر کے رہا کرنے کی تدبیر کیجیے مین آپکی شکل بنکر قیصر کے پاس جاتا ہون خدا چاہیگا تو مار لونگا اگر پکڑا بھی گیا جو مجھپر گذریگی سو گذریگی آپ تو رہا ہو جائین آپ ہو مات مصیبت نہ اٹھائین حیرت کو سناٹا آگیا دل سے کہتی ہی یہ ظالم بیشک عاشق صادق ہی جان دیکے آیا کس سختی مین اپنے کو یہان تک پہونچایا سر جھکا کر کہا جو تمھارے نزدیک مناسب ہو یہ کہکے شرمائی سر جھکا لیا چالاک نے زبان سے حیرت کی سوزن نکالا آپ تنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت حیرت جادو بنا زنجیر پہین لین زبان مین اپنی سوزن دے لیا کہا حضور جائین اب مجھکو بلا لیگا یا خود آئیگا مین سمجھ لونگا آج انکو نہین چھوڑتا حیرت بلا سے روزگار ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈالی غوطہ زمین ہو کر برائے رہائی صرصر و برق جاتی ہی اسکا ذکر وقت پر ہوگا چالاک نے کہدیا ہی کہ حضور یہ عیاری ہی کوئی ساحر یا کوئی مکار شعبدہ باز حیلہ ساز دم باز کچھ فطور کرے تو آپ میرا بھی خیال کیجیے گا جب قیصر کے مرنے کی آواز آئے فوراً آپ اپنے کو قیدخانے پر پہونچا کے صرصر و برق کو رہا کیجیے گا یکایک دست اندازی نہو حیرت نے اچھا کہکر اپنے کو غوطہ زمین کیا سامنے قیدخانے کے صحرائے ریگستان تھا نخل کے سائے مین حیرت آکر ٹھہری یہ بھی یقین ہی کہ جب قیصر مارا جائیگا تو بھی گر گئی طلسم ٹوٹینگے راستہ کھل جائیگا یہان چالاک بن عمرو حیرت بنا ہوا بیٹھا ہی مگر خوف سے دل کانپ رہا ہی کہ ای چالاک دیکھو کیا ہوتا ہی مگر تقاضائے محبت یہ ہی کہ جان جائے یا رہے مگر معشوق خوب رہے یکایک پانچ چار عورتین ڈری ہوئی آ کر سلام کیا کہا چلیے حضور کو سرکار نے بلایا ہی آج وہین جلسہ رہیگا ناچار حیرت نقلی اٹھی اپنے کو سنبھالتی ہوئی چلی قیصر یہان بیٹھا ہی چند مصاحب اسکے پاس موجود ہین انسے کہتا ہی یارو دیکھون آج وہ ظالمہ کیا کہے مجھے تو آج امید وصل نہین مگر مین بھی قید مین مار ڈالونگا زندہ نجانے دونگا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ملکہ تشریف لاتی ہین مگر بہت برہم مین کہتی ہین مین وہان جا کر کیا کرون اسکو آنا ہو یہان آئے ورنہ اسکو اختیار ہی ہم تو قیدی بندے ہین قیصر یہ پیغام سنکے رونے لگا کہا یار و معشوق پر یہ تکلیف میرا دل نہین چاہتا کہ مین اسکو اسقدر ستاؤن جو قید یہ چاہتی ہی وہ دکھاتی ہی افسوس اگر یہ مجھکو قبول کرتی آنکھون مین رکھتا اب تو بقول زیب النسا مخفی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

کن بوالہوس عشقم و با من سرے نیست
افسوس کہ صاحب نظر آنرا نظری نیست

کم گشتہ این راہم و از من خبری نیست
روزی کہ زند موج محیط ارم و دست

خورشید جہان تابم و نشناخت مرا ہیچ
خجلت زدگان راز شما ہیچ اثری نیست

آنم کہ در آئینۂ اسرار الٰہی
از داغ درین باغ گلی تازہ تری نیست
نومید نباید شدن از گردش ایام
ہان مرغ چمن شوق کم از بال پری نیست
افسردہ و پژمردہ چو گلہائے خزان بار
حاصل ز جہان ہیچ بجز دردسری نیست

چندانکہ نظر میکنم از من اثری نیست
گاہی بجز [illegible] ہمرہ دگاہے بفغانم
شامی بجہان نیست کہ او را سحری نیست
اے دیدہ سرشکی کہ بہ بیگانۂ عشاق
از آتش عشقت کہ بہر کس شرری نیست

بلبل بفغان کوش کہ در گلشن امید
در قافلۂ عشق ز من پیشترے نیست
دل در قفس سینہ کند سیر گلستان
سامان نشاطی کہ بجز چشم تری نیست
عشقی بہ نگاہی و ہوس چند توان بود

مصاحبون نے اشک پاک کیے کہا حضور اپکا عشق صادق تاثیر دکھائیگا حسینہ راضی ہو جائیگا قیصر نے سب کو اٹھایا ملکہ حیرت نقلی سامنے آئین مگر قیصر نے دیکھا آج ملکہ کا چہرہ بحال ہے سر جھکائے ہوئے مجبور چلی آتی ہین قیصر اٹھ کھڑا ہوا کہا حضور آئیے حیرت نے اشارے سے کہا آپ قیدی کی کیون اسقدر تعظیم کرتے ہین او ظالم حکم دیدے کہ جلاد ہمکو قتل کرے تیر اور عقاب کا دل ٹھنڈا ہو قیصر نے ہاتھ باندھکر کہا وہ زبان کٹے کہ آپکے قتل کا حکم دے مین آپ نثار ہون حیرت نقلی نے کہا ای قیصر تو عاشق جاہل ہے اگر اسکل مین مائل ہے تا میری تمنائے دلی پوری کرنا تجھکو یہی فکر ہے کہ آئیے میرے پہلو مین بیٹھیے اسکا جواب یہی ہے کہ ہمین قتل کر دے یا طائر بسمل جان کے چھوڑ دے جہان ہمکو تقدیر لیجائے وہان جائین مارے مارے پھرین اب تقدیر مین سلطنت نہین ہے نہین معلوم کہان کہان مارے مارے پھرینگے یہ سنکر قیصر بیتاب ہوگیا ہاتھ باندھکر کہا آپکے دشمنون کو اسطرح مٹاؤن کہ پردۂ دنیا مین نام نہ رہے ہوشربا پر آپکی عملداری ہو جن جن حکمرانون نے ملکہ پر شعبدے کیے سلطنت شاہی انکی بوٹیان کاٹ کر حاضر کرون حیرت نے کہا یہ امر ہماری تقدیر مین نہین نوشتۂ سلطنت کلک قدرت کی تحریر مین نہین قیصر نے کہا حضور یہ تو آپکا خیال خام تصور نا تمام ہے ایسا سحر کرون کہ مسلمان اپنے مقام سے اٹھ نہ سکین بھائی کو بھائی قتل کرے کوئی مہلت نہ پائے اگر حکم ہو ایک ہفتے کے اندر یہ کر کے دکھا دون میان عقاب کو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا میرا کیا کر لیا شکلیے پڑے ہین حیرت نے کہا تم ایسا ارادہ کرو ایسا نہو اس بوالہوس کو بھی خبر ہو جائے وہ بھی بندوبست کرے پرائے ملک پر جاکر آپ ہمین جوتی پیزار ہو قیصر نے کہا حضور اسطرح چلون راہ کو بھی خبر نہو منزلین طے کرکے پہونچ جاؤن جاتے ہی آگ برسانا شروع کرون بھاگ نہ سکین ایک بات مفصل بتلائیے کہ حقیقت مین ان مین کوئی ساحر تو نہین ہے حیرت نقلی نے کہا انکے مذہب مین سحر کرنا گناہ ہے قیصر نے کہا پھر حریف کے سحر سے کیونکر بچتے ہین حیرت نے کہا اسکو بکرے قتل کرتے ہین صرف صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین اور فوج مین کسی کو اسمین دخل نہین عیارون پر ناز کرتے ہین دیکھو دو میان بھی آئے بقول برق معلوم ہوتا ہے کہ میان چالاک آنے کو ہین دیکھیے وہ کس رنگ سے آئین قیصر نے کہا بس ہو چکا ہم جانتے نہ تھے آکے عیاری کی اب تو ارسطو و بقراط بھی نہین آسکتا ہم ہوشیار ہو گئے اب دھوکا کیون کھانے لگے اگر شاید آئیگا اس پار لشکر مین آکر پھریگا بڑا کمال یہ ہے کہ دو چار جادوگرون کو قتل کریگا سردارون کو دھوکا دیگا مجھ تک نہین آسکتا چالاک نے کہا بجا ہے یہ جواب آپ ارشاد فرمایا اسکو کون دروغ کہسکتا ہے اب ہم بھی آج آپ سے مفصل کہتے ہین جس روز آپ برائے ملاقات عقاب تشریف لائے ہم دیکھکر عاشق ہوئے مقصد یہ تھا کہ چھپکر تمہارے پاس آئین وقتاً فوقتاً مزے اڑائین تمنے برا کیون لگایا ہمکو ناگوار معلوم ہوا منھ سے نہین نکل گئی آج تم سے صاف صاف کہدیا اگر انھین باتون پر راضی ہو تو قسم سامری و جمشید کی ہمین کسی بات مین تم سے انکار نہین چلو چپکے گھٹ پر آج ہی فیصلہ ہو جائے ہمسے بھی اب بار فراق نہین اٹھتا جب معشوق ہمارا عاشق خصال ہے پھر ہم کیون سختی فراق اٹھائین اپنے چاہنے والے سے شرم کیا قیصر تو ان باتون کو سنکے بھول گیا اپنے کو بالکل بھول گیا گڑگڑانے لگا ہاتھ جوڑتا ہے اشک گرد ہے کہا مین تو غلام ہون کیا کرون دل بیقرار ہے

یہ حرکت کی کہ خنجر منگایا تعجیل زبان سے سوزن نکالا اُسکی زبان بیزبان اپنے ہاتھ سے کاٹنے لگا کہا اب حضور کو اختیار ہی غلام
قدیم تابعدار ہی ملک و مال فوج پر اختیار ہی مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا چالاک نے پٹے پکڑکے اُسکے ہاتھ سے ایک
طمانچہ مارا کہا کیون رے تونے ہمکو قید کیا تھا تجھکو کچھ افسوس نہ آیا ہاے کیا کہون آج اپنا ملک و مال قائم ہوتا سامان
وصل مہیا کرتی تو بھی جانتا کہ کسی معشوق سے وصل ہوا مگر کیا کرون مجبور ہون چل جہان تو کہے چلون ارے بجز دنے مور رکھ
بیوقوف ظالم ہمکو تشدیدہ نہ کرتا تو وصل کس سے ہوتا اب تو قیصر پھولا ہوا بیٹھا ہی خوشی کے مارے منھ سے بات نہین نکلتی ہی
کبھی ہنستا ہی کبھی گنگناتا ہی کبھی خوشامدین کرتا ہی چالاک نے گلابی کھینچکر کہائی سے پر یا بیہوشی کی ڈالی جام بھر کے کہا لو پیو
ہمکو ذبح کرتا قیصر جھک جھک کے سلام کرنے لگا جام پیگیا اب بیقرار ہی نشہ ہونے لگا جب نشہ کامل ہوگیا تلملا کر
اُٹھا کہا پلنگ پر چلو ملکہ نے کہا تم چلکر بیٹھو مین ابھی آئی کیا گھبرے کھا جاتا ہی تیری آنکھون سے ذرا معلوم ہوتا ہی تھوڑا خونی جنون
اپنے مطلب پر کیا جلدی اُٹھا اور کسی بات پر ہمکو ہاتھ نہ لگانا غنچہ گل ہی میرا دم نکل جائیگا مین ان باتون سے آگاہ نہین
میرا شوہر مرنے والا فقط دور سے دیکھ لیتا تھا ان باتون کے لیے کنیزین موجود تھین مگر آج تیری خوشی کرنا ضرور ہی میرے
بھی قلب کو سرور ہی قیصر اُٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا چالاک کا ہاتھ یا تو خنجر نگار پر تھا اب دست برد
جلاد ہوا خنجر کھینچکر ہاتھ مارا قیصر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے ساحر کا مرنا وہان تو دیوار تھرا کے گری اور جو جو مکان
اسکے سحر کے تھے سب گر پڑے خیمہ جلنے لگا ہزارون طائر سر پیٹتے ہوئے آسمان پر پیدا ہوے آواز مہیبات و افسوس دیکر چیل بنکر
گرتے تھے کبھی لاش کے گرد پھرتے تھے اس اندھیرے مین چالاک نکلکے بھاگا حیرت قیدخانے کے سامنے گوش بر آواز تھی
کہ کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قیصر سحر طراز بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بس حیرت نے
چند سنگریزے اُٹھا کر نگہبانون پر مارے ماہور جادو سب کا افسر تھا یہ گھبرا کے اُٹھا دیکھا ہزارون کے سر کٹکے گرنے لگے پکارا
یارو یہ کیا ہوا جو مرنے سے بچے وہ اُٹھکر بھاگے حیرت نے ایک گرز مارا ماہور کا سر اڑ گیا جھپٹ کر صرصر و برق کو نیچے مین
دبایا کہ چالاک بھی آپہونچا آواز دی ملکہ مین حاضر ہون مجھے بھی ساتھ لیجیے قیصر کو مارا حیرت نے بتعجیل ایک تخت سحر بنایا
اسپر صرصر و برق و چالاک کو بٹھایا ہر چند چالاک نے کہا آپ بھی اسی پر بیٹھیے سحر سے اسکو اُٹھا کر لیچلیے حیرت نے کہا مین ہوکر تی
بیل چلونگی تمہ ملکہ مین جگہ زیر ہوئی ہی مکانات گرے باغات جلے بہت سی کنیزین و ساحر جو اسکے سحر کے تھے وہ غائب ہو
گرتے تھے کار آج شب کو عقاب ابر سوار یہ قصد کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کہ جاکر حیرت کو لے آؤن سحر کرکے بلند ہوا
آسمان پر ستارہ چمک رہا تھا دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ طائرون کو مارون دیوار گرا کر اس پار جاؤن یکایک کان مین
آواز آئی قیصر کے مرنے کی اور دیکھا لشکر والے بھاگے جاتے ہین حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگا یکایک اسکی نگاہ پڑی
کہ ایک تخت پر ایک عورت حسین خوبصورت ایک فرنگی صاحب شوکت ایک جوان عیار طرار قطعہ ہاے زر لفتی سے آراستہ
خنجر خون آلود ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو معشوق خوشخو ہوا پر قائم تخت کو اُڑائے ہوے لیے جاتی ہین سرحد دیوار سے
کئی کوس گذر چلی تھی ملکہ مین ملازمان قیصر سر پیٹتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو ہمارے مالک کو کسنے مارا قاتل
کو تلاش کر دیکھو اسکو مارین اپنے مالک کے خون کا بدلا لین یہ بکتے ہوئے بھاگے جاتے ہین جس خیمے مین قیصر کو مارا تھا قیصر کا
وہان لاشہ پڑا تھا جب وہ خیمہ جلا سب نے دیکھا مالک کا لاشہ پڑا ہی ہزارون ساحر گرد آگئے ہین شاہنشاہ کو کہا بھیجتے تھے یہ سب
معاملہ جو عقاب نے دیکھا ہوش اُڑ گئے اپنے لشکر والون کو آسمان سے آواز دی یارو قیصر مارا گیا عیار نے اسکا کام
تمام کیا لینا خبردار جانے نہ پائے ملازمان عقاب نے جب اپنے مالک کی آواز سنی طرف صحرا کے دوڑے دیکھو رہے ہین
عقاب بھی آسمان سے بلند پروازی کرتا ہوا آتا ہی سب اسکے پیچھے پیچھے ملکہ حیرت تخت کو لیے ہوئے آپ ہولی

سحر گرتی ہوئی جاتی ہی بارہ کوس تک نکل گئے آگے وہان ایک قلعہ دکھیا حاکم وہان کا مفتاح زرین علم صاحب شوکت
وحشمت ایک قصر دو کوس کے گرد مین اسکے بزرگون نے بنایا ہی اسکو سحر سے مملو کیا ہی اسکی تاثیر یہ ہی کہ اُسمین باغ وغیرہ بنے
ہوئے لگا ہے رنگا رنگ ہزار ہا طرح کے طائر صدا ہاے مختلف دے رہے ہین گرد اس مکان کے خندق خون روان جاری ہی
کیا مجال کہ جو اس قصر سے ساحر گذر سکے کیسا ہی ساحر اسپر سے گذرے سحر بھول جائے حیرت جھنپکر جیسے اُس قصر پر
تعرالی چاہا نکل جاؤن سحر فراموش ہوا اور گھبرا کے گری ایک باغ مین جا کر پہونچی حیران کہ ای حیرت یہ کیا سحر کہ ہوا چالاک
و برق و صرصر نے جو یہ کیفیت دیکھی تخت کو جو انہون نے قصر سے الگ کر دیا تھا سحر جو حیرت کا ٹوٹا تخت زمین پر گرا مفتاح
زرین علم کہ جو یہان کا مالک ہی سحر مین بے مثل یادگار سامری و جمشید ہی اسوقت قلعے سے نکلکر صحرا مین آیا تھا اسنے
سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نار زمین اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی تھی دو تین سے مکان طلسم مین گری ایک تخت اگر ... پر گرا ہوا
گرم چلی ایک آواز دردناک بھی آئی کہ اے امیدور ... یہ مقام طلسم نیرنگ ہی ساحر و غیر ساحر اسکو دیکھکر دنگ ہی اس طرف
آنے والا قصر مین گریگا سحر یاد نہ رہیگا مناسب ہی کہ اس طرف نہ آکے اپنے کو بچائے مفتاح نے جو تخت گرتے ہوئے
دیکھا اُس طرف چلا تھا چالاک و برق و صرصر یہ سانحہ حیرت افزا دیکھکر تخت سے کود کے تخت کو وہین چھوڑا ایک
جانب بھاگ نکلے یہی دل مین خیال ہی کہ یہ کیا ستم ہوا فلک نے یہ کیا محنت کی ساری مشقت ضایع ہوئی چالاک نے
برق سے کہا اب الگ ہو کر دریافت کرو کہ یہ کیا سحر کہ گذرا اسکا ذمہ کیونکر ہوگا برق نے کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون
تینون حضرات علیحدہ علیحدہ براے دریافت مطالب ضروری چلے مگر عقاب نے آسمان سے دیکھا کہ یا تو حیرت اُڑی ہوئی جاتی
تھی یا ایکبارگی مین گری تخت الگ ہو گیا پس عقاب جھپٹا قریب اُس قصر کے پہونچا چاہا کہ اس قصر مین اُتر جاؤن سحر
فراموش ہونے لگا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آنے لگا قلب تھرایا ایک وحشت طاری ہوئی عالم بیقراری ساحر جہان دیدہ کار آزمودہ
گرم و سرد عالم چشیدہ تھا سوچا یہ مقام طلسم ہی اگر مین بھی جا کر گر پڑا کون نکالیگا مالک یہان کا قتل کروا لیگا ایک سامنے
کو اشارہ کیا دیوار دن کو گھوڑون سے پامال کرو لیتے وہ گھوڑ ... اُترواڈالو پورا رسالہ ماشی و زردیان نیزے ہاتھ مین
سحر کرتے ہوئے دوڑے دیوار پر نیزے مارے جسنے نیزہ مارا اُسکے نیزے سے برق چمکی اُسی پر بجلی گری اسی طرح ہزارون
سوار مع رسالہ دار جلبھن کر خاک ہوئے سب کے قصے پاک ہوئے اب عقاب کے طائر ہوش اُڑے خود بڑھکر سحر کرنے
لگا کہ مینہ برسا پانچ چار ہزار جادوگر اسی مقام پر مارے گئے ... گویا طرح وہ قصر بنا ہوا ہی حکمایان اشراقین نے علوم اپنے صرف
کرکے یہ عجایب و غرایب تعمیر کیا کہ کسی کا نہ چلتا بس نو عقاب گھبرا گیا حیران تھا کہ یہ کیا ہوا چاہتے تھا کہ حیرت جادو
معشوقہ خونخوار بے قتال بھیجے میرے پاس آئی مجھے تو عہدنامہ ہو چکا ہی ہاے تقدیر نے یہ کیا دکھایا کبھی گستاخی ہوئی لوگ
کجفہم ... غدار کیا تو نے میرے ساتھ ... خوش خوبون ... جھوٹی مین نے اپنا گھربار چھوڑا وطن سے منھ موڑا اسی
خیال سے کہ جو معشوق سرکش نے کہا اُسکو دل و جان سے قبول کیا یہ معلوم کیا کم ہی اس خیال مصیبت مآل سے مزاج درہم
برہم ہو جاکر ان لوگون سے لڑون اُن سرکشون سے مقابلہ کرون کہ جنہون نے کشمکش ایسے شخص کو دریاے قلزم مین
گھسا کے غیبا یا ایسے ظالمون سے مقابلہ کرنا اپنی جان پر کھیلنا ہی مگر یہ بار مصیبت اپنے سر پر اُٹھایا ہاے مین کوچ کرکے

یہان تک آیا بقول شاعر۔ نظم

یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قمر دیگا
دعا مین سیکڑون خوش ہوکے عاشق رات بھر دیگا
خدا کا خاص بندہ ہوگا میخانے مین ایسا بھی

خدا آہ دل مظلوم مین اتنا اثر دیگا
خوشی شب بھر رہیگی رنج ہنگام سحر دیگا
رہ باریک مین کیا کام تو نازک خیالی کا
فقیر مست کا کاسہ مئے وحدت سے بھر دیگا

بتون کے دل مین گھر یہ تیرے آواز کردیگا
ملا کر منھ سے منھ بوسہ جو شب کو وہ قمر دیگا
نزاکت بھی وہی دیگا جو اس گل کو کمر دیگا
جہان ہوگا وہ سبزہ رو وہین پر نرگسہ ... دیگا

ثمر دیگے خداشناسون کے بدلے مجکو پڑیگا
صفائی باطنی پیدا تو کر لے جانکی صورت
اگر لائے کو دیگا داغ تو گل کو وہ زر دیگا
بہار گل کے آنے کی خبر گر کان تک پہونچی
بہت تکلیف ہجر یار مین درد جگر دیگا
شب وصلت ظرافت سے اگر مین اسکو چھیڑونگا
خدا الفت بتان سنگدل کی دل مین بھر دیگا

تمہارا حال پوشیدہ نہین رہنے کا عاشق سے
خدا رہنے کو اے دل صورت آئینہ گھر دیگا
شروع سال سے قبضہ کرونگا رے گلگون کو
قفس مین دم بدم کیونکر کو بلبل بال و پر دیگا
دکھا کر عارض گلگون چمن مین صورت بلبل
اٹھا کر ہاتھ لاکھون کو سنے وہ رات بھر دیگا
لکھے ہین شعر وصف سلک دندان جسکے مین نے

ہمارا ایک پل ہر وقت کی ہمکو خبر دیگا
خدا کے سامنے شادی و غم دونون برابر ہین
اجاڑے مین گل باغ جوانی وہ ثمر دیگا
کسی پہلو نہ چین آئیگا مجھکو مین وہ کبھی
ہمارا دامن نظارہ پھولون سے وہ بھر دیگا
خبر کیا تھی ہزارون غنچیان تھیلونگا ذلت کی
کوئی تو قدردان سنو موتیون سے نور بھر دیگا

یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ایک طرف صحرا مین اتر پڑا اس خیال سے کہ شیران سلطنت و وزیران انہیت سے صلاح کرکے اس مکان مین جاؤنگا حیرت کو نکال لاؤنگا ہائے کیا غضب ہوا فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا نہ جرہ قتل ہوئی گھر بار چھوٹا اس صحرا مین آکے فلک نے لوٹا اب دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ معشوق کیونکر ہاتھ آئے یہ تو اس سمت مین اگر آئی بارگاہ مین متحارز کرون نے جابجا سامنے قصر کے مورچے لگائے اس مکان سے اکثر تیر آتے ہین سیفیون کو توڑ کر پار گذر جاتے ہین مگر تیر مارنے والا نہین معلوم ہوتا **عقاب** تو اس سمت مین یہان اترا ہے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر چالاک برق و صرصر آپسمین صلاح مین کرکے الگ الگ چلے اب یہ دیکھیے کہ انپر کیا گذرے **مفتاح زرین علم** بیرون قلعہ ٹھہرا تھا یہ سب سیر کر دیکھا تخت کو دیکھکر چلا تھا پہاڑ پر جاکر دیکھا خالی تخت پڑا ہے نہین معلوم جو اسپر سوار تھے وہ کیا ہوا اسی سمت مین پیشتر لشکر **عقاب** مین آیا دیکھا زیر دیوار بارہ ہولا شہ پڑا ہے ایک بارگاہ بڑی استادہ ہے لشکر گران صحرا مین اترا ہوا ہے یہ وہان سے ٹہلتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا **عقاب** کو خبر ہوئی کہ یہان کا بادشاہ آتا ہے **عقاب** بطور خوشامد نکل آیا استقبال کرکے اندر لیگیا جام شراب پیش کیا باعث خاطر مدارات کی ایک گاین کو حکم دیا اس نے ہاتھ اٹھا کر یہ غزل گائی **غزل**

گلگشت زلف جیون جنبش ہو اس مہرو کی
بجلی تڑپ جاتی ہے بحر کرم بازو کی
ذرے افشان کے چمکتے ہین ستارون کی طرح
آج جلتی ہے پریشان ہوا گیسو کی
قرب عارض نہین ملتی ہین ہوائے زلفین
ہم دوستاں آنکھون کے جلادیتی طپش آنسو کی
شب کو سلک در دندان کا تصور جو نہ تھا
صاف منہ مین شباہت ہے گل شبو کی
سرمہ دینے سے نہین اشک بہے گالون پر
عطر گل سے بھی سوا تیز ہے بو گیسو کی
ایک سوزن ہو تو کچھ جھکے مین گیلون چھوٹون
جھلملائی چشمہ خورشید مین جبین بازو کی
بارش اشک کی کثرت شب ہجر رہی

ہوش پران نہ دیتی ہے مہک گیسو کی
چشم و گیسو کا انھین میری طرح سودا ہے
روشنی ہے شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کمر ہاتھ نہین آنے کا
آندھی کعبے سے یہ اٹھی ہے سیہ گیسو کی
نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہے اسکا
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی
سحر سے کم نہین عشاق کو تزئین انکی
ہم جس کن مین پیدا ہوئی شاخ آہو کی
طاق محراب حرم مین ہین جبہ جہاد دن چلے
زلف مین سانپ کی ابر دین ہے خو مجبور کی
چشم جانان کو جھلا دا جو کہون دریا ہے
نہ تھمی تا بہ سحر نور جبین آنسو کی

شعلہ در رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
وحشت انگیز ہے نہ کیون آنکھ سر آہو کی
اے جنون کیون نہو محبوبہ خاطر ہم ہم
دل کو رہتی ہے محبت فکر نے پہلو کی
اشک گرم اپنے کسی دن جو جرا لائے
رنگ آئینے کو کرتی ہے صفا زانو کی
دہن تنگ اگر غنچہ سر بستہ ہے
سرمہ آنکھون مین دیا تو چلی جادو کی
درد سر نگہت کاکل سے ہوا ہے پیدا
مجکو ٹھکانے اگر کوئی کمان ابرو کی
عکس رخسارہ انور مین نہین ہاتھون کا
شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین سب آہو کی

عقاب نے رو رو کر سب حال بیان کیے **مفتاح** کے بیان کیا کہ ہماری معشوقہ خوبرو تمہارے طلسم مین ہے اگر مضائقہ نہ ہو کہ ہمارے حوالے کیجیے ورنہ ہم

نہ جائینگے بلکہ فسادات برپا کرینگے مفتاح نے کہا اے بادشاہ اصل یہ ہے کہ یہ مکان ہمارے بزرگون کے وقت کا ہے ہم اسکے حال سے بخوبی آگاہ نہین ہین جو اسمین پھنستا ہے ہم نہین نکال سکتے اگر یہ ہمارے اختیار مین ہوتا ہم آپکے فرمانے سے عذر نہ کرتے مگر اب وہ قیدی طلسم ہے ہماری راے پر رہائی موقوف نہین ہے ہم مجبور و ناچار ہین آپکو اختیار ہے نہایت منت و خوشامد کی عقاب نے کہا مگر مفتاح زرین علم نے یہی جواب دیا کہ ہم بے اختیار ہین یہ کہکے مفتاح اٹھا عقاب ناچار رہ گیا آنکھ بچا نے آیا مفتاح نے جو ذکر حال بے مثال حیرت کا سنا ہے سر کو دھنتا ہے یہی خیال ہے کہ اے مفتاح کیا تدبیر کرون کہ یہ معشوقہ حور وش سرکش میرے قبضے مین آوے یہ بھی ذکر زبانی عقاب کی سن چکا کہ ایک عاشق کو عیارون نے مار ڈالا وہ عیار میان بھی آئے ہین دیکھیے کیا ہو اس فکر مین سرنگون اشتیاق دیدار حیرت مین کلیجہ خون دربار مین اگر بیٹھا اب ان کو اسی حال پر ملال مین چھوڑیے یہان سے دوسری داستان بیان کی جاتی ہے

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان تحریر ہوتے ہین کہ برسر قلعہ سواد نگار مقابلہ مینا نگار جادو مین فروکش ہین لشکر کشی کرنا مینا نگار پر صاحبقران کی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ

تیغ کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے | آفت جان ہین یہ دل پانون سے ملنے والے | مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے
سانپ کا زہر دو گیسو مین اگلنے والے | آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

بھول جانے سے ترے دور ہیدا در ہے | آرزو لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے | مرنے والے ہین کوچہ ترا آباد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے | اور زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام وسحر آشنا تو ہوا | در پہ حاضر رہون مدنظر آشنا تو ہوا | شجر عشق سے حاصل ثمر آشنا تو ہوا
کشش عشق مین بارے اثر آشنا تو ہوا | پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیرکے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہے | اک تمنا یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہے | گر میان قمری مین نور کی چالا کی ہے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے | شب کو باہر نہ ترے گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ | غازہ مل ملکے نہ دل پر کسی ناکس کا لبھاؤ | سنو اک خوشخبری منھ تو ذرا آگے لاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تم نے بناؤ | خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی ہی نہین خوشبوے گیسوے دراز | وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز | ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
پانون تک تیرے جو پہونچے نہین ہے یہ نیاز | کف افسوس وہی ہاتھ مین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی بوجھ لے ہم سے انداز | لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب و فراز | جان برسون سے لڑانے ہین مسافر جلنا
گوش زد ہو جو کہین کوس سفر کی آواز | اٹھ کھڑے ہونگے کمر باندھ کے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہے تو کبھی گالون کی | آنکھ کے تل کی محبت ہے کبھی خالون کی | ہمنشین تجکو خبر کیا ہے مرے حالون کی
یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالون کی | صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہے سر صبح | نغمۂ گل و بلبل کا مزا ہے سر صبح | بار در نخل پہ مین سب ذکر خدا ہے سر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہے سر صبح | رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

گرچہ عشق و محبت ہی بلا خیر معتام | ابھی آغاز کا اب تک نہ کھلا کچھ انجام | بیٹھتے اٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
ابھی کمرو جو زمین پر نہیں رکھتے دو گام | گر بھی پڑتے ہیں بہت روز کے چلنے والے

واورے دور یہ اس دور سے دل گھبراتا | درد الفت نہیں افسوس کسی کو بھاتا | حسن کا ذکر کہیں بھی نہیں لب پر آتا
قسمت عشق کا راغب نہیں کوئی پاتا | مرگئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے میں بہت لیے ستے | یار بے رحم سے احوال مرا کون کہے | دونون ابلے ہوے دریا ہے کہ دن رات بہے
اشک باقی جو نہ آنکھوں میں بچے تو نہ رہے | جگر و دل ہیں لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت و ثنا اے آتش | قلب آتش نفسوں کا نہ جلا اے آتش | عرش کرتا ہے زمیں کی سیر ذرا اے آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا اے آتش | ڈھل چکے شعر جو سکے سے ڈھلنے والے

چہرہ رہروان منازل جنگ ساحری و طے کنندگان مراحل فساد افسو نگری حال خیریت مآل **صاحبقران** یون جلوہ فرماتے ہیں **شعر مصنف** راقمان کلام سوز و گداز ✤ می نگارند این فسانۂ راز ✤ جب **خواجہ عمرو** نامدار نے جالنگ جادو کو مارا اور لاشہ اسکا سامنے **مینا نگار** کے پہونچا غصے میں کانپنے لگا کہتا تھا یارو سار بان زادے کو کیونکر خبر ہوئی معاف ظاہر کہ یہان کے کسی رازدار نے جا کر یہ خبر پہونچائی جب تو **عمرو عیار** نے بلا تکلف عیاری کی ایسا میرا یہ مصاحب تھا کہ جسکا سحر مین مثل و نظیر نہ تھا شعبدہ باز حیلہ ساز ساحر با لیاقت سحر و ساحری مین بے نظیر اب مین نام مسلمانان ضد ہستی سے نابود بعد ہفتہ عشرے کے اگر کوئی ایک مسلمان واسطے علاج کے ڈھونڈھیگا نہ پائیگا کم دیا لشکرین فرنام کو کسقدر فوج ہماری تیار کر معلوم ہوا چھ لاکھ ساحر موجود ہیں اور باقی نظامت پر بہرے چوکی پر ہیں یہ چھ لاکھ لائق جنگ و جدل ہیں سحر و ساحری مین معمور ہیں یہ سنکر **مینا نگار** مثل فتنۂ خوابیدہ اٹھا تخت سحر پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان **امیر** با توقیر نے جب جنگ و جدل سے مہلت پائی خواجہ نے آکر خبر دی کہ آپ کے اقبال سے دشمن کو مارا اسنے تو غفلت مین غضب کیا تھا اگر یہ بیہودہ بہر اور غفلت رہتی پھر رفع ہونا بہت دشوار تھا مگر شکر ہے کہ خاص وقت پر پہونچا **صاحبقران** نے بہت بھاری خلعت خواجہ کو دیا سر دار تعریفین کر رہے ہیں کہ آپکی وجہ سے ہم بھی بچے خدا نخواستہ اگر کوئی ہاتھ تلوار کا آقا پر پڑ جاتا تو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتے یہی دل مین سمائی تھی کہ دشمنان حضور کو مٹا دیں مگر خواجہ نے بہت جلد علاج کیا اس شعبدہ باز کو جا کر مارا کہ دیکھا سامنے سے **نامہبان خیبری** دتو میان خیبری سر سنگ مکی ابو طاہر خونریز چار دون ہرکارے مثل ابر آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے ادب شاہی بجا لائے **قطعہ** کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ✤ گل سرخ تا بد چو روشن چراغ نگین سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دست شادو دشمن پامال ہو **مینا نگار** جادو چھ لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے برائے مقابلہ حضور آتا ہے **صاحبقران** باہر بارگاہ کے نکل آئے سردار پشت پر آکے ملاحظہ کرنے لگے مشلول آتشبار سیہ سالار ساز ور پر سوار نالہ بارگاہ کا ساتھ اول آکر پہونچا اب تو تانتا بندھ گیا کوئی سردار پچاس ہزار سے آیا کوئی ساٹھ ہزار سے آیا چار گھڑی دن باقی تھا کہ نوبت نقارے بجے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے شعلہ ہائے آتش ہوا پر جھبک رہے ہیں مار ہائے آتشین پر سوار تھے سر برہائے آتشین پر بیچ مین تخت **مینا نگار** یہ مغرور بہ نگاہ قہر و غضب لشکر **صاحبقران** کو دیکھتا ہوا قریب اپنی بارگاہ کے آکر پہونچا تخت سے اترا تمام جسم سحر سے معمور تاج سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوے دسون انگلیان بخشاں نہ معلوم ہوتی تھین کبھی ہاتھ ہلا دیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کسیکو خبر بھی نہ ہوئی یہ شعبدے دکھاتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تخت پر آکر بیٹھا بارہ ہزار ساحرون کے دنگل جھلکے کسی کا دنگل بصورت شیر کسیکی کرسی بطور اژدرا سیر جھکیکر عجائب و غرائب سحر دکھانے لگے

مینا نگار نے کہا کچھ ثابت ہوا مسلمانون کا لشکر ظاہر مین تو بہت کم ہی شاید کہین چھپا دیا ہوگا لوگون نے کہا حضور صرف
ساٹھ ہزار سوار پیدل ساتھ ہین حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اسقدر قلیل فوج لیکر برائے فتاحی طلسم نور افشان
چلے ہین وہان کے حالات کتابون مین دیکھیے ایک ایک حاکم دربند تین تین لاکھ فوج کا مالک ہی جن دونون بھائیون نے
طلسم پر قبضہ کیا اُنکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مگر حمزہ کو ایسا غرور ہی کہ اسقدر فوج سے جاتا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ
اہل بیابان و دربند ہمارے شریک ہو جاوینگے مینا نگار ہنسا کہا انکی تعداد اس قلعہ سواد نگار پر تھی اگر چاہا خداوند ابلیس
نور پرست نے کل ہی کی جنگ مین خاتمہ ہی ایک ہی ساحر آفتین برپا کریگا مقدمۃ الجیش یعنی مشغول آتشبار نے کہا یہ
نام پر حضور طبل جنگی بجوا دین کیسے سب کو گرفتار کر کے لاؤن یا سر حاضر کرون مینا نگار نے کہا گرفتار کرانا اسواسطے منظور
ہی کہ خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا اُنکے دربار مین بھی اکثر یہی ذکر ہوتا ہی کہ مسلمانون نے بڑی بدعت کی بڑے
بڑے گھر ویران کیے شمشہ و دمامہ کو مارا اکثر ذکر ہوا مگر قدرت نے یہی فرمایا کہ یہ مابدولت کے گندے بندے ہین
جسدن جی چاہیگا سب کو مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا مشغول آتشبار کے نام پر طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران
کو پہونچائی امیر نے فرمایا کہ خواجہ کمد وہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرم گردیا
دونون لشکرون مین ہنگامہ ہوا تیاریان ہونے لگین بڑی خوشی تھی کہ مسلمان بڑے صاحب مال ہین خوب لوٹینگے
ایک ایک امیر ہو جائیگا ہر شخص لاکھون روپیہ کا مال پائیگا اہل اسلام کو انتشار کہ ساحرون سے مقابلہ ہی لطف
جرأت نہ ملیگا چھپ چھپکا ہوگا خدا شر سے کافرون کے بچائے صاحبقران نے بر وقت برخاست ارشاد فرمایا سب
صاحب خوب آگاہ ہین کہ مجھکو ایک ایک لمحہ شاق ہی دل طلسم نور افشان کا مشتاق ہی نہین معلوم ہمارے برادرزادی
کوکب روشن ضمیر پر کیا گذری ایسا بادشاہ جلیل جا کر پھنسا یا مگر بڑا صاحب ربط و ضبط ہی تو بہ شکنی نہ کی ورنہ اُنکی
کیا حقیقت تھی ایک ہی سحر مین سب کو مٹا تا کون اُنکے مقابلے مین آتا مراد اس بیان سے یہ ہی کل مین میدان مین نکلون
ساحرون کی سرکوبی کرون خدا جلدی مہلت دے کہ یہان سے بخیر و عافیت کوچ ہو فکر فتاحی طلسم نور افشان
کی کیجائے مجھے یقین ہی ایرج بھی پہونچگئے ہونگے عمرو نے کہا ایک سوداگر آیا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ایک صحرا مین اُنکا
لشکر اترا تھا سحر العجائب و سحر الغرائب خود آئے آکر گرفتار کر لیگئے سنا ہی ہر ہفتے مین گشت کو نکلتے ہین سامنے سے
اُنکے محل جلتے ہین خدا اُن سب کی جان بچائے کہ جا کر زندہ دیکھین سردارون نے سر جھکا لیا عرض کی جو مناسب وقت
ہو سب جانباز جان دینے کو موجود ہین ساحر کیا اور غیر ساحر کیا جب مرنے پر آئے سب برابر ہین صاحبقران
نے فرمایا مین اس سے زیادہ آپ لوگون کو جانتا ہون کیسی کیسی رفاقت کی آپ لوگون کے قدم کہین نہین ڈگمگے ہمیشہ آمادۂ
حرب و پیکار رہے انشاء اللہ اب بھی پروردگار آپ سب صاحبون کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے جو
اصلی امید ہی وہ پوری ہو یہ تو ناحق کا جھگڑا ہی ناحق کو اگر بچاؤن نے گھیرا ہی مین نہین خواہان کہ راہ مین کسی سے لڑون
یہ فرما کر داخل خوابگاہ ہوے خواجہ عمرو نے بہرام کو طلائے پر مقرر کیا آپ بھی فکر مین رہے بڑا یہ خیال تھا کہ ابتک
کوئی ساحر نہ آیا ہے کئی مرتبہ تا بہ لشکر کفار گئے دور سے دیکھ دیکھکے چلے آئے کہ ساحرون مین تیاریان ہو رہی ہین جا بجا
مجمع عام ساحر ہر غول مین اپنے اپنے عجائب و غرائب دکھا رہے ہین نغمہ ہاے ابر گہار رہے ہین کوئی تلوارین برساتا ہی
کوئی اکڑتا ہوا بیرون لشکر آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ جوا ہرین نے بنایا ہی لشکر اسلام پر گرا دون ابھی سب کے نام
مٹا دون ساتھ والے کہتے ہین حضور ابھی کیا ضرور ہی صبح کو سمجھا جائیگا آپکے سحر سے کوئی مہلت نہ پائیگا خواجہ یہ معاملات
دیکھ دیکھکے پلٹ آئے مین بڑا خیال رہا کہ شب کو کوئی فتور نہ ہو اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جمشید یعنے

جمشید ہوم خانۂ مغرب مین بصد شوکت و حشم بیٹھے نیر اعظم زنجیرہاے سحر شعاع ہاتھ مین لیکر بصد کر و فر تخت زبرجدی فلک پر آکر بیٹھا ضیا کی اگیاری کرنے لگا ہر سمت صدا بلند ہوئی ع سحر ہو گئی رنج رفع ہو گئی **نظم** علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب + شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجوردی ہوا + ادھر **مینا نگار** مع فوج ساحران تخت سحر پر سوار ہوا چھ لاکھ ساحر کہ جنکی آمد سے زمین تھراتی تھی ایک ایک بلاے روزگار شعلہ بر آلہ آتش سحر کا پرکالہ پر گلیدے اڑاتے ہوے عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے **مینا نگار** غرور سے پھولا ہوا کہتا ہے مسلمان کیا کرینگے بھاگتے راستہ بھی نہ ملیگا دیکھیے اب میرے مقابلے مین بھی آتے ہین یا طرف صحرا کے بھاگ جاتے ہین **مشتاق** کہتا ہے حضور آنے تو دیجیے ان لوگون نے سحر آمری بد بختون کے دیکھے ہین یہان سحر ابلیس پرستان ہے جو سحر انجام کار جس پر سحر آیا سواے جان لینے کے اور کوئی صورت نہین پھر بھی بچن لاکھون کا خاتمہ کردو نگا مینا نگار سے یہ رہا ہے یہان **صاحبقران** نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سجادے پر بیٹھے ہین دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند صفت معبود حقیقی کر رہے ہین جبت کا پیدا کرنے والے کے دم بھر رہے ہین **نظم**

دارندۂ ہفت کاخ افلاک / سازندۂ آدم از کف خاک
خیالِ حشیم اہل بینش / فیاض وجود در آفرینش
نقاش نگار خانۂ غیب / غشی صحیفہ ہاے لاریب
زینت گر آسمان ز انجم / تشریف دہ زمین بمردم
لطفش زرہ خجستۂ عید / غلغال بسباق عرش تمجید
برکوبہ ہیل چرخ خور را / اوداد دبند و زحل جاے
داد از پے ضبط بیل سنتش / از قوس قزح کمک بہ ستش
اوداد ہ زنار ہاے خورشید / ابر شنبہ جنگ و عود ناہید
برجیس کہ دید دولت دین / بجہ دہرش زعقد پروین
شد قوس فلک کمان بہرام / لشکر کشیلکش چو کرد انعام
اوداد بآفتاب شاہی / وز خیل کواکبش سپاہی
زو یافتہ این عجوزۂ خاک / این چشمہ صبح و چرخ افلاک
او کردہ بنا سراچۂ تن / بکشاد در روز دیدہ روزن
لبسنہ ز کمال قدرت از مو / بر نظر دیدہ طاق ابرو
او ساختہ انیہمہ عجائب / او کردہ بناے این خرابہ
خاکستر چرخ را کہ نمود / ز آئینہ ما و زنگ بزدود
این مشعل مہ کہ برفروزد / بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در بیضہ سرنگون اخضر / بنمود دو روزن از مہ و خور
در جنبہ ابر آن یگانہ / بہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ
گردہ صدف و سحاب اجفت / زان بہر دو بزاد در ناسفت
امواج ز دو بہار جو راست / بخشندۂ خلعت و جہ داست

الٰہی عرض کرنے مین ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم تو نے ہمیشہ سے مجھکو آبرو دی دیو زادون پر فتح نصیب ہوئی ان ساحرون کے مکر و حیلہ سے بچانا فتح عطا کرنا پشت پر سے آواز آئی آمین آمین حمزہ کیون اسقدر روتا ہے مجھکو رونے دے مین تیرے بدلے جاکر لڑونگا **صاحبقران** نے پلٹکر **خواجہ** کو دیکھا فرمایا دعا کرنے مین بھی تمہارا مسخرا پن نہین جاتا **عمرو** نے کہا چلیے لشکر میدان کارزار مین تیار ہے مین آپکے بدلے لڑونگا **امیر** نے فرمایا آپکی عنایت خدا حافظ حقیقی مالک حقیقی ہے ہر بلا سے بچائیگا فتح و نصرت عطا فرمائیگا پھر تخت جاتے ہمبران جسم پر آراستہ کیے تیغہ **عقرب سلیمانی** دست حق پرست مین لیکر باہر برآمد ہوے دیکھا بہرام و مقبل و کیوان و رسالہ دار وغیرہ براے سلام حاضر ہین سب مجرے سے مشرف ہوے **صاحبقران** سب کا سلام لیتے ہوے اشقر پر سوار ہوے طرف میدان کارزار کے چلے ساٹھ ہزار جوانان جیلتہ پوش دوش بدوش برے جمائے ہوے **خواجہ عمرو** رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوے چالیس قدم لشکر سے آگے ہین گرد فرے میدان کارزار مین آکر ہو نیچے **نظم**

برآمد شد و لشکر بے قیاس / زمین در تزلزل فلک در ہراس
خشک برگذرگاہ می ریختند / نقیبان خروشیدن آغیختند
ضعیفی زمین چون فلک زیر بود / سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

دو نون لشکر دن مین صفین آراستہ ہوے نقیبون نے اگر نقابت کی وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادرون کی آنکھون مین نقشے آ گئے قالب تھرا گئے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ آج مرنے

تمام بزرگون کا روشن کرین نقیبون نے یہ اشعار عبرت پڑھے

نظم

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
جسکو گل کرگئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہی آتی ہے صدا
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ جو اس باغ مین کھلتے دیکھا
لف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا بھی برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع انجام
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے دریا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

اسطرح پر یہ اشعار عبرت آثار گو تون کے بزرگون نے پڑھے بعیر وین کے سرون مین گھلتے ملے ہوے آوازین زیل کی کرنے والون کے ہوش و حواس اڑا دیے بہادر جھوم رہے تھے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رہے تھے نقیبون کا ہٹنا تھا مشلول آتشبار نے گھوڑا اپنا بڑھایا سامنے مینا نگار کے آیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے سب مسلمان کے سر لاتا ہون کہیے آگ مین جلاؤن یا پانی مین ٹھنڈا کرون میرے کیے سب کچھ ہو سکتا ہے مسلمان تڑپ تڑپ کے مرین صف لشکر دشمن سے صدا ے الامان پیدا ہو مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہے میرے سحر سے فلک اخضری کو سکتا ہے مینا نگار نے سنکر جواب دیا اے دوست صادق محب وائق تم ایسون کے سبب سے شہر سواد نگار آباد ہے مذہب ابلیس پرستان کو کیا رواج ملا کہ نام سامری و جمشید سب بھول گئے ورنہ جس مقام پر ساحر تھے نام سامری و جمشید سے ماہر تھے کوئی نام خداوند ابلیس نہ لیتا تھا البتہ سنا ہے بدہ قاف والے دیو جنات نام ابلیس کا لیتے تھے پردہ دنیا مین کون جانتا تھا کہ ابلیس کون جانور ہے تمنے نام خداوند ابلیس روشن کیا انکے نام سے اس خارستان سواد نگار کو رشک گلشن کیا مشلول خوش ہوگیا کہا حضور کی عنایت آپکی شفقت آپ ہمارے بادشاہ ہین چرخ مذہب ابلیس پرستان کے ماہ ہین آپ کا کیا کہنا آپنے ایسی پرورش فرمائی کہ اس مذہب کی یہ رونق کی اب قتل مسلمانان کا عربستان تک نام ہوگا ایسے ایسے غرور کرتا ہوا دم محبت ابلیس کا بھرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان بہتر یہ ہے کہ اپنی سرکشی سے توبہ کرو تمنے بڑا غضب کیا جلتہ رنگ ایسے ساحر کو مارا اسکے گھر سے رونے کی آواز آتی ہے جورو اسکی بلبلاتی ہے ہمکو رات کو نیند نہین آئی عمرو کو پکڑ کے اسکے سامنے لیجائینگے کہینگے کہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہے مگر بیوقوف و جاہل ہے اسکی خطا معاف کرو وہ بڑھیا بے بدلا نہ لیگی خطا معاف کردیگی میدان سے غازیون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہے یہ کیا جھک مارا ہم ابلیس پر لعنت کرتے ہین یہ سنکر مشلول اور جھلایا کہا مین ہر کس و ناکس سے کیا لڑون خود صاحبقران میرے مقابلے کو آئین اپنی جرات دکھائین مین نے سنا ہے بڑے بڑے بہادر ہین دریاے جرات کے بے بہا در ہین صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا میدان عرض کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا بہرام کا قصد ہوا تھا کہ مرکب بڑھاے جا پڑون اب گھوڑون سے اترکر سب سردار پیدل ہو کے قریب صاحبقران کے آئے ہر ایک کا یہی قول تھا ہم میدان مین جائین صاحبقران نے فرمایا آپ سن رہے ہین کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہے اگر اور کوئی جائے تو طریقے سے قانون کے خلاف ہوگا یہ کہکر سب نے رخصت ہوے عمرو زیر شکم مرکب گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ ہوے امیر نے آواز دی خواجہ کہان ہو ہماری نظرون سے نہان ہو آواز آئی بیعنایم حاضر ہو ساحر سے ڈرتا ہون اسواسطے چھپ گیا صاحبقران نے گھوڑا اڑایا مرکب طرارے بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا مشلول نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا بہت ناگوار ہوا خیال مین گذرا کہ یہ منخرہ پن کرون گولا جھماکا مارا امیر کے کان مین آواز آئی اے آقا اسم اعظم سے ہوشیار ہو جائیے صاحبقران نے فوراً اسم اعظم الہی کو پڑھ کر دم کیا دستک بھی دی اپنے اوپر دم بھی کر لیا اسی خیال سے کہ اسکا سحر تاثیر نہ کرے جیسے ہی وہ گرد مشلول آج قریب سر صاحبقران

اگر بھنا ہزارون شعلہ ہاے آتش جمع کے مگر امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا وہ شعلے بجھے کچھ تاثیر نہوئی اب تو مشلول گھبرایا بلکہ بقول شخصے شل ہوا ماش کے دانے نکالے پڑھکر صاحبقران پر پھینکے امیر نے پھر اسم اعظم کو دم کیا تلوارین برسین لشکر صاحبقران کے گرین کسی کا سر اڑگیا کسی کا گھوڑا قتل ہوا جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او نامردان بیچارون نے تیرا کیا لیا یہ کہکر قریب پہونچے اسنے دو چار سحر ایسے کیے کہ زمین کانپی خنجر برسے دریاے آب نے شور دکھایا لکہ ابر سیاہ گھر کر آسمان پر آیا مگر امیر کا کچھ ضرر نہوا گھوڑے کو بڑھاکر برابر مشلول کے آئے فرمایا او نامرد مردان عالم کی یادگار کی گرد ایک وار ہمارا ابھی قبول کر مشلول نے کہا آئیے تلوار لگائیے مین آپکا حربہ نہ خالی دونگا سر کو سپر کرد و نگا دیکھون آپکی تلوار کا کیا کاٹ ہی یہ کہکر مشلول نے سر آگے کیا امیر نے اسم پڑھکر ہاتھ مارا نعرہ تکبیر کیا مشلول نے اپنے سحر کے گھمنڈ مین اسم سحر کا پڑھا سر آگے کر دیا تلوار جو آکر پڑی سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کے تلوار سر پر گری خود کو کاٹا سراسر کلہ جبڑا کاٹا گلوسے مثل قطرہ آب صندوق سینے سے مانند سیماب شرمگاہ کے چاک کو دیران کرتی ہوئی مع گیندے مشلول کے چار ٹکڑے ہوے صحرا مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من مشلول آتشبار بود مینا نگار کے ہوش اڑگئے کہا یارو یہ کیا ہوا وہ شخص مارا گیا جسکا لشکر مین مثل نہ تھا میرا قوت بازو زینت پہلو دربار خالی ہوگیا ایسا کوئی ذی حوصلہ لشکر مین نہین ہے کس لطف سے حق نمک ادا کر گیا کسی مقام پر وہ خائف نہین ہوا مگر یہ کیا بات تھی کہ اسنے اسم سحر پڑھکے سر آگے کیا مین اس سے آگاہ نہوا کیا اسرار تھا سحر کرنا بالکل بیکار تھا قربان خداوند ابلیس کی بالکل تاثیر جاتی رہی یہ وہ سحر ہین کہ جنکے سبب سے زمین و آسمان قایم ہین مالول ابر سوار اسکا بھائی سب یہ باتین سن رہا تھا غصے مین اینٹھا ہزار آتشین بڑھایا کہا حضور بس کہانتک تعریفین کیجیے گا معلوم ہوا کہ بیوقوف تھا جو ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا جائے اُسکی تعریف کیا بس سن کیا کہ مارا گیا مین جاکر سر لاتا ہون میرے ہاتھ سے یہ لڑائی فتح ہونا بڑی بات ہی انکی کیا مجال تھی کہ لڑائی فتح کرتے حمزہ کے سامنے سب سحر بھول گئے انکے غرور نے انکو قتل کرادیا سحر نہ کیا سر آگے کر دیا سراسر حماقت کی یہ کہکے چلا مینا نگار نے آواز دی تم تو ہوشیار رہنا کہا حضور مین خوب ہوشیار ہون لاف و گزاف کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا او حمزہ تو نے ایسے شخص کو مارا کہ بادشاہ کو قلق ہی اب تباہی لشکر میرا حق ہی یہ کہکے کچھ گرے فولادی طرف لشکر کے پھینکے آگ برسنے لگی بہت سے بندگان خدا آگ سے جلے لشکر مین جو ہلڑ ہوا یا ربا یا مستغیثا کی صدائین جو بلند ہوئین بہت ہنسا کہا یا صاحبقران دیکھیے سحر اسکا نام ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے برابر مالول کے پہونچے نیزہ ہاتھ مین تھا جھپٹکے اُسی کا وار کیا نیزہ سینے پر لگکے پر پشت کو توڑکر پار گذرا امیر نے اسکو نیزے پر بلند کیا زمین پر مارا مغرور کے استخوان چور چور ہو گئے اسکے مرنے کی بھی آواز آئی اب تو ساحرون نے تانتا باندھ دیا یعنی حیران جادو وہتان جادو وسفاک جادو دبیاک وغیرہ پہر دن رہے تک سولہ ساحران نامی نکلے امیر کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے امیر نے گھوڑے کو مہمیز کیا نعرہ کیا آواز دی او مینا نگار ابھی دن بہت باقی ہی شیر شکار سے سیر نہین ہوا تو خود آ تیری بڑی تعریف سنی ہی تیرے مصاحبون کے پاس مجھے پہونچا دون مینا نگار نے غصے مین قصد کیا کہ جا پڑے ون مشیران سلطنت و خیر خواہان دولت گرد آگئے کہا اے شہریار آپکی ذات سے لاکھون آدمی سواد نگار مین بسا ہے ہم آپکو کیونکر جانے دین نہین معلوم آئین کیا اسرار ہی کہ سحر بالکل بیکار ہو گیا کیسے کیسے ساحر گئے جاتے ہی قتل ہوے کیا سب بیوقوف تھے سحر خوانی مین نہ معروف تھے ہم لوگون کی تو راے یہ ہی کہ اب حبل امان بجوائیے بارگاہ مین پلنگر جلیے صحبت منعقد ہو یہ دریافت ہو کہ کیا باعث ہوا ایسے ایسے نامی ساحر مارے گئے سحر کی تاثیر نہ ہوئی اتنا تو ہمنے بھی خیال کرکے دیکھا کہ حمزہ کچھ پڑھتا تھا پڑھکے وار کرتا تھا اسکا کوئی وار خالی نہ گیا ان ساحرون نے سب طرح کے سحر پڑھے مگر بیکار رہے کوئی باعث اسمین ضرور ہی

اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہی جب علاج کرینگے بات نکل آئیگی مینا نگار نہ مانتا تھا سب نے سمجھا کر طبل بازگشت
بجوایا لشکر کو لیکر پھرے ادھر صاحبقران یہ کہکے اپنے لشکر مین آئے کہ افسوس اے مینا نگار تو نہ آیا تو بھی جہنم کی سیر کرتا
تجھکو تیرے مصاحبون کے پاس پہونچاتا سردارون نے صاحبقران کو گھیر لیا تعریف جنگ کرتے ہوے کہ اس پیرانہ
سالی مین ماشاءاللہ کیا طرز جنگ ہے کس خوبصورتی سے حضور نے ایسے نامی ساحرون کو مارا مینا نگار بہت خفیف ہوا
امیر فرماتے ہین یہ لوگ اسم اعظم سے آگاہ نہین ہین اب واقف ہو جائینگے سمجھ میدان کارزار مین آئینگے صاحبقران
فتح و فیروزی آکے داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ساتھ ہونے لگا مگر مینا نگار جو پلٹکر آیا تخت نخوت پر تکیہ
ہوا یہی ذکر ہو رہے ہین عزیزداران مشغول رو رہے ہین مینا نگار نے کہا یارو دریافت تو کرو کہ یہ کیا باعث تھا کہ ساحرون
سحر بیکار رہا وزیرون نے ہرکارے بھیجے جاکر دریافت کرنے لگے بعد عرصہ دراز واپس آئے آکر کافرون نے بجھاؤن کو بددعا
دی قطعہ ای فخر جہانبانی وفا ساقط از وہ ✦ گوہر زبن داری ور اساقط از وہ ✦ روزان و شبان زحق تعالے خواہم ✦ مرکب دہرت
خداوہا ساقط از وہ ✦ شہریار کی عمر دراز ہو فتح و نصرت آغاز ہو اصل یہ ہی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے نام کچھ جدا ہے نادیدہ کے
ہین کہ اسکا نام اسم اعظم رکھا ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی سارا لشکر حمزہ کا بیکار ہے ایک سحر مین سب گرفتار ہو سکتے ہین مگر
حمزہ کو انکے بزرگون نے یہ شرف دیا ہے اسی کو وہ میدان مین پڑھتے ہین اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اگر خود بھی
خداوند ابلیس آدینگے قتل ہو جائینگے انکا بھی سحر تاثیر نہ کریگا بڑی خیر ہوئی کہ آپ نہ نکلے مینا نگار نے کہا دیکھو مین اوسکی تدبیر
کرتا ہون یہ کہکے ایک چراغ نکالا چار بتیان اسمین بے روغن کی رکھی تھین سحر کرکے ان چارون بتیون کو روشن کیا ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑا ہوا آواز دی ای چراغ قدیم ساختہ خداوند ابلیس آتش ظاہر کر کہ سب پر روشن ہو جائے کیا وجہ ہوئی کہ یہ سب ساحر
ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے سحر نے تاثیر نکی جب کئی مرتبہ اسنے کہا تو چراغ کی بھڑکی ایک شعلہ بلند ہوا اسنے آواز دی ای
مینا نگار حقیقت مین حمزہ اپنی ذات سے محترم محتشم صاحب اسم اعظم ساحر کے ہاتھ سے وہ کبھی چوٹ نہ کھائیگا غفلت مین
جو کام چاہو کر لو اگر حمزہ ہوشیار رہا سحر بیکار رہا مینا نگار نے کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ حمزہ کو بوقت شب سوتے مین
اٹھالائے حمزہ جاگنے نہ پائے کاؤس سردار غور روزیر اسکا یہ کہکر اٹھا کہ آپ طبل جنگی بجوائیے حمزہ تو اس خیال مین رہے
کہ صبح کو جنگ ہوگی مین جاکر انکو سوتے مین اٹھالاؤن اسطرح پر لاکر قید کر دون پھر لشکر کا مار لینا کچھ بات نہین پھر مینا نگار
نے طبل جنگی بجوایا امیر کو خبر پہونچی یہان جواب مین نقارہ بجا مگر ہرکارون نے خواجہ عمرو کو خبر دی کہ آج انجمن مشاورت
منعقد ہوئی تھی اس بات کا چرچا تھا کہ کیا باعث ہوا یہ ساحر کیون مارے گئے سحر کی کیون نہ تاثیر ہوئی عقل سے ہم کہتے ہین
کہ انپر حال کھل گیا آج دیکھو مکر کرینگے عمرو نے کہا خیر مین سمجھ لونگا مقبل کو برائے طلایہ مقرر کیا خود خواجہ کنارے لشکر کے
ٹھہرے مگر کاؤس دوپہر رات گئے اپنے خیمے سے اٹھا ٹہلتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا سحر کرنے لگا جس غول پر یا جس
پلٹن پر رسالے پر ماش کے دانے پھینکے وہ لوگ غافل سو گئے کوئی بیٹھے بیٹھے غافل ہوا کوئی راہ چلتے چلتے منہ کے بل گر گیا عمرو
نے دور سے دیکھا ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہے خواجہ کنارے سے دیکھا کیے زد سے سحر کی الگ ہو گئے اس طرح لشکر کو غافل
کرتا ہوا کاؤس قریب بارگاہ آسمان جاہ آیا پردہ اٹھا کے دیکھا صاحبقران سو رہے ہین کھڑے ہو کر ذکر کرنے لگا
سوتے تو تھے ہی اور زیادہ غافل ہوے کاؤس نے قریب آکر بچہ کمر مین صاحبقران کے دیا لیکر باہر نکلا بیچ مین سے پلٹن
رسالون کے چلا جاتا ہے مقبل کے لوگ بھی بیہوش ہو گئے جب یہ کنارے پہونچا عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے
مینا نگار کی صورت بنائی تاج سر پر بھاری لباس پہنے ہوے ایک نخل کے سائے سے آواز دی ای خیر خواہ دولت ای
ساحر باشوکت کیا کہنا کیا کام کیا تجھکو بھی چین نہ پڑا کاؤس نے جو آواز سنی پلٹکر دیکھا مالک کھڑے ہین جھک کے

سلام کیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی مینا نگار نقلی نے کہا مجھکو یہی خیال ہوا کہ ایسا نہو میرے بھائی پر کوئی افتاد پڑے
کل سولہ ساحر میدان مین قتل ہوے اُنھین کی جدائی سے بیقرار ہون کیا مین کسی فن مین مجبور ولاچار ہون اگر زبان ہلا دون
زمین آسمان زیر وزبر ہو جاوین زمین کے طبقے ہلا دون مگر قرآن عمر کا ظلم سے ... کو انتشار ہوا دل سے کہتا تھا کہ افسوس مین ایسا کیا
ہوا آخر چیلا آیا تمکو بامراد پایا یہ کہکے باتین کرتے ہوے چلے ایک مقام پر درخت بہت سے تھے کہا اے بھائی یہان
اندھیرا ہے لشکر غم والم نے طبیعت کو گھیرا ہے ایسا نہو ان درختون مین کوئی چھپا ہو الغرض ہو کہیں تمکو صدمہ پہونچے یا کوئی
حربہ مار دے تو مجھکو نہایت قلق ہوگا فیشارہ رکھدو ان درختون پر سحر کرو جب اطمینان ہو پھر آگے بڑھو کاؤس
نے ہر چند کہا کہ کیا خوف ہے چلے بڑھیے مین آگے چلون آپ پیچھے پیچھے آئیے شکوک کو طبیعت مین راہ نہ دیجیے
عمرو نے نہ مانا زبردستی فیشارہ زمین پر رکھوایا کہا تم سحر کروگے کہ مین سحر کردون کاؤس نے کہا میرے سامنے
آپ کو مناسب نہین مین سحر کر کے درخت سب گرائے دیتا ہون آپ کا شک مٹائے دیتا ہون یہ کہکے ماتھ کے اپنے
لیکر پڑھا سحر کرنے لگا درخت جل جل کے گرے نخل آتش بہار ہوگئے مینا نگار ہر مرتبہ تعریف نہین کرتا ہے کہتا ہے بھائی کہا کہا
کیا غضب کے سحر کر رہے ہو حقیقت مین تمہارا مثل نہین ہے اُو پیشانی پر بوسہ دون یہ موتیون کا مالا گلے مین تمہارے پہنادون
کاؤس سر جھکا کے سلام کرتا ہوا جب قریب آیا کہا پلٹ کے دیکھو سارا صحرا صاف ہوگیا سب درخت جل گئے عمرو نے
حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا کاؤس اڑے کھکر زمین پر گرا چاہا کہ یون سحر کر کے نکل جاؤن عمرو نے حباب
مارا اسکا دم ... کیا بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اُسکے اُتار لیے ننگ خاندان کا سر کاٹ لیا صاحبقران کو لیکر طرف لشکر
کے چلا یہان مقبل وغیرہ جو ہوشیار ہوے کہا یارو یہ کیا معرکہ تھا کہ ہم تم سب سوگئے نگہبانی کا بالکل خیال نہ رہا اگر اس عرصے
مین کوئی دشمن آتا ہم سب کے سر کاٹ لیتا ہمکو خبر بھی نہ ہوتی خدا نے بچایا دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین مقبل نے بڑھکر
سلام کیا عمرو نے کہا او کا کا تجھسے سمجھونگا ملا کے پر سوتا ہے غفلت سے بھی کام ہوتا ہے مقبل نے کہا استاد مین خود محجوب ہوا
ہون کہ مین نے یہ کیا حرکت کی سارے لشکر پر غفلت طاری ہوگئی عمرو نے کہا کسی کا کیا اختیار تھا ایک ملعون سحر کرنے
آیا اسی افسون سازی نے سب کو سلایا مین دیکھ رہا تھا صحرا مین جاکر اُسکو مارا آقا کو لے آیا مقبل نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ ہی کی ذات سے ہم سبکی آبرو ہے عمرو نے کہا شام کو خبر ملی کہ آپ مین کچھ صلاح ہوتی ہے اب کہتا ہون کہ اسم اعظم کا عامل
اُنکو کھلا تب تو ساحر کو مخفی بھیجا تھا اُسنے آکر اپنا کام کیا صاحبقران کو لے ہی چلا تھا مین وقت پر پہونچ گیا اُس دغاباز کو
مارا کچھ نقصان نہین ہوا بلکہ ایک صندوقچہ زیور کا میرے پاس تھا وہ جلدی مین کہین گر گیا مقبل نے کہا استاد مین بارہ ہزار غلامون کا
افسر ہون فی کس ایک ایک صندوقچہ دون عمرو نے کہا مین یہ قبول کرونگا غلامون سے کیا لون آقا سے لونگا دیکھیے جو قول کرتے ہین
یہ کہکے بارگاہ مین آئے ستارہ سحری چمک چکا گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا گلہائے ثابت و سیارگان چمن چرخ زبرجدی
مین مرجھا کے گرے روشنی کی بہار ہوئی اذان دینے والون مین تکبیر کی پکار ہوئی گلشن لشکر صاحبقران مین غازی جل خیال لیے
تسبیحین سب کے ہاتھ مین وضو کر کے نمازین پڑھین سب گل بوستان صاحبقران باغ بارگاہ مین آئے عمرو نے
صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی آنکھ کھلی فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے کہا کیفیت بیان کی صاحبقران
نے فرمایا خدا نے بچالیا ورنہ وہ ملعون لیچلا تھا عمرو نے کہا مین نے صحرا مین جاکر مارا مگر آقا بڑا نقصان ہوا صندوقچہ میرے
پاس زیور کا تھا وہ گر گیا اب مہاجن لوگ تقاضا کرینگے امیر نے فرمایا تم ہمیشہ مصیبت مین رہتے ہو ذرا سا کام کیا
پیر پھیلا دیے مین نکالدونگا بہرام نے بڑھکر عرض کی تملک نقصان خواجہ کا پورا کرینگے عمرو نے کہا مین تو یہ جانتا
تھا کہ آپ نکالدینگے یہ بیچارے غریب اپنی اپنی لیاقت کے موافق مہربانی فرماینگے سردارون نے جڑاؤ دو ہزار کچھ انگوٹھی

چیلے سیلخ خطیر جمع کر دیے خواجہ نے سب اٹھا کشنز رنبیل کیا منہ جھکا کر کہا خیر تو بلا دبی سہی مگر مینا نگار رات بھر جاگا کیا
اسی خیال میں کہ کاؤس آتا ہوگا دشمن کو لائیگا گلستان جواہرات کی نکلوا کر رکھیں کہ اسکو انعام دونگا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا
گلدستہ رکھا تھا وہ جیلا مینا نگار نے کہا بڑا غضب ہوا شاید کاؤس مارا گیا یارو جلد جا کر خبر لاؤ کہ دیکھا ہم اسیان
کاؤس لاشہ کاؤس کا لیے ہوے آکر پہونچے غرض کی ہم واسطے خبر کے گئے تھے جنگل میں انکا لاشہ پایا نہیں معلوم کسنے
مار اگیا آفت ہوئی ناچار لاشہ اُٹھا لائے مینا نگار بہت رویا کہا یارو میرا بازو ٹوٹ گیا جی چاہتا ہے ابھی جاکر لشکر مسلمانان
مین گھس پڑون جلا کر خاک سیاہ کرون ساحرون نے کہا حضور بڑے خفت کا مقام ہے کہ رات بھر طبل جنگی بجا اب میدان کارزار مین
چلیے ابھی ہرکارے خبر لائے مین لشکر مسلمانان میدان مین آگیا حمزہ بیلچے لگے بڑھا ہوا کھڑا ہے آپ کی آمد کے سب
مشتاق ہین مینا نگار نے کہا حمزہ میدان مین نکلیگا کون اُس سے مقابلہ کریگا مشکوک جادوگر بڑا مکار وزیر پایۂ تخت سحر
ساحری مین بڑا متنت کہا حضور چلیین مین حمزہ سے مقابلہ کرونگا الگ الگ سحر کرتا رہونگا مین پاس حمزہ کے نہ جاؤنگا اسی
طرح دن بھر دوڑا دوڑا کے تنگ کرونگا شام کو پلٹ آؤنگا دو رے وہ میرا کیا کریگا مینا نگار راضی ہو گیا تخت پر سوار ہوا
مگر اُداس عالم یاس جب پیر دن بانگاہ آیا ہرکارے پھر آئے عرض کی حضور جسنے دریافت کیا عمرو کے ہاتھ سے کاؤس
مارا گیا کسی نے خبر عمرو کو کردی تھی وہ رات بھر جاگا صحرا مین آکر مارا گیا حمزہ کو لیگیا سرداروں کنے تصدق اتارے
غربا کو روپیہ تقسیم ہوا اب میدان کارزار مین آئے مینا نگار خاموش کہتا ہے کیون مشکوک تونے سنا ساربان زادے نے غضب
کیا مشکوک کہتا ہے خیر آج میدان سے تو بچکر پلٹنے مین پہلے عمرو ہی کی تدبیر کرونگا لا اگر اس ساربان زادے کو قتل کرون جب
تک عمرو کی تدبیر نہ ہوگی کچھ نہ ہو سکیگا مینا نگار نے کہا ای مشکوک اگر تو نے عمرو کو مارا بڑا کام کیا مشکوک نے کہا
حضور اسکا مارنا کتنی بڑی بات ہے غیر ساحر ہمارے سامنے مثل جانور کے ہے مین غفلت مین اُسکو پکڑ لاؤنگا لاتے ہی دار پر
چڑھا دونگا مینا نگار نے کہا ای مشکوک مین تو لشکر کشی کرکے پچتایا کہ کیون مقابلہ مسلمانان مین آیا دیکھیے کیا ہوتا ہے مجکو
بڑا تردد ہے اگر تم سب کی صلاح ہو تو قدرت کو لکھا جائے تا وقتیکہ اُدھر سے مدد نہوگی یہ بلا رد نہوگی یہی باتین کرتے ہوے
میدان کارزار مین آئے صفین درست ہوئین مشکوک میدان مین نکلا صاحبقران کو پکارا صاحبقران اسکے سامنے
آئے دور ہی سے اسنے سحر کیا کہ آگ برسی امیر نے اسم اعظم پڑھا آگ کا برسنا موقوف ہوا پھر اس بے آبرو نے پانی برسایا
اہالیان لشکر صاحبقران کو ایک ایک قطرے کو ترسایا آگ پانی سے پناہ پانی مشکل تھی ہوا سے گرم چلی شاخ آرزو جلی جب
صاحبقران چاہتے ہین کہ مین اسکے قریب جاؤن اپنا وار کرون یہ ترپ کے دور کھڑا ہوتا ہے قریب نہین آتا ہے امیر کو دوڑا رکھا
جب دو چار مرتبہ اسنے یہی حرکت کی کہ قریب نہ آیا دور ہی سے سحر کرتا ہے بھاگا بھاگا پھرتا ہے کبھی جست کرکے شاخ شجر پر جا بیٹھا وہان
سحر کیا ابر نے گرد کے اُٹھے امیر تحت گرد مین چھپے اسم اعظم پڑھا گرد گرد سے دفع ہوئی جسطرح آفتاب عالمتاب پردہ سحاب سے
نکلتا ہے اسی کدوکاوش مین دو پہر ڈھلی صاحبقران دوڑتے دوڑتے تھک گئے مرکب کو کھینچ لیا امیر کو نہایت غصہ آیا ایک
مقام پر مشکوک نے سحر کیا ایک شاخ شجر پر جا بیٹھا کچھ ماش کے دانے نکالے قصد ہوا پھینکون امیر کو دام سحر مین پھنساؤن
امیر نے غصے مین قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زرد پیکان عقاب پر کھینچ کمان مین پیوست
کیا سینہ پر کینہ مشکوک کا تاکا مشکوک کے ہاتھ مین اشیائے سحر قصد پھینکنے کا امیر نے غصے مین تیر مارا بقدرت پروردگار
موت اس نابہنجار کی نہ تھی نشانہ خطا نہ ہوا استخوان کو توڑ کر تیر نکلا اختلاکار چلایا سہم گیا شاخ نخل سے کود کر چلاتا ہوا بھاگا شانے سے
خون بہتا ہوا بدحواس عالم یاس سامنے مینا نگار کے آیا کہا ای شاہ مین تو زخمی ہوا نہ پر حمزہ کی ضرب کے نہین لگیا مگر اُسنے تیر مارا
تیر نے خطا نہ کی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اب پلٹیے ورنہ غلام ہلاک ہو جائیگا مینا نگار نے مجبور طبل بازگشت بجوایا میدان سے پلٹا

مشکوک کو ہوادار پر سوار کرلیا چہرہ اسکا زرد شانے مین درد لب پر آہ سرد کہتا ہی اب کبھی عمر بھر مسلمانون کو نہ ستاؤن گا مقابلے
مین بھی ان سب کے کبھی نہ جاؤن گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا مشکوک کی زخم دوزی کرائی بھلا چنگا ہونے لگین سب نے
یہی صلاح دی خداوند کو عرضی لکھیے یقین ہی وہان سے مدد ہو تب یہ بلا رد ہو سب نے کہا یہی مناسب ہی اسنے عرضی کل حال
کی لکھی کہ اسطرح مجھسے اور مسلمانون سے لڑائی پڑ گئی ہی فلان فلان ساحر مارے گئے مین ناچار ہو رہا ہون غلام کی دستگیری
واجب ولازم ہی یہ نامہ سرخیل جادو اپنے مصاحب کو دیا کہ جاکر خداوند کے ہاتھ مین یہ عرضی دینا اور زبانی بھی جو گذرا ہی
بتصریح بیان کرنا سرخیل چلا تکدو البیس پرستان مین آیا اس ملک مین سب ساحر ہی رہتے ہین سرخیل راستہ طی کرتا ہوا
دربارگاہ ابلیس پر آیا دیکھا در دولت پر چوبدار بسیاول حاجب دربان حاضر ہین سواری کے لیے ہاتھی گھوڑے دربارگاہ
پر موجود زمین پر ذہ زنبوری کھنچا ہی دنگل زرین پر درگہ سالار بارگاہ مین ایک ساحر زبردست تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار ساحرون
سے معمور دست راست پر بھبل ابر بار دست چپ پر کافور برف بار ایک جانب اسکندر اژدر سوار ایک جانب بہرام
اژدر در ایک جانب مبہوت نامور سب کے تمام وقت پر عرض کیے جائینگے ایک کرسی پر عیار اسکا نہایت تکلف سے
بیٹھا ہی کہ کلاہ زرین بر سر قنطور ہائے زر لفتی سے آراستہ بانہائے عیاری سے درست چالاک وچست مغرور و متکبر بیٹھا جھوم رہا
ہی اتفاق سے اخبارون مین جو چھپا تو ابلیس سے کہہ رہا ہی یا خداوند کل مین نے پرچہ اخبار مین دیکھا کہ قلعہ سواد نگار پر بڑا
ہنگامہ برپا ہی سب اخبار والون نے بتصریح لکھا ہی اخبار والون کو یہ حکم تھا کہین حالات انہین خوب دستیاب ہوا ہی اسوجہ سے
تمام رؤسا وامرا نے مشاہرہ روپیہ خلعت اخبارات مین داخل کر دیا کہ ہر روز ہمکو یہ اخبار ملے اخبار والون پر بڑی تاکید ہی آپ کے غلام نے
بھی کئی ہزار روپیہ مہتمان اخبار کو بھیجا ہی بھی بتاکید لکھا کہ خبردار کوئی خبر مخفی نہ رہنے پائے دل تردد منزل تسکین پائے آج کئی دن
سے پرچے آئے کہ مینا نگار جادو ہاتھ سے مسلمانون کے نہایت پریشان ہی ابلیس ان مضمون کو بگوش ہوش سن رہا ہی مگر سرخیل
جاہ وجلال خداوندی دیکھکر کانپ گیا پایہ تخت کو بوسہ دیا گر پڑا سجدہ کیا عرضی مینا نگار کی دست بستہ پر رکھکے پیش کش کی
ابلیس خود پرست نے وہ عرضی اسکندر کے ہاتھ مین دی کہا پڑھو ہمارے پیغمبر نے کیا لکھا ہی اسکندر نے بآواز بلند
پڑھنے لگا ابلیس سن رہا ہی کبھی جھلا کے کہتا ہی میرے بندۂ خاص جلترنگ کو مارا کچھ خوف نہ آیا ہمین سے تقدیر کرکے غارت کردن
مگر اب انکا غارت ہونا دشوار ہی وہ لوگ آپسمین ملے ہوئے ہین تقدیر تدبیر سے پلٹ دیتے ہین مگر ہم خداوند ہین ہمنے انکو پیدا
کیا کسی تقدیر سے مٹا دینگے اپنے پیغمبر کو نہ پریشان ہونے دینگے عیار جو بیٹھا ہی مہتر زود رفت اسنے دست بستہ عرض کی یا
خداوند مجھکو مدت سے ہوس تھی کہ مین ساربان زادے سے مقابلہ کرون مین بہت خوش ہوا مجھکو روانہ کیجیے مین سب کو
گرفتار کرکے مینا نگار کے حوالے کر دونگا وہ اپنے طور سے قتل کریگا مگر ساربان زادے کو یہان لاؤنگا بڑا اسکو گھمنڈ
آپکے سامنے لاکر تڑپا تڑپا کے مارونگا مجھے بڑی ہوس تھی اب مزا ملیگا اسکو بھی کیفیت معلوم ہوگی کہ ایسے بھی عیار ہوتے ہین
ابلیس نے خوش ہوکر کہا اے شاطر قدرت یہ تقدیر تو ہمنے مدت ہوئی جب کی تھی آج اسکا ظہور ہوا جاکر مسلمانون کو قتل کر دیا گرفتار
کرکے مینا نگار کے حوالے کر دو لیکن حقیقت مین یہ جو تمنے کہا ہمکو بہت پسند آیا عمرو کو گرفتار کرکے یہان لانا ہم بھی دیکھین
کیسا گندہ بندہ ہی ہمنے اسکو تحفہ جات بہت دیے اُنکے بھروسے پر وہ عیاری کرتا ہی مفید واقف کار بول اُٹھے یا خداوند
وہ تحفہ جات اُسنے اپنی جان بچانے کو رکھے ہین اگر اُن تحفہ جات کو پھینککر عیاری کرے تو کوئی عالم مین اُنکے ہاتھ سے
نہ بچے مگر اُسکے آقا نے قسم لے لی ہی ان تحفہ جات کو ہر مقام پر صرف نہین کر سکتا ہی گلیم عیاری کہ جب اوڑھ لے تمام
عالم کی نگاہون سے غائب ہو جائے دیو جامہ حضرت آدم کا کہ جتنے اُسمین پیوند ہین اُتنے ہی رنگ بدلتا ہی آگ اسکو
پھینکو آگ مین پھاند پڑے تو ایک موے جسم بھی اُسکا نہ جلے ایسی ایسی بہت سی چیزین ہین جو ہم نے سن پایا اسکا ذکر کیا

صاحبقران زمان نے اقرار نامہ لیلیا ہی کہ ان چیزون کو لیکر عیاری نہ کرنا صرف اپنی جان بچانے کے واسطے سب طرح کا اختیار ہی عیار اُن سب باتون کو سن سن کر ہنستا ہی کہتا ہی بہت اچھا دیکھا جائیگا ان تحفہ جات سے کچھ مطلب نہ نکلے کام میرے جانے پر موقوف ہی آپ سب صاحب سن لینگے کہ کیا گذری مین تو تنہا جاتا ہون شاگرد میرے یہان موجود ہین چالیس ہزار ایک ایک بلائے روزگار ہی انکو واسطے خبر کے بھیجیے گا ہر روز کا جو وقایع گذریگا سب خبرین آپکو معلوم ہوتی رہینگی یہ سب وعدہ کرکے اکیلا طرف سواد نگار کے روانہ ہوا چند ساعت مین پاس مینا نگار کے پہونچا مینا نگار نے بڑا بھاری خلعت دیا کہا اے شاطر قدرت مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی ایسے ایسے سردار مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین مگر مین حالات سے واقف نہ تھا خیر جو گذری وہ گذری عیار نے کہا آپنے بڑا دھوکا کھایا حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی تمام عالم مین مشہور ہی آپ نہ جانتے تھے واضح رائے ناظرین ہو کہ اس عیار کے پاس سرمہ جمشیدی ہی جب لگا لیتا ہی نظرون سے سب کی غائب ہو جاتا ہی اسیوا اسکو بڑا ناز ہی حقیقت مین جس ملک پر گیا جاتے ہی اپنا کام کیا بلکہ رات کی اسکو کیا ضرورت ہی دن ہی کو جاکر یہ عیاری کرتا ہی گیا اور سردار پکڑ لایا مینا نگار سے ہنسکر کہا آج ہی مین بہرام کو لے آؤنگا مگر ابھی یہ طریقہ کیجیے کہ جسکو ہم پکڑ لائین اُسے قید کیجیے قتل کا ارادہ نہو جب سبکو پکڑ لینگے ایک دن میدان خونی کی تیاری ہو اُسی دن قتل کرینگے مینا نگار نے کہا کل اُمور تمہاری رائے پر موقوف ہین جس طرح کہوگے وہ کیا جائیگا مہتر **زود رفت** قریب دوپہر سمت لشکر **صاحبقران** روانہ ہوا سرمہ جمشیدی آنکھون مین لگا لیا سب کی نظرون سے غائب ہوا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا دیکھا لشکر آباد ہی ہر سپاہی دلشاد ہی جا بجا نوبت بج رہے ہین دیکھا کمیدان رسالہ دار اپنی اپنی بارگاہون کے دروازے پر بیٹھے ہین اپنی بارگاہ کے دروازے پر **خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین** دنگل شوکت پر بیٹھے ہین کہ خدمتگار نے آکر کہا خاصہ تیار ہی بہرام اندر چلے **زود رفت** بھی ساتھ آیا جب خاصہ انکے آگے رکھا گیا **زود رفت** نے اسمین بیہوشی ملادی بہرام کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹے بیہوش ہو گئے عیار نے پشتارہ باندھا لے نکلا خدمت مین مینا نگار کی پہونچا سرمہ آنکھون سے چھڑایا مینا نگار کے سامنے اپنے پشتارہ رکھدیا کہا لیجیے یہ قوت بازو زینت پہلو **صاحبقران** کا موجود ہی اسی طرح لشکر کا خاتمہ کردونگا آج رات کو بھی جاؤنگا ایک سردار کو لے آؤنگا یہ بھی جاکے سنون کہ بہرام کے غائب ہونے پر وہان کیا باتین ہو رہی ہین کہنے والے کیا کہتے ہین ساربان زادہ کیا کہتا ہی اُسکو بھی لاؤنگا دو چار دن کے بعد تم مین خداوندی کی بھیجدونگا یہ کہکر مہتر **زود رفت** پھر روانہ ہوا سرمہ لگائے ہوئے نگاہون سے سب کی مخفی ہوا امیر با توقیر نے تیسرے پہر کا دربار فرمایا اور سب سردار آئے مگر بہرام نہین آئے **خواجہ عمرو** بیٹھے ہین کہ ملازمان بہرام روتے ہوئے آئے عرض کی حضور عجب سر گذرا کہ جسکو زبان سے کہہ نہین سکتے بہرام نے خاصہ نوش کیا بموجب عادت کے آرام فرمایا جب وقت نماز آیا ہم لوگ اندر بارگاہ کے گئے کہ بیدار کرین نماز پڑھ لے آپکی خدمت مین آتے جا کے دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی تمام لشکر مین ڈھونڈھا خیال تھا شاید بیت الخلا گئے ہون لیکن جب وہ بیت الخلا جاتے تھے خدمتگار کو آواز دی وہ لوٹا لیکر ساتھ ہوا آج ہم سمجھے شاید جلدی مین چلے گئے ہون سب مقام چھان ڈالے یہی ثابت ہوتا ہی کہ پلنگ پر سے کوئی لیگیا امیر نے فرمایا **خواجہ** جاکر دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی **عمرو** گھبرا کر آیا پلنگ کو دیکھا گرد بارگاہ کے پھرا کچھ نشان نہ پایا نشان نقش قدم بھی دستیاب نہوا پریشان خدمت مین **صاحبقران** کی آیا عرض کیا ای شہریار کچھ سمجھ مین نہین آتا اگر ساحر لیجاتا تو قبہ بارگاہ ٹوٹا ہوتا اگر کسی عیار کا گذر ہوتا سراغ چال ہوتا نشان نقش قدم تو ثابت ہوتا عرصے تک گرد بارگاہ کے پھرا میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کہ ساحر کا کام ہی یا کسی عیار کا گذر ہوا **زود رفت** کھڑا سن رہا ہی جی مین کہتا ہی ساربان زادہ بڑا جہان دیدہ کار آزمودہ ہی مگر عقل نہین لڑتی **عمرو** نے آخر مین یہ کہا کہ یہ ضرور عرض کرونگا کوئی نئی بات ہی کہ جو ہمارے سامنے کبھی نہین گذری یا تو یہ کام ساحر کا ہی مگر بڑے تکلف سے آیا کوئی ماشس کا [illegible] نہین ہو گیا کمال کر گیا یا کوئی عیار ایسا ہی اور وہ امر دقیق ہوا کہ ہماری نظر سے کبھی نہین گذرا

خیر حال کھلیگا انشاءاللہ بعد ہی کہان جائینگے ایک دن ہاتھ کے نیچے آجائینگے مگر مین عرض کرتا ہون سب صاحب اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہین و دیگر گذارش یہ کہ میری عقل کو دخل نہین مگر انشاءاللہ تدبیر کرونگا ان آنیوالے صاحب کی خدمت کیجائیگی کیا عجب ہی کہ جب انکو یہ کمال ہی کہ دن کو سردار کو چرا لیگئے کسی کو خبر نہین ہوئی اسوقت بھی یہان موجود ہون تو عجب نہین مگر گوش ہوش سماعت فرماوین کہ یہ انکی چالاکی آپ کو خراب کریگی امیر کو بھی غرض سب سردارون کو انتشار عبدالجبار حلبی واسطے رفع حاجت کے اُٹھے ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا خدمتگار نے جاکر آفتابہ رکھا عبدالجبار اندر خیمے کے گئے امور ضروری سے مہلت پاکر چاہتے ہین باہر نکلین کہ مہتر زود رفت سہو نکا باتے ہی بیہوش کیا پشتارہ باندھا سرشام لے نکلا خدمتگار خیمے کے دروازے پر کھڑا ہی جب عرصہ ہوا یہ قریب خیمے کے آیا عرصہ دراز تک گوش برآواز رہا جب کچھ طریقہ نہ معلوم ہوا اندر آیا دیکھا عبدالجبار ندارد روتا ہوا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار عبدالجبار کو کوئی لیگیا مین دروازے پر کھڑا رہا مین نے کسی کو نہین دیکھا نہ کوئی ہوا چلی نہ بجلی چمکی کہ علامت سحر ثابت ہوتی صاحبقران نے فرمایا لو خواجہ سرشام یہ اندھیر عمرو کو سنایا آگیا قلب تھرا گیا در بیت الخلا پر خود آیا سب طرف دیکھا کوئی علامت ثابت نہوئی حیران پریشان اب زود رفت کا تو یہ حال ہی کہ ایک سردار کو دن کو اور ایک کو رات کو لیجاتا ہی مینا نگار سے یہ صلاح کرلی کہ یہ خبر دربار مین ظاہر نہو ان باتون کا ذکر کرنا نہ کیجیے گا یا مقام قید خانہ کسی پر ثابت نہو عمرو یہان آتا ہی سن گن لیتا ہی اب مین اسکو بھی لایا چاہتا ہون عمرو حیران پریشان ایک دن دربار مین مینا نگار کے خدمتگار نکلے آیا عرصہ دراز تک کھڑا رہا کچھ دربار مین ذکر نہوا ایک خدمتگار سے ہی عمرو نے پوچھا کہ کیون بھائی سرداران صاحبقران کہان قید ہین خدمتگار نے جواب دیا ہمکو نہین معلوم اب جو ہمسے پوچھوگے تو ہم بادشاہ سے کہدینگے یہی حکم شاہنشاہی ہی کہ جو کوئی اس مقدمے کو پوچھے فوراً ہمسے کہدینا تم ساتھ کے ہو اسواسطے تمکو آگاہ کیا کہ اس مقدمے کو کبھی نہ پوچھنا ورنہ پکڑے جاؤگے عمرو نے کہا یہ کسکا حکم ہی خدمتگار نے منھ پھیر کے جھلا کر جواب دیا تم عجب طرح کے آدمی ہو جس بات کی ممانعت ہی اُسی کو پوچھے جاتے ہو ہم بادشاہ سے کہدینگے یہ کہکے خدمتگار بڑھا عمرو تو نکلکر بھاگا دل سے کہتا ہی بڑی تاکید ہی خوب رنگ باندھا آخر کس سے پوچھون کیونکر دریافت ہو یہ سوچتا ہوا عمرو لشکر کفار سے نکلا بیچ مین صحرا ہی جنگل کو دیکھتا ہوا عمرو جاتا ہی خدمتگار نے بڑھکر کہا حضور ایک خدمتگار ہمارے ساتھ کا ہمسے پوچھتا ہی کہ سرداران اسلام کہان قید ہین اور یہ بھی اُسنے پوچھا کہ یہ حکم کسکا ہی مہتر زود رفت بیٹھا تھا یہ سنتے ہی اُٹھا کہا وہ خدمتگار کہان ہی خدمتگار نے کہا نہین ہی مہتر زود رفت ایک ایک کو کتنا ہی کہ اسنے پوچھا خدمتگار نے کہا وہ نہین معلوم ہوتا ہی زود رفت نے کہا بیشک وہ ساربان زادہ تھا بھلا وہ کب شہر تک نکل گیا دیکھو مین آج اُسکو لاتا ہون سر پہ لگا کے دوڑا بیرون لشکر آکر آگے بڑھا دیکھا عمرو جاتا ہی زود رفت چھپکر قریب عمرو کے آیا عمرو کو پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی گھبرا کر پلٹا مگر زود رفت نے برابر عمرو کے آکر حلقہ ہاے کمند گلے مین عمرو کے مارے عمرو حیران کہ حلقہ ہاے کمند گلے مین آگئے کسنے لگائے کچھ معلوم نہین ہوتا حیران چاہتا تھا حلقے گلے سے نکالو کہ زود رفت نے حباب مار دیا عمرو لڑکھڑا کے گرا زود رفت نے پشتارہ باندھا لے بھاگا خدمت مین مینا نگار کی پہونچا کہا لیجیے حضور مین نے خاتمہ کر دیا اب صرف صاحبقران باقی رہے مگر صاحبقران کا لانا دشوار ہی شب بھر جاگتا ہی دن بھر ہوشیار رہتا ہی بارگاہ سے باہر نہین نکلتا ذرا بھی غافل ہوا اُسی دن لاؤنگا بڑا تو ظالم یہ تھا اسکو لایا گویا کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اب مین اسکو خدمت مین خداوند کی روانہ کرون سامنے مینا نگار کے لایا کہا اسکا ہوشیار ہونا بھی بہتر نہین ورنہ میرے راز سے آگاہ ہوجائیگا کسی ساحر کو حکم دیجیے قفس آہنی مین بند کرکے فوراً لیجائے مگر جسطرح مین کہا دون اسکے خلاف نہو ورنہ یہ ظالم چھوٹ جائیگا پھر اسکو کون پائیگا مقام جادو مصاحب خاص مینا نگار کا مینا نگار نے کہا ای مقام جادو تم عمرو کو لیجاؤ مگر جسطرح مہتر صاحب کہتے ہین اسکے خلاف نہونے پائے ورنہ بڑا غضب ہوگا

مقام جادو نے کہا کیا مجال جسطرح ارشاد فیض بنیاد ہوگا اسی طرح بجا لاؤنگا بہ تعجیل اپنے کو خدمت مین پہنچاؤنگا قفس آہنی آیا
اُسمین عمرو کو بند کیا ہوشیار نہین کیا مقام جادو نے کہا اسی طرح قفس کو لیکر بخدمت خداوند جاؤ خبردار کسی مقام پر اسکو ہوشیار
نکرنا اگر شاید خود بخود ہوشیار ہوجائے اور پوچھے کہ مجھکو کہان لیے جاتے ہو کسنے گرفتار کیا اب کہان لیکر جاؤ گے یہی جواب دینا
کہ ہم ملازم شاہنشاہ دنیا کے ہین اُنھون نے قیدی کو بخدمت خداوند لیے جاتے ہین لاکھ پوچھے یہ نہ بتلانا کہ مترز زودرفت
نے گرفتار کیا میرے نام کا پردہ رہنا بہت بہتر ہے خداوند تو جانتے ہین قتل کرڈالینگے اس کے نام سے جلے ہوئے ہین
جب سے یہ سنا کہ اسنے مشتمش کو دریائے قلزم مین گھسکر مارا اُسدن سے اسکے متلاشی تھے یہی ہر مرتبہ فرمایا کرتے ہین
کہ افسوس قاتل مشتمش ہمکو نہ ملا ورنہ اس عذاب الیم سے قتل کرتے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اس ظالم کے حال پر تاسف
کرتے اُنکو ترس نہ آتا اس قدر جلے ہوئے ہین کہ دیکھتے ہی اپنے ہاتھ سے تیرباران کرینگے عرصہ دراز تک مقام جادو کو
سمجھا کے قفس ہاتھ مین دیا مترز زودرفت تو طرف لشکر صاحبقران کے چلا مگر مقام جادو قفس عمرو لیے ہوئے اُڑتا
ہوا آتا ہی پانچ سات کوس جو اُڑا تھک گیا ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا آبِ شیرین چشمے پانی کے صدہا درخت بار اثمار سے معمور
ہین ہزارہا جانور پہاڑ پر پھر رہے ہین مقام جادو کے خیال مین آیا یہان چند ساعت ٹھہر جاؤن اُتر آیا نخل کے سائے
مین بیٹھا قفس سامنے رکھ لیا پانی پیا پھل توڑ کر کھائے یہان آنے سے یہ پھل ملا مگر ہوا ٹھنڈی جو چلی بیہوشی اُتر
گئی آنکھ کھلی دیکھا سبحان اللہ قفس مین بند ہے ہتکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک ساحر بیٹھا ہوا پھل کھا رہا ہے عمرو نے
جھک کر سلام کیا کہا اب مجھکو یقین ہوا کہ خدائی خداوند ابلیس کی درست ہے یا تو جنگل مین جاتا تھا یا اپنے کو قفس مین پایا
یہ اُنھین کی قدرت ہے یہی تقدیر کردی کیا تم خداوند ابلیس ہو سجدہ کرون یہ سنتے ہی مقام جادو ہنسا کہا اے شخص
ابلیس یہان کہان ہین اپنے مقام پر ہونگے عمرو نے کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے مقام جادو ہنسا کہا خواجہ
صاحب یہ باتین نہ بنائیے سمجھانے والے نے ہمکو سمجھا دیا ہے ہم کچھ نہ بتلائینگے خدمت مین خداوند کی پہونچا دینگے بڑی خرابی یہ ہے
کہ قدرت تمھارے نام کے دشمن ہین عمرو نے کہا مین تو ہمیشہ سے قدرت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہ وہی خداوند برحق ہین ایسے
ظالم کہ آدم کو بہشت سے نکلوا دیا کیا جال پھیلایا ایسے قدرت کو سجدہ نکرنا تو بڑی حماقت ہے پھر کسکو سجدہ کرین مقام جادو
ان باتون پر ہنستا ہے کہتا ہے سبحان اللہ ہمارے اُستاد کا کیا کہنا یہی باتین اسنے ہمکو تعلیم کین اُنھین کا سا سنا ہوا عمرو نے کہا
وہ کون صاحب ہین کیا قدرت سے بھی زیادہ ہین جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے مین اُنھین کو سجدہ کرون مین تو تمکو خداوند سمجھا تھا مگر
تم انکار کرتے ہو بڑے ثابت قدم ہو اب ہمکو خدمت خداوند مین لیچلو مگر ایک بات سے ڈرتا ہون تمنے جو کہا کہ قدرت دشمن ہین
مین نے ایسی کیا خطا کی اگر خطا کی بھی ہو تو معاف کرا دیجیے گا مین محتاج نہین ہزار دو ہزار دینے کو موجود ہون جواہرات بھی میرے
پاس ہین لیلو مگر خطا معاف کرا دو کہ قدرت اپنے بندون مین اس گنہگار کو بھی شمار کرین مگر اُنکا نام بتلاؤ کہ جن صاحب نے
جو سمجھایا ہے وہی مقدمہ پیش آیا مقام جادو نے کہا خواجہ یہ تو مین نہ بتلاؤنگا اصل مطلب کی بات کرو اگر مین تمھاری خطا معاف
کرادون تو کیا دوگے عمرو نے کہا بھائی میرے پاس جو موجود ہے جان کا صدقہ مال جب قدرت خطا معاف کردینگے ہم تم ساتھ
ملکر رہینگے بڑے نفع ہونگے مجھے پنجرے سے نکالو مین دون مگر پھر ایسا نہو کہ قدرت معاف نہ کرین میرا مال بھی جائے اور جان
بھی نہ بچے مقام جادو نے کہا مین تو معاف کرا دونگا دل مین بہت خوش ہے یہ خیال کامل ہے کہ یہ جاتے ہی قتل ہوگا مال
کو مجھسے کون پوچھیگا جو لے لینا چاہیے اس مکار کو دھوکا دینا چاہیے قفل قفس کھولا عمرو کو باہر نکالا عمرو نے کمر ٹٹول کر
ایک پوٹلی نکالی کہا بھائی یہ تو موجود ہے بس اب میرے پاس کچھ نہین عمر بھر مین یہی جمع کیا آج تمکو دیدیا مقام جادو
نے وہ پوٹلی کھولی ایک روپیہ دو اٹھنیان دو چار چونیان کچھ دونیان ایک لوہے کی کیل دو گرہ ہلدی کی دو پیسے کھوٹے

جب تو مقام جادو مچلا یا کہا او سار بازار ے تو تو ہزار دو ہزار رکھتا تھا یہ کیا مجھکو دیا ایسا ایسا تو مین روز مرہ خرچ کرتا ہون
عمرو نے کہا مین اسی کو بڑی چیز جانتا ہون یہ لوہے کی کیل ایک مرد آدمی کو دم دیگے ایک پیسے کو خریدی آپ کی آنکھون مین
کچھ اسکی بزرگی نہین یہ ہلدی کی گرہ مین ایک پنساری کی دوکان سے چرا لین کئی سال سے میرے پاس ہین تم اسکو ایسا ذلیل
سمجھتے ہو مقام جادو سمجھا اسکی کمر مین مال بہت ہی بیٹ گیا کمر ٹٹولی کئی پوٹلیان نکلین کسی مین ٹوٹی ہوئی انگوٹھیان چھلے
کسی مین دس بیس روپیہ کسی مین کچھ نگینے مقام جادو نے کہا او مکار تو مجھکو دھوکا دیتا تھا عمرو نے کہا زبردستی مین آپ کو
اختیار ہی حقیر مجبور ونا چار ہو خوشی سے تو مین نہ دونگا مقام جادو نے اور ٹٹولا پوٹلیان بندھی ہوئین کمر مین موجود تھین انکو
جو کھولا تو کسی مین کشمش کسی مین ایک برنی کی ڈلی مقام جادو نے کہا ارے یہ کیا ہی عمرو نے کہا بھائی اسکو نہ چھوؤ یہ
بیہوشی کی چیزین ہین اسکو کھلا کر ہم دشمن کو بیہوش کرتے ہین اگر اب سفارش تو ہماری ضرور کرنا اکیلا نہو وہان جا کر بھول جاؤ
مقام جادو نے کہا نہین مین تیری جان بچا دونگا ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا مقام جادو نے کہا اب اور تو تمھارے پاس
نہین ہی عمرو نے کہا تم بھائی ہو جھوٹ کیا بولون یہ لیکے کمر سے ڈبیا نکالی عقیق سرخ کی ہشت پہل نہایت عمدہ دکھائی
کہ دیکھو بھائی یہ عمر بھر کی کمائی ہی یہ نہین دونگا اگر شاید موت بھی آوے تو میرے مردے کے ساتھ قبر مین رکھدینا مقام جادو
سوچا اسی مین کچھ جواہر ہی کہا خواجہ مین دیکھ لون پھر دیدونگا عمرو نے ہاتھ ہٹا لیا مقام جادو نے عمرو کا ہاتھ مروڑ کے ڈبیا
چھینلی عمرو رونے لگا کہا دیکھو بھائی یہ زبردستی اچھی نہین ہی اسمین زہر ہی سنکھیا ہی کف مار کر دیکھتے ہی مر جاؤ گے آئندہ
تمھین اختیار ہی وہ کھولنے لگا عمرو نے بہت رویا کہا اسکو نہ کھولو میری جان اسمین بند ہی مقام جادو نے نہ مانا اب جو کھولا
اسمین بیہوشی اڑی مقام جادو بیہوش ہوکے گرا عمرو نے خنجر نکالا مقام جادو کا اسی مقام پر سر کاٹ ڈالا کپڑے اتار لیے
طرف اپنے لشکر کے بھاگے گر حیران کہ خواجہ جنگل مین حلقے کمند کے تمھاری گردن مین کسنے ڈالے تھے یہ کیا معرکہ ہی گلیم اوڑھ لی
آکر لشکر مین پہونچے چرچا سنا کہ رات کو صاحبقران جاگ رہے تھے کسی نے انکے گرفتار کرنے کا قصد کیا مگر ہوشیار ہو گئے
شب کو کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا مگر جب خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے گلیم اتاری اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران سے
سب کیفیت بیان کی کہا ای شہریار راہ مین مین نے ساحر کو مارا ہے طرف ابلیس خود پرست کے بیلا تھا مگر زور رفت
ایک گوشے مین سر بہ لگائے ہوئے کھڑا ہی اپنے سب حال سنا مت گھبرا کہ عمرو نے بڑا غضب کیا کہا میں گرفتار کر لونگا
امیر سے عمرو نے کہا اگر مین آپ کے سامنے نہ آؤن گھبرایئے گا نہین مین اب گلیم اوڑھے رہونگا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے مگر
آپ اپنی ہوشیاری ضرور رکھیے گا اب یہان سے دو کلمہ داستان بادشاہ لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین کہ جب دودہ زنگی
نے کئی روز طبل جنگی نہ بجوایا ایکدن دربارگاہ پر جلوہ فرماتے کہ لکہ ہائے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیان بھی پڑین بادشاہ
نے فرمایا قبل از نماز سحر سامان شکار در دولت پر حاضر رہے ہم واسطے شکار کے جائینگے ملازمون نے سامان کیا بادشاہ
سوار ہوکے تاجدار ہمراہ ہین فیروزہ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے وہین نماز پڑھی مصروف
شکار ہوے ایک آہو کے پیچھے مرکب اڑا یا دو پہر کامل وہ آہو بھاگا کا صد ہا کوس بادشاہ نکل آئے ایک مقام پر آگئے
آہو کو شکار کیا گھوڑے پر سے کود پڑے آہو کو بقربانی پہونچایا کھڑے شغل رہے ہین ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا بادشاہ
نے اسکو بھی تیر مارا وہ بھی آہو گرا کہ صحراے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان مشکین پر سوار صاف ثابت ہوتا ہی
کہ نقابدار دوڑے اسکے عقب مین آیا مادیان پسینے پسینے مگر اڑی ہوئی چلی آتی ہی نقابدار نے جو اپنے آہو کو پڑے ہوے
دیکھا نہایت غصہ آیا آواز دی او شخص تو کون ہی کہ جو میرے شکار کو شکار کیا مین عرصہ دراز سے اسکے تعقب مین تھا ایک
تیر کھا کر بچا تھا ابھی گرا دیا بادشاہ نے کہا ای نقابدار صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی نقابدار غصے مین مادیان سے کودا

پھرنے لگی چہرہ اُداس زلفون کو سراسر پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی دل کا پتا تلف ہوا یا پیشانی انور پر شبنم انفعال پسینہ آیا جوش حیرت مین فرش خاک پر بیہوشی اپنے شیدا کو جو ایڑیان رگڑتے دیکھا دل بیقرار ہو گیا خیال مین گذرا اس حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کی دستگیری واجب و لازم ہے محبت شرمائی دل مین یہی آئی سر اُس دل فگار کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا عارض سے گرد پاک کی تپش قلب جو زیادہ پائی عارض پر رکھدیا سینے پر بیمار محبت کے ہاتھ رکھی دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہے کبھی قصد ہوتا ہے اس بیمار دل فگار کو گود مین اُٹھا کر اپنی مادیان مشکین پر ڈال لون میان سے نکلون اس گل تمکین کو خوبی کو اپنے باغ مین رکھیون جب ہوشیار ہو گا حال حسب و نسب بیان کر دیگا وہین رہیگا کیا عجب ہے کہ وہان رہنا قبول کرے چشمون مین یہ نوبت ہوئی کہ ہوش درست نہین یہ سوچ رہی تھی و لولۂ محبت کی تیزی عقل و فراست کی آفت انگیزی کہ صحرا گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک عیار طرار خنجر گذار پشت پر چند سوار اسی جانب آتے ہین اُن سوارون نے جو مرکب خنگ سیہ قیطاس کو دور سے دیکھا سب نے اسی طرف باگ کو منعطف کیا اب یہ نازنین گھبرائی کبھی اسی کے ملازم ہین اسی طرف آتے ہین بتعجیل اُٹھکر اپنی مادیان پر سوار ہوئی طرف صحرا کے روانہ ہو گئی یہ اشعار زبان پر جاری تھے اشعار

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
ادھر آنے مین وہ بچائین طبیعت میری
ناتوانی کا گلا مجھسے ہو کیا تاب اے عشق
تو ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری
ٹھوکرین لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین دل
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری
مرکے سو بار جیون جب بھی نہو شکر ادا
کچھ نہ بن آئیگا بگڑ گئی جو عادت میری
دل سے کہتا ہو جگر وقت خریداری درد
کچھ بتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

میرے رونے کو سنا لائیگی حسرت میری
جان دیکر بھی یہ کہتا ہون انہین کچھ نہ دیا
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
یار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اسکی
آگئی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری
رو کے تقدیر کا رونا کوئی کس کے آگے
لب جان بخش ترے اور شکایت میری
گھر سے اُس بت کے پھرا ہون کہ خدا کے گھر سے
مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری

نہ نکلین غیر کے رونے سے بھی یارب آنکھین
حوصلہ میرا ہے دل میرا ہے ہمت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری
یہ خبر عشق دو عالم سے کیسے دیتا ہے
وہ تو سنتے ہی نہین سنکے مصیبت میری
منہ لگائین تو سمجھکر وہ لگائین مجھکو
ہو گئی فرض احباب کو زیارت میری
یار کو ڈھونڈھ نکالیگی یہ آنکھین جلال

فیروزہ نے بدور سے دیکھا کہ مرکب بالک نسل ہے وہ شہریار آفتاب آسمان سلطنت یکہ تاز میدان جلالت مثل طائر نیم بسمل زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہے فیروزہ بدحواس قریب آیا بالین پر بیٹھ گیا سوارون کو اشارہ کیا کہ گھوڑا نہ دوڑاؤ لو جا کر گل مین تھوڑا پانی لاؤ جب پانی آیا بناہ پانی مشکل تھی اپنی بھی آبرو کی پڑی دو چار چھینٹے آب خنک کے روے انور پر دیے بادشاہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے گمان یہی تھا کہ وہ محبوب جانی یوسف ثانی سامنے ہو گا گلچین گلشن جمال کی کرینگے مگر جب سامنے اُس مہ پارہ کو نہ پایا دل تردد منزل ثریا حواس خمسہ مین فرق آیا خاموش لذت عشق اُٹھا رہے تھے کلام کرنے کو دل نہین چاہتا تھا فیروزہ نے گھبرا کر کہا کیون حضور مین آپ کو کس حال مین پاتا ہون ارشاد تو فرمایئے گھوڑے سے گرنے کا کیا باعث ہوا عجب حال مین آپ کو پاتا ہون کیا حیران حیران چہار جانب آپ دیکھتے ہین آئینۂ رخسار پر گرد ملال بادشاہ نے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

نظارہ مہر وش کرتا ہے جو رخسار کے تل پر
ذرا ایجان رکھکر ہاتھ تم دیکھو مرے دل پر
دکھا کر ابروے خمدار مجھکو بے اجل مارا

ازل سے ابروے خمدار کی اک چوٹ ہے دل پر
سمجھتا ہے فروزان ہے ستارہ ماہ کامل پر
زہے رحمت کہ اُٹھی آگئی تردامنی پل مین
کرونگا خون ثابت گردن خنجر قاتل پر

وہ بسمل ہون کہ دم بھر کا ہوا ہے تیغ قاتل پر
برنگ مرغ بسمل لوٹتا ہون بزم مین تیری
ہزارون بار صف باندھے گئے گو مر مقابل پر
نہ کیون سجدہ ادا پھیلا کے سوئے پاؤن تم

ملی راحت جہان پہونچا مسافر آگے منزل پر
رگون سے ذبح کے دم خون نکلا جیسے ناجو فوارہ
ترس آتا نہین صیاد کو حال عنادل پر
سوال بوسۂ لب پر جواب تلخ سنتے ہین
اسی کوچے مین تو چلتا نہین ہے زور کچھ دل پر
براے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر اُن کی
یقین تھا گیسوے جانان کا دود شمع محفل پر
نہین ہے نار کش مجھسا بھی کوئی باغ عالم مین
جہان دیکھا اسے قاتل نہین ہتا ہی بسمل پر
شب فرقت مین اے دل نالۂ بے سود سے حاصل
نہ رکھتا نور سینے مین جو بس چلتا مرا دل پر

ہوے خورشید رو کے سامنے مہتاب کیا نکلے
پڑے ہین اڑ اڑ کے چھینٹے ان شمشیر قاتل پر
حباب آسا نبیط عشق ہین مین دم کا مہمان ہون
نئی تحریر ہے زبانی ہے تڑپتے ہین ساحل پر
ہواے بال جولی کے جو اڑکر گال پر آئے
سر اپنا کاٹ کر رکھدونگا خود مین پاے قاتل پر
جلانے حکم تنا تک چمن سے اڑ نہین سکتا
ہزارون مین نے آوازے کسے صوت عنادل پر
عجب حالت وفور غم سے ہی کہرام برپا ہے
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر

فروغ اصلا کبھی ہوتا نہین ناقص کو کامل پر
جو سنتے ہین قفس مین موسم گل کی خبر سنکر
جہاز عمر کا لنگر ہوا ہے آکے ساحل پر
قدم باہر ہون کیونکر جادۂ راہ محبت سے
تو مین سمجھا کہ ٹکڑا ابر کا ہے ماہ کامل پر
بجا کہتے ہین اے دل ہمہ علاق ہوتا ہے
نہ کیونکر قول کر رہ جائے مرغ جان بسمل پر
کرون کس طرح ترک دوستی اس دشمن جان کی
تڑپتے ہین کبھی وہ پیٹتے ہین لاش بسمل پر
اسی نے خاک چھنوائی ہے مجکو کوے جانان کی

جو اسیر ہین غم و گھبرا گیا کہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین پانون چومے گرد پھرا دست بستہ عرض کی حضور سمجھکر جواب دین آپ کا جواب ہمارے سوال کے خلاف ہے مراد ہماری یہ صاف صاف ہے کہ یہ غلام قدیم فرزند عمرو جان نثار سر فروش اسی واسطے حاضر خدمت ہے کہ رنج و ملال طبع اقدس کو ہو تو مجھے اسکو دفع کرے رنج و ملال قریب نہ آنے پائے دشمن حضور کا بار ملال نہ اٹھائے اگر کسی مقام پر طبیعت مائل ہوئی ہو تو غلام فوراً فکر کرے معشوق کو ڈھونڈھ کر لائے یا حضور کو وہان پہونچائے بادشاہ نے فرمایا اے دوست صادق اے یار موافق جو دل لذت اٹھا رہا ہے وہ زبان پر نہین آسکتا ہے اپنی یہ کیفیت ہے ۔ نظم

سکندر گر نالۂ بلبل در چمن عیش مکن
چون زلیخا گر بجنگ آریم عمر رفته را
مخفیا اشک ز چشم ترک بیجا حاصل بود

سخت دشوار است گفتن معنی ناگفته را
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفته را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
گرد بد جاروب مژگان خانقاه رفته را

سوزن الماس باید گوهر ناسفته را
بیخبر همت نگیر دامن یاس و امید
چند چون طفلان نگهداری حساب رفته را

فیروزہ نے منھ پیٹ لیا حضور بلے خدا کیسے تو حال مفصل کہیے غلام خاص خدمتگزار با اختصاص بچپن سے حضور کے ساتھ پرورش پائی بہ تصدق بندگان عالی یہ لیاقت ہاتھ آئی حضور کا عیار مشہور ہون مین کسی کام مین مجبور ہون بادشاہ نے کچھ جواب باصواب نہ دیا گھوڑے پر سوار ہو گئے اتنے عرصے مین بیلچے قراول میر شکار وغیرہ بھی ڈھونڈھتے ہوے آگئے چونکہ بادشاہ کے دل مین شرم انتہا کی ہے مجبور سب کے ساتھ ہو لیے مگر حیران و پریشان خاموش دریاے حیرت کا جوش اسی حال پر ملال مین لشکر مین آگئے اسقدر صدمہ رنج و ضبط اٹھایا کہ بیمار ہو گئے آب و دانہ ترک ہوا ایک دن بوقت سحر کچھ تاجدار خدیو سرداران لشکر حضور و مالک براے عیادت حاضر آئے دیکھا بادشاہ جمجاہ نوبت بجان کا رد بانخوان چہرہ اترا ہے گل عارض مرجھائے ہوے آب و دانہ ترک کلام کرنا موقوف کئی دن سے محل مین جانا بالکل چھوڑ دیا ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر مادر مہربان حضور کی حال مصیبت مآل سنکر تشریف لائی ہین سرہانے بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین اے نور نظر پارۂ جگر آنکھین کھولو منھ سے بولو یہ کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بیٹا مین نے سلطنت مغرب کی چھوڑی قبا و جنت آرام گاہ کے ساتھ نکل گلشن حصار مین چلی آئی بڑے بڑے صدمے اٹھائے جب انکو کلیم گوش نے مارا اے فرزند تم شکم مین تھے تمھاری وجہ سے زندگی ہوئی یہ انجام تمکو دیکھکر جیتی ہون کہ لشکر حضور نے آواز دی غلام حاضر ہے ہمارے حضور کا مزاج کیسا ہے ماہ مغربی روتی ہوئی قریب آئین دیکھے آئین کہا اے جانشین صاحبقران تمھارے آگے کے یہ بیٹھے ہین گو دیوان مین بالا تخت پر بٹھایا اللہ نے یہ دن دکھایا

کہ صاحب ملک و مال ہوگے تم ایسے سردار پہلو مین مجھے مقام شکر ہی میرے فرزند نے سلطنت کس لطف سے کی ہر مقام پر ہر ایک
سردار کی مدد کی ملک ہاماوران پر سلطنت ملی کل آرزو کی کھلی صاحبقران نے جو تخت مین یہ لکھدیا کہ جو کوئی خلاف
راے بادشاہ قدم اُٹھائیگا بارگاہ سلیمانی سے نکالدیا جائیگا بڑے لطف سے اس شیوے سلطنت کی آپ سب صاحب راضی رہے
مگر اے کردارائے ہند مین کہتی ہون آج عجب طرح کا حال ہی یا تو بولتے تھے باتین کرتے تھے آج کلام کرنا موقوف ہوا جبسے دل
نگارگاہ سے پلٹکر آئے آب و دانہ ترک ہوا محل مین آنا بالکل چھوڑ دیا مین بدنصیب بوہ دونون وقت دیکھنے آتی ہون آج
عجب حال مین پایا امید قطع ہوتی ہی جون جون علاج ہوتا ہی مرض ترقی پاتا ہی بقول شخصے ع مرض بڑھتا گیا جون جون
دوا کی۔ اب مین کیا کرون براے خدا صاحبقران کو اطلاع کرو کسی عیار تیز رو کو بھیجو لندھور روتے ہوے بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع تھے لندھور نے سب کیفیت رو رو کر بیان کی سب سردار رونے لگے بارگاہ مین شور گریہ وزاری
بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا لندھور نے اُسی وقت شعبان خنجر گزار کو بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے صاحبقران
کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہریار آپ کے بادشاہ عالی وقار عجب عارضے مین مبتلا ہین کہ جسکی تشخیص غیر ممکن ہی غلامان جانباز
امیدوار ہین کہ وہین سے بیٹھے بیٹھے تجویز فرمائیے شعبان خنجر گزار کو یہ نامہ دیا کہا بخدمت صاحبقران پہونچا دو اور زبانی
بھی کہدینا کہ قلعہ سواد نگار پر فروکش ہین ابھی تابہ طلسم نور افشان نہین پہونچے راہ مین مقابلہ پڑا ہی شعبان روانہ
ہوا اِنکو یہان خواجہ عمرو و بخت گرفتاری کلیم اور شمع پھر اگئے ہین جو کوئی ایسی ہی ضرورت ہوئی براے چند ساعت
اپنے کو ظاہر کیا کبھی لشکر کفار مین کبھی پلٹکر خدمت صاحبقران مین آئے صاحبقران پر ہوشیاری کی تاکید کی حضور
ہر وقت اپنے کو ہوشیار رکھیے گا کہین ایسا نہو دشمن کا پنجہ قابض ہو کیا کہون مقام افسوس ہی کہ دشمن نہین ملتا اب تک چالیس
پچاس سردار وہ مکار چرا کر لیگیا ابھی تک نام نہین کھلا عقل سے ظاہر ہوتا ہی مدبر ہی اپنا نام نہین ظاہر ہونے دیتا مقام
جادو سے کیا کیا فتنین کہین مگر اُسنے نام نہ بتلایا یہ ذکر تھا کہ شعبان آکر پہونچا صاحبقران شعبان کو دیکھکر
گھبرا گئے فرمایا خیر تو ہی شعبان نے عرض کی آپ کے جانشین نے یہ عرضی بھیجی ہی ملاحظہ فرمائیے سب حال کھل جائیگا
امیر نے عرضی کو کھولا حرف حرف پڑھا تھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا ارے شعبان تو ہمیشہ بادشاہون کا
عیار رہا تو نے آنکھون سے کیا دیکھا شعبان رونے لگا کہا عرض کرون حال کہنے کے لائق نہین ہی وہ کیفیت حضور
کی دیکھی کہ بیان نہین کرسکتا خدا کرے پھر جا کر جمال جہان آرا بخیر و خوبی دیکھون صاحبقران نے فرمایا کیا مشکل ہی
مین مقابلے مین مینا نگار کے فروکش ہون دو دن طبل جنگی بجا بیس بائیس سردار اُسکے مارے اب دو ہفتے سے طبل جنگ بھی
موقوف ہی ای شعبان چالیس سردار چوری گئے آنے والا روز میری فکر مین آتا ہی مگر اللہ مجکو بچائے ہر ہر وقت
میری ہی فکر مین رہتا ہی مگر خواجہ اکیلے مین گرفتار ہی ہوگئے تھے خدا نے بچایا مین نے کھانا سونا سب موقوف کردیا
آٹھ پہر ہوشیار رہتا ہون بارگاہ سے باہر نہین نکلتا یہ خوب ثابت ہوا کہ ساحر نہین ہی مثل شیطان کے مخفی رہتا ہی
ہمارے یہان جو گذرتی ہی اُسکو خبر معلوم ہوتی ہی وہان کا حال کیونکر کھلے آج تک قیدیون کا حال نہ معلوم ہوا
کہ کہان قید ہین کسطرح گرفتار ہوے واے برحال خواجہ عمرو اکیلا کیا کیا کرے میری حفاظت دشمن کی جستجو لشکر کا
خوف اُسکو مین کیا کہون انصاف شرط ہی خدا اُسکی آبرو بچائے دشمن سخت سے مقابلہ ہی ایسا معرکہ کبھی نہین پڑا ساحر آگے عیار
بڑے بڑے ملے مگر ایسا سانحہ کبھی نہین گذرا کہ دشمن معلوم نہو کہ کون ہماری فکر مین آتا ہی انسان ہی کہ حیوان میرا جانا
ناممکن ہی بادشاہ کو خدا کے سپرد کرتا ہون مگر خواجہ عمرو تم جاؤ جسطرح ہوسکے اپنے کو وہان پہونچاؤ حال دل دریافت
کرو اُسکی کوشش کرکے آؤ ہم اس مصیبت کو جھیلینگے جان پر کھیلینگے اگر گرفتار ہونا تقدیر مین ہی کیا چارہ اگلوہی [illegible]

گیا انشیا عمرو بیان صاحبقران پر بہت رو یا کہا ای شہریار اسوقت میرا جدا ہونا سراسر خلاف ہی مگر حقیقت مین خبر لینا بادشاہ کی دا آب ولازم ہو مین سے حکم لگاتا ہون کہ کسی پر مائل ہو لے کسی کے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے مزاج مین انتہا کی شرم ہی فیروزہ بن عمرو ای چھوکرا ہی اُسنے پوچھا ہو گا نہین نے نہ بتایا اپنی جان پر صدمہ لیا بغیر میرے جائے کچھ نہ بن پڑیگا مگر خبردار موج میان رنگی جسم خاکی وہان جاتا ہی بخوبی صاحبقران کو سمجھا کر عمرو تھا سردار موجود مین انہی تاکید کی کہ یارو برائے خدا بخوبی ہوشیار رہنا جاگ کر بسر کرنا دن کو بارگاہ مین رہنا شب کو جاگنا کوئی اپنا بیگانہ بارگاہ مین نہ آنے پائے انشاء اللہ اس مشکل کو بھی پروردگار آسان کریگا اس جانے سے بھی کچھ مطلب ہوگا یہ کہکر یا نہائے عیاری سے آراستہ ہوا اور چل نکلا بعد قطع منازل وطی مراحل لشکر ظفر اثر مین عمرو پہونچا جو ملا اُس سے خبر بادشاہ کی پوچھی کہا عجب صورت ہی کیا بیان کرین آب و دانہ ترک تخت پر جلوہ فرما نہین ہوتے بات چیت کرنا موقوف کی آٹھ پہر پڑے رہتے ہین عمرو چپکے اسی بارگاہ مین آیا جہان بادشاہ تھے دیکھا خاموش پڑے ہین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران زمان کو عرض کی تھی برائے عیادت قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہین بادشاہ نے آنکھین کھولین عمرو نے ہاتھ گلے مین ڈالدیے اتنا کہا کہ مزاج شہنشاہی کیسا ہی بادشاہ رونے لگے عرض کی ای شہنشاہ عیاران آپ نے والد نامدار کو سلطنت عطا فرمائی اس غلام کا نجم اقبال عرش تک پہونچا آپکے تصدق مین یہ مرتبہ پایا اب تو یہ کیفیت ہی یہ چند اشعار آبدار موافق ہمارے حال کے ہین نظم

یار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر مین ہون
کس سے مانگون دل گم گشتہ کو ششدر مین ہون
تیغ میرے گلے پر ہی چھری مین ہون خنجر مین ہون
حشر مین کسکے ستم کی مین کرونگا فریاد
اور مہمان تمہارا کوئی دم بھر مین ہون
پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہی وہ ماہ
مضطر انگوٹھی کیا جسنے وہ مضطر مین ہون
بام پر اُسنے بلایا مجھے معراج ہوئی
آپ بیٹھا مین ہون اور آپسے باہر مین ہون
ایسے میخانے کے مینوش ہین ہم ای زاہد
یار کہتا ہی کہ زیر دم خنجر مین ہون

پھیکے دل تو جتاتے ہو ستمگر مین ہون
سر ادا یار کی کہتی ہی کہ دلبر مین ہون
تیری آنکھون سے تری آنکھ بری ہون تیری
مجھسے کہتا ہی وہ بت دا اور محشر مین ہون
ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو
چاند سورج کیطرح دیکھ لو گھر گھر مین ہون
آرزو ہی یہ کوئی آکے لے سیت پر
کیون اُتر کر نہ پکارون کہ پیمبر مین ہون
کوہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب
جیسے ہر قسم کا اشارہ ہی کہ کوثر مین ہون
موج دریائے الٰہی کو نہین سکتی ہی جلال

چین اکدم نہین گردش مین برابر مین ہون
اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جا بر مین یا ہون
کیون لگے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہی وہ بت
مجھسے ظالم کو دیا دل وہ دلاور مین ہون
نزع مین رو گئے ہو مجھسے ستم کرتے ہو
آپ کی بزم مین آج آپ سے بہتر مین یا ہون
بیٹھے قاصد سے وہ آئے جو سنا حال مرا
دیکھ تو ٹکڑوں کے آنکھین ترے سر پر مین یا ہون
ہون مجھے شوق نے بیخود جو کیا کیا حاصل
ٹھوکرے آگے صدا دل نہین پتھر مین ہون
روک لون اپنا گلا کاٹتے مین ہاتھ نہ کیون
آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر مین ہون

یہ اشعار پڑھکر بادشاہ بہت روئے عمرو نے کہا ای شہریار ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ طبع اقدس ملول ہونے کا باعث حضرت عشق ہو اپنے دل کا حال کس سے کہئے ای شہریار مجھسے مفصل ارشاد فرمایئے مین تدبیر کرکے جاؤنگا ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی دل تردد منزل قدمبوسی صاحبقران کا مشتاق ہی چالیس سرداران نامی وپہلوانان گرامی گرفتار پنجۂ تقدیر ہین آٹھو پہر دشمن فکر مین صاحبقران کی رہتا ہی مین بھی یکہ گیا تھا مگر راہ مین چھوٹا ساحر کو مارا آپ دیر نہ کرین زیادہ رہنا میرا باعث خرابی ہی دل کو جلائی کہ راز کو جا کر کہہ لون وہ کون صاحب ہین کہ اسطرح مخفی ہو کر آتے ہین کہ ہم نہین دیکھ سکتے وہ دیکھنے والا سب کو دیکھتا ہی بادشاہ نے کہا ای جد عالی تبار آپکے سامنے بیان کرنے مین حجاب دامن گیر ہی عمرو نے کہا ای فرزند مجھسے نہ چھپاؤ ورنہ مشکل ہوگی بادشاہ نے آنکھوں مین آنسو بھر کے یہ اشعار رقم کے پڑھے نظم مصنف

کتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
لکھتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم او
غلطی ہی سے تجھے ہم تو سمجھا خوان محبت
دکھلا دو ہمین سیر گلستان محبت

اک دام میں صیاد کے اک عمر بگڑ رہوں
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

قمری و ہما دل ہیں اسیران محبت
یاد ابروے دلدار کی ہنسی ہے قمر کو

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا ہم نے
ہے وردِ زبان مصرع دیوان محبت

عمرو نے کہا اب صاف صاف فرمایئے طول نہ دیجیے بادشاہ نے فرمایا ای شاہنشاہ سر عیاری و یگانی اریکہ خنجر گزاری آپکے بعد دودہ زنگی سے بڑے بڑے مقابلے پڑے شیران دشت نبرد خوب لڑے دودہ زنگی کے ہاتھ سے چالیس پچاس سردار زخمی ہوئے چار پانچ سردار سپاہ گلشن جان ہوئے چھ سات میدان داریان ایسی کین کہ یہ آفت بپا کی ساتوین میدان داری مین ہوا نے جلبلا کے پکار امین نے قصد کیا تھا چاہتا تھا کہ تخت پر سے اترون کہ عمر نامدار رستم عالیمقدار اسد مالاک ابو ذوقلی صف سے نجاکر نکلے آکے پایۂ تخت تھام لیا کہا ای فرزند ہو سکتا ہی کہ ہم زندہ رہین اور تم میدان میں جاؤ یہ کبھی ہم کو گوارہ نہو گا مین نے مجبوری اجازت میدان دی مقابلے مین دودہ زنگی کے پہونچے اسنے گرز مارا گھوڑا اسکا کام آیا بس غشتے مین اتنے ہوشیار ہوئے عیار سے لمکر زیر شکم گرگدن پہونچے اول تو کمیشہ برابر نیل مست کے وہ ملعون دیو خصال عفریت سال مع گینڈے اسکو اٹھایا اور طرف دریا کے پھینکے منظور تھا کہ اسکو غرق دریائے لعنت کرون لوگون نے غل مچایا اسکو حجاب ہوا اسنے لنگر مارا ساتھا اس شیر کا ٹوٹ گیا دودہ زنگی کو پھینک کر گرے مین رہتا پیٹتا بالین پر پہونچا بارگاہ سلیمانی مین اٹھا لایا اسوقت ایک قیامت برپا تھی محلات شاہنشاہی سر پیٹتے نکل آئے امید زیست نہ تھی چار پہر کے بعد غش سے آنکھ کھولی تیغ و سالم انھے فرمایا مین نظر کردہ ہوا بزرگان دین خواب مین آئے ملکہ رابعہ نے کہا مین اپنے فرزند کی جھپی کر دیتی گود مین لیکر تارے دکھیونگی مگر وہان دودہ زنگی بھی جاکر بیمار ہو گیا اسدن سے آج تک طبل جنگی نہین بجا دو ہفتے کا زمانہ گذرا مین واسطے شکار کے گیا ایک عالم میاک میت دجالاک سے مقابلہ پڑا کیا کہون ابروے خمدار کے زخم دل پر پڑے بیہوش ہو کے گر اٹھا کی زبانی سنتا ہون سرانے اپنے بیمار کا اٹھایا اپنے زانو پر رکھ لیا نہین معلوم کیا قصد تھا ہمارے ساتھ والے ہمکو ڈھونڈھتے ہوئے وہین پہونچے اسکو دیکھ وہ خیالی ماد بان پر سوار ہو کر چلی گئی میان عیار صاحب فیروزہ بن عمر و جمیل پہونچے وہان سے پانی لاکے میرے حلق مین ٹپکایا تب مجھے ہوش آیا اسدن سے بیقرار ہون ای عمر نامدار کیا کہون جو دل کا حال ہے اب روزانہ ترک ہو نیند کو آنکھون سے نفرت ہو آنسوین بھری کالی کیونکر چین آئے پروردگار کسی کو یہ مصیبت نہ دکھائے نظم

نہ ٹھہری جب کوئی تدبیر دل کی شکل عیدون مین
نہین معلوم کیا باتین ہین وہ بے اعتبارون مین
رہے داغ تمنا سبکو تنے تیرے سر مین اپنی
کہ گردش ہی نہین باقی ہین کج انکے ستارون مین
کسیکے عشق مین دردِ جگر سے دل یہ کہتا ہے
یہاں ہے عقلمند وہین ہی ہے ہوشیارون مین
خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کو تیرے
کہ ٹھون مین ادا وہین گنا ہون مین اختیارون مین
نہین جیتا کبھی مایوس وصل یار کا ہرگز
اگر اٹھتی بھی ہے جاتی ہے خاکسارون مین
نہ جیتو نگا جلال آہ ہین کہ اسکی خاک ہی پیتے

تو آ نکلے تڑپ کر ہم تمہارے بیقرارون مین
جدائی عاشق ناشاد کی معشوق کا جو بن
مگر دیکھیے حسرت جو تھے امیدوارون مین
جو اپنے تیر کے پیکان کی ہے جستجو تمکو
ادھر بھی آنکلنا ہم بھی ہین امیدوارون مین
وہ ماتم بزم شادی ہے تمہاری جسمین شرکت ہو
یہ دل ہین لگے سینون مین کہ عمر دین مزارون
کبھی کچھ دلکو دیتی ہین تسلی ہچکیان آکر
نہین مرتے قیامت تک جو ہین امیدوارون
ہمارے دل نے تمسے بیوفائی کرکے کیا پایا
فلک نے نہیں مٹا ہی سمجھکر خاکسارون مین

مگر کھلتی ہے تمہیں تیری عمر دل سے اشارون مین
یہی سب کچھ مگر دونون بجیب اعتبارون مین
فلک کو دیکھکر دنگ در ہوتا ہون شب فرقت
چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھتے ہم دل فگارون مین
محبت مین تمہاری جسنے مقتول ہو جی کھوئے
وہ مرنا زندگی ہے تم جہان ہو سوگوارون مین
کیا تمنے جو قصید دلربائی بن گیا جھگڑا
یہی تو رنگی ہین بس کسیکے یادگارون مین
تعلی سے یہ نفرت ہے کہ بعد مرگ خاک اپنی
وہان بھی جاکے ٹھہرا یا گیا بے اختیارون مین
کیا گذارش گردن بچہ کبھی راتون کا

طول بلا کا تزول صورت زیبا کی یاد دل سے فریاد کشتہ ہوش بیٹھا ہون جب ہوش آیا خاموش حیران حیران

ایک اندھیرے کو دیکھتا ہون فرزند آپ کا فیروزہ خدمتگاری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتا مگر یہی دل مین خیال آیا کہ اس راز کا ظاہر کرنا مناسب نہین سچ ہے غم اُٹھاؤ اس آگ کو جہانتک ہوسکے چھپاؤ آپ کو اپنا بزرگ سرپرست جانکر سب کیفیت عرض کی یہ کہکر سعد بن قباد نے تاج قدمون پر رکھدیا عمرو نے کہا برائے خدا مجھے گنہگار نہ کیجیے فیروزہ میرے ساتھ چلے وہ جگہ مجھکو بتا دے مین برائے جستجو جاؤنگا آپ کے اقبال سے مطلب کو حاصل کرکے آؤنگا بیکار نہ بیٹھونگا مجھکو ایک ایک دم زہر دم تھا نہین معلوم میرے آقا پر کیا گذری یہی خیال آٹھ پہر ہے فیروزہ نے عمرو کو بلایا بادشاہ نے بہت سا روپیہ نثار کردیا عمرو نے لیکر زنبیل مین رکھا محل مین آیا ماہ مغزلی نے آکر دامن پکڑ لیا کہا خواجہ اپنے غلام کی خبر لو سلطنت آپ کی وجہ سے ہے مجھسے قباد شہریار کہا کرتے تھے کہ یہ سلطنت خواجہ عمرو نے دلوائی زنبور دزد ہمارے ہاتھ سے فتح کرایا یہ آپ کا فرزند ہے مجھ بیوہ کی ضعیفی مین عصائے پیری آپ کی دستگیری واجب و لازم ہے عمرو نے کہا مان صاحب حال تو دریافت کیا اب برائے تلاش جاتا ہون مگر مصیبت یہ ہے کہ جیب پاس نہین راہ مین کیا خرچ کرونگا وہ تو صاحبزادے ہین انسے زیادہ کہنا مناسب نہین ملکہ ماہ مغزلی نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر حاضر کیا عمرو نے لیلیا کہا اب جاکر رہن رکھتا ہون یہ کہکے باہر نکلے فیروزہ کو ساتھ لیا اُس مقام پر آئے جہان بادشاہ بیہوش ہوئے تھے فیروزہ تو بتا کر چلا گیا خواجہ نے اُس مقام کو دیکھا مرکب کے جانے کا خیال کرکے نقش پاسے آنکھین لگائے ہوے چلے جاتے ہین تین دن اُس وادی وحشت مین عمرو دیکھا کچھ نشان نہ پایا تیسرے دن صحرا مین دن بھر پھرا شب کو ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا کمر مین کمندین باندھکر غل مین لپیٹ دی جب بڑی رات گئی ایک طرف روشنی معلوم ہوئی عمرو غل سے اُترے روشنی کی جانب چلے صبح ہوتے سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہے سپاہی جابجا بیٹھے ہین عمرو کو یقین ہوا کیا تعجب ہے کہ اس باغ مین وہ گل گلشن محبوبی موجود ہو اسوقت سناٹا معلوم ہوتا ہے صبح کو دریافت کیا جائیگا ایک طرف صحرا مین گئے جا بانتہر تھا ہول کو آرام مین آخر ٹہلتے ٹہلتے طرف باغ کے چلے تھے کہ دیکھا ایک کنیز اسی طرف آتی ہے مگر مست مے شباب چٹکیان بجاتے گاتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہے سانولی صورت وقت شباب رعنائی سے کامیاب پھولے پھولے گال دہنے نزدیک آنکھین رشک غزال زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئی آپ ہی آپ ہنستی ہے جو جوان اسکی جانب دیکھتا ہے اُس پر آوازے کستی ہے بقول شاعر

لال نیفہ ازار بند ہرا ✦ انگیا اک کنبیون کا ٹمن

کھیلتی ہنستی کھلکھلاتی ہوئی ✦ آنکھ اک ایک سے لڑاتی ہوئی

عمرو نے پکارا بی جانے والی ذرا ادھر بھی دیکھنا وہ ٹھٹکی ایک جوان کو دیکھا ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہتا ہے میرے پاس آؤ کنیز نے کہا وہان کیا ہے مین نہین آتی جان پہچان بڑی خالہ سلام علیکم ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے سپاہی کو پکارون کمدون یہ مجھکو چھیڑتا ہے عمرو نے کہا حضور مین نے تو کچھ نہین کہا مین تو تابعدار ہون ایک بوسے کا امیدوار ہون عنایت فرمائیے کہا اچھا مین آئی دیکھون تو تیرا کیا کریگا کیا مجھے کھا جائیگا مین حلوہ نہین ہون ذرا مجھکو ستائیگا غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اُٹھاؤنگی تمھاری ہڈیان کٹوا دونگی عمرو نے کہا تم تو ناحق کو خفا ہوتی ہو مین تو غلام ہون کنیز نے کہا اپنی جورو کا غلام ہوگا مجھے ان باتون سے کیا کام مگر دیکھین تو آتی ہون دیکھون تو کیا کریگا کیا زبردستی ہے عمرو نے کہا مین نے کچھ عرض نہین کیا اور بات کا کیا ذکر ہے فقط دیکھ لینے کو تمھارے غنیمت جانتا ہون مین تو کئی مہینے سے آتا ہون آج مین نے اتنا کہا جب مجھسے صبر نہ ہوسکا ناچار ہوا کنیز نے کہا صاحب سنو ملکہ عالم کی مین مقرب ہون مجھے دم بھر فرصت نہین ملتی مین گھڑی گھڑی سے بات کر سکتی ہون تمھاری بھی خوشی ضرور ہے انسان کا راضی کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے قریب آئی عمرو جان جہان کہکر لپٹ گیا کنیز کا تڑپنا پھڑکنا کبھی دھکیلے ہاتھون سے مارنا کہنا ارے نگوڑے چھوڑ دے دیکھ نانی آتی ہین خالہ اماں ان دیکھیگی

خواجہ سے اسی لپٹ جھپٹ مین پہونچی منہ پر بل دی کنیز مذکور بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو زنبیل کیا اُسی کی شکل بنکر شرپر کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

مگر بوستان پر بھی جوبن پر اترا	وہ جوبن کہ نہرین چمن کی بہار	جسے دیکھ کر گل ہو رنج و محن	لگے سرو و شمشاد اٹھنے بین
کسی جا ثمر سے شجر باربار	زمین بوس اٹھ اٹھ کے ہون بار بار	شگوفے کی بو بو لہر ہو گئی چمن	پرندے چہکیں ہر طرف پاؤں یاد
کہیں اک تختے مین پھولوں لالہ زار	دل عاشقان جس سے ہو داغدار	وہ غنچے کھلے بن سن کے تھے تنگ	ہزاروں کرین بلبلیں چہچہے

سرمست ہوائے نوش نوجوانان چمن سنے کنار نسیم عنبر شمیم کے چلنے سے جوش بہار چند کنیزین اٹھلاتی کودتی چلی آتی ہین اب عمرو کو خیال آیا کہ جسکی شکل بنے ہو اسکا نام بھی نہ دریافت کیا کہ ایک نے پکار کر کہا اری شگفتو کہان پھرتی ہو عمرو نے کچھ جواب نہ دیا اُسنے قریب آکے ہاتھ پکڑ لیا کہا او خیلا جواب نہین دیتی بڑی اُچھال چھکا ہو عمرو نے ہنسکر جواب دیا تو کیا جانے ابھی بڑا تماشا ہوا مین کوٹھے پر چڑھی تھی ایک مرد و اکسن طرحدار جوبن کی بہار لباس عمدہ گجرے جیولون کے ہاتھ مین غرض بات بات مین ہاتھ جوڑے کھڑا اشارون سے مجھے بلاتا تھا اسی واسطے مین باہر گئی وہ مجھکو دیکھکر آپ سے باہر ہو گیا کہا کہون کیا کہتا تھا مین نے باتون مین ٹالکر کل کا وعدہ کیا ہے اب کل کہو کیا کہون وہ ہنسی کہا اری تیرا بھی عجب حال ہے بڑی نکی چھنال ہے مالک کا تو یہ حال مجھکو مسخرہ پن سوجھا ہے ابھی اٹھی ہین آپ ہی آپ رو رہی ہین مین نے جو پوچھا جھلاکر جواب دیا تجھسے کیا کہین اب گلچہرہ وزیر زادی و چند مصاحبین گئی ہین دیکھیے کیا ہو عمرو بھی اُسکے ساتھ چلا تب بارہ دری تک پہونچا تھا کہ آہٹ ہوا ملکہ تشریف لاتی ہین اب عمرو نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مگر اداس آنکھون مین حلقے چہرہ زرد لب پر آہ سرد کلیجے پر ہاتھ مصاحبین ساتھ ساتھ خرامان خرامان چلی آتی ہے عمرو دیکھکر خوش ہوا دل مین کہتا ہے کیا عجب ہے یہی معشوقہ پری پیکر مطلوب بادشاہ جہاجاہ ہو آثار محبت چہرے سے ہویدا ہین نیرنگ الفت طریقے سے پیدا ہین عمرو بھی ساتھ ہو لیا صحن باغ مین چبوترے پر فرش بچھا تھا اسپر آکر مسند پر سر جھکاکے بیٹھی کنیزون نے عرض کی کہ کئی دن سے مزاج اقدس جو بے لطف ہے حضور نے گانا بھی نہین سنا گلشن ڈومنی عرصے سے حاضر ہے اگر حکم ہو تو اُسے بلا مین گھڑی دو گھڑی یہ جو ناچ گانے کا رہے کہ مزاج بحال ہو حضور کے انتشار سے سب بے لطف ہین رنگ باغ دگرگون مصاحبون کا کلیجہ خون اس خوش خصال نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تم سب صاحبون کو اختیار ہے ہمارا دل بہت بیقرار ہے ناچ گانا جب پسند آتا ہے بقول مطلع مصنف کیا بنے کیا خاک کوئی رو سکے ✤ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ✤ مصاحبون نے جو اتنا اشارہ پایا پکار کر آواز دی ارے گلشن کو بلاؤ عمرو یہ سنکر دوڑا ایک کنج مین گلشن لباس فاخرہ پہنے ہوے گھنگرو باندھے بیٹھی تھی عمرو نے آتے ہی کہا بوا گلشن چلو ملکہ نے یاد فرمایا ہے گلشن نے کہا شگفتو مجھکو تو آج صبح کی بہت عادت ہے بھلا ان باتون سے نفرت ہے مین پہلے ہی سے تیار بیٹھی ہون دعائین مانگ رہی ہون کہ بی بی بلائین ہم اپنا کمال دکھائین عمرو نے کہا بوا ایک بات تو سنو مین سب طریقے بتلا دون یہ کہکے گلشن کو الگ بلایا ترکیب سے بیہوش کیا کنج باغ مین اُسکو ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آئے مگر جیب جیب دل پراگندہ سر جھکائے ہوے ملکہ کو سلام کیا آنسو ٹپک پڑے ملکہ نے کہا کیون گلشن کیسی طبیعت ہے کیون روتی ہو کہا حضور کچھ نہین یہ غزل سنیے غزل

وہ آدمی ہے جسے عشق کا مذاق نہین	زمین سے عرش پہ جاتا ہے وقت فکر سخن		جمال یار کا کس دل کو اشتیاق نہین
وصال کی کبھی نہ آرام سے کٹین راتین	وہ کون شب ہے جو اندیشۂ فراق نہین		ہمارا توسن مضمون کم از براق نہین
کرنا توان نہین مجھسا کبھی کوئی قاذ نہین	جھکائین ابرو بت کے حضور کیا سر کو		مین پاس لیتا ہون اُنکے وہ ڈھونڈتے ہین مجھے
علی کو کمک بھی نبی نے فرمایا	یہ دونون ایک ہین انمین ذرا نفاق نہین		در خدا نہین بیت الحرم کا طاق نہین
			وہ نقد دل مرا ہاتھون مین لیکے کہنے لگے

جب میں نے یہ غزل عاشقانہ گائی وہ بھی مثل مرغ بسمل بیخود ہو گئے تھے وہ یہ غزل ہے غزل

اک اور غل اسی ہنگامے کے برابر تھا
اسی نے ہجر میں برسوں ہمیں جلا رکھا
تمہیں پسند نہ آیا ہمیں بھی دو بھر تھا
مرا رقیب مری بیخودی تھی شب وصل
مری دعا میں بھی مضطر تھا میں بھی مضطر تھا
برس گیا جو مرے میکدے پہ ابر کرم
خلاف مجھسے جدائی میں دور ساغر تھا
چلے تھے کعبے کو ہم بتکدے کو جو آئے
نکالا وقت اسکو بھی تھی گیا کسی کا خنجر تیغ
خدا کے سامنے شوخی کو صبر کی وہ بتو
نہ شیشہ تھا نہ خراباتیون کا ساغر تھا
ہمارے سوز دروں نے دکھا دیا جو اثر
برنگ سایہ جہاں گر پڑے وہ بستر تھا
ہمیشہ منزل مقصود میں تباہ پھرے
قریب تو رگ گردن سے زیر خنجر تیغ
ہے تنگ میں وہ جبتک نہ دل کو چین آیا
تمام ایک ہی جھگڑے میں روز محشر تھا

چلے گئے جسے ٹھکرا کے تم مرا سر تھا
نہ تھا رفیق تمہارا غم رفیق پرور تھا
یہ کیا خبر تھی کہ رسوا کرینگے دیدہ و دل
کسی کے آتے ہی میں انجمن سے باہر تھا
برنگ آبلہ ہم پھوٹ پھوٹ کر روئے
گناہ بولے یہ سب فیض دامن تر تھا
چمن میں سنکے ترے چہچہے مرے نالے
سنا جو راہ میں وہ بھی بتوں ہی کا گھر تھا
جلا دی آگ سے طور آہ سے ترا معمور
تم آگے حشر میں ڈر جاؤ گے یہی ڈر تھا
اٹھے جو محفل جاناں سے تھا بغل میں دل
شرارے اٹھتے تھے اس داغ میں بھی جو مجمر تھا
پھرے رہے یہی دو دن عشق میں تجسے
رفیق گردش پہ گرد باد رہبر تھا
نہ دل کو عشق میں سمجھا سکے نہ ناصح کو
ہماری آنکھ بھی شاید رقیب کا گھر تھا
اسی کے گھر تھے دل و چشم و عرش و کعبہ و دیر

جہاں تھا حشر وہیں کوچۂ ستمگر تھا
صدائے آفریں جو پکارا مرا مقدر تھا
نہ پوچھو پھینک دیا کیوں نکال کر دلکو
بتوں کا ساتھ نہ دیتے اگر تو بہتر تھا
شب فراق میں کہتا تھا کچھ پکارا کچھ
کسی کا چھیڑ کے کچھ پوچھنا بھی نشتر تھا
فلک کیطرح بدلتا تھا عیش کو غم سے
زبان لنگ تھی بلبل کی گوش گل کر تھا
لگے ہے کیوں نہ لگا بسملوں کے پیکاں تھا
یہ برق تھی وہ شرارہ یہ دل وہ پتھر تھا
دل خراب ہی ملنا تھا مجکو روز ازل
شکایتوں کا ذخیرہ گلوں کا دفتر تھا
گلی میں یار کی ہم بیٹھ در پس دیوار
زمانہ تھا نگہ یار تھی محبت رہتا
گلا نہ کاٹ سکے ہاتھ رک گیا آخر
غضب میں تھے کہ یہ خود را تھا وہ خود سر تھا
دعائیں تمہیں دیتے سب اہل حشر پھرے
کدھر تلاش کو جاتا جلال خستہ تن تھا

انکے بھی عارض انور پر اشک حسرت جاری تھے غرض ایسا معاملہ ہوا کہ میں کچھ نہ کہہ سکی نہ انھوں نے اپنا حال کہا درمیان میں پردہ رہ گیا مطلب یہ ہے جو آئی شکل اپنے آپ کو بھی پایا چہرے پر آثار حضرت عشق کے پائے جاتے ہیں جیسے تیرے صاف صاف کہدیا آپ بھی نہ چھپائیے میں آپ کے واسطے کوشش کرونگی ملکہ نے کہا اے گلشن کیا کہوں تونے جو تعریف میں تصویر دکھائی بالکل میرے مطلوب کی ہے مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ بھی مجھپر مایل ہوے ہوں ہر چند تیرے ناز و کرشمے گانا بجانا سن بھی تیرا کم ہے تمہارا باطرز رنگیلا حقیقت میں عابد کش زاہد فریب ہے مگر وہ بادشاہ جلیل [illegible] ہیں اگر توجہ کرنے بھی فرماتے دو چار دن نہ جاتی مجرے کے روپیہ دیدیتے تمہاری کیا مجال تھی کہ جا سکتیں گلشن نے کہا نہیں حضور میں جہاں جاتی ہوں پہلے وعدہ کر لیتی ہوں کہ میں حضور کی نوکر ہوں گھنٹے دو گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرونگی یہ بھی انکے گوش زد ہو چکا تھا پھر کیونکر روکتے مگر آپ نے انکو کہاں دیکھا ملکہ کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے کہا اے گلشن عجب معرکہ گذرا بیان نہیں ہو سکتا میں کمبخت شکار کو گئی خود شکار ہوئی میں نے ایک آہو پر تیر مارا وہ تیر اوچھا پڑا وہ ہرن بھاگتا ہوا جاتا تھا وہ ایک نخل کے سائے میں کھڑے تھے ایک آہو کو شکار کر چکے تھے اس آہو کو بھی شکار کیا میں نقاب دار تھی ہوئی بیہوشی ہر چند کہ رعب و جلال انکا ایسا تھا کہ دل کانپ گیا مگر ان پر ہاتھ تلوار کا مارا انھوں نے تلوار جھیلی مجھکو مار دیا ان سے اٹھا لیا نقاب چہرے سے اٹھی پھر مجھکو خبر نہیں وہ بیہوش ہو کے گرے میں چلی اب صورت زیبا کو بغور دیکھا کہ تیرے سامنے کیا تعریف کروں جو سراپا تونے دکھایا بس یہی نقشہ ہے جو فی محبت میں

سرا اُنپر رکھا اب تعجب ہوا کہ ہوشیار کرون اُنکے ملازم چند سوار ایک عیار اُنکو ڈھونڈھتے ہوے آتے تھے اُنکو دیکھکر مجکو شرم آئی اپنی مادیان پر سوار ہوکے چلی آئی اُنپر یہ کیفیت ہے بقول شاعر قطعہ

کہان سے لاؤن اتنے باخدا دل
جگہ دل مین کسی کے اپنی کرتا
وہ بولے کھینچ لایا آپ کا دل
کسی کی آہ کا مطلق نہین خوف
نکالے پھر تو اپنا حوصلہ دل
کسی سے ملکے یہ بیگانہ واری
ہوا اپنی شرم بھی کچھ آپ کا دل

وفا کرتے ہین کس سے بیوفا دل
وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
ملا مجکو جو داغ عشق سمجھا
دکھاتے ہین جو دل اُنکا بڑا دل
کہو پہلو تہی کیجائے کس سے
ادھر تو دیکھو او نا آشنا دل
جلال اب ہاتھ آئے یا نہ آئے

طلب کرتی ہے اُسکی ہر ادا دل
بہت پچھتاؤ گے لیکر مرا دل
جو پوچھا کیونکر آ نکلے ادھر تم
دیا اللہ نے پھر دوسرا دل
نکل آئے تڑپ کر اُسکے آگے
سوا تم دل سے ہو تم سے سوا دل
وہ کہتے ہین محفل وصل شب کو
ٹھکانے سے تو گم ہوکر لگا دل

گلشن نے کہا واری معلم عشق نے سب کچھ تعلیم کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا ملکہ نے کہا ای گلشن مین تو سمجھتی تو کہ ذہن نے کیون نہ جگا دیا نام و نسب و مقام سکونت تو دریافت کر لیتی کسی حیلے سے نامہ بر کو بھیجتی کچھ پیام و سلام ہوتا اتنا تو حال کھلتا کہ ہمارا تو یہ حال ہوا اُنپر کیا گذری مگر وہ مرد مین تمھاری زبانی معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے خواہان ہوے اسی طرح کسی اور ماہ پیکر سے دل بہلا لیا ہوگا اگر اتنا دریافت ہو جاتا کہ ہمارے بھی خیال مین ہین تو تدبیر ملاقات کیجاے اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ ہماری پروا نہین اُنکے دل مین ہماری جا نہین پھر کیا ضرور ہے یا ہوش سے قلب ناصبور ہر صبر کرتی جیتی یا مرتی اُنکی بلا سے مین سچ کہون تیری زبان سے حال اُنکا سنکر بڑا ملال ہوا بڑے سفاک مزاج ہین خود مطلبون سے نگاہ ملاتے ہین خدا نکرے تو جو مین تیری سوت کھلاؤن گلشن خداوند کی قسم ہے تڑپ تڑپ کے جان دیدون مگر ملنا قبول نکرون کیا کہون کہ کیا انتشار ہے آنکھ اشکبار دل بیقرار ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا خیر جو گذری وہ گذر گئی تم اُنسے جاکر ملو اُنکے دل کو تسکین دو مگر مجھکو ہمارے سر کی قسم ہمارا بالکل ذکر نکرنا اب تو عمرو کو تاب نہ رہی عرض کی مین اپنا حال مفصل کہون مگر معاف فرمائیے گا جان دیکر آیا اپنے آپ تک پہونچایا جو دل مین گمان تھا وہ بھی شک ٹھہرا مین بڑی مصیبت مین ہون خدا انجام بخیر کرے سدا میرے آقا کو دشمن سے بچائے اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہو گئے تو پھر میری جستجو بیکار ہوگی ملکہ نے گھبراکر کہا تم کون ہو کیسے آقا کیسی مصیبت عمرو نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سر دباغ محبوبی آپنے نام سنا ہوگا کہ بھائی صاحبقران کا شریک خواجہ عمرو عیار صاحبقران سرکوب ساحران ریش تراشندۂ کافران وہ یہ خیر ہے کہ بادشاہ آپ کے عشق مین بیمار رہے نوبت بجان کار دیا تھا اُن مین ہمراہ صاحبقران کے قلعہ سواد نگار پر تھا عینا نگار جادو سے مقابلے پڑے تھے دو دو مرتبہ میدان مین لڑائی ہوئی بہت سے ساحر ہاتھ سے آقا کے قتل ہوے یکایک یہ آفت برپا ہوئی کہ سردار غائب ہونے لگے لیجانے والا نہ ساحر معلوم ہوتا ہے نہ غیر ساحر کی خبر ہے مین بھی گرفتار ہو گیا تھا مگر عنایت خدا سے چھٹا اسی انتشار مین تھا کہ لشکر سے نامہ پہونچا کہ بادشاہ کا عجیب حال ہے امیر نے مجکو بھیجا ہر چند کہ مین نہ آتا تھا یہی تردد تھا کہ ایسا نہو آقا پر کوئی اُفتاد نہ پڑے مگر مقدمہ حالت بادشاہ و لشکر اسلام مجکر سواے آنے کے کچھ نہ بن پڑا خدمت شاہ مین آیا عجب حال پایا بیہوش پڑے تھے جب مین پہونچا بمشکل ہوشیار ہوے جب مین نے بہت پوچھا تب اُنھون نے احوال صحرا بیان کیا اُنھین نے بھی تقریر مین آپ کی تصویر دکھائی تھی شکر ہے کہ دونون بیان مطابق پڑے امین آپ تک پہونچا ملکہ نے گھبراکر کہا میری گلاب گلشن کو کیا کیا لباس زیور سب اُسی کا ہے عمرو ملے کہ حقیقت مین اُسکو کیچ باغ مین ڈالدیا

وہین باغ مین دو بیہوش پڑی ہی ملکہ بہت شرمائی عمرو نے باتون مین پوچھا کہ آپ کا شہر یہان سے کتنی دور ہی ملکہ نے سر جھکا کے فرمایا کیون آپ نے جو نام قلعہ سواد نگار کا لیا وہ ہمارا ہی خداوند کا پیغمبر ہی اور یہ سبب غائب ہونے کی سردارون کی جو آپ نے بیان کی اور تو مین کیا عرض کرون ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ شاطر قدرت مہتر زور درفت کہ اُسکے پاس سرمۂ جمشیدی ہی جب آنکھو مین لگاتا ہی سب کی نگاہون سے غائب ہو جاتا ہی یہ کام اُسکا ثابت ہوتا ہی اُسپر دست اندازی بہت دشوار ہی عمرو نے کہا آخر اُسکو کیونکر دیکھین ملکہ نے کہا سیاہ دیوش جادو کہ اُسکے پاس چشمۂ جمشیدی ہی ذرا ہوا تو بھی سن یا شاید کہیں اور چونکہ اُسکی حفاظت خداوند نے زیادہ کی ہی علاوہ قلعہ ابلیس پرستان کے کسی اور مقام پر جگہ سکونت کی دی ہی اُسکے پاس چشمۂ جمشیدی ہی یہ عینک جب وہ پہنے آپ اُسکو لگا مین تب مہتر زور درفت کو دیکھین گرفتار ہونا ایسے جادوگر کا بڑی مشکل ہی یا شاید آپ کے دام مکر مین پھنس جائے مگر البتہ چشمۂ جمشیدی لگا کر آپ اُسکو دیکھ لینگے وہ کیا کسی بات مین کم ہی عمرو نے گھبرا کر کہا تمہارا قدرت سے کیا سلسلہ ہی ملکہ نے کہا مین بدنصیب اُسکی نور دیدۂ خالص قدرت ہون میرے سوا اور کوئی اولاد نہین یہ باغ میرے واسطے بنوایا ہی مین نے یہان سکونت اختیار کی ہی مہینے مین دو چار دن یہان بھی ضرور آتے ہین مگر کیون خواجہ سے اور شہریار سے کیونکر ملاقات ہو عمرو نے کہا ای مخدومۂ عالم میرے آج کل درست نہین ہین مگر مین بادشاہ کو یہان کا پتا دونگا یقین ہی کہ وہ آپ کو بہت جلد آپ تک پہونچا دینگے میرے ذہن مین یہی ہی کہ مین جاکر بادشاہ اسلام کو تسکین دون اور برائے تلاش چشمۂ جمشیدی جاؤن آیندہ پروردگار کو اختیار ہی اور شہریار سے انشاء اللہ بعد فتح قلعہ ابلیس پرستان ملاقات ہوگی ملکہ نے جو کلمات یاس کے سنے بے اختیار ایسی بلک کر رو دی کہ عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا کہا ای فرزند گھبراؤ مین جاکر سب کامون سے پیشتر بادشاہ جمجاہ کو یہان لاؤنگا آپ سے ملاقات کراؤنگا بعد اُسکے برائے تلاش چشمۂ جمشیدی جاؤنگا شاطر قدرت کی بھی خدمت واجب و لازم ہی کہان جائینگے آخر پھنسینگے یہ کہکے عمرو جب ملکہ سے رخصت ہونے لگا ملکہ نے کئی کشتیان جواہرات کی دین اور فرمایا اگر آپ وعدہ پورا کرینگے اور بھی خدمتگزاری ہوگی عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے چلا یہین کہتا ہی کہ خدمت مین صاحبقران کی چلون دیکھین میرے آقا پر کیا گذری ایسا نہو عیار گرفتار کر کے لیگیا ہو تو بڑی مشکل ہوگی پھر خیال مین آیا کہ بادشاہ جمجاہ کا خضوع و خشوع بہت بڑھا ہوا ہی ایسا نہو دشمن ہلاک ہون تو ماہ مغربی کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ سوچکر لشکر مین آئے کنارے پر آتے ہی دیکھا سائیس و سوار و خدمتگار روتے ہین بزرگ پیر و جوان ادنی اور اعلی مصروف گریہ و زاری ہین عمرو نے گھبرا کر پوچھا یارو خیر تو ہی ہر کس نے رو کر جواب دیا خدا اپنا فضل شریک کرے آج بادشاہ کا عجیب حال ہی آب و دانہ ترک ہوئے دو ہفتے گذرے شاید دو چار مرتبہ اتفاق ہوا ہو گا آج صبح سے غش پر غش آرہے ہین ابھی لندھور و مالک روتے ہوئے نکلے تھے بدیع و رستم بغدار الشکبار سب ایک کا یہی قول ہی کہ ہم برباد ہوتے ہین ابھی یہ تدبیر ہوئی تھی کہ فیروزہ بن عمرو کو بخدمت صاحبقران روانہ کرین مگر فیروزہ کا عجب حال ہی اُسکا بھی یہ قول ہی کہ بعد اپنے آقا کے زندہ نہونگا جانے ثروت شہریار سو ہوگا سب سے زیادہ رستم پیلتن علمشاہ صف شکن کی یہ کیفیت ہی کہ فرماتے ہین اُنکے والد نامدار سے اور مجھے قلبی محبت تھی اُنہین کے فراق مین آج تک چین نہین ملا مگر اس شہریار کو دیکھکر تسکین ہوئی تھی اگر خدانخواستہ اُنکا سایہ ہمارے سر سے اُٹھا تو ہم زندہ نہ رہینگے سپاہیون سے سر ٹکرا کر مرینگے آج صبح سے ہنگامہ ہی سنیے محلات سے ناموس کے رونے کی آواز آتی ہی جن مین ملکہ ماہ مغربی کے زمین تھرائی اور عمرو گھبرا گیا دوڑا دربارگاہ پر آیا دیکھا علمشاہ سر نگون ہی سب سردار اُنکو سنبھالے ہین بدیع الزمان و نور الدہر فرش خاک پر لوٹ رہے ہین ابن لندھور نے حکم دیا ہی ای فیروزہ تم بادہ آشنا زبان سے فرمادین کہ فلان ملک کی شاہزادی پر مائل ہین

لشکر لیکر جاؤن خدا چاہے تو انکی مطلوبہ کو لیکر آؤن عدم وقفیت مین کچھ بن نہین پڑتا یہ تو سب سمجھ گئے ہین کہ بادشاہ کسی پر عاشق ہین چونکہ صاحب رابط و ضبط ہین زبان سے نہین فرماتے اس خاموشی۔ یہ حال کیا کہ دیکھا سب نے سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہین عمرو کو دیکھکر سب صاحب دوڑے ہر طرف سے آواز آتی تھی شعر از کجا میرسی ای ہمدم خندہ قدم + بازقربان سرت علقہ غلان ارمرد جلد آئیے مسیحائی فرمایے دیکھیے تو بادشاہ کا کیا حال ہی قیامت برپا ہو رہی تھی بیٹھے ملکہ ماہ مغرلی والدہ ماجدہ شہنشاہ مضطرب ہو کر نکل آئین چالیس ہزار عورتین ساتھ تھین زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ای خالق ارض و سما بعد شوہر کے یہ میری زندگی کا سہارا تھا سنی زینہ ہیوہ ہولی ہے الٰہی مجھکو لوٹنا ہی نور نظر کا ساتھ چھوٹنا ہی ملک الموت کو حکم ہو کہ پہلے میری روح قبض کرے ہمکو لوگون نے رو رو کر تھامتے استاد کرا دین مگر گیا لیکن سمجھا مین آپ جلد اندر جا مین عمرو اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سعد بن قباد بیہوش پڑے ہین مچھے سے آہ آہ کی صدا آتی ہی مردنی چہرے پر چھائی ہوئی فیروزہ بن عمرو تکیہ پکڑے ہوئے پس پڑا لی کر رہا ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری زرد روئی بیقراری عمرو نے آتے ہی فیروزہ سے کہا باہر جا جب فیروزہ باہر گیا عمرو نے سر بادشاہ اسلام اپنی گود مین لیا کان سے منہ لگا کر آواز دی ای شہریار آنکھین کھولیے غلام خبر فرحت اثر لایا سنیے تو کیا عرض کرتا ہون مین کوے محبوب مین ہوا آیا ہاں مین گر آیا آپ سے زیادہ انکو اشتیاق ہی سعد نے آنکھین کھولدین بے اختیار پکار اٹھے شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + اور یہ بھی اشعار پڑھے اشعار

کس مصیبت سے لیبی ہوئے محبت تن مین
خو گر خندہ ہی دل عشق بت پر فن مین
لپٹے ہین شعلہ جوالہ مرے دامن مین
رنگینی جل کے بس اک آہ مین دنیا کی ہوس
اب تو زیان کی ہی زیست مرے مدفن مین
نہ رہا اس نگہ گرم سے ہستی کا وجود
استخوان میرے بھگوئے ہین مگر روغن مین
استخوان سے مرے مسطرح سے نکلی دو بکا
برق کا حصہ لگا گئے ہے غم خرمن مین
خط بیان کا چاہے تو ستون کو دل دے
سر رنگ سے نکلی نہین آگ آہن مین
عشق کرتے ہوئے خط آگیا ای کشت مراد
جھیکے رہتے ہین بگولون کے وسعت مین
سیر عالم کی کیا کرتے ہین وہ گھر بیٹھے
خون کے قطرے ہین یا سنگ ختن تن مین

برق خندہ سے تری آگ لگی گلشن مین
جو کیان برق کی رہتی ہین مرے خرمن مین
خوشخرامون کا تصور ہی دل روشن مین
خالی اب ہی تری جا مرے دل روشن مین
موجہ چشمہ حیوان ہی تری تیغ ای ترک
کس طرفہ سے یہ گرا شعلہ مرے خرمن مین
مانع جلوہ خورشید ہی ابر ای خورشید
رشتہ اس طرح ہو پروانہ گیا سوزن مین
اسمین قلقل کی صدا اس مین ہی قمری کی نوا
خوف جان کا ہو تو رکھو مال کہین رہزن مین
پھونک ای ابر کرم موت تاثیر نہین
چیونٹیان دانے سے پیدا ہوئین اس خرمن مین
ہر طرف چونک پڑے خواب سے ہمسایہ مرد
دو دو بین ایک دھری رہتی ہی وہان دزن مین
نالہ کس درد سے بلبل نے کیا تھا کہ صفیر

دل جلایا ہی لو آیا ہی کمال اس فن مین
آبلے پڑ گئے شبنم سے گلون کے تن مین
شمعسان گرم روی سے ہوئے کانٹے تن مین
دعوت کبک دری روز ہی اس گلشن مین
داغ دل سے ہی مجھے جنبش فانوس خیال
تشنہ تیری امانت مین یو نہین مدفن مین
قبر مین شمع کے مانند جلا کرتے ہین
شوق شہرت ہی اگر بیٹھ نہ رکھ روزن مین
دل علائق سے بچائے رہے الفت کیلیے
فرق اتنا ہی صراحی مین تری گردن مین
سنگدل تو کہ تو فولاد کہون مین ڈر کیا ہی
فصل گل آئی ہی یا آگ لگی گلشن مین
بعد مردن بھی یہ ہی خاک اڑانے کی ہوا
تسلکہ ہو گیا ٹھوکر سے تری مدفن مین
شیشۂ دل کا محبت مین خدا حافظ ہی
صبح سو ٹکڑے ہوا غنچہ کا دل گلشن مین

ایسے اشعار پڑھکے بادشاہ رونے لگے فرمایا کیون شہنشاہ اوج عیاری ہمکو بڑا غم ہی کہ راز عشق چھپ نہ سکا تصویر محبوب تقریر مین آپ کو دکھلائی اسکا کیا انجام ہوا عمرو سوچا اب مین ذرا بھی رابط و ضبط کی باتین کرون ایسا نہو اسی مشتاق کا دم نکلجائے استخوان ہائے جسم سوزش ہجر سے جل جائین عمرو نے جلدی سے کہدیا کہ حضور مین باغ مین ملکہ عالم

پہونچا لیا کہون آپ کی بیتابی سے اُنکی بیخوابی بڑھی ہوئی ہی عیش و نشاط سب ترک ہی مینا و مئی بنکے محفل مین پہونچیا اب بادشاہ اُنکو مجھیے گوش ہوش باتون کو سن رہے ہین عمرو نے کہا حضور مین نے کمال یہ کیا کہ اپنی صورت عاشقون کی بنائی کبھی رونا کبھی ہنسنا عالم یاس چہرہ اداس ٹھنڈی سانسین بھرین کہ اس ظالم نے مجھکو بُلا کر کہا اے گانشن ہم تیری مصیبت کو سمجھ گئے کہو تو بیان کرین اس حیلے سے وہ مجھکو تنہائی مین لے گئین مجھ سے کہا یہ تو بتلا فرما دیجیے کہ اُسکا سلسلہ حسب و نسب کیا ہی پھول کس باغ کی چاند کس فلک کی عندلیب خوشنوا کس چمن کی نام نامی تو فرمائیے کہ وہ نام لیکر دل کو تسکین دون عمرو نے کہا ملکہ ماہ عالم افروز دختر ابلیس خود پرست کہ جو اس ملک کا خداوند ہی ایک مطلب میرا بھی حاصل ہوا یہ بتا ملا کر لشکر صاحبقران جو آفت برپا ہی کیسے سرداران نامی دن دہاڑے چوری جاتے ہین وہ عیار ہی ابلیس خود پرست کا متبر زور رفت نام ہی یہی عیاری اُسکا کام ہی سرمۂ جمشیدی اُسکے پاس ہی آنکھون مین لگا لیتا ہی پھر اُسکو کوئی نہین دیکھ سکتا ہی آنکھون سے مثل پیک خیال غائب ہو جاتا ہی مین نے ملکہ سے پوچھا کہ آخر یہ مشکل کیونکر آسان ہو فرمایا سیاہ پوش جادو ایک ساحر ہی اُسکے پاس ایک چشمۂ جمشیدی ہی جب وہ عینک ملے تب وہ دکھائی دے آیندہ خدا کو اختیار ہی مگر مین نے اپنا حال ظاہر کیا آپکے حال سے ماہر کیا بادشاہ نے کہا خواجہ پھر میری رسائی کیونکر ہو عمرو نے کہا اے شہریار ہنر تو یہ ہی کہ ربط و ضبط کو کام فرمائیے جب خدا فضل کرے ابلیس مارا جائے آپ کی عملداری اُس قلعہ مین ہو اُس وقت انشاء اللہ آپ کی شادی دھوم سے کرین اتنا کہہ چکا عمرو نے کہا بادشاہ نے ایک آہ کھینچی اور یہ اشعار حسرت آمیز حیرت انگیز زبان پر جاری کیے نظم

حال بیتابی دل پر وہ نظر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین کمر کرتا نہین
پینتے رونے مین کیون میرے جنازے پر جگر
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
درد دل نہین رکھتا ہی خبر تک شام سے
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
اے مسیحا بیکل رہا ہی آتش فرقت سے دل
نغمہ سنجی طبل بے بال و پر کرتا نہین
آنکھ کے لڑتے ہی ہو جاتا ہی دو ٹکڑے جگر
کیا علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور
یہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زر کرتا نہین

ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب مرغ دگر کرتا نہین
کون ہی جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین
آدمی سے نفی کا اثبات ہی امر محال
کون سی شب ہی جو نالہ مین رات بھر کرتا نہین
خانہ دل مین نہین ہوتا کوئی آکر مقیم
کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہین
آج گل نشو و نما پر ہی گل داغ فراق
کام کب تلوار کا تار نظر کرتا نہین
الیاتم پر جو میرا دل تعجب کیون ہوا
نقین مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے بھولیا گر دل کو

دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا
اس لیے مین فکر مضمون کمر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مرجع سیون کا عبث
کوئی بھی محبوب میرے گھر مین گھر کرتا نہین
پھنسیے دام مصیبت مین کہان رہتے مین یاد
اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
اے پری پیکر ہی ان روزون ترقی پر جنون
کیا کوئی الفت کسی سے اے قمر کرتا نہین
ہنستے تو کیا ہین منعم دولت سے ظلم بجا
بیخودی مین صاحب کا انسان ذکر نہین

اے شہنشاہ اوج عیاری ربط و ضبط کا کام نہین رہا کیا دل کی کیفیت کہون جو گذرتی ہی اُسکو کیا عرض کرون طاقت صبر نہین مشتاق دیدار دل بہ تمنائے وصل یار عبث جان کو درد یہ فسانہ ہی مجسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی + یہ زندگی سد راہ ہی اب جائے فراق + ہو گئے آہ مبتلائے فراق ÷ دیگر

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
نگشاد در مراد مخفی

داغ دل روزگار گشتیم
از زمرهٔ اعتبار گشتیم
عمرے بے روزگار گشتیم

در عشق تو خوار گشتیم
دادی فراق غرق خون شد
بر دامن ذیل یار نشست

گریستیم و بہر دیار گشتیم
بس دیدهٔ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

اے شہنشاہ اوج عیاری کیفیت اپنی لائق عرض حضور نہین

اگر ہوسکے اُنکو یہان بلائیے یا اس ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو وہان تک پہونچائیے اگر ایک دن بھی گذر گیا روح قالب سے نکل جائیگی بقول میان قمر صاحب

نظم

برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا
مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
اُسکے خیال مین دیکھا جو اے قمر

آنکھین یہ پھوٹ جائین نہ دیکھین جو روے یار
اسکی گواہ رہیو تو اے خاک کوے یار
آگاہ اس بہار سے مین رہبران عشق
اس آئنے مین صاف نظر آیا روے یار

گر ہون وہ گوش جو نہ سنین گفتگوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا
اک جادۂ بہشت ہے یہ راہ کوے یار

عمرو نے دیکھا دل لوٹ جون کی ترقی کر پند و نصیحت کام نہ آئیگی لاچار ہو کر کہا حضور میرے ساتھ چلیں جہانتک ہوسکیگا سامنا کرا دونگا کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا بادشاہ نے کہا مین حاضر ہون مگر ہمارے سردارون کو عیارون کو خبر نہو یہ راز مخفی رہے آپکو اپنا پیر مرشد جانکر حال دل کہا فیروزہ بن عمرو آپ ہی کا فرزند ہے ساتھ پرورش پائی مگر مین نے اُس سے بھی حال دل نہ کہا عمرو نے کہا آپ اسے خاطر جمع رکھیے کوئی آگاہ نہونے پائیگا شب کو آج چلیے مگر جب قریب باغ کے جانا ہوگا صورت بدلنا پڑیگی جب صحبت مین تخلیہ ہوگا اسوقت بہ صورت اصلی ہو کر بیٹھیے گا بادشاہ نے کہا مجھے سب کچھ منظور ہے جسطرح چاہیے وہان تک پہونچائیے شب کو عمرو لے بادشاہ کو لپشت مرکب پر سوار کیا راہ کو طے کر کے جب قریب باغ پہونچے عمرو نے بادشاہ کو ایک گوشے مین بٹھلا آپ بشکل کنیز باغ مین آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہے آرائش کا نام نہین کنیزین جابجا کنجون مین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی ہین یہی ہر جگہ ذکر ہے کہ صاحبو ہماری ملکہ کو کیا ہو گیا آٹھ پہر ناچ راگ رنگ رہتا تھا کبھی کو دیوا کرتے تھے یہ وہ محفل تھی کہ کیسا ہی غمگین آئے خوش ہو کے جائے دل آرام پائے اب یہ کیفیت ہے کہ عیش و راحت کا ذکر نہین ناچ گانے کی فکر نہین ملکہ آٹھ پہر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین کل مہتر صاحب کو قدرت نے بھیجا تھا کیا باعث ہے کہ دو دن سے ملکہ تشریف نہین لائین ملکہ نے سامنے بلا کر اپنا حال زار دکھایا کہا بندہ ایسیکا رہتا ہے سر مین خلل دل بیکل ذرا الطبیعت درست ہو تو حاضر ہون مہتر صاحب دیکھ بھال کر چلے گئے عمرو ہر جگہ اس طرح کے ذکر سنتا ہوا سرکو دھنتا ہوا قریب بارہ دری آیا کہ دیکھا چوبدار زنان حبشین رنگین خاموش کھڑی ہین عمرو اندر چلا ایک حبشن نے پکار کر کہا ملکہ آرام فرماتی ہین عمرو پردہ اُٹھا کر اندر گیا دیکھا ملکہ ماہ عالم فروز آنکھین سوجی ہوئین چہرہ اُداس عالم یاس ہچکیان لیکر روتی ہین عمرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ملکہ نے کہا ہان ہان شگوفہ یہ کیا حرکت ہے عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا چھوڑا کر صورت اصلی دکھائی ملکہ خوش ہو گئین کہا خواجہ مزاج شہنشاہی کیسا ہے عمرو نے کہا خود تشریف لائے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرا گئین کہا خواجہ یہان سب کنیزین موجود ہین ایسا نہو کہ راز کھل جائے یا کوئی یہ خبر تا بہ خداوند پہونچائے تو غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا چور دروازے سے لاتا ہون یہ حکم لگا دیجیے کہ اب کوئی بارہ دری کے اندر نہ آئے ملکہ تھر تھر کانپنے لگین پیشانی پر پسینہ آگیا کہا بسم اللہ مین حکم لگاتی ہون آپ چور دروازے سے شہریار کو لائیے عمرو بادشاہ کو لینے گیا اسطرف ملکہ نے پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی بارہ دری مین نہ آئے کنیزین حیران کہ ملکہ نے کیا حکم لگایا کیا سبب ہے کہ سب کی ممانعت ہوئی اب سب کو یہ اشتیاق ہوا کہ چھپکر دیکھین عمرو چور دروازے سے بادشاہ کو لایا حسن آرا نام ایک کنیز نہایت بدباطن کترا کر ایک گوشے مین چھپکر آئی دیکھنے لگی یہان جب سعد بن قباد بارہ دری مین آئے اول تو ملکہ شرمائین عمرو نے سامنا کرا دیا ملکہ نے سعد بن قباد کو مسند پر بٹھایا اول دیر تک دونون خاموش دریاے شرم و حجاب کے جوش لبعد عرصہ دراز عمرو نے گلابی سے جام بھر کے سعد کے سامنے رکھا کہا ایک جام پر معشوق کو پلا کر چند ساعت کی صحبت کو غنیمت جانو سعد نے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کر پیا اب ملکہ نے بھی جام بھر سعد سے اشارہ کیا سعد نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ نے شرما کر کہا کیون صاحب کیا باعث نہین معلوم آپ کیا سمجھے ہین مین نے تو مہمان جانکر یہ گستاخی کی آپ کو اور کچھ خیال محال ہے خواجہ عمرو کا حکم مد نظر ہوا اب

ایسی گستاخی نہوگی مجھے کیا غرض کہ کسیکو شراب پلاؤن آپ کو خیال انجام ہے مجھے خوشامد سے کیا کام ہے سعد نے کہا ای شہنشاہ اقلیم فصاحت و ای حکمران ممالک عشق محبت نہین معلوم تمہارا مذہب کیا ہے اسوجہ سے تامل کیا ہے ملکہ نے کہا میرے باپ کی خدائی ہے جسکو ابلیس خود پرست کہتے ہین لاکھون آدمی سایۂ دامن دولت مین ہمیشہ پرورش پاتے ہین لیکن دل نے بیقرار کیا کہ ہمنے آپ کو اسطرح بلا لیا یہان دعا بھی قبول نہین ہوتی یہ صحبت تخلیہ حصول نہین ہوتی سعد نے کہا ای ملکہ عالم اسپر لعنت کرو خود ہی عرصے مین تمپر مذہب عشق کھلیگا ہمارا مالک وحدہ لاشریک ہے یہی اعتقاد چاہیے ہے ملکہ نے سر جھکا کے کلمہ بہ مشکل پڑھا تب سعد نے جام پیا ملکہ کا رازہین نظم

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا	ببوی نافہ کاخر صبا زان طرہ بگشاید	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا	ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا	شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حایل	مرا در منزل جانان چہ امن عیش چون ہر دم
ہمہ کارم ز خودکامی بہ بدنامی کشید آخر	نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا
متی ماتلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا		حضوری گر ہمی خواہی ازو غایب مشو حافظ

یہ اشعار پڑھے دور دو جام جو آپس مین چلے حکایت و شکایت کے خواہان ہوئے عمرو نے کہا ای شہریار سیرن باغ زرعہ گلستان مین آپ کا مرکب موجود ہے مجھے بڑا افتخار ہے مین قلعۂ ابلیس پرستان مین جاؤن گا جہان تک ہوسکیگا اس راز کو کھولونگا چشمہ جمشیدی کی فکر ہے یہی سرگذشت ذکر ہے کہ منتر زور رفت سے مقابلہ پڑے ایسا نہو کہ تمہارے دادا جان گرفتار ہو جائین ہمین بڑا نزدد ہوگا اگر انکا قدم لشکر سے نکل گیا ساحران عیار گا ایک ہی سحر مین تمام لشکر کو تباہ کر دینگے اتنا سب پر دباؤ ہے کہ لشکر پر صاحبقران کے بسبب اسم اعظم سحر بیکار ہوگا تم بعد چند ساعت باغ سے نکل کر اپنے لشکر مین چلے جانا ایسا نہو کوئی خرابی پڑے مین اس زمانے مین ہوش مین ہون سعد نے فرمایا بسم اللہ عمرو نے یہ بھی سمجھا دیا کہ آئندہ جو یہان آنا ہو اپنے عیار کو ساتھ لانا وہ کچھ تدبیر کرکے ملکہ سے اطلاع کریگا تا بہ صحبت ملکہ لائیگا ان باتون مین فیروزہ کو کم نہ سمجھنا یہ سب وعدہ کرکے اور ملکہ کو بھی سمجھا دیا کہ ای شہنشاہ خوبی و سرو خرامان باغ محبوبی جہانتک ہوسکے انکو جلدی رخصت کر دینا چندے برائے تسکین دل آمد و رفت رہیگی انشاء اللہ قلعہ سواد نگار فتح کرکے ملک پر ابلیس کے جانا ہوگا اگر خدا نے وہان بھی فتح کی بوجہ احسن سامان شادی ہوگا ملکہ نے بہت خوب کہکے حجاب سے سر جھکا لیا خواجہ عمرو رخصت ہوئے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلے یہان سعد بن قباد سے ملکہ ماہ عالم افروز سے حکایتین شکایتین ہونے لگین دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ لب اٹھانے صدمات فراق کے جوڑے مین کچھ شرم کچھ حجاب دلون مین پیچ و تاب سعد نے بیقرار ہو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ شرماگئین کہا دیکھین اس عشق کا کیا انجام ہو بڑی مشکل یہ ہے کہ یہان باغ مین سات کنیزان گل رخسار ساتھ آئی ہین مزاجون مین سب کے اختلاف ہے ابھی تک مین نے کسی سے راز دل نہین کہا ہے آتش عشق کو کالون سینہ مین چھپایا ایسا نہو یہ شعلہ سر کھینچے کنیزین آگاہ ہون راز کو افشا کرین سب طرح کی عورتین ہین اس میری پریشانی کو دیکھ دیکھکر کہتی تھین شاید ملکہ کسی پر عاشق ہوئی ہین اسکے اخفا مین مین نے بڑا اہتمام کیا بفضل خدا اشریک ہوا کہ آپ یہان تک تشریف لائے اب جب آنے کا اتفاق ہو پہلے اپنے عیار کو بھیجے گا کہ اول وہ بشکل کنیز آئے مجھے اطلاع کرے مین اہتمام کرکے آپ کو بلاؤن یہ راز و نیاز بموجب ارشاد خواجہ عمرو مخفی رہے کوئی آگاہ نہونے پائے اس مین ایسی ایسی کنیزین ہین کہ اگر آگاہ ہو جائین فوراً آگ لگائین مگر گردش فلکی کو دیکھیے گلشن آرا نام کنیز بے تمیز گوشے سے سب باتین سن رہی ہے حکایت و شکایت بھی سنی یہ بھی واقف ہوئی کہ یہ شخص بادشاہ اسلام ہے ملکہ پر عاشق ہوکر آئے ہین

ملکہ نے اپنی صحبت مین جگہ دی راز و نیاز ہو رہے ہین جلکر گل کنیزون نے پوچھا کیون حسن آرا غصہ کیا جبہرے پر ہرا سنے
جواب دیا تمہین کیا مطلب باغ مین نیا گل کھلا ہوا بدل گئی نسیم رنج و غم حل گئی یہ کہتی ہوئی دروازے پر باغ کے آئی ڈولی
بلوائی یہ ملعونہ سوار ہو کے چلی دل سے کہتی ہوئی چلکر خداوند سے اطلاع کرون کہ آپ کی صاحبزادی مسلمان ہو گئین
یہ بھی عرض کرونگی کہ بادشاہ اسلام کو اپنے پہلو مین بٹھایا آپ کا خیال نہ آیا مگر یہ بھی تصور ہے کہ ایسا نہو خداوند تک پہونچے
مین عرصہ ہو یہ شخص نکل جائے اس تصور مین جاتی ہے کہارون سے تاکید ہے کہ جلد جلد لیچلو کار ضروری ہے ابھی واپس آؤنگی
اس سوچ مین کوس بھر نکلی تھی کہ طرف سے قلعہ ابلیس پرستان کے گردآزی صمصام جنگ آزما پہلوان پایہ تخت
ابلیس مع بارہ ہزار جوانون کے واسطے شکار کے چلا ہے مگر یہ وہ شخص ہے کہ خود ملکہ پر مدت مدید سے عاشق ہے ابلیس کی
بڑی خدمتگزاری کی ایک دن کوئی کام اسنے ایسا کیا ابلیس نے خوش ہو کر کہا ای بندہ خاص الخاص ہمنے تمکو آج
سرفراز کیا نور جلیدہ خالص قدرت کی شادی تمہارے ساتھ کرینگے صمصام نہال ہو گیا اکثر اسکو خلعت ہاے فاخرہ
ملے مرتبہ بھی بڑھا لوگ لحاظ کرنے لگے یہ بھی ہر ایک کو خیال ہے کہ قدرت نے اسکو خویش اپنا قرار دیا یہ خویش قدرت ہے
اسکی آبرو بڑھ گئی صمصام کو بھی کچے گھڑے کی چڑھ گئی اپنے مصاحبون مین کہا کرتا ہے اب ہماری ملکہ ماہ عالم فروز
سے شادی ہوگی کجاوے لدکر جہیز مین چلینگے غرض آرزو کمینگے مال و اسباب سے گھر بھر جائیگا مین وہ بہادر ہون جلداری
مین خداوند کی کوئی میرا مثل نہین بڑی بڑی لڑائیان فتح کین جس جنگ پر گیا بے فتح کیے نہین پلٹا اب بر سر مسلمانان
جاؤنگا قلعہ سواد نگار پر مقابلے پڑے مین برا ہے مدعیا شکار جا کر سب کو توک لونگا مین تو خاص حمزہ سے لڑونگا
سنتا ہون اسنے پدر قاف مین جا کر بڑے بڑے دیو مارے کوئی اسکا ہمنبرد نہین اگر اسکو گرفتار کیا کون میرا
سامنا کریگا اگر دیو زادہ بردہ دنیا مین آئین مین انسے جنگ کو موجود ہون تین کسی سے دبتا نہین یہ مغرور سوار پیدل ساتھ
ہیلیے قراول بھی ساتھ ہین کہ سامنے سے دیکھا ایک ڈولی آتی ہے کہار اڑتے ہوئے چلے آتے ہین صمصام نے پکار کر
آواز دی ارے اس ڈولی مین کون آتا ہے ملکہ عالم کی کچھ خبر سناؤ کہارون ڈولی ٹھہرائی حسن آرا نے جو صمصام کو دیکھا
خوش ہو گئی ڈولی سے کود پڑی کہا ای پہلوان دوران اسوقت خوب ملے تمہارا ہی کام تھا مین قلعہ مین چلی تھی تمکو
اطلاع کرنے صمصام نے کہا خیر تو ہے تو میں کی کنیز انتہا کی بے تمیز خود بخود ہنسنے لگی صمصام نے کہا ارے سبب بیان کر
بیوجہ کیون ہنستی ہے کہا میان صمصام وہ خبر لائی ہون کہ سنکر خوش ہو جاؤگے آپکی ملکہ عالم جو منسوبہ ہین مدت سے
یہ مشہور ہے کہ تمہاری شادی انکے ساتھ ہوگی وہ واسطے شکار کے صحرا مین ہین مین مشکار کے آئین ہم لوگ جو براہ خیر خواہی
پوچھتے تھے تو یہ جواب ملتا تھا پتہ کہیکا ہے سر مین خلل ہے مگر بہت مشکل ہے نہین معلوم کس تدبیر سے عمرو عیار یہان
باغ مین پہونچا سعد بن قباد کو لایا وہ بھی مثل انکے بیمار ہو گئے تھے آج صبح سے زانو سے زانو شانون سے شانہ ملا
انکی صحبت گرم ہے عجب کا تین انکا تین گزشتہ بیان ہو رہی ہین مین بھاگی کہ جا کر قدرت سے اطلاع کرون تمہارا
ملنا اسوقت غنیمت ہو گیا اب چلکر باغ کو گھیر لو وہ شخص نکل نے جانے پائے صمصام قہر و غضب مین گنبد اڑاتا
ہوا نیزہ چمکاتا ہوا چلا آتی تو آواز دی کہ ای یارو جلد آؤ آج ایک شکار دستیاب ہوا چلکر شکار کرو بہت نفع ہوگا ایک دونے
بڑھکر پوچھا ای شہریار کیا ہے سمجھ مین نہین آتا اسنے کہا اگر کوئی ٹھیرے سر کاٹ لینگے تمہارا معبود جو غیر کے قبضے مین ہو جاوگے
سب سوارون نے گھوڑے ڈالے سب باغ کی طرف باغ کے چلے حسن آرا بھی کہتی ہے جلد ہی جلدی چلو ایسا نہو وہ نکل جائے
یہان بعد چند ساعت سعد بن قباد کو خواہش خواجہ عمرو کی یاد آئی کہا ای ملکہ عالم اب ہم رخصت ہوتے ہین جی
کہ دل نہین چاہتا ہے کہ تمہارا ساتھ چھوڑین مگر نہایت پر جذ عالی تبار کی تابع رہنا ضرور ہے انشاء اللہ کل پھر آئینگے

عیار فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لا ئینگے وہ پہلے کسی تدبیر سے تمہارے پاس آئیگا ہمارے آنے کا حال سنائیگا تم تکیہ کرنا ہم اسی چور دروازے سے چلے آئینگے چند ساعت شہر کے چلے جائینگے خدا اس صحبت کو رات لائے فلک تفرقہ پرداز گردون گاہ باز کوئی سنگ تفرقہ نہ پھینکے ہم خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچین سرداروں مین ذکر ہوگا کہ ہمارے بادشاہ کہاں گئے کبھی اسطرح تنہا جانے کا اتفاق نہیں ہوا بھائی ہمارے چچا علمشاہ بدیع الزمان چوگان بن حمزہ شیر افگن وغیرہ گھبرائے ہونگے کیا عجب ہی ہماری تلاش مین نکلین ملکہ کھڑی ہو گئین کہا خیر یار خدا حافظ مگر کل کا وعدہ پختہ رہا ایسا نہو فراموش فرمایئے دو چار دن شہ آیئے ہم پر سختی گذریگی سعد نے مطمئن کیا اسی طرح چور دروازے سے نکلے بیرون باغ آئے زرغنہ گلستان سے مرکب لیا پشت مرکب پر سوار ہوئے چند قدم چلے تھے کہ سامنے دیکھا صمصام جنگ آزما مع بارہ ہزار جوانان صف شکن و کافران تیغزن آگے آگے حسن آرا کنیز جیسے ہی اس ملعونہ نے بادشاہ اسلام کو مرکب پر دیکھا آتش رشک سے جل گئی صمصام سے کہا لو ای بہادر دریائے شرافت کے بے بہا دُر وہ جوان باغ سے نکل آیا وہ آنبون کے باغ مین جاتا ہی تھیرو صمصام نے وہین سے للکارا او دزد مکار تو نے غضب کیا او باغی باغ مین گیا تھا ابنا رنگ جمایا اس سے سمجھ لونگا سعد شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ایسے الفاظ مہملات کی کب برداشت تھی پلٹ پڑے یہ تو ضرور یقین ہوا کہ کسی نے دراندازی کی لشکر کفار پر گھوڑے کو اٹھا دیا نعرہ کیا نعرۂ سعد منم شاہ و شاہان ذم بودن حشم ✤ بہار گلستان کاؤس و جم ✤ منم شیر میدان دشت نبرد ✤ کہ رستم بہ پیشم شود گرد برد ✤ چو تیغ علی بر کشم از غلاف ✤ تزلزل فتد در میان مصاف ✤ بہ تخت کفنی سکینم جا بگاہ ✤ منم شاہ سلطان عالم پناہ ✤ نعرہ کر کے گرے فوج صمصام مین مہلکہ ڈال دیا جب رسالے پر آگئے رسالدار کو مارا الملتین پر کمیدان کو قتل کیا پیادوں سے قیمہ چہرے ہوے اگر کوئی قریب آگیا جھڑک دیا تاک کر افسر پر جاتے ہین آنکھ ملی اور مارا نقیبان لشکر کفار آوازین دے رہے ہین یاروید نیا نا پائدار ہے اسکے نشو و نما کا کیا اعتبار ہے اشعار

کہاں ہے سلیمان فرخ سیر
لڑائی بھلائی کا یاں کام ہے
کہاں اب ہے ضحاک سا نامور
بلا تو جوا تو یہی نام ہے
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہا
کہاں ہے سکندر نہ دارا ہے اب
بزرگوں کے تم نام روشن کرو
فریدون کا آسمان تلے نام رہ گیا
گئے وہ ہرے لگے حسرت سے
زمین خون سے رشک گلشن کرو

اسطرح کے اشعار عبرت آثار نقیبوں نے پڑھے کافروں کی آنکھوں مین خون اتر آئے آپس مین کہنے لگے یار عجب شیر سے مقابلہ ہے اپنے فوج ہزیمت موج کو الٹ پلٹ کر دیا کسکا حوصلہ ہے کہ اس جوان سے مقابلہ کرے مرنا ہو تو اسکے سامنے جائے کیسے کیسے افسر اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے سر ان سب کے مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین شعر کاسہ چینی پر اے نعم نہ کر اتنا غرور ✤ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ✤ قطعہ

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا
نزدیک سمجھین ای ساکنان خاک بستی ہے
عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے
تو کہیں بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پہ
خاک کے نیچے خوب بستی ہے
ابر رحمت اگر نہیں ہے برق
نہ کسی گور پر برستی ہے

ہر کس امید و بیم مین کہ دیکھین اس معرکے سے کیونکر کھینچے جب صمصام نے دیکھا کہ شیر بیشۂ جرات یکتاز میدان جلالت کسی سے تھمین دبتا خیر اب ڈر رہا ہے گینڈے کو بڑھا کر ہُو ہُو کرتا ہوا سامنے آیا سعد پلٹ پڑے نگاہ ڈالی گرز برد کردیا صمصام نے اپنے کو سنبھالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا تلواروں مین دندانے پڑ گئے مگر سعد نے الجھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے وار کیا اس رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جبرائیل پر افشان سپر نہ تھی نیل کا ٹیکہ ماتھے پر چڑھا تھا یا بخت سیاہ کا سامنا

تیغ برق تاب چمک کر گرا پھر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹکر تا بہ دو ابرو پہونچی صمصام نے دستانہ عالم
تیغ جھنا کر نکلا مگر چادر در خون چہرے پر آئی سعد نے دوسرا ہاتھ مارا صمصام بد انجام جھونن پر گیند کیے چار ہاتھ تلوار گیندے
پر پڑی گیندے کی گردن قلم ہو کے زبان بیدم مگر سرداران صمصام سعد پر ٹوٹ پڑے صمصام کو اٹھایا ہوادار
پر ڈال لیا صمصام نے آنکھ کھولی گھبرا کر کہا یارو اس جوان پر تیر اندازی کرو جسطرح ہو سکے مار لو یا گرفتار کرو چار طرف سے
سعد پر تیر پڑنے لگے تمام جسم چھن گیا غربال بنگیا گھوڑے پر اسقدر تیر پڑے کہ مرکب مارا گیا یہ نہ ثابت ہوا کہ مرکب
گیا گھوڑے سے کودے پیدل لڑنے لگے صمصام نے ترغیب دی چار جانب سے زنجیرین رسنین اسقدر پڑین کہ سعد
بیہوش ہو کے گرے از روے بلوے کے گرفتار کرلیا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان بغلون مین خاردار لنگوٹے پر
شکنجے پشت پر سلاسل اسطرح قید مین گرفتار کیا ہوادار پہ ڈالکر طرف قلعہ ابلیس پرستان کے لیچلے مگر صمصام نے کہا
اس کسو بر بیہ کو بھی سزا دینا چاہیے گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لیچلین وہ سزا دینگے ایک رسالدار کو سات ہزار جوان
اسکے ساتھ ہین کہا جا کر ملکہ کو مع کنیزون کے پکڑ لاؤ اتنا پاس کرنا کہ ملکہ بے پردے نہونے پائین محافے مین سوار کر لینا
کنیزون کو البتہ بذلت و خواری لانا اگر حسن آرا ایسی خیر خواہ نہوتی یہ خبر کاہے کو ملتی کوئی انھین سے کہنے نہ آئی یہ بات
سب نے چھپائی مفقود نامے رسالدار سات ہزار جوانون کو ساتھ لیکر برائے گرفتاری ملکہ ماہ عالم افروز طرف
باغ کے چلا مگر ملکہ ماہ عالم افروز بعد جانے سعد بن قباد کے بارہ دری مین آکر جمیع کنیزون کو آواز دی سب سے
پہلے گلچہرہ وزیرزادی روتی ہوئی اندر آئی قدمون سے لپٹ گئی کہا کیون حضور مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون آپکی
پریشانی سے بہت گھبراتی ہون آپ تو تنہائی مین تھین ہم سب کو منع کیا مگر اچھال چھکا بی حسن آرا بہت بیتاب تھی
چار جانب دوڑی دوڑی پھرتی تھی نہین معلوم تنہائی مین جا کر کیا دیکھا بھاگ کر دروازے پر گئی ہم سے کسی سے بات
نہکی محلدار سے ڈولی منگائی سوار ہو کر طرف قلعے کے گئی ہے نہین معلوم اس سے کیا مراد ہے ملکہ یہ بات سنکر گھبرا گئین
کہا اے وزیرزادی کسی کو طرف قلعے کے بھیجو اتنا دریافت ہو کہ حسن آرا کہان گئی بر حسب ارشاد گلچہرہ نے نسرین نامے
کنیز کو بلایا کچھ انعام دیا کہا تو جا کر خبر تو لا کہ حسن آرا کہان گئی ہے نسرین مردانے کپڑے پہنکر چلی دکوس نکلی تھی
کہ دیکھا آگے آگے حسن آرا پیچھے پیچھے مفقود نامے رسالدار اسکے پشت پر سات ہزار جوان نیزے تانے ہوئے بہ تعجیل
طرف باغ کے آتے ہین نسرین کنیز یہ دیکھتے ہی بھاگی یہان ملکہ گھبرا رہی ہین وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوئے
باغ مین ٹہل رہی ہین رنگ رو اڑا ہوا نسرین نے اتنا کمال کیا کہ گوش بر آواز ہو کر سنا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ سعد بن
قباد پکڑ لیے گئے اب یہ رسالہ برائے گرفتاری ملکہ جاتا ہے نسرین بھاگتی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا نسرین خیر تو ہے
نسرین نے کہا حضور غضب ہوا حسن آرا نے جا کر بڑی آگ لگائی صمصام نام پہلوان بارہ ہزار فوج لیکر آیا کو
سعد بن قباد بادشاہ تھا اسکو قید کر لیا صمصام لیکر طرف قلعے کے گیا اب ایک رسالدار سات ہزار جوان لیے ہے
برائے گرفتاری حضور آتا ہے اگر اسکے خلاف ہوا کہ آفت بپا کریگا اسکو حکم مل چکا ہے کہ دشمنان حضور کو مع کنیزون
کے گرفتار کر کے لاؤ یہ سنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین گھبرا کر کہا کیون گلچہرہ اب مین
کیا کرون وزیرزادی نے کہا واری مشکل یہ ہے کہ اس کنیز کو بھی آپنے اپنا خیر خواہ نہین جانا میری جان آپکے قدمون پر
نثار ہے اگر مجھے احوال مفصل معلوم ہوتا بھلا حسن آرا جانے پاتی جا کے حرامزادی آگ لگاتی مین یہین اسے گرفتار کرتی
اب تو مجھے کیسے یہ کیا ستم گذرا شہریار جو گرفتار ہوے یہ کون تھے یہان کیون آئے کون لایا کسنے باغ مین گل کھلایا عالم
عیش و فرحت مین خلل ڈالا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے گلچہرہ شرم مانع ہوئی زبان سے حال مصیبت مال کہا

گیا

راز عشق کو چھپایا دو ہفتے گذرے ہین واسطے شکار کے گئی تھی سعد بن قباد بادشاہ اسلام واسطے شکار کے صحرا مین آگئے تھے اُنسے سامنا ہوا حقیقت مین وہ مجھپر عاشق ہوے ہین اُنپر مائل ہوئی وہ شہر باز جاکر بیمار ہوگئے ہین ابھی جو حال لکھا تھنے دیکھا کہ اب وہ دانہ چھوٹ گیا تھا کوئی صورت بچنے کی نہ تھی مگر وہ تو بادشاہ اسلام ہین جب اُنکی علالت بڑی خواجہ عمرو کو خبر ہوئی وہ ڈھونڈھتے ہوے یہان پہونچے گلشن ڈومنی کو بیہوش کیا ایسا دام مکر بچھایا کہ مین نے سب حال عشق کہدیا وہ بادشاہ کو آج لائے خود چلے گئے بادشاہ انکے جانے کے بعد رخصت ہوے حسن آرا نے جاکر آگ لگائی صمصام فوج لیکر آیا اب سنتی ہون کہ وہ گرفتار ہوے مفقود رسالدار سات ہزار جوان لیکر ہماری گرفتاری کو آتا ہے یہ سنتے ہی کنیزین بھاگنے لگین دو کہین چار کہین دم بھر مین باغ مین سناٹا ہوگیا وزیرزادی نے کہا ای ملکہ کل چلیے دو گھوڑے یہان کسکر نقابین چہرے پر ڈالین دو باغ سے نکلی تھین کہ رسالدار مع رسالہ دکھائی دیا اُسنے بھی دور سے دیکھا دونون سے آواز دی کہ آگے نہ بڑھنا سوار گھوڑے کڑکا کے دوڑے ملکہ نے کہا گلچہرہ بڑا غضب ہوا اگر ہمکو گرفتار کرلیا بڑی ذلت سے لیجائینگے وہان جاکر نہین معلوم کیا ہو کوئی کلمہ نیک بولنے والا نہین ہے گلچہرہ نے کہا تیر مارئیے یہ خطا شعار قریب نہ آنے پاوین یہ صلاح ملکہ کو پسند آئی یا تو باغ سے باہر نکلی تھین یا اندر باغ کے آکر دونون نے تیر مارنا شروع کیے جو دروازے کے سامنے آیا تیر پڑا سہم گیا گھوڑے سے گرا اگر گھوڑے پر تیر لگا تو گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا سو دو سو قدم پر جاکر گرا دیا دس بیس سوار جو اسطرح واصل جہنم ہوے اب دور سے لعنا لینا کرنے لگے رسالدار کو غصہ آیا کہا بڑے افسوس کی بات ہے صرف دو عورتین دست و پا شکستہ تیر مار رہی ہین ہم لوگ بڑے مجاب کی بات ہے گوشون مین چھپنے لگین سہم گئے بڑی خطا ہے کہا ایک تیر سب کو مار ڈالیگا گھوڑے اُٹھاؤ سب ملکر گھس چلو اب جو سب نے ایک بارگی گھوڑے اُٹھائے تق گرد بلند ہوا ملکہ گھبرا مین کہا کیون وزیرزادی مین کیا کرون اب یہ بھیا گھس آئینگے بذلت گرفتار کرلینگے اپنے کو کنوین مین گرادین یون جان دین الماس کی انگوٹھیان پاس موجود ہین انکو کھالین جب تک وہ ہمکو گرفتار کرینگے اسکی تاثیر ہوگی کلیجہ کٹ کٹ کے گرنے لگے گا شہر تک جاتے جاتے خاتمہ ہوگا ذلت سے تو بچینگے گلچہرہ نے کہا آپنے جو نیا مذہب اختیار کیا ہے اُس خدائے نادیدہ کو پکار دیکھیے کیا عجب ہے کہ حل مشکل کی تدبیر ہو ملکہ نے موے مشکین کھولدیے دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا تھین ای خالق بے نیاز داور رب کارساز ہمکو اس مصیبت سے نجات دے ذلت گوارا نہین یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری قبض ارواح کرے ایسا نہو یہ بے حیا ہمکو گرفتار کرکے لیجائین عورت کا مقدمہ نازک ہوتا ہے اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا آبرو مین فرق آیا اس سے مرجانا بہتر ہے اسطرح بلک کر دعا کی اس بیقراری مین یہ خمسہ ورد زبان ہوا

خمسہ

ترقی دیکھے خوبان جہان کو　ستایا عاشقان بے نشان کو　خدا رکھے سلامت آسمان کو
اثر سب دید یا حسن بتان کو　ملے کیا خاک اب آہ و فغان کو
اسی کو کہتے ہین تقدیر کا پھیر　کہ اپنی زندگانی سے جو ہو سیر　لگانے موت اسکی اعتدار دیر
نہ آئے مرگ شادی تو ہی اندھیر　وہ آئین اور پھیرے امتحان کو
خبر جسکی نہ لے جسکا مسیحا　نہ آتے ہون عیادت کو حبیبا　مریض عشق وہ کیونکر ہو اچھا
بھلا پوچھے مزاج اسکا کوئی کیا　نہ پوچھے موت بھی جس ناتوان کو
ابھی تک تھی نہ اسمین یار شوخی　نہ رکھتا تھا یہ ناشیحار شوخی　سناتے ہین ترے اطوار شوخی
سکھائی ہے تری رفتار شوخی　لگینگے چار چاند اب آسمان کو

کیا لوگوں کو اُسنے بارہا قتل ہوئے ہونگے بہت سے آشنا قتل مگر تھا دید کے قابل مرا قتل
عجب انداز سے مجھکو کیا قتل کہ حسرت رہگئی سارے جہان کو

کریگا حسن جب یہ زور ہو اُس سے عزیزکا امتحان اکثر ہو اُس سے تو سائل کیا کوئی مضطر ہو اُس سے
سوال مدعا کیونکر ہو اُس سے خموشی سے ہو شک حسن بتان کو

نہین گو اُسکو خود بینی سے فرصت کیا ہی آئینہ نے محو صورت مگر ہی دیدنی میری بھی حالت
ہجوم ناز دے اتنی تو مہلت کہ دیکھے وہ بھی چشم خونفشان کو

کچھ اندیشہ ہی افشا کا جو ظالم نکال آکر تمناؤن کو ظالم کہ تا سینہ مرا خالی ہو ظالم
بھرا ہی حسرتون سے دل تو ظالم جگہ دون اب کہان راز نہان کو

یہ مانا دل سے ہی اُسپر فدا غیر مگر کیون خاک مین ملنے لگا غیر جلال زار کا بھی حال تھا غیر
خدا جانے وہ ہی نواب یا غیر سمجھ پاتے ہین اک ہیجان کو

کبھی بیکار نہی ہی اگرچہ ہم مین تو مسلم ہون مگر مذہب سے اچھی طرح آگاہ نہین ہون شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور رب • دست ما گیر کہ درماندہ بے بال و پریم قطعہ شاہا کریمی بر من درویش نگر • بر حال من خستہ دل ریش نگر • ہر چند نیم لائق بخشایش تو • بر من منگر بر کرم خویش نگر • ملکہ کرچہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اتفاقا نقابدار بلنگینہ پوش کا اسطرف گذر ہوا یہ ہنگامہ سنکر عیار سے کہا دریافت تو کر یہ سوار کس پر گھوڑے اٹھائے جاتے ہین عیار گیا روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار سعد بن قباد براے ملاقات معشوقہ آئے تھے پہلے وہ گرفتار ہوے اب انکی معشوقہ پر بلوہ ہی دو عورتین دروازے مین باغ کے بلک رہی ہین یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے جاتے ہین چاہتے ہین اُن عورتون کو گرفتار کرلین عورتین بلک رہی ہین یہ سنکر بلنگینہ پوش نے آواز دی ان سب کو مار لو ساتھ والے جا پڑے سوارون کو گھیر لیا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب رسالدار پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ایک ہلکا سا ہاتھ مارا سر اسکا اُڑ گیا چشم زدن مین سب کو مار لیا ان سب کو قتل کرکے نقابدار بہ نفس نفیس قریب در باغ آیا ملکہ سے کہا سعد بن قباد کو کسنے گرفتار کیا ملکہ بلک کر رونے لگین کہا ای حسین و مددگار صمصام بد انجام تھوڑا عرصہ ہوا گرفتار کرکے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے لیگیا یہ سب براے گرفتاری مجھ بدنصیب کے آئے تھے خدا تمہین سلامت رکھے کہ تمہاری وجہ سے جان و آبرو بچی ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طور سے پیش آتے نقابدار نے کہا ہمارا کچھ احسان نہین ہم بھی تو اُسی شہریار کے ملازم ہین یہ کہکے نقابدار نے کہا ای ملکہ عالم مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون اگر راہ مین پا گیا تو رہا کرونگا مگر تمھارا اس باغ مین تنہا رہنا مناسب نہین غروب باختر پر چلی جاؤ لشکر اسلام مین بلاتکلف جانا بیان کردینا کہ مین ناموس سعد بن قباد شہریار ہون وہ لوگ تمکو اپنی آنکھون پر لینگے خدمت مین ملکہ ماہ مغرادی شاہ کی والدہ ہین اُنکے پاس پہونچا دینگے وہ آنکھون مین رکھینگی تمھاری خاطر مدارات کرینگی اگر سعد بن قباد شہریار قلعہ ابلیس پرستان مین پہونچ گئے تو وہ ملک ساحرون کا ہی وہان مین نہ جا سکونگا اگر آپ وہان جائینگی تو سب کو خبر ہوگی عیاران اسلام جو یہ خبر سن پائینگے براے رہائی شہنشاہ آئینگے یہ سامنے راستہ جو ہی گھوڑون پر سوار ہوکے نکل جاؤ لشکر اسلام کا نشان جہان سے دریافت کروگی مل جائیگا ملکہ ماہ عالم افروز کو یہ بات پسند آئی وزیرزادی بھی ساتھ دینے پر آمادہ ہی دونون مادیان عربی پر سوار ہوئین طرف لشکر اسلام کے روتی ہوئی روانہ ہوئین

عیش دنیا ہین بشر کیواسطے ہو یا نہو ۔ یہ کسی رشک پری کا یا خط سودا نہو ۔ عقل کو ضایع نکر وحشی نہو رسوا نہو
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو ۔ صندل اس بتخانہ مین ملتا ہو درد سر کے ساتھ
یاد آجاتا ہو وہ مستانہ اکثر جب کبھی ۔ دیدہ تر گریبان سے پلتے مین ڈر گیا مجھے ۔ نور کا ہستا نظر آتا ہو اک دریا مجھے
جب رلاتا ہی تصور تیرے رخ کا مجھے ۔ تولتا ہون اشک کے قطرے نگون لوہ کے ساتھ
سر زمین ہی شور محبت دل مین جوش اشتیاق ۔ طے نہین ہوتا برسون مین زر کی الفت کا فراق ۔ وہ کرے سیری کہ جو زندگی ہو جسپ اتفاق
آسمان کا گر کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق ۔ خضر صحرا گرد دیتا ہی دوا مرہم کے ساتھ

چہرہ عیاران خنجر گزار و مکاران سحر گفتار داستان حیرت بیان خواجہ عمرو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانائے شیرین بیان ✦ چنین مے نگارند این داستان ✦ جبکہ خواجہ عمرو کو زبانی ملکہ ماہ عالم افروز کی دریافت ہوا کہ طلسم عینک جمشیدی واجب و لازم ہی بادشاہ و مہیاد سے جدا ہوے باغ سے ملکہ ماہ عالم افروز کے لگے با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر سیہ پوش کی فکر مین چلے سوچتے ہوے کہ کیونکر اس سے عینک جمشیدی کون نہین معلوم کس مقام پر ہی دل سے یہ باتین کرتے ہوے طرف ابلیس پرستان کے جاتے ہین کوئی دو کوس راستہ طی کیا ہوگا ایک چشمہ پانی کا ملا وہان شہر کر پانی پیا صورت اپنی ایک ساحر کی بنا لے ہوے جھولی مین اسباب سحر بھرا ہوا طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین ایک ساحر کو دیکھا کہ جلدی جلدی اسی طرف چلا آتا ہی جب قریب پہونچا خواجہ نے آواز دی ای بھائی جانے والے اس دھوپ مین کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہر جاؤ ابھی ایک مسافر کو لون لگ گئی بیہوش ہو کے گرا اسکے وارث ابھی اُٹھا کر لیگئے ہین اس ساحر نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر سایۂ نخل مین بیٹھا پکار رہا ہی نصیحت کرتا ہی کہ چند ساعت ٹھہرنا واجب و لازم ہی ایسا نہو دھوپ سے صدمہ پہونچے وہ قریب خواجہ آیا کہا بھائی نوکری بڑی چیز ہی کار سرکار کو جاتے مین دیر ہوگی تو خفا ہونگے جرمانہ ہو جائے نوکری سے چھڑا دین تو کیسی مشکل ہی عمرو نے کہا بھائی ہمسے زیادہ ضرورت ہوگی بڑے کار ضروری کو جاتے مین مگر جان ہی تو جہان ہی جو جان بچیگی تو نوکری کرینگے اگر تڑپ کر مرگئے تو کون نوکری کریگا بھائی تمھارا نام کیا ہی تھوڑا سا پانی پیو دم بھر بیٹھ جاؤ ہم ادھر جاتے تھے ادھر جاتے ابھی مین نے ایک جوان کو دیکھا رعناز یبا نفتا ہوا ادھر سے نکلا ہوا کا جھونکا جو چلا چہرہ اسکا سیاہ ہو گیا گر کر مر گیا اگرچہ عزیز اسکے گانون سے آئے ابھی اُٹھا کر لیگئے وہ جوان ذی زبیل تھا اُسپر تو یہ گذری ہم تم دُبلے پتلے ایک ہی جھونکے مین دم نکل جاوے ہوا ہو بہان ہمارا کون پوچھنے والا ہی اس طرح کی باتین کرکے خواجہ نے اسکا نام پوچھا اُس ساحر نے کہا کہ میرا نام جادو ہی ملکہ سیہ پوش جادو کا ملازم ہون جب مہتر عمرو رفت با ارادہ عیاری طرف مینا نگار کے جانے لگے تو ملکہ سیہ پوش سے کہا تم قلعہ مین نہ رہو جب مین جا کر عیاری کرونگا عیاران اسلام تمھاری فکر مین نکلینگے ایسا مقام بنانا کہ تم تک کوئی غیر آ نہ سکے یہان سے قریب تین کوس کے ایک قلعہ ہی کہ قلعہ ہوشنگیہ اسکا نام ہی ملکہ ہوشنگ جادو بہن سیاہ پوش کی طرف سے اس قلعے کی حاکم ہین ملکہ سیہ پوش اپنی بہن کے پاس چلی گئین وہان یہ اہتمام کیا گرد قلعے کے سحر کر دیا دن رات قلعہ مشل کمہار کے چاک کے گردش مین رہتا ہی کوئی سوائے ملازمان ہوشنگ و سیہ پوش کے وہان نہین جا سکتا ملکہ نے مجھکو بھیجا تھا کہ جا کر خداوند سے دریافت کرو کہ مہتر صاحب کی عیاری پوری ہوئی دشمن گرفتار ہو گئے مین آؤن کہ نہ آؤن دم ان جانے جو ہو بخیا تدرست کو خود اقتدار مین پایا مین نے عرض کی خداوند نے ایک نامہ لکھ دیا کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ ای ملکہ سیہ پوش ابھی اُسی مقام پر رہو مہتر صاحب وہین گئے ہوے ہین سنا ہی کہ قلعے خاص مراد ہین صاحبقران آئے

ابھی گرفتار نہیں ہوئے اسقدر صاحبقران ہوشیاری کرتے ہیں کہ آٹھ پہر میں کسی وقت غافل نہیں ہوتے بارگاہ
سلیمانی میں بیٹھے رہتے ہیں عمرو کو پکڑا تھا چھوٹ گیا مہتر صاحب کی عرضی آئی تھی خلاصۂ مضمون جسکا یہ تھا کہ ایک
ہفتے کی مجکو مہلت اور ملے اسی ہفتہ میں سب کام انجام دیکر حاضر ہوتا ہوں یہ بھی لکھا تھا کہ عمرو کہیں غائب ہو گیا
نہیں معلوم کہاں گیا دو دن انتظار کر لوں پھر جا کر لشکر میں اُسکی گردن لونگا مہیب باقوت بیچکر کہاں جائیگا عمرو نے
یہ حالات گوش ہوش سے سنے کہا ہاں بھائی ہو گا ان جھگڑوں سے ہمیں تمہیں کیا کام میں پانی بھرتا ہوں ایک کٹورا حلوا سوہن
کا کھالو پانی پیو تم اُدھر جاؤ ہم ادھر جائیں اتنے عرصے میں دھوپ ڈھل گئی لوں کا وقت گذر گیا بھائی جہاں نوکری
ضرور ہے وہاں اپنی جان بچانا بھی واجب و لازم ہے معتمم خوش ہو گیا کہ بڑے معقول آدمی سے ملاقات ہوئی عمرو نے
کہا کیوں بھائی تجب بیان سے جاؤ گے سیدھے قلعے میں پہونچوگے یا کچھ نشانیاں تمکو دیدی ہیں معتمم نے کہا میرے
پاس انگوٹھی موجود ہے جب قریب خندق پہونچونگا انگوٹھی خندق میں پھینک دونگا آواز دونگا کہ اے ملازمان ہوشنگ
و سیہ پوش میں معتمم جادوگر گیا تھا آج آیا ہوں یہ نشانی موجود ہے جب وہ انگوٹھی خندق میں گر گئی تب قلعہ ساکن
ہو گا مجھکو راستہ ملیگا عمرو نے جلدی سے پانی بھرا جیب میں ہاتھ ڈالکر حلوا سوہن نکالا کہا بھائی یہ کھالو پانی پیکے جانا
معتمم نے ہر چند عذر کیا عمرو نے کہا بھائی غیرت نہ سمجھو ہم تم ایک مذہب کے ہیں اگر تمہارے پاس ہوتا ہم چھین لیتے اب ہمارے
پاس موجود ہے تم بلا تکلف کھاؤ معتمم نے ایک ٹکڑا حلوا سوہن کھایا پانی لیکر پیا عمرو نے کہا اب جائیے ایسا نہ ہو وہاں تنگی ہو معتمم
اُٹھا کہ چلوں بیہوشی کام کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اُتار لیے ننگے کی مشکیں باندھ کر درہ کوہ میں ڈالدیا
انگوٹھی اور نامہ لیلیا اب اُسی کی صورت بنکر طرف قلعے کے روانہ ہوا قریب آکے دیکھا قلعہ گردش میں خندق سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہیں عمرو نے انگوٹھی خندق میں پھینکی قلعہ ساکن ہوا ایک جادوگر خندق سے نکلا شعلہ بار جادو
اسکا نام ہے پکار کر آواز دی اے معتمم آؤ نکل جاؤ مگر تم میں بوئے بد آتی ہے انگشتر سلیمانی کا خندق نے دیکھی شمع رخسار نے فرمایا
شعلہ بار انگشتر یہ کہتی ہے کہ غیر کے ہاتھ میں گئی مگر خیر اب تم جاؤ ملکہ ہوشنگ سمجھ لینگی پیرون نے یہ خبر دی ہے کہ سار بانوں کو
طرف اس قلعے کے چل چکا ہے کل کاہن نے بھی بیان کیا تھا کہ عمرو سیاں ضرور آئیگا چشمہ جمشیدی کی بڑی فکر ہے عمرو کے
ہوش اُڑ گئے بقول شاعر شعر ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے + زہے دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دل میں ہے + خندق کے
اس پار ہوئے قلعے میں آیا دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد مختصر قلعہ ہے جابجا ساحر بیٹھے ہیں ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہے کہ عمرو
عیار آیا چاہتا ہے عمرو حیران کہ خدا خیر کرے بڑا انتظام ہے تمہاری فکر تمام شہر کو ہے ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہے
کہ عمرو آیا چاہتا ہے دیکھیے سامنے مالک کے جا کر کیا گذرے عمرو دروازۂ دار الامارۂ شاہی پر آیا دیکھا وہی ساحر کھڑا ہے
جو خندق سے نکلا تھا عمرو کو دیکھکر اندر گیا ملکہ ہوشنگ سے اطلاع کی کہ معتمم جادو آیا ہے ملکہ شمع رخسار نے
فرما دیا ہے کہ مجکو کھٹکا گذرا اگر آپکے پاس بھیجا اسواسطے نہیں روکا کہ آپ کا مقرب ہے انگوٹھی بھی موجود ہے صورت
وہی انتظام مگر کیا سبب ہے کہ دل کو انتشار ہوا ہمارے نزدیک قول کاہن کر ہی نہیں ہوا ہوشنگ نے کہا
وہ آلے تو ہم سمجھ لینگے تمہارے بھروسے پر نہیں ملکہ سیہ پوش کو یہان رکھا ہے شعلہ بار نے نکلکر آواز دی اے
معتمم آؤ ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں عمرو دبا ہوا شعلہ بار کے اندر آیا دیکھا ہوشنگ جادو تخت پر بیٹھی ہے ایک کتاب دیکھ رہی ہے
سیہ پوش ایک جانب سر جھکائے کچھ شمار کر رہی ہے ہر مرتبہ ہوشنگ سے کہتی ہے کیوں بہن تقدیر دو جو کاہن کہ گیا اُسکا کیا انتظام ہو گا
ہوشنگ جواب دیتی ہے بڑا کاہن دیوانہ تھا کسکی مجال ہے کہ تیر دست انداز ہو دیکھو معتمم آتا ہے حال کھل جائیگا میں نے تدبیر کر لی ہے عمرو
اندر پہونچا ہوشنگ کو جھک کر سلام کیا دیکھا بارگاہ میں آئینے قد آدم لگے ہیں سیہ پوش سر اُٹھا کر دیکھنے لگی ہوشنگ نے

پوچھا ای مہتمم یہ بے خط کالا کس قدرت نے کیا شعلہ بار فرمایا مزاج اقدس کیسا ہی عمرو نے گھبرا کر جواب دیا بانسے مین
سب کچھ لکھا ہی جیب سے نامہ نکالا جیسے ہی ہوشنگ کو دیا آئینہ جو پشت پر ہوشنگ کے رکھا ہی اسپہ عمرو کی نگاہ پڑی
دیکھا مین بصورت اصلی کھڑا ہون ہوشنگ کے منہ سے نکلا کہ خواجہ آنے عمرو نے بات کہ شعلہ بار کو تپ مارا شعلہ بار
کا شکم چاک قہقہہ پاک عمرو نے جیسے اُسی اندھیرے مین قصد کیا کہ نکل جاؤن رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا جیسے ہی
عمرو نے چاہا بستر دن اُسنے گیر کی آواز دی خنجر ہاتھ سے عمرو کے چھوٹ گیا زمین سے پانون تھام لیے شعلہ بار نے کہا
کیون ساربان زادے مجھکو مار کر چلا تھا مین نے اپنے غلام کو اپنی صورت پر بھیجا وہ مارا گیا مین اسی مقام پر رہا جانتا تھا
سمجھ چکا تھا کہ مہتمم پر اُفتاد پڑی عمرو سرنگون حیران کہ یہ کیا ستم ہوا موت لیکر آئی تھی مگر ای کارساز مین نے تو ابھی
اس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا یہان سامنا ہو گیا شعلہ بار عمرو کو لیکر سامنے ہوشنگ کے آیا ہوشنگ نے
کہا ای شعلہ بار کیا چالاکی کی مین نے اور بھی تدبیر کر دی تھی یہ پل کے نہ جا سکتا جلوخانے مین جا کر پڑا جاتا مین انگشتر
دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی عکس آئینے کا پڑا رنگ روغن اُڑ گیا بصورت اصلی تو میرے سامنے کھڑا تھا یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اُسمین عمرو کو بند کیا سپہ پوش سے کہا لو یہی تمہارا قاتل ہی کاہن بیہودہ بکتا ہی یہی کیسے جاتا ہی عمرو آخر قتل کر گیا
چشمہ جمشیدی لیجائیگا کیا تمسیل ہی ہم لوگون کے سامنے عیاری کیا مجال شعلہ بار سے کہا اسکو بخدمت شمع رخسار لیجاؤ
کہنا خبردار صبح کو اسکو قتل کرنا بوریان کا تکیہ کباب کھا کینگے چند کباب خدمت خداوند مین جائینگے شعلہ بار قفس لیے
ہوئے چلا خندق مین آکر پھاند پڑا عمرو نے آگ کو دیکھکر آنکھین بند کر لین اب جو آنکھین کھولین دیکھا ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہی اُسمین مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی عمرو کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون ای شعلہ بار جو تمنے کہا تھا وہی ہوا ہم انگشتر
کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے کہ مہتمم پر افتاد پڑی کہ ساحر جا کر مہتمم کو درہ کوہ سے لے آئین وہ بیچارہ دوپہر سے بے آب و دانہ
وہان پڑا ہی چند ساحر گئے مہتمم کو اُٹھا کر لائے مکان مین شمع رخسار کے آیا شمع رخسار نے کہا کیون ای مہتمم ہمنے
تُمسے کہدیا تھا کہ راہ مین ہوشیار رہنا آخر تمنے دھوکا کھایا مہتمم نے کہا حضور کیا کہون ایک ساحر کی صورت بنکر
اُسنے ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین پھنس گیا اب رات بھر حفاظت کیجیے صبح کو قتل کیا جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
جو جو آپنے تجویز کیا تھا وہی ہوا یہ ظالم آگیا شمع رخسار نے کہا اسکی قضا لائی ہی بس یہ چار پہر کا مہمان ہی یہ کہکے قفس
عمرو کا لٹکا دیا مہتمم و شعلہ بار و چند کنیزین حاضر خدمت ہین گلابیان شراب کی رکھی ہوئی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک جادوگرنی تخت پر سوار چالیس کنیزین ساتھ سارنگی طبلہ مجیرہ رکھا ہوا آکر پہونچی شمع رخسار نے کہا ای زرمہر آج کیون
تکلیف فرمائی اُسنے کہا مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ عمرو قید ہوا آج کی رات آپ کو جاگ کر بسر کرنا چاہیے اسواسطے کہ مین مع
سازوسامان آئی کہ شب بھر صحبت رقص و سرود رہیگی صبح کو اسکے کباب لگا کر کھائینگے شمع رخسار نے کہا آپنے بڑی مہربانی
فرمائی زرمہر نے فوراً ساز درست کیے آپ بھاری پیشواز پہنی گھنگرو پانون مین باندھے ناچ شروع ہوا خوب خوب زرمہر ناچی
شمع رخسار بہت خوش ہوئی کہا بوا بیٹھ جاؤ بیٹھکے گاؤ ابھی ساری رات باقی ہی زرمہر سلام کرکے بیٹھ گئی بموجب کہنے شمع رخسار
کے یہ غزل شروع کی

غزل

کرتا ہی باغبان یہ چمن مین پکار روز
ای بلبلو بہار ہی گلشن کی چار روز
یاد آتی ہین ہمین تری بالی کی مچھلیان
کیونکر نہ تڑپے اپنا دل بیقرار روز
مدت کے بعد آگئے ہو ای بادشاہ حسن
رہجاؤ اس فقیر کے گھر پانچ چار روز
ہوتے ہین آج کل گل داغ فراق یار
رہتی ہی خانہ باغ مین اپنے بہار روز
ای وائے گوش گل کہ پہونچتی نہین صدا
بلبل کی طرح کرتا ہون نالے ہزار روز
مین کیسا مہر کو بھی دکھاتا نہین ہون شکل
ہوتا ہی منہ اندھیرے وہ مہر دسوار روز
وہ عندلیب مین ہون کہ مرنے کے بعد بھی
گلشن مین اُڑ کے جائیگا میرا غبار روز

کیونکر لباس یار نہ رشک چمن بنے رہتا ہی عکس مہر بدن مین بجا . روز	ملتا ہی پیرہن مین وہ عطر بہار روز ای نور آج گل تری بو پا نہین انھین	جلتے ہین آتش تب ہجر صنم سے ہم کرتے ہین جان نثار ہزارون نثار روز

جب غزل زر مہر تے گائی رنگ بندھا شمع رخسار نقش دیوار بنی ہمہ تن گوش بیٹھی بانداز شعلہ ہر ایک کنیز مین مبہوت سب کے لب پر مہر سکوت عمرو نے بھی دیکھا کہ دو پہر رات گذر چلی کیا خواجہ چپکے بیٹھے رہو گے سحر ہوتے ہی صبح ہو جائیگی مہلت نہ ملیگی اب کچھ مگر مناسب ہی یہ سوچکر گنگنا کے ایک تان لگائی بجلی چمک گئی شمع رخسار نے گھبرا کے چہار جانب دیکھا زر مہر نے کہا حضور یہ کسنے تان لگائی کسکی آواز آئی کنیزون سے پوچھا ملکہ شمع رخسار نے کہا انکو کیا سلیقہ ہی یہ تو کسی کامل نے دل دکھا دیا زر مہر نے کہا واری مین تو اپنے ہوش سے باہر ہو گئی آواز تھی کہ بجلی چمکی کلیجے کے ٹکڑے ہو گئے دل کو تمنا ہی کہ پھر وہی آواز سنے جب نہ ثابت ہوا کسنے تان لگائی زر مہر پھر گانے لگی عین گرمی صحبت مین خواجہ نے پھر تان لگائی اب کی مرتبہ ایک کنیز نے دیکھ لیا کہا حضور یہ قیدی گا رہا ہی شمع رخسار نے کہا پنجرا اتار لاؤ قفس سامنے آیا شمع رخسار نے کہا کہ ای خواجہ تمھین گانے مین بھی دخل ہی عمرو نے کہا حضور گانا رونا سب کو آتا ہی زر مہر نے کہا افسوس ایسی برومندی کی کہ پکڑے گئے مگر مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ سے غضنفر جادو سے کہکر تمھاری جان بچا لونگی پھر آفت نہ آنے پائیگی مگر واسطہ اپنے دین و مذہب کا یہی عمری اسی دشمن مین گا نا واجب و لازم ہی سب مشتاق ہوے ملکہ عالم مجھکو سبق مانتی ہین عمرو رونے لگا کہا ای زر مہر تمھارے کہنے سے تقویت ہوئی اسکا ہین توبہ کرتا ہون کہ قتل پر سیہ پوش کے قصد نہ کرونگا بقیہ عمر تم سب صاحبون کی خدمت مین بسر کرونگا یہ بھی یقین ہو گیا کہ خداوند لقا ہی کی خدائی برحق ہی اور مذہب سچا ہی زر مہر نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا صاحبزادن تمھاری توبہ قبول ہو گی ملکہ لاکھون روپیہ خرچ کر یگی تم ایسا عیار کسکو ممکن ہی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہو گا ملکہ بوغضنفر بڑی قدردان ہین عمرو نے کہا بس اقرار ہو گیا صبح کو مین انکے سامنے پہونچتے ہی سجدہ کرونگا اور آپ کو خبر نہین ہی مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ گرفتار ہو کر تو سامنے قدرت کے پہونچونگا مین مدت سے اس مذہب کا معتقد ہون شمع رخسار نے کہا خواجہ تمسے سب خوف کرتے ہین قدرت نے بھی اپنے مقام پر یہی ارشاد فرمایا کہ عمرو کے ہاتھ سے جان بچے تو بڑی بات ہی اسکی عیاری نہین کرامات ہی عمرو نے کہا حضور یہ سب شرف پیدا کرنے والے ہی نے دیے ہین اب مین یہ چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی بسر کرون علاوہ عیاری کے مجھکو عہدہ ملے اور یون تو مین بڑی بڑی باتین جانتا ہون شمع رخسار نے ہنسکر کہا عمرو کو قفس سے نکالو اگر اسکا اعتقاد کامل ہی تو جتنے اسنے بندگان خداوند مارے ہین قدرت سبکو زندہ کریگی عمرو نے کہا بس اتنی عنایت ہو کہ آپ سفارش کرین زر مہر و شمع رخسار نے قسمین کھائین کہ خواجہ ہم جان و دل سے کوشش کرینگے عمرو نے کہا بس مشکل آسان ہوئی اب مین چین سے یہان بسر کرونگا جب حمزہ کو خبر ہوگی کہ عمرو لقا پرست ہو گیا بہت جلیگا ہزارون عیار میری فکر مین آئینگے مین سب کو گرفتار کرا دونگا اگر حکم خداوند ہو تو لشکر حمزہ مین جاؤن اول حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ ایسے کو زندہ لانا بہتر نہین ہی سر لا دونگا قدرت سے انعام پاؤنگا اب ہنسکر نے خواجہ کو قفس سے نکالا عمرو نے سازندون کو اپنے پاس بلایا کہا ہان صاحبو تمھاری ہی آس ہی کچھ آمین پائین تو شاید گا دونگا شاید آپ کو پسند ہو دل قابو مین نہین ہی یہ کہکے غزل مغنی کی شروع کی

غزل

گہ چو لیلیٰ را المرحمت لیلا گیرم گہ بناخن جگر جسد را لنسبکافم گاہ از تخت سیہ پر تو بیضا گیرم	گہ ز زلف تجسہ امید لسر تجمہ پاس گہ ز جیب مسلّی دست اطبا گیرم گاہ در بشادہ زنار رہائش سازم	گہ چو مجنون ز جنون دامن صحرا گیرم گاہ دامان تمنا بہ تمنا گیرم گاہ از آتش دل نور تجلی گیرم گاہ در کعبہ دل روے مصلا گیرم

بر خلاف اثر صحبت ناسور کنند
گاہ چون تیشہ بعبث بادل خارا گیرم
گاہ از نالہ دل کوہ بدرد آرم بہ فغان
از ضعیفی نتوانم رہ عقبی گیرم
بیش ازین نیست مرا طاقت دوری از دوست
گرچہ مژگان حرم در حرمت جا گیرم

مرہم زخم جگر گر ز رقیب گیرم
گاہ چون شمع ز سر تا بقدم در گیرم
گاہ از گریہ بیتاب دل خارا گیرم
آبرو ریختہ ام بس ز مذلت بر خاک
بخت پر وا کہ براہت سر سودا گیرم
بست مخفی چو مرا قدرت گفتار آخر

گرچہ فرہاد دل سنگ بفریاد آرم
گاہ از خون جگر ساغر صہبا گیرم
چہ کنم بخت زبون چرخ جفا پیشہ من
خواہم آتش شوم و بر ہمہ اعضا گیرم
از گدایان توام شاہ خراسان مددے
یا بدامان کشم و دامن مولا گیرم

اس تکلف سے عمرو نے اس غزل کو گایا شمع رخسار بیقرار ہوئی زرمہر گرد پھرنے لگی اور کہتی تھی خواجہ جیسا سنا تھا اس سے زیادہ دیکھا عمرو نے کہا غضور ابھی آپ نے کیا سنا ایک کمال اکیسا رکھتا ہون اُس پر البتہ ناز ہے کیا مجال کسی کی کہ اس پر دست انداز ہو آپ سب کو راضی کر کے جاؤنگا زرمہر نے کہا خواجہ اس کمال سے بڑھکر کون سا کمال ہوگا عمرو نے کہا مین ساقیگری کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کہ اس سر سے کوئی آگاہ نہو زرمہر نے کہا یہ شغل ضرور ہے خواجہ یہ تو عجب بات کہی کہ دل کو یقین نہین آتا عمرو نے کہا ابھی مینا نہ میرے قبضے مین دیجیے شمع رخسار نے کنجی مینا نے کی سامنے عمرو کے پھینکدی عمرو نے فوراً مینا لے کر جا کر سب شراب مین بیہوشی ملادی پکار کر آواز دی یار و چلیے قرابے لیجاؤ ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے ملازم دوڑ چلے قرابے باہر تقسیم ہونے لگے عمرو نے سو گلابیان و کنٹر الماس نگار جس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب اُس مین بھری کشتیون مین لگا کر محفل مین لائے زرمہر خوش ہو گئی کہا ملکہ شمع رخسار دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہے اگر زاہد صد سالہ ہو رال ٹپک پڑے عمرو نے صحبت مین آتے ہی رنگ ساقیگری شروع کیا آفتاب بکرنے طلوع کیا بام بارگاہ کیے بگانہ ہوگیا شراب بیتے ہی رنگ سب کے دگرگون ہوے آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی میہان صحبت مین چار گھڑی مین رنگ بدلتا شمع رخسار بیٹھے بیٹھے بگڑی کہا خواجہ کیا گت دل بیقرار کر دیا کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسا کمال نگاہ سے گذرا ہو میرے نزدیک تو خداوند تشریف لائے ہین تعریفین کر رہے ہین کتنے ہین ہم بھی صحبت مین آئین عمرو نے کہا بلایے اُنکی بھی تمنا ہے ایک جام پلایے شمع رخسار کے دل مین شوق گانے کا پیدا ہوا یہ کہکے غنت سے اُٹھی مگر خواجہ اس معاملے مین بہت حیران ہین کہتا ہے سیہ پوش کیونکر جاؤن ایسا نہو ان سب کے قتل کرنے کسی بلا مین پھنس جاؤن مگر پھر دل سے کہا جو مرضی پروردگار شمع رخسار تمتما اٹھتے گری زرمہر الٹی جو اُٹھا چاہا نشا جانستان دل مین سب بیہوش ہوگئے عمرو نے خنجر کھینچ کے جا پڑا شمع رخسار کو خنجر مارا زرمہر کا سر کاٹا بارگاہ کو لوٹنا شروع کیا کئی سو کو قتل کرتا تھا سحری آسمان پر چمکا صبح ہو گئی عمرو کو خبر نہین مگر ہوشنگ و سیہ پوش بارگاہ مین آکر دونون بیٹھے تھے ہین سیہ پوش نے کہا ہوشیر دشمنے بڑا کام کیا کہ عمرو کو بڑا کاہن بھی کہہ گیا تھا کہ ملکہ سیہ پوش کا عمرو قاتل ہے حکم لگانے والا گیا جاہل ہے اب قاتل مقتول ہوتا ہے سر آتا ہوگا دار پر چڑھا دیا ہو گا سیہ پوش کہہ رہی ہے جب عمرو کا سر سامنے آئے تب مجھکو یقین ہو نخل قدرت مین ابھی پیوند تون سے یہی حکم لگایا عمرو کے ہاتھ سے تمہاری قضا ہے میہان کاہن نے بھی کہا اسی وجہ سے دل بیقرار ہے دم بدم ترقی پر انتشار ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی طائر نے آواز دی ای ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ شمع رخسار کو عمرو نے مار ڈالا شمع حیات گل کیا فائدہ دل کو غم و الم سے بھر دیا خبر لیجیے اب وقت غفلت نہین ہے سنتے ہی ہوشنگ نے سر پیٹ لیا خدا شکر کی چمکتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ خواجہ سب کو قتل کر چکے ہین کپڑے اُتار رہے ہین مال لوٹ رہے ہین آئینے قد آدم اُٹھا کر زنبیل مین رکھے جاتے ہین

ہوشنگ نے آسمان سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او سار بان زادے کیا کرتا ہی نگہبان قلعہ کو تو نے مارا اب کیا
تجھکو چھوڑونگی آگ خندق کی بجھ گئی عمرو نے جو ہوشنگ کو آتے ہوئے دیکھا مردے پڑے لوٹ رہے ہین اپنے
تئین گرا دیا مردون کے بیچ مین چھپ گیا ہوشنگ زمین پر آئی عقب مین ہوشنگ کے سیہ پوش بھی چلی تھی
اس وقت آکر پہونچی کہ ہوشنگ حیران حیران ہر طرف ڈھونڈھ رہی ہی گھبرا کے کہتی ہی سار بان زادہ کدھر گیا
دیکھتے دیکھتے غائب ہوا یہ تو اسنے بہتر زود رفت سے زیادہ کام کیا جسطرح وہ سرمہ جمشیدی لگا کر چھپتا ہی اسی طرح
یہ بھی غائب ہوا کہ پتا نہین ملتا ہوشنگ نے گھبرا کر پوچھا ہمشیرہ کیا غضب ہوا سب رفیق ہمارے مارے گئے
اب کون حفاظت کریگا سیہ پوش نے کہا کیون گھبراتی ہو سار بان زادہ کہان جائیگا گھیر کر مارونگی ہوشنگ کہتی ہی
مین بہت پریشان ہون میری آنکھون کے سامنے سے غائب ہوا ابھی اسی مکان مین ہی نکل نہین سکا دیکھو مین
ابھی تلاش لیتی ہون یہ کہکے جھولی سے چراغدان نکالا اسکو روشن کیا عمرو نے دیکھا اب یہ روشن کرکے دریافت
کریگی مردون مین پڑے ہوئے ہین پروانے بیہوشی کے نکالکر چراغ پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا سیہ پوش قریب
ہوشنگ کھڑی ہی یہی کہہ رہی ہی کہ میری وجہ سے سارے انتظام ہین اب مین یہان سے خدمت مین خداوندی
کی جاؤن ھینک جاکر قدرت کے حوالے کرون انکے پاس حفاظت مین رہیگی عمرو انہین کی فکر کریگا مین تو یون
یہ کہکر کہا برا تم فکر نہ کرو مین خدمت خداوند مین جاتی ہون کہ دھوان دماغ مین پہونچا ارے کہکر گری ہوشنگ
ہان ہان کرکے بڑہی کہ سیہ پوش کو اٹھاؤن عمرو نے ایک مٹھی پروانون کی اور پھینکی ہوشنگ بھی گری عمرو
لوٹ مار کے اٹھا جھولی سے سیہ پوش کی ہاتھ ڈالا ھینک نکلی عمرو نے نذر زنبیل کی خنجر سیہ پوش پر مارا سیہ پوش
کا سر کاٹ کر ہوشنگ پر جا پڑا ایک کے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہوشنگ کا مرنا تھا کہ مین قیامت
برپا ہوئی سنگباری برفباری کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین ہوشنگ و سیہ پوش ہو دو ہزار کنیزین بارہ ہزار جادوگر
سر پیٹتے ہوئے دوڑے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام تھا کہ یارو غضب ہو گیا سار بان زادے نے نہین معلوم
کسطرح ملکہ ہوشنگ کو مار ڈالا وہ تو بڑی ہوشیار تھین کہا کیا حفاظت کی مگر کچھ کام نہ آئی اب چلکر دشمن کو ڈھونڈین
سب جادوگر اسی مکان مین گھسے خواجہ بھاگے ساحرون نے پیچھا کیا یہی غلغلہ ہی کہ سار بان زادہ جاتا ہی
قلعہ ہوشنگیہ ویران ہوا وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ مصاحبان خداوند مین سحر و ساحری مین اسکا کوئی نظیر نہ تھا
ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ سحر کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کبھی درخت کو پھاند گیا جھاڑیان
جھنڈیان طی کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا ابھی تک ساحرون نے اتنی مہلت نہ پائی کہ سحر کرکے گرفتار کرتے لگو پیچھے
لگے چلے آتے ہین عمرو نے جو اس جنگل کو بہت وسیع دیکھا ذرا بیٹھا کہ دیکھون کتنے ساحر آتے ہین ذرا جو عمرو ٹہرا
جادوگرون نے سحر کیا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے جادوگر تلوارین لیکر دوڑے ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی
کہ اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے ہمکو بے سردار کیا قلعہ ہوشنگیہ برباد ہوا اب عمرو دیکھتا ہی چہار جانب سے بارہ
ہزار جادوگرون کا بلوہ تیر تفنگ تلوار اشیاے سحر ہاتھون مین لیے دوڑے ہوئے آتے ہین اسوقت عمرو نے بیقرار ہوکر
دعا کی ای خالق ارض و سماوات وحید و یکتا ای خالق ماہ و مہر **مثنوی** تو گوئی سر آن کس کہ در رنج و تاب ٭ دعا کے
کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ قضاے کار ملکہ برق جادو
کی طرف سے صاحبقران کے بادشاہ زبرجد نگار سے ملنے بیٹھے اپنے مقام سلطنت پر دل گھبرایا خیال مین
آیا کہ چلو لشکر اسلام مین ظاہرہ تو یہی کرتی کہ صاحبقران کی زیارت منظور تھی خواجہ سے بھی ملاقات ہو جائیگی

اس خیال مین اپنے مقام سے اُٹھی یکہ و تنہا اُڑتی ہوئی چلی دیکھنے والے کو ثابت ہو کہ دن کو ستارہ چیخ مارتا ہوا جاتا ہو ہزاروں گز زمین سے بلند بیکایک کان مین آواز لینا لینا کی آئی کچھ شعلے بھڑکتے ہوئے معلوم ہوئے حیران کہ ای برق یہ کیا سحر ہو شاہزادہ کو چھوڑ اُسی صدا پر متوجہ ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ عمرو ایک مقام پر کھڑے ہین بارہ ہزار جادوگر حربے ہاتھون مین لیے ہوئے چاہتے ہین قتل کرین خواجہ اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے برق سے معلوم ہوا کہ زمین نے پیر تھام لیے برق کا دل تڑپ گیا ہاتھ ہلا دیے جادوگرون پر تیغین گرین جو قریب پہونچ گئے تھے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا چہرہ بگڑا سو پچاس ساحر مر کے گرے خواجہ عمرو حیران کہ یہ کیا سحر کہ غیب سے مدد ہوئی کس لطف سے بلا رد ہوئی جب کئی سو ساحر مر کے گرے صحرا مین اندھیرا ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا غل تھا ماتم شاخون پر بار رنج والم تھے کف افسوس ملتے ہین کبھی یہ آواز آئی کہ خواجہ نہ گھبانا اب تڑپ کر برق جادوگری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا ہاتھ دیکھ کے اُڑی یہ سب ساحر روتے پیٹتے چلے گئے آپس مین کہتے تھے مسلمانون کا خدا نادیدہ بڑا زبردست ہو ہمارے کئی سو ساحر مرے مگر اس ظالم کو نہ مار سکے کوئی اسکو اُٹھا کر لیگیا برق جادو خواجہ کو لیے ہوئے ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہری خواجہ کو سامنے بٹھا کر سحر اُتارا خواجہ کی آنکھ کھلی برق کو دیکھتے ہی تڑپ گئے دیکھا معشوق خوبرو تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور چہرے پر عجب دبدبہ ترقی پر حسن و جمال خال چہرہ بے نظیر پر خال خال چہرہ آفتاب عالمتاب سرو قد خورشید خد تیر مژگان دل دوز عاشقان ابروے خمدار کھینچی ہوئی تلوار کہ جسکے زخم ثابت نہون برق بھی خواجہ کو دیکھکر مسکرائی عمرو اُٹھتے ہی گرد پھرنے لگا برق نے کہا خواجہ ای مسخرے پن پر تمھارے مین تمھارے پاس آنے کا ارادہ نہین کرتی اتفاق سے اسوقت براے گشت نکلی تھی تمکو جادوگرون مین پھنسے دیکھا اُٹھا لائی تمنے پھر وہی باتین شروع کین جو میرے مزاج کے خلاف ہین عمرو نے کہا ای جانِ جہان وای آرام دل عاشقان ہین نے تمھارے فراق مین کیا کیا صدمے اُٹھائے راتین ہجر کی طولانی ہین کٹتین جب دم لبون پر آتا ہو نظم

وی پیش گل روے تو حیران دل عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان است
خون دل من خورد بدامان دل عاشق

آبے کہ بعید خون جگر یافت لب خضر
ہر لحظہ شود مائل ایمان دل عاشق
مخفی لب پُر دار برد خواب بیاویز

ای در خم زلف از پریشان دل عاشق
دیدست دران چاہ زنخدان دل عاشق
انگشت لب لعل تو بمسیر از نظم
از کردہ خود نیست پشیمان دل عاشق

یہ اشعار اس الحان سے پڑھے کہ برق تڑپ گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا خواجہ اسی کمال نے مارا دل یہ چاہتا ہو کہ خاموش نہ ہو کچھ اشعار پڑھے جاؤ عمرو نے بلحاظ معشوق اپنا حال بھی سنانا منظور ہو یہ غزل شروع کی غزل

ہو زبانی پر جو آئی ایسی جلتی ہو زبان
شعلہ بنکر منھ سے باہر اب نکلتی ہو زبان
کم نہین ہو ذکر سوز ہجر انگار و نسے تو
آج اک اک بات پر کیا کیا مسلتی ہو زبان
پھیرتا ہون کب مین اپنے خشک ہو نٹون پر
نیچلے دل کو ابھی ساتھ اسکے جلتی ہو زبان
گفتگوے یار مین اللہ ری بیتابیان
تڑپ ہے جتنی تو تیری جلتی ہو زبان

لاکھ کستا ہون سنبھالو کب سنبھلتی ہو زبان
وصل کا گو وعدہ کرتے ہو مگر کیا اعتبار
دیکھو منھ مین چھالے پڑے گئے مین جلتی ہو زبان
ہو تیون سے منھ کو بھر دیگا ذرا کوئی ہلکا
چھو لگا اسکی زبان سے ہاتھ ملتی ہو زبان
وصل مین کیونکر زبان پر ہے شکوہ کرون کوئی
وصف سر دل کی طرح پہلو بدلتی ہو زبان
یہ اگر پیاسے رہے خون کٹ جائے نہین

آہ کی گرمی سے مثل شمع جلتی ہو زبان
بات کہنے مین تمھاری تو بدلتی ہو زبان
ذکر کرتا ہون صفاے عارض محبوب کا
لعل لب کی مدح مین یاقوت اُگلتی ہو زبان
جا کے یہ کیا یار کو دیگا کوئی میرا پیام
چھوڑ کر ایسے دہن کو کب نکلتی ہو زبان
خال اک اپنا ہے نہین جنبش سے مگر نکلی
دانت مین کانٹو کی کیون باہر نکلتی ہو زبان

تم نہیں کیا کیا ہیں راد شاعری میں پر قدم
نور کے سانچے میں وقت فکر ڈھلتی ہے زبان

ٹھوکریں کھاکر سخنور کی سنبھلتی ہے زبان
کیوں نہ مثل شمع روشن ہو سخن اپنا جلال

اس لطف سے عمرو نے معشوق کے سامنے یہ غزل گائی کہ ملکہ برق جادو
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بہت تعریف کی عمرو نے کہا ای جان جہان تصدق ہوئیں تمھاری آتش عشق
سے جلتے ہوئے ہڈیاں سرمہ ہوگئیں اب چین نہیں دل چاہتا ہے پہلو توڑ کر نکل جائیں آنکھیں طالب دید اسی
اشکباری انکا کام ہے اسی میں عاشق کا نام ہے یہ بتاؤ آج تو گلے میں ہاتھ ڈالدیں دل کی حسرت نکالیں برق
نے کہا خواجہ بس اپنے قاعدے سے رہیے اگر زندگی باقی ہے جس دن لشکر میں آنا ہوگا اُسی دن انشاء اللہ سامنے
صاحبقران کے ایک عہدنامہ لکھا جائیگا اول گواہی صاحبقران کی باقی اور سرداروں کی لکھواکر سحر و ساحری
سے توبہ کروں ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھوں تب عقد قرار پائے عمرو نے کہا جو کہو وہ اقرار کروں سر کاٹ کر
قدموں پر رکھدوں برق نے کہا تمھاری بات کا اعتبار نہیں میں سن چکی ہوں کہ جب ملکہ سرو کمین تن سے
عقد کیا اقرار نامہ لکھا کہ سوائے تمھارے خیمے کے شب کو اور کہیں نہ رہونگا بعد چندے جب ملکہ جادو پر عاشق
ہوئے وہ اقرار نامہ منسوخ ہوا یہی عہد اُنسے کیا اب وہی جھگڑا مجھسے ہوگا تا زمانیکہ صاحبقران کی گواہی نہوگی
میرے دل کو یقین نہ آئیگا عمرو نے کہا ملکہ قسم کھاؤں شب کو کیا مجال جو کہیں جاؤں برق نے کہا اب یہ امر
وقت پر موقوف ہیں کہیے صاحبقران کس کام میں مصروف ہیں عمرو نے کہا ای ملکہ عالم و ای شہنشاہ معشوقان ای
تاجدار اقلیم خوبان صاحبقران زمان قلعہ سواد نگار پر مصروف جنگ ہیں ایک عیار سوم مہتر زود رفت
ہیں سردار صاحبقران کے پکڑ لیگیا میں بھی گرفتار ہوا تھا مگر خدا نے چھڑا یا پروردگار نے اُس بلا سے بچایا اس عیار
کے پاس سرمۂ جمشیدی ہے میں اب تلاش کر کے سرمۂ جمشیدی لیجاتا ہوں اسی بلا میں پھنسا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا
بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکر عمرو نے عینک دکھائی قلعہ ابلیس پرستان کا پتہ دیا ملکہ برق جادو تڑپ گئی کہا ای
خواجہ خدا تمھاری جان اُس ظالم سے بچائے میں نے قواعد میں دیکھا تذکرۂ ساحران میں لکھا تھا کہ ابلیس خود پرست
سحر میں اپنا مثل نہیں رکھتا ہے جہانتک ہوسکے اپنے کو بچائیے گا عینک پاکر مغرور نہو جائیے گا وہ علم عیاری میں
بھی طاق شہرۂ آفاق ہے جو کام کیجیے گا سمجھ کے کیجیے گا ابلیس خود پرست بدمست پر یکا یک جلدی میں ہاتھ
نہ ڈالیے گا قوت و طاقت میں بھی وہ آپ سے زیادہ ہے سحر کامل اُس کو ہے پر صحبت رہی برق جادو نے
اس تعدے میں سست بہت کہا عمرو نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خدا مالک ہے آپ وعدہ کریں کب تشریف لائیے گا
ملکہ برق نے کہا خواجہ یہ خدا کو اختیار ہے اب آپ میرے سامنے تنہائی میں بیٹھے ہیں کسی کو کیا خبر کہ اُنپر کیا گذرتی
ہے میں حال نہیں کہہ سکتی مگر آپ قلعۂ سواد نگار و قلعۂ ابلیس پرستان پر سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا آپ خوب آگاہ
ہیں کہ از قلعۂ سواد نگار تا قلعۂ ابلیس پرستان ایک ایک ساحر بلائے روزگار مکار و غدار ہے خدا آپ کو بچائے
جہانتک ہوسکے گا میں بھی آؤنگی دل پریشان رہیگا اب جہان کہیے آپ کو پہونچا دوں عمرو نے کہا میں چلا جاؤنگا
برق نے کہا خواجہ راہ دور و دراز ہے میں قلعۂ سواد نگار پر لشکر صاحبقران میں اُتار دونگی جا کے خبر لو کہ کیا
گذری عمرو نے کہا ساحرہ کے ساتھ جاتا میرے قاعدے کے خلاف ہے برق رخصت ہو کر طرف زبرجد نگار
کے گئی خواجہ عمرو طرف لشکر صاحبقران کے چلے یہاں ایک ہفتے سے زود رفت روز شب کو آتا ہے صاحبقران
رات بھر جاگ کر بسر کرتے ہیں آج شب کو بارگاہ جشنشاہی میں زود رفت آکر بیٹھ رہا صاحبقران برائے
نماز اُٹھے بارگاہ وضو لور میں تشریف لائے ایک دنگل کے نیچے مہتر زود رفت چھپا بیٹھا رہا مقابل سجادہ بچھا کر چلا گیا

امیر معروف نماز ہوے۔ مہتر زورفت نے ایک قالین پر روئی ڈالی اُس روئی مین بیہوشی تھی اُسپر ایک چنگاری رکھدی روئی جلنے لگی قالین بھی پھنک رہا ہے صاحبقران نے سلام پھیر کر پلٹ کے دیکھا کہ قالین جل رہا ہے خود بجھانے کو اُٹھے جیسے ہی آکر ہاتھ مارا دود بیہوشی دماغ مین پہونچا بیہوش ہوکے گرے مہتر زورفت نے پشتارہ باندھا سراپرچہ چاک کرکے نکلا سر لگاکے ہوے خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لشکر سے نکلا اب اُسنے میدان پکڑا خواجہ عمرو جب لشکر کے قریب پہونچے عینک لگائی ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے ہوے ہین کہ طرف لشکر اسلام کے گرد اُڑی دیکھا مہتر زورفت پشتارہ صاحبقران کا باندھے ہوے آتا ہے عمرو بیقرار ہوگیا خیال مین آیا جا بڑون پھر سوچے کہ آقا اسکے قبضے مین ہین ایسا نہو کچھ خرابی ہو کوس بھر آگے بڑھ گئے صحرا مین ایک مقام پر نالہ تھا اُسپر پل خاکی بندھا تھا صاف ثابت تھا کہ جو راہ گیر آئیگا اسی پل پر سے جائیگا عمرو نے زرعۂ نخل مین بیٹھکر حلقے کمند کے پل پر پھیلا دیے آپ چھپکر بیٹھے کہ دیکھا مہتر زورفت آکر پہونچا یا تو روا روی مین آتا تھا جب قریب پل پہونچا دل دھڑکا قلب پھڑکا جی مین کہتا ہے ای مہتر زورفت شاید عمرو آگیا دل کیون تڑپتا ہے شاید اُسنے عینک جمشیدی پائی ورنہ مجھکو کیونکر دیکھنا گمان ہے کہ شاید آگیا یہ سوچکر آواز دی او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہے مین نے دیکھا اگر دعوی جرأت ہے تو آکر مقابلہ کر عمرو سوچا شاید اسنے مجھکو دیکھ لیا خیال مین آیا نکلون پھر سوچے شاید فقرہ کرتا ہو چپکے بیٹھے رہے زورفت نے دوچار آوازین دین آخر مین یہ فقرہ کیا کہ مین سن چکا تو نے سیہ پوش کو مارا عینک لایا مین سرمۂ جمشیدی کا پابند نہین ہون عیاری مین بھی تیرے جی چھڑوا دونگا یہ سنکر عمرو سخت گھبرایا مگر نکلا نہین زورفت نے ایک پتھر کلوخ مین دیکر پھینکا کہا او ساربان زادے یہ عمرو کے پاؤن کے پاس آکر وہ پتھر گرا اب یقین کامل ہوا کہ اُسنے دیکھ لیا دل کیا نکلو بھی خیال ہی گذرا چند ساعت اور ٹھہرو شاید فقرہ ہی ہو حقیقت مین زورفت تقدم کر رہا تھا دوسرا پتھر جو مارا وہ الگ جا کر گرا اب عمرو سمجھا یہ عیاری کرتا تھا جب زورفت نے کئی پتھر مارے دل مین کہتا ہے ناحق کا خیال ہے کجا قلعہ ہوشنگیہ کجا سیہ پوش ہیک خیال کی بھی وہان رسائی نہین یہ سوچ کر جست کی بیچ پل پر آکر پہونچا عمرو دلیر شیر کی آواز دی زورفت رکا عمرو نے جھٹکا مارا زورفت گرا عمرو جیسکر زعے سے نکلا نعرہ لیا نعرۂ عمرو

گران اُستاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار
بباغ دین زبرگش آب باری
جہان سر سبک در حجر آری

زورفت کی پشت سے پشتارہ صاحبقران کا اُلٹ گرا عمرو نے جھپٹکر حباب مارا زورفت نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے حباب خالی گیا لوٹ مار کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے عمرو نے پیچھے مارا یہ بھی زورفت نے دیکھا کہ عمرو کی آنکھون مین عینک ہے جبھی ہر ہوش اُڑ گئے قصد ہوا لپٹکر عینک چھین لون پیچھے مارنے لگا عمرو خالی دیتا جاتا ہے مگر بلا کا طرار پایا دم لینا مشکل کردیا مگر عمرو بھی شیرانہ لگا ڈال رہا ہے جو وار زورفت نے کیا کبھی خالی دیا کبھی تلوار پر لگا تھا تلوار مین دندانے پڑگئے یہی چاہتا ہے کہ عمرو نے پشتارے پر قبضہ کرون عمرو پشتارہ پشت پر لیے ہوے ڈیڑھ ہر پیترے پر خالیان دے رہا ہے وارے اپنے کو بچاتا ہے آپ بھی وار کیا زورفت کہ اسکے وار کی حقیقت نہین جانتا پھیلے پر کاٹ لیتا ہے کہتا ہے او ساربان زادے یہ تو بتلا یہ عینک کیونکر پائی عمرو نے کہا او بچا قلعہ ہوشنگیہ کو لوٹ لیا ہوشنگ کو مارا سیہ پوش کو قتل کیا تب عینک دستیاب ہوئی اب اپنی خیر منا تمھارے خداوند کی بھی خیر لونگا بچہ دعوی خدائی کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے انشاء اللہ بعد فتح سوا و نگار اُنکی بھی نوبت آئیگی اب تو مین نے لنگا لگایا ہے ایک قلعہ تو لوٹ لیا ان دونون کو

بھی لوٹ لیگا خرچ کی بہت ضرورت ہی ہوشنگیہ مین مال دستیاب نہین ہوا زود رفت ان باتون پر کبیدہ دل ہی دل سے کہتا ہی ہائے یہ ظالم قلعۂ ہوشنگیہ مین کیونکر پہونچا وہان تو بڑا انتظام تھا ہوشنگ نے راستہ بند کر دیا تھا جیسا سنا تھا اس ظالم کو ویسا ہی پایا مگر میرے ہاتھ سے اسکی قضا ہی قضائے کار اسطرح جنگ ہو رہی ہی صاحبقران بشتارے مین بندھے ہوئے زود رفت عمرو پر تیغ مار رہا ہی یہی خیال ہی کہ اگر ایک تیغ بھی پڑگیا یہ دبلا پتلا تا نتیجا جانبر نہوگا مگر مہلال جادو صاحب مینا نگار کا واسطے شکار کے گیا تھا سو جادوگر ساتھ میلے تھے اول سیر شکار بھی ہمراہ ملتا ہوا آتا تھا جیسے ہی زود رفت نے مہلال کو دیکھا پکار کر آواز دی ای صاحب شہنشاہ جلد آکر ایک سحر کرو کہ اسکا ہاتھ لڑائی سے رکے مین سر کاٹ لون صاحبقران موجود ہین لعنتی خداوند ابلیس آج ہی جنگ کا خاتمہ ہی عمرو ملتا کہ دیکھون کون ساحر آتا ہی ذرا جو نگاہ چوکی زود رفت نے ہاتھ تیغ کا مارا کلاہ عدی کٹی سر پہ تلوار پہنچی دو انگل سر مین اتری کہ عمرو نے پیترے سے سر جھکا یا دو انگل کا زخم سر مین آیا اس غصے مین جھکر پلٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پیر اڑا دون زود رفت نے جست کی ہاتھ عمرو کا خالی گیا زود رفت پانچ قدم پیچھے ہٹ کر زمین پر آیا اب عمرو نے دیکھا کہ مہلال میری جانب آتا ہی سو ساحر چہار طرف سے چلے زود رفت انکو غیب دیکر ٹھہر گیا اتنی جو مہلت عمرو نے پائی فوراً صاحبقران کو ہوشیار کر دیا عمرو نے آواز دی آقا ٹھیے اسم اعظم سے ہوشیار ہوجیے ساحر قریب آگئے امیر اٹھے دیکھا عمرو زخمی سو ساحر آتے ہین جب کے آگے ایک سوار بڑھا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سرکشی دکھاتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کہ لپک کر بحر ہی گردن نیزہ عمرو کے سینے پر مارون صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے اٹھے جیسے ہی اسنے نیزہ مارا عمرو نے خم ہو کر خالی دیا امیر نے سوار کو ڈانٹا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ کہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار / بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا بستہ شمشیر یار / سر سرکشان جملہ در خاک کرد
بیے تیغ صمصام و قمقام نام / بیے تیغ غضب یکے ذوالجام

نیزہ سوار کا چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا تلوار اسی کی اٹھالی چہار طرف سے گولے ترنج نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے سنگریزے سحر کے پڑنے لگے امیر جب اسم اعظم پڑھتے ہین سحر الٹا پلٹ کر انھین کے سینے پر گیۓ پڑتا ہی جسکو ہاتھ مار دیا وہ بھی گرا عمرو پشت پر صاحبقران کے چھپا کھڑا ہی جہان کسی کا سحر آیا عمرو نعرہ لگا کے گرا آواز دی آقا بچانا امیر نے پلٹ کر اسم اعظم پڑھا عمرو کو روکا اسطرح صاحبقران لڑ رہے ہین مگر مہلال جادو نے آگ برسا دی زمین ہلا دی مگر صاحبقران پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا عمرو کو بچانا دشوار پڑا زود رفت دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی دل کانپ رہا ہی یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال کہ ای زود رفت دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرین بڑا غضب ہوا میری عیاری کا اعتراض ہوا اسے کا نسل مٹا کھینک یہ ظالم بچ گیا مگر جھکائیان دیکر مار لونگا اور طریقے سے صاحبقران کو لاد لونگا مگر آج توبچ گئے بیکار رہا ہی یارو تم سو جادوگر ہو حمزہ اکیلا عمرو کی کیا حقیقت ہی سب ملکے لپٹ پڑو از روئے بلوے کے پکڑ لو مہلت نہ دو صاحبقران ڈرتے ہوئے طرف مہلال جادو کے چلے عمرو کئی مرتبہ زمین پر گرا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے سنبھالا سحر ساحران کو ٹالا مہلال قریب نہین آتا دور ہی سے چھو چھبکا کر رہا ہی اپنے خداوند کا نام لیتا ہی یا خداوند ابلیس خود بہشت ایسی تقدیر کیجیے کہ ان سب کو مار لون صاحبقران گرفتار ہون ابھی لشکر کو جا کر پامال کر دون انھین کون بچا سکتا ہی حمزہ کے نام کا طبورہ ہی چاہ ماران ڈامر ابجال و شنیر و کاشغر و غلی آباد و چاہ الماس و فرعونیہ یہ سب ملک ساحران نامی کے تھے کس طرح لے جیسا آج لبیب ہوا ایسے ہی اسباب ہوتے ہونگے مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین انپر زوال آنا مشکل ہی مگر مہلال جادو نے بڑھکر گولا مارا

گولا پھنا ہزارون شعلے گرد امیر کے آگئے مہلال بھی حمزہ سحر مین پھنسا تیغہ سحر لیکر دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا وہ شعلے بجھے مہلال نے ہاتھ مارا امیر نے اسم اعظم کو پڑھا ہاتھ مہلال کا رکا صاحبقران نے اوپرے ہاتھ مارا سر کٹکر اسکا زمین پر گرا مہلال کے مرتے ہی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے جسکر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر	یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
یلان را سر و سینہ و پا و دست	دریدہ و بریدہ و شکست و ببست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا امیر طرف زود رفت کے چلے زود رفت بھاگا اسکے بھاگتے ہی جو ساحر باقی رہگئے تھے اُنکے بھی قدم اُٹھے طرف لشکر مینا نگار کے بھاگے مینا نگار بارگاہ مین بیٹھا تھا کسی نے آکر خبر دی کہ جنگل مین لڑائی ہوگئی مہتر زود رفت صاحبقران کو لایا تھا مگر عمرو نے چھڑا لیا مینا نگار غصے مین اُٹھا کہا سب لشکر تیار ہو افسران فوج نے ترنا کرائی سب تیار ہوئے مینا نگار تخت پر سوار ہوا تھوڑی دور لشکر چلا ہی کہ دیکھا مہتر زود رفت زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہے تھوڑی دیر مین اور سب ہمراہیان مہلال لاشہ اپنے افسر کا کھینچ کھینچ کر اُٹھا لائے مین مگر بدحواس گھبرائے مینا نگار نے پوچھا کیا معرکہ گذرا مہتر زود رفت نے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ غضب ہوا نہین معلوم کسنے کہدیا عمرو نے جاکر سیہ پوش جادو کو مارا قلعہ ہوشنگیہ ویران ہوا ہوشنگ جادو کو بھی قتل کیا چشمہ جمشیدی لیکر عمرو آگیا جب اسنے مجھے دیکھا تو مجھ سے حمزہ کو لایا تھا مگر عرض کرتا ہون کہ کیا اب مین عمرو کو چھوڑونگا اب تو میرے اسکے بگڑی اُلجھ گئی اُسکی قضا میرے ہی ہاتھ سے ہے مگر مجھکو یہ گمان تھا کہ چشمہ جمشیدی یون باآسانی ملجائیگا بلکہ مجھکو یقین تھا کہ جب اس حوالی مین عمرو پہونچیگا تو قلعے مین رسائی اُسکی دشوار ہوگی ہمکو خبر پہونچیگی ہم جاکر انتظام کرینگے ہوشنگ کا مارنا کیسا ہم جانتے تھے قلعے مین رسائی نہوگی ہوشنگ نے وہ انتظام کیا تھا کہ ہوا بھی تھرائی ہوئی جاتی تھی ہملوگ واقف کار جب پہونچتے تھے دو دو دن تحقیقات و پرسش ہولیتی تھی تب تا بہ ہوشنگ جادو پہونچتے تھے یہ ظالم نہین معلوم کس صورت پر گیا کہ فوراً پہونچا عیاریان بھی چل گئین مین حیران ہون کہ عمرو سے سرمہ جمشیدی و چشمہ جمشیدی کو کسنے کہا مینا نگار نے کہا یہ سب کارخانے قدرت خداوند کے ہین تخت خدائی پر بیٹھے جو چاہا اُلٹی بیٹی تقدیر کردی ورنہ مجال تھی ساربان زادے کی اب جسدن جاؤنگا دامان قدرت پکڑونگا گریبان مین ہاتھ ڈالدونگا کہ آپ نے اپنے بندون کے واسطے خوب تقدیرین کین زود رفت نے کہا مین تو رخصت ہوتا ہون ایک عیاری مین نے سوچی ہے اگر عمرو کو کوتوالی چبوترے پر نہ مارا تو اپنا نام زود رفت نہ پایا آج کی شکست پر استقدر قلق ہے وہ تو اپنے دل مین یہ سوچیگا کہ عیار دو چار دن نہ آئیگا اور مین آج ہی جاتا ہون عمرو کا سر لاتا ہون یہ کہکے مہتر زود رفت بصورت اصلی چلا قریب لشکر اسلام ایک قریہ تھا وہان آکر ایک دُنبہ اسنے خریدا رات کو وہین پڑ رہا چار گھڑی رات رہے سے اُٹھا رنگ روغن عیاری کا لگا کے صورت بزفروش کی بنائی دُنبے کے گلے مین ایک رسی باندھی طرف لشکر اسلام کے چلا یہان ابو الفتح جنگ عمرو صاحبقران کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا بڑی خوشی ہوئی تصدق اُترے امیر نے فرمایا خواجہ تمہارے نہونے سے انتظام کوتوالی چبوترے کا بہم پڑا تھا ہرچند کہ تمہارے عوض مقبل کام کرتا تھا مگر جیسا تم چور کو پہچانتے وہ بیچارہ کیا پہچان سکتا سیکڑون چیزین گم ہوگئین جابجا چوریان ہوئین مگر عیار کا خیال رکھنا عمرو نے کہا اب وہ دو چار دن نہین آئیگا اتنا بڑا ہنگامہ ہوا اب بعد دو چار دن کے قصد کریگا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ سرمہ جمشیدی کو تو سلام کرینگے بطور عیاران آئیگا دیکھا جائیگا شب کو عمرو نے صاحبقران کو اپنے سامنے خاصہ کھلایا جب امیر نے آرام فرمایا عمرو باہر نکل کر بازار بزازان و بازار بقالان مین جابجا پہرا چوکی درست کرنے لگا

چوتو نام سنکر خیرہ رہے جا بجا یہی غلغلہ ہو گیا کہ کوتوال آیا بڑا نظرباز ہے عیار چالاک صورت دیکھکر پہچان لیتا ہے جسدن
سے عمرو نکل گیا تھا روز صاحبقران کو خبر ملتی تھی کہ جا بجا چوری ہوئی کہین نقب دیگئی کہین قفل کٹ گیا راہ چلتے
مین کسی کی جیب کٹی تو امیر نقصان ہر ایک کا اپنے خزانے سے دلواتے تھے آج صبح کو امیر لشکر بیٹھے ہین کہ اگلے
ہرکارون نے پرچہ خیر و عافیت دیا امیر نے ہنسکر فرمایا چورون کے استاد آگئے اب کیون نہ خیر و عافیت ہوگی
عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارے بعد اسقدر روپیہ مدمین چوری کے دینا پڑا آج خبر خیر و عافیت
آئی عمرو نے کہا انشاء اللہ اُن چورون کو بھی پکڑ دونگا اب کوتوالی چبوترے پر مین جاتا ہون امیر نے حال سعد
پوچھا عمرو نے کہا بادشاہ خیر و عافیت سے ہین اور کیفیت سے آپ کو کیا مطلب ہے امیر خاموش ہو رہے عمرو باہر
نکلا دس بیس پیادے و شاگرد بھی حاضر تھے سب نے سلام کیا باتین کرتے ہوئے کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھے
فریادی جھگڑے کے مقدمے آنے لگے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین کوتوالی چبوترے کے پیادے چند شاگرد موجود ہین عمرو کا
بیٹا زود رفت اُس ڈوبے کو لیے ہوے بازار بزرفروشان مین آیا ایک طرف ٹھہرا کہ داروغہ بزرفروشان تہ بازاری
لیتا ہوا بازار مین آیا جسکے سامنے پہونچا کسی نے پیسہ کسی نے کوڑیان دیدین داروغہ پھرتے پھرتے قریب
ڈوبے والے کے آیا کہا تہ بازاری دلواؤ زود رفت نے جھلا کر جواب دیا داروغہ صاحب جائیے ابھی ہمنے سنا تھا
اس لشکر مین بڑی عدالت ہے یہان تو بقول شخصے اندھی نگری چوپٹ راج صبح سے بیٹھے ہین کسی نے قیمت بھی نہ پوچھی
جاؤ میرے سامنے سے چلے جاؤ ورنہ سارا نقصان تیرے ہی سر جائیگا پیسے کوڑی کیسے جب بکیگا محصول داخل
کرینگے داروغہ نے کہا او گنوار یہ وہ مقام ہے کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین خواجہ عمرو کی کوتوالی کیا مجال
کوئی ظالم کسی مظلوم پر دست تعدی اُٹھا سکے تو کچھ نشے مین ہے زود رفت نے اُٹھکر داروغہ کو ایک طمانچہ مارا جیراسی
زود رفت کو لپٹ گئے اَنٹی مارنے لگے داروغہ نے کہا ابھی مارو نہین تم سب صاحب گواہ ہو یہ زبردستی مجھسے لڑا
اگر یہ منت کرتا ہم ابھی تہ بازاری نہ لیتے یہ تو لڑتا ہے سامنے خواجہ کے پہلو زود رفت کہتا ہے مجھے لوٹ لیا داروغہ
نے میری کمر سے روپیہ کھول لیے دُہائی دیتا ہوا ساتھ داروغہ کے چلا چیختا ہے غل مچاتا ہے جو راہ مین ملتا ہے اس سے یہی
کہتا ہے کہ داروغہ بڑا ظالم ہے داروغہ کی جان مصیبت مین ہے دیکھیے کس آفت مین جان پڑی صبح صبح اپنے بیاقت
بربادی لوگون سے کہتا ہے یہ تو اس سے پوچھو کہ تیرے پاس کتنے روپیہ تھے بلا سے دو چار روپیہ لے لے خواجہ
بہت خفا ہونگے فرمائینگے بیوپاریون کو مارتے ہو تمھاری بازار مین کوئی نہ آئیگا مال کا توڑا ہو جائیگا جب کوئی اس سے
پوچھتا ہے تو یہ کہتا ہے میری دھوتی مین پچاس روپیہ تھے داروغہ حیران ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہے یارو کسی نے
بھی روپے دیکھے گواہ بازار کے ساتھ ہین کہتے ہین داروغہ صاحب آپ نہ گھبرائین ہم سب گواہ ہین یہ زبردستی آپ سے
لپٹ پڑا جھگڑا لیا ہے لیے مرتا ہے زود رفت کہتا ہے یارو اسی طرح بازار مین لوٹ لیتے ہو سب ملکر گواہی دیتے ہو
مین تو اپنی جان دیدونگا اب کوتوال صاحب کے ہاتھ انصاف ہے مین صاحبقران کو عرضی دونگا مجھے یون لوٹ لیا
اب گواہ بنا لیے جاتے ہین اسقدر رویا ہے کہ آنکھین سوج گئین کپڑے اپنے آپ ہی پھاڑ ڈالے زبان پر یہی جاری
ہے مجھے لوٹ لیا مین تباہ ہو گیا اسی طرح شور و غل مچاتے ہوے کوتوالی چبوترے پر پہونچے خواجہ عمرو بیٹھے ہوے ہین
کہ غل ہوا عمرو نے کہا یہ کیا شور ہے چند کس نے بڑھکر کہا ایک گنوار ایک ڈوبہ لیکر آیا ہے داروغہ صاحب کو خود زبردستی
لپٹ پڑا کہتا ہے میرے پچاس روپیہ چھین لیے عمرو نے کہا جلد میرے سامنے لاؤ زود رفت جھپٹکر چبوترے پر
پہونچا کہا کوتوال صاحب دُہائی ہے داروغہ نے مجھے لوٹ لیا عمرو طرف داروغہ کے متوجہ ہوا کہا کیون داروغہ

یہ کیا معرکہ ہے اب کوئی بیوپاری تمہاری بازار مین کاہے کو آئیگا داروغہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کیا مجال
جو کوئی کسی کو ستا سکے یہ زبردستی مجھکو لپٹ گیا سب نے دیکھا کہ اسنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے مجھکو لٹا کے مارا سب
بازار والے موجود ہین حضور پوچھ لین اگر میری خطا ٹھہرے جو سزا چاہیے دیجیے زود رفت روتا ہے اور کہتا ہے حضور پانچ
پچاس روپیہ فاقے کر کر کے جمع کیے تھے داروغہ نے چھین لیے یہ سب گواہ جھوٹے ہین عمرو کو بھی گمان گذرا کہ داروغہ
نے بڑا ظلم کیا یہ داروغہ ہے سب اسکی طرفداری کرتے ہون تو کیا عجب ہے مہتر زود رفت پچھاڑین کھاتا ہے ہائے مین
تباہ ہو گیا میرے بچے فاقے کر کے مر جائینگے اسی پچاس روپیہ کا روز سودا خریدتا تھا جو نفع تین ٹکا پیسہ ملا وہ کھایا
اصل مین ہاتھ نہ لگاتا تھا آج یون تباہ ہوا میری کون سنیگا مین گواہ کہان سے لاؤن گھر مین جورو ماریگی وہ کہیگی کسی
رنڈی کو دے آیا گھر مین کھانا بھی نہ ملیگا بچے تڑپ تڑپ کے مرینگے محلے والے مطعون و بدنام کرینگے کوئی کہیگا
جوا کھیلا کوئی کہیگا رنڈی کو دے آیا عمرو نے کہا اے شخص چپ رہ کیون اسقدر بدحواس ہوتا ہے کیا روپیہ کے واسطے
جان دیگا گواہ تو سے دے زبان تالو سے لگا اگر تیرے روپیہ ثابت ہو گئے ہم ابھی دلوا دینگے نہین تو خزانہ سرکاری
سے ملینگے یا ہم تجھے اپنے پاس سے دینگے کیون جان دیتا ہے ذرا تو ٹھہر یہان انصاف ہوگا تیرا روپیہ ملیگا یہ جو
عمرو نے کہا زود رفت دوڑا کہا کوتوال صاحب خدا آپ کو سلامت رکھے میرے روپیہ دلوا دیجیے ورنہ مر جاؤنگا
میرا کہین ٹھکانا نہین جب یہ عمرو کے پاؤن سے لپٹا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا نہ گھبرا مین ابھی تیرا روپیہ دریافت
کرتا ہون مین سمجھ گیا بیشک تیرا ظلم ہوا مین ابھی تمہارے دلوانیکی تدبیر کرتا ہون اس عرصے مین زود رفت نے
کمر سے خنجر نکالا کوکھ پر عمرو کی تاک کر مارا عمرو پشت پر ہاتھ رکھے ہوئے تسکین دیتا تھا جھک جو خنجر کی ہوئی اسے
یہ کیا کہ کمر عمرو کی خم ہوا وہ خنجر ران پر عمرو کی پڑا تا بہ استخوان پہونچا عمرو تو گرا اسنے چاہا دوسرا خنجر مارے شاگرد دوڑے
مہتر زود رفت کہکر چبوترے سے [illegible] مثل برق و باد کے چلا شاگردون نے چاہا پیچھا کرین زود رفت نے
پکار کر کہا یارو میرے پیچھے کہان آتے ہو مین نے تمہارے استاد کو مارا یہ کہتا ہوا نکل گیا اس طرح کا تیز رو تھا کہ
گرد کو بھی نہ پہونچا شاگرد بیٹھے ہوئے ملتے آکر دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی
کہ زود رفت نے عمرو کو مارا ہائے یار وفادار کہکے دوڑے فرمایا بخدا اگر اسنے عمرو کو مارا اگر جا کر قلعہ سواد نگار
مین اس ملعون کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا ہائے غضب کر گیا تیغ عقرب سلیمانی لے کر چلے یہان
اسوقت آکر پہونچے کہ شاگردون نے عمرو کو اٹھایا دریائے خون مین نہایا ہوا امیر نے دور ہی سے پکار اٹھا
یارو خیر تو ہے کیا غضب کی بات ہے تم سب صاحب کیا سوتے تھے دن دہاڑے اسنے ایسے مقام پر مارا جہان
ہزار آدمی موجود تھے کوئی اسکو پکڑ نہ سکا شاگردون نے عرض کی خدا نے خیر کی خنجر کوکھ پر نہین پڑا ران پر زخم آیا خنجر
استخوان تک پہونچا خدا نے خیر کی جان بچالی صاحبقران نے فرمایا خواجہ اگر خدا نخواستہ تم قتل ہو گئے ہوتے
تو مین ایک کو زندہ نہ چھوڑتا قیامت برپا ہوتی عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اس سے زیادہ مجھے امید کیا
امیر نے جراحون کو بلایا پٹیان چڑھا کر خواجہ کو شفاخانے مین بھیجا شاگردون سے عمرو نے کہا یارو مین تو بیکار ہوا
مہتر زود رفت سے مجھکو یہ امید تھی کہ پانچ چار دن اب نہ آئیگا ذلت اٹھا کر گیا ہے مگر اسنے بڑا کام کیا آج مجھکو
ثابت ہوا کہ وہ عیار بھی بلا کا ہے سر نہ جمشیدی تو اب رکھا گیا اب وہ عیاریان کریگا ہزار آدمیون مین سے مثل
برق تڑپ کے نکل گیا کوئی نہ روک سکا یارو خیال رکھنا سب سے زیادہ مجھکو آقا کا خیال ہے ایسا نہو امیر دست انداز
ہو اب یہ خبر اسکو پہونچی کہ مین بچگیا خنجر ران پر پڑا اگر یہ خنجر کوکھ پر پڑتا شکم چاک ہوتا حافظ حقیقی نے بچا لیا

عمرو داخل شفاخانہ ہوا اگر زود رفت دو شاگرد اپنے یہان چھوڑ گیا تھا کہ مجھکو مفصل خبر دینا دونون شاگرد
مفصل خبر دریافت کرکے طرف مینا نگار کے بھاگے جہان مینا نگار بیٹھا تھا دربار جمع ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ آج عمر
زود رفت عمرو کو مارنے گیا ہے سر لیکر آئیگا بعض کہتے ہین حضور عمرو بھی بلائے روزگار ہے دیکھیے عینک کسطرح لا یا تھا
ہوشنگیہ کو مٹا یا یہ باتین تھین کہ زود رفت ایک غرقی باندھے ہوئے حیران و پریشان آکے پہونچا مینا نگار نے
پوچھا ستمر صاحب کیا گذری زود رفت نے کہا مین نے جو کہا تھا وہ کیا نہین معلوم عمرو کا خاتمہ ہوا یا کیا
مینا نگار نے حال پوچھا یہ کیفیت بیان کر رہا ہے مینا نگار کہتا ہے ای زود رفت بڑا کام کیا ہزار آدمیون کے سامنے
افسر کو مارنا تمہارا ہی کام تھا کہا حضور شاگرد اُسکے وہان موجود تھے سو دو سو کوتوالی چھوٹے پیادے بھی تھے
مگر کوئی میرے قریب نہ آیا دور ہی سے لینا لینا کرتے رہے مین صحیح و سالم نکل آیا دو شاگرد چھوڑ آیا ہون کہ مفصل خبر لاوین
وہ دونون بہ صورت مبدل وہان موجود ہین یہ ذکر تھا کہ دونون شاگرد موسومہ بہ نیرنگ و گیرنگ آکر پہونچے کہا
استاد کیا کام کیا ہے ہم تو تعریف نہین کر سکتے آپ ہی کا دل تھا کہ اس ایسے مجمع سے اتنے بڑے افسر کو مار کر نکلے مگر
آپ کے بعد حمزہ کو خبر ہوئی حمزہ نے کہا کہ اگر میرا یار وفادار مارا گیا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ عقرب
کھینچے ہوئے کوتوالی چبوترے مین آئے شاگردان عمرو نے کہا حضور عمرو زندہ ہے اسکی زندگی تھی کہ آپ کے
ہاتھ سے بچگیا ورنہ آپ نے مارا تھا موت نہ تھی بچگیا دنیا عجب مقام ہے ہر وقت انسان کو عجب طرح کے ڈھچکے
نظر آتے ہین امیر نے اپنے سامنے جراح بلائے ٹانکے دلوائے جیسا کہ جراح نے کہا چندے عمرو اُٹھنے کے لائق نہین پھر
شاگردون پر اسنے تاکید کی ہے کہ یارو مین تو اس حالت مین ہون تم میرے آقا کا خیال رکھنا صاحبقران
زمان خود نہایت ہوشیار ہین مگر شاگردون پر بھی عمرو نے تاکید کی ہے زود رفت نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اگر آج کل صاحبقران کو نہ اُٹھا لایا بعد صحت عمرو پھر قابو نہوگا یہ کہکے طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب
لشکر پہونچا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا سوسی کا پائجامہ گاڑھے کی چادر ہاں اُس مین بھی پیوند
لگے ہوئے میلی میلی کرتی ایک تھیلا ہاتھ مین جب لوگون کو آتے جاتے دیکھا پکار کر آواز دی یہ بڑھیا کئی دن سے
بھوکی ہے کوئی کچھ دلوا دے اس غریب فقیرنی کی جان بچالے لشکر صاحبقران آباد رعایا دلشاد جدھر سے
یہ کہتا ہوا نکلا کسی نے پیسہ کسی نے کھانا کہین آٹا چانول جھولی مین بھرے ہوے پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ
کے آیا دیکھا پردہ اُٹھا ہوا ہے خواجہ عمرو بھی لنگڑاتے ہوے آتے ہین جراح پٹیان کھول رہے ہین یہ کیفیت
زود رفت نے دیکھی اسی صورت پر پھرتے پھرتے ایک نخل کے سایہ مین ٹھیر رہا شام کو طرف خوابگاہ
صاحبقران کے پہونچا چار طرف پھرنے لگا دیکھا شاگردان عمرو گلشاد عراقی و گلباد عراقی و منہ ترک
خطائی گرد بارگاہ پھر رہے ہین طلایہ مقرر کر رہے ہین سوارون کو تاکید ہے کہ خبردار یارو ہوشیار رہنا زود رفت
ضرور آیا ہوگا اُستاد اُٹھنے کے لائق نہین ہین اگر اُنکے بعد کوئی آفت آئی تو بڑی غیرت عیاری کی جاتی رہیگی زود رفت
بشکل ضعیفہ یہ سب باتین سن رہا ہے ترک نے بحکم دیگر پکار کر آواز دی بھائی ابوالفتح مین ذرا بازار سرافان دیکھ آؤن
وہان تاجر بڑے بڑے رہتے ہین اگر کسی تاجر کی دوکان لٹ گئی لاکھون روپیہ کی چوٹ پڑیگی خواجہ کہہ چکے ہین
کہ اب اگر چوری ہوگی نقصان عیارون سے لیا جائیگا ترک چلا زود رفت نے سمجھا کیا جب خیمون کے قریب
ترک پہونچا زود رفت چھپکر قریب آیا بشکل ضعیفہ آواز دی میان صاحب خدا سلامت رکھے فقیرنی بھوکی مری
ہے آج اس لشکر مین آئی کسی نے پیسہ نہ دیا ترک نے پلٹکر دیکھا ایک ضعیفہ پیر فلک کی نانی لقاحت مین لاثانی

گرتی پڑتی آتی ہی دعائین دیتی ہوئی نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت لٹھیا ہاتھ مین کبھی گر پڑی کبھی سنبھل آ کر کے اُنھی بزرگ کو ترس آیا جیب سے چونی نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا بڑی بی لو یہ تو حاضر ہے بس پلٹ جاؤ بڑھیا نے دعا دی کہ بیٹا جوانی کا سکھ دیکھو آباد رہو بڑھیا جب قریب پہونچی کہا بیٹا دیکھو وہ سخی داتا بھی کچھ دیتے ہین بزرگ یہ سنتا ہی زود رفت نے سنگ کمند کے گلے مین ڈال دیے بزرگ اترے کھنکر پلٹا اُسنے حباب مار کے بیہوش کیا بزرگ کو ایک گوشے مین لا کے ڈال دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے بزرگ کی شکل بنا جست و خیز کرتا ہوا اپنا ابوالفتح بارگاہ صاحبقران پر موجود تھے اُسنے آ کر پکارا کہ بھائی گلباد کیا کرتے ہو گلباد نے کہا کیون بھائی کیا ہے بزرگ نقلی نے جواب دیا ای چچا گلباد اسوقت میری عقل مین یہ بات آئی ہے اطراف کا انتظام کر لیا وہان تو اب کچھ تردد نہین ہے سوار و پیدل سب موجود ہین مگر صاحبقران تو سو گئے ہین اگر ایسا نہو زود رفت نقب دیکر پہونچے صاحبقران کو چرا لیجائے تو ناک کٹ جائیگی خواجہ عمرو پر بدنامی آئیگی میرا دل چاہتا ہے کہ سرہانے صاحبقران کے جا کر بیٹھون اگر آپ لوگ غافل بھی ہو جائینگے تو کسی کی مجال نہین کہ آقا پر ہاتھ ڈال سکے ابوالفتح بہت خوش ہوا کہا بھائی کیا مضائقہ ہے مہتر زود رفت چلا دروازے پر آ کے دیکھا بہرام گردن خاقان چین کرسی پر بیٹھا ہے بہرام نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے اُسنے کہا مین ہون بزرگ ای بہرام سب نے باہر انتظام کیے مین اندر جا کر بیٹھون ایسا نہو زود رفت نقب دیکر چلا آئے تیزی اُسکی دیکھو چلتے کر خواجہ عمرو کو خنجر مار کر نکل گیا کوئی پکڑ نہ سکا بہرام نے کہا اچھا زود رفت پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا چار خدمتگار چنپی کر رہے ہین بغیر خواب صاحبقران بلند زود رفت نے جھک کر اُن چارون خدمتگارون سے کہا تمنے تنباکو بھی کھایا چارون نے جواب دیا بھائی شام سے نوکری پر ہین پان کہان سکن زود رفت نے ایک ایک گلوری چارون کو دی چارون نے گلوریان کھائین چارون بیہوش ہوے زود رفت نے چارون کی ٹانگ پکڑ کے کھینچا نیچے پلنگ کے ڈال دیا آپ برابر صاحبقران کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹا پاکیچے مین وار دے بیہوشی پکھر برابر دماغ کے لگا دیا امیر نے ادہر تو سانس کھینچی چھینک مار کے بیہوش ہو گئے زود رفت نے بہ تعجیل تمام پشتارہ صاحبقران کا باندھا اب سوچا کہ دروازے سے نکلون سب طرف سوار و پیدل پھر رہے ہین سر نکال کر پردے سے آواز دی ای بہرام پشت کے سوارون کو منع کرو غل نہ مچائین آرام مین آقا کی فرق آتا ہے ابھی آنکھ کھول کر فرمایا تھا بہرام نے آواز دیکر سوارون کو منا دیا اب زود رفت نے پشتارہ پشت سے لگایا پردہ چاک کر کے نکلا مگر عمرو اُس حال مین کہ پاؤن سے اُٹھا نہین جاتا غش مین پڑے تھے کہ خواب مین دیکھا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ ہماری خبر نہ لوگے عیار ہمکو لیے جاتا ہے بس خواجہ عمرو گھبرا کے اُٹھے جراحون نے ہرچند منع کیا کہ آپ اُٹھیے نہین ایسا نہو ورم آ جائے عمرو نے کہا یارو اس زخم کو آگ لگے مجھے ایسا مجبور کیا کہ مین آج کل اپنے ذات سے بے خبر ہون شاید زود رفت اُن تک پہونچ گیا ابھی مینے یہ خواب پریشان دیکھا کہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عیار مجھکو لیے جاتا ہے اسوجہ سے مین روتا ہون یہ کہکے عمرو نے عصا اُٹھایا لکڑی ٹیکتا ہوا چلا راہ مین ایک مقام پر دیکھا کوئی پڑا ہے عمرو نے قریب آ کے دیکھا بزرگ خطائی بیہوش پڑا ہے بس خواجہ عمرو کا ماتھا ٹھنکا نیلسہ خطائی کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا ای بزرگ یہ کیا ہوا کہ گذرا بزرگ نے کہا عجب سانحہ ہوا ایک ضعیفہ فقیرنی میرے پاس آئی اُسنے مجھکو بیہوش کیا عمرو نے کہا وہ زود رفت تھا تمہاری شکل بنکر گیا معلوم ہوتا ہے آقا کو گرفتار کر لیا خدانخواستہ اگر لیگیا بڑا غضب ہوا یہ کہکے بزرگ کو ساتھ لیے ہوے پشت بارگاہ پر پہونچا تھا کہ دیکھا مہتر زود رفت پشتارہ بدوش نکل کر کھڑا ہوا ہے نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہے کس طرف سے جاؤن

یزک نے کہا اُستاد بڑھکر روکو عمرو نے کہا غضب ہو جائیگا پھر کسی کے روکے نہ رُکیگا یہ کہکے عمرو بھاگا پاؤن سے
خون بہتا ہوا لشکر سے نکل کے ایک نل کے سامنے مین حلقۂ کمند لگا دیے یزک سے کہا تم جا کے لیٹ رہنا اگر وہ راستہ
پر روک کا ہے اودھر ہی آئیگا مین پکڑ لونگا یزک تو اُدھر گیا عمرو گوشے مین چھپکر بیٹھا یزک نے جا کر غل مچایا کہ یارو دیکھنا
زود رفت جاتا ہے صاحبقران کو لیے پر جانے نہ پائے غل جو ہوا عیار دوڑے زود رفت بھاگا گلباد نے
بڑھکر پتا بلکہ کیا برس پڑا زود رفت نے خالی دیتے دیتے پھر تاک کر سر پر ہاتھ مارا گلباد زخمی ہوا اور لڑکھڑا کے زمین پر گرا
زود رفت نے چاہا کہ سر کاٹ لون یزک نے دور سے دیکھا دہین سے پتھر مارا اور زود رفت نے دیکھا پلٹ
پڑے اور چند عیار آتے ہین سوچا کس کس سے لڑونگا نکل جاؤن جست کرتا ہوا قریب جب اُسی درخت کے آیا بیچ حلقون مین
پاؤن رکھے عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا عمرو گھٹنا ٹیک کے بیٹھا کہ جواب مارون
زود رفت تو برق جہندہ ہے تڑپ کے اُٹھا چاہا پشتارہ لون عمرو نے ہاتھ رکھ دیا زود رفت نے چاہا خنجر مارون سر
عمرو کا اُڑا دون عمرو خم ہوا خنجر خالی گیا زود رفت جھونک مین جھکا عمرو نے تیغہ مارا سر زود رفت پر پڑا اسنے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر پھر کھڑا ہوا اگر دیکھا پشت سے چالیس پچاس پیک بچے آتے ہین اب زود رفت گھبرایا کہ اگر
ٹھہرونگا پکڑا جاؤنگا ناچار یہ کہکے بھاگا کہ او ساربان زادے مصرع ع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی + یہ کہکے
جست وخیز کرتا ہوا نکل گیا یہان خواجہ عمرو کے پاؤن سے اسقدر خون جاری ہوا کہ صاحبقران کے
قدمون پر سر رکھدیا غش آگیا مہرام وغیرہ آکے پہونچے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین عمرو کا سر قدمون پر
سب نے کہا دیکھو یارو آقا کی یہ محبت دل مین ہے خیرخواہی عمرو کے آب و گل مین ہے درد سے بیہوش ہوے سر
پاؤن پر آقا کے ہاتھ لشت پر محبت اسی کا نام ہے مہرام نے صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھین کھولکر دیکھا
خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین خون اسقدر پاؤن سے جاری ہوا خون کا تھالا بنا ہوا ہے امیر نے فرمایا یہ کیا معرکہ ہے
مہرام نے عرض کی حضور ہم سب غافل تھے مہتر زود رفت بشکل یزک خطائی آیا اندر بارگاہ کے گیا آپکو بیہوش کیا
خواجہ شفاخانے مین سو رہے تھے آنکھ کھولی ہاے لیکر دوڑے آپکو مہتر زود رفت لیجاتا تھا مگر خواجہ نے اُسے روکا
اُسنے کئی خنجر مارے مگر خدا نے اُنکو بچایا دعوی سپاہگری یہ ہے کہ بیٹھے بیٹھے وار خالی دیے اُسکی چوٹ نہین کھائی مگر
زودرنگ کے صدمے سے انگوٹھا زخم پھٹ گیا امیر نے ہوشیار کر کے فرمایا خواجہ تمہین میرا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے
کہا مین نے خواب مین دیکھا کوئی صاحب فرمارہے ہین کہ تیرے آقا کو مہتر زود رفت لیے جاتا ہے جلد اُسکے پہونچا
مین اُٹھکر دوڑا پھر دل مین تاب نہ رہی شکر ہے کہ آتے ہی اُسکو پایا لیجا نہ سکا اگر ہی شہریار بلاے روزگار ہے یہ حضرت گرفتار
کر لیجائیگا کہا ٹک مین حفاظت کرونگا اس عارضہ پانے بہت بیقرار کیا ہے اسکے سبب سے خود طلا لیے پر نہین آسکتا
ان سب صاحبون سے کسقدر کہا گیا تھا مگر کسی کو بھی خیال نہ رہا بدی بداو صو کا کھایا پہلے اُسنے یزک خطائی
کو پکڑ لیا اُسی کی شکل بنا کے عیاری کی عیاری اُسکی بن پڑی مگر یا اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے یا میری قضا اُسکے
ہاتھ سے بڑے بلاے روزگار سے سامنا پڑا ہے کسی بات مین کم نہین جست وچالاکی جیسا کہ دیکھو زخمی اُسنے کس
طور سے کیا کسی عیار کا یہ حوصلہ پڑتا کہ دن دہاڑے سر کوتوالی چبوترہ اگر یہ حرکت کر گذرتا اُسنے اپنے نزدیک
مار ڈالا موت نہ تھی اس سے وہ ناچار ہوا صحیح وسالم نکل گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ بچ گئے ہو خدا تمکو
صحت دے درد پانے بہت پریشان کیا گھبرا ہی ہو تم کنارہ کش کر دو عمرو نے کہا یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا جب خبر تیری کچھ
مگن پاؤنگا ضرور دوڑونگا امیر نے خواجہ کو شفاخانے مین پہونچایا آپ بارگاہ مین تشریف لائے جراحون کو

بلا کے پھر تاکید کی جلد زخم کو خواجہ کے اچھا کرو جراحون لے عرض کی غلام عقدے مین خواجہ کے بجوا انفار گیگیہ یہ جان بخش لشکر اسلام مین کون ایسا ہو جسپر عمرو کا احسان نہین ہو یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو اگر پہونچا صاحبقران نے فرمایا ای جواہر خیر تو ہو عرض کی ای شہنشاہ کیسی شان ایسا معرکہ گذرا کہ سارا لشکر انتشار مین ہو قبلہ و کعبہ کیگئے تھے کچھ ایسا فرمایا کہ شاہ کا رنج و غم دفع ہوا پھر خواجہ کے ساتھ شہنشاہ تشریف لیگئے پلنگ نہین آئے رو رہے گذرے ہین یہ سنکر امیر نے جواہر کو ساتھ لیا شفاخانے مین تشریف لائے عمرو کے سامنے سب حال کہا عمرو نے کہا مین نے باغ مین ملکہ کے جھوٹ کہا شاید کوئی افتاد پڑی ای جواہر اُس باغ مین جاؤ جاکر دریافت کر کے کوشش کرو مین اس حال مین ہون اسپر متر زود رفت کی تیزیان آٹھ پہر جھگڑا در پیش ہو اگر یہ معاملات نہوتے تو مین خود جاتا جواہر یہ کہکر چلا آپ کے تصدق سے پتا لگاؤنگا خدا چاہیگا تو لیکر آؤنگا مگر بقول حضور کوئی افتاد ضرور پڑی کسی دراندازنے فساد برپا کیا یہ کہکر جواہر گیا جو نشان خواجہ نے بتایا تھا اُس باغ کی تلاش مین چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین دو نقابدار گھر مے بین جواہر کو دیکھکر آزردہ ہو گئے جب نقابدارون نے نخل کی آڑ پکڑی جواہر کو اسوقت کھٹکا ہوا آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ ای نقابداران عالی مقدار مین کسی کا جاسوس نہین ہون ذرا ٹھہر جائیے مجھسے اپنے کو نہ چھپائیے مجھے بھی ایک آوارہ دشت ادبار کی خبر پوچھنا ضرور ہو دل تردد منزل ناصبور ہو نقابدار سامنے آگئے جواہر نے سلام کیا دیکھا دونون نقابدارون کی آنکھون سے زیر نقاب اشک حسرت جاری ہین ایک زیادہ بیقرار ہو ایک سمجھاتا ہو مگر روتا جاتا ہو جواہر نے کہا آپ کو معلوم ہو باغ ملکہ ماہ عالم افروز کا کس مقام پر ہو نام باغ کا سنکر وہ نقابدار بہت رویا ہچکی لگ گئی اُس بیتابی مین منھ سے یہ اشعار جاری ہوے نظم

ہر دم ہی دل کو ابروے خونخوار کا خیال
سیرا تو یار کو ہو مجھے یار کا خیال
بجلی سی ایک آنکھون کے نیچے چمک گئی
کیا جو بلا ہو گیسوے دلدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف
جب سے ہوا ہو اک گل بیخار کا خیال
نظرون مین لو رسب گل شاداب خار ہین

آنکھون پھر رہی کو جب دلدار کا خیال
کرتا ہو قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہو گیا
آیا جو خواب کو جلوۂ رخسار کا خیال
دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہی
آتا ہی جب مجھے ترے رخسار کا خیال
کافی ہو ایک جنبش ابرو براے قتل
جب سے ہی دل کو اک گل بیخار کا خیال

بلبل کو ہو لتا نہین گلزار کا خیال
سچ تو یہ ہو کہ تب ہی ملاقات کا مزا
رہتا ہو خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے
اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
بلبل ترے ترانے مین کانون کو ناپسند
ای ترک ہی عبث تجھے تلوار کا خیال

یہ اشعار اسطرح نقابدار نے پڑھے جواہر دلگیر اور کہا حضور براے خدا حال اپنا مفصل بتایئے مین نے کیا پوچھا آپ نے کیا فرمایا مین نہین سمجھا جو نقابدار سمجھا رہا تھا اُسنے کہا ای عیار طرار پہلے تو اپنا نام و نشان بتاؤ تو پھر ہم بھی اپنا نام و نشان بتائین جواہر نے کہا مین بادشاہ اسلام کا عیار ہون انہین کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن ہوے اس صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہون باغ نہین ملتا نہین معلوم باغی اُس گل گلزار صاحبقرانی سے کیونکر ملین آپکے نام بادشاہ سنکر پھر اُسی نقابدار نے آہ کی اور یہ اشعار پڑھے نظم

دردیکہ بدرمان تو بیرون رود از دل
آمد مرا که خیال لب میگون رود از دل
گیرم که بهم ... دہن زخم
... بگردون رود از دل

صد حیف که آن درد بافسون رود از دل
از بسکه بدل زخم تم خوردم و رفتم
آن لذت پیکان تو اے جون رود از دل

ارباب نظر را بیقین قطع حیات است
تا حشر ته خاک مرا خون رود از دل
مخفی چه کنم ... زمن درد

یہ اشعار پڑھ گئے جواب دیا ای پیک شہنشاہ عالی وقار تجھکو دیکھکر دل کو بیقراری آنکھون کو اشکباری آئی تلاش مین کو نکلا ہو ہاے کیا کہون جس بدنصیب کا تو نے پہلے نام لیا اُس باغ کے

گل بوٹے خار صحرا ہوگئے ہر نخل آہ دل دوز ہوگیا جس وقت شاہ اُس باغ سے نکلے ایک کنیز بے تمیز نے صمصام
جنگ آزما کو خبر دی وہ ملعون ابلیس کا سردار تھا اُس معشوقہ سے دعوی عشق رکھتا تھا اُس خیال میں اُس شہریار کو
گھیر لیا وہ اکیلے خوب لڑے سنا ہے کہ تین سو آدمی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آخر بجبر اُنکو گرفتار کر لیا قلعہ ابلیس پرستان
میں لیگئے ایک رسالہ باغ پر بھیجا کہ اُس بدنصیب کو بھی گرفتار کر لاؤ خدا بھلا کرے ایک نقابدار پشمینہ پوش آیا
قریب جانکر بچا لیا لشکر اسلام کا پتہ دیگیا یہ سمجھا گیا کہ تم لشکر اسلام میں چلی جاؤ دو دن ڈھونڈتے ہوئے اسی صحرا میں مارے مارے
پھرتے میں نشان لشکر نہیں ملتا ہے جواہر حال پر ملکہ کے بہت رویا کہا حضور آپ لشکر اسلام کیطرف جائیے یا اسی مقام میں
تامل کیجیے اب میں قلعہ ابلیس پرستان میں جاتا ہوں اگر عیاری بن پڑی اور خدا نے مدد کی تو شہریار کو لیکر
آتا ہوں یا جان قدم اقدس پر نثار کرونگا ملکہ نے کہا بھیا خدا تمہارے ارادے کو پورا کرے کہ تم شہریار کو جاکر
رہا کرلو میں اکیلی کیونکر لشکر میں جاؤں اور کیونکر اُن لوگوں کو روے سیاہ دکھاؤں تمہارا تو ساتھ ہوگا جو یہاں تنہا دور کے
کسی گوشے میں یہ بدنصیب بھی پڑی رہیگی میں اسی صحرا میں ہوں تم جاؤ پتیاں کھا کے بسر کرونگی تمہارا انتظار کرونگی
جواہر نے کہا میں نے آپ کی وجہ سے نشان پایا رخصت ہوتا ہوں ملکہ نے ہاتھ اُٹھا کر ہزاروں دعائیں دیں کہ خدا
تمہیں مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے جواہر طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلا بعد قطع منازل و طی مراحل
سامنے قلعہ ابلیس پرستان کے پہونچا بیرون قلعہ دامن صحرا میں ٹھہرا خیال یہ ہے کہ کوئی شخص آلے تو حال قید شاہ
دریافت کروں تب اندر قلعے کے جاؤں الغرض بشکل مسافر بیٹھا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک جادوگر یہ منتر جپتا ہوا
چلا آتا ہے جواہر نے پکار کر آواز دی بھائی کہاں جاتے ہو ساحر قریب آیا جواہر ابن عمرو نے کہا بھائی کہاں
رہتے ہو ہم نوکری کی تلاش میں آئے ہیں کیا آج کل یہاں بھرتی جاری ہے یہی خبر سنکر چل نکلے خبر سنی کہ قلعہ
ابلیس پرستان میں بھرتی جاری ہے مسلمانوں پر لشکر کشی ہے ساحر نے کہا مسلمانوں سے مقابلہ سواد نگار پر پڑا ہے میاں کم
جادو مسلمانوں سے برسر جنگ ہے ہمارے خداوند کا شاطر مہتر زود رفت بیں بائیس سرداران مسلمان گرفتار بھی کر لایا
اب حمزہ و عیار حمزہ کا گرفتار ہونا باقی ہے بدنصیبی مسلمانوں کی دیکھی کہ اُنکے بادشاہ آوارہ ہو کر اسطرف آنکلے آخر
گرفتار ہوئے ہیں آٹھوں پہر مہلت نہیں ملتی ہے قدرت کا حکم ہے ایسا نہو کوئی قیدی رہا کرکے لیجائے جواہر ابن عمرو نے پوچھا
تمہارے افسر کا کیا نام ہے اُس نے کہا مفہوم جادو چالیس جادوگر ہمارے افسر کے ماتحت مقرر ہیں ہر چند کہ وہ قید
میں ہیں مگر رعب و دبدبہ صولت شوکت اُنپر ختم ہے اسوقت ہمارے افسر مفہوم جادو نے کہا جا کر قلعہ سواد نگار
سے خبر لاؤ کہ امیر و عمرو پکڑے گئے یا ابھی کچھ جھگڑا باقی ہے قدرت تو تقدیر کر چکے کہ سب مسلمانوں کا خاتمہ ہاتھ سے
مہتر زود رفت کے ہوگا مہتر زود رفت کے ہاتھ سے عمرو کی قضا ہے آج کل میں خاتمہ ہو جائیگا جواہر نے کہا
بھائی تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا مجھے متین جادو کہتے ہیں جواہر نے کہا اب تم کب پلٹ کے آؤ گے اُسنے کہا
آج ہی جاؤنگا شب کو چلا آؤنگا جواہر نے باتوں میں متین کو لگا کے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے شہر میں آیا جس نے
دیکھا اُسنے پوچھا میاں متین کہاں گئے تھے سب کو جواب دیتا ہوا جواہر ابن عمرو در قید خانے پر پہونچا مفہوم
نے پوچھا کیوں متین ہو آئے متین نے دست بستہ عرض کی حضور میں قلعے تک نہیں گیا راہ میں مجھکو ہر کارہ وہاں کا ملا
اُس سے خبر پوچھی ابھی امیر و عمرو گرفتار نہیں ہوئے مہتر زود رفت صاحب کد و کاوش کر رہے ہیں کئی عیاریاں
ہوئیں مگر عمرو گرفتار نہیں ہوا اب دو چار دن میں مہتر صاحب گرفتار کر لینگے مفہوم جادو چپ ہو رہا سب حال پوچھنے لگے
جواہر نے کہا اور حالات کی مجھے کیا ضرورت تھی جو میں دریافت کرتا اصل المطلب کو پوچھ لیا اتنا دریافت ہو گیا

کہ ابھی امیر و عمرو گرفتار نہین ہوے مگر فکر ہو رہی ہی مہتر زود رفت کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی منجملہ سب سے جواہر باتین کر رہا ہی دروازہ جو قید خانے کا کھلا بادشاہ کو دیکھا ہاتھ مین ہتکڑیان پانؤن مین بیڑیان سلسل وسطوق مین اپنے قاق ہو گئے ہین آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری جواہر کا دل بھر آیا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کام کے حیلے سے اپنے کو اندر پہونچایا دروازہ بھیڑ دیا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا بادشاہ نے پوچھا کون کہا مین غلام ہون حضور کا جواہر بن عمرو آپ کے نہونے سے لشکر مین قیامت برپا ہی ڈھونڈھتا ہوا حضور کو یہان تک پہونچا یہ شہر ساحرون کا ہی گلی کوچے جادوگرون سے معمور آج شب کو تقریب مین شراب کی ان سب کو بیہوش کرونگا خدا چاہیگا تو آپ کو یہان سے لیچلونگا اگر کسی کو بھی خبر ہو گئی تو غضب ہوا جادوگر ضرور چھپا کرینگے چاہتا ہون اسطور سے لیچلون کسی کو خبر نہو بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا کہ ای جواہر تونے بڑا کام کیا کہ یہان تک پہونچے خدا تمھاری عیاری پوری کرے باتین کر کے بادشاہ سے جواہر باہر آیا دوڑ دوڑ کے سب کام کرنے لگا کسی کو حقہ بھر دیا کسی کو پانی پلا دیا یہ بھی دریافت کرتا جاتا ہی کہ ہم چالیس آدمیون کے واسطے شراب سرکار سے آتی ہی ایک نے کہا ای بھائی ایک ایک ادھا سب کے واسطے آتا ہی ہمارا دل بھی نہین بھرتا شراب کے لیے تڑپا کرتے ہین جواہر نے کہا بھائیو آج چندا جمع کرو ایک ایک آنہ ملا کر چالیس آنے کی شراب لا کر بڑے مینوں سے منگا لینگے ایک گھڑا ملیگا خوب دل بھر کے پئین گے یہ بات سب کو پسند آئی جواہر نے کہا اخر سے کہو مغموم جادو سے کہا آپ کیا پرورش کرینگے ارادہ ہی آج شراب اڑے مغموم جادو نے کہا تم سب نے ایک ایک آنہ دیا ہی مین ایک روپیہ دونگا متین نقلی نے کہا لو بھائیو خوب ڈھلکے گی آج بڑی کیفیت ہوگی ہم سب کی خدمت کرینگے سب نے کہا ای متین آج تمھاری وجہ سے خوب جلسہ ہوگا ورنہ یہان شراب کا چرچا کہان ایک ادھا آیا وہ کھانا کھا کے پی لیا بعد کھانے کے نشہ بھی نہین ہوتا تھا آج مزے ہونگے شام تک یہی ذکر رہا شام کو سب نے پیسے جمع کر کے میان متین کو دیے متین گئے جا کر دو گھڑے شراب کے لیے مزدور پر لدوا کے لائے سب جادوگر خوش ہو گئے جواہر نے سب کو قاعدے سے بٹھایا کہا ہم سب کو شراب پلائینگے آج کچھ گا ئینگے یہ کہکے گنگنائے سب نے کہا متین کیا تمھین گانے مین بھی دخل ہی جواہر نے کہا بھائی گانا رونا کسکو نہین آتا کچھ شوق پڑ گیا رونگا یہ کہکے پہلے ساقی صاحب کو جام دیا اور یہ غزل گائی

غزل

چشمک زنی کبھی دل بیتاب پر نہ تھی
تھی شوخی نگاہ مگر استدر نہ تھی

ساری جفا مین وقت ستم تھین شریک یار
دل ہی کو ڈھونڈھتی تھی تلاش اثر نہ تھی

شرمندہ خوب نالۂ شبگیر نے کیا
دل مین کسی کے کوئی تمنا مگر نہ تھی

یون تو قلق تمام تھا لیکن شب وعدہ شام سے
تقدیر تھی مری تری ترچھی نظر نہ تھی

کیا جانتے تھے بھولو گے دیکھ لیا ہی یاد
شب کو صدائے نعرۂ دشت اثر نہ تھی

آفت تھی آنکھ ہوش ربا اک نظر نہ تھی
آ گئے یہ طرز خندۂ زخم جگر نہ تھی

دل بھی تڑپ رہا تھا جگر بھی فراق مین
ہان اک مری وفا وہ ادھر تھی ادھر نہ تھی

کیون ہاتھ سے فلک کے مٹے بنکے نقش پا
ہمپا نسی نہو کوئی ایسی سحر نہ تھی

تھی سے آنکھ کب دل بیتاب گر پڑا
جو صبح ہوئی تھی وہ تڑپ رات بھر نہ تھی

گم ہو کے گیسوؤن مین نہ ملتا یہ کسطرح
تم گیسو خبر نہ لوگے یہ ہمکو خبر نہ تھی

دل کو مرے خبر تجھے دل کی خبر نہ تھی
گھر کر گئی اُن آنکھون مین میری تڑپ کا خود

ای درد عشق تیری توجہ کدھر نہ تھی
دل سے مرے نکلنے مری آہ نارسا

کیون خاک مین ملاے کو وہ رہگذر نہ تھی
یون جا بجا ترگذر گئی تو او شب وصال

عاشق کا حظ نہ تھا مگر نامہ بر نہ تھی
سید صابنا یا لاکھ نہ سید ھی ہوئی کبھی

دل تھا ہمارا آپ کی پتلی کمر نہ تھی
سحر اسکے کوے یار سے کیا چاند یا جلال

اسطور سے جواہر نے اس غزل کو گایا نشہ مین شراب کے سب جھومنے لگے

عوض باغ میں کے گنڈا بجرا ہے مفہوم جادو بہولا ہوا کہتا ہے اے تنین آج کیا جلسہ جمایا جواہر کہتا ہے آپ بہت خوش ہونگے سب صاحبون کی خدمت کر کے جاؤنگا مفہوم کہتا ہے بھائی تنین کہان جاؤ گے تمھاری وجہ سے بڑی رونق ہے تنین نقل کہتا ہے حضور ابھی آپ نے کیا دیکھا میں نے اپنے حال ظاہر نہیں کیے چربی کی شمع ڈھالتا ہون آنکھون مین چربی نہ چھائے لیے بھی دیکھکر خوش ہوجائے جب شمع روشن ہو یہ معلوم ہو شعلے پر پری ناچ رہی ہے مفہوم نے کہا بھائی کل یہ بھی بنانا جواہر کہتا ہے آج تو خیر سے گذرے پہر رات رہے تک وہ شراب سب کو پلائی مفہوم بیٹھے بیٹھے بڑانے لگا کہا کیون میان تنین شراب ہو گئی تنین نے کہا اب تو قطرہ بھی نہیں مفہوم جھانکر اٹھا کہتا ہوا کہ مین بتلاتا ہون سب کو پلاونگا سرکار خداوندی سے رحمت ہوگا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سب لیٹا لیٹا لیکے اٹھے جو اٹھا جہان سے اٹھا منھ کے بل گرا بیہوش ہوا جب سب بیہوش ہو چلے جواہر نے خنجر کھینچا کہ ان سب کو قتل کرون خیال مین آیا کہ اے جواہر غضب ہو جائیگا انکے مرنے کی علامت برپا ہو گی آواز گیر و دار آنے لگیگی ساحر تمام شہر کے دوڑ پڑینگے یہ بھی دیکھا تھا کہ کوتوال شہر طلایہ دیتا ہوا اسطرف آیا تھا اُسنے جب آواز دی مفہوم نے جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین تب وہ چلا گیا اے جواہر اگر اُسنے گھیرا تو غضب ہو گا یہ سوچکے کسی کو ہاتھ نہ لگایا قید خانے مین آیا بادشاہ سر زنجیر پر خم کیے بیٹھے شیاد محبوب مین بیقرار یہ اشعار عبرت آمیز حسرت انگیز زبان پہ جاری

نظم

رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گرانباری کے
نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
دل میں جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے دست ملے عشق
نازکی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
آہ تک کر سکے محفل جانان مین فلک
ہوش کہتے ہین کہ آگے ہین چلنے نہ دیا
ملگئے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے
رنگ کچھ طپش شوق اُچھلنے نہ دیا

مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے نکلنے نہ دیا
دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا
اشک نے شمع کے پروانے کو شکوہ ہے یہی
آگیا ہوش ذرا غم کو اُبلنے نہ دیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر ہی پھری
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا
پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے نہ دیا
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے نہ دیا
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر چلتی
شجر ای عشق دیا جب تو نے پھلنے نہ دیا
دل ہر شاکی کا دم مجکو نہ بھیجا پہلے
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی دیکھنے ہلال

جواہر کا دل بیقرار ہو گیا عرض کی غلام آپہونچا جواہر جھکڑ یان کاٹنے لگا بادشاہ نے فرمایا اے جواہر مین پاؤن پاؤن چلونگا جواہر نے ظاہر مین اچھا کہا دل مین سوچا مشکل پڑیگی راہ مین کوتوال ضرور ملیگا مین اپنے کو بچاؤنگا یہ فرزند صاحبقران مین جرأت کو کام فرماوینگے بیشک گرفتار ہو جائینگے اگر مین بھی کسی بلا مین پھنسا لشکر مین کون خبر پہونچائیگا یہ سوچکے عطر بیہوشی نکالا بادشاہ کو سنگھایا بادشاہ بیہوش ہوے جواہر نے قید آہن جسم سے دور کی پشتارہ باندھا نے نکلا آپ پائے شاطری مارتا ہوا جاتا ہے گلی کوچے طے کرتا ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا کوتوال شہر آتا ہے جواہر ایک گوشے مین چھپ گیا جب کوتوال نکلگیا جواہر گرتا پڑتا ہوا جدھر ویرانہ تھا اُسطرف آیا دیوار شہر پناہ کی نقب کھود کر اپنے نکلنے بھر کا راستہ بنایا اس طرح شہر سے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہے صبح ہوگئی کچھ دن چڑھا تھا کہ دور سے دیکھا ملکہ ماہ عالم افروز گلچہرہ وزیرزادی نقاب مین چہرے پہ جنگل مین پھر رہی ہین حیران پریشان اگر کچھ پھل پایا کھایا نہ ملا یون ہی سیر کی خالی جھیل سے پانی پی لیا نوبت بجان کار رسید با تنگون کبھی شکایت فلکی کبھی کہا اے گلچہرہ کسی مخفی نے کیا خوب اشعار کہے ہین اشعار

غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ درد دشمن شود
روز نومیدی جو آید آشنا دشمن بود
گر طبیبش بو علی باشد دوا دشمن شود

فلک ہمارا دشمن ہی کوئی رہبر نہیں صحرا راہزن ہی نہیں معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری گلچہرہ کہتی ہی داری یہ فرزند
عمرو ہی انشاء اللہ بادشاہ کو لیکر آئیگا کہ گلچہرہ کی نگاہ پڑی جواہر دوڑا ہوا آتا ہی پشتارہ دوش پر کہا جیسے حضور نے
جواہر آتا ہی پشتارہ بھی دوش پر ہی ساحرون سے یون عیاری کرنا اسی کا کام تھا پکار کر آواز دی بیٹا جواہر ہم یہان
موجود ہین جواہر دوڑا جھک کر سلام کیا ملکہ نے خوشی مین گھوڑے سے کود کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ہر چند
جواہر نے نہین نہین کیا ملکہ نے جواہر کے گلے مین ڈالا یا تختہ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا ملکہ جوش محبت مین
قریب آئین کہا بیٹا انکو ہوشیار کرو جواہر کو بھی خیال تھا کہ بیہوشی دیے عرصہ ہوا ایسا نہو دم خطا ہو جائے ہوشیار کیا
ملکہ سرہانے بیٹھ گئی ہین گلچہرہ تلوے سہلا رہی ہی بادشاہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے مسیحا کو پایا اُٹھ بیٹھے کہا کیون
جواہر تمنے اپنا کہنا کیا ہمکو یا کون پالکی نہ لائے جواہر نے عرض کی حضور نہ آسکتے راہ مین جابجا ساحرون کا
جماؤ تھا مین نہین معلوم کس مشکل سے آیا ملکہ بھی بادشاہ سے اپنی مصیبت بیان کر رہی ہین کہتی ہین ای شہریار
بسبب نابلد ہونے کے دو دن تک اسی صحرا مین گذرے بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ اس صحرا مین اس پردہ دار
صد ناز و نعم پر کیا گذری ہوگی جواہر نے کہا ابھی پانچ کوس آنا ہوا ہی مین تو دوپہر مین آیا ساحر گھنٹہ بھر مین آسکتا ہی
ایسا نہو کوئی ڈھونڈھتا ہوا آجائے تو مشکل پڑے یہ ٹھہری کہ ملکہ کی مادیان پر بادشاہ سوار ہون ملکہ و گلچہرہ ایک
مادیان پر سوار ہون یہان تو یہ صلاح ہو رہی ہی مگر وہان صبح ہوتے کوتوال اُدھر سے گذرا آواز دی ہوشیار ہو کسی نے
جواب نہ دیا جب تو کوتوال آگے بڑھا دیکھا یہان مفہوم اوندھے پڑے ہین سب جادوگر بیہوش جب تو کوتوال
نے جگا کر مفہوم کو ایک لات ماری کہا سبحان اللہ اسی منہ پر دعوی نگہبانی دروازہ قید خانے کا کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین قیدی ندارد مفہوم نے گھبرا کر آنکھ کھولی کوتوال کو سر پر پایا کہا کیون کوتوال صاحب مین نے
کیا خطا کی کہ جو آپ نے ہزارون باتین سنائین کوتوال نے کہا او گدھے اسی طرح نگہبانی کرتے ہین قیدی کیا ہوا مفہوم
کے ہوش اُڑ گئے دیکھا سب جادوگر موجود ہین تمین جادو نہین ہی اُسنے کہا یارو غضب ہوا وہ کوئی عیار تھا بادشاہ
کو لیگیا شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ کوٹ گشتی کا پھرتا ہوا آیا اُسنے یہ جو خبر پائی کہ کوئی بادشاہ
کو لیگیا اُسنے جا کر ابلیس سے کہا یہ ملعون مثل ابر کے گرج کر کہا اس تقدیر سے مجھکو خبر نہیں مفہوم کا سر لاؤ ایک
دوست مفہوم کا یہان موجود تھا وہ بھاگا اُسنے آکے مفہوم سے کہا ای برادر بڑا غضب ہوا ہرکارے نے خبر
پہونچا دی قدرت نے فرمایا اس تقدیر سے ہمکو خبر نہیں یہ تقدیر بالا بالا ہوئی اور تمھارے سر کا حکم دیا جلاد جادو
آتا ہی یہ سنکر مفہوم اُٹھا کہا مین ڈھونڈھکے ابھی لاتا ہون سب جادوگر بھی چلے اُسنے کہا یارو سب منتشر ہو گئے
چہار جانب جادوگر دوڑتے ہوئے ڈھونڈھ رہے ہین ایک بشکل عقاب بلند پروازی کرتا ہوا ایک درخت پر آکر
بیٹھا نگاہ اُٹھا کر دیکھا بادشاہ ایک عیار دو لقا بار گھوڑے مین مرکب پر سوار ہوا جاتے ہین اُسنے پلٹکر مفہوم جادو
کو آواز دی حضور وہ قیدی سامنے موجود ہی عیار بھی ہی مفہوم کولہ پکڑ کر دوڑا چالیسون جادوگر اسکی پشت پر حربہ ہا
سحر ہاتھون مین مفہوم نے للکارا ای قیدی غضب کیا یہان تک پہونچگیا اب کہان جائیگا بادشاہ پریشان ملکہ نے
کہا ای شہریار غضب ہوا موت دامن گیر ہی ہمارے آپ کے قتل کی تدبیر ہو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے اگر مجھکو گرفتار کر
لیگئے بڑی ذلت ہوگی آپ اسکو گوارہ نہ کیجیے آپ کے ہاتھ سے مرنے مین بڑے بڑے نفع ہین

نظم

ای روی زیبای ترا تنگ گلستان در بغل	وی قدِ رعنای ترا سرو خرامان در بغل	ہر چشم گریان مرا صد جوی خون در آستین
ہر ناوک نازِ ترا صد تیر مژگان در بغل	نازم بچشم عاشقی کز گریہ دارد طوفانِ عشق	دارد ز اشک لالہ گون رشک گلستان در بغل

بلبل بود سیہ چمن کز اشک خون آلود گل
زیرا کہ دارد از حسد صد چاک کنعان رنگ گل
مخفی بزندان جفا از دست بیداد غمت

زر دیدہ دارد از صبا صد باغ و بستان در دل
ہر شعلہ آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین
چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پیدا در بغل

گر یوسف وقت خودی غافل نہ از اخوان مشو
ہر ناوک نازت مرا صد نیش پیکان در بغل
ای شہریار روح کو راحت طلب کو قوت

ہو گی دل قبر میں نہ تڑپیگا سعد نے فرمایا ای جان جہان میں ایسا ہاتھ کمان سے لاؤں کہ تمہارے قتل کو اٹھاؤں میں تلوار کھینچکر جاتا ہوں اگر انکو مار اہل گئے اگر قضا ہی گرفتار ہوے ملکہ نے کہا ای شہریار یہ سب ساحران غدار ہیں ایک ایک کے سر سے بچنا دشوار ہے حضور کس پر تلوار کھینچیں گے تلوار نہ کاٹے گی حربے بیکار کر دیگے اوسوقت سعد بن قباد کی پریشانی اور غموم نے آواز دی یارو جہاز جانب سے گھیر کے اس بھاگے ہوے قیدی کو پکڑلو ایک ساحر نے بڑھکر آواز دی ای افسریہ دونوں نقابدار ایک ملکہ ماہ عالم افروز ہیں دوسری گلچہرہ وزیر زادی ہے یہ دونوں باغ سے بھاگی ہیں آج بہان طین بادشاہ جواہر سے فرماتے ہیں ای جواہر مجھے اپنی گرفتاری کا کچھ افسوس نہیں ہے ابھی قید تھے پھر قید ہو جائیں یا وہ ملعون حکم قتل دیگا مر رہے کے واسطے کچھ معیوب نہیں اس معشوقہ طناز کا گرفتار ہونا بڑی ذلت کی بات ہے تقدیر نے عجب کیفیت دکھائی ہے جواہر خود پریشان ساحر للکارتے ہوے آتے ہیں کہ یہی ظالم ہیں جادو بنا تھا اسی نے سب کو بیہوش کیا بادشاہ کو رہا کر لیا جواہر بھی خنجر کھینچے کھڑا ہے کہ جب یہ ساحر سحر کریں اپنے خنجر خود مار لو ذلت سے بچینگے پھر تو یہ ساحر نہ ستا سکینگے بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی نظم

مشکل ہے حقیر کو نہایت
ہے نام تو رحیم و بندہ پرور
اب کس سے کہوں سوائے تیرے
جب تنگ ہوے نبی جلیل کے ناری

ہوتے ہیں ذلیل وقت رحمت
اس اپنے ذلیل کی مدد کر
ہر نوع الم ہی مجھکو گھیرے
آفت میں پھنسے خلیل باری

ای مالک بے نیاز وقت مدد
اب بھیج کسی کو جلد مالک
تو ہی نے دیا یہ جاہ و حشمت
امید ہے لطف کی خدایا
کیا جلد ہوا ہے لطف مطلب

ای خالق کارساز وقت مدد
مدت یہ ہوئی ہے جان کی ہالک
ہے فضل کا وقت تو وقت رحمت
طوفان سے نوح کو بچایا
آتش گلزار ہو گئی سب

اس غریب کو بچالے ذلت گوارہ نہیں کسی طرح کا اس مقام پر چارہ نہیں نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار تو ہی ہے ہمارا پروردگار زمین کو حکم ہو مجھکو نگل جائے حسرت دل نکل جائے اس ذلت سے موت بہتر ای رحیم بندہ پرور کنوین میں حضرت یوسف پر کیا رحمت ہوئی وسبب ترقی شوکت ہوئی اب صبر نہیں ہو سکتا ہے حکم دے کہ ملک الموت قبض روح کرے کہان تک یہ حقیر مصیبت میں مرے تو ارحم الراحمین مالک یوم دین کسے زبان کی طاقت کہ تری صفت بیان کرے مٹی کا پتلا مدحت مدح کبریا کیا کر سکے قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن ہے اوسوقت صحرا اسکے قدم سے رشک گلشن تھا یہان جو ساحرون نے نعرے کیے گورے پچھے شعلے بھڑکے بریقین گرین صدا ہاے ہا ہو بلند ہو میں عیار نقابدار نے عرض کی حضور یہ کیسے شعلے بھڑک رہے ہیں لکہ ہاے ابر کڑک رہے ہیں نقابدار نے پلٹکے دیکھا عیار بلندی پر چڑھ گیا اسنے دیکھا کہ سعد بن قباد کے سر سے تاج ڈھلکا ہوا ہاتھ میں تلوار مگر بالکل بیکار تلوار میں خم آگیا اوسوقت تیغ برہنہ نے بھی گھاٹ کی سر کفار پر نہ جھکی ایک طرف ایک عیار مگر مجبور و ناچار ایک طرف دو عورتیں نقابین چہرون سے گرگئیں چہرے آفتاب عالمتاب حجاب نقاب لیے نہ چھپا یا پردہ اٹھ گیا بس عیار نے سر پیٹ کر کہا حضور غضب ہو بادشاہ اسلام گرفتار دام مصیبت ہیں ساحرون نے گھیرا ہے سحر سے ہاتھ پاؤن سب کے بیکار ہیں انتہا کے مجبور و ناچار ہیں یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے یکہ وتنہا گھوڑا اٹھا دیا دہن سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بھیا و ای ساحران پر دغا میں آپہونچا شہریار کو ہاتھ نہ لگانا اگر موے جسم انکا کم ہوا مینا و ساحران پر دہ دنیا سے مٹا دونگا کان سنا دونگا ساحرون نے پلٹ کے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش بعد جوش وخروش گھوڑے کو ڈانٹے ہوے چلا آتا ہے

چونکہ دور تھا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر ایک خطا کار کو مارا سینے پہونچنے کو اُسکے توڑ کر
تودہ پشت سے پار گذرا وہ سہم کر زمین پر گرا گوشۂ جہنم مین پہونچا تیر آنے لگے جو تیر آیا ساحر کے سینے پر پڑا پشت کو
توڑ کر پار گذرا اب تو ساحر طرف نقابدار کے پتلے سحر کرتے مین ماش کے دانے پھینک رہے ہین جو سحر قریب نقابدار پہونچا
بیکار ہوکے زمین پر گرا نقابدار اسم اعظم پروردگار پڑھ رہا ہے بڑھتا ہوا چلا آتا ہے جب دس ساحر زمین پر گرے سب نقابدار
پر ٹوٹ پڑے بار سفید جو نقابدار کے سر پر چرخ مار رہا ہے جس ساحر پر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا
منھ کٹا اب نقابدار غول مین ساحرون کے تلوار کھینچکر گیا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے آگ برس رہی
ہے صدائے تکبیر دلکش بلند ہے ایک ساحر دردمند چاہتے ہین کہ بھاگین باز اپنے حرکات سے باز نہین آتا ہے ایک کے
سر پر عکس ڈالتا پھرتا ہے مفہوم نے جو یہ معرکہ دیکھا زمین پر گرا عقاب بنکر اُٹھا قصد ہوا نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن
باز بھی بلند ہوا منقار سے نوچتا جاتا ہے عقاب دباز سے پنجہ و منقار چلنے لگے جب باز نے پر کا طمانچہ مارا ہزارون بال
و پر جسم سے جدا ہوکر زمین پر گرے ایک مقام پر باز نے منقار آنکھ پر عقاب کے ماری آنکھ نکل کر زمین پر گری باز
مارتا ہوا عقاب کو زمین پر لایا ایک ٹانگ منقار سے پکڑی دوسری ٹانگ ناخون سے دبائی چیر کر پھینکدیا مرنے سے
مفہوم کے اندھیرا ہوگیا سعد بن قباد نے پلٹ کے دیکھا لاشہ مفہوم پڑا ہے سنگباری برفباری ہورہی ہے بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی اشتی فرنام من مفہوم جادو بود اب روشنی ہوئی ملکہ ماہ عالم افروز نے نقاب چہرے پر ڈالی وزیرزادی
نے بھی نقاب سنبھالی نقابدار زرین پوش تلوار سے خون پونچھتا قریب بادشاہ اسلام آیا جھک کر سلام کیا نعلون کو
بوسہ دیا عرض کی اے شہریار مین نے عجب حال مین آپ کو پایا بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی یہ بھی ذکر کردیا آجکل
صاحبقران قاف سواد نگار پر لڑ رہے ہین نقابدار نے کہا مین شکار کھیلتا ہوا اسطرف آنکلا شکر ہے کہ پروردگار نے وقت
پر پہونچایا یہ کہکے عیار سے اشارہ کیا بارگاہ استاد کرو بارگاہ زرنگتی اُستاد ہوئی بادشاہ اسلام کو اندر بارگاہ کے
لایا مقام صدر پر بٹھایا ملکہ و وزیرزادی کو الگ خیمہ تخلیہ کا دیا فوراً اشارہ ہوا ساقی بیچے جام و صراحی لیکر حاضر ہوے
دور جام چلا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے نقابدار زرین پوش نے دستبستہ عرض کی اے بادشاہ
لشکر اسلام مین آپ سے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ نے کہا کہو کیا کہنا ہے نقابدار نے کہا مین سالہا سال سے آتا ہون نشان
شوکت دکھاتا ہون مگر صاحبقران زمان جہالت فرماتے ہین مین یہی چاہتا ہون کہ میرے آگے سر میدان مقابلہ ہو
امتحان جنگ لقا میرے سپرد کردین ایک ہی ہفتے مین خاتمہ کردون لاشون سے میدان بھر دون اُسکی کیا حقیقت
ہے وہ ملعون خرس بادیہ ضلالت ہے آپ کے اقبال سے ایک ہفتہ کافی ہے بزرگان دین سے پوچھین دیکھین کیا
ارشاد فرماتے ہین بادشاہ نے کہا اے نقابدار وہ ہمارے افسر مین رشتے مین جد عالی تبار ہم کیا کہہ سکتے مین اُنکو اپنے
مقدمے مین اختیار ہے ہم نہین کہینگے جو اُنکے نزدیک مناسب ہوا کثر آپ کا ذکر کرتے ہین یہی ارشاد فرماتے ہین کہ میرے
فرزند نقابدار بنکے آتے کس کس زور و شور سے مجھسے لڑے مگر جس شوکت وحشم سے نقابدار زرین پوش آتا ہے یہ شوکت
کسی کو نصیب نہین ہوا خدا اُس سے مجھکو بچائے مین بھی چاہتا ہون کہ مجھسے اور نقابدار سے فیصلہ ہو جائے آئندہ
سخن مین مین بھی ذکر کردونگا آیندہ اُنکو اختیار ہے نقابدار نے کہا اے شہریار اس زمانے مین ایرج و نورالدہر کا
بڑا زور و شور ہے بڑے بڑے کار نمایان کیے بڑے بڑے پہلوان زیر ہوے ملک گیری بھی خوب کی ہر طرح کے
اُنکے نام ہین اُن دونون صاحبون کو مجھپر چھوڑ دین اگر مین اکیلا اُنکو زیر کرلون تب مجھکو مانئے دین اگر وہ دونون صاحب
مجھکو زیر کرلین سب طرح اختیار ہے ملازمان کمترین مین میرا بھی شمار ہو میری کد دکاوش بیکار ہو بادشاہ نے کہا

اگر نقابدار ہو تو نہ ہو گا سب صاحبقران کے زیر کردہ ہین انھون نے سب کو زیر کیا ایک زمانہ لیا تھا کہ سب صاحب
جلال تھے تجھے لندھور نے کہا ہمکو نہین زیر کیا مالک کا قول تھا ہم کب مغلوب ہوے میان بہرام بول اُٹھے
مجھکو تو کشتی مین زیر کیا تھا اب مقابلہ پڑے تو حال معلوم ہو سب نے کلام اُس عالی مقام نے سنے آخر طرف کفار کے
شریک ہو کے سب صاحبون کو زیر کیا سب کے دماغ سے غرور نکالا ان سردارون پر دہ کیا اعتبار کرین جو انکے
زیر کیے ہوے ہین مگر وہ خود تم سے مقابلہ کرینگے میری مجال نہین کہ اس مقدمے مین زبان ہلاؤن نقابدار خاموش ہو رہا
بادشاہ کی بہت خاطر کی ملکہ کے واسطے بھی اسباب عیش و نشاط بھجوایا پہر دو پہر کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ آپکو
بڑی تکلیف ہوئی اب مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے مرکب عربی بازین ولجام مرصع کار خدمت مین بادشاہ
کی حاضر کیا عیار کو خنجر کہ چندین مرحمت ہو مین اپنے سامنے بادشاہ کو مرکب عربی پر سوار کیا شاہزادی و وزیر زادی اپنی
اپنی مادیان پر سوار ہوئین جواہر نے رکاب پر شہریار کی ہاتھ ڈالدیا بادشاہ باتین کرتے ہوے چلے نقابدار سے
فرمایا بسم اللہ اب آپ رخصت ہون نقابدار تخت زرین پر سوار ہوا فوج دلیران آکر موجود ہوئی سائبان زر بفتی
سر پر کھینچا بیرقین ہاتھ مین سردارون کو اپنے اپنے کاندھون پر سوار کیا اس زور و شور سے نقابدار طرف پردۂ قاف
کے روانہ ہوا بادشاہ جہاندار شکریۂ نقابدار ادا کرتے ہوے جاتے ہین ملکہ بھی بہت خوش کہ اب لشکر مین بادشاہ
کے داخل ہونگا ملکہ نوربانو و طوربانو و ملکہ مہرگہر تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ
زبیدۂ شیرگیر دختر امیر بانو تیر و ملکہ گیتی افروز جہان افروز و مہرافروز وغیرہ ان سب صاحبون سے ملاقاتین
ہونگی گلچہرہ عرض کرتی ہے سب صاحب آپ کو بہ بزرگی جانینگے اپنا بادشاہ سمجھینگے وقت سحر جملہ شاہزادیان سلام کو
آیا کرینگی سب صاحب آپکی محبت کا دم بھرینگے ملکہ خوشی کے سبب سے پیراہن مین نہین سماتین قضائے کار لشکر اسلام
پانچ کوس باقی ہر نشان لشکر معلوم ہو رہے ہین اکثر صدائین بھی آتی ہین بادشاہ نے فرمایا لو ملکہ خدا نے فضل کیا سفر
ختم ہوا وہ سامنے لشکر معلوم ہوتا ہر ملکہ نے کہا گھوڑے بڑھائیے بادشاہ نے کہا یہ نہین مناسب ہر اے جواہر تم
پہلے لشکر مین جاؤ ہمارے آنے کی سردارون کو خبر کرو ملکہ کے واسطے محافہ لاؤ برائے اہتمام سواری چوبدار نشان
قلماقنیان ترکنین حبشنین لاؤ اس اعزاز سے ملکۂ عالم کو لیجاؤ جواہر تو اُدھر گیا بادشاہ ایک سبزہ زار مین کھڑے ہین ملکہ
و وزیرزادی مادیان پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا ایک آندھی سیاہ اُٹھی اسطرح کی تاریکی ہوئی ثابت تھا یہ سحر نہین ہر دۂ
ظلمات جگہ یہان کی بھی تاریکی اسکے سامنے مات ہر ہزارون درخت اُکھڑ کر گرے بادشاہ آوازدیتے ہین ملکہ میرے پاس
چلی آؤ مین ہاتھ تھام لون گھوڑون کے قدم اُٹھے جاتے ہین زمین کو لرزہ ہزار ہا پتھر پہاڑ سے گرے گھڑی بھر
کامل وہی اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا ملکہ و وزیرزادی دونون گم نہ کسو کرے ہین نہ وہ شاہزادی
نہ وزیرزادی حیران پریشان چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بل گر گر پڑتے ہین عجب حال بادشاہ کا ہو گیا
کہ جواہر اگر پہونچا اسباب ترک ہمراہ دیکھا بادشاہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ مخمسہ پڑھ رہے ہین مخمسہ

نہین وہ لن ترانی یاد مجکو بیخبر کہنا | جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا | برائے بو تراب اُس سے یہ قصہ مختصر کہنا
مرا اس شعلہ رو تک نامۂ پر سوز جلکر کہنا | ہوا ہون خاک جلکر اور نہین کچھکو خبر کہنا
کسی صورت سے یہ اُس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا | جگر کے پار ہے دل پر ہوا تیر نظر کہنا | نگاہ چشم تو پہونچا اور زخمون کو خبر کہنا
بیان طائر بسمل طپیدن ہون خاک پر کہنا | ہوا ہر تار رگ بیداد سے نشتر سے جدا کہنا
طریق عشقبازی ہے نہین ہم بیخبر کہنا | رہا کرتے ہین ہنس تیغ غم سینہ سپر کہنا | اُنھیں مرے سرپہ لیٹے پھرتے ہین شام و سحر کہنا

جو کھینچی ہے ہمارے قتل پر تیغ دو سر کمنا | کرینگے ہم بھی اب تیغ ہی سے حلق تر کمنا
نہیں امید کچھ ایسی مرض کی ہو گئی شدت | مسیحا کہہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت | نہ مارے ناتوانی کے رہی اٹھنے کی ابھی طاقت
تپ غم نے تری یا نک کو پہونچائی مری حالت | کہ جیسے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کمنا
روان ہو کوے جانان کو مبارک ہو سفر قاصد | ٹھہرنا راہ میں مطلق نہ تو شام و سحر قاصد | حضور یار میں کہنا مرا درد جگر قاصد
کرے وہ مہربانی حال کی میرے اگر قاصد | نہ کرنا فرق کچھ تو بھی سر مو سر بسر کہنا
محبت میں تو رعنا جان دینے سے ہوا ہے | لہو کا آنکھ سے تو بہا ہو پھیرے حلق پر خنجر | بھلا انصاف کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور
نہیں کیا او وفا سے منحرف مضطر مگر اہیر | نہیں راہ جفا سے باز تو ای فتنہ گر کمنا

اسطرح کے اشعار پڑھ پڑھ کر رو رہے ہین دیوانہ وار خاک اڑاتے پھرتے ہین جواہر گھبرا گیا پوچھا ای شہریار یہ کیا معرکہ ہوا بادشاہ نے فرمایا ای جواہر تمھارے جانے کے بعد ایک آندھی سیاہ اٹھی ملکہ و وزیرزادی دونون غائب ہو گئین اب مین کدھر ڈھونڈھون جواہر نے کہا حضور اب لشکر مین چلیے برلے خدا آرام فرمائین اپنے کو وحشی دیوانہ نہ بنائیے ورنہ آپ بادشاہ لشکر اسلام آپ کے انتشار سے سارا لشکر مبتلاے غم و الم رہتا ہے غلام جاتا ہے انشاءاللہ ڈھونڈھ کر آپ کی معشوقہ کو لائیگا یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کوئی تھا ہمکو لوٹ لیگیا دیکھیے اُس محبوب جانی پر کیا گذرے وہ دیر در دہ بعد ناز و نعم اسیر پیرنج و الم جواہر نے بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین بھیجا آپ تلاش مین ملکہ کی روانہ ہوا ذکر اسکا وقت پر ہوگا مگر اب ذکر خواجہ عمرو ذلقہ سواد نگار و اجب و لازم ہے کہ مہتر زود رفت نے روز تاریاند عیاری کرتا ہے عیار زبان کرتا ہے کئی مرتبہ صاحبقران تک پہونچا مگر خواجہ عمرو اُس حال مین کہ پیر سو جگہ سے کھڑ نہ سکین بند سے پاتے جابجا سے زخم شق ہو گیا ہے جب عمرو نے خواب پریشان دیکھا جھنجھلا آیا کئی مرتبہ بچایا یہ سب خبرین مینا نگار کو پہونچین مہتر زود رفت جو مینا نگار کے سامنے آیا مینا نگار نے کہا مہتر صاحب ہمکو سب خبرین پہونچین عمرو نے تمھارے چونہ لگایا وہ بلا پیدا تا تھا ہے تم مونڈھنگے ہے عمرو سے دو نے بچے ہو اگر پکڑ کے دباد و عمرو کا ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتے مگر عمرو نے تمھارے جی چھڑا دیے ہر مرتبہ آکے کھین گھیرتا ہے اپنے آقا کو لیجاتا ہے تمنے غیرت بالکل کام نہ دیا عمرو سے عیاری مین دب گئے زود رفت نے کہا ای شہنشاہ مین نے بڑی غلطی کی پہلے حمزہ ہی کو لاتا اول مین کسہ جمشیدی بھی تھا مین نے عمرو کو گرفتار کیا قید تا بہ خداوند نہ ہوئی راہ مین عمرو چھوٹ گیا اُسی دن سے اُسنے چشمہ جمشیدی کی فکر کی آخر لایا سرمہ جمشیدی کٹ چکا اب عیاری کا کام ہے جسطرح سے بنے گا اسی ہفتے عشرے مین حمزہ کو لاؤنگا مگر یہ بھی جانتا ہون کہ حمزہ کی قید رہ نہ سکیگی عمرو آکے رہا کر لیجائیگا بیس سردار قید خانے مین ہین جسوقت حمزہ آوے لمحہ بھر کی دیر نہ کیجیے اُسی وقت قتل کر ڈالیے اور اُسی وقت لشکر تیار کرکے لشکر حمزہ کا خاتمہ کیجیے اب عرصہ نہوگا جدالی خداوند سے بہت بیقرار ہون سب کاروبار قدرت کے میری ذات پر موقوف ہین قدرت کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی امورات روزمرہ مین قدرت یاد کرتے ہونگے مگر ایک بات کا بڑا افسوس ہے کہ قدرت تقدیر معقول نہین کرتے ایسی اُلٹ پلٹ تقدیرین کی ہین کہ کام بن نہین پڑتا کیسے قدرت پیدا کرنے والے ہین کہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو مٹا نہین سکتے حمزہ کو عمرو کو یہ دونون دشمنان ساحران عالم ہین اُنکو مٹا دین بجائے اسکے یہ کہ دن بدن جاہ و جلال مسلمانان بڑھتا جاتا ہے ایک خبر مین نے ایسی پائی کہ زبان سے کہہ نہین سکتا شرم کی بات ہے مینا نگار نے کہا ای مہتر اسکو کیا چھپاؤگے تمام عالم مین مشہور ہو گیا قدرت کی دختر کو بادشاہ اسلام نکال لیگئے بادشاہ کو قید بھی کیا تھا عیار قلعے مین پہونچا عیاری کرکے لیگیا یہ سب جگہ مشہور ہے اب اسکو کیا چھپاؤگے زود رفت نے کہا

ای بادشاہ آج آپ کی باتون نے کلیجہ مشبک کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا آج جاؤنگا حمزہ کو لاؤنگا یا آج
عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا مینا نگار نے کہا یہ تو نہ کہو زود رفت لئے کہ جنگ دو سردار و عمرو بھی بلائے روزگار ہی
جہان دیدہ کار آزمودہ ہزارون عیارون سے بڑا عیارون کو زیر کر کے اپنا شاگرد بنایا ہی مگر آج جا کر وہ کام کرون
کہ روز قیامت تک یاد رہے یہ کہکے مہتر زود رفت نے باتہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر اسلام کے
چلا جب لشکر تھوڑی دور رہگیا ایک گوشے مین آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک گنوار کی شکل بنکے چلا دو پہری
مرزئی ایک لٹھ کاندھے پر لوہے کی شامین اسمین لگی ہوئین اس آن بان سے لشکر مسلمانان مین آیا دن قلیل تھا پھرنے
لگا عمرو کوتوالی چبوترے پر بیٹھا ہی جیسے ہی ادھر سے زود رفت گذرا عمرو نے پہچانا ابوالفتح سے کہا دیکھو ای فرزند مہتر
زود رفت جاتا ہی ابوالفتح نے کہا ماموں جان مین جا کے گرفتار کر لون عمرو نے کہا وہ ایسا نہین ہی فوراً نکل جائیگا
تمکو حوصلہ رہجائیگا مین خود جاتا ہون مگر ہائے کیا کرون پانون کے زخم نے مجھکو بیکار کیا ورنہ اسکی کیا مجال تھی
کنارے پر لشکر کے آسکتا یہ کہکے عمرو نے پٹی پانون مین کسکر باندھی لٹھیا ٹیکتا ہوا چبوترے سے اترا دیکھا زود رفت
پھرتا ہوا بازار صرافان مین پہونچا ایک روپیہ نکالکے صراف کو دیا پیسے بھنانے لگا کہ اسی حیلے سے یہان ٹھہرون
شام ہو جائے تو عیاری کرون عمرو بھی وہین پہونچا پکار کر آواز دی میان گنوار صاحب ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ پوچھنا
ہی زود رفت نے پلٹکر دیکھا سمجھا کہ عمرو نے مجھکو پہچانا پیسے جلدی سے باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا ٹھہر جاؤ
زود رفت نے کہا آئیے آپ کی قضا میرے ہاتھ ہی عمرو نے کہا ابے لونڈا ہی تجھ ایسے ہزارون میری
زنبیل مین پڑے ہین نوکری وسعی کیا کرتے ہین تمہارا بھی یہی حال کرونگا زود رفت نے کہا پھر آئیے جنگل مین تنہائی
مین میرے تمہارے آج ہی چوٹ چلے دم لینا مشکل کر دونگا برس پڑونگا عمرو نے کہا ای زود رفت مین اب بھی
تجھسے باہر نہین ہون کسی بات مین تجھسے تامل نہ کرونگا کنارے سے لشکر کے زود رفت نکلا عمرو بھی برابر پہونچا
نیمچہ مارا زود رفت پیچھے ہٹا اب عمرو نے نیمچے مارنا شروع کیے شام ہو چکی ہی زود رفت پیچھے ہٹتا جاتا ہی کوسن بھر
لگا کے لایا اب یہ بھی لڑنے لگا کمر سے حلقے کمند کے زمین پر گرا لیے بعد قدم کے اندر حلقے بچھا دیے جیسے ہی عمرو
ان حلقون مین آیا زود رفت نے جھٹکا مارا خواجہ گرے زود رفت نے جھپٹ کر حباب مارا عمرو بیہوش ہوا اب
زود رفت نے چاہا سر کاٹ لون مگر سوچا ابھی مارنا بہتر نہین اسی کی شکل بنکے عیاری کرو یہ سوچکے عمرو کو ایک
درخت سے باندھ دیا پانی بیہوشی کی دماغ پر چڑھالی آپ بصورت عمرو بنا پہر رات گئے لشکر اسلام مین آیا دو پہر
رات گئے دربارگاہ صاحبقران پر پہونچا نعمان بن منذر کا آج پہرا ہی نعمان نے آواز دی کون آتا ہی عمرو نقلی نے
کہا بھئی مین ہون ابھی زود رفت سے لڑکر آیا آج اسکے ساتھ دس بارہ پیک بھی ہین اب وہ پھر لشکر مین آئیگا بلکہ
آگیا ہوگا مین جا کر زیر پلنگ آقا آرام کرون ایسا نہو وہ نقب دیکر آ جائے نقاب بے بدل ہی چارون طرف
نقب لگاتا ہی نعمان نے کہا آپ کو اختیار ہی زود رفت اندر پہونچا جاتے ہی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا
سر نکال کر نعمان سے کہا نعمان اب تو مین اندر موجود ہون کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی
کہ یہان آسکے نعمان اٹھکر براے گشت گیا زود رفت پشتارہ لیکر چلا ابوالفتح اصفہانی بازارون مین پھر رہا ہی
کہ اسنے نعمان کو دیکھا پکار کر آواز دی ای افسر یہان کہان آئے ہم لوگ یہان پھر رہے ہین تم دربارگاہ صاحبقران
پر جاؤ نعمان نے کہا وہان خواجہ موجود ہین یہ سنکر ابوالفتح گھبرایا کہا ای نعمان بڑا غضب ہوا عیاری ہو گئی خدا
صاحبقران کو بچائے یہ کہکے دوڑا بارگاہ پر آیا اندر آکے دیکھا صاحبقران ندارد بیترا زود رفت کا لگا ہوا ہی

ابوالفتح نے ایک چیخ ماری گلنبار وغیرہ آگے جمع ہوئے ابوالفتح نے کہا بھائیو تمنے سنا مامون جان پر بھی کوئی افتاد پڑی انہیں کی شکل بنکر زود رفت آیا ایسا اسکو اطمینان ہوا کہ انکی صورت پر صاحبقران کو دیکھا معلوم ہوتا ہے مامون جان پکڑ لیے گئے یہ سنکر سب عیار دوڑے زود رفت دوڑا ہوا وہان آیا جہان عمرو کو باندھا تھا اس نے عمرو کو کہ ولایشنارہ امیر کا باندھے ہوئے ہے چاہا عمرو کا سر کاٹ لون کہ پشت سے عیارون کا نعرہ ہوا خبردار او زود رفت کیا کرتا ہے زود رفت نے دیکھا کہ حمزہ تو میرے پشت پر ہے عمرو کو چھوڑ دو عمرو کو چھوڑ کر بھاگا ابوالفتح نے آکر عمرو کو ہوشیار کیا سب حال کہا عمرو نے کہا یارو غضب ہو گیا میرے پاؤن کے صدمے نے یہ آفت برپا کی تم لوگ جایئے لشکر میں سب گھبرا جائینگے ایسا نہو بیقراری میں لشکر والے ہمارے لشکر عینا نگار پر جا پڑیں سب مارے جائینگے کہ وہ لشکر ساحران ہے ابوالفتح نے کہا مامون جان میں بھی چلونگا عمرو نے کہا کسی کا کام نہیں انشاءاللہ میں جا کر اپنے آقا کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو اسی حال پر ملال میں صورت بدلتا ہوا بھاگا یہان زود رفت اُسوقت آیا کہ عینا نگار بارگاہ میں آچکا ہے کئی سو سردار جمع ہیں اپنے اپنے کمال بیان کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے جا کر آگ لگا دونگا کوئی کہتا ہے پانی برسا کر ٹھنڈا کرون عینا نگار کہتا ہے یارو جبتک حمزہ نہ گرفتار ہوگا کچھ زور نہ چلیگا یہ ذکر تھا کہ زود رفت آگے ہوا اور پکار کر آواز دی اے شہریار میں حمزہ کو لایا جلد سردارون کو بلوائیے ابھی قتل کیجیے اپنی جان دیکر حمزہ کو لایا ہون یقین ہے عمرو آئے فساد برپا کرے عینا نگار نے حکم دیا سرداران حمزہ کو لاؤ اسی وقت بیس سردار مسلسل و مطوق آکر دربار میں پہونچے عینا نگار نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ امیر کو دوہری قید پہناؤ آہنگر موجود ہوئے دوہری ہتھکڑیان امیر کے ہاتھوں میں دوہری بیڑیان پاؤن میں مسلسل و مطوق کیا اب عینا نگار نے کہا ہوشیار ہو کر سب ساحر سنبھل کر بیٹھے حربہ ہائے سحر سنبھالے ہوئے عینا نگار خود گولا آہن کا ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے جب اسطرح سب آمادہ ہو کر بیٹھ چکے زود رفت کو بڑی بھاری کرسی ملی خلعت بھی ملا مرصع زرین پہنا ہوا بیٹھا ہے اپنی عیاری پر نازان پشت پر تمام دستار شاگردان زود رفت بھی جمع ہیں اُسوقت عینا نگار کی خوشی تاج کو کج کیے ہوئے ہنس رہا ہے کہتا ہے اے بہتر کیا کام کیا ملک ابلیس پرستان بلکہ مذہب بچا لیا یہ لوگ جس ملک پر گئے تسخیر کر لیا تمشش ایسے ساحر کو دریائے قلزم میں گھسکر مارا آج تک بھی ذکر ہے ملک دمامہ و چاہ المساس بے لوح کا طلسم اسکو بھی جا کر لوٹ لیا فرعونیہ کیسا آباد تھا خدائی فرعون شاہ یون تباہ ہوئی وزرا بول اُٹھے کیون شہنشاہ وہ کیسے خداوند تھے کہ مارے گئے کچھ زور نہ چلا عینا نگار نے کہا یارو ان باتون کا ذکر نہ کرو دل میں سمجھتا ہے یہ سب جھوٹے تھے ساحرون کے بہروسے یہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر مارے گئے خداوند ہمارے ہیں کہ خود صاحب اختیار نہ مثل فرعون مجبور و ناچار جو چاہیں کریں جب سحر کرتے ہیں طبقات زمین ہلا دیتے ہیں جو مزاج میں آیا وہ کیا سب خاموش ہو رہے مگر صاحبقران کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا اپنے کو مسلسل پایا دربار کفر مدار میں عینا نگار کو تخت پر دیکھا مضحکہ کر رہا ہے کہتا ہے کیون حمزہ اب اپنے کو کس حال میں پاتا ہے امیر نے اول بطریق اسلام سلام کیا کافر جلے امیر نے جواب دیا دیکھا عیار سے خود منگایا اسیر بناز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر انشاءاللہ میرے فرزندان سعادتمند سرداران خورد پسند تیرے ملک پر آئینگے اس ملک کا نام مٹا دینگے کیا تعجب ہے کہ مجھی کو فتح نصیب ہو تیری بربادی قریب ہو دربار میں لاکھون ساحرون کا جماؤ ہے ایک طرف سرداران صاحبقران بہرام و مقبل و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی وغیرہ زنجیرین پہنے کھڑے ہیں اپنے آقا کی گرفتاری سبب شاق ہوئی آنکھ سے ایک اشارہ کرتا ہے کہ ابتک امید تھی کہ ہم چھٹ جائینگے آقا آکر چھڑائینگے وہ بھی گرفتار ہوئے ہم سوائے خدا کے کس سے کہیں وہی بچانے والا ہے اگر حیات باقی ہے کوئی صورت نکل آئیگی اگر اسی حیلے سے رستگ

کیا چارہ صاف ثابت ہے کہ اسے قتل کرنے کو بلایا مقبل نے کہا یار و شکر ہے کہ خواجہ عمرو قید نہین ہوے کیا عجب ہے کہ وہ
کچھ فکر کرین بہرام نے کہا بھائی یہ دربار ساحران غدار ہے یہان عمرو کیا کریگا مقبل نے کہا یہ نہ کہو انکی تدبیرین نرالی
ہین سب کی دیکھی بھالی ہین مگر زود رفت چار جانب اس خیال سے نگران کہ عمرو ضرور آیا ہوگا اسی خیال مین تھا کہ دروازے
پر ہنگامہ ہوا ایک چوبدار نے عرض کی تخت گاہ خداوندی سے ایک جادوگر نامہ لیکر آیا ہے دروازے پر روکا گیا وہ خفا ہو رہا ہے
کہتا ہے ہم پلٹکر جاتے ہین جا کر خداوند سے کہدین کہ دربار مین مینا نگار کے نہین جانے پاتے ناچار ہو کر پلٹ آئے مینا نگار
نے کہا بلاؤ کیون روکا ہے چوبدار نے کہا دربار مین وقت قتل مسلمانان ہے اسوجہ سے روکا تھا کہا تھا کہ اتنی دیر ٹھہرو کہ یہ
مسلمان قتل ہولین وہ بگڑا ہی جاتا ہے نہین ٹھہرتا مینا نگار نے کہا جلد بلاؤ تخت گاہ خداوندی کا ساحر دربار مین
پیغمبر کے روکا جاتے چوبدار گیا اب سب نے دیکھا ایک ساحر کالی کالی صورت سر برہنہ ایک نیلہ کرتا پہنے ہوے
تہمبری دھوتی ترسول ہاتھ مین اسپر پھول لپٹے ہوے ماتھا سیندور سے رنگا ہوا بت سونے چاندی کے بازو پر چست
کرکے سامنے تخت مینا نگار کے آیا پہلے دعا دی کہ چراغ نبوت روشن رہے یہ دربار بفضل زین رشک گلشن رہے
قدرت نے یہ نامہ بھیجا ہے اے پیغمبر اسکو ملاحظہ کیجیے اور بتلائیے کہ قتل مسلمانان مین کیا تامل ہے مینا نگار نے کہا تمھارا
کیا نام ہے کہا حضور مجھکو فرتوت جادو کہتے ہین دو سو برس غار افراسیاب مین رہا خوب خوب سحر کو زور دیے
بڑے بڑے امتحان ہوے اب دس برس سے خدمت خداوند ابلیس مین حاضر ہون یہان بھی سب طرح کا سحر سیکھا
ایک دلی قلق ہے کہ فرعونیہ مین بہوت آدم خوار میرا بڑا بھائی تھا اسکو حمزہ نے مارا یہ آرزو ہے کہ مجھکو حکم ملے تو لشکر
حمزہ پر سحر کرون جسطرح سے بنے حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون اس ذلت و رسوائی سے
مٹاؤن کہ دشمنون کو رحم آگئے مگر مجھکو خیال نہو اس ظالم کے مٹنے کا ملال نہو مینا نگار نے کہا اے فرتوت تمھاری
آرزوے دلی خداوند نے منظور کی حمزہ گرفتار ہو گیا سامنے بیٹھا ہے پلٹ کے دیکھو اس ساحر نے جو صاحبقران کو دیکھا
قہقہہ مار کے ہنسا پھر چیخین مار کے رویا مینا نگار گھبرا گیا کہا اسقدر ہنسنے اور رونے کی یہ ترقی ایسا نہو دم نکل جائے
اسقدر آنسو نکلے کہ دامن و گریبان تر ہے فرتوت نے کہا حضور خوشی تو یہ ہے کہ آج دشمن سے بدلا لونگا اور جب حقیقی
بھائی صاحب کی یاد آتی ہے جی چاہتا ہے رو رو کر جان دیدون بانس کے برابر اسکا قد کالی کالی صورت یا کالی کی مورت
مین تو بہت بدصورت ہون انکے ابرو خنجر بدعت دہن بلوچ پورے کی موری ہاتھ درخت کے ٹھنے بال سر کے سنکی
رسیان کبھی جوتا نہین پہنا ہمیشہ ننگے پاؤن پھرے لباس کے نام سے نفرت تھی ایسے وضعدار چال زمین کا بو جالی
اگر کبھی ہنس پڑا معلوم ہوا تو ہنسا منھ مین بوے بد حرام خواری کی کہ رشک رفتیہ برگزیدہ مقہور بارگاہ رب صمد کہا کیا اسکی
صفت کرون ان باتون کو سنکر لوگ ہنسے مگر ساحر اپنے بھائی کا سراپا بیان کرکے بلک بلک کے رونے لگا اور کہا
اے مینا نگار جب مین نے خداوند کی آکر نوکری کی یہ بھی کہلیا کہ میرے بھائی کو زندہ کر دیجیے قدرت نے وعدہ
کرلیا ہے اب مجھے یہ خوشی ہے کہ حمزہ کو قتل کرکے جاؤن قدرت کی داڑھی پکڑ کے لٹکون گریبان پکڑون ایک چپت
بھی لگاؤن قدرت کے ساتھ بڑا مسخرہ پن کرونگا کہونگا وا بے ابلیس الو کے پٹھے خبیث قدرت کیسے خوش
ہونگے مینا نگار نے کہا اے پیر فرتوت بہ نسبت خداوند ایسے فقرات کیونکر کہوگے کہا حضور مین تو روز
انکی چٹیا پکڑ کے کھینچتا ہون بہت ہنستے ہین مین تو انکے مزاج سے واقف ہون مسخرے پن سے بہت خوش ہوتے
ہین مین نے انکو خود مسخرہ بنایا ہے مہتر زود رفت بہت حیران ہے کہ یہ کون سا جادوگر ہے بہ نسبت قدرت ایسی
باتین کرتا ہے پکار کر آواز دی میان فرتوت صاحب آج آپ کے یہان کیا تھا یہ کیسی باتین کر رہے ہو

ہنسے تو کبھی قدرت سے کسی کو ایسی باتیں کرتے نہیں دیکھا یہ سنکر ساحر نے بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا ارے تو کون
ہے میرے مقدمے میں وزیرا دخل دیتا ہے ابھی قدرت کو بلاؤں تمکو سزا دلواؤں تم بد اعتقاد ہو چاہیے ہر دم قدرت
قدرت کا نام یاد رہے ایک دس منٹ کے اندر دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ وزیر نے کہا اے زود رفت کیوں تکرار کرتے ہو قدرت
کو انکے ساتھ محبت ہوگی زود رفت نے سر جھکا لیا کہا ہمیں کیا دخل ہے ساحر نے کہا دیکھیو میں ابھی دکھائے دیتا ہوں
اس محبت میں مر نہ لیا جبکی ابھی دیکھیو کیا ہوتا ہے میرے کہتے ہی قدرت چل نکلے قلعے سے باہر آگئے سب صاحب کھڑے
ہو جاؤ یہ کہکے پکارنے لگا یا خداوند البیس آجیے ان سب کو کرامت دکھائیے یہ کیسے البیس پرست ہیں بادۂ
کبر و نخوت سے مست ہیں میں آپ کا معتقد خدمتگزار ہوں بھلا اے مینا نگار یہ تو بیان کرو کہ قدرت آئینگے تو کس جگہ بیٹھینگے
مینا نگار نے کہا میں تخت خالی کر دونگا ساحر نے کہا میرے بھائی سے بھینگے اور سب کو جواب سخت دینگے میں انکا
رازدان ہوں مگر حمزہ کو جلد قتل کرون مینا نگار نے کہا تم بیٹھ جاؤ کہا حضور اب تو گھڑی الٹی ہے دیکھیں قدرت کے
سمجھا کریں زود رفت نے کہا اے فرتوت اب قدرت کے آنے کا سب کو انتظار ہے حمزہ کو جلاد قتل کریگا ساحر نے مہین
زود رفت کو ایک جھڑکی دی کہا مسخرے کیا بکتا ہے جلاد دیوان ہے ہاتھ مار دیگا مجھے کیا نفع ہے میں پہلے ہاتھ کاٹونگا پھر
آنکھیں نکالونگا اس ذلت سے قتل کرونگا کہ روز قیامت یہ مسلمان میرے بھائی کا قاتل مصیبت میں رہے اگر جلاد
نے سر کاٹ لیا تو کیا فائدہ بادشاہ کے آگے تخت پر سپر و شمشیر رکھی تھی ساحر نے تلوار اٹھالی مینا نگار و زود رفت
ہاں ہاں کرتے رہے مگر ساحر جست کرکے برابر امیر کے پہونچا للکار کر آواز دی او مسلمان تو نے میرے بھائی کو مارا
اسکے شباب پر رحم نہ آیا اب سنبھل کر بیٹھ میں عذاب الیم سے تجھے قتل کرون دل ٹھنڈا ہو آج تک صورت اپنے بھائی
کی نہیں بھولا یہ کہکے تلوار اٹھایا گردن پر امیر کی خط کھینچنے کو جھکا چپکے سے کہا آقا ہوشیار ہو جائیے غلام آپ کا
آگیا میں تیغہ مارتا ہوں آپ ہاتھ اٹھا دیجیے اپنے غلام کی دستگیری کیجیے صاحبقران ہنس پڑے بس عمرو نے
تیغہ مارا امیر نے ہاتھ اٹھایا ہتھکڑیاں کٹیں امیر نے گلے کا طوق و بیڑی پکڑ کے نعرہ کیا قطعہ شعلۂ شمشیر شان شمع جگر
سوز من ہ گرمی بازار عشق از تف خون من است + خانہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق + بشکنم این بند را از قوت
جنون من است + قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا ایک کافر کی تلوار چھینلی نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کرم شد بیک و منت

منم آفتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد ازان

سمندرون بہ ہر شیم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

ہمہ عفریتان از تیغم فراری شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شد

زمین نعرۂ صاحبقران سے ہل گئی دیواریں کانپیں قبہ بارہ دری کا تھرا کے گرا عمرو نے دیکھا جھپٹکر تیغہ کو لیا
اس خیال سے کہ اگر تانبہ ہے کسی کو دیدینگے اصل میں سونا ہے لڑکون کے ہنسلی کڑے بنینگے عمرو نے بھی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تصنیف مصنف

زمانے کا مکار و طرار ہون
نہ پائے مری گرد یا پوش کو

عمرو ہون میں عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
جہان گیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو

امیر نے تلوار کھینچی ساحرون سے لڑنے لگے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا امیر نے بڑھکر بہرام کو رہا کیا بہرام نے غصے میں ستون بارگاہ پر ہاتھ
ڈالا نعرہ کیا نعرۂ بہرام

منم گرد بہرام خاقان چین
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

کہ از ہیبت من بلرزد زمین
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

مقبل بھی چھوٹا تیر اندازی
کرنے لگا مگر ساحرون نے سحر کی بوچھار کی امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے

اپنی بدنصیبی پر رونے لگے مینا نگار نے جب سحر کیا آگ برسی دریا جوش مارتا ہوا دکھائی دیا تلواریں برسیں بجلی چمکی ابر لہرا
کر گھر آیا مگر کوئی سحر امیر پر کام نہیں کرتا اور سردار گرتے ہیں جب انھوں نے آواز دی آقا بچائیے امیر نے پڑھکر اسم اعظم
پڑھا انکو بھی سنبھالا مگر عمرو ڈرتا ہوا اگلی تختے آتشبازی کے دانے دغا باز چلے شعلے بھڑک کر گرے جسپر شعلہ گرا جلکر خاک ہوا
زود رفت نے کہا بچ جاؤں عمرو نے للکارا او نامرد کہاں جاتا ہے اب تجھکو کب چھوڑتا ہوں زود رفت کو بھی اپنے
قوت بازو پر ناز ہے پلٹ پڑا اس ہنگامہ گیر و دار میں نیمچہ چلنے لگا زود رفت بھی بلائے روزگار ہے آنکھیں لڑی ہوئی ہیں ادھر
جھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں کسی مقام پر کوئی کمی نہیں کرتا عمرو نے لڑتے لڑتے آواز دی اسکا سر کاٹ لے زود رفت
سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا پلٹ کے دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا سر زود رفت کا زخمی ہوا اب تو زود رفت
بھاگا عمرو نے پکار کر آواز دی مہتر صاحب کہاں چلے زود رفت نے کہا خواجہ اب قلعہ ابلیس پرستان پر
مقابلے ہونگے عمرو نے کہا وہاں بھی چونا لگا کے چھوڑینگے زود رفت بھاگ کر نکل گیا عمرو نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران زمان
بیچ میں ساحروں کے گھرے ہوئے ہیں تلوار چل رہی ہے جس ساحر نے سحر کیا امیر کے اسم اعظم پڑھا سحر الٹا پلٹا اسی ساحر
کو جلا کر خاک کیا ہزارہا ساحر جلا اپنے حربوں سے آپ ہی مرے امیر کی فوج میں جو خبر پہونچی سب مسلح ہوکر آپڑے تیغ زنی
کرنے لگے جسپر تیر پڑا وہ خطا شعار سہم کر گوشہ جہنم میں پہونچا امیر لڑتے ہوئے قریب تخت مینا نگار پہونچے مینا نگار
نے گولا مارا زمین تھرائی آسمان سے تلواریں برسنے لگیں مگر بسبب اسم اعظم صاحبقران پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مینا نگار
نے زمین ہلا دی آگ برسائی پانی برسایا کچھ ہاتھ نہ آیا کف افسوس ملتا تھا جب صاحبقران قریب آگئے تو اپنے
ہاتھ تیغہ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا تخت کے زینے پر پاؤں رکھکر
ہاتھ تلوار کا مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار تڑپ کر
گری سپر کو کاٹا سر پر مینا نگار کے زخم کاری آیا اپنے کو تخت سے گرا دیا کہا یارو اب قدم نہیں جمتا اب میں جاکر
قلعہ ابلیس پرستان میں ٹھہرونگا تقدیر خداوند تدبیر پیغمبر پھر مسلمان کیونکر جیتینگے مہتر زود رفت بھی زخمی ہوکر گیا سوائے
خدمت خداوند کے اور کہاں جائیگا یہ کہکے بلند ہوا اسکا بلند ہونا کہ لاکھوں جادوگر باز و عقاب بنکر اڑے مقبل نے
سیکڑوں کو تیر سے گرایا جو زیادہ بلند ہوگئے تھے وہاں تک تیر نہ پہونچے پہر بھر کے عرصے میں سب ساحر نکل گئے
غیر ساحر جو باقی رہے انھوں نے فریاد کی چادر ہلائی عرض کی الامان ہم لوگ غیر ساحر ہیں امان دیجیے صاحبقران
نے ہاتھ روکا سب تلواریں رک گئیں وہ لوگ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے امیر نے کلمہ طیبہ زبان
معجز بیان سے ارشاد فرمایا سب کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئے جن مکانوں میں تصویریں ابلیس خود پرست کی تھیں
انکو گروا ڈالا ساجدین تمام مومنین بفتح و فیروزی داخل بارگاہ مینا نگار ہوئے تخت پر غاشیہ پڑا امیر دنگل زریں پر
جلوہ فرما ہوئے بیٹھتے ہی فرمایا خواجہ دریافت کرو مینا نگار کہاں گیا عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر
آتے ہونگے یہ ذکر تھا ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے شعر دولت قرین حضرت
سعد بر زمانہ باد * اقبال را مقام برآن آستانہ باد * شہریار کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ہو مینا نگار
جادو بیان سے خستہ و شکستہ قلعہ ابلیس پرستان میں پہونچا زود رفت نے اول سب حال بیان کیا بعد مینا نگار
زخمدار و بیقرار پہونچا ابلیس پر تلبیس حال اپنے پیمبر کا دیکھکر گھبرایا پوچھا اے پیغمبر قدرت یہ کیا معرکہ گذرا مینا نگار
نے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ بھی کہا قدرت نے تقدیر خلاف کی زود رفت نے خاتمہ کر دیا تھا مگر ساربان زادہ
عین وقت پر پہونچا امیر چھوٹے قیامت کے سحر ہوئے مگر چونکہ آپ نے تقدیر خلاف کی انجام یہ ہوا کہ میں زخمی ہوا اور

خدمت قدرت مین آیا سواد نگار پر عملداری سلمانون کی ہوگئی ابلیس نے جھلا کر کہا مجھے مقدمات تقدیر مین کیا دخل ہی مابدولت نے جو مناسب جانا کیا اگر ان مقدمات مین دخل دیگا سنگ سیاہ کردونگا قتل ساحران سے تمام دنیا کو بھر دونگا اسطرح غصے مین ابلیس نے کہا کہ مینا نگار کانپ گیا کہا یا خداوند مجھے مقدمات خدائی مین کیا دخل ہی جو مناسب ہو وہ تقدیر کیجیے ابلیس نے کہا حمزہ ہمارا سپہ سالار ہی قدرت کو جو منظور ہوا وہ کیا اصل مطلب یہ ہی کہ حمزہ کے ہاتھ سے سب باطل پرستون کو قتل کراؤن اب قدرت کو دیدار اپنا دکھانا منظور ہوا جسدن چاہینگے مٹا دینگے مینا نگار خاموش جی مین کہتا ہی کہ آج قدرت نے نیا جھگڑا نکالا کہ قدرت ہی نے سب ملک برباد کرائے اب دیکھے کیا کیفیت ہو ابلیس نے افلاک بلند پرواز کو منتظم کل لشکر ہی سب ساحرون کا افسر ہی اسکو حکم ملا کہ لشکر تیار کرو قدرت خود مقابلے مین سپہ سالار قدرت کے چلینگے چھ لاکھ جادوگر تیار ہوے ابلیس خود تخت پر سوار ہوا کل لشکر و سب مصاحبان جلیل ساتھ ہوے ابلیس بیرون قلعہ چلکر اترتا ہی صاحبقران ادھر سے کوچ کرکے آتے ہین ان سب کو اس حال مین چھوڑیے وقت پر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جواہر خنجر زن عیار سکندر کے بیان ہوتے ہین کہ جب سکندر در بند مواج پر گرفتار ہوے یہ تو عیار تھا بھاگ کر نکل گیا و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی خوش ادا خوش کلام
سدا یاد عارض مین ہون تیغ بیر
یہ ابروے دلدار شیرین ادا
نگاہ کرم عاشقون پر رہے
وہ ہی درد سینے مین اسی سے لقا
لڑائی کے سامان بہم ہوگئے
قدم آج میدان مین گاڑ دو
کہین رنگ کر فسون ساز ہو

پلا دے مجھے آج بھر بھر کے جام
تھر لے مری ساقی سیمبر
ہو مژگان تیر ستم آشنا
کھو گئے الفت مین کیا کیا
کہ روتے ہین احوال پر آشنا
کہ اصلاح کے طور کم ہوگئے
لڑائی مین دشمن کو للکار لو
کہین عشق کا طرز آغاز ہو

مین مشتاق صہبائے دیدار ہون
اسی زلف پیچان کی کھاؤ قسم
لب لال جانان کی کھاؤ قسم
ترے ہجر مین آہ بھرتا ہون مین
زمانے کا کچھ اور ہی رنگ ہی
یقین ہی کہ ہنگامہ محشر ہو
چلے نیزہ کلک شیرین رقم
بھلا اپنے آقا سے ورثے کہون

قد یار پر کیون نہ قمری بنون
کہ ہون مائل زلف روئے صنم
مسیحا سے کہتا ہون یہ دمبدم
کلیجے پہ رکھ ہاتھ دھرتا ہون نیا
کہ بھائی سے بھائی کو ہی جنگ
قلم کہہ رہا ہی کہ جسم کر زرد
بر عدو جنگ کرتے قدم بادوم
یہ اشعار حسرت نہ کیونکر پڑھون

مخمس

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے | زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے | تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس لیتی تن بسمل میں جو آتے جاتے | اور جلا دے جگر کا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ | جلوہ گر فصل بہاران مین ترا کا ہی ڈھنگ | دیکھنے والے تھے حب غیرت گلزار کے دنگ
خط لے اس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ | خار مین صحن گلستان کو دبانے جاتے

شعلہ شوق سے اب جلتا ہی دلکا خرمن | کیون آتشکدہ سینے کو مین اب بنا گلخن | ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
آتش شوق یہ کرتے ہین یہ کار روشن | اشک گرم اور بھی من آگ لگانے جاتے

نہین رہتی ہی زمانے مین کسی کی مشکل | کشتی آخر کو پہونچتی ہی قریب ساحل | واہ کیا بخت رسا نے ہی دکھائی منزل

ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل — رفتہ رفتہ مجھے اُس کوچے مین آتے جاتے

عمر بھر یون تو رہا خیر تمھین مجھسے حجاب — پر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب — حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دو گے جواب

نزع مین تھا مین تمھین تجھ سے آشنا تھا لقا — آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر — بھول جائین مجھے ممکن ہے یہ اے رشک قمر — نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر

یک بیک دل سے نہ نقش محبت کیونکر — لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ — جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ — آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ — راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آنے تو آنے کا مزاحم ہے کون — مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہے کون — اس طرف پاؤن اٹھانے کا مزاحم ہے کون

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون — خود حذر کرتا ہون اس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی — تم بادلی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی — اشک دو چار نہ آنکھون سے بہائے نہ سہی

شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی — فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا — ہچکیان آئین رخ نزع کی کھینچی ایذا — دم الجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بیجا

ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا — سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے جاتے

جادو کا نام بھی سہواً نہین لیتے ہشیار — دشمن دین و دل و جان ہین بتان عیار — دیکھو بچ جاؤ گے رعنا کی طرح آخرکار

چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار — نیک و بد ہم نے تمھین رند جتاتے جاتے

چہرہ عیاران معرکۂ عیاری و طراران میدان خنجر گزاری اس داستان دلستان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین قطعہ

مغنی فنائی کہ آمد عیان — درین زیر بہ پردۂ آسمان — درین پردہ آواز نالم چو نی — ز احوال جم یا بہ احوال کی

سابق مین تحریر کیا تھا کہ جواہر خنجر زن عیار برمن سکندر زرین پوش زرین علم کا جب سکندر دربند مواج جادو پر گرفتار ہوے و ملکہ نسیم آتشخو و شاہین و گلشن یہ بھی تینون پکڑ لیے گئے جواہر نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوے ساتھ والے سب بیکار ہوے اب میرے گرفتار رہونے سے کیا ہوگا نکل چلو یہ سوچکر نکل گیا صحراے طلسم مین مارا مارا پھرتا ہے شدت عطش سے منھ کے بل گرتا ہے ایک دن صحرا مین ایک دیر دیکھا ہزارون ساحر وہان جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین جواہر پوجا کرنے والونکی صورت بنکر دیر مین آیا سنگبار جادو یہان کا حاکم ہے جواہر بصورت برہمن سنگبار کی خدمت مین حاضر رہا خوب رسم پیدا کیا ہر روز یہی ارادہ ہے کہ سنگبار کو مارون اسی کی شکل بنون دربار سحر العجائب و مصر الغرائب مین جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن مگر پھر خیال کرتا ہے کہ اے جواہر نہین معلوم وہ کہان قید ہین دم تک کیونکر پہونچونگا اس سوچ مین آٹھ پہر رہتا ہے ایک دن بیٹھا تھا کہ ایک ساحر آکر پہونچا اُسنے نامہ ہاتھ مین سنگبار کے دیا سنگبار نے پڑھا لکھا تھا مواج جادو نے کہ آج شب کو جلسۂ صحبت ہے اے سنگبار اگر تم بھی آکر شریک ہو تو نہایت لطف ہو ہم نہین آسکتے کہ چند قیدی ہمارے سپرد ہین سنگبار نے کہا بھائی برہمن دیوتا چلو گے مواج نے آج جلسہ کیا ہے حقیقت مین اُنکو فرصت نہین جواہر نے کہا چلیے مگر مواج کون صاحب ہین سنگبار نے کہا حاکم دربند ہے اُسنے سکندر زرین پوش زرین علم کو گرفتار کیا ہے وہ بہ ارادۂ فتح طلسم آتا تھا ساحرونے بھی اُسکے ساتھ بڑی زبردست ہے وہ شیر بھی بادۂ جرات سے مست ہے نہایت صاحب شوکت و جلالت ہے بلکہ تمام سرداران شوکت ہین نسیم آتشخو نامے ساحرہ باپ اسکا شاہین بلند پرواز زوجہ اُسکی ملکہ گلشن سحر ساز یہ سب پکڑے گئے اپنے مقام پر مواج نے قید کیا ہے

دربار سجھا گیا تھا مگر کاہن طلسم نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو اسوجہ سے قید ہیں مواج کے صید ہیں اسی وقت سنگبار تخت پر سوار ہوا دو چار ساحر پرطمع جواہر خنجر زن سنگبار تخت اڑاتا ہوا چلا راہ میں بھی اکثر عجائب وغرائب ایسے تماشا کو مقام پر مواج جادو کے پہونچے دیکھا ایک قصر نہایت آراستہ مواج مسند پر بیٹھا ہی دس بیس ساحر علم نیرنگ بات کے ماہر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مواج نے بصد جوش وخروش سنگبار کی تعظیم کی سنگبار بیٹھا جواہر نے دیکھا پہلو قفسون میں شاہزادہ سکندر ایک طرف شاہنشاہ زرین پوش مسلسل بیٹھے ہیں ایک جانب نسیم آتشخو زبان میں سوزن ایک طرف شاہین دگلشن کنیزیں بھی انکی گرفتار دام مصیبت انجام سر جھکائے بیٹھی ہیں جواہر بیقرار ہو گیا مواج نے سنگبار کو فراغ پوچھا اور یہ پوچھا کہ یہ برہمن دیوتا جو تمھارے ساتھ آئے ہیں کبھی تمھارے مکان پر انکو نہ دیکھا تھا سنگبار نے کہا یہ نئے ملازم ہیں نہایت خوش مزاج رونق صحبت صاحب لیاقت مواج طرف جواہر کے متوجہ ہوا کہا آپ کا مکان کہاں ہے جواہر نے کہا جس گانون میں ہم رہتے ہیں اسکو نسیم آباد کہتے ہیں رہنے والے وہاں کے زمیندار میاں گول غنچہ ولد شیخ جھنجھنیا میاں مواج سنکے ہنسے شراب صحبت میں رکھی ہے جواہر نے کہا ذرا پانی منگوائیے سیدھا سیدھا شیکہ کوئی چھیڑے جائے میں بھی کچھ گاؤن آپ سب صاحبون کو خوش کرون کچھ لطف حاصل ہو تسکین دل ہو مواج نے سازندے بلائے انھون نے ساز ملائے جواہر نے یہ غزل گائی غزل

داغ فراق شمع سے بلور ہو گئے
لاغر ہوئے ہیں یہ تپ رنج فراق سے
تارے فلک پہ شرم سے کافور ہو گئے
شاہوں سے بھی کلام انھیں ننگ و عار ہے
ہم منفعل قصور پہ اک حور سے ہو گئے
کاہیدگی سے ہمکو نہیں دیکھتا کوئی
پنہان زمین میں قیصر و فغفور ہو گئے

عاشق جو چشم مست کے مشہور ہو گئے
چشم گمان و وہم سے مستور ہو گئے
یہ روئے ہجر میں کہ سیاہی بھی بہ گئی
ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہو گئے
اوڑھا دوپٹہ شب کو جو زرتار یار نے
ایسے زفور ضعف سے مستور ہو گئے

پر تو فگن جو عارض پر نور ہو گئے
تلووں کے چھالے خوشۂ انگور ہو گئے
افشاں جو چھڑکی بالوں پہ اس شمع رو نے
آنکھوں کے جام ساغر بلور ہو گئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف
اختر تمام چرخ پہ بے نور ہو گئے
نازاں ہوں خاک عمر دو روزہ پہ تو ہم

یہ اشعار جو جواہر نے پڑھے اہالیان محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ برہمن دیوتا نے کیا رنگ جمایا ہے جواہر نے کہا یہ بھی کوئی بات ہے اور کوئی کمال دکھاؤن یہ کہکے جواہر نے گھنگرو پاؤن میں باندھے اس طرح کھڑے ہو گئے گت ناچے سب کی بری گت ہوئی بلکہ جو گت استاد تھے وہ بھی دنگ ہو گئے مگر جواہر گھنگرو باندھکر ایسا ناچا رنگ بندھ گیا مہلت جو پائی شراب میں بیہوشی ملائی سب شراب خراب کی کہا باہر جا لے جاؤ کوئی محروم نہ رہے مواج جادو بہت خوش ہوا کہا برہمن دیوتا تمھارے سبب سے محفل میں بڑی رونق ہوئی ہم تمھیں خدمت میں شاہون کی لینگے جواہر جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور اب سب صاحب شراب پئیں میں اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ کہکے جام بھر اپہلے مواج کو دیا مواج خود ظریف دل لگی باز مصاحب دوستان خوشی خوشی جام پی گیا اب تو دورا بندھا سب پینے لگے پھر جتنے سب محفل والے شراب پی کے فارغ ہوئے مواج بیٹھے بیٹھے جوش میں آیا آبرو کا خیال ہوا کہا کیون برہمن دیوتا تمنے کیا مزا دکھایا دریا جوش مار رہا ہے دیکھو مچھلیاں تلملین سنگ عیلی کو کھا گیا دیکھو کشتی گرداب میں آئی دو دی جہاز اڑا جاتا ہے شاید جلم صاحب سو گئے ہیں غضب ہو گا اگر جہاز لڑ گیا کشتی حیات طوفانی ہوگی آپ کو ہماری جان بچانی ہوگی جواہر نے کہا جہاز کو ٹھکرا دیجیے جوش میں نہ آئیے سب بندگان خدا گرداب مصیبت میں ہیں آپ بچا لیجیے یہ سنکر مواج ہاتھ جھکاتا ہوا سم پر سر پٹکتا ہوا اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے ڈگمگا کر گرا سب جادوگر مع سنگبار لینا لینا کہکے اٹھے

ہوا اٹھا وہ گرا چشم زدن میں سب بیہوش ہوئے جواہر خنجر بکف کے آڑا موارج پر جا پڑا ہاتھ مارا مواج کے دو ٹکڑے ہوئے سنگباری کے قتل کرنے پر پتھر کا دل بنا لیا اسکو بھی قتل کیا باہر نکل کے دیکھا پانچ سو ساحر یہاں موجود تھے سب اوندھے سیدھے پڑے ہیں بعضے جو انہیں لوٹے میں منھ سوتے ہوئے خراش ناخن تم جا بجا مگر مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے ایک کو ایک جگا تا نہ اٹھے اور گرے جواہر نے دیکھ قتل کرتے کرتے صبح ہو جائیگی میں جا کر اپنے شاہزادے کو جگا دوں یہاں شاہزادہ ملکہ نیم سے حسرت فرما رہے ہیں کیوں ملکہ اس قید سے کیونکر رہائی ہوگی ملکہ نے آہ کی کہا ای شہریار کیا عرض کروں شنیدہ طلسم ایسے نہ تھے کہ اگر اب بھی رہائی پائی تمہارے ہاتھ سے طلسم فتح کرا لی ابھی تو یہ کیفیت ہو آپ کو دیکھتے ہیں رو رو بیتاب انہیں بجواب دل بیقرار آنکھ اشکبار رہا تو کہتے ہیں گریبان چاک کریں پاؤں کا یہ قول ہے کہ کیونکر آپ کو لے نکلیں طلسم فتح کرائیں اصل تو یہ ہے نظم

مجھ میں جو لوگ ہیں قائل ترے خنجر میں نہیں
بیخودی تو ہی بتا یہ بھی ہے کوئی انصاف
کیا یہ سمجھا تھا کہ میں عرصۂ محشر میں نہیں
کرتی ہے سیکڑوں خون ایک ادا کی شوخی
پھر بھی شوخی ہے جو مجھ میں کسی پیکر میں نہیں
سخت جانوں کے گلے یار کٹیں یا کٹیں
ایسے کہنے لگے ایک ہی ٹھوکر میں نہیں

جب کہا صبر اٹھی دل مضطر میں نہیں
کہ شب وعدہ ہے وہ آئے میں نہ گھر میں نہیں
للہ الحمد کہ چشمکی کوئی بھید لیتا ہے
ظاہرا اور تو دیکھو دست ستمگر میں نہیں
گو مست ہے تیرے وہ پیتی ہے شراب
وہ لے منھ کو یہ عادت ترے خنجر میں نہیں
درد فرقت سے بھی مہلت ہوئی جاتی ہے چلا

بانکپن تیرا کسی اور ستمگر میں نہیں
آئی آواز یہ عاشق کے مقدر میں نہیں
حشر سے پھر کے بہت جلد چلا او ظالم
ہم تو یہ جانتے تھے تم دل مضطر میں نہیں
کہتے ہیں دیکھ کے آئینے میں وہ عکس اپنا
جو سبو میں نہیں خم میں نہیں ساغر میں نہیں
یہی مشتاق کسی چال کا تھا فتنۂ حشر
یا میں آج نہیں یا ہی شب محشر میں نہیں

ایک طرف شاہزادی بلکہ بیقرار میں یہی کہہ رہے ہیں ای شہریار افسوس ہے کہ ہمارا سحر بھی نہ چلا اگر مہلت پائی آپ کو ضرور لے نکلتی اگر ساحروں سے مقابلے پڑیں سامری و جمشید بھی ہوں تو انکو بھی جواب دیں مگر مصرع وائے بر ما و گرفتاری ما یہ ایک جانب شہنشاہ زرین پوش بیقرار کہ رہا ہے ای نور لطف افسوس تمہارے شباب کا زمانہ دیکھا ملک فتح ہوتے خدا جگر پارہ ہمارا علم سب پر جاری ہوتا نور افشان کی ایسی فکر ہوئی کہ بلا میں پھنس گئے اگر غیر ساحروں سے مقابلہ ہوتا کوئی تمہاری پشت زمین سے نہ لگا سکتا جس پہلوان سے مقابلہ پڑا اسیر تم غالب آئے خداوند خنجر کی عنایت شریک حال رہی اس طلسم میں آکر سب بھولے کہ جواہر سامنے سے پیدا ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام ہے مواج جادو بود ملکہ نسیم نے کہا ای شہریار یہی آواز آئی مواج کو کسنے مارا غرق دریائے لعنت ہوا افسوس ہم نہ چھوٹے اب اسکے ملازم بدعت کرینگے کیا عجب ہے تم سب بدگمان کریں ہم اس معاملے سے آگاہ بھی نہیں اب ہم لوگوں پر بڑی بدعت ہوگی شاہزادے نے کہا ملکہ خداوند خنجر کے شاید کچھ رحم کیا ہو قید میں رہنا ہمکو بار تھا مصیبت میں پہلی ملاکہ ایسا دشمن مارا گیا کر دیکھا سامنے سے جواہر خنجر سے خون ٹپکتا ہوا بدحواس چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای شہریار غلام نے مواج کو مارا شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوا نسیم نے اشارہ کیا میری زبان سے سوزن نکالو میں حال پوچھونگی جواہر نے بڑھکے پہلے اپنے آقا کی ہتھکڑیاں کاٹیں زبان سے نسیم کی سوزن لیا شاہزادے نے قید توڑ کر پھینکدی نسیم نے چھوٹتے ہی ماں و باپ کو رہا کیا جواہر نے کہا ای ملکہ عالم تیا نے حسرت افسردن کو قتل کیا پہلے مواج جادو کو مارا پانچ سو جادوگر بیہوش پڑے ہیں انکو سحر کرکے جلادو نسیم پڑھی چٹکی خاک کی اٹھا کر اڑا دی سب جادوگر جلکر خاک ہوئے نگہبانوں کے تھے پاک ہوئے جواہر نے بڑھکر تو شاکھولا لاکھوں روپیہ کا مال بھرا تھا ہتھیار نکال کر جسم پر شاہزادے کے آراستہ کیے خلعت کو تاج پہنایا جو اسباب لینے کے لائق تھا لے لیا شاہزین گلشن نے اہالیان فوج کو رہا کیا پانچ ہزار غیر ساحر چار سو

جادوگر نیان باقی رہگئی تھین اُنکو بھی رہا کیا تخت سحر تیار ہوا ایک مرکب باد رفتار اصطبل سے لیا اسپر شاہزادہ سوار ہوا سب کو ساتھ لیکر مکان سے مواج کے نکلے قضائے کار سحر العجائب و مظہر الغرائب دربار مین تاج نخوت سر پر تخت نکبت پر پھولے ہوئے بیٹھے ہین مواج جادو کا بھائی بحرین جادو بارہ ہزار ساحرون کا افسر ہے اپنے جی مین کہنے لگا کچھ حال بھائی مواج صاحب کا بھی دریافت کیا وہان ایک شاہزادہ قید مین ساحران زبردست تعین ہین وہان کی خبر ہر روز منگایا کیجیے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے ہر چند کہ بھائی صاحب بڑے منتظم ہین مگر ایک نازنین انکی نہایت حسین و جمیل ہے وہی اُس شاہزادے کی کفیل ہے مجھے خوف ہے اسپر کوئی عاشق ہو کر رہا کرنے کا ارادہ نہ کرے تو بہت بڑی خرابی ہو سحر العجائب نے کہا آپ تعین جا دیجئے غرض اُسکے بیان کرنے سے بحرین جادو چلا بارہ ہزار ساحرون مین سے پانچ ہزار جادوگر اسکے ہمراہ ہوئے اب جو سرحد جزیرہ بحرین مین بحرین پہونچا دیکھا دریا خشک پڑے مین خاک اُڑ رہی ہے مکانات وغیرہ بہت سے گرے پڑے ہین بحرین جادو گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہے یہ تو آثار تباہی کے معلوم ہوتے ہین یہ تالاب و دریا یہ عمارتین بھائی صاحب نے براے حفاظت صحرا بنائی تھین کہ اگر بھائی صاحب یہان نہون کنارہ کنارہ عدم ایک ایک موج طوفان بلاخیز کشتی حیات طوفانی پانی دم شمشیر اصفہانی پاٹ تلوار کا گھاٹ کیا یہان سے کوئی بچ کے جا سکتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ چیزین ابھی مٹی ہین جلدی چلو تو میرے ہوش درست نہین مکان مین مواج جادو کے پہونچا دیکھا سارا مکان مزبلہ قصابان بنا ہے ہزار ہا لاشہ پڑا ہے دریاے خون بہ رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ ابھی لاشے تڑپ کے سرد ہوے کیسے کیسے جوان گرد برد ہوے سب رونے لگے بحرین نے کہا یارو رونے سے کیا فائدہ ہے قاتل ابھی مار گیا ہے قیدیون نے فطور کیا جو مجھکو خوف تھا وہی پیش آیا شاید جس مہجبین کا نام نسیم آتشخو تھا اُسپر مائل ہو کر طالب وصل ہوے وصال ہوا آخر کو یہ حال ہوا یہ کہکے روتا ہوا باہر نکلا نکلتے ہی دیکھا پشت مرکب پر سکندر شہنشاہ تخت پر نسیم آتشخو و شاہین و گلشن عقابان سحر پر سوار روا روی کرکے جاتے ہین نسیم آتشخو چار جانب دیکھتی ہوئی جاتی ہے اتنے دیکھا اُسی مکان سے بہت سے ساحر نکلے کہا اے شہریار کوئی معین و مددگار آگیا یہ لشکر مجمع سے جدا ہوئی بحرین جادو نے جو چہرۂ زیبا کو دیکھا زلفین عنبرین چہرے پر یا ماہتابان پر ابر سیاہ پیچ و تاب زلفون کا عاشقون کا دود آہ سیاہ چہرہ آفتاب تابان ابرو شمشیر بران قد سرو باغ محبوبی دہن غنچۂ حدیقۂ خوبی چالاک و چست جملہ اعضا درست بقول میر حسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی ✤ کمی جس جگہ چاہیے وان کمی ✤ تبسم حیا ناز شوخی غرور ✤ ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور ✤

بحرین جادو کا عجیب حال ہوا سنبھلنا محال ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ مثل بید کانپا غنیمت کہ اپنے کو روکا یہی خیال کہ غش کھا کے نہ گرون ورنہ یہ جلاد و صاحب ظلم و بیداد مثل مواج کے قتل کر جائیگی ایک طرف شاہزادہ سکندر گھوڑے کو بڑھا کر کھڑا ہوا بحرین نے دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسین و جمیل صف شکن تیغ زن گھوڑے پر جھوم رہا ہے قبضۂ شمشیر چوم رہا ہے یہی قصد ہے کہ مین خود جا پڑون سارے لشکر سے اکیلا لڑون بحرین ساتھ والون سے کہ رہا ہے یارو بھلا اس جوان کو چھوڑ کر یہ نازنین کسی کو قبول کریگی اگر کوئی جبر کرے جان دیگی جو مین کہتا ہون وہی ہوا بھائی میرا اسی کے مکر سے مارا گیا مگر لیا مین اب زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اپنا مرکب پرندہ اُڑایا وسط مین آکر آواز دی او مہجبین مین سمجھا جو واقعہ گذرا تو نے میرے بھائی صاحب کو مارا مگر اب کہان جاؤگی میرے مقابلے مین آؤ ملکہ نسیم نے طاؤس اپنا بڑھایا شاہنشاہ کو سلام کیا کہا والد نامدار اجازت میدان شہنشاہ نے کہا بی بی خدا کو نہ شجر تمہارے نگہبان ہین شاہین نے چاہا مین نکلون

نسیم نے کہا ذرا تماشا دیکھیے بڑے جوش مین آیا ہی قضا اسکی لائی ہی بھیا کو غیرت نہ آئی یہ قہر بھی دہین کی عملداری کا ہی نسیم نے جا کر مقابلہ کیا دیکھتے ہی نسیم کو بحر مین ہاتھ باندھنے لگا کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان معراج یہ تو وقت تھا تجھ ایسی نازنین پر ظلم کیا مین تابعدار ہون خود تجھکو سلطنت کرو مجھے سپہ سالار قرار دو یہان کون دیکھنے آئیگا سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر بھی نہوگی اگر آگاہ ہو جائینگے مین کیا اُنسے پایہ کمی کا رکھتا ہون وہ خود نمکحرام ہین سلطنت پرائی وہان مالک کو قید کیا بنتی کو اسکی رنج دیا جسدن وہ چھوٹے گا آفت برپا کریگا بڑے بڑے اُسکے متکفین مددگار ہین وہ آ کے مسلک ڈالدینگے صاحبقران فتاح طلسمات جہان ایک بر ایک آگے گریگا ہم تم انہین کے شریک ہو جائینگے دونون شاہون کو قتل کرینگے بیغیرت آٹھون دن گشت کرتے ہین دس بیس کوس جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین نسیم نے کہا کیا جھک مارا او بھیا مین تیرے مقابلے کو آئی ہون مرتبہ سحر کرینگے جیوادو نگی یہ کہنا تھا کہ بحرین نے جھولی سے گولا نکالکر مارا قہقہہ کرتا ہوا گولا جب قریب ملکہ نسیم پہونچا مسکرا کر دستک دی گولا پھٹکر گرا بحرین نے پھر سحر کیا تلوارین برسنے لگین ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپر کالی کا غذ اُڑا سپر فولادی بنکر سر پر ملکہ کے سایہ فگن ہوئی جو تلوار گری سپر نے روکی پھول تک اُڑ گئے مگر وہ سپر شب فراق عاشقان ہرگز نہین کٹتی معدوم مثل جرم قمر اسقدر تلوارین برسین کہ تمام صحرا تلوارون سے بھر گیا مگر ملکہ پر کوئی تلوار نہ پڑی بحرین نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا تھا کہ اور سحر کرون نسیم نے اپنی ہوا باندھی وہی سپر پھینک ماری وہ سپر آسمان پر آگے کھینچی اُسمین سے کچھ جھونکے ہوا کے چلے نسیم کے سحر نے درختون مین اثر کیا کسی نخل سے دھوان نکلا گرد بحرین کے پھیدہ ہوا مثل برق کے تڑپا زمین پر قایم ہوا کچھ سو چنے جھومنے لگا پسینے مین ڈوبا ہوا تھا پسینے کو منہ کے پونچھکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی بیقرار ہو کے پکار اشعار ے صاحب میری جان تیر جاتی ہی کیون سرکشی دکھاتی ہی نظم

میرا مردہ بھی نہ ٹھہریگا مرے مدفن مین
گل و بلبل کا نہ تو فیصلہ کر گلشن مین
نوک مژگان کی قسم تار نہین اب ان مین
خوب پھبجاتے مین ناکہ گشون کو یہ جبین
آہ سے سوز بڑھا اور دل دشمن مین
حاصل شکوہ ہی یہ دل کے پھپھولے پھوٹین
دیکھیے کرن لپٹتا ہی ترے دامن مین
دل بہ حوصلہ کو دیکھکے میر بھوٹے شوخ
تیرے جلوے تیرے ساتھ پھر گلشن مین
دم خفا ہو کے نکل جائیگا زلفون کے لیے
دانے مین مثل سپند آج طپیان خرمن مین
یہ اثر الفت گیسو کا ہی باقی دم قتل
نہ سمائینگی دودلی کو ئی بت پرفن مین
محسن مین بیٹھنا اچھا نہین اور یہ وہ نشین
مین دبکی ہون تجھین جاہتا تھا چھپین مین

ڈھونڈھا خون جو بلبل کا نہیا گلشن مین
کہین عاشق نہ لپیٹ جائین ترے دامن مین
کس ادا سے ہی چلا خنجر دشمن مین
لاگ آواز جرس کی ہی دل رہزن مین
دل سے کیا نکلے بھلا خار تمنا کی پھانس
کہ علاج خلش آبلہ ہی سوزن مین
کیا گلے ملنے کو آج آئی ہی تیغ قاتل
بجلیان کوند کے رہ رہ گئین اس خرمن مین
سوگوار دل مردہ ہون تپ فرقت سے
یہ سما تھا لکھا میرے خط گردن مین
کیا عجب ہی جو تری تیغ کا ڈورا کھل جائے
تیغ قاتل کی اُلجھتی ہی رگ گردن مین
دل جلے جس سے جہان اُسکی دمن جبر کا
جاتی ہی مست تماشا کی نظر روزن مین
جانتا ہی مراسب حال پھر از تیغ مزاج

ہی جو یہ برق دمی عشق بچ روشن مین
جابجا داغ لگے پھولون کے پیراہن مین
خار پھر لے جنون رکھ نہ مجھے اُلجھن مین
سو جفا ئین ہین بھی تری جھکی گردن مین
شمع بجھ جاتی ہی خنجر کے ہوا سے لیکن
ناصحا جاکہ نہین نوک تری سوزن مین
بے طرح دست فشان ہین ترے بسمل قاتل
صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قدآدم نظر آنے لگے شعلے رقصان
مین وہ ہون شمع ملا ہین جسے مدفن مین
برق لے کیسے تبسم کی اُڑائی ہی ادا
کہ ہی بجلی کی تڑپ میری رگ گردن مین
نہ چل ای سایہ مرے ساتھ کہ کیتا ہی وہ
یہ کمال آپ مین ہی پایہ ہنر آہن مین
پھر حال سے میرے نہ جدائی مین رہو
پوچھتا ہی کہ یہ کیون چاک ہی پیراہن مین

شعلہ دو دل ترا اُٹھتا ہوا مرنے سے رہے	تجھے تو شمع ہی اچھی کہ جلی مدفن مین	رونے مین خندۂ جانان کا تصور ہے غضب
بجلیان کوندتی ہین موتیون کے خرمن مین		

گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی کہتا ہوا دوڑا میری خطا معاف کرین مین نے بڑی خطا کی معشوق پر ہاتھ اُٹھایا بڑا دھوکا کھایا اپنے غلامون مین منسوب فرمائیے غلام حلقہ بگوش ہون محبت مین بیہوش ہون ملکہ زور دیتی جاتی ہین کبھی مسکراتی ہین کبھی ہاتھ ہلاتی یا کبھی اپنی طرف بلایا جب وہ دوڑا ہوا قریب آیا کہا تمکو ہمارے تیغ ابرو کی قسم تلوار کھینچو بحرین نے تیغۂ برق مثال جو کمر مین لگا تھا کھینچا ملکہ نے کہا کیا چاہتے ہو صاف صاف کہو ہم بھی عاشق صادق کے جویا تھے تم ایسا چاہنے والا ملا جو کہو قبول کرین بحرین نے کہا یہی چاہتا ہون ہمیشہ ہمراہ رکاب رہون جان نثار کہلاؤن ملکہ نے کہا جو کہو گے وہی ہوگا مگر تلوار گلے پر رکھو زور سے کھینچو جوہر جان نثاری ظاہر ہو بحرین نے جوش مین تلوار گلے پر رکھ کر کھینچی سر کٹ کے گر اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من بحرین جادو بود بیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر بن نہ پڑی پانچ ہزار جو ساحر آگے تھے اُنھون نے جو مالک کا لاشہ دیکھا کلیجے پھٹ گئے کتنے تھے یار و کیا جلد اپنے بھائی کے پاس پہونچے محبت مین صادق تھے یار ناموافق تھے سب ساحر حربے سحر کے لیکے دوڑے غلغلہ ہوا اس محبوب کو مار لو ہمارے مالک کی قاتل ہے گلشن و شاہین نے جو یہ معرکہ دیکھا اُنھون نے بڑھکر سحر کیا آسمان سے تیر برسائے صدہا سنگدلون بت پرستون کے سر پھٹے کسی کا ہاتھ ٹوٹا بلوے مین بھائی سے بھائی چھوٹا ہی غلغلہ تھا یار و مردمی کو کام دو مالک کے خون کا بدلا لو کنیزان شاہی جا پڑین جب اشارہ کیا بجلی چمکی کسیکا سر اُڑ گیا کبھی صف مژگان سے تیر چلے سکندر بھی تلوار کھینچکر آ پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر دریا خون کے روان سکندر کی جرأت دیکھکر آئینۂ رخ حیران صفون کو درہم و برہم کر دیا تھوڑی ہی دیر مین میدان لاشون سے بھر دیا برق شمشیر تمام رہی ہے طائران تیر اُڑ رہے ہین کمانون کی کڑک برق شمشیر کی چمک تیغ سے سرکشی دکھا رہے ہین تیر پیام قضا لا رہے ہین سکندر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا افسر تو مارا ہی جا چکا ہے اب علم فوج قلم ہوا علم شکست کے پھریرے کھلے آخر باقی ماندہ شکست خوردہ روتے پیٹتے بھاگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یار و دونون بھائی آپس مین کیا محبت رکھتے تھے عدم مین جا کر ملے ہونگے پاس بیٹھے ہونگے مگر سکندر بہ فتح و فیروزی کہنی سے خون ٹپکتا ہوا خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی مین لباس بھی خون آلود شہنشاہ نے جو فرزند کو اس شوکت و شان سے دیکھا جوش محبت مین گلے لگا لیا ملکہ نسیم نے کہا ای ملکہ عالم ابھی ایسی ہزارون آفتین پر شگی جا بجا ڈالی ہوگی اب بادشاہون کو خبر ہوگی وہ ساحران زبردست کو بھیجینگے میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ اب پلٹ چلو نسیم نے کہا بہت اچھا شاہین و گلشن بھی راضی ہوے سکندر نے کہا بابا جان قول مردان جان دارد ابھی تو آپ نے کوئی ایسی تکلیف نہین اُٹھائی یہ میدان جنگ و جدل ہے عیش و راحت مین خلل ہے اگر اس طلسم کو فتح کیا سنا ہے سات سو ملک اس طلسم کے ملحق ہین اسی سلسلے مین صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا کوکب کو مطیع کرکے چھوڑ دینگے کسی کے ناموس پر نگاہ ڈالنا جرأت کے شیوے سے سراسر خلاف ہے بران سے ہمین کیا کام سن چکے مین کہ وہ ایک نوجوان کی زوجہ شاہزادہ خاور سیاہ کی بہو صرف کوکب معصیت قید اُٹھا کر چھوٹینگے خداوند شجر کو سجدہ کرینگے خراج اُنسے مقرر کرینگے ہر چند سب نے کہا سکندر نے کہا ہمین منظور نہ کرونگا اُس لشکر کو لیکر بغیر فریدونی و حشمت جمشیدی بہ ارادۂ فتاحی طلسم نورافشان چلے دو منزل پر آ کے ٹھہرے ملکہ نسیم آشفتہ سے صلاح کی نسیم نے کہا ای شہریار جستجوے لوح ہو جبتک لوح نہ ملیگی طلسم فتح نہوگا لوح رہبری کرتی ہے ہر مقام کا نشان بھی اُسی سے ملتا ہے کوئی طلسم کشا بے دست انداز نہین ہو سکتا قدم بقدم اسکو دیکھے جو احکام اُسمین نکلے اُسکے پابند رہیے شاہزادے نے فرمایا لوح طلسم نورافشان کہان ہے نسیم نے کہا جو رازدار بادشاہ ہوگا اُسکو حال لوح معلوم ہوگا اگر آپ اسی مقام پر ٹھہرین

تو مین تلاش لوح مین جاؤن یہ ذکر تھا اور پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین
ایک سردار بول اُٹھا کہ اے شہریار مین نے خبر پائی ہو کہ سحر العجائب و مصر الغرائب ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
کو بہت بڑے ساحر تھے کہ انھون نے مقابلہ افراسیاب مین بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کوکب کے ساتھ
ملکہ افراسیاب سے مقابلے کیے کسی مقام پر کوکب پھنس گئے تھے کہ قید سے چھوٹ نہ سکتے تھے یہ دونون بھائی
جس وقت پر پہونچے یہ دونون بھائی اُس روز ایسے لڑے کہ سب سردار کہتے تھے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
بڑا کام کیا کوکب کو قید سحر سے رہا کر لیا جناب صاحب یہ ہو کوکب نے خود انکو اختیار دے ہر بات مین گستاخ کر دیا
جملہ امورات کا اختیار دیا جب کوکب مسلمان ہوے تو انھین دونون کو بلایا خلاے فاش یہ ہوئی کہ انسے کہدیا کہ ہم
اب مسلمان ہوے خدا نے ہمکو یہ شرف دیا کہ صاحبقران کے سمدھی کہلاے ایرج نوجوان ایسا داماد ملا فرزند
دلبند قاسم عالیشان نبیرہ رستم سلیقین و پیل کن کشندہ قوبل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان ایسے شیر کس کو
ملتے ہین جیسا داماد مین نے پایا اے سحر العجائب و مصر الغرائب اب تمھارا کام یہ ہو کہ کل طلسم پر قبضہ کرو سرکشون سے
لڑو جو تمھارا حکم نہ مانے اسکو طلسم سے نکال دو جو تمھاری اطاعت کرے اسکو سرفراز کرو سب خراج تمھارے پاس
جمع ہو ہمارا حصہ ہمارے پاس بھیجو موافق اپنے صرف کے تم کو فوج جنگی تیار رہے قواعد انسے روز مرہ لو ہمنے
بدل و جان تمکو طلسم نور افشان کا مالک کیا سب طرح کا تمکو اختیار ہو جو تم سے ذرا بھی سرکشی کرے اُسکو فوراً ملک سے
نکال دو ساتھ عدالت و انصاف کے بسر کرو کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم نہ کرے وہ دونون مغرور عقل و فراست سے دور
بہت اچھا بہت اچھا کہکے اپنے مقام پر آئے سب ساحرون کو جمع کیا کہا صاحبو کوکب تو خبطی ہو گئے ہونے دو سو
خداوندون کو ترک کیا کیون صاحبو میان کوکب بڑے عقلمند ہین ہمارے باوا دادا پردادا بالکل بیوقوف تھے کہ پونے
دو سو خداوندون کی اطاعت مین مصروف تھے ہم تو اب انکی صورت نہ دیکھینگے خراج کیسا اگر پائین تو انکو قتل کرین
صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہو ہر ایک پنڈت کو یہ بات معلوم ہو کہ سامری و جمشید خود تحریر فرما گئے ہین
کہ جو ایک مرتبہ ہمکو برا کہے اسکو قتل کرنا چاہیے نہ کہ اُنھون نے ہمارے روبرو کہا کہ سامری و جمشید بُرے ہین
وہ خداے نادیدہ جسکو دیکھا نہ بھالا اُنکا مذہب برحق ہو ان باتون کا ہم کیا جواب دیتے بہت خوب بہت خوب کہکے
چلے آئے اب ہم تم سب صاحبون کو آگاہ کرتے ہین کہ اب ہمنے کوکب سے بغاوت پر کمر باندھی اگر ہمکو ملجائین
تو انکو قتل کرین یا دریا مین پھینکدین جو ہو سکیگا اُٹھا نہ رکھینگے اب وہ ہمارے ہاتھ سے موت کا مزا چکھینگے صاحبقران
کے طرفدار ہونے پر بڑا غرور ہو اگر ہے امیر سے مقابلہ پڑے ایک سحر مین تمام لشکر کو قتل کرین خانہ کعبہ تک لڑتے
ہوے جائین سنجان و باختر پر قبضہ کرین بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہمکو افراسیاب نہ جانین سحر سے وہ گھیر ڈالین کہ
نکلنا دشوار ہو ایسی ایسی باتین کہکر خوب چرب زبانی کی سب ساحرون نے جواب دیا آپ نے بہت معقول تجویز کیا ہو
کوکب کو مہیہ نہ دین آپ کی دل و جان سے اطاعت کرین یہ صلاح کرکے وہ نمک حرام تھیے تھوڑے دنون مین کوکب
نے ہاتھ سے شاہزادہ اقلیم سیہ پوشان کے شکست کھائی شکست کھاکے دشت طلسم نور افشان پہونچے صاحب
علامت کو آواز دی ہم فی الحال شکست کھاکر آئے ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر دو کہ ہمکو کر بہ اعزاز
لیجائین جادوگرون نے جاکر ان نمک حرامون سے کہا ان بھیاون نے جواب دیا کہ ہم ہرگز اس بیادہ نہ دیکھینگے اپنے
خداے نادیدہ کے پاس جائین اپنے سمدھی کو بلائین جنکا نام صاحبقران ہو بڑا کمال ہوا کہ جاکر قاف کو فتح کیا
بڑے سرکش دیو زادون و البرز زادون سے پردہ قاف خالی کیا تمھاری مدد کو آئین تو ہم جانین کہ بہادر مین دلاور

لیاقت کے بے بہادر ہین ہمارے مقابلے مین آئین تو جانین ہم دیکھین کہ کیسے جلیل ہین مسلمانون کے کنیس مین ایک سحر
دس کرور کو مٹا دینگے دریا مین بھی آگ لگا دینگے کہ وہیان سے جاؤ یہان تمھارے واسطے جگہ نہین ہی سامری
و جمشید نے کیا جلد بدلا لیا ملک و مال جیو ہا سلطنت خاک مین ملی جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہو ہمین کیا غرض ہی
کہ شاہزادۂ اقلیم سیہ پوشان سے ڈرین وہ بھی لات و منات کا پرستار ہی اپنے مذہب کو مٹائین ایسے شرف کو خاک
مین ملائین یہان گو قب پرد بادبر ایقین ہوا کہ مقہور اگر قتل کریگا بران کو پھینکیگا ایسے ناچار ہوئے کہ آگ مین
سپاہ نڈرے جلنا تو ممکن نہ تھا مگر قید ہوگئے جب آنکھ کھلی اپنے کو قید خانے مین پایا ای شہریار اگر لوح مل گئی جلد کے
طلسم فتح کیجیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی برق چمکی آسمان پر لگا ابر سیاہ ذرہ یا ہر گرد اٹھتی ہوئی شاہزادہ یہ
سیر کر دیکھ رہا ہی کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر دس بارہ ہزار جادوگر نشست پر گھوڑے کو ڈالے ہوئے
اسی جانب آتا ہی جب قریب پہونچا گھوڑے سے کودا بارگاہ استادہ ہوئی سب ساحر اتر پڑے وہ تاجدار اندر بارگاہ
کے گیا ایک نامہ بنام سکندر لکھا کہ مضمون اسکا ظاہر ہوگا اپنے مصاحبون مین سے موسوم بہ رنجور جادو کو دیا
کہا یہ نامہ جا کر سکندر کو دینا جواب نامہ اُس سے لینا رنجور چلا یہان شاہزادے نے جواہر سے فرمایا دریافت
کرو یہ بادشاہ کون ہی اسکا کیا ارادہ ہی ہمارے مقابلے مین کیون اُترا جواہر نے جا یا جاؤن کہ درگا سالار کے اگر عرض
کی یہ جو بادشاہ ابھی آیا ہی ایلچی کو اسنے روانہ کیا ہی در دولت پر حاضر ہی امید وار بار یابی ہی کہا بلالو رنجور چل کرتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا موافق اپنے مذہب کے سلام کیا سب کو ناگوار ہوا سکندر نے ایک ایک کو منع کیا کہ اپنے اپنے مذہب کا سبکو
خیال ہوتا ہی کرسی بچھوادی رنجور سلام کر کے بیٹھا سکندر نے ساقی کو اشارہ کیا جام اسکو دیا رنجور نے خوشی خوشی پیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکار کر آواز دی منم نامہ دار منم نامہ دار سکندر نے کہا کسکا نامہ لائے ہو رنجور
نے کہا ضیمران جادو بادشاہ حوالی کا اُسنے خبر پائی کہ آپ نے مواج و بحیرین کو قتل کیا اب قید سے چھوٹ کر جاتے
ہین اسواسطے لشکر کشی کی سکندر نے کہا ہوا تو ایسا ہی ہی جنکی قضا تھی میرے ہاتھ سے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز
نار جہنم ہوئے رنجور نے کہا آپ نے اچھا نہ کیا ہمارا بادشاہ نہایت ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی
سکندر نے نامہ لیا ملاحظہ فرمایا بعد تعریف سامری و جمشید مرقوم تھا ای شاہزادۂ والا قدر آسمان جرات کے بدر
آپ نے مواج و بحیرین کو مارا قید شاہی سے چھوٹے ہزارہا ساحر آپکی وجہ سے مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ آپ ہمارے
پاس چلے آئیے مین بہ آبرو خدمت مین شاہون کی پہلیون خطا معاف کرادون کیا عجب ہی شاہ ہمارے آپ کو عہدۂ
سپہ سالاری دین اگر اسکے خلاف کیا تو مین مثل بحیرین و مواج کے نہین ہون قیامتین برپا کرونگا بذلت گرفتار
کر کے لیجاؤنگا پھر خطا نہ معاف ہوگی قتل کیے جاؤگے سکندر نے نامہ پڑھکے موافق قاعدہ روے نامہ پر
ملاحظہ نمودہ شد و جواب نامہ جنگ لکھدیا ایلچی کے ہاتھ مین دیدیا رنجور نے کہا آپ نے کیا لکھا سکندر نے
کہا جو مناسب وقت تھا وہ لکھا رنجور نے کہا نسبت برا کیا مین خالی پیغامبر نہین ہون شکنین باندھکر لیجاؤنگا ایک سحر
مین سب کو گرفتار کرلونگا شاہین نے جو دیکھا شاہزادے سے گفتگو بڑھی ایلچی خرد ماغ ہی دخل اپنا بڑھایا قریب
آکر کہا ای رنجور تمھین سواے جواب و سوال کے اور کچھ مناسب نہین ہی جواب جنگ لکھا تم جا کر طبل جنگی بجواؤ
صبح کو میدان کارزار مین آؤ جو خداوند تجھ کو منظور ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا دیکھین کون فتح پائیگا اس بحث سے کیا فائدہ
اسنے کہا ای شخص تو کون ہی کیون ہماری بات مین دخل دیتا ہی جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے ہم صاحب اختیار ہین کیا
مجبور رونا چاہی شاہین نے کہا بس اُٹھکر جاؤ اب ہمارے آقا سے زیادہ کلام نہ کرو میدان کارزار مین اپنا اختیار

دکھاناحر کتین ہوش کی گرد عقل کے ناخون لو رنجور نے ایک دانہ ماش کا نکال کے مارا شاہین پر غنچہ گرا اغنیان شانہ
نشانہ ہوا خون بہنے لگا شاہین کو جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا رنجور نے ہر چند سحر سے روکا کچھ نہوا غش کھا کر
زمین پر گرا شاہین اُٹھا کر ایک لات مارو دن اسکا خاتمہ ہو سکندر نے منع کیا کہا حضور جانے دیجیے بیہودہ ہے شاہین
کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا رنجور کی آنکھ کھلی دیکھا وہی شخص بیٹھا ہے جلدی سے آنکھ بند کر لی سکندر نے یہ حرکت دیکھ لی
پکار کر کہا اے رنجور اُٹھو اب کوئی تُم سے نہ بولیگا ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہیں ہے تمنے خود فساد کیا رنجور جھاڑ پونچھ کے اُٹھا
جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا حضور مین جاتا ہون بادشاہ کو وہی جواب دکھلا دونگا سکندر نے کہا قسم اللہ جائیے
یہ بھی جان بچا ہے کہ اسی شیر نے ساحر سے جان بچائی ورنہ یہ ساحر مارڈالتا سب کو سلام بندگی کر کے جلا دعائین دیتا ہوا گ
ال سوجا ہوا عارض پر عارضہ اس حال خراب سے جاکر سامنے ضمیران کے پہونچا پوچھا کیون اے رنجور کیا گذری کہا حضور وہ
بڑے سرکش ہین بات بات پر گالیان دیتے ہین کہتے ہین ہم تو لیکر طلسم فتح کرینگے تلاش لوح مین پھر رہے ہین دیکھیے
جواب نامہ جنگ دیا کچھ آپ کا خوف نہ کیا مین جو ذرا بولا دس بیس آدمی لپٹ گئے چند ساحر بھی ہین جب اُنھون نے
میری گردن پکڑ لی سحر بھی فراموش ہوا آخر منت کر کے اپنی جان بچائی ورنہ مارا جاتا میدان مین سمجھونگا آپ طبل جنگی
بجوائیے ضمیران نے کہا طبل جنگی تو مین ضرور بجواؤنگا میدان مین سمجھونگا مگر مین نے خبر سنی تھی کہ افسر انکا بڑا خلیق و
خوش مزاج بہادرون کے سر کا تاج مگر تم اُسکے خلاف کہتے ہو یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گرگرایا ہرکارے جو برام
جاسوسی موجود تھے خبر طبل جنگی لیکر حاضر دربار سکندر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے شعر عمر تو ہزار سال باداہ
اقبال تو بر کمال باد ○ ضمیران سے جاکر اُس بجیانے سراسر خلاف بیان کیا مگر بادشاہ نہایت ملیح ہے اُسنے آپکی
بہت تعریف کی کہا مین خبر پا چکا ہون کہ وہ شاہزادہ نہایت خلیق ہے اب طبل جنگی بج گیا شاہزادے نے فرمایا ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین ملکہ نسیم آتشخو نے شاہین سے کہا اے والدہ ماجدا کل بھی یہ لونڈی میدان مین
نکلیگی شاہین نے کہا بیٹا خداوند صحیح تمکو محفوظ و منصور کرے رنج والم دل سے دور کرے اگر شاید اس بجیانے ہمکو پکارا
تو ہمین نکلینگے اگر تمکو آواز دیگا تمہین اختیار ہے پھر تو سحر تیار ہونے لگے شاہین اپنی بارگاہ مین ملکہ نسیم اپنے خیمے مین مصروف
سحر خوانی ادہر لشکر کفار مین ضمیران سحر تیار کر رہا ہے یہی قصد ہے کہ ایک ہی سحر مین سب کا خاتمہ کر دیگا ہوم خانے مین داخل
ہوا بچہ ہاے خوک ذبح کیے جو کا دیا ایک گرگ تیار کیا جب وہ ڈکار کے سامنے آیا تو مین بھوگ لیکر ہاتھ مین
اُسکو کھلایا سحر کر کے اسقدر مختصر کیا کہ ایک جانور بقدر یک بالشت بنگیا اُسکو جھولی مین رکھ لیا ناگاہ ساحر شب گرد تمدکر
ہوم خانۂ مغرب مین چھپا و نیرنگ ساز چرخ چہارم بصد عظم و شان تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج نیا و شعا
ہمراہ لیکر میدان کارزار عالم مین آیا ضمیران جادو ایک اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جنپر تعریف سامری و جمشید و سحر العجائب و مصر الغرائب مرقوم
آمد فوج کی دھوم اس کر و فر سے میدان مین آ کے ٹھہرا رنجور جادو گرگ دن مست پر سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ
مین غصہ بات بات مین اسی بات کا امیدوار ہے کہ مین خود میدان مین نکلون جسنے مجھکو طمانچہ مارا تھا اُس سے بدلا لون
دیکھا آمد لشکر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت پر شہنشاہ و شاہزادہ سکندر کل فوج کا افسر
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے طاؤس زرین بال پر نسیم آتشخو ایکطرف شاہین بلند پرواز ایک جانب ملکہ
گلشن سحر ساز پشت پر پانچ ہزار جوان اس کر و فر سے میدان مین آ کے پہونچے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
جا بجا مین آراستہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا رنجور جادو نے گیندا اپنا صف سے بڑھایا

سامنے ضمیران جادو کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان اب کل کا بدلا لونگا ضمیران نے منع بھی کیا مگر اسنے
نہ مانا میدان مین آکر آواز دی وہ ساحر کہان ہے مجھکو جسنے طمانچہ مارا تھا میدان مین آئے تو حال معلوم ہو شاہین
تو اسی کا امیدوار تھا کہ مین ہی میدان مین جاؤن خوش ہو گیا شہنشاہ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچا رنجور
نے گولہ مارا شاہین نے سحر کیا گولہ ٹھیکرا زمین پر گرا رنجور نے کئی سحر کیے شاہین دفع کرتا ہوا قریب رنجور پہونچا اسنے تلوار
کھینچی کئی ہاتھ لگائے شاہین نے رد کیے ایک تمام پر ہاتھ بڑھایا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سحر کرکے ایک طمانچہ مارا سر پیر گردن سے اڑگیا
اے ضمیران آؤ مین تمہارا اشتیاق ہون یہ بیچارہ نامرد تھا کل بھی یہان سے ذلیل ہو کر گیا آج بھی سر میدان جان کے
ساتھ آبرو دی آپ سے مزا سحر کا ملیگا دیکھنے والے خوش ہونگے آپ ساحر کامل ہین ہم تو اس شہریار کے جان نثار
ہین کیا شرف ہمکو ملا یہ شہریار ہمارا فرزند کہلاتا ہے ضمیران یہ آواز سنکر صف لشکر سے بڑھا سامنے شاہین کے آیا
آپسمین سحر چلنے لگے زمین سے شعلے بلند ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہے ہوا مین تیر و تفنگ چلتے ہین کبھی برق چمکی کبھی
رعد گرجا جابجا سے سحر چلے دونون کامل و اکمل نہ ضمیران کمی کرتا ہے شاہین تو جیسا اوج سحر ہی ہے کیا کیا خوبصورت
سحر کر رہا ہے ضمیران خود تعریف کرتا ہے جب ضمیران نے دیکھا کہ بہت سے رد و بدل ہوئے بلکہ لڑتے لڑتے دونون
شل ہوئے ضمیران نے جھولی سے ایک بقچہ نکالا چھری سے تراش کر شاہین کی جانب پھینک مارا تھوڑی دیر
مین شاہین نے دیکھا آسمان سے ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آتا ہے شاہین نے ہر چند رد کیا نہ رکا شاہین پر آگے
گرا شاہین اسکے اندر بند ہو گیا ضمیران نے اور سحر کو زور دیا اندر سے گنبد کے آوازین آتی ہین شاہین کی آواز
کو سب پہچانتے ہین اور رونے کی آوازین آرہی ہین ضمیران کہ رہا ہے یہ سحر سامری ہے علم نیرنج کی بزرگی اسمین بھری
ہے اس سے شاہین نہ بچیگا جب مین نے یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج نہین معلوم کاہے کی دیر ہے بیشک حریف
زبردست ہے کچھ نہین قابض ہوتا کہانتک بچیگا آخر گرفتاری ہوگا بعد دو گھڑی کے دیکھا وہ گنبد ٹوٹ گیا شاہین
دو زنگیون کی مشکین باندھے کھڑا ہے مگر زخمدار سر سے خون بہ رہا ہے وہ دونون زنگی دست بستہ عرض کر رہے ہین ہم
اب آپکے غلام ہین جو کہیے بجا لائین شاہین نے سر سے خون کا چلو لیا چند چند قطرے دونون کو پلائے اور
انکو کھولدیا کہا ضمیران شاہ کو گرفتار کر لاؤ یہ سنتے ہی دونون زنگی مثل شعلہ جوالہ چلے ضمیران ہر چند روکتا ہے مگر
نہین رکتے ضمیران نے گولے مارے تلوارین پھینکین لیکن کچھ نہوا یہ دونون اسی طرح پاس ضمیران کے پہونچے
ایک نے گردن پکڑی ایک پشت پر جھولی اسکی توڑ کر بیڑی مشکین باندھکر سامنے شاہین کے لائے شاہین نے
زبان مین سوزن دیکر گرفتار کرکے لشکر مین بھیجا اہالیان لشکر کو پکار کر آواز دی آپ لوگ جاکر باطمینان تمام اترین
جو کچھ آپکے اوپر گذری آپکو خبر ہو جائیگی یہ کہکے پلٹا شاہزادے نے آکر عرض کی خدا نے فتح دی یہ ساحر رازدار ان
طلسم ہے ساحر باہمت منصف مزاج اگر یہ اطاعت کرے تو تلاش لوح مین آسانی ہو سب دربار مین آئے اور
شہنشاہ خوشی خوشی تخت پر بیٹھے شاہزادہ دو کرسی زرین پر شاہین و گلشن و نسیم اپنے اپنے مقام پر آ کے بیٹھے ہین
ضمیران کو بلوایا کرسی بیٹھنے کو دی شاہین نے کہا اے بادشاہ عالیجاہ دنیا کا یہی دستور ہے ایک پر ایک غالب
آتا ہے فلک نیرنگ باز شعبدے دکھاتا ہے دارا پر سکندر غالب آیا صاف ظاہر ہے کہ وقت اسکے زوال کا تھا
جب فلک گردش دکھاتا ہے کچھ بن نہین پڑتا تمہارا تاج و تخت و سلطنت تمکو مبارک ہو دل سے شاہزادے
کی اطاعت کرو مذہب نجوم پرستی کا دم بھرو رہبری کرنے شاہزادے کو برسر طلسم نور افشان لیچلو یہ صاحب اقبال لوح
پائے طلسم کشائی کرے جب طلسم نور افشان قبضے مین آئیگا تمہاری رائے سے سلطنت ہوگی تمکو اختیار ہوگا

جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو کوئی حکم مین تمہارے دخل نہ دیگا اسطرح شاہین نے سمجھایا کہ ضمیران نے اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو زبان سے اسکی سوزن نکالا قدمون پر شاہزادے کے گرا شاہزادے نے گلے سے لگالیا
خلعت بہاری ملا ضمیران نے فوج کوچ کی طلب لیا ضمیران نے کہا اب طرف مغرب کے کوچ کیجیے آہن حصار جب آپ کے
قبضے مین آگئے تو راستہ کھلے دوسرے دن مع ضمیران و گلشن و شاہین و نسیم ابر سوسنی بنا کر آگئے جیسے لشکر لیکر ساحران
شاہزادے کے ساتھ اس کروفر سے طرف آہن حصار کے چلے آہن پوش جادو کہ بادشاہ آہن حصار ہے اُسکو
خبر پہنچی کہ سکندر رستم ہائی پائی ضمیران سحر پرست ہوا فوج لیے ہوئے میرے قلعہ پر آگئے ہین فوج ساحران تیار
کرکے بیرون قلعہ آکر اُترا ہے یہی انتظار ہے کہ فوج شاہزادہ آئے تو مقابلہ کرون وزیرون نے عرض کی ایک عرضی
خدمت مین شاہون کے لکھ بھیجیے کہ ہمیں لشکر کشی کا خیال رکھیے گا سکندر صاحب اقبال ضمیران رہبر ہوا ہے اُس اسے
سے آتا ہے مین روکونگا مگر اسکے ساتھ بڑے بڑے ساحران زبردست ہین اس مضمون کی عرضی آہن پوش نے
شاہون کو لکھی سحر العجائب مصر الغرائب عیش مین مبتلا ہین آٹھو پہر ناچ صحبت شراب و کباب ہے مست بیٹھے ہین
کو عرضی پہونچی کچھ پڑھی کچھ نہ پڑھی حکم لکھا کہ شنکول صحرائی پہلوان زبردست ہے وہ تمہاری مدد کو بھیجا جاتا ہے سکندر
سے بیدڑ کا تشفی بانو ہم تمہارے پیر دیگا ساحرون سے تم لڑنا اگر ضرورت پڑیگی مال دولت اور سامان روانہ
کرینگے یہ حکم لکھکر ڈالدیا وزیرون نے شنکول صحرائی کے پاس یہ نامہ بھیجا یا شنکول صحرائی صحرائے نیرنگ کا
حاکم ہے تمام فوج اُتری ہوئی ہے مصروف جشن رہتا ہے جب یہ نامہ پہونچا پڑھکے نامے کو بہت خوش ہوا اُسی وقت
ساٹھ ہزار فوج لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے روانہ ہوا یہان آہن پوش جادو مع اپنی فوج کے فرد کش ہے
کہ خبر ملی شنکول صحرائی تمہاری مدد کو آتا ہے اُسنے استقبال کیا لشکر اسکا اُترا آہن پوش نے حال پوچھا سب
حال شنکول نے بیان کیا کہ تمہاری عرضی پر ہمارے نام حکم ہوا مگر لشکر دشمن کہان ہے آہن پوش نے کہا آیا
چاہتا ہے اے شنکول حقیقت مین وہ لوگ بڑے زور و شور سے آتے ہین سنا ہے کہ سکندر نامدار نہایت صاحب
قوت و طاقت ہے آج تک کسی نے اُسکی پشت زمین سے نہین لگائی اول مین قید ہوگیا تھا اُسکی مدد ہوئی مواج
و بحرین مارے گئے اب یہ جمعیت گران برائے ہتسم کشائی آتا ہے دیکھین کیا گذرے ان باتون مین تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا سکندر زرین پوش زرزرہ علم زیر سایہ علم شیر پیکر تخت پر شاہ وکے ہاتھ رکھے ہوئے فوج دریا موج
پشت پر اس کروفر سے آکر اُترے ابر سوسنی مین سے ساحران غدار اترنے لگے ایک طرف آکر فروکش ہوئے شنکول
یہ دیکھکر بارگاہ مین آیا آہن پوش سے کہا آپ میرے نام طبل جنگی بجوائیے مین کل اس نوجوان کو گرفتار کرلاؤنگا
متعدد ساحران مین آپ کو اختیار ہے یہ تو ابھی کمسن ہے اپنا مطیع کرونگا مجھسے کیا مقابلہ کریگا یقین ہے میرے سامنے نہ
آئیگا دامن صحرا سے منہ چھپائیگا آہن پوش نے کہا اے شنکول مین نے اس جوان کی بڑی بڑی تعریفین سنی ہین کہ
آج تک کسی سے بیباک نہین جیسی جہان گیا نہایت لطف سے ہے شنکول نے کہا کسی بہادر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا
بھاگتا نظر آئیگا آہن پوش نے طبل جنگی بجوایا جواہر نے آکر خبر دی اے شہریار شنکول صحرائی نامے ایک پہلوان آیا
ہے اُسکو اپنی جرات پر بڑا دعوی ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا کل سر میدان بندگان عالی سے لڑیگا انتہا کا مغرور ہے سکندر نے کہا
بعنایت خداوند شجر ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے مگر شاہین سے خبر کرو کہ آپ فقط تماشا دیکھنے والے ہین کسی بات مین
دخل نہ دیجیے گا شاہین کو یہ حکم ہوتا تھا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری چمکا لشکر
جانبین کے طرف میدان کارزار کے جانے لگے سکندر بھی مسلح ہو کر تخت شہنشاہی کے ساتھ چلے پشت پر تمام لشکر عیار نامور رکاب

تھامے ہوئے سب سرداران نامور الگ جاکر شہر سے تو جو ساحر تھے انکا یہی قصد ہے کہ اگر ہمارے آقا نے شنکول کو زیر کیا
اور شکین باندھ کر لائے بے لاگ آہن پوش پر جا پڑینگے اسی بات پر سب آمادہ ہیں جب صفین آراستہ ہوئیں شنکول نے
گینڈا صف سے نکالا سامنے آہن پوش کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان آہن پوش نے رخصت دی شنکول
میدان میں آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھا کر آواز دی اے تیغ پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور سردار دیگر
قصد کیا مگر سکندر سب کو روکتا ہوا خود نکلا شنکول دیکھ رہا ہے ایک شیر آفتاب جمال پشت مرکب پر سوار گھوڑے کو ڈالے
ہوئے آتا ہے پشت پر ساحر وغیرہ ساحر چلے آتے ہیں حیران محو دیدار ہو کر بڑھا لگا ور چلی چار قدم گینڈا شنکول کا تین
قدم مرکب سکندر کا ہٹا شنکول نیزہ تان کر سامنے آیا کہا اے جوان حربہ چلاؤ کہ تم نے میرے حربے سے تو
نہ بچیگا تجھ ایسے معشوق وضع کا زیر کرنا کیا مشکل ہے سکندر نے کہا ہمارا یہ دستور نہیں جب تمہارے حربے
سے بچینگے تو پھر ہم بھی حربہ کرینگے ہم آپ زمانے کے صاحبقران ہیں شنکول ہنس پڑا کہا خوب غرور آپکے
دماغ میں ہے ابھی سب حال کھل جائیگا شنکول نے نیزہ مارا آبگین نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران شل آئینہ حیران
تماشائے کارزار تو لڑ رہے ہیں دونوں لشکروں سے صدائے احسنت و آفرین بلند قاسم نوجوان جو عقب میں اپنے
فرزند کے نکلے تھے یکہ و تنہا صحرا طے کرتے ہوئے جاتے ہیں چرخ خارا شکن پہلوان راہ میں اسکا قلعہ تھا فوج لیکر نکلا قاسم نے
اسکو دو دن کی کشتی میں زیر کیا وہ بصدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج و اسباب ترک ہمراہ لیکر داروگیر کرتے ہوئے
در راہ میں آیندو روندے خبر گرفتاری ایرج سنی نہایت ملول ہیں جلدی کرتے ہوئے آتے ہیں گریبان شنکول و سکندر
کہ یہ دونوں جوان بعد نیزہ و تلوار کشتی تک میں مصروف ہیں دو دن گزر چلے کشاکش کے زور ہو رہے ہیں مگر سب دیکھتے ہیں
شنکول کے جی چھوٹ گئے ہیں سکندر اسی طرح مصروف جنگ ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی قاسم آکے پہونچے قاسم
چرخ خارا شکن کے حسن و جمال دیکھکر سب دنگ ہوئے قاسم ایک طرف آکے ٹھہرے نگاہ پڑی جمال جوان پر
سکندر پر دیکھکر قاسم حیران ہو گئے چرخ خارا شکن سے کہا ذرا دریافت تو کراؤ کہ یہ جوان کون ہے اور وہ دیو خصال کہاں
سے آیا ہے باعث جنگ و جدل کیا ہے چرخ خارا شکن نے ہرکارے بھیجے وہ حال دریافت کرکے آئے عرض کی اے شہریار
یہ جوان حسین شہنشاہ زرین پوش تیغ پرست کا فرزند ہے طلسم توڑنے آیا ہے آہن پوش جادو ملازم شاہ طلسم
برائے مقابلہ نکلا ہے شنکول بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہے دو دن سے اس جوان سے نیزے و شمشیر سے کام نہ نکلا کشتی ہو رہی ہے
قاسم بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دوپہر ڈھل گئی تھی سکندر ریل کرکے دوڑے دس قدم تک لیگئے شنکول ہٹتا سکندر
ہٹتا ہوا چلا آتا ہے پانچ سات قدم مگر قصد کیا نکل جاؤں سکندر نے جو بڑھا کر پاؤں رکھا وہاں موش خانہ تھا گھٹنوں
تک غرق زمین ہو گئے شنکول نے ایک مارا گولا شاہزادے کا اڑ گیا مثل مردے کے زمین پر گر کے بیہوش ہوا قاسم
نے پکار کر آواز دی اے شخص کیا کرتا ہے وہ اپنے ہوش میں نہیں سب نے دیکھا کہ اسکا گولا اڑ گیا ہے گرفتار نہ کرنا شنکول
نے خیال بھی نہ کیا جب تو قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین کی پشت پر کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے بیچ میں پہونچا
سینہ سپر کرکے سامنا کیا اسکو جو پیدل دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے کہا او مکار یہ قد و قامت اور یہ حماقت
کہ اسکا تو گولا اترا تو چاہتا ہے گرفتار کرلوں ہم کبھی اسکو قبول نہ کرینگے شنکول نے کہا ہم تمہارا بھی یہی حال کرینگے
قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا شنکول نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے جوان افسوس ہے کہ میں دو دن سے اس شیر سے
لڑ رہا ہوں بلائے روزگار ہے کوئی پیچ کا توڑ اٹھا نہیں رکھا جب تو میں غنیمت سمجھا کہ اسکو اسی حال میں گرفتار کرکے
لیجاؤں اب مجھ میں طاقت جنگ نہیں ہے مگر مجھسے ناچار لڑونگا مردہ بھی میرا تم انیسوں پر بھاری پڑیگا قاسم نے

ہاتھ روک لیا کہا اے شنکول اب پلٹ جا زمین تھکے ہوے سے نہ لڑونگا اگر زیر کر لیا تو لوگ کہینگے شنکول مین طاقت نہ تھی تھک چکا تھا لہس بدنامی کیا ضرور ہے اب جا کر آرام کرو آسودہ ہو کل صبح کو میدان مین آؤ ہمارے تمہارے مقابلہ ہو شنکول نے کہا بہتر گھیٹے پر اپنے سوار ہو کر پلٹا خون قاسم کی رگون مین جوش مارنے لگا سکندر کو گود مین اٹھا کر ہوادار پر سوار کیا شہنشاہ سے کہا ہم تمہارے فرزند کو اٹھا دینگے شہنشاہ بہت خوش ہوے کہا آپ کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی اگر آپ نہ آتے یہ ملعون فوراً گرفتار کرتا ہمارا کیا زور تھا قاسم اکیلے بارگاہ سلطان مین آئے خود کو لا اٹھا یا پٹیان باندھدین جب سکندر کو آرام ہو نچا آنکھین کھولدین اپنے بالین پر شیر بیشہ صاحبقرانی کو پایا دل ملنے لگا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی جھک کر سلام کیا قاسم نے کہا اٹھو نہین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین سکندر نے نہ مانا کہا حضور بے ادبی ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا باتین کرتا رہا مگر حیران حیران چہرے کو دیکھ رہا ہے کبھی کہتا ہے کیون اے سکندر اگر یہ نہ ہوتے وہ ملعون کام تیرا تمام کر چکا تھا انھون نے آکر بچا لیا

قاسم نے کہا اے شیر بیشہ جرات نظم

غریب و بیکس و بے یار و بے وطن ہون مین	مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین	
شعر چہ گویم از سر و سامان خود کہ نیست	اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون	نہ بلبل چمن نہ گل نو رسیدہ ہون

چون کاکل بتان سیہ بختم پریشان روزگار رسم خانہ بر دوشم ؎ اسطرح سے یہ شعر قاسم نے بحسرت پڑھے کہ سکندر رونے لگا کہا حضور واسطے اپنے دین و مذہب کا مفصل حال فرمائیے بات کو نہ بڑھائیے مطلب اپنا ارشاد کیجیے قاسم نے کہا شاید تمنے نام سنا ہو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اُنکا مین پوتا فرزند رستم فی الحال میرا فرزند ایرج نوجوان جا کر طلسم نور المشان مین قید ہوا مین اُسکی رہائی کو جاتا ہون راہ مین یہ پہلوان چرخ خار افگن مجھسے لڑا مین نے زیر کیا بصدق مسلمان ہوا اگر اسوقت تمکو دیکھکر اسقدر طبیعت کو محبت ہوئی بے جا ہتا تھا کہ اپنی جان لڑائیے تمکو دشمن کے ہاتھوں سے بچائیے شکر ہے کہ وہ پلٹ گیا کل صبح کو سر میدان زیر کرونگا لشکر کو پراگندہ کرونگا سکندر نے گھبرا کر کہا مین نے آپ کا نام سنا مشہور ہے تمہارا لیم باختر مین بڑے بڑے پہلوان تھے سیف الملک صف شکن تیغزن جرات مین اُنکا مثل نہ تھا آپ اُنکی بارگاہ مین گھس گئے اُنکی دختر کا سوال پورا کیا یہ آپ ہی کا کلیجہ تھا مین نے یہ دفتر دیکھا ہے کیا کیا کارہائے نمایان کیے کنجاب پر دو پہلوان مارے جنکے لشکر کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکتا تھا بہرام فلک کو ستاتا تھا قاسم نے سر جھکا لیا چونکہ شہنشاہ زرین پوش تخت پر متمکن تھے قاسم کچھ کہہ سکے مگر ہاتھ پکڑ کے تکیے کے خیمہ مین آئے کہا اے برادر ایک بات کہتا ہون مگر خلاف نہ گذرے یہ معرکے گذر چکے ہین اور بڑے بڑے فتور ہوے تمہارا مذہب تجربہ پرستی دیکھکر برا تردد ہے مین خیال کرتا ہون کہ تمہاری صورت ایرج نوجوان سے بہت ملتی ہے خال و خط مین فرق نہین ہے دوسرے یہ زخمین قلیلی حال سبزہ رنگ ہاشمی ہمارے خاندان کی نشانی ہے آج تک دوسرے خاندان مین یہ شرف نہین گیا ہم حیران ہین کہ تمہارا یہ مذہب تم اسکو بے تکلف دریافت کرناکہ تمہارا مولود و مسعود کا کیا سلسلہ ہے سکندر نے سر جھکا لیا کہا حضور کی بات کا جواب دینا مجھکو مناسب نہین ہے مین بخوبی آگاہ ہون مادر مہربان زندہ ہین ہر کس و ناکس سے یہی سنا کہ اُنکے بطن سے پیدا ہوا قاسم نے کہا اچھا اسکو پھر اپنے طور سے دریافت کرنا اور مشکل یہ ہے کہ تمہارے خاندان مین باپ بھی بہادر بیٹا بھی صف شکن شہنشاہ زرین پوش صرف بادشاہ ہین جرات و شوکت کا نام نہین سپاہگری سے انکو کام نہین تمہاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا ملک لیتے پھرتے ہین سکندر نے کہا یہ اعتراض بہت جا ہے ہے مگر خداوند تعالی کی قدرت مین کیا دخل یہی مناسب جانا یہ تدبیر کوئی مگر مین حضور بموجب ارشاد فیض بنیاد اس امر کو تحقیق کرونگا یہ باتین ہین

کہ شہنشاہ آگئے قاسم خاموش ہو رہے سکندر نے کہا اے شہریار آپ کے لشکر والے پریشان ہونگے اگر خلاف
نہو بہائے خیرخواہی عرض کرتا ہون تشریف لیجائیے بوقت سحر میدان مین اس سے مقابل کیجیے گا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی قشاول نے طبل جنگی بجوا دیا سکندر نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے قاسم
نے کہا اب صبح کو ہم مقابلہ کرینگے سکندر نے کہا بہت خوب آپ کو اختیار ہے مین آپ کے ارشاد مین دخل نہین
دے سکتا قاسم نے کہا ہم تمہارے ہی لشکر مین آج شب کو رہینگے صبح کو اس ملعون سے مقابلہ کرینگے سکندر نے
کہا آنکھون پر میرے واسطے شرف حاصل ہوا آپ مجھے سرفراز کرین قاسم کے واسطے چھپرکھٹ درست کرایا قاسم
بعد خاصہ کھانے کے چھپرکھٹ پر آئے سکندر خدمت مین مصروف ہوئے جب شاہزادہ آرام کر چکا سکندر اپنی
خوابگاہ مین آئے جواہر سے شب حال بیان کیا کہ قاسم یہ فرماتے ہین اے جواہر مین نے بھی جب سے اس شہریار کو دیکھا
یہی جی چاہتا ہے قدمون کو بوسہ دون گرد پھرون جواہر نے کہا اے شہریار اس مقدمے مین مجھے بھی تردد ہے نہین معلوم
اسکا کیا باعث ہے مین ایک اور عرض کرتا ہون کل ایک کتب فروش آیا تھا ایک کتاب مین دیکھا لفظ بالا باختر لکھا تھا
مین نے اسکو اٹھا کر دیکھا اے شہریار یہی شیر دلیر دربند جالندریہ پر جاکر کمر مین الوان و کیوان کے پھنسے اسنے قید کر کے
باختر کے روانہ کر دی جرات یہ تھی کہ لقا نے حکم دیا اس جوان کو چاہ ماران مین پھینکدو چاہ ماران کیا ہے ایک غار
عظیم الشان لقا نے کھدوایا اسمین ماران سیاہ و اژدران آتش فشان و عقرب ہائے خنجر نیش بھر دیے مین اسکا نام جہنم
چاہ ماران رکھا جب لقا نے یہ حکم دیا کہ اس جوان کو چاہ ماران مین پھینکدو تمام عالم اس شیر کو سمجھاتا تھا کہ لقا کو سجدہ
کرو مگر کیا ثابت قدمی ہے کسی کا کہنا نہ مانا زنگیان آدمخوار نے قفس آہنی مین انکو بند کیا ایک ٹھیے مین پنجرے کو باندھا حاشل
منجنیق کے قفس بلند ہو کر وسط سما پر پہونچا زنگیون نے قفس کو ہلایا قفس ٹھیے سے جدا ہوا لٹکتا لٹکتا طرف چاہ ماران
کے چلا اژدران آتش فشان نے منھ کھولدیے کہ یہ کیا شے آتی ہے گرے تو اسکو دہن مین لین اسوقت قاسم کی بیقراری
مگر خدا کی قدرت کہ ایک دیو ملکہ فریشہ سلطان کا اسطرف سے گذرا قفس آتے اٹھا لیا قفس کو لیکر وہ دیو بالائے
کوہ دوشاخ آیا انکو قفس سے نکالا تصویرین ان جوانون کی اس حادثے سے پیشتر آچکی تھین ملکہ گیتی افروز دختر لقا
تصویر انکی دیکھکر عاشق ہو چکی تھی اپنے باغ مین انکو لائی اسی باغ سے رات کو جاکر لشکر لقا کا ایک کروڑ چراسی لاکھ
سوار کی چھاؤنی تھی کمال جرات یہ ہے کہ اس لشکر پر شبخون مارا استقلان تیرہ روز پہلوان لشکر لقا کو صبح ہوتے
قتل کیا اور خنجر کر نکل گئے پھر اس باغ مین آ لے ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا اگر کوئی آپ کو
دیکھ لے کہ اد خنجر کر میرے باغ مین آئے کیسی خرابی ہو برائے خدا یہ باغ نہایت وسیع ہے برسون مین بھی کوئی آپ کے حال
سے آگاہ نہوگا مگر اس شیر نے معشوق کا کہنا نہ مانا اسی طرح شب کو جاتے تھے جاکر شبخون مارتے تھے ایک پہلوان
نامی کو مار کر نکل آتے تھے بعد چالیس روز کے لشکر کشیان ہوئین انکے چچا بدیع الزمان جاکر پہونچے صاحبقران زمان
مرد دیندار ہین لشکر جو انکا تباہ ہونے لگا ایسے ایسے لڑے کہ دشمنون کے دانت کھٹے کر دیے کوئی ان شیرون کے مقابلے
مین نہ آتا تھا بارہ برس بالا باختر پہ لڑائی ہوئی اس شیر نے بڑے نام کیے کیا کیا کام کیے کوئی اس شیر کا ہم نبرد نہین ہے
صاحبقران سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ نامدار ایسے جری و بہادر ہین انکے انکے چشمک رہتی ہے انھون نے بھی بڑے
بڑے کارنمایان کیے سخان پر ایسے ایسے لڑے کہ اب تک اس ملک کے رہنے والے ان شیرون کے نام سے
تھراتے ہین بڑے بڑے پہلوان ان شیرون کے مقابلے مین نہین آتے ہین بہت سے طلسمات فتح کیے قاسم نے ابتدا
مین طلسم افراسیابی کو فتح کیا بڑے کر و فر سے آگئے بدیع الزمان سے تکرار ہوئی بہ مقدمہ دنگل رستم بدیع الزمان کہیں کو

نکل گئے بڑی کوشش سے طہمورس دیوبند کو فتح کیا بارہ سلطنتوں کا ایک طلسم سے مال نکالا اژدر کو مارا انقا بلا
نعرہ پوش ہنگر ملک بربر پر آئے قاسم سے مقابلہ کیا آخر لقا ب بدیع الزمان کی اُلٹی صاحبقران بڑے اعزاز و
اکرام سے لشکر مین بدیع الزمان کو لائے بدیع الزمان نے عرض کی غلام چاہتا ہے کہ انصاف ہو جائے لشکر انکا دو
اُترا تھا امیر نے رخصت کیا بدیع الزمان اپنے لشکر مین آئے اُس رات کو شاہزادہ بدیع الزمان کو ملکہ گوہر ملک
طرف سخان لے گئے لیکن انکے عقب مین قاسم بھی گئے سخان مین بڑے معرکے پڑے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ
طلیم فاروس دربار کنجاب مین آئے شاہزادہ خاور سیاہ ہمراہ ہمایون بن شداد دربار کنجاب مین پہونچے ان
دونون شیرون کی لڑائیان دفتر کوچک باختر مین مندرج ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین نے کتب فروش سے دفتر
منگایا ہے غلام بھی جب مسلمانون کو دیکھتا ہے دل کو رغبت ہوتی ہے ملاقات کی خواہش دل مین خود بخود کاہش کیونکر اسکو
دریافت کرون خیر اب تو طلسم نور افشان فتح کر لیجیے پھر سمجھا جائیگا جواہر زیر پلنگ سو یا سکندر نے آرام کیا
مگر شنگول صحرائی کہ اسکو اپنی جرأت پہ بڑا ناز تھا دونون سکندر سے کشتی لڑا بھی چھوٹ گئے معلوم ہوتا تھا ہاتھ پاؤن
ٹوٹ گئے چپکا بارگاہ مین آکر بیٹھا پہر رات گئے اسنے آہن پوش کو بلوایا کہا اے شہنشاہ جو مجھکو گمان تھا وہ خلاف
ہوا لیجیے یہ چھوکرا سکندر کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہے دو روز میرے اسکے کشتی ہوئی کسی مقام پر اُسنے کمی نہین کی
اب مجھے ڈر تھا کہ پہر دوپہر مین باندھ لیجائیگا مگر لات و منات نے اپنا فضل شریک کیا کہ اُسکا گرا آترا میرا پردہ
رہگیا ورنہ خرابی تھی دل کو بہت بیتابی تھی اب یہ جوان جو آئیگا اس سے زیادہ صاحب جرأت ہے طاقت مین بھی
اس سے زیادہ معلوم ہوتا ہے چہرے سے آثار جلالت آشکار ہین کیونکر وعدہ نہ کرتا میری جرأت مین فرق آتا تھا
اب صبح کو اُس سے وعدہ ہے ضرور میدان مین نکلیگا مین اُس سے نہ لڑ سکونگا اگر نہ جاؤنگا تو بدنامی ہوگی شوکت مین
خامی ہوگی اب مین حیران ہون کیا کیا جائے آپ ساحر زبردست ہین بادشاہ قلعہ آہن حصار ہین راستہ روکنا آئندہ و
روند کا طرف سے شاہان طلسم کے آپ کے سپرد ہوا ہے اب آپ کیا فرماتے ہین مین حیلے سے لشکر سے چلا جاؤن دامن
صحرا مین منھ چھپاؤن یا دریا مین گرون آبرو بچاؤن جان آپ اور سون اب مجھکو کچھ بن نہین پڑتا آپ کی صلاح پر
موقوف ہے آہن پوش نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کی کار رکھتا ہون ایک سحر مین سبکو پھنسا سکتا ہون چونکہ
تم برائے مدد آئے تھے مین نے تامل کیا ورنہ مین آپ نکلتا سحر سے مقابلہ ہوتا مین نے اس لڑائی کو ٹالا ہوتا اب یہ رائے
ہے کہ مین نکلونگا سحر و ساحری کی لڑائی ہوگی تم تماشا دیکھنا شنگول نے کہا یہ بہت خلاف ہے کہ مین سامنے کھڑا رہون
میدان مین نہ نکلون وہ جوان بہت طعن و تشنیع کریگا مجھے نہ سُنا جائیگا قلب تھرائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شبخون
مارکے انکو بھگا دین ابھی شب تیرہ و تار ہے ساتھ چلونگا لڑونگا ہزارون کو قتل کرینگے مسلمانون کے پاؤن نہ جمنگے
یہ رائے آہن پوش نے بھی پسند کی اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا چار غول کرکے طرف لشکر سکندر کے
چلے یہان سب غافل ہین قرطوس زمیندار طلایہ کی گشت پر پھر رہا تھا کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی یہ آگے بڑھا
چاہتا تھا پوچھون کون آتا ہے آہن پوش نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا ایک گولہ اُسپر اسم سحر پڑھکے مار دیا وہ
گولا آکے لشکر کے کنارے پر پھٹا کئی آدمی زخمی ہوئے شنگول بھی تلوار کھینچکر آ گرا قرطوس انتہا کا زخمی ہوا ساتھ والے
اسکے خوب لڑے جب چار غول چار طرف سے آگرے آخر قدم نہ رک سکے بھاگنے لگے مگر قرطوس گرتا پڑتا
خیمہ سکندر پر پہونچا اندر آکر آواز دی اے شہریار جلد اُٹھیے لشکر دشمن شبخون آیا طلایہ والے زخمی ہوے ہم بھی
ناکو رہے ہین شنگول صحرائی بھی اپنی فوج کو لیے ہوے لڑ رہا ہے ہزارون آپ کے ملازم کام آگئے جلدی کیجیے

مگر اپنے کو بچائیے گا اگر مناسب ہو میرے مکان میں چلکر مخفی ہو جیے ایک میرا بھائی آہن پوش کالو کرہ اپنے کہلا بھیجا تھا کہ اے قرطوس تم یہاں چلے آؤ اب لشکر شہپر پرستان قلم ہو گا تیغ تک نہ پائی ہیکلی مگر میں نے نہیں قبول کیا آپ کے یہاں موجود رہا وہ اپنے مکان میں چھپا لیگا سکندر نے کہا لاحول میں یہ ننگ گوارہ نہ کرونگا نکل کے لڑونگا بلا جو ہوا قاسم کی بھی آنکھ کھلی پلارک کے قبضہ پر ہاتھ رکھکے باہر نکلے دیکھا سکندر زرین پوش پشت مرکب پر سوار آمادہ حرب و پیکار قاسم نے کہا اے شیر بیشۂ جرات ان تیرہ بختوں نے بڑا ظلم کیا رات کو شبخون آئے مگر جواہر کو بھیجو ساحرون کو ہوشیار کریں ساحروں سے لڑیں ہم تم فوج شنکول پر جا پڑیں ابھی لڑائی کو سنبھال لینگے گھبراؤ نہیں یہ تدبیر سنکر سکندر خوش ہو گیا جواہر کو حکم دیا کہ اے جواہر جا کر شاہین و نسیم کو ہوشیار کرو شبخون کی خبر دو جواہر ادھر چلا مگر قاسم نے مرکب بڑھایا شبرنگ ایسا طرارے بھرتا ہوا چلا سامنے فوج شنکول صحرائی کے آکر نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زنم تیغ برابر و نیزه به ماه
آفتاب سپہر دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری
سکندر زنم مالک تخت و تاج
ز زرین فلک می ستانیم باج
ز آب دم تیغ شستم زمین
همه باختر شد به زیر نگین

سکندر نے بھی بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ سکندر
مگر سکندر نے دیکھا قاسم نعرہ کرکے غول میں فوج شنکول کے در آئے لڑتے ہوئے چلے مگر سکندر پر نگاہ غور رکھے رہا کہ قاسم نے مہلکہ ڈالدیا کفار بھاگے بھاگے پھرتے ہیں مگر سحرآہن پوش چل رہا ہے جدھر متوجہ ہوا صفین کی صفین درہم و برہم کر دیں شنکول بھی اسی طرح لڑ رہا ہے قاسم لڑتے ہوئے سامنے شنکول کے پہونچے ڈانٹا کہ او نامرد ابھی تو بڑا دعوی جرات تھا او سیاہ رو رات کو شبخون مارو مگر ہم ابھی بھی بند نہیں ہیں تو نے سکندر کو بے وارث سمجھا ہم آپہونچے اب تلوار چلے جوہر جرات کھلے شنکول پلٹ پڑا قاسم سے تلوار چلنے لگی سکندر ملاحظہ کر رہے ہیں اپنے رفیقوں سے کہتے ہیں خدا اس شیر کو شرارت سے بچائے کیا لئے دقت ضرب حریف بے ادب کر دکھایا شنکول نے دو دستی تیغہ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا قاسم نے نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا شنکول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر دل سے کہتا تھا نام سپر دی ایک برق کی ہوتا اڑ جاتا اس وار کو نہ روکتا یا اس جوان کو نہ ٹوکتا تیغہ برق تاب نے اس سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سپر کو کاٹ کے خود و دو علبہ عرقچین زرہ تو ب کو کاٹ کرتا دوابرو تیغہ پہونچا شنکول گھبرا گیا زخم سر بکر کے جواب میں تیغہ مارا قاسم نے خالی دیا پھر ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا مارا سر گنبد سے اڑ گیا میان شنکول گرے قاسم نے چاہا پامال کردوں مگر اسکے ساتھ والے ٹوٹ پڑے پانچ چار مصاحبوں نے سینے اپنے سپر کر دیے مگر شنکول کو اٹھایا ایک ہوادار پر ڈالا خیمے کے سامنے سے صید کو لے بھاگے سکندر اچھل پڑا بے اختیار پکار اٹھا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی جرات و شوکت میں لاثانی کس کس سے یہ ہاتھ تلوار کا مارا سپاہی ان چوٹوں کو سمجھتا ہے کہ یہ وار کہیں خالی جاتے ہیں شیران دشت آپ کے نام سے تھراتے ہیں ہم نے اس رنگ سے کسی کو لڑتے نہیں دیکھا جواہر برابر کھڑا تھا کہا مجھکو قسم ہے خداوند شہپر کی سچ کہ یہ جو میں جھوٹ کی بندگی ہوتی ہیں وہ نامرد کیا روکتا مقابلہ کرتے ہی کیسا گھبرایا آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ نظر آیا آخر سر خود سر کا زخمی ہوا اسکے مصاحبوں نے جان دیکے بچا لیا کس پہلوان کو اس مقام پر مارا شنکول کا چچا بہلول فیلدر انسان کا ہے کوہ تھا وہ آگے بڑھ پڑا کیا جو میں اسکی خالی دی ہے میں نگاہ کیا لڑتی ہے مرکب کی سواری کو دیکھو شیری بھی ہے گویا تیغ آہن کو نصب کر دیا گھوڑے کا طرارے بھرتا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا ہے دریا کی روانی دیکھتا ہے جواہر نے کہا اے شہریار حقیقت میں ایسا فنون سپاہگری کا مشاق شہرۂ آفاق غلام کی نگاہ سے آجتک نہیں گذرا

یہ شیر بیشہ جرأت ہیں یکہ تاز میدان جلالت ہیں انکی کیا تعریف کریں صفت انکی جرأت کی ممکن نہیں کتابیں ان کی صفت میں مملو ہیں شیران جنگ جو ہیں یہ سردار و عیار قاسم کی تعریفیں کر رہے ہیں اُدھر شاہین و نسیم و گلشن و ضمیران شاہ وغیرہ جو اُٹھے باہر نکل کے ہنگامۂ سحر دیکھا تو لے مارے ڈر کے لرزنے لگے نسیم نے ابر سحر بنایا شاہین بلند پرواز نے ہزاروں جانور چھوڑے گلشن نے اپنے رنگ جمانے کو پھول برسائے جھونکے ہوا کے سرد کے چلے ساحر دیوانے ہونے لگے جسکی نگاہ جمال بمثال نسیم پر پڑی وہ ساحر جھوم گیا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مخمسہ

دم رفتار حسین سر پہ غضب ڈھاتے ہیں
شور محشر کے جلودار چلے جاتے ہیں
ہم تو پامال ہوئے جاتے ہیں گھبراتے ہیں
پاؤں تک زلف کو لٹکائے ہوئے آتے ہیں
آپ کیا آتے ہیں ساتھ اک بلا لاتے ہیں

کل سے مقتل میں یہ سنتے ہیں وہ آج آتے ہیں
ہوس قتل سے دل سینے میں گھبراتے ہیں
کشش شوق سے تنگ آ کے یہ فرماتے ہیں
ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہیں
آج ہم کو جو پتہ قاتل کی خبر لاتے ہیں

تربت کے لیے تشریف اگر لاتے ہیں
بزم ماتم میں نیا رنگ جما جاتے ہیں
فاتحہ جب کوئی پڑھتا ہے تو گھبراتے ہیں
مرے پھولوں کی صبا سے جو خبر پاتے ہیں
پہلے پھولوں سے وہ دل بھر کے گلہ کرتے ہیں

گر تسلی کے سخن لب سے وہ فرماتے ہیں
چہرۂ زرد سے احباب بھی گھبراتے ہیں
نزع کے وقت زبان پر یہ سخن لاتے ہیں
رخصت اے حسرت دل جان سے ہم جاتے ہیں
ہو کے ہمراہ قیامت وہ لیے آتے ہیں

اے صبا وہ خبر آمد یار آ پہونچی
پردۂ گوش میں گھبرا کے ہزار آ پہونچی
آفت صبر و شکیب دل زار آ پہونچی
خیر باشد کہ جنون خیز بہار آ پہونچی
جانب دشت مرے پاؤں کھنچے جاتے ہیں

یوسف کنعان سے زیادہ ہے جمال محبوب
مصر دل میں ہے مکین مہر جمال محبوب
چرخ چارم سے اُدھر نجم وصال محبوب
اے تماشائی یہ جو خورشید جمال محبوب
یاں اٹک جاتے ہیں اس دھوپ میں کملاتے ہیں

اے صبا بعد فنا چاہیے گلشن میں مزار
عوض چادر پر قند ہوں گلوں کے انبار
ہم یہاں سوگ میں ہوں نوحے میں گر گرم خزاں
خوب لوٹی ہے گلستان شہادت کی بہار
روز ان زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہیں

خار بستان سے لا اچل ہے حسن کا اُنکے
خوب کھینچا ہے فزو سیب ذقن کا اُنکے
خط اٹھایا ہے نسبت ہے سخن کا اُنکے
غیب دان بنکے لیا بوسہ دہن کا اُنکے
یہ تل بیٹھے ہیں کر جو ڈھونڈتے ہیں پاتے ہیں

غیرت سلک گہر کہتے ہیں ہم دندان ہیں
دست بیدنور سے موتی بھی سا حیران ہیں
ہاں نئے طرفہ دکھاتے اثر مرجان ہیں
کیا خط سبز ہے کیا خوب لب جانان میں
خضر کا طور مسیحا کے نشان پاتے ہیں

تیغ حسرت سے یہاں زخم جگر چھلتے ہیں
رعب سے حسن کے دل سینے میں جگر ملتے ہیں
دیکھیے عید کے دن کس سے گلے ملتے ہیں
سر پہ بیتاب ہے حنا بستی ہے گل کھلتے ہیں
دیکھیے رنگ شب وصل وہ کیا لاتے ہیں

مانع حسن بیان وصل کی شب شرم و حیا
سنتے ہیں سیکڑوں کہیں ایک بھی فقرہ نہ چلا
نطق نے سو طعنے دیا یا خموشی کی ہے جا
بات کیا کیجیے منہ بند ہی رکھنا اچھا
بوسہ جب مانگیے ہونٹوں کا وہ فرماتے ہیں

حسرت وصل سے کیونکر نہ رہے دل مغموم
اسقدر چشم اشارت سے ہوا ہے مغموم
مدعا دل سے ہے غم درد و الم ہے مقسوم
اے تمنائے شب وصل نہیں کچھ معلوم
لینے آتے ہیں وہ مجھکو کہ ہمیں جاتے ہیں

صفت شہر خموشان کو دکھا دیتی ہے
چلنے والوں کو یہ رستے سے لگا دیتی ہے
صاف راہ عدم آباد دکھا دیتی ہے
نعش بیمار کے کاندھے پہ چلا دیتی ہے
قدر اے اہل فنا ڈاک میں ہم آتے ہیں

اپنی اپنی ہے یہ تقدیر گلہ کیا اسکا　　ہاں وہ کھاتے ہیں ہم خون جگر کھاتے ہیں

ساتھ جاتے ہی مری روح حزین کوچہ میں　　ای اجل کیون نہو مقتل کی زمین چل چل میں
کہتے ہیں شوق شہادت کو سدا پیدل ہیں

تیرہ بختون کا یہ جتاتے ہیں لہو مقتل میں　　لب خنجر یہ لہو نادہ جھا جاتے ہیں

لشکر فکر کا ہے مملکت دل میں ورود　　ای فراق ایسی جگہ بیٹھے کیا گھٹت و شنود
گل گلزار سخن ہے یہ غزل پڑھو تو درود

گو نہیں عمر سفر کرنا ہے فراغت مقصود　　ہم تو اب کو آنکھون سے بجا لاتے ہیں

اسطرح کے اشعار پڑھکے تلوارین کھینچین اپنے گلے کاٹنے لگا ایسا جو بحر مین سنسنا اپنی جان پر کھیلا مبہوت ہو کے مرا خاک بھی بہ باد فنا اڑ گئی نسیم نے اشارہ کیا جھونکا ہوا سرد کا چلا سب خاک اڑکر غائب ہو گئی ایک ساحر منصور جادو پشت پر نسیم کے کھڑا تھا اسکی شامت جو آئی پشت پر سے نسیم کے تیغ سحر مارا سر ملکہ کا زخمی ہوا آفتاب تابان پردہ شفق مین پنہان ہوا قطرات خون روے زیبا پر ٹپکنے لپٹ گئے منصور مغرور کو دیکھا ایک طائر خوشنما نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا ملکہ نے پکار کر آواز دی ای طائر گلشن عشق و محبت تو دیکھتا ہے کہ اس جوان نے مجھ پر تیغ ماری وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا اڑا سر پر منصور کے چرخ مارا ایک آہ کی آواز دی منہ سے شعلہ آتش نکلا جلکر طائر خاک ہوا وہ خاک سر پر منصور بے پیر کے گری منصور نے گریبان چاک کیا مبہوت ہو کے یہ اشعار درد آمیز حیرت انگیز پڑھنے لگا نظم

دشمن ترے ہزاروں ہیں تجھکو خبر نہیں
آنکھوں کے تارے ڈھونڈھ رہا ہوں ہیں کم نہیں
کس ہو تیر تیر تمھاری نظر نہیں
ایجان مرا تسیح ہے درد جگر نہیں
ہم سا ہی آدمی ہے اگرچہ رقیب بھی
کچھ عاشقوں کا چاک گریبان سحر نہیں
نہ جاؤں میں تو درد نہیں کچھ شب فراق
رستے میں رگ چلتے نہیں میں سحر نہیں
دیکھا بھی ہے کسی کو جو ہم سا نہ جانا تو قدر
اسکا ہوا خود تنگ ہے درد جگر نہیں
آنکھوں میں تو ہے دل میں ہے تو درمیان میں ذرا
جسکے ہر ایک گوشہ میں غم کا اثر نہیں
دفعہ شب وصال کا بس کچھ نہ لو پیچھے
جینے بھی کی ہے تسے یونہیں جستجو نہیں
کس آسرے پہ مر گئے ہیں کشتگان شوق
اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہیں
کافی شب وصال تو نے دیکھے دم مجھے
تم حور ہو بہشت میں شام و سحر نہیں

ہاں ہر گام مرے ہم میں تو یا تھا اپنے گھر نہیں
امیدوار کتنے کی اب عمر بسر نہیں
ان بیچوں کا حشر کرنی کا اثر نہیں
مر کر ہوائے زلف میں اڑتی ہے میری خاک
یہ دل نہیں یہ جان نہیں یہ جگر نہیں
فردا کا وعدہ کس کو یہ سمجھائے جاتے ہو
اس بیوفا کا دم ہے امید سحر نہیں
صورت دکھا جائے جو ہو شرح لقد جان
بیدرد ہو وفا کی تحسین کچھ نظر نہیں
مستانہ چال چلتے میں رستے میں بخطر
وہ کون سا محل ہے جہاں تیرا گھر نہیں
روندا گیا ہے دم مرا سرد مہر گرد کفت سے
برق شرر فشان نہیں غم شرر نہیں
سچ ہے ہمارے واسطے بت سنگ بار ہے تو
مرنے کے بعد خیر ون کی خبر نہیں
سب کی نظر میں کھٹک گیا دیوانہ میں ترا
طرہ سنو کہ ہوتی ہے وقت سحر نہیں
انداز شعر میں جو کہے میں غضب ہے کہ نہیں

منظور تو حسین ہے وہ مثل نظر نہیں
ہے چاندنی مگر شب غم کی سحر نہیں
مجبور ہوا اس کی ہے یہی زندگی کی شکل
اب بھی مجھے کشاکش غم سے مفر نہیں
یارب یہ اہل دید کو فرحت ہے کس لیے
سمجھا گیا وہ جسکو امید سحر نہیں
چھپ کر تو رات آئے تھے کسوقت جاتے
ہم عاشقوں کو نفع و ضرر پر نظر نہیں
یہ میں رات دن کی قیامت ہے چارہ گر
میری خبر ہو کیا انھیں اپنی خبر نہیں
ارباب درد میں وہ مے عشق ہے حرام
ظالم جھا ہوا یہ لہو ہے جگر نہیں
رب آج یہ دماغ ہوا شان کبریا
یہ آنکھیں دیکھنے کی ہیں ظالم نظر نہیں
بدنام ہو رہے ہو رقیبوں کے واسطے
دنیا میں کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہیں
تمکو بلائے جاتے ہو کسوقت آؤں میں
یہ بات آدمی کے لیے ای قمر نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا اور ستونوں سے سر ٹکرایا خاک اٹھا کر منصور پر ملی ہوش نادرست اگر کسی نے پوچھا

کیون بھائی منصور رفراج کیسا ہی کیا کسی پر عاشق ہو کہتا ہی بھائی عشق کیسا عاشقی کسکا نام ہی دل اپنے قابو مین نہین جی چاہتا ہی صحراے نجد کو جا مین بھائی مجنون سے ملاقات کرین یا فقیر بنکے اُنکی قبر پہ بیٹھتے کبھی تو خواب مین آتے اُنسے احکام شریعت محبت پوچھتے اُنھون نے اس کوچے مین ایسا کام کیا عاشقان صادق مین خوب نام کیا مین نے اخبار مین دیکھا ہی کہ اُس عاشق صادق نے آنکھین اپنی حدقہ چشم سے نکال کر قبر لیلی پر چڑھا دین مگر اُسوقت قبر لیلی کی شق ہوئی مجنون اُس قبر مین سما گیا شاید خواب مین آکر کوئی ثابت قدمی سے آگاہ کرتے ہم بھی یونہین جان دے کر مرتے شاید اس معشوق پر بھی رحم آتا اس سنگ دلی کو دیکھتے ہو کہ چار آنکھین نہین کرتی کیا کیسے سمجھاؤن کیونکر پاس جاؤن یارو ہماری سفارش کرو ہماری جانب سے گزارش کرو کہ عاشق مجازی رتا ہی اسکے حال زار پر رحم کرو ہر شخص اسکے حال پر روتا ہی کوئی کہتا ہی ای منصور ذرا ہوش مین آؤ دل کو سمجھاؤ تمکو کیا ہو گیا یہ سنکر روتا ہی اور کہتا ہی

نظم

آفتاب حشر پیدا ہی انتقام اسکا جو ہم
توسن عمر رواں تا گرم ہو رفتار مین
جو حسین ہی گھر مین اُسکا بیٹھنا ممکن نہین
جا بجا ہے نالۂ نکہت گل ہی مری منقار مین
آتش رنگ حنا سے نقش مین رنگتی ہی آتو
موت ہی بہتر ان کا مل عشق کے آزار مین
سیکڑون گردن کے ڈورے کھینچے ہین شمار
پڑ گئے ہین پیاس سے کانٹے زبان خار مین
کیا عجب تار کفن سنجاف مین گرنار نگاہ
سحر ہی گفتار مین اعجاز ہی رفتار مین
بدنما ہی کیچلی جب تک ہی جسم مار مین
شک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین
شل سنانہ عشق گیسو مین ہوا ہی جا بجا
بلبلین ہین دام مین آوارہ گل بازار مین
کب چھٹی ایذا رسانی موذیون کی بعد مرگ
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
ساقی کو تڑپاتا ہی مئے خم غدر بار
سو ہین جوہر ایک تیغ ابروے خمدار مین
چین کرتے ہین کسی کے سایۂ دیوار مین
ہر دمک انہی ہی مہر رخ دل تو دام مین
ماہ کنعان کو پھرایا حسن نے بازار مین
جلد ہی کوے جانان مین قریب روسیاہ
سیکڑون بل پڑ گئے موے میان یار مین
دیکھکر چشم تر عاشق کو یہ کہتا ہی وہ
بارعہ کا دور اوہ ہی قاتل تری تلوار مین
پھیرے ہین ناسور رو ہین خونفشانی کے لیے
جان گئی ہی بدن سے حسرت دیدار مین
آفتاب عارض تابان نظر آتا نہین
حسن ہی پوشیدہ سے روز جنید زلف یار مین
کور گو آنکھین ہین پھر بھی روتا ہی کم ممکن نہین
تار گیسوے نگین تا نکلے دل انگار مین
جو کہ ہین خونخوار اُنکو رنج دنیا مین نہین
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین
آفتاب حشر بھی ٹکڑے ہو کر جائے گا
مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین
ورنہ وہ بیکار ہی ہو بال جس تلوار مین
دمبدم کوڑے لگاتا ہی تن برق آہ کے
تشنے کے یہ لال ڈورے چشم مست یار مین
برگ گل ہر ایک پر ہی غنچۂ گل کی قفس
زاغ نے باندھا ہی اپنا آشیان گلزار مین
غسل میت جسکو کہتے مین وہ ہی غسل شفا
قطرۂ شبنم ہین جام نرگس بیمار مین
بھرے کر مشکین اُلبرن کی آپ پلاؤ تیسیل
اور آنکھین ہین کسی کی روزن دیوار مین
مار ڈالا ہت مین ٹھوکر سے زندہ کر دیا
سایہ سان پھرون بیزار رہتا ہون کوچۂ یار مین
میرے دل مین ہی غم خال خط جانا داغ
ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
ہی اثر نرگس کی نگاہ و قصہ پرداز کا
خندہ ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
راہ خونریزی ہی او قاتل جو رکھا ہی قدم
سونیوالا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

بعض اسکے حال پر روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض آوازے کستے ہین منصور جادو اسی حال مین سر پٹکتا ہوا سامنے قصر آتشخو کے پہونچا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا ملکہ نسیم کو بہت ناگوار معلوم ہوا پکار کر آواز دی او منصور رنجور کیا چاہتا ہی اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی مین بندہ ہون جان نثار ہون اب بہت بیقرار ہون اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ نسیم نے کہا اگر مرتا ہی تلوار کھینچ اسنے تلوار کھینچی گلے پر رکھی کہا خفت نہ کھینچنا تلوار کو کھینچلے اسنے تلوار کھینچی گردن کٹ گئی قصہ تمام ہوا اسکے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین منصور جادو تھا

نسیم نے ہوائے گرم کا سحر کیا سیکڑوں جلتے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں کبھی منھ کے بل گرتے ہیں کچھ بن نہیں پڑتا ایک طرف ضمیران نے دل الٹ دیے لڑ و لڑ دے کے مدے بھاگو بھاگو کی صدا ہے شاہین و آہن پوش کا سامنا ہوا آہن پوش نے بڑے بڑے سحر کیے مگر شاہین نے دفع کر کے ایک دستک دی برق چمکی سر پہ آہن پوش کے گری سراسر زخمی ہوا ساری افسری بھولا یہ بھی بھاگا اب آگے ششکول صحرائی کا تعقب کیے ہوے قاسم و سکندر جاتے ہیں اُدھر آہن پوش زخمی ہو کر بھاگا شاہین و گلشن اسکے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہمراہی جادوگریاں نوچتی مارتی آپس میں تیغے پیچھے جہاں وہ لوگ پہنچے سو دو سو کو مار ابھر آگے بڑھے آہن پوش لاکھ چاہتا ہے رکوں پھر جھکے لڑوں مگر بھاگی ہوئی فوج کب تھمتی ہے یہی حال ششکول کا ہے چاہتا ہے فوج کو روکوں پھر لڑائی جمے مگر تھمنا غیر ممکن ہزاروں اسکے ساتھ کے مارے گئے کچھ بڑے گئے شکست فاش جان بچانے کی تلاش قضائے کار سحر العجائب و مصر الغرائب دونوں بھائیوں نے یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ آٹھویں دن گشت کرتے ہیں دس بیس کوس گئے دیکھا بھالا پلٹ آئے دونوں بھائی تخت پر سوار جا بجا کی سیر کرتے ہوے راہ میں بہت سے مسافر مار ڈالے جسکو راستہ چلتے دیکھا ایک بھائی نے کہا شاید یہ عیار ہو ایک نے ماش کا دانہ پھینک مارا وہ بیچارہ غریب جلکے رہگیا کہ یکایک انکے کان میں آواز ہاہو کی پہونچی ایک طرف شعلے بھڑک رہے ہیں مرنے کی ساحروں کے صدا بلند اُسی طرف تخت بڑھایا آکر آہن حصار پر دیکھا کہ لاکھوں لاشے پڑے ہیں آہن پوش و ششکول صحرائی زخموں میں چور چور بھاگے جاتے ہیں لشکر حریف بڑھتا ہوا چلا آتا ہے ہرچند یہ لوگ چاہتے ہیں جگر اپنی شکست سے بچیں مگر ناممکن پس ان دونوں نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا اول نگاہ جمال جہان آرائے قاسم نوجوان پر پڑی کہ جوان خیر صولت رستم شوکت کس بانکپن سے لڑتا ہوا آتا ہے کہ اُس شیر کے نعروں سے طبقہ زمین کا تھراتا ہے چرخ زبرجدی لرز جاتا ہے ایک جانب شہزادہ سکندر ذوالحشم علم فوج دشمن کو سرنگوں کرکے بڑھتا ہے ان دونوں نے آسمان سے نعرہ کیا او آہن پوش او ششکول نامرد یہ کیا حماقت ہے ایسے بھاگے کہ لشکر کی تباہی کی خبر نہیں جرأت کا دل پہ اثر نہیں اور ضمیران پر بڑا غضب ہے پکار کے آواز دی او بے نامرد تو نے اس جوان کی کیوں شراکت کی اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا سر کا بال توڑ کر یا سامری کہکر جھٹکا دیا زنجیر آہنی جگر تیار ہوئی طرف ضمیران کے وہ زنجیر پھینکی طوق آہن بنکر گلے میں ضمیران کے پڑی اور اُڑا کے لیچلی شاہین نے جو دیکھا کہ ضمیران گرفتار ہوا بے اختیار ہو گیا تاب ضبط باقی نہ رہی جھپٹکے کار دکھر چھینک ماری زنجیر کٹی ضمیران طرف زمین کے چلا سحر العجائب نے جو یہ سرکشی شاہین کی دیکھی وہی زنجیر شکست کہ زمین پر پڑی تھی اُسی کو اشارہ کیا گلے میں ضمیران و شاہین کے پڑ گئی گلشن دوڑی کہ شوہر کو رہا کروں ایک طائر پیدا ہوا گرد سر گلشن پھر اچیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا وہ طائر جلکر خاک ہوا وہ خاک شانوں پر گلشن کے گری پر پرواز پیدا ہوے اُڑتی ہوئی چلی جا کر زنجیر پر ہاتھ مارا چاہا زنجیر میں خلل ہوا اُسی سے ایک طوق پیدا ہوا گلے میں گلشن کے بھی پڑ گیا نسیم نے جو ماں باپ کو گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئی جھک کر ادیکی ہونے لگی ہوائے گرم چلی اُف اُف کر کے الٹ گئی جب یہ چاروں ساحر گرفتار ہوے ایک زنگی گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا ایک تخت کا پایہ تھامے ہوے اُسی تخت پر اُس زنگی نے چاروں کو ڈال لیا ایک تو مرد بالائی ہوئی آہن پوش بھی رکا سحر کر کے فوج والوں کو غرق زمین کر دیا قاسم و سکندر نعرے کر کے بڑھے مصر الغرائب نے آواز دی ای جوانان صف شکن ای تہور شعاران تیغ زن بس اب آگے نہ بڑھو اسی کیفیت سے ہمارے ساتھ چلو دونوں جوان مبہوت ہو کر چپ ہو گئے سحر العجائب و مصر الغرائب نے تخت نیچا کیا ایک طرف قاسم ایک طرف سکندر جس طرح کوئی اپنے افسر کے ساتھ چلتا ہے تلواریں تو نیام میں کر لیں باگ ہاتھ میں لیے ہوے گھوڑوں کو اڑاتے ہوے جرأت اپنی دکھاتے ہوے ہمراہ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب کے ہو لیے غیر ساحروں کو بھی آہن پوش نے غرق زمین کر دیا سحر العجائب نے کہا اپنے مقام پر جا اگر کوئی شخص بہ ارادہ طلسم کشائی آئے خبردار ماہ دولت کو ضرور اطلاع کرنا آہن پوش اپنے ملک کی طرف چلا

سحر العجائب و مصر الغرائب ان چہون آدمیون کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آئے وہان آکر قاسم نے دیکھا کہ ہمارے ساتھ کے ساحر و غیر ساحر ایک رسن مین سب بندھے ہوے غول کے غول سب کھڑے ہین یہ عجائب و غرائب دیکھکر چلے تھے کہ صاحب سلامت کرین کہ آہنگر آکے موجود ہوے ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے سحر العجائب نے کہا اے جوانو یہ زیور تمہارے واسطے آیا ہے اسکو پہنو دونون نے ہاتھ بڑھا دیے ہتھکڑیان بخوشی پہن لین بیڑیان آہنگرون نے پہنائین ان دونون کو سلسل و مطوق کرکے الگ کیا چارون جادوگرون کو بلا کر یہ عتاب خطاب کیا تم لوگون کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے اگر بادولت زبان ہلادین تو زمین کو آسمان پر پہونچادین ہم وہ ہین کہ جنے کوکب کو قید کرلیا لاچین کو دام مکر مین پھنسایا اور کسی کی کیا حقیقت ہے چارون کی زبان مین سوزن دیے اب قاسم و سکندر روشن شاہ زرین پوش سلسل کھڑے ہین کہ شاخسار جادو منظر بادویان رو دق ہوئی آئی کہا حضور جب معرکہ گذرا ایک خیمہ مین ایرج ایک خیمہ مین قہار قید ہے قہار نے بیتابی مین کچھ شعر پڑھے اور بہان کا نام لیا ایرج نوجوان کو بہران کے شوہر ہین اُنہون نے منع کیا کہ او ہچا کیا بکتا ہے خبردار اگر اگلی مرتبہ نام لیگا زبان تیری کاٹ ڈالونگا وہ بھی تو بادشاہزادہ پہلوان زبردست ہے کچھ جواب سخت دیا ایرج کو بہت ناگوار ہوا سحر مین مبتلا نہ تھا قید توڑ کے قہار پر جا پڑا ایک تھپیڑ مارا کہ قہار بیہوش ہو گیا اُس شیر نے چاہا تھا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لون مین بلبلا سنکر دوڑی جا کر بچایا سحر کرکے ایرج کو بھی قید کیا اس سرکشی کی کچھ سزا دینا چاہیے یہ سنکر غصے مین سحر العجائب نے کہا میرے سامنے لاؤ ابھی سزائے معقول دونگا شاخسار جا کر سر زنجیر تھامے ہوے سامنے لیکر آئی ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی قاسم نے جو پلٹکر دیکھا ایرج کی نگاہ پڑی اُسی حال مین سلام کیا قاسم کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے ایرج بھی روتے ہوے سامنے آئے باپ بیٹے کہ بیٹا باپ کو اس حال پُرملال مین نہ دیکھ سکے مگر خاموش جب بہران نے دیکھا کہ ایرج نے شب کو قہار کو مارا ہے کہ شاخسار یہ کہکر چلی کہ شب کی بے ادبی کی سزا ہوگی بہت بیقرار ہوئی اسقدر روئی کہ جل تھل بھر دیے کوکب نے پکار کے کہا بیٹا ہم مجبور و ناچار ہین جو فلک ظلم دکھائے دیکھو مگر دل سے یہی یقین ہے کہ اس طلسم کا فتاح بھی آئیگا ان سرکشون کو ستائیگا یہ مصیبت ہماری ضرور رنگ لائیگی تقدیر کیفیت دکھائیگی بہران شمشیر زن نے کہا اے والد

رونا اس بات کا ہے موجب غزل
ہو ہی گئے جو آکے کہا تھے مر کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
مدت سے دیکھتا ہون غیرون کے ساتھ کو
گم ہو گیا جو ایک کبھی درس سوا ہوے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی تقضائے جان
بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوے

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
ابھی گھڑی کے کوسنے ہمکو دعا ہوے
ہو بیٹھے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
جو نیکے نکلے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
تیری ادا الن کے بھی نہ حق سے ادا ہوے
کیسے ہزارون ناز تھے جس دل پہ اے جلال

مہندی تھی لگے پانون کی یا نقش پا ہوے
مشاکی ہے اک زمانہ کہ ملتے ہین کہین
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
اہل وفا تھے جتنے کہ وہ بے وفا ہوے
اپنا ہی جانتا ہے تجھین گبر ہو کہ شیخ
دل کیا ہوا وہ آپکا وہ ناز کیا ہوے

اسطرح کے اشعار مصیبت آثار ملکہ بہران نے پڑھے اور بلک کے روئین ملکہ ناہید اور کوکب بیقرار ہوگئے کہ حقیقت مین آج سحر العجائب نے اسواسطے بلایا ہے کہ ایرج کو قتل کرون جب ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ان دونون بیچارون کو انتہا کا غصہ ہے پکار کر آواز دی او نوجوان نبیرۂ حمزہ خوف نہین کرتا بادولت کے سامنے نام لیتا ہے ایرج نے کہا کیا جھک مارتا ہے او ملکہ اسیر انجام تونے غضب کیا کہ جنکا تکلف تھا انکو قید کرلیا انشاء اللہ اسکا بدلہ ضرور ملیگا قاسم نے اشارہ کیا اے نور نظر واے پارۂ جگر تحت کلامی ذکر و انکے بس مین ہین انشاء اللہ یہ وقت بھی گذر جائیگا دونون باپ بیٹے جو روئے سحر العجائب نے کہا جلاد کو بلاؤ وزرا نے عرض کی حضور غصہ ذکرین ربط و ضبط کو کام فرمائین انکی باتون پر غصہ نہ کیجیے یہ اپنی

جان سے بیزار ہیں مرنے پر تیار ہیں بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید گران دونون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہے گئے جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر بکف آیا کہا کیا حکم ہوتا ہے کہا ان دونون کے سر کاٹ لو اور دولت کے سامنے بہ زبانی کرتے ہیں خود جان دینے پر مرتے ہیں اب انکا قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہے قید خانے مین بے ادبی کی جلاد نے چبوترا ریت کا بنایا گردن پر کولے کا حلاوہ یا قضاے کار جیسے ہی جلادون نے حکم اول پوچھا مصر الغرائب نے کہا ان قتل کرو اور قیدیون کے مقدمے مین سمجھا جائیگا یہ بڑے سرکش ہین قہار کو مار ڈالا ہوتا اسکی یہی سزا ہے یہ جو انہون نے کہا یہ قصر بڑا وسیع عمارت رفیع ہے ایک کنگرہ قصر کا زمین پر گرا کئی سو ملازم دب گئے وزیرون نے کہا حضور دیکھیے کنگرۂ قصر بلا وجہ گرا کئی سو ملازم شاہی دبے خلاف قانون طلسم مناسب نہین ہے ایسا نہو کچھ اور آفت برپا ہو جائے یہ تو کاہن طلسم سمجھا کر گیا کہ تین برس کی اس طلسم مین میعاد ہے خلاف میعاد کسی کو آپ قتل نہین کرسکتے سحر العجائب نے غصے مین جھڑک دیا کہا بڑا اتنا کنگرہ تھا پایوش سے گر گیا کیا ہم کسی بات مین عاجز ہین ہمکو سب طرح کا اختیار ہے ہمارے طلسم مین کیا طلسم کشا آنکلا کیا ہمارے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہے خود ہم جاکر گرفتار کرینگے اب تو خود دبختے مین ایک مرتبہ جاتے ہین آج انکو گرفتار کر لائے یہ چارون ساحر ایسے زبردست تھے کہ در بند آہن حصار فتح کر لیا ہوتا ہم عین وقت پر پہونچے ساحرون کو زبان نہ ہلانے دی سحر بھی نہین کیا اشارون مین پکڑ لیا ورنہ یہ لوگ بڑے فساد کرتے کنگرے کے گرنے سے ہم ڈر جائین یہ ذکر تھا کہ برق چیلکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا آیا کہا اے شاہان طلسم آپ نے پھر کچھ خلاف کیا وزیر نے سب حال بیان کر دیا کہ ان جوانون کے قتل کا ارادہ ہے کنگرۂ قصر گرا کئی سو ملازم دبے مگر شاہ نہین مانتے کاہن نے کہا بت خلاف کرتے ہین شاہ خسارے کہا ان قیدیون کو لیجاؤ ہر چند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا کاہن نے نہ مانا قیدیون کو روانہ گرے یا راہ مین کئی مرتبہ قاسم نے ایرج سے حال گرفتاری کوکب پوچھا سکندر روشنا ہین و نسیم و گلشن و ضمیران و شہنشاہ زرین یوسف کو الگ لاکے قید کیا جب ایرج واپس آئے کوکب نے کہا اے فرزند کیا باعث تھا ایرج نے کہا سب کو جو مین نے قہار کو مارا اسی پر فساد برپا تھا خدا نے بچا لیا اب جی چاہتا ہے سب دوست احباب ساتھ ہون کوکب نے اشک حسرت بہا کر جواب دیا وہ دن بھی خدا دکھائیگا مگر ایرج نے رو رو کر زبان سے حال سکندر بیان کیا کہ کیا جری شاہزادہ ہے مگر اسکے بزرگ شجر پرست ہین مقام تردد ہے بہران نے کہا اے شہریار ایسے وقت مین شکست کھائی کہ آپ کے فرزند کو تجھے مین دایہ چھوڑ آئی مین اسی جوان پہ گمان کرتی ہون فراق مین اُس شیر کے غرق ہون ایرج نے کہا بالکل میرا ہی سا معاملہ ہے دیکھیے کیا ہو یہ سب تو بیان قید خانے مین قید ہین کر ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان پہونچنا صاحبقران زمان کا مع فوج قریب قلعۂ ابلیس پرستان و شروع جنگ از ابلیس خود پرست باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض

ساقی نامہ مضمون موافق مقام داستان

کچھ ہے خبر کسان مری آہ جگر گئی		معلوم ہے تمہین کہ بیان کیا گذر گئی		کس کسکی جان آج اس انداز پر گئی
نیچی نگہ کو دیکھ کے اک خلق مر گئی		شوخی تمھاری شرم کی کیا کام کر گئی		
کچھ دیدا ہرن لاکھ مگر کچھ بہ نہین		ظاہر ہے جسطرف متوجہ ہے وہ حسین		ہر چند مین کہین نگہ یار ہے کہین
		غافل نہ جان تو مجھے محفل مین ہمنشین		دل ہی دل مین کچھ کہ جدھر وہ نظر گئی

رکھتے تھے شام ہی سے ہم اندیشۂ سحر | کرنا تھا قتل وصدمۂ اندیشۂ سحر | تھا جان لینے کو نہ کم اندیشۂ سحر
ظالم حیا و خوف و غم اندیشۂ سحر | ساری شب وصال اسی مین گذر گئی

دن زندگی کے ہجر مین کب تک بھرینگے ہم | مرگ ایسی کیا بلا ہے کہ جس سے ڈرینگے ہم | آئی اگر نہ موت تو کچھ کھا مرینگے ہم
خواہش ابھی ہے زیست کی پر کیا کرینگے ہم | مرنے ہی کی جو عشق بتان مین ٹھہر گئی

کیا جانے کوئی مرتبۂ عشق خوبرو | دیتا ہے یہ مجازِ حقیقت کی صاف بو | ذکر خدا سے کم نہین اُس بت کی گفتگو
زاہد مجھے تو عشق سے کرتا ہے منع تو | تیری عبادتون سے طبیعت نہ بھر گئی

رکھتا ہون تجھسے یون تو امیدین بڑی بڑی | جب جا بے آکے سہل کرے عشق کی کڑی | جی جاؤنگا مگر ہوئی آسان جو یہ اڑی
آنا ہو تجھکو مرگ تو آنا اسی گھڑی | جب وہ کہے کہ نعش عدو کی کدھر گئی

کیا بدبلا ہے یہ شب فرقت جہان مین | اس سے سوا نہین کوئی آفت جہان مین | ایسی مہیب کسکی ہے صورت جہان مین
آئی چلی تھی ہائے قیامت جہان مین | لیکن شب فراق کی ظلمت سے ڈر گئی

کتنی ہی کم یہ رات ہوا ی چرخ فتنہ گر | کچھ غم نہین ہے اسکا ہمین قصہ مختصر | مر ہی گئے تو صبح جدائی سے کیا خطر
ہر چند موت آئی شب وصل مین مگر | دل کو خوشی ہے اس سے کہ فکر سحر گئی

جب قدسی کردید کے مشتاق ہو گئے | آئے کبھی نہ آپ مین یون ہوش کھو گئے | کچھ تھے جلال انہین کا ہے کو لگے
کافر بتون کے ایک ہی جلوے سے ہو گئے | لو اب یہ بتاؤ وہ طاعت کدھر گئی

بچہرہ مرحلہ پیمایان منازل جنگ و جدل وگام فرسایان صحرائے پرآفت وراہ پرخلل نظم | کجا بودم اکنون فتادم کجا
عنان سخن شد ز چنگم رہا | دگر بار در گفتگو آمدم | بہ دیدار نیکان نکو آمدم | نشست آمدم بار دیگر کجا

بفرمان حی الذی لایموت گذارش خدمت ناظرین کیا تھا کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان حمزہ صاحبقران نے سواد نگار مین قبضہ کیا اور خبر ملی کہ مینا نگار بھاگ کر پاس اپنے خداوند کے گیا اور اُسنے بھی لشکر قلعے سے باہر نکالا ہے یہ خبر سنکر صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا لشکر تیار ہوا طرف قلعۂ البلیس پرستان کے چلے البلیس کو خبر ہوئی کہ صاحبقران یہان آتے ہین برائے ملاحظۂ لشکر اسلام ایک بلندی پر آکے بیٹھا مینا نگار پہلو مین متر زو درفت پشت پر مگس پرانی کر رہا ہے ذکر لشکر اسلام و رنجش البلیس کو رہا ہے قدرت تقدیر مقتول کرینگے ایک دن مین سب مسلمانون کو شاد بیٹھے زو درفت سر جھکائے درست درست کہہ رہا ہے یہ خبر ملی کہ امیر نے سواد نگار کو اسلام آباد کیا اپنی طرف سے حاکم وہان مقرر کردیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان وضع پشت مرکب پر سوار اٹھالہ بارگاہ کا بیے ہوے آکے پہونچا البلیس نے کہا یہی حمزہ ہے زو درفت نے کہا ابھی حمزہ کہان یہ چین کا شاہزادہ جوان حسین بہرام گرد بن خاقان چین بہرام آکر ٹھہرا انیس ہزار سوار ساتھ تھے جابجا وہ اُترنے لگے دوسری گرد اُڑی عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچے اس فوج کے آتے آتے شام ہوگئی جو جس مقام پر تھا وہین رک گیا البلیس اٹھ گیا صبح کو آکے بیٹھا اب آمد سرداران شروع ہوئی کہ تیس سپہ گردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری وسیف ولیدین عالم لشکر قنبرۂ فتنہ گری سے سرفراز ہین دس دس بارہ بارہ ہزار سوارون سے یہ سب آکر پہونچے پھر شام ہوگئی تیسرے دن پھر آکے بیٹھا پھر گرد اُڑی سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام امیر عالی وقار پشت پر بارہ ہزار غلامان زرین پوش تیر انداز بے بدل صف شکن تیغ زن دن بھر مین یہ بھی پہونچے چوتھے دن البلیس نے دیکھا پھر گرد بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو صندوقی عیاری پر سوار شاگرد چہار جانب سے گھیرے ہوئے قرولیان جلتی ہوئی بزمین کمند اندازی ہوتی ہوئی حقہ ہائے آتشبازی

چلتے ہوئے زود رفت نے کہا یا خداوند جب یہ عیار مارا جائے تب حمزہ کا زوال دولت ہو مسلمانون پر مصیبت ہو مین نے
چاہا تھا مار ڈالون مگر آپ نے ملک الموت کو حکم نہ دیا کہ اسکی قبض روح کرتا مجروح ہو کے رہگیا اب تو صحت پا چکا ابلیس نے
کہا مین تقدیر کرکے اسکو بھی شاد دونگا بعد دس دن کے ابلیس نے دیکھا طبل سکندری پہ چوب پڑی زمین تھرائی ابلیس کے کلیجے
کے قیمہ تھرا گئے دل کانپا ابلیس نے کہا ای پیغمبر نامرسل صاف تو یہ ہو کہ قدرت نے ان بندون کو پیدا کیا مگر تقدیر قبضے سے
نکل گئی قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے اب تو آگئے زود رفت نے کہا اگر آپکی عنایت ہوگی سب کو پکڑ لاؤنگا مقدم ان سب
مین عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہو حمزہ کے نام پر جان دیتا ہو ایسے ایسے مقام پر پہونچا کر سب عیاریان میری بیکار ہوئین لیکن
اب ٹوک کر اسکو عیاری کرونگا یہان آفتاب آسمان عربستان آکے داخل بارگاہ ہوے ابلیس اپنی بارگاہ مین آیا ستر
ساحران نامی گرد آکے جمع ہوے ابلیس نے کہا یارو مین مسلمانون کو ستانا چاہتا ہون تدبیر میری تدبیر تمھاری کوئی ایسا
سردار ہو کہ ان سب پر آفت لائے قیصور شعبدہ باز نہایت حیلہ ساز ہو اپنے دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند مین جاکر تدبیر کرتا
ہون قلعے مین نہ رہونگا لشکر مین بھی میرا پتہ ملیگا ایک پہاڑ پر جاکے سحر روانہ کرتا ہون اسطرح کا سحر کرون کہ اگرچہ لاکھ
حمزہ ہون ایک زندہ نہ بچے ابلیس خوش ہو گیا کہا ای قیصور خوب بات سوچی قیصور نے کہا سات دن اسی پہاڑ پر مین
رہونگا سختی ہوگی ساتوین دن ایک مسلمان کا بھی نام نہوگا مگر آپکی عنایت چاہیے کہ کھانا شراب و کباب وغیرہ بھجوائیے
پہاڑ پر پہونچے ساتوین دن چلا آؤنگا زود رفت سے وعدہ ہوگیا کہ شاگرد دن سے اپنے پہونچا دونگا قیصور ایک تخت پر سوار ہوا
اسباب سحر بہت سا رکھ لیا پہاڑ پر آکے بیٹھا خون خوک سے چوکہ دیا روئی کے گالے بنائے انسان کی کھوپری مین پانی
بھر کے رکھا پسلیون کا انسان کی چرخہ بنایا اسکو گردش دینے لگا انسان کی کھوپری سے قطرے پانی کے اڑتے روئی کے
گالون پر گرتے ہین وہ لکہ ہاے ابر بنکر طرف لشکر اسلام کے چلے جاتے ہین یہان صاحبقران بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما
ہین کہ دیکھا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی سردارون نے عرض کی ای شہریار سنا ہو کہ اس حوالی مین ابر گندہ
بہت برستا ہو امیر نے فرمایا خواجہ خیمون کو درست کراؤ بارگاہون کی طنابین کھنچوا دو فراش ہر مقام پر موجود ہی ذکر تھا کہ تیزی
ہوا کی بڑھی ابر نے لشکر کو گھیرا پانی برسنے لگا لشکر مین غل ہوا اس زور سے پانی برسا کہ خیمے بہنے لگے ہوا کی تیزی پانی بڑھتا جاتا ہو
جدھر سپاہی انتظام کو جاتے ہین پانی کے کرارے گر رہے ہین جو گیا ڈوب گیا یہ نہ کھلا کہ گر کے اس پانی مین کیا ہوا احباب لشکر
پھر رہے ہین عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا کے بارگاہ سے نکلا اسی پریشانی مین بیرون لشکر آیا جی مین کہتا ہو ای عمرو شاید یہ کسی کا
سحر ہو دیکھیے کیا گذرے پہر رات رہے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہو کر دیکھا اور طرف ابر نہین ہو صرف لشکر ہی پر چھایا
ہوا ہو ایک طرف سے لکہ ہاے ابر اٹھکر آتے ہین اسی ابر مین آکے ملتے ہین تب ابر کو زور ہوتا ہو لشکر سے فریاد کی صدا آتی ہے
سپاہی رو رہے ہین بھائی کو بھائی پکارتا ہو باپ کو بیٹا للکارتا ہو ایک ہنگامہ برپا ہو سمجھ مین نہین آتا ہو کہنے والے کیا کیا کہہ رہے
ہین حقا ہین سو رہے ہین سپاہیون کو ڈوبتے دیکھا کوئی گرا کوئی ڈوب کے مرا کوئی بھاگا بھاگا پھرتا ہو کوئی الجھ کے گرتا ہو مینھ
نے پناہ پانی مشکل کر دی ہو پانی کا جوش ہر ایک کو اپنی آبرو کی پڑی ہو ہر ایک یہی کہتا ہو زندگی کیونکر ہوگی قہر الٰہی محیط
ہو جب عمرو نے دیکھا ستارۂ سحری چمکا صحرا کی جانب چلا فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی دو پیک بچے
ایک کے ہاتھ مین کلابیان شراب کی اور ایک رومال مین شیرمالین وغیرہ باندھے ہوئے جاتے ہین عمرو نے بڑھکر سوال کیا بابا فقیر بہت
بھوکا ہو کتنا جو ساتھ ہو کسی طرح چپ نہین ہوتا چپ ہونے کی یہی تدبیر ہو کہ ایک روٹی فقیر کو دو جب عمرو نے بہت گڑگڑا کے مانگا تو
ایک نے پیسا نکال کے پیش کیا کہا شاہ صاحب یہ تو حاضر ہو عمرو نے کہا بابا یہ فقیر جمع کرنے کو نہین مانگتا ہو بھوک کے مارے
بات نہین کی جاتی ایک روٹی اس رومال مین سے فقیر کو دیدے اسنے کہا شاہ صاحب ایک روٹی کا دینا کچھ بات نہ تھی مگر یہ امانت ہو

عمرو نے کہا بابا فقیر کے دینے کو سب اچھا جانتے ہین صاف صاف کہدینا کہ ایک فقیر بھوکا ملا اُسکو ایک روٹی دیدی اور بابا
مین تارک لذات ہون مزے کی چیز نہین کھاتا عمل پڑھتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک توزہ قند کا نکالا کہا ایک دانا نے یہ
دیا مگر میرے نزدیک خاک ہی تم یہ لیلو ایک روٹی دیدو جب تو عیار نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ فقیر بڑا اچھا معلوم ہوتا
ہی ایک روٹی دیکر قند لے لو مگر مزا ملیگا دوسرے نے اشارہ کیا و مرد اُسنے رومال سے روٹی نکال کے کہا استاد صاحب لیجیے
فقیر نے خوشی خوشی قند دیدیا مکر ارشی روٹی لیکر کھانے لگا ان دونون نے قند کھایا دو قدم چلے تھے کہ بیہوش ہو کے گر پڑے
عمرو نے شراب کی بوتلون مین بیہوشی ملائی شیرمال کباب سب بیہوشی سے معمور کر دیئے دونون کو ہوشیار کر کے الگ ہوئے
نظرون سے انکی چھپ گئے یہ دونون اُٹھے کہا بھئی ہمکو نیند کیسی آگئی دوسرے نے کہا بڑی دیر ہوئی چلو وہ گھبراتا ہوگا
صبح کا وعدہ تھا دن بہت چڑھ آیا آگے آگے وہ چلے پیچھے پیچھے خواجہ عمرو گر نخلستان مین پہنچے ہوے کہ یہ دونون ہمکو نہ دیکھین
راستہ طی کر کے برابر پہاڑ کے پہونچے دیکھا اُنہون نے بر سر کوہ ایک ساحر بیٹھا سحر کر رہا ہی جیسے ہی یہ دونون پہونچے وہ صاحب
خفا ہوئے کہا کہ تمنے پہلے ہی دن اسقدر دیر لگائی سات دن مین مجھکو مار ڈالوگے وہان لشکر حمزہ مین تلاطم ہی حمزہ ابھی
مین ہی بارش اصلی قصور کیے ہوے ہی ہزارون بندگان خدا غرق دریاے سحر ہوے آخر تمنے دیر کہان لگائی یہ کہکر قیصور کوزہ
لیکر اُٹھا کہا صاف صاف بتاؤ دیر کا کیا باعث ہوا دونون نے حال فقیر کا بیان کیا یہ سنکر قیصور کے ہوش اُڑ گئے شراب
سونگھی بو بیہوشی کی آئی ایک کتا سامنے بیٹھا تھا اُسکو ایک ٹکڑا دیا وہ کھاتے ہی سر دھننے لگا اور بیہوش ہوا جب تو قیصور نے وہ
کھانا و شراب کباب سامنے چشمہ تھا اُسمین پھینک دیا ایک ایک دانہ ماش کا دونون کو مارا دونون جلکر خاک ہوے ڈر
تھا کہ انہین عمرو سنویون قتل کرون کہ کسی کو خبر ہو اب مطمئن ہو کے سحر کرنے لگا خواجہ عمرو ایک پتھر کی آڑ سے دیکھ رہے
تھے اور قیصور سوچ رہا ہی کہ ان دونون کو مین نے مارا دن بھر بھوکے پیاسے کیونکر دن گذرے گا مگر حیران ہی کہ عمرو نے بیہوشی
ملا کر کھانا خراب کیا خود آخر کہان گیا یہ دونون شاگردان زود رفت بخطا مارے گئے دن بھر تو بیان کاٹون رات کو
چھپکر خدمت خداوند مین جاؤنگا کھانا کھا آؤنگا پتہ بتا دونگا کہ کسی معقول شخص کے ہاتھ فلان پہاڑ پر بھیجے گا ایسا سوراخ
مین کرنی اُستاد بڑے اس سوچ مین سحر بھی کم کر رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ایک پہلو آرام نہین سحر بن کی مزاج مین برہمی
خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کو بصورت مینا نگار بنا یاد پر لے اُسپر دو کباب
تندہ ہوئے ایک رومال مین لپیٹکر ایک درخت پر چڑھ گیا اس طور سے کود اکہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ آسمان سے
سحر کر کے آئے ہین پسینے پسینے کچھ کپڑے پھٹے ہوے حیران پریشان قیصور نے جو مینا نگار نقلی کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا پوچھا کہ
بیغمبر تم کیونکر آئے کہا اے قیصور میرا ملک مسلمانون نے برباد کیا سلطنت خاک مین ملی قدرت تو اپنی فکر مین رہتے ہین
جب تم چلے تھے تو مین نے ایک سحر تیار کیا تھا بیر کو بھیجا کہ جاکر قیصور کی خبر لاؤ بیر نے خبر دی کہ قیصور پہاڑ پر چپ بیٹھا ہی
اور دونون بیک بچے بخطا قتل ہوگئے تم بھوکے بیٹھے ہو مجھے تاب نہ آئی یہ دو پراٹھے دو کباب لیکر دوڑا کہ ایسے جانباز
پر زن کیونکر کٹیگا لو یہ نوش کرو مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود کھانا لیکر آؤنگا یہ کام ہر کسی سے نہین ہو سکتا تمنے خوب کیا
دونون کو مار ڈالا بلکہ مناسب ہو تو کھانا کھالو اس مقام کو بھی چھوڑ دو اور مقام پر بیٹھکر سحر کرو قیصور خوش ہو گیا جھک
جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور آپ سے کیا عرض کرون کھانا تو یہی کھاؤنگا مگر شراب ہم لوگون کی جسم گھٹی ہی مینا نگار
نے کہا ایک ادھا کمر مین لگا ہی اسکو پی لو شب کو قرابہ لے آؤنگا یہ کہکے وہ پراٹھے اور رادتھا شراب کا سامنے قیصور کے
رکھدیا کہا بھائی میرے دل کو لگی ہی مسلمانون کا فیصلہ ہو تو مین بھی اپنے قلعے مین جاؤن پھونگ علداری جاؤن اب تو وہان کا
طور بے طور ہی مگر لائق غور ہی کو تھے سب نکل گئے ہونگے مال سب لیلیا ہوگا یہ باتین کر کے پراٹھے کا ٹکڑا کباب اُسمین رکھکر

قیصور کو دیا کہا بھائی کھاؤ تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہے قیصور نے سلام کر کے منھ کھول دیا دل مین بسم اللہ کہکر عمرو نے کھلا دیا قیصور
کھاتے ہی گھبرایا کہا اے پیغمبر میرا دل گھبرانے لگا اس نوالے مین کیا تھا عمرو نے کہا شکیبائی کر تو نے مجھے نہین پہچانا منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ۔ مدار قیصور نے چاہا سحر کرون غصے مین اُٹھا بیہوشی کام
کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے لپک کے خنجر مارا قیصور کے دو ٹکڑے ہوے سر اسکا لیکر بھاگے بیان دمبدم کی خبر ابلیس
کو منتر زود رفت دے رہا تھا کہ لشکر اسلام پر بڑی تباہی ہے بلائی برس رہی ہے ہزارہا سپاہی ڈوبے حمزہ خود کردہ کاوش
کر رہا ہے ابھی تک غافل ہے یہی سمجھا ہے کہ ابر اصلی ہے حقیقت مین صاحبقران اہتمام کرتے کرتے ایک نخل کے سایے مین کھڑے
ہین بارش کی دمبدم ترقی لشکر مین ملکہ کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آسمان سے روئی کے گالے گرنے لگے ابر تیرہ و تار معدوم
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام تھا قیصور جادو بو واب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا پانی کا نام نہین سپاہی جابجا بیہوش
پڑے ہین بعضے کلمہ پڑھ پڑھ کے اُٹھ رہے ہین آپس مین بغلگیر ہونے لگے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے یہی ذکر ہے کہ خدا
نے دوبارہ جان بخشی روح تازہ جسم مین آئی یہ کیا آفت تھی اُسکی قدرت سے دفع ہوئی امیر نے حکم دیا خوشی کے نقارے
بجنے لگے یہ جوہر کارون نے دیکھا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے خواجہ عمرو سر قیصور لیے ہوے آئے
امیر کے قدمون پر ڈالدیا عرض کی اے شہریار بڑا دھوکا کھایا اگر پہلے سے خبر ہوتی حصار اسم اعظم کیا جاتا یہ ملعون پہاڑ سے
سحر کر رہا تھا مین نے اُسے مینا نگار بنکے مار ا بڑی جفا مین کر رہا تھا مگر مین نے بھی اُسکی دُم لی مینا نگار بنکے پہونچا ایک ہی
نوالہ نوش کر کے بگڑا تھا مگر اُتنے ہی مین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی یہ خبر سنکر ہرکارے بھاگے دربار ابلیس مین حاضر ہوے
عرض کی یا خداوند عمرو نے قیصور کو مارا ابھی سر لیکر آیا ہے رات بھر مسلمان مبتلاے مصیبت رہے جتنے وہ جفا نہ اُٹھا سکے
وہ مر گئے ہلاک ہوے لاکھون بیہوش پڑے تھے اب ہوشیار ہوے یہ سنکر ابلیس کا رنگ زرد ہو گیا ابلیس کا بھائی
مغرور جادو حاضر تھا کہا یا خداوند اگر حکم ہو اور آپ تقدیر مضبوط کرین تو مین جاکر سحر کرون زود رفت نے کہا کسی کی کچھ
ضرورت نہین مین عمرو کو ہوشیار کر کے عیاری کرونگا مین خود دربار حمزہ مین جاتا ہون یہ کہکر بصورت اصلی چلا صاحبقران
دربار مین تشریف لائے سب سردار جمع ہوے خواجہ عمرو کو بھاری خلعت ملا نقدی بھی بہت کچھ دیا خواجہ مرغ زرین بنے
بیٹھے ہین کہ خبر ہوئی منتر زود رفت بصورت اصلی آتا ہے امیر نے موافق اسکے مرتبے کے لوگون کو واسطے استقبال
کے بھیجا زود رفت اندر بارگاہ کے آیا بالباس عیاری سے آراستہ کلاہ زرین پہنے ہوے صاحبقران کو بڑے
ادب سے سلام کیا کرسی ملی بیٹھا خواجہ بھی جلوہ فرما ہین مگر امیر نے دیکھا رنگ روے خواجہ متغیر سر جھکائے بیٹھے ہین ساقی نے
زود رفت کو جام دیا اسنے سلام کر کے پیا دست بستہ عرض کی اے والی قاف و دنیا آپ کی جرأت کے سب جگہ شہرے ہین اور
خواجہ کے ہاتھ سے مین نے جو جو رنج و ملال اُٹھائے اُس سے حضور خوب واقف ہین مین نے بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا
انکو عین کوتوالی چبوترے مین جاکر مارا اگر ہمارے قدرت کو خیال ہو تو ملک الموت کو نہ بھیج سکے وہ وار خالی گیا امیر
ہنس پڑے فرمایا اے زود رفت سب باتون مین تم عقیل و فہیم ہو بادشاہون کے ندیم ہو تمھاری راے پر سلطنت کیسی
خدائی کا انتظام ہے مگر آج تک تمنے مقدمۂ مذہب مین عقل نہ لڑائی یہ ابلیس ملعون ساحر نجس تم سب کو احمق بنا کر خدا
بن بیٹھا ہے تمھین نہین سوجھتا ہے اسکو ملک الموت پر کیا اختیار خود مجبور و ناچار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا وہ کسی کو کیا آگے
جلائیگا انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا زود رفت نے کہا حضور مقدمۂ خداوندی مین جاے دم زدن نہین جو مناسب
جانتے ہین وہ کرتے ہین مین صرف اسواسطے آیا ہون کہ یا تو آج میری قضا ہے یا مین نے خاتمہ کیا یعنی آج شب کو ضرور ضرور
آپکو گزند پہونچائیگا خواجہ کو آگاہ کرنے آیا ہون کہ بخوبی انتظام کر لین کل یہ دکھین مین آگاہ نہ تھا امیر نے فرمایا خواجہ جواب دو

عمرو نے کہا آقا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہے میں بیچارہ اُٹھو کیا جواب دوں اُنکا مرتبہ دیکھیے لاکھوں روپیہ سرکار خداوندی سے ملتے ہیں
میں اس حال میں ہوں مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ٭ امیر تو خاموش کہا بھئی تم جانو زود رفت نے کہا خواجہ ہیں ان
فقروں کو نہ مانونگا آج ضرور چرا لیجاؤنگا یا اگر قضا لیکر آئی ہے تو جان دونگا یہی لوگ ذکر کرینگے کہ زود رفت نے کمکر عیاری کی
اُس شخص سے کہ جو شہنشاہ عیاران کہلاتا تھا جو کہا تھا وہی کیا خواہ آج خواہ کل آپکو چرا لیجاؤنگا جب اسنے ایسے الفاظ سخت
کہے جب تو خواجہ کی زبردستی آنکھیں جوش وخروش میں آئیں کہا او زود رفت کیا بکتا ہے مجھ ایسے میرے شاگرد ہیں ابھی
تھوڑا زمانہ گذرا کہ ہوش ربا میں وہ قیامتیں مچیں کہ ہونٹھ ہلانا مشکل تھا افراسیاب ایسا ساحر اُسکے وزراء اُمرا سب میری
جان کے دشمن رہبر رہزن مگر خدا نے مجھکو بچایا طلسم فتح ہوا زود رفت نے کہا خیر یہ عیاری بھی یاد رہیگی میں اب رخصت ہوتا
ہوں یہی کہنے آیا تھا عمرو نے کہا میں نے سن لیا زود رفت سلام کر کے چلا گیا بعد جانے زود رفت کے امیر نے خواجہ
سے فرمایا جو انتظام منظور ہو وہ کرو سب شاگرد تمھارے موجود ہیں ابوالفتح نے عرض کی کیا مجال ہے کہ لشکر کے قریب آسکے
عمرو نے کہا اے شہریار اگر یہ لوگ دخل دینگے میں مجبور ہو جاؤنگا کوئی میرے مقدمے میں دخل نہ دے امیر نے فرمایا بھئی
ابوالفتح وغیرہ دیکھو خواجہ کیا فرماتے ہیں سب نے عرض کی یہ مالک ہیں ایسا نہو عزت عیاری کی جائے عمرو نے کہا آپکی بلا سے
ابوالفتح وغیرہ منھ بنا کر بارگاہ سے نکل گئے خواجہ خدمت میں صاحبقران کی حاضر ہیں بہرام کو حکم دیا پہرے والے خوابگاہ
آقا سے دور رہیں میں سمجھ لونگا دس سوار بوڑھے بوڑھے جنکی نوکریاں معاف رہتی ہیں انکو جا بجا مقرر کیا وہ بیچارے نحیف
وضعیف جنگی گھوڑوں پر بیٹھنا بھی ناگوار ہے گھوڑوں سے اُتر کر زیر نخل زین پوش بچھائے تیغ سے سر لگا کر سو گئے طلائے پر بھی
لوگ کم انتظام روشنی برہم صاحبقران کو عمرو نے خاصہ کھلوایا اپنے سامنے چھپر کھٹ پہ پہونچا کر باہر نکلے مگر نستر زود رفت
سو شاگردوں کو ساتھ لیکر صحرا میں آیا ہر ایک سے کہتا ہے یارو آج بڑی سختی ہے میں نے عمرو سے کیوں کہا وہ دربارگاہ میں
بیٹھا ہوگا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں جاتا ہوں مگر خیال رکھنا اگر بند ہوا جانا بڑی جنگ ہوگی سب شاگرد اُسکے معروف
ہو گئے یہ بشکل فقیر لشکر میں آیا دیکھا روشنی بھی جا بجا کم ہے اور آگے بڑھا دیکھا سوار بوڑھے بوڑھے درختوں کے
نیچے بیٹھے ہوئے سو رہے ہیں اب زود رفت زیادہ حیران ہوا سوچا کہ عمرو دربارگاہ پر ضرور ہوگا پھرتا ہوا بھیک مانگتا
ہوا سامنے بارگاہ کے پہونچا دیکھا دربارگاہ پر بھی سناٹا ہے دو چار خادم اونگھ رہے ہیں زود رفت پشت بارگاہ پر
آیا حیران ہے کہ عمرو کہیں نہیں معلوم ہوتا پلنگ کے برابر بیٹھا ہوگا سراچہ چاک کیا سر ڈال کر دیکھا حضور بھی چھپر پر نہیں
صاحبقران سو رہے ہیں نفیر خواب ملبند ہے ڈرتا ہوا شمشیر برہنہ ہلاتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ہر طرف دیکھتا ہے جدھر کچھ گمان ہوتا
ہے وہاں پر تیغہ مار دیتا ہے بشکل بیتر ابدلتا ہوا قریب پلنگ پہونچا سمجھا تھا کہ شاید عمرو زیر پلنگ ہوگا جھک کر دیکھا وہ مقام
بھی خالی پایا اب سوچا کہ عمرو کے دل میں یہ ہوگا کہ جب میں پشتارہ لیکر نکلونگا تب وہ روکیگا اُسوقت میرا کیا کر سکیگا کاندھے
سے دو شالہ مینا یا بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی مگر جھجک رہا ہے جب صاحبقران بیہوش ہو چکے تو اسنے پشتارہ باندھا
پشت پر لگایا تیغہ کھینچے ہوئے پشت بارگاہ سے نکلا دبتا ہوا کبھی چھپ گیا کبھی ٹھہرا اگر سایہ بھی دیکھا تیغہ مار دیا مگر کہیں عمرو کا نشان
نہیں پاتا اسی طرح دیکھتا بھالتا لشکر سے نکلا چہار جانب نگران مثل آئینہ حیران کہ اے زود رفت یہ کیا معرکہ ہے کہیں عمرو
نے مجھکو نہ روکا بلکہ سنا لشکر میں کچھ گڑ بڑ ہے کچھ عیار کچھ پیدل سوار ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا بڑا غضب
کیا کوئی ایسی غفلت کرتا ہے یہ سب باتیں سنتا ہوا صحرا میں آیا شاگرد دیکھکر دوڑے کہے اُستاد کیا ہوا زود رفت نے
کہا بھائیو وہ سختی تھی کہ جان پر بن گئی پانچ سو عیاروں سے لڑا ہر مقام پر معرکہ ہوا ہے ہر جگہ پر بصورت ہائے مختلف پہونچا
مختصر یہ کہ حمزہ کو بیہوش کیا جس طرح لڑتا بھڑتا گیا اُسی طرح پشتارہ لیکر آیا کئی تلواریں توڑیں سپریں کٹیں مگر حمزہ کو لایا سب

شاگرد خوش ہو گئے ہنستا ہوا مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا لشکر میں آیا جسنے پوچھا کہ مہتر صاحب کیا گذری یہی جواب دیا کہ میں اکیلا پانچ چھ ہزار سے لڑا مگر جو کیا تھا وہ کیا وہ بھی سب عیار طرار خنجر گذار شاگردان عمرو نامدار ایسی ایسی کوشش کر رہے تھے کہ آپ لوگ ہوتے تو دیکھتے میں نے کسی مقام پر کمی نہیں کی اپنی جان بچانا پھر بستار ولیکر نکلنا اک سخت مصیبت تھی عمرو نے بچہ مارا تھا ٹانگ اُسکی لنگڑی ہو گئی ہے کیا عجب ہے کہ بد ہی کی ہو اب تو دو چار دن اٹھ نہ سکیگا لوگ کہتے ہیں اُستاد کیا کہنا آپ بعدیل و بنظیر ہیں عمرو کی کیا حقیقت ہے کہ آپ سے مقابلہ کر سکے یہ باتیں کرتا ہوا بارگاہ میں آیا ابلیس تخت پر بیٹھا ہے یک طرف مینا لگا ہے ایک جانب وزیر اعظم ایک جانب حملہ سردار و شیران سلطنت وزیران اُنیت پایہ بپایہ بیٹھے ہیں جیسے زود رفت کو دیکھا سب نے پکار کر آواز دی کیوں مہتر صاحب شیر یار دوباہ زود رفت نے کہا ہم خداوند کے شغل میں ہمیشہ شیر بنتے ہیں میری حقیقت کیا مگر قدرت نے مرتبہ دیا ہے جو مرضی اُنکی بیرون بارگاہ سے خادم و خدمتگار پیدل و سوار دوڑ دوڑ کر اندر آ گئے سب کہہ رہے ہیں مہتر صاحب کیا کام کیا آج کی عیاری میں بڑا نام کیا زود رفت تو اپنے آپ سے باہر ہے ایک ایک کو ہنس ہنس کے جواب دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اب تک میں نے مسلمانوں کے قتل کا ارادہ اچھی طرح نہ کیا تھا آج جوہر عیاری کا کھلا سارا بان زمانہ دو تانگ لیے پھڑک رہا ہوگا کل اُسکو بھی پکڑ لاؤنگا ابلیس نے کہا انہیں تو ہوشیار کرو دربار سمجھو اگر کہو تو میں قتل کرو زود رفت نے کہا حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ہے دام تزویر میں گرفتار کر کے لایا ہوں آہنی صندوق میں بند چاہیے کمندوں کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالیگا ابھی قیامت برپا ہو گی کیا اس شیر کو کوئی روک سکیگا ساحروں کو جان بچانا مشکل ہو گی آہنگروں کو بلائیے قید آہن پہنائیے تب اس شخص کو ہوشیار کیجیے حکم ہوا آہنگروں کو لاؤ آہنگروں نے قید آہن پہنائی خوب مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی حیران حیران چار جانب دیکھنے لگے ابوالفتح وغیرہ بھی بصورت مبدل آئے ہیں جا بجا کھڑے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ نے آج آبرو عیاری کی کھو دی دیکھو زود رفت کیسا اکڑا ہے مگر امیر آنکھ کھول کر سب طرف دیکھنے لگے صاحب سلامت نہ کی عیاران اسلام نے کہا دیکھو صاحبو خوف جان کیا بری چیز ہے کہ صاحب سلامت بھی نہ کی چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں مگر زود رفت نے پکار کر آواز دی کیوں او حمزہ قدرت خدا و خدا ابلیس کو دیکھا تقدیر تدبیر موافق پڑی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا پھر سر جھکا لیا سب حیران کہ آج امیر کو کیا ہوا ہوش و حواس درست نہیں کلام کا جواب بھی نہیں کچھ غین غین کر رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی ہے جیسے کوئی گونگا بہرا ہوتا ہے جب کلام زود رفت کا امیر نے سنا کچھ جواب نہ دیا زود رفت نے ایک قبضہ مارا سر سے خون جو جاری ہوا اب تو بیقراری اور بڑھی ابوالفتح وغیرہ آپس میں اشارے کر رہے ہیں کہ یارو یہ کیا سحر ہے صاحبقران کی غیرت و لیاقت کیا ہوئی جان کا یہ خوف جہاں شاگردان زود رفت کھڑے تھے انہیں سے ایک شاگرد بڑھا کہا مہتر صاحب آپ یہ کیا کرتے ہیں دیکھیے دوستوں کی آڑ پکڑے ہوئے ساربان زادہ کھڑا ہے کہہ رہا ہے میرے آقا کو ذلیل کیا میں مہتر صاحب سے بہت بری طرح پیش آؤنگا حلقہ ہائے کمند بازوؤں سے کھول رہا ہے جیسے ہی زود رفت یہ کہکر پلٹا کہ ارے کہاں کھڑا ہے میں تو اُسکی تاک میں ہوں عیار نے کہا وہ سبز کپڑے پہنے کھڑا ہے اب عیاری کیا چاہتا ہے زود رفت اُس طرف پلٹا جیسے ہی منہ پھیرا ایک دھول سر پر زود رفت کے لگائی کلاہ لے لی اور نعرہ کیا ادھیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری ہزبر دشت طراری اژدر صحرائے مکاری تیری کیا مجال تھی کہ جو تو حمزہ کو لاتا اب حرکات سے بھی نہ پہنچانا یہ تیرا باپ تیرے لشکر کا سپہ سالار گونگا بہرا ہے لنگر برابر ایک جادوگر کھڑا تھا ایک خنجر اُسکو مار دیا وہ لڑکھڑا کے گر پڑا دستور ہے کہ ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہے اُسی اندھیرے میں خواجہ تو بھاگے کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی لی کوئی پیچھا ارے کسی نے میری جیب سے روپے نکال لیے کسی نے کہا میرا ازار بند کٹا زود رفت تو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے گرتے

آواز دی یار و لینا خواجہ ساحر کو مار کے باہر نکل گئے اب کون پاتا ہے عیاران لشکر اسلام ابو الفتح وغیرہ جو کھڑے تھے نہال ہو گئے
ابلیس بن گئے ہین یار و عیاری اسکا نام ہے ہمارے اُستاد سے کون سامنا کر سکتا ہے پیر فلک کو اُنکی عیاری پہ سکتا ہے ابلیس نے
یہ سب سحر کر دیکھا اب جو زرد ورفت اُٹھا جسکو صاحبقران سمجھے تھے اب جو منھ دکھلایا کمیدان روتا ہوا دوڑا کہ حضور یہ میرا
بھائی گونگا بہرا ہے کل سے غائب تھا مین سنے رات سے کھانا نہین کھایا ابلیس نے کہا کیون رے زرد ورفت اسی منھ پر دعوی
عیاری دیکھا تو نے عمرو کیا کر گیا اور ایک ساحر زبردست بھی مارا گیا سر دربار مجھے دھول لگائی امیر بھی شرم نہ آئی اب
قدرت خود تکلیف کریجیے کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مین خود تدبیر کر کے جو اسماے خداے نادیدہ حمزہ کو یاد ہین جسکی وجہ
سے سحر نہین تاثیر کرتا ہے وہ بند کر دونگا جبتک وہ اسم نہ بند ہونگے کوئی سحر کارگر نہوگا زرد ورفت نے کہا یا خداوند مین ابھی
جان دونگا مگر ساربان زادے کو مار دونگا اس ساربان زادے نے مجھکو بہت ذلیل کیا ہے مین کیا تامل کرونگا کوئی فن اُٹھا رکھونگا
مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا سرمست و بدمست دو سپہ سالار ہین وہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا
یا خداوند آپ تکلیف نہ فرمائین طبل جنگی بجوائین دیکھیے ہم سرمیدان کیا کرتے ہین اُسی وقت اسم اعظم بند کرین اور فوراً
حمزہ کو گرفتار کر لائین دیکھین تو ساربان زادہ کیا کرتا ہے ہرچند زرد ورفت نے کہا کہ اے سرمست و بدمست
ابھی مجھکو دعوی عیاری باقی ہے افسرون نے کہا مستر صاحب قلعہ سواد نگار برباد کرایا مینا نگار کو بھگوایا تمھاری عیاریان کیا
عمرو نے تمھارا کیا حال کیا ہر مقام پر دھوکا دیا کوئی عیاری بھی تمھاری چلی اب ہمارا تماشا دیکھو ہماری حفاظت کرنا کہ عمرو ہم تک
نہ آنے پائے اگر تمنے یہ انتظام کر لیا کہ عمرو کو ہم تک نہ آنے دیا ایسی بڑی بات ہے ہمنے چالیس دن مشقت کر کے سحر تیار کیا
جس سے اسم اعظم حمزہ بند کرینگے ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہے یا خداوند آپ طبل جنگی بجوائیے دیکھیے تو ہم کیا تماشا
دکھاتے ہین اس صحرا مین آتشبازی چھوٹیگی کل لشکر مسلمانان جلکر خاک تمام ہوگا یہ کہکے دونون اُٹھے تین لاکھ فوج کے افسر
ہین اپنی فوج کو فوج خداوندی سے الگ کیا آگے بڑھکر اُترے بارگاہ مین داخل ہوے یہان خواجہ عمرو جو لشکر مین آکے پہونچے
لشکر مین تلاطم برپا تھا کہ صاحبقران چوری گئے بہرام لشکر کو لیکر چلا تھا کہ جا کر اپنی جان دین باپ آقا کو چھڑائین خبردار و ت
آکر خبر دی خواجہ نے یہ کارنمایان کیا سر دربار مستر زرد ورفت خوب ذلیل ہوا جسکو صاحبقران سمجھ کے لیگیا تھا وہ اُسی
لشکر کا رسالدار تھا کہ بنگاسہرا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آکے پہونچے صاحبقران کو بارگاہ مین چھپا دیا تھا ہوشیار کر کے نکالا سب
حال امیر نے بھی سنا بہت خوش ہوے عمرو کو بھاری خلعت ملا بارگاہ مین آکے بیٹھے دورا سردارون کا بندھا شام قریب ہے
کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی
ہے کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاء و ثناے بادشاہی بجالائے شعر عمرت دراز باد کہ از یمن فضل تو ما از تو بہر
خوریم تو از عمر بخوری شہرپناہ عالم کی عمر دراز دو سردار سرمست و بدمست لشکر ابلیس سے علحدہ ہوے دعوی انکو
یہ ہے کہ ہم اسم اعظم بند کرینگے مسلمانون کو درد مند کرینگے اُنھون نے طبل جنگی بجوایا ہے کل انکا ارادہ ہے کہ نکل کر سحر کرین امیر نے
فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے مگر خواجہ تمنے سنا یہ دونون ملعون مکار روغدار اسم اعظم بند کرنے پر آمادہ
ہوے ہین کچھ فکر کی ہو گی عمرو نے کہا انشاء اللہ مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ چلے لشکر مین سرمست و بدمست
کے آئے صورت بدلے ہوے ایک مفلوک غریب ساحر کی شکل بنے ہوے کھڑے دیکھا کہ بارگاہ سرمست و بدمست
استادہ ہے مستر زرد ورفت ہزار بیک کے ہمراہ قریب بارگاہ سرمست و بدمست انتظام کرتا پھرتا ہے زرد ورفت کہتا
ہے خبردار کوئی غیر یہان نہ آنے پائے سرمست و بدمست بو محافظ مین داخل ہین واسطے بند کرنے اسم اعظم کے انتظام
مین مصروف ہین یہ کہہ رہے ہین کہ کل خاتمہ لشکر مسلمانان ہے ایک مسلمان سامنے معلوم نہوگا یہ دونون سردار قہر خداوندی کہلاتے

جب دریائے قہر خداوندی نے جوش مارا کون روک سکتا ہی خواجہ کھڑے دیکھا کیے اور ساحر بھی تیاریان کر رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کل لشکر مسلمانان کو لوٹ لینگے عمرو بڑھتے بڑھتے پشت خیمہ پر آیا دیکھا اندر سے شعلے آگ کے نکل رہے ہین نخل اُس
مقام کے مثل شمع جل رہے ہین خدمتگار اسباب سمیٹکر اندر جاتے ہین اور باہر آتے ہین کچھ بنگالی جمع ہین ڈھیر ویسے حاضر ہین ایک
طرف چند صیاد بہنگیون مین جانور بھرے ہوئے کچھ زاغ و زغن لیے ہوئے موجود ہین عمرو نے بتعجیل کنارے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک صیاد کی شکل بنکر دو جانور ہاتھ مین خدمتگارون سے کہا شاہنشاہ سے عرض کرو جو جانور حضور نے منگائے تھے
وہ حاضر ہین خدمتگار نے جاکر اندر عرض کی بدمست بارگاہ مین ہی سرمست بیٹھا ہوا پتلا بنا رہا ہی جیسے ہی خدمتگار نے عرض
کی بدمست نے کہا بلا لو خواجہ خدمتگار سے باتین کرتے ہوئے اندر چلے تھے کہ سامنے سے زود رفت انتظام کرتا ہوا آتا ہی
اُسنے جو دور سے دیکھا خدمتگار صیاد کو لیکر اندر جاتا ہی پکار کے آواز دی او خدمتگار ذرا ٹھہر جا بے ہمارے دیکھے کوئی
اندر نہ جانے پائے ہمین جواب دینا پڑیگا خداوند کا بھی یہی حکم ہی کہ خبردار بوجہ احسن انتظام ہو ایسا نہو عمرو کسی کی شکل بنکر چلا آوے
عمرو نے کہا مہتر صاحب بھلا میان ساربان زادہ کہان ہم لوگ جانور لیے عرصے سے حاضر ہین رات ہو گئی طائر لیے جائین ہمکو
بھی لے اپنے گھر جائین زود رفت جبتک قریب آیا جیسے ہی عمرو سے نگاہ ملی اسنے پہچانا مگر چپ ہوا دل مین کہتا ہی کیا کلیجہ ہی
یہی پہونچا یہ تو اس فکر مین ہوا کہ ذرا عمرو غافل ہو مین پکڑ لون خواجہ نے جو اسکے تیور دیکھے پہچان گئے کہ اسنے مجھکو پہچانا کہا
مہتر صاحب ہم اندر جاکے کیا کرینگے آپ ان طائرون کو لیجائیے ہماری قیمت دلوا دیجیے ہم چلے جائین زود رفت سوچا
اسکو اندر لیجاؤن سرمست سے کہکر گرفتار کرا دون کہا آؤ میرے ساتھ چلو مین قیمت دلوا دون زود رفت چاہتا ہی کہ
صیاد آگے بڑھے تو مین حلقے کمند کے مار دون اسے پکڑ لون صیاد نقلی نے کہا گستاخی میری مجال ہی کہ مین آگے بڑھون یہ جانور
آپہی لیجائیے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا جانور چھوٹ گئے کہا یہ کیسے غضب ہوا دن بھر کی مشقت ہماری خاک مین ملی آج ننھے ننھے
بچے فاقے کرینگے بھوکے پیاسے مرینگے زود رفت نے پلٹکر دیکھا کہا ارے دوڑ کر پکڑ لے پرون مین اُنکے طاقت نہین ہی
عمرو نے ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھیے وہ شاخ نخل پر جاکے بیٹھے دیکھیے گرا چاہتے ہین دو جانور اور آئے زود رفت نے منہ پھیرا
ایک دھول سر پر زود رفت کے دی کلاہ بھی لی جست کرکے بھاگے زود رفت نے کہا یہ عمرو عیار ہی اسکو پکڑلو شاگرد بھی
دوڑے عمرو جو بھاگا ایک کنوین پر آکے ٹھہرا سرہنگ نامے شاگرد زود رفت کا ڈھونڈھتا ہوا ادھر آیا اُسنے دیکھا
ایک شخص کنوین پر بیٹھا ہی اُسنے قریب آکر پوچھا ادھر کوئی شخص دبلا پتلا بھاگا ہوا گیا ہی عمرو نے کہا ہان حضور دیکھیے وہ سامنے
جھنڈی مین بیٹھا ہی سرہنگ نے کہا کس مقام پر عمرو کو دیکھا کہا دیکھو بھائی وہ چھپا ہوا بیٹھا ہی لسکہ بین رہا ہی سرہنگ
جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے سرہنگ گرا عمرو نے کپڑے اتارے نہ اُتارے رنگ روغن عیاری کا نکالا اسکو اپنی شکل
بنایا آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ پشت پر لگا کر چلے میان سرمست نے جو بلوہ سنا باہر نکل آیا کہا کیون مہتر زود رفت مین نے سنا
کہ عمرو آیا ایک شاگرد بول اٹھا حضور استاد کو دھول مار کر نکل گیا سرمست نے ٹھوک دیا کہا واہ مہتر صاحب خوب حفاظت
کروگے خود ہی چپت کھایا اگر عمرو کسی سے چھپتا ہی یہ ذکر تھا کہ بلوہ ہوا سرہنگ عمرو کو گرفتار کر لایا سنتے ہین خوب لڑا سرمست
نے کہا لاؤ مین اسکو قتل کرون اسکی شکل بنکر جاؤن حمزہ کا اسم اعظم بند کرون عمرو کی صورت پر جلد دھوکا کھائیگا دیکھا سرہنگ
نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ باندھے ہوئے اکڑتا ہوا آتا ہی پشتارہ سامنے سرمست کے ڈالدیا کہا حضور بڑی تلوار چلی جنگل مین جاکر
پکڑا یہ کیا کسی سے ڈرتا ہی مین ایسا ہی عیار تھا جو اس ظالم پر غالب آیا چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن مین تعلیم کردہ اُستاد ہون
سب فنون مین طاق شہرۂ آفاق اسکو جلد قتل کیجیے ایسا نہو اسکے شاگرد آ جائین یا کسی طرح اسکو چھڑا لیجائین زود رفت
تو جھلایا ہوا تھا ایک لات ماری سرمست نے کہا ہوشیار کو گرو کر اسکو مار کا صدمہ پہونچے سرہنگ نے کہا حضور مین ڈرتا ہون

ایسا نہو یہ کہے کہ مین سرہنگ ہون آپ مجھے پہچان لیجیے ایسا نہو دھوکا کھائیے زود رفت نے کہا کیا بکتا ہی میرے سامنے
کوئی کیا بکیگا مین ہان ہونگا سرمست نے کہا مین ابھی قتل کرونگا سرہنگ نقلی نے بڑھکر عمرو نقلی کو ہوشیار کیا اب جو سرہنگ
کی آنکھ کھلی دیکھا اُستاد جوتا لیے کھڑے ہین سرمست کہتا ہی جلد قتل کرو سرہنگ چاہتا ہی بولون گلے مین گیند عیاری کا ٹھسا ہی
بول نہین سکتا غین غین کرنے لگا زود رفت نے ایک لات ماری کہا او ساربان زادے تونے بڑے بڑے رنج دیے اب کہان
جائیگا سرمست نے کہا ہان تلوار کا مار دے فراغت ہو مین اسکی شکل پر عیاری کرونگا اسم اعظم بند کرلاؤنگا زود رفت تو جلا بھنا
ہوا تھا ایک خنجر مارا سر سرہنگ کا اُڑ گیا زود رفت بہت خوش ہوا سرمست نے کہا لاش اسکی پھینک دو سرہنگ نقلی
قدمون پہ سرمست کے گر پڑا کہا حضور آج تو انعام ملے غلام نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا اب کوئی لشکر حمزہ مین ایسا نہین ہی
کہ حمزہ کو بچائے سرمست نے کہا ایسا خوش کرونگا کہ تم بہت راضی ہوگے سرہنگ نقلی نے کہا مین خود حضور کو راضی کرونگا اسی
واسطے تو یہ تدبیر کی ہی سرمست ہاتھ پکڑے ہوے سرہنگ نقلی کا اندر بارگاہ کے لایا کہا او سرہنگ یہان ٹھہرو مین عمرو
کی شکل بنکر جاتا ہون ابھی اسم اعظم حمزہ بند کرکے لاتا ہون سرہنگ نقلی نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین مین حمزہ کو گرفتار کرلاؤن
استاد تو کچھ ڈھیلے ہین مین نہ جاتا تو عمرو کیونکر قتل ہوتا مین ابھی حمزہ کو لاتا ہون سرمست نے کہا تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
عمرو سے لٹے جنگل مین سر کے پڑے مین قدرت سے کہکر تمہارا مرتبہ عالی کراؤنگا بہت کچھ انعام دلواؤنگا سرہنگ نے جیب
سے خاصدان نکالا اُسمین سے گلوری نکالی کہا غلام آج خوش ہو لوگر دن کے ہاتھ سے ایک گلوری کھائیے سرمست نے
گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر کہا ارے اس پان مین کیا تھا مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی قلب متزلزل
ہوش و حواس مین اختلال عمرو نے کہا حضور مین بھول گیا اس گلوری مین دو ماشے سنکھیا پڑی تھی دشمن کے لیے رکھی تھی بھولکر
یہان آپکو دیدیا سرمست گھبرا کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے عمرم کہ کلہ از
سر قیصر ببرم ٭ رنگ ز رخ کجنگ بداختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ جیسے ہی عمرو نے
نعرہ کیا اور چاہا خنجر مارون زمین شق ہوئی نعرہ ہوا منم بدمست جادو او ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے چاہا جست
کرکے نکلون بدمست نے ایک دو منتر زمین پر مارا کر پانون عمرو کے زمین نے تھام لیے ہلنا دشوار ہوا عمرو پکڑا گیا اب بدمست
نے سرمست کو ہوشیار کیا عمرو تو تحسین کرنے لگا کہ آپ اس پنج مین قدر دانی فرمائیے مین نے کیسی عیاری کی قضا سیان
سرمست کی تمہی بچ گئے اور طور سے مارے جاتے آج رات کو نہ بچتے زود رفت نے سنا کہ وہ سرہنگ نہین ہی عمرو تھا
بدمست نے پکڑ لیا جھلایا ہوا اندر آیا دیکھا خواجہ بیٹھے باتین کر رہے ہین سرمست و بدمست آپس مین صلاح مین
مصروف زود رفت نے کہا او ساربان زادے تو نے غضب کیا میرے شاگرد رشید کو قتل کرایا عمرو نے کہا دور بھی ہو
کیا بیہودہ بکتا ہی شاگرد کیسا مین کیا تجھکو قتل نہ کرونگا زود رفت نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ قضا کا تھا عمرو دم
کانپا آنکھین اُلٹ گئین ناک کا بانسا بیٹھا کان کی لوین بھر گئین دو ہچکیان لین دم نکل گیا اب تو زود رفت گھبرایا سرمست
و بدمست سے کہا مین ایسا نہ سمجھا تھا موت سر پر کھڑی تھی چھوا اور مرا ایک طمانچہ مین یہ کیفیت ہوئی ایسا نہو خداوند
فرمائین عمرو کو میرے سامنے کیون نہ لائے اُسوقت مشکل ہوگی سرمست و بدمست نے کہا پاپوش سے مر گیا ٹانگ پکڑ کے
پھینک دو جنگل مین سیار بھیڑیے لاشہ کھا جائینگے مجبور زود رفت ٹانگ پکڑ کے عمرو کو کھینچتا ہوا بیرون لشکر لایا ایک جنگل
کے سامنے مین لاش کو ڈالدیا اب پلٹا مگر لرزان ترسان یہان جب سرمست کو معلوم ہوا کہ عمرو مرا لاشہ پھینک دیا گیا سحر
سے اپنی صورت بشکل عمرو بنائی بدمست سے کہا تم یہین رہو مین لشکر حمزہ مین جاتا ہون اسم اعظم بند کرکے لاتا ہون
کہکر پرید از پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا کنارے پر لشکر صاحبقران کے آکر اترا جسنے عمرو کو آتے ہوے دیکھا اُستاد اُستاد کہکر

سلام کیا یہان جب زود رفت لاشۂ عمرو کو ڈال کر چلا گیا خواجہ جھاڑ پونچھکر اُٹھے خبر سنی کہ سرمست جادو بھاری شکل لشکر مین آقا کے گیا عقب سے آپ بھی چلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے بصورت بدمست چھپتے ہوے جاتے ہین گر سرمست جب لشکر مین آیا پوچھا صاحبقران کہان ہین خدمتگارون نے کہا ابھی دربار برخاست ہوا طرف خوابگاہ کے تشریف لیگئے ہین سرمست اُدھر ہی چلا صاحبقران آکر بیٹھے ہین کہ مقبل نے بڑھکر عرض کی خواجہ عمرو آتے ہین صاحبقران کو خبر ملی تھی کہ عمرو کو زود رفت نے مارا جوش محبت مین نکل آئے پکار کر آواز دی شعر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم ؛ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ؛ کہو خواجہ کہان سے آتے ہو سرمست نے کہا ای شہریار مجھے منظور ہوا کہ جا کر آقا کی خبر لون مین نے سنا ہی کہ سرمست جادو آپکا اسم اعظم بند کرلیگیا ذرا پڑھیے تو امیر پڑھنے لگے سرمست نے مٹھی سے ایک طائر چھوڑ دیا کچھ اسم سحر بھی پڑھا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی تھرا کے گرے سرمست نے چاہا اُٹھا لون حمزہ کو لیتا جاؤن مگر مقبل دوڑ پڑا سرمست سحر کرتا ہوا پیچھے ہٹا سوچا کہ حمزہ مثل مردے کے ہو اسکو گرفتار کیا کر دیگا آپ تڑپ تڑپ کے مر جائیگا دل سے یہ کہتا ہوا بھاگا جس غول مین پہونچا چند دانے ماش کے مار دیے وہ لوگ گرے یہ [illegible] پامال کرتا ہوا جاتا ہی دو چار سو آدمی اسکے تعاقب مین کچھ جا بجا بیہوش پڑے ہین لشکر مین غل ہوا کہ اسم اعظم صاحبقران لیے جاتا ہی اگر خدانخواستہ اپنے مقام پر پہونچ گیا کون روکیگا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیگا لاشون سے میدان بھر دیگا اب اسکے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہی خواجہ عمرو بشکل بدمست بیرون لشکر تھے کہ غل سنا سرمست نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا دور سے دیکھا سرمست جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا آتا ہی عمرو کنارے ہوا جب سرمست کنارے سے لشکر کے نکل گیا سب نے دیکھا کہ سرمست سحر کرتا ہوا نکل گیا سب روتے پیٹتے پلٹ گئے بدمست نقلی نے آواز دی بھائی صاحب ٹھہریے میرے دل کو آرام کہان اوراق سامری دیکھ رہا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپنے جا کر اسم اعظم بند کیا میرے دل کو کب تاب تھی دوڑا آپکو بخیر و عافیت پایا سرمست نے کہا ای بھائی مین نے گھسکر اسم اعظم حمزہ بند کیا ہزارون ملازمان حمزہ میرے تعاقب مین تھے مگر مین سب سے بچا جب سحر کیا دو چار سو بیہوش ہوے اسطرح نکل آیا ہون سُن لو اب بھی غل ہو رہا ہی مسلمانون مین بڑا ایکا ہی جان دینا کھیل سمجھتے ہین بدمست نقلی سرمست سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور آکر بیٹھے بیٹھے کہا بھائی ٹھہر جاؤ سرمست نے پوچھا کیا ہی کہا بھائی جھاڑی مین اژدہا بیٹھا ہی آگے جاتے تو ڈس لیتا اسکا منھ تو کیل دو مجھے اسوقت منتر یاد نہین سرمست نے بڑھکر جھولی سے دانے ماش کے نکالے چاہا پھینکون بدمست نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے سرمست اُسے کھینچکر بیٹھا عمرو نے حباب بیہوشی مارا سرمست گر کر بیہوش ہوا عمرو نے خنجر نکالا کپڑے پہلے اُتار لیے [illegible] کے سر کاٹ ڈالا شیشہ توڑ ڈالا یہان امیر کو ہوش آیا فرمایا ہمارے یار وفادار نے شاید اُسے مارا جب تو مجھے ہوش آیا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا یہ ذکر ہو رہا ہی تصدقات اُتر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ غضب ہوا تھا کسطرح ملعون آیا اپنا کام کر کے چلا گیا یہ ذکر تھا کہ مہر سپہر عیاری آ کر پہونچے امیر نے فرمایا خواجہ خیر و عافیت بیان کرو عمرو نے کہا آپکے اقبال سے سب خیر و عافیت ہی جو اسم اعظم بند کرکے لیگیا تھا اُسکو مین نے مارا مین مردہ بنکے پیچھے گیا کنارے لشکر کے اسکو مارا کل کیفیت بالتفصیل بیان کی صاحبقران نے بھاری خلعت عمرو کو دیا یہان بدمست جادو صحبت ابلیس مین بیٹھا کہہ رہا ہی کہ بڑے بھائی صاحب واسطے بند کرنے اسم اعظم کے گئے ہین عمرو تو یا خداوند مر گیا لاشہ جنگل مین پڑا ہی اب اسم اعظم بھی آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حمزہ کے لشکر مین تذکرے گذر رہی ہین عمرو کو بڑا بھاری خلعت ملا بدمست نے کہا ہوش مین آؤ عمرو کا نام نہ لو عمرو کا لاشہ جنگل مین پڑا ہی ہرکارون نے کہا ای سپہ سالار قدرت ہم ابھی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین پوری خبر تو سنیے سرمست پہونچا اسم اعظم حمزہ کا بند کیا مگر بشکل عمرو دیا تھا

امیر گرے سرمست لڑتا ہوا نکلا ہزارون آدمی لشکر اسلام کے اُسکے نیچے تھے مگر کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بیرون لشکر عمرو
بصورت حضور موجود تھا دم دیکر بارا بدمست گھبرا گیا کہا ابھی جاؤنگا سر امیر و عمرو لاؤنگا میرا شخص مارا گیا میرا توبازو
ٹوٹا یا خداوند اسکی لاش تو اُٹھائیے کیا دو دن لکڑیان بھی اسکو میسر ہونگی ارتھی نہ بنیگی لاش اُسکی جاکر خوب دھوم سے اُٹھوا
ابلیس نے ساحرون کو حکم دیا کہ لاشہ سرمست اُٹھا کر لاؤ بدمست اُٹھکر چلا سب نے سب روکا اسنے کہا مین نہ مانونگا
خون کا بدلہ لونگا ایک کے بدلے کل لشکر قتل ہو تب مزا ہے یا میری موت لیے جاتی ہے زود رفت بھی آگیا اسنے بھی کہا
اے بدمست اسقدر غصہ نہ کرو دیکھیے اتنی دیر مین کیا کیا فتور ہوے میرا شاگرد رشید بحسرت مارا گیا مین نے صبر کیا وقت پر دیکھ
بدمست نے کہا مین تو ابھی جاتا ہون سرمست اکیلے نہ دفن ہونگے زود رفت نے گھبرا کے کہا اس جلدی مین ڈرتا ہون
تمھارا اُسکا ساتھ نہو جائے اسنے کہا جو ہو گا وہ ظاہر ہو جائیگا سرمست کا لاشہ لیکر ساحر آئے مگر بالکل برہنہ جسنے دیکھا
کانپ گیا کہا یار و عمرو بلائے روزگار ہے کس حسرت سے اُسکو مارا بدمست گولہ ہاتھ مین لیکر چلا کنارے پر لشکر اسلام کے
آیا گولہ اُٹھا کر آسمان پر مارا گر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا رہا ہے کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے چار گولے اسنے چار طرف مارے ایک ابر سیاہ گھر
آسمان پر آیا لوہند یان پڑنے لگین ہوا سرد چلی لشکر اسلام مین کوئی سوتا ہے کوئی جاگتا ہے ابر دیکھکر خیمے درست کرنے لگے ایک
ہنگامہ عظیم برپا ہوا صاحبقران بیٹھے تھے ارادہ ہوا کہ جاکر آرام کرون کہ لشکر مین غل ہوا گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا مینہ برس رہا
تھوڑی ہی دیر مین آب آسمانی کی طغیانی لوگ ڈوبنے لگے عمرو نے کہا یا امیر خدا جھوٹ نہ بلوائے بدمست نے آکر سحر کیا مین تو جاکر
اُسکی خدمت کرون مگر آپ پانی پڑھکر چھینکیے کہ یہ آفت رُکے مین جاکر خبر لیتا ہون خدا چاہتا ہے تو اُسکا بھی سر لاتا ہون بھائی کو
بھائی سے ملانا بڑا ہے یہ کہکر عمرو بھاگا امیر نے ایک قرابہ پانی کا منگایا اُسپر اسم اعظم دم کیا اور خود بھی اسم اعظم با آواز بلند پڑھنا شروع کیا
پانی مین کمی ہوتی جاتی ہے ابر کانپنے لگا بجلیان جو لوٹ لوٹ کر گرتی تھین وہ بھی موقوف ہوئین جب شیشے پر اسم اعظم دم کیا مقبل
نے وہ شیشہ ہاتھ مین لیکر گرد لشکر پانی پھینکا جہان اس پانی کا قطرہ گرا وہ پانی غائب ہونے لگا سپاہی جو ڈوب رہے تھے اُنکو
بھی اطمینان حاصل ہوا بدمست کھڑا دیکھ رہا ہے کہ ابر لخت لخت ہوا پانی کی طغیانی موقوف ہوئی غصے مین طرف لشکر اسلام کے
چلا دل سے کہتا ہے یہ کیا ہوا کہ دیکھا پہلو سے گرد اُڑی بستر زود رفت کو دیکھا دوڑا ہوا آتا ہے پکار رہا ہے کہ اے بدمست
پلٹ آؤ قدرت نے اوراق مین دیکھا مسلمانون کو تمھارے سحر کا حال معلوم ہوا حمزہ نے اسم اعظم کا حصار کیا اب سحر تاثیر نہ کریگا
اور وقت سحر کرنا کدھر ہو گئے جو اب تو وہ قدرت نے تمھین بلایا ہے بدمست نے پکار کے آواز دی مہتر صاحب
مین ادھر کھڑا ہون مین جا کے اسم اعظم حمزہ بند کر لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا زود رفت قریب آیا کہا چلو قدرت
بلا رہے ہین ارتھی سرمست کی تیار ہے چلیے اُنکو جہنم مین پہونچا لو تب آکے سحر کرنا بدمست نے کہا مین نہ مانونگا میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہے مین کسی صورت سے اپنے کو تابہ حمزہ پہونچا دونگا اسم اعظم بند کرنے کا سحر مین نے تیار کیا تھا تم بیان ٹھہر کر دیکھو
کیا ہوتا ہے بدمست و زود رفت مین یہ تکرار ہو رہی ہے کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے کہا مہتر صاحب مین فیصلہ کرون
کا ایسکی آپس مین تکرار ہے خداوند تو بیشک بلا رہے ہین ارتھی سرمست کی تیار ہے سب ساحر اُنکے واسطے رو رہے ہین
فقط آپکے پہونچنے کی دیر ہے بدمست نے ایک آہ کا نعرہ کیا کہا یار و بے وجہ جھگڑ رہے ہو ساحر تو نے کہا جو آپکی رائے ہے
ہے تو چلیے سحر کیجیے مگر دیکھیے وہ گرد اُڑی قدرت خود آتے ہین گھبرا کے بدمست بیٹھا منہ پھیر کے کہا کہان ساحر نے
گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا تو تمھاری آرزو پوری ہوئی یہی مطلب تھا کہ اکیلا جنازہ اُسکا نہ جائے تمھین بھی ان تک
پہونچایا بدمست ارے کہکر بیٹھا چاہا سحر کرون کہ ساحر تو نے خنجر مار النعرہ ہی کیا منم عیار لاثانی مہتر ابوالفتح اصفہانی
ماموں جان تو ناحق کو دیر کرتے ہین ساحرون پر جھٹ پٹ دست اندازی چاہیے دیر کرنا کیسا بدمست کا شکم چاک تھا پا

ابوالفتح نے کلاہ زرین بدمست کی اُتار لی خواجہ یہ کہتے ہوے دوڑے کہ ارے یہ گیا گیا ابوالفتح بھاگ کر نکل گیا عمرو نے پکار کے کہا آتا ہون کلاہ زرین دینا جزکی کپڑے بدمست کے اُتار لیے لاشہ برہنہ چھوڑ کے خواجہ عقب مین ابوالفتح کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک چکا ابلیس تخت پر بیٹھا ہی مصاحب آگے ہین ابلیس زود رفت سے باتین کر رہا ہی کہ بدمست ناحق گیا بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی ای مستر اُسے جاکر بُلا لاؤ کہ آسمان سے ایک برق چمکی دنا دنا سناتا ہوا تصویر جو بدمست کی سامنے رکھی تھی جل کر خاک ہوئی ابلیس نے کہا لو ای مستر زود رفت بدمست مارا گیا قدرت کا بازو ٹوٹا ذرا جا کے خبر تو لو زود رفت نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ صحرا سے خبر لاؤ دو سو پیک نکلے دوڑے ہوے گئے دیکھا لاشۂ بدمست اوندھا پڑا ہی آنتین سب نکل پڑی ہین رو رو کے سب نے لاشے کو اُٹھایا سامنے ابلیس کے لائے انکی بھی ارتھی بنائی رام رام ست کی صدا بلند ہی جاکے دونون کو جلایا روتے پیٹتے پلٹے مگر ابلیس بہت گھبرایا کہا آج قدرت قصر اسرار سامری مین جائینگے دیکھیے کیا احکام نکلتے ہین ظاہر تو سب امورات بُرے معلوم ہوتے ہین یہ کہکر اُٹھا ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی قفل اُسمین لگا ہی ابلیس نے دروازہ کھولا قصر کے اندر آیا دروازہ بند کرلیا اندر تخت بچھا تھا اُسپر آکے بیٹھا اسم سحر پڑھ کے پکار کے آواز دی ای عجائب وغرائب ساختۂ سامری ای نیرنگ طلسم ہنوزگری احوال ظاہر ہو کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا یہ کہکے آنکھین بند کین معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام کہہ رہا ہی کہ ای ابلیس چالیس دن تجھ پر سخت ہین اگر یہ چالیس دن گذر جائین فتح پائیگا ورنہ تیرے ہاتھ سے مسلمانون کے مارا جائیگا جسطرح بنے ان ایام سختی کو بسر کر ورنہ بڑی بڑی خرابیان درپیش ہونگی خبردار خبردار چالیس دن مقابلہ نہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ نہ بھرنا یہ کہکے وہ ساحر غائب ہو گیا ابلیس اُٹھا باہر در قصر آیا دربار مین بیٹھکر افسران ساحران کو جمع کیا سات سو افسران فوج جمع ہوے ابلیس نے کہا منبر لاؤ جب منبر آیا خود اُسپر بیٹھا پکار کے آواز دی ای حاضرین محفل جو کچھ قدرت فرماتے ہین اُسکو بگوش ہوش سنو جو اسکے خلاف کریگا زندہ نہ بچیگا قدرت قصر اسرار سامری مین گئے تھے خود سامری آکر کہگئے وہ تدبیر کرو چالیس روز مقابلہ نہو بعد چالیس روز کے قدرت خود سحر کرینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ان ساحرون مین ایک ساحر ہی کہ جمشید نیرنگ ساز اُسکا نام ہی نہایت سحر مین زبردست بادۂ نخوت سے مست اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند مین نے بھی آج شب کو ایسا ہی خواب دیکھا اگر حکم ہو ایک قلعہ وسیع بناؤن کوئی ساحر باہر نہ جائے چالیس دن مسلمانون کی صورت نہ دیکھین بعد چالیس دن کے مقابلہ ہو غلام سمجھ لیگا قدرت کا تدبیر کرنا کیا ضرور ہی ابلیس نے کہا ای خیرخواہ دولت تم اپنی راے کے موافق کام کرو جمشید نیرنگ ساز اسباب سحر ہاتھ مین لیکر باہر نکلا گرد لشکر کے کچھ سینخے گاڑے نیلا سوت اُسمین لپیٹا بیٹھکر سحر کرنے لگا دود غلیظ بلند ہوا دم بھر مین اندھیرا ہو گیا جمشید سحر کر رہا ہی کبھی بلند ہو جاتا ہی کبھی زمین پر آتا ہی دوپہر کامل سحر کیا بعد دوپہر کے روشنی ہوئی سب نے دیکھا ایک قلعہ خشتی بارہ کوس کے گرد مین بنکر تیار ہوا گرد قلعہ خندق ایسا وسیع کہ اگر انسان گرے تحت الثری کو پہونچے اُسمین پانی جوش مار رہا ہی پل تختہ پڑا ہوا ہی دروازہ کھلا ہوا خلقت کی آمدورفت بالاے قلعہ کئی ہزار ساحر ترنج نارنج لیے ہوے بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دے رہے ہین جمشید یہ سامان کرکے بارگاہ ابلیس مین آیا کہا یا خداوند مین نے قلعہ بہت مستحکم بنا دیا اب پرندہ پر نہین مار سکتا دو بندے کی تو کیا لیاقت ہی بلند ایسا کہ کمند وہم وخیال نہ پہونچے ذرا ملاحظہ کر لیجیے ابلیس نے آکر یہ سامان دیکھا بہت خوش ہوا کہا ای جمشید اس قصر کی نگہبانی تمھارے سپرد ہی دن رات خیال رکھنا جمشید نے کہا مین مجرا لونگا ایک گنبد سیاہ مین نے بنایا ہی اُسی مین جاکے بیٹھتا ہون بعد چالیس روز کے نکلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چالیس ساحر اپنے ساتھ لیے گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا مگر صاحبقران زمان حصار اسم اعظم کرکے بیٹھے ہین کہ ابوالفتح دوڑا ہوا آیا کہا حضور میرے ماموں جان بدمست سے

باتین بنا رہے تھے پہلوے قتل نہ ملتا تھا مین نے جاتے ہی خنجر مار دیا ماموں جان بہت شرمائے اب میرے عقب مین آتے ہین
مجھکو بچائیے گا صاحبقران نے فرمایا اسمین خفگی کا ہے کی جسکا پنجہ قابض ہوا حریف کو مار لیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آئے کہا ابوالفتح بیٹا
گیا امیر نے فرمایا کیا ہوا عمرو نے کہا لونڈا اسفلہ جاتے ہی اُسکو خنجر مار دیا مین اُسکو تدبیر سے مار لیتا تو مین اب لگا یا تھا انہون نے
اپنے نزدیک بڑا کام کیا کلاہ زرین اسکی لائے ہین مجھکو دیدین ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا مارے کوڑون کے کھال اسکی
اُڑا دونگا امیر نے فرمایا خواجہ ناحق کا غصہ کرتے ہو جو ہوا سو ہوا انکو سرکار سے انعام ملیگا عمرو نے کہا مین کلاہ ضرور لونگا ناچار
ابوالفتح کو کلاہ دینا پڑی کہ چارون ہرکارے سامنے سے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر عمرت دراز باد کہ تا در پناہ تو
اہل زمانہ کامِ دل خود روا کنند ۔ اے شہنشاہ گیتی ستان بعد مارے جانے سرمست و بدمست کوئی قصر ہے کہ اُسکا نام
اسرار ساحری نام ہے اُسمین ابلیس خود پرست گیا وہان سے ملول و حزین آیا کہا میرے اوپر چالیس دن بہت سخت ہین
کوئی کام نہ بن پڑیگا جمشید نیرنگ ساز اُسکا مصاحب اُسنے ایک قلعہ بنایا بارہ کوس کے گرد مین بنا ہے اُسکے اندر ہزارون
سبزہ باغات تالاب اب کوئی اُس قلعے مین جا نہین سکتا جو سائے مین قلعے کے جائیگا گرفتار ہو جائیگا ہزار ہا ساحر بالاے
قلعہ نگہبانی کر رہے ہین جمشید یہ سحر تیار کرکے ایک گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا ہے اب ساحرون کا یہ ارادہ ہے کہ چالیس روز تک
جنگ و جدل موقوف رہے بعد چالیس دن کے مقابلہ پڑے امیر نے فرمایا فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے
فوراً حاضر ہوے فرمایا کہ آپ لوگ بخوبی آگاہ ہین کہ مین ایک کار ضروری کو چلا ہون کہ ایک ایک دن مجھکو برابر ایک سال
کے ہے یہان یہ جھگڑا پڑا ابلیس پرستون نے بلوہ کیا ہے اب چالیس دن تک سد باب ہوا کہ مقابلہ نہو آپ لوگ ملاحظہ
فرمائیے کیا تدبیر کی جائے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی حقیقت مین اگر چالیس دن
گذر جائینگے وہ لوگ غالب آئینگے اندر چالیس دن کے جو کچھ ہوگا وہ کام بن پڑیگا ہمارا علم خبر دیتا ہے کہ خواجہ عمرو سے رجوع کیا
جائے عمرو نے گھبرا کے جواب دیا آخر مین کیا کرون جب اندر قلعے کے جانا ممکن نہین پھر کیا ہو سکتا ہے خواجہ زادون نے فرمایا غیب
کا حال کون جانتا ہے جو علم سے معلوم ہوا عرض کیا گیا آیندہ خدا کو اختیار ہے امیر نے فرمایا خواجہ اسمین تدبیر جلد ہونا چاہیے
نہین معلوم گرفتاران زندان مصیبت پر کیا گذری عمرو نے کہا آپ جانتے ہین تمام قرضدار مجھکو ڈھونڈتے پھرتے ہین
مین بارگاہ سے نکلا اور پکڑا گیا گھر مین پکڑ کر مہاجن لیجاتے ہین یا نی جھڑک جھڑک کے مارتے ہین میری زندگی کیونکر ہوگی امیر
نے پچاس توڑے منگوا کر پیش کش کیے خواجہ نے کہا سب طرح مشکل ہے اگر لیتا ہون جان جاتی ہے نہ لون تو قرضدار پریشان
کرتے ملتا ہوا روپیہ چھوڑ دیا ہر نوع جاتا ہون جان لڑاتا ہون عمرو بانداز عیاری سے آراستہ ہوکے بیرون بارگاہ آئے
ایک طرف چلے مگر ملکہ ماہ عالم افروز جو بادشاہ کے ساتھ سے غائب ہوئی تھین مرحوم جادو اُسی صحرا کا مالک اُسنے سب ساحر
آنکھون سے دیکھا عقل سے معلوم ہوا کہ دختر خداوند کو بادشاہ اسلام لیے جاتے ہین اسنے سحر کرکے آندھی چلائی ملکہ و وزیرزادی
کا مرکب دو کوس پر پہونچا یہ حیران حیران وہان کھڑی تھین کہ مرحوم جادو نے سحر کیا پشت مرکب سے دونون کو اُٹھا لیا لیکر
بھاگا آتے آتے قریب قلعہ پہونچا چاہا اندر جاؤن معلوم ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا لیس اسنے اُٹھکر آواز دی اے بندگان
خداوند ابلیس مین براے کار ضروری آیا ہون خداوند کے واسطے کچھ تحفۂ بزرگ لایا ہون اندر نہین آسکتا ساحرون نے
جو یہ آواز سنی آواز دی ٹھہر جاؤ یہ تو ٹھہرا ساحرون نے جمشید سے اطلاع کی جمشید خود آیا مرحوم جادو کو دیکھا دو نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو لایا ہے جمشید اپنے ساتھ مرحوم جادو کو لیچلا خدمت خداوند مین پہونچا اُسوقت ابلیس
تکیے مین بیٹھا ہے جمشید نے جاکر خبر دی یا خداوند مرحوم جادو مالک فلان صحرا از برگزیدۂ خالص قدرت کو لیکر آیا ہے ابلیس یہ
سنکر خوش ہو گیا کہا جلد لاؤ جمشید مرحوم جادو کو ساتھ لایا ماہ عالم افروز گلچہرہ وزیرزادی کو اب ہوش آیا ابلیس کو دیکھکر

کانپنے لگین ابلیس نے بقہر و غضب آواز دی کیون او گیسو بریدہ تو نے قدرت کو بدنام کیا قدرت کے تقدیر کرنے کو دیکھا کسطرح گرفتار ہوئی بندہ بیمار اوہان بھی موجود تھا قدرت اسکی عمر بڑھ جائیگی سو اولادین دیگی ہر ہفتے مین ایک لڑکا پیدا ہو مرحوم نے ہاتھ باندھ کے کہا یا خداوند یہ رحمت میرے واسطے نہو ورنہ رحمت مبدل بہ زحمت ہوگی اتنی اولادین کیونکر تیرا بندہ پرورش کریگا عورت کے جب مہینے مین چار لڑکے ہونگے لونڈی آپ کی تڑپ کے مرجائیگی ابلیس نے کہا مین تو تقدیر کر چکا مرحوم جادو تو چپ ہو رہا مگر ابلیس ملکہ پر بہت چیخا چلایا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون سے اشارہ کیا جشنون کو بلاؤ دو سو جشنین ترکنین حاضر ہوئین حکم ہوا ان دونون کو فلان مکان مین لیجاؤ کوئی اپنا بیگانہ انکے پاس نہ جانے قضائے کار ماہ پرور دایہ ملکہ کی جسنے سنا تھا کہ ملکہ نکل گئین رویا کرتی تھی آج جو اسنے خبر پائی دوڑی ہوئی آئی آکے ابلیس سے لپٹ لپٹ کے سفارش کرنے لگی عجز و منت کرنے لگی ابلیس نے نہ مانا قید کا حکم دیا ملکہ نے پلٹ کے کہا دائی اماں کیون گھبراتی ہو یہان مقابلے مین صاحبقران موجود ہین اپنے کو ان تک پہونچاؤ مجھ سوختہ بخت کی خبر دو کہ کنیز آپکی یہان قید ہے نہین معلوم شہریار پر کیا گذری وہ ملعون تو مجھکو یہان اٹھا لایا حضور شکار مین گئے ہونگے مگر دیکھیے اُنپر کیا گذرے میرا غائب ہونا قلب اقدس پر شاق گذرا ہوگا جشنین ساتھ ہین بات کرنے کا موقع نہین اشارہ نہین اتنا کہدیا ماہ پرور دایہ نکلی تلاش مین عمرو کی چلی خواجہ عمرو تین دن سے گرد قلعہ چرخ مار رہے ہین کوئی صورت رسائی کی نہین معلوم ہوتی عمرو سایے مین ایک نخل کے بیٹھا رو رہا تھا کہ دیکھا کہ شاخ نخل پر ایک عندلیب زار زار رو رہی ہے عمرو نے دل مضبوط کرکے آواز دی ای طائر بے زبان باعث بیقراری کا کیا ہے وہ عندلیب مثل انسان کے گویا ہوئی ای شخص مین تلاش مین خواجہ عمرو کی نکلی ہون اگر تو پتہ بتادے تو احسان عظیم ہے عمرو نے کہا آخر اُس شخص کی ملاقات مین کیا راز و نیاز ہین مجھسے بیان کرو جو تدبیر ہوسکیگی کر دینگے دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے عندلیب نے کہا ای شخص عمر بھر احسان مانونگی جو عمرو کو مجھسے ملادے عمرو نے دل مضبوط کرکے کہا عمرو عیار مین ہی ہون یہ کہنا تھا کہ اُس عندلیب نے کہا ای شہنشاہ اقلیم عیاری تمہارے نام کا قلعے مین بڑا غلغلہ پڑا ہے جمشید نیرنگ ساز نے قلعہ رفیع و وسیع بنایا ہے کہ چالیس دن مقابلہ نہ کرین مین آپکو ہدایت کرتی ہون پہلوے قلعہ پر ایک نخل چنار ہے مین یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہ آپکی دستگیری کریگی اس انگوٹھی کو بیخ نخل سے مس کیجیے گا ایک دروازہ پیدا ہوگا قلعے مین چلے جائیے گا قریب گنبد سیاہ پہونچیے گا اُسی مین جمشید نیرنگ ساز رہتا ہے آئندہ آپکو اختیار ہے جو ہوسکے وہ کیجیے گا یہ انگشتر خزانۂ سامری کی ہے بڑی مشکل مین مین نے اسکو ممکن کیا ہے اگر تا بہ جمشید رسائی ہو اور دام تزویر آپکا اسیر پڑے اُسی کے پہلو مین زرد رنگ کا ایک قصر ہے اُسمین ملکہ ماہ عالم افروز گرفتار ہین جشنین ترکنین وہان نگہبان ہین ایک ساحر ہلال جادو شام کو آتا ہے خبر خیر و عافیت لیکر چلا جاتا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا رہائی ملکہ کی ناممکن ہے کہکر وہ عندلیب انگوٹھی دے کر اڑ گئی عمرو نے انگوٹھی اُٹھالی پہنی پہلے قلعہ پر آکے دیکھا حقیقت مین ایک نخل چنار ہے عمرو نے اُس بیخ نخل پر انگوٹھی کو مس کیا ایک دروازہ مقفل ظاہر ہوا عمرو نے قفل کاٹا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا مین شہر مین پہونچا حقیقت مین گنبد سیاہ سامنے ہے عمرو ایک گوشے مین چھپا دیکھا اکثر ساحر شراب و کباب لیکر اندر جاتے ہین اندر سے باہر آتے ہین عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک طفل ماہ پیکر کی شکل بنکر تیار ہوے مگر گویے کا لڑکا ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی پڑی ہوئی لوٹی چھڑکتی ہوئی گنبد سیاہ کے پہلو مین ایک نخل تھا وہان بیٹھکر ڈفلی بجائی گنگنا کے یہ غزل گائی

غزل

سن لے دل خط شوق کا مطلب — کوئی رہ تو نہین گیا مطلب
بند کا بند ہی رہا خط شوق — قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب
فرق ہر ای صنم دلون مین تو ہو — میرا تیر انہین چبھا مطلب
لفظ و معنی کا ربط ظاہر ہی — دل سے ہو کسطرح جدا مطلب
آپ پر جان دین یہ تھا مطلب — ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
دل تو جاتا ہی دیکھئے ہو کے رہین — حسرت ارمان مدعا مطلب
کینۂ غیر کیا چھپا ہوگا دل — جس سے اپنا حبیب کا مطلب
موت تھی ہجر مین پیام وصال — ہم جیسے فوت ہو گیا مطلب
مین نے چھپکے سے کچھ دعا کی تھی — سننے والون نے سن لیا مطلب

ایک سینہ ہے حسرتین لاکھون
ہون وہ بیخود کہونگا کیا کچھ
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھے جلال

ایک دل ہے ہزار ہا مطلب
مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
کچھ سمجھ لو برا بھلا مطلب

وصل کی رات بے وفا نکلا
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے

بڑھ کے قصے بھی کچھ مرا مطلب
دل بیتاب کا ہے کیا مطلب

اس دُھن مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ جمشید گنبد مین تڑپنے لگا ساحرون سے پوچھا ارے یہ کون ظالم تانین مار رہا ہے کلیجہ نکالے لیتا ہے روح بیچین ہوگئی ہے کیکے ایک ساحر سے اشارہ کیا اُس گانے والے کو بُلا لاؤ وہ ساحر باہر آیا دیکھا ایک طفل ماہرو خوشخو چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو بیٹھا ہوا گا رہا ہے اُس ساحر نے کہا میان صاحبزادے ہمارے افسر صاحب تمھین بُلاتے ہین بہت کچھ دینگا عمرو نے کہا صاحب مین ڈرتا ہون ساحر بڑے بیباک ہوتے ہین ایسا نہو گھر مین بلا کر کیا ارادہ کون باپ میرا کوٹھے پرسے گرا کر اُڑ گیا مجھسے کہا بیٹا جاؤ کمال اپنا صرف کرو چار پیسے کما کے لاؤ مگر ساحرون سے بچنا آبرو مین فرق نہ آنے پائے یہ لوگ دم دیکر بُلاتے ہین منتر جنتر پڑھ کے پھنسا لیتے ہین ساحر نے کہا میان کوئی ایسا نہین ہے ہمارے افسر صاحب بڑے سخی ہین عمرو اُٹھا اُس ساحر کے ساتھ ہوا اندر گنبد کے آیا دیکھا جمشید تیز چنگ مسند پر بیٹھا ہے زرد رفت نے ایسا ڈرایا ہے اسباب سحر آگے رکھا ہوا ہے ایک نقشہ بنا ہوا اُسکو بھی دم بدم دیکھا کرتا ہے منقل آتش روشن ماش کے دانے آگے رکھے ہوے جو کتنا دیکھتے ہی لڑکے سے نگاہ چوہلی اسنے جھک کر سلام کیا منک کے کہا غلام حاضر ہوا مین ایسے ہی رئیسون کا مشتاق رہتا ہون جمشید نے کہا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہے کہا حضور آپ نے سنا ہوگا تان رس خان مین اُنکا بیٹا تان درازخان اتنی بڑی تان لون کہ آسمان پر پہونچے سب ہنسنے لگے کہا میان تان درازخان کچھ گائیے عمرو نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی غزل

گل کی بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری
آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا
جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
دیکھ سکتا تھا کسے کون جو روپوش ہوا
تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جا سینگے
خود فراموش کیا تو نہ فراموش ہوا
سب یہ داخل ہین ترے بیخبرون مین اے عشق
توبہ بچے مین چلا آگے مرا ہوش ہوا

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا
ایک نالہ نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا
میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
اُنسے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا
ٹوٹ جاتا ہے اسی بزم مین دیکھا ساقی
آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا
میری توبہ شکنی ہوگئی سیلاب زاہد
دل جو اہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

آگیا ہوش مین جس وقت سے بیہوش ہوا
غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا
بیحجابی تری سو پردون کا اک پردہ تھا
تیرا پیمان سنو اشیشہ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر
پھیر ڈالے اندھون کی خرابیون کا جوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال

یہ غزل اس سج دھج سے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا موتیون کا مالا اُتار کے دیا لڑکے نے کہا واہ واہ اسی بات پر آپ فرماتے ہین کہ ہم بڑے قدردان ہین ہمارے دروازے پر شیشہ موتی والا آتا ہے ایک پیسے دو پیسے کو اتنا بڑا مالا ملتا ہے مین تو دو آنے لونگا سب ہنسنے لگے کہا ارے بیوقوف یہ سچا مالا ہے کئی ہزار روپیہ کا لڑکے نے کہا آپ لیلیجیے آپکو نفع ہوگا مجھے دو آنے پیسے دیجیے پھر اور چیز گاؤن اپنا کمال دکھاؤن ابھی آپ نے کیا سنا ہے بہت راضی کرونگا خوش کرونگا جمشید نے کہا یہ تو بالکل نادان ہے چوبدار ساتھ کرکے اسکے گھر پہونچا دونگا کہا حضور مین بے لیے نہ ٹلونگا شام کو گھر مین کھانا کیونکر ملیگا ابا جب پیسے لیلیتا ہے تب سودا دیتا ہے جمشید نے پیسے منگائے لڑکے نے پیسے لیکر کچھ ٹوپی مین رکھے کچھ تنے مین گھڑے کئی عمر بان گائین جمشید بہت راضی ہوا لڑکے نے کہا حضور نے ابھی کیا سنا ہے ایک کمال ایسا دکھاؤن کہ آپ بہت راضی ہون میخانہ میرے سپرد کیجیے مین شراب پلاؤن حضور جیسے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن آپ اپنے افسر کو سرسے شراب پلاؤن یہ سنکر جمشید کھلکھلایا پوچھا میان صاحبزادے تمھارا مکان کہان ہے عمرو نے کہا جہان تجلیبین ہنستی ہین اُلّو کا پیڑ بڑا سا چھوٹے چھوٹے ببول کے درخت وہان تان رس خان مشہور ہین بڑی پہچان تو یہ ہے کہ بڑی بی نانی اماں

ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین ہر چند کہ نحیف و ضعیف ہین اُنکے دیکھنے والے اب بھی آتے ہین سیکڑون روپئے دیکھا کے ہین کئی نے زہر کھا لیا کسی نے اپنے چھری مار لی ہر وقت گلی مین ہنگامہ رہتا ہے جب آپ آئینگے پہچان جائینگے کہ یہی مکان تان دراز خان کا ہے نانی امان کی وجہ سے بڑی چہل پہل رہتی ہے کیا آپ تشریف لایئے گا نانی سے کہدون کپڑے بدل کر کھڑی ہون آپ بھی جانیے کہ کوئی رئیس زادی کھڑی ہے اُس محلے مین تو اُنکی صورت کی کوئی عورت نہین ہے دور دور سے لوگ دیکھنے آتے ہین اسطرح کی عمرو نے بھولی بھولی باتین کین کہ جمشید کے دل سے سب طرح کا گمان نکل گیا کھڑے ہوکے عمرو نے سا تیگری شروع کی گنگنا کے غزل گائی غزل مصنف

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا ہے
اکی ہر عیش باغ مین جلسا شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہو بادہ خوار
عاشق کا جسم جل گیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
کشتی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہے یہ پتلا شراب کا
میخانۂ جہان مین وہ علامہ دہر ہون
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا
مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
اے ابر حسن آج تو چل سوئے جھیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
دیتا ہے مجتہد مجھے فتوا شراب کا

اس غزل کو گانے بھی جاتے ہین تیا بھی رہے ہین جمشید مر مر گیا ہر مرتبہ انعام مین اشرفیان دیتا ہے خواجہ جھلا وہ دینے کو پھیر دیتے ہین کہتے ہین مجھے پیسے دیجئے یہ ہلدی کے رنگے ہوے چینی کے ٹکڑے نہ دیجیے امان جان نے سب سمجھا دیا ہے آج مین پورے چار آنے لونگا جبدن چار آنے میسر ہوتے ہین اُس دن البتہ گوشت پکتا ہے کئی دن سے دال ہی میسر ہوئی اب آج کو زرا قورمہ پکوا دونگا میری مان تار تار نکال کے پہلے مجھکو دیتی ہے برس مین دُلھن امان رہتی ہین اُنسے شادی ہوگی تو وہ اُنکے بڑے بڑے ہین مان نے سمجھا دیا ہے جب جورو کا دودھ پیوگے تب طاقت آویگی لیکن چاہئیے کہ لا ڈان بھولی بھولی باتون پر جمشید مرا جاتا ہے سب ساحر ہنس رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اب ہنگامہ دست درازی کا ہونے لگا جمشید بیٹھے بیٹھے بولا میان تان دراز خان صاحب کوئی غزل اور گایئے عمرو نے کہا حضور بس میری آواز بڑ جائیگی اب گاؤنگا تو رو جائے پیتا ہون جب تو جیتا ہون آواز کی بڑی بڑی دوائین ہین حقیقت مین لڑکے کی ذیل کی آواز مزا دکھاتی ہے جمشید خوش بیٹھا ہے ساحرون سے اشارہ ہے کم ذرا ہٹ جاؤ تو مین ہتھا پھیری کرون ہر چند کہ آہوے وحشی ہے شاید کھا دے عجب معشوق پری چہرہ ہے ساحر کہتے ہین حضور لونڈا بہت کمسن ہے تڑپ کے مر جائیگا قل مچائیگا یکایک لڑکے نے خود ڈھلمل گیا ہمین گردن مین اُٹھا کر چارپائی پر لٹا دو سفید چادر پر ذرا الٹئین نشہ بہت ہوگیا ہے یہ سنکر جمشید خوش ہو گیا اپنے مقام سے ہنستا ہوا اُٹھا بیہوشی کام کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب ساحر لینا لینا کرکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا بیہوش ہوا عمرو نعرہ کرکے اٹھا وہ جو نجیبہ نگارین تھا اب نجیبہ جلادی بنا خنجر کھینچے ہوے چلا یہی خیال ہے کہ پہلے جمشید کو مارون یقین ہے کہ اسکے مرتے ہی قلعہ تو غائب ہو جائے اصلی قلعہ باقی رہے مگر قضا سے کار ہلال جادو جو ملکہ ماہ عالم افروز پر نگہبان ہے آتا تھا کہ راہ مین ایک ساحر ملا اُسنے کہا آج تو گنبد سیاہ مین بڑا جلسہ ہے جمشید جادو نے کوئی گویا بلوایا مین پہلے گنبد سے آتا تھا گانے کی آواز سنی دل بیقرار ہو گیا بڑا خوش آواز ہے ابھی رنگ محفل آغاز ہے ہلال جادو یہ سنکر خوش ہو گیا اس خیال سے چلا کہ جا کے شریک صحبت ہون پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا آسمان پر سے آکے دیکھا سب ساحر اوندھے سیدھے بیہوش پڑے ہین عمرو عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر چلا ہے ہلال جادو نے وہین سے آواز دی او سار بان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر بلندی پر سے نعرے کر رہا ہے اور کڑک کے چلا ہے عمرو گھبرا گیا کود کے کنارے ہوا اُلٹیم عیاری اوڑھ لی ہلال نے دیکھا وہ شخص نظرون سے غائب ہو گیا گھبرا کے اُترا

خواجہ نکل کے بھاگے وہی دروازہ طلا ہلال جادو نے سب کو ہوشیار کیا لینا لینا کہکے دوڑے عمرو دروازے سے نکل کے
بیرون قلعہ آیا نخل چنار سے نکلا جمشید جو دوڑا ہوا آیا دیوار قلعہ مین در دیکھا گھبرا کے کہا ای ہلال یہ راستہ کسنے بنایا ہلال بھی
کابیدہ ہوا کہا ای برادر بڑے غضب کی بات ہی کوئی رازدار ہمارا تمھارا ملگیا ممکن نہ تھا کہ چنار سے کوئی آسکے یقین ہی انگشتر جمشید
کسی نے عمرو کے پاس پہونچائی اس راستے کو بند کروالیا نہو پھر اسی راستے سے چلا آئے جمشید نے کھڑے ہو کے سحر کیا وہ نخل غائب
ہو گیا دروازے کو بھی چھپایا مگر عمرو بھاگا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ خدا
نے تمکو بچایا کئی عیار گئے تھے مین نے خبر سنی سائے مین قلعے کے پہونچ کر غائب ہوے تم نہ جاؤ جو گذریگی جھیلینگے بعد چالیس
دن کے جان پر کھیلینگے عمرو نے کہا ای شہریار قلعے مین بھی جابجا یہی ذکر ہی ہرکس و ناکس کو فکر ہی کہ چالیس دن کسی طرح گذرین
سب ساحر ایک دن سحر کرینگے ابلیس نے یہی حکم لگایا ہی کہ کسی طرح چالیس دن بسر ہون ایام نحس دفع ہو جائین تو نکل کے
قلعے سے قیامت برپا کرونگا مین پھر جاتا ہون سب نے روکا عمرو نے کہا مین نذر کو بگا یہ کہکر خواجہ چلے مگر جمشید راستہ
بند کرکے بیٹھا دربار مین آکے دیکھا ابلیس بیٹھا ہی خدائی کی باتین کر رہا ہی جمشید نے آکے سب کیفیت بیان کی ابلیس
نے کہا بڑا غضب ہوا کیون ای ہلال یہ راستہ کسنے بنایا ہلال نے کہا یہ آپس والے کا کام ہی آپ خزانۂ جمشیدی مین جاکے
یقین ہی ایسا ایسا جواہر آپ دیکھینگے کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا انگشتر دیکھیے ہی یا نہین انگشتر اب نہوگی کتاب قواعد مین
مرقوم ہی صاحب انگشتری جمشیدی اس راہ سے آئیگا علاوہ اسکے میری سلطنت مین سب کو آرام ہی پس میری دشمنی کرنے
سے کیا فائدہ یہ کہکے کہا تم سب بیٹھو مین خزانہ مین دیکھ آؤن خزانے سے دیکھ بھال کے پلٹ آیا کہا ای جمشید نیرنگ ساز
بڑا غضب ہوا انگوٹھی خزانے سے نکل گئی راستہ تمنے بند کیا جمشید نے کہا حضور اب تو مین نے وہ تدبیر کردی ہی کہ انگشتر جمشیدی
جسکے پاس ہو وہ بھی نہ آسکے ابلیس نے کہا چند ساحر جائین مخفی ہو کے ڈھونڈین پتہ لگائین کہ انگشتر خزانے سے کسنے نکالی
یہ کہکے آواز دی کہ کوئی ساحر اسکی تلاش مین جائے طلول جادو و قبول جادو اور اوباش جادو وغیرہ بیبارہ ساحر تلاش
مین چلے یہ وعدہ کرلیا کہ ہم پتہ لگا کے آتے ہین دشمن کو لاتے ہین آپ تردد نہ کرین جمشید نے کہا بہت ہوشیاری سے کام
کرنا ساربان زادہ دیکھو گیا اب نہ آنے پائے ساحر تو تلاش مین گئے مگر خواجہ عمرو صاحبقران سے رخصت ہوکے فارمین
نکلے صحرا مین آکے ٹھہرے کہ ماہ پرور نخل سے آواز دیتی ہوئی اتری کہا کہو خواجہ کیا کیا قیدی زندان معصیت کو
نہ چھڑایا عمرو نے کہا ای ماہ پرور کیا کہون تقدیر نے کمی کی مین دربار تک جمشید نیرنگ ساز کے پہونچا گنبد مین داخل
ہوا اسا فیگری کرکے سب کو بیہوش کیا ہلال جادو وقت پر آگیا مین بھاگ کے نکل آیا کہ پھر اسی راہ سے جاؤنگا ماہ پرور
نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ای ہنر بر دشت طراری غضب ہوگیا جمشید نے سب حال جاکر ابلیس سے کہا ہلال
نے یہ بھی کہا کہ خزانے مین جاکر دیکھیے انگشتر ہی یا نہین اسنے جاکے انگشتری کو سب جگہ تلاش کیا مگر نہ پائی اب تو وہ سحر
جمشید نے کردیا کہ اب انگشتری بھی کام نہ دیگی مگر یہ اک عاجز ہی جب اسکو زمین سے مس کیجیے گا تب نخل چنار ظاہر ہوگا اسی
اکے کو شاخ نخل سے مس کیجیے گا ایک شراقہ ہوکے اندھیرا ہو جائیگا پھر جو روشنی ہوگی وہی در ظاہر ہوگا آپکو جانے کا
اختیار ہی عمرو نے وہ اک لے لیا سب حال لفظاً لفظاً پوچھا چاہتا ہی ماہ پرور کو رخصت کرے ایک زاغ سیاہ نخل پر بیٹھا
یہ سب حرکات دیکھ رہا تھا نعرہ کرکے زمین پر گرا اسنے اوباش جادو ای ماہ پرور مین نے سب حال سنا قتل ساحران
تجھکو کیا نفع ہوگا یہ کہکر تڑپا اور ماہ پرور پر گرا آپس مین سحر ہونے لگے اوباش نے کمند سحر ماری ماہ پرور کے گلے مین
ہیکل ہی اسکا عکس ڈالا کمند ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اوباش نے اپنی زبان کاٹ کر خون چھینک مارا تمام جسم پر ماہ پرور
کے آبلے پڑ گئے زلزلہ ہوا گر پڑی اوباش شیشہ کھینچکر چلا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم قزلباش ساحری کا ساربان زادے کو دیکھ

گر گیا مجال جو اندر آسکے کہ چلو ے آواز آئی ای برادر مین نے بھی سب حال دیکھا روبرو دے خداوند بیان کیا جائے گا اسنے جوش محبت ملکہ ماہ عالم افروز مین یہ حرکات کیے کہ اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی اوباش نے پلٹکے دیکھا جمشید تیغ بے نیاز تلوار کھینچے ہوے آتا ہی کہتا ہوا ان بھائی اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے یہ چاہا تھا کہ قدرت قتل ہون قلعہ ابلیس پرستان کا نام مٹے اوباش نے کہا بھائی یہین اسکو مشکین باندھ کر قدرت کے سامنے لیجاؤنگا یہان قتل کرنے سے بے پردہ رہجائیگا پھر دربار سرا ہو کر جبکہ اہل دربار دیکھین کانون پر ہاتھ رکھین کہ یہ اسنے کیا ستم کیا سزا ے جسمی دیجائے کہ بیزرگ بیعزت مرجائے نور چکید ہو خالص قدرت کو لاشہ اسکا دکھایا جائے کہ آپکے مددگار پر یہ گذری رونہ گرفتاری ملکہ اسنے بہت سفارش کی تھی یہ بھی گذارش کی تھی کہ ملکۂ عالم کو چھوڑ دیجیے اب ایسی حرکت ہوگی قدرت نے نہ مانا جمشید نے کہا ان بھائی سچ کہتے ہو مشکین باندھ کر اسکو لیچلو یہ کہکر قریب آیا کہا دیکھو بھائی قلعے سے ابر اٹھا شاید قدرت آتے ہین اوباش پلٹا جمشید نے خنجر مارا اوباش کا شکم چاک قصہ پاک لاشہ تڑپ کے زمین پر گرا ماہ پرور نے رہائی پائی کہا خواجہ نکل جاؤ برا تمنے کام کیا حقیقت یہ ہی کہ صہبا جادوگر میری تمہاری فکر مین لگے ہین خدا بچانے والا ہی مجھے تمسے پھر اسی مقام پر ملاقات ہوگی خدا سامان کرے کہ بلال جادو مارا جائے :ہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رہائی پائے روح کو راحت قلب کو فرحت ہو عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہوا ماہ پرور نے قصد کیا ہی کہ روانہ ہو جاؤن کہ ایک زن ایک نخل بلند سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی چلا کے کہی آواز دی واہ بی ماہ پرور خوب اوباش کو قتل کرایا تمہارا برا مطلب ہوا تم اور زنگ جادو ماہ پرور نے دیکھا ایک جادوگرنی سیاہ فام بد انجام بھولے بھولے گال لنگی بھاری پہنے ہوے صورت مین جلاد ابرو خنجر ظلم و بیداد آنکھیں ساغر حزن جھومتی ہوئی غصے مین دیوانہ وار بشکل مجنون ماہ پرور نے گولہ مارا اور زنگ نے کہا او چھوکری تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے سامنے سحر کرے یہ کہکر اپنے سر کا ایک بال توڑا اسکو جھٹکا دیا بشکل زنجیر آہنی گلے مین اس بیچاری کے پڑ گیا کھینچتی ہوئی لے اڑی عمرو نے یہ سب معرکہ ملاحظہ کیا قصد ہوا عیاری کرون مگر اتنی جلدی لے اڑی کہ خواجہ نہ نے پائے عمرو دوڑا کہ دیکھون وہان اس بیچاری پر کیا گذرتی ہی جاکر اکے کو زمین سے مس کیا نخل چنار پیدا ہوا جب شاخ نخل سے اکے کو مس کیا ایک دنتانا ہوا زمین کانپی عمرو کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا تعجب ہوا کہ کسی جادو بیہوشی طاری عالم بیقراری اب جو روشنی ہوئی اپنے کو قلعے مین پایا خدمتگار کی صورت بنکر پھرنے لگا بارہ ابلیس کے چچے دیکھا ابلیس تخت پر مثل بندر کے اچھل رہا ہی کہ اور زنگ لیے ہوے ماہ پرور کو ہوئی پکارکے آواز دی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے عمرو کو انگشتری دی آج اکو دیا اوباش کو قتل کرایا مین نخل سے دیکھ رہی تھی مین نے اسکو گرفتار کیا مگر عمرو دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہوا اور زنگ اسکو بھی لائی ابلیس کانپنے لگا جمشید و بلال کو بلوایا کہا ای بلال جادو تو نے سنا اور زنگ جادو ماہ پرور کو گرفتار کرکے لائی اسی نے انگوٹھی و کیسہ عمرو کو دیا اوباش جادو مارا گیا مگر اور زنگ نے برا کام کیا اور پھر روانہ ہو گئی تلاش مین عمرو کی گئی ہی ضرور عمرو کو لائیگی بڑی چالاک و چست ہی ارادہ بھی اسکا درست ہی یہ کہکر حکم دیا ای بلال ماہ پرور کو ستون سے باندھ دو اسوقت ماہ پرور کی بیقراری اشک باری جگر پاش تیغ ستم و خنجر جان کا خوف ملکہ کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال جب بلال جادو نے ماہ پرور کو کمال بیدردی سے باندھا ابلیس نے کوڑا ہاتھ مین بلال کے دیا بلال نے چمک کے کوڑا مارا وہ جسم نازنین پاش پاش جان دینے کی تلاش ملکہ کو پکار کے آواز دی او ابلیس بد تلبیس کمترے دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی جلاد کو حکم دے میرا سر کاٹ لے تیغ لعنت کی دین خدا ے نادیدہ اختیار کیا اگر کسی شخص کا گذر خدمت خواجہ مین ہو تو عرض کردے کہ ماہ پرور آپ پر نثار ہو گئی اسی جستجو مین جان دی مگر غائب ہوکے دنیا سے اٹھی اعتقاد قومی ہوا سعید ہو گیا کہ سامری جمشیلات و صنمات

انکا علاج دربار مین ہوا ملکہ ماہ عالم افروز حال ماہ پرور دیکھکر تڑپ گئی سر اُٹھا کے گود مین رکھ لیا مُنھ پر مُنھ رکھکے آواز دی دائی اماں آپ نے خون اپنا پلا کر مجکو پرورش کیا اب یہ کیا صورت دکھائی کوئی ایسا ستم کرتا ہی جاتی ہو کہ زمین و آسمان ہمارا دشمن ہو رہا ہی تمام عالم در پئے آزار ہی ہم اس زمانے مین مجبور و ناچار ہین کوئی زمانہ ایسا بھی تھا کہ جو حکم دیتے تھے وہ ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ ہمارے حکم مین دخل دیتا اب آج وہ انقلاب ہی کہ بیری کی چھوتی سر کو آتی ہی گردش فلکی کیا کیا رنگ دکھاتی ہی ماہ پرور نے آنکھین کھولین دیکھا سر میرا زانو پر ملکہ کے ہی اپنے سر کو زانو سے نیچے گرا دیا کہا واری مین تصدق ہوئی میرا سر زانو پر نہ رکھیے دیکھیے تو سب کپڑے آپ کے خون مین بھر گئے ملکہ نے کہا ہاے دائی اماں آپنے اپنا کیا حال بنایا دشمنون نے تمکو کہاں پایا ماہ پرور نے کہا واری جب مین نے سنا بلکہ آنکھون سے دیکھا کہ حضور قید ہو گئین جمشید نے قلعہ بنایا چالیس دن کے واسطے چھپکر بیٹھا مین نے عمرو کو ڈہونڈا انگشتر جمشیدی دیکر رہبری کی وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اندر قلعے کے ہونچا جمشید کو مار لیا ہوتا مگر بچ گیا خواجہ بھاگ آئے ان سب ملعونون نے انگشتر کا انتظام کر لیا مین نے عمرو کو اکسامری کا دیا وباش جادو ہونچ گیا اُسنے مجکو گرفتار کیا عمرو نے اُسکو مارا اور زنگ جادو ہونچی اُسنے مجکو پکڑ لیا ابلیس کے سامنے ہونچی وہ تو بچا جلا ہوا بیٹھا تھا میرا یہ حال کیا لیکن خواجہ عمرو فکر مین ہین صبح شام مین ہم تک ہونچینگے ہم ضرور چھوٹینگے زندگی شرط ہی مگر حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی تمام عالم اُسکا دشمن ہو رہا ہی مگر کوئی بھی کچھ نہین کر سکتا اب خدا اُسکو ان سب پر مظفر و منصور کرے رنج و غم آپ کے دل سے دور کرے ہم بھی آپکے پاس ہونچ گئے ہر چند کہ زندان مصیبت ہی مگر ہزار طرح کی راحت ہی غم و الم مین آپ کے شریک ہین آپکا جمال جہان آرا تو دیکھا خیر جو گذری سو گذری پروردگار صحت عطا کریگا وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ یہ ملعون ابلیس مارا جائیگا ضرور صاحبقران کا دخل ہوگا ہم بھی خدمت مین صاحبقران کی ہونچینگے ملکہ و ماہ پرور مین یہ باتین ہو رہی ہین ماہ پرور کے آنے سے ملکہ کو بہت تسکین ہوئی مگر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربار سے ابلیس کے نکلے دیکھا جمشید و جلال جادو آتے ہین یہ تو معلوم ہو چکا کہ اور زنگ جادو بیرون قلعہ گئی اس فکر مین گئی ہی کہ جہان ملے اس ساربان زادے کو بھی گرفتار کرکے لاؤن تو خداوند سے خوش ہون خواجہ گوشے مین آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اور زنگ جادو کی شکل بنکر تیار ہوے سامنے جمشید کے آئے پکار کے پوچھا بھائی صاحب ماہ پرور پر کیا گذری جمشید نے کہا وہ ذلت ہوئی کہ آج تک کسی کے واسطے سر دربار نہوئی تھی اور زنگ نقلی نے بہت افسوس کیا جمشید سے باتین کرتی ہوئی قریب گنبد سیاہ کے ہونچی جمشید نے کہا ائی زنگ آؤ بیٹھو آج تمنے بڑا کام کیا قدرت تمہاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہماری درگاہ کے خیر خواہ ہین اور زنگ نے بڑی جانبازی کی خوب ماہ پرور کو گرفتار کیا ورنہ مثل مشہور ہی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے نہین معلوم کیا کیا خبرین ہونچاتی راز کا چھپنا مشکل ہو جاتا ایسے کا گرفتار ہونا ہی بہتر تھا وباش بھی دو ہزار کا افسر تھا مگر اُس سے کچھ نہ بن پڑا دھوکا کھایا عمرو نے مار لیا اور زنگ تمنے بڑا کمال یہ کیا کہ اس معرکے کو بیٹھی دیکھا کی جب دیکھا کہ اب ماہ پرور نکل جائیگی تب اُسکو ڈانٹا ایک ہی سحر مین گرفتار کر لیا وہ بچ نہ سکی قدرت فرماتے تھے مین اُسے عہدہ پیغمبری دونگا انعام بہت کچھ ملیگا اور زنگ نقلی سر جھکائے ہوے سن رہی ہی جب جمشید نے بہت تعریف کی کہا حضور اب زیادہ نہ فرمائیے مین مغرور ہو جاؤنگی ملازمون کا یہی کام ہی جو کہ مین نے کیا نمکخوار کس دن کے واسطے ہوتے ہین نمک وفاداری ہوتے ہین آخر نمک وفاداری ایک دن پھل لاتا ہی مرتبہ عالی پر ہونچاتا ہی اسطرح باتین کرتی ہوئی اور زنگ نقلی گنبد سیاہ مین ہمراہ ان دونون کے آئی عورت بھی ابھی جوان ہی جمشید شہنشاہ ہوا ساتھ چلا آتا ہی یہی خیال ہی کہ یہ خیر خواہ شاہ و دین ہی اگر تجزل کرے تو اس سے آشنائی رہے وقت پر کام نکلیگا ہماری یہ سفارش کریگی یہ تو ظاہر ہی کہ ساحرہ کامل و اکمل ہی

خداوندی پر ہو۔ چالیس دن کے مسلمانون سے خوب مقابلے پڑینگے اگر ہمسے اس سے آشنائی ہوگی ساتھ ملکر لڑینگے خوب معرکے پڑینگے بقول شخصے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ ایسی باتین سوچتا ہوا اورنگ کو اپنے گنبد مین لایا مقام صدر پر بٹھایا شراب کا چرچا ہونے لگا اورنگ نے کہا اے جمشید تمنے بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے سارا قلعہ تمہی نے بنایا ہی تو باعث ہے کہ سارا ہی تمہاری فکر مین رہتا ہو جو کام کرتا ہی بہت سوچ سمجھ کے کرتا سنا ہے کہ ایک مرتبہ آبھی بیچارا ہلال جادو نے آکر بچایا جس دن سے مین نے یہ سنا ہے قسم ہی سامری جمشید کی جی چاہتا ہو آٹھ پہر تمہاری حفاظت کرون اگرچہ ساعت ہلال اور نیز ہما گورے موے نو نے دشمنون کو مار لیا ہوتا جمشید ان باتون سے بہت خوش ہو رہا ہی جب شراب لاکے جمشید نے رکھی اورنگ نے کہا بھیا آج تو بڑی خوشی کا دن ہی سامری جمشید نے تمکو بچایا مین ماہ پرور کو گرفتار کر لائی تمہاری زبانی معلوم ہوا کہ طرہ پیغمبری کیگا غنچہ آرزو کھلیگا میرا ارادہ ہی اپنے گھر پر جاکر جلسہ آراستہ کرون تمھین بھی تکلیف کرنا ہوگی جو کچھ ہیچ آتش اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہو اسے تناول فرمایئے رات کو مین نہین آنے دونگی یہ سنکر جمشید مثل گل کے شگفتہ ہو گیا باتون سے معلوم ہوا یہ تو خود میرے اوپر عاشق ہی جمشید نے کہا صاحب یہ مکان بھی تمہارا ہی یہین جلسہ کرو شراب وکباب حاضر ہی آج جلسہ تخلیہ ہو شب کو یہین رہو کل جلسہ عام ہو سب کو رقعہ لکھینگے سوائے خداوند کے سب آئینگے کون ایسا ہی جو نہ آئے اور ہمسے انکار کرے وزیر امیر سب آئینگے ملکہ نے کہا صاحب مین تمہارے گنبد مین رات کو نہین رہونگی تم مجھے چھیڑو گے مین اکیلی کیا کرونگی عورت ذات چار آدمی جان جائینگے کہ جمشید کو اورنگ سے آشنائی ہی دس برس ہوے میرے شوہر کو مرے جیسا مین نے تفیض کیا سب پر روشن ہی لونڈون تک میں مشہور ہو لی جسنے مجھے کہا یہی جواب دیا کہ سنو صاحب جو بگاڑ ہی یاد وہ بگا نہ دینے والا حسرت ویاس لیکر پردۂ دنیا سے جا چکا زندگی چند روزہ اگر کسی کا دل اپنے سے راضی ہو جائے تو کیا نقصان ہی عوض احسان کا احسان ہی مگر تمہارے تیور مجھے برے معلوم ہوتے ہین اس بات سے گھبراتی ہون مجھ مین برداشت کی طاقت نہین اسی واسطے لڑکون سے توسل رکھا پیسے کی پروا نہ خرچ مین دو دو سب کو بانٹ دین انہین جو دو چار جلسے ہوے انسے مطلب بھی نکل آیا جوان مرد سے کون اپنی جان دے جمشید یہ تو بازہنسے لگا کہا آج تو مین نہ جانے دونگا تو شراب پیو جب جمشید نے بہت منت کی اورنگ نے کہا صاحب خوشی تمہاری دیکھو ایک کال لے گیا خوب قطعہ کہا قطعہ کعبہ بنیاد خلیل آزر است ٭ این گذرگاہ جلیل اکبر است ٭ دل بدست آر کہ حج اکبر است ٭ صد ہزاران کعبہ یک دل بہتر است ٭ جمشید نے کہا مین تو تابعدار ہون اے ملکہ اورنگ یاد رہے بعد چالیس دن کے مسلمانون پر قدرت لشکر کشی کرینگے ہم تم شریک ہو کے لڑینگے اورنگ نے کہا صاحب یہ سمجھ لو مین تمکو میدان مین نہ نکلنے دونگی حمزہ مالک اسم اعظم صف شکن تیغزن ایسے کے مقابلے سے قدرت بچا نہین اگر کوئی ہاتھ پڑ جائے تو مین کسی ہو کے رہونگی اب تو مین تمہاری محبت کا دم بھرونگی آج بیاد رشتہ ہوتا ہی تمہارے مزاج کا حال مین نہین جانتی جمشید بھول گیا اورنگ نے گلابیان قسمین شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام بھر کے ہاتھ پر رکھا مسکرا کے آواز دی شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ لو پیو پھر چھری پھیر دو خنجر سے ذبح کرو اب تو مین نے سر جھکایا اے ظالم تو نے مجھکو باتون ہی باتون مین پھنسایا دروازے تو بند کر دے ایسا نہو تیرے باپ آجائین جمشید نے کہا کیا مجال ہے بے پکارے کسی کے آنے کا حکم نہین ہی مین نے پہلے ہی سے بندوبست کر دیا ہی اورنگ نے کہا اس بات سے صاف معلوم ہوا کہ تم زندی باز ہو عورتین روز آتی ہین جب تو تمنے یہ حکم لگایا جمشید نے کہا برسون کوئی عورت نہین آتی آج تمہارے سینے کا ابھار دیکھکر دل تڑپ گیا اورنگ نقلی نے کہا کیا دودھ پیوگے کول دو دن میری انگیا کے بند نہ کھولنا مین ہاتھ نہ لگانے دونگی جمشید بلک رہا ہی منھ مین پانی بھر آتا ہی جی مین کہتا ہی بڑی طرار وفرار ہی بڑا لطف اٹھیگا خواہش رکھتی ہی جام پی لیا اورنگ نے جھپٹکر دروازے بند کیے ملازمان جمشید آئے انہون نے پکارا اورنگ نقلی نے کہا تو تمہارے دھکڑے آگئے اب انکو منع کرو اسی لیے مین کہتی تھی میرے گھر چلو

تھے یہان یہ جھگڑا پھیلا یا جمشید نے کہا مین منع کیے دیتا ہون یہ سب میرے نوکر ہین کہ نصیحت کرنے والے ہین یہ کہکے پکار کے آواز دی بھائیو اسوقت اپنے اپنے گھر جاؤ مین ایک سحر تیار کررہا ہون تیسرے پہر کو چلے آنا وہ سب جھلا کے چلے گئے اب تو اور رنگ نقلی نے دوسرا جام دیا تین جام پُر در پے پلائے جمشید اٹھیا آنکھین سرخ فندقی نکل آئین چہرہ تمتمایا ہوا حیران و پریشان گھبرا کے بولا تھا صاحب اس شراب مین کیا تھا پیتے ہی میرا دل گھبرانے لگا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اور رنگ نے کہا صاحب تمھارے ہی گھر کی شراب تھی ہی واسطے مین نے نہین پی جمشید نے گھبرا کے کہا مین ٹہلون پھر ہم تم ملکر پلنگ پر بیٹھین اور رنگ یہ کہکر اٹھی ہم تمھارے ساتھ تو نہ جائینگے اگر تمھارا جی چاہتا ہی ہمکو گود مین اٹھا کر بیٹھ جمشید جھپٹا کہ گود مین اٹھا لون سینے پر بھی ہاتھ رکھون جیسے ہی اٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جھپٹ کے خنجر مارا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے جمشید کے ایک تلاطم برپا ہوا قلعہ گرنے لگا بڑی بڑی دیوارین لڑکھڑا کے گرین سیکڑون فوج والے دبے عمرو نے اسباب گنبد کا لوٹ لیا گلیم اوڑھ کے نکلا باہر حجرہ ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو لو دا ابلیس اپنے مقام پر بیٹھا تھا ہزارون ساحرون کے مرنے کی آواز آئی فوج والے زیر دیوار دبے بعض بھاگنے لگے کہتے تھے یارو یہ کیا قیامت برپا ہوئی یہ حالات دیکھکر ابلیس گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھا پکارا ساحر تاری گھبراؤ نہین ذرا جا کے خبر لاؤ جمشید مارا گیا اور رنگ جادو بیرون قلعہ ایک نخل پر بیٹھی تھی یہ قیامت دیکھا اڑ کے آ کے دیکھا لاشہ جمشید پڑا ہی گلابیان شراب کی ٹھوکرین کھا رہی ہین اسباب گنبد کا نذار دیو رہا ہی پیر و مرشد اٹھا کر لیگئے بلال جادو در قید خانہ پر بیٹھا تھا یہ بھی دوڑا کھٹکا ہوا کہ یارو عمرو اسکی فکر مین تھا کل مین نے بچا لیا تھا آج قتل ہو گیا آ کے دیکھا لاشہ جمشید پڑا ہی روتا ہوا ابلیسا اور رنگ نے کہا ای بلال جادو دیکھا تمنے عمرو نے کیا غضب کیا جمشید ایسے ساحر کو مار لیا بلال نے کہا اب اپنی جان بچاؤ اور رنگ جادو نے کہا مین اپنے مکان جاتی ہون ہر چند بلال جادو نے کہا کہ میرے مقام پر چلو اور رنگ نے جواب دیا بھیا کہین جانا مناسب نہین مین اپنے مقام پر سحر تیار کرونگی دیکھون تو سارا بان اور مجھ تک کیونکر آتا ہی اگر آئے تو بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ کہکر اپنے مکان پر چلی جب قریب اپنے قصر کے پہونچی دیکھا ایک جوان دھانی سیلا سر پر باندھے ہوے انگرکھا بت معقول کنٹھا چست پہنے درست کھڑا ہوا رو رہا ہی جیسے ہی اور رنگ کو دیکھا اور رقت طاری ہوئی بہ نگاہ حسرت طرف اور رنگ کے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا یہ اشعار پڑھنے لگا غزل

ستمگر مین اُسکی جو وہ اک آگے سمان ہوگئین	دل مین دی ہمنے جگہ وہ دشمن جان ہوگئین	دل مین کوئی آرہا آنکھون سے اپنی چھپ گیا
جب سے دلبی ہوئی نظرین پریشان ہوگئین	تم انھین پیچی نگاہون سے ادھر بھی دیکھلو	وہ جو دل کا خون کرکے کچھ پریشان ہوگئین
گھر مین اُس پردہ نشین کر اب بٹھاؤنگا کہان	دونون آنکھین بھی تو فرش راہ جانان ہوگئین	تونے ایذا بھی جو دی ایذا مجھے اُسکو ہم
دل جگر کی ہمکو بھا نسین تیری مژگان ہوگئین	وحشتِ دل کھیلی تھی دل دیئے سے کہین	کچھ تمنائین گر دست و گریبان ہوگئین
عشق مین جو خواہشون کو دیکھین جاری بھی بلال	جان کی آخروہ ہی کمبخت خواہان ہوگئین	

اسطرح اُس جوان نے یہ اشعار رو رو کے پڑھے کہ اور رنگ اصلی بیقرار ہو گئی مسکرا کے کہا کیون میان کیا حال ہی جوان نے ہاتھ باندھ کے کہا تمپر مرتے ہین اپنا کو بدنام کرتے ہین کئی سال گذر رہے تمکو دیکھکر مائل ہوے سب ضبط کیا اب ضبط کی طاقت نہین ہی تمھارے کوچے مین آ کے بیٹھے ہین یہی آرزو ہی بقول شاعر شعر دو دوپٹا تم اپنا ململ کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا دوسرے طور سے یہ مصرع لکھا ہی ایضاً عکس ڈالو تم اپنے آنچل کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ٭ اب یہی مراد ہی کہ اپنے کوچے مین دو گز زمین اس عاشق زار کی قبر بنے اگر یہ نصیب ہو اور روح تڑپ چلی اور رنگ نے کہا صاحب مجھے خبر بھی نہین کہ تم کب سے مجھپر عاشق ہو اگر مین جانتی ایک آدھ مرتبہ ضرور تمھاری خبر کو آتی حال پوچھ جاتی میرا کیا نقصان ہوتا تمپر مفت مین احسان ہو کر چلیسا

میرے مکان پر آیئے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے اپنے دل کو صبر دیجیے مین آنکھون سے خدمتگزاری کو حاضر ہون جوان نے ہاتھ
اُٹھا کے کہا تمکو خداوند ابلیس سلامت رکھین اپنے چاہنے والے کو تسکین دی جان بچالی آج دل سے یہ عہد واثق کر کے
آئے تھے کہ سرکار کے در دولت پر رکھدین لاشہ تڑپیگا شاید بعد مرنے کے کچھ رحم آجاوے مگر آپ نے مہربانی فرمائی
حسن کی ترقی ہو ستارہ جمال باکمال کا اوج پر رہے دشمن جفا مین سے اسطرح کی باتین کرتے ہوے اورنگ کے مکان
پر آئے اسکی کنیزین دوڑین عرض کی واری آپ کہان گئی تھین یہ جوان بڑی دیر سے سامنے دروازے کے کھڑے تھے
ہمسے کئی مرتبہ پوچھا ملکہ اورنگ کب آئینگی ہمنے کہا دربار خداوندی سے رات کو مہلت ملتی ہی مگر آج تو آپ بہت جلد
تشریف لائین اورنگ نے کہا صاحبو آج غضب ہوگیا عمرو عیار نے جمشید کو مارا قلعہ سمار اگر گیا مین بھی گھر چلی آئی عمرو
کی تلاش مین گئی مگر عمرو کا ملنا دشوار ہی سنتی ہون گلیم عیاری اُسکے پاس ہی جہان چاہے چلا جائے کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا
جب تو غیر ساحر ہو کے ساحرون کو مارتا ہی جمشید کی فکر کی آخر ہاری لیا کنیزون نے فرش بچھایا اورنگ نے اُس جوان کو بٹھایا
کہا صاحب بیٹھیے اُس جوان نے کہا بی اورنگ صاحب آپ نے اندر مکان کے مکان بنوایا بڑا کمال کیا اورنگ نے کہا
یہ سب حفاظت اُس نابکار کے لیے ہی کہ مجھ تک نہ آسکے دکھنی جوان نے ہاتھ باندھکر کہا مجھکو حفاظت کا حکم ہو مجال کیا ہی ذرہ
سے نہ چلیگی اورنگ نے کہا نہین آپ میرے مہمان عزیز ہین یہ کہکے شراب منگوائی گزک بناکر سامنے رکھی جوان اُٹھا
بوتل اُٹھائی کہا میرے واسطے عید ہو جو میرے ہاتھ سے ایک جام پی لو اورنگ نے کہا بیٹھو جلدی نہ کرو اب تمھاری
روز آمد و رفت رہیگی کسی دن تمھارے ہاتھ سے بھی پی لینگے جوان رونے لگا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
ایسا کہو ابھی طائر روح قفس جسم خاکی سے اُڑ جائیگا مین جان ہی دینے آیا ہون اگر تمکو جان بچانا منظور ہی میری
خاطر کرو جام میرے ہاتھ سے پی لو اورنگ نے سر جھکا لیا کہا خوشی تمھاری مین خوب جانتی ہون بہت عوض ہی دل شکنی کا
محال ای یار بقول شخص ؎ ٹوٹے تو نہین جواب شیشے کا ۔ جوان نے جام لبون سے اورنگ کے لگا دیا گلے مین ہاتھ ڈال کے
ایک بوسہ لیا اورنگ نے کہا یہ گنوارپن مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا جوان کب مانتا ہی دہن کے میٹھے میٹھے بوسے لیے جام
پلایا اورنگ گھبرائی کہا ای عاشق صادق ای یار موافق میرا دل گھبراتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی جوان نے کہا
اُٹھیے ٹہلیے مزاج درست ہو طبیعت چالاک و چست ہو میرا بھی مطلب حاصل ہو کئی سال کے بعد تمکو تنہا پایا اورنگ
سب تجھ بھول گئی یقین کامل ہی کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی زمین پر گراتا ہی آخر گھبرا کے اُٹھی دو
قدم چلی تھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری شہنشاہ اقلیم طراری ہزبر دشت مکاری
افسر فوج دینداری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری خنجر مارا اورنگ کے دو ٹکڑے کنیزین دوڑین عمرو نے ایک حقہ آتشبازی
مار دیا کسی کا منہ جلا کسی کا جسم پھنکا بیبیتی چیختی بھاگین مگر خواجہ گھر مین گھسے لوٹنے لگے اورنگ بادشاہ کی مصاحب تھی
مال و اسباب سے گھر بھرا ہوا اگر ہلال جادو مارے جانے سے جمشید نیرنگ ساز کے سبب گھبرایا ہوا در زندانخانہ پر
بیٹھے بیٹھے گھبرایا ملازمان جمشید نے کہا یار و تم سب کہان تھے کہ عمرو نے آکے اسطرح ایسے کامل و اکمل کو مارا افسوس
ہی کہ تم لوگون نے اسکی خبر نہ لی ملازمون نے عرض کی ہمنے خبر سنی کہ اورنگ جادو کو ساتھ لیکر گنبد مین گئے دروازے
بند کر لیے ہم لوگون نے جو پکارا جواب دیا اسوقت تم لوگ جاؤ ہم سحر تیار کر رہے ہین حضور ہم لوگ مجبور رہے تھوڑی
دیر کے بعد جو آئے دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہلال یہ سنکر کامیدہ و پریشان حیران اس سوچ مین چلا کہ میری بھی عمر دنکرگئی
اب کہان جا کے چھپون کیونکر جان بچاؤن یہ کہتا ہوا چلا طرف سے قصر اورنگ کے گذرا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
من اورنگ جادو بود بلال جادو گھبرا گیا سوچا اب تو بھی انگشت نما ہوا عمرو نے اورنگ کو مارا تڑاپ کر

آسمان پر بلند ہوا کبھی سیکڑون کنیزین روتی پیٹتی بھاگی جاتی ہین عمرو مکان اورنگ لوٹتا پھرتا ہو جب جال مارا اسباب کھینچا فرش
فروش شیشہ آلات جنس غلہ نقدی تانبے کے برتن لوٹ کے صحن مین آیا ہو اب ارادہ ہو کہ نکلون ہلال جادو نے وہین سے
نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے غضب کیا جمشید و اورنگ کو مارا ساحران نامور سے قلعہ خالی کر دیا خانۂ دل
کو غم و الم سے بھر دیا عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا ہلال چمکا عمرو نے چاہا کر کے الگ ہون ہلال جادو کب جانے دیتا ہو
سحر مین کامل کمر مین عمرو کی پنجہ دیا لے اُڑا اگرچہ حیران کہ اورنگ کے مکان مین لاکھون روپیہ کا اسباب تھا اس ظالم نے
کیا کیا اسکے ساتھ سیکڑون مزدور رہتے ہین یا چھکڑے ساتھ تھے یہ سوچ کر ایک باغ تھا اُسمین اُتر پڑا عمرو کو ہوشیار کیا
بازون سحر سے بیکار رکھے پوچھا کیون خواجہ اب تمھارا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو جمشید بڑا بھائی تھا اورنگ رشتے
مین بہن ہوتی تھی تو نے دونون کو مارا مگر یہ تو بتا کہ اسباب مکان اورنگ کا کیا ہوا سارا مکان اسباب ظاہری سے
بھرا ہوا تھا اب مین نے خیال کر کے دیکھا کہ ایک چیز تک نہین فرش تک غائب ہو عمرو نے کہا یہ بڑی راز کی بات ہو اسکے
بتانے مین اسرار ہو آپ نے مجھکو پکڑا قتل کیجئے ابلیس کے پاس پہنچیے مین عجب ساعت گرفتار ہوا خیال کرتا ہون کہ ادھر قتل ہوا
اور خدمت سامری مین پہونچا ہلال جادو نے کہا تمھین سامری سے کیا کام عمرو نے کہا ان باتون کو نہ پوچھیے قیدی کو
قتل کیجیے آپ کو قسم ہو خداوند ابلیس کی قتل مین تامل نہ ہو اسی ساعت کی فکر مین عمر بھر عیاریان کین وہ ساعت آج ملی
کلی آرزو کی کھلی جدھر دیکھتا ہون باغ ہی باغ نظر آتا ہو بلبلین نغمہ سرائی کر رہی ہین سب خداوند پکار رہے ہین کہ خواجہ
ہمارے پاس آؤ مین شرم سے کسی کو جواب نہین دیتا کسکی خاطر کرون گر سب مین زبردست اور صاحب ظہور خداوند
سامری جمشید ہین انھون نے اشارہ کر دیا کہ آپ کے پاس آؤنگا خواجہ یہ باتین کر کے خاموش ہوے ہلال نے کہا
خواجہ مین تمکو چھوڑ دونگا مگر یہ حال مفصل بتاؤ عمرو نے کہا مذہب کا تو یہ حال ہو کہ سامری جمشید کا معتقد ہون لونے
دو سو کو مانتا ہون نادان نہین تھا کہ جس خدا کو نہ دیکھا تھا بھلا اطاعت کرنے لگے کہ ساحرون سے خدا بڑی سب کے سامنے
لعنت کی مغلظات کا پاس تھا تمکو معقول پایا منہ سے نکل گیا اسباب کا حال نہ بتاؤنگا مین نے لیا ہی نہین اورنگ کو مارا تھا
آپ نے پکڑ لیا آپ کو ان باتون سے کیا کام ہو مین نے اورنگ و جمشید کو قتل کیا آپ بدلا لین مجھے جلد قتل کرین مین بھی
سامری و جمشید کے پاس جاؤن اُنہین کے پہلو مین جا کر بیٹھون دو ہزار فرشتے واسطے خدمت کے سامری جمشید
نے مقرر کر دیے کھانے کو انگور ایک ہفتے کے بعد اور نعمتین بھی ملینگی یہ بھی معلوم ہوا کہ اور میوے کی فصل نہین باغ بہشت
مین سناٹا پڑا ہو درخت سوکھ گئے ایک چمن مین چالیس نخل انگور کے ہین وہ سرسبز و شاداب ہین انکی رعنائی دیکھ کر میرا دل
بیتاب ہو ہلال جادو نے کہا خواجہ تمھین قسم ہو سامری و جمشید کی کہ اسباب کا بھید بتاؤ عمرو نے کہا یہ تو زبردستی ہو ناحق کی
خود پرستی ہو گنہگار سے اتنی باتین کرنا کیسا آپ ہمین قتل کرین یہ ساعت کسی کو ملتی ہو ہلال نے کہا خواجہ یہ تو ہم سمجھے کہ تم مشتاق
بیکنٹھ ہو مگر اسباب کا حال بتاؤ عمرو نے لاچار ہو کے سر جھکا لیا اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا ہلال نے کہا مین قسم
کھاتا ہون خداوند ابلیس کی کہ تمھارا بھید کسی سے نہ کہونگا عمرو نے کہا بہت خوب سحر مجھپر سے اُتار لیجیے واسطے سامری و جمشید
و ابلیس کا یہ حال کسی سے نہ کہیے گا ورنہ میری بات جاتی رہیگی مین نے آقا کو نہین بتایا ہلال نے خوشی مین سحر اتارا عمرو نے
کہا میرے پاس آئیے آپ سے بھاگ کے کہان جاؤنگا اب تو آپ میرے رازدار بنے ہین ہلال ہنسا کہا خواجہ مین تمھاری
خطا معاف کرا دونگا ابلیس تمکو غنڈہ جلیل دیگا اب عمرو نے زنبیل کا منھ کھولا کہا میان ہلال صاحب آئیے دیکھیے اسی
بٹوے مین سب کچھ ہو ہلال نے جھک کر دیکھا ایک بڑا قصر رفیع ہو میدان بھی وسیع ہو ایک طرف تمام اسباب مکان ملکہ
اورنگ کا ڈھیر لگا ہو ہزارہا تاج ایک جانب انبار ہین ایک سمت دریاے قہار مواج نظر آیا آفت کا موجۂ شور رہا ہی

ہزارہا جہاز بجرے کشتیان زور قین لگی ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہو رہی ہین ایک جانب باغ کے دروازے کھلے ہوے ہین مالنین باغبانیان گلگام کے لہنگے پہنے یان اور ڑہے ہوے انوٹ بچہوے ہاتھ یا لون مین ہزارہا نازنینان جمین درختون کی چھاؤن مین خرامان خرامان پھرتی ہین ہر طرف یہی ذکر ہے ہر ایک کو یہی فکر ہے زیور گل تیار کرو واسطے شاہ عمرو کے پہلو ایک جانب صد ہا قلعہ توپین چڑھی ہوئین لڑائیان ہو رہی ہین غلغلہ ہو رہا ہے دوہائی ہے خواجہ عمرو کی ہمارے یہان خشکسالی ہوئی ہم خواجہ سے عذر کرینگے مگر جو پہلوان لڑتا ہوا جاتا ہے ملیغار کرکے چلا ہے آواز دیتا ہے خراج نہین چھوڑیگا یہ حقیر آکے قلعہ لوٹیگا شہنشاہ عمرو کے حکم سے آئے ہین ہم بدون فتح واپس نہ ہونگے جسکو دعوی ہو خواجہ کا حکم منگا دے ہلال جادو یہ سب دیکھکر مبہوت ہو گیا سر اُٹھا کے کہا خواجہ یہ کیا چیز ہے ایک اسباب اور رنگ کیسا کئی سلطنتون کا مال رکھا ہے مکانون مین تخت بچھے ہین سب عیش کر رہے ہین آپکی محبت کا دم بھر رہے ہین عمرو نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ہے کمکر چوماسی گھنڈیان اونکی ہاتھ باندھکر کہا ابھی طرح سیر کرلو مگر کسی سے ذکر نہ کرنا آجتک مین نے یہ حال کسی کو نہین دکھلایا تھا مگر تمھاری شرافت و لیاقت پر محبت ہو گئی مگر مجھکو قتل ضرور کرنا ہلال کہتا ہے خواجہ تم ایسے کامل واکمل کو قتل کرون تم ایسے عیار کے خون سے ہاتھ بھرون زنبیل کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے یہ سب مال تمھارا ہی ہے عمرو نے کہا مین کیا کہون انہین لوگون سے پوچھو خوب اچھی طرح جھک کے دیکھو اب تجسے کیا پردہ ہمارا سب حال تیپر ظاہر ہوا اگر بتائی دیکھو مجھکو بدنام نہ کرنا ہلال نے کہا مین تو عمر بھر غلامی کرونگا عمرو نے کہا یہ تماشا دیکھلو پھر مجکو قید کرکے لیچلو میان ابلیس کا سامنا ہو دیکھون وہ کیا کہتے ہین اُنکو میری بڑی فکر ہے جسدن اُسے پکڑ لونگا سارا اعتراض کرنا بھلا دونگا ہلال نے پھر زنبیل مین سر ڈالا کبھی صحرا دیکھتا ہے کبھی دریائے قہار پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کہتا ہے خواجہ کیا کیا عمدہ تاج رکھے ہین ان سب کا آپ کو اختیار ہے جب عمرو نے دیکھا سینے تک یہ جھکا ہوا زنبیل مین داخل ہو گیا اور تماشے مین مبہوت ہے عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر الٹ دیا زنبیل مین گرا اب جو ہلال دیکھے ایک جانب میٹ کھڑا ہے ہزارون مزدور کالی کالی صورتین غرفیان باندھے ہوے مٹی کی ٹوکریا سر پر دھرے اور میٹ نے ایک سونٹا مارا وہ بلبلا کر رہگیا کہا میان میٹ رحم کرو اسقدر مدت بہتر نہین میٹ نے جواب دیا او باجی یہ جیسے خواجہ عمرو کا جو باتے ہو اُسکے موافق مزدوری کرو اس زمانے مین دن تھوڑا ہوتا ہے خواجہ کا حکم ہے مزدوری بہت کم ہوتی ہے کنارے دریا کے پشتہ بناؤ دن بھر بنتا ہے رات کو دریا بہا لیجاتا ہے خواجہ کے کیا ہاتھ آتا ہے بندگان خدا کی راحت کے واسطے یہ انتظام ہے ورنہ اُنکو کیا کام ہے میٹ نے جو نیا مزدور دیکھا دوڑ کے میان ہلال کو ایک سونٹا مارا ہلال بھی انگشت نما ہوا ہچکا بیٹھا ایک مزدور نے کہا ابے کپڑے تو اُتار ہمکو حساب دینا پڑتا ہے ہلال نے جاہا سحر کرون سحر بالکل فراموش اب تو ہلال گھبرایا ایک کالے غلام نے سب کپڑے اُتار لیے ایک لنگوٹی سبز حوادی کپڑے تہ کرکے الگ رکھدیے جمعدار سے پکارکے کہا آج جو نیا مزدور آیا اُسکا نام لکھ لیجیے جو لیے کا نہین یہ کہکے ہلال کے سر پر ٹوکری رکھدی کہا اسمین مٹی اُٹھاؤ ہلال نے ذرا انکار کیا تھا میٹ نے ایک سونٹا مارا ہلال نے کہا ہاے کم کوئی ایک نے کہا چپ رہ عقل نہ بجا ہمارے شاہ خفا ہونگے میان ہلال نے رو رو کے وہ ٹوکری سر پر رکھی مٹی اُسمین بھری اب مزدورون کے ساتھ ہوے میٹ کی ہر ایک پر نگاہ ہے جو ذرا رُکا اُسپر سونٹا پڑا ہلال کے رہگیا ہلال تو اس حال مین عمرو نے جب ہلال سے فراغت پائی مقصد برار نگ و روغن عیاری کا نکالون ہلال کی شکل بنون چلکر ماہ عالم افروز و گلچہرہ وزیرزادی و ماہ پرور دایہ ان تینون کو قید سے چھڑاؤن گو ابلیس یہان قصر اسرار ساحری مین داخل ہوا عجائب و غرائب وہان کے دیکھتا پھرتا ہے کرورون روپیہ کا اسباب پتلیان سنہری جابجا جو سر کھیل رہی ہین ابلیس جالین بتا رہا ہے یکایک پہلوے قصر سے آواز آئی ای ابلیس اسی منہ پر دعوی خدائی کا مجھکو تجھے اپنے ملک کی بھی خبر ہے

اور رنگ تنل ہوئی بلال نے عمرو کو پکڑا مگر عمرو نے بلال کو دھکا دیا داخل زنبیل ہوا لوگوں ڈھونڈ رہا ہی عمرو بلال بنکر ملکہ کو
رہا کرنے جاتا ہی یہ سنکر ابلیس غصہ مین تقرا اسرار سامری سے نکلا و زیرا سکا اژدر ان آتش بار و نیران سنگسار و
مبہوت ہبر سوار ہو اختتام رازدار حاضر ہین ابلیس نے نکلتے ہی کہا یار و تمہین کچھ خبر بھی ہی مین خدا ہی تمہارے بھروسے
پر نہین کرتا ہون سب حالات آیندہ و گذشتہ مجھپر روشن ہین فلان باغ مین عمرو نے بلال کو داخل زنبیل کیا اب بشکل بلال
دروزہ انخانہ پر جاتا ہی ای اختتام جلد جاکر گرفتار کرو مگر عمرو بلائے روزگار ہی میرے سپہ سالار قدرت کا عیار ہی ایسا نہو
تمہارے حال دل سے آگاہ ہو جائے پھر نہ پاؤگے کود پھاند کر نکل جائیگا اگر ہزار آدمی کوشش کرینگے اُسکو نہ پائینگے اختتام
نے کہا غلام بہت ہوشیاری سے جائیگا یہ کہکے اختتام رازدار پر پرواز پیدا کرکے چلا اڑتا ہوا جاتا ہی یہان خواجہ
بشکل بلال باغ سے نکلے جادوگرون سے نشان قید خانے کا پوچھتے ہوے طرف قید خانے کے جاتے ہین مگر خود بخود
دل عمرو کا بھڑک رہا ہی فرماتے ہین کیون اے دل خانہ خراب خیر تو ہی مگر اختتام پہلے اُس باغ مین پہونچا وہان کسی کو نپایا
گھبراکے باہر نکلا چند ساحر کھڑے تھے عمرو نے اُنسے پوچھا قید خانہ نور جکیدہ خالص قدرت کا کس مقام پر ہی ہم وہان جانا
چاہتے ہین ایک نے ہنسکر کہا میان بلال صاحب تم یہان پیدا ہوے اسی شہر کے رہنے والے اُسوقت تمکو کیا ہو گیا
کہ قید خانے کا راستہ پوچھتے ہو عمرو نے گھبراکے کہا بھائی بے وقت ایک جام پیا بسبب نشے کے راستہ نہین سوجھتا ساحر
نے کہا بائین پر جائیے اس سڑک کو طی کرکے دیکھو گے بلندی پر ایک مکان بنا ہی وہی قید خانہ ہی یہ راستہ بتا کے وہ ساحر
تو چلا گیا خواجہ اُسی نشان پر چلے مگر رسم و راہ سے ناواقف بھولتے ہوے جاتے ہین اب کسی سے پوچھتے بھی خوف آتا ہی
مگر اختتام جادو کا حال سنیے کہ باغ سے یہ نکلا جلدی جلدی جاتا ہی تھوڑی دور چلا تھا کہ وہ ساحر جسنے عمرو کو پتہ بتایا
تھا اختتام نے اُسی کو پکارا کہا کیون بھائی اس باغ سے نکل کے ابھی بلال گیا ہی اُس ساحر نے کہا آج میان بلال کا
عجب حال ہی گویا میان بلال مین بڑا کمال ہی ابھی مجھسے پوچھتے تھے کہ زندانخانہ کدھر سے جاؤن تعجب کی بات ہی کہ وہ
دن بھر کے پھرنے والے جہان گشت مشہور ہین عقل و فراست سے بہت دور ہین راستہ پوچھتے پھرتے ہین اختتام نے کہا
وہ اصلی بلال جادو نہین ہی عمرو عیار ہی وہ یہان کے راستے کیا جانے بشکل بلال بنکر چلا ہی راستہ پوچھتا پھرتا ہی مین جاکر
اُنکی گردن لیتا ہون یہ کہکر اختتام چلا مگر وہ ساحر پیٹ کا ہلکا گھبرایا ہوا دوڑا اترا ہے پر دیکھا بلال حیران پریشان
راستہ پوچھ رہا ہی اُس ساحر نے کہا میان بلال صاحب آپکی فکر مین اختتام رازدار آتا ہی ذرا بچو ابھی مجھسے پوچھ کے گیا
ہی ادھر ہی آئیگا عمرو کنارے ہوا رنگ روغن عیاری کا نکال کر اور جادوگر کی شکل بنا اُس تراہے پر کھڑا ہو رہا پکار پکار
کے کہتا ہی بھائی بلال داہنے پر جانا نالا ملیگا جدھر املی کے پیڑ ہین اُسی طرف جانا کہ سامنے سے دیکھا اختتام رازدار
بھاگا ہوا آتا ہی عمرو نے پکار کے آواز دی کیون اے وزیر اعظم خیر تو ہی تمہارا سید ال پھر نا تعجب کی بات ہی تم وزیر خدا ہو
ہو اختتام نے کہا ادھر بلال جادو گیا ہی عمرو نے کہا جی ہان وہ دیکھیے گلی مین گھس گیا مین ہی نے راستہ بتا دیا بلال
کچھ گھبرایا ہوا ہی اختتام نے کہا کچھ باعث ہی ساحر نے کہا چلیے مین آپ کے ساتھ چلتا ہون اختتام کو غنیمت ہوا کہ
ایک اہیر طلاب غنچہ آرزو شگفتہ ہوا عمرو ساتھ ساتھ وزیر کے چلا کہتا ہی اس راستے سے گیا ہی اپنے ساتھ لاتے لاتے
کہاں دیکھیے وہ جاتا ہی مجھے اُسکی رعایت سے کیا مطلب ای اختتام وہ دیکھو عمرو جاتا ہی اختتام نے دیکھا ایک ساحر
جاتا ہی اختتام بڑھا خواجہ پیچھے ہٹے کہا ایک گولہ پھینک مارے ظالم کا سر پھٹ جائے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے تلف
ابلیس پرستان مین اسنے فدر ڈالدیا ہی کیسے کیسے ساحر مارے ہر طرف یہی تذکرہ ہی کہ سار بان زادے نے کیسے کیسے افسر
مارے اختتام نے گولہ جھولی سے نکالا اسم تحرپڑھکر پھینکا وہ سرپر اس راہگیر کے پڑا سر اُسکا پھٹگیا وہ گرا اندھیرا ہوا

عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین اختتام کے ڈال دیئے جھٹکا دے کر نعرہ کیا حباب مارا وہ بیہوش ہوا وہان ابلیس خود پرست
نے اژدران آتشبار سے کہا ارے غضب ہوا عمرو نے اختتام کا خاتمہ کیا جلد جا اژدران اُڑا عمرو نے اختتام سے خنجر مار دیا
پر وہ روئین تن تھا خنجر اُچٹ گیا عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا سر پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش بازار مین غل ہوا سنگباری
بر قہاری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من اختتام جادو بود اژدران نے صدا اختتام کے مرنے کی سنی آسمان پر آکے جو دیکھا
لاشہ اُسکا پڑا ہے ایک شخص لباس اُتار رہا ہے اژدران نے دہن سے نعرہ کیا پاش او ساربان زادے غضب کیا اختتام
کو مارا ایسا ساحر کوئی سحر مین نہ تھا تیرے دام مکر مین پھنس گیا مردے کا لباس اتار رہا ہے عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا اژدران
قریب آپہونچا عمرو نے ترپ کے میدان پکڑا کمر سے ایک گولہ نکالا کہا او اژدران مین کیا کسی سے یا بیلچی کا رکھتا ہون آتو
سامنے آج سحر بھی ہمارا دیکھ لے اژدران جانتا تھا کہ یہ عیار ہے سحر کیا جانے عمرو نے گولہ پھینک مارا اژدران سمجھا کوئی
دو چار انگھر جاتا ہوگا اُسی پر اسکو ناز ہے اسم سحر کا پڑھکر ایک ہاتھ گولے پر مارا گولہ پھٹا اُسمین سے پانی نکلا منھ پر چھینٹین
پڑین لڑکھڑا کے اژدران گرا عمرو نے لپک کر اژدران کو بھی مارا سر کاٹ لیا ایک جانب بھاگا بازار والون نے جو دیکھا
دو وزیرون کے لاشے پڑے ہین بازار والون نے لاشے اُٹھائے یہان ابلیس مطمئن ہو کر بیٹھا ہے کہ اب اژدران عمرو
کو لاتا ہوگا یکایک رونے کی آواز آئی بارگاہ سے نکل آیا اسکے ساتھ ہزارون ملازم ساحر نکل آئے دیکھا اہالیان
بازار لاشہ اختتام و اژدران ایک چارپائی پر ڈالے ہوئے لیکر آئے کہا حضور عمرو نے ان دونون کو مارا ابلیس
کے ہوش اُڑ گئے لاشون کو تو جلانے کا حکم دیا آپ قصر اسرار سامری مین آیا پتلیان چوسر کھیل رہی تھین چھ تین پو بارہ
کی آواز آرہی ہے ایک کہتی ہے پو بارہ رنگ نہ کھلتا دیکھنا بدرنگ کی گوٹ گیارہ کھاتی ہے چار کانے اُسی کو چلو پنجہ کی چوٹ کھائی
گیارہ بہت آتے ہین اگر یہ بھی ایکی مرتبہ رنگ کا داؤن رہجائیگا ایک کہتی ہے بوا داؤن جاؤ دوسری اُس طرف والی کہتی ہے
داؤن قبول سو کی بازی جیتینگے دیکھو پندرہ پھینکے تینون لال رخ نیچے گرے چھکے چھوٹ گئے رنگ متغیر ہے رنگ کی گوٹ مرتی ہے
ایک نے کہا کیا غضب کے پندرہ پھینکے ہین چہارم کی نرد مری بدرنگ کی لڑائی رہی رنگ کا تو خاتمہ ہوا اب اور رنگ
بند جیکا لڑائی پر لگی اُسنے کہا بوا یہ بدرنگ کی نکلنے نہ پائے اسی کو مار مار کے بازی جیتینگے تم کس بھروسے پر داؤن گنتین
خیال کرو فقط اتنا فرق ہے بدرنگ کا جنگ ہمارا چڑھا ہوا ہے حسرت داؤن اُٹھ گئین پانسہ داؤن پندرہ کا ہے یہ داؤن دیکھنے
والا نہین اب سہ جاتی ہون ابلیس نے پکار کے کہا اے کنیزان سامری تمھارے کھیل کو آگ لگے مین لٹ گیا دو وزیر
مارے گئے جلد بتاؤ عمرو کہان ہے ایک نے مسکرا کے کہا یا خداوند آپکی خدائی پر زوال آیا آپ نے مسلمانون کو کیون چھیڑا عمرو تو
بلائے روزگار ہے انتہا کا مکار و غدار ہے سامری نامے مین دیکھیے جا بجا سامری و جمشید نے یہی لکھا ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے
قضا نہین ہے کشندۂ ساحران ریش تراشندۂ کافران لقب ہے آپ نے اُس سے کیون بگڑی اُلجھائی اسوقت چوک مین ایک
جوہری کی دکان پر گماشتہ بنا بیٹھا ہے جواہر بدل رہا ہے اُس دکان مین لال پردے لگے ہین سائبان زربفتی کھنچا ہے اسی نشان
پر کوئی جائے کیا عجب ہے گرفتار ہو یا خداوند جسطرح آپ نے قصر اسرار سامری مین اور زبانی کاہن کی یہ سنا کہ چالیس دن
آپ پر سخت ہین اور وہان لشکر حمزۂ صاحبقران مین خواجہ بزرجمہر کے بیٹے موجود ہین وہ جو حکم لگاتے ہین کبھی اُسمین
فرق نہین پڑتا اُنہین نے عمرو کو بتا دیا کہ اگر چالیس دن مین خداوند ابلیس کو نہ مارا تو بعد چالیسوین دن کے اُنکی سختی دفع
ہو جائیگی اگر برائے مقابلہ نکلے تو مشکل پڑیگی عمرو نے اسی ذریعہ سے آکے جمشید کو مار ڈالا وہ تختی مٹایا اب دونون وزیر مارے گئے
آپ کی دختر کہ معشوقہ بادشاہ لشکر اسلام ہے اُسکو ضرور رہا کریگا یہ کہکے پانسہ پھینکنے لگی اُسنے کہا یا خداوند آپ جائیے
ہمارے کھیل مین حرج ہوتا ہے ابلیس قصر سے باہر نکل آیا صیقل جادو کھڑا ہے ابلیس نے کہا اے صیقل چوک مین جاؤ

فلان دکان پر عمرو عیار گماشتہ بنا ہوا بیٹھا ہی جاتے ہی گرفتار کرو یہ سنکر صیقل جادو چلا یہان حقیقت مین خواجہ نے گماشتے کو پکڑ اُسی کی شکل بنکر دکان پر بیٹھے جواہر بدل لیا ڈبہ بھی اٹھالیا جب اپنا مطلب ہو چکا کہا ذرا پیشاب کر آؤن گلی مین جاکر غائب ہوے سیٹھ جی نے جو دکان پر دیکھا ڈبہ ندارد گھبرا گیا عمرو نے جاکر گماشتے کو ہوشیار کر دیا گماشتہ حیران حیران دکان کی طرف چلا سیٹھ جی نے جو دیکھا گماشتہ آتا ہی پکار کے آواز دی او چوٹٹے صندوقچہ جواہر کا کیا ہوا گماشتے نے کہا میری تو سنیے مجھ پر کیا گذری مہاجن نے دوڑ کر گریبان پکڑ کہا ابھی جان دونگا اور تمھاری لونگا گماشتہ ادھر سیٹھ مین جوتی پیزار ہونے لگی کہ صیقل آ پہونچا جھپٹکر گماشتے کی گردن لی یہ ہان ہان کرتا ہی کون سنتا ہی لے بھاگا سیٹھ جی حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا میرے گماشتے کو کون لیگیا ایک دکاندار نے کہا جو تمھارے گماشتے کو لیگیا وہ ملازم خداوند تھا آج کل شہر مین غدر ہو رہا ہی آپ نے نہین سنا کہ عمرو نے کس کس کو مارا وو وزیر خداوند کے مارے گئے یہان خبر لگی ہوگی خواجہ کھڑے ہوے سن رہے ہین سوچتے ہین خواجہ خدا نے خیر کی اگر ہم بیٹھے رہتے تو گرفتار ہو جاتے چلو چلکر دیکھیں تو اُس بیچارے پر کیا گذرتی ہی بڑی جوتیان پڑینگی کیا عجب ہی کہ قتل کر ڈالے بن پڑے تو اسکو بچا دین یہ کہکر طرف دار الامارہ خداوندی کے چلے ابلیس گھبرایا ہوا تخت پر بیٹھا ہی کہ صیقل جادو لیے ہوے اس بیچارے گماشتے کو پہونچا ابلیس نے کہا اسکا سر کاٹ لو گماشتے نے کہا حضور میری کیا خطا ہی سیٹھ جی بھی مجھسے خفا ہین کہتے تھے جواہر کا تو نے صندوقچہ چرایا مین نے آج ہاتھ بھی نہین لگایا آپ فرماتے ہین سر کاٹ لو ابلیس نے کہا او ساربان زادے کیون بیہودہ بکتا ہی مجھکو کنیزان سامری نے تیرا پتہ بتایا جب مین نے پکڑ بلایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا میری بارگاہ سونی ہوگئی وو وزیر صاحب تدبیر میرے تو نے مارے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کچھ تو میرے دل کو صبر آئے قلب اطمینان پائے گماشتہ لاکھ انکار کرتا ہی ابلیس اپنی ہی کہے جاتا ہی کہ سامنے سے ایک بقال کو دیکھا روتا پیٹتا ہوا چلا آتا ہی آتے ہی قدمون پر خداوند کے گر پڑا کہتا تھا یا خداوند عمرو نے غضب کیا میرے بھتیجے کو مارا گھر لوٹ لیا ایک مقام پر بیٹھا ہی مین دیکھ آیا ہون کوئی جادوگر کامل میرے ساتھ کیجیے مین بتادون وہ گرفتار کرے اب ابلیس گھبرایا کہا تو نے عمرو کو دیکھا عمرو تو یہ گماشتہ بنا ہی بقال نے کہا جھوٹ یہ تو کوئی غیر شخص ہی مین نے اسکو ایک مقام پر بیٹھے دیکھا ہی اُسنے میرا گھر لوٹا جب مین نے چاہا پکڑلون جست کرکے نکل گیا مین کب رکتا تھا اُسکے تعاقب مین ہو لیا اب وہ چھپکر ایک زرعۂ نخلستان مین بیٹھا ہی مین نے بخوبی پہچانا اگر اسیر آپ کو گمان ہی منھ اسکا دھلوائیے گرم پانی منگوائیے اگر عمرو ہی رنگ و روغن اڑجائیگا اگر عمرو نہین ہی یہی صورت رہیگی مگر میرے ساتھ ایک ساحر کامل بھیجیے کہ عمرو کو پکڑ لے گماشتے کا منھ دھلوا کے رہا کرایا صیقل کو ساتھ لیا چلتے وقت ایک پرچہ قدرت کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھیے گا جتنا اسباب میرا لوٹا اسی مین لکھا ہی مین سب قدرت ہی سے لونگا عمرو کو ابھی گرفتار کرادونگا ابلیس نے وہ پرچہ لیلیا مگر صیقل بقال کے ساتھ ہو لیا آکر ایک مقام پر صیقل رکا بقال نے کہا کیون نہین چلے آتے کیون نہین صیقل نے کہا مین سمجھا جو مطلب ہی مجھکو قدرت نے سمجھا دیا عمرو اسی مقام پر ہی بقال نے کہا مین خود بتادونگا ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا ایک گنوار کی برات اُتری ہوئی تھی دولھا مسند پر سب زمیندار بیچ ڈھال بھٹکے باندھے ہوے بیٹھے ہین چاندی کے کڑے ہاتھ مین ایک کھنک کا لونڈا ناچ رہا ہی بنیے نے کہا میان صیقل یہ جو کھڑا سامنے ناچ رہا ہی یہی عمرو ہی ایک گولہ مار دیجیے سحر کیجیے اب قابل نہو یا اُسے گرفتار کیجیے یا ایسا سحر کیجیے کہ قتل ہو میرا مطلب پورا ہو جائے مفت مین بیچارہ گماشتہ مارا جاتا تھا مجھکو بہت ہی ناگوار ہوا اسکو جا کے رہا کرایا اب تمکو بلا کے یہان لایا اب کام ہو جائیگا صیقل حیران کہ بقال عجب طرح کا آدمی ہی کیسی باتین کرتا ہی سوچا شاید یہ عمرو ہو بڑی خفت ہوگی میرا گولہ خالی نہ جائیگا بقال نے کہا آپ کچھ گدھے سے معلوم ہوتے ہین مین اتنی دور مشقت کرکے گیا آپ کو بلا کے لایا اگر پہچان نہ لیتا تو مین بلا تکلف کیون کہتا آپ گولہ ماریے اور یہ سمجھ لیجیے آپ کی بھی جان کا ضرر ہی یہی بہتر ہی کہ جلد گولہ لگائیے صیقل کہتا ہی یہ بقال کیسا چرب زبان ہی جو جا بجا بیٹھا ہی میری جان جانے کی کون صورت سراسر کی گمان

مجھے دس پانچ ساحر لگے مار نہیں سکتے بیان کون ایسا دشمن ہے کون میرے واسطے یہاں رہزن ہے آخر کہا ای برادر ایسا ہوا ابھی ایک
جلسہ مجھسے مو ظن ہوں میں راہ پر رہزن ہوں بیٹے نے کہا آپ کھڑے کھڑے دیکھیے میں جا کے خنجر مارتا ہوں جب لوگ مجھکو
گھیرین تم بچا لینا کہ میں پنجہ دیکے اڑا لیجاتا قدرت کے سامنے پہونچاتا مگر قدرت کے سامنے یہ سب بیان ہوگا کہ آپ کے مصاحب
ڈر گئے میں نے عمرو کو مارا صیقل نے کہا ابھی میرے واسطے بدنامی ہے قدرت کہینگے ہمارے مصاحب ہو کے ڈر گئے قدرت
ہم لوگوں پر عنایت صرف کرتے ہیں ہم قدرت کے قہر و غضب سے ڈرتے ہیں ہم اب گُر لگاتے ہیں میاں لقال صاحب تم جانو
لقال نے کہا لگاؤ ہم خوب جانتے ہیں دشمن خداوند کو پہچانتے ہیں ہمارے سامنے ناچنے والا کتھک کا لڑکا پیشاب کرنے گیا اُسنے
اُس لڑکے کو بیہوش کرکے ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر آیا رنگ اپنا جمایا ہے اب بات کرو تم چاہتا ہے دیکھو
صیقل نے گولر جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینکا لقال نے پیچھے ہٹکر حلقے کمند کے گلے میں صیقل کے ڈالدیے جھٹکا مارا حباب
مار کے بیہوش کیا خنجر مارا ادھر صیقل مرا وہان ابلیس بارگاہ میں بیٹھا تھا تصویر صیقل کی جل گئی دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہے بیر
غل مچا رہے ہیں آواز آئی کشتی مرا نام میں صیقل جادو بود ابلیس نے گھبرا کے کہا یارو غضب ہو گیا عمرو نے صیقل پر بھی قلعی کر دی
یہ ذکر تھا کہ مہتر زود رفت آیا ابلیس نے کہا او نا عیار نمکحرام تجکو کچھ خبر بھی ہے میاں کیا گذری ارے جمشید نیرنگ ساز اور رنگ جادو
دو وزیر صیقل صاحب تدبیر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تجھے ابھی تک خبر نہیں عمرو کو ڈھونڈ کر گرفتار کر ورنہ ہمارے قلعے
سے نکل جا نہیں تجھکو آتش قہر و غضب میں پھونکدونگا جب وقت پر کام نہ آیا تو کیا قبر میں کام آئیگا عیار اسکا نام ہے کیا
کیا کام کر رہا ہے قلعہ مٹایا شہر کو لوٹتا پھرتا ہے ساحر گیا اور مارا گیا حیران ہوں کسطرح مار لیتا ہے ایسے ایسے ساحر نامی اگر زبان
ہلاتے لاکھ دو لاکھ سے لڑ لیتے ایک عیار مکار غیر ساحر اسطرح دم دیکے مار لیتا ہے زود رفت نے عرض کی ابھی غلام جاتا ہے
مشکیں باندھکر اُس ساربان زادے کو لاتا ہے یہ کہکے دو سو پیک بچے ساتھ لیے برائے تلاش عمرو چلا یہاں خواجہ صیقل کو مار کر
گھسیاری منڈی پہونچے گٹھا گھانس کا آگے رکھ لیا گھسیارے بنکر بیٹھے مگر حیران ہو رہے ہیں کہتا ہے ابلیس کیونکر پہونچوں دیکھا
سامنے سے مہتر زود رفت مع دو سو پیک بچوں کے آتا ہے آپکا یہ سراپا ہے ایک غرقی بندھی ہوئی کاندھے پر ایک کملی چمڑے
کی جوتی لاٹھی میں لگی ہوئی ٹوپی سر پر چند دار اُڑ گیا فقط گوٹ باقی ہے مگر اُسکو بہ لطف پہنے ہیں آنکھوں میں کیچڑ بھرا ہوا پسینہ
بہ رہا ہے ہاتھوں سے جو کھجایا تو جسم پر لکیریں پڑی ہیں جس مضمون میں شاعر کہتا ہے شعر یار از خاک کو بیت پیراہن است بر تن
آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بہ دامن ؛ زود رفت نے جو دور سے دیکھا کھٹکا گذرا شاگردوں سے کہا وہ گھسیارا
جو بیٹھا ہوا ہے گھیر کے پکڑ لاؤ شاگرد کترا کے چلے عمرو نے دیکھا برابر میرے ایک گھسیارا بیٹھا تھا کہا بھیا ہمارا گٹھا دیکھے
رہنا ہم پیشاب کر آئیں یہ کہکے اُٹھے جوتی سنبھالتے ہوئے پیشاب کو چلے شاگردوں نے دیکھا گھسیارا جاتا ہے آواز دی
میاں گھسیارے ٹھہر جاؤ ہم گٹھا گھانس کا لینگے عمرو نے مڑکے جواب دیا تم سب گھانس کے گٹھے کے پاس ٹھہرو ہم بھی
پیشاب کر کے آتے ہیں یہ سنکر شاگردان زود رفت رک گئے خواجہ عمرو جھپٹکر ایک گلی میں گھس گئے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوے اُس گلی سے نکلے طرف چوک کے روانہ ہوے یہاں جب زود رفت
نے دیکھا کہ وہ گھسیارا نکل گیا شاگردوں سے کہا ارے کمبختو تم کیوں ٹھہر گئے اُس گھسیارے کو کیوں نہ پکڑ لیا شاگردوں نے
کہا حضور وہ پیشاب کرنے گیا ہے آتا ہوگا زود رفت نے کہا اب وہ کب آتا ہے وہ عمرو عیار تھا دم دے کر نکل گیا اب تم میرے
ساتھ نہ چلو الگ رہو جب میں زنبیل عیاری بجاؤں تب تم سب میرے قریب آجانا اسیر ٹوٹ پڑنا از روے طلب
سے پکڑ لینا دیکھو میرا گمان بیجا نہ تھا گٹھا گھانس کا چھوڑ کے بھاگ گیا یہاں خواجہ عمرو پھرتے پھرتے جوہری بازار میں پہنچے
ایک دکاندار کو دیکھا جواہرات کے ڈبے روپیہ اشرفیوں کے ڈھیر لگے ہیں خرید و فروخت پر تلا ہوا بازار کھلا ہے عمرو نے

اپنی صورت ایک سوداگر کی بنائی پاس اُس مہاجن کے آئے مہاجن نے دیکھا ایک سوداگر موتیون کے مالے یاقوت احمر
کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے ہاتھ مین انگوٹھیان لاکھون روپیہ کی نگینے بیچ عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین سونے کی شام اُبھر
چڑھی ہوئی تار سونے کے بندھے ہوے مہاجن کھڑا ہو گیا کہا خواجہ بازرگان آئیے کچھ خریدیے گا کہ بیچنا منظور ہی عمرو نے
کہا قافلہ پیچھے رہگیا مین آگے بڑھ آیا دس پانچ ہزار روپیہ کی واسطے خرچ کے ضرورت ہی ایک دو موتی میرے پاس ہین دیکھو
یہ کتنے کے ہین اُسنے کہا بیٹھ جائیے خواجہ جوتا اُتار کے دُکان پر چڑھ گئے پشت کر کے طرف بازار کے بیٹھے اشرفیان روپئے
دیکھنے کے بہانے سے لیتے جاتے ہین جیب مین ہاتھ ڈال کے ایک کاغذ کی پڑیہ نکالی ہاتھ مین مہاجن کے کھول کے وہی اُسنے
کھول کے دیکھی ایک جوڑی موتی کی رنگ سنگ ڈھنگ چھوٹ پڑ رہی ہی بیقرار ہو گیا پوچھا سوداگر صاحب اسکی کیا
قیمت ہی عمرو نے کہا بیٹا مجھے کیا معلوم گماشتے لین دین کرتے ہین جو تمھارے نزدیک بہتر ہو کہ تمھین بھی دو پیسے ملین ہمارا
بھی مطلب ہو جائے ایسی قیمت لگاؤ مہاجن نے ڈرتے ڈرتے دو ہزار کہے خواجہ نے ہنسکر جواب دیا بیٹا مین ایسا
ناواقف نہین ہون اگر اسکے ساتھ کی اور جوڑی ہو نکالو مین خرید بھی لونگا مہاجن نے کہا آپ قیمت کہیے عمرو نے کہا
دس ہزار کی یہ جوڑی ہی مہاجن نے کہا پانچہزار کا بیعانہ حاضر ہی فرمائیے تو گانٹھ لگاؤن عمرو بولے کہا خوشی تمھاری لینے
پانچہزار کی اشرفیان دین جب اشرفیان لیچکے کہا تمھارے ہاتھ جوڑی بیچی اب تمھین وہ ترکیب بتاؤن کہ قیمت تمھاری دُونی
ہو جائے چینی کے پیالے مین پانی منگاؤ مین ان موتیون کو ڈالدو رومال لپیٹ کے بیٹھو کسی کا دھکا نہ لگنے پائے
تھوڑی دیر مین آب و رنگ بڑھ جائیگی یہ نسخہ تمکو بتاتے ہین قد بھی بڑھیگا آب دو چند ہو جائیگی مہاجن نے اُسی طرح چینی کے
پیالے مین موتی رکھے رومال مین لپیٹ کے سب سے کنارے بیٹھے اگر کوئی گماشتہ قریب آیا کہا بھئی الگ رہو ہمکو
نہ چھونا ورنہ ہمارے موتی بگڑ جاوینگے گماشتے کہتے ہین حضور آج یہ نیا نسخہ ہی کبھی ہمنے نہین سنا مہاجن کہتا ہی تم کیا جانو ایک
سوداگر صاحب پُرانے جہاندیدہ کارآزمودہ بتاگئے ہین قد بھی بڑھیگا تھو بھی بڑھ جائیگی ستارے بن جاوینگے نگاہ نہ ٹھہریگی
خواجہ اسکی دُکان سے اُترکے ایک گلی مین آئے ہین صورت بدل رہے ہین کہ اُدھر سے مہتر زود رفت کا گذر ہوا مہاجن
سے پوچھا سیٹھ جی صاحب کوئی جوڑی موتی کی خریدی ہی مہاجن نے کہا حضور یہ موتی مین نے ایسے لیے ہین آپ کے
خداوند کے لائق ہین تاج مین لگائے جاوینگے مگر پچاس توڑے لونگا اسوقت مین نہین دکھا سکتا زود رفت نے
کہا کیا دور رکھے ہین مہاجن نے کہا رکھے میرے سامنے ہین مگر اُسکے کھولنے مین عہد ہی سوداگر صاحب منع کر گئے ہین زود رفت
نے یہ بات جو جوہری کے منھ سے سنی سنتے ہی قہقہہ مارا کہا ابے گدھے تونے بڑا دھوکا کھایا تجھے عمرو لوٹ کے لیگیا
کھول کے تو دیکھو اب جو رومال ہٹایا گندلا گندلا پانی معلوم ہوتا ہی گٹھلیان لپٹی جاتی ہین زود رفت نے کہا کہو میان
سیٹھ جی صاحب آبرو بڑھی مہاجن سر پیٹنے لگا کہا حضور مین تو لُٹ گیا کسی کام کا نہ رہا زود رفت نے کہا وہ کدھر گیا
کہا حضور آپ کے آنے سے چند ساعت پیشتر موجود تھا شاید آپ کو دیکھکر چلا گیا ادھر گلی کی طرف گیا ہی زود رفت
دوڑا گلی مین آکے دیکھا عمرو صورت بدل رہا ہی زود رفت نے شاگردون کو آواز دی عمرو نے بھی خنجر کھینچا دس
شاگرد زود رفت کے چہار جانب سے حلقہ ہاے کمند تیر تفنگ خنجر مار رہے ہین عمرو سب کے وار روک دیتا ہی جسکو
جھپٹ کے ہاتھ مارا کسی کا سر چھٹ کے گرا کسی کا ہاتھ اُڑ گیا دس بارہ شاگردان زود رفت مار کے ڈالدیے لاشے اُنکے
پھڑک رہے ہین سر زمین پر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین خواجہ عمرو چاہتے ہین لڑ بھڑ کے نکلون مگر شاگردان زود رفت
صفین باندھے ہوے بیچ مین خواجہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے تیر چل رہے ہین عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی تیر قلم کیے
کبھی زخم ہو گئے ہمہ تن چشم بنا ہوا مگر تیرون سے جسم چھنا ہوا جب دیکھا کہ مین گرفتار ہو جاؤنگا ان بچاؤن سے امان پاؤن

دس مارے گئے بیس اور رہ گئے اب عمرو گھبرایا جست کرکے ایک کوٹھے پر پہونچا زود رفت نے کہا او ساربان زادے کیا
مین کسی مقام پر بھی کرونگا مین بھی آیا جست کرکے زود رفت بھی کوٹھے پر پہونچا شاگردون سے کہا تم نیچے نیچے آؤ مین اسکی
خبر لیتا ہون کہان بھاگ کے جائیگا مین جانے نہ دونگا قضاے کار دس بارہ عیار جو عمرو نے مارے تھے اُنکے بھائی بند
لاشے اُنکے اُٹھاکے روتے پیٹتے طرف سے قصر ابلیس کے گذرے ابلیس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے پوچھا یہ لاشے کسکے ہین لوگون نے
عرض کی با خداوندا راہ مین مستر زود رفت نے عمرو کو گھیر لیا تھا اُسنے اتنے بیک بچے قتل کیے اب عمرو بھاگ کر کوٹھون پر گیا
ہر چند مستر زود رفت کدو کاوش کر رہا ہے مگر اُسپر پنجہ نہین قابض ہوتا عمرو وہ بلاے روزگار ہے کہ کوٹھون کو پھاندتا ہوا
چلا جاتا ہے مستر زود رفت نہین پاتا یقین ہے کہ لڑ بھڑ کے نکل جائیگا زود رفت نہ پائیگا پہلو مین ابلیس کے ابابیل جادو
بھائی صیقل کا کھڑا ہے ابلیس نے کہا اے ابابیل آسمان سے اُڑ کے جا عمرو کو پکڑ کے زود رفت کے حوالے کردے میرے
مستر کو بڑی سختی ہے ایسا نہو عمرو کے ہاتھ سے مارا جائے مستر زود رفت نے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے کہ
ابابیل چلا جیسے ہی ابابیل چلا پر چھینک ہوئی ابلیس نے کہا بڑا غضب ہوا ابابیل پر کچھ اُفتاد پڑیگی شگون بد ہوا اے طیران
تم الگ سے جاؤ اگر ابابیل پر کوئی اُفتاد پڑے تم اُسے سحر کرکے گرفتار کر لینا مگر تیزی کے ساتھ جانا مناسب ہے کہ قدرت خود جانین
خوف آتا ہے کہ تم بھی کوئی اُفتاد نہ پڑے طیران نے کہا مین الگ سے سحر کرونگا جب ہاتھ پانون عمرو کے بیکار ہو جائینگے تب
قریب جاؤنگا مجھے بھی خوف ہے یہ کہکر یہ بھی روانہ ہوا یہان خواجہ کوٹھون کوٹھون بھاگے ہوے جاتے ہین کہ اول ابابیل
پہونچا وہین سے آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے دیکھا جادوگر آگیا زود رفت کو بھی آواز دی
مستر جی تم ٹھہر جاؤ یہ کہکر وہ ہم سے گرا للکارتا ہوا چلا کہ جب پاس پہونچونگا سحر کرکے بیکار کردونگا عمرو کے ہاتھ مین خنجر
کھنچا ہوا تھا جیسے ہی برابر پہونچا اور چاہا کہ سحر کرے عمرو نے کہا اسکا سر کاٹ لے یہ سمجھا کوئی عیار اور میرے پیچھے آگیا جب
تو اُس سے کہتا ہے کہ سر کاٹ لے ارے کہکے پلٹا عمرو نے خنجر مارا ایسا ابابیل کے دو ٹکڑے ہوے عمرو بھاگا کہ طیران پہونچا
آسمان ہی پر تھا کہ اُسنے آواز سنی مرنے کی ابابیل کے علامت برپا ہوئی سمجھ گیا کہ ابابیل مارا گیا تڑپ کے اور بلند ہوا دیکھا
عمرو بھاگا ہوا جاتا ہے زود رفت دوسرے ایک کوٹھے پر لاشہ ابابیل تڑپ رہا ہے بس اس ملعون نے وہین سے سحر کیا
پانون زمین نے عمرو کے پکڑ لیے عمرو گھبرایا دیکھا طیران زمین پر آیا زود رفت بھی پہونچا طیران نے کہا خدمت خداوند
مین تم لیجاؤگے یا ہم لیجائین زود رفت نے کہا بھائی میرے شاگرد مارے گئے اسکے ساتھ پھرتے ہوے مجھکو دو روز گذرے
ہلاک ہو گیا جو انعام ملیگا ہم تم ملکر بانٹ لینگے مین بہت ذلیل بھی ہو چکا ہون قدرت نے آج حکم دیا تھا یا قلعہ سے نکل جاؤ
یا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ مین ناچار ہوکے نکلا بازار مین جاکے گھیرا یہ ظالم کوٹھون کوٹھون بھاگتا پھرتا تھا تمنے بڑا کام کیا
ابابیل کو اسنے کیا جلدی مارا تمنے خوب کیا کہ آسمان ہی سے سحر کیا مین اسکو بچا کے ایک مقام پر چھپاتا ہون قدرت سے
کہونگا اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا ملیگا جب پختہ اقرار کرونگا تب عمرو کو پیش کردونگا تم جاکے یہی ذکر کرنا کہ مین نے عمرو کو بہت
ڈھونڈھا مگر نہ پایا طیران نے کہا کیا مضائقہ انعام مین شراکت رہے زود رفت نے کہا تم زیادہ لینا مجھے کم دینا مجھے روپیہ
کا لالچ نہین ہے میری عیاری مین بٹا لگ گیا مین نے کئی مرتبہ قصد کیا مگر اس ظالم کو نہ پایا طیران راضی ہو کے چلا گیا
سحر بھی اُتار لیا زود رفت پشتارہ باندھ کے کوٹھے سے اُترا سرخیل نامے مستر اسکا حاضر تھا اُسکو پشتارہ دیا کہا لے چلکر
میرے مکان پر ٹھہر مگر خبردار اس سے کلام نہ کرنا ورنہ یہ دام مکر مین پھنسا لیگا سرخیل نے کہا اُستاد یہ دُبلا پتلا تنقیا کیسے
ہڈیان اسکی توڑ ڈالون میرے پنجے سے کیا نکل سکتا ہے زود رفت نے کہا خیر ہر نوع ہوشیار رہنا احتیاطاً سمجھا دیا مین
جانتا ہون کہ تم خود عقیل و فہیم ہو سرخیل نے کہا مین خوب سمجھتا ہون آپ اب جائیے اور قدرت سے پختہ وعدہ کر لیجیے

سغضب وجاگیر تیجے سرخیل عمرو کو لیکر چلا مگر زود رفت خوشی خوشی حضور ابلیس مین آیا طیران پہلے ہی ہو نچا تھا کہ جیکا کر حضور ابا بیل تو مارا گیا عمرو غائب ہوا مگر زود رفت اسکی فکر مین ہے یقین ہے گرفتار کرکے لائیگا آپ کے عیار کا خدائی مین مثل ونظیر نہین ہے بڑی جستجو ہے سبب اسکو آرزو ہے کہ سار بان زادے کو گرفتار کرون دامن مدعا گل مراد سے بھرون یہ باتین تھین کہ زود رفت ہنستا ہوا آیا ابلیس نے کہا کیون مہتر صاحب تم تو ایسے خوش ہو گیا عمرو کو پکڑ لیا کہا حضور ابھی گرفتار تو نہین ہوا بھاگتے بھاگتے غائب ہو گیا مین اب جا کے اسکے لشکر سے اسے لاؤنگا مگر یہ گوار شاد ہو حضور خوب آگاہ ہین کہ بارہ چودہ شاگرد میرے جان سے مارے گئے کچھ زخمی ہین اور مین نے کیسی کیسی مصیبتین اٹھائین مگر آج قدمون کی خداوند کے قسم کھاتا ہون کہ ضرور اسے گرفتار کرکے لاؤنگا ابلیس نے کہا لاکھ روپیہ نقد دونگا کہو تو خزانے کے نام رقعہ لکھدون زود رفت نے کہا لائیے رقعہ لکھدیجیے ابلیس نے کہا تجھے ایسا گھمنڈ ہے کہ پکڑ ہی لائیگا عمرو تیرے قبضے مین ہے زود رفت نے کہا یا خداوند آپ یہ سمجھیے کہ گرفتار کر لیا ابلیس نے کہا سچ کہہ زود رفت نے کہا قدرت کی عنایت سے خوب لڑائی پڑی کئی تلوارین ٹوٹین کتنے خنجر بیکار ہوئے مگر مین بھی کسی مقام پر دبا نہین عمرو کو پکڑ ہی لیا سرخیل جو میرا شاگرد رشید ہے اسکو دیدیا وہ اسکا پشتارہ لیے ہوئے میرے گھر پر بیٹھا ہے اب جا کر لاتا ہون ابلیس نے کہا تو بڑا بدگمان ہے بلکہ بے ایمان ہے اگر تو میرے سامنے لے آتا تو کیا مین تجکو انعام نہ دیتا جو تو پشتارہ اپنے مکان پر رکھ آیا زود رفت نے کہا غلام کے خیال مین یہی آیا اب جا کے پشتارہ لاتا ہون یہ کہکر اٹھا اپنے مکان کی طرف چلا یہان سرخیل پشتارہ عمرو کا لیے ہوئے مکان پر زود رفت کے آیا ڈیوڑھی مین پشتارہ رکھ بیٹھکے حقہ پینے لگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی سرخیل کو جھک کے سلام کیا دعا دی چراغ عیاری کا روشن رہے کوئی آپ کے برابر عیار نہین میان زود رفت نام کو استاد ہین آپہی کے بھروسے پر سب کام ہوتے ہین جس کام مین آپ نہین شریک ہوتے وہ سر پر ہاتھ دھر کے روتے ہین کیون بھائی اب ہمارا کیا انجام ہوگا ہمسے بڑی خطائین ہوئین جو لائق معاف کرنے کے نہین ہین اگر مذہب خداوندی قبول کرین تو جان بچ جائیگی سرخیل نے کہا خواجہ کتنے تو غدر ڈالدیا وہ وہ جادوگر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا قدرت دیکھتے ہی حکم قتل دینگے ہمکو تو یہی یقین ہے کہ جان بری کی کوئی صورت نہین خواجہ یہ سنکر بہت روئے سرخیل نے دیکھا اسطرح روتا ہے خوف معلوم ہوا ایسا نہو اسکی روح جسم سے مفارقت کر جائے خوف بڑی چیز ہے سرخیل نے کہا اسقدر بیقرار نہو ہم خود تمھاری سفارش کرینگے اور استاد بھی گذارش کرینگے عمرو نے کہا بھائی یہی بات وہی تھی جو تمنے پہلے کہی تھی اب تسکین دیتے ہو دل پر دفور غم والم ہوا بیون ہر دم ہے کچھ جینے آلِ دنیا دیکھکر مال بھی جمع کیا جنکے حق کا تھا انکو نہ پہونچا نقدی سب کچھ ہے وہی مہتر جلاد قتل کرکے لے لیگا کسی کو حبہ نہ دیگا مین اپنی زندگی مین مشادون حبہ پاس نہ رکھون اگر جلاد نے پایا تو کیا فائدہ تم اپنے ہم پیشہ ہو تمہیں تو خیال آجائیگا کوئی مستحق بھی کچھ پا جائیگا یہ سنکر میان سرخیل کے کان کھڑے ہوئے کہا خواجہ صاحب اگر خداوند ابلیس نے تمکو زندہ چھوڑ دیا تو محلے مین جاکے پوچھیے گا سارے محلے بھرنے اپنا روپیہ ہمارے پاس رکھوا دیا ہے جب وقت پر مانگنے مین حاضر کیا جاتا ہے اگرچہ کوئی مرگیا دو صد نذر کر اسکی اولاد کو دیدیا گرمی مین انکے نام سے سبیل رکھوا دی کہ انکی روح کو ثواب پہونچے ہمارا تو خواجہ یہ دستور ہے عمرو نے کہا سبحان اللہ ایسے سیر چشم ہمنے نہین دیکھے نہ سنے اب مین بھی اپنا روپیہ تمکو دیتا ہون مگر صاحبقران مین ہماری اولاد کو پہونچا دینا اپنا حصہ تم لے لینا ہمارا تجہ کا نتیجہ بھی ہو جانا بہتر ہے سرخیل نے کہا خواجہ ہمین نہین چاہیے تمھارے مذہب کے کام کر دینگے تیجہ چالیسوان بڑی دھوم سے ہوگا اول تو جہان تک ہو سکیگا اور بس چلیگا تمھاری جان ہی بچا لینگے اگر شاید خداوند نے نہ مانا اور قتل ہی کیا تو جان و مال سے موجود ہین عمرو نے

کر مین ہاتھ ڈالا ایک پوٹلی روپیون کی نکالی کہا ایک بڑے افسوس کی بات ہی آپ طریقہ اسلام سے آگاہ نہین ہین سرخیل
نے کہا خواجہ میان تکیہ پر فقیر رہتا ہی اُس سے دریافت کرلیا کرینگے عمرو نے کہا لیجیے اب آپ کو اختیار ہی اسکے کئی حصّے
ہونگے میان سرخیل نے وہ پوٹلی ہاتھ مین لی پوچھا اسمین کتنے روپئے ہین عمرو نے کہا یہ بڑا غضب ہی مجھے گنتی نہین آتی دو دو
گنے تھے دس تک پہنچے تھے سرخیل نے کہا سبحان اللہ کیا خوب گنتی بتائی دو دو تو گنے پھر پہنچے کیونکر ہوگئے عمرو نے کہا جو آتا
تھا وہ بتا دیا سنو بھائی ایک حصہ تمھارا ایک ہماری اولاد کو پہونچے ایک حصے مین تیجہ وغیرہ بلکہ آپ اپنا حصہ ابھی سے
لے لیجیے سرخیل نے کہا مین لیونگا عمرو نے کہا اب بھی کچھ شک ہی سرخیل نے کہا بھائی مین بدنیت نہین ہون اس کام
مین دو پیسے اپنے پاس سے لگا دونگا مگر کوئی رسم نہ رہجائے خواجہ نے کہا ایسا نہ جانتا تو کاہیکو دیتا میان غربت مین
میرا کون ہی جب ترمین نے اپنی جان بنگال کے دیدی اور چپکے سے کہا ابھی اور ہی بڑے بڑے بادشاہون کو لوٹا تمھارے
ایک سے کیا کچھ کم حاصل کیا جسکو مارا اُسکا سب مال لے لیا کپڑے تک اُتار لیے اور سب بیچ کے نقدی کر لی سرخیل نے
کہا کچھ جواہرات بھی ہی عمرو نے کہا بہت تمھارے شہر مین مہاجن کو لوٹا تھا ہیرے کے نگینے کچھ چُرا کے بھی لیے باقی مول لیے
نام سے نے لیے اُسکا منھ پھیر اُسکا مار دیا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اب مین سب کچھ تمھین کو دیے دیتا ہون
ایک وعدہ مجھسے پکا کر لیجیے اگر مین زندہ بچا اپنا مال پھیر لونگا اگر مار اگیا تمھین شیر مادر رکھا دیکھو بھلو میرا مال تخت علیین
جو لیگا قبل پائیگا اور تمنے بہ جبر نہین لیا مین نے بخوشی دیدیا سرخیل بہت خوش ہی عمرو نے کئی اور پوٹلیان روپیون
کی دین پھر ایک ڈبیا نکالی سرخیل نے دیکھا ڈبیا عقیق سرخ کی ہشت پہل یاقوت معلوم ہوتا ہی سرخیل نے کہا بھائی اسمین
اسمین کیا ہی عمرو نے کہا اسمین سنکھیا ہی اسکا حال نہ بتاؤنگا جب انسان قبر مین جاتا ہی بڑی مصیبت اُٹھاتا ہی دو فرشتے
آکر پوچھتے ہین خدا تیرا کون ہی سب کچھ پوچھا جاتا ہی اُسوقت ثابت رہنا حق بات کہنا بہت دشوار ہی مین یہ ڈبیا
اُنکو رشوت مین دونگا یہی کہدونگا ابھی ابھی باتین میری طرف سے لکھو جب دیکھینگے خوش ہوجائینگے سرخیل نے کہا
خواجہ آخر اسمین کیا ہی عمرو نے کہا یہ نہ پوچھیے ایسی چیز ہی کہ دنیا والے ضبط نہ کر سکینگے انہین فرشتون کے لائق ہی
سرخیل نے کہا مین کھول کے دیکھون عمرو نے کہا دیکھیے آپ کی نیت مین فرق آیا صاف کیسے دل کیا کہتا ہی سرخیل
نے کہا خواجہ مین جو کہتا ہون وہی کرتا ہون آپ نہ گھبرائین مین نے صرف یہ چاہا تھا کہ دیکھ لون لونگا نہین عمرو
نے کہا دیکھیے آپ کو اختیار ہی مین نہین کہسکتا سرخیل اُس ڈبیا کو کھولنے لگا ہر چند زور کرتا ہی مگر ڈبیا نہین کھلتی
جب بہت زور کیا وہ ڈبیا کھلی اُسمین سے بیہوشی اُڑی سرخیل بیہوش ہوا خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا جھلا کے ایک لات ماری فرمایا بیٹے تو اس مشقت سے جمع کیا اپنے باوا کا مال جان کر کیا کس کس کے
باندھا ہی سرخیل کو بھی اُٹھا کے نذر زنبیل کیا باہر نکل کے دیکھا مرغیان مرغ چر رہے ہین ایک مرغ پکڑ لیا حلال کرکے
سارا خون زمین پر گرایا جب سرخیل کو زنبیل مین رکھ چکے اسی کی صورت بنکر تیار ہوے بیٹھ کے رونے لگے میان
زود رفت لاکھ روپیہ کا رقعہ لیے ہوے خلعت بہت بھاری پہنے ہوے ہنستے ہوے چلے آتے ہین دیکھا سرخیل
بیٹھے رو رہے ہین عمرو کا پشتارہ ندارد زود رفت گھبرا گیا پکار کے کہا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہی عمرو کہان گیا
روتے کیون ہو سرخیل نے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا مین تو لیتا تھا اُسنے رسیان دانتون سے کھولین مجھے خبر نہین بس
وہ ظالم اُٹھا کہا لو سرخیل ہم جاتے ہین مین نے کہا آپ کہان جائینگے کہا دیکھو وہ بلاتے ہین مین نے منھ پھیرا وہ جست
کرکے بھاگا مین نے لپک کے ایک نیمچہ بھی مارا شانہ کٹا دیکھیے خون بھی جا بجا اُسی کے شانے کا پڑا ہی مگر وہ نہ رُکا
مین بہت دوڑا اتنا تو اُسنے کہا ای سرخیل تو نے غضب کیا ہاتھ بالکل بیکار کر دیا افسوس صد افسوس اب مین ٹنڈا

کہان ڈھونڈھونگا ہاتھون ہاتھ آبرو گئی کیا ہوا ۔ آیا اب کون دستگیری کریگا روتا پیٹتا بھاگ گیا مجھے ایسے دو ہرے نہین دیکھے یہ کہتا ہے اور
روتا ہے زود رفت نے کہا بھائی بڑا غضب ہوا مین تو قدرت سے کہکر آیا ہون کہ مین نے عمرو کو پکڑ لیا لاکھ روپیہ کی سند
لی یہ موجود ہے فرماتے تھے مین اُس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہان یہ معرکہ گذرا اب مین کیا جواب دونگا کیونکر قدرت
کے سامنے جاؤنگا اب بڑی مشکل ہے سرخیل نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے ساتھ چلیے مین ابھی ڈھونڈھکر پکڑ لونگا ہاتھ کا
علاج کر رہا ہوگا درد کے مارے مر رہا ہوگا اب وہ عمرو نہین ہے وہ جست و خیز گئی اُٹھ بھی نہ سکیگا زود رفت نے کہا ای
سرخیل کچھ دیوانے ہو وہان اُسکے شاگرد بہت ہین اور بھانجہ اُسکا ابو الفتح صفاہانی جسنے کلیم گوش کے کان کاٹے جب اُسکے
کان ہوے ایسی بھی بات ہے کہ وہ اپنے اموں کے بدلے نہ لڑے گلباد و کلباد فرزندان کلیم گوش شاگردان رشید ہین وہ سب
اپنی جان دیدینگے سرخیل نے آنکھون پر تو رومال رکھ لیا ہے کہ آنکھ سے آنکھ نہ ملے نہین معلوم آنسو کہان سے آئے سب
لباس اشکون سے تر بتر ہے زود رفت کہتا ہے ای سرخیل اب نہ روؤ جو ہونا تھا وہ ہوا قدرت کی مرضی ہوگی تو پھر
گرفتار کرلینگے مگر اب اُس ظالم کا ملنا دشوار ہے سرخیل کہتا ہے کچھ مشکل نہین مین ابھی چلکر گرفتار کرکے آپکو دیتا ہون
خدمت خداوند مین لیجائیے دونون آپس مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر سرخیل رُکا کہا اُستاد دیکھیے
وہ آتا ہے مگر ہاتھ کٹا ہوا ہے کچھ خون نہین بند ہوا ہے بہت دردمند ہوا ہے جبہی زود رفت پلٹا اُستاد تو منہ سے نکلا کہ کمان
عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار اسپان زود رفت کو پکڑا بیٹھ کے رنگ و روغن عیاری کا نکالا
اُسکو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوے گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے پشتارہ باندھکر
لیچلے راہ مین جو ملا اُسنے کہا مہتر صاحب خیر تو ہے جواب دیا عمرو کو گرفتار کیا اب خدمت خداوند مین جاتے ہین یہان
ابلیس مع چند ساحرون کے دربار مین بیٹھا ہے انتظار کر رہا ہے کہ خبر پہونچی مہتر زود رفت عمرو کو لایا کہا سامنے لاؤ ہزارون
شاگرد اُستاد اُستاد کہتے ہوے دوڑے زود رفت نے ایک گدھا بھی بلوایا کہ اسیر عمرو کو سوار کرینگے جوتیون کا ہار بھی
ساتھ ہو نرسنگا بھی بجیگا ابلیس یہ معرکہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہا ای زود رفت تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کرکے
لایا مجھے یقین تھا نکل جائیگا زود رفت نے کہا حضور آپکا گمان بجا ہے تھا اتنے ہی عرصے مین میرے شاگرد رشید سرخیل
کو مارا جب مین پہونچا تب مین نے اُسکو پھر گرفتار کیا اب یہ حاضر ہے جیسا حکم ہو میرا ارادہ ہے کہ پہلے سارے شہر مین اُسکو
تشہیر کرون پھر قتل کرون ابلیس نے کہا تجھکو اختیار ہے خواجہ نے فوراً زود رفت کو گدھے پر سوار کیا جوتیون کا ہار
گلے مین ڈالا لڑکے تھل مچاتے ہوے اب جو زود رفت کی آنکھ کھلی دیکھا میرے شاگرد جوتیان لیے ہوے مجھی کو مار رہے
ہین چھوٹے چھوٹے لڑکے للکار رہے ہین چاہتا ہے بولون گلے مین گیند ٹھنسا ہوا غون غون کرتا ہے شاگردون پر اشارے
جس سے اشارہ کیا اُسنے جھپٹ کر طمانچہ مارا کہا او پاجی تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا
اب کہو اپنے کو کس حال مین پاتے ہو زود رفت نے پلٹکر دیکھا عمرو میری شکل بنے میرے ساتھ ہے اب سمجھا مجھکو اپنی صورت
بنایا ہے جب تو یہ انقلاب ہوا کہ میرے شاگرد مجھکو مارتے ہین لڑکون کو کھٹیان بٹ رہی ہین کوڑیان لُٹ رہی ہین ہر گلی
کوچے مین یہی بات ہے کہ عمرو پکڑا گیا تشہیر ہو رہا ہے اب دار پر کھینچا جائیگا اپنی خطا کی سزا پائیگا مگر قضا ہے کہ ابلیس پر بھید
کھلتا ہوا قصر اسرار سامری کی طرف چلا پہلے سب سے صلاح کی کہ آپ سب صاحبون کی کیا رائے ہے کہ عمرو کو قتل
کرون یا قید رکھون سب نے کہا قید ہی رکھنا مناسب ہے حمزہ ابھی زندہ ہے ایسا منحوس آیا ہے کہ ہزارون مین
لڑیگا پڑا معرکہ پہونچیگا عمرو کو چھڑا لیگا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا پھر ہلاک کیا کرینگے پڑا رہا اور تو دریاے جرأت کا بے بہا در ہے کہان کان
جواکس کس کو مارا اگر عمرو قید رہیگا اُسکو بھی تسکین رہیگی کہ کبھی چھڑا لونگا اگر سنیگا قتل ہوتا ہے جان کو عزیز نہ رکھیگا فوراً آ پڑیگا

جب سرداروں نے اسطرح کی باتیں کیں سوچا قصر اسرار سامری میں چلوں کنیزان جمشید سے صلاح لوں وہ سب عیش پسند ہیں یہاں لوگ دردمند ہیں کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا بیٹا مرا ان سب کی راے میں قصور ہے میرا مطلب خود نا معبور ہے یہ سوچتا ہوا قصر اسرار سامری میں آیا دیکھا سونے کی پتلیاں بشکل حسینان ماہرو و شوخ رنگ کھیل رہی ہیں پچکاریاں ہاتھ میں مشکوں میں رنگ بھرا ہوا کنیزوں کے کاندھوں پر وہ مشکیں لدی ہوئی ہیں رنگ کھیل رہی ہیں بولیاں گاتی ہیں جس پر پچکاری پڑی ہے اپنی ساری شکھار رہی ہے کوئی لسنگہ بھر کاتی پھرتی ہے کیسی کیسی مہ جبینیں ابرووں پر بل گویا خنجر کھینچے ہوے آنکھوں میں سرمہ دنبالہ دار گویا مست کے ہاتھ میں تلوار بقول شاعر شعر اسقدر گردش نہیں لازم ہے چشم یار کو ٭ ہے سفر موجب ضرر کو مردم بیمار کو ٭ آنکھوں کو گردش قتل عشاق کی کوشش موافق اس مضمون کے یہ اشعار خوب ہیں

نظم

بخدا انصاف سے دیکھیں تو تمہاری آنکھیں
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اس گل کو ہماری آنکھیں
مار اُتار ابر حراک ہے تیری نظر کی تیغے
خود نکل کر ہیں اس سیل میں جاری آنکھیں
شرم کراب نہیں ملتی کسی گوشے میں بھی جا
کیوں نہ پتھرا ہیں دم زخم شماری آنکھیں
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھیں
شادی وصل ہو یاد ملیے رنج فرقت
اس لیے پھوٹ کے روتی ہیں ہماری آنکھیں

سیکڑوں انگھڑیوں میں قیمتیں یہی پیاری آنکھیں
باغ باغ اُنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں
دیکھنے میں تو چھپڑی ہیں نہ کٹاری آنکھیں
تیرا جلوہ نظر آنے جو بتوں کو دیکھوں
قبضۂ شوخ نگاہی میں ہیں ساری آنکھیں
وہ محافے میں کوئی تو رلقا آتا ہے
دل ہی تمسے ہمیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
یہ جو پھر جاتی ہیں پھر جاتی ہے جیسے اک خلق
آج کل دونوں بگڑ گئی ہیں ہماری آنکھیں

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت میں
جل رہی ہیں وحشت و بہاری آنکھیں
قلزم اشک حبابوں سے جو خالی دیکھا
دے وہ حق میں مجھے ای ابر و باری آنکھیں
سنگریزے ہیں شب ہجر مجھے اختر چرخ
دیکھلیں پر وہ نشینوں کی سواری آنکھیں
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں
آبلے پڑ گئے ہیں کچھ دل سوزان جلال

کسی کا چہرہ رشک آفتاب کرتی باتوں کی چلبلی بانکے دوپٹے زلفیں چہرے پر بکھری ہوئی حسن بے تکلف کسی پر پچکاری جو پڑی آب روان کا دوپٹا بھیگا دو حباب دریاے نور ظاہر ہوے بقول مصنف نار پستان کی کیا لکھوں تعریف ٭ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا نہ کوئی اکڑتی پھرتی ہے کوئی رنگ سے اپنے کو بچاتی پھرتی ہے پکارتی ہوئی ہوا میں نے ابھی کپڑے بدلے ہیں دیکھو مجھپر رنگ نہ ڈالنا میں اس رنگ میں نہیں ہوں اگر مجھپر رنگ پڑگیا قیامت برپا کرونگی اُسنے پچکاری ماردی اسکے تیور پربل آیا لیتنے ناگوار ہوا چہرہ سرخ ہو گیا جھلاتی ہوئی دوڑی اُس بگڑنے ہزاروں بناؤ سے کسکی مجال ہے کہ اُسنے نگاہ ملاے شعر مصنف انکھڑیاں رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ٭ ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے ٭ آنکھوں کو جو گردش ہوئی عاشقوں کو جان دینے کی کوشش ہوئی دوڑ کر جسنے رنگ پھینکا تھا بال اُسکے پکڑ لیے دانتا کلکل ہونے لگی آپس کی باتیں کنکھیوں خیلہ مجھپر رنگ ڈالا ہے شرط کہ زبان کاٹ لوں اُسکا منتیں کرنا اُسکا عذر غضب کا تھا یہی جھلا کر جواب دیا لو اب ہم تمسے کبھی نہ بولینگے ذرا میں بگڑتی ہو بات بات پر لڑتی ہو آج روز پیدائش سامری ہے ہر بات میں خوشی بھری ہے کیوں نکر رنگ نہ کھیلیں آج سب سامری پرست خوش ہیں ایسا ہی دن ہم واقعہ ہوا کہ تم اسپر خفا ہوتی ہو کھیل میں روتی ہو میں چار آنے دے کر کپڑے ڈھلوا دونگی تمہارے دل کا رنج مٹا دونگی اُس شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نے شوخی سے جواب دیا ہوا میں کچھ محتاج نہیں ہوں تم ایسے پچاس کے کپڑے دھلوا دوں کسو تو نیا جوڑا ابھی دیدوں تمہارا اصلی جوڑا کیا ہوا ازی مادہ رہگئی جوڑا تو ٹکا اب تمھیں کیونکر ہونگے دانہ کیونکر بدلوگی پچو گم بھلاؤ گی یا اُڑ جاؤگی دوسری نے کہا واہ بوا میں اس کھیل سے باز آئی اپنی جوبہ کج سنبھالو ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو جوڑے کا جو نام لیا ہزاروں باتیں سنائیں کہنے لگی بوا تمہیں ضلع جگت سبت آتا ہے مجھے ان باتوں سے نفرت ہے عجب محفل ہے نازنینان جبین

مہ تمکین خوبصورت چال ڈھال مین نزاکت باتون مین مروت حسن عاشق کش عابد فریب دل ناشکیب باتین گرما گرم نگاہ بوس شرم و ادا مین بہاری زیور عیاری ابلیس مبہوت ہوگیا پکار اٹھا ای شاہزادیو ذرا یہ چند اشعار تو سن لو آج تو کمبختون نے مار ڈالا دل بیقرار ہی جی چاہتا ہو ایک ایک کو گلے لگاؤن جان نثار کرون نظم

گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجھکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی
پہلے دیتا ہی خبر تیر ابتسم مجھکو
وصل کی شب ہے جو کہتا ہون لپٹ جا کہتی ہی
خون روتا ہون جو آتا ہی تبسم مجھکو
جوشش گریہ مین اللہ رہی بیتابی دل
ساتھ انکے لیے پھرتا ہی تلاطم مجھکو
گریہ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو
اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجھکو
دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہو فلک
بے ٹھکانے کی سوجھاتا ہی تو تم مجھکو
گھورتی مجھے زمانے کی چلی جاتی ہی
اسکو رونا مین بتا دون یہ تبسم مجھکو
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہین کسکو یہ جلال

شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجھکو
دل نہین ہون کہ جو کر دو گے کہین گم مجھکو
دل مرا فرقت ساقی مین بھرا آتا ہی
جب غنچہ نے بھی تو دے گردش انجم مجھکو
گفتگو طور یہ باہم نہ کچھ آجاے کلیم
لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجھکو
کیا ہجوم نگہ شوق ہی رکھ جلنے
چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجھکو
لوگ جان بخش کہین جنبش لب کو تیرے
داغ یارب دیے ہوتے اے انجم مجھکو
کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون
چھیڑے جاتا ہی شب زوزنہ یہ کژدم مجھکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آؤ کی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجھکو

خضر اس راہ مین لیجائے نہین تم مجھکو
ڈھونڈتا ہون مین تمہین ڈھونڈھتے ہو تم مجھکو
پھیلتے مین زمع شب : وصل کے آثار کہین
یون نہ خالی نظر آتے تھے بھرے خم مجھکو
زخم ہون مین کوئی اوتیغ جفائے ہجران
شوق دیدار تمہین شوق تکلم مجھکو
ناظر غیر کہان میری جگہ اسمین کہان
چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجھکو
ہر غرض کو اسمین فلاطون کی طرح گم کرتے
قتل کرتی ہی یہی ہنسکے تبسم مجھکو
لامکان تک مین اسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر
جو قیامت بھی اٹھائے تو کہے تم مجھکو
گر یہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جانون کی
آنکھ کمبخت سے بہہ ان گئے تم مجھکو

ابلیس نے جو بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے حسینان مہ جبین ہنسنے لگین ایک نے مسکرا کے کہا اسی منھ پر دعوی خدائی ہین تو آپ کی بات پر ہنسی آتی ہم لوگ کون ہین خداوند سامری و جمشید جو لا بدل کے چلے گئے ہمکو براے محبت ظاہری بنایا تھا مگر کیا رنگ ڈھنگ ہین آپکے ہوش گم ہوے عاشق ہوکر کیا کروگے عشق بڑی چیز ہی اسکا کرنے : الا یہ تمیز ہی بقول شاعر جند ۔

عشق وہ بوٹا ہی جسمین کبھی آئی نہ بہار	عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت نہ مزا	عشق وہ نخل ہی میوہ لگا جس مین اکبار	عشق وہ گل ہی کہ اسمین ہی چھپی خوشبو
	عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا	عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا	

ابلیس چپ ہوگیا منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین رنگ متغیر متردد متحیر ایک ایک کی صورت دیکھتا ہی انکی چھل بل خانہ دل مین ہل چل دل کہتا ہی پہلو سے نکلون ایک نے کہا یا خداوند آج خلاف وقت کہان آئے ابلیس ہوش مین آیا کہا ای شاہزادیو ایک مقدمے مین خلجان بڑا تردد ہی بڑے بڑے ساحر میرے رفیق شفیق ہاتھ سے عمرو کے مارے گئے مگر مستر زود رفت بڑی جستجو سے اسے پکڑ لایا تسخیر کر رہا ہی مجھے تردد یہ ہی کہ اگر خداوند خیال کرتا ہون تو فوراً قتل کرنا چاہیے مگر اسکا آقا مختار مختشم صاحب اسم اعظم ڈرتا ہون مین قصد قتل کرون وہ گھس آئے اپنے یار وفادار کو چھڑا لیجائے تو بڑی مشکل پڑیگی اسوقت صبر نہوسکیگا سب ملک سحر کرینگے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا باطل سحر اسکو یاد ہی تو آپکی کیا راے ہی عمرو کو قتل کرون یا قید رکھون کنیزون نے ہنسکر کہا یا خداوند نہین آپکی خدائی پر افسوس آتا ہی آپ نے دعوی سلطنت کیا ہوتا خدا سامری و جمشید تھے انکے عجائب و غرائب مین عبد تھے ہم انہین کے پیدا کیے ہوے ہین نہ کھانا نہ پینا انکا نام لے لیکر جینا آپ اتنا بھی نہین سمجھتے ہم عاشق ہوگئے آپ کچھ نہین جانتے اب ہاتھ سے عمرو کے آپکا بچنا دشوار ہی وہ بلا کا عیار ہی بھلا زود رفت کو کیا لیاقت ہی کہ عمرو کو

گرفتار کرتا طیران نے جاکر عمرو کو پکڑا زود رفت و طیران سے عہد ہو گیا کہ انعام مین شراکت رہے ابھی طیران تم
قدرت کے سامنے کچھ نہ کہنا یہی بیان ہو کہ مجھے عمرو کو ڈھونڈھا نہ پایا عمرو نے زود رفت کو پکڑ لیا گدھے پر سوار
کیا اور اگر اُسکے پاس سحر ہوتا دنیا مین کوئی عمرو کا سامنا نہ کرسکتا اب بھی اُسکا کشندہ ساحران لقب ہے اُسکے قتل کی فکر
کرنے والا ہے اب ہی میان زود رفت بشکل عمرو گدھے پر ہین اور عمرو بشکل زود رفت میان زود رفت بنائے جاتے
ہین آپ اُسے قتل کرینگے اگر ہوسکے جاکے عمرو کو پکڑ لیوین تو اب عمرو کہان ہے اُسنے کہا سارے شہر مین پھر کے اب دردولت
پر آیا چاہتا ہے یا خداوند جلد جائیے مجھے سخت نہ بولیے گا عمرو کو پکڑ لیجیے گا ابلیس نے کہا جاتا ہون یہان عمرو نے سارے
شہر مین زود رفت کو پھرایا جسے بقالون نے جوتیان مارین سب یہی جانتے تھے کہ عمرو ہے جس مہاجن کا روپیہ لیگئے تھے
اور سونے کے تھے اُسنے دکان سے اُتر کے پانچ سات جوتے مارے کہتا تھا بوٹیان کاٹ کر کھالون میری دکان تباہ ہو گئی
اب پیرو مرشد بیٹے زود رفت اسقدر مارا گیا کہ منھ سوجا ہوا ہڈیان تھیلا ہو گئین خراش ناخن غم جا بجا بدن سوجا ہوا لبا
چپ ہو گیا جب دیکھا میری غین غین کرنے سے جوتیان پڑتی ہین چپکا سر جھکائے ہوئے گدھے پر سوار مجبور ونا چار اب
در دار الامارہ پر آکے ٹھہرے لڑکے ہلڑ کر رہے ہین عمرو کو مارو خواجہ منع کر رہے ہین کہ قدرت آئین تو حکم قتل ملے عمرو
لوگون سے پوچھ رہا ہے کہ قدرت کہان ہین مصاحبون نے کہا قدرت نصر اسرار ساحری مین گئے ہین شاید کچھ دریافت
کرینگے عمرو نے سوچا میرے ہی مقدمے مین پوچھنے گیا ہے یہ تو بالکل اُلو کا پٹھا ہے مگر خواجہ اب نکل چلیو وہ آئیگا تو فساد برپا کریگا
یہ سوچ کر شاگردون سے کہا مین بازار ہو آؤن جب تک قدرت بھی واپس آئینگے تب اس ظالم کے قتل سے مہلت پاؤن
اور کام مین مصروف ہون مجھکو چین نہین سب نے کہا اُستاد جاؤ تمھارے نام کا سکہ ہے عمرو نے ہنس ہنس کے سب کو
سلام کیا طرف بازار کے روانہ ہو گئے جب خواجہ جا چکے ابلیس آیا تیور پر بل پڑے ہوئے تلوار تولتا ہوا اژدرا گھڑتا
ہوا آتش کے دانے ہاتھ مین غصہ بات بات مین اب جو آیا دیکھا زود رفت بشکل عمرو سر جھکائے بیٹھا ہوا اپنے حال
زار پر رو رہا ہے تمام اعضا مین درد شاگرد اب بھی مار رہے ہین ایک طرف لڑکون کا غلغلہ ابلیس نے کہا اسے عمرو کہان
گیا شاگردون نے کہا یہ بیٹھا ہے جب تو ابلیس کو غصہ آیا ایک تھپڑ مارا کہا او بچیا تو بے وجہ اپنے اُستاد کو مار اسا بدن
سوج بھول گیا ساری سرکشی بھول گیا کیا غضب کی عیاری کی ہماری نگاہ سے ایسا عیار نہین گذرا جو کچھ کیا اس زود رفت
نے اپنے ہاتھ سے کیا قہر درویش بجان درویش جیسی حماقت کی ویسا ہی حال ہوا جینا محال ہوا اب اپنی تقدیر کو رو رہے
ہین اشکون سے منھ دھو رہے ہین اس سے کیا ہوتا ہے او بچیا کیون روتا ہے زود رفت قدمون سے لپٹ گیا خوب
رویا شاگردان زود رفت حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے ابلیس نے کہا منھ دھلاؤ تم سب نے خوب اپنے اُستاد کو جوتیان
مارین بدن اُسکا سوج گیا ابھی تک حیرت ہے کمبختو کچھ بھی تمکو غیرت ہے اب جو شاگردون نے منھ دھلایا ابلیس نے خود
زود رفت کے گلے سے گیند نکالا اب تو شاگرد سب حیران ہوئے دیکھا اُستاد بیٹھے ہین مگر ابلیس کہتا ہے یارو عمرو کو
کسنے آگاہ کیا وہ کیونکر نکل گیا شاگرد کہتے ہین حضور ہم نہین جانتے خود بخود گھڑے گھڑے جیسے کسی نے اُسکے کان مین کہدیا
کہ خداوند آتے ہین ہم سب سے کہا کہ مین بازار ہو آؤن ابلیس نے کہا مین آتے ہی گرفتار کرتا میرے عیار کو یہ تکلیف ہوئی
مین اُسے زندہ چھوڑتا اُسکے قتل سے منھ موڑتا مگر عیار رہی ہے سامری و جمشید اسکو بہت مانتے ہین آج کنیزان سامری
کی زبان سے سنا کہ جا بجا کتاب مین سامری لکھ گئے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے وہ ساحرون کا جلاد ہے
کیا کیا طریقہ اسکو یاد ہے قشمیر کرکے نکل گیا لیکن اُسنے احسان کیا نہین معلوم کیا منظور تھا جان چاہتا قتل کر ڈالتا مگر
یارو قدرت نے تقدیر نوکی ہے کیونکر اپنے عیار کی جان بچالی ساربان زادہ بھی پیچھا چھڑائیگا سامری و جمشید جھوٹے تھے

کر جا بیٹھا گئے ہیں کہ عمرو کی قضا نہیں کنیزین ایسی ایسی باتین بہت کہتی ہین مین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب تو سب شاگرد زود رفت کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ یہ گستاخی استاد معاف فرمائیے گا مین نے ایک ہی جوتی ماری دوسرا کہتا ہے مین نے پانچ جوتیان لگائین مگر دیکھو نیچے میرا جوتا ٹوٹتا ہوا ہے چوٹ نہ لگی ہوگی زود رفت نے جھلا کے کہا یارو چپ رہو یہ عذر تمھارا بدتر از گناہ ہے درد سے میرا حال تباہ ہے جی جاتا ہے جان و بدن اسی مین شہر والون کو کیا منھ دکھاؤنگا ابلیس نے کہا تم کیون شرماتے ہو کہدیا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی تقدیر خداوندی مین سب ناچار ہین میان زود رفت کو برادام پر سوار کیا کہ شفاخانے مین چلے اسکا تو علاج ہونے لگا جلدی چونا بدن مین لگایا گیا مگر صاحبقران زمان خواجہ کے واپس نہ آنے سے بہت پریشان ہین فرماتے ہین ایک ہفتہ گذرا میرا یار وفادار پلٹ کے نہین آیا پھر خبر پائی کہ جمشید کہار اقلعہ گرگیا فوج ابلیس کا سامنا ہے پھر خبرین پہونچین کہ اورنگ اور دو وزیر بھی عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یکایک چار دن ہرکارے روتے ہوے آئے عرض کی استاد گرفتار ہوے تشہیر کرنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے مقبل سے فرمایا اشقر تیار کرو مین اپنے یار وفادار کے رہا کرنے کو جاؤنگا اگر خدا نخواستہ وہ تشہیر ہو گیا تو غضب ہوا میرے ہی کام کے واسطے اُسنے یہ تکلیف اُٹھائی مقبل اشقر تیار کرکے لایا گھوڑے نے بھی جو یہ ہنگامہ سنا کہ خواجہ عمرو پکڑے گئے اُنکے تشہیر کرنے کی تیاری ہے اشقر دیوزاد کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے شیشے بھر رہا ہے ٹاپین زمین پر مارنے لگا جی چاہتا ہے اکیلا چلا جاؤن امیر نے بڑھکر تھپکا سا پشت پر ہاتھ پھیرا کہا بیٹا نہ گھبراؤ مین چلتا ہون میری زندگی مین اگر خواجہ کی ذلت ہوئی اور تشہیر ہوے تو مین جانونگا مجھے تشہیر کیا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے بہرام و مقبل و جملہ سردار و پیدل و سوار مسلح ہوکے قریب آئے عرض کی آقا ہم بھی چلینگے امیر نے فرمایا آپ لوگ میرے جانے کے بعد آئیے گا اگر مین اس شان و شوکت سے جاؤن تم سب کو اپنے ساتھ لیجاؤن خبر پہونچ جائیگی ایسا نہو عمرو قتل ہو جائے تو مجھکو بڑی ندامت ہوگی اگر لڑتے لڑتے جان بھی دیدونگا تو اپنے یار وفادار کو نہ پاؤنگا اکیلے کا جانا آسان ہے علاوہ ازین وہان سب ساحر ہین آپ لوگون کا کیا زور چلیگا جب سحر ہوا سب صاحب بیکار ہو جائینگے مین تمھاری فکر کرونگا کہ عمرو کو چھڑاؤنگا سب نے سر جھکا لیا مگر آپس مین کہتے ہین کہ اسوقت مین آقا کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین کون ایسا ہے جسپر عمرو کا احسان نہین عمرو نے ہر ایک کے واسطے عیاریان کین ہر آفت سے ہر ایک کو بچایا آج اُسپر یہ سختی و جفا ہے ہمارا بھی یہی ارادہ ہے کہ جاکے جان دین اُسکو رہا کرکے لائین امیر کنارے تک لشکر کے پہونچے تھے کہ سامنے سے گرد اُٹھی جب وہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا خواجہ عمرو بدحواس و مضطر دوڑتے ہوے آتے ہین امیر گھوڑے پر سے کود پڑے بیساختہ پکار اُٹھے شعر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم ٭ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ٭ ہم تمھارے واسطے چلے تھے خبر ملی تھی کہ خواجہ پکڑے گئے زود رفت کا ارادہ یہ ہے کہ تشہیر کرون مین چلا تھا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اس سے زیادہ اُمید ہے بیشک مین پکڑا گیا تھا مگر رہائی پاکے میان زود رفت کو بھی انھین کو تشہیر کیا کوئی بات کی کسر باقی نہین رکھا جب اُسکے دربار مین پہونچے خبر سنی کہ ابلیس تھا اسرار سامری بن گیا ہے مین سمجھا کہ میرے مقدمہ کا حال معلوم ہو جائیگا آتے ہی توڑت پڑیگا یہ باتین تھین کہ ہرکارے آئے عرض کی اُستاد آپکے نکل آنے کے بعد ابلیس آیا زود رفت کو بہت جھڑکا یہ بھی کہا اسی منھ پر دعوی عیاری ہے عمرو تجھکو تشہیر کرگیا شاگرد عذر کرنے لگے اب شفاخانے مین لیگئے ہین بہت سے ساحر آپکی تلاش مین نکلے ہین امیر عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے فرمایا خواجہ اب دو چار دن کہین نہ جاؤ میری آنکھون کے سامنے رہو ایسا نہو ابلیس گرفتار کرکے جلا ہے اور فورا حکم قتل دیگا عمرو نے کہا آپکا اقبال یاور ہے طالع مددگار ہین سب ملعون مجبور و ناچار ہین کیا عرض کرون مین جب سے زود رفت بنا تھا یہی منظور رہا کہ اسکو قتل کرکے رات کو

محفل ابلیس مین اپنا فیض جاری کرون میان خداوند کی گردن لون مگر جب یہ سنا کہ وہ بچیا قصر اسرار سامری مین گیا ہے مین سوچا اب نکل چلنا بہتر ہے ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہی ہوا کہ ابلیس وہان سے آگاہ ہو کے آیا اب ایک بڑی مصیبت ہے کہ ملکہ ماہ عالم افروز مع اپنی دایہ و وزیرزادی کے قید ہین مین انکی دایہ کی ہدایت سے قلعے مین پہونچا جمشید کو مارا یہ ہی سبب سے وہ بیچاری قید ہوگئی مین نے تدبیر کی ہر وہان کے نگہبان ہلال جادو کو پکڑ لیا مگر مجھ سے بنا قید خانے تک نہ جا سکا اب جاتا ہون خدا نے چاہا تو انکو بھی رہا کر کے لاتا ہون نہین معلوم ہمارے بادشاہ کا کیا حال ہوگا ای شہریار اگر مین ایک ہفتہ اور نہ پہونچتا تو دشمن ہلاک ہو جاتے بہت جلد علاج ہو گیا جب انکے سامنے سے معشوقہ غائب ہوئی ہوگی کیا طبیعت پر ملال ہوا ہوگا لیکن جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے روانہ ہو گئے ہر چند امیر نے منع کیا مگر خواجہ نے نہ مانا لشکر کے کنارے سنگے مین سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن مگر بعد نکل جانے عمرو کے ابلیس نے کہا یارو عمرو کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا تم مین کوئی اس لائق نہین کہ ساربان زادے کو لائے یہ سنتے ہی میخوار جادو مصاحب یہ کہکر اٹھا کہ حضور مین لاتا ہون اب تو وہ کئی دن کے بعد لشکر مین گیا ہے یقین ہے غافل ہو غفلت مین اسے لاؤنگا یہ کہکر اڑتا ہوا چلا اسوقت آسمان پر ابر آیا دیکھا عمرو کھڑا ہے ترپ کے گرا خنجر کمر مین دیکر لے اڑا عمرو نے آواز دی مجھکو ساحر لیے جاتا ہے ابوالفتح اصفہانی ایک طرف کھڑا تھا اسنے دیکھا ماموں جان کو ایک ساحر لیے جاتا ہے بیقرار ہوکے دوڑا جنگل مین ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا دور سے دیکھا میخوار لیے ہوے عمرو کو آتا ہے ابوالفتح نے آواز دی بھائی صاحب کہان سے آتے ہو میخوار نے دیکھا ہمارے خداوند کا ملازم کھڑا ہے اتر آیا کہا بھائی مین بڑے کام کو گیا تھا اس ساربان زادے نے قلعۂ ابلیس پرستان مین غدر ڈالدیا بڑے بڑے ساحر مارے مین اسکو لینے گیا تھا مگر پکڑ لایا ساحر نے کہا بھائی تمنے مجھے پہچانا میخوار جادو نے کہا مین نہین جانتا ساحر نے کہا مین سامنے گانون مین رہتا ہون یہ ظالم کل آیا تھا میرے لڑکے کے کپڑے اتار لیے اسکو کنوئین مین ڈالدیا مین نے لڑکے کو سب ڈھونڈھا نہ پایا مین تلوار اسکو مارون ذرا تو کلیجہ ٹھنڈا ہو میخوار نے کہا یہ خداوند کا گنہگار ہے یہان قتل کرنا مناسب نہین مین انعام و اکرام کا طالب نہین حضرت اپنے سامنے قتل کرینگے میرا نام ہوگا ساحر نے کہا مین کچھ تو اسکو سزا دون میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہے مین سب کا لڑکا طوطے کی طرح باتین کرتا تھا سارے گھر کا کھلونا تھا ہمارا گھر ویران ہو گیا یہ کہکر منہ پھیلا کے دوڑا کہا دانتون سے اسکی بوٹیان کاٹونگا اب یہ نہ بچیگا ساحر نے چاہا روکون ابوالفتح نے کہا دیکھو گانون سے لوگ آتے ہین زمیندار بھی ساتھ ہے میخوار بیٹھا ابوالفتح نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر بیٹھا ابوالفتح نے حباب مارا بیہوش ہوا کھینچکر خنجر مار دیا خواجہ اٹھ بیٹھے ابوالفتح کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا ابوالفتح نے کہا مین آواز سنتے ہی چھپا تھا یہان تک آکے اس ملعون کی گردن لی خواجہ عمرو نے ابوالفتح کو طرف لشکر کے پھیرا اب خواجہ فکر مین ابلیس کی جاتے ہین

یہ داستان پھر وقت پر تحریر ہوگی

دو کلمے داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے طلسم مین گر پڑی ہین اور برق و صرصر و چالاک براے رہائی چلے ہین اب ان سب کے ذکر تحریر ہوتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مجھے جام کو پلاتا | رندون کی مدد پہ ہو زمانہ
اسکو نہین آرزوے دنیا | مین بادۂ عیش سے ہون سرشار

ہر دم ہی خیالِ زلفِ جانان | ہر دل میں ملالِ زلفِ جانان
ہے گیسوئے یار عنبر افشان | تارے ہین میانِ زلفِ خوبان
کس کس کو خیالِ سرکشی ہے | اس راہ کو کرسکے نہ ہم طی
اے ساقیِ ماہرو ہمارے | دن ہجر کے کسطرح گزارے
شیدا رخ و زلف کا رہونگا | دن رات کی آفتین سہونگا
اک رات تو عیش سے گذر جائے | کیا باغِ مراد سے ثمر پائے
ہے دل مین خیالِ بادہ نوشی | کر دیگا غفور عیب پوشی
کیون پیرِ مغان کو مجھسے ہے کد | ہے حسن مین رنگ لطف سرمد
جو حسن مین بیمثال ہوگا | ابرو رشکِ ہلال ہوگا
ہو زلفِ سیاہ سنبلِ تر | تھو جسم مین عمرو سے بہتر
عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے | ہم تو بندے ہین بانکپن کے
ہر بات مین دلبری نزاکت | ہے باغِ جہان مین رنگِ شہرت

گیسوئے کلام ہے سخن سنج | آگاہ نہین کہ کیا ہے غم و رنج
لیلائے خیال کا ہون پابند | ظلمات کی راہ ہے ابھی بند
معشوق کے باغ اے ہنرمند | ہین جوششِ بہار سے گلی خند
سامان ہو وصل کا سراسر | ہے مہر قمر پہ اے سمن بر
مینائے قلم ہے بر سر جوش | کر دے شبِ وصل سے ہم آغوش
اے دلبرِ دلبرانِ عاشق | قربان ہو تجھ پہ جانِ عاشق
ہم پیرو رندِ مشربان ہین | میخانے مین آج امتحان مین
ہم سالکِ مسلکِ وفا ہین | اُس یار پہ جان سے فدا ہین
قدِ نخلِ مراد دلبری ہو | ہر آن مین دلبری بھری ہو
چہرے سے اگر نقاب اٹھیگی | خورشید کو تاب کب رہیگی
ہے ذرّۂ دہن کہ غنچۂ گل | قربان ہے جیسے جانِ بلبل
عیاریون کا سمان سناؤن | حیرت زدہ وہ داستان سناؤن

چہرہ نقاشان نقوشِ حیرت و مصوّرانِ تصویرِ عبرت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعارِ مصنف

بدست قلم را بہ جولان دہم | سخن را سر و برگ و سامان دہم
کنم مسطر از جان و خون مداد | نویسم کہ عشق است چندین فساد
چو عشق از ہمہ حرمت آراستہ | فلک چون ہلال از خمش کاستہ
نویسم یکے داستانی ز عشق | بہار محبت خزانی ز عشق
کنم صفحہ رنگین ز خون جگر | کہ عشق است خون ریز من تا بسر

سابق مین تحریر کیا تھا کہ ملکہ حیرت جادو کو چالاک برق و صرصر قیصر جادو کو مار کے رہا کر کے پیچھے راہ مین قلعۂ مفتاح زرین پوش ملا مفتاح کے قلعے کے اندر ایک قصرِ طلسم بنا ہے بڑی مدت سے واقع ہے اسمین حیرت جادو گر گئی ہر چند چاہا باہر کرکے نکل جاؤن ممکن نہوا ہر چند کہ حیرت بڑی ساحرہ ہے مگر یہ مقدمۂ طلسم ہے نکلنا ممکن نہوا لاچار اُس مکان مین آئین دیکھا صدہا عورتین و مرد اُس مکان مین قید ہین مگر قیدی نہین معلوم ہوتے بوقت شام ایک محلدار وضع آتی ہے سب کو کھانا عمدہ کھلاتی ہے آٹھوین دن اسباب ضروری زن و مرد کے ملتے ہین مکان بہت سے بنے ہین ایک جانب خاصہ باغ مین نہرین جاری فوارے چھوٹ رہے ہین دیکھنے والے موتی لوٹ رہے ہین عندلیبان خوش نوا درختون پر زمزمہ سرا باغبان کاروبار مین مصروف السنین چڑیان اوڑتے ہوئے اکڑتی پھرتی ہین جو بتان چمن و نرگس شہلا سے دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی آمد بہار سے پھولے بھرے غنچے چٹک رہے ہین کلیان بے کھلی پھول کر کھلتی ہین صاف ظاہر ہے کہ محبوب پری چہرہ مسکرا رہا ہے لالہ اپنی کیفیت دکھا رہا ہے دل پر اُسکے بھی داغ ہے مگر غم و الم سے فراغ ہے زلف سنبل کے پیچ و تاب چہرۂ گل پر عتاب سرو لب جو پر قمریون کی کو کو طاؤسان طنّاز سرگرم خرام ناز بیلا البیلا پن دکھاتا ہے پانی نہرون کا جوش مین آتا ہے وسط مین باغ کے ایک چبوترہ مُدوّر اُسپر آکے شام کو سب قیدی جمع ہوتے ہین وہین سب کو کھانا ملتا ہے مگر کھانا معقول اسباب عیش و عیش حاصل کسی کو تکلیف نہین شام کو سب قیدیان طلسم آکے اُسی چبوترے پر جمع ہوئے ملکہ حیرت جادو پریشان مثل آئینہ حیران اُداس عالم یاس اپنے عہد سلطنت کی باتین یاد آتی ہین کہ اے حیرت وہ ثروت وہ تجمل و شان وہ شوکت و عظمت صدہا شاہزادیان خدمت مین حاضر رہتی تھین میری کنیزین بھی جفائے بند و قید نہ سہتی تھین یہ اشعار میرے حسب حال خوب ہین مجھکو مرغوب ہین نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تہ خرابے ہیں اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرد اسمین
ارغنون وا نہ تھا اگر بختی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج گل وہ لب جو خندہ کا ہے آئینہ دار
چہلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گور زن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہین

تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ ری تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
لکھو نسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
ہین خیابان میں بہر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار لکھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجون کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل نسترن کا عالم کبھی لالے کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندون کو وانئے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

یہ اشعار عبرت آثار ملکہ حیرت نے اس طرح پڑھے کہ سب قیدی رونے لگے عورتیں اُٹھکر سامنے آئیں عرض کی کہ حضور آپکے کلام سے دل دُکھتا ہے ایک ایک کلمہ تیر ناوک ہے آپکی باتوں سے کلیجہ مشبک ہے ہم اُمیدوار ہیں کہ حضور کے حسب و نسب نام نامی و اسم گرامی سے بخوبی آگاہ ہو جائیں آپکی کنیزی کریں مردوں نے عرض کی ہم بھی تابعدار ہیں حضور کس وجہ سے یہاں تک پہونچیں اس مکان نحوست قرین میں آپ ایسے گوہر بے بہا دریائے خوبی کا کیونکر آنا ہوا ہمکو بھی زیارت کا بہانا ہوا دل کو تاب نہیں حیرت نے ایک آہ کی کہا صاحبو مجھے اپنا نام لیتے شرم آتی ہے کبھی ایسا موقع تھا کہ فرمان روائے عالم تھی حالات دنیوی سے بے غم تھی نہ دن کی فکر نہ رات کا خیال نہ رنج نہ ملال یکایک فلک نے یہ گردش دکھائی صورت عیش و جیش شاہی گھر برباد ہوا آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار اب تو میرا یہ حال ہے نظم

غم نہیں ہے فلک اسکا جو نہ کچھ ہم میں رہے
آج سے دہر دو رنگ ایک ہی عالم میں رہے
یہی آنکھوں کی دعا ہے کہ تری حسرت دید
یہ وہ ساتھی ہے کہ ہمراہ جہنم میں رہے
شوق ہے اسکو بھری بزم میں رہنے کا اگر
کچھ دغا کا بھی چلن الفت ہمدم میں رہے
اپنے زخمی کی طرف دیکھ لیا کر اے ترک
آدمیت ہی جوان حضرت آدم میں رہے
شب کی انجمن کا سنو ہمنفسو مجھسے نہ حال
خوب سینے کو اُبھارے جو وہ محرم میں رہے

عشق بیخود جو کرے بیخبر خودی ہم میں رہے
جذب دل میں اثر آہ میں کشش دم میں رہے
آنکھ سے بچکے وہ آتے ہیں دل شیدا میں
دل سے اکتا کے جو نکلیں بھی تو پھر ہم میں رہے
رات بھر سینے سے آتی ہے صدائے شیون
دل پُر غم میں رہے دیدۂ پُرنم میں رہے
نہ تھمے غلغلۂ حشر سے بھی آنکھ اے دل
تڑپے زخموں کی ادا ابرو ان کے خم میں رہے
گذری یوں اپنی شب وصل کہ جھگڑے تمام
ان سے پوچھو جو مری خاطر برہم میں رہے

یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم میں رہے
گردشیں اب تو نہ بدلے کہ شب ہجر آئی
یہ وہ منظور ہے نا محرم و محرم میں رہے
آگ سینے کو دیدی ساتھ مرے سوز فراق
چند ارمان دل مُردہ کے ماتم میں رہے
یار آئے تو یہ سینے سے ہمارے نکلے
ایک عالم تری غربت کا دو عالم میں رہے
اس پری رو کے ہیں مشتاق غنیمت جانیں
دست کوتاہ ہیں اور حوصلے کس میں رہے
سمجھے دل زلف میں کام آئیگا لیکن کے جلال

سب قیدی یہ اشعار حسرت آثار سنکر رونے لگے کہا حضور نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا حیرت نے کہا صاحبو مجھکو شرم آتی ہے میں زوجۂ افراسیاب ہوں اس غربت میں انتہا کی بیتاب ہوں اب اس طلسم سے ہمکو کون نکالیگا وہ سب قیدی حال ہوش ربائے بخوبی واقف تھے قدموں سے حیرت جادو کے لپٹ گئے کہا حضور ہم بھی آپکے ساتھ ہیں ہم سب نے تابعداری اختیار کی آپ ہماری بادشاہ ہیں چرخ جلالت کی ماہ ہیں حیرت نے کہا صاحبو میری خدمت سے تمکو کیا فائدہ مگر اتنا جانتی ہوں کہ ہمارا عاشق صادق یار موافق مہتران مہتر چالاک ہے عمرو

ہماری پرانی نمکخوار صرصر شمشیر زن آکر عیاری کرے اور ہمکو اس مصیبت سے چھڑا دے تو عجب نہین اور تو ظاہر مین
کوئی سبب نہین معلوم ہوتا سب نے کہا جب آپ چھوٹینگی ہم بھی رہائی پائینگے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اب انمین سبنے
خدمتگزاری حیرت کی قبول کی اب احوال عیارون کا بیان کیا جاتا ہے برق الگ صرصر جالاک الگ عیاری کی فکر
مین نکلے مگر برق تو نہایت تیزی بشکل خدمتگار دروازے پر مفتاح کے حاضر تھا اسنے دیکھا کہ عقاب ابر سوار
کا وزیر پاس مفتاح کے گیا مگر اندر سے جو نکلا یہ کہتا ہوا کہ یہان مفتاح اچھا نہین کرتے ہمکو جواب باصواب دو یا
اگر وہ ملکہ حیرت کو میرے ساتھ روانہ کرتے بہتر تھا اب فساد ہوگا یہ کہتا ہوا وہ وزیر گیا برق نے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ مفتاح مین آیا کہا حضور شہنشاہ عقاب نے میری زبانی آخر کا پیغام بھیجا ہی
یقین ہی مقابلہ پڑیگا یا وہ خود طلسم کشائی پر کمر باندھینگے مگر راز شاہی کی باتین سب کے سامنے کہنا مناسب نہین حضور
الگ چلین تو مین سب کیفیت عرض کرون پیل کرنا عقاب سے فرض کرون آپ سمجھ جائینگے یہ کہکر مفتاح کو تخلیہ مین
لایا باتین ادھر ادھر کی کرکے کہا یہ گلوری نوش فرمایئے گلوری کھاتے ہی مفتاح بیہوش ہوا برق نے اسکو نیچے پلنگ کے
چھپا دیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا وزیرون سے کہا کیون صاحبو عقاب آمادہ فساد ہی مین اس عورت کو کیونکر قبضے مین
کرون کچھ تدبیر بتاؤ سب نے کہا اور تو ہم کچھ نہین جانتے مگر آپکا قصر جمشیدی ایسا بلند بنا ہی اگر آپ اسپر بیٹھکے دیکھین
تو البتہ صورت دیکھ سکینگے یا آپکو معلوم ہو جائیگا کہ کیا کر رہی ہین کس شغل مین ہین اگر آپ چاہین کہ مین انکے پاس جاؤن
تو پہلوے قصر جمشیدی مین ایک دروازہ سرخ رنگ کا لگا ہی اسمین سے جایئے انکے پاس پہونچ جایئے گا پھر آنا آپکی
شکل ہوگا بانیان طلسم نے یہی تدبیر کی ہی ہم نہین جانتے کہ اسکی لوح کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی مگر سنتے چلے
آئے ہین کہ جو اس طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی اسکے لیے لوح خود بخود پیدا ہو جائیگی برق
چپ ہو رہا تھوڑی دیر مین حکم دیا اب دولت قصر جمشیدی پر جائینگے میدان طلسم کا تماشہ دیکھینگے ملازم ساتھ ہوے
برق قصر جمشیدی پر آیا سب کو ہٹا دیا نگاہ اٹھا کے دیکھا حیرت بیچ مین چار ہزار مرد عورت گھیرے ہوے
کھڑے ہین کوئی پانون دباتا ہی کوئی پنکھا جھل رہا ہی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی دست بستہ کھڑا ہی جی مین کہتا ہی اے برق
حیرت کیا صاحب اقبال ہی دیکھو قید خانے مین کس لطف سے رہتی ہی یہ سوچ کر بشکل مفتاح سرخ دروازے کی راہ
سے چلا چند قدم چلا تھا دیکھا تو ایک مکان مثل پنجرے کے بنا ہوا ہی برق چلا دیکھا اسمین ایک کمرہ بنا ہی اسمین
ایک جادوگر آگے شمع روشن بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہی جیسے ہی برق کو دیکھا پکار کے آواز دی آیئے تشریف لایئے مین
تو آپکا مشتاق تھا برق کھٹکا مگر سامنے آچکا اب کیا کرے حباب انگلیون مین دبائے کمندین درست کیے منتظر
ہوا کہ پاس پہونچ کے کمندین مارون مگر وہ ساحر بطور تعظیم اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام بھی کیا یہی کہے جاتا ہی
مین آپکے آنے سے بہت خوش ہوا آج آپنے بڑا احسان کیا ہم سرفراز ہوے سامان خوشی آغاز ہوے جون
جون وہ ساحر یہ باتین کرتا ہی برق گھبراتا جاتا ہی اسنا تو کہا کہ مین بھی تمھارا مشتاق تھا مجھے تم سے کچھ کہنا ہی جھپٹکر پیر پکڑ
کر ہیو نچا ادھر سایہ کمرے کا جسم پر پڑا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا بشکل اصلی ہو گیا اس ساحر نے ہنسکر آواز دی
مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ مفتاح کو کیا ضرورت تھی کہ بے سمجھے بوجھے یہان آتا اسی دیوار سے ایک شعلہ گرا برق قید
ہو گیا ساحر نے کہا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیاری ہوئی تم کہان سے آئے برق فرنگی نے سر جھکا لیا کہا آئے تھے
کہ ملکہ حیرت کو رہا کرین ساحر نے کہا منم راہ دار جادو جب کوئی یہان سے بخیر و عافیت گذرے تب لوح دار
کو پائے جب لوح ملے تب اس طلسم پر قبضہ ہو تمنے کھیل سمجھا عیاری کر گذرے یہی انجام تھا یہ کہکے برق کو اسی مکان مین

داخل کردیا ملکہ حیرت ساحرون سے باتین کر رہی ہین کہ دیکھا برق سرنگون حیران و پریشان سر جھکائے چلا آتا ہے
حیرت نے کہا اے برق کیا گذری اب یہان کیونکر آئے ہم تو گرفتار دام مصیبت ہین تمھارے حال پر بڑا رنج ہوا
برق نے کہا آج مین نے مفتاح کو بیہوش کیا یہان آتے ہی پکڑ لیا گیا راہ دار جادو نے چھوڑا نہین معلوم لوحدار
کہان ہے وہان سے بڑھنے نہ پائے نہین معلوم کس کس جگہ کا کیا کیا قاعدہ ہے بے سمجھے بوجھے عیاری کرتے آخر گرفتار ہوئے
اب بڑی مشکل ہے کہ گر راہ دار جادو برق کو اس مکان مین بھیجکر پاس لوحدار کے آیا کہا آپنے سنا حیرت کے قید مین
ہی عیار یہان ہونے تھین برق فرنگی آیا مین نے گرفتار کر لیا اب اور بھی عیار آئینگے ذرا ہوشیاری سے کام کیجیے گا
لوحدار نے کہا کوئی مجھ تک نہین آسکتا اگر آئے تو جلکر خاک ہو جائے تمنے بڑا کام کیا کہ اُس مکار کو گرفتار کیا
یہ کہکر لوحدار نے ایک نامہ لکھا بنام سرداران مفتاح مضمون اُسکا یہ تھا کہ یارو تمکو اپنے بادشاہ کی بھی خبر ہے
جلد اُنکو ڈھونڈھو یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک طائر آسمان سے آیا نامہ منقار مین اُٹھا لیا سرداران
مفتاح بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بادشاہ قصر جمشیدی مین گئے ہین کچھ ضرورت ہے کہ طائر نے نامہ آکے ڈالدیا
مثل انسانون کے آواز دی کہ اے سرداران مفتاح اس نامے کو پڑھو اپنے شاہ کو ڈھونڈھو سب گھبرا گئے نامے کو
اُٹھاکے پڑھنے لگے جب مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی سب مکانون مین ڈھونڈھا دیکھا ایک پلنگ کے نیچے برہنہ پڑے
ہین سب نے ہوشیار کیا مفتاح گھبرایا ہوا اُٹھا سب نے کہا حضور کیجیے طلسم سے نامہ آیا ہے مفتاح نے پڑھا کہ
ارے لیان طلسم کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین پکڑ لیا گیا وہ جو سردار آیا تھا وہی عیار تھا شاید میری شکل پر وہ پکڑا گیا یارو اب علامت
رکھنا یہ کہکر ٹہلتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک مالن کپڑے اچھے پہنے ہوئے زیور زیب جسم سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہے جب سامنے
مفتاح کے پہونچی ذرا سا منھ کھولدیا مفتاح کی نگاہ پڑی حسن مین بیمثال گورے گورے گال رشک ماہ تابان دوش پر
زلفین پریشان ہونٹون مین مسیحائی چال مین دلربائی دہن و دندان نایاب رشک سلک گوہر خوش آب ماہ حسن
کی برتری ہر ادا مین بہتری مزاج مین چہل بل اُٹھتی ہوئی کونپل معشوق خوبرو قد سرو لب جو مفتاح یہ صورت دیکھکر
مر گیا وزیرون سے کہا کسی حیلے سے اسکو بلاؤ شمشیر وزیر بڑھکر آگے آکے کہا بی مالن تمکو ہمارے شاہ بلاتے ہین اُسنے
تیور پر بل ڈال کے کہا مجھکو کیا غرض وزیر نے کہا واسطے پوجا کے پھول لیے جائینگے روز پڑا دیکھا کرو اُسنے کہا یہ تو
میرا کام ہے کل لے آؤنگی اسوقت میری جٹھانی کے درد زہ اُٹھا ہے تڑپ رہی ہے اُسکے لیے کالا نمک اور سونف لیے
جاتی ہون دیر ہوگی تو وہ ہلاک ہو جائیگی مجھے لوگ بدنام کرینگے میان میرا بڑا آبرو دار ہے جوہریون مین دلالی کرتا
ہے لاکھون روپیہ کا جواہرات بکوا اتا ہے اُسکے نام ملکون سے خط آتا ہے وزیر باتون مین لگا کر مالن کو لائے کہا حضور
یہ حاضر ہے مفتاح نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہمین تم سے کچھ باتین کرنی ہین مالن نے سر جھکا لیا مفتاح ساتھ لیے قصر جمشیدی
پر آیا اُس نازنین نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر قصر ایک باغ ہے بہشت آئین حیرت جادو اُسی باغ مین بیچ مین بارہ ہزار
ساحرون کے بیٹھی ہے مالن نے مفتاح سے پوچھا یہ کون ہین جو سلطنت کر رہی ہین ہزارون عورتین محبت کا دم بھرتی
ہین مفتاح نے کہا یہ زوجۂ افراسیاب ہے یہان طلسم مین پھنس گئی جب کوئی جا کر لوحدار کو مارے تب یہ
قید سے رہائی پائین یہ بہت مشکل ہے کسکی مجال ہے کہ تختیان اُٹھاکے جائے ایسے ساحر زبردست کو مارے پھر ہزار گھیر
ہین اور ساحر نکلینگے لڑینگے یہی تدبیر کرینگے کہ اس شخص کو ہلاک کرین لمحہ دم دیکھین مالن نے باتین کرتے کرتے پوچھا
کیون اے شہریار اس طلسم مین جائے کیونکر مفتاح نے کہا یہ جو دروازہ سرخ رنگ کا سامنے بند ہے اسکو کھول کر
جائے تو وہان تک پہونچے کیون بی مالن کیا تم جاؤگی مالن نے کہا حضور مجھے کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو اس بلا مین پھنساؤن

اتنی بڑی صاحب اختیاریون مجبور و لاچار ہین تو ایک غریب پھول پتی کا کام کرتی ہون آپ مالک تھے آپکے نام سے
چلی آئی رعایا کے آپ مان باپ ہین ہم بجائے اولاد مصرع رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ؂ اسطرح کی باتین مالن
نے کین مفتاح کا حوصلہ پست ہوا کہ اور طرح کا سوال اس سے کیونکر کرون اسنے تو سد باب کر دیا مالن نے خود
لگاوٹ کرنا شروع کی کہا ہم تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین آپ ایسے کسی معاملے مین انکار نہین یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیا
مفتاح خوش ہو گیا بوس و کنار ہونے لگا مالن نے بوسہ بازی کرتے کرتے ایک گلوری بادشاہ کو کھلائی گلوری کھاتے ہی
مفتاح گھبرایا چہار جانب دیکھنے لگا مالن ہنسی کہا اُٹھکر ٹہلیے مزاج پر گرمی کی ترقی ہی ایسا نہو کچھ ہو جائے گھبرا کے مفتاح
اُٹھا لڑکھڑا کے گرا مالن نے نعرہ کیا منم صرصر شمشیر زن چاہا سر کاٹ لون مگر دل دھڑکا کہ ایسے شخص کا یکایک مار ڈالنا
بہتر نہین یعنی بیہوشی کی دماغ پہ چڑھائی برہنہ کرکے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اسی کی صورت بنکر صرصر چلی دروازہ
کھول کر آگے بڑھی وہی تھپہ ملا راہ دار بیٹھا تھا سلام کرکے اُٹھا آواز دی حضور آئیے اب تو آپ مہینون نہین تشریف
لاتے یہ طلسم آپ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہی آپ مالک ہین صرصر بہت خوش ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے مین کمرے کے
پہونچی جیسے ہی دیوار کا عکس پڑا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ہو گئی صرصر گھبرائی سمجھی کہ ہوا بگڑی چاہا پلٹون
راہ دار نے کہا او مکارہ اب بھاگ جانے کا ارادہ ہی بھلا مین جانے دونگا یہ کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا صرصر کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے قریب آکے صرصر کو پکڑ کے اُسی طرح مثل برق کے انکو بھی اندر اُسی قید خانۂ طلسمی کے ڈالدیا اب چلا
وہان آیا جہان لوحدار کا مقام تھا اُس سے کہا کہ لیجیے عیارون کا تانتا بندھ گیا ابھی ایک عیارہ بھی میرے مقام تک
پہونچی تھی مین بھلا کب دھوکا کھاتا مثل اُسی عیار کے اسکو بھی قید خانۂ طلسمی مین پہونچایا یہ سنکر لوحدار کے ہوش اُڑ گئے
کہا بھائی معلوم ہوتا ہی شہنشاہ بہت غافل رہتے ہین عیار عیاری کر گذرتے ہین ایسا نہو کوئی عیار مار ڈالے تو غضب ہو جائے
یہ باتین کرکے لوحدار نے پھر ایک نامہ ملازمان مفتاح کو لکھا اُسی طائر کے ہاتھ روانہ کر دیا اُس طائر نے آکے نامہ مفتاح
کے دربار مین مفتاح کے ڈالدیا سب سردار گھبرا گئے کہ اب یہ کیسا نامہ آیا ہی ایک وزیر نے نامہ کو کھولا مضمون سے آگاہ
ہوا کہا یارو غضب ہوا کوئی عیار بھی ہمارے شاہ کو بیہوش کرکے دروازۂ قید خانۂ طلسمی تک پہونچی راہ دار نے پکڑ کے
قید خانے مین اُسے بھی مثل پہلے عیار کے ڈالدیا اگر وہ ایک خنجر بھی مار دیتی تو اُسکا کون ہاتھ پکڑتا خداوند سامری و جمشید
نے ہمارے شاہ کی جان بچائی یہ کہتے ہوئے دوڑے آکے دیکھا مفتاح ایک گوشے مین برہنہ بیہوش کھڑا ہی وزیرون نے
آکر منہ پر پانی کے چھینٹے دیے مفتاح کو ہوش آیا اپنے تئین برہنہ پایا ملازمون سے کہا لباس لاؤ ملازم دوڑے فوراً لباس
حاضر کیا اُسنے لباس پہنا تخت و تاج بھی موجود کیا مفتاح کو تخت پر بٹھا کے طرف بارگاہ کے لیچلے مفتاح نے کہا یارو
میری ہی فکر مین سب آتے ہین یہ عیار سب کہان سے آتے ہین یہان قید خانے مین حیرت بیٹھی تھین کہ صرصر آکے پہونچی
برق تو تڑپ گیا پوچھا اُستانی یہ کیا سحر کہ ہی صرصر رونے لگی کہا ای برق مین نے ملکہ کے واسطے اپنا عیش و آرام
چھوڑا اپنے کو یہان تک پہونچایا آخر گرفتار ہوئی اب آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہے تو حضور حق نمک ادا کیا ہی کہ
چالاک سے بھی بڑا کہ ای فرزند ہمنے اُس سرکار کا نمک کھایا ہی ہمارا گوشت و پوست و استخوان اُنکے نمک سے پلا ہی
کیونکر اس مصیبت مین شراکت نہ کرین خدا اُسکو سلامت رکھے اُسنے منع کیا تھا کہ مادر مہربان آپ نہ جائین مین جاتا ہون
حیرت کے دشمنون کو کوئی مصیبت ہو اور مین نہ جاؤن اُسنے وہی کیا جو کہا تھا اس راہ کی اُفتاد سے کوئی آگاہ
نہ تھا حیرت نے کہا ای خیر خواہ دولت ہمکو بد انجامی نے گھیرا ہی فلک بر سر گردش رنج و صدمے سے ہم بچانے کی کوشش
کہان بچ سکتے ہین عقاب ابر سوار بھی مع لشکر اُترا ہوا ہی مفتاح پر دباؤ ڈالتا ہی یہ کہکر بہ شدت رونے لگی

اپنی شان و شوکت کو یاد کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو یہان تو یہ کیفیت ہی قیدیان طلسم کی یہ صورت ہی مگر مہترین عمر
چالاک بن عمرو بصورت مبدل دربار مین مفتاح کے آیا زبانی خدمتگار کی معلوم ہوا برق و صرصر آئے مفتاح کو
بیہوش کر کے گئے یہ بھی خبر آگئی کہ قید ہو گئے اب انکی نکاسی دشوار ہی بارگاہ سے باہر نکلا سامنے پہاڑ تھا راستہ طی
کرنا اُسکو پہاڑ تھا بہ سختی بالاے کوہ آیا ایک نخل سبز کے نیچے سر جھکا کر بیٹھا یاد ملکہ حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

زخون دیدہ ز فراق دلبر ز رشک چمن دارم
بخون دیدہ آغشتہ سراپاے بدن دارم
بسان ابر نیسانی ز اشک دیدہ ہمن
چو گل چاک گریبان در نشان مشک ختن دارم

ز دوری غم صد گلشن بہ زیر پیرہن دارم
چو بلبل در غم گلشن شدارم تا شکیبائی
کشیدہ در رگ جان صد جہان در غم دارم

لبسان غنچہ گر بستم لب از گفت و شنود اما
غریب و ناتوانم ہر کجا اُفتم وطن دارم
ز اشعارم دماغ جان عطری شود مخفی

غرض وہ ازتک چالاک اسی سوچ مین بیٹھا رہا دل سے کہتا ہوا ای چالاک اس
محبوب جانی یار جادو دانی پر کیا گذرتی ہو گی برق اپنی کرتوت سے مادر مہربان ملکہ صرصر شمشیر زن نے اپنی عیاری کی ہم
کہا کہ مین مفتاح ہو شیار ہو چکا اگر اسکی شکل پر جاؤن تو کیا نفع کچھ خیال جو آیا سجادہ بچھایا بلک بلک کے رونے لگا اور
دعا مین مانگنے لگا روتے روتے بیہوش ہوا ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین ای چالاک حقیقت مین صرصر و
برق نے راستہ بتا دیا کچھ تم نہ ہوا تم یہ اسم یاد رکھو بائین پر کوہ کے جو نخل ہی صبح کو اُٹھکر اُسکے قریب جانا اسی اسم کو پڑھ پڑھ
پڑھنا نخل پر ہاتھ رکھنا نخل گر جائیگا دہنہ نقب کا پیدا ہو گا بشکل مفتاح دہنہ نقب مین جانا سامنے راہ دار کے پہونچو
جب وہ بخاطر بلائے اُسکے پاس جانا مگر اسم کو فراموش نہ کرنا صورت تبدیل ہو گی جسطرح بن پڑے راہ دار کو بیہوش
کرنا اُسی صورت پر پاس لوحدار کے جانا اُس سے لوح حاصل کرنا جو لوح سے حکم نکلے اسپر عمل کرنا درست کچھ نہ ہو
چالاک کی آنکھ کھلی خوشی خوشی اُٹھا بانماے عیاری سے درست ہونے لگا جب ستارہ سحری چمکا چالاک اُٹھا
قریب اُسی نخل کے آیا وہی اسم جو بزرگ نے خواب مین تعلیم کیا تھا پڑھنے لگا جب پڑھ چکا نخل خود بخود گر پڑا دہنہ نقب
کا ظاہر ہوا بشکل مفتاح اُس نقب مین بسم اللہ کہکر داخل ہوا نقب کو طی کرتا ہوا چلا اُسی چھتے مین پہونچا راہ دار
نے دیکھا کہ میان مفتاح پھر آتے ہین جی مین کہتا ہی عیارون کا تار بندھ گیا اُٹھکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ آئیے مین
تو آپکا مشتاق تھا آپنے سرفراز فرمایا چالاک بخوف اسم پڑھتا ہوا اسایۂ دیوار مین پہونچا صورت تبدیل ہو گئی
اب راہ دار کا شک مٹا اعزاز کرکے بٹھایا چالاک نے بیٹھتے ہی پوچھا کیون راہ دار تمھارے بڑے بھائی
لوحدار جادو کس مکان مین رہتے ہین ہمین اُنسے ملاقات منظور ہی تمھاری مہربانی سے کیا دور ہی جو اُن تک پہونچ
پہونچا دو راہ دار نے کہا حضور وہ سامنے قصر سبز مین تشریف رکھتے ہین مگر اُنسے ملاقات کی کیا ضرورت ہی وہ تو
فقیر ہین تارک دنیا کسی شادی غمی مین بھی نہین جاتے اہلیان دربند کیسے کیسے جلسے کرتے ہین ہم جاتے ہین لطف صحبت
اُٹھاتے ہین مگر وہ تشریف نہین لیجاتے مین اکثر اہلیان برادری نے شکایت بھی کی مگر وہ تشریف نہین لے جاتے
چالاک نے کہا یہ دریافت کرنا ہی کہ عقاب ابر سوار ساحر نامدار اس فکر مین ہی کہ مین حصار کے اندر داخل
ہون حیرت پر قبضہ کرون اُنسے پوچھونگا یہ ممکن ہی کہ وہ سحر کرکے حصار مین آئے یا نا ممکن ہی راہ دار نے کہا
بیچارہ کیا ہی اگر سامری جمشید آنا چاہین تو نہ نکلسکین چالاک نے یہ کہکر جماہی لی راہ دار نے کہا حضور کیا خمار
پی کا وقت آگیا یہ کہکر گلابی لایا جام بھر کے دیا چالاک نے کہا پہلے تم پیو گمانی سے زہر بیہوشی کی نکال کر اُس جام مین
ملا کے راہ دار کو جام پلایا پیتے ہی راہ دار بیہوش ہوا چالاک نے اسکو قتل کیا اسی کی شکل بنکر قصر مین
لوحدار کے آیا مگر اسم ورد زبان ہی لوحدار نے بھی تعظیم کی کہا بھائی راہ دار اسوقت آنے کا کیا باعث ہی

راہ دار نقلی نے کہا چند باتین آپسے مجھے پوچھنا ہین جسدن سے حیرت یہان قید ہوئی دو عیار آئے مگر مقدمۂ طلسم نہ کھل
گرفتار ہوئے عقاب ابر سوار کا یہ ارادہ ہی کہ سحر کرکے طلسم مین گھس پڑے دن روز قریب دیوار آتا ہی سحر کرتا ہی اکثر
بلند پروازی کرکے قصد ہوا کہ اندر حصار کے گرے نہین معلوم کیون پلٹ جاتا ہی لوحدار نے کہا کیا مجال اسکی
یہان سحر و ساحری کو دخل نہین جبتک مین زندہ ہون اور لوح میرے قبضے مین ہی بے میرے حکم کے کوئی اندر نہین سکتا
اگر آئے گرفتار ہو جائے یہ عیار جو آئے تھے اگر ہم نہ بھی گرفتار کرتے تو بھی انکا حال کھلتا یہان بڑے بڑے عجائب و غرائب
ہین ساکنان شہر بھی اسکے فتح کے طالب ہین مگر مجال نہین کہ قدم بڑھا سکین چالاک نے باتین کرتے کرتے یہ بھی پوچھا کہ لوح
طلسمی کہان ہی احتیاط سے رکھی ہی لوحدار کے منہ سے نکلا دیکھو وہ سامنے صندوقچہ لوح طاق پر رکھا ہی مگر بجائے قفل
مار سیاہ لپٹا ہی جو اسکے قریب جائے مار سیاہ اسکو مار ڈالے جانے نہ دے چالاک نے فوراً شراب پلا کے اسکو بھی
بیہوش کیا ٹہلتا ہوا اسم ورد زبان قریب طاق پہونچا مار سیاہ نے کفچہ بڑھایا چالاک نے اسم سحر پڑھکے دم کیا مار سیاہ شکل
مردے کے کنڈل کر گر پڑا الٹکر دیکھا مار سیاہ نہین زنجیر آہنی تھی ڈرانے کو یہ سامان رکھا تھا تب چالاک نے بڑھکر صندوقچہ کھولا تو اسمین
دیکھا الماس کی ایک تختی حرف اسپر یاقوت احمر کے پیشانی پر لکھا ہی لوح طلسم ارسطو چالاک نے اُسے اٹھا لیا اب زبان
سے چالاک یلتا قصہ ہوا لوحدار کو مار ڈالو مگر مجنون جادو حاکم دربند مقام پر راہ دار کے آیا اُسے بیہوش پایا یہ
سانحہ دیکھکر گھبرایا جھٹکر راہ دار کو ہوشیار کیا راہ دار گھبرا کے اٹھا کہا یارو یہ شکل مفتاح زرین ہوش ایک شخص آیا
تھا مجھا عیار ہوگا عکس دیوار سے رنگ و روغن اُڑ جائیگا مگر جب یہ امر خواب مین نے دھوکا کھایا ہی مجنون الٹی نے مجھے
بیہوش کیا چلو لوحدار کی خبر لین آکے دیکھا لوحدار بھی بیہوش پڑا ہی دونون نے اسے بھی ہوشیار کیا لوحدار بھی روتا
ہوا اٹھا کہا ای راہ دار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی طلسم کشا آگیا جلدی چلو لوحدار و راہ دار و مجنون گولے سحر کے ہاتھ مین
لیے مکان سے نکلے تو کیا دیکھا ایک جوان دبلا پتلا باندھے عیاری سے آراستہ لوح دیکھتا ہوا چلا آتا ہی لوحدار نے
للکارا خبردار او جوان یہ کیا دیکھ رہا ہی دیکھ ہمارا خوف نہ کیا یہ سنتے ہی چالاک نے لوح کو دیکھا چمکتا ہوا آگے بڑھا تینون
نے ملکر سحر کیے چالاک پر تاثیر ہوئی اب تو لوح ہاتھ مین ہی چالاک گولے دفع کرتا ہوا پہلے برابر مجنون کے پہونچا لوحدار
نے قریب آکے ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے روک کر اسم حاشیہ لوح پڑھکر تیغہ مارا لوحدار کے دو ٹکڑے ہوئے راہ دار
غیبت مین جانی کی نوبت پڑا اُسکی تیغ ادب چالاک نے اسم حاشیہ لوح پڑھکر راہ دار کو بھی قتل کیا مجنون یہ زبردستی دیکھ
بھاگا آگے بڑھکر ایک دربند ہی اُسکا حاکم جیحون آتشباز ہی مجنون گھبرایا ہوا پاس جیحون کے پہونچا جیحون نے کہا
خیر تو ہی مجنون نے جواب دیا طلسم برباد ہوا ہی لوحدار و راہ دار مارے گئے جیحون پانچ سو ساحر لیکر باہر
نکلا چاہتا ہی کہ بڑھے کہ چالاک کو آتے ہوئے دیکھا بڑھکر سحر کیا آگ برسادی پانی کا دریا بہایا برف گرائی مگر جادو کی
کسی نے چالاک پر تاثیر نہ کی چالاک اپنی جان پر کھیلے ہوئے کھڑا رہا ہی کسی پر تیر مارا خطا کار داخل جہنم ہوا
جب تاثیر سحر موقوف ہوگئی چالاک نے دل مین کہا اب کوئی میرا کیا کر سکتا ہی جست کرکے قریب جیحون کے پہونچا
جیحون نے بڑھکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا چالاک نے فوراً لوح سامنے کردی جیحون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
گھبرا گیا ان کرکے رکا چالاک نے جھپٹکر ایک ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے سپر سحر کو بلند کر دیا مگر سپر کٹی یا نو تلوار فرق پر جو لگی تھی
یا زمین مین بوسہ دیا جیحون کے دو ٹکڑے ہوئے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی سنگباری برفباری ہونے لگی بعد ہو صدا
آواز آئی کشتی مرا نام من جیحون جادو بود اب حال ملکہ حیرت بیان ہوتا ہی کہ پہر رات پچھلی باقی ہی حیرت کو نیند
کب آتی ہی ان کو گھبراتی ہی اپنے حال پر رونے لگی صرصر و برق اُٹھ بیٹھے سمجھانے لگے کہ حضور نہ روئیے یہ دن بھی

مصیبت کے کٹ جائینگے سب قیدی اُٹھ بیٹھے غلتین کرنے لگے کہ آپ نہ روئین مگر حیرت کو کب صبر آتا ہی قلب تھرتھراتا دل بیقرار آنکھین اشکبار یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری کیے نظم

گردن ہو طوق حلقۂ چشم غزال مین
اُلجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین
دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
تل تیل ہو کے رہ گیا چشم غزال مین
یارب بُرا ہو ذکر زمان فراق کا
بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
اللہ ری صفیر کی رنگین خیالیان

ایسی ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین
مضمون ہیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون
صدہا شریک ہوتے ہین یوسف کے مال مین
ٹھکو زوال حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
آنکھون کے ڈورے ہین تو ابروے پُرشکن
لو اب تو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
عنقا کو باندھ لاینگے دام خیال مین
ای عشق کون لے غم دلدار کی خبر
مہندی لگی نہین مرے پاے خیال مین
تیغ نگاۂ قہر جو کی عین غیظ مین
احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
قیدیون سے لوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
حلقہ بندھا ہوا ہی کمان ہلال مین

سب عورتین مرد رونے پر حیرت کے بیقرار کرنی مضطر کون اشکبار انہین باتون مین صبح ہو گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلی شب روپوش مجنون نیّر اعظم بصد جوش صحراے نجد چرخ زبرجدی مین آیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایک چمن جل گیا اُس وقت کی پریشانی دیدۂ اختر کی حیرانی پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ بھی جاگے غوغا کرنے لگے حیرت نے دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہی جو چمن جلا اُسکے نخل نخل ماتم شاخون پر بار غم بیٹھے کف افسوس ملتے تھے طائران چمن درختون کے جلنے پر جلتے تھے خاک اُڑنے لگی بلبلون نے آہ کے نعرے کیے حیرت نے گھبرا کے کہا یارو یہ کیا ہوا سب عورتون نے کہا آج یہ نیا معرکہ گذرا ہم کئی سال سے یہان قید ہین یہ سانحہ کبھی نہین دیکھا حیرت نے کہا یہ ہمارے قدمون کی برکت ہی جہان جائینگے آگ لگائینگے ستائینگے کل وہ دن تھا کہ جا بجا سامان عیش و نشاط تھے اپنے چاہنے والون سے ارتباط تھے نظم

یاد ایامے کہ دل در کوے یارے داشتم
درمیان اہل ماتم افتخارے داشتم
تشنہ لب بودم کہ آتش بود ما را در مذاق
در درون دیدہ از خون لالہ زارے داشتم

بجز جنون پیش طفلان اعتبارے داشتم
آرزو در دیدہ آئی بود بزم امید
چون سمندر من بہر مو شرارے داشتم

جیب ماتم ہمچو گل زین پیش صد چاک بود
بر نفیٔ آئینہ مقصود چون غبارے داشتم
نقش می بستیم مخفی گلشن امید وصل

برق نے کہا آپ ناحق پریشان ہوتی ہین مین جانتا ہون آج طلسم فتح ہوتا ہی دیکھو زمین و آسمان پر سناٹا ہی اُداسی چھائی ہی اہل طلسم پر مصیبت آئی ہی یہان تو یہ ذکر ہی مگر چالاک در جنگ خونخوار کی طرف چلا مگر عقاب ابر سوار باد مین مالکہ حیرت کی بیقرار روز قریب دیوار آتا ہی چاہتا ہی سحر کرکے اُس پار جاؤن حیرت کو نکال لاؤن آج بھی صبح سے اُٹھکر آیا ہزار ہا افسر اسکی پشت پر مگر عقاب یاد حیرت مین اشک حسرت بہاتا ہوا قریب دیوار آیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو بوستان محبوبی نظم

لو مبارک ہو کہ پھر دل ناشاد آیا
منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ایک آنسو نہ بکار آیا شب فرقت مین
رو دیے دیکھ کے جو کوچہ آباد آیا
کٹ گیا کوہ شب غم ہوے دو دل جو ایک
سرو عرعر پہ گرے سرو پہ شمشاد آیا

بیوفائی کے چلن سیکھ لو استاد آیا
اُس سے کیا اہل وفا شکوۂ بیداد کرین
تھم گئی تیری بجھانے دل ناشاد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی
خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا
دل تو کیا کوچہ کعبو ہی وہ عجب جگہ

قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
ظلم کی اپنی جو خود مانگنے کو داد آیا
جستجو کو جو چلے ہم دل پُرحسرت کی
پھر کے اب تک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
زلف لہ باغ مین ہی چال سے اک خوش قد کی
یاسمین چھٹنے کو مری روح سا آزاد آیا

چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی
بھیس مین میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
نالہ اپنا سو محشر جو کہین جب نکلا
بیستون سے تو کبھی دبکے نہ فرہاد آیا
ایک دل تھا کہ بھر الٹکے ادھر سے سوئے
میرے آڑے کجذ اعشق حذا دا: آیا
نے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہو جالال

سپے مقصد اپنی ہی لی اُسنے جو فصاد آیا
جان دے دینے کی اسقدر ہی شب ہجر خوشی
غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
چال اپنی شب وعدہ بھی فراموش ہوئی
ایک قاصد ہو کہ ناشاد گیا شاد آیا
فاختہ باغ مین نہ بزم مین دل سینے مین
بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری
ملک الموت کو سمجھے کہ یہ بہزاد آیا
بوجھ ایسے یہ غم عشق سمجھکر ڈالے
آج بھی دل مین لیے غیر کی تو یاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُسنے
شاکی عشق تھا جو صاحب فریاد آیا

عقاب ابر سوار کو مصاحب سمجھاتے ہین کہ حضور اسقدر بیقرار ہوں آپکے ساتھ سارے لشکر کی راحت ہی آپکی یہ کیا کیفیت ہی آب و دانہ بالکل چھوٹ گیا چہرہ اُترا ہوا سارا لشکر پریشان ہوتا ہی عقاب کہتا ہی یارو کیا پوچھتے ہو میری زوجہ قتل ہوئی اس سرکش نے میرے ساتھ کیا کیا مگر مین کبھی اسقدر بیقرار نہین ہوا آج میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی تصویر حیرت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر پڑھنے لگا اپنی زبان کاٹ کر خون بھی گولے پر لگایا اسم سحر پڑھ رہا ہی وہان چالاک پڑھتا ہوا اسم لوح پڑھتا ہوا سامنے ایک قصر کے پہونچا دیکھا اس مکان مین در نہین ہین حیران ہوا لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا ای فتاح طلسم ارسطو وسیار عجائبات جہان خوشخوا اگر قصر بے در ملے تو لوح کو دیوار سے لگا دینا دروازہ پیدا ہو جائیگا چالاک نے وہی کیا اک دنا تا ہوا دیوار مین در پیدا ہو گیا دیکھا ایک ساحر زبردست بادۂ سحر سے مست پشت بندگی سو ساحر لینا لینا کہتا ہوا آتا ہی چالاک نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلگیا ساحر چالاک پر آ پڑے سحر کرنے لگے مگر چالاک کی چالاکی بڑھتی جاتی ہی نیمچہ کھینچکر غول مین ساحرون کے جا پڑا لڑنے لگا بسبب لوح کے سحر تو کسی کا اسپر تاثیر نہین کرتا بقول شاعر نظم

یلان را سر و سینہ و پا و دست
نہ آید باد گرد چینہ گامم

کجے راہ بازو کجے را ابسر
کبھی نعرہ کیا نعرۂ چالاک
خلیفہ او لم چالاک نامم

کجے را بپشت و کجے بر کمر
بعیاری من آتم چیست و چالاک

در یدہ و بریدہ و شکست و ببست
بہ چشم و دشمن اندازم کون خاک

میان جو کہ تیغ نکل بجلے چمن چھینٹے سب غور نین ختم قہر کانپ رہی ہین برق ایک نخل پر چڑھ گیا دیکھا ایک طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی بہ نگاہ غور جو دیکھا سبحان اللہ چالاک بن عمرو فرزند دلبند اُستاد نامور منظور نظر صاحبقران بصد عزم و شان غول مین ساحرون کے بیخوف لڑ رہا ہی ہزارون لاشہ زمین پر بھڑک رہا ہی اسنے پکار کے آواز دی کہ ملکہ مبارک آپکا عاشق صادق یار موافق بیقرار و مضطر چالاک بن عمرو لڑتا ہوا آپہونچا صدہا ساحر مارے کسی کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا لوح گلے مین مثل جرم قمر تڑپ رہی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی در بند فتح کر چکا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا غصے مین جواب دیا مجھے اُس سے کیا کام برق نے کہا آپ یہ نہ فرمائیے ہم سب نے آپہی کے واسطے کد و کاوش کی آپکی رہائی کے لیے کوشش کی چالاک نے بڑا کام کیا خوب نام کیا ذرا دیکھیے تو ہزارون جادوگر گھیرے ہین مگر نیمچہ ہی کہ بجلی تڑپ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران جل رہی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا جسکو ایک نیمچہ مار دیتے ہین اُسکے دو ٹکڑے ساحر اُنکے قریب نہین آتے دیکھو بیچیے مرنے سے ساحر صدہا چمن جل رہے ہین آج یہ باغ ویران ہو جائیگا خدا ایسا کرے کہ اُسکے ہاتھ سے طلسم فتح ہو دیکھا برق نے سب ساحرون کا افسر خونخوار بد سیر غصے مین چالاک پر جا پڑا تیغۂ سحر کا وار کیا چالاک نے خالی دیا نیمچہ کا ہاتھ مارا دو نون بازو خونخوار کے اُڑگئے برق نے کہا وہ مارا خلیفہ سبحان اللہ کیا کہنا عزت عیاری کی رکھلی ہمتو بیکار یہان پھنسے ہین بقول شاعر نظم

تیغ وہ تیغ ہی دیکھے حاسد کٹ جائین
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ابر دو وار

برش تیغ کی تعریف نہیں ہوسکتی | پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار | واہ رے کاٹ کہ جوڑ نگ عناصر کو کیا

ایک اک جز کے برابر یہ پورے حصے چار چالاک نے بھی وہاں سے دیکھا برق درخت پر چڑھا ہوا میری تقریر نہیں کرتا
ہے ادھر تو خونخوار مارا گیا آندھی سیاہ آئی چالاک اندھیرے میں چھپ گیا زمین کانپی آسمان تھرایا برف برسنے لگی مکانات
سامنے کے گرے آوازیں عجیب آرہی ہیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من خونخوار جادو ہوں اب چالاک اندھیرے
میں گھبرا رہا ہے اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ ہاتھ کا خنجر چھوٹ کر زمین پر گرا لوح گلے سے نکل گئی زمین پر گری چالاک
اسی اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا دوڑا آسمان سے آواز آئی ستم دلفگار جادو ہمشیرہ خونخوار ادظالم تو نے غضب کیا
خانمان ہمارا ویران کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا میرے بھائی کو مارا مگر اب کہاں جائیگا چالاک گھبرایا
اندھیرے میں دم گھٹنے لگا کہ دلفگار نے تڑپ کر پنجہ کمر میں چالاک کے دیا اور اڑی پکار کے ساحروں کو آواز دی
ارے کمبختو لوح پڑی ہے اٹھالو جادوگر چیخے کہ ہم لوح اٹھائیں برق نے جو نخل سے یہ معرکہ دیکھا سر پیٹنے لگا کہا لو
ملکہ غضب ہوا دلفگار جادو بہن خونخوار کی آئی اسنے لوح چھین لی چالاک کو اٹھا لیا لیے جاتی ہے اب بڑی
مشکل ہوئی حیرت بھی رونے لگی کہا اے برق اب نہ مجھ نہ ٹلیگے اے تقدیر نظم

صبح تک انجمن ہے ہالہ کی ہے مجمع شام سے
رنگ لائیں لاکھ کب نہی میں ہوتا ہے آرام
چپ سی لگجاتی ہے انکو وصل کے پیغام سے
ہو شراب لالہ گون یا شربت عناب ہے
کردیا صانع نے روغن کو جدا بادام سے
شام وصلت میں خیال صبح فرقت ہے مجھے
سابقہ خالق نہ ڈالے اس بت خودکام سے
اے خوشا زانو کہ جس زانو پہ زانو ہو ترا
کم نہیں پیغام وصلت موت کے پیغام سے

تذکرہ سنکر مرا اس ناز سے کہتے ہیں وہ
طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہے دام سے
گلشن عالم میں تجھسا نازنین کوئی نہیں
ساقیا جو لب جدا ہوتے نہیں ہیں جام سے
رنگ تو تیغ کی صورت سے بدلتا ہے سدا
چاہیے آغاز میں ڈرتا رہے انجام سے
ساقیا اس دور میں جی بھر کے ہم پی لیں شراب
صدقے ان ہاتھوں کے جو مس ہوں ترے اندام سے

دل کو ہے عشق ہے زلف بت گلفام سے
او رکھیو باتیں کرو نفرت ہے اُنکے نام سے
تھی خاموشی ہے گویا شرم اس محبوب کی
گل کو کیا نسبت تمھارے پھول سے اندام سے
ڈبڈبائی آنکھ ہے پھبتی نئی سوجھی مجھے
تنگ آیا ہوں نہایت چرخ نیلی فام سے
بے محبت بے مروت خود غرض ناآشنا
بھر دے بت دل کے عوض چلو ہمارا جام سے
دم ہی بن جاتی ہے پڑھکر نور خط اس شوخ کا

کبھی یہ اشعار عبرت آثار مخفی پڑھتی ہے نظم

رفتیم و بہر دیار گشتیم
بس دیدہ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
نکشاد در مراد مخفی

اے داغ دل روزگار گشتیم
از زمرہ اعتبار گشتیم
عمرے پئے روزگار گشتیم

در عشق تو بیقرار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بر دامن ذیل یار نشست

سب تیغ ہی زور ہے ہیں ماتم
ماتھے ہیں مرد دلفگار جادو چالاک کی کمر میں پنجہ دیے کرنے اڑی ساحر لوح پر گرے دلفگار دس گز بلند ہوئی
تھی چالاک کے کاندھے پر ایک رومال پڑا تھا چالاک نے اس رومال کو لیکر ہلایا عطر بیہوشی اسپر پڑا اتفاق
دلفگار کی ناک میں اسکی بو پہونچی بیہوش ہو کے گری چالاک نے خنجر مارا دلفگار قتل ہوئی یہ سب خبریں ماہیار جادو
بادشاہ طلسم کو پہونچیں سر پیٹتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ دلفگار کے مرنے سے اندھیرا چھایا ہے اُسکے جسم سے بجائے
خون کے شعلے نکلے سب ساحر جل گئے دلفگار کے مرنے کی بھی آواز آئی ماہیار سخت گھبرایا کہتا تھا یارو یہ کیا ستم
ہوا طلسم فتح ہو گیا خیر خزانہ دولت کیا ہوئے ایسوں سے کون مقابلہ کرے یہ ساحر ہلاک کے تھے جو مارے گئے
چالاک نے لوح اٹھائی کہ ڈنکے پر چوب پڑی آواز آئی ستم ماہیار جادو بادشاہ طلسم ارسطو بڑے شخص کو
تونے مارا ایشت پر اسکے بارہ ہزار جادوگر تھے اب چالاک گھبرایا یہ سب بلوہ کرکے پکڑ لینگے میں کس کس سے لڑونگا

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے چالاک حیران کھڑا ہے کہ مین کیا کرون مگر عقاب ابر سوار نے گرز سحر کا تیار کر کے
دیوار پر مارا خونخوار تو مر ہی چکا تھا تمام حلہ جات کا خاتمہ ہوا تھا فوراً دیوار گر پڑی ماہیار بارہ ہزار ساحرون کی
چالاک پر چلا تھا مگر پشت پر عقاب کے دو لاکھ جادوگر تھے حیرت کھڑی رو رہی ہے کہ اب چالاک پر بلوہ ہوگا
بیچارہ کیونکر بچیگا کس کسکو ماریگا آخر گرفتار ہوجائیگا مگر ملازمان عقاب سمجھے یہ بارہ ہزار ساحر براے گرفتاری
حیرت چلے ہین سب ادھر ہی پلٹ پڑے ماہیار سمجھا یہ طلسم کشا کی فوج ہے حقیقت مین دریا کی موج ہے آپسمین
ملکے ملازمان ماہیار و عقاب سے سحر چلنے لگا چالاک نے جو مہلت پائی دوڑا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا
ای ملکۂ عالم ای رونق بخش بزم عاشقان محکم مین عاشق صادق جانباز آپکا حاضر ہوا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا اب
ماہیار فوج عقاب پر گرا خوب سحر ہوئے بارہ ہزار کی حقیقت کیا تھی دو لاکھ نے بارہ ہزار کو مار لیا ماہیار نے دیکھا
فوج سب میری قتل ہوگئی چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن چالاک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر یہ نکل گیا فساد برپا
کریگا چالاک نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان چھوڑ
ے نکال کے چلہ کمان مین پیوست کیا ماہیار کے سینہ پر کھینچ کر تاک کر مارا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسکے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا عقاب ابر سوار نے کہا یارو اسی اندھیرے مین ملکہ کو پکڑ لو ورنہ یہ نکل جائیگی اس ظالم نے مجھکو برباد
کیا میرے عیش و آرام مین فرق آیا گھر بار چھوٹا غریب الوطنی نے مجھکو لوٹا سب ساحر طرف حیرت کے چلے حیرت
نے چاہا سحر کر کے اڑ جاؤن چالاک کا بڑا خیال ہے چاہتی ہے نکل جاؤن عقاب نے جھپٹکر ڈبیا خاک قبر جمشیدی
کھولدی حیرت لڑکھڑا کے گری بیابان کے سب قیدی نکل کے بھاگے کوئی مشرق کوئی مغرب کوئی جنوب کوئی شمال
کو گیا اپنی جان غنیمت جانی مگر عقاب ابر سوار نے اپنے ساتھ کی کنیزون سے کہا جلدی ملکہ حیرت کو اٹھا لو کنیزون
نے ہاتھون ہاتھ عالم بیہوشی مین ملکہ کو اٹھایا اپنے قبضے مین کیا طرف اپنے لشکر کے بھاگا اسی وقت بارگاہین لدوا کین تخت
پر سوار ہوکے طرف ہوش ربا کے چلا بعد عرصہ دراز جو روشنی ہوئی چالاک نے صرف برق و صرصر کو پایا بیٹھا
تھا حیران ہوا ای چالاک یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی جان لڑائی طلسم توڑا کیا ہاتھ آیا ہاے معشوق کو نہ پایا برق
صرصر نے کہا ای چالاک عقاب ابر سوار ملکہ حیرت کو لیگیا اندھیرے مین ہمکو سوجھتا نہ تھا مگر بغور دیکھا کہ کنیزان
عقاب نے ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا کئی سو کہاریان لپٹ گئی تھین یہ تعجیل لے نکلین اسی وجہ سے عقاب سوار
ہوگیا یہ سنکر چالاک نے سر دے مارا اور رونے پیٹنے تینون نکلے چالاک نے صرصر سے کہا مادر مہربان براے
خدا آپ تشریف لیجائیے اگر کوئی استاد بڑی والدہ میرا انکو نہ دیکھینگے لاچار صرصر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوگئی
مگر چالاک ایک فقیر کی صورت بنکر بحال پریشان تلاش لشکر عقاب ابر سوار مین چلا مگر عقاب تخت پر سوار
ہوتے مع لشکر گران میں کوس پر جاکے اترا بارگاہ استادہ کرائی کنیزون سے کہا ملکۂ عالم کو بارگاہ مین پہنچا دو
جب کنیزون نے ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا آپ دست بستہ سامنے بیٹھا ملکہ کو ہوشیار کیا قدمون پر گر پڑا آنکھین
تلوون سے ملنے لگا ہاتھ باندھکر عرض کی ای بادشاہ اقلیم حسن و جمال ای ملکۂ باکمال مین تو تابعدار ہون جو آپسے
عہد کیا اسمین فرق نہین آیا کسی مقام پر آپکو نہین ستایا جان کا اپنی خوف نہ کیا طلسم پر جا پڑا دیوار طلسم کو توڑا
وہان سے نکال کے لایا ہون مجھپر خفگی کیا ہے جو عرض کر چکا ہون اگر اسمین فرق پڑے جو جور کا حال وہ میرا حال
قتل کیجیے تلوار کھینچیے اگر مین نے آپکے شوہر کے قاتل کا سر نہ دیا تو مجھکو عقاب ابر سوار نہ کہیے گا چل کے کھلبلی
ڈالدونگا آپنے ابھی میرا سحر نہین دیکھا خاص مجھکو شہنشاہ مشتمش نے تعلیم کیا اس رتبے کو پہنچایا میری تیز بانی دیکھیے گا

حیرت کو خیال آیا اسکے ساتھ سرکشی کرنے سے کیا فائدہ چلکر ہوش ربا پر لڑو اگر فتح ہوئی فبہا ورنہ دشمنون کو قتل کرون جن لوگون نے میرا گھر تباہ کیا کار نوے گھر کے ملگئے راستے بتائے دشمنون کو بر سر لوح پہونچایا خزانے کا نے کیا عجب ہو کہ سار بان زادہ ہاتھ آجاے اگر عمرو کو مارا تمام عالم کے ساحرون کی روح شاد ہوگی سامری و جمشید کی کوے گڑ مین کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے اس بات کو تو جھوٹا کرون ایسے ایسے خیالات دل مین آئے خیال سرکشی بڑھا نشۂ بادۂ نخوت چڑھا کہا ای عقاب میری کیا خطا قیصر مجھکو پکڑ لیگیا میرا کیا زور تھا اس طلسم مین آکے پھنس گئی عیارون نے بلا وجہ جانبازی کی چالاک بیٹا عمرو کا نہین معلوم کیا سمجھا ہے جان اپنی لگا دی مجھکو بار بار غنیمت ہوا ای عقاب تم اس امر پر غرور نہ کرو کہ مین نے دیوار حصار کو توڑا چالاک نے لوح پائی در بند توڑے اسی اثنا مین تمھارا ابھی گولا پڑگیا دیوار مرنے سے خونخوار کے گری بادشاہ طلسم ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تب باغ کا راستہ کھلا تم مجھکو نے نکلے اتنا خیال رکھنا کہ چالاک بھی آئیگا وہ بھی اپنی جان لگائیگا اگر نسخہ نایاب ہو گا تو چڑا لیجائیگا عقاب نے کہا کیا مجال اسکی آپ خاطر جمع رکھیے ملاحظہ فرمائیے گا کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہون آگے عمرو کا بڑا اعتقاد ہے وہ ڈھنگ اسکی عیاری کا یاد ہے سن لیجیے گا کہ عیاری کرنے سے توبہ کرے لاچار ہو کے قدمون پہ گرے اور جو امورات ساتھ شہنشاہ کے گذرے وہ بھر دے پر ساحرون کے تھے گھر کے سب رازدان اسکے شریک ہوگئے راستے بتانے لگے مقامات راز و نیاز پر پہونچانے لگے ملک داؤد یہ مین بی لالا ان خون قبا نور چکیدہ خالص قدرت حسین خوبصورت اسد کو اٹھا کر لیگئین انہین کی ذات سے لوح ملی ہے نو کا پیے نہین مین ارواح مرجائینگے مگر مسلمانون کا ساتھ نہ دینگے حیرت نے کہا تمھین اختیار ہے مین انتظام کر دونگی اگر میری راے پر انتظام ہو اکیا تعجب ہے کہ عیاری نہو سکے عقاب نے کہا آپکو سب طرح کا اختیار ہے کیا مجال ہے کہ کوئی آپکی راے کے خلاف کرے مین تو غلام تابعدار ہون جوش محبت قلبی سے لاچار ہون ملکہ نے کہا بحکم سامری لشکر تیار کیجیے طرف ہوش ربا کے چلیے اسی وقت قرنا ہوئی لشکر بیحساب تیار ہوا حیرت کو تخت پر بٹھایا طرف ہوش ربا کے روانہ ہوے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا انکو بھی راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان حیرت بیان عیاری شاپور شیر دل پہونچنا تا بہ ایرج نوجوان ایرج کو رہا کرنا و آمد نور الدہر اسی طلسم مین دونون کا چند در بند فتح کرنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا مخمسہ موافق مضمون داستان

سر مین سودا ہے سر گیسو سبب پیچ نہین ۔ بار اہن مین پھنسون یہ مری توقیر نہین ۔ زار ایسا ہو کوئی قیدی تقدیر نہین
ای جنون یان کوئی جز ضعف گلوگیر نہین ۔ طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

بس ترے سحر کی چلتی کوئی تدبیر نہین ۔ بے عمل تو ہے مری جھوٹ یہ تقریر نہین ۔ وہ جو شیشے مین اتر آئے یہ تقدیر نہین
اسنے نقش حباب اور ترے تاثیر نہین ۔ ای پری تجھ ان پہ پری وہ کوئی تسخیر نہین

تجھسے بہتر مہ و خورشید کی تصویر نہین ۔ سب حسینون کی ترے سامنے توقیر نہین ۔ جھوٹ او صاحب اعجاز یہ تقریر نہین
نطق عیسیٰ مین ترے نطق سی تاثیر نہین ۔ دست موسیٰ مین ترے ہاتھ سی تنویر نہین

نظر آتی کوئی اب تھمنے کی تدبیر نہین ۔ کب سوگر جھکاتی اسے تقدیر نہین ۔ کھل گیا صاف کہ چلنے مین تاخیر نہین

قابل روح سبک رو بدن پیر نہین | ایک دم ساکن آغوش کمان تیر نہین

کیا فقط چاند کی آگے تری توقیر نہین | رخ خورشید مین رخسار سی تنویر نہین | خال سی دیدۂ مردم مین تاثیر نہین
ترے ابرو سی مہ نو کی ہی شمشیر نہین | نرگس مہر مین بھی شکل نظر تیر نہین

سم کر چپ نہ رہو شوق سے چلا چلا | بیٹھنا گوشے مین خاموش نہین ہی اچھا | ہوش اُڑتا ہی مناسب قدر انداز دنگا
نالے کر ابروِ جانان کے تصور مین دلا | ہی کمان واقعی بیکار اگر تیر نہین

جسم پر خاک پڑے اس سے عبث ڈرتا ہی | نہ مکدر ہو اگر گرد سے تن بھرتا ہی | اُجلی پوشاک ہو اسپر تو عبث مرتا ہی
احتیاط اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہی | جسم آخر ہی ترا خاک بجز اکسیر نہین

ہاے مین غُل ہستی مین عجب سوز و گداز | روشنی عقل کی گل ہو وہ بیان ہو انداز | گُم رہے مین یہی شعلے کی زبان سے آواز
ہوئی اس بزم مین بیطور زبان جسکی دراز | شمع کی طرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین

دنگ ہی دیکھکے حیرت سے عجب ہی عالم | محو تیر النظر آتا ہی ہمین سب عالم | دید تیری ہوئی ہر نقشے سے حاصل پیہم
کیون مرقع نہ کہین دفتر کونین کو ہم | فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

آج تجھسا کوئی دمساز نہوگا پیدا | حیلہ و مکر سے خالی نہین کوئی غمزا | زر در اپنا کسی صورت نہین تجھسے چلتا
وعدے مین عذر بدی آئین ہی عذر بیجا | کون ہی ناز ترا جسمین کہ تزویر نہین

دنگ ہی عقل بیان ایسے تماشے ہین عیان | ٹھوکرین کھاتے ہین ہر بار مرے وہم و گمان | غفلت اچھی ہی دلا تو نہو ہشیار یہان
فکر ای غور طلسمات جہان مین حیران | غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

گو تامل گل رخ چھونے مین کر یونہ دلا | شعلہ رویون کی نظر سے تو اثر یونہ دلا | اپنی گرمی کی تو باتون سے گذر یونہ دلا
لال منہ خشم سے اسکا ہو تو ڈر یونہ دلا | آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین

جان دیدیتے ہین جب دیکھتے ہین تجپر عاشق | ڈھونڈھتے ہین تجھے تیرہ و مرے بد عاشق | ہین کبھی درت سے ہون مرنیکی خوشی پر عاشق
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق | کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

ادھر آتا ہی تو آتا ہی چرائے آنکھین | ہائے تشریف تو لاتا ہی چرائے آنکھین | کیا دبے پاؤن اُٹھاتا ہی چرائے آنکھین
کیون مری قبر سے جاتا ہی چرائے آنکھین | ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین

حلم گلیون مین پھرانے کا نہ ای قاتل دے | پند رکھان نصیحت مری سُنلے مجھسے | اسمین ہی خوف تری سمت سے مین سو عطر
تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے | شرم کر لاش مری قابل تشہیر نہین

وصف خامے نے ہمارے کیے کیا کیا مرقوم | آجتک نامہ نہوگا کوئی ایسا مرقوم | جسم کا حال مرے خط مین ہی نقشا مرقوم
قاصدا حال سراپا ہی سراپا مرقوم | اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

نہین ہوتا ہی کسی شی مین یہان غیر کو دخل | اُنکی صحبت مین نہین ہی کبھی ہان غیر کو دخل | ای یہ روشن نہین بلکہ وہم و گمان غیر کو دخل
کار حیرت زدگان مین ہی کہان غیر کو دخل | شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

خواب مین چشم زیارت سے نہین ہی خالی | جام خاطر مئے وحدت سے نہین ہی خالی | دل کو جب دیکھیے حیرت سے نہین ہی خالی
کوئی غفلت بھی حقیقت سے نہین ہی خالی | کون سا خواب ہی جسکی نئی تعبیر نہین

انکو پھر نہ لگاؤ جو ہمین کچھ ہو تشنہ | رعب سے انکے یقین ہی کہ دل شیر ہو چیز | خوار انکو نہ کرو ورنہ سمجھ نا چیز
ای جنون ہوتے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز | کیسے عصیان کرین انکے لیے تعزیر نہین

اصلاح کا نہ گھرے ابر گلستان پہ کبھی — سبزہ ایسا نہ اُگے چاہ زنخدان پہ کبھی — دخل ظلمات نہ ہو چشمۂ حیوان پہ کبھی
خط نمایان نہو یارب رخ جانان پہ کبھی — یہ وہ مصحف ہی جسے حاجت تفسیر نہین

طبع اسکی جگر بت کی طرف ہی مائل — دخل کیا رنج تجھے دھونے سے کیا ہی غافل — کیون بھلا بخشہ حسرت مین تو دیتا ہی دل
تیری تلوار ہی جبتک نہ ہماری قاتل — خون ہمارا عرض جوہر شمشیر نہین

سر ہو کس طور قلم زیر فلک مشکل ہی — سہتے ہین رنج والم زیر فلک مشکل ہی — چین ملنا کسی دم زیر فلک مشکل ہی
سر وسامان ہو بہم زیر فلک مشکل ہی — اسیر مرا ہی زلف یار مین نخچیر نہین

سارے عالم سے نرالے ہین کچھ اسکے جوہر — خون ہوتے ہین ہزار دنگے جو پڑتی ہی نظر — دل پہ اک آن مین چلجاتے ہین الماس خنجر
مرنے مین آپ گلا کاٹ کے عاشق اکثر — یہ دلا ابروے خمدار ہی شمشیر نہین

کرون تعریف مین اعجاز بیان کیا تیری — عقل ہی دنگ مری تو نے کرامات سی کی — چپ ہون مدت سے مرا ہی اسی حیرت ...
لب دہن بات مسیحا سے بھی ہوتی نہ کبھی — قدرت حق ہی یہ ای بت تری تقریر نہین

نظر آتا ہی نہین طاق در جانانہ — دور ہی اپنی رسائی سے وہ دولتخانہ — ہون وہ وحشی نظر آتا ہی جہان ویرانہ
کردیا ہی اسی حیرت نے مجھے دیوانہ — ہاتھ مین یار کے دروازے کی زنجیر نہین

گفتگو سی نہین تاثیر کسی بوٹی مین — خار کچھ جاتے ہین ہر ایک دل بابی مین — سنتے آباد یہ پھولا نہ سمایا جی مین
اگر خون کا جو تصور ہی سخن سنجی مین — گلفشانی ہی یہ ناسخ تری تقریر نہین

چہرہ رہروان منازل اشعار معانی و رہروان مراحل سخندانی اس داستان میاری شاپور کو یون تحریر فرماتے مین شعر سخن سنج دانائے شیرین مقال ٭ چنین می نگارد ز کلک خیال ٭ سابق مین تحریر ہوا کہ دختر شاپور شیر دل عیار ملازم برج نوجوان صاحبقران کو خبر کرکے پلٹا اسی حوالی مین آکے پہونچا مگر دل بیقرار ہی کہ اپنے آقا تک کیونکر پہونچون ایک ساحر کی شکل بنا ہوا زیر کرہ بیٹھا ہی سامنے چشمۂ آب سوجین مار رہا ہی دیکھا ایک ساحر آکے اُترا اطریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحر جلیل اپنے مالک کا کفیل ایک نامہ بھی سر سے بند ہا ہی چشمہ پر اُسنے آکے پانی پیا شاپور نے سامنے آکے سلام کیا اُسنے پوچھا ای شخص تو کون ہی کیا مجھسے کچھ حاجت رکھتا ہی شاپور نے کہا حضور حاجت سنا مری جمشید سے عرض ہوگا مگر وہ بھی نہین سنتے گونگے بہرے ہو گئے بندے اُنکے مٹ رہے ہین ملک کے ملک ویران ہوے ہم لوگون کو کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ملتا ہی مسلمانون کی آبرو بڑھتی جاتی ہی اسوقت آپکو دیکھکر دل بھر آیا دفع سے یہ بھی پوچھا تاکہ آپ ساحر مین جی چاہا دو باتین کرین اگر کوئی ضرورت حضور کو ہو ارشاد فرمائیے آنکھون سے بجا لاؤن بڑی سعادت ہوگی اب تو کہین صحبت ساحران معلوم نہین ہوتی مہمان وہ چار ساحر ہین وہ اپنی مصیبت مین پھنسے ہین اُنسے کیا کوئی بات کرے ساحر نے کہا نہین بھائی ہمارا کوئی کام نہین اب دیکھو پچیس دن باقی ہین یقین ہی کہ بعد گذرنے میعاد قید کے سب مسلمان مارے جائین امان نہ پائین ہمارے بادشاہ بحر العجائب و معمر الغرائب حاکم طلسم نور افشان نے شہزادے بادشاہ سالق کو قید کرلیا ہی اُسکی طرف سے بہت سے مسلمان بارادہ طلسم کشائی آئے مگر طلسم ذور کو سکے قید ہوے کوئی سر حلے پر پھنسا کسی کو شاہ خود گرفتار کر لائے اب وہ سب قید ہین شاہ ہون نے مجھکو پاس میمون اختر شناس کے بھیجا ہی کہ نہایت کاہن زبردست ہی اُسکے پاس نامہ لیکر جاتا ہون وہ احکام واجبی بتائیگا ہمارے شاہ اُسکی صلاح پر کاربند ہونگے بعض کہتے ہین کہ طلسم کشا اب آئیگا یہ جن جن نے دعوی کیا تھا سب بیکار ٹھہرے ورنہ طلسم کشا پر یکایک دست اندازی دشوار ہوگی لوح طلسم اُسکو درکار ہوگی شاپور نے کہا بھائی ہم بھی چلین احکام طلسم کشائی سنین

ساحرون کا یہ مقام وسیع باقی رہگیا ہے مسلمانون نے بڑے بڑے مقام مٹائے یہ طلسم نورافشان ہے مین لاکھون ساحر
رہتا ہے ایک ایک ساحری وجمشید عہد بڑے بڑے عجائب وغرائب اس طلسم مین ہین کسکی مجال ہے کہ اس طلسم پر فتحیابی
کا دعوی کرے جو جائیگا گرفتار ہوگا مگر احکام میمون اخترشناس پر سب کاربند رہینگے ملال بربادی نہ سہینگے شاپور
نے باتین کرتے کرتے کہا کہ بھائی بیٹھ جاؤ ان باتون کے سننے سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہے تسکین
دل ہوتی ہے یہ نیرنگ انقلاب بھی عجب شعبدے دکھاتا ہے جب وہ ساحر بیٹھا شاپور نے باتون مین لگا کے بیہوش کیا
نامہ لیلیا اسکو کنارے ڈالدیا پتہ نشان سب باتون کا پوچھ لیا تھا اُسی کی صورت بنکر مکان پر میمون کے آیا
دیکھا ایک قلعہ بہت معقول بنا ہوا قلعۂ اخترشناس مشہور ہے شاپور در دولت پر آیا ایک خدمتگار سے کہلا
بھیجا کہ جاکے عرض کرو کہ نامہ دار شاہان نورافشان کا آیا ہے اُسنے جاکے عرض کیا میمون اخترشناس نے
حکم دیا بلا لو شاپور اندر گیا دیکھا تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہے نہایت مغرور عقل و فراست سے دور شاپور نے
سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کش کردیا اتنا اسکے مُنھ سے نکلا کہ بھائی یہ جو لوگ گرفتار ہوے انمین سے
کوئی طلسم کشا تو نہین ہے مگر انکی ذات سے بڑے بڑے فتور ہونگے ساحران نامی انکے ہاتھ سے مارے جائینگے شاپور
نے کہا حضور ایک کام کرین مین تو پوچھتا ہوا نکل آیا لیکن جوانی طلسم مین غدر ہے ہرچند کہ آپ بھی خیرخواہ ہین مگر ایرج نوجوان
داماد کوکب جو گرفتار ہوا ہے اگر یہ قتل ہوجاتا تو البتہ کیفیت ہوتی مگر مین نے سنا ہے کہ اسی جوان کا داد طلسم کشائی
کرنے چلا ہے اُسکے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکا مثل ونظیر دنیا مین نہین مین آپکی خدمت مین حاضر ہون آپ ایرج
کو یہان بلوا لیجیے بلواکے فوراً قتل کر ڈالیے دونون شاہزادے اپنے گھمنڈ مین ہین کہتے ہین کسکی مجال ہے کہ ہمارے
خدمتگار پر دست انداز ہو بادشاہت کا سودا ہے لشکر غرور نے اُنکو گھیرا ہے سب یہی کہتے ہین کہ انکے جدِ عالی تبار
آکے طلسم کشائی کرینگے جون سے ساحرون کے ہاتھ پھنسینگے تم تو انکے اوپر ایسا زور رہو کہ پھر نہ کوئی ارادہ کرے
میمون کو یہ صلاح بہت پسند آئی شاپور کو جگہ رہنے کی دی اُسی نامے کی پشت پر جواب لکھا کہ تم احکام کا بن
طلسمی کے پابند ہو جیسے جو اپنے یہان کتاب مین دیکھا کچھ احکام نکلے کہ انکا تحریر کرنا بھی بیکار ہے مناسب ہے کہ لکھیے
اس نامے کے ایرج نوجوان نامے خویش کوکب شوہر زران کو ہمارے پاس روانہ کیجیے جو کچھ احکام نکلیگا اور مناسب
وقت ہوگا اُسپر کاربند ہونگا آپکو اطلاع ہوجائیگی ہم یہ چاہتے ہین کہ احکام قدیم کو مٹا دین احکام جدید کے پابند ہون
آپکی بہتری اسی مین ہے جو ہمنے تجویز کیا خیرخواہان دولت خیرخواہی مین مصروف رہتے ہین یہ نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم
کو دیا کہا اسکو لیجاؤ سحر العجائب وسحر الغرائب کے ہاتھ مین دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ ایرج کو ہمارے پاس روانہ
کرو اپنے ساتھ لیکر آنا کہنا کان کھول کے سن لیجیے ہم یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم مین نہ آنے ورنہ
جان بچنا دشوار ہوگی ساحر نامہ لیکر چلا شاپور یہان رہنے لگا ایسا رنگ جمایا کہ شام کو صحبت میمون مین آکر
گانے کا شغل ہوتا ہے کئی مرتبہ آتشبازی بھی بنائی میمون نے اپنا رفیق مقرر کیا ایسا رنگ جما ہے کہ میمون کو ایک
دم بے شاپور چین نہین پڑتا مگر ساحر فرستادہ میمون دربار مین شاہان نورافشان کے پہونچا یہ دونون مغرور
رفیقون سے باتین کر رہے ہین کہ یار دیکھو ہم دونون بھائی گشت کر جاتے ہین سب صحرا خالی پڑے ہین طلسم کشا اصلی
کا پتہ نہین جو لوگ آئے گرفتار ہوے کہ ساحر نے آکے نامہ پیش کیا دونون نے نامے کو کھول کر پڑھا کہا دیکھو
ہمارے خیرخواہ نے کیا مضمون لکھا ہے بیشک وہ احکام جدید جاری کریگا منظور تو یہ ہے کہ طلسم کشا اصلی
قتل ہوجائے مین برس کا کتنا دشوار ہے ہوشیار جادو سامنے حاضر تھا کہا تم بھی ایرج نوجوان کی قید کے ساتھ جا

تابہ سیمون اختر شناس پہونچا دو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمکو سب طرح کا اختیار ہے جو مناسب وقت ہو وہ کرو بعد فراغ امور ضروری تعیین اپنا وزیر اعظم کرینگے اور کاہن طلسمی پابند قواعد کتب قدیم ہے اسی نے ہمکو ہدایت کی کہ انکا قتل باعث خرابی ہوگا جو کچھ کرنا کتاب میں دیکھ لینا جو کتاب خبر دے بموجب اُسکے کاربند ہونا ہوشیار جادو اُٹھا طرف باغ ویران کے چلا جب وہان پہونچا قصہ یہ ہوا کہ مین ایرج کو لیجا دُن یہان وہ وقت ہے کہ تُرّان کسی حیلے سے ایرج نوجوان کے سامنے آئین آنکھوں مین اشک حسرت بھرے ہوے پوچھا ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے کچھ حال دل سنائیے میری تو کیفیت ہے نظم

روکے شرمندہ کیا ای دیدۂ تر تو نہ ہوا
آج دل کو بھی یہ حسرت کہ میں پہلو نہ ہوا
بدبختی دکھا ابھی تو اک لطف کے ساتھ
لب نے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہ ہوا
پیچ پڑے آنکھوں مین ہم گھٹتے ہی اشک حسرت
آج بھی سینہ کسی کے تہ زانو نہ ہوا
یاد رہجائیگی فرقت کی یہ مجبوری بھی
ہو کرشمی بھول کے گمراہ یہ آہو نہ ہوا
گم ہوا ہاتھ جو آیا کوئی خط اسکا جلال
جھک پڑے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا نظم

پروانہ وار گردت برگرد شمع رویت
حاجی زہر خانہ قطع این قدر منازل
ازمین ناحق شناسان خویش یا بیگانہ میخواہم
ہمہ آتش مینزنم خود را اندارم بال پروازی
کرگوش حاجت را گردایں افسانہ میخواہم
سر ہو مستی دارم بہ بد مستان این مجلس
کر پاک از مردمان دیدۂ خود خانہ میخواہم

مرحبا ای اثر عشق کہ سبک تو نہ ہوا
خون کب خشک ہمارا کئی چلو نہ ہوا
لاکھ اُٹھاتا کوئی اُس در سے نہ اُٹھنے دیتا
پیچ تقدیر کا اپنے کبھی گیسو نہ ہوا
نہ ملا جام اگر دینے لگا ہوساقی
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پر اُچھو نہ ہوا
جان عاشق کی نکالین ملک الموت اگر
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہ ہوا
برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بت
بنکے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا
ای پری تو جمالت شمع ہزار محفل
مینداگر گرفتہ ابر آئینہ مقابل
ایرج نے کہا ای ملکہ اپنا تو یہ حال ہے نظم

مجنون آشفتہ حال وبر کجا کہ راہ ہی غلطم
بجوش شمع رویت ہمچو پروانہ میخواہم
بہ زعم عقل مجنونی سر آشفتگی دارم
پر از خون درصراحی ساغر و پیمانہ میخواہم

آبرو ہو کے مثل آنکھ کا آنسو نہ ہوا
کوئی دم بھر کو بغل مین مری آبیٹھا تھا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہ ہوا
آئینہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہو رہے کیون
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ جگنو نہ ہوا
حسرت وصل کرے نکلی نہ ای حسرت ہیچ
کام پر انکے مقرر کوئی خوشرو نہ ہوا
ہوش جاتے رہے وحشت ہے مگر دل کی وہی
کیا حشر ہی ہو تا کبین مین تو نہ ہوا
سطح مُرّان نے یہ اشعار پڑھے آنکھوں سے آنسو

دی زلف تا بدارت حل ہزار مشکل
مقصد تو ای زکعبہ و درنہ نکردی تحقیقی
جنونم میزند بر سر وطن ویرانہ می خواہم
وائے غمزۂ زان نرگس مستانہ میخواہم
اگر نستم آن چنان الفت بہ لذت ہائے زخم غم
درون سینہ چون مجنون دل دیوانہ میخواہم
کرا ہائے زبان تحقیقی چنان آزردہ دل ہم

اس طور پر عاشق و معشوق میں باتیں ہو رہی تھیں جو جو لوگ قیدی قریب تھے سب سونے لگے کسی کا قول تھا کہ صاحب ایسے جوشِ عشق نہیں دیکھے بعد وصل کے بھی وہی کیفیت ہے دونون مبہوت ہو رہے ہین باتین دیوانہ وار وحشی مثال کر رہے ہین یہ باتین سنی نہیں جاتی ہین کلیجون کو برماتی ہین کہ اُسی وقت ہوشیار جادو آگے پہونچا وہان کے نگہبانون سے پوچھا ایرج نوجوان کس قیدی کا نام ہے ملکہ مران نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر خونخوار وضع نگہبانون سے کچھ پوچھ رہا ہے نگہبانون نے کہا یہ شاہزادہ بیٹھا ہے اُسوقت ملکہ مران کی بیقراری گھبرا کے اُس ساحر سے پوچھا کیون بھائی تمھارا کیا مطلب ہے اُسنے کہا شاہون نے حکم دیا ہے ہم اس قیدی کو پاس سیمون اختر شناس کے پہونچا دینگے اب انکے مقدمے میں اُسی کو اختیار ہے ملکہ تُرّان گھبرا گئی کہا ای شخص ہمکو بھی ساتھ لیچل اگر انپر کچھ خرابی ہوگی ہم بھی جان دیدینگے یہ کیسا ستم ہے کہ ان اکیلے کو یہان سے لیجاؤ سہاں تو یہ کیفیت ہے مرگِ انبوہ جشنے دارد وہاں اکیلا جانے سے کیا کام ہمین بھی انکے ہمراہ لیچلو وہان چلکر انسے پہلے ہمکو قتل کرنا ہم خوشی سے اپنی جان نثار کر دینگے

زیر خنجر تم سے سر نہ ہٹا ئینگے ہوشیار نے کچھ جواب نہ دیا ایرج نوجوان کو قید خانے سے نکالا تخت پر اپنے سوار کیا
لاکھ لاکھ بران شمشیر زن تڑپین پھڑکین مگر اُس بیحیا نے ملتفکر جواب بھی نہ دیا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالکے پیچھلا
جب نظرون سے سب کی مخفی ہوگیا بران منہ ڈھانپ ڈھانپ کے رونے لگی کو تب دوڑے ملکہ ناہید
مادر بران بیقرار ہوگئین سب قریب ملکہ بران شمشیر زن آگئے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی بران نے رو رو کے کہا کہ ایک
ساحر آیا تھا وہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیگیا ہے لاکھ کہا اُسنے نہ مانا مین نے اُس سے بہت کہا کہ مجھکو بھی میرے
وارث کے ساتھ لیتا جا اگر خدا نخواستہ اُنکے قتل کا ارادہ ہی تو مین بھی خوشی سے کہتی ہون پہلے مجھکو قتل کرنا بخوشی مجھکو
جان دینا منظور ہی زندگی سے قلب ناصبور ہی کوکب نے کہا ای نور نظر ای پارہ جگر ہماری عقل یہ کہتی ہی کہ وہ اب
جفاے قید اٹھا چکے اُنکی رہائی کا وقت قریب آگیا کیا عجب ہی کہ عیار اُنکا شاپور شیر دل کہ بھاگ کے نکل گیا تھا
شاید اُسی نے کوئی دام مکر پھیلایا ہو ای فرزند دلبند میری بات یاد رکھنا کہ اب عمر اس طلسم کی تمام ہوئی خود
کاہن طلسمی نے میرے سامنے بیان کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی اسی سال مین طلسم کشا اصلی آئیگا اس طلسم
کو مٹائیگا اور ای فرزند یہ بھی تم جانتی ہو کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم کا کون ہی ہمارے آقا صاحبقران زمان امیر
عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اس طلسم کو فتح کرینگے یہ ظالم اب جو بدبختین چاہین ہمپر کرلین انشاء اللہ تعالے
صبح شام مین اس بدعت کا بدلا ان بیحیاؤن کو ملیگا ہمارا غنچۂ آرزو کھلیگا لاچین وغیرہ بھی قریب آگئے جب بچے
شفیق اللقا ایسی ہی باتین کین تب بران شمشیر زن کو کسی قدر صبر آیا اب احوال شاپور کا لکھا جاتا ہی کہ یہ
صحبت مین میمون اختر شناس کی بیٹھا ہی عمدہ عمدہ غزلین گا رہا ہی سب اہل محفل کو لبھا رہا ہی میمون بہت
خوش ہو رہا ہی کہتا ہی کہ تمھارے آنے سے دربار مین بڑی رونق ہو جاتی ہی کہ ہوشیار جادو قید ایرج
کی لیکر پہونچا ایرج کو تخت سے اُتارا اور جو کچھ کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے پیغام دیے تھے وہ سب بیان
کرنے لگا کہ ارشاد ہوا ہی ای میمون اختر شناس تم ستارہ شناس ہو فلک اساس ہو مقدمے مین اس جوان کے
جو مناسب جانو وہ کرو اور یہ تدبیر بھی واجب و لازم ہی کہ طلسم کشاے اصلی کا راستہ روکا جائے یہ خبر مشہور ہی کہ
صاحبقران زمان اپنے لشکر سے چل چکے قلعۂ سواد ذنگار پر معرکے پڑے تھے اُس شہر کو فتح کیا اب سنتے ہین کہ ملک
ابلیس پرستان پر لڑائی ہو رہی ہی بستر زود رفت د خواجہ عمرو سے خوب خوب عیاریان ہوئین اب دیکھیے
کیا ہو یقین ہی وہان سے مہلت کرکے رو براہ اس طلسم پر آئینگے میمون نے کہا کل باتون کا انتظام کرونگا سد
باب کی بھی تدبیر کر رہا ہون کسی وقت مجھکو ان کار ضروری کی فکر سے غفلت نہین ہر وقت کتاب ہی دیکھا کرتا
ہون اور کچھ احکام بھی مین نے نکالے ہین وہ خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجونگا میری طرف سے آداب و تسلیمات
عرض کرکے کہدینا کہ آپکو تکلیف نہ پڑیگی مین سب کچھ انتظام کرلونگا ہوشیار جادو تو چلا گیا میمون نے حکم دیا آج
رات کو اس جوان کو قید رکھنا صبح کو قتل کیا جائیگا رات سے میدان خونی کی تیاری ہو سب کارگذار مصروف اہتمام
ہوے شاپور نے کہا کیون ای میمون آج بڑی خوشی کا دن ہی رات بھر جلسہ آراستہ رہے صبح کو اس جوان کو قتل
کرکے کباب لگائین دو کباب بادشاہ کے واسطے بھیجینگے جو جیتے تھے صلاح کی وہ پوری اُتری بیشک اسکو قتل
کرنے سے حمزہ ڈر جائیگا ادھر نہ آئیگا اب جلسہ آراستہ کرو سردارون نے جو اسکے سنا کہ آج جلسہ ہوگا سب آ آکے
جمع ہوے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ساز ندے بھی آئے ساز درست ہونے لگے شاپور بیچ مین آکے بیٹھے سازندون سے
کہا ذرا خیال رہے مجتوانی دُھن مین آج راگ و رنگ کا خوب سماں بندھے سب اہل جلسہ کو خوش کر دیجیے

شاپور تڑپتا پھرتا ہے کہا سیان میمون صاحب آج مین اپنا کمال دکھاتا ہون کنجی میخانے کی مجھکو دیجئے میمون نے فورا کنجی دیدی شاپور میخانے مین پہونچا سب شراب مین بیہوشی ملائی آواز دی یارو آج خوشی کا دن ہے از خرد تا بزرگ سب آکے جمع ہوے چلے اور قرابے بٹنے لگے شاپور باہر بجا کر تین سو گلابیان لیکر محفل مین آیا گلنار الماس نگار گلابیان عمدہ عمدہ اُسمین مے ارغوانی بھری ہوئی گھر بڑے اُنکے تمامی سے بندھے ہوے کشتیان کباب کی ساتھ ساقی بچے نہ طلعت خوب صورت نیک سیرت اس سلیقے سے شراب کو لیکر محفل مین آیا میمون نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا ہے اگر زاہد صد سالہ ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے کیا سلیقے دار آدمی ہمکو ملا ہے مین بہت اس سے راضی ہون سردارون نے کہا حضور حقیقت مین یہ شخص ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جادو توقیر ہر بات مین دخل رکھتا ہے سب سردار رطب اللسان تعریفین کین ہر ایک کا یہی قول تھا آج تو کیفیت ہوگی باہر جو شراب پہونچی تھی لشکر والے پینے لگے ایک کونے مین ایرج نوجوان بیٹھے ہین یاد مین ملکہ برّان کی سرنگون غم سے کلیجہ خون لب پر نالے یہ اشعار حسرت زبان پر جاری

نظم

داغ گلشن سے زبان گل ہنگی منقار مین
آتش رخسار سے گرمین ہین زلف یار مین
جسطرح جاتا ہون اُنگلی اُٹھتی ہے بازار مین
صید عاشق ہون اشارہ نین چلا آ ہو نگاہ مین
تار قلقل کا بندھے تو آنسوون کے تار مین
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر
صورت ناقوس نجت چلا ینگے کہسار مین
بال بکھرا کر وہ گردش دے رہے ہین اُنکھ کو
ہے طلا تلوار کا ڈورا نظر کے تار مین

زار ہون عشق خط لبہائے شکر بار مین
حسن نے تنکے لگائے ہین دہان یار مین
رہ گیا تیر نظر ابرو سے سفاک کا میم
کھینچ نے صیاد تو مجھکو نظر کے تار مین
حسن سے دی بھیک بھی لیلیٰ نے قیس زار کو
طاقت آتی ہو کہین اس نرگس بیمار مین
شیخ دام سبحہ مین اپنے کرے مجھکو اسیر
پتلیان پھرتی ہین دیکھو عین زلف یار مین
جسطرف نکلا لبھان نعش رستے چلتے ہین

مین وہ بلبل ہون جو جیتے جی گلشن شمار مین
چیونٹیان مجھکو گھسیٹینگی نفس کے تار مین
یہان ہلال آسا ہوا ہون عشق سر رخسار مین
تیغ کے ڈورے کا تا نکا دے لب سوفار مین
کیا غضب ہے جب مین روؤن دے وہین باتین
شربت دیدار ڈالا شربت دینار مین
ہونگے وحشی دیکھکر مجھکو حسینان جہان
دیکھے وحشا تماشا مین پھانسے مجھے زنار مین
مار ڈالا جسکو دیکھا تو نے اور قتال خلق
ہے سپاہی صف صفیر اُس شوخ کی رفتار مین

شہزادہ ایرج نوجوان گریان و نالان یہ اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین شاپور نے لنگوٹا باندھے گت شروع کی شاپور کا یہ حال ہے کہ ناچ رہا ہے ناچتے ناچتے جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا شعر مصنف ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا ہے ابل محفل نے لیا اُسکو سمجھا اور توڑا ہے سر جھکا کر سامنے میمون کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سرسے شراب پلانا چاہیے میمون نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اگلے مین شاپور کے ڈالدیا جام لیکر پی گیا اب تو شاپور نے دورا باندھا ساقی بچے بھی پلا رہے ہین بعض اپنے ہاتھ سے لیکر پیتے ہین ہر سمت سے صدائے احسنت و آفرین بلند دل درد مند ہی سب کا قول ہے حقیقت مین اس جوان نے وہ جلسہ جمایا کہ کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا تھا میمون نے دیکھا کہ رنگ محفل بگڑنے لگا کمیدان نے کہا رسالدار صاحب آپکی مونچھ پر کوا بیٹھا ہے رسالدار نے کہا واہ بھائی یہ دل لگی تمھاری مجھکو پسند نہ آئی کیا اس حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہے کمیدان نے کہا بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے چپکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑکے ایک جھٹکا مارا رسالدار نے کہا یہ کیا حرکت ہے کہا دیکھیے کوا اُڑ گیا دم میرے ہاتھ مین رہگئی مراد یہ کہ دونون بیہوش ہوے ایک صاحب کو عارضہ بادی کا تھا پالتی مارے ہوے بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے ایک صاحب نے جھک کے دیکھا کہا کیون بھائی تمھاری گود مین کتنے بچے دیے ہین اُنھون نے کہا کیا اس حرامزادی نے بچے مقرر کیا ہے اُنھون نے کہا بیٹھے رہو مین سزا دیتا ہون یہ کہکر

ایک لات ماری اُنھون نے ہاے کی کہا بھاگی مار ڈالا دونون بیہوش ہوے اسطرح اہالیان جلسہ بیہوش ہوکے گرتے
مین کوئی گھبرا کے اُٹھا گاتا ہوا چلا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا کنیزین صاحب شرم وحیا صورت وجمال مین یکتا نشے
مین شراب کے بدحواس گھبرا کے اُٹھین ساتھ والی سے کہا کہ لیا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے یہ کہکر پائجامہ اُتار کے پھینکا
ننگی دوڑی جاتی ہین پائجامہ کاندھے پر جوش مین نشے کے دوڑی جاتی ہین کوئی بہن کو پکارتی ہے ای بوا ظہور آج
للن کو دردزہ لگا ہے اُنکے یہان لڑکا ہوا چاہتا ہے تم بھی چلو وہ اُٹھکر دوڑی دونون بیہوش ہوئین یہ رنگ محفل
جو میمون نے دیکھا غصے مین کہا یارو میری محفل کو تم سب نے بازار بنایا ہے یہ کیسا غدر ہے کیون غل مچاتے ہو یہ کہکر
تیغ پکڑ کے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور قریب ایرج نوجوان آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار اپنے غلام کو
پہچانا ایرج باغ باغ ہو گئے کہا ای شاپور مرحبا اب کیا منظور ہے کہا میمون کو سمجھاتا ہون اگر یہ مسلمان ہوا تو سب
کچھ بن پڑا ورنہ اُسکو مار ڈالونگا ایرج نے کہا ای یار وفادار و ای مونس وغمگسار کوئی تدبیر ایسی کرنا کہ سوختۂ آتش دوری
وافروختۂ نار مجبوری حامل رنج ومحن ملکہ بران شمشیر زن کو خبر ہو جائے کہ ایرج نے رہائی پائی جب مجھکو لیکے ہوشیار
چلا تھا اُسکا عجب حال تھا اس عشق مین اُسنے جو رنج وملال اُٹھائے کچھ اُسکی حد نہین ہے اب بھی کیا اُسکو جان دینے مین
کو نہین ہے مگر اُسکا کچھ اختیار نہین اول تو خیال کرو کہ اپنا ملک ومال چھوڑا تمہاری بہن نے اسقدر ستایا کہ اپنی
جان کو عزیز نہ کیا اپنے کو آتش طلسم مین گرادیا جو اپنے دست نگر تھے اُنکے قبضے مین ہوئین اُنھون نے نئے نئے
طور کے صدمے پہونچائے کیونکہ یہ رنج والم اُٹھا سکین یا تو صاحب اختیار تھین یا ایسی مجبور ولاچار ہوئین
شاپور نے کہا خدا اپنا فضل شریک کرے اور میمون دل سے تابعدار ہو جائے تو کیا عجب ہے کہ اُنکی بھی رہائی
ہو یہ کہکر شہزادہ ایرج نوجوان کو قید آہن سے رہا کیا ایک ڈنگل زرین اُٹھا کے لے آیا اُسپر شہزادے کو
بٹھایا اب قریب میمون کے آیا اُسکو زمین سے اُٹھایا زبان مین سوزن دیا ایک ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی
اُسکی ناک مین دیا اُسکو چھینک آئی اب جو میمون کی آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا ایرج نوجوان ڈنگل زرین
پر بیٹھے مین اور ایک عیار طرار خنجر گذار نیمچہ پکڑے ہوے میرے قریب کھڑا ہے کہتا ہے ای میمون قدرت پروردگار
کو دیکھا مین نے تیری ساری محفل کو ایک دم مین بیہوش کر لیا میرے آقا نے منع کیا ورنہ ابتک مین تمکو قتل کر ڈالتا
اب تمکو مناسب یہ ہے کہ سامری وجمشید پر لعنت کرو ہمارے شہریار کی دل وجان سے اطاعت کرو معبود حقیقی
کو اپنا خدا جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو فتاحی طلسم کی تدبیرین ہون تمکو ابون کو قتل کرین ہمارے آقا فتاحی
طلسم کی تدبیرین مصروف ہون میمون نے دیکھا کہ زبان مین سوزن عیار نیمچہ بکف سر پر کھڑا ہے فقط نیمچہ
مارنے کی دیر ہے ذرا تونے انکار کیا یہ تجکو قتل کر کے نکل جائیگا اپنے آقا کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیگا کوئی اسکا
کیا کر سکتا ہے جسطرح ممکن ہو اب اسوقت اپنی جان بچاؤ یہ بات سوچکر دست بستہ عرض کی ای مہتر والاگہر کیا کام
کیا حقیقت مین تمنے زمرۂ عیاران مین نام کیا جنکے تم فرزند ہو اُنھون نے بھی کبھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی یہ سنکر
شاپور شیردل نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ استغفراللہ اُنکی کیا بات ہر ایک عیاری کرامات ہے اُنکے سامنے
اس عیاری کی کیا حقیقت ہے وہ جس دن اس حوالی مین تشریف لاوینگے اُس روز میان سحر العجائب
مصر الغرائب کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا کوکب روشن ضمیر ایسے بادشاہ عالی جاہ کو ہمارے والد
ماجد نے زیر وزبر کر دیا ایسی ایسی آفتین برپا کین کہ اُنھون نے خوشی سے بران کی شادی میرے آقا
کے ساتھ کر دی ورنہ کوکب ایسا آتش شعلہ مزاج نہین معلوم کیا آفتین برپا کرتا مگر ایسا پھنسایا سوائے اطاعت کے

بگو نہ بن پڑا مین اپنی عیاری کو اُنسے مثال دو دن وہ قدرت پروردگار ہین عیار طرار خنجر گذار کون اُنسے
مقابلہ کر سکتا ہی بس اب بہتر اسی مین ہی کہ اطاعت اختیار کرو ورنہ اپنے آقا کو لیکر نکل جاؤنگا جتنے بیہوش
پڑے ہین سب کو قتل کر ڈالونگا اپنی جان کو غنیمت جانو مذہب حقیقی کو اختیار کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے میمون نے
اپنے دل مین سوچ چکا ہی کہ ابتو اپنی جان بچاؤ پھر سمجھا جائیگا تیرے ہاتھ سے کیا یہ مکار بچیگا یہ دونون غیبدان
ہین جسطرح جا ہونگا دونون کو گرفتار کرلونگا یہ سوچ کے اُسنے اشارہ کیا مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہون
شاپور نے زبان سے اسکی سوزن نکالا اسنے چھٹتے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا کرکے عرض کی
ای شہنشاہ جو مجھسے ہو سکیگا مین دل و جان سے حاضر ہون ایرج نے کہا ابھی شاپور سب کو ہوشیار کر میمون
نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے میمون نے اشارہ کردیا کوئی کلام سرکشی نہ کرے ظاہر مین اطاعت
کرو پھر مین سمجھ لونگا انکو تڑپا تڑپا کر مارونگا اسوقت یہی مناسب ہی جو سردار اُٹھا اُسنے قدمون کو شہزادے کے
بوسہ دیا ساٹھ ہزار ساحران غدار ظاہر مین مطیع ہوے دل مین یہی خیال ہی کہ ایرج و شاپور کو پکڑ لینگے
میمون نے عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ایرج نے کہا یہ ہمارا طریقہ نہین ہی تمھارا تاج و تخت
تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین فقط آرزو ہے مذہب حقیقی ہی ہر وقت یہی پیروی ہی کہ گمراہان
خرس طینت راہ ضلالت سے نکلین چشمۂ ہدایت پر پہونچین ایرج تو یہ باتین کر رہے ہین میمون کو تخت پر
بٹھلایا میمون دل مین پیچ و تاب کر رہا ہی دمبدم سوچتا ہی اب بگڑ جاؤن یہ دونون میرا کیا کر سکینگے ایک
ماش کے دانے مین دونون کو پکڑ لونگا شاپور اسکے تیور دیکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی بڑا غضب ہوا اسکا
تو اور ہی کچھ ارادہ ہی کیا تدبیر کرون ظاہر مین پشت ایرج پر مگس پرّانی کر رہا ہی باطن مین یہ فکر ہی کہ اگر یہ
زبان ہلائے کچھ سرکشی کرے تو حلقہ ہاے کمند مین دن اسکو تو گرفتار کر لون لیکن اس مجمع ساحران سے کیونکر
نکلنا ہو گا سب ساحر مل کر گرفتار کرلینگے لیکن ایک جادوگر مشتاق جادو اسکا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار
آپ نے اپنے کو کیون اس مصیبت مین ڈالا طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہی جسکو آپ تسخیر کرلین خیر
جان بچگئی اسکو غنیمت جانیے اس خیال خام و تصور ناتمام سے درگذریے لوح طلسمی کہان ملیگی ایرج نے
کہا ہم اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرینگے بزرگان دین تشریف لائینگے مقام لوح کا بتائینگے اُسنے کہا بزرگان
دین کہان شیطان خواب مین آتا ہوگا وہی آپکو بہکاتا ہوگا یہ جو کلام اُس ساحر ملعون نے شہزادہ ایرج سے
آنکھین ملاکر کہا ایرج کو غصہ آیا زلفین خلیلی کو پیچ و تاب ہوا پیشانی پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا چہرہ
گلنار آنکھین ابلی ہوئین سامنے تخت میمون کے ایک عصائے مرصع کار رکھا ہی ایرج نے وہی عصا اُٹھا کر
سر پر مشتاق جادو کے مارا وہ بخوف جان ہٹگیا وہ عصا دنگل پر پڑا عصا کے دو ٹکڑے ہوے شق
گیتی کے اُسمین سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا ایرج نے اُٹھا کر جو پڑھا اُسمین سے طرف سے بانیان
طلسم کے مرقوم تھا اگر کوئی شخص قصد کرے کہ ہم طلسم نور افشان فتح کرین اسطرح فتح ہوگا کہ اول
طلسم شوکت ہیگا اُسکو فتح کرے اور لوح اس طلسم کی پاس کامگار جادو کے ہی کامگار جادو
دریاے کوہستان مین رہتا ہی اور جب اس مقام پر پہونچے تو یہ اسم ورد زبان کرے اور اُسکو بلاے
جب وہ آئے اُس سے لوح طلب کرے وہ لوح دیگا اس لوح کو لیکر مرحلہ جات کو فتح کرے تب
سرحد طلسم نور افشان مین پہونچیگا پھر اُسکے فتح کرنیکی صورتین طلسم کشا کو دریافت ہوجائینگی یہ

سنکے ایرج نے کہا او بد اعتقاد دیکھ خدا نے سامان پیدا کر دیا کبھی کسی نے نام طلسم شوکت سنا تھا سب یہی
جانتے تھے کہ خالق طلسم نور افشان ہی ہی انسان کو لازم ہی کہ اسکی قدرت کاملہ کا قائل رہے دیکھو پردۂ غیب سے
صورت پیدا ہو گئی یہ ظہور قدرت پروردگار دیکھکر میمون تخت سے اٹھا گرد پھر ا نثار ہوا کہنے لگا کہ آپ
بیشک بندۂ خاص پروردگار عالم ہین اب آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا اب مجھے دل سے منظور ہوا کہ آپکی
اطاعت کرون ابھی تو مین مکر سے مسلمان ہوا تھا مگر اب عہد واثق کرتا ہون کہ جان و مال سے دریغ نہ کرونگا
بیشک وقت زوال دولت نمکحرامان آپہونچا جو جو شہنشاہ سابق کو ستائیگا وہ مارا جائیگا یہ کہکر آواز دی
ای اہالیان شہر و ای افسران فوج مین نے دل و جان سے اس شیر کی اطاعت کی جسکو منظور ہو وہ آکے
قدمبوسی کرے ورنہ میرے شہر سے نکلجائے نمکحرامون کا ساتھ دے مین تو اب دل سے اس شہریار کا ساتھ دونگا
سب نے پکارکے جواب دیا ای میمون اخترشناس ہم تمھارے ساتھ ہین تیرا دامن ہی اور ہمارے ہاتھ ہین
ہمین نمکحرامون سے کیا کام ہی ہر چند کہ آپکے کہنے سے یہی منظور تھا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو دھوکا دین
لیکن انکے اخلاق اور محبت پر مجبور تھے اب صفائی ہو لی نوبت نقارے بجنے لگے قلعۂ میمون اخترشناس
کے سب سردار و رعایا دل و جان سے مطیع اسلام ہوے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر تھا کہ ہم سب شاہزادۂ ایرج
کے غلام ہوے ہماری سبکی جان بخشی کی جب عیار نے انکے سب کو بیہوش کیا تھا اگر قتل کر ڈالتے تو ہمارا کیا بس
چل سکتا تھا مگر بڑے جلیل ہین یکسی کا مٹنا اور برباد ہونا نہین چاہتے ہین جب تو ہزارہا ملک انکے بزرگون کے تحت
حکومت مین ہین یہان میمون اخترشناس دربار مین دل و جان سے معروف خدمتگزاری ہی یہی کہہ رہا ہی کہ
جو ارشاد ہو اسے بسر و چشم بجا لاؤن دریاے کوہستان پر چلیے ایرج نے آہ کی فراق مین بران کے ابتر حالت
تباہ کی رو رو کے فرمایا ای میمون اخترشناس اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

در آتش آشیانے از خس و خاشاک میخواہم
ز دوران اعتبار رفع درد من نمی گیرد
چو ابر نوبہاران دیدۂ نمناک میخواہم

نمیگردد تسلی دلم از نامہ و پیغام
خمار آلودہ دردم ز آب تاک میخواہم
نمی یابد دلم تسکین ز آہ و نالہ ای مخفی

ز سوز سینۂ دل آہ آتشناک میخواہم
گریبان صبوری ہمچو گل صد چاک میخواہم
نمی روید گیاہ خرمی در باغ امیدم
چو گل جیب و گریبان فغان صد چاک میخواہم

میں کیا کہون جو میری کیفیت ہی ای میمون انصاف کرو اول تو یہ کہ ہم مرد ہین ہنس بول کے دن کٹ جاتا ہی مگر
یہ تو کہو کہ قید مین بران شمشیرزن و کوکب روشن‌ضمیر و ناہید مرصع پوش پر کیا گذرتی ہوگی دوسرا غضب
یہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی وغیرہ آکے آپسے طلسم مین قید ہوے اول تو کوئی ایسی صورت نکالو
کہ یہ سب قید سے رہا ہو جائین کہ مین باطمینان فتاحی طلسم مین مصروف ہو جاؤن میمون اخترشناس نے کہا
غلام ابھی عرض کرتا ہی ان سبکو بلوائے لیتا ہی فتاحی طلسم شوکت مین سب آپ کے شریک ہونگے اگرچہ کوکب
نے سحر سے توبہ کی مگر بادشاہ سابق طلسم ہی سب جگہ کے حال بخوبی جانتے ہونگے انکے ساتھ ہونے سے بڑا نفع ہوگا
جا بجا کے راز و نیاز بتائینگے ایرج نے کہا ای میمون اگر تمنے یہ کام کیا تو مین تمھارا بڑا ممنون و مشکور ہونگا
میمون اخترشناس نے کہا آپ پریشان نہون دیکھیے مین نے نامہ لکھکر آپکو بلوالیا اب ان قیدیون کے واسطے بھی ایک
نامہ لکھتا ہون ابھی میرے مسلمان ہونے سے کوئی آگاہ نہین یہ کہکر بنام سحر العجائب و مصر الغرائب ایک عرضی
لکھی مضمون اس عرضی کا یہ تھا کہ ای شاہان طلسم نور افشان مین نے ایرج نوجوان کو بلایا تھا ارادہ ہوا کہ قتل
کرون لیکن کتاب نے منع کیا اور یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مین وہ کام کرونگا جسکا نفع بہت جلد آپکو معلوم ہو جائیگا

آپکو مناسب یہ ہی کہ برہان و کوکب و نماہید و لاچین دلمقبس مع اُنکے ساتھ والون کے سب کو بطور نگہبانان
بیان بھجوا دیجیے جیسا مناسب ہوگا مین اُنکے مقدمے مین عرض کرونگا نامہ دیکھتے ہی ان سب کو خدمت مین بدولت
کی روانہ کر دیجیے ورنہ باعث خرابی ہی طلسم کشا بھی آنے کو ہی یہ نامہ لکھکر ایک ساحر کو دیا کہ اسے پاس شاہان
طلسم کے پہونچا دے مگر قیدیون کو اپنے ساتھ لیکر آنا قمقام جادو نامہ لیکر طرف طلسم نور افشان کے
روانہ ہوا جب مقام علامت طلسم پر پہونچا دیکھا خندق مین آگ جل رہی ہی ایک طاؤس سر قلعہ پر آواز ہیبت
دیتا ہی اُسکی منقار سے چنگاریان گرتی ہین وہی چنگاریان آتش خندق کو زور دے رہی ہین قمقام نے
پکارکے آواز دی اے طاؤس جادو شاہان طلسم سے عرض کرو کہ آپکا غلام حاضر ہی امیدوار باریابی
طاؤس جادو اپنے مقام سے صداے مہیب دیتا ہوا اُڑا اور جاکے سحر العجائب و مصر الغرائب
سے دست بستہ عرض کی قلعۂ میمون اختر شناس سے ایک نامہ دار آیا ہی یہ سنکر ان دونون نے
حکم دیا فوراً بلا لو طاؤس جادو اُڑا اپنے مقام پر فوراً آیا آتے ہی سر قلعہ پر ایک چیخ ماری شعلہ ہاے
آتش سرد ہوے پھاٹک خود بخود کھل گیا رعایا کی آمد و رفت ہی قمقام نے جو دیکھا کہ پھاٹک کھل گیا اندر
داخل ہوا دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عیش و عشرت کے سامان دکانین رنگی ہوئی ہین جابجا آئینہ بندی سب
دکاندار دکانون پر مرفہ حال نہ رنج نہ ملال قمقام کو سب نے دیکھا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا
دربارگاہ پر آیا دیکھا ہزارون رئیسون امیرون کی سواریون کے گھوڑے پالکیان فنسین ہاتھی نالکی وغیرہ
ساحرون کی سواری کے اژدرہاے آتش فشان و ببران صحرائی و کرگدن مست وغیرہ جابجا ٹہل رہے
ہین پردہ کا زنبوری کھنچا ہوا درگہ سالار دنگل شوکت پر بصد نخوت بیٹھا ہی قمقام آگے بڑھا جھک کر درگہ سالار
کو سلام کیا اندر داخل ہونے کے لیے عرض کرنے لگا اُسنے جاکے دونون شاہون سے عرض کی دونون نے
حکم دیا بلا لو اُسے کیون روکا ہی ہمارے مہربان کا نامہ دار ہی قمقام اندر آیا دیکھا دونون بھائی تخت پر
بصد غرور تاج جواہر نگار سرون پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ہی کہ نامہ دار سامنے آیا پایۂ تخت کو بوسہ
دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا میر منشی نے نامہ پڑھکر سنایا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر دونون کو سناٹا آگیا کہا
یہ کیا بات کہ ایرج کا کچھ حال نہین لکھا نہ قتل کرنے کا کیا باعث قمقام نے کہا حضور قتل کا ارادہ کیا تھا مگر
جب کتاب دیکھی اُسمین کچھ ایسا احکام نکلا کہ جب ہو گئے قتل معطل رہا اور دنیا زمین آپکو تحسین کرینگے ہمارے
مالک تو اسقدر ریشہ دوانی کر رہے ہین آٹھ پہر اُنکو یہی خیال ہی کہ جسطرح بن پڑے ان بلاؤن کو ٹالین بجز
اپنا مطلب نکالین ایرج کو ایسے ساحر کے سپرد کیا ہی کہ آب و دانہ تک وہ نہ دے کلمات سخت کہسا کرے
ہر نوع ایسی تدبیر سوچی ہی کہ تڑپ تڑپ کے جان دے قتل کرنے مین خرابی ہی اسطرح قمقام جادو
نے سامنے ان دونون شاہون کے بیان کیا ان دونون نے حکم دیا قیدیان بلا مطلوبۂ میمون کو جلد
لاؤ میان قمقام تم ان قیدیون کو لیجاؤگے کہ ہم اور بھی ساحران زبردست ہمراہ کر دین قمقام نے کہا
مین ان سب کو بکیفیت پہونچا دونگا اس ہفتے مین آپکو خبر ملیگی کہ سب قیدی تڑپ کر مر گئے انکا زندہ رہنا بہتر
نہین ہی مگر کیا کرون کہ قاعدہ قدیم کے خلاف ہی جو میعاد مقرر ہی اُسکے اندر قتل نہین کر سکتے سحر العجائب
و مصر الغرائب طرف وزیر کے متوجہ ہوے سماک جادو کہ کرسی وزارت پر متمکن ہی کہا اے سماک
تم جاؤ ان قیدیون کو جلد لاؤ سماک جادو اٹھا کہ جاکے قیدیون کو لاوے کہ ایک برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا

دوڑا ہوا آیا مگر حواس پسینے پسینے زمین پر قایم ہوا شاہون کو سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نے پہچانا دونون نے کہا ہم
نہین آگاہ ہوئے کہ تم کون ہو کہا کہ حضور اشہب جادو میرا نام ہی قلعہ میمون اختر شناس مین رہتا ہون مگر خوا
دولت نمکحلال ہمیشہ مذہب سامری وجمشید کے طالب رہے ہمارے بزرگون کے واسطے یہ فخر حاصل تھا جس شوالے
مین جاتے تھے دو پوریان دو کچوریان دو لڈو موتی چور کے سرکار سامری سے ملتے تھے بڑے بڑے پوجا کرنے والے
لینے پوچھنے آتے تھے ہم لوگون نے کبھی ملازمت نہین کی گھر مین بیٹھے عیش کیا سرکار سے تنخواہین مقرر ہوئین سرکار
سامری وجمشید سے حکم عام ملا تھا جہان جائین بیٹھے پوجا پاٹ کرین مگر غضب ہوگیا میمون اختر شناس مسلمان ہو
ایرج نوجوان کی اطاعت کی سارے شہر مین منادی ہوگئی کہین گھنٹ دنا قوس نہ بجے جو بجیگا سمجھ لوجے
کے قیدیون کو وہان نہ روانہ فرمایئے ورنہ وہ سب کو چھوڑ دیگا منقول جادو کا چہرہ زرد ہوگیا سحر العجائب
ومصر الغرائب طرف منقول جادو کے متوجہ ہوئے کہا کیون اے منقول جادو یہ کیا معرکہ ہے حقیقت مین
قلعہ میمون اختر شناس اسلام آباد ہوا گھنٹ دنا قوس کی بھی ممانعت ہوگئی منقول جادو نے کہا حضور مجھکو
نہین معلوم جو شاہ نے مجھکو نامہ دیا مین لیکر خدمت مین حاضر ہوا مین نیت سے انکی آگاہ نہین نہین معلوم کیا معرکہ
گذرا مین نے ایرج نوجوان کو بھی نہین دیکھا اشہب نے کہا کہ او بھیا اب کیون چھپاتا ہے شہر کے سنگریزے تک
واقف ہوچکے کہ شہر اسلام آباد ہوا منقول جادو اپنی ہی کہے گیا کہ مین نہین جانتا مجھے تو گھر سے بلا کے نامہ دیا
لاچار لایا مین ان باتون سے بالکل واقف نہین آیندہ حضور کو اختیار ہے دونون نے غصے مین حکم دیا کہ اس بھیا
منقول جادو کا سر کاٹ لو لوگ اٹھے اب منقول گھبرایا تیغ اسنے بھی کھینچا پکار کے آواز دی کہ اے شاہان
طلسم نور افشان مین سراسر بے خطا ہون اس دراندازی کے کہنے سے بیوجہ آپ درہم و برہم ہوئے سحر العجائب
نے منع کیا اور حکم دیا کہ اسکو لیجا کے قید کرو ابھی قتل نہو جب ہم پھر حکم دینگے بھیجا جائیگا دو چار آدمیون نے آکے
منقول کو پکڑ لیا یہ تو بیچارہ قید ہوا اشہب کو عہدہ منقول ملا ہوشیار جادو کو حکم ہوا کہ تم اپنے بھائی سوفا
کو بھی ساتھ لو جاکر مفصل خبر لاؤ دونون جادوگر واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہان ایرج نوجوان دربار مین میمون
کے دنگل شوکت پر بیٹھے ہین میمون اختر شناس مصروف خدمتگزاری جب کئی روز اسی طور پر گذرے تو
ایرج نوجوان نے کہا کہ اے میمون یہ کیا معرکہ ہے ابتک کچھ خبر نہین آئی میمون اختر شناس نے فوراً پانسے
لگائے کہ جسمین تعریف سامری وجمشید کی مرقوم تھی انکو دیکھکر سر ہلایا کہا حضور منقول جادو میرے نامہ بر
پر افتاد پڑی کوئی ساحر اس قلعے کا وقت پر پہونچ گیا اسنے میرا اور آپ کا سب حال کہدیا اب اسکا آنا کیسا
قیدیون کا بھی آنا ناممکن بلکہ وہ بھی قیدیون مین شامل ہوگیا یہ سنکر ایرج نوجوان نے کہا اے میمون اب ہمارا
خالی بیٹھے رہنا سراسر حماقت ہے شاپور نے کہا کہ مین خبر منگواتا ہون دو ساحر الگ الگ بلائے انکے کان
مین شاپور نے کچھ پوشیدہ کہا اور یہ کہا کہ تم جاکے مفصل خبر لاؤ کہ حقیقت مین کیا معرکہ گذرا دونون ساحر فوراً
روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا یہان دربار مین صلاحین ہو رہی ہین کہ دریاے کوہستان پر چل کے
لوح طلسم شوکت لین طلسم شوکت کی فتامی مین مصروف ہون مگر میمون اختر شناس بیٹھا ہوا افسوس
کر رہا ہے کہتا ہے اے شہریار مقام افسوس ہے کہ میرا حال بہت جلد کھلگیا ورنہ ان دونون نمک حرامون کو بطور
دعوت بلاتا آپ کے ہاتھ سے قتل کراتا کوکب وبرّان وناہید ولاچین وبلقیس ثانی وغیرہ بھی رہائی پاتے
پھر طلسم کے فتح کرنے کی ضرورت نہوتی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے میمون تم نہ گھبراؤ انشاء اللہ ادھر کے

رہا کرینگے اب یہ انتظار ہی کہ ہر کارے بلشکر آلین تو طرف دریاے کوہستان کے آپکو لیجاوین مگر اب بیان ست
داستان گل گلزار صاحبقرانی نور حدیقہ لشکر اسلام شہزادہ نور الدہر والا مقام لکھنا منظور ہی ایکدن یہ اپنے
دربار مین جلوہ فرما مین سب سردار انکے یعنے طہماس بن عتقول دیو پیرو رو سدران ماہ منظر و دراج
وردار گوش وزربار ب خان تو یحن خان و کیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ
حاضر خدمت ہین شبرنگ عیار بھی انکا موجود ہی کسی شخص نے آکے کہا کہ دودہ زنگی نے طبل جنگ کا
ارادہ کیا تھا مگر شاہزادہ قمہور دیو پرور نے ایک نامہ لکھا ہی کہ ای دودہ زنگی ہم قلعہ آہن حصار
پر مصروف جنگ ہین ہمارا انتظار کرنا ایک ہفتے کے بعد ہم آئینگے اسوجہ سے لڑائی موقوف رہی نور الدہر نے فرمایا
آج کل ہمارے لشکر پر عجب طرح کا انتشار ہی جبر جالی تبار برای فتح طلسم نور افشان گئے ہین ایرج نوجوان
گئے قاسم بھی تشریف لیگئے کچھ احوال نہ معلوم ہوا شبرنگ نے عرض کی مین سب کا حال دریافت کرکے عرض کرونگا
گر جو بدار نے بڑھکر عرض کی ایک تاجر آیا ہی امیدوار باریابی ہی نور الدہر نے کہا بلا لو دردولت سے ایک
تاجر خلیل آیا اُسنے کچھ خود کچھ زرہین کچھ نیزے کچھ تیر کچھ خنجر عمدہ و نایاب و قرولیان وغیرہ پیش کین نور الدہر نے
وہ سب چیزین خریدین قیمت معقول دی وہ تاجر دعائین دینے لگا عرض کی غلام بہت بیقرار تھا کہ مین دردر گیا
مگر یہ مال نہ بکا حضور نے بڑی پرورش فرمائی اب گھر جاؤنگا نور الدہر نے فرمایا تمھارا وطن کس مقام پر ہی اسنے
کہا حضور مین قلعہ میمون اختر شناس کا رہنے والا ہون کہ وہ قلعہ متعلق طلسم نور افشان ہی یہ سنکر
نور الدہر نے پوچھا یہ قلعہ کیسا ہی تاجر نے کہا حضور ہمیشہ ویران رہا مگر اب قلعے مین بڑی رونق ہی قلعہ سب
اسلام آباد ہوا اشنا پور شیر دل نے جا کے بڑی دھوم سے عیاری کی میمون اختر شناس کو مطیع اسلام کیا
ایرج نوجوان کو قید خانے سے بلوا لیا اب نہایت لطف سے بھرتی جاری ہی غیر ساحر لوگ ہو رہے ہین ایرج
نوجوان کا قصد ہی کہ جا کے طلسم شوکت کو فتح کرین اسکو فتح کرکے طرف طلسم نور افشان کے جائین غرض
تمام خبرین لفظاً لفظاً ایرج نوجوان و طلسم نور افشان کی سامنے نور الدہر کے بیان کین نور الدہر نے تاجر کا
مال خریدکے اُسے تو رخصت کیا شبرنگ بن عمرو کو تنہائی مین بلایا فرمایا ای برادر تمنے یہ سب کیفیت اُس
تاجرزادے کی سنی اسمین کوئی فرق نہین کہ اگر اسکو چند ساحر بھی ممکن ہوگئے تو وہ ضرور طلسم پر جانے کا قصد
کریگا یہ بھی ظاہر ہی کہ خواجہ عمرو نے سب مکر و فریب اُسکو تعلیم کیے وہ کیا کسی بات مین بندہ ہی نہایت خود پسند ہی
اب چلنا ضرور ہی اسوقت کی خبر لگے دل ناصبور ہی آج شب کو ہمارا مرکب پر پوش تیار رہے ہم طرف طلسم
شوکت کے جائینگے شبرنگ نے عرض کی مرکب و غلام تیار رہیگا دو پہر رات گئے نور الدہر فرش خواب سے
اُٹھے باہر آکے دیکھا شبرنگ مرکب کی باگ پکڑے ہوے کھڑا ہی نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم ہمارے
ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو اس سفر مین ہمپر بڑی جفا ہی جو ہمپر گذریگی اُسے جھیلینگے اپنی جان پر جھیلینگے شبرنگ نے
دست بستہ عرض کی آقا یہ نہ ارشاد فرمائیے کہین ممکن ہی کہ بہزاد ساتھ نہو اگر کسی مقام پر کوئی ضرورت ہو تو
مرکب کون سنبھالے کفش بردار کا ساتھ ہونا ضرور ہی ہر چند نور الدہر نے چاہا کہ شبرنگ کو ساتھ نہ لائین
مگر شبرنگ نے اپنے گلے پر خنجر رکھلیا کہ غلام قدمون پر سر کاٹ کے ڈال دیگا حق نمک سے ادا ہو جائیگا نور الدہر
مجبور ہوے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اب شہزادہ نور الدہر طرف قلعہ میمون اختر شناس کے چلے
جسطرف مزاج مین آیا اُسی طرف گھوڑے کو بڑھا دیا گر صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز دل مین یہی خیال ہی اپنے کو

قریب طلسم شوکت پہونچا مین تیسرا دن ہوا اسی جوش وخروش مین جاتا ہی کہ کان مین توپ کی آواز آئی شاہزادے
نے فرمایا ای نیرنگ کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکر اسی طرف باگ کو موڑا اُسی آواز کی طرف چلے نخلستان سے
نکل کے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر فریاد کر رہا ہی دامنۂ قلعے مین ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار پشت پر یلغار آتا ہی قلعے کی توپ بند ہو چکی پہلوان برابر خندق
کے پہونچ چکا گرز ہاتھ مین چاہتا ہی پھاٹک توڑ دے اندر قلعے کے پہونچون نورالدہر نے نعرہ کیا او مغرور آگے نہ بڑھنا
ورنہ تیری فوج کو تباہ کر دونگا اُس پہلوان نے پلٹکر دیکھا آواز دی او جوان کیون شامت آئی ہی اس قلعے کا نام
قلعۂ ابریق ہی مفتون تاجدار اِسکا شاہ اس قلعے کا خراجگذار بحر العجائب ومصر الغرائب شاہان طلسم نورافشان ہی
مین بھی انکا خراجگذار و تابعدار ہون کوہ آہن ربا پر میرا قبضہ ہی میرے نام نامہ آیا کہ مفتون کو جاکر سزا دینا اور
خراج لیکر جلد روانہ کرنا مابدولت نے اسکو بہت سمجھایا اُسنے نہ مانا اب یلغار کر چکا ہون بہت سے ملازم میرے
مارے گئے اب ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا انکے قتل سے منہہ نہ موڑونگا ای شخص تو کون ہی کہ بلاوجہ
اپنی جان دیتا ہی کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی نورالدہر نے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر ہمارے اوج رفعت
شناسا ز عرصہ مردمی + کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خواندہ + پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمتش + عدو
در زنگاہش صد ہزاران الامان خواندہ + منم نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران یہ پہلوان کہ نام اسکا ببران فیلدر ہی یہ نام سنکر بہت ہنسا کہا او جوان یہ قدرت خداوند
سامری و جمشید ہی کہ تجھکو گھیر کے ادھر کھینچا تمہارا عزیز کامل ایرج نوجوان قلعۂ میمون اختر شناس پر قبضہ کرکے
بیٹھا ہی وہ نامہ بھی مابدولت ہی کے نام پر آیا تھا کہ جاکے میمون اختر شناس کو سزا دینا اور ایرج کو قید کرکے
ہمارے پاس روانہ کر دینا سب فوج کو آراستہ کیا تھا کہ پھر حکم آیا کہ ای ببران تم طرف قلعۂ ابریق کے جاؤ
مفتون سے خراج لو میمون بڑا زبردست ساحر ہی وہان کسی ساحر کو روانہ کر دینگے کہ وہ اسکو سزا دے مابدولت
اسطرف چلے آئے مگر مشتاق تھا کہ کسی مسلمان سے مقابلہ پڑے کہ ثواب مین شریک ہوتا وہ سعادت مجھے یہان نصیب
ہوئی تمہاری موت قریب ہوئی یہ کہکر گینڈا بڑھا کے سامنے شہزادۂ نورالدہر کے آیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند ساعت
مین نورالدہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا ببران فیلدر نے تلوار کھینچی نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اُسنے تلوار کا
وار کیا شہزادے نے بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی ببران نے گریبان مین شاہزادے کے
ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے و گرگن سے کودے کشتی ہونے لگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ اسی دن ببران
کو نورالدہر نے زیر کیا ببران و مفتون دونون مع فوج و اہالیان شہر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نورالدہر
فتح و فیروزی داخل قلعۂ ابریق ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی ببران عاشق جمال نورالدہر ہوا ہی بدل و جان
مصروف خدمتگذاری نورالدہر نے فرمایا ای ببران ہمارا قصد ہی کہ طلسم نورافشان کو فتح کرین ہمنے سنا ہی کہ جب طلسم
شوکت فتح ہو تب حوالی طلسم نورافشان مین رسائی ہو طلسم و صحیح ہی مفتون نے عرض کی غلام نے اپنے
بزرگون سے سنا ہی کہ دریاے کوہستان مین لوح طلسم شوکت ہی دریاے کوہستان میری عملداری مین ہی بسم اللہ
اگر آپ قصد کرین تو مین بطور رہبری ساتھ ہون نورالدہر نے فرمایا جلد تیاری کرو ہم دریاے کوہستان پر چلینگے مفتون
نے کہا حضور لشکر تو اس مقام پر نہین جا سکتا صرف مین ساتھ چلونگا نورالدہر نے ببران کو اسی مقام پر چھوڑا نیرنگ
بن عمرو و مفتون تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہستان کے روانہ ہوے جب سرحد کوہستان مین پہونچے دیکھین

حقیقت مین اسقدر پہاڑ قریب قریب واقع ہین کہ دو سوار نہین گذر سکتے مفتون بلکہ تنہا پیدل چلا اور شبرنگ
رکاب سے لپٹا ہوا چند کوہ طے کیے تھے کہ دیکھا ایک جانب دریاے قہار موج مار رہا ہے آب صاف و شفاف کہ آب گوہر
اسکے سامنے پانی بھرے ہر موج جواب گیسوے مہوشان یا گرداب محیط بلا کنارہ کنارہ عدم موجون مین عجب
زمزمہ حباب نایاب مثل چشمان محبوب جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی آب نایاب موج مار رہا ہے نور الدہر نے جو
وہ دریا دیکھا حقیقت مین گوہر بے بہا کس تکلف سے رواں ہے مفتون سے فرمایا اے مفتون کیا مین دریا مین بھی
ہزارون مچھلیان یا نہنگان دریا ماہیت لوح ظاہر کرینگے کیا ہے حال کیونکر کھلے مفتون نے عرض کی اے شہریار غلام
نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ کامگار اسی دریا مین رہتا ہے حضور فرزند صاحبقران صاحب اقبال افسر لشکر جاہ و
جلال مین آپ آواز دین کہ اے کامگار طلسم نور افشان قبضے مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے آیا ہے حکم ہے
انہین دونون شاہون کی آگئے مین لوح طلسمی ہمکو دو تمہارا عہدہ قدیم قایم رہیگا یقین تو یہی ہے کہ وہ لوح لیکر آئے اور
پیش کش کرے آپ سے عہد واثق لے کہ بعد فتح طلسم شوکت لوح واپس دے آپ اس سے اقرار کیجیے مین چھپتا ہون مجھ
وہ نہ دیکھے نور الدہر موافق تعلیم مفتون کنارے دریا کے کھڑے ہوے پکار کے آواز دی اے کامگار جادو ساحر
تو شخو لوح لیکر جلد آ تجھکو شاہان طلسم نور افشان نے بھیجا ہے یہ جو نور الدہر نے کہا دریا مین ایک ملکہ پیدا ہوا موج
آب نے سر کھینچا موجین سر ٹکرانے لگین گرداب محیط آفت ہزارہا مچھلیان گھڑیال متن کنارے دریا کے آکر جمع ہوئین شہزادہ
کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی تھین انکے تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہزادے پر جا پڑینگی مگر منہ نکالے مچھلی زمین کی
خون آشام سر نکالے ہوے دیکھ رہے تھے گھڑیال گھڑی گھڑی آتے مین غوطہ مار کے غائب ہوتے تھے جب یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ آمد کامگار کی خبر سناتے تھے یہ معلوم ہوتا ہے بول نہین سکتے مین چہرہ طلسم کشا کو حسرت سے تکتے
یکایک ایک روشنی دریا مین پیدا ہوئی ہر طرف رہے کہ جس مقام پر شہزادہ نور الدہر کھڑے ہین وہان ایک تختہ سنگ
ہے خشنال بحر عیاری شبرنگ ابن عمرو سنگ کی آڑ مین چھپا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہے کہ عجیب روشنی ظاہر ہوئی ایک ماہی
کلان نے دریا سے سر نکالا اشنادری کرتی ہوئی آئی ہے ساحل کی جو پانی پشت پر اسکی ایک ساحر لعبوت عجیب
غریب نہایت مہیب جسم مثل برق کے چمک رہا ہے ایک ماہی خرد ہاتھ مین تیور پر بل تڑپ ہوے پکار کر
آواز دی کسنے مجکو بلایا نور الدہر نے کہا اے کامگار مین تمہارے پاس آیا ہون لوح طلسم شوکت کی
خواہش رکھتا ہون کامگار نے ایک قہقہہ مارا آواز دی باش او بہ شجرہ مجکو دھوکا دیتا ہے مفتون مجکو
یہان تک لایا ہے وہ باغی کہان ہے میری نظرون سے نہان ہے نور الدہر نے کہا اے کامگار یہ تمہارا خیال خام
و تصور ناتمام ہے شاہان طلسم کو یہ منظور ہوا کہ طلسم شوکت فتح ہو اگر اسکے خلاف کروگے تو انکا برا نقصان
ہوگا اگر تم لوح مجکو دوگے تمہارا احسان ہوگا غصہ کیون کرتے ہو اگر خلاف سمجھے ہو لوح نہ دو ہم سمجھ لینگے دربار
مین منگا لینگے تمکو ناحق کا انتشار ہے یہی شاہون سے اقرار ہے کہ طلسم شوکت فتح کرکے لوح تم ہی کو واپس دینگے
اگر ہمارے حکم کے خلاف کیا بہت پچھتاؤ گے اس عہدے سے معذور ہوگے بلاوجہ مغرور ہو یہ سنکے کامگار نے
بغل سے کوند کے آواز دی خبردار اب کہان جائیگا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ خارا شگاف سلیمانی
کھینچا چاہا ہاتھ مارون کامگار نے یا سامری کہکر کچھ اشارہ کیا تیغہ ہاتھ سے شہزادے کے چھوٹ کے گرا
ہاتھ پاؤن شہزادے کے بیکار ہوے کامگار نے کمر مین پنجہ دیا قصد ہوا دریا مین جا پڑون شبرنگ نے بحکم
غضب ہوا جھپٹکر حلقہ ہاے کمند مارے وہ حلقے گردن مین کامگار کی پڑے اسنے جھٹکا مارا کامگار نے چاہا

تڑپکر نکلون شبرنگ نے بتعجیل تمام حباب مارا کہ کامگار زبان نہ ہلا سکا ٹکڑا ہو کے گرا مچھلیان دریا مین سر پٹکنے لگین نہنگ
غل مچاتے تھے دریا مین تلاطم تھا مگر گھمبر بلا کے ہوش گم جب کامگار گرا شبرنگ نے گلے پر اسکے ہاتھ ڈالا جسم جو کامگار
کا مثل برق چمک رہا تھا یہ باعث تھا کہ گلے مین لوح پڑی تھی شبرنگ نے چاہا اتارون دیکھا لوح پر ہاتھ نہین
پڑتا تب اسنے خنجر مارا جب کامگار مرا مچھلیان جل گئین نہنگ سر ٹکرا کر مرے نورالدہر آگے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام مرا پڑا ہی گلے مین اسکے لوح طلسمی پڑی ہی شبرنگ نے کہا آپ طلسم کشا ہین میرا ہاتھ نہین پڑتا لوح
جلدی اتار لیجیے نورالدہر نے بسم اللہ کہکر بڑھکے لوح اتار لی لوح نورالدہر کے ہاتھ مین آئی دریا مین تلاطم ہوا
موجون نے ساحل سے سر ٹکرایا حبابون کی آنکھین کور ہوئین چار مچھلیان دریا سے سر پیٹتی باہر آئین لاش سے
کامگار کی لپٹ گئین اسطرح روتی تھین کہ دل سنگ آب ہوتے والا بیتاب ہو لاش لیکر آئین مقتول بھی یک
گوشے سے نکل آیا تھا پہاڑ جیسے بڑے بڑے گرے مچھلیون نے آواز دی ای مفتون غضب کیا تو ہی نے طلسم کشا کو یہانتک
پہونچایا دیکھ ہم تیرا کیا حال کرتے ہین طلسم شوکت ایسا مقام نہین ہی کہ یہ جوان شکست کرے ہاہو کی صدا بلند ہی
مردان آبی غل مچاتے تھے ای جوان لوح نہ لیجا کامگار کا بھائی موجود ہی وہ تجھسے سمجھ لیگا آفتین برپا کریگا کیا کوئی
بات اٹھا رکھیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا وہ دریا جوش مار کر خشک ہوا دیکھا ہزارون مچھلیان مری پڑی ہین
مقتول شکنے نہنگ تو نہنگ تھے سر ٹکرا کے مرے اک اندھیرا چھا گیا ہواے تند و تیز چلنے لگی آسمان سے آواز
آئی کشتی مرا نام من کامگار جادو ہو بیر غل مچاتے ہوے سر دیکھو اپنے ٹکراتے ہوے نکل گئے اب نورالدہر
نے دیکھا دریا تو غائب اک قلعہ بلند مرتفع برج بارے کنگورے ہزارہا جادوگر بر سر قلعہ ٹہل رہے ہین جو آگ
صحرا مین تھی وہ سب خندق مین پہونچی شعلون نے سر کھینچے ایک بادشاہ جلیل تاج سر پر بیٹھا کہہ رہا ہی ای مفتوح
خوب کیا لوح دلوائی مگر ہمسے بھاگ کر کہان جاؤگے اسنے کہا خیر یہ بھی جائیگا جو جتنے ہوسکے قصور نکر دیجئے دل و
جان سے اس شیر کی اطاعت کی یہ بھی کہتے سنا کہ ہران اژدر سوار بھی مسلمان ہوا اب طلسم کشائی ہو گی سحر کا حال
کھلیگا نبیرۂ صاحبقران آگیا دیکھو فوج آئی ہی شبرنگ نے جا کر خبر کی ہران فوج جنگی آراستہ کر کے آگے پہونچا
ساٹھ ہزار سواران جنگی جوانان یکرنگی اٹھائے بارگاہ کے لدے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے اس شوکت و شان سے ہران کے آگے شاہزادے کو سلام کیا بارگاہ مین استادہ ہوئین شاہزادہ
لوح گلے مین پہنے ہوے آگے بارگاہ مین داخل ہوا تھوڑا عرصہ نگذرا تھا کہ وہی تاجدار تخت پر سوار پشت پر
چالیس ہزار ساحر علم نیرنگ سے ماہر اژدرہاے آتشین پہ سوار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے مقابلے مین
نورالدہر کے آگے اترے شبرنگ جادو نے کہدیا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے گا آپ کے میرے سب دشمن ہین
نورالدہر نے فرمایا خدا مالک ہی ابھی لوح دیکھنے کی نوبت نہین آئی کہ صداے طبل جنگ بلند ہوئی اب
نورالدہر نے سر اٹھا کر فرمایا ای شبرنگ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجتا ہی شبرنگ جادو نے کہا ہرکارے
گئے ہوے ہین خبر لاتے ہین یہ ذکر تھا کہ شاگردان شبرنگ دوڑے ہوے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے شاہی
بجا لائے شعر پیوستہ دوستدار تو باد اجستہ فال + ہموارہ بدسگال تو باد اشکستہ بال + دیگر تازہ تر باد چو گلزار
امانی ہر روز + گلبن جاہے تو از شبنم فیض ازل + عرض کی حضور یہ کامگار کا بھائی مکار جادو کا مشہور ہی اسکے
مکر کی شہرت دور دور ہی براے مقابلہ حضور آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سر میدان حضور سے
مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا ای شبرنگ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجوے

پڑی سبکو خبر ہوئی کہ کل ساحرون سے مقابلہ ہی نور الدہر نے خطا یہ کی کہ طبل جنگی بجوادیا اور لوح نہین ملاحظہ کی مکار جادو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اٹھا ساحرون سے کہا اپنے اپنے کام پہ ہوشیار ہو کامگار جادو کا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ خون سر اٹھائیگا ہم بھی بخوبی جانتے ہین کہ وقت انقلاب ہی ساحرون کے لیے خرابی ہی اور سامری و جمشید لکھ گئے ہین غیر مذہب کی عملداری ہو ہمارے واسطے بیقراری ہو لیکن اپنی فراست سے کام کرنا لازم ہی طلسم کشا کو مارے لیتے ہین لوح فکر کرکے چھین لینگے ان سب کو شکست دینگے سب نے کہا ہم سب ہوشیار رہین آمادۂ پیکار رہین مکار اٹھکر غائب ہوا مفتون تاجدار کہ عاشق جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدہر ہی طبل جنگی جب بج چکا واسطے انتظام کے لشکر مین نکلا ہر پلٹن و رسالے مین جانا سب کو ہوشیار کرنا ہر ایک کے آگے یہی بیان ہی یارو وہ سب ساحر ہین علم نیرنگ سے بخوبی ماہر ہین تم غیر ساحر ہو سونا بالکل موقوف رکھو ایک کی ایک حفاظت کرے ایسا نہو کوئی آفت دیڑے یہ کہتا ہوا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا ہی کہ ایک خدمتگار سامنے سے آیا کہ حضور مجھکو شاہزادۂ نور الدہر نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا ہی ذرا حضور کنارے تشریف لائین تو عرض کرون مفتون خدمتگار کے ہمراہ چلا گیا کنارے لاکر للکارا خدمتگار نے کہا کیون مفتون تو نے مجھکو پہچانا مین تیرا باپ ہون مکار جادو نے یہ کہکے ایک دوہتڑ مارا کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا مفتون جادہ کو اٹھا کر لیگیا آپ اسیوقت سحر کرکے بہ شکل مفتون جادو بنا اور طرف نور الدہر کے چلا مگر وہان شاہزادۂ ایرج نوجوان قلعہ میمون پر آمادہ ہین کہ مین دریاے کوہستان پر جاؤن اور جاکے لوح حاصل کرون لشکر ساحران تیار کرکے بیرون قلعہ آئے ہین میمون جادو نے کہا مین آپکو اکیلا اپنے ہمراہ لے چلونگا لوح دلوا لاؤنگا کہ اتنے مین خبر ہوئی کہ احکام جادو فرستادہ سحر العجائب دمصر الغرائب لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آتا ہی جس ساحر کو آپنے واسطے لینے قیدیون کے بھیجا تھا وہ بیچارہ قید ہو گیا یہا نکا حال سب یہین کے رہنے والون نے ظاہر کر دیا ہی اب انھون نے احکام کو بھیجا ہی کہ جاکر ایرج و میمون کو پکڑ لاؤ میمون نے ہنسکر کہا اب اور ہزار دو ہزار کی جان لیگا غریبون کو قتل کروا لیگا حضور کے پاس کوئی تحفہ نہین ہی مگر مین یہ موتیون کا مالا ہیرا دیکھا بھالا ہی پہناتا ہون حضور ہوشیار رہین ہر کس و ناکس کا سحر آپ پر اثر نہ کریگا کسی ساحر کی کیا مجال جو آپ کے پاس آسکے یہ کہکے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا چار پہر رات گذری تاجدار اقلیم چہارم تخت چرخ زبرجدی پر آکے جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع پشت پر اس کر دفر سے میدان جہان کو منور فرمایا ادھر لشکر ایرج مین صداے اذان بلند ہوئی وہ وقت تھا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبح دم آواز برداشت
چمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
عنادل لحن دلکش برکشیدند
نقاب از غنچہ ازرو در کشیدند

ادھر سے لشکر ایرج نوجوان نکلا میمون اختر شناس آگے بڑھا ہوا ایرج نوجوان کو خوب بھا رہا ہی کہ مین بھلو نگا جب حضور لوح پینگے لائق مقابلۂ ساحران ہونگے آج غلام میدان مین جائیگا اور ساحرون کے سر کاٹ کر لائیگا حضور ملاحظہ کرینگے انمین کوئی ساحر میرے مقابلے کے لائق نہین ہی سحر مین مجھپر فائق نہین ہی اسی قسم کی باتین کرتے ہوے میدان مین آکر پہونچے ادھر سے احکام جادو بصدۂ افسری سحر و ساحری مین سب پر برتری اور بہت سے ساحر چار جانب سے گھیرے ہوے لاکھ ساحران غدار حربۂ سحر سے تیار موجود ہین ہر ایک کا قصد ہی کہ میمون اور ایرج نوجوان کو پکڑلین میمون چست و چالاک اپنے مرکب پرند کو بڑھائے ہوے اسباب حجر قبضہ تیغۂ بر قتاب کمر مین پھولون کی خوشبو گھماے سپر مین مصفی جبین نقیبون نے نقابت کی اور کو کبت

گوکا کمکر ہے خوب اشعار عبرت آثار یہ دل سننے والون کے ترپانے نظم

اس چمن کی ہوا سے ہمین ڈر ہے　　آتشین زن چراغ عقل ہے کہ
لالہ رو دلیہ لیگئے جب داغ　　تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل　　تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب ہوا گل چراغ عارض یار　　تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن　　کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
دیکھکر بے ثباتی عالم　　ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس　　گل سوسن کا ہے کبود لباس

عاقلان باغ یہ نہین دلکش　　جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا　　تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہ کشان محفل دہر　　جعفری نے دکھایا تب رنگ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان　　ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہے جو دفن یہین　　چشم نرگس کھلی ہے سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان　　غافلو کل من علیہا فان
جب ہوا صرصر خزان کا دور　　خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر　　کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اسطرح کے شعر نقیبون نے جو پڑھے تمام ساحر و نمیر و ساحر سنکے محو ہو ہو کے جھومنے لگے آنکھون مین نشے آگئے یہی ارادے تھے کہ لڑین بھڑین نام پیدا کرین جیسنے نام نکیا وہ ناکام رہا مشلول جادو سپہ سالار لشکر احکام پر قہر و غضب تمام صف کفار سے نکلا میدان مین آکر نعرہ کیا ای مسلمانو تم مین سے جس کسی کو کہ تمنائے مرگ ہو وہ نکلے یہ سنکر میمون اختر شناس اپنے مرکب پرند کو بڑھاکر سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی اجازت میدان عطا فرمایئے ایرج نوجوان نے ارشاد فرمایا ای بھائی میرا ارادہ ہے کہ مین خود جاؤن میمون اختر شناس نے ہاتھ جوڑکر عرض کی حضور مین عرض کرچکا ہون کہ آپ اپنی حفاظت کرین مغلوبہ مین دیکھا جائیگا اتنو ذرا اس ملعون کو مین سمجھاؤن اس نابکار کو اپنے سحر پر بہت بڑا غرا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا خیر خوشی تمھاری بسم اللہ میمون اختر شناس سامنے مشلول جادو کے آیا مشلول نے سحر کیا میمون نے دفع کیا جب دو چار سحر اسمین رد و قدح ہوئے میمون نے آگ برسادی مشلول روکتا ہے مگر گھبرا رہا ہے میمون مبارک قدم صاحب شوکت و حشم تیغہ برقتاب کھینچے ہوئے برابر مشلول کے پہونچا اسنے کئی گولے مارے میمون نے اشارے کرکے دفع کردیئے اور برابر پہونچکے بہ چالاکی تمام ایک ایسا ہاتھ تیغہ برقتاب کا مارا کہ گو مشلول نے سپر اٹھادی تھی مگر تیغہ اس قہر کا پڑا کہ ابر سپر کے ٹکڑے اڑگئے مشلول کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سنیئے کہ شنکول جادو اسکا بھائی خاک اڑاتا ہوا اپنے بھائی کے غم مین بیقرار سامنے میمون جادو کے پہونچا بہت سے سحر کیے میمون نے سکو دفع کیے اسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لکھا ہے کہ سات جادوگر مقابلے مین میمون اختر شناس کے آئے ہاتھ سے اس شیر کے وہ روباہ خصال مارے گئے جب تو احکام گھبرایا غصہ مین سحر کرتا ہوا نکلا میمون پر بہت سحر کیے اس شیر دلیر نے بمردی دفع کیے ہاتھ تیغہ برقتاب کا مارا احکام زخمی ہوا سامنے سے میمون کے بھاگا میمون نے آواز دی گھیر کران سمعون کو مار لو نکل کر جانے نہ پاوین بحول قوت الٰہی ہمین طلسم نورافشان تک جانا ہے نمک حرام کو شاتا ہے بھائیون نے اپنے مالک کا پاس نہ کیا ایسے بادشاہ جلیل کو قید کرلیا انشاء اللہ جلکر اصل دشمن کو قتل کرکے تخت سلطنت نورافشان پر بٹھائین اس شاہ گردون سریر کی عملداری ہو عدل و انصاف سے سب ملک معمور ہو ظلم و جفا دور ہو تمام لشکر میمون لشکر احکام پر جاپڑا سحر ہونے لگا وہ بھاگے جاتے ہین یہ مارتے ہوے چلے جاتے ہین فوجون مین ہنگامہ کہین دس ہزار مرکے گرے کہین دو ہزار جل گئے اسطرح سے میمون نے ہنگامہ مچا دیا ہے ایرج نوجوان تلوار کھینچکر جاپڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر جو سحر کرتے ہین اکثر تاثیر نہین ہوتی ہے تو نکالا میمون نامدار کا دیا ہوا نگے مین پڑا ہے ساحر و نکا سحر تاثیر نہین کرتا ہے احکام

گھبرایا ہوا چاہتا ہی پلٹوں جگر لڑوں مگر ممکن نہین ہوتا جب رکتا ہی میمون آگ برسا دیتا ہی پھر انکے پر آٹھتے ہین
آپسمین یہی صلاح کی ہی کہ قلعۂ کامگار پر چلو وہان امان ملے گی یہ انکو خبر نہین معلوم کہ کامگار مارا گیا مگر ذکر کر چکا ہون
کہ مکار برادر کامگار نے مفتون تاجدار کو پکڑ لیا آپ اسکی شکل بنکر سامنے نور الدہر کے آیا جھک کر سلام کیا انہین نے
کہا ای مفتون تاجدار تمنے بڑی تکلیف اٹھائی بس انتظام کر چکے آکر تخت پر بیٹھو بر وقت سحر سمجھا جاویگا مکار
نے عرض کی مین کچھ عرض کرونگا ذرا کنارے آئیے نور الدہر اٹھ کھڑے ہوے مفتون اپنے ساتھ لگا کر چلا ایک
گوشے مین لایا کہا حضور مین نے خبر پائی ہی کہ لوح طلسمی ابھی آپکو نہین ملی ہی ذرا مین دیکھون نور الدہر نے لوح
اُسکے ہاتھ مین دیدی شاہزادہ بیخبر تھا پکار کر آواز دی باش او جوان تو نے غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب مین
لوح لے لی تڑپا تڑپا کے مارونگا چار جادوگر اپنے ہمراہ اور لایا تھا وہ الگ گئے تھے اسکے نعرہ کرنے سے دوڑ پڑے
انھون نے آواز دی آؤ نکل چلیے پھر آکے سبکو مار لینگے مکار اڑا چارون جادوگر بھی اڑے نور الدہر نے تیر مارا
ایک جادوگر کے سینہ پر پڑا وہ مرکر گرا آواز دی کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود اسی اندھیرے مین نور الدہر نے
دوسرے کو تیر مارا اس تیر نے بھی خطا نہ کی تودۂ سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من
گیرنگ جادو بود پھر تین بھال کا تیر مارا اس تیر نے بھی خطا نہ کی تیسرے کے سینہ پر پڑا یہ بھی جادوگر مرکر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام من سرہنگ جادو بود نور الدہر تیر مارتے چلے جاتے ہین مکار بلند ہوتا چلا جاتا ہی جب یہ تیر مارتے ہین وہ
اف کرتا ہی برق گر کر تیر کو جلا دیتی ہی مکار چاہتا ہی نکل جاؤن نور الدہر کے دوڑنے سے اپنے صحرا کا راستہ لیا خیال
ہی ایسا نہو اس سرکش کا کوئی تیر مجھپر پڑ جائے تو غضب ہو جائے دو کوس نکلا ہی کہ دیکھا لاکھون جادوگر بھاگے
چلے آتے ہین کوئی عقاب بنا ہی کوئی بشکل بوتیمار کوئی بشکل شاہباز کوئی کبوتر کوئی زاغ و زغن مگر سب کے پیچھے
ایرج نوجوان اور میمون سحر کرتا ہوا دم محبت کا بھرتا ہوا چلا آتا ہی مکار بھی ادھر سے گذرا ایرج نے دیکھا ایک ساحر
کوئی شی اسکے ہاتھ مین مثل جرم قمر چمک رہی ہی یا ستارہ ٹھہری ہاتھ مین بدحواسی بات بات مین ایرج حیران کہ اسکے ہاتھ مین
کیا چیز ہی قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب تیکھان مین
پیوست کرکے سینہ مکار کا تاکا سیسر کمان کا کڑکا کامگار گھبرایا تیر آکر سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا ساحر زبردست
تھا اسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من مکار جادو بود میمون نے کہا حضور یہ کسکو
مکار تو کامگار کا بھائی تھا یہان کیونکر آیا ایرج نے کہا مین نے اڑتے ہوے دیکھا کوئی شی اسکے ہاتھ مین مثل ستارہ چمکتی تھی
مین نے تیر مار دیا میمون نے کہا بڑھکر دیکھیے اب جو قریب لاش آئے دیکھا لوح طلسمی پڑی ہی ایرج نوجوان نے
اٹھا کر گلے مین ڈال لی خوشی کے نقارے بجنے لگے نور الدہر بیٹھے یہ سمجھے کہ مکار نکل گیا جان بچا کے ٹل گیا گھوڑے
پر سوار ہو کے اڑنے لگا احکام جادو فوج نور الدہر پر آپڑا سحر جو ان لوگون نے کیا سوچے کہ اگر ٹھہرونگا گرفتار ہونگا
لڑتے ہوے ایک جانب کو نکل آئے سبھون نے چاہا کہ بچاؤ نور الدہر کا کریں کہ آواز نعرۂ شیر کی آئی نعرۂ ایرج شعر

ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران ہیم و آفاق گیر

شد ایکطرف سے نعرہ ہوا منم میمون اختر شناس میمون نے
آکر آگ برسا دی ایرج نے پرے الٹ پلٹ کیے شاپور سے فرماتے ہین کیون ای شاپور یہ کشتی گیر زادہ یہان کیونکر
آپہونچا شاپور کہتا ہی دریافت ہو جائیگا میری عقل مین یہ آتا ہی کہ آپسے قبل وہ پہونچے لوح پائی مگر کوئی افتاد پڑی طلسم
انکے ہاتھ سے فتح ہونا تھا خدا نے حضور کو صاحب اقبال کیا ہی احکام بھی شریک ساحران مکار رہے پلٹ کے ساحران
مکار نے دیکھا بہت سی عمارتین جو ساختہ سحر مکار تھین وہ گر گئین سر پیٹکر سب نے کہا ہمارے آقا سے نامدار مارے گئے

احکام نے کہا نہ گھبراؤ مین بھی خدمت شاہان طلسم سے آیا ہون اب قلعے مین بھاگ چلو صاحب لوح سے مقابلہ ناممکن
مگر بااطمینان بیٹھکر فکر کرونگا میرے نام بھی حکم ہی کہ سرایرج و میمون لاؤ یہ افتاد پڑی کہ مین بھی زخمی ہوا یہان آکے
یہ انقلاب دیکھا مکار ایسا چالاک و چست سحر و شعبدہ بازی مین درست اسطرح مارا گیا مین کیا جانتا تھا
کبھی شکست کھا کے ادھر نہ آتا سب نے کہا کہ قلعے مین چلیے آپ ہمارے سرپرست ہین ساحر زبردست ہین
احکام سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے طرف قلعے کے بھاگا قلعہ دریا بار مین داخل ہوے ایرج نے چاہا چا پڑون
بالاے قلعے سے گولے پڑنے لگے میمون نے بڑھکے روکا کہ حضور ساتھ والے کئی منزل سے لڑتے ہوے آئے
ہین آپ تو شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و شوکت مین رستم ثانی ہین آپکا کوئی ساتھ دیسکتا ہی قلعے
کو گھیر لیا آب آزوقہ بند کیا کہ پھر کسی جانب سے رسد نہ جانے پاوے مورچے درست ہوگئے سحر جا نبین سے
چلنے لگے ادھر سے توپ کے گولے بھی آتے ہین میمون نے بارگاہ استادگرائی ایرج بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے
مغتون تاجدار بھی اسی قلعے مین قید ہی مکار نے بھیدیا ہی ایرج اگرچہ داخل بارگاہ ہوے اس فتح کی بڑی
خوشی ہوئی میمون بھی خوش و خرم ہی کہتا ہی پروردگار نے کیا فضل اپنا شریک حال کیا ہی نہین معلوم آپ کے
بھائی صاحب نورالدہر بن بدیع الزمان یہان کیونکر پہونچے مگر لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان نے
کہا یہ لوگ دست راستی بیشہ ہماری پیروی کرتے ہین مگر کچھ ہو نہین سکتا آخر زخمی ہوکر بھاگے اب یون ہی
مارے مارے پھرینگے ہر جگہ برابری کا ارادہ کرینگے کیسے انکے بزرگون سے کیا ہوسکا والد نامدار کے ہر جگہ ڈنکے
بجے کوچک باختر مین کھلبلی ڈالدی اصل باختر مین وہ تلوار چلی کہ لقا نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے تھراتا
تھا آجتک خائف و ترسان رہتا ہی شمالیہ باختر مین تو وہ کام کیا شوکت و جرأت کے دریا بہے بارگاہ
بن سیف الملک کے گھس گئے اسکی بیٹی کو طلب کیا وہ خود بڑا بہادر تھا انکا لحاظ کرتا تھا آخر کار زیر کر
شمالیہ باختر کو بھی فتح کرلیا آجتک خراج آتا ہی نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے ہر بہادر تھراتا ہی یہان بھی
آگئے انکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی ابھی تو طلسم نور افشان کی آغاز ہی انشاءاللہ جب ان بھیاؤن سے
مقابلے پڑینگے یہ دونون بھاگتے پھرینگے ہمنے کبھی کفار کو جمکر لڑتے نہین دیکھا اب طبل یورش بجواد و صبح کو
قلعہ لین گے میمون نے طبل یورش بجوادیا یہ خبر وہان احکام جادو نے سنی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیار یان
ہونے لگین ہمراہیان ایرج آپسمین کہ رہے ہین کہ کل انشاءاللہ قلعۂ دریا بار لوٹینگے ادھر اہالیان قلعہ بھی بہت
گھبرائے ہوے ہین ایکطرف پہلو مین چھوٹا سا ایک دریا ہی کہ بہ رہا ہی ایرج نے کچھ خیال بھی نہین کیا
جسوقت کہ پہلوان اقلیم چہارم ورزش کر کے معرکۂ چرخ اخضری پر آیا موج ثوابت و سیارگان کو انتشار ہوا
مشعلہ ماہ و تابان آفتان و خیزان داخل قلعۂ مغرب ہوا ایرج نوجوان کرۂ .ن اشقر پر سوار ہوے میمون
مع فوج ساتھ ہوا اب اہالیان فوج کمرین باندھے ہوے اشیاے سحر ہاتھون مین سامنے قلعے کے پہونچے
اہالیان قلعہ توپین درست کر رہے ہین احکام مصروف انتظام کہتا ہی یارو سب نے بڑی خطا کی ایک
عرضی کمک خدمت شاہان طلسم نور افشان مین نہ روانہ کردی وہان سے مدد آتی تسلی تو نکو جمنا و ثمنا
مشکل ہوجاتا اب تو سامنا لڑائی کا ہی جو کچھ فلک دکھائیگا دیکھینگے بڑی مشکل یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کو ل گئی
جسوقت لوح دیکھے گا صورت فتح معلوم ہوگی قلعے کا بچنا مشکل ہی یہان ایرج جو سامنے قلعے کے کھڑے ہے
کل اہالیان فوج آرزو رکھتے ہین کہ قلعہ پر دھاوا کرین ہم لوگ جاتے ہین ایرج نے جو بہادران صف شکن کو

جوانان تیغزن کے یہ حوصلے دیکھے فرمایا بسم اللہ یہ لوگ سحر کرتے ہوے بڑھتے احکام نے جو یہ دیکھا اہالیان فوج کو اشارہ کیا انھون نے بھی سحر کرنا شروع کیے آدھ کوس تک تو لڑتے ہوے گئے اب اُدھر سے استعمال سحر ہوا اور توہین جلبین علغلہ کرتے ہوے پیچھے ہٹتے کہتے تھے گوشت مٹی کی لڑائی ہے آنکا حربہ ہم تک آتا ہے ہمارا سحر وہان تک نہین پہونچتا ہے اب تمنا دشوار ہے لکھا ہے کہ شام تک ایرج نوجوان نے بر سر قلعہ حملہ کیا مگر دعا واپیش نہوا شام کو مجبور پلٹے دس بارہ ہزار آدمی روز مارے گئے تین دن یہی ہنگامہ رہا تیسرے دن جو شاہزادہ پلٹا نہایت مزاج مین غصہ چہرہ سرخ قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا شاپور سے فرماتے ہین کہ جلکر ابھی طبل یورش بجواؤ کل ہم یکہ و تنہا قلعے پر جائینگے یا اپنی جان دینگے یا قلعہ لینگے نہایت طبیعت کو تردد ہے شاپور نے طبل جو بجوایا یہ حکم سب مین پہونچا یامون اختر شناس انتظام مین تھا یہ خبر سنکر بخدمت شاہزادۂ والا قدر آیا افسران فوج کو ساتھ لایا کہا آج حضور نے کیا ارشاد فرمایا ہے ایرج نے کہا آج تین دن مین پچاس ہزار بندگان خدا مارے گئے قلعے پر قبضہ نہوا کل ہم یکہ و تنہا جائینگے میمون نے کہا آقا ذرا سوچیے تو سہی اور آپسے بڑی خطا سرزد ہوئی نہ آپ نے خیال فرمایا نہ مین نے عرض کی اب عرض کرتا ہون بگوش ہوش سرکار سماعت فرمائیے بموجب اسکے کاربند ہوجیے اہل اسلام خوشی کفار دردمند ہون اور جب لوح طلسمی بفضل خدا سے آپکو ملی اب بدون دیکھے لوح کے کام کرنا کیسا آج بعد ادائے نماز مغرب بصد زینت وزین بحفاظت رب المشرقین والمغربین حضور داخل قلعہ ہونگے استاد تو آپ کے پاس ہین ایرج نے فرمایا بیشک بڑی خطا ہوئی مفت مین بندگان خدا مارے گئے یہ مرحلۂ طلسمی ہے ذرا سے دعوے مین کیا ہو جاتا ہے تامل فرمایا وقت مغرب آیا نماز پڑھی بعد نماز مقام صدر پر آکے بیٹھے شاپور بھی حاضر خدمت ہے میمون نے عرض کی لوح ملاحظہ ہو ایرج نے لوح کو جیب سے نکالا بسم اللہ پڑھکے ملاحظہ کیا اس مین مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی حاصل ہو خبردار قلعے پر یورش نہ کرنا بلکہ پہلوے قلعے مین جو دریا ہے خرد واقع ہے اپنے کو اسی دریا مین گرا دے دیکھو کہان پہونچتے ہو ساحر حیران رہینگے ایرج بہت خوش ہوے آکر پلنگ پر بیٹھے مگر تڑپ رہے ہین شاپور گس پڑائی کر رہا ہے فرمایا اے شاپور تو اچھا بتا ہے جان دین فلک کج رفتار گردون غدار نے کیا کیا شعبدے دکھائے سنگ تفرقہ پھینکا اب تو یہ کیفیت ہماری ہے نظم

ادھر بھی جلوہ فرما کوئی مہمانانہ ہو جاتا
نکل آتی تو سارا شہر اک ویرانہ ہو جاتا
دم آ پھنسا کچھ مین یہی پکڑنا کو سے جاتا کی
ترے مینا و ساقی کبھی پیمانہ ہو جاتا
ترے گیسوین کے دل جمع تھے آشفتہ ہو جاتا
جو اگتا سبزہ اپنی خاک پر بیگانہ ہو جاتا
ملا کرتے ہیں عشق وصل مین جو گفتگو باہم
محبت کا بھی رشتہ سبحۂ صد دانہ ہو جاتا
یہ غفلت ہے مری بہتر ہے تیرے حق مین اے غافل

شب وصل آپ سے باہر دل دیوانہ ہو جاتا
کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحبخانہ ہو جاتا
وہ کہتے ہین جو ہوتا ہمین ذکر غیر بھی شامل
مرا آنسو الٰہی سیر آب و دانہ ہو جاتا
کسی کی یاد مین چپ بیٹھے رہنا تھا جو قسمت مین
ستم ہوتا جو اس مجمع مین داخل شانہ ہو جاتا
خوشا وہ درد دل جسکا سنانا وصل کی شب مین
اگر مین اسکو سنتا اور بھی دیوانہ ہو جاتا
جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اٹھتا
کہا تو کچھ ہوش مین آؤ مین دیوانہ ہو جاتا

کسی سے پیشتر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
بھری تھی میرے دل مین اے فلک گرد ملال اتنی
مرے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا
عدو کے لب تلک اگر ٹوٹ جاتا صحبت دشمن
الٰہی کاش یہ دل در بتخانہ نہ ہو جاتا
جو چڑھتے پھول تربت پر نہ تے بو محبت کی
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہو جاتا
گر جو دل مین پڑی یاد وہ محبوب کی ہوتی
تنگ تے بغتے وہ قاصد نامہ بر پروانہ ہو جاتا
نہ کرتا مجمع محشر مین جسے یار رسوا ہی

ہو رازحسرت نہ دی جلال افشانہ ہوتا شاپور نے ٹھنڈی سانس کھینچکر جواب دیا یہ قسم جانکاہ آپ کے ساتھ تو سے
انشاءاللہ جلد طلسم نور افشان فتح ہو سحر العجائب و مصر الغرائب مارے جائیں اور وہ شہریار عالی وقار
و ملکہ نامدار رہائی پاوین اُسی دن اس غم سے رہائی ہو ایرج نے کہا ای شاپور ہر طرف سے وفور غم و الم ہی
ہجوم ہر دم ہر دیکھیں اس سے کیونکر رہائی ہو الغیاث تو کرو کہ فرزند بادشاہ جہاں و فرزند اسد شیردل و نور
نظر نورالدہر یہ تینون جوان خروج کر کے آئے ہیں فرزند ہران کا نشان نہیں سکندر پر گمان کرتے ہیں کہ
وہ بھی قید ہو اب دیکھیے یہ پردہ درمیان سے کب اُٹھے مثل ہمارے نہ آوارہ ہوں عالم کفر میں ہمسے کیا کیا
بدعتین سرزد ہوئیں مسلمانکشی مان پر عاشق ہونا پروردگار معاف کریگا مگر خدا سب کو سلامت رکھے کس سبب
طرح آسنے مجھکو ستایا ظاہر میں بغاوت تھی باطن میں صورت فرحت بھی کس کسطرح مجھکو رو کا کن کن طکو
فساد برپا کیے مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اسد جیسا مرتبہ میرے قبضے میں آیا اگر انکو قتل کر ڈالتا اہل اسلام کو کیا
منہ دکھاتا باپ سے مقابلے پڑے کب امید تھی کہ ہم انکے ہاتھ سے بچینگے یا وہ جانبر ہونگے مگر پروردگار عالم نے
سب مشکلیں آسان فرمائیں دیکھیے یہ کیا کرتے ہیں عیار کو تمنے دیکھا مثل تمھارے حیست و چالاک عیاری میں
مبارک شاپور نے کہا ای شہریار یہ گمان تو میرے بھی دل میں ہے یہی نقشہ آب و گل میں ہے میں نے تو اُس شریکہ
کان میں بھی آپکا حال ڈالدیا ہے کتاب کا نشان بتایا کہ ایرج نامہ ملاحظہ فرمایئے اپنے مقدمے میں ذکر کیجیے
یہ کیا سبب ہے آپ حسین جمیل بہادر دن کے کفیل صف شکن تیغزن باپ آپ کے کسطرح آپسے موافقت نہیں سمجھتے
اسکو پردہ بہ پردہ دریافت فرمایئے کان تو اُس شاہزادے کے کھڑے ہوئے انشاءاللہ جب ایرج نامہ
میں آپکا حال مفصل دیکھینگے ضرور متفکر ہونگے اگر خدا نے فضل کیا اور آپ کے دست حق پرست سے اُنکی رہائی
ہوئی اُس دن میں بہت سمجھاؤنگا ایرج نے کہا وہ بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہے اسکی تدبیر رہائی کی اور
ہوگی یہ تو یقین کامل ہے کہ ہمارا احسان نہ گوارہ کریں ایرج نے کہا اب تو انشاءاللہ کل اس قلعے کی تباہی
کی تدبیر ہی بیکار کی تقریر ہے جو جسکی تقدیر میں ہوگا وہی تو ہو گا اب تو ایک ساحرہ اُنپر عاشق ہے دیکھیے انجام
کیا ہو یہ باتیں کرتے کرتے ایرج نے آرام کیا شاپور اُٹھکر باہر آیا طلائے کا انتظام کیا دیکھا میمون اختر شناس میں
مشغول چاکران کمترین بازاروں میں اہتمام کرتا پھرتا ہے آیندہ و روندہ سے حال دریافت کر رہا ہے اُدھر قلعے پر روشنی ہے
صدائے حاضرباش و ناظرباش بلند ہے احکام جادو و انتظام کر رہا ہے کہ لیلائے شب نے نقاب عنبرین چہرۂ
مشک فام پر ڈالی مجنون نیر اعظم بصد شوکت و حشم دشت بجد فلک پر مصروف نظارہ ہوا لشکر ایرج میں
صدائے تکبیر بلند ہوئی قلعے سے گھنٹے ناقوس کی آواز آئی میمون اختر شناس کل فوج کو تیار کر کے قلعے
قلعے کے کھڑا ہوا اب احکام کو یقین ہے کہ مثل ہر روز کے یہ بلوہ کرینگے تو ہیں تیار ساحران غدار گولے
ہاتھ میں لیے آمادۂ حرب و پیکار مگر احکام دیکھ رہا ہے کہ آج ایرج نوجوان کہاں ہے یہاں ایرج نوجوان
بپشت مرکب پر سوار ہوئے سب کی نگاہوں سے اپنے کو بچا کر قریب دریا پہونچے مرکب شاپور کو
دیا فرمایا عبارت لوح سے ثابت ہوتا ہے کہ انشاءاللہ بموجب مضمون اس شعر کے ظاہر ہوا وہ یہ ہے شعر
چمن میں دفن ہوا کوے یار میں نکلا × زمین میں بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہوں میں × یقین کامل ہے کہ دریا میں ہم کود کر
قلعۂ دریابار میں پہونچیں تم مرکب کو ہمارے پاس پہونچانا میمون اختر شناس کو خبر دینا کہ بلوہ کر کے
قلعے پر جا پڑیں لو خدا حافظ یہ کہکے دامن گردانے آستین چڑھائی آواز دی شعر در مین صبای بے پایان

درین طوفان شور افزا؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا؛ یہ آواز دیکر دریا مین کود ے شاپور نے دیکھا
شاہزادہ غرق دریاے جرأت ہوا یہان احکام جادو دیکھ رہا ہے اسکو یقین کامل ہے کہ ایرج نوجوان
کی آمد کا انتظار ہے افسر اعلیٰ کے آتے ہی میسر ہوگا یکایک بیچ قلعے مین ہنگامہ ہوا احکام جادو نے پلٹ کے
دیکھا ایرج نوجوان دست حق پرست مین تیغ بران گوشۂ قلعے سے پیدا ہوا ساحرون نے گھیرا ہے
شاہزادہ لڑ رہا ہے احکام جادو گھبرایا اور کہا لو یارو غضب ہوا طلسم کشا تو اندر قلعے کے آگیا تلوار چل رہی ہے
ابھی یکہ و تنہا ہے گھیر کر اسکو مار لو تمام ساحر سر قلعے سے اترے ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے ایرج نوجوان
نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جل گیا جسنے بڑھکر کوڑا مارا آتشین کا مارا موزے کا بل نکل گیا خود مثل
ہیزم خشک جل گیا ادھر میمون نے جو دیکھا کہ ساحر قلعے سے اتر گئے نعرۂ ایرج کی آواز آتی ہے زمین قلعہ
تھراتی ہے شاپور نے بھی آکر خبر دی کہ شاہزادہ بموجب حکم لوح دریا مین پھاند پڑا یقین ہے قلعے مین پہونچا ہو
طریقے سے معلوم ہوتا ہے گھوڑا میرے پاس ہے شاہزادہ لڑائی مین پیدل ہوگا میمون بڑھا شاپور کو اپنے
ساتھ لیا بڑا خیال یہ ہے کہ ایسا نہو کوئی ساحر اس سے مرکب چھین لے تو بڑی بدنامی ہوگی جھنجھکر گولہ مارا
قلعے پر جاکے پھٹا کئی توپین بیکار پہیون پر سے گر پڑین کئی سو ساحر مرے دو تین گولے میمون نے ایسے
مارے کہ سر قلعے پر سناٹا ہوا کچھ ساحر مرے کچھ بھاگے احکام اتر گیا ساحرون سے کہہ رہا ہے یارو طلسم کشا
اکیلا ہے ابھی ساتھ والے انکے نہین پہونچے گھیر کر لپٹ پڑو جسطرح بنے لوح چھین لو بیٹھا بوہو جائیگا پھر
اسکو گرفتار کر لینگے کل ساحران غدار کا اس شیر پر بلوہ ہے مگر ایرج نوجوان نہنگانہ و پلنگانہ رستمانہ و شیرانہ
اس مجمع عام مین شمشیر زنی کر رہا ہے پشت و پہلو سے خبردار سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین
جب او چھڑ لگا دی دس دس ساحر تلے اوپر گرے شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ مارا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا
ہاتھ کٹ گرا مگر منتظر ہے کہ ہمارے رفقا نہین پہونچے میمون نے آکر خندق کو طے کیا برابر پھاٹک کے پہونچا
گرز سحر کرکے مارا پھاٹک گرا میمون مع فوج اندر گھسا احکام جادو کو ہرکارون نے خبر دی حضور
بڑا غضب ہوگیا ہمراہیان طلسم کشا قلعے مین گھس آئے کود برزن مین تلوار چلنے لگی سیکڑون مکان گر گئے
دود دیکھیے اڑتا ہوا آتا ہے احکام جادو نے جو دیکھا حقیقت مین میمون اختر شناس کے سحر کی پناہ
نہین جب گولا مارا سو دو سو ساحر مارے گئے کچھ غرق زمین ہوے کچھ جان بچاکر سامنے سے بھاگے
بعض افسران فوج یہ زبردستی دیکھکر ایسے گھبرائے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے کہا حضور ہمنے
سامری و جمشید پر لعنت کی آپ کے غلام حلقہ بگوش ہین خطا معاف فرمایئے میمون اختر شناس تسکین دیتا ہے
ایک ایک کی خطا معاف کر رہا ہے ہزار ہا ساحر آنکے شریک ہوے بڑے زور و شور سے سحر ہو رہے ہین
شاپور نے مرکب شاہزادے کا پہونچایا اب ایرج نوجوان نے جو مرکب پایا تیغ دو دمہ سکندری
دست حق پرست مین لیکر فتح قلعہ قلب زبردست مین مرکب پر سوار ہوکے احکام جادو کو تاکا اڑتے ہوے
چلے احکام جادو نے بہت سحر کیے مگر بسبب لوح کے کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایرج نوجوان برابر احکام
کے پہونچ گئے احکام جادو نے تیغ سحر کا وار کیا شاہزادے نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار
مارکر پلٹا نعرہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ برق تاب گرا اور سپر کے ٹکڑے
اڑ گئے وہان سے تلوار جو گری تاج کو کاٹکر تا دو ابرو پہونچی احکام جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا

لوٹ مار کرنے ہوا آواز دی یارو نکل چلو میمون اختر شناس نے آواز دی حضور یہ نکل جائیگا تو فساد برپا کریگا
جب تک ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری احکام بدانجام مثل ستارے کے آسمان پر
چمکا وہان جاکر نعرہ کیا او میمون جادو دیکھ تو تیرے واسطے کیا آفت لاتا ہون تو نے شراکت اس
طلسم کشائی کر کے قلعے کو مٹایا تمھارے اہل وعیال کو قتل کرونگا زوجہ کو تمھاری گرفتار کرا کے سر دربار
بلاؤنگا ایرج نوجوان تو رک گئے یہ منھ سے نکلا کہ بھئی سرحد تیر سے وہ بے پیر نکل گیا مگر میمون یہ سنتے ہی
بہ ہئیت دیگر بلند ہوا بشکل عقاب جاکر ستارے سے لپٹا دونون مین رد و قدح ہونے لگی اب سب نے دیکھا
کہ احکام بشکل باز سیاہ ہے مگر بحال تباہ ہے میمون بصورت عقاب جھپٹکر جب طمانچہ مارتا ہے باز اُلجھتا ہے منقار
سے پر نوچکر پھینک دیے اور بہت سے ساحر عقب مین احکام جادو کے بلند ہوے تھے ہمراہیان
میمون بشکل طائران بلند پرواز اُنپر جا پڑے کسی نے کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی نے کسی کی آنکھین
نکال لین اندھا ہوکر گرا ملازمان ایرج نوجوان نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا مگر احکام جادو منھ سے شعلے
چھوڑ رہا ہے عقاب اسکو دباتا ہوا قریب زمین لایا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ باز سیاہ نے منھ سے شعلہ ہا
آتش چھوڑ چھوڑ کر عقاب کے پر جلا دیے ہین کچھ اپنے بھی جسم پر پڑے ہین مگر عقاب باز نہین آتا ہے حال
ابتر ہے مگر لپٹا ہی جاتا ہے ایک مقام پر اُسنے شعلے منھ سے چھوڑے عقاب نے پنجہ مارا دونون آنکھین احکام کی
نکل پڑین بقول شخصے آنکھین نہ رہین مقام سے آنکھون کے خون ٹپکنے لگا باز سیاہ بھی بھڑکنے لگا عقاب نے
اتنی جو مہلت پائی پنجون سے دونون پاؤن پکڑکے جھٹکا اٹھا مارا باز سیاہ کو چیر ڈالا اسکے مرتے ہی ہنگامہ برپا ہوا
اندھیرا چھایا غلغلہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من احکام جادو بود اب ساحرون نے چادر ہلالی ایمان
نقد رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے میمون اختر شناس رکاب سعادت انتساب ایرج نوجوان
کی تھامکر کھڑا ہوا جو ساحر آیا اُسکو ایرج نوجوان نے پناہ دی بعض بعض کے مقدمے مین میمون نے کہا
یہ بڑے مکار ہین ایرج نوجوان نے کہا بھئی تم جانو خواہ قتل کرو خواہ بخشو کل قلعہ اسلام آباد ہوا بہ فتح و
فیروزی ایرج نوجوان داخل قلعہ ہوے دار الامارت مین آئے میمون اختر شناس کو تخت نشین کیا
آپ دنگل مین بیٹھے میمون اختر شناس نے کہا ابھی حضور کو آرام نہین ہے مگر ایک بات کا بڑا خوف پیدا ہوا
غلام کا مکان بہت بڑا ہے زوجہ میری ملکہ گلرنگ سحر ساز نہایت حسین ہے سحر مین بھی طاق ہے حسن مین
شہرۂ آفاق ہے ایسا نہو سحر العجائب و مصر الغرائب اسیر دست انداز ہون آپ تو واسطے طلسم کشائی کے
تشریف لیجایئے لوح کو ملاحظہ فرمایئے مین اُس سرو پا شکستہ کی فکر کرتا ہون احکام جادو نے عجب کلمہ کہا
دل ہلگیا قلب بیقرار ہے بڑا تردد ہے ایسا نہو وہ ملعون فساد برپا کرے ہر چند کہ وہ بڑی ساحرہ ہے اور
انھین کے خاندان کی ہے مصر الغرائب کی بھانجی ہوتی ہے مگر عورت پر جب دس ہزار ساحر جھکینگے
کیا کر سکیگی لہذا مین جاکر الگ خبر لیتا ہون شہر عجائب نگار کہ جو تخت گاہ تمھارا ہے وہان تو
میرا جانا ناممکن ہے مگر خبر منگاؤنگا ایرج نوجوان نے اُسیوقت لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اب
میمون اختر شناس نے بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیکر جو ساحر کہ تیز رو تھے اُنسے فرمایا جاکر ہماری زوجہ کو
اطلاع کرو کہ تمھارے شوہر میمون اختر شناس شریک مسلمانان ہوے اگر بن پڑے تو نکل آؤ خدا آبرو
بچالے دو ساحر تو یہان سے چلے مگر ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل سے فرمایا یہ اور فکر مین ہین مین

بر سر مرحلہ جاتا ہون تم کہان رہو گے میرے ساتھ نہین جا سکتے لوح مین ممانعت ہی یہی تخت جو بچھا ہوا اسکو
اٹھوا کے نقب مین داخلہ کرونگا دیکھیے کہان پہونچون شاپور شیر دل نے کہا مین میمون کے ساتھ جاتا ہون
ایرج نوجوان نے کہا بسم اللہ یہ کہکے حکم دیا اس مقام سے تخت ہٹاؤ تخت ہٹایا گیا فرش کو دور کیا منھ
نقب کا پیدا ہوا ایرج نوجوان بسم اللہ کر کے داخل نقب ہوے سیڑھیان طی کرتے ہوے جاتے
ہین اک صحراے سبزہ زار مین آئے لوح کو دیکھا حکم نکلا اسم حاشیۂ لوح پڑھو تو اک طائر پیدا ہوگا اسکی
پشت پر سوار ہو کے مرحلے پر جاؤ ایرج نوجوان نے اسم پڑھا اک طائر قوی جثہ آسمان سے آیا ایرج
اسکی پشت پر سوار ہوے وہ طائر شاہزادے کو لیکر بلند ہوا ایرج نوجوان نے عکس لوح کا طائر پر ڈالا
یہ بھی بموجب حکم لوح کیا عکس ڈالکر فرمایا اے یاقوت جنی کچھ بات کرو راستہ کٹے اب تمھاری رہائی کا وقت
قریب آیا ہے آبرو تمکو طرف قاف کے روانہ کرینگے جبکہ ہماری ملکہ آسمان پری جو حاکم پردہ قاف ہین
انکے نام عرضی دینگے وہ تمھاری سرحد تمھین سپرد کرینگی طائر ہنسا اور کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے بھی
یقین ہے کہ اب مین رہائی پاؤنگا میری مشقت ضائع نہو گی مرحلہ خونریز پر آپکو لیے چلتا ہون حنظلہ جادو
وہانکی حاکم ہے اُسی سے مقابلہ پڑیگا میری کیفیت یہ ہے اس طلسم مین میرا گذر ہوا بانیان طلسم نے اس طلسم شوکت
کا مجھکو پابند کیا عزیز و اقربا سے چھوٹا جس کسی نے دعوی طلسم کشائی کیا اسکو دھوکا دیا اور
طلسم مین پھنسایا مگر آپکو مین پہچانتا ہون کہ آپ ملکہ آسمان پری کے پوتے ہین کئی مرتبہ آپکا قاف مین
داخلہ ہوا لوح کو ملاحظہ فرمائیے مین آپکو دھوکا نہ دونگا تھوڑے ہی عرصے مین بالاے قلعۂ خونریز
پہونچا دونگا سارے طلسم مین مجھسے آپکو ضرورت پڑے گی مثل سایہ ساتھ رہونگا مفتوح جادو جو
اس طلسم مین بادشاہ ہے اُسنے تمھراموں کو نامہ لکھا ہے وہان سے بھی کمک آئے گی ابھی تمھراموں کے کان پر
جون نہین رینگی کاہن طلسم حکم لگاتا ہے مگر یہی کہتا ہے ابھی فتاح طلسم نور افشان نہین آیا اورون نے جو
قصد کیا ہے یہ طلسم نور افشان فتح نہین کر سکتے مگر زور پکڑتے جاتے ہین مین مفتوح جادو کا نامہ لیکر
گیا تھا سرخ فاطم جادو کو بارہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا ہے ایرج نوجوان سے یاقوت جنی یہ باتین
کرتا ہوا طرف مرحلۂ خونریز کے جاتا ہے گر حنظلہ جادو مالک مرحلۂ خونریز اپنے قلعے مین بیٹھی ہے اول اسکے
پاس لاشۂ کامگار جادو پہونچا پھر لاشۂ مکار جادو دیکھا ان لاشون کو بیر اٹھا کر لائے مگر یہ بھی خبر
اسنے سنی کہ احکام جادو قلعے پر لڑ رہا ہے لیکایک چند ساحر بھاگے ہوے آئے اور بیان کیا کہ احکام بھی
مارا گیا احکام جادو کو میمون اختر شناس نے مارا ہملوگ بمشکل جان بچا کے نکلے مگر خبر پائی کہ طلسم کشا
اسطرف آتا ہے اور میمون جادو تو جان و دل سے شریک ہوا ہے ترقی طلسم کشا کی چاہتا ہے اگر میمون کد
نہ کرتا تو احکام جادو نکل چکا تھا مگر میمون جادو نے زبردستی اُسکو گھیرا آخر مارا گیا ہملوگون کو کچھ نہ
بن پڑا بھاگ نکلے آپ جلد تدبیر کیجیے ورنہ یاقوت جنی طلسم کشا کو لیکر آئے گا آپ کے قلعے مین پہونچیگا
حنظلہ جادو نے کہا یاقوت جنی خیرخواہ طلسم شوکت ہے طلسم کشا کو صحراے خارستان مین پھینکدیگا
بھٹک بھٹک کر مر جائیگا مگر تدبیر واجب و لازم ہے یہ ذکر تھا کہ قصر قلعے سے آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان
ملک ایرج آن آفتاب منیر ÷ کہ صاحبقران ایم و آفاق گیر ÷ حنظلہ جادو گھبرا گئی جب تک یہ اٹھے اٹھے
ایرج نامدار صحن قلعے مین آئے ساحرون نے گھیرا لوح کو ملاحظہ کر چکے تھے لوح کو اٹھا کر پھینکدیا کہا اے

مجھے نہ گھیرو لوح طلسمی لے لو جیسے ہی لوح طلسمی زمین پر گری ساحر طرف لوح کے چلے ایرج نوجوان تیغ
کھینچے ہوئے کھڑے ہین ساحر آپس مین لڑنے لگے حنظلہ جادو نے بڑھکے دیکھا ساحر اپنی جان سے تنگ
ہین آپس مین مصروف جنگ ہین کئی ہزار مر کر گرے لاشے تڑپ رہے ہین حنظلہ نے آواز دی ارے کمبختو
یہ کیا کرتے ہو آپس مین لڑ کر مرتے ہو طلسم کشا کو مار لو ایرج نوجوان نعرہ حنظلہ سنکر ادھر بڑھے قصد ہوا
حنظلہ کو مارون حنظلہ ایرج کو دیکھکر ایسی خائف ہوئی پر پرواز پیدا کر کے اڑی ساحرون کو بھی آواز
دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہے لوح کے حکم سے یہان تک آیا مگر تم نہ گرفتار کر سکوگے لوح کے حکم سے وہ
مصروف فتاحی ہے ساحرون نے آواز دی ای ملکہ عالم جو ہمارا حال ہے وہ سب آپ پر کھلا ہے ہم کیونکر گرفت
کرین آتش لوح سے جلے جاتے ہین جب ہاتھ بڑھاتے ہین شعلہ نکلتا ہے ہر استخوان مثل شمع کافوری
جلتا ہے اس سے بڑھکر کیا بد اقبالی ہوگی کہ لوح سامنے رکھی ہے اور اسکو اٹھا نہین سکتے آپ سے جو کچھ
بن پڑے کیجیے حنظلہ نے کہا اب کچھ نہ بن پڑیگا نکل چلو مین تو جاتی ہون یہ کہکے بازو کو ہتہ دیا کچھ اسم سحر بھی
پڑھا بازو دون پر پر پیدا ہوئے حنظلہ اڑی ایرج نوجوان نے تاک کر تیر مارا بڑے مقام پہ پڑا پیشانی کو توڑ کر
پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے جلکر زمین پر گری اسکے جسم کے شعلے ساحرون پر گرنے لگے
مکانات گرے غبار بلند ہوا یاقوت جنی نے بلندی سے دیکھا کہ شاہزادہ حیران بربادی قلعہ دیکھ رہا ہے
حنظلہ کے مرنے کی آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من حنظلہ جادو بود یاقوت جنی تڑپکر گرا کہا میری پشت پر
سوار ہو جیسے یہان سے نکل چلیے ایرج نوجوان پشت پر یاقوت جنی کی سوار ہوئے یاقوت جنی شاہزادے
کو لیچلا بلندی پر جاکر ایرج نوجوان نے ملاحظہ فرمایا سارا قلعہ جلکر خاک ہوا اگر مفتوح جادو بادشاہ
طلسم شوکت اپنے مقام پر بیٹھا ہے سب خبرین سن رہا ہے کہ طلسم کشا نے سب طلسم درہم برہم کیا چیخ کر
آواز دی ای عفریت طلسم جا کر طلسم کشا کو کھا جا اسکا گوشت بجھو ایسے حرامزادے پر حلال کیا دیکھا جانب
پہلوے قصر سے ایک دیو بلند بالا دار آہن ہاتھ مین بال چھوٹے ہوئے سامنے آکر موجود ہوا عفریت نے کہا
طلسم کشا کہان ہے مفتوح جادو نے کہا ارے احمق ابھی در بند خونریز تباہ ہوا اسی راہ مین ہو دیگا
عفریت جھومتا ہوا چلا کوئی چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ تڑاقے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھا ایک
طائر قوی جثہ کی پشت پر ایرج نوجوان سوار ہے اسی جانب آتا ہے عفریت نے للکارا ایرج نوجوان
نے جلدی مین لوح کو تو نہین دیکھا یاقوت جنی سے کہا مجھکو زمین پر پہونچا دے مین اس سے مقابلہ
کرون جیسے ہی یاقوت جنی نے شاہزادے کو زمین پر اتارا ایرج نوجوان تو نعرہ کر کے بڑھے عفریت
نے یاقوت پر چنگل مارا ہر چند یاقوت جنی نے چاہا نکل جاؤن مگر پنجے سے اس ظالم کے نکلنا دشوار تھا
عفریت نے یاقوت جنی کو گولی بنا کے پھنکا مار لیا اسوقت ایرج نوجوان کو غصہ آیا تیغ کھینچکر بڑھے
عفریت نے وار اس زور سے لگائی ایرج نوجوان نے تو پیترا بدل کے خالی وار دیا وار آکر زمین پر
پڑی پانی نکل آیا زمین کانپی صدہا نخل گرے دیو نے آواز دی افسوس لقمہ بھی آدم زاد کا کرا ہو گیا ایرج
نے نعرہ کیا او بیحیا مین تیری جان نکالنے ملک الموت موجود ہون پلٹ کے ایرج نوجوان کو صحیح و سالم دیکھا
چنگل مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا عفریت منہ کے بل زمین پر آیا ایرج نوجوان نے
دو تین گھونسے ایسے مارے کہ عفریت چیخنے لگا یہی آواز دیتا تھا او آدمی چھوڑ دے ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا

ایرج نوجوان نے کولے پر لادکے دے مارا دیو زمین پر گرا ایرج نوجوان کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا صاف ثابت تھا
کہ بر سر کوہ ستارۂ سحری چمک رہا ہے یا وقت آخر روز ہے چہرہ مہر درخشان کا بھی زرد ہے شاہزادے نے گھٹنہ سینے
پر رکھ کے فرمایا او بحیا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے کچھ جواب سخت دیا ہے ایرج نوجوان نے
گردن کھینچکر اُس عفریت کی پھینکدی مگر اب پریشانی یہ کہ جائین کیونکر یاقوت کو تو عفریت کھا گیا
لاچار لوح کو دیکھا لکھا تھا اپنے کو قلعۂ مفتوح مین پہونچا و صحرائے لق و دق وادی بیکنار مجبور ہو لاچار ہے
ایک جانب کو روانہ ہوئے مفتوح نے ہرکارے روانہ کیے ہین ہرکارے خبر لیکر بیٹے عرض کی طلسم کشا صحرائے
نیرنگ کو طے کرتا ہوا آتا ہے یاقوت جنی کو عفریت نے مار لیا طلسم کشا سے کچھ زور نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا
اب طلسم کشا پیدل آتا ہے یہ سنکر مفتوح جادو خوش ہوا کہا یارو اب چلکر طلسم کشا کو مار لو یہ ذکر تھا کہ دفعتہ
سرخ فام جادو فرستادہ شاہان طلسم آکر بارہ ہزار ساحر دنسے پہونچا مفتوح جادو نے کہا ای سرخ فام
بڑے وقت پر آئے اب مطلب نکل آئے گا طلسم کشا صحرائے نیرنگ مین برباد ہے چلکر گرفتار کرلین یہی خبر ملی
کہ بالکل یکہ و تنہا ہے یاقوت جنی کو عفریت طلسمی کھا گیا سرخ فام نے کہا چلیے مفتوح جادو نے وزرا کو اشارہ کیا
سب سنانے مین ہین ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے سرخ فام کو ساتھ لیکر مفتوح جادو تلاش مین ایرج
کی چلا اگر سحر العجائب و مصر الغرائب کو جو وقت غسل خبر پہونچی کہ طلسم شوکت درہم و برہم ہو رہا ہے اور
طلسم کشا نے قیامت برپا کردی ہے اور میمون اختر شناس جانبازی کر رہا ہے یہ خبر سنکر غصے مین کانپنے لگے
سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کیون بھائی اس نمکحرام کو کچھ ہمارا خیال نہ رہا یہ حرکت ناشائستہ کی مجھے
اگر وہ جانبازی نہ کرتا احکام جادو و مکار جادو و کامگار جادو یہ ایسے ساحر تھے کہ یون مارے جاتے مگر اسی نے
سبکو قتل کرایا کوئی حاضر ہے کہ جاکر اُسکا گھر لوٹ لے زوجہ کو اُسکی گرفتار کرکے سر دربار لائے اُسکی زوجہ
کو ہم اپنی زوجہ بنائینگے نمکحرام کو یون جلائینگے یکایک ایسا طلسم کشا کا دوست بنا ہماری نمکخواری کو
بالکل بھول گیا قضائے کار وزیر اسکا مشکور جادو مدت سے نام بہ گلرنگ زوجۂ میمون جادو کے
عاشق ہے اکثر پیغام بھی دیے مگر وہ صاحب عصمت و عفت پاک باز جب اُسنے ایسے پیغام بارہا دیے تو جواب
صاف دیا کہ ہماری طرف سے کہدینا کہ اے مشکور ہمارے باپ سے اور تجسے رسم تھا جب مین نکلی تھی
تو اُس کم سنی مین تم مجھکو فرزند کہتے تھے آج یہ کیا خیال خام ہے تصور ناتمام ہے کہ جو ذہن مین آیا اب کبھی جو ذکر
ایسا آئیگا تو مین برابر اپنے شوہر سے کہدونگی بادشاہون تک یہ بات پہونچے گی تمکو سزا ملیگی آج جو
بادشاہ نے پکار کر یہ بات کہی مشکور جادو اُٹھا سوچا کہ بادشاہ نے یہ غصے مین فرمایا ہے بادشاہ کو خبر بھی
نہوگی مین اپنا مطلب حاصل کرونگا یہ سوچکر دنگل سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین اس میمون نے
بڑا غضب کیا غلام جاکر اُسکا گھر ضبط کریگا عورت کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور حضور یہ بھی مشہور ہے
کہ وہ بڑی ساحرہ ہے اور کسی ساحر کو وہ نہ مانیگی غلام جاتا ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور مشکین باندھکر اس باغیہ کی
جلد لاؤ مشکور جادو وزیر اعظم دستور معظم ہے ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیے ایک ساحر ہے کہ اُسکا نام ہے
اسعد نوجوان میمون جادو کا بڑا دوست تھا بیقرار ہو گیا گھبرا کر اُٹھا جب تک مشکور جادو تیار ہو
اسعد نوجوان پہلے ہی سے پہونچ گیا دروازے پر جاکر آواز دی ملکہ گلرنگ جادو نے جو اسعد کی
آواز سنی اندر بلا لیا اسکے شوہر کے سامنے بھی آیا کرتا تھا بارہ سو کنیزین مصاحبین عزیز اقارب سب

موجود ہین اسعد نوجوان جو اندر آیا خود پریشان ہو رہی ہی کہ نہین معلوم میرے شوہر پر کیا گذری اسعد کو دیکھکر کھڑی ہو گئی کہا آپ تشریف لائیے نہین معلوم آپ کے بھائی پر کیا گذری مین نے اکثر ہرکارے بھی بھیجے اُڑتے اُڑتے آج اتنی خبر عجیب و غریب سنی ہو کہ آجتک دل بیقرار ہی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سامری و جمشید کو کیونکر بندہ الٰہی مانین شکل ہمارے وہ بھی ساحر غدار تھے ہم چھوٹے ساحر ہین پھر خدائی کیسی سراسر غدر ہی مذہب کا پتہ نہین ملتا اسعد نوجوان نے کہا ملکہ بات کو طول نہ دو میمون جاکر مسلمان ہوے طلسم کشا کے ساتھ شریک ہو کے ملازمان شاہی کو قتل کرایا مشکور جادو وزیر تمھاری گرفتاری کو آتا ہی گھر بار لوٹ لینے کا حکم ہی مین بھی اس مذہب کو بیکار سمجھتا ہون مین نے اسوقت سے سامری و جمشید پر لعنت کی جلد نکل چلو مشکور آیا ہی چاہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین نام مشکور کا سنکر رنگ گلرنگ متغیر ہو گیا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین گھبرا کر کہا وہ ملعون تو میرے نام کا دشمن ہی خود ہمارے ستارہ شناس صاحب نے اس مقدمے کو سنا تھا مگر چونکہ آسکے عہدہ بڑا تھا کچھ نہ کر سکے خاموش ہو رہے ملال چلا آتا تھا اب آج وہ اپنا کینۂ دیرینہ ظاہر کریگا فوراً اُٹھنے کا مگر کہا ای اسعد نوجوان انشاء اللہ جو اعتقاد میرے شوہر کا ہی وہی اعتقاد میرا بھی ہوا ای اسعد نوجوان تم دیکھنا زہر کھا کر مرجاؤنگی لاش لیجائیگا زندہ مجھکو ہرگز نہ پائیگا جس امر کے خیال مین وہ ملعون آتا ہی سراسر اسکا خیال خام ہی یہ کہتی ہوئی تمام کنیزون کو آواز دی سب عزیز دار بارہ سو کنیزین اسباب سحر سے آراستہ ہوئین شاہزادہ اسعد نوجوان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا میمون نے بڑا کام کیا کہ ان نگوڑون کو چھوڑا مذہب حقیقی اختیار کیا اسعد نوجوان ملکہ گلرنگ جادو کو ساتھ لیکر نکلا باہر نکلتے کہا اب یہ مکان و اسباب دشمنون کے قبضے مین جائیگا اسکو جلا دیجئے گلرنگ جادو نے کہا بسم اللہ اور طرف آسمان کے منھ اُٹھا کے آواز دی ای خدا اے نادیدہ مین نے تیرا اعتقاد کیا اب میری عصمت و عفت و حرمت کو بچانا یہ کہکے چلی اک گولہ مکان پر مارا مکان جلنے لگے بائین پر مہرا تھا کہا ای اسعد نوجوان اسطرف سے نکلو یہ لوگ قلعے کے دروازے سے نکلنے نہ دینگے مگر مشکور خوشی خوشی جیسے ہی قریب مکان پہونچا یہ تو اس خوشی مین تھا کہ آج معشوق پر قبضہ کرونگا بادشاہ ہوں سے مانگ لونگا وہ بخشدینگے مگر دیکھا کہ مکان جل رہا ہی کچھ ملازم جو رہ گئے تھے مال و اسباب کے لالچ مین گٹھریان سر پر رکھے ہوے بھاگے جاتے تھے مشکور نے انکو پکڑا کہا مفصل حال بتاؤ اس مکان مین کسنے آگ لگائی گلرنگ جادو کہان بھاگ گئی اُنھون نے بخوف جان سب حال مفصل بیان کر دیا کہ اسعد نوجوان گلرنگ جادو کو بھگا کے لیگیا اُسی نے تمھارے بھی آنے کی خبر کی تھی چلتے چلتے مکان مین آگ لگا دی مشکور جادو یہ ماجرا سنکر بہت گھبرایا دو چار غریبون کو غصے مین مار ڈالا غضب مین جلا یہان گلرنگ جادو اس درویران سے نکلی اسعد نوجوان رازدان ہی علامت طلسم سے بچاکے لے نکلا صحرا سے خطرناک کا راستہ لیا کہتا ہی ای ملکہ اگر طلسم کشا تک پہونچ جائین پھر ہمارا کوئی کچھ نہین کر سکیگا صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین گلرنگ طاؤس پر سوار شعلہ جوالہ بنی ہوئی اسباب سحر جھولی مین خنجر کمر سے لگا ہوا یہی دل مین ہی کہ جب سحر جواب دیگا اور وہ ملعون غالب آجائیگا تو اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگی جان دونگی مگر عصمت کو بچاؤن گی راہ مین جن مقامات پر عجائب و غرائب اسکو ملتے ہین اسعد نوجوان نکال لیجاتا ہی راہبری کرتا ہوا ملکہ اس صحرا مین نہ جاؤ اس کوہ سے اپنے کو بچاؤ یہ کوہ کلان جو سامنے سے معلوم ہوتا ہی بہت خونخوار اسپر رہتا ہی بلاے روزگار ہی اگر کبھی انکو خبر ہوئی اور آگیا تو بڑی مشکل ہو گی گلرنگ نے

سر اٹھا کر دیکھا کوہ فلک شکوہ پر ایک پتلا پتھر کا کھڑا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ پتھر کی تصویر ہی اسی طرف دیکھ رہا
جیسے ہی اسکی نگاہ اس مجمع پر پڑی قہقہہ مار کر ہنسا اک چیخ مار کر آواز دی ارے تم شاہ کے دشمن ہو ادھر کہان
جاتے ہو دیکھو جلد ادھر سے پلٹ جاؤ اسعد نے کہا تو ملکہ غضب ہوا دل کو خوف تھا کہ مقام پر بت خونخوار کے
فساد ہوگا یہ نعوذن ساحر کاہن ستارہ شناس علم نیرنگ و شعبدہ بخوبی جانتا ہی اسی پہاڑ مین ساتھ ہزار
ملازم اسکے رہتے ہین ملکہ نے پکار کر کہا ای بت خونخوار نبیرۂ حمزہ طلسم شوکت کو فتح کرتا ہوا آتا ہی ہمکو حکم ہی
اسکی گرفتاری کو جاتے ہین ہمکو نہ روکو وہ پتلا ہنسا آواز دی ای گلرنگ بہتر یہ ہی کہ آگے قدم نہ بڑھاؤ دیکھ
پلٹ جاؤ ورنہ مین آتا ہون دم بھر مین زمین آسمان ہلا دونگا میرے سحر کی کسے برداشت ہی یہ طلسم نور افشان ہی
ہزارون بلاؤن سے یہ مقام بھرا ہی کیا یہان سے لشکر جا بھی سکتی ہو اسعد نوجوان بھی سامنے آگئے ہین اور
انھین نے بھی سحر تیار کیا ہی فوراً اک چیخ ماری پہاڑ پھٹ گیا ساحر اسمین سے نکلنے لگے جو نکلا سحر ہی کرتا ہوا نکلا
کنیزین غرق زمین ہونے لگین گلرنگ نے بھی سحر کیا جس ساحر پر وہ گری جلکر خاک ہوا اسعد نوجوان
آگے بڑھا تھا اٹھا کر اک گولہ پہاڑ پر مارا گولہ قریب اس تصویر کے پہونچا تصویر نے ہاتھ سے اشارہ کیا گولہ الٹا
پلٹا قریب سر اسعد کے آکر گرا برق چمکی ہرچند اسعد نے روکا کچھ نہوا سر اڑ گیا گلرنگ گھبرائی کئی ہزار کنیزین
بھی قتل ہو چکین کچھ غرق زمین ہوئین کچھ جل گئین درختون سے پتے گر رہے ہین وہ برگ کار برق کر رہے ہین جسپر
پتہ گرا زندگی بار ہوئی سحر مین شاخ نکلی جسکی بات کسی کی سمجھ مین نہ آئی اپنے نزدیک دفعیہ کرتے ہین گر کچھ
مرتے ہین گلرنگ فقط اپنے کو بچا رہی ہی کبھی ستارہ بنکر بلند ہوئی جھونکا ہوا کا چلا زمین پر آئی لوٹ مار کر اژ
دہون مین قوت نہین پائی جاتی ہی غرق زمین ہو جاؤن زمین سنگ لاخ نخل گر رہے ہین پتے انسان کو
ڈھونڈتے پھرتے ہین جب تین چار مرتبہ گلرنگ نے سحر کیا اتنا تو ہوا کہ ادھر کے بھی ساحر مرے عاجز ہوکر
بلند ہوئی کہ کسی نخل کی آڑ مین چھپون اس پتھر کے پتلے نے آواز دی کہان جاتی ہو میرے پاس آؤ مین تمکو
بچا لونگا دیکھو مین نے تجھپر ابھی تک سحر نہین کیا ہی اگر سحر کردون طبقات زمین ہلا دون شاہان طلسم نے
مجھکو سبطرح کا اختیار دیا ہی جو اسنے پکار کر کہا گلرنگ یا تو بتون مین نخل کے چھپنے جاتی تھی یا بیہوش
ہوکر پلٹ پڑی پکارتی ہوئی آئی ای بت خونخوار مین تیری تابعدار ہون۔ مجھسے بھاگ کر کہان جاؤگی پتلے
نے اشارہ کیا گلرنگ مجبور و لاچار رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئی جیسے ہی یہ سامنے پہونچی اسوقت
بت سنگین نے آواز دی ای کوہان بن کوہ مین سنگ انداز جادو اس قیدی کو لے اک پنجہ پیدا ہوا آ
زبان مین گلرنگ کے سوزن دیا کنیزین بھاگ گئین جو باقی رہین وہ گرفتار ہوکر سامنے آئین پتلے نے آواز دی
زمین شق ہوئی کنیزین بھی زمین مین سما گئین اب جو گلرنگ کی آنکھ کھلی ایک مکان تنگ و تاریک پایا
چار سو کنیزین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے ایک طرف بیٹھی ہین گلرنگ اپنے حال پر روئی تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بال چھوٹے ہوئے کھنور چند ان کے جسم پر لگے ہوئے ماران سیاہ
بالون مین لپٹے ہوئے اکڑتا ہوا سامنے آیا کہا ای آرام جان عاشقان بد ای آرام دل مشتاقان مین بت خونخوار
کا بھائی ہون مین نے جسوقت سے تجھے دیکھا ہی تجھپر میری جان جاتی ہی اگر مجھکو قبول کرو تو مین تجھکو ابھی
نکال لیچلون خاتون محل اپنا قرار دونگا سوائے تخت سلطنت کے اور سبطرح کا سامان موجود ہی بھائی سے
مجھے ملال ہی وہ اسقدر مغرور ہی کوچۂ عقل و فراست سے دور ہی میری حقیقت کو نہین جانتا مین بھی اپنی

جان دینے پر آمادہ ہون سحر مین آپ سے کم نہین اگر مقابلہ پڑے تو جی چھوڑ دو ادون مگر وہ یہان کا حاکم ہی
جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی کوئی ملک آباد دیکھکر ہم تم وہان رہینگے چین کرینگے مین خداوند بنکر
بیٹھونگا تمکو اپنا نائب قرار دونگا سلطنت کی کیا حقیقت ہی مین خدائی کر سکتا ہون وہ شعبدے دکھاؤن
کہ ہر شخص سجدہ کرے گلرنگ سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے دل مین سوچی کہ اگر مجھکو بت خونخوار بخدمت شاہان
طلسم روانہ کر دیگا نہین معلوم وہ بحیا کیونکر پیش آئینگے مشکور جادو تو بھلا ہوا عاشق ہی ان مقامات
عجائب وغرائب سے تو اپنے کو نکالو سحر زنتہ تو اپنے قبضے مین آئے پھر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے سر جھکا لیا
کہا ای کوہان جو تو کہیگا مین کرونگی مگر یہان سے مجھے لے نکل کوہان نے کہا پانچ سو جادوگرون کا مین
افسر ہون رات کو انکو لیکر آؤنگا تمکو نکال لیجاؤنگا ملکہ نے بھی اسوقت خوب خوب باتین اس سے کر کی
یعنی ہی کے گئی جو تو کہیگا مین قبول کرونگی تمہارا ہون کے پاس جانا منظور نہین خوب پختہ وعدہ کرکے
کوہان گیا دو پہر رات گئے اپنے پانچ سو جادوگر لیکے آیا سوزن زبان سے گلرنگ کو نکالا جلدی سے
گلرنگ اٹھی کوہان نے سحر کیا زمین شق ہوئی اک نقب سحر پیدا ہوئی اسی نقب سے چلے تین کوس پر آکر
سر نکالا صحرا ہولخیز و وحشت انگیز کوہان نے وہان بارگاہ استادہ کرائی جادوگرون کو اتارا مسند بچھائی
بچھادی شراب و کباب لاکر رکھے ملکہ کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای جان جہان و ای آرام
وصبر دل مشتاقان مین تمہارے واسطے غریب الوطن ہوا گھر بار چھوٹا اب مجھکو سرفراز کیجیے چھپر کھٹ پر چلیے ملکہ
گلرنگ نے دیکھا اب آبرو کا سامنا ہی یہ ظالم تو اب جسم مین بھی ہاتھ لگاتا ہی دو چار مرتبہ منع کیا اور کہا کہ ای
کوہان ایسا نہ گھبراؤ یہان سے دور نکل چلو ایسا نہو بت خونخوار آجائے اسنے کہا یہان کوئی نہ آئیگا مین نے
راستہ طلسم کا چھوڑا اب جدھر چاہینگے نکل جائینگے کوئی روک نہین سکتا جب گلرنگ کو اطمینان ہوا کہ راہ
طلسم چھوٹ گئی تیور پر بل پڑے کہا او بحیا تجھکو کچھ خوف خدا و رسول نہین ہمارا کہنا قبول نہین کہا ملکہ عالم
مین نے جسوقت سے آپکو دیکھا جان پر بنی ہی اگر شربت وصل سے سیراب نہونگا کیونکر بیتاب نہونگا جب تو
ملکہ گلرنگ سحر ساز کو غصہ آیا اسباب سحر پر ہاتھ ڈالا غصے مین ایک بیضہ زمین پر مارا ہزارہا شعلہ ہاے
آتش بھڑک کر کوہان پر گرے ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی خیمے سے باہر نکلی پانچ سو جادوگر جو کوہان
کے ہمراہ کے تھے اتر پڑے تھے ملکہ کو دیکھکر دوڑ پڑے آواز دی او عورت کہان جاتی ہی ہمارے مالک کے
ساتھ کیا کیا ملکہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک مٹھی ماش کے دانے نکالے ان سب پر کھینچ مارے جیسے دانہ
پڑا جو فروش گندم نما غلی جنس کی طرح جلنے لگے ایسے لاچار ہوئے نہ خود سحر کر سکتے تھے نہ بھاگنے کی لیاقت
چالیس جادوگر جلکر خاک ہوے مگر کوہان ان شعلہاے آتش مین پھنسا ہوا بمشکل سحر کرکے نکلا چیخا
دوڑو ای خیر خواہان مابدولت یہ عورت جانے نپاوے یہ کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا چالیس جادوگر مرے ہوئے
پڑے ہین گلرنگ جادو و غول سے ساحرون کے نکلی جاتی ہی چاہتی ہی کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن
اسکے ساتھ کی کنیزین جو ہمراہ قید ہوئی تھین چالیس عورتین ہین وہ بھی اڑنے لگین کوہان جادو نے ایک
گولہ مارا دس عورتون کے سر پھٹے زخمی ہوکر گرین باقی نے سحر کیا چار سو ساحر مرے کوہان بت خونخوار
کا بھائی جب اسنے دیکھا کہ گلرنگ کنیزون سمیت بلند ہوئی یا سامری کہکے اپنی زبان کاٹی الو نے چلو مین
خون لیا ملکہ گلرنگ بلند ہوئی تھی قصد تھا نکل جاؤن کوہان نے وہ خون پھینکا نہ گلرنگ کے جسم پر

قطرے پڑے بڑے بڑے آبلے پڑ گئے اکثر اگر زمین پر آ گری سنبھل کے اسنے پھر سحر کیا دو چار جادوگر مرے بلند ہونا
تو ناممکن ہوا بیدل بھاگی کوہان دورا ساتھ والون سے کہتا ہے یارو لینا اگر یہ نکل جائے گی مین اپنی جان
دونگا ہائے مین طلسم سے بھی نکلا بھائی کو دشمن کیا شاہان طلسم کا باغی ہوا جسکے واسطے یہ سب کچھ کیا وہ بیگانہ
ہوا جاتا ہے مین ایسا نہ سمجھا تھا ظالم نے قید خانے مین وعدہ کیا کہ جو تم کہو گے قبول کرونگی یا اب یہ سرکشی
سب جادوگر کہنے سے کوہان کے بڑھ بڑھ کے سحر کرتے ہین گلرنگ جادو اپنے کو بچاتی جاتی ہے پھر بھی
ہی قبضے کا دشکور جادو وزیر سحر العجائب جو مکان گلرنگ دیکھکر چلا تھا نشان نقش یاد دیکھتا ہوا آ کر
برابر اسی پہاڑ کے آ کے پہونچا اگر دیکھا ایکطرف لاشے اسعد نوجوان پڑا ہے کئی سو کنیزون کے بھی سر کٹے
ہوئے پڑے ہین لاشے ان نازنینان مہ جبین کے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین مشکور بھی گھبرا گیا بات خود مجھ
کو دیکھا بالائے کوہ سر پیٹ رہا ہے بلا زمون پر لعنت کرتا ہے کہ یارو تمنے اُس سرکش کو کیون جانے دیا نہ سمجھے
کہ اسنے بڑے باغی کی زوجہ مین نے کیا کہ وہ کوشش سے اُسکو پکڑا اسعد نوجوان کو مارا یہ مجھکو گمان تھا
کہ بھائی صاحب ایسی حرکت کرینگے افسوس ہے گلرنگ کو لیکر نکل گئے شاہان قاہر و جابر کے حکم کا کچھ خیال
نہ کیا ای مشکور مجھکو اس امر کا قلق ہے تم کیونکر آگئے مشکور نے کہا جب بغاوت میمون کی خبر پہونچی اور ثابت ہوا
کہ اُس ظالم نے طلسم کشا کو ہر ایک کے ہاتھ سے بچایا میرا بھی دل گلرنگ کو دیکھکر بیچا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آیا قلب تھرایا مگر دل مین یہی خیال آیا کہ گنہگار شاہ ہے اسیر عاشق ہونا اپنی تضیع اوقات ہے ایسا نہو شاہان
طلسم کو رنج ہو ہمپر بھی آفت برپا کرین مگر افسوس ہے کہ بھائی صاحب نے ان باتون کا خیال نہ کیا میرے مجھکو
خبر دی تھی کہ خلاف وقت بھائی صاحب قید خانے مین گئے ہین غافل نہین ہون سب طرح کے مقدمات سے
واقف ہون اگر ایسا ہوشیار نہوتا تو اُسنے تو مجھے بھی دھوکا دیا تھا کہ مین تو حکم سے بادشاہ کے جاتی ہون مجھکو
میرے علم نے یہی خبر دی کہ دروغگو ہے شاہ سے باغی ہو کر چلی ہے تب مین نے سحر کیا یہ تو تم بخوبی جانتے ہو کہ میرا
سحر قہر خداوند سامری و جمشید ہے سب علوم مین نے حاصل کیے اُسکا یہ انجام ہوا کہ مین نے عورت کا دھوکا
نہ کھایا میان اسعد نوجوان کا افسر بنکر چلے تھے کہ جا کر میرۂ حمزہ سے ملین اپنی خیر خواہی ثابت کرین ایک
اشارے مین اُنکو مار ادونے سا سحر کیا تھا عورت کو بھی پکڑ لیا مگر اُسکا بھی کچھ زور نہ چلا مگر ہائے بھائی صاحب
نے بڑا صدمہ دیا مگر آپ بحکم شاہ نکلے ہین جلد جائیے کیا عجب ہے کہ راہ مین ملجائے مین مرحلے کو چھوڑ کر کیونکر
ٹلون آجکل انقلاب ہے مین نے بھی بہ علم کہانت دریافت کیا ہے عبارت نکلی کہ اس سال اُس طلسم کشا کا
داخلہ ہوگا کہ سحر اُسپر تاثیر نکریگا یہ بھی نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کے ساتھ عیار ہوگا کہ جسکی موت کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہے جس نے ساحر مشمش کو دریائے قلزم مین گھسکر مارا آجتک تمام عالم مین مشہور ہے کہ ساحر
مشمش نے اپنی جان بچانے کو دریائے قلزم مین سکونت اختیار کی وہ ظالم وہان بھی پہونچا اپنی کمند مین
پھنسایا مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ سردار ایسا عیار غضب کا ہے طلسم مین قدم رکھینگے کیسے روکے سے رکینگے یہ بھی
نوشتہ موجود ہے کہ ساحرونکو بھاگتے رستہ نہ ملیگا مذہب کی تباہی جبیل ساحرون کی بربادی کیا کہون جو کچھ علم
خبر دیتا ہے بسبب ان صورتون کے نہین ممکن ہے کہ مین ایک لحہ اپنے مقام سے ہٹون مگر آپ جلدی جائیے اور
کوہان و گلرنگ کی مشکین باندھکر لائیے مین دونون کو خدمت شاہان طلسم مین روانہ کر دون ہائے کیا کہون
اگر حکم تلاش پاتا تو زمین و آسمان کے قلابے ایک کر دیتا کیا مجال تھی کہ نکل جاتے مگر مجبور و لاچار ہون کہ

عشکو جادو نے کہا بھائی ہم تم خیرخواہان سلطنت طلسم نور افشان ہین مرنا بھرنا خیرخواہون کا کام ایسی ہی جانبازی مین ہمارا نام ہے تم تکلیف نہ کرو مین جاتا ہون تاج طلسم شوکت جاؤنگا پتہ لگا کر گرفتار کرکے لاؤنگا سب سے زیادہ فکر یہ مجھے بڑی ہے ای بت خونخوار کیا کہون میری خود ملکہ گلرنگ جادو پر جان جاتی ہے مگر جس وقت شاہون نے حکم دیا ہے مین خود آٹھا شاہون کو سلام کیا کہ حضور مین جاکر لاتا ہون مکان کو بھی لوٹونگا گرفتار کرکے لاؤنگا ہرچند کہ میرے عہدے کے بہت خلاف تھا مین وزیر اعظم و دستور معظم ہون بھلا مجھے ان جھگڑون سے کیا کام جس زمانے مین مین ہوشربا مین لڑ رہا تھا تمام ساحر عالم بھر کے جمع تھے مجرہ ہائے بلا سکھلے سحر العجائب و مصر الغرائب خود برائے مدد کو لب رو شنغضم گئے مگر مین نے اپنے مقام پر سے جنبش تک نہین کی مگر اس عشق سے ایسا بیقرار تھا کہ نام ملکہ گلرنگ جادو کا سنتے ہی کا دل کانپ گیا یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی گھبرا کر اٹھا جو کچھ ذکر خرابی عشق کے سنے تھے وہ سب آنکھون نے دیکھے نظم

تھا بیان کہ کبھی چرخ پہ کہ ماہ تمام	گاہ قمابت رہے کبھی اختر سیارۂ شام	شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ شام	کمک انکا کہ کبھی حضرت یا خودکام
	لیکن از نہین ممکن ہی نکلنا اسکا	ہو زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا	
عالم شبہ ہین اس عشق کے اسرار نہان	چاہتا ہون کہ کرون عشق کا احوال بیان	تابع عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان	دل کہتا ہے کہ ہر عشق عیان از چہ بیان
	ابتدا دھوم ہے انجام کو بربادی ہے	شادی و مرگ اسی عشق مین شادی ہے	
سوختون کو یہ محبت جگا دیتا ہے	سر دلون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہے	خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہے	چاہ مین جاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہے
	زندہ مردے کو کرے معجز عیسیٰ دکھلائے	مردہ زندے کو کرے پھر اسے زندہ فرمائے	
نام ہے لاکھ یہ بیمار دل کو دم مین	اس سے آخر کو زوال آتا ہے جاہ و حشم مین	ملک اس کا ہے تاراج یہ قہر عالم مین	ننگ و ناموس کو چھوڑا ہے کہین عالم مین
	اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری	ہر جگہ اس کا ہی آزار کہ اب آزاری	
عشق جادو ہے کہ ہے سحر و طلسم و نیرنگ	اسکو بیمار مسیحا بھی ہے اب دیکھ کے دنگ	پانی ہو جاتا ہے اس عشق کی تاثیر سے سنگ	عجب انداز ہین اور اسکے الٰہی ڈھنگ
	عرش سے فرش تلک لایا فرشتون کو جھکا کے	فرش سے عرش تلک انسان کو یہ پہونچائے	

ای بت خونخوار یہ سب مجھ پر گذری راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مدت سے آب و دانہ ترک ہے اس خیال سے کھانا کھا رہا ہون کہ جان نہ نکل جائے روح تسکین پائے اپنے عہدے کا خیال نہ رہا اب بے گرفتار کیے نہ بیٹھونگا میرے دل کو کب آرام ہے آپ اپنے مقام پر بیٹھین مین جاتا ہون تمام دنیا کی خاک چھانونگا انکو گرفتار کرکے لاؤنگا مگر یقین ہے کہ آپ کے بھائی صاحب کے بھی خلاف ہو جب مین اس مغرور و متکبر کو گرفتار کرونگا وہ مجھے روکینگے مین نہ مانونگا مگر اب تو وہ میرے رقیب ہوے یہ بھی خوب جانتا ہون کہ عاشق نہین ہوے موت کے قریب ہوے بت خونخوار نے جواب دیا کہ اگر وہ ایسے فساد برپا کرین آپ انکو بھی بے خوف و خطر سزا دیجیے گا تامل اسمین ذرا نہ کیجیے گا کیونکہ اب مین خود بھی انکی ذلت کا خواہان رہتا ہون ذرا وہ گرفتار ہوکے رہے سامنے آجاوین تب حال کھلے اور کیفیت معلوم پڑے یہ کہکے اپنا تخت اڑایا تلاش مین ملکہ گلرنگ جادو کی چلا یہ تو ناظرین والا تمکین کو بخوبی تمام یاد ہوگا کہ ملکہ گلرنگ جادو کو وہان بن کو ہین سے ترقی ہوئی جاتی ہے دوسرے حلہ یاد دلاتا ہون کہ مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت حالت فتح مرحلہ جات سنگ برائے گرفتاری ایرج نوجوان چلا ہے جو ساحر کہ بادشاہ کی طرف سے آیا تھا اسکو بھی ساتھ لے لیا ہے یہ بھی خبر سن چکا کہ عفریت طلسم نے یاقوت جنی کو کھا لیا اکیلا طلسم کشا صحرائے وحشت خیز مین رہروی کر رہا ہے رہبر اسکا مارا گیا اور یہ بھی واضح رہے کہ ہمیون اختر شناس

جو چلا مرحلہ جات جا بجا ویران دیکھے ساحر ہر جگہ پر مرے پڑے ہوئے تھے خوشیان کرتا ہوا آتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یہ خوشی کا مقام ہے اس جگہ پر ہمارے آقا کا گذر ہوا مرحلہ جات فتح کیے اب بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑا ہوگا ایسے وقت مین پہونچنا واجب و لازم ہے شاہزادہ اکیلا وہ لاکھون ساحر لیکے آئیگا لڑائی مین بھی یہی کہیگا کہ اگر سحر تاثیر نہین کرتا ضرور ساحرون کو حکم دیگا کہ سحر نہ کرو بلوہ کرکے طلسم کشا کو قید کر لو اگر خدا نخواستہ لوح قبضے سے نکل گئی دستیاب ہونا لوح کا پھر مشکل ہوگا ہم وقت پر پہونچ جائین یہ کہتا ہوا عقاب کو اڑائے ہوئے چلا آتا ہے مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان اُس صحرائے ہول خیز مین جہانتک نگاہ کام کرتی ہے صحرائے بیکنار وادی پر ہول بونڈلے گرد کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھ رہے ہین شاہزادہ غبار مین اٹا ہوا یاد ملکہ بران شمشیر زن مین گریبان پھاڑ چونکہ مصیبت انتہائی ہے مصیبت اپنے معشوق کی یاد آئی اُس پریشانی مین یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری کیے نظم

تاب جس دل مین نہ تھی وہ ہجر دلبر رہگیا
چلدیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا
کچھ رکاوٹ تو نہ تھی تھا کچھ ولیکن تیغ
کسکو حیرت سے نکالا کون ششدر رہگیا
دلکی بیتابی کے سرکانے سے بھی سرکا نہ یہ
اٹھ گیا یا در پہ اسکے اپنا بستر رہگیا
وائے قسمت رہ سکے ہم تو نہ کوے یار مین
میرے پہلو مین کرکا تیرے خنجر رہگیا
دوست کو تربت پر اپنے لیکے آتا ہے چلا

اضطراب اُٹھین نہین معلوم کیونکر رہگیا
سر پٹکتے چھوڑ کر فرقت مین احباب ہو گئے
ہائے کیون میرے گلے پر چل کے خنجر رہگیا
ابر دے گریہ ہائے بے اثر تو مٹ چکی
جسطرح چھالی پچھا پھاتی کا پتھر رہگیا
بزم ساقی سے نہ ساتھ آیا کوئی ہو مست کے
نقش پا اپنا نہین معلوم کیونکر رہگیا
برہمن آباد تو کرتا ہے اپنا بتکدہ
خشتک احسان دشمن کا یہ ہمیر رہگیا

دل گیا سینے مین داغ عشق دلبر رہگیا
اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا
دیکھ لینا وہ اُٹھا مین تو کہین رخ سے نقاب
ڈوبنے کو نام عشق ای دیدہ تر رہگیا
امتحان لیتے ہین زور ناتوانی کا ہم آج
اٹھتے اٹھتے شیشہ چلتے چلتے ساغر رہگیا
اب گلے ملنے کو پائیگا کہان اسکو مدد
دل کو بھی لیجا مرے یہ ایک پتھر رہگیا

کسی سمت سے آواز چند و بوم کی بھی نہین آتی ہے زمین تپ رہی ہے شعلے اٹھ رہے ہین وہ طبقہ کرۂ نار معلوم ہوتا ہے اگر آنکھون سے آنسو نکلین بہتر ہی ہو مگر خشک آنکھون سے بجائے اشک چنگاریان نکلتی ہین سوزش آفتاب سے ہڈیان جلتی ہین آفتاب عالم تاب شعلہ جوالہ وہ گرمی ہے استخوان پھنک رہے ہین سوزش آفتاب سے دل کباب ہے شعاع نیر اعظم سیخ ہین جس سے تن بدن چلا جاتا ہے شاہزادہ بدحواس عالم یاس اس پریشانی مین کبھی سمت مشرق کبھی جانب مغرب کبھی جنوب کبھی شمال کو دیکھتا ہے اس عالم مین دور سے اک نخل کو دیکھا چند پتے شاخین آسیر بار گل و ثمر کا نام نہین سائے کو دہان ٹھہرنے سے کچھ کام نہین شاہزادہ ایرج نوجوان اُس نخل کو دیکھکر دوڑا تیغ سے اُس نخل کی پیٹ کر کھڑے ہوئے پسینہ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری اس حال پریشان مین کھڑے تھے ہا ہو کی آواز آئی دیکھا شعلے بھڑکے آواز ساحرون کے مرنے کی کان مین آئی طبیعت گھبرائی یکایک کیا دیکھتے ہین کہ چند عورتین حسین جمیل دوپٹے ڈھلکے ہوئے پائنچے چھوٹے ہوئے گرد آلودہ بھاگی ہوئی چلی آتی ہین ایک ساحر پشت پر اسکے ساتھ کئی سو جادوگر بڑے بڑے قد کے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہین اُن عورتون کے پیچھے دوڑے ہوئے چلے آتے ہین ایک نازنین حور مثال پری تمثال زلفین عنبرین چہرے پر پریشان سرو قد خورشید خد اس حیرانی پریشانی مین بھی اک آن بان چہرے سے ہویدا و ظاہر ہے یہ عالم تھا نظم مصنف

وہ صبح جبین کتی صبح جنت
دنبالہ کب انکین سرمے کا تھا

ہر جبین تھی موجہ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ نقطہ تھا وہ نور کا سراپا
آنکھین استاد ساحری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

ایسا نہین حور کا سراپا
نشے مین شراب سے بھری تھین
شہباز نے واکیے تھے بازو

گر ہوائیان چہرے پر اڑتی ہوئین افشان وخیزان چلی آتی ہین وہ ساحرہ دفعتہ دم آواز دیتا ہو ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان سرکشی سو خوف کر میری خطا معاف ہو جو مجھسے برائی سرزد ہوئی ہو حکم ہو جاے کبھی ایسی خطا آ
نہو گی وہ نازنین جواب دیتی ہو او ظالم کیا بکتا ہو ہمین اپنی عصمت کا پاس ہو خطا و بخطا کیسی خبردار قریب نہ آنا اس
ظالم نے خنجر کھینچکر مارا ملکہ نے سحر کرکے توڑا لیکن اُسکا ایک ٹکڑا ٹوٹکر سر پر پڑا اس خود سر کے حربے سے سر اس حسین
کا زخمی ہوا خون سر سے بہکر چہرۂ زیبا پر آیا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوا صورت زیبا دیکھکر
زیادہ بیقرار ہوتا ہو کہتا ہو ای ملکۂ عالم میرا ہاتھ قلم کرو میرے حربے سے آپکا سر زخمی ہوا جی چاہتا ہو قدمون پر
لوٹون گرد پھرون اُس نازنین کا غمزہ ساحر کی منت کر لیشت سے دوسری گرد بلند ہوئی دیکھا اک ساحر زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اک تخت پر سوار اژدران آتش فشان بصد عظم و شان تخت مین کسے ہوے اسباب سحر ترتیب
دیے گھیے پیکان کے رائی کے دانے دونے مہرے کے پتے لیشت پر بارہ ہزار ساحران غدار لباس فاخرہ پہنے ہوے
اسکی جو نگاہ اس معرکے پر پڑی چہرۂ زیبا پر قطرات خون دیکھے کوہان بن کوہین کو دیکھا تیوُر پر تاب پہنچے ہوے
چلا جاتا ہی جا ہتا ہو جا کر قتل کرون اک سحر ایسا کر دیا کہ پاؤن اس نازنین کے زمین نے پکڑ لیے قدم نہین اٹھتا دل میرا
شعلہ جاتا ہی قلب تھراتا ہی چہرے پر ہوائیان آنکھین جو رشک غزال تھین وہ اب نرگس بیمار ہین عارض انور گل
گلشن حسن و جمال ہین مرجھانے ہوے آنکھون مین حلقے عارض یا پھول گلاب کے تھے اب یہ انتشار ہی گویا دہ زعفران
زار ہی بناوٹ سے وہ بھی خالی نہین ہی بقول مصنف صاحب قمر شعر زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا ہنت یہ بھی ہی اک
بہار جو فصل خزان رہے ✤ اس بیچ و بیچ کو دیکھکر گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای کوہان بن کوہین او بیحیا کب عاشق
صادق ہو معشوق پر ہاتھ اٹھاتا ہو ٹھہر جا ورنہ اک گولہ مارونگا تیرا سر پھٹ جائیگا یہ سنکر کوہان بن کوہین نے جواب
ای وزیر اعظم اب اسیر عاشق تو جیسے مین اسپر مائل ہون تیغ ابرو کا گھائل ہون اب یہ امر نہین ممکن ہی کہ آپ اسکے ادھر
فریفتہ ہون اور اگر ہونگے تو بڑا ملال اٹھاینگے مشکور جادو نے کہا او بیحیا تو ہمارے شاہ کا باغی ہوا تو تو اس
قابل ہی کہ مین تیری مشکین باندھکر دہان لیجاؤن وہان تجھکو سزا ملیگی اب کلی آرزو کی نہ کھلیگی اسقدر تکرار بڑھی
کہ کوہان جادو نے گولہ مارا مشکور جادو نے کہا او ظالم بیحیا بھگوڑے قیدی کو لیکر بھائی کے پاس بھاگ آیا
مجھسے یہ سرکشی سحر کرتا ہو میری معشوق پر محبت کا دم بھرتا ہو یہ کہکے آگے بڑھا کوہان نے آگ برسا دی مشکور
شعلہ اے آتش مین چھپ گیا تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بنکر آگ سے نکلا اس زور و شور سے کوہان جادو پر گرا
کہ ہر چند کوہان جادو نے اپنے کو بچایا لیکن بچ نہ سکتا تھا برق بنکے گرا کوہان جادو کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ
کے جو لوگ تھے انکو قتل کرنے لگا ملکہ گلرنگ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا نگاہ سے مشکور جادو کی اپنے کو بچا کر
طرف صحرا کے بھاگی مشکور جادو نے جو پلٹ کے دیکھا جتنی دیر مین مین نے کوہان بن کوہین کو مارا اتنی دیر مین
ملکہ مع کنیزون کے نکل گئی ہائے جان جہان کیسے دوڑا دو کوس پر نکل کے جاتی ہی کہ مشکور پہونچا نعرہ کیا او ظالم
او قتال عالم مین نے تیرے لیے دشمن کو مارا ہت خوانخوار جا کم مرحلہ ہی تحریر مین طاق ہو شہرۂ آفاق ہی ضرور
اسکو بھائیکا ملال ہوگا میری بے اعتدالی کا خیال ہوگا مگر مین تیری محبت مین بدحواس ہون جان تک
نثار کرنے کو موجود ہون تجھکو بالکل خیال نہین ارے مین آکر سر جھکاؤن دست نازک سے سر کاٹ لے تجھکو
یاد ہوگا کئی سال کا زمانہ گذرا ہجر کی راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہین اب دل کو صبر کی تاب نہین ہی ارے
سوچ تو خداوند تیرا شریک مسلمانان ہوا تو مجھکو قبول کر دربار شاہان مین تیرا بڑا پاس ہوگا تیری آبرو کو ہمیشہ قربان

اعلیٰ بینگے ورنہ میری تو یہ کیفیت ہی نظم
دانہ دانہ اشک ازان رنزم کہ بہر مرغ دل
نیست گر فرزانۂ دیوانۂ پیدا کنم
نازم سرپنجہ در زلف پریزادان عشق
میروم تا گریۂ مستانۂ پیدا کنم

میروم تا بہر خود ویرانۂ پیدا کنم
از سرشک دیدہ آب و دانۂ پیدا کنم
شیشہ می گردد تہی و بزم آخر میشود
از سر انگشت محنت شانۂ پیدا کنم
رہ بیابم پیش شمعے از برائے سوختن

و اندران ویرانہ از غم خانۂ پیدا کنم
در بیابان جنون از بہر صحبت داشتن
چون من از بہر طرب میخانۂ پیدا کنم
شد بہار عمر و باغ آرزو خرم نشد
مخفیا باید پروانۂ پیدا کنم

اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ طائران صحرا بیقرار ہو گئے زبان خار سے صدائے الامان آتی تھی روح مجنون ہائے لیلا کر کے چلاتی تھی نخلستان کف افسوس ملنے لگے درخت سوز غم محبت سے مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر ملکہ گلرنگ جادو واسپر بھی نہ بیچی بھاگی چلی جاتی ہے یہ سب معرکہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے دیکھا شکوبد نے آواز دی او سنگ دل میری بات کا جواب نہ ملا افسوس زندگی مین غنچۂ آرزو نہ کھلا اسوقت تو غصے مین مار ڈالونگا آخر تڑپ تڑپ کر مین بھی جان دونگا تجھ ایسے محبوب کے بعد دنیا مین پھر زندگی کہان مگر افسوس یہی ہے کہ عاشقان صادق یہ ذکر سنینگے افسوس کرینگے یہی مشہور ہوگا کہ عاشق نے معشوق کو مارا کیونکر ہاتھ اٹھا پتھر کا دل تھا کس کس کے آگے تیری بیمروتی بیان کرونگا حجاب مین تڑپ تڑپ کر مرونگا اسوقت وہ نازنین مہ جبین گھبرا گئی اور اس ملعون نے تیغ سحر ہاتھ مین لیا اسوقت ملکہ گلرنگ جادو کا گھبرانا پکار کر عرض کرنا کہ ای بے نیاز مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اور پکار کر آواز دی ای معبود تو رحیم و کریم ہے تجھے سب طرح کا اختیار ہے مجھے میرے آقا تک پہونچا دے جمال عدیم المثال اس خیر کا دکھا دے کہ روح نہ تڑپے موت تو سامنے آئی ملک الموت نے صورت دکھائی نہین معلوم شوہر پر کیا گذری طلسم کشا کے ساتھ ہے یا الگ ہو گیا ہماری خبر کون لیگا کسکو بھیجون کون خبر لائے کون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائے مگر شوہر نے ہمارے خوب انجام کا سودا خریدا فرزند صاحبقران کا ساتھ دیا مگر ہم کسکو بھیجین بقول شاعر شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ؛ کسے ز بیکسی مان نخے برد خبرے ؛ اسکی صدائے دردناک جو کان مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے پہونچی اور کئی مرتبہ بیقراری مین نام میمون لیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا عقل سے ثابت ہوا ای ایرج یہ زوجہ میمون اختر شناس ہے اسوقت بہت بدحواس ہے تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ ایرج نیم نیر برج صاحبقران ؛ نبرد مان ایرج نوجوان ؛ او نیکبخت نہ گھبرا میمون تو میرا رفیق ہے مین آپہونچا تیغہ دو دو سکندری کھینچکر جا پڑے لوح بھی چمکانے لگے یہان تو سا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہزار ہا لاشہ زمین پر گر گیا شاہزادہ ایرج نوجوان چاہتے ہین مین بڑھکر افسر کو مار دون مگر اور جادوگر بیچ مین آجاتے ہین مشکور جادو نے دور سے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی اسیوجہ سے اور ساحرونکو اشارہ کر دیا ہے مراد یہ ہے کہ جسطرح بنے اس نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لین مگر شاہزادہ شیر دشت نبرد مجمع ساحران مین اس دھوم سے لڑ رہا ہے کیا عجب ہے کہ زبان نیزہ و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے علمون نے بال کھول دیے نقارے سر پیٹنے لگے شہنا کے کلیجے مین چھید تر نا کا دم بند شہور در دمند شاہزادہ ایرج نوجوان نے جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گلرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا نثار ہونے لگی واسطے اپنے آقا کے رونے لگی کہ صحرا سے گرد اعظیم بلند ہوئی دیکھا مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت بصد صولت و حشمت نوبت نقارے بجاتا ہوا اسوقت آکر پہونچا جب مشکور جادو

نے دیکھا کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو سحر تاثیر نہین ہوتا اب اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہی خبردار سحر نہ کرو مین خود
گرفتار کرونگا کئی ہزار ساحران غدار حربہ ہاے سحر پھینک کر دوڑے کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پکڑ لین شاہزادۂ
ایرج نوجوان تلوار کھینچکر غول پر جا پڑے مگر زخمی ہونے لگے دو سو نیزے چلے اگر دو سو سے بچے تو ایک زخم کاری
اسطرح کئی زخم کھائے یہ جو ملکہ گلرنگ جادو نے دور سے دیکھا گھبرا گئی آواز دی آقا غلام حضور کا کہان ہی اسوقت
لونڈی کی نظرون سے نہان ہی اسوقت ہوتا سرکار کے سامنے جان دیتا مگر شکر کرتی ہون کہ لونڈی حضور تک
پہونچ گئی اب کچھ مرنیکا غم نہین مگر لونڈی افسوس کرتی ہی کہ ان بیچارون مین یون پھنس گئی ہین کیونکر بچاؤن
مفتوح جادو بھی آکر پہونچگیا پکار کر مفتوح جادو نے مشکور سے آواز دی ای شہریار نہ گھبرایے گا اور
ای وزیر اعظم تم کہان سے اسوقت آگئے ہین تو اس بدحواسی مین چلا ہون میرا طلسم تو تمام چلے فتح ہوے ہزارہا
ساحر طلسم شوکت کے مارے گئے میان میمون اختر شناس نے اس جوان کو قید سے چھڑایا مسلمان بھی ہو
سامری و جمشید سے انھین نفرت ہوئی مگر اسکی زوجہ کو گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحران غدار جلوہ کر گئے
کچھ طرف شاہزادۂ ایرج نوجوان کے چلے کچھ طرف ملکہ گلرنگ جادو کے متوجہ ہوے شاہزادۂ ایرج تو
شیر از جیلا مگر ملکہ گلرنگ جادو گھبرا گئی کہ ہزارون لاکھون ساحر جب اس شیر کو گھیر لینگے تو کیونکر بچیگا
ای ملکہ گلرنگ جادو وا افسوس ہنسے چاہا تھا کہ خدمت مین اس شاہزادے کی حاضر رہون نمک حرامون نے
رہنے نہین دیا بن پڑا ای معبود ہم تو آمادۂ مرگ و مہیاے فنا ہین راضی برضا ہین مگر شاہزادۂ ایرج نے جو گلرنگ
کو مصیبت مین دیکھا دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے اس بیچاری کو بچالے
یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائیگی یہ کم سن اسیر جفائین ہین اسکے شوہر کو کیا جواب دونگا محجوب ہونگا
یقین ہی کہ شکایت کرے کہ لونڈی سرکار کے سامنے قتل ہوئی اپنی کنیز کو نہ بچایا اگر ملکہ کا بھی ہاتھ نہین رکتا ہی
کئی ہزار ساحر مارے جب تڑپ کر ہو یہ نکلتی ہی مشکور جادو و مفتوح جادو سحر کرکے گراتے ہین نکلنا
ممکن نہین ہوتا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے بھی لوح چکالی شمشیر زنی کی مگر کچھ نہ ہو سکا یہ بھی ممکن تھا کہ پاس
ملکہ گلرنگ جادو کے کسی طرح سے پہونچین اور ملکہ گلرنگ کے بچنے کا یہی سبب ہی کہ مفتوح جادو نے
بڑے بڑے سحر کیے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو مار ڈالون بعد اسکے شاہزادے کو پکڑ لون مگر مشکور جادو
کہ عاشق جانباز دل مین سوز و گداز جب دیکھتا ہی کہ ملکہ گلرنگ پر جلوہ ہوا ایسا سحر کردیتا ہی کہ ساحر قریب بھی
نہ پہونچین گلرنگ جادو پر کوئی آفت نہ پڑے اسوجہ سے ملکہ محفوظ ہی سر سے خون جاری شانے زخمی پشت
و پہلو پر تیر ہاے سحر کے زخم کاری پڑے ہین تمام جسم چھننا ہوا غربال بنا ہوا اس بیکسی و بے بسی مین پکارکر
آواز دی ای خالق کونین افسوس شوہر کو نہ دیکھا لاکھ سوار لاکھ ساحر سے مقابلہ کیونکر بچینگے شاہزادہ ایرج
نے بھی تہ دل سے دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ میمون اختر شناس کس زور و شور سے آگے
پہونچا دور سے اپنے زوجہ کو دیکھا ایرج نوجوان کو زخمدار پایا زوجہ کا خیال بھی نہ کیا شاہزادے کا زخمی ہونا
بہت شاق ہوا اب قدمبوسی کا مشتاق ہوا بارہ ہزار ساحرون سے نعرہ کرکے چلا کہا او مشکور مغرور تجھکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے ناموس پر دست انداز ہو کہا کہ ای شہریار غلام اسی کا مشتاق تھا کہ سرکار کے ساتھ
جنگ مین شریک ہو مگر شکر ہی لونڈی بھی سرکار کی زیر سایہ امن دولت ہو جگئی عورت کا مقدمہ بہت ہی
نازک ہوتا ہی شکر ہی کہ مین نے اسکو بھی زندہ پایا یہ کہکے اک گولہ مارا قبۂ بارگاہ اڑگیا اب تو دونون لشکر مل گئے تلوار

چلنے لگی مگر مشکور جادو جیب کو دیکھتا ہی یہی خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو ملکہ گلرنگ جادو پر کوئی زوال آئے مین گرفتار کرون لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلا جاؤن کئی سحر اسطرح کے کیے مگر ملکہ نے اپنے کو بچایا مشکور جادو لڑتا ہوا قریب گلرنگ جادو کے چلا ملکہ گلرنگ نے سحر کیا بجلی چمکی مشکور جادو نے سر آگے کر دیا کہا ای جان جہان تیرے ہاتھ کا سحر کہان نصیب تھا آج تقدیر نے رسائی کی یہ سنکر گلرنگ نے ترنجہ مارا مشکور نے سر کو سپر کیا ترنجہ ہلالی سر پر پڑا سر زخمی ہوا خون اپنا منھ پر ملنے لگا کہا حضور عاشقون مین سرخ رو ہوا ملکہ پھر ترنجہ لیکر چلی پکار کر آواز دی او بوالہوس ابھی سر آزادہ ہوگی عاشقونکے افسر کہلاؤگے قیس و فرہاد اپنا پیشوا جانینگے مشکور جادو نے کہا

مین تو فقط تمھاری نظر رحمت چاہتا ہون
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے
مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا
ان لکھر کیون سے جھانکے ہی ہر قضا مجھے
چاہیے منقار بلبل ہے دل صیاد مین
بدلی نہ آنکھنے پانی مرے رو آہ کی
محشر مین پڑ گئی ہر اک داد خواہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا
سر پہ چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم ہی چلے
قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی

گردش چشم سے سرے کافر کیا ہوگا
پھیرلے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
مین تو مدت سے مرتا ہون سوائے مطلع
تیرا عاشق بیقرار ہی جینا دشوار ہی دیگر
بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
حسرت سے آنکھ ابرو دیر جیب تاکی
دیکھین حضور لاش یہ اک بیگناہ کی
لوٹے لپک رہے ہین کہ صحرا نوردان
مدت سے دھوم تھی بس اسی رہ گذار کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

پھلو گے جادو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے
انگلیان نہ جینے دینگی تری سہ لقا مجھے
بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین
عرش برین ہلا کے ترے دل مین راہ کی
تحقیق سے غرض ہی نہ حاجت گواہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو منھ سے نہ آہ کی
کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
تعظیم کو اٹھی ہی مرے گرد راہ کی
خنجر گلے پہ رکھکے دکھاتا ہی بانکپن
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

مشکور جادو تو سحر پڑھنے مین مصروف ہوا روتا جاتا ہی گل چینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا کہ مشکور جادو گلرنگ جادو پر بھایا ہوا سحر کر رہا ہی کبھی ہاتھ مین لیتا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی سر جھکا دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی ارے ظالم مین تیرے وصل کی ہوس لیکر پردۂ دنیا سے جاؤن یا تیری محبت سے ہاتھ اٹھاؤن ملکہ گلرنگ جادو کہتی ہی قضا تمھاری تمھارے سر پر کھیل رہی ہی قتل ہوا چاہتے ہو کہ ایرج نوجوان قریب آگئے فرمایا او مشکور مغرور عورت پر یہ دباؤ مردان عالم سے مقابلہ کر اب جو مشکور جادو پلٹا تو شاہزادۂ ایرج نوجوان کو قریب پایا پلٹ کے شاہزادے پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے لوح کو چمکایا تلوار کو تلوار پر روکا مشکور جادو کی پلک جھپکی نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا سر مشکور جادو کا اڑ گیا شور ہوا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی آسمان سے دوپہر کا مل آگ برسی لیکا یک روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام تھا مشکور جادو بود مفتوح جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا قلب ہلگیا اور میمون اختر شناس نے علمونکو جلوہ دیا آواز دی وہ مارا او مفتوح جادو تو بھی اب مذبوح ہوگا مفتوح جادو یہ صدائے ہولناک وحشت خیز حسرت آمیز سنکر گھبرا گیا میمون اختر شناس سامنے پہونچا گولۂ آہن کا مارا مفتوح جادو نے سحر سے اپنے کو بچایا دو چار سحر آپسمین چلے مفتوح نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر کاردِ آہن نکالی سحر کرکے پھینک ماری سر پر میمون اختر شناس کے چھری کی نوک پڑی سر زخمی ہوا یقین تھا کہ تھرا کے گھوڑے سے گرے ایرج نوجوان نے آگر بازو تھاما کہا ای برادر ہوشیار ہو مین ابھی تمھارے پاس آیا ایسا نہو کہ

سحر مفتوح جادو چل جاے تو غضب ہو جاے بادشاہ طلسم شوکت ہے مشکور جادو تو جوش محبت مین مارا گیا دونون
عاشق تھے دونون مارے گئے کوہان جادو کو مشکور جادو نے مارا مشکور جادو کو ایرج نوجوان نے مارا
ایرج نوجوان نے فرمایا انشاءاللہ اس مفتوح جادو کو بھی مارتا ہون یہ کہکے ساحرون سے آواز دی ہمارا ہمنام
زخمی ہے اُسے الگ ہونیکا ارادہ نہ کرنا انکے ساتھ رہو ایسا نہو گھیر کر اِسکو مارین کئی سو افسر کیدان رسالدار
آمادہ حرب و پیکار گرداگرد اپنے افسر کے آگئے لڑتے ہوے بچلے مگر شاہزادہ ایرج نوجوان شیرانہ شمشیر زنی کرتا ہوا
اول قریب علمدار پہونچا علم فوج کو سرنگون کیا علمدار مارا گیا مفتوح جادو گھبرایا نعرہ ایرج نوجوان کی
آواز آئی مفتوح جادو بیٹا شاہزادہ ایرج نوجوان کو اپنے برابر پایا کئی سحر کیے انکے پاس لوح موجود ہے سحر
بے تاثیر دیکھ شاہزادہ ایرج نوجوان نے اک تلوار کا مارا مفتوح جادو نے اک چیخ ماری کئی سپرین لوہے کی سرکے
تمام ہوئین مگر تیغ برق تاب تہ بگر گرا تاج کو کاٹتا دو ابرو پہونچا پھر مفتوح جادو نے اک چیخ ماری اپنے کو تخت سے
گرادیا تمام ساحر دوڑے کہ افسر پر کیا سحر گذرا دیکھا خون سر سے بہتا ہوا تاج شاہی کٹا ہوا پڑا ہے تمام خون مین
بھرے ہوے یہ ماجرا دیکھکر سب کے سب شاہزادہ ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے اسوقت میمون جادو و
گلرنگ جادو خوب لڑے مفتوح جادو نے دیکھا اب فتح حاصل ہو گی آخر قدم اکھڑ گئے پکار کر آواز دی او جوان
تو بیشک صاحب اقبال ہے اگر قلعے پر آئیگا بھٹکا بھٹکا کے قتل کرونگا جادوگر سب حیران ہو گئے جگر ٹوٹے جاتے تھے
کہ شاہزادے کو مارین ایرج نوجوان نے وہ شمشیر زنی کی کہ زمین کانپ گئی میمون اختر شناس و گلرنگ جادو
دونون شاہزادے پر دل وجان سے نثار ہین مثل ماہی بے آب بیقرار ہین مفتوح جادو نے جب دیکھا کہ اب میری
فوج بہت قتل ہوئی ایسا نہو کہ ایرج نوجوان مجھکو بھی قتل کرڈالے تو غضب ہی ہوجائے ایک مرتبہ تو زخم کاری
کھا چکے جفاے کامل اٹھا چکے اب اسی مین بہتر ہے کہ جان اپنی بچاکے نکل چلیے قلعے پر چلکے سامان کرونگا پھر ملک طلسم کشا
کو زندہ بھی چھوڑونگا یہ کہکے بلند ہوا ساتھ والونکو آواز دی یارو نکل چلو گواہ رہنا کہ مشکور جادو و کوہان جن
کہ وہ اپنی بداعمالی سے مارے گئے ہین سمجھونگا بادشاہ شاکی ہونگے کہ میرا وزیر اعظم مارا گیا مگر وہ محبت مین ملکہ
گلرنگ جادو کی ایسا چور تھا کہ جان گئی مگر محبت سے ہاتھ نہین اٹھایا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مارا گیا یہ کہتا ہوا مع فوج
طرف اپنے قلعے کے نکل گیا اسکے جانے کے بعد تمام ساحران غدار باز و کبوتر بنکے عقب مین اسکے بھاگ گئے اس
بھاگنے مین میمون اختر شناس نے ہزارون ساحرون کو مارا جو بلند ہوا اسپر گولہ مار دیا وہ جلکر گرا تیر بھی لشکر سے
چلتے تھے تیرے سب خطا شعار جہنم مین پہونچتے تھے اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے آواز دی یارو بس بھاگے ہوے
کا پیچھا کرنا ہمارے جد عالی تبار کا کام نہین ہے اب نکل جانے دو انشاءاللہ لشکر کشی کرکے چلینگے لوح راہبری تو دیکھو
کیا خطر ہے میمون اختر شناس نے شاہزادے کو بیچ مین لیا ملکہ گلرنگ جادو زخمدار مع چند کنیزون کے آکر
پہونچی جھک کر سلام کیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے سر ملکہ کا اپنے سینے سے لگالیا فرمایا اے ملکہ تمنے بڑی مصیبت
اٹھائی ملکہ نے عرض کی خداوند کریم آپکو با اقبال زندہ و سلامت رکھے جو دل کی آرزو تھی وہ پروردگار عالم نے پوری
کی حضور کی زیارت سے مشرف ہوئی میمون اختر شناس نے اسیوقت بارگاہ مین استادکار جراح موجود ہوے
ملکہ گلرنگ جادو کی زخم دوزی ہوئی اور سرداران زخمی حاضر ہوے سبکے پٹیان چڑہین شاہزادہ ایرج
نے دیکھا کہ ملکہ گلرنگ جادو و میمون اختر شناس بہت زخمی ہین لایق مشقت نہین ہین اگر ہم کوچ کرنے مین
عجلت کرون ایسا نہو لشکر پر کوئی افتاد پڑے شاپور شیردل سے صلاح کی شاپور نے بھی یہی عرض کی کہ اے

شہریار ایک ہفتہ لشکر اسی مقام پر رہیگا شکر ہے کہ بڑی فتح نصیب ہوئی انشاءاللہ بعد فتح طلسم شوکت نور افشان کا فتح ملیگا وہ دن خداوند عالم دکھلائے کہ لڑتے بڑھتے تا بہ باغ ویران پہونچین ملکہ عالم کو رہا کرین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین و الاکین کو قید خانے سے نکالین پھر خاص طلسم مین داخلہ ہو یقین کامل ہے حضور ہی اس طلسم کے فاتح ہین ہنوز کل عجائب و غرائب کے سیاح ہین شاہزادہ ایرج نوجوان نے خوش ہو کر فرمایا اے برادر بجان برابر تمھاری کوشش نے یہ سامان دکھایا ہے یہانتک پہونچایا کہ مفتوح جادو شکست فاش کھاکر بھاگا ایرج نے اس مقام پر مقام کیا لشکر مین حکم دیا کہ اب آٹھ دن کے بعد یہانسے کوچ ہوگا جب میمون اختر شناس و گلرنگ جادو صحت پائینگے جیسا حکم لوح دیگی ویسا کیا جائیگا سب نے اس حکم کو قبول کیا اب ایرج اسی مقام پر فروکش ہین وقت پر ذکر انکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ لوح چھنوا کر زخمی ہو کر نکل گئے ہین فتح کرنا انکا طلسم خونریز کو اور اگر شریک جنگ ایرج ہونا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ہر زور پہ آج سیف خامہ
میخانہ مین شور و شر بپا ہے
ہے پیر مغان کو ضبط بالکل
ہر دور مین شغل بادہ نوشی
شیشہ دختر رز چھپا رہی ہے
رندون سے ہوئی جو آشنائی
ساحر کو خیال سرکشی ہے
ہین مست الست رند مشرب
اٹھو کہ بہار کا ہے موسم
زلفون کے بھی دام تنگ ہے ہین
ہر رنگ مین ہے نئی لطافت
ہر شعر جو درد سے بھرا ہے
ہے رزم کے رنگ سے یہ اظہار
مضمون جو ہجر کے لکھے ہین
امید ہے مجھکو ناظرین سے

معشوق کو لکھے بے ازار
کہو دختر رز کو حوصلہ ہے
شیشون مین ہے شور قلقل
موقوف ہوئی نئی فروشی
رندون کے لیے دو طعن ہی کم
شیشے مین چھپی یہ غیرت آئی
دل مین ہی آرزو بھری ہے
کھلتا نہین زاہدون کا مطلب
گلچین کو ہے شغل جوش ماتم
کیا طائر فکر بھی پھنسے ہین
کیا کیا لکھے ہین رنگ صحبت
یہ موجہ بحر عشق زا ہے
میدان مین چل رہی ہے تلوار
عشاق پڑے تڑپ رہے ہین
انصاف طلب ہون سامعین سے

سودائے جنون ہو ہر سر جوش
رندون سے جو سر کے پر ہینگے
ساغر کا دماغ پھر گیا ہے
ہے جام شراب کو بھی چکر
پردیسے ہین صاف یہ اشارے
پردے پردے کے ہین مطالب
میخوار جو آج جمع ہوتے
پھر بلبل کلک نغمہ زن ہے
صیاد کا دل دھڑک رہا ہے
لکھی جو قمر نیا فسانہ
نکتے وہ نہین لطافتین بھری ہین
عاشق کے لیے تو کیمیا ہے
مضمون مین بزم کے مزا ہے
دریا ہر رنگ مین بہائے
ممنون کرین جو بے ہنر کو

ہر سطر پہ خیال ہمدوش
مضمون خیال بھی اڑینگے
آنکھون سے کسی کی گر گیا ہے
شیشے سے چلی ہے آنکھ لڑکر
ہین دل مین یہ جو مطلب ہمارے
مطلوب ہے کون کون طالب
ہم بزم مین مثل شمع روتے
شہرہ یہ مرا چمن چمن ہے
مرغ بسمل پھڑک رہا ہے
اشکون کے لیے ہوا بہانہ
ہان سلک گہر سے بھی کڑی ہین
کیا قصہ نو رقم ہوا ہے
معشوق کا جمگھٹا جما ہے
سامع ناظر کے دل کو بھائے
دین خلعت آفرین قمر کو

بہ چہرہ رہروان منازل طلسم عشق و محبت و طے کنندگان مراحل شوکت و جلالت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانا ہے شیرین کلام ✤ حسینون کی نگار دہ حسن تمام ✤ سابق مین ذکر کیا تھا کہ جب نور الدہر کے قبضے مین سے لوح طلسم شوکت نکل گئی کیونکہ یہ اس طلسم کے فاتح نہ تھے وہ لوح شاہزادہ ایرج نے پائی طلسم شوکت بھی فتح کیا اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان زخمی ہو کر اک صحرا مین پہونچے جب احکام جادو مارا گیا تھا تو مفتون تاجدار نے رہائی پائی نکل کے لشکر سے طرف شاہزادہ ایرج کے بھاگا اول راہ مین ہران پہلوان اطلاع آنسے پوچھا کہ مفتون کیا گذری مفتون تاجدار رونے لگا کہا کہ

پہلوان کیا کہون کیا انقلاب ہی لوح ہمارے آقا کے قبضے سے نکل گئی ہرچند وہ لیجانے والا لوح کا زخمی ہوا اور مارا بھی گیا ہمارے آقا کے جو ہم چشم ہین انھون نے لوح پائی وہ اب طلسم فتح کرینگے ہمارے آقا زخمی ہوکر نکلگئے چلو تلاش کرین یہ کہکر مفتون تاجدار و ہبران ہمراہ سوار ڈھونڈھتے ہوئے چلے راہ مین سوار و پیدل ملنے لگے آن سبکو ساتھ لیتے پہنچے اک صحرا مین پہونچے دیکھا شاہزادہ نور الدہر اک نخل کے سائے مین بیہوش پڑے ہین مفتون و ہبران نے شاہزادے کا زخم دھویا ٹانکے لگائے اب شاہزادے کو ہوش آیا مفتون تاجدار کے شہر مین آئے ہرکارے واسطے خبر کے بھیجے ہین ہرکارون نے پرچۂ اخبار مین مفصل خبر دی کہ ایرج نوجوان نے مرحلہ جات فتح کیے مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت شاہزادے کے ہاتھ سے شکست کہا کے بھاگا اُسنے توجا کے قلعہ آراستہ کیا ہی ایرج نوجوان کا لشکر صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہی میمون و گلرنگ زن و شوہر لشکر کے منتظم ہین نور الدہر بعد یہ سانحہ بہت شاق گذرا ہی یہی خیال ہی کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم پہونچین مرحلہ جات تو فتح ہو چکے اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہی مفتون سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ اپنے کو برطلسم شوکت پہونچاؤن کسی طرح لوح ایرج سے لاؤن اور تلوۂ شوکت فتح کرکے قبل از ایرج طلسم نور افشان پر پہونچون اُنکی جورو کو قید سے چھڑاؤن میان کوکب کو ہاتھ سے تمہارون کے بچاؤن تب جلکے بیاجر زادہ ممنون و مشکور ہوگا ساری شوکت نکل جائے مفتون نے عرض کی یہ تکلیف حضور کیون کرین طلسم نور افشان بہت وسیع ہی اک راستہ تو یہ ہی کہ جدھر سے ایرج نوجوان جائینگے دوسرا راستہ طلسم خونریز کی طرف سے ہی اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسم خونریز ملے مرحلہ جات آپ کے ہاتھ سے فتح ہوے خونریز جادو وہان کا حاکم ہی اگر اُسکو مارا راستہ ملیگا بلکہ اِدھر سے راستہ قریب ہی قبل ایرج نوجوان کے طلسم نور افشان پر پہونچینگے نور الدہر نے فرمایا اُدھر ہی چلو ہمین تو طلب جانے سے ہی مگر بڑی دل کی خواہش ہی قلب مین کاہش ہی کہ بہران کو چھڑاؤن ایرج پر احسان کرین مفتون نے عرض کی جو غلام نے عرض کیا اسمین بشرط اہل شرط ہی پروردگار اپنی قدرت سے لوح دلوا دے جلدی نہ کیجیے دیکھیے آپنے کس کد و کوشش سے لوح طلسم شوکت پائی مگر ایرج تک کس تدبیر سے پہونچگئی بس ثابت ہوا کہ وہ اس طلسم کے فتاح تھے اگر آپکی تقدیر مین فتاحی طلسم خونریز ہی تو سامان غیب سے پیدا ہوگا لوح ملجائیگی اگر تقدیر مین نہین ہی تو لشکر کشی سے کیا ہو جائیگا سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہوگا غلام اسکا انتظام کرتا ہی یہ کہکے نور الدہر کو مصروف عیش کیا آپ وزرا اور امرائے صلاح کر رہا ہی وزرا اصلاح دیتے ہین کہ یہ مقدمات دغیب سے ہوتے ہین یہ غیر ممکن ہی کہ کوشش سے کام نکلے جب تین دن اسی کیفیت مین گذرے شاہزادے نے فرمایا اے مفتون خالی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا ہی اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم واسطے شکار کے جائین صید و شکار مین دل بہلائین کہا بسم اللہ شاہزادے نے شبرنگ کو حکم دیا سامان شکار تیار کرو بوقت سحر اسباب شکار درست ہوا شاہزادے نے چند سوار پیدل ہمراہ لیے واسطے شکار کھیلنے کے روانہ ہوے اک صحرا مین وارد ہوے شکار کھیلنے لگے اک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا عیار سوار پیدل سب کے سب تھک کے رہگئے دوپہر مین اک جھیل پر جاکر آہو کو شکار کیا پلٹ کے دیکھا کوئی میرے ہمراہ نہین پہونچا کباب لگا کر نوش فرمائے اُسی مقام پر آرام فرمایا چار گھڑی دن رہے آنکھ کھلی دیکھا ابتک کوئی ہماری تلاش کو نہین آیا اب خیال ہوا شب بسر کرینگا کوئی مقام پیدا کرین یہ خیال دلمین لا کے ایک جانب کو چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی شاہزادہ نور الدہر بسم اللہ کہکے باغ مین داخل ہوے باغ سرسبز و شاداب نرگس شہلانے آنکھین کھولین زلف و سنبل کلیجہ دیتے

ہواخواہان چمن اکڑ رہے ہین کیلئے بشکل جلد پوشان جنان گوشون مین خاموش نہرون کو بحر الفت کا جوش یہ کیفیت تھی کہ نظم

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان فلک
شبیہ مرغ چمن گر گشتہ بر دیوار
چمن کو دیکھکے دیکھین اگر بدن اپنا
یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ ناہنتے جام
ہر نہر مین جیسی آئنے کی خاصیت
پر اسکا عکس تو آب روان مین ہے پیدا
گلون و غنچے درختون کو دیکھکر سرسبز
الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

عجب نہین گل و نسرین نہین کھلے تا جو بہار
ہوائے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے
نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
ہر ایک شگوفے نے پڑا اپنا عطردان کھولا
تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
کہین ہے لالہ کہین جعفری کہین گل سرخ
سکنے پہ بجز دست دعا اٹھکے چنار

عجب نہین جو نسیم وہ ہوئے زیر سپہر
کہ نخل یکشبہ پہونچے ہے تا سر دیوار
مہک رہا ہے جو گلشن تمام خوشبو سے
شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار
اگرچہ خود نہین پھرتا ہے سرو گلشن مین
لباس پر گل سوسن کے بھی ہے طرفہ بہار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیے

ہر جانب جوش بہار کے سامان عندلیبان خوش الحان معروف زمزمہ سرائی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہوئی آئی حقیقت مین نشۂ بادۂ محبت گلشن مین لہراتی ہے ہر مینائے شجر سے سرخ گلابی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور شاہزادے نے بند قبا کھولدیے فرحت تازہ سرور بے اندازہ قلب کو حاصل غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین چند روشین شاہزادے نے طے کی تھین کہ اک مرد ضعیف کو دیکھا سرخ پگڑی سر پر تہری دسوتی باندھے ہوئے اودماج کا مالا گلے مین مرزائی پہنے ہوئے نیچے نینوین سکو شاہزادے نے سلام کیا بڈھے نے بہ محبت پوچھا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہے باغ مین تشریف لانیکا باعث کیا ہے شاہزادے نے کہا مین اک تاجر کا نوکر تھا راہ مین ڈاکہ پڑا کاروان لوٹا زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا منظور ہے جبتک زخم اچھا ہو اسی گوشۂ عافیت مین بسر کرون بعد صحت جب مناسب وقت پاؤنگا اسوقت دیکھا جائیگا مگر آپکے نام نامی سے بھی آگاہ ہونا ضرور ہے بڈھے نے کہا مجھے فولاد باغبان کہتے ہین مین اس باغ کا چودھری ہون لقب اس باغ کا باغ سروستان بادشاہ یہان کا کیوان انجم سپاہ صاحب فوج و لشکر محافظ طلسم خونریز از حرف سحر العجائب و سحر الغرائب بادشاہان طلسم نور افشان مشہور ہین نے انکی صاحبزادی بلند اقبال خورشید جمال کو تو ابتدا سے گودیون مین پرورش کیا ملکہ خورشید روشن جمال لقب ہے شاہان جہان زحل کے طالب ابھی تک کہین نسبت قرار نہین پائی اکثر اس باغ مین بھی تشریف لاتی ہین حسن انکا مشہور عالم ہے مگر از شیر بشنیده جرات آپنے اپنا نام نامی نہین فرمایا نور الدہر نے کہا سہیل تخزان مجھکو کہتے ہین بڈھے نے اپنا نام فولاد چودھری بتایا اور کہا اے نوجوان میرے کوئی نہین ہے زوجہ نے بھی انتقال کیا سرکار سے بہت کچھ پاتا ہون کون ایسا وہ آدمی ہوگا جسکے پاس دو چار مہر ین سو دو سو روپے ہونگے تمکو اپنا فرزند کرون اپنی جائداد کا مالک بناؤن نور الدہر کے خیال مین آیا کہ اپنا کیا حرج ہے زخمی بھی ہو رہے ہین اس عرصے مین صحت بھی حاصل ہوجائیگی جیسا مناسب ہوگا کرونگا کہا اچھا اب فولاد نے دروازہ باغ کا بند کیا نور الدہر کو سر حوض پر لاکے بٹھایا اک گلابی شراب کی لایا کچھ پھل توڑکے رکھے چودھری صاحب کی ملاقات کا یہ پھل ملا ایک جام نور الدہر نے پیا دوسرا بھرکے فولاد کو دیا فولاد نے ہرچند انکار کیا اے فرزند مجھکو نشۂ زیادہ ہوجاتا ہے ملکہ نے اکثر منع کیا حکم محکم صادر ہوچکا کہ ہمارے باغ مین رہکر شراب نہ پینا نور الدہر نے کہا نوش فرمایئے اسوقت ملکہ کہان ہین کبھی تشریف لاتی ہین نور الدہر نے زبردستی جام پلایا پیتے ہی فولاد کو نشہ ہوا ناچنے لگا نور الدہر نے کہا چودھری صاحب بڑے دھوم سے تمھاری شادی کرینگے یہ سنکے فولاد اور ناچنے لگا کہ ہمارا بیٹا ہماری شادی کریگا جوان دلھن بیاہ کے لائینگے خوب مزے

اُترا بنگلے کے دروازے سے آواز آئی او فولاد کیا مرگیا ہی دروازہ کھول پکارتے پکارتے آواز پڑگئی فولاد آواز سنکر
گھبرایا کہا اے فرزند غضب ہوا سواری ملکہ کی آئی کنیزین پکار رہی ہین نورالدہر نے کہا دروازہ کھولدو کنج باغ
مین جو تمھارا بنگلہ ہی مین اُسمین جاکر ٹھہرتا ہون نورالدہر طرف بنگلے کے چلے فولاد اپنے کو آراستہ کرکے دروازہ
کھولنے چلا آراستہ یہ کیا کہ ایک آستین مرزائی کی پہنی دوسری لٹکتی ہوئی پگڑی کا سرا ایک پیچ باندھا ساری
پگڑی زمین پر پڑی ہی مگر ہاتھ خالی چلا جاتا ہی اپنے نزدیک پگڑی کو باندھتے ہین کوئی پیچ سر پر نہین آتا گویا
پیچ پڑگیا اس رنگ سے جاکر دروازہ کھولا ملکہ اندر داخل ہوئین سات سو کنیزان زرین پوش ایک ایک
حسین مہ جبین کمسن اُٹھتے جوبن کے دن کھیلتی اچکتی لباس تنگ زیب جسم گلرنگ چہرے چاند سے کلائیان شاخ
بلور عارض پُرنور آگے بیٹھے وہ ماہ تابان رشک آفتاب درخشان

رباعی

ثعبان کلیم گیسوے دلبر ہی
آئی مسیح لب جان پرور کی
ثابت ہی کہ رخسار مین ماہ تابان
ثاقب ہی وہ خال یار کا اختر کی

سراپا خوب معشوق مرغوب

چال آفت ہی فتنہ ناز شرارت آفت
چتون ہی ستم چشم عنایت آفت
چالاکی و چابکی و شوخی و ادا
رفتار ہی یہ بلا قہر قیامت آفت

حسین مہ جبین غارت گر دین حور تمکین غنچہ دہن رشک گلشن سیم تن
دل شکن سب کے آگے آگے صاف ثابت ہی کہ آگے ماہ تابان گرد ہجوم ستارگان فولاد کی صورت دیکھی دیکھا پگڑی
باندھ رہے ہین کوئی پیچ سر پر نہین بندھتا ہاتھ کو ناحق گردش ہی دل کو پگڑی باندھنے کی کوشش ہی ہاتھ دستگیری
نہین کرتا ہی ملکہ نے کہا کیون او بچا او نمک حرام تونے پھر ہمارے باغ مین شراب پی پانچ کوڑے مارے
حضور توبہ ہی ہوئی اب کبھی شراب نہ پیونگا یہ کہتا ہوا بھاگا مگر یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ میرا بیٹا میری شادی کریگا جورو
دو من بیاہ کے لاؤنگا خوب مزے اُڑاؤنگا کنیزون نے کہا حضور سنیے کیا بکتا ہی جوت لگی پیٹ سہلاتا ہی مگر ایسی ہی
لگے جاتا ہی ملکہ نے ہنسکر منھ پھیر لیا کہا جانے دو یہ تو ظاہر ہی کہ نشے مین ہی اُس بگڑے بدنصیب کو بیٹا کہان میسر ہی
اک دختر بنجارے کی لایا تھا وہ بھی ٹھوک کے چل گئی کنیزین ہنستی ہوئی فولاد پر آوازے کستی ہوئی آکر داخل بارہ دری
ہوئین ماہ تابان اپنے برج مین یا گوہر بے بہا درج مین مگر فولاد روتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے
کہا کیون باباجان خیر تو ہی کہا بیٹا ہمنے منع کیا تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا شراب ہمکو پلائی ملکہ نے ہمکو کوڑے مارے پیٹھ کی
کھال اُدھڑ گئی بڑی ظالم ہی مرد کے تو نام کی دشمن ہی مردانہ پھول تک باغ مین نہین رہنے پاتا سپاہ گری کا بڑا شوق
ہی اور جو رنگ لگانا شکار کو جانا تیراندازی نیزہ بازی ان سب مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق باپ کی لاڈلی
بیٹی ہی بھلا کون بول سکتا ہی جو بیٹا ہین کرین نورالدہر خاموش ہو رہے انکو یہی فکر ہی زخم اچھا ہو جائے تو مین
یہان سے جاؤن شام کو فولاد اور چند باغبان زیور پھولون کا بنانے بیٹھے نورالدہر نے کہا بابا جان ایک
گلدستہ ہم بھی بنائین فولاد نے کہا ان کامون مین دخل دیا کرو تمھارے گھر کا پیشہ ہی شاید کسی دن بادشاہ کا بندہ
ضرور پرسش ہوگی نورالدہر نے گلدستہ اُٹھا لیا فرزند صاحبقران جمیل فہیم ذہین گلدستے مین یہ شعر باندھا شعر
گلشن مین جبھی آئی ہی یون صبا خس و خاشاک ، دیکھے گا کون نشو گل زیر گنبد افلاک ، گلدستے مین اس شعر کو بڑے
تکلف سے درست کردیا فولاد سب گلدستے زیور گل بدھیان سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے سب کنیزون کو بانٹ دیے
تقاضاے کار وہ گلدستہ اُٹھا لیا بنگاہ غور دیکھنے لگی اب جو بنگاہ غور دیکھا شعر مذکور اُسمین لکھا ہوا پایا ملکہ نے
فولاد کو بلایا کہا کیون فولاد یہ گلدستہ کسنے بنایا کہا حضور سب مین نے بنائے ہین ملکہ نے جھلا کر کہا کیون جھوٹ
بولتا ہی سچ بتلا ورنہ وہی صبح کا سا حال ہوگا فولاد اپنی ہی کہے گیا کہ حضور مین ہی نے سب گلدستے بنائے ہین ۔

ملکہ نے قریب بلایا حرف دکھلا کر پوچھا دیکھ تو یہ کیا ہی اب فولاد گھبرایا کہا حضور بیلے کے پھول ہین ملکہ نے کان پکڑ کے
اک طمانچہ مارا دو دائرے لکھ کر کہا اسی طرح انکو نسب کر دے فولاد عاجز ہوا وہ دائرہ حرف کا بنا ہوا تھا جب
ملکہ نے کہا سچ کہہ یہ کچھ کھینچکر فرمایا اگر جو تو نے کہا کہ مین نے بنایا تو ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگی کہ تمہارا سر اڑ جائیگا اب
فولاد کانپا کہا حضور بیٹا میرا اچھا خوبصورت صف شکن تیغ زن نوجوان ایران مین رسالہ دار تھا کل سے آیا ہی اُسنے
یہ گلدستہ بنایا ہی پڑھا لکھا ہی ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اس گلدستے کو کھلوا کر اور بنوائینگے فولاد
دوڑا ملکہ نے چلمن ڈلوا دی گرد کنیزین پہلو مین ماہ رخسار وزیرزادی یہان نور الدہر چپ بیٹھے ہوے تھے کہ فولاد
آکر سمجھا کہا بیٹا بڑا غضب ہوا تمنے جو گلدستہ بنایا تھا اسمین کچھ لکھا تھا ملکہ تو پڑھی ہوئی ہین بڑی بڑی کتابین حفظ
کرلی ہین جب گلدستے کا ذکر ہوا مین نے کہا مین نے بنایا ہی ملکہ نے اک مقام پر سے چند پھول کھلوا لے مجھسے کہا بنا
مجھسے نہین سکا تب مین نے تمہارا ذکر کیا اب چلو ملکہ نے بلایا ہی جھک جھک کے سلام کرنا ہاتھ جوڑے ہوے سامنے
کھڑے رہنا نور الدہر نے بہ تعجیل تمام خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تیغ خاراشگاف سلیمانی کمر سے لگایا مگر
سر پر چار مرہم کی پٹی چڑھی ہوئی ہی اس سج دھج سے فولاد کے ہمراہ ہوے یہان ملکہ منتظر بیٹھی تھی جب سے یہ ذکر سنا تھا اسکو بھی
رغبت ہوئی تھی دل مین اشتیاق تھا نگاہ براہ کہ دیکھا روش پر باغ کی روشنی ہوئی حیران حیران اُدھر متوجہ
ہوئی دیکھا اک جوان رشک ماہ کنعان صاحب شوکت و شان نور نگاہ صاحبقران سلاح ذات پر آراستہ قد
دلکش نخل باغ مراد عارض انور چراغ باغ مراد چہرہ گل سا سرخ ہو رہا ہی آنکھین رشک دیدۂ آہو زلف پیچ پیچ
گیسوان طلائی پہلو مین نیمچہ پشت پر سپر پہلو سے ماہ تابان مین ہلال کمان کیانی دوش پر گویا ماہ تابان برج قوس مین
ماہ تابان و ہلال قریب ہین یہ بھی بات ہی کہ خوش نصیب ہین موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو
جوان خوشخو خوش رو دیکھتے ہی ملکہ کا یہ حال ہوا کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر
آیا دل نازک بھر آیا قریب تھا کہ لڑکھڑا کے گر پڑے وزیرزادی ماہ رخسار کے قریب تھی بدحواس ہو کر اسکے کاندھے
پر سر رکھدیا ماہ رخسار نے سر سینے سے لگا لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر قریب
چلمن کے آکے چپکے کھڑے ہو گئے کنیزون نے کہنا شروع کیا میان سلام کرو ملکہ نے کہا ارے کمبختو تم کو کیا مطلب ہی
انکے سلام سے کیا میرا مرتبہ بڑھ جائیگا معلوم ہوتا ہی بزرگون نے سلام بندگی نہین سکھایا کرسی دو بیٹھین نور الدہر کو کرسی دی
ملی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ملکہ گلچین گلشن جمال کی کر رہی ہی بیتابی دل سے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی ضبط کر رہی ہی
ماہ رخسار سے کہا ذرا پوچھو آپکا نام کیا ہی ماہ رخسار نے پوچھا شاہزادے نے سہیل تیغ زن اپنا نام بتلایا
ماہ رخسار نے پوچھا حضور ہماری پوچھتی ہین فولاد آپکا باپ ہی نور الدہر نے کہا او خیلا تیرا باپ ہوگا یہ سنکے
وزیرزادی نے کہا حضور سنا ان پابیون مین یہ بھی ہوتا ہی کہ بوڑھے باپ سے شرماتے ہین اپنے کو چھپانا
اچھا سمجھتے ہین ملکہ نے چپکے سے کہا اے ماہ رخسار انصاف کرو فولاد کا بیٹا یہ نہین معلوم ہوتا نہین معلوم یہ کہان سے
اوج رفعت کہ تاز میدان جلالت کیونکر اس باغ مین آیا آخر مین حال کھلیگا ماہ رخسار نے کہا واری جاؤن
بیلا چڑا ہونیسے کیا ہوتا ہی یہ فولاد کے فرزند ہین خرفا مین بیٹھے فنون سپاہ گری سیکھے مغرور ہو گئے ہین
ملکہ نے کہا اے ماہ رخسار انصاف کرو سطوت و صولت و جلالت عظمت و شوکت و رفعت کو تو دیکھو ہم پوچھینگے
یہ کہکر چلمن اُلٹ دی نور الدہر کی نگاہ پڑی اک نازنین پری پیکر مہ براہ آسمان حسن و جمال چرخ خوبی کا بدر
کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک دیدۂ غزال سرو سے قد کو کیا مثال دون محجوب ہوتا ہون اصل تو یہ ہی

زیب النسا نے کیا خوب رباعی فرمائی ہو کہ حسب حال مقام بناہی اپنے معنی پر یکتا ہی رباعی

طفلی را بخود پسندیدہ
سرو را قد یار ہے گوید
سرو چوبیست نا تراشیدہ
ولے بر شاعران نادیدہ

ایسے مہمل درخت سے کیا قد محبوب کو مثال دون بلکہ کلک قدرت کہون سرو سہی قد کا نام نہ لون چہرے کو ماہ تابان کہنا مناسب نہین جانتا چاند مین داغ ہی اسکو رشک ماہتاب کہون کیون خاموش رہون نظم

دو چشمش جینہ چو بادام بود
ز زلفین خود واخت بر روی گل
دہنش گل اندر چمن سینہ چاک
چو چند لبش ریزد آب حیات
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
نوشت از ازل آفرین آفرین
بہر نقش یا آفت بید رنگ
دل و جان عاشق کباب و خراب
نہالی قدش سرو بالاے جوے

نہال قدش سرو جوبار حسن
ز سو شہریاران شد آباد از و
نہال ارم از قد او خجل
ز مستوری نرگسش خندہ بست
جبین نور صبح جبین موج نور
انار بہشتی دو پستان او
حنا دست پروردۂ دست او
لبش شہد و شکر بدون بی نمکین

ہمیشہ ازو گرم بازار حسن
ز بویش بہاران شد آباد از و
ازو ماندہ شرمندہ چین و چگل
بلا بر سر و تیغ و خنجر بدست
کہ نور علی نور گردد و فور
خوشا کو کند سیر بستان او
حیا بندۂ نرگس مست او
تبسم چو میکرد نعلش بی نگین

سمن بر شکر لب دل آرام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز رخسار او ماہ و خور تابناک
خم و پیچ رفتار موج حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
بہ پیشانیش دست صبح آفرین
بلا بر بلا قامت بید رنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
رخش سورۃ الشمس و اللیل جوے

اس کج دھج سے اُس قتال عالم کو نور الدہر نے دیکھا تھرتھرا کر کرسی سے گر پڑے ہوش و کرسی تہ و بالا رنگ رو متغیر ملکہ کی بھی جو آنکھ چار ہو گئی جانبین مین چھریان چلین دونون کے قلب خونبار ادھر نور الدہر گر پڑے ادھر ملکہ خورشید روشن جمال بھی گود مین ماہ رخسار کے گری چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین مگر ماہ رخسار نے شیشہ گلاب کا منھ پر ملکہ کے ڈالدیا ملکہ کی آنکھ کھلی گھبرا کر فرمایا کیون ماہ رخسار تم اگر اس بیچارے غریب پر چھڑک دیتین تو شاید بہت بڑا نقصان ہو جاتا دیکھو تو منکا ڈھلا ہوا عارض پر گرد ملال سا چہرہ زرد کوئی کمبخت کا اٹھانے والا نہین ماہ رخسار جھپٹ کے چلی ملکہ نے پکار کے آواز دی ای ماہ رخسار اب تمھارے جانے کی کچھ ضرورت نہین مجھے تمھارے نہ جانے سے ضد ہوئی یہ کہکے وہ فرش سے لگکے زمین پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے بوے زلف عنبرین دماغ تک پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی دماغ اپنا عرش اعلی پر پایا زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا آنکھین بند کر لون ملکہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی سر شاہزادے کا زمین پر گرا اسکر اکر فرمایا ہنسنے تو ساز جانکے خاطر کی آپ نے پیر پھیلا دیے نور الدہر شرما کے اٹھے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ آگے بڑھ گئین ادھر ماہ رخسار نے دانتون کے نیچے انگلی دبائی کہا ہان کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہی شاہزادہ نور الدہر نے شرما کے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ جلدی جلدی بارہ دری مین آئی نور الدہر ماہ رخسار کے ساتھ اندر آئے ملکہ مسند پر بیٹھی ماہ رخسار سمجھ گئی ہی کہ ملکہ مائل ہوئی ہین اسکے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہین حقیقت مین جوان بھی ماہ تابان مہر درخشان ہی ملکہ سے لگا کر بیٹھین ماہ رخسار نے گلابی و جام بلوری آگے نور الدہر کے رکھا اشارہ کیا شاہزادے نے جام بھر کے ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا جام ہاتھ سے لیا مگر زمین پر رکھدیا شاہزادے نے اٹھا کے وہ جام خوش انجام ملکہ کے لبون سے لگا دیا ملکہ نے چند قطرے پی کے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے بھی زمین پر رکھدیا ملکہ نے کہا کیون صاحب کیا مین نے بھی منھ سے لگا دیا ماہ رخسار کی طرف ملکہ نے اشارہ کیا کہ ذرا آپ کو پلا دے شاہزادے نے کہا ملکہ ہمارے تمھارے

مذہب مین فرق ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحب سواے ہونے دو سے خداوندون کے اور کونسا مذہب ہی
شاہزادے نے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گلشن محبوبی یہ سب باطل ہین مذہب یہی ٹھیک ہی کہ
وہ وحدہ لا شریک ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلبل کو رنگ گل پر شیدا کیا سحر کہ ہے گذشتہ سے ہونگے
قیس و مجنون عزیز و اقارب کو چھوڑ کے لیلی کا جو یا رہا دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین اوقات بسر کی شب
ہجر تڑپ تڑپ کے سحر کی کوہکن کو کیا ملا شیرین پر جان دی جان شیرین کی قدر نکی پہاڑ کے پتھر کاٹے بموجب مضمون
شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ٭ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ٭ آخر شیرین کو تاب نہ آئی
دیکھنے کے بہانے مقبرے نکلی خسرو کی سلطنت کا کچھ خیال نہ کیا آخر اپنی جان دی یہ اُس بے نیاز نے سامان
اپنی قدرت کے دکھائے فلک پر دن کو نیر اعظم شب کو ماہ تابان اسطرح سرگردان ہین اگر خیال کرو تو اپنے
پیدا کرنے والے کی جستجو مین حیران و پریشان ہین بس مناسب ہی کہ ان سب پر لعنت کرو مذہب رب اکبر کو
قبول کرو ملکہ نے سر جھکا کر تشلا تشلا کر کلمہ پڑھا جام پیا ماہ رخسار نے کہا واری آپ نے غضب کیا اپنے
خداوند کو برا کہا ملکہ نے کہا ای ماہ رخسار مہمان کی خاطرداری منظور تھی مین نے تنکا منہ مین رکھ لیا تھا
کچھ ہرج کی بات نہین ہی ماہ رخسار سمجھ چکی ہی کہ ملکہ اس جوان پر عاشق ہوئی چپ ہو رہی خدمتگاری
کرنے لگی عین گرمی صحبت مین فرمایا کہ آپ نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا اپنے حال سے مفصل نہ ماہر کیا یہ سنکے
نورالدہر نے سر جھکا کے فرمایا کہ اپنی آوارگی سرگردانی پریشانی ظاہر کرنے سے کیا فائدہ اک مسافر ہین آفت رسیدہ
جفاے فلک کشیدہ آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس رنگ مین پھنسے کہ اُسکو ظاہر نہین کر سکتے اگرچہ بیان
کرین سننے والے کو بھی ملال ہو یہ نہین چاہتے کہ عیش مین کسی کے خلل ڈالین جسواسطے نکلے اُسکا ابھی تک کچھ
ظہور نہوا ہمچشم عین وقت پر پہونچگئے مراد اُنکی حاصل ہوئی ہر طرح تسکین دل ہوئی صاحب فوج و لشکر ہین
دس بیس ہزار کے افسر ہین ہمکو فلک نے یہان پہونچایا تمھارا جمال جہان آرا دکھایا ملکہ نے کہا صاحب ان کو
مین نہین سمجھی ذرا مفصل فرمائیے شاہزادے نے کہا ای سرو باغ محبوبی وای نونہال باغ خوبی نام تمنے سنا ہوگا
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران والی قاف و دنیا اُنکا مین پوتا ہون گل گلزار خلیل الرحمان
نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران ہین مینے خبر سنی کہ میرے
بھائی صاحب میان کوکب روشن ضمیر دلاچین والا تمکین وغیرہ قید ہو گئے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
طلسم پر اپنا قبضہ کیا شاہ سابق کو قید کر لیا چاہتے ہین تڑپا تڑپا کے مارین ہمارے مہربان صاحب شوکت و شان
ایرج نوجوان طلسم مین آکر پھنس گئے ہین خبر سنکے چلا قلعۂ مفتونیہ پر چند لوگ میرے مطیع ہوے لوح طلسم
شوکت پائی مگر مکار ملعون مکر سے آیا لوح اُسنے مکر سے لی مین اُسکے تعاقب مین چلا چار ساحر تیرت
مارے اُدھر سے ایرج نوجوان آتے تھے تلوار کھینچکے گرے تلوار چلی مراد یہ ہی کہ لوح طلسم شوکت اُنکو
ملی ہم زخمی ہو کر ادھر نکل آئے اُنھون نے طلسم فتح کیا اب طلسم نور افشان پر جاینگے ہم یوہین تڑپ تڑپ کے
رہ جائینگے بلکہ قلعۂ مفتون پر ذکر آیا تھا دوسرا راستہ طلسم نور افشان کا اور ہی طلسم خونریز اسکا نام ہی اگر
طلسم خونریز فتح ہو گیا عجب کیا ہی کہ راستہ جانیکا ملے مگر ہمین اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے امید نہین
کہ ہم تا بہ طلسم خونریز پہونچین مقدر حسرت و آہ ہی شاہزادے نے جو یہ ذکر کیا آنکھون سے اشک حسرت
ٹپکائے ابر غم و الم دل پر چھائے ملکہ چونکہ عاشق زار تھی اپنے ہاتھ سے اشک آنکھون سے شاہزادے کی پونچھے

کہ آپ ملول ہون ہم آپکو اپنے والد سے طلسم خونریز کا راستہ پوچھ دینگے لوح کی بھی فکر نکل آئیگی نور الدہر نے کہا اے ملکہ واے برباد گرفتاری ماکبھی ہمکو اس تاجر زادے کرایہ فروش بازاری سے حجاب نہین ہوا ایک مرتبہ فلک نے ہمکو یہ جفا دکھائی کہ وہ طبل کمتائی بجاتے ہین ہم مارے مارے پھر رہے ہین کچھ ہمین نہین تمکو کیا سبب ہے جو براے مہربانی یہ فرمایا ملکہ نے کہا ہمارے والد نامدار پہلوان زبردست ہین حافظ طلسم خونریز ہین یہ مین نے اُنکی زبان سے اکثر سنا ہے کہ کوئی طلسم خونریز تک نہین جا سکتا جبتک ہمکو منظور نہو کیا تعجب ہے کہ لوح کا مقام بھی جانتے ہون مین آج یا کل سب کچھ دریافت کرونگی آپ سے مفصل کہونگی انہی باتون مین رات ہوئی ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین چبوترۂ بلور پر فرش بچھا انمین جلبین کنیزان زرین کمر جمع ہوئین نور الدہر آکر مسند پر بیٹھے گانا شروع ہوگیا ایک گاین نہایت حسین غارت گر دین گت ناچکر سامنے بیٹھی یہ غزل گانا شروع کی

نظم

ویدِ گل کا ہے مری آنکھونکو آزار اندنون
ہین زلیخا کی طرح لاکھون خریدار اندنون
برگ سوسن ہین زبان گنگ گوئی سے لب اس شوخ کے
مرغ دل ہے دام گیسو مین گرفتار اندنون
صورت بلبل نہ کیون گلشن مین ہین نالے ہزار
چل رہی ہے یار کے کوچے مین تلوار اندنون
پیچ مین لائینگے اب کسکے دلِ صد چاک کو
نور دیتی شمع تر اُس مہ کا رخسار اندنون

پھر ہوا ہے دل کو عشق زلف دلدار اندنون
نرگس بیمار کی صورت ہون بیمار اندنون
بات کیسی سانس بھی لینی ہے دشوار اندنون
بات تک کرنی نزاکت سے ہے دشوار اندنون
ساتھ تو بھی سوتا ہے تو منھ پھیر کر سوتا ہے وہ
یاد آتے ہین مجھے وہ گل سے رخسار اندنون
پر وہی الفت کی باتین ہین وہی ہے اختلاط
بال کنگھی کے سنورتے ہین جو ہر بار اندنون

پھر وہی انگلے سے ہین حسن کے آثار اندنون
گرم ہے اس غیرت یوسف کا بازار اندنون
ہو گیا ہون یہ تپ فرقت سے مین زار اندنون
اس بلاے زیست پھر ہے جو سنا دشوار ہے
اسقدر ہے میری صورت سے وہ بیزار اندنون
روز لاکھون جنبش ابرو سے ہوتے ہین شہید
پھر لگاوٹ مجھسے کرتا ہے مرا یار اندنون
کیا بھلا دیکھون قمر کو مین نگاہ شوق سے

شاہزادہ بیٹھا ہے جام ارغوانی چل رہا ہے اختلاط ظاہری عاشق و معشوق مین ہو رہا ہے اسی عیش و عشرت مین شب بسر ہوئی صبح کو شاہزادے نے فرمایا اے ملکۂ عالم خیال سے تمھاری جدائی کے لبون پر دم ہے ادھر فراق ہوا اور تڑپ کر جان دی لیکن کیا کہین مقدمۂ عزت و آبرو ہے مگر فکر واجب و لازم ہے ہم اب فکر مین لوح کی نکلتے ہین جانے کے نام سے شاہزادے کے رنگ روے ملکہ اڑ گیا بمنت فرمایا آج دن بھر اور میری خاطر سے تکلیف فرما کے ٹھہر جائیے تھوڑا سا صبر فرمائیے مین جا کے اپنے والد ماجد سے حال لوح پوچھتی ہون یہ بھی دریافت کرونگی کہ آپ کس وجہ سے نگہبان مشہور ہین یہ تو مجھکو معلوم ہے کہ خراج یہانکا شاہان طلسم نور افشان کو جاتا ہے بعد سال بھر کے وزیر اعظم آتا ہے حساب کرکے خراج لیجاتا ہے اسکی آمد کے زمانے مین انتشار عظیم بپا ہوتے ہین غیر منتظم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین ماہ رخسار سے فرمایا تم شاہزادے کی دلدہی کرنا کوئی تکلیف نہونے پائے مین شام سے پیشتر آؤنگی اے شہریار میرا دل کیا لگیگا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال ہو جائیگا یہان آنے سے دل بہلے گا مگر مین فکر لوح کی ضرور کرونگی یہین چکی ہون کہ بدون لوح طلسم فتح نہوگا مین اپنے حتی الامکان بہت کوشش کرونگی اگر آپ نے لوح طلسم شوکت نہ پائی کیا تعجب ہے کہ اُس ذریعے سے لوح طلسم نور افشان بھی ہاتھ آئے تو عجب نہین مگر طلسم نور افشان بہت وسیع ہے سحر العجائب بمصر الغرائب اسطرح سلطنت کر رہے ہین خراج مین ابھی کمی نہین ہوئی ساحر بھی وہ دونون زبردست ہین اب جسدن سے طلسم پر قابض ہوے کتخانہ ساحری قبضے مین آیا اسکو دیکھا کرتے ہین اور علم سحر کو ترقی ہوئی اب انکا کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ان شاہون نے میری خواستگاری کی اُنکی خواہش سے معلوم ہوا کہ وہ سب یہی چاہتے ہین

کہ ملکہ کو قبضے مین کرین اور فتح طلسم کی تدبیر ہوئی بڑے بڑے جلیل کہ اس سعادت کے خواہان ہین کوکب کا
گرفتار ہونا سب پر شاق ہی ہر ایک اُنکی رہائی کا مشتاق ہی مگر ہر کسی کی مجال نہین کہ طلسم مذکور پر نگاہ ڈالین مگر
آپ کی خدا مدد کرے شاہزادے کو اچھی طرح سے سمجھا کے ملکہ اپنے والد کی خدمت مین روانہ ہوئین شاہزادۂ
نورالدہر کھڑے دیکھا کیے جب محافہ نظرون سے مخفی ہوا پلٹ کر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر انتظار
آمد آمد ملکہ کرنے لگے مگر ملکہ خورشید روشن جمال بیقرار پریشان جدائی شاہزادے کی مشتاق دیدار کی
مشتاق محل مین آکر اُتری مان اسکی ملکہ حسن آرا دیکھکر گھبرا گئی دیکھا چہرہ روشن سینے پر ابھار جھوتی ہوئی
سامنے آئی سلام کیا حسن آرا نے گلے سے لگایا مگر برابر جو انیسین کنیزین دد دائیان بوڑھی بوڑھی عورتین
موجود تھین ملکہ حسن آرا کو اشارہ کیا بی بی خدا خیر کرے صاحبزادی کا پاؤن کہین اونچے نیچے پڑ گیا چہرے کی
رونق دیکھیے سینے کا ابھار چال مستانہ لگا ہن سب سے بیگانہ حسن آرا نے کہا کمبختو چپ رہو ابھی کنوارا
پنڈا باغ مین رہتی ہی کنیزین ہمسن ابھی تک رو کے روٹی مانگتی ہین مردانہ پھول تک آسکے باغ مین نہین رہتا
وہ خود صف شکن شمشیر زن ہی جری ہی دلاور ہی بہادر ہی بھلا اُسکو کسی کا کیا خیال ہوگا سیکڑون بہادرون کی
تصویرین آئین مگر وہ خیال بھی نہین کرتی ہم لوگون نے چاہا شادی کرین خانہ آبادی کرین رونے لگی یہی چاہتی
ہو یا کہ مادر مہربان آپ اپنے سے ہمکو جدا کرینگی ہم آپ سے چھوٹکر کیونکر جیئینگے کیون صاحبو یہ باتین بھول ہین کہ اسکے
دشمن کچھ پیشی ہین سب چپ ہو رہے مگر جو قبیل لکھائی تھین وہ کب مانتی ہین آپسمین اشارے کیے جاتی ہین کہ
خبر ہوگی کیوان انجم سیاہ بھی تشریف لاتے ہین محلدارون نے بڑھکر آواز دی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بادشاہ
تشریف لاتے ہین ملکہ خورشید روشن جمال محمودی کی چادر اوڑھکر برائے استقبال بڑھین کہ شاہ سامنے
نمایان ہوا بیٹی نے بڑھکر سلام کیا بادشاہ نے برخوردار کہکے سینے پر ہاتھ رکھ لیا اور سر سینے سے لگا لیا ملکہ نے دوڑکے
ابا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور عرض کی کہ کیون والد ماجد اسکا کیا باعث ہی کہ آپ نگہبان طلسم خونریز کے
کہلاتے ہین کیوان نے کہا اے نور نظر اِسکا سبب یہ ہی کہ میرا ملک نہایت وسیع و رفیع ہی بڑے بڑے پہلوان
میرے پاس موجود ہین اس حوالی مین میرا کوئی مثل جرأت و شوکت و لیاقت اور فوج مین نہین ہی اور ہمارے
ملک سے راستہ طلسم خونریز کا اگر جانے والا ارادہ کرے تو مین اپنے ملک کی طرف سے اُسے جانے نہ دون فوج
بیشمار پہلوان وہ رکھتا ہون کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون تو کوئی اُسکا بار نہ اٹھا سکے بڑے بڑے پہلوان میرے
پاس موجود ہین مگر کیوان انجم سیاہ میرا لقب ہی جیسے ستارون کا شمار ممکن نہین اُسی طرح میری فوج ہی گویا دریا
تمہاری موج ہی ملکہ نے کہا کیون باباجان اگر کوئی بڑا جری بہادر صف شکن تیغزن ارادہ فتح طلسم خونریز
کرے تو لوح کو کیونکر پائے کیوان انجم سیاہ جھجھکیا اور کہا کہ اے نور نظر تم تو اسطرح پوچھتی ہو گویا میری جان
لینے کا ارادہ رکھتی ہو ملکہ کو اور تو کچھ نہ بن پڑا عشق مین نورالدہر کے بیہوش ہو رہی ہی رونے لگی کہا اے بابا
آجکل مین نے خبر سنی کہ کوکب روشن ضمیر کو سحر العجائب مصر الغرائب نے قید کرلیا اور دامن پناہ نہ دیا
چار طرف سے چند لوگون نے قصد کیا ہی کہ طلسم نورافشان کو فتح کرین جب سے مین نے خبر سنی ہی آب و دانہ ترک
ہوگیا ہی یہ تو مین آپ کی زبان سے سن چکی ہون کہ طلسم نورافشان کا راستہ آپ کے ملک سے ہی تو مین بھی
چاہتی ہون کہ کچھ حالات سنون اگر آپ کے ملک کا فتح ہونا آسان ہی تو مخفی کیجیے پہلوان جا بجا مقرر رہون کیسا ہی
بڑا بہادر ہو کیسی ہی فوج لیکر آئے مگر آپ کے ملک سے گذر نہ سکے اب مفصل فرمائیے کہ جو کوئی ارادہ کرے کہ

طلسم خونریز فتح ہو تو کیا تدبیر کرے کیوان انجم سیاہ حیران حیران صورت ملکہ کی دیکھتا ہی زوجہ اسکی حسن آرا
بھی بیٹھی ہی زوجہ سے متوجہ ہو کر کہا صاحب تم ہی سنتی ہو بیٹی تمھاری مجھسے کیا پوچھتی ہی اس حال کے ظاہر
کرنے مین میری جان کا خطرہ ہی حسن آرا نے بیٹی کو ایک طمانچہ مارا کہا او بدنصیب باپ کہ رہا ہی کہ یہ مقدمہ میری
جان کا ہی اور تو پوچھے جاتی ہی صاحب تم کچھ نہ بیان کرو دیوار و در ہم گوش دارد ملکہ طمانچہ کھا کر اسقدر
روئی کہ گریبان تر ہو گیا اور باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میرے اچھے ابا میرے دلکو تسکین نہو یگی
جبتک مین حال مفصل نہ سنونگی مادر مہربان نے مجھکو طمانچہ مارا مین اپنی جان دونگی بادشاہ کو بیٹی سے بڑی
محبت ہی بیٹی کو گلے سے لگا لیا زوجہ کو جھڑک دیا بیٹی سے کہا ای نور نظر مین خوف کرتا ہون کہ تم ابھی کسی نہ کسی
کسی کے آگے شاید بیان کرو اور یہ راز طشت ازبام افتادہ ہو کوئی دشمن سن لے تو بڑی مشکل ہو اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نمکحرام ہوے سزا بھی انکے واسطے ضرور ہوگی فرزندان حمزہ نے
مادہ طلسم کشائی کیا ہی ایک پوتے نے حمزہ کے طلسم شوکت پر قیامتین برپا کر دین دوسرا پوتا نور الدہر
کہ نہایت جری اور بہادر ہی دریاے جرأت کا بے بہا گوہر صاحب قہر و خشم فتاح طلسم شوکت کا ہم چشم وہ
رخمی ہو کر نکل گیا طلسم خونریز کی فتاحی کا وہ ارادہ کریگا بیٹی کو شاہ نے اپنے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسے
دیے کہا ای فرزند ارجمند اسوقت موقع نہین ہی اور کسیوقت مین سب حال مفصل مین تمسے بیان کر دونگا بیٹی
ملکہ خورشید روشن جمال روئی پیٹی یہ بھی کہا کہ نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی یونہین تڑپ تڑپ کے جان دونگی
مجھکو آپنے اپنا دشمن تصور فرمایا بادشاہ یہ کہکے اٹھ گیا کہ اور دن بیان کر دونگا ملکہ اتنی دیکھ کے اسی وقت کنیزون کو
حکم دیا سواری لگاؤ ہم باغ مین جائینگے ماں دوا دائیان روکا کین ملکہ نے نہ مانا کیونکہ ضرور یہ خیال تھا
کہ شاہزادے نے کھانا نہ کھایا ہو گا کھانے مین سوار ہو کے باغ مین آئی شاہزادہ نور الدہر ایک گوشے
مین بیٹھے تھے ماہ رخسار نے ہر چند دل دہی کی مگر شاہزادے کو باغ کاٹے کھاتا ہی فرماتے ہین ای ماہ رخسار
کہنے کو تو باغ ہی مگر ہمارے دل تر و دمنزل کو بے ملکہ عالم کے داغ ہی ایک ایک نخل بیرے واسطے بصورت دار ہے اور
بے ایسے معشوق کے گل ہمین بر اصل خار ہی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے ملکہ آکر چھپ کر یہین دیکھا شاہزادہ ایک گوشے
مین بیٹھا ہی دل سے کہتی ہی میرا خیال بیجا نہ تھا نور الدہر دیکھتے ہی ملکہ خورشید روشن جمال کے مثل گل
شگفتہ ہو گئے خوش ہو کے فرمانے لگے کیون صاحب کچھ حال دریافت کیا ملکہ خورشید روشن جمال
نے کہا ای شہریار باپ نے تو کہنے کا ارادہ کیا ماں نے نہ کہنے دیا ورنہ سب حال کھل جاتا والد نے وعدہ کیا ہی
کہ بتا دونگا وہ صاف صاف فرماتے ہین کہ اسکے بیان کرنے مین مجھکو اپنی جان کا خوف ہی آپکا بھی نام
لیتے تھے آپکے لشکر کا بھی سب حال بیان فرماتے تھے یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان ہم چشم
شاہزادہ نور الدہر ہین ایرج نوجوان نے طلسم شوکت توڑا نور الدہر قصد طلسم خونریز کریگا نور الدہر
نے کہا انکے نہ کہنے سے ہم رک جائینگے ملکہ نے کہا مین تو آپکو بے دریافت کیے نہ جانے دونگی والد ماجد کے
پاس فوج بیشمار ہی بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فرماتے تھے کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون لشکر داراد
کیقباد کو برہم کرے نور الدہر خاموش ہو رہے شب کو ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا پہر رات آئی ہی ابھی گانا شروع
نہین ہوا کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی دارمی کچھ آپ نے سنا بڑا ہنگامہ برپا ہی کوئی بادشاہ ہی کہ نام
اسکا سلطان نامدار آج تک آپ کی تصویر بیوی اسنے اپنا پہلوان شبر نگ فیل در بطور ایلچی ساتھ ہزار

سوارے بھیجا ہی آپ کے باپ کو خبر ہوئی وہ ایلچی شہر سے بارہ کوس پر فروکش ہی آپ کے باپ نے اُسکے استقبال کے واسطے اک پہلوان بھیجا ہی ماہور نجہ کُش بارہ ہزار فوج سے قلعے سے نکلا ہی دو کوس ہٹ کے لشکر شبرنگ سے اتر پڑا کل ایلچی کو اپنے ساتھ لیکر داخل قلعہ کیوان ہوگا دیکھیے آپ کے والد نامدار اُس سے کیا سوال کرین یہ مین نے سنا ہی کہ ایلچی کی آمد سنکر یہ کلمہ فرمایا کہ سلطان نامدار بڑا بادشاہ عالی وقار ہی مین ضرور اپنی بیٹی کی شادی کر دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار اگر والد نے قبول کر لیا اور مجھے ساتھ ایلچی کے روانہ کیا مین اپنی جان دونگی یہ ذکر مین نے ماں سے بھی سنا تھا کہ آپسمین صلاح ہوئی کہ بیٹی جوان ہو چکی اب جلد کہین شادی کرد نور الدہر نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ وہ ایلچی تابہ قلعہ نہ پہونچیگا کہا ہمارا مرکب تیار کرو کہا صاحب بھلا مین آپکو اکیلا کیونکر جانے دون شاہزادے نے کہا ملکہ مین بھلا تجھسے جدا ہوکر زندہ رہونگا مین بہت جلد واپس آؤنگا مجھکو نہ رد کو خدا نے چاہا ماہور نجہ کُش و شبرنگ نیلدر سے خوب تلوار چلیگی کیا تعجب ہی کہ دونون مارے جائین جب سلطان تاجدار آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا ہر چند ملکہ روئی شاہزادے نے خود اُٹھکر مرکب اپنا تیار کیا نور الدہر آگے آگے ملکہ بیقرار روتی ہوئی پیچھے پیچھے ہر مرتبہ بڑھکے دامن تھامتی ہی نور الدہر دامن اپنا چھڑا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے جان جہان صبح بھی نہونے پائیگی کہ مین ان دونونکا علاج کرکے آتا ہون قریب دروازے کے آکر مرکب پر سوار ہوئے ملکہ نے ایک آہ کی ہر چند غم سے حالت تباہ کی مگر شاہزادے نے نہ مانا گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے روانہ ہوگئے ملکہ پیٹ پر ہاتھ رکھے دیکھا کی جب شاہزادہ نظرون سے مخفی ہوا تو کہنے لگی نظم

خاک مین ملگئی وہ جنانی
چاک کے پھیلے پائون تا ناک
داغ نے آ جگر کو آتش دی

دل پہ کرنے لگی تپ غم تاز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
بستر خاک پر گری وہ زار

رنگ چہرے سے گر گیا پرواز
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
درد کا گھر ہوا دل بیمار

ہاے کیا اسکے سر بلا آئی
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
سوزش دل نے جی مین جا کر دی
آہ کرکے ملکہ بیہوش ہوگئی

کنیزون نے دوڑکر گود مین اُٹھایا بارہ دری مین لائین گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ کو بعد عرصۂ دراز ہوش آیا ماہ رخسار نے عرض کی واری جبر کیجیے دلیر صبر کیجیے اسقدر پریشان ہونا مناسب نہین ابھی ایک ہی دن مین گل سا چہرہ کمھلا گیا صورت دیکھکے رونا آتا ہی ملکہ نے آہ کی کہا اے ماہ رخسار تجھسے کیا بیان کرون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

باتین نہ کر سکے دم مرگ آشنا کے ساتھ
دانیکا زور کچھ نہ چلا آسیا کے ساتھ
جو دانہ کل اڑا کیا ہفت آسیا کے ساتھ
رہتے ہین ہر مزاج کے صبح دوا کے ساتھ
وہ جاتے ہین میری تپ غم ہی لاعلاج
عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خود نما کے ساتھ
ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین
آنسو نکل پڑے مری آہ رسا کے ساتھ
لکھوتا ہی لینے پاس کا مایہ بھی تعر بخت

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ
آنسو کیطرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ
روشن ہی نور باصرہ ہر نقش پا کے ساتھ
پیا آنکھون نے ایک نگہ سرمہ سا کے ساتھ
تم چارہ ساز ہو تو خضر کا شرف سے
اچھے طبیب کیا مرض لادوا کے ساتھ
اور رونکے واسطے ہی ایرونکا مال و گنج
سایہ ہما کا ہی ترے دولتسرا کے ساتھ
کھانے ہوئے بس اب ہی بیٹھے ہین خاک پر
مٹتی ہین دولتین بھی بہت کیمیا کے ساتھ

پیدا اگر ارتباط بھی دیر آشنا کے ساتھ
بگڑا تو کیا کریگا وہ ارض و سما کے ساتھ
آنکھین بھی بھر رہی ہین مری خونبہا کے ساتھ
غیرونکو زہر چشم ملے قند لب مجھے
آب بقا کا گھونٹ اتارون دوا کے ساتھ
ذرے جدا ہون شمس سے تارے قمر سے دور
کچھ کر سکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ
یاد آئی نارسائی طالع کی جب کبھی
ملتا ہمارا بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
دیکھین تو فتح ہوتا ہی کس کس کا ملک دل

نکلے ہو آج غمزۂ کشور کشا کے ساتھ
مین نے کہا کہ حق محبت ادا کرو
چھوٹا کہا نہ تو نے قیامت کو لا کے ساتھ

چاہیے جو انبساط تو الفت سخن کی ہو
اُسنے تمام کر دیا بس اک ادا کے ساتھ
اک روز ہو بدی ہمر وہ ہوتا ہی ای صغیر

غنچے شگفتہ ہوتے ہین بس اک صدا کے ساتھ
ای قد یار ملک عدم دور کچھ نہین
تب تک رہیگا طفل سعادت ہما کے ساتھ

ماہ رخسار نے عرض کی براے خدا اپنی جان بچایئے تپ ہجر بے وفا مین نہ اپنے کو گھلایئے ملکہ کہتی ہی کہ ای ماہ رخسار کون اپنی حفاظت جان نہین چاہتا ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا ہی یہان تو یہ باتین ہین کبھی گھبرا کر ملکہ کنیزون کو حکم دیتی ہی دروازے پر جا کے دیکھو شاہزادہ آتا ہو مگر شاہزادۂ نور الدہر قریب لشکر شبرنگ فیلدر پہونچے دیکھا بڑی بارگاہ استادہ ہی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر اترا ہوا ہی شبرنگ کا بھائی گلرنگ فیلدر پانچ ہزار سوار سے طلایہ دے رہا ہی صدا ے حاضر باش و ناظر باش بلند شاہزادۂ نور الدہر نے مرکب کو اکڑایا لشکر مین داخل ہوے نعرہ کیا باشید ای کفاران بحیا و ای نابکاران پُر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار | بیلے تیغ صمصام و قمقام نام | ایکے تیغ عقرب بیلے ذوالحجام | امیر عرب ضیغم روزگار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد | نعرہ کرکے لڑتے ہوے چلے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ یارو حمزۂ عرب آگیا اُسکے ساتھ تین | بن کافران از جہان پاک کرد

دس پانچ لاکھ آدمی ہونگے مشرق والے چلے مغرب والون نے بھی کمر باندھی جانبین سے چلے بیچ مین آکر بھیے لشکر سلمانان آ آ ہی آپسمین گوشت خورد و دندان سنگ ہونے لگا بھائی نے بھائی کو مارا بیٹے نے باپ کو للکارا خوب جمکر تلوار چلی جنوب و شمال والے بھی اسی طرح چلے آپسمین لڑنے لگے مگر شاہزادۂ نور الدہر شیرانہ و دیرانہ لڑتے ہوے قریب میر طلایہ پہونچے گلرنگ کو للکارا گلرنگ خود لڑتا چلا آتا ہی سیکڑون سرانداخیر مین جوانون کے کاٹے شاہزادے کو جاتے ہوے دیکھا سوچا کہ یہی حمزہ ہی آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے منھ پھیر اسن دیکھکر حیران ہوا کہ حمزہ کے پوتے تو جوان ہین حمزہ کا یہ سن سوچا بڑا روپ ڑوالا ہی صورت پر سن نہین معلوم ہوتا ہی نوک کر جا پڑا گئی ہا تو تلوار کے مارے شاہزادے نے نزدیکے ایک مقام پر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا گلرنگ فیلدر کے دو ٹکڑے ہوے شبرنگ فیلدر پڑا سو رہا تھا ہو کی صدا سنکے اُٹھا سرشار سبک رو عیار سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عرض کی کہ حمزہ دو لاکھ فوج سے آپکے لشکر پر آگرا ہزارون جوان مارے گئے لشکر مین بڑا ہنگامہ ہی مگر آپ کے لشکر کے کیا بہادر ہین ساٹھ ہزار جوان دو لاکھ سے لڑ رہے شبرنگ نے کہا گھوڑا لا بدولت کا تیار کر دسنا تھا کہ حمزہ تو قلعہ ابلیس پرستان پر لڑ رہا تھا یہان کیونکر پہونچا سرشار نے عرض کی طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہوگا کہ لات پرستون کے نام کا وہ جانی دشمن ہی آپکا لشکر دیکھکر شبخون مار دیا شبرنگ فیلدر غصے مین زنجیرون سے کمر باندھکر نکلا دیکھا تلوار چل رہی ہی ہزارہا لاشہ پڑا ہی دو مشعلچی ساتھ ہین جس مقام پر دیکھتا ہی ہمارے ہی لشکر کے لاشے پڑے ہین حیران و پریشان کسی مقام پر دیکھا سوار پیدلون مین تلوار چل رہی ہی گھوڑے کو دوڑا کر قریب پہونچا دیکھا پیدل بھی اور سوار بھی دونون میرے ہی لشکر کے آپسمین لڑ لڑ کے مر رہے ہین سب کو جدا کیا جس مقام پر جاتا ہی یہی معرکہ دیکھتا ہی مگر شاہزادۂ نور الدہر نے گھوڑا اڑائی سے نکالا اڑاتے ہوے مرکب کو چلے قریب لشکر ماہ رنجہ کش پہونچے جاتے ہی نعرہ کیا منم شبرنگ فیلدر ابھی سلطان نامدار ادیبیا کیسا نالایق ہی ہمارے استقبال کو آیا تھا لشکر مین آکر کیون نہ اترا یہان کیون

ٹھہر گیا صدا جو نعرۂ نورالدہر کی بلند ہوئی اندھیرے مین اُٹھے آپسمین لڑنے لگے کسی نے جا کر ماہور پنجہ کش کو جگایا
کہا اور غضب دیکھیے شبرنگ فیلدر آپ کے لشکر پر شبخون گرا ہی کہتا ہی ہمارے استقبال کو آئے ہمارے
لشکر مین کیون نہ گئے ملکہ کے جھوٹے ٹکڑے پیجاؤ نگا اس خوشامد کو نہ مانونگا کیوان انجم سپاہ مغرور ہو
کر خود استقبال بدولت کو نہ آیا یہ جو ماہور پنجہ کش نے سنا آگ ہو گیا کہا یہ ملعون نامرد ہی شبخون لایا ہی ہمارے
بادشاہ کی پاپوش کو کیا غرض ہی کہ ایسے کے استقبال کو آتے یہ کہتا ہوا ہتیار باندھکر باہر نکلا گینڈے پر
سوار ہوا اپنے نام کا نعرہ کیا کہا مین جا کر اُسکا پرا لوٹ لونگا جو آپسمین لڑ رہے ہین وہ تو لڑائی مین مغرور
رہے اک چھ ہزار آدمی اسکے ساتھ چلے دیکھا اُسکے لشکر مین صدائے گیرودار بلند ہی نعرہ کیا او شبرنگ
ملعون سامنے مردان عالم کے آ او سیاہ رات کو شبخون مارا شبرنگ فیلدر اپنی فوج کو جدا کر رہا ہی کہ ماہور
آ گرا چونکہ وہ لوگ گھبرائے ہوئے تھے آپسمین لڑ کر زخمی بھی ہو چکے تھے کئی ہزار آدمی مارے گئے شبرنگ نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑے کو بڑھا کے چلا سامنے دیکھا ماہور رقص کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ فیلدر نے للکارا
او ماہور یہ تیرا فساد تھا دیکھ تو کیا حال کرتا ہون ماہور نے کہا او نامرد مین کیا تجھسے باہر ہون شبرنگ نے
اک ہاتھ مارا ماہور نے خالی دیکر سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر کو پامال کر ڈالا
جب اُن سب نے اپنے افسر کا لاشہ دیکھا بہ شکل لاشہ اُٹھا کے بھاگے ماہور نے لڑائی کو فتح کر کے اسباب کو بھی
لٹوا لیا پھر سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ مین نے سارا لشکر اُسکا تباہ کر دیا شاہزادے نورالدہر
اک نخل کے نیچے کھڑے تھے گھوڑے کو چمکا کے نعرہ کیا منم حمزۂ صاحبقران او ماہور کہان جاتا ہی ماہور
پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا مگر شاہزادۂ نورالدہر نے وار اسکے
خالی دیے تیغ خاراشگاف سلیمانی جوہردار پنجہ لگاوین رستم شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت کمر کو بچا کے سر پہ
ہاتھ مارا ماہور پنجہ کش کے دو ٹکڑے ہوئے مار کر ماہور کو اب جو اُسکی فوج پر گرے اہالیان فوج پستہ
و شکستہ یہ بھی مشہور ہی لشکر بے پیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر سراسر بیکار ہی چونکہ اپنے افسر کو مردہ
دیکھا زخمدار ہو چکے تھے جب دو چار سو جوان مارے گئے طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوئے آخر بیقرار ہوے
شب تیرہ و تار قدم اُکھڑ گئے افسر کا اپنے لاشہ اٹھا لیا طرف شہر کے بھاگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
بہ فتح و فیروزی طرف باغ ملکۂ خورشید روشن جمال کے چلے دریائے خون مین نہائے ہوئے کہنی سے
خون ٹپکتا ہوا تمام جسم گلنار چلے آتے ہین مگر ملکہ خورشید جمال نے وہ شب ہجر تڑپ تڑپ کے کاٹی فرمایا
کیون ماہ رخسار جب دم لبون پر آیا تب رات کٹی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی بارہ دری سے سر نکالا دیکھا سارے
باغ مین اندھیرا چھا رہا ہی فرمایا کیون ماہ رخسار دیکھو باغ کی یہی کیفیت تھی ہر شاخ نخل تلوار کھینچے ہوے
خنجر الم دل پر غم کو معلوم ہوتے ہین اے ماہ رخسار اب تو یہ کیفیت ہی نظم

صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیدہ ایم
خو بہ درد و غم کن ای دل انکہ در آئین عشق
ما کہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم
دست و پا بیہودہ ایدل بہر آسایش مزن
ما ز نقش بوریا مسند جم دیدہ ایم

نیست دل آزردہ گر شد طالع ما شب نما
خویش را ہمچو بہ بزم عافیت کم دیدہ ایم
در بروے خندہ مثل غنچۂ گل بستہ ایم
کین مطالب ابرون از دور عالم دیدہ ایم

نا امیدی یاس را پیچیدہ با ہم دیدہ ایم
نقش ہر دو طاس را در چہرۂ ہم دیدہ ایم
سبزۂ ما گر شود سیراب و کی گردد بلند
اشک حسرت را وابر روے آدم دیدہ ایم
گر درآید در نظر مخفی لباس عافیت

ماہ رخسار رونے لگی کہا حضور برائے خدا طبیعت کو روکیے آپکا تو

عجب حال ہی آئینہ تو دیکھیے ملکہ نے جواب دیا ای ماہ رخسار آئینہ کیسا مثل آئینہ حیران ہون بقول زلف پریشان از دست
دور معشوق سے مجبور اب ہماری زندگی کی کون صورت پریشان یہ بدنصیب ہی ماہ رخسار خاموش ہی کہ دیکھا
صحرای گرد اُڑی دامن گرد کا شگافتہ ہوا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
باصد شوکت وشان خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین خود سر پیچ گھوڑے کے پاؤن خون مین بھرے
ہوے ماہ رخسار نے تو خوش ہو کر کہا واری مبارک ہو شاہزادہ بخیر و خوبی آتا ہی ملکہ نے جو سر اُٹھا کر دیکھا
شاہزادہ دریاے خون مین غوطہ زن تھے خون کے تمام جسم پر جمے ہوے ولایتی حمائل سپر پشت پر
بھول اُڑے ہوے ملکہ نے گھبرا کر کہا ای ماہ رخسار دیکھو تو شاہزادہ کس حال سے آتا ہی خدا کرے
کوئی زخم نہ کھایا ہو یہ ذکر تھا کہ شاہزادہ نور الدہر قریب دروازہ باغ آگیا پہونچتے ملکہ کو جو دیکھا گھوڑے سے
کود پڑے جیسے ہی جھپٹ کر قریب آئے ملکہ نے کہا کیون شہریار ہمکو تو آپ نے ذبح کیا رات ہمیں تڑپ
تڑپ کے گذری آپکو خبر نہوئی ایسی ہی ہماری سخت جان تھی جو بچ بھی گئی آپ تو خیر و عافیت سے ہین
دشمنون سے خدا نے بچایا کوئی زخم تو نہین کھایا نور الدہر نے کہا الحمد لله اُس حافظ حقیقی نے حفاظت
کی ملکہ خورشید روشن جمال نے ہاتھ شاہزادے کا تھام لیا خوشی کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین
ڈبڈبا گئین باتین کرتی ہوئی شاہزادہ نور الدہر کو لیکر بارہ دری مین آئین دوپٹے سے خون جسم کا
پاک کیا کوئی زخم نہ پایا پوچھا کیون صاحب کوئی زخم تو جسم پر نہین آیا لشکر بہ خبر رنگ فیلدر کے گئے تھے
یہ بڑا کام کیا کہ الگ الگ رہے شاہزادہ نور الدہر نے ارشاد فرمایا جب قلعے مین جاؤنگی اپنے والد سے
پوچھو گی مفصل حال کھل جائیگا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا مین تو صاحب اب جاتے ڈرتی ہون
والد نامدار کو بڑا کھٹکا ہی میری بات پر کھٹکتے ہین حال بتانا کیسا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ملکہ تم
کچھ نہ پوچھو پروردگار اپنی قدرت سے سب سامان ظاہر کریگا اگر مین طلسم خونریز کا فتاح ہون
لوح بھی مل جائیگی تم اب کچھ نہ پوچھو ملکہ خورشید روشن جمال نے شاہزادہ نور الدہر کو خاصہ کھلایا
جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ سوار ہو کر قلعے مین آئی کیوان انجم سپاہ اپنی زوجہ ملکہ حسن آرا
سے باتین کر رہا تھا کہ صاحب بڑا غضب ہوا ابھی سلطان نامدار کا مارا گیا عجب طرح کی بات ہی پہلے تو
لشکر شبرنگ پر صاحبقران کا نعرہ ہوا پھر وہانسے لشکر ماہور پر شبرنگ کا نعرہ ہوا ماہور
قلعے مین لشکر شبرنگ پر جا پڑا ماہور نے جا کر شبرنگ کو مارا ماہور فتح کر کے آتا تھا راہ مین ایک جوان
نے صاحبقران کہکر ماہور پر آگرا سب فوج والے نامرد دیکھا کیے اور کسی کا اتنا حوصلہ نہوا کہ وہ
بڑھکر اُسکو مارتا مگر دیکھنے والے سن اُسکا کم بتاتے ہین اور مین سن چکا ہون کہ حمزہ بر سر قلعۂ ابلیس پیچ تن
معروف جنگ ہین ایک قلعہ تسخیر کر چکے اب خاص قلعۂ ابلیس پرستان پر جنگ ہی ہرکارون نے اکثر خبر دی
کہ زود رفت ایسا عیار وہان موجود ہی مگر عیار امیر نے اُسکے جی چھڑوا دیے یہانتک کہ مفصل خبر
گذری کہ مہتر زود رفت کو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنے زود رفت کو ہنڈایا سارے شہر مین
تشہیر کرایا اور پھر بھاگ کر نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا بیان حمزہ کیونکر آیا آخر ماہور کو اُس کمسن جوان
نے مار لیا سب بھاگ کر آئے ہین اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی صاف اکیلا ترچھوڑ کر نکل گیا فوج
بھاگ کر آئی ہی مین بڑا حیران ہون یہ کون دشمن سلطان نامدار اور میرا عدو تھا کہ اتنا بڑا کام کر کے نکل گیا

صد ہا افسر مارے گئے ملکہ نے یہ سب کیفیت سنی کہا دیکھو بیٹا جو مین نے کہا تھا اُن باتون کے ظہور ہونے لگے
شبرنگ ایلچی سلطان ماہور سا پہلوان یہ ایسے تھے کہ انکو ہر کس و ناکس مارے بہرام فلک سے لڑنے
والے تھے اگر رستم ہوتا تو اسکے کان مین حلقۂ اطاعت ڈالتے وہ یون گئے کی موت مارے گئے انکا بھی
یہی حال سننے مین آیا ہی کہ ساٹھ ہزار فوج تھی مگر ایسے بدحواس تھے کہ آپسمین لڑکر بیس ہزار آدمی مارے گئے
کوئی شخص اس حوالی مین آیا ہی ملکہ نے کہا بابا جان ماہور کو دعویٰ شجاعت تھا اپنی جلالت دکھانے کو
انپر جا پڑا وہ نہین معلوم کیونکر مارا گیا دونون کے سر پر اجل سوار تھی آپ کے حوالی مین کون آئیگا مین
نہ مانونگی مجھے مطمئن کیجیے کیوان انجم سیاہ نے کہا بیٹا جب مین بہ اطاعت اس شخص کا ساتھ دون تب لوح کا
پتہ بتلاؤن تب لوح طلسم خونریز نکلے لوح ایسے ساحر کے پاس ہی کہ وہان تک کوئی جا بھی نہین سکتا ہے
خوب نگہبانی کر رہا ہی ملکہ نے پوچھا بابا جان وہ ساحر کون ہی کیوان انجم سیاہ نے کہا بُرد بار جادوگر
مالک قلعۂ سہیلیہ کہ یہانسے تین کوس ہے اکثر میرے پاس بھی آتا ہی مجھسے بڑی ملاقات ہی ملکہ تو خاموش ہوئی
حسن آرا نے کہا کیون صاحب یہ تمنے کیا کیا کل تک تو تمکو بڑی احتیاط تھی آج سب مفصل بیان کر دیا
کیوان انجم سیاہ کے منھ سے نکلا بی بی یہان غیر کون ہی حسن آرا خاموش ہوگئی مگر بیٹی کی طرف سے خیال
رہا ملکہ یہ سب حال سنکر گھبرا کے اٹھی کہا مین باغ جاتی ہون محافہ آیا سوار ہو کے باغ مین آئین جب
خورشید روشن جمال جا چکین حسن آرا نے کہا صاحب تمنے یہ کیا کیا مجھکو لڑکی سے خوف آتا ہی تمنے
خیال کرکے دیکھا تو ہوتا آنکھین اُسکی پھٹی پھٹی بیٹھنے پر اُبھار رنگ رو متغیر حال لوح کیسا اُسنے دل سے سنا
کس کدو کاوش سے پوچھا اسطرح حسن آرا نے اپنے شوہر کو سمجھایا کہ کیوان انجم سیاہ بہت گھبرایا
کہا صاحب مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکر باہر آیا مشتاق قطرہ زن اپنے عیار کو بلایا کہا ای عیار
عجب طرح کا شک پڑا ہی رات کا معرکہ تم سن ہی چکے کہ ایک شخص نے دو پہلوان مارے بہتر ہزار کا لشکر تباہ ہو
ساٹھ ہزار شبرنگ کے تھے بارہ ہزار ماہور لیکے گیا تھا دو ہزار آدمی تو ہمارے پلٹ کے آئے اُسکے بھی اسی طرح
بھاگے بھی مارے بھی گئے لاشہ شبرنگ کا لیکر بخدمت سلطان نامدار گئے ہین تم اپنے کو باغ مین ملکہ
کے پہونچاؤ جاکر دیکھو وہان کیا ہو رہا ہی گمان گذرا ہی کہ ملکہ نے مجھسے حال طلسم خونریز کا پوچھا ان کو انکی
شک گذرا مین تو جانتا ہون کم سنی کا فعل ہی مگر حسن آرا کو گمان یہ ہی کہ کسی نے حال دریافت کرایا ہے
مشتاق نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکے بابنائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف باغ ملکہ کے چلا
یہان ملکہ خورشید روشن جمال حال لوح سنکر یاد کرتی ہوئی باغ مین آکر اُتری شاہزادہ نور الدہر
سو کے اُٹھے ہین کنیزون سے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ کو گئے کتنا عرصہ ہوا کنیزین عرض کرتی ہین صبح سے گئی
ہین تشریف لایا چاہتی ہین کہ محلدار نے بڑھکر خبر دی حضور بی بی تشریف لائین محافے سے اُتر رہی ہین
شاہزادے مشتاق تھے دوڑے آنکے ملکہ کو اُتروایا ملکہ نے اُترتے ہی کہا صاحب طلسم خونریز کی فتحی کا
آپ نام لیجیے گا لوح ایک ساحر کے قبضے مین ہی والد سے اُس سے بڑی ملاقات ہی اکثر آنکی ملاقات کو آتا ہی
میرے پوچھنے پر والدہ کو شک گذرا مگر والد نے سب بیان کر دیا بُرد بار جادو قلعۂ سہیلیہ کا حاکم ہی
اُسکے پاس لوح طلسمی ہی وہ کاہیکو دیگا اگر سحر کر دے تمام دنیا مین اندھیرا ہو جائے بہت ساحر اُسکے
ساتھ ہین اگر وہ قصد جنگ کرے اکیلا لاکھون کو پکڑ لے یہ بھی عرض کرتی ہون کہ میرا آپکا راز اب کھلیگا جناب

والدہ! جدہ بہت وکشکی ہوئی ہین مین نے بہت فیل مچائے تب والدنے جوش محبت مین بیان کردیا اب
آپ جلکر اس باغ مین تہ پیکر نقیبے برائے خدا باہر نہ نکلیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے فوراً خبر پہونچ جائیگی شاہزادہ
نور الدہر نے کہا ملکہ مین خود اُسکے دربار مین جاؤنگا بہ دقوت اُسی تخت کیوان انجم سیاہ اُلٹ دونگا
خدا چاہیگا تو وہ خود ساحر کو بلاکر لوح دلوا دیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ بہت دشوار ہے میری سنت مین جان
جائیگی آپ کو تو اپنی جان کا خوف نہین شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کیا مجال جو تمپر کوئی ہاتھ اُٹھائے
مشتاق قطرہ زن یہان کا واقف کار ہی اک کنیز کی شکل بنا ہوا عقب مین ملکہ کے مگس پرانی کرتا ہوا
ان مین اِن ملاتا ہوا چلا آتا ہے جب ملکہ نے زیادہ کہا شاہزادے نے کہا اچھا صاحب کہین نہ جائینگے
یہ ذکر کر دیا ملکہ نے اور باتین شروع کین داخل بارہ دری ہوئین مشتاق یہ سنکر ادھر بھاگا یہان
کیوان انجم سیاہ بیٹھا ہے چار سو دنگل نشینان بارگاہ پہلوانان زبردست اپنے مقام پر بیٹھے ہین مگر
کیوان انجم سیاہ چپ ہے زیادہ تر دل سے باتین کر رہا ہے کہ ای کیوان انجم سیاہ اگر خورشید نے
تیکو اپنے باغ مین جگہ دی تو کیسی خرابی ہوگی کیونکر میرا دل گوارہ کریگا کس کس مشقت سے اس کمبخت کو
پالا ہے بڑے بڑے شاہون سے معرکہ ڈالا ہے اور سلطان نامدار ضرور لشکر کشی کریگا اگر مین نے بیٹی دی
تو تلوار چلیگی بڑی مشکل پڑیگی اس سوچ مین تجھی تھی کہ مشتاق قطرہ زن بھاگا ہوا آکر پہونچا کیوان نے
کہا او مشتاق اس خبر کا مشتاق ہون جلد بتلا کہ کیا ہو رہا ہے مشتاق نے کان سے منھ لگا دیا سب کیفیت
مفصل بیان کی اور کہا جو مناسب ہو کیوان انجم سیاہ غش ابر کے گرد گرا پکار کر آواز دی یارو تم مین
کون ایسا پہلوان ہے کہ شاہزادہ نور الدہر کی مشکین باندھکر لائے یا سر کاٹے اور ملکہ کو خانے مین سوار
کرکے لائے یہان سزا دیجائیگی اس کمبخت کی کچھ خطا نہین ہے کنیزون نے اسے آوارہ کیا وہ ابتک رہکے
روتی رہتی ہے سہراب زنگی پیل بنا ہوا دنگل پر جھوم رہا ہے اسکے کئی ہزار شاگرد ہین بادشاہ کے کہنے سے
دنگل سے اٹھا کہا ای شہنشاہ یہ کام میرا ہے ماہور نجہ کش میرا شاگرد رشید تھا یقین ہے کہ اسی جوان نے
مارا ہوا اُسکے خون کا بدلا لونگا مگر حضور تعجب کرتا ہون کہ ماہور نجہ کش اکھاڑے مین کسی سے نہین دبا
مجھسے دو دو پہر زور کرتا تھا وہ نشے مین خراب کے مارا گیا اسکا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ کہکر تیغ کے قبضے
پر ہاتھ ڈالکے اٹھا بیس ہزار فوج کا افسر بھی ہے کیوان انجم سیاہ نے کہا مجھکو برابر خبر پہونچے سہراب نے
عرض کی خبر کی کیا ضرورت ہے مین جاتے ہی للکار لونگا یقین ہے جوان جھلا ہو میرے سامنے آجائے اور
حضور کے اقبال سے بطریقہ پہلوانی زیر کرونگا یہ کہکر قرنا کرائی بیس ہزار فوج اسکی آٹھ ہزار جنگی فوج
ماہور کے ساتھ کی جو بچ کے آئی تھی غیرت مین اٹھ کھڑے ہوئے کہا حضور ہم بھی چلینگے سہراب زنگی نے
کہا اچھا میرا کیا ہرج ہے اٹھائیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا شاہزادہ نور الدہر تو یہ سوچ
رہے ہین کہ ای نور الدہر شب کو بارگاہ کیوان انجم سیاہ مین چلین خدا چاہے تو اسکو زیر کرین اسی کی
وجہ سے شاید لوح لجائے اک کنیز ملکہ کی کسی کام کو باہر گئی تھی خبر سنکر آئی گھبرائی ہوئی ملکہ کے سامنے
گر پڑی ملکہ نے فرمایا نوبہار خیر تو ہے نوبہار نے کہا واری آپ نے کچھ سنا غضب ہو گیا جلد یہان سے
بھاگیے اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا میان تمکو بھی لازم ہے کہین چھپ جاؤ ورنہ غضب ہو جائیگا یہ سنکے
شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کچھ مفصل حال بیان کرو نوبہار نے کہا واری مشتاق قطرہ زن عیار

شاہ کا یہان آیا تھا ملکہ کو آپ سے باتین کرتا دیکھ گیا وہان جا کر اُسنے آگ لگائی سہراب زنگی کہ جسکا
زور و طاقت مین مثل نہین ہی فوج لیکر آتا ہی حکم شاہ قطعی ملا ہی کہ دشمنون کا حضور کے سر کاٹ لے
ملکہ کے واسطے حکم گرفتاری ہی پس باعث بیقراری ہے ملکہ تو یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرا گئی مگر شاہزادہ
نے کمر ہمت چست باندھی ملکہ نے کہا صاحب کیا ارادہ ہی شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا فوج سے مقابلہ
کرینگے انشاء اللہ سہراب کی قضا لیکر آئی ہی یا اُسے قتل کیا یا مسلمان کیا یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوے
سلاح جسم پر آراستہ کیے قبضۂ تیغ خارا شگاف پر ہاتھ پڑا ملکہ خورشید روشن جمال روتی ہوئی پیچھے پیچھے
کہتی ہوئی کہ ای شہریار اس کنیز کو قتل کیجیے بار سر اتار دیجیے شاہزادۂ نور الدہر فرماتے ہین ملکہ اسقدر تم
کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ مین سہراب زنگی کو لیکر آتا ہون جب مرکب شاہزادے کا باغ سے باہر
نکل گیا مع پھاٹک کے بنگلہ مرصع کار پڑا ہی بیچ مین بنگلہ گرداگرد ہزارون صحنچیان اُنمین آنکر سب
کنیزین بیٹھین ملکہ خورشید روشن جمال بنگلے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین کہ شاہزادۂ نور الدہر چالیس قدم
بڑھکے ٹھہرے نیزہ گاڑ دیا اُسپر تکیہ کرکے انتظار کرنے لگے سہراب جو چلا تھا جب باغ کوئی آدھ کوس
باقی رہا تھا مشتاق قطرہ زن سے کہا ای عیار ایک انتظام کرنا واجب و لازم ہی ایسا نہو وہ جوان
نکل کے بھاگ جائے ملکہ پر زیادہ ظلم و بدعت کرنا واجب نہین تم بڑھکر دیکھو تو پھر مین بڑھکر کل باغ کو
گھیر لون مشتاق قطرہ زن بڑھکر چلا جب سامنے باغ کے آیا دیکھا شیر بیشۂ صاحبقران نور الدہر
بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار باغ کو پشت پر لیے ہوے خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین عیار
پلٹا سامنے سہراب کے آیا کہا ای پہلوان دوران بھاگنا کیسا وہ جوان چالیس قدم آگے بڑھا ہوا
تمھارا انتظار کر رہا ہی سہراب ہنسا کہا ای مشتاق کیا تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی اکیلا جوان
نام بدولت کا سنے اور کھڑا رہے تو نے خود دیکھا یا خبر سنکے آیا عرض کی حضور مین نے اپنی آنکھون سے
دیکھا سہراب نے کہا مین خود جاتا ہون افسران فوج سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ یہ کہکے گینڈہ بڑھایا
دل مین کہتا ہی ای سہراب یہ جوان بڑا بیوقوف ہی اگر میرا کہنا مان لے اور اطاعت کرے تو مین بادشاہ
سے خطا معاف کرا دون یہ بھی اک شیوۂ جرأت ہی بہادر پر احسان کرنا اکیلا جان کر اُسکے خون سے
ہاتھ نہ بھرنا ضرور آپمین نام ہوگا یہان شاہزادۂ نور الدہر کھڑے ہین کہ سہراب زنگی گینڈے
کو اُڑاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا اژدر کو نیولا کیے ہوے نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا دیکھا کہ حقیقت مین شیر
بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا باغ سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مرکب کو مہمیز کر رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ آمادۂ حرب و پیکار ہی گھوڑا رانون مین بیقرار ہی سہراب جاہ و جلال شاہزادے کا دیکھکر
عاشق ہو گیا آگے بڑھکے اُسنے سلام کیا فوج بھی اٹھائیس ہزار پرا باندھے چلی آتی ہی جب سہراب
نے سلام کیا شاہزادے نے جواب دیا سہراب نے کہا ای جوان رعنا ای شہسوار یکتا آپ کس ارادے
پر کھڑے ہین شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا کوئی پہلوان ہی سہراب زنگی اٹھائیس ہزار فوج لیکر آتا ہی
ہم اُسی کا انتظار کر رہے ہین کہ آئے تو اسی مقام پر روکین سامنے ہین دیوار باغ کے نہ جانے دین کہ
وہان ہمارا ناموس ہی سہراب نے کہا ای جوان مرحبا صد مرحبا کیا کہنا مین تیری جرأت کا قائل ہوا
مگر مثل مشہور ہی کہ سو رہا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کس کس سے لڑیگا سہراب زنگی میرا ہی نام ہی اکیلے بہادر

کو گیر کرنا میرے طریقہ جرأت کے خلاف ہی مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی ابھی فوج دور ہی اسی واسطے
مین آگے بڑھ آیا تم گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکلجاؤ مین بادشاہ سے کہدونگا کہ وہ جوان بھاگ گیا خورشید
اُنکی صاحبزادی ہی محافے مین سوار کرکے لیجاؤنگا اُسکا باپ چار گھڑیان دیکر دو طمانچے مار دیگا ہاتھ واسطے
قتل کے نہ اٹھیگا کوئی اپنے کلیجے پر آپ تلوار پھیرتا ہی آخر کار نتیجہ یہ ہوگا کہ خطا معاف ہو جائیگی دائیان
دداین سفارش کرینگی مان بھی قتل اُسکا گوارا نہ کریگی تم بچ جاؤگے شہزادہ نور الدہر نے کہا ای سہراب
تو پہلوان ہی تو ہی انصاف بھی کریگا سمجھ تو سہی کہ جسکو ناموس اپنا قرار دین اُسکو مجمع دشمنان مین بھیجدین
اپنی جان بچائین ایسی زندگی پر لعنت ہی سہراب زنگی نے کہا مین آپکا منشائے کلام سمجھا جلد ہی پیچھے مین فوج
کو پھیرتا ہون اب ملکہ کو ساتھ لیکر نکل جائیے اس معرکے مین بھی مین بادشاہ سے کہدونگا تمھاری تلاش
مین نکلونگا بھر دوپہر کے بعد کہدونگا مجھکو نہین ملا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ہمارے خاندان کی نیت
سے سراسر خلاف ہی کبھی کسی شیر نے کا ذکر پشت نہین دکھائی شاید تمنے بھی سنا ہوگا یا ملاحظہ کیا ہوگا کہ
ہمارے بزرگون کے حالات مین کتابین لکھی گئی ہین شعرا نے قصائد کہے ہین قباد شہریار فرزند جد عالی تبار
بارہ برس کے سن مین بادشاہ لشکر ہوئے نوشیروان کو سکندر بن عاد مغربی نے دامن پناہ دیا سکندر
کا بیٹا فیروز عاد مغربی کہ پہلوان یگانہ رستم زمانہ تھا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار بادشاہ عالیجاہ
سے مقابلہ کرونگا ہرکارون نے یہ خبر دادا جان کو پہونچائی کہ فرزند سکندر نے اس قید سے طبل جنگی بجوایا ہی کہ شہریار
مقابلہ کرے دادا جان نے فرمایا مین اپنے اس قانون کو منسوخ کرتا ہون علمشاہ یا عمرو بن حمزہ کا یونانی یا
لندھور یا مالک یا مین خود اُس سے مقابلہ کرونگا قباد شہریار تخت سے اُٹھ کھڑے ہوئے دست بستہ
صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اپنے قانون کو کیون منسوخ فرماتے ہین یہ حقیر آپکا اس ملعون سے مقابلہ
کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا وہ دیوخصال عفریت مثال اُس سے کیونکر مقابلہ ہوگا عرض کی اگر حضور
کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار رہین تو انشاء اللہ مین اسپر غالب آؤنگا ای سہراب زنگی مراد اس بیان
سے یہ ہی کہ بوقت سحر بحکم قضا و قدر اسی سے مقابلہ ہوا قباد شہریار نے بقوت جوانمردی اُسی خود سر کو مارا ہر چند
کہ غلو ہین قید ہوگئے بس ای سہراب زنگی ہم بھی پشت دکھانے والون مین نہین ہین سہراب زنگی منت
کر رہا ہی سفاک زنگی بھائی سہراب زنگی کا کہ ساتھ فوج کے تھا اسنے پوچھا کہ یار و بھائی صاحب ہمارے
کہان تشریف لے گئے ہین سوارون نے کہا جوش جرأت مین اس جوان کے پاس تشریف لے گئے ہین سفاک
گھنیلے کو اڑا کے بڑھا اُسوقت پہونچا کہ سہراب زنگی سامنے شاہزادہ نور الدہر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھے عرض
ہی سفاک نے نعرہ کیا او نامرد دشمن شاہ کے آگے ہاتھ باندھے رہا ہی سہراب زنگی نے پلٹ کر سفاک زنگی کو
دیکھا کہا بھائی مین اس جوان سے ڈر نہین گیا ذرا حال جرأت تو سنو دل کو وجد ہوتا ہی سفاک نے کہا تمین
کی بات سنا کیسا یا سر کاٹ لے نہین تو مین آنکے سزا دیتا ہون شاہزادہ نور الدہر نے گھوڑا چمکایا طرف
سفاک کے مخاطب ہوئے کہا او بیہودہ تو اگر سر کاٹے وہ بہادر کیا سر کاٹیگا وہ تو ہمارا مہربان ہی بلکہ اُسکا
ہمپر احسان ہی وجہ بہادرون کے واسطے چاہیے وہ باتین کرتا ہی تجھکو بڑا غرور ہی جیسے ہی شاہزادہ نور الدہر
سامنے سفاک کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا شاہزادہ نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا
شعر دو نیزہ و دو بازو و دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر کمال دو بیرک نیزہ بازی ہوا کی مگر سہراب

جب تعریف کرتا ہی شاہزادۂ نور الدہر کی تعریف کرتا ہی کہ ای شیر بیشۂ جرأت سبحان اللہ کیا کہنا ہماری نظر سے
ایسا جری و بہادر نہین گذرا آپ کل فنون مین طاق ہین شہرۂ آفاق ہین اسپر سفاک بہت جھلایا کہنے لگا
کہ او سہراب تو بھی آ شریک ہو جا مین تم دونون کو جواب دونگا سہراب نے کہا پہلے اس شیر کو تو جواب دے
میری کیا ضرورت ہی شاہزادۂ نور الدہر نے فوراً سفاک کے نیزے کو گانٹھا آواز دی او مغرور ہوشیار ہو
دیکھ تیری مشت شست ہی سفاک نے کہا کیا مجال کہ بہرام فلک بھی میری مشت کی سستی کو دیکھ سکے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا دیکھ نیزہ نکلتا ہی یہ کہکے نیزہ گانٹھا شعر عجب بند صاحبقرانی کیا + کہ نیزے کو اسکے ہوائی کیا
مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب زمین پر گرا کل فوج بھی آگئی ہی ہر ایک کی زبان سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی ہر اک کا یہ قول تھا کہ ای شہریار سبحان اللہ فنون سپاہ گری مین کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہی
اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتے سفاک نے جھلا کے تیغۂ برقتاب کمر سے کھینچا یہ
ثابت ہوا کہ اژدر غار سے بل کر کے نکلا لگا ابر سیاہ خورشید جہانتاب بصد رعب و داب نکل آیا سفاک نے وار کیا
شاہزادۂ نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے سہراب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا
چھا گیا بھائیکا داغ ہی اتنا تو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ نے غضب کیا اپنے غلام کا بھی پاس نہ کیا سفاک
کو مار ہی ڈالا اب اگر نہ لڑون تو میرے واسطے باعث نامردی ہی مگر آپ کے واسطے مجھے سب کچھ گوارہ ہی ناموس
کا ملنا تو ناممکن ہی شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہمارا لشکر بھی پہنچیگا بارگاہ سلیمانی مین آوازہ کسیگا دربار کہ جسمین
ہفت اقلیم کا آدمی موجود ہی مین منھ دکھلانے کے لائق نہ رہونگا سہراب زنگی نے کہا ای جوان تو نے سچ کہا
حقیقت مین جو کچھ تو نے کہا سب جانتے ہی الا میری اطاعت کر ناموس کا ملنا تو ہر طرح دشوار ہی ان اتنا تو
ہوگا کہ بادشاہ سے کہکر تیری جان بخشی ہو جائیگی بدون میرے حکم کے کوئی تمکو قتل نہ کر سکیگا ہر اک کو یہی
خیال ہوگا کہ سہراب زنگی نے سفارش کی کیا کسی کی مجال ہی کہ تمپر ہاتھ ڈالے یا کوئی کلمۂ سخت نکالے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا ای سہراب ہمارے تمھارے امتحان ہو جو غالب ہو وہی رفیق بننے کا طالب ہو تم اپنی
ساری فوج کو حکم دو ہمکو گرفتار کرین تلوار چلے اگر ہم بودے ہین پکڑ لیے جائینگے اگر مثل دیدہ گرم و سرد
عالم چشیدہ ہین ابھر کر نکل جائینگے سہراب زنگی نے کہا میری غیرت کے خلاف ہی کہ فوج کو حکم دون تم
اکیلے برابر ہین مگر یہ وعدہ پختہ ہوگیا اگر آپ غالب ہون مین اطاعت کرون مین غالب آؤن آپ
اطاعت کیجیے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا بسم اللہ سہراب اس اقرار پر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے شہزادے کے
آیا آپسمین نیزہ چلنے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادۂ نور الدہر نے نیزہ سہراب زنگی کا نکالا اب تو سہراب
کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا اژدہای سومن کا تیغہ کھینچا کہا ای جوان دریاے لشکر گران ہی مین کبھی کسی سے
کم نہین رہا بڑے بڑے پہلوانون کی خواہش ہی کبھی کہین پلک نہین جھپکی یہ تیرے واسطے موت کا پیغام ہی
اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کانون دبہ ہو تو اسکے بھی دو ٹکڑے کر دون شاہزادۂ نور الدہر نے ارشاد فرمایا
بہت غرور نہ کرو سہراب زنگی نے تیغے کا وار کیا شاہزادے نے سپر کی اوجھر لگائی سہراب کی تلوار
ٹوٹ گئی شاہزادۂ نور الدہر نے اسی اثنا مین ہاتھ تیغ شرر افشان کا مارا سہراب زنگی نے سپر اٹھائی
اگرچہ سپر رات وصل کی تھی جلدی کٹ گئی سہراب زنگی نے اپنے کو بچایا سر کھینچ تلوار گری گینڈے کی
گردن قلم ہوئی سہراب زنگی چوتڑون کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ نور الدہر نے سانے مین تلوار کے لیا

ذرا ہاتھ کو جنبش دین تو سر سہراب کا اُڑ جائے سہراب زنگی گھبرایا منھ پر ہوائیان آرین اسی انتشار مین دانت نکالدیے دونون ہاتھ اُٹھا دیے شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ روک لیا کہا کیون ای جوان تو ہی کہہ کہ گرے پڑے کو قتل کرنا ہمارا کام نہین زمین سے اُٹھو اور گینڈا لاؤ تلوار سپر لاؤ تب مقابلہ ہو یہ سنتے ہی سہراب زنگی کو وجد ہوا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار کئے دہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھے میرے تو آپ جان بخش ہوے میری کیا مجال ہی جو مین آپ پر ہاتھ اُٹھاؤن مین دل و جان سے تابعدار ہوا ہالیان فوج سے پکار کر کہا جسکو مسلمان ہونا ہو میرے پاس آئے جسکو اطاعت لات و منات میسر ہو وہ خدمت مین کیوان انجم سپاہ کی جائے یہ سنکر جنکو جانا تھا وہ نکل گئے مگر پندرہ ہزار آدمی حاضر خدمت ہوے جو نکل گئے وہ تو یہ کہتے ہوے چلے کہ سہراب کی بھی شامت آئی ابکی کیوان ایسے کو بھیجے گا کہ دونون کا سر کاٹ لے باغ کو پامال کرے چاہو پہلوانون کا افسر خود جراٗت مین بہتر ہے بہتر اُسکی دشمنی مین کوئی ٹھہر سکتا ہی مگر سہراب مع پندرہ ہزار فوج شل چاکران کمترین ساتھ شاہزادے کے در باغ پر آیا کہا حضور اندر تشریف لیجائین غلام دروازے پر بعہدۂ نگہبانی حاضر ہی شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا فوج کو یہان آتار و تمکو مین نے بھائی زبان سے کہا چلکر بھابی صاحب سے تو ابھی ملو ملکہ نے یہ سب کارخانہ کوٹھے سے دیکھا خوشی خوشی کوٹھے سے اُتری کنیزون سے کہا صاحب جو خدا نے اپنا فضل شریک کیا سہراب مطیع ہو اُسی باغ مین فرش بچھوایا خود مسند پر آکر بیٹھین ماہ رخسار وزیرزادی پہلو مین اور کنیزان زرین پوش گرداگرد اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین کہ شاہزادہ مع سہراب آکر پہونچا سہراب نے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا فرمایا ای سہراب تو نے اس غربت مین ہماری دستگیری کی ہم تمھارے ممنون و مشکور ہوے سہراب نے عرض کی مین غلام حلقہ بگوش ہون شاہزادے نے سہراب کو لاکر صحبت مین بٹھایا مصروف عیش ہوے مگر ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ گلسن الطرنے کے دن چست و چالاک نہایت بیباک جسنے اسکی جانب دیکھا اسکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو آنکھ سے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ کل آنا بناز و کرشمہ سامنے آکر گنگنا کے یہ اشعار عبرت خیز وحشت انگیز گانے لگی

نظم

تیرے پھرتے ہی اُداسی سی چمن پر چھائی
لوح سیمین پر اگر کام طلا کا دیکھا
دست و پا یار کے چومونگا یہ تحفہ نہ کر
ای جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
تیری درگاہ کا اثنائے جلال ای حسین
جو ملے تیری زلف رسا کا دیکھا
پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچۂ یار
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا
جوہر لوح کیے نقشہ مینے روشن
کارخانہ ہی نہ تھا نشان خدا کا دیکھا
تجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی

مر گئے پر نہ اثر حسرت شفا کا دیکھا
رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آجاتا
نوچتا ہون جو کہین پنجۂ حنا کا دیکھا
جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوا ختم
عرش پر پہنچے دماغ اُسکے گدا کا دیکھا
ای شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہو تو
جانب کعبہ جو رخ قبلہ نما کا دیکھا
ذرے کی طرح سے اُٹھے کبھی زانو نہ کہین
تو مٹتے ہمنے طلسم آنکی حیا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
ہاتھ اُٹھائے جو محفل مین نے دعا کا دیکھا

دردمندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھی
گورے منھ کی ترے یاد آئی سنہری نکلا
تھنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلے
مجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
پھانسی دینے میرا جبالی نگوتا ہی کی
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
ہر سنار سے تری انکو کبھی گل سونگھا
رخ جب اپنی طرف اس مہ لقا کا دیکھا
سیر تہخانے کی جب کمر کی تھی مٹنے
قد بالا کو ترے مٹنے دو بالا دیکھا
روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا ای محبوب

رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا	چھلکے یاقوتی لب کو ترے جو دیکھے ہم	نشہ معجون مین کب ہوش ربا کا دیکھا
کوے قاتل کا تماشا آئے دکھلا آتش	گرم جتنے نہو بازار فنا کا دیکھا	گرفتاق قطرہ زن عیار یہ سب حال

دیکھکر بھاگا یہ بھی اتنے دیکھا کہ سہراب کو شہزادہ اندر لے گیا پندرہ ہزار جوان در باغ پر فرد کش ہوے خیمے استادہ ہوگئے طلایہ بھی پھرنے لگا روشنی ہوگئی یہ سب دیکھکر چلا کیوان انجم سپاہ گوش برآواز تھا کہ سب کے پہلے مشتاق عیار آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کیوان انجم سپاہ نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا چار سو پہلوان جو اسکی صحبت مین بیٹھے ہین سب نے کہا حضور ابھی چلکر سہراب زنگی کو بھی مار ینگے نبیرۂ حمزہ کی بھی مشکین باندھکے لائینگے بادشاہ ہتھیار لگانے لگا فوج مین قرنا ہوئی لشکر تیار ہونے لگا پلٹنون رسالون مین جو باجے بجے مشہور ہوا بادشاہ خود کل فوج کو لیکر جاتا ہی اب مسلمان کی خرابی ہی ملکہ کے بھی سر کاٹنے کا حکم ہی اب کوئی زندہ نہ بچیگا ملکہ حسن آرا جو محل مین بدحواس بیٹھی تھی مخبرانی جو آکے خبر کی ہوش اُڑ گئے دریاے محبت نے جوش مارا آنکھون سے بحر اشک جاری گھبرا کر اٹھی دو ہزار کنیزین انیسین جلیسین ساتھ چلین اب کوئی نہین جانتا کہ ملکہ کہان جاتی ہین حسن آرا جوش محبت مین دختر کے محل سے نکل پڑی یہ خبر ہرکار دن نے کیوان انجم سپاہ سے کی کیوان گھبرا کر اٹھا کہ جاکر روکون کہ دربارگاہ پر آہوا دیکھا آگے آگے حسن آرا باموے پریشان آنکھون سے آنسو جاری دل کانپتا ہوا پشت پر ساتھ ہزار عورتین نگہبان و پاسبان رستہ مین منہ چھپانے لگین کسی نے کپڑا منھ پر ڈال لیا بعض نے اپنے کو گرا دیا حسن آرا اندر آئی بادشاہ کے دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا صاحب میری عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہی مجھے عجب حیرت ہی کہ وہ نگوڑی بے زبان روکے روٹی مانگنے والی یہ باتین کسنے اُسکو سکھا دین نبیرۂ حمزہ کیونکر اُستک پہونچا آپ خوب جانتے ہین آپ کے نام سے وہ کانپتی ہی جسوقت آپ کے آنے کی خبر پائیگی اپنے کو ہلاک کریگی سب عشق و محبت خاک مین ملجائیگا ہاے مین اپنے ماہ تابان کو کہان پاؤنگی میرا مطلب یہ ہی کہ آپ تشریف نہ لیجائین عیار کو بھیجکر نور الدہر کو پکڑوا بلائیے نہین آپکو اختیار ہی مین نہ زندہ رہونگی جسوقت سنونگی اُسنے اپنی جان دی مجھسے صبر نہو سکیگا جان دیدونگی عیار کو بھیجیے پسر حمزہ کو پکڑ لائے وہ اپنی جان و ایمان ہی مین جاکر سمجھا لونگی وہ کبھی نام بھی نہ لیگی نہین معلوم یہ معاملہ کیونکر ہوا کنیزین نوجوان ستانیان بازار کی پھرنے والی آنکے یہ شعبدے ہین میری بچی کا یہ حوصلہ نہ تھا بی سوسن کو جب دیکھا آبلی ہوئی بی نرگس کی نظارہ بازی سنبل کے پیچ و تاب ہر وقت پٹیان بنی رہتی ہین پتے چھوٹے ہوے کبھی کاکلین بنائی جاتی ہین کسی وقت بناؤ سے چھٹی نہین بی شمشاد کا اکڑنا صنوبر کو کبھی سیدھی چال چلتے نہین دیکھا ہمیشہ نیچو نکے بغل چلتی ہین جب محل سے نکلین پیچھے لڑکون کی بھیڑ ایسون کا جمع ہونا کیونکر ہم کہین کہ انہیون نے بنا رنگ نہ جمایا ہو جو جیسا ہوگا ویسا ہی دوسرے کو بھی چاہیگا اسقدر حسن آرا نے غل مچایا کہ کیوان انجم سپاہ گھبرا گیا کہا صاحب جسطرح تم کہو وہی کیا جائے دربار مین سناٹا ہوا وزرا امرا ہرگئے مشتاق قطرہ زن کو بلایا حسن آرا بدحواسی مین سامنے ہوگئی اُسنے کپڑا اپنے منھ پر ڈال لیا دست بستہ عرض کی آپ نہ گھبرائین جسطرح ارشاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤنگا اگر حکم ہو نبیرۂ حمزہ کا سر لاؤن یا زندہ گرفتار کرون یا ملکۂ عالم کو لے آؤن حسن آرا نے کہا صاف یہ ہی کہ یہ دونون آپسمین جدا ہو جائین نبیرۂ حمزہ کا علاج اسطرح پر ہو کہ وہ بدنصیب خبر نہ لائے ہاے کسنے میرے پارۂ جگر کو بلا مین پھنسایا

اسی ہفتے کے اندر جو آئی مین نے کہا بی بی باغ مین دھما چوکڑی رہتی ہی سوانگ بنائے جاتے ہین سنا ہی
ٹھیکھر بنا ہی کمبخت نے کچھ مجھکو جواب نہ دیا رونے لگی مین نے اشک اُسکے پاک کیے اور کہا بی بی مین نے تو
سمجھانے کو کہا تھا تم روتی کیون ہو واسطے خدا کا غیرت دار ہو ممکن ہی کہ ایسے محلات مین پہنچنے اُن ستانیون
نے یہ باغ مین نیا گل کھلایا بے زبان کو آوارہ کیا ای مشتاق قطرہ زن کسی تدبیر سے پسر حمزہ کو الگ کر لا
نہین تو میری بیٹی کو فوراً لا پھر باغ پر ہنگامۂ عظیم ہو جب شاہ فوج لیکر جائینگے یہ فوج دریا موج دیکھکر خود
قدمبوس کریگا خطا معاف کرائیگا ہمتو خطا معاف نہ کرینگے فوراً قتل کا حکم دینگے بادشاہ نے بہ شکل بی بی کو سمجھا کے
محل مین بھیجا عیار سے کہا جو تو کہیگا وہ تجھکو دونگا گر تو ملکہ کو چورا لا اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ غلام
جاتا ہی جو حکم ہوا وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے روانہ ہوا بعد مشتاق کے جانے کے بادشاہ خود مسلح ہوا گھوڑے
پر سوار ہو کے سرداران فوج کو بھی خبر نہ کی یکہ و تنہا طرف صحرا کے چلا مگر مشتاق قطرہ زن اک ضعیفہ کی
شکل بنکر در باغ پر آیا دیکھا پندرہ ہزار جوان دروازے پر اُترے ہین سہراب زنگی ابھی باہر نکلا ہی
ساتھ والے اُسکو استقبال کرکے بارگاہ مین لائے یہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی دیکھو یارو ہوشیاری مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہو خیال رکھنا کوئی غیر نہ آنے پائے سوار گرد باغ کے پھرنے لگے مشتاق قطرہ زن نے دیکھا
چند کنیزین کسی کام کو نکلین مشتاق قطرہ زن کہ بہ شکل ضعیفہ تھا اک کنیز کو بڑھکر سلام کیا کہا بی بی ملکہ کا تمیر
یارب حسن و جمال کی ترقی ہو جاننے والے جمع ہوتے ہین لونڈی نے دو دن سے کھانا نہین کھایا اب سوئے نیت
کلیجہ کو پیچ رہا ہی اب یقین ہی کہ روح نکل جائے کنیز کو رحم آیا جا کر ایک پلاؤ کی رکابی اُٹھا لائی مشتاق نے
چوکٹ پر بیٹھ کے کھائی کنیز سے کہا بی بی پانی پلا دو کنیز جاکے لوٹے مین پانی لائی عیار چلو لگا کر پینے لگا
دعائین دیتا ہی جب دیکھا کوئی اس مقام پر نہین ہی اک حباب مار دیا کنیز بیہوش ہوئی گود مین اُٹھا کے
لایا اسی کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا روشنی ہو رہی ہی ملکہ پہلو مین شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھی ہین
مشتاق قطرہ زن حاضر رہا جب ملکہ و شاہزادہ اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائے اور یہ دونون سو گئے
مشتاق قطرہ زن اُٹھا اور شمع ہائے مومی و کافوری کو گل کیا چاہا شاہزادے کو بیہوش کرون شاہزادے
کی آنکھ کھلی سر اُٹھا کر دیکھا بارہ دری مین اندھیرا پڑا ہی سوچے کہ شمع ہائے مومی و کافوری گل ہو گئی ہونگی
واسطے رفع حاجت کے بیرون بارہ دری گئے اس عرصے مین عیار نے ملکہ کو بیہوش کر لیا پشتارہ لیکر بھاگ نکلا
پشت باغ پر آیا کمند ماری دیوار پر چڑھکے کودا راستہ صحرا کا لیا شاہزادے رفع حاجت کرکے جو آئے
دیکھا پلنگ خالی ہی اب تو کنیزون کو پکارا لونڈیان دوڑین دیکھا تو شاہزادہ حیران کھڑا ہی کہا ارے
یارو ملکہ کہان تشریف لے گئین روشنی لاؤ روشنی مین دیکھا عیار کا پیر لگا ہی فرمایا غضب ہو گیا بادشاہ کا
کوئی عیار ہی کنیزون نے دست بستہ عرض کی مشتاق قطرہ زن بڑا عیار پُرفن ہی معلوم ہوتا ہی وہی آیا اب
شاہزادہ گھبرا کر باغ مین آیا پھرتے پھرتے قریب دیوار باغ پہونچے دیکھا کمند پڑی ہی شاہزادہ نور الدہر
نے فرمایا اسی طرف سے نکل گیا فوراً اپنا مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے جلدی مین خود و زرہ
بھی پہننے کی نوبت نہ آئی اسی طرح چل نکلے ستارۂ سحری چمکا نشان نقش پا دیکھتے ہوئے آتے ہین اس
عرصے مین مشتاق قطرہ زن عیار پُرفن قریب جھیل کے پہونچا خیال مین گذرا پانی پی لون اپنے کو
درست کرون چالاک و چست ہو کر شہر مین پہونچون یہ سوچ کر پشتارہ زمین پر رکھا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا

کر پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی او مکار عذار کہان جاتا ہی نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و تہور
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ہین کابنی نخل تمنائے مشتاق قطرہ زن نے پلٹ کے جو شاہزادے
کو آتے دیکھا جلدی سے پشتارے کو اٹھایا دوش سے لگایا سامنے چھوٹی پہاڑی تھی اسپر چڑھگیا شاہزادے
نے آواز دی او بیحیا کیا تو پہاڑ پر جاکے بچ جائیگا یہ فرماکر گھوڑے کو بڑھایا قریب پہاڑ کے آئے دامن کو
گردان کے آستین چڑھالی تیغہ ہاتھ مین لیکر بالائے کوہ چلے جھنڈی پکڑ کے جست کی ایک گھاٹی پر جاکے
ٹھہرے مشتاق یہ صولت و حشمت دیکھکر گھبرا گیا کہا ای شاہزادہ والا قدر اگر آپ پہاڑ پر آئینگے تو مین
ملکہ کو مار ڈالونگا شاہزادے نے کہا او عیار مکار تجھکو تیرے قبیلے بھر کو قتل کرونگا تو کیا زندہ میرے ہاتھ سے
بچیگا عیار گھبرایا کبھی منت کرتا ہی کبھی خوشامد کر کے ٹالتا ہی شاہزادے نہین مانتے گھاٹیان طی کرتے ہوے
جاتے ہین اب عیار بہت گھبرایا کہ صحرا سے گرد اڑی عیار نے دیکھا کیوان انجم سپاہ تاج شہریاری سر پر تیغہ
برقتاب حمائل کمر گھوڑے پر سوار اپنے عیار کو بالائے کوہ دیکھکر گھبرایا ہوا پھر رہا ہی پکارکر آواز دی کیون مشتاق
خیر تو ہی اپنے بادشاہ کو دیکھکر بھول گیا پکارکر آواز دی ای شہریار مین ملکہ کو چورا کر لایا شاہزادے نے مجھکو
گھیرا ہی بادشاہ نے وہین سے نعرہ کیا او نوجوان کیا بے ادبی کرتا ہی نور الدہر نے جو کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
پلٹ کر آواز دی ای بہادر شرم کی بات ہی کہ تو خود پہلوان چار سو پہلوانون کا افسر فوج بیشمار اسپر یہ مکاری کہ
عیار کو بھیجا وہ تمھاری صاحبزادی کو چرا لایا اب تو حمایتی بنکر آیا ہی دونون سے سمجھ لونگا کیوان زیر کوہ
کھڑا ہوا عیار سے کہا اترآ نور الدہر نے کہا ای کیوان انجم سپاہ دو قدم نہ بڑھنے دونگا یہ فرمایا اور نیزہ اٹھایا
کہ صحرا سے گرد اڑی ہمراہیان کیوان انجم سپاہ چار سو پہلوان دو لاکھ فوج سوار و پیدل دل کے دل
اپنے شاہ کو ڈھونڈتے ہوے آکر پہونچے نور الدہر نے کہا لو تمھارے حمایتی بھی آگئے اب سب ملکر
دیکھو کیا گذرتی ہی انشاء اللہ کیا مجال ہی جو پشتارۂ ملکہ کو جانے دون یہ ذکر تھا کہ باغ کی طرف سے بھی گرد اڑی
سب دیکھنے لگے سہراب زنگی مع پندرہ ہزار فوج کے چلا آتا ہی سہراب نے جو اپنے مالک کو اکیلا دیکھا تو
آواز دی آقا غلام حاضر ہی کیوان نے کہا لو تمھارے بھی حمایتی آگئے نور الدہر نے کہا شرم نہین آتی تمھارے
دو لاکھ یہ پندرہ ہزار چار سو سردار ہین یکہ و تنہا ای کیوان جانے نہ دونگا ملکہ کو لونگا اگر تم لڑکر مجھے زیر کرو
اختیار ہی یہ سنے پہلوان کھڑے ہین جسکو دعوی جرأت ہو وہ سامنے آوے سب پہلوان بحیرت نور الدہر
کو دیکھنے لگے کیوان نے کہا ای شہریار اگر مین آپ کو زیر کر دون سرکشی مزاج سے نکالڈالیے ایسا نہو کہ مین زیر کرون
آپ اطاعت نہ کرین نور الدہر نے کہا مردان عالم کے قول و فعل مین کہین فرق بھی آتا ہی اگر تم ہمکو زیر کر دگے
حلقہ غلامی تمھارا کان مین ڈالینگے اگر شاید عنایت ہمارے خدا کی شریک حال ہوئی اور تیر غالب آئے
ملکہ کو ضرور لینگے تمکو مطیع کرینگے یہ سنکر کیوان نے گھوڑا دوڑایا کہا آئیے لیکن آپ نے خود بھی نہین پہنا زرہ بھی
زیب جسم نہین ان اشیا کو منگا کر پہن لیجیے تب مجھسے مقابلہ ہو یہ چار سو جوان کھڑے ہین سب میرے ہی
زیر کردہ ہین مین خود مقابلہ کرونگا نور الدہر نے کہا بسم اللہ ان اشیا کی کچھ ضرورت نہین خود حفاظت
پروردگار سپر زرہ تقرب زیب جسم انور آپ وار کیجیے کیوان نے بڑھکر وار کیا یعنے نیزہ مارا نور الدہر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہلوان کیوان کی تعریفین
کر رہے تھے ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکالدیا کیوان انجم سپاہ قہر و غضب مین

بجا آواز دی ای جوان غضب کیا آجتک کبھی کسی نے نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا مگر نیزہ بازی مردان عالم کا
کھیل ہی تیغہ بید ریغ اگر کھینچون برق جہندہ پردۂ ابر مین چھپے اگر وار کرون سپر مہر کٹے یہ کہکر تیغہ کھینچا شاہزادہ
نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کو تلوار پر روکا آپسمین وار چلنے لگا دو چار وار رد و
قدح ہوے تب نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کیوان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای جوان تجھکو کیا
منظور ہی نور الدہر نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ آپ میرے بزرگ ہین مین آپکا خورد ہون چاہتا ہون میرے آپکے
کشتی ہو شکر ہی کہ تلوار و نیزے سے دونون کو اللہ تعالے نے بچایا کیوان انجم سپاہ کو دیرا کہا ای جوان
مین بھی خوش ہوا کہ تلوار و نیزے کی لڑائی موقوف ہوئی مگر دلمین کہتا ہی ای کیوان کیا جوان ہی شیر بیشۂ
جلالت یگانۂ میدان جرأت اگر اسکو زیر کیا اور مذہب لات و منات اسنے قبول کیا سلطنت کو بڑی رونق
ہوگی کل فوج کا اسکو سپہ سالار کرونگا دونون سے کشتی ہونے لگی کیوان بھی جان لڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی
زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جو پیچ باندھتا ہی شاہزادہ آسانی سے اُسکا توڑ کرتا ہی تیسرے پہر آرہے ہین لکھا ہی
چار پہر دن ایک طور پر کشتی ہوا کی نیر اعظم بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہتابان
با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا کیوان انجم سپاہ روک کر شاہزادے کو کھڑا ہوا
کہا ای جوان کیا کہنا خوب تو مجھسے لڑا اگر اب جاکر آرام کر صبح کو پھر مقابلہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا ای بادشاہ
جہجاہ ہمارے تمھارے برسون یونہین معرکہ پڑا رہیگا غالب و مغلوب ثابت نہوگا اب ہمکو یا زیر کرکے یا زیر ہوکے
پلٹنا کیوان نے جھلاکر جواب دیا ای جوان کیا مین دیکر پلٹتا ہون فقط یہی خیال ہی کہ شب تیرہ و تار مین کون
تماشا دیکھیگا شاہزادے نے کہا دن ہوجانا ممکن ہی قضاے کار اسیوقت صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب
شبرنگ بن عمر و عیار شاہزادۂ والا قدر ڈھونڈھتا ہوا شاہزادے کو اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے
کو کشتی لڑتے ہوے دیکھا آکر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار کہان تھے عرض کی
حضور کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ خدمت مین پہونچا فرمایا ای شبرنگ سامان روشنی کا کرو شبرنگ
قاعدے سے آگاہ تھا بتعجیل روشنی کرادی تھا مگر بندی ہوگئی بادشاہ نے بھی روشنی کرائی پھر کشتی
ہونے لگی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا دونون جوان معروف جنگ ہوے مگر ممکن نہین ہوتا
کہ ایک کو ایک زیر کرے مصنف عرض کرتا ہی کہ دو شبانہ روز ایک طور پر ان دونون جوانون کو گذرے
تیسرے دن بادشاہ جہجاہ شاہزادے کو لے دوڑا بارہ قدم پر لا کے ہکا مارا شاہزادے کا بایان گھٹنا زمین
سے آشنا ہوا کمر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا چاہا اُٹھالون مگر لنگر کو حرکت نہوئی تھک کے ہاتھ اُٹھا لیا
خیال مین یہی ہی کہ اگر مین لنگر نہین اُکھیڑ سکا میرے لنگر کو یہ کیا اُکھیڑے گا مگر شاہزادۂ والا قدر اپنے
مقام سے اُٹھا کیوان کو لے دوڑا پچیس قدم ریل کر لایا وہان پر لا کے ہکا مارا دونون گھٹنے کیوان کے آشنا
بزمین ہوے شاہزادے نے کمر مین ہاتھ ڈالا زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین اس افسر کو سر سے بلند کیا اُسنے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھڑ اڑا دون مگر شاہزادے نے
داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دینا شروع کیا مثل طاؤس آتشبازی ہاتھوں پر چرخ کھانے لگا ہاتھ کے
داستانے کہین پاؤن کے موزے کہین کمر سے خنجر نکل گیا شاہزادے نے چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا مونڈھے
کی لکھا کے بغلون نور الدہر نے ایک ٹھوکر ماری چاروں شانے چت سینے پر سوار ہوے فرمایا خطا معاف

شناخت مین پروردگار کی کیا ارشاد ہوتا ہی کیوان نے عرض کی چھوٹا منہ بڑی بات ہے مین تابعدار ہون نور الدہر کے بادشاہ آنکھ کر قدمون پر گرا عرض کی ای شہریار مین نے اپنے زور کا بھی امتحان کیا دل سے نیت کی تھی کہ اگر ہمارا مذہب حق ہی تو غالب ہونگے اگر مغلوب ہوے تو مذہب بھی آپکا صحیح ہی اب کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے مجھکو اعتقاد مذہب خدا پرستی ہوا اب دفع فتنۂ بد ستی ہوا شاہزادے نے فضیلتین اپنے مذہب کی بیان فرمائین اور مذمت کفر ظاہر کی بادشاہ بصدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا وزرا امرا افسران فوج سبھی موجود تھے بادشاہ نے پکار کر آواز دی یارو جسکو مذہب خدا پرستی اختیار کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ جہان چاہے نکل جائے مین کسی پر جبر نہین کرتا تمام افسران فوج وزیر امیر اپنے بیگانے یہ کہکر دوڑ پڑے کہ جو آپکا مذہب ہی وہی ہمارا ہمین کیا عذر ہی مگر مشتاق قطرہ زن کو بہت ناگوار ہی مگر چپکا ہی بادشاہ کے سنانے کو اسنے کلمہ پڑھ لیا دل مین یہی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ ان سب کو ستاؤن بادشاہ نے محافۂ زرین منگایا ملکہ کو اسمین سوار کیا شاہزادے کو مرکب پر آب رکاب تمام کرا اہتمام کرتا ہوا قلعے مین لایا بارگاہ مین آکر عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین میرا باعث فخر ہی شاہزادے نے کہا یہ ہمارا دستور نہین مین اول ہی کہ چکا ہون کہ آپ ہمارے بزرگ ہین بھٹکانے والے صحراے ضلالت کے گرگ ہین پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا تاج گیر نہین کسی کی سلطنت کے مٹانے کی تدبیر نہین کیوان آکر تخت پر بیٹھا اسیوقت وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزادے کے لگایا چہرہ شاہزادے کا خوشی سے سرخ ہوا بادشاہ نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مین امروز فردا مین بردبار جادو کو بلواتا ہون آپ کو لوح طلسم خونریز کی دلواتا ہون نور الدہر خوش ہوے کیوان نے سامان شادی فراہم کیا نور الدہر نے کہا ابھی تامل فرمائیے اگر آپ کو منظور ہی کہ اس شادی کی خبر سبکو ہو وے وزرا امرا شریک ہون بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا اسطرف صرف عقد شرعی ہو جاے کیوان نے قبول کیا ملکہ خورشید روشن جمال جب محل مین داخل ہوئین حسن آرا نے بلائین لین کہا بیٹیا جوہر شناس فلک اساس ہو ماشاء اللہ کیا شوہر تمکو ملا نبیرۂ صاحبقران فرزند صاحبقران صاحب حسب و نسب دختر پیغمبر لقب ملکۂ گوہر ملک انکی والدہ ماجدہ باپ شاہزادہ بدیع الزمان وہ تمھارا شوہر ہوا کہ کنیزون نے آکر خبر دی حضور مبارک ہو ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزاد نور الدہر کے لگایا ملکہ نے دو چار کو تو جواب نہ دیا جب محل بھر مین تمام دائیان ددائین وزیر زادیان کنیزین مصاحبین یہی کہتی ہوئی آئین کہ مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ملکہ شرما کر ایک کمرے مین چلی گئی کہا صاحب میری بلا جانے مان باپ کو جیسا ہی جہان چاہین بھیجدین مجھے مبارک سلامت سے کیا غرض مگر شبرنگ بن عمرو نے نور الدہر سے تنہائی مین کہا ای شہریار بشرہ شناسی تو والد ہی کا کام ہی مگر جتنے انھین کی آنکھین دیکھین مشتاق قطرہ زن ہمکو باغی معلوم ہوتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ آپ کے دشمنون پر آگتا در پڑے اسکا حضور کو خیال رہے بلکہ کیوان سے کہکر اسکو قید کرلیجیے نور الدہر نے کہا ای برادر خود کیوان مسلمان ہو چکا اُسکی بغاوت سے کیا ہوگا شبرنگ نے کہا یہ حضور کا خیال محال ہی غلام کو سراسر تشکیک ہی بقول سعدی اس مقام پر ٹھیک ہی شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد ✦ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ✦ ای شہریار وہ عیار مکار و غدار ہی ضرور کچھ مکر کریگا نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ جی مین کہتا ہی مقام افسوس ہی کہ شاہزادے نے ہمارے کہنے کو خلاف جانا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر کیوان انجم سیاہ نے بعد صحبت عقد شب کو ایک نامہ بنام

بردبار جادو ولکی اپنے ہاتھ سے ثبت مُہر کی مضمون یہ تھا کہ ای بردبار جادو آجکل چہار جانب ہنگامہ ہی
طلسم نور افشان فتح ہم کریگا ہر ایک کا قصد ہی اکثر آئے قید بھی ہوئے اکثر کوشش کر رہے ہین یہ بھی مین نے سنا
کہ راہ طلسم نور افشان مسدود ہی مگر ایک راہ طرف طلسم شوکت کے دوسری راہ طرف سے طلسم خونریز
کے ہی ہمین تمسے کچھ صلاح کرنا ہی کل شب کو مع لوح طلسم خونریز ہمارے پاس آو صلاح کرینگے آیندہ کا
سامری و جمشید کو اختیار ہی وزیر کو نامہ دیا کہ بردبار جادو کو جاکر اپنے ساتھ لاؤ شادی خورشید کی
اور ہمارا مسلمان ہونا ظاہر نہونے پائے اسی واسطے شب کو بلایا ہی وزیر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا
جب باہر نکلا مشتاق قطعہ زن نے دیکھا پوچھا ای وزیر اعظم کہان جاتے ہو وزیر نے تمام کیفیت بیان
فرمائی کہ بادشاہ نے بردبار کو بلایا ہی منظور یہ ہی کہ جب وہ آئین تو آنسے لوح لیکر شاہزادہ نور الدہر
کو دین شاہزادہ طلسم خونریز کو فتح کرے اب نور افشان پر لشکر کشی ہوگی یہ حال سنکر عیار خاموش
ہو رہا کہا جائیے وزیر اعظم نامہ اپنے شاہ کا لیے ہوے قلعے مین بردبار کے آیا بردبار کو خبر ہوئی کہ وزیر
کیوان انجم سیاہ آتا ہی چند جادوگرنیان بھیجکر بلایا وزیر نے نامہ پیش کیا بردبار نے پڑھکر جواب دیا
کہ مین خود تردد مین تھا یہی فکر ہی کہ کیوان انجم سیاہ سے عرض کرون کہ اپنے ملک کی راہین بند کرین
انکی وجہ سے میری حفاظت ہی سنتا ہون طلسم شوکت فتح ہوا صرف مفتوح جادو اپنے قلعے پر آکر بیٹھا ہی
طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت وہی جوان طلسم خونریز کی بھی فکر کریگا لہذا ایسا انتظام
کہ کوئی نیا شخص آپ کے ملک مین نہ آسکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا وزیر سے کہا تم چلو مین بھی آتا ہون
وزیر روانہ ہوا بردبار تنہائی مین آیا درج لوح لیکر اپنے پاس جھولی مین رکھا تخت پر بیٹھکر چلے مگر مشتاق
نے جسوقت سے وزیر کو جاتے ہوے دیکھا ہی پیٹ مین درد ہی کبھی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی بیرون قلعہ آتا ہی
چاہتا ہی پہلے مین بردبار سے ملاقات کرون سب راز مخفی کہدون آج ان سب کو قتل کراؤن مین اپنے
ہاتھ سے نور الدہر کو قتل کرون کیوان انجم سیاہ مارا جائے پہر رات سے شب گذری ہی در پر قلعے کے بیدو سپاہ
کھڑا ہی کہ پہلے وزیر آکر پہونچا مشتاق نے پوچھا کیسے کیا ہوا بردبار نے کیا جواب دیا وزیر نے سب حال
کہدیا مشتاق چپ ہو رہا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی دیکھا بردبار آتا ہی مشتاق نے
پکارا شہنشاہ عالم ذرا ٹھہر جائیے میرے پاس آئیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بردبار اُتر آیا جانتا ہی کہ یہ
عیار شہنشاہ ہی انتظام ملک اسی کے سپرد ہی کوئی خبر دریافت کی ہوگی سُن لینا واجب و لازم ہی یہ سوچکر
اُتر آیا کہا کیون مہتر صاحب خیر تو ہی مشتاق نے کہا حضور غضب ہوگیا بادشاہ نے آپکو دم دیکر بلایا ہی
خواہ بیہوش کرین یا یونہین تلوار کا ہاتھ مارین لوح آپ سے لینگے اپنے داماد کو دینگے بدون لوح تو آپنے
نکل بلی ڈالدی ایسے کے پاس اگر لوح طلسمی ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگا بردبار گھبرا گیا کہا ای مہتر
تونے بڑا کام کیا اب کسکی مجال ہی لوح طلسمی کون لے سکتا ہی مشتاق سے صلاح کرکے روانہ ہوے
کیوان انجم سیاہ نے ایک کمرے مین تخلیہ کر رکھا تھا شاہزادہ محل مین انتظار بردبار کر رہا ہی کہ بردبار
آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا کیوان کو یہ بھی معلوم ہی کہ مجھسے محبت رکھتا ہی مگر ظاہر نہین اسپر کر سکتا ہی
کیوان نے محبت سے ہاتھ پکڑکے کہا کہو بردبار مزاج کیسا ہی کئی ہفتے کے بعد آئے تمکو دیکھ لیتے ہین جی خوش
ہو جاتا ہی تمھاری وجہ سے ہمکو بڑی تقویت ہی کہ اگر کوئی معرکہ پڑے ہم زور سے کچھ نہ کرسکین تو تم سحر سے

اسکو پکڑ لو گے فی الحال ہمکو برابر دو ہم نے سنا کہ مرحلہ جات طلسم شوکت فتح ہوئے اب طلسم کشا قلعۂ شوکت پر
آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت تمھارے طلسم کا ارادہ کریگا پہلے ہمین سے مقابلے پڑینگے ہم تمکو اطلاع دینگے
لوح طلسمی لائے ہو بردبار نے عرض کی موجود ہی کیوان نے کہا میرے پاس رکھدو مین بہت احتیاط سے
رکھونگا بس بردبار نے کہا او مکار تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین نے خبر سنی ہی تو تم جو ہو گیا ہی مثل مسلمان کو
دی شل فتاح طلسم شوکت یہ جوان بھی نبیرۂ صاحبقران ہی اسکو لیکر لوح دیجیے گا کیوان گھبرا گیا کہا
ای بردبار یہ کیا کہتے ہو مین تو مسلمان کے نام سے بیزار ہون جس کسی نے تجھکو یہ خبر دی سراسر میرا دشمن ہی
میرے ملک مین کوئی مسلمان نہین آیا بردبار نے کہا اب مین دریافت کر لونگا یہ کہکے پیچھے ہٹا کیوان نے ہر چند
گریہ و زاری کی بردبار نے چند دانے ماش کے مارکے کیوان کو بیہوش کیا کمرے سے سحر کرتا ہوا نکلا اہالیان
فوج وزیر و امیر جو سامنے پڑے سبکو سحر سے بیہوش کرتا ہوا سحر کرکے بلند ہوا باغ کی طرف سے گذرا جہان ملکہ خورشید
جلوہ فرما ہین انیسین جلیسین گرداگرد بیچ مین یہ دونون عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین جام کی ارغوانی گردش مین
ہر خرد و کلان عیش و عشرت کی کوشش مین ملکہ کے ہاتھ مین جام ہی نور الدہر کو دے رہی ہین نور الدہر نے
جام لیا لبون سے لگا کر پیا دوسرا جام ملکہ کو دیا آپسمین ردو قدح ہو رہی ہی بردبار نے جو دیکھا جل گیا وہین سے
للکارا او گیسو بریدہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا ساحرونکے قتل پر کمر باندھی کہنے والے کا قول کرسی نشین ہوا گویا
اسنے سب ساحرونکو بچا لیا مین نے باپ کو تمھارے سزا دی اب تمھاری فکر کو آیا ہون ملکہ خورشید روشن جمال بر
بردبار کو دیکھکر کانپ گئی رنگ رو متغیر دیکھا مثل شعلۂ جوالہ بردبار آتا ہی جو کنیزا سے راہ مین ملی سحر کرکے
بیہوش کر لیا صحن النخل پامال کر ڈالے باغ مین آگ لگا دی یہ بدعت اسکی دیکھکر نور الدہر اٹھے آواز دی او بیہودہ
تیرے گنہگار ہم ہین ان بے گناہون نے کیا لیا کیون انکو ستاتا ہی بردبار نے نور الدہر کی طرف گولا مارا نور الدہر
بیہوش ہوکے گرے ملکہ کی بھی زبان بند ہاتھ پاؤن مین رعشہ پکار کر آواز دی سارے شہر کا علاج کر لون تو
پھر آکر تمکو قتل کرون سبکو اسی حال مین چھوڑ کر باہر نکلا جابجا فوج اتری ہوئی تھی جہان گولا مارا دو سو دو سو
جل گئے ہزارون بیہوش ہوگئے کسی پر شعلہ گرا کہین آگ برسی تلوارین گرائین خنجر برسائے یہ بدعت کرتا ہوا
جاتا ہی اک کوچے سے گذر ہوا اک لڑکے کو دیکھا گوری گوری صورت آب رواں کا کرتہ گلے مین مشروع کا پاجامہ
گھسیلا جوتا ہیکل گلے مین سونے کا طوق پہنے ہوئے کچھ نارے گلے مین پڑے ہوئے ہاے ابا ہاے ابا کہتا ہوا
جاتا ہی بردبار کو ترس آیا صورت دیکھکر غمگین ہو گیا پکار کر آواز دی صاحبزادے کیون روتے ہو ابا تمھارے
کہان ہین لڑکے نے پلٹ کر دیکھا امی جان کہتا ہوا دوڑا گود مین لپٹ گیا امی جان کہان ہین بردبار نے
گلے سے لگا لیا سوچا کہ پال لونگا برس دو برس مین سیانا ہو جائیگا کہا تمھارے ابا کہان ہین کہا مین انکے
ساتھ چیز لینے نکلا تھا آسمان سے بجلی گری ابا جان غائب ہوگئے مین ڈر کے بھاگا ابا جان کا پتہ نہین ملتا
مگر کیون آپ ہمکو یہ تو بتلائیے سیکڑون مرتبہ مینھ برسا کبھی آدمی غائب نہوتے تھے آج کے مینھ مین آدمی
غائب ہوے جاتے ہین بردبار جادو ہنسا کہنے لگا کہ بیٹے وہ اصلی مینھ برستے تھے یہ بارش سحر کی
ہی اس شہر والے نے غضب کیا نور الدہر بن بدیع الزمان سے ملکر مسلمان ہوگئے ارادہ تھا کہ طلسم
خونریز فتح کرائین میان کیوان انجم سیاہ نے یہ کہکر بلوایا کہ لوح لیتے آنا مین لوح کو لے آیا کہ ہمارا
نگہبان ہی مگر مشتاق قطرہ زن عیار سامری و جمشید اسکو ہمیشہ زندہ و سلامت باکرامت رکھین

اُسنے سب کیفیت مجھسے کہدی تب مین نے جاکر میان کیوان کی گردن لی سبکو مین نے سحر سے بیہوش کیا
باغ مین جاکر نورالدہر و خورشید روشن جمال کو بھی اپنے سحر مین پھنسایا لڑکا تخمین مار کر رونے لگا کہنے لگا
تمکو سحر کسنے سکھایا میرے اباکو کیا کیا اسطرح سے لڑکا بلک کے رویا بردبار کو خوف ہوا ایسا نہو اسکا دم نکل جائے
گلے سے لگالیا کہا بیٹا وہ مقام بتا دو جہان سے تمہارے باپ غائب ہوے مین ابھی سحر کرکے بلوا دیتا ہون
لڑکا چلا بردبار اُنگلی پکڑے ہوے اور لڑکے کو لیے ہوے جاتا ہی اک گلی مین شہر کی لایا گھبرا کر پیچھے ہٹا
رو کے کہنے لگا ہو ہو آیا بردبار نے کہا کہان لڑکے نے کہا وہ سامنے کالا دیو بیٹھا ہی منہ کھولے ہوے کھانیکا
ارادہ رکھتا ہی بردبار سمجھا میرے سحر کا کوئی بیر عمل رہا ہوگا دیکھنے کو جھکا لڑکے نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے نعرہ کیا منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مار دیا بردبار بیہوش ہوا شبرنگ بن عمرو
نے خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک لوح جھولی سے نکال لی لیکر بھاگا یہان مرنیکی اسکے علامت برپا ہوئی جو جو
لوگ کہ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من بردبار جادو وہ بود شبرنگ درون
باغ کے چلا یہان کیوان کو ہوش آیا باہر نکلا وزرا اُمرا کو بلایا وہ دوڑے کہا حضور یہ کیا آفت برپا تھی
کیوان نے کہا کسی ظالم نے بردبار کو خبر کردی تھی سب خبر ہین اُسنے کہین مجھکو سحر کرکے اُسنے بیہوش کیا
مگر کسی دوست نے ہمارے اُسکو مار دیا دیکھو اب حال کھلیگا وزیرون کو ساتھ لیکر کیوان چلا جس گلی مین
آیا دو چار لاشے پڑے ہین جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوتے جاتے ہین جو ہی وہ یہی پوچھتا ہی حضور یہ
کیا معرکہ تھا کیوان کے کہتے کہتے ہونٹ خشک ہوگئے یہان شاہزادہ نورالدہر بیکار پڑے تڑپ رہے تھے
خود بخود ہوشیار ہوے ہاتھ پیرون مین طاقت آئی ملکہ بھی آگئین کہا صاحب یہ کیا معرکہ تھا اس ملعون کو
کسنے آگاہ کیا شاہزادے نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی ہمارے یار وفادار شبرنگ بن عمرو نے اسکو مارا ہی
ورنہ ہم ہوشیار کیونکر ہوتے ملکہ مین جاکر دیکھون یہ کہکر شاہزادہ چلا مشتاق قطرہ زن کا حال سنیے کہ
سب حال بردبار سے کہکر صحن قلعے مین بیٹھا تھا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی یکایک آندھی زور سے چلی اور
برقین چمکین بوندیان پڑین ہزارون کو دیکھا بیہوش ہونے لگے خوش ہو گیا میری فکر پوری ہوگئی طرف بارگاہ
شاہی کے چلا دیکھا وزیر و امیر بیہوش پڑے ہین اور زیادہ خوش ہوا یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
من بردبار جادو وہ بود اب گھبرایا دل سے کہتا ہی یہ کیا غضب ہوا بیقرار ہوکر دوڑا اُسوقت پہونچا دیکھا
اک کوچہ نازندہ مین لاشہ بردبار کا تڑپ رہا ہی شبرنگ بن عمرو کو دیکھا جھولی سے لوح نکال کر چاہتا ہی
کہ چلون کہ مشتاق نے نعرہ کیا او ظالم یہ کیا غضب کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہہ کھینچکر شبرنگ پہ
جا پڑا بیچ بازی آپسمین ہونے لگی مشتاق بلاے روزگار ہی پکار اٹھا او شبرنگ تونے لوحدار کو مارا
لوح کیا کی شبرنگ نے کہا ہمارے پاس موجود ہی مشتاق نے کہا اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون
بے قتل کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکے بیچ رو کا حلقہ ہاے کمند مارے شبرنگ بن عمرو نے حلقہ ہاے کمند
گردن و کمر مین لیے مشتاق قطرہ زن نے چاہا جھٹکا ماردون شبرنگ بن عمرو نے سبک ہوکر جست کی
جیسے شرارہ سنگ سے باہر آئی گنج سے الگ جا کر گرا مشتاق قطرہ زن کے یہ کیفیت اسکی چالاکی کی
دیکھکے ہوش اُڑگئے شبرنگ بن عمرو کو بھاگتا ہوتا تو نکل جاتا جھپٹکر قریب آیا جواب مین حلقہ ہاے کمند مارے
مشتاق نے بھی گردن و کمر مین لیے مگر جست کرکے یون نکلا جیسے عینک سے نگاہ یا سینۂ عاشق سے آہ

اسطرح دونون مین پیچہ بازی ہونے لگی کمند اندازی ہو رہی ہی کبھی خنجر چلتے دونون بلاے روزگار مشتاق نے دیکھا کسی طرح یہ چوٹ نہین کھاتا لڑتے لڑتے پکارا اُٹھا بھائی خوب وقت پر آگئے مارپیچہ کہ اسکا سر اڑ جائے شبرنگ سمجھا کہ اسکا کوئی شاگرد آگیا ایسا نہو تیر مار دے یہ خطا کی کہ پلٹ پڑا چاہا سیدان پکڑون مشتاق نے حلقہ کمند گلے مین ڈالکر زور سے ایک جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مارا شبرنگ غش کھا کر گرا مشتاق دوڑکر تو بدن مین لوح ڈھونڈھنے لگا لوح اسکے ہاتھ آئی لوح نکال کر گلے مین پہنی اب سوچا کہ اسکا بھی سر کاٹ لون ظالم نے غضب کیا بردبار ایسے ساحر کو نہین معلوم کس عیاری پر مارا خنجر پکڑ کے چلا تھا کہ سامنے سے نورالدہر پیدا ہوا نورالدہر نے دور سے دیکھا ایک طرف لاشہ اک ساحر کا پڑا ہی شبرنگ بیہوش پڑا ہے مشتاق نوچ پکڑ کے سر کاٹنے چلا بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی اگر ایک رونگٹا شبرنگ کے جسم سے کم ہوگیا

تمام بحر کو تیری قتل کرونگا نعرۂ نورالدہر	بپاے اوج رفعت شاہ بزم جوانمردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کی جنبش	عدو و در رزم نگاہش صد ہزاران زلزلہ	مشتاق کانپ گیا مگر عیاری مین

ایسا طاق ہی فن سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی سوچا یہ جوان میرا کیا کریگا جھکائی دیکر مار ڈالونگا یہ سوچکر نورالدہر پر جا پڑا پیچے مارنے لگا اسی خیال مین ہی کہ حلقہ ہاے کمند مارکر قتل کرون مگر اب تو برس رہا ہی نورالدہر نے تلوار کھینچی شرم آتی ہی کہ اس تین روپلی کے پیادے پر کیا تلوار کھینچون مگر دیکھا وہ دم نہین لینے دیتا چھوٹ کے ہاتھ نکال رہا ہی مگر بتائی سر پر ہاتھ مارا سر بتایا جھنڈا مار دیا کبھی جھکے پالٹ کا ہاتھ مارا نورالدہر جست کرکے خالی دیتے ہین یا تو بدن چرائے ہوئے تھے خالیان دے رہے تھے یا جسم کو ظاہر کیا مشتاق سمجھا کہ یہ جوان چوکا گھسکرا ہاتھ مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کیوان ہوشیار ہوکے مع وزرا نکلا ہی چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ کسنے سحر کیا ہم کیسے سحر سے بیہوش ہوئے سب فوج والے بھی اٹھکر دوڑے پکارتے ہوئے کہ ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ تھا کیوان کہتا ہی ابھی تک کچھ سمجھ مین نہین آیا سحر بردبار کا تھا وہ ملعون مجھسے بگڑ گیا مگر نہین معلوم اُسکو کسنے مارا اب طرف تلاش کرو کہ کان مین نعرہ نورالدہر کی آواز آئی کہا یار و آقا کے نعرے کی آواز آتی ہی صاف ظاہر ہی کہ آقا نے کسی سے جنگ شروع کی ان لوگونکا دستور ہی جب جنگ آغاز کرتے ہین نعرہ کرتے ہین اب اُس آواز کی جانب متوجہ ہوئے ایک کوچے مین آکر دیکھا ایکطرف لاشہ بردبار کا پڑا ہی ایک جانب شبرنگ بیہوش نورالدہر نے مشتاق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا ذرا جو ہاتھ کو جنبش دی نیمچہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا نورالدہر نے کلا تھام کر غصے مین طمانچہ مارا یا مشتاق کا سر چنبر گردن سے اڑگیا شبرنگ کو ہوشیار کیا شبرنگ نے اٹھتے ہی لوح پر ہاتھ ڈالا کہا یہ رے تو بڑے مین لوح نہین گھبرا گیا کہا آقا اور بھی کوئی اسکے ساتھ تھا نورالدہر نے کہا مجھکو بھی اسنے مار لیا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا لوح اسکے پاس ہوگی تمھاری کمر ٹٹول رہا تھا جب مین آیا شبرنگ نے کمر سے مشتاق کی لوح نکالی بسم اللہ کہکے گلے مین شاہزادے کے ڈالدی کہا فاتح طلسم خونریز مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا اب کیوان وغیرہ بھی آگئے حال پوچھنے لگے شبرنگ نے کہا یہ حرامزادہ سحر کرتا پھرتا تھا مین نے ڈرکا بنکر اسکو مار الوح لی اُسوقت یہ بچا آگیا مجھسے اس سے تلوار چلی مین نے دھوکا کھایا بیہوش ہوا شاہزادے نے کہا جب باغ مین یہ سحر کرکے بھاگا ملکہ بھی گرین کنیزین بیہوش ہوئین میرے ہاتھ پیر بیکار ہوگئے حیران حیران تھک تکتا تھا مجھکو اک سکتا تھا خون جسم کا گھٹ گیا قلب الٹ گیا تا خیر سحر سے اٹھ نہ سکتا تھا یکایک

یکایک اسکے مرنے کی آواز سنی ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی یہان آکے اسکو مارا خدا نے فضل شریک کیا اب ظاہر ہوتا ہے سب فساد اسی کی ذات کا تھا اسی نے بردبار سے کہدیا شاہزادہ لوح پہنے ہوئے محل مین آیا ملکہ عالم دعائین کر رہی تھین کہ خداوندا میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا کہ شاہزادہ آیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئین کہا کیون صاحب یہ کیا ہنگامہ تھا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہا ملکہ ہمین سے غفلت ہوئی شبرنگ نے مجھسے کہا تھا کہ مشتاق بانی ہے تو اسکے بدہین ہم نہ سمجھے خدا نے اپنا فضل شریک کیا ملکہ نے تصدقات اتارے کہ کیوان بھی آئے نور الدہر نے کہا اب مین لوح دیکھتا ہون ایک ساعت مجکو ٹھہرنا ناگوار ہے ملکہ کا رنگ متغیر ہوگیا بات کے سامنے کچھ کہہ نہ سکی کیوان نے کہا ابھی تامل فرمایئے نور الدہر نے کہا اے کیوان بڑا غضب ہوا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہ جسکے اشارون مین آدمی ہلاک ہوتے تھے ایسا مجبور ہوا کہ اپنے ہی طلسم مین قید ہوا اپنے نمکخوارون کا صید ہوا خدا مجکو جلد پہونچائے اگر کوکب میری کوشش سے چھوٹے مجکو بڑی خوشی ہوگی کیوان نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار دل نہین چاہتا ہے کہ آپ کے قدمون سے جدائی ہو اگر روانگی سمت طلسم منظور ہے مین بھی لشکر تیار کرون نور الدہر نے کہا ابتو لوح موجود ہے جیسا حکم دیگی ویسا کیا جائیگا اپنی راے پر کاربندی نہین ہے جیسا حکم دے اسی وقت شاہزادہ مسلح ہوکر ملکہ سے رخصت ہوا ملکہ کی بیقراری کہا اے شہریار آپ کا فراق مجھپر شاق ہے مین کیونکر صبر کرون مجکو ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم مقدمۂ طلسم کشائی ہے ہزار طرح کے نشیب و فراز کہین تنہا کہین فوج سمیت جانا جیسا لوح حکم دیگی اب مین جاکر لوح دیکھتا ہون جو ہمین نکلے وہی کیا جاے ملکہ روئی دامن پکڑ کے شاہزادے کا یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

دل کو ہے اضطرار پہلو مین	نخل امید یہ ثمر لایا	ہے وہ رشک بہار پہلو مین	نہین جسدن سے یار پہلو مین
دل ہوا ہے شکار پہلو مین	دل مشبک ہے تیر مژگان سے	زخم ہین بیشمار پہلو مین	کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر
ڈھونڈھیے دل ہزار پہلو مین	دل و جان و جگر شب وصلت	ہونے تیر نثار پہلو مین	نہین ممکن کہ اب پتا بھی ملے
آؤ گر ایک بار پہلو مین	سوے جنت نہ پھر کے لون کروٹ	ہو جو وہ گلعذار پہلو مین	دل کو وارون مین جان نثار کرون

ہر چند کہ شاہزادے نے تسکین دی مگر ملکہ بیقرار ہوکے روئی دامن تھامنا یہ اشعار پڑھنے لگی ترجیع بند

بسنان نگہ یار قسم	بسر طرۂ دلدار قسم	بکمان خانۂ ابرو سوگند	بسر نرگس جادو سوگند
	کہ شدم کشتۂ چشم نگہت	نحاب رہ گشتۂ طرز ستمت	
بصفاے گل روے تو قسم	بسواد شب موے تو قسم	بجگر گیرے زلفت سوگند	بدل آویزے الفت سوگند
	خاک رہ کرد مرا حیرانم	غیر مردن نبود درمانم	
بسر چشم سیاہ تو قسم	بغضب گیر نگاہ تو قسم	بسر ہندوے خالت سوگند	بلب لعل مثالت سوگند
	سوختم سوختم از بیدادت	چند فریاد کنم از دادت	
بصفاے در گوش تو قسم	بادل غنچہ ہوش تو قسم	بسر ناوک مژگان سوگند	بخم زلف پریشان سوگند
	کہ چو من نیست دگر بندۂ تو	بندۂ لعل شکر خندۂ تو	
بشکر ریزے گفتار قسم	بخرام قد دلدار قسم	بعقیق لب شکر سوگند	بزلال سر کوثر سوگند
	شب ہجران خبر از خویشتنم نیست	جز خیال تو کسے پیشم نیست	

نور الدہر نے ملکہ کی بیقراری دیکھکر فرمایا اے محرم راز عاشقان و اے تسکین دل دردمندان اے ماہ آسمان خوبی

داد رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی اگر تم اپنا یہ حال کرو گی تو طلسم کشائی مین ہماری کیا کیفیت ہوگی آٹھ پہر دل تردامن اسی کا جویان رہیگا اپنے کو تابہ ملکۂ عالم سہو بچائین ایسا نہو کہ دشمنون کی جان پر بنے اور طلسم مین ہزار طرح کے خنور ہوتے ہین ہر شخص اسی فکر مین رہتا ہے کہ جس طرح بنے طلسم کشا سے لوح چھین لین چاہیے کہ ہوش و حواس طلسم کشا کے درست رہین ہاتھ پانون چالاک و چست رہین اپنا بیگانہ جو سامنے آئے بے لوح کے دیکھے اُس سے کلام نکرے برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ایسا نہو دشمنون کی جان پر بنے روح قالب سے ترپکر نکلی جاے ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون

دل میرا میرے قابو مین نہین بقول شمر

تیر مژگان نے انہین توڑ کے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

کیا نہین آپ نے کیسی ہے یہ بیماری دل
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
اے قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے

اور دے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
اسد اللہ رسد گر بمددگاری دل

نور الدہر نے سمجھا کر ملکہ سے دامن چھڑایا ماہر خسار وزیرزادی سے کہا ملکہ کا خیال رکھنا اور باتون مین بہلانا یہ فرماکر باہر نکلے دربار مین کیوان کے آئے سب سردار جمع ہین کہ دیکھین لوح مین کیا نکلتا ہے نور الدہر نے وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھی اب لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر لوح پاسے تو جس تخت پر کیوان بیٹھتا ہے اُس تخت کو اُٹھاؤ اسم حاشیہ لوح دم کرو ایک اژدہا پیدا ہوگا اُسکے دہن مین پھاند پڑو باقی جو مقدمہ پیش آئے بدون دیکھے لوح کے کام نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی شاہزادے نے تخت بقوت صاحبقرانی اُٹھایا فرش بھی ہٹایا ایک اژدہا پیدا ہوا سب اہالیان دربار ڈر گئے کیوان انجم سیاہ پکار اُٹھا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی اپنے کو بچائیے اژدر مہیب آگیا مگر شاہزادہ بحکم لوح دہن مین اژدر کے پھاند پڑا اژدہا غائب ہوا شاہزادہ افتان و خیزان بعد عرصہ دراز جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا ہواے تند چل رہی ہے اس طرح کی گرمی ہے کہ صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہے دھوپ بھرا رہی ہے صداے دہشت ناک جنگل سے آرہی ہے نیر اعظم گرمی سے کانپ رہا ہے زمین سے غبار زرد اُٹھتا ہے ہر ایک غار دہن اژدر معلوم ہوتا ہے طائران بے زبان بزبان بے زبانی تعریف مین صلابت شمس و قمر کے مصروف ہین زمزمے انکے خوش الحانی پر موقوف ہین یہ خبر شاہ طلسمی نے سُنی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی کہ ای شہریار آپنے خبر سُنی ہے دربار جادو ختم ہوگئی اور کیوان انجم سیاہ مسلمان ہوے طلسم کشا نے مرحلہ صحراے نار انگیز پر داخلہ کیا یہ سُنکر خونخوار جادو گھبرا گیا سرداران سلطنت و وزیران ابہت ماب سے کہا یارو سُنا تمنے طلسم کشا صحراے نار انگیز مین گیا کوئی تم مین ایسا ہے کہ جاکر اُس سے لوح طلسمی لاوے نار انگیز کی بہن شعلہ خوار جادو جلکر اُٹھی کہا واری ایسا نہو میری بہن پر کوئی افتاد پڑے مشکل یہ ہے کہ طلسم کشا سے کوئی کیونکر لڑے لوح اُسکے پاس موجود ہے ہر بات کی خبر دیتی ہوگی مگر دھوکا دینا شرط ہے لونڈی اُسکو دام مکر مین پھنسائیگی یہ کہکر اُٹھی بارہ سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی نور الدہر اُس صحراے آتش بہار مین پسینے پسینے نخل کا کہین پتا نہین سایہ چھپتا پھرتا ہے پانی کی چاہ مین کوئین مین اُترا ہے پانچ نخل سے لپٹا ہوا سناٹا لق و دق میدان سنسان ویران ہر مقام پر کانٹے دامن سے اُلجھتے ہین زبان خار تیز یہ فقرہ الحذر اگر ہر خار مثل تنور معلوم ہوتا ہے پہاڑ کے پتھر چٹک رہے ہین زاغ و زغن پیاسے پھڑک رہے ہین اگر کوئی درخت شامت زدہ کسی مقام پر ہے شاخین بے برگ درختون کا پتہ نہین کچھ خشک پتے بیچ کے پاس پڑے ہین ہوا چلنے مین کھڑکھڑاہٹ کی آواز دیتے ہین مسافرون کے قدم لیتے ہین وہان سائے کا نام کہان سائے کا ذرا آنکھون سے نہان چلمن مژگان مین مردمان چشم بیقرار ہین ڈرتے ہین کہین تیلیان چلمن کی نہ جل جائین ہم کیونکر اس پردے سے نکلیں مگر خوف ہے کہ

قدم باہر خانۂ جہنم سے رکھا اور موت کا مزا چکھا وہ مقام ہی کہ پاے خیال مین آبلے پڑتے ہین کانٹے منہ زوریان کرکے مسافرون کے توڑتے ہین نار انگیز جادو مع بیس ہزار جادوگرنیون کے اپنے قصر آبگینہ مین بیٹھی ہی گرد بالی ہواے سرد آرہی ہی کہ شعلہ خوار جادو آکر بیوچی جھککر سلام کیا نار انگیز نے گلے سے لگایا کہا مین آج خلاف وقت کہان آئین بادشاہ کا مزاج کیسا ہی شعلہ خوار نے کہا بوا تمکو کچھ خبر ہی کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آگیا نار انگیز اُٹھی کہ بوا مین ابھی جاکے جلا دیتی ہون محال ہی میرے صحرا مین قدم رکھے اور موت کا مزا نہ چکھے شعلہ خوار نے کہا وہ جوان صاحب لوح ہی سحر تاثیر نہ کریگا تم بیٹھو مین جاتی ہون شعلہ خوار نے روکا نار انگیز رُکی شعلہ خوار بھڑک کر چلی قصر سے نکلکر دیکھا اُس دھوپ مین طلسم کشا دوڑ دھوپ کر رہا ہی پسینہ تک خشک ہوگیا ہی مگر لوح شاہزادے کے ہاتھ مین حیران و پریشان چار جانب دیکھ رہا ہی شعلہ خوار نے بڑھکر سحر کیا گرمی کی ترقی ہوئی نور الدہر نے دیکھا ہواے گرم چلی بات منہ سے نکلتے ہی چلی لوح کو دیکھا لکھا تھا شعلہ خوار سحر کر رہی ہی اُسکو جاکر مار وہ جب تک نہ مریگی گرمی کم نہوگی نور الدہر اُدھر چلے لوح کو جیب پر کھینچا اسم پڑھکر دم کیا دم کرتے ہی ہواے سرد چلی دیکھا چشمے جابجا بھرے ہین درخت سرسبز و شاداب سنبل کو پیچ و تاب صحراے سبزہ زار جو دیکھا بیقراری خورشید روشن جمال کی آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش نگاہون سے گر گئی دل پرغم والم کا دفور ہوا بیقراری مین یہ نور کے اشعار پڑھے نظم

سنتین سُنکے تم ای جان جہان بھول گئے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے

ہجر مین کثرت افکار سے نسیان یہ بڑھا
یکقلم تیر بری زاغ گمان بھول گئے

وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھکے تیری صورت
تربت عاشق بیکس کا نشان بھول گئے

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
سر جھکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے

جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر
دل متحیر دیکھے ہم ای جان جہان بھول گئے

تھا الیقین دیکھنے پھر سبزۂ عارض کی بہار
نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان بھول گئے

اب تو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
یوسف مصر کو ای جان جہان بھول گئے

ہمسا عالم مین نہوگا کوئی گم کردہ حواس
حسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

عیش مین رنج ہم ای راحت جان بھول گئے
داستان سُنکے مرے عشق کی یہ محو ہوئے

یہ اُٹھے ہوش بکر اور دہان بھول گئے
ابھی منہ نے یہ جوانون کے اڑائے اوسان

وہ زمرد کی انگوٹھی جو یہان بھول گئے
خال ابرو ہی ترا ہوش ربا کس درجہ

صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے
فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے

یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر

مگر چار جانب دیکھ رہے ہین کہ شعلہ خوار جادو کہان ہی میری نظرون سے کیون نہان ہی ایک طرف نگاہ جو اُٹھائی دیکھا ایک ساحرہ سر سے پا تک شعلۂ جوالہ بنی ہوئی سحر کر رہی ہی نور الدہر چلے شعلہ خوار کی نگاہ پڑی چاہا تڑپکر نکلجاوُن نور الدہر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر مارا سینے پر شعلہ خوار کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا شعلہ خوار گری آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار جادو بود نار انگیز نے اپنے قصر سے یہ سب معرکہ دیکھا جلگئی منہ سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل ہیزم خشک جلنے لگے بھڑک کر اُٹھی کنیزون سے کہا یا جاکر جان دیتی ہون یا لوح لیتی ہون یہ کہکے کچھ چنگاریان منہ سے نکلین قصر سے غائب ہوئی نور الدہر شعلہ خوار کو مارکر لوح دیکھ چلے ہین کہ دیکھا سامنے سے کیوان انجم سپاہ ہنستے ہوے چلے آتے ہین جھککر سلام کیا کہا ای شہریار مبارک ہو کہ آپنے شعلہ خوار کو مارا مگر نار انگیز آپکی فکر مین نکلی ہی خدا اُسکے مکر سے بچائے نور الدہر نے کہا ای کیوان تم کیونکر پہونچے عرض کی کہ جب تک ہو مرحلہ شکست ہوا مرحلے کا حاکم مارا جاتا ہی تب راستہ کھلجاتا ہی غلام کو جو معلوم ہوا ہی کاردان نے

مجکو خبر بھی دی دل مین آیا اپنے شیر کو ایک نظر دیکھ لون سنکر آپ کو بخیر و عافیت پایا ذرا لوح مجھے دیجیے میرے کلیجے
مین درد ہی نجومی نے کہا تھا کہ لوح طلسمی سینے سے مس کیجیے نور الدہر نے سمجھ تو پہلے ہی لیا تھا لوح کو گلے سے اُتارا
نگاہ ڈالی صاف مرقوم تھا کہ یہ نار انگیز جادو دم دینے آئی ہو اپنے کو بچانا دھوکا مت کھانا نور الدہر نے
وہی لوح سر پر کیوان نقلی کے رکھدی ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا یہ فعل تجکو کسنے تعلیم کیا مثل ہیزم خشک
جلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من نار انگیز جادو بود سامنے قصر رفیع نمایان ہوا ہزار ہا جادوگر صد ہا جادوگرنیان
دوڑین عرض کی ای شہریار ہم سب تابعدار ہین مرحلہ نار انگیز شکست ہوا صحرا کی وہ گرمی موقوف ہو گئی
دو ہزار جادوگر سو جادوگرنیان مطیع اسلام ہوئین نور الدہر نے لوح مین دیکھ لیا کہ یہ سب خیر خواہ ہین خیال
مین آیا کہ شب کو یہان رہون صبح کو مرحلۂ ثانی پر چلون یہ سوچکر سامان عیش و نشاط مہیا ہوا اگر خونخوار اژدر فش
تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ گھبرایا ہوا کہ دو جادوگر دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہنشاہ شعلہ و نار انگیز نے بڑے بڑے
کام کیے مگر طلسم کشا نے قتل کیا کچھ مکر نہ چلا خونخوار نے کہا آگے مرحلۂ تنگ چشم جادو ہی اُسکو ایک نامہ لکھو
کہ ای تنگ چشم ہوشیار رہنا طلسم کشا آتا ہی نار انگیز قتل ہوئی اگر فوج کی ضرورت ہو مین لاکھ دو لاکھ
ساحر روانہ کرون تنگ چشم اپنے مقام پر خبر پا چکی کہ برد بار قتل ہوئی اب طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا
سوچ مین ہی کہ کیا کرون کہ نامۂ شاہی آیا نامہ پڑھکر ہوش اُڑ گئے کہا لو صاحبو جو سنتی تھی کہ گرم و سرد عالم
وقت مصیبت کے معلوم ہوتا ہی اب اُسکی کیفیت کھلی نار انگیز ایسی ساحرہ قتل ہوئی میری کیا حقیقت ہی
بادشاہ فرماتے ہین ہوشیار رہنا اب مین فکر مین طلسم کشا کے نکلتی ہون یہ کہکر اسباب سحر سے اپنے کو آراستہ کیا
تلاش طلسم کشا مین چلی یہان شاہزادہ ساحران نو مسلم کے ساتھ مصروف عیش ہی کہ شبرنگ بن عمرو
تلاش کرتا ہوا آ کر پہونچا شاہزادے کو سلام کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا فرمایا ای یار وفادار کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا شبرنگ نے عرض کی جب حضور براے طلسم کشائی چلے اُس دن سے غلام بھی تلاش مین حضور
کے نکلا الحمد للہ کہ حضور کو براحت پایا اسی صحبت عیش مین شبرنگ بھی شریک ہوا بوقت سحر نور الدہر قصر
سے باہر نکلے ساحرون نے چاہا ساتھ دین شاہزادے نے منع کیا کہ کسی کا میرے ساتھ کام نہین ہی مگر
شبرنگ سے باتین کرتے ہوے طرف صحرا کے چلے فرمایا ای برادر تم بھی اب جاؤ ہم لوح دیکھکر طلسم کشائی مین
مصروف ہون یہ کہکر شبرنگ کا ہاتھ چھوڑا شبرنگ پانچ قدم چلا تھا کہ صحرا سے ایک گینڈہ پیدا ہوا شبرنگ
کو پیٹھ پر ڈال لیا لیکر بھاگا شبرنگ نے آواز دی ای شہریار نیاز مند کو گینڈا لیے جاتا ہی نور الدہر دوڑے
مگر گینڈا نکلگیا نور الدہر کو بڑا قلق ہوا سر جھکائے ہوئے خیال مین شبرنگ بن عمرو کے ایک طرف چل نکلے
کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا شبرنگ دریاے خون مین نہایا دوڑا ہوا آتا ہی نور الدہر اپنے
عیار کو دیکھکر خوش ہو گئے کہا کیون بھائی خدا نے جان بچائی کیونکر بچے ایسے ظالم کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی
شبرنگ نے عرض کی کرگدن جادو تھا جو مجکو درۂ کوہ مین لیگیا مین نے اپنے کو مردہ بنایا مردہ بنکے
اُسکو بھی مردہ کیا مگر اُسکا ایک بھائی خبر اُسکے قتل کی سُنکر دوڑا مین پہاڑ سے پھاند پڑا مگر کلیجے مین درد ہی
خیال ہی کہ اب دم نکلجائیگی طبیعت تسکین نہ پائیگی ذرا لوح مجھے دیجیے مین جسم سے مس کرون کہ درد کم
رفع غم ہو نور الدہر نے فرمایا ای برادر لوح کیسی تمہارے واسطے جان حاضر ہی یہ کہکے لوح گلے سے
اُتاری شبرنگ نقلی خوش ہی کہ طلسم کشا کو مار الوح لی سر کا ٹمیا مگر نور الدہر نے لوح اُتارتے اُتارتے

نگاہ ڈالی صاف صاف مرقوم تھا کہ لوح اسکے سینے پر پھینک مارو اسکو سینہ آئیگا کلیجہ جلجائیگا نورالدہر نے
لوح پھینک ماری تنگ چشم نے آہ کا نعرہ کیا تمام جسم مین شعلہ ہاے آتش پیدا ہوئے جسم جلکر خاک ہوگیا مکارہ کا
قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من تنگ چشم جادو بود مگر آسمان سے ایک تیلہ گرا لاشہ تنگ چشم کا اُٹھا کر
لیگیا خونخوار جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ لاشہ تنگ چشم آکر پہونچا اسی نے نگہبان مقرر کیا تھا کہ اگر تنگ چشم
قتل ہو تو لاشہ اُسکا ہمارے پاس لانا لاشہ تنگ چشم دیکھکر اپنی زندگی سے تنگ ہوا آمادہ جنگ ہوا
وزیرون سے کہا لشکر تیار کرو مرحلے شکست ہوے طلسم کشا کی آمد کے بند وبست ہوے اُس وقت
تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہوا بارہ چودہ ہزار غیر ساحر بھی ساتھ لیے کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لین کہا یارو
اکیلا کیا کر سکیگا سب ملکر گرفتار کر لینگے یہ کہکے بہ لشکر چلا یہان نورالدہر نے جب تنگ چشم کو مارا شبرنگ
بن عمرو کو درۂ کوہ مین پایا ایک ساحر کے قبضے مین تھا اُسکو مار کر رہا کیا مع شبرنگ درۂ کوہ سے نکلے کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا خونخوار جادو مع تین لاکھ فوج کے آتا ہی جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی کہ طلسم کشا مع عیار طرف سے پہاڑ کے
آتا ہی جادوگرون کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لو تین لاکھ ساحر و غیر ساحر گو لے ترنج و نارنج نورالدہر کے
مارنے لگے نورالدہر نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلگیا جب کئی ہزار ساحر جلے اور شاہزادہ نہنگانہ
رستمانہ لڑ رہا ہی کسکی مجال ہی جو ایسے شیر پر ہاتھ ڈالدے شبرنگ تو ایک جھاڑی مین چھپگیا خونخوار جادو
بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا کیون یارو کیا تدبیر ہی طلسم کشا پر کچھ قابو نہین ہوتا ہی سب نے کہا حضور
فرزند صاحبقران صفدر و صف شکن لڑائیان جھیلے ہوے جان پر کھیلے ہوے کون اُنکے مُنھ پر جاے جو شخص
جاتا ہی قتل ہوتا ہی دوسرے یہ کہ لوح کو گردش دے رہے ہین جس ساحر پر عکس پڑا جلگیا بہتر یہ ہی کہ ساری
فوج کو حکم دیجیے سحر نہ کرین چہار طرف سے ٹوٹ پڑین کچھ زد ورنہ چلیگا گرفتار ہو جائینگے سو ر ما چنا بھاڑ نہین پھوڑ سکتا ہی
کس کس کو مارینگے گرفتار ہو جائینگے یہ راے سب کو پسند آئی کل ساحرون نے ترنج و نارنج پھینکدیے سپر
و شمشیر لیکے گرے چہار جانب سے حملے ہونے لگے اب نورالدہر کس کس کو روکین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی ہر چند
کہ شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا ہی مگر تیرون سے جسم اقدس مثل غربال کے چھنا ہوا ہی زخم جسم پر آنے لگے
شبرنگ بن عمرو جھاڑی سے تمام معاملہ دیکھ رہا ہی شاہزادہ زخم کھا کر گھوڑے سے گرا کل تمام بیجا ٹوٹ پڑے
اُس حال مین بھی نورالدہر نے دس بیس آدمی مارے مگر بقول شاعر **قطعہ**

باہمہ تندی و مہابت کہ اوست
پشہ چو پر شد بزند پیل را
مور چگان را چو بود اتفاق
پیل دمان را بدر آرند پوست

آخر شاہزادے کو از روے
بلوے کے پکڑ لیا شبرنگ بن عمرو نے دیکھا بیقرار ہو کے جھاڑی سے نکلا ایک ساحر کی شکل بنکر جیسے سب ہلڑ
کر رہے تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا کیا شیر ہی کیا دلیر ہی لاکھون سے بند نہوا کیا خوب لڑا زخمون مین چور چور ہو کے گرا
مگر کئی ساحرون کو مارا ایسے شیرون کا گرفتار کرنا کیون مشکل ہوا ای خونخوار مبارک ہو شبرنگ بھی چلا تا پھرتا کہ
خونخوار نے گلے سے نورالدہر کے لوح اُتاری شاہزادے کو زنجیر ہاے سحر مین جکڑا پھر کشان کشان سامنے
خونخوار کے لائے شبرنگ بھی آکر برابر کھڑا ہوا کہا حضور بڑی خیر ہوئی طلسم کشا پکڑا گیا دیکھیے لوح کیا چیز ہی
کہ جسپر عکس پڑا وہ جلگیا ہزارون ساحر یونہین مرے حضور ہم سب نے جان لگادی میرا جسم اب بھی جل رہا ہی ہر
استخوان سے شعلہ نکل رہا ہی خونخوار نے کہا ای برادر دولت دنیا سے تم سب کو نہال کر دونگا سیرین زر و جواہر
سے بھر دونگا سب کی جان بچی میری سلطنت جاتی تم سبھون کی جان مٹتی جس ملک کو یہ مسلمان لیتے ہین اُسکو

بر باد کرتے ہین ساحر انکے ملک مین نہین رہنے پاتا شبرنگ نے کہا حضور بجا ہی آپ نے سب پر احسان کیا سب کی
جان بچائی مگر ایک بات مین مجکو بڑی حیرت ہی کہ بنانے والون نے اس لوح مین کیا لکھدیا کہ جو ہم لوگ جلنے لگتے ہین
خونخوار نے کہا اسمین نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین اُس نام کی تاثیر سے سحر مٹ جاتا ہی شبرنگ نے کہا حضور
سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ملک وبال بچا ایسی چیز کا رکھنا بہتر نہین توڑ ڈالیے اسکو پیسکر بُرادا ہوا مین
اُڑا دیجیے ورنہ اس طلسم کشا کے بھائی بند آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی پہلے اسی کی قضا آئیگی خونخوار نے کہا ای برادر
اسکا مٹنا ممکن نہین جو طلسم مٹتا ہی سُنا ہی کہ لوح پہلے بنائی جاتی ہی کہا حضور مجھے دیجیے مین ایسے مقام پر پھینک آؤن
کہ جہان انسان کا گذر نہو دریا مین پھینکدون مچھلیان ہمہ جا نگلجائینگی پھر کوئی کیونکر پائیگا دنیا مین موجود بھی رہے
اور کوئی پا نہ سکے وزیرون کے مُنھ سے نکلا ای بادشاہ یہ بات تو اس خیر خواہ نے خوب کہی حقیقت مین اگر لوح
آپ کے پاس رہی سب آپ کے دشمن ہونگے کیونکہ جان بچیگی اس طلسم کشا کے سب عزیز دار ایسے ہی ہین جس دلیر نے اگر
طلسم شوکت شکست کیا ہی وہ اسکے مارے جانے کی خبر سُنکر اسی طرف پلٹ پڑیگا قیامتین برپا کردیگا دیکھیے طلسم
شوکت کس طرح فتح کرلیا وہان بھی اب بادشاہ پر چڑھائی ہی لائیے بس مجکو دیجیے مین دریا مین جاکر پھینک آؤن
سب کی جان بچاؤن ورنہ دو ہی چار دن مین قیامت برپا ہوگی فتاح طلسم شوکت چلا آئیگا ان لوگون کی مدد آسمان
سے پیدا ہوتی ہی مکار جادو نے انہین سے لوح چھینی تھی مگر وہ ایرج نوجوان کو ملی اُسنے بڑے زور و شور سے
مرحلے فتح کرلیے اب وہان کا شاہ بھی آیا وہ برسر لشکر کشی ہی خونخوار نے کہا وہ کیا لشکر کشی کریگا اُسنے شکست فاش کھائی
اب اپنے قلعہ کو آراستہ کرکے بیٹھا ہی مگر ای برادر مین نے تمکو پہچانا نہین شبرنگ نے کہا ذرا سی خوشی ہوئی ایسے
بھولگئے محیط جادو میرا نام ہی آپ کو گودیون مین پالا آپ کی والدہ مجکو بہت چاہتی تھین آپ کے والد نے بڑی بڑی
کد کی کہ محیط جادو نہ آنے پائے ہمارے گھر مین محیط ہو گیا مگر آپ کی والدہ نے نہ مانا جب آپ پیدا ہوے تو لوگ
میرا فرزند بتاتے تھے اب تو آپ نے پہچانا جوانی مین ایک دن آپ بھی بگڑے تھے کہا محیط کو مار ڈالونگا جب مین نے کہا
اگر میرے فرزند ہو تو کیا نقصان ہی اُس دن سے پھر تمنے سر نہین اُٹھایا پھر آج یہ جھگڑا نکلا سمجھو تو اگر تم میرے فرزند
ہوتے سب سے پہلے طلسم کشا پر مین ہی گرا تھا اپنی جان کا پاس نہ کیا خونخوار نے کہا آپ نے خوب صلاح بتائی مین
طلسم کشا کو جاکر طلسم مین قتل کرون تم لوح لیکر جاؤ یہ کہکے لوح شبرنگ کو دی شبرنگ لوح لیکر پڑھنے لگے
کہا حضور مین بھی پڑھا لکھا ہون مگر کوئی فقرہ پڑھا نہین جاتا یہ کہکے اورون کو دکھانے لگے ساحر لوح کو دیکھکے ہٹے جاتے ہین
کہتے ہین بھائی یہ کیا کرتے ہو ہم سحر بھولے جاتے ہین جسم مین آبلے پڑجائینگے کسی نے کہا یہ وہی چیز ہی جسکے عکس سے
جلتے تھے تم مُنھ کے پاس لاتے ہو زبردستی جلاتے ہو شبرنگ نے کہا ذرا ہٹجاؤ مین طلسم کشا کو جلاؤن خونخوار نے کہا
یہ کیا کرتے ہو قید سحر اُسکے جسم پر ہی سب قید بیکار ہو جائیگی شبرنگ نے کہا جہان قید بیکار ہوگی جسم بھی جلیگا ذرا میان
طلسم کشا کو تکلیف تو پہونچے ظالم نے ہزارون جادوگر مارے کیسے بیچارے بیکس بےبس جل جلکے مرے کچھ زور نہ چلا
شبرنگ نے جھپٹکر نورالدہر کو لوح دکھائی کہا کیون ظالم تونے ہزارون بھائیون کو ہمارے مارا کچھ خوف نہ آیا
اب اسکو دریا مین پھینکنے جاتے ہین اگر تمھارے عزیز آئینگے تو کیا کرینگے ہم اسی کو مٹاے دیتے ہین جسپر بڑا بھروسا ہو تاکہ
تڑپ تڑپ کے مرینگے دیکھو او ظالم ذرا مجھے آنکھ تو ملا جیسے ہی نورالدہر نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ مین شبرنگ
آپ کا غلام ہون لوح پہنادون اکڑ کر اُٹھیے شمشیر زنی شروع کیجیے نورالدہر نے مُسکرا کر کہا ای یار وفادار کیا کہنا
لاؤ لوح گلے مین ڈالدو مین اُٹھتا ہون شبرنگ نے کہا لو یار رو یہ تو ہنسا دیکھو اسکی ہنسی مٹاتا ہون ابھی رُلاتا ہون

بہ کنگے لوہ گئے مین ڈالدی سب قید سحر ٹوٹ مگر زمین پر گری یاران سیاہ چھٹ گئے نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھے شبرنگ نے بھی
نیمچہ کھینچا ایک جادوگر کو خنجر مار دیا وہ جادوگر مر کر گرا اُس اندھیرے مین نورالدہر اُٹھے ایک ساحر کو مار کر
تلوار لی برابر تو خونخوار کے کھڑے ہی تھے خونخوار نے گولہ مارا نورالدہر پر تاثیر سحر نہ ہوئی جواب مین نورالدہر
نے ہاتھ مارا خونخوار نے گھبراکے سپر سحر اُٹھا دی تلوار نے سپر سحر کو کاٹ کر سر پر گری خونخوار نے چاہا بچون ممکن
نہوا دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوگیا بادشاہ کا مرنا سنگباری برف باری ہونے لگی ساحرون نے
بلوہ کیا مگر یہان قلعہ کیوانیان پر بعد جلنے نورالدہر کے خورشید روشن جمال بیمار ہوگئین باپ عیادت کو آئے
کہا والد امداد اگر آپ میری صحت چاہتے ہین محافے مین سوار کرکے روانہ کردیجیے جہان شاہزادہ ہوگا وہین
پہونچونگی کیوان نے کہا بیٹا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین تمکو روانہ کرون مین خود جاتا ہون تین لاکھ آدمی
ساتھ لیے بتلاش نورالدہر چلے مقامات پر مرتے شکست پائے ہزارون جادوگرون کے لاشے دیکھے سمجھے
وہ شیر فتح کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من خونخوار جادو
بود کیوان انجم سیاہ یہ صدا اُسنکر خوش ہوا کہا لو یارو مبارک ہو بادشاہ طلسم مرا شاہزادہ ہمارا غالب آیا
خونخوار کے مرنے کی آواز آئی ہے دیکھو آسمان پر تاریکی چھائی ہے اُس طرف چلو سب خوشی خوشی اُس وقت آکر
پہونچے کہ شاہزادہ مجمع ساحران مین گھرا تھا تلوار چل رہی تھی کیوان انجم سیاہ بھی مع فوج آکر شریک جنگ ہے
ساحرون نے جو دیکھا کہ مددگار طلسم کشا کے آگئے جادو رین ڈالنے لگے لینے امان مانگی شاہزادے نے تلوار روکی
سب دائرۂ اسلام مین آئے نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل شہر خونریز ہوے کیوان انجم سیاہ کو تخت پر
بٹھایا نورالدہر دخل پر آکے جلوہ فرما ہوے اب سامعین حال ایرج نوجوان سماعت فرمائین نورالدہر نے تو
لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کیا اپنے نزدیک طرف طلسم نورافشان کے چلے کیوان ساتھ ہے بیس ہزار ساحر
جو تازہ دائرۂ اسلام مین آئے ہین ان لوگون نے کلمہ نہین پڑھا مشہور جادو دل فوج کا افسر ہے منزلون کوچ کرتے ہوے
جاتے ہین مگر ایرج نوجوان نے جو مفتوح جادو کو شکست دی وہ صحرا مین فرد کش تھے بعد ایک ہفتے کے
میمون اختر شناس نے عرض کی اب حضور کوچ کرین ایسا نہو کہ مفتوح بھاگ کر طلسم نورافشان مین چلا جائے
ایرج نے اُسی وقت حکم دیا شاپور کو بڑی خوشی ہے لشکر تیار کیا ایرج سوار ہوکے چلے یہان مفتوح نے قلعہ کو آگ
سحر کی توپون سے خوب آراستہ کیا ہے ایک عرضی اس مضمون کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو لکھی ہے صاحبقران
ایرج نوجوان نے مرحلے طلسم شوکت کے شکست کیے مین نے قلعہ پر آکر سامان حرب مہیا کیا ہے لیکن طلسم کشا دلیری و
بہادر ہے کہ قلعہ کی آراستگی اُسکے سامنے کچھ نہ کام آئیگی لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہے یلغار کرکے قلعہ کو فتح کریگا مقدمہ
سحر مین یہ خرابی ہے کہ صاحب لوح ہے سحر اُس پر تاثیر نہ کریگا یہ وہی جوان ہے کہ جسکو آپ نے قید کرلیا تھا میمون اختر شناس
نے بلاکر رہا کیا مطیع اسلام ہوا جانبازی کررہا ہے اُسی کی کوشش سے طلسم کشا کو یہ دن نصیب ہوا صاحب فوج و لشکر ہوا
لوح طلسم شوکت پائی مرحلہ جات شکست کیے اب تو صاحب فوج ہے کون اُس سے آنکھ ملا سکتا ہے اُمیدوار ہے کہ آپ
لشکر کشی کرین بے آپ کے تکلیف کیے کچھ نہ ہوگا نامہ ساحر لیکر چلا لیکن سحر العجائب و مصر الغرائب نے
طعن و تشنیع کرنے کو آج کوکب روشنضمیر کو دربار مین بلایا ہے یہ دونون ننگ و ام بد انجام بہ عقاب خطاب کررہے ہین
کہ کیون اے شہنشاہ آپ کی مدد کو صاحبقران نہ آئے چھ مہینے میعاد کے گذر بھی چکے اتنا زمانہ گذرا اور مین نے آپکو قتل کیا
کیا مین زندہ چھوڑونگا آپ نے بڑی خطا کی بیٹی مسلمان کو دی صاحبقران کے سمدھی بنے اس دن کا خیال نہ تھا

کر سامری و جمشید بدلا لینگے کوکب نے جواب دیا کہ او نمکحرام کیا بیہودہ بکتے ہو یہ انقلاب اس واسطے ہوا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاءاللہ صاحبقران یا کوئی فرزند صاحبقران آکر اس طلسم کو فتح کریگا انشاءاللہ سزا پاؤ گے بھاگتے راستہ نہ ملیگا ناگاہ ایک ساحر پہونچا ساحر نے نامہ سحر العجائب کے ہاتھ مین دیا عطارد رقم میر منشی جو بیٹھا ہی سحر العجائب نے اُسکے ہاتھ مین نامہ دیدیا یہ نہ سمجھے تھے کہ اس نامے مین ذکر شوکت ایرج نوجوان ہی منشی نے پڑھنا شروع کیا بعد تعریف لات و منات و سامری و جمشید سب حال شکست طلسم شوکت مرقوم تھا اور میمون اختر شناس کی جانبازیان عورت کا اُسکی پہونچانا دونون عاشقون کا مرنا سب کچھ لکھا تھا کوکب نے کہا او بھیا دیکھا تو نے اب یہ شیر آکر تمھاری گردن لیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا شیرون کی جرات کا حال سُنا یہ شیر دلیر فرزند و دمان صاحبقران ہی اسکے دل کو بھی لگی ہی یہ بھی خوب یقین ہی کہ انکا ہمچشم صاحب قہر و خشم یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ضرور تشریف لائینگے آپس مین ہمچشمی کرینگے کافرون پر بلا نازل ہوگی یہ ہماری پریشانی کیا خالی جائیگی کل طلسم نور افشان اسلام آباد ہوگا ہم بیفکر سلطنت کرینگے دونون نمکحرام بہت جھلائے میر منشی سے کہا اگر تمنے دیکھا کہ حال شوکت اُس جوان کا مرقوم ہی اتنا ہمسے کہدیا ہوتا یہ نامہ تنہائی مین پڑھا جاتا اس باغی کو نہ سناتے کیا خوش ہوا یہجا کر قید کرو کوکب روشنضمیر اُس باغ ویران مین آئے جسوقت سے باپ کو ساحر لیگئے تھے بران رو رہی تھی دعائین کر رہی تھی کہ ای خالق ارض و سما میرے باپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا کہ کوکب آکر پہونچے بران کا عجب حال ہی کھانا پانی کیسا تمند بالکل حرام ہوگئی باپ کو دیکھکر اُٹھی بال کھلے ہوے کپڑے میلے گوشت پوست گھلگیا ہی استخوان باقی ہین باپ کو جھککر سلام کیا پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج نمکحرامون نے کیون بلایا تھا کوکب نے خوش ہو کر کہا ای نور نظر مجکو جلانے کو بلایا تھا مگر خدا نے ہمکو خبر فتح و ظفر سُنائی ہمارا فرزند ارجمند ایرج نوجوان جاکر قید سے چھوٹا میمون اختر شناس خدا اُسکو رکھے دل و جان سے مطیع ہوا طلسم شوکت فتح کیا بہ عنایت باغبان قضا و قدر فصل خزان جاتی ہی بہار ہمارے باغ مین آتی ہی اتنا تو یہ کیفیت ہی نظم

گلزار ہی ہر ہوا میں سلیمان بہار
تیرباران بلا ہی مجکو باران بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
روشنی ہوتے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
نے سزاوار چمن آتش نشایان بہار
عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
زلف سنبل کو بھیجے گوش گل کو جانیے
بے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آبجو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
زخم خندان یار بھی ہی روے خندان بہار
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین

بران مثل گل کے شگفتہ ہو گئی کہا والد نامدار کس سے سُنا کوکب نے کہا بادشاہ طلسم شوکت نے نامہ لکھا ہی کہ ایرج نے یہ سب مرحلے فتح کرلیے اب قلعۂ طلسمی باقی ہی یقین ہی یہ نمکحرام واسطے انتظام کے جائین انکا تو یہی قصد ہی کہ قلعہ طلسم شوکت کو فتح کرکے سیدھے طلسم نور افشان مین آئین مگر یقین کامل ہی کہ اگر ایرج نوجوان نے یہ کام کیا نور الدہر ضرور آوینگے ایک ساحر نگہبانون مین سے بول اُٹھا کہ ای شہنشاہ میرا بھائی طلسم خونریز مین ملازم تھا بھاگ کر آیا ہی کوئی پوتا صاحبقران کا وہان بھی آکر پہونچا تمام طلسم خونریز کو درہم برہم کر دیا وہ بھی طرف طلسم نور افشان کے آتے ہین ملکہ بران نے سر سجدے مین جھکا دیا کہا ای خالق لیل و نہار تو نے مجکو یہ خبر سُنائی ورنہ زندگی سے مایوس ہو چکی تھی انشاءاللہ اب نمکحرامون کو سزا ملیگی کوئی جانیوالا ہوتا تو یہ نامہ لکھتی نظم

مرا اُس شعلہ رو سے نامہ پر سوز جگر کہنا
ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا
ہوا ہون خاک جلکر اور نہین مجکو خبر کہنا
جو کھینچی ہی کمر باندھے قتل پر تیغ دو سر کہنا
بسان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا
کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

بے تجھ نے ترے یان تک تو ہو بجائی مری حالت
نہ رکھنا فرق کچھ بھی تو سر مو بر لبین کہنا

کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا
نہین راہ وفا سے منحرف مضطر مگر اب پھر

کرے وہ موشگافی حال کی بیرے اگر قاصد
نہین راہِ جفا سے باز تو ای فتنہ گر کہنا

اس طرح یہ اشعار پڑھتے کہ کوکب کی بھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ملکہ ناہید مرصع پوش بے اختیار پکار اٹھین لینک ہمکو مصیبت مین پروردگار مبتلا رکھیگا آخر صبح عیش دیکھینگے

نظم

تا کے ز بزم بادہ کشان گفتگو کنم
آلودگی ز دامن عصمت بشیرو د
تا از دماغ دل گل وصل تو بو کنم

مستی گذشت از حد دیوانگی صبا
صد رہ بآب دیدہ اگر شست و شو کنم
مخفی بغیر بادہ چو دل را دماغ نیست

تا کے حدیث بادہ و جام و سبو کنم
اے دل ز آب دیدہ مے در سبو کنم
بکشادہان شیشہ و مے در ایاغ کن
بر خیز بانجانۂ میخانہ رو کنم

سب خوشیان کرنے لگے بر ان کہتی ہین ای والدہ نامدار ایسا نہو کہ ہمارا خوشی کرنا فلک کو ناگوار ہو راحت مین رنج نصیب ہو صدمات ہماری حقیقت سے گذر گئے یہان تو قید خانے مین سب نے خوشیان کین مگر سحر العجائب اور مصر الغرائب نامہ مفتوح کا پڑھکر بہت گھبرائے صلاح ہونے لگی کوئی کہتا ہی خود حضور جائین بڑے بڑے ساحر دربار مین جمع ہین سرکار طلسم نور افشان مین ایک ایک سامری عہد دجمشید زمان ہر ایک کو دعوی ہی کہ طبقات زمین بلا دون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچون بعض کہتے ہین سامری دجمشید کیا تھے اگر ہم دعوی خدائی کرین تو آدمی دنیا سجدہ کرے لیکن ہمکو ایسی باتون پر توجہ نہین مگر ای شاہزادگان والا قدر ہم سب حاضر ہین جسکو آپ تجویز کیجیے وہ جائے کام کرکے آئے بلکہ اگر محکم حکم صادر ہو جا کر طلسم کشا کو باندھ لائین کیا کسی بات مین ر کینگے سوائے سامری دجمشید کسی سے نہ بھلینگے کہ ان دونون نے کہا بے ہمارے جائے کچھ نہ بن پڑیگا سبھون نے کہا آپ کو اختیار ہی اسی وقت سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کہ آپ سلطنت دیکھیے مین جا کے ان باغیون کو سزا دیتا ہون اگر جا بالات ومنات نے تو سب کی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر اٹھتا ہوا روانہ ہوا ایرج نوجوان آتے آتے قریب قلعہ مفتوح کے پہونچے بالائے قلعہ تخت بچھا ہی اسپر مفتوح متمکن ہی گرد کل سردار بڑے بڑے ساحران غداری باتین کر رہی ہین کہ انجام کیا ہوگا مفتوح کہتا ہی کیا عجب ہی وہ لوگ اُدھر ہی بیٹھ جائین یہان آنے کا ارادہ نہ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام جنگل مین اندھیرا چھا گیا مفتوح نے دیکھا آگے سب کے میمون اختر شناس سب ساحرون کو جمائے ہوئے بڑی دھوم سے آتا ہی ایک سمت نقدِ روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان پشت کرۂ بن اشقر پر سوار پشت پر دولاکھ غیر ساحر علم اسے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اٹھلے با. گاوے کے چھکڑون پر لدے ہوئے اس زور و شور سے آکر پہونچے ایرج نے اُترتے اُترتے گھوڑے سے بہ نگاہ غور قلعہ کو دیکھا توپین لمبچھر لمبچھر لگی ہوئی ہین گولا انداز برق انداز متمل رہے ہین تمام سامان بالائے قلعہ مہیا میمون نے عرض کی حضور نے دیکھا کسطرح آراستہ کیا ہی بحر کا بھی سامان ہی سپاہیون کا بھی امتحان ہی خود واسطے انتظام کے موجود ہی جب خود مالک حاضر ہی تو کون کد و کاوش مین تامل کریگا ایرج نے فرمایا ای یار وفادار انشاء اللہ یکہ و تنہا جا کر قلعہ کو لونگا میمون نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کی جرأت کے آگے قلعہ کی کیا حقیقت ہی لیکن یہ سب سامان دکھانے کا ہی وہ بھی خوب جانتا ہی کہ سحر سے کچھ نہ ہوگا لوح طلسمی موجود ہی جب مرحلے فتح کر لیے تو قلعہ طلسمی کا فتح کرنا کیا مشکل ہی ایرج داخل بارگاہ ہوئے مگر میمون کو بڑا خیال ہی اسی سوچ مین ہی کہ ایسا نہ مفتوح کا کوئی مکر چلجائے ضرور فریب کریگا ساحرون کو برائے حفاظت ایرج مقرر کیا آپ بھی دیکھنا بھالتا پھرتا ہی ہر ایک سے یہی قول ہی کہ بھائیو تھوڑی مشقت اور باقی ہی انشاء اللہ کل ایک ایک دماغ نہ ہو جائیگا چلکے قلعہ لو تو سب نے کہا بہت مناسب ہی غلام ہوشیار ہین شام سے

صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی جا بجا نگہبان بیٹھے ہین گر مفتوح جادو یہ سب سامان دیکھکر بارگاہ مین آیا
سب جمع ہین کمیدان رسالدار ساحران غدار ریکار کر مفتوح نے آواز دی یار و فلک نے انقلاب دکھایا میرا یہ قلعہ
اس لایق تھا کہ یہ لوگ میرے سامنے اکڑ اترین مگر کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا تم مین کوئی ایسا ہی کہ ایرج نوجوان
کے قبضے سے لوح نکال لائے پھر قیامت برپا کردون دیکھو میان میمون کا کیا حال کرتا ہون بھلتے انکو راستہ نہ ملے
اُنھین کے سامنے طلسم کشا کو قتل کرون خون مسلمانون سے ہاتھ بھرون قیطوس سبکرو عیار مفتوح کا عیار بھی ہی کچھ بھی
جانتا ہوا کرسی پر بیٹھا ہی بانہاے عیاری سے آراستہ اسباب سحر بھی جھولی مین بھرا ہوا چار سو شاگرد اسکے گرداگرد
بیٹھے ہین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی ای شاہ عیار ایرج کا بلاے روزگار ہی جسنے ایرج کی قید منگوا کر اس دریشور
کی عیاری کی کہ میمون الیسون کو پہچانا کچھ کسی کا زور نہ چلا غلام جاتا ہی ہرچند کہ یہ انتظام ہی اگر آج کی رات
سامری و جمشید نے مدد کی تو لوح لاتا ہون مفتوح نے کہا ای قیطوس میری عقل کہتی ہی سمجھکر جانا یکایک ہاتھ
نہ ڈالدینا قیطوس نے کہا بڑا خیر خواہ لشکر ساحر زبردست میان میمون اختر شناس ہین اگر اُنکو پایا تو اُنھین کی
شکل بنکر لوح طلسم لیتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا قلعہ سے نکلکر ایک فقیر کی شکل بنا ہوا لشکر ایرج مین آیا دیکھا سب
جاگ رہے ہین اُسی حال مین پھرتا پھرتا مانگتا ہوا قریب بارگاہ آیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین مقام صدر پر ایرج نوجوان
جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر شاپور گشت مین مصروف ہی کبھی اپنی بارگاہ پر کبھی بازار بزازان کبھی بازار صرافان
ہر ہر مقام پر پھر رہا ہی قیطوس نے میمون کو دیکھا کہ دربارگاہ پر دنگل بچھا ہی ساحرون کو جابجا بھیج رہا ہی شاپور
بھی گھڑی دو گھڑی کے بعد آتا ہی یہ ہوشیاری پوچھ جاتا ہی قیطوس ایک خدمتگار کی شکل بنکر قریب میمون آیا جھککر
سلام کیا میمون نے پوچھا تم کون ہو کہا سنے آئے ہو عرض کی مین قلعہ مفتوح کا رہنے والا ہون مگر توجہ مجکو مذہب مسلمانان
پر ہی دل کہتا ہی یہی دین بہتر و برتر ہی ایک خبر اسوقت پائی ہی منظور ہی کہ عرض کرون اُسکا نشیب و فراز آپ سمجھ لیجیے گا مگر
باعث بہتری ہی میمون اُٹھ کھڑا ہوا قیطوس اپنے ساتھ لیکر چلا ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کہا ای خیر خواہ دولت
طلسم کشا ای ساحر یکتا قیطوس نام عیار آپ کی فکر مین آئیگا خیال رکھیے گا ضرور عیاری ہوگی ہرچند کہ وہ شاپور کے
نام سے ڈرتا ہی مگر آج ضرور جانبازی کریگا میمون نے کہا ای برادر تمھاری مہربانی کہ تمنے اطلاع کی انشاء اللہ کل دن کا کھانا
قلعہ مین جاکر کھائینگے یہ دو پہر باقی ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذر رہا چاہتی ہی مین حفاظت مین مصروف ہون اگر
خود مفتوح آئیگا بڑی زک اُٹھائیگا مین نے آج کی شب کل عیش و آرام اپنے اوپر حرام کیا جاگ کر بسر کرونگا شاہزادہ
بھی بارگاہ مین صحبت آرا ہی آرام نہین فرمائیگا جو ہونا ہی صبح کو حال کھلجائیگا اگر تمکو روزگار منظور ہو بسم اللہ ایسے
قدردان طلسم کشا کسکو ملتے ہین جری بہادر تیغزن عیار پُرفن شاپور شیر دل فخر دودمان خواجہ عمرو یہان کسکی مجال کہ
کر آسکے قیطوس نے کہا بجا دیکھیے سامنے قیطوس فقیر بنا ہوا جاتا ہی میمون نے منھ پھیرا اسنے حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا سنم قیطوس سبکرو میمون نے چاہا تڑپون قیطوس نے حباب مار دیا یہ دیندار لڑکھڑا کر گرا قیطوس
نے اسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی ٹانگ گھسیٹکر ایک جھیل کے برابر اسکو ڈالدیا رنگ در دمن عیاری کا لگا کر یہ شکل
میمون چلا مگر ہنستا ہوا ساحرون نے پوچھا کیون حضور یہ کون آیا تھا میمون نقلی نے کہا وحشی دیوانہ ہمکو سمجھانے آئے ہین
مفتوح کے عیار نے یہ بھی شعبدہ چھوڑا تھا صاحب مشہور ہی کہ رات کو مفتوح حملہ کریگا اگر ایسا کریگا مارا جائیگا یہی
خبر دینے آئے تھے ہمارے خیر خواہ بنے ہین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب وہ وقت ہی کہ پہر رات پچھلی باقی ہی جا بجا
طلاے پھر رہے ہین عیار سردار ساحران غدار اپنے اپنے کام پر موجود ہین میمون نقلی اندر بارگاہ کے گیا ایرج لوح لکھا

۱۰.

چند سردار حاضر مین صحبت چیدہ ایرج نے پوچھا کیون ای سردار خیر تو ہی عرض کی خدا کی عنایت سے رات خیر و عافیت سے کٹی کچھ حضور سے عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے ایرج کو میمون سے بخوبی اطمینان ہی میمون کے ساتھ تخلیے مین آئے کہا حضور رات تو مین نے یہ کیفیت کاٹی اب قلیل رات باقی ہی مگر ابھی ایک خبر آئی ہی کہ مفتوح کہتا ہی لوح مین نے لی ایرج کے پاس لوح نقلی ہی کیا کوئی آپ کے پاس آیا تھا ایرج نے کہا مین نے کسی سے کلام بھی نہین کیا ای میمون یاد ملکہ بران مین میری یہ کیفیت ہی

نظم

یاد آجاتی ہی جب زلف چلیپا مجکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو
کون ہی گرم رہِ وادیِ وحشت مجسا
ہی ترے گیسوے شب رنگ کا سودا مجکو
ہین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہی سایا مجکو
رمضِ مطلب ہجران سے ابھی صحت ہو
سبب وصل ہوا عالم رؤیا مجکو
قرنے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین
کر دیا زار غم عشق نے ایسا مجکو
صاف ہوتا ہی شب ہجر کا دھوکا مجکو
دشمن جان ہوا اور پردہ مرا جذبۂ عشق
آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجکو
دانۂ خال نے تسخیر کیا طائر جان
کوئی کہتا ہی برا اور کوئی اچھا مجکو
لیلۃ القدر سمجھے ہو گئی آخر شب ہجر
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجکو
واعظا دوزخ و جنت کی نہین بیم و رجا
پیار کچھ رونے اب کرتے ہین رعنا مجکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو
کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو
منھ چھپانے لگے وہ جان کے شیدا مجکو
روز روشن ہو نہ کیونکر مری آنکھون مین سیاہ
دام نے کاکل پیچان کے پھنسایا مجکو
اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
دھیان اُس روے منور کا جو آیا مجکو
بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
عشق اور حسن کا بس چلتا ہی چرچا مجکو

قیطوس نے کہا حضور اب کیا دیر ہی سیدھے طلسم نور افشان پر چلیے چلکے کوکب کو پکڑ لائین ملکہ بران کو بھی لائین اُنکے بھی تکلیف کے دن گذر چکے آج رات بھر مین نے چین نہین لیا اس فکر مین رہا کہ رات خیر و عافیت سے کٹے شکر ہی کہ اب رات تمام ہوئی مین ذرا لوح دیکھون وہ بیجا ناحق خوشی کر رہا ہی ایرج نے بلا تکلف لوح اُتار کے دیدی قیطوس نے لوح پاتے ہی سحر کیا ایرج گرے بیہوش ہو قیطوس نے اُٹھا لیا نقب سحر دیکر لے بھاگا مگر شاپور بازارون سے پھر کر جا بجا دیکھتا بھالتا اُس مقام پر آیا جہان میمون اختر شناس بیہوش پڑا تھا شاپور گھبرا گیا دیکھا دماغ پر بیہوشی کی چڑھی ہی پٹی اُتاری ہوشیار کیا میمون گھبرایا ہوا اُٹھا شاپور نے کہا ای میمون یہ کیا معرکہ گذرا خدا خیر کرے کچھ عیاری ہوئی دل کو بیقراری ہوئی میمون نے کہا ای شاپور اس طرح ایک خدمتگار آیا اُسنے مجکو دھوکا دیا میری شکل بنکر گیا ہوگا نہین معلوم مین کب سے یہان پڑا ہون کتنا عرصہ ہوا جلدی چلو شاپور و میمون دروازے پر بارگاہ کے آئے خدمتگارون نے دیکھتے ہی کہا ایک میمون اندر گئے ہین دوسرے میمون یہ آتے ہین یہ بات کیسی نامبارک ہی میمون نے کہا ای عاجبو سُنا ہماری شکل بنکر وہ پہونچگیا بڑا غضب ہوا اب کیونکر جان بچیگی شاپور و میمون اندر بارگاہ کے آئے رفیقون نے بھی یہی کہا ایرج کو بارگاہ مین نہ پایا میمون نے کہا ای شاپور جو ہونا تھا وہ ہوگیا پوچھو تو شاہزادہ کہان ہی شاپور نے جو پوچھا سردارون نے کہا ابھی تو میان میمون کے ساتھ تخلیے مین گئے ہین شاپور اور میمون اُس تخلیے مین آئے مہرۂ نقب سحر دیکھا ایک چیخ ماری میمون نے کہا یارو دوڑو ایرج کو کوئی لیگیا نہین معلوم کتنا عرصہ ہوا اب مین کیا کرون آپ لوگ تیاری کیجیے مین نقب مین جاتا ہون شاید اُس مکار کو پاجاؤن یہ کہکے نقب مین پھاند پڑا یہان شاپور نے لشکر تیار کرایا یہ جو خبر مشہور ہوئی ایرج پکڑ گئے لوگ بھاگنے لگے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا میمون تہ کو س پر جا کر نکلا دیکھا کسی کا پتہ بھی نہین جانیوالا جا چکا فقط نشان نقش قدم باقی ہی میمون نے جا بجا دیکھا دیکھا دور قلعہ کھلا تھا مفتوح جادو پشت پہ ڈلا کو ساحران غدار مرکب ہاے پرندہ و گردن ہاے سحر و اژدران مہیب پر سوار

سامری و جمشید کی صدا بلند اسی جانب آتے ہیں میمون طرف لشکر کے جا کا یہان بضعف لشکر منتشر ہو چکا نصف تیا مرنیوالے موجود ہیں جان بچانے والے بھاگ گئے معرکہ یہ گذرا کہ مفتوح رات بھر جاگا جب فتاح طلسم ثابت و سیارگان اعنی ماہتابان زندان خانۂ مغرب مین قید ہوا شہنشاہ نیر اعظم بادشاہ فلک چہارم بصد شوکت و حشم فوج شعاع و ضیا ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا یعنی ستارۂ سحری چمکا مفتوح پریشان بیٹھا تھا کلمات حسرت کہہ رہا تھا یارو اب جان کیونکر بچیگی ساحر بھاگتے جاتے ہین سردار حیلے کر رہے ہین کوئی کسی نام سے کوئی کسی کام سے رخصت ہو کر جاتا ہی پھر واپس نہین آتا ہی کہ قیطوس آکر بہونچا لوح پیشکش کی مفتوح نے جھولی مین ڈال لی ایرج کو حکم دیا اسیکو قید کرو میان میمون کو پکڑ لاؤن تب سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرون یہ کہکے سوار ہوا سب فوج کو ساتھ لیکر جلا اب بھاگے ہوے بھی آگئے جھاڑ کے چلے میمون بھاگ کر لشکر مین آیا شاپور کا نشان نہ پایا فوج والون نے کہا ای افسر ہم آپ کے مشتاق ہی تھے آدھے لوگ بھاگ گئے ہم مرنیوالے موجود رہے میمون نے کہا فلک نے ہمکو پامال کیا آقا گرفتار ہو گئے اب کیا کرون کہان جاؤن یہ ذکر تھا کہ سامنے سے مفتوح مع فوج پیدا ہوا اسکے ساتھ وزیر امیر دست راست پر زنار رشتہ زن بائین پر ہامان پرفن ایک جانب سیاہ فام جادو ایک جانب مضراب دوسر خاب میمون گھبرا گیا مفتوح نے وہین سے للکارا او میمون نمک حرام تو نے قدرت سامری و جمشید کو دیکھا کیا مدد ہوئی بلا ردہوئی ایرج کو پکڑ لیا لوح بھی ہمارے قبضے مین آئی اب ہمسے کون مقابل کرسکتا ہی ہمارے سحر سے بہرام فلک کو سکتا ہی یہ کہکر گولا مارا اسکے ساتھ کے ساحر جو کھڑے ہوئے تھے دوڑ پڑے چہار جانب سے گولے پڑنے لگے دو لاکھ ساحر آپڑے میمون بیچارہ کس کس کو روکے کسکو ٹوکے سحر کرنے لگا ساتھ والے بھی گولے ترنج و نارنج فوج عدو پر پھینکنے لگے شعر سوافق مقام *شعر* دو لشکر چو باہم در آمیختہ ۔ قیامت زگیتی شد انگیختہ جانبین کے ہزارون مرکر گرے لاشے تڑپنے لگے مگر مفتوح جلا ہوا طرف میمون کے چلا میمون نے چاہا بھاگ کر نکلا جاؤن مگر غیرت نے دامن نہ چھوڑا خیال آیا کہ ای میمون دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار پھر لڑ بھڑ کر مرد کہ نام ہو دشمن کا کام تمام ہو گولہ لیکر لڑنے لگا مفتوح کو گولا مارا مفتوح نے اشارہ کر کے رد کر دیا تین سردار مفتوح کے میمون نے مارے خون کے دریا بہا دیے مگر مفتوح ۔ قہر و غضب تمام جا پڑا تلوار چلنے لگی میمون بھی چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن میرا زندہ رہنا بہتر نہین نہین معلوم مفتوح کیا فساد برپا کریگا آخر مفتوح کے سامنے سحر کیے مفتوح نے چار پانچ سحر دفع کیے ایک مقام پر جھلا کے زنجیر فولادی کمر سے کھول کھولکر پھینک ماری میمون کے ہاتھ پاؤن بند ہو گئے چہار جانب سے ساحر ہزارون ٹوٹ پڑے میمون و گلرنگ سے سب جلے ہوے تھے مفتوح کا یہی قول ہی کہ میمون کو قتل کر دونگا زوجہ کو اُسکی گھر مین ڈالونگا مدت سے اسپر مائل ہون دونون زن و شوہر گرفتار ہوے اب مفتوح نے ایک سحر کیا کہ سب ساحر بیہوش ہو کر گرے اسنے چالیس سردار چن لیے باقی سب کو پڑا رہنے دیا کہا ان سب کو کہانتک قتل کرون ایک سحر مین سب کو جلا دونگا اُسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ ایرج مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ہزار کسبیان جمع ہوئین مبارک سلامت کی صدا بلند ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

عاشق چشم سیاہ یار ہون　　　نرگس بیمار کا بیمار ہون

موے افتادہ کا ہی سب کو گمان　　　عشق گیسو مین مین ایسا زار ہون
جب سے اُس گل نے گرایا آنکھ سے　　　سب کی نظرون مین ذلیل و خوار ہون
غسل دو آب دم شمشیر سے　　　کشتۂ تیغ نگاہ یار ہون
نشہ مین ہی چشم میگون کا خیال　　　ہین بیہوشی مین بھی ہشیار ہون

زندگی کیونکر وبال جان ہو　　　ہجر مین مین زیست سے بیزار ہون
مجکو بھی دکھلاؤ جلوہ حسن کا　　　غش ہوے طالب دیدار ہون
ہون گنہ سے غرق بحر انفعال　　　مین سراپا ابر دریا بار ہون
زور کچھ تقدیر سے چلتا نہین　　　ای صنم مجبور ہون ناچار ہون

ہجر جانان مین سنین گنتی ہو آنکو | بخت خوابیدہ مین مین بیدار ہون
زندگی تک مجمع احباب تھا | قبر مین بے مونس و بے یار ہون
لشکر دیوانگان ہمراہ ہو | مین جنون کا قافلہ سالار ہون
دشت مین تلوون سے بہتا ہو لہو | آبلون سے دیدۂ خونبار ہون

کہتے ہین کھلا کے مجکو دے دو صاف | باغ عالم مین گل بیخار ہون
غم مجھے کھاتا ہی غم کھاتا ہون مین | اپنے مین غمخوار کا غمخوار ہون
جام مے دو مجکو شربت کی عوض | چشم مست ناز کا بیمار ہون
جلکے کہتا ہی رقیب روسیہ | تم اگر ہو نور تو مین نار ہون

اس طرح وہ نازنین گاتی مفتوح بیچین ہو گیا اشارے کرنے لگا وہ بھی مسکرائی جاتی ہی آخر مفتوح نے اشارہ کیا مجھے جام شراب پلا اسنے جام بھر اٹھائی سے پڑیا بیہوشی کی مڑلی مفتوح نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا انتظام کرچکا تھا شراب شعلہ بنکر اڑگئی مفتوح نے کہا تو کون ارے اسکو پکڑلو شاپور نے خنجر کھینچا ساحرون نے سحر کیا یہ بھی بیچارہ گرفتار ہو گیا ظاہر ہوا کہ عیار بھی پکڑا گیا مفتوح نے کہا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیار باقی ہی وہ ضرور آکر عیاری کریگا مین نے سحر کر رکھا تھا کہ جو کوئی مجکو بیہوشی دیگا مجکو خبر ہو جائیگی آخر شراب شعلہ بنکر اڑگئی یہ بادولت کے انتظام کا باعث تھا وزیر ندیم جو جمع مین سبنے عرض کی اب سرکار کا کیا ارادہ ہی مفتوح نے کہا قصد تو یہ تھا کہ قیدیان بلا کو روانہ کرون خدمت مین شاہان طلسم کے مگر خوف ہی کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ رہائی پائین اگر چھوٹ جائین تو آفت برپا ہو لہذا میدان خونی کی تیاری کرو صبح کو ان سب کو قتل کردونگا شاہان طلسم نور افشان کو کیا مطلب ہی انھون نے تو میرے طلسم کو فتح کیا سزا ے کامل دونگا اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا تو مجکو کب زندہ چھوڑتے لہذا مین نے عہد کیا ہی کہ انکو قتل کرکے لوح خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجدونگا کہ جہان لوح طلسم نور افشان ہی وہین اسکو بھی رکھے جو کوئی قصد کریگا خاص طلسم نور افشان پر جائیگا وہ شاہان عالیجاہ سحر مین کامل سالہا سال مین تو ہین مرحلے بناؤنگا یہ مرحلے جو شکست ہوئے فتح طلسم کے جو بند و بست ہوے یہ مرحلے بانیان قدیم کے بنائے ہوے تھے نئے مرحلے نصب کیے جائینگے نئے ساحر مقرر ہونگے ساحران زبردست چاہئین کہ ساحر بھی ہون شعبدہ باز حیلہ ساز ان سب فنون مین کامل ہون یہ کہکے حکم دیا مشتہر کردیا جائے صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اسی وقت اشتہار چسپان ہوے دہل زن ڈھول بجاتا پھرتا ہی یہی صدا ہی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم مفتوح کہ کل صبح کو قیدیان طلسم شوکت قتل کیے جائینگے اب یہ ظالم امان نہ پائینگے ایرج نوجوان و میمون و ملکہ نگار نگ و چند سردار ایک خیمے مین قید ہین کہ شاپور کی قید آئی ایرج نے کہا او میمون شاپور بھی پکڑ لیا گیا مین گمان تھا کہ نکلگیا ہی ضرور عیاری کریگا مگر تقدیر نے یہ سامان دکھایا کہ ہمارے یار وفادار کو بھی پھنسایا مگر شاپور نے بہت جلدی کی میمون رونے لگا کہا اے شہریار تقدیر مین شکست لکھی تھی کیا سامان تھے سب اسکا الٹا ہوا یا تو قلعہ فتح کرنے کی امید تھی یا ایسی بنی کہ سب قید ہوگئے اگر شاپور چھوٹا ہوتا ضرور وقت پر عیاری کرتا مگر زنجیر قضا پاؤن مین پڑچکی تھی یہ فرماکر آہ کی ایرج نے نظم مین بر ان بخت زن کے حالت تباہ کی نظم

اپنا ہی فیصلہ ہو گھڑی دو گھڑی کے بعد | جب اسکے رخ پہ آنکھ پڑی دو گھڑی کے بعد
پہلو سے کوئی راحت جان اٹھ گیا تھا آج | دل کو کچھ اپنے کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
آسان ہی یہ اپنی اڑی دو گھڑی کے بعد | دل ہو چکا ہی خون جگر ہوگا اب لہو
پہلے تو یاد زلف مین آشفتہ تھا نہ دل | الجھن مگر تھی شب کو بڑی دو گھڑی کے بعد
میت ہی در پر اسکے گڑی دو گھڑی کے بعد | اے موت تو بھی کشتۂ حسرت کی لاش پر
قاصد کے انتظار کی حالت کسے جلال | زندہ رہیگا کون گھڑی دو گھڑی کے بعد

ہی سہل عشق کی یہ کڑی دو گھڑی کے بعد
اٹھی نگاہ شوق گھڑی دو گھڑی کے بعد
دم توڑنے مین دیر نہین جلد آئیے
پھر آنکھ اگر کسی سے لڑی دو گھڑی کے بعد
بیٹھے تھے تھوڑی دیر یہ کہکر کہ جان دی
ہاتھ آج ملتی ہوگی گھڑی دو گھڑی کے بعد

میمون نے دیکھا کہ شاہزادہ بہت بیقرار و مضطر ہی عرض کی اے شہریار اب یہی بہتر ہی کہ صبر کیجیے اگر قضا قریب آچکی ہو گیا اختیار آپ کی زبانی سن چکے

رب اکبر نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ موت کا ایک ساعت بھی گھٹنا بڑھنا ممکن نہین بس کیا چارہ جو مرضی اُسکی شب اُن سب کو اسی رنج و ملال مین گذری بوقت سحر جبکہ جلاد فلک چہارم بحکم قضا و قدر خنجر مہر ہاتھ مین لیکر فلک نیلی پر شانگین لگانے لگا مفتوح سوار ہوا تمام فوج ساحران نئی نئی وردیان علم ہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوئے سامری و جمشید کے نام کے ہنگامے ہورہے ہین شوالون مین پوجا پاٹ برہمنون کے ہاتھ مین پوتھیان تیہری دھوتیان سر برہنگی لنبیان ہاتھ مین منتر جنتر پڑھے جارہے ہین مفتوح نے دیکھا دارین استاد اسباب سیاست موجود جلاد با تیغ ہاے برہنہ پھر رہے ہین علم کے منتظر مفتوح نے کہا قیدیون کو لاؤ داروغۂ زندانخانہ گیا سب قیدیون کو لیکر آیا سب کے آگے ایرج نوجوان سر برہنہ لباس پھٹا ہوا جسم مین مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی مگر چہرہ و اُداس عالم یاس بل کرتے ہوئے آتے ہین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہے گرفتاران زنجیر کا تسلسل ہے شاپور اپنے آقا کے قریب آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری کہتا ہوا آقاے نامدار موت دامنگیر تھی ہمارے بچنے کی تدبیر تھی ورنہ غلام آپ کا عیاری کی پہونچا شراب مین بیہوشی ملا چکا تھا اُس ظالم نے سحر کر رکھا تھا کچھ نہو سکا وہ اب بھی مالک ہے خاطر ہرا تو اب کوئی صورت نہین یہی زمین ہمارا آپ کا مقام تھا مشہور ہے کہ خاک کو خاک کھینچتی ہے بقول آتش

کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا
آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا
یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا
عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
پھاڑ کر آنکھیں جسے دیکھا گریبان چاک تھا

اسوقت تو موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے مگر باطن کا حال کون جانے شاید کسی صورت سے بچ جائین مرنے سے امان پائین تصور کر کے ملاحظہ فرمایئے کہ دل پر ہول و بیم نہین ہے کیا عجب ہے اُسکی قدرت سے سب قریب ہے ابھی زندگی باقی ہو بچ جائین کیا اُسکی عنایت سے بعید ہے ہمارے واسطے یہ روز عید ہے اگر جان بچی تو نہایت روز سعید ہے کہ مفتوح نے حکم دیا اول طلسم کشا کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر پر ایرج کے آیا شاپور نے آواز دی او نالایق او نامنصف یہ آقا ہے ہم غلام پہلے ہمکو قتل کر ہم اپنے آقا کے دشمنون کا لاشہ نہ دیکھین پہلے ہم نثار ہوجائین کشاکش سے مہلت پائین جلاد طرف شاپور کے چلا میمون نے آواز دی ارے بیحیا وہ بیچارہ تین روپئے کا پیادہ ہے ہمارا مرتبہ ساحرون مین زیادہ ہے پہلے ہمین قتل کر جلاد دیوانہ ہوگیا کبھی طرف میمون کے کبھی شاپور کے قریب کبھی پاس ایرج کے پانچ سو جوان گرفتار پنجہ تقدیر ہین یہ سب ساحران بادوفا محبت ایرج مین اسیر ہین سب مین غل بلند ہوا ایرج نے جو سب کو پریشان دیکھا دل کو طرف مالک کے رجوع کیا بہ خضوع و خشوع دعا کرنے لگے جلاد چاہتا ہے ایرج پر ہاتھ مارے کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحراے گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف بیس ہزار ساحر کہ افسر جنکا مہلیل جادو انتظام کرتا ہوا دو لاکھ غیر ساحر زیر حکم مفتون تاجدار ببر آتشین پر سوار پہلو مین انکے شبرنگ عیار شبرنگ کی نگاہ جمال بیمثال ایرج پر پڑی نور الدہر سے کہا آقا غضب ہوا ایرج زیر تیغ بیٹھے ہین یہ دیکھکر نور الدہر نے اشارہ کیا یار ولینا میر اقوت بازو تیل ہوتا ہی فوراً قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی بکر کمان مین پیوست کیا جلاد کو تاک کر مارا جلاد گرا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دہن سے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
عدو دوز نگاہش صد ہزاران الامان خواندہ
ظفر بر یلان عرب یافتم

دگر

گو شاہنشہ جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
ز لطف علی بہ جرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز تیغش
لقا را بہ یک دست بر داشتم

تلوار کھینچکر شاہزادے نے آواز دی

ای برادر گھبرانا مین آپہونچا ایرج نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا شرم سے پسینے پسینے ہو گیا غیرت مین آکر ایک ہی بار ہتھکڑی توڑی نعرہ کیا قطعہ

بر سر دار فنا خانۂ غوغائے من
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
گرمی بازار عشق از تف خون من است
بشکنم این بند را وقت جنون من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

قید توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران ہم دآفاق گیر ہ ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی میمون کو بھی قید سے رہا کیا پانچ سو ساحر چھوٹے میمون نے اُٹھتے اُٹھتے چند سنگریزے طرف لشکر کفار کے پھینکے آگ برسی پانی برسا بجلی کوندی ہزار ہا جادوگر مارے گئے لشکر مین مفتوح کے کھلبلی پڑی ایرج و نور الدہر مصروف جنگ میمون و بہلیل ساتھ ساتھ ایک ہی طلسم کے رہنے والے آپس کی ملاقاتین گذری ہوئی باتین یہ بیجا سحر کرتا ہی میمون روک رہا ہی شبرنگ نے خنجر کھینچا اب گھمسان سے تلوار چل رہی ہی زمین آسمان سے خون کی طغیانی ہر قدم آب تیغ کا گھٹنون گھٹنون پانی سر سپاہیون کے مثل حباب غلطان جہان سر بین گرین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کھودن نے دریا سے منہ نکالا اگر تیرون کے ترکش گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان شناوری کر رہی ہین آب تیغ کی طغیانی سر سے بلند پانی نور الدہر نے بڑھکر مفتوح کو زخمی کیا علم فوج سرنگون ہوا شاپور اس فکر مین ہی کہ مفتوح کو مار کر لوح طلسمی لون مبرے آنکے ہاتھ سے یہ لڑائی فتح ہو صورتین بدل بدل کے جاتا ہی پہلو نہین پاتا ہی کہ اسکو مارے مفتوح چاہتا ہی بھاگ کر نکلجاؤن ہر طرف سے غازیون نے گھیرا نکل نہین سکتا مثل صید خائف چھپتا پھرتا ہی جدھر جاتا ہی کسی طرف سے نور الدہر تیغ بکف آتے ہین کسی جانب ایرج نوجوان کسی طرف میمون اختر شناس کس زور و شور سے سحر کر رہا ہی زمین ہلادی آگ برسا رہا ہی کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کر رہا ہی صدائے گیر و دار بلند لشکر ساحران دردمند گھبرایا ہوا مفتوح خود پسند مثل باد صرصر نور الدہر کا سمند شاپور و شبرنگ خنجر مارتے پھرتے ہین کبھی پر حلقہ ہائے کمند مارے کسی کو حباب زر دیا دیکھا کوئی سردار زبردست بادۂ سحر سے مست آسکو تاکا ساحر بنگر کنارے لگا کے لیگئے دھوکا دیکے مارا اس طرح ساحرون پر تباہی ہی کہ بھاگنے راستہ نہین ملتا اُس وقت مفتوح کی بیقراری کبھی وزیر سے کہتا ہی یارو بھاگ چلو مجکو سرحد نور افشان مین بھیلو اسے مین نے شاہزادون کو نامہ لکھا تھا میرے نامے کا کچھ جواب نہ آیا مین نے تو شکست لکھی تھی جب تو مجھے ناامیدی تھی وہ ہمارے بادشاہ تھے چاہیے تھا کہ برائے مدد کسی کو بھیجتے یا خود آتے اتنا دریافت کرتے کہ اس بیچارے پر کیا گذری اب مین بھاگ کر کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن ہزیزدار ایرج کا طلسم خونریز فتح کرکے آیا کسی نے پہلے مجکو نہ بتلایا نہین مین اسکا بھی انتظام کرتا راہ پر ساحرون کو مقرر کردیتا کہ یہ آنے نہ پاتے زبان ہلانہ سکتے اب سر دست کیا کرون یا سامری و جمشید تمھین آؤ اپنے بندون کو بچاؤ سب تباہ و برباد ہوتے ہین جان کے خون سے روتے ہین ہائے کوئی نہین سنتا کس سے فریاد کرین اس بیقراری مین تھا کہ آسمان پر سے ابر سیمابی نمایان ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا بحر العجائب بھائی مصر الغرائب کا تخت سحر پر وا جالیس جادوگر نامی و گرامی گمس برائی کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ہین جیسے ہی اُس نکوہ نام بد انجام نے یہ معرکہ دیکھا کہ مفتوح بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی بخوف نور الدہر و ایرج منہ کے بھل گرتا ہی ہزار ہا لاشہ زمین پر پڑا لوٹ رہا ہی علم ہائے کفار سرنگون گویا کفن مین مردے بیرقین کٹی پڑی ہین قلعہ سے ساحر نکل نکلکر بھاگے جاتے ہین کل فوج کے پیر اُٹھ چکے نقیب آوازین لگاتے ہین انتظام کرکے پرے جماتے ہین مگر مرا انھین جمتا فوج کا پانون نہین ٹکتا مفتوح کا چیخنا پیٹنا سب ساحرون مین صدائین بلند ہین یا سامری و جمشید کوئی لات و منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا

معتقد کوئی گھبرا کے آواز دیتا ہی یالوٹنگ لوٹا یا جھوٹنگ جھوٹا تم سب خداوندون کے خدمتگار ہین اسوقت مدد کو آؤ
ہمکو ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ کسی ساحر نے بڑھکر سحر کیا دس پانچ جادوگر جلائے دس پانچ کو قتل کیا میمون نے بڑھکر
اُس ساحر کو ٹوکا آواز دی او بیحیا ان غریبون پر کیون دست انداز ہی اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہی وہ ساحر پلٹا میمون پر
سحر کیا میمون نے کارد سحر کھینچ ماری پشت کو اُسکی توڑتے کارد پار گذری سحر العجائب نے جو میمون کی زبردستی دیکھی
جلگیا آواز دی او نمکحرام تجکو کچھ ہمارا خیال نہین سالہا سال تک کھایا اب آج ایسا باغی ہوا مابدولت کے سامنے سحر کرتا ہی
مابدولت کی عدالت سے نہین ڈرتا میمون نے ایک گولہ آہن کا مارا وہ جو ساحر اسکے کمک پر آئی کر رہے تھے ایک کا سر اُڑگیا
سحر العجائب کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او نمکحرام یہ سرکشی کچھ مابدولت کا خوف نہ کیا میمون نے چاہا اور گولہ مارون
سحر العجائب مسکرایا ہاتھ پاؤن مین میمون کے رعشہ آیا ہاتھ پاؤن کانپے جھولی مین آگ لگ گئی اسباب سحر جلکر گرا
گلرنگ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی دوڑی آواز دی کیون صاحب خیر تو ہی میمون کچھ جواب نہ دے سکا
جو اُٹھایا گلرنگ نے دیکھا میمون کا چہرہ اُداس زندگی سے یاس رنگ رو متغیر متردد متحیر گلرنگ بھی جھپٹکر
چاہا سحر کرون سحر العجائب نے ہنسکر آواز دی او زن مکارہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہون کے سامنے بے ادبی
کرے میمون کی مشکین باندھے گلرنگ طرف میمون کے پلٹی آواز دی صاحب دیکھتے ہو مالک کیا کہتے ہین مالک
کے حکم سے انکار مناسب نہین چلو شاہ بلاتے ہین میمون نے سر جھکا لیا گلرنگ نے ہاتھ میمون کا تھام لیا تخت کے
سامنے لیکر آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہی سحر العجائب نے میمون سے کہا ایرج کو پکڑ لاؤ گلرنگ سے کہا تم جاکر نور الدہر کو گرفتار
کر لاؤ مگر خبردار خونریزی نہ ہونے پائے سہولیت سے کام کرنا ایسے سہوت تھے کہ دونون نے کہا بہت خوب گلرنگ
سامنے نور الدہر کے پہونچی آواز دی بس ٹھہر جائیے مجھے ضرورت ہی ذرا لوح مجھے دیجیے نور الدہر مثل آئینہ حیران
بشکل گیسو پریشان ان بیحیاؤن کے سحر کی یہ تاثیر تھی نور الدہر نے فوراً لوح گلرنگ کو حوالے کی گلرنگ نے لوح
جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا نور الدہر بیہوش ہو گئے میمون ایرج کے سامنے پہونچا کہا حضور
چلیے بادشاہ نورافشان نے یاد کیا ہی تساہل و تامل کا وقت نہین دیر کرنے مین سراسر پریشانی ہی کہنے سے میمون
کے ایرج نے تلوار ہاتھ سے ڈالدی کہا فرمانا شہنشاہ نورافشان ہمکو بدل و جان منظور ہی میمون نے ہاتھ پکڑ لیا
گلرنگ نور الدہر کو میمون ایرج کو لیکر سامنے تخت شہنشاہ سحر العجائب کے حاضر ہوے کہا یہ گنہگار
حاضر ہین ان دونون نے پکار کر آواز دی ای مفتوح سب کو گرفتار کر کے لاؤ جملہ سردار نور الدہر و ایرج کانپتے ہوے
دست بستہ سامنے تخت سحر العجائب کے آئے عذر کر رہے ہین کہ ہماری خطا معاف فرمائیے اب مقدمہ زیادہ نہ بڑھائیے
کبھی ایسی خطا ہمسے نہ ہو گی پانچ سو سردار دونون یہ شیر سحر العجائب نے سب کو ایک تخت پر سوار کر لیا شاپور
نے جو یہ معرکہ دیکھا فطرت سے سمجھا یہ دونون ملعون قیامت کے ساحر ہین انھین کے سحر کی تاثیر ہی کہ کوئی کچھ نہ کہہ سکا
اپنے کو گرفتار کرا دیا اگر ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم نورافشان کیونکر لیتے جان بچا کر نکلے اُون شبرنگ کو دیکھا
بصورت ساحر ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہی اس انقلاب کو دیکھکر یہ بھی حیران کہ یہ کیا غضب ہوا کہ شاپور نے آکر
کہا کہ بھائی شبرنگ قیامت ہوئی دونون شیر پکڑے گئے یہ شعبدہ دیکھنے دیکھا کہ گلرنگ و میمون کیسے جان نثار تھے
اُنکے سحر کی تاثیر سے یکایک دشمن ہو گئے سب راہبر رہزن ہو گئے شبرنگ نے کہا ای شاپور اب کیا تدبیر کرین
کچھ عیاری کرو شاپور نے کہا خیال تو کرو ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی ہوش و حواس
درست نہین ہین اعضا چالاک و چست نہین کیونکر عیاری کرین جی چاہتا ہی سر پٹک کر جان دین نکلو اُن دونون مین یہ ذکر تھا

ایک طائر ہفت رنگ ان دونون کے سر پر چہکارتا ہوا نکلگیا طائر کا جاتا تھا کہ ان دونون عیارون کے ہوش اُڑے
شاپور نے کہا بھائی شبرنگ اب تلنا یہان سے جان بچا کے نکلنا مناسب وقت نہین مطعون ہوجائینگے کہان جاکر
جان بچائینگے یہی گوی میدان ہے چلو تمھارا وقت امتحان ہے یہ دونون کہتے ہوئے طرف تخت سحر العجائب جادو
کے چلے دیکھا مفتوح نے ہزارون ساحرون کو قتل کیا کسی کو جلایا کسی کو برق چمکا کے خاک مین ملایا ہزارہا
لاشہ پھڑک رہا ہے شعلۂ سحر مفتوح بھڑک رہا ہے بہ نگاہ عبرت دیکھتے ہوئے سامنے اُس بادشاہ عظیم الشان سحر العجائب
کے پہونچے صورتین ساحرون کی بنائے ہوئے تھے برائے تسلیم خم ہوئے عرض کی ای شہنشاہ غلامان جانباز
حاضر ہین سحر العجائب نے کہا تم کون ہو ایک نے کہا ہم عیار نور الدہر ہین ایک نے کہا شاطر ایرج نوجوان ہین
آپ نے بلایا ہم حاضر ہوئے یہ بھی دیکھا ایک دمنع پر نور الدہر و ایرج و گلرنگ و میمون اختر شناس و
بہران وغیرہ پانچ سو آدمی سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے بیٹھے ہین کلام کرنے کی کسی مین طاقت نہین روح کو
راحت نہین قلب مین قوت نہین سحر العجائب نے اشارہ کیا تم دونون عیار بھی اسی تخت پر بیٹھو تم سب کی باغ ویران
مین دعوت ہے بڑی بھاری شوکت و جلالت ہے مابدولت نے آپ سب صاحبون کے واسطے تکلیف کی خود طلسم
سے نکلے دونون اُچکے ایک کے تخت پر بیٹھے سحر العجائب نے آواز دی ای مفتوح اب تمھاری خوشی ہولی خبردار
طلسم شوکت و طلسم خونریز کا انتظام کرنا انتظام مین خلل نہ آوے جو ضرورت ہو مابدولت کو عرضی لکھنا ہم کیا
کسی کے محتاج ہین ساحران عالم کے سرکا تاج ہین دیکھو زبان نہین ہلائی اور سب گرفتار ہوئے جن عیارون کا
آپ لوگ خوف کرتے ہین ساحران عالم انکے نام سے ڈرتے ہین تمنے دیکھ لیا ہمنے کوئی سحر نہین کیا یہ بھی چلے آئے
تو دوہن اژدر مین گرے اب باغ ویران مین مثل قیدیون کے رہینگے جفاے زندانخانہ سہینگے مفتوح
نے کہا حضور جائین اب مجھے کچھ خوف نہین مین دونون طلسمات کے انتظام کرلونگا تیاری مرحلہ جات مین آپ سے
عرض کرونگا مرحلے قدیم سے کے تھے اب انکے عجائب و غرائب بنانا بہت دشوار ہوگا سحر العجائب نے کہا کچھ خوف نہین
ایک اشارے مین مابدولت کے ایسے طلسم بنجائینگے طلسم کشا اصلی کی آمد کے واسطے سد باب ضرور ہو گا شاہزادہ
طلسم کشاے اصلی محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ہوگا عیار اُسکے ساتھ وہ ہے کہ جسنے شمشہ و و مامہ کو مارا اگر
ہمارے طلسم مین قدم رکھنا مشکل ہوگا طلسم نور افشان تک آنا تمھارا دہ مین رک گیا ہے ہم اب اور طرح کا طلسم
بنائینگے کاہنون اور نجومیون کا کیا اعتبار سب متفق کہتے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہے خداوند سامری و جمشید
بھی ایسا ہی کچھ لکھگئے ہین ہم ان سب کو جھوٹا کرینگے مفتوح نے کہا آپ کا مثل کون ہے جب کوکب ایسے شخص کو
آپ نے قید کرلیا لاچین بھی خود ہی آکر پھنسے تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے سحر العجائب جادو نے مفتوح جادو کو
بخوبی سمجھا کر سب قیدیون کو ساتھ لیے ہوئے طرف طلسم نور افشان کے چلے ملکہ برآن چونکہ خبر طلسم کشائی
ایرج سن چکی ہین ماں سے باتین کر رہی ہین کہ کیون مادر مہربان آپ نے سُنا شاہزادہ والا قدر جسم جرأت کا
بدر ارتا بھرتا طلسم نور افشان مین آتا ہے راہ کے کانٹے مٹاتا ہے اب یہان بھی آجائینگے اس خیال مین راتون کو
نیند نہین آتی ہے طبیعت گھبرائی ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرین صحرا مین جا کر پڑھین نظم

دم کے مہمان ہین پیغام اجل آپہونچا
خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو
ہوگئے رسوا جو عدالت مین جھگڑا پہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بت مہر وش مین
مین ادھر اور ادھر یار کو نامہ پہونچا
پڑھکے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو

انکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
مین جو کعبے سے چلا سوئے کلیسا پہونچا
القصہ قضیۂ الفت کا مناسب نہین
انکی خدمت مین عریضہ جو ہمارا پہونچا

پھر اس بحر لطافت کی جو آئی دل مین
ہاتھ پستان صنم تک جو ہمارا پہونچا
قاصد یار کو مین اپنا پیمبر سمجھا
دست محبوب مین اُڑ کر مرا نامہ پہونچا
قدسیون نے بھی جگر تھام لیا ہاتھون سے
توڑ کر سقف فلک عرش پہ نالا پہونچا
جوش الفت سے وہ روتے ہوے در تک آئے
چھوڑ دو لوز کو دیکھنے نکاہ میرا پہونچا

صورت موج روان جانب دریا پہونچا
کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون
دھجی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا
وہ جو پہلو سے اُٹھے غلغلی میرے دل پر
شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا
حورین آئین ترے کشتے کی زیارت کے لیے
زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

ہم یہ سمجھے ہین ہیل ہاتھ لگا طوبے کا
ذہن مطلق نہ وہم فکر ہمارا پہونچا
حال بیتابی دل خط مین جو مین نے لکھا
درد دل ہونے لگا روح کو صدما پہونچا
دیکھنا نا دکِ آہ دل مظلوم کا توڑ
کربلا مین جو پئے دفن جنازا پہونچا
زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے

ملکہ ناہید نے کہا بی بی جو تم کہتی ہو بجا و درست ہی زندگی ہماری تمھاری شرط ہی اس طلسم کے فتح صاحبقران عالیشان ہین یون اللہ مالک ہی کہ ہمارا فرزند آئے اور ہمکو تمکو چھڑا لے صاحبقران کے احسان سے بری رہین ہر چند کہ وہ آقاے نامدار قدرشناس ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ فلک اساس ہین اُنکے احسان سے کہانتک بچ سکتے ہین لیکن حقیقت مین اگر ایرج نوجوان فتح کرین تو ہمکو بڑی خوشی ہی یہ ذکر تھا کہ نارنجی آسمان پر چمکا کچھ موتی برسے کچھ پھول گرے کچھ پریزادین پیدا ہوئین جھونکے ہوے سرو کے چلنے نخل وجد کرنے لگے شاخون نے دست درازی کی پھولون نے آنکھین کھولین حرکت سے عندلیبان خوشنوانے اشعار بہار یہ پڑھنا شروع کیے مخمسہ

ہی روش پر تختہ گلزار ہی خوان بہار | ہی اب آرایش سے رشک خلد ایوان بہار | بلبلین کیونکر نہون مشتاق سامان بہار
نوجوانان چمن ہین آج مہمان بہار | اوج پر ہی اندنون حسل بلے شان بہار

نرگس رشید روے باغ مین صبح گھی | مثل خون کی طرح پھولون مین ہی شان دلبری | نرگس گلزار دکھلاتی ہی سحر سامری
نرگسی آنکھین دکھا کر جان کی گاہک ہوئی | بنگے سنبل دل کو لپٹی زلف پیچان بہار

زلف و رخ کو سنبل و گل خلد کی لیتے ہین داد | رشک طوبے قد ہی نرگس آنکھ پر کرتی ہی صاد | دیکھکر تجکو نہین ہی قدسیون کو خلد یاد
تجکو وہ جوبن دیا ہی حق نے اے نخل مراد | تجھپہ ہی قربان بہار اور بندہ قربان بہار

حسن پر لالہ ہی رونق پر ہی سوسن اندنون | ہی عروس باغ پر کیا خوب جوبن اندنون | ہیں پھولون کے چراغ آسا ہین روشن اندنون
یوسفستان ہو رہا ہی صحن گلشن اندنون | روشن آنکھین کر رہا ہی پیر کنعان بہار

ہونٹے رضوان کے خط گلزار پر بھی نکتہ چین | طفل مکتب ہوگا اُنکے سامنے روح الامین | دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی اے ہمنشین
اب تو واہو لین ذرا طفلان لبستان کہ سبز | شیخ سعدی کو پڑھانے گلستان بہار

ہی دل رضوان مین رشک گلشن ہستی سے داغ | سرزمین ہی جا بجا سرسبز عالم باغ باغ | ہین جو افسردہ اُنھین ہو خردہ عیش و فراغ
بھاند کر دیوار بوے گل کرے گی تر دماغ | قد آدم سے سوا ہی موج طوفان بہار

لقد گل لیجا کے کھلین تیر بکے دور دور | زر ملبت گلزار عالم مین ہی ہر گل کا ظہور | دھوم بازار جہان مین گل کی ہونی ہی ضرور
صحن گلشن مین جو یون ہی زر گل کا دور | خوب گھر سے اُڑائینگے جوانان بہار

تیری خاطر جمع ہی سامان ہیدا اے رشک چمن | فصل گل لائی ہی اب کھینچکر حب الوطن | قاصدا جا اُس صنم پر کو سنا دے یہ سخن
باغ ہی سبزہ کی مری مین گجی ہون اے گلبدن | تو بھی گر آجاے تو ہو خوب سامان بہار

فصل گل مین اپنی حالت بھی نظر آتی ہی عجیب | ترک زاہد سے حرم ہی کعبہ سے چھوٹا ہی دیر | پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گذرا سو خیر
پھر وہی سودا ہی خار و راہ و رہی صحرا کی سیر | کرتی ہی بیدا صبا اشارے چشم فتان بہار

تمام باغ ویران نمونۂ گلزار جنت ہو گیا نرگس شہلا کے اشارے سنبل کے پیچ وتاب سوسن کی زبان درازی عندلیبان
خوشنوا کی غمازی سرو و لب جو قمریون کی کوکو فاختۂ قلندر مشرب کی صداے حق سرۂ نہرین جوش مین موج آب
مثل عاشق بیتاب حبابون نے آنکھین کھولین مچھلیان تڑپنے لگین اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہین نہنگان بحری کا
حال تباہ لب ساحل گھڑیال سر پٹکتے ہین مگر نکل نہین سکتے ہین دریا مین تلاطم طائران صحرا کے ہوش گم سب حیران
پریشان ہوکے دیکھنے لگے سب سے زیادہ کوکب کو انتشار تھا کہ آج یہ کیا ہوا اب جو دیکھا تو سحر العجائب تخت پر سوار
ہاتھ ملاتا ہوا زمین کو آسمان سے ملاتا ہوا پانچ سو قیدی تخت پر ان سب کے ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان سب سے
زیادہ شدۂ مصائب براے ساحران شاپور و شبرنگ مسلسل و مطوق سر جھکاے ہوے اپنے حال مصیبت پر
شرماے ہوے چاہتے ہین مہلت پاؤن تو اپنی جان دیدین ہر مرتبہ یہی خیال تھا کہ شاپور و شبرنگ یہ تجھے کیا کیا
مجھے کچھ نہو سکا یون آگے پھنسگئے اب کیا ہوگا کوکب دبران نے جو ایرج و نور الدہر کو مصیبت مین مبتلا دیکھا
قریب تھا کہ روحین قالب سے نکلجائین مگر کیا کرین کچھ زور نہین چلتا سب [illegible] بحسرت اپنے آقاؤن کو دیکھ رہے ہین
ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یار و ستم ہوا یہ شیر کیونکر گرفتار ہوے یہ تو طلسم توڑتے ہوے آتے تھے ملک کے ملک
فتح کرلیے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ جو یہ پکڑے گئے بعضے کہتے ہین خود بادشاہ گئے تھے بہران و کوکب کے تو
اشک خشک ہوگئے ہوش و حواس پراگندہ یاس امید رہائی تھی اب بچنے کی کون صورت عیش و راحت مبدل بہ
مصیبت حیران حیران دیکھ رہے ہین مگر سحر العجائب باغ مین آکر اُترا شاخسار جادو کو بلایا کہا اے
شاخسار ابھی افتاد پڑی تھی میان میمون نے قیدی کو یہان قیدخانے سے بلوالیا اسکا انکار اعتبار تھا کہ ہمکو بھی
زمین پر اقاصد کو روانہ کردیا دہان آپسمین کہی بدی تھی عیاریان ہوگئین طلسم فتح ہوے آخر بادولت کو تکلیف ہوئی
قلعہ مفتوح تک جانا پڑا اے شاخسار تم جانتی ہو کہ اپنے عہد دولت مین کوکب روشنضمیر ہمکو کیا مانتے تھے
جہان جہان کہ لڑے غالب آئے خورشید روشنضمیر نے میان کوکب کو پکڑ لیا مین ہی نے جاکے رہا کیا مجھے زبان بھی
نہین ہلائی یہ دونون قید ہوگئے عیار تو بڑے مکار ہوتے ہین کچھ بھی نہوسکا ہاتھ باندھ کے چلے آئے اسی طرح
طلسم کشا اصلی پر سحر کرنا چاہیے امیر کو خبر نہو انھین کے لشکر سے فساد برپا ہوجاے عمرو عیار جسپر بڑا دعوی ہے
وہ خود صاحبقران کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچادے تب مزا ہے شاخسار نے کہا حضور جب بھی سلطنت آپ کی
ذات سے قایم تھی لڑائیان سب آپ ہی سے پڑتی تھین ہمیشہ افراسیاب کو تو کا بڑی بڑی لڑائیون مین مدد کا نیز
بڑے لطف سے حفاظت کریگی کیا مجال جو کسی غیر کا اس مقام پر گذر ہو نہ کوئی آنے جانے پائے قیدخانے کا انتظام
یون ہوتا ہے کہ اگر اپنا بھائی بند آئے تو اُسکی بھی تلاشی لین کسنے کا اعتبار نہ کرین اگر کوئی انکو بلوائیگا اور آپ
قصد کرین کہ بھیجدین تو ہم دس دن نہ بھیجینگے یہی چاہینگے کہ یہ ہمارے مالک کے دشمن ہین انکا زندہ نکلجانا کیسا
اور ساحرون کو تو وہ تکلیف دونگی کہ تڑپ تڑپ کے مرین کوئی اور نکو ام ان باتون کا ارادہ نہ کرسکے
خوب سمجھا کر قیدیان مذکور کو اسی مقام پر قید کیا بران کی بیقراری کوکب روشنضمیر کی اشکباری
سکندر زرین پوش زرین علم نے اب ایرج کو دیکھا بہت رویا کہا یارو یہ جوان بڑا جلیل ہے سپاہیون کا کفیل ہے
اگر سحر العجائب جاتے تو ہر ایک کی مجال نہ تھی کہ اشیر دست انداز ہو ایرج کی نگاہ جو اُٹھی سکندر نے جھککر سلام کیا
ایرج نے برخوردار کہکے اسکا مزاج پوچھا سکندر نے [illegible] درخت کے اشارہ کیا ایرج نے منھ پھیرلیا سحر العجائب
قیدیون کو شاخسار کے سپرد کرکے طرف اپنی [illegible] ان قیدیون کا مصنف وقت پر تحریر کریگا

اپنے خلیفہ کو بلایا کہا سب بیک بچون کو بلاؤ یہ میری آخر خدمت ہے اب مجھکو زندہ نہ پاؤگے یا عمرو کو مار کر طبل یکتائی بجاؤنگا چار ہزار بیک بچہ جمع ہوا سب کو اپنے ساتھ لیکر چلا کہ عمرو کو گرفتار کرین خواجہ جب قریب قلعہ پہونچے تو رنگ روغن عیاری کا نکالکر ایک درویش جہان گرد کی شکل بنے شنجرفی پیراہن زیب جسم کفنی گلے مین پہنے ہوے یا ہادی یا مرشد یا داتا یا موجود کہتے ہوے قلعہ کے اندر آئے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے چلے زود رفتہ ابہام الگ الگ چار ہزار بیک بچے پشت پر اُستاد کے اشارون کے طالب جسکو کہین اُسکو ہم پکڑ لین مگر ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا عمرو کی عیاریان دیکھکر حیران ہوگیا یہ بھی خبر سُنی کہ ہلال نگہبان ملکہ عالم افروز کا پکڑ گیا عمرو نے اُسکے قبضے مین کرلیا ہنگام سیہ پوش ایک مصاحب کو حکم دیا کہ تم جاکر ملکہ کے قید خانے کی حفاظت کرو کوئی غیر وہان آنے پاوے ورنہ بڑا ہرج ہوگا عمرو اس فکر مین ہے کہ ملکہ کو رہا کرکے لیجاؤن نا بدولت نہین چاہتے ہین کہ وہ گیسو بریدہ رہا ہو قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرجاے ہنگام بارہ سو جادوگر اپنے ساتھ لیکر قید خانے کے دروازے پر آیا جب اندر گیا جائزہ لینے لگا ملکہ تو سرنگون اُداس عالم یاس کسی سے کلام نکرتی تھین تصویر بادشاہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

از شوز بے خود کہ چراغی بہ ازین نیست
مینائے گلگون صنم و سبزہ و ساقی
بستان ترا ہیچ دماغی بہ ازین نیست
لبشگان بنافن دہن داغ کہ مخفی

نور نظر خانۂ دل شعلۂ آہ است
در خانۂ تاریک فراغی بہ ازین نیست
گر شیشہ تہی گشت ترا از مے گلگون
بر سینۂ ما پنبۂ داغی بہ ازین نیست

خو کن بگل داغ کہ باغی بہ ازین نیست
ہجران زدہ را چشم و چراغی بہ ازین نیست
لب بر لب پیمانہ و سر بر سر مینا
خون دل خود خور کہ ایاغی بہ ازین نیست

ماہ پرور دایہ ملکہ کو سمجھا رہی ہے کہتی ہے واری صبر کیجیے آپ کو معلوم ہے جو جفا مین نے اُٹھائی آخر قید ہو گئی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ پیروی کر رہے ہین اس قید مصیبت سے خدا رہا کرائے گا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے ماہ پرور سب سے زیادہ مجھے یہ خیال ہے نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق دغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبح خنجر ابرو جرخ جلالت کے ماہ بادشاہ جمجاہ کا انتہا یہ ہے کہ مجھ بدنصیب کے فراق مین ایسے بیمار ہوے کہ جان پر بنگئی خدا خواجہ عمرو کی حفاظت کرے اُنھون نے مجھ تک پہونچایا اُنھین کی وجہ سے مین نے حضور کو دیکھا ہنگام سیہ پوش نے ماہ پرور کو جو زیادہ مقرب پایا یہ بھی ظاہر ہے کہ ماہ پرور دایہ نہایت حسین وجمیل ہے ملکہ کے امورات کی کفیل ہے ہنگام جادو ماہ پرور کو دیکھکر عاشق ہوا اُسوقت تو کچھ نہ کہ سکا کہ خود ملکہ سے ہمکلام تھی مگر خیال مین یہ کہ اب جو آؤنگا تو اس تازنین سے لگاؤ کرونگا دروازے پر آکے انتظام کیا جابجا ساحر مقرر ہوے ہنگام تو اس فکر مین کہ ماہ پرور کو پیغام دون اپنے واسطے راضی کرون کھانا بھی اسنے عمدہ بھیجا جن چیزون کی ممانعت تھی وہ اشیا بھی بھیجے بلکہ ملکہ نے کہا کیون ماہ پرور آج کوئی نگہبان نیا آیا ہے اس طرح کے کھانے پانی کی ممانعت تھی ماہ پرور نے کہا ہلال تو غروب ہوا اب اور کوئی ساحر آیا ہے شاید کچھ نیک ہے کہ اُسنے اس طرح کا کھانا بھیجا مین پوچھونگی بیان تو یہ کیفیت ہے ملکہ کی یہ حقیقت ہے لیکن ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا قصر اسرار سامری مین آیا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دیکھا اُسنے ایک مقام پر فرش قالین بچھا ہے تین پتلیان سُنہری ایک مقام پر بیٹھی ہوئین گنجفہ کھیل رہی ہین اُسی طرح کی باتین عشق و محبت کی کہاتین ایک نے کہا بوا سر نہ کیا دوسری نے کہا بوا مین خود افسر ہون کیا تمھاری بازی تیز تپ کٹگئی اُکلو سوخت ہوے کیون دہلاتی ہو بجز غم مین ستلاتی ہو اکے دوے کی خیر مناؤ ستہ وپنج نہ کرو خلال ہونے پر بگڑتی ہو دوسری نے کہا بوا میرا خوشی سے چہرہ سرخ ہے مین خود تاجدار زادی ہون سب امیر و وزیر

صحبت مین آتے ہین ہمارے خداوند کیون گھبراتے ہین چنگ مرچنگ بجاتا عمرو لیجائینگے اب خرچ نہ پائینگے جو بات کرو سمجھ بوجھ لو پہلے ہمسے پوچھ لو ابلیس بیچارہ سُن رہا ہی انکی باتون پر سر دھن رہا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ میرے مطلب کی کوئی بات نہین ہوئی حقیقت مین جو انتظام ابلیس نے کردیا ایسا کبھی انتظام نہ ہوا تھا اپنے مطلب کے واسطے بیقرار ہی منسری عمرو کا بولنے یہ بھی دیکھا آج خداوند آے ہین چپکے بیٹھے ہین ایک نے کہا ہوا مین کیا کرون خداوند نے اپنے سرپر آپ آفت لی مسلمانون سے کیون بگڑی اُلجھائی اب قدرت کو یہ مناسب ہی کہ غفلت نہ کرین آٹھ پہر ہوشیار رہین خود اُٹھین اگر قدرت فکر کرین طبل جنگی بجوا ئین کچھ عجب نہین کہ سامری و جمشید مہربان ہوجائین اول قدرت کو چاہیے کہ اسم اعظم بند کرین مسلمانون پر لشکرکشی ہو طبل جنگی بجے ایک دم بھر مسلمانون کو آرام نہ ملے کیا عجب ہی فتح ہوجائے ساکنان قلعہ ابلیس پرستان کی مراد برآئے ہم لوگ بھی مسافر ہین جب یہ قلعہ نہ ہوگا جو خداوند بنکر بیٹھے ہین اُن پر زوال آئیگا پھر ہم کیونکر رہینگے یہ قصر ایسا قدرت کے قبضے مین ہی کہ خبر آئندہ و گذشتہ دریافت ہوسکتی ہی مگر افسوس ہی کہ قدرت سے نہ بیٹھے بیٹھے اپنے آرام مین فرق ڈالا مزے سے سلطنت کرتے تھے ساحر تبع رفیق شخیص عمرو پر جھگڑا پھیلگیا اب جو قدرت نے آرام مین فرق ڈالین خود مقابلہ کرین اسم اعظم حمزہ بند ہوگیا تعجب ہی کہ بن پڑے اور انتظام ہوجاے اگر خود عیش و فرحت کے پابند رہینگے و مبدم جفا سہینگے مسلمان بے فتح کیے یہان سے نہ ٹلینگے جس ملک پر ان لوگون نے دانت لگایا اُسکو بے تباہ کیے نہین چھوڑا ہم کیونکر کہین کہ یہان فتحیاب نہونگے یہ باتین لشکر ابلیس نکال دربار مین آیا ساحر آکر جمع ہوے کہا سنو صاحبو مین نے سار بان زادے کے ہاتھ سے بڑے ملال اُٹھائے اب قلب کو نہین گوارا لہذا یہ ارادہ ہی کہ تقدیر مضبوط کرون مسلمانون کو غارت کرون ہرچند کہ میرے بندے ہین مگر سرکشی کررہے ہین ما بدولت بذات خود تدبیر کرینگے سب نے کہا بہت مناسب ہی زود رفت نے کہا مین تو عمرو کو تلاش کررہا ہون پہر دو پہر مین گرفتار کرکے لاتا ہون ابلیس نے غصے مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے قدرت خود پیروی کرینگے یہ کہکے اُسی وقت حکم دیا طبل جنگی بجا سارے لشکر مین یہ بات مشتہر ہوئی قدرت نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو یہان براے جاسوسی حاضر تھے خبرین لشکر بھاگے حمزۂ صاحبقران بیٹھے یہی ذکر کررہے ہین کہ ہرکارے آگے ہوکے پہلے دعا دی قطعہ

دولت و اقبال تو جاوید باد
دولت ز غنچۂ باغ مراد گلشن باد
اورنگ تو قبلۂ امید باد
از نور لطف ازل چشم بخت روشن باد

شہریار کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال آج ابلیس خود پرست نے طبل جنگی بجوایا ہی مشہور ہی کہ خود میدان مین نکلیگا اپنے سحر کے عجائب و غرائب دکھائے گا اُسکو اپنے سحر پر بڑا غرا ہی ساحرون مین بہت تمرا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے نقارہ بجا سب اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہی ابلیس خود نکلیگا تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو بشکل فقیر پھر رہے ہین کہ زود رفت نے دور سے دیکھا آنکھ لگتی پہچانا اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو عمرو آتا ہی اسکو آتے ہی پکڑ لو نکلنے نہ جانے پائے شاگردون نے انکے سب طرف سے بلوہ کیا عمرو قلعہ سے نکلکر بھاگا زود رفت چلا آتا ہی شاگرد اسکے پیچھے رہگئے جب خواجہ جنگل مین پہونچے دیکھا زود رفت پیچھا نہین چھوڑتا چلا ہی آتا ہی عمرو نے دیکھا اکیلا ہی میرا کیا کریگا پلٹ پڑے کہا او زود رفت کیون شامت آئی کیا تشہیر ہوا اگر غیرت ہی تو آ لُے زود رفت نے نیچہ مارا عمرو اور زود رفت سے نیچہ چلنے لگا حقیقت مین اس زور شور سے لڑ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی یہی چاہتا ہی کہ عمرو کو مار دون یا گرفتار کرون عمرو ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی چار ہزار شاگرد بہتر زود رفت اپنے اُستاد کو ڈھونڈھتے ہوے چلے آتے ہین پیچھے کا

دور سے دیکھا کہ عمرو سے اُستاد لڑ رہے ہین پکار کر آواز دی اُستاد نہ گھبرائیے کہ ہم آپہونچے زود رفت نے شاگردون کو دیکھ
پھولگیا کہا کیون خواجہ اب کہان جاؤگے عمرو نے کہا دیوانہ ہوا ہے اس ہیلے کی کیا حقیقت ہے مگر زود رفت عیار نے
اشارہ کیا سب نے تیغے کھینچکر عمرو پر آپڑے کسی نے کمند لگائی کسی نے خنجر کھینچا کسی خطا شعار نے گوشے سے تیر مارا عمرو نے
تیر قلم کیے خنجر خم ہوکر خالی دیے کمندون سے جست کرکے نکلا یہی چاہتا ہے زود رفت کو اور زود رفت بچاتا ہے
غور سے کے عمرو لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہین کرتا ہے مزاج برہمی نہین کرتا زود رفت نے دور سے کئی پتھر مارے عمرو
نے تین پتھر رد کے ایک پتھر بازون پر پڑا ایک انگلی شکست ہوئی خون بہنے لگا مگر عمرو نے خیال بھی نہ کیا اُسی تیور سے
لڑے جاتا ہے دوپہر کامل تیغہ کمند تیر خنجر سب طرف سے عمرو پر چلے خواجہ نے ہر ایک کا وار خالی دیا سب کا یہی قول ہے
عمرو بلائے روزگار ہے دیکھو صاحبو پلک نہین جھپکتی ہے شیرانہ لڑ رہا ہے عمرو نے پچاس شاگرد زود رفت کے مار کر
ڈالدیے اب سب نے ملکر بلوہ کیا منظور ہوا جس طرح بنے پکڑ لیجیے عمرو نے جست کی کہ مجمع عیاران سے نکلجاؤن
جست جو کی شاخ نخل سر پر تھی اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرا سب ٹوٹ پڑے از روے بلیے کے عمرو کو پکڑ لیا
خواجہ بفرط زخمداری بیہوش ہوگئے زود رفت نے پشتارہ پشت پر لگایا شاگردون سے کہا تم سب بڑھ چلو مین
عمرو کو لیکر آتا ہون شاگرد تو آگے بڑھ گئے زود رفت پشتارہ خواجہ کا لیکر چلا کوہ و دشت کو طے کرتا ہوا آتا ہے
کہ طرف سے قلعے کے گرد اُڑی دیکھا ابہام سبکرو خلیفہ تیرا آتا ہے اُسنے جو اُستاد کو دیکھا دور سے سلام کیا
جھپٹ کے قریب آیا کہا کہیے اُستاد کیا کیا زود رفت نے کہا عمرو کو پکڑ لیا مگر پچاس شاگرد مارے گئے لاشے
صحرا مین پڑے ہین ابہام نے کہا اُستاد آج آپ ہوش مین نہین ہین غضب ہوگیا کسی نے خبر شاگردان عمرو کو
کردی گلباد و کلباد چار ہزار پیک بیجے لیکر آپ کو ڈھونڈھتے ہوے تا بہ دربارگاہ خداوندی پہونچے جب آپکو
وہان بھی نہ پایا کئی ہزار ساحر مار ڈالے قدرت بھاگتے پھرتے ہین ڈر سے عیارون کے منھ کے بھل گرتے ہین جلد چلیے
ایسا نہو قدرت کو مارلین قدرت آج ایسے گھبرائے ہین کہ تقدیر نہین کرتے خدائی کرنے پر مرتے ہین اب جلد چلیے
عمرو کا پشتارہ مجھے دیجیے ابہام نے گھبرا دیا زود رفت پریشان یہ بھی یقین ایسا نہو قدرت قتل ہوجائین اگر
زود رفت کیونکر زندگی ہوگی کون خدائی کریگا ملک ابلیس پرستان برباد ہوجائیگا یہ سوچکر اُسنے پشتارہ
عمرو کا دیدیا ابہام نقلی نے پشتارہ زود رفت سے لیا کہا آپ جاکر انتظام کرین مین جاکر پشتارہ عمرو کا درہ کوہ
مین چھپاتا ہون جب اطمینان ہوجائیگا آؤنگا یہ کہکے طرف صحرا کے چلا جب دس قدم نکلگیا پکار کر آواز دی او زود رفت
منم مہتر ابو الفتح اصفہانی دیکھ یون چونا لگاتے ہین یہ سنکر زود رفت گھبرایا چاہا کہ پیچھا کرے ابو الفتح تیک سے
نکلگیا زود رفت سر پیٹتا رہگیا مگر ابلیس خود پرست طبل جنگی بجوا کے دربارگاہ پر ٹہل رہا ہے اول عیار آکے پہونچے
ذکر گرفتاری عمرو کیا کہ ہم سب نے ملکے عمرو کو گرفتار کرلیا یہ سنکر ابلیس سحر کرکے چلا صاحبقران بارگاہ برخاست کرکے
برائے آرام چلے ہین کہ عمرو سامنے سے آیا کہا ای شہریار مین قلعہ ابلیس پرستان مین گیا تھا ہر مقام پر یہی لڑ رہی ہے
کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا امیر نے فرمایا نہین مجکو یاد ہے عمرو نے کہا پڑھیے مین سنون میرے دل کو تسکین ہو
ابلیس کا سحر بہت بڑا ہے شاید اُسنے کوئی شعبدہ کیا ہو امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا نصف امیر نے پڑھا تھا
کہ عمرو نے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا عمرو نقلی نے جست کرکے طائر کو لیا
ایک شیشہ پاس تھا اُسمین بند کیا آواز دی او حمزہ منم خداوند ابلیس خود پرست امیر کی زبان مین لکنت آئی
ابلیس اُڑ کر جاگا ستارہ بنکے آسمان مین ڈوبگیا سرداران صاحبقران بلا شک رد رہے دیکھا صاحبقران

خاموش کھڑے ہین رنگ ومتغیر سردارون نے عرض کی یہ کیا معرکہ ہوا امیر نے سب کیفیت آمد البیس کی بیان کی
کہ اس مکر سے اسم اعظم لیگیا مگر شاید ہمارے یار وفادار پر بھی کوئی افتاد پڑی جب تو وہ بصورت عمرو آیا پھر تو
اُسکو اطمینان تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر ابوالفتح خواجہ عمرو آ پہونچے عمرو نے دیکھا بیچ مین صاحبقران خاموش
کھڑے ہین سب سردار افسوس کر رہے ہین عمرو نے کہا کیون شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا خواجہ تم کہان تھے
البیس تمھاری شکل پر آیا اسم اعظم بند کر کے لیگیا تمھارے نہ ہونے کا اُسکو کیا اعتبار تھا عمرو نے کہا مین گرفتار ہوگیا
مگر ابوالفتح نے بڑا کام کیا کہ اُسکے شاگرد رشید کی شکل بنکر پتیارہ پھیر لیا مگر مین جاتا ہون انشاء اللہ رہائی اسم اعظم
کی تدبیر کرونگا اگر صبح تک شیشہ نہ ٹوٹا اور اسم اعظم نہ چھوٹا تو صبح کو قیامت برپا کریگا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ
حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اس باعث سے بیہوش نہین ہوے امیر نے فرمایا خدا اے ما
بزرگ است بموجب مضمون مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + یہ فرماتے ہوے طرف آرامگاہ کے
گئے عمرو اُسی وقت باسباب عیاری سے آراستہ ہوکر چلا مگر البیس جب شیشہ لیکر آیا دربارگاہ پر پہونچا
تو زود رفت کو دیکھا سر جھکائے ہوے کھڑا ہی ابہام کہ رہا ہی اُستاد آپ نے بڑا دھوکا کھایا آپ یہ نہ سمجھے کہ ابہام
کو برائے انتظام بازاران چھوڑ آیا ہون یہان کیونکر آیا زود رفت نے کہا ای مہتر کیا کہون اس طرح اُسنے مجھکو
گھبرا دیا کہ کچھ بن نہ پڑا پتیارہ مین نے دیدیا اُس ظالم نے اتنی دور جا کر نعرہ کیا کہ مین کچھ کر نہ سکا لیکر وہ عمرو
کو نکلگیا البیس نے کہا ای زود رفت کیون گھبراتا ہی مین اسم اعظم حمزہ بند کر لایا صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
بڑا ڈر مجکو اسی کا تھا اب نہین مجال ہی کہ کوئی زبان کھول سکے مگر مین یہ شیشہ لیکر قصر اسرار سامری مین جاتا ہون
زود رفت نے کہا بہتر البیس قصر اسرار سامری مین آیا دیکھا پتلیان چوسر کھیل رہی ہین چھ تین پو بارہ کی صدا
بلند ہی ایک کہتی ہی رنگ کیون کھلا دوسری کہتی ہی کہ چھکے بند تھے اب داؤن رکھونگی کہین چار کانے نہ آجائین
کہ رنگ نہ ملے بدرنگ بھی چڑھگیا اب داؤن جاؤنگی تمھاری ایک گوٹ لنگڑی رہی آٹھ گوٹین اسی کے
واسطے ہین گھیر کر مارونگی ہیہی البیس اندر آیا کنیزون نے کہا مبارک مبارک اسم اعظم بند کر لائے لاؤ شیشہ مجھکو
صبح کو میدان مین خود نکلو کوئی زندہ نہ بچیگا اب دمبدم فتح نصیب ہوئی بربادی مسلمانان قریب ہوئی البیس
ایک گوشے مین شیشہ رکھکے باہر نکلا دیکھا کہ سامری ہو خانہ فلک چہارم سحر ضیا تیار کر کے منقل بھر ہاتھ مین لیے ہوے
فلک نیلی پر مصروف سحر خوانی ہوا ستارہ سحری آسمان پر چمکا شوالون مین پوجے پاٹ ہونے لگے ہر کوئین پر
برہمن اشنان کر رہے ہین لٹیان رنگی ہاتھ مین طرف شوالے کے جاتے ہین بعضے گھونگھٹ دار کھڑاون پہنکر نکلے ہین
غلغلہ ہی کہ آج میدان کارزار مین چلکر مسلمانون پر سحر کرو اسم اعظم بند ہوا حربہاے سحر ہاتھ مین لیکر طرف میدان کے
چلتے ہین یہان صاحبقران زمان مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان بیرون بارگاہ تشریف لائے ہین سردار
آتے جاتے ہین امیر نے ارشاد فرمایا ہی کہ اشقر تیار کر کے لاؤ مگر نہین معلوم خواجہ عمرو نے کیا کیا ہمسے وعدہ کر کے
گئے تھے کہ مین براے رہائی اسم اعظم جاتا ہون کلباد وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ اُستاد جب سے گئے واپس نہین آئے
کہ دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین مگر سرنگون پریشان امیر کو سلام کیا عرض کی غلام نے بہت پیروی کی مگر رہائی
اسم اعظم کی تدبیر نہ ہوئی انشاء اللہ سنا ہی مین نے کہ اُسنے شیشہ اسم اعظم کا قصر اسرار سامری مین رکھا ہی خدا نے
چاہا تو تدبیر کرونگا آج دیکھیے کیا گذرتی ہی صاحبقران یہ فرماکر خدا مالک ہی پشت اشقر پر سوار ہوے عمرو لشکر
سے نکلگیا جانتا ہی کہ آج البیس آفت برپا کریگا امیر مع لشکر میدان کارزار مین آئے دیکھا البیس ایک مرکب مدہ پر سوار

پشت پر تمام ساحران غدار بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آکر ہو پہونچا مہنت جادو پہلو مین کھڑا ہوا لشکر درست ہو رہے ہین صفین تمبین نقیبان بلند آواز نکلے یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان

کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است | جوانان دل قوی دارید امشب | کہ فردا روزگار کارزار است

ای جوانان شیر دل وقت جنگ و جدل ہی اگر قدم پیچھے ہٹایا جرأت مین خلل ہی **شعر** رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا **پند**

جسنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر | ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر | وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
جسنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر | زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم | سفر دور و درازاست و ما بیخبریم

اس طرح کے اشعار مذمت دنیا مین جو نقیبون نے پڑھے جوانون کی آنکھون مین نشے آگئے بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ اوین بھڑین نام پیدا کرین دنیا مقام عبرت ہی جگہ عشرت کی نہین بڑے بڑے اولوالعزم اس دار فانی سے حسرت و یاس لیکر گئے دارا و کیقباد و منوچہر و ضحاک ماردوش و فریدون فرخ یہ سب حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے نام اُنکے باقی ہین قبرون کے نشان بھی نہین ہے کوئی ذکر بھی نہین کرتا مگر عدل و انصاف بڑی چیز ہی عدالت کرنے والا بدتمیز ہی بادشاہ کو چاہیے کہ رعیت کو مثل فرزند کے سمجھے بموجب ارشاد جناب شیخ سعدی **مصرع**
رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت ⁘ حقیقت مین جڑ کی بات ہی اگر بیخ مضبوط ہوگی نخل کو قیام ہوگا ورنہ بدنام ہوگا نوشیروان عدل سے آج تک مشہور ہی اہالیان لیاقت کیفیت اُسکا نام لیتے ہین مثالدین یہ قطعہ عرض کرتا ہون **قطعہ**
فریدون فرخ فرشتہ نبود ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود ⁘ بداد و دہش یافت این نیکوی ⁘ تو داد و دہش کن فریدون توئی
اس طرح فقرات و اشعار عبرت آثار نقیبون نے کہے کہ اہالیان لشکر مست تھے یہی قصد ہین کہ اپنے دشمن سے لڑین بزرگون کا نام روشن ہو ایسا نہو کہ قدم پیچھے ہٹے ایک قدم مین جرأت و بہادری کا امتحان ہوتا ہی خزانہ جانبازی کا نقصان ہوتا ہی ابلیس نے مہنت جادو کو اشارہ کیا کہ جاکر حمزہ کو لڑو کو بڑی ناموری کی بات ہی تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ مہنت بندۂ خاص ابلیس ہی اُسنے اُس شخص کو مارا کہ جسکا عالم مین مثل نہ تھا جسنے دمامہ و مشمش کو قتل کرایا اُسکو مہنت نے لوک لیا مہنت خوش خوش میدان مین آیا گینڈے پر سوار تھا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے تم بندۂ خاص خداوند ابلیس خود پرست مگر سوائے حمزہ کے اور کسی کو نہین چاہتا صاحبقران نے اشقر اُچھالا اور سردارون نے دوڑ کر رکاب تھام لی عرض کی غلامان جانباز جاکر اسکو جواب دینگے آپکے اقبال سے سر کاٹ لینگے امیر نے فرمایا ای بہادرو تم ایسے ہی ہو تلوار تمہارا نام لیکر! ندہے تمھین جان کا کچھ خوف نہین یہ ہمپر بخوبی روشن کہ ہر شخص تم مین صفدر و صف شکن ہی مگر میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا مجھی کو واجب و لازم ہی آپ لوگون کے واسطے بھی بدلہ ہی اپنے مقام پر سب یہی کہینگے خاموش نہ رہینگے کہ افسر کو بلایا سردار آیا شاید افسر لڑنے کے لایق نہ تھا انشاءاللہ مین فتحیاب ہونگا حرز ہیکل موجود ہی سحر تاثیر نہ کریگا آیندہ پروردگار مالک ہی یہ فرماکر اشقر بڑھایا مہنت للکار رہا تھا کہ صاحبقران سامنے پہونچے مہنت نے جھول سے گولہ نکالکر مارا گھوڑا امیر کا بدلگامی کرنے لگا امیر نے حرز ہیکل کو جنبش دی مرکب قایم ہوا اُسنے لاش کے دانتے مارے پھر امیر کے مرکب نے قصد کیا کہ طرارہ بھرون امیر نے ہیکل کو ملکر ڈالا مرکب رُکا امیر نے کوڑہ اُٹھایا یہ مرکب اصیل اپنے راکب کا کفیل مرکب ہائے باد رفتار مین جلیل مثل انسان فہیم و عقیل طرارہ بھرکے قریب مہنت کے پہونچا اب اُسنے ناچار ہوکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا امیر پر شعلہ ہائے آتش گرے بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نکر سکے امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا اُسنے اپنے سحر کے جوش مین بچا کے

سپر سر آگے کر دیا تیغ عقرب آگر پڑا یا تو سر پر برق شمشیر چمکی تھی یا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا علامت مرنے کی
مہنت کی ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من مہنت جادو بود البیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مہنت مارا گیا
گھبرا گیا فوراً پر پرواز پیدا کرکے اُڑا قصر اسرار سامری مین پہونچا پکار کر آواز دی ای کنیزان سامری
کیا سبب ہوا کہ مہنت مارا گیا بڑا مجکو تردد ہی ایک پتلی نے آواز دی تو نے کس منھ پر دعوی خدائی کیا کچھ
سمجھتا ہی نہین ارے حمزہ کے پاس حرز ہیکل موجود ہی جبتک حرز ہیکل قبضے مین رہیگی سحر حمزہ پر تاثیر نکریگا کسی
طور سے حرز ہیکل اُنکے قبضے سے نکال جب حرز ہیکل حمزہ کے پاس سے نکل جائیگی تب جو سحر کریگا تاثیر ہوگی یہ سنکر البیس
پلٹا تھوڑی دیر مین آیا اپنے مرکب کو چمکا کر صحرا کی جانب آواز دی ای طاؤس جادو رقص کرنے کا وقت آگیا
جیسے ہی البیس نے یہ آواز دی دیکھا صحرا سے ایک طاؤس زرین بال رقص کرتا ہوا پیدا ہوا سامنے امیر کے آیا
امیر گھوڑے سے کودے تماشہ اُسکے رقص کا دیکھنے لگے عمرو ایک جانب کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا ہی مگر کلیم اوڑھ لی ہی
کہ کوئی نہ دیکھے امیر تماشہ دیکھتے دیکھتے مبہوت ہونے لگے طرف طاؤس کے چلے عمرو نے دیکھا کہ قلب امیر
منقلب ہوا طاؤس نے منقار کھولی آواز دی یا صاحبقران مین مرد سائل ہون آپ کے پاس عرض لیکر آیا ہون
حرز ہیکل مجکو دیجیے میرے فرزند کو مار سیاہ نے کاٹا ہی جسم سے اُسکے چنگاریان نکلتی ہین گرمی زہر مار سیاہ سے ہڈیان
مثل ہیزم خشک جلتی ہین چند ساعت کے واسطے مجکو دیجیے مین جاکر پانی مین دھو کر اپنے فرزند کو پلا دون پھر لیکر
آؤن امیر نے گلے سے اُتاری قصد کیا کہ طاؤس کو دیدین عمرو نے تبعیل سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و
خراشیدہ کلہ گوپھن مین دیا چرخ دیکر مارا سر طاؤس کے پڑا طاؤس کا سر پھٹا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام من طاؤس جادو بود البیس گھبرا گیا کہ یہ پتھر آسمان سے اس بت پرست پر کیونکر گرا بڑا سخت دل تھا بآسانی
مارا گیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی صاحبقران کے ہوش درست ہوے پشت مرکب پر سوار ہو کر آواز دی او البیس
اور کسی کو بھیج البیس نے بال سر کے نوچ کر طرف جنگل کے پھینکے آواز دی ای یاران اژدر سوار ہیکل نجانے پاوے
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بصورت مہیب بشکل عجیب ایک اژدر پر سوار آکر پہونچا امیر کو سلام کیا
اک آہ کی کہ اژدر جلکر خاک ہوا اب سب نے دیکھا کہ ساحر ہاتھ باندھے ہوے سامنے امیر کے رو رہا ہی عرض کرتا ہی
ای شہریار مین حرز ہیکل مانگنے آیا ہون یہ کہتا ہی اور دستک بھی دیتا جاتا ہی اُسکے دستک دیتے ہی امیر گھوڑے
سے کودے حرز ہیکل اُتاری عمرو اسی سوچ مین کھڑا ہی دیکھا کہ صاحبقران ہیکل دیا چاہتے ہین عمرو نے اُسی طرح
پتھر مارا جب قریب سر اُس ساحر کے پہونچا ایک پنجہ سنہرا پہونچا اُسنے پتھر کو پکڑ لیا پتھر کو زمین مین پھینکدیا عمرو نے
چاہا دوسرا پتھر مارون اُتنے ہی عرصے مین صاحبقران نے ہیکل دیدی وہ ساحر ہنستا ہوا بھاگا سرداران امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ جب وہ ساحر غائب ہوا رنگ رو صاحبقران متغیر ہو گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرے اشقر جوش محبت
مین گرد پھرنے لگا البیس نے گھوڑا بڑھایا قصد کیا امیر کو گرفتار کرلون ملازمان صاحبقران دوڑ پڑے تیر و
تفنگ چلنے لگے کمانین کڑکین تلوارین چمکین تیرون نے سر اُٹھائے علمون نے اپنے بال کھولدیے دمامون نے
اپنا سر پیٹا زمین تھرائی البیس نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا اپنے ساحرون کو الگ کیا کہا یارو تم کیون اپنی
جانین دیتے ہو مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ مسلمان تڑپ تڑپ کے مرین یہ سحر سات دن کا ہی بعد ہفتہ نام مسلمانان
نہ معلوم ہوگا سب آتش سحر سے جل بھنکر خاک ہونگے فقط ان سب کے پاک ہونگے ساحر تو ہٹے البیس نے چار گولے
چار طرف لشکر اسلام کے مارے شعلہ ہاے آتش بھڑکے دھوان بے حساب پیدا ہوا ایک بجلی زمین پر گری کہ سب کی

آنکھیں بند دل دردمند ہوش و حواس پراگندہ فریاد و الغیاث کی صدا ئین بلند کوئی پروردگار کو پکارتا ہی کوئی یہ کہتے
جا کر اپنے افسر کے چھپا کانپ رہا ہی مگر آسمان سے آتش سحر کا نزول صاحبقران زمان کے سردار ملول ابلیس خود
سحر کر رہا ہی پکار پکار کے آواز دیتا ہی منم خداوند ابلیس خود پرست اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کسی طرح
امان نہ پاؤ گے دو گھڑی تک گرد لشکر اسلام اس طرح کا اندھیرا رہا کہ اپنے ہاتھ کو کوئی آپ نہین دیکھ سکا بھائی سے
بھائی دور معشوق عاشق سے مہجور روشنی سحر کا نور تاریکی سے تمام دنیا معمور بعد عرصۂ دراز ابلیس نے آواز دی
ای ظلمات سحر بند جاؤ تمھارا کام نہین بندے ہمارے تماشہ قدرت کا دیکھین یہ کہنا تھا کہ ایک ساحر اُسی تاریکی
مین سے پیدا ہوا ابلیس کو سلام کیا ابلیس نے کہا ای ظلمات اب جاؤ قدرت سحر کر لینگے بندے ہمارے
ہماری قدرت کو دیکھین اعتقاد کرین کہ قدرت ہمارے ایسے صاحب اختیار ہین وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے
چلا عمرو نے دیکھا یہی ساحر سب کو اپنے سحر مین پھنسا کے چلا ہی اسی کی فکر کرنا واجب و لازم ہی عمرو اسکے پیچھے چلا
ادھر ابلیس نے دستک دی دستک دیتے ہی برق چمکی گرد لشکر کے دیوار دھوین کی چھا گئی اندر یہ کیفیت ہی کہ
سرداروں نے امیر کو لیجا کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچایا جسقدر سردار ساتھ صاحبقران کے اندر بارگاہ سلیمانی
گئے تھے سحر سے محفوظ رہے مگر صاحبقران بیہوش ہین جب آنکھ کھلتی ہی فرماتے ہین ہمارا سر کاٹ لو ہمسے گرمی قلب نہین
اُٹھتی اب یونہین روح نکلجائے صدمہ نہین اُٹھتا سردار بیقراری پر صاحبقران کی بیقرار ہو کر روتے ہین اور
جو بیرون بارگاہ ہین وہ فریاد فریاد کر رہے ہین کوئی کہتا ہی زبان جلتی ہین کوئی کہتا ہی روح جسم سے نکلی کوئی کہتا ہی
آگ جسم سے نکل رہی ہی کسی جانب سے یہ صدا ہی کہ اب زندگی بیکار ہوئی قصر تن جلجائیگا شعلۂ آتش دماغ سے
نکل جائیگا اس حال مین سب مبتلا ہین ابلیس یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اب چلکر عیش کرو کچھ مسلمانوں سے مطلب نہ رکھو اس
بستی کے اندر مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائیگا سب سحر مین نے ظلمات کے سپرد کر دیے اُسکے پاس کون جا سکتا ہی جو کوئی
جائیگا مارا جائیگا قتل ہو گا وہ بڑا ساحر زبردست ہی اُسی نے سب کام کیا اب ساحر خوشیان کرتے ہین سب سے
زیادہ مہتر زود رفت کو خوشی ہی کہتا ہی یارو ایک بات رہگئی ساربان زادہ اس قصر دود مین بند نہین ہوا وہ پہلے ہی
نکلگیا ہوگا مگر مین اُسکو تلاش کر کے لاتا ہون زود رفت نے اول آکر گرد اُس دھوئین کے چرخ مارا سنا صدا ہے
فریاد اندر سے آ رہی ہی تڑپنا پھڑکنا مسلمانوں کا سن سنکر خوش ہوا سمجھا کہ اب مسلمانوں کا خاتمہ ہی طرف صحرا کے
چلا خواجہ ایک نخل کے سایے مین بشکل گنوار بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہین کہ ظلمات اسی طرف گیا ہی جا کے
تلاش کرون مگر کس صورت پر جاؤن وہ ضرور فساد برپا کریگا ایسی کسی صورت پر پہونچون کہ اُسکو شک نہو یہ سوچ
رہے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا مہتر زود رفت آتا ہی بقدرت پروردگار یکہ و تنہا ہی
آگے بڑھکر حلقے کمند کے بچھا دیے آپ زرہ مین درختون کے چھپکر بیٹھے کہ زود رفت وہین پہونچا جیسے ہی
حلقون مین کمند کے پانون رکھا عمرو نے غیر کی آواز دی زود رفت رُکا عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا جا بہار کر
اُسکو بیہوش کیا ایک درخت سے باندھا خود اُسکی صورت بنکر تیار ہوے زود رفت کو بھی ہوشیار کیا اُسنے دیکھا
مین بندھا ہون عمرو میری شکل پر کھڑا ہی عمرو نے کہا مہتر صاحب آپ اب تو اسی مقام پر ٹھہریے صحرا کی سیر کیجیے ہم تمھاری
صورت پر ظلمات کی فکر مین جاتے ہین بعنایت خدا اُسکا سر لیکر آئینگے تمھین بھی دکھا دینگے گھبرانا نہین زود رفت
چُپ اتنا تو کہا خواجہ ظلمات کو کہان پاؤ گے سرگردان ہو کر پلٹ آؤ گے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا تلاش مین
ظلمات کی چلے دن بھر تمام صحرا چھان ڈالے کہین نشان نہ ملا جب رات ہوئی تو پریشان ہوئے ایک نخل پر چڑھکر بیٹھے

اگر چہار جانب دیکھ رہے ہین ایک جانب روشنی معلوم ہوئی صبح کو عمرو اُس سمت چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک چوبدار آتا ہی عمرو بشکل زرو درفت ہی پکارا کہ اے مردہ ہے صاحب ٹھہر جاؤ مردہ ہے نے جو زرو درفت نقلی کو دیکھا ٹھہر گیا عمرو قریب آیا کہا مردہ ہے صاحب کہان سے آتے ہو مردہ ہے نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او سار بان زادے زرکن نے اسواسطے اپنے مکان کو نظرون سے مخفی کر دیا تھا عمرو نے ہر چند ہان ہون کی مگر مردہ ہے نے منھ پر ہاتھ پھیر ا رنگ روغن اُتر گیا کہا کیون او عمرو قدرت نے ہمکو آگاہ کیا تھا کہ عمرو تمھاری تلاش مین آئیگا مین نے مکان کو اپنے نظر عالم سے مخفی کیا تمھاری ہی تلاش مین نکلا تھا سچ بتا زرو درفت کو کیا کیا اگر اُسکا پتہ مفصل نہ بتاؤ گے لیجا کر قتل کرونگا لاکھ لاکھ ظلمات نے پوچھا عمرو نے کہا مین نہین جانتا ظلمات نے کمر مین پنجہ دیا عمرو کو ے اُمرا عمرو متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا بعد عرصہ دراز آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین قمریان بر سر سرو لب جو معرفت کو کو فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صدائے حق سرہ دے رہی ہی کسی جانب طاؤسان طناز سرگرم رقص ناز کہین چکور قہقہ زن رنگ پر سبزۂ گلشن باغ پر بہار کیلئے قطار در قطار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور گلشن سے سُرخ ڈورے پڑ رہے ہین سنبل پیچیدہ اور رنگ زلف محبوب دکھاتی ہی صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہو ہر مینائے غنچہ سے سر ٹکراتی ہی بوئے خوش دماغ مین آتی ہی عندلیبان خوشنوا یہ غزل گا رہے ہین

غزل

آتش عشق نے بیمار چمن مجکو دیا
زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
جائے نان داغ عزیزان وطن مجکو دیا
زلف اُن افعی ہی یان داغ جگر مہرہ ہی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجکو دیا
تکیے اک بوسۂ خال لب شیرین اے دوست
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجکو دیا
لعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی اے آتش

عاشق مردہ ہی شاید کہ چراغ مردہ
زخم نے پنبہ پئے زخم دہن مجکو دیا
بوسۂ لب نے تیرے وصل کی شب اے محبوب
حسن نے سانپ اُسے عشق نے من مجکو دیا
میوہ خورون مین تیرے مین بھی ہون اے گل اندام
تو نے سونا قد آہو سے ختن مجکو دیا
حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
تیرے اللہ نے بازیچۂ تن مجکو دیا

گل ہے خورشید نگ ہر اک داغ بدن مجکو دیا
نہ تو رد یا کوئی مجکو نہ کفن مجکو دیا
گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچا یا رنج
حاصل ملک بدخشان و یمن مجکو دیا
جا کے اس عکد سے یاد کرونگا مین بھی
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجکو دیا
دم نکلجائیگا اُس زلف کے سودے مین مرا
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن مجکو دیا

ہر سمت روشنی کا جوش و خروش مردنگیان جھاڑ کنول روشن آئینے قد آدم باغ پر بہار نہایت آراستہ و پیراستہ بیچ مین باغ کے چبوترہ ہی اُسپر ظلمات تاج سر اسباب سحر جھولی مین کبر و نخوت مسند پر بیٹھا ہی اپنے کو دیکھا سامنے مثل گنہگارون کے پاؤن بیکار ہاتھون مین جنبش نہین جب بیٹھا ہون گرد ظلمات چار سو ساحر زشت منظر کریہ صورت اسباب سحر سامنے رکھے ہین بیٹھے باتین کر رہے ہین ظلمات نے کہا کیون او عمرو کیا تو اس ملک کو مثل عنظلی آباد و زر جد نگار فرعونیہ سمجھا تھا یہان سلطنت خداوند ابلیس خود پرست ہی بادۂ خدائی سے مست ہی کسکی مجال ہی کہ یہان قدم رکھے عمرو نے کہا مین ایسا سمجھا تھا اب مین خداوند کو سجدہ کرون میری جان بخشی ہو میان زرو درفت کا مین نے کیا کیا سارے شہر مین تشہیر کرا دیا مین ایک دن مین قدرت کی تمام عالم مین عمداری کرا دونگا ظلمات نے کہا خواجہ خطا تمھاری معاف ہو جاتی مگر تمھارے ہاتھ سے وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین اب قدرت خدا معاف نہ کرینگے مین سرکاٹ کے تمھارا روانہ کرونگا عمرو نے ہر چند گریہ و زاری کی مگر ظلمات نے ایک نہ سُنی آخر عمرو خاموش ہو کے بیٹھا عمرو نے دیکھا کہ ظلمات کا چہرہ زرد دل مین درد ہو نٹھون پہ آہ سرد چہرہ پر گرد کچھ باتین بھی یاس حسرت کی

اب مصاحبوں سے کر رہا ہے کبھی کہتا ہے مجھے اُس ظالم سے امید رحم نہیں اب صحبت محبوب تک پہونچنا بہت دشوار ہے الغرض اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
اُس کو ہیں جام بنگے مدد ای ہجوم شوق
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
ان ناتوانیوں پہ بھی تھے خار راہ غیر
اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم
ہے چھیڑ اختلاط بھی غیروں کے سامنے
منہ ڈھانکتے ہیں پردۂ چشم پری سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال لیں

تھا ایک ہی دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بیکسی سے ہم
بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
آج اور زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم
بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کیونکر نکالے جاتے نہ اُسکی گلی سے ہم
منہ دیکھنے سے پہلے بھی کس دن وہ صاف تھا
ہنسنے کے بدلے روئیں نہ کیوں گدگدی سے ہم
کیا دل کو لیگیا کوئی بیگانہ آشنا
مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
مجھے خبولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
شاید شکایتوں پہ ترے مدعی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم
کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
بیوجہ کیوں غبار رکھیں آرسی سے ہم
وحشت ہے عشق پردہ نشیں میں دمِ بکا
کیوں اپنے دل کو لگتے ہیں کچھ اجنبی سے ہم
کبھی کباب و شراب کو دیکھکر کہتا ہے

کیوں یارو کیا خوش نصیب وہ عاشق صادق ہیں کہ جو اپنے معشوقوں کے ہاتھ سے جام پیتے ہیں اور میرا تو یہ حال ہے بقول ناسخ پیتا ہوں خون دل نہیں خواہش شراب کی ٭ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ٭ یہ باتیں کر رہا ہے کہ ٹھنڈی سانسیں پیہم بھر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک لکۂ ابر سوسنی کمال آب و تاب سے کہ برق کی چمک نرالی رعد کی گرج کچھ موتی برستے ہوئے کبھی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوا اُس لکۂ ابر کو دیکھکر ظلمات گھبرا کے اٹھا ساتھ والوں سے کہنے لگا اسوقت آپ لوگ بجائیں سامری و جمشید نے عنایت کی مصاحب خدمتگار گوشوں میں چھپنے لگے مگر ظلمات جادو اُس ابر کو دیکھنے لگا ابر قریب پہونچا ظلمات نے اشارہ کیا ابر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین زلفیں عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ چشمۂ خورشید میں عکس ماران سیاہ ہے عارض انور پھول گلاب کے دہن غنچۂ گل سراپا خوب معشوق محبوب سرو قد شیرین سخن غنچہ دہن جسم میں بوئے گل نسرین و نسترن ہار گلے میں جنکی بو فخر گلشن کمال زیب و زینت سے تخت پر سوار گرد اُسکے کنیزان حور وش نظم

نگاہش شور محشر را ہم آغوش
تنم و الیل زلف یار تکرار
چہ میگویند این نادیدہ مردم
کہ چندین شہر دل بیمار عشق است
ز دست قضا سطری نوشتہ است
ز خورشید رنگش آتشی گشت
مجسم گشتہ نور حق ہویدا
پس از کشتن جہ ادش سر فرازی
تو بندہ در ظلمات وعدہ شد

ز بالائش خجل سرو لب جو
دو زلفش خفتہ بر دوش و میانش
لبش یاقند گفتن ترک او مست
قلم سازم گر از موے میانش
از آن نشتر رگ سودا کشایہ
دلم بر پشت میلرزد درین باب
بود سیف زبان برہان قاطع
حنا در دست او شد بیت بیت
بزیر زلف او خالے نشستہ

ز چشمش رو نہیرا کردہ آہو
ہمہ گردن کشان از سر نگون بار
سنیان خال کفر و خط سوداست
تجرید آورم وصف دہانش
دل از عشاق در خون می [illegible]
گذر در گوش او گر دیدہ بینا
کلامش نسخۂ جمیع الجوامع
اطاعت کردہ آمد در حمایت
ز عیاری برخ صد پردہ بستہ

خمار نرگس غمازش گر ہوش
شود گر سوشکافی در شب تار
دہانش را تصور ساختہ گم
نگو مژگان کہ نشتر زار عشق است
جبین او کہ لوح سرنوشت است
سر جنبانہ و چیزے گفت دیر گشت
بیاض گردن آن ماہ سیما
چو از نیکان نیاید جز نکوئی
قلم از ناف پائین یک قدم شد

عجب نازنین حور تمثال ہے کس شکل سے مثال دو دن آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہوں لعنون سے لہرا کر حال ابتر کیا ظلمات پر پرواز پیدا کرکے اول جا کر گرد تخت کے نثار ہوا پھر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا کہا ای

شہنشاہ ملک خوبی وای رنگ دہ بے گل حدیقۂ محبوبی ای عاشق کش ای معشوق حوروش براے لمحہ کلبۂ احزان مین یک
عاشق قدیم وجان نثار کے قدم رنجہ فرمائیے پھر آپ کو اختیار ہی چلے جائیے گا اسوقت تو بے تکلیف دیئے نہ مانونگا
سامری وجمشید نے آپ کو بھیجا ہی اسوقت رات کو کہان تشریف لیے جاتی ہین اُس نازنین آتش خو شعلہ مزاج
نے ابروون پر بل ڈالکر کہا آپ کیا ہمارے ناصح ہین جہان مزاج مین آیا وہان جائینگے رات کو ایسے مقام پر
ٹھہرنا سراسر خلاف ہی ظلمات نے سر قدمون پر رکھدیا کہ براے سامری وجمشید لمحہ بھر تشریف رکھیے ایک بڑا
مژدہ سناؤنگا آپ کے دل کو یقین ہو کہ خدائی قایم رہی ورنہ دو ہی چار دن مین نہین معلوم قلعہ کا کیا حال ہوتا
نہین تو ضرور طبع اقدس پر بھی ملال ہوتا غلامان جانباز نے جان لڑا دی سب فکر کر لی آپ مجھ بے بُن خانۂ چشم مین
تشریف لائین تو حال مفصل عرض کرون اُس نازنین نے سر جنبا لیا کہا ای ظلمات ہم جانتے ہین کہ تم خیر خواہ
دولت ہو جاذرگ صاحب لیاقت ہو کچھ کچھ مین نے بھی سُنا ہی مگر اس حال کا سُننا ضرور ہی زبان قدرت سے کچھ
حالات مجمل سنے تھے اب تم سے مفصل دریافت کرینگے یہ کہکے اشارہ کیا تخت اُتر کر زمین پر آیا پہلو مین جو کنیز تھی با ناز و ادا
اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا تخت سے بمشکل اُتری موافق مضمون اس شعر کے شعر پاسے نچے ناز سے جو اُسنے اُٹھاے +
مین پکارا خدا کمر کو بچاے + ظلمات آنکھین فرش کرتا ہوا قریب مسند کے لایا وہ نازنین بیٹھ گئی کہا ہان صاحب
کیا کہتے ہی ظلمات نے کہا گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مین سب مفصل عرض کرونگا ملکہ نے کہا زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہین کلام کرنے کی مہلت نہین مگر تمنے ایسا مشتاق کیا کہ دل کو اشتیاق ہوا ظلمات نے کہا مین سب عرض کرونگا مگر
بڑا کام یہ ہوا کہ مین نے دام مکر پھیلایا حمزہ سے حرز ہیکل لایا کہ اُسپر سحر تاثیر نکرتا تھا لعنت جادو ایسا کامل
انکس مارا گیا دوسرے وہ شخص کہ جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے یعنے عمرو عیار اُسکو پکڑ لایا دیکھیے یہ سامنے موجود ہی
قدرت کا یہی قول تھا کہ سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا اگر عمرو عیار باسب کو بچا لیگا غلام آپ کا اس فکر مین تھا اول تو
اُن لوگون مین گیا جنکو مبتلاے سحر کیا ہی مع حمزہ کئی لاکھ آدمی ہین اُن سب مین پھرا خوب معلوم ہوا کہ عمرو اُنمین نہین ہی
مین خدمت مین قدرت کی گیا سب کیفیت عرض کی قدرت نے افسوس کرکے فرمایا ای ظلمات عمرو بچ کے نکل گیا
بڑا غضب ہوا وہ ضرور عیاری کریگا تمھاری فکر مین مصروف رہیگا ہمارے سر کی قسم تم بھی کوئی دام مکر پھیلانا
غلام نے بڑی تدبیر کی عمرو کو پکڑ کے لایا اب اطمینان ہی ساتوین دن سب تڑپ تڑپ کے مر جائینگے اسم اعظم حمزہ کا
قدرت نے بند کیا قصر اسرار سامری مین رکھا ہی مین حرز ہیکل لایا ہون جھولی مین میری موجود ہی یہ سنکر اُس
نازنین کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا ای ظلمات بعضی بات ایسی نازک ہی زبان سے نکالنا مناسب نہین ہمشیرہ میری
ملکہ خورشید روشن جمال قید ہین میرے دل پر چھری چلتی ہی اُنکی خوشی کے واسطے تو یہ دعا میری ہی کہ جلد قلعہ
البلیس پرستان فتح ہو جاے اُسکا دل ہین پاے اور جب یہ خیال آتا ہی کہ بعد خداوند البلیس خود پرست قلعۂ
البلیس پرستان پر کیا بدعت ہوگی نہین معلوم عملداری مسلمانان مین کیا صورت ہوگی ساحر قلعہ مین رہنے نہ پائینگے
یہ ہزارون ساحر کہان جائینگے تب یہ دعا کرتی ہون کہ سامری وجمشید اپنا فضل کرین مسلمانون کا خاتمہ ہو
ظلمات اس ملکہ سے کہ جسکا لقب غزالہ آہو چشم ہی دوسری دختر البلیس کی سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق
اس وقت سیر کرنے کو نکلی ہی ظلمات مدت سے اسپر مائل ہی یہ لعنت وخوشامد اپنی صحبت مین لایا ہی خادمون سے
اشارہ کر رہا ہی ہماری گانیون کو لاؤ منظور ہی کہ اس حیلے سے اس آہوے وحشی کو ٹھہراؤن گانے آتی جاتی ہین مگر
ظلمات نے دیکھا ہر چند کہ برخاستہ خاطر ہی مگر ہر بات مین بہن کا ذکر ضرور کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی

بھی کہتی ہی مین حیران ہون اول تو ہمشیرہ صاحبہ نے ابتداے سحر و ساحری سے نفرت کی اگر آج کو سحر جانتی ہوتین
یکایک یہ مصیبت کاہے کو ہوتی دوسرے مین یہ بڑی حیران ہون کہ بیٹے کو اس آفت مین پھنسایا کیا ہاتھ آیا ایک مرد مسلمان
پر بیٹھے بٹھے عاشق ہو گئین بیمار ہو گئین نہین معلوم کس طور پر وہ شخص پہونچا دوسری یہ بدانتظامی ہی کہ گھر کا بھی انتظام
نہ کر سکین بہن کے غم نے اسقدر مجکو پریشان کیا ہی کہ کسی کام مین دل نہین بہلتا اسی وحشت مین اسوقت نکل آئی
مین تو اُنکے پاس جا نہین سکتی ورنہ پوچھتی کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ یہ کیا کیا **نظم**

التفات ستم نما کب تک
طعنۂ دست نارسا کب تک
نگہ چشم سرمہ سا کب تک
جوشش لبیک مرحبا کب تک
تو مجھے آزمائیگا کب تک
مومن اندیشۂ خدا کب تک

غیر ہے بے وفا یہ تم تو کہو
مجھسے عاشق نہین ہے مجھ ظالم
کہین آنکھین دکھا چکو مجکو
ہوش مین آ تو مجھ مین جان نہین
تکو خو ہو گئی برائی کی

ہے ارادہ بناہ کا کب تک
صبر آخر کرے وفا کب تک
جانب غیر دیکھنا کب تک
غفلت جرأت آزما کب تک
رہگذر دیکھیے بھلا کب تک

استحان کے لیے جفا کب تک
جرم معلوم ہے زلیخا کا
دیکھیے خاک مین ملاتی ہے
نہ بلائینگے وہ نہ آئینگے
لے شب وصل غیر بھی کاٹی
مر چکے ابتو اُس ستم سے ہین

لیکن کیا کہون جو ہونا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر اُٹھی ظلمات قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور
طائفہ بیٹا ہی دو چار شعر سن لیجیے ملکہ پھر بیٹھ گئین کہا اچھا ظلمات خوشی تمھاری ہمارا کسی چیز کو جی نہین چاہتا
جوش خفقان ہی ظلمات نے اشارہ کیا گلشن نامے دومنی مزاج کی باغ و بہار مسکرا کر سامنے بیٹھگئی ساز
بجنے لگے ملکہ کے سامنے یہ غزل گانے لگی ہڈیان اپنی توڑ رہی ہی اس غزل کو بتا بتا کے گا رہی ہے **غزل**

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ذکر جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
ہمد کشتہ نظر آتا ہی ہر مردہ سبے مجھے
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون سبھی دیوار مین
خط و بالیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش اے کربلا سے ملکے اب کہتا ہون مین

ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
مجکو گورستان کا ہے اور پر ہی گمان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مین نے صاف اے باغبان
آشناے دزد نکلا پاسبان کوے دوست
جا بجا رہ نقش قدم ہی غارت رہ قزاق ہی
اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف بھی
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے سے آجاتی ہی نیند
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
قاصد و ان کے پانو تھے تیرے بدگمانی نے مری
ہو چکے دشمن ہمارے رہبران کوے دوست

اس غزل کو گلشن نے بتانے مین
اسقدر ترقی دی کہ ملکہ بیچین ہو گئی آنکھون سے آنسو جاری کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا جب عمرو نے ہنگامہ گرم دیکھا
ایک تان لگائی اور خاموش ہو رہے گلشن نے گھبرا کر کہا ارے یہ کس ظالم کی آواز آئی میرے گانے کا رنگ شنا ہی
مین بیقرار ہو گئی ملکہ غزالہ آہو چشم نے کہا یہ تان نہ تھی کلیجے کو برباد یا ذرا خیال کرکے انصاف کر تجکو شرما دیا گلشن نے
کہا واری کیا کہون مین خود بیقرار ہون کیا کسی کنیز نے آپ کی یہ کمال حاصل کیا ہی ملکہ نے کہا میرے یہان اسکا
فکر بھی نہین اری کیون گلستان و غنچہ دہن تم مین سے کسی نے یہ تان لگائی سب نے کہا واری ہم تو گلشن کا گانا سن رہے مین
حقیقت مین کیا بتائی ہی دل کو لبھاتی ہی ملکہ نے کہا اچھا گلشن گاؤ دیر نکرو ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے جب ملکہ جانے کا
نام لیتی ہین ظلمات گھبرا جاتا ہی سامان عیش و نشاط مہیا کر رہا ہی قرابے شراب کے رکھدیے کشتیان کباب کی
حاضر لین یہی چاہتا ہی کہ ملکہ شراب پیے ملکہ فرماتی ہین اے ظلمات تم کیون تکلیف کرتے ہو مین اس سے دو دم ہون
ان مصاحبون کے کہنے سے کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہی مگر ہان گلشن اس غزل کے اشعار پھر گا دو بتانا تمھارا بہت
گرما گرم ہی بتا کر ایک شعر گا دو گلشن نے پھر تان لگائی خواجہ نے پھر شعر گایا ابکی تو ملکہ کی نگاہ پڑ گئی ملکہ نے کہا

تو ظلمات نے کچھ اور بھی سنایا تو تو قیدی بصورت سوش صحرائی بڑا خوش آواز ہو یہ بیٹھے بیٹھے جلاتا ہو اور سارا بیان کر دو کیا جلو بھی گانا آتا ہی عمرو نے کہا حضور گانا کیا اپنے حال پر روتا ہون اشکون سے دامن و آستین بھگوتا ہون ملکہ نے کہا کچھ گانا آتا ہی تو کیون نہین گاتا ہی عمرو نے کہا کیون ملکۂ عالم کمال کی یہی قدر دانی ہی مشکین بندھی ہوئی ہین پانون کو زمین تھلیجے ہی کسطرح گاؤن بتلانے مین ہاتھ پانون سب ہلتے ہین اگر آپ کے مزاج مین آئے تو میرے ہاتھ پانون کھولدیجیے ملکہ عزالہ آہو چشم نے آنکھ سے اشارہ کیا سب قید کٹنے گر پڑی کہا یہ ہماری صحبت ہی یہ دبلا پتلا کہان بھاگ کے جائیگا جنبش میری تنبشہ کفری ہی دہی علاج کر دیگی مجال ہی کہ بیانسے جنبش کرے عمرو نے کہا مین ایسی قدر دان کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا اگر نکالیے تو نہ نکلون مین حمزہ کی صحبت مین بڑے مزے اٹھائیگا ہون تین روپیے کا مہینہ ملتا ہی اسمین بھی غیر حاضری کاٹی جاتی ہی سوکھے ٹکڑے کھاکے بسر کرتا ہون ملکہ نے کہا اب زیادہ باتین نہ بناؤ گانا سناؤ عمرو نے سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ غزل شروع کی ہاتھ پھیلا پھیلا کر بتانے لگا **غزل**

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین — نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست — مے دیدار پیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہی بھاری پتھر — لوگ جو چوم لیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر ہے داغوں سے — مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
ملتے ہین مہوؤن سے گلگشت مین — زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناسخ — قبرین ہم چوم لیا کرتے ہین

چاک کرنے کے لیے اے ناصح — ہم گریبان سیا کرتے ہین
زندگی زندہ دل کا ہی نام — مردہ دل خاک جیا کرتے ہین
کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی انھین — آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
خلعت یہ ماہ ہین محبوب قلوب — سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
سنتے ہین عفو عصیان بہتر — جو عبادت مین ریا کرتے ہین

چوم لیا کرنے کی لفظ کو اس طرح پر خواجہ نے بتایا ملکہ کو صاف ظاہر ہوا کہ عاشق معشوق سے کلام کرتا ہی صحبت رقص و سرود ہی معشوق کا شرمانا عاشق کا خوشامدین کرنا ملکہ نے شرمکے سر جھکا لیا کہا خواجہ کیا کہنا ہمکناری عاشق و معشوق کی صورت دکھادی دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا عمرو نے کہا ابھی آپ نے کیا سنا حضور ساقی گری خوب کرتا ہون پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ پر میرا کمال ظاہر ہو ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو دشوار ہی عمرو نے کہا مین تو حاضر ہون آنکھون کے سامنے کمال دیکھیے ظلمات خواجہ کے قریب آیا کہا خواجہ ایسا جھگڑا پھیلاؤ کہ ملکہ رات بھر اسی مقام پر رہین مین تمکو نہال کر دونگا رہائی کی صورت بھی بتلاؤنگا خود خداوند سے تمھاری سفارش کر دونگا مین بڑا مرتبہ دلاؤنگا عمرو نے کہا سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین آپکے سایۂ دامن دولت مین آیا ہون اب نیکی کر جاؤنگا ملکہ نے کہا کیون ظلمات خواجہ سے کیا کھسر پھسر کر رہے ہو ہم گانے کے مشتاق ہین ظلمات نے اشارہ کیا عمرو نے کہا پیشواز منگوائیے ملکہ نے سوسن کنیز سے اشارہ کیا پیشواز ہماری دو بھاری پیشواز ملکہ کی عمرو کو دی عمرو نے پیشواز کو پہنا جوڑا سی گھنگرو پانون مین باندھے سامنے ملکہ کے رقص کرنا شروع کیا گلا بیون کو الٹ پلٹ کر دیا جھککر جام لیا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا ملکہ تعریفین کر رہی ہی جانے کا نام نہین لیتی ظلمات پھولا نہین سماتا کہتا ہی خواجہ تمھارا مجھپر بڑا احسان ہوا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا آج تمھاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ وصل محبوب قریب ہوا خواجہ کہتے ہین اے ظلمات کیون گھبراتے ہو تمھارا وصل کرادونگا بہت راضی ہوگے میرا آنا خالی از لطف نہ ہوگا دو دو دن یہان پڑی رہیگی جانے کا نام نہ لیگی ظلمات کہتا ہی خواجہ مین بھی تمھارے ساتھ وہ احسان کرونگا کہ عمر بھر یاد کروگے جان بخشی کر دونگا خواجہ عمرو نے جام شراب سر پر رکھا اور

یہ غزل شروع کی **نظم**

بے یار ساری رات جلایا شراب کو — تا صبح مین نے منھ نہ لگایا شراب کو

کھلجاے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
آنکھوں کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو
دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین پیش زر
ذرے بھی دیکھ لینگے رُخ آفتاب کو
اسکا جواب ہے نہ تو اسکا جواب ہے
لکھا ہے مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو
فرقت مین یار کے ہے بھرا پیکر نحیف
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو
رکھتے ہین اہل درس بھی عشق یار سے
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو
آتے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا
پایا طعام خوان مین کوزے مین آب کو

عاشق نگاہ بہت جو دیکھین نقاب کو
ترک فراق یار ہے وہ ترک بد مذاق
بے آبرو کرینگے یہ دُزد خوشاب کو
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
رُخ یار کو ظاہر ہے نہ پشت آفتاب کو
دل کو رہینگے جوش محبت سے دلبسے
آنکھوں مین اپنی مین نے جو دیکھا ہے خواب کو
بے گنتی بوسے لینگے رُخ دلپسند کے
سمجھے ہوئے ہین ورد کتابی کتاب کو
اے شہسوار خانۂ زین کا ہے تو چراغ
دریا اُچھالتا ہے کلاہ حباب کو
آتش جو شوق کعبہ ہے دل سے کرو رجوع

امید وار ہین نگہ لطف کے کھڑے
کھاجاے بے نمک کے جو ٹکڑے کباب کو
سنتے ہین روز حشر کو شدت ہو گا اسوقت
غش سنگھے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
ہو گا وہ مست جو کہ پیئیگا شراب کو
پیکر شراب نشہ سے اُس نونہال کے
عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو
سودائے زلف یار کی سر مین ہوا رکھ
لین قدم سے تیرے خرد پر لگا کے
لمعات بحساب کو تیرے کمی نہین
دیکھو اِس آستانۂ عالیجناب کو

گانے والی نے سر جھکا کر ظلمات کو جام دیا ظلمات اشارے کرتا ہے خواجہ پہلے جام ملکہ کو دو عمرو نے اشارہ کیا پہلے تم پیو ملکہ کو بھی ضرور پلاؤنگا اب ظلمات خواجہ پر ایسا فریفتہ ہے کہ جو خواجہ کہتے ہین اچھا اچھا کرتا جاتا ہے دل مین یہی شوق ہے کہ عمرو کو مصاحب خاص بناؤنگا اسکی ذات سے بڑا کام نکلیگا شگفتہ ہو کر جام پیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ کو دیا اب کنیزون پر دورا باندھا ظلمات کے ملازم اشارے کر رہے ہین کہ خواجہ ہمین بھی دو عمرو نے قرابے اٹھا دیے پکار کر کہا صاحبو پیو اب تو دور جام بے اندیشۂ انجام چلا سب کو نشہ ہوتا جاتا ہے مگر ظلمات بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے نہ یقین کر رہا ہے ملکہ عمرو کی باتون مین ایسی مصروف ہے کہ جانے کا نام بھی نہین لیتی اسی طرح بہ اطمینان بیٹھی ہے ظلمات نے گھبرا کر کہا دیکھو ملکہ میری صحبت ایسی مقبول ہوئی کہ سامری و جمشید آئے ہین عمرو نے کہا اُنکی تا نگ بیچے صحبت مین بلائے آئے ہین تو جانے دیا وین ظلمات نشے کے جوش مین اُٹھا لڑکھڑا کر گرا ساتھ وہ بھی بیہوش ہوے ملکہ کی کنیزین بھی بیہوش ہو گئین عمرو نے اسباب محفل اُٹھا کر نذر زنبیل کیا دوسرا اندھیرا ہوا کہ ظلمات کا بھی سر کاٹا صدائے گیر و دار بلند تھی بیر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑتی تھی لیکن عمرو نے ملکہ غزالہ آہو چشم کی زبان مین سوزن نہ دیا اور ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ظلمات مرا ہوا پڑا ہے لاشے ساحرون کے لوٹ رہے ہین گھبرا کر کہا خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی دیکھو اگر تمکو بھی چاہتا قتل کر ڈالتا لیکن تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوا ملکہ نے کہا خواجہ تمھارے گانے نے مجھے بدحواس کر دیا لیکن ظلمات کو کیون قتل کیا عمرو نے کہا اس ملعون کے سحر مین تمام لشکر مبتلا ہے حرز ہیکل صاحبقران یہی چھینکر لایا اُسمین اُنکی جان گئی یقین ہے لشکر صاحبقران مصیبت سے چھوٹتا ہو اب حرز ہیکل لیکر جاتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ اصل تو یہ ہے کہ تمھارے گانے نے ہماری جان لی اگرچہ ایک قلق مجھے پہلے سے تھا یعنی گرفتار ہونا ماہ عالم افروز کا اب تمھاری جدائی کا قلق رہا دوسرا ظلم سہا عمرو نے کہا اے ملکہ عالم ہلال جادو کو مین نے گرفتار کر لیا ہے اسم اعظم کی تدبیر کرون تو ملکہ کو بھی چھڑاؤن مجھے خود قلق ہے کہ ایسی شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر اس بلا مین مبتلا ہو اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے عاجز و مجبور رہے ملکہ غزالہ نے سر جھکا کر کہا خواجہ مجھسے جہانتک ہوسکیگا شراکت کو موجود ہون

جہان تم پھنسو گے مین اپنے کو پہونچاؤنگی خواہ گرفتار ہو جاؤن خواہ جان جائے مین تمھاری مدد سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی
ہمشیرہ صاحبہ کے لیے رہائی مین کوشش کیجیے گا مگر میرا اب زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی صبح کو قیامت برپا ہوگی یہ
ظلمات جادو ایسا شخص مارا گیا کہ ابلیس کا بازو ٹوٹ گیا میرے بھی دل مین ہمیشہ سے کھٹکا تھا کہ انسان سے دعوی
خدائی کا کیا کیا مجھکو یہ خداوند بن بیٹھا آج قلب کو اطمینان ہوا دل صاف ہو گیا کہ خدا ے نادیدہ کا مذہب حق ہی
مین دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ نے عہد و پیمان واثق ملکہ سے کرکے دربار کو تو لوٹ لیا عزالہ تخت پر بیٹھکر حسرت عمرو
کو دیکھتی ہوئی اُسی طرح اپنے ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوئی عمرو اسباب یہان کا لوٹکر حرزہیکل لیے ہوے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوے یہان تمام لشکر قصر دود مین مبتلاے مصیبت تھا صاحبقران کو سردارون نے لاکر بارگاہ سلیمانی
مین ڈالا بیہوش و مدہوش پڑے ہین جب آنکھ کھولتے ہین فرماتے ہین یار و میرا سر کاٹ لو مجھے صدمۂ سوزش قلب نہین
اُٹھتا روح قالب سے نکلا چاہتی ہی سردار روتے ہین تمام ملازم جو بیرون بارگاہ ہین اُنپر تو آفت نازل ہی
آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین آسمان سے برقین گر رہی ہین کسی کا ہاتھ کٹتا کسی کا منھ زخمی ہوا کسی پر شعلۂ آتش گرا
جلا کر خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا کوئی پانی مین ڈوبتا ہی کوئی آہ کے نعرے کر رہا ہی اس آفت مین سب جتنے
جو زندہ ہین مرنے کے طالب یاس و حسرت غالب یکایک ایک زناٹا ہوا سب بیہوش ہوگئے ابر دود ٹکڑے ہوکر
منتشر ہوا برقین موقوف ہوگئین شعلہ ہاے آتش جو ابر سے رونی کے گالے گرے اب جو آنکھ کھلی سب نے اپنے کو
حواس مین پایا حیران ہین کہ پروردگار تو نے مشکل کو آسان کیا سب جمع ہوکر بارگاہ سلیمانی مین آئے کہ شاید آقا نے
بھی صحت پائی ہو مگر امیر کو اُسی حال مین پایا سردار گریہ و زاری مین مصروف یہی کہ رہے ہین کہ اے شہریار خدا نے
فضل کیا ہم سب نے مصیبت سے مہلت پائی ابر بھی دفع ہوا مگر حضور کی طبیعت نہ درست ہونے کا کیا باعث ہی امیر
نے آہ کی فرمایا صاحبو خوب جانتے ہو کہ اسم اعظم بند ہوا بسبب حرزہیکل کے ہوشیار تھا وہ بھی ساحر مانگ لیگیا جب تک
وہ گھر مین نہ آئیگی میرے ہوش و حواس درست نہونگے یقین کامل ہو کہ ہمارا یار وفادار عمرو نامدار نے مبارز ہی
ساحر کو مارا جسکے یہ سحر متعلق تھا مگر حرزہیکل نہین آئی یقین ہی خواہ دلاتے ہون یہ فرماکر پھر بیہوش ہوگئے سردار
تلاش مین عمرو کی باہر نکلے حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین
زود رفت کے بھی شاگردون نے یہ خبر جا کر کہی کہ مسلمانون نے صحت پائی ابر وغیرہ دفع ہوا وہ حوان غائب ہوگئی
زود رفت بشکل مبدل لشکر اسلام مین واسطے خبر کے آیا ہی کہ خواجہ آکر پہونچے سب سردار دوڑے عرض کی اے شہنشاہ
ملک عیاری آپ نے جاکر کس ساحر کو مارا ہم سب کو اس آفت سے بچایا مگر آقاے نامدار اُسی حال مین ہین اسوقت ابر کے
دفع ہونے سے زیادہ بیقراری ہوئی صاحبقران نے یہی فرمایا ہمارے یار وفادار نے کسی ساحر کو مارا یہ فرمایے کہ
حرزہیکل بھی لائے عمرو نے کہا موجود ہی یہ سب باتین مہتر زود رفت نے سنین واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ
عمرو نے زود رفت کو بیہوش کرکے درخت مین باندھ دیا تھا اس طرف کاہ فروشون کا گذر ہوا انھون نے زود رفت
کو کھولدیا تب زود رفت اپنے لشکر مین آیا وہان آکر یہ بھی سُنا کہ ابر لشکر صاحبقران سے دفع ہوا تب خبر کے واسطے
لشکر صاحبقران مین آیا دیکھا حقیقت مین ابر دفع ہوگیا ہی پیچھے پیچھے عمرو کے چلا عمرو اندر بارگاہ کے آیا گلے مین
امیر کے حرزہیکل ڈالدی امیر نے آنکھ کھولی خوش ہوکر اُٹھ بیٹھے عمرو کو گلے سے لگایا بڑا بھاری خلعت عمرو کو دیا
زود رفت نے یہ سب معرکہ اپنی آنکھ سے دیکھا خبر لیکر بھاگا سامنے ابلیس خود پرست کے پہونچا ابلیس گھبرا رہا تھا
اور کہہ رہا تھا کہ یارو اسی واسطے مین نے شیشۂ اسم اعظم حمزہ کا قصر اسرار سامری مین رکھا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ

ظلمات پر کوئی افتاد پڑی کہ زود رفت آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے میری جان بچائی عمرو نے
مجکو پکڑکر نخل سے باندھا تھا کاہ فروشون نے مجکو رہا کیا عمرو کے دل مین آپ نے نیکی ڈالی ورنہ قتل کر ڈالتا ابلیس
سنانے مین آگیا حال قتل ظلمات سنکر سب ساحرون کے ہوش اُڑے آپس مین کہتے ہین اتنا بڑا ساحر غدار
مکار ہوشیار کیونکر مارا گیا صاف ظاہر ہی کہ کسی نے ملکر اُسے قتل کرایا ابلیس نے کہا قدرت دریافت کرینگے
یہ ذکر تھا کہ صدہا جادوگر روتے پیٹتے لاشۂ ظلمات لیے ہوے آئے کہا یا خداوند ہم لوگ ملازمان ظلمات مین
صبح کو جو واسطے سلام کے گئے وہ مقام مزبلۂ قصابان بنا ہوا ہی ہزارون جادوگرون کے لاشے تڑپ تڑپ کے
سرد ہوئے کوئی زندہ نہ ملا کہ جس سے پوچھتے کہ انکو کسنے مارا ابلیس گھبرا کے طرف قصر اسرار سامری کے
چلا کہ مین جاکر دریافت کرون ناظرین پر واضح رہے کہ اس قصر کے عجائب وغرائب پر ابلیس کو بڑا ناز ہے
ابلیس طرف قصر اسرار سامری کے جاتا ہی مگر خواجہ عمرو کہ زود رفت کو جنگل مین باندھ آئے تھے اُسی کی
شکل بنکر داخل لشکر ابلیس ہوئے جتنے دوست دیکھا استاد کہکے سلام کیا خواجہ سب کو جواب دیتے ہوئے
دربارگاہ پر پہونچے دیکھا ابلیس نکلا پشت پر ابلیس کے زود رفت بھی آتا ہی شاگردون نے کہا استاد دیکھیے
عمرو آپکی صورت پر آتا ہی زود رفت کا قصد ہوا کہ کچھ کہے کہ عمرو نے وہین سے آواز دی یا خداوند
میری شکل پر ساربان زادہ آپکے ساتھ ہوا ہے اسکو پکڑو شاگرد زود رفت نے زود رفت کو لپٹ گئے لات
جوتے پڑنے لگے عمرو تو صاف نکل گیا جب بہت مار پڑی تو اسنے گھبرا کر کہا ارے یارو میرا منھ دھلواؤ یون پہچانو اور
خداوند آپ بھی دیکھتے ہین کیسا بجز والحق خداوند ہی کہ اپنے بندے کو نہین پہچانتا ہی اب شاگرد گرم پانی
لائے ابلیس نے کچھ راز و نیاز کی باتین پوچھین زود رفت نے سب بتائین تب سب کو اطمینان ہوا اس عرصے مین ابلیس
قصر اسرار سامری مین نہ گیا زود رفت سے باتین ہونے لگین زود رفت جو بہت رویا پیٹا ابلیس نے کہا ہم
بھی تقدیر کر چکے تھے کہ تم ہمارے سامنے ذلت اُٹھاؤ جوتیان کھاؤ تو نے کیون نہ عمرو کو گرفتار کرایا زود رفت
نے کہا یا خداوند مین نے اُسکو دیکھتے ہی قصد کیا تھا کہ اُسکا نام لون مگر اُسنے میرا نام لیکر پکارا یا شاگرد لوگ کیا جلدی
لپٹ گئے شاگرد عذر کرتے ہین یا استاد ہمنے ایک ہی ایک سی تماما معاف فرمائیے گا زود رفت کہتا ہی یارو چپ رہو یہ باتین
لیکر اور مجکو ذلیل کرتے ہو یہان عمرو جو بھاگا راہ مین ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا جاتا تھا کہ قریب ایک ڈیوڑھی
کے پہونچا دیکھا کرسی پر طلادار بیٹھی ہی عورتون کی آمد و رفت ہی عمرو نے ایک سے پوچھا کہ اس قصر مین کون رہتا ہی
کنیزون نے کہا ملکہ غزالہ آہو چشم دختر بلند اختر خداوند نور پکیدہ خالص قدرت لیکن آج کچھ بیمار رہین اندر
باہر سب کو تردد ہی عمرو نے یہ سنتے ہی کنارے آکر ایک بکری اور ایک بندر لیا اُسی دروازے پر آکر سامنے
کنیزون کے تماشا کرنے لگے کنیزون نے جاکر ملکہ غزالہ سے کہا کہ ایک بندر والا ڈیوڑھی پر آیا ہی کیا خوب تماشا کرتا ہی
ملکہ گرفتار دام محبت و قیدی زندان خانۂ مصیبت عمرو کے خیال مین جو آئی ہی منھ لپیٹے پڑی ہی کہ کنیزون نے آکے
بندر والے کی خبر دی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا میرا کسی کھیل تماشے مین جی نہین بہلتا نہین معلوم
عمرو پر کیا گذری کل تو قدرت نے بڑا سحر کیا کنیزون نے عرض کی آج صبح سے ہلڑ ہو رہا ہی کہ ظلمات جادو شیر خاص
قدرت کہ جسنے حرز ہیکل صاحبقران کی لے لی تھی مشہور ہی کہ مع اپنے ساتھ والون کے مارا گیا کہ اتنے مین دوسری
کنیز آئی کہا واری کیا کیا چیزین لاتا ہی بندر بکرے پر سوار ہوتا ہی ذرا تماشہ دیکھیے دل کو بہلائیے ناچار ہو
ملکہ نے کہا خوشی تمسبکی بلالو عمرو تو اڑا ہوا در دولت پر کھڑا ہی ہوا تھا کنیز نے جو آکر کہا بڑے میان چلو اب تمکو

بہت کچھ ملجائیگا ملکہ عالم یاد فرماتی ہین ایک نے کہا بوا میرے کہنے سے جبراً بلایا ہی آج تو کچھ مزاج ہی بگڑ گیا صبح سے منھ لپیٹے پڑی ہین ہنسنا بولنا سب موقوف کیا ہر وقت محل مین چہل پہل رہتی تھی نہین معلوم کسی نے کیا کیا کچھ دیکھنے والون کی نظر لگ گئی آج کھانا بھی نہین کھایا صبح کو فقط ایک گلاس آبشورے کا پیا تھا عمرو سب کی باتین سنتا ہوا چلا جاتا ہی دیکھا تو جابجا نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی صحنچیون مین پاندان کھولے ہوے ڈلیان کترر ہی ہین ایک سے ایک پوچھتی ہی کیون بوا انسری بین آج ہماری مالک نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا دوسری جواب دیتی ہی کہ بوا کچھ مفصل نہین معلوم ہوا ہر جگہ بے لطفی مزاج کے چرچے ہین خواجہ ڈگڈگی بجاتے ہوئے اندر تشریف لے گئے دیکھا باغ بے خزان ہزارون پری زادان حور طلعت خوبصورت پھر رہی ہین عمرو کو دیکھکر چھیتیان ہونے لگین آنکھین بچوئی جو لی دیکھکر ایک نے کہا بوا نرگس تمنے دیکھا یہ نگوڑا بڈھا انہ تھا پیدا ہوا تھا دائی نے نہرنی سے نشان بنا دیا ایک نے کہا ارے بھی ملنا ہو مرنے کو نہین نہین کر رہا ہی خواجہ ایک ایک کو جواب دیتے ہوئے سامنے بارہ دری کے سو بچے ملکہ کو دیکھا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی چراغ حسن وجمال روشن رہے خوار و ذلیل دشمن رب یہ کہکے تماشہ شروع کیا ملکہ تماشہ دیکھنے لگین وہ جسین کنیزین آکر جمع ہوئین اب ملکہ کے سامنے خواجہ بندر کا تماشہ کر رہے ہین ملکہ نے کہا بڑے میان بس اب تماشہ موقوف کرو ہمارا دل گھبرانا ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ دکھڑے کی بڑی خواہش ہی جی چاہتا ہوگا کسی نوجوان کے گلے لیٹکر سوؤن اسی خیال مین صبح سے کھانا نہین کھایا ملکہ نے چلا کر کہا ارگوڑے موئے سونڈی کاٹے بڑھاپے بیٹے خدا تجکو غارت کرے یہ کیا تو نے بکا مارا کنیزین دوڑین مارنے کو خواجہ اُچکتے پھرتے ہین جب ملکہ نے دیکھا کنیزین تھک تھکر گر پڑین کوئی بڈھے کو پکڑ نہین سکتا خود کوڑا ہاتھ مین لیکر انہین کہا کیون اونالایق کنیزون کو میری بہت دوڑایا اب کہان جاؤگے اُٹھنا معشوق کا خواجہ کو بھی شاق ہوا دونون ہاتھ باندھکر قریب آئے کہا یہ سر حاضر ہی شعر ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ملتفت نہین اب بوجھ جیسے اپنی گردن کا وہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا ہاتھ پکڑ کے بارہ دری مین آئی پردے چھوڑ دیئے عمرو نے صورت اصل دکھائی ملکہ نے کہا خواجہ غضب کیا ایسا نہو انمین سے کوئی کنیز جاکر زود رفت سے کہدے یا والدہ کو خبر پہونچ جائے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین اسوقت فکر رہائی ملکہ عالم افروز مین آتا تھا مگر یہ اثنا بڑی میان زود رفت کو خوب بنوایا آپ دولتخانے کی جانب گذر ہوا سُنا کہ آج آپ بہت پریشان ہین دل کو تاب نہ آئی اس شکل پر اپنے کو پہونچایا ملکہ نے کہا خواجہ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین ابلیس کا حکم ہی کہ جو خواجہ کو پکڑ لائیگا اُسکو دولت دنیا سے غنی کردونگا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی اگر غیرت دار ہو تو اب مجسے مقابلہ نہ کریگا آج اُنکی خوب تدبیر ہو گئی ملکہ نے کہا خواجہ اب ابلیس نے خود ارادہ کیا ہی ایک ساحر ظلمات مشیران خاص سے نکلا تھا اُسنے کیا قیامت برپا کی عمرو نے کہا جو صاحب تشریف لائینگے سمجھا جائیگا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا خواجہ بڑی مشکل ہی سب ساحر تمھارے نام کے دشمن ہو گئے ہین ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ مگر خواجہ اپنے کو بچانا عمرو نے کہا خدا مالک ہی دیکھا عمرو نے ملکہ گانے کی مشتاق ہین عمرو نے سب کے ملکہ کے زنبیل سے ز نکالی کہا ملکہ اسوقت جی چاہتا ہی چند اشعار بجاؤن ملکہ نے خوش ہوکر کہا خوشی آپ کی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے یہ اشعار زمین بجانا شروع کیے

نظم

دیکھا نہ کسی کی طرف ایمائے حیا سے
تو سا تو کسی کے لیے صیاد نہ کر بند
ہم دام محبت سے ادھر چھوٹے ادھر بند
جادو کو کیا نرگس جادو نے نظر بند
وہ آخر شب آئے ہین کچھ بات تو کر لو
پرواز بھی کی آہ تو جون طائر پر بند
یہ مشت پر سوختہ پھونکینگے قفس کو
کر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند

کیا منہ سے دل جلا ہو سیان مین نئی لغت
چھٹ جائینگے فرقت سے کیا تونے اگر بند
ای سوزش سینہ مجھے وہ سینہ دکھا دے
جس سان ہو در کیلیے کیون آج ہو در بند

شیشے مین پری کرتے ہین ارباب ہنر بند
شاید کہین تجنے بھی اسے خواب مین دیکھا
کھولے تری گرمی سے رہ گھبر لیے کمر بند

جا سکتے نہین ہلتے ہین اُس کو ہین جو ناصح
آنکھین تجہ کی ای بخت ہین کیون آٹھ پہر بند
کیا حضرت مومن کہین کعبے کو سدھارے

ملکہ چونکہ گانے پر عاشق ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین ہر شعر پر بھی پڑتی ہے مگر ثمن رخ نامے ایک کنیز نہایت بدتمیز اسنے جو باہر سے گانا سنا اور کنیزین ٹھیر ٹھیر کر رہی ہین کوئی کہتی ہے بوا عمرو بندر والا بنکے آیا ہے ایک کہتی ہے بوا مجھے بہت دوڑایا ہے مگر ملکہ اُسکو بہت چاہتی ہین تنہائی مین جا بیٹھین گانا سن رہی ہین ثمن رخ بھاگی یہان البیس نے پھر قصد کیا ہے کہ قصر اسرار سامری مین جاؤن باعث قتل ظلمات دریافت کردن زود رفت بھی شش رہا ہے کہ ثمن رخ آکر پہونچی پکار کر آواز دی میان زود رفت مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے زود رفت آگے بڑھا ثمن رخ نے کہا عمرو عیار بندر والا بنکر مکان مین ملکہ کے پہونچا اب ملکہ کے سامنے بیٹھا گا رہا ہے ملکہ وجد مین ہین جھوم رہی ہین گانے کی عمرو کی تعریفین ہو رہی ہین زود رفت سنکر گھبرا گیا پانچ سو عیار جو موجود تھے اُنکو ساتھ لیکر چلا پلٹ کے البیس سے اتنا کہا یا خداوندا ایک جگہ عمرو کا پتہ ملا ہے گرفتار کرنے جاتا ہون یہ کہکے ثمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا جاتا ہے ایک کنیز ملکہ کی غنچہ دہن حقیقت مین عمرو کی سنے جو دیکھا کہ زود رفت پانچ سو عیارون سے ثمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہے غنچہ دہن بھاگی محل مین آئی یہان اسوقت سب کنیزین ملکہ کے پاس جمع ہین عمرو گا رہا ہے ملکہ مبہوت لب پر مہر سکوت عمرو کو بہت کچھ دیا ہے عمرو بھی خوب خوب گا رہا ہے کہ غنچہ دہن دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری کچھ عرض کرونگی ملکہ نے کہا کہو کہا حضور مہتر زود رفت پانچ سو عیارون ست آگیا ثمن رخ نے جاکر حال کہا گھر حضور کا گھر گیا لونڈی نے بازار مین دیکھا تھا ملکہ تو گھبرا گئی کہا خواجہ اب کیا ہوگا شش باد عالم افروز کے مین بھی بدنام ہوئی میری جان جائیگی عمرو نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ مین نکلجاؤنگا اتنے مین چند کنیزون نے آکر پے درپے خبر دی کہ مہتر زود رفت محل کو گھیرے ہوا دروازے پر بیٹھا ہوا محلدار کو دھمکا رہا ہے محلدار عرض کرتی ہے مین نہین جانتی ہون البتہ ایک بندر والا گیا تھا نہین معلوم چلا گیا یا تماشہ کر رہا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ ملکہ نے اپنے قصر مین جگہ دی گانا اسکا سنا مجھے یقین نہین آتا عمرو جلدی اُٹھا ایک ملکہ کی کنیز کی شکل بنا پاندان ہلاتا ہوا چلا بلا تکلف محل سے باہر نکلا محلدار نے کہا بی گلچہرہ کہان جاتی ہو کہا بوا محلدار پان لینے جاتی ہون آج صبح سے پان نہین کھایا رو تا مر گیا کئی مرتبہ چھپا دیا ہمارے واسطے پان نہ لایا یہ کہتا ہوا ایک ایک سے جھگڑتا ہوا قریب زود رفت کے آیا زود رفت تو اپنا انتظام کر چکا آپ خود دروازے پر بیٹھا ہے گرد پانچ سو عیار مکان کو گھیرے ہوئے عمرو نے آکر کہا میان زود رفت کچھ ہمکو دلوایے تو عمرو کو گرفتار کرا دین زود رفت نے کہا ای گلچہرہ جو کچھ کہ تو کہیگی مین دونگا عمرو نے ہاتھ پکڑا کہا میرے ساتھ آؤ مین مفصل پتہ بتاؤن بھلا یہ کوئی بات ہے کہ دروازے پر بیٹھے ہو وہ ادھر سے کاہے کو آئیگا کوٹھے پر سے کود کر نکل جائیگا زود رفت سوچا کہ سچ کہتی ہے عمرو لگا کر لیچلا جب ہٹے پر ایک کوچے کے آیا کہا مہتر صاحب سر اُٹھا کر دیکھو عمرو کوٹھے پر کھڑا ہے لو بھاگا جاتا ہے جیسے ہی زود رفت نے سر اُٹھایا عمرو نے ایک دھول لگائی کلاہ زرین سر سے میان زود رفت کے اُتار لی نعرہ اپنے نام کا کیا کہ دیکھ او بیحیا ہم جاتے ہین تو ڈھونڈھا کر زود رفت منھ کے بل گرا عمرو بھاگ نکلگیا شاگردون نے آکر دیکھا اُستاد دھری مین پڑے ہین دوڑ کر اُٹھایا کہا اُستاد کیا ہوا کہا یارو عمرو دھوکا دیکے نکلگیا مین نے نہ پہچانا بڑا صدمہ ہوا شاگردون نے اُستاد جی کو اُٹھایا یہان میان البیس

انتظار میں ہیں کہ عمرو کو لیکر زود رفت آتا ہوگا کہ زود رفت خستہ و شکستہ کلاہ و ندارد آکے پہونچا ابلیس نے پوچھا ارے کیا ہوا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ ایسی اُلٹ پلٹ تقدیرین کرتے ہین کہ غلام کو ذلت ہوتی ہے یہ نہین معلوم کہ ملکہ غزالہ آہو چشم سحر مین بےنظیر صورت مین رشک ماہ منیر ہر علم مین طاق شہرہ آفاق اُسکے محل مین ساربان زادہ کیون آیا یہ سبب کھلا کسی لونڈی سے پھنسگیا ہے ملکہ عالم اُس ساربان زادے کو کیا پوچھینگی مگر کوئی کنیز عمرو سے ضرور پھنسی ہے مین دریافت کرونگا ابلیس نے کہا اے زود رفت عمرو نے مجکو زیر مشق بنالیا کیسی کیسی ذلتین دیتا ہے تجسے کچھ نہین ہوسکتا ابلیس نے کہا مجھے دریافت کرنا تھا کہ قصر اسرار سامری مین جاؤن سبب قتل ظلمات دریافت کرون تدبیر کرکے حرز ہیکل بھی لون زود رفت نے کہا یا خداوند اب آپ تقدیر مضبوط کیجیے کہ عمرو گرفتار ہو باعث محل مین جانے کا بھی کھلجائیگا سمن رخ کنیز کو مین نے ملالیا ہے وہ سب کچھ مجکو بتادیگی سب احوال کھلیگا بہر نوع زود رفت یہ کہکے چلا کہ مین عمرو کو تلاش کرکے لاتا ہون خواجہ زرغے مین اسکے شاگردون کے ملے ہوئے سُن رہے ہین ہان مین ہان ملائے جاتے ہین جب زود رفت نے قصد کیا کہ عمرو کو ڈھونڈھنے جاؤن عمرو نے قریب آکے کہا حضور مین کچھ عرض کرونگا زود رفت نے کہا کیا ہے عمرو نے کہا کنارے آئیے ابلیس سامنے بیٹھا ہے صد ہا مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ عمرو نے زود رفت کا ہاتھ پکڑا اور یہ کہتے ہوئے چلے کہ ایسی بات بتاؤن کہ آپ بھی خوش ہوجائین زود رفت کہتا ہے کہ اے مہتر تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب عیار رشک کرینگے خداوند بھی مرتبہ بڑھائینگے عمرو کہتے جاتے ہین مہتر صاحب ساربان زادے کی کیا حقیقت ہے آپ کے نام سے کانپتا ہے مین اُسکے لشکر مین گیا تھا اپنے شاگردون کے سامنے رو رہا تھا کہ مہتر زود رفت سے کیونکر مقابلہ کرون بڑے عیار سے سامنا پڑا ہے قدرت اُسکو چاہئے کہ ہمارے آقا ایسی پرورش کب کرتے ہین زود رفت کہتا ہے اے سرہنگ عمرو نے مجکو تشہیر کرایا سارے شہر مین مشہور ہوگیا سامنے سب کے دھول مار کر بھاگا کلاہ زرین لیکر نکلگیا یہ باتین کرتے ہوئے ایک گوشے مین زود رفت کو لائے کہا دیکھیے سامنے عمرو بیٹھا ہے جیسے ہی زود رفت نے منھ پھیرا ایک دھول سر پر لگائی کلاہ زرین لی اور جست کرکے بھاگے ابلیس نے جو دیکھا کہ میرے عیار کو عمرو نے دھول لگائی اور زود رفت نے پکارا بھی یا خداوند دہائی ہے ابلیس اُٹھا ایک ماش کا دانہ پھینکا عمرو نے جست کی گلیم زنبیل سے نکال چاہتے ہین اوڑھین کہ ابلیس نے گیر کی آواز دی پانون عمرو کے زمین نے تھامےلیے گلیم عمرو نے اوڑھ لی ابلیس نے کہا مین نے عمرو کو پکڑا اسی میدان مین ہے مگر دکھلائی نہین دیتا سب عیار دوڑے نیزے ہلاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین عمرو گلیم اوڑھے ہوئے خال دے رہا ہے اپنے کو نیزہ و شمشیر سے بچاتا ہے جب عرصہ گذرا عیارون نے کہا خداوند اگر عمرو یہان ہوتا تلوار نیزے سے غربال ہوجاتا ابلیس نے کہا کیا ممکن کہ قدرت تقدیر کرین اور عمرو گرفتار نہو یہ کہتا ہوا قریب آیا پکارکر آواز دی عمرو مین جانتا ہون کہ پانون تیرے زمین نے تھامے ہونگے یہ بھی سن چکا ہون کہ گلیم عیاری تیرے پاس ہے تو نے اپنے کو مخفی کیا مگر عمر اسی مقام پر کھڑے کھڑے گذر جائیگی رہائی نہ پاؤگے بھوکے پیاسے مرجاؤگے قدرت اپنے جاہ و جلال کی قسم کھاتے ہین کہ تمکو کچھ نہ کہینگے چھوڑ دینگے جب زود رفت گرفتار کریگا تو اُسکو اختیار ہے مجھے مقدمۂ عیاران سے کیا کام ہے یہ تو عمرو جانتا ہے کہ سراسر مکر ہے اس ملک مین غدر ہے اب اپنے کو ظاہر کرو حقیقت مین اسی مقام پر کھڑے کھڑے دن کی دھوپ کا صدمہ رات کو شبنم پڑیگی بھوکے پیاسے مرجاؤگے پکارکر آواز دی یا خداوند تیری قدرت کے صدقے مین جانتا ہون آپ کو مجھسے محبت ہے مین لو

آپ پر جان دیتا ہون اور آپ کو بھی مجھ سے رسم دلی ہے اب چھپنا اپنے پیدا کرنیوالے سے کیا ضرور عیار جو کئے ہوئے
کوئی کہتا ہے مسرت پہلو سے آواز آئی کوئی کہتا ہے بالکل میرے پاس ہے ابلیس نے کہا اے عمرو مین قسم کھا چکا خوف نہ
کر چلا آ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اب سب نے دیکھا کہ خواجہ قریب ابلیس کے کھڑے ہین جھککر ابلیس کو سلام کیا
ابلیس صورت دیکھکر کانپ گیا اور ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا کہا کیون ساربان زادے اب تیرا کیا حال کرون عمرو ہنسنے لگا
کہا یا خداوند آپ غصہ نہ کیجئے آپ قسم کھا چکے ہین اسوقت تو مجبور ہیجئے جب میان زود رفت مجکو گرفتار کرینگے تو
جو ذہن مین آئے وہ سزا دیجئے گا مجکو تو مین دیکھ بھال لونگا آپ سے ڈرتا ہون اتفاق سے ہنگام سیہ پوش جو
لشکر ماہ عالم افروز پر نگہبان ہوا ہے یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ ماہ پرور دایہ پر عاشق ہے اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او
مکار قدرت نے قسم کھائی ہے تنے تو قسم نہین کھائی یا خداوند مین اسکو قید کردونگا آب و دانہ بھی بند کردونگا تڑپ تڑپ کے
مرے ابلیس نے کہا جلدی اے ہنگام اسوقت عمرو کو چھوڑ دو ہم تقدیر کرکے زود رفت کے ہاتھ سے گرفتار کرا دینگے ہنگام
نے کہا یا خداوند یہ ناممکن ہے زود رفت نے بھی فریاد کی کہ یا خداوند اگر یہ چھوٹا پھر دستیاب نہوگا یہ سنتے ہی ابلیس
نے ایک دستک دی اے کلنگ آتشبار نام لیتے ہی آسمان سے ایک ساحر آیا ابلیس کو سلام کیا عرض کی یا قدرت
آپ کا غلام اپنے انتظام مین تھا کیون یاد فرمایا ابلیس نے سب کیفیت بیان کی کہ عمرو کو ہنگام سیہ پوش نے
گرفتار کیا ہم تمکو انکے ساتھ کرتے ہین حفاظت مین کمی نہو انتظام مین رہے بھی نہو کلنگ آتشبار نے عرض کی یا خداوند
مین نے سنا ہے ظلمات مارا گیا عمرو کی حفاظت کو آپ ارشاد فرماتے ہین مین تو اس خیال مین حاضر ہوا ہون کہ عمدہ ظلمات
مجکو ملے حرز ہیکل حمزہ سے چھین لاؤن ایک ہفتے مین سب کا خاتمہ کردون ابلیس نے کہا اے کلنگ اسی واسطے تمکو
تکلیف دی ہے دو دن حفاظت عمرو کرو تیسرے دن تمکو بھی عمدہ ملیگا قدرت بھی تمہارے ساتھ شراکت کرینگے اب قدرت
تقدیر مضبوط کر چکے کہ تمکو کوئی نہ مار سکیگا کلنگ سلام کرکے رخصت ہوا عمرو نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند آپ نے
یہ اچھا نہ کیا عہد کیا قسم کھائی پھر آپ نے قید کیا ابلیس نے کہا خواجہ مین کیا کرون ہنگام نے گرفتار کیا وہ میرا
سردار جانباز ہے عمرو نے جھلاکر جواب دیا ابے گدھے تو خداوند بنکے بیٹھا ہے انشاء اللہ اگر مین نے تجکو قتل نہ کیا تو نام
عمرو عیار نہ رکھنا سر تمہارا مثل کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھاتا پھریگا آنکھ ملاکر جو عمرو نے یہ کلمہ کہا ابلیس نے غصے مین
ایک طمانچہ مارا طمانچہ وہ کیا کہ آفت تھی عمرو تھرتھرا کر بے دم سے زمین پر گرا آنکھون کی سیاہی غائب سپیدی پھر گئی
کانون کی لوین پھر گئین ناک کا بانسا پھٹ گیا ایڑیان رگڑین ہاتھ دے دے مارے طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلگیا
سب حیران ہوگئے زود رفت نے کہا یا خداوند عمرو مرگیا دبلا پتلا تانتیا تھا طمانچہ آپ کے ہاتھ کا ضبط نہوسکا
تڑپ کے دم نکلگیا جسنے دیکھا اُسنے کہا یا خداوند آپ نے غضب کیا اب جو حمزہ سُنے گا کہ میرے عیار کو مار ڈالا غرز لیکر
اُسکے پاس موجود ہے تلوار پکڑکے گھس آئیگا کون حمزہ کو روکیگا بڑے بڑے مغلوبات جھیلے ہوئے ہے جان پر کھیلے ہوئے ہے
اسکی لاش کو چھپا دیجئے زود رفت نے کہا اگر حکم ہو تو لاش عمرو کی نالے مین پھینکدون اُس طرف کوئی نہین جاتا
سرکشا نالہ مقام خوفناک ہے اگر شاگردان عمرو دیکھینگے سمجھ جائینگے کسی بھوت پلید نے عمرو کو مارا ہوگا آپ کا کوئی
ذکر بھی نہ کریگا ابلیس نے ہنسکر کہا یہ تقدیر ہے جسنے نو ہزار برس پیشتر کی تھی آج اُسکا ظہور ہوا سر کٹے نالے مین
لاش اسکی پھینکدو کلنگ آتشبار بھی اب لاچار ہوا ہنگام کے ساتھ چلا زود رفت نے شاگردون سے کہا
اسکی ٹانگ مین رسی باندھکر سر کٹے نالے پر لیچلو شاگردان زود رفت نے عمرو کے پاؤن مین رسی باندھی کھینچتے ہوئے
لیچلے اُسوقت عمرو کی بیقراری ... مرد ... کی ہوشیاری کی اب زندہ بچنا دشوار ہے مگر اے عمرو صبر کرو

آخر کو لاشہ عمرو کا ان عیارون نے سر کٹے نالے مین پھینکدیا عیار تو چلے گئے خواجہ جاز پو شیار اُسنے ایک گوشے مین آکر خوب روئے دورے دیکھا ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار اُس مکان پر آکر بیٹھے ہین جس مکان مین ماہ عالم افروز قید ہین وقت سحر ہی ملکہ اُٹھکر بیٹھین ماہ پرور دایہ اُٹھی ہی ملکہ کے منھ دھونے کو پانی لائی ہی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای ماہ پرور کیا خاک منھ دھوؤن آج تک خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ عجماہ پر کیا گذری کسکو بھیجین کون جا کے بادشاہ کی خبر لائے یہ ہمارا حال زار اُنکو سنائے کہ کنیز آپ کی مرتی ہی اب اگر تدارک نہ ہوا تو اپنی کنیز کو زندہ نہ پائیے گا ماہ پرور نے کہا اری آج مین نے ایک خبر دہشت اثر سُنی ہی کہ دل کانپ گیا منھ سے نکالنے کو دل نہین چاہتا ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا ماہ پرور ہمارے سر کی قسم جلد بتلاؤ دل تڑپ گیا ظاہر تو کر دو مین تو سنون وہ کیا خبر ہی ماہ پرور رونے لگی کہا حضور مین نے خبر سُنی ہی کہ آج خواجہ پکڑے گئے ابلیس نے ایسا طمانچہ مارا کہ اُس کا اُن کا دم نکلگیا بخوف صاحبقران لاش کہین پھنکوا دی ابھی ابھی در زندان خانے پر ذکر ہو رہا تھا مجھ بدنصیب نے بھی سنا یہ سُنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز تڑپ گئی کہا ای ماہ پرور اگر عمرو مارا گیا تو فتح ہو گئی اپنا تو اب یہ حال ہی نظم

دل شب فرقت مین ہی از بسکہ خواہان مرگ کا
یہ چراغ گور ہی مجھسے بیابان مرگ کا
کیا بیانِ درد دل پیشِ اطبا کیجیے
جنکے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا
اسقدر گردون کی قید گریبان ہی تنگ
گور ہنستی ہی مجھکو شایان مرگ کا
کیون نہ ای آتش جوانون کی طرح باندھو کمر

اشتیاق ہارے افزون ہی ارمان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف جنون
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہی درمان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجکو دی
پھر نچھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آ نکلے اگر
پیر ہون نار ہیش ہی کرنا ہی میدان مرگ کا

چاہیے خالِ پری بہرِ سپند ستم غول
دیتی ہی پیغام تنگی گریبان مرگ کا
جب کہا مرجاؤنگا اپنے گلے کو کاٹ کر
جب کہین دیکھا مہیا ہی سامان مرگ کا
داستہ اپنے ہین ہوئے ہین ہوس سارے سفید
صبح محشر تک رہیگا مجپر احسان مرگ کا

ماہ پرور نے آنسو پونچھے کہا اری اسی واسطے مین خبر عرض نہ کرتی تھی کہ حضور گھبرا اُٹھینگی اُڑتی ہوئی خبر سُنی ہی اُس قول کا کیا اعتبار خدا کرے جھوٹ ہو یہ ذکر تھا کہ ہنگام سیہ پوش اندر قید خانے کے آیا ماہ پرور سے آنکھ لڑا کر کہا دایہ صاحب مبارک ہو آج عمرو مارا گیا لاشہ تک اُسکا دفن نہین ہوا سر کٹے نالے مین پھنکوا دیا ماہ پرور نے کہا او بیحیا نٹ کٹ بیباک تجھسے کون پوچھتا ہی کچھ تجکو پیدا کرنے والے کا بھی خوف ہی کہ کسی غریب پر کیا گذریگی آج تک اس قید خانے مین جو جفائین اُٹھائین اُنکا ذکر ناممکن بقول شخصے موئے پر سو دُرّے ایک تو ہم مصیبت مین مبتلا قیدی زندان خانۂ بلا ہمارے دوستون کے مرنے کی خبر سُناتا ہی سراسر جھوٹ ہی ہمارے سامنے یہ نہ بیان کر ہم نہین تجھسے پوچھتے مگر ملکہ ماہ عالم افروز بلک بلک کے رونے لگی خیال حسرت دل مین یہ اشعار زبان سے نکلگئے نظم

دارم بآب دیدہ ہمہ شست وشوے دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت
سر بر زند چو شعلۂ آہ از گلوے دل
جانان بہ بزم بادہ و ہنگامہ با رقیب

از بس بدرد و محنت ہجران گریستم
چندانکہ کردیک نفت جستجوے دل
بس مرغ دل بگریہ زہجر تو خو گرفت
مخفی دود در دشتِ وہمان گفتگوے دل

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوے دل
یک قطرہ خون نماند مرا در سبوے دل
سوزد و ہزار خرمن تمرا بیک نفس
خواہم کہ در دیدہ گزارم بروے دل

ہر چند ماہ پرور منع کرتی ہی کہ ای ہنگام یہ مناسب نہین کیون تیری شامتین آئی ہین چونکہ یہ عاشق ہی ہنس ہنس کے کہتا ہی ای جان جہان و آرام دل مشتاقان مین نے فقط تمھارے جلانے کو کہا تھا عمرو کو کون مار سکتا ہی مگر آج کلنگ آتشبار کو خداوند نے ہمارے شریک کیا ہی تمھاری خوشی ہو تو ایک جلسہ کرین صحبت شراب و کباب کی ہو تم بھی پینا ملکہ کو بھی ایک گلابی دینگے

یہان قید خانے مین کون آتا ہی مادبرور نے شرما کر سر جھکا لیا اس خیال سے اچھا کہا کہ اسی حیلے سے ملکہ کا دل بہلے
ہنگام سیہ پوش ہنستا ہوا باہر آیا کلنگ آتشبار سے کہا بھائی تمھارے آنے سے میری خوشی ہوئی انتظام
بھی خوب ہو گیا ہی آج جی چاہتا ہی تمھاری دعوت کرین ان قیدیون کو بھی ایک ایک گلابی دیجئے کلنگ نے
کہا بھائی کیا ضرورت ہی آیندہ خوشی تمھاری ہنگام نے اُسی وقت قید خانے مین فرش بچھوایا سامان روشنی
ہونے لگا ہنگام انتظام کرتا پھرتا ہی اپنے نوکرون کو بھیجا ہی کہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب لی لاؤ کلنگ
سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا ہلال جادو حیران و پریشان کپڑے پھٹے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چلا آتا ہی
ہنگام نے آواز دی بھائی ہلال سامری و جمشید نے تمھاری صورت دکھائی اتنے دنون سے کہان تھے
ہلال دوڑ کر قریب آیا ہنگام سیہ پوش سے لپٹ گیا کہا بھائی تمنے سنا کیا معرکہ گذرا عمرو مجھکو پکڑ کر لیگیا ایک درہ
کوہ مین قید کیا روز شام کو آتا تھا کھانا کھلاتا تھا آج صبح کو میرے پسر پہونچے میری زبان سے سوزن نکالا کہا
اُٹھیے اب آپ یہان کیون بیٹھے ہین عمرو مر گیا اپنے گھر چلیے مین درہ کوہ سے نکلا مگر دیکھتا ہون چار طرف سے
مجھکو کالے کالے آدمی گھیرے ہوئے ہین ایک عورت بڑے قد کی کالی صورت بڑا لہنگا پہنے ہوئے دمبدم میرے
سامنے آتی ہی کہتی ہی تجھکو کھا جاؤن تو نے ہمارے مالک کو مارا ہم بیس برس سے اُسکے قبضے مین تھے آج ہمارا
بھاپات موقوف ہوا عمرو ایسا سرپرست مر گیا ایک طرف ایک جوان بڑے قد کا سینگ سر پر مجھسے کہتا ہی ہم
تجھکو کھا جاینگے زندہ نہ چھوڑینگے بھائی مین اسی واسطے گھر نہین گیا جیسے ہی تمکو دیکھا وہ صورتین بھاگ گئین اسوقت
خیر و عافیت ہی دل کو فرحت ہی روح کو راحت قلب مین قوت ہی ہنگام نے کہا اے ہلال آج تمھارے واسطے
یہ سامان ہوا کہ عمرو ایسا شخص مارا گیا جن ساحرون کو تمنے دیکھا وہ ماہ و شمش تھے اور بہشت پر جو ساحر مرے
اُنکو عمرو نے اپنے پاس رکھا جادوگر کو مار کر عمرو بیر بنا تھا زود رفت اسیے عیار نے کیا دھوکے کھائے اب تک
بھوز ور نہین چلا آؤ تم اس صحبت مین بیٹھو ہلال نقلی نے کہا ایک بڑی بات ہوئی کہ سامری جمشید خواب مین آئے
یہ فرما گئے کہ ہمنے تمکو علم موسیقی تعلیم کیا کمال عمرو کا تمکو دیا آج امتحان کرین اگر بھائی یہ کام آ گیا تو بڑا کمال ہوا عمرو
کو ساقی گری بھی آتی تھی سر سے شراب پلاتا تھا مین ان سب باتون کا امتحان کرونگا یا سامری و جمشید
تو سنے دو سو خداؤن کا واسطہ تمھاری بات مین فرق نہو ہنگام نے کہا آؤ انتظام کرو آج ہم یہان جلسہ کرینگے
ہلال نقلی انتظام کرنے لگا شراب کے تپلے انتظام سے رکھنے ناگاہ میخوار جلسہ ثوابت و سیارگان میخانۂ فلک برپا
صحبت عیش آراستہ کی یہان ہلال انتظام کر رہا ہی روشنی وغیرہ ہوئی ہنگام کو بڑی خوشی ہو گئی کلنگ آتشبار
سے کہ رہا ہی ہلال کے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا مجھکو تکلیف نہوئی بیشک یہ نظر کردہ
سامری و جمشید ہوا دیکھو کس سلیقے سے انتظام کیا ہی شراب کو کس لطف سے رکھا ہی کنٹر الماس نگار قراغولق
کشتیان کباب کی لاثانی ہنگام کہتا ہی حقیقت مین جسنے کبھی شراب نہ پی ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے جلسہ تیار ہو
ہلال بیچ مین آکر بیٹھے کہا بھائیو تم سب جانتے ہو کہ مجھے گانے کے نام سے نفرت تھی مگر سامری و جمشید نے لعاب
دہن اپنا منھ مین میرے ڈالا اور یہ بھی فرمایا کہ سب کمال عمرو کے تمکو دیے اب امتحان کرتا ہون یہ کہکے سازندون
سے کہا تمھاری آس ہی سازندون نے ساز ملائے ہلال نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

شام سے تا صبح مضطر صبح سے تا شام ہم
صبح تک رویا کیے لے لیکے تیرا نام ہم

ایک عالم مین ہین کیون اے گردش ایام ہم
یار و دشمن نے ستایا جبکہ ہم عاشق ہوے

شب ہے گھر مین بس چین لیے آرام ہم
ہو گئے اپنا ہی پھر دیوین کسے الزام ہم

کیا مزا پایا عدو سے بیزہ ہو آپ نے
بات بھی کرتے نہین جز صنعت ایہام تم
توخبر لا کیا کہا قاصد سے چھپتے پھرتے ہین
ایسے سودائی نہین ای شوخ بیجا نام تم
پہونچتے وان تک تو اُس پردہ نشین کو دیکھتے
مومن آخر تھے کبھی ای دشمن اسلام تم

ناکام عشق مین تجھے لائق دشنام ہو
اسکے بیجا کون کو تجھے پر جو یون حیران ہے
ہمدم اُس پردہ نشین کو بھیجکر پیغام تم
آئینہ کا بوسہ لے تو عکس لب کو دیکھکر
کاش ہوتے چشم نرگس دیدۂ بادام تم

بسکہ اک پردہ نشین کے عشق مین ہو گمشدہ
خاک پر چپکے پڑے تکتے ہین تیرے بام تم
اس سیہ بختی پہ رکھین تجھ سے امید وفا
اور بس رہجائین یون ناکام ہو خود کام تم
گر ترے کوچے کو دی کعبہ سے نسبت کیا کیا

ہلال کی آواز جو بلند ہوئی ہنگام و کلنگ رو رہے ہین یہ اشعار عاشقانہ جو کان مین ملکہ کے پہونچے تڑپ گئی کہا ماہ پرور سنتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے ہائے گانے والا پردۂ دنیا سے اُٹھگیا ماہ پرور نے کہا واری یہ ذکر نہ کیجیے دل بھر آتا ہے قلب ٹھہرا آتا ہے خدا انکو زندہ رکھے انشاء اللہ خواجہ عمرو البیس کو مارینگے ہمین آپ کو قید سے چھڑا لینگے ہلال جادو آیا ہے وہی گا رہا ہے ساحر ذکر کرتے ہین کہ سامری و جمشید نے اُسکو علم موسیقی عطا کیا بعض یہ کہتے ہین کہ کمال اُس کامل کا اس پیا کو ملا ان باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ملکہ خاموش اشک حسرت نہین کہتے ہلال نے دو چار چیزین گا کر ہنگام سے کہا بھائی بطور قدرت سامری تو ہوا گانا تو مجھکو آگیا اب ساقی گری کا امتحان کر دون دیکھون سر سے شراب بھی پلا سکتا ہون یا نہین اگر ساقی گری بھی آگئی تو کل کمال عمرو کے مجھ مین جمع ہوئے ہین جا کر عیاری بھی کرونگا ہنگام تعریفین کر رہا ہے ہلال نے پیشواز پہنی پہلے گت تاچا دیکھنے والون کی بُری گت ہوئی سم کھانے پر آمادہ تھے بعضون کو یہ خیال تھا کہ کمال عمرو کا بھائی ہلال کو ملا مگر ہلال نے جام بلورین سر پر رکھا یہ غزل گانا شروع کی نظم

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
گرچہ ہون میکش پر ای زاہد نکر غیبت مری
رعشہ دار انسان کو کرتی ہے اکثر شراب
میکشی سے نام ہو ان کو اسلیے انکار ہی
آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہپر شراب

رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
ہے دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول
تا نہ ان بدباطنون کے گھولدے جوہر شراب
ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا ذکی

خون آتا ہے نظر صاف اُس تن نازک سے یون
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تو ہے سے
ذائقے مین دیکھلو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
ہین جو عالی ہمت انکو میکشی سے عشق ہے
جنکی نزدیکی سے خارج ہوتی ہے اطہر شراب

ان اشعارون کو اس مزے سے ہلال نے گایا کمال علم موسیقی دکھایا پینے والے بے پیے مست ہوگئے ماہ پرور دلگیر ہوئی خیال مین عمرو کے آنکھون سے آنسو جاری ہین ملکہ انتشار مین کبھی فرماتی ہین کہ ای ماہ پرور اب کبھی ایسا دن بھی ہمکو نصیب ہوگا کہ شہریار سامنے ہون خواجہ عمرو گائین بجائین صحبت مین ہم بھی ہون ماہ پرور کہتی ہے واری انشاء اللہ جامع المتفرقین پھر آپ کو اور بادشاہ کو ایک جگہ کریگا سنتے چلے آتے ہین کہ فرزندان صاحبقران جس عورت پر مائل ہوئے دو دن مین یا چار دن مین وہ اُنکی خدمت تک پہونچی اور کسی کی مجال نہین ہے کہ اُنکی مطلوبہ پر دست انداز ہو ملکہ مہر نگار کہ جنھون نے کیا کیا صدمے اُٹھائے مگر کبھی کسی کافر کا پنجہ اُنپر نہین قابض ہوا ازو مین و بیجن علیہما اسی حسرت مین رنج آخر واصل جہنم ہوئے اسی طرح آپ بھی وصل سے اُس شہریار کے فیضیاب ہونگی مگر ہلال نے ہنگام و کلنگ کو جام پلائے اشعار گا رہا ہے وہ دو شعر گائے ہین کہ یہ دونون مبہوت ہو رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری ہر مرتبہ کہتے ہین ای ہلال وہ جو بڑے بڑے گویے موجود ہین کسی کی مجال نہین کہ تمھارے سامنے منہ کھولے ہلال سلام کرتا ہے کہتا ہے حضور حقیقت مین آج جو صحبت ہوئی کبھی ایسا رنگ نہ جما تھا ہلال نے سب کو شراب پلائی ماہ پرور و ماہ عالم افروز دیکھ رہی ہین محفل مین بے اعتدالی ہونے لگی کوئی ناچتا ہوا اُٹھا

کوئی برہنہ ہوگیا کوئی کسی کی ٹوپی اُتارتا ہی کوئی کسی کو اپنے گدھے کھکر للکارتا ہی ماہ پرور حیران ہی کہ آج یہ سحر
دیوانے کیون ہوگئے یہ کیسے حرکات کررہے ہین ہلال جادو کے گانے کا شور ہی سب تعریفین کررہے ہین خرد و
کلان ادنی و اعلی پیر و جوان محو ہو رہے ہین بعض اپنے نصیبون کو رو رہے ہین مگر ابلیس خود پرست بارگاہ مین
بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو تمنے مجکو دریافت نہ کرنے دیا جب قصد ہوا ادہری ذکر ہوگئے مین قصر اسرار سامری مین
جاتا ہون یہ کہکے ابلیس دوڑا ہوا در قصر پر آیا دروازہ کھولا اندر پہونچا دیکھا پتلیون نے جھولا ڈالا ہی ایک
پینگ لگا رہی ہی باقی سب ملار گا رہی ہین لہرے ساون کے اُڑا رہی ہین لکھا ہے اے ابر آسمان پر آتے ہین بوندیان
پڑتی ہوئی نظر آتی ہین جیسے ہی ابلیس اندر آیا کنیزون نے پکارکر کہا یا خداوند جلدی جاؤ میان ہنگام جادو
دکلنگ آتشبار کو عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر ابلیس گھبرا گیا اور جو پوچھنے کو تھا وہ سب بھولا فوراً بھاگا بارگاہ
مین آیا پکارکر آواز دی یارو قدرت قصر اسرار سامری مین جاتے تھے راہ مین فرشتہ اے آسمانی نے خبر دی زندانخانۂ
ماہ عالم افروز پر عمرو پہونچا ہنگام دکلنگ کو مارا چاہتا ہی کوئی ساحر تیز رو جائے عمرو کو پکڑ لے ورنہ غضب ہوجائیگا
گرمین یہ خبر سنکے ایسا گھبرا گیا یہ نہ پوچھا کہ عمرو زندہ کیونکر ہوا وہ تو مرگیا تھا سب نے کہا یا خداوند یہ بھی عیاری
عمرو کی مشہور ہی طیفور نازک چشم مصاحب ابلیس کی بڑی جادوگرنی ہی جھلا کر اُٹھی کہا یا خداوند ابھی جاتی ہون
عمرو کا سر لاتی ہون مردہ بنکے عیاری کرنا اُسکا مشہور ہی اکثر مردہ بنا ہی ساحرون نے کہا اگر فرشتگان آسمانی
قدرت کو خبر دیتے ہین اُسوقت قدرت نے نہ پوچھا کہ عمرو زندہ یا مردہ یہ بڑا دھوکا کھایا ابلیس نے کہا قدرت
دھوکا نہ کھاتے تو یہ عیاری کیونکر ہوتی ہنگام سیہ پوش دکلنگ آتشبار مغرور تھے قدرت کو اُنکا غرور مٹانا
منظور تھا ابتو کبھی نہ غرور کرینگے ای طیفور جلد جاؤ ساحرہ اُڑکر چلی یہان عمرو نے مال لوٹنا شروع کیا مگر ماہ پرور
پکار رہی ہی کہ خواجہ برائے خدا اپنا نام بتاؤ ہم دونون کو تسکین دو جبوقت سے سنا ہی کہ دشمن مارے گئے مصروف
غم والم ہین ابتو تسکین ہو عمرو کہہ رہا ہی ای ماہ پرور تمھارے پاس آتا ہون تم سب کے چھڑانے کو آیا دو چار
کوڑی کا روزگار کرلون مہاجن پوچھینگے اُنکو کیا جواب دونگا ماہ پرور ہرچند کہتی ہی کہ برائے خدا میری زبان
سے سوزن نکالدو مین سب مال تمکو دیدون خواجہ عمرو نہین سُنتے جب بہت کہا خنجر کھینچکر دوڑے کہ ہنگام د
کلنگ کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ طیفور نازک چشم او ساربان زادے کیا کرتا ہی اگر ہنگام کو
قتل کیا سر کاٹکر تیرا پھینکدونگی عمرو نے جو دیکھا کہ ساحرہ قریب آپہونچی چاہا جست کرکے بھاگون طیفور جادو نے
وہین سے سحر کیا پانون زمین سے عمرو کے تھام لیے طیفور گرجی کہا او ظالم بتا تو کیونکر بچا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ملکۂ عالم
مین نے دمامہ ایسی ساحرہ کو دیکھا مگر آپ ایسی تیز پر سلیس خوبصورت نیک سیرت میری نگاہ سے نہین گذری مین تو
آپ کا غلام ہون مین نے مکر کیا تھا دم چُرا لیتا ہون اگر حضور کہین اور آپ کو دیکھنا منظور ہو تو مین مردہ بنون
سب عیاریان آپ کو بتا دون آپ میری خطا معاف کرا دیجیے چلکے قدرت کے قدمون پر گرا دیجیے سچ یہ ہی آپ سے
اپنا حال کہون مجھے مہتر زود رفت سے بڑی ضد ہی جہانتک پاؤنگا اُنکو ذلیل کرونگا اس طرح عمرو نے
گڑگڑا کر کہا کہ طیفور جادو تھمگئی کہنے لگی ای عمرو اگر تو میری نوکری کرے تو مین تجکو نوکر رکھون دو مرتبہ ترا کرون
کہ زود رفت کو بڑا رشک ہو عمرو نے کہا مین حاضر ہون بس مین آپ کا نوکر ہوا اسباب عیاری کہیے رکھون کہ
پھینکدون مجھے سب طرح آپ کی اطاعت منظور ہی آپ کے تشریف لانے سے قلب کو سرور ہی آپ ذرا بیٹھ جائیں تو مین
سب چیزین آپ کو دکھاؤن بیہوشی کی مٹھائی بنائی ہی آپ سے کیا پردہ کشمش چھوہارے منقے ایسے بنائے ہین

کہ اصل و نقل مین فرق نہ ہو طیفور نے کہا ان سب کو ہوشیار تو کردن عمرو نے کہا ذرا ٹھہر تو جائیے میرا کمال دیکھیے طیفور کے بھی خیال مین آگیا کہ دیکھون عمرو نے کیا کیا بنایا ہے آج اپنا سب راز ظاہر کرتا ہے اسکو اپنے گھر مین چھپا رکھونگی قدرت سے حیلہ کردونگی عمرو نے تیور دیکھے کہ میری باتون کا اسکو اعتبار آیا جلدی کمر کھولکے ایک بڑی سی تھیلی نکال کہا یہ چیزین کبھی مین نے امیر کو بھی نہین دکھائین اول تو مجھے آپ کا مذہب بہت پسند آیا کہ قدرت ہر وقت سامنے موجود ہین جس وقت جی چاہے جو حال کہلو قدرت سماعت کرنیکو موجود ہین آپ کے خوب معبود ہین طیفور بڑی کاہنہ ہے تھیلی دیکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جیب مین ہاتھ ڈالا ورق جو اسنے نقشے کا نکالا صاف نوشتہ پایا کہ ای طیفور خبردار عمرو کی باتون کا اعتبار نکر انھین باتون مین اسنے ہزارون ساحر مارے یہ کبھی ابلیس پرست نہ ہوگا پکا مسلمان ہے اس سے کلام کرنے مین جان کا نقصان ہے بس طیفور کانپنے لگی کہا او ساربان زادے مجکو دھوکا دیتا ہے عمرو ہان ہان کرنے لگا طیفور خنجر کھینچ کر عمرو کی چھاتی پر چڑھ بیٹھی اُسوقت کی عمرو کی بیقراری و اشکباری کیا بیان ہو لاکھ لاکھ منت کرتا ہے طیفور نہین مانتی ہے قتل کرنے پر آمادہ ہے یہی کہتی ہے او ظالم اب تو ورق سامری نے مجکو خبر دی تیری باتون مین سراسر مکر ہے مگر حال سنیے ملکہ غزالہ آہو چشم کا کہ عمرو پر عاشق ہوکر اپنے باغ مین آئی مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان رعنائی باغ کی خاک معلوم ہوتی ہے خود بخود بلک بلک کے روتی ہے کہ ایک کنیز باہر سے آئی کہا لو واری مبارک ہو عمرو مارا گیا آج مقدمہ صاف ہوا قدرت نے ایک طمانچہ مارا عمرو تو نحیف و ضعیف تھا تڑپ کے دم نکلگیا مین نے ابھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پانوں مین رسن باندھکر کھینچتا ہوا لیگیا سڑے نالے مین لاش پھینکدی دفن کفن بھی عمرو کو ممکن نہ ہوا نہین معلوم اُسکے آقا کو بھی خبر ملی یا نہین بس یہ کلام حسرت انجام سُنکر غزالہ بیقرار ہوگئی اتنا تو گھبراکر کہا کہ تونے آنکھون سے دیکھا یا کانون سے سُنا کنیز نے کہا مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پانون مین عمرو کے رسی باندھے ہوئے لیے جاتا تھا ہزارون بازاری ساتھ تھے اور جو جو ساحر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُنکے عزیز خوشیان کرتے ہوئے جاتے تھے شہر مین غلغلہ پڑا تھا کہ عمرو مرگیا بس غزالہ کا رنگ متغیر کلیجے پر تیر پڑا آہ کرکے اُٹھی دل بیٹھا جاتا ہے دل سے کہتی ہے ای غزالہ افسوس ایسا کامل و اکمل یون مارا گیا لاش کو اُسکی دفن و کفن نہ ملا کیا خوب کسی شاعر نے رباعی کہی ہے رباعی

ای دل تو درین جہان چرا بیخبری
روزان و شبان در طلب سیم و زری
سرمایۂ تو ازین جہان یک کفن است
آن ہم بگمانست کہ بری یا نہ بری

افسوس ایسا عیار جلیل اہل اسلام کا کفیل یون مارا جائے کفن تک اُسکو نہ ملے اب اگر بعد اُسکے صاحبقران لاکھون کو قتل کرینگے تو اپنے یار وفادار کو نہ پائینگے جو قافلے ملک عدم کو گئے اُنکا حال آج تک نہ معلوم ہوا ہر ایک کو یہی ہوس ہے کہ دریافت کرین رباعی

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ منہ پہ کیا گذری

ہا بیابان عدم کا حال نہ کھلا کوئی واپس نہ آیا کہ اپنا حال تو بیان کرتا اہل و عیال کی محبت کہان گئی مگر ثابت ہوتا ہے کہ وہ عالم اور ہے غفلت کا دور ہے رباعی

جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہے
مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہے
یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہے
اسباب جہان سے دیکھ لے ای غافل

شعر تردد کیا تمہین ای ساکنان ملک ہستی ہے ✤ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ✤ دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر ✤ خاک کے نیچے خوب بستی ہے ✤ ابر رحمت اگر نہین ای برق ✤ بیکسی گور پر برستی ہے ✤ ایسے کلمات حسرت زبان سے ملکہ غزالہ آہو چشم کے نکلے کہ کنیزین بھی رونے لگین جنہے یہ خبر کہی تھی اُسنے دست بستہ عرض کی بین بھی تھی دشمن کے مرنے کی خبر سُنکے آپ خوش ہونگی آپ کو تو بڑا ملال ہوا ملکہ نے

کچھ جواب نہ دیا ستارۂ سحری بنکر بلند ہوئی عمرو کی لاش ڈھونڈھتی ہوئی چلی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہے دل مثل مرغ بسمل
پھڑک رہا ہے اول سر کٹنے نالے پر آئی سب طرف دیکھا کہین لاش کا پتہ نہ ملا لاچار ہوکے روتی ہوئی پلٹی خیال مین
یہ تھا کہ اگر عمرو کا لاشہ ملے تو جس طرح ہوسکے دفن کرون خواہ بدنام ہوجاؤن مگر لاش نہ ملی دل سے کہتی ہے شاید
شاگردان عمرو اُٹھا لیگئے پھر کہتی ہے اتنے عرصے مین کیونکر خبر ہوئی کیونکر لاش کو لیگئے مسلمانون کے یہان لاش
اُٹھانے کا طریقہ مقرر ہے صندوق شامیانہ لاتے ہین خود اپنے عزیز کی لاش کو اُٹھاتے ہین ہاے خواجہ کیا لاش کو تمھاری
کہ صحرا کے کھا گئے ہڈیان تو ملتین اسی سوچ مین جاتی ہے کہ کان مین آواز آئی او ظالم مجھے قتل نہ کر دیکھ بہت پچتائیگی
میرے شاگرد تجھکو بھی قتل کرینگے شاگرد رشید میرا حشر قران قیامت برپا کریگا دن دہاڑے گھر مین گھس پڑیگا اُسکا
بندہ خالی نہین جاتا میرے مارنے سے کیا ملیگا سر جھکا کے عزالہ نے دیکھا کہ عمرو چت پڑا ہے طیفور نازک جسم
خنجر ہاتھ مین گلے پر عمرو کے خنجر پھیرا چاہتی ہے عمرو تڑپ تڑپ کے کلام ہاے مذکور کر رہا ہے مگر سحر سے طیفور نے
ایسا مجبور و لاچار ہے کہ ہاتھ پانون مین حس و حرکت نہین ہے زندگی سے جو امید قطع ہوئی ہے زیرہ سی آنکھون سے
چھوٹے چھوٹے مروارید گر رہے ہین عزالہ تڑپ گئی خنجر گلے پر عمرو کے دیکھکر کلیجہ پر چھری پھری کارد سحر جھول سے
نکال اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا اس طرح بجلی گری کہ سر طیفور کا اُڑگیا اندھیرا ہوا آواز طیفور کے مرنے کی
بلند ہوئی عمرو کے ہاتھ پانون کھلے اُٹھ بیٹھا عزالہ زمین پر آئی جوش محبت مین کہا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے
دشمنون کے مرنے کی خبر سنی تھی عمرو نے کہا ملکہ وہ بھی عیاری تھی ہلال جادو کی شکل بنکر مین نے یہان آکر عیاری کی
سب کو بیہوش کیا اس طیفور نے آکر مجھکو گرفتار کر لیا مگر آپ خوب وقت پر پہونچین عزالہ نے کہا خواجہ مین تو
تمھارا حال سُنکر گھبرا گئی لاش کی تلاش کو نکلی تھی شکر ہے کہ آپ کو زندہ پایا مگر ابلیس کو یہان کی خبر پہونچگئی ہے
جب تو اُسنے طیفور کو بھیجا ہے تم اب نہ ٹھہرو مین ان سب کو قتل کرکے ملکہ کو لیجاؤن عزالہ نے چاہا مین سے ملون
عمرو نے منع کیا کہا یہ وقت ملاقات نہین عزالہ تو مجبور ہوکر پلٹگئی عمرو خنجر کھینچکر پہونچا ہنگام دکلنگ کا سر کاٹ
اب خنجر پکڑے ہوگرا سب ساحرون کے سر کاٹے ماہ پرور نے جو دیکھا کہ عمرو نے اُس مقام کو مزبلۂ قصابان بنا دیا
سب لاشہ پھڑک رہا ہے اشارہ کیا خواجہ میری زبان سے سوزن نکالو عمرو نے چھینکے زبان سے اُسکی سوزن
نکالا ماہ پرور نے بہ تعجیل تمام اول ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین چند کنیزین جو ساتھ تھین اُنکو بھی رہا کیا ماہ پرور
نے سحر کیا کہ آسمان سے تلوار برس رہی ہے عمرو پلٹ پلٹ کے کہتا ہے اے ماہ پرور جلدی نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور
ساحر آجائے ماہ پرور نے بہ تعجیل ملکہ کا ہاتھ تھاما کہا حضور چلیے حقیقت مین مقام خوف ہے یہان ابلیس بیچ بیچ
گھبرایا کہا یار دین نے طیفور کو بھیجا وہ ابھی تک پلٹ کے نہین آئی اور سے کوئی ساحر ایسا ہے کہ جاکر خبر تو لے
کہ وہان کیا گذری سرہنگ جادو اُٹھا کہا یا خداوند مین جاکے خبر لاتا ہون سرہنگ جادو نہایت تیز رفتار
ہو تڑپ کے چلا اُسوقت آکے پہونچا کہ عمرو سب کو ساتھ لیکر زندانخانے سے باہر نکلا ہے اُسنے دیکھتے ہی نعرہ کیا الم
نعم سرہنگ جادو اور سرہنگ نے یہ بھی دیکھا کہ ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہے عمرو نے جو سرہنگ کو آتے دیکھا
چاہا کہ گلیم اوڑھکر بھاگون کہ سرہنگ نے جھپٹکر سحر کیا عمرو زمین پر گرا ماہ پرور نے جو دیکھا سرہنگ جادو
آگیا عمرو پر سحر ہوا بڑھکر ماہ پرور نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانون مین طاقت آئی قصد تھا کہ اُٹھے سرہنگ
نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا عمرو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ماہ پرور اور سرہنگ سے سحر چلنے لگا تلوارین
برس رہی ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین ماہ پرور اپنے کو بچاتی ہے سرہنگ جادو چاہتا ہے

ملکہ عالم افروز کو لون اور نکلجاؤن ماہ پرور کبھی عمرو کو بچاتی ہو کبھی ملکہ پر سینہ سپر ہوتی ہو مگر سرہنگ غضب کے سحر کر رہا ہو ماہ پرور بھی جان لگا رہی ہو جب سرہنگ نے دیکھا کہ میرا سحر ماہ پرور پر تاثیر نہین کرتا چھری نکالکر زبان کاٹی خون چلو مین لیکر ماہ پرور پر پھینک مارا ماہ پرور لڑکھڑا کر گری بدن مین آبلے پڑگئے زبان بند دل دردمند ملکہ ماہ عالم افروز نے جو عمرو اور ماہ پرور کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو کر رو دی یہ اشعار حسرت آثار زبان پر لائی نظم

از خون دل و دیدہ بدامان تمنا
ترسم کہ شوم آتش و در مشت خس افتم
مخفی بہ تمنا و ہوس چند درین راہ

در قافلۂ شوق چو بانگ جرس افتم
صد رشک چمن دارم دگر در قفس افتم
بے روئے تو گر جانب گلشن گذر افتد
در پائے خس و خار چو بانگ جرس افتم

در مرحلۂ عشق ز راہ ہوس افتم
بس داغ ز ہجر تو نہادم بہ رگ و پے
چند انکہ قدم پیش نہم باز پس افتم

سرہنگ ملعون نے جلد تخت تیار کیا اتنے عرصے مین اسکے ملازم بھی آگئے ملکہ کو اور کنیزون کو ایک تخت پر بٹھایا عمرو اور ماہ پرور کی زبان مین میخ زنگ دوسرے تخت پر ڈالا ابتو بڑا ہو گیا کہ ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار و طیفور نازک چشم مع دو ہزار ساحرون کے مارے گئے سرہنگ جادو عین وقت پر آیا عمرو و ماہ پرور و ملکہ ماہ عالم افروز کو پکڑ لیا سرہنگ جادو دو تختون پر ان قیدیون کو ڈالکر لیچلا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم طیفور کو مارکر اپنے باغ مین آئی دربار لگر سنانے مین آکر بیٹھی ہین دل چاہتا ہو کہ خبر مفصل ملے کہ وہان کیا گذری کہ اتنے مین ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی واری غضب ہوا عمرو نے جاکر زندانخانے پر عیاری کی طیفور مصاحب خداوندی و ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار ان سب ساحرون کو عمرو نے مارا ملکہ کو رہا کرکے لیچلا تھا کہ سرہنگ جادو فرستادہ قدرت پہونچگیا اُسنے جاکے سب کو پکڑ لیا طرف دربار خداوندی کے لیگیا یہ سُنکر ملکہ غزالہ آہو چشم گھبرا گئی کنیزون سے کہا بہر خدا اتنا احسان کرو کہ ہمکو لحظہ لحظہ کی خبر پہونچاؤ کنیزین دوڑین وہان یہ معرکہ گذرا کہ ابلیس غصے مین بیٹھا تھا کہ سرہنگ ملکہ ماہ عالم افروز کو بوجہ عمرو لیکر سر دربار آیا تمام اہالیان دربار جمع ہین جسنے خبر سُنی دوڑا ہوا آیا ملکہ ماہ عالم افروز کا حال سُنکر سب کو حیرت ہو کہ نورچکیدۂ خالص قدرت یون سر دربار قید ہو کر آئے ساحرون مین جو خشمک ہوئی ابلیس جھلایا سرہنگ سے کہا او بیحیا تونے پہلے ہمکو خبر دی ناموس کو سر دربار لے آیا نورچکیدۂ خالص قدرت مجمع عام مین ہو ہرچند کہ اُس سے ایسی ہی خطا سرزد ہوئی مگر ہمین تو اپنے نام کا پاس ہو شہر مین خبر تھی کہ ماہ عالم افروز دختر خداوند بادشاہ اسلام پر عاشق ہو مگر یہ ہتک کیونکر گوارا کرون جی چاہتا ہو تجکو قتل کرون زود رفت تو خاموش کھڑا ہو کچھ جواب نہین دے سکتا ہو مگر ابلیس کو بڑا غصہ ہو حکم دیا آج شب بھر صحبت عیش و نشاط آراستہ رہے صبح کو ان سب کو قتل کرینگے یہان تو ابلیس نے زود رفت کو برائے نگہبانی اسواسطے مقرر کیا کہ اگر کوئی عیار آئیگا تو اُسکو پہچانیگا چوکی پہرے مقرر کیے خود تخت پر آکے بیٹھا حکم ہو اب کوئی غیر اندر نہ آنے پاسے اندر سے کوئی باہر بھی نہ جائے اسطرح کے انتظام کرکے بیٹھا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم کو ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ واری سرہنگ جادو ملکہ ماہ عالم افروز و عمرو کو لیکر دربار خداوندی مین آیا ہو اور قید آپ کی ہمشیرہ کی خاص دربار خداوندی مین ہو آج دربار مین بڑا انتظام ہو یہ سُنکر نہایت تردد ہوا گئی کنیزین پھر واسطے خبر کے بھیجین یہی خبر ملی کہ آج دربار مین کسی کے جانیکا حکم نہین ہو دو پہر رات گئے غزالہ اپنے مقام سے اُٹھی یکہ و تنہا اول لشکر صاحبقران مین آئی یہان بھی یہ معرکہ ہو کہ ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی ہو کہ عمرو برائے رہائی ملکہ ماہ عالم افروز معشوقۂ بادشاہ اسلام گیا تھا سب کو بیہوش کیا بڑے بڑے جادوگر مارے

آخر میں سرہنگ نے اے عمرو کو پکڑ لیا عمرو و ملکہ گرفتار ہوکر دربار ابلیس میں آئے ہیں ابلیس نے انتظام کیا ہے کہ شب بھر
جلسہ رہے صبح کو قتل کرونگا امیر نے ہر کاروں کو حکم دیا ہے کہ مجکو برابر خبر پہونچانا جسوقت میرا یار وفادار قتل ہونے لگیگا مجکو
خبر پہونچانا میں جاکر یا اپنی جان دونگا یا اُسکو چھڑاؤنگا جابجا یہی ذکر ہے کہ امیر جو فرماتے ہیں وہی کرتے ہیں مگر افسوس یہ ہے
کہ اسم اعظم آقائے نامدار کا بند ہے ایسا نہو کہ گرفتار ہو جائیں یہ خبر سُنکے غزالہ مع پری بصورت مبدل لشکر ابلیس میں آئی
یہاں شب کو بڑے ہنگامے دیکھے انتہا کا انتظام ہے زود رفت پھر رہا ہے جو شخص جس طرف نکلتا ہے زود رفت اُسکو ٹھہرا کے
حال پوچھتا ہے بعضوں کا منہ دھلاتا ہے غزالہ بصورت مبدل ایک گوشے میں کھڑی ہے دیکھا کہ ایک بہلی آتی ہے اُسپر
چار پانچ زنان حسین جو سب کی افسر ہے وہ نہایت با ناز و ادا اسپ کے بیچ میں عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان و نازنین
مہ جبین ساتھ ہیں ساز بجانے والیاں ہیں زود رفت نے پکار کرکے آواز دی یہ بہلی کہاں سے آتی ہے کہاں جائیگی
گاڑی بان نے آواز دی جشن کا حال سُنکر ہماری بائی جی یہاں آئی ہیں زود رفت نے آکے ایک خیمے میں اُتروا دیا
اگر یہ نگاہ محبت افسرہ کو دیکھ رہا ہے افسرہ نے قریب آکر کہا کیوں مہتر صاحب کیا ہم دربار خداوندی میں نہ جائینگے
ہم خاص قدرت کے مشتاق ہوکر آئے ہیں زود رفت نے کہا صاحب چند طائفے برائے صحبت جانے گئے ہیں
میں اُنھیں میں آپ کا بھی نام لکھوائے دیتا ہوں یہ کہکے زود رفت ہٹا تھا کہ ایک شاگرد نے کان میں کہا اُستاد
آپ نے نہیں پہچانا یہ سب عیاران لشکر اسلام ہیں مجکو خبر لگ چکی ہے زود رفت نے اُس خیمے کو گھیرا ایک کنیز نکلی اُسنے
نکلکر جو یہ معرکہ دیکھا زود رفت کو بلایا زود رفت تو مطمئن ہو چکا تھا فوراً عیاروں کو آواز دی ان مکاروں کو پکڑ لو
اب جب عیار دوڑے تو ان سب نے خنجر کھینچے افسرہ نے نعرہ کیا منم مہتر ابو الفتح اصفہانی بارہ پیک بچے ساتھ تھے
گاڑی بان نے نعرہ کیا منم عمران خطائی ہزار پیک بچوں نے ان بارہ کو گھیر لیا خنجر چلنے لگا غزالہ نے دور سے دیکھا کہ یہ
تو نازنینان مہ جبین بہلی پر سوار ہوکر آئی تھیں اب یہ کیا غضب ہوا اب جو بڑھکر دیکھا ایک پیک بچے سے دریافت کیا
معلوم ہوا عیاران اسلام پہچانے گئے غزالہ نے قصد کیا کہ حمایت کرے مگر ہنگامہ جو ہوا تو سُنکر ابلیس خود دست
سے کہدیا کہ بارہ شاگردان عمرو رنڈیوں کی صورت پر آئے تھے مہتر زود رفت نے پہچانا عیار لڑ رہے ہیں مگر وہ بارہ
پیک بچے ہزار عیاروں سے گرفتار نہیں ہوتے ابلیس اُٹھ کھڑا ہوا غزالہ نے جو ابلیس کی آمد سُنی گھبرا کے پیچھے ہٹی
ابلیس آکر پہونچا دیکھا کہ بارہ شاگردان عمرو نے دو سو پیک بچے مار کر ڈالدیے ہیں اور نکلے ہوئے جاتے ہیں اس
زور و شور سے جنگ کر رہے ہیں زود رفت بھاگا جاتا پھرتا ہے ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی او زود رفت
ہزار پیک بچوں سے تو پھر رہا ہے ان بارہ عیاروں کو گرفتار نہیں کر سکتا ہے زود رفت نے کہا یا خداوند دو بجے
عمرو کے لشکر کے مہتر ہیں سب عیاروں سے بہتر ہیں تعلیم کردہ عمرو کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ انکو پکڑ لے ابلیس
پلٹا مسرور جادو کھڑا ہوا ہے ابلیس نے کہا اے مسرور لینا مسرور نے بڑھکر گولہ مارا بارہ میں پیک سنبھلے
وہ کھڑائے شاگردان زود رفت دوڑے کہ پکڑ لیں غزالہ نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ ہلا دیا برق چمکی گری
مسرور کا سر اُڑ گیا پیک بچے بچہ چست و چالاک ہوئے لڑنے میں بیباک ہوئے زود رفت نے پکار کر آواز دی
یا خداوند مسرور کو کسنے مارا ابلیس چار جانب دیکھنے لگا سفاک جادو کھڑا تھا اُسکو بھی ابلیس نے اشارہ کیا
کہا اے سفاک لینا سفاک نے بڑھکر سحر کیا ابو الفتح گر گیا وہ عیار جھومنے لگے قریب تھا کہ گر کر غزالہ کو
تاب نہ آئی برق چمکائی سفاک کا بھی سر اُڑ گیا ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا اے زود رفت جس طرح بنے تو ان سب کو
گرفتار کر لے میں قصر اسرار سامری میں جاتا ہوں وہاں بیٹھکر تقدیر بھی کرونگا کنیزان سامری سے پوچھ لونگا

کر سفاک و مسرور کا قاتل کون ہو فوراً ظاہر ہو جائیگا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ گئے اور مین مارا گیا خود دیکھیے یقین ہو کہ کوئی مصاحب یا وزیر آپ کا شریک مسلمانان ہو اس وجہ سے خرابی ہو ابلیس نے کہا مین ہریان کر تو یہ کہکر ابلیس نے سحر کیا برق چمکی پانی کی بوندین گرین جسپر بوندین پڑین بیہوش ہو کے گرا ابو الفتح نے جو یہ سحر دیکھا سپر سر پر کھینچی اپنے کو بوندیون سے بچاتا ہوا لڑتا ہوا چلا گیا یار و پیک بیچ بیہوش ہو کے گرے ابو الفتح لڑتا ہوا نکلگیا زود رفت چلایا کہ یا خداوند جا نچہ عمرو کا عیار کامل تھا اپنے کو سپر سے بچا کر نکلگیا۔ پیک بیچ گرفتار ہوئے ملکہ غزالہ نے یہ سن لیا کہ قصر اسرار سامری مین شیشہ اسم اعظم صاحبقران کا رکھا ہو ابلیس تو خوش ہو خوشی عیارون کو گرفتار کرا کے بلایا زود رفت بھی مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہو یا خداوند ان مکاران اہل اسلام نے بڑا دام مکر پھیلایا تھا مگر مین نے خوب پہچانا شاگرد بھی تو یقین کر رہے ہین کہ اُستاد آپ کا مثل نہین ہو زود رفت کہتا ہو یارو عمرو نے مجکو ایسا حقیر کیا کہ قلب سے دھوئین نکل رہے ہین افسوس مین یہ لانے سکا مگر اب چار پہر کا مہمان ہو صبح کو قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا ابلیس تو ان سب کو لیے ہوئے جاتا ہو دربار مین لیکر آیا پہلوے عمرو مین انکو بھی قید کیا مگر غصے مین مصاحب اور وزیرون کو حکم دیا کہ تم لوگ جا کر باہر ٹھہرو آج تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم مین سے کوئی ایسا شخص شریک ہو کہ جسنے مسرور و سفاک کو مارا سب مصاحب اور وزیر باہر نکال دیے گئے اب ابلیس نے زود رفت کو دروازے پر بٹھایا آپ اندر بیٹھا اسی کی معرفت طالبے بھی آتے ہین وزرا و امرا جو باہر نکلے کہتے تھے کہ یارو بڑی بدنامی کی بات ہو کہ ہم لوگ بارگاہ سے نکالے گئے اب اپنے اپنے گھر چلو یہان دروازے پر ٹھہرے گیا کرینگے پھر کسی جرم مین مبتلا ہونگے یہ کہتے ہوئے جاتے تھے کہ راہ مین ملکہ غزالہ ایک ساحر کی شکل بنی ہوئی آتی تھین کہ وزیرون کو دیکھکر پوچھا آپ لوگ کیون چلے آئے آج تو بڑا انتظام ہو ایک وزیر جلا ہوا بول اُٹھا ای بھائی ہم لوگ بدنام ہوئے ہین مسرور و سفاک کو ہمہی نے قتل کرایا ہو اب قدرت اکیلے دربار مین بیٹھے ہین یہان زود رفت انتظام کر رہے ہین ہماری کیا ضرورت ہو اپنے اپنے گھر جاتے ہین غزالہ خاموش ہو رہی وزرا و امرا چلے گئے اب اطمینان کامل ہوا بشکل ابلیس خود پرست در قصر اسرار سامری پر آئی اندر داخل ہوئی دیکھا کنیزین گا رہی ہین

نظم

رات تھی دن ہو گئی ہمیشہ پرتو رخسار سے
صبح کے بدلے ہوا جلوہ دوبارہ شام کا

ہو شب وصل ای فلک ڈرتا ہون تیرے دور سے
منہ ہو پیارا صبح کا گیسو ہو پیارا شام کا

صبح تک بچتا نہین ممکن شب فرقت مین اہ
سامنا جس روز ہوتا ہو تمہارا شام کا

دیر کی آنے مین تمنے مین تڑپکر مر گیا
ہو گیا ہو ایک سا نقشہ ہمارا شام کا

تیس دن کٹتا ہو دن دنیا مین خورشید رو
تیری خونریزی کو لشکر ہو صف آرا شام کا

صبح فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آسکے تیری گلی مین کب ہو یارا شام کا

بندے کا فون نہین تعویذ بازون مین نہین
صبح کا تارہ نہو جائے یہ تارا شام کا

عکس ڈالا زلف کا آئینہ رخسار مین
تیرے زخمون مین بھرا ہو مشک سارا شام کا

صبح جب دیکھی کفن کا دھیان مجکو آ گیا
صبح محشر پر گیا وعدہ تمہارا شام کا

تیری زلفون کو اگر دیکھے تو زلفون کی طرح
عالم امکان مین کیا ہو اب گذارا شام کا

آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا
کیا درازی حسرت گذری ہو شب فرقت کی کل

وہ ستارہ صبح کا ہو یہ ستارا شام کا
دے جو تیرے پیارے پیارے رو و گیسو کی مثال

صبح تک قرطاس پر نقشہ اُتارا شام کا
کیا فروغ حسن ہو ہوتا ہو دھوکا صبح کا

گور یاد آئی گیا جب دم نظارا شام کا
تیری دوری سے اب ای صبح امید عاشقان

ہو گریبان ای پری رو پارا پارا شام کا
تا سحر آغاز شب فرقت مین یہ تارے گنین

کنیز دل مین چہل پہل اگر کسی نے کوئی تان ساون کی لگا دی لگتہ ابر آسمان پر گیا بوندیان پڑنے لگین کسی نے تان خیٹے کی لگائی دل پر ویرانی چھائی جیسے ہی ملکہ غزالہ آہو چشم اندر قصر کے آئین

کنیزون نے جُھککر سلام کیا کہا بی بی آئیے آج آپ بہ شکل خداوندگی کیون بنی ہین غزالہ نے جھڑککر جواب دیا تمھین ہمارے معاملے
مین کیا دخل ہے جو خداوند نے حکم دیا ایک نے کہا بوا تم کیون بولتی ہو یہ اسم اعظم لینے آئی ہین وقت بربادی آگیا ہمارے
تمھارے واسطے اب وہ مکان ہوگا مقام امتحان ہو شعلہ ہائے آتش بلند ہونگے سامری و جمشید ہمارے بنانے والے
اُنپر گرز آتشین پڑتے ہونگے آپس مین اپنی بداعمالی پر لوٹتے ہونگے ہمنے دو سو خداوند ایک مقام پر لوٹتے ہوئے دیکھے ہونگے
استخوان اُنکے جلتے ہوئے مانند شمع ہونگے ایک کو ایک طعن کرتا ہوگا کوئی ٹھنڈی سانس بھرتا ہوگا کمبختون نے غضب کیا
وحدہٗ لاشریک کی برابری کی اپنے اعمال کی ابتری کی ہم کس شمار مین ہین کسی صندوق آتش مین بند ہو جائینگے اس
عیش کرنے کی سزا پائینگے ملکہ غزالہ اُدھر متوجہ نہ ہوئین جھپٹکے میز پر سے شیشۂ اسم اعظم لیا کنیزون کو جواب بھی نہ دیا جب
شیشہ لیکر چلی کنیزون نے غل مچایا یا خداوند ابلیس دوڑو آپ کی بیٹی مطیع اسلام ہوگئی عمرو پر عاشق ہے راز عشق مین
صادق ہے غزالہ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا شیشۂ اسم اعظم جھولی مین رکھ لیا طرف دربار ابلیس کی چلی میان زود رفت
بیٹھے ہین کہ دیکھا ملکہ غزالہ آہو چشم آتی ہین اُٹھکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کیون بہتر صاحب خداوند کیا کرتے ہین اس وقت
اندر جائین یا نہ جائین زود رفت نے کہا آپ نور چکیدۂ خالص قدرت ہین صاحب شوکت و لیاقت ہین میری مجال کہ
آپ کو منع کرون تنہا تشریف رکھتے ہین اگر حکم ہو تو جاکر عرض کرون ملکہ غزالہ نے کہا ہمنے سب خبرین سُنین بڑے
بڑے سردار مارے گئے عمرو نے قیامت برپا کردی ہے یہ بھی سُنا کہ تمکو تشہیر کرایا کچھ اُس ظالم کو خوف نہ آیا اور
بچ صاف نکلگیا مگر شکر ہے خداوند ابلیس کا کہ گرفتار ہے ہمشیرہ صاحبہ کو دیکھو عاشق ہوکر جنھین اپنے کو کیا ذلیل کرایا
قید ہوکر سر دربار آئین یہ حالات سُنکر بھلا میرے دل کو کیونکر تاب آتی یہ بھی سُن چکی کہ وزرا امرا نکال دیے گئے
اُنمین سے کوئی شریک مسلمانان ہوا یہ بھی خبر پائی کہ دو ساحر زبردست مارے گئے قدرت اکیلے حفاظت مین
مصروف ہین دل نے نہ مانا یہی خیال آیا کہ چلکے خود حفاظت کرون قدرت کو تکلیف نہو زود رفت اندر گیا یہ سب
حال ابلیس خود پرست سے کہا ابلیس نے ہنسکر جواب دیا یہ نور چکیدۂ خالص قدرت ہے یہ صاحب شوکت و لیاقت
ہے میری تکلیف اُسکو ناگوار ہوئی بلا لو کیون روکا وہ ہر طرح آنے کی مجاز ہے قدرت کی صاحب راز و نیاز ہے جو
قدرت کرتے ہین اُسکو ضرور آگاہی دیتے ہین زود رفت باہر گیا کہا ملکہ عالم چلیے قدرت آپ کے آنے سے
بہت خوش ہوئے ملکہ اندر آئین ابلیس کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ ماہ عالم افروز مسلسل و مطوق ایک طرف عمرو
مع اپنے شاگردون کے حیران و پریشان سرنگون کلیجہ خون جون جون رات کم رہتی جاتی ہے رنگ روے عمرو متغیر
ہوتا جاتا ہے ان گیارہ عیارون کے گرفتار ہونے سے بڑا قلق ہے غم سے کلیجہ شق ہے کلیجہ منہ کو آگیا عمرو کو اس حال
مین دیکھکر دل بھر آگیا خیال مین ہے کہ اے غزالہ ایسی شاہزادی والا قدر صاحب لیاقت و آبرو اسیر مصیبت
عمرو ایسا عیار صاحب فطرت یکہ تاز میدان عیاری طے کنندۂ دشت طراری یون مصیبت مین پھنسگیا اے غزالہ
کیا تدبیر کرون کہ جو خواہاں ہون ابلیس و زود رفت کو بیہوش کرون تب تدبیر رہائی ہو کرسی پر آکر بیٹھی
ابلیس صورت زیبا دیکھکر ملک گیا جی مین کہتا ہے کیا حسن و جمال ہے چہرہ ماہ آسمان کمال ہے اگر میرے پہلو مین ہو
لطف دنیا ملے غنچۂ آرزو کھلے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر کیون تکلیف فرمائی غزالہ نے دست بستہ عرض کی کہ
یا خداوند مین نے جو تکلیف خداوندی سُنی دل بیقرار ہو گیا یہ بھی سُنا کہ یہ شب قیامت ہے عمرو و ملکہ ماہ عالم افروز
گرفتار ہوئے آج کی شب حفاظت لازم ہے مین سوچی کہ جاکر خود حفاظت کرون قدرت آرام فرماوین یا بالاے
آسمان جلیے تکلیف نہو یہ کنیز شب بھر جاگے گی ابلیس نے کہا اے جان پدر ہمنے خود تکلیف گوارہ کی تم جاکر

باغ مین سیر کرو ہمین تکلیف تمھاری ناگوار ہی غزالہ نے کہا مین نہ جاؤنگی شب بھر حفاظت کرونگی ابلیس خاموش ہو رہا مگر غزالہ حیران ہوکر مین نے یہ سب کچھ کیا مگر کیا تدبیر کرون اس سوچ مین تھی کہ زرود رفت خود جھانٹ کے ایک طائفہ پہ غزالہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش نہایت حسین و ماہ جبین مہر تمکین غنچہ دہن سیم تن سرو روان باغ خوبی نخل سر سبز حدیقۂ محبوبی قد کو سرو سے کیونکر مثال دون نہایت حیران ہون وہ ایک درخت بے ثمر اس نخل قد مین ثمر موجود ہین یعنے انار پستان نخل قد کے ثمر ہین قد بالا موزون دہن غنچہ باغ رنگ آمیزی موجہ کلام مین سحر شیشہ آبدار کی تیزی باتون مین گلریزی ادا مین طریقہ مسیحائی کلام سے عاشق نے زندگی جاوید پائی بقول میان بحر صاحب شعر خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے + مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا + دیگر بقول قمر نار پستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + اس سج دھج سے محفل مین آئی دیکھنے والے حیران غزالہ آہو چشم حیران حیران دیکھ رہی ہی کہ ای غزالہ یہ کیا خوب مہ جبین ہی اُسنے آتے ہی گت کا ایک توڑا لیا اور ناچنے لگی گنگنا کر یہ غزل گائی نظم

طلب مین سلطنت جم کی صبح و شام کرتا ہون
جہان جس بت کو دیکھون ہون مین پیغام کرتا ہون
جو آزادی مین یاد آجاتی ہی لذت اسیری کی
نہ دن کو چین ہی مجکو نہ شب آرام کرتا ہون
تجھے مین یاد تیری دم گزرتا ہو تو کافر ہون
کہا مین کبنہ متری مین خیال خام کرتا ہون

در میخانہ پر جاکر سوال جام کرتا ہون
رہ اک باز پرس محتسب کو مجھ پہ ای زاہد
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہون
طلب بوسہ کیا تھا وہ نہ تجکو اہین مین
سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون

پرستار خدا کہ کیا بُرا مین کام کرتا ہون
کہ مستی از نگاہ ساقی گلفام کرتا ہون
دیا تھا کس گھڑی دل اُس ستمگر کو کہ ای یارو
کسی کا کیا میان قاضی کا مین اعلام کرتا ہون
نصیحت کیجئے سودا کو تو سمجھا نہ ای ناصح

اس طور سے اُس نازنین نے اس غزل کو گایا جاؤ ملیان بنا کے بتایا کہ اہل محفل دنگ ہوگئے دو گھڑی کامل اس رنگ سے ناچی اور گائی کہ ابلیس کی رال ٹپک پڑی بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی کبھی خود فرمایش کرتا ہی صاحب ایک غزل اور گاؤ کیا زبان طرار فرا ہی اُسنے یہ غزل بحر گانا شروع کی غزل

گلا ہی مجکو اک خونریز بے پروا کے دامان کا
کیا ہی کام آج اس منچلے نے مردمیدان کا
وہ آتے ہین مرے گھر کیون نہین بیٹے یار کے
کوئی کہدے کہ جاتا ہی جنازہ اک مسلمان کا
اگر آتا کوئی شمع روشن ہوکے بجھ جاتین
سیون چاک جگر دو تار اگر اپنے گریبان کا
تم آئے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا
ستم تھا پانون کے نیچے دبا لینا وہ دامان کا
مقرر اسکی حسرت کو نہ نکلی وصل قاتل مین
وہ مین کہتا ہی کہ ملجاتے لہو گبر و مسلمان کا

نہ وہ خون شہیدان کا نہ وہ خاک شہیدان کا
دل پُر آرزو پر ہی مرے احسان یار جانان کا
کہ صاحب خانہ کو لازم ہی استقبال مہمان کا
نہ داغ دل نہ جان ہی جان ہون کہ عشق مین جیسے
شب غم مین بکی اندھیر ہی شعلے ہجران کا
نہ کیون میری نگاہ شوق کی تیزی کہ ہون غالی
اُٹھائے نہ یہ تختہ کہین گور غریبان کا
فراغت ای جنون سب کو ملی تھی ہمکو دنگی
کے دیتا ہو دل کے زخم کا اُدھڑا ہوا ٹانکا
یہی دو کام مین روز ازل سے ای جلال اُنکے

یہ دل مقام جاگڑ کیا جو کوے جانان کا
کوئی تو فاتحہ خوان چاہیئے گور غریبان کا
وہ کافر بھی مرے تابوت کے ہمراہ ہولیتا
الٰہی کیا ضرور الیسون کو بھر دینا دل جان کا
جنون بھیہ گر کا ہون مین دیوانہ کہتا ہی
تو دینا چین گیا انکا جہان شرما کے منہ دھاکا
بجا تھا اپنے پہلو سے اُٹھا دینا تمھین تکو
کچھ انمین سے بھی حصہ ہوگیا اپنے گریبان کا
نہین ہتی جدائی اُس بت قاتل کے کوچے مین
کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل و جان کا

خداوند کا عجب حال ہی ملکہ غزالہ پریشان تھین کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو مگر وہ نازنین مہ جبین ناچتے ناچتے قریب تخت ابلیس کے بیٹھ گئی چینکی سے دامن ابلیس تھام لیا گانا شروع کیا بتاتی جاتی ہی مجلس رہی ہی بتانے مین بھی ایک داخل رہی ہی جس لفظ کو پکڑ لیا ہزار طرح سے اسکو بتایا سو دے کو جو بتانے کا موقع آیا دوپٹہ کئی ہزار روپئے کا پھاڑ کر مثل کفنی گلے مین ڈال لیا زمین سے تنکا اُٹھایا دانت سے کاٹا اور پھینکدیا سودے کو ایسا ایسا بتایا کہ ابلیس کلیجہ پکڑے ہوئے

صورت زیبا کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ لمجاتی ہی نازنین اشارے سے کہتی ہی کہ تخلیے مین چلو البیس کو غزالہ کا بھی خیال
ہی آخر یلشکر غزالہ سے کہا تم گھبراتی نہین قدرت کچھ تقدیر فرمائینگے کچھ اس نازنین سے دریافت کرنا منظور ہی غزالہ
نے دست بستہ عرض کی قدرت کو اختیار ہی مگر ہوش اُڑے ہوئے ہین کہ ای غزالہ یہ نازنین کون ہی جسنے اتنی جلد
قدرت کو تسخیر کر لیا البیس اپنے مقام سے اُٹھا نازنین کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلا زودرفت
ایسا عیار اپنے مقام پر پھڑک رہا ہی چند مہ جبینان جو ساتھ ہین اُنسے پوچھ رہا ہی کہ اس نازنین کا کیا نام ہی
بانی صاحب کہانسے تشریف لائی ہین وہ نازنینان مہ جبین ہنس ہنس کے اُنکا سبب و مقام سکونت بیان
کر رہی ہین زودرفت محو ہو رہا ہی جو سارنگی بجاتی تھی اُسپر زودرفت مائل ہوا ایسی سارنگی بجائی کہ
زودرفت اس علم سے وقفیت رکھتا تھا کیا کیا ٹکڑے بجائے کہ گلے کٹ رہے تھے زودرفت نے جب اُس
نازنین سے بخوبی باتین کین دوسری طرف سارنگی بجانے والی کو یہ بہلایا اول حال البیس کا عرض کیا جاتا ہی
البیس اُس نازنین کو لیکر تخلیے مین آیا چھپر کھٹ وہان بچھا ہی چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالون نازنین ہٹے
اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا الگ رہیے مجکو گنوارپن اچھا نہین معلوم ہوتا اس طرح کے تیور ڈھلے
البیس ڈر گیا بقول شاعر شعر جنبش تیغ نظر سے جب کیا بسمل مجھے + ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
جب البیس نگاہ اُٹھاتا ہی دیکھتا ہی سراپا خوب معشوق محبوب شعر مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو
ہلال + پنجۂ خورشید اُسکے گیسوؤنکا شانہ تھا + نازنین نے خود بڑھکر گلابی شراب کی اُٹھائی جام لبریز کرکے
پنجۂ نگارین پر رکھا کہا یا خداوند شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
اب مین خدمت ہی مین رہونگی البیس کہتا ہی نور قدرت تیرے پیٹ مین اُتار دونگا نازنین نے کہا ظہور قدرت
جب ہو کر کل خداوندزادہ کھیلتا ہوا پیدا ہو البیس نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے جام پیلیا شراب
پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای جان جہان کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی نازنین تڑپکر دور جا بیٹھی ہاتھ اُٹھا کر
کہا ہین گود مین اُٹھائیے چھپر کھٹ پر سے البیس اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا اوندھا گرا نازنین نے نعرہ کیا
کہ منم مہتر ابوالفتح اصفہانی وہان عمران خطائی اسکے بھائی نے اسی طرح زودرفت کو بیہوش کیا
ابوالفتح خنجر کھینچکر چلا کہ البیس کو مارون دل دھڑکا سوچا ای ابوالفتح غضب ہو جائیگا مرنے کی اسکے
علامت برپا ہوگی یہی بیہوشی کی اسکے دماغ پر چڑھائی کونے مین کھڑا کر دیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا البیس
کی شکل بنکر تاج سر پر رکھا بشکل البیس باہر نکلا اُدھر عمران خطائی مہتر زودرفت کو گوشے مین ڈالکر
بشکل زودرفت باہر نکلا آتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز پر غصہ کرنے لگا یہی کہتا تھا کیون او گیسو بریدہ
تونے مجکو بدنام کیا اب تجھے قتل کرونگا ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی یقین ہی کہ اب ہمکو قتل کریگا
پھر البیس نقلی نے غزالہ سے آنکھ ملائی اشارے سے کہا آپ نے ہمکو پہچانا غزالہ گھبرا گئی کہا مین نہین
سمجھی یہ ابوالفتح کو معلوم ہی کہ یہ نازنین ہمارے قبلہ و کعبہ پر عاشق ہی ابوالفتح نے ظاہر کیا کہا ای ملکہ عالم
البیس کو مین نے پکڑ لیا آپ سحر عمرو پر سے اُتارین ہم ان سب کو لے نکلین اگر آپ سحر سے سنبھال لین تو
مین البیس کو قتل کر دون غزالہ نے کہا ابھی ایسا نکرو ورنہ بڑی قیامت برپا ہوگی ای ابوالفتح یہ
خیال مین رہے کہ قصر اسرار ساحری سے اسکے معین آئینگے وہ کنیزین جو وہان باتین کرتی ہین اُنکو
معلوم ہو گیا ہوگا کہ البیس پکڑا گیا ایسا نہ ہو کہ وہ آکر اسکو چھڑا لین غزالہ نے آنکھ قید سحر جسم عمرو سے

دور کی بن کو بھی چھڑایا ابوالفتح دعمران بشکل ابلیس وزودرفت کھڑے ہین مگر حقیقت مین تلوارین کھینچ
کھینچکر ڈرانے کے حیلے سے جو قریب عمرو آئے ہرکارے لشکر اسلام کے باہر موجود تھے زبانی خدمتگارون کی
سنا کہ قدرت عمرو کو قتل کرنے ہین ہرکارے بھاگے کہ جاکر صاحبقران سے خبر کہین امیر مسلح کنارے پر
لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ اسوقت کوئی لکالقہ ناچا ابلیس اسیر عاشق ہوا
تخلیے مین گیا اب جو وہانسے نکلا استاد کو قتل کیا چاہتا ہی امیر نے کلیجہ پکڑ لیا فرمایا یارد غضب ہوا
اگر میرا یار وفادار قتل ہوا مین اپنی جان دونگا ہرکارون نے یہ بھی عرض کی کہ ابلیس نے جلادون کو بھی
نہین بلایا اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہی امیر کے چلتے ہی جملہ ملازم چلے ہر شخص عمرو کے نام پر جان دیتا ہی
میان ابوالفتح دعمران وخواجہ عمرو وجملہ عیار و ملکہ ماہ عالم افروز وغیرہ سب باہر بارگاہ کے
نکلے ہین وہان قصر اسرار سامری مین جسوقت ابوالفتح نے ابلیس کو بیہوش کیا ایک پتلی نے گھبرا کے کہا
غضب ہوگیا خداوند پکڑے گئے ایک کنیز نے کہا مین ابھی لاتی یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے
اندر ہی اندر اُس خیمے مین پہونچی جہان ابلیس بیہوش پڑا تھا ابلیس کو گود مین لیا اندر ہی اندر زمین کے
لیکر بھاگی قصر اسرار مین لاکر پہونچایا ایک کنیز نے منھ پر ہاتھ پھیرا ابلیس کی آنکھ کھلی دیکھا جملہ کنیزین
چاؤن چاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہی واہ خداوند خوب نازنین گلنارپوش پر عاشق ہوئے ہم سب کنیزین
یہانسے دیکھ رہے تھے مگر حاضر ہونے کا محل نہ تھا عمرو کے بھانجے نے آپ کو بیہوش کیا میان زودرفت
کو اُسکے بھائی نے لیا اب سب قیدی چھوٹے در بارگاہ پر وزرا وامرا کھڑے ہین جنکو رات کو آپنے
نکالدیا تھا اُنکو کچھ شک گذرا ہی وہ پوچھ رہے ہین یا خداوند کہان جائیے گا ابوالفتح بگڑ رہا ہے
کہتا ہی ہم نہ بتاسینگے قدرت کے مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ سب کو جلاکر خاک کر دینگے کوچہائے
شہر لاشون سے بھر دینگے آپ کی بڑی صاحبزادی ملکہ عزالہ آہوچشم نے سحر اُتارا جلدی جائیے عمرو
جانے نہ پائے حکم ہو تو ہم بھی ساتھ چلین یہ کہکے سب نے ابلیس کو کپڑے پہنائے تاج سرپر رکھا
ابلیس پر پرواز پیدا کرکے چلا یہان وزرا سے تکرار ہو رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم خداوند
ابلیس خودپرست عزالہ کے تو ہوش اُڑ گئے کہا لو خواجہ غضب ہوا ابلیس آپہونچا مین اُس سے
نہین لڑسکتی وزرا وامرا یہ پوچھ رہے تھے یہ سب وہ ساحر ہین کہ جنکو رات کو ابلیس نے رخصت کردیا تھا
یہ کہکر کہ اسوقت آپ لوگ جائین صبح کو در دولت پر حاضر ہون میدان خونی کی تیاری رہے سب کو
قتل کرینگے اب اُنھین سب کو وزرا نے جو رہا دیکھا تو پوچھ رہے تھے کہ یا خداوند یہ کیا سبب ہی کہ شب کو
حکم قتل اسوقت آپ نے ان سب کو رہا کیا ہی ابوالفتح بشکل ابلیس ہی باشارہ خواجہ عمرو جواب دے رہا
کہ تم لوگون کو مقدمات خدائی مین کیا دخل ہی ان سب نے توبہ کی قدرت نے انکی خطا معاف کردی عمرو
نے ہماری نوکری کر لی ہی ہمنے انکی خطا معاف کی اب ان سب کو رتبہ ہائے اعلیٰ دینگے عمرو وصاحبقران
کو پکڑنے جاتا ہی تم لوگون نے باتین کرکے دیر لگائی ایسا نہو کہ کوئی جاسوس جاکر حمزہ کو خبر کردے تو وہ
ہوشیار ہوجائے عمرو کے آنے کی ممانعت ہو تو حمزہ مشکل مین گرفتار ہوگا جنھون نے کہا ہی کہ قدرت کو
اختیار ہی آپ کے نزدیک یہ سب معاف ہوگئے ابوالفتح نے پھر غصے مین جواب دیا سب ہٹے قیدیون نے
جیسا ہی تھین کہ ابلیس زمین پر آیا ابوالفتح نے کہا کہ یارد غضب ہوا کوئی ساحر میری شکل پر آگیا

حمزہ نے بھیجا خبردار اسکو مار لو جانے نہ پائے چار سو ساڑھے چار سو ساحران غدار مقربان البلیس ناہنجار و وزرا
و امرا و افسران فوج سب نے مگر البلیس پر سحر کیا ہر چند کہ البلیس بڑا کامل و اکمل ہی ہزار ہا گولہ برابر قمین جھکین
بھریان گرین پانی برسا خنجر گرے البلیس مثل برق کے چمکا کس کس کے سحر سے اپنے کو بچائے ایک خنجر سر پر پڑا کہ
سراسر اسکا شگافتہ ہوا شانہ بھی زخمی ہوا مگر زخم کھا کر غصے مین ایک گولہ مارا کہ دس ساحر مرکر گرے کہا ارے
کمبختو کیا کرتے ہو میری صورت بنا ہوا عیار کھڑا ہی دس ساحر نامی جو مرے اندھیرا ہو گیا عزالہ نے شیشہ
اسم اعظم عمرو کو دیا آپ دونون پانون زمین مین مار کر غرق ہوئی ابو الفتح ایک طرف بھاگا خواجہ عمرو نے
گلیم اوڑھ لی اب ساحرون نے بھیجا نا کہ ہمارے یہ خیمہ اوند ہین جنپر ہمنے سحر کیا سب تو عیار نکل گئے مگر ملکہ بیٹھ
ماہ عالم افروز کہ کوچہ سحر سے تا ابد فراق دیدہ قید خانے کی مصیبت اُٹھائے ہوئے حیران ہو گئی کہ یہ
کیا ہوا اتنی تو آواز دی کہ خواجہ مجھے بھی لینا عمرو نے قصد کیا تھا کہ جال مار کر ملکہ کو ون ماہ پرور نے
منع کیا بنجہ کمر مین ماہ عالم افروز کے دیگر بلند ہوئی مگر البلیس نے کہا کہان جاتی ہی ایک گولہ جھولی سے
نکالکر مار دیا ماہ پرور گری ساحرون نے گرفتار کر لیا البلیس چاہتا ہی کہ مقدمہ پوچھے زمین کانپی نعرۂ امیر
کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شہ بقاف

منم سرکن لشکر کافران
کشندون ہم پیشم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران جہانم شدہ

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ تافت از کفر شد پاک و صاف

پشت پر امیر کے سرداران
جنگی سرداران صف شکن و شور شعاران تیغ زن نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے البلیس نے چاہا سحر کرے
حرز ہیکل جمین لون صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی کو پڑھا مگر اسم اعظم فراموش ہی محبت عمرو کا جوش ہی عمرو
نے بڑھکر شیشہ توڑا اسم اعظم جو صاحبقران کو یاد آیا امیر تیغۂ عقرب کو کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہر چند البلیس سحر کرتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا عمرو شیشہ اسم اعظم کا توڑ چکا امیر
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جس کسی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُسکا سحر اُلٹا پلٹا سینے پر یا پشت پر
پڑا ساحر خود جلا جلکر خاک ہوا نامرد کا قصہ پاک ہوا الغرض امیر لڑتے ہوئے سامنے البلیس کے آئے البلیس
نے کئی سحر کیے آگ برسائی دریائے سحر پیدا کیا تلوارین گرین برقین چمکین کسی سحر نے امیر پر تاثیر نہ کی
امیر سب آفتین جھیلکر شمشیر زنی کرتے ہوئے برابر البلیس کے پہونچے البلیس نے گھبرا کر ہاتھ تیغۂ سحر کا
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا سحر نے تاثیر نہ کی تلوار اُسکی خالی گئی امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا
البلیس نے سپر سحر کو آگے کیا مگر تیغۂ عقرب جو پڑا ابر سپر کے ٹکڑے اڑے سپر کو کاٹ کے تلوار گری سراسر
خود سر کا زخمی ہوا اس ملعون نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا چیخ مار کر آواز دی یارو حمزہ کو مار لو
کئی پلٹنون نے امیر کو گھیرا امیر نے افسرون کو مارا مگر کوئی شاگرد زودرفت کا اُس خیمے مین پہونچا
جہان یہ برہنہ و بیہوش پڑا تھا شاگرد نے ہوشیار کیا کہا استاد اُٹھیے زودرفت نے آنکھ کھولی اپنے کو
اس حال مین پایا شاگرد نے خبر دی استاد دیکھیے تو کیا قیامت برپا ہوئی سب قیدی چھوٹ گئے ہین مگر
ملکہ ماہ عالم افروز و ماہ پرور سحر مین خداوند کے پھنسی ہین عیار سردار سب چھوٹ گئے عمرو نے
فقرہ کر کے قدرت کو زخمی کرایا اپنے بیگانے ہوئے سب وزرا امرا یہی کہتے تھے کہ دیکھیے آج قدرت
کی جان کیونکر بچے حمزہ کے ہاتھ سے تو زخمی ہوئے زودرفت گھبرا کے باہر نکلا دیکھا حقیقت مین

لاکھ ساحر مارا گیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی ساحرون کے لاشے پٹے ہین خداوندا ایک طرف زخمی کھڑے ہین
غل مچار ہے ہین ارے حمزہ کو مار لو جانے نہ پائے مگر کوئی امیر کے منھ پر نہین چڑھتا کوئی ساحر آگے نہین بڑھتا
اگر کوئی جیداری کرکے آگیا امیر نے اُسکو مار لیا بجرأت للکار لیا زود رفت روتا پیٹتا سامنے ابلیس
کے آیا کہا یا خداوند جو معاملہ بنا تھا وہ توسب بگڑ گیا اب طبل امان بجوایئے حمزہ کا اسم اعظم کیونکر چھینا ابلیس
تو زبانی کنیزون کی سُن چکا ہی جواب دیا ای زود رفت بھلو سے دشمن پیدا ہوتے ہین مار آستین بغل
تمام دنیا مین مشہور ہی کہ اولاد وقت پر والدین کے کام آتی ہی یہان اُسکے خلاف ہوا لشکر حمزہ دین بھگوت
کو تا کا ہماری بربادی کا کچھ خیال نہین بی غزالہ آہو چشم نے شیشۂ اسم اعظم قصر اسرار سامری سے
لیا کنیزین تو وہان کی نہایت چست و چالاک ہین مجکو حالت بیہوشی مین اُٹھا لائین اگر وہ خیال نہ کرتین
آج ہی خاتمہ تھا مگر غزالہ زو بھر کر نکلگئی مین نے اس وجہ سے نہین روکا کہ بڑی لڑائی پڑ گئی مین نے سب
سحر عمدہ اُسکو تعلیم کر دیے اگر مقابلہ پڑتا وہ برابر سحر کرتی مگر خائف تھی نکلگئی نہین معلوم کہان گئی
مین نے بھی روکنا مناسب نہین جانا زود رفت نے کہا جو ہوا سو ہوا آیندہ انتظام کیا جائیگا ابلیس
گھبرایا ہوا تھا اُسنے اشارہ کیا کہ طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر ملکہ
ماہ عالم افروز ماہ پرور دایہ ابلیس کے سحر مین مبتلا ہین ابلیس نے شبدیز جادو کو بلا کر
حکم دیا ماہ عالم افروز و ماہ پرور دایہ کو لیجا کر قید کرو شبدیز جادو ملکہ ماہ پرور کو اُسی قید خانے
مین لیکر آیا یہ بیچاریان پھر قید ہوئین شکوۂ فلکی کرتی تھین ملکہ نے کہا کیون ماہ پرور یہ ہماری تقدیرین بھائی
نہ تھی سخت مین ہمارے واسطے ہمشیرہ صاحبہ بھی بدنام ہوئین مگر بڑا کار نمایان کر گئین اگر شیشۂ اسم اعظم
نہ ٹوٹتا صاحبقران کی فتح نہ ہوتی اب رہائی کی کون صورت ہی اب اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

ہم رنگ لاغری سے ہون گل کی شمیم کا
اپنی ہی فوج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کا فرون کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
مارا ہی وصل غیر کے شکوہ نہ چاہیے
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
سومن تجھے تو وہب ہی مومن ہی وہ نہین
طوفان باد ہی مجھے جھونکا نسیم کا
یاران نو کے واسطے مجھسے خفا ہو
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا
واعظ کبھی ملا نہین کوے صنم سے میٹن
مدفن جدا جدا مری لاش دو نیم کا
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشتیاق
تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
از بسکہ پشت نامہ ہی سوز تپ درد تن
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے
ہی وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

ماہ پرور قدمون سے لپٹ گئی عرض کی وزاری تقدیر تمھاری گردش مین ہی فلک تمھارے مٹانے کی کوشش مین ہی دیکھیے تو کیا انقلاب ہوا
خود بخود دل بیتاب ہوا ابلیس کو تجلیان قصر اسرار سامری کی لیگئین ورنہ ابو الفتح نے کیا کار نمایان
کیا عمران نے زود رفت کو لیا ہائے کیا خطا ہوئی ابلیس کو مار لینا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا قصہ پاک و صاف
تھا کسکا قصد الفاظ تھا یہ ایک عیارون کا یون آنا ابلیس ایسے جہان دیدہ کو اپنے اوپر مائل کرانا
حقیقت مین جسقدر تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہین سب بہتر سے بہتر ہین میان زود رفت کا ناک مین دم کر دیا
عمرو کے نام سے پناہ مانگتے ہین یہان خواجہ عمرو ساتھ ساتھ صاحبقران کے میدان کارزار سے آئے
امیر نے فرمایا خواجہ ملکہ ماہ عالم افروز کی کوئی رہائی کی صورت نہین نکلی عمرو نے دست بستہ عرض کی

ای آقائے نامدار و مولائے قدر شناس مین نے تو آج کل سردارون و کل عیارون کو رہا کر لیا سب کو ساتھ لیکر نکلا جب باہر نکلا ابلیس خود پرست آگیا مین نے اُسی کے سردارون کو اُسپر اشارہ کر دیا اگر کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا جلکر خاک ہو جاتا مگر وہ تو بلائے روزگار ہے کہ نشہ بادۂ خدائی سے سرشار ہے اُسنے اپنے کو بچایا اور ایسا سحر کیا کہ دس ساحر مارے گئے مگر ابلیس بچا مین نے چاہا جال مار کر ملکہ کو نذر زنبیل کر دون مگر ماہ پرور کہ نہایت ساحرہ زبردست ہے اُسنے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لیکر نکلجاؤن بلند ہو چکی تھی کہ ابلیس نے سحر کرکے پکڑ لیا مین اس فکر مین رہا کہ اگر بن پڑے تو ملکہ کو لے نکلون مگر نہ ممکن ہوا مین لاچار و مجبور ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر دعا دی شعر دل از لطافت تخت بانشاط باد ۔ جان را ز نکتہ ہائے خوشت انبساط باد ۔ شہریار عالم کی عمر دراز ہو بعد حضور کے آنے کے ابلیس قصر اسرار ساحری مین گیا ہے آپ کے اسم اعظم بند کرنے اور حرز ہیکل لینے کی تدبیرین ہو رہی ہین زرو درفت بھی فکر مین اُستاد کی نکلا ہے ہوشیار رہنا واجب و لازم ہے صاحبقران نے فرمایا خداے مابزرگ ست وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی حفاظت کرتا ہے مگر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی ای شہریار زرو درفت کی شامت در پیش ہے اگر خدا مدد کرتا ہے تو جا کر اُنکو لاتا ہون ابھی اُنکی خدمت معقول کرونگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم قلعۂ ابلیس پرستان مین نہ جاؤ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو تمنے مارا اگر ابلیس تمکو پا جائیگا قیامتین برپا کریگا عمرو نے عرض کی آپ کا اقبال یاور ہے اور طالع مددگار ہے تو انشاء اللہ زرو درفت کو لاتا ہون اور عیاران نامی سرہنگان گرامی مثل ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و گلباد و کلباد عراقی و مہتر یزک خطائی وغیرہ سو دو عیار اپنی اپنی کرسیون سے یہ کہکے اُٹھے کہ اُستاد ہم بھی ساتھ چلینگے وہ بچیا دو ہزار عیارون سے جستجو مین نکلتا ہے چند غلام تو آپ کے بھی ساتھ ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کسی کی ضرورت نہین اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکے خواجہ عمرو چلے ان سب کو اس حال مین چھوڑو

دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ ملکہ قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ عرض کرتا ہون ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر مشک فام
کہ میخانہ کا خوب ہو انتظام

چلے آج صہبائے گلگون کا دور
بگڑنے لگے رند مشرب کے طور

چہکتے ہین سب طائران درخت
بدلتا ہے کیون سرو گلزار رخت

سر سرو پر قمریون کے ہجوم
یہ نرگس گل کی آمد کی ہے آج دھوم

جو نرگس کی دیکھین نگہ بازیان
تو سوسن نے کین خوب غمازیان

ہے زلف سنبل مین کیون پیچ و تاب
حباب لب جو کو آتا ہے خواب

عبث بلبل نغمہ پرداز ہین
کبھی سو رہین اور کبھی ساز ہین

جوانان گلزار ہین سبز پوش
ہے نہرون کو بھی بحر الفت کا جوش

ہر اک موج ہے تیغۂ خون فشان
ہے گرداب پر بھی سپر کا گمان

حباب لب جو ہے چشم غزال
ہے گرداب دریا کا ماہ کمال

ہین مچھلیان ہر طرف فوج فوج
تلاطم ہے دریا مین بھی موج موج

یہ ڈر ہے کہ طوفان نہ اُٹھے کہین
دعا کر دعا کر مرے ہمنشین

شگفتہ رہین باغ عالم مین گل
ہے طفلان غنچہ مین بھی شور و غل

ترنم سرایان شیرین مقال
چنین می نگارند این قیل و قال

ثنا خوان گل بلبل خوشنوا
صدا دے رہی ہے کہ یا کبریا

جوانان گلزار آباد ہون
تو بیٹون [illegible]

کسی کو ہے سودائے زلف حبیب
شب قدر کی قدر سے ہے قریب

کوئی مائل روئے دلدار ہے
کوئی مشک ہلکے بیان ہے

کہین مہیجے ہین کہین غنچے ... کسی جا مصیبت کے دریا بہے
کوئی مائل صحبت دلربا ... کوئی رنج ہجران کا طالب ہوا

شب ہجر کو کسقدر طول ہے ... کہ بلبل کو یہ رنگ ہی بھول ہے
شب غم تڑپ کر بسر ہو گئی ... کسی نے کہا لو سحر ہو گئی

کوئی رنگ عشرت سے ہے ہمکنار ... کہ گلچین پہنچے ہی ہو نگے پار
جو صیاد و گلچین فراہم ہوئے ... جو ایام گلزار بیدم ہوئے

گلون نے کہا ہنس کے ای سیمبر ... خزان کا بڑا خوف ہی مشتہر
ہولے مخالف جو چلیا ئینگی ... تو شاخ خوشی دم مین جل جائیگی

طیوران گلزار ہین تر زبان ... یہ ہی خوف آتی ہی ہم فصل خزان
خزان کا عمل بر محل ہو گیا ... خوشی مین گلون کے خلل ہو گیا

نہ دم چپکے تھے نہ وہ غنچے ... گلون نے مصیبت سہے
قلم تم سناتے ہو یہ کیا بیان ... سناؤ ہمین اب نئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان معرکہ گیر و دار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین قلم مصنف سخن شناس و سخن سنج و داستان کہن ۔ چنین نگاشتہ اوراق طرز سنج دمن سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ جب ایرج نوجوان کے روانہ ہونے کی خبر شاہزادہ قاسم نے سُنی کلیجہ تھام لیا ذکر کر چکا ہون کہ سکندر زرین پوش زرین علم کے ساتھ قاسم لڑے بڑے آخر انھین کے ساتھ قید ہو گئے مگر معرکہ یہ گذرا کہ قید خانے مین تھے حدیقہ جادو مصاحبان سحر العجائب سے ہی ایک دن قید خانے مین آئی جمال قاسم دیکھکر عاشق ہوئی رات کو چرا لیگئی ایک صحرا مین لاکر طالب وصل ہوئی قاسم نے انکار کیا حدیقہ نے قاسم کو درہ کوہ مین قید کیا آپ شکار کو گئی وہان ایک ساحر رہتا تھا تنویر جادو نام اُس سے مقابلہ پڑا تنویر کے ہاتھ سے حدیقہ جادو قتل ہوئی قید قاسم کی گر گئی بچے ساحرہ کہین قتل ہوئی آخر پہاڑ سے نکلے انکے سردار انکو ڈھونڈتے ہوئے نکلے تھے اُنسے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہین مثل قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ حاضر ہین قاسم نے کہا یار و تمنے سُنا کہ ایرج نوجوان برائے فتاحی طلسم نور افشان گئے قید ہوئے اب ہمارا دل کیونکر مانے اور کسطرح چین آئے سمک ملیطاقی بھی حاضر ہی اُسنے عرض کی کہ ای آقائے نامدار و مولائے قدر شناس کیونکر ممکن ہی کہ وہ جائین اور جاتے ہی طلسم نور افشان فتح کرلین قاسم خاموش ہو رہے کچھ اُسوقت جواب نہ دیا جب سردار جا چکے قاسم نے سمک سے کہا کہ ای برادر تمنے دیکھا کہ ایرج یکہ و تنہا چلا گیا ہر چند کہ عیار اُسکا نہایت طرار و فرار ہی مگر مقامات طلسم مین عیار کی کیا چلیگی خدا نخواستہ اگر جا کے طلسم مین پھنسے تو کیسی مشکل ہو گی سمک نے عرض کی کہ حضور چلنا ضرور ہی ہر کا ۔ دن نے خبر دی تھی کہ صاحبقران بھی ابھی نہین پہونچے قلعہ ابلیس پرستان پر مصروف جنگ ہین خدا اُنکو مظفر و منصور کرے رات کو سمک نے گھوڑا قاسم کا تیار کیا قاسم رات کو سوار ہوئے صرف سمک کو ہمراہ لیا کسی سردار کو خبر نہین کی طرف طلسم نور افشان کے چلے تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار جوان جنگی اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے قاسم پر پڑی عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ کون جوان ہی عیار اُسکا سہیل تیز رو سامنے قاسم کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا زبان سے بات نہین نکلتی پسینے پسینے سر جھکائے کھڑا ہی قاسم نے فرمایا کیون ای عیار تیرا کیا مطلب ہی کہا حضور منصور باختری جب خدائی لقا کی بربادی ہوئی یہ شیر شکار گاہ مین تھا اسکو جو خبر ہوئی کہ مسلمانون نے ملک قدرت کو لیا قیطولات جلادیے غصے مین برائے قتل مسلمانان چلا ہی آپکو یہان کھڑا دیکھا

دریافت فرماتے ہین کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اس صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز مین آپ ایسے ماہتاب و مہر درخشان کا کیونکر گذر ہوا کہان تشریف لیے جاتے ہین قاسم نے فرمایا جاکر کہدو لقا کا داماد جسنے چالیس شبخون لشکر لقا پر مارے اُسکی بیٹی گیتی افروز کو نکال کر لیگئے بطن سے گیتی افروز کے فرزند رستم خصال سہراب جلال صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان پیدا ہوا اب برائے فتح طلسم نور افشان جاتے ہین عیار سے یہ جو کہا عیار نے آکر منصور سے بیان کیا منصور نے کل فوج کو حکم دیا اس جوان کو جلد گرفتار کرو چہار طرف سے فوج نے نرغہ کیا قاسم نے قبضہ بلارک پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری
ز نم تیغ برابر و نیزہ بماہ

شہسوار لال پوش خاوری
ز آب دم تیغ نشستہ زمین

دیگر

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر کشتہ بزیر نگین

تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند منصور باختری بھی نعرے کر رہا ہی اور اپنی فوج سے کہتا ہی کہ ارے تم چالیس ہزار ہو اکیلے کو گرفتار نہین کر سکتے ہو فوج والے لاکھ لاکھ کد و کاوش کرتے ہین اور جانبازی پر مرتے ہین مگر کچھ بن نہین پڑتا یہ شیر بیشہ صاحبقرانی فرزند رستم صاحب شوکت و حشم شیر انہ لڑ رہا ہی ہزارون افسر بڑھکر مارے علم فوج سرنگون سرکشون کا کلیجہ خون قاسم نے کئی مرتبہ آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کے گرد کیا دور سے لینا لینا کرتا ہی خود نہین آتا ہی دو چار مرتبہ جو قاسم نے کہا اسے بھی غیرت آئی گینڈے کو چمکا کے بڑھا سامنے آیا تلوار چلنے لگی اُنے کئی ہاتھ ارے قاسم نے اُسکے وار روکے قبقاب باختری اُسکا برادر زادہ دور سے دیکھ رہا تھا کئی وار چور دو قدح ہوئے سمجھا کہ ہمارا سردار قاسم پر غالب نہ آئیگا اور جو مسلمان کا وار پڑ گیا مارا جائیگا اس سوچ مین پشت سے آکر ہاتھ مارا اسمک یلطاقی کہ زیر شکم مرکب قاسم موجود ہی پکار اُٹھا بچے کا ایک نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم نے پلٹ کے دیکھا اور قبضہ مارا سر اُسکا جھنگیا اتنی جو نگاہ چوکی منصور نے گینڈا ہٹا لیا مگر غلغلہ کر رہا ہی کہ یارو کیا ستم ہی ایک شخص کو تم گرفتار نہین کر سکتے بڑی بدنامی کی بات ہی جسنے اسکو مارا خداوند باختر بہت خوش ہونگے کیا تعجب ہی اپنے پاس بلا کر ہین شاہ پیغمبری مرحمت کرین ایک ایک پیادے کو افسر کر دونگا سپرین زر و جواہر سے بھر دونگا ہر چند لالچ دیتا ہی سپاہی نہین بڑھتے سہیل عیار سے کہا ای برادر کچھ تدبیر کرو مین تو ایسے لڑائی کر اسکے پہنچا یا کون کون سے افسر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا اب دیسے افسر کہان ملینگے ایسے سنبھلے تھے کہ اس شیر پر جا پڑے اور بھڑ کر اپنی جان دی سہیل نے کہا ہو سکتا ہی کہ عیارون کو لیجا کر پکڑ لون اس نامرد نے کہا پھر کیون دیر کرتا ہی فنون سپاہگری کے یہی معنی ہین جس طرح ہو سکے اپنے حریف پر غالب آئے سہیل نے اپنے شاگردون کو بلایا پچاس پیک پیچے حلقہ ہائے کمند لیکر ساتھ ہوئے ایک پلٹن کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو لگا کر نخلستان مین لاؤ کمیدان آگے بڑھا لڑتا ہوا پیچھے ہٹا قاسم لڑتے ہوئے چلے کمیدان سامنے سے ہٹگیا یہ شیر غصے مین بدمزاج بلٹا تھا کہ شکار نکلگیا سہیل نے پشت پر سے حلقہ ہائے کمند مارے شاہزادہ کمندون مین بند ہوکر گرا اسنے لوگ لگا رکھے تھے از رو سے ہاتھ کے ٹوٹ پڑے ایک ایک ہاتھ مین دو دو سو لپٹ گئے شاہزادہ تکان سے کمندون کی بیہوش ہو منصور نے خوشی خوشی آہنگرون کو طلب کیا سلسل و مطوق کرایا اُسی صحرا مین لشکر لیکر اُتر پڑا

سہیل عیار نے کہا قدرت کا تو پتہ نہیں ملتا کچھ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ قدرت شکست کھا کر
غروبیہ باختر مین پہونچے ہین دو دو زنگی وہ انکے بادشاہ نے جائے پناہ دیا ہے وہان تو پہونچنا ہیون
مین ہوگا ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے یہ جوان رہا ہو جائے تو مشکل ہوگی اسی صحرا مین اسکو قتل کیجیے
یہ رائے منصور کو پسند آئی ایک خیمے مین قاسم کو قید کیا حکم دیا کہ کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو
اس جوان کو تیر باران کرینگے لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی جب سمک عیار نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوئے
صورت بدل کے لشکر مین پھرنے لگا یہ خبر وحشت اثر سُنی دل ٹکڑے ہو گیا اُسی وقت پھرتے پھرتے ایک
گوشے مین آیا وہان کوڑہ بہت سا پڑا تھا سمک نے خیمے کو تاکا جوڑی خنجر کی بڑھ کے نقب کھودنے لگا پہرہ
رہے بہرہ نقب کا قید خانے مین آکر توڑا دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ با حال تباہ سر زنجیر پر سر خم کیے
گران سے قید کی کراہ رہا ہے سمک نے سلام کیا قاسم نے پوچھا کون ہے کہا غلام آپ کا نقب دیکر پہونچا ہے
سو ہین نکالکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین قاسم سے کہا حضور پہلو مین مرکب آپ کا بندھا ہے ساز و یراق بھی
اسی مقام پر ہے لڑتے ہوئے نکلیے اپنا مرکب لیجیے لڑتے بھڑتے نکل چلیے جہانتک ہو سکیگا مرکب کو خدمت مین
پہونچا دونگا قاسم اُٹھے سمک نے خنجر ہاتھ مین لیا باہر نگہبان بیٹھے ہین رات کم باقی ہے قاسم نے ستون
خیمہ تھا کر جنبش دی خیمہ لہرایا نگہبانون پر گرا تو دو دو تو کے سر پھٹے غلغلہ ہوا ارے یہ کیا ہوا کوتوال لشکر
مشہور بہ شبگرد دوڑ پڑا وہ سب گھبرا رہے ہین کہ قاسم نعرہ کرکے گرے ابھی خیمے کی مصیبت سے پناہ
نہ پائی تھی کہ اوپر سے تلوار پڑنے لگی شبگرد ادھر پہونچا دیکھا کہ وہی قیدی لڑ رہا ہے سمک عیار بھی خنجر زنی
کرتا ہوا قریب گھوڑے کے پہونچا نگہبانون سے کہا ارے قیدی چھوٹ گیا گھوڑا مین اُسکا تیار کرکے بھاگون
تم لوگ خیمے پر افسر کے جاؤ انکو بیدار کرو سپاہی تو گھبرائے ہوئے تھے طرف بارگاہ منصور کے چلے سمک نے
گھوڑا قاسم کا تیار کرکے خود سوار ہوا کان مین گھوڑے کے کہہ دیا تیرا آقا بلاتا ہے یہ مرکب طلسمی ہے اسنے
نام جو اپنے آقا کا سُنا طرارے بھرتا ہوا چلا سمک نے قاسم کو شمشیر زنی کرتے ہوئے دیکھا آواز دی او جوان
مین تیرا گھوڑا لیے جاتا ہون قاسم نے اندھیری رات مین جو آواز اپنے عیار کی سُنی شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب
پہونچے سمک کود پڑا قاسم نے مرکب اپنا لیا اور نعرہ کرکے لڑتے ہوئے چلے سمک نے سمجھا دیا ہے کہ آپ اکیلے
فوج بے انتہا جہانتک ہو سکے لڑتے ہوئے نکل چلیے قاسم نے گھوڑے کو بڑھایا یہی ارادہ ہے کہ اس شب تیرہ و تار
مین لڑتے ہوئے نکلیں اب ٹھہرنا مناسب نہیں جدھر منہ اُٹھا تلوار چمکائی افسر کو مارا جو سامنے آگیا الغرض
شمشیر آبدار تھا کنارے تک لشکر کے لڑتے ہوئے پہونچے ہین شبگرد کوتوال نے بڑھکر للکارا او قیدی کہان
جاتا ہے ہتھیار پھینکدے قاسم نے گھوڑے کو پھیرا شبگرد نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا
سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کو توال جو مارا گیا لوگ بھاگے کچھ جوانان جنگی دور سے تیر و تلوار
مار رہے ہین منصور باختری جو اُٹھا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا نعرہ کیا یارو ایک شخص سے بھاگے جاتے ہو
بڑے شرم کی بات ہے اسکے کہنے سے لوگ جمع ہوئے بلوہ کرکے قاسم کو گھیر لیا کنارے پر لشکر کے تلوار چلنے لگی قاسم
نے دیکھا کہ منصور کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہر مرتبہ للکارتے ہین کہ او نامردان عرب
سپاہیون کو بھیجتا ہے تو سامنے نہین آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ رستم میدان فلک چہارم فوج شہنشاہ انجم سپاہ
کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر قائم ہوا ہے سلطان انجم سپاہ شکست خوردہ داخل قلعہ مغرب ہوا صبح ہو چکی ہے

کل فوج کا قاسم پر بلوہ ہی سمک بھی زخمدار قاسم نے بھی اندھیری رات مین کئی زخم کاری کھائے جسسے خون اسقدر جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی اب جو روشنی ہوئی گرد انکے مرکب کے صدہا لاشے منصور کے ساتھ والون کے پڑے ہین مگر قاسم کے ہاتھ مین بسبب زخمداری کے قوت نہین روح کو راحت نہین اُس پریشانی مین طرف آسمان کے دیکھا عرض کی کہ ای معبود بے نیاز ای رب کارساز اپنے بندے کو امان دے کوئی صورت تو ایسی نکلے کہ مین نکل جاؤن یا اگر پیمانۂ عمر لبریز ہو رشتۂ حیات منقطع ہو چکا ہو تو ملک الموت کو اجازت ہو کہ قبض روح کرے اب قوت جنگ باقی نہین تو کریم کارساز ہی رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
بر آستانِ تو دارند میل دربانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان از تو خوب پیداست

قضائے کار نقابدار زرین پوش مع بارہ ہزار جوانون کے اسی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہنگامہ سُنکر شاطر سے کہا دیکھ تو یہ کیسا غلغلہ ہی کوئی جوان گھر گیا اُسپر فوج کا بلوہ ہی کوئی عزیز دار صاحبقران نہ ہو جلد خبر لا عیار دوڑا ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ ملک قاسم زخمون مین چور چوربیچ مین چالیس ہزار جوانون کے گھرے ہوئے مصروف جنگ ہین عیار نے بلندی سے اترکر نقابدار سے عرض کی کہ ای شہریار نبیرۂ صاحبقران زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا چاہتا ہی جلد مدد دیجیے سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے مرکب باد رفتار بڑھایا باز سفید سر پر بارہ ہزار جوانون نے اپنے اپنے گھوڑے بڑھائے نقابدار تلوار کھینچکر بارہ ہزار سوارون سے آگے خود لڑتا ہوا قریب قاسم کے پہونچا آواز دی ای فرزند رستم و ای محترم و محتشم ہوشیار ہو جاؤ ماشاء اللہ چالیس ہزار مین اکیلے لڑے قاسم نے آنکھ کھولکر نقابدار زرین پوش کو دیکھا تیور بدلے لگے زخم سر شدۂ تحت الحنک سے باندھا پشت مرکب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای مرکب ایسے وقت تیز رفتاری ہی مرکب نے کنوتیان بدلین کلائیان مارتا ہوا دم چنور کرتا ہوا اپنے سوار کو لیچلا قاسم نے دو چار سوار مارے نقابدار زرین پوش نے بھی ستھراؤ کر دیا لاشون سے میدان کو بھر دیا منصور کا ارادہ ہی کہ بھاگ جاؤن اس ہنگامے سے جان بچاؤن کہ قاسم نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منصور نے پلٹکر ہاتھ مارا نقابدار زرین پوش دیکھ رہا ہی کہ قاسم کو غیرت آئی کلائی پر منصور کے ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا دست حق پرست پر بلند کیا اور تین چرخ دیے سر کی کلاہ کہین زرہ جسم مین نہ اور دشل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا آواز دی ای شہریار الامان قاسم نے کہا امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا نقابدار زرین پوش بھی لڑتا ہوا قریب آگیا دیکھا قاسم نے منصور کو گرنیوالا وہ بصدق مسلمان ہوا فوج جو قتل ہونے سے بچی تھی اُسکو امان ملی منصور قاسم کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتا ہی حضور اب بارگاہ مین چلین زخمدوزی بندگان عالی کی کیجائے مگر نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے بارگاہ زربفتی نقابدار کی استادہ کرائی زرین پوش قاسم کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا جراحون کو بلایا زخمدوزی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا اُسکی پٹیان زخمون پر چڑھائین چھپر کھٹ بچھوادیا خدمتگار واسطے خدمت کے مقرر کیے قاسم نے آرام فرمایا منصور شب بھر مصروف خدمتگاری رہا بروقت نماز سمک نے آفتابہ برائے وضو حاضر کیا قاسم نے وضو کر کے نماز پڑھی اب دربار مین آکر بیٹھے نقابدار نے اپنے بائین پر قاسم کو ذنگل زرین دیا قاسم آکر بیٹھے ساقی بچے نے آکر جام پیش کیا نقابدار نے اپنے دست حق پرست سے

قاسم کو جام دیا قاسم نے سلام کرکے پیا جب دونون جوانون نے دو دو جام پئے قبضے پر تلوار کے نقابدار
نے ہاتھ ڈالا جوش جرأت مین جھومنے لگا کہا ای شاہزادہ خاور سپاہ حقیقت مین آپ نے بمقابلہ لقا بڑے بڑے
کارہائے نمایان کئے آپ ہی کا دل تھا کہ ایسے گبر پر شبخون مارنا کفاران ہمیا کو للکارنا قاسم نے سر جھکا لیا
کہا آپ کی عنایت ہے مین کیا اور میری جرأت کیا سب کچھ اقبال سے دادا جان کے ہوتا ہے وہ ہمارے سرپرست
ہین زمانے کے صاحبقران صاحب شوکت وشان نقابدار نے کہا ای خاور سپاہ اگر خلاف نہ گذرے تو مین
آپ کو پیغام دیا چاہتا ہون قاسم نے کہا فرمایئے نقابدار زرین پوش نے کہا مین کئی سال سے آتا ہون ان
جس لایق ہون ویسی ہی جنگ بھی ہوتی ہے میری جانب سے اپنے دادا جان سے عرض کیجئے گا کہ مین ہی چاہتا ہون
کہ میرے آپ کے جنگ نہ ہو با شاے صاحبقرانی مجکو ملین جنگ کفار میرے سپرد کیجیے مین ایک ہفتے مین فتح کرونگا
بعنایت خدا لقا کو شکست دونگا ممالک مفتوحہ بوجہ احسن قبضے مین رہینگے جو سرکشی کریگا سزا پائیگا کوئی سر نہ
اُٹھا سکیگا قاسم نے کہا کہ ای نقابدار بہادر یہی قول صاحبقران کا ہے کہ جس شان وشوکت سے آپ آئے
کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوئے مرکب سہ چشمی بارگاہ زربفتی مگر کیون ای نقابدار بہادر یہ باز کیا چیز ہے کہ جو
آپ کے سر پر چرخ مارتا ہے عاشق صادق ہے آپ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین وہ قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہے
نقابدار نے کہا یہ حال مین خود نہین جانتا اس باز کی وجہ سے بڑا اسباب شوکت ہے نہین معلوم یہ کیا چیز ہے
کبھی کھلجائیگا مین نے کبھی اس مقدمے مین دخل نہین دیا مگر آپ میری طرف سے صاحبقران کو سمجھا دین ان
بزرگون سے سر میدان مقابلہ ہونا سراسر خلاف ہے قاسم نے دیکھکر کہا کہ ای نقابدار بہادر مین سب طرح بے
حاضر ہون جس طرح جی چاہے امتحان کر لیجیے یہ کہکر قاسم نے قبضۂ پلارک افراسیابی پر ہاتھ ڈالا نقابدار
ہنس پڑا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون مین صرف عہدۂ صاحبقران
کا خواہان ہون قاسم نے کہا یہ تو ناممکن ہے صاحبقران اپنے لڑے بھڑے بانے نہ دینگے مین بھی نقابدار
سرخ پوش بنکر آیا تھا کہ دشمن ترک توسن ملداقی کو چند روز تعقب کرکے بارگاہ جمشیدی مین جانے
پسران نوشیروان کے مین نے ستون بارگاہ قلم کیا جب ستون کٹا بارگاہ لہرائی قریب تھا کہ بارگاہ گرے
مین نے کاندھا بجائے ستون لگا دیا اتنی دیر لیے ہوئے ٹھہرا کہ جب دوسرا ستون آیا وہ نصب ہو گیا تب
مین ہٹا مگر جب صاحبقران کے مقابلے مین آیا شکر ہے کہ اپنے دادا کے ہاتھ سے زیر ہوا انھون نے مجکو مین نے
انکو دیکھا سیارہ عیار نے عرض کی حضور کا پوتا ہے بڑے خلق سے دادا جان ملے وجہ زیادہ محبت کی یہ
ہے کہ قبلہ و کعبہ اُس زمانے مین نقابدار نمدی پوش بنے ہوئے تھے سالہا سال مخفی رہے ہر شیر نے یہی
قصد کیا کہ اُناے صاحبقرانی لین مگر آج تک کسی کو نصیب نہین ہوے جو صاحب آئے دست حق پرست سے
زیر ہوئے ویسا ہی معاملہ آپ سے ہوگا بلکہ ایک امر مناسب ہے کہ صاحبقران اور آپ سے جس دن مقابلہ ہو
تمام عالم دنیا دنیا حیرت کرینگے وہ موید من اللہ ہین آج تک کسی نے انکی پشت زمین سے نہین لگائی
وہ قدرت پروردگار ہین اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ مجھسے مقابلہ کیجیے امتحان سپاہ گری ہو جائے یہ سنکر
نقابدار نے قاسم کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین فقط تمکو ستانے کو چھیڑتا تھا مین سوائے حمزہ صاحبقران
کے کسی سے مقابلہ نہ کرونگا اول تو مین اُنکا دشمن نہین اُس ایسے راہبر کار ہے ان نہین صرف امتحان کا
خواہان ہون قاسم نے کہا ہم بھی گنہگار ہین کسی شرط پر مقام مقرر ہوتا مگر بذات مقابلہ ہو قاسم نے کہا

یہ سب امورات ناممکن ہین اگر آپ کو اپنی شوکت دکھانا ہو تو اس حقیر سے مقابلہ کیجیے ایرج نوجوان موجود ہین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان باپ میرے رستم ہلتن وبیلکن علمشاہ نوجوان دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران انہین سے جن صاحب کو مناسب جانیے مقابلہ کیجیے مگر یہ سمجھیے کہ یہ سب صاحب دادا جان کے مطیع ہین ان سب صاحبون کو زیر کیا سب کے دماغ مین سودا تھا یہی گھمنڈ کرتے تھے کہ ہمکو زیر نہین کیا مگر نثار جرأت پر کہ سب صاحبون کو فرداً فرداً مقامات مختلف پہ زیر کیا ورنہ جو گھمنڈ تھے کیونکر کون کب رتبے مانتے دیدہ بینگے نقابدار زرین پوش نے کہا مین مجبور ہو جاؤ رہن خیر جو تقدیر مین ہو گا وہی ہو گا تین دن قاسم و نقابدار زرین پوش سے صحبت رہی ہر مرتبہ قاسم نے یہی کہا کہ مین آپ سے مقابلے مین سطرح موجود ہون مگر نقابدار زرین پوش نے نہین قبول کیا ہر مرتبہ یہی جواب تھا کہ جب مجبور ہو جاؤنگا صاحبقران سے مقابلہ کرونگا تیسرے دن نقابدار نے کہا اے شیر بیشۂ رستم اب آپ کا کیا قصد ہے قاسم نے کہا کہ مین طلسم نور افشان پر جاؤنگا میرے فرزند کی سسرال مین قیامت برپا ہوئی اور فتاحی طلسم نور افشان واجب و لازم ہے فرزند بھی میرا وہین گیا ہے یہ بھی خبر پا چکا ہون کہ فرزند کشتی کی بھی لڑتا بھڑتا وہان پہونچا نہین معلوم اُن دونون پر کیا گذری نقابدار نے کہا بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے اور منصور باختری سے کہا کہ خبردار کوئی حرکت نامردانہ راہ مین نہ کرنا یہ تو ظاہر ہے کہ تم بصدق مسلمان ہوئے منصور نے عرض کی کہ مین دل وجان سے عاشق جمال بے مثال شاہزادۂ والاقدر ہون عمر بھر خدمتگاری کرونگا نقابدار اُسی وقت مرکب پر سوار ہوا قاسم نے رکاب پر ہاتھ رکھا نقابدار نہ قبول کرتا تھا مگر قاسم نے بہ کیفیت نقابدار کو سوار کیا نقابدار تو روانہ ہو گیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ فوج دیوان بھی نقابدار کے ہمراہ ہے وہ سب دروکو وہین تھے آواز دیتے ہی حاضر ہوئے بیرقین ہاتھ مین تخت کاندھے پر اُسپر نقابدار کو سوار کر لیا ایک دیو بلند قامت نشان لشکر کے ہاتھ مین آگے بڑھا نقارے پر چوب پڑی اس کر و فر سے نقابدار روانہ ہوا قاسم نے سماک سے کہا حقیقت مین نقابدار نے جو شان و شوکت پیدا کی ہے کسی کو اس سامان سے نہین دیکھا نہین معلوم کون بزرگ ہے ہفت زبان صاحب اسم اعظم ذی رتبہ جری بہادر صف شکن تیغزن فوج بھی کثیر ساتھ ہے سردار بھی اچھے اچھے ہین پر وہ قاف سے بھی کچھ توسل ہے آنے جانے والون سے حال کھلا کہ بڑے بڑے طلسمات فتح کیے قہقہہ کو کئی مرتبہ شکست دی جس دن بدعالی تبار سے مقابلہ پڑیگا سب رنگ کھل جائیگا ہمارے جد عالی تبار ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہین یہ کہکے منصور سے حکم کیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی کا لشکر تیار ہوا طرف طلسم نور افشان کے چلے بارگاہین خیمے سب کچھ ہمراہ ہین کہ تیسری منزل طے ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر اسباب شکار درست ایک باز ہاتھ پر چڑھا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا ہے وہ قاسم کو دیکھکر رکا قاسم نے اپنی فوج کو روکا سماک نے خبر دی کہ فاروق کوہ تن پہلوان پایۂ تخت سحر العجائب ومصر الغرائب شاہان نور افشان واسطے شکار کے نکلا ہے فاروق کو بھی خبر ملی کہ نبیرۂ صاحبقران بجائے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین یہ سُنکر جلگیا کہا شاہ نے مجھکو لکھا تھا کہ اے پہلوان وران واہی گرشاسب جہان گیر نے کوکب و بران ولاچین کو قید کیا ہے بندان حمزہ لشکر کشی کرکے آتے ہین کہ طلسم کو فتح کرین اگر کسی کا گذر تمھاری جانب ہو گرفتار کر لینا یا تنک نہ آنے دینا یہ کہکے ایک سوار سے کہا کہ اسے جا ان سے

جاکر کہو کہ تم سب کی سرکشی حد سے گذری اور پھر لشکر کشی کا سامان ہی یا تو تم یہان سے پلٹ جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو
قاسم نے جواب دیا کہ اس بڑے بڑے ہاتھ پانون پر بڑا غرہ ہی خیر اُس سے کہو کہ طبل جنگی بجوائے ہم اُدھر ہی جائینگے جیسا
کیسا جس ارادے سے نکلے ہین وہی کہینگے فاروق یہ سنتے ہی اُتر پڑا قاسم بھی اُترے فاروق نے طبل جنگی
بجوایا دونون لشکرون مین حسب قاعدہ طبل جنگی بجے تیاری جنگ ہونے لگی جب سلطان انجم سپاہ نے ہاتھ سے شہنشاہ
زرین پوش کے شکست کھائی سلطان زرین پوش یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا
دونون لشکر بارادۂ رزم و پیکار میدان کارزار مین آکر ہو پہنچے صفین آراستہ ہوئین ترتیب و کرو کیت ادا زین لگی
ہٹے فاروق کو وقت نے اپنی فوج سے گھوڑا نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا قاسم کا نام لیکر پکارا قاسم نے
مرکب بڑھایا منصور باختری نے عرض کی کہ غلام مقابلے مین جائے فرمایا ای خیر خواہ تم ایسے ہی جانباز و
سرفروش ہو کیون نہ دریائے جرأت کو جوش ہو مگر وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے جد کا بھی یہی طریقہ ہی کہ جو جسکو
پکارے وہی مقابلے مین جائے یہ کہکے مرکب باد رفتار بڑھایا بعد تکاور آپسمین نیزہ چلنے لگا چند حملون مین
نیزہ فاروق کا قاسم نے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقتاب جوہردار کھینچا ہاتھ لگایا قاسم نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا تیغہ پڑا سپر کٹی دو انگل کا زخم سر پر قاسم کے آیا زخم کھاکر شیر بپھر گیا تیغہ پلارک کو نیام
انتقام سے کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مارا فاروق کا سر تا دو ابرو زخمی ہوا گھوڑا ابھی فاروق کا مارا گیا فوج فاروق
آپڑی مغلوبہ مین خوب تلوار چلی دو پہر ہنگامہ گیر و دار بلند رہا آخر فاروق شکست کھاکے بھاگا دو پہر بھاگا
چلا آیا قلعہ فاروقیہ مین جاکر چھپا قاسم نے قلعہ گھیر لیا فاروق جب اندر قلعہ کے آیا تخلیے مین اپنے عیار
مہتر نعمان کو بلایا کہا ای نعمان مین شہنشاہون کا حکم بجالایا مگر یہ جوان تو بڑا زبردست ہی مین ایسا نہ سمجھا تھا
اب اُسنے قلعہ کو گھیر لیا ضرور ملغار کریگا ایسے شیر کو کون روکیگا اگر ہو سکے تو گرفتار کر لا اور اُسکے لشکر مین
کوئی ایسا نہین ہی مین سب کو شکست دونگا فتح کا بند و بست کرونگا نعمان بہت خوب کہکے بصورت صندل نکلا
لشکر قاسم مین پھرنے لگا دو پہر رات گئے سمک کو دیکھا کہ خیمے سے اُٹھکر طرف بازار بزازان کے گیا نعمان
نے بہ تعجیل اپنی صورت بشکل سمک بنائی دروازے پر آکر آواز دی یارو ہوشیار رہنا حریف سے مقابلہ ہی
سنتا ہون کہ کوئی عیار آیا ہی تم لوگ جا بجا انتظام کرو مین اندر جاکے خبر لون یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا قاسم
کو بیہوش کیا اندر سے پکار کر آواز دی کہ دربارگاہ سے ہٹجاؤ مین نے ایک تدبیر کی ہی یہ سنکر پاسبان ٹلا یہ
پشتارہ قاسم کا لے نکلا سمک بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی کہ دیکھا دس بیس شاگرد دوڑے ہوئے آتے ہین
اُن شاگردون نے آواز دی کہ اُستاد آپ یہان کہان تھوڑی دیر ہوئی کہ آپ ہمکو بلاکر آئے تھے پھر حکم دیا
کہ بازارون کا انتظام کرو ہم یہان آئے سمک نے کہا کہ یارو تمھارا ابھی آنا بیکار ہوا معلوم ہوتا ہی کہ عیار چل گیا
یہ کہکے دوڑا در بارگاہ قاسم پر آیا دیکھا کہ بالکل سناٹا پڑا ہی مگر کچھ عیار خدمتگار منصور باختری دروازے
پر جمع ہین یہ کسی کی مجال نہین کہ اندر آسکے سمک جو پہونچا بے تکلف اندر خیمے کے گیا قاسم کو پلنگ پر نہ پایا
گھبرا گیا باہر آیا پکار کر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا آقا کو عیار لیگیا سمک یہ کہکے باہر نکلا کہ مین جستجو مین جاتا ہون
یہان فاروق انتظار مین اپنے عیار کے رات بھر جاگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی کہ ہمارا عیار گیا تھا ابھی تک نہین آیا
یہ ذکر تھا کہ نعمان پشتارہ بدوش آیا کہا حضور رات کو اس غلام نے جان لڑا دی آپ کا اقبال یاور تھا کہ اس
جوان کو لیکر آیا فاروق نے کہا آہنگرون کو بلاؤ ہتھکڑیان پہنا کر قاسم کو ہوشیار کیا قاسم نے آنکھ جو کھولی اپنے

مسلسل پا بہ گل کرکے مشکین کو خانۂ زنجیر مین غل ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی فاروق نے کہا او جوان مین
ابھی تجھکو قتل کرتا ہون قاسم نے کہا کہ اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کیا افسوس کی بات ہے شکر ہے کہ
پروردگار نے فنون سپاہ گری مین تجھ ایسے نامرد سے کمی نہین دی ہے اب تو نے عیار کو بھیجکر پکڑوا بلایا اُسپر ناز کرتا ہے
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر فاروق نے جلاد کو طلب کیا یہان تو جلاد کی طلب ہے مگر منصور باختری جو سوگرد تھا
خبر پائی کہ آقا کو عیار فاروق کا گرفتار کر لیگیا غصے مین اُٹھا اپنے گینڈے پر سوار ہوا افسران فوج کو طلب کیا
کہا مین یکہ و تنہا جاتا ہون جب پھاٹک توڑدون تم بھی آجانا مگر گھبرانا نہین افسران فوج سب تیار ہوئے، اہالیان
فوج کا قول ہے ہر چند مقدمہ بے ڈول ہے مگر جانین دیدینگے قلعے لینگے منصور چلا سامنے قلعہ کے آیا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہاتھ مین اسباب قلعہ گیری ہمہ پر آراستہ منصور سب کے آگے گینڈے کو بڑھائے ہوئے آتا ہے اہالیان
قلعہ نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہے توپین سیدھی کین ایک دو گولے مارے کہ قاسم کے لشکر تک نہین پہونچے منصور
نے جو دیکھا کہ گولہ پڑنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم یہین ٹھہرے رہو آپ اکیلا بڑھا اہالیان قلعہ نے آگ
برسا دی مگر منصور مظفر و منصور برلب خندق پہونچا آواز دی کہ کیون مال خراب کرتے ہو مین آپہونچا فوج والے
بھی پہونچے اب اہالیان قلعہ گھبرائے جاکر فاروق سے کہا کہ اے شہریار بہتر یہ ہے بجائے قلعہ بند کیا ہے قاسم
کو لیکر سامنے اُنکے زیر تیغ بٹھا دیجیے اپنے آقا کی جان کے خیال سے ہٹ جائینگے فاروق کو یہ بات پسند آئی کشان
کشان قاسم کو لیکر بر سر قلعہ آئے پکار کر آواز دی کہ اے منصور ذرا ادھر دیکھو منصور نے دیکھا کہ قاسم کو زیر تیغ
بٹھایا ہے جلاد خنجر لیے کھڑا ہے حکم کا منتظر ہی قصد ہے کہ فاروق حکم دے تو قتل کرون فاروق نے پکار کر آواز دی
کہ اے منصور اگر قدم آگے بڑھاؤ گے تو اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤ گے منصور منتین کرنے لگا کہ ہم ابھی پلٹے جاتے ہین
مگر برائے خدا ہمارے آقا کو نہ ستاؤ سب فوج پھر گئی مگر فاروق قاسم کو لیکر بارگاہ مین آیا مشیرون نے
صلاح دی کہ اس جوان کو زندہ رکھنا بہتر نہین جلدی اسکو قتل کیجیے معاذ اللہ خون برادران لیجیے فاروق نے
کہا قتل کردون بھی بر سر راہ ہون جلاد پھر سر پر آیا کو لے کا خط گردن پر کھینچا حکم اول پوچھ چکا تھا کہ آسمان
سے بجلی چمکی سب نے دیکھا کہ ملکہ نسترن جادو چالیس کنیزین گرد بیچ مین خود بھاری جوڑا پہنے ہوئے
کنیزون سے باتین کرتی ہوئی چلی آتی ہے فاروق نے جو نسترن کو آتے ہوئے دیکھا برائے تعظیم اُٹھا کہا
ملکۂ عالم آپنے عنایت سامری و جمشید تھی جو مین بچ گیا نسترن نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور مین شکار کو
گیا تھا اس جوان سے مقابلہ پڑا زخمی ہوا آکر قلعہ بند ہوگیا مگر اس ظالم نے تعقب نہ چھوڑا آکے قلعے کو گھیر لیا
نعمان نے سب کی جان بچائی اندھیری رات تھی شب کو تو سو رہا کہ اُسوقت لغمان گیا اس جوان کو پکڑ لایا اب
آپ فرمائیے کیا صلاح ہے میرے نزدیک اسی مین فلاح ہے کہ اس جوان کو قتل کرین نسترن کی جو نگاہ جمال جہانتاب
قاسم پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوئی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی کہا اے فاروق اسکا قتل کرنا مناسب نہین
قید کر ہم اسکی تدبیر تجھکو بتائینگے فاروق نے کہا اے ملکۂ عالم قید اسکی رہ نہ سکیگی اسکا سردار منصور باختری
قوت مین قوی تن اُسکو کون روکیگا آج بھی یلغار کرکے آیا تھا مین نے ڈرا کے پھیرا ذرا بھی چوک جاؤنگا تو ضرور
قلعے مین گھس آئیگا نسترن نے کہا مین اسکی تدبیر کردونگی ایک سحر کردونگی کہ یہ سب بھاگینگے اسکی قید پاس
شاہان طلسم نور افشان کے بھیجینگے کچھ اسکا نام بھی معلوم ہوا دریافت کرو کہ اسکا نام نامی اسم گرامی
کیا ہے فاروق اسپر راضی ہوا قاسم کو قید خانے مین بھیجدیا مگر نسترن بیتاب ہے کہ کیا تدبیر کرون

اس جوان سے وصل حاصل ہو تسکین دل ہو درد سے الور دیکھکر مثل آئینہ حیران زلفین الجھکر بشکل گیسو پریشان
یہی سوچ رہی ہو کہ کیا تدبیر کرون سامنے سے چلے جانا بھی ناگوار ہی کہا کیون فاروق تو نے اس جوان کو
سمجھایا بھی تھا جان کا خوف سب کو ہوتا ہو اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرے تو مین حضرت مین شاہ طلسم کے
لیجاؤن خطا معاف کراؤن سپہ سالاری لشکر دلاؤن فاروق کیا جانے کہ یہ مرتی ہو نام پر قاسم کے
جان جاتی ہو اسی وجہ سے گھبرا گئی ہو کہا ملکہ یہ سوال تو مین نے نہین کیا نسترن نے کہا ذرا بلا لو مین
اُس سے سوال سامری پرستی کرون مانے تو زبردستی کرون داروغہ جا کر قیدی کو قاسم کی لایا قاسم
نے کہا کہ او نادانقہ ہمین کیون دمبدم محفل مین بلاتے ہو نسترن نے کہا کہ ای فرزند صاحبقران اگر تم
مذہب سامری قبول کرو تو شاہان نور افشان سے تمکو عہدۂ سپہ سالاری دلا مین تمھارا مرتبہ بڑھائین
قاسم نے کہا قحبہ کیا بکتی ہو ہم سامری وجمشید پر لعنت کرتے ہین خبردار کبھی ایسا سوال ہمسے نکرنا فاروق
نے کہا ملکہ سنتے ہو مین سن چکا ہون کہ مسلمان لوگ اپنی جان دیتے ہین مگر مذہب کسی کا اختیار نہین کرتے بڑے
بڑے ساحرون نے یہ ارادہ کیا مگر ان لوگون نے نہین مانا یہ سنکے خود بول اُٹھی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکتای
میدان جلادت وای فرزند رستم وای محترم ومحتشم مین آپ سے عرض کرتی ہون کہ شاہان طلسم نور افشان
مسخر عجائب ومظہر الغرائب ہین جنھون نے آپ کی سلطنت بزور بازو لی ہو مین چلکر انکا آپکو سپہ سالار بناؤنگی
در بند آپ کے تیغے بن آئین بڑا مرتبہ اعلے ہوگا قاسم نے کہا کہ او فتنہ کیا بکتی ہو ہمین جان دینا منظور ہو خبردار
ایسے کلمے زبان سے نکال وہ ہمارا کیا مرتبہ بڑھائینگے جناب پروردگار ہمارے جد عالی تبار نے ملک [illegible]
تسخیر کیا اٹھارہ سو ملک اُسکے متعلق تھے شمالیہ باختر کہ جسکا حاکم سیف الملک صف شکن تیغ زن شہ الی کر
تاج نگار تخت کا دو تین سو ملک کا یہ بھی بادشاہ ہو وہ میرا خراج گزار ہی پہلوان عالی وقار نامی نامدار ہمارا
خراج گزار ہو تو کیا ہمارا مرتبہ بڑھائیگی طلسم نور افشان کیا چیز ہے تجھ کو یہ دربندون کی سلطنت عزیز ہو ہم انکی
کیا حقیقت سمجھتے ہین نسترن نے بہت بہت سمجھایا قاسم نے جواب سخت دیا نسترن خاموش ہوگئی پھر
قید خانہ مین بھیجدیا مگر داغ ہو کہ فاروق کی [illegible] فاروق نے تخلیے مین صحبت آراستہ کی ہاتھ پکڑ کر
تخلیے مین لایا مگر نسترن اسقدر برخاستہ خاطر ہو کہ جون جون فاروق خاطر کرتا ہو نسترن کو ناگوار گذرتا ہو
خاموش بیٹھی ہو اسی خیال مین کہ اس جوان سے کیونکر ملون نہ شراب پی نہ کباب کھائے فاروق نے بہت ملاطفت
ورغبت کیا نسترن نے جواب دیا کہ ای فاروق آج میرے سر مین درد ہی فاروق حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی
جب فاروق نے بہت منت کی تو ایک جام شراب کا پیا مگر فاروق کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ نشے مین بیہوش ہوگیا
نسترن اس مقام سے اُٹھی مست مئے محبت غرق دریائے الفت سحر کرکے زمین مین غرق ہوئی قید خانے مین
آکے نکلی قاسم خاموش بیٹھے ہین نسترن نے کہا کہ ای جوان تیرے واسطے مین نے بڑی مشقت کی پُرانے آشنا
کو بیہوش کرکے آئی ہون اگر مجکو قبول کرے وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کوئی تجکو زیر نہ کرسکے حرز ہیکل بنادونگی کہ جسسے
رہیگا اُسکو زیر کریگا قاسم نے کہا یہ نامردی ہمارا کام نہین ہم ساحرہ کی مدد قبول نہین کرتے ساحرہ کا ساتھ ہو
یا اُسکے سحر سے کوئی کام لینا نامردون کا طریقہ ہو عنایت خدا سے سواے داداجان کے کسی نے پشت ہماری
زمین سے نہین لگائی جس کافر سے لڑے اُسکو زیر کیا ساحرہ کی مدد لینا ہمارا طریقہ نہین نسترن سوچی کہ مقام
قید خانے کا خلاف ہو عذر بھی اسکا صاف صاف ہو اپنے مکان پر لیچلون انکار نہ کریگا اگر وہان بھی انکار کریگا

تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے قاسم کو سحر سے بیہوش کیا پنجے مین دباکے اُڑی قلعہ نسترن مین
پہنچی آئی کہ جسمین لاکھ ساحر رہتا ہو باپ اسکا متین جادو نہایت ساحر زبردست ہو اُسی کے نام اس قلعے کی
سلطنت ہو جاکر اپنے باغ مین اُتارا سامان عیش مہیا کیے قاسم کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھی جب
قاسم کی آنکھ کھلی قید سے اپنے کو رہا پایا مگر نسترن سامنے دست بستہ بیٹھی ہو قاسم نے مُنھ پھیر لیا اسنے کہا اگر
جوان رعنا وای بہادر یکتا میری بات کا جواب بھی نہین دیتا کہ مین تیری عاشق صادق یار موافق ہون مجھ ایسا چاہنے والا
نہ ملیگا ہر چند کہ اسنے منتین کین مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور جب جواب دیا یہی کہا کہ کیا جھک مارتی ہو تب
نسترن نے قاسم کو ایک بُرجی مین قید کیا کنیزین سمجھانے آتی ہین قاسم نہین قبول کرتے مگر وہان فاروق
جب ہوشیار ہوا اور یہ خبر اُسنے سُنی کہ قاسم کو نسترن لیگئی غصے مین کانپا بڑا ڈر یہ ہو کہ منصور باختری
گھیرے ہوئے پڑا ہو ایک ہفتے کی اسنے بمنت مہلت لی ہو کر آٹھوین دن یا مقابلہ کرونگا یا قاسم کو دیدونگا
وسپر اُس پہلوان نے تامل کیا یہ جو اسکو معلوم ہوا کہ نسترن قاسم کو عاشق ہوکر لیگئی غصے مین ایک نامہ
متین جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای ساحر سامری عہد مین نے نبیرۂ حمزہ کو قید کیا تھا نسترن آئی
دیکھکر عاشق ہوئی یہان سے اپنے باغ مین لیگئی ہو آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ فوراً قاسم کو گرفتار کرکے تحت میں بھیجے
بادشاہ طلسم کے پاس بھیجدیجیے ایک ساحر شوم جادو نامہ لیکر قلعہ سے نکلا سمک اسی خیال مین تھا اسے جو آتے
دیکھا راہگیر بنکے قریب آیا پوچھا بھائی تمھارا کیا نام ہو اُسنے کہا میرا شوم جادو نام ہو پوچھا کہان جاتے ہو
اُسنے کہا عجب معرکہ گذرا کہ فاروق شاہ نے قاسم کو گرفتار کرایا تھا نسترن جادو اُسکی آشنا کہ مدت سے
اُسپر محبت تھی قاسم پر عاشق ہوئی قیدخانے سے نکالکر لیگئی فاروق نے جھلا کر اُسکے باپ کے نام نامہ لکھا
کہ وہ اُسکو سزا دے دختر کو بھی سزا ہے کال ملے یہ سنکر سمک گھبرایا شوم سے باتین کرتا ہوا چلا قلعہ
نسترن کا پتہ مفصل پوچھ لیا صحرا مین آکر شوم کو بیہوش کیا یہ شوم مدت سے پاس فاروق کے ملازم تھا یہی
اکثر قلعہ نسترن مین جایا کرتا تھا اب سمک نے بیہوش کرکے اسکو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ بانے شاطری
مارتا ہوا قلعہ نسترن مین آیا بارگاہ مین آکر متین کو نامہ دیا متین نامے کو پڑھکر کانپنے لگا کہا کہ اس
فاحشہ نے یہ کیا حرکت کی مین فاروق کی آشنائی پر کب راضی تھا مگر وہ اپنا ہم مذہب تو تھا اب مسلمان کو
وہ گھر ابنائیگی مذہب سامری پرستی کو خاک مین ملائیگی یہ کہا کہ ابھی اُسکو لاؤ شوم نقلی نے کہا کہ ای بادشاہ
غصہ نہ کیجیے تعمیل کی کیا ضرورت ہو آج شب کو وقت پر چلیے جو وقت کہ وہ قاسم کو صحبت مین بٹھاتی ہو یون
اگر بلائیے گا اس بات کو پوچھیے گا تو وہ انکار کریگی اور قاسم کو چھپائیگی پھر پتہ ملنا مشکل پڑیگا یہ بات متین
کو پسند آئی رات کو شوم نقلی کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑاکر طرف باغ نسترن کے چلا یہان نسترن نے حسب
قاعدہ روزمرہ قاسم کو بُلاکر صحبت مین بٹھایا سمجھا رہی ہو کہ ای جوان میرے ذریعہ سے تجکو بڑا فائدہ ہوگا
تا طلسم نور افشان ہو نچاؤنگی قاسم کہتے ہین ہمکو تیرے ساتھ جانا گوارہ نہین نسترن کہتی ہو کہ ای قاسم
اگر تو مجکو نہ قبول کریگا زندہ نہ چھوڑونگی تیرے ہاتھ پانو باندھکے مار ڈالونگی قاسم جواب دیتے ہین کہ جو تجسے ہوسکے
قصور نہ کر یہ ذکر تھا کہ برق چمکی نسترن کی نگاہ پڑی باپ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک جادوگر پہلو مین تھا ہم
سامنے بیٹھے ہین کہان چھپائے سلام کو اُٹھی متین نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے یہ
کیا حرکت کی مسلمان کو لاکر اپنے پہلو مین بٹھایا ہو فاروق سے دشمنی پیدا کی یہ کہکے ایک گرز نسترن کو مارا

لنسترن نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ پڑیگا تو سر پھٹ جائیگا یہ بھی ساحرہ زبردست ہی انگلی سے اشارہ کیا گولہ پھٹکر گرا
متین آگ ہو گیا کہا کہ او حرامزادی تجکو عمرا سید کے واسطے تعلیم کیا تھا بقول سعدی شعر کس نیاموخت
علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + لنسترن و متین سے سحر چلنے لگا جب متین کے کئی سحر دفع ہوئے تو
متین نے کارد سحر جھولی سے نکال سینہ لنسترن کا تاک کر کھینچ ماری پستان پر لنسترن کے پڑی مہرہ پشت کو
توڑ کر پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو بود متین زمین پر آیا قاسم سے بیتاب
خطاب کیا کہ کیون او پسر حمزہ مین نے تیرے واسطے بیٹی کو قتل کیا تو بارادہ طلسم کشائی آیا ہی سرتراکا خدمت
مین شاہ کے روانہ کرون کو کب کے قید ہوتے ہی ہر طرف سے بلوہ ہو گیا ابھی دو شخص پکڑے جا چکے ہین یہ تیسرا کہانسے
آیا ہی شوم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہ وہ تو بیٹی کا قتل کرنا تھا وہ اسی لایق تھی مگر یہ مرد مسلمان ہی اسکو ایسی
طرح قتل کیا جائے کہ یاد تو کرے پھر کبھی کسی سے ایسی حرکت نہو جسقدر فرزندان حمزہ ہین سبھی آوینگے ہر شخص
یہی دعوی کریگا کہ طلسم توڑونگا کو کب و بران کو مجزاون اس طرح سمجھا یا متین کو لا کر مسند پر بٹھایا
باتین کرتے کرتے کہا کہ ای شاہنشاہ آج تو مجکو بڑی خوشی ہوئی جی چاہتا ہی کہ کچھ گاؤن شراب بہت سی پیؤن
کہ بیہوش ہو جاؤن پھر ہوشیار ہون نشے مین مسلمان کو قتل کرون ہاتھ الگ سر الگ پانون الگ اس انجام
سے اس جوان کو قتل کرین کہ روح سامری شاد ہو متین نے کہا کیا مضائقہ ہی تمہارا اگھر ہی سمک نے باین لیا
خود ٹھیکہ چھیڑنے لگا گنگنا کے یہ غزل سامنے متین کے گائی نظم

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ رے کمی تری نظر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا ادھر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
جس قصدسے جا ہو مجھ تک آؤ
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
خط دیے گیا تھا اُنکو دی جان
خالق ہی وہ خیر کی یہ شر کی
بنباکھین بند ہو کے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی ہوش مین

باتین ہین یہان ادھر اُدھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سُنتے نہین کوئی کچھ سنائے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
شوخی کرے کیون نہ گردش ہر
چتون نہ چھپیگی خیر و شر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
کیا کھینچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دو پہر کی

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے
بیخبری تری خبر کی
تا صبح بہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی
ای چرخ تھی نہ گردش بخت
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
اسنے درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
الفت مین خدا و بت کی ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑی شب وصل بھی یہ اُسنے
اپنی اُنھین آپ ہی خبر کی

متین پھڑک گیا کہا ای شوم کیا خوب
گائے ہو سنتے تو بیتاب کر دیا سمک نے کہا کہ حضور مجکو بچپن سے یہی ذوق ہی اور ایک کمال حاصل کیا ہی کہ
سر سے شراب پلاتا ہون متین نے کہا یہ تو بہت مشکل ہی سمک نے کہا کہ دیکھیے شاید ہو سکے یہ کہکے شراب کو
اُلٹ پلٹ کی بیہوشی جی بھر کے ملائی سمک نے شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا قاسم نے کہا ای سمک اسکو

بلداقی سمک نے کہا کہ ای شہریار غلام نے ایک مطلب سوچا ہی کہ اگر یہ مطیع اسلام ہو تو بڑا مطلب نکلے قاسم نے
منع بھی کیا سمک سے نہ مانا متین کی زبان مین سوزن دیا قاسم کو رہا کر لیا آپ کو زرہ بکر کے کھڑا ہوا کسب
ساحر بیہوش پڑے ہین فتیلہ رفع بیہوشی دیا متین ہوشیار ہوا سمک نے کہا ای متین منم مہتر سمک بلداقی
دیکھا تجنے کہ لشکرن جہنم داخل ہوئی تمھاری مراد دل بھی نہ حاصل ہوئی اب شاہزادے کی اطاعت کرو تمکو
طرف طلسم نور افشان کے بیچلین بڑا مرتبہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ جو تمسے مقابلہ کر سکے سردار لشکر خاور سپاہ
مشہور ہو گے سمک نے ایسا سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ مین
اطاعت کو حاضر ہون سمک نے کہا کہ ای شہریار شناخت بشر و قبلہ و کعبہ پر موقوف ہی ظاہرہ تو بہی
معلوم ہوتا ہی کہ دل سے مسلمان ہوا باطن کا حال خدا جانے یہ کہکے اُسکی زبان سے سوزن نکالا متین جھپٹکے
قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نہ کرونگا قاسم نے گلے سے
لگا لیا آستین مرحمت پشت پر رکھی صداے مبارکباد بلند ہوئی سب ساحرون کو ہوشیار کیا وہ بھی اُٹھتے ہی
قدمون پر گرے حال اسلام متین سنکر سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی متین شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکے بارگاہ
مین آیا کل ساحران غدار حاضر ہوے منصور کو بھی قاسم نے بلوا لیا اشفاق جادو کہ یہ پرانا ساحر ہی اسنے جو دیکھا
کہ متین مسلمان ہوا اور سب کو مسلمان کیا سب دائرۂ اسلام مین آئے اسکو بہت ناگوار ہوا دربار سے
چپکا اُٹھا طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اور اپنے کو خدمت مین سحر العجائب کے پہونچایا تمام کیفیت
بیان کی کہا کوکب کا سمدھی ایرج کے والد لڑتے ہوے آن پہونچے تا بہ قلعہ سوسن اس طرح رسائی ہوئی
قلعہ اسلام آباد ہوا بیٹی کو باپ نے مارا متین مسلمان ہوا اب آپ کی طرف آنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سنکر
سحر العجائب کے ہوش اُڑ گئے کہا یارو یہ مسلمان چلے ہی آتے ہین ابھی ایرج و نور الدہر کو خود جاکر
گرفتار کرکے لایا ہون کہ نبیرۂ حمزہ آپہونچا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ایک سردار یہانسے جائے اور قاسم
کو مع متین گرفتار کرکے لائے اگر کوئی افتاد پڑے ہمکو لکھے ما بدولت خود آئینگے ہاتھ سے مسلمانون کے بچائینگے
مہتاب جادو مشیران سلطنت مین سے اُٹھا عرض کی کہ غلام جائیگا کہیے قاسم کا سر لاؤن کہیے زندہ
حاضر کرون سحر العجائب نے زانو پیٹ لیا کہا یارو یہی تو بڑا اعتراض ہی کہ مسلمانون کو بڑا اغماض ہی کہ ہم اندر
تین برس کے قتل نہین کر سکتے کہ جو سرحد طلسم مین آیا تین برس قید رکھنا چاہیے اہالیان طلسم نے سب شرطین
منظور کی ہین اُس شرط کے خلاف نہین کر سکتے مگر اب مسلمانون پر قید مین زیادہ جفا کرونگا کہ اپنی زندگی سے بیزار
ہو کر طالب مرگ ہون مہتاب کو اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحران غدار ملے اسباب سفر سرکار سے مرحمت ہوا
تین دن مین سب سامان درست ہوا مہتاب جادو اس سامان سے طرف قلعہ سوسن کے چلا یہان شاہزادہ
خاور سپاہ کو ایک ہفتہ گذرا ہی کہ متین سے سوال کیا کہ ای برادر ہمین رخصت کرو کہ اب طرف طلسم نور افشان
کے جائینگے متین نے عرض کی کہ مین اسواسطے سایۂ دامن دولت مین نہین آیا کہ قدمون سے جدا ہون مین بھی
ساتھ چلونگا قاسم نے کہا کہ تیاری کرو متین کہتا ہی کہ ای شہریار لوح طلسم نور افشان کا کیونکر پتہ ملے
قاسم نے کہا کہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچی کوئی شی سامنے نہین آئی نکوامون کو گھسکر مارینگے کوکب کو
قید کرکے بہت مغرور ہوے انشاء اللہ بعین طلسم پر لڑائی ہوگی حال کھلجائیگا یہ نکوام مہلت نہ پائیگا متین
نے عرض کی کہ ایک ہفتے کی اور مہلت ملے کہ مین سامان درست کرون قاسم نے کہا کہ اچھا ہم شکار کھیلنے آئین

قاسم سماک و منصور کو ساتھ لیکر مع دو ہزار سوارون کے شکار کو چلے متین جادو سامان تیار مین مصروف تھا
جانتا ہے کہ اسی ہفتے پر چلنا موقوف ہے لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا ہے اور وہان نئی فوج کو تقسیم ہو رہی ہین متین جادو
کرسی پر بیٹھا ہے خیمے بارگاہین نکل رہی ہین فراشون کو حکم ہے خیمہ دوزی مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلے
لپکتے ہوئے ایک لکہ ابر سیاہ و کڑکتا ہوا رعد کی گرج برق کی چشمک زنی پانی برستا ہوا متین کھڑا ہو گیا ہرکارون
سے کہا بڑھکر خبر لو ہرکارے چلے تھے کہ سبنے دیکھا مہتاب جادو تخت پر سوار گرد سب سردار پشت پر ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار اژدران آتش فشان پر سوار نام سامری و جمشید کا لیتے ہوئے صدائے بزنگ بزنگ بلند ایک
ایک مغرور و خود پسند مہتاب جادو نے جو متین کو دیکھا کوس بھر کا میدان چھوڑ کے اُتر پڑا ایک ساحر کو حکم دیا
جاکر متین سے کہو کہ حاضر خدمت ہو اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمکو یقین ہے کہ تمھارا چراغ عقل گل ہوا ساحر نے متین
کو آکر پیغام دیا متین نے جواب دیا کہ کہدینا کیون شامتین آئی ہین مین شاہزادہ خاور سیاہ کا غلام ہون
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مہتاب نے یہ جو سنا غصے مین طبل جنگی بجوایا متین نے جواب مین نوازش طبل کا حکم دیا
مگر متین نے ایک عرضی بخدمت قاسم روانہ کی مضمون یہ تھا کہ اے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس فلک اساس
دام اقبالہ بعد آرزوے قدمبوسی واضح ہو کہ طرف سے سحر العجائب کے مہتاب جادو ڈیڑھ لاکھ فوج سے آیا
اُسنے طبل جنگی بجوایا غلام آمادۂ حرب و پیکار ہے اطلاعاً گزارش کی زیادہ حد ادب یہ عرضی قاسم کو پہونچی سنتے ہی
شکار کے شغل کو ترک کرکے سماک کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے گو دور نکلگئے تھے شام کو ایک سبزہ زار
مین پہونچے زبانی کارگزارون کے دریافت ہوا کہ ابھی قلعہ بارہ کوس پر ہے کل پہونچینگے لاچار اُتر پڑے انتظامین
کہ صبح کو روانہ ہونگے یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے مہتاب مغرور اژدر کو بڑھاکر میدان مین
نکلا مصاحبان متین برائے مقابلہ نکلے مہتاب کے ہاتھ سے دس ساحر مارے گئے ستارے فلک محبت کے غروب ہوئے
مہتاب نے للکارا کہ او متین ان غربا کو کیا بھیجتا ہے تو خود کیون نہین نکلتا ہے متین نے اپنا کرگدن مست نکالا
مہتاب نے دور ہی سے گولہ مارا گینڈا اسکا مارا گیا متین نے کار دھر پھینکی مہتاب نے اپنے کو بچایا مگر اژدہا اسکا
بھی ہلاک ہوا دونون پیدل ہوئے سحر چلنے لگے دونون مین برابر کے سحر چل رہے ہین نیل مست بنکر عرصہ دراز تک
لڑے خوب ٹکرین چلین ہوتے کٹ کٹ کے گرے عقاب بنے وسط آسمان پر پنجے چلے گرتے گرتے پھر بشکل انسان ہوئے مگر
سبنے دیکھا کہ متین کا سر زخمی ہے پشت و پہلو پر بھی بہت زخم آئے ہین چہرہ زرد مگر بہ مردی مقابلے سے نہین ہٹتا
مہتاب نے خون اپنے جسم کا لیکر پھینک مارا متین زخمی تو ہو ہی چکا تھا بدن پر آبلے پڑے چرخ کھاکر گرا
بیہوش ہوا مہتاب جادو چلا کہ اسکو اٹھا لون اپنے قبضے مین کرون ساتھ والے دوڑ پڑے لشکر مہتاب
بھی چلا متین کو ساحرون نے اُٹھا لیا بیہوشی مین تھا اور پر ڈال لیا لڑائی مین مصروف ہوئے دونون لشکر باہم
لگے سحر ہونے لگے مہتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین ایک دستک دی آگ برسائی صدہا ساحر جلے ایک طرف
آگے سحر کیا دریائے سحر جوش مار کر لشکر متین پر گرا دریا کو دیکھکر ہزارہا ملازمان متین کود پڑے وہ دریائے سحر تھا
گرتے ہی غرق دریائے سحر ہوئے لشکر متین نے شکست کھائی متین کے وزیرون نے صلاح بتائی کہ سحر اسکا
غالب ہے لشکر اپنا تباہی کا طالب ہے اب بھاگکر قلعے مین چلو سب اس رائے پر متفق ہوئے بھاگکر اندر قلعے کے
آئے پھاٹک بند کیا خندق کو آتش سحر سے معمور کیا قلعے پر سے آگ سحر کئے مہتاب نے اپنے لشکر کو روکا کہا یارو
قلعے کو گھیر لو چار جانب سے قلعے کو گھیر لیا ملازمان متین کہتے ہین کہ اے شہریار آپ نے جان دینے مین کوئی بات

اُٹھا نہین رکھی اب کیا کرین ابتو ہر دو پہر لڑے آپ کے دس ہزار ساحر مرے دشمن کے بھی پندرہ ہزار مارے اگر قاسم ہوتے تو کیا کرتے اگر وہ آجائینگے تو ایک سحر کرکے مہتاب پکڑ لشکرات کو مہلت ہی نکلنے پینگی متین نے کہا یہ مجھسے نہ ہوگا اور آقا بھی چلے ہونگے اُنکے سامنے لڑونگا مرونگا مگر زندہ نہ بھاگکر نکلجاؤنگا اسواسطے اطاعت نہین کی کہ جان بچاؤن یہی منظور ہے کہ قدم اقدس پر جان کو نثار کرون ہر چند کہ سب نے کہا متین نے نہ مانا اُسی حال پر ملال مین کہ پنبیان مرہم کی چڑھین ہین پریشان پریشان بالائے قلعہ آکر بیٹھا ناگاہ نیلی سبنے چادر ظلماتی روے زیبا پر کھینچی سلطان انجم سپاہ بصد شوکت و جاہ تخت زبرجدی فلک پر قایم ہوا متین جا دو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو کچھ خبر ہے کہ کل کی لڑائی تو پروردگار نے طریقے سے رکھی مگر شکست حاصل ہوئی کل یورش کرکے وہ آئیگا مین کل کے لڑونگا ساحر کہتے ہین کہ ہم آپ کو نہ جانے دینگے وہ سحر مین حضور سے زیادہ ہے ہر خرد و کلان جان دینے پر آمادہ ہے کسی کو اپنی زندگی منظور نہین ایک مرتبہ سب ملکر لڑ لینگے خواہ فتح خواہ شکست قلعے مین نہ آنے دینگے یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ان ساحرون سے قدم پیچھے ہٹائین ناموس کو دشمنون مین چھوڑکر چلے جائین عورات گوشہ نشین سوائے جان دیتے کے کیا کرینگی یہ آبرو ریزی کبھی گوارہ نہ ہوگی اسی مقام پر لڑینگے مرینگے یہان تو یہ صلاح ہے مگر صبح کا انتظار کررہے ہین جان دینے پر مر رہے ہین کہتے ہین یارو بات رہے جان جائے آبرو پر حرف نہ آئے مگر شاہزادہ قادر سپاہ جو صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا سمک سے فرمایا کہ اے سمک متین نے نامہ لکھا تھا کہ یہان طبل جنگ بجگیا یقین ہے کہ آج دن کو مقابلہ پڑا ہو متین بھی ساحر زبردست ہے لڑا ہوگا مگر سحر العجایب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہوگا طلسم نور افشان مین سب طرح کا سامان موجود ہے جی چاہتا ہے کہ اسی وقت سوار ہون اپنے کو پہونچاؤن ابھی مین لیٹا بیقراری مین آنکھ بند ہوئی خواب دیکھا کہ متین زخمدار قلعے مین پریشان ہے لشکر کفار اُسکو گھیرے ہوئے ہے انتشار مین اُٹھ بیٹھا اب نیند نہین آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے سمک نے کہا شکست ہونا تو ظاہر ہے کہ شاہان طلسم نے جسکو بھیجا ہوگا سمجھ بوجھ کے روانہ کیا ہوگا صاف ظاہر ہے کہ متین مجبور و لاچار ہے زخمی ہوکر معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ بند ہوا سمک سے باتین کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین صحرا کا سناٹا کسی کی آواز نہین آتی چونکہ شب ماہ ہے جانور آشیانون سے نکل چہک رہے ہین بقول شاعر شعر رنگ لالی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار + کہ ایک طرف سے کالمک رونے کی آواز کان مین آئی قاسم نے کہا کہ سمک کوئی غریب بلک بلک کے رو رہا ہے صاف آواز آتی ہے کہ غزل

ما اگر مستیم وگر ہشیار وگر دیوانہ ایم　　ہر کجا غوغاے عشقت بلبل و پروانہ ایم　　نیست جز محراب ابروے تو دل را قبلہ
گر امام کعبہ وگر راہب بتخانہ ایم　　ہمرہ و ہمدم غمت بودہ بہ بطن مادرم　　از ازل با این رفیق مہربان ہمخانہ ایم
این غبار آلودگیہا کے بردن آید ز سر　　تا کہ در بزم طرب دردے کش پیمانہ ایم　　نیست گر معمورہ این ویرانہ ما کو مباش
مخفیا چون گنج پنہان ما درین ویرانہ ایم

قاسم کا کلیجہ منہ کو آگیا فرمایا اے سمک کوئی عاشق زار یاد مین اپنے معشوق کے بیقرار ہے کیا کلام مین سوز و گداز ہے چلو دیکھین سمک نے کہا کہ حضور ابھی رات کا وقت ہے جنگل کا مقدمہ ہے کوئی غول بیابانی نہ ہو تو دھوکا دیتا ہو قاسم نے کہا کہ شیران دشت نبرد کو غول بیابانی کیا دھوکا دیگا دیکھیے تو کہ یہ کون آفت رسیدہ جفائے ہجر کشیدہ ہے یہ کہکے چلے پھر آواز آئی رباعی

پیشانی ہے پر مراد کی صبح وطن　　ہے سورۂ واللیل ز و جعد شکین
ہے زلف و رخ یار اگر شام و چمن　　اور سورۂ والشمس ہے چہرہ روشن

اس طرح کی آوازین آتی ہین کہ دل پریشان ہوتا ہی وہ صدا مین درد ہی کہ قلب اُمنڈا جاتا ہی قاسم جلدی جلدی چلے لشکر سے تھوڑی دور نکلے تھے کہ دیکھا ایک جوان رعنا تاج سر کا ڈھلکا ہوا سیاہ لباس گرد آلود گریبان چاک چہرے پر خاک چشم نمناک ہاتھ گریبان چاک کرنے پر بیباک کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہی کبھی مثل دیوانون کے چیخ مارتا ہی تڑپ تڑپ کے یہ آواز دیتا ہی نظم

سیر ہو عشق نہ تمھارے زلف دوتا سے پہلے
شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
لال سی جان دی رو رو کے لہو عاشق نے
ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
سابقہ دلکو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پائے کہ آجاتا ہی یار
اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم
باغ مضمون مین بہو پہنچتا ہی صبا سے پہلے

مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہی کہ بروز پرسش
میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے
سایل بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار
زہر دو گھونٹ کے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا

کبھی اُٹھ کر نعرا کرتا ہی کبھی نخل کے گرد پھرتا ہی حرکتین دیوانہ وار وحشی مثال قاسم نے قریب جا کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای جوان کیا کیفیت ہی کس حال مین مبتلا ہو ہم تمھارا احوال دریافت کرنا چاہتے ہین وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای جوان رحم دل میرا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی کیا فائدہ آپ کو بھی ملال ہوگا قاسم نے کہا مین تو آپ کا حال ضرور پوچھونگا میرا دل بیقرار ہی تمھاری آہ سے دل مین درد ہوتا ہی کوئی اس طرح بلک بلک کے روتا ہی اُس جوان نے ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی
شکایت رہ رہ دو دراز کرتے ہین
ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ
نیاز مند کو کیون بے نیاز کرتے ہین
گلہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران
کہ بیکسونسے جو بیکس نواز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

وہ ننگ عشق ہین جو سب احتراز کرتے ہین
جو ملتے ہوتے ہین ہم سجدے کرکے طالب وصل
یہ ڈھنگ جلد ترا افشاے راز کرتے ہین
نہ پنہ کرو مسجد کو مجھپر ای زاہد
وہ غل کرتے تھے جو عشق باز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئینہ کی ڈرتا ہون
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
بچارے قیر کو پامال کرکے عاشق کی
بگڑ بگڑ کے گلے کار ساز کرتے ہین
جلال ہو لگے بھی آپ مین نہین آتے

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین
لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہی مجکو بنا کے بے پروا
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
بعبد نیاز اُٹھاتا ہی خنجر قاتل
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

اس طور سے یہ اشعار حسرت آثار پڑھے کہ قاسم بیقرار ہوگئے فرمایا کہ ای جوان بس سُننے کی دل مین طاقت نہین دل بیقرار ہوتا ہی بتاؤ تو نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہان کے رہنے والے ہو کس ظالم نے ستایا اس شباب مین یہ بار رنج و الم اُٹھایا اُس جوان نے کہا آپ کو میرا حال سُننے سے کیا فائدہ ہوگا قاسم نے کہا کہ ہم جان و مال سے موجود ہین اگر کسی زبردست نے تمپر بدعت کی ہو ہم اُس سے مقابلہ کرین لڑین مرین تمھارے معشوق کو تمسے ملائین تمھارا رنج و غم مٹائین جب اس طرح سے قاسم نے کہا وہ جوان بہت رویا کہا کہ ای مہربان ای غریب نواز ای بیچارون کے چارہ ساز اصل یہ ہی کہ میرا نام گلگون تاجدار ہی یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا سلطنت کرتا ہی ضعیفی مین مین اُسکے یہان پیدا ہوا اس وجہ سے پُرانا نام کچھ اور تھا باپ نے قلعے کا نام قلعہ گلگون رکھا

ملک شاداب جواہر پوش باپ کا لقب مشہور ہی میرا مزاج شکار دوست ہی واسطے شکار کے صحرا مین گیا یہان سے
تھوڑی دور پر ایک قریہ ہی کہ اُسکو قریہ صنوبر آباد کہتے ہین صنوبر زمیندار وہان کا حاکم ہی اُسکی دختر بلند اختر
ملکہ پُرنگ عشوہ طراز برائے سیر نکلی تھین مجھ بدنصیب نے اُس قاتل ظالم کو دیکھا اُسکا باپ زمیندار میرا باپ
تاجدار مین بھی جرأت مین تمام عالم مین مشہور ہون باپ نے میرے اُسکو پیغام دیا صنوبر زمیندار نے کہا میری
یہ شرط ہی کہ میرے یہان ایک لڑاکا بدار سیہ پوش رہتا ہی اگر اُس سے مقابلہ کرو اور سیہ پوش کو زیر کرو تب
شادی سے پُرنگ کی کامیاب ہو ورنہ ناحق بیتاب ہو مین بدنصیب دور از معشوق تھا ہر چند کہ فنون
سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق تھا جا کر اُس سیہ پوش سے لڑا دو پہر مین سیہ پوش نے مجھکو زیر کیا چاہا کہ مجھکو
قتل کرے صنوبر نے منع کیا کہ یہ شاہزادہ ہی ہمارے بزرگ خراج بھی دیتے رہے ہمارے واسطے بدنامی ہوگی مجھ
بدنصیب کو چھوڑ دیا باپ مجھکو لیگیا پہرے مقرر کئے مہینون قید رہا ایک دن لوگون کو غافل پا کے نکل بھاگا اس
صحرا مین دیوانہ وار وحشی مثال نہ دن کی خبر ہی نہ رات کا ہوش مصیبت سے ہمدم وحشی نہ یار نہ مددگار باپ دیدار ترسے
آیا اس حال پُر ملال مین دیکھکر چلا گیا آپ نے آج ایسے کلمات تسکین کہے کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی
خدا آپ کی زبان مین برکت دے شاید کبھی تقدیر رسائی کرے اور معشوق تک پہونچون قاسم نے کہا کہ اے جوان
مین سیہ پوش سے مقابلہ کرونگا یا تو مین بھی جان دونگا یا انشاء اللہ دختر صنوبر شاہ سے تمھاری شادی کرونگا
گلگون تاجدار گرد پھرنے لگا کہتا ہوا اے مسیحا تیرے کلمات سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی قضائے کار اُس صحرائے قلعہ اسکا قریب ہی گلگون کے باپ کے ملازم دیکھنے کو آئے تھے دیکھا کہ آج تو ہمارا شاہزادہ
مثل انسانون کے باتین کر رہا ہی ایک جوان آفتاب جمال ہمارے شاہزادے سے بمحبت باتین کر رہا ہی سب نے
آکر سلام کیا عرض کی کہ اے شہریار آج تو ہمنے آپکو کسی قدر خوش پایا گلگون نے کہا آج خدا نے اپنا فضل شامل کیا
کہ خداوند صاحبقران میری دستگیری کو تشریف لائے ہین میرا جی چاہتا ہی شعر گر بر سر و چشم من نشینی ٭
نازت بکشم کہ نازنینی ٭ دیگر مصنف گر بر سر و چشم من بیائی ٭ بر قلب و شہر کہ کیمیائی ٭ جا کر والد نامدار سے
عرض کرو کہ ایک بارگاہ اور چند خادم و خدمتگار جلد روانہ کرین مین اس شہریار کو دیکھکر شرمندہ ہون اپنی
بیکسی اور بے بسی پر روتا ہون خادم دوڑے ملازم بھاگے جا کر شاداب جواہر پوش سے یہ حال بیٹے
کا بیان کیا کہ آج ہمنے اپنے آقازادے کو نہایت چین مین پایا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ قاسم یہان
تشریف لائے ہین انکو انکے حال پر رحم آیا اقرار کرتے ہین کہ تمھاری شادی ساتھ دختر صنوبر کے کرینگے ان
کلمات نے شاہزادے کو خوش کر دیا آپ تشریف لیچلین ملک شاداب خوش ہو گیا نوجوان بیٹے کی خبر جو
خوشی کی پائی جامے مین نہ سماتا تھا اُس وقت بارگاہ زربفتی چند خادم و خدمتگار شراب و کباب کھانے عمدہ
لیکر روانہ ہوا آتے ہی بارگاہ استادہ کرائی عاشق عروس سحر برائے نظارۂ جمال چہرۂ زیبا فلک نیلی پر چمکا یعنی
صبح ہوئی اب قاسم کو خیال متین بالکل یقین ہی یہی تصور ہی کہ جسطرح بنے جا کر سیہ پوش سے لڑون اُس نامرد
کو زیر کرون اس نوجوان کی شادی تو کیا بڑی بات ہی اب گلگون تاجدار و ملک شاداب نے قاسم کو باعزاز
لا کر بارگاہ مین بٹھایا باپ بیٹے خدمتگزاری مین مصروف تھے قاسم نے کہا کہ اے شاداب اگر ہمسے محبت ہی
اور ہماری صحبت کی رغبت ہی تو دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئے
ملک شاداب نے یہ بھی کہا کہ اے شہریار ہم دل و جان سے آپ کی اطاعت کے طالب تھے شکر ہی کہ آج

قدمبوسی نصیب ہوئی تاریکی ظلمات سے نکلے نور اسلام سے مشرف ہوئے اب آپ اُس سیہ پوش سے مقابلہ کرین
ہم دل وجان سے راضی ہین اور کہین شادی بیٹے کی کرینگے گلگون نے بھی کہا کہ مین آپ کے جمال جہان آرا کا
عاشق ہوا نقشہ محبوب نگاہون سے گرگیا غلام عرض کرتا ہی کہ حضور تکلیف فرمائین اُس سیاہ رو سیہ پوش کو
جس طریقے سے صاف ظاہر ہی کہ وہ ساحر ہی جب غلام نے اُس سے مقابلہ کیا چاہتا تھا پیچ باندھون پیچ پڑتا تھا
مین اُلجھ اُلجھ کے رہ جاتا تھا اکثر ایسا ہوا کہ اپنے شاگردون سے چار چار پہر لڑا سو پچاس پہلوانون سے مقابلہ پڑا
سب کو زور دکھلوا لئے کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ پہر دو پہر مین تھک جاؤن اُسکے مقابلے سے دو پہر مین یہ حال ہوا
کہ معلوم ہوتا تھا استخوان جسم کسی نے توڑ ڈالے اُٹھنے کے لائق نہ رہا خوشی سے زیر ہو گیا اسکا کیا انتظام ہوگا
قاسم نے کہا کہ ای گلگون تاجدار جب تلوار کھینچی کوئی سحر وشعبدہ سامنے نہین آتا تم کیون گھبراتے ہو انشاءاللہ
اُسکو بجرأت قتل کرینگے زمیندار کی دختر سے تمھاری شادی ہوگی یہ فرما کے بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر سمک نے بھی
تنہائی مین عرض کی کہ ای شہریار بیان سے گلگون تاجدار کے صاف ظاہر ہی کہ وہ سیہ پوش ساحر ہی
قاسم نے کہا سمجھا جائیگا اگر وہ ساحر ہی تو ہم ساحر کش ہین یہ کہکر اُٹھے بیرون بارگاہ ٹہلنے لگے صحرا کی طرف
نگاہ گئی دیکھا کہ ہوا بڑے زور سے چل رہی ہی ایک جانب حجرہ معلوم ہوتا ہی اُسمین چراغ کمال رونق سے
روشن ہی مگر ہوا اُسپر تاثیر نہین کرتی ہی قاسم نے کہا کہ ای سمک دیکھو یہ مقام کسی کامل کا معلوم ہوتا ہی
کہ کس زور سے ہوا چل رہی ہی مگر چراغ پر تاثیر نہین چلو چلکر دیکھین شاید کسی بزرگ کا مقام ہو سمک بھی منتظر
تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کہا حضور ضرور چلین قاسم سمک کو ساتھ لیکر اُس چراغ کی جانب چلے جب
کوس بھر راستہ طی کیا دیکھا کہ حقیقت مین ایک حجرہ سنگ سفید کا بنا ہی چار سمت چار دروازے ہین مگر بیچ مین
چراغ روشن ہی اُتنا طبقہ رشک گلشن ہی ایک زاہد یزدان پرست گوشے مین تنہا بیٹھا ہی کچھ پڑھ رہا ہی
کبھی اسماے رب اکبر پکار پکار کر پڑھتا ہی مگر یا حفیظ ویا معین کا زیادہ استعمال ہی قاسم نے دیکھکر فرمایا
بیشک یہ یزدان پرست اس کفر آباد مین کس لطف سے پڑھ رہا ہی سمک نے کہا کہ حضور شاید کوئی اسرار ہو
قاسم نے کہا کہ نہین یہ شخص پاک صورت نیک سیرت ظاہر ہوتا ہی سمک تو خائف ہوا مگر قاسم آگے بڑھے
پکار کر صاحب سلامت کی اُس درویش جگر ریش نے جواب سلام دیکر کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ہم تو مدت سے
ہم تو آپ کے مشتاق تھے کیا ساعت سعید ہی بلکہ بہتر از روز عید ہی کہ آپ نے ہمکو سرفراز فرمایا آئیے تشریف لائیے
اس کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے قاسم کو حیرت ہوئی سوائے اسکے کہ یہ بزرگ
روشن ضمیر ہی صاحب جاہ و توقیر ہی مجکو کیونکر پہچانا یہ سوچکر حجرے مین قدم رکھا ہاتھون پر اُسکے بوسہ دیا معانقہ
کیا درویش کھڑا ہو گیا قاسم کے سر کو سینے سے لگایا کہا کہ ای نور نگاہ صاحبقران آپ کے بزرگون کی ذات سے
دین حق روشن ہوا آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپ عالیمقام ہین آپ کی خدمتگزاری سے روح کو راحت قلب
کو قوت ہوتی ہی آپ کی محبت تخم نیکی بوتی ہی قاسم اور درویش سے باتین تکلف کی ہونے لگین درویش نے پوچھا
کہ اس طرف آنا کیونکر ہوا قاسم نے کہا کہ گلگون تاجدار دختر صنوبر زمیندار پر مائل ہی آب ودانہ ترک
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا اتفاق سے میرا آنا ہوا کلمات حسرت ویاس سُنکر بہت دل کو ناگوار ہوا اُس سے وعدہ کیا
کہ تمھاری شادی بلکہ خانہ آبادی دختر صنوبر سے کرا دینگے مگر اُسکے قریے مین کوئی سیہ پوش رہتا ہی وہ
یہ چاہتا ہی کہ جو سیہ پوش کو زیر کرے وہ میری دختر سے شادی کا نام لے انشاءاللہ آپ کی دعا سے کل اُس سے

مقابلہ ہو درویش نے یہ سنکر کہا کہ بابا وہ سیہ پوش ساحر زبردست ہی صدہا بندگان خدا کو اُسنے ذلیل کیا کوئی
اُسپر غالب نہین آیا قاسم نے کہا پروردگار مالک ہی بقول شاعر شعر مردان خدا خدا نہ باشند ۔ لیکن زخدا
جدا نباشند ۔ خوش نصیبی تو میری ظاہر ہی کہ آپ کی قدمبوسی حاصل ہوئی آپ ایسون کی ندمگذاری باعث شرف ہی پر
اُس سیہ پوش پر غالب نہ آؤن یہ کہنا تھا کہ مرد درویش اُٹھا ایک صندوق رکھا تھا اُسے کھولا ایک پیٹی نکالی
اُسکو کھولا اُسمین ایک تیغہ برق مثال تھا درویش نے کہا کہ ای شیر بیشہ جرأت یہ تیغہ سحر کش ہی جسکے پاس یہ تیغہ
ہوگا اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا قاسم کی کمر مین وہ تیغہ بند ہوا یا کہا بسم اللہ اب آپ جاکر آرام فرمائین صبح کو یہی
لیکر اُس سیہ بخت کے مقابلے مین جائین پروردگار آپ کو مظفر و منصور کریگا رنج و الم دل سے دور کریگا قاسم
نے سلام کیا رخصت ہوکر لشکر گلگون مین آئے آرام فرمایا بوقت سحر بشت مرکب پر سوار ہوئے گلگون کو
ساتھ لیا شاداب کو تخت پر سوار کیا دو ہزار سوار پشت پر اس کروفر سے قریب قریہ صنوبر آباد پہونچے
صنوبر کو خبر ہوئی کہ گلگون تاجدار ایک جوان لال پوش کو ساتھ لیکر آیا ہی وہ جوان سیہ پوش کے مقابلے
کا شایق ہی صنوبر زمیندار رتھے مین سوار ہوا تمام گنوار ڈھال پھکے باندھے ہوئے پاسی تیر تفنگ لیے ہوئے
اُس شان سے صنوبر زمیندار بیرون قریہ آیا ایک پاسی سے کہا کہ نقابدار بہادر کو بلا لو کہنا جسکو آپ نے
زیر کیا تھا وہ ایک مددگار کو لیکر آیا ہی مسلح ہوکر آئیے وہ گنوار گیا تھوڑی دیر مین واپس آیا کہا نقابدار
بہادر آتے ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ بائین پر سے قریے کے گرد اُڑی نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش
زرگدن مست پر سوار پشت پر ہزار جوان سب سیاہی کی گانٹھ بنے ہوئے کہ نقابین چہرون پر لباس بھی سیاہ
جسمین تلوارون کے نیام بھی سیاہ سیاہ بخت سیاہ رو اس کروفر سے نقابدار سیہ پوش آیا صنوبر سے
پوچھا کہ کیون ٹھاکر صاحب کون نابدولت کے مقابلے مین آیا ہی دعوی باطل کرتا ہی صنوبر نے طرف گلگون کے
اشارہ کیا قاسم نے مرکب تیز رفتار اپنا بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب باشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین تیغ و بن برکنم

منم شاہزادہ ملک قاسم فرزند رستم او سیہ پوش سیہ رو بدخو ہمارے مقابلے مین آ کچھ ہنر سپاہ گری دکھا
سیہ پوش بصد جوش و خروش گینڈے کو بڑھا کر سامنے صنوبر زمیندار کے آیا کہا ٹھاکر صاحب اجازت
میدان صنوبر نے خوش ہوکر کہا کہ ای بہادر اب جسکو زیر کیا کرو اُسکو قتل کر ڈالا کرو بڑے عیب کی بات ہی
کہ ہماری دختر تمھاری معشوقہ اُسکا جو نام ہے وہ زندہ رہے جب دو چار پر یہ سانحہ گذریگا کوئی نام عاشقی
نہ لیگا سیہ پوش نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان مین آیا قاسم سے نیزہ چلنے لگا ہر چند بڑ بڑاتا ہی اور
سامری و جمشید کو بلاتا ہی مگر قاسم پر تاثیر نہین ہوتی ہی آخر قاسم نے نیزہ اسکا ٹکا لا غصے مین ایک
چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی قبضے پر ہاتھ ڈالا چوڑا تیغہ لنگردار جوہردار دوسوکن کا نیام انتقام سے کھینچا قاسم نے
تیغہ سحر کش نیام سے نکالا گویا بجلی چمکی آنکھون کے نیچے سیہ پوش کے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا حیران ہوا کہ آج
کیا سحر کہ ہی خود بخود دل گھبراتا ہی مگر غصے مین مبہوت ہی کہ آج تک اسپر کوئی غالب نہین ہوا تیغے کا ہاتھ مارا
قاسم نے بھی تیغے پر روکا پر فقین چمکین شعلہ ہاے آتش بھڑکے مگر قاسم پر تاثیر نہ ہوئی جیسے ہی وہ تلوار مار کر لیٹا
قاسم نے خبردار رہنا ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو جوڑے کی پناہ کی تیغہ جھلکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے بجلی چمکی
ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے سپر کو کاٹکے تلوار گری سراسر سر کو تراشا یا تو تلوار قبہ سپر پہ چمکی تھی بار برنگ

بوسہ دیا سمک نگار اٹھا **نظم**

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر سے گئے حصے چار
تیغ و دو تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹ جائین
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ آوار دوا
واہ رے کاٹ کہ جو زنگ عناصر کو گیا

وہ ہزار سیہ پوش جو گھیرے تھے ہائے آقا کہکر دوڑے **قاسم** اُنپر جا پڑے **گلگون تاجدار** بھی تلوار کھینچکر دو ہزار سے لڑنے لگا **شاداب** اگرچہ بیر زمین گیر تھا مگر شمشیر زن صف شکن تیغزن تلوار کھینچکر مع اپنے لشکر کے جا پڑا چند سیاہ پوش جو ہاتھ سے **قاسم** کے بچ گئے دُہائی دیتے ہوئے بھاگے **قاسم** طرف صنوبر کے چلے **صنوبر** نے پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت ماشاء اللہ مین بیچارہ قوم کا زمیندار کھیت بونے والا مین کیا آپسے لڑ؟ ونگا نقابدار نے یہ ہنگامہ ڈال رکھا تھا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا **قاسم** نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا **صنوبر** کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا **قاسم** کو لیکر قریے مین آیا اپنے مکان مین کہ کچا بنا ہوا پھوس مٹی سے لیا ہوا تھا کھتری لاکر بچھا دی **قاسم** آکر بیٹھے موافق اپنی حقیقت کے زمیندار نے خاطر کی ترنج خوش بوئی سینے پر **گلگون تاجدار** کے لگایا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی اُسی شب کو **قاسم** نے عقد پڑھا **گلگون تاجدار** مت کا عاشق زار تھا خوشی خوشی حجلۂ عروس مین آیا گوہر مراد حاصل کیا بوقت سحر **صنوبر** زمیندار اپنی گوہر لیکر ساتھ ہوا **گلگون** و **شاداب** نے عرض کی کہ ہم بھی قدم نہ چھوڑینگے ساتھ رہینگے **قاسم** نے انکو بھی ساتھ لیا ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر بہ کروفر تمام طرف قلعۂ **متین** کے چلے یہان **متین جادو** ہاتھ سے **مہتاب** کے زخمی ہوکر قلعہ بند ہی خوف ساحران سے دردمند ہی مگر **مہتاب** مغرور و متکبر لڑائی کو فتح کرکے قلعے کو گھیر کر اُترا **متین** سے کہلا بھیجا تم کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہو قلعے کو کھولدو چلے آؤ **شاہ** کی اطاعت کرو **سحر العجائب** و **مصر الغرائب** شاہان طلسم **نور افشان** نہایت رحم دل ہین صاحب اقبال ایسے کہ جنھون نے **کوکب** و **لاچین** کو قید کرلیا دو پوتے صاحبقران کے بڑے زور و شور سے آئے و طلسم بھی چھوٹے چھوٹے توڑے خود شاہ سوار ہوکر گئے اُن سرکشون کو بھی پکڑ لائے تھے جو **سامری** و **جمشید** کو بُرا کہا اُنکے بدلے مین برہمن کھلانا پڑینگے گاے ماتا کا پیشاب پینا ہوگا **سامری** و **جمشید** راضی ہوجائینگے تمھاری خطا معاف ہوگی یہ جو ساحر نے آکر **متین** سے کہا ہر چند کہ **متین** اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اسکو بھی یقین ہو کہ قلعہ نہ بچیگا مگر نام بادشاہ سابق کا جو سُنا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا دریاے حجاب مین غرق ہوا کہا کیون بھائی **شہنشاہ کوکب** نے کیا خطا کی تھی جو **سحر العجائب** و **مصر الغرائب** نے قید کرلیا ذرا انصاف تو کرو ساحر نے کہا کہ مسلمان ہوئے اُنکی صورت دیکھنا مناسب نہین **متین** تو مطیع اسلام ہو چکا ہی بیقرار ہوکر جواب دیا کہ ای ساحر نامدار **مہتاب جادو** سے کہنا کہ دین اسلام مین کیا بُرائی ہی ساحر نے جواب دیا کہ ہم بُرائی بھلائی نہین جانتے باپ دادا کا مذہب ہی جو بزرگ کرتے تھے وہی ہمکو بھی کرنا چاہیے **متین** نے کہا تم ایسے جاہل سے کیا کلام کرین جاکر کہدو کہ جو تجسے ہوسکے قصور کوتاہی نہ کرو یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ سحر مین مجھسے زیادہ ہو جان دینگے گرفتار ہوکر تمکو اُون کے سامنے نہ جانینگے ساحر جھلا کر اُٹھ گیا **مہتاب** سے جاکر کہا **مہتاب** جھلا گیا کہا یارو یہ تو دریافت کرو وہ نبیرۂ **حمزہ** کہان گیا جسنے ان سب کو بدراہ کیا مذہب جدوآبا سے گمراہ کیا ساحرون نے عرض کی سُننے مین آیا کہ وہ بھاگ گیا آپکے سامنے وہ کیا آئیگا اگر خبر سُن پائیگا کسی درۂ کوہ مین چھپ جائیگا **مہتاب** نے کہا اُسکو تو تلاش کرونگا اُسی نوجوان کی فکر مین تا کوہ عقیق جاؤنگا مگر طبل جنگی بجے کل اس قلعے مین ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا خبر **متین** کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو

مہتاب جادو مع کل فوج کے سامنے قلعے کے آیا متین نے ساحرون کو اشارہ کیا گولے ترنج و نارنج ماش کے دانے
رائی کے دانے سرسون کے دانے نقل آتش شعلہ ہاے سرکش یہ سب سحر ایک مرتبہ کیے ساٹھ ہزار ساحرون نے
جو ایک مرتبہ سحر کیے لشکر مہتاب کا اچھی طرح جنبش نہ پایا تھا کہ اسقدر جو سحر پڑے بیس ہزار جادوگر مہتاب کے
سب کچھ پانی مین نقشے ہوئے کچھ پرتون سے کٹے بیس ہزار کے مرنے کی ایک مرتبہ صدا بلند ہوئی باقی سب بھاگے
ہرچند کہ مہتاب غل مچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا ہی دو گھڑی کے اندر سب بھاگ بھاگ کر
دور پہونچے زد سے سحر کی ہٹکر کھڑے ہوئے متین نے جو دیکھا کہ لشکر حریف کا بھاگ گیا خوشی کے نقارے بجنے لگے بعضے
پکارے کہ وہ بھگا دیا نامرد بھاگے جاتے ہین مہتاب نے جو یہ غلغلہ سنا غصے مین کانپا ساتھ والون کو آواز دی کہ
تم اپنے ساتھ میری بھی آبرو لی دیکھو تو کیا غضب کرتا ہون جو ایک کو زندہ چھوڑون تو میرا نام مہتاب جادو نہین
یہ کہکے سحر کرنے لگا زبان کاٹی خون چلو مین لیا قلعے پر پھینکا کھڑے ہو کر دو سنگین دین سر ہلایا دو ہتڑ زمین پر مارے
سامری و جمشید کو پکارا اس طرح کے سحر جو اسنے کیے جسقدر ساحر متین کے تھے سب خاموش ہو گئے سحر کرنا
موقوف ہوا متین نے ہرچند قصد کیا کہ سحر کردن کوئی سحر یاد نہ آیا لاچار ہو کر سب طرف دیکھنے لگا مجبور و لاچار
زبان بند دل دردمند ہونٹ اپنے کاٹتا تھا ساتھ والے بھی کہتے تھے کہ حضور سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا
جوش ہوا دل گھبراتا ہی کلیجہ تھراتا ہی کوئی سر پکڑ کے بیٹھ گیا اٹھنے کا ارادہ کرتا ہی دل بیٹھا جاتا ہی ہوش و حواس مین
فرق آتا ہی زمین کو قلعے کی جنبش ساحرون کو بھاگنے کی کوشش ہزارہا ساحر قلعے سے اترے بعضے گر گر کر مرنے لگے
بعضے پر یہ تاثیر ہوئی کہ برگشتی تقدیر ہوئی زبان بیکار ساحرون مین الامان کی پکار ایک سے ایک کہتا ہی کہ
یارو کدھر نکلجائین کہان جا کر جان بچائین اب بڑی مشکل ہوئی سحر فراموش ہوا سامان مصیبت کا آغوش ہوا جب
مہتاب نے اہالیان قلعے کا یہ حال دیکھا کہ سحر کرنے سے سب رکے اب سرکش جھکے پکار کر آواز دی کہ کیون اے
متین سحر کی اور دولت کے تاثیر دیکھی ابھی نمونہ قہر و غضب خداوندی دکھاؤنگا تمنے خداوند سامری و جمشید
سے صلاح کرلی قدرت ہمسے راضی ہین پونے دو سو خداوند تمسے بیزار ہین بس اب یہی بہتر ہی کہ تم نکل آؤ بدل
سمجھتا ہون خطا معاف کرا دونگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھا قلعے مین تو شور گریہ و زاری بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند
مہتاب جادو سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی آتے آتے برابر خندق کے پہونچا اسوقت اہالیان قلعہ کی بیقراری متین
کی گریہ و زاری جب برابر خندق کے پہونچا مہتاب نے نعرہ کیا کہ کیون اے متین دیکھا تونے غضب سامری و
جمشید مین تم سب مبتلا ہوئے یہ کہکے چاہا کہ خندق فرا اون متین بلبلا کے دعائین کرنے لگا کہ اے خالق کارساز و
اے بندہ نواز مدد کر ہم تو مسلم ہین یہ ظالم ہمارے مٹانے پر آمادہ ہی بیقرار ہو کے متین نے دعا جو کی صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شاہزادہ خاور سپاہ پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر نوبت نقارے بجتے ہوئے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا
ترین سے نعرہ کیا سمک سے کہا کہ دریافت تو کر اس یلیز کرنے والے کا کیا نام ہی سمک نے کہا کہ مہتاب جادو
صاحب سحر العجائب و مصر الغرائب آپ کے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر سنکر ان نامردون نے اس ساحر کو
بھیجا ہی اس نامرد نے آکر قیامت برپا کردی متین مقابلہ کر رہا تھا آخر زخمی ہوا سحر مین بھی کم ہی یہ تعلیم یافتہ سحر العجائب
بادشاہ طلسم نور افشان اب یلیز کرکے برابر قلعے کے پہونچا ہی وہ سب بلک رہے ہین یہ سنکر قاسم نے گھوڑا
بڑھایا تیغہ سحر کش کے قبضے پر ہاتھ ڈالا دہن سے نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر گشت بزیر نگین

زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ شستم زمین

نعرہ کرکے آواز دی کہ او نامرد آگے نہ جانا ملاہون نے مرکب پر نہ پہونچا یا اسپر سوار ہوکے مقابلۂ قاسم مین آیا ادھر سے متین نے بھی قلعے کو کھولدیا فوج لیکر باہر نکلا قاسم و مہتاب سے مقابلہ پڑا دونون طرف سے فوجین آکر جمگئین ساحر دیکھ رہے ہین مہتاب جادو کی نگاہ جو جمال جہان آرائے شاہزادہ خاور سپاہ پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی قاسم نے دیکھکر آواز دی کہ او بچیا تونے آج تک ہمارا نام نامی نہین سنا طلسم نورافشان کے سنگریزے جانتے ہین ذرہ ذرہ ہمکو پہچانتے ہین نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان فرزند رستم پیلتن شعر آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ جب قاسم نوجوان نے اپنا نام نامی و اسم گرامی بالقاب و آداب بتایا مہتاب کی پیشانی پر پسینہ آیا کہا ای جوان تو مجھسے کس فن مین مقابلہ کریگا قاسم نے کہا ہم مرد سپاہی ہین نیزہ و تیر و شمشیر و خنجر یہی ہمارا کام ہی مہتاب کے خیال مین آیا کہ یہ شخص مرد سپاہی ہی اسی فن مین اسکو زیر کرنا چاہیے یہ سوچکر اسنے نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑ ڈالا مہتاب نے ہرچند سحر کیا مگر کچھ سحر نے تاثیر نکی مہتاب نے غصے مین تلوار کھینچی خوب سحر کیا بڑبڑاتا جاتا ہی نام سامری و جمشید زبان پر یہی خیال ہی کہ تلوار نہ کھینچ سکے قاسم نے تیغ سحر کش نیام انتقام سے کھینچا سپر کی جانب متوجہ ہوئے جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا ہزارون شعلے بھڑکے بجلیان چمکین چھریان گرین خنجر مثل قطرات باران برسے مگر کوئی حربہ جسم پر قاسم کے نہ پڑا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر وار کیا اور آواز دی کہ او بچیا مکار و ار مردان عالم کا تو قبول کر شعر تو ضربے زدی حربہ من نوش کن ٭ بہ شادی از دل فراموش کن ٭ خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اس رو سیاہ نے اپنے سحر کے زور مین سپر پر ہاتھ نہ ڈالا سحر پڑھ کے سر آگے کردیا کہا ای جوان دیکھون کہ تیری تلوار مین کسقدر کاٹ ہی قاسم نے کہا کہ ثابت ہوجائیگا بقوت تمام ہاتھ مارا برق شمشیر چمکی مہتاب نے عمداً دار کو سر پر لیا مگر تلوار جو تڑپکر گری سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا مع گینڈے اس بچیلے کے چار ٹکڑے ہوئے متین پکار اٹھا کہ آقائے نامدار سبحان اللہ نظم

رہے یہ برش شمشیر گر تصور مین
دم نگاہ نظر آئین اسکو ایک کے چار

بیان کردن تری شمشیر کی ثنا کیا ہین
ہو آبداری یہ اسکی کہ بس نظر کا گذار
پڑے جو بحر مین شمشیر آبدار کا عکس

ہوئی ہی تیغ قضا جسکے روبرو بیکار
نگاہ دیدۂ احول دو نیم ہوجائے
تو تیغ موج ہو ہر مغفر حباب کے پار

ساحران مہتاب نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا سحر کرتے ہوئے قاسم پر آپڑے ادھر سے متین جادو نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو آقا کے ساتھ شریک ہوجاو دگردن کو مارو لشکر جادوگردن کا ملگیا متین جادو سب کے آگے بڑھا ہوا جب گولہ مارا سو سو کے سینے پر ڈکے نکلگیا جب اش کے دانے مارے آگ برسادی ہزارون نار ی جلکر خاک ہوئے قاسم تیغ کھینچے ہوئے جس غول پر جا گرے درہم و برہم کردیا افسرون کو تاک تاک کے مارا ساحر سوا سحر کرنے کے لڑائی نیزہ و شمشیر کی کیا جانین گلگون تاجدار بصد شوکت و وقار شمشیرزنی کر رہا ہی قاسم نے بھی متین سے کہدیا کہ غیر ساحرون کا خیال رہے میری فکر نہ کرو مجھپر ان نامردون کا سحر تاثیر نہ کریگا متین جادو و گلگون تاجدار و ملک شاداب جواہر پوش کے پشت پر جہان کسی ساحر نے سحر کیا اتم پالون انکے بیکار ہوئے متین نے بڑھکر سحر کیا اسی ساحر کو فوج مین گھساکر ان شیرون کو بچایا اس طرح لڑتا بھڑتا متین جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین نے کس شیر کی اطاعت کی کہ جسنے آتے ہی مہتاب ایسے جادوگر کو مارا انکے نبی کا معجزۂ شق القمر ہی وہ آج ثابت ہوگیا دیکھو ماشاء اللہ کس شوکت و شان سے لڑ رہے ہین تیغ شمشیرزنی مین کون انکا

ساتھ دیکھتا ہی دیکھو رہتے ہوئے برابر علمدار فوج کے پہونچے علمدار نے علم کو جنبش دی سحر کرنے مین بڑی بڑی کوشش کی
علم سیاہ سے ہزارون شعلے بھڑکے تلوارین گرین بجلیان چمکین اُس شعلہ ہاے آتش سے علم کے ساتھ والے جلے بجلی لگے
اُنھین کی فوج والون کے ٹکڑے کئے فوج والون نے دُہائی دی کہ علمدار صاحب اپنے بیگانے کو پہچانیے وہ جو ہاتھی
کی شکل مشہور ہی وہ آپ نے ظاہر کر دی دس ہزار ساحر جانباز سر فروش آپ کے سحر سے کام آئے دیکھیے کتنے لاشے
آپ کے زد پڑے ہین علمدار حیران کہ مین کیا کرون جون جون سحر کرتا ہی اسی کی فوج پر آفت آتی ہی سحر سے اپنی ہیبت کے
زمین ٹھہرائی ہی مشہور جادو علمدار کا نام ہی دعوی کرکے چلا تھا کہ میرے علم کے قریب کوئی ساحر ٹھہر سکیگا دیکھا
کہ اسکے ساتھ والے بھی جلے جاتے ہین لاکھ غل مچاتے ہین مگر جان نہین بچتی آگ برس رہی ہی پانی برس رہا ہی ایک قطرہ
آب کو اسکی فوج ترس رہی ہی جب مشہور جادو نے دیکھا کہ میرا سحر میری ہی فوج کو جلاتا ہی سحر کرنے سے کیا ہاتھ
آتا ہی تیغے کو کھینچکر قاسم پر ہاتھ مارا قاسم نے اُسے تیغۂ سحر کش پر روکا علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا
فوج پر مہتاب جادو کے علم ماتم گرا اب کس نشان پر لڑین افسر بھی مارا گیا علم بھی گرا پانون اُکھڑے ہر چند نقیب
اشعار مذمت دنیا کے پڑھتے ہین یہی صدا ہی کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو ان لوگون نے تمھارے افسر کو مارا علمدار
بھی واصل جہنم ہوا ہیبت سے بھائی بند تمھارے قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بدلا تو لیلو مگر وہ لوگ نہین ٹھہر سکتے ہین
متین کا سحر شناخت کے ساتھ قاسم کی شمشیر زنی آخر سب بھاگے سمجھے تھے کہ پڑاؤ پر جان بچیگی مگر ملازمان متین
مال کے لالچ مین پہلے ہی سے آپڑے خزانہ و بارگاہ اپنے قبضے مین کر لیا چھوٹے خیمون مین آگ لگا دی ساتھ والے
مہتاب کے جب اپنے پڑاؤ پر پہونچے دیکھا کہ خیمہ جل رہا ہی ساحر و غیر ساحر مال و خزانہ اپنے قبضے مین کر رہے ہین ان
بھگوڑون کو جو بدحواس آتے ہوئے دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے ہزارون کو مارا اب لاچار و مجبور ہوئے بھی
مایوس ہوئی دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر بھاگے تین کوس تک فوج متین و قاسم نے پیچھا کیا گھیر گھیر کے مارا
اہالیان فوج مہتاب کا یہ حال ہی کہ سحر کرتے ہین ہاتھ سے متین کے مارے جاتے ہین اگر نیزہ و تلوار پر کھینچا کیا
گلگون تاجدار فوج کو بڑھاتے ہوئے آتا ہی غول کے غول مٹا دیے آخر یہ سب شکست خوردہ افتان و خیزان
یہ کہکر بھاگے کہ یارو افسر ہمارا مارا گیا مسلمان پیچھا نہین چھوڑتے ہم بہت مجبور و لاچار ہین نہ تلوار کی لڑائی مین
سر بر ہوتے ہین نہ سحر کرنے مین دیر ہوسکتے ہین یہ کہتے ہوئے بھاگے جاتے ہین خوف قاسم نوجوان سے قلب تھراتے
ہین جہان بھاگکر پہونچے وہین مسلمانون نے جاکر تہ شمشیر کیا لاشون کے ڈھیر لگا دیے ہاتھ دستگیری نہین کرتے
قدمون سے شیوۂ ثابت قدمی جدا ہوا دل موم ہو گیا حیران و پریشان آخر جانور بنکر باز و لقلق و قرقرے عقاب
کی شکلین بن بنکر آسمان پر جا کے چھپے ساحران متین بھی عقاب و باز بنکر پہونچے وہان بھی اُنکے قتل سے باز نہ آئے
شکار کھیل رہے ہین ہنگامہ گیرودار بلند متین نے عرض کی کہ اے شہریار اتنو بھیا بھاگکر نکلگئے اب واپس ہوجیے
بھگوڑون کو جانے دیجیے اگر قدمون سے لپٹگیا گردھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیون آقاے نامدار و مولاے قدر شناس
مین نے تو سُنا تھا کہ آپ کے دادا جان صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین کسی کا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا قاسم
نے فرمایا کہ اے متین وہ نعمتِ غیبی شریک حال ہوئی برکت اسکی یہ تھی کہ مین واسطے مدد اس جوان کے گیا تھا کوئی میرا
مطلب دنیوی نہ تھا یہی آرزو تھی کہ اس تاجدار کو دختر صنوبر زمیندار سے منسوب کردون اُس ضمن مین ایک درویش
کامل سے ملاقات ہوئی اُسنے یہ تیغۂ سحر کش دیا یہ بھی کہا کہ جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا آج کی
جوہر کھلگئے مہتاب جادو ایسا ساحر زبردست کیسے کیسے اُسنے سحر کئے مگر کوئی تاثیر نہین ہوئی کہتے کی تو شان

متین نے کہا کہ آپ صاحب اقبال حاکم ملک جاہ و جلال ہیں یہ مژدہ غیب سے ہوئی انشاء اللہ اب قلعے پر دو چار دن
مقام کیجیے طرف طلسم نور افشان کے چلیے متین نے جسقدر حال نور الدہر دایرج کا سُنا تھا سب سامنے
قاسم کے بیان کیا کہ اُن شیرزن نے طلسم شوکت و طلسم خونریز فتح کیا حوالی طلسم نور افشان میں جو پہنچے
جس روز سے یہ لوگ طلسم میں آئے قہار جو برّان پر عاشق ہوا اُسنے بھی طلسم کے بہت لوگ مارے خبیثہ کہ خونخوار
مرحلۂ طلسم کی مالک اُسپر عاشق ہوئی اپنے ساحروں نے بھی اکثر ساحروں کو قتل کیا مگر نکلنے نہ پا سکا آخر عجائب و غرائب
طلسم میں پھنسا خبیثہ چاہتی تھی اُسکو رو بُت بنائے اُسی حال میں سحر العجائب و مصر الغرائب کسی وجہ میں
پھرتے پھراتے ہوئے آئے اُنھوں نے جو دیکھا کہ خبیثہ واسطے قہار کے سحر بنا رہی ہیں گرفتار کرکے بلکہ سحر کو مٹادیا
اُس دن سے یہ عہد کیا ہے کہ ہفتے میں ایک دن سارے طلسم کی سیر کرتے ہیں اُسی گشت میں نور الدہر دایرج
کو بھی گرفتار کیا ایسے ایسے ساحر اُن شیروں کو ملے تھے کہ اگر وہ خود ہوتے تو ہر کس و ناکس اُنپر دست انداز ہوسکتا
کسکی مجال تھی جو اُن شیروں سے مقابلہ کرے مگر مقدرۂ طلسم نے روکا کچھ کام نہیں اگر رستم بھی ہوتا تو اُن شیروں کے
ہاتھ سے مارا جاتا مگر شاہان طلسم نور افشان سحر میں طاق شہرۂ آفاق علم سحر و شعبدہ و کہانت ان سب علموں کے
حاکم ہیں ملک سحر و ساحری کے ناظم ہیں قاسم خوشیاں کرتے ہوئے مع فوج ظفر موج قلعہ متین پر آگر دو کشن اُن سے
ڈیڑھ لاکھ ساحر لاکھ غیر ساحر اب قاسم کو بڑی خوشی ہے کہ اگر خدا فضل کرے اور لڑتے بھڑتے ہوئے تابہ نور افشان
پہونچے کوکب و دختران کی ہمارے ہاتھ سے رہائی ہو لاچین کو پوچھا مین کیا نام ہو متین عرض کرتا ہے کہ حضور
آپ کے جاہ و جلال سے کچھ بعید نہیں ہے مگر یہ بہت بڑا طلسم ہے نور افشان اسکا اسم ہے نہیں معلوم لوح کہاں ہے
مشہور ہے کہ آج تک کسی نے لوح طلسم نور افشان نہیں دیکھی قاسم نے کہا کہ نجومی رمال جمع کرو ہم اُنسے
دریافت کریں کہ اس طلسم کا کون فتاح ہے منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اگر ہمارے نام پر فتاحی نکلے تو خدا نے چاہا
خدا چاہے تو فتح کرکے آئیں متین نے نجومیوں اور رمالوں کو جا بجا نامے لکھے مگر اب دو کلمۂ داستان سحر العجائب
و مصر الغرائب نگہبانوں کے گذارش ہوتے ہیں کہ سلطنت کا بڑا زور و شور ہے اہالیان مرحلہ جات ہر ہفتے میں
حاضر ہوتے ہیں ہفتے میں ایک دربار قرار دیا ہے کل رئیسان طلسم نور افشان آکر جمع ہوں وہ روز صلاح و مشورہ
ہے جبسے ان سے یہ سُنا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے ہر وقت تردد میں رہتے ہیں جب آٹھویں دن جلسہ ہوتا ہے اور ساحران
مرحلہ جات جمع ہوتے ہیں پہلے یہی بات پیش ہوتی ہے کہ کیونکر بار رد یہ تو کتب طلسمی میں مرقوم ہے ساحروں میں بھی
اس بات کی دھوم ہے سب جانتے ہیں کہ لوح طلسم نور افشان معدوم ہے مگر اتنا فقرہ کان میں پڑا ہے یہ جملہ
مشہور خاص و عام ہو گیا ہے کہ بت خونریز جس کوہ کا حاکم ہے وہانسے لوح کا نشان ملتا ہے جس دن سے طلسم
ہزار برج سے لوح طلسم آئی معتبران طلسم کے پاس لوح رہی پھر کوکب نے نہیں معلوم لوح کہاں رکھی
اس طلسم کے متعلق چھوٹے چھوٹے بہت طلسم ہیں وہ چھوٹے طلسم نگہبان طلسم نور افشان ہیں اپنی اپنی عقل کے
موافق سب سردار جواب دیتے ہیں کسی کا قول ہے کہ بت خونریز وہ ساحر ہے کہ اشاروں میں زمین ہلا دیتا ہے اُسکے
اہل و عیال بھی اُسی پہاڑ میں ہیں اگر طلسم کا پاس نہ کریگا اہل و عیال کو تو اپنے بچائیگا بعض کہتے ہیں اُسی پہاڑ
میں نمونۂ قہر سامری ہے ایک ایک پتھر میں سحر و ساحری بھری ہے ایک زمانے میں کئی سو ساحر عبادت سامری
کرکے فارغ ہوئے اور قصد کیا کہ قدرت سے زندگی میں لعین کئی سو نے اپنے کو اُس کوہ کی زمین میں دفن کرا دیا
زندگی رہنے کو علم حبس دم ایجاد کیا اگر کسی نے قصد کیا کہ کوہ نمونۂ قہر سامری کو فتح کریں تو بت خونریز بھی

مسلمان نہ ہوگا مشہور ہی کہ وہ پوتا سامری کا ہی خداوند جمشید بھی اُسکے عزیزدار ہین وہ مسلمان کاہے کو ہوگا اگر
وہ مارا جائیگا نمونۂ قہر سامری ظاہر ہوگا کئی سو ساحر کہ حبس دم کئے ہوئے جو پڑے ہین سب نکل آئینگے اُنکے سحر
کی کمان بناہ ہی ایک ایک فلک سحر و ساحری کا ماہ ہی سحر العجائب و مصر الغرائب ان باتون سے خوش ہوتے ہین
اُن ساحرون سے کہتے ہین کہ طلسم نور افشان کا فتح ہونا ناممکن ہی سب کہتے ہین کہ ای شہنشاہ کس کی مجال ہی کہ
اس طلسم پر ہاتھ ڈالے اور یہ جو لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی سامری و جمشید کے ہاتھ مین قلم تھا جو چاہا لکھدیا اس
طلسم کی عمر تمام نہین ہو سکتی یہ طلسم دوامی ہی یہ طلسم بڑا نامی و گرامی ہی اسیر سحر العجائب و مصر الغرائب
پھولے ہوئے بیٹھے ہین کہا یارو آج اس جلسے مین کوکب کو بلوا دو یہ تو سب جانتے ہین کہ کوکب کا ستارہ گردش
مین ہی فلک اُنکے مٹانے کی کوشش مین ہی ذرا آج وہ بھی تو دیکھین سب بزرگان طلسم جمع ہین کہ اس طلسم کا فتح ہونا
ناممکن و اس گمان مین ہین کہ طلسم فتح ہوجائیگا سب نے یہی کہا کہ آج کوکب و ترّان کو دربار مین بلائیے حیلہ یہ رہے کہ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو اور یہ حالات سختی طلسم اُنکے سامنے بھی ذکر ہوجائے اُسی وقت شاخسار جادو
کو حکم ہوا کہ قیدیان طلسم کو لاؤ کوئی قیدی باقی نہ رہے اُسی وقت شاخسار گئی تینون شاہزادے ایرج و نور الدہر
و کوکب و ترّان و لاچین و بلقیس و ملکہ ناہید و بہار و مخمور کل قیدیان طلسم آکر دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے حاضر ہوئے سحر العجائب نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ کا گمان سراسر باطل ہی آپ سمجھے ہین کہ عمر طلسم
تمام ہوئی ایسا نہین ہی یہ طلسم کبھی فتح نہوگا مرحلہ بت خونریز نمونہ قہر سامری ہی جسدن اُس پہاڑ سے وہ لوگ
نکل آئینگے زمین ہلا دینگے کسکی مجال ہی کہ اُس طلسم کو فتح کرسکے ایسے ایسے جملے جو سامنے کوکب کے بیان ہوئے کوکب
نے فرمایا کہ یارو اتنا بڑا آسمان بے ستون کیونکر قایم ہی زمین کیونکر پانی پر بچھائی گئی قدرت خالق بحر و بر مین کسکو دخل
ہی ایک لمحہ بھر مین انقلاب ہوتا ہی لقب اُسکا مسبب الاسباب ہی اُسی کے اختیار مین قیام و انقلاب ہی تم سب قدرت
خدا کے معترف نہین انشاء اللہ ظاہر ہوگا بت خونریز کیا ملعون ہی کہ وہ نمونہ قہر سامری کا ظاہر کریگا پھڑک پھڑک کے
مریگا یا مسلمان ہوگا اُسکا بھی امتحان ہوگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی صدا آئی سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے دیکھو تو یہ
کیا ہی دیکھا کہ پچاس ہزار ساحران غدار گریبان چاک چہرون پر خاک چہرے بعضون کے کٹے ہوئے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے بیقرار اشکبار فریاد فریاد کی صدائین بلند لاشہ ایک ساحر کا دوش پر اُٹھائے درد مند سامنے
با دفغاہون کے رکھدیا سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے یہ کسکا لاشہ ہی ساحرون نے عرض کی کہ آپ کے مصاحب جانباز
ساحر شعبدہ باز مہتاب جادو ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے متین جادو نے سحر کرکے زمین ہلادی اُس جوان
لال پوش پر سحر تاثیر نہین کرتا تھا جب تو لاچار ہوکر ہمارا افسر مارا گیا وہ وہ سحر کئے کہ اگر کوئی ساحر زبردست انکے مقابلے
مین ہوتا جلکے خاک ہوجاتا مگر لال پوش پر تاثیر نہوئی اپنی بوٹیاں کاٹتا تھا ہونٹون کو چباتا تھا آخر مارا گیا سحر العجائب
نے کہا کہ ارے مفصل بیان کرو جوان لال پوش کون شخص ہی ساحرون نے کہا کہ حضور نبیرۂ صاحبقران صاحب
شوکت و شان قاسم نوجوان نہین معلوم کسطرح پر قلعہ متین پر آیا متین نے اپنی دختر کو مار ڈالا مگر نہین معلوم کیا ہوا
سنتے ہین کہ کوئی عیار تھا اُسنے عیاری کی متین مطیع ہوا قاسم کا غلام ہوگیا مہتاب نے اُسکو شکست دی وہ شیر
مرد لے شکار گیا تھا شکار سے جو لشکر آیا مہتاب کو مارا اب قلعہ متین پر دو لاکھ اڑھائی لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہین
اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم نور افشان پر آئے قیدیون کو چھڑائے کوکب نے ہنسکر کہا ای سحر العجائب کارخانۂ قدرت
پروردگار دیکھا کہ ایک غیر ساحر نے اتنے بڑے ساحر نامی کو مارا فوج ساحران کو شکست دی کچھ کسی کی نہ چلی ہمارے

خویش کا باپ ہی فتاح ممالک سرکوب کافران کشندۂ ساحران شمالیہ باختر مین اُس شیر کے نام سے بڑے بڑے پہلوان کانپتے ہین کسی کی کیا مجال ہے کہ اُس شیر کے سامنے نام جرأت لے رستم ہو پیر زال ہو جائے سہراب دش شیر بیشۂ جرأت یکتاز میدان جلالت صفدر و صف شکن نبیرۂ حمزۂ تیغزن سحر العجایب و مصر الغرائب کو کب کے بلوا کر خوب شرمائے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکے یہی جواب تھا کہ جبدن قصد کرینگے مثل ایرج دلو الدہر کے اُنکو بھی پکڑ لائینگے غصے مین حکم دیا کہ اے شاخسار جادو سب قیدیونکو باغ ویران مین لیجا کر جہانتک ہو سکے انکو تکلیف پہونچاؤ اسے کیا کرین کہ ہمکو طلسم منع کرتا ہے ورنہ ابھی سب کو قتل کرتے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرتے مگر اندر میعاد کے قتل کرنے مین بڑی مصیبت در پیش ہے اسی بات کا ہمکو پس و پیش ہے شاخسار جادو سب قیدیون کو لیکر باغ ویران مین آیا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کوکب آپ نے سُنا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ لڑتے بھڑتے تابہ قلعۂ متین آگئے ساحر وغیر ساحر سب اُنکے ساتھ جمع ہین انشاء اللہ وہ ہی لڑتے ہوئے آئینگے قبلہ و کعبہ کی کوشش ضایع نہوگی یہ ان کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی آپ نے کہا کہ خدا کسی غیر کا شرمندہ نہ کرائے یہ سب لوگ تو پھر اپنے مقام پر آکر قید ہوئے شاخسار جادو نے کہ نگہبان ان قیدیون کی ہے تکلیف دینا شروع کی کہ بدون میعاد کے یہ لوگ قتل نہین ہو سکتے ایسے صدمے پہونچائین کہ یہ قیدی تڑپ تڑپ کے مرین مگر سحر العجایب نے بعد جانے قیدیون کے وزیران سلطنت و مشیران ابہت کو جمع کیا کہا صاحبو مین نے تو اسواسطے ان قیدیون کو بلایا تھا کہ ہر مہینے مین جلسہ ہوتا ہے حالات طلسم بیان ہوتے ہین یہ بھی باتون سے ظاہر ہوا کہ فتح ہونا طلسم کا ناممکن ہے یہ بھی واضح رہے کہ اس طلسم نور افشان مین نوشتۂ قہر سامری ہے حالات اس نوشتۂ قہر سامری کے لکھے جائینگے یقین ہے کہ عجائب و غرائب حجرۂ ہفت بلا کو ناظرین فراموش کرین اب وزیرون نے صلاح دی کہ جس ساحر کا قلعہ راہ مین پڑتا ہو اُسی کے نام حکم ہو کہ وہ جا کر قاسم کو روکے جنگ آغاز کرے آپ کو لکھنے کہ کیا سبب ہے جو قاسم پر سحر تاثیر نہین کرتا کوئی تحفۂ طلسمی ہے یا اور کوئی شے دستیاب ہوئی یہ حال ظاہر ہو جائے تو خداوند دولت جا کر اُسکا انتظام کرین سرجوش جادو اپنے مقام سے یہ لکھکر اُٹھا کہ میرا قلعہ قلعۂ متین سے چالیس کوس پر ہے مین جا کر انتظام کرونگا نبیگا تو قتل بھی کر دونگا یہ لکھے سرجوش جادو دو لاکھ فوج لیکر چلا یہان قاسم جب لڑائی فتح کر چکے بڑی خوشی حاصل ہوئی متین نے کہا کہ اے شہریار بڑا خدا نے فضل کیا کہ مہتاب ایسا جادوگر قتل ہوا اگر حکم ہو تو جشن کی تیاری کرین قاسم نے نام جشن سُنکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے فرمایا ہم کیا جشن کرین کیا عیش و راحت مین مصروف ہون فرزند دلبند ایرج نوجوان ہر چند کہ نور الدہر بھی دعوی بخشی ایرج سے کرتا ہے اختیار ہے مین اُسکو بھی بجائے فرزند کے جانتا ہون اُن دونون کا جا کر قید ہونا طبیعت کا یہ حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شعر

تشنگی کرتی جو مشتاقِ دمِ خنجر مجھے
رکھیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا
دم نکلتا ہی نہیں اے حسرتِ دیدارِ یار
گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
تکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
سیمتن محبوب بنتے ہین جو دولت مانگتا
کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
داغ لگنا تھا جنون کو کیا وطن مین کے مین
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
بیرخ عالم فرد زیار عزرائیل تھی
مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
یار کے دل مین کدورت آئی ہے متی تو مین
تنگ متی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

دیدۂ تر نوح سے طوفان کی رخصت مانگتا
تیرباران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز
چادرِ گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت
شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین تمہین
دو گھڑی آلتھو کر رونے کی فرصت مانگتا
ان کلمات حسرت آیات پر گلگون تا بجوا

وشاداب جواہر پوش وسمک یلداقی رونے لگے کہا حضور حقیقت مین ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ فوج رنج والم کا
آپ پر ہجوم ہی آپ ہی کا کام ہی کہ اس فکر مین ہم لوگون کی دستگیری فرماتے ہین مقابلے مین ایسے ظالمون کے
جاتے ہین قاسم نے کہا تیاری کوچ کی کرو ہم اپنے کوتا بہ نور افشان پہونچا مین متین جادو نے لشکر تیار کیا
بعد کروفر چلے قضائے کار قاسم مبتلائے رنج والم ہین بیٹے کا خیال بہو کی گرفتاری کا ملال سمک نے عرض کی کہ
حضور شکار کھیلتے ہوئے چلیں شام کو منزل پر ملجائینگے یہ سنکر قاسم لشکر سے جدا ہوئے صحرائے سبزہ زار مین شکار کھیلتے ہوئے
جاتے ہین سمک بھی طائر شکار کرکے لاتا ہی اردابے پر شکار جمع ہوتے جاتے ہین قاسم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا سمک
بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس پر آکر قاسم نے آہو کا شکار کیا اُسی مقام پر کباب لگائے تیغہ سحر کش حمائل ہی کباب
لگا رہے ہین یہ خیال ہی کہ ساتھ والون سے جدا ہوئے دور نکل آئے یقین ہی کہ تلاش کرتے ہوئے ساتھ والے بھی آتے ہونگے
کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک بادشاہ عالیجاہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار تاج ڈھلکا ہوا لباس پھٹا ہوا ساتھ والے
بھی پریشان اُسی صحرا مین آکر اُترا اُس تاجدار کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی لشکر اُترواکر خود قریب قاسم کے
آیا شوکت وجلالت دیکھکر جھککر سلام کیا قاسم تو خلق کے پتلے ہین جواب سلام دیکر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین نے
آپ کو انتشار مین پایا اسکا کیا سبب ہی ساتھ والے بھی آپ کے پریشان ہین وہ بادشاہ رونے لگا کہا کیا آپ
میرا حال پوچھتے ہین گرفتار دام مصیبت مبتلائے زندان آفت نور نظر سے دور کلیجے کے ٹکڑے سے مہجور میری بارگاہ
مین تشریف لیچلیے تو حال مفصل عرض کرون مگر آپ کے چہرے سے بھی جلالت وریاست ہویدا و ظاہر ہی غلام کو آگاہ فرمایئے
قاسم اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ساتھ اُس بادشاہ کے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسنے قاسم کو مقام صدر پر جگہ دی آپ
ایک کرسی پر آکر بیٹھا عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے قاسم نے نام اصلی بتایا وجہ بھی اپنے آنے کی ظاہر کردی کہ
ہم برائے فتح طلسم نور افشان جاتے ہین مگر ای بادشاہ عالیجاہ تمھارے حال کے بہت مشتاق ہوئے اُس بادشاہ
نے سر پیٹا عرض کی کہ ای شہریار میرے ملک کو شہر لات پرستان کہتے ہین اور قلعہ افاقیہ بھی لقب ہی میرا نام
ملک آفاق غاہ اس سن مین خداوند لات ومنات نے ایک دختر آفتاب جمال خورشید مثال عطا فرمائی
بادشاہون نے جابجا سے نامے بھیجے کہ ہمارے ساتھ منسوب کیجیے لیکن باعث یہ تھا کہ وہ نہایت حسین وجمیل تھی یہی
ارادہ تھا کہ کوئی شہریار خوبصورت نیک سیرت ملے تو اُسکے ساتھ نسبت کرین قضائے کار ایک جادوگر رفیق قدیم
بادشاہ طلسم نور افشان کسی وجہ مین ہمارے ملک سے گذرا ملکہ اختر خورشید جمال کسی وجہ سے اپنے کوٹھے پر
تھیں وہ جادوگر اُدھر ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی عاشق ہوا ساحر خلاف تہذیب لیاقت سے دور اپنے سحر کا
گھمنڈ بلا تکلف میری بارگاہ مین آیا مسطور جادو نام تھا مجھسے کہا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دیجیے
ورنہ ہم بہت ستائینگے مین گھبرا گیا کچھ جواب نہ دیسکا کہ ایسے مہمل کو کیا جواب دون مگر وزرا نے میرے کہا کہ ای ساحر اپنی
حقیقت کو دیکھ تجھ ایسے سرکار مین ملازم ہین تو نے یکایک بلا تکلف ایسا سوال کیا تجھکو ایسا مناسب نہین ہی اس طرح
کے کلمات جو ہمارے وزرا نے کہے وہ غصے مین اُٹھ گیا رات کو سیہ رو آیا نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا ملکہ کو
اُٹھا لیگیا بوقت سحر مجکو خبر ہوئی ماں کو اُسکی سودا ہوگیا آب ودانہ بند دائیان دوائین پریشان ملازم مثل آئینہ
حیران اکثر ہرکارے روانہ کیے کہ دیکھو ملکہ کو کہاں لیگیا چونکہ وہ ساحر ہی ہم اُسکا کچھ نہین کرسکتے ناچار ہین اگر وہ
ملجائے تو اُسکے ساتھ شادی کردین اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو دیکھ تو لینگے میرے قلعہ افاقیہ سے پانچ کوس پر ایک باغ
تھا اُس باغی نے اُس گل گلزار خوبی کو باغ مین جاکر رکھا ہرکارون نے مجکو خبر دی ہین یکہ وتنہا اُس باغ [illegible]

دیکھا بیٹھا ہوا ہی ملکہ ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی رو رہی ہی مین نے جاکر بخوشامد اُس ملعون کو سلام کیا کہا ای مسطور
تمنے یہ کیا غضب کیا والدین سے بیٹی کو چھڑا یا ہم تمسے وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے ملک مین چلو ہم تمھارے ساتھ شادی کرینگے
اُس بیحیا نے غصّے مین جواب دیا کہ آپ کسکی شادی میرے ساتھ کرینگے وہ تو میرے نام سے بیزار ہی مین بیٹی کے پاس گیا
کہا کہ ای نور نظر اسکو شہر مین چلنے دو کسی ترکیب سے تمکو بچا لینگے بلکہ بن پڑیگا تو اُسکو زہر دیکر مار ینگے مگر سرکشی اس سے
مناسب نہین یہ ساحر ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین ہر چند کہ دختر کو بہت سمجھایا اُس مغرور حسن و جمال نے یہی جواب دیا کہ مین تو
اس بیحیا کو جواب بھی بات کا نہ دونگی خواہ مجھکو قتل کرے یا بخشے آپ میری خبر نہ لیجیے جو میری تقدیر مین ہوگا وہی ہوگا
فکر تردد بیکار ہی مین نے لاکھ سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا وہ کلمات سرکشی کہے گئی مین مسطور جادو کے پاس آیا کہا
ای برادر اس عورت کے کہنے کا خیال نہ کرو یہ وحشی ہی تم ہمارے ساتھ اسکو لیکر ہمارے ملک مین چلو وہان اسکی ماں
موجود ہی دایہ کہ جسنے دودھ پلایا ہی وہ بھی سمجھائیگی تب یہ آپ کا حکم بجا لائیگی اُسنے کہا کہ آپ جائیے ہم ساحر زبردست
ہین کسی کی بات کب مانتے ہین سامری و جمشید کو برحق جانتے ہین ہم راضی کر لینگے مین نے کہا کہ ای برادر ہم اسکو
اپنے ملک مین لیجائین وہان جاکر سمجھائین تم بھی چلو اُسنے جھلاکر مجھکو جواب دیا کہ ہمارے باغ سے نکلجاؤ ہمارے معاملے
مین دخل نہ دو ہم اپنی مشکل آپ آسان کر لینگے مین لاچار ہو کر اُٹھا یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ سحر کرکے مجھکو لیکر
یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرونگا غرض باہر آیا مگر چلتے چلتے یہی کہا کہ آج شام کو ہم اُس کمبخت کی ماں کو لیکر آئینگے
سیانے کہین اور نہ جائیے گا اُس ملعون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہیگیا کہ تم جاؤ ہمین جو بن پڑیگا کر لینگے مین روتا پیٹتا
محل مین آیا اُسکی ماں کو خبر دی کہ صاحب نگیرا وفلان باغ مین مین نے تمھاری صاحبزادی کو دیکھا ہی مین نے چاہا تھا کہ
مسطور کو سمجھاؤن وہ تو جوش مین ہی ملکہ اُسکو قبول نہین کرتین اور فرماتی ہین نہ قبول کرونگی مین نے چاہا اصلاح کرون
ملکہ نے نہین مانا شام کو مین اُس حسرت زدہ کو سوار کرکے باغ مین لایا دیکھا کہ باغ خالی ہی نہ ساحر ہی نہ اپنی بیٹی کو دیکھا
روتے پیٹتے وہانسے پلٹ آئے نہین معلوم وہ بیحیا کہان لیگیا ماں تو اُسکی دیوانی ہوگئی جسنے دودھ پلایا تھا اُسنے اپنے
چھری مار لی اپنی جان دی اب مین جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہین پتہ نہین ملتا اس غم سے آٹھ پہر مثل ابر بہار روتا ہون
ایک مہینہ گذرا تلاش کرتے ہوئے مگر کہین پتہ نہین ملتا قاسم نے کہا کہ ای ملک آفاق شاہ ہم تمھاری بیٹی کو تلاش
کرینگے یا اپنی جان دینگے جس کام پر جاتے تھے اب اُسکو چھوڑا جب تک تمھاری نور نظر کو تمسے نہ ملا ینگے اپنے کام کو نہ جائینگے
آفاق شاہ نے اس طرح رو رو کر بیٹی کا حسن و جمال بیان کیا اور حسن و جمال کی تعریف کی کہ قاسم نادیدہ اُس
محبوب پر عاشق ہوئے چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد روئے انور پر گرد آفاق شاہ سے باتین کر رہے ہین
کہ سمک یلداقی آکے پہونچا شاہزادے سے ملاقات کی پوچھا کہ کیون کیسا مزاج ہی قاسم سمک کو لیکر گوشے مین
آئے کہا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار کیا بیان کرون اس بادشاہ نے ایسی باتین کہین کہ دل ٹکڑے ہوگیا انکی بیٹی
کو کوئی ساحر اُٹھا لیگیا ہی اسی الم مین یہ بادشاہ جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہی نہین معلوم وہ ملعون اُس محبوب کو کہان لیگیا
کیونکر پتہ ملے کہان تلاش کرین ہائے محبوب جانی و یار جاودانی ہی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ملا وہ غمکدہ جسمین چراغ بھی نہ ملا
اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد
کہ دل بھی تھا نہ ٹھکانے فراغ بھی نہ ملا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر

کبھی کبھی لٹکے مین لاتی ہون زلف یار کی بو
وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نہ ملا
خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوئے ایسے
نظر قریب ہمین ایک داغ بھی نہ ملا

وہ دل نصیب ہوا جسکو داغ بھی نہ ملا
پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نہ ملا
بتون کے عشق مین کیا ہوتی ہے یاد خدا
حواس رفتہ کا ابتک سراغ بھی نہ ملا
پھر آئے محفل ساقی مین کیون آنکھ مری

وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نہ ملا جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم	چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین چمن کو پھول ملے ہمکو داغ بھی نہ ملا	شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نہ ملا سمک نے کہا دل کو سنبھالیے ایسے

کلمات زبان سے نہ نکالیے آپ کو بڑا مقدمہ درپیش ہی اسکا برا نہیں و پیش ہی مین وعدہ آپ سے کرتا ہون کہ اسی ہفتے کے اندر اُس ساحر کو جاکر مارونگا اور ملکہ اختر خورشید جمال کو آپ سے ملادونگا یہ ذکر تھا کہ لشکر بھی قاسم کا اُسی منزل پرآکر پہونچا قاسم تو اپنے لشکر مین داخل ہوئے اور آفاق شاہ سے کہگئے کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم عیارکو واسطے تلاش کے بھیجتے ہین انشاء اللہ تمھاری دختر کو پتے لاملینگے سمک سے کہا جلد تلاش کرو سمک روانہ ہوا دن بھر پھرا شام کو ایک درخت پر بیٹھا ایک طرف روشنی دیکھی کہ شعلے بھڑک رہے ہین لیکے ابھی کو دیکھ رہے ہین رات بھر سمک گیا کیا صبح کو اُسی روشنی کی جانب چلا کوس بھر پرآکے دیکھا کہ باغ ہر گرد اُس باغ کے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین گویا ابر سیاہ باغ پر چھایا ہوا ہی سمک اُس باغ کے سامنے آیا دیکھا کہ زرغۂ گلستان ہی اُسمین آگ چھپا جب دن گذر گیا شام کو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام کریہ منظر بیقرار و مضطر دیر تک آگ کے سامنے کھڑا رہا آخر کو سحر کیا آگ ہٹی دروازہ ظاہر ہوا ساحر اندر گیا سمک بھی پیچھے پیچھے ساحر کے چلا جب قریب خندق پہونچا دیکھا کہ گرمی آگ کی نہین معلوم ہوتی سمک بھی اندر چلا گیا جاکے ایک طرف چھپا دیکھا اُس ساحر نے چبوترے پر فرش بچھایا ایک چیخ ماری چند کنیزین گوشۂ باغ سے سامنے آئین جھککر سلام کیا کہا اُس ظالم جلاد کو لاؤ ہماری جان پر بنی ہی آج اپنی جان دینگے اُنکو بھی قتل کرینگے کنیزین گئین سمک نے دیکھا کہ قاسم نے جو تصویر تقریر مین دکھائی تھی وہی اختر خورشید جمال دختر آفاق شاہ ایک قفس مین بند زرد منہ سر خم لبون پر دم ہچکیان لیتی ہوئی چپ خاموش لاکر قفس فرش پر رکھا مسطور جادو بیٹھکر خوشامد کرنے لگا کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے تاجدار اقلیم معشوقان مین عاشق زار ہون بہت بیقرار ہون اب لبون پر دم ہی فوج مصیبت آمادہ ظلم و ستم ہی براے لات و منات غلام کو قبول فرمائیے اسقدر نہ شرمائیے ملکہ نے جواب دیا او بیحیا کیون اپنے کو بدنام کرتا ہی عاشق ہونے پر مرتا ہی ذرا خیال تو کر تو اس لایق ہی کہ تجکو مین قبول کرون تو جلد مجکو قتل کر تیرے دل کو خوشی ہوجائے خبردار اب کبھی مجسے ایسا سوال و جواب نہ کرنا سمک دیکھ رہا ہی کہ مسطور جادو کیسا پیچ جھلا رہا ہی ملکہ نہین مانتی سمک بتبدیل ایک ضعیفہ کی شکل بنکر آیا جھککر مسطور کو سلام کیا بلائین لین کہا بھوکی ہون مسطور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا والدہ ماجدہ مین نہایت مجبور و لاچار ہون اس ظالم پر جان جاتی ہی یہ نہین قبول کرتی ہی بڑھیا نے کہا بیٹا چلا کر نہ کہو عورت سُنیگی مغرور ہوجائیگی مرد تماشبین کو واجب و لازم ہی کہ اپنی چاہت عورت پر نہ ظاہر کرے تو تو ایسا چاند کا ٹکڑا ہی جو دیکھے دل و جان سے عاشق ہو مگر تو نے کوئی خطا کی ہی دو باتین پوچھ انکو راضی کردون بعنایت سامری و جمشید مجسے انکار نہ کر سکے کیا مجال یقین تو یہی ہی کہ وہ خود تجھپر مرتی ہوگی تیرے ہی ظلم و بدعت سے اُسنے انکار کیا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکر بڑھیا ہنستی ہوئی چٹکیان بجاتی ہوئی قریب قفس کے آئی پکار کر کہا کہ کیون بنو میرے بچے نے تمھارا کیا لیا کیا نقصان کردیا کہ تم اس بھولے مرد کو جلاتی ہو ایسے مرد کسی کو نصیب ہوتے ہین دیکھو ناک کتنی بڑی ہی دل خوش ہوگیا ہوگا اگر اسپر بھی پسند نہ آیا تو کیسا آدمی ڈھونڈھتی ہو کچھ مجسے ارشاد تو ہو ملکہ نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان مین جواب دیا کہ او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی ہمکو یہ بات اچھی نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے سر جھکاکر کہا کہ بی بی مین عیار ہون ملک آفاق شاہ نے مجکو بھیجا ہی مین ابھی اسکو مارکر آپ کو پہونچاؤنگا ملکہ خوش ہوگئی کہا مادر مہربان بغیر سے منہ مین گھی شکر شب محبت تا جنس مین نہین معلوم کیونکر گذرتی ہی یہ بد نصیب جلتی ہی مرتی ہی کیون مادر مہربان کیا کہون یہ بیحیا مجکو ہاتھ لگاتا ہی سمک نے کہا یہ تو بتاؤ یہ کنیزین اصلی ہین کہ نقلی ہین ملکہ نے

جواب دیا کہ یہ سب بنائی ہوئی ہین سمک نے کہا صرف تم اتنا کہدو کہ جو کچھ بڑی بی کہتی ہین مجکو منظور ہی ملکہ نے کہا تم
بڑی بی ہنستی ہوئی پاس مسطور کے آئین کان پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے گدھے مورکھ آج تک عورت کے
مزاج کو نہین پہچانا مدعت کرنا شروع کردی وہ خود تجھپر جان دیتی ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو میرے ماں باپ سے کیون چھڑایا اس
زبردستی پر جان دونگی بلاکر محفل مین بٹھا مین گاؤنگی شراب پلاؤنگی مطلب بھی ہوجائیگا مسطور چھو لگیا ملکہ کو قفس
سے نکال لا اپنے پہلو مین بٹھایا بڑھیانے بایان کھینچا گنگنا کے یہ غزل گانے لگی **نظم**

مین خوش انسے مرا خدا خوش
تقدیر یہ ہنسی کہ تم ہو کیا خوش
ظاہر مین ملول دل مین تھا خوش
پھر بھی تو نہین ہو آشنا خوش
سو رنج دیے تو مین رہا خوش
کس دن کوئی ہمنشین تھا خوش

کیا کیا ہوئے آسمان کو رنج
برباد کسی کی خاک کرکے
کہتے ہین مجھے وہ دیکھ دشنام
مین نے جو کہا کہ مسکرا دو
پھر دل کو ئی آہ سرد کھینچے

دیکھا جو کہین ہمین ذرا خوش
کیا پھرتی ہی کو بکو صبا خوش
گالی مین بھی ہی یہ ہیجا خوش
کہتے ہین مزاج آپ کا خوش
اس باغ کی بھی ہی کیا ہوا خوش

کافر ہو بتون سے ہو جو ناخوش
دشمن سے خفا جو ہو گئے وہ
ہنستے تھے وہ رونے پر جو میرے
بیگانہ ہوا ہون اک جہان سے
بات ایک بھی کی جو منہ سے ہنسکر
پہلو سے جلال کے بجز درد

سمک نے جو یہ غزل گائی مسطور جادو جھومنے لگا کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپ کا شش
نہین کبھی مین نے گویون کو بھی ایسا گاتے نہین دیکھا آپ کے گانے نے دل بیچین کردیا بڑھیانے جام شراب لبریز کیا
اپنے ہاتھ سے مسطور جادو کو پلایا آخر مسطور لڑکھڑا کر گرا سمک نے خنجر سے اسکا سر کاٹا مرتے ہی اسکے تمام کنیزین
پانی ہوکر بہگئین چند جو باقی رہین وہ قدمون پر گرتی تھین کہ ہم دیہات کے رہنے والے ہین ہمین زبردستی برائے خدمت
اُٹھا لایا آپ جیسا فرمائین بجالائین سمک نے انکو بھی آزاد کیا ملکہ کو قفس سے نکالا باتون باتون مین عطر بیہوشی سنگھا کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے لے چلا کہ ایک مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی جوش مار رہا ہی دل بھر آیا جوش مین
پیاس کے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھا پانی پیا ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی
گرفتار ان شکار باز بلند پرواز اڑاتا ہوا طاؤس کو باز نے گھیرا پر مارتا ہوا طاؤس کو زمین پر لاتا ہی جوان تماشہ
دیکھتا ہوا اپنے باز کی تعریفین کرتا ہوا گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی ایک مقام پر باز نے طاؤس کی آنکھ مین پنجہ مارا طاؤس زمین
پر گرا جہان پشتارہ ملکہ کا رکھا تھا وہین وہ جوان کو دپڑا کھونچا ہوا کا چلا گوشہ ردا منھ پر سے ملکہ کے ہٹگیا تاجدار کی
نگاہ پڑی جمال جہان آرا دیکھکر گر گیا قبضے پر ہاتھ رکھ لیا سمک نے چاہا دوڑ کر پشتارہ اٹھا لون جوان سدراہ ہوا کہا
کا و شخص تو بردہ فروش ہی اس معشوق پری چہرہ کو کہانسے لایا اور کہان لیجائیگا سمک نے سب کیفیت مفصل بیان کی
یہ بھی کہدیا کہ مین عیار ہون قاسم کا خبردار اسکے لینے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ ملک و مال سب لٹجائیگا اگر قلعہ آہن مین جاکر
رہیگا وہان بھی میرا آقا پہونچیگا وہانتک کے دعوی معشوق کریگا اُس تاجدار نے برچھا سینے پر سمک کے رکھدیا کہا ہی شرط
کہ مار دون سینے کے پار گذر جائے سمک نے دیکھا کہ جان جاتی ہی خنجر کھینچکر لڑا سمک زخمی ہوا ہزار جوان اُسکی پشت پر
تھے ڈھونڈھتے ہوئے آگئے اُس تاجدار نے حکم دیا کہ لاؤ محافہ حکم کی دیر تھی محافہ حاضر ہوا سمک حالت زخمداری مین
روتا پیتا رہگیا اُس جوان نے ملکہ کو محافے مین سوار کر لیا اُس حال پر ملال مین بھی سمک نے بڑھکر دامن پکڑا کہا تو مجھے
بھی مار ڈالیے یا اپنا نام بتایئے مجکو بتانا پڑیگا وہ شیر بیشۂ جرأت نہ مانیگا عنقریب ادھر خود آئیگا اُس تاجدار نے کہا
کہ کہدینا سلطان تاجدار مالک سرحد کا و سیہ قلعہ کا و سیہ میرا مقام ہی وہان کا بادشاہ ہون اگر نبیرۂ
حمزہ سنیگا تو ہمارا کیا کریگا ڈیڑھ لاکھ فوج رکھتا ہون خود جری بہادر صف شکن ہون بڑے بڑے پہلوان مجھے
آگے لڑے میرے زور سے زیر ہوئے یہ کہکے محافے کے پائے پر ہاتھ رکھا ایک طرف روانہ ہوگیا سمک حیران حیران

دلفگار گیا جب دو دو کوس پر نکل گیا تو سمک افتان و خیزان مجبور و لاچار زخمدار و بیقرار و اشکبار خدمت مین قاسم کی آیا قاسم نے سمک کو دیکھتے ہی آواز دی شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو * احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو * دیگر از کجا میرسی ای بہ ہمہ فرخندہ قدم * باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم * کہو بھائی کہین پتہ لگا یا اس گرفتار دام محبت کا کہین پتہ ملا اپنا تو یہ حال ہے نظم

کہان چھپے ہو وہ اور ہم بحالت سخت جان
کیا کرتے ہین کیا کیا پیچ کی تقدیر اگر ہم
لگی آگ آتش غم کو زبان خامہ شعلہ ہو
کر سے باندھتے ہین پانون کی زنجیر اگر ہم
نہ تھی مسجد مین برکت ورنہ وہ بت رام ہوجا

غم ابرو مین چرتے ہین دم شمشیر اگر ہم
وہ دل توڑے ہو اپنا اور نکلے تیر اگر ہم
ہوئے تم کیون خفا نامہ سے آدرسا کی اب
جلا دیتے ہین سو سو خط دم تحریر اگر ہم
یہ اب کیون پڑ گئے جون گلو سے تا بدن
گئے مومن فسون پڑھنے لیے تسخیر اگر ہم

کیا کرتے ہین اپنے قتل کی تدبیر اگر ہم
کسی کے زلف پیچیدہ کے کیا سودے مین پھنستے
کیا کرتے تھے یہ تو پہلے بھی تقصیر اگر ہم
عجب حالت ہے سودے مین تری زلف مسلسل کے
اتنی روکتے تھے نالۂ شبگیر اگر ہم

اسطرح یہ اشعار قاسم نے رو رو کر پڑھے جی مین سمک کہتا ہے کہ ای سمک اگر سامنے انکے معشوق کا ملکہ چھننا بیان کرونگا ایسا نہ ہو کہ دم دشمنون کا ترکیب نکلجائے کہا ای شہریار آپ اپنی بیقراری کو دکین صبر کرین تو حال عرض کرون قاسم نے کہا کہ کیا معرکہ گذرا سمک نے عرض کی کہ مین نے جار مسطور کو مارا ملکہ کا پشتارہ لیکر چلا ایک مقام پر پانی پینے کو ٹھیرا پناہ ہانی مشکل ہوئی پانی پینا میرے واسطے زہر تھا ایک نوجوان موسوم بہ سلطان تاجدار بادشاہ قلعہ کاؤسیہ برای شکار آیا تھا وہ غلام کو زخمی کرکے ملکہ کو چھین لیگیا مجھ زور بیرانہ چلا ہزار جوان اسکے ساتھ تھے نام و نشان دریافت کرلیا قاسم نے ہتھیار اسی وقت جسم پر لگائے تیغہ سحر کش بھی حمائل کیا ہر چند کہ سمک نے کہا لشکر کشی کیجیے قاسم آتش خو شعلہ زن آگ ماننا ہی نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوا اگلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و آفاق شاہ یہ خبر سنکے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ ای سمک جو گستاخی کرگیا اسکا کیا نام ہے سمک نے جو سلطان تاجدار کا نام لیا آفاق شاہ شل بید کے تھرایا کہا کہ ای شہریار وہ زبردستان روزگار سے ہے لشکر کشی کرکے چلیے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین ہے قاسم نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا پشت مرکب پر سوار ہو کے چلے لاکھ گھر کا تم کا سمک نے کہا کہ مین ساتھ نہ چھوڑونگا سردار بھی فوراً تیار ہوئے لشکر مین قرنا ہوئی عقب مین قاسم کے کل لشکر چلا یہان سلطان تاجدار جو ملکہ کو لیکر اپنے قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ مین اتارا ملکہ روتی ہوئی اتری سلطان نے کنیزین بھیجین ملکہ نے کسی سے کلام نہ کیا سلطان نے چاہا کہ مین تخلیے مین آؤن ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ سلطان سے کہہ دو خبردار یہان آنے کا ارادہ نہ کرین ہین بدون اپنے باپ کے حکم کے کسی کا سامنا نہین کرسکتی ہون اگر یہان آئیگا مجکو زندہ نہ پائیگا انگشتری الماس کی میرے پاس موجود ہے فوراً کھالونگی اپنی جان دونگی بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا سلطان دربار دری سے منت خوشامد کرتا ہے کہ کل ملک و مال کا آپ کو اختیار ہے یہ غلام تابعدار ہے لاکھ یہ پیچا بیتا مگر ملکہ نے اسکا آنا قبول نہ کیا رنجیدہ و کبیدہ و آزار اسکا دین بیٹھا مگر اداس پریشان رفقا نے حال پوچھا سلطان نے ٹھنڈی سانس لی کہا یارو کیون شکار کرگیا تھا خود شکار ہوا نظم

تحیر نگہ شوق خود حجاب ہوا
دو آئے کیا شب وعدہ قیامت آ ہوگئی
نگاہ یار کی ٹھہری مرا شباب ہوا
لبون پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع

گھل جو پیچ مین اک ساغر شراب ہوا
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا
سنبھالتے دل بیتاب کو فراق مین کیا
کسی کے بوسون کا ارمان سدباب ہوا

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا
سبو عرق سے بھرے کچھ یہ آب آب ہوا
لگی نہ دیر جدائی مین دل کو پھر جلتے
اثر نہ آہ مین ٹھہرا دہ اضطراب ہوا
نگاہ دیکھتی ہے اسکی کہ اٹھیے محفل سے

جو دل کو بار ہوا کیا وہ باریاب ہوا
وہ مست ہوں کہ مرے ہوش کے تجسس میں
تو کوے یار میں مجھ پہ کیوں عذاب ہوا
نکال آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ
تسلیوں سے جلال اور اضطراب ہوا

ہماری آنکھوں میں آنکلی آرزو ہی رہی
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا
میں کیسے آرزوے وصل آپ پچھتایا
بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا

تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا
اگر بہشت ہے یارب مقام آسایش
مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا
دلا دے دیکھ کسی نے ستم کیا ہمیں

جب سلطان تاجدار نے اس حسرت و یاس سے یہ اشعار پڑھے سب گھبرا گئے کہا کہ ای شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کی جان کا ضرر ہو کوئی اپنے کو ایسا پریشان کرتا ہے آپ زن صحرائی اسیر آپ اسقدر مبہوت ہیں حال تو مفصل ہمسے کہیے سلطان تاجدار نے کہا کہ ایک عیار طرار ہے محبوب ستم شعار کو لیے جاتا تھا میں نے اُس سے چھینا اُسنے کہا کہ آفاق شاہ کی بیٹی ہے قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران اسپر عاشق ہیں ای نوجوان دیکھ بڑی مشکل پڑ گئی میں نے نہ مانا چھین لیا وہ مجھسے بیزار ہے اب میں لاکھ منت کرتا ہوں وہ جلا دیتی ہے نہیں مانتی نام قاسم کا سنکر سرداروں نے کہا یہ تو آپ نے بڑا غضب کیا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت میں لاثانی صورت میں یوسف ثانی بہزاد و مانی اگر جیتے تصویر اُسکی کھینچکر خود مبہوت ہوتے اس مہجبین نے بھی اُس جوان کو دیکھا یا نہیں سلطان نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تک اسلئے اُسکے سامنا نہیں ہوا وہ جوان نادیدہ اسپر عاشق ہوا ہے اپنے عیار کو بھیجکر مسطور جادو کو قتل کرا یا اب لیکر اپنے آقا کی خدمت میں جاتا تھا میں چھین لایا سرداروں نے کہا سرکار یقین کیجیے یہ مسلمان اوروں کے لیے کیسی کیسی کوشش کرتے ہیں نہ کہ اپنے مقدمے میں جان دینا اُنکے نزدیک ادنی سی بات ہے اُنکی لڑائی نہیں کرامات ہے صحرا میں گئے شکار لائے بھائی بند جمع ہوئے ایک جگہ بیٹھکر کھاتے ہیں جو اِس کا بڑا خیال کریں وہی کریں خواہ چھین خواہ مریں صاحبان تواریخ نے ان سب کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ مشتہر بھی ہو گئی ہیں آپ کے کتب خانے میں بھی یہ کتابیں موجود ہیں اگر آپ خواہش کریں تو ہم وہ کتابیں نکلوا دیں اس سودے کو دل سے نکالیے یہ معشوقہ کبھی آپ کے قبضے میں نہیں آئیگی سب کتابوں میں یہی دیکھا کہ جسپر یہ عاشق ہوئے وہ عورت ان ہی کے قبضے میں آئی یہ حال سنکر سلطان تاجدار نے آہ کی کہا بار و کیا لیکن دل کو سمجھاؤں زہر کھا کے جان دوں نظم

تو بہر جانانہ و بہر جانانۂ دل
محبت ہر جا بنے کنند گرم
جو جنون را قیامت مخفی بہر تو

خیالت میہمان خانۂ دل
تو ای شمع و منم پروانۂ دل
مرا شد بر ملا افسانۂ دل

زلیخا وار از تصویر صنعت
لکن ساقی دلم خون بہر جامی

منقش کردہ ام کاشانۂ دل
کہ شد پر خون دل پیمانۂ دل

میں ہر چند چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا میں نے بہت بہت ربط و ضبط کیا سرداروں نے عرض کی کہ ہمارا کہنا کیجیے ہرکارے روانہ ہوں یقین ہے کہ وہ جوان رعنا آتا ہوگا خواہ اکیلا خواہ مع فوج یہ سنتے ہی سلطان نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ قلعے سے باہر دو کوس پر جاؤ جس طرح وہ جوان آتا ہو اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ہرکارے تیز رو روانہ ہوئے مگر سلطان بیقراری میں پہلو بدل رہا ہے کبھی ٹھنڈی سانس بھرتا ہے کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی کہتا ہے کہ صورت اس ظالم کی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے تم لوگوں سے کیا بیان کروں میں نے تمام اسباب عیش و نشاط جوڑے بھاری مسند وغیرہ جواہرات کے بھیجے ہیں آج تک اُسنے لباس نہیں تبدیل کیا اگر آفتاب عالمتاب طالع ہے یا ستارۂ سحری ساطع ہے بقول شاعر نظم

ہوتی ہے ماہ نو کی ترقی کمال سے
بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
اس صید کو بلا کی محبت ہے جال سے

جز رنج کچھ حصول نہیں قیل و قال سے
سچ تو یہ ہے کہ مجھکو ہے نفرت سوال سے
یہ آرزوے دل ہے اگر دو الگ ملیں

دو نافہ رخ یار ہے حسن و جمال سے
کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے
دل کو خیال گیسوے جاناں غضب کا ہے
ہونٹوں سے ہونٹ گال ملوں انکے گال سے

قانع ہو گر تو نعمت عظمیٰ سمجھ اسے
بہتر لطف آفتاب و چندان ہلال سے
ایسا بھی بےخبر نہین کوئی جہان مین
ہر نوجوان تنگ ہی اس پیر زال سے

لمجاے نان خشک جو اکل حلال سے
مضمون میان یار کا باریک ہی بہت
آگاہ ہم تو ان سے نہین اپنے حال سے
کیا نور جلد ترک ملاقات ہوگئی

جتنی بعید دن سے حسن رخ یار بڑھ گیا
نازک ہر بات کیون نہو باہر خیال سے
دنیا کے مکر سے نہین آرام ایک کو
دو دن بھی شاد اس بت شیرین مقال سے

سلطان کا تو محفل مین یہ حال ہی کہ بات بات پر روتا ہی اشکون سے منھ دھوتا ہی مگر ہرکارے جو بیرون قلعہ گئے تھے وہ کوس بھر جاکے ٹھہرے کہ دیکھا گرد اڑی ایک جوان لال پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی پشت پر دو دو ہزار دس ہزار سوار نہ جبدل فوج کے دل کے دل روارو کرتے ہوئے چلے آتے ہین ایک ہرکارہ کھڑا رہا ایک جا کا سامنے سلطان کے آیا عرض کی کہ وزرا سچ کہتے تھے وہ جوان لال پوش مع فوج بیشمار آپہونچا ملک آفاق شاہ باپ بھی اس شاہزادی کا ساتھ ہی اور کئی تاجدار بڑے بڑے سردار فوج بیشمار پشت پر چلے آتے ہین وہ جوان سب کے آگے اس جوش و خروش مین آتا ہی تیور سے اُسکے یہ ظاہر ہی کہ آتے ہی قلعے مین گھس پڑیگا دم بھر باہر نہ ٹھہریگا سرکار کو شکل پڑیگی یہ سنتے ہی سلطان اٹھ کھڑا ہوا کہا فوج مین قرنا ہو دو لاکھ فوج لیکر سلطان باہر نکلا کنیزون نے ملکہ کو بھی خبر سنائی کہ آپ کے باپ شاہزادہ قاسم کو ساتھ لیکر آئے ہین یا تو ملکہ رو رہی تھی نام قاسم کا سنکر ہنسنے لگی کنیزین جو گرد تھین اُنسے کہا کہ باپ کو تو جوش محبت پدری ہی مگر یہ بیچارہ کیون مصیبتیں اٹھاتا ہی اُسی کا عیار نے جاکر مسعود کو مارا مجکو قید سے چھڑا یا وہی مجکو لیے ہوئے جاتا تھا کہ سلطان نے چھین لیا یہ قزاقون کی حرکت ہی کہ کیونکر کہون قلبی محبت ہی کنیزین سب سلطان تاجدار کی ہین سر جھکا کر چپ ہوگئین کوئی جواب نہ دیسکی گو سلطان تاجدار دو لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے کوس بھر قلعے سے آگے بڑھا تھا کہ دیکھا قاسم نوجوان پشت پر کل فوج گلگون تاجدار و شاہ دلاور جواہر پوش و ملک آفاق و منصور باختری روارو کرتے ہوئے آتے ہین قاسم نے دیکھا کہ سلطان تاجدار فوج بیشمار لیے ہوئے کھڑا ہی قاسم نے مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا پکار کر آواز دی کہ او سلطان تاجدار کیا تو نے قزاقون کی حرکت کی کہ ایک عیار کو زخمی کرکے عورت کو چھین لیا بہتر اسی مین ہی کہ محافے مین سوار کرکے ہمارے پاس روانہ کر دے ورنہ قیامت برپا کر دونگا اسکا باپ میرے ساتھ ہی ناراض عورت کو تو کون رکھنے والا ہی یہ کیا ظلم کا طریقہ نکالا ہی سلطان نے آواز دی کہ او جوان مجکو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہی اب تو شام قریب ہی کل صبح کو میدان کارزار مین خون کے دریا بہینگے ہم بھی نہ خاموش رہینگے یہ سنکر قاسم اسی مقام پر اتر پڑے فوج بھی فروکش ہوئی بارگاہ مین آکر داخل ہوئے سب سردار آکر بیٹھے سلطان نے حکم دیا طبل جنگی بجے مین خود اس جوان سے مقابلہ کرونگا طبل جنگی پر چوب لگی ہرکارے جو قاسم کے بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ

یارب نہال دولت تو سرفراز باد	در باغ فتح برگ تخت تو باز باد	حاجت روا و دور زمانت بکام باد	اقبال بر دوام و شرف مستدام باد		

شہریار کی عمر دراز ہو کہ سلطان تاجدار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ تمسے مقابلہ کرے قاسم نے سماعت فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے انشاء اللہ حریف کو جواب دینگے تیاریان لشکرون مین ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ایسے شہنشاہ زرین پوش نے تاج شعاع سر پہ رکھا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمایل کرکے توسن فلک پہ جلوہ فرما ہوا نظم

ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمایل کرکے توسن فلک پہ جلوہ فرما ہوا نظم	روز دیگر کہ این جہان پر عز دہر	یافت از سر چشمہ خورشید نور
ترک روز آخر چو این زرین سپر	بند ی شب را بہ تیغ افگند سر	سلطان تاجدار بصد شوکت و وقار مسلح ہوکر پشت مرکب

پر سوار ہوا خود زرین سر پر رکھا تیغ آبدار حمایل زیب کمر اس کر و فر سے دو لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا

ادھر شاہزادۂ خاور سپاہ بصد شوکت و جاہ مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پیدل سوار و سردار گھیرے ہوئے میدان میں آکر پہونچے برے جمنے لگے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑ کا کھٹکے اور مذمت دنیا مین یہ شعر پڑھے خمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے | مقابر جتنے دیکھے سب خستی اِیمال تھے | یہ دو مصرعے لکھے اس پہ مضمون خیالی تھے

نہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے | سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

تمام سپاہی و جوانان شمشیرزن و صف شکن جھومنے لگے لطف دنیا نگاہون سے گر گیا سامان موت کا آنکھون کے نیچے پھر گیا سلطان نے گھوڑا اپنا بڑھایا کہ شبدیز چالاک دست اسکا سپہ سالار گینڈے کو بڑھا کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خونخوار کس دن کے واسطے ہین ہم آپ کو مقابلے مین نبیرہ حمزہ کے نہ جانے دینگے ہم جا کر مقابلہ کرینگے ابھی مشکین باندھ کر لاتے ہین اس جوان نے بڑی بے ادبی کی بے ادبی کی سزا دونگا ساری سپاہ گری بھلا دونگا لیسے ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا میدان مین آیا سلح شوری دکھائی جب خوب گینڈا اسکا عرق عرق ہوا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان و اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے قاسم نے مرکب بڑھایا آفاق شاہ نے عرض کی کہ غلام جا کر مقابلہ کرے حضور ملاحظہ فرمائین آپ ہمارے سردار ہین وہ دیکھا ہین قاسم نے کہا کہ آپ ٹھہرین مین اس مکار کو جواب دیتا ہون آفاق شاہ کو روککر مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھایا مقابلے مین شبدیز کے آئے تا دو زن ہوئے پانچ قدم اسکا گینڈا تین قدم انکا مرکب ہٹا شبدیز نے کہا اے جوان حربے کرے کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے مین جسکے مقابلے مین نکلا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا کبھی حریف میرا زندہ نہین پلٹا قاسم نے کہا ہمارا دستور نہین ہے اگر ہم مسلمانون کا طریقہ پیش دستی کا ہوتا تو تیغ کفر کو کھود کر پھینک دیتے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے شبدیز نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا قاسم نے ایک مقام پر کاٹ کر نیزہ اڑا کر نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکل گیا ساری لگد عریان بھولا بے لگامی کرنے لگا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ لگایا قاسم نے پلارک افراسیابی پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کہا او جوان یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شبدیز نے سپر کو اٹھا دیا سپر کٹی تلوار سر پر چلی اُسنے اپنے کو کفل پر گینڈے کے ہٹایا تلوار ترپکر گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن کٹی شبدیز گینڈے سے گرا قاسم نے چاہا پامال کر کے گلے جاوے اہالیان فوج نے جو یہ دیکھا کہ سلطان تاجدار نے بھی آواز دی کہ یارو میرے سپہ سالار کو بچاؤ تمام فوج جا پڑی سلطان تاجدار بھی تلوار کھینچکر جا پڑا ادھر اہالیان قاسم بھی آپڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مگر سلطان روتا ہوا جاتا ہے قاسم صفون کو درہم و برہم کر کے شیرانہ نہنگانہ سامنے سلطان کے ہوپہنچے آواز دی کہ او جوان کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر تیری بے اعتدالی بہت ناپسند ہوئی ہمنے بھی خبر پائی ہے کہ وہ شاہزادی تیرے نام سے بیزار ہے تو نے زبردستی اپنے قبضے مین رکھا ہے سلطان بھی جھلایا ہوا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم پر برس پڑا مگر قاسم نے سب وار روکے نعرہ کیا کہ او جوان ایک وار مردان عالم کا قبول کر جو شبدیز پر گذری وہ تو نے بھی دیکھی وہی گذریگی ہاتھ پلارک کا مارا سلطان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا یہ تو صحیح و سالم تھا پشت پر سے آن کے قاسم کے ہاتھ مار دیا جب تک قاسم پلٹین تلوار پڑی سر قاسم کا زخمی ہوا قاسم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین سلطان کو چھوڑا طرف شبدیز کے پلٹ پڑے کہا او ستارہ پیشانی یہ تو نے کیا حرکت کی مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اُسنے پھر تلوار کا ہاتھ مارا اگرچہ بوندین خون کی چہرۂ زیبا پر ٹپک رہی ہین زخم کا کچھ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتھ مارا شبدیز نے آواز دی کہ اے شہریار و اے سلطان تاجدار جس طرح مین نے آپ کو بچایا تھا آپ بھی

مجکو بچائے سلطان جا پڑا اُسنے مرکب کی پشت پرسے آنکر ہاتھ مارا زخم سر قاسم چوپارہ ہوگیا یقین تھا کہ گھوڑے پر سے گرے گلگون تاجدار جا پڑا اسے سامنا کیا قاسم کو ہٹا یا سمک نے باگ پر ہاتھ ڈالکے قاسم کو الگ کیا مگر سلطان تاجدار و شبدیز نے ملک گلگون کو بھی زخمی کیا جوش محبت فرزند مین باپ بھی اسکا آپڑا دونون سردارون نے اسکو بھی زخمی کیا منصور و اختری بھی خوب لڑا ابتو سلطان تاجدار کا قاعدہ ہوگیا کہ جو پہلوان سامنے آگیا شبدیز نے پشت پر ہاتھ مارا سلطان نے زور پرسے تیغہ لگایا چالیس پہلوان قاسم کے مارے گئے بارہ سردار زخمی ہوئے قاسم تو بیہوش ہوگئے ہین کوئی ایسا افسر لشکر مین قاسم کے باقی نہ رہا کہ فوج کو ترغیب دیکر لڑوائے فوج نے شکست فاش کھائی پیچھے ہٹے کفار نے پیچھا نہ چھوڑا سمک سب کو ہٹا کر پڑاو پر لایا اُن ناریون نے خیمون مین آگ لگادی خزانہ لٹگیا سمک نے سب کو سمیٹ کر اپنے ہمراہ لیا پڑاو پر آیا دیکھا پڑاو پر آگ لگی ہو خزانہ لٹ رہا ہو آخر کو پڑاو بھی چھوٹا تین کوس لشکر ایک صحرا مین اُترے سلطان تاجدار نے مال سلمانان لٹوا لیا بہ فتح و فیروزی بارگاہ مین اپنی پہونچا کہا یارو خداوند لات و منات نے بڑا فضل کیا بڑے ظالم سے مقابلہ تھا یہ جوان بڑا زبردست ہو شبدیز کو بڑا بھاری خلعت لا کہا کہ ای شبدیز تمنے بڑا کام کیا تمھاری وجہ سے لڑائی فتح ہوئی تمنے آج بڑا کام کیا ایسی ترکیب کی کہ مسلمانون کو کچھ نہ بن پڑا آخر شکست فاش ہوئی یہ لوگ شکست کھاتے ہین ہر جگہ اپنی جرأت دکھلاتے ہین اب کیا سنبھل سکتے ہین جسوقت مین نے قاسم کو دیکھا میرا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا مگر اسنے کیا کر دن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

اک نظر دیکھے سے سر تن سے جدا ہوتا ہی
دست پر سینہ سے یہ درد سوا ہوتا ہی
جان بلب ہون خبر وصل سنادے قاصد
وہی کہدے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
رہین حشر تلک بہر دعا گو لب زخم
تیغ مژگان مین شکر کا مزا ہوتا ہی
دل جانے دے اس زلف مسلسل کا خیال
سر وہ خیز جو انگشت نما ہوتا ہی
چاک پیراہن گل پر تو نہ بھول ای بلبل
دیکھ دو دن مین بس اب فضل خدا ہوتا ہی
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہی
بے جگہ آنکھ لڑی دیکھیے کیا ہوتا ہی
چشم خونبار مری آپکے تلوون سے ملی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
دل پایا جسنے وہ ناکام رہا تا دم زیست
پر ترا حق نمک کوئی ادا ہوتا ہے
واقعی سجدہ در ایسی ہی تقصیر ہی اب
جانکر کوئی گرفتار بلا ہوتا ہے
ناتوانی مری مت پوچھ کہون کیا ہمدم
جامہ یاران لباسی کا قبا ہوتا ہی
وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی
شوق کم لینے سے اندوہ فزا ہوتا ہی
ورنہ ایسا بھی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
ہوکے آزردہ پشیمان ہوئے ہین جسے کہون
فی الحقیقت کہ برا کام برا ہوتا ہی
زہر نوش غم شیرین نے کہا خسرو سے
جور جو بندے پہ ہوتا ہی بجا ہوتا ہی
دل مین منا تو سمایا ہی کہ جلبتا ہون
بات کہنے مین مرا دم ہی ہوا ہوتا ہی
ہو نہ بیتاب غم ہجر بتان مین مومن

ای رفیقان جانباز و ای سرداران سرفراز مجکو یاد اس محبوب کے قتل کرنے کی ہر جی چاہتا ہو کہ بیابان دوون یا گریبان چاک کرون یا صحرائے ویران مین جا بیٹھون مقام قیس و فرہاد کو آباد کرون اگر تم صاحبون کی خوشی ہو آج اُس معشوق سرکش کو تم سبھون کے سامنے بلاون تم سب صاحب برائے مہربانی ذکر ذکر قاسم مارا گیا اب لشکر اُسکا بھاگا بھاگا پھرتا ہو اگر آفاق شاہ مہرپری سے لشکر لیکر آیگا یہان کے پہلوانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا جب قاسم ایسے شخص کو ہم سب نے گھیر کر مار لیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی کیا عجب ہی کہ وہ سرکش رام ہو سب نے کہا بہت مناسب ہی اسی مقام پر بلوائیے ہم لوگ جان و دل سے سمجھا ئینگے سلطان نے کنیزون کو بلا کر حکم دیا کنیزین لینے چلین وہان سمک فوج شکست خوردہ کو ساتھ لیکر ایک صحرائے ویران مین اُترا قاسم کی زخمدوزی کی جب قاسم ہشیار ہوئے کہا کہ ای یار وفادار دیکھا تونے فلک نے کیا گردش دکھائی سمک نے کہا نعوذ

فتح و شکست پروردگار کے اختیار مین ہی قاسم نے کہا کہ ای یار وفادار اگر ہو سکے تو اُس یار جانی و محبوب جاودانی کی خبر لا میرا تو عجب حال ہی اگر ہو سکے تو میری جانب سے یہ پیغام دینا نظم

امیدوار رہتے امیدوار دل
وہ بھر مجھے بھی آپ کو بھی ناگوار دل
پہلو مین ہنس پڑا مرے بے اختیار دل
جو یار کی نگاہ ہی کہتی ہی مین نہین
کیونکر بچائے رکھتے ہین پرہیزگار دل
میرا تمھارا حضرت ناصح کا غیر کا
شکر خدا ملا ہمین بے اعتبار دل
اُس بیوفا سے ذکر بھی کرتا نہین کبھی
دیدہ و جور اُت بھر کے ہے ستار دل
رکھین کہان چھپا کے تمناے قتل کو
دشمن پر آج کیجیے اپنا نثار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھسے چھین لین
اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

ٹھہرا نہین کسی کو ٹھہرے بھی جب بیقرار دل
آخر کہان رہے یہ مرا بیقرار دل
مشکل ہی اُسکے دل کا تعین لیکے چھینا
پھر کون لیگیا مرے پروردگار دل
پایا یہان سے جاکے جو پہلوے یار مین
تا حشر ایک ہو نہین سکتے یہ چار دل
کیا دون نشان اپنے دل گمشدہ کا مین
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا یادگار دل
اپنا کسی نے انکو بنا کر ستم کیا
مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
وہ حشر مین بھی داد کو پہونچیگی روز حشر
تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل

لاکھون مین اک پسند کیا تونے یار دل
بجلی پہ ہی تلاش مین تیرے سوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت جو ہجر کی
جسکا ہو یہ ارادہ کہ دون لاکھ بار دل
دیکھون کسی کی نرگس بیمار دیکھکر
تھوڑا سا دے ہمین بھی وہ صبر و قرار دل
اُنسے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ
پاس اُنکے چند اور بھی ہین داغدار دل
اچھی طرح کٹی شب تنہائی فراق
جان اپنی بیوفا تھی نہ بے اعتبار دل
تم دل مین تھے وگرنہ ارادہ تو تھا یہی
مقتل ہی جنکا سینہ عاشق ہزار دل
دم یار کا جو سینے مین ہی بھر سے جلا دل

سمک نے کہا کہ آقا آپ اپنے کو سنبھالیے مین نے ابھی خبر پائی ہی کہ بوالہوس نے معشوق کو دربار مین طلب کیا ہی وزرا امرا سمجھائینگے مین جاتا ہون اگر پروردگار چاہتا ہی تو لیکر آتا ہون قاسم نے خوش ہوکر کہا کہ ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار اگر تونے یہ کام کیا تو میری جان بچائی یہ غم مجکو زندہ نہ چھوڑیگا میری جان لینے سے منھ نہ موڑیگا نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہون سمک خوب سمجھا کر چلا بصورت مبدل لشکر سلطان مین آیا دیکھا کہ بہت کنیزین کچھ چوبدارنیان اندر جاتی ہین اور باہر آتی ہین سمک نے ایک نوجوان حسین مرد کی شکل اپنے کو بنایا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا پوچھا کہ آج یہ کیا معرکہ ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ سلطان کا عشق چرایا ہی معشوق کو مردانی صحبت مین بلایا ہی وہ ظالم نہین آتی ہی کہتی ہی کہ مین مردانی صحبت مین نہ جاؤنگی میرا سر کاٹ کے لیجاؤ یہی خبر بادشاہ کو دینے آئی تھی سمک نے اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا زنانی ڈیوڑھی پر پہونچا کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر آیا دیکھا کہ ملکہ اختر خورشید جمال سر جھکائے رو رہی ہین سمک بشکل کنیز قریب آیا کہا واری کچھ کان مین عرض کرونگی ملکہ نے سر اُٹھایا سمک نے چپکے سے کان مین کہا کہ مین وہی عیار ہون جو مسطور کو مار کر آپ کو لایا تھا آیا ہون کہ آپ کو خدمت مین قاسم کی لیچلون آقا آپ کے واسطے بہت بیقرار و اشکبار ہین ملکہ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا بھیا جو کہو وہ کرون مین تو اپنی جان سے بیزار ہون سمک نے کہا اس جلسے مین چلیے ملکہ یہ راضی ہوئین سب کنیزون سے کہا تمھاری خوشی مین چلنے کو موجود ہون سمک کا ہاتھ پکڑ لیا محمودی کی چادر اُوڑھکر ساتھ کنیزون کے چلین سمک چپکے چپکے باتین کرتا ہوا چلا دربار مین آکر پہونچے سلطان تاجدار نے چند مشیر و چند وزیر صحبت مین رکھ لیے جلسے کو آراستہ کیا ہی کہ ملکہ آکر پہونچین سلطان تاجدار محبت اُٹھ کھڑا ہوا مسند پر لاکے بٹھایا سلطان نے وزیرون کو اشارہ کیا فوراً فرداً اپنے اپنے طور سے مشیر و وزیر سمجھانے لگے ملکہ نے کسی کو جواب نہ دیا کنیز نقلی نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہ تو ظاہر ہی کہ آپ جوان رعنا معشوق پر بھرہ ہین مگر نہین معلوم کیا باعث ہی

کہ اُسکو توجہ آپ پر نہین ہوتی مین کچھ گاؤن چرچا شراب کا ہو گیا تعجب ہی کہ معشوق کا دل آپ پر مائل ہو سلطان نے کہا
کہ تم جانو سمک نے پایان کھینچا اپنے ہاتھ سے سید حا سید ھا ٹھیکہ بجانا شروع کیا گنگنا کے یہ اشعار پڑھے نظم

ہی خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر
ہی نہر روان روضۂ رضوان کے برابر
پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
خلوت ہی ہمین خانۂ زندان کے برابر

تارا ہی کوئی یا مہ تابان کے برابر
افشان ہی اُدھر زلف مین سینے مین ادھر داغ
آپہونچا ہی اب قافلہ کنعان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
اک اور چراغان ہی چراغان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم
آپہونچا ہی اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار عاشقانہ اسطرح پڑھے کہ سلطان تاجدار تڑپ گیا کہتا تھا کہ ای نازنین تو نے دل پر نقش جما دیا کنیز نے اُٹھکر
سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر مناسب وقت ہو شراب بھی سب کو مین ہی پلاؤن سلطان نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہی سمک نے شراب اُلٹ پلٹ کی اُسمین بیہوشی ملائی پہلے جام سلطان ہی کو دیا سب رفیقون کو بھی فرداً فرداً
پلائی بعد دو گھڑی کے بیہوشی نے تاثیر کی سلطان نے کہا کہ ای نرگس تو نے آج کمال کیا جی چاہتا ہی کہ تیرے گرد
پھرون یہ کہکے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا سلطان تاجدار گرا رفقا ہان ہان کہکے اُٹھے سب گرے بیہوش ہوئے
سمک نعرہ کرکے اُٹھا ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا سونگھتے ہی ملکہ بیہوش ہوگئین سمک نے تاج سلطان تاجدار لیا
اور سردارون کے خود لیے ملکہ کا پشتارہ باندھکرے بھاگا باہر نکلا حیلے حوالے کرتا ہوا کسی سے کہا بادشاہ نے اسباب
دیا ہی کسی سے کہا کہ انعام ملا اس طرح کے فقرے کرتا ہوا صاف نکلگیا یہان بعد عرصہ دراز کوئی خادم آیا اُستے آ کر اُن
سب کو بیہوش پایا ایک چیخ ماری کہ یار و دوڑو شاہ بیہوش پڑے ہین اور لوگون نے آکر سب کو ہوشیار کیا سلطان
نے ملکہ کو جو صحبت مین نہ پایا کہا آخر یار و یہ کون تھا جلد خبر منگاؤ عیار اسکا داؤد قطرہ زن یہ خبر دہشت اثر سنکر آیا
کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے چلا یہان قاسم بیقرار تھے باتین حسرت کی کرتے تھے کہ سمک آکر پہونچا
قاسم نے کہا کہ ای سمک سراسر قاعدے کے خلاف ہی پہلے آفاق شاہ کو بلاؤ میرے سامنے ملکہ کو نہ لاؤ اُسی وقت
آفاق شاہ کو بلایا آفاق نے بیٹی کو بیہوش دیکھکر وزیر سے کہا کہ ترنج خوشبوئی منگا کر سینے پر قاسم کے لگاؤ ایسا
داماد مجکو کہان ملیگا نبیرۂ صاحبقران پرائے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوگئے کہان طلسم نور افشان جانے تھے
فرزند کی قید کا خیال نہ کیا میرے واسطے یہ کد و کاوش یہ بھی وزرا سے آفاق شاہ نے کہا کہ شاہزادے سے کہنا اب بیان
جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ چلیے ملک مین چلیے وزرا نے ترنج خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا قاسم کا چہرہ خوشی سے
سرخ ہوگیا آفاق نے خود خوشی خوشی ملکہ کو صحبت قاسم مین جگہ دی وزرا نے کہا کہ شاہ فرماتے ہین اب آفاقیہ کو چلیے
قاسم نے فرمایا کہ سبحان اللہ مین نے یہ صدمہ اُٹھایا شکست فاش کھائی اور سلطان تاجدار کو سزا نہ دون یہ کبھی
نہ ہوگا ذرا زخم خشک ہولین مین چڑھ جاؤنگا جب تک سلطان کو مسلمان نہ کرونگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا ملکہ اختر
جو بیدار ہوئین نگاہ جمال جہان آرائے شاہزادہ خاور سیاہ پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا اور
ظاہر سرو قد خوش جمال ماہ آسمان کمال خلیق باتون مین شیرین جمال مین یکتی شرما کر سر جھکا لیا آفاق نے کہا کہ بی بی
انھین کے قدمون کی برکت سے مین نے تمکو دیکھا ورنہ ساحر لیگیا تھا عمر بھر دیکھنے کو ترستا ملکہ نے کہا کہ آپ ہی پر احسان
ہوا آدمی کے کام آدمی آتا ہی احسان کیا قاسم نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی
آپ کا خود مجھپر احسان ہی مین اپنا احسان نہین جتاتا فرزندان عمرو جہان ساحر کو پائے ہین مار ڈالتے ہین انکی
موت تھی انکے ہاتھ سے مارا گیا یہان تو یہ باتین تھین کہ داؤد قطرہ زن بصورت مبدل لشکر قاسم مین آیا

دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین اسنے پوچھا یہان تو سب زخمدار ہین آج خوشی ہونیکا کیا باعث ہی ایک کنیز نے کہا کہ آفاق شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ اختر خورشید جمال ایک ظالم کے قبضے مین تھین عیار شاہزادہ خاور سپاہ کا انکو لایا ظالم کے قبضے سے اُس شاہزادی کو نکالا اب اسوقت جشن کی تیاری ہی زخم بھی شاہزادے کا قریب بہ اندمال ہی اب سلطان پر لشکرکشی ہوگی مکار کو احوال معلوم ہوگا پرائے ناموس پر چاہتا تھا کہ زبردستی قبضہ کرے سزا اپنے اعمال کی پائیگا داؤد قطرہ زن یہ خبر سُنکے بھاگا سامنے سلطان تاجدار کے آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوگیا اسے پہلے سے غلام کو خبر نہ ہوئی ورنہ میان سماک کے کان کاٹتا سلطان تاجدار نے کئی لاکھ کا موتیون کا مالا اپنے گلے مین پہنے تھا عیار کو پہنا دیا کہا کہ ای داؤد اگر تو ملکہ کو چرا لائے تو نصف سلطنت شہر کی تجکو دونگا بعد میرے حکم کے پر شہر تیرا حکم ہوگا میرا تو یہ حال ہی نظم

جو دل پسند مرا ای نگاہِ یار نہ تھا
وہ مین تھا رہگذر یار کا غبار نہ تھا
خدا کی شان کہ ہم پر رقیب کے آگے
خبر جگر کی نہ لی کیا وہ بیقرار نہ تھا
نگاہِ ناز سے دل مطمئن تھا دسے نگاہ
نصیب خفتہ مرا چشم انتظار نہ تھا
اسی بہانے سے کبھی ڈھونڈھ لاتی آہ رسا
جلے کو لطف نہ تھا بوفا کا پیار نہ تھا
اگرچہ دل کی لگی آگ مین شرار نہ تھا
تو آنکھ ملتے ہی پھر کیون تجھے قرار نہ تھا
پس فنا بھی رہا غش مدعا باقی
وہ جبر کرتے کوئی یہ بھی اختیار نہ تھا
بٹھا کے مجکو بغل مین کوئی اٹھاتا کیا
مگر ہمین تجھین دونون کا اعتبار نہ تھا
کروگے یاد ہمین امتحان غیر کے وقت
دل اُسکی زلف مین کیا کوئی داغدار نہ تھا
جگر کے پھانس کی ایذا اٹھا سکے نہ جلال
سلگ رہا تھا مگر دل مجھے قرار نہ تھا
جو چند بار ابھی اُٹھکے بیٹھ بیٹھ گیا
مٹا کے بھی نہ مٹا نقش پائے یار نہ تھا
رہا شریک دل مضطرب ہر کیون ای دل
کسی پر اپنی زخود رفتگی سے بار نہ تھا
جو جاگتا بھی کسی شب تو کیا وہ ساری
ابھی تو خاک مین ملتا وہ جانثار نہ تھا
ادا پر اُسکی جفا کی تو کاٹتا ہون گلا
چھری نہ تھی کوئی برچھی نہ تھی کٹار نہ تھا

سلطان نے سامنے عیار کے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ داؤد بیقرار ہوگیا کہا حضور نہ گھبرائین جسطرح کر وہ مجکو بیہوش کرکے ملکہ کو لیگیا اُسی طرح جشن مین سے مین ابھی لاتا ہون مگر اُنکی آتے ہی جو کچھ ہو جبرًا قہرًا اُسکی آبرو مٹا دیجیے اپنا قبضہ کیجیے ایک ہفتہ وہ یہان رہی آپ کیسے مرد تھے کہ قبضہ نہ کرسکے سلطان نے کہا چونکہ عاشق زار ہون چاہتا تھا کہ اُسکے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرون اب مجکو معلوم ہوگیا کہ وہ دشمن جان تشنۂ خون ہی اب لب مانتا ہون آتے ہی قبضہ کرونگا ای داؤد انتہا یہ ہی کہ مین تو اُس معشوق پری چہرہ کو لیکر گوشے مین جیون سلطنت کا تجکو اختیار رہے کیا کہون کہ میرا کیا حال ہی کچھ سوجھتا نہین یہی جی چاہتا ہی کہ کپڑے پھاڑ کر کسی جنگل مین نکلجاؤن اور قاسم کو سزا ابھی دیجکا کہ زخمون مین چور چور کیا لکی جو مقابلہ ہوا ابے قتل کیجے نہ چھوڑونگا عیار مالک کو تسکین دیکر چلا لشکر قاسم مین آیا پھرتے پھرتے وہان پہونچا جہان بارگاہ مین قاسم و ملکہ صحبت آرا ہین روشنی کے سامان ہو رہے ہین کنیزین اندر جاتی ہین پھر باہر آتی ہین ایک کنیز کو اسنے تاکا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک چوبدار کی شکل بنا عصا ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنیز کو پکارا کنیز نے کہا کہ میان مرد ہے کیا ہی اسنے کہا آفاق شاہ نے کچھ حکم دیا ہی ذرا دہ سُن لو آفت جاکر کہدو پھر اختیار ہی وہ کنیز قریب آئی عیار باتین کرتا ہوا لگا کر اُس کنیز کو ایک خیمے کی آڑ مین لایا باتین کرتے کرتے اسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر لپٹی اسنے حباب مار کر بیہوش کیا گھسیٹکر کنارے لایا کپڑے اُتار لیے اُسی کی صورت بنکر چلا مگر دل مین کہتا ہی کہ اگر اصلی شکل بنکر چلے ہوا اُسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس سوچ مین جاتا تھا بسبب اپنا نام نہ معلوم ہونے کے جو کچھ ہو رہا ہی جلو خانے مین کھڑا ہی کہ اندر سے سماک نکلا یہ سماک کو دیکھ پیچھے ہٹا سماک کو شک گذرا کنیز کو آواز دی کہ ارے ادھر آ مجھے کچھ پوچھنا ہی داؤد گھبرا گیا سماک تو کہتا ہی میرے پاس آ

پیچھے ہٹا جادو خانے سے نکلا چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن سمک نے آواز دی خبردار یہ کنیز نہ جانے پائے خدمتگار نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا داؤد نے خنجر مارا خدمتگار گرا سمک بھی قریب پہونچا داؤد نے سمک کو بھی تیغچہ مارا غفلت مین سر پر سمک کے اوچھا سا زخم آیا پکار کر آواز دی کہ ارے اسکا سر کاٹ لے داؤد سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا یہ اپنا سمک نے لیکر حلقہ اے کمند مارے گردن وکمر مین داؤد کے پڑے چاہا کہ جست کرکے نکلون سمک نے حباب مارا داؤد بیہوش ہوئے داؤد گرا سمک نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھلین اسی طرح پشتارہ لیکر سامنے قاسم کے آیا قاسم نے پوچھا کیا ہے عرض کی کہ سلطان تاجدار کا عیار آپ کی فکر مین یا ملکہ کی فکر مین آیا تھا مین نے گرفتار کیا قاسم نے کہا اس غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ سمک نے ہوشیار کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے داؤد اور طرح کی باتین کرنے لگا سمک نے کہا کہ ان باتون سے مطلب نہ نکلیگا صاف صاف نام بتاؤ ورنہ ایک خنجر مارونگا سر اڑ جائیگا داؤد کانپنے لگا سمک نے گرم پانی سے اسکا منہ بھی دھلایا صورت اصلی بھی ظاہر ہوئی قاسم نے کہا کہ کیون آنے کا اتفاق ہوا سمک خنجر کھینچے کھڑا ہے داؤد کو ڈر ہے کہ کہین سر نہ کاٹ لے کہا اے شہریار سلطان فراق مین ملکہ کے بہت بیقرار ہے اُسنے مجھکو لالچ دیا مین لازم بھی ہون بخوف جان ملکہ کی فکر مین آیا تھا اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی قاسم نے جو اسکو کانپتے دیکھا رحم آگیا کہا کہ اے سمک اسکی کیا خطا ہے چھوڑ دو جبھی تمکو ہمارے سر کی قسم اُسکا خون سے لبون پر دم ہے سمک نے کہا بہت خوب مگر کچھ نشان دینا ضرور ہے یہ کہکر عیار کے دونون کان کاٹ لیے کہا اب تو کان ہوئے عیار تھر تھر کانپ رہا ہے کان کٹنا بھی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ بلاسے کان کٹے جان تو بچی ایسا نہ ہو کہ یہ ظالم قتل کر ڈالے سمک نے کان کاٹ کے چھوڑ دیا ملکہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اسکا چھوڑنا اچھا نہین قاسم نے کہا اس غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ مین خود لشکر کشی کرکے جاؤنگا مگر عیار دریاے خون مین نہایا ہوا اپنے لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ استاد یہ کیا حال ہے کہا بچائیو ساعت بہت نیک تھی کہ جان میری اُس جلاد کے ہاتھ سے بچگئی کان کٹنے سے کیا نقصان ہے بلکہ اب کسی کی نہ سنونگا روتا پیٹتا سامنے سلطان کے آیا یہان سلطان اشتیاق مین بیقرار کبھی بارگاہ کے اندر کبھی باہر رفقا ساتھ ہین کہہ رہا ہے عیار ہمارا گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا مین آتے ہی مطلب دل حاصل کرونگا اب اسکی بات نہ مانونگا کہ اتنے مین یکایک رونے کی آواز آئی دیکھا کہ داؤد قطرہ زن دریاے خون مین نہایا ہوا فریاد کرتا ہوا آیا سلطان نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور عیار اُسکا چست وچالاک بیباک فرزند عمرو اُسنے مجھکو پکڑ لیا مگر خدا قاسم کو سلامت رکھے کہ اُسنے مجھکو رہا کر دیا عیار تو یہی چاہتا تھا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے بھی کئی مرتبہ یہی کہا کہ اسکا زندہ چھوڑنا مناسب نہین یہ جاکر آتش افروزی کریگا مگر قاسم بڑا رحم دل ہے اُسنے یہی کہا کہ اس غریب عیار کو مارنے سے کیا فائدہ اسکے آقا سے سمجھ لینگے ہمارے بارہ افسر مارے گئے ہین اُنکے خون کا بدلا بھی لینا ہے جھڑک کے سمک سے بھی کہا کہ اسکو چھوڑ دو تب سمک نے مجھکو کان کاٹ کے چھوڑا سلطان تاجدار غصے مین کانپنے لگا کہا کہ ابھی لشکر تیار کرو لشکر مین قرنا ہوئی دو لاکھ کا لشکر تیار ہوا خود پشت مرکب پر سوار ہوا طرف قاسم کے چلا یہی خیال ہے کہ جاکر قاسم کو مارون مگر قاسم نے رات بھر جشن کیا ملکہ اختر سے بوس وکنار رہا صبح کو بارگاہ مین گئے ہین آفاق شاہ خوشی خوشی حاضر ہوا تمام سردار گردن کش خدمت مین حاضر ہین اُسی عیار کا ذکر ہو رہا ہے قاسم کہتے ہین بھئی سمک تمنے اُسکے کان کیون کاٹ لیے اُسکی صورت دیکھکر بے رحم آتا تھا سمک نے کہا کہ وہ اسی لائق تھا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی دوست شاد ودشمن پامال آفتاب اقبال ہمیشہ اوج گیر رہے فتح ونصرت کی تدبیر رہے سلطان تاجدار مع دو لاکھ فوج کے بڑے زور وشور سے آتا ہے یہ سنکر قاسم باہر نکل آئے کنارے پر اپنے لشکر کے آکر نعرہ کیا کہ گلگون تاجدار وشاداب

و منصور باختری جملہ سردار خدمت مین حاضر ہین سمک یلداقی گس پرائی کر رہا ہے کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا کہ
سلطان تاجدار بنہایت غیظ و غضب مین عیار کنکشار کاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جملہ رفیق گرد دو لاکھ جوانان جنگی پشت پر
بڑے زور و شور سے آتا ہے قاسم کو جو کنارے پر لشکر کے دیکھا جلبلا گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی کہ او نبیرہ حمزہ اگر اپنی
جان بری چاہتا ہے ملکہ کو سوار کرکے بھیجدے ورنہ قیامت برپا کرونگا زمین ہلا دونگا دریاے خون بہا دونگا نام کو ایک
مسلمان زندہ نہ چھوڑونگا قاسم چاہتے تھے کہ اُسکے مقابلے مین جاوین کہ منصور باختری کا گینڈہ تیار تھا رکاب مین
پیر دیکر سوار ہوا گینڈے کو چمکا کر آواز دی کہ غلام جاکر اسکو سزا دیتا ہے قاسم نے ہر چند روکا منصور نے نہ مانا مقابلے
مین جاکر سلطان کے پہونچا نیزہ چلنے لگا یہان بھی لشکر قاسم کا تیار ہو گیا منصور کی نیزہ بازی کی سب تعریفین
کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی اور صحراے گرد اڑی علم ہاے سیاہ نشان لشکر آمد ساحران ظاہر ہوا دامن گرد کا شگافتہ
ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار باز و قرقرے پر سوار پشت لشکر
سلطان تاجدار سے پیدا ہوئے بیچ مین میدان کے منصور باختری و سلطان تاجدار سے نیزہ چل رہا ہے اس
ساحر نے ایک کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ دونون لشکر کیسے ہین آپسمین لڑائی کا کیا باعث ہے اُس ساحر نے لشکر سلطان
مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ لشکر نبیرہ صاحبقران ہے یہ لشکر سلطان تاجدار ہے سلطان میدان مین منصور
سردار سے قاسم کے لڑ رہے ہین ساحر نے یہ خبر دریافت کی جاکر اپنے مالک سے کہا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے لکھا ہے کہ
سرجوش جادو کو سحر العجائب و مصر الغرائب نے واسطے انتظام قاسم کے روانہ کیا تھا یہ وہی ساحر ہے جو اسوقت
آکر پہونچا نام قاسم سنکر جلبلا لشکر کو بڑھا کر لشکر سلطان تاجدار مین آیا خود تخت سے اُترا وزرا و امرا نے سلام کیا سرجوش
نے کہا کہ مین برلے گرفتاری قاسم آیا ہون شاہان طلسم نور افشان نے حکم دیا ہے سب نے کہا کہ آپ مالک ہین سرجوش
آگے بڑھکر کھڑا ہوا سحر کرنے لگا سلطان کا زور بڑھتا ہے منصور کا زور گھٹتا ہے قاسم دیکھ رہے ہین اپنے ساتھ والون
سے فرمایا تم لوگ دیکھ رہے ہو منصور باختری سے کس زور و شور سے لڑائی ہو رہی تھی اب دیکھو منصور الجھ الجھ کے
لڑ رہا ہے اتنے عرصے مین سرجوش نے ایسا سحر کیا کہ منصور کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مگر تعجب کی بات ہے ایسے شیر کا نیزہ نکلنا
یہ کیا ہوا منصور نے تلوار کھینچی سلطان تاجدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا منصور کا تیغہ چھین لیا منصور بہت بڑا
سلطان تاجدار منصور سے لپٹا ہوا زمین پر آیا کشتی ہونے لگی پیچ پر پیچ پر سلطان تاجدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
منصور کو اُٹھا لیا منصور بیہوش ہو گیا اُسی حال مین سلطان نے مشکین باندھین شام ہو چکی تھی جب یہ مقابلہ ہوا
سلطان تاجدار نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر لشکر قاسم مین قاسم حیران و پریشان بیٹھا مگر سرجوش نے
سلطان سے ملاقات کی کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تم بھی شاہان نور افشان کے خراج گزار ہو مین تمھارے شریک ہوکر
تمھارے ہاتھ سے قاسم کو زیر کراونگا مین قاسم کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا مہتاب جادو وزیر سرکار کا اس جوان کے ہاتھ
سے مارا گیا شاہ کو بہت ناگوار گذرا ہے بدولت کو اسی واسطے بھیجا ہے مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام ہو قاسم بھی تمھارے
ہاتھ سے زیر ہو سلطان تو خود چوٹ کھائے ہوئے تھا خوش ہو گیا کہا ای سرجوش مین غلام ہون جو کہ آفاق شاہ کی بیٹی
ہے اُسپر میری جان جاتی ہے مین یہ چاہتا ہون کہ وہ نازنین مجکو ملے غنچہ آرزو کھلے مین سب طرح حاضر ہون اسی واسطے
لشکر کشی کرکے آیا منصور کو زیر کیا سرجوش نے کہا کہ ای بادشاہ تم منصور پر بھی غالب نہ آتے مین نے سحر کرکے
نیزہ نکلوایا اُسکا زور گھٹایا تمھارا زور بڑھایا اب قاسم سے اسی طرح مقابلہ کرنا مین سحر کرکے اُسکو سست تمکو چست
کرونگا تم زیر کرکے اُنہین قید کرکے لیجاؤنگا ای سلطان بادشاہان طلسم نور افشان کو بڑی مشکل پڑی ہے

جن جن صاحبوں نے دعویٰ طلسم کشائی کیا گرفتار ہو کے گئے باغ ویران میں قید ہیں شاہوں نے قید کیا سب کو قتل کرینگے
سب سے زیادہ زندہ رہنا کوکب دبران کا ناگوار ہے انھیں کی وجہ سے فرزندان حمزہ چلے آتے ہیں ہر کس بہی قصد
کرتا ہے کہ جان دیں مگر طلسم نور افشاں فتح کریں بب بادشاہ سابق کو زیر تیغ بٹھایا فوراً کاہن طلسم آیا اُسنے قتل کے عیوب
بیان کیے کہ انکے قتل ہوتے ہی زمین تھرائیگی طلسم نور افشاں پر کوئی بڑی آفت آئیگی کاہن نے قسم کھا کے کہا کہ ہمکو بخوبی
یاد ہے کہ طلسم نور افشاں میں قیدی کی تین برس کی میعاد ہے اب دیکھیے یہ نبیرۂ حمزہ آیا ہے متین جادو نے اُسکا
ساتھ دیا اپنی دختر کو قتل کیا یہ سب نیک نامیاں ہمارے تمھارے واسطے ہونگی متین بھی سحر میں اپنی جان لڑا دیگا ینکر
سلطان نے کہا کہ اب میں خود میدان میں جاؤنگا میرے ہی ہاتھ سے سب کو زیر کرا ہے سرجوش اچھا اچھا کہتا ہوا
سلطان کو بھیر کرلایا منصور باختری کو قید کیا اُدھر قاسم لشکر گئے منصور کے واسطے بہت بیقرار ہیں انتشار میں
بیٹھے ہیں کہ لشکر کفار سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی قاسم نے فرمایا سمک دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہے سمک
نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر آیا چاہتے ہیں یہ ذکر تھا کہ شاگردان سمک حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر

آستانت رو ستارہ مقصد امید باد ٭ بخت واقبال تو ہمچون دولتت جاوید باد ٭ حضور یہ جو ساحر آیا ہے
سرجوش جادو اسکا نام ہے شاہان طلسم نے آپکے گرفتار کرنے کو بھیجا ہے کل سلطان آپ سے مقابلہ کریگا سرجوش
مصروف سحر ہوگا ملک کی زیادہ حفاظت کیجیے گا سلطان نے سرجوش سے سب کچھ کہا ہے اُسنے وعدہ کر لیا کہ تین
ملک کو آپ سے ملا دونگا قاسم نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے کل انشاء اللہ سر میدان اس
مکار سلطان تاجدار کو نہ مارا تو نام اپنا قاسم نہ پایا مکاری کرکے بڑا گھمنڈ ہوا ہے مگر سمک تمنے حال ساحر سنا اگر ہو سکے
تو جادو مشکیں باندھ کر لاؤ سمک نے کہا جاتا ہوں طبل جنگی تو دونوں لشکروں میں بجگئے سمک یلداقی باہناے
عیاری سے آراستہ ہو کر بصورت مبدل داخل لشکر سلطان ہوئے سلطان آج آنے سے سرجوش جادو کے بہت
خوش ہے جلسۂ عیش آراستہ کیا ہے سرجوش کی دعوت کا سامان ہو رہا ہے سمک نے دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اُسمیں
ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہے سمک نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ سرجوش کی معشوقہ ہے اپنے ساتھ لایا ہے
سمک ایک مہاجن کی شکل بنکر بیچے میں اُس مہ جبین کے آیا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب آئیے سمک نے کہا
ہمارے یہاں شادی ہے ہم چاہتے ہیں کہ طائفے کی رقم طے کریں آٹھ دن برابر مجرا ہوگا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب
یہ معشوقہ سرجوش جادو ہیں یہ کہیں نہیں جا سکتیں آج شب کو مجرا ہے سلطان نے سرجوش کی دعوت کی ہے
سمک نے کہا ہم بی بی سے کچھ کنارے کہینگے ٹینٹ سے نکال کر پانچ اشرفیاں نائکہ کو دیں نائکہ نے کہا بیٹا منگلو دیکھیو
لالہ صاحب کیا فرماتے ہیں مگر سیٹھ جی صاحب اور طرح ہاتھ نہ لگے گا سیٹھ جی نے کہا نہیں صاحب اُن باتوں سے مجھے
کیا مطلب یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا کنارے لاکر باتیں کرتے کرتے بی منگلو کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے آپ پہنے اسکی شکل بنکر
نائکہ کے سامنے آیا کہا احمق جان یہ تو جبڑا کوئی جعلساز تھا میرا سینہ چھو لیا میں نے طمانچہ مارا لنگوٹ بھاگ گیا نائکہ نے
کہا بی بی منگلو ایسے ایسے بوالہوس بہت آتے ہیں اپنا رنگ جماتے ہیں پانچ اشرفیاں تو دے گیا اس عرصے میں چوبدار
سلطانی آیا کہا بی بی چلو شاہ نے یاد فرمایا ہے سمک کپڑے پہنکر مردے کے ساتھ ہوا باتیں کرتا ہوا دربار میں آیا
سلطان کو جھککر سلام کیا سرجوش کے قدموں کو چوم لیا سرجوش تو جان دیتا ہے اشارہ کیا مجرا کرو بی منگلو
نے گت ناچی سرجوش سے آنکھیں لڑا کر یہ غزل شروع کی مخمس

مستی میں میں جو شکل قدح خندہ زن ہوا
زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا
زاہد یہ بت پرست ہے کیا طعنہ زن ہوا
کہتا ہے شیخ آج سے میں برہمن ہوا

مجھ پر بنا ستم تو چرخ کہن ہوا
صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا
سب یہ ہم جو رات کو تارے چمک گئے
مین دنگ ہو کے آتشۂ انجمن ہوا
جو تار تھا وہ پیرہن جسم زار تھا
جب آنکھ مجھسے ملتی سایہ ہرن ہوا
جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
کچھ سائبان گور ہوا کچھ کفن ہوا
انکی زبان پہ واہ رہی میرے لب پہ آہ
جس مرغ پر شکستہ کو شوق چمن ہوا
جو رنگ بھی کیا تھا پس رنج یار نے
میرا ہجوم شوق سے مجھے انجمن ہوا
اشراق ان نگوں کی یہ کچھ بدگمانیان
لینا جنون مین یون کہ مرا پیرہن ہے
انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین تاک سے
ملنا اگر ہوا تو مرا انجمن ہوا

گردش مین انکے بخت غریب الوطن ہوا
پیکان کو چھوڑتا ہی نہین ہے جگر کا زخم
بخت سیہ پر اپنے فلک خندہ زن ہوا
رندون نے پوچھی اسنے خدا جانے بات
کافی تمام عمر کو اک پیرہن ہوا
ناصح کی بات ہو گئی گویا دعاے دل
کچھ حسرتین غریب تھین انکا وطن ہوا
پوچھی جو ہے خضر نے تکلیف راہ شوق
پھر کسکی دہ ٹھہرے کہ مین کمسخن ہوا
کھوئے گئے تو وادی غربت مین اپنے ہوش
خلعت جو چار یار چمن کا تھا کفن ہوا
ہر چند کوئی پوچھے بتاتے نہین ہین ہم
کعبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا
دل کو لگا کے کوچۂ گیسو مین بیچا
کون آکے آج باغ مین توبہ شکن ہوا
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی

صحرا نورد کون ہوا آئی بہار گل
تیری زبان ہو گئی میرا دہن ہوا
جو ہر وہ دیکھتا ہے مجھے بزم مین تری
چپ ہو گیا جو شیخ تو بت برہمن ہوا
رکھا ہے ایسے دشت جنون خیز مین قدم
کیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا
بخت سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ
کانٹا زبان آبلہ پا دہن ہوا
لوٹا وہ جیلے حسرت پرواز پر مری
گر بھی ہوا تو جادۂ راہ وطن ہوا
خلوت مین بھی نہ تجسے تو خلوت ہوئی نصیب
درد نہان بھی یار کا راز دہن ہوا
اک گرد باد تھا کسی عریان کی خاک کا
آہوے چشم یار طلسمی ہرن ہوا
دل تو جھکا چکا تھا مجھے رو برو عنبر
مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

سرجوش بیقرار ہو کر جھوم رہا ہے اشارے ہو رہے ہین سمک نے کبھی اشارہ تخلیے کا کیا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سرجوش مرا جاتا ہے سلطان نے کہا کہ اے سرجوش تخلیہ موجود ہے جاؤ معشوقہ کے ساتھ چین کرو ہمین بھی دعا دو اگر معشوقہ ملے مگر تمھاری معشوقہ عاشق زار ہے ہماری معشوقہ سرکش ہمارے قتل کی درپے رقیب پر مائل اُس صحبت مین خوشی ہمین رنج شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہے ٭ نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہ ہو ٭ آٹھ پہر تڑپتا ہون سرجوش اُٹھا معشوقہ سے اشارہ کیا کہ ذرا کنارے چلو ہمین تم سے کچھ کہنا ہے سمک مسکراتا ہوا خیمے مین آیا سرجوش نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالین سمک نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا نگوڑے یہ گنوار پن کیسا ہم تو خود تیرے ملنے کو بیقرار تھے ایک جام تو پہلے سرجوش گال سہلاکے رہگیا سمک نے جام بھرا ذرا سی آپ بھی چکھ لی منہ سے سرجوش کے جام لگا دیا کہا لے میری جھوٹی شراب ہے تیرا دل کیون کباب ہے سرجوش پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا سمک نے پشتارہ باندھا جلدی مین زبان مین سوزن نہین دیا چاہتا ہے پشتارہ لیکر نکلجاؤن مگر حیران ہے کدھر سے جاؤن جشن کی تیاری سب طرف ہنگامہ ہے اسی سوچ مین تھا کہ وہان منگلو کو سمک بیہوش کرکے ڈال آیا تھا اُسکو ہوش آیا ننگی دوڑی ہوئی ماں کے پاس آئی کہا امی جان وہ ہیٹم نگوڑا مجکو بیہوش کرکے ڈالگیا تانگہ گھبرا گئی کہا بی بی وہ کون تھی جو تمھاری شکل پر بارگاہ سلطان مین گئی یہ کہکے دوڑی اُس وقت آکے پہونچی کہ سرجوش کو سمک بیہوش کرچکا ہے خیمے مین دوڑا دوڑا پھرتا ہے سلطان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھا ہے کہ تانگہ آنکر پہونچی کہا حضور میری منگلو کہان ہے سلطان نے کہا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور وہ تو گھر مین بیٹھی ہے یہان کون سی منگلو آئی سلطان طرف تخلیے کے دوڑا لوگون نے بھی کہا کہ عیاری ہوئی ہے شاید عیار تھا سرجوش کو تخلیے مین لگا کر لیگیا بیشک

کوئی عیار ہو سلطان خیمۂ تخلیے میں آیا دیکھا کہ سرجوش بیہوش پڑا ہے ایک عیار چار جانب دوڑتا پھرتا ہے چاہتا ہے سراپردہ
چاک کرکے نکل جاؤں سلطان نے ڈانٹا خبردار او نا عیار میں نے پہچانا لازمان سرجوش بھی دوڑے ایک ساحر نے دوڑ کر
سمک کا ہاتھ پکڑ لیا سمک نے ایک خنجر مارا ساحر تڑپھڑا کے گرا سمک کود کر جا گا اندھیرے میں نکل گیا سلطان نے
سرجوش کو ہوشیار کیا سرجوش گھبرایا ہوا اٹھا پوچھا میری معشوقہ کہاں گئی سلطان نے کہا جان کہی عیار
قاسم تمھیں قتل کرنے آیا تھا بیہوش کرچکا تھا منگلو تو وہاں خیمے میں موجود ہے اسکی نائکہ نے خبر دی جب تو میں بھی
دوڑا اب اصلی منگلو کو بلوایا تمام لشکر میں غل ہوا کہ عیار قاسم نے سرجوش کو مار لیا ہوتا مگر سامری و جمشید نے
بچایا سرجوش اور زیادہ جھلایا کہا کہ اے سلطان آج ہی خاتمہ کردونگا تمام صحرا لاشون سے بھر دونگا ستارۂ سحری
چمک چکا ساحر کابل و اکمل ہو مخانۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی پر ارادے میں جنگ کے جھولی شعاع کی گلے میں ڈالے ہوئے
جلوہ فرما ہے سرجوش خیمے میں اژدر پر سوار ہوا سلطان قلب لشکر میں گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آتا ہے سرجوش
ہزبر آتش فشان پر سوار سرجوش کے ساحران غدار گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے اس کروفر سے میدان میں آگئے ہیں
ادھر قاسم نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب پر سوار تیغ سحر کش حمائل متین جادو بہت خوش ہے
قاسم سے باتیں کرتا ہوا چلا آتا ہے قاسم نے فرمایا ہمارا عیار پلٹ کے نہیں آیا متین نے کہا حضور مجکو خبر تھی کہ
سمک نے جاکر عیاری کی مگر کچھ نہ ہوا یہ ذکر تھا کہ سمک سامنے آیا قاسم نے پوچھا کہ اے سمک کیا گذری اس نے
عرض کی کہ سرجوش کی موت نہ تھی سب حال لفظاً لفظاً بیان کر دیا رکاب پر ہاتھ رکھا سب کو ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار میں آئے دونوں لشکر میدان میں جمے جیسے ہی نقیب نقابت کرکے ہٹے سلطان نے گھوڑا اپنا
بڑھایا سرجوش سے اجازت لی سرجوش نے کہا آپ جاکر للکاریے قاسم سے مقابلہ کیجیے سلطان گھوڑا
بڑھا کر میدان میں آیا نیزہ بازی اسپ تازی تیراندازی دکھا کر آواز دی اب قاسم میرے مقابلے میں آئے
اس طرح مشکیں باندھوں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کریں مجکو ذرا ترس آئے
یہ سنکر قاسم نے مرکب چمکایا مقابلے میں سلطان کے پہونچے سرجوش نے سحر شروع کر دیا مرکب قاسم کا
بدلگامی کرنے لگا قاسم نے عمل تیغ سحر کش ڈالا مرکب قایم ہوا سامنے سلطان کے پہونچے سلطان نے
نیزہ مارا قاسم نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالکے نیزہ سلطان کا توڑ ڈالا سلطان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سرجوش
حیران ہے کہ کیا سحر میرا نادرست ہے یہ جوان اسی طرح چالاک و چست ہے میں سحر کر رہا ہوں اور نیزہ
سلطان کا ٹوٹا آخر اسنے اٹھا کر گولہ مارا پکار کر آواز دی سلطان سر کاٹ لے اب تو میرا سحر کرنا ثابت ہو گیا
میں کیوں پردہ کردوں گولہ آنکر سر پر قاسم کے پھٹا ہزارہا شعلہ چمکا کئی خنجر قاسم پر گرے مگر تیغ سحر کش ہاتھ میں
تھا سب چیزیں الگ گریں سلطان تا حد اپنے جوش میں ہاتھ مارا کہ اب تو تلوار میری کاٹیگی قاسم نے تلوار کوکہام
پر روکا جیسے ہی سلطان تلوار مار کر لپٹا تھا قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار تڑپکر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر سر پر
گری سر میں سلطان کے زخم آیا سلطان نے اسکے کھڑا اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا پکار کر آواز دی کہ اے
سرجوش بادولت زخمی ہوئے سرجوش سحر کرتا ہوا دوڑا ادھر سے متین جا پڑا لشکر سرجوش بھی آ لگا
ادھر سلطان کی فوج لینا لینا کہکے جا پڑی تلوار چلنے لگی مگر سرجوش نے پانچ چار گولے قاسم پر مارے قاسم
نے تیغ سحر کش کو آگے کر دیا سب اسکے بیکار ہوکے گرے متین جادو ہمراہیان سرجوش کو قتل کر رہا تھا لازمان غیر
ساحر قاسم کے مصروف تیغ زنی قاسم صف شکنی کر رہے ہیں قریب علمدار کے پہونچے علم فوج سرنگون کیا

سرجوش نے دیکھا فوج کے پاؤن اُٹھا چاہتے ہین سلطان زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا مگر سرجوش حیران ہے کہ کیا سبب ہے سحر میرا تاثیر نہین کرتا اور جبکہ سحر کرتا ہون سیکڑون کو جلادیا ہزارون کو پانی برسا کے غرق کیا مگر فوج بدحواس ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین خوف قاسم سے منھ کے بل گرتے ہین علم فوج گر چکا سلطان بیہوش مگر سرجوش فوج کو للکارتا ہوا ایک ایک کو پکارتا ہوا کہ یارو قدم نہ ہٹاؤ اہل اسلام کو مار لو یہ لوگ بچنے نہ پاوین جب یہ للکارتا ہے ساحر قاسم پر جا پڑتے ہین جب قاسم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ جادوگر مارے قدم اُنکے اُٹھے بعضے گھبرا کر جواب دیتے ہین کہ اے سرجوش ہم کیا کرین سحر تاثیر نہین کرتا نام سے سامری و جمشید کے جواب دیا بعض سحر اُلٹا پلٹ کے آتا ہے مخمسہ

اٹھ گئے سب دل سے اوہام دوئی | نشۂ وحدت سے ہے وابستگی | کیا شراب معرفت ساقی نے دی
ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی | آپ مین برسون نہین آتے ہین ہم

قصر دل مین ہے وہ حسن بے زوال | چشم ظاہر بین کا نظارہ محال | پرتو محبوب کا کرکے خیال
سامنے آتا ہے جو یوسف جمال | اُسکے ہاتھون مفت بکجاتے ہین ہم

وائے غفلت عمر کو کھویا بہت | پھر جاگا بخت کم سویا بہت | کاتب اعمال بھی رویا بہت
بار عصیان سر پہ ہین گو یا بہت | کیا اُٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

اے بادشاہ عالیجاہ جب سحر ہمارا تاثیر نہ کرے تو ہم کیا کرین دیکھیے تو کون کون ساحر مارے گئے کاسۂ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین شعر کاسۂ چینی ہے اے منعم نہ کر اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو علم ہاے زنگاری جابجا گرے پڑے ہین یا مردے کفن مین ہین ساحران غدار بھاگنے پر آمادہ سرجوش جان لڑا رہا ہے آخر جھلا کر قاسم پر جا پڑا آواز دی خبردار او جوان اب کہان جائیگا یہ کہکے ماش کے دانے مارے وہ صدقے کی چیز تھی زمین پر گرے کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر یا سامری کہکے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تیغۂ سحر کش پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہا تلوار لگائی سرجوش نے سپر سحر کو جہرے کی پناہ کیا مگر یہ تیغہ برق تاب دست زبردست قاسم عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر جو سرجوش کا زخمی ہوا ہاے کہکے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا ساحرون کو پکارا کہ یارو دوڑو یہ ظالم مجکو مارے ڈالتا ہے میرا سحر تاثیر نہین کرتا ہزارون ساحر قاسم پر آپڑے قاسم اُس مقام پر جھکے لڑے مگر سرجوش کو ساحر اُٹھا لیگئے سلطان نے ہوشیار ہوکر کہا کہ ارے طبل امان بجوا دو ورنہ آج ہی سب کا خاتمہ ہوجائیگا طبل امان پر چوٹ پڑی قاسم اپنا لشکر لیکر الگ ہوئے دیکھا کہ متین جادو کہنی سے خون ٹپکتا ہوا لباس خون آلودہ چہرہ سرخ گوے آہن کے ہاتھ مین غصہ بات بات مین بڑھکر قاسم کو سلام کیا کہا کہ اے شہریار سحر کرکے جیش ہزار ساحر مارے دم نہ لینے دیا آگ برسا دی کیا کہون اگر طبل امان نہ بجتا تو دو گھڑی مین سب لشکر ساحران تباہ کردیتا مگر حضور اب بختی بڑی کی ابتک سرجوش کو آپ کے پاس ہونا تیغۂ سحر کش کا معلوم نہ تھا اب آج دریافت کرلیگا اول تو مقابلے مین نہ آئیگا اگر آئیگا تو مارا جائیگا قاسم باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے وہان سرجوش لرزان و ترسان سلطان کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا کیون اے سلطان یہ کیا بدنصیبی تھی کہ مین غیر ساحر کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ بھی مین نے دیکھا میرے ساتھ کے بڑے بڑے ساحر علم سحر کے ماہر اُنھون نے جم جم کر سحر کیے مگر تاثیر نہ ہوئی کوئی ضرب قاسم پر نہ پڑی سلطان نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا شاید

متین جادو نے مجھے بنا دیا ہو یا اپنے بیرون کو ساتھ کیا ہو سرجوش نے کہا متین کی کیا حقیقت ہی مگر مین ابھی
دریافت کرتا ہون یہ کہکے یا سامری یا سامری کہتا ہوا بقدرِ غضب تمام جھولی سے ایک پتلی سنہری نکال اُسکو
سامنے رکھکر اپنی اُنگلی تراشی قطرہ خون کا اُسکے مُنھ مین دیا جیسے ہی وہ قطرہ مُنھ مین گیا پتلی پکار اُٹھی ای سرجوش
آج تو نے پیٹ بھر دیا کیا تیرا مطلب ہی سرجوش نے کہا کہ ای بصورت سامری تم ہماری خداوند ہو ہم تمھارے
بندے اسوقت مین ایک مشکل آسان کرو پتلی نے کہا کیا کہتا ہی کہ جو اُسکا جواب باصواب دین آسمان
سے تارے توڑ لائین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی مگر موت سے انسان لاچار ہی ای سرجوش سحر العجائب
ومصر الغرائب نے بُرا کیا اپنے کو غضبِ خداوندی مین پھنسایا بادشاہ سابق کو کیون قید کیا اُسی کی وجہ سے
سب مسلمان بگڑے ہوئے ہین بد اعمالی گھیرے ہوئے ہی جو جس مقام پر ہوگا مارا جائیگا اور قاسم کے پاس تیغہ
سحر کش ہی اگر تو ایسا سحر جانتا ہو کہ تیغہ اُنکے قبضے سے نکال دے سحر تاثیر کریگا جب تک وہ تیغہ اُنکے پاس رہیگا کوئی
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سُنکر سرجوش کے ہوش اُڑ گئے کہا ای سلطان سُنا تُنے کہ بصورت خداوند سامری کیا کہتی
ہی اب مین کیا تدبیر کرون مگر تم طبل جنگی بجواؤ مین سحر تیار کرتا ہون ایک جوان زنگی ایسا زبردست بناؤن کہ
وہ ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھینلے پھر ایک ہی سحر مین سارے لشکر کو برباد کردونگا یہ کہکر سلطان کو بھیجا کہ جاکر طبل جنگی بجوائے
خود ہومخانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنا کر رکھ لیا خون کاٹ کاٹکر اُسپر ڈالتا ہی مگر
سلطان نے آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے سامنے قاسم کے پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی غلغلے بادشاہی
بجا لائے شعر دلیل فرو۔ ہمو سنے تو باد ۔ ظفریاب دشمن زبون تو باد ۔ قاسم نے حکم دیا کہ بعنایت رب اکبر ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مگر سرجوش نے
ایک عرضی سحر العجائب ومصر الغرائب کو لکھی مضمون یہ تھا قاسم کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے غلام
نے سحر تیار کیا ہی مگر قاسم کے پاس تیغہ سحر کش موجود ہی اُسکا مددگار معبود ہی اب مین میدان مین جاتا ہون ایک
حبشی مین نے بنایا ہی وہ تیغہ چھینیگا اگر تیغہ ہمارے قبضے مین آگیا تو ہماری فتح ہی ورنہ غلام لڑ بھڑ کر جان دیگا
بڑی ذلت ہوتی ہی کہ ساحر سحر کرے اور غیر ساحر پر غالب نہ آئے آج لڑائی کا خاتمہ ہی وہ نامہ ایک ساحر کو دیا
کہا یہ نامہ ہاتھ مین شاہان طلسم نور افشان کے دینا ساحر روانہ ہوگیا دونون لشکر میدان مین آئے جب نقابت
وغیرہ ہو چکی سرجوش نے زمین پر ایک دو پتھر مار اپکار کر آواز دی ای سیہ تاب جادو اب تمھارا وقت
ہی کہ صحرائے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خال چہرۂ شب یا کسی کافر کا بخت سیاہ اپنے کو
برا دیکھا جاتا ہی مسلح و مکمل گھوڑے کو بڑھا کر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے سرجوش کے آیا کہا حضور غلام حاضر ہی کہا جا کر قاسم
کو لڑکے سے تیغہ چھینلا وہ زنگی جوان یکرنگی گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہان ہی نبیرۂ حمزہ
میرے مقابلے مین آئے ورنہ مین وہین آتا ہون قاسم نے مرکب بڑھایا متین جادو کہ عاشق جمال بیثال
قاسم ہی عرض کی اس زنگی کو مین نے پہچانا یہ سحر سرجوش کا ہی تیغہ چھیننے مین کد کریگا حضور آپ ہوشیار رہین
غفلت کو کام نہ فرمائین ورنہ تیغہ قبضے سے جاتا رہیگا قاسم نے فرمایا ای برادر متین خوش آئین وہ حافظ حقیقی اپنے
بندے کی حفاظت کرتا ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا متین بھی سامنے آکھڑا ہوا اُدھر سرجوش لشکر سے آگے بڑھا ہوا
سحر خوانی مین مصروف ہی سلطان سے کہ رہا ہی کہ یہ سحر مین نے بڑی مشقت سے تیار کیا یہ خالی نہ جائیگا تیغہ قاسم کا
چھین لائیگا قاسم جب اُسکے سامنے پہونچے بعد گفتگوے بسیار نیزہ چلنے لگا دو گھڑی مین قاسم نے نیزہ اُسکے

ہاتھ سے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا قاسم نے تیغہ سحر کش نکالا دو دو ہاتھ جانبین سے چلے زنگی ہر مرتبہ قصد کرتا کہ
کلائی پر ہاتھ ڈالدون مگر ممکن نہین ہوتا ایک مقام پر قاسم نے خود اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے بھی قصد کیا
کہ قبضے پر ہاتھ ڈالے قاسم نے غصّے مین قبضہ مارا کہ سر زنگی کا جھٹکیا اُڑ کر اکے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام من سیہ تاب جادو بود سر جوش جادو مرنا زنگی کا دیکھکر بہت جھلایا اژدر آتش فشان کو بڑھا کر سامنے
سلطان کے آیا کہا کہ ای بادشاہ اب میرے دل کو تاب نہین بڑا امیر اکبر تباہ ہوا نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال
ہر دیکھیے جاکے غالب ہوتا ہون یا موت لیے جاتی ہر سلطان گھبرا گیا کہا کہ ای برادر مین مقابلہ نبیرۂ حمزہ مین
جادن ای سر جوش تم کھڑے ہو کر سحر کرو سر جوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا حضور اب وہ خیال محال ہو گیا
مین نے وہ سحر تیار کیا تھا کہ سامری و جمشید کچھ نہ کر سکین مگر نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال ہر ایسا شخص اُسکے
ہاتھ سے مارا گیا ہمین یہ امید نہ تھی گمان غالب تھا کہ سیہ تاب تیغہ بھین لائیگا جب اتنا بڑا زبردست یون مارا گیا
تو کوئی کیا کر سکتا ہر یہ کہکر اژدر آتش فشان بڑھا یا سحر کرتا ہوا قریب قاسم کے آیا جب قریب پہونچا آواز دی
او نبیرۂ حمزہ آج محل امتحان ہر قاسم نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سر جوش نے کھڑے ہو کر سحر کیے کہ
آسمان سے آگ برسی خنجر گرائے تلوارین چمکا ئین بجلیان گرائین کسی شے نے قاسم پر تاثیر نہ کی متین بھی کھڑا ہوا
دفع سحر کر رہا ہر غصّے مین آکر متین کو جو دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام تجکو اتنا بھی پاس نہین کہ مین ملازم بادشاہ
طلسم نور افشان ہون تو نے میرے سحر کو دفع کیا اور اب بھی سحر کر رہا ہر باز نہین آتا یہ کہکے کرواک کے متین
پر گرا ہر چند کہ متین نے چاہا بچون مگر ممکن نہ ہوا کمر مین پنجہ دیا متین کی آنکھین جھپکین سر جوش لے اُڑا اور
سلطان سے پکار کر کہا بس اب طبل امان بجوا دیجیے افسوس کہ پہلے مین نے خیال نہ کیا باعث سحر متین کا
تھا کہ سیہ تاب مارا گیا اب اسکو چلکے قتل کیجیے اسی طرح فرداً فرداً پسر حمزہ کے مددگارون کو مثل سیہ بخت جادو
کو بلا دونگا وہ آتے ہی آتے گرفتار کر لیگا سلطان نے طبل امان بجوا دیا متین کی زبان مین سوزن دیا جہان
منصور باختری قید تھا وہین لا کر متین کو بھی رکھا صباح ہوئی صبح کو قتل کرینگے جب بوقت سحر جلاد فلک
چہارم خنجر مہر ہاتھ مین لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا سر جوش نے حکم دیا کہ منصور باختری و متین
کو دربار مین لاؤ سلطان آکر تخت پر لباس سرخ پہنکر بیٹھا متین جادو و منصور باختری سلسل و مطوق
سامنے سلطان کے آئے منصور باختری نے زنجیر کو سنبھالے ہوئے پکار کر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی متین تو کلام کرنے سے مجبور ہر اس بیچارے کی زبان مین سوزن سر جھکائے کھڑا ہر سر جوش نے پکار کر
آواز دی او نمک حرام نمک شاہی کا پاس نہ آیا ابو العجائب مصر الغرائب بادشاہ طلسم ہونے کے
سامنے بڑھائے تو نے کیون گمراہی کی منصور نے کہا تمکو ہم وہی لوگ ہین اپنے بادشاہ کو دامن پناہ نہ دیا اُلٹا ستم
کہ قید کر لیا روز نئے طور کی اُنپر بدعت ہر انشاء اللہ حق بحقدار پہونچیگا تو تمکو ہم کا تمکو ہم ہر منصور نے جو اسطرح کی
گفتگو کی جانتا ہر کہ موت اب سر پر ہر کوئی بات کیون اُٹھا رکھون بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر
ہر چہ در دل آید بگوید نہ زنجیرین ہلا رہا ہر خانۂ زنجیر مین غل ہر اپنے خدا پر توکل ہر سر جوش نے حکم دیا جلاد کو
بلاؤ جلاد حاضر ہوا کہا ان دونون کے سر کاٹ لے جلاد نے ریت کا چبوترہ بنایا آواز دی ای متین ای منصور
جو کھانا ہو کھا لو اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اسے بلا دین منصور باختری نے کہا آرزو ہر کہ جمال بیمثال
اپنے آقاے نامدار کا دیکھین شکر ہر کہ تم ایسے کافرون کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین ہم شرف شہادت پاتے ہین

سرجوش نے کہا یہ آرزو پوری نہ ہوگی جلادنے کوئلے کا خط گردن پر دونون کی کھینچا سلطان حکم اول دیچکا ہی
دونون مجبور و لاچار سر جھکائے بیٹھے ہین موت سامنے پھر رہی ہی گر ہرکارے لشکر قاسم کے یہ سانحہ دیکھکر بھاگے قاسم
دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہو منصور و متین کو سلطان قتل کرتا ہی
یہ سنتے ہی شاہزادہ اٹھا تیغہ سحرکش کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا میری زندگی مین میرے رفیقون کو قتل کریگا بخدا
خون کے دریا بہا دونگا یہ کہکر شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو کر چلا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش
ساری فوج لیکر عقب مین چلے ساحران متین بھی طائرون کی شکل بنکر اڑے کوئی باز بنکے چلا کوئی عقاب کی شکل بنا
کسی نے اپنے کو اژدر بنایا غلغلہ آتشین چھوڑتا ہوا جاتا ہی یہان سلطان چاہتا ہی کہ تیسرا حکم دون کہ
دربارگاہ پر بلڑ ہوا آواز آئی نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پرور ہی شہسوار لال پوش خاور ہی + زمین
کانپی سیکڑون سر زمین پر گرنے لگے شاہزادہ سامنے پہونچا سرجوش اس غصے مین اٹھا آواز دی او نبیرۂ حمزہ
تجھکو جرأت کا خیال ہی قاسم نے جھپٹے ہوتے منصور کی ہتکڑی کاٹی متین کی زبان سے سوزن لیا متین
غصے مین اٹھا اٹھتے اٹھتے ایک گولہ سلطان کو مارا سلطان کو دکر الگ ہوا تخت کے ٹکڑے اڑ گئے کل فوج
کو اشارہ کیا ہان یارو ان سب کو مار لو ہماری بارگاہ سے جانے نہ پائین دو لاکھ سوار و پیدل ساحرون کے دل
کے دل آپڑے فوج قاسم لیکر گلگون تاجدار پہونچا تلوار چلنے لگی دتا نے دستانے سحر کے طائر پر کھولکر رہے ہین
جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گذر ے قاسم نے لاش پر لاش گرادی سرجوش نے کئی سحر قاسم پر کیے
تاثیر نہ ہوئی چاہتا ہی تڑپکر نکلجاؤن متین سے سامنا پڑگیا متین نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی دیکھا تو نے
جو آرزو ہی کی تھی خدا نے پوری کی جمال جہان آرا اپنے آقا کا دیکھا سحر چلنے لگے سرجوش نے غصے مین کارد سحر
متین کو لگائی کہ نشانہ اس مادر کا نشانہ ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا سرجوش نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون متین نے
آواز دی کہ ای آقائے نامدار دوا بہ مولائے قدر شناس آپ کا غلام زخمی ہوا قدمون پر نثار ہوتا ہی قاسم نے
پلٹکر دیکھا کہ متین جادو زخمدار ہو کر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی سرجوش نے تیغۂ سحر سنبھالا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون
متین کی مایوسی شانے سے خون بہ رہا ہی سحر جواب دیچکا ہی قاسم نے للکارا او سرجوش اگر رفیق میرا مارا گیا
تو مین بلا دونگا ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغ سحر کش کو چمکایا سرجوش کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ روی
مرگ دکھائی دیا تڑپ کے گرا عقاب بنکے بلند ہوا متین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اگر یہ نکلگیا تو بڑے فساد
برپا کریگا مین تو مجبور و لاچار ہون قاسم نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے بلا زدہ مشتی زرنگ
خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب تیر لیکر کمان مین پیوست کرکے تاککر مارا سرجوش چلایا چاہا کسی گوشے
مین چھپون تیر سینے پر کینے پر پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ سرجوش کا زمین پر گرا سنگباری غبار کی
ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سرجوش جادو بود ساحرون نے جو لاشہ سرجوش کا دیکھا جان دیکر
قریب پہونچے لاشہ سرجوش کا اٹھایا آپس مین اشارے کیے کہ یارو بھاگ چلو اب یہان ٹھہرنے مین ذلت و
رسوائی ہی ساحر تو لاشہ سرجوش جادو کا لیکر طرف طلسم نور افشان کے بھاگے سلطان تاجدار لڑائی مین
پھنسا ہوا ہی فوج اسکی بڑی جانبازی سے لڑ رہی ہی مگر کوئی ترغیب دینے والا نہین نقیب پکارتے پھرتے ہین
یارو یہ میدان کارزار ہی جلد دو حریف کو مار لو دنیا نا پائدار اسکا کیا اعتبار ہی نظم

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ہوش	اس چمن کی ہوا ہے بس دو دم	آتشین ذہن چراغ عقل بجھا
		تھا غافلان باغ یہ نہین گلشن
		خاک جیب ہوگئے قد رعنا

جب ہوا سرو خوشنما پیدا
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان
چشم نرگس جھکی ہوی سوے زمین
تحافظ گل میں الیہا فان
بہ تن اشک ہو گئی شبنم
گل سوسن کا ہر کبود لب ہی

لالہ رو دل پہ لگے جب داغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ پر برگ جو سبز سب تھے زرد
خاک میں مل گئے جو سوتے تھے
سبب ہوا ہر عہد خزان کا ذکر
یہ گلستان میں ہی قابل سیر

تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
تب نظر آئے گیسوے سنبل
تب گلستان میں گل ہوا الماس
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
باغ میں آبشار روتے ہین
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

جب مٹے بیکسان محفل درد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
عندلیبون کے ہین یہی ارمان
دیکھکر بے ثباتی عالم
اسی اندوہ مین گرو قیاس [illegible]

ان اشعار عبرت آثار نے دل کو بہادرون کے [illegible] کر دیا ایک کا ایک سے یہی اشارہ ہی کہ یارو دنیا ناپائدار ہی کہین سوز کہین ساز کیفیت عبرت آغاز [illegible] والے لڑ رہے ہین نرخ جان ارزان دلال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح نہ کرنے پایا تھا کہ دو ہزار ادر مر کر گرے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرین مسلمانون سے لڑائی مین سر بر ہونا دشوار ہوا ایک ایک شیر بیشۂ جرأت ایک ایک شمشیر زن صفدر و صف شکن اپنے آقا کے نام پر جان دینے والے معرکۂ جنگ دیکھیے بجاے دریاے خون بہ رہے ہین گھوڑے دریاے خون مین شناوری کر رہے ہین قاسم نوجوان نے غول کے غول پراگندہ کیے ہر صف مین بڑھکر لڑے جب علم فوج کفار قلم کیا سلطان تاجدار لڑتا بھڑتا آتا ہی اسی فکر مین ہی کہ مہلت پا دن تو نکلجاؤن اتنا بڑا ساحر جلیس مارا گیا ساحر تو سب نکلگئے لاش اسکی اٹھا لیگئے مین کسی صحرا مین جا کر ٹھہرون بادشاہ کو عرضی لکھون وہان سے مدد ضرور آئیگی اس فکر مین ایک سمت لڑتا ہوا جاتا ہی کہ قاسم کی نگاہ پڑی للکار اکے او بیحیا کہان جاتا ہی تیرا معین و مددگار مارا گیا دیکھ اب بھی کچھ نہین گیا مسلمان ہو رفیقان جانباز مین تجکو جگہ ملیگی مذہب لات و منات پر لعنت کر سامری و جمشید بھی شل اورون کے جادوگر تھے انکو بخدائی مانتے ہو خدا انکو خدا انہین جانتے ہو معبود برحق خالق مطلق جسنے ایک کلمۂ کن کے کہنے مین آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا یہ خداے حقیقی ہی مالک تحقیقی ہرچند قاسم نے سمجھایا سلطان کے خیال مین کچھ نہ آیا افسرون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو اس زبان دراز کو مار لو تمہارے خدا کو برا کہتا ہی مذہب کا تو خیال کرو اسی نے سرجوش جادو کو مارا اسکے تو خون کا بدلا لو مین تو بے قتل کیے نہ چھوڑونگا اسکے منانے سے منہ نہ موڑونگا سب افسران فوج جلانے سے سلطان کے اسی مقام پر آگئے ادھر سے سرداران قاسم پہونچے منصور نے بھی بڑے بڑے پہلوان مارے جو مقابلے مین آیا نوک کر مارا برابر قاسم کے پہونچا شمشیر زنی کر رہا ہی ادھر سرداران سلطان پہونچے اس مقام پر بھر کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ [illegible] ان سے بھی کارزار ہو ہزارہا جوانمرد مارے گئے قاسم لڑتے بڑھتے سامنے سلطان کے پہونچے سلطان تاجدار جلا ہوا تھا قاسم پر برس پڑا افسرون نے بھی داد جنگ دی جب سلطان نے قاسم پر پانچ چار وار کیے رو کیے قاسم نے نعرہ کیا کہ او بیحیا ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر یہ کہکر ہاتھ تیغ سحر کش کا مارا اسنے سپر کو حصن پناہ کیا اجل دامنگیر تھی یہی اسکے قتل کی تدبیر تھی تلوار جو چمککر گری رشتۂ حیات کو قطع کیا یا تو قبضہ تک بجلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا پھیلا زمین مین در آیا زبان شیر و کلۂ عہد دسے صدا آئی احسنت و آفرین بلند تھی سلطان کے ملازمون نے جو دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا الامان الامان کی صدا مین بلند ہوئین

وزیر اعظم نیک رائے رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اب امان ملے قاسم نے نیک رائے کی
باتون کو بہت پسند کیا فرمایا ای وزیر اعظم وای دستور معظم مین خواہان نہ تھا کہ سلطان تاجدار مارا جائے آخر وقت
پر بھی سمجھایا کہ راہ پر آؤ سرکشی کو چھوڑو اُنھون نے ہمارا کہنا نہ مانا ناحق جان دی نیک رائے نے کہا حضور
اُنکے مزاج مین انتہا کا غرور تھا اپنی سپاہگری کے جوش مین عقل و فراست سے دور تھا قاسم نے فرمایا ہمنے
تمھارا عہدہ قدیم قایم رکھا جو جس عہدے پر تھا اپنی عہدے کا انتظام کرے یہ فرماتے ہوئے طرف دارالامارۂ شاہی
کے چلے سردار آگے پیچھے سب ساتھ ساتھ ہین بارگاہ مین آکر شاداب جواہر پوش کو تخت پر بٹھایا پایہ چہارم
تخت پر اپنا دنگل بچھوایا افسران فوج اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے چونکہ نیک رائے وزیر بہت معقول ہی
قاسم نے فرمایا ای نیک رائے اب ہمکو وہ تدبیر بتلاؤ کہ ہم تا بطلسم نور افشان پہونچین ای وزیر اعظم ایک
ایک دم ہمپر زیر دم شمشیر گذرتا ہی فرزند ہمارا قید ہوا کوکب روشن ضمیر بادشاہ سابق بھی قید ہو گیا شاہ
جلیل ہم اہل اسلام کا کفیل اُسکا قید ہونا ہمپر بہت شاق ہی دل اُسکی رہائی کا مشتاق ہی نیک رائے نے
کہا کہ ای شہریار طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہی کہ جہان حضور یون جلدی پہونچین جب تک کوئی معین و
مددگار طلسم کا رازدار آپ کو ممکن نہ ہوگا کسی طرح ہو نہین سکتا کہ آپ تا بطلسم پہونچین مرحلے اس طلسم مین ایسے
ایسے ہین کہ ایک ایک مرحلے پر مہینون گذرینگے لاشہ سرجوش کا ساحر لیکر گئے ہین وہ ضرور مدد روانہ کرینگے
جو آئیگا ساحر زبردست اپنے سحر کا رنگ جمائیگا قاسم نے کہا ہم چاہتے ہین لشکرکشی کرکے سامنے اُنکے قلعے
کے پہونچین مقابلے پڑین اُن غلامون سے لڑین نیک رائے نے کہا حضور راستہ ہی نہ ملیگا غلام کو علم
امانت مین بھی دخل ہی جو آپ لشکرکشی کرکے آئے سلطان سے طبل جنگی بجے مین نے آپ کے طالع دیکھے
آپ کی جرأت و لیاقت مین کوئی فرق نہین مگر آپ طلسم کشا طلسم نور افشان کے نہین ہین پہونچنا آپ کا دشوار
ہی قاسم نے اپنے حال پر بہت افسوس کیا فرمایا خزانہ کھولو وزیر نے کہا حضور خود تشریف لیچلین ہر شئے کو
ملاحظہ فرمائین قاسم نیک رائے کے ساتھ اُٹھے کوٹھے مین خزانے کے داخل ہوئے دیکھا صندوقچے جواہرات
کے بھرے ہوئے ہین ایک بڑا صندوق رکھا تھا اُسکو کھولا ایک چھوٹی صندوقچی اُسمین سے نکلی قاسم نے اُس
صندوقچی کو اُٹھا لیا وزیر نے بھی کہا ای شہریار اسکو کبھی بادشاہ نے بھی نہین کھولا کوئی ذلیل شئے اسمین ہی
یہ سُنکے قاسم نے صندوقچی کو کھولا اُسمین ایک پرچہ کاغذ کا نکلا اُسکو اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا اُسمین اگر کوئی شخص
چاہے طلسم نور افشان کو فتح کرے اسم جو حاشیہ پر لکھا ہی اسکو ایک ہزار مرتبہ پڑھے ایک طائر آسمان سے
پیدا ہوگا اُسپر سوار ہوکر سرحد نور افشان مین جائے جب تک لوح نہ ملیگی اسی کاغذ سے احکام معلوم ہونگے
قاسم نے کہا ای نیک رائے دیکھو تائید غیبی شریک حال ہی نیک رائے نے کہا آپ بڑے صاحب
اقبال ہین مین اور میرے بزرگ اس ملک مین وزارت کرتے آئے مگر مجھکو اس کاغذ کا حال معلوم نہ تھا فقط
حضور کے واسطے یہ کاغذ بنا تھا قاسم خوشی خوشی اُس کاغذ کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے اب فکر مین ہین کہ
مین جا کر اسم پڑھون اپنے کو سرحد نور افشان مین پہونچاؤن مگر سحر العجائب و مصر الغرائب آج بھی
اسی فکر مین ہین کہ جس طرح بن پڑے طلسم کشا نہ آنے پائے تمام سردارون کو جمع کیا یہی کلام کر رہا ہی سردار
بھی ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ حضور یہ وہ طلسم ہی کہ اسپر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا ہی ہزارون ملک
غیر ساحر بڑے بڑے پہلوان آپ کے خراج گزار ہین مگر آپ لشکرکشی کرین تو گاڑ دین بار نہ اُٹھا سکے

آب و دانہ تہ فوج کو ممکن نہ ہو جو کوئی کہتا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ نادان ہے جاہ و جلال طلسم نور افشان سے
نہیں آگاہ ہیں یہ عم اور بد انجام تاج کو کج کیے ہوئے خوش ہو رہے ہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی سر جوش
مارا گیا ملازم لاشہ لیکر آئے ہیں امیدوار ہیں کہ اندر حاضر ہوں یہ سنکر سب گھبرا گئے کہا حضور سر جوش ایسا
جادوگر کیونکر مارا گیا کہا ارے سب کو سامنے لاؤ ساحر لاشہ لیے ہوئے سر جوش کا اندر آئے سحر العجائب
جو حاضرین وقت نے لاشہ جو سر جوش کا دیکھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا سب نے کہا یہ کیسا تیر
زبردست سینے پر پڑا جو پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ کیسا جوان غیر دل صاحب شوکت و لیاقت تھا جسکے ہاتھ سے یہ
مارا گیا اب یہ صلاح ہونے لگی کہ لوح طلسم نور افشان تو نہیں ملی کیا باعث ہوا کہ ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا
اسکو دریافت کرو جب تک یہ حال مفصل نہ کھلیگا کیونکر تدبیر ہوگی ساتھ والوں نے سر جوش کے عرض کی حضور
کئی مقابلے پڑے جب سر جوش نے سحر کیا تاثیر نہ ہوئی آخر دریافت ہوا تصویر سامری نے بتلایا کہ قاسم
کے پاس تیغہ سحر کش ہے کبھی سحر انپر تاثیر نہ کریگا لیکن ایسا ہنگامہ ہوا کہ مغلوبہ میں سر جوش کو لڑنا پڑا آخر
قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر لشکر کشی کی تھی لاکھ ساحر مارا گیا پچاس ہزار واپس آئے ہیں
سحر العجائب نے کہا کیوں یارو سب اہالیان دربند جمع ہیں ایک ایک ساحر بے نظیر کوئی ایسا ساحر
یہاں سے جائے کہ تیغہ اپنے قبضے میں کرے قاسم کو گرفتار کرکے لائے اگر کوئی صاحب جانا قبول نہ کریں تو لمبہ دست
تکلیف فرمائیں سحر کی کیا ضرورت ہے ایک اشارہ کافی ہے تیغہ لے لینا یہ بھی کوئی بات ہے مگر ہم حیران ہیں کہ اس
جوان کا تیغے پر کیونکر قبضہ ہوا ہمنے کتاب سامری دیکھی تحفہ جات میں تیغہ سحر کش کا بھی نام مرقوم ہے پس
وہ جوان یہاں تک نہیں آیا اور تیغہ ملکیابت خونریز مالک کو وہ نیرنگ بھی حاضر ہے یہ اُٹھ کھڑا ہوا عرض
کی کہ حضور جو فرماتے ہیں بجا و درست ہے لیکن مدعا غیب کے یہی معنے ہیں کہ تیغہ سحر کش لا یغنچہ آرزو کھلا تخم آرزو
سر سبز و پختہ ہوا اب کیا کوئی اُسپر ہاتھ ڈال سکتا ہے جب تک حضور تکلیف نہ فرمائینگے تیغہ سحر کش قبضے سے نہ نکلیگا
یا مجکو حکم ہو میں جاؤں ایک اشارے میں تیغہ چھین لوں مگر حضور آگاہ ہیں کہ نمونہ قہر سامری کا میں پوجا کرتا ہوں
اگر ایک دن بھی اُن خبیثات کو خوراک نہ پہونچیگی آپکے قتل پر آمادہ ہو جائینگے یہی کتاب میں لکھا ہے کہ جس دن
پوجا نمونہ قہر سامری ناغہ ہوگا عابدان ملت سامری و زاہدان عبادت جمشید بھی بیقرار ہو جائینگے انکا
آزردہ ہونا سامری و جمشید کو بہت ناگوار ہے مگر میں پابند احکام حضور ہوں سر شار جادو مشیران سلطنت
میں ہے اسنے کہا کہ میں برائے مقابلہ جاتا ہوں جب یہ اُٹھا اور تیاری کرنے لگا تب سحر العجائب نے اُٹھکا کان میں
سر شار سے کہا کہ تو نہ گھبرانا ما بدولت خود تشریف لائینگے شریک جنگ ہونگے نام تیرا ہوگا سر شار ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر برائے مقابلہ قاسم چلا یہاں شاہزادہ خاور سیاہ قلعے پر مصروف عیش ہیں تیسرے دن قصد ہوا
جاکر اسم پڑھوں داخل سرحد طلسم ہوں سمک عیار موجود ہے متین جادو نے عرض کی کہ غلامان جانباز کیونکر
قبول کریں نہیں معلوم طائر طلسمی کہاں لیجائے غلام بھی ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا اس پرچے میں صاف صاف
مرقوم ہے کہ طلسم کشا یکہ و تنہا جائے سمجھا جائیگا سمک نے عرض کی غلام تو ضرور ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا ای
سمک تم ایسی بات کہتے ہو قبلہ و کعبہ و عم نامدار و جد عالی وقار اور فرزند میرا برخوردار یہ لوگ جب طلسم میں
گئے یکہ و تنہا گئے تم یہاں لشکر کی حفاظت کرو انشاء اللہ ہم تمہیں بلا لینگے سب کو سمجھا کر قاسم کا قصد ہوا کہ واسطے
اسم پڑھنے کے جائیں کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ طرف سے طلسم نور افشان کے

گرد عظیم بلند ہوئی شعلے بھڑک رہے ہین لگے ابر کے گرج رہے ہین زبانی آیندہ و روندہ کے معلوم ہوا کہ سرشار جادو فرستادۂ شاہان طلسم ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے خاص آپ کے انتظام کے لیے بھیجا ہی یہ سنکر قاسم رُک گئے برق کالگون تاجدار کے دیکھا متین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ غلام لشکر کو لیکر آگے بڑھتا ہی قاسم نے کہا بسم اللہ متین نے اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحر اپنے تیار کیے لشکر کو لیکر چلا غیر ساحرون کا لشکر بھی تیار ہونے لگا ملکہ اختر خورشید روشن جمال دختر ملک آفاق شاہ ایک باغ بہشت آئین مین فروکش ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری شاہزادے کا قصد تھا کہ اسم پڑھکر کیہ و تنہا طلسم مین جائین کہ ذرا خبر آئی سرشار جادو جمیعت سے ڈیڑھ لاکھ ساحر کی برائے مقابلہ غازی زادہ آیا ہو نجا متین جادو بھی ساٹھ ہزار ساحر لیکر روکنے گیا آقا کے بھی سوار ہونے کی تیاری ہو رہی ہی ملکہ نے ایک آہ کی فرمایا کیون صاحبو ہمکو خدا نے رنج و غم اُٹھانے کو بنایا ہی کہان جاکر دل کو بہلائین کاشکے جنگل مین نکلجائین ان جفاؤن کو سنکر کیونکر دل و جگر آرام پائین نظم

کیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
ہر باران ہوگیا ہے یار باران باغ مین
شیشے کے منھ کیطرح رکھتا ہی دروازے کو بند
رنگ گل ہو جائین اوراق گلستان باغ مین
روے زیبا تمنے دکھلایا ہی جاکر بے نقاب
رنگ شبنم کی کیطرح جاتے ہین پنہان باغ مین
قیر نہین بنھدی کے تو نے بنائے کیا ہرن
رونی بلبل کھلکے نعرہ گل کا دامان باغ مین
چلتی ہی دست جنون کیطرح سے باد بہار
پھول بے توڑے نہین رہتا ہی انسان باغ مین
ڈر ہی بی الفت سے اپنی مراد آتش ہے مین

ہوا شید دل کے لیے جاتے ہین دان باغ مین
اُسکے بھولو نہین پڑتی مین بیچ گلستان باغ مین
غیر ممکن ہی اسیری مین شگفتہ خاطری
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغ مین
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
آبجو ہی صورت آئینہ حیران باغ مین
قتل کرتا ہی محبت کی نظر سے دیکھنا
گُلچین ہی باغبان شکل غزالان باغ مین
سیر کرتا ہو نہین جبتک رہتی ہی حسرت یہی
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغ مین
جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
مست کوے یار مین جاؤس قصان باغ مین

گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین
چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین
شوق کوے یار مین روتا جو ہون دل کھولکر
سرو قمری کے لیے ہی سیف عریان باغ مین
کوچ کرتی ہی بہار آتا ہی ہنگام خزان
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغ مین
بوے اُس خسارۂ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
نشہ کی دھن لیگئی افشان خیزان باغ مین

کنیزون سے کہا واری فراق تو ہمیشہ رہیگا یہ غازی دعجاہد مین آٹھ پہر دانیان در جیش ہین ابھی تو وہ نور افشان جانے کو کہتے ہین اگر یہ ساحر نہ آتا تو یہ طرف نور افشان کے روانہ ہوتے خزانے سے کوئی کاغذ نکلا ہی اُسمین یہی مرقوم ہی کہ جو کوئی نور افشان مین جانے کا قصد کرے یہ اسم پڑھے ایک جانور آسمان سے آئیگا وہ اُٹھا کر لیجائیگا ارادہ تھا کہ جاکر اسم پڑھون کہ خبر ملی سرشار جادو آتا ہی جسکو شاہان نور افشان نے بھیجا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب کو مفت مین سلطنت ملی ہی وہ بھی تو آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہین کہ طلسم کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچائین انتہا یہ ہی کہ خود برائے انتظام نکلے ہین نور الدہر وایرج کے ساتھ ایسا جماؤ نہین تھا کہ اُنپر ہر کس و ناکس ہاتھ ڈالتا خود وہی دونون آئے ایک ایک اشارے مین گرفتار کرکے لیگئے خدا انکی جان اُن ظالمون سے بچائے ملکہ نے کہا صاحبو تم مین سے کوئی خدمت شاہزادے مین جائے ہمارا پیغام سنائے نظم

بسکہ گریم در فراقت ہمچو ابر نو بہار
بس دل اہل تم افگار خواہم کرد و رفت

سیر دوم امشب ترا بیدار خواہم کرد و رفت
وادی ہجران گل و گلزار خواہم کرد و رفت
دین اگر افسست و ایمان ہی بی اہل قبلہ این

لقد جان زاہد بیک دیدار خواہم کرد و رفت
نشترے دارم نہان در سینہ پر نالہ
رشتۂ تسبیح راز ناز خواہم کرد و رفت

میزنم لاف انا الحق بر سر بازار عشق
فکر بر حال دل بیمار خواہم کرد و رفت
درد دل را چون دریں بازار درمان نیست آہ
سر چو مجنون در سر این کار خواہم کرد و رفت
چون باسانی نمی گردد میسر کام دل
تازہ منصوری دگر بر دار خواہم کرد و رفت
باغبان منشین دریں گلشن بکام دل کہ من
درد دل ارزان دریں بازار خواہم کرد و رفت
تا کنم حال دل روشن ز چشم اشک ریز
مختفیا بس ترک این دشوار خواہم کرد و رفت
چند روزے گر دہد فرصت مرا پیک اجل
ہمچو بلبل نالہاے زار خواہم کرد و رفت
گر بروں آید بافسوں از سر سوداے عشق
وقت رفتن گریۂ بسیار خواہم کرد و رفت

سوسن نامے کنیز اسنے عرض کی لونڈی جاکر ابھی دریافت کرتی ہی مردانے کپڑے پہنکر چلی قاسم سوار ہو رہے ہین کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کا تو عجب حال ہی رو رہی ہین ذرا چلکر انکو تسکین دیجیے قاسم نے کہا میری جانب سے جاکر کہدو کہ یہان ساحر سے مقابلہ درپیش ہی مین جاکر مقابلہ شروع کر دون ایسا نہو کہ وہ ساحر یہان چڑھ آئے بڑھکر اُس سے مقابلہ کرنا چاہیے اگر یہ نہوا تو وہ غرور مین پھول جائیگا سمجھیگا کہ قاسم مجھسے ڈر گئے یہ خبر وحشت اثر اگر میرے ہمچشم کو ملیگی وہ طعن و تشنیع کرینگے اسوقت مین نہین جا سکتا سوسن لاچار ہٹی یہان سرشار جادو فوج ساحران لیے فوج کش ہوا اول متین جادو آکر پہونچا ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ آئے ہین متین آکر اترا سرشار کا ارادہ ہی کہ متین پر جا پڑون اسکو آگے نہ بڑھنے دون متین بھی آمادہ ہی کہ صبح اسے گرد اڑی قاسم مع سرداران آکے پہونچے سرشار نے دیکھا ساحرون نے کہا نبیرۂ حمزہ کے ساتھ لشکر بہت جمع ہو گیا ہی دیکھکر لشکر قاسم کو پلٹا اپنے خیمے مین آیا ساحرون سے صلاح کرنے لگا کہ تیغہ سحر کش قاسم کے حمائل ہی جب تک وہ قبضے سے نہ نکلیگا اگر مقابلہ ہو گیا جو سامنا کریگا مارا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا کہا مین ابھی جاتا ہون تیغہ قبضے سے قاسم کے لاتا ہون طبل جنگی بجوا دو کہ وہ جوان اس گمان مین رہے کہ اب صبح کو مقابلہ ہوگا مین رات ہی کو خاتمہ کر دونگا طبل جنگی بجا ہرکارے قاسم کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا دی شعر زمین و زمان نیک خواہ تو باد + حصار سلامت پناہ تو باد + سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہی قاسم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے قاسم بیٹھے ہین سردارون سے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یہ ساحر بھیجا ہوا سحر العجائب و مصر الغرائب کا آیا ہی ضرور آختین برپا کریگا سماک کہ رہا ہی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے مین رات ہی کو اُسکی گردن لیتا ہون خدا چاہے جب سحر ہو اسکی صبح ہو جائے یہ کہکر سماک چلا لشکر سرشار مین آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکے پھر رہا ہی ایک خدمتگار سے پوچھا کہ ہمارے آقا سرشار کہان ہین اُسنے کہا چپ رہو یہ ذکر نہ کرو وہ لشکر قاسم مین گئے ہین تیغہ سحر کش قبضے سے قاسم کے نکالینگے سماک نے چاہا مین پلٹون جاکر آقا کو ہوشیار کر دون مگر سرشار لشکر قاسم مین آیا پھرتے پھرتے دور سے اسنے گلگون تاجدار کو دیکھا اُنکے تعقب مین پھرنے لگا ایک مقام پر گلگون تاجدار ٹھہرا سرشار نے سحر کرکے گلگون کو طائر بنا دیا اور کنارے انکو ایسا سحر کیا کہ خود گلگون تاجدار بنگیا بشکل گلگون تاجدار قریب قاسم کے آیا کہا ای شہریار سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا کل مقابلہ ہوگا ذرا تیغے کو دیجیے مجھکو بڑا تردد ہی قاسم نے تیغہ نکالا سرشار نے تیغہ دیکھا دیکھتے دیکھتے ہنسا آواز دی کیون او نبیرۂ حمزہ دیکھا تو نے یون تیغہ لیلیتے ہین قاسم چھینے اُسنے دوہتھڑ مارا قاسم گرے تیغہ اسنے کمر سے لگایا کمر مین قاسم کے پنجہ دیا لے اڑا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ یارو غضب ہوا قاسم کو سرشار جادو لیگیا متین کو خبر ہوئی روتا پیٹتا اُسی مقام پر آیا کہا یارو اب وہ قاسم کو زندہ نہ چھوڑیگا ظاہر ہوا کہ ہمارا وقت زوال ہی جان دینے مین کمال ہی یا اپنے آقا کو لاتا ہون یا اپنی جان کو مٹاتا ہون یہ کہکر متین چلا

ستین کے پیچھے اور بھی ساحر چلے لوگ حیران ہین کہ **کالگون** تاجدار کہان ہی **کالگون تاجدار** دیوانہ وار دشتی بنا ہی
ایک طائر کی شکل بنا ہوا درخت پر بیٹھا ہی زمزمہ سرائی کر رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہا ہی
سرشار **قاسم** کو لیے ہوئے اپنے دربار مین پہونچا **سمک** خدمتگار بنا کھڑا ہی سردارون مین غل ہوا کہ ہمارے
مالک خود گئے تیغہ بھی لائے اور **قاسم** کو بھی لائے سب سردار دوڑے بارگاہ مین اسنے **قاسم** کو ڈالدیا ہی
تیغہ اپنے ہاتھ مین لیے ناز کر رہا ہی کہ مین جا کر تیغہ لایا اگر خود نہ جاتا یہ کام بن نہ پڑتا مین نے جان لگا دی سامنے شاہان
طلسم کے آپ سب صاحبون کو بیان کرنا ہوگا کہ **سرشار** نے خود جا کر مثل خدمتگارون کے مشقت کی تیغہ چھینکر لایا
ایک خدمتگار برابر کھڑا انتظار دیتا ہوا سامنے **سرشار** کے آیا کہا شہریار میرا تو گھر تباہ ہو گیا ایک بیٹا جوان سحر آزما
کہ روح **سامری و جمشید** نثار ہوتی تھی ایک بھائی موٹا تازہ کیسا زبردست بادۂ سحر سے مست اسی ظالم کے
ہاتھ سے دونون مارے گئے کیون حضور اس تلوار مین کچھ لکھا ہی کہ ساحر گھبرا جاتا ہی یا کوئی نقش لکھا ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا
نہین معلوم دل پر ساحر کے کیا گذرتی ہو ذرا مین تو اس کمبخت تلوار کو دیکھون ہتوڑہ لیکر اسکو توڑون ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالون یا جا کر کسی گوشے مین پھینکدون **سرشار** نے کہا یہ چیزین کہین توڑی جاتی ہین تحفجات طلسمی ہین
جسکے پاس یہ چیزین رہتی ہین اُسکی آبرو کرتے ہین بڑے بڑے ساحر اسی غرض پر مرتے ہین یہ چیزین ہمارے
پاس رہین نہ اسمین کوئی نقش ہی نہ کچھ لکھا ہی خدمتگار نے کہا ذرا مجھے تو دیجیے مین تو تباہ ہو گیا ایک دو
جوتیان تو اس تلوار پر مارون ذرا کلیجہ ٹھنڈا ہو **سرشار** ہنسنے لگا کہا بھائی جو ہوا سو ہوا اس تلوار کو جوتیان
مارنے سے کیا ہوگا خدمتگار نے کہا میرے دل کو تو ٹھنڈک ہوگی ہاے میرا فرزند اسی تلوار سے چورنگ ہوا
مجکو دیجیے مین اسی سے **قاسم** کو قتل کرون ایسا اس جوان نے ہاتھ مارا کہ اُس جوان نے سانس بھی نہ لی
بلکہ حضور جب **قاسم** مریگا تو میرا بیٹا زندہ ہو جائیگا خدمتگار کی باتون پر ساحر ہنس رہے ہین کہتے ہین ای برادر
کشتۂ سحر زندہ ہوتا ہی تمھارا بیٹا کشتۂ سحر نہین ہوا تیغہ **سحرکش** سے مارا گیا اب وہ کیونکر زندہ ہوگا خدمتگار
نے کہا مین نہ مانونگا اپنے ہاتھ سے **قاسم** کو قتل کرونگا جب میرا بیٹا زندہ نہوگا مین اسی تلوار سے اپنا گلا
کاٹونگا فرزند سے جا کر ملونگا پوچھونگا کہ کیون بیٹا کیسے رہے لوگ کہتے ہین میان خدمتگار صاحب کہین
عدم مین کسی سے ملاقات ہوتی ہی کسی شاعر نے کہا ہی **شعر** بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ان باتون کا کیا اعتبار یہ شاعرون کا قول ہی ملک عدم نہ شہر ہی نہ بستی ہی نہین معلوم وہان کون قوم بستی ہی کہ
حسرت و یاس آوازے کستی ہی بقول شاعر **شعر** تردد کیا تمھین ای ساکنانِ ملک ہستی ہی + عدم کی راہ
سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی **شیخ سعدی** فرماتے ہین **شعر** منہ دل برین دہر ناپائدار + ز سعدی ہمین
یک سخن یادگار + منشی **احمد حسین صاحب قمر** نے اسی شعر پر کیا خوب مصرعے لگائے ہین **نظم**

بشہر خموشان گذر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
روایت کند راوی غم نشان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
قمر طول چون کرد طور سخن

بحال غریبان نظر کردمے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
عدالت کند نام نیکت بلند
ندا آمد ای یار غمخوار من

چو دیدیم قبر شہ چین دیارے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
بگو ای شہنشاہ فیروز بخت
منہ دل برین دہر ناپائدار

بگفتا کہ این قبر کاؤس کی
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
شدم بر مزارش ز غم اشکبار
بملک عدم یافتی تاج و تخت
ز سعدی ہمین یک سخن یادگار

ای بھائی یہ شاعرون کے قول ہین اسکا کیا اعتبار جو دل مین آیا نظم کر دیا اشعار عبرت آثار سے صفحہ مضمون بھر دیا

شاعر تو عجب مزاج کے لوگ ہین جو دل مین آیا نظم کر دیا اسکا خیال نہین کہ خدا کیا فرماتا ہے رسول کا کیا حکم ہے مگر شعر کے چسپان ہونے کو یہ بھی ایک بات کہدی کہ جسمین شعر پر مصرع چسپان ہو جائے مگر وہ شعرا جو حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی و منقبت حیدر کرار و مدح چہاردہ معصوم مین کلک جواہر سلک سے صفحۂ قرطاس پر ایک فقرہ نثر کا یا ایک بیت تحریر فرماتے ہین بدلے مین اُسکے حور و قصور بحکم رب غفور بہشت عنبر سرشت مین پاتے ہین [illegible] ان شعرا کا حال لکھونگا خدمتگار نے کہا مین نہ مانونگا مجھے تلوار دیجیے مین ایک ہاتھ قاسم پر لگاؤن سب نے کہا حضور آپ کا ملازم ہے اسکی بھی خوشی کیجیے آخر قاسم کو قتل کرنا منظور ہے یہ بھی ایک ہاتھ لگالے ہوس دل کی نکل جائے جلاد قتل کرتا یہ آپ کا ملازم ہے حقیقت مین اسپر بڑا صدمہ گذرا جوان بیٹا جوان بھائی مارا گیا ہوش نہین درست ہین حواس خمسہ مین فرق ہے دریائے حیرت مین غرق ہے سب ساحرون نے بھی یہی کہا کہ یہی قتل کرے تو بہتر ہے آپکے گھر کے ملازمون کا افسر ہے سرشار کو بھی رحم آیا تیغۂ سحر کش خدمتگار کے ہاتھ مین دیا تیغ لیتے ہی خدمتگار نے کھینچا بجلی چمکگئی سرشار نے کہا یہ کیا کرتے ہو ہم لوگ سحر بھولے جاتے ہین خدمتگار نے کہا اب مین نہ مانونگا قاسم کا سر کاٹکے بیٹے کو زندہ کرونگا آپ لوگ میرے سامنے نہ آئین ورنہ دو ایک کا سر کاٹ لونگا بیٹے کے غم مین میرے ہوش درست نہین ہین دو ساحر بڑے بڑے قتل کرونگا سرشار تو پیچھے ہٹا خدمتگار تلوار کھینچکر سر قاسم پر آیا سب جانتے ہین کہ اب قاسم کا سر کٹا چاہتا ہے مگر خدمتگار نے عکس جو تلوار کا ڈالا قاسم سحر سرشار مین مبتلا تھے آنکھ کھولدی سمک نے نعرہ کیا کہ اے شہریار تیغہ لیجیے ساحرون کو قتل کیجیے مین نے عیاری کرکے تیغہ لیا ساحرون کو دھوکا دیا اب کسکی مجال ہے کہ آپ سے آنکھ ملائے سرشار ملعون سامنے آئے قاسم قید توڑکے اُٹھا تیغہ سمک سے لیا سرشار تو الامان الامان کرتا ہوا بھاگا آواز دی یارو دیکھو غضب ہوا تیغۂ سحر کش قاسم نے پایا اب سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا اور ساحر دوڑے قاسم نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے سرشار دربارگاہ پر کھڑا رو رہا ہے کہتا ہے یارو غضب ہوا کس مشقت سے مین تیغہ لایا تھا ہائے وہ یون مفت گیا عیار قاسم نے غضب کیا ارے یہ ظالم پہلے سے خدمتگار بنکے آیا تھا اگر ذرا بھی مجھکو کوئی خبر دیتا مین اوراق سامری ہی دیکھتا مجھکو حال معلوم ہو جاتا انتظام کر لیتا یہ کہہ رہا تھا کہ متین جادو پچاس ہزار ساحرون سے پہونچا یا تو بد حواس ہو کر آیا تھا کہ آقا قتل ہوتے ہونگے جاکر جان دون مگر آقا کو چھڑا دون اب آتے ہی اپنے نعرۂ قاسم کی صدا سنی خوش ہو گیا انتشار دفع ہوا ساحرون سے کہا یارو لو خوشی کرو تیغہ آقائے نامدار کو ملگیا زمین کانپ رہی ہے وہ برق شمشیر چمکی ساحرون کے مرنے کی آواز آئی مگر اب ساحرون کو حکم دو کہ قاسم کے ساتھ لڑین کہین تیغہ پھر نہ چھن جائے یہ کہکر متین گولے مارنے لگا صدہا کے سر پھٹے کسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا مقابلہ کرے سرشار نے جو متین کو سحر کرتے دیکھا بھاگا متین نے اُسکا تعاقب کیا اور پکار کر قاسم سے کہا کہ غلام یہان موجود ہے کیا مجال ہے کہ کوئی ساحر آپ کے قریب آسکے قاسم نے جو اپنے رفیق کی آواز سُنی خوش ہوگئے کہ منصور باختری کا نعرہ ہوا بعد منصور کے شاداب جواہر پوش پہونچا اب تو فوج کا تانتا بندھگیا سرشار بھاگا ہوا جاتا ہے کہ متین نے جھپٹ کے سحر کیا برق گری کہ سر اُس خود سر کا زخمی ہوا اب تو بھگدڑ پڑگئی ملازمون نے مرکب پہونچایا قاسم پشت مرکب پر سوار ہوئے اُڑتے ہوئے جاتے ہین ایک نخل کے سایے مین پہونچے تھے دھوپ کی شدت سے ٹھہر گئے کہ رونے کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید پرون سے سر پیٹتا ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہوئی قاسم نے

سر اُٹھایا قاسم کے مُنھ سے بے اختیار نکلگیا کہا اے باز کیون روتا ہی کیا صدمہ پہونچا سر پٹنے سے باز نہین آتا
اُس باز نے اپنے کو قاسم پر گرا دیا قاسم نے تیغہ جھکایا عکس تیغے کا پڑا باز تڑپکر زمین پر گرا غلطک
مار کر بصورت انسان ہو گیا قاسم نے اپنے رفیق گلگون تاجدار کو دیکھا حیران ہو گئے فرمایا ای گلگون
یہ کیا معرکہ کنڈ یا اپنے تمھاری صورت پر دھوکا کھایا تھا تیغہ چھینلیا ہم گرفتار ہوئے مگر سماک سے
کارنمایان کیا گلگون نے کہا اُس مکار نے مجکو بشکل طائر بنادیا تب وہ میری شکل پر آپ کے پاس گیا آپنے
تیغہ دیدیا خدا نے بڑا فضل کیا مین تڑپتا پھرتا تھا یہ سمجھا تھا کہ جب سرشار مارا جائیگا تب صحت پاؤنگا
مگر خدا نے فضل کیا کہ آپ تک پہونچا عکس سے تلوار کے صحت پائی مراد دلی بر آئی یہ کہکے گلگون بھی
گھوڑے پر سوار ہوا فوج غیر ساحران کو ساتھ لیکر پڑا ادہر سرشار کے جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خزانہ
لوٹ لیا اب سرشار کا پاؤن اُٹھا سر زخمی ہی اس سر سے آگاہ نہ تھا بھاگا ہوا جاتا ہی جس مقام
پر زیادہ بھیڑ دیکھتا ہی پلٹ پڑتا ہی سحر کرکے سو دو سو غیر ساحرون کو مارتا ہی جب نعرہ قاسم کی صدا آتی ہی
طبیعت گھبرائی ہی پھر پاؤن اُٹھ جاتے ہین اس طرح سے بھاگے ہوئے جاتے ہین اہالیان لشکر قاسم
شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہین جب ساٹھ ستّر ہزار ساحر مارے گئے سرشار نے کہا یارو جو ہونا
تھا وہ ہوا فتح کی شکست ہوئی اب لڑ بھڑ کر مرجاؤن بادشاہان طلسم کو کیا روے سیاہ دکھاؤن پلٹ پڑا
ساحرون سے پکار کر آواز دی یارو بھگوڑون مین نام لکھا گیا سامری و جمشید پر لعنت کرو کیسے
حرامزادے بھیا ہین جو چاہا تقدیر کر دی اُسکے بندے قتل ہو رہے ہین سب بندگان سامری و
جمشید حسرت و یاس سے رو رہے ہین اب قدم نہ ہٹاؤ اسی جنگل مین جم جاؤ کیا کسی کی مجال ہی جو تمسے
لڑسکے جو سامنے دشمن کے جائیگا خوب یقین ہی شکست کھائیگا قاسم ایسا جوان صفدر و صف شکن
لاکھون سے بند نہین اب تم بھی سب ملکر جان اپنے آقا پر نثار کرو دل کھولکر لڑو جنگی موت ہی مارے جاؤگے
اگر تیر و تلوار سے بن پڑے قاسم کو گھیر کے مار لو ابھی لڑائی فتح ہوتی ہی اگر قاسم کو قتل کیا تمام اقلیم
مین نام ہوگا طلسم والے احسان مانینگے شاہان طلسم کہینگے تمنے سبکی جان بچائی یہ کہنا تھا کہ سب ساحر
ملکے نقیب بھی آواز دینے لگے کہ یارو دنیا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نظم

نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا	نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہی	تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
جسکو گل کہتے ہو جنبش دامان قضا	وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	کسکی اس بزم مین روشن رہی شمع بقا
اس گلستان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا	ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا	ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین	لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار
		ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

حقیقت مین بعد مرنے کے کچھ حال نہین کھلتا راحت مین ہین کہ بچین ہین کبھی خواب مین بھی نہین آتے رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری	اے رنج لحد کے رہنے والو افسوس

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے ساحر بھی مبہوت ہوکر لڑنے لگے یہی سمجھو
خیال ہی کہ لڑ بھڑ کے جان دین قدم نہ ہٹائین قاسم نوجوان دست زبردست مین تیغہ بران جسکے جسپر مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزارون لاشے جنگل مین پڑے ہین ہزارون سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین

دریاے خون جاری ساحرون کی بیقراری کچھ بن نہین پڑتا نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اہل اسلام سے نے
گھیر لیا ہی بیچ مین گھیرے ہوئے لڑ رہے ہین جسنے اپنے مقام سے جنبش کی برق شمشیر گری خرمن ہستی کو جلادیا
کافر کو خاک مین ملا دیا قاسم کا لشکر فتح نصیب ساحرون کی موت قریب جدھر گئے اُدھر مارے گئے غیر ساحرون
نے نیلکے ڈالدیے ساحر سحر بھولگئے کلوا کو بلا یا جیبر دن سامنے آیا سامری و جمشید کو پکارنے مین بھاگو
بھاگو کی صدا نکلتی ہی زمین آتش سحر سے مثل تنور جلتی ہی درخت گر رہے ہین طائران صحرا گھبرائے ہوئے پھر رہے ہین
نرگس کی آنکھون پر ورم سوسن بے دم سنبل نے بال پریشان کیے سرو صحرا نے پاؤن زمین مین گاڑ دیے
چلنے کی طاقت نہین کسی کی آنکھ مین بصارت نہین قمریان کو کو کر کے بلا اپنے سر لیتی ہین بھاگنے کے نام پر
جان دیتی ہین گل کا رنگ اُڑ گیا جوانان چمن کا منھ طرف سے گلشن کے مڑ گیا نہرون کو بیقراری کا جوش چشم
حباب روپوش عجب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہی سرشار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا
غنچۂ آرزو نہین کھلتا سرشار بدحواس زندگی سے یاس اپنے ساتھ والون کو پکار رہا ہی کہ یارو مجھے ہاتھ سے
قاسم کے بچاؤ قاسم نے علم فوج قلم کر کے طرف سرشار کے رُخ کیا ہی یہی ارادہ ہی کہ افسر کو مارون لڑائی
فتح ہو ہر غول مین جاتے ہین یہی تلاش ہی کہ افسر ملے تو مطلب نکلے لڑائی کو بہت طول ہوا سرشار یہان
آکر بہت ملول ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی خود شاہون نے فرمایا تھا کہ ہم وقت پر آئینگے اب ہمارا تو خاتمہ ہی
اگر لاش پر آئے تو پھر کیا فائدہ کو کب کو قید کر لیا انجام کا خیال نہ ہوا کہ اتنا بڑا جلیل قید ہوگا اُسکے
مددگار خبر نہ لینگے نور الدہر و ایرج سے ابھی مہلت ملی تھی یہ شہریار آ پہونچا اگر ایک ایک اسی طرح آئیگا
الٰہیان نور افشان کی جان کیونکر بچیگی ساتھ والے کہتے ہین ہماری جان تو آپ کے سبب سے گئی آپ
ہمارے افسر تھے آپ نے قصد کیا ہمکو بھی آنا پڑا دیکھیے وہ شیر لڑ رہا ہی علمدار کو مارا وہ علم فوج قلم کیا اب آپکی
تلاش ہی دیکھیے ساحرون کا کیا حال ہی ہر ایک پر ہجوم فوج غم و ملال ہی عجب قیامت برپا ہی دیکھین کون
مارا جاتا ہی کون بچتا ہی اگر اس لڑائی مین جان بچی دوبارہ حیات پائی کبھی ساحرون پر یہ مصیبت نہ پڑی
ہوگی سامری و جمشید مین کچھ تاثیر نہین ہمارے جان بچانے کی کوئی تدبیر نہین کیسے خداوند ہین یہ ثابت
کہ خود پسند ہین جب تو مصیبت مین کام نہ آئے پھر کب مدد کرینگے یہ بلا کیونکر رد کرینگے ایک نے کہا بھائی
ہمکو تو یہ بات پسند آئی بقول مسلمانان کہ سامری و جمشید جہنم واصل ہوے سرکشی سے اُنکو یہ ثمر
حاصل ہوے آگ کے مکان مین بند ہونگے بیشک انتہا کے دردمند ہونگے ہم تو اگر بچ جاتے بندۂ حمزہ کا
ساتھ دیتے اُنکے ساتھ دینے مین انجام کا بڑا فائدہ ہی تنگی قبر سے بچین اعمال کی پرسش نہو آگ کے
مکان مین جانے کی کوشش نہ ہو خدا اے نادیدہ اپنے بندون کی کیا کیا مدد کرتا ہی دیکھیے قاسم کو
تیغہ سحر کش ملگیا کیا شرف حاصل ہوا کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین کرتا اور ہمارے خداوند خبر بھی نہین لیتے
اب کسکو پکارین شواے دور شکست خوردہ مجوب یہ ہنگامہ برپا ہی کہ آسمان پر برق چمکی کہ ابر دھوندھوکار
پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر سحر العجائب و مصر الغرائب سے نخوت تمام تاج نکبت سر پر لباس
نخوت در بر چالیس مصاحب گرد گھیرے ہوے کئی سو نقارے خود بخود بجتے ہوے بارش مروارید بے بہا
چند نازنینان مہ جبین جوڑے پہنے ہوے پچکاریان ہاتھ مین رنگ رلیان ہو تی ہوئین پچکاریان چلتی ہوئین
کسی کے سینے پر پڑی آب ردان کا دوپٹہ تر ہو گیا کسی نے کسی کی ساری پر رنگ پھینکا آدھی ساری

تب ہولی دوسری نے گنگنا کے تان لگائی **نغمہ**

پھول انکی ہنسی مین جھڑتے ہین	نظر آتی ہی کیا سخن مین بہار	بلبلو آگئی چمن مین بہار	لائی! وہ عباد وطن مین بہار
رنگیا صاف غنچہ سوسن	ای مسیحی نے عجب دہن مین بہار	یہ تو گلشن ہی یا در کم گلچین	جاے وہ گل تو آئے بن مین بہار
رخ چمکتا ہی شکل آئینہ	ہی عجب زلف پرشکن مین بہار	چشم بد دور سبزہ خط سے	تازہ تر ہی چہ ذقن مین بہار
		شجر شمع سے گرے یہ گل	شب کو رعنا ہی لگن مین بہار

ان اشعار نے وہ رنگ جمایا ہی دونون ہنگام بھولے ہوئے اپنی حقیقت کو بھولے ہوئے مغرور شکر ہی ذکر
کر رہے ہین کہ **کوکب** کو ہمنے قید کر لیا ہی مگر مسلمانون کو کیا محبت ہی دیکھو کیا قیامت ہو **سرشار** نے شکست کھائی
مسلمانون کی کیا بن آئی وزیرون کی جانب متوجہ ہوے کہا کیون ای وزیران اعظم وای دستوران معظم دیکھو تو
اس تیغہ **سحر کش** نے کیا قیامت برپا کی ہی **سرشار** ایسا ساحر کیسا بدحواس ہی زخمدار و بیقرار اپنی جان سے
بیزار لشکر مین بھاگو بھاگو کی پکار رہا بدولت تشریف لائے اسکو خبر بھی نہین پکارو کہ ای **سرشار** جادو وای
زینت پہلوے **سامری** اسقدر نہ گھبراؤ ہم براے سرپرستی خود موجود ہین اگر خود **سامری** و**جمشید** قہر سے
اٹھکر آئین تو ہمارے سحر سے مہلت نہ پائین ہم وہ ساحران نامدار ہین کہ **نور افشان** ایسے طلسم پر قبضہ کیا
سامری و**جمشید** نے جنبش ہماری دعا سے تلی **کوکب** نے شکست کھائی ہمنے پناہ نہ دی اب جو یہ لوگ ارادہ
طلسم کشائی کا کرکے آئے ہین ہم بہت گھبراتے ہین وزیرون نے **سرشار** کو پکارا **سرشار** نے نگاہ اٹھا کے اپنے
بادشاہون کو دیکھا خوش ہوگئے گھبراہٹ موقوف ہوئی کہا کہ ای شاہان طلسم **نور افشان** دو پہر ہوجاتے
گذرے ہین مسلمان پیچھا نہین چھوڑتے ہین **قاسم** کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اُسکے ہاتھ مین تیغہ **سحر کش** کھنچا ہوا ہی
کون روکے کون ٹوکے یہ تیغہ برق مثال ہاتھ مین غصہ بات بات مین **سحر العجائب** نے کہا سحر **سامری**
کیون نہین کرتا ما بدولت کو سحر کرنے کی عادت نہین ہی کہ ہم سحر کرین ہمارے سحر کا بار کون اٹھا سکتا ہی
تم سحر **سامری** کرو تیغہ خود قبضے سے نکلجائیگا یہ کہنا تھا کہ **سرشار** مبہوت ہوگیا جھومنے لگا اپنی زبان کاٹی
خون ہاتھ مین لیا شاہون کو دکھلا کر طرف صحرا کے پھینکا جنگل سے ایک شیر صحرائی پیدا ہوا غرو کے مارتا ہوا
سامنے **سرشار** کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای **سرشار** کیا کہتا ہی **سرشار** نے کہا تیغہ **سحر کش**
قاسم کے پاس ہی اُسکے قبضے سے نکالدے شیر چیخین مارتا ہوا سامنے **قاسم** کے آیا **قاسم** نے نیزہ مارا نیزہ
ٹوٹ گیا تلوار کھینچی شیر نے جست کرکے چاہا طمانچہ مارے **قاسم** گھوڑے سے کود پڑا چاہا کہ شیر کو چیر ڈالو نا
شیر نے طمانچہ ہاتھ پر مارا تیغہ ہاتھ سے **قاسم** کے نکلگیا شیر منہ مین دابکر بھاگا **سرشار** نے آواز دی ای
شاہان طلسم دیکھیے شیر تیغہ لیے جاتا ہی **سحر العجائب** نے جھلا کر کہا او بدبخت گھمنڈ سے مین دعوی وزارت سحر
مین یہ حماقت تو نہین جانتا ہی کہ یہ شیر کہان جائیگا نہین معلوم اُس فقیر بے پیر کو تیغہ کیونکر ملگیا تھا کہ
اُسنے اس ظالم کو دیدیا اب یہ تیغہ گوشے مین طلسم کے رکھیگا یہ شیر ساختہ **سامری** ہی اسکے رگ وریشے
مین جرأت بھری ہی اب **قاسم** کو گرفتار کرکے اپنی شکست کا بدلا لے یہ کہنا تھا کہ **سرشار** پلٹا لشکر
قاسم پر جا پڑا اگر **متین** نے جو یہ معرکہ دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر عرض کی ای آقاے نامدار
شیر آکر تیغہ لیگیا ان بھیاؤن کے سحر کی تاثیر دیکھی ہنگامی کرکے کیسے مغرور ہوئے اب اپنا زور ڈالتے ہین
خود سحر نہ کیا اب جی چاہتا ہی کہ حضور کو لیکر نکلجاؤن کسی مقام پر چھپاؤن ان بھیاؤن سے مہلت نہ ملیگی
غلام بڑھکے لڑتا ہی مناسب ہو تو آپ بھی لڑتے بھڑتے نکلجائیے چلکے قلعے مین ٹھہریے لیکن اپنے کو

مخفی رکھیے کوئی نہ جانے کہ شاہزادہ کہان ہے کیون نظرون سے نہان ہے قاسم نے کہا اے متین تم محبت سے خیر خواہی کرتے ہو جری کے لیے بہت بعید ہے کہ لڑائی سے قدم ہٹائے معاذ اللہ قلعے مین جا کر بیٹھیے جو تمسے ہو سکے کرو ورنہ سامنے سے ہٹ جاؤ یہ کمر مین تیغہ طلسم افراسیابی موجود ہے یہی چلیگا جسکی موت ہے وہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا ورنہ ہم جان دینے پر موجود ہین متین بڑھا سرشار نے پکار کر آواز دی اے شاہان طلسم دیکھیے متین نے کیا نمک حرامی کی اب اسوقت تک قاسم کی طرف سے لڑنے آیا ہے سحر العجائب نے کہا اے سرشار کیا تو متین سے سحر مین کم ہے کیون مزاج برہم ہے بڑھکر سحر کر متین پر تو غالب آئیگا اگر اسکا سحر چلیگا ہم روک دینگے فوراً گرفتار کر لینگے سرشار بڑھا متین سے سحر چلنے لگا متین بھی جان دیکر لڑ رہا ہے جب دیکھا کہ میرا سحر سرشار پر غالب نہین ہوتا دونون پیر زمین پر مارے غرق زمین ہوا سرشار سب طرف دیکھنے لگا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی او سرشار کیون گھبرایا ہوشیار رہو وہ ہے سحر سامری کر رہا تھا کہ سرشار کا چہرہ سُرخ ہو گیا دستک دی جنگل سے وہین شیر پیدا ہوا قریب متین کے پہونچا متین نے سحر کیا اُس سحر کو شیر نے دہن مین لیلیا جو سحر متین کرتا ہے شیر روک رہا ہے سحر العجائب نے تخت سے اشارہ کیا متین لڑکھڑا کے گرا شیر نے دوڑ کر اُٹھا لیا پشت پر لاد کر لے بھاگا سحر العجائب نے دوسرا اشارہ کیا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و منصور باختری وغیرہ سب بیہوش ہو کے گرے ملازمان سرشار نے سب کو گرفتار کر لیا ایک اشارے مین سحر العجائب کے ہزارون نے گریبان پھاڑ ڈالے روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکلگئے سرشار نے حکم دیا قاسم و متین باغ ویران مین پہونچگئے تم ان نمک حرامون کو لیکر آؤ قاسم بھی مع سردارون کے باغ ویران مین جا کر قید ہوتے ہین حقیر انکا ذکر موقع پر تحریر کریگا ناظرین پر واضح ہو گا

دو ورقے داستان حالات آثار شاہزادہ ضیغم شیر شکار کے بیان ہوتے ہین ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب ایرج وغیرہ اول مین قید ہوئے تو سوسن گلعذار ضیغم شیر شکار کو پنجے مین دبا کر نکلگئی تھی اُسکا ذکر حقیر کو منظور ہے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی بادہ خوار / بلا ہجر کا ہونے لگا پھر شکار
قمر مہر مضمون ہے اوج پر / تسلط ہو نظم کی فوج پر
مرصع نگاران شیرین سخن / دکھانے لگے دم بدم بانکپن
ترے دور مین ساقی گلعذار / ہے میخانۂ دہر مین انتشار
بلاے شب ہجر ہے غم فضا / سیاہی ہے اس رات کی جان گزا
یہ بخت سیہ ہے کہ ظلمات ہے / اندھیری شب ہجر کی رات ہے
کہون لیلی محمل رنج و غم / کہ قیس حزین جیسے دنیا تھا دم
اندھیرے سے مرقد کے کیا دون مثال / سیہ بخت دشمن کرے قیل و قال
کہون داغ یا خال زنگی کہون / سپر کے مضامین سراسر لکھون
یہ ہے طول مین لف لیلاے شب / کھلا پیچ سے اسکے ایماے شب
کہین آئی گھڑیال کی گر صدا / تو عاشق کو اسدم یہ ثابت ہوا
یہ گھڑیال دیتا ہے ہر دم صدا / گھڑی عمر کی کٹ گئی ہر بلا
زمانے کے دیکھے نشیب و فراز / ہوا نیک و بد کا نہ کچھ امتیاز
جو ہین عاشقان فراست قرین / وہ پابند عشرت ہین اے ہمنشین
کہ وعدے پہ معشوق بھی آ گیا / دل غمزہ لطف پھر پا گیا
ستارون کی ثابت ہوئی روشنی / تو لیلاے عشرت دلھن بن گئی
مہیا ہوا چاندنی کا جو فرش / زمین فخر آگین ہوئی رشک عرش
شب عیش و عشرت کے سامان ہوئے / کہ معشوق و عاشق غزلخوان ہوئے
نہال تمنا ہوا بارور / تو پہلو مین معشوق ہے سیمبر
ہوا عندلیب گلستان کو رشک / بہے چشم نرگس سے شبنم کے اشک

ہوئی محفل گل میں ہمدم بہار
جو نازان گلشن مرصع نگار
ہوئی وصل کی شب جو عشرت فزا
مبارک سلامت کی یان دھوم ہی

کہ آئی چمن میں دوبارہ بہار
کہ گلزار میں اب ہی فصل بہار
تو بلبل نے خوش ہو کے مژدہ دیا
خبر جشن کی سب کو معلوم ہی

دیا عندلیبون نے عشرت کو دل
نہالان گلشن نکھرنے لگے
سلامت رہین نوجوانان باغ

کہ بلبل کے پہلو میں کھلنے لگے پھول
کہ سینے گلون کے ابھرنے لگے
جلائے ہر لالے نے گل کے چراغ

چہرہ پہلوانان شیر شکار و رستم دلان میدان کارزار

اس داستان جلالت نشان کو اس طرح تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** راقمان کلام جرأت خیز + اشہب کلک راکنند مہمیز + ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین حقیر نے تحریر کیا ہی کہ جب ایرج و مہران جوان بخت و شاہزادہ **سرو سہی قد** کو سحر العجائب و مصر الغرائب نے لیجا کر قید کیا ملکہ **سوسن گلعذار** عاشق جمال بیمثال ضیغم شیر شکار نے بعجیل تمام ضیغم کو بغچے مین دبا کرلے نکل گئی کسی نے اسکو نہین دیکھا خائف و ترسان نوبت بجائی و کار دباستخوان یہی خیال کہ کہان جاؤن ایسا نہ ہو کوئی میرا پیچھا کرے یہ دونون بیجا بلا کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین جب تو یکایک اتنا بڑا کام کر گذرے کہ پرائے طلسم پر قبضہ کر لیا یہ سوچتی ہوئی صحرا مین کسی کا باغ تھا اسمین آکر پہونچی ضیغم کو ہوشیار کیا ضیغم کی جو آنکھ کھلی سوسن گلعذار کو اپنے پاس پایا نہ لشکر نہ فوج نہ وہ اوج و موج نہ رفیق نہ شفیق حیران ہو کر فرمایا کہ کیون ملکہ عالم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی سوسن نے کہا کیا عرض کرون فلک نے گردش دکھائی مین آپ کو لیکر نکل آئی شاہزادہ مہران جوان بخت و سرو سہی قد و ایرج نوجوان جملہ سرداران نامی کو شاہان طلسم گرفتار کر لیگئے نہین معلوم کہ انپر کیا گذری یہ سنا تھا کہ ضیغم تیغہ ٹیکر اٹھا کہا ای ملکہ عالم زندگی بیکار ہوئی جب یاران ہمدم و دوستان مکرم سے چھوٹے اور وہ گرفتار دام مصیبت ہوئے لطف زندگی کا کیا کوئی مزہ باقی رہا اسی طرح لڑتے ہوئے تا بہ طلسم **نور افشان** پہونچین یا راہ مین مارے جائین کیسے وہ بیچارے گھبراتے ہونگے اگر ہماری آمد کی خبر پائینگے نہال ہو جائینگے اگر ہم نہ پہونچے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے ہمارا رفیق شفیق نہ آیا علاوہ ازین اگر لشکر **صاحبقران** مین ہمارا گذر ہو اقبلہ و کعبہ جوان حجازی شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن کرب **غازی** ہماری شکل نہ دیکھینگے فرمائینگے او بدنصیب تو نے اپنی جان کا پاس کیا اپنے بادشاہ کو نہ چھڑایا سوسن نے کہا ای شہریار برائے خدا جلدی نہ کیجیے یہ کنیز بے تمیز اسی واسطے لیکر آپ کو بھاگی ہی کہ آپ کو خروج کراؤن تا بہ طلسم **نور افشان** لیچلون مگر فکر شرط ہی اب مین بنا بگاڑ بناؤنگی اگر آپ میرے حکم کے خلاف کرینگے کنیز اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگی ضیغم خاموش ہو رہے اسد کے بیٹے ہین دل مین سوچے کہ جب یہ سوئے تکلیو **سوسن** جو تیور کو دیکھتی ہی خیال کچھ اور ہی ہاتھ باندھ کے قدمون پر گری کہا ای شہریار برائے خدا میرے کہنے کے خلاف نہ کیجیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا مقدمۂ طلسم ہی ہزار طرح کی بلائین ہین پھر میرے کیے کچھ نہ بن پڑیگا ضیغم نے کچھ جواب نہ دیا **سوسن** نے کچھ پھل وغیرہ اس باغ سے ممکن ہیبے حضیغم کے ساتھ نوش فرمائے ضیغم نے کہا ملکہ آرام کرو **سوسن** تھکی ماندی تھی لیٹتے ہی سو گئی ضیغم نے اٹھکر ہتھیار لگائے اکیلے باغ سے نکلے جدھر ویرانہ تھا اُسی طرف چلے ایک نخل کے سایہ مین جا کر ٹھہرے دیکھا ایک طرف ایک لشکر اُترا ہی ضیغم ایک غریب کی شکل بنکر اُس لشکر مین آئے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے کہا شاہزادہ **مہران** تاجدار ہمارا بادشاہ ہی کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہی کچھ اور بھی کام درپیش ہی ضیغم چپ ہو رہے جب سنا دربار آراستہ ہی دروازے پر پہونچے درگہ سلام

سلام کیا کہا شاہ سے عرض کرو کہ ایک شخص مسافر سپاہی وضع براے نوکری حاضر ہی امیدوار ہی کہ دربار مین باریابی ملے ہم بھی نمکخوارون مین منسوب ہون درگہ سالار صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا جاکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک جوان لاثانی صورت مین یوسف ثانی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مہران تاجدار نے حکم دیا ضیغم اندر آئے بادشاہ کو سلام کیا کرسی ملی سلام کرکے بیٹھے مہران تاجدار نے بہت پسند کیا حیران جمال محو دیدار ہوگیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی ضیغم نے کہا بندہ کو حسین تیغ‌زن کہتے ہین ایک تاجر کا ملازم تھا قزاقون نے شبخون مارا مالک مارا گیا مین ادھر نکل آیا آپ کا لشکر دیکھکر ہوس ہوئی کہ چندے خدمت مین رہون مہران تاجدار نے کہا مین نے اپنے رفقا مین آپ کو منسوب کیا بعنایت لات و منات اور مرتبہ بڑھا ئینگے ضیغم نے اُٹھکر سلام کیا مہران تاجدار بہت خوش ہوا خلعت بھی دیا سلاح بھی دیے اب ضیغم بیاوین آکر بیٹھے باتین ہونے لگین ضیغم نے کہا مین آپ کو حیران و پریشان پاتا ہون اتنا جو ضیغم نے کہا مہران تاجدار بہت رویا کہا ای حسین تیغ‌زن عجب بات تمنے پوچھی کیا جواب دین اگر کہتے ہین راز کھلتا ہی خاموش رہنے سے کلیجہ جلتا ہی بقول میان نور نظم

جان دیتا ہو نہ ملتا ہت بربادی سے
رنگ دونا ہو مراک پھول کا شادابی سے
وقت گلگشت جو عکس رُخ پر نور پڑے
چونک پڑتا ہون شب ہجر مین بر خوابی سے
بے طلب سیکڑون مین ہمسرون کو بیٹا
دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے
تا لب بام ضیاے رُخ جانان جو گئی
جھانکتا ہی کوئی مہر و مجھے مہتابی سے
یاد ای نور جو اُس ابر کرم کی آئی

نور مجبور ہون اس دل کی مین بیتابی سے
لب نازک پہ وہ لا کھے کو جما کر بولے
رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
اور مُحکر سوؤ جو شبنم کا دوپٹہ شب کو
ہاتھ ملتا ہون فقط زرگی مین نایابی سے
شب مہتاب مین وہ مہ جو چڑھے کوٹھے پر
روشنی مہر کی پیدا ہوئی مہتابی سے
پوچھتے کیا ہو سحر کی ہی تڑپکر مین نے
برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

پوچھکر رُخ کا پسینہ جو چمن مین جھڑکو
رنگ بڑھکر نہین ہوتا کوئی عنابی سے
درد دل کے جو ٹھہرنے ذرا لگتی ہی آنکھ
چادر ماہ کو نسبت ہو شبخوابی سے
شب کو اُس ماہ نے آنے مین توقف جو کیا
نور خورشید چمکنے لگے مہتابی سے
شام سے ہی مرے گھر مین جو سحر کا عالم
آگیا منھ کو کلیجہ مرا بیتابی سے

ضیغم گھبرا گئے کہا ای شہریار مین بالکل نہین سمجھا اس کوچے سے نا بلد ہون فرمایا کہ ای شیر بیشۂ جرأت و ای رستم میدان اجلالت اب لبون پر دم ہی مزاج برہم ہی دل گھبراتا ہی آپ باتین کرتے ہین بقول سودا کیا کہکے دل کو بہلاؤن نظم

زد شعلہ بر دل از نفس سرد داغ ما
خواہیم بہرنان چو شود گرم ادجاغ ما
چون لالہ از درون برون پر زداغ
شرمندہ ورد نسیم برون شد زباغ ما
تا گر شویم یا شود او گنگ تا کجا
رو کرد و چغد ہم نہ پرد سوے راغ ما

روشن شود زباد سحر گر چراغ ما
از رہبری عشق بجاے رسیدہ ایم
طاقت کرا کہ تا لب آرد ایاغ ما
از تیرگی اختر ما رزد آفتاب
سازد بہرزہ گوئی ناصح دماغ ما
شاکی ز تنگدستی خود در جہانیم

آتش نشان بسنگ وہد آسیاے چرخ
صد خضر گم شود بتلاش سراغ ما
از اختلاط او دل یک غنچہ وا نشد
شہباز خائف ست ز چنگ کلاغ ما
آید بپیش ما کہ ز معمورۂ جہان
سودا نصیب شہرۂ باشد فراغ ما

ان اشعار نے ضیغم کو اور زیادہ پریشان کیا اور یہ کہا کہ اور کسی وقت عرض کرونگا اس وقت تو پوچھے دل کو اور زیادہ پریشانی ہوتی ہی ضیغم خاموش ہو رہا چونکہ صحرا مین خیمہ استادہ ہی بہر دن رہے حکم ہوا پشت خیمے پر کرسیان بچھا دو ہم شکار کھیلینگے پشت خیمے پر کرسیان بچھ گئین مہران تاجدار

اُڑ بیٹھا بلبلیوں نے جھاڑی جھنڈی سے طائر اُڑا کر سامنے کیے شکار ہونے لگا ضیغم بھی کبھی کبھی تیر پھینکدیتے مگر کبھی طائر شکار ہوا کبھی تیر خالی گیا کہ صحرا سے ایک آہو کو دیکھا بھاگکر نکلا پشت پر اُسکے شیر صحرائی دوڑ دھکم مارتا ہوا آہو تو بھاگ کر نکلگیا شیر کو جو شکار نہ ملا جھلایا ہوا آدمیون کی طرف آیا لوگ بھاگنے لگے ایک نہ شکاری کو شیر نے طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا سب مصاحب بھاگے مہران تاجدار نے دیکھا کہ سب بُرا سے نے رفیق شفیق بھاگ گئے مگر جوان تو ملازم اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہے شیر طرف مہران کے چلا مہران کے منھ سے نکلا ای حسین تیغزن بچانا شیر آپہونچا اب کون صورت ہے جان بچنے کی اتنا جو مہران نے کہا حسین اُٹھا شیر کو للکارا کہ او سگِ صحرائی ادھر کہان جاتا ہے شیر طرف اُسکے پلٹا اپنی طرف اُسکو متوجہ کرکے مہران سے کہا کہ حضور ہٹجائیے مہران تاجدار پشت پر حسین کے آیا شیر نے حسین پر حملہ کیا حسین نے اپنے کو بچا کر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر چٹخگیا مہران دوڑ کر لپٹگیا اور کہا کہ ای حسین کیا کہنا تُنے تو مجھپر بڑا احسان کیا جان بخشی کی مصاحبان بلبل دودھ کے نوکر ہین سب مصاحب بھاگ گئے مگر تُنے اسوقت کارِ نمایان کیا اپنی جان دی ہوتی اب مصاحب بھی سب آگئے کوئی کہتا ہے مین تلوار لینے گیا تھا کوئی کہتا ہے حضور مین بندوق بھر رہا تھا کوئی صاحب فرماتے ہین حضور شیر لاٹھی سے مارا جاتا ہے مین لٹھ لینے گیا تھا مہران نے کہا صاحبو صاف تو یہ ہے کہ اگر حسین تیغزن نہ ہوتے تو ہمین کوئی زندہ نہ پاتا وہ خاص جست کرکے میرے اوپر آیا تھا اس شیر نے اُسکو تو کا اپنی جانب متوجہ کرلیا کس جرأت و شوکت سے مارا ہے اصلی غرض بھی اس شیر سے ضرور بیان کرونگا کیا تعجب ہے کہ میری وہ غرض بھی پوری ہو ضیغم نے کہا مین تو جسوقت سے حاضر ہوا ہون یہی پوچھ رہا ہون کہ احوال انتشار مفصل فرمایئے مین اپنی جان لگا دونگا آپ کے حل مطلب مین سیر دی کرونگا مہران تاجدار نے ضیغم کا ہاتھ پکڑلیا اپنی بارگاہ مین لیکر آیا کہا ای شہریار کیا بیان کرون نظم

غبارِ راہ ہو کر چشمِ مردم مین بھی جل پایا
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا
نظر آتے ہین خالِ عنبرین گردِ لبِ لعلین
کر پڑا جیسے مغلس نے کہین گھاٹ آکے کھل پایا
شکستہ دل نہوا انسان عوضِ ہر شی کا ملتا ہے
دلِ عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تُنے پھل پایا
تعصب ہر منزلِ ہستی مین آسایش طلب ہونا
زیادہ تر مزاجِ یار سے زلفون مین بل پایا

نہالِ خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا
کشاکش دم کی مارِ آستین کا کام کرتی ہے
سیاہ رنگ نے شہرِ بدخشان مین عمل پایا
غمِ فرقت سے عمرِ رفتہ گذری بیقراری مین
سوا فرزند اگر تو داغِ دل نعم البدل پایا
رعونت کونسی شی پر ہے ان عزلت گزینون کو
ہجومِ خواب سے رہرو نے ہے آخر خلل پایا
ہمیشہ جوشِ گریہ سے رہا پانی مین ای آتش

برنگِ شمع ہم دل سوختون نے بزمِ عالم مین
دلِ بیتاب کو پہلو مین اک گرگِ بغل پایا
گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین ہمنے گل کھلایا
تری امداد سے آرام ہمنے ای اجل پایا
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمراہ رقیبون کے
حصیر کہنہ دیکھا دخت خشک و پائے شل پایا
حرارت ہوتی ہے سر دار سے افزون سیاہی مین
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

ای جان بخش کس زبان سے اپنا حال کہون ملک میرا پاک و صاف نہ جھگڑا نہ لڑائی بزرگون کے وقت مین کچھ لوگ بگڑے تھے بزرگون نے اُنکو زیر کیا آنکھ بیر عیش و عشرت کبھی رنج و غم کا نام نہ آتا تھا ایک دن مین دربار مین بیٹھا تھا ایک تاجر آیا مین نے سودا خرید ایک صندوقچہ مقفل بیچ کر چلا گیا مہینون میز پر رکھا رہا ایک دن جو شامت آئی اُس راز سربستہ کو کھولا کیا عرض کرون ایک تصویر دلپذیر نکلی کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا کمرے مین بیہوش ہو کر گرا عرصہ دراز تک بیہوش پڑا رہا جب خادمون کو خیال آیا

اُنھون نے آ کے بیدار کیا کلام کرنے کی طاقت نہ تھی ولولۂ جنون جوش مین فرق ہوش مین تصویر سے باتین کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا یہ کیا سودا تھا کوئی کہتا تھا جن کا سایہ ہی کوئی کہتا تھا پری کا گذر ہوا دل ہمارے شاد کا زیر و زبر ہوا کوئی دیوانہ کہتا تھا آخر شیرون نے پوچھا مین نے تصویر دکھا کر کہا شعر ۔ است

کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ جسنے تصویر کو دیکھا عجب اُسکا نقشہ ہوا کوئی کہتا تھا بہشت کے حور کی تصویر ہی کوئی کہتا ہی تصویر خیالی عاشق مزاجون کے دیوانہ کرنے کو یہ تصویر نکالی بگر مشیر و وزیر اسی جستجو مین رہے آخر دریافت ہوا کہ شاہنشاہ نیرنگ گلگون پوش بادشاہ قلعہ گلگون پوشان یہ اُسکی دختر بلند اختر ہی نامہ دیگر ایلچی روانہ کیا اُس مغرور نے جواب دیا جو مجکو زیر کرے وہ میری بیٹی کے ساتھ منسوب ہو ای شہریار اُسی جوش جنون مین گیا جا کر اُس سے مقابلہ کیا آخر اُس سے زیر ہوا اچھائی پر اُسنے چڑھکر کہا میرا طریقہ یہ ہی کہ جسکو زیر کیا اُسکو قتل کر ڈالا مگر سن پر تیرے رحم آتا ہی خبردار اب اس طرف نہ آنا ای جان بخش مجبور ہو کر سخت جان بےغیرت چلا آیا جوش جنون مین آج تک گھر نہین گیا اسی جنگل مین اوقات بسر کرتا ہون صاف تو یہ ہی کہ نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ جنگل مقام راحت ہی گھر بار چھوٹا فلک کج رفتار سے لوٹا نظم

اور کبھی دیکھکر سوئے افلاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجیے
شام سے صبح صبح سے تا شام
موت بھی ہو گئی خفا مجھسے

کہتا ہون سر پہ لیتے ڈالے خاک
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی
کون ہی کس سے حال دل کہیے
گیسو و رخ کی یاد سے ہی کام
کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے

جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
چار پائے پلنگ کے مجکو
رات دن شغل آہ و زاری ہی
آہ سے درد دل مین ہوتا ہی

قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہین
میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چار پائے درندہ ہین اب تو
چشم تر صرف اشکباری ہی
مجھپہ میرا عدو بھی روتا ہی

اس رنگ سے مہران تاجدار نے سامنے ضیغم کے رو رو کر بیان کیا ضیغم کا دل ہلگیا کہا ای شہریار آپ چلیے ہم اُس سے مقابلہ کرینگے مشکین باندھ لا کر بھی خدمت مین حاضر کر دینگے مہران نے کہا ای جان بخش وہ ایسا نہین ہی فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے کوئی اُسکے سامنے جا نہین سکتا کل فنون سپاہگری مین اُسکو کمال حاصل ہی ضیغم نے کہا آپ ان باتون کا خیال نہ فرمائیے تخت پر سوار ہو جیے ورنہ مین یکہ و تنہا چلا جاؤنگا مقابلہ اُس سے ضرور کرونگا مہران لاچار ہوا لشکر تیار کیا طرف نیرنگ گلگون پوش کے چلے نیرنگ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے اسکو خبر دی مہران تاجدار جو آپ سے زیر ہوا تھا ایک جوان حسین کو اپنے ساتھ لیکر آتا ہی اُس جوان نے وعدہ کر لیا ہی کہ مین مقابلہ کرونگا لشکر اُسکا آتا ہی کل آپ کے مقابلے مین آجائیگا یہ سنکر نیرنگ نے قرناکرائی تخت پر سوار ہوا فوج کو لیکر بیرون قلعہ آیا لشکر کو اُتار رہا تھا کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک طفل شاید کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہو گا آگے بڑھا ہوا پایۂ تخت مہران پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر بارہ ہزار جوان بارگاہین لدی ہوئین سامنے آ اُترے نیرنگ کو اپنے زور کا غرور عقل و شعور سے دور فوراً طبل جنگی بجوا دیا یہان ضیغم نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نیرنگ گینڈے کو بڑھا کر آیا سلح شوری دکھا کر آواز دی ای مہران مین نے بڑی خطا کی کہ تجکو زندہ چھوڑ دیا وہ تیرا معین و مددگار کون ہی سامنے آوے تو حال معلوم ہو جائے ضیغم نے مرکب نکالا مہران کو ضیغم سے قلبی محبت ہی ہر وقت

ہی کہا کرتا ہی کہ یہ جوان میرا جان بخش ہوا نے میری۔ ان جوانی جب ضیغم رخصت ہونے لگے تو مہران نے ہاتھ باندھکر کہا ای جوان مین تیرا ممنون و مشکور ہون مین تو تارک سلطنت ہوا تو چلئے سلطنت کر مجکو ایک پارچہ نان پہونچا دینا مین تارک لذت دنیا ہوا ضیغم نے کہا کہ آپ ایسے کلمات نہ فرمایئے مجکو ملال ہوتا ای مہران نے سر جھکا لیا کہا آپ کو خداوند لات و منات کے سپرد کیا ضیغم سے ضبط نہ ہوسکا کہا آپنے کیا سمجھکے لات و منات کی پرستش کی پتھر کے پتلے کی پوجا کرنا وحدہ لا شریک ہی یہی اعتقاد رکھیے تو لات و منات پر لعنت بھیجیے مذہب خالق حقیقی مالک تحقیقی کا قبول فرمایئے اُس سے دعا کیجیے کہ پروردگار مجکو اس غرور پر غالب کرے حقیقت مین بڑا تن و توش ہی بادہ نخوت سے مدہوش ہی مہران نے کہا ای شہریار مفصل اپنا نام نامی فرمایئے آپ کا حسب و نسب کیا ہی ضیغم نے کہا مین صاحبقران کا نواسہ ہون ہوشربا مین پیدا ہوا دختر افراسیاب میری والدہ حیدر دین خدا معاون کس خیال مین نکلا آپ تک کیونکر پہونچا یہ قصہ طول و طویل ہی پھر کسی وقت عرض کرونگا اب آپ کلمہ پڑھیے تو مین مقابلے مین جاؤن جہالت دین اسلام دکھاؤن حقیقت مین اگر وہ مجبور کر پڑے دبجاؤن مگر دیکھیے تو جار کیا کرتا ہون مہران نے کلمہ پڑھا ضیغم کو رخصت کی ضیغم چلا مرکب اُڑتا ہوا اڑا سے بھرتا ہوا مثل باد کے نشان نقش پا کنہ جاتے ہوئے رکب کو اپنی پشت پہ اٹھائے ہوئے

وہ چہرہ مرکب چو برق یا باد
زمین کوش زمی کا گل
تیز گام سے زریق چابک تر
خوش خرام سے زآب نازک تر
طرفہ دیوانہ و پری زاد سے
دشتہ بید و دستہ سنبل

چہرہ آفتاب عالمتاب تیور بگڑے ہوئے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا اس کر و فر سے مقابلے مین نیرنگ کے پہونچے نیرنگ کی نگاہ پڑی جمال دیکھکر دنگ ہوگیا گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ضیغم نے کہا تجھے ہمارے حسب و نسب سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے سوال و جواب ہو نیرنگ نے کہا مجھے ای جوان تیرے حال پر رحم آتا ہی کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے دیکھلو سامنے کھڑے ہین یہ سب میرے زیر کیے ہوئے ہین تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی بار میری تلوار کا نہ اُٹھیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی ضیغم نے کہا بس غرور کی باتین نہ کر نیزہ یا تلوار اُٹھا نیرنگ نے کہا ای جوان میرا دل نہین چاہتا کہ تیرے اوپر تلوار کھینچون جب ضیغم نے بہت کہا تب نیرنگ نے نیزہ مارا ضیغم لڑنے لگے ایک مقام پر ضیغم نے نیزہ تولا چاہا سینے پر نیرنگ کے مارون نیرنگ نے سینے کو بچایا ضیغم نے گینڈے کی آنکھ مین نیزہ مار دیا دیر تہ ہاتھ نیزہ گینڈے کی آنکھ مین اُتر گیا ضیغم نے نیزہ چھوڑ دیا گینڈے نے چرخ مارا طرارہ بھرا نیرنگ گرا ضیغم نے دوسرے ہاتھ مارا نیرنگ نے چاہا بچون مگر ضیغم پر بس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ نیرنگ زخمون مین چور چور ہو کر بھاگا ساتھ والون کو آواز دی ارے یارو دوڑو اس جوان نے مجکو بیکار کر دیا زخمون میں چور چور ہون اب نہ بچاؤگے تو یہ مار لیگا ساری فوج دوڑ پڑی دونون لشکر ملگئے ضیغم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ضیغم منم ضیغم نوجوان شیر دل گرز و گستہ سہراب و رستم خجل جس غول پر جاکے گرا جس بڑے پہلوان کو دیکھا قریب اُسکے لڑتا ہوا پہونچا جیسے ہی وہ پہلوان سامنے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون ہی وہ پلٹا اُسکے گلو گاہ پہ ہاتھ مارا سر اُسکا کٹکر گرا تا تک کے افسرون کو مارا آخر نیرنگ نہ ٹھہر سکا وزیرون نے بھی یہی صلاح کی اس جوان کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا قلعے مین بھاگ چلو آخر سب بھاگ کر قلعہ بند ہوئے خندق کو بھر آب کیا پل تختہ اُٹھا لیا

توپ فیر کی کئی سو آدمی ضیغم کے اُڑ گئے ضیغم نے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا چاہا قلعے پر جا پڑون مہران
تو عاشق ہو گیا دوڑ کر رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار بس مارنے سے بھاگنا بہتر اب وہ جا کر قلعہ بند ہوئے
کچھ سوال و جواب آئیگا قلعے کو گھیر لیجیے ضیغم ہاتھ ملتے تھے مہران نے کہا مین نہ جانے دونگا اپنا سر کاٹ
کے قدمون پر ڈالدونگا قدمون پر نثار ہو جاؤنگا حضور کی وجہ سے میری آبرو بڑھی اتنا بڑا بجیا
دیو خصال مریخ مثال یون نوک دم بھاگا غل مچاتا تھا ضیغم نے ہنسکر کہا اُسکی موت نہ تھی ورنہ سر کاٹ لیتا
اور کسی طور سے مارا جائیگا یہ کہکے قلعہ گھیر لیا مورچے درست ہو گئے آب و دانہ بند کیا مگر شیر نگ جو بھاگ کر
قلعے مین آیا زخمون مین چور چور سب سرداران کو جمع کیا زخم وزی ہوئی کہا کیون یار دیکھا یہ جوان
تو بلاے روزگار ہی میری جان بچگئی مگر آب و آذوقہ جمع نہین کیا ایک ہفتے کے بعد ایک ایک نان کے
ٹکڑے پر ہر شخص اپنی جان دیگا قلعے مین زراعت نہین ہوتی ہی مین وہ تدبیر کرون کہ دم بھر مین فیصلہ
ہو جاے ایک اُنمین سے نہ بچے سب نے کہا حضور وہ کیا تدبیر ہی کہا یہانسے بارہ کوس پر قلعہ ہے
قلعہ سہمناک اُسکا لقب ہی ملکہ سہمناک جادو وہانکی حاکم ہی مجھسے اور اُس سے مدت سے آشنائی ہی
مین ہمیشہ قلعے پر جاتا ہون دو دو دن وہان رہتا ہون وہ بڑی خاطر کرتی ہی مگر پہلو مین جو قلعہ ہی قلعۂ
خارستان اُسکا نام ہی مغیلان جادو سہمناک کا باپ اُس قلعے کا حاکم ہی یہ ڈر رہتا ہی کہ
ایسا نہو کبھی وہ آجاے تو مفت مین باپ بیٹی سے فساد پڑے ظاہر کرکے وہ نہین آسکتی ہی اُسکو نامہ
لکھتا ہون اگر وہ گھڑی بھر کو چلی آئے طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دے سب نے کہا یہ بہت اچھی
بات ہی جلد نامہ روانہ کیجیے اُسی وقت شیر نگ نے نامہ لکھا یہ بھی لکھدیا کہ ہمنے شکست کھائی نبیرۂ حمزہ
نے ہمکو آکر گھیرا ہی آب و دانہ رُک گیا ای جان جہان و ای سرتاج حسینان اگر اس ہفتے کے اندر ہماری
خبر لو فبہا ورنہ دیدار ما و شما بہ قیامت افتاد قاصد تیز رو کو یہ نامہ دیا قاصد نامہ لیکر چلا اب دو کلمہ
داستان سوختۂ آتش دوری و افروختۂ نار مہجوری گزارش ہوتے ہین کہ ملکہ سوسن گلعذار اُس
باغ ویران مین جو سو کر اُٹھین ضیغم کو اپنے پاس نہ پایا گھبرا گئین سارے باغ مین اُس گل کو تلاش کیا
کہین اُس پھول کی بو نہ پائی چہار طرف پکارتی ہی کبھی کہتی ہی **نظم**

پھیرو نکو نہ اے دل ہی جہان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گل کو چھوڑ دیا

وہ دل مین رہتے ہین پر درد سے کام کیا
کہین کچھ خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

مین ہاون بے سرو پا کسطرح وہان کی خبر
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہی کہ اے
شیر بیشۂ جرات و اے رنگ و بوے گل حدیقۂ مودت میری آنکھون سے کیون نہان ہوا ای سوسن
کہان ڈھونڈھون اُس شیر کا حال کس سے پوچھون افسوس کی بات ہی میری غربت کا خیال نہ کیا **نظم**

شدم ز دست و دل دلربائی آید
ہنوز بر سرم آن بیوفائی آید
تمام عمر بکنعانم از جدائی رفت
بگوش من سخن مدعائی آید
بعزم کعبۂ جانان سفر کن ای مفتی

اسیر دردم د تیر بلا نمی آید
شدم ز کوی محبت ز خویش بیگانہ
ز سوے مصر نسیم و صبائی آید
کشادہ نافۂ زلف تو تا گرہ از زلف
کہ مفلس از در شاہان گدائی آید

نقود روشنی دیدہ صرف دل کردم
بگوے من سخن آشنائی آید
ز دم دفا تر ایام را بسیہ برہم
نسیم صبح ز سوے خطائی آید

اسقدر بیقرار ہو کر مثل عندلیب بینوا
نالہ و زاری ہی کبھی کہتی ہی کہ کونسا وقت تھا کہ جو مین اس ظالم و جاہل مزاج پر عاشق ہوئی یہ نہ سوچا

کہ جیسے وطن چھوٹا گھر بار سے آوارہ ہوے یہ انجام نہ سمجھے تھے نظم

چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
کثرتِ شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
نکہتِ گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
تنگدستی سے زمانے مین یہ یاری روان
آئینہ رو نے سبب مجھے قتل کیا پیار کی راہ
پیارے کہتے ہین انکو جو سمجھا عاشق
سادہ دل سے ہی الٹی ترے رخسار کی راہ
حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
کھوٹی ہوتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ
پیشتر سب سے کیا طالع جہنے بیدار
یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ
لب بام تکے جو دیدار کرے عام و شیخ
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ
زلف مشکین کے جو سودے مین ہی دل گھبراتا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی

ہی نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
ہو سکے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ
نہین مجھسا کوئی دنیا مین سکندر طالع
ایک ہو جاوے ابھی کافر و دیندار کی راہ
دیکھکر صورتِ احباب کو پھر جاتا ہی
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے ناتار کی راہ
کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نکرو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

اس طرح بلکتی پھرتی ہی کہین نقاہت سے منہ کے بھل گرتی ہی درختون سے سر ٹکرا رہی ہی مثل قمری طوق محبت بگلو کو چلا رہی ہی آخر لاچار ہو کر دروازے پر باغ کے ٹھہری یہی خیال آیا کہ چلکر اُس ظالم کو تلاش کرین شاید کہین وہ بیوفا ملجاے شاید ہمارے حال زار پر رحم آئے یہان چیخنے پیٹنے سے کیا فائدہ بقول شاعر شعر کوئی سنتا نہین فریاد بلبل + عجب بیدرد باغبان ہی + ہماری اس بیقراری کا کون دیکھنے والا ہی جان دینے سے کیا فائدہ چلکے تلاش کرین شاید نصیب رہبری کرے یہ سوچکر ایک طاؤس زرین بال تیار کیا اُسپر سوار ہوئی تلاش کرتی ہوئی چلی مگر نیرنگ نے جو نامہ سہمناک کو لکھا تھا سہمناک بیباک اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ نامہ دار نے آکر خط دیا نامے کو پڑھکر بہت جھلائی نامہ دار سے کہا تم چلو ہم آتے ہین نامہ دار تو گیا سہمناک تیاری کرنے لگی خیال مین ہی کہ دو چار سحر ایسے تیار کرکے لیجاؤن کہ دشمنون کو دیوانہ کردون تنکے چنتے پھرین میرے دست محب دائم کوستا ہا کچھ میرا خوف بھی نہ آیا دیکھو کیسا بدلا لیتی ہون تخت پر بیٹھی ہی اسباب سحر جمع کر رہی ہی قضائے کار مغیلان جادو باپ اسکا اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال مین گذرا کہ چلکر بیٹی کو دیکھ آؤن یہ سوچکے یکہ و تنہا چلا آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا ہی سہمناک بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی سہمناک دیکھنے لگی باپ کو دیکھا چلا آتا ہی گھبرا کے اُٹھی اسباب سحر نہ ہٹا سکی مغیلان زمین پر آیا بیٹی کو گلے لگایا اسباب سحر کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون بی بی یہ سحر کسلیے تیار ہوتا ہی کیا کسی سے لڑائی ہی کسی ساحر کے آنے کی خبر پائی ہی سہمناک گھبرا گئی پریشانی مین منہ سے یہ نکلا حضور دل گھبراتا تھا مین نے کہا لاؤ سحر تیار کردون ایسا نہ ہو کہ یہ سحر جو قبضے مین آ گئے ہین بھولجاؤن مغیلان جادو کو شک ہوا مگر خاموش ہو رہا تھوڑی دیر بیٹھکر چلا گیا بیرون قلعہ جاکر ایک نخل پر پتون کی آڑ پکڑکر بیٹھا سہمناک بعد تھوڑی دیر کے ایک مار سیاہ پر سوار ہوکے چلی جب قلعے سے باہر نکلی مغیلان نے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ یہ کہان جاتی ہی عقب مین اسکے چلا یہان ضیغم نے دو دن سمجھایا ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ ای نیرنگ اسی مین بہتر ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی کردے یہ بھی شاہزادہ ہی یہ ملعون سنکر جواب دیتا تھا کہ کیون گھبراتے ہو تمھارا سر کوب آتا ہوگا ضیغم حیران ہین کہ اسنے کسی کو نامہ لکھا ہی اُسی کا یہ مشتاق ہی

مین آج قلعہ فتح کرلون یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سپہ کو یلغز کیا وہان سے تو بین پڑین لوگ بہت مارے گئے ضیغم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گھوڑے کو چمکاتے ہوئے چلے آواز دی اوا نیرنگ دیکھ بہادر یون قلعہ فتح کرتے ہین نیرنگ نے اشارہ کیا توپ پڑنے لگی یہ شیر تو گولے رد کرتا ہوا چلا مثل سمندر آتش اُس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضاے کار نیرنگ نے پکار کر آواز دی ای نوجوان دیکھ یہان آنا بہتر نہین ہی کہ سہمناک آکر پہونچی اپنے معشوق کو جو پریشان دیکھا آسمان سے اُتر پڑی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای نیرنگ یہ کیا حال ہی اُسنے کہا ای جان جہان دیکھ یہ جوان آتا ہی مین اسی کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسی شکست کھائی کہ قلعہ بند ہونا پڑا یہان بھی یہ ظالم جان نہین چھوڑتا آپہونچا سہمناک نے چند دانے ماش کے پھینکے ضیغم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا آگے نہین بڑھتا پیچھے ہٹا جاتا ہی ضیغم کی پریشانی بڑی جا کر کوڑے مارتا ہی گھوڑا آگے نہین بڑھتا جنگل مین لیے ہوئے دوڑا اور ادھر ادھر پھرتا ہی سہمناک نے خوش ہو کر کہا کیون جان جہان دیکھا اگر کہو دن یہی گھوڑا اسکو ہلاک کرے نیرنگ اس بات پر بہت خوش ہوا کہا ای جان جہان ایسا سحر کرو کہ گھوڑا اسکو گرادے اور ٹاپون سے پامال کرے یہ کہتا جاتا ہی بوسہ بازی مین مصروف ہی سہمناک کبھی طمانچہ ماردیتی ہی کبھی چپ ہو رہتی ہی گھوڑا جو ضیغم کو لیے ہوئے پھرتا ہی کبھی الف ہوا کبھی چاہتا ہی کہ کسی درخت سے رگڑ دے ضیغم دیتے کو بچا رہا ہی دونون عاشق و معشوق ہنس رہے ہین ضیغم پر آوازے کس رہے ہین ای جوان پیچھے کیون ہٹا جاتا ہی اب تو ہم توپ نہین مارتے قلعہ تو تسخیر کریگا ضیغم کو ان باتون پر غصہ چڑھ آیا چہرہ سرخ ہو گیا غصے مین اتنے کوڑے گھوڑے پر مارے کہ اُسکے پشت و پہلو سے خون بہ رہا ہی قضاے کار مغیلان ہر طرف مین چلا آتا تھا اسوقت آکر پہونچا بیٹی کو دیکھا کہ ایک جوان سے بوس و کنار کر رہی ہی ہزارون آدمی دیکھ رہے ہین اس بیحیا کو کچھ شرم نہین مغیلان جھلایا آواز دی او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا حرکت ہی کسی کی غیرت نہین سب دیکھ رہے ہین سہمناک نے جو باپ کو آتے دیکھا گھبرا گئی نیرنگ سے کہا لو صاحب غضب ہوا باپ آگیا بہت بیطور مجکو دیکھا نہین معلوم انکو کسنے خبر کی مغیلان نے گولہ مارا سہمناک نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ سر پر پڑیگا سر پھٹجائیگا آخر اُسنے دستک دی کچھ ماش کے دانے مارے گولہ پھٹکر الگ گرا مغیلان بگڑا پکار کر کہا کیون حرامزادی مین نے اسی واسطے تجکو سحر سکھایا تھا میرے سحر کو تو نے دفع کیا ناک چوٹی کاٹ لونگا اور نیرنگ کو آواز دی او بیحیا تو اس فاحشہ سے زیادہ بیغیرت ہی نیرنگ کے مُنھ سے نکلا کیون دیوانہ ہوا ہی میرے اسکے مدت سے آشنائی ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگا تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی مغیلان نے ہاتھ ہلایا برق گری نیرنگ کا سر اُڑ گیا ابتو سہمناک نے سر پیٹ لیا پکاری کہ او ظالم یہ کیا کیا میرے معشوق کو مار ڈالا ارے او ظالم مجکو قتل کیا ہوتا یہ کہکے سر پیٹنے لگی یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے **نظم**

دفن ہے زمین چمن وامصیبتا
اُسکا غلاف کعبہ کفن وامصیبتا
جسکو شکستن دلِ عاشق عذاب ہو
اُسپر جبلے چرخ کہن وامصیبتا

سعد و مم ہو وہ غنچہ دہن وامصیبتا
دے سنکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
وہ اور جانکنی کے محن وامصیبتا
تشبیہ آئینے سے جو ہوتا تھا آب آب

جس نازنین صنم پہ گران تھا حریر چین
جو ہورے کرے نہ سخن وامصیبتا
جو عرض ہر نازہ مرے ہو سرنگون
نمائے خاک مین وہ بدن وامصیبتا

دیتے تھے حور وش بھی جسے آرام دل پہ جا
وہ زیر بار تاب شکن وا مصیبتا
وہ خانہ باغ بہشت محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے

اُسکا غم ہلاک شدن وا مصیبتا
چھوٹون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اُسکو بیت حزن وا مصیبتا

جو مرد مریے نوشتہ تھے جسکے ہاتھ پاؤن
ہو اُسکی ناک زیر کفن وا مصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

اس طرح بلبک کے رولی اور باپ پر نثر پڑھکر گری دو چار گولے ایسے مارے کہ مغیلان کو بھی مشکل پڑی اور مغیلان نے کئی زخم کھائے زخم کھا کر اور جھلا یا آواز دی او گیسو بریدہ دلخستہ کا مرنا ایسا ناگوار ہوا ہمارے قتل کے درپے ہوتی ہے سنکر سامری و جمشید کہ مجھسے سحر مین کم نہین ہون اگر تو مجھسے زیادہ جانتی ہوتی تو بیشک قتل کرنے مین میرے تامل نہ کرتی اسقدر شور و غل نہ کرتی اب تیری بھی قضا دامنگیر ہے تیرے مرنے کی بھی تدبیر ہے یہ کہکے کارد سحر مجہول سے نکال اُسپر اپنی زبان کا خون ڈالا وہ بھی کارد کھینچ ماری سینے پر سہمناک کے بڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مرنے سے سہمناک کے اندھیرا چھا گیا علامت برپا ہوئی سنگباری و پرفباری ہونے لگی ضیغم نے رہائی پائی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام مین سہمناک جادو بود اور ضیغم بصد قہر و غضب طرف قلعے کے چلا اہالیان قلعہ پیٹنے لگے پکار کر آواز دی کہ اے مغیلان جادو آپ نے ہماری ملکہ سہمناک کو قتل کیا یہ جوان رستم دل سہراب منزل آکر قلعے کو لیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جلا ہوا ہے سہمناک نے سحر کیا تھا سب اُسکی تباہی پر ہنس رہے تھے آوازے کس رہے تھے اُسکو نہایت غصہ ہے بہادر کے لیے مضحکہ ہونا بڑے عیب کی بات ہے آپ ہمارے سرپرست ہین قلعے کی حکومت کیجیے ہم سب کو مسلمان کے ہاتھ سے بچا لیجیے یہ جوان نبیرہ حمزہ صاحبقران آفت کا پرکالہ ایسا بہادر نہ دیکھا نہ سنا بلکہ وہ تنہا جنگ کرتا ہے ہم سبھون کو یون تنگ کرتا ہے یہ سنکر مغیلان غصے مین کانپتا ہوا پاس قلعہ آیا کہا تم سبھون نے میری اطاعت کی سب نے کہا ہم سب غلام تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین نہ اطاعت کرینگے تو کدھر جائینگے ہمارے آقا تو مر گئے اب آپ کو اپنا بادشاہ جانینگے دل و جان سے آپکی خدمتگزاری کرینگے یہ سنکر مغیلان جادو بپھرا ضیغم آتا تھا مہران تاجدار بھی تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان سرگذار سب قریب تک گئے تھے نیزے تلوارین گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے یہی غلغلہ تھا کہ اہالیان قلعہ کو مار لو اب ان لوگون کو مہلت نہ دو بڑے مکار و جلساز ہین ان بہادرون کو کیا استیاز ہین یہ ہنگامہ جو مغیلان نے دیکھا اُٹھا کے ایک گولہ مارا ضیغم مع لشکر اسی مقام پر رک گیا پھر وہ ہی ہوا کہ گھوڑا آگے نہین بڑھتا صدائے فریاد والامان بلند ہر کس و ناکس دم بدم لاکھ لاکھ قصد کرتے ہین کہ گھوڑون کو بڑھا ئین بر سر قلعہ جائین ممکن نہین ہوتا جسقدر سوار ہین وہ اپنے اپنے گھوڑون سے بیزار ہین پید لانکے دل کے دل پریشان سر پیٹ رہے ہین طرف قلعے کے نہین آسکے مہران تاجدار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار پھر اُس نامرد نے سحر کیا غیرنگ کو مارا وہ ساحرہ جو سکارہ آئی تھی اُسکو بھی اسی ظالم نے قتل کیا اب بیان سحر کر رہا ہے پیاس کی شدت گھوڑون کی بدلگامی ہم سب کی ناکامی شاہزادہ ضیغم نے جو یہ سوانح عظیم دیکھا اپنی زندگی سے یاس ہوئی طرف آسمان کے منھ کرکے پکار اُٹھے رباعی

بر آستان تو دارند میل در بانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بلبک کے شاہزادے نے جو دعا کی آسمان پر برق چمکی سوسن گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار ابر سوسنی کا سر پر سایہ چلی آتی ہے نگاہ اُسکی جمال جہان آرائے ضیغم پر پڑی کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت

صاحب حشمت و شوکت گھوڑے پر سوار گھوڑا لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھر رہا ہی لشکر والے مثل آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان نیزے ہاتھ مین تلوار پر قبضہ نہین نیزے درپئے آزار سنان ہاے نیزہ اپنے سینے پر آتی ہین تلوارین نیفے سے نکلی جاتی ہین کمانون مین خم خنجر بیدم طائر تیر اڑتے پھرتے ہین پرون مین طاقت نہین ہر مقام پر گرتے ہین سہکر ترکشون مین چھپتے ہین باجے پراگندہ ڈھول کے شکم پر ورم قرنا بیدم شہنا کے کلیجے مین چھید نقارون کے بجنے مین بھید فوج مین تلاطم ہر ایک کے ہوش گم یہ جو سوسن نے دیکھا تیور پر بل پڑگیا پکار کر آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب آپ نے ہمارا ساتھ چھوڑا کنیز کی جہت سے منھ موڑا یہ کیا ہنگامہ ہی ضیغم نے تو غصے مین کچھ جواب نہ دیا منھ پھیر لیا مگر فوج والون نے فریاد فریاد کی صدا دی کہ ملکہ عالم اہیر اس بھیلے نے سحر کیا ہی بالاے قلعہ بیٹھا عجائب و غرائب دکھا رہا ہی جنی کو قتل کیا نیرنگ کو کیا رنگ دکھایا رنگ دنیا سے نیرنگ کو کچھ مزا نہ ملا تڑپتا ہوا واصل جہنم ہوا ہمکو بچائیے سامنے اُس ملعون کے جائیے مقابلہ کیجیے ہم سبکی مدد کیجیے اب ہمارے گھوڑے ہمکو ہلاک کیا چاہتے ہین ہم لوگ جان بچا رہے ہین ظلم سے اس ساحر کے گھبرا رہے ہین یہ سنکر سوسن آگے بڑھی آواز دی او نابکار بدکردار غیر ساحر دن پر یہ بدعت فرزندان صاحبقران کی یہ صورت سوت تیری دامنگیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ سنتے ہی مغیلان جادو اُٹھا سوسن پر گولہ مارا اُسنے تو غصے مین سحر کیا مگر سوسن ہنس پڑین مشہور ہی سوسن صد زبان یہ غنچہ دہن شیرین سخن سرو قد خورشید خد چہرہ آفتاب عالمتاب اسوقت رنج مین پر عتاب گل رخسار شگفتہ ایک مسکرانے مین ہزار بناو عندلیبان چمن کو اس گل رخسار سے لگاؤ مسکراتے ہی وہ گولہ پلٹا مغیلان نے اپنے واسطے کانٹے بوئے وہ گولہ اُلٹا پلٹا طرف اسکے سینے کے چلا اپنے تئین مغیلان نے قلعے کے نیچے گرا دیا وہ گولہ جاکر ایک برج پر پڑا برج کو گرا دیا کئی ہزار آدمی دب گئے ملکہ نے پکار کر آواز دی کیا مرد ہی ہمکو کھلگیا کہ تو نامرد ہی مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہی ہمارے سحر کے خوف سے چہرہ تیرا زرد ہی اب کیا زندہ بچیگا اترکے نیچے آیا مغیلان نے جو دیکھا کہ سوسن کے گولے نے ایک برج کلان کو گرایا بہت جھلایا کارد سحر جھولی سے نکالی کمر مین ایک بعینہ دندان فیل تھا زفیل مار کے اسکو نکالا سوسن پر وہ بعینہ کھینچ مارا انگلی سے اشارہ کیا وہ بعینہ آسمان پر جاکے پھٹا ایک گنبد آتش پیدا ہوا طرف سوسن کے وہ گنبد چلا سوسن نے مسکرا کے آواز دی اپنے نزدیک یہ بڑا سحر کیا تمھارے ہی واسطے آفت ہی یہ کہکر ہاتھ بلایا غنچہ دہن وا کیا وہ گنبد پلٹا مغیلان نے دیکھا کہ پھر کانٹون کا سامنا ہی دیکھیے کیونکر بچون صحرائی کانٹون نے انگلیان اُٹھائین پتہ دیتے تھے کہ او مغیلان اپنی جان بچا کانٹون مین کھینچا جائیگا کیونکر اپنی جان بچائیگا اس سحر کے بڑے طول ہین یہ سوسن کے سحر کے مجہول ہین زبان درازی نہ چلیگی ہر ہر بی نیری مثل شمع کافوری جلیگی باغ عالم سے پھل نہ پائیگا کانٹون مین کھینچا جائیگا سوسن نے پتلے پتلے ہاتھ نرم نرم انگلیان دام رگ گل کہنا چاہیے مہندی لگے ہوئے ہاتھ دزد حنا اسیر دورنگی کی تدبیر یاقوت و لعل ایک مقام پر چہرہ آفتاب النور اُن ہاتھون سے دستک دی ایک روشنی ہوئی صاف یہ ہی کہ بجلی چمکی گنبد آتش پر گری اُسکے ٹکڑے اُڑا دیے گنبد جلا ٹکڑے ٹکڑے ہوا بلکہ سحر بنانیوالے سے جلا زمین پر گر کر غائب ہوا مغیلان شکست کا طالب ہوا اس سحر کے

باطل ہونے سے جی چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت سوسن سے ٹوٹ گیا سوسن نے کہا اب کہاں بھاگ کر جائیگا
گل سحر ہمارا کانٹا بنکر تیرے دامن سے اُلجھا اب پناہ نہ پائیگی مغیلان نے چاہا جست کرون پانون نہین
نے تھامے بقول سوسن کانٹے دامن سے اُلجھے دامن نہین جھٹکتا غنچے مین اسنے اپنی بومیان کانٹے نہین
آتش کے دلنے بدمعاش نے پھینک مارے ہزار ہا شعلے سوسن پر گرے دفع کرنے مین ایسے سحر کے ملکہ ہونٹھون کو
جنبش نہین دیتی مسکرا دی دندان سے برق چمکی سب شعلون کو بجھا دیا کسی قدر ژالہ برسا دیا کہ مغیلان کی
آبرو پر بنی اپنی فوج مین دریادلی دکھاتا ہے مثل ماہی بے آب سر ٹکراتا ہے آخر مین سوسن نے آواز دی
بیہوش ہو جا تجھ ایسے کا ہوشیار رہنا بہتر نہین یہ علم سحر جنگل سے کنکر پتھر نہین یہ جو مسکرا کے کہا مغیلان
بیہوش ہو کر گرا پھر ہاتھ ہلا دیا ضیغم و فوج ضیغم سے بجا اُترا ضیغم نے گھوڑا بڑھایا ساتھ والے لینا لینا
کہکر چلے ملکہ تو کنارے ہوئی جانتی ہے کہ یہ فرزند صاحبقران غیر ساحر ہے سحر کرنا نہین چاہتے ہین اپنی جرأت
کو بتاتے ہین مغیلان کی زبان مین سوزن دیا گرفتار کرکے اشارہ کیا کہ ایک کنیز پیدا ہوئی مغیلان کو
اُٹھا لیا ضیغم بجرأت تمام قلعے پر جا پڑے گرز مار کر پھاٹک توڑا مہران تاجدار بھی برابر پہونچا فوج
ظفر موج کو لیکر اندر گھسے تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچے مین لاشون کا انبار ہو گیا گنان ان سب کو دشوار ہوا
گیر نگ بھائی غیرنگ کا اسنے جو دیکھا کہ اب بھائی میرا مارا گیا ساحرہ قتل ہوئی جو اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا
اس شیر کے ہاتھ سے سزا پائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی غلام مستحق سلطنت ہے
میرے بھائی کے کوئی اولاد نہین غلام صاحب عدل و انصاف ہے مین بصدق مسلمان ہوا ضیغم نے اُسکے
سر پر تاج رکھا اُسنے سب کو بُلایا وزرا و امرا سب حاضر ہوئے سب کو عہدہ ہائے جلیل ملے غنچہ ہائے تمنا
کھلے سب انتظام ہو چکا تو ملکہ سوسن نے عرض کی وہ باغی ساحر بھی حاضر ہے ضیغم نے کہا کہ لاؤ مغیلان کو
کنیز نے حاضر کیا مغیلان سامنے آیا ملکہ نے سحر اُتارا مغیلان ہوشیار ہوا ضیغم نے کہا اے مغیلان باقی بہار و
خزان کی قدرت کو دیکھا کیا جلد کانٹا نکلگیا کیا کیفیت ہے دل تمھاری بغاوت نے کیا مزہ دیا اب بہتر یہ ہے کہ
خدائے حقیقی کو سجدہ کرو جسنے آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا کچھ کلمات صفت پروردگار مین
کچھ مذمت مین کفر کی اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا
عرض کی کہ غلام بدل و جان اطاعت کو موجود ہے ضیغم نے اشارہ کیا ملکہ سوسن نے زبان سے سوزن لیا
مغیلان قدمون پر ضیغم کے گرا دل سے مطیع اسلام ہوا ملکہ سوسن کے بھی قدمون پر گرا عرض کی ماشاء اللہ
آج سحر دیکھا ملکہ سوسن نے کہا اے مغیلان تمسے سحر کی نوبت نہین آئی اگر زندہ ہین اور شاہزادے
کے ساتھ داخل طلسم نور افشان مین ہوا تو سحر دیکھنا یہ کہکے ضیغم کا دامن تھام لیا کہا کیون شہریار کنیز
کی کیا خطا تھی جو آپ مجھکو چھوڑ کر چلے آئے مین صحرا صحرا ماری ماری پھری کوہ و دشت بیابان چھلنے اور رحم
آپ کی کیا صفت کرین نظم

سوز دل کے روبرو سوز سقر کیا چیز ہے
یا الٰہی کس سے مین پوچھون سحر کیا چیز ہے
شیر کے رونے سے مین دیوانہ کہنے کا نہیں
عقل کی کیا اصل ہے زنجیر در کیا چیز ہے
نور رخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہے
نوح کا طوفان حضور چشم تر کیا چیز ہے
کوئی غنچے سے پتہ پوچھے دہان یار کا
تو بھلا اے باغبان بے ثمر کیا چیز ہے
وان یہ معشوقہ تھا یان دس انگلیان بار بخت تھا
آب دندان سے حضور آب گہر کیا چیز ہے
نام سنتا تھا شب فرقت مین پر دیکھی نہین
اور یہ پوچھے رگ گل سے کمر کیا چیز ہے
تو ڈالونگا بند سے کیطرح چوڑی کیوجہ
عیب بینون سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہے

مہر کے مانند ہو ادنی کو عملی پر فروغ
آہ بے تاثیر کیا شئی ہی اثر کیا چیز ہی
تو جواب خط تو لا انعام خاطر خواہ لے
ہوگیا نشہ ہرن ای نور ذر کیا چیز ہی

مرتبہ کیا جلد بڑھجاتا ہی زر کیا چیز ہی
آگ لگ اُٹھتی ہی تن مین خود بخود جلتا ہی دل
جان تک حاضر ہی مال ای نامہ بر کیا چیز ہی

اس سے کیا ہو جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے
کس سے پوچھون سوزش داغ جگر کیا چیز ہی
آنکھین دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے

خوب آپسمین حکایتین و شکایتین ہوئین ضیغم نے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ مجھے بہت شائق ہوا جان دینے کا مشتاق ہوا تم جلوے بھاگین میرے یاران ہمدم گرفتار ہوئے انپر کیا گذری ہوگی خیال مین اُنکے بہروں رو دیا اُسی انتشار مین ادھر نکل آیا اب اسکا ذکر نہ کرو ہمین حجاب ہوتا ہی لشکر کی تیاری کرو پروردگار ہمکو تا بطلسم نور افشان پہونچائے ہمارے شاہزادہ سر و سہی قید لیتے گھبراتے ہونگے دمبدم فرماتے ہونگے کہ اسد کا فرزند ہمسے جدا ہوا اگر وہ قید ہوئے ہم بھی قید ہو جاتے ہمارے دل کو گوارہ تھا یہ رہائی موت سے بدتر ہی ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار حبیب بلا نازل ہوئے اپنی حفاظت ضرور ہی آپ کے اقبال سے اس نکل آنیکا لطف ظاہر ہوگا لوح طلسمی کی فکر ہو اُس وقت کنیز کی جانبازی ملاحظہ کیجیے گا جب ساحران طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا شاہزادے اور ملکہ سے یہ حکایت و شکایت ہو رہی تھی کہ مہران تاجدار پر نگاہ پڑی ہرچند کہ تخت نشین ہی مگر اندوہگین ہے ضیغم کو یاد آگیا گیر نگ سے فرمایا ای گیر نگ دختر شیر نگ کی شادی ساتھ مہران تاجدار کے کرو نامس اسی کے واسطے اس قلعے پر مقابلہ پڑا ایسی صورتین درپیش ہوئین کہ مغیلان جادو کی دختر اپنے باپ کے ہاتھ سے قتل ہوئی ملکہ سوسن کو خدا نے یہان پہونچایا اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمین ملال ہوتا ہی دل اُسکی خدمت پر رہتا ہی گیر نگ نے عرض کی غلام ابھی انتظام کرتا ہی زہے سعادت و شرف کہ وہ دختر بلند اختر بحکم سرکار مہران تاجدار سے منسوب ہو اپنے چاہنے والے کی محبوب ہو یہ کہکے وزیر کو اشارہ کیا اُسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مہران تاجدار کے لگایا اب تو ضیغم نے دیکھا کہ خوشی سے مہران تاجدار کا چہرا سُرخ ہوگیا اُٹھکر ضیغم کو نذر دی ضیغم نے گلے سے لگا لیا کہا ای مہران تاجدار ہم بھولے نہ تھے تمھاری آوارگی ہمارے دل پر نقش ہی اُسی شب کو مہران تاجدار کا عقد ساتھ دختر شیر نگ کے ہوا نفاذ کار مغیلان جادو نے نامہ قلعہ کوہستان پر لکھا کہ جسکو ہمارے قلعے مین رہنا ہو وہ دین اسلام ملت بیضا اختیار کرے ورنہ ہمارے قلعے سے نکلجائے شاہزادہ ضیغم کی ہمنے اطاعت کی اور افسران فوج کو لکھا تھا کہ سب کو مطیع و منقاد کرکے فوج جنگی آراستہ کرکے قلعہ شیر نگ پر آؤ آقا کا ہمارے قصد ہی کہ طرف طلسم نور افشان کے جائین سحر العجائب مصر الغرائب سے مقابلہ پڑیگا ہم بھی مصروف جانبازی ہونگے جب یہ نامہ قلعہ کوہستان مین پہونچا شاپور جادو وزیر اعظم مغیلان کا تھا اُسنے سب افسرون کو جمع کیا نامہ پڑھکر سُنایا سب نے بدل و جان اطاعت اختیار کی مگر بدمست جادو بدخو ظاہر مین اچھا اچھا کہا دربار سے اُٹھکر اپنے گھر مین آیا اپنی زوجہ سنبل جادو سے کہا کہ صاحب تمنے سُنا بادشاہ ہمارے جا کر مسلمان ہوئے شاپور وزیر کو نامہ لکھا ہی شاپور نے دیر کھُدوا ڈالے مسجدون کی بنائی لشکر تیار کر رہے ہین اب لشکر لیکر قلعہ شیر نگ پر جائینگے وہان سے طرف نور افشان کے کوچ ہوگا سُنا ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے بڑے بڑے مسلمانون کو جو کہ دعوی فتاحی طلسم کرکے آئے تھے اور بڑے بڑے ملک بھی فتح کیے تھے مگر کچھ بھی نہ ہو سکا اُن شاہون نے سب کو قید کر لیا اب تک قتل کر ڈالا ہوتا مگر طلسم مین

قیدی کے واسطے قید ہی کہ بعد تین برس کے قتل ہوتا ہی یہ بھی سب جا کر راہ مین مارے جاینگے میرا ارادہ ہی
کہ بزرگون کا مذہب نہ چھوڑون بادشاہ کی محبت سے منہ موڑون جا کر اطلاع کرون خود وہان سے
فوج لیکر آؤن مغیلان کا سر کاٹ کے لیجاؤن افسر اُنکے ضیغم شیر شکار رہین بڑے بہادر بڑے
صف شکن اُنکو بھی سزا اسے معقول ہوا بنی سرکشی پہ ہر شخص ملول ہو زوجہ نے کہا صاحب ایسا نہو
کہ یہ حال کُھلجاے تو شہر مین رہنا مشکل ہوگا بدمست نے کہا کون خبر کریگا مین نے تمہارے سوا کسی سے
ذکر نہین کیا مین ابھی جاتا ہون خیر خواہان طلسم مین میرا نام لکھا جائیگا فوج بحساب طلبگی افسر بنگے آؤنگا پہلے
قلعہ کوہستان کو مٹاؤنگا زوجہ نے کہا صاحب سمجھ کے یہ کام کرنا مسلمان بڑے صاحب اقبال ہوتے ہین
انکی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین صاحبقران کے ہاتھ سے لاکھون
جادوگر مارے گئے کیونکر قتل کیا عقل مین نہین آتا عورت نے شوہر کو بہت بہت سمجھایا مگر اُسکے خیال مین نہ آیا
یہی کہے گیا کہ ہمارے باپ دادا بیوقوف نہ تھے کہ لات و منات کو سجدہ کیا ہم اپنے بزرگون کا ساتھ
نہ چھوڑینگے سنبل نے کہا اچھا صاحب جاؤ اگر یہان پرسش ہو کہ بدمست جادو کہان گیا تو مین کیا
بیان کرون بدمست نے کہا کہدینا کسی کام کو گئے ہین زوجہ کو بخوبی سمجھا کر بدمست جادو عقاب
پر سوار ہوا طرف طلسم نور افشان کے چلا یہان وہ دن ہی کہ ساحران عندار جمع ہین ذکر بمقدمہ
طلسم ہو رہا ہی کوئی کہتا ہی کاتبان طلسم نے جا بجا وعظ مین یہی کہا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم
فتح ہو جائیگا سحر العجائب نے کہا یارو کاہن دیوانے ہین اس طلسم مین کوہ بت خونریز پر نمونہ
قہر سامری ہی تین سو عابد و زاہد کہ جنھون نے دو دو سو برس عبادت کی اور انکو منظور ہوا کہ
شرف مذہب حاصل کرین سب جمع ہو کر کوہ بت خونریز پر آئے زور سحر مین بڑے بڑے گڑھے کھدوائے
اُن گڑھون مین زندہ گڑ گئے حبس دم بھی کر لیا جس دن کوئی اُس پہاڑ کو ستائیگا اگر اُنمین سے ایک بھی
نکلا چار دانگ عالم مین مہلکہ ڈال دیگا اور علاوہ نمونہ قہر سامری کے ہم ایسے ہین کوئی سحر مین ہمسے
مقابلہ کریگا لوح طلسم مفقود کوئی پا نہین سکتا اگر کوئی اسپر گمان کرے کہ سامری نامے مین لکھا ہی
سامری نامے مین ہزارون باتین مرقوم ہین کسی کا آج تک ظہور نہین ہوا پس یہ کیا ضرور ہی کہ
عمر طلسم تمام ہوئی اسکا ذکر بھی کرنا مناسب نہین خوشامد کرنے والے کہ رہے ہین کہ حضور اس طلسم کو کوئی
فتح نہین کر سکتا یہ طلسم افراسیابی نہین ہی وہ ہو شربا تھا یہ مقام نمونہ قہر سامری ہی کوہ بت خونریز
ایک ایک پتھر مین سحر و ساحری بھری ہی کہ ایک ساحر نے آکے عرض کی خندق کے اُس پار ایک
ساحر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی کہتا ہی براے خیر خواہی کچھ عرض کرونگا سحر العجائب نے حکم دیا طاؤس طلسم کو
بلاؤ یہ کہکے دستک دی دیکھا آسمان پر فرّاٹا ہوا ایک طاؤس آسمان سے اُڑتا ہوا آتا ہی اُس سے
سحر العجائب نے کہا کہ اے طاؤس طلسمی تم خود جا کر دیکھو کہ خندق کے پاس کون کھڑا ہی
اُسکو بجانکے ہمارے پاس باحتیاط تمام لاؤ مگر اتنا پہچان لینا کہ خیر خواہ ہی یا بدخواہ ہے
طاؤس سلام کرکے گیا بدمست کو اپنے اوپر سوار کرکے لایا بدمست جادو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
عرض کی حضور نے سُنا ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ خیر نگ پہونچا خیر نگ
مارا گیا مغیلان جادو نے جا کر اپنی بیٹی کو مارا نہین معلوم کیا سبب ہوا مطیع اسلام ہو گیا

قلعہ کوہستان پر نامہ لکھا ہی کہ فوج سب تیار ہو کے آوے طلسم نور افشان پر لشکر کشی ہی شاپور جادو
وزیر لشکر تیار کر کے لیگیا ہوگا مین براہ خیر خواہی حاضر خدمت ہوا اب مناسب یہ ہی کہ حضور مجکو فوج دین
مین جاکر مغیلان کو مارون ضیغم کی مشکین باندھکر لاؤن سحر العجائب نے کہا کہ بدمست کو خلعت دو
جسقدر یہ کہے اُسقدر فوج اسکے ساتھ کردو وزیرون نے عرض کی حضور یہ مغیلان سے کیا مقابلہ کریگا
اُسکا نوکر زادہ بادشاہ ہی اُسکی صورت دیکھکر ڈر جائیگا مگر اے شاہان نور افشان جس دن سے کوکب
قید ہوا ہم لوگون کو چین نہ ملا جو مسلمان آیا قیامت برپا کر دی کوئی اندر طلسم کے پہونچا ساحران خدا رکو
قتل کیا اب فرزند اسد آتا ہی ابھی حضور قاسم کو گرفتار کر کے لا چکے ہین اُسنے کیا کم آفت برپا کی تھی
حضور ایسے ساحر تھے کہ تیغ سحر کش چھینا مددگارون کو اُسکے گرفتار کیا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی
وزیر سچ کہتے ہین کوئی افسر ایسا ہی کہ بدمست کے ساتھ جائے مغیلان اور ضیغم کو گرفتار کر کے لائے
حریر جادو کہ مصاحبون مین سحر العجائب کے ہی ساحر بھی زبردست یہ کہ اُٹھا کہ حضور کوئی ایسا
ویسا اس کام پر نہین جا سکتا ہی غلام جائیگا سب کی مشکین باندھکر لائیگا دو لاکھ فوج ملی بدمست جادو
کو ساتھ کیا حریر جادو فوج ساتھ لیکر چلا مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار مہران تاجدار کے عقد سے
مہلت کر کے بارگاہ مین بیٹھے ہین ملکہ سوسن گلعذار پروانہ جمال شاہزادہ والا قدر پہلو مین بیٹھی ہی
یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خدا خیر و عافیت سے تا بہ طلسم نور افشان پہونچائے کہ شاہزادے نے حکم دیا کہ
خادم سے کہو آفتابہ چوکی پر رکھے واسطے رفع حاجت کے جائینگے واضح رہے کہ پہر دن پچھلا باقی ہی ضیغم
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اپنے عیار طرار نیرنگ صبا رفتار کو دیکھا کہ گریبان پھٹا ہوا سر پر خاک
ملے ہوئے عجب حال پُر ملال سے چلا آتا ہی ضیغم نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا بے اختیار ہوکر اُٹھے
شعر از کجا میرسی اے ہمہ فرخندہ قدم * باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم * اے بھائی کہان تھے
ہمدم تمھارے واسطے بیقرار رہے کیا کیا ظلم سہے نیرنگ صبا رفتار بھی آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا
اے شہریار جب لشکر پر وہ بلا نازل ہوئی مین نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا جب وہ بلا دفع ہوئی غار سے
نکلا آپ کو نہ پایا بر وقت گرفتار ہونے کے بھی مین نے دیکھا کہ قیدیون مین بھی حضور نہ تھے کلیجہ بھر آیا
خیال مین آیا کہ ہمارے آقا کیا ہوے آخر پھرتے پھرتے کل ایک صحرا مین پتہ پایا کہ شاہزادہ ضیغم
قلعۂ نیرنگ پر مصروف جنگ ہین بڑے بڑے پہلوان نہیب شمشیر سے بیتاب ہین شکر ہی کہ آپ کو پایا
زندگی مین اُمید نہ تھی کہ پھر جمال بیمثال دیکھینگے یہ لشکر وغیرہ حضور کہانسے آیا ضیغم نے ہنسکر کہا کہ
پروردگار عالم نے سب سامان مہیا کر دیا ہم رفع حاجت کر آئین تو تمسے سب حال مفصل بیان کرین نیرنگ
نے کہا بہتر ہی شاہزادہ خیمۂ بیت الخلا مین گیا نیرنگ ٹہل رہا ہی جب عرصہ گذرا تو سردارون نے کہا
میان نیرنگ کیا سبب ہی کہ شاہزادے کو اتنا عرصہ ہوا نیرنگ نے کہا نہین معلوم کیا باعث ہی
یہ کہکے در بیت الخلا پر آیا آواز دی شہریار مزاج کیسا ہی کچھ آواز نہ آئی نیرنگ گھبرا گیا ٹہلتی ہوئی
ملکہ سوسن آئین مہران تاجدار دوڑا سب نے کہا میان نیرنگ کیا ہی کہا کچھ آواز نہین آتی خدا
خیر کرے سوسن نے گھبرا کر پردہ اُٹھا دیا دیکھا لوٹا رکھا ہی چوکی خالی شاہزادے کا پتہ بھی نہین ملکہ سوسن
سر پیٹنے لگین نیرنگ بھی گھبرا گیا سب سردار اُسی مقام پر آئے اپنی اپنی عقل کے موافق کہنے لگے کوئی

کہتا ہی کوئی عیار آیا کوئی کہتا ہی دیو پریزاد تھا ملکہ سوسن نے کہا یہ سب خلاف ہی کوئی ساحر فرستادۂ
سحر العجائب آیا وقت کا منتظر تھا موقع پا کر لیگیا یہ کہکے وہان کی خاک اُٹھائی پتلہ بنایا سوسن نے آواز دی
او پتلۂ خاکی مفصل بیان کر کہ شیر بیشۂ جرأت کو کون لیگیا پتلہ ہنسا کچھ اُلٹی سیدھی باتین کرنے لگا ملکہ سوسن
نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا صاف صاف بتلا کہ ضیغم کو کون لیگیا یہ تو ظاہر ہی کہ لیجانے والا فکر
مین تھا تنہائی پائی لیگیا جب طمانچہ پڑا پتلہ تڑپکیا کہا ای ملکہ عالم آپ ہی کا تو ڈر تھا صاف یہ ہی کہ ملکہ
نسترن جادو مدت سے عاشق تھی اُٹھا کر لیگئی یہ کہکر پتلے نے آہ کی آہ کرتے ہی مُنھ سے شعلۂ آتش
نکلا پتلہ جلکر خاک ہوا ملکہ سوسن نے کہا یارو دیکھا تمنے اس بیحیا نے پھر پردہ رکھا نہین معلوم نسترن
کہان رہتی ہی پتلے نے کچھ نہ بتلایا فشان تک نہ ثابت ہوا اُسنے اپنی جان دیدی بڑی کوئی کامل ساحرہ
ہی نہین معلوم البیان طلسم نور افشان مین سے ہی یا اور کہین کی رہنے والی ہی نیرنگ صبا رفتار
عیار نے کہا تلاش ضرور ہی ملکہ سوسن نے کہا مین ابھی جاتی ہون نیرنگ نے کہا مین بھی دقت پر پہونچونگا
سوسن ایک جا تب چلی نیرنگ صبا رفتار با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر یہ کہتا ہوا چلا ہماری
تقدیر مین آرام نہین بعد مدت کے آقا سے ملے بات بھی نہ کرنے پائے اب نیرنگ کوہ و دشت بیابان
چھانتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا پریشان و بد حواس چلا جاتا ہی ایک ہفتہ اسی جستجو مین گذرا ایک دن فقیر بنکر
سائے مین ایک نخل کے بیٹھا ہی دیکھا کہ ایک ساحرہ افتان وخیزان نامہ سر سے بندھا ہوا رہ ہردی
کرتی ہوئی جاتی ہی نیرنگ نے پکارا کہ ای آفتاب آسمان ساحری وای رہرو جادۂ افسونگری
ٹھہر جاؤ دیکھو دھوپ بہت تیز ہی ذرا سائے مین ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو گرمی سے صدمہ پہونچے ابھی ایک
آدمی لون مین جلکر خاک ہوا براہ خیر خواہی یہ فقیر عرض کرتا ہی اُس ساحرہ نے پلٹکر دیکھا کہ ایک فقیر
قریب بخت کنوین کے دو چار حقے لیے بیٹھا ہی پانی بھی گھڑون مین بھرا ہی مجھکو پکار رہا ہی ساحرہ آئی کہا
شاہ صاحب کیا فرماتے ہو فقیر نے کہا داتا ابھی ایک نوجوان دھوپ کی حدت سے بیہوش ہوکے گرا سامنے
جو گاؤن ہی وہان کے لوگ آئے اُٹھاکے لیگئے مین نے آپ کو جلتے دیکھا کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو رہا ہی دھوپ
کی حرارت بڑھتی جاتی ہی تھوڑی دیر اس نخل کے سائے مین ٹھہر جائیے جب دوپہر ڈھلے زوال آفتاب
ہو تب آپ کو اختیار ہی ساحرہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے مہربانی فرمائی لیکن نوکری بڑی چیز ہی
اگر تامل کرین خفگی کا ڈر ہی مالک نے حکم دیا کہ یہ نامہ پہونچا دو صبح سے چلی ہون اب پانچ کوس راستہ
باقی ہی فقیر نے کہا آپ کا نام نامی کیا ہی ساحرہ نے کہا مجھکو اورنگ جادو کہتے ہین ملکہ نسترن حاکم قلعہ
نسترن کی ملازم ہون نبیرۂ حمزہ کو عاشق ہو کر لائی ایک ہفتہ سمجھانے مین گذرا کہ وصل قبول کرے وہ ظالم
نہین مانتا اب ملکہ نے یہ نامہ جلکر بخدمت سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان نور افشان روانہ کیا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ ہمارے پاس قید ہی ہم جانبازی کرکے گرفتار کر لائے ہین اپنے پاس نبیرۂ حمزہ کو بلوا لیجیے وہ
بلا کر قتل کرینگے یا جہان اور عزیزان حمزہ قید ہین وہان قید کر دینگے ملکہ عالم سے اور شاہان طلسم
نور افشان سے رسم نامہ و پیام مدت سے ہی جب یہ جوان قید کے صدمے اُٹھائیگا کسی حیلے سے
دیکھنے کو جاؤنگی جب اُسکو بد حواس پاؤنگی اور وصل پر راضی ہو گا پھر لے آؤنگی ذرا چشم نمائی ہو جائے
نیرنگ نے یہ سب حال سُنا جلدی سے پانی بھرا کہا ذرا مُنھ دھو لیجیے پانی پیجیے ہوش درست ہون

آپ کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اورنگ جادو نے جیب مین ہاتھ ڈالکے دو روپے نکالے فقیر کو دیے فقیر نے دعا دی کہ ملکہ تمھارا کام ہو جائے فقیر سے راضی ہوکر جادو پانی نوش کیجیے آبرو بڑھیگی اورنگ نے پانی پیا پناہ پانی مشکل ہوئی گھبرا کر کہنے لگی شاہ صاحب دریا دل تو آپ کی ثابت ہی مگر میرا دل گھبراتا ہے دل مثل ماہی بے آب تپان ہی کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی فقیر نے کہا کہ آپ گرمی اُٹھا کر آئی تھین ذرا ٹہلیے ہوا کھائیے تردد دفع ہو اورنگ ٹہلنے لگی لڑکھڑا کے گری نیرنگ نے اُسکی جھول سے نامہ نکال لیا دماغ پر بوٹی بیہوشی کی چڑھا کر ایک غار مین ڈالدیا نامے کو کھولا پشت پر اُسکے طرف سے شاہان نور افشان کے جواب لکھا کہ ای خیر خواہ دولت تمنے بڑا احسان کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو پکڑا تمھاری خیر خواہی لکھی جائیگی ا ا لیان طلسم نور افشان ممنون و مشکور ہوئے ہم ساحر کو روانہ کرینگے نبیرۂ حمزہ کو روانہ کر دینا تین برس یہ لوگ قید رہینگے ابھی قتل کا موقع نہین ہی یہ لکھکر طرف قلعۂ نشترن کے چلا پہیے پوچھ لیا تھا پہر دن رہے قلعۂ نشترن مین داخلہ کیا بازار کی سیر کرتا ہوا اورنگ کی شکل بنا ہوا دربار مین نشترن جادو کے آیا دیکھا کہ نشترن حیران و پریشان بیٹھی ہوئی ہی رفیق و مصاحب سب خاموش چوٹ کھائے ہوئے اگر کسی نے کچھ بات کہی سانس بھری اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی **نظم**

کوئی ای مشاق ایسا ناتوان ہوتا نہین
آتش یاقوت کا جیسے دھوان ہوتا نہین
کر دیا ہی غیب مین چشم تصور نے مجھے
وہ زمین ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہین
ہاتھ اپنے طوق ہون کس منھ سے ہی بے نشان
ہی دلیل اسیر زبان مین استخوان ہوتا نہین
عشق کا ہو درد ای ناسخ نہ کیونکر لا دوا

زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہین
دل ہی سکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی یہ حال
حسن تیرا الکہ پردہ مین نہان ہوتا نہین
جو سعادتمند ہین ہتے ہین وہ بے خانمان
کسکا بوسہ لیجیے ظاہر دہان ہوتا نہین
دم ہی جبتک جسم عاشق مین ہی خامی کی دلیل
زخمہائے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

تیرے ہونٹھون پر غبار خط عیان ہوتا نہین
عشق کا صدمہ زبان سے بیان ہوتا نہین
خاکسار دہر ہی ہر جا سر کشون کی سر کشی
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین
جتنے ہین صاحب سخن اُنکی طبیعت نرم ہی
خوب جلجاتی ہی جو شے پھر دھوان ہوتا نہین

نیرنگ نے جو اس طرح حال زار سے نشترن جادو کو دیکھا نامہ نکالکر دے دیا نشترن نے نامہ دیکھا نامہ دیکھکر آنسو ٹپک پڑے کہا ای اورنگ جادو کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی موافق غزل **نظم**

این بہر شور یدہ را در سر ہوای دیگر است
نسخہ مسیحا عاجز آید از دوای درد من
کشتگان عشق را ہر دم بقای دیگر است
گرچہ دارند عندلیبان ہای و ہوے در چمن

المدد ای نوح از طوفان چشمم المدد را
زانکہ بیمار محبت را دوای دیگر است
در سر راہ محبت بر امید پیرہن
مخنیا رخ دلت را ہای ہای دیگر است

این دل غم دیدہ را امشب نوای دیگر است
کاندرین دریای ما طرز آشنای دیگر است
نیست آئین شہادت فانی مطلق شدن
دیدۂ یعقوب را ہر دم ضیای دیگر است

کیونکر دل گوارہ کرے کہ معشوق کو قید خانے مین بھیجون مقدمہ حضرت یوسف و زلیخا یاد آگیا اُسنے بھی تنگ ہو کر یہ حرکت کی تھی مین بھی مجبور و لاچار ہون مگر بڑی بات یہ ہی کہ شاہان نور افشان نے لکھا ہی کہ ہم ساحر بھیجینگے مین اب اُسکو اس خبر سے ڈراؤن شاید مان جائے حسن مین ماہوش ہی مگر بڑا سرکش ہی اورنگ نے کہا ذرا حضور کنارے چلیین مین نے ایک تدبیر سوچی ہی اس خبر کا بھی دباؤ پڑیگا مگر مین نے بھی ایسی بات سوچی ہی یقین تو یہ ہی کہ فوراً وصل پر راضی ہو نشترن اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای اورنگ مال و دنیا سے نہال کر دونگی اورنگ نقلی نے ہاتھ پکڑ لیا بیٹھی بیٹھی آمین کرتی ہوئی نشترن کو تکیے مین لائی نشترن نے جوش مین آکر کہا

ہاں اورنگ بتا کیا کرون اورنگ نے کہا حضور اول تو آپ اپنے حسن وجمال کا خیال رکھین یہ مرد وے
تکلف ظاہری کو بہت پسند کرتے ہین چھیڑ چھاڑ پر مرتے ہین معشوق خوبرو ہو باتین بھول بھول کرتا ہو آپ نے
کئی دن سے آب ودانہ بالکل ترک کیا شراب کا شغل یک قلم موقوف ہو گیا دو ایک جام پیجیے انکھڑیون مین
نشہ آئے لال ڈورے آنکھون مین پڑین یہ آنکھین چشمان غزال صحرائی سے لڑین جب آنکھون مین آنسو بھر آئین
معلوم ہو کوٹ کوٹ کے موتی بھرے ہین یا مروارید بے بہا غنچۂ سوسن پر دھرے ہین عارض انور رشک
گل گلاب تھے مرجھا گئے ہین عرق گلاب انپر چھڑکا جائے جس طرح قطرۂ شبنم پھول پر پڑتے ہین رنگ گل روشن
ہو جاتا ہے باتین کرتے کرتے جب نسترن کو خوب متوجہ کر لیا گلابی سامنے رکھی تھی کہا حضور آج ضرور
ایک جام پلاؤنگی مین آپ کا کہنا نہ مانونگی نسترن نے نہین نہین کی اورنگ نکلی تھے جام ہونٹھون سے
ملا ہی رہا کہا بی بی پیو نسترن نے جام ہاتھ مین لیا کہا اے اورنگ تیری خوشی کرتی ہون ورنہ دل کا یہ حال
ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے بقول ناسخ شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ✤ دل بھن رہا ہے
لسکو ہوس ہے کباب کی ✤ یہ کہکے جام چاہا کہ ہونٹھون سے لگا دین کہ ایک بجلی چمکی شراب پر گری شراب
جوش مار کر اڑ گئی اسی شعلے سے آواز آئی خبردار یہ شراب نہ پینا نسترن نے کہا ارے تو کون شیر رنگ
سوچا کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹ کے نہین آتا خنجر کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا چاہا خنجر مارون نسترن
نسترن نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا پاؤن شیر رنگ کے زمین نے پکڑ لیے وہ ہی شعلہ منہ پر گرا رنگ و
روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی دیکھکر ایک چیخ ماری کہ ارے گلشن وغنچہ دہن دوڑو یہ نگوڑا مُوا
موذی کا نا مجکو مارنے آیا تھا مین انتظام نہ کرتی تو کون صورت بچنے کی تھی تمام کنیزین اندر آئین شیر رنگ
کو دیکھکر گھبرا گئین کوئی کہتی ہے واری یہ یہان کیونکر آیا ہے آپ کو شراب پلاتا تھا فرزندان عمرو کسقدر
بیخوف ہین نسترن نے کہا کہ مین اسی واسطے اپنے بیگانے کا انتظام رکھتی ہون کوئی ہو مگر اپنے
انتظام سے نہین چوکتی ورنہ اسنے مار لیا ہوتا کنیزون نے عرض کی واری اب مشکل ہوئی اور اسکے
بھائی بند آئینگے آب ودانہ بند ہو جائیگا رہنا مشکل پڑیگا ان دونون کو قتل کیجیے اب انکا زندہ رہنا
بہتر نہین ایک بات یہ بھی ہے کہ جب جلاد خنجر کھینچکے سر پر آئے کیا عجب ہے کہ بسبب کمسنی کے ڈر جائے
وصل پر راضی ہو پھر کیا مزدرت قاضی ہو نسترن نے کہا بہتر شیر رنگ کو قید کر کے باہر نکل کہا ذرا انکو
قید خانے مین تو لیجاؤ وہ ظالم جلاد صاحب بیداد اپنے یار وفادار کو دیکھے شاید اسی وجہ سے وصل
قبول کرے ایک کنیز غنچہ دہن شیرین سخن شیر رنگ کو لیکر قید خانے مین آئی صنیغم قید خانے مین بیٹھے ہین
بے خدا کو یاد کر رہے ہین کبھی یاد سوسن گلعذار مین یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے ہین **نظم**

کبھی ملا نہ وہ محبوب شہسوار مجھے
تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے
نہ سکا مین کوئی کام حسب خواہش دل
ہنوز بیک صبا کا ہے انتظار مجھے
جنون رہا گل داغ جنون شگفتہ رہے
برنگ گل نظر آنے لگے ہین خار مجھے

کیا ہے باد فنا نے عبث غبار مجھے
کیا ہے فرقت محبوب نے نزار مجھے
سوائے جبر نہین خاک اختیار مجھے
شب سیاہ جدائی مین جوش سودا ہے
تمام عمر رہا موسم بہار مجھے
پڑا ہون کنج لحد مین جو میکشو جبین

چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
نہ رنگ زرد بدن ہو رہا ہے بار مجھے
ہوائے خط مین ہوا ہو گئی ہے جان مگر
سحر کی جیب کو کرنا ہے تار تار مجھے
جو میل سرمہ ہے آنکھون مین موج باد بہار
ہوا ہے اب یہ مے زیست کا خمار مجھے

مین خاک مست خرابات دہر ہون مگر
دکھائی دیتے ہین تیور کے بھی شرار مجھے
کسی کو مین نے ڈبو جا کنار مین نہ کبھی
کہ عید کو نہ کیا اُسنے ہمکنار مجھے

حریف جانتے ہین رند بادہ خوار مجھے
برنگ برگ خزان کیون نہ مین پھرون نالان
ہوا ہی گور مین کسواسطے فشار مجھے
پھرا مین آٹھون بہشتون مین مر کے گو ناخ

شرار تین تجھ سے دلگی ہون مجھے کیا پہنا
کیا بہار نے فرقت مین بیقرار مجھے
ہوا یقین کہ نہ روز سے مرسے ہوے مقبول
ملا نہ چین کہین غیر کوے یار مجھے

شیر نگ دوڑ کر قدمون سے لپٹگیا کہا ای شہر یار مزاج کیسا ہی شیر نگ کو دیکھکے ضیغم کار ناب روشنفیر ہوگیا فرمایا ای برادر تم یہانتک کیونکر پہونچے شیر نگ نے کہا ای آقا ے نامدار دل کھینچکے لے آیا لنسترن کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہی ضیغم نے کہا ارے بھائی والد نامدار کے بڑے مرتبے ہین وہ بزرگان دین کے نظر کردہ ہین کہ جو ہمارے مذہب مین دست زبردست خدا کہلاتے ہین جب تو ہوشربا کو فتح کیا ہی مین دیکھو تقدیر نے کہان لاکر پھنسایا عیار و آقا حسرت کی باتین جو کرکے روئے ضیغم نے پریشان ہوکر کہا ہماری قضا اب قریب ہی موت لیکر اب اس قید خانے مین آئی اُس ظالمہ کا سامنا ہی کہ عمر بھر نہ چھوڑیگی اصل یہ ہی

نظم

زاہد منشین کہ لیلۃ القدر
شد شد رشدہ کہ زمانہ مائیم
در بانگ جرس اثر ندارد
شب بوس و کنار ما کند شک
بس مرغ دلم بسینہ نالان
دارد ہمہ چیز لیک الضافت

نور شب تار ماندارد
کس تاب قرار ماندارد
چون نالہ زار ماندارد
کس بوس و کنار ماندارد
گر نالہ ہزار ماندارد
افسوس کہ یار ماندارد

غم طاقت یار ماندارد
مائیم و کاسہ گدائی
ما بیہودہ گوے و جنگجوئیم
بس شعلہ آہ ما چراغے
در راہ وفا زجانہ جنبد
درد سر بے دماغی دارد
مخفی من و گوشہ قناعت

نیش تو نگار ماندارد
گر شاہ بکار ماندارد
دوران سرو کار ماندارد
گر لوح مزار ماندارد
ہر پا کہ خمار ماندارد
ہر مے کہ خمار ماندارد
چون بخت بکار ماندارد

اسطرح دونون ملکر روئے شیر نگ نے دو چار شعر وحشن مین کہے اسیر شاہزادہ بہت رویا ایک کنیز غنچہ دہن نامے آپس کے رنج و محن دیکھکر خود بھی رونے لگی شیر نگ کے گانے پر عاشق بھی ہوئی بڑھکر کہا ای عیار خاموش رہ تیرے اشعار نے دل ٹکڑے کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا عیار نے پلٹ کے دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای بی بی ہم مصیبت کے مارے اپنے آقا سے ملکے جی چاہتا ہی تصدق ہون جان اپنی اُنپر نثار کرین غنچہ دہن کچھ اشارے کرنے لگی یہ عیار طرار اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکہ غنچہ دہن وای شیرین سخن تمھاری مہربانی نے اسوقت دل کو پریشان کیا جی چاہتا ہی کہ بیٹھو تو باتین کرین غنچہ دہن بیٹھ گئی شیر نگ نے اسطرح باتین کین کہ غنچہ دہن ضبط نہ کر سکی کہدیا ای شیر نگ تجھپر میری جان جاتی ہی شیر نگ نے کہا مین خود تمپر مرتا ہون ہاے یہ بھولی بھولی صورت چال ڈھال کی کیا کیفیت دل ملا جاتا ہی جی چاہتا ہی تصدق ہون غنچہ دہن نے چپکے سے کہا ای شیر نگ آج مین دو پہر رات گئے آؤنگی تم دونون کو نکال لیچلونگی مگر تم مجکو فراموش نکرنا شیر نگ نے کہا عمر بھر خدمتگذاری کرونگا روئی کہ مرا دل بھر کے دو نگار رات کو سواے تمھارے کسی اور بی بی کے یہان نہ رہونگا غنچہ دہن خوش ہوگئی شیر نگ کی بلائین لین وعدہ کرکے گئی جاتے ہی لنسترن سے کہا بی بی آج بڑا مکار قید ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ نگہبانون کو دھوکا دیکے نکلجائے اگر حکم ہو آج شب کو مین نگہبانی کرون وہ عیار بلا کا ہی مجکو بھی فقرہ دیتا تھا مین نے تو نہین مانا لنسترن نے کہا اچھا آج رات کو تم ہی حفاظت کرنا غنچہ دہن چالیس کنیزون کو لیکر

در زندان پر بیٹھی شیرنگ دیکھ رہا ہے آپسمین اشارے ہو رہے ہین شیرنگ اشارون مین کہہ رہا ہے
وعدہ یاد ہے وعدے مین فرق نہ آئے مین بھی چلکے جنگل مین خوب تمکو راضی کرونگا افیون کھاتا ہون چانڈو
پیتا ہون خوب امساک جمیگا۔ راضی کرونگا کھوگی کبھی ایسا مرد مین نے نہین دیکھا تھا شام سے صبح کردونگا
بڑے مزے ملینگے غرض آرزو کے کیلینگے غنچہ دہن نے ساتھ والیون کو شراب پلانی شروع کی پہر رات
رہے سب کنیزین جھومنے لگین بعض بیہوش ہو گئین غنچہ دہن اٹھی دونون کے اوپر سے تختہ اتارا
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین دونون کو بغل مین دبا کرکے نکلی بوقت سحر لنسترن اس جوش مین کہ شاید عیار
کے قتل کرنے کے خوف سے میرا وصل قبول کرے ٹہلتی ہوئی در زندانخانے پر آئی دیکھا چالیس کنیزین
بیہوش پڑی ہین قیدخانہ خالی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین قیدی ندارد ایک کنیز کو جگایا کہا ارے
قیدی کیا ہوئے کنیز نے کہا حضور بی غنچہ دہن عیار پر بیچاری بڑی تھین گانا بھی اُسکا سُنا ہمکو شراب پلا کے
قیدیون کو لیگئین یہ سُنتے ہی لنسترن غصے مین آئی تلاش مین غنچہ دہن کے چلی غنچہ دہن بھاگی جاتی ہے
اُڑتے اُڑتے تھکگئی جنگل مین ایک کنوین پر ٹھہری دونون کو ہاتھ سے رکھا اور ہوشیار کیا جب شیرنگ
کی آنکھ کھلی ہائے جانی کہکے لپٹگیا غنچہ دہن نے ہنسکر کہا کہ کیون دیوانہ ہوا ہے مین تھککر اس مقام پر ٹھہر گئی
دل مین آیا تجھے بھی ہوشیار کردون بتا اب کہان لیچلون شیرنگ نے کہا ہمارے لشکر مین چلو غنچہ دہن
نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم وہان بیمروتی کرو عیار نے کہا بھلا تمھارے ساتھ بیمروتی کرینگے وہ ایسا کون ہے
جسکے ساتھ مروت کرینگے غنچہ دہن نے کہا ابھی خوف ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی تلاش کرتا ہوا آجائے سب سے
زیادہ کوشش لنسترن کریگی جسکا معشوق جدا ہوا اُسپر کیا گذریگی جان دیگی تلاش کرتی ہوئی آئیگی
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لنسترن مثل شعلہ جوالہ آتی ہے غنچہ دہن نے کہا لو غضب ہوا شیرنگ
تو ایک غار مین بھاگ پڑا ضیغم بھاگ نکلا کیا جانے سینہ سپر کیے کھڑا رہا غنچہ دہن و لنسترن سے سحر چلنے لگا
لنسترن نے للکار کر کہا ارے تیرا دھگڑا کہان گیا قید خانے سے لیکر بھاگی غنچہ دہن نے کچھ جواب نہ دیا
آپسمین خوب سحر چلا لنسترن نے دیکھا غنچہ دہن نہین مانتی دو ڈرکے دو پتھر مارا زمین شق ہوئی ایک
جانور نکلا جانور نے سر غنچہ دہن کے زفیل لگائی آواز دی یا سامری غنچہ دہن تڑپکر گری طائر غرق
زمین ہوکر غائب ہوا لنسترن نے زبان مین غنچہ دہن کے سوزن دیا چاہا کہ لیکے چلون کہ پہلو سے
آواز آئی ای حضور بڑا کمال کیا غنچہ دہن نگوڑی نے سب لونڈیون کا نام ڈبویا ضیغم پر تو یہ سحر
کر چکی ہے یہ بیچارے پابگل کھڑے ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے ہین پلٹکے لنسترن نے دیکھا اپنی کنیز
گلچہرہ کو دیکھا تالیان بجا بجاکے غنچہ دہن کو کوستی ہوئی چلی آتی ہے کہتی ہے اس نگوڑی نے سب کا
اعتبار کھویا واری مین تو باہر بھی نہین نکلتی مردون کے نام سے ڈرتی ہون نگوڑون کی خونخوار صورتین
چھری تلوار مار دین تو کیا کرین لنسترن نے کہا ارے تجھے کیونکر خبر ہوئی کہا واری مین نے زندانخانے
کے دروازے پر سُنا مجکو خیال ہوا کہ میری بی بی گئی ہین مین بھی جاؤن یہ کہکے قریب آئی کہا دیکھیے اور
لونڈیان بھی آتی ہین جیسے ہی لنسترن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار لنسترن بیہوش ہوئی
ضیغم مسحور کھڑے ہین غنچہ دہن کو چاہا ہوشیار کردون وہ ہوشیار نہین ہوتی سحر مین لنسترن کے پھنسی ہے
اب تو شیرنگ گھبرایا غنچہ دہن کو ہوش نہین آتا ضیغم کے پاؤن زمین تھامے ہے آخر سوچا لنسترن کو

مار ڈالون جب یہ مریگی تب اسکا سحر اُتریگا غنچہ دہن ہوشیار ہو جائیگی یہ سوچکے خنجر کھینچا چلا تھا کہ قتل کرون
پشت سے آواز آئی خبردار کیا کرتا ہی او ناعیار مین اسکا نگہبان ہون دیکھا وہی جانور جسنے غنچہ دہن
کو بیہوش کیا تھا مثل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہی نیرنگ نے چاہا بھاگون طائر نے اپنا عکس ڈالا
نیرنگ کمر تک زمین مین غرق ہو گیا طائر نے اپنا عکس لنسترن پر ڈالا لنسترن بیدار ہوئی طائر تو
زنبیل مارتا ہوا غرق زمین ہوا لنسترن نے اُٹھکر آواز دی او ناعیار سحر تو نے ہمارا دیکھا عشق مین بھی
کوئی قتل نہین کر سکتا ہمارے نگہبان موجود ہین یہ طیران جادو بڑا ساحر زبردست تھا جب یہ مرا
مین نے اسکی روح کو اپنے قبضے مین کیا دو بوتلین روز شراب کی دیتی ہون سیر بھر پوریان لیتا ہی
کیا کسی کی مجال جو مجھپر ہاتھ ڈالے ضیغم کے پاس ہنستی ہوئی آئی کہا کیون پیارے تیرے واسطے
مین نے یہ جفائین اُٹھائین تجکو بھی میرے حال پر رحم آیا سُنا کرتی تھی کہ عشق بُری چیز ہی نظم

عشق موقوف نہین ہی دل انسان پر تو
عشق کا شان نزول آیا ہی انا شد
کونسا دل ہی کہ اس عشق سے ہی اسکو نجات
عشق صیاد ہی اور شوق پر پرواز بخیر
کی ہی اس عشق نے سو راہ سے ہر جا مین راہ
حسن ہی دام بلا طائر دل ہی نخچیر

اے شہریار جو سُنتی تھی آپ کی محبت مین آنکھون سے دیکھا راتون کی نیند گئی بھوک پیاس موقوف ہوئی
کسی شی کا مزا نہ رہا آٹھ پہر تڑپتی ہون سب کی صورت سے نفرت ہی اب تو رحم کر یہ کہکے چاہا کہ گلے مین ہاتھ
ڈالدون ضیغم نے طمانچہ اُٹھایا اگر ہنچجائے تو سر چنبر گردن سے اُڑجائے دس بیس کنیزین بھی آکر
بیٹھی تھین یہ حرکت دیکھکر سب مسکرائین آپسمین کچھ چشمکین ہوئین لنسترن جادو سمجھی کہ یہ سب مجھکو
ہنستی ہین ہائے میری لونڈیان میرے اوپر آوازے کستی ہین اس جینے سے موت بہتر کنیزون سے کہا
کہ ان دونون کو لیچلو کنیزون نے نیرنگ و ضیغم کو اراب پر ڈال لیا لنسترن بھی ساتھ چلی مگر
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری ہوا اس مین
ابتری کنیزون سے کہتی ہوئی ابھی میدان خونی کی تیاری کرو تم سب نے یہ بھی دیکھا کہ غنچہ دہن
نے میرے ساتھ کیا گل کھلایا لیکر نکل گئی تھین مین وقت پر پہونچی میرے سحر سے کب بچ سکتی تھین مین نے
گرفتار کر لیا یہ کہتی ہوئی شہر مین پہونچی شہر والون نے دیکھا کہ غنچہ دہن گرفتار ضیغم شیر شکار
اراب پر اس شان سے بیٹھا ہی کہ غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی آستینین چڑھی ہوئین غیظ و غضب
مین کف دہن مین بھرا ہوا ابرو دن پر بل اپنے عیار کے واسطے جی بیکل شہر مین ہلڑ ہوا اشارے
ہو رہے ہین دیکھو صاحب معشوق کو کہانسے اُٹھا کے لائی کیا کیا ترکیبین کر رہی ہی کچھ اپنی آبرو کا پاس نہین
رعیت کا لحاظ نہین ہیچ شہر مین لنسترن ٹھہری اشارے کی دیر تھی جلادان خرس طینت میمون خصلت
خرس ہائے وادی ضلالت خنجر برہنہ کھینچے ہوئے ناک کان کٹے ہوئے اُسکا ہار گلے مین کاندھے پر رومال
پڑا ہی کہ جسمین خون کی بھبک آرہی ہی نعرے لگانے لگے شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست
مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون
مغضوب درگاہ سلطانی ہی آب تیغ مین دریا کی روانی ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرین تیغہ بار عدو
بازو پر قوت رکھتے ہین ہماری بدعت سے دشمنان شاہ موت کا مزا چکھتے ہین یہ جلادون نے کہا لنسترن نے
متوجہ ہو کر حکم پوچھا اسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

اپنی میت پر کسی کو نوحہ گر پاتے نہین
دیدۂ گریان سے کیا فرقت مین بھر پاتے نہین
کیا خریدار نہین یہ درد جگر کے ہو گیا
وہ بھی اپنے پاس تجکو مشتہر پاتے نہین
پھر کے آیا تو کہان اتبک انہی کے پاس ہر
فتنے تیری چال کو ای فتنہ گر پاتے نہین
بے تامل دیدیا ہو اُسنے ظالم کو جو دل
تم جہان ہو جانتے ہین ہم مگر پاتے نہین
بیکلی کیا جانے از خود رفتگی ہمکو کہان
تجھ پاتے ہین مگر تاب نظر پاتے نہین

اب بھی عشق بے اثر مین کچھ اثر پاتے نہین
نام لے لیکر پکار اُٹھتے ہو شب کو غیر کا
دلکو پاتے تھے جدھر پہلے اُدھر پاتے ہین
کاش مر جاتے تو بہتر تھا فراق یار مین
آپ ہی مین ہم تجھے او نامہ بر پاتے نہین
دیکھتے مین کیون نہ ہی آنکھون کو ہر دم کو نہ پوچھ
خود وہ کہتے ہین کہ تجھسا بے جگر پاتے نہین
خوب ہنستا ہی تڑپ پر دل کی اور زخم جگر
بیخبر وہ ہین کہ اپنی بھی خبر پاتے نہین
پارسا حسن ہی تم تجکو عشق ای جلال

ٹکڑے اپنے دل کے یا لخت جگر پاتے نہین
تمکو سوتے مین بھی اس سے بیخبر پاتے نہین
واہ رے میرے دل خود دگم کہ مین کج الفت
دشمنو کی بھی دعا مین ہم اثر پاتے نہین
آفتون سے پہلے آتا ہو جدھر آتا ہی تو
تجھے جو دل کے چور انہین وہ نظر پاتے نہین
صورت درد نہان دل مین ہمارے ہو نہان
بسمل تیغ ادا کب تجھسے بھر پاتے نہین
حوصلہ ہی میرے نظارے کا دل مین رکھیا
ہوش مین دونون کو ہم درد و بہر پاتے نہین

نسترن جادو یہ اشعار پڑھکے خوب روئی ایک کنیز سے کہا اس ظالم کو سمجھاؤ کہنا اب زندہ نہ چھوڑونگی دیکھو جلاد موجود ہین اگر تو قبول کرتو جلکے جلسہ آراستہ کرون تجکو پہلو مین بٹھاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہی سامری و جمشید کی زندہ نہ چھوڑونگی کنیز نے جو جاکر ضیغم سے کہا ضیغم نے کہا اُس فاحشہ سے کہدو مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین فرزندان صاحبقران بات پر مرتے ہین نسترن نے اشارہ کیا جلاد نے ضیغم کا ہاتھ پکڑا ایک جلاد قریب نیرنگ کے آیا ایک نے غنچہ دہن کو لیا اُس وقت شہر مین ایک شور برپا تھا کہ نسترن کیا غضب کرتی ہی معشوق کے قتل کرنے پر مرتی ہی ہاے ایسا جوان آفتاب مثال خورشید جمال یوسف ثانی جرأت مین لاثانی کو قتل کرتی ہی اسکو رحم نہین آتا ہی مگر یہ جوان بات کا بکا ہی جو کہا وہی کیا بات کہنے کی ہی یارو دنیا بھی مقام سیر ہی آج مرے کل دوسرا دن کوئی نام بھی ہمارا تمھارا نہ لیگا نوشیروان کیا ہوا ضحاک کا نشان نہین ملتا دارا و کیقباد و منوچہر و فریدون فرخ و حاتم ایسا سخی یہ سب نامی و نام آور جلیل بہادر سخی صاحب فوج صاحب زر و جواہر لاکھون کے مالک کیا ہوگئے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خاک کے پتلے تھے بنانیوالے نے خاک مین ملا دیا انھی مصنف

نہ فریدون ہی نہ دارا نہ سکندر باقی	نہ رہا حاتم طائی سا ہنر در باقی	گردش چرخ ستمگار سے سب خاک ہوئے
اہل عالم کو نہ ثابت ہوا کب خاک ہوئے	چار دنکے لیے بیجا ہی غرور و نخوت	پھر کہان اہل جہان اور کہان یہ صحبت

مصنف طلسم ہوشربا قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہین نظم

		ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہانتک
بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک	رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط بیان تک

اہل دل رو رہے ہین احمق ہنستے ہین بعض کا یہ قول ہی کہ یارو یہ وہ شخص مارا جاتا ہی جسکے باپ نے طلسم ہوشربا کو فتح کیا جد اسکا بھائی صاحبقران کا بادشاہ قلعۂ تمناک رو ہل صاحبقران مالک قاف دادا دنیا اسکا قتل ہونا بالا بالا نہ جائیگا عزیز و اقارب اسکے خون کا دعوی کرینگے اسکے قاتل نہ بچینگے بعضے کہتے ہین بڑی خوشی کی بات ہی اسکا باپ صاحب شوکت و شان نظر کردہ بزرگان جرأت مین یکتا فتاح طلسم ہوشربا یہ شہر کیا ہی وہ لوگ آتے ہی قیامت برپا کرینگے لاشون سے کوچہ ہاے شہر بھر دینگے یارو مقام عبرت ہی بعضے کہتے ہین یارو خوشی کرو اتنا بڑا ساحر کش قتل ہوتا ہی جہان یہ لوگ گئے

ساحرون کو ہٹایا اپنے مذہب کو روشن کیا انکے بزرگ فراش راہ دین اسلام مین پردہ قاف تک انکے نام ہین جری بہادر صف شکن تیغزن خوش رو خوش خو حسین و جمیل اپنے مذہب کے کفیل ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہی جلاد نے آنکھ ملا کے نشترن سے پوچھا ملکہ یہ حکم اول ہی سمجھ بوجھکر حکم دیجیے نشترن نے جھلا کر کہا مین نے ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد اسکا سر کاٹو مین خدمت مین شاہان طلسم نور افشان کے اسکا سر روانہ کرونگی بلکہ آرزو یہ ہی کہ لاش اس جوان کی گلی کوچے مین تشہیر ہو سب خورد و کلان آگاہ ہو جائین کہ انجام سرکشی یہ ہی جلاد نے دوسرا حکم پوچھا نیرنگ نے پکار کر آواز دی او حرامزادی ناسمجھ مین غلام شکوار اس شہریار کا عیار ہون پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقا کا جسم خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون پہلے مین نثار ہو جاؤن یہ نہ کوئی کہے کہ عیار نے جانبازی نہ کی سب ہمارے بھائی بند خوش ہو کر یہی کہینگے کہ شکوار اپنے آقا پر نامدار پر نثار ہو گیا نشترن جادو نے کہا ارے دونون کا سر کاٹ لے بلا و بلا ضیغم شیر شکار نے بلبلا کر دعا کی کہ اے معبود حقیقی و اے رب بے نیاز و اے کارساز اس ہلاکت سے تو بچائے ورنہ جان گئی مطلب حاصل نہ ہوا آرزو تھی کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان جاتے اپنے عزیزون کو چھڑاتے ہم فتاح طلسم نور افشان نہ تھے جب تو یہ انقلاب ہوا دل خود بخود بیتاب ہوا اے کریم تیری کیا مرضی ہی اگر رشتۂ حیات منقطع بھی ہوا ہو تو تو بچا سکتا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی ہمارے بزرگون پر تیرا کیا کیا احسان ہی نظم

اگر ہر موے من گردد زبانے ز نورانم بہر یک داستانے
سر موئے ز احسانت تو گفتن نیارم گو ہر شکر تو سفتن

کیا مجال جو شکر تیرا ادا ہو اے رحیم وقت مدد ہی غنچہ دہن بھی رونے لگی نیرنگ صبا رفتار نے بھی بلبلا کے دعا کی تیر دعا نشانۂ ہدف مراد پر پہونچے جیسے ہی جلاد نے ضیغم پر ہاتھ مارا آسمان سے برق چمککر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے جس جلاد نے نیرنگ کے قتل کا قصد کیا تھا اُسنے خود اپنے گلے پر خنجر پھیر لیا برق گرنے لگی نشترن نے طرف آسمان کے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ ماہ رخسار کے گرد ہالہ خوش رو خوش خو خال ہند و چشم جادو صراحی گلو شعر

بہر خندہ کز لب بر انگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے + قد نخل گلشن حسن و جمال دونون ابرو رشک ہلال بر سر ہوا ایک طاؤس پر سوار مسکرا رہی ہی جب غنچہ دہن وا ہوا بجلی گری دو چار کا سر اُڑا دیا نشترن نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو کون ہی جو میرے جلادون کو مارا وہ نازنین ہنس پڑی بجلی چمک کے نشترن کے سر پر گری وہ ہی طائر زمین سے پیدا ہوا زفیل مار کے سر اپنا برق کے نیچے رکھدیا سر اُس خود سر کا اُڑ گیا مرنے سے اس طائر کے نشترن کے ہوش اُڑے ساحرون سے کہا کہ ارے تم سب کھڑے دیکھ رہے ہو اس ظالم کو مار لو کئی ہزار ساحرون نے ملکر سحر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے دریا بنایا اُس نازنین نے ہنسکر یہ سب سحر دفع کیے ان سحرون کا دفع کرنا دل لگی تھی ساحر مرے کچھ رونے اُسکے نزدیک ہنسی تھی نشترن نے ایک سحر کیا بال بھی اپنے نوچکے پھینکے دو شعلہ زمین پر مارا مجھو نکا ہوائے گرم کا چلا وہ نازنین ہوا کے جھونکے سے مرجھائی ہوئی زمین پر آئی طاؤس جلگیا بس وہ غنچہ مین تنجیہ کھینچا طرف نشترن کے چلی آسمین نیچہ چلنے لگا نشترن نے نیچہ مارا اُس نازنین نے روکا ہزار ہا شعلہ نیچہ نشترن کی فوج پر گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے فوج والون نے

آواز دی کہ اے ملکہ عالم دیکھیے یہ آپ نے کیا کیا اپنے ساتھ والون کو مار لیا دیکھیے کئی ہزار لاشے پھڑک
رہے ہین لنسترن بہت نادم ہوئی نیچے کا ہاتھ مارا اُس حور مثال نے اپنے پنجے پر روکا بہت سے شعلے
نکلے ہا یان فوج لنسترن پھر جلے اُس نازنین نے ناز سے ہاتھ ہلا دیا برق گری ضیغم و نیرنگ و
غنچہ دہن قید سے چھوٹے ضیغم نے اُٹھتے ہی وار کا لٹھا اوکھیڑ لیا جب اُسکو گردش دی دو چار کے
سر پھٹے نیرنگ نے کسی پر کمند لگائی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا غنچہ دہن جو اٹھی زمین پر ہاتھ مارا
بہت سے سنگریزے اُٹھا کر پھینکدیے پتھر برسنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لنسترن نے للکارا او لونڈی
یہ تو نے کیا غضب کیا کیون تیری شامت آئی ہے بوٹیان کاٹ کے پھینکدونگی غنچہ دہن نے کہا او
فاحشہ جب دھگڑے پر زور نہ چلا ہم لوگون پر غصہ اُتارا نیرنگ سے غنچہ دہن نے پوچھا یہ نازنین
کون ہے کیا قیامت کے سحر کرتی ہے سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے نیرنگ نے کہا یہ عاشق شاہزادہ
ضیغم شیر شکار ہے شاہزادہ بھی اسیر ہو گیا ہے اسی کے تیغ ابرو کا گھایل ہے تلاش مین ہم لوگون کے نکلی ہے اس وقت
آ پہونچی لنسترن اس سے کیا مقابلہ کریگی ایک سحر مین سب لشکر کو مٹا دیگی مگر لنسترن ملکہ سوسن
پر برس پڑی بڑے بڑے سحر کیے ملکہ سوسن نے شاہزادے سے اشارہ کیا کہ صاحب اس تمھ
کے ہاتھ سے مجھے بچائیے یہ کہکر ضیغم پر کچھ اشارہ کیا ضیغم ایک جوان کو مار کر تیغ کھینچے ہوئے لنسترن
پر جا پڑے لنسترن نے جو ضیغم کو آگے دیکھا پکار کر آواز دی او جوان تجھے کچھ شرم ہے میرے
قتل پر سرگرم ہے یہ کہکے چاہا کہ اُڑ کر نکلجاؤن شانون مین طاقت نہ پائی پر نہ پیدا ہوئے ملکہ سوسن
اسکو غالب ہے سارا لشکر آپسمین رونے لگا باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے باپ کا سر کاٹ لیا بھائی سے
بھائی لڑا جب بھائی نے بھائی کو مارا لاشہ آنکھون کے سامنے تڑپا تب پہچانا کہا ہے مین نے اپنے قوت
بازو کو مارا بھتیجا سامنے کھڑا تھا اُسنے کہا کیون بے تجکو چچا بناکے چھوڑونگا مین کیا تیرے قتل سے
منہ موڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی مارا گیا اس طرح چمکر تلوار چل رہی ہے زمین سے شعلۂ
آتش بلند ہے خرد و کلان دردمند مگر ضیغم صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے لنسترن پر جا پڑے
لنسترن نے جو سحر کیا اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی اُسی کی فوج پر جا کر گرا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا
فوج والے دُہائی و فریاد کر رہے ہین کون سنے کون فریاد کو پہونچے لنسترن گھبرا گئی بمشکل سحر کرکے
پر پرواز پیدا کیے چیخ مار کر اُڑی ساتھ والون کو آواز دی جو جس سے ہو سکے وہ کرے نکلجاؤ قلعہ
سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمکو صحرائے خارستان مین ملونگی یہ کہکر قندیل فلک ہوئی ملکہ سوسن نے
مسکرا کے کہا لو صاحب تمھاری چاہنے والی بھاگی جاتی ہے اُسکو بلاؤ مین یہ نہین چاہتی کہ وہ آزردہ ہو
ایسی چاہنے والی کسے ملتی ہے ضیغم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین پیوست کیا
ملکہ سوسن نے بھی کچھ اشارہ کر دیا تیر جو کمان سے چھوٹا داہنے بائین جاتا تھا مگر قضا و قدر
نے اُسکے سینۂ پرکینہ پر پہونچایا تیر بجال کا تیر ملکہ لنسترن کے مرنے کی تدبیر ہے مہرۂ پشت کو توڑ کر
پار گذرا دیکھنے والے کچھ سمجھے کچھ جانے ہر ایک نے یہی آواز دی اس بازوے تہمتنی کے قربان
کیا تیر مارا لاشہ لنسترن کا زمین پر گرا بجائے خون کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے ہزارون
ساحر جلے آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو بود اور سب ساحر رومال سے ہاتھ باندھکر

قدمون پر گرے ہر طرف چادر ہلنے لگی آواز الامان الامان بلند ہوئی ملکہ غنچہ دہن کی پشت پر وزرا و امرا حاضر ہوئے سفارش کے خواہان تھے غنچہ دہن نے سب کی سفارش کی خطا معاف کرائی شاہزادے نے کسی کا عہدہ نہین لیا جو جس عہدے پر تھا اُسے اُسی پر معمور کیا ملکہ سوسن کو ساتھ لیے ہوئے داخل دار الامارہ شاہی ہوئے ملکہ سوسن کو تخت نشین کیا غنچہ دہن مثل کنیزان کمترین خدمت کو حاضر ہی جسنے اُس جمال بیمثال کو دیکھا محو ہو گیا شاہزادے نے فرمایا کیون صاحب لشکر پر ہمارے کیا گذری ہوگی نیرنگ نے کہا حضور سب گھبرائے ہوئے تھے مین تو حضور کی تلاش مین نکلا ملکہ سوسن کو بھی تاب آئی ضیغم نے فرمایا نہین معلوم مہران تاجدار و مغیلان جادو وغیرہ پر کیا گذری ملکہ سوسن نے بھی کہا جلد تیاری کیجیے بنام غنچہ دہن حکم ہوا اُسی وقت اُسنے بیس ہزار ساحر و غیر ساحر جمع کیے عرض کی بسم اللہ شاہزادے نے فرمایا ای غنچہ دہن ہمنے تمکو یہان کا بادشاہ کیا اُسنے عرض کی مین سلطنت سے باز آئی چاہتی ہون حضور کے ہمراہ رہونگی ضیغم نے لاچار ہوکر سپہ سالاری لشکر ساحران غنچہ دہن کے سپرد کی دوسرے دن لشکر تیار ہوا ملکہ سوسن گلعذار اپنے طریقۂ قدیم پر ابر سوسنی تیار کرکے طاؤس پر سوار ہوئین ابر سوسنی مین چھپ گئین غنچہ دہن لشکر کو آراستہ کرتی ہوئی ضیغم بصد شوکت و وقار پشت مرکب پر سوار ہوئے نیرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اس جاہ و جلال سے طرف قلعہ نیرنگ کے چلے مگر گیر نگ جادو کہ جسکو ضیغم نے بادشاہ کیا ہی وہ اور مہران تاجدار و مغیلان نے بعد جانے سوسن و نیرنگ کے کچھ سوار و ہرکارے جابجا واسطے خبر کے بھیجے ہین گیر نگ تخت پر مہران تاجدار ذیل شوکت پر ایکطرف مغیلان نامور دربار جمع ہی وزیر و مشیر یہی ذکر رہے ہین کہ نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا وقت کا جویا تھا کس طریقے سے شاہزادے کو لیگیا مغیلان جادو نے کہا کہ طریقۂ نجوم سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحرہ عورت تھی عاشق ہوکر لیگئی ہم سب کو داغ دیگئی مگر نیرنگ صبا رفتار فرزند حسن غام نامدار ضرور پتہ لگائیگا یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے خوشی خوشی آئے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی شعر محراب ز طلعت تو آراستہ باد + سجادہ بمقدم تو پیراستہ باد + ای شہریار مبارک ہو ابھی غلامون نے خبر پائی کہ آقائے نامدار قلعۂ لنسترن پر قید ہوگئے تھے بڑے بڑے معرکے پڑے اب تشریف لاتے ہین جس سوداگر نے ہمسے کہا وہ یہی بیان کرتا ہی کہ ہمارے سامنے لشکر شاہزادے کا قلعے سے باہر نکلا یہ سُنکر سب سردارون نے بڑی خوشی کی مگر مہران تاجدار نے حکم دیا کہ ہرکارے جائین اپنی آنکھون سے شاہزادے کو دیکھ آئین جب شاہزادہ قریب پہونچیگا ہم سب استقبال کو چلین ۔ لطف تمام لیکر قلعے مین آئین ہرکارے پھر گئے مگر مغیلان نے اپنے ساحرون کو حکم دیا ہر وقت تیار رہو مہران تاجدار نے غیر ساحرون کو حکم دیدیا دربان نئی تقسیم ہوئین ہر وقت یہی ذکر ہی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ وہ بھی قلعہ تسخیر ہوا لنسترن قتل ہوئی سب استقبال کی تدبیرون مین ہین کہ ہرکارے بھاگے ہوئے آئے مگر حیران و پریشان عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا شاہزادے کی خروج کی خبر سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچ گئی حریر جادو پچاس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آتا ہی یہ سُنتے ہی مغیلان نے کہا آتا ہے تو آنے دو یہ کہکے مغیلان نے حکم دیا سب فوج تیار ہو مہران تاجدار نے غیر ساحر تیار کیے سب

۱۰

لشکر پچیس ہزار ساحر وغیر ساحر کا جمع ہوا مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ جمع ہو کر نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے قلعے سے کوس بھر آگے بڑھکے اُترے لشکر آراستہ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا حریر جادو تخت پر سوار لیشت پر تمام ساحران غدار آکر سامنے اُترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر مغیلان سے کہو کہ تم ہمیشہ سے ساحران طلسم نور افشان کے نمکخوار رہے بہتر یہ ہی کہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ساحر نے آکر مغیلان سے کہا مغیلان نے کہا حریر جادو سے کہنا کہ تو اپنے جامے سے باہر نہ ہو ہمارا اور شاہزادہ ضیغم شیر شکار کا اب چولی دامن کا ساتھ ہی ہم سایۂ دامن دولت شاہزادہ والا قدر مین ہین جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سنکر حریر جلگیا اُسی وقت طبل جنگی بجوایا مہران تاجدار نے حکم دیا یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجا حریر جادو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اُٹھا ایک عقاب کی شکل بنکر اُڑتا ہوا لشکر حریف مین آیا قضائے کار مہران تاجدار واسطے انتظام کے نکلا ہی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ یار دکل حریف سے سخت مقابلہ ہی ہوشیار رہنا حریر نے جو مہران تاجدار کو پھرتے دیکھا کوک سے گرا پنجہ کمر مین دیکے اوڑا لشکر مین بلوہ ہوا مغیلان سے جاکر سرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار مہران تاجدار انتظام کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک عقاب گرا پنجہ کمر مین دیکر لیگیا مغیلان نے کہا یہ حرکت حریر کی ہی وہ بڑا مکار و غدار ہی معلوم ہوتا ہی لشکر دیکھنے آیا تھا انشاء اللہ صبح کو سمجھا جائیگا مہران تاجدار کا لیجانا خالی نہ جائیگا قیامتین برپا کرونگا انشاء اللہ کل ہی میدان میرے اور اُسکے مقابلہ پڑیگا سردار جو گھبرا رہے تھے مغیلان نے سب کو مطمئن کرکے انتظام کرنا شروع کیا چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی فراش نیر اعظم نے فرش رنگارنگ زمین پر بچھایا خیمۂ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا لشکر ضیا وشعاع ہمراہ لیکر آمادۂ حرب وپیکار ہوا سلطان انجم سیاہ شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اُدھر حریر جادو نے مہران تاجدار کو قید کیا لشکر کو آراستہ کرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا اِدھر سے مغیلان جادو مع جملہ سرداران لشکر کو درست کرتا ہوا آپ سب کے آگے اسباب سحر سے درست مگر دل پر صدمہ کہ کیون ای مغیلان حریر جادو وزیر سحر العجائب ہی نیرنگ باز شعبدہ ساز پروردگار فتح وظفر نصیب کرے یہ کہتا ہوا دل سے باتین جنگ کی گھاتین میدان کارزار مین پہونچا حریر جادو نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا نقیبون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بہادر جھومنے لگے غیر ساحرون کو مغیلان نے پشت پر رکھا ساحر آگے بڑھے ہوئے سینہ سپر کیے ہوئے جب نقیب ہٹگئے حریر نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سردارون سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای مغیلان جادو مین سحر وساحری مین مشاق ہون تجکو نمک سرکاری کا پاس نہ آیا اب میرے مقابلے مین آ مغیلان جادو سینہ سپر کیے کھڑا تھا فوراً اپنے اژدر کو بڑھایا سامنے حریر کے پہونچا حریر نے دیکھتے ہی گولہ مارا مغیلان جانتا ہی کہ اس بھیا سے لڑنا کانٹون مین اُلجھنا ہی یہ سوچ کے گولے کو اُسکے دفع کیا دو چار سحر آپسمین چلے حریر نے دامن اپنے لباس کا پھاڑا کچھ سحر پڑھا اُسکو طرف مغیلان کے پھینکا ایک ابر سیاہ چھایا اُس ابر سے تیر برسنے لگے

سارے لشکر پر وہ ابر محیط چھایا ہر لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا مغیلان نے سحر کرکے اپنے سر پر سپر فولادی
قایم کی جو تیر گرا سپر نے اپنے دامن مین لیا اپنے جسم پر تاثیر سحر نہین آنے دیتا لشکر مین جب کئی سو
آدمی غربال ہوئے مغیلان نے دستک دی زمین شق ہوئی ایک غلام زنگی جوان کیر کی جھومتا ہوا
سامنے مغیلان کے آیا ایک شاخ نخل ہاتھ مین لیے ہوئے اُس شاخ مین کانٹے بہت سے تھے وہ
شاخ مغیلان کو دی سحر مین حریر کے ایک شاخ نکالی مغیلان کو اُس شاخ کا لینا بار تھا
مغیلان کے ہاتھ مین آتے ہی یہ عمل ملا کہ شاخ شگفتہ ہوئی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون
اُس شاخ خشک مین ظاہر ہوئے مغیلان نے ایک نشتر لیکر اپنے ہاتھ پر مارا خون اپنا اُس
شاخ پر ملا کانٹون نے طرف ابر کے انگلیان اُٹھائین یہی شاخسانہ تھا مغیلان کو سحر کا بہانہ تھا
رنگ گل رخسار مبدل جی بدل مگر شاخ کو ابر پر پھینکا وہ شاخ بلند ہوکر غائب ہوئی ابر مین ہلکہ
پیدا ہوا ابر لخت لخت ہوا مغیلان نے دوسری تدبیر کی کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑے کو
اوپر حریر جادو کے اشارہ کیا لشکر حریر پر وہ ٹکڑا ابر کا برسا جس پر قطرہ پڑا اُسکی آبر دربنگئی
قباے جسم حریف مثل غربال کے چھلنی مغیلان کی رنگت سیاہ حال تباہ مگر سحر خوانی مین مصروف
ہو جب حریف نے دیکھا کہ میرے سحر کو مغیلان نے دفع کیا ٹکڑا ابر کا میرے لشکر پر برس رہا ہے ہر ایک
ساحر ایک ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہے ظاہر ہین قطرات آب ہین تاثیر مین نایاب ہین چنگاریان
آگ ہی ہین جس پر چنگاری گری جل بھنکر خاک ہوا حریر جادو نے دریادلی دکھائی پارہ ابر کو غائب کیا
تلوار جو قبضے مین تھی اپنے نزدیک جرأت کے جوہر دکھائے نیچہ ہلالی پھینک مارا مغیلان نے ہرچند
روکا تلوار سر پر گری کہ سر اس مومن دیندار کا زخمی ہوا زخم کھاکر جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ کاغذ
نکالا کچھ حرف لکھکر پھینکا اُس پرچہ کاغذ سے کچھ سپرین نکلین سر پر مغیلان کے قایم ہوئین چھوٹے
چھوٹے طائر پیدا ہوئے اُن طائرون نے حریر کے ہوش اُڑائے ایک طائر اپنی جان دیکر سر پر
حریر کے گرا حریر کا بھی سر زخمی ہوا اب دونون کے سر سے خون بہ رہا ہے حریر یہی کہ رہا ہے اے
مغیلان زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حریر نے خنجر آبدار کمر سے نکالا طرف مغیلان کے پھینکا مغیلان
کا زخم چوپارہ ہوا دو سو آدمی فوج والون کے سر کٹکر گرے اب مغیلان کے پانون اُٹھے حریر زخم اپنا
باندھکر سحر کرتا ہوا بڑھا مغیلان نے غیر ساحرون کو آواز دی تم لوگ سب قلعے مین جاؤ میرے
سحر نے جواب دیا انشاء اللہ صحت پاکر حریر کا حریرہ بناؤنگا اب اس وقت قدم نہین رکتا غیر ساحر
سب قلعے مین آئے مغیلان پر پرواز پیدا کرکے اُڑا چاہا کہ قلعے مین جاؤن زمین سے بلند ہوا
ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر پنجہ مارا مغیلان نے دونون پانون تھاکر طاؤس کو چیر ڈالا اندھیرا
ہوگیا تھوڑے عرصے مین لوگون نے دیکھا کہ مغیلان غائب ہوگیا حریر جادو نے سحر کرکے آگ برسائی
ہمراہیان مغیلان سے پڑاؤ چھوٹا حریر نے آکر سب مال لوٹ لیا خزانہ بھی ہاتھ سے گیا مگر سب
بھاگکر قلعے مین آئے حریر جادو نے چاہا قلعے کو ہلہ کرکے لے لون مگر مغیلان جو غائب ہوا تھا اسکی
آنکھ کھلی دیکھا ایک نخل کے سایے مین مین کھڑا ہون دو زنگی مشکین باندھا چاہتے ہین ایک زنگی نے
چاہا زبان کھینچکر سوزن دوزن مغیلان نے آہ کی شعلہ آتش منھ سے نکلا دونون زنگی جلکر خاک ہوئے

مغیلان اُترا میدان کارزار مین آکر یہ بچا دیکھا کہ سب لشکر تباہ ہو گیا حریر جادو قلعے پر بلوہ کیا چاہتا ہی
مغیلان نے ایک دستک دی دیوار آہن سامنے قلعے کے حایل ہو گئی حریر نے دیکھا اس سحر کے
دفع کرنے مین عرصہ ہوگا یہ کہکے پلٹ گیا اپنے لشکر کو لا کر اُتارا آپ فکر مین مغیلان کے نکلا یہان
مغیلان جادو شفاخانے مین آیا زخم وزری ہوئی باہر نکلنے کو نکلا قلعے پر سامان کر دیا ہی حریر
نے دیوار آہن پر آکر سحر کیا ایک روزن پیدا ہوا اُس روزن مین داخل ہو کر اِس پار دیوار آہن
کے آیا صورت بدلکے ٹہلتا ہوا چلا مغیلان کو دیکھا پھر رہا ہی پشت پر کھڑے ہو کر سحر کیا مغیلان
بیہوش ہو کے گرا حریر اسکو بھی اُٹھا کے بھاگا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ مغیلان کو کوئی لیے جاتا ہی ہر چند
کہ ساحرون نے پیچھا کیا مگر حریر جادو کو نہ پایا حریر نکلگیا اپنے لشکر مین آیا مغیلان کی زبان
مین سوزن دیا لشکر مین لا کر قید کیا کارگزارون کو حکم دیا صبح کو جلاد حاضر رہین بوقت سحر
مہران و مغیلان کا دربار سجیگا اگر میرا کہنا مانا اور اطاعت بادشاہون کی کی تو فبہا
ورنہ قتل کردونگا دونون کے خون سے ہاتھ بھرونگا یہان لشکر اسلام مین مغیلان جادو کے
پکڑے جانے سے تلاطم ہوا دیوار آہن بھی گر گئی اب اہالیان فوج حریر کا اور قلعے کا سامنا ہو گیا
سحر چلنے لگے دو چار اُدھر کے مارے گئے دس بیس اہالیان قلعہ قتل ہوئے رات بھر یہی ہنگامہ رہا
بوقت سحر حریر جادو نے مہران و مغیلان کو دربار مین بلایا حریر جادو کا بھائی صغیر جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہی یہ بھی دربار مین آکر بیٹھا اسکو قید ہونا مغیلان و مہران کا بہت
ناگوار ہی چپ بیٹھا ہی جیسے ہی مہران و مغیلان دربار مین آئے مہران نے مثل اہل اسلام کے
سلام کیا مغیلان کی زبان مین سوزن ہی اشارے سے جواب دیا حریر جادو جلگیا کہا کیون
اے مہران تاجدار تم شاہان طلسم نور افشان کے خراج گزار ہو تمنے حمزہ امی پر کمر باندھی
تمکو خوف نہ آیا مہران تاجدار نے جواب دیا تمکو الزام وہ دونون بھائی ہین خلاف ورزبان
کی کسکو بھائی ہین غضب کی بات ہی کہ اپنے شاہ کو قید کر لیا کچھ خوف خدا نہ ہوا اسنے کسکے ساتھ
حمزہ امی کی دین اسلام پسند آیا لغو مذہب کو چھوڑ دیا یہ جو مہران نے آنکھ ملا کر حریر نے کہا
حریر جادو اپنے جامے سے باہر ہو گیا کہا جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون کا سر قلم کرے ہمارے
سامنے دونون کو بیدم کرے صغیر جادو کو تاب نہ باقی رہی بلبلا کر کہا کیون بھائی صاحب
مہران تاجدار نے کیا خلاف کہا جو لایق گردن زنی ہوا حریر جادو نے کہا کہ تمہین کیا دخل ہی
جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے صغیر جادو نے کہا یہ تو آپ کو اختیار نہین ہی یہ آپ کیا فرماتے ہین
مہران تاجدار نے بہت سچ کہا افسوس ہی کہ کوکب کو قید کیا اس ذکر سے ہمارا کلیجہ پھٹ گیا
حقیقت مین اتنا بڑا بادشاہ جلیل ساحرون کا کفیل اُسپر یہ مصیبت اُسنے آکر دامن پناہ مانگا اُسکا
بدلا یہ کیا کہ دامن پناہ نہ دیا قید کر لیا اب اُسکے طالب ہین کہ وہ بادشاہ جلیل تڑپ تڑپ کے
مر جائے ہمکو تو بہت ناگوار ہی حریر جادو نے کہا او بچہ تجھے کیا دخل ہی کیون بیہودہ باتین کرتا ہی
ہمارے شاہون نے جو حکم دیا وہی ہوگا مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑینگے یہی حکم سحر العجائب
و مصر الغرائب ہی کہ مسلمانون کو ایک قطرہ پانی نہ دو یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرین صغیر نے

کہا ای برادر اب بہتر تمھارے واسطے اسمین ہی کہ مغیلان جادو و مہران تاجدار کو چھوڑ دو
تم بھی اطاعت ضیغم شیر شکار کرو اگر اسکے خلاف ہوگا ہم شریک مسلمانان ہو جاینگے جان دینگے
لڑتے بھڑتے ضیغم کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچا دینگے جن باتون کے رازدار ہین اُنکو بھی ظاہر
کر دینگے ہمارے دل پر تاثیر مذہب مسلمانان ہوئی تم لوگون نے بڑی بدعت کی ہم اس ظلم کو جائز
نہ رکھینگے موت کا مزہ چکھینگے جو تقدیر مین ہو حریر جادو نے جلاد کو اشارہ کیا کہ مغیلان جادو
کا سر کاٹ لے جیسے ہی جلاد چلا صفیر اپنے مقام سے اُٹھا جلاد کو ایک طمانچہ مارا کہ جلاد کا سر
اُڑ گیا زبان سے مغیلان کی سوزن کیا مہران کی بھی قید کاٹ دی مغیلان چھوٹتے ہی
آگ برسانے لگا کافرون کو ترسانے لگا اور صفیر نے پکار کر آواز دی ای سرداران لشکر و ای
ساحرون کے افسر خوف خدا کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ہاے غضب کیا کہ ایسے بادشاہ جلیل کو
قید مین رکھا اب چاہتے ہو کہ وہ تڑپ تڑپ کے مرین ہم کیونکر گوارہ کرین جسکو خوف خدا ہو ایک
دن پروردگار کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگے یہ جو صفیر جادو نے پکار کر کہا دس ہزار ساحر
چیخین مار کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو صفیر سچ کہتا ہی ہمارا کلیجہ پھٹا جاتا ہی
قلب تھراتا ہی حقیقت مین عمر طلسم بھی تمام ہوئی ہالیان طلسم نور افشان اب زندہ نہ بچینگے
بیشک عمر تمام ہوئی شاہون پر ضرور زوال آئیگا ہر نمکحرام ذلت و رسوائی سے مارا جائیگا دس ہزار
ساحر پشت پر صفیر جادو کے آ گئے کہا حضور ہم آپ کے ساتھ ہین ضیغم کا دامن ہمارے ہاتھ مین
ہمارے باپ دادا سب ملازم رہے کبھی یہ ظلم نہین دیکھے یارو اگر لڑ بھڑ کے تا بہ زندانخانہ پہونچے
اور اُس بادشاہ جلیل کو رہا کیا دنیا و عقبے دونون پاک ہو گئے اگر نمکحرامونکے ہاتھ سے مارے گئے
ساری مشقت خاک ہوگی بقول جناب آتش

نظم

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر ہے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

دنیا چند روزہ ہی آخر کو سامنا پیدا کرنے والے کا ہوگا کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے یہ
سب ساحر کہتے تھے اور چیخین مار مار کر روتے تھے اسوقت صفیر جادو نے سب کو ہوشیار کر دیا
خانۂ دل سب کا غم و الم سے بھر دیا لڑائی سحر کی ہونے لگی صفیر بھی لڑ رہا ہی مغیلان جادو نے
قیامت برپا کر دی نمکحرامونکے واسطے کانٹے بوئے اس وقت ساحر اسقدر آمادہ ہین کہ اپنی جان دینی
حریر کی کوئی نہین سنتا حریر چاہتا ہی کہ جان بچا کے نکلجاؤن مغیلان و صفیر سحر کرکے انکو
زمین پر گراتے ہین دونون پر تیغین چمکاتے ہین حریر انتہا کا زخمدار ہی ہر چند ساحرون کو آمادہ کرتا ہی
ہر شخص کا یہی جواب ہی کہ تو نمکحرام تیرا بادشاہ بد انجام ایسے کا کیا ساتھ دین دس پانچ ہزار
ساحر جو خاص حریر جادو کے ملازم ہین وہ تو اسکا ساتھ دے رہے ہین ورنہ سب کے دل طرف
سے بحر العجائب و مصر الغرائب کے پھر گئے یہ خبر ہرکارون نے قلعے مین پہونچائی کہ مہران تاجدار
و مغیلان نامدار نے بعنایت پروردگار رہائی پائی لڑائی ہو رہی ہی صفیر جادو شریک ہوا
بڑی لڑائی ہو رہی ہی آپ لوگ بھی چلین سب ساحر و غیر ساحر قلعے سے نکلکر دوڑے اُسوقت پہونچے
کہ ہزارون ساحر کے لاشے پڑے ہین صفیر نامدار بصد شوکت و وقار غصے سے چہرہ گلنار

معردن سحر و ساحری جوش پر افسون گری جو طرف سے حریر جادو کے بڑھا جھینگر گولہ مارا کسی کا سر پھٹا مغیلان نامدار بھی بڑے کرّ و فر سے سحر کر رہا ہے جب حریر نے دیکھا کہ اب کچھ نہیں بن پڑتا ساتھ والے ساحر جدا ہوئے اپنے ہاتھ پانون دشمن راہبر رہزن لاشون سے صحرا رشک گلشن ہر ایک حقیر رشک سہراب بیژن گھبرا گیا غیرت سے پسینہ آگیا تڑپکر زمین پر گرا پکارکر آواز دی کہ یارو اب جان بچاکر نکل چلو یہ برا وقت ہے چلکر بادشاہ سے اطلاع کرو وہانسے فوج بھاری لیکر آؤن ان سب سر کشون کو مٹاؤن صفیر جادو کو یہ خیال نہ تھا صرف آسمان کی راہ کو تو روکے ہوئے تھا حریر جادو نے دونون پانون زمین پر مارے ساحر بھی اسکے ساتھ کے غرق زمین ہونے لگے حریر تو پہلے ہی سحر مین اتر گیا صفیر نے مغیلان کو آواز دی کہ بڑا غضب ہوا دشمن جاتا ہے اور ساحرون پر مغیلان نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب عالمتاب جرأت نے طلوع کیا جس ساحر پر سحر کیا وہ غرق زمین ہوتا تھا یا دیکھا کہ خوف جان سے رک گیا مراد یہ ہے کہ حریر کا کوئی ساتھ نہ دیسکا حریر جادو اکیلا نکل گیا صفیر جادو نے باغیون کو گرفتار کیا وہ سب غل مچانے لگے کہ ہم تمکو امون پر لعنت کرتے ہین نام پر کوکب کے مرتے ہین سبنے مذہب اسلام اختیار کیا اہل اسلام کا ساتھ دینگے سحر العجائب و مصر الغرائب سے لڑینگے صفیر نے سحر سے ہاتھ روکا مغیلان زخمون مین چور چور تھا یہی حال مہران تاجدار کا ہوا اتحاد دونون کو اٹھاکر ہوا دار پر ڈالا بہ فتح و فیروزی قلعۂ نیرنگ مین داخل ہو آمد ضیغم کا انتظام کرنے لگے مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار قلعۂ لنسترن سے کوچ کرکے نکلے ایک صحرا مین فرو کش تھے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار پشت پر تین ہزار پیلے سوار سب سواران جنگی وہ پہلوان گینڈے کو اڑاتے ہوئے آیا فوج ضیغم کو دیکھکر عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہے عیار گیا تھوڑی دیر مین پلٹکر آیا تمام کیفیت بیان کی کہ نبیرۂ صاحبقران بعد عظم و شان قلعۂ لنسترن فتح کرکے طرف قلعۂ نیرنگ کے جاتا ہے فولاد زنجیرہ پیچ یہ سُنکر جلگیا نیزہ گاڑ دیا گینڈے سے اترا ناشاد زنجیرہ پیچ کی فوج کا سپہ سالار تھا فولاد نے حکم دیا کہ اے ناشاد پاس ضیغم کے جاؤ کہنا اے پہلوان دوران گرشاسب جہان فولاد زنجیرہ پیچ بحکم شاہان نور افشان اسی واسطے نکلا ہے کہ خارستان کو صاف کردن کوئی مسلمان نہ آنے پائے اب تمکو دیکھا اسی مقام پر اتر پڑا اما بدولت تا بہ قلعۂ ابلیس پرستان جائینگے صاحبقران کو جاکے روکینگے کاہنون نے بھی حکم لگایا کہ حمزۂ عرب طلسم کشا اصلی ہے وہ تا بہ طلسم نہ آنے پائے جب مین حمزہ کو روکنے جاتا ہون تمھاری کیا حقیقت ہے کسنی مین اپنی جان نہ دو میرے پاس چلے آؤ مین خطا معاف کرادونگا اگر اسکے خلاف کیا قسم ہے لات و منات کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ناشاد چلا بل کرتا ہوا در بارگاہ ضیغم پر آیا یہان صحبت تخلیہ ہے ضیغم مع سرداروں کے بیٹھے ہین ملکہ سوسن گلعذار پہلو مین نیرنگ صبا گرفتار پایان چھپر کر سامنے ملکہ سوسن کے یہ اشعار گا رہا ہے نظم

خزان چمن سے کبھی فصل گل بھی آئے دن
خدا کسی کو نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
دعا سے بھی نہیں ہوتی شب وصال نصیب

خدا نے پھر یہ نہیں باغبان دکھائے دن
فراق یار میں ان ہو گیا ہے روز قیام
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

خزان چمن مین ہے بلبل قفس مین نالان ہے
بلا سے غم کھنچی پر خدا اٹھائے دن
جمال یار نہین خواب مین بھی ہوتا نصیب

فلک نے کیسے الٰہی ہمین دکھلائے دن
نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سامنا رہتا ہی مجھکو آئے دن

کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی فولاد زنجیرہ پیچ کا سردار برسم ایلچیگری آیا ہی ضیغم نے ملکہ سوسن کو ہٹا دیا مگر مجہول سحر کی رکھی رہی ناشاد اندر آیا ضیغم کو بشوکت و شوکت دیکھا کمسن پاکر لبلبلاتا ہوا قریب آیا ضیغم نے دنگل دیا ناشاد نے پیغام فولاد زنجیرہ پیچ کا پہونچایا ضیغم نے کہا ای بہادر زیادہ گوئی سے کیا فائدہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئین حال کھلجائیگا ناشاد نے کہا واہ مین تیرا پیغامبر نہین ہون گردن پکڑ کے لیجلونگا ضیغم خود آتش خو شعلہ مزاج مگر ضبط کرکے جواب دیا اب ہمارے سامنے سے اٹھجا اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑلون کہ اس جوان کو کان ہو چشم زدن مین ہلکان ہو ضیغم نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا مارا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا یہی دلیل تھی سرکشی کی ضیغم نے ایک طمانچہ مارا چرخ کھاکر ناشاد زمین پر گرا بیہوش ہوگیا ضیغم لاحول کہکے دنگل پر بیٹھے ناشاد نے آنکھین کھولتا ہی ضیغم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی ضیغم نے یہ دیکھکر آواز دی ای پہلوان کوئی اب تیرے ساتھ بے اعتدالی نہ کریگا ناشاد جھاڑ پونچھکے اٹھا باہر آگیا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا سامنے فولاد زنجیرہ پیچ کے آیا فولاد نے کہا کیا ہوا ناشاد نے کہا ای شاہنشاہ مجھکو دو سو آدمی لپٹ گئے وہ لوگ بڑے دمباز ہین شعبدہ ساز ہین مین نے ترکیب سے اپنی جان بچائی یہ سنکر فولاد نے حکم دیا طبل جنگی بجا مگر ناشاد نے یہ بھی کہا کہ حضور وہان سحر و ساحری کا سامان ہی یہ سنکر اسنے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر اُس جوان سے یہ کہو آؤ کہ ہمارے آپکے جرأت مین مقابلہ ہو ساحر جو آپکے ساتھ ہین انکو الگ کیجیے تب مقابلہ کیجیے ضیغم نے یہ سنکر ملکہ سوسن کو حکم دیا ملکہ ہمارے سر کی قسم تم اپنے ساحرون کو لیکر پہاڑ پر ٹھہرو لڑائی مین ہمارے اُسکے دخل نہ دینا سوسن مزاج کو پہچان گئی ہی کہا بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا وہی کیا جائیگا سوسن لشکر کو لیکر پہاڑ پر گئی کہ جاسوس آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا دی

نظم

سدر معالی بتو نازندہ باد
جان جہانی زدمت زندہ باد
تائید ایزدیت دلیل طریق باد
توفیق اکتساب علو رتبت رفیق باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز فولاد نے طبل جنگی بجوا دیا ضیغم نے حکم دیا یہان بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فولاد میدان مین نکلا اسپ تازی نیزہ بازی دکھلا کے آواز دی ضیغم شیر شکار کہان ہین کبھی شیر دیکھا نہ ہوگا نام تو رکھ لیا اب میرے مقابلے مین آئین سب حال کھلجائے ضیغم نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین فولاد کے آئے نیزہ چلا ضیغم نے نیزہ اُسکا نکالدیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا ضیغم نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی ضیغم نے دہ دہ گھسے مارے کہ فولاد اپنی جان سے بیزار تھا چاہتا تھا چت ہوجاؤن میری جان تو بچے ملکہ سوسن گلعذار پہاڑ پر جاکر اُترین ایک کنیز سے کہا ارے منحت جاکر خبر لا دیکھ تو وہان کیا گذری کفار تو مکار ہوتے ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ فطور کرے وہ تو سیدھے سپاہی ہین ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھائین کنیز نے کہا حضور وہ غیر مشبہ صاحبقرانی ہین ملکہ رونے لگین کہا ساحبو تمکین کہا دخل ہی بیان تو یہ حقیقت ہی نظم

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
عارضی نور ہی یان مثل قمر آنکھون مین
مرے پتلی کے ہی وہ نور نظر آنکھون مین
یان نظر دشت مین ہی اُسکو سفر آنکھون مین
کس سے منظور ہین قاتل کو لڑانا آنکھین
بنگیا تار نظر موے کمر آنکھون مین
نور ہو جائینگے ہم منہ نہ چھپا او خورشید
ہی سیاہی نگہ تیغ و سپر آنکھون مین

نشے سے لال ہوئی ہین جو یہ چشمان سیاہ
تو بھلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہو پری اب تو سماتا نہین زر آنکھون مین
ہے عجب کہ وہ لخت جگر آنکھون سے
ئے شب کا ہی اثر تا بہ سحر آنکھون مین
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
ہیچ تو ہے خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
کیونکر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر
کہ مرے مردم دیدہ کا ہے گھر آنکھون مین
میل یہ آتش تر زلف سے ہوا ہے ناسخ

آپ کی ہے شفق شام و سحر آنکھون مین
اسکو پیتے ہین انہین دیکھتے ہی ہوتے ہین مست
ہے یہان تار نظر اسلیے تر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا اسکو نزاکت سے گران
بہر تسکین ہے یہان لخت جگر آنکھون مین
جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے جال مین جا کر ایسا
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
ہو جہان یار وہین اڑ کے یہ دیکھ آتی ہین
بجائے اشک آنے لگے دلسے شرر آنکھون مین

ظلم اگر دل مین نہو دے کہین بہتر تجھ
سے لگگو نشے سے زیادہ ہے اثر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہے تیری سنہری رنگت
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہے شوق نظر بازی کا
صدقے ہو دینگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
رات دن دھوم مچا مین جو ہے لعل سر شنگ
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین
شرمگین ہے وہ پری خانۂ دل مین بھی رہے
میری پلکین ہوئین پرواز کو پر آنکھون مین

ملکہ سوسن کو پریشان دیکھکر ایک کنیز دلاسطے خبر چلی گئی اور فوراً خبر لیکر آئی عرض کی واری خدا آپ خیر کو سلامت رکھے آپ یوخصا کے جی چھڑوا دیے ہین کشتی ہو رہی ہے یقین ہے پہر دو پہر مین زیر کرین نگوڑا ہانپ رہا ہے کانپ رہا ہے ہیں شکلیت کا نام نہین معلوم ہوتا ہے ابھی اترے ہین یہ سنکر ملکہ سوسن نے سجدۂ شکر پروردگار کیا قضائے کار حریر جادو جو قلعۂ نیرنگ سے شکست کھا کے بھاگا تھا کوس بھر بڑھکر زمین سے بلند ارزان و ترسان اڑا ہوا جاتا تھا ایک نخل پر بیٹھا عقاب بنا ہوا ہے کہ گیرو گیر کی آواز کان مین آئی دیکھا دو جوان میدان مین لڑ رہے ہین ایک آفتاب جمال دوسرا مریخ خصال لشکر دونون کے تعریفین کر رہے ہین جب وہ جوان آفتاب جمال اُس دیو خصال کو لے دوڑتا ہے یا کسی پیچ کا توڑ ہوتا ہے تو تعریفون کی صدا بلند ہو جاتی ہے دیو خصال کو شرم آتی ہے جھلا جھلا کے زور کرتا ہے مگر کچھ ہو نہین سکتا یہ بھیا مسلمانون کے نام سے جلا ہوا ہے درخت سے اتر البصورت مبدل آکے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ جوان خورشید جمال آفتاب آسمان عربستان ہے اور یہ جوان کریہ منظر عفریت مثال فولاد زنجیرہ پہلوان ہے اسوقت اسکے سامنے ہیچ ہے یا تو بڑے زور و شور سے لڑنے کو صاحبقران کے جاتا تھا یا اُنکے نواسے نے جی چھڑوا دیا دیکھا تو بھیا کے چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اب گھڑی دو گھڑی مین زیر ہو جائیگا ہوش درست نہین ماتھے پر موت کا پسینہ دیکھیے کیا ہو یہ سنکے حریر جادو نے سحر کرنا شروع کیا ایک گوشے مین آکر کھڑا ہوا ماش کے دانے چھینکے پڑھا پڑھا کچھ سحر کو درست کیا کچھ جنگل مین دوڑا کچھ زمین پر دو ہتڑ مارے کچھ سامری و جمشید کو یاد کیا کچھ اپنے زخمی ہونیکا معرکہ یاد آیا کچھ ساتھ والون کا مارا جانا ضیغم شیر شکار لڑتے لڑتے تھر آئے دیکھا ہاتھ پاؤن مین خود بخود رعشہ آیا فولاد زنجیرہ پہلوان کا زور بڑھا جو پیچ باندھا بن پڑا ضیغم نے چاہا توڑ کرون نہ بن پڑا پیچ اُسکا پورا ہوا جی مین کہتے ہین کیا پیچ پڑ گیا بیقرار ہو کے لڑ رہے ہین انکا زور گھٹتا جاتا ہے اُسکے زور کو ترقی ہوتی جاتی ہے ملکہ نے دوبارہ کنیز کو بھیجا ہے عاشق کے دل کو کب چین پڑتا ہے کنیز نے جو یہ حال دیکھا روتی ہوئی سامنے آئی کہا واری غضب ہو گیا

مین نے دو معرکہ دیکھا کہ کاشکے نابینا پیدا ہوتی یہ ہنگامہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی اس وقت عجب رنگ دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر کو وہ بھیا پکڑ لایا ہی نکلنے نہین دیتا کیسے کیسے زور کر رہے ہین یا تو لشکر مین لڑ رہا تھا گھڑی دو گھڑی مین فولاد موم ہوا چاہتا ہی اب اپنے بیگانے سب کہ رہے تھے کہ فولاد زنجیرہ پیچ کے ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہی مین حیران ہون واری یہ کیا ہو گیا انقلاب فلک نے یہ رنگ دکھایا شاہزادے کا چہرہ زرد ہو نٹون پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد قریب نہ کوئی رفیق نہ کوئی ہمدم یہ سُنکر ملکہ سوسن گلعذار کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا ارے یہ کیا خبر سنائی چھری کلیجے کو توڑ کر پار نکلگئی مین نے تو کتاب مین یہ دیکھا کہ فرزندان صاحبقران آپسمین بھائی سے بھائی جی زیر نہین ہو حمزۂ صاحبقران البتہ اپنی اولاد پر غالب آتے ہین شان و شوکت صاحبقرانی دکھاتے ہین یہ کیسا انقلاب ہی ہاے مین اُنکے مزاج سے بہت ڈرتی ہون مین تو بیتری کو جاؤن اُن جاہل کے خلاف گذرے کہین کہ تم کیون آئین تو مین کیا جواب دون مین تو صاحبو یہی چاہتی ہون کہ مجھے کسی بات مین آزردہ نہ ہون خدا نخواستہ اُنکے خلاف گذرے میرا ساتھ چھوڑ دین تو مین کیا کرون ہاے جس دن سے اُنپر مائل ہوئی سوائے رنج و ملال کے چین نہ نصیب ہوا گرفتار زندان معیبت آوارۂ دشت مودت نظم

ازدو چشم خون فشانم موج طوفان برنخاست
بلے سعی از کار رفت و دست کوتہ ہمتے
از برم ہر گز غمے بے چشم گریان برنخاست
دیدۂ یعقوب کنعان در فراق از کار رفت
رہ نوردی ہمچو مجنون زین بیابان برنخاست
ہر کہ چون مخفی بدشواری بکام دل نشست

گرچہ ام دست طلب از دامنم کوتہ نکرد
از برائے خاطر چاک گریبان برنخاست
تا نشد از ناتوانی نالہ ام در دل گرہ
ای صبا گردی ز راہ این بیابان برنخاست
تا طلبگار سخن شد نکتہ سنج معرفت
با غم جانان زجائے خویش آسان برنخاست

کو دمی کز دل مرا آہ پریشان برنخاست
موجۂ طوفان اشکم تا ز دامان برنخاست
تا عنان اختیارم بردہ چشم اشک ریز
در درون سینہ از مرغ دل افغان برنخاست
شد بسے برگشتۂ وادی بیابان عشق
ہمچو طالب طالبے از خاک ایران برنخاست

اری گلعذار جلدی جا لاکر مجھے خبر سنا ہو کہ یہ کیا ہو گیا میرے شیر پر کسی کی نگاہ پڑی کسی کی نظر لگ گئی اسی دن کو جھینکتی تھی کہ صاحب سر در بارۂ بیٹھو پیر زیدار کا کونڈا کرو نگی جو خیر و عافیت سے دیکھون دشمن سے خدا بچائے انکی معیبت مجھے نہ دکھائے بات کان نہ سُننا تو اُنکا شیوہ ہی سیدھے سپاہی وہ نگوڑے مکر و فریب کو کیا جانین یہ جڑے کافر مکار و غدار جعلساز جس طرح پائین حریف کو ذلیل کرین مین کہتی تھی ساتھ سے اس کنیز کو جدا نہ کیجیے دشمن نے جو کہدیا وہ مان لیا یہ نہ سمجھے کہ اسکا انجام کیا ہوگا آخر معلوم ہوا کہ خرابی درپیش ہی اسکا مین بھی پس و پیش ہی کئی کنیزین ملکہ کو بیقرار دیکھکر دوڑین بیان وہ وقت ہی کہ شاہزادہ ضیغم کو غش آگیا فولاد زنجیرہ پیچ نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین قید کیا لیکے پلٹا ملازمان ضیغم رنجیدہ دلبیدہ حیران و پریشان تھے مگر نیرنگ صبا رفتار کتا ہی یار دنئے طور کی افتاد ہوئی سب نے بچول دیکھ لیا کہ شاہزادہ الٹے رستے بیہوش ہو گیا کوئی اُسکا معین ہی اُسنے یہ حرکت کی آپ لوگ تامل کرین مین جاتا ہون خبر مفصل لاتا ہون کنیز یہ حال دیکھکے روتی ہوئی پلٹی ملکہ بد حواس ٹہل رہی ہین کہ کنیز روتی ہوئی آئی کہا واری غضب ہوا فولاد زنجیرہ پیچ نے شاہزادے کو سر میدان زیر کر لیا گرفتار کرکے میرے سامنے لیا ملکہ اُٹھین کہ مین ابھی جاکر اُسکی بارگاہ مین آگ لگاتی ہون کہ دیکھا نیرنگ سامنے سے آیا حیران و پریشان ملکہ نے پوچھا بھیا کیا ہوا

نیر نگ نے کہا کیا عرض کرون اس لطف سے جاکر وہ شیر بیشۂ جرات فولاد زنجیرہ تیغ سے لڑا کہ اُسکو زیر باندھنا مشکل تھا یقین یہ تھا کہ گھڑی دو گھڑی مین زیر کر لینگے یا تو وہ شاہزادہ مثل شیر غرین لڑ رہا تھا یا بیکایک بیہوش ہو گیا وہ بیچارا تو بلا ہوا تھا مشکین باندھ لین واری میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی چاہتا تھا فوج کو لیکر کوٹ پڑون مگر خیال یہ ہوا کہ شاہزادہ اُسکے قبضے مین ہے ایسا نہو کوئی صدمہ پہونچا ئے یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرون اصل بات ابھی تک میری سمجھ مین نہین آئی کوئی افتاد پڑی ملکہ نے کہا بھیا کیا کہون جسوقت سے شکست کی خبر سنی ہے دل بیقرار ہے آنکھین اشکبار ہوش پراگندہ دیکھیے انجام کیا ہو فلک کج رفتار گردون غدار نئے رنگ دکھاتا ہے مجھے طرح کا رنج و غم پیش آتا ہے نظم

بالیدہ و دمبدم جو مرے دل کے خار ہین
بیٹھے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
مضطر وہ گل جو میرے دم سرد سے ہوا
یہ داغ ورم دل کے مرے یادگار ہین
ہو جو بلیغ غیر سمجھ کر مزے اٹھائے
کیا شرم میرے دم شعلہ بار ہین
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ ابر سے
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین
لیسے لگے رقیب کے کیا طعن اقربا
ہو من یہ جان لے کہ سگ جیفہ خوار ہین

ہر دم رہین شعلش دست یار ہین
ہر آن برچھیان سی کلیجے کے پار ہین
عمر دراز کی ہے رقیبون کو آرزو
کیا کیا شمال باد صبا بیقرار ہین
جز نہ سپہر ہین مرے دشمن تو اور بھی
خوش جرف بے نمک بھی ہم دلفگار ہین
کیونکر نہ رحم حال پہ آئے شب وصل
اٹھے ہماری خاک سے بھی کچھ غبار ہین
تا صبح سے مجکو کیونکہ نہون بدگمانیان
نیرا ہی جی نکالے تو باتین ہزار ہین

ہر طون کے بند کس کے گریبان تار ہین
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
دیکھو زمان ہجر کے امیدوار ہین
چھاتی سے مین لگاے رکھون کیون نہ [illegible]
لیکن بڑے غضب ہی دو مین چار ہین
کیسا فلک کہ اختر طالع جلا دیے
اندوہ و درد روز مصیبت کے یار ہین
شبنم خراب مہر گلستان سینہ چاک ماہ
دشمن ہین جو مرے وہ ترے دوستدار ہین
مردون کو تجھ پہ دیتے ہین ترجیح جو [illegible]

نیر نگ عیار مکار نے دست بستہ عرض کی آپ اپنے کو سنبھالین اسقدر پریشان نہون ورنہ سب انتظام بگڑ جائیگا لشکر گھبرایا ہوا ہے مین ابھی جاکے خبر لاتا ہون یہ کہکے صورت بدلی جامۂ عیاری سے آراستہ ہو کر چلا یہان فولاد زنجیرہ تیغ شاہزادہ ضیغم کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار جمع ہوے سب نے عرض کی اے شہریار کیا کہنا ایسے تیغ باندھا ہے کہ حمزہ کا بیہوش ہو گیا سومنات عیار نستارہ لیے ہوے آیا شاہزادہ اسی طرح بیہوش ہے آہن گرون کو بلایا شاہزادے کو سلسل و طوق کیا کہا ہوشیار کرو ہر چند پانی کے چھینٹے دیتے ہین شاہزادہ ہوشیار نہین ہوتا نیر نگ ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہے ہر چند سب چاہتے ہین شاہزادہ ہوشیار ہو کسی طرح ممکن نہین نفس کی آمد و شد بھی پائی جاتی ہے موت کا بھی کچھ گمان نہین ہے سومنات عیار نے کہا حضور کچھ ذہن مین نہین آتا ہے فولاد نے کہا مین تو ہمیشہ سے خدمت مین کوہ قاف کی رہا جب سے وہ مسلمان ہوے سحر العجائب مصر الغرائب کے پاس رہتا ہون عقل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس جوان پر کسی نے سحر کیا ہے مجکو یہ جوان پکڑلایا تھا مجکو یقین تھا کہ اب نہ نکل سکونگا جب یہ مارتا تھا پسلیان کڑک جاتی تھین ہر چند چاہتا تھا لڑون ممکن نہ ہوتا تھا ایک مقام پر مین سمٹا بس یہ جوان بیہوش ہو گیا پھر اُسوقت سے ہوش مین نہین آیا عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کسی نے اسپر سحر کیا کوئی خیر خواہ دولت سحر العجائب مصر الغرائب ہے اُسنے عین وقت پر احسان کیا سومنات نے کہا تو آواز دے اے معین و مددگار اے مہربان اگر احسان کرنے والے کا احسان کیا ہے تو ہمارے سامنے آ ہم شکریہ ادا کرین اگر بیہوشی مین ضیغم کو قتل کر ڈالا گیا تو کیا نفع ہو گا مراد یہ ہے کہ اسکو ہوشیار کرین ستائین تب قتل کرین کہ اسکو صدمہ پہونچے تڑپ تڑپ کے مرے پھر کوئی مسلمان ایسے امر کا ارادہ نہ کرے

نام سنگر بہلوگون کا بھاگین طلسم پر سرکشی نہو یہ سنتے ہی سومنات باہر نکلا پکار کر آواز دی اے حسین و مددگار اے مونس و
غمخوار ہمارے پہلوان دوران بلاتے ہین کیون سحر کر کے الگ ہو گئے صورت دکھا و احسان اپنا ظاہر کر دیہ کہتے
ہی سومنات نے دیکھا ایک شخص کہ جسم پر آبلے پڑے ہوئے زخم جسم پر تیر و شمشیر کے چہرے پر وحشت
نکبت و حماقت چہرے سے ظاہر سومنات کو سلام کیا کہا بھائی مین ہون حریر جادو وزیر سحر العجائب قلعہ
نیرنگ پر شکست کھائی تقدیر نے یہ حماقت دکھائی اسوقت یہان آکر یہ دیکھا پہلوان دوران گرشاسب جہان
فولاد زنجیر و پیچ کو مسلمان سے جنگ مین مصروف پایا مگر یہ بھی دیکھا کہ مسلمان غالب ہی زیر ہوا چاہتے ہین چونکہ
خود مصیبت اٹھائے ہوے تھا دل ٹکڑے ہو گیا مین نے سحر کیا یہ سنکر سومنات حریر جادو کو لپٹ گیا کہا اے
مہربان میرا سر تمہارا احسان ہوا شہریار تمھین بلاتے ہین چلکر دربار مین بہ عہدہ مصاحبت پاس پہلوان دوران
کے بیٹھو دشمن پر سے سحر اتارو وہ ہوشیار ہوا اپنے حال زار کو دیکھے حریر جادو کا سومنات ہاتھ تھام کے اندر
بارگاہ کے لایا مگر حریر چپکے چپکے سومنات سے کہتا ہے بھائی میرے مقدمے کی باتین جلا کے ذکر و شکست میرے
دم کے ساتھ ہے ایسا نہو اس جوان کے عیار کو خبر ہو جائے وہ دام مکر پھیلائے کیا کہون کیا کیا افتاد ین پڑین بھائی
میرا دشمن ہوا عین وقت پر بگڑ گیا مجھے کچھ نہ بن پڑا شکست کھائی بھاگ کے نکل آیا نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا
مین نے آپ کو پسر حمزہ سے لڑتے دیکھا سحر کر کے اسکو بیہوش کیا اسکا زور گھٹایا آپ کا زور بڑھایا میرے بھائی
کو نادیدہ اس سے غیبت ہو گئی عین وقت پر وہ بگڑا آپ خاطر جمع رکھیے جو ادھر سے نکلیگا مین سحر کر کے اسے بھی
اسی طرح بیکار کر دونگا آپ گرفتار کر لیا کیجیے گا فولاد بہت خوش ہوا خلعت منگوا کے حریر جادو کو دیا اسنے
کہا مین خلعت نہ پہونگا یہ کہکے طرف ضیغم کے اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے شاہزادہ ہوشیار ہوا خانہ
زنجیر مین غل ہوا زنجیرین ہلاتا ہوا اٹھا اپنے کو جو اس حال مین پایا آواز دی او نامرد یہان مجھکو کون لایا فولاد نے
کہا مین گرفتار کر کے لایا ہون ضیغم تو غصے مین زنجیرین ہلانے لگا حریر جادو چھپا ہوا بیٹھا ہے ایسا خائف و
ترسان ہے کہ کسی سے کلام نہین کرتا مگر نیرنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا سومنات بھی کھڑا ہوا تعریفین کرتا
ہے میان ساحر صاحب تمنے بڑا کام کیا کہ ایک خدمتگار نے سومنات کے چٹکی لی اسنے پلٹ کے دیکھا
ایک خدمتگار کچھ اشارے کر رہا ہے سومنات نے کہا میان خدمتگار کیا کہتے ہو خدمتگار نے کہا چپ رہیے
غل مچا کے کلام نہ کیجیے اپنے آقا کو منع کیجیے ابھی اس جوان کو قتل نہ کرین عیار اسکا اسی کی فکر مین آیا ہے ابھی باہر
نکل کے گیا ہے مین اسے بخوبی پہچانتا ہون میرے ساتھ باہر چلیے مین گرفتار کرا دون دونون کو ساتھ قتل کیجیے اسکے
تیور سے معلوم ہوتا ہے اسوقت ضرور عیاری کریگا اپنے آقا کو چھڑائیگا یہ معاملہ خالی نہ جائیگا سومنات خدمتگار
کے ساتھ ہوا خدمتگار کہتا ہوا چلا مردنخل کیا چوبدارون مین بیٹھا وہ دیکھیے دبتا ہوا جاتا ہے اسطرح باتون مین لگا کر
کنارے پر لشکر کے لایا کہا دیکھیے وہ کھڑا ہے نخل کی آڑ مین چھپا ہے دوڑ چلیے ہم آپ ملکے گرفتار کرین سومنات
بڑھا جیسے ہی اس نخل کی آڑ مین آیا نیرنگ نے حلقے کمند کے مارے یہ ارے کہکے پلٹا نیرنگ نے حباب مار دیا
بیہوش ہو کے گرا نیرنگ اسکو کھینچکر ایک گوشے مین لایا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسی کی شکل آپ بنا اسکو
تو ایک طرف ڈال دیا گھبرایا ہوا دوڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا پکار کر آواز دی میان جادوگر صاحب جلدی اٹھیے ایک خدمتگار
اور آیا ہے چلکے اسے بھی بیجیے حریر جادو یہ کہکر اٹھا دیکھو بھائی ہمارا نام نہ لو ایسا نہو عیار آکر عیاری کرے مجھکو
بڑا قلق ہوگا نیرنگ نے کہا ادھر تو آو بات تو سنو کیون گھبراتے ہو کوئی تمھین نہین جانتا ہے مین تمھارا راز چھپا

انسر فوج بناؤنگا تمھارے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لینا ہی سامنے **سحر العجائب و مصر الغرائب** کے تمھاری
صفت بیان کرینگے حریر اپنے مقام سے اٹھا **نیرنگ** نے فرمایا تعجب تو اپنی آنکھ لو نہین اسباب سحر کو جو وہی کچھ حرکی
کرنا پڑیگا ذرا لب ہلا دو حریر نے قریب آکے یہ پوچھا یہ صاحب کیا رنگ ہی **نیرنگ** نے کہا ای میان ساحر صاحب
آپ کی فکر مین عیار اس جوان کا آیا ہوا ادھر سے ادھر دوڑتا پھرتا ہی وہ اس فکر مین ہی کہ آپ پر ہاتھ ڈالے مین نے ظالم کو
بچانا مین جو گرفتار کرونگا ہوشیار ہو گا آپ ایک دانہ ماش کا مار دیجیے سردار عیار و وزن کے ساتھ قتل کرین مسلمانون کے خون
سے ہاتھ بھرین حریر کہتا ہی مین باہر بارگاہ کے نہ جاؤنگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو اس مسلمان کا کوئی مددگار پیدا
ہو جائے **نیرنگ** نے کہا میان کوئی ایسا نہین ہی یہان سب دشمنان کو گب ہین انکے قتل کرنے مین بڑے
مطلب ہین **نیرنگ** حریر کا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا باہر لیگیا اشارہ کر کے کہا وہ جاتا ہی ماش کا دانہ پھینکیے میرے ساتھ
دوڑتے ہوے آئیے جہان اشارہ کرون وہین پر ترنج مار دیجیے گا مین مشکین باندھ لونگا حریر کہتا ہی میان **سومنات**
وہ کہان ہی **سومنات نقلی** نے کہا آپ کچھ بو ہیہ نہین جو مین کہون وہ کیجیے حریر کہتا چلا آتا ہی بھائی مار کر دیدہ از لیسیان
بیتہ سدرووہ کا جلا تھا پھونک پھونک کے پیتا ہی میان عیار صاحب کیا کہون جو مین نے دیکھا ہی یکایک مین نے
دیکھا کہ زمین و آسمان سے دوستان مسلمانان پیدا ہونے لگے جان بچانا مشکل پڑ گیا خادم خدمتگار چوبدار سردار
سب میری جان کے دشمن تھے راہبر رہزن تھے مجھکو جان بچانا مشکل ہو گیا تھا وہی سب خوف مجھکو یہان بھی
لگے ہوے ہین **نیرنگ** نے کہا آپ خوف نہ کرین یہان سب خیرخواہان دولت ہین صاحبان لیاقت و شوکت
ہین حریر کانپتا ہوا یہی کہتا ہی میان عیار صاحب معلوم ہوتا ہی مجھکو کہ میرے ساتھ ملک الموت چلا آتا ہی میرا
قدم نہین اٹھتا اب اپنے دل سے کہہ رہا ہون کہ وہان سے جان بچا کے نکل آیا تھا میان مجھکو کیا ضرور تھا کہ اپنے
کو کانٹون مین پھنسایا مسلمان کے نام سے دشمنی تھی اس خوشی مین سحر کر دیا میری تو خوشی یہ ہی کہ مجھکو جانے دو
نیرنگ نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے ساتھ چپکے چلے آئیے مین مزاج درست کر دونگا حریر کہتا ہی یہی باتین
مجھکو مارے ڈالتی ہین تم اصل مین سومنات ہو بدل تو نہین گئے **سومنات نقلی** نے کہا میان حریر صاحب
آپ کیون گھبراتے ہین مین آپ کا خیرخواہ ہون مسلمانون کا مٹانا چاہتا ہون اسکا عیار آیا ہی اسکا گرفتار کرنا منظور
ہی تمھارے آنے سے دل کو سروری اب میرے ساتھ چلیے **حریر جادو** ساتھ **نیرنگ** کے جاتا ہی مگر قلب کانپ
رہا ہی کئی مرتبہ ٹھہر کے پلٹا کہا بھائی میرا دل نہین چاہتا کہ عیار کو گرفتار کرون مین خود نہ کسی بلا مین پھنس جاؤن مگر
نیرنگ لیے گئے جاتا ہی تمھارے اشارے کی فقط ضرورت ہی دیکھو تو کیا کیفیت ہی ہمارے بیان مین کیا لذت ہی
دیکھو وہ سامنے عیار با فطرت ہی جیسے ہی سر حریر نے اٹھایا **نیرنگ** تو بیقرار ہو رہا تھا کلیجے پر چھریان چل رہی تھین
استخوان سے چنگاریان نکل رہی ہین حلقے کمند کے گلے مین ڈال ہی دیے حریر ارے کہکے پلٹا اسنے حساب مار دیا اور
نقارہ باندھا کے بھاگا بازار مین ہلڑ ہوا کسی کو کوئی گرفتار کر کے لیے جاتا ہی سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک
شخص ایک شخص کو لگا کے لایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ وہ بیہوش ہوا نہ وہ اسکو لے بھاگا تم سب دیکھو وہ جاتا ہی لوگ
لینا لینا کہکے دوڑے **نیرنگ** نے پلٹ کر حقہ آتشبازی کا داغ دیا حقہ جو پھٹا کئی سو کے منہ جلے ہاے ہاے کرتے
ہوے بھاگے کسکی مجال تھی کہ **نیرنگ** کا پیچھا کرے پانچ چار چھٹے داغنے بھاگتا ہوا **نیرنگ** ایک صحرا مین
پہونچا خیال مین گذرا دشمن کو پیٹھ پر کیون لادے لادے پھرتا ہون جنگل مین سناٹا ہی مین اس حرامزادے کو حلال کرون
مگر جو لوگ **نیرنگ** کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے تھے دوڑے ہوے سامنے **فولاد زنجیرہ پیچ** کے

عرض کی حضور ایک شخص ایک کو لگا کر لیگیا بازار غلہ فروشان مین جو فروش گندم نمانے دانہ زد کو بیہوش کیا پشتارہ
لے بھاگا فولاد نے پلٹ کے دیکھا گھبرا کے کہا ارے حریر جادو کہان گیا سومنات عیار کیا ہوا لوگون نے
کہا حضور ہم نہین جانتے فولاد نے طرف ضیغم کے دیکھا جھلا کر بولا اسی ظالم کی وجہ سے یہ آفتین برپا ہوئین حریر جادو
جیتے بھی نہ پایا کوئی لگا کر اسکو لیگیا ارے ذرا اب کر تلاش کرو لوگ دوڑے دیکھا ایک نخل کے سایے مین سومنات
بیہوش پڑا ہے سب نے اُسے اُٹھایا سامنے فولاد کے لائے پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا آنکھ کھولکر اسنے فولاد کو
دیکھا کہا ای شہریار عیار ضیغم کا آیا مجھکو لگا کر لیگیا میری شکل بنکر حریر کو لگا کر لیگیا مین تلاش کرنے کو جاتا ہون یہ کہکے
سومنات چلا یہان نیرنگ نے پشتارہ حریر جادو کا ایک تختہ سنگ پر رکھا خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون کہ
ایک طرف سے نعرہ ہوا انم مہتر سومنات او عیار مکار کیا کرتا ہے قسم ہے لات و منات کی اگر حریر کا ایک مو
جسم کم ہوا زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ ان ایسون کی باتون کو کب مانتا ہے قتل کرنے کو ساحر کے شروع آخرت جانتا
ہے ملتفت سومنات کو خنجر مارا سومنات نے خالی دیا جاتا ہے اپنے کو پاس پہونچا دن مگر نیرنگ صبا رفتار
ہر مرتبہ چاہتا ہے خنجر ماردن سومنات اُدھر متوجہ نہین ہونے دیتا ہر مرتبہ آئین خنجر چلتے مین نیرنگ نے
دیکھا کہ ایسا نہو کچھ اور افتاد پڑے اور یہ بچا نہ جانے تو بڑی آفتین برپا کریگا کئی گوپھن مین پتھر دیکر گوپھن کو چرخ دیا
سومنات سمجھا مجھے ماریگا یہ اپنے کو بچانے لگا قائم ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑی نیرنگ نے وہ پتھر حریر کو مارا حریر کی
کھوپڑی پلپلی ٹوٹی سومنات نے آواز دی او ظالم بڑا غضب کیا ہمارے مہربان کو یارا بڑی بات ہوئی جو اُس کے
سر پر نہین پڑا ورنہ سر پھٹ جاتا اتنے بھی پتھر مارا نیرنگ صبا رفتار نے روک کر خنجر ماردیا حریر کا سر کاٹ کم چاک
قصہ پاک اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی آواز دائی کشتی مرا نام من حریر جادو بود مار کر حریر کو نیرنگ
بھاگا دربار مین فولاد نے پیشتر کئی سو جوانون کو بھیجا تھا کہ حریر کی خبر لو ضیغم سے کلام کر رہا ہے ضیغم نے جواب سخت
جو دیا فولاد خنجر پکڑ کے اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا او جوان سخت کلامی کرتا ہے مابدولت کے حکم سے تمہین ملتا ہے ضیغم زنجیر
ہلانے لگے اسی وقت نیرنگ نے حریر کو مارا ضیغم کی قید ٹوٹ گئی گر پڑی فولاد نے جو خنجر مارا تھا ضیغم نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا کیلی کر کے چھین لیا ایک طمانچہ مارا فولاد لیٹ پڑا یہ فرزندان صاحبقران ہین تیر سے بچی پر کمر مین ہاتھ
ڈال کے اُٹھا لیا فولاد نے آواز دی یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اعدا
تلوارین پڑین ضیغم زخمی بھی ہوئے آخر ہاتھ سے فولاد چھوٹا اسکو لوگون نے اُٹھا لیا ان پر چہار طرف سے تلوارین
پڑنے لگین ضیغم نے ایک شخص کو مار کر تلوار لی یہ بھی لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جوانون کو مارا
مگر نیرنگ جو بھاگا دربار مین پہونچا ملکہ سوسن گلعذار زخمی رو رہی ہین یہ اشعار زبان پر حسرت جاری ہین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا
دی سعادت اُسے تو نے اسے منحوس کیا
گرم رفتار ہوئے تم جو چمن مین جاکر
برہمن مجھکو بنایا مجھے ناقوس کیا
آخر کار نسیت مین گریبان پھاڑا
خود بیکار رہیگا مجھے خرقہ سالوس کیا
غبطے نے مجھکو تری طرح بنایا ظالم
جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
درد دل ہے جسے افسانہ خواب راحت
سنگ کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
فائدہ تو اگر آہ نہ بنی شعلۂ شمع
تنگ تو نے سہت ای پردہ ناموس کیا
دل کو مینائے تہی تو نے بنایا ای محبت
نالے دیتے ہین دہائی مین محبوس کیا
ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر
ایسے بیدید سے تقدیر نے مانوس کیا
عشق کافر کا سبب ہے دل نالان ہی سکی
چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
جامۂ زہد کرے گا مجھے رسوا زاہد
کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہر نا امید

سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا | کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر | مہربان غیر ہوئے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکے خبر لانیکو فرقت میں جلال | دل ہجور کی فریاد کو جاسوس کیا | یا تو اشعار پڑھ رہی تھین یا جو نیرنگ

کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی پکار اُٹھین ای بیگ خوش خبر خیر و عافیت کہو غیر میدان جرأت کی بیان کرو
کیا مغتے ہوئے آئے نیرنگ نے کہا مین نے اُس وزیر کو مارا حریر جادو نام تھا اُسی نے سارا فساد برپا کیا مین نے
اُسکو توڑ کے مارا یہ ذکر تھا کہ شاگردان نیرنگ آکے پہونچے عرض کی ای نیرنگ خبر لو شاہزادہ قید سے چھوٹا
تلوار چل رہی ہی اکیلے بارگاہ مین قریب ہی ایسا نہو دشمن مارے جاین یہ سنتے ہی ملکہ جھلا کر اُٹھین یہ لشکر کہ ابھی جاکر
خاک اُڑا دون خیمے جلا کر خاک مین ملا دون نیرنگ نے کہا ملکہ برائے خدا تم جانے کا ارادہ نہ کرو شاہزادے کے
خلاف ہوگا وہ اس بات کو گوارا نہ کرینگے کہ جاکر سحر کرو ملکہ سوسن نے کہا سبحان اللہ وہ تو بھیا اتنا بڑا مکر کرے کہ
سحر کرکے شاہزادے کو گرفتار کرکے لیجائے مینے سحر کسدن کے واسطے سیکھا ہی ابھی تو جاکر قیامت برپا کرونگی لاشون سے
میدان بھر دونگی نیرنگ نے قبول نہ کیا یہ بیل آواز دی ہان یارو جلد کمرین باندھو آقا تمھارے لشکر دشمن مین گھرے
ہوے ہین دس ہزار جوان مسلح و مکمل تیار تھے اُنکو لیکر نیرنگ بھاگا اُسوقت آگے پہونچا کہ شاہزادہ لڑتا ہوا اپنی
بارگاہ آیا ہی ایک سوار کو مار کر مرکب لیلیا تھا اُسکو بھی کسی نے مار ڈالا شاہزادہ پیدل لڑ رہا ہی ہر طرف سے ہجوم ہی کفار
مین دھوم ہی کہ اس جوان کو مارلو زندہ بچکے نہ جانے پائے کفار ان بیحیا و نابکاران پر دغا ہر طرف سے حملے کر رہے
ہین مگر وہ شیر بیشہ جرأت اپنے کو بچاتا بھی ہی جسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے نیرنگ فوج لیکر پہونچا
لڑتا بھڑتا زخم کھاتا ہوا قریب شاہزادے کے آیا گھوڑا دیا خود و زرہ پہونچایا ساتھ والے بجانبازی لڑنے لگے
زخمی ہوئے آپ بھی کل گئین صیغم نے تیر بہت کھائے تھے اُن زخمون کو یہ شیر کب مانتا ہی بہ جلالت و شوکت
مصروف جنگ ہوا جب نیرنگ نے مرکب و خود و زرہ پہونچایا اب تو شیر نہ تھمتا نہ بلینگا نہ رستا نہ لڑ رہا ہی جسکے
ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند کفار رد مند مگر فولاد زنجیر پیچ نے دیکھا فوج بھی اس
شاہزادے کی آگئی عیار بھی آپہونچا ہمارا مین مارا گیا اب مشکل ہوگی پہلوانون سے کہا اب لڑ مرنے کے شکل چلو
یہ کہکے بارگاہ مین آکر دامین خزانہ اپنے قبضے مین کیا وہ اس سحر اکو مشکل وہ اس ماد رجانکر خاک اُڑاتے ہوئے بھاگنے
ہرچند صیغم نے قصد کیا کہ انھین پردونون نہ جانے دون مگر فولاد اسطرح بھاگا کہ پیچھا نہ کرسکے اودھر ملکہ سوسن
کو بیقراری تھی کہ سدم کنیزین آتی تھین کہ ای شہریار پلٹ آئے دشمن کا پیچھا نہ کیجیے صیغم بلٹنے فولاد ایک صحرا مین پہونچا
حریر کا مارا جانا اسکو سخت شاق ہوا ای اپنے مقام پر بیٹھکے شکایت کرنے لگا سومنات نے سب کیفیت بیان کی
فولاد زنجیر پیچ نے کہا ہو سکتا ہی ای سومنات تم تو جاکر صیغم کو چرا لائے مگر ہمرا ہیان حریر جو بھاگتے ہوے
خدمت مین سحر العجائب مصر الغرائب کے پہونچے تمام کیفیت قلعہ نیرنگ کی بیان کی دونون بہت جھلائے
اتفاقات قضا و قدر شاہزادہ سرو سہی قد مہران جوان بخت قید خانے مین تھے ایک ساحر نے سرو سہی قد کو کلمہ
سخت کہا یہ لور نگاہ بادشاہ اسلام غصے مین تھمکر مین اُسکو ماردی سر اُس ساحر کا مٹ گیا جادوگر لاشہ اُس ساحر کا
لیکر سامنے سحر العجائب کے آئے اسنے حکم دیا گنہگارون کو لاؤ یہ دونون شیر آمادہ مرگ ہمہاے قضا زنجیر پہنے
ہوئے رنگ گل عارض متغیر ناخن بڑھے ہوے حیران و پریشان اسطرح جادوگر دونون شیرون کو سامنے سحر العجائب کے
گئے لائے ان دونون سے کلام ہو رہا تھا چاہتا تھا سحر العجائب کہ انکو الگ الگ قید کردن مہران جوان بخت
نے کہا یہ کبھی نہوگا ہم اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑینگے اُسی وقت ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی سحر العجائب کہا

اے شہریار مین واسطے سیر کے گیا تھا مین نے خبر پائی کہ حریر نامے وزیر فولاد زنجیرہ پیچ کی مدد کو بہیجا ضیغم کو گرفتار کرادیا لیکن عیار ضیغم نیرنگ صبار فتار نے حریر جادو کا حریرہ بنایا یعنے مارڈالا فولاد جاگ کر قتل گیا مگر اب عیار فولاد نے بیڑا اٹھایا ہی کہ مین پھر ضیغم کو گرفتار کرادونگا حریر بڑی ذلت سے قتل ہوا شاہزادہ سرو سہی قد نے شاہزادہ مہران جوان بخت سے کہا بھائی تمنے سنا شیر بیشۂ اسد نامدار ضیغم شیر شکار کا یہی قصد ہے کہ اپنے کو طلسم نورافشان پر بہو کیا اون مہران جوان بخت نے کہا بہلا وہ شیر رکنے والا ہے مگر طلسم نور افشان کی راہ مین کانٹے ست مین سوائے صاحبقران کے اور کسی کی مجال نہین ہے کہ تا بطلسم نور افشان آسکے تو صاحب اسم اعظم عیار عمرو الیاسا تھ کوئی کیا رو سکتا ہے جس غول پر جا پڑینگے مملکہ والدینگے مگر سحر العجائب نے پکار کر آواز دی یار و سنا تمنے کہ ضیغم نے خروج کیا کہی ملک فتح ہوے کوئی ایسا ساحر جائے کہ ضیغم کو گرفتار کرکے لائے سرو سہی قد مہران جوان بخت کو پھر قید خانے مین روانہ کردیا ساحرون سے تاکید کردی کہ ان جوانون کی بہت حفاظت کرنا قیصور جادو یہ کہکے اٹھا اے شہنشاہ غلام سب مرحلے طے کرکے آتا ہے اسی وقت قیصور جادو کو پچاس ہزار جادوگر لیے وہان سے اپنے کوچ کیا مگر احتیاط کرتا ہوا آتا ہے ایسے مقام پر اترتا ہے کہ اگر عیار مکر کرے تو مجھ تک نہ آسکے یہ تو کوچ کرکے جاتا ہے پھر ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ضیغم بفتح و فیروزی طرف قلعۂ نیرنگ کے چلے مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ خبر سنکر واسطے استقبال کے آئے بڑے دھوم سے داخل قلعۂ نیرنگ مین ہوا مغیلان و مہران تاجدار نے آنے پر شاہزادے کے سامان جشن مرتب کیا شاہزادہ خیمے مین بیٹھا ہے ملکہ سوسن گلعذار و مہران تاجدار و مغیلان نامدار سب سردار حاضر ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے شعر ذات تو رفعت محافل باد * زیور مجلس افاضل باد * حضور ابھی خبر آئی ہے کہ قیصور جادو پچاس ہزار ساحران خدار سے براے مقابلہ حضور آتا ہے ملکہ سوسن نے فرمایا اگر آپکا حکم ہو مین آگے بڑھکر اسکو روکون نیرنگ صبار فتار اٹھا کہا حضور مین خبر لاتا ہون یہ کہکر نیرنگ چلا بارہ کوس چلکر دیکھا کہ لشکر قیصور کا فرو کش ہے مگر قیصور نے اپنی بارگاہ کنارے دریا کے استاد کرائی ہے رنڈی ساتھ ہے شکار کھیلتا ہوا آتا ہے جس منزل پر اترتا ہے رقص و جشن روز ہوتا ہے اسوقت دریا کے کنارے فرش بچھا ہے شکار ماہی مین مشغول ہے رنڈی اسکی گل پیرہن پہلو مین بیٹھی ہے تانین مار رہی ہے قیصور ست اشارے کر رہا ہے اے جان جہان کوئی غزل مومن دہلوی کی گاؤ گل پیرہن نے اپنی زبان مین کہ اسوقت تک اسکا رواج تھا یہ اشعار شروع کیے نظم

ہر نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جائے ہے
تھامتا ہون پر نہ دل ہاتھون سے نکلا جائے ہے
جان کھاو دل عدو رنج ہی سہی پر کیا کرون
کب ہمک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
حسن روز افزون پہ غرا کسلیے اے ماہ رو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
تاب و طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھون سے دریا جائے ہے
اب تو مر جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
اور کی سنتا نہین اپنی ہی کہتا جائے ہے

یہ ستم اے بیمروت کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہون مین کس سے بولا جائے ہے
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جائے ہے
تلخکام عشق شیرین لب جیسے لو کھیا ہوا
لون سی گھلتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے مین حیران ہون
ہاے کیا کہیے کہ دل کیسے ہاتھ سے گیا جائے ہے
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اٹھا جائے ہے
دیکھیے انجام کیا ہو مومن صوت پرست

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے
تھمے وہ بالین پہ کیا پھر بھی میٹھا جائے ہے
رشک دشمن نے بنادی جان پر اے بیوفا
شور بختی سے ہر اک زخمی کا جاتی ہے
پونچھے آنسو وار تو نکلے کیا کردن آہ ہے
کسکے استقبال کو جی تن سے نکلا جائے ہے
رو رہا ہون خندہ دندان نما کی یاد مین
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
بندگو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہے یہ کون
شیخ صنعان کی طرح سوئے کلیسا جائے ہے

نیرنگ صبا رفتار نے اس پار سے یہ سب حال دیکھا مگر یہ بھی دیکھا کہ قیصور کے ہاتھ مین تیر و کمان ہے دریا مین جسکو شناوری کرتے ہوئے دیکھتا ہے تیر مار دیتا ہے تیر کھانے والا اسیطرح ڈوب جاتا ہے چلا نہین سکتا گوشے مین ڈوبتا ہے یہ بھی نیرنگ نے دیکھا کنارے آکر ایک مٹی کی ہانڈی لی اسکو سر پر رکھکر موافق دو آنکھون کے روزن رکھے کہ دم نہ خفا ہو ہانڈی کو سر پر رکھکر کھڑی لگاتا ہوا چلا قیصور نے دیکھا ایک ہانڈی بہتی پھرتی ہے اٹھاکر تیر مارا اس سے آواز آئی گل پیرہن نے کہا ارے دیوانے مٹی کی ہانڈی پر کیون تیر مارتا ہے قیصور نے کہا ملکہ تم کیا جانو یہ صورت انتقام ہے اگر عیار قصد کرے اس پار نہ آسکے اسواسطے تیر اندازی کا آٹھ پہر شغل رہتا ہے کہ کوئی عیار نہ آسکے مگر نیرنگ خیمے سے لگ لپٹا اس فکر مین ہے کہ کوئی کنیز اسطرف آئے تو اسکو بیہوش کرون اسکی شکل بنکر محفل مین جاؤن ایک گلاب نامے ڈومنی اسطرف آکے ہاتھ منہ دھونے لگی نیرنگ نے ٹانگ پکڑ کے اسکو کھینچ لیا بول نہ سکی حلق مین گودڑ ٹھونس دیا کپڑے اسکے اتارے اسی کی شکل بنکے محفل مین آیا قیصور نے کہا گلاب کپڑے بھیگے نیرنگ نے عرض کی داری منہ دھوتے لونڈی گر پڑی سب کپڑے تر ہوگئے ایک نہنگ منہ کھول کے چلا تھا مین نے اسکو ڈھیلا مارا غوطہ مار کے بھاگ گیا گل پیرہن نے اشارہ کیا گلاب کوئی غزل گاؤ گلاب نقلی نے گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

مجھے شوخی مین کمین تیرا خیال اچھا ہے
اسقدر خوش ہے کوئی کیون یہ ملال اچھا ہے
لن ترانی کی صدا ہوش ربا ہے لیکن
ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہے
ایک ٹھوکر بھی کسی مست کی اسکو نہ لگی
حیلۂ رنج پریشانی حال اچھا ہے
شوق گلشن نہ قفس مین اسے پروائے بہار
فتنہ انگیز کیے دیتی ہے چال اچھا ہے
بد شگونی ہے مرے حق مین مرے عیسی کا
اسکے انکار سے بھی اسکا مآل اچھا ہے

تیرے بیمار کو بھی ای حور جمال اچھا ہے
کھینچکر تجکو دکھاتا تو ہے اسکی تصویر
ارنی گو کا یہ انداز سوال اچھا ہے
مرے خوش کرنیکو دشمن سے بگڑنا کیا خوب
کاسۂ سر سے مرے جام سفال اچھا ہے
لوٹ کر مجکو وہ غارتگر ایمان بولا
پھر اسیرون مین ہے جو بے پر و بال اچھا ہے
جشن جمشید سے کم وصل نہین ساقی کا
پوچھنا حالت صحبت مین کہ حال اچھا ہے
ٹنی ہو کر بھی صفائی نرمی کی جلال

رو ٹھنا آپ ہی طور وصال اچھا ہے
آنکھ کے خواب سے دل ہی کا خیال اچھا ہے
دل مرا آنکھ تری دونون ہین بیمار مگر
یار کہتا ہے بناوٹ کا ملال اچھا ہے
حسرتین سینے مین کچھ جمع کیے جاؤ دل
لیجیے اسکو نقل ہی مین جو مال اچھا ہے
راہ مین پھر کے نہ دیکھے کوئی ہے جیدا ادھر
اب کی ہر روز ہے نوروز یہ سال اچھا ہے
کام آخر کرے جسکا نکلا اول دو دست
لاکھ شیشون سے مرا جام سفال اچھا ہے

اب نیرنگ نے رنگ باندھا قیصور کی نگاہ محبت پڑنے لگی آنکھ لڑنے لگی نیرنگ عیار بھی سینہ ابھار رہتا ہے کبھی اشارے کرتا ہے مراد ان اشارون سے یہ ہے بتانے مین ثابت کردیا کہ دو پہر رات گئے آؤنگی مانگ پر ہاتھ رکھدیا قیصور نے سر ہلا دیا جب رات آئی قیصور نے دربار برخاست کیا کہا گلاب آج گھر نہ جانا کہا مین حاضر ہون ایک گوشے مین آکر منتظر رہا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری نیرنگ اٹھا خلوت مین پاس قیصور کے آیا پیر پکڑ کے جگایا قیصور کی آنکھ کھلی گلاب کو قریب پایا کہا آؤ بیٹھو کہا دیکھو صاحب مین تمسے ڈرتی ہون مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی قیصور ہنسنے لگا کہا ای جان جہان آج تمہارے واسطے گل پیرہن کو نہ بلایا یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے کھینچا نیرنگ نے کہا دیکھو صاحب تمنے وہی زبردستی شروع کی قیصور منتین کرنے لگا نیرنگ نے بڑھکر گلا بی کھینچی ہر چند قیصور نے نہین نہین کی نیرنگ نے جام بھر کے منہ سے قیصور کے لگا ہی دیا یہ بھی مرے مین آگیا پیتے ہی پلنگ پر گرا نیرنگ خنجر کھینچکر چلا تھا کہ اسکا سر کاٹ لون مگر گل پیرہن پرانی آشنا ہے اسکو تنہا کب نیند آئی ہے پلنگ پر تڑپ رہی تھی گھبرا کے اٹھی خیال مین آیا جاکر دیکھون قیصور جادو کیا کر رہا ہے

آج مجھکو کیون نہین بلایا اشارے ہی گلاب کے سمجھ گئی تھی کہ آج کیا عجب ہی گلاب کو بلایا ہو اگرچہ مین نے اُس
حرامزادی کو قریب شام کے دیکھا خوب دانستا کلکل ہوگی یقین ہی گلاب نوکری سے چھڑا دیا مین گھبرا کر آئی
پردہ اُٹھا کر دیکھا قیصور تو پلنگ پر بیہوش پڑا ہی ایک عیار طرار خنجر گزار خنجر برہنہ ہاتھ مین حرامزادے کو حلال کیا چاہتا
ہی گل پیرہن نے ایک چیخ ماری آواز دی یارو دوڑو خادم خدمتگار مصاحب وغیرہ دوڑ پڑے ہی غل مچاتے
ہوئے کہ یارو لینا جانے نہ پائے عیار نے قیامت برپا کردی نیرنگ صبا رفتار نے دیکھا کدھر جاؤن
سب طرف سے لوگ آتے ہین اور ساحر سحر کرنے لگے دریا مین پھاند پڑا ساحر اندر آئے دیکھا گل پیرہن پیٹ رہی
ہی قیصور بیہوش پڑا ہی سب نے آکر اُسکو ہوشیار کیا قیصور کی جو آنکھ کھلی گل پیرہن نے ایک دو ہتڑ مارا
کہا صاحب مثل مشہور ہی دو دمنی کا یار سدا خوار خوب ہی گلاب سے آنکھین لڑائین قیصور گھبرا گیا غصے مین اُٹھا پر پرواز
پیدا کر کے چلا نیرنگ بصورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہی جنگل مین آ کے ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا اب ہانپ رہا
کانپ رہا ہی یہی خیال کہ ای نیرنگ بڑی عیاری کی اب کیونکر اُس تک پہونچنا ہوگا چلکے آقا سے خبر کردن
وہ بھی سامان لشکرکشی کرین مقابلے مین دیکھا جائیگا ملکہ سوسن آڑے ہاتھون لینگی قیصور آسمان پر جھکا اُسنے
دیکھا وہی عیار گھبرا رہا ہی کچھ کمندین درست کر رہا ہی کڑک کے گرا نیرنگ بھاگ نہ سکا قیصور نے کمر مین خنجر دبا
لے اُڑا اپنے لشکر مین پہونچا یہان سب حیران و پریشان ہو رہے تھے کہ شہنشاہ خود تشریف لے گئے ہین کہ قیصور
آگے پہونچا کہا اسکو قید کرو اسی طرح سرداران ضیغم کو لے آونگا نیرنگ کو تو قید کیا قیصور نے لشکرکشی کی کوچ کر کے
چلا ضیغم دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قیصور جادو وزیر سحر العجائب حریر جادو کے مرنے
کی خبر سنکر آیا ہی پچاس ہزار ساحر اسکے ہمراہ ہین یہ بھی غلامون نے سنا کہ نیرنگ نے جا کر عیاری کی تھی مگر گرفتار
ہوے لشکر کفار مین قید ہین دیکھین انجام کیا ہو ملکہ سوسن نے کہا کیون ای شہریار آپنے سنا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ مین جا کر اس بھیا کو روکون آپ نے نہ مانا جا کر نیرنگ نے عیاری کی آخر بیچارہ قید ہوا اب
مین لشکر کو لیکر مقابلہ کرون ضیغم نے کہا مین تمکو کیونکر حکم دون سارا لشکر چلکر مقابلے مین اترے طبل جنگی بجگا بھیا
میدان مین آئیگا بوقت صبح دیکھا جائیگا سوسن خاموش ہو رہی شاہزادے نے حکم دیا مہران تاجدار و مغیلان
نے لشکر تیار کیا ساحر وغیرہ ساحر کا لشکر جمع کر کے بارگاہین خیمے لدے اس کروفر سے مقابلے مین آکر قیصور
کے اترے قیصور نے جو دیکھا غصے مین اُسی دن ہی سے طبل جنگی بجوا دیا یہ خبر ضیغم کو پہونچی ضیغم نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر قیصور پر پرواز پیدا کر کے اُڑا لشکر مین ضیغم کے آیا ایک نخل پر آ کے بیٹھا ملکہ سوسن کو سب سے زیادہ
تردد ہی لشکر کو آراستہ کرتی پھرتی ہی ہر جگہ ساحرون کو حکم دیا کہ ہمارے پچاس ہزار ساحر اُسکے ساتھ مین ہین سب
ملازمان بادشاہ طلسم نور افشان ہین کوئی انمین ساحر ایسا ویسا نہین ہی تیار رہنا قیصور نے جو ملکہ سوسن کو
دیکھا نخل سے مخفی مخفی سحر کرنے لگا ملکہ سوسن کو سکوت ہوا سر جھکا کر رہگئین اور دو مین سحر قیصور نے ایسے
کیے کہ ملکہ بیہوش ہو کے گرین ملازم ہان ہان کرکے دوڑے قیصور نے ایک سحر کیا کہ جو ساحر گرد سوسن
کے موجود تھے سب بیہوش ہو گئے اپنے اتر کے سوسن کو اُٹھا لیا لیکر بھاگا ہی جو ہوا کسی نے مغیلان سے
خبر کردی کہ کوئی ساحر آیا تھا ملکہ سوسن گلعذار کو اُٹھا کر لیگیا دیکھیے وہ لیے جاتا ہی مغیلان جادو دوڑا
قیصور اپنے لشکر کے قریب پہونچا تھا کہ مغیلان نے نعرہ کیا او مکار تو کون ہی ملکہ سوسن کو کہان لیے جاتا ہی
قیصور ملعون مغیلان کو دیکھکر آواز دی او نمکحرام تو نے ضیغم کا ساتھ دیا مین قیصور جادو وزیر اعظم دستور معظم

تجھ ایسے دن کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر قیصور پلٹا یہ بھی آواز دیتا ہے کہ مین فقط اس سوسن سے ڈرتا تھا تیری کیا
حقیقت ہے یہ کہکے گرفتارہ سوسن کا زمین پر رکھا سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا مغیلان نے گولہ مارا قیصور نے اپنے
ہاتھ کا خون کا نمہ گولے پر ڈال کے پھینکا وہ گولہ سر پر مغیلان کے آکر پھٹا تو یا کانٹے برسا دیے مغیلان جادو
بیہوش ہو کے گرا قیصور نے اسکو بھی گرفتار کرلیا دونون کی زبان مین سوزن دیا لاکر ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ
نے آکر کہا میان عیار صاحب آپ کی عیاری خوب پوری ہوئی بی سوسن و مغیلان کو مین نے پکڑ لیا دونون کو
ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ یہ حال سنکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہے اے نیرنگ غضب ہوا شاہزادہ سید جاسپاہی
ہے اب میدان کارزار مین خرابی ہوگی اس ستیزہ بہت دشوار ہے دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے قیصور نے آکر لشکر مین حکم دیا کل
صبح کو سب تیار رہین کل مسلمانون پر غالب آئینگے سب کو گرفتار کرکے لائینگے مال بھی لوٹ لینگے ایک کو زندہ
نہ چھوڑینگے یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ساحرون مین تیاریان ہونے لگی چار پہر رات گذر کر جمشید بوم خانہ
فلک چہارم سحر تیار کرکے شاخ کہکشان پر ہوم کرنے مین مصروف ہوا یہی خیال ہے کہ لشکر ساحران کا تماشا
دیکھونگا کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا راہبان داخل بوم خانہ مغرب ہوا ماش کے
دانے خرابات و سیارگان کے مختفی ہوئے ساحرون مین پوجا پاٹ ہونے لگا اہل اسلام نمازون سے فارغ
ہوکر ضیغم کے ساتھ طرف میدان کارزار کے چلے چند ساحر ملازم مغیلان و ملکہ سوسن سرنگون کلیجہ پر ایک کا
خون طرف میدان کارزار کے چلے ہین ادھر سے دیکھا قیصور مغرور اژدر آتش فشان پر سوار پچاس ہزار ساحران
غدار پشت پر سامری و جمشید کا نام لیتے ہوئے آتے مین یہی خیال ہے آج کوئی انتظام ٹھہرا تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا
لشکر کی صفین آراستہ ہوئین نقیب لقابت کرکے ہٹے قیصور نے اژدر آتش فشان کو بڑھایا میدان کارزار
مین آیا پکار کر آواز دی آج نبیرۂ حمزہ کہان ہے مددگار اسکے مین نے پکڑ لیے اب چلکے خدمت شاہان نور افشان
مین حاضر ہوئین وعدہ کرتا ہون حفظ امن کرادونگا اگر اسکے خلاف کرونگا قیامتین برپا کردونگا اسطرح جا سنے
آواز ضیغم کو ناگوار ہوا ضیغم نے مرکب نکالا اندر جو سردار موجود تھے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی اے
آقاے نامدار وائی مولا سے قدر شناس یہ لوگ کیونکر گوارہ کرین کہ آپ میدان مین جائین مقابلہ اس شخص سے
ہو کہ جسنے سوسن و مغیلان ایکو پکڑ لیا ایسا جلسہ ساز ہماری نگاہ سے نہین گذرا ملکہ سوسن کو کس طرح سے
بھیجا نے گرفتار کیا اور مغیلان کو تو سنا ہے کہ بے سبب گرفتار ہوا ایک بھی سحر کرنے پایا یہ لوگ سب ملے بلوہ کردین
ایک مرتبہ دل کھول کے لڑین یہ ہمسے گوارہ نہو گا حضور کو سحر کے مقابلے مین جانے دین ساحر بھی مکار و غدار
کوئی صاحب شوکت و لیاقت ہوتا تو اول تو دشمن کو کیا غرض ہے کہ کسی سے جو مین رحم کرونگا ضیغم نے کہا پھر کیا کرون
حریف پکارتا ہے اپنے بزرگون کا نام ڈبو دون سوسن ہوا دل مین کہا تھا وہی مناسب وقت تھا مگر وقت
نکل گیا اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے انچہ گذشت گذشت اب کچھ چارہ نہین ہے کہ ہم مقابلے مین قیصور کے
نہ جائین ہماری روکنے والی تو قید ہوگئی آنکھ دھوم دھوکے کہان سے لائین اس حسرت سے ضیغم نے کہا سب
رفیق رونے لگے کہا آقاے نامدار غلامون کا سر پرست کون ہے کہین آپ کسکے سپرد کرکے ضیغم نے کہا خدا
سب کا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا کیا کیا احسان ہے دیر ہو رہی قیصور نے پھر آواز دی اگر کوئی میرے
مقابلے مین نہین آتا ہے تو مین آتا ہون ضیغم نے گھوڑا اڑایا یہ کہکر جیتے جان بچا منھ چھپانا ہمارا کام نہین ہم
جان دینگے جیت گھوڑا سامنے قیصور کے پہونچا اور قیصور نے جمال جہان آراے ضیغم دیکھا مثل آئینہ حیران

وہ بشکل زلف پریشان سراپا کو دیکھ رہا ہی چہرے کی ضو سے نیر اعظم کو حجاب ہی ابرو ہلال چرخ برین عارض انور صاف روشن ہی کہ آفتاب و ماہتاب ایک مقام پر جمع ہین مگر خیال ہی کہ اگر یہ جوان نہ مارا گیا پھر لڑتا ہوا طلسم نور افشان پہونچیگا گولہ اٹھا کر پھینکا گھوڑے نے ضیغم کے طرارہ بھرا چاہتا ہی پشت سے گرا دون ضیغم نے بشکل پری جمالی مگر پشت پر قایم نہین رہ سکتے ہر چند ضیغم نے چاہا پشت مرکب پر قایم رہون نہ ممکن ہوا گھوڑے سے گرے مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے چاہتے ہین زمین سے اٹھین دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھرتھراتا ہی غش چلا آتا ہی قیصور نے اور اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے کچھ بڑبڑاتا ہی ضیغم کا اٹھنا ناممکن چند ساحر اسکے دوڑے چاہا ضیغم کو گرفتار کرین ملازمان ضیغم دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی قیصور کے ہاتھ سے ہزارون مارے گئے مگر جوانان نمک حلال نے سر اپنے ہر دم خنجر رکھے زندگی مین موت کے مزے چکھے مگر اپنے آقا کے پاس سے نہ ہٹے پہر بھر کامل تلوار چلی مگر ضیغم کو لڑ بھڑ کر اٹھا لیا ہوادار پر ڈال کے لائے دشمنون کو نہ لیجانے دیا آخر طبل امان بجے شاہزادے کو اسی حال مین لیکر پھرے داخل لشکر ہوے حال شاہزادے کا یہ ہی کہ کلام کرنے سے معذور اشارون سے باتین کرتا ہی بولنا ناممکن اس حال پر ملال مین شاہزادہ جیسے کشت پر پڑا ہی تڑپ رہا ہی تصویر سوسن کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی صورت عیش و فرحت نگاہون سے گر گئی ہی مگر یہ بات مشہور ہوئی کہ قیصور نے ایسا سحر کیا کہ ضیغم کلام کرنے سے معذور قلب ناصبور قضاے کار جس قید خانے مین نیرنگ صبا رفتار قید ہی وہان کی منتظم ایک ساحرہ لالان جادو جالیس جادوگرنیان واسطے حفاظت کے مقرر لالان بیٹھی ہی کہ ایک ساحرہ ہنستی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ نے سنا آج ہمارے آقا نے ضیغم کو مقابلے مین بلا کر ایسا سحر کیا کہ گھوڑے سے گرے قصد کیا اٹھا لین ادھر کے ساحر بھی آپڑے خوب معلوبہ ہوئی ہزارون نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو اٹھا کر لیگئے خوب لڑائی ہوئی نمک خوار تھے ہزارون نے اپنی جان دی مگر یہ گوارہ نہ کیا کہ ضیغم کا ساتھ چھوڑین یہ جو نیرنگ نے سنا بیقرار ہو گیا چیخین مار کر رونے لگا اس حسرت مین یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے **نظم**

غربت مین گل کھلا ہے کیا کیا وطن کی یاد
کیا آئی اپنے کشتہ خونی کفن کی یاد
تو آب زن نہووے تو کیا جانے کیا ہو
ہمکو بھلا رہیگی سپہر کہن کی یاد

جیسے قفس مین مرغ چمن کو چمن کی یاد
از خویشتن رفتگی ہر عنا نقش زمان مان
دشمن کے دل سے بیرے مرشعلہ زن کی یاد
ہر کفر و بدعت ایک نہین تار سجہ سے

گلگون قبا ہین کے کیا قتل غیر کو
دکھلائیگی قدم ہی کہین اس دہن کی یاد
ایسے ہی روز گر ستم نو بنو رہے
زنار مومن آلے ہے کیون برہمن کی یاد

ان اشعارون کو اسطرح پڑھا اور چیخین مار مار کے رویا کہ لالان جادو نے پوچھا کیون میان عیار صاحب اسوقت بہت بیقرار ہو رہے نیرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم اب اپنی زندگی سے یاس ہوئی جب مالک اس حال مین ہی تو اب کون صورت بچنے کی ہی جسوقت قیصور کا دل چاہیگا دیوانہ کرکے مار ڈالیگا لالان نے کہا کیا اسمین کیا فرق ہی تم لوگون نے جیسا کیا ویسا پایا نیرنگ نے کہا ہم تو یہ نہ سمجھے تھے تین روپیہ کی نوکری کرتے اپنے جس کسی نے ماہ بماہ تنخواہ دی اسی کی نوکری کی اس جہان کی سرکار سے زیادہ قدر ہوئی جانبازی پر موجود ہوئے انصاف کیجیے کیا میان قیصور کے قتل کرنے مین ہمنے کچھ اٹھا رکھا لیکن انکی تقدیر خراب ہم تو ہم کیا کرین اب اگر ہماری خطا معاف کرا دو تو جد و آبا کا مذہب اختیار کرین یہ باتین کرکے آنکھ سے کچھ اشارہ بھی کیا کہ جسے لالان یہ سمجھی کہ مجھپر مرتا ہی خوشی کے مارے اٹھکر قید خانے مین آئی کہا ارے کیا کہتا ہی تو نہ گھبرا مین تجھکو قید سے چھڑا دونگی میرا بڑا اقرب ہی مجھے قیصور بہت مانتا ہی مین نے اُسکے ساتھ بڑے بڑے کام کیے دو مین رنڈیان ساتھ مین

مجھکو بھی ضرور بلاتا ہی مین نے کبھی اُنسے انکار نہین کیا اس لڑائی مین بھی میرا بڑا اعتبار ہی تمھاری بڑی حفاظت کا حکم ہی تب میرے نام ارشاد ہوا کہ تم حفاظت کرو میرے قید سے چھوٹنا مشکل ہی نیرنگ نے کہا ذرا دروازہ بھیڑ دو تو مفصل حال بیان کرون میرے پاس ایک تیلی ہی خداوند لات و منات کی صورت کی اتنا ہو چکا کہ آخر وہ باتین کرنے لگی ہی آج تمھین دکھاؤنگا جس شعلے مین جاکر اُس تیلی کو نکالتا ہون وہان کے برہمن پوریان کچوریان مجھے دیتے ہین لالان نے دروازہ بھیڑ دیا نیرنگ نے کمر سے کپڑے کی بنی ہوئی تیلی نکالی شکل گڑیا کے کہا تو ملکہ اسکے منھ سے منھ ملاکر پیٹ دباؤ پھر جو حال ہوگا وہ دیکھنا لالان کو اشتیاق ہوا منھ سے منھ لگاکر تیلی کا پیٹ جو دابا تیلی نے منھ کھول دیا منھ سے تیلی کے ایک حباب نکلا منھ پر لالان کے پڑا کہ بیہوش ہوکے گری نیرنگ پر سحر نہ تھا قید اپنی سوہن سے کاٹی لالان کے دماغ پر بھی بیہوشی کی جڑ چھائی رہی قید اسکو پہنا دی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ لالان پڑی سو رہی ہی نیرنگ نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ لالان کی صورت بنکر تیار ہوا باہر نکلا کنیزون نے پوچھا واری قیدی کیا کرتا تھا نیرنگ نے کہا اب جب کڑی پڑی تو گھبراتے ہین مکر و حیلہ کرکے جان بچاتے ہین مین آتی ہون تم سب جھوٹ دیکھو ہوشیار رہنا سبھون نے کہا حضور بہتر تو کھانا پینا سب موقوف کر دیا آٹھ پہر یہان موجود رہتے ہین لالان نقلی نے کہا تم چالیس آدمی ہو وقت مقرر کر لو یہ کہکے چلا راہ مین ایک خیمے پر دیکھا تو وہان جادو مصاحب قیصور بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہو اُسنے پکار کر پوچھا کہو ملکہ لالان اب نیرنگ کا کیا حال ہی نیرنگ نے مسکرا کے کہا جس وقت سے ضیغم وہان بیہوش ہوا عیار کا عجیب حال ہی بلک بلک کے رو رہا ہی میرے دل مین آیا ذرا لشکر کی سیر کرون کئی عیار میرے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے جنگل مین پھینکدیے سوہان نے کہا ملکہ یہ بڑی کڑی ہی بی سوسن کو جنگ سحر سے ہمارے آقا کو خوف تھا بڑی تدبیر سے گرفتار کرکے لائے سوسن و مغیلان دونون ہمارے قید مین ہین ایک لحظہ بھر نہین ہٹ سکتے لالان قریب آکے بیٹھ گئی کہا بھیا ایک دو دن کی تکلیف اور باقی ہی ابھی قیصور نے مجھسے صلاح کی کہ ابھی جو طبل جنگی بجے مسلمانون کی فریاد نہ سنو لشکر مین اُنکے گھس جاؤ ضیغم کو گرفتار کرکے لے آئین مال و اسباب لوٹ لین خیمے پر اپنی طرف سے کوئی ملازم چھوڑ دین ہم سب نے سحر تیار کیے ہین مین رات بھر جاگی نیند چلی آتی ہی طبیعت رہ رہ کر گھبراتی ہی جی چاہتا ہی ان قیدیون کو قتل کرین یہ کہکر خنجر کھینچا لالان نے کہا ہماری پاپوش رات بھر جاگے جوگی پہرا دے انکو قتل نہ کرو الین فراغت ہو جائے دل اطمینان پائے سوہان نے کہا ہمارے سر کی قسم قتل کرنے کا ارادہ نہ کرنا قیصور کو انتہا کا ملال ہوگا لالان خیمے مین گھس پڑی سوہان ہان ہان کرتا ہوا ساتھ آیا کہا خبردار قتل نہ کرنا شہنشاہ کے خلاف ہوگا اگر قتل کرنا انکا منظور ہوتا انکی کون حفاظت کرتا مگر باہر چلیے مجیو کاہستان طلسمی منع کر چکے ہین ان لوگون کی تین برس کی میعاد ہی ہمکو نجومی یاد ہی لالان نقلی نے کہا دیکھو میان قیصور بھی آگئے ہین جیسے ہی سوہان پلٹا جھپٹ کر خنجر مارا سوہان گرا ملکہ سوسن نے سر اٹھا کر دیکھا نیرنگ نے بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا زبان سے سوسن کے سوزن نکالا دوسرے ہاتھ سے مغیلان کو رہا کیا اب جو سوسن تڑپ کر اٹھی اٹھتے اٹھتے اشارہ کیا برق چمکنے لگی کئی ہزار ساحر جل جل کرکے سوسن و مغیلان چاہتے ہین ادھر لشکر کے نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا ساحر چلے ہی آتے ہین ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی قیدی بگڑ گئے اب انکو کون سنبھالے کبھی اُنھون نے پھول برسائے کبھی آگ گرائی ہزارون ساحر مارے اُس غلغلے مین نیرنگ برابر سوسن کے پہونچ کہا ای ملکہ عالم ایسی خبر وحشت اثر سنی ہی کہ شاہزادہ ہمارا سحر مین مبتلا ہی

بات کرنے کی طاقت نہین ہوش و حواس پراگندہ نہ کلام کرتا ہی دم بدم غش میں مبتلا ہوتا ہی سوسن نے کہا مین بھی ایک آدمی اور بھی ساتھ تھا مغیلان سے کہا بڑھو مغیلان سحر کرتا ہوا چلا قیصور کو خبر پہونچی کہ سوسن و مغیلان قید سے چھوٹے نیرنگ عیار نے ایسی فکر کی کہ مار ہی لیا ہوتا مگر لات و منات نے بچایا اب نکلے آرہے جاتے ہین ہر چند مصاحبون نے کہا قیصور نے کہا جانے دو مین سمجھ لونگا روکنے کو نہ اٹھا سوسن و مغیلان لشکر کو پامال کرتے ہوے نکلے اپنے لشکر مین آکے پہونچے کنیزین جو حیران پھر رہی تھین ملکہ سوسن کو دیکھا سب دوڑین کہا واری خدا نے آپ کی صورت دکھائی ہم لوگ قریب شاہزادے کے جاتے ہین وہ حال دیکھا کر کلیجہ منہ کو آتا ہی اشارے ایسے حسرت و یاس کے ہین کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ چلکر کچھ علاج کیجیے سوسن نے ایک آہ کی رونے کی غم سے حالت تباہ کی نظم

مست در صحبت دیوانہ رہ اہل طرب
بر کن ای ساقی ہشیار تو پیمانہ مست
پیش اصحاب خرد تا بکی از بیخودی
بستہ شور بود لازمہ بیگانہ مست

بادہ تو نسیم ولی از زلف جانانہ مست
عافیت می طلبی رو بر فرزانہ مست
باغبان منت مہتاب بکش در شب تار
نقل مجلس کنی ای مست تو افسانہ مست
مخلی از فیض جنون شیوہ ہشیار گرفت

نشہ خاص وہ محبت بخانہ مست
ہمہ افتادہ مخمور خرابات شدیم
شمع گلزار بود نرگس مستانہ مست
زملاحت عملی بر دل افگار مردم
باخرد یار کنند صحبت دیوانہ مست

رونے پر ملکہ سوسن کے کلیجے ہل گئے ملکہ اسی حال مین بالین پر اپنے بیمار کے آئین دیکھا پڑے تڑپ رہے ہین ہوش و حواس پراگندہ سوسن دیکھنے کی غصے مین آکر رو کہا افسوس ہی اس بیحیا نے اسطرح کا سحر کیا روح نکلنے مین کیا باقی ہی بنے جب سحر کیا غیر ساحر کو بچا لیا شاہزادے کا شانہ پکڑ کے کچھ سحر پڑھا کچھ دعا مین دین دم بھر مین شاہزادہ ہوشیار ہوا مگر آئینہ جمال مکدر دو گھڑی کامل سحر کیا تب شاہزادے کا اختلال موقوف ہوا اتنے مین ہرکارے قیصور کے حاضر تھے یہ خبر لیکر بھاگے جاکر قیصور سے کہا ملکہ سوسن نے ضیغم کا سحر اتارا نیرنگ تلودن مین نمک مل رہا ہی رنگ رو قیصور کا متغیر ہو گیا نہایت پریشان کہا یار و غضب ہوا سوسن کا چھوٹنا مجھے بہت شاق ہوا اب اسکا گرفتار کرنا مشکل پڑیگا یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان سمجھونگا ہرکارے خبر لیکر بھاگے سامنے ضیغم کے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے شعر بخت اہل حکمت از الطاف تو بیدار باد + خاک راہت سرمہ چشم اولوالابصار باد + قیصور نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ سر میدان مقابلہ کرے ضیغم نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے قیصور نے بعد آراستہ کرنے لشکر کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ سوسن گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا میدان مین آکر قیصور سے سحر چلنے لگا ملکہ نے ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری سر قیصور کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون تمام لشکر اسکا دوڑ پڑا ملکہ سوسن و مغیلان سحر کرتے ہوے جا پڑے جانبین سے لشکر ل گئے ضیغم کے ہاتھ سے ہزارہا کافر مارے گئے اور ضیغم پر کسی نے سحر کیا سوسن نے بڑھکر اسکا سحر اتار ابھی مغیلان نے دو کیا مگر لشکر کفار ہر دو طرف سے آگ برسی ہزارون کافر جلکے خاک ہوے قیصور بھاگا جاتا ہی بڑاؤ پر پہونچے وہان بھی ضیغم آپڑے کئی ہزار ہمراہ تھے مال اسباب لوٹ لیا قیصور کہتا تھا بڑاؤ پر رکینگے مگر قدم نہ رکا بھاگ نکلے فریادی حمد المبند تمام کافر روسند سوسن نے کہا اسکا پیچھا نہ چھوڑو منظور ہی کہ قیصور کو گرفتار کرین قیصور سب سے سو قدم آگے بڑھا ہوا جاتا ہی خود اسکو خوف کہ اگر پکڑ لیا تو بڑے عذاب الیم سے مسلمان قتل کرینگے اسوجہ سے

سب سے آگے بھاگا جاتا ہے تین کوس تک بھاگا ایک صحرا مین آکر ملازمان ضیغم نے گھیرا ضیغم نے حکم دیا اسکو مارلو
اسطرف مین جاکر کھڑا ہوتا ہون کیا مجال کہ اسطرف سے کوئی نکل کے جانے پائے غرضکہ ضیغم نے تیر مار کے گرایا
سیکڑون خطا شعارون کو مارا قیصور کو لوگون نے خبر دی کہ ضیغم سرراہ اڑا کھڑا ہے جو ساحر ادھر جاتا ہے نشانہ تیر
یا ضرب شمشیر آبدار حتف المنار ہوتا ہے ہزارہا کافر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ سنکر قیصور اور زیادہ گھبرایا پھر
ہرکارے نے خبر دی ایک کو نہ ضیغم نے روکا ایک طرف سوسن گلعذار ایک طرف مغیلان نامدار ایک طرف
افسران فوج سب طرف سے آپ گھر گئے اب نکاسی دشوار ہے اسوقت قیصور کا یہ حال تھا کبھی لات و منات کو
پکارتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے کبھی کہتا ہے مسلمانون کا ایک خدا آکے مدد کرے اور مصیبت سے بچالے
ہمارے ہونے دو سو مین سے کیا سب نکمے ہین یہ کیسے معین و مددگار ہین اگر وقت پر نہ آئے پھر مدد کرنے سے
کیا فائدہ غلبے پر قیصور کے تمام ساحر چلا رہے ہین غل مچا رہے ہین کوئی لات و منات کو کوئی سامری و
جمشید کو پکارتا ہے یا خداوندا اس بیکسی بے بسی مین سوا آپ کے کون بچائیگا ہمکو ثابت ہوچکا کہ آپ ہمکو
نہ بچا سکینگے اسوقت مدد کو نہ آئینگے ہم پچاس ہزار ساحر لیکر آیا تھا شاید دس ہزار ساحر باقی ہین چالیس ہزار ساحر
مارے گئے باقی چہار طرف سے گھرے ہوے ہین اہل اسلام جانبازی کر رہے ہین ملکہ سوسن کا یہی حکم ہے جس طرح
بنے قیصور کو پکڑلو ورنہ یہ مکار فساد برپا کریگا ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین یہ بھی بھاگ بھوگ کراتے گیا ہے سحر کرتا
کیا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے یارو کیونکر جان بچیگی وہ بھی دن ہوگا کہ خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچینگے سوسن نے
یہ سنکر چاہا قیصور کو گرفتار کرلون کہ ایک آواز مہیب آئی زمین جنگل کی تھرائی گرد لشکر دھوان اٹھنے لگا سوسن نے
پھیلے دیکھا بات کرنے کی نوبت نہ ملی زمین سے ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اسنے سوسن کو منقار مین اٹھا لیا لیکر
طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک طائر زمین سے نکلکر ضیغم پر گرا اس طائر نے ضیغم کو اٹھا لیا نیرنگ نے چاہا دھوئین
سے نکلون آنکھین نابینا ہوئین ٹٹولنے لگا اب دھوئین مین سے طائر پیدا ہونے لگے ایک نیرنگ پر گرا ایک نے
مغیلان کو لیا ہر افسر پر ایک ایک طائر گرا جسنے بھاگنے کا ارادہ کیا دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا
اور اسی حال مین طائر تڑپ کے گرا افسران فوج کو طائرون نے مہلت نہ دی جب سوا افسرون کو طائرون نے
اٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئے فوج جو باقی رہی اسکو دھوئین نے لپیٹا طبقے کا طبقہ زمین کا طرف
آسمان کے روانہ ہوا قیصور کے کان مین آواز آئی اے وزیر اعظم تونے قدرت سامری و جمشید کا تماشا
دیکھا یہ سب مسلمان مغضوب درگاہ خداوندی تھے خداوند نے اپنا عذاب انپر نازل کیا آخر کار مین نتیجہ سرکشی
کا ان تک قدرت کے مزاج کا یہی حال ہے بدعت مسلمانان کو بخوبی دیکھا آخر دریائے قہر خداوندی جوش مین آیا تو
مال و اسباب انکا لوٹ کر اپنے قبضے مین کر کوچ کرکے خدمت مین شاہان طلسم کی جلد آ تجھکو مرتبہ اعلی ملیگا ملکہ سوسن
و مغیلان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو باغ ویران مین پایا سر اٹھا کر دیکھا تھیون مین سب قیدی قید مین ایک طرف
ایرج نوجوان ایک طرف نور الدہر بدیع الزمان ایک جانب دیکھا شاہزادہ سرو سہی قد و مہران
جوان بخت بھی بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین جیسے ہی سرو سہی قد نے ضیغم کو دیکھا کہ ہمراہ سو سوارون کے
قید ہوکر آئے ہین اپنی تنہی سے دو دو ہاتھ پکار کے پوچھا اے شیر بیشۂ جرات و ای یکہ تاز میدان جلالت تم
کہان تھے ابتک کیون ہماری آنکھون سے نہان تھے ضیغم نے کہا ای شہریار سب طرح کے سامان ممکن ہوگئے
تھے ساحرہ سوسن ایسی مغیلان وفادار مہران تاجدار کی ہوے کئی ملک فتح ہوے وزیران بھاگ گیا

اسکو بھی شکست دی ساحرون کو بھی مہلت نہ ملی زندگی سے اپنی بیزار تھے شکست کھائے ہوے بھاگے جاتے تھے ہمارے سحر وجرأت سے امان نہ پاتے تھے یکایک یہ آفت آئی زمین تھرائی آواز مہیب کان مین آئی سوتن کو مہلت نہ ملی کلی آرزو کی نہ کھلی سب سردارون کو جانور اٹھا لائے طبقہ زمین کا شق ہوا طبقے کا طبقہ اٹھکر یہان آیا اب جو آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا اور کیا کیفیت کہین شاہزادہ سرو ہی قد یہ حالات حسرت آیات ضیغم سنکر بہت بیقرار ہوے فرمایا ای ضیغم خوب ہمکو ثابت ہوا کہ فلک درپئے آزار ہی انکو بھی اسی مقام پر چھوڑ

دو کلمہ داستان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کہ ابلیس خودپرست نے اپنے کو طلسم لقراط مین گرایا وحال خواجہ ودا خلہ صاحبقران بہ طلسم مذکور و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ موافق مضمون خمسہ

صبح محشر یا فروغ حسن روے یار ہی | آفتاب حشر ہی یا جلوۂ رخسار ہی | ہی قیامت یا مگر یہ قامت دلدار ہی
صور کی آواز یا خلخال کی جھنکار ہی | اٹھتے مین ٹھوکر سے مرے شاد کیا رفتار ہی

اندنون پھر طالع بیدار برخوردار ہی | دوست اپنا دوست ہی اور یار اپنا یار ہی | اُچھے شکار ما فلکن کمان ابروے خمدار ہی
آج ناوک یار کا سینے سے اپنے پار ہی | تجھ مین ظاہر لیکن پیکان کمان سوفار ہی

بخیۂ وحشت نے اپنا چاک جیب دامن کیا | باندھا دستار چھوڑا ترک پیراہن کیا | ایسے نہ دل اپنا زمین منت سوزن کیا
خاک کوے یار کو تنے لباس تن کیا | بخیہ ایسے پیرہن کو کیا جلاد رکار ہی

حسن اسکا دائمی ہی حسن سب کا بے ثبات | عاشقون کو اسکے ہو خورشید پر کب التفات | کوڑیون کے مول بیان ہی ملی اور شیر نبات
اب تو کوئی یوسف مصر کی پوچھی گانہ بات | حسن روز افزون ہے اسکی گرمی بازار ہی

دل کند را آفت جان سے نہین کرتا قبول | گوشۂ ہندو سے بدلیمان نہین کرتا قبول | اچھو شنار تجھ زندان سے نہین کرتا قبول
وہ رہائی زلف جانان سے نہین کرتا | ہی تو دیوانہ پراپنے کام مین ہشیار ہی

عشق گیسوے بتان جسدل پہ ظاہر ہوگیا | منحرف ایمان سے مشک وہ آخر ہوگیا | ناصحا اسلام سے کیا مین بھی منکر ہوگیا
جو پھنسا پھندے مین اسکے صاف کافر ہوگیا | تار گیسو کیا ہی گویا رشتۂ زنار ہی

چہرہ رہروان راہ پر ہول طلسمات وطی کنندگان جادۂ خارستان کرامات حال صاحبقران زمان بعد عظم وشان یون تحریر فرماتے ہین مخمع مصنف ترنم سرایان شیرین زبان + نوشتندایں داستان خوش بیان + سابق مین تحریر کیا تھا کہ خواجہ عمرو نے بڑی جانبازی کرکے عیاری کی مگر ابلیس کا خاتمہ نہوا اب خواجہ تلاش مین زودرفت کی نکلے ہین زودرفت انکی نظر مین آتا ہی مگر ابلیس خودپرست حیران وپریشان افتان وخیزان غمگین وملول قصر اسرار سامری مین آیا کنیزان سامری کو دیکھا آج بہت رنجیدہ بیٹھی ہین ایک گلنار پوش اپنی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی ہواب وقت انقلاب قریب ہی ابلیس خودپرست بڑا بدنصیب ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کون کون سے جادوگر کس کس کا غم کرین شعر ہاے کس کس کو تنہین بیٹھ کے ہم یاد کرین + غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین + ای برادران تو یہ ہی رنج ومصیبت کا بیان نہین ہوسکتا ہنسنا کیسا بلکہ مصیبت ایسی ہوئی ہی کہ صاحب غم والم دل کھولکر رو نہین سکتا اب تو یہ کیفیت ہی نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا | وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے
وہ قدر دان شکوہ بیجا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سوائے وفا کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی

وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
اے چرخ چاہیے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روئے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہمکنار
دنیا مین ہائے نام وفا کا نہین رہا
اس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن اسی مہ کے دم کی تھی

حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہیں روزگار تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونے کا کس سے گلہ کرون
وہ خوش گلوے سینہ مُصفّا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین ربوے اب کوئی ایسا نہین رہا
دوسری بول اٹھی ہوا دیکھو خداوند

ن سراسر حماقت اس آئینہ خانے مین حیرت حقیقت مین جو سنتے چلے آئے تھے آنکھون سے وہی دیکھا یکایک شہر ابلیس پرستان کیا آباد تھا اگلی کوچہ آباد رعیت دلشاد ہر طرف گھما گھمی ہو رہی تھی لوگ آگ کی صدا نہ آتی تھی عورت مرد سے کلام کرتے شرماتی تھی جسدن ہمنے سنا کہ گھر کی بیٹھنے والیان غیرون کے ساتھ جاتی ہین جب شوہر کا سامنا ہوا تو حاکم کے سامنے جواب دیا کہ یہ ہمارا شوہر نہین ہے یہ ظالم ہمارے واسطے بیتاب و مضطر ہے ناحق ہمپر دعوی کرتا ہے ہمین اسکی راضی نہین مین تو اس نوجوان کے ساتھ جاؤنگی حاکم وقت نے مرد سے طلاق دلائی غیر کے ساتھ عقد کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا جسدن خداوند نے یہ انصاف اکر بیان کیا ہمنے جب ہی کہا تھا کہ وقت زوال آگیا اب اس قلعے مین تو مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی سامری و جمشید پرستون کی شامت آئیگی ابلیس نمودپرست نے یہ باتین سنکر کہا بیہودہ دل کا حال مجھسے مفصل کہو کنیزون نے کہا یا خداوند آپ سے بہت کچھ خلاف ہوا لڑائی کا معاملہ نہ صاف ہوا جو سرے وہ بڑے نصیبے ور تھے اگر انکے سامنے یہ سانحہ ہوتا ضرور اس زوال کو سنبھالتے یہ کہکے کنیزین رونے لگین کہا یا خداوند آپ سے حفاظت نہو سکیگی ہمارے نزدیک آپ کو یہ مناسب ہے کہ سامنے سے مسلمانون کے ہٹ جائیے طلسم لقراط کہ متعلقہ شہر ابلیس پرستان ہے وہان نکل چلیے ورنہ اب بڑی خرابی ہوگی ہم دیکھ رہے ہین کہ بلا نازل ہوئی سامری و جمشید کے کئے کیا ہو سکتا ہے وہ اپنے حال مین مبتلا ہین یہ سنکر ابلیس نے کہا کیون کنیزان سامری میرا سحر بیکار ہے جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا حمزہ کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا عمرو کو ابھی جا کر قتل کرتا ہون کنیزین سنکے لگین کہا یا خداوند اپنی جان بچائیے دیکھیے سب سامان مٹ گیا ہے بہت عیش و آرام سے گذر گئی بادشاہ لقراط ہرچند کہ گندہ ہے مگر آپ کا بندہ ہے بڑی آبرو سے آپ کو لیگا وہان حمزہ بھی نہ جاسکیگا ابلیس غصے مین بکلا یہ بکتا ہوا یہ حرامزادیان ہماری بدخواہ ہین انکے حال تباہ ہین مین انکا محتاج نہین کوئی میرے سوا صاحب تخت و تاج نہین مین ابھی حمزہ کو بھگاتا ہون یہ حرامزادیان تیری خدائی چھڑاتی ہین بھلا ایسے شیطان مزاج کو بہکاتی ہین مین ایک دن مین آفت برپا کر دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ابلیس بکتا جھکتا بارگاہ مین آیا سب افسرون کو حکم دیا کہ فوج کی تیاری کا حکم دو ہم چلکر مسلمانون پر سحر کرینگے سب لشکر ملکر ایک مرتبہ بلوہ کر دینا حمزہ کا اسم اعظم بند کر دونگا حریف کیل بھی لے لونگا یہان تیاریان ہونے لگین مگر حقیقت زود رفت جو قلعے سے نکلا اپنے شاگردون سے کہا ہوشیار رہنا اگر عمرو یہان آ جائے تو پکڑ لینا ایک پہچان تمکو بتاتا ہون سب چیزین تبدیل ہوتی ہین مگر آنکھین نہین بدلتی اسکی آنکھین بہت چھوٹی ہین جس کسی کی چھوٹی آنکھ کا دیکھنا پکڑ لینا منہ دھلوا کے اطمینان کرنا باتون سے اسکی نہ ڈرنا سب عیار شہر مین پھرنے لگے سیکڑون بندگان خدا کو بے خطا گرفتار کیا منہ بھی دھلایا کسی کو مار ڈالا مگر عمرو کا پتا نہ پایا زود رفت چلا صحرا مین جو آیا کان مین آواز آئی

کوئی ان اشعار عبرت آثار کو گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے اشعار

کیا بات ہے اس صبح دم کی
مین جان شگفتگی کا غم نہ کھا آیا
جان نے وہین راہ لی عدم کی
نار فلک غنچہ سے گذرا
رونق ہے یہ ساری اپنے دم کی
دامن پہ تھمتی جم رہی ہے
اب کون دے داد اس ستم کی

بجا تری شوخیون نے آ کے
یاد آ گئی ہے تری قسم کی
اے زبان عنا وہ سر پہ ڈالو
کچھ حد نہ رہی مرے الم کی
کون کیون نہ بلائین آ کے جان
ہو خاک نہ میرے چشم غم کی
ان شوخ حسینان ربود از من

پوچھے ہے خبر مریض غم کی
یہ آہ و شرر فشان نہ جسکی
جسوقت وہ یہان سے گھر سدھارے
ہو خاک ہی بار کے قدم کی
در کو چہ ہے اشک خون سے گلزار
تصویر ہے زلف خم بخم کی
ہر روز جو آ کے آنے مین دیر
گوئے کہ دلم ربود از من

روز درفت کے کان مین جو یہ آواز آئی جھوٹے لگا دل سے کہتا ہے یہ کون ظالم چہچہا رہا ہے دل لبھا رہا ہے اسی آواز پر چلا ایک صحراے سبزہ زار مین آیا آمد بہار کی دھوم ہے بلبل کو بھی یہ خبر معلوم ہے زمین پر ہریالی لوری ہے گرم محبت گل کا بھر رہی ہے ایک جانب نرگس شہلا آنکھون مین نشہ محبت سنبل کے جوڑے کی عجب کیفیت سوسن نے زبان کھولی قمری کو کو بولی پپیہا عاشقون کے دل ملتا ہے خوشنوائی مین پی پی منہ سے نکلتا ہے مراد یہ ہے کہ پی کہان ہے نسیم گل نظرون سے نہان ہے باد صبا کی اٹھکھیلیان مستانہ وار چال چلتی ہے آج تو عروس چمن کا نزاد کھاتی ہے نشے مین لڑکھڑاتی ہے مینا کے شجر سے مے ٹپک رہی ہے عندلیب خوشنوا پھڑک رہی ہے عروسان چمن کے سبز لباس غنچہ و گل کی بو باس ایک نخل سر سبز و شاداب اسکے سائے مین ایک سرو قد خورشید خد گل رخسار غنچہ دہن رشک چمن جوڑا بہاری پہنے ہوے مگر لباس تار تار آہ آہ کی پکار کبھی ملتی ہے کبھی تڑپتی ہے ان اشعارون کو مکرر گاتی ہے نظم

تڑپنے لوٹنے رونیکا باعث کچھ نہ کھلتا تھا
سگ لیلی ادا کو گر نہ ظالم بد مزا لگتی
وہ پھر کر نظارہ کہا تک زخم دل تا مرگ
اگر لوہے کی تیری خاک آلودہ ہوا لگتی
کبھی تھے کانٹ آلودہ خون سے ہاتھ پان
نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کا ہیکو بلا لگتی

نہین تقصیر اس بت کی کہ دیر میری الگ لگتی
ترے دل کو بھی میری سی اگر لگ جو لگتی
جو مرجاتا تو یہ دکھ کا ہیکو سہتا اگر آ مین
کہ ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی
جو گریہ ترنہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھنچتا تھا
وہان دست حنا بستہ پاؤن مین کی تب حنا لگتی
کہین سے ڈھونڈ کر لا نا بت کافر کو ایمن

مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
ستم ہے شور بختی میری ہندی کیون بلا لگتا
نہ کہتا مین بھی شاید دشمنونکی بد دعا لگتی
نسیم مصر کا دم ہے کنعان کا ہیکو بہتا
چمن میں کو وہین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلا جالی ہوا دھیان اس سبز گل کی جو لگی کا
طبیعت سیر جنت مین نہین اسکے سو لگتی

ابو روز درفت سنے یہ اشعار سنے اور صورت زیبا اس محبوب مطلوب کی دیکھی آنکھ بھی لگی سراپا پر اسکے نگاہ پڑی سر اعضا درست چالاک وحسیت جمال مین نکلی کلام مین شیرینی کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خال ہندو چشم جادو غمزہ آنکے بجون نے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ گشتہ ہے اس اداکا + سجا سجایا کھنچا کھنچا یہ حبیب تو دیکھو غضب خدا کا + دیگر زلف عنبر برسہ رویت تیرہ شب ہست وادی موسی + جامہ صبر م در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + روز درفت قریب گیا صورت کو دیکھتا ہے منہ سے آہ نکلتی ہے بیقرار اپنے آپ سے باہر ہوش و حواس پراگندہ پوچھا اے آفتاب عالمتاب آسمان خوبی واے رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تمھارا نام کیا ہے اسنے مسکرا کر جواب دیا تو کون ہے جو ہمارا نام پوچھتا ہے تجھے کیا مطلب ہے ہم کسی کو نام نہین بتاتے ہمارا محبوب ہمسے جدا ہے ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہین تم کیون کلام کرتے ہو ہم پر تو یہ مصیبت گذری فلک ہمارے ساتھ بر سر گردش ہے

اثر اسکو ذرا نہیں ہوتا
رنج و راحت فزا نہیں ہوتا

ذکر اغیار سے ہوا معلوم
حرف ناصح برا نہیں ہوتا

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا مین کیا نہین ہوتا

امتحان کیجیے مرا جب تک
شوق زور آزما نہیں ہوتا

آہ طول امل ہے روز افزون
گرچہ اک مدعا نہیں ہوتا

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

ہم پہ خصم جان غیر نہ ہو
سب کا دل ایک سا نہیں ہوتا

یا ہے دل سوا ے ضرر نہیں
سو تمھارے سوا نہیں ہوتا

ہو نا کہنے کی شکایت ہو
تو ہی وعدہ وفا نہیں ہوتا

کس کو ہے ذوق تلخ کامی لیک
جنگ مین کچھ مزا نہیں ہوتا

اسنے کیا جانے کیا کیا لیکر
دل کسی کام کا نہیں ہوتا

ایک دشمن کہ چرخ ہے نہ رہے
تجھسے یہ اے خدا نہیں ہوتا

نارسائی سے دم رکے تو رکے
مین کسی سے خفا نہیں ہوتا

حال دل یار کو لکھون کیونکر
ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

دامن اسکا جو ہے دراز تو ہو
دست عاشق رسا نہیں ہوتا

کیون سنے عرض مضطر مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

اس وضع مین یہ اشعار اس نازنین نے گائے زود رفت ساری مکاری غداری بھولا فرش خاک پر بیٹھ گیا اور گورے گورے پانون دبانے لگا نازنین نے پاؤن سمیٹ لیا کہا اجی ہمارے پاؤن کیون چھوتا ہے کیا ہمین بت سنگدل سمجھا ہے کہ ہمین ان واہیات باتون سے الفت ہو تیرے دل کو ہے کیون محبت ہے ہم نہین سمجھ جاتے کبھی دیکھا نہ بھالا معدے کی خالہ ہے تجھ سے کیا مطلب خبردار آگے نہ بڑھ ورنہ بادشاہ سے کہدونگی ابھی پکڑا جائیگا سزا اسی پائیگا زود رفت نے ہاتھ باندھے کہا براے خدا نام تو بتا دیجیے غصہ نہ کھائیے مین خداوند کا عیار ہون مگر صاحب اختیار ہون سب طرح کی خدمتگاری کر سکتا ہون چوبدار نیان کنیزان حبشی و رومی خدمت مین حاضر کردون میرے مکان پر چلیے آپ ایسی پریزاد کا جنگل مین کیا کام ہے صاف بتا دیجیے کہ آپ کا کیا نام ہے یہ سنکر اس نازنین نے کہا نام اصلی ہمارا ملکہ گلعذار تو خداوند ابلیس کا عیار ہے زود رفت نے کہا مین مقرب درگاہ خداوند و زیر کا خاص ہون نازنین نے کہا جو ہم کہین وہ تقدیر کرا دے ہم بھی قدرت کے سامنے چل سکتے ہین زود رفت نے کہا مین اپنے ساتھ لیچلونگا قصر اسرار سامری مین پہنچاؤنگا وہ تقدیر کرادون جو بات نہو سکتی ہو وہ ہو جائے مین قدرت کے کام کو نکلا ہون عمرو کو ڈھونڈ رہا ہون قدرت تقدیر کرچکے مین گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت بہت بیزار ہین اس نازنین نے زود رفت کی بلائین لین انگلیان چٹخائین چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا اے شخص تونے عجب عالم کا نام لیا جسنے تمام عالم لوٹا جب میرے گھر مین اسنے آگ لگائی مال لوٹا ایک میرا معشوق مارا گیا شب کو شادی صبح کو خانہ بربادی اسی کی فکر مین نکلی کہ کس خداوند کو ڈھونڈون اپنے شوہر کو زندہ کرادون لاشہ اب تک کوٹھری مین رکھا ہے سڑنے نہین دیا ایک روغن لگا دیا بس قدرت یہ تقدیر کرین کہ میرے شوہر کو زندہ کردین مین تجھسے بھی انکار نہ کرونگی قدرت کو اختیار ہے جسکو چاہین مردہ کردین جسکو چاہین زندہ کردین زود رفت نے کہا سبکچھ ہو سکتا ہے سب عجائب و غرائب قصر اسرار سامری مین ظاہر ہوتے ہین قدرت کنیزان سامری کو ساتھ لیکر سوتے ہین مین تمھارے معشوق کو زندہ کرادونگا قدرت روز سیکڑون مردون کو زندہ کرتے ہین میرا ایک بھائی تھا جب وہ مر گیا مین جا کر قدرت کا دامن پکڑ لیا ریش پکڑ کے لٹک گیا تب قدرت کو کچھ نہ بن پڑا میرے بھائی کو زندہ کر دیا اب بھی وہ بھائی زندہ ہے میرے ساتھ چلو مین قدرت سے ملاؤن تقدیر کرادون وہ نازنین پانکچے جھاڑ کر اٹھی زود رفت نے ہاتھ پکڑ لیا نازنین نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایک بوسہ بھی لیا کہا ارے سرگوڑے اب تو خوش ہوا زود رفت نے کہا مین تو غلام ہون سر تک حاضر ہے نازنین نے کہا سر تو تمھارا کاٹونگی ہوس تو دل سے نکال لے زود رفت کہتا ہے اپنے مکان پر لیجاؤن پہلے وصل حاصل کرون پھر قدرت سے ملاؤن اسکا بھی مطلب

ہو جائے قدرت تقدیر کرینگے دل سے یہ باتین کرتا ہوا ساتھ چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ نازمین نے کہا دیکھو قلعے کی طرف سے فوج آئی ہے جیسے ہی زودرفت پلٹا نازمین نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے زودرفت ارے کرکے پلٹا تراق سے حباب بیہوشی ماردیا زودرفت چرخ کھا کر زمین پر گرا نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

رنگ از رخ بجنگ بد اختر پریدہ ام	در مجلس خسروان چو کردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر پریدہ ام	عمرم کہ کلہ از سر قیصر بریدہ ام
			عمرو زودرفت کو چھینکا

کنارے لایا اس خودسر کا سر کاٹا اسکے سر کو اپنی شکل کا بنایا کہ کوئی اس سر سے آگاہ نہو حال عیاری نباہ نہو آپ زودرفت کی شکل بنکر چلے سر کو رومال مین باندھا جوراہ مین ملا اسنے پوچھا مہتر صاحب کہان سے آتے ہو کہا بھئی آج ہمسے نہ بولو ہمارا بات کرنے کو دل نہین چاہتا شاید عمرو عیار کو مار لیا ہو کسی نے یہ خبر شاگردون سے جا کہی کہ آج مہتر زودرفت بہت خوش آتے ہین سر کسی کا رومال مین بندھا ہے شاگرد خوشی خوشی دوڑے دیکھا استاد چٹکیان بجاتے ہوے کچھ گاتے ہوے چلے آتے ہین کبھی غزل زبان پر ہے کبھی کچھ اشعار گاتے ہین بہت خوش ہین شاگردون نے آواز دی استاد کیسا مزاج ہے کیا دشمن کو پایا اپنے تشہیر ہونے کا بدلا لیا کہا بھائیو آج جان لگا دی سار بان زادے کو گھس کر مارا سر جو عمرو کا دکھایا سب شاگرد کیت گاتے تھے استاد کیا کہنا آپکا مثل نہین زودرفت نقلی نے کہا بھائیو مین ٹالتا تھا باتون مین مطلب نکالتا تھا آج کچھ نہین پڑا ہے شاگرد اسکا زہر بڑھ کے لڑا چالیس شاگرد مارے کوئی منھ پر نہ چڑھتا تھا جب اسکا الواح الفتح آگے نہ بڑھتا تھا انکی بھی ٹانگ کاٹی اب شاگردون نے چارون طرف سے گھیر لیا ہاہا کرتے ہوئے چلے گئے تھے صاحبو استاد نے بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کو مار لیا یہ خبر ہر کارون نے ابلیس کو پہونچائی ابلیس اچھل پڑا کہا یار دیرا عیار بھی بلائے روزگار ہے عمرو ایسا طرار فرار اسکو ناچار کر دیا ہمارے سامنے جلد لاؤ چوبدار مصاحب دوڑے ہوے آئے کہا مہتر صاحب جلد چلیے قدرت نے آج تقدیر مضبوط کی تھی زودرفت نقلی نے کہا اگر قدرت ملک الموت کو نہ بھیجتے تو کون قبض روح کرتا ملکون نے بھی جانبازی کی سب تعریفین کرتے ہوے سامنے ابلیس کے لائے ابلیس نے کہا اسکو کنگورے پر قلعے کے رکھدو کنگورۂ قلعے پر سر رکھدیا زودرفت نقلی دربار مین بیٹھا چاہتا ہے شراب پلا کر سب کو بیہوش کر دون آج ابلیس کو بھی مارلون مگر قضائے کار ہر کارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے انھون نے جو سر عمرو بالائے قلعہ دیکھا حیران ہو گئے روتے پیٹتے بھاگے صاحبقران بیٹھے ہین کہ ہر کارے روتے ہوے آئے عرض کی حضور غضب ہو گیا نام عیاری کا پردۂ دنیا سے مٹا خواجہ عمرو کو نہین معلوم زودرفت کہان پا گیا دشمنون کو مار ڈالا سر کنگورے پر قلعے کے رکھا ہے یہ سنتے ہی صاحبقران ہائے یار وفادار کہکے اٹھے کئی مرتبہ گر گر پڑے بمشکل اشقر پر سوار ہوے تمام فوج ساتھ چلی امیر فرماتے ہین مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا آنکھون کی بصارت روح کی راحت چشم کی قوت بیٹے کی کیفیت عمرو کے ساتھ گئی تمام سردارون کے بھی یہی حال ہین یہان زودرفت نقلی نے گلابیان جمائی ہین شراب مین بیہوشی ملا کر یہ اشعار عشرت آثار شروع کیے **نظم**

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہے بہار
کھل چکی نرگس کہ شرماتی ہی جاتی ہے بہار
داغ کھانے پر کمر کیا داغ کھاتی ہے بہار
خاک تو مرغ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین پاس اپنے سبکو بھی بلاتی ہے بہار

کوہ و صحرا مین بیٹے وحشت بھراتی ہے بہار
دیکھکر اسکی بہار آنکھین خیراتی ہے بہار
آمد آمد ہے چمن مین کس حسن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اڑاتی ہے بہار
جوش گل سے یاد آتی ہین تری زیر گریبان

یاد اسکی گرمی صحبت دلاتی ہے بہار
مین تو کیا انکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
جلوہ لالہ رقیبون کو دکھاتی ہے بہار
سبزۂ خوابیدہ سے محمل بچھاتی ہے بہار
ہے خزان مین بھی ہے جوش جنون کیا ہو گیا
رنگ غنچہ سے سر کیا رنگ لاتی ہے بہار

داغ اور زخم آپ مین جو لالہ و گل آئے ہین
تمکو بھاتی ہے خزان اور ہمکو بھاتی ہے بہار
میری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار
خندہ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران کی کیون نہو مجکو رلاتی ہے بہار

فصل ہے یا آپ کے عاشق کی چھاتی ہے بہار
محویت کو وصال و ہجر دونون ایک ہین
سبزہ بیگانہ کے قربان جاتی ہے بہار
چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے آنکھیں ملتے ہین گل انکو سنگھاتی ہے بہار
غنچہ ہائے آرزو سینے مین اب کھلنے کو ہین

انتہا زر دلدہی و دلبری مین فرق ہے
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار
ابتدائے فصل ہی مین غیر نے بھی کھائے گل
عطر فتنہ مین گل نرگس بساتی ہے بہار
کچھ سوائے گریہ جون ابر اپنی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہے بہار

عمرو نے جام بھرا ہی چاہتا ہے ابلیس کو دے کہ زمین بارگاہ کانپی نقیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ کھا صاحبقران

ہم سرکن لشکر کافران
ہمہ دون بہ پیشم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

بہ بیمم نگون شد سر کافران
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران در جہان شدم

ہمہ احمر بہ عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف

ہم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو خلیفہ شد نقاب

ابلیس گھبرا گیا جام ہاتھ مین لیچکا تھا انجام کا خیال نہ تھا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا منھ سے نکلا یا روہا کو لنزان سامری نے سچ کہا تھا کہ جینا تمکو مشکل ہوگا وہ ساعت آگئی دیکھو زمین تھرا اُٹھی سب سردار لینا لینا کہکر اُٹھے امیر تیغہ عقرب کھینچکر گھس پڑے تلوار چلنے لگی جس ساحر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے زبان سے فرماتے ہین ہائے یار وفادار ہائے مونس و غمگسار کہ عمرو لڑتا ہوا قریب آیا کہا آقائے نامدار آپنے غضب کیا مین نے عیاری کی تھی عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا خواجہ فراق تمہارا گوارا نہوا مین تمہارا سر لینے آیا تھا جان اپنی دیتا عمرو نے کہا آقا آپنے بڑا احسان کیا لطف میری عیاری کا مٹا دیا مین نے زوور فت کو مارا بالائے قلعہ بہتر زوور فت کا سر ہے اب عمرو ساتھ امیر کے لڑائی مین مصروف ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب ابلیس پہونچے ابلیس نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا جس سردار نے بڑھکر سحر کیا بسبب اسم اعظم کے ہاتھ سے صاحبقران کے زخمی ہوا جب پانچ چار سردار امیر کے ہاتھ سے مارے گئے ہر چند ابلیس غل مچاتا ہے کوئی سردار آگے نہین بڑھتا منھ پر شیر کے روباہ نہین چڑھتا امیر نے پاس سردارون کو زخمی کرکے قریب ابلیس خودپرست کے پہونچے ابلیس نے خوب خوب سحر کیے زمین ہلادی آگ برسادی سب سحرون کو صاحبقران دفع کرکے سامنے ابلیس کے پہونچے ابلیس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا اُلجھاوے مین سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا ابلیس نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر یہ تیغہ سحر کش دست امیر با توقیر تڑپ کے تیغہ گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے تاج و خود و سر کو کاٹا جب سا ابلیس کا زخمی ہوا آنکھ لگے زمین پر گرا مثل عقاب کے بلند ہوا پکار کے آواز دی یارو نکل آؤ جس ساحر نے قصد کیا ہزارون کو سوارون تیرون سے گرایا خطا شعار مرکے گرے جلا نہ سکے مگر کئی لاکھ ساحر باز وغیرہ بنکر ابلیس کے ساتھ نکل گئے اہالیان شہر نے پناہ مانگی ایک بڑا زردار ساحر ابلیس خودپرست کا افتخار جادو وزیر اعظم دستور معظم تھا وہ گرفتار ہوکے مطیع الاسلام ہوا اُسنے عرض کی ابلیس خودپرست کو قیصر اسرار سامری سے ہدایت ہوئی تھی کہ آپ طلسم بقراط مین چلے جائیے معلوم ہوتا ہے وہ طلسم بقراط مین چلے گئے مشہور جادو وہان کا بادشاہ ہے وہ ابلیس کو سجدہ کرتا ہے کافور سر فروش بادشاہ طلسم کا وزیر اعظم ہے غلام نے سنا تھا کہ لوح طلسم بھی قبضے مین کافور سر فروش کے ہے اب حضور جانے کا قصد نہ کرین بندگان عالی کو بڑی تکلیف ہوگی امیر نے کہا اے افتخار کبھی مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ مین کسی ملک پر گیا ہون اور بدون فتح واپس ہوا ہون انشاء اللہ ضرور جا کر طلسم فتح کرونگا یہ بھیا بندگان

تم کو میکا نا پھرتا ہی ہزار ہا بندگان خدا اس ہی کی وجہ سے برباد ہوے مین اس مرتد کو چھوڑونگا ضرور طلسم لقراط پر جاؤنگا تین دن مین صاحبقران نے قلعہ ابلیس پرستان کو بہ اسلام آباد کیا افتخار جادو کو حاکم کیا افتخار نے عرض کی مین تو دم نہ چھوڑونگا ساتھ ہونگا امیر نے فرمایا ہمارے لڑکے کے سراسر خلاف ہی مین نے کبھی ساحر کو ساتھ نہین رکھا اللہ کی عنایت سے بردہ قاف مین میری شادی ہوئی ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ میری زوجہ ہی اگر ذرا اشارہ کردون لشکر لاکھون پریون کا ہاضر ہو دیو لیکر برائے مدد آئے مگر مین نے کبھی قبول نہین کیا دیو جن وپریزاد وساحر کی مدد سے ہمیشہ محروم رہا افتخار نے عرض کی غلام کے ساتھ ہونے سے رہبری ہوگی قسم کھاتا ہون کہ خلاف حکم حضور حرکت نہ کرونگا امیر نے ناچار دمجبور افتخار جادو کو ساتھ لیا طرف طلسم لقراط کے چلے لشکر بھی ہمراہ ہی سردارون مین مہراصم ومقبل وفادار وغیرہ موجود ہین تیسرے دن سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا گرد قلعہ آگ روشن ہی ایک طاوس بالائے قلعہ صدائے ہیبات دے رہا ہی خندق مین شعلہ ہائے آتش شعلہ ور موجہ آتش مشتعل ایک گنہگار کو بھیجا جب وہ شخص قلعے کے سامنے پہونچا پہلوے طاوس کے ایک پیرزال ایک ورق ہاتھ مین لئے ہین کچھ لکھا ہوا آواز دی اے آنے والے طرف قلعے کے نہ آنا ورنہ جان کا زوال نہین معلوم کیا حال ہو گا مگر وہ گنہگار بحکم صاحبقران عالی وقار گیا تھا جب سامنے قلعے کے پہونچا آتش ساکن ہوئی ایک آواز آئی دروازہ اس قلعے کا کھلا آتش مین بھی در پیدا ہوا دو کرسیان لیکر دو غلامان ترکی نکلے سامنے چبوترے پر دونون کرسیان بچھا دین پھر لاکر ایک میز بچھائی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین نہایت حسین وجمیل زیور ولباس سے آراستہ کرسی پر آکے بیٹھی اس جوان کو بلاکر دوسری کرسی پر بٹھایا وہ جوان گنہگار حیران جمال ومحو دیدار تھا کبھی گلشن جمال کی کرتا تماشا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر پلایا پیتے ہی یہ جوان دست درازی کرنے لگا چاہتا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون بوسہ رخسار انور کا لون وہ نازنین منع کرتی تھی خبردار یہ کیا کرتا ہی یہ وقت وصل و وصال نہین ہی یہ لوگ جو سامنے دیکھ رہے ہین انکا خیال نہین ہی بالائے قلعہ ضعیفہ وطاوس بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین مجھے شرم آتی ہی شب کو اتفاق ہو گا وہ اشتیاق ہو گا اس جوان نے نہ مانا گلے مین ہاتھ ڈالدیے بوسہ لیا وہ نازنین اٹھکر بھاگی یہ جوان اسکے پیچھے چلا وہ نازنین خندق مین پھاند پڑی اس ضعیفہ نے پکار کر آواز دی اے جوان اس مکارہ کے پیچھے نہ جانا اس آگ سے اپنی جان بچانا مگر وہ ایسا مبہوت تھا کہ خندق مین پھاند پڑا صداہائے ہا ہو بلند ہوئی ایک ابر آیا عرصہ دراز تک برسا مگر پانی کی تاثیر شعلہ ہائے آتش پر نہوئی آخر ابر کھل گیا دیکھا اس جوان گنہگار کا لاشہ زمین پر آکے گرا ایک آواز مہیب آئی خبردار جو کوئی قصد طلسم لقراط کریگا اسی حسرت ویاس سے مارا جائیگا عجائب وغرائب طلسم سے امان نہ پائیگا صاحبقران یہ تماشا دیکھکر بارگاہ مین آئے شب کو عبادت خانہ آراستہ کیا مناجات ہو کر دعا کی اے کریم کارساز اے بندہ نواز سوائے تیرے کون معین ومددگار ہی تو ہمارا پروردگار ہی مرتبہ ہلاکت سے بچالے بحق بزرگان دین رہبری فرمائی جائے کہ کس طرح اس طلسم مین جاؤن اس طرح دعا کی سب کہہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا کام ہی اس جلالت مین تمام عالم مین آپ کا نام ہی یہ بات رہے امیر کو غنودگی ہوئی ایک مرد بزرگ کو عالم خواب مین دیکھا فرمارہے ہین اے فرزند کیا ارادہ ہی امیر نے عرض کی کہ طلسم کا فتح کرنا منظور ہوا ان بندگوار نے فرمایا اس راستے سے اگر لاکھ آدمی جائینگے سب کا یہی حال ہو گا تم دست راست کی جانب جاؤ ایک شہر ملیگا کہ اسکو شہر مراد یہ کہتے ہین وہین سے سب سامان بن پڑیگا امیر صبح کو اٹھے سب سے یہ حال بیان کیا بموجب ہدایت چلے دوسرے دن سامنے شہر کے پہونچے بسم اللہ کہکے شہر مین داخل ہوے شہر آباد دعا باد لشکر

دوکانین درست اہالیان شہر چالاک و چست زمین حسن خیز ہر کوچہ زرریز دیکھتے بھالتے بموجب ہدایت سرا مین
اگر اترے شب بسر کی صبح کو اُٹھکر بیٹھے ہین کہ سرا مین ہلڑ ہوا دیکھا مسافر مہتر مہتر انسان کپڑے اچھے اچھے پہنکر چلے جاتے
ہین امیر نے حمہ سے پوچھا کسی نے جواب باصواب نہ دیا آخر غصے مین مہترانی کا ہاتھ پکڑا کہا نیک بخت ایک بات
پوچھتے ہین اُسکا بتانا بھی ناگوار ہے تب مہترانی نے کہا ای شہر یارنیان کا بادشاہ ملک ریحان شاہ صاحب لیاقت
اُسکی دختر بلند اختر ملکہ قمر پیکر بعد ایک مہینے کے اپنے قصر عقیق نگار پر جلوس فرماتی ہین بڑے بڑے تاجر رئیس
شاہزادے لاکھون آدمی آکر برائے نظارہ جمال اُس حور مثال کے جمع ہوتے ہین ایک خواجہ سرا آکر زیر نخل ٹھہرتا ہے
اگر کوئی شخص اُسپر عاشق ہو خواجہ سرا کو پیغام دے وہ خواجہ سرا اُسی وقت بادشاہ سے اطلاع کرتا ہے ایک نقابدار
نیلی پوش حرم شاہی مین رہتا ہے وہ نقابدار آکر نعرے کرتا ہے کہ عاشق ملکہ کہان ہے مجھسے مقابلہ کرے اگر مجھکو زیر
کرے گا قمر پیکر سے شادی کرے اگر ہم غالب ہونگے قتل کر ڈالینگے بس مقابلہ پڑتا ہے تبسے آج تک کسی کو نقابدار
پر غالب ہوتے نہین دیکھا ہے وہی تماشا دیکھنے ہم بھی جاتے ہین بعد مہینے کے یہ سامان غیب ہوتا ہے جمال
باکمال اُسکا دیکھکر ہر خرد و کلان پیر و جوان نثار جان ہوتے ہین مگر جب سے کئی سو آدمی مارے گئے اب کوئی
نام عشق نہین لیتا صاحبقران نے کہا کہ تماشا دیکھنے ہم بھی چلینگے لباس اپنا پہنکر صاحبقران بھی اُس مجمع
مین آئے دیکھا ایک قصر معقول عقیق نگار معلوم ہوتا ہے آگ لگی ہوئی ہے دریچہ بند مشتاق لوگ سامنے قصر کے
کھڑے ہین ایک طرف وہی خواجہ سرا کھڑا پکار رہا ہے کہ مین عاشقون کا پیغام بر ہون جو مجھکو پیغام دیگا پیغام پہونچا دونگا
کہ دیکھا دریچہ کھلا کنیزون نے لاکر ایک کرسی بچھا دی تمام کنیزون نے آکر اژدہام کیا بعد تھوڑے عرصے کے
ملکہ قمر پیکر ماہ منظر رشک قمر سمن بر کرسی پر آکر جلوہ فرما ہوئی اُسوقت اُس میدان مین ایک شور برپا ہوا کسی نے
کلیجہ تھام لیا کوئی ہائے کہکر گرا کوئی ایک جانب بھاگا کہ ہمارا عشق نہ ظاہر ہو ہمارے حال سے کوئی نہ ماہر ہو
غرض صاحبقران زمان نے جو نگاہ اُٹھا کر اُس نازنین زہرہ جبین موسوم بہ قمر پیکر کو بہ نگاہ غور دیکھا کبھی ایسا سراپا
نگاہ سے نہ گذرا تھا

نظم

حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم
بارگی ہی رہے دامن مژگان پہ چھینٹا
زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ ملے چین جبین
کھل جائے وہین کالا چوڑے اسکی تنک

آنکھ ملکہ نے جو دیکھا تو ہے اک بادل برق
ایک بیک تھمے تو یک چندی رہے جا جھیل
بعد وہ تھم کر کھنچے مین ہو جس نکلے سر لہو
جسطرح ایک جھلوتے پہ چین ودو بانک

غرق دریاے جواہر مین ہے وہ پاؤن تلک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب دیجور
ٹھہر کے بادیئے کو عشاق کے دریاے تنک
تاکنی جو مین آ اُسکے نہ مانگے پانی

سراپا خوب حسن مرغوب سینے پر نار پستان کا اُبھار زیور جواہر حسن کا نکھار
دوسنا مین دل کے پار ہو مین یا دو حباب دریاے نور تھے کہ جن سے رہائی غیر ممکن رنگ رخسار گلنار میل پسینے
گھبراتی تھی کبھی آہ کبھی واہ صاحبقران کا یہ حال ہوا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یقین کامل ہوا کہ اب دام زلف سے
نکلنے بڑے عجب سے آہ کرکے زمین پر گرے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے وہ نازنین چند ساعت جھک
آنکھ کی ہزارہا آدمی آہ کرتے ہوے بیٹھے دوکانین اُٹھنے لگین قریب تھا میلہ برخاست ہو جانے کہ صاحبقران
کی آنکھ کھلی اُٹھکر ملتے ہوے قریب اُس خواجہ سرا کے آئے کہا میان صاحب مین ملکہ قمر پیکر پر عاشق ہوا
چاہتا ہون وہ نقابدار نیلی پوش آئے مجھسے آکر مقابلہ کرے اگر اسکو زیر کرونگا ملکہ کے ساتھ شادی ہوگی ورنہ
اُسکو قتل کا اختیار ہے خواجہ سرا گیا تھوڑی دیر کے عرصے مین پھر ویسا ہی جماؤ ہوگیا میلے والے اشتیاق مین پلٹ
آئے خواجہ سرا جو گیا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملک ریحان شاہ تخت پر سوار

بڑے عظم و شان سے آکر پہونچا لوگون سے پوچھا وہ عاشق قمر پیکر کہان ہے ذرا ہمارے پاس لاؤ جب صاحبقران قریب آئے جمال بے مثال دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا اے نوجوان کیون اپنے تئین بلا مین پھنساتا ہے آجتک بڑے بڑے پہلوان آئے لقابدار نیلی پوش سے لڑے کوئی اُس ظالم پر غالب نہ ہوا امیر نے فرمایا اے خود فتح و ظفر تو خدا کے اختیار ہے جنے جسوقت سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے فوج غم و الم نے گھیرا ہے اگر سانا ہو جاتا تو ہم یہ عرض کرتے نظم

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے
عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
سوال وصل تو سمجھا ہے یہ بے ہوش
طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنگ ہے مجنے وطن چھوٹا
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
جو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

نقاب اُٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا
ہے کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
برنگ سارت آئینے سے خانہ ہے دل
پیام پر کو عنایت جواب کیا ہوگا
ہو زرد گئے عارض ہین کا اک مین لوسے
اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بجھا ہوا ہے سوز رشک و حسرت سے
شب وصال مین وہ حجاب کیا ہوگا

ذرا دکھاؤ تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہری نہین ہے گالون پر
خموش دو بت حاضر جواب کیا ہوگا
کرو گے مست گئے آج گفتگو کا ہے
خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا
ذرا سے سیخ کی اے نوجسن تاب نہین
لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
نہین ہے ڈر ہمین روز شمار کا اے نور

ملک ریحان شاہ حسرت پر امیر کی سمت رو یا کہا اے جوان آج تک کوئی لقابدار نیلی پوش پر غالب نہین ہوا جو لڑا اسنے زیر کیا فورا قتل کر ڈالا آپ کے چہرے پر آثار شرافت و نجابت و جلالت ہویدا و ظاہر ہین ہم نہین چاہتے کہ آپ کو ہمارے سامنے رنج پہونچے امیر نے فرمایا آپ نے براہ محبت ایسے کلمات نصیحت آیات ارشاد فرمائے کہ جس سے دل کو قوت ہوئی لیکن آپ اس ملعون کو آنے تو دیجیے صدہا بندگان خدا کا اُسکی گردن پر خون ہے شاید حافظ حقیقی نے اسکا بدلہ ہمارے ہاتھ سے مقرر کیا ہو ریحان شاہ خاموش مگر امیر نے مکرر فرمایا ہم اتفاق سے آپ کے شہر مین آگئے ایسا سبب ہوا کہ گھوڑے کو بھی نہ لا سکے ناچار ہوے ایک مرکب واسطے جنگ لقابدار کے ہمکو بھی مرحمت ہو ریحان شاہ نے ایک مرکب باد رفتار نہایت چست و چالاک زین و لجام سے آراستہ حاضر کیا امیر پشت مرکب پر سوار ہوے مگر قضائے کار وہ خواجہ سرا لقابدار نیلی پوش کو خبر کرکے محل مین ملکہ قمر پیکر کے آیا ملکہ نے پوچھا نیان لشیر صاحب آج کیا رنگ ہے سنا ہے کہ پھر میلہ جمع ہوا ہے اسکا کیا سبب ہے خواجہ سرا نے کہا اگر غلام کی جان بخشی ہو تو عرض کرے ملکہ نے فرمایا آمین ہرج کیا ہے بیان کرو خواجہ سرا نے عرض کی کہ صدہا جوان براے مقابلہ لقابدار بہادر آئے زیر ہوے مارے گئے مگر یہ جوان رشک یوسف ہے گیا اسکے حسن و جمال کا ذکر کرون آپ کے باپ نے بھی سمجھایا تھا کہ لقابدار سے مقابلہ نہ کرو مگر وہ جوان آپ کے عشق مین اسقدر بیقرار ہے کہ نہین مانتا جان دینے پر آمادہ ہے مگر یہ بھی عرض کرتا ہون کہ رستم خصال سہراب جلال ہے سپاہگری مین بھی کمال ہے قوی تن قوی سن مناسب ہو تو آپ بھی اس لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے چند ساعت کو قصر پر تشریف لیجیے اس فصاحت سے تعریف جمال صاحبقران بیان کی کہ ملکہ بیقرار ہو گئین چھڑی یاقوت نگار ہاتھ مین لی پائنچے سنبھالے واسطے دیکھنے صورت زیبا صاحبقران کے کوٹھے پر آئین کرسی بچھا کر جلوہ فرما ہوئین لشیر نے بتلایا وہ دیکھیے قریب تخت ملک ریحان شاہ گھوڑے پر سوار آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ذرا ہراس نہین یہی طور ابتدا سے دیکھ رہا ہون ملکہ کی جو نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی خود ہو دسر پر زرہ داؤدی زیب جسم انور چہرہ آفتاب

بروز شک ہلال سیلے دلمل پوپدے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہیں نیزہ ہلا رہے ہیں گھوڑے کو چمکار رہے ہیں
ملکہ دیکھکر تھرا گئیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھی تھرایا یقین تھا کرسی پر سے گر پڑیں وزیرزادی نے سنبھالا
دیکھا تو رنگ رو متغیر نہایت متردد و متحیر بمشکل اپنے کو سنبھالا مگر بے ساختہ منھ سے نکل گیا آہ کیا ہوگا سب کے
خون ہماری گردن پر ہوے اری نگوڑیو تم تو مردانے کپڑے پہنکر اکثر باہر جاتی ہو ذرا کوئی جائے جاکر اس
جوان کو سمجھائے طریقے سے معلوم ہوتا ہے غریب الوطن حامل رنج و محن ہے کوئی دوست و مونس ہمراہ نہیں نہیں معلوم
یہان آنے کا باعث کیا ہوا کنیزین خاموش ملکہ کو محبت کا جوش بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہیں کہ ایک طرف سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ لقا بدار نیلی پوش بصد جوش و خروش پشت کرگدن پر سوار بڑا سا نیزہ ہاتھ میں چوبا تیغہ
حائل پشت پر دس ہزار جوان سیہ پوش اس کر و فر سے لقا بدار میدان میں آیا مثل دیو کے چلایا کون میری
معشوقہ کو بدنام کرتا ہے صاحبقران نے مرکب اڑایا نعرۂ شیرانہ کیا او ملعون ادھر سامنے آ مجھسے آنکھ ملا
یہ برقعۂ بیحیائی کیون منھ پر ڈالا ہے سیاہی کی گانٹھ بنا ہے لقا بدار مثل شعلۂ جوالہ برابر امیر کے آیا نیزہ مارا قصد تھا
دونوں ہی نیزے پر اٹھالوں امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا تمام خلقت دیکھ رہی ہے مگر سب
واسطے صاحبقران کے دعائیں کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یا لات و منات اس ظالم کو اس جوان
رعنا کے ہاتھ سے قتل کراؤ سیکڑون بندگان خدا بے خطا اسنے مارے کسی پر اسکو رحم نہیں آیا آج تو یہ بھی
بحسرت و یاس مارا جائے اس جوان کی ہم سب اطاعت کرین بادشاہ کا داماد مشہور ہو ہمارے بھی قلب
کو سرور ہو ملکہ بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں سجدے کرتے کرتے سر سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں کہتی ہے
اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی اس شیر بیشۂ جرأت کو اس بیحیا کے ہاتھ سے بچالے امیر نے ایک مقام پر گانٹھ لر
جھٹکا مارا نیزہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا شہر میں ہلڑ ہوا لوگون نے تعریف کی صدائیں بلند کین اے جوان کیا کہنا
کیا کمال کیا ایسے ملعون کا نیزہ نکالا مگر لقا بدار نے محجوب ہو کر تیغۂ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام انتقام
سے کھینچا صاف معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا یا آہ دل مظلومان تیغہ چمکا کر کہا اے جوان یہ وہ تیغہ ہے کہ اگر
پہاڑ پر مارون تا بہ تیغ کاٹون امیر نے فرمایا کیون بیہودہ بکتا ہے اپنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بارھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لقا بدار نے گریبان پکڑا گھوڑے و کرگدن سے دونون کود کے کشتی ہونے لگی امیر جو
اس لقا بدار سے لپٹے معلوم ہوتا تھا یہ بیحیا کندۂ جہنم ہے بدن سے آگ نکل رہی ہے اسم اعظم پڑھنے لگے گرمی
موقوف ہوئی اب کشتی ہونے لگی تمام خلقت نے دیکھا انہیں کہ رہے ہیں یارو یہ جوان بڑا صاحب زور و
طاقت ہے لقا بدار کے بھی چھکے چھڑا دیے یقین تو ہے کہ غالب آئے ظالم کی رسی دراز ہے مگر اب تو اسکا وقت زوال
ہونا چاہیئے میسرے پیچ پر امیر نے اکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے
نقاب الٹی دیکھا ایک سیاہ رو بدخو کریہ منظر بدصورت یا کالی کی مورت امیر نے کہا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ادیان باطلہ پر لعنت کر دم وحدانیت کا بھر ورنہ اب جان نہ بچیگی اس
بے تمیز نے جواب سخت دیا امیر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر ایک جھٹکا مارا مع نرخرے
کے گردن کو گھسیٹ لیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من فر توت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نہ رسیدیم وہ دس ہزار سوار جو کھڑے تھے تلوارین کھینچکر صاحبقران پر آپڑے اب تو امیر نے
تیغۂ عقرب کھینچا جوش جرأت میں اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران | امیر عرب جنگجوے روزگار

بحکم خدا البتہ شمشیر جبار	یکی تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	یکی تیغ عقرب یکی ذو الحسام
	ازین کافران از جہان پاک کرد

ملک ریحان شاہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی کہا یار و تم نے سنا یہ شخص صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہی اپنی فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کی شراکت کرو یہ بھیا نامنصف کیون لڑتے ہین جو عہد تھا پورا ہوا مین صاحبقران کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا زہے شرف نصیب سعادت کو میری بیٹی خدمت مین ان عالی وقار کے جائے فوج ریحان شاہ چلی صاحبقران نے پلٹ کر آواز دی ای ریحان شاہ اپنی فوج کو منع کرو مین سمجھ لونگا مین اکیلا ان سب کو شکست دونگا تم نہ گھبراؤ مگر ریحان شاہ کے دل کو کب قرار تھا خود تلوار کھینچکر جا پڑا آخر وہ سیاہ پوش اڑ بھڑ کر قریب لاشہ لقا دار پہونچے بہ کمال تلاش لاشہ اٹھایا شکست فاش ہوئی روتے پیٹتے بھاگے شہر والے ان سبھون سے جلے ہوئے تھے سکریون کو بیٹے لقائیون نے مار لیا بمشکل شہر سے بھاگ کر نکل گئے آخر ریحان شاہ نے تخت سے کود کر رکاب صاحبقران پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار بس حریف کو آپ نے مار اسایہ دامن دولت اس حقیر پر ذوالکمال احسان ہوا صاحبقران دریائے خون مین نہائے ہوئے پلٹنے کنی سے خون ٹپکتا ہوا لختے خون کے سینے پر ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین تپش قلب دمبدم زیادہ جان دینے پر آمادہ گھبرا کے نگاہ اٹھا کر دیکھا کنیزون نے کہا حضور ہم آپ کو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی پر گھبرا ہین لونڈیون سے حال کہیے ہم لوگ جان نثار ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کہون حال کہنے کے لائق نہین زبان سے بیان نہین ہو سکتا دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی کہنا مناسب نہین دل تردد متزلزل اظہار کا طالب نہین چاہتی ہون چھپاؤن اب نہین چھپتا دیکھون انجام کیا ہو دامن ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت سے ٹوٹا غم فرقت کا زور ہی اب حال ظاہر ہوگا نظم

ہمارا عشق کا قصہ بھی یادگار رہا
تپ فراق سے گھل گھل کے جسم زار رہا
زنخ جو آنکھ تو خنجر جگر کے پار رہا
برنگ دامن گل جیب کے پرزے
جو باگ مین کسی روز مین سوار رہا
ہزار غیر نے جھڑکا یا خجلہ رویون کو
کبھی نہ شیر کی صورت سے کم بخار رہا
تڑپ تڑپ کے سحر کی فراق جانان مین
سوال بوسہ لب سخت ناگوار رہا
سیاہ نامہ اعمال تھا جو عصیان سے
سوائے غم کے نہ کوئی رفیق و یار رہا
کبھی رقیب کو آنے نہ دیتے جو قسمت تنگ
نہ حیف آج کی شب بھی وہ ہمکنار رہا

نہ چین بعد فنا بھی تہ مزار رہا
کہ رونگٹا بھی نقاہت سے تن پہ بار رہا
برنگ بلبل شیدا فدائے یار رہا
جنون ہوا مجھے جب موسم بہار ہوا
وہ پھر فلک بساتھ غیر کے آئے
مگر کسی کے نہ کہنے کا اعتبار ہوا
بہار مین بھی یہ ارمان رہ گیا دل مین
عجیب حال ہوا دل جو بیقرار رہا
ہلاک جو ناز سے جھکائی اس نے پیر دنے
خدا کے سامنے کیسا مین شرمسار ہوا
نبائے بال جو اُٹھے تو مرغ دل میرا
تمہارے گھر پہ ہمارا نہ اختیار رہا

سوائے ہجر میسر نہ وصل یار ہوا
کہ بعد پرسش اعمال کے فشار ہوا
شہید جو ہر تیغ نگاہ یار ہوا
ہزار شکر کہ صیاد بھی شکار ہوا
ہوا یہ وہم جنازہ ہی جا رہے کاندھے
کمال روح کو صدمہ تہ مزار ہوا
لگی رہی تپ فرقت سے تن بدن مین آگ
گلون کا ہاتھ نہ نہ کے گلے کا ہار ہوا
بگڑ بگڑ کے لگے گالیان مجھے دینے
بس ایک تیر ادا تھا کہ دل کے پار ہوا
شریک حال مصیبت مین کون سکا ہی
اسیر حلقۂ گیسوئے مشکبار ہوا
لپٹ لپٹ کے مین ای نور عین سے سوتا

ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے سوائے کلمات حسرت و یاس کے کچھ نہ کہا کوٹھے سے اتر آئی اپنے مقام پر آ کر سر جھکا کے مغنین و سبدم یہی خیال ہی کہ ظاہر مین تو بہتر ہوا دیکھیے

انجام کیا ہو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ صاحبقران داماد نوشیروان ہیں زہے فخر و سعادت کہ مجھ ایسی حقیر سے پیوند ہو یہ کوشش سود مند ہو مگر ریحان شاہ صاحبقران کو بارگاہ میں لائے مقام صدر پر بٹھایا لباس خون آلود تبدیل ہو شیوۂ جرات کفیل ہوا مگر ریحان شاہ جب تخت پر متمکن ہوے ساقی بچون کو اشارہ کیا جام صاحبقران کے سامنے کیا امیر نے فرمایا ای ریحان اگر ہمسے محبت ہو ادیان باطلہ پر لعنت کر دین یزدان پرستی قبول کرو ریحان شاہ بموجب ارشاد صاحبقران مع وزرا امرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا صاحب ایمان ہوا امیر نے جام پیا صحبت عیش گرم ہوئی مگر ریحان شاہ نے وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر امیر کے لگایا امیر کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صداے مبارک و سلامت بلند ہوئی ملکہ مہجبائے خیمے میں کہ ایک کنیز شمشاد نام دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو آپ کے والد نے آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا اب تو سب کنیزین مبارک مبارک کہنے لگین ملکہ نے جھلاکر منھ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو ماں باپ کی شان جہان چاہیں جھونک دین مجھے مبارک سلامت کیا یہ فرماکر حکم دیا ہمارا محافہ لاؤ ہم باغ میں اپنے جا بیٹھیے یہان ریحان شاہ نے صاحبقران سے بہ عجز عرض کی حضور نے اگر ارشاد نہ فرمایا کہ اس ملک کو کس وجہ سے قدوم میمنت لزوم سے منور کیا امیر نے فرمایا ای ریحان شاہ ابلیس خود پرست کہ اُسنے بڑے بڑے زور والے اور بڑے بڑے مکر کیے مگر خدا نے اُس گستاخ سے بچایا وہ اب بھاگ کر طلسم لقراط میں گیا ہی وزیر اعظم اُسکا مسلمان ہوا اسنے قلعہ طلسم کا نشان دیا بموجب ہدایت یہان تک آیا اب آیندہ جیسا کچھ منظور خدا ہو ریحان شاہ نے عرض کی دو ہفتے کی غلام کو مہلت ملے اس عرصے کے اندر شادی کر دونگا صاحبقران کو نام دو ہفتہ کا بہت شاق گزرا دم نہ لے سکے ایک مقام بہت عمدہ ریحان شاہ نے واسطے صاحبقران کے خالی کرا دیا خادم خدمتگار واسطے خدمت کے دیے امیر اُس مکان میں آکر بیٹھے مگر سوچ میں کہ یہ دو ہفتے کیونکر کٹینگے بالکل تنہائی ہی افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کو بھی ساتھ نہ لائے دیکھیے یہ زمانہ ہجر کا کیونکر کٹے نظم

میروم تا راز دل گفتم پر خون بشنوم	حرفی از راز درون شاید ز بیرون بشنوم	جوی خون از دیدہ می آرم بجای جوی شیر
ہر کجا افسانۂ فرہاد و مجنون بشنوم	بس گرفتم چون بہ محنت مژدۂ آسودگی	تا درم مانند کز بخت ہمایون بشنوم
بسکہ سوداے پریشانی عشقم در ہواست	میروم مستانہ ہر جا نام مجنون بشنوم	در درون سینہ من غنچۂ دل بشگفت
از صبا بوی اگر زان زلف شبگون بشنوم	منکہ دارم بر جگر صد داغ بر بالاے داغ	داغ کی گردم اگر از داغ گردون بشنوم
سیکنم بر دفتر دیوان خرد توحید وار	از زبان ہر کہ از عشق تو مضمون بشنوم	دست در آغوش ہر دم بجو قمری در حین
روز و شب مجنون کہ وصف قد موزون بشنوم		

سر جھکائے بیٹھے ہیں خدمتگارون کو بھی حکم دیا تم لوگ باہر ٹھہرو جب وہ خدمتگار بھی باہر چلے گئے اب صاحبقران اور زیادہ گھبرائے ولولہ جنون دلیہ تاریکی عالم بیقراری دل کھم اہا زاق میں ملکہ قمر پیکر کے سودا بڑھنے لگا گھبرا کر کھڑے ہو گئے کبھی فلک کی جانب دیکھتے ہیں کبھی زمین پر خیال کیا اور اشک حسرت آنکھون سے برسائے ٹہلتے ہیں دل میں درد اٹھتا ہی مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان کبھی زبان مبارک سے یہ اشعار حسرت آثار فرماتے ہیں اور زیادہ گھبراتے ہیں سوداے الفت کا جوش ہی نظم

ملی آہ دل کو تو وہ ملی کہ جو جذب سے نہ اثر ہی خوش	وہ خدا نے درد دیا ہمیں کہ نہ دل سے تو خوش نہ جگر سے خوش
کبھی آنکھیں ہمسے دو چار کین تو ہزار جانیں نثار کین	دیے ہیں حسینون کو لاکھ دل جو گیا ہی ایک نظر سے خوش
وہی غم نصیب ہی ہمنشین جو اس آگ سے اٹھے حزین	وہی خوش نصیب ہی بالیقین کہ پھرے جو یار کے گھر سے خوش

نئی وضع دورِ فلک کی ہے کہ بیند بخت میں گردشیں
ادھر اشک سرخ ٹپکتے ہیں ادھر آنکھو جوشش ہنسی کا ہے
مری شکل حال تباہ ہے مری طرح دمبدم آہ ہے
تری ہمنفس تری خامشی تری ہمنشین تری نازکی
ابھی باہر آپ سے ہوگئے کبھی ہوش سنتے ہی کھو گئے
کوئی شب وہ آئے کہ یا خدا اثر آہِ نیم شبی کرے
ترے بادہ خوار ہیں اور شب و روز بارشِ آب ہے
تپش جگر سے نہ دل تپان نہ ملال کا ہے جسم و جان
یہ اڑی تھی نیند کچھ اے فلک کہ نہ جھپکی رات مری پلک
جو ٹھہر گیا تو غضب ہوا جو ملاقات ار تعب ہوا
تری شوخیوں میں ہے اک ادا تری گرمیوں پہ ہے دل فدا
کہ جلال ہیں بھرے ہیں کسی رشک ماہ کے چشم و رخ

عجب انقلاب زمانہ ہے کہ فغان ہے اُلٹے اثر سے خوش
وہ لہو رلانے پہ خندہ زن مری آنکھ رنگ اثر سے خوش
ہوئے ہوگئے دیکھکے آئنہ مبتلا اپنی ترچھی نظر سے خوش
دہن اسکے خوش ہیں ہمارے خوش کمر اس سے خوش وہ کمر سے خوش
ہیں قاصدوں نے کیا اگر کسی گم شدہ کی خبر سے خوش
کوئی صبح ایسی نمود ہو کہ اُٹھوں دعائے سحر سے خوش
کوئی پیر مغ کے کرم سے خوش کوئی فیض دامن تر سے خوش
مجھے رنج یوں ہے تو شادمان وہ عدو کہ میرے ضرر سے خوش
شب ہجر یار میں صبح تک میں رہا ہوں بالش تر سے خوش
دل اضطراب طلب ہوا کہ ہمیشہ ہوں میں سفر سے خوش
جو پسند ہیں تو خزاں میں ہم اگر ہیں خوش بھی تو شر سے خوش
اُسے شکوہ گردش چرخ کا نہ وہ دورِ شمس و قمر سے خوش

ان اشعاروں کو پڑھکر اور زیادہ بیقرار ہوئے آخر اسی پریشانی میں لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا خیال میں آیا کہ چلکر نظارۂ جمال محبوب کریں اسی کے سامنے جاکر مریں شاید اس مسیحائے وقت کو رحم آجائے ہماری پریشانی دیکھکر شرمائے کمندیں لیکر پشت قصر سے نکلے راہ کو طے کرتے ہوئے چلے راہ میں طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند صاحبقران اپنے کو چھپائے ہوئے کہیں سے چھپتے نکل گئے کہیں دیوار کی آڑ پکڑی کہیں نخل کی پشت پر چھپے اسطرح ٹھوکریں کھاتے ہوئے پشت باغ پر پہونچے کمند ماری کسی نخل میں اٹکی ہوئی جبکا دیکر دیوار پر چڑھے سر اٹھا کر دیکھا وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے اسپر فرش مشجر بچھا ہے ملکہ تکیہ پکیہ محزون و مضطر سر نگون آنکھوں میں اشک خون ہر چند کنیزیں بہلاتی ہیں کہ داری دو ہفتے کے اندر اقرار کیا ہے ضرور شادی ہوگی ماشاء اللہ انھوں نے شرط کو کیا خوب پورا کیا لقا عیار کو بعد کر دو فرار ان ہزار ساحروں کو شکست فاش دی ادھر سنئے جب آپکے والد نے ارادہ کیا کہ انکی مدد کریں صاحبقران بلکے مانع ہوئے عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ ریحان شاہ خاموش ہو رہے وہ یہ کلمہ تھا کہ میں اپنے خدا کی مدد چاہتا ہوں میرے کوئی شریک نہو اور اکیلے دس ہزار میں لڑے اس ذکر کو ملکہ بغور سنتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کیوں غنچہ دہن والد نامدار نے انکو کون سا کان رشتے کو دیا ہے غنچہ دہن نے کہا اسکے دریافت کرنے سے آپ کو فائدہ ملکہ نے کہا کسی کو بھیجکر خبر منگاتی کہ وہ کس حال میں ہیں انکا بھی رنگ دریافت ہوا تھی تو یہ کیفیت تھی نظم

اس رمز کو افسوس کچھ آجا نہ سمجھے
دل انکو مرا دیدۂ بیخواب نہ سمجھے
ٹھہرا دے اگر دل کو کبھی یاد کسیکی
سوتی ہو کوئی تقدیر اسے خواب نہ سمجھے
خود شہرے میں کہتا کہ جگر میں ہے مرے زخم
پھر بھی دل بیتاب کو بیتاب نہ سمجھے

سمجھانے سے کیوں عاشق بیتاب سمجھے
ملجا تا ہے ڈھونڈھے جو دل گم شدۂ عاشق
صبر اسکو لقو نہ کرے تاب نہ سمجھے
ہوتی ہے عیاں شام ہی سے صبح شب وصل
تم دیکھکے روتے ہوئے خونناب نہ سمجھے
فرقت کے نہیے گھونٹ ہیں گرتے ہیں قاتل

سو جاتے بھی ہیں جاگتے بخت شب وصل
کیا اب تو البتہ ہے نایاب نہ سمجھے
آنکلے ادھر کوئی اگر فتنۂ جنگا تا
اس رات کو عاشق شب مہتاب نہ سمجھے
بھولا ہے یہ تو رکھدے کلیجے پہ اگر ہاتھ
اس گنبد چرخ کو کوئی بے آب نہ سمجھے

پہلو مین جگر کے وہ مرے دل کو نہ گھیرے	چند آرزوؤن مین بہت اسباب سمجھے	اب تاب نے جلال اُنکی لگادی مجھے چپ
سمجھانے گئے کچھ مرے احباب نہ سمجھے		

یہ اشعار حسرت انگیز صاحبقران نے بھی سنے ملکہ اسی خیال مین تھی کہ شمشاد الکرتی ہوئی آئی عرض کی واری صاحبقران آتے ہین یہ سنکر ملکہ اُٹھین دیکھا چمن مین روشنی معلوم ہوئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہتاب ان دھان کے کھیت سے خروج کرتا ہی یا آفتاب عالمتاب برج سے نکل آیا ہی جب صاحبقران سامنے آئے ملکہ نے شرما کے سر جھکایا امیر نے بڑھکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ کنارے بیٹھین صاحبقران کو ولولۂ محبت بیتابی الفت ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون یا حال بیتابی دل بیان کرون مگر رعب حسن جمال سے حوصلہ نہین پڑتا ملکہ نے جام بھر کر امیر کے آگے پیش کیا صاحبقران نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا آپکو کسی نے منع کیا ہی یا قسم کھائی ہوگی امیر نے فرمایا اے رازدار الفت وای عندلیب باغ محبت یہ کوئی بات نہین ہی مجھے کون قسم دے سکتا ہی مگر ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی لات ومنات کیسے وہ کریم کارساز جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا وہی خالق مطلق ہی رحیم برحق ہی آپ کو مناسب ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان سے جاری فرمایئے پھر دعوت کیجیے مین کسی امر مین عذر نہین ہی عین مہربانی کہ اپنے ہاتھ سے آپ نے جام بھرا دل بھر گیا آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا ملکہ نے فرمانے سے صاحبقران کے کلمہ پڑھا کنیزین بھی کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگے گلچہرہ ڈومنی حاضر ہی ملکہ نے اشارہ کیا گلچہرہ نے دامن امیر کا تھام لیا یہ غزل شروع کی

غزل

دیکھ لے ترچھی نگاہون سے ادھر اچھی طرح	سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح	قصد کرنا آہ کر سکا نہ اے دل عشق مین
آہ مین جبتک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح	تمنے دل پیکر کسیکو ہائے پھر کیون لے لیا	کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپکے شوخی کے	یہ بھی تو رو لین کبھی دل کھولکر اچھی طرح	اکی یون جلوہ دکھا و حشر تک آنے نہ دین
بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح	دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہو گیا	کیسے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد آ ملنے کا اگر ہو پھر خرام ناز سے	زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح	پا لی تصویر تصور پر کسی کے پھر یہ جا
دیکھ رکھنا اسکو تو دشمن ترا اچھی طرح	خاک سر پیکی کبھی گہ خاک سر تھا جلال	کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس طرح اس غزل کو اُس ڈومنی نے گایا ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہین سب طرح کا جلسہ آراستہ ہوا ہی کہ پلک جھپکانے مین رات کٹ گئی وصل کی رات چھوٹی بھی ہوتی ہی ملکہ نے جو دیکھا ستارۂ سحری چمکا آنکھون مین آنسو بھر کر پکار اُٹھین بیت شب وصل غریبان ہی بیرے ہمدم کتنی جھٹ سے ٭ گریبان سحر کو تھامے رکھنا دامن شب سے ٭ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکلین پہلوے گل مین پھول کر چہچہین زمزمہ سرائی کرنے لگین قمریان کو کو کرتی تھین باغبان حقیقی کی محبت کا دم بھرتی تھین مراد یہ تھی کہ ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہی کیون آنکھون سے نہان ہی جوانان چمن لباس زمرد نگار پہنکر اکڑنے لگے نرگس کی آنکھ مین سرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا سرو ولب جو اکڑنے لگا ہر چند کہ بے ثمر ہی اپنے نزدیک کل درختون کا افسر ہی سوسن نے بھی صفت گل قدرت باغبان حقیقی مین زبان کھولی لالا با دل داغدار چمن پر بہار کا وصف کرنے والا چراغ اپنے روشن کیے بہرست ظہور قدرت باغبان حقیقی زیر نخل سایہ دار پھولون کے انبار طاؤسون مین رقص کی پکار چنار شاخون سے دست تمنا بلند کیے دعا دیتا تھا کہ اے خالق بے نیاز وای رب کارساز یہ باغ پر بہار ہمیشہ آباد رہے صحبت گل وبلبل کا نقشہ یاد رہے

یکا یک بلند ہوا مصرع سحر ہوگئی لو سحر ہوئی ٭ ملکہ نے گھبرا کر طرف فضائے باغ کے دیکھا کچھ زبان سے کہہ سکین مگر خیال یہ کہ اب بدنامی ہوگی صبح ہوئی یقین کہ باپ کے خلاف ہوگا صاحبقران نے جو ملکہ کو اداس پایا فرمایا کیون خیر تو ہی عرض کی آپ کا تشریف لانا مہربانی سے خالی نہین مگر باپ نے محل مین اگر یہی کہا تھا کہ مین امیر کے ساتھ منسوب کر چکا ایسا نہو دو ہفتے کا وعدہ ان عاشقون پر شاق ہو یہ باپ پر ظاہر ہی کہ آپ بھی عاشق ہوے اور مجھے بھی محبت ہوئی شاید انکے یہ خلاف ہو کہ ہم تو بیعت دل کر چکے تھے انھون نے کیون ملاقات کی اہالیان شہر طعن و تشنیع کرینگے امیر نے فرمایا جو کچھ ہو دن کو تو مین نہین جاؤنگا لوگ یون بھی دیکھکر لعن و تشنیع کرینگے ملکہ نے کہا تشریف رکھیے جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے حکم دیا بارہ دری مین بچھونا بچھے کنیزان نے جاکر بچھونا بارہ دری مین بچھایا اب منظور ہوا کہ صاحبقران کو اندر بارہ دری کے لیجائین خواصون نے آکر عرض کی بارہ دری مین فرش تیار ہی ملکہ نے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون صاحبقران اٹھے بارہ دری مین آئے فرما رہے ہین کہ ملکہ آؤ ملکہ نے آواز دی حاضر ہوتی ہون ملکہ اٹھین چبوترے پر ٹہلنے لگین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ سب اسباب رحمت اٹھا کے لاؤ قضائے کار ایک جادوگر جو کہ نام اسکا عقاب جادو دیہات قربات کا رہنے والا صبح کا وقت اڑا ہوا آسمان پر جاتا ہی اسکی نگاہ جمال جہان آرائے قمر طلعت پر پڑی کبھی ایسی صورت زیبا کاہے کو دیکھی تھی بیقرار ہوگیا صاف ظاہر ہی کہ ماہ تابان اپنے برج مین پھر رہا ہی بیتاب ہوگیا تڑپ کے گرا سحر کیا خواصین دوڑین سکین ملکہ کی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا لیگیا ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ اے شہریار دوڑیے مجھے جادوگر اٹھائے لیے جاتا ہی صاحبقران بیقرار ہوکر دوڑے مگر وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہوگیا امیر بیقرار ہو گئے چار جانب دوڑتے پھرتے ہین فراق مین ملکہ کے یہ کلمات حسرت آمیز زبان پر جاری نظم

دوش اندیشہ بتخانۂ چین می کردم
چون لب دل شدگان نالہ حزین می کردم
گفتگوی غم عشق من امروزے نیست
کاش سودای ترا پردہ نشین می کردم

خون دل تا بسحر نقش جبین می کردم
از پی باد صبا بے سروپا میرفتم
شوق سودا جنون وقت چنین میکردم

تا اثر از دل من عرض نیابد چہرے
ہر نفس یاد دم باز پسین می کردم
شد سبب خیر جنون ہر کہ مرا آنجا دید

کنیزین چلا کے رونے لگین ملک ریحان شاہ جو سوکر اٹھا باہر آیا اس خیال سے کہ چلے صاحبقران سے ملاقات کرون دیکھا جابجا خادم خدمتگار خاموش کھڑے ہین آپس مین کچھ چپکے چپکے باتین کر رہے ہین ریحان شاہ نے پوچھا ارے یارو کچھ خبر ہی شہریار کہان ہین سب نے عرض کی حضور پہر رات رہے تک صاحبقران جاگتے تھے غلامون کو رخصت دی کہ جاکر آرام کرو اب جو ہم لوگ اٹھے صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا چار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ پایا ابھی یہ خبر پائی کہ شاید باغ مین ملکہ کے تشریف لیگئے ہین مگر غلام جو گئے باغ سے رونے کی آواز آتی ہی کنیزین غلغلہ کر رہی ہین نہین معلوم کیا افتاد پڑی خدا خیر کرے ریحان شاہ بیتاب ہوکے دوڑا در باغ پر آکے دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان سب رو رہے ہین ریحان شاہ نے کہا یارو خیر تو ہی کہا حضور ابھی صاحبقران تشریف لائے تھے ملکہ عالم نے بہ اعزاز و اکرام بٹھنے کی جگہ دی خاطر کی کوئی جادوگر اڑا ہوا جاتا تھا ملکہ عالم کو اٹھا کر لیگیا صاحبقران بہت بیقرار ہین سن لیجیے کنیزون کے رونے کی آواز آتی ہی ریحان شاہ گھبرایا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا صاحبقران دیوانہ وار وحشی مثال ہر طرف باغ مین دوڑتے پھرتے ہین گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی قصد کرتے ہین اپنے کو ہلاک کرون ریحان شاہ دوڑکر لپٹ گئے کنیزین چلا کے رونین

رنگ باغ دگرگون لالے کا جگر خون سنبل نے بال کھولدیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے جوانان چمن خاموش دریاے حیرت کا جوش عندلیبان چمن نے بال نوچے نخل شاخون سے سر پیٹ رہے ہیں پتے کف افسوس ملتے ہیں نخل چنار حسرت سے جلتے ہیں قمری کی کوکو سے صاف ثابت ہی کہ اُس گل گلزار محبت کی جویا ہی چشمے اُبلنے لگے چشم حباب سے آنسو نکلنے لگے وہ سرسبزی باغ کی مبدل ہوئی بلبل نغمہ سرائی بھولی ازحد بکل ہوئی ہنگامہ بہاری رنگ باغ متغیر ہو گیا شمشاد اکڑنا بھولے چاہتے ہیں چمن سے نکل جائیں خزان کا عمل ہو سامان عیش وحشت مبدل ہو ریحان شاہ صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گئے امیر بیقرار و اشکبار قلب پر انتشار ریحان شاہ شرمسار زبان پر یہ کلمات حسرت آثار جاری

نظم

بچھڑے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
اظہار سوز دل میں جو گرم سخن ہوا
تقدیر کا جل اٹھے جبین کی شکن ہوا
شیشون نے ہات نقشے تو بیچ جو پڑی
دوزخ میں سامنا روح و تن ہوا
محشر میں داغ عشق کی بیکلی جو تیر کی
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی ای صبا ہوئی
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا
شکوہ نہیں دیے جو تون نے جواب سخت
مجھ نیا رہا کہ آستین مرا پیرہن ہوا
پہچانتا نہیں یہ اثر کو اثر اسے
کتنا جگر کا چاک دریدہ دہن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے سرخ ہیں
آہٹ ہی سنکے نافۂ لیلی ہرن ہوا
پیری سے آرزوے جوانی جو مٹنے کی
مین ای فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے ای جلال

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
شعلہ ہری زبان پھیلا دہن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
تجھکو جو کوے یار مین جائے لحد ملی
جلانے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
اہل وفا کی بزم مین رسوا چلن ہوا
شاکی ہون دود دل کا تری جلوہ گاہ مین
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا
آزاد رہیے کتنی ہی وحشت عدم مین بھی
تا نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
اُٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردے لیے رہے
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
ای رشک چھتہ خانۂ زنبور کی طرح
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
کس شوخ پر گلون کے گریبان چاک ہین
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

ہم دل سے لٹ چلے بھی دیوانہ پن ہوا
گھر مجھپہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا
تھا مجھ مین یار مین بھی جھگڑا دم وداع
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا
سمجھا تھا مین کہ سامنے (؟) آنکھ کے دم
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
چرکر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
اُٹھا تو سرمۂ نگہ انجمن ہوا
رخت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
جھگڑے مین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
کرتا ہی غنچہ گریہ علامت ہی بار بار
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا
محمل کے پاس تک ابھی پہونچا ہی تھا
اُف تک نہ کی اگرچہ مجسم دہن ہوا
سمجھے ہین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس کا حجاب پردہ در انجمن ہوا

ریحان شاہ نے دست بستہ عرض کی حضور اسقدر رنج و ملال نہ کرین وہ کنیز شاہنشاہی تھی تقدیر مین یہ بھی تباہی تھی میرے یہان کاہن نجومی موجود ہین اس بارے مین حکم لگا دینگے آغاز و انجام بخوبی سمجھا دینگے امیر نے فرمایا ہمسے خلاف سرزد ہوا واسطے فتح طلسم لقراط کے چلے تھے ہم یہان کیون ٹھہرے اسی خلاف ورزی کا یہ سامان ہوا افلاک درپے تھے ہوا ریحان شاہ امیر کو لیکر بیرون باغ آیا بارگاہ مین آکر نجومیون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی اُن نجومیون نے زائچہ کھینچا عرض کی سب طرح خیر ہی چندے تقدیر مین ملکہ ظالم کے دشت غربت کی سیر کر بخیر و خوبی صاحبقران سے ملاقات ہوگی اب حضور فتح طلسم پر کمر باندھین بجلد تر لشکر تشریف لیجائین کوئی صورت

بہبودی کی پیدا ہوگی نجومی کو رخصت کیا صاحبقران نے سنگ صبر دل پر رکھا ریحان شاہ سے کہا سامان
شکار مہیا کرو ہم برائے شکار جائینگے اسی وقت ریحان شاہ نے بہلیے قراول میر شکار طلب کیے صاحبقران
سوار ہوے واسطے شکار کے چلے کئی دن شکارگاہ مین گذرے بہت سا شکار خدمت ریحان شاہ مین روانہ کیا
تیسرے دن صبح کو شکار کھیلنے گئے جانوران ہوائی سے شکارگاہ کو خالی کیا مسکرا کر فرمایا آج کوئی آہو کیسا کتا
بھی سامنے نہین آیا بہرکارون نے کہا ہم جا کر خبر لاتے ہین یہ کہکر بہرکارے گئے تھوڑی دیر کے بعد گھبرائے
ہوے آئے عرض کی یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی اسمین چالیس پچاس مادہ آہو چرا کرتے
ہین صاحبقران نے سوارون کو ساتھ لیا آگے دیکھا حقیقت مین ایک کھیت ہی اسمین پچاس مادہ آہو
بیچ مین ایک نر تبت پر سفید لکیر پڑی ہوئی مادون پر مستی کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اور جو جسکے سامنے
آئے شکار کرے مگر اس نر کو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے ڈالے وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا دو پہر
کامل وہ آہوے وحشی بھاگا ایک مقام پر آکے چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا آہو تھپا کے گرا امیر گھوڑے
سے کود ے آہو کو ذبح کیا چاہتے ہین کباب لگاؤن کہ سامنے جیسے قزاقان ہی نمرود صحرا نشین بارہ سو
قزاقون سے مال تقسیم کر رہا ہی کہ بہرکارون نے خبر پہونچائی ایک جوان یکہ و تنہا گھوڑا بھی کئی لاکھ کا زیر ران
ابھی صحرا مین آکر اترا ہی آہو کے کباب لگا رہا ہی یہ سنکر نمرود سوار ہوا آکر صاحبقران کو گھیرا پکار کر آواز دی
ای جوان اگر اپنی زندگی چاہتا ہی زیور و ہتھیار ہمارے حوالے کر دے اپنی نقد جان لیکر چلا جا صاحبقران
تیغہ کھینچکر اُٹھے ایک سوار نے بڑھکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے نمرود نے غصے مین آواز دی ارے یارو اسکا سر کاٹ لو مین نے
ایک ایک قزاق کو خون جگر پلا کر پالا ہی ایک ایک جوان میرا ہزار ہزار کا جواب ہی ان بارہ ہزار سے اکثر پچاس
پچاس ہزار کو لوٹ لیا اتنا جو نمرود نے کہا بارہ ہزار امیر پر آ پڑے قزاق کماں پہ دھوکا دیکھے مارنے والے
چار طرف سے نیزہ و شمشیر و تیر پڑنے لگا مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے تھے ہر چند کہ انکے حربے
نہین بچتے دور سے نیزہ مار دیا تیر مار رہے ہین مگر جو صاحبقران کے سامنے آگیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا
دو ہی ٹکڑے کیے سہ پہر کی لڑائی مین اسقدر زخمی ہوے کہ تمام جسم سے سر تا پا خون کے بلند ہاتھ دستگیری
نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی سے جدا ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ اب ہاتھ نہین چلتا زخمون سے
اسقدر خون بہا کہ جسم بے طاقت ہو گیا اشقر دیوزاد پر سوار تھے گھوڑا بھی لڑائی مین جان لڑا رہا ہی جب یہ
صاحبقران زمان نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن نہین چلتے خوف ہوا ایسا نہو گھوڑے پر سے گر پڑون دونون ہاتھ
گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے زبان جنی مین فرمایا ای مرکب اصیل اپنے راکب کے طفیل اب میرے ہاتھ
مین قوت نہین آنکھون مین بصارت نہین اب اگر ہو سکے تو مجھکو اس بلوے سے نکال لیجا ورنہ راکب تیرا مارا جائیگا
امیر نے جو زبان جنی مین یہ فقرہ کہا گھوڑے نے کنوتیان بدلین دہن کو مثل قبر ملا کے کھولا دولتیان
مارتا ہوا سینکین اچھالتا ہوا جو کوئی قریب آگیا منھ سے پکڑ کے کسی کا شانہ چبا لیا کسی کا سر توڑا چارون نعل
چار تلوارین ہزارون کو سنگ سے پامال کیا دولتیان بھی مارین جب کئی سو قزاق مارا گیا ہر چند چار جانب
سے روکا مگر گھوڑا نہ رکا قزاق ناچار ہوے آپسمین اشارے ہونے لگے خبردار یارو راستہ دو گھوڑے کو
نکل جانے دو بارہ ہزار مین ہزار جوان راکب کے ہاتھ سے مرکب کے مارے گئے آخر کو

قزاقون نے خوف جان سے بساختہ کھول دیا جدھر گھوڑے سے رخ کیا لگ بھاگے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے کیا تو تن
تم آگیا طائران تیر آشیانہ ترکش مین چھپے تھے سہمے ہوئے چلا نہ سکتے تھے بلا گوشہ گیر خود بچانے کی تدبیر کی بات
یہ بولا۔ قزاق اپنی جان بچاکر طرف اپنے جنگل کے بھاگے گھوڑے کا جدھر منھ اٹھا ادھر لیکر نکل گیا قزاق
تو اپنے مقام پر آئے تھکے ماندے آکر اترے ہر ایک کا یہی قول تھا صاحبو ایسا راکب و مرکب ہماری
نگاہ سے نہین گذرا اسی پیشے مین ہزارون کو لوٹ لیا کبھی کسی نے ایسی سرکشی نہین کی نمرود نے شمار جو کیا دو ہزار
جوان مارے گئے تھے لاشین اٹھانا مشکل پڑا گنتے تھے یار وہی چاہتا ہے کہ قزاقی سے توبہ کرین کبھی ایسا اتفاق
نہ ہوا تھا ایک جوان کو بارہ ہزار جوان مار نہ سکے آخر لڑ بھڑ کر نکل گیا ایسے زخم جسم پر لگائے کہ تڑپ کے رہ جائیگا
مگر سوائے حسرت کے جینے کیا پایا جو زندہ بچ گیا گویا دوبارہ پیدا ہوا قزاق تو اس مصیبت مین ہین مگر اشقر صاحبقران
کو لیکر بھاگا اس زخمداری مین صاحبقران بیہوش تھے بیہوش گھوڑا دو پہر راہروی کر کے ایک صحرائے لق و دق
مین پہونچا چار پہر سے بے آب و دانہ تھا بیقرار ہو کر گھانس پر منھ ڈالا پھر حرکت جانورون کی اگرچہ یہ جانور
نہین ہین ناظرین جانتے ہونگے اور نہ واقف ہون تو آگاہ کرتا ہون کہ ماں اسکی لاہشاہ پری باپ اسکا دیو لرزان تھا
جب کوہ قرستان پر اسکے پر کاٹے گئے ہین تو اسنے خدمت مین صاحبقران کے عرض کی تھی کہ میرے
قلم نہ کرائیے مین لڑائی مین اڑتا پھرونگا جہان موقع ہوگا اور آپ پر فوج کفار بلوہ زیادہ کریگی مین آپ کو لیکے اڑکے
نکل جاؤنگا مع دشمن مین پہنچنے نہ دونگا تو امیر نے جواب دیا تھا کہ ای یار وفادار ای مونس و غمگسار حریف طعنہ
کرینگے کہ آپ پرند گھوڑے پر سوار ہین ہم آپ سے نہین لڑ سکتے مین کیا جواب دونگا حریف سے شرمندہ ہونگا
اب تیری صورت اور طریقہ تیرا مثل مرکب ہائے دنیا کے ہو گیا اعتراض سے تو بچونگا تو حقیقت مین یہ
مرکب اسطرح پیدا ہوا جب گھانس کے پتے کھائے موافق عادت کے بدن کو جنبش دی امیر نشست زین
سے بروے زمین گرے اشقر بیتاب ہو گیا گھٹنے ٹاپ دیے ہنہناتا تھا یہی چاہتا تھا کہ آقا بیدار ہون
پھر مجھپر سوار ہون مین کہین لیچلون ہر چند چاہا مگر صاحبقران اسقدر بیہوش تھے کہ بیدار نہوے گھوڑا مجبور ہوا
اسی صحرا مین چرنے لگا مگر حال یہ ہے کہ سو قدم جاتا ہے جب آقا کو یاد کیا پھر پلٹ آیا گرد پھرنے لگا پھر چرتا ہوا چلا
جاتا ہے تقاضائے کار مشہور جادو جو بادشاہ طلسم لقراط مشہور ہے اسکا وزیر اعظم کافور سرفروش کہ کل طلسم کا
منتظم ہے جسدن سے املیس یہان آیا بادشاہ و وزیر نے بڑی خاطر کی ہے آٹھ پہر خاطر و مدارات مین مشغول رہتے ہین
اگر املیس گھبراتا ہے کہ ای بادشاہ طلسم حمزہ یہان نہ چلا آئے طلسم نہ توڑے تو قدرت لسان جاتی رہیگی ہمین بچانا
تھا جب قلعہ املیس پریشان ہوتا یہی عقل مین آیا اپنے دوست کے پاس چلین وہان حفاظت سے رہینگے
مشہور کیا کرتا ہے یا خداوند اس طلسم کو کوئی فتح نہین کر سکتا ہے لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہے اگر وہان
انسان جائے ہلاک ہو دو ہزار ساحر برائے حفاظت موجود ہین وہ طائر بنے ہوئے قفس مین بند ہین مگر وہ
صاحب اختیار ہین جب چاہین نکل پڑین دشمن کو پامال کرین وہان جاکر انسان کیا کریگا کیونکر پہونچیگا اگر
جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا بیٹی وزیر اعظم کی کوہ گلگون پر رہتی ہے چالیس ہزار لونڈیان ماہ تمثال خورشید جمال
موسومہ بہ گلفام آتشخو نہایت بد مزاج جاہلون کے سر کا تاج حسن مین بے مثال فنون سپاہگری کا ذوق و
شوق اسی وجہ سے بر سر کوہ گلگون و دامنہ صحرا مین جا بجا باغات و قصر و عمارات عمدہ عمدہ بنوا دیے ہین
جب کوہ گلگون سے اتری جا بجا شکار کھیلا جس باغ مین جی چاہا اتر پڑین آج سویرے بیٹھے بیٹھے گھبرائی

حسینہ دایہ حور رخ وزیرزادی سے حکم ہوا سامان شکار تیار کرا دو ہم واسطے شکار کے جائینگے آج خود بخود
دل گھبراتا ہی کوئی کھیل پسند نہین آتا ہی شکار مین دل بہلجائیگا دل تردد منزل فرحت پائیگا جنگل مین دل شگفتہ ہوتا
ہی دایہ نے اُسی وقت دو سو کنیزون کو حکم دیا سامان شکار درست ہو یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسکے حسن کا تمام عالم
مین شہرہ ہی اکثر بادشاہون نے وزیر کو نامے لکھے کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دو وزیر بیٹی کی خوشی
کو جویا رہتا ہی جب اسنے اسطرح کا ذکر سامنے بیٹی کے پیش کیا آتشخو طلب ہی اسم بامسمی ہونے سے یہی منقلب ہی
جھلا کر باپ کو جواب دیا کہ ہمارے سامنے شادی کا ذکر نہ کیجیے ہمین نہین گوارا ہم نہین خواستگار ہین
کہ کسی کے تابعدار بنین آپ یہ ذکر ہمسے نہ کیا کیجیے جس کسی نے ایسا لکھا ہو اُسکو جواب دندان شکن دیجیے ہمارے
بیٹی نہین بیٹا ہی صف شکن تیغزن سپاہگری مین طاق جرأت مین شہرۂ آفاق اگر تمکو مردمی کا دعوی ہو تو زیر کوہ
کالگون فوج لیکر آؤ ہمارے دلبند سے مقابلہ کرو نیزہ بازی ہو تلوار چلے یقین ہی کہ تمکو مہلت ہو جاتے
قابل اسکے نہ رہو کہ عاشق و معشوق بنے کا نام لو خبردار والدنا مدار یہی لکھیے گا اگر وہ بیجا دعوی رکھتا ہی
اور ہمارا عاشق بنتا ہی ذرا مزا تو اٹھائے اگر مقابلہ تو کرے نیزے سے آنکھ چھید لون تلوار کے پھلے سے
زبان کاٹ دون وہ سیر کی اور جھڑین پڑین کہ بچا سب کچھ بھول جائین پھر کبھی عشق کا نام نہ لین باپ یہ سنکر
ہنس دیتا ہی کہتا ہی بی بی کہین دنیا مین ایسا ہوا ہی کہ بیٹی کی شادی نہو یہ مزاوجت و مناکحت ہر مذہب مین
مقرر ہوئی ہی کبھی کوئی بیٹی بے شوہر نہین رہتی ماں ملکہ کی جواب دیتی ہی صاحب تمنے بیٹی کو ساونڈ بنایا ہی
نیزہ بازی شمشیرزنی اسپ تازی ان سب فنون مین طاق جس مین شہرۂ آفاق نام آتشخو کسی کی وہ کیا حقیقت
جانتی ہی مجھے تو یقین نہین کہ اسکی شادی ہو اسکا شوہر بے نظیر حسن مین ماہ منیر ہو تب شاید اُسکو شوہر جانے
ورنہ شوہر تابعداری کریگا ہر بات مین ڈرتا ہی رہیگا یہ خفا نہ رہے یہ کسی کی حکومت نہ مانیگی جب شوہر کو حاکم
نہ جانا شوہر کو شوہر نہ مانا کیونکر بسر ہوگی وزیر چپ ہو رہتا ہی کبھی جوش محبت مین یہ کہتا ہی ابھی وہ خورد رو کے
سوتی مانگتی ہی شادی کی کیا جلدی ہی یہ مرکر زن و شوہر مین رہتے ہین مگر ملکہ گلفام آتشخو جب سامان شکار
ہو کر آیا پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا کمان کیانی دوش پر لگائی صاف ثابت تھا
کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا سپر جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا غنچہ دہن سپر کے پھول ہنستے ہوے سیاہی
مین کیفیت پردہ ظلمات کی صورت یا رب فراق عاشقان کہیے بقول شاعر شعر سپر بود بر پشت عالی جناب *
چو ابر سیہ پہلوے آفتاب * ہزار تیر ترکش شکل دم طاؤس پہلو مین اس سج دھج سے قاتل عاشقان بنکر پہاڑ
سے اُتری شکار کھیلتی ہوئی چلی جو آہو سامنے آیا آنکھ لڑا دی آہوے چشم حیرت سے جمال دیکھنے لگا بھاگنا کیسا
ٹھہر رہتا ہی تیر نگاہ سے کب اُسکو مہلت ہو طائران خیال شکار ہو رہے ہین طائران صحرائی اپنی بدنصیبی پر رو رہے
ہین انبار لگا دیے ہزارہا طائر تیر نگاہ سے شکار کیے اگر کوئی آہو تیر کھا کر گرا ابروے خمدار کو ہلا دیا قربانی بھی
ہو گئی اس رنگ سے شکار کھیلتی ہوئی اُس صحرا مین پہونچی جہان صاحبقران زمان زخمدار بیقرار بیہوش پڑے ہوے
ہین گھوڑا چرتا ہوا کبھی ہٹ جاتا ہی کبھی گھبرا کر قریب آتا ہی ایک کنیز کی نگاہ اُس مرکب سیہ حبشی پر پڑی چلا کر
آواز دی حضور نئی بات ہی ملکہ کرامات ہی ایک مرکب مین اکھون کا مگر زین ڈھلکا ہوا باگین ٹوٹی ہوئی ہین
لختے خون کے جمے ہوے جنگل مین پھر رہا ہی نہین معلوم اسکا راکب کہان ہی اپنے سوار کو گرا کے آیا ہی ملکہ
نے پلٹکر دیکھا خود جری و بہادر صف شکن تیغزن مرکب جو دیکھا کوہ سرین کبک گردن طاؤس کی تھوتھنی شکل

غنچۂ گل طائرون مین بنی غل شعر شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا بندہی باگ گلستان کی دہانہ ہلال کا ابد منکہ
متیابہ ہو گئی کہا ارے یہ گھوڑا اکیلا ہی یہ بھی صاف ظاہر ہو کہ اسکا راکب کہین لڑا تھا کا معرکہ پڑا نہین معلوم
راکب کیا ہوا اس صحرا مین تلاش کرو کنیزین گھوڑے دوڑا کر چلین سب طرف ڈھونڈھنے لگین ایک کی نگاہ پڑی
ایک نخل کہ اسکو نخل وادی ایمن کہنا چاہیے اسکے نیچے ایک ماہ تابان مہر درخشان زخمدار بیہوش پڑا ہی ایک کنیز نے چلا کر
آواز دی واری حقیقت مین جو آپنے کہا تھا وہی ثابت ہوا سوار اسکا زخمی زیر نخل پڑا ہی حقیقت مین ہزارون کا
ڈالا ہی قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہی مشکی جوان بے نظیر ہی حسن مین ماہ منیر ہی ہر چند کہ زخمی ہوا ہی چہرے پر نکھرے
خون کے صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی جیسا مرکب ویسا راکب ملکہ گھوڑے سے
کود پڑی کہا مین تو بہادر کی عاشق ہون اس جوان کو خدمت رکھونگی اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگی حال ہی دریافت
کرنا ہی ضرور ہی اس شخص کی جرأت پر دل کو سپر دیکھو قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہی کس لطف سے یہ شخص لڑا
ہر طریقے سے ظاہر ہی کہ ہزارون جوانان جنگی سے لڑا ہی بڑا معرکہ پڑا ہی خطا شعارون کو جب کچھ نہ بن
پڑا دور سے تیر مارے دیکھو کتنے زخم ہین بدن پر سوراخ پڑے ہوے ہین مگر اے صاحبقران دیکھ
رہی ہی حیرت بڑھتی جاتی ہی چہرہ آفتاب عالمتاب جلالت ابرو ہلال پر کمال چرخ شوکت سینہ چوڑا
لب گل پھول کی پنکھڑیان یا یاقوت کے ٹکڑے عارض خون مین ڈوبے ہوے بازوؤن سے ثابت قدمی
ظاہر شانے بھرے بھرے دست زبردست سے قوت صف شکنی ظاہر ہوتی ہی جرأت و شوکت اس حال سے
خوب ظاہر ہوتی ہی اس سراپا کو دیکھکر دل پر سخت ہجوم غم و الم و حیرت کا ہوا مثل تصویر خاموش ہو گئی نہ خشکی
آنکھون مین تری جو اس مین ابتری ایسی ہی رابطۂ وفا رابطہ تھی کہ اپنے کو سنبھالا مزاج مین جرأت دل مین
شوکت و صولت مثل گل کے مرجھا کر رہ گئی کچھ زبان سے نہ نکلی انتشار مین اتنا کہا کہ صاحبو اٹھا لو یہ بیچارہ
مصیبت کا مارا جری و بہادر زخمدار بسبب غربت کے فرش خاک پر پڑا ہی اگر کوئی عزیز اسکا اس مقام پر
ہوتا ضرور اٹھاتا اس مصیبت مین اکیلا رہنے پاتا یہ بھی ایک شرم کی بات ہی دیکھو اسنے کیا کمال کیا
لڑا ہی جان دینے کا قصد کیا مال اپنا بچایا موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت زمرد کے گلے مین پڑے ہین
ان آثار سے معلوم ہوتا ہی وہ بچانا مردان عالم کے پاپوش کی گرد دور سے حربے کرتے تھے قریب
نہین آسکے اگر قریب آجاتے ان چیزون کو اتار لیتے اور صاف طریقہ جرأت سے ثابت ہی کہ جو قریب
آیا مارا گیا بڑا خوف ان ہتھیارون پر غالب تھا یہ شخص اسی بات کا طالب تھا کہ جان بچے اور دل لیلین
یہ غیر ممکن ہوا اپنی نقد جان بچا کر بھاگے اس شخص نے اپنی جان دینے مین قصور نہین کیا یہ کہکے سر اپنے
ہاتھون سے اٹھایا کنیزون نے کہا واری آپ ہاتھ نہ لگائیے ہمین وسواس ہوتا ہی کہا ارے یہ غریب الوطن ہی یہ بھی
ظاہر ہی کہ رئیس جلیل ہی اگر رئیس جلیل نہوتا یہ لاکھون روپیہ کا اسباب کیونکر ممکن ہوتا جب ملکہ نے
ہاتھ لگایا سب خواصین کیت لیکن پلنگ پر ڈالدیا ملکہ نبض پر ہاتھ رکھے ہوے دمبدم دیکھتی مین جب
آمد و شد نفس کی معلوم ہوتی ہی تب دل کو تسکین حاصل ہوتی ہی کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا اسطرح اعزاز و اکرام
سے صاحبقران کو لیکر چلین برلاین بارہ دری مین اتار جراح کو بلایا اسکے آگے توڑا دیون کا رکھدیا
کہا اے جراح یہ شخص صحت پائیگا تو نہال کر دونگی اتنا سمجھیے کہ یہ مرد مسافر ہی نہین معلوم کون شخص ہی کہان کا
رہنے والا ہی یہان کوئی عزیز و اقارب نہین ہی میرا صرف اتنا مطلب ہی کہ ہماری حوالی مین یہ بدتحسین دکا آکر

مرد مسافر اسکو ظالمون نے مار کر ڈالدیا مار دیا ہے کہ اس شخص کے ہوش درست ہون تو پوچھیون کہ جن لوگون نے تمہارا یہ حال کیا انکی کیا قطع تھی حلیہ انکا جاری کرکے گرفتار کرایا جائے کہ تمنے کیا سمجھکے مرد مسافر کو راہ چلتے چلتے یون زخمی کیا اگر یہ شخص ایسا جری و بہادر نہوتا مار ڈالتے ہین کیونکر حال معلوم ہوتا اسی طرح سیکڑون کو مارا ہوگا ہمکو خبر نہین ہوئی یہ تو اتفاق ہے بیچارہ زخمی پڑا تھا ہمارا گذر ہوا نرگس نے دیکھکر بتایا تب ہم اٹھوائے لائے ہین اب ہماری شرم تمہارے ہاتھ ہے جراح نے کہا حضور بڑی بات یہ ہے کہ کوئی رگ پٹھا کٹنے نہین پایا ہے بہت جلد صحت دونگا یہ کہکے جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا بس حضور کل آکے پھر زخمون کو دیکھونگا یہ کہکے جراح چلا گیا ملکہ ہاتھ مین رومال لیے ہوئے مکس پرانی کرتی ہین روے زیبا کو دیکھکر دل کی بیتابی بڑھتی ہے کبھی گھبراکر یہ اشعار پڑھنے لگین **نظم**

دل کو ہے تیری یاد لبِ یہ گفتگو پسند
کیونکر بنا دون اور جو کرے عدو پسند
کیونکر گلے کو کاٹیے تم جس سے ہو قریب
اس پھول کی تھی آپکے مسلنے کو بو پسند
کیا بات ہے پسند مری پوچھتے ہین جب
یون چپ کرو منھ جو مری گفتگو پسند

تو نے مجھے پسند کیا مجھکو تو پسند
تو بھی طلب کرے تو نہ دون یہ عزیز ہے
اس رگ کو آگیا ہے ہمارا گلو پسند
مدت سے ڈھونڈھتا تھا کبھی اپنی ایک
کہتا ہون مین کہ بات نکر یعنی تو پسند
مست جانے پر جلال ہین مین نہ تجھے

جو ہے تری ادا مجھے او خوبرو پسند
جس دل کو کر چکی ہے تری آرزو پسند
مینا سے می چڑھائیے مرقد یہ جائے گل
کی دل نے مجکو مجھو کسی جستجو پسند
دیدہ و زبان اپنی شب وصل منھ مین تھم
ایسے گمان سے عشق مین لاتا عدو پسند

کنیزین جب حال پر ملال ملکۂ عالم دیکھتی ہین دمبدم عرض کرتی ہین کیون حضور مزاج کیسا ہے ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی سے ہملوگ گھبراتے ہین ملکہ فرماتی ہین کیا کہون کیا کیفیت ہے خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے جی چاہتا ہے گھر سے نکل جاؤن جنگل مین جاکر بسر اوقات کرون **نظم**

نا داد لو پیہ از قدمت ابر چمن را
یوسف نہ کند بار دگر حب وطن را
گر در رہ تو سر نہ آہوے خطا شد
نازم تو دی داد درین عرصہ سخن را

بکشاد دہا بوی تو غنچہ دہن را
بیمار ترا نیست علاجی بجز از وصل
زان نسبت زلف تو کند مشک ختن را

گر پردہ نشود دور ز رخسارہ نسست
بیفائدہ کاوش مکن این داغ کہن را
مقبول عزیزان شدہ ابیات تو مخفی

مجھے کچھ ایسا غم و الم نے گھیرا ہے کہ بیان نہین کر سکتی کیا کہون جو دل کی کیفیت ہے اسکو نہین کہسکتی یہی جی چاہتا ہے اکیلی بیٹھون کوئی مجھسے بات نہ کرے کھانے سے بالکل نفرت کہ جب نوالہ منھ مین ڈالتی ہون ابکائیان آتی ہین آب و دانہ بالکل ترک نیند کے نام سے دشمنی رات کا کاٹنا کوہ کنی فرہاد کا کام یاد آیا جان شیرین ہے بن گئی ہڈیان جلتی ہین چنگاریان استخوان سے نکلتی ہین افسوس دل پر ہجوم غم و الم ہے زمانہ زندگی کا بہت کم ہے مزاج برہم حشم پرنم کنیزین یہ حال سنکر کہتی ہین واری سیر گلشن سے دل بہلائیے آپ کے باغ مین جوش بہار ہے نرگس کی دیدہ بازی کی بیکار ہے سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا ہے رنگ گل جوش مین بلبلین خروش مین جوانان چمن کا نکھار اگر خیال کیجیے سامان جشن لیل و نہار بر مقام تردد ہے ہم لوگ سوا کچھ نہین تماشا کرین آپ کا دل بہلائین ملکہ نے کہا مجھکو تو معلوم ہوتا ہے کہ باغ مین خزان آئی ہے چشم نرگس ڈبڈبائی ہے زلف سنبل پریشان آئینہ رخسار گل حیران ہے سرو چمن بشکل آہ ہے اور قمریون کا حال تباہ ہے کنیزین خاموش ملکہ کو خود بخود رقت کا جوش ہر وقت سرہانے صاحبقران کے آتی ہین کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلا دیے چاہتی ہین امیر کو ہوش آئے کچھ بات کرین راز سربستہ کو کھولین

صاحبقران

کہ صاحبقران نے کروٹ لی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا رومال ہاتھ مین اٹھا لیا کہ صاحبقران نے آنکھ کھولی
اب جو دیکھا ایک قصر عالیشان سب طرح کا سامان میز و کرسیان سب آراستہ مین کرسی پر ایک ماہ پیکر قمر عذار
شیرین دہن غنچہ چمن خوبی رنگ و بوے گل محبوبی سینے پر نار پستان یا قبۂ نور کہون یا حباب دریائے ظہور لکھون
شعر مصنف نارپستان کی کیا لکھون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ٭ سینہ صاف و شفاف مضمون
آئینہ عدم خود دکھویا گیا کیا مضمون لکھون قلم نہین اٹھتا یہ ثابت ہوتا ہے کہ آئینے مین بال آیا دونون پائین ستون
مسعغا حسیر بنائے قصر حسن قایم چہرہ رنگ گل کا مٹانے والا آفتاب دیکھے تو شرمائے ماہ تابان داغ
کھائے خال رخسار کے آگے ثابت فلک شرمائے زیور سے آراستہ طوق سنہرا گلے مین دو آویزے زمرد نگار
زیب گوش جس سے کھینی حسن کی سر سبز و شاداب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب صاحبقران کی جو نگاہ جمال
جہان آرا پر پڑی پسینہ آ گیا قلب ٹھہر گیا اٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے منھ پھیر لیا مگر چونکہ تنہا ہی صاحبقران نے
فرمایا حقیقت تو یہ ہے کہ صانع قدرت نے اپنے قلم قدرت و دست حق پرست سے ایک تصویر کھینچی ہے نظم

قاتل خلق ترے سر کی قسم ہین ابرو
کٹتے مین سیاہ جسے نہ ٹلے کبھی ہم طرح ابرو
مین ہی ظالم ہون نہ سمجھے تری دو کمان ابرو
واہ کیا تیغ سیہ تاب تمہارے مین ابرو
دیکھ کر کٹتے ہین سب جیتے نہیون قاتل کی
کیون اٹھاتے نہین سر کسلیئے خم مین ابرو

کھینچین تیر دو سر تیغ دو دم مین ابرو
دل پکارا جو پڑی آنکھ صنم پر مرکی آنکھ
کیا کسی سے ستم و جور مین کم ہین ابرو
کاٹ دیتے نہین ہیں خط پیشانی کو
ہے کوئی تیغ دو پیکر یہ بہم مین ابرو
جان نکلی نہین دیکھ کے قاتل کو جلال

پہچے زلفوں سے جو ہون تکرکی کا مین ستم کی
جھک گئے سجدہ کو محراب حرم مین ابرو
خود بکار اٹھتے مین آن ابرو کے نکلے تو سیلہ
کیون نہین چلتے مین کیسے قلم مین ابرو
بے گنہ قتل کیا ہو نہ کسی کو قاتل
تیر بیداد تیغ ستم مین ابرو

ملکہ نے شرما کر کہا صاحب ہم آپ کا نام پوچھنا چاہتے ہین آپ نے دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے ہمکو
اسکا ذوق نہین ایسے مہملات الشعر سننے کا شوق نہین یہ فرمایئے کہ آپ کو کس نے لوٹنے کا ارادہ کیا تھا
کہان زخمی ہوے گھوڑا آپ کا موجود ہے الیسام کب کہان سے پایا صاحبقران نے فرمایا اے شہنشاہ حسن
خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی اتفاقات قضا و قدر بحکم رب اکبر اپنے ملک سے نکلا ایک دوست ہمارا
طلسم نور افشان مین قید ہو گیا ارادہ ہوا کہ جا کر چھڑا ئین طلسم توڑین دشمن کو زندہ نہ چھوڑین لیکن راہ مین ایک
شیطان البلیس خود پرست دعوی خدائی کر کے بیٹھا تھا اس سے لڑائی پڑ گئی وہ بھاگ کر طلسم لقا الطیف
مین گیا منظور ہوا کہ اس بیحیا نے بلا وجہ بگڑی الجھائی جا کر وہین اسکو مارون نامرد کو للکارون قلعہ کرنیچا نیہ
پر گذر ہوا ریحان شاہ کو مسلمان کیا برائے شکار صحرا مین آیا تھا ایک آہو کے تعقب مین ادھر نکل آیا تھا
نمرود قزاق نے بارہ ہزار قزاقون سے گھیر لیا تلوار چلی خدا کی قدرت مین یکہ و تنہا وہ بارہ ہزار آخر وہی بھاگ گئے
میرا گھوڑا لیکر مجھکو اسطرف نکل آیا آپ نے کیونکر حقیر کو سرفراز فرمایا اگر آپ نام کی طالب ہین نام سے میرے
ذرہ ہائے ریگ بیابان بھی ماہر ہین صاحبقران زمان داماد نوشیروان یہ سنکر ملکہ نے کہا صاحب ذرا سے
تو ہم پوچھے پر آپ نے اتنی بڑی کہانی کہی آپ صاحبقران زمان ہین لاکھون آدمی ساتھ ہونگے امیر نے
فرمایا مین تو کہہ چکا ہون کہ آوارہ ہو کر اسطرف نکل آیا آپ نے احسان فرمایا کہ ہم ایسے آوارگان دشت ادبار پر
یہ پرورش فرمائی زخمون مین ٹانکے دلوائے آرام پایا ملکہ نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین آپ کے سامنے ان
قزاقون کو گرفتار کرا منگاؤنگی آپ اپنے ہاتھ سے سزا دیجیے گا امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم جو گذرا وہ گذر گیا اکمی بھی

دو ہزار آدمی مارے گئے مجھے خدانے زندہ بچایا مجھے کچھ مقام تردد نہین جب کبھی یاد کرینگے خود فریاد کرینگے انتا تو اپنے مقام پر کہینگے کہ ایک جوان بارہ ہزار سے خوب لڑا ملکہ نے کہا ممکن ہر کہ یہان سے پلٹن رسالے سپاہی سوار جا سکتے ہین سب کو گرفتار کرکے لائین انکی مشکین باندھی جائین آپکے سامنے سزا پائین اور طلسم لقراط کا جو آپ نے ذکر کیا حقیقت مین ایسا ہی آیا ہر اسکی بڑی خاطرین ہو رہی ہین اور کیونکر خاطر نہو سکے خداوند بہر خود پسند ہر اتفاق سے دردمند ہر آپ ہی کے ہاتھ سے اسنے شکست پائی ہر اسکا ملک و مال آپنے لیلیا امیر نے فرمایا اسنے نہایت خود پرستی کی آخر اسکو سزا ملی کل آرزو کی کھلی بھاگ کر یہان آیا انشاء اللہ جسنے دامن پناہ دیا ہر وہ بھی آرام نہ پائیگا شکست کرنا طلسم لقراط کا واجب و لازم ہر ضرور طلسم ٹوٹیگا اور بادشاہ پر بھی زوال آئیگا دامن پناہ دینے کی سزا پائیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ باتین نہ کیجیے طلسم لقراط کے بادشاہ کا جو وزیر اعظم مدار المہام مرجع خاص و عام ہر وہ میرے والد نامدار ہین کیا مجال ہر کہ اُنکے انتظام مین کوئی دخل دے سکے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ طلسم بے لوح کے نہین فتح ہوتا لوح کا ملنا نہایت دشوار ہر اب کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین فرش بچھاؤ فرش آراستہ ہوا ملکہ کے حکم کی دیر تھی روشنی ہوگئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ فرما ہوئین کنیزون نے پوچھا حضور نے نام بھی دریافت کیا ملکہ نے کہا مجھے بھی بڑا اشتیاق تھا مگر داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہرنگار شوہر آسمان پری شوہر ملکہ گردیا بانو شوہر ملکہ رابعہ زلف اطلس پوش اور کس کس کا نام بیان کرون بیٹے انکے کیسے کیسے جلیل رستم پیلتن بدیع الزمان صف شکن بھلا قزاق انکو کیا لوٹ سکتے دو ہزار قزاق مارے گئے وہ خود بھاگ گئے صاحبقران زمان ہین انکا لواے شوکت از ثریا تا بہ قاف سرفراز ہر انکی جرأت پر عرا من عالم کو ناز ہر خواصین بھی خوش ہوئین کہا ملکہ عالم ہمکو بھی بڑی خوشی ہوئی کہ پیوند خدانے بہت بہتر و برتر بھیجا آپ کے مزاج سے ہم آگاہ ہین آپ چرخ جرأت کی ماہ ہین شوہر صف شکن زوجہ تیغ زن ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی کہا صاحبو یہ باتین خواب و خیال کی ہین بھلا مجھسے یہ سوتین دیکھی جائینگی شاہزادیان صاحبان اولاد حسن مین باغ خوبی کی شمشاد ہین یہ کیفیت بنظم

ہاتھ سے تیرے ہی کیسی ہر اوائل تھا
میری تیغ عدو کو آئی ہر لا حاصل تھا
بیکنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا

زندگی سے تنگ مین ہم بھی زہنیا یا قضا
دل نہ دونگا مشتبہ سے ورے کیکا ہون یار کو
کرچکی تیرے فقیہ پر زمین ہین دل قتل تھا
بہر تشنہ روح آتش حور نکر آئیگی

زندگی مین کردیا ہی مجھکو مردہ عشق نے
جان حاضر ہر جو مجھسے ہوئی بسمل تھا
بزم دنیا سے اٹھاتی ہر تو غم اسکا نہین
خستگانی مین اگر سمجھی تھکین کا مل تھا

کنیزین بھی خاموش ملکہ کو محبت صاحبقران کا جوش دم بدم باتین کرلی ہین صاحبقران کو ستاتی جاتی ہین کہتی ہین کیون صاحب یہ کیسی لیاقت کہ آپ نوشیروان کے نوکر تھے اسی کی بیٹی کو لے بھاگے امیر نے غصے مین فرمایا کتاب مین یہ سب حال مرقوم ہر تمھین نہین معلوم ہر اول مین نوشیروان نے اپنی بیٹی کو میرے ساتھ منسوب کیا شرط یہ تھی کہ ہندوستان کو فتح کیجیے لندھور کو زیر کرکے لائیے مین نے جاکر لندھور کو اپنا مطیع کیا بارہ برس کا خراج لیکر آیا اُسکا انعام نہ ملا اول تو ہمکو زہر دلوایا مگر حافظ حقیقی نے بچایا یہان ملکہ مہرنگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے ساتھ کردی مین نے راہ مین آکر اُس بچیا کو مارا ملکہ کی وہ صورت دیکھنے کیا نہ پایا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گیا مین نے ملکہ کو خدمت شاہ مین بھیجدیا پھر مجھکو ہفت ملک بھیجا میرے قتل نامے لکھے مین نے وہ قتل نامے پائے میان شاہ نے

سنبل گندہ بغل تر و مین کامرانی اپنے تر و بلک بہادر لاثانی تھا اُس شاہ نے بیٹی اُسے دیدی اُسنے زر تاج ترک
کو برائے فتح قلعہ مدائن بھیجا مین وقت پر پہونچا زر تاج ترک کو مارا تب مین نے مہر نگار کو بھی قبضے مین کیا
غصے مین امیر نے جو یہ باتین کہین ملکہ کو بہت پسند آئین گہر ریزی زبان پسند آئی ۔ شب اسی عیش و عشرت مین گذری
لیلائے شب بہ تلاش مجنون روز آوارہ ہو کر محمل مغرب مین چھپی فرہاد آفتاب بصد پیچ و تاب کوہ چرخ زبرجدی
پر بخواہش شیرین ضیا قایم ہوا بوقت سحر صاحبقران نامور غسل و عمل ہو کر اُٹھے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم تم سے
رخصت ہوتے ہین برائے فتاحی طلسم لقا کو جاتے ہین ہمارا تامل کرنا مناسب نہین دیکھین ان واہیات سے کب
مہلت ملے کہ پھر برائے رہائی کوکب آئین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر صاحبقران کا دامن پکڑ لیا
اسقدر روئین کہ ہچکیان لگ گئین نظم

بعد ازین تاب و توانائی بجز ماتم نیست
تو کہ از جا و برآری مہ کنعانی را
بشگفاند گل امید تو مخفی بہ چمن

ای خدا کام دل بخش مسلمانی را
ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را
مجمع اشک من از گریہ پریشان نشد قند
آنکہ گلزار کند آتش سوزانی را

بس ازین داغ منہ سینہ بریانی را
میتوانی کہ رہائی دہی از قید ستم
از کرم جمع کن این مشت پریشانی را

امیر نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اس ارادے سے مین باز نہین آسکتا اس بہانے مجبور ہوا مین روکا مجھکو تا بہ طلسم نور افشان
جانا فرض ہے ابھی چار دن کا ذکر ہے کہ ہم نے باغ مین افراسیاب سے معرکہ پڑا کوکب نے اپنی جان
لگا دی کسی مقام پر تامل نہین کیا ہر مقام پر یہی خیال رہا کہ افراسیاب کو مارون لڑائی کو فتح کرون وہ قید
ہو جائے اور مین نہ پہونچون ملکہ نے کہا ای شہریار مین قلعے مین جاؤنگی باپ کو میرے لوح کا حال معلوم ہے بلکہ
انہین کے قبضے مین ہے اُن سے دریافت کر کے آپکو پھر لوح بھیجدون کہ زیادہ تکلیف نہو یہ مقدمہ طلسم ہے اگر دشمن
کسی بلا مین پھنس گئے کون بچائیگا کون مدد کو جائیگا مین بھڑک بھڑک کے رونگی خود قصد کرونگی مگر میری جستجو سے
کیا ہو سکتا ہے جان و مال آپکے واسطے حاضر ہے مین آپ کو لوح دلوا دونگی دو روز تامل فرمایے بہ منت
ملکہ نے صاحبقران کو روکا کنیزون سے کہا خبردار خدمت مین شہریار کی کوئی فرق نہ آنے پائے مین خدمت
مین باپ کی جاتی ہون اگر خدا چاہتا ہے تو حال لوح دریافت کر کے آتی ہون یہ کہکر ملکہ گلفام تخت پر سوار ہوئین
قلعے مین آکر پہونچین محل مین اُترین ملکہ گلرنگ مان انکی مسند پر بیٹھی ہین دائین دائیان نایکی جوان ضعیف
سب طرح کی عورتین حاضر ہین ملکہ کو جو سامنے آتے دیکھا دائی نے کہا ای واری فدا صاحبزادی کی چال کو تو دیکھیے
سینے پر ابھار کہان سے آیا کیا کسی مردوئے کا ہاتھ لگا یا واری مین بہت گھبرائی ہون معلوم ہوتا ہے صاحبزادی کا پاؤن
کہین اونچے نیچے پڑ گیا چال دیکھیے صورت زیبا پر نگاہ ڈالیے مین کیونکر عرض کرون بہت بیتاب و بیقرار ہون
انکی چال دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا ذرا اسکو دریافت کیجیے گا جو بات ہو سمجھ کے ہو بے سمجھے کسی بات کو نہ کیجیے گا
ملکہ نے کہا ہوا چپ رہو ایسے کلمات منھ سے نہ نکالو ابھی تک روکے رکھی مانگی ہے وہ نگوڑی عاشقی و معشوقی
کیا جانے مین نے باغ مین جا کر اسکے دیکھا جس پھول کا نام مردانہ ہے اُس تک کو اُسنے اپنے باغ مین نہین
رکھا باپ سے کبھی آنکھ ملا کے بات نہین کرتی خواجہ سرا تک کو حکم ہے کہ گھڑی گھڑی میرے محل مین نہ آیا
کرے ہر چند کہ خواجہ سرا ہے مگر لباس مردانہ پہنتا ہے جسکو یہ شرم ہو کہ انتظام عصمت داری مین سرگرم ہو اُسکے
واسطے کیا ہو سکتا ہے خبردار ہو اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا ورنہ مین تمھارا منھ پھونک دونگی میری بچی کو
بدنام کرتی ہو اگر اُسکا باپ سنے تو کیا ہو دائی یہ کہکر چور بنگئی ایک اُسکو یہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا ہے دائی گھٹتی ہے

صاحبو میں نے کیا کہا نرگس کہتی ہے تیری آنکھ پھوڑ دونگی سنبل نے کہا سفید جوڑا تمہارا اینٹھ لونگی سارے گھر میں کھینچی
پھرونگی محل میں آتے نہ پاؤنگی کہ ملکہ نے آکر ماں کو سلام کیا گلے میں ہاتھ ڈالدیئے ٹھنکنے لگی کہا میری اچھی
امی جان ذرا ابا کو گھر میں بلواؤ میں نے کئی دن سے نہیں دیکھا ناظر کو حکم ہوا ناظر گیا وزیر کے کان میں جاکر کہا صاحبزادی
باغ سے آئی ہیں آپ کو دیکھنے کو بلایا ہے کافور سر فروش کہ وزارت کے کام سے اسکو دم بھر فرصت نہیں اور
اتفاق سے مشہور جادو بادشاہ طلسم بقراط نے روز کو روز بلا بھیجا تھا وزیر جاکر حاضر ہوا ابلیس کے آنے سے
اہالیان طلسم کو تردد ہوا ہے بادشاہ نے حکم لکھا کتاب کہنہ حالات طلسم کی نکالو نجومی بھی سب مجتمع ہوں اور حال
آئندہ گذشتہ بیان کریں حکم لگائیں کہ عمر طلسم کس قدر ہے نجومیوں نے اتفاق کیا عالم طلسم میں بیکار گرد غلط
کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی اس سال طلسم کشا آئیگا طلسم بقراط فتح ہو جائیگا ساحران غدار ذلت
سے مارے جائینگے ہاتھ سے طلسم کشا کے امان نہ پائینگے طلسم کشا وہ شخص ہوگا کہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم
دانندۂ ہفت زبان اپنے زمانے کا صاحبقران وزیر نے کافور سر فروش یہ سب مضمون سنکر آیا تھا خاموش
بیٹھا تھا کہ خواجہ سرا نے بیٹی کا پیغام دیا کافور تردد میں تھا سر جھکائے ہوئے محل میں آیا بیٹی نے اٹھکر سلام
کیا چونکہ بیٹی کو بہت چاہتا ہے جوش محبت میں گلے سے لگا لیا کہا کیوں بی بی مزاج کیسا ہے گلفام اسنے
عرض کی آپ کی جان و مال کو دعا دیا کرتی ہے آپ کہاں تشریف لیگئے تھے کافور نے کہا بی بی کیا کہوں خداوند
ہمارا ابلیس خود پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست قلعہ ابلیس پرستان سے شکست کھا کے آیا بادشاہ کو
تردد ہوا کاہن تتبع کیے اسنے کہا حکم لگاؤ ان سب نے صاف کہدیا عمر طلسم تمام ہوئی اسی سال طلسم فتح ہو جائیگا یہ سنکر
ملکہ گلفام رونے لگی کہا ابا جان یہ تو بتلایئے کہ آپ نے لوح کہاں رکھی ہے اسپر نگہبان محافظ مقرر کیجیے
اب مجھکو کھانا ہضم نہوگا نیند بھی گئی برائے خدا آپ لوح بادشاہ کو دیدیجیے وزیر نے کہا بیٹا یہ ناممکن ہے
قاعدہ مقرر ہے جو شے جس مقام پر ہوتی ہے انتقال اسکا ناجائز جبتک کوئی وجہ کامل نہو یا اس شے پر کوئی افتاد
پڑے تب انتقال ہوتا ہے باغ گلرنگ کہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے اندر اسکے دو سو قفس طائران ہفت رنگ کا لٹکا ہے
ہر ایک قفس میں چالیس چالیس طائران ہفت رنگ ہیں کیا طلسم کشا پہچان سکتا ہے بیچ میں جو قفس ہے اسمیں ایک
طائر اسکے پروں میں چودہ رنگ میں اگر کوئی شخص اس باغ میں جاکے سب طائر اول زمزمہ سرائی کرینگے اول
کلمات حسرت آمیز کہینگے جب اس قفس اصلی کا ارادہ کرے اس وقت وہ سب طائر قفس کو توڑ کر نکلینگے آواز
دینگے اے ساکنان طلسم بقراط دوڑو طلسم کشا آگیا لوح لیتا ہے ہم لوگ جا پڑینگے اس چہاردہ رنگ کے جانور کو
بچا لائینگے اگر کوئی ایسا جلیل ہوا اور طائر چہاردہ رنگ کو نکال لے سینہ اسکا چاک کرے لوح طلسم
بقراط اسکے شکم میں ہے لوح اگر فتاحی طلسم میں مصروف ہو کسکی اتنی لیاقت ہے کہ باغ میں جائے اپنا رنگ
جمائے یہ مصیبت اٹھائے اپنی جان پر کھیلے تب لوح طلسم بقراط پائے ملکہ نے کہا ہاں ابا جان بیشک
بہت مشکل ہے کوئی وہاں تک نہیں جا سکتا ہے مگر اور نگہبان مقرر کیجیے کہا بیٹا یہ نہیں ممکن جو انتظام ہمیشہ سے
ہو وہی انتظام رہیگا کون ایسی جگہ جا سکیگا کہ لوح طلسم بقراط لیگا انہوں نے کہدیا کہ خداوند بہت گھبرائے ہوئے
ہیں بڑا انکو بھروسا قصر اسرار سامری پر تھا وہ قصر صاحبقران نے پھنکوا دیا سب کنیزان سامری جلگئیں
وہ کہتی بھی تھیں کہ ہم خدمت خداوند میں جائینگے وہ سب جہنم واصل ہوئیں اسکا کوئی مددگار نہیں رہا قدرت
نے بڑا ظلم سہا ملکہ گلفام اسنے اور باتیں شروع کریں اصل مطلب کو یاد رکھا پریشان پریشان باپ

رخصت ہوکر بسر لوہ گلگون آئین یہان صاحبقران کو دن بھر تنہائی مین گذرا کنیزون سے پوچھتے ہین کہ کیا سبب ہی جو ابھی تک ملکۂ عالم تشریف نہین لائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ ہی سے کام کوئی ہی نقیب ہو مطلب اصلی پوچھکر آئینگی امیر باغ مین ٹہلنے لگے گلہاے رنگا رنگ کو دیکھا بیقرار ہوگئے یاد عارض انور آئی بیقرار ہوکر فرمایا نظم

مجھکو ہی یار دولت حسن شباب سے
ممکن و محال ذرہ وہ تھا آفتاب سے
مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے
برسانگی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے
ان سے ہرے درخت ہون اس سے شگفتہ گل
تلوار کھینچ منھ کو چھپائے نقاب سے
نیرنگ حسن یار کا دل مین خیال ہی
مضمون خلق صوفی ہی حال خراب سے

ایذا مین روح ہی تن خانہ خراب سے
سچ ہی زیادہ نشۂ زرد شراب سے
جاتا ہی جو تو گور غریبان کی سیر کو
پیدا کیا ہی اپنے یہ لعل آفتاب سے
کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اسکی
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب سے
بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
رتبے مین اپنے خاک برابر ہی آب سے
لیا سرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
شیشہ بھرا ہی تمنے شفق گون شراب سے
آتش وہ ہی رخ حسن ملے تجھکو جا بجے

ہاے سمند اٹھا ہوا ہی رکاب سے
افشان روے یار و طلوع محال ہی
مردے نجات پاتے مین اپنے عذاب سے
نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
دل ٹوٹتا ہی گریۂ چشم کباب سے
سیر درون ہے کہ حقیقت کہے مجھے
پریان اٹھاکے لیتی ہین فرش خواب سے
قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئیگا تجھے
کچھ کم نہین ہی خون شہیدان شہاب سے
تا نفسی اپنی کرتی ہی انسان کو ذلیل
ظاہر یہ ہوتا ہی ترے حال خراب سے

نہین مجھانی ہین حضور نہ گھبرائین ملکۂ عالم آتی ہونگی آپ کے مطلب کی بات گئی ہو پوچھینگی خدا کرے بامراد آئین حضور کو لوح ملے غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ملکہ ہنستی ہوئی آکر اترین صاحبقران نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ کو بھی جوش محبت ہی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا صاحب آج تو مین نے جان لگا دی باپ سے حال لوح پوچھا وہ مقام جانے کے لائق نہین ہی دشمن وہان جا کر کسی بلا مین پھنس جائینگے دس ہزار ساحر براے حفاظت وہان مقرر ہین وہ سب غل مچائینگے یہ بھی حضور پر خوب ظاہر ہی کہ مجھے سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہی ورنہ مین بھی جلتی خود اپنے ہاتھ سے طائر چہار دہ رنگ کو نکالتی اب آپ بہ آرام یہین تشریف رکھین کوئی تکلیف نہ ہونے پائیگی مین وعدہ کرتی ہون کہ ایک مہینا بھی نہ گذریگا مین باپ کو فقرہ دیکر لوح کسی تدبیر سے منگا لونگی اپنے ہاتھ سے آپ کو دونگی کہ طلسم کشائی مین آپ کو تکلیف نہو مین یہی چاہتی ہون کہ بلا تکلف طلسم فتح ہو امیر نے فرمایا اے ملکہ گلعذار آتشخو وای معشوق خوشخو اسقدر تامل ہوتا تو تامل نہ تھا مگر نہین مجھکو یہان گذرین مین کے ترپ ترپ کے راتین کاٹین اور چند امورات وہ ہین کہ جنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین یہ سب امورات نہین رنج تکلیفات ہونا ہر لوگون کو جو ہونا بعد فتح طلسم لقاط یہ سب رنج و غم دفع ہونگے تم مجھسے مفصل حال تو ملکہ نے جو باپ سے سنا تھا کیفیت باغ کی بیان کی یہ بھی کہدیا کہ سو قفس جانورون کے لٹکے ہین جس طائر کے شکم مین لوح ہی اسکے جسم پر چودہ رنگ ہین امیر نے فرمایا بس مین سمجھ گیا بعنایت خدا مین پہونچ جاونگا اگر میری تقدیر مین فتاحی طلسم ہی مین طائر چہار دہ رنگ کو قبضے مین کرونگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا اے شہریار آپ جانے کو فرماتے مین میرا دل ہلتا ہی دس ہزار ساحر علم نیرنگ سے ماہر جب وہ سب سحر کرینگے آپ اکیلے کیونکر بچینگے اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

سوز شمع پروانہ دکھلاتے ہو کیا مین کیا کہون

کیا کرون کیونکر رکون ناچار کہا جاتا ہے دل
دیکھ جلتے شمع محفل کو جلا جاتا ہے دل

بس کیا ظلمی ہے اس سے جبر آجاتا ہے دل
یا الٰہی مجھکو کس پردہ نشین کا غم لگا

سینے میں اندر ہی اندر گھلا جاتا ہے دل
کوئی سنتا ہی نہیں بکتا ہے کیونکر دیوانہ وار
کچھ بھی بن آتی ہے جب بے ہوش جاتا ہے دل
ہاتھ اٹھائے کسلئے دل سے کسلئے سینے پر تھم
سینے میں رکتا ہے جب آنکھوں میں آجاتا ہے دل

حیرت دیدار سے آئینہ رکھدے ہاتھ سے
میرے دل کے ساتھ منہ کا بھی کیا جاتا ہے دل
وہ ستمگر دلبر عالم ادھر آتا ہے آپ
ہاتھ سے اغیار کا بھی لو چلا جاتا ہے دل
جیا سنتا ہوں میں تو مجھ میں بولتا ہو کن ملے

اپنی حالت دیکھکر ظالم کٹا جاتا ہے دل
مست ہو کر تیرہ گردی سے عجب نقصان کر
کیا بنے گی دیکھیے رہتا ہے یا جاتا ہے دل
آہ گریہ دم اندوہ بے ہو جب نہیں
کیا کروں تھکانے کی جانب کھنچا جاتا ہے دل

یہ کہکر ملکہ اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر ہوگئے کہا ای شہریار میں ایسے ہنگامے میں کیونکر قبول کروں امیر کا کہنا حسرت آثار گلفام اسکی جستجو ہے قلب جو گیا آنکھوں کے نیچے تصویر دلپذیر ملکہ قمر پیکر دختر ریحان شاہ پھر گئی صاف خیال میں آیا کہ افسوس اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار پروردہ مہد ناز و نعم اسیر رنج و غم نہیں معلوم اسپر کیا گذری وہ ساحر غدار و مکار نہیں معلوم کہاں لیگیا ایک معشوق آنکھوں کے سامنے دامن پکڑے کھڑی ہی دوسری کی تصویر جو آنکھوں کے سامنے پھری آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ملکہ ایک ایک ساعت میرے واسطے ایک ایک سال ہی کیا کہوں کہ دل کا کیا حال ہے

نظم

بستانم از کہ این دو عدو جو بہانہ جان
گردید مہر تا فلک اشک آہ دل
در برگ ہر گلے بچمن رنگ حسن اوست
با صاحب حرم نرسی جز براہ دل
دلدار حرف ما شنود و خلق سوے اوست
باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

جان ستم رسیدہ من داد خواہ دل
دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
دل کشتہ و ناتوان و نزاریم در نظر
صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع
گویم در جہان بچہ حال تباہ دل

دل آنچہ کردہ است بجان من کو دل
یارب بدرد بے اثری نالہ سحر بس
جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل
ای شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود
روشن شود بجان تو روز سیاہ دل
سودا اگر بجا بروم من ز دست دل

امیر نے جو اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ملکہ کا دل ہلگیا کہا ای شہریار آپ کے کلمات سے اسقدر سوز و گداز پیدا ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدمہ عظیم اٹھایا ہی صاف صاف فرمائیے کیا رنج گذرا میں تو جانتی تھی کہ میں مبتلا ہے دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو گرفتار مضطر و بیقرار میرے کلام سے زیادہ کسکی بات میں سوز و گداز ہوگا مگر آپ کے سوز و گداز نے دل ہلادیا سارے عیش کو خاک میں ملادیا امیر نے فرمایا فراق لشکر جدائی فرزندون کی کس کس کو یاد کروں کس کے واسطے فریاد کروں اس ابلیس خودپرست کے مجھکر نے مجھے ایسا ملول کیا جو شخص وقت پر ہماری مدد کرے اپنا ملک و مال تباہ کرائے سالہا سال آرام نہ پائے اسیر رنج و بلا ہو کسی آفت میں مبتلا ہو بڑی غیرت کی بات ہی کہ ہم اسکی مدد کو نہ پہونچیں مصیبت میں اسکی خبر نہ لیں ہر چند کہ بہ عنایت پروردگار فرزندون نے میرے تاربانہ صدہا ہی جیسے ان انھوں نے کوکب کو قید کیا ہی انکو بھی فرصت نہیں ملی مگر ان جانے والوں نے یہ نہ دریافت کیا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہیں یا نہیں اپنے زور جرات دکھانے ہیں آخر جا کر پھنس جاتے ہیں مصیبتیں اٹھاتے ہیں مگر ان لڑکیوں کو میں نہیں ملا ہر چند کہ بڑے ساحر زبردست ہیں بادہ عجائب و غرائب سے مست ہیں خود جاتے ہیں انکو گرفتار کرکے لاتے ہیں جو گیا قید ہوا میں خواجہ زادون سے پوچھکر چلا ہوں فرزندان خواجہ بزرجمہر اپنے باپ کے مثل ہیں تمام دنیا میں مشہور ہیں کہ علم رمل میں کوئی انکا مثل نہیں انھوں نے حکم دیا کہ آپ طلسم کو فتح کرینگے تب میں چلا مگر راہ میں اس ابلیس ملعون نے روک لیا اسکے دو ملک و ملیح سحر سے قتیع انکو کون

جواب دے سکتا ہے آگے اُنکے سحر و ساحری کے کون دم مار سکتا ہے کوکب سے علم سیکھا ہمیشہ اسی فکر مین رہتے ہین
کہ کمال حاصل کرین خدا فتح نصیب کریگا مگر میرے پہونچنے سے قیدیون کو تسکین ہوگی قاسم و ایرج و نورالدہر و
چار شاہزادے جو ہوشربا و نور افشان مین پیدا ہوے وہ بھی جا کر اسی طلسم مین پھنسے اب دیکھیے میرے
واسطے کیا ہوتا ہے مدد غیبی شریک ہو تو کیا بات ہے ایسون سے لڑائی نہین کرامات ہے ملکہ نے کہا آپ لاکھ تمہیدین
اُٹھائین مین آپ کو باغ گلرنگ مین نہ جانے دونگی امیر نے کہا اگر ہزار آفتین ہون مجھے جانا ضرور ہے اس خیال
سے قلب ناصبور ہے لکھا ہے کہ ایک دن اور ایک رات یہی ہنگامہ ملکہ کا انکار صاحبقران کا اصرار دم بدم یہی بھلانے
مین ملکہ یہان رہنا میرا باعث خرابی ہے نہ کہ ایک مہینا کامل سب یہی کہینگے صاحبقران کو تب کوکب کا
خیال نہ آیا کوئی کیا سمجھے ہمارا ساتھ دیگا اہل اسلام بھی طعن کرینگے لو اب خدا کے سپرد کیا برائے خدا
صبر کرو دل پہ جبر کرو سکو نہ روکو ہمارا رکنا مناسب نہین ملکہ تمھارے سر کی قسم ہم بدنام ہو جائینگے ہمارے
ملازمون مین چرچے ہونگے ہر شخص یہی کہیگا کہ صاحبقران زمان نے جلالت کو کام نہ فرمایا افسوس ہے کوکب
کی مدد نہ کی اصل کیفیت یہ ہے ٭ نظم

کام تو تیری ہی ہے اے یوسف بازاری کا
ابر کرتا ہے اشارہ مجھے میخواری کا
کبریا آنکھین ہون کسی طور سے رکو روث
دیکھے عالم مرے تا زون کی شمر باری کا
لے نئے مین جز دل بسمل یار نہین گرتا ہون
جسم محبوب مین گر تا مین بھلیکاری کا
ذرہ خورشید ہے جو یہ بیٹھے اُٹھائے جو لگا
ہو نمایان جسے کیا ہے مری غمخواری کا
وہ سیدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے
کیا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

ایک عالم ہے مری غفلت ہشیاری کا
جان دیتے جو کرے قصد خریداری کا
وصف خط پر کہین دیوان کہین نعت و کمر
اور چارہ ہے نہین دہر کی بیماری کا
ہاں یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
شہسواری کا جو اس جانے کے گر پیش ہو
ہو سر اک ذرہ مین عالم دل جنگاری کا
رنج دل ایسے مین ہم صید کہ عالم مین
بلبل عالم مین ہے سو قطعی بھی زرداری کا

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہے سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہے جو دل زنگار کے اک ماہ بچا
سنی شعلہ آواز مین شاپ ہو جسکی
دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
ہر وہ تجلی کہن حسن یہ مین پھول اُسکے
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا
لکھا گیا ہے اُسے کہ ورز مین غم ہی اثر
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا
خود بخود دوست کی دقت ہوئی جاتی ہے سیاہ

صاحبقران نے اسطرح یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ ملکہ کا دل ہل گیا
کہا اے شہریار مین اسواسطے روتی تھی کہ روح لاکر اب کے ہاتھون دونگی باغ تک جانے مین کئی آفتین ملینگی ماں کی اداس
مین ستائینگے امیر نے فرمایا ملکہ جو آفت ہوگی وہ جھیلینگے جستجو کئی برس جان پہ کھیلینگے تصور تو کرو اگر ایرج نوجوان سنتے
ہی نہ جاتا مین اُسکی صورت نہ دیکھتا ملکہ برات تمشیر زن اُسکی زوجہ ہے صاحب اولاد ہے تم بھی سمجھتا ہون کہ
اولاد پر کچھ افتاد پڑی ماں سے لڑکے الگ ہو گئے یہی حادثہ ایرج پر بھی گذرا تھا وہ کیونکر نہ جاتا زوجہ کے
چھڑانے کی تدبیر نہ کرتا اس معشوق کے واسطے اُسنے ہزارون جفائین اُٹھائین کوکب ایسے بادشاہ سے فساد
ہوا اُسنے جا کر طلسم شکنی کی صاف تو یہ ہے کہ مثل فرہاد کوہکنی کی مگر آخر کو زوجۂ کوکب ایرج کی شریک ہوئی
لاکھون آدمی مارا گیا خنائے گلگون پوش پر ناہید نے رنگ جمایا اپنے حنا کو مار ڈالا کوکب نے پہرا ایسے
ایسے جھگڑے پڑے کہ اگر ذکر کرون کلیجہ جلتا ہے ایسا معشوق نصیب ہو جائے دل کو کیونکر چین آئے یہ سب جھگڑے
جو صاحبقران نے بیان کیے ملکہ نے رو کر دامن چھوڑ دیا کہا اے شہریار بسم اللہ جو کچھ ہم پر بیتی سہینگے
اب زبان سے کچھ نہ کہینگے شعر ٭ سفر بخت مبارک باد ٭ بہ سلامت روی و باز آئی ٭ اسقدر ملکہ رو کر مین

ز غش آگیا جب گلاب کیوڑہ و بید مشک چھڑکا بوے زلف معنبر صاحبقران دماغ مین گئی تب ملکہ نے آنکھ کھولی کہا بسم اللہ اب آپ کیون دیر کرتے ہین صاحبقران نے بہت سمجھا دیا پیدل چلے گھوڑا ابھی اسی مقام پر چھوڑا ملکہ نے ابھی کہا تھا گھوڑا اس راہ مین نہ جاے گا امیر پیدل نکلے جستجو مین باغ گلرنگ کے چلے انکا ذکر تو وقت پر کیا جائیگا مگر اب حال مصیبت مآل بیقرار و مضطر ملکہ قمر پیکر گذارش ہوتا ہے اس گوہر داستان بے بہا کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کیا جاتا ہے جب باغ سے ملکہ قمر پیکر کو عقاب جادو اٹھا لیگیا صورت زیبا کو دیکھتا ہے دنگ زندگی سے تنگ کبھی کہتا ہے آج تو سامری و جمشید نے وہ دولت عطا کی کہ زندگی بھر لطف زندگی اٹھاؤنگا اس معشوق کو آنکھون کے پردے مین رکھونگا مزا وصل کا چکھونگا ایسا معشوق اگر بیوفا بھی ہو عاشق اپنی جان نثاری کرے ملکہ کی آنکھ بسبب توجہ ہوا کے بند ہو گئی تھی ساحر مذکور لیے ہوے ملکہ کو ایک باغ مین آیا کسی شاہ و شہریار کا وہ باغ ہے اس بے دین نے قبضہ کر لیا ہے جب جی چاہتا ہے مہینون یہین رہا ایک دیو کہ وہ بھی پردۂ قاف سے بھاگ کر دنیا مین آیا ہے اسی باغ مین رہتا ہے کبھی ان دونون کا سامنا نہین ہوا ساحر نے ملکہ کو لاکر باغ مین چبوترے پر بٹھایا بست سے پھول لاکر رکھدیے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی ساحر سیہ فام بد انجام کریہ منظر کو دیکھا ڈر کے آنکھین بند کر لین تب ساحر نے پکار کر آواز دی اے جان جہان واے آرام دل شادمان مین تابعدار ہون غلام جان نثار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مین آپ کو باغ سے اٹھا لایا معاف فرمایئے گا ملکہ نے جو یہ مضمون سنا آنکھین کھولکر کہا اے شخص مجھکو کیون اٹھا لایا اگر آدم خوار ہے بسم اللہ مجھکو کھالے کہ مین تیری صورت زشت کو نہ دیکھون تیرا دل خوش ہو جائے حسرت پوری ہو اور مین تیرے کس کام کی

نظم

ہنستا رہا جو حال دل پاش پاش پر
کہتا رہا بیان تو گلا اس خراش پر
پہونچے وہین خیال مین بھی جیسے تم ہوئے
مرتا ہون کوے یار کی مین بود و باش پر
سو غم مین یار رہے مرے اک دل مین میہمان
چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر
شاید دکھا کے دست حنائی کیا ہے قتل
کیا مستعد ہوا ہے کسی کی تلاش پر
منظور جو تھا خون چھپانا اسے جلال
کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر
سمجھا صنم تراش کے کافر کیا ہمین
دل تنگ سا ہوا ہے اسی کی تلاش پر
لیتی ہے دل مین حسرت پرواز آشیان
کیا حوصلہ کیا ہے ذرا سی معاش پر
باہم دل و جگر کہین اڑکر نہ کٹ مرین
انگلی کہین اٹھیان گر کشتے کی لاش پر
دشمن بھی گن سکیگا نہ درد فراق دوست
قاتل نے خاک ڈالی نہ کیون میری لاش پر
ناخن لگین کسی کا لگا تھا غضب وصال
پہونچ رہے تھے ہاے یہ کیا بات تراش پر
ہنستے مین عشق غلط سے مجھکو بہا گئے رنج
رکھتا قفس مین کاٹکے صیاد کاش پر
مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہین
تلوار چل نجائے تمھاری تراش پر
کھوئے ہوے ہے اس لئے تو دل اپنا ڈھونڈھنے
تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر

اے شخص اگر تو میری جان کا خواہان ہے تو مین اپنا خون تجھے بحل کرتی ہون قتل کر ڈال خواہ کھالے خواہ لاشہ مجھ گرفتار دام مصیبت کا کسی جنگل مین پھینک لقمۂ گرگ و پلنگ ہو تیری خوشی ہو جائے عاشقی و معشوقی کا مجھسے ذکر نہ کر میرا دل گھبرا آتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے جادوگر تو ہون پر گر پڑا کہا میری کیا مجال کہ جو مین قریب حضور کے بیٹھون ذہن فقط گلچینی گلشن جمال کی کرنا چاہتا ہون جب ملکہ کو غصہ سے تقویت ہوئی کہا او بدنصیب کمبخت مین نے شب سے کھانا نہین کھایا دو چار پھل توڑ لا کہ مین شکست نثار کرون کھانے کو جی چاہتا ہے لخت دل کھاؤن خون جگر پیون مگر بیقراری نہین رکھتی اتنی جو ملکہ نے فرمایش کی ساحر نہال ہو گیا سوچا کہ اب مجھکو بھی پھل ملیگا گل مراد کھلیگا ابھی عزیز و اقارب سے جدا ہوئی ہے ہوش درست نہین جب دو چار روز خدمتگزاری کرونگا راضی ہو جائیگی یا کوئی سحر کرونگا قلب اسکا الٹ دونگا

آپ ہی عاشق ہو جائیگی یہ سوچکر دوڑا درختوں کو چمن کے پامال کرنے لگا جس شجر پر ہاتھ ڈالا اکھیڑ لیا شاخ توڑ ڈالی صدہا درخت گرا دیے قضائے کار دیو میمون وہ بھی اسی باغ میں رہتا ہوا تھا ہمیشہ سے خیال میں ہی کہ باغ میں کوئی ساحر بھی رہتا ہی اسی تلاش میں تھا کہ غافل پاؤں تو کھا جاؤں اسوقت جو اڑتا ہوا آیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام سارے درختوں کو پامال کر رہا ہی گرگ کے جو گرا ایک تھپکی سر پر ماری سر گردن میں گردن سینے میں گولی بنا کر کھا گیا تنگ کیا پیٹ میں گڑبڑ شروع ہوئی پیٹ پیٹتا پھرتا ہی چار گھڑی کے بعد آواز آئی کشتی مرا ملعون عقاب جادو بود جب گڑبڑ موقوف ہوئی تو دیو مطمئن ہوا باغ میں آیا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا چبوترے پر ایک ماہ تابان مہر درخشان ستارۂ فلک خوبی مشتری چرخ محبوبی گل اندام شیرین گفتار حسن میں بے مثال آفتاب حسن جمال حیران حیران دیکھنے لگا یہ ستارہ ہی یا کوئی ماہ پارہ ہی جب جمال پر نگاہ ٹھہری کھسکتا ہوا قریب آیا جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا ارے تو وہی جادوگر ہی اب دیو بنکر آیا ہی دیو نے عرض کی اُسے تو میں کھا گیا پیٹ میں بڑی دیر تک ہڑبڑ رہا اب اطمینان ہوا میں خدمتگاری کو جان نثاری کو سب طرح پر موجود ہوں ملکہ نے ہنسکر کہا کیا خوب فلک شعبدے دکھاتا ہی شعر ہر دم ازین باغ بری میرسد تازہ تر از تازہ تری میرسد سبحان اللہ یہ خوب عاشق ملے ایک انگلی لگا دے تو میرا نشان نہ باقی رہے ای فلک کیا کیا سامان دکھاتا ہی سوختہ بختان مصیبت کو جلاتا ہی ابھی کچھ اور تھا یہ دو گھڑی صورت ہی کیا اچھی کیفیت ہی نظم

چون مہر زعریانی سر عار نہ داریم
در کعبہ بیہودیم و سلمان بدر دہر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نہ داریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرداست کہ ما طاقت گفتار نہ داریم
نازو نگہ و عشوہ بہای دل سوداست

چون گوہر ناسفتہ از اسباب معیشت
آرام بجز خانۂ خمار نہ داریم
ما بندۂ عشقیم و بہتر از مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نہ داریم
آئینہ غبار از نفس ما نپذیرد
زین بیش چہ خریدار کہ انکار نہ داریم

ہرگز بہ جہان ماتم و دستار نہ داریم
دلبستگی خویش بیک تار نہ داریم
با نالہ لب باز بجو ہر آن کہ دل خویش
با شیخ و برہمن سر پیکار نہ داریم
بر عرض تمنا نہ دہی گوش چہ ما ہرزہ
بر خاطر کس زاہل جہان بار نہ داریم

دیو قدموں پر گرا کہ میں ابھی آپ کے واسطے کنیزیں لاتا ہوں وہ کام کاج کریگی دل بہلائینگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دیو بھاگا ایک گانو سے جاکر پانچ سات عورتیں اٹھا لایا ایک مقام پر اونٹ لدے ہوئے جاتے تھے اسمیں میدہ و گھی و شکر لدا تھا اٹھا لایا سامنے ملکہ کے عورتوں کو بٹھا دیا کہا یہ کنیزیں واسطے خدمت کے حاضر ہیں یہ کھانے کا سامان ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کچھ دیو نے پکا کر کھایا ملکہ نے ناچار ان کنیزوں سے کہا صاحبو تم بھی پکاؤ چین سے بیٹھکر کھاؤ ناچار ان بیچاریوں نے کچھ روٹیاں پکائیں کچھ خدمت میں ملکہ کے حاضر لائیں ناچار ملکہ نے بھی کچھ کھایا آٹھ پہر یاد صاحبقران زمان و ماں و باپ کی جدائی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں رویا کرتی ہیں کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں کبھی شکوہ فلک کبھی اپنے کیے پر رونا کبھی چلانا کبھی پکارنا نظم

تم ہو آگئے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
ڈھونڈتا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
بت سلامت ہیں ایمان رہے یا نہ رہے
میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمہارے آگے
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہمیں بہتر ہی آغوش لحد
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
جس پری نے ہمیں دیوانہ بنا رکھا ہی
آئینہ بزم میں حیران رہے یا نہ رہے
سجدہ جسدن سے کیا اک بت کافر کو جلیل

کیسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے
بندۂ عشق ہوں اللہ سے کہتا ہوں یہی
روز کہدے کہ یہ انسان رہے یا نہ رہے
اپنی زلفوں میں گرو کر لیا دل عشاق کا ہم
شک ہی بملکہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس افسوس مین آٹھ پہر رونا کنیزین بیچاریان مبتلائے مصیبت وہ بھالی ہین کہ واری اگر زندگی باقی ہے اس مصیبت سے رہا ہو گئے ورنہ ہمین تڑپ تڑپ کے مرینگے کسی سے ملکہ نے حال دل نہین کہا جب کسی نے پھر پوچھا اور ذکر ہین نالہ یا وہ بیچاریان بھی جان سے بیزار طول و حزن اشکبار مگر قضائے کار یہ دیو میمون ہے وہ قاف سے کیون بھاگا پردہ دنیا مین کیون آیا ایک دیو ہے کہ دیو جبار اسکا نام ہے کسی وجہ مین اسکے اُسکے دشمنی ہوئی جبار نے میمون کا قلعہ لوٹ لیا یہ بیچارہ اُس سے کمزور تھا بھاگ کے دنیا مین چلا آیا ایک دن خیال مین آیا شکارگاہ سلیمانی مین بہت سے غیر دار رہتے ہین چلکر اُنسے ملین اگر وہ ہمارا ساتھ دین تو دیو جبار سے لڑکر اپنا قلعہ لین یہ سوچکر شکارگاہ سلیمانی مین آیا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا کہ دیو جبار سامنے سے نمایان ہوا میمون نے چاہا کہ بھاگون جبار آپڑا میمون سے وار چلنے لگی جبار نے میمون کو مار لیا ملکہ کو انتظار مین جب دو دن گذرے کہ میمون ہنس کے نہ آیا کھانا روز لاتا تھا اب فاقے ہونے لگے ملکہ نے کنیزون سے کہا کیون صاحبو خواہ دشمن تھا وہ خواہ دوست تھا آب و دانہ تو پہونچاتا تھا جس شے کی فرمایش کی اسکو تلاش کرکے لاتا تھا اب یہان کون خبر لیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے اسیر کوئی اُفتاد پڑی ہمین یقین ہے کہ اب وہ نہ آئیگا یہان کیتک تڑپ تڑپ کے دن ہر روز ایک نیا شعبدہ ہوگا

نظم

دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین
یون مین ہمیشہ گبرو مسلمان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو گئے تیر
رہتی ہے نہین عیسیٰ و بیابان سے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی
دل کی کیسے تیرے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
بجلی جلے کیا چمن مین کرنے شروع کی
آشیان ہو رہی ہے دل نالان سے چھیڑ چھاڑ

اے دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ
رکھنا تھا دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
کیا کیا ہماری آبلہ پائی سے بھی رہی
کیون کی ہوا کے کوچہ جانان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس مین
باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
بچھتائے گا بہیجے دل مین نہ گلستان
قمری سے کبت بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال

ہو گو ہوتی ہے جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان
دشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کرتے مین اپنی سختے مین کہا اسکی اے جنون
صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
رکھنے نہ دیگی سینے مین آرام بھر بھی جن ہے
اچھی نہین ہے نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
دو دلون سے دونون پوچھے مین جلال عشق
ہر دم کیسی کی نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

سب نے عرض کی واری اختیار ہے ہم آپ کے ساتھ مین اب کہان جائین گھر بار چھٹا عزیزون سے الگ چھڑایا پاس باغ کے لاکر باغی نے پہونچایا اب سوائے آپکے اور کون ہمارا معین و مددگار ہے آپ جہان جائین ہم بھی آپ کے ساتھ ہین آپ کا دامن ہمارے ہاتھ مین کسی مقام پر کمی نہ کرینگے جیسا فرمائین بجا لائین ہین ان جب تکلیف آب و دانے کی ہوئی ملکہ چار کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے روانی ہوئی تکلین کبھی گرین کبھی اُٹھین کنیزین سنبھال لیتی ہین کبھی عرض کرتی ہین واری لونڈیان آپ پر سے نثار ہون لونڈیون کے کاندھون پر سوار ہو لیجیے جسطرح حکم ہو اسطرح بجا لائین ہمین تکلیف حضور کی گوارہ نہین ملکہ نے کہا ساتھیین بھر کر فرماتی ہین تو یہ نے تکلیف دی اُس سے کیونکر نہین کیونکر دامن کانٹون سے بچائین تڑپ تڑپ کے مرجائین مگر یہ تکلیف اٹھو نہ دیکھین کسی طرح تکلیف گوارہ نہین ہوتی مگر انسان تقدیر سے مجبور ناچار ہے ہمارے واسطے یہی مصیبت قضا و قدر نے مقرر کیے چشم زدن مین کیا کیا سامان ہوئے کہان وہ ساحر اُٹھا کر لایا اُسکی جان کیا جاتی دیو کو خدا نے مہربان کیا اسیر بھی نہین معلوم کیا گذری صاحبو یہ یقین کامل ہے کسی ایسی بلا مین پھنسا کہ جو نہ آیا اگر وہ صحت سے ہوتا تو ضرور آتا ہم پر مہربان ہوا اسی وجہ سے بلا مین گرفتار ہوا اپنی تقدیر کی خوبی جو ہمارے ساتھ احسان کرے وہ بلا مین پھنسے نظم

کیا سنئے مرے نالۂ شبگیر کی آواز
پہونچی نہ کسی کان تلک اس تیر کی آواز
بدنام ہو فریاد مری کوچے مین اُنکے
کانون مین بھری ہو تری تقریر کی آواز
دل کو سحر وصل وہ کھونا ہو یہ جیسی
شاکی ہو بہت ضبط گلوگیر کی آواز

آتی ہو مجھے خندۂ تقدیر کی آواز
مجنون تو ہی کیا نجد مین دیوانہ بنا کر
پہچانتے ہین عاشق دلگیر کی آواز
ہر مرغ چمن وہ تنگ ہی نالے سے مرے سنکر
نوبت سے جو پیدا ہی ہم وزیر کی آواز
سر بیر او وہ ٹھکرا نے مین گئے مین یہ شتابا

پیدا ہوئی کب آہ مین تاثیر کی آواز
لیلی کو مرے پاؤن کے زنجیر کی آواز
سنتے ہی نہین یہ کوئی ہر چند پکارے
کیا نکلے جلا بلبل تصویر کی آواز
آہستہ بھی نالان مجھے ہونے نہین دیتا
کیا خوب جلال آتی ہی تقدیر کی آواز

دو دن اسی صحرائے ہول خیز مین گذرے کنیزون نے استقبال کیا ملکہ نے یون اوقات بسر کی کسی شکل سے پینے کا پانی نہ ملنے کی یہ صورت ہو کہ سوائے چشمۂ آفتاب پانی اس صحرا مین نایاب ہی ملکہ جستجو کر رہی مین پانی دستیاب نہین ہوتا پناہ پانی مشکل ایک روز بہت ہی پیاسی قریب چشمۂ آب کے پہونچین پانی جو پیا آبرو پر بن گئی گر پڑین جاتی ہین آنسون دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی اپنے حال زار پر رونا آتا ہی ملکہ گلفام آشفتہ یاد مین صاحبقران کی بہت بیقرار تھین کنیزون نے کہا واسطے شکار کے چلیے جنگل مین دل بہلیگا دل تردد منزل ہو جائیگا ملکہ سوار ہوئین نقاب چہرے پر باز سفید ہاتھ پر بیٹھا ہی شکار کھیلتی نکلین ایک طاؤس ایک طرف سے نکلا ملکہ نے باز کو چھوڑا باز نے طاؤس کو گھیرا اتنے بڑے جانور پر گرا باز نہین آتا نیچے منقار سے چاہتا ہی اسکی آنکھین نکال لون جھپٹکر ایک پنجہ جو مارا طاؤس گرا جہان ملکہ قمر پیکر بیٹھی تھین وہین طاؤس گرا قمر پیکر نے جو دمامے کی آواز سنی گھبرا کر اٹھ بیٹھین محمودی کی چادر سے چہرے کو چھپایا باز کندے باندھکر طاؤس پر گرا تمام جسم نوچنے لگا ملکہ گلفام گھوڑے سے کود پڑین قریب آتے ہی چمکارا باز کو اٹھا لیا اپنے ہاتھ پر بٹھایا طاؤس کا شکم چاک کر کے دل نکالا باز کو دیا باز نوچ نوچ کے کھانے لگا پلٹ کے جو دیکھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ اداس عالم یاس ملکہ گلفام دیکھکر حیران ہوگئین جب قریب آئین فرمایا اے شگفتہ تو کون ہی اس صحرائے ہول خیز مین آنے کا کیا باعث ہوا کون یہان تک لایا قمر پیکر نے گورے ہاتھ باندھکر محمودی کی چادر سے باہر نکالے کہا حضور ہم خاک نصیبون سے کلام کرنا کیا ضرور ہی آوارۂ دشت مصیبت غریب الوطن حامل رنج و محن فلک زدہ مصیبت کے مارے بھوکے پیاسے اس پانی کے لالچ مین یہان پڑے ہین ہمارا حال نہ پوچھیے بقول مخفی شعر روز نومیدی جو آید آشنا دشمن شود + غم جو اشادی جدا دوست جدا دشمن شود دعا کیجیے کوئی شیر ببر آ کے ہمکو کھا لے اس کشاکش سے چھوٹین ملکہ گلفام خود حیران دیدہ آفت کشیدہ بیتاب ہوگئی کہا بی بی مین مرد نہین ہون عورت ہون مجھسے حال چھپانا کیا ضرور یہ سب جوالی میرے قبضے مین ہی اگر مناسب ہو تو مجھے سرفراز فرمایے میرے ساتھ چلیے مین حسب خواہش آپ کی خدمتگزاری کرونگی یہ سنکر ملکہ قمر پیکر نے ایک آہ کی تمام اعضائے جسم جلنے لگے اعضا سے شعلے نکلنے لگے پاس بیٹھکر جو محبت سے باتین کین ملکہ قمر پیکر نے چہرہ کھولا حقیقت مین ایک شاہزادی کو دیکھا کہ عورت قمر منظر یہ منت کر رہی ہی کہ میرے ساتھ چلو قمر پیکر نے سر جھکا لیا کہا مین تو کنیزی کے بھی لایق نہین ہون کیون حضور مجھکو لیے چلتی ہین ملکہ گلفام نے کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو احمد نے سب طرح کا سامان دیا ہی ایک آدمی اگر بوجھ بنی رہیگا کچھ مشکل نہین یہ کہکے ہاتھ تھام لیا ایک اور بادپا کو حکم دیا اسپر سوار کر لیا دلدہی کرتی ہوئی اپنے کرہ گلگون پر لائین بہ محبت گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بی بی تمہارے سر کی

قسم مفصل حال بیان کرو تاکہ مین مفصل بتاؤن قمر پیکر نے سوچکر کہا مجھکو شمشاد بانو کہتے ہین اس قطع کے لوگ ہمیشہ مبتلا
بلا رہتے ہین میرا باپ تاجر تھا قزاقون نے آکر گھیر لیا مین خیال عصمت مین قزاقون کو دیکھتے ہی بھاگی ایک غار
مین چھپی نہین معلوم انپر کیا گذری تین دن بے آب و دانہ اسی صحرا مین گذرے آج آپ پہونچین آپ کو ہمارے
حال زار پر رحم آیا مگر افسوس یہ کہ موت نہ آئی مان باپ کی جدائی ہلاک کرتی ہی عزیز و اقارب لوگون سے جدا ہوے یہ
کہکے زار زار روئی ملکہ گلفام آشفتہ خو نے اسی وقت لباس تبدیل کرایا چند کنیزین واسطے خدمت کے دین ایک قصر
مین رہنے کو حکم دیا قمر پیکر جا اتری لیکن مگر ہر وقت رونے سے کام جب ملکہ گلفام صحبت مین بلاتی ہین بیقرار و مضطر
پاتی ہین جب کئی دن اسی حال مین گذرے ملکہ گلفام کو نفرت ہوئی زن صحرائی و بعضیان جنگلی عورت کہتی ہین
ملکہ گلفام نے فرمایا اے شمشاد بانو یہان تم گھبراتی ہو احوال کوہ گلگون مین بیس کوس تک ہمارے باغات
بنے ہین وہ سب ہمارے ہی ہین تمہین غم و الم نے گھیر لیا ہی دو سو کنیزین تمکو دیکر ہم وہان بھیجتے ہین ہمارے سر کی
قسم بہت لطف سے بسر کرنا جس شی کی ضرورت ہو کہلا بھیجنا ہم برابر روانہ کر دینگے ہمین تمہاری فکر رہیگی یہ سنکر ملکہ کو
ہوگئین دو سو کنیزین گلفام نے ساتھ کین ہوادار منگا دیا کنیزون پر تاکید کی خبردار انکو کوئی تکلیف نہ ہونے
پائے ہماری مہمان عزیز ہین جس شی کو فرمائین فوراً ہمکو خبر کرنا ہم روانہ کر دینگے چندے جب الگ باغ مین رہینگی
غم و الم دفع ہوگا فی الحال ہم تو مبتلائے غم و الم ہین ورنہ انکو طبیعت مین جگہ دیتے شگفتہ کر لیتے ملکہ قمر پیکر ہوادار
پر سوار ہوئین دو سو کنیزین ہمراہ وہان سے دو کوس پر ایک باغ تھا انہین لاکر اتارا ملکہ کو غنیمت ہوا ہر وقت
گوشہ تنہائی مین بیٹھی رہتی ہین کبھی گھر کی یاد آتی ہی کبھی یاد امیر مین گھبراتی ہین دل کو چین نہین ملتا ہر وقت
رویا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی کبھی گھبرا کر چمنستان مین آ کر تماشا گل پر نگاہ پڑتی ہی یاد روے محبوب کی چھری
کلیجے مین گڑتی نخل سرو کو دیکھا کہ تمہین ہمارے دل کی آہ ہی ہماری طرح یہ بھی تباہ ہو کبھی قریب چشمے کے آتین
موج آب کا خنجر کلیجے پر چلا معلوم ہوا یہ چشمہ بھی حبابون سے آنکھین دکھاتا ہی ہمارا حال اسکو کب بھاتا ہی
دیکھین آبرو کیونکر رہے اب حسرت مین غرق چین و آرام مین فرق یہ حال اسکا دیکھکر کنیزین گفتگو کرتی ہین
کہتی ہین صاحبو یہ جنگلی عورت زن صحرائی ہر وقت رویا کرتی ہی ہم تو اسکے ساتھ آکر بہت پچھتائے بار غم و الم
اٹھائے کیا لیکے اسکو سمجھاتی ہین اگر سمجھاتے ہین اور زیادہ بیقرار پاتے ہین جنگلی عورت ہی اسکی یہی کیفیت ہی جب
یہان سے کنیزین بدلکر خدمت مین ملکہ گلفام کے جاتی ہین تمام کیفیت بیان کرتی ہین ملکہ گلفام کہتی ہین یہ
کمبخت بھی کسی پر عاشق ہی ہماری طرح کسی وقت اسکو چین نہین ملتا ہمنے کیا کیا تدبیر اسکے آرام کے واسطے
کی سب بیکار ہوا نہین معلوم اسکی اصلی خواہش کیا ہی سب نے کہا واری اصلی نقلی کیونکر معلوم ہو بات ہنسنے کی اسکی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے کسکو سمجھائین کیا کہین اسپر تو نیک و بد باتین سب گذرتی ہین ہر طرح سے ہم لوگ چاہتے
ہین اسکو شگفتہ کرین مگر زن صحرائی ہی ہر وقت گھبراتی ہی تنہائی اسکو بہت پسند آتی ہی ہر وقت ہم لوگ بہلاتے
ہین سب طرح سمجھاتے ہین اسپر ترقی غم و الم ہی چاہتی ہی رو رو کر جان دون مگر حضور تو اپنے چہرے کو دیکھین
گل سا چہرہ کمھلا گیا ملکہ نے اف آہ کی کہا ہم تو محبوب مسافر کے واسطے بیقرار ہین وہ یکہ تاز میدان
جلالت صاحب شوکت و لیاقت نہین معلوم انپر کیا گذری باغ گلرنگ تک پہونچے یا نہین پہونچے
خدا ایسا فضل کرے کہ لوح طلسم لقا انکو ملے فتحیابی مین مصروف ہون جب دشمن کسی مصیبت مین پھنس
جائینگے ہم کیا کرینگے ہر آن انکا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون کچھ نہین بن پڑتا خود جاؤن

یا کسی کو واسطے خبر کے بھیجوں **نظم**

حسرت اس بت کے دل مین آئی ہی
دیکھو حسد کی یہ بیوفائی ہی
زندگانی نے ہجر کی مارا
اک صنم کی یہان خدائی ہی
پاک الفت کسی سے رکھتا ہون
تھوڑی تھوڑی سی کج ادائی ہی
اسلئے ورتک **جلال** جا پہونچا
جب نفسی میرے لب تک آئی ہی
ہنسے اک نئی کسی کی پائی ہی
اسکی آنکھون مین روز وصل آتا
ملک الموت کی دوہائی ہی
دیکھ لینے دے یار کراہ ضعف
رند ہوکر یہ پارسائی ہے
بولا امیر دیکھکر وہ شوخ
آگے تقدیر کی رسائی ہی
اسپہ تقدیر مسکرائی ہے
مرچلے ہم تو بولے سارے وہ
ای حیا عین بیحیائی ہے
ہر دو عالم سے غیر عالم دل
ہنسے پہرون مین آنکھ اٹھائی ہی
سیدھی نظرون مین ہی تری ظالم
ہاے کیا آنکھون مین نے پائی ہی

اتنی بین کلی مین حضور ایسا آپ نے اپنے کو گھلا دیا مسافر کے پیچھے اسقدر نہین رونے دعا کیجیے کہ خدا انکو مظفر و منصور کرے لوح طلسم دستیاب ہو صحت و عافیت سے آپ سے آکر ملین خدا دشمنون سے بچائے غم و الم کی صورت آپ کو نہ دکھائے اس ملکہ نے فرمایا اب یہ غم ہماری جان لیگا اب اس سے چھٹکارا دشوار ہی اگر انکے رنج و ملال کی کوئی صورت سنی کیونکر نہ پریشان ہونگی کوشش نہوئی کاش کہ ساتھ جاتی لوح دلوانے مین کوشش کرتی کاش کہ انہین کے سامنے مرتی انکو بھی تو ثابت ہوتا کہ یہ ہماری عاشق صادق ہی بار موافق ہی مگر افسوس کچھ نہین بن پڑتا ملکہ **کلفام** اس حال مین وہان ملکہ قمر پیکر کو یاد امیر کا ملال مگر اب حال **صاحبقران** عرض کیا جاتا ہی کہ امیر بموجب نشان دہی ملکہ **کلفام** اشتغور کے قریب اس باغ کے پہونچے دیکھا قفل کلان در باغ پر لگا ہی امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑون ایک طرف سے آواز آئی ای جوان کیا کرتا ہی قفل کو بے کلید کھولتا ہی صاف ثابت ہی کہ اصلی مالک نہین خبردار ہاتھ نہ ڈالنا امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو سوگز کا قد لائق درقہ دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوے غوں غوں کرتا ہوا قریب **صاحبقران** کے پہونچا وار لگائی اس بیدار مغز نے جست کرکے وار کو خالی دیا زمین پر دار پڑی گرداب پانی نکل آیا دیو نے آواز دی ہاے لقمہ بھی آدمزاد کا گراں ہو گیا امیر نے پہلو سے نعرہ دلیرانہ کیا کیا بکتا ہی اپنے جھٹکے پھر وار کا وار کیا **امیر** نے نیمچہ **سہراب** بل کھینچا وار پر ہاتھ مارا دار شل خیار کے کٹی دیو نے کندہ کا پھینک مارا امیر نے الگ آئی ہوکر خالی دیا دیو نے غصے مین چنگل مارا امیر نے مختلی کا ہاتھ مارا کہ دیو کا ہاتھ قلم ہوا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا دیو نے اک چیخ ماری او آدمزاد تو نے میرا ہاتھ قلم کیا تیرے کیا ہاتھ آیا چاہا کہ بھاگ نکل جاؤن امیر نے مہلت نہ دی ایک کے ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے **امیر** دیو کو مار کر در باغ کے آئے قفل پر ہاتھ مارا توڑ کر قفل کو پھینک دیا اندر باغ کے آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا کہ آب گوہر پانی بھرے دریا کی آبرو ٹھے چہار جانب جوانان چمن آکر بے مین نرگس کی آنکھ مین ڈورے نشے کے پڑے ہین سوسن نے آب شبنم سے رخ انور کو دھویا باغبان نخل محبت کشت دل مین گویا صبا دانی بدنصیبی پر رویا زمین نے رنگ کیفیت گلستان ہاتھ سے کھویا سنبل پیچ و تاب کا گل بنا رہی ہی اپنی رعنائی دکھا رہی ہی فوارہ ہزاری نہرون مین چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ گوہر بے بہا لٹ رہے ہین باغ پر بہار کیلیے قطار در قطار صاف ثابت ہی کہ جوانان سبز پوش مین کھڑے ہین مگر کیلیے اسلیے نہین بعد فرو نگین ایک کے قریب ایک اسی طرح جوانان چمن کو اپنی رعنائی پر ناز ہی عندلیبان خوشنوا جانتی ہین کہ آمد بہار کا آغاز ہی ایسا نہو خزان اپنا رنگ جمائے باغبان قضا و قدر رنگ

برپا نہ ہوئی دکھائے اپنے اپنے حال مین سب مست ہین پھول ساغر بدست ہین چراغ لالہ روشن آباد گلشن بیچ مین
باغ کے سو قفس آہنی ہر قفس مین سو سو طائران ہفت رنگ جیسے طائرون نے امیر کو آتے دیکھا غل مچانے لگے
امیر نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب بالکل قریب پہونچے طائر پھڑپھڑانے لگے جو بیچ مین قفس ہے اُسمین طائر چہاردہ رنگ
نے زبان کھولی آواز دی یاربی طلسم کشا معلوم ہوتا ہے یہ سنتے ہی طائرون نے قفس توڑے نکلتے ہی سر پر
صاحبقران کے چونچ مارنے لگے آواز دی کہ الٰہی طلسم دوزد طلسم کشا فکر لوح مین آگیا یہ جو طائر چہاردہ
رنگ نے آواز دی وہ طائر یا توزد صاحبقران کے چونچ مار رہے تھے ایا منقارین لکھو مین اشعار عبرت آمیز
پڑھنے لگے مراد یہ تھی کہ اے ساکنان دنیا مقام عبرت ہے جائے عشرت نہین نوشیروان کیا ہوا مگر عدالت نے
نام اسکا روشن کیا خوف کر ضحاک ماران بادشاہ ظالم جابر تھا اسکا بھی ذکر جابجا ہوتا ہے فریدون فرخ
کیا انصاف و عدالت کر گیا آج تک نام نامی اسکا مثل آفتاب کے روشن ہے اب یہی مناسب ہے کہ ہر
کس و ناکس خوب عبادت کرے اپنے خدا کو یاد کرتا رہے کیا حافظ حقیقی نے پردہ ڈالا کوئی سمجھ نہین سکتا کہ
موت کسوقت آئیگی اگر شاید یہ پردہ نہوتا اور کسی کو ثابت ہوجاتا کہ زندگی کے دس برس باقی ہین یقین ہے دس
برس میسر لعبتا ہر دوست و عزیز کی ملاقات کو جاتا ایک ایک سے کہتا پھرتا کہ اے یار و ہماری زندگی کے
دس برس باقی رہگئے اب ہم مکان بنوا کے کیا کرین لباس کی کیا ضرورت ہے ہمارے ساتھ فوج حسرت ہے
مگر سبحان اللہ حافظ حقیقی مالک حقیقی نے کیا انتظام رکھا ہے کہ چند ساعتین اُسکی زندگی مین باقی ہین مگر علاج
کر رہا ہے یہی خیال ہے کہ اب کی دوا کو پیکر اچھے ہو جائینگے عزیزون کو بھی یہی گمان ہے کہ اگر شربت انار ہین
طبائے ہمارا عزیز صحت پائے وہان جام عمر لبریز ہوا اسکی خبر نہین کہ رشتہ حیات منقطع ہو چکا آخر تھوڑی دیر مین
یہ حال ہوا کہ دوا نے کچھ کام نہ کیا وقت وصال ہوا ملک الموت نے ہاتھ بڑھایا روح قبض کر لی حسرت و یاس
ساتھ گئی کسی دولت نے ساتھ نہ دیا گھر مین شور و قیامت برپا ہوا یہ شخص ابھی نہین جانتا کہ مین مرا جاتا ہے
کوئی اور شخص مر گیا یہ دیکھ رہا ہے کہ میرے عزیز و اقارب رو رہے ہین بیٹے زوجہ روتی ہے ماں اشکون سے منہ
دھوتی ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ جنازہ اٹھکر چلا یہ بھی شخص ساتھ ہے جب شہر خموشان مین پہونچے اسکو
لوگ قبر مین گرانے لگے ساتھ والے پلٹنے اب اس مرنے والے کو ثابت ہوا کہ مین مرا ہون مجھے قبر مین گرا
رہینا ہائے جو میرے ساتھ آئے تھے وہ جاتے ہین کاش کہ انھین لوگون مین مین بھی ہوتا کہ انکے ساتھ پلٹ جاتا اب
عزیزون نے قبر مین گرا دیا آگے ذکر سوال و جواب ہے طولانی یہ کتاب ہے اے طلسم کشا تیری آنکھین کھلین چند
ساعت کے واسطے کیون ظلم کرتا ہے بیگناہون کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے امیر بانو قبر کچھ جواب نہین دیتے بھجتے
ہوئے طرف قفس چہاردہ رنگ کے جاتے ہین اب وہ طائر امیر پر گرنے لگے کسی نے پر مارا کسی نے چاہا
منقار سے گوشت نوچون امیر نے تیغ چمکایا سر کٹ کٹ کے طائرون کے گرنے لگے طائرون نے بھی ہوش اڑ
بلند ہو کر غل مچاتے تھے یار دوزد طلسم کشا آپہونچا طائر چہاردہ رنگ مارا چاہتا ہے لوح لے لیگا سب کی
جانین جائینگی ساکنان طلسم مارے جائینگے بادشاہ طلسم مصیبت اٹھائینگے قضا کے کار مشہور جادو
اسوقت تخت پر بیٹھا ہے کالوس فروش وزیر پہلو مین عدالت و انصاف ہو رہا ہے صاحبان مقدمہ حاضر ہین
اہالیان دربار کیفیت مقدمات کے ناظرین بیٹھے ایک سناٹا ہوا بارگاہ مین کہ ایک چھائی اندھیرا ہونے لگا
ہر ایک ساحر خود بخود رونے لگا بادشاہ نے کہا کیون یارو تمکو کیا ہوا کیون گھبراتے ہو کلمات

حسرت و یاس زبان پر لاتے ہو کہ ایک وزیر نے کہا اسوجہ سے طبیعت گھبراتی ہے جیسے آسمان سے کیسی آواز آئی ہے مشہور لعبہ اکرم حسن بارگاہ میں آیا دیکھا ہزارہا جادوگر باغ گلرنگ پر غل مچا رہا ہے کہ لیکے چلاتے میں اے بادشاہ جلد دوڑو ہم مارے جاتے ہیں ہمارا سحر اس شخص پر تاثیر نہیں کرتا ہے عجب یہ جوان سنگدل ہے یہ کیونکر نہیں کہ یہ جاہل ہے نہیں معلوم کیا انتظام کر کے آیا ہے کہ اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے ہمنے اپنے کمال صرف کیے کئی ہزار ہمارے ساتھ کے مارے گئے کسی نے ایسا ٹھیک پتہ بتایا ہے قریب قفس طائر چہار دہ رنگ آیا ہے ہم مجبور ہیں قلب ناصبور ہیں افسوس کہ آپ سے دور ہیں کہ آپ بھی بارگاہ خداوندی کے حضور ہیں یہ جو بادشاہ نے سنا کہا اے کافور سیر فروش غضب ہو گیا دیکھو تو یہ طائر کیا غل مچا رہے ہیں یہ سب کہا نان باغ گلرنگ میں رہتے ہیں زندگی سے تنگ ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ معروف جنگ میں طلسم کشا زور رہا ہے انتہا کا معرکہ پڑ رہا ہے مگر طلسم کشا کون ہے کیونکر آیا کسنے باغ گلرنگ کا پتہ بتایا وزیر نے کہا میں ابھی جاتا ہوں قفس طائر چہار دہ رنگ لاتا ہوں بلکہ اگر بن پڑتا ہے تو طلسم کشا کو بھی لاتا ہوں جاکر زور سحر کا دکھاتا ہوں جان لگا دونگا سامری و جمشید کو پکارونگا ہمارے آپ کے پوجنے کو دو سو خداوند ہیں ایک بھی اگر آگیا معاملہ صاف ہے یہی عرض کرونگا یا لات و منات مقام انصاف ہے کبھی لونک لونا کو پکارونگا کبھی جھونک جھوٹا کو للکارونگا یہ کہکر آواز دی یار ہے جلو میں ساتھ بارہ ہزار ساحر چلے اسوقت جاکر پہونچے کہ صاحبقران زمان پر ساحر گر رہے تھے امیر کے ہاتھ میں تیغ عقرب سلیمانی خود جرأت میں لاثانی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر ساحر گر رہے ہیں تیغے سحر کر رہے ہیں مگر امیر کے اسم اعظم ورد زبان جرأت میں زوروں پر چڑھے ہوئے سب ساحروں سے آگے بڑھے ہوئے قریب قفس پہونچے وزیر نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران نے قفس کو توڑا طائر چہار دہ رنگ خائف و ترساں گوشے میں قفس کے چھپتا پھرتا ہے چاہتا ہے جان بچاکے نکل جاؤں قفس جسم خالی کو طائر روح سے خالی کروں مگر صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا ہر چند طائر نے اپنے کو چھپایا کافور سیر فروش نے دیکھا امیر نے طائر کی گردن کی طائر بیخبر کا امیر نے کار دیکالی اسوقت طائر کی بیقراری منہ پر ادا ہی پیروں سے سر پیٹتا ہے کبھی شعار گھبرا کر آواز بیہات دیتا ہے کبھی خون اپنی گردن پر لیتا ہے کبھی حسرت میں جان کے خوف میں یہ پکارتا ہے نظم

بھائی کا شعر اسکے ہوا انتظار حیف	یارب زمین پھٹے کہ سما جاؤں ورنہ کیا	کیا میر اسد راہ ہے سنگ مزار حیف
ہوں غرق آب شرم کہ ڈوبا نہیں ہنوز	بے آبرو بھی قطرۂ اشک بار حیف	لیلی کو منہ دکھا سکیگا وہ سعذار حیف
دکھا لیے وہ میری طرف بار بار حیف	کشتے تھے اُنکو جان قیامت میں خاک سے	اے مرگ چشم لطف کر حسرت سے مرتے ہیں
دم کی نگی نہ آتش یاقوت کو ہوا	کیا خاک ہو گیا گھر آبدار حیف	کس منہ سے سر اٹھائینگے ہم شرمسار حیف
چڑھتے میں اُسکی گور پہ اب گل ہزار حیف	ہر دم زمین کو زلزلہ میری طپش سے ہے	جو گلرخوں کی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
اللہ مرگ کی بھی بر آئی نہ آرزو	مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف	وہ شوخ خاک میں بھی رہا سوار حیف
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف	یہ بچا جان بھی کاش اجل کی پسند ہو	زندہ ہوں میں اور وہ مر جائے ہے قفس
		کشتوں کا غلغلہ مرے لعبت سے بلند ہو

کبھی یہ پکارتا ہے یارو مجکو سامری و جمشید نے بنایا دو سو برس اس قفس میں رہا کسی کے ہاتھ کا ظلم نہ سہا اب آج مجھپر یہ ظلم ہے کہ طلسم کشا نے قفس سے مجکو نکالا چھری سے ذبح کرتا ہے آج نگہبان طلسم بے قرار ہے کے مرتا ہے وزیر نے دہان سے للکارا اے جوان کیا کرتا ہے خبردار طائر کو ذبح نہ کرنا جس کسی نے پتہ بتایا خلاف کہا اسکے شکم میں لوح نہیں ہے لوح میرے پاس موجود ہے ارے مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے بارہ ہزار ساحر لیکر آیا

امیر پر حربے پڑنے لگے اس جلدی میں کئی زخم کھائے مگر طائر کو نہ چھوڑا چھری سے شکم چاک کیا لوح طلسم
بقراط گل کی نہایت رعنا و زیبا ریشم میں گندھی ہوئی مثل برق کے چمکی امیر نے لوح کو گردن میں ڈال دی جس پر عکس پڑا
وہ جل گیا مگر کافور سر فروش ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا امیر پر جا پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہزار ہا شعلے بھڑکے بہت
خنجر آسمان سے گرے امیر پر کسی شی نے تاثیر نہ کی اسکی تلوار کو تلوار پر کا تھا اٹھا دستے ہاتھ نکال کر فرمایا اے وزیر
علم سات فرمایئے گا میں نہیں چاہتا کہ آپ کو قتل کروں مگر قضا آپ کو کھینچ کر لائی ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تیغ
چپاک کے گرا مندیل وزارت کٹی سر پر کافور کے زخم آیا ساحر نمی کہکے اپنے کو گرا دیا امیر ساحروں کو
مارتے ہوئے باغ سے نکلے ساحر گھیرے ہوئے ہیں امیر چاہتے ہیں اتنے میں چاہا چھوٹے لوح دکھیوں آئین
کیا مرقوم ہو مرحلے پر جانے کی دھوم ہے باہر باغ سے نکلکر صاحبقران سنبھلے ساحروں پر جا پڑے کئی ہزار ساحر
مار ڈالے جو بڑا ساحر بڑھا امیر نے لوح چمکائی وہ ارے کہکے رکا اور سے ہاتھ تلوار کا پڑا ہاے کہکے زمین
پر گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا امیر شیرانہ تنہا نہ رستا نہ جنگ کر رہے ہیں دم
جرات کا بھر رہے ہیں جب دو ہزار ساحر مارے گئے وزیر زخمی ہوا تب یہ شکست کھا کے بھاگا دو کوس تک صاحبقران
مارتے ہوئے گئے کسی ساحر کو تیر سے مارا کسی کو نیزہ مار دیا کسی پر لوح چمکائی پھر دن چڑھتے چڑھتے ساحروں پر
فتح پائی مگر دو پہر کامل لڑے بازو تھک گئے ایک گل کے سائے میں ٹھہرے زخم اپنے پاک کیے زرہ سے نکلتے
خون کے جدا کیے خیال میں آیا کہ ایک شب اگر کہیں مہلت ملے مقام المینان دستیاب ہو اس طلسم کے مرحلے
بہی سخت ہوں گے ساحر بڑے بڑے فتور کرینگے لوح چھیننے میں مجبور کرینگے یہ سوچکر ایک جانب چل نکلے قلمنائے کار
جس باغ میں ملکہ قمر پیکر ہیں نہایت بیقرار و مضطرب ہیں کنیزوں نے زن صحرائی و جنگلی عورت نام رکھا ہے جب ملکہ
روتی ہیں تو کنیزیں آکر کہتی ہیں اے ملکہ عالم آپ صحرا میں ماری ماری پھرتی تھیں ہماری ملکہ عالم آپ کو
اٹھا کر لائیں آبرو عزت دی جب دیکھا کہ انکی صحبت میں آپ کا دل نہیں لگتا یہ باغ آپ کو رہنے کو دیا ہم سب
آپ کی خدمت میں آئے ہر وقت سب طرح کے تماشے کرتے ہیں ناچ راگ رنگ کا چرچا رہتا ہے کہ آپ بہلیں بیقرار
نہوں جو کہیے فرمایئے جنگل کی باتیں کریں صحرا کا ذکر ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا تم لوگوں سے
کیا کہیں جو کچھ گذری ہے وہ گذر رہی ہے یہ عجیب بے بختی ہے نہ مرتی ہوں

نظم

لہو آنکھوں سے ٹپکے تو آہ کیسو جھڑتے ہیں
خوش مسیحا نفسے سے بھی مرا جی نہ بھرا
زخم دل مشک سے اے غالیہ پر بھرتے ہیں
اس تسلی سے مری آنکھ لڑی ہے کہ حباب
آفتابے کبھی ہنگام وضو بھرتے ہیں

تیغ پر چھوڑیں نہیں تو توقف کہ سارے عالم
کیا تنگ ظرف میں جو غم سے سبو بھرتے ہیں
ریختے سلک در اشک کا غدر لو کر کہ ہم
لیتے ہیں گھڑے پانی لب جو بھرتے ہیں

کون لکھتا ہے دم عشق عدو بھرتے ہیں
پانی آگئے ترے اے عرق رو جو بھرتے ہیں
حسرت بوسہ کاکل کا کیا ہے علاج
کیسے غمازوں کے منہ دیکھو تو بھرتے ہیں
بی بی ہے حضرت موسیٰ کے جنبش خفقہ کر

کنیزیں ان اشعار کو سنکر نہایت گھبرا جاتی ہیں حضور پر نام کرتی ہیں
مقرب ملکہ گلفام آشفتہ کو بھی ہے سیدھی مزاج کی کہنے لگی حضور ہم جب کوہ گلگوں پر جاتے ہیں ملکہ
عالم آپ کا مزاج پوچھتی ہیں ہم کیا بیان کریں یہی کہدیتے ہیں کہ بی شمشاد بانو مبتلائے رنج و غم ہستی ہیں
ہم لوگ ہر چند چاہتے کہ انکا غم والم رفع ہو نہیں ممکن ہوتا ملکہ کو بھی منظور ہے کہ آپ کی طبیعت کو فرحت ہو تو
اپنی صحبت میں بلائیں آج کل ملکہ عالم تمہاری فراق میں جاگتے کے آٹھ پہر رویا کرتی ہیں کل شب کو میں نے
نہایت ملول پایا اگر آپ کا حکم ہو تو جا کر دیکھاؤں نہر پر تو ملول ہے سر جھکائے فرمایا جاؤ دیکھاؤ کیوں بلا

اُسوقت تمنے آمد سخن مین یہ کیا کہا کہ طلسم کشا کے فراق مین بیقرار ہین کون طلسم کشا ہے کیا ماجرا ہے خواص نے عرض کی
ہماری ملکہ کے معشوق لوح طلسم القراط حاصل کرنے گئے ہین ملکہ نے اپنے باپ سے حال پوچھا اُنھون نے سب
بیان کردیا اُسی نشان پر وہ تشریف لائے ہین آٹھ پہر یہی دعا ہے کہ خداوند اُنکو مظفر و منصور کرے ہماری ملکہ کے
دل سے رنج و غم دور کرے جسمین سے اُنکو لامین عیش و عشرت سب گیا مگر حقیقت مین ملکہ جو پری ہین ایسے شخص پر
عاشق ہوئی ہین کہ جسکا عالم مین مثل نہین حسین و جمیل تیغزن صف شکن اکیلے لاکھون سے لڑین دیکھیے اب حصول لوح
مین کیا صدمے پڑین بارہ ہزار جادوگرون سے مقابلہ ہے باغ مین جانا اپنا رنگ جمانا لوح کا لینا ساحرون کو
شکست دینا خاص انھین کا کام ہے لاکھو لاکھو ملکہ نے سمجھایا کہ ایک مہینا آپ تامل کرین مین لوح آپ کو
دلوا دونگی بہت سہولیت مین طلسم فتح ہوگا مگر اس بہادر نے عدم تکلیف کو گوارا نہ کیا آتش جفا کو قبول کر لیا
یکہ و تنہا دس بارہ ہزار ساحرون پر گئے ہین خدا اُنکی آبرو رکھے یہ کہکر یہ خواص چلی گئی مگر اس ذکر سے قمر پیکر
کے بھی کان کھڑے ہوے مین دل سے کہتی ہے یہ ذکر صاحبقران کا معلوم ہوتا ہے وہی ایسے صف شکن و
تیغزن ہین بالکل اُنھین کا ذکر تھا ہاے کس سے مفصل پوچھون کہ صاحبقران کہان گئے آنسو نہین رکتے نظم

تر شد مرغ تہمین تمام اشک	کہ گل خرم شود از شبنم اشک	نہ بردی رہ بوادی محبت	اگر مجنون نبودے ہمدم سیل
زگریہ دیدہ را ہر دم خیال ست	عجائب عالم ست این عالم اشک	مشو تنہا ز امر دل نالہ کن	کہ فرود غیر دیدہ محرم اشک
ہر برای دیدہ گرداری رشکے	زخندد غنچۂ گل از نم اشک	کہ بر غم ہمچو شمع از آتش دل	بنالم ہمچو بلبل در غم اشک
ز دیدہ اشک حسرت ریز منی	کہ دارم بار دیگر ماتم اشک		

قمر صنوبر یہ خواص جو باہر نکلی دیکھا صاحبقران زمان
زخمدار ایک گل کے سامنے مین کھڑے ہین حیران ہین چہار جانب دیکھتے ہین صنوبر نے دوڑکر سلام کیا
امیر نے فرمایا صنوبر کہان تھین کہو ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہے عرض کی اُنکا تو حال عرض کرونگی حضور اپنی
کیفیت فرمائین ساحرون سے کیا گذری لوح تو نام خدا گلے مین پڑی ہے شاید تلوار خوب چلی خدا نے حضور
کو بچایا امیر نے فرمایا مین کل شام کو قریب باغ گلرنگ کے پہونچا پہلے ایک دیو نے روکا خدا کی عنایت
سے اُسکو مارا پھر اندر پہونچا وہان تو قیامت برپا تھی یہ جنگ طولانی ہے بہر نوع لوح کو پایا خدا نے اپنا
فضل شریک کیا مگر وزیر بھی آگیا تھا اُسکو بھی زخمی کیا لوح ملی مگر مین بھی زخمی ہوا ہون سوچ رہا ہون کہ مقام ملکہ
گلفام تک تو یہان سے بارہ کوس ہے مین پہونچ نہ سکونگا ایک شب کے لیے کہین مقام کرنا چاہتا ہون یہ
سنکر صنوبر نے عرض کی یہ سامنے باغ ہماری ملکۂ عالم کا ہے ایک زن صحرائی کو دیا ہے ہم لوگ سب اُسی کی
خدمت مین ہین آٹھ پہر کمبخت رویا کرتی ہے ہر چند ملکہ زادی کو سمجھاؤ وہ نہین مانتی آپ چلین سب خدمتگزار ہین بی
حاضر ہین رات بھر ہم سب خدمت کرینگے صبح کو کیا منظور ہے امیر نے فرمایا برائے قطع مرحلہ جات جاؤنگا
مگر اب وزیر جاکے فساد برپا کریگا وہ زخمی ہوکر گیا ہے صنوبر نے کہا واری اسی وجہ سے متردد آپ ہین
وزیر اعظم ملکہ کے باپ ہین امیر صنوبر سے باتین کرتے ہوے چلے صنوبر نے کہا مین پہلے جاؤن اُس
جنگلی عورت کو بھی واسطے استقبال کے لاؤن حضور باعزاز و اکرام چلین یہ کہکے بھاگی باغ مین آکر آواز دی
ارے غنچہ دہن او سوسن او گلشن اری رشک چمن صاحبقران زمان معشوق ملکۂ عالم لوح لیکر
آئے ہین مگر زخمی ہوگئے ہین زہے بخت ہمارے کہ آج اس باغ مین تشریف رکھینگے چلو چلکر استقبال کرین
سب کنیزین دوڑین قمر پیکر نے خیال بھی نہ کیا یہ کیا کہتی ہے صنوبر قریب آئی کہا بی زن صحرائی جنگلی عورت تو

نہین کہہ سکتے صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین تم بھی چلکر استقبال کرو بہ اعزاز و اکرام یہان لاؤ مسند کو
خالی کرو قمر پیکر نے کہا واہ سبحان اللہ بی صنوبر تمنے خوب سیدھی بات کی مجھے کیا غرض ہی کہ مین کسی نامحرم
کے استقبال کو جاؤن اپنی صورت غیر کو دکھاؤن وہ تشریف لاتے ہین لائین تشریف رکھین تم سب لوگ
خاطر کرو مین ایک کونے مین بیٹھ رہونگی مین سامنے ہونے کی جگہ نہ ہونگی صنوبر نے کہا حضور طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ خود بادشاہ ہین چرخ حسن و جمال کی ماہ ہین لیکن کھڑی تو ہو جائیے دروازے تک چلیے ملکہ ہماری
اگر سنیگی تو انکے خلاف ہوگا قمر پیکر نے کہا مین کیا کسی کی لونڈی ہون انھون نے خاطر سے رکھا اسوجہ سے
رہی مین آپ چاہتی ہون تو مجھکو جنگلی عورت کہتی ہی مجھے جنگل پسند ہی مین جنگل مین نکل جاؤنگی صحرا مین چین ملیگا
جنگل مین غنچۂ آرزو کھلیگا صحرا کی فرحت آہوان دشت کی صحبت دل کو فرحت ہوگی روح کو راحت ہوگی یہ صاحب
جو تشریف لاتے ہین مین استقبال کے واسطے ہرگز نہ جاؤنگی۔ نظم

چھٹی نہ کبھی جبہ کو بھی ہٹنے کے غم سے
وہ گرم رو بادیۂ عشق جنون ہون
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہی ہمارا
یہ غمزہ کرو تیغ نہ آمیزش سم سے
ای چرخ نہین زندے مین بیداد سے تا کی
خالی کوئی لشکر نہین دیکھا ترے ظلم سے

ہاتھ آتا تعجب نہین اس رشک پری کا
جلتا ہی چراغ آج مرے نقش قدم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
مضمون کمر یار کے لاتی ہی عدم سے
کعبے مین ہی بتخانے کی شکلون کو نہ بھولا
کہتی ہی صبا آکے سلیمانی قسم سے
میراث سمجھتا ہی جو فردوس برین کو
فریادی ہین مردے بھی ترے ظلم و ستم سے
تا چند کریگا رقم سوز دل آتش

مطلع مین بھی شادی سے توحش رہی ہمسے
چل جائے تو کیا داغ جنون کم ہو درم سے
دکھلائے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھا
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے
آنکھون مین رہے مد نظر مشتری دل
یاد آگئے ابرو مجھے محراب حرم سے
کافی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
فرزند وہ آدم کا ہی حوا کے شکم سے
دیوانے کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر
سنگ ہاتھ نکلتا ہی وحشان ستم سے

صنوبر نے دست بستہ عرض کی فقط کھڑی ہو جائیے جب صاحبقران اندر آئین تب تو فرا بارہ دری سے
اتر آئیے گا چہرہ اپنا چھپا لیجیے کا صاحبقران خود صاحب لیاقت مین جھلوانے سے پردہ کرتے دیکھینگے اُسکی
طرف متوجہ ہونگے قمر پیکر کو بہت ناگوار ہوا بہ مجبوری محمودی کی چادر اوڑھ کر سراپا کو اپنے مخفی کیا فقط دو آنکھین
کھلی ہوئین اس شان سے ملکہ بارہ دری سے اترین اتنے عرصے مین صاحبقران باغ مین داخل ہوے دیکھا
باغ بہشت آئین پھولون سے بھرا ہوا غنچۂ گل چٹک رہے ہین طائران زمزمہ سرا چہک رہے ہین باغبان نے
صیاد و گلچین کو پکڑا ہی روش باغ پر نہین جانے دیتا صیادی کی کیا ضرورت بلبلین دام رگ گل مین گرفتار ہین
آنکھین نرگس کی باغ پر فضا کی سیار ہین ہر گل مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی گلچین اپنی بدنصیبی پر مثل شرابی بہک
رہا ہی ہر سمت جوش بہار طائرون مین زمزمہ سرائی کی پکار امیر کیفیت باغ دیکھتے ہوے روشون پر جاتے تھے
کہ سامنے سے ملکہ قمر پیکر کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب عالمتاب نے اپنے کو پردۂ ابر مین پنہان کیا امیر
نے ابھی تک صورت ملکہ قمر پیکر کی نہین دیکھی بہ سبب اسکے کہ قمر پیکر نے اپنے کو پردۂ چادر مین چھپایا ہی
مگر قمر پیکر نے جو صاحبقران کو اس شوکت و شان سے دیکھا کہ لوح طلسمی گلے مین گرد کنیزین صاف ثابت کی
کہ رخ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان زیور سلاح جسم پر آراستہ فر فریدونی حشمت جمشیدی چہرہ بے نظیر سے
ہویدا ہو رہا اس آن بان سے آتے مین کہ غنچہ دہن کو دیکھکر مسکراتے ہین پھول سامنے رنگ عارض انور کے

تنہ مات ہین نگاہ جو ملکہ قمر پیکر کی پڑی بے اختیار پکار اٹھین شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ کہکے ایک چیخ ماری منہ سے یہ نکلا کیون شہریار اپنے چاہنے والون کو یون دل سے بھلا دین نگاہون سے گراتے ہین کنیز پر آپکی کیا گذرتی ہی کیا بیان کرون نظم

نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے
یہ بیتابی ہی کیا جانے کہان سینے سے میبائی
وطن برباد ہوتا ہی چلو غربت وحشت سے
اٹھا لیتی اجل ہمکو شب فرقت تو کیا ہوتا
ستایا ہی نہین تو بھی نہین بچنے کا راحت سے
تلاش یار کیسی کچھ دراز خود رفتگی ایسی
تماشا ہے کرتی ہی تردامنی کچھ ابر رحمت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہین مثال اکثر
بیان بھی لاکھ ہی بے اختیاری کو طبیعت سے

جو طعنے تو پوچھون فتنۂ روز قیامت سے
لپٹ کر رو رہا ہی دل مرا ایک ایک حسرت سے
ہمین غصہ بھی آتا ہی تو اک عالم دکھاتا ہی
توقع دوستی کی اٹھ گئی اس بیمروت سے
پس مرگ اسکو پہلو مین نہ کچھ تمنا نہ رکھو نگا
کہ جسمین آپ ہی جستجو مین ایک مدت سے
نمایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت کا
ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
عتاب یار مین بھی ہی جلال اک لطف مانا ہو

نظارہ رنگ سوزی ہوا جو سوز الفت سے
رہا کیو نرگسی کی آنکھ کے گوشے مین جرت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھاتے
پری معشوق بنتے ہین گذر کر آدمیت سے
خدا بچائے تو مہلت نہ گردش ہی فلک تجکو
دل بیتاب کا مدفن الگ ہی تیری تربت سے
خرابات مغان مین تونگر رہیگا منہ زاہد
کہ مجکو یاد رکھا وصل مین تیری شکایت سے
لگاوٹ رکھتی ہی جیسے مزاج یار شوخی سا
غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عداوت سے

صاحبقران نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ آفتاب عالمتاب جو پیاری قمر منظر کو کہتے گری روش پر باغ کے بیہوش ہو گئی تھی نے کنیزون سے کہا ہٹو ارے اس سرحسین کو کیا ہوا قریب ہو آئے اپنے معشوق پری چہرہ کو دیکھا کہ آنکھین بند دل از جوش حیرت سے پسینے پسینے پیشانی عرق آلودہ شعر قطرے نہین عرق کے رخ لاجواب پر ✤ دیکھو پڑی ہی اوس گل آفتاب پر ✤ یا صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ عارض پر ستارے نثار ہو رہے ہین عندلیبان چمن کا ہجوم زمزمہ سرائی بھولین رنگ گل عارض دیکھا ایسی بھولین قمریان نخل سرو چھوڑ کر اترتی ہین بدلے کو کوکے کیا ہوا کیا ہوا اتنی تھین اس سرو قد پر کیا گذری مصیبت سہتی تھین صاحبقران اپنی جان جہان آرام دل مشتاقان کو دیکھکر بیتاب ہو گئے فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف سنبر جو دماغ مین ملکہ قمر پیکر کے پہونچی اٹھے کام ملنے کا کیا ابھی دیکھا تھا نہین گھبرا کر پوچھا ای شہریار مین ہوش مین ہون دن ہی کہ رات ہی میری آہ رسا تھی کہ عشق کی کرامات ہی آخر یہ کیا بات ہی مین آپ کو اپنے پاس دیکھ رہی ہون مجھے اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ مین آپ کو اسطرح پاؤن قریب تھا تڑپ تڑپ کے مرجاؤن دشت نوردی کے مزے اٹھاتی پہاڑون کی ٹھوکرین کھاتی جنگل جنگل عورت بیمار العقب ہوا آپکو بھی زندگی کا سبب ہوا صاحبقران نے گھبرا کر جواب دیا ای بادشاہ اقلیم حسن وجمال وای فلک خوبی کی ماہ کمال ای تسکین دل عاشقان ای باعث تسکین قلب طالبان ہمنے بڑی بڑی جفائین اٹھا مین یہ کہکے ہاتھ پکڑ کر فرش خاک سے اٹھایا گل رخسار خاک سے پاک کیے لیکر بارہ دری مین آئے مسند پر بٹھایا آپسمین حکایت وشکایت ہونے لگی ملکہ دامن تھام کر بلک بلک کے رونے لگی نظم

دو دیے تیغ جھکاتے ہوئے ہین ہم گردن
اڑا دے مجکو سر یار کی قسم گردن
فراق یار مین مانع ہی سبکدوشی سے مجھے
کبھی نہ چھوڑ یگی کشکر ترے قدم گردن
حریم کوچۂ جانان ہی سجدہ گاہ بتان

یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہی خم گردن
گلے سے چھوٹ جو نکلا ہی تیرے ہاتھ کا گلا
کبھی آج ہلتی ہی مینا کی دمبدم گردن
قریب جس رگ گردن سے آپ ہو قاتل
یہان جھکا کے اٹھاتے نہین صنم گردن

یہ تیغ یار سے کہتا ہون کر کے خم گردن
شراب سرخ کی ہی ساقیا قلم گردن
نکال لونگا یہی تمنا حسرت پابوس
ستم ہی ہو دوہ تو خنجر ستم گردن
اٹھاتی ہین جو محبت مین سختیان دلنے

کبھی اُٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن ‌ ‌ لکھا تھا خط اُسے تھی سرنوشت کی یہ خبر ‌ ‌ کہ نامہ بری کی ہو جائیگی قلم گردن
ہم انکو وصل مین شرمندہ کرکے خود مین مجل ‌ ‌ تجلی مین اُس طرف آنکھین ادھر ہے خم گردن ‌ ‌ اُبھار ہے ترے سینہ کا کسقدر سرکش
بہت اُٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن ‌ ‌ حضور غنچہ دہنی مین سر جھکائے جلال ‌ ‌ فلک کو دیکھ رہے مین اُٹھائے ہم گردن

مگر کنیزان ملکہ گلفام التشنجو نے جو یہ معرکہ دیکھا اور یہ راز و نیاز عاشق و معشوق ملاحظہ کیے آپس مین اشارے ہونے لگے ایک سے ایک کہتی ہے لو اس جنگلی عورت نے خوب بیٹ سے پانون نکالے یہ تو بڑی بادشاہزادی شہریار طلسم کشا کی معشوق خوشخو ہین بڑی صاحب آبرو ہین اسکی اب کیا فکر ہے صنوبر کو سب سے زیادہ شک جون جون ملکہ سے صاحبقران راز و نیاز کی باتین کرتے ہین صنوبر جلی جاتی ہے غنچہ دہن سے اشارے کر رہی ہے لو دیکھو یہ زن صحرائی خوب بنکے بیٹھی ہے کیا کیا باتین کر رہی ہے کہان سے کہان بھاگین جادوگر کوئی تھا وہ اُٹھا لیگیا تھا اسکو دیو نے مار دیا تو نہین معلوم کیا ہوا آوارہ ہو گئے تھکین جنگل مین ماری ماری پھرتی ہماری ملکہ کا احسان بھولتی ہین غنچہ دہن ہرچند کہ کم سخن ہے کہتی ہے نہین لو ملکہ کا احسان نہین بھولین بھلا ہم کیونکر کہین کہ زن صحرائی کا سوت ہونا ہماری بی بی گوارا کرین ہم تشنجو انکا نام ہے وہ اپنے نام کی ہین زمین و آسمان ایک کر دیگی کوئی اُنکی برابر والی ہوتی جیسے صاحبقران کی بیبیان موجود ہین شاہزادیان صاحب اولاد ہین انکا سوت ہونا مناسب ہے اس جنگلی عورت کو نہین قبول کرینگی طلسم کشا سے فساد عظیم ہوگا وہ لہو پانی ایک کرینگی ہم لوگ اگر چھپا رکھینگے سزا پائینگے ایسین ہی اشارے ہو رہے ہین کہ اس کل حال کی چلکر ملکہ سے اطلاع کرین کہ بی جنگلی عورت معشوق بنکے بیٹھی ہین یہ سب راز و نیاز بیان کرنا ہونگے ورنہ ہم سبھون کے واسطے خرابی ہوگی یہ صورت ملکہ کی باعث بیتابی ہوگی یہان صاحبقران زمان نے کہ صنوبر کو بخوبی پہچانتے ہین اشارہ کیا کہ بی صنوبر کیا کھسر پھسر کر رہی ہو تمھارا جوش سب سے بڑھا ہوا ہے صنوبر نے کہا جو ارشاد ہو امیر نے فرمایا ہم تو تمھارے مہمان ہین مہمان نوازی ضرور ہے ملکہ قمر پیکر نے بھی کہا کہ ہان صاحبو اگر مناسب ہے صاحبقران تھکے ماندے ہین اسباب عیش و نشاط مہیا کرو صنوبر بڑبڑاتی ہوئی نکلی کنیزون سے کہا دیکھو کیسی حاکم بنکے بیٹھی ہین ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ طلسم کشا کی معشوق ہے حکایت و شکایت کسقدر طولانی ہو رہی ہے کسی طرح حکایت موقوف ہی نہین ہوتی ہے قصہ نکلتا ہی چلا آتا ہے یہ کہکے بمجبوری گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ کین چمن مین فرش بچھایا گائنین آکر جمین صاحبقران بارہ دری سے اُٹھے آکر مسند پر جلوہ فرما ہوے ملکہ قمر پیکر رنجیدہ کبیدہ تھین اب خوشی سے چہرہ سرخ ہو رہا ہے گائن کو حکم دیا گائن سامنے آ بیٹھی اب جو ملکہ کو پہلوے صاحبقران مین دیکھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قران السعدین ہے ایک ماہ ہے دوسرا مہر درخشان ہے امیر حمزہ دبہادر صف شکن تیغ زن ملکہ زہرہ و فلک مہوش آپس مین راز و نیاز رہی و دل لگی ہونے لگی گائن نے ملکہ کی صفت مین یہ اشعار گائے نظم

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری ‌ ‌ ہرچند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری ‌ ‌ تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری
در ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری ‌ ‌ اب ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہوا گائن بھی اپنی جان نثار ہی بتا بتا کے

یہ غزل گا رہی ہے نظم

یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین ‌ ‌ اے اپنے بھید کو کب راز دار پاتے ہین ‌ ‌ نہین یہ دور زمان ہم نہین بتاتے ہین
ہمارے دلکو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین ‌ ‌ تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین ‌ ‌ نجائیگی کبھی اُسکی تڑپ نجائیگی
غبار تنگ نہین ہوتا بلند عاشق کا ‌ ‌ جگہ جو سینے مین پہلو مین دلمین دیتے تھے ‌ ‌ کمان کمان ترے اک تیر کھینچتے ہین
‌ ‌ وہ بے نظر وسے یون خاک مین ملاتے ہین ‌ ‌ لگے یہ خندۂ دندان نما کو دیکھ تنظم

نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہیں | جلال آنکھ سے آنسو نہیں نکلتے جواب | جگر کا خون کیا ہے اُسے چھپاتے ہیں

یہاں تو رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا پہر رات باقی تھی کہ صاحبقران نے آرام فرمایا ملکہ کے پہلو کو سہارا دیئے کنیزوں آپس میں اشارے کر رہی ہیں ہر ایک کا یہی مطلب ہے کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرو بعض کہتی ہیں لو انتظار کرو دیکھیں وصل بھی ہوا یا نہیں کہ سب نے دیکھا صاحبقران نماز پڑھ رہے ہیں ملکہ اُٹھکر مسند پر آئیں ونڈیاں کترنے لگیں کنیزیں پھر اشارے ہوئے کہ یہ کیا بات ہے کیا مسلمانوں میں بے نہائے نماز پڑھتے ہیں ملکہ نے جو یہ کھسر پھسر سنی حیران ہو کر ان سب کی طرف دیکھا ملکہ نے کہا صاحبو تم لوگ کیوں اپنے کو تردد میں ڈالتے ہو صاحبقران زمان دانائے کائنات دنیا نہایت رابط و ضابط ہیں ہر چند کہ باپ نے میرے صاحبقران کے ساتھ منسوب کیا مگر عقد نہیں ہونے پایا مجھکو ایک ساحر اُٹھا کر لیگیا میں آوارہ ہو کر یہاں پہونچی اگر زندگی باقی ہے انکے مذہب کا طریقہ یہ ہے کہ بدون عقد و نکاح افعال باطنی پر یہ توجہ نہیں کرتے یہ بھی خدا کو اختیار ہے آپ لوگ اسکا خیال نہ فرمائیں حضور جب ہو رہی مگر اب آپ میں صلاح پختہ ہوئی کہ اپنے مالک سے چلکر خبر کریں دیکھیں وہاں سے کیا حکم ہوتا ہے یہ کہکر حضور بھی دو تین کنیزیں اور ساتھ لیں کہ انسے گواہی دلواؤنگی صاحبقران بعد فراغ نماز مسند پر آکر اپنے مگر حضور پر چند جو ادھیں طرف کو وہ گلگون کے چلیں یہاں ملکہ گلفام رات بھر تڑپا جگر کی منیر کب آئی ہے طبیعت گھبراتی ہے ذرا گفتگو ذکر کر رہی ہیں میں نے خبر سنی ہے کہ ہمارے والد نے صاحبقران سے شکست کھائی باغ گلرنگ میں پہونچے یہ بھی سنا ہے کہ لوح لیکر نکل گئے میں حیران ہوں کہ کسی مرحلے کی خبر نہیں آئی کہ کیا گذری اتنا بھی سنا کہ والد جب شکست کھا کے دربار شاہی میں پہونچے بادشاہ نے پوچھا کیوں اے وزیر اعظم یہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران تا بہ باغ گلرنگ کیونکر پہونچے کسی نے ایسا پتہ بتایا تھا کہ اسی طائر کو جا کر دا لوح لیا والد نے جواب دیا حضور میرے ہوش پراگندہ ہیں کہ کون ویسا دشمن تھا کہ جسنے لفظاً لفظاً پتہ بتایا سر بہ لوح کے پہونچا دیا بڑی حیرت ہے مگر مقدمہ راز و نیاز ہے غلام عہدۂ وزارت پر سرفراز ہے ضرور اسکا پتہ لگا دیگا کئی سو ساحر گئے ہرکارے بھی والد نے مقرر کیے ہیں کہ دریافت کرو یہ راز کسنے بتایا دیکھو صاحبو میں آفت میں مبتلا ہوں اپنی جان سے بیزار مبتلائے زندان فراق اسیر آتش جستجو ہوں دیکھوں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے اب تو ہرکارے چھوٹے ہیں دیکھو صاحبو خیال رکھنا ہرکارے بیگر آنکلے پردہ بپردہ دریافت کرینگے اسکا خیال رکھنا غیر کوئی صحبت میں نہ آنے پائے دروازہ ہمارے قصر کا ہر وقت بند رہے اگر کوئی شخص غیر کسی کی ملاقات کو آئے راز و نیاز کی بات نہ سننے پائے ہمکو فلک نے بہت ستایا ہے اب دیکھیے کیا دکھاتا ہے کون ساز رنگ سے پیش آتا ہے کیا کہوں

نظم

تمہیں لاش پہ اس بیوفا کے آئیگی
سمجھ گئے اور ہی پھر چلا من ای یار
تمہیں سلسلۂ مشک سا لیے آئیگی
نجانے کیوں اُمید تمہین کو سکھ گئی
ہے بے سبب نہیں بندی ادا کے آئیگی
پھر اب کی لاتے قربان جاؤں جذبہ
امید تھی مجھے کیا بلا کے آئیگی
کہاں ہے ناقہ ترے کان بجتے ہیں مجنون

ہر ایک خلق کا خون سر پہ اشک بہا کر
کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آئیگی
چلی ہے جان نہیں تو کوئی نکالو راہ
بہار وقت ترے مسکرا کے آئیگی
جو بے حجاب نہ ہوگی تو جان جائیگی
گئے ہیں پالنے وہ سوگند کھا کے آئیگی
کرون میں وعدۂ خلاق کا شکوہ کیسے
قسم ہے مجکو صدائے درا کے آئیگی

خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آئیگی
سکھالے طرز سے دامن اُٹھا کے آئیگی
امید سر پہ میں نکلتے ہیں راہ دیدۂ زخم
تم اپنے پاس تک اس مبتلائے آئیگی
مشام غیر میں پہونچے ہے نکہت گل باغ
کہ راہ دیکھی ہے اپنے حیا کے آئیگی
خیال زلف میں خود رفتگی نے پھر کیا
اجل بھی رہ گئی ظالم منا کے آئیگی
مرے جنازے پہ آنیکا ہے ارادہ تو آ

کہو دیوانے خانے مین کیا ہی صبا گئے آنکی | امجھے یہ زیری کہو مومن نہیں نہ کہتا ہو | مری تسلی کو روز جزا کے دینے لی

کنیزین عرض کرتی ہین واری کیا مجال جو کوئی آئے دشمن نہین ایک ہرکارہ کیا ہزار ہرکارے آئین یہان نہین آئے ہملوگ آٹھو پہر خیال رکھینگے اپنے عزیزونکا بھی آنا موقوف کردیا اگر گھر سے بھی کوئی خبر لیکر آتا ہی اُسکو بھی زیادہ نہین ٹھہرنے خیر وعافیت کہکر ہی رخصت کر دیا کرتے بلکہ پاس ٹھہرنے سے کیا کام سوز ہی جو چار ستارہ آج آپ نے ہمکو سنا دیا اب انتظام زیادہ کرینگے غیر کو سنانے دینگے ملکہ ملول وحزین چپکی ہین یہی ذکر درپیش تھا ہی لیکن وہین کنیز حضور سامنے سے اکڑتی ہوئی آتی اور غنچہ دہن وسوسن وگلشن وسمن یہ سب پشت پر سب کے آگے بی صنوبر تھین ملکہ نے دیکھتے ہی پوچھا وہ زن صحرائی کیسی ہی صنوبر نے کہا واری وہ جنگلی عورت نہین ہی وہ تو بڑی صاحب لیاقت ہی کسی بادشاہ کی بیٹی ہین گل کا سر کرشتہ اُنکے آنے آنتی خبر تھی کہ طلسم کشا باغ گلرنگ مین پہونچے خوب لڑے لوح طلسمی لے لی حضور مین جنگلی عورت سے لڑکے نکلی کر مین جا کرانی بی بی کو دیکھا اُون دس قدم باغ سے نکلی تھی دیکھا کہ صاحبقران زخمدار ایک نخل سایہ دار کے سایے مین کھڑے ہین چہرہ اُداس لختہ ہاے خون کے جمنے سے خانہ ہاے زرہ بند وتن درد مندواری مین نے جاکر سلام کیا خدا آنکو سلامت رکھے دیکھی کنیز کو پہچان لیا پوچھا کیون صنوبر خیر وعافیت تو ہی مین نے حضور کی خیر وعافیت کہی امیر نے فرمایا مین باغ گلرنگ سے آتا ہون مگر اے صنوبر مین زخمی ہوا جاتا ہے خیال تھا کہ ذرا مرحلہ جات پر جاتا مگر بسبب زخمداری ایک شب کہین رہنا چاہتا ہون کہو ہلگون یہان سے دور ہی حضور مین کیا جانتی تھی کہ بی زن صحرائی یہ جو جلے تھے بجاریگی مین نے صاحبقران سے عرض کی حضور یہان باغ مین تشریف چلین ہم دو سو کنیزین یہان رہتی ہین کوئی آپ کو تکلیف نہ پہونچیگی صاحبقران میرے ساتھ ہوے ہم تو حضور کے خیر خواہ ہین جا کر زن صحرائی سے کہا برائے استقبال چلو وہ تو بہت بگڑین کہ مین سامنے نامحرم کے نہ جاؤنگی مین نے زبردستی اُٹھایا جب روش پر آئین صاحبقران زمان کو دیکھا تاغش کھا گرین امیر کو بھی شناخت ہوئی وہ تو پرانی آشنا ہین امیر نے سر زانو پر رکھ لیا پھر جو ہوشیار ہوئین پھر تو دفتر حکایت وشکایت کے کھلے انکو لوئی جادو گر اُٹھا لیگیا تھا اُس جادوگر کو دیونے کھایا جب اپنی کئی فاقے گذرے تو یہ صحرا نورد ہوئین آپ کے ہاتھ لگین اُس جنگلی عورت نے خوب خوب راز ونیاز کیے صاحبقران بھی روتے جاتے تھے کہتے تھے ملکہ تمھاری صحبت ہمسے نئی نہین جاتی حضور غزلین و رباعیات ہزارون پڑھی گئین دفتر حکایت وشکایت ختم ہوا تھا شب کو پہلو مین صاحبقران کے سوئین صبح کر ہنستی ہوئی اُٹھین اب صاحبقران طلسم کشائی بھولے نہ مرحلہ جات کا ذکر ہی نہ آپ کے پاس آنیکی فکر ہی اُس زن صحرائی کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین ہم سب نے خدمتگاری بدل کی یہ سنتے ہی ملکہ گلفام کے آگ لگ گئی شعلۂ حسد بھڑکا آتش غصے سے بدن جلنے لگا ہر اعضا سے شعلے نکلنے لگے غصے سے کانپین ابروون پر بل پڑے پیچ ہاے اصفہانی زیب حسینا دائی قریب بیٹھی تھی کہا او حسینا تونے سنا ہمارے سر بہ کو دون دلی جلی ہی مین اس عورت کو نہ دیکھو سکونگی اُنکی بیبیان جو قدیم ہین اُنکے بارے ہین تو کیا کہون ہر چند کہ رنگ جتا کوئی بات اُٹھ آتی تو ان سب کو طلاق دلاتی نہ کر یہ جنگلی عورت کو لیکر میرے سامنے بیٹھینگے ہاے مین نے کیا اوقات ضایع کی مین نے کس نا منصف سے دل لگایا مین اُنکی کوئی عاشق نہین ہون مین تنے زخمدار پایا اُٹھا لائی مین نے تو غریب جانکر علاج کیا میری جوتیون کے صدقے سے لوح ملی ور نہ اب تک غلامان طلسم لقراط مار ڈالتے کیا زندہ چھٹے اُنکو اتنا خیال نہ آیا کہ ملکہ گلفام آشنو ہماری محسن ہی افسوس ہمکو بڑا صدمہ پہونچا اتنا تو خیال کیا ہوتا نظم

جسنے کیا احسان کیا اک بوجھ یہ سر پر رکھدیا | سر سے نکالیا اُتار اسر پر جیر رکھدیا | دور کرتے ہیں جو انکے پاؤن پر سر رکھدیا

ہو لیے خنجر اگر کمان بھوں تا مقدور رکھدیا
دل کی بیتابی نے کچھ سر کا دیا تھا زانو
تیرے پہلو میں کمر کا اپنے خنجر رکھدیا
خط کسی کا جیسے آیا ہی میں ہوا اس شوخ میں
اب تو یاد آنکھ لو ہاتھ سر پر رکھدیا
عشق میں کام آئیں گرم آنسو نکلی زبان
پھر نہ اترا طاق ابن جسنے جو ساغر رکھدیا
ہم ہوے لوٹ اپنی صورت پر عجب اسکا تن
زخم دو تھے نام جنکا دیدہ تر رکھدیا
بزم میں تعظیم واعظ اپنے رعب بہشت کی
یاد ہی پر انفصال روز محشر رکھدیا

میں نے اک پرچہ شکایت کا لکھا تھا یار کو
پھر کسی نے سینے پر چھاتی کا پتھر رکھدیا
بڑھ کے کعبے سے کیا کچھ کوئے جانانہ بات
گاہ بڑھنے کو اٹھایا گاہ پڑھکر رکھدیا
یہ شرر کا م تھا اس دلربا کے جذب کا
خشک تھا جسم غمزہ پڑا ان تر رکھدیا
داغ ہے میرے بری مرغان گلشن کی آنکھ
یہ بنا دو ہاتھ نے آئینہ کیونکر رکھدیا
جب کہا دیکھا ہمنے عجب حیران دوسرا
منے لاکر مے کا خم زاہد نے منبر رکھدیا

اسنے لاکر سامنے قاصد کے دفتر رکھدیا
اضطراب دل پر آیا اس ستمگر کو جو رحم
پا لون رکھنا تھا جہاں تیغ وہاں سر رکھدیا
گل نہ تھا شکوہ تمہارا اب تک شاکی مجھے ہم
کھینچکر پہلو سے دل پہلو کے باہر رکھدیا
یاد چشم وابرو ساقی میں ہمیں بھولے مستی
سب نے منقاروں میں لیکر گل تر رکھدیا
اصل میں اک داغ تھا کتنے میں عاشق جب گل
تیری ہی تصویر کو تیرے برابر رکھدیا
تیرے جھگڑے کو وہی گیسو کرنگا ای جلال

کیوں حسینا انکو کیا سزا دوں عشق و عاشقی تو تیرے کئے ہو چکی مگر کوئی سزا ایسی تجویز ہو کہ عمر بھر یاد کریں کل رات کو ایسی گھبرائی کہ میں نے کتب خانہ دیکھا اسمیں دفتر نوشیروان ہاتھ لگ آیا تھا وہی دیکھتے دیکھتے پردہ قاف پر نگاہ پڑی بس آسمان پری نے خوب انکو پریشان کیا صحرا کے دشت میں چھڑوا دیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں مگر ہم جان کے دشمن نہیں ہیں جہاں چاہیں رہیں اپنی جان سے اچھے رہیں مگر کوئی سزائے معقول ضرور چاہیے حسینا میرے سر کی قسم سمجھ کے جواب دینا جلدی نہ بول اٹھنا سوچ سمجھ تب جواب دو پھر تو ہم سمجھ ہی لینگے سب سے زیادہ انکو جرأت پر بڑا ناز ہے اگر تلوار پکڑ کے کھڑی ہو جاؤں دس برس تک انکے ہاتھ کی چوٹ نہ کھاؤں مگر نہیں یہی چاہتی ہوں کہ اپنے اختیار کی بات ہو اس وقت شاہ دین جب وہ منت کریں معاف کردوں حسینا نے عرصہ دراز تک سوچکر کہا واری وہ بات تجویز کی ہے کہ ناک رگڑیں ہاتھ جوڑیں جنگلی عورت کو طلاق دیں کبھی اسکی صورت نہ دیکھیں یہی کہیں کہ میں اب کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہ کرونگا جب آپ چاہیں معاف بھی کردیں ملکہ نے کہا میری اچھی دائی اماں بیان کرو حسینا نے کہا واری میں یہاں سے جاؤں اور کہوں بڑا غضب ہوا آپ کی محبت کا حال ملکہ سے کھل گیا وہیں سے بیٹھے بیٹھے شاہ وزیر نے سحر کیا ہے ملکہ کے کلیجے میں درد اٹھا ہے دشمن قریب ہلاکت ہیں ذرا لوح طلسمی دیجیے جب لوح میں لے آؤں تب جاکر کہدیں کیوں حضور درد وغیرہ کا فقرہ تھا منظور یہ تھا کہ آپ سے لوح لے لیں اب اگر انکو منظور ہے کہ ہمیں لوح ملے تو جنگلی عورت کو چھوڑ دیجئے انکی محبت سے منھ موڑ لیجئے اور وعدہ کیجئے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی ناک رگڑوا کر توبہ کرا کر لوح دیجیے رستم بھی بیزار ہو جائیگا جب انکو یقین کامل ہو گا کہ لوح بے عہد واثق کے نہ ملیگی ضرور قدموں پر گر پڑینگے جنگلی عورت کو فوراً چھوڑ دینگے ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی دائی اماں کیا بات نکالی مگر تمہیں تکلیف کرو اب تو جنگلی عورت کو لیے بیٹھے ہونگے لوح لے آؤ میں کہلا بھیجوں کہ اس زن صحرائی کو لیکر طلسم شادی کرو ہمارے قصر کی جانب کبھی منھ کرکے نہ سونا اپنی تقدیر کو رونا حسینا نے کہا واری میں ایسے لطف سے لاؤنگی اس وقت جنگلی عورت کو دیکھا ہے بہوت میں ہیں آپ کا نام سنتے ہی گھبرا جائینگے واری مجھے بڑا یہ رونا ہے کہ انکو آپ کے احسان کا کچھ خیال نہ آیا ملکہ گلرخ نے غنیمت لیا کہا دائی اماں جب محبت کا خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے کہ کیسے صاحبقران میں سفلہ قران جاہلوں کے سر کا تاج مگر خراب خوب بن بیٹھی حسینا دائی اٹھ کے چلی ایک کمرے کے منھ سے نکلا واری ایسا تھو

وہ بھی صاحبقران والی قاف و دنیا ہین جرأت و شوکت مین وحید دیکھتا ہین بگڑ جائین کہ مین لوح نہین دیتا ملکہ نے
کہا کب بکتی ہے قدمون پر سر رکھینگے جنگلی عورت کو جواب دینگے ورنہ طلسم والے ساحران زبردست انکو فنا کر لینگے خداوند
ابلیس خود پرست کیا کہ یہ زمین بلا دیگا کہین منھ نہ دکھا سکینگے جیسے پیر نگے قدمون پر گرینگے خبردار صاحبو تجھے اپنی دائی اماں
سے صلاح کی ہے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے کوئی دخل نہ دے لو صاحب وہ جب بگڑ جائینگے بگڑینگے تو میرا کیا کرینگے
حسینا اٹھی ملکہ نے کہا دائی اماں ایسے طور سے کہنا کہ لوح دیدین حسینا نے کہا یہ تو میرا کام ہے اسطرح بیقرار ہوکر
کہون کہ تڑپ جائین فوراً لوح حوالے کردین حسینا تخت پر بیٹھی سحر کرتی ہوئی چلی یہان صاحبقران جوش محبت مین
چمن باغ مین تشریف رکھتے ہین کنیزین بدولت کام کر رہی ہین ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہین کیون صاحبو
تمھین کام کاج مین کچھ عذر ہے سب عرض کرتی ہین ہم آپ کی لونڈیان ہین ہماری کیا مجال جو کسی کام مین کمی کرین
ایک بات کا تردد ہے کہ ہماری بدلی نہین آئی ہمیشہ سویرے دو سو کنیزین آتی تھین ہم لوگ چلے جاتے تھے پرور
پروردگار ملکہ کے قصر مین دو ہزار کنیزین رہتی ہین اُسپر بھی انتظام نہونا جاری ہے اسی کا خیال ہے اب کوئی آتا ہوگا بدلی
ہو جائیگی یہ سنکر صاحبقران خاموش ہو رہے ملکہ سے باتین کر رہے ہین قمر بیگم اپنی پریشانی کا ذکر کر رہی ہین کہ اتنے
مین حسینا دائی آکر پہونچی جھک کر امیر کو سلام کیا مگر چہرہ اُداس پریشان خاطر دوپٹہ بھی ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو
بہتے ہوے کہا اے شہریار غضب ہوا امیر نے فرمایا اے حسینا خیر تو ہے مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون تمھاری پریشانی
سے بہت گھبراتا ہون عرض حال کرو حسینا رونے لگی کہا واری کس منھ سے کہون میرے منھ مین خاک یہان سے
چلکر ملکہ عالم کو زندہ پاؤن اس حال مین چھوڑ آئی ہون روح وہان ہے جسم خاکی کو کھینچتی ہوئی لائی ہون امیر
نے کہا جلد کہو میرے ہوش پراگندہ ہوگئے حسینا نے کہا واری فلک نے گردش دکھائی کسی کنیز نے جا کر بادشاہ
طلسم سے کہدیا کہ ملکہ صاحبقران پر عاشق ہوئین اپنے باپ سے حال پوچھکر لوح دلوائی یہان کوہ گلگون پر
چند روز رہتے مین عمل خوانی کی جگہ تھی ہین ساحر اس کوہ پر نہین جا سکتا اسوجہ سے شاہ و وزیر نے ملکر ایسا سحر کیا
کہ ملکہ کے کلیجے مین درد اُٹھا ہے بیقین ہے دشمنون کی روح نکل جائے بادشاہ کو ہمیشہ سے ملکہ کے نام سے کد ہی
چاہتا تھا کہ میرے ساتھ شادی ہو ملکہ نے قبول نہین فرمایا وہ طعن آج نکالی یہ بھی سنا کہ بادشاہ نے دربار کیا
ہے کہ ملکہ زندہ ہے یا خاتمہ ہوا لوگون سے پوچھتا ہے جنازہ ہمارے زیرتہ آیا نہین یہان ملکہ عالم کے واسطے سو تدبیرین
ہوئین فقیرون سے کہا کاہن نجومی جمع ہوے سب نے متفق ہو کہا اگر لوح طلسمی آوے سینے پر رکھی جاوے تو درد
دفع ہوگا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین خاتمہ ہو جائیگا ملکہ عالم نے کہا ہے کہ اے شہریار میری محبت سے آپ بخوبی ماہر ہین
میری خیر خواہی کے لئے ناظاہر ہین جلد لوح مرحمت فرمایئے نہین تو فرمایا ہے کہ ہمارے آپکے ملاقات بروز قیامت ہوگی
ہم وہان خدا کے سامنے شکایت کرینگے صاحبقران نے فرمایا شکایت و حکایت کیسی ہم آنکھون سے حاضر
ہین ملکہ سے جان بھی عزیز نہ کرونگا ملکہ گلفام ایسی مہربان ہین اُنکے بہیر احسان ہین یہ کہکے گلے سے لوح اُتاری
حسینا کو حوالے کر دی ملکہ قمر بیگم نے کئی مرتبہ اشارے سے منع بھی کیا صاحبقران نے خیال بھی نہ فرمایا
بلکہ خیال یہ ہوا کہ بلاوجہ ملکہ سے رشک کرتی ہین لوح بلا تکلف دیدی حسینا خوشی خوشی بھاگی خدمت مین ملکہ
گلفام کے پہونچی کہا واری وہ مارا اب ناک رگڑوایئے ہاتھ جڑوایئے جنگلی عورت کو طلاق دلوایئے ہمیشہ
کے واسطے اقرار لیجیے اگر کسی عورت پر نگاہ ڈالین تو گنہگار خوف جان سے سب کچھ قبول کرینگے ملکہ نے لوح لیکر گلے
مین اپنے ڈالی کنیزون مین مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہے واری ہم اس جنگلی عورت کو ایسا

نہ جانتے تھے کہ طلسم کشا کی آشنا بنگلے منھی میں ہیں اس حوالی میں بھیک مانگتی ہونگی انکی بات کون پوچھیگا اپنی محسن کی سوت
بنگلے منھی میں ہیں غیرت نہ آئی جیسا کیا ہی ویسا پائینگی اور جو ہماری ملکہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کے آئینگی ہماری مالک رحم مزاج
حسینوں کے سر کا تاج عجب طرح کا ہاتھ ہی کنیزوں کی چاؤں چاؤں بی حسینا کی کارروائی ایک ایک سے کہتی پھرتی
ہیں یہ جنگلی عورت اشارے کرتی تھی مگر طلسم کشا ہماری بی بی پر جان دیتے ہیں نام سنتے ہی خوش ہو گئے فرمائے تھے
جان تک حاضر ہی ملکہ کیا تعجب ہی دو روز کے آئیں ملکہ نے کہا حسینا اب تم جاؤ صاف صاف معاملہ کرو حسینا نے کہا
میں جاتی ہوں میں ابھی جا کر کہتی ہوں مجھے کہنے میں کیا ڈر ہی میں ساتھ انکو بھی لیکر آؤنگی ملکہ سے سفارش کردونگی دیکھنا
بوا صنوبر کس فرے سے معاملہ ہوتا ہی شرط اول یہ کہ زن صحرائی کو ابھی جا کر نکالدیجیے یا انکو آنکھی بنا بنگلے
پڑی رہینگی شرط دوسری یہ کہ رات کو کہیں نہ رہینگے تیسری شرط یہ کہ ملکہ کی اطاعت سے گردن تابی نہ کرینگے میں
جنس جنس کے اسٹامپ پر اقرار نامہ لکھواونگی بلکہ رجسٹری بھی ہو جائے گواہیاں ہم سب کی باقی اس معاملے کی تو
میں ہوں سب سے پہلے میری گواہی ہوگی اپنی جان کے خوف سے سب کچھ کرینگے وہ جو بیبیاں صاحب اولاد ہیں
انکے بارے میں بھی لکھوا لیا جائیگا کہ دن کو جائے جہاں جائیں مگر شب کو ملکہ کے محل میں آئیں اور بہت سی شرطیں
وقت پر ہونگی میں ہر جنس کے لکھوا لونگی تامل نہو گا میں اپنے مالک کا پاس کرونگی کہ غیر آدمی کا یہ تو بخوبی معلوم
ہوگیا کہ سفلہ مزاج ہیں ہم تو اب کبھی کسی بات کا انکی اعتبار نہ کرینگے حسینا نے جو اسطرح کہا یا تو ملکہ ہنس رہی تھیں
یا تیور پر بل پڑ گئے کہا دائی اماں بس بس جو بچ سنبھالو یہ باتیں واہیات انکے مقدمے میں نہ نکالو ایک خطا ہوگئی وہ
ہوگئی معاف کردینگے اس عورت سے پہلے سے آشنائی تھی وہ بیچارے کیا کرتے عورت ٹوٹی بھی پڑتی ہی دیکھا کیا کیا
ناز و غمزے کیے دائی اماں کچھ زیادہ نہ کہنا بس اتنا کافی کہ لوح جب تک نہ ملیگی تب تک اقرار نامہ نہ لکھا جائیگا
وہ بھی خاندان جلیل سے ہیں بس اب جاؤ زیادہ زبان درازی نہ کرنا جو بات کرنا با ادب وہ بھی بڑی بڑی جگہ رہ چکے
ہیں انکا بھی خیال ہی میں جوش میں غصے کے کرتو بیٹھی ہوں مگر مجھکو بڑا یہ خیال ہی مرد کا دل نازک ہوتا ہی انکو بڑا
صدمہ پہونچیگا ذرا اسکا خیال رکھنا جلی کٹی باتیں نہ کرنا حسینا نے کہا بہت خوب مگر منھ پھیر کے بڑبڑانے لگی
ہماری بی بی ظلم بھی کرتی ہیں رحم بھی آتا ہی ہم تو اپنے مالک کے دوستدار ہیں اپنے مالک کے طرفدار ہیں یہ کہکے
بڑبڑاتی ہوئی چلی ملکہ نے پھر پکار کر کہا بوا حسینا تم نے کام بڑا کیا ہی مگر روبرو کلام سمجھ کے کرنا البتہ وہ جنگلی عورت
بولے تو جھڑک دینا کہنا بس چپ رہو ملکہ عالم کے مقدمے میں دخل نہ دو وہ بڑی مکار ہی وہ ضرور انکو ہمسے لڑوا لیگی
مگر لیا کرتے ہیں لوح ایسی چیز ہی کہ گھڑی بھر جسکا جدا ہونا نہ گوارا کرینگے ابھی رومال سے ہاتھ باندھ حاضر ہونگے جب
وہ یہاں آئینگے تم لوگ خاطر کرنا آئیے آئیے کہنا میں نہ بولونگی یہ کہکے لوح پھینکدونگی کہ صاحب اس جنگلی عورت
کا سوتاپا مجھکو گوارا نہیں وہ میری برابر کی ہی جو میری سوت بنیگی اپنے شہر کی بادشاہزادی ہونگی یہاں تو
وہ جنگلی عورت ہیں حسینا گئی ملکہ نے جلدی سے نکلکے بھاری جوڑا پہنا زیور کو بھی اپنے جسم پر آراستہ کیا
کچھ ہاتھ میں لیکر کھیلنے لگیں کہتی ہیں اب آتے ہونگے میں منت و خوشامد کو نہیں مانونگی جب ہاتھ جوڑینگے منت کرینگے
مگر جب حسینا لوح لیکر چلی آئی تو قمر پیکر نے کہا ای شہریار میں نے بولنا مناسب نہیں جانا یہ آپ نے کیا غضب
کیا ملکہ گلفام انکو اتنا بھی بدمزاج ہیں میں نے اپنے دنوں میں رہکر دیکھا دن بھر کنیزوں پر آفت رہتی ہی
ذرا ذرا سی بات میں تمچہ کھینچتی ہیں کنیزوں پر ہاتھ صاف ہوتا ہی یہ بات مکر سے خالی نہیں ہی انھوں نے
لوح منگوالی پتہ بتلا کے آپکو دلوائی تھی اب وہ دبا بیٹھینگی امیر نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں

بھلا ایسی باتون کو کب مانتا ہون مین تکیہ پروردگار پر رکھتا ہون میری تقدیر مین ہی تو پھر مجھکو لوح ملیگی وہ لوح کو لیکر
بادشاہ کو بھیجدین میرا خدا پھر مجھکو دلوائیگا منت تو مین اپنے خدا کی کرتا ہون یہ باتین تھین کہ بی حسینا آکے پہونچی
قمر پیکر نے کہا دیکھیے دایہ پھر آئی ہی مین امیر نے کہا آنے دو حسینا چلی آتی ہی دس پانچ قدم کا صاحبقران سے
جب فاصلہ رہگیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر خواجہ عمرو کو بغل مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی قمر پیکر
نے کہا دیکھیے ایک جانور کو جادوگر لیے جاتا ہی امیر نے اٹھا کر تیر مار دیا وہ ساحر مر کر گرا عمرو پنجے سے چھوٹا
امیر نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا خواجہ بیہوش ہوگئے تھے مرنے سے ساحر کے ہوش مین آئے امیر نے
فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا تمکو اس ساحر نے کہان پایا کہا ای شہریار جب آپ تو طلسم کشائی مین نکلے اور
مجھکو ساتھ نہ لیا مین اسی صحرا مین دیوانہ وار پھرتا تھا مگر آپ کی یاد مین رو رہا تھا یہ ساحر جاتا تھا مجھکو اٹھا لے
بھاگا شکر ہی کہ آپ نے رہا کیا آپ اپنا حال کہیے صاحبقران نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا بادشاہ کے
وزیر کی بی بی ملکہ گلفام تسخیر مجھپر عاشق ہوئی ہی مین صحرا مین زخمی پڑا تھا اٹھا کر لائی مین جب مجھسے حال طلسم کشائی سنا
اپنے باپ سے پوچھکر لوح کا پتہ بتایا مین جا کر اژدہا سے لڑا لوح لایا اس باغ مین ملکہ قمر پیکر دختر ریحان شاہ
سو رہی تھی دانے میرے انکے محبت ہی مین نے انکو باغ مین پایا ارادہ کیا کہ شب کو یہان رہون کہ یہی حسینا
دائی آئی ہی رات آکر کہا ملکہ کے کلیجے مین درد ہی بادشاہ وزیر نے تحریر کردیا مین نے لوح دیدی اب مکرر آئی ہی دیکھیے
کیا خبر لائی ہی عمرو نے کہا آپ نے بڑا دھوکا کھایا لوح ہاتھ سے کھوئی عورت ہی اسکے یہی خیال مین آیا کہ لوح لیکر
دبا رکھوالون امیر نے کہا ملکہ بہت پچتائیگی اگر یہ سوچین تو بہت برا کیا کہ حسینا قریب آئی بہت ادب سے سلام
کیا امیر نے فرمایا لو ای دایہ آؤ حسینا سلام کرکے بیٹھی کہا حضور ملکہ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ سے بڑی خطائے فاش
سرزد ہوئی اسکی سزا آپ کے واسطے یہ تجویز کی گئی کہ جسنے لوح دلوائی تھی آپ سے پھیر منگالی اگر آپ کو منظور
ہو کہ طلسم لقراط فتح کرون تو رومال سے ہاتھ باندھکر چلیے خود کہیے اس جنگلی عورت سے توبہ کیجیے نہین تو لوح ملکہ کے
پاس رہیگی امیر نے یہ سنکر غصے مین فرمایا ملکہ نے بہت بیجا کیا لوح انھون نے منگالی بہت مناسب ہوا کہدینا
لوح اپنے پاس رکھیے یا بادشاہ پاس بھیجدیجیے جو آپ کا جی چاہے وہ کیجیے ہمین لوح نہین چاہیے اگر عنایت
پروردگار ہم طلسم لقراط کے فتاح ہین اور اس منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین تو بعنایت خدا لوح ہمکو
ملیگی مگر ہم تمہارے ہاتھ سے نہ لینگے جسکو زن صحرائی کہتی ہو اگر شاید تمسے محبت ہو تو اسکی اطاعت کرنا پڑیگی
بقول آتش شعر طلب دنیا کو کرکے زن پرستی ہو نہین سکتی + خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہی + لوح کیا
چیز ہی پروردگار فتح کرادیگا یہ بھی اسکی عنایت کہ میرا یار وفادار میرے پاس آگیا جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا
بڑا تمکو یہ خیال ہی کہ جسنے لوح کا پتہ بتایا بہت اچھا کیا جو منگوالیا ہمین کچھ ملال نہین ہوا مگر ان کلمات
حسرت آیات نے دل کو مشبک کردیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب تمہاری صورت نہ دیکھینگے نہ اپنی
صورت دکھائینگے جب طلسم لقراط کو فتح کرکے آئینگے تب تمسے ملینگے زن صحرائی ہماری معشوقہ ہی اسکو کون ہمسے
جدا کرسکتا ہی خبردار جواب کبھی ایسا کلام کیا تو کلام کرنے والا سزا پائیگا امیر نے غصے مین جو حسینا پر تیور ڈالے
تھرتھر کانپنے لگی پیشاب نکل گیا کہا حضور کیا مجال مین ابھی جا کر سمجھا کے لوح لاتی ہون امیر نے فرمایا خبردار
نہ میرے پاس آنا نہ لوح لانا مین لوح نہ لونگا ملکہ کو ناحق کا گھمنڈ ہی اچھا ہوا انکی وجہ سے لوح ملی انکے پاس
گئی اب لوح کو لیکر جائین ہمارا ذکر نہ کرین ہم بھلا ہاتھ باندھکے جائینگے انکے مکان کی طرف منہ کرکے نہ سوئینگے

نہین معلوم وہ کیا سمجھی یہین حسینا کا جی ہوا جاتا دل مین تھی اور بڑا غضب ہوا یہان عمرو نے کہا اے شہریار بڑا
انقلاب ہوا بابا وجہ دل کو پیچ و تاب ہوا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ جسطرح بن پڑے بہ منت بہ خوشامد
بہ زور بہ زر لوح ملکہ سے لے لینا چاہیے پھر جیسا کچھ ہو گا سمجھا جائیگا ایسا نہو انکے پاس سے کوئی لوح لیجائے
تو بڑی مشکل ہوگی امیر نے فرمایا خواجہ تم کیون گھبراتے ہو پروردگار اپنا فضل کریگا لوح ملیگی بزرگان دین نے مجھکو
ہدایت کی تھی مین تقویت اپنے پروردگار کی رکھتا ہون اگر قضا لیکر آئی تسلیم ہے شعر سر نہم زیر شمشیر حبیب
ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ÷ تم کیون گھبراتے ہو عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین کوہ گلگون پر جاؤن جسطرح بن پڑے
لوح لاؤن امیر نے فرمایا خواجہ ہرگز ایسا خیال نہ کرنا تمام شہر مین مشہور ہو چکا ہے کہ صاحبقران از مبر کر لوح لائے
طرف سے شاہ طلسم کے بھی بڑے بڑے مکار بڑے بڑے جعلساز بنکے ہین کہ لوح لے جائین عمرو نے کہا ہر چند کہ وہ
مجھکو نہین پہچانتی مگر انشاء اللہ ضرور بہ پاس کرونگی مین لونڈی بنکر جاؤنگا بفراست سمجھاؤنگا امیر نے کہا مجھے
نہین چاہیے مین بخدا اسکے ہاتھ سے لوح نہ لونگا عمرو نے کہا مین تو جاتا ہون مین لوح چرا کے لاؤنگا امیر نے
بہت منع کیا عمرو نے نہ مانا ایک عورت کی صورت بنکر چلا مگر ملکہ کا حال سنیے اشتیاق آمد صاحبقران مین
ٹہل رہی ہین کنیزین جو ساتھ ہین اُن سے فرماتی ہین حسینا نے بڑا کمال کیا خوب فقرہ دیکر لوح لائی اب آتے
ہونگے تم آتے آتے کرنا مین لوح دیدونگی بس یہی لفظ کافی ہے کہ کوئی جنگلی عورت کو چھوڑ دیجیے اگر اسکا پاس کرتے
بہت جتاتے مین امیر کا پاس نہ کرونگی مجھے جنگلی عورت سے بڑا ملال ہے اسنے نمک کا بھی خیال نہ کیا کچھ تو پاس کرتی
پہلو مین لیکر سوتی سوسن نامے ایک کنیز کھڑی ہے اسکے منہ سے نکلا واری کچھ بھی نہو گا ملکہ تو غصے مین تھین اسکو
ایک کوڑا مار دیا سوسن روتی پیٹتی باہر نکل گئی ڈولی مین سوار ہو کے قلعے مین آئی دربار بادشاہی مین پہونچی
یہان وہ وقت ہے کہ وزیر زخمی ہو کر آیا ہے بادشاہ کے ہوش پراگندہ کر رہا ہے وزیر اعظم اتنے ہرکارے
بھیجے کوئی یہ خبر لیکر نہ آیا کہ یہ خبر طلسم کشا کو کیسے پہونچی کہ باغ گلزار نسرین مین لوح ہے اور یہ بھی لکھدیا کہ طائرہ چہار دہ
رنگ کے شکم مین ہے وزیر کہتا ہے کیا عرض کرون اب اسوقت وزیر کو یاد آیا ہے کہ گلفام آتشخو نے مجھسے پوچھا تھا
شاید اسی کی زبان سے نکلا کسی نے سن لیا ہوگا طلسم کشا کو خبر پہونچا دی میرا کہنا خلاف ہوا سر جھکائے چپ
کھڑا ہے کہ سوسن آکر پہونچی کہا اے شہنشاہ مین آپ کی خیر خواہ ہون ملکہ گلفام آتشخو کی کنیز غضب ہو گیا
بی گلفام نے سب کو قتل کرایا گھبرا کر بادشاہ نے پوچھا ارے خیر تو ہے مفصل بیان کر وزیر کے تو ہوش اڑ گئے
سناٹا آگیا سامنے بادشاہ کے بیٹھا ہے ابھی شکست کھا کے آیا ہے کچھ بن نہین پڑتا ہے یہ ضرور خیال ہوا کہ اب
ہمارے خاندان پر آفت آئی بیٹی کی بڑی محبت ہے کبھی سوچتا ہے مسلمان ہو جاؤن یہ ابلیس خود پرست
الانسان الانسان بھی ذلیل یہ دعویٰ جلیل ناحق کو خداوند بنکر بیٹھا ہے مگر بادشاہ نے کہا اے سوسن مفصل بیان
کرو ہم تمہارا مرتبہ بڑھائینگے اپنے محل مین داخل کرینگے سوسن نے کہا حضور صاحبقران جنگل مین زخمی پڑے
تھے ملکہ گلفام شکار کو گئی تھین وہان سے اٹھا لائین زخمون مین انکے ٹانکے دلوائے صحت مین ہزارہا روپیہ
خرچ کیا جب انھون نے صحت پائی کہا مین فکر مین ابلیس کی آیا ہون لوح طلسمی کی فکر ہے ملکہ نے اپنے باپ
پوچھا باپ سے پوچھکر صاحبقران سے بیان کر دیا وہ صاحب اقبال عالم جاہ و جلال ہتے پر گئے لوح
لائے ایک عورت کو موت سے ہماری بی بی لائی تھین اسکا زن صحرائی نام رکھا ایک باغ رہنے کو دیا
وہ امیر کی معشوقہ تھی امیر وہان پہونچے اس سے راز و نیاز ہوے ملکہ کو خبر پہونچی بی صنوبر نے آکر لفظا لفظا

سب حال کہا ملکہ کو غصہ آیا جو نام وہی مزاج ہی حسینا دائی کو بھیجکر لوح منگوالی ہی اور امیر سے کہلا بھیجا تھا کہ
اب ہاتھ باندھکر آئیے زن صحرائی کو چھوڑیے اُنھون نے کہلا بھیجا مین اب تمسے لوح نہ لونگا ملکہ گھبرا رہی ہین
لونڈی کی صلاح یہ ہی کہ مین تو وہان اب جا نہین سکتی آزردہ ہو کر نکلی ہون کسی عورت کو بھیجیے کہ وہ لوح کسی
ترکیب سے لے آوے یہ سنکر بادشاہ بہت بگڑا کہا کیون ای وزیر اعظم یہ کیا ہوا تمھارے گھر سے فساد برپا ہوا
تمنے سب کی جان لی یہ مقدمہ عاشق و معشوق ہی کسی وجہ سے وہ جا کر لوح دیدیگی بادشاہ نے چند کلمات سخت
وزیر کو بھی کہے اور بیٹی کو بھی کہے اور کہا کیون ای وزیر اعظم تمنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ
کردو تو تمنے جواب دیا کہ بیٹی راضی نہین اسلام و کے نام سے نفرت ہی اب مسلمان کو لیکر بیٹھی مین تمھین مذہب بھی چھوڑ
دیا کا لڑکا کیا بزرگون نے قتل پر کمر باندھی دیکھو لوح لیلیون ہم سلیمان سبند ہوا کر سر دربار بلاؤنگا کسی سائیس کے
حوالے کردونگا دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون وزیر کو بہت ڈر گوارا ہی اگر کچھ بول نہ سکا اتنا کہا حضور جنے خطا
کی اسکو سزا دیجیے مین نہین چاہتا کہ طلسم فتح ہو بادشاہ نے اسی وقت چند عورتین محل سے بلائین اُسمین جادوگرنیان
بھی تھین اکثر ایسی تھین کہ سحر کے نام سے بھی آگاہ تھین شاہ نے پکار کر آواز دی کہ تم مین کوئی ایسی ہی کہ لوح طلسمی
کو لائے مگر اس کمینہ بیدرد کو خبر ہو ایک کنیز ہی کہ اسکا نام ہی فتانہ سحر ساز اسنے دعوی کیا کہ مین لوح لاؤنگی
کیا مجال جو لوئی وہ مار ڈالیگی یہ کہکر فتانہ چلی شاہ نے بہت کچھ اس سے اقرار کیا فتانہ زیر کوہ گلگون کے آئی
احوال خواجہ یہ ہوا کہ پیشتر ملکہ گلشاہ کی زیر کوہ آتی ہین شیر نگ نامے کنیز کسی کام کو آئی ہی خواجہ نے اسکو
بیہوش کیا شیر نگ کی شکل بنکر بالاے کوہ آئے حسینا اکر بیہوش ملکہ سے جو ذکر کیا کہ حضور صاحبقران
بہت بگڑے وہ کہتے ہین مین اب ہاتھ سے ملکہ کے لوح نہ لونگا میرا خدا خوب دلوائیگا تب تدبیر ہو جائیگی ملکہ
گلشاہ کو چاہیے کہ جسکو جنگلی عورت کہتی مین اُسکی اطاعت کرین یہ سنکر ملکہ نے کہا کیون حسینا اب مین کیا
کرون یہ تو بڑا غضب ہوا مین اپنی جان دیدونگی پہلے تو نے ہمکو نہ سمجھایا ہائی حسینا تمنے مار ڈالا ہاے یہ کیا غضب
ہوا مین تو جنگلی عورت کی اطاعت نہ کرونگی اب صاحبقران مجھسے چھوٹے ہاے فراق کی راتین کیونکر کٹینگی
یہ شب غم کیونکر کٹیگا اب زندگی کی کون صورت ہی یہ باتین کر رہی ہین حسینا چپ خاموش کچھ جواب نہین دیسکتی
ہی اسکے بھی ہوش اُڑے ہوے ہین دل سے کہتی ہی بڑا غضب ہوا اب مین کیا کرون ملکہ فرماتی ہین دائی اماں
کچھ جواب تو دو تم تو چپ ہو گئین گویا منھہ مین زبان نہین حسینا کہتی ہین کیا کہون صاحبقران تو اسقدر بگڑے کہ اسکا
کچھ جواب نہین دے سکتی صاحبقران کو اسقدر غصہ ہی کہ مین عرض نہین کرسکتی یہ باتین یہان ہو رہی ہین خواجہ
بھی بشکل شیر نگ ایک طرف کھڑے ہین اس سوچ مین ہین کہ رات کو عیاری کرون لوح لے لون ہزار
تدبیرون سے لونگا اس خیال مین ایک کھنجی مین جابیٹھے مگر فتانہ جو چلی تھی زیر کوہ جنگل مین شیحر جادو کو پایا پکار کر
آواز دی ابوالکسان جاتی ہو شیحر نے پلٹ کے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا ابوالکیا بتلاؤن یہان زیر کوہ وہ ہنگامہ ہی کہ شور
شور قیامت پانی بھرے مین تو اسی واسطے زیر کوہ چلی آئی ملکہ نے لوح منگالی ہی چاہتی ہین صاحبقران منت
کرین امیر فرماتے ہین مین جان دیدونگا کلمۂ خوشامد زبان سے نہ کہونگا بلکہ تمھارے ہاتھ سے لوح بھی نہ لونگا
مگر مقام تعجب ہی کہ ملکہ نے بے سمجھے لوح منگالی آغاز و انجام نہ سوچا فتانہ نے چپکے چپکے سحر کرکے شیحر جادو
کو بیہوش کیا کپڑے اتار لیے برہنہ کو ایک گوشے مین ڈالدیا شیحر کی شکل بنکے بالاے کوہ آئی آکے یہ ہنگامہ دیکھا
ملکہ حسینا پر بگڑ رہی ہین دل بیقرار خواہان وصل اب جو یہ سنا کہ امیر سے ملاقات نہوگی جب یہ خیال آتا ہی

دل گھبراتا ہے ہائے ساتھ ہی بگڑی کہانی جب دن یہ مصیبت کٹیگا رات آئیگی کالی کالی عورت دکھائی

نظم

بنا ہے مری شام فرقت نہیں
تمہارا رخ دینے کی توفیق ہے
ترقی پر اپنا جنون ہو تو ہو
ہے دل کو پہلو میں کیون بیکلی
شب وصل اور اتنی کم اے فلک
وہ شوخی اور اقرار وصل اے جلال

کہ جسکی سحر تا قیامت نہیں
ہیں تم سے طلبگار راحت نہیں
چلو تمکو تو ہے وحشت نہیں
اگر انکو ہے محبت نہیں
ارے دل میں کیا کوئی حسرت نہیں
اُسے ہاں کے کہنے کی عادت نہیں

بھلا ایسے بت سے محبت نہیں
نکلتی نہیں جان کیون تن میں
تمہیں کیون نہ جھگڑا اچکا دو مرا
تم اپنی عنایت کا تو سنکو شکر
ترپتے کبھی آ کے دیکھو نہیں

پری ہو تو کیا آدمیت نہیں
کوئی میرے دل کی یہ حسرت نہیں
یہان انتظار قیامت نہیں
ستم کی تمہارے شکایت نہیں
ان آنکھوں سے جن میں مروت نہیں

جب ملکہ سخت بیقرار ہوئیں اور یہ اسا کہ ہماری اب جان نکلی بیشک شب ہجر آئی ہے دیو شب غم کھا جائیگا تب حسینا نے گھبرا کر کہا واری ایک تدبیر میں نے سوچی ہے ملکہ نے کہا کیسے مگر ذرا سمجھ کر کہنا حسینا نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے حمام کیجیے جوڑا بہت بھاری پہنیے زیور جسم پر آراستہ کیجیے نقاب چہرے پر ڈالیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہو جیے سامان شکار ہمراہ ہو باز کو اڑائیے جب وہ طائر کو گرائے گھوڑے کو اڑا کر وہاں پہونچیے جہان وہ جنگلی عورت کو دیے بیٹھے ہیں اُسوقت گوشہ نقاب چہرے سے ہٹا دیجیے صاحبقران کے ہوش نہ درست رہینگے اُٹھکر قدمون پر گر پڑینگے آپ لوح دیدیجیے گا اور یہ کلمہ کہیے گا جو جا ہو کرو وہ خود دیکھینگے آپ کا حسن وجمال عارض انور رشک قمر سرو قد خورشید خد کس شے سے حضور کو مثال دون آہوان صحرا اگر آنکھیں دیکھیں شرم سے آنکھیں خیر امین وزدیدہ نگاہ کے طالب ہون نرگس شہلا کی کیا حقیقت ہے ایک پھول بے بصارت ہے سب لعل و یاقوت کے ٹکڑے ہیں دہن غنچۂ گل زلفیں عنبر کا سلسلہ نہ کہ آپ کا جانا ہوش تو اُنکے درست نہ رہینگے حضور حضور کرتے ہوے اُٹھینگے آپ کے آفتاب جمال کو دیکھکر بھوا اس زن صحرائی کو کیا دیکھینگے وہ ذرہ آپ آفتاب وہ خود شرمائیگی حضور حضور کیسے انیسی آپ کا سب رنگ جم جائیگا آپ کو دیکھکر صاحبقران اسکو پہلو میں نہ بٹھائینگے اپنے فعل پر شرمائینگے ملکہ اس بات پر راضی ہوئیں طرف حمام کے چلیں فتانہ نے پیچھا کیا ملکہ حمام میں پہونچیں لباس اُتارا لوح بھی اُتار کر رکھی ملکہ جا کر حوض میں کود ہیں فتانہ نے لوح لی لیکے باہر نکلی کوہ سے اُتر کر بھاگی خواجہ عمرو جنہی میں بیٹھے ہیں دل میں یہ ٹھان لیا کہ ملکہ جب رات کو سوئینگی لوح لے بھاگینگے یکایک غسل کرنے کا غل ہوا خواجہ نے پوچھا کیا ہے کنیزون نے کہا ملکہ حمام کر گئی ہیں اب برائے شکار سوار ہونگی خواجہ سوچے اب بہت آسان ہوگا شکارگاہ میں کسی تدبیر سے لوح لے لونگا کنیزون سے کہا سائیسون سے کہدو ہماری بھی مادیان مشکی تیار رہو ملکہ کے ساتھ میں بھی جاؤنگی کنیزون نے کہا بہت اچھا ملکہ غسل کر کے جامے خانے میں آئیں حسینا نے لاکر جامدانی کھولی بھاری جوڑا پہنا صندوقچہ کھولا جواہرات کا زیور نکالا وہ بھی پہنا کہا دائی امان لوح تو اُٹھا لو تم اسکو اپنے ہاتھ میں رکھنا جب سامنے صاحبقران کے پہونچین تو تم یہ کہکے دیدینا کہ لیجیے حضور لوح کو اپنے پاس رکھیے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے لوح کا جدا کرنا آپ کو مناسب نہیں یہ کہکر گلے میں پہنا دینا میں ہان ہان نہون میرا کہنا نہ ماننا ملکہ میرے نہیں کہنے کو ہان جاننا حسینا کہتی ہے واری میں سمجھ لونگی ایسی ترکیب سے لوح دون کہ احسان ہو خوب دل میں سمجھینگے کہ ملکہ نے ہم پر احسان کیا حسینا جامے خانے میں گئی وہان لوح نہ پائی کہا حضور یہان لوح نہیں ہے ملکہ نے کہا لباس میں رہ گئی ہون حسینا نے کہا واری آپ خود آکر دیکھیے ملکہ گھبرا کر اُٹھیں کہا حسینا خدا کے واسطے یہ کیا کہتی ہو کیا لوح کو زمین کھا گئی میں نے ابھی رکھی تھی یہ کہکر خود تشریف لائیں سارے جامے خانے میں ڈھونڈھ ڈالا

کہیں لوح کا پتہ نہ ملا جب تو ملکہ بدحواس ہو گئیں کہا لو وائی اماں غضب ہو گیا لوح کو زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا
میں نے تو اُتار کر لباس میں رکھی تھی جسے تنا لوح کو ڈھونڈھنے لگی دو چار کنیزوں پر مار بھی پڑی ملکہ فرماتی تھیں اری
نرگس نگوڑی دیکھتی ہی حال نہیں بتلاتی ہی نرگس نے آنکھیں جھکا لیں کہا حضور یہاں پتہ نہیں اب تو کہو ہوا سنبل
کو بلایا کہا کیوں ہوا سنبل تمکو کیوں پیچ و تاب ہی ہمارا دل بیتاب ہی غنچہ دہن منہ سے نہیں بولتی صنوبر اڑی
ہی عمرو نے جو سنا کہ لوح غائب ہوئی بدحواس ہو باغیچی سے نکل کر دوڑا ہوا آیا پکار کر پوچھا ارے کیا ہوا لوح پر کیا افتاد
پڑی ملکہ نے کہا صاحبو غضب ہو گیا کوئی دشمن لگا ہوا تھا لوح لیگیا اب میں کہاں ڈھونڈھوں کنیزوں میں جو دیکھا تو
شجر جادو کو نہ پایا گھبرا کر کہا ارے شجر کنیز کہاں گئی اُسے تو کوئی شاخ نہیں نکالی شجر کا پتہ نہیں کوئی کنیز زیر کوہ گئی تھی
اُسنے درہ کوہ میں شجر کو بیہوش دیکھا بیدار کیا وہ برہنہ گھبرا کر اٹھی اس کنیز نے اپنا چادرہ دیا وہی باندھے ہوے بالا
لو آئی کہا حضور کسی نے مجھکو بیہوش کر کے درہ کوہ میں ڈالدیا تھا میری شکل پر کوئی آیا لوح کو لیگیا مگر مجھکو ایک عورت
ملی تھی اُسنے مجھسے باتیں کیں نہیں معلوم کیا کہا تھا میں کہیں کہ میں سو گئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں دیکھا یہ سنکر ملکہ
گھبرا گئیں عمرو نے جو یہ سانحہ دیکھا کوہ سے اتر کر بھاگا کہ جا کر صاحبقران سے خبر کروں کہیے لوح پر افتاد پڑ گئی
ملکہ سے کوئی لوح لیگیا عمرو تو یہاں سے بھاگا ہوا جاتا ہی ملکہ گھبرا رہی ہیں مگر صاحبقران باغ میں تشریف
رکھتے ہیں پہلو میں ملکہ قمر جبیں گھبرا کر کہتی ہیں کیوں ای صاحبقران کیا مصیبت اٹھا کے آپنے لوح پائی برائے
خدا میں بدنصیب پہلے ہی منع کرتی تھی میرے لیے یہ آفتیں برپا ہوئی ہیں مجھ کمبخت کو چھوڑیے آپ کو لوح ملجائے
بعد فتح طلسم جو مناسب ہو گا وہ کیجیے گا جبتک طلسم نہ فتح ہو ہر ایک سے عجز و منت میں کام لیجیے بعد فتح طلسم دیکھ
لیجیے گا میں حضور کی کنیز ہوں عمر بھر دامن دولت نہ چھوٹے گا یہ خوب سمجھ رکھیے اگر تمام عالم ایک طرف ہو کوئی اگر
سر کاٹ لے تو بھی آپ کے نام کا وظیفہ نہ چھوٹے گا امیر فرماتے ہیں ملکہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے تو بھی
حمزہ کہتا ہی وہی کرتا ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار اس عورت گوشہ نشین کی تو خدا رہے میری
بات میں فرق آئے علاوہ ازیں ملکہ تصور کرو اگر فتاحی طلسم میری تقدیر میں ہی تو انشاء اللہ لوح اور تدبیر سے نکلیگی
اگر قضا لیکر آئی ہی ہر شخص مجبور و ناچار ہی کوشش سراسر بیکار یہ ذکر تھا کہ قضا کا ایک جادوگرنی محیط جادو
نام آسمان پر اڑتی ہوئی جاتی ہی اس باغ کی رعنائی دیکھکر اتر پڑی دو کنیزیں بھی ساتھ ہیں ایک نخل کے سائے میں
آکر بیٹھی نگاہ اٹھا کر دیکھا جمال صاحبقران پر عاشق ہوئی یہ بھی دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر پہلو میں بیٹھی ہی ایک
کنیز سے کہا اس جوان کو ہمارے پاس بلا لاؤ کہنا ایک گلابی لیتا آوے ہمارے پاس بیٹھکے شراب پیے وہ کنیز
توہم کی زنگن سامنے صاحبقران کے آئی امیر کو سلام کیا کہا چلیے آپکو ملکہ محیط جادو بلاتی ہیں اپنی جان کی
بھی خیر منائیے وہ جسپر عاشق ہوئی ہیں اُسکی جان نہیں بچی ایک گلابی بھی لیتے چلیے وہاں چلکر شراب پیجیے آپکو
زیادہ پلائنگی اپنا معشوق بنائنگی امیر نے فرمایا کیا بکتی ہی وہ حرامزادی کون ہی میں وہاں کیوں جاؤں
زنگن نے کہا واہ واہ میاں میں کان پکڑ کے لیجاؤنگی اگر رستم بھی ہو میرے سامنے پیر زال ہی ہمارے آگے جرات
دکھانا محال ہی یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا کان پکڑلوں امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مارا زنگن کا سر اڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ممکل جادو بود محیط نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے میں اُٹھی پکار کر
آواز دی او جوان یہ کیا کیا میری کنیز کو مارا یہ نہ سمجھا کہ میں سامنے دیکھ رہی ہوں یہ کہکے گولا مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھا گولا پھینکر الٹ کر آدہ تڑپ کے قریب آئی چاہا ہاتھ پکڑلوں امیر نے تلوار کا ہاتھ مارا سر اسکا

زخمی ہوا اب تو سامنے سے بھاگی امیر دوڑے محیط نے سر کا خون چھینکا ماش کے دانے چھینکے کسی سے کچھ نہوا اب نہ
بھاگنے لگی امیر تیغہ لیے ہوے اسکے پیچھے جب دوڑتے ہین جست کرکے اور جانب جا رہتی ہی ملکہ قمر پیکر چبوترے پر سے
یہ معاملہ دیکھ رہی ہین محیط نے جب دیکھا کہ امیر پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا پکار کر آواز دی او جوان تجکو کسی کامل
نے سحر سکھایا ہی تیری معشوقہ کو لیجاؤن برن آزار پہونچاؤن یہ کہکے محیط نے جست جو کی امیر کو ورا کر برابر قمر پیکر
کے پہونچی قمر پیکر اپنے کو کیا بچا سکتی تھین محیط نے کمر مین پنجہ دیا اے اڑی جبتک امیر دوڑین تیر و کمان اٹھائین
محیط اتنے مین قندیل فلک ہوگئی بیقرار ہو کر قمر پیکر نے آواز بھی دی تھی کہ ای شہر یار کنیز کو بچایے جب تک امیر
قصد کرین وہ بلند ہوگئی ملکہ قمر پیکر کی زبان پر یہ کلمات حسرت جاری تھے نظم

ایک ہفتہ تو نہو مجسے مرا یار جدا
اور معشوقون مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان
لب سے کس طرح یہ ساغر کرین میخوار جدا
بار احسان خلایق سے مجھے لفزت ہی
دل کا شعلے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
اور خدا کا ہی تو ہی پاس جنم بھی ای دل
مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

سیان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا
تیرا انداز زمانے سے ہوا ای یار جدا
ای مسیحا تری آنکھون مین عاشق دو نون
رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا
تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا
چشم مخمور سے کیونکر نہ طبین ہوتون کو
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
دل صد چاک پہ اک تیغ نیا پڑتا ہی
سایے کی شکل سے ہو نگاہ مین رہا جا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون

صاحبقران کی بیقراری گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی لگتے تھے یا
صاحبقران یہ کیا ہوا فلک نے یون پریشان کیا ہاے اس معشوق پری چہرہ پر کیا گذریگی نہین معلوم وہ
حرامزادی کہان رہتی ہی کہان ڈھونڈھون یہ کیا غضب ہوا ایسے معشوق پری چہرہ کو فلک نے جدا کیا
جی چاہتا ہی اس صحرا مین پھرون قبر مجنون پر پہونچون کوہ نجد مین جا کر استاد مجنون کو تلاش کرون وہ رہبر راہ
عشقبازی سلطان ملک محبت جانبازی کہ اپنا تو یہ حال ہی کہ بیان کرنا محال ہی عجب معرکہ گذرا نظم

خاک مین ملکے بھی ہو نگا نہ غبار دامن
بار خاطر نہ کسی کا ہو غبار دامن
تیرے بولنے مین ہم چاک گریبان سب
سیر گلزار دکھا دیگی بہار دامن
موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن تلو مرے
گل گریبان کو کرتے مین نثار دامن
پالی جاتی ہی محبت مجھے ای آتش

کمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن
سلسلہ رہتا ہی مرے دیدۂ تر شب و روز
جگہ رہتا تھا تو ای طفل جوار دامن
فرقت یار مین اشکون کو مرے روکے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تا بدامن
رشتہ دام سے تار اسکا نہین کم کوئی
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
ابر دامن ہی رگ ابر ہی تار دامن
خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے ای قاتل
آستین کا ہی نہ یہ کام نہ کار دامن
وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

اس حال پر ملال مین صاحبقران
حیران و پریشان مضطر و بیقرار دوڑے پھرتے ہین مگر خواجہ عمرو جو پہاڑ سے اتر کر بھاگے تھے اس خیال سے
کہ جا کر امیر سے عرض کردون کہ لوح ملکہ کے قبضے سے نکل گئی فتانہ نامے کنیز اگر کسی دوسری عورت کی شکل
بنی آخر روح جامے خانے سے نکلی عمرو بصورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک جادوگر مرغ زرین نام
بادشاہ سے یہ کہکر نکلا تھا کہ مین طلسم کشا کو لاتا ہون یہ سوچکر چلا تھا اڑا ہوا جاتا ہی کہ اسکی نگاہ عمرو پر پڑی
دیکھتے ہی خوش ہوگیا کڑک کر گرا عمرو نے جو دیکھا ایک ساحر نے میری کمر مین پنجہ دیا ایک چیخ ماری کہا ای بھائی
تو کون ہی جو مجھ غریب کو لیے جاتا ہی اس ساحر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو چیختے چیختے بیہوش ہوگیا مرغ زرین

عمرو کو لیے ہوئے دربار شاہ طلسم مین آیا فتانہ لوح لیکر پہونچی ہی عرض کر رہی ہی داری مین لوح لیکر آئی مشہور جادو
لوح کو لیکر نہال ہو گیا فتانہ کو نہال کر دیا کہا امر فتانہ ملکہ کی کیا کیفیت ہی کہا حضور عشق مین طلسم کشا کے مبہوت
ہین بات بات پر روتی ہین اشکون سے منھ دھوتی ہین مگر بڑی مشکل ہی پہاڑ پر آپ جا نہین سکتے بانیان طلسم نے قید
لگائی ہی کہ ساحر کا سحر وہان تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے کہا کیون وزیر اعظم اب اس گیسو بریدہ کی کیا سزا ہو وزیر نے کہا
حضور مین ناچار ہون مین آپ کا دوستدار ہون جو آپ کا جی چاہے اُس بد نصیب کے ساتھ کیجیے مین بولون تو گنہگار
یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین بھی آگے پہونچا اُسنے عمرو کو پیش کیا کہا حضور یہ ساربان زادہ ہی جنگل مین جا کا ہوا جاتا
تھا مین نے پکڑ لیا بڑے بڑے نقرے کرتا تھا مین نے کچھ داد فریاد نہین سنی بادشاہ نے مرغ زرین کو بڑا بھاری
خلعت دیا دو سو ساحر کا افسر کیا کہا تم اسکو قید کرو تمکو نگہبان کیا مرغ زرین نے لا کر عمرو کو ایک مکان مین
قید کیا اب بادشاہ نے پکار کر آواز دی کوئی ساحر تم مین سے ایسا ہی کہ ملکہ کو گرفتار کر کے لائے سہیل جادو اُٹھی
کہا حضور مین پہاڑ سے اُتار لاؤنگی جب کوہ سے اُتریگی گرفتار کر لونگی دس ہزار ساحران زبردست سہیل کو ملے سہیل خوشی
خوشی دس ہزار ساحرون کو لیکر قلعے سے نکلی ساحرون سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ مین جا کر تدبیر کرون ملکہ کو پہاڑ سے
اُتارون سہیل جادو چلی یہان بعد لوح لے جانیکے ملکہ گلفام اُس حسینا دایہ سے کہتی ہین کیون دائی اماّن
یہ کیا ستم ہوا مین طلسم کشا سے ذلیل ہوئی اب یہ روسیاہ کیونکر دکھاؤنگی کسطرح سامنے جاؤنگی مجھکو فلک نے کس
مصیبت مین ڈالا یہ ذکر تھا حسینا نے عرض کی واری ایک تو فکر کیجیے اب بادشاہ طلسم کو الہیان ہوا لوح طلسمی
اُنکے پاس پہونچی اب بادشاہ فوج ضرور بھیجیگا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ملکہ نے
کہا امر دائی اماّن کہان جاؤن حسینا نے کہا حضور اسی باغ مین پاس طلسم کشا کے چلیے سوطف وغیرہ کا خیال نہ کیجیے
ملکہ نے آہ کی کہا حسینا مین کیا منھ دکھاؤن ہاے جنگلی عورت سے دغا بازی گاب تو اُسکی بات بن پڑی ہوگی خوب
باتین بناتی ہوگی کہ رہی ہوگی کہ ملکہ گلفام آپ کی دشمن ہی ہاے حسینا تو نے مجھکو نہ سمجھایا میرا لطف زندگی سب
اب دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی حسینا بھی خاموش کچھ تدبیر اسکو بھی نہین بن پڑتی کہ سہیل جادو آکر پہونچی مگر
گھبرائی ہوئی جھک کر سلام کیا کہا واری آپ جلدی پہاڑ سے اُتریے جہان جانا ہو نکل جائیے بادشاہ نے دس ہزار
فوج روانہ کی ہی فوج آراستہ ہو رہی ہی اب وہ آیا چاہتی ہی مگر ابھی وقت باقی ہی حضور پہاڑ سے اُترین مین پھر خبر
جا کر لاؤن ملکہ نے گھبرا کر کہا کہان جاؤن سہیل نے کہا کوہ سے تو اُتریے طلسم کشا کے پاس چلیے مین بھی شرکت
کرونگی آپ کے والد کو بڑی جنگی ہوئی اُنھون نے یہی جواب دیا کہ بارے مین ملکہ کے آپ کو اختیار ہی مین آپ کے
ساتھ رہونگا اہالیان طلسم کا اب قتل ہونا کیونکر گوارا کرونگا اور ایک خبر عرض کرون عمرو بھی قید ہو گیا مرغ زرین
پکڑ لیگیا اُسی کے عمرو سپرد کیا ہی امیر کو گرفتار کرنے خود بادشاہ جائیگا پہاڑ سے اُتریے چلکر امیر سے بھی اطلاع کیجیے
وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا آپ پہاڑ سے اُتریے مین جا کر اور خبر لاؤن یہ کہکر سہیل ہٹی فوج تو
قلعے سے نکل چلی تھی سب سے کہا لو صاحبو مین ملکہ گلفام کو آمادہ کر آئی طرف سے صحراے ویران کے چلو یہ کہکر فوج
کو لیکر چلی یہان ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مادیان ختلیین پر سوار ہوئین ساٹھ ہزار کنیزون کو ساتھ لیا پہاڑ
سے اُترین آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے سہیل پشت پر دس ہزار
ساحر ملکہ کو دیکھتے ہی سہیل نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے تباہی اہل طلسم کی چاہی قدرت سامری سے
کیا کچھ ہوا لوح بادشاہ پاس پہونچی تم سب کو خبر مل گئی صاحبقران تنہا اسی باغ مین سرنگرار ہے مین دیوانہ تھا

چاہتے ہین کہ انکی معشوقہ کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی مگر تم اب کہان جاؤگی ملکہ نے پریشان ہوکر جواب دیا واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھکو قتل کر طلسم کشا پر دست انداز نہو نا مین بدنصیب خطاوار ہون سزا کی سزاوار ہون سہیل نے کہا
اب کہان جاتی ہو یہ کہکر اس ملعونہ نے ساحرون کو اشارہ کیا لینا یہ لوگ جانے نہ پائین چہار جانب سے ساحر ساحرے
سحر ہاتھ مین لیکر جھپٹے ملکہ نے ترنجیہ کھینچا کنیزون کو آواز دی لڑ بھڑکر اپنی جان دو میان تو لڑائی سحر کی ہونے لگی
اگر ساحر کا سحر چل گیا دو کنیزین چار کنیزین گھوڑون سے گرین اُڑا انکا نیزہ چل گیا ساحر گرا اندھیرا ہو گیا میان تو یہ
رنگ ہی مگر کافوریہ فروش وزیر اعظم بادشاہ کے خفا ہونے سے ملول و حزین رنجیدہ و کبیدہ عرصہ دراز تک دربار مین
حاضر رہا بادشاہ نے بعد حکم و یادر پر سر جھکائے ہوئے گھر مین آیا ملکہ نیرنگ اسکی زوجہ تھی تیہر کو وزیر پریشان پریشان
ہوتا نیرنگ نے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہے آج مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون ہاشم کے انتشار کا حال
سنا کر لوح نکل گئی اس بدنصیب کمبخت نے کسی کا پاس نہ کیا لوح کا پتہ بتا یا لوح طلسم کشا کو ملگئی اب باعث انتشار کیا
ہو یہ سنکر وزیر رونے لگا کہا صاحب مین کیا کہون اس بدنصیب کمبخت نے اپنا کلیجہ تیر کا بنا لیا ہماری تمھاری جان کا
خیال نہ کیا مگر اقبال شاہی نے زور دکھایا لوح آگئی بادشاہ کے پاس پہونچی عمرو عیار قید ہوگیا طلسم کشا اسی باغ مین
ہی سہیل جادو دس ہزار ساحر لیکر برائے گرفتاری گلفام آتشخو گئی ہی اب غضب ہوا اس بدنصیب کمبخت کی جان
کا ہیکو بچیگی وہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج نہ نیکی سمجھے نہ بدی جو دیکھین آیا کرتی ہین ہائے یہ کیا ضرور تھا وہ تو
مرد کے نام سے بیزار تھی عشق و عاشقی کسنے سکھائی جب کبھی شادی کا نام آیا اُس کمبخت نے یہی جواب دیا کہ کیا
ضرورت ہی اپنے اوپر کسی کو حاکم بنائیے آپ محکوم بنکر بیٹھیے ہائے یہ کس نے آگ لگائی یہ سنکر نیرنگ رونے لگی
کہا صاحب بڑا غضب ہوا بھلا اُس سے یہ جفا کا ہیکو اُٹھے گی مین نے کس قدر کوشش کی کہ سحر سیکھے اُسکو نفرت رہی
میری بارہ برس کی کمائی یون لٹتی ہی میری نور نظر مجھسے چھٹتی ہی اب جو کچھ ہو وہ ہو مین تو جاتی ہون اپنی جاکر جان
دونگی اُس کمبخت کو تو بچاؤنگی دس ہزار ساحر دم بھر مین قیامت برپا کردینگے سہیل بڑی مکارہ ہی اُسکا سحر کون رد کر
سکیگا وہ ہمیشہ خدمت شاہ مین رہی بڑے بڑے ساحرون سے اُسنے سحر سیکھا مین البتہ اُس حرامزادی کے سحر رد کرونگی
بڑھ بڑھ کے لڑونگی لو صاحب خدا حافظ تیس برس ہمارا تمھارا ساتھ رہا اب جدائی ہوتی ہی جیسے بنی لڑائی ٹھنی جب
ہم بادشاہ کے دشمن کے شریک ہوے تم بھی فوج لیکر آؤگے پھر ہم کوئی بات اُٹھا نرکھینگے یہ کہکر شوہر کا دامن پکڑا
کبھی جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رونے لگی کہا صاحب مین کیا کرون یہ آگ مجھسے نہین سنبھالی
جاتی ہائے میری بھولی بچی کو کسنے آوارہ کیا جو دل مین آیا کر بیٹھین انجام و آغاز نہ سمجھین آخر یہ آفت برپا ہوئی
میرے کلیجے مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین کیونکر اپنے کو سنبھالون سہیل کیسی اگر بادشاہ سے بھی سامنا
ہوگا مین لڑونگی اگر وہ بادشاہ طلسم ہی مین اُنپر طالب نہ آؤنگی اپنی بچی پر جان تو نثار کردونگی صاحب مجھکو وہ دن
یاد ہین اُنکو سو کہے مین سلاتی تھی آپ کلیجے مین بڑی تھی کیا کیا جفا سہتی تھی آج نام خدا جوان ہوئین ایسی خودمختار
ہوگئین مجھ کمبخت سے کچھ صلاح نہ کی جو دل مین آیا کر بیٹھین اسطرح کی باتین کرکے جو نیرنگ روئی بیقرار و مضطر سر
کھلا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا نہ ہاتھ کی خبر نہ پانو کی وزیر حال زوجہ کا دیکھکر گھبرا گیا دامن چھڑا کر نیرنگ جو پیچھے ہٹی اور
کنیزون کو آواز دی لو صاحبو آج یہ گھر بگڑتا ہی جسنے شوہر کا ساتھ چھوڑا مذہب ابلیس سے بھی منہ موڑا بھڑوا مشک
ہمارے تمھارے انسان ہی سحر و ساحری کے بھروسے پر خداوند بنکر بیٹھا ہی حقیقت مین دین خدا پرستان سہت
صحیح ہی بندہ خدا کو کیا دیکھ سکتا ہی ایسی آنکھین کہان اب تو وزیر نے سر اُٹھا یا کہا صاحب میرے بھی دل کو اعتقاد

مذہب مسلمانان ہوا میں بھی تمہارے ساتھ ہون نہین ہو سکتا کہ تیس برس کا ساتھ چھوڑ دون یہ بھی خوب یقین ہی کہ صاحبقران طلسم کشا جوان یکتا جرات مین بے نظیر صورت مین آفتاب عالمتاب ہماری صاحبزادی نے بڑی جوہر شناسی کی کہ ایسے شخص پر عاشق ہوئی کہ جسکا ازپردۂ دنیا تا بہ قاف مثل و نظیر نہین داماد نوشیروان خویش شہپال بن شاہرخ بادشاہ پریان یہ طالع کی رسائی کہ وہ شخص میرا داماد ہوا وزیر سہیل کو ابھی چلکر مارتا ہون صاحبقران صاحب اقبال ہاین بھر لوح ان تنگ ہوتی علاوہ ازین یہ بھی صاحبقران کا دستور ہی اسوجہ سے قلب کو سرور ہی کہ جب طلسم کا توڑنے کا ارادہ کرتے ہین اپنے بزرگان دین سے مدد طلب کرتے ہین جب ہدایت ہوتی ہی تب قصد کرتے ہین یہ کہکر وزیر باہر آیا ملازمون کو آواز دی کمر باندھو چار ہزار ساحر جو اسکے ذات کے ملازم مین کمر باندھکے تیار ہوے وزیر گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ کو دیکھا طاؤس پر سوار چار ہزار کنیزین چوبدارنیان قلماقنیان پیچھے پیچھے کافور سفر نے پلنگ کیا اور تمنے سنا ہم زن و شوہر نے مذہب اسلام اختیار کیا ابلیس پر لعنت کی ہمیا کار غدار خداوند نما ہر سب نے عرض کی ہم آپ کے تابعدار ہین ہمنے بھی مذہب ابلیس پر لعنت کی جو آپ کی خوشی وہ ہماری خوشی آپکے حکم سے کبھی گردن تابی نہ کرینگے آپ کے حکم سے زندگی مرینگے جب زن و شوہر نے سکو ثابت قدم کو دے محبت پایا دل کو تقویت روح کو راحت ہوئی طرف کوہ گلگون کے چلے بیان لڑائی ہو رہی ہے ملکہ گلفام بیچ مین گرد کنیزین مگر ساحرون نے ہزار کنیزون کو بجبر و ظلم قتل کیا ملکہ گلفام آتشین تیر مار رہی ہین اپنے کو سحر سے بچاتی ہین مگر ملک الموت سا سنا یقین ہی جو کوئی سحر قریب آجاتا ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گرتی ہم کیا کرین کس کس طرف دیکھین دس ہزار ساحر نے گھیر لیا اب انسے جان بری دشوار حسینا دائی پر بڑا غصہ اگر کسی ساحر نے ارادہ کیا کہ حسینا کو پکڑے ملکہ نے تاک کر تیر مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذر ادہ ساحر مر کر گرا حسینا سے کہا کیون دائی امان حماقت کا مزا تھا یا افسوس دنیا مین زرد روئی عقبیٰ مین خراب حسینا کہتی ہی داری جو کچھ ہے بجا ہے مین سراسر گنہگار ہون جو چاہیے فرمایئے مگر مین نے جو کچھ کیا حضور کے حکم سے کیا ملکہ آہ کرکے فرماتی ہین اب تو یہ کیفیت ہے **نظم**

چشم تو وہ نہین جو بار نظر سنبھالے
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہی یہ کہتا
اس کل کا بوجھ جو انکی نازک کمر سنبھالے
الکرم نہ سمجھنے دیتی انکی تنگ مزاجی
پھرتا ہی باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
حرف درشت سنکر مین کان دل دکھاتے
لاتا جواب خط لکھا نامہ بر سنبھالے
درد و فراق آتش تڑپا رہی ہی سکو

دیوانہ ہو کے کوئی بیجا کرے گریبان
ٹھوکر پہ جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
رکھے مین آدمی کو لازم یقین ہی رکھنا
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
ڈرتے مین ہوش تیرے دیکھے ہے دیدہ
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
بار کبر لتر بھرا اسکے صیاد یا چھوڑ آ چمن
اک ہاتھ دل سنبھالے اک ہاتھ جگر سنبھالے

جنت جگر کو لیکر مژگان تر سنبھالے
ممکن نہین کہ دامن وہ بیخبر سنبھالے
اللہ نا توان کو دے طاقت توانا
ہنجارے سا فرخت سفر سنبھالے
وہ تحمل خشک ہون کی اس گلشن جہان
ممکن ہین حواس خمسہ تنہا سنبھالے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
بیحال در پہ تیرے پھر حال پر سنبھالے

حسینا حال پر ملکہ کے روتی ہو گئی ہی کیا غم گردن اب کون صورت جان بچنے کی ہی ساحرون کے ہاتھ سے رہائی غیر ممکن ہی دل کو بالی طمینان ہی یہ ذکر تھا کہ صحرات گرد اڑی شعر از دامن دشت کوہ اورنگ ✤ گرد بر خاست ملو طیار زنگ ✤ دامنہ گرد کا سامنے آگر حسینا دیکھا کافور سر فروش اپنے والد کو نیر نگ اپنی والدہ کو پشت پر سات ہزار ساحر اور چار دو گرنیان چوبدارنیان کچھ کنیزین ملکہ حسین وزیر اعظم کو بادشاہ نے بھیجا ہماری گرفتاری بہ ذلت منظور ہی گھبرا کر کہا لو دائی امان غضب ہوا والد آگئے والدہ بھی ساتھ ہی حسینا نے کہا نہین داری خدا نے اپنا فضل شریک کیا آپ کے والد و آپ کی والدہ

مددکو آتے ہین یہان تو یہ ذکر تھا کہ کافور سحر فروش نے آواز دی آہ سہیل تجھکو شرم نہین آتی ہے غیر ساحرون پر سحر کرتی
ہے ذرا ادھر تو دیکھ میرے تو سحر کر لطف سحر و ساحری کا ہے تو نے غیر ساحرون کو مارا کیا لطف ملا یہ بیچارے یہان کاسر کی کرنے
والے لیان خدمتگزار ہین یہ سحر کیا پوچھا کرین بیچارے یہان تم کیا جانتے ہو مین تجھ سے مقابلہ کرتا ہون یہ حال کہکے سہیل نے چلکر کافور سحر فروش
و ملکہ نیرنگ کو دیکھا ملکہ نیرنگ تو تخت مین گرا سکے مجمع ساحران پر گرین گرتے ہی کئی سو ساحرون کو مارا اور زیرے
جو سحر کیا زمین تھراگئی نیرنگ گری بجلی کی تڑپ سنتی ہوئی تخت بن جل گیا تمام ساحران غدار لینا لینا کہکر دوڑے
یہ بھی گری سحر چلنے لگے مگر نیرنگ قریب تخت کی پہونچی ایک دو ہتڑ پشت پر مارا کہا او کمبخت بدنصیب یہ کیا کیا آپ کو
اس بلا مین پھنسایا ارے یہ کسنے تجھکو سکھایا وہ تو تھی کہ طلسم کشا سے لوح چھینلے اپنے کو اس بلا مین پھنسایا اُس
شیر دل نے وہ تکلیف اٹھائی اور پھر کر باغ مین پہونچا اپنے کو بلا مین پھنسایا دروازے پر دیو سے مقابلہ پڑا اُس
شیر نے دیو کو مارا اندر جاکر ساحرون کو مارا اسکنے تجھسے کہا تھا کہ لوح اپنے پاس منگوالی فتانہ ملعونہ کنیز بنکر آئی لوح
لیکر کوئی ایسی حرکت کرتا ہے ابھی مزاج کی آشفتگی حسن کی ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت تھی جو اب تجھکو تو نے چلیے
غم کو تور دیا ہوتا گلفام رونے لگی کہا اے یار مہربان مین روسیاہ ہوئی گھر بار تباہ ہوا زادہ ہوا کہ یون تباہ ہوئی اب
دیکھون تقدیر کیا دکھائے طلسم کشا کو کیا منہ دکھاؤنگی مزاج کی برہمی نے مجھکو تباہ کیا کافور سحر فروش ڈرتا
جھجکتا بلا سہیل جادو کیے ہوئے تھا سہیل نے آگ برسادی کافور نے سب سحر دفع کیا مگر ہر شعلہ آفتاب کے
چمکتا ہے سہیل نے آخر کو جب دیکھا کہ سب سحر میرے دفع ہوے کچھ زور نہین چلتا تیغ کھینچکر کافور پر جا پڑی کئی ہاتھ
تلوار کے مارے کافور نے روک کر ہاتھ مارا سہیل نے سپر کو پہرے کی پناہ کیا مگر تیغ کافور جو تڑپ کر گرا یا تو سر
تلوار چمکی تھی بازمین پر تلوار لے بوسہ دیا سہیل کو مار کر اب جو ساحرون پر گرا ایک ایک سحر مین ساحرون کے سر اڑا
دو دو سو ساحر مارے گئے جسطرح بنا ملازمان سہیل نے لاشہ سہیل کا اٹھایا روتے پیٹتے طرف قلعہ طلسمی کے بھاگے
ساحرون نے چاہا پیچھا کرین کافور نے کہا یارو بھاگے ہو تکا پیچھا نہ کرو اب یہان سے نکل چلو طلسم کشا سے چلکر
ملاقات کرین انہین کی محبت مین یہ معرکہ ہوا باپ نے جو خوشی کو دیکھا ملکہ بغلط حجاب باپ کے قدمون سے لپٹکے
رونے لگی باپ نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا جو ہوا سو ہوا مگر تمنے غضب کیا لوح کا ملنا دشوار ہے لوح خاص بادشاہ
کے پاس ہوتی ہے تمہاری محبت مین صبر نہو سکا مر ور بار تخت کلمے نے جواب دینے کا موقع نہ تھا جب خبر پائی
کہ ساحرہ تمکو قتل کرنے گئی ہے محبت پدری نے آگ لگادی صبر جبر نہو سکا اب چلکر طلسم کشا سے ملاقات کرین
کافور و نیرنگ و گلفام یہ سب کے سب طرف باغ کے روانہ ہوے صاحبقران کا حال سنیے کہ بعد
غائب ہونے ملکہ قمر پیکر کے خضر دیر تک بیقرار و اشکبار رہے آخر سوچے کہ صبر کرو دیکھو پردہ غیب سے کیا
ظاہر ہوتا ہے مجبور ہونا چاہا اس باغ سے نکلے ایک طرف روانہ ہوے جابجا منہ اٹھا چل نکلے شام ہوتے ہوتے
امیر تو ایک دشت ویران مین پہونچے کافور وغیرہ جو اس باغ مین آئے دیکھا باغ ویران پڑا ہے سحر کرنے
کے نشان کہین ہانڈی کے دانے کہین گولے ترنج نارنج محیط کے سحر کے پائے چہار جانب باغ کے ڈھونڈھا
کہین نشان اُس گل باغ جرأت کا نہ ملا کافور سحر کر کے ٹیپا کیا کہ کوئی یہان بھی کوئی افتاد پڑی سحر کرنے والا
یہان کوئی ضرور آیا ایک کنیز کسی گوشے مین چھپی ہوئی تھی اٹھی جو وزیر اعظم کو دیکھا روتی ہوئی آئی کافور نے
پوچھا ارے بتا تو صاحبقران کہان گئے کہا حضور کنیز کو کیا معلوم اتنا جانتی ہون مین نے دیکھا کہ جب لوح
ملکہ عالم نے منگوالی ہے صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا بیچاری عورت بھی روتی تھی اور اسکا یہی قول تھا

کہ حضور نے ہمارے اشارون پر خیال نہ کیا لوح کو بیدیا بڑے افسوس کی بات ہوئی اس ذکر مین ایک ساحرہ آسمان سے
آئی اُسنے صاحبقران کو طلب کیا کنیز نے جو جاکر پیغام دیا امیر نے اُسکو ایک طمانچہ مارا وہ ساحرہ اُڑی امیر
سے لڑی امیر پر کوئی جادو زور نہ چلا ناچار ہوگئے اُسنے جنگلی عورت کو اُٹھا لیا لیے بھاگی ہر چند امیر نے فکر کی کچھ نہوا ہیر
مین نے دیکھا کہ ایک طرف روتے پیٹتے نکل گئے مین بسبب خوف جان کے گوشے مین چھپی پڑی رہی آپ کو دیکھا بیجان
نکل آئی کافور پریشان ہوا کہا سنا یا بد فلک نے کیا انقلاب دکھایا طلسم کشا پر بڑی جفا ہوئی اگر وہ ہوتے انکا ساتھ
دیتے لڑتے بھڑتے انکو بھی معلوم ہوتا کہ ہمارے خیرخواہ ہین ہمارے واسطے تباہ ہین اب کیا کرین کدھر جائین یا
اسی مقام پر ٹھہرین یہ سوچکر اُسی باغ مین اُتر پڑے یہ ساتھ والون سے کہدیا کہ سب سویرے تیار ہونا تلاش مین
صاحبقران کے چلینگے مگر ایک خدمتگار موسومہ بہ نخس جادو یہ سوچا کہ اب انکے ساتھ جنگل مین کہان مارے
مارے پھرینگے چلکر بادشاہ کو اطلاع کرین خیرخواہی مین انعام ملیگا یہ سب پکڑے جائینگے مدت تک یہی ذکر رہیگا
کہ نخس جادو نے اہالیان طلسم کا جان و ایمان بچالیا یہ سوچکر باغ سے نکلا قلعہ طلسمی مین آیا مشہور جادو
تخت پر بیٹھا ہی تھا یکایک رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی دیکھا چند ساحر افتان و خیزان حیران و پریشان زخمدار و
بیقرار لاشہ سہیل لیے ہوئے آکر پہونچے گھبراکر مشہور جادو نے پوچھا ارے سہیل کو کسنے مارا کہا حضور ملکہ
گلفام آتشخو بہ بختی ہمارے اُتری تھین ہم سب نے گھیر لیا آٹھ ہزار کنیزون کو قتل کیا تھا اب ارادہ ہوا کہ ملکہ کو
گرفتار کرین لیکن اُسوقت وزیر صاحب اور زوجہ اُنکی آکر پہونچین لڑائی سحر کی ہونے لگی وزیر صاحب کا کون مقابلہ
کرسکتا تھا اُنھون نے زمین کو اُلٹ دیا سہیل کو مارا ہم لوگون نے دیکھا کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہین آخر
بمشکل لاشہ لیکر بھاگے وہ نہین معلوم ملکہ کو لیکر کہان گئے یہ سنکر مشہور جادو بہت جھنجھلایا کہا نمکحرامون نے
بڑا سر اُٹھایا ہی اب لوح تو میرے پاس ہی خبر لاؤ کہ نمکحرام کہان گیا کوئی سو ساحرون نے قصد کیا تھا کہ ہم براے
تلاش جائین کہ نخس جادو بہ جوا آکر پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ قمر پیکر کا غائب ہونا امیر کا انتشار کافور کا
خبر کر پہونچنا امیر کو نہ پانا سب حال مفصل بیان کیا یہ حال سنکر مشہور جادو بہت جھلایا کہا ابھی فوج تیار ہو
بادولت خود جائینگے آخر طلسم کشا کی تلاش بھی منظور ہی اب تو مین جاکر وزیر صاحب اور اُنکی زوجہ اور اُنکی بیٹی کو گرفتار
کرکے لاؤن دو لاکھ ساحر اُسی وقت تیار ہوے تخت اسکا چار اژدہون پر کسا گیا اسقدر فوج رات کا وقت مشعلین
و پنجشاخے روشن اس کروفر سے چلا بیان کافور سر فروش نے اپنی زوجہ و ملکہ گلفام کو ایک بارگاہ مین داخل
کیا آپ اسی سوچ مین ٹہلتا ہوا باہر نکلا چند رفیق ساتھ ہین یہ سوچ رہا ہی کہ اب کہان جاؤن صاحبقران سے
کیونکر ملاقات ہو پھر چندے اب اُنسے ملاقات ہونا نہایت دشوار ہی اگر وہ ملتے تو آپ سے صلاح ہوتی یہ کھڑا ہوا سوچ رہا
ہی ملکہ گلفام ساتھ مان کے جو بارگاہ مین اُترین مان نے کہا کیون بی بی یہ تمنے کیا ستم کیا آپ بھی تباہ ہوئین
اور طلسم کشا پر یہ آفت تیری مصیبت گلفام نے کچھ جواب نہ دیا جب دو دو دا اُنھون نے کہا اور کچھ جواب دیجیے
گلفام بیقرار ہوکر رونے لگی کہا حضور مین کیا جواب دون تقدیر کو ہماری تباہی منظور تھی جب تو یہ بات سوجھی نظم

کسی کا ذرا منہ اسے نامہ بر نہین رکھتا
کبھی کو تا کہے کیا مین جگہ نہین رکھتا
خدا سے ہوتے ترے ہم بیت اگر ملتے
سر اک طرف مین قدم بھی ادھر نہین رکھتا

بس ایک طائر جان وہ بھی پر نہین رکھتا
کہان ہون کون ہون کیا جانے خیال مین ہون
بھلے کو عشق بھا یار اثر نہین رکھتا
نہین نہ دل کسطرح آنکھو بھی عدم ہوجائے

عدو کو تیر نگہ کا نشانہ نہ ہدف
وہ بیخبر ہون کچھ اپنی خبر نہین رکھتا
یہ شیخ دگر جدھر سجدہ کرتے چلتے ہین
یہ سوچکر انھین پیش نظر نہین رکھتا

جب اُسکی بزم سے اُٹھا تو آہین کھینچے مین
نفیر سے ایسی بھی نفرت اثر نہین رکھتا
سر کٹے دیتی نہین بزم یار سے حیرت
یہ حیران کدہ دیوار و در نہین رکھتا
رہا ہون سنگ در یار جسکا بالین سر
بہار جا مجھی مین بال و پر نہین رکھتا

بخار دل کا کبھی دل مین بھر نہین رکھتا
تنک پڑے مری حسرت پہ اشک دشمن کے
وہ آئینہ ہون کہ گویا مین گھر نہین رکھتا
وہ ہول خیز ہی اے خضر میرا دشت جنون
وہ حور خلد کے رنگ و بو پہ سر نہین رکھتا
کہین نہین دل بیتاب کو قرار جلال

ہمارے سامنے سے جلتا ہے وہ پری پیکر
اُڑا دیا اُسے جو چشم تر نہین رکھتا
کسی نگاہ کو چلی آئے حسرت دیدار
کہ سایہ دُور کے قدم پیشتر نہین رکھتا
قفس سے اب مجھے کرتا ہی کیون رہا صیاد
کچھ انتہا ہی ہمارا اثر نہین رکھتا

یہ اشعار پڑھکر اسقدر ملکہ **گلفام** روئین کہ دامن و گریبان تر ہو گیا مان نے آنسو پونچھے لمبا بلی بلی جو کچھ ہوا خوب ہوا اب نہ پوچھینگے تمھین صدمہ پہنچتا ہی افسوس دیکھین اب تقدیر نے کیا چاہا ہی ہم تو نا دیدہ طلسم کشا کے تابعدار ہوے کاش کہ انکو دیکھ لیتے ہر چند کہ انکے ذکر سے کتابین بھری ہین مگر ہم ہی قید مبوس ہو جاتے آبرو پاتے فلک نے یہ بھی نہ چاہا اب جنگل مین کہان ڈھونڈھین اُس گوہر بے بہا کا ملنا دشوار ہی فلک در پئے آزار ہی یہان تو یہ ذکر حسرت ہو رہے ہین مگر **کافور سر فروش** بیرون باغ کھڑا تھا کہ دیکھا صحرا مین روشنی ہوئی وزیر نے گھبرا کر کہا یار دیکھو تو یہ کون آتا ہی خادم دوڑے پلٹ کر نہ آنے پائے تھے کہ دیکھا **مشہور جادو** تخت پر سوار پشت پر دو لاکھ ساحران غدار وزیر و مشیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چلے آتے ہین کسی مصاحب نے پکار کر آواز دی وہ دیکھیے در باغ پر نکو نام کھڑا ہی **مشہور** نے زمین سے گولا مارا **کافور** نے دفع کیا چار جانب سے ساحران **مشہور جادو** دوڑے باغ گھیرنے لگا باغ کے اندر گئے ساحر ملازمان **کافور** ہتھیار سنکر نکلے اب تو غلغلہ ہوا کہ خود بادشاہ طلسم فوج لیکر آگیا اب کیونکر بچینگے **نیرنگ** تو جلد کانی باندھکر اُٹھی جھولی سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالی بارگاہ سے نکلی ہی دیکھا شور بر گھرا ہو رہا ہی بارہ ہزار ساحرون سے دو لاکھ سے سحر چل رہا ہی ہر گل باغ مثل شمع کافوری جل رہا ہی سحر کرتی ہوئی یہ بھی چلی مگر **گلفام** جو گھبرائی ہوئی خیمے سے نکلی دیکھا مان باپ دونون گھر گئے ہین ایک کھوڑی تنگی باساز دیران کھڑی تھی اُس پر سوار ہوئی ایک جانب چل نکلی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ **گلفام** اشتخو کو کچھ نہین آتا ہی اپنا چہرہ چھپا لیا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے ایسا نہو پہچان لے تو غضب ہو جائے یہ بھی ظاہر ہی کہ بادشاہ میرے نام پر مرتا ہی ابھی تو زندگی دشوار ہوگی اور حقیقت مین **مشہور جادو** اسی جوش مین آیا ہی کہ ملکہ کو قبضے مین کرین ملکہ **گلفام** تو نکل گئین یہان لڑائی پڑی **کافور** بھی جان لڑا رہا ہی مجمع ساحران درہم و برہم کر دیا لاشون سے دامن باغ بھر دیا رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وقت شہنشاہ انجم سیاہ کو شکست ہوئی شاخ کہکشان فرمائی گل انجم پر خزان آئی ہواے مخالف چلی شہنشاہ انجم سیاہ بحال تباہ شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین پہونچا شہنشاہ زرین پوش اعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشمہ فوج ضیا و شعاع کو ہمراہ لیکر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم مین فوج ضیا نے عملداری کی لیلی شب روپوش ہوئی مجنون روز پریشان دشت تخیل عالم مین ظاہر ہوا **کافور سر فروش** نے پلٹ کر دیکھا صرف ندجہ میری زخمون مین چور چور چند تن بحال تباہ زخمی بیقرار ہمراہ ہین اُس حال مین بھی سحر کر رہی ہین مگر اب شدت زخمداری سے سب پریشان ہین منہ پر ہوائیان چہرہ اداس عالم یاس زندگی دشوار ہی **کافور** کا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا بادشاہ خود لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اسے بیہوش کر دیا ہزارون اُنکے ہاتھ سے مارے گئے **کافور** جان سے بیزار تیغہ سحر کھینچکر طرف **مشہور جادو** کے چلا تیغ ہاتھ تلوار کے مارے وہ بادشاہ طلسم ہی لوح جھولی مین سحر تاثیر نہین کرتا **کافور** ناچار ہو گیا **مشہور جادو** نے

ایک دستک دی چند طائر پیدا ہوئے سر پر کافور کے گرے جلکر خاک ہوئے اُس خاک نے قصہ پاک کیا کافور
بیہوش ہوکے گرا مشہور نے گرفتار کرنے کا قصد کیا نیرنگ نے جو دیکھا کہ شوہر گرفتار ہوتا ہے سحر کرتی ہوئی جا
پڑی اس زخمداری مین خوب لڑی ہزارون ساحر مارے مشہور نے غصے مین آواز دی اے طائران طلسمی اسکو
بھی لینا وہی چند طائر سفید رنگ مائل بخنگ پیدا ہوئے سر پر نیرنگ کے چونچ مارنے لگے چیخ مارکے منھ سے
شعلے نکالے اپنی آگ مین آپ جلے وہ خاک نیرنگ پر گری یہ بھی بیچاری بیہوش ہوکر قریب شوہر کے گری
مشہور نے اپنے ہاتھ سے دونون کی زبان مین سوزن دیا زن و شوہر کو مع چند ساحرون کے گرفتار کیا تمام
باغ کو چھان ڈالا اس گل گلشن خوبی کا پتہ نہ ملا چند کنیزون کو پکڑا انسے جو پوچھا انھون نے کہا حضور جب لڑائی
آغاز ہوئی وہ بھی گھبرا کر نکلین ہم نے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا پھر نہین معلوم کدھر گئین معلوم ہوتا ہے جان کے
خوف سے کسی طرف نکل گئین مشہور نے صدہا ساحر براے تلاش روانہ کیے وعدہ کیا جو تلاش کرکے لائیگا دولت
دنیا سے نہال کردونگا دامن ہر جا زر و جواہر سے بھر دونگا لالچ سے صدہا جادوگر تلاش مین گئے عمر شہنشاہ اوج
عیاری قیدخانے مین بیٹھے تھے کہ مرغ زرین ہنستا ہوا آیا کہا آج ہمارے بادشاہ خود براے گرفتاری ملکہ امان
گئے ہین اب میان وزیر گرفتار ہوکر آتے ہونگے کہو یارا کا ضبط ہوا یہ سنتے ہی عمرو رونے لگا مرغ زرین نے کہا
خواجہ کیون روتے ہو اسقدر کیون بیقرار ہوتے ہو عمرو نے کہا بھائی تمنے مجھکو گرفتار کرلیا مین نے تو مدت سے
حمزہ کا ساتھ چھوڑا اب نکلا تھا کسی امیر بارسی کی نوکری کرون تمہارے دل مین آیا ناحق مجھکو گرفتار کرلیا
مین چاہتا ہون ذرا میرے پاس آؤ تو حال دل مفصل کہون مرغ زرین ہنستا ہوا قیدخانے مین آیا عمرو دوڑ کر
قدمون پر گر پڑا کہا مین یہ چاہتا ہون بادشاہ کا مجھکو نوکر رکھا دیجیے حمزہ کسی کے گرفتار کرنے سے نہ پکڑا جائیگا
مین البتہ دعوٰی کا دلیر پکڑ سکتا ہون پردے مین دوستی کے بیہوشی دیکر پکڑ لونگا مرغ زرین نے کہا تم تو بہت
بدنام ہو سب ساحرون مین مشہور ہے سر برندۂ جادوگران و باج ستانندۂ زمین کا نوان عمرو نے کہا صاف یہی
کہ حمزہ نے مجھکو بدنام کیا مین سحر جانتا نہین مین ساحرون کو کیونکر مار سکتا ہون وہ البتہ صاحب اسم اعظم
محترم و محتشم انسان کیا دیو جنات آپ مارتے ہین قتل کرتے ہین مجھکو بدنام کردیتے ہین مین نے کچھ کنکر پتھر جمع کیے
ہین وہ تم لیکے بادشاہ سے میری سفارش کرادو یہ کہکے نگینے جواہرات کے نکالے سامنے مرغ زرین کے پیش
کیے جواہرات دیکھکر مرغ زرین کے ہوش اُڑے رال ٹپک پڑی کہا خواجہ یہ کہان سے پایا عمرو نے کہا
ایسا تو بہت کچھ میرے پاس ہے یہ کیا قیمتی چیز ہے اے مرغ زرین تحسین گنگا کی قسم کوئی ایک روپیہ سیر بکتا ہوگا
میرے پاس مین نیسیری ہے مجھکو جو پندرہ روپیہ ملجاتے مین سوداگری کرتا ایک سال مین لاکھ روپیہ کی دوکان
ہوجاتی اسی طرح الٹ پھیر کرونگا دو چار جہاز خرید لونگا پھر مزا ملیگا جی مین کہتا ہے اے مرغ زرین یہ جواہرات
کی قدر نہین جانتا اسکو دم دیکے لینا چاہیے کون میری ممانعت کریگا مین سب طرح پر دم دیکر اسکو لے لون
بڑا ظالم ہے مال خوب جمع کیا ہے کہا خواجہ نکالو عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک بڑا ڈبہ نکالا کہا اے مرغ زرین
مین نے لوٹا تھا ایک نیسیری جواہر اسمین ہے مگر زن دور رہ سیر سے کم نہین ہونگا مرغ زرین نے چاہا ڈبہ
کھولون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب ٹھہر جائیے ایسا نہو آپ نظر لگادین مرغ زرین کب مانتا ہے اسنے
کہا خواجہ مین پانچ روپیہ سیر بکوا دونگا عمرو نے کہا کھولیے مرغ زرین نے جو ڈبہ کھولا اسمین سے دھوان
نکلا مرغ زرین بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے سوزن اسکی زبان مین دیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر

باہر نکل رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان تک آئی دیکھا مشہور جادو بادشاہ طلسم لقراط تخت پر سوار ایک تخت پر کافور سرفروش وزیر نگ زوجہ اسکی دس پانچ مصاحب سلسل و مطوق زبانون مین سوزن مشہور موئیون پر نا و پھیرتا ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی کیون صاحبو سحر ما بدولت کا دیکھا ایک ایک اشارے مین ان سب کو پکڑ لیا ما بدولت سے کوئی مقابلہ کر سکتا ہی اگر زبان ہلادون زمین کو آسمان پر پہونچا دون مرغ زرین نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے کہا ای مرغ زرین وزیر اعظم کو تو مین پکڑ لایا ایک خیر خواہی کرو تمکو انعام آنکھون جان و آبرو محل کی کہین آوارہ ماری ماری پھرتی ہوگی تم ڈھونڈھکر لاؤ دولت دنیا سے نہال کر دونگا جو کوئی اس کام کو کرے جو مانگے وہ دون مرغ زرین نے عرض کی غلام ابھی بیٹھے بیٹھے سو گیا خواب مین سامری جمشید کو دیکھا فرماتے تھے اس طلسم کی ہزار برس کی عمر ہو میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا تجھکو دولت علم موسیقی عطا کیا دنیا مین تیرا مثل نہو گا ذرا اندر بارگاہ کے چلیے مین امتحان تو کرون دیکھون مجھکو کمال آیا یا نہین مشہور نے ہاتھ مرغ زرین کا پکڑ لیا وزیر اور اسکی زوجہ کو قید خانے بھیجدیا مرغ زرین کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مرغ زرین سب ساحرون سے لپٹتا پھرتا ہی کہتا ہی بھائیو آج تو بڑا کمال ہوا سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی بتلا گئے مین ذرا امتحان کرتا ہون آپ لوگ سنیے دیکھیے مجھکو آیا یا نہین یہ کہکے بایان کھینچا کہا بھائی ملانا تو مجھکو آگیا اب گاتا ہون گنگنا کے یہ اشعار حسرت آثار شروع کیے **نظم**

کیا جائے کہ بیچ مین نکلے زبان سے کیا
ادنی کہ برجھ ہمارے اعلی کو واسطہ
زاغ و زغن کو کام مرے آشیانے سے کیا
گتے مین نکلے قصہ درد فراق کو
کل کیا کہا تھا آج ہو کتنے زبان سے کیا
جھنک ہر سن اوج پہ تیر کا ہوا ہی دم
ہمدم ہی جو کہ روح پہ لیتے زبان سے کیا
شادی و غم قفس کے اسیرون کو ایک ہی
پیدا کیا ہی ذہن کی نے مضمون کہان سے کیا
پھرتے ہین ہم اسیا کی طرح فکر رزق مین
یوسف بچھڑ گیا ہی کوئی کاروان سے کیا
گردون سے کیا مین شکوہ جور قمر کرون
لیجا مین سوے ملک عدم اور جہان سے کیا

شہوت مرے گلے مین شعلے جو آہ کے
بار زمین اٹھیگا بھلا آسمان سے کیا
انکار پھر وہی ہی وہی پھر زکھا سیان
کیجو ذکر اور لیجیے اس داستان سے کیا
صیاد عندلیب کو آنے دے باغ مین
مطلب بہار سے ہی غرض ہی خزان سے کیا
ظاہر ہی جو کہ حال ہی تیرا فراق مین
صیاد بلبلون کو بہار و خزان سے کیا
غضب ہجر فراق یار مین گھڑیان گنا کیا
اسکی نہین خبر کہ ملیگا کہان سے کیا
غم خوریان سکوت تحمل فروتنی
جز داغ کے ملیگا بھلا آسمان سے کیا

زرد و تپ فراق کے حاصل ہیانسے کیا
دل جل رہا ہی آتش ہجر بتان سے کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا
لیجیو یاد دی تحسین کہ کہا تھا زبان سے کیا
زیبا نہین ہمین آتنی تلون مزاجیان
لیجائیگی بہار حسن بوستان سے کیا
دل ہی قرے اٹھاتا ہی درد فراق کے
حاصل لطیفہ کی جگر کے بیان سے کیا
ہوے کمر کو تار شعاعی سے دی مثال
وحشت ہوئی ہی انکو خیالی کمان سے کیا
ای دل سبب جرس کی صدا اور ونال ہی
جو ہیرے ہوا ہی وہ ہوگا جوان سے کیا
کافی ہی نور صفحہ داغ فراق یار

اسکو ور یہ یہ غزل مرغ زرین لحن نے گائی کہ بادشاہ تخت سے اٹھکر مرغ زرین کو گلے لگانے لگا کہا ای مرغ زرین سب احکام خداوندی سچ ہین مجھے تو اس فن مین بالکل دخل نہ تھا آج تیری آواز دل کو برماتی ہی قلب کو لبھاتی ہی مرغ زرین نے کہا حضور اسوقت دیدہ و دل روشن ہو جا کر پروے میری آنکھون سے اٹھ گئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین سامرن بھی پہلو مین ہین آج لگ کام کا نیا لگتا سینا ہی چھری اوڑھے ہین تھرتھراک مین مجھکو دیکھکر مسکرا رہی ہین فرماتی ہین دو میرا کمال دکھاؤ تجھکو بادشاہ عالم کر دینگے تیرا بادشاہ سب پر غالب آئیگا مین جواب دیتا ہون تم کچھ ہو وہ یہ کہتی ہین تم ہمارے

پاس آؤ گے مین کہتا ہون ابھی نہین مگر باقی ہین دوسرا کمال کھا دو سب کی عمر بڑھا دو شاہ نے کہا ای مرغ زرین
عمر بڑھانے کی کیا صورت ہی قدرت سے پوچھو مرغ زرین خوب ہنسے کہا حضور عجب حال ہی دوسرا یہ کمال ہی کہ زرین
پیالون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن بہت شراب پلا دون زیادہ کیا کہون نہین پینے والون کی سو سو برس عمر بڑھیگی شاہ
نے کہا یہی تدبیر کرو مرغ زرین نے کہا پہلے مین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا پہلے عمر بڑھاؤ اب
مرغ زرین نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت ہو تو پھر وہی صورت ہو کہ سب راضی ہو جائین بلکہ جو پورے قائل
ہو جائین شہور نے کنجی میخانے کی ازار بند سے کھولکر پھینکدی کہا لو مرغ زرین تمکو اختیار ہی اب حجت بیکار ہی
تمکو یہ مرتبہ ملا پردہ ہای حجاب آنکھون سے اٹھ گئے قدرت کو دیکھ رہے ہو کہا حضور تونے دو سو خداوند
سامنے بیٹھے ہین میرے ساتھ مسخراپن کر رہے ہین مین انکو جواب بھی نہین دیتا یہ کہکے مرغ زرین میخانے مین
گھسا شراب کو خراب کیا آواز دی یارو شراب لیجاؤ پیو سو سو برس عمر بڑھیگی مگر سانس نہ ٹوٹے ایک ہی سرکی مین
خاتمہ ہو شراب تقسیم ہونے لگی پیپے قرابے فوج مین تقسیم ہوے عمر بڑھنے کے ذکر سنکر سب غریب و امیر دوڑے
مرغ زرین دو سو گلابیان شیشہ نیین رکھکر بارگاہ مین لایا سلیقہ شراب کا دیکھکر سب کی آنکھون مین نشہ آگیا کہتے تھے
یارو ہدایت خداوندی کا یہ انجام ہوا کس عنایت سے شراب کو لایا ہی دل بھر آیا ہی آنکھون مین نشہ ہی پہلے جام بھر کر بادشاہ
کو دیا اب دور امیدوارون پر باندھا ہر شخص اشارے کر رہا ہی ای مرغ زرین ہمکو جام بھر کے دینا انجام بخیر بھی
تمہارا کیا کتنا مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہو مگر قضاے کار بیان تو عمرو نے رنگ جمایا ہی شراب چل رہی ہی
مگر صاحبقران پھرتے ہوے ایک صحراے خارستان مین پہونچے ہر چند کہ وقت اول ہی مگر حدت سے آفتاب کے
ہی بل ہی ذرون کو دیکھتے ہین چپک رہے ہین سنگ ریزے دمک رہے ہین پہاڑ کے پتھر چمک رہے ہین شاخ ہاے
نخل مثل دست تمنا ہاتھ پھیلاتے ہین بے برگی کے سامان دکھاتے ہین سایہ معدوم طائر معدوم دھوپ تمازتی
ہولی معلوم ہوتی ہی خشکی معدوم ہوتی ہی صاحبقران حیران و پریشان ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہین دیکھا ایک
دیو چلا آتا ہی اسنے پکار کر آواز دی ای آدم زاد بے بنیاد مین تجھپر احسان کرون مین منہ پھیلاکے بیٹھون تو وہین مین
بھاند پڑ مین پھیلاکے نگل جاؤن دانت نہ لگاؤنگا اگر میرے کہنے کے خلاف کیا تو زبان چبا چبا کے کھاؤنگا صاحبقران
خود غصے مین بیٹھے تھے بھوکے پیاسے دیو نے بوتنشنج یا فرمایا او بھیجا کیا بکتا ہی دیو نے حملہ مارا امیر نے کلالی بڑھا کر ہاتھ
ڈالکر ایک گھونسا مارا کہ دیو غل مچانے لگا ایک چیخ ماری ای آقا میرے کمنک جادو جلدی دوڑو آدمی نے مجھکو
پکڑا ہی ہلاک کرتا ہی میرا قصہ پاک کرتا ہی جو دیو نے چیخ مارکر کہا صحرا سے ایک ساحر پیدا ہوا تاکے اسکی شعلہ آتش
نکلتے ہوے بال سر کے مثل نشتر کے کھڑے ہوے دوڑتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی خبردار دیو کو چھوڑ دے ورنہ آفت برپا کرونگا
امیر نے گوپے پر لادکے دیو کو مارا وہ ٹکڑے کا لشمازمین پر گرا بھائی پر چڑھکر سر دیو کا کھینچا کمنک جادو
نے آواز دی او ظالم تو نے میرے کہنے کے سر امیر خلاف کیا یہ کہکے گولا مارا زلزلہ اشارہ خبر کے خنجر کھبے تلوارین
چلین امیر نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹکر زمین پر گرا جب تو کمنک جادو گھبرایا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک
طائر نکالا منہ سے منہ ملاکر آواز دی ارے یہ انسان کون ہی اسکا حال مفصل بیان کر طائر نے چیکارا مارا اور
زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دی ای کمنک جادو یہ فتاح طلسم بقراط ہی اسکے قتل مین بڑی احتیاط ہے یہ شخص
زلزلہ فگن شانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان محترم حشم حافظ اسم اعظم اسیر کبھی سحر نا پذیر
کرچکا بادشاہ طلسم بقراط کا دشمن ساحرون کا رہزن عالی کامل مشہور جا کو وہ بادشاہ طلسم بقراط کا قاتل

یہ جو اُس طائر نے کہا کھنگ کے ہوش اُڑے طائر سے کہا لینا مین خور اسکو بادشاہ پاس ہیو پاؤن طائر اُڑا
پھر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی وہ طائر چرخ مار کر سامنے کھنگ کے
آیا کھنگ نے اپنی ران پر نشتر مارا چند قطرے خون کے طائر کو پلائے طائر درست ہوا از سرنو سرائی کرنے لگا کھنگ
نے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران کو بند کیا پھر سحر کرنے لگا اب بسبب حرز ہیکل
کے سحر قریب نہین آتا کھنگ نے ایک دستک دی گوشۂ صحرا سے ایک پہلوان دو خصال خم مار کر سامنے
صاحبقران کے آیا امیر سے کشتی ہونے لگی اُسنے لڑتے لڑتے حرز ہیکل توڑ لی لا کر کھنگ کو دی آپ ایک
نخل کے نیچے غائب ہوا کھنگ نے شیشے کے گلے مین حرز ہیکل لپیٹ دی طائر تہا شیشے مین پھڑک رہا ہے اب وہ
شیشہ اسنے جھولی مین رکھا اب جو چند دانے ماش کے امیر پر مارے امیر لڑکھڑا کے گرے کھنگ نے گٹھری مین
بچہ دیا لے اُڑا طرف طلسم نقراط کے چلا حال جہان آرا سے صاحبقران کو دیکھتا ہے حیران حیران کہ ای کھنگ
شخص مشوق وضع آہمین ہے کمال ایک پہاڑ پر اترا اس خیال سے کہ ذرا استالون حوض پر پانی پیا تقضائے کار
ملکہ برق جادو بادشاہ قلعہ زبرجد نگار کہ طرف سے صاحبقران کے حاکم ہے اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی ہے
یاد مین عمرو کے دل بیقرار ہے خیال ہے کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن خواجہ کو دیکھ لون آؤن اس زمانے مین ہنگامے
پڑے مین اُسی پہاڑ کی طرف برق کا گذر ہوا خیال کر کے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین ایک ساحر لب
چشمہ ٹہل رہا ہے برق تڑپ گئی سوچی یہ کوئی ساحر ہے صاحبقران کو لیے جاتا ہے غصہ جو آیا دہن سے نعرہ کیا او
ملعون خبردار منم ملکہ برق جادو یہ کہکے سحر کرنی لگی مگر کھنگ جادو وہ ہے کہ مالک راہ سحر و ساحری کا سالک
سحر کو برق کے دفع کیا اب برق جادو زمین پر اتری چاہتی ہے صاحبقران کو پنجے مین دبا کر نکل جاؤن مگر
حیران ہے کہ ای برق جادو کیا سبب ہے کہ صاحبقران بیہوش ہین معلوم ہوتا ہے اسم اعظم بند ہوا جب تو امیر
بیہوش مین اگر مین اُٹھا لے گئی اور اسم اعظم بند ہے دل انکا دردمند ہے یہ سوچکر پھر سحر کیا برق کڑک کر گری سر
کھنگ کا زخمی ہوا دبی خون چلو مین لیکر کھنگ نے پھینک مارا برق جادو پر جو قطرے خون کے پڑے
بیہوش ہو کر گری کھنگ نے برق کو بھی لیا ایک تخت سحر بنایا زبان مین برق کی سوزن دیا دونون کو تخت
پر ڈالا لیکر طرف قلعۂ طلسمی کے چلا یہان خواجہ نے صحبت مین مشہور کی رنگ جمایا ہے باہر والے جو تھلے اُٹھا کے
لے گئے لالچ مین جلدی جلدی شراب پی جو پی بیزار چلنے لگی کوئی کھڑا ہوا گنگنا رہا ہے ہمین سامری و جمشید کے
کار ہے کوئی دوڑا ہوا چلا جاتا ہے گل کو راہ مین دیکھکر پکارا تھا اری بھائی یہان کہان آ کے یہ کہکے درخت سے
لپٹ گیا چیخ پر منھ رکھکے بیہوش ہوا کوئی برہنہ دوڑا دوڑا پھرتا ہے کوئی نشے کے جوش مین منھ کے بل گرتا ہے بیان
لشکر کی ننگی پھر رہی ہین نائکہ دوڑی اری کتا کہان چلی ننگی کیون پھرتی ہے کیا دھگڑے کو ڈھونڈھ رہی ہے اُسنے
ہنس کر جواب دیا تمھارے آشنا کو ڈھونڈھنے چلی ہون نائکہ لونچی سے خوب دانتا کلکل ہوئی آخر لڑتے لڑتے دونون
بیہوش ہوئین ایک کھڑا ہوا کانپ رہا ہے توبہ توبہ کر رہا ہے دوسرے نے پوچھا کیون بھائی کیا ہے اُسنے کہا
دریا جوش مار کر آتا ہے دوسرے نے کہا میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو مین پار کر دون اُسنے اُسکے کاندھے پر ہاتھ
رکھا ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونون غرق دریاے لعنت ہوے کھنگ جادو کا تخت اُڑتا ہوا آیا لشکر مین
جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ یہ کیا سحر کہ ہے سارے لشکر والے ناچ رہے ہین کود رہے ہین حیران ہے کہ آج
سب کو کیا ہوا ہے لشکر مین کیسا ہنگامہ ہے ایک یا دو افسر کا نام جانتا تھا نجومی سمجھتا تھا پکار کر آواز دی

ارے یہ سحر کہ تو نے سر اُٹھاکے دیکھا کہا اب پیچھے آ تو بتلاؤن آسمان پر سے باتین کرتا ہی کہنگ گھبرایا کہ سوال دیگر جواب دیگر مین حال پوچھتا ہون یہ پیچھے بلاتے ہین اسقدر گھبراتے ہین بہت سے بیہوش پڑے ہین کچھ تلوارین کھینچے لڑرہے ہین کسی کا سر کٹتا کوئی زخمی ہوا کہنگ کی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا سحر کہ جو تخت کو اُڑاتا برسر بارگاہ آیا وہان وہ وقت ہی کہ عمرو نے سب کو بیہوش کیا جھولی سے شاہ نے لوح نکالی اب جا بجا سر کاٹون طلسم تو نہین رہجاے مگر ابلیس اس بارگاہ مین نہین ہی مشہور تو اسکو خداوند جانتا ہی سبب عمدہ مکان اسکو رہنے کو دیا ہی مشہور بیہوش پڑا ہی لوح جب عمرو کے ہاتھ مین آئی خیال مین گذرا شاہ کو قتل کرکے کل چلو خنجر پکڑے چلا تھا کہ آسمان سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو بادشاہ کو قتل کرتا ہی کیون جلیل کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی یہ کہتے زمین پر آیا عمرو کود کر الگ ہوا تاج تو بادشاہ کا لے ہی چکا ہی یہ گمان غالب ہی کہ بسبب لوح کے مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا کہنگ نے اُترتے ہی سحر کیا سحر نے عمرو پر تاثیر نہ کی کہنگ گھبرایا باران سحر برسانے لگا جسکا قطرہ گرا وہ ہوشیار ہوا اب عمرو نے برق و امیر کو دیکھا بت گھبرایا کہا ای عمرو یہ کیا سحر کہ ہوا اس ساحر نے یقین کامل ہی اسم اعظم بند کیا حرز اسمٰعیل لے لی جب تو صاحبقران گرفتار ہوے اسقدر بیکار ہوے برق جادو اسکو کیونکر ملی کہنگ نے تیغہ کھینچا عمرو پر ہاتھ مارا اسنے خم ہو کر خالی دیا اب عمرو نے تیغہ مارا کہنگ نے خالی دیکر تیغہ جھولی پر پڑا جھولی کٹکر زمین پر گری عمرو نے دیکھا ایک شیشہ ہی اسمین ایک طائر پھڑک رہا ہی منہ پر شیشے کے حرز اسمٰعیل لپٹی ہی عمرو نے پتھر مارا شیشہ ٹوٹا طائر مرا جیسے ہی طائر مرا صاحبقران کو ہوش آیا نعرہ کرکے اُٹھے

نعرۂ صاحبقران	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر جبار	علی تیغ صمصام و قمقام نام
علی تیغ عقرب علی ذوالنجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	عمرو نے دوڑ کر حرز اسمٰعیل
اُٹھالی برق جادو کی زبان سے سوزن نکالا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو			الزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم	ہر باغ دین زطرش آبیاری	جہان سر بسنگ و خنجر گذاری	شہر آشوب بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار	مگر کہنگ نے عمرو پر ہاتھ مارا عمرو کے ہاتھ مین لوح طلسمی و حرز اسمٰعیل ہی تلوار اسکی		

روک کر جو ہاتھ مارا کہنگ کا زخمی ہوا کود کر بھاگا برق جادو نے آواز دی او ملعون کہان جاتا ہی برق نے برق چمکائی جو ٹکڑون پر کہنگ کے برق گری جو تڑ زخمی ہوے مگر لپٹ کے نہ دیکھا خون جو ٹکڑون سے بہتا ہوا بھاگا کہتا ہوا یا رویہ کیا آفت ہی ہاے سامری و جمشید نے کیا تقدیر کی برق جادو کڑک کڑک کر ساحرون پر گرنے لگی مگر صاحبقران جو نعرہ کرکے اُٹھے تلوار کھینچی عمرو نے دوڑ کر لوح طلسمی گلے مین ڈالدی حرز اسمٰعیل بھی پہنا دی امیر اڑنے لگے برق جادو تڑپتی ہی بجلی گر رہی ہی جسپر گری اسکے دو ٹکڑے ہوے امیر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر دو ٹکڑے زمین پر گرا مشہور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا آواز دی یارو مارو سب ساحر لینا لینا کہکر امیر و برق جادو پر دوڑے عمرو تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھ لیتا ہی کبھی چھپ گیا کبھی ظاہر ہوا اپنی آنکھ سے دیکھ ہی چکا ہی کہ کافور سرفروش دزد جو اسکی قید ہو گرا آئی ہین عمرو گلیم اوڑھکر باہر پہونچا ساحرون مین جو تلی ہیزار چل رہی ہزارون بیہوش پڑے ہین ہزارون دوڑتے پھرتے ہین منہ کے بل گرتے ہین عمرو پوچھتا ہوا زندان خانے پر پہونچا دیکھا زن و شوہر قید میٹھے ہین نگہبانون سے پکار کر کہا ارے کمبختو تمہارے بادشاہ پر آفت ہی طلسم کشا کو لوح ملی تلوار چل رہی ہی جا کر شراکت کرو بُرے وقت مین اپنے مالک کے کام آؤ قیدی کہان جاینگے لڑائی سے فرصت ہو تو انکو قتل کرین کیا انکو زندہ چھوڑینگے نگہبان تو لینا لینا کہتے ہوے اُدھر دوڑے عمرو نے بڑھکر زبان سے زن و شوہر کے سوزن نکالا کہا ہوشیار ہو جاؤ زن و شوہر

اگر زنشتہ قید وقت گرگری کڑک کے آسمان پر چمکی اسوقت یہ ہی کہ صاحبقران مع ساحران مین لڑ رہے ہین زن و شوہر
بھی آکر شریک جنگ ہوے ساحرون پر آکے گرے سحر کیا کافور سرفروش نے نعرہ کیا او ملعون مشہور عدم شعور
عقل و فراست سے دور رو رہا تیرا خداوند کہان ہی قدرت خدا کو دیکھا کس طرح خدا نے ہمکو بچا لیا مشہور گھبرا گیا مگر ابلیس
خود پرست بادہ کبر و نخوت سے مست ہرکارون نے جاکر خبر دی یا خداوند غضب ہوا طلسم کشا قلعے مین آگیا لوح
طلسمی بھی مل گئی وزیر بھی قید سے چھوٹا ایک اور بلا کی ساحرہ آئی ہی سننے مین داماد بختیارک بھی زبرجد نگار کی بادشاہزادی
گلشنگ جادو وہ اسکو قید کرکے لایا تھا وہ بھی قید سے چھوٹی اُسنے چھوٹتے ہی قیامت برپا کردی وزیر بھی پہونچگیا یہ سنکے
ہی ابلیس اپنے مقام سے اُٹھا جو لوگ گرد تھے اُنسے کہا یہان سے قلعہ خرم حصار قریب ہی مین تو وہان جاتا ہون
جب طلسم کشا کو لوح مل گئی اب کیا ہو سکتا ہی یہ کہکر تخت پر بیٹھا طرف خرم حصار کے چل نکلا اسکے جاتے ہی قلعے
مین کھلبلی پڑ گئی ہزارون ساحر اسکے پیچھے چلے جسنے سنا قدرت جاتے ہین وہ بھی بھاگا کا یہان صاحبقران لڑ رہے ہین
مشہور نے جب دیکھا زبر زن و شوہر نے زمین ہلادی برق نے لاکھون کو مارا دس انگلیون سے دس برستین
گررہی ہین عمرو نے آکر تیر مارنا شروع کیے بلکہ پتھر سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ جسپر گرا جیسے دہی ہنڈی
ٹوٹتی ہی اسطرح سر شق کرین کھارہے ہین مشہور نے بڑے بڑے سحر کیے مگر بسبب صاحبقران کے سحر تاثیر نہین کرتا
جب امیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہو جاتے ہین کافر امان نہین پاتے ہین کبھی لوح کو گردش دی ہزارون نابینا
ہوے ٹوٹتے پھرتے ہین سامری و جمشید کا نام لیکر منہ کے بل گرتے ہین کلوا بھیرون نارسنگ کو پکارتے ہین
مگر کچھ نہین ہوتا لوح کی گردش نے سب کے ہوش اُڑا دیے جرأت امیر نے طبقے زمین کے ہلادیے کہ گھبرا کر مشہور نے
کہا یارو خداوند کو خبر کرو اسوقت تشریف لائین وہان تقدیرین خلاف گذرین یہان تو تقدیر معقول ہو مرتبہ عالی
حصول ہو چند ساحر گئے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی ای شہنشاہ قدرت تمام حمزہ کا لشکر بھاگ گئے ہزارہا
ساحرون نے اسکا ساتھ دیا قلعے مین تو کھلبلی ہی ہوائے مصیبت چلی ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے آپ کی کشش نہ
کوشش اس آئے مشہور نے تاج دیمار کہا یارو یہ کیسا خداوند ہی جسسے زیادہ دردمند ہی بندون کے خوف سے
بھاگتا ہی ملک بملک مارا مارا پھرتا ہی کچھ اسکو خوف نہین دعوی خدائی کرتا تھا اپنے پشت کا حال معلوم نہین بعض
مصاحبون نے کہا حضور قدرت پر اعتراض نہ کیجیے جو مناسب جانا وہ کیا یہ بھی تقدیر کرچکے ہونگے کہ قلعہ طلسمی
سے بھاگینگے اب اُس تقدیر کو کیونکر مٹاتے ٹھہرنا باعث خرابی تھا مشہور نے کہا خیر یہ تو دریافت کرو کہان
تشریف لیگئے ہرکارون نے عرض کی خرم حصار کو تشریف لیگئے ہین چلتے چلتے یہی فرمایا مین خرم حصار پر جاتا ہون وہ
پیغمبر نامرسل ہی خرم شاہ بڑا پہلوان زبردست فنون پہلوانی مین یکتا شمشیر زنی مین کامل ہمیشہ اُسکا یہی قول رہتا
ہی کہ اگر کبھی قدرت و مسلمانون سے مقابلہ پڑے تو جو کچھ اس مدت مین سیکھا ہی اسکو ظاہر کرون آرزو یہی ہی کہ حمزہ کو [illegible]
کرون کئی مرتبہ اُسنے قصد کیا کہ کوچ کرکے جہان لشکر مسلمانان فرودگش ہی وہان مین جاؤن وہ ضرور خداوند کو تابع ملک
موروثی پہونچائیگا یہ حال اب قدرت کا دیکھکر بہت غصہ آئیگا جسنے جسنے خرم حصار کا نام سنا نکلا اور بھاگا کا بعض نے
عورتون کو بھی ساتھ لیلیا لڑکون کو کاندھے پر سوار کرلیا عورتون کا ہاتھ پکڑ لیا اُٹھتے بیٹھتے نکل گئے صاحبقران
اس فکر مین ہین کہ مشہور کو ٹوک کر مارون کئی مرتبہ اسکے قریب پہونچے بیچ مین جادوگر آگئے آکر حائل ہوے دس
پانچ گھائل ہوے مشہور نے جادوگرون کو آواز دی یارو صاحبقران کو مار لو زندہ بچکے نہ جانے پاوین افسوس ہی
قدرت نے ایسی کی کی خبر سنتے ہی نکل گئے اپنے بندون کا خیال نہ کیا اُنہین کے آنے سے یہ جھگڑا و تشویش ہوا تھا

یہ کہتا ہوا اور سر پیٹ رہا ہے یہی خیال ہے کہ اب لڑائی فتح ہونا مشکل ہے برق اپنے طور پر لڑ رہی ہے وزیرزن و شوہر نے
زمین ہلا دی آسمان سے آگ برسا دی ایک طرف سے عمرو کا پتھر چل رہا ہے ہزار ہا بت پرستوں کو مارا جب
پتھر چلا جسکے بجا سر پھٹ گیا کئی مرتبہ صاحبقران نے بلنگر دیکھا کہ خواجہ کی سنگ زنی نے صفوں کو درہم برہم
کر دیا مجمع ساحران کم کر دیا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے ببرکس و ناکس نہ درد مندی تیغ و سپر دم بڑھتا جاتا ہے صاحبقران
لڑتے بھڑتے بادشاہ کی جانب جاتے ہیں نقیب نقابت کر رہے ہیں یہی غلغلہ ہے ساحر آواز لگا رہے ہیں نظم

ای نگہبان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدونگے گذار
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سر دار نشیں
ارغوں دار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
قصر کو جانے دو باشندوں کو واں کے دیکھو
واہ ری تیری تنگ ظرفی بایں عز و وقار
سینہ لبریز تمنا و ہو لب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

تھا بہ حسرت فرزند زن و شوہر دو بار
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا واں لو خزاں کو کسی موسم میں
تکیہ گور و گور زن آج ہے ہر اک کا مزار
جنپہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھرمٹ کا عکس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

آیہ فاعتبروا یا اولوا الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجوں کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل صندلی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفریں سبحان اللہ
آجکل وہ لب جو چند کا ہے آئینہ دار
نہ وہ چہلیں نہ تزئین نہ خود آرائی ہے

اسطرح کے اشعار جو نقیبوں نے پڑھے ساحروں کے دل جل گئے بعضے جان
دینے پر آمادہ ہوئے بعض نے کہا یارو خداوند تو نکل گئے ہم کیا ہیں جو مقابلہ کریں نکل چلو اپنی جان بچاؤ بڑے
خرم حصار پر جاؤ ہو نکلے قدرت بھی تقدیر کے آگے بڑی لڑائیاں پڑینگی ملک خرم شاہ پہلوان بے نظیر
صاحب جاہ و توقیر ہے یہ جرات حمزہ سے لڑیگا بیشک وہ لڑ بھڑ کر حمزہ سے لوح چھین لیگا یہ کہتے ہوئے بھاگے
قدم نہ جم سکے مشہور نے یہ ہزار کیا آواز دی کہ یارو لڑائی کی تدبیر کرو باجے بجاؤ ہزار کے طلسم کشا کو مار لو کافور
کو لیجر وہ زن و شوہر برق جمنیدہ ہو رہے ہیں گھر بار چھوٹا بیٹی کی جدائی میں بیقرار آنکھوں کے آگے تصویر
پھر رہی ہے ساتھ والوں سے کہتے ہیں صاحبو افسوس ہے اس بد نصیب کو ایسا خوف ہوا مثل بوئے گل باغ سے
نکل گئی جان بچا کے نکل گئی جب یاد آتی ہے کلیجے پر چھریاں چلتی ہیں ہائے تنہا کہاں پھر رہی ہوگی اُسکو یہ بڑا خوف
تھا کہ میری عصمت بچے یہ بھی سن چکی تھی کہ مشہور مجھ پر عاشق ہے اسی خیال نے اسکو نکالا یہی خوف پیدا ہوا کہ اگر
میں گرفتار ہو کر اس ملعون کے سامنے جاؤنگی کیونکر اپنی آبرو بچاؤنگی ہر ایک کو یہی خیال ہوگا کہ گلفام کو بر آ
مشہور راضی کریں خدا اُسکی جان کا حافظ و نگہبان ہے مشہور نے جو پکار کر کہا علمہائے زرنگاری کے پھر سے کھلے
جنگی باجے بجے اب جو شکست ہوئی دھول چوبوں سے سر پیٹ رہے ہیں تاشے سے بھاگو بھاگو کی صدا بلند
بجانے والا درد مند شہنا کسکا کہنا سنتی ہے سراسر سر دھنتی ہے ایک ایک ساحر معروف شعبدہ بازی و کرتب ترکی
تازی سنبھال رہے ہیں اپنے اپنے سوار و نکو تنگ کے بھاگتے ہیں پیدل بیکل فوج میں ہلچل امیر لڑتے بھڑتے
تلوار کو چمکاتے ہوئے ساحروں کو بھگاتے ہوئے سامنے مشہور کے پہونچے آواز دی او نامرد مردان عالم کے
پاپوش کی گرد ذرا ادھر متوجہ ہو مشہور نے جو امیر کو قریب پایا پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا ہزار ہا شعلۂ آتش بھڑکنے لگے ابر ہائے سیہ گھر گئے بادشاہ طلسم ہے بڑے بڑے تحفے صرف کیے
طائر بھی اسکے سحر سے پیدا ہوتے کچھ شیر بھی اسکے سحر کے آئے صاحبقران کو ڈرایا دھمکایا کئی ہاتھی سحر کے امیر
پر جھپٹے جب ہاتھی سے سامنا کیا امیر نے بھسونڈ پکڑ کے ہاتھ مارا سمرخ کے گردن کھینچلی ہاتھیوں کو سر دست

شکست دی جب مشہور سے کچھ نہ بن پڑا تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار روک کر لوح جھکا کے اپنا وار کیا اسنے
سپر سحر کو اٹھایا مگر تلوار جو گری ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر مشہور کا زخمی ہوا مشہور نے ہاے کہکے اپنے کو زمین پر
گرا دیا تڑپ کر اٹھا آواز دی یارو کل چلو یہ کہکے بلند ہوا اسکا چلنا کہ ہزاروں ساحر بازو لطف قدرتے ٹکڑے ٹکڑے ادھر سے
تیر چلے ہزاروں زخمی ہو کر گرے برق جادو نے برق سحر چمکائی کافور سر فروش نے شعلہ ہاے آتش بھڑکائے
صد ہا تاریوں کو جلایا بلند ہونا مشکل پڑ گیا مگر مشہور اسقدر بلند ہوا کہ کوئی تیر اس تک نہ پہونچ سکا ابھر نکل جانے
مشہور کے اب ساحروں نے جو میدان خالی پایا اپنے بادشاہ کو نہ پایا صدا فریاد و الامان کی بلند ہوئی کوئی فریاد
کرتا ہے کوئی ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرتا ہے جا در ہلالی کوئی کہتا ہے منہ میں واب کے سامنے آیا کہا آپ مذہب اختیار
کرتے ہیں ہم آپ کی رفاقت کرتے ہیں بادشاہ جان بچا کر نکل گیا ہمارا بالکل خیال نہ کیا ہزارہا ساحر کافور سر فروش
کے ذریعے سے ملے امیر نے ہاتھو رن کا قلعہ تسخیر کیا عمرو کو تو بیقراری تھی تڑپتا ہوا قریب برق جادو کے آیا
کہا کیوں صاحب تم کیونکر گہنگ جادو کو قتل کئیں برق نے اپنا حال بیان کیا کہ زیر جدید نگار میں بیٹھی تھی کہ
طبیعت گھبرائی برائے سیر چلی امیر کو بیہوش دیکھا اس جادوگر پر جا پڑی آخر گرفتار ہوئی خدا نے اپنا فضل شریک کیا
کہ آپ نے عیاری کا رنگ جمایا صاحبقران فتح و فیروزی داخل قلعہ طلسمی ہوے ملکہ برق بعد مہر دو مہر کے
باوجود حکم امیرین صاحبقران سے رخصت مانگی امیر نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا مگر خلعت بہت بھاری مرحمت
ہوا امیر نے بعد تسخیر قلعہ فرمایا افسوس ہے ابلیس خود پرست نکل گیا کافور سر فروش نے عرض کی قلعہ خرم حصار
بڑی وسعت ہے سب بھاگے ہوے وہیں جا کر جمع ہونگے غلام لشکر کو لیکر قلعہ خرم حصار پر چلے آپ لوح ملاحظہ
کرکے برائے فتح مرحلہ جات جائیے پہلے مرحلہ اسی گہنگ جادو کا ملیگا امیر نے کہا بہت بہتر زوجہ کافور و
کافور سر فروش لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر لیکر طرف خرم حصار کے چلا امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا
کہ ای فتاح طلسم واہ ہوشیار اس عجائبات قلعے سے نکلکر طرف مشرق کے جانا چاہیے مرحلہ گہنگ جادو ملیگا مگر بڑا
مکار و غدار ہے دمبدم قدم بقدم لوح کو ملاحظہ فرمانا چاہیے اگر بدون ملاحظہ لوح کوئی کام کیا کسی بلا میں پھنس جاؤ گے
عمرو نے کہا میں بھی ساتھ ہوں امیر نے فرمایا لوح منع کرتی ہے یہی حکم ہے کہ طلسم کشا کو تنہا جانا چاہیے یہ خبر پاکر
عمرو کو لشکر کے ہمراہ کیا کافور لشکر لیکر چلا مگر فراق دختر میں بہت بیقرار ہے چلتے چلتے امیر سے یہی عرض کی حضور نہیں جانتے
اس بدنصیب پر کیا گذری حضور کو اپنی کنیز کا خیال ہے شاید اپنے کو کسی مرحلے پر پھنسا دیا ہوا دھر کے سب صحرا عجائب
و غرائب سے معمور ہیں امیر نے فرمایا ای وزیر اعظم ملک کی آشفتگی نے یہ آفتیں برپا کرائیں اگر مرحلہ جات فتح کرکے
قلعے پر گذر ہوتا لڑائی کا خاتمہ تھا اب بعد فتح قلعہ طلسمی مرحلہ جات پر جانا باعث مصیبت ہے یہ فرما کر یکہ و تنہا بموجب
ہدایت لوح چلے اسی صحراے بے حس و خاشاک میں پہونچے گرمی سے پریشان تھے کہ ایک ہواے سرد چلی دیکھا صحرا
یا تو ویران تھا یا درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران زمزمہ سرا درختوں پر زمزمہ سرائی کرنے لگے دم اسکی
وحدانیت کا بھرنے لگے نہریں موج مار رہی ہیں حباب اپنی کیفیت دکھاتے ہیں چشم شوق سے آنکھ ملاتے
ہیں موجہاے آب میں شمشیر بران کا اثر مچھلیاں اپنے حال سے بیخبر ماہیت سے کون آگاہ ہر ہر سنگ چشمے کا
پشت پناہ ہے امیر بہار صحرا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے صحراے گرد اڑی دیکھا چند فراش ایک بارگاہ لیکر
آئے اسی سبزہ زار میں بارگاہ استادہ کی دوبارہ گرد اڑی دیکھا ایک آفتاب محشر سیمبر چہرہ رشک قمر چار سو ساتھ
چار سو کنیزیں آفتاب جمال خورشید مثال ہوا دار کو گھیرے ہوے وہ نازنین طرف صاحبقران کے دیکھتی ہوئی

ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت نگران مثل آئینہ حیران جب صاحبقران نے بہ غور دیکھا پہچانا اپنی معشوق خوشخو راحت دل وجگر ملکہ قمر پیکر دیکھتے کے ساتھ ہی صاحبقران اُٹھے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آج کیا مرکہ ہی مین کیا دیکھ رہی ہون آپ زیر نخل کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لائیے بعد ہماری جدائی کے کیا سانحہ گذرا اُس حال سے ہم بھی واقف ہون دل کا تردد رفع ہو جتنے فراق مین آپ کے جو جو صدمے اُٹھائے اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ اُس مصیبت کا بیان ہو آپ کی جدائی مین کیا کیا صدمے اُٹھائے صحرا کا ویرانہ جابجا مارے مارے پھرنا دوست دشمن سے ڈر یہ کہکے آکر ہاتھ تھام لیا امیر نہایت خوش ہوگئے ملکہ امیر کو لیکر خیمے مین آئین مسند خاص پر جگہ دی روے تابان امیر دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شہریار کس زبان سے اپنا حال مصیبت کہون اور خاموش بھی کیونکر رہون دل بھرا آتا ہی قلب رہ رہکے تھراتا ہی اصل مین یہ کیفیت تھی نظم

کیا خوب نظر ہی چشم بد دور
اُف کرنیکا بھی نہیں ہی مقدور
جو تمکو دیا ہی مجھکو منظور
دیوانہ بھی یان نہیں ہی معذور
وعدے مرے مین جہان مین مشہور
گوئی کہ دلم نبود از سن

خوش کیون نہ ہون بات بات پر آج
میرے دم گرم کے مقابل
لیکن نہین حسرت اختیاری
ای ہمنفس اب کہان وہ ایام
کہتا تھا مین دل کبھی نہ دونگا

ہی اُسکی زبان پہ میرا مذکور
بس شمع کے منہ کا اُڑ گیا نور
نظارہ چرخ سے ہون مجبور
ہر دور زمان کا یہ ہی دستور
ہر چند کوئی پری ہو یا حور

ہی مجھ پہ نگاہ لطف منظور
کیا آتش دل سے دم رُکے ہی
ہوتے سے بھی اور کو دکھیلن
کیا خلق مین ہو خلاف ناصح
تھے اپنے پہ اعتماد کیا کیا
آن شوخ جہان بود از من

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اسقدر روئین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محیط موجزن صاف ثابت ہوتا ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرۂ انور پر آراستہ کیا یا صدف کا منہ کھلا ہی گوہر آبدار اشک متصل جاری امیر بیقرار ہوگئے اشک پاک کرکے پوچھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان محیط جادو کے پنجے سے کیونکر بچین ملکہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک قلعہ ہی میرا بھائی یہان کا حاکم ہی محیط لیے جاتی تھی اُنھون نے تیر مارا محیط کے سینے کو توڑ کر پار گذرا مجھکو گود مین لیا جب پہچانا تو آنکھین قدمون پر ملنے لگے کہا بہن کس حال مین تمکو دیکھا یہ کیا سانحہ ہوا مین نے سب اپنی مصیبت بیان کی بھائی نے یہ سامان میرے واسطے کر دیا ہی کہ ان کنیزون کو ساتھ لیکر صحرا صحرا پھرتی ہون اُنکا حکم نہین ہی کہ شام کو کہین جاؤ ایسا نہو کوئی دشمن دیکھ لے آج صبح سے مین بہت بیقرار تھی کئی دن سے آب و دانہ ترک تھا عیش و راحت کا نام بھولی بھائی صاحب ہر وقت سمجھاتے تھے ہمشیرہ صبر کرو الغرض یہ ہوا کہ تنہا صحرا مین نکل گئی بھائی صاحب آئے سمجھا کر لیگئے مین اُنسے عرض کرتی تھی مجھکو جنگل مین رہنے دو میرا اسی مقام پہ رہنا بہتر ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن نظم

پھر وہ وحشت کے خیالات مین سر پیٹتے
آنکر دیکھے مجھے راہ گذر مین پھرتے
خطر غیر دلمو لگا کر جو رلایا اُس نے
تا سحر شام سے اُٹھ اُٹھ کے اپنے گھر مین پھرتے
قلق دل سے جو جنبش ترے پیکانون کو
گھر مین تو تھی ہی دن رات سفر مین پھرتے
زرد رخ رنگ طلائی کے ہوس دیوانے
خاک ہون کاش کہ ہم ڈالتے سر مین پھرتے

دشت یاد آتے ہین آہو مین نظر مین پھرتے
بھرتے دن اپنے تو غیر کی طرح راتون کو
تر مرے سے ہین مرے دیدۂ تر مین پھرتے
جو زبان بند اثر دل سے شب وصل مین یار
پوچھ مت حال کہ بھرے سے ہین ہم مین پھرتے
گر گئے تھے تو تسلی کو میری کہ جاتے
کیمیا ساز بھی ہین خواہش زر مین پھرتے
جنبش نرگس جنت نے رلایا مومن

واہ واہ ای طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گئے
کیسے ہم کوچۂ مہتاب قمر مین پھرتے
منتظر کسلئے یہ رہتے ہین کہ ہم ہر شب کو
فکر سود مین دل مرغ سحر مین پھرتے
ایک دم گردش ایام سے آرام نہین
گر اب آتا ہون وہ کوتاہ نظر مین پھرتے
پھر گئین چشم کی گردش جو نہ بھا جاتی تھی
چشم کافر کے اشارے ہین نظر مین پھرتے

ہرچند صاحبقران سمجھاتے ہین ملکہ کی اشکباری موقوف نہین ہوتی ہے فرماتی ہین کہ جب مین کئی مرتبہ جنگل مین گئی تب بھائی صاحب نے یہ کنیزین ساتھ کردین انپر تاکید ہے کہ ملکہ کو اکیلے دم بھر نہ چھوڑنا یہ ہروقت شغل ہمزاد کے ساتھ ہین یہ کہکے کنیزون سے فرمایا ارے کمبختو تمکو یہ بھی خیال ہے کہ کوئی تھکا ماندا آیا ہے شراب و کباب لاکر حاضر کرو کنیزین جاکر اسباب عیش و نشاط لائین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے چُنین طبق گلدستے لاکر رکھے ملکہ نے اپنے ہاتھون سے جام بھرا انچہ نگارین پر رکھکر پیش کیا ایک کنیز پشت پر ملکہ کے کھڑی رومال ہلا رہی ہے اُسنے امیر سے آنکھ ملائی لوح پر اشارہ کیا اور منھ سے بھی یہ کہا افسوس ہے جبکا رہبر جیسے ساتھ ہو وہ اُس سے صلاح نہ کرے کیسی عقلمندی ہے معلوم ہوا تقدیر کا پھیر ہے اب گرفتار ہونے مین کیا دیر ہے امیر کو جیسے ہوش آیا محبوب کو دیکھکر مبہوت ہو رہے تھے خیال مین گذرا آیا امیر جیسے مین چلے آئے لوح کو کیون نہین دیکھا بس یہ سوچکر یہ بہوسیت لوح پر ہاتھ ڈالا لوح پر نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا اے طلسم کشا خبردار اگر جام شراب پیا پانی ہوکر بہا جاؤگے لوح بھی بیکار رہیگی یہ وہی کہنگ جادو ہے کہین ملکہ کا حال سنلیا تھا وہی مکر بناکر آیا ہے جو جام اسنے تمکو دیا ہے اسی پر پھینک مارو قدرت خدا کا تماشا دیکھو جیسے ہی امیر نرگے ملکہ نے سنکر کہا صاحب شراب پیجیے طعام بھی اسی مقام پر آئیگا ہرچند کہ اس زمانے مین تہی دست و پاشکستہ ہون مگر سب سامان موجود ہے عنایت معبود ہے صاحبقران نے اچھا اچھا کہا لوح کو تو دیکھ چکے تھے جیسے ملکہ نے سر بڑھاکر کہا صاحب شراب پیو کیون دیر کرتے ہو کیا مین دشمن ہون دشمنون کی رہزن ہون امیر نے وہی شراب بحکم لوح سر پر اس نازنین کے ڈالدی اس نازنین نے ایک چیخ ماری کہا اے جوان غضب کیا یہ تمکو کسنے تعلیم کردیا مگر شراب جو جسم پر پڑی شعلۂ آتش کی خاصیت پیدا کی کہنگ سوچا جاتا ہوا اٹکل جاؤن مگر اسکو موت نے نجات نہ دی ازکمر اگر اجسم سے اسطرح اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے اور کنیزون پر بھی گرے مگر وہ کنیز جو صاحبقران کو اشارے کر رہی تھی سو سوسم بگلعدار وہ تو بچ رہی اور سب خواصین جلنے لگین وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی آواز آئی الکشی مرا نام من کہنگ جادو دیو جیسے بھی جل گئے اسباب عیش و نشاط جلکر خاک ہوا صحرا مین دیر تک اندھیرا رہا پتھر برسا کیے جب آواز تھمی تو روشنی ہوئی امیر نے دیکھا وہ کنیز گلعذار نامے دست بستہ حاضر ہے عرض کررہی ہے حضور نے غضب کیا تھا مقام افسوس ہے مین اشارے کرتی تھی آپ سماعت بھی نہ فرماتے تھے بولتے ہو۔ ڈرتی تھی ایسا نہو یہ سمجھ جائے تو مجھکو قتل کرے مین کاہنون کی زبانی سن چکی تھی کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا بحسرت ویاس مارا جائیگا امان نہ پائیگا کنیز کو یہی خیال تھا خدمت مین سرکار کے رہون ایک رانا ورتنا ون ملکہ قمر پیکر کو جو محیط جادو لائی ہے آپ پر وہ عاشق ہے آٹھ پہر فراق مین رویا کرتی ہے اسکا پرانا آشنا اخگر جادو روز آتا تھا لطف وصل اٹھاتا تھا جسدن سے وہ قمر پیکر کو لیکر آئی ہے اخگر کو ٹالنے لگی جب وہ آیا کچھ کہکے ٹالدیا ایک دن وہ غصے مین رات کو آیا محیط نے دام مکر پھیلایا کہ صحبت عیش آراستہ کی ملکہ قمر پیکر کو لیکر منتین کرتی تھی کہ اپنے چاہنے والے کو مجھسے راضی کرادے مین تجھسے بہنا پا کرتی ہون اور کیا سبب تھا کہ اُسپر سحر نے تاثیر نہ کی مین سحر کرتے کرتے تھک گئی قمر پیکر گرفتار رنج و الم بات نہ کرتی تھین جب اُسنے بہت کہا فقط یون بیان کری کہ برائے خدا مجھے درد و الم کا جواب نہ دیجیے مین آپ کے سامنے اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مین اسی واسطے تمکو اٹھا لائی کہ تمھاری جدائی مین وہ تڑپ رہینگے آخر مجھکو قبول کرینگے ملکہ نے ایک آہ کی لیکن تو یہ بولین نظم

بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین	بے نالہ منہ سے چھپ رہے ہین بے گریہ آنکھ
تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین	اجزائے دل کا حال نہ پوچھو اضطراب مین

پھر چرخ و زمین مین تو یہ کامتا نہین سراغ
ناے بیٹھے خون کے اس فتحیاب مین
تم نکلے مہر سپہر تو نکلیگا ماہ بھی
ماہی کو اضطراب ہوا جوش آب مین
موسن یہ عالم اس صنم جا لفزا کا ہے

ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
فکر مآل سے مرد و شاہد رہے عزیز
ہو و یگا اجتماع شب ماہتاب مین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زبان گیا
دل لگ گیا جہان سراسر خراب مین

اے زہرہ چہرہ دشمن منحوس کو نہ دیکھ
پیری مین موت یا دہی پیری شباب مین
ڈوبی ہجوم اشک سے کشتی زمین کی
گذری شب وصال ستم کے حساب مین

اسوقت عجب طرح کی ظلمت تھی ملکہ قمر چہرہ کا رونا دھونا گھنٹون سے منہ دھونا محیط کی منت کو شامد ہاتھ جوڑنا کر دیکھنا کبھی قدمون پر گرنا قضائے کار اخگر جادو اسوقت آیا بلا تکلف گھسا ہوا اس جلسے مین پہونچگیا قمر چہرہ کو دیکھکر مر گیا محیط نے ملکہ کو چھپایا جب اخگر سے ضبط نہوسکا تو محیط سے کہا تو مدت سے میری آشنا ہے مین نے کوئی جفا نہین کی وفا کا پابند رہا تو نے لاکھون روپیہ کھلا لئے صدمے بھی اٹھا لئے مگر تیری خاطر کی اب تو مجھپر احسان کر مین ہمیشہ غلامی کرونگا تا بہار بہار رہونگا کبھی تیری خدمت سے عذر نہ کرونگا اس عورت کو مجھے دیدے محیط نے کہا ای اخگر یہ کیا کہتا ہے یہ بڑے شخص کی معشوق ہے وہ ایک دن یہان ضرور پہونچیگا نہین معلوم کیا قیامت برپا کریگا مین ڈرتی ہون اس وجہ سے اسکی حفاظت کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہے کہ اسکے چہرے پر آثار حزن و ملال ہے عمدہ عمدہ کھانا پیش کرتی ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرتا کنیزین برائے خدمتگاری موجود رکھنا اگر اسکا عاشق سن لیگا کہ میری معشوقہ کی آبرو منائی تجھکو اور مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا لاکھ لاکھ طرح اخگر نے کہا مگر محیط نے نہ مانا اب اخگر نے محیط پر لشکر کشی کی ہے محیط بیچاری قلعہ بند ہو کے بیٹھی ہے کلنگ سے بھی چاہا تھا کہ جا کر محیط کو ماردون قمر چہرہ پر قبضہ کرون کل شب کو صحبت مین یہی ذکر تھا اسوجہ سے مین نے مفصل سنا یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے فرمایا مین ابھی جاتا ہون اخگر کو قتل کرونگا اگر محیط اطاعت کریگی فبہا ورنہ وہ بھی قتل ہوگی گلعذار کو ساتھ لیکر صاحبقران چلے یہان محیط قلعہ بند نہایت دردمند قمر چہرہ کہتی ہے کہ ای محیط تو نے مجھکو بڑی مصیبت مین ڈالا اخگر سے تو سحر مین کم ہے اگر وہ قلعے مین گھس آیا مجھکو زندہ نہ پائیگا مین نامحرم کا سامنا نہ کرونگی اخگر جادو چار ہزار فوج سے سامنے قلعے کے اترا ہے کئی پیغام بھیجے کہ ای محیط میرے کہنے سے انکار نہ کر مین کیا کرون میرے دل کو صبر نہین آتا دل تڑپ رہا ہے راتون کی نیند گئی کھانا بالکل چھوٹا فوج فراق نے مجھکو لوٹا محیط کہتی ہے ای اخگر یہ نہوگا اخگر نے جھلا کے بات کو طبل جنگی بجوایا محیط نے جواب مین نقارہ رزمی کو حکم دیا فیل بند دروازے پر ہزارون ساحرین سحر و ساحری کے ماہر مقرر کیے آپ بھی آ کے بیٹھی اخگر گینڈے پر سوار ہو کر چلا چار ہزار ساحر لیکر بلوہ کیا ملکہ محیط نے گولے توپ کے مارے پانچ سو ساحر اخگر کے اڑ گئے اسنے فوج کو الگ کیا گینڈے کو بڑھا کر آپ چلا سحر کرتا ہوا جب گولہ مارا قلعے پر توپ نے گولہ اگل دیا لاکھ محیط چاہتی ہے کہ گولے چلین مگر اخگر نے سب کارخانہ سحر کا بند کر دیا تسکین دیتا ہے اپنے بیرون کو پکارتا ہے محیط کو للکارتا ہے ملکہ قمر چہرہ فیل بند دروازے پر ایک خیمے مین موجود ہین جب محیط گھبرا گئی ہے کہ کیون حضور مین کیا کرون اخگر قریب آ پہونچا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کے فرماتی ہین محیط تو کیون گھبراتی ہے تو ساحرہ ہے یہ پرواز پیدا کر کے نکل جا جب وہ پھاٹک توڑیگا مین خنجر مار کے اپنے کو قلعہ سے گرا دونگی مجھکو زندہ نہ پائیگا مردہ لیجائے گا خون میرا بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا میرا وارث ضرور آئیگا انشاء اللہ اس ملعون سے بدلا لیگا یہ یاد رہے اخگر بہت پچھتائیگا محیط کہتی ہے واری مین نے جو کچھ کیا بڑا کیا کیا شامت تھی کہ بہر کر لے گئی امیر ابو قمر کو دیکھا

نازل ہوئی یہ مجھکو کیا سوجھی کہ جب امیر پر زور نہ چلا آپ کو اُٹھا لائی اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہو اگر چھا گون تو آپکو لیکر نکلون دو سحر مین مجھسے زبردست ہین نہ جانے دیگا گرفتار کریگا ملکہ قمر پیکر نے کہا ای محیط تو کیون روتی ہو ابھی مشکل آسان ہوتی ہو ساحری جمشید پر لعنت کر خدائے حقیقی کو اپنا پیدا کرنے والا جان ہم تم ملکر دعا کرین ابھی مشکل آسان ہوگی حفاظت پروردگار کی نگہبان ہوگی محیط کو پسند آیا کہا واری مین نے جان و دل سے خدا کا دیدہ کی اطاعت کی ساحری جمشید پر لعنت کی طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے عرض کی اے معبود حقیقی وای رب حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تیرے بندہ خاص کے عشق کی آبرو رہنے کا قصد رکھتا ہی مین اپنے فعل پر نادم ہون میری خطا معاف کر جو مین نے کیا اس فعل کا مجھکو بدلا اے کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ای کہ در ہر ابتدائی ابتدا را ابتدا
دلربائی دلربائی دلربائی دلربا
از تو میخواہد دوائے درد دل ہر لا دوا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکلکشا
دیدہ بر لطف تو دارد بندہ عاصی مدام

در مقام انتہا ہر انتہا را انتہا
خاک انسان را چو جمشید شرف ناخدا
چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
از جنابت مال و دولت مفلسان را ملتمس
از تو میخواہد مدد در دین و دنیا دائما

بیشک ولاریب در حسن و جمال جا افزا
از زمین برداشتی بر دی غبارش بر سما
اہل حاجت را توئی در بیکسی ہم حاجت روا
گنج گوہر تنگدستان خاکساران کیمیا

اسطرح ملکہ کر حمد الٰہی مین جوزبان کھولی عرصے گرد آری سب نے دیکھا از کہ قاف تا بہ سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ہو فرقہ یدولی ونجہت جمشید کی پشت مرکب سمرقندی پر سوار لوح طلسمی گلے مین مثل جرم قمر تڑپتی ہوئی صدا فریاد و اسپان کی سنکر و ہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر

ہم عفریت از شمیم غازی شد
صاحبقران و رجہان نامم شد
شہ اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از گرفتہ ہاک شد
شہ ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوہ قاف لقب شد
سمندون بہ شمشیر غازی شد
ہمہ شہر آباد اسلام شد

اخگر نے بلند دیکھا گھبرا گیا پسینہ آگیا محیط نے جو جمال جہان آرائے امیر کو دیکھا قمر پیکر سے بڑھکر کہا ملکہ عالم آپکا کیا اعتقاد ہی دیکھیے نام خدائے نادیدہ لیتے ہی صاحبقران پیدا ہوئے دیکھو ملکہ عالم وہ تشریف لاتے ہین دیکھیے کیونکر آگئے ملکہ قمر پیکر نے جھک کر دیکھا فرمایا ای محیط جادو نظم

از دو رنگی در گذر یکرنگ ہر کار باش
ہر گل اندر گلستان عندلیب زار باش
شائق دیدار جانان باش دست از جان بشوی
روز و شب چون آئینہ محو جمال یار باش

سوم شو بالشان باش و یا خار باش
طالب ذات مسیحائی اگر ای درد مند
در گذر از دل ہمیشہ طالب دیدار باش
روز ہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب

مہر ہر دانہ چمن گشتن نالہ کو کو بلند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش
عکس روے دلربا از سینۂ صافی ببین
شب بشکل ماہ در بندگی بیدار باش

ای محیط ہر شخص کو مناسب ہی کہ اعتقاد اپنے پیدا کرنے والے کا دل مین مضبوط رکھے ای محیط تصور کر دو ہزار ذات ہوئے دو سو خداوند قرار دینا اپنے اعتقاد پر آفت لینا ہم تو اپنے اعتقاد مین کامل ہین جو اُسکی ذات مین کسی کو شریک کرتے ہین وہ بالکل جاہل ہین یہان تو یہ باتین ہین اہالیان قلعہ خوش وخرم مگر صاحبقران بعد عظم و شان قریب اخگر کے پہونچے اخگر نے آواز دی ای جوان مجھسے کیا مطلب ہی مین اپنی آشنا سے لڑتا ہون امیر نے فرمایا او حیا تو نے غضب کیا قمر پیکر کو مانگتا ہی کبھی ایسا نہوگا کیون تیری شامت آئی ہی اب بھی سمجھاتا ہون پلٹ جا مین تجھکو آزار نہ پہونچاؤنگا اس حیا نے جواب دیا ای جوان صاف تو یہ ہی کہ مین قمر پیکر پر عاشق ہون بے اُسکے لیے نہ جاؤنگا تو خود اپنی جان بچا میرے سامنے سے ہٹ جا ایک ماش کے دانے مین ہزار آدمیون کو بیہوش کر سکتا ہون قلعے مین کئی ہزار ساحر آمادہ حرب دیکھا تھے مین نے ایک سحر مین

توپ دم کر دیے یہ کہکر امیر پر ماش کے دانے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا ماش کے دانے بیکار ہو کر گرے
اصل تو یہ ہے کہ صمدیت کی چیز کیا تاثیر کرتے جب تو اخگر گھبرایا کہا اے جوان تو بھی کسی بڑے گرو کا مونڈا ہوا ہے
امیر نے فرمایا کیا بکتا ہے ایک تراشے گولہ مارا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا گولہ الٹا پلٹا اخگر کو اپنی جان بچانا
مشکل ہوا جب بہت دستلین وہین رہ نہ سکا بیٹا اب گولہ الگ جا کر گرا قریب تھا کہ سینے پر پڑے مگر ساحر زبردست ہے
بمشکل اپنی جان بچالی جب ایسے دو چار سحر اخگر نے کیے اور تاثیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا
ہزاروں شعلے جھڑکے امیر پر گرے آگ ٹھنڈی ہوئی امیر نے اژدھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اخگر نے
غرور میں سحر کے سر آگے کر دیا اس بھید سے آگاہ نہ تھا یا تو تلوار قبضہ سحر پر چلی تھی یا زیر تنگ بوسہ دیا مع گھوڑے
چار ٹکڑے ہوئے علامت اسکے مرنے کی بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی ساحروں نے جو دیکھا کہ ہمارا
افسر مارا گیا حربے سحر کے لیکر جانب محیط جادو نے جو صاحبقران کو تنہا دیکھا قلعے سے ساحروں کو لیکر نکلی
دونوں لشکر مل گئے سحر چلنے لگے سامری و جمشید کی صدا بلند ہوئی محیط نے بڑھکر سحر کیے ہزارہا ساحر مارے مگر
صاحبقران جو مصروف جنگ میں امیر کے لڑنے سے ساحر غضبناک ہیں کہ سحر انپر تاثیر نہیں کرتا جسکے سحر پر لوح
طلسمی کا عکس پڑتا ہو وہ سحر الٹا پلٹکر اسی کے سینے پر پڑتا ہے ہنگامہ ساحروں کے مرنے کا بلند بیتاب و بیقرار ہیں
خود پسند جب ساحروں نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا یہ جوان قتل کرتا چلا آتا ہو ناچار لاشہ اخگر کا
اٹھاکر طرف صحرا کے بھاگے امیر نے پہچانا کیا محیط نے آکر قدموں کو بوسہ دیا امیر نے فرمایا اے محیط
یہ کیا غضب ہوا تھا اگر میں وقت پر نہ پہونچتا خاتمہ ہوا تھا عرض کی رب اکبر نے میری رہبری کی اسی
اعتقاد پر مسلمان ہوئی حضور طلسم فتح کریں تو میں کلمہ پڑھونگی سامری و جمشید پر تو لعنت کر چکی اب صرف
کلمہ پڑھنا باقی ہے مجھے بھی اپنی کنیزوں میں تصور فرمائیے امیر ساتھ ساتھ محیط کے قلعے میں داخل ہوئے محیط نے
جاکر ایک قصر عمدہ آراستہ کیا ملکہ قمر پیکر کو زیور ولباس سے آراستہ کر کے بٹھایا کنیزان زرین پوش حاضر کر دیں
اسباب عیش و نشاط درست کیا صاحبقران جو تشریف لائے قمر پیکر کو دیکھا بہت خوش ہوئے مسند پر آکے بیٹھے
بتمکین و تمکنت ہوئے نگین امیر نے پوچھا یہ بتلاؤ اس عرصے میں کیا گذری قمر پیکر رونے لگی عرض کی اے شہریار
کیا کہوں کچھ بیان نہیں ہوسکتا نظم

بوئیت شنیدہ ام کہ ترحم دوا ست
مشقے ز روے سرخط استاد میکنم
خون میکشایم از رگ افسردگان عشق
زان رو سراغ خانہ صیاد میکنم

ہر شب خیال ترا یاد میکنم
عیشم مکن کہ ہر سحرے یاد میکنم
با خنجر رگ گردن قوی کند
از نالہ کار نشتر فصاد میکنم
بر جیب رخنہ میکنم از آہ خود ظہیر

خود را برین سبب نفسے شاد میکنم
دارم سواد خط تو بر صفحہ ضمیر
ویران او ز ضربت جلاد میکنم
فرش دلم رسیدہ و از دوام جستہ ست
بر سنگ کار تیشہ فرہاد میکنم

صاحبقران کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا کہ ملکہ تمکو تو خیر و عافیت پایا شکر ہے کہ پروردگار نے ہر ایک
مصیبت سے بچایا مگر نہیں معلوم اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ گیسو ذبح خنجر ابرو ملکہ
گلفام آتشخو شعلہ مزاج پر کیا گذری اپنے غصے میں اپنے کو برباد کیا ہمکو اس مصیبت میں پھنسایا آپ نہیں معلوم
کس بلا میں مبتلا ہیں ملکہ قمر پیکر نے کہا خدا انکی آبرو بچائے حضور کو انسے ملائے والدین کو بھی انکے خبر ہوئی امیر
نے فرمایا انکے والدین نے بڑا کام کیا صدق دلسے مطیع اسلام ہوئے انکو مصیبت سے بچایا خود گرفتار ہوئے
زندان مصیبت میں پھنسے مگر ملکہ گلفام بخوف جان و آبرو یکہ و تنہا صحرا نورد ہوئیں آج تک حال نہیں کھلا انیر

کیا گذری کہاں گئیں دشمن کے پاس ہیں یا کسی دوست سے ملاقات ہوئی نہیں معلوم کیا بات ہوئی اب تلکو ہم اسی
قلعے میں چھوڑتے ہیں ہمیں ابھی کئی مرحلے فتح کرنا ہیں ابلیس مشہور ہے کہ خرم حصار پر گئے ہیں مگر ایک شب
بشکل صاحبقران قلعہ محیط میں رہے گلعذار کنیز کو بھی اسی مقام پر چھوڑا اب لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں جو حکم
تھا اُسکو خیال میں رکھکے یلہ و تنہا طرف صحرا کے روانہ ہوئے ایک صحرائے پرفضا میں پہونچے دیکھا نہایت سبزہ زار
طائروں کی پکار عندلیب خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نہریں نہایت آب و تاب سے جاری آب صاف و شفاف
سے مملو نخل سرو پر قمریوں کی کو کو امیر سیر صحرا دیکھ رہے ہیں قریب ایک نہر کے بیٹھے ہیں کہ نہر کے پانی نے جوش مارا
موج آب بلند ہوا امیر کو پانی نے گھیر لیا جس مقام پر خود بیٹھے ہیں وہ مقام تو محفوظ ہے تمام صحرا میں معلوم ہوتا ہے
دریا جوش مار رہا ہے امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ایک برگ نخل توڑ کر یہ اسم پڑھو برگ کو پانی میں ڈالدو بشکل کشتی
تیار ہوگا اُسپر سوار ہو کر مقام پر سیر اب جادو کے پہونچو گے امیر نے برگ ڈالا تو اُسنے کشتی کی شکل پیدا کی امیر اُسپر
سوار ہوئے کشتی چلی دور سے ایک قصر دیکھا اُسمیں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کشتی اُس قصر کے برابر پہونچی
برابر قصر کے آکر کشتی نے چرخ مارا غرق دریا ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو برابر سیر اب جادو کے پایا
سیر اب کے سامنے جام آب رکھا تھا امیر پر پھینک مارا امیر نے دیکھا تمام قصر پانی سے مملو ہو گیا سیر اب کا
کہیں نشان نہ پایا امیر گھبرائے کہ یہ آبرو بچا کر کہاں گئی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پانی میں خیال کرکے دیکھو ایک
نہنگ سیاہ غوطے مارتا ہوا آتا ہے اگر تیر انداز بیدل ہو اور تمہارا تیر اُسکی پیشانی پر پڑا تو سیر اب کو مارا ورنہ تیر پلٹ کر
تمہارے سینے پر پڑیگا پتھر کے ہو جاؤ گے اسکے مرحلے سے امان نہ پاؤ گے امیر نے نہنگ پر تیر مارا نہنگ کی پیشانی
پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا دریا میں شور پیدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام
من سیر اب جادو بود امیر نے اپنے کو اُسی صحرا میں پایا مگر چشمے سب نابود ہو گئے تھے امیر نے پھر لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم وا ہو سیارا ہیں عجائبات اگر خدا فضل کرے اور سیر اب جادو قتل ہو طرف مغرب
کے جانا چاہیے امیر اُسی طرف چلے ایک جنگل میں پہونچے دیکھا ایک دیو نعرے کر رہا ہے امیر کو دیکھکر دوڑا امیر
لوح نہ ملاحظہ کرنے پائے تھے کہ اُس دیو نے نوع نوع نزول مارا امیر نے تلوار سے قلم کیا اُسنے چاہا گولی بنا کے کھا جاؤں
امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا دیو نے ہنسکر سر آگے کر دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بعد دم بھر کے دو دیو بنکے تیار ہوئے جوں
جوں صاحبقران قتل کرتے ہیں اُسی شکل کے دیو بنکر امیر پر حملہ آور ہیں امیر سوچے کہ میں نے لوح کو نہیں دیکھا
بڑی غلطی کی اب جو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اگر دیو حملہ کرے تم وار نہ کرنا اگر غلطی سے ایسا ہوا اور دیوزادوں
نے ہجوم کیا خیال کرکے ان سب کے بیچ میں دیکھو ایک دیو فیل سر کھڑا ہے سحر کر رہا ہے پیشانی پر اُسکے خال سفید ہے
اُسپر تیر مارو سب دیو جل جائینگے امیر نے وہی کیا اُس دیو کے جسم سے شعلے نکلے سب دیو جل گئے آواز آئی کشتی مرا
نام من عفریت جادو وزیر طلسم بود مگر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ جنگل میں بنا ہے اُسکے دروازے پر چند زنگی جوانان
یک رنگی بیٹھے ہیں امیر تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑے چند زنگی اُسمیں کے مارے گئے چند نے فرار پر قرار کیا امیر نے
اندر مکان کے آگے دیکھا دو ہزار شاہ و شہریار زادے اُس مکان میں قید ہیں امیر نے سب کو رہا کیا یہ سب
مقیدان طلسم تھے سب بصدق مسلمان ہوئے ایک مرد ضعیف نے آکر ایک صندوقچہ پیش کیا دست بستہ
عرض کی کہ اسمیں تیغہ نگار سلیمانی زرہ و خود سب سامان آپ کے واسطے موجود ہے بانیان طلسم نے ہدایت
کی تھی کہ جب یہ قید خانہ ٹوٹے قیدی چھوٹیں یہ امانت طلسم کشا کو دیدینا امیر نے اُس مرد ضعیف کا شکریہ ادا کیا

سلاح جسم پر آراستہ کیے ایک سمت ہزار ہا مرکب بندھے تھے ایک کو نمعے سے ہتھیار نکلے سب جوانون کو آراستہ کیا
خود بھی مرکب الکلسی پر سوار ہوے بارہ سو جوانون کو ساتھ لیکر چلے مگر مشہور جادو و ابلیس جب قلعہ خرم حصار
مین آئے خرم شاہ پہلوان نے بڑی عزت و آبرو سے ان سب کو اتارا ابلیس کے واسطے قصر مقرر ہوا بادشاہ
تخت پر بیٹھا خرم فیل پیکر نے تمام حال سنا کہ حضور طلسم کشا کو جیسے جادو کے پھینکو و نگا ویز ہوا لاکھ فوج لیکر بیرون
قلعہ اترا انتظار مین ہی کہ طلسم کشا آئے تو مقابلہ کرون مگر صاحبقران اُن جوانون کو ساتھ لیے ہوے چلے آتے ہین
شام کو ایک مقام پر اترے حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار ہوا روار وی کر کے چلے تیسرے دن ایک صحرائے ویران
مین اگر اترے خالصہ کیا کے پلنگ پر بیٹھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی اسطرح کی صداے دردناک تھی کہ
دل بیقرار ہو گیا کوئی رو کر کہتا ہی ای فلک کج رفتار ای گردون غدار یہ کیا کج روی ہی جو تو نے میری ساتھ کی ہی اسطرح کی
آوازین جب کئی مرتبہ آئین صاحبقران گھبرائے اُٹھے کسی کو خبر نہ کی لشکر سے نکلکر چلے ایک درخت کے سایہ
مین آکر دیکھا کہ ایک شخص نوجوان بیتاب و پریشان کبھی سر پیٹتا ہی کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی یہ اشعار عبرت آثار
زبان پر جاری ہین

نظم

غیر یہ خون نہ ثابت ہوے گلشن ہی مین
مین ہون وہ شوخ کہ کیا کیا تمہین کھولا ہوتا
سحر مین کتنی نکلتا مین جو چھلے چھینتے
ان نگارو نمین کسی نے ہمین تولا ہوتا

انکے نہ چھینے کا راز اُنسے نہ کھولا ہوتا
میرا قاتل تو کوئی ایسا بھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث
دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
حیرت انگار و نہ یہ لوٹنا تھا شب وصل جلال

دل تو کہتا کہ ذرا مجھکو ٹٹولا ہوتا
بند ہون بیٹھے دنیا نہ ہوئی خلوت کا
اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلے رہتے ہین
ہم تو خوش ہوتے اگر چلکے یہ کولا ہوتا

امیر گھبرا کر قریب ہو بیٹھے فرمایا ای جوان رعنا ای نرد دستندہ ای فلک کے ستائے ذرا آنکھ کھول اپنا حال مفصل
بیان کر ان بیقراریون کے سننے کی طاقت نہین اُس جوان نے کہا ای شخص مہرپرور کا غذ تیرے کلام سے ملتا ہی
بنگ مہر و محبت سے غنچہ آرزو کھلتا ہی امیر بیٹھ گئے پر محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ای برادر بجان برابر جو کیفیت
ہو مفصل بیان کر و تمہاری حل مشکل مین جانبازی کرینگے گل آرزو تمہارا بخوبی کر کے تم تک پہونچا دینگے یہ سنکر وہ جوان
وجد مین رقص کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کبھی امیر کے چہرۂ زیبا کی بلائین لیتا کبھی ترقی عمر و دولت
کی دعا مین دین کبھی گھبرا کر کہتا ہی ای جوان میری حل مشکل مین تو کوشش کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا پہلے
مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر امیر نے فرمایا ای غریق چاہ الفت وای گرفتار دام محبت تو نے ذکر
سنا ہوگا ذرہ ہاے ریگ بیابان پہچانتے ہین دیو جن بھی میرے نام کو جانتے ہین یعنی صاحبقران زمان ثانی
سلیمان حقیر پر تقصیر امیر حمزہ ہون پسنکر اُس شخص کا وجد اور بڑھا کہتا تھا مصرع ای مسیحا مین ترے منھ کے نثار
آپ سے مشکل میری حل ہوگی اب طبیعت بیکل نہوگی اصل یہ ہی کہ جہاندار شاہ میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ سر مژگان کہتے ہین سب میرے ملازم اُسی قلعہ مین رہتے ہین مین اپنے دربار مین بیٹھا تھا
ایک دن ایک شخص آیا سیاح تھا عالم عالم مین پھرا کہتا تھا کوئی کوہ و دشت و بیابان مجھسے باقی نہین آبادی مین
بی نسبت پھرا ایک قلعہ ہی کہ اسکا قلعہ روح افزا نام ہی وہان کا بادشاہ ملک احکام زرین لوح ہی اُسکی دختر
بلند اختر ملکہ شمسہ ماہ پیکر بعد سال بھر کے اپنے قصر جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوتی ہی ہزار ہا عاشق جمع رہتے ہین
اگر کسی کو اُسنے قبول نہین کیا اسقدر مغرور حسن و جمال ہی کہ ہزار ہا نامہ و پیام بخواہش عقد طالبان حسن نے بھیجے
مگر اُسنے قبول نہین کیا مین بھی یہ ذکر سنکر وہان پہونچا جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوا تا فوج و لشکر ساتھ لیکر

گیا تھا اب ارادہ ہوا کہ مصور تیز دست کو بلاؤں اپنی تصویر کھنچواؤں پیش گاہ بادشاہ بہ مجنوں پیش کردوں اگر عمرو مجبوری
کو نہ مانیگا تو مجھکو دعوی زور بازو کا بھی تھا یہی ارادہ ہوا کہ جنگ کرونگا اہالیان قلعہ کو تنگ کرونگا مگر میں تصویر
کھنچوانے پایا ایک دن شہر میں غلغلہ ہوا میں نے ہرکاروں کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ یہ لوگ کیوں روتے ہیں کیسا
ہنگامہ آج برپا ہے ہرکاروں نے آکر مجھکو خبر دی کہ ملکہ نہاکر اپنے کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھیں اُدھر سے ایک دیو
قتال کا گذر ہوا جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھکر دیو قتال بھی دیوانہ ہوگیا جوش میں گرا ملکہ کو اٹھا لیگیا بیرون
شہر اسی بادشاہ کا ایک باغ اس حوالی میں تھا اس باغ کا مثل نہیں ہے اس پیر دیو قتال نے اپنا رنگ جمایا اسی باغ
میں اُتر پڑا اگر کسی نے آنے کا ارادہ کیا باغ سے نکل کر اسکو کھا گیا جب ہزار پانچ سو آدمیوں کو اُسنے کھایا تب
بادشاہ نے بڑے بڑے پہلوانوں کو بھیجا کوئی دیو کا سامنا نہ کرسکا بادشاہ نے ناچار ہوکر اشتہار عام دیا کہ جو کوئی اُس
دیو قتال کو قتل کرے میری بیٹی کو لاکر مجھسے ملائے اسی کے ساتھ شادی کرونگا میں زبردستیاں اُس دیو کی دیکھ چکا تھا
ایک پہاڑ کا پہاڑ ہے انسان کی کیا حقیقت کہ اسکے سامنے جاسکے صورت ہی دیکھکر طائر ارواح قفس جسم خاکی سے نکلجائے
صورت اُسکی دیکھکر غش آتا ہے آپ بادشاہ نے بہت سی کنیزیں سامان کھانے پینے کا اس باغ میں بھیجدیا وہ معشوق
پریچہرہ مثل بوئے گل کے اسی باغ میں رہتی ہے دیو جابجا پھرنے جاتا ہے شکار کرکے لاتا ہے سامنے اس نازنین کے ناچتا ہے
کودتا ہے ملکہ خاموش خوف جان سے کچھ نہیں کہہ سکتی اگر کہا تو یہ کہا جب جی چاہے مجھکو کھالے وہ کہتا ہے اے جان جہان
وائے آرام دل مشتاقان میری زندگی تیرے نظارہ جمال پر موقوف ہے آٹھ پہر زیارت دیدار میں یہ غلام مصروف ہے اور شہر
کی مہینے میں صحرا میں اترا رہا آخر ناچار ہوکر اپنے ملک میں آیا سوز عشق ہجر نے اسقدر بیقرار کیا آخر یکہ وتنہا نکل آیا مثل مجنوں
اسی نکل کے تیرے بزار رہتا ہوں اکثر ملازم آتے ہیں سب سمجھاتے ہیں میں جواب بھی کسی کو نہیں دیتا امیر نے فرمایا
اے جہاندار شاہ ہرچند کہ میں بڑے کام پر جاتا ہوں بڑی آفت میں مبتلا ہوں مگر پہلے تمہارے ساتھ چلونگا یقین کو تم
ہو کہ دیو قتال مجھکو بھی ضرور جانتا ہوگا جب میں پردہ قاف گیا چشمیش پر دے کی سیر کی کوئی مقام دیو پریزاد جنات
کا مجھسے نہیں چھوٹا جو دیو پردہ دنیا میں ملا اُسنے بھی کہا کہ تمہارے خوف سے بھاگ کر پردہ دنیا میں آگئے تھے یہاں
بھی چین نہ لینے دیا جب میں نے دیو عفریت کو طلسم ملعونہ میں جاکر مارا اُس روز کئی لاکھ زیادہ دیو جمع تھے بعض
عفریت وہ سب شکست کھاکے بھاگے پردہ دنیا میں آئے کچھ طلسمات میں گرے بعض نے دنیا میں آکر اپنے کو چھپایا
خدائی کا دعوی کرکے بیٹھے یوں میرے ہاتھ سے شکست کھائی دیو تھا لقا بے زین تن نہکر ملک فرنگستان
میں خدائی کرتا تھا جب میں نے فرنگستان فتح کیا اسکو بھی بھگا دیا دیو کو سالہ آنخور ملک زنگبار میں خداوند بنکر بیٹھا
وہ بھی آخر میرے ہی ہاتھ سے بھاگا کالباس ہوگا صبر کرو میرے ساتھ چلو انشاء اللہ دیو قتال کو مارونگا شمسہ ماہ پیکر
کی شادی تمہارے ساتھ کرا دونگا اتفاق سے چند ملازم جہاندار شاہ کے کچھ کھانا وغیرہ لیکر آئے تھے انہیں ملازموں سے
جہاندار شاہ نے کہا تھا ہماری بارگاہ و لباس تاج دولت لیکر آؤ ہم صاحبقران کے ساتھ جائینگے یہ سنکر
ملازم نہال ہوگئے سب اسباب عیش و نشاط لباس و جلوس شاہانہ لیکر حاضر ہوئے ملازمان صاحبقران بھی آگئے
دوسرے دن امیر نے جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مثل سپہ سالار ساتھ ہوئے طرف شہر شمسہ ماہ پیکر
کے چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر زرین پوشان کے پہونچے صاحبقران باغ سے دو کوس
ہٹ کے اُترے ایک نامہ احکام زرین پوش کو لکھا اے احکام نیک انجام منجم زلزلہ کہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران امیر عالیشان ملک جہاندار شاہ کو لیکر آیا ہوں کہ دیو قتال سے مقابلہ کروں تمہاری دختر کی شادی

ساتھ ملک جہاندار شاہ کے ہو لہذا تم بھی آکے تماشا دیکھو یہ نامہ جو احکام زرین پوش کو پہونچا گھبرا کر وزرا سے پوچھا
یہ صاحبقران کون شخص ہیں کہ دیو سے لڑنے آئے ہیں وزرا نے تمام کیفیت جاہ و جلال صاحبقران سامنے احکام
زرین پوش کے بیان کی کہا انھون نے ہزارہا دیوزاد مارے یہ خوشخبری سنکر احکام زرین پوش سوار ہوا مع فوج و لشکر
خدمت مین صاحبقران کے آیا امیر بلطف پیش آئے اب ان لشکرون کو ساتھ لیکر قریب باغ آکر اترے
جو جا بجا اس مقام پر ہوا دیو قتال باغ مین بیٹھا ہے ملکہ تمسہ ماہ پیکر مسند پر گرد و کنیزان ہیں اسوقت دل بہلانے کو گانا
ہو رہا ہے ملکہ کی آنکھونسے آنسو جاری شعلے ہین کہ رہی ہین ادہوئے موذی کانے مردار خوار عیار مکار تو مجھے کہان جا مین اس
کشاکش سے مہلت پاؤن زندان مصیبت سے چھوٹ جاؤن دیو جواب دیتا ہے ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی
خاک کھاؤن انگارے کھاؤن تجھ ایسے محبوب کو پردہ چشم مین رکھون آنکھین فرش کرون دل کے اندر رکھون کہ
نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی دیو نے گھبرا کر کہا اری نرگس فدا دیکھ تو آ یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہے کنیز دوڑی ہوئی
گئی ہانپتی ہوئی آئی کہا حضور بڑا لشکر اترا ہے کوئی شخص آپ کے مقابلے کو آیا ہے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین یہ نقارے
واسطے کے بجے ہین دیو قتال نے کہا ذرا مفصل دریافت کر کے مجھے جو لڑنے آیا ہے اسکا کیا نام ہے نرگس نے کہا میان
دیو صاحب مین نے پہلے ہی دریافت کیا کوئی صاحب ہین صاحبقران والی قاف و دنیا داماد توشہ ان ملک
جہاندار شاہ کو ساتھ لیکر آئے ہین یہ سنکر دیو قتال گھبرا گیا کہا اتنا دریافت کر کہ وہ شخص داماد شہپال بن شاہرخ
تو نہین شوہر آسمان پری پدر قریشہ سلطان اگر وہی جوان ہے تو مین مقابلہ نہ کرونگا اُسنے لاکھون دیو مارے
ہین تیس برس قاف کی سیر کی ثانی سلیمان لقب پایا دیو عفریت کو قتل کیا مین اسی کے خوف سے بھاگ کر یہ
دنیا مین آیا پر وہ حشمت کا بادشاہ ہون جب عفریت سے مقابلہ پڑا مین عفریت کا سپہ سالار تھا اسی ظالم کے
ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگ کر یہان آکر صحت پائی اس کنیز نے کہا یہ حال مین نہین دریافت کر سکتی دیو قتال نے کہا
یہ کوئی اور شخص ہے کوئی بنا کر کہا جاویگا انسان کی کیا حقیقت ہے میرے برابر کب قوت ہے سب کو اٹھا کر کھا جاؤنگا
یہان تو یہ کیفیت ہے مگر صاحبقران قریب اس باغ کے فروکش ہوئے طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو
امیر تو پشت اشقر پر سوار ہوئے ملک جہاندار شاہ و احکام زرین پوش دست راست و دست چپ
صاحبقران کے پشت پر تین ہزار جوانون کا لشکر اس کروفر سے میدان مین آکر پہونچے دیو قتال بھی باغ سے
نکلا صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اب اسنے پہچانا تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا دل مین سوچتا
ہوا میدان کارزار مین آیا ارادہ یہی ہے کہ چند ساعت لڑ کر کل کا وعدہ کرون رات کو ملکہ کو لیکر نکل جاؤنگا مجھکو کون
پائیگا یہ سوچکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی میر الحمزہ حریف کہان ہے انسان ہماری غذا ہے جیسے ہی اسنے نعرہ کیا
صاحبقران سامنے احکام زرین پوش کے آئے اجازت طلب کی احکام نے کہا ای شہریار مین کیونکر اجازت
دون کہ آپ اس بہادر کے مقابلے کو جائین اس ملعون کی صورت دیکھکر دل کانپتا ہے امیر نے فرمایا اب تو مین ارادہ
کر چکا اجازت دیجیے پھر تماشا دیکھیے صاحبقران عذر کر رہے ہین احکام کہتا ہے کہ دل نہین چاہتا کہ آپ اس
بہادر کے مقابلے مین جائین قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے لشکر لا کے نزدیک
دیو ہمراہ بارہ ہزار جوانان زرین پوش سردار کا [illegible] دن پر دیوزادون کے سوار مرکب سوارون کے دیوزادون کی
بغل مین دبے ہوئے سائبان زربفتی کہ سو گز کا سر پر کھنچا ہوا دیوزاد پہوقین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے
نوبت نقارے بجاتے ہوئے مرکب سہ چشمی نقابدار کا ایک دیو کی گردن پر عیار مثل گلدستے کے آراستہ

نقاب چہرے پر پشت پر نقابدار کے عیار رقص انی کرتا ہوا اس جاہ و جلال سے نقابدار مذکور بعد سرور پردۂ قاف سے پلٹتا ہوا آتا ہے برائے مقابلہ قہقہہ سحر حشمی چلاتا ہے اس خیال سے کہ ہمیشہ قہقہہ بر سر آسمان پری لشکر کشی کرکے آتا ہے اکثر شکست دی جان بچا کر بھاگ جاتا ہے اب پردۂ تاریک میں چلیں وہاں معرکے پڑیں ابھی انشاء اللہ اسی پہاڑ میں جاکر لڑیں کہ عیار نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک دیو خونخوار میدان کارزار میں مثل رہا ہے صاحبقران کا قصد ہے کہ جاکر مقابلہ کروں ایک تاجدار سے اجازت لے رہے ہیں بس عیار نے نقابدار سے کہا ای نقابدار بہادر دیکھ دیو میدان میں انتظام کر رہا ہے اسکو حضور جاکر سزا دیں صاحبقران سے آج معرکہ عظیم ہے دیو بھی بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے امیر پہلو تہی کر رہے ہیں عقل سے مفہوم ہوتا ہے نقابدار نے کہا خاموش وہ کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا امیر ہمیشہ دون ہزار دست سے لڑے پردۂ قاف میں کہاں کہاں معرکے پڑے یہ مرد مردانہ شیر فرزانہ کبھی کسی سے نہیں دبے ایسا نہو امیر سکلبین تو کہے آزردہ ہوں یہ کہکر نقابدار نے تخت سے نعرہ کیا او دیو بدخو کیا بیہودہ بکتا ہے میں تیرا اسم نہ بردہ ہوں یہ کہکر نقابدار تخت سے کود انکشہ جرأت یہ تھا کہ پشت مرکب پر نہ سوار ہوا اس خیال سے کہ دیو پیدل ہے اپنی شوکت امیر کو دکھانا منظور تھا پہلے صاحبقران کو بھی آواز دی ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں میں اس ملعون سے سمجھ لونگا امیر دیکھکر رہ گئے نقابدار بعد شوکت و وقار سامنے دیو قتال کے آیا قضائے کار دیو قتال نے وار کا ہاتھ اٹھایا ہے کہ اسکا بڑا بھائی موسوم بہ بھوبخال اپنے بھائی کو دیکھنے کو آیا تھا اسنے جو دیکھا کہ میرے بھائی سے ایک نقابدار سے مقابلہ ہو رہا ہے آسمان تک نعرہ کرکے زمین پر گرا آواز دی ہاں بھائی صاحب نقابدار کو بیچ میں سے چیر ڈالو ایک لقمہ تم کھاؤ ایک میں دو یہ کہکے دوڑا نقابدار نے دیو قتال کی دار پر ہاتھ ڈالا ہے کشاکش پڑی ہے بھوبخال نے جو قصد کیا کہ میں بھی وار مار دوں امیر کو تاب نہ آئی میں سے نعرہ کیا او مردود کیا کرتا ہے استقر سے کود کر دوڑے وہ وار رہا کر چکا امیر نے دوڑ کر سینہ سپر کردیا آڑے ہوکر کلہ دار پر ہاتھ ڈالا ہاتھ سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ادھر تو نقابدار نے ٹکر مارا دیو قتال تیورا کر جھکا جھینکی امیر نے بھوبخال کی دار چھینکی قتال نے نقابدار پر ہاتھ مارا بھوبخال نے امیر پر نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا امیر نے بھوبخال کی گردن پر ہاتھ رکھتے ٹکر مارا دونوں کے سر زمین سے ملگئے نعروں سے شیروں کے کلیجے زمین کے ہلگئے سب دیکھ رہے ہیں لشکر نقابدار بھی آگیا نقابدار قتال سے امیر بھوبخال سے لڑ رہے ہیں کس قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں نقابدار نے جلدی کرکے کمر بند میں قتال کے ہاتھ ڈالا امیر نے بھوبخال کو اٹھایا دونوں جوانوں نے چرخ دیکر دیوؤں کو زمین پر مارا نقابدار چھاتی پر قتال کی امیر سینے پر بھوبخال کے صاف ثابت تھا کہ دو ستارے دو پہاڑوں پر چمک رہے ہیں نقابدار نے قتال سے سوال اسلام کیا اسنے جواب سخت دیا نقابدار غصے میں آیا امیر نے بھی یہی حرکت کی سوال کرنا لعین کا قاعدہ ہے جب وہ ملعون منکر ہوا اور جواب سخت دیا امیر سینے سے اترے نقابدار نے قتال کو امیر نے بھوبخال کو قتل کر پاس کنہ چیر پھینکدیا ادھر تو نقابدار اٹھا جوش جرأت میں پکارا منم نتاج طلسمات عالم صاحبقران اعظم محترم محتشم یکہ تاز میدان جلالت سرو بوستان شوکت اگر رستم ہوتا حلقۂ اطاعت کان میں ڈالتا امیر نے کہا ای نقابدار بس اپنی تعریف اپنی زبان سے نقابدار نے کہا آپ انصاف نہیں کرتے کہ میں نے قتال کو مارا امیر فرماتے ہیں ای نقابدار جسکو میں نے مارا وہ بڑا بھائی تھا سب باتوں میں زیادہ آپ پر وار لگا چکا تھا جب میں نے بڑھکر سینہ سپر کیا تھا ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا میں یہی چاہتا کہ سر میدان بازنہ ہو لوں بس امتحان ہو گیا اگر انصاف کیجیے تو بازنہ مجھے دیجیے امیر نے فرمایا آپ نے مقابلہ ہمارا نقابدار نے کہا دو پہر کا ل ان دیوزادوں سے کشتی ہوئی اگر آپ زیر ہو نگے تو عذر کیجیے کہ میں تھکا ہوا تھا جس سردار

کہ کسی فرزند پر آپ کو ناز ہو اسکو مجھ سے لڑوا دیجیے حال کھل جائے امیر نے فرمایا اگر آج سے بانہائے صاحبقرانی کا نام
نہ لینا یا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے نقابدار کہتا ہے تب میں ٹالتا ہوں آپ نہیں مانتے دیکھیے انجام اسکا بہتر نہیں امیر نے
فرمایا کیسا انجام کیسا آغاز جو کچھ ہو گا سامنے مردان عالم کے کھل جائیگا نقابدار نے کہا خیر جو آپ کو یہی منظور ہے تو میں جا کر
طبل جنگی بجواتا ہوں صبح کو میرے آپ کے مقابلہ ہو گا یہ کہکر نقابدار بانگیا بارگاہ میں داخل ہوا افسوس کرتا تھا مگر یہ مجبوری
طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو حاضر تھے انھوں نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے کہا ہمارے لشکر میں بھی نقیب طبل زری
طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر بعد قتل دیو قنطال احکام باغ میں پہونچا ملکہ خجستہ طلعت دیکر
کو محافہ زرین میں سوار کر کے اپنے قلعے میں لایا امیر نے اول ہی سوال اسلام کیا تھا احکام بصدق دل مسلمان ہوا
امیر نے وعدہ کر لیا ملک جہاندار شاہ کے ساتھ شادی کرنا ہو گی احکام نے وعدہ کیا کہ جو آپ کی تدبیر ہو وہ اسکے
حق میں مناسب ہو وہ حضور کریں امیر فرماتے ہیں اے جہاندار شاہ مجھکو تمہاری شادی کی بڑی فکر ہے انشاءاللہ کل
نقابدار سے جو آبرو فیصلہ کروں مگر یہ نقابدار مثل اور نقابداروں کے نہیں ہے سامان شوکت ظاہری جو اس نقابدار نے
ممکن کیا ہے ایسا آج تک کسی فرزند کو میرے ممکن نہیں ہے جہاندار شاہ تصدق ہو رہا تھا امیر کو خواجہ کے ہونے کا بڑا
افتخار ہے کہ کل مقابلہ جانبازی ہے خاتمہ سرفرازی ہے تو کچھ ساٹھ برس میں ممکن کیا وہ کیونکر دیا جائے جان و آبرو کا سامنا
ہے جہاندار شاہ کہتا ہے ای شہریار خدا آپ کو غالب کرے لشکر میں تیاریاں ہو رہی ہیں نقابدار کا لشکر بحساب شہر والا
نہ تھے دلیر بارہ ہزار جوانان جرار میں اپنے مقام پر یہی صلاح ہے کہ اسی میں یار و فلاح ہے کہ کل ہمارے نقابدار کو اگر
کوئی چشم زخم پہونچا تو سب گرفتار ہونگے طلسم کے قیدی ہونگے ملک جہاندار شاہ عاشق جمال ملکہ خجستہ ماہ پیکر یہ لوگ کیا
از رشتے لشکر امیر میں یہ ذکر ہے کہ امیر ہمارے جان بخش میں اگر کل خدا نخواستہ انکے دشمنوں کے واسطے کچھ باعث غم ہوا
ہو اپنی جان دینگے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے اسی ذکر میں تھے کہ فوج شہنشاہ زرین نے لشکر انجم پر شبخون مارا شاہ
انجم سپاہ نے شکست کھائی شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج شجاع و ضیا میدان چرخ زبرجدی
میں صف آرا ہوا لشکر جانبین کے تیار ہوئے امیر نماز پڑھکر سوار ہوئے ادھر نقابدار زرین پوش مرکب حبشی
پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا دیکھا صاحبقران بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار
نیزہ ہلاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان کارزار میں آکر پہونچے نقیبوں نے بڑھکر نقابت کی کہ اے مردان عالم
یہ میدان کارزار ہے قدم پیچھے نہ ہٹے دنیا کی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے شاہان جلیل اپنے سرداروں کے لیکر اس
دار فانی سے حسرت ساتھ لیکر اٹھ گئے اب انکا کوئی نام نہیں لیتا نشان قبر بھی باقی نہ رہا اسطرح کے کلمات حسرت
آیات جو نقیبوں نے کہے بہادر جوش کھانے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے ہر طرف سے یہی صدا تھی کہ بار نقیبوں نے دل
غمزدہ عالم سے بھر دیے دنیا کے حال فانی سے آگاہ کر دیا غرض نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان میں آکر پہونچا فنون
سپہگری دکھانے لگا تیر اندازی ایسی کی کہ گوشوں میں بہادر سہم گئے چلّے کی آواز نہ دے سکے جب شمشیر زنی دکھائی
نعل مرکب کے ہلال تراشے گھوڑا اور زرہ دو گھڑی کا کل فنون سپہگری دکھائے گھوڑے کو روک کر کھڑا ہوا اور
صاحبقران کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا تھا آواز دی اے شہنشاہ گیتی ستان یا صاحبقران زمان یہ خیر حاضر
ہے امیدوار ہوں کہ سرفراز فرمایئے امیر نے اشقر کو بڑھایا تمام سردار بیدل ہو گئے دوڑے عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان اگر حکم ہو غلامان جانباز حاضر ہیں مقابلہ نقابدار میں جائیں صاحبقران نے فرمایا یہ نقابدار ایسا نہیں کہ
کہ جسکے مقابلے میں کوئی غیر جائے آج خیر اس سے مقابلہ کریگا آج روز جانبازی ہے یہ کلام حسرت جو امیر کے منہ سے

لگے سرداران نامی رونے لگے امیر نے سب کو رخصت کیا اشقر کو بڑھا کر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے جمال
وجلال صاحبقران کو دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے اس ضعیفی مین یہ جمال وجلال ہے حقیقت مین شیر بیشہ عربستان
ہین خدا کے بنائے ہوئے صاحبقران ہین انکی صاحبقرانی کون مٹا سکتا ہے کون اس شیر نر سے آنکھ ملا سکتا ہے
یہ سوچکر سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا بسم اللہ اب کیون تامل ہے جا بجا سردارون مین بھی غل ہے نیزہ اٹھائیے
کمال فنون سپاہگری دکھائیے حقیقت مین تمنے خوب سامان عظم وشان پیدا کیا نقابدار نے کہا مین اپنے زمانے کا
صاحبقران ہون پیش دستی نکرونگا امیر ہنس پڑے فرمایا ای نقابدار آپ نے یہ قاعدہ کہان سنا یہ ہمارا قانون
ہے نقابدار نے کہا پھر بھی نکرینگے امیر نے فرمایا تکرار کیسی اب تو مقابلے مین آگئے برابر سے اٹھائیے جانبین سے نیزے
اٹھے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین اس زور وشور سے نیزہ چل رہا ہے کہ دیکھنے والے حیران ملازمان نقابدار
تعریف صاحبقران کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ نقابدار صاحب نے بڑے کام کیے مگر آج مقابلہ سخت پڑا
لڑتے لڑتے پہر بھر کامل نیزہ چلا کوئی قلمہ نقابدار نے سخت کہا امیر نے غصے مین اس زور سے ڈانڈ ماری کہ نیزہ نقابدار
کا ٹوٹ گیا ہنگامہ واہ واہ کا بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ صاحبقران بڑے کامل واکمل ہین نقابدار نے غصے
مین آکے تیغچہ سہراب یل کھینچا چاہا وار کرون امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ایک پنجہ آسمان سے گرا امیر کو
اٹھا لیگیا مگر کوئل مقابلے مین نقابدار کے سر آیا نقابدار نے جو امیر کو نہ پایا پکار کر آواز دی لو صاحبو آج بھی سحر کو دخل
کیا مین معلوم کہ دوست تھا یا دشمن صاحبقران کو اٹھا لیگیا ملازمان امیر نے گھوڑا چھینا نقابدار ملکہ لشکر مین آیا عیار
سے کہا خدا نے بڑا فضل شریک کیا نیزہ بازی مین امتحان ہوا صاحبقران کل فنون مین بے مثل وبے نظیر ہین حسن و
جمال کے ماہ منیر ہین اسی طرح تخت پر سوار ہو گیا مگر صاحبقران تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے سانحہ یہ گذرا کہ ملکہ
آسمان پری قلعہ گلستان ارم مین تخت پر جلوہ فرما تھین ملکہ قمر لشیہ سلطان دگل شوکت پر سب سرداران نامی
دیوان گرامی بارگاہ مین جمع ہین ایک تندک دوڑتا ہوا آیا عرض کی ای شہنشاہ پردہ قاف کریت بن قمقمہ سات لاکھ
دیوزادون کی جمعیت سے آیا ہے کل آپکے مقابلے مین پہونچ جائیگا ملکہ آسمان پری نے حکم دیا لشکر تیار ہو کر بیرون
قلعہ آیا مگر کریت سات لاکھ زبردست دیو سے چلا ہے ایک دن ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک طرف جنگل مین
آگ جل رہی ہے تمام صحرائے آتش بھرا ہوا ہے کریت نے لشکر وہان اتارا آپ ٹہلتا ہوا اکیلا قریب آگ کے پہونچا
دیکھا ایک دیو ایک دیوی بیٹھے سحر کر رہے ہین کبھی اچھلتے ہین کبھی کودتے ہین کریت کو دیکھ کر ان دونون نے سلام
کیا کریت نے کہا تم کون ہو یہ کیا عجائب تیار کر رہے ہو دونون نے کہا ای شاہ ظلمات آپ نے ہمکو نہین پہچانا
ہم فرزند عفریت ہین غار افراسیاب مین جا کر سحر سیکھا یہ زوجہ میری ہے میرا نام ہے قرطوس بن عفریت یہ عشرت
میری گلرنگ آشامخوار ہے ہم دونون نے سحر کا کمال بہم پہونچایا اب امیدوار ہین کوئی شاہ جلیل ہمکو ملے اسکے ساتھ ہو کر
سلطنت آسمان پری کی مٹائین اس دختر شمال بن شہرخ نے پردہ دنیا سے ایسا آدمی بلایا ہے کہ جسے جنس
پریزادون کی بیبری اسکو جا کر مارین اسکی سلطنت مٹائین کریت نے کہا میرے ساتھ چلو مین جا کر آسمان پری کی
تمہاری ریاست دلاؤن دونون نے کہا ہم حاضر ہین دونون مکار کریت کے ساتھ ہوئے آپس مین وعدے ہو گئے
کہ ای کریت جب تو لڑیگا تیرا زور بڑھ جائیگا تیرے حریف کا زور گھٹ جائیگا کریت نے کہا بہتر مگر ان دونو کو چھپا کے
رکھا ملکہ آسمان پری بیرون قلعہ فردوس ہے کہ صحرائے گرد اڑی سات لاکھ زبردست دیو سے کریت بن قمقمہ
آ پہونچا ملکہ قمر شیہ سلطان نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا کریت نے طبل جنگی بجوایا تندک نے ملکہ آسمان پری

کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر تیار ہوے ملکہ آسمان پری نے
جب دیکھا دونون لشکر میدان مین آ گئے آسمان پری نے فرمایا مینا قرلیشہ میرا دم گھبراتا ہی جی چاہتا ہی مین امیر کو
بلواؤن یہ کہکر تندگ سے کہا جس حال مین امیر ہون یہان لے آؤ میرا خود کچھ دل گھبراتا ہی تندگ کو روانہ کر دیا
تندگ نے جا کر امیر کو مقابلے سے نقابدار کے اٹھا لیا یہان کرریت میدان مین آیا ملکہ قرلیشہ ہزار مرتبہ اسکو شکست
دیچکی ہین آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین آئین کرریت سے مقابلہ ہونے لگا مگر آسمان پری دیکھ رہی
ہین کہ ملکہ قرلیشہ جنگ مین کمی کر رہی ہین ملکہ پریشان کہتی ہین خداوندا کیا کچھ ہو قرطوس بن عفریت و کلنگ آتشی
ایک گوشے مین سحر کر رہے ہین یہی باعث ہی کہ قرلیشہ ہاتھ سے کرریت کے زخمی ہوئین کرریت نے چاہا سر کاٹ لون
سیامک سیہ کلہ دوڑ پڑا ملکہ کو بچایا خوب مقابلہ ہوا یہ بھی انتہا کا زخمی ہوا جو سردار گیا کرریت کے ہاتھ سے زخمدار ہوا
جب دو چار سردارون پر یہی معرکہ گذرا کرریت نے پانچ چار سردار جان سے مارے چالیس سردار زخمی کیے اب تو
آسمان پری نے کل فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے قرطوس و کلنگ ظاہر ہو کے سحر کرنے لگے جب سحر کیا
دو چار کے سر میٹ گئے کوئی منہ کے بل گرا کسی کے دل پر ہول غالب ہوا میدان سے بھاگا ہر چند افسر روکتا ہی مگر نہین
رک سکتے یہان تک نوبت یہ پہونچی کہ لشکر آسمان پری نے شکست کھائی کبھی یہ دن کرریت کو کاہیکو نصیب ہوا
تھا لکتا ہی آج ہی سب کو مار لو لشکر آسمان پری شکست کھاتا ہوا جاتا ہی کرریت مارتا ہوا چلا آتا ہی قرطوس و
کلنگ ظاہر مین سحر کرتے ہوے چلے آتے ہین اب تو آگ برسا دی آگ کا مینہ برس رہا ہی ہر بہادر ایک ایک قطرہ
آب کو ترس رہا ہی کئی کوس تک شکست کھاتے ہوے بھاگے ملکہ آسمان پری نے فرمایا معلوم ہوا ہمارا وقت زوال
آگیا پروردگار نے جتنی پردون کی سلطنت دی قرلیشہ سی بہادر زخمی ہوئی اب سلطنت ہماری نہ بچیگی یہ کرریت
کئی مرتبہ جو حملہ آیا شکست کھا کے بھاگا آج کیا ستم ہی معلوم ہوا فلک اپنی گردش دکھاتا ہی اس ظالم نے بڑے بڑے
شاہون کو نیست کیا کمزورون کو زبردست کیا ملکہ آسمان پری نے جو یہ کلمات حسرت آیات کہے سننے والے رونے
لگے ہر ایک نے کہا بیشک ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا ایسی شکست فاش کبھی نہ کھائی تھی فلک کے ہاتھ سے یہ سزا ملنی
باقی تھی شور گریہ و زاری بلند ہی ہر خورد و کلان دردمند ہی کرریت بڑے زور و شور سے قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی اپنے ساتھ
والون کو ابھار رہا ہی کہ آج آسمان پری و قرلیشہ سلطان کو پکڑ لو پردۂ قاف پر ہمارا قبضہ ہو آسمان پری
نے ناچار ہو کر دہائی تندگ صاحبقران کو لیکر پہونچا آسمان پری کے سامنے لا کر اتارا ملکہ نے جو امیر کو بیہوش
دیکھا سر زانو پر رکھ لیا بوے زلفین عنبرین آسمان پری جو دماغ امیر مین پہونچی آنکھ کھولی آسمان پری کو
دیکھا فرمایا خیر تو ہی آسمان پری نے کہا ای شہریار لشکر پر شکست واقع ہوئی آپ کی پارۂ جگر صاحب شوکت و شان
ملکہ قرلیشہ سلطان ہاتھ سے کرریت کے زخمی ہوئین شکست فاش کھائی یہ سنتے ہی امیر اٹھے ایک دیو کو اشارہ
کیا وہ جنگل مرکب بنگیا امیر اسپر سوار ہوے نعرہ کر کے چلے امیر کے جو نعرے کی آواز کان مین کرریت کے پہونچی تھرا گیا
جادوگرون سے کہا لو یارو غضب ہوا صاحبقران اعظم آ گئے اسی ظالم کے ہاتھ سے سب بزرگ ہمارے مارے
گئے پردۂ قاف قبضے سے نکل گیا آج سمجھے تھے فتح نصیب ہوئی آرزوے سلطنت قریب ہوئی مگر آسمان پری عنان
اقبال ہو کر جسکا شوہر صاحب جاہ و جلال ہو ساحرون نے کہا ہم اسکو بھی پکڑ لینگے ہمارے سامنے زور والے کا کیا کام ہی
یہ کہکے دونون بڑھے امیر نے علم فوج قلم کیا ہزارہا دیوزاد مارے مگر کرریت کی فوج بہت ہی چہار طرف سے نرغہ
در پیچ ہو گئے ہین یہ بھی سب کو یقین تھا کہ اب لڑائی فتح کرلی سلطنت آسمان پری مٹا دی امیر نے دیکھا

ہمارے حملہ سردار مع فوج میں گھر ے میں نکل نہیں سکتے ملکہ فرشتہ کو پچاس ہزار دیو نے گھیرا ہی ملکہ فرشتہ لڑ رہی ہین
کسی کا سر کھینچا کسیکو ہاتھ تلوار کا مارا مگر مع فوج سے گھرا رہی ہین تخت آسمان پری کو لا کہ نرغہ دیو نے گھیرا ہی نصف
ہی کہ گرفتار کرلین ایک طرف سے وہ دونون ساحر سحر پڑھنے مین مصروف ہین مگر امیر زیادتی فوج سے بیقرار
ہین اپنی تنہائی پر اشکبار ہین اگر پچاس ہزار کو ہٹایا لاکھ جمع ہوگئے صاحبقران نے طلب کر دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد
پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش مرکب حبشی پہ سوار باز سفید
سر پہ سایہ فگن لاکھ دیو بارہ ہزار آدم زاد خود آگے بڑھا ہوا آتے ہی گرا فوج کفار پر حملہ آور ہوا جس دیو نے وار کیا اُسکا
وار روک کر ہاتھ مارا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ پڑا مثل خیار کے دو ٹکڑے ہوئے وہ دونون ساحر زن و شوہر سحر
کرتے ہوئے بڑھے نقابدار کی فوج پر گولے مارے کئی ہزار دیو نقابدار کے گرے فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر طرف سے آواز
آتی تھی نقابدار طرف جادوگرون کے چلا لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب زن و شوہر کے پہونچا ہمراہیان نقابدار
نے فوج کو شکست دی دیو زادون کے قدم اُٹھنے لگے کریت پکار رہا ہی اے یارو لشکر نقابدار زیادہ نہین ان سبکو گھیر کر
مار لو مگر قطوس نے دیکھ کے پر نقابدار کے آکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لیا شعلے آتش کے گرے مگر نقابدار
پر تاثیر نہوئی نقابدار نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا دیا پھر مارا سر اسکا اُڑ گیا زوجہ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا
غصے مین جا پڑی نقابدار نے گھوڑے سے اُتر کر اسکو بھی چیر کر پھینکدیا دونون جادوگرون کا مرنا کریت بدحواس
ہوگیا امیر کریت کے برابر پہونچے اُسنے زاغ نول مارا امیر نے زاغ نول کو قلم کیا اور دوسرے ہاتھ تلوار کا مارا سر کریت کا
زخمی ہوا زخم کھا کر بھاگا امیر رکتے ہوئے قریب نقابدار کے پہونچے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا وہان
تو مقابلہ رہگیا اب یہان مقابلہ ہو جائے نقابدار نے کہا اب میرا آپ کا مقابلہ دور گیا انشاء اللہ میرے آپکے مقابلہ
پردہ دنیا مین ہوگا امیر نے کہا جب آپ کے مزاج مین آئے نقابدار پیچھے لشکر کریت کے مارتا ہوا بھگاتا ہوا نکل گیا
امیر بفتح و فیروزی پلٹے فرمایا مجھکو رخصت کرو آسمان پری نے کہا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا ورنہ ان دو
ساحرون نے قیامت برپا کردی تھی امیر نے فرمایا مجھکو معرکہ عظیم درپیش ہی گرفتاری کوکب کا بڑا پیش و پیچ ہی
آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا کہا جہان امیر کہین وہان انکو پہنچاؤ دو حاملان تخت امیر کو لیکر روانہ ہوئے یہان
احکام واسطے صاحبقران کے بہت پریشان ہیں کہ صاحبقران آکر پہونچے سب خوش ہوگئے حاملان تخت کو امیر نے
رخصت کیا خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوئے ملکہ مشتہ ماہ پیکر کا عقد ساتھ جہاندار شاہ کے ہوا تین دن بعد کل امیر نے
سب اب اس لشکر کو ساتھ لیکر طرف خرم حصار کے چلے بیان خرم قبلیہ مع آبیس و مشہور بیرون قلعہ اترا ہرکارون
نے خبر دی کہ لشکر طلسم کشا کا لیے ہوئے کافور سر خروش آیا ہی مشہور نام کافور لشکر تمل کیا کہا دیکھو تو اسکا کیا حال کرتا ہون
بلا اسکو بگڑا دونگا تیسرے دن یہ لشکر آکے مقابلے مین پہونچا خواجہ عمرو بھی ساتھ مین سب ملکر داخل بارگاہ ہوئے مشہور
نے رات کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مگر کافور ہونے سے امیر کے
بہت پریشان ہر طلب کو سمجھا رہا ہی کہ یارو گھبرانا نہین انشاء اللہ صاحبقران بھی آ جاینگے انکے ہونے پر لڑائی فتح کر دو
امیر آئین تو خوش ہو جائین یہ کہکے اپنی بارگاہ کی طرف چلا گیا مشہور نے شکل عقاب ایک شکل پر بٹھایا ہی اسنے جو کافور کو جاتے ہوئے
دیکھا جھپٹ کر اٹھا کمر مین دبا لے بھاگا ہر چند ساحرون نے جستجو کی لیکن یہ لیکر نکل گیا کافور کو لیے جاتا ہی کوس بھر لشکر سے نکلا دیکھا
ساحرون نے قصد کیا تھا کہ عقب مین جائین اپنے افسر کو چھڑا لائین کہ خواجہ سامنے سے آئے سبکو منع کیا کہ تامل کرو یہ کہکر
بھاگے اور یہ کہ گئے کہ جنگل مین نہ دن آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکے چلے گئے مشہور کافور کو لیے ہوئے صحرا مین اُترا اور زبان [illegible]

سوزن دیا چاہا بشتارہ اٹھاؤں کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندہ خاص قدرت کو بڑا خیال ہے اسوجہ سے عقب میں تھا
اسکو مشہور نے پلٹ کر دیکھا خداوند البیس کھڑے ہیں جھک کر سلام کیا البیس قریب مشہور کے آیا کہا اس نمکحرام کو میں
تقدیر کرکے قتل کروں مشہور نے بشتارہ ڈالدیا البیس نے کمر سے خنجر کھینچا مشہور نے کہا آپ کیون قتل کرین جلاد قتل
کریگا البیس نے کہا دیکھو اور ملازم بھی آتے ہیں جیسے ہی مشہور ملنا چاہتے کہ کمند کے گلے میں پڑے آواز دی اوہیا منم شہنشاہ
اقلیم عیاری عمرو بن امیہ ضمری دیکھیو ان آنکھوں میں خاک ڈالتے ہیں مشہور ارے کہکے پلٹا عمرو نے حباب مار دیا مشہور
بیہوش ہوکے گرا عمرو نے کافور کی زبان سے سوزن لیا کہا بھاگو نکل جاؤ کافور نے کہا اسکو قتل کیجیے عمرو نے
کہا تم جاؤ میں سر لیکر آتا ہوں کافور تو پر پرواز پیدا کرکے اڑا عمرو نے تاج مشہور کا لیا چاہا سر کاٹ لوں جیسے ہی خنجر
کھینچکر بیٹھے زمین شق ہوئی مشہور سما گیا سبب اسکا واضح ہو کہ بادشاہ طلسم ہی قتل اسکا ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی خواجہ
یہ عجائب دیکھکر بھاگے جیلوں نے مشہور کو تھوڑی دور پر جاکر ہوشیار کیا یہ گھبرایا ہوا تھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوا قدرت
نے مجھکو کیون بیہوش کیا میں اس نمکحرام کو مشقت سے لایا تھا میرے ہاتھ سے نکل گیا روتا پیٹتا خدمت البیس میں آیا
تمام حال بیان کیا البیس نے کہا قدرت اپنے مقام سے ٹلے بھی نہیں اسنے کہا یا خداوند تکرار نہ کیجیے سوائے آپکے
غیر ہو تھا در زمین کا ہیکو دھوکا لگا تا ایک وزیر نے کہا ای شہنشاہ وہ عمرو ہوگا البیس نے کہا قدرت بھی تقدیر کر چکے تھے کہ
عمرو ہارکر بھاگیگا قدرت خود میدان میں چلینگے تخت تیار کرو کر کے سب کو گرفتار کرینگے ایک تخت آیا چار اژدہوں پر کسا ہوا
البیس سوار ہوا مشہور ساتھ ہو لیا خرم پلید جھومتا ہوا چلا کہتا تھا یا خداوند کیا کون حمزہ نہیں ہر ورنہ چیر کر پھینکدیتا
البیس کہتا ہی حمزہ ضرور آئیگا یہ کہتے ہوئے میدان میں پہونچے فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار چلے خواجہ کنارے
میدان میں پہونچے صفیں جم رہی ہیں کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران آگے بڑھے چالیس قدم آگے بڑھکر گھوڑے کو
خرم نے جو امیر کو دیکھا گینڈا بڑھا کر سامنے البیس کے آیا کہا میں مقابلہ کرونگا البیس نے رخصت دی خرم میدان میں
آیا کہا ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے سوائے طلسم کشا کے میں کسی کو نہیں چاہتا امیر سب سرداروں سے رخصت ہو کر
گھوڑے کو اڑاکر سامنے خرم کے آئے خرم نے دیکھتے ہی نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چالیس تا میں بھی رد و
بدل ہوئے بال بیکا نہیں کرا امیر نے گانٹھکر چھیڑ اُمارا نیزہ ہاتھ سے خرم کے نکل گیا غصے میں آکر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روککر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر لپٹے ہوئے دونوں بہادر زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر دن رہے
امیر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ہاتھوں پر چرخ دیا زمین پر مارا چاہا تھا مونڈھے کی کھا کر سنبھلے امیر نے ایک ٹھوکر
ماری چاروں شانے چت گرا چھاتی پر چڑھکر مشکلیں باندھیں شام کو حکم دیا کہ صبح کو اسے دربار میں لانا دربار برخاست ہوا رات
بہر یہ قید رہا صبح کو دربار میں آیا امیر نے فرمایا ای برادر تمنے تمکو کیونکر زیر کیا خرم سوچا کہ اب میں انکے تابع میں ہوں
اگر ذرا بھی عذر کرونگا امیر مار ڈالینگے یہ سوچکر کہ مکر سے مسلمان ہوا یہ سوچلیا کہ انکا سر لیکر جاؤنگا امیر نے خلعت دیا مگر عمرو
نے کہا ای شہریار اسکی پیشانی سیاہ معلوم ہوتی ہی نور اسلام چہرے پر نہیں چمکا امیر نے کچھ خیال نہ کیا خرم آکر دربار میں بیٹھا
الگ اسکو بارگاہ رہنے کو ملی مگر اسی انتظار میں ہے کہ جاکر صاحبقران کا سر کاٹوں جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری اپنے
خیمے سے نکلا تلوار بغل میں دبائی پشت پر بارگاہ امیر کے آیا پردہ اٹھا کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا امیر سو رہے ہیں کہ اس
ملعون نے تیغہ کھینچا ہاتھ مارا بقدرت خدا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اپنے کو پلنگ سے
گرا دیا اور نعرہ کیا اوہیا خرم بھاگا باہر نکلا ایک گھوڑے پر سوار ہوا قریب تھا امیر غصے میں نکلے عمرو صدا نعرہ امیر کی
سنکر آیا عرض کی ای شہریار میں تو عرض کرتا تھا امیر نے فرمایا بے مارے نہ چھوڑونگا ہرچند عمرو نے منع کیا امیر نے نہ مانا

گھوڑے پر سوار ہو کر چلے کافور کو خبر پہونچی کہ آقا طرف لشکر اطلیس کے گئے ہیں اسنے قرنا کرائی لشکر تیار ہوا مگر خرم بھاگا
ہوا لشکر میں آیا جاتا تھا شہر کے لوگ پوچھنے لگے اے پہلوان دوران اے رستم زمان کیونکر تمہارا آنا ہوا کہا نعرہ امیر کی
آواز کان میں آئی گھبرا کے بھاگا دربار اطلیس میں آیا اطلیس تخت پر بیٹھا ہے مشہور گھبرا رہا ہے یا خداوند پہلوانی کا تو
رنگ تھا خرم تیر یکہ مسلمان ہوا اب طبل جنگی بجے سحر سے مقابلہ ہو کسی طرح طلسم کشا کو گرفتار کیا جائے امیر حمزہ ہیں تاثیر
رزنا لوح طلسمی اُنکے پاس ہے ہر مرحلے میں شکست ہوئے سب بھاگنے کے بند و بست ہو رہے ہیں سب بھاگ کر کہاں جائینگے
ہمیں زیر کر رہینگے اطلیس کہتا ہے قدرت لقا پر مقبول کرینگے کہ دیکھا خرم مع گھوڑے اندر بارگاہ کے آیا اطلیس نے
پوچھا اے خرم کیا ہوا چاہتا تھا کہ گھبرائے کہ نعرہ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی سب نے دیکھا امیر قریب خرم کے پہونچے آ زندیق
او مکار مرے مسلمان ہوا خرم نے دیکھا قدرت سامنے موجود ہیں تقدیر مقبول کرینگے ملک الموت کو حکم دینگے حمزہ کی روح قبض
کریگا پیشتر اسکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے میں تلوار کو تلوار پر لگا تھا اٹھا دونے سے ہاتھ نکالکر تیغہ مارا کہ خرم کے دو ٹکڑے ہوے
اطلیس پکار اٹھا لینا یہ جوان نجانے پائے اسکا یہ کہنا کہ ہزاروں جادوگر اٹھے تلوار امیر پر پڑنے لگی سحر بھی ہوا امیر نے لوح کو
دیکھا یا ساحر نابینا ہونے لگے امیر لڑتے ہوے باہر نکلے اطلیس بھی سوار ہوا مشہور بھی باہر نکلا کل فوج کو اشارہ کیا پکڑ
لے لینا کا نعرہ ہو کر کافور فوج لیکر پہونچا اب تو خوب تلوار چلی کیا عجب تھا کہ ترک ترکان سے بھی کارزار ہو دلاں زل
دیکار ملک الموت پکارا اسوقت گھسا گھس تلوار چلی لوگ جاتے ہیں جان دیں لڑیں مریں قدرت کو بچالیں مگر مشہور ابن زور میں کہ
مجھکو کون مار سکتا ہے سحر کرتا ہوا امیر کے قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا اسکا سر زمین پر جا پڑا اپنے
گرا دیا جا بجا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں امیر نے غصے میں تیر مارا مشہور کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنے سے مشہور
کے اندھیرا ہو گیا سنگباری پر خباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مشہور جادو بود اطلیس نے
جو لاشہ مشہور کا دیکھا گھبرا گیا کہا یارو قدرت کی تقدیر بگڑ گئی بادشاہ طلسم لقراط بھی مارا گیا اب قدرت کہاں جا میں
ہمیشہ سے یہی خیال تھا کہ جب میں وہاں جاؤنگا کوئی نہ سکیگا مگر حمزہ لوح پا گیا گھر سے سب انہیں برباد ہیں یہ کہکر
ے اشارہ دی کہ سحر کرکے حمزہ کو مار لو بڑے بڑے ساحر امیر پر گرے جو آیا علف شمشیر ہوا بسبب لوح کے سحر اسکا بیکار ہو
اسطرح امیر ساحروں کو قتل کرتے ہوے قریب اطلیس کے پہونچے اطلیس نے آگ برسائی ایک گولا زمین پر مارا دریا سے تمام
پیدا ہوا اسمیں سے مچھلیاں نکلیں نہنگان خون آشام امیر پر حملہ کرتے ہیں امیر نے سنگ زرین نہنگ مارے دریا کا جوش بڑھتا
جاتا ہے ہر چند چاہتے ہیں دفع کروں مگر دفع نہیں ہوتا ہے تب امیر کو یاد آیا کہ لوح طلسم کا عکس الٹوں جیسے ہی عکس لوح
ڈالا مچھلیاں زمین نہنگ سٹنے لگے موجے تھرا کے حباب چکر میں آگئے دم بھر میں پانی کو پتا وہ پانی مشکل ہوئی گرداب آب
آب ہر موج بیتاب چکر مار کر دریا خشک ہوا امیر لڑتے بڑھتے قریب اطلیس پہونچے چاہا طرفت ساحروں نے جلوہ کیا
کہ خداوند تک حمزہ کو نجانے دیں جان اپنی لڑا دیں وہاں پر خوب تلوار چلی امیر نے علم فوج قلم کیا علم ماتم نامردوں پر گرا
اب ہمراہیان اطلیس حیران ہیں کس نشان پر لڑیں علم فوج گر گیا شکست کا نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر گیا اطلیس
کہتا ہے یارو سواد نگار والوں نے مجھپر مصیبت ڈالی کہ امیر اس راستے سے جانے تھے یارو کس کو ستاتے تھے ایک ساحر
کو بھیجا بھڑوں کا چھتا چھیڑا اس ساحر کو عمرو نے مارا لڑائی بڑی نگار جادو تو بھاگ کر میرے پاس آیا مسلمانوں نے
بچیا کو نہ چھوڑا ارے یارو جمگر لڑو عمرو ہی مارا جائے کوئی لڑ حمزہ کو صدمہ پہونچے دیکھا امیر چلے آتے ہیں ساحروں
نے بڑے بڑے جلوے کیے مگر امیر کو نہ روک سکے تیغہ برق تاب چمک رہا ہے اطلیس بھی چاہتا ہے مجھ تک امیر نہ پہونچیں
جب چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں کافور سر فروش پرے جما دیتا ہے اطلیس کو گھیر لیا وشوہر نے سحر کیا

ابلیس پر یہ جلوہ ہوا پیچھے ہٹا ہلوے تبر کا نعرہ ہوا ابلیس نے گرز مارا امیر نے لوح کو جھکایا گولہ جو چھا دس ہزار ساحر مرے
ہنگامہ جو ہوا امیر نیزہ ہلاتے ہوئے برابر ابلیس کے پہونچے لپک کر نیزہ مارا ابلیس نے جا اترا یون کافور نے لوہے کی سلیمن
برساوین جدھر منہ اٹھاتا تھا ہی اندھیرا معلوم ہوتا ہی فوج قضا نے گھیر لیا نیزہ آکر سینے پر پڑا توڑ کر لپٹ کو بار گذرا امیر نے بکر
دبکر اٹھا لیا اگھٹر کر زمین پر مارا آکر زیارتی النار والسقر ہوا مرنا تھا اسکا کہ ٹکڑا ہے ابر آسمان پر چھا گیے بیدون لے فریاد کی ہزار
ساحر بلا ہوکر بیکلے ہمت سے جانور زاغ و زغن اسی مقام سے اڑے تھراتے تھے آخر مین آواز آئی الشقی مرا نام مین ابلیس
خود پرست بود تمام ساحر جادو ہلانے لگے افسران فوج خدمت مین کافور کی حاضر ہوے کافور نے آواز دی یا صاحبقران اپنے
افعال سے یہ لوگ توبہ کرتے مین ابلیس پر لعنت کی آپ کا مذہب اختیار کیا امیر نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب بجانے والے
لگے امیر بفتح و فیروزی داخل قلعہ خرم حصار ہوے بڑی خوشی حاصل ہوئی کافور نے فرش کو بادشاہ کیا تخت پر بٹھا کر کافور
رونے لگا امیر نے فرمایا کافور وقت خوشی ہے ہنسے تمکو میانے سواد نگار رنگ کا بادشاہ کیا اب انتظام کا تمکو اختیار ہے عرض کی
حضور تقدیر نے عجب مصیبت مین پھنسایا بارہ برس کی سلطنت میری خاک مین ملی اسی کی جوتیون کے صدقے سے یہ دن نصیب ہوا
سلطنت کونین ملی دنیا مین یہ مرتبہ پایا کہ بادشاہ خرم حصار تا بہ سواد نگار ہوا آپ ایسا مالک ہاتھ آیا نعمت دین اسلام حاصل
ہوئی دو سو بر لعنت کی مگر افسوس نہین معلوم اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو پر کیا گذری
ایسا اسکو آبرو کا خوف ہوا کہ جان دینا گوارا کیا مگر جان بڑی سخت چیز ہے اگر حکم ہو تو غلام تلاش کرنے جائے مان روتی ہوئی
اٹھی کہ صاحب مین بھی چلونگی یہ کہکر دونون زن و شوہر اٹھے کہا حضور سلطنت جسے چاہے دین ہم زن و شوہر فقیر بنکر تلاش مین
اس گوہر بے بہا کی نکلتے ہین شاید کہیں پتہ ملے تمام دنیا چھان ڈالینگے کیا کوئی رنگ اٹھا رکھینگے دل نہین گوارا کرتا کہ ہم چین کی
سلطنت کرین وہ صحرا مین مارے مارے پھرے ہمکو بڑا افسوس ہے امیدوار ہین کہ بخوشی اجازت دیجیے ہم تلاش کر کے اسکو لائین جو اس
کمبخت نے کیا اسی کا بدلا ہوا امیر نے فرمایا بخدا یہ نہ سمجھنا کہ تم بیکار کے دستیاب ہونے سے ہمیں تسکین ہوئی خدا نے میری آرزو
کو پورا کیا یہ البتہ کہا تھا کہ اگر لوح اپنے ہاتھ سے دوگی ہم نہ لینگے خدا نے میری بات رکھی مگر ملکہ کے نکل جانے کا بڑا افسوس
ہے صاحبقران نے جو بیتاب ہوکر اسطرح کی باتین کین اہل کیان دربار نام گلفام آنسو کالیکر رونے لگے کافور نے کہا یارو
اس بدنصیب کا نام لیکر نہ روؤ ہمارے دل کو قلق ہوتا ہے زن و شوہر نے اسی وقت لباس شاہانہ اتارے فقیرون کی قطع
بنا کر یہ حق کرتے ہوے دربار سے نکلے اب حال ملکہ گلفام کا لکھا جاتا ہے بخوف آبرو جب ملکہ اس باغ سے نکلین یکہ و تنہا نہ
دوست نہ مونس نہ غمگسار صحرائے خار دار جہانتک نگاہ کام کرتی ہے آبادی کا نام نہیں مگر یہ عاشق جمال صاحبقران حیران
و پریشان جس طرف منہ اٹھا اسی طرف روانہ ہوئین ناگاہ دیکھا نیر اعظم غروب ہونے لگا گھبرائین لاچار گلفام اب کدھر جاوین
ناچار گھوڑے کو بیخ نخل سے باندھ دیا آپ نخل پر چڑھ گئین پتون مین اپنے کو چھپایا ترقی رنج و الم سے پیشانی پر پسینہ آیا دل گھبرایا
یار مین اپنی عشق دبس کے اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی ملکہ نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی صبح ہوتے شیر صحرائی بیشے سے نکلا گھوڑے
کی بو پا کر آیا گھوڑے کو مار گوشت کھایا قریب تھا ملکہ خوف سے نخل سے گر پڑین مگر کمندون مین باندھ لی تھی اسوجہ سے بچین
شیر گھوڑے کو کھا کر چلا گیا ملکہ بمشکل اس درخت سے اتریں اب آفت پیادہ روی تھی طرف آسمان کے دیکھتی ہین اور فرماتی
ہین افسوس ایک دن وہ تھا کہ جو صحن خانہ مین آتے تھے کنیزین مصاحبین قدم بقدم آنکھین بچھاتی تھین غضب روز نوبت
یہ ہوا بادشاہ دشمن شود وہ عمم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود دیدہ اس پریشانی و سرگردانی مین کبھی آہ کبھی واہ کرتی ہوئی بڑھی صحرا
خارستان کو طے کرتی ہین کہ دوپہر کو ایک نخل کے سائے کو غنیمت جانا بیٹھین دیکھا صحرائے گرد اٹھی ایک تاجدار نکلا
کھیلتا ہوا آتا ہے کہ اسکے ساتھ ملازم چتر کا سایہ کیے ہوے چھپر کا ذکر ہے مین مگر دھوپ کی حدت سے وہ تاجدار بھی گھبرایا ہوا

دور سے اسی درخت کو دیکھا گھوڑے کو بڑھایا ملکہ حیران کہ مین کدھر جاؤن جیسے ہی وہ کل کے سامنے مین آیا دیکھا کوئی منہ لپیٹے ہوئے
درخت سے لپٹا بیٹھا ہی وہ تاجدار ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پہلے تلوار کے گوشہ ردا ہٹا دیا گوشہ ردا جب ہٹا پردہ ابر سے
آفتاب نکل آیا بس وہ تاجدار گھبرا گیا جوش عشق مین پسینا آگیا ملکہ نے ہر چند داد و فریاد کی اسنے کچھ نہ سنا محافہ منگوا کر چاہا کہ گود
مین اٹھا کر محافے مین سوار کرون ملکہ نے کہا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین خود سوار ہوتی ہون یہ کہکر مجبور ناچار محافے مین سوار ہوئین
اس تاجدار نے پائے پر محافے کے ہاتھ رکھ لیا پوچھتا ہی ای قمر برج خوبی و ای آفتاب فلک محبوبی تیرا نام کیا ہی ملکہ شرم سے
جواب نہین دیتی ہین تاجدار پائے محافے کے لپٹا ہوا باتون مین تسخیر کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ
زرنگار کہتے ہین زرنگار بت پرست میرے باپ کا نام تھا مین روز صحرا مین برائے شکار جاتا ہون شکار دوست ہم دو بھائی ہین
میرا نام جمہور ہی بڑا بھائی میرا قنطور صف شکن باپنے انتقال کیا ہم دونون بھائی ملک سلطنت کرتے ہین اصل مین مین
تاج و تخت کا مالک ہون سلطنت تمھارے قدمون پر نثار کرونگا کنیزان ختنی و رومی خدمت مین حاضر رہینگی اگر کہو سلطنت
تمھارے نام لکھ دون مین گوشہ نشینی اختیار کرون تسپر بھی عذر نہین مجکو اپنا غلام جانو ہر چند منتین کرتا ہی مگر ملکہ جواب نہین دیتین
اسی طرح منتین کرتا ہوا قلعے مین لایا بھائی اسکا قنطور انتظار کر رہا تھا کہلا بھیجا کہ بھائی صاحب دربار مین آئیے اسنے خادم کو
جواب دیا کہنا بھائی صاحب مین تھوڑی دیر ٹھہر کر حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے در دولت پر آیا محلدار کو بلا کر حکم دیا ایک مکان عمدہ
خالی کرو فرش و فروش سے آراستہ کرو کنیزون نے فوراً ایک مکان عمدہ شیشہ آلات سے آراستہ کر دیا جمہور محافے کو لیکر اسی
مکان مین آیا ملکہ سے کہا اترو ورنہ گود مین لیکر اتارونگا ملکہ عصمت کے خوف سے اتر پڑین ایک کوٹھے مین منہ چھپائے بیٹھین
جمہور منت کرنے لگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دس پانچ کنیزین اسنے چھوڑین کہ اس معشوق پریچہرہ کی خاطر کرو زیور کے
صندوقچے کھولدو جاہ و جلال سے ہمارے آگاہ کرو جس کو جو پسند آئے بخوشی اسکو قبول کرے یہ کہکر دربار مین آیا قنطور نے پوچھا
بھائی صاحب جنگل سے کیا تحفہ لائے جمہور نے کہا بھائی کچھ نہ پوچھو اس حال کو مین نہ کہونگا قنطور خاموش ہو رہا یا تو ایک
محل مین بھائی کے ساتھ رہتا تھا کہا آج وہان آپ رہین مین فلان محل مین رہونگا قنطور چلا تو گیا مگر دل کو تشویش ہوئی کہ بھائی
صاحب کیا شی لائے ہین کہ مجھ ایسے مہربان بھائی سے چھپاتے ہین محل مین آیا گلشن نامے کنیز کو بلوا بھیجا اس سے پوچھا
کہا صاف صاف بیان کر کہ بھائی صاحب کیا شی لائے ہین کنیز نے دست بستہ عرض کی ایک عورت صحرا سے لائے ہین حقیقت یہ ہی
کہ صانع قدرت نے قلم قدرت سے صفحۂ قدرت پر ایک تصویر کھینچی ہی زبان مین میری طاقت کہان کہ حسن و جمال کی اس شہنشاہ
ملک خوبی کی تعریف کرون یہ سنکر قنطور نادیدہ عاشق ہوا کلیجہ تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای گلشن تجکو کل
محل کا مالک کر دونگا دامن مراد زر و جواہر سے بھر دونگا گلشن نے کہا واری نہ گھبرائیے آپ کے بھائی جمہور نے نالے اور
لاکھ لاکھ ہمجولیون نے راضی کیا وہ بلک بلک کے روتی ہی اشکون سے منہ دھوتی ہی جواب نہین دیتی نہین معلوم والدین کی
جدائی کا غم ہی یا کسی عاشق سے چھوٹی ہے ایسی مغرور عورت نہین دیکھی مگر مین جا کر نقش بنام آپ کا دیتی ہون قنطور نے کہا
مجھے کسی طرح دکھا دے تونے ایسا بیان کیا کہ دل میرا بے دیکھے نہین مانتا گلشن نے کہا آپ کوٹھے سے اتر کر اس مکان کے
دروازے کی دراڑ سے دیکھ لیجیے مین پیغام آپ کا دونگی آپ دیکھ بھی لیجیگا قنطور نے کہا اچھا یہ کہکر کوٹھے پر گیا دروازے کی درز کر
دراڑ سے دروازے کی دیکھنے لگا جب خواصین سمجھا کر عاجز ہوئین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تو انہون نے جلکر کہا بی بی تمھین اختیار ہی
ہم تنگ ہو گئے تھا سمجھا چکے ایسا تاجدار حسین و جمیل اسکو آپ نہین قبول کرتین کسی بات کا اب تک جواب بھی نہین دیا اسوقت تو پسینا
سب عورتین ہی ہین آپ نے اپنے کو چادر مین کیون لپیٹا ہی باطمینان بیٹھیے ملکہ گرمی سے پسینے پسینے ہو رہی تھین چادر رخ زیبا سے
ہٹائی قنطور نے جو دراڑ سے دیکھا بیقرار ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے ہوئے کنارے آکر بیٹھا گلشن کا منتظر ہی گلشن جو ملکہ سے

گل بل کر یہ بھی کہا واری مبارک ہو دونوں بھائی آپ پر مرتے ہیں اب سلطنت اس ملک کی آپ کے واسطے ہے قنطور بھی آپ پر
عاشق ہوا میں نے غصہ ظاہر کیا تھا اور وہ آپ کو دیکھ بھی گیا تھا کہ ملک و مال ہمسے لکھوالیں جب اسنے بہت کچھ کہا تو ملکہ نے جھلا کر کہا
کہ دو شخص کیا جسکا ماری ہو لاکھ لاکھ طرح گلشن نے کہا واری میں تو آپ کی بہبودی چاہتی تھی ملکہ نے جواب دیا آپ برائے خدا
میری بہبودی نہ چاہیئے گلشن نے آکر قنطور سے کہا حضور وہ عورت بڑی پکی ہے میں نے لاکھ سمجھایا سلطنت کا لالچ دیا آج تک بولتی
نہ تھی آج بولی تو یہ بولی کہ مجھے قتل کریں قید میں رکھیں قنطور نے کہا ای گلشن اب تو میں دیکھ بھی چکا جا کر بھائی صاحب کو سمجھاؤ
کہ سلطنت وغیرہ سب تمہیں لونگا انکو تنگ کر دونگا ورنہ اس عورت کو مجھے حوالے کر دیں لاکھ وہ ناراض ہے اپنے حسن پر بڑا اغماض ہے میں
بھائی صاحب کی طرح بزرگ نہیں ہوں خوشی سے نہ مانیگی میں جبر کرونگا جسطرح مجھکو بن پڑیگا میں راضی کر لونگا گلشن نے کہا
میں ابھی جا کر کہتی ہوں جمہور بارہ دری میں آکر بیٹھا تھا ملکہ نے اپنے کو مسعودی کی چادر میں لپیٹ لیا اسباب جو عیش و نشاط آیا تھا اس
سے ایک خنجر اٹھا لیا جب جمہور نے مست ہمیں کیں ملکہ نے خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا کہا ای جوان مجھکو کیا دستیاب ہوگا میں ابھی
اپنی جان دونگی ہائے میں نے جیسا کیا ویسا ہی انجام پایا نہیں معلوم ہمارے چاہنے والوں پر کیا گذری فلک نے خوب ستایا
اپنا کیا ہوا اپنے آگے آیا ابھی دیکھیے کیا دکھیں کوئی عاشق ہے کا کوئی معشوق بنائیگا ای جمہور تو مجھکو زبردستی لایا ہے قتل کر ڈال
یا قید کر مجھسے کوئی مطلب حاصل نہوگا جمہور نا امید ہوا الگ مکان میں آکر بیٹھا سوچ رہا ہے کہ کیا کروں کہ گلشن کنیز آئی عرض کی
ای شہزادہ والا قدر آپ کے بھائی نے کچھ پیغام دیا ہے جمہور نے کہا کیا فرمایا ہے کہا اس عورت پر وہ بھی عاشق ہوے ارشاد فرماتے
ہیں کہ یہ عورت تمسے ناراض ہے وہ ہمیں حوالے کردو ورنہ فرماتے ہیں کہ ملک و مال میں خلل پڑیگا قلعہ وغیرہ سب چھین لونگا مارے مارے
پھروگے یہ جو گلشن نے کہا جمہور تو غصے میں بیٹھا تھا کہا جواب دینا جو آپسے ہو سکے کیجیے آج وہ مجھسے ناراض ہے کل راضی
ہو جائیگی یہ آپ نے کیا بیہودہ بکا ہے میں آپ کی ان باتوں سے نہیں ڈرتا گلشن نے کہا بھلا جواب دیجیے جمہور نے ایک طمانچہ مارا
اور کہا جسپر میری جان جاتی ہے اسکو حوالے کر دوں گلشن روتی ہوئی پاس قنطور کے آئی سب کیفیت بیان کی جب قنطور نے
زبانی کنیز کے جواب صاف پایا دس ہزار فوج لیکر باہر نکلا جمہور بھی فوج لیکر باہر آیا تھا بعد قنطور کے زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا قنطور
نے کئی مرتبہ یلغار کیا مگر قلعہ نہ لے سکا ایک دن شیرون نے صلاح دی کہ یہان سے پانچ کوس پر ہومان جادو رہتا ہے اسکو بلائیے
وہ قلعہ فتح کرادیگا اوجبھی یہان سے گیا ہومان نے کہا دس ہزار روپیہ نقد اور لوٹ قلعے کی لونگا اسیر راضی ہوا اسنے کہا میں
فلان وقت آؤنگا قنطور نے اسی بھروسے پر طبل جنگی بجوایا قلعے میں بھی نقارہ بجا جمہور نے خبر پائی ملکہ سے آکر بیان کیا ملکہ متوار
ہو کر چاند کے پردے میں آکو نہیں بیان صبح کو ہومان پاس قنطور کے آیا قنطور نے کہا بھائی کیا کروگے ہومان نے کہا
ایسا سحر کروں کہ کوئی ہاتھ نہ ہلا سکے بیٹھکے دس ہزار روپیہ پیش کیے اور کہا مال قلعے میں جاکر لوٹ لینا ہومان زیر سایہ نخل
جا کر بیٹھا کہ ایک ابر قلعے پر چھایا جمہور نے کہا یا رب یہ فصل سردی معلوم ہوتی ہے ہومان نے قنطور سے کہا اب جاؤ
قلعے سے گولی گولہ نہ چلیگا قنطور گنبد سے پر سوار ہو کر چلا فوج والے اسکے کئی مرتبہ شکست کھا چکے میں ڈرتے ہوے گئے
میں ایسا نہو وہ توپ میں دانہ تو دیتا ہو قنطور نے گنبد اڑایا جمہور نے کہا توپ میں مارو گولہ انداز نے قصد کیا ہاتھ میں طاقت
نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں ابر نے بھی قلعے کو گھیر لیا اور موسلا دھار پانی پڑنے لگا برف برسنے لگی ہاتھ پاؤں سب کے
بیکار ہوے جمہور شمشیر زن کہ اپنی جرات پر نازاں ہے تیغہ بکف ملکہ کے قریب توپ کے آیا چاہا گولہ اٹھاؤں گولہ زمین سے نہ اٹھا
آخر دو چار نے ملکر توپ کے منہ میں گولہ ڈالا توپ نے گولا اگل دیا گولہ اندازوں نے کہا برف نے ہمکو ٹھنڈا کیا اب
جمہور گھبرایا قریب ملکہ کے آیا کہا ہم تو حسرت لیکر جاتے ہیں وہ نامرد آپہونچا ملکہ نے کہا سب میری بدنصیبی ہے اس دن کی
ہمکو خبر نہ تھی جمہور نے کہا ہم آمادہ مرگ ہیں اتنا تو فرمائیے آپکے کسکے ساتھ برائی کی ملکہ نے کہا ای جمہور کیا حال کہوں جو مجھسے

ظاہر ہوئی اسکو کیا بیان کرون بس اتنا کافی ہے کہ ایک بندۂ خدا کو مصیبت مین پھنسا یا ہمین کیا ہاتھ آیا یہ بلا کہ مبتلاے ایام مصیبت ہوے
زندان آفت مین بیٹھے میان تو یہ گفتگو دیگر کافور سمہ فروش اپنی زوجہ کو ساتھ لیے ہوے فقیر بنا ہوا جنگل جنگل پھرتا ہے اگر کوئی شہر ملتا ہے اسمین جاکر
تلاش کی کہین پتہ نہ ملا تب ناچار پریشان زن و شوہر نے اپنا عیش و آرام بالکل ترک کیا اوقات کو کسی نخل کے سایے مین بسر کرتے ہین اب
کافور کہا کرتا ہے کیون صاحب یہ مصیبت کیسی وہ بدنصیب ہمکو زندہ ملیگی ہمین تقدیر کیا ولیکن ہے بڑا ستم یہ ہے کہ خوبصورت نیک سیرت
جو جس مقام پر دیکھیگا اپنی محبت ظاہر کریگا وہ عشق مین صاحبقران کے مبہوت ہے قضاے کار ایک شہر مین یہ آفت برپا ہے اس شہر کے قریب
ایک صحرا مین آکے ٹھہرے نخل کے سایے مین بیٹھ گئے پانی پیا زن و شوہر اپنی مصیبت پر روئے شوہر نے زوجہ سے کہا کاہ فروشون کی
زبانی معلوم ہوا میان سے قریب کوئی قلعہ ہے پر پروا نہیں اگر کہے جاؤ اس شہر کی خبر لاؤ شاید اس گمگشتہ کا پتہ ملے ہمین تو اسکے ملنے سے
یاس ہے مگر تلاش مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑنے سنا ہے کہ ایک قلعہ مختصر ہے دو بھائی سلطنت کرتے ہین زوجہ نے کہا مین جاتی ہون لیکن
فضل عقاب ہی اترتی ہوئی چلی ترکیات جو راہ مین ملتے تھے انہین ہی دیکھا ہر باغ مین اس گل خوبی کی مشتاق دیدار ہر مقام پر جستجو کی
مگر کہین اس غنچۂ گلزار خوبی کی بو نہ پائی مراد دل بر نہ آئی کہ دیکھا ایک طرف ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے تمام دنیا مین دھوپ
مگر اس طرف اندھیرا ہے برف برس رہی ہے خود ساحرہ زبردست ہے کبھی یہ ابر سحر ہے اسکے بھی قریب چلو برف کا بھی تماشا دیکھین شاید کچھ
حاصل ہو یہ کہا اپنے قلعہ کی فضا ئی دیکھا قلعے مین غلو برپا ہے ہر خرد و کلان رو رہا ہے فیلبند دروازے پر ایک تاجدار پڑا تڑپ رہا ہے ایک
خیمے مین دیکھا گلفام آلشخو آنکھون سے آنسو جاری دل بیقرار لبون پر دعا ہے کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان میری
عصمت کو بچائے اس آفت سے امان دے بعد مدت کے جو تیغ کو اس حال مین دیکھا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا یہ بھی دیکھا کہ
تاجدار گینڈے پر سوار مین ہزار جوان پشت پر جا بجا خندق کو روندے یہ تو عقل سے ظاہر ہوا کہ یہ تاجدار قلعہ فتح کرنے آیا ہے
اور پکارتی رہا ہے کہ ای دادار اگر قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمہور جواب دیتا ہے اور بھیا اس بچاری نے کیا خطا کی
ہے مین نرا گنہگار ہون یہ جوانی سنا منہ سے ایک حباب چھوڑا وہ حباب خندق مین جا گرا اسقدر پانی اٹھا کہ قسطور
سوچتا ہے اگر اسمین گینڈا کو الدونگا ڈوب جاؤنگا اگر گینڈے سے اتروں تو اسمین ہلتا ساتھ والے کتنے مین خندق کے
پانی کی دیوار کیسی بلکہ اب اسپار کیونکر جائیے گا ہمراہیان قسطور بھی زیادہ فریاد کرنے لگے گھوڑے انکے بدلگام سیان کرنے لگے
نیرنگ یہ فیل کرکے بھاگی کہ جاکر زوج سے اطلاع کرون وہ جہاز یہ کار آزمودہ مین اصل مطلب کو سمجھینگے ابر سحر مین بھی ہنسا
سکتی ہون مگر انکے ہاتھ سے بلطف بنیگا یہ سوچ کر بھاگی میان کافور آج سمت رو رہا ہے کہ زوجہ کو دیکھا مثل گل خندان خوشی سے چہرہ
سنا دور ہی سے پکارتی ہوئی آتی ہے کہ صاحب مبارک ہو خدا نے اپنا فضل شریک کیا اس بدنصیب کی شکل دیکھ آئی بڑی آفت
مین مبتلا ہے اتنا سحر مین نے کر دیا ہے وہ جو ظالم بیٹھا کر رہا ہے داخل قلعہ نہو سکے اب آپ چلکر تاب دم دیکھیے یہ سنکر کافور سجدہ کرتا ہوا
اٹھا کہتا تھا آج خدا نے عجب مژدہ سنایا اسکی قدرت اسکی عنایت حمد الٰہی کرتا ہوا دم محبت پروردگار کا بھرتا ہوا زوجہ کے
ساتھ چلا میان یہ کیفیت ہے کہ قسطور گینڈے پر سوار ساتھ والے گھبرائے ہین سب یہی جانتے ہین کہ ہمکو گھوڑے پر سے کسی نے
قائم کر دیا گھوڑے جاتے مین اترین مگر ناممکن کہ قسطور کی نگاہ پڑی دیکھا ابر قائم ہے برف نہین برستی قلعے پر جمہور کو ہوش آیا
دیکھا ابر قائم ہے ہوا سے معتدل چلی ہے نہ ناری ہے نہ سردی ہاتھ پانون مین طاقت آئی جمہور نے کہا او ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہے
تو تجو برف برسنا موقوف ہوئی ملکہ نے کہا اے جمہور اس وقت مین نے بیقرار ہو کر اپنے خدا سے حقیقی مالک حقیقی سے دعا کی اصل تو یہ
ہے جمہور کے منہ سے نکلا اے ملکہ عالم آج تک آپنے بات نہ کی تھی آج آپ کے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ آپ خداے نادیدہ کو خدا جانتی
ہین ملکہ نے کہا وہی خدا ہے وحدہ لاشریک یکتا ہے لات و منات تو پتھر کے بنائے ہوئے کیا انکو سجدہ کرین اے جمہور آگاہ ہو کہ مین منظور نظر
صاحبقران ہون اتفاق نے آوارہ ہو کر نکل آئی باپ میرا وزیر ہوا ظالم صاحب شوکت و حشم خداے نادیدہ کا اعتقاد کر آنکھین کھل

یہ سنکر جمہور نے کہا مین آپ کا تابعدار ہون کیا مجال جو آپ حق کا نام لون مجھے بھی صاحبقران سے ملوایئے گا مین خداے نادیدہ
کا معتقد ہوا لات و منات پر لعنت کی ملکہ کفری ہوئین اہالیان قلعہ جو بیہوش پڑے تھے اُٹھ بیٹھے ہاتھ پاؤن مین سب کے قوت آ
گئی گر قنطور نے جب دیکھا کہ مین گنبد سے پرے نہین اُتر سکتا گھبرا کر آواز دی اے ہومان جلد ہمارے پاس آؤ تمھارا عمل باطل ہوا
ہم گنبد سے نہین اُتر سکتے ابر کی تہ اُرہا ہی برف نہین برستی ہومان دوڑا ہوا آیا تماشا نہ پڑنے کے چاہا گنبد سے اُتار لون مگر نہ اُتار سکا
تب تو ہومان نے سر اُٹھا کر ابر کو دیکھا پھر انگلیون پر شمار کیا کہا اے شاہزادے کسی ساحر زبردست نے ہمارے سحر کو روک دیا
مگر نہین معلوم سحر کرنیوالا کہان ہی یہ کہکے ابر پر گولہ مارا ابر کے قریب گولہ نہ پہونچا بہت سے سحر کیے کوئی سحر قریب ابر نہ پہونچا ناچار ہو گیا خجل
ہوا کے کہنے لگا جس ساحر نے سحر کیا ہی کیون سامنے نہین آتا جب کلمات سخت اسنے کہے آسمان پر برق چمکی آواز آئی او نامرد بیت مین
کلمات سخت کہتا ہی مین کافور سحر فروش باپ کی آواز جو بیٹی نے سنی جمہور سے کہا اے خیر خواہ ہمارے قبلہ و کعبہ آموجود ہین سر اُٹھا کر باپ کو
دیکھا جھک کر سلام کیا کافور نے جواب دیکر کہا بی بی تم گھبراؤ نا مین آ پہونچا یہ کہکے ابر کی جانب دیکھا گویا اسم سحر پڑھکر دستک دی وہ ابر
شاید قنطور پر برسنے لگا ہومان گرگ کے قریب ابر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کافور نے آواز دی بھائی سبحان تم نے
اپنے سحر کو خوب مٹایا ہومان غصے مین کافور پر جا پڑا خوب سحر کیے کافور نے روتے روتے کہا او بھیا سحر کر چکا ایک وار ہمارا بھی قبول کر
یہ کہکے ہاتھ چمکایا برق کڑک کر گری ہر چند ہومان نے چاہا روکون مگر نہ رکی سر پر پڑی دو ٹکڑے ہوے ہومان کا مرنا تھا کہ
قنطور نے گھبرا کر جمہور کو آواز دی مین تمھاری غلامی کرتا ہون جمہور نے کہا اے وزیر اعظم ہم سب تمھارے تابعدار ہین زن و
شوہر آسمان سے اُترے بھائیون کا حال سنکر دونون کو ملوایا بیٹی سے ملے قلعے مین داخل ہوے صبح کو جمہور و قنطور کوچ و نوج و ملک کو
تھانے مین سوار کرکے طرف خرم حصار کے چلے تقاضاے کار ملکہ حیرت جادو ہمراہ عقاب ابر سوار سمت ہوشربا جاتی ہین
عقاب نے وعدہ کیا ہی پہلے چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے پھر براے مقابلہ صاحبقران چلنا ہوگا یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ
چالاک بھی لشکر کے ساتھ ہین ایک ایک نے نوکری کر لی ہی جب ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوتی ہی بشکل خدمتگار چالاک قریب تخت
رہتا ہی مصاحبی گلشن حجال کی کر لیتا ہی کہ ایک دن ایک صحراے فرحت افزا مین پہونچے حیرت نے کہا اے عقاب آج کئی دن کے
بعد صحراے سبزہ زار ملا اسکے ملاحظے سے غنچہ آرزو کھلا عقاب اسقدر ملکہ سے خائف ہی خلاف حکم ملکہ کوئی کام نہین کرتا یہی خوف
رہتا ہی ایسا نہو یہ آزردہ ہو کے وحشی کسی جانب نکل جائے کہا بہتر بارگاہین خیمے استادہ ہونے لگے ملکہ دربارگاہ برشکل رہی ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک ابر سیاہ جسمین رعد کی گرج برق کی چمک صحرا سے نمودار ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر
جھولی بائین ہاتھ پر جسمین اسباب سحر بھرا ہوا دو لاکھ ساحر پشت پر بڑے کروفر سے آکر پہونچا اس لشکر کو دیکھکر اُتر
پڑا ایک ساحر کو حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی یہ لوگ کون ہین اور کہان جاتے ہین ساحر لشکر عقاب مین
آیا سب کیفیت دریافت کر کے گیا اُدھر سے عقاب ابر سوار نے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو یہ کون شخص ہی
وہ ساحر اس لشکر مین گیا سب حال مفصل دریافت کیا آکر عقاب ابر سوار سے کہا کہ ضرغام جادو رہنے والا طلسم ہوشربا
کا قلعہ اورنگ کا مالک جسدن سے افراسیاب مارا گیا یہ بھی بھاگ کر نکلا مگر اپنے لشکر کو جمع کیا اب اس فکر مین چلا ہی کہ جاکر
ہوشربا پر قبضہ کرون اسکو بھی خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو براے تسخیر ہوشربا جاتی ہین اسنے اسی وقت ایک عرضی لکھی کہ ملکہ
عالم مین ضرغام جادو آپ کے شوہر کا ملازم جب آپ کے شوہر قتل ہوے ناچار ہو کے نکل آیا اب تینتیس لاکھ کا لشکر جمع کیا ہی
عقاب ابر سوار کون شخص ہی آپ میرے ساتھ چلیے مین چلکر ملک ہوشربا مین آپکو تخت پر بٹھاؤنگا مسلمانون سے مقابلہ کرونگا مجھ
بڑا خیال ہی یہ نامہ جادوگر نے آکر ہاتھون مین حیرت کے دیا حیرت نامہ پڑھکر بہت رنجی اور وہی نامہ عقاب کو دیدیا کہا لیجیے صاحب
تمھاری کیا خوشی ہی میرا ملازم نمک خوار مجھکو بلاتا ہی بیشک یہ سب بڑا جادوگر ہی ملک اسکے سپرد تھے عقاب نے کہا اصلی کیا حقیقت ہی

ایسے بہت سے میرے ملازم ہین حیرت نے کچھ جواب نہ دیا عقاب نے اُس ساحر سے کہا تم جاؤ ہمکو جو کچھ کہ
کہنا ہوگا کہلا بھیجینگے ساحر چلا گیا جا کر اُسنے ضرغام جادو سے کہا حضور ملکہ حیرت کا دماغ آسمان پر ہے نہ کچھ بولین
نہ کچھ جواب دیا مگر اُنکے عاشق صاحب نے یہ کہا ایسے ایسے ہمارے نوکر ہین یہ سنکر ضرغام جل گیا کہا کیا اس
عقاب کی شامت آئی ہے ملکۂ عالم کو توہین کیا کہون مگر اُس ملعون سے سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے
طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے اگر خبر دی کہ ملکہ نے کہا ہے ای عقاب ناحق کی لڑائی سے کیا فائدہ تم
کہو تو مین جاؤن اُسکو سمجھا دون یہ کہون کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہین جسطرح بنے مسلمانون کو اور خون
افراسیاب کا بدلا لو آپسمین لڑنے سے کیا فائدہ وہ فوراً مان جائیگا عقاب نے کہا آپ خاموش رہین
اُسکو بڑا غرور ہے عقل و فراست سے دور ہے ایک ہی سحر ایسا کرون کہ ننگے چنا پھرے یہ کہکے صیقل جادو
وزیر پہلو مین بیٹھا ہے کہا تم بھی طبل جنگی بجواد و ایسے ایسون سے دبونگا تو مسلمانون سے کیا لڑونگا صیقل نے
اسیوقت اشارہ کیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین طیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا یعنی باغ شب پر خزان آئی گلہاے ثوابت و سیارگان باد خزان سحری سے مرجھکر
شاخ کہکشان سے گرنے لگے گل نیر اعظم شگفتہ ہوا باغ چرخ زبرجدی مین پھولا ہوا ے خندل جلی جانور
زمزمہ سرائی کرنے لگے دم کبتانی خلاق بحر و بر کا بھرنے لگے نہرین موج مار رہی ہین چشم حباب سے کیفیت گلشن
عالم دیکھ رہی ہے بصد شوکت نگران ضرغام جادو دو لاکھ کا لشکر ساتھ لیکر سوار ہوا اُدھر سے ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوا
عقاب آگے بڑھا ہوا بڑے بڑے ساحر اُسکو گھیرے ہوے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ حضور ہم مقابلہ کرینگے
اس مغرور کی مشکین باندھکر لائینگے کیا سمجھ کے آپ سے اُلجھا ہے عقاب کہتا ہے مین کیا کسی سے پایہ کی کار کھتا ہون
بھیا کی زبان بند کر دون لشکرون مین صفین آراستہ ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا ایک محافۂ زرین جسمین اُسکو سب سردار گھیرے ہوے ایک ساحر زبردست تخت پر دو جوان
صف شکن تیغزن نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت
رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دعوم رد کرتے ہوے آتے ہین جانبین سے ہرکارے گئے خبر لائے عرض
کی ای شہنشاہ کافور سر فروش اپنی بیٹی اور زوجہ کو لیے ہوے طرف خرم حصار کے جاتا ہے عقاب کے
تو سنکر ہوش اُڑ گئے مگر ضرغام نے پھر کہا ہمین اُسنے کیا کام ہے اگر اُلجھینگے اُنکو بھی سزا دینگے کافور نے جو
اجماع لشکر دیکھا اس خیال سے ٹھہر گئے کہ آج کی شب اسی مقام پر رہین تماشہ جنگ و جدل کا دیکھین
کل چلینگے یہ سوچکر گھوڑے سے کود پڑا اشارہ کیا بارگاہ استادہ کر دو بارگاہ استادہ ہوئی محافہ لاکر لگا دیا مگر
ضرغام بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جب ملکہ گلفام اُترین بارگاہ مین چلین ہوا کا جھونکا چلا قنات گری ضرغام
کی نظر پڑی اک نازنین مہ جبین رشک حور عین خرامان خرامان گرد کنیزین گھیرے ہوے سپر کا سایہ کیے
اس اہتمام سے آتر وایا ضرغام دیکھتے ہی عاشق ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھا دل مین درد اُٹھا آہ سرد آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے جیکا کھڑا ہوا ہے طرف سے عقاب کے صیقل جادو نکلا صیقل نے لاف و گزاف
کرکے آواز دی او ضرغام بدانجام کسی کو کیچ ہمارے شاہ سے اُلجھا ہے اجلوگ ساحران ظلمات ہین ہمارے
سحر کرامات ہین ضرغام ایسا بسوس ہے کچھ جواب نہین دیتا آنکھون کے نیچے وہی تصویر پھر رہی ہے صیقل
للکارتا ہے ضرغام کچھ جواب نہین دیتا ہے ہور جادو اُسکا مصاحب کھڑا ہے اُسنے کہا حضور آپ سنتے ہین

کچھ جواب نہیں دیتے کئی مرتبہ جب صیقل نے کہا ضرغام نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ جواب دیا نظم

کل آج تو رتبہ کچھ ہیں شب سے زیادہ تھا
مجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
آیا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
محفل میں تیری مجھکو دکھاتا جو آنکھیں
دو بدو وہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
گنجائش اور دل میں مرے یاد غیر کی
اس راہ میں سوار سے آگے پیادہ تھا
کیوں تھوڑے تھوڑے ہوتے تھے تیغ کھا کر
گویا مرا رقیب انھیں کا ارادہ تھا
دعوٰی تھا انکھیں کا جو ادرے یار کو
کل تک در قبول سنا ہی کشادہ تھا

گھٹتا نہ کیوں کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
یہ بیخودی ہی تھی کہ جو لے سو گئی یا ایک
پھر بھی یہ رنگ شوق ہی تیز زیادہ تھا
پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
ایسا رقیب کونسا سر سنگ زادہ تھا
مجنوں سے تھا بہت ترے دیوانہ کو لحاظ
کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا
کسکے بھی شوخیوں میں کوئی کیا زیادہ تھا
تیری گلی کے لوگوں کا اللہ رے شوق بھی
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سر سنگ زادہ تھا

کیا شوق وصل یار بھی کو زیادہ تھا
اتنے نہ تجھے ہمیں نہ ہمارا ارادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق میں سر رقیم قدم
بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
رلوا دیا مجھے مرے دل نے آس آنکھ سے
دونوں کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
صحرا میں میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا
وہ تنگدست ہاتھ ہمارا زیادہ تھا
آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھیں
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر میں جلال

یہ غزل جو ضرغام نے رو رو کر پڑھی ماہور نے کہا غلام اس مطلب کو نہیں سمجھا حضور یہ کیا فرماتے ہیں ضرغام جادو پھر چپ ہو رہا جب صیقل نے کئی مرتبہ پکارا تو ماہور نے جھلا کر کہا حضور حکم دیجیے کہ اس سے جا کے مقابلہ کریں کچھ تو جواب دیجیے آپ تو ایسے خاموش ہو گئے کچھ جواب ہی نہیں دیتے آپ کیوں خاموش ہیں جب بہت کہا تب اسے کہا جاؤ تو ماہور غصے میں چلا سامنے صیقل کے آیا صیقل نے گودہ مارا ماہور نے خالی دیا دو دو چار چار سحر ایمین رد و قدح ہوئے آخر میں ماہور زخمی ہو کے جادو دو طرف سے ضرغام کے نکلے زخمی ہوئے عقاب ابر سوار خوشیاں کر رہا ہی کہتا ہی ای صاحبو دیکھا میں برائے مقابلہ مسلمانان چلا ہوں اک ملازم نے میرے کیا قیامت برپا کی جب ابد ولت نکلینگے زمین کے طبقے ہلا دینگے اور باعث یہ ہی کہ ضرغام جو گلفام آتشخو کو دیکھکر مائل ہوا دل سے اپنے صلاح کر رہا ہی کہ رات کو نقب سحر لگا کر جاؤنگا اس محبوب پری پیکر کو چرا لاؤنگا قدموں پر گر پڑونگا عرض کرونگا ای شہنشاہ ملک خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی میری جان جاتی ہی ایسا تصور میں مست ہی کہ بول نہیں سکتا یہ سب ہنگامہ گذرا ضرغام کو خبر بھی نہوئی چپ کھڑا ہی خیال میں مستم ہی آخر طبل امان بجے سب پلٹے یہ بھی پھرا ہی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہونٹوں پر آہ سرد دل میں درد چہرہ زرد جسم پر گرد بارگاہ میں آیا چپ بیٹھا ہی سب مصاحب آکر جمع ہوئے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای معین و مددگار ساحران یہ کیا معرکہ ہی آپ کیوں خاموش ہیں کسی نے آپ پر سحر کر دیا کچھ دیو پری جن کا سایہ ہوا کچھ تو فرمائیے اسوقت سب آپ کے رازدار جمع ہیں کوئی غیر نہیں ہی جو فرمائیے بجا لائیں آسمان کے تارے توڑ لائیں جسکو حکم ہو اسکو پکڑ لائیں کچھ تو فرمائیے جب رازداروں نے اسطرح پوچھا آنکھوں سے آنسو ٹپکے کہا نظم

نکردی یاد مہجوران بمکتوبی شدلیا ہے
کہ نبود بیش ازین بے تو مرا صبر و آرامے
بقصد دیدن مجنوں مشو سرگشتہ ای لیلیٰ

اگر قاصد نمی آید بدست باد پیغامے
اگر از شفقت و دولت تو الطاف فیسازی
کہ نبود در رہ وادی ازان بیچارہ جز نامے

بیا ای مایۂ آرام دل آرام دہ دل را
نوازش میتوان کردن گدایان را بدشنامے
برآید آفتاب ای مہ برائے دیدن رویت

نماید گوشۂ ابرو اگر حسن تو در شامے
نمیدانم من ای مخفی سرانجام چہ خواہد شد

بیا ساقی بیالب کن زمی ساغر کہ میخواہم
بکار خود چو بے ہیم نہ سے تیم سر انجامے

لبے بر لب نم دل ابیاد وش پر لب جانے

مصاحبون مین تو ہیکل جادو کی بڑی آبرو ہی اور راز دار بھی ہی اسنے کہا آپ کے طریقۂ کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر آپ عاشق ہوے اس کو چھپے سے آپ اہرمن تھے آنکھون سے دریا بہ رہا ہی دل آپکا جاے سخت سے رہا ہی نام اسکا بتلایئے اگر معشوق آپکا آسمان پر ہو گا وہان بھی جاینگے رہنے کو شل دعاے مظلومان پہونچاینگے معشوق کو ضرور آپ کے آپ سے ملا دینگے محروم پشکر نہ آینگے اگر آپکا معشوق تحت الثری مین ہو گا شل قطرۂ آب جذب ہو جاینگے آپکا مطلب بہر نوع پورا کرینگے آپ کیون نہین کہتے غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہوتے ہین جب ایسے کلمات تسکین ہیکل نے کہے اور زیادہ ضرغام بیقرار ہوا سر زمین پر دے مارا اس سوال تسکین کا یہ جواب تھا نظم

شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھین ہو گئین
دل مین تھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے
پر تو رخسار سے بیکار آنکھین ہو گئین
ہر کس و ناکس پہ کب اپنی بھلا پڑتی ہی آنکھ
غیرت ابر بہار ای یار آنکھین ہو گئین
جان سے مارا آسے بھر کر نظر دیکھا جسے
عشق چشم مست سے بیکار آنکھین ہو گئین
کیا کسی گل نے ملی ہی اپنے ہاتھون مین حنا
آشیان بلبل گلزار آنکھین ہو گئین

درج اشک گوہر شہوار آنکھین ہو گئین
بات تک نکلی نہ جسدم چار آنکھین ہو گئین
روشنی کیسی سیاہی نام کو باقی نہین
تیری آنکھین دیکھکر ہشیار آنکھین ہو گئین
وہ نظر آتا ہی جب مین دیکھتا ہون چار سو
قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھین ہو گئین
پتلیان دل کی طرح ہر گام رس بس گئین
بلبلون کی آج جو خونبار آنکھین ہو گئین
چار سو جلوہ اسی کا نور آتا ہی نظر

دونون آنکھ لڑتے جو تیری چار آنکھین ہو گئین
ای پری رو جو ہر بازار آنکھین ہو گئین
سچ ہی نور چشم کھو دیتا ہی نور آفتاب
روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہو گئین
رات دن پیٹھ کیطرح آنکھون سے برساتا ہون اشک
ای تماشا روزن دیوار آنکھین ہو گئین
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھون مین مدام
اسقدر روا رفتہ رفتار آنکھین ہو گئین
ای زہے قسمت وہ گل رکھتا ہی آنکھون پر مجھے
اسقدر محو جمال یار آنکھین ہو گئین

ہیکل نے کہا غلام سمجھ گیا نام و نشان بتایئے آج ہی رات کو لیجیے ضرغام نے کہا کافور سر فروش جو آگے اترا ہی اسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام آتشخو معشوق خوبرو دل آویز نگاہ پر گئی آجتک ایسے معشوق پری چہرہ سرو قد خورشید خد میری نگاہ سے نہین گذری دیکھتے ہی مر گیا ای ہیکل جادو اگر کسی طور سے وصل ہوا تو جان بچیگی ورنہ وصل کی ہوس مین وصال ہو گا انجام مین یہ حال ہو گا ہیکل نے کہا حضور آج ہی رات کو لاؤنگا آپکو اس حال مین دیکھ سکونگا ضرغام نے کہا تمہارا احسان مانونگا میرا دل میرے قابو مین نہین اس معشوق کی کیا صفت کرون کبک رفتار شیرین گفتار معشوقون کے سر کا تاج اسکی ملازمت عاشقون کی معراج برائے خدا ای ہیکل جب دیکھوگے تو کہوگے کہ وہ سر کتاے بحر خوبی ہی ورنگ دلوے گل حدیقۂ محبوبی ہی ضرغام نے کہا حضور آرام کرین خاصہ نوش فرمائین ضرغام نے کہا بھائی کھانے کو دل نہین چاہتا اور آنکھ یہی خواہش ہی میان قمر صاحب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین غزل

گر ہین وہ گوشۂ چمن نہین گفتگوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہروان عشق
مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار

برباد مین نے اپنی جوانی کو کردیا
ای جادہ بہشت بہرین راہ کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو ای قمر

آنکھین وہ پھوٹ جائین جو دیکھین سواے یار
اسکی گواہ رہیو تو ای خاک کوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا
اس آئینے مین صاف نظر آیا روے یار

ہیکل نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اسباب سحر سے مسلح پیرآراستہ کیا لشکر مین کافور سر فروش کے جابجا پھرنے لگا ہر مقام پر سنگنی لیتا ہی ایک ایک سے پوچھتا ہی یہ بھی اسنے سنا کہ یہ معشوقہ صاحبقران

زمان ہی آوارہ ہو کر نکل آئی تھین ان باپ نے بعد جستجوے بسیار پایا ہی اب یہ ہوے خدمت مین صبا حسب قران کے جاتے ہین یہ سنکر ٹھہرا اتر دد ہوا الٰہ المک ہمارے بری جلد عاشق ہوے دیکھیے انجام کیا ہو لیکن اگر خالی جاؤنگا ایسا کبھی ہوش ثابت نہین دیکھا وہ ہجران کشیدۂ آفت دیدہ تڑپ تڑپ کے جان دیدیگا یہ سوچکر اک گوشے مین آکر ٹھہرا بارگاہ ملکہ کو اک نقب سحر دیئے ایک ملکہ گلفام آتشخو جس بارگاہ مین آرام فرماتی ہین ملکہ گلشن کی مادر مہربان سوئی ہین چوبدارنیان ناماتھیان سب موجود ہین اپنے گوشے مین آکر سر نکالا اسوقت ملکہ گلشن بھی جاگ رہی تھین اسنے مخفی سحر کرنا شروع کیا آفتاب کمروغدر نے طلوع کیا اک ایسی ہوا چلی کہ سب سوگئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا نقب سے ہیکل جادو نکلا یہ بھی جانتا ہی کہ ملکہ گلفام کو سحر نہین آتا گھبرے ہو کر سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوگئین اسنے قریب آکر دوپٹہ چہرۂ آفتاب مثال سے ہٹایا برق تجلی آنکھین بند ہوئین جمال کو دیکھ نہ سکا آئینہ وار حیران ہوگیا کر مین بخیہ دیا اسی نقب سحر مین داخل ہوا نقب سے باہر نکلا پر پرواز پیدا کیے یہان کنارے پر لشکر کے ضرغام جادو ناشکیبا بیقرار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی چند رفیق ساتھ ہین وہ کہتے ہین حضور چلکر خاصہ نوش کیجیے ضرغام روتا ہی کہتا ہی یار و کھانے کے واسطے لخت دل اور پینے کے واسطے خون جگر میرا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی نظم

کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
ای آہ تونے پہلے بھی مجھ ہجر یار مین
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
تو و آرزوے وصل مین بوڑھے ہوے ہو
بھکتے نہ ہم تھکانے ہوے کاروان کے ہین
اہل جہان مین حشر کی وہی اپنی جگہ پہ تھے
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
انداز جانکنی وہ ترے نیمجان کے ہین
کیونکر اٹھا مین گنبد مدفن کا بوجھ وہ
بسملونے تھین یاد امتحان کے ہین
واعظ سے شخص کو بھی زبان سے نہ کہا
خود پوچھتے ہین ہم کہ ارادے کہان کے ہین
بت اہل دیر کہتے مین کعبے مین سب خدا
چھپتے چھپتے حشر مین پیر مغان کے ہین

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین
آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
صدمے تو نامرادی بخت جوان کے ہین
گذری خبر جو غیر کے دل مین بھی تم چھپو
ثابت قدم جو معرکہ امتحان کے ہین
عاشق تری گلی سے بہلانگیے بے ٹھے
مٹجائے جو مٹے جیسے نام و نشان کے ہین
ریزہ ریزہ بکھر گئے عارض پہ رہ گئے
شاکی تمام جو خواب گران کے ہین
کیا دوستونسے بھاگتے پھرتے ہین ای جنون
کیا نیک لوگ صحبت پیر مغان کے ہین
سنتا ہی کچھ نہ شیخ ہماری نہ برہمن
دو اک تیے یہ اس صنم بے نشان کے ہین

رکھتا ہی دم نفاق عجب جسم جان کے بیچ
پہند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
کسطرح نالے کرتے تھے ہین مین بھول ہی گیا
مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین
منزل پہ لیکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس
ہر کاہ بے ہر جگہ مرے وہم و گمان کے ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین
حسرت ہی بسملونکو بھی دم توڑیے تو یون
رنگ آنسوؤن کے جال مین بجھنا تو اتم کے ہین
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
ہم موسم بہار مین پتے خزان کے ہین
کیا جانے تجلی ہی کدھر بیخودی مین
ناقوس کیسے بھنکتے ہین کیا غل اذان کے ہین
رحمت کہہ کے آگے بڑھتے تھین رنگ ہی ہلال

کبھی گھبراتا ہی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی کہتا ہی یارو نہین معلوم ہیکل پر کیا گذری بلکہ نہین آ اسکو بھیجون دل چاہتا ہی خود جاؤن کیونکر پتہ لگاؤن کہ دیکھا سامنے سے ہیکل جادو پشتارہ لیے چلا آتا ہی پکار کر آواز دی تم میرے گلے کی ہیکل ہو تمکو دیکھکر اب دل کو کل ہی ہیکل نے جواب دیا حضور اس آہوے وحشی کو لایا آپ بڑے خوش نصیب ہین چہرے پر نگاہ نہین جمتی جب رخ انورش آفتاب کے چمکا قریب تھا کہ مجھکو غش آجائے ضرغام طرف بارگاہ کے بھاگا کہا بھائی جلد چلو کیا ساعت سعید ہی ملکہ بہتر از

ازروز حید ہی تمنے مجھکو مول لے لیا ہے ہیکل کہتا ہی چپکے چپکے کلام کیجیے ایسا نہو خبر افشا ہو جائے اسکا باپ ساحر بدست بادۂ سحر و ساحری سے مست اگر سن لیگا قیامت برپا کر دیگا بادشاہ طلسم بقراط کا وزیر ہو صاحب جاہ و توقیر ہو بڑے بڑے جادوگر دبتے ہین اگر کہین سن پائیگا قیامت برپا کریگا ضرغام جادو کہتا ہی بھائی ہیکل کیا مین کسی سے کم ہونگا اگر سامری و جمشید بھی سے آئین انکو بھی جواب دون خوشی خوشی بارگاہ مین آیا ہیکل نے چیتارہ رکھ دیا بیرون بارگاہ گیا ضرغام نے تمام بارگاہ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا اسباب عیش و نشاط درست کرکے ملکہ کو مسند پر بٹھایا سحر اتار ا ملکہ ہوشیار ہوگئین آنکھ جو کھلی دیکھا اک ساحر سیاہ رو بد خو ہاتھ باندھے بیٹھا ہی ملکہ نے کہا ارے تو کون کہا حضور آپکا عاشق صادق ہون جان آپ پر جاتی ہی آپنے سنا ہوگا ضرغام جادو رنجے والا حوالی ہوشربا کا نکلا ہون کہ خون افراسیاب کا بدلا لون اب کل ہر ایک کو پکڑ لاؤنگا اب عقاب ابر سوار کی تو شامتین آئی ہین حضور کو فلک سے اترتے ہوے دیکھا رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہی حضور شب ہجر کا مزہ چکھا ہین غلام ہون اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی ابھی تک میری یہ کیفیت ہو رہی ہی نظم

پھر سینہ سوز داغ غم شعلہ فام ہی
پھر فوج فوج سر پہ مرے ازدحام ہی
پھر دل ہی داغ مطلع خورشید دیکھکر
رہ کر وہ شوق وصل پھر اک صبح و شام ہی
جان لوٹتی ہی پھر کہ وہی عیش ہو نصیب
پھر ایک بات کہنے مین قصہ تمام ہی
پھر کس سے کس پہ دیکا نظارہ ہوا نصیب
پھر جوش صبح چاک گریبان شام ہی
پھر کہتے غیر کو ندیا ناز سے جواب
پھر مضطرب نظر کو جہان نیم کام ہے
پھر کس ستم شعار نے پوچھا ہی میرا حال
سو بار مجھکو کہتے تھے مجھسے کام ہے
پھر دوری بتان مین نہین خواب کا خیال

پھر گرم جوشی دل و سودائے خام ہی
پھر زیب سر ہو شعلۂ داغ جنون کا تاج
از بسکہ یاد جلوۂ بالائے بام ہی
پھر آگیا ہی کون سے بیباک کا خیال
ہم ہین و دست ناز ہی اور دور جام ہی
پھر سخت کاہیون نے کیا جان دل کو
پھر اپنے تنگ چپنے کی کیون دھوم دھام ہی
پھر کہتے مسکرا کے مجھے بیوفا کہا
پھر خواہش پیام اجل کا پیام ہے
کس کم سخن نے دیکھ کے آہ کی کہ چپ رہ
پھر ناصحون کو کیون خطر انتقام ہی
پھر کچھ صدائے پائے دل مردہ جی اٹھا
اسوسن مرے بھی دن مین سونا حرام ہی

ہر سمت یہ پھرا ہی طائر جنون کا آشیان
پھر دور باش نالہ اثر اہتمام ہی
اس آہوے رسیدہ کو پھر ڈھونڈھتا ہی دل
یہ کیا ہوا کہ رخصت ناموس و نام ہی
دل چاہتا ہی پوچھے کوئی کیا وہ مر گیا
پھر آرزوے بوسۂ لب پر مقام ہی
پھر پردہ در ہی کسکی وہ اگلی ہلال سی
کیون کہ رہا ہون بندہ تو صاحب غلام ہی
دیکھا نگاہ ناز سے کس شوخ چشم نے
اپنے بھی چپکے رہنے مین کچھ کچھ کلام ہی
پھر کیون نہ کام ہووے کہ اس کینہ جو کیا
پھر جلوہ ریز کون قیامت خرام ہی

اسطرح جو ضرغام جادو نے کہا ملکہ گلفام اشتخو نے اپنے منہ کو چھپا لیا غصے مین کانپنے لگی کہا او ملعون بھیا تو نہین جانتا کہ مین منظور نظر صاحبقران ہون یقین ہی کہ انھون نے طلسم بقراط کو شکست کیا وہان اہل اسلام کا بندوبست ہوا تو نے غضب کیا کہ مجھکو اٹھا لایا خبردار ہٹکر بیٹھ خبردار مجھسے بیجا کلام نہ کرنا مین خوب سمجھتی ہون میری خطا کی سزا ملتی ہین اگر کہین تو نے ہاتھ لگا دیا مجھکو زندہ نہ پائیگا اسطرح غصے مین کہا کہ ضرغام کانپنے لگا پھر کچھ نہ کہہ سکا چپکا گھبرا ہر آیا ہیکل جادو کو بلایا اور سب رنیق دوڑے پوچھا کیون شہریار معشوق پری چہرہ سے کیا گذری یقین ہی آپکو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی ہوگی معشوق نے آپکے آپکی بڑی قدر کی ہوگی آپ ایسا عاشق صادق کسکو ملتا ہی آپنے کیا کیا صدمے اٹھائے ضرغام جادو نے کہا بھائیو ہرچند کہ معشوق مہوش ہی مگر بڑی سرکش ہی وہ تو جان دینے پر آمادہ ہی اپنے عاشق کا نام لیتی ہی کسی ہی وہ قیامت برپا کرینگے

اپنے باپ کے نام سے ڈرانی ہی مین نے لاکھ منت کی اور مطلب کیسا ہاتھ تک نہین لگانے دیتی اب یارو صلاح
بتاؤ کیا کرون اپنے اپنے طور پر سبنے کہا کوئی کہتا ہی سحر کر دیجیے کوئی کہتا ہی شکنین باندھ دیجیے کوئی کہتا ہی
صندوقچہ جواہرات پیش کر دیجیے لالچ دیجیے یہان تو یہ باتین ہو رہی وہان معشوق زرین پوش پردہ
حجاب سے برآمد ہوا لباس شعاع وضیاع پہنکر تخت زبرجدی پر بصد ناز و کرشمہ جلوہ گر ہوا مشتاقان
دیدار جانثاران زمزمہ سرا معشوق پرضیا کو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جوانان چمن نے اپنے کو آراستہ
کیا نرگس شہلا آنکھین ملتی ہوئی اٹھی نظارۂ معشوق زرین پوش سے آنکھون مین روشنی آئی سنبل پرپیچ نے
زلفین عنبرین کو جلوہ دیا چمن مین پکار رہی صبا جو آمد بہار ہی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا غنچے مسکرائے
عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھولکر بیٹھے یعنے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہان کنیزون کی جو آنکھ
کھلی ملکہ کو چھپرکھٹ پر نہ پایا ملکہ گلشن کو جگایا کہا حضور اٹھیے ملکہ عالم نہین معلوم ہوتین گلشن گھبرا کر
اٹھی جب چہار جانب تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا گھبرا کر کہا انکے باپ کو خبر کرو یہ کیا ستم ہو گیا ہاے اسکو بڑا ہی
حجاب تھا کیا پیر کو کیونکر منھ دکھاؤن معلوم ہوتا ہی کہین نکل گئی ہی غرض جو ہوا کافور سر فروش اندر آیا
یہ معرکہ دیکھکر گھبرا گیا زوجہ سے کہا گھبراؤ نہین اگر وہ خود نکل گئی ہی تو بھی تلاش کرتا ہون اگر کسی نے
بے ادبی کی اسکی شامت آئی ہی یہ کہکے چہار جانب دیکھنے لگا نشان نقش پا ہیکل کا باقی تھا اسکی خاک
اٹھائی اور بہت سی خاک اسمین ملا کر پتلا بنایا سحر کیا تھوڑی ہی دیر مین دیکھا اک لڑکا پانچ برس کا
ہاتھ باندھے کھڑا ہی مگر رو رہا ہی کافور نے کہا سچ بتا کون یہان آیا تھا یا خود کہین چلی گئی اگر خلاف کہا
جلا کے خاک کر دونگا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور یہ جو ضرغام آیا ہی اسکا وزیر ہیکل جادو آیا
سحر کرکے ملکہ کو لے گیا اسی کے خیمے مین ابھی تک موجود ہین یہ سنکر کافور شل فیل مست اسباب سحر مست
خیمے سے جھومتا ہوا نکلا ساحرون سے پکار کر آواز دی اے یارو مین لشکر ضرغام کے جاتا ہون وقت
پر تم بھی آنا یہ کہکر تیغۂ برق تاب کھینچے ہوے اسم سحر پڑھتا ہوا لشکر مین ضرغام کے آیا ساحرون کو
جا بجا اترے ہوے دیکھا ہر جگہ یہی چرچے ہین کہ معشوق کو آقا نے بلوا لیا مگر وہ انکا جواب نہین دیتی
بعض کہتے ہین انکی صورت کیا ہی وہ معشوق پری چہرہ انکو کیا قبول کریگی اسنے جمال آفتاب مثال کو
صاحبقران کے دیکھا ہی نہین معلوم کیا خطا کرکے بھری ہی کہ اسنے محبوب ہی یہ جو کافور نے سنا
غول پر اک گولہ مارا گولہ جو پھٹا برقین کڑک کڑک کر گرنے لگین جسپر برق گری دو ٹکڑے ہوے لشکر کو پامال
کرتا ہوا چلا ضرغام یہان کھڑا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور کافور سر فروش
نے بیس ہزار جادوگر مار ڈالدیے اب آپ پر آتا ہی یہ سنکر ضرغام نے ہیکل سے کہا تو بڑھکر روک مین بھی
آتا ہون ہیکل بڑھا اسوقت پہونچا کہ کافور نے لشکر مین مہلکہ ڈالدیا ہزار ہا ساحر جلا دیے طبقے زمین کے
ہلا دیے ہیکل نے للکارا او کافور بس ان غریبون پر کیون بدعت کرتے ہو چھٹاؤن کے خون سے
کیون ہاتھ بھرتے ہو ہم تمھاری بیٹی کو اٹھا لائے ہمسے مقابلہ کرو سحر و ساحری بڑی چیز ہی یہ کہتا تھا
کہ کافور اسپر جا پڑا ہیکل نے کئی حربے کیے کافور نے خیال بھی نہ کیا جب اشارہ کیا سحر باطل ہو گیا جھولی
پر ہاتھ ڈالکر کچھ اشیاے سحر نکالے او نامرد کہکر پھینک مارے اک برق کڑک کر گری ہیکل کے دو ٹکڑے
ہوے اور مصاحبون کو ضرغام نے بھیجا کہتا ہی یارو مین کیا جانتا تھا نہین تو راتون رات بھاگ کر نکل جاتا

مجھکو کون پاتا بڑی خطا کی دس بارہ مصاحبون نے جاکے کافور کو گھیرا ہی چہار جانب سے سحر کرنے لگے
کافور نے جسکو گولہ مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی غرق زمین ہوا ضرغام نے جو یہ خبر سنی
اسنے عرصے مین اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت آکر پہونچا کہ لشکر بھی کافور کا آگیا دونون لشکر مل گئے
کافور نے آگ برسادی مگر یہ خبر ہرکارون نے عقاب ابر سوار کو پہونچائی کہ حضور کل جو لشکر آیا تھا
کافور سر فروش کا ہی اسکے ہمراہ اسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام اتنخو اسکو ضرغام جادو نے ہمراہ
لیا وہ نازنین معشوقہ صاحبقران ہی کسی خطا مین نکل آئی تھی ماں باپ تلاش کرکے لیچلے ہین کافور جا پڑا
حیرت جادو نے کہا ای عقاب ابر سوار ضرغام کی شراکت کرنا چاہیے ہمارے ملک کا ساحر ہی علم
نیرنگ سے بخوبی ماہر ہی عقاب نے کہا ہم نہین کیا مطلب حیرت نے کہا واہ اگر یہ اندھیر ہی تو سلطنت کو
یہ قتل کریگا یہ کہکے حیرت خود اٹھی عقاب نے ہان ہان کہکے روکنا چاہا حیرت نے نہ مانا کوک کی بلند
ہوئی اب عقاب بھی چلا عقاب کے لشکر نے بھی تیاری کی اسوقت آکر پہونچے کہ ضرغام وکافور سے
مقابلہ پڑ گیا ہی آپسمین سحر چل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہ حیرت نے نعرہ کیا ای ضرغام
نہ گھبرانا مین آکر پہونچی ایک طرف عقاب آیا ایک جانب حیرت ایک جانب ضرغام اب کافور کو
گھیرا تینون کے سحر پڑنے لگے کافور حیرت و عقاب و ضرغام کو جواب دیرہا ہی جب حیرت نے دیکھا
کہ کافور پر سحر تاثیر نہین کرتا سبکو برابر جواب دیتا ہی زمین مین آکر ایک چیخ ماری آواز دی او آتشبار کیا
مرگیا کافور کو لینا اک شعلہ بھڑک کے گرا کافور شعلۂ آتش مین گھرا ہر چند چاہتا ہی نکلون ممکن نہین ہوتا
گلشن اسکی زوجہ بھی پہونچی خاوند کو بیچ مین آگ کے دیکھکر تڑپ کے گری چاہا سحر کرون شوہر کو لپٹے
لے نکلون مگر حیرت نے اشارہ کیا غنچۂ دہن سے پھول برسانے شعلہ ہاے آتش نے گلشن و کافور
کو گھیر لیا دونون زن و شوہر کیسے کیسے سحر کرتے ہین چاہتے ہین آگ سے نکلین آتش دمبدم زیادہ ہوتی ہی
جاتی ہی شعلے بھڑک رہے ہین جب حیرت سحر کرتی ہی جوش دریاے آتش بڑھتا جاتا ہی حیرت جادو
نے ضرغام کو آواز دی لشکر کو دیکھو لے یا تو لشکر کافور فوج ضرغام کو قتل کر رہا ہی اب جو ضرغام نے
بڑھکر سحر کیا فوج کافور قتل ہونے لگی دونون شاہزادے جمہور و منظور یہ تو دونون غیر ساحر ہین برائے
مدد کافور آئے تھے آکر اس بلا مین پھنسے کہ دریاے آتش جوش مار رہا ہی ایک مقام پر یہ بھی دونون
پھنسے ہر چند گھوڑے دوڑاتے ہین دریاے آتش کا جوش نہنگان دریا کا خروش مچھلیان تڑپ کے
نکل رہی ہین کئی ہزار آدمی لشکر کافور کے کام آئے قضاے کار صاحبقران زمان نے قلعۂ خرم حصار
پر عرصۂ دراز تک زن و شوہر کا انتظار کیا جب یہ پلٹ کر نہ آئے ایک دن واسطے شکار کے نکلے تھے کہ صحرا
گرد اڑتی دیکھا کہ بہرام مقبل و دیگر سرداران صاحبقران وقت پر آکے پہونچے صاحبقران نے
ایک ایک کو گلے سے لگایا حال فتاحی طلسم بقراط بیان کیا اور قتل ابلیس کا بھی ذکر کر دیا سب نے
عرض کی کہ خدا حضور کو مبارک کرے انشاء اللہ اسیطرح سے طلسم نور افشان بھی فتح ہوگا ایرج نے
فرمایا عرصہ ہونیکا بڑا قلق ہی بیوجہ کے جھگڑے مین پھنسے ابتک تا بہ نور افشان پہونچے مگر گردش فلکی سے
عجب عجب سامان گذرے خیر پروردگار نے انجام بخیر کیا سبکو لیکر ضرغام حصار پر آئے تیاری ہوئی نقر
فریدونی کوچ کیا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ کا دستور ہی کہ صاحبقران کے ساتھ چلے

دس کوس پانچ کوس آگے بڑھگئے رات دو دیہات کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جس قریے کو آباد دیکھا جشنی بنکر یا مردہ بنکر یا مرشد بنکر جیسا دو کان تحصیل کیا شام کو لشکر مین آکر ملتے ہین ایک دن جو صبح کو نکلے کوئی دیہات قریہ نہ ملا بڑھتے چلے جاتے ہین ایک پہاڑ پر چڑھگئے سر اُٹھا کر چار جانب دیکھنے لگے اس خیال مین کوئی آبادی ملے تو کوئی دو چار کوڑی کا روزگار کرین اکثر یہی ہوتا ہی جہان سُن پایا کہ گانون مین کوئی بڑا مہاجن ہی بہت سا اسباب چاندی کا رومال مین باندھا چہرے کو چھپالیا کانپتے تھراتے مکان پر مہاجن کے آکے آواز دی سیٹھ جی صاحب ذرا باہر آئیے مہاجن باہر آیا اُسکے آگے اسباب سب ڈھیر کردیا کہا بھائی اسباب لیجئے مین اُس سے معاملہ ہوا ایک مہاجن گاہک کا لوٹنے والا گھر مین سے جاکر ترازو بٹے لایا جو سوا سیر کا تھا کہا یہ سیر ہی یہ تو چور بنے ہوے ہین کہا بہت اچھا مہاجن نے سب اسباب تول لیا انھون نے کچھ نہ کہا حساب کرکے روپیے لے لیے سلام کرکے کہا مین پھر حاضر ہونگا مہاجن نے کہا تمھارا گھر ہی دن کو رات کو جب ضرورت ہو چلے آؤ ہزار پانچ سو کی جب ضرورت ہو لیجاؤ خواجہ تو نکلکر چلے گئے مہاجن اسباب دھوتی مین لیے ہوے گھر مین آیا جورو سے کہا کوٹھے لا مین جلدی ٹھکیا بنا لون بڑا بھولا چور تھا اُڑھتیا مین نے رکھ دیا وہ بیچارہ اچھا ہی اچھا کہتا رہا کچھ تکرار نہین کی اب بھٹی آیا کر لگا کوٹھے آکر صحن مین جمع ہوے مہاجن دھونکنی لیکر بیٹھا ہر چند کوٹھے جلاتا ہی مگر وہ اسباب نہین گلتا اب جو اُٹھا کر دیکھا سب مال پیتل کا نکلا سر پیٹنے لگا کہا صاحب مین ٹھگیا یہ چور تو بڑا مکار تھا بڑا دھوکا دیگیا اسطرح خواجہ لوٹتے مارتے جاتے ہین آج جو کوئی مقام نہین ملا پہاڑ پر چڑھے چار جانب دیکھ رہے ہین ایک طرف شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین دیکھا بہت سے جادوگر ملے ہوے اُڑ رہے ہین عمرو اُس طرف دوڑا فقیر بنکے جو آیا دیکھا کافور سرفروش و ملکہ گلشن دریاے آتش مین پھنسے ہوے تڑپ رہے ہین ہر چند چاہتے ہین نکلین آگ بجھا نہین چھوڑتی ہی ایک طرف حیرت جادو سحر کر رہی ہی اب جو عمرو نے کافور سرفروش اور اُنکی زوجہ کو آگ مین پھنسے ہوے دیکھا عمرو نے لوگون سے دریافت کیا احوال مفصل معلوم ہوا احوال سنکر گھبرایا اُلٹے پانون بھاگا صاحبقران شکار کھیلتے چلے آتے ہین کہ دیکھا عمرو بدحواس سامنے آکر پہونچا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر احترا رحکمت اقبال تو نورافشان باد ؛ گوہر مہر تو چون مہر فلک تابان باد ؛ ای شہریار غضب ہوا کافور سرفروش و ملکہ گلشن بیٹی کو تلاش کرتے ہوے ایسے مقام پر پہونچے کہ اُنکو بخیر و عافیت پایا راہ مین فتور پڑا نہین معلوم کہ حیرت کیونکر آگئی تین ساحران زبردست نے زن و شوہر کو گھیرا ہی شعلہ ہاے آتش کی طغیانی طوفان آتش کی فراوانی ہر چند دونون چاہتے ہین نکلین حیرت نہین نکلنے دیتی قیامت کے سحر کر رہی ہی یہ سنتے ہی عمرو سے صاحبقران نے اشقر بڑھایا سب سردار عقب مین چلے صاحبقران اسوقت آکر پہونچے کہ حیرت نے قصد کیا ہی کہ ان دونو کو آتش سحر مین جلادون دونون زن و شوہر مثل برق تڑپ رہے ہین صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا وہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحسام
بدین کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

عمرو نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا با شیدای کفاران بچیاوہ ای نابکاران پردغا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار خبردار آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے او حیرت تو کہان سے آگئی زنجیر موت کی پانون مین پڑی اب کہان جائیگی حیرت نے

نعرہ امیر کی صدا سنکر کہا ای عقاب بھاگو حمزہ اور عمرو آگئے عقاب نے کہا بھاگنا کیسا مین ہین دونون کو
مارے لیتا ہون حیرت نے کہا ای عقاب واسطہ سامری و جمشید کا نکل چل انکے قتل کا نام نہ لے سامری
و جمشید کی روح کانپتی ہی ہو بولے وہ دیو خداوند بھاگے ہین جس سے فریاد کروگے کوئی نہین سنیگا عقاب نے
کہا مین صورت تو حمزہ کی دیکھون کہ کیسی صورت ہی ایک سحر مین دیوانہ بنا دونگا ہر چند حیرت نے
کہا عقاب نے نہ مانا بھاگے لشکر والون سے کہا بھاگو حیرت کا لشکر تو بھاگا مگر ضرغام جادو واپنے زعم یہ
جانتا ہی میرے سحر سے کافور پھنسا ہی صاحبقران جیسے ہی اگر پہونچے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا کافور نے بھی دیکھا
کہ آگئے نامدار آگئے یہان بہت بڑا رن پڑا ہی ہزار ہا ساحر لڑا ہی ضرغام نے جو دیکھا کافور نے زبان اپنی
آگ ساری غائب ہوگئی سحر کرتا ہوا چلا امیر جو تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے ہزارون ساحر قتل کیے
خواجہ عمرو جادوگرون کی کمر ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی ملی خوش ہوگئے اگر ہمیانی نہ ملی ایک
آگ رلیا ایک لات ماری اور کہا دو ہی عمر بھر نوکری کی غازیون کے حق کا کچھ نہ رکھا آخر بذلت موت کا مزہ
چکھا کسی ساحر پر کمند ماردی کسی پر حباب کسی پر حقہ آتشبازی داغا دغا باز کو جلا کر مارا عمرو لڑتے ہوے
طرف ضرغام کے چلے کافور نے پکار کر آواز دی حضور تکلیف نہ کرین مین اس ناری سے سمجھ لونگا یہ
کہکے کافور بڑھا صاحبقران غول پر ساحرون کے جا پڑے ملکہ گلفام آتشخو خیمے سے دیکھ رہی ہین
صاحبقران کو دیکھا نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر کو ایک ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے
کیے اسم اعظم ورد زبان جب باواز بلند پڑھتے ہین سحر ساحرون کا الٹا پلٹتا ہی صدای اسم اعظم الٰہی سے
ساحرون کا کلیجہ پھٹتا ہی ملکہ گلفام دیکھکر تعریفین کر رہی ہین فرماتی ہین ماشاءاللہ صاحبقران زمان
کس زور و شور سے لڑ رہے ہین حیرت تو پہلے ہی بھاگی امیر کا نام سنکر ڈر گئی ہوشربا پر شکست آئی
چکی ہی اسی خیال سے بھاگی مقابلے مین صاحبقران کے نہ ٹھہری مگر ضرغام پر کافور جا پڑا آتشین
سحر ہوے کافور نے غصے مین ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ چمکا تڑپ کر ضرغام پر گرا ضرغام کے
ہر سر مو دہن ہوے سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اعضاے جسمی مثل ہیزم خشک جلنے لگے ہر چند ضرغام
بجھاتا ہی چیختا ہی لیکن آگ نہین بجھتی ہی آخر جل جل کر خاک ہوا جیسا کا قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من ضرغام جادو بود لشکر والے بھاگے امیر کے لشکر نے خیمے لوٹ لیے خزانے پر عمرو نے قبضہ
کیا امیر سے آکر کہا خزانے مین خاک اڑ رہی ہی جھنجھی کوڑیان پڑی تھین مین نے جنگل مین پھکوا دین امیر
نے فرمایا خواجہ یہ بات اچھی نہین ہی غازیون کے حق و مال پر قبضہ نہ کیا کرو عمرو نے کہا غازی تھان پر پہنچا یا کرتے
ہین امیر نے فرمایا خواجہ خیمے مین ملکہ گلفام بیگم کے جاؤ مگر امورات گذشتہ کا ذکر نہ کرنا شرمندہ ہوگی مین
طعن و تشنیع کرنا نہین چاہتا جو مین نے آرزو کی میرے پروردگار نے قبول کر لی لیجیے لوح مدد غیبی سے ملی
طلسم بھی فتح ہوا اب حجاب کیسا عمرو چمپیٹا اسوقت پہونچا کہ ملکہ گلفام آتشخو سر سجدے مین رکھے فتح و
نصرت صاحبقران دعا مانگ رہی ہین کبھی فرماتی ہین کہ نظم

زردی رخ از نرگس بیمار تو دارم
تفسیدہ لب از زخم یکے قطرہ تمنا
بلبل بنوا سنجی منقار تو دارم

چون شانہ دل چاک و پریشانی خاطر
از آب دم خنجر خونخوار تو دارم
خاموشم و نقد دل و جان سخن امروز

خارے بجگر از گل رخسار تو دارم
از پیچ و خم طرۂ طرار تو دارم
بر بوئے گلے بستم و نالان و دل افگار
ای ہمسران تہمت گفتار تو دارم

خاموشم و گنج گہر اشک بدامن
بس روز سیاہی ز شب تار بود ارم

از بہر نثار سر گفتار بود ارم
آن سنگدل آخر سر بالین تو نامد

تا زلف فرو شعلہ بہ عارض چون ماہ
حیرت زدہ از مردن دشوار تو دارم

عمرو نے جاکر آواز دی بھائی صاحب مزاج تو اچھا ہی آپ کیون بیقرار ہوتے ہین صاحبقران آتے ہین ملکہ خواجہ کو دیکھکر رونے لگین کہا خواجہ کچھ حال تو بیان کرو کہ طلسم کیونکر فتح ہوا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی ملکہ نے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز وای مالک بے نیاز تو نے کیا رحم کیا کہ صاحبقران کو لوح ملی طلسم فتح ہوا ابلیس ملعون مارا گیا

نظم

زمین پیدا زمان پیدا مکین پیدا مکان پیدا
بطاعت شود ز ذرہ روشن نیر تابان
بر آن غنچہ کہ شد در رہ بہار بوستان پیدا
وجود ت بود موجود ای وجود عالم ہستی
گرا نشیان راہبر ہوئے بدان گردد زبان پیدا
بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان
نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا

تو ای کز لامکان کردی ہمہ کون و مکان پیدا
ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر جانان را
نہ بد دقیقہ در ایجاد از ہستی نشان پیدا
چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت
بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا
تو نقش اہل صورت را بلوح امتحان کردی

تو کردی ای خداوندے جہان ملک جہان پیدا
تو ای کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
خبر از رنگ و بوئیت بید ہند گلشن و دوران
بحکمت در دہان بے زبان کردی بیان پیدا
تواند کہ گوید شکر نعمات خداوندی
بدل راحت بجان طاعت بتن گردد توان پیدا
بہ بتخانہ ز روے بت اگر تو جلوہ ننمودی
تو کردی بدار الملک ہستی این و آن پیدا

یہ اشعار پڑھکر شکر یہ پروردگار ادا کیا گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای خواجہ مین صاحبقران سے اسقدر شرمندہ ہون چاہتی ہون زمین مین گڑجاؤن صاحبقران کو یہ روے نحس نہ دکھاؤن عمرو نے کہا ملکہ اسکا ذکر نہ کرو گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط بخدا صاحبقران کو اسکا خیال بھی نہین یہ ذکر تھا کہ امیر حمزہ بھی تشریف لائے ملکہ نے شرماکے سر جھکایا عمرو باہر چلا گیا امیر نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ملکہ کیون شرماتی ہو جو کچھ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ ہستی پر مرقوم کیا وہ ہوا حجاب کیسا ملکہ قمر پیکر تمھاری بہت مشتاق ہین ملکہ گلفام نے کہا مین خود انکے دیدار کی مشتاق ہون بہرام نے لاکر محافۂ زرین ملکہ قمر پیکر کا اسی خیمے مین اتروایا ملکہ گلفام بڑے ذوق وشوق سے قمر پیکر سے ملین لشکر صاحبقران کا اترا کافور تر فرش سے حمزہ نے فرمایا ہمنے تمکو سلطنت طلسم بقراط دی زن و شوہر جاکے سلطنت کرو دونون نے عرض کی آقاے نامدار مولا قدر شناس آپ براے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین غلامونکا ساتھ رہنا بہتر ہی صاحبقران نے فرمایا میرے قاعدے کے خلاف ہی قوانین کا مضمون صاف صاف ہی تم میرے ساتھ نہ چلو ان دونون نے کہا امیر نے قبول نہ کیا گلفام و قمر پیکر کو انھین کے ساتھ کیا کہا انکو بھی لیجاؤ انشاء اللہ بحول قوت الٰہی جب طلسم نور افشان کو فتح کرکے واپس آئینگے ان سب کو لے لینگے تمسے بھی بوجہ احسن ملاقات کرینگے مجبور و لاچار کافور و گلشن فوج ساحران ساتھ لیکر طرف طلسم بقراط کے روانہ ہوے فقط ملکہ گلفام سے ایک شب صحبت رہی وہ رات راگ و رنگ مین گذری جب صاحبقران رخصت ہونے لگے گلفام قمر پیکر بہت روئین امیر نے فرمایا صاحبو انصاف کرو کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر قید ہوے کئی فرزند بھی ہمارے جاکے پھنسے ایرج نوجوان نور الدہر بن بدیع الزمان و قاسم عالیشان سب جاکر قید ہوے سبنے بڑی بڑی بہروپی کی مگر کوئی فاتح طلسم نہ ہو سکا مین خواجہ زادون سے پوچھکر چلا ہون انشاء اللہ جاکر طلسم فتح کرونگا کوکب روشن ضمیر کو چھڑاؤن تم لوگ تردد نہ کرو خط خطوط آئینگے اگر محل یاد کرونگا تو خواجہ کو روانہ کرونگا لاچار مجبور قمر پیکر نے دامن امیر کا

تمام لیا یا اشعار پڑھنے لگیں نظم

دیکھیں جنسم درونہ پیکِ تمک نظر نہو
ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
معشوق وہ ہے زاہد مفلس کو یا یہی
جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ
حسرت مجھے قبول اگر اسقدر نہو
پائے طلب شکستہ نکو تاہ دست شوق
کیسی بُری بنے جو گلہ بے اثر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجیے شوق سے پر بزم غیر مین
شرمندہ آہ شب سے دعائے سحر نہو
مومن ہوا رقیب حذر اے صنم پرست

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو
پیراشگاف سینہ تا چاک در نہو
فریاد بیگناہ کشی جسا بجا کرون
قطع تعلقات کس امید پر نہو
ہو خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
مین کیا کسی سے صبر مجھے دیکھکر نہو
سودا ہے مجھکو گرمی بازار عشق کا
ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
ہے آرزوے مرگ کی بے التفاتیان
طول امل سے قصہ مرا مختصر نہو
جب فرق بے کلاہ ہوا چین آگیا
اتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو
اب لیجیے آہ تاب گسل ہر جفا کے ساتھ
ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

یان جان پر بنی ہے ترے دل مین اثر نہو
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
گر وہ ہم جان نثاری پیغامبر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
اے گردش زمانہ کبھی تو تغیر آئے
اسکا گمان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا دم
جینا مرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کیسے تو مرجائین ہم ابھی
راحت زیادہ تر ہو اگر تن پہ سر نہو
سوتے سے اٹھکے ہین یہ اب نجائین وہ
جب جان سے گذر گئے پھر دور گذر نہو

امیر نے فرمایا ملکہ بس ہمیر فراق تا گوارا گذریگا غریب الوطنی ارادہ طلسم کشی ملکہ نے لاچار دامن چھوڑ دیا صاحبقران نے نقارہ بہرام کو حکم دیا انالابارگاہ کا لدا صاحبقران بصد شوکت و شان سمت طلسم نور افشان روانہ ہوے عنقریب کرونت پہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ عقاب ابر سوار کے ساتھ طرف طلسم ہوشربا کے جاتی ہین چالاک بھی بصورت مبدل انھین کے لشکر مین موجود ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی یہی وقت میکشی ہے
وہ جلوہ نما ہے لال بادل
ساقی کو ہے امتحان منظور
ہر رند بھی پکارتا ہے
ہو دورۂ جام بادہ خواران
جون پہ جو طور دخت رز ہے
ہین دختر رز کے یار حاضر
ہے مجمع رند بادہ نوشان
کیا نشے مین امتیاز ہوگا
رندونکو تو دلھن تری سجی ہوئی ہے

کالی دیکھو گھٹا اٹھی ہے
سبزہ ہے برنگ سبز مخمل
ہے پیر مغان تو سخت مغرور
ساقی مرا دماغ کھلا ہے
ہے لطف یہ انتظار یاران
کرتا ہے منازل ہوس طے
سامع ہے کوئی تو کوئی ناظر
ہے پیر مغان بہت خروشان
اب توبہ خراب ہو گا
کیون دختر رز کھنچی ہوئی ہے

گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
مے خوار کو دھن ہے میکشی کی
مینائے قلم ہے سر بجوش
ہے جوش بہار آج صندلی پران
ہر سمت سے بادہ خوار آئے
کیا دختر رز سے وصل ہوگا
عاشق کوئی چال پہ بنا ہے
شیشے بھی تو اب اُبل رہے ہین
ہے ساقی رازدار میرے
شیشے سے نکل کے خندہ زن ہے

بجلی ہر بار کوندتی ہے
لو دختر رز دلھن بنے گی
لو جھوم رہے ہین آج مے نوش
ہون ایک جگہ یہ جمع یاران
ساقی کو بھی اپنے ساتھ لائے
جو ہوتا ہے آج وصل ہوگا
دل تیر ستم سے کیون چھدا ہے
بے پاؤن کے جام چل رہے ہین
وہ شاہد گلعذار میرے
اک جام شراب کا پلا دے

ہم عاشق روے ہیمبر ہین — ہم طالب مہر ای قمر ہین
ای نخل مراد باغ الفت — ای شمع ہدایت مودت
ہم سند ہین میکشون مین مشہور — کیون پیر مغان ہے ہمسے رنجور
کیا دختر رز چھپی رہیگی — انجام کی آفتین سہیگی
یہ ابر سیاہ آکے برسین — اک جام کو بادہ خوار ترسین
ساقی کوئی جام مے عطا کر — لانے ہو یہان بلا بلا کر
کیا عذر ہے مے کدے مین ساقی — دے جام جو رہ گیا ہو باقی

ای محرم راز مے پرستان — ای حافظ جان تیز دستان
تسکین دہ عاشقان ہے ساقی — بھر جام جو شیشہ مین ہو باقی
کیون مہر ہے شیشہ ہاے مے پر — آگاہ ہے ساقی سمن بر
کیا پیر مغان کو رشک ہوگا — ہر قطرۂ مے جو اشک ہوگا
موقوف ہوئی جو بادہ خواری — ہے پیر مغان کو بیقراری
ساقی مے لالہ گون پلادے — پھر دختر رز کا تو پتا دے
جام راحت فضا پلا نا — میخانے مین شور و شر مچانا

چہرۂ رہروان منازل صحرائے حیرت وطی کنندگان جادۂ پر ہول حسرت و مصیبت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج خوش اراباب سحر بیتین نے نگارند خوغاے سحر داستان امیر حمزہ مین تحریر کرچکا ہون کہ جسوقت صاحبقران کی صدا حیرت جادو نے سنی رنگ رو متغیر ہو گیا عقاب کے بھی ہوش اڑگئے آخر باہمین صلاح ہوئی ملکہ حیرت جادو نے بیقرار ہو کر عقاب سے کہا صاحب اب کل جلد ملنا حمزہ کی صدا آئی عقاب نے کہا کہ حمزہ کو یہین مار لینگے سحر کرکے گرفتار کرینگے حیرت نے کہا صاحب مین کبھی یہ صلاح نہ دونگی لو اور غضب ہوا اس نگوڑے موذی کا نے کی بھی نعرے کی آواز آئی جسکے نام لینے کی ممانعت ہے ہرچند عقاب نے چاہا ٹھہر دن حیرت نے نہ مانا مع لشکر بھاگ نکلی عقاب تو اسکی راے کا پابند تھا یہ بھی گیا اسدن دو منزل کیا لشکر بیحساب ساتھ ہے راہ مین عقاب نے کہا ای ملکہ عالم مجھے افسوس کی بات ہے ان لوگون پر لشکرکشی بھی کی ہے انکے نام سے ایسا ڈرتی ہو نعرہ سنتے ہی ایسے ہوش و حواس پراگندہ ہوے مین سنا کرتا ہون کہ راستہ بھی چھوڑ تمنے ایسا گھبرا دیا سیر لشکر پیچھے رہگیا لشکر نے تمھارا ساتھ دیا مین نے اکثر اس راہ کو طی کیا ہے آج پتہ سراسر خلاف ہے حیرت رونے لگی کہا ای عقاب ہاتھ سے مسلمانون کے وہ صدمے اٹھائے ہین اگر اسکا ذکر کرون صدہا کتابین ہو جائین منشی احمد حسین صاحب قمر کہ ناظم و نثار بےمثل ہین نہایت اختصار کیا عبارت آرائی نہین کی سات جلدون مین تحریر ہوا ہے مین تمھارے سامنے کیا ذکر کرون جو جو امور رات مین نے آنکھون سے دیکھے صرصر جادو آئی فتح کرلی پھر الٹا شکست ہوگئی اب کیا کہون شعر

مرغ دل را در محبت قصد صیادی بس است — طفل صاحب فہم را تعلیم استادی بس است
بہر اقفان عندلیبان سرو آزادی بس است — طرۂ حسن بتان را حاجت مشاطہ نیست
از دیاری دوستی در نامہ و پیغام خیست — دوستان در دوستی از دوستان یادی بس است
در دسند عشق را انداز فرہادی بس است — چون بناے طاق کسرے رو بویرانی نہاد
گر تمید ستم ز اسباب جہان مخفی چہ غم — حاصل کون و مکان عشق پریزادی بس است
بشگفد گر غنچۂ گل در چمن گو نشگفد — شانۂ گیسوی سنبل جنبش بادی بس است
نالہ ہاے کوہکن در بیستون از بہر چیست — طاق ایوان ہوس را طرح بنیادی بس است

عقاب جادو نے کہا ملکہ حقیقت مین تمنے بڑے صدمے اٹھائے شوہر کا مارا جانا طلسم کا لٹنا گھر بار کا چھٹنا جو کچھ تصور نہو جاتے ہے اب دیکھو مضبوط رہو مین ان بھیاؤن سے سمجھتا ہون ایک ہی سحر مین قیامت برپا کردونگا بڑی نازک بات یہ ہے کہ جنسے مقابلہ کرنا ہے انکا یہ خوف حیرت کسی ہے سمجھا جائیگا جس مقام پر اترے ہین قریہ سامنے معلوم ہوتے ہین زمیندار زراعت کی حراست کررہے ہین جسکے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہر بھی قریب ہے بیرون بارگاہ عقاب نے تخت درست کرایا کچھ کرسیان بچھوا دین بیرون بارگاہ آکر بیٹھے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص

گھوڑے پر سوار زمیندار وضع دس بارہ پاسی تیر کمٹھے لیے ہوئے زمیندار ایک انگوچھا سر پر ڈھال پھینگا باندھے ہوئے
برچھے باندھے ہوئے کہانے ٹٹو پر سوار اسی جانب آتا ہی لشکر مین آکر داخل ہوا پوچھتا ہوا کہ لشکر کسکا ہی مالک کا کیا نام ہی
یہان اُترنے سے کیا کام ہی لوگون نے کہا **عقاب ابر سوار** ۔ ملکہ حیرت سفر کرتے ہوئے کہین جاتے ہین یہ سنکے
زمیندار نے کہا لشکر اپنا تیار کرو پرائے مقام پر آکے اُتر پڑے ابھی چلے جاؤ کوئی زمیندار کو کچھ جواب نہین دیا
جب زمیندار سامنے **عقاب ابر سوار** کے آیا **عقاب** نے کرسی دی یہ کرسی کا احمق بیٹھا بیٹھتے ہی کہا اے بادشاہ
ہمارا بادشاہ یہانسے پانچ کوس پر قلعہ ہی **منصور حرامی** نام ہی یہ سب صحرا قریات اسی کے قبضہ مین ہی کسی کو
حکم نہین کہ اس صحرا مین اُترے ہماری زراعت کی بربادی ہوگی لہذا آپسے دریافت کیے اُتر پڑے ہم التماس
کرتے ہین کہ کچھ آپ کو سزا نہین دیتے ورنہ اس عورت کو چھین لینگے اپنے بادشاہ کو جاکر نذر دینگے گوری گوری
صورت سونے کی مورت کو دیکھ کے ہمارا بادشاہ بہت خوش ہوگا ورنہ ابھی اُٹھکے چلے جاؤ **عقاب** نے کہا
ہمارے ملازمون نے آپکے کسی کھیت کو ہاتھ تو نہین لگایا بلکہ نگاہ اُٹھاکے نہین دیکھا ایک رات بسر کرنے واسطے
ٹھیرے ہین صبح ہوتے چلے جائینگے زمیندار نے کہا یہ نہوگا ہم ابھی اس عورت کو لیجائینگے یہ کہکے اُٹھا چاہا کہ
ہاتھ پکڑلے **حیرت** نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر زمیندار کا اڑ گیا جیسے ہی زمیندار مرکے گرا اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام تن **تخم جادو** وہ دو ساحر جو سامنے کھڑے تھے **حیرت** و **عقاب** پر تیر مارنے لگے **عقاب**
نے ہاتھ ہلا دیا تیر کٹ کٹ کے گرنے لگے **غصے** مین **حیرت** نے ملازمونکو جھڑکا ارے ان بدذاتون کو مارو دونون
ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے اُنپر بجلی تیغ تاریخ مارے سب پاسی مارے گئے لاشہ زمیندار بھی پڑا ہی پاسیون کی لاش
ایک جانب کہ آسمان پرسے اک طائر پیدا ہوا **عقاب** نے حکم دیا ہی کہ اسکی لاش یہان سے پھینکدو جادوگر چلے
ہین کہ لاش اسکی اُٹھا کر پھینکدین کہ طائر جو آسمان سے آیا تھا اُسنے سکے لاشونپر چیخ مارا آواز دی یا خداوند
صنم گویا آپکے بندونپر یہ بدعت آپکی رحمت سے دور ہی یہ عورت بڑی مغرور ہی **تخم جادو** کو اسنے بیدردی سے
مارا **عقاب** دیکھ رہا ہی کہ وہ زمیندار یا تو پڑا تھا سر الگ جسم الگ سر اچکتا ہوا قریب جسم کے آیا جسم سے آکے
مل گیا طائر نے آواز دی او **تخم جادو** کیون پڑا ہی جو بویا وہی آگا تیر مارنے والا سرسبز نہوگا اُٹھ جا مالک کو اپنے
اطلاع کر خداوند **صنم گویا** سزا دینگے یہ جو طائر نے کہا زمیندار اُٹھ کھڑا ہوا آستیان گستیان کرتا ہوا اپنے ٹٹوے
پر سوار ہوا پاسی بھی سب اُٹھ کھڑے ہوئے **عقاب** کے یہ معاملہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے اب زمیندار نے بھی
کچھ نہ کہا یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم کاہیکو سرکشی کرین خداوند **صنم گویا** سمجھ لینگے **عقاب** یہ عجائب و غرائب دیکھکر
حیران ہوگیا کہتا ہی اے ملکہ عالم آپنے یہ شعبدہ دیکھا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہانسے اُٹھ چلیے یہانکے
لوگ علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہین دیکھا آپ نے کیا کیا شعبدے دکھلائے **عقاب** نے کہا ایسا نہو کہ
اور کچھ خرابی پڑے طائر کو دیکھکر میرے بھی ہوش اُڑے اب اور زیادہ تردد بڑھا یہ تو ظاہر ہی کہ یہ لوگ
ساحر زبردست ہین **حیرت** نے کہا اب اسوقت جانا ممکن نہین مگر زمیندار پاسیونکو ساتھ لیے ہوئے
قلعہ **منصوریہ** مین پہونچا شہر مین نوبت نقارے بج رہے ہین وضیع شریف و ملازمان **منصور** و رعایا وغیرہ
وسط شہر مین اک دیر کلان ہی ایک پتلہ سونے کا انسان کے برابر تخت پر بیٹھا ہی سب پوجا پاٹ کر رہے ہین
مگر وہ سونے کا پتلہ مثل انسان کے سب سے باتین کر رہا ہی جسنے جو غرض اپنی عرض کی پتلے نے جواب دیا
اچھا یہ مطلب ہوجائیگا **منصور** در دیر پر ٹہل رہا ہی کبھی اپنی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی وزیر ایم

شیر سب حاضر ہین کہ **منصور** نے دیکھا زمیندار سامنے سے آیا منصور نے پوچھا ای تخم جادو آج خلاف وقت کہان آئے اُسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اُسکے ساتھ لشکو دیدو حمری ہر چند مین نے کہا وہ لوگ نہین مانتے منصور نے زمیندار کا ہاتھ پکڑلیا اندر دیر کے آیا اپنے کو گرادیا عرض کی دہائی ہی خداوند صنم گویا کی مجھکو عورت نے مارا مین مرگیا میرے ساتھ کے پاسی مارے گئے مگر آپکی رحمت سے پھر زندہ ہوا وہ جو عورت ساتھ ہی اُسکے عجائب وغرائب عرض نہین کرسکتا لاکھ لاکھ طرح سے مین نے اُسکو سمجھایا لیکن اُسکے ذہن مین نہ آیا سرکشی پر آمادہ ہی آپ کی نسبت کلمات سخت کہے یہ کلمہ کہا صنم گویا کیا چیز ہی اُسکا پوجنے والا بدتمیز ہی لشکر اُنکا آتا ہوا ہی تمام کھیت پامال ہوئے کئی درخت گرادیے بے ادبی یہ ہی کہ کھانا پکارہے ہین چولھون مین آگ جلارہے ہین آپکی علامات سے خلافت ہی زمین جل رہی ہی درختونکو صدمہ پہونچا یہ جو زمیندار نے کہا سونے کے پتلے نے آواز دی کہ زمین تحت کی کہا او تخم جادو تو ایسا ذلیل تھا کہ عورت کے ہاتھ سے مارا گیا وہ طائر نہ تھا فرشتۂ قدرت تھا کہ جسنے تجھکو زندہ کیا یہ بھی ہمکو معلوم ہوا کہ **عقاب** ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات ہی اُسکے سحر و ساحری کی کرامات ہی قدرت کے سامنے کیا زبان ہلا سکتا ہی ابھی اس عورت کو بلواتے ہین اپنے قبضے مین عورت کرینگے یہ کہکر اُس سونے کے پتلے نے ایک دستک دی زمین سے ایک طائر پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا ہوا لب پر تعریفین خداوند **صنم گویا** کی ای خداوند صنم گویا تیری قدرت سے سب چیزین قائم ہین وہ لوگ آپکی قدرت سے آگاہ نہین ورنہ اُنکی کیا لیاقت ہی ایک دیا بر بجھا جاے وہ انکو اسطرح سے سمجھاے نظم

دار اے مرد مومن ہر زمان
کن بخلوت بندگی شام و سحر
راز دل ظاہر مکن با ہیچ کس
ہست چون رازق کفیل و دستگیر
صورت دلدار صاف آید نظر
در جہان گردد عیان ہر روشنی
ہند یا صبر و قناعت پیشہ کن

بر زبان اقرار در دل اعتراف
پا مکش بیرون ز کنج اعتکاف
دائما پرہیز کن با انکشاف
ہست لا حاصل غم و رنج کفاف
از کدورت باشد ار آئینہ صاف
حالت ہر انقباض و انکشاف
باش امین در مقام لا تخاف

سینہ خود کن بہر صفا و سینہ صاف
در زمان راستبازی پیشہ کن
شو موافق در جہان با نیک و بد
بر زبان خود مسیارا ز بیک و بد
رزق تو خود میرسد نزدیک تو
حضرت ستار و غفار الذنوب
آگاہ باشد پرتو افگن آفتاب

دور کن از دیدۂ روشن غلاف
ناتوانی شو نہ از حق بر خلاف
تا مدار و با تو کس عزم خلاف
کفر و بہتان و دروغ و کذب و لاف
گر بود پوشیدہ زیر کوہ قاف
میکند جرم گنہگاران معاف
گاہ رد و پوشد بکنج انکشاف

طائر نے اسطرح زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھے ایمان

ذیر مبہوت ہوگئے **منصور** حیرانی بت کے گرد پھرتا ہی کبھی قدمونپر سر رکھتا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوند تیری قدرت کے نثار سب جن وانس طائران بے زبان آپ کے حکم مین ہین بیشک آپ ہی نے سبکو پیدا کیا پتلہ سونیکا ہنستا ہی کہا ای منصور طائر قدرت نے خوب کہا ایک آدمی پہچاننے جائے اُس عورت و مرد کو سمجھاے کرامت تو قدرت کی دیکھ چکے کہ مردے کسطرح اُٹھکر چلے آئے مارنا اُنکا بیکار رہا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی اسی طائر کو حکم دین اس عورت کو جاکر اُٹھالائے ای **منصور** قدرت دیکھتے ہین کہ وہ عورت بڑی ساحرہ ہی مگر طائر قدرت کے سامنے کچھ اُسکا زور نہ چلیگا طائر نے کہا یا خداوند آپ نے مجھکو ایسا پرندہ پیدا کیا ہی اگر حکم ہو کہ ایک پر کے اوپر پہاڑ کو اُٹھالاؤن **منصور** وزرا کو ساتھ لیکر دربار مین آیا ایک ملازم کو بلایا کہا اُس لشکر مین جاؤ مالک لشکر کے سامنے اوصاف خداوند کے بیان کرو کہ خداوند صنم گویا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جو مسلمان وحدہ لاشریک لہ کہتے ہین ہم بھی اکیلے ہین بس بہتر یہ ہی کہ جلد آکر حاضر ہو خداوند صنم گویا کو سجدہ کرو ورنہ قیامت بپا کردونگا وہ عورت بڑی خطاوار ہی قدرت اپنی زبان سے فرما چکے ہین جس شخص کو اُسنے کہا اور پیغام دیا ہی

زرد چوب جادو اسکا نام ہی بادشاہ کا پیغام لیکر چیلا حیرت تخت پر عقاب نگل زرین پر بیب افسران فوج
حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی یہ قلعہ منصور بڑے عجائب و غرائب کا مقام ہی کہ عرض ہوئی ایک شخص بھیجا ہوا بادشاہ
منصور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کریگا عقاب نے کہا بلالو زرد چوب جادو اندر آیا عقاب کی
سلام کیا حیرت کو بنگاہ غور دیکھنے لگا کبھی ہنستا ہی کبھی مسخراپن کرتا ہی عقاب نے حکم دیا ملازمون نے کرسی
درکی اُسپر بیٹھا صنم گویا کی تعریفین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای بادشاہ عالیجاہ حقیقت مین خداوند صنم گویا کو آپنے
نہین پہچانا زمین آسمان سب اُنھون نے پیدا کیا دیکھو ایسے بڑے بڑے پہاڑ پیدا کیے ایک طائر بنایا ہی اگر
حکم دین تو بڑے پہاڑ کو وہ طائر اپنے پر پر اٹھالے اگر قدرت کی نگاہ قہر و غضب ہو اشارہ کرین تو آسمان پر
جلائے تارونکا زمین پر فرش ہو زمین رشک عرش ہو بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ لوگون نے قدرت کو
نہین پہچانا خود قدرت نے فرمایا ہی کہ آپ لوگ آئیے آکے سجدہ کیجیے جو آرزو دل کی ہو وہ پوری کیجائے تمھارے
باب مین فرمایا ہی کہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب ہی ابھی اُسکا شباب ہی قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین آرہینگے
سوا اسکے اگر اور کچھ ارادہ کیا تو کل صبح کو حیرت باغ قدرت مین ہوگی حیرت نے کہا بیہودہ کیا بکتا ہی ای
صنم گویا کوئی زبردست ساحر ہوگا یا دیو ہو تو عجب نہین ہم ایسے پروردگار کے مطیع ہوے کہ کسی مذہب
پر ہماری توجہ نہین سامری و جمشید سے زیادہ کون ہی ان صنم گویا کو بھی سامری و جمشید نے بنایا ہوگا
یہ طاقت دیدی کہ خداوند بن بیٹھے یہ سنکر زرد چوب غصے مین سرخ ہوگیا ہاتھ بڑھایا کہ حیرت کی گردن کو
پکڑلون حیرت نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اسکا اُڑ گیا لاشہ تڑپا زمین سے آواز آئی ای طائر قدرت ہمت
خداوندی دکھائیے اس مردے کو جلائیے وہین طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے آکے عکس ڈالا زرد چوب جادو
زندہ ہوکر اٹھا کہا ای ملکہ حیرت جادو آپ منظور نظر خداوند صنم گویا ہین بیشک حسن و جمال مین یکتا ہین آپ سے
بے ادبی کی سزا دیتا مگر لحاظ سے ہاتھ نہین اٹھتا یہ کہکے پرواز پیدا کیے قلعہ منصور کوہ مین آیا منصور حرامی
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زرد چوب جادو سبکو ساتھ لیکر آئیگا کہ زرد چوب بھی آکے پہونچا کہا ای شہنشاہ وہ لوگ
بڑے سرکش ہین ایک بات مین بی حیرت بگڑ گئین مجھکو طمانچہ مار دیا مین مرکے زندہ ہوا طائر قدرت نے آکر عکس ڈالا
غصہ مجھکو بھی آیا قدرت نے فرمایا تھا کہ قدرت اُسکو اپنی معشوقہ بنائینگے اس خیال سے کچھ نہ کہ سکا یہ سنکر منصور
اٹھا یکہ و تنہا اُس دیر مین آیا گرد دیر کے ہزارہا گھنٹے نواز ناقوس نواز بیٹھے ہین کیا مجال جو ایک سے ایک بات کرسکے
سب خاموش بیٹھے ہین منصور اکیلا دیر مین گیا قدمونکو بوسہ دیا گرد پھرا ہاتھ باندھکے سامنے کھڑا ہوا عرض کی یا
خداوند وہ لوگ بڑے سرکش ہین عورت شعلہ جوالہ ہی زرد چوب کو بھی مار ڈالا ہی آپ کی رحمت نے زندہ کیا یہ سنکر
صنم گویا نے کہا ای منصور اب انکو جانے نہ دو لشکر کشی کرکے مقابلے مین جاؤ حیرت تو کل غائب ہو جائیگی
عقاب کی مشکین باندھکر لاؤ منصور حرامی نے اُسی وقت حکم دیا بارہ ہزار ساحر تیار ہوے سالوس مکار
اسکا عیار پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے پشت پر کئی سو شاگرد فغفور ہاے زربفتی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا
ساتھ منصور کے اس کر و فر سے بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ آیا مقابلے مین آکر عقاب کے اترا عقاب
بیرون بارگاہ تھا اُسنے جو دیکھا کہ لشکر مقابلے مین آیا اب ضرور لڑائی پڑیگی ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو مفت
مین ہاتھون سے اُلجھنا پڑا مین یہ نہ سمجھا تھا حیرت جادو کو بھی ستانا آگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ مہتر برق
مہتر چالاک بن عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر ساحرون مین ملازم ہی یہ سب سامنے اپنے دیکھے جب وہ ساحر آتھا چالاک

بھی اُسکے ساتھ باہر نکلا کہا کیون حضور آپنے سب حال دیکھا منصور حرامی کو ایسا دعوی ہی کہ بارہ ہزار ساحر سے اتنی بڑی فوج کے مقابلے مین آیا ہی آخر کچھ تو گھمنڈ ہی افریخ جادو اُس افسر کا نام ہی اُسنے کہا کیا کرون دو مرتبہ اُسکا مرنا اور پھر زندہ ہونا کیا تعجب کا مقام ہی بڑے غضب کا شعبدہ ہی چالاک نے کہا اگر آپ فرمائیے تو مین شہر مین جاؤن ایسا نہو کہ ملکہ حیرت پر کوئی افتاد پڑے جو ابھی آیا تھا صاف صاف کہ گیا کہ ملکہ حیرت جادو کو قدرت نے پسند فرمایا ہی ہم بھی اُنھین کا نمک کھاتے ہین ایسا نہو کوئی حرکت کر بیٹھے تو پھر مشکل ہوگی عقاب ابر سوار اپنے تخت کے گھمنڈ مین ہی بہتر یہ ہی کہ حیرت کی حفاظت کرین جسکو یہ اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرتا ہی ایک آدمی کا اُٹھا لیجانا اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی افریخ نے کہا بھائی تمھین کچھ عیاری مین دخل ہی چالاک نے کہا مین مدتون لشکر صاحبقران مین رہا عمرو کا جو بیٹا ہی چالاک بن عمرو مین اُسکی خدمت مین برسون رہا اکثر عیاریان بھی سیکھین افریخ نے کہا ابھی تساہل کرو ہم تمسے کہینگے چالاک بھی سوچا کہ عقاب نے اتنا بڑا ارادہ کیا ہی ایسا غافل نہین ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ حیرت پر جان دیتا ہی ضرور حفاظت کریگا اس خیال مین خاموش ہو رہا لیکن عقاب مشتاق ہی کہ یہ مقابلے مین آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا پہر رات گئے تک انتظار کیا ہرکارے پلٹکر آئے عرض کی وہان صحبت عیش و جشن آراستہ ہی رزم بحرانی کا ذکر نہین طبل جنگی کی فکر نہین اندر سے جو آیا ہی طالُقان ہند ہمراہ ملیح ہو رہا ہی جام مے ارغوانی گردش مین غلام اسی واسطے دربار مین اُسکے حاضر رہے جب وہان جلسہ شروع ہوگیا تب غلام چلے چلے عقاب حیران ہی شیرون سے کہا یارو کچھ تمھارے ذہن مین آیا کہ لشکر کشی کرکے آیا طبل جنگی نہ بجوایا سب نے عرض کی ظاہر تو یہ صورت ہی کہ فوج بہت کم ہی آپکا لشکر بیحساب اپنے مددگارون کو نامے لکھے ہونگے اس انتظار مین ہوگا کہ مددگار آلین فوج برابر ہوجائے تو طبل جنگی بجواؤن مقابلے مین اسواسطے آ اترا کہ آپ کوچ نہ کرین ذہن مین عقاب کے بھی آیا کہ شیران سلطنت پیچ کیتے ہین فوج اُسنے جابجا سے بلوائی ہوگی اس خیال مین دربار برخاست کیا حیرت تو الگ خیمے مین آرام فرماتی ہین کنیزان مہ جبین ہمراہ ہین یہ اپنی بارگاہ مین تشریف لائین مگر کنیزون نے دیکھا ملکہ خاموش حیرت کو حیرت کا جوش کنیزون سے کہ رہی ہین صاحبو لشکر عقاب مین بڑا انتظام ہی جیسے سامری و جمشید نے کیا تھا ہی بیرتر دو دم بدم بڑھتا جاتا ہی دشمن کو عقاب نے ذلیل سمجھا ہی بقول کسی

شعر

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد * دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد *

یہ اُنکو حقیر سمجھے ہین مجھکو وہ لوگ بڑے منتظم معلوم ہوتے ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز اس طبل جنگی نہ بجوانے مین کچھ بھید ہی ایک تو کیا اطمینان ہی کہ اتنے بڑے مقابلے مین بارہ ہزار فوج سے آکر اتر پڑے طبل جنگی کیون نہین بجوایا صاحبو ذرا ہوشیار رہنا اگر کوئی جانور یا انسان دکھلائی دے مجھکو فوراً ہوشیار کر دینا یہ نہ خیال کرنا کہ بی بی نے ابھی آرام فرمایا ہی آرام کو آگ لگے آج میرا سونے کو دل نہین چاہتا ہی کاش کہ مقابلہ مسلمانان مین پہونچتی وہان اُنکا انتظام میرا دیکھا ہوا ہی بتا دیا اُنکا انتظام یہ ہی کہ عیار وہ نسخے اپنے کو بچانے بیان کی باتین ہماری سمجھ مین نہین آتین افسوس ہی کہ ہماری کنیزان قدیم باقی نہ رہین فلک نے تنہا کر دیا نام اُنکا کنیز تھا مگر ایک ایک اپنے ملک کی شاہزادی تھی ہر ایک حسن مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق تم لوگ سب نئے ہو تمسے کیا کہون بس اتنا خیال رکھنا کہ جب کچھ معلوم ہو مجھکو جگا دینا بڑی دیر تک حیرت بیٹھی یہی باتین کیا کی کنیزون نے جو عرض کیا کہ حضور آرام فرمائین ہم سب ہوشیار ہین جسطرح آپ نے ارشاد کیا جاگتے رہینگے جب کچھ کھٹکا ہوگا ضرور جگا دینگے حیرت نے کہا تم کیا جانتی ہو علم شعبدہ کو کوئی سمجھ نہین سکتا میرے تو قلب کا یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اسکے ڈر سے دل تھراتا ہی نظم

تو وہ آفت ہی نظر جب مجھکو گھر آتا ہی یاد
اسے جب چاک گریبان سحر آتا ہی یاد
شہپر پرواز ہوتا ہی خیال خط یار
چاک پیراہن سے کوئی چاک در آتا ہی یاد
ہیچ ہی دنیا مین نہین ہوتی محبت بے غرض
اسکے دیکھے سے کوئی موے کمر آتا ہی یاد
نوجوانون کے سر و نیزہ طرۂ گل دیکھکر
کوئی ناسخ کا جو مجھکو شعر تر آتا ہی یاد

اس سفر مین ہاے دنیا سے سفر آتا ہی یاد
خود فراموشی دوچندان ہوتی ہی سر دحلی
ہوش اڑ رہے ہین جو مرغ نامہ بر آتا ہی یاد
مجھکو دیتا ہی فلوس داغ حسرت آسمان
کیا شب تیرہ مین وہ رشک قمر آتا ہی یاد
چاند کے جلوے سے بندھتا ہی خیال اُنکا
اے جنون پیری مین مجھکو داغ سر آتا ہی یاد

ٹکڑے کرتا ہون گریبان کو شب فرقت مین
وصل کا دن روز فرقت مین اگر آتا ہی یاد
کھلدے دست جنون اب پیری چھاتی کو
بے زری ہین اسے جب وہ سیمبر آتا ہی یاد
زاہدا موے مبارک کی زیارت کیا کرون
چاندنی مین مجھکو ساقی چشم تر آتا ہی یاد
خشک ہو جاتا ہی حاسد کا لہو سنکے

جب حیرت جادو نے بہت کہا کنیزون نے عرض کی ہم سب جاگتے رہینگے سب کنیزین نیچے بیٹھکر گرد حیرت کے بیٹھین عرض کی لونڈیان جاگ رہی ہین اگر ہوا ابھی تیز آئیگی تو آپکو فوراً جگا دینگے جب کنیزون کو اسقدر آمادہ پایا تو حیرت نے تکیے پر سر رکھا سو گئین کنیزین جاگ رہی ہین ایک سے ایک اشارے کر رہی ہی خبردار آج نہ سونا ملکہ کو آج بہت پریشان پایا ہی حکم مالک کا بجالانا واجب و لازم ہی ایک نے کہا بوا سچ فرماتی تھین میان عقاب کو اپنے سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ ہی مگر طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ جیسے گویا ابھی کوئی ساحر خود پسند ہی کیا کیا شعبدے تیار کیے ہین حقیقت مین بڑے کمال کی بات یہ بھی ہی کہ جو جو یہان مر مر کر گرے پھر اٹھو اٹھکر چلے چلے گئے خدا ہماری بی بی کی خیر و عافیت رکھے سب بجا فرماتی ہین کہ عورت کا مقدمہ نازک ہوتا ہی اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا پھر آبرو کہان باقی رہی خرابی درپیش ہوئی یہ سب اشارے کر رہی تھین رات اب بہت قلیل باقی ہی کہ ہواے سرد چلی سبکو نیند آگئی گلوارین ہاتھ سے چھوٹ پڑین اپنے اپنے مقام پر سو گئین نہین معلوم کیا ہوا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی ایک کنیز کی جو آنکھ کھلی ستارۂ سحری چمک چکا تھا کہ اُس کنیز نے دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر نہین ہین یہ معاملہ دیکھتے ہی گھبرا گئی اور کنیزون کو جگایا کہا ارے دیکھو ملکہ عالم کہان ہین اب تو سب جا بجا ڈھونڈھنے لگین ہڑبڑ ہوا عقاب ابر سوار کی آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی پوچھا ارے کیا ہوا کیون گھبرائی پھرتی ہو سبنے کہا حضور غضب ہوگیا ملکۂ عالم چھپرکھٹ سے غائب ہوگئین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین دو پہر رات گئے تک خود جاگین بہت گھبرائی تھین یہی فرماتی تھین کہ عقاب نے کچھ انتظام کیا ہم سب کنیزین نیچے ہاتھ مین ہر طرف نگاہ رہی کوئی آدمی جانور نہین آیا یہ البتہ ہوا کہ رات بہت قلیل باقی تھی ایک جھونکا ہواے سرد کا چلا ہم سب سو گئے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا سب مقامات دیکھ چکے یہ سنتے ہی عقاب کے ہوش اڑ گئے کہا صاحبو غضب ہوا مجھکو بالکل یہ خیال نہ تھا گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا سب مصاحب رفیق جمع ہوے دیکھا تو شہنشاہ چپ بیٹھے ہین چالاک افریخ کے ساتھ خدمتگار بنا ہوا مگس پرانی کر رہا ہی یہ حال سنتے ہی چالاک سب سے زیادہ گھبرا گیا جی مین کہا کیسا ہی بڑا غضب ہوا مین نے کل سے ملکہ کے لیے کوئی انتظام نہین کیا آخر اسکا انجام یہ ہوا کہ کوئی انکو اٹھا لیگیا افریخ جادو طرف چالاک کے پلٹا کہا کیون میان خدمتگار تمھاری راے مین کیا آیا عقاب نے کہا کیا یہ نجومی ہین یا رمال یا ستارہ شناس ہین افریخ نے کہا اے خدمتگار تیرا نام کیا ہی اُسنے تھرا کر جواب دیا حضور حقیقت مین مین ضرور ضرور خبر لا تا ہون نام میرا اختر نیرنگ ہی اگر حضور حکم دین غلام کو تو اگر ہزار پردون مین بی بی حیرت ہونگی تو وہان سے بھی خبر لاؤنگا عقاب نے کہا مین اپنے سحر سے دریافت کر لون تو تجھکو بلاؤ

بھی حکم دو ون یہ کہکے اُٹھا جس بارگاہ مین ملکہ حیرت تھین اُس بارگاہ مین آیا جہان ملکہ حیرت نے آرام فرمایا تھا وہان
پھر ہمت کو دیکھا ساری بارگاہ کو چھان ڈالا کسی طرح کا نشان نہ ملا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا کہا اے مستر نیرنگ
نئے رنگ کی بات ہی یہ تو سحر نہین کرامات ہی مین نے ساری بارگاہ کو چھانا نشان نقش پا بھی پاتا تو مین دریافت
کر لیتا کیا کہون کچھ پتہ نہین مناسب تم جا کر خبر لاؤ چالاک سلام کرکے باہر نکلا اسباب عیاری جسم پر آراستہ کرکے
صورت اپنی تبدیل کی لشکر کی طرف چلا قلعے مین آیا جا بجا پھرنے لگا دیکھا بادشاہ آتا ہی اسکے ساتھ ہو کر چالاک
بھی چلا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہی منصور مع وزرا امرا کے دربار مین آیا وہی سونے کا پتلا ہنس ہنس کے خوب
باتین کر رہا ہی جیسے منصور نے آکر سلام کیا پتلے نے ہنسکر جواب دیا کیون منصور کچھ لشکر دشمن کی خبر معلوم ہوئی
عرض کی ابھی ہرکارے آئے تھے انھون نے خبر سنائی کہ حیرت جادو پلنگ پر سے غائب ہو گئین پتلہ ہنسا
کہا وہ عورت قدرت کے لائق ہی قدرت نے اُسے بلا لیا ہرچند کہ معشوق مہوش ہی مگر بدمزاج و سرکش ہی قدرت
کے پہلو مین آسے بیٹھنے سے انکار ہی کہتی ہی جان دونگی قدرت بھی خاموش ہو رہے منصور نے عرض کی کہ اب
مقدمۂ جنگ مین کیا ارشاد ہوتا ہی پتلے نے کہا اے منصور کچھ طبل جنگی کی ضرورت نہین ہی دشمن کا خاتمہ ہو جائیگا
قدرت تدبیر کرینگے ایک ان مین سے زندہ نہ بچیگا منصور تو یہ باتین کرکے چلا گیا مگر چالاک خود عاشق حیرت تھا
دل پر ہجوم رنج و مصیبت ہی دربین کھڑا رہا باتین کرتے کرتے ایک برہمن کے پاس پہونچا اُس سے چپکے سے پوچھا
کیون بھائی قدرت شب کو کہان تشریف رکھتے ہین برہمن نے کہا یہ جو سامنے دروازہ ہی ہمیشہ بند رہتا ہی
اگر کوئی اس مکان مین جائے تو باغ پر بہار مین پہونچے قدرت تو آسمان پر تشریف رکھتے ہین مگر باغ پر بہار
مقام سکونت ہی مجاوران خداوندی کا سنا ہی چند کنیزین قدرت کی وہان رہا کرتی ہین اور سکونت قدرت مقام
عرش اعلی ہی بھائی ہمنے بھی ذکر سنا ہی کبھی ہم لوگ باغ پر بہار مین نہین جاتے منصور فرماتے تھے باغ پر بہار
مین کنیزان خداوندی رہتی ہین چالاک خاموش ہو رہا دن کو تو تامل کیا شب کو پھرتا ہوا قریب باغ پر بہار
آیا پشت پر سے کھڑے ہو کر سنا گانے کی آواز آتی ہی چالاک نے پشت باغ سے آکر کمند پھینکی ایک شجر مین جا کر
اٹکی چالاک جست کرکے بالائے دیوار آیا کود پڑا نخل کی آڑ پکڑ کے بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دیکھا وسط باغ مین
ایک چبوترہ عمدہ بنا ہوا ہی اسپر نہایت معقول فرش بچھا ہوا ہی اسباب عیش و نشاط جمع ہین ایک ساحر زیب
تاج پہنے ہوئے لباس بہت عمدہ زیب جسم چالیس پچاس نازنینان زہرہ جبین مہ جبینان ماہ تمکین سامنے اُس ساحر
بیٹھی ہین ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی مجرا کر رہی ہی ایک قفس مین حیرت کو دیکھا زانو مین سر زانو سرنگون حیرت زدہ
عالم یاس دم بدم وہ ساحر ملکہ حیرت سے کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تمکو قفس سے نکالون میرے
پہلو مین بیٹھو جو خواہش کروگی پوری کرونگا آج تمھاری خواہش مین عرش اعلی پر نہین گئے قدرت زمین پر رہے
یہی چاہتے ہین تمھارے مرتبے بڑھائین تمکو بھی عرش علی پر چڑھائین قطعہ

تاکی معلوم حال جاہ و استقبال خویش
مرغ جان از فرش بر عرش برین کردی عروج
گر بدیدی اہل دولت بر تامل بال خویش
کاغذ زر گردد اندر دیدۂ اہل نظر

در قفس کو بند گشتی عندلیب خوش نوا
گر باوج معرفت یکدم کشادی بال خویش
غور کن بر صورت و سیرت کہ دانی حال خویش
گر تو زاہد خشک شوئی نامۂ اعمال خویش

گر تو بینائی بچشم دل ببین بر حال خویش
مہر خاموشی زدی گر بر زبان لال خویش
از دو صد در در دامن ہمت نہ بستی یکدم
گر نہ حبہ بر سرا بحال خویش و قال خویش

الغرض یہ ساحر جیتا پھتا کنیزون نے بھی
سمجھایا کہ حضور آپ خدائی کہلاتی ہین سب آپکے مونس ہین قدرت نے بصورت اصلی آپ سے ملاقات کی آج تک

یہ صورت کسی نے نہین دیکھی چالاک یہ باتین سنکر پریشان ہی ڈومنی ناچ رہی ہی خوب بجا رہی ہی چالاک گھبرا رہا ہی کہ کیونکر اس تک میری بیہوشی نہ پہونچے ایک کنیز واسطے پیشاب کے گوشے مین اٹھکے آئی چالاک نے اسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ بہ تبدیل تمام اُس کنیز کی شکل بنکر جلسے مین آیا بڑھ کر عرض کی کہ یا خدا وند ایک غزل لونڈی نے بھی یاد کی ہی سماعت فرمایے ایک نے کہا کہ او غنچہ دہن تو تو کم سخن مشہور ہی گانے کے نام سے بھی آگاہ نہین قدرت کے سامنے کیونکر گائیگی چالاک کو معلوم ہوا میرا نام غنچہ دہن ہی جھمک کے سامنے ساحر کے آیا ہاتھ بھی چمکایا یا ان طبلہ بجانے والے کے سامنے سے کھینچ لیا کہا بوا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاتے جاؤ تم اپنی دھن مین مین اپنے خیال مین اُسنے ٹھپکہ چھیڑا یہ غزل گائی غزل

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
بیکھٹکے گشت گل پر انکو اُبھارتے ہین
اسکو لگاتے ہین اُسکو سنوارتے ہین
مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
آتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین
قاتل ہوں مین تو اپنے نالون کی گریہ ولکا
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین
شمشیر ابرو انکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بجلون سے اس پری کے یہ قوالی سنتے ہین
زور وکے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
سودے مین گیسوونکے سر دیدے مارتے ہین
جلتے ہین عاشق اسکے کوچے کے گرد پھرنے
از وکمال اپنی تسخی گبھارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنے زلفین سنوارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین
مستی سے تنگ حلقہ اُنکی اف کا ہی کرتا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ اُبھارتے ہین
بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہی دیدنظے
داغون کو میرے دل کے کیا کیا اُبھارتے ہین
ذرات کھیلتے ہین باہم تمارا الفت
ہوتے کا نام سنکر ہم منھ پسارتے ہین
اُس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقہ
دریا کیطرح چشمے وان موج مارتے ہین
ہو شاک ہر طرح کی حاضر ہی کشتیون مین
پھر طواف کعبہ جا جی سدھارتے ہین
مرد فقیر حق حق کرتے ہین بورئے پر

گل کو نظر سے اشک خوانی آگئے ہین
سنبل کو اور مشک وغیرہ کو وارتے ہین
مرتے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین
سوے عدم کمر کے جو یا سدھارتے ہین
وہ دلپسند ہی تو جب مجھکو دیکھتے ہین
وہ ہوتی ہی جس سے پارے کو وارتے ہین
دریاے حیرت اسکا غالب کہ موجزن ہو
ڈوبے جیتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین
سینے کے اپنے اوپر گل کھاتے اُنکے تمھارے
اُس لب سنبلین پہ سنبل کو وارتے ہین
رہتی ہی اک پریشان حالی و بدماغی
اسکو بھیجتے ہین وہ اسکو آرتے ہین
دانتے انھین بھی دولت انکا بھی دل ایکا و
تسخیر اپنے نیستان مین آتش و کارتے ہین

چالاک نے کس رنگ سے یہ غزل گائی ڈومنی شرماگئی پسینے پسینے ہوئی کہا بوا غنچہ دہن آج توتنے وہ کمال دکھایا کہ ہمارے ہوش اڑا دیے ایک ایک لفظکو دس دس طرح بتایا یہ کمال کیونکر حاصل کیا چالاک نے شرماکے کہا بوا یہ حال قدرت سے پوچھو کل رات کو مین پڑی سو رہی تھی مجھ نگوڑی کو ہلکان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کر دیا تیرا دل خزانۂ علم موسیقی سے بھر دیا ہی کوئی تیرا سامنا نہ کر سکیگا بتانے مین حاذق ہوئی گانے مین شہرہ آفاق ہوئی اُس ساحر نے بنگاہ غور چالاک کو دیکھا مسکرا کے کہا بی غنچہ دہن ہمکو یاد آیا مگر کسی طرح اس آہوے وحشی کو رام کرو کسی طور نہین مانتی چالاک نے کہا واری ابھی سمجھاتی ہون یہ کہکر چالاک قریب قفس حیرت آیا چپکے سے کہا اپنے غلام جانباز کو پہچانا نام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو حیرت ہنس پڑی ضبط کرکے کہا ای چالاک غضب کیا یہ بڑا شعبدہ باز ہی ہر کام پر ساحر معترض ہین اگر مین پڑے تو نکل جاؤ میرا کہنا سنو اِسکی زندگی مین محال ہی جبتک یہ نہ مریگا مین رہائی نہ پاؤنگی چالاک نے کہا آپ اتنا سر ہلا دیجیے کہ جو غنچہ دہن کہتی ہی مجھے منظور ہی اسکے گانے سے قلب کو سرور ہوا حیرت نے کہا ای چالاک کچھ نہو گا چالاک نے کہا مین ابھی اسکو مارتا ہون آپ بس اتنا زبان سے فرما دیجیے کہ غنچہ دہن نے جو مجھکو سمجھایا مین نے دل وجان سے مان لیا مین ابھی اسکو لیتا ہون

مجھسے لشکر ٹے کرتا تھا مین کیا اسکو زندہ چھوڑونگا یا اسکے قتل سے منھ موڑونگا جب چالاک نے بہت کہا حیرت نے لاچار ہوکے جواب دیا اچھا اونگوڑے جو تیری خوشی اٹھکر سامنے اُس مسند نشین کے آیا کہا یا خداوند مین نے راضی کرلیا اب وہ کہتی ہی مین پہلو مین بیٹھونگی مگر منصور کوہ کا بادشاہ مقابلہ کرین عقاب سے مین ڑ نونگی وہ ساحر ہنسا کہا اے غنچہ دہن ان باتون سے انھین کیا کام سلطنت لین جسکو چاہین دیدین مگر مقدمۂ عقاب مین ہم تدبیر کرچکے ایک دن مین سبکا خاتمہ ہوجائیگا وہ کیا قدرت کی تدبیر سے امان پائیگا اُسکی کیا حقیقت ہی یہ وہ ملک ہی کہ جسمین بڑے بڑے ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز آئے آخر کچھ نہ کرسکے ساحران کا نورود لیس نے قصد کیا تھا اس ملک کو لے لین تین مہینے لڑے آخر بھاگ گئے راستہ نہ ملا اُنکا بادشاہ نجم آتشخوار اپنی آگ مین آپ جلا کچھ زور نہ چلا چالاک نے کہا قدرت اچھا کہدین جو مناسب جانے وہ کرین ساحر نے کہا لاؤ ہمارے پہلو مین حیرت کو بٹھاؤ یہ بھی تو چالاک کو منظور نہین خود عاشق جمال حیرت ہی کہا یا خداوند آج کی شب اور صبر کیجیے کل پہلو مین بٹھادونگی وہ چپ ہورہا چالاک نے پھر گانا شروع کیا گاتے گاتے کہا یا خداوند ایک کمال آپ نے اور مجھکو بتلایا ہی بھول گئی تھی اب یاد آیا یعنے منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن اُسنے کہا اے غنچہ دہن ایسا ہو تو کچھ ضرور ہو چالاک نے کہا جو آپکی مرحمت ہو کچھ مشکل نہین کنجی تو مجھکو میخانے کی دیجیے ساحر نے اک کنیز کو اشارہ کیا کہا اے صنوبر کنجی غنچہ دہن کو دیدے اُسنے کنجی دی چالاک نے کنجی لیتے ہی میخانے مین قدم رکھا کہا صاحبو آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے شراب تقسیم ہونے لگی کوئی تو قرابہ لیگیا کسی نے بتلہ اٹھالیا دو سو گلابیان کنٹر الماس لگا ہوا ارغوانی سے بھر کے صحبت مین لایا پاؤن مین گھنگھرو باندھے پیشواز مینی گت شروع کی سب متحیر رہے ہین نگاہ سبکی لڑی ہی چالاک نے گاتے گاتے جام بھرا سر پر رکھا اب وقت وہ ہی کہ میخوار زرین پوش میکدۂ مغرب سے نکلا جام مہر ہاتھ مین ساقی گری بات بات مین محفل چرخ زبرجدی مین آکر جھومنے لگا یعنے ستارۂ سحری چمک چکا یہ عالم تھا اشعار صبح

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبح دم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند	سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود بست

طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی پہلوے گل مین عندلیب پھولکر بیٹھی شاہدان چمن نے منھ اپنے آب شبنم سے دھوئے لالے کے چراغ گل ہوے ہواے سرد چلی سنبل نے زلف عنبرین کو کھولدیا نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی جیسے ہی چالاک نے جا بھا جام دون وہ ساحر قہقہہ مار کے ہنسا اُسکے ہنستے ہی سب جانورون نے شاخ نخل پر زمزمہ سرائی کی ایک طائر کہ منقار اُسکی الماس کی آنکھین یاقوت احمر کی پرون سے قطرات شبنم کو گراتا ہوا شاخ سے اڑا اسر پر چالاک کے چہچہا مارا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ شعر اُسکی زبان پر جاری ہے نظم

تا چند تو ان افغان در کنج قفس بلبل	پروانۂ عشق شب پروازے داری	با شمع مقابل شو گر دست رسے داری
آتش بگلستان زن گر خار و خسے داری	صد شکر کہ زین عالم کنج قفسے داری	بیہودہ درین گلشن تا چند فغان بلبل
با یار ہوس تا کی دنبال شکار اے دل	آشفتہ و غمگینی پژمردہ و دلگیرے	دانستہ شد امروزم کاندرہ کسے داری
سلطان اقالیمے گر ہم نفسے داری	پرواز چہ خواہی کرد بال مگسے داری	در وحشی تنہائی شرطست بہم بودن
	تغنی بچمن بلبل شد گرم طرب با گل	ہنگام بہار آمد خیزا ہوسے داری

سب طائرون نے اسطرح زمزمہ سرائی کی اور اشعار آبدار بھی پڑھے اُس ساحر نے جام لیکر زمین مین رکھدیا چالاک

کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او مکار غدار تو نے بڑا غضب کیا قصر خداوندی مین چلا آیا چالاک نے کہا ای خداوند آپ کیا ارشاد فرماتے ہین مین تو آپکی کنیز ہون یہ اسوقت آپکو کیا ہوا ساحرہ نے کہا او نالایق قدرت نے سبکو پیدا کیا بندہ ساتھ مکر ہوتا ہی کہ قدرت کے ساتھ جب تو آیا تھا جبھی قدرت مجھکو پہچان گئے تھے مگر منظور ہوا کہ تیرا کمال بھی دیکھ لین مین اپنی سب تدبیر کر چکا جب چالاک نے بہت انکار کیا تب اسنے آواز دی ارے صنوبر یہ مکار انکار کرتا ہی منہ پر اسکے ہاتھ پھیر دے کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ جاے اپنی صورت دیکھے گریبان مین منہ ڈالے صنوبر خواص اٹھی اکڑتی ہوئی قریب چالاک کے ای چالاک ہان ہان کر رہا اسنے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صنوبر نے ہنستا تھا کر چالاک کو دکھایا مسند نشین نے کہا کیون مکار اب تسکین ہوئی کہ نہین چالاک نے کہا آپکی موت نہ تھی خدا آزما چکا ہی وقت موت نہ چند ساعت گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور کسی طور سے آپکو قتل کرونگا زندہ تو نہ چھوڑونگا اسنے کہا کیون چالاک تو تو عیار مسلمانان ہی تو حیرت کو رہا کرنے کیون آیا چالاک نے کہا ادھر سیر کو آتے تھے سنا کہ اتنی بڑی رئیسہ قید ہوگئی خیال مین آیا جاکر چھڑا دین صنم گویا قتل کرین مگر آپ ہوشیار تھے افسوس خیر اسوقت بچے آئندہ کیونکر بچیے گا صنم گویا نے کہا ای چالاک ہم تمھین کو زندہ چھوڑینگے صنوبری سے حکم دیا اسکو لیجاکر قید کر بادشاہ سے کہلا بھیجا جائیگا میدان خونی کی تیاری ہوگی وہین ہم بھی آئینگے انکو قتل کیا جائیگا حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا جی مین کہتی ہی ای حیرت ہم عجب بدنصیب ہین دیکھو ہمارے واسطے بیچارے نے کیا کوشش بیرونی کی مگر کچھ نہوا بیچارہ کس مشکل مین پھنسا چالاک جو حیرت کی طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کل لیکا سر فردش قتل ہوگا وصیت ہماری اتنی یاد رہے

مخمس

صد بار برو پانگذارم دم برگشت
تا چشم بمالم رخ نیکوے تو بینم
نازم بجبین مرگ عوض عمر ابد را
با حلقہ بگوش خم گیسوے تو بینم
گفتم کہ من از عشق تو دل گم ای شوخ
ان زود بکن قوت بازوے تو بینم

در قتلگہم آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم
سر خواستن آئندہ بہ شمشیر چہ حاجت
سر را چو دم نزع بزانوے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد قدان را
تا کے بسر خود ستم از خوے تو بینم

یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب
آرم بکف از جنبش ابروے تو بینم
بکشا گرہ از زلف کہ دلہاے بتان
پامال خرام قد دلجوے تو بینم
گفتا کہ بود باور من حرف تو سوگند

حیرت جادو اسوقت بہت روئین ہر چند کہ چالاک سے اسکو ترا بنا ہے مگر بے اختیار منہ سے نکل گیا خیر ای چالاک ہمارے تمہارے بروز قیامت ملاقات ہوگی چالاک بھی رونے لگا معین ملا کر ملکہ حیرت نے یہ مخمسہ پڑھا مخمسہ

خانہ زاد ستم و اندوہ ہمزاد من است
یاس بی مہروی سرشت طبع ناشاد من است
از جفاے طالع من داد و بیداد من است
آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانکہ نسیان آورد حکایت یاد من است

ہم کبھی تجھے ہی پرستار درگاہ تھے شاید پہ
از خرابی مضطرب گہ بیخود و بیہوش و مست
عاشق بت تھے کبھی گہ خود معشوق است
نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم برست
ہر کجا بینی بجا صید آزاد من است

آنکہ بجلی ہے کہتا ہے وہ زیب انجمن
شوق کہتا ہے کہ دار العشق بیت الحزن
جب نہیں آیا تو کیا جلتا ہے جی کو تہ سخن
ساختن مجنون بدرد و حسرت شیرین
از سر زہاے حرمان خدا داد من است

دیکھوے بہسانہ دیکھا ہوگا الفت پرست
ہیں جو خوش اس جور پر ای ترک چشم نیم مست
دی کبھی ویسا ہی پھر آیا تو کافی بشت د

حرف عاشق بے زبان شکوہ دل جز نگاہ نیست | انچہ ہر گز آشنا با لب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہے بلکہ کچھ اس سے بھی کم | جو کمین میں اپنی ہو صبح تو یہ ہے اُسکا کرم | اس کمین میں سرنگون خجلت زدہ بیٹھے ہیں ہم

آن شکار من کہ لائق بہر کشتن نیستم | شرم می آید مرا از کس کہ جلاد من است

جو ہو خود ہر کام میں واماندہ وصل صنم | اس سے مطلب نکلے کیا وہ ہے فریب آرزو | جا بجا ہے دلبری ہے سادگی تو دیکھو

کار دشوار ست نظیری گر بعز آرند کار | تا ز تدبیر رہائی دست بنیاد من است

حسرت کا بھی دل بھر آیا اشارون میں کچھ ایسی باتین ہوئین کہ دونون کے کلیجون پر چھری چلی چالاک کو صنوبر خواص نے پکڑ کر کھینچا کہا سنگوڑے کیا باتین بناتا ہے ایک کنیز کو حکم ہوا جا کر بادشاہ شہر کو اطلاع کر دے چالاک سے بڑی بے ادبی سرزد ہوئی باغ کنیزان قدرت میں آیا مگر پکڑا گیا سویرے سے میدان خونی کی تیاری کرنا صنوبر خواص یہ کر کے کہ خبردار اُسکو دار پر کھینچ دینا سرایں عقاب کے روانہ کرنا اُنکو بھی خبر ہو جائے کہ یہ مکار مارا گیا خواص نے جا کر منصور حرامی سے کہا اُسیوقت شہر بھر میں دہر ہو گیا کہ ایک عیار عقاب ابر سوار کا بھیجا ہوا باغ کنیزان خداوندی میں پہونچا مگر پکڑا گیا کل دار پر کھینچا جائیگا ہر کارون نے یہ خبر عقاب ابر سوار کو پہونچائی افریخ جادو رونے لگا کہا اے شہنشاہ وہ خدمتگار میرے بڑے کام کا تھا ایسی جانبازی سے میری خدمت کرتا تھا جس کام کو کہا فوراً کر لایا میرا ارادہ ہے کہ جاؤن جب اُسکو دار پر چڑھائین پنجے میں دبا کر لے بھاگون عقاب نے کہا تمھین اختیار ہے افریخ جادو روتا ہوا اپنے خیمے میں آیا ہرکارونکو حکم دیا کہ مجھکو برابر خبر پہونچانا جب میرا خدمتگار دار پر چڑھایا جائے میں فوراً جا کر اُسکو رہا کرونگا ہرکارے روانہ ہوئے یہان صنوبر خواص نے چالاک کو لا کر ایک مکان میں داخل کیا آپ مونڈھا بچھا کر دروازے پر بیٹھی تھوڑی دیر میں رونے کی آواز آئی صنوبر نے پلٹ کر دیکھا قیدی رو رہا ہے صنوبر نے کہا او نالائق اب کیون روتا ہے رونے سے کیا ہوتا ہے یہ گستاخی تو نے کی کچھ خوف نہ کیا اُس باغ میں گیا جہان ہوا بھی جاتے ہوئے تھراتی ہے منصور حرامی کہ بادشاہ ہے کبھی آجتک اُس باغ میں نہین گیا ہم لوگ رازدار ہین خدمت خداوند میں رہتے ہین چالاک نے کہا اے ملکہ عالم یہ تو مین جانتا ہون کہ اب زندہ نہ بچونگا مجھسے بڑی بے ادبی ہوئی مین یہ آفتاد نہ سمجھا تھا گر مین نے عمر بھر بردہ فروشی کی کسی عورت کو پکڑ لایا کسی تاجر کا پکڑ لایا مال بہت جمع ہو گیا رونا اسکا ہے کہ وہ مال جلاد مفت لیگا کاش تم لے لو کچھ تو مطلب نکلے گا شاید سفارش کرو خواص سوچی اس قیدی کے مال کی کون سماعت کریگا مفت میں ملتا ہے چھوڑنا سراسر حماقت ہے یہ سوچ کر اندر آئی کہا میان دیکھین کیا مال ہے ہم تمکو قید سے چھڑا دینگے مگر توبہ کرو اب ایسی حرکت نہ کرنا چالاک نے کہا حضور کبھی سائے مین تلطے کے نہ آؤنگا مادہ ست تھا یہ حرکت ہوئی خواص مچھ گئی چالاک نے کمر سے سونے کی زنجیر نکالی اُسپر نگینے جڑے ہوئے خواص کے منھ میں پانی بھر آیا چالاک نے کہا ہمارا ایک دوست ہے بنیا اُسی کے یہان سے ہم سودا لیتے ہین سیکڑون روپے کا غلہ لاتا ہے دو روپے روز کا آٹا بیچتا ہے وہ تو کہتا تھا یہ نگینے جھوٹے ہین ملکن خان کے ہاتھ کے دو رپلے ایک جوہری کہتا تھا یہ زنجیر بادشاہی وقت کی ہے اُنکی زوجہ کے واسطے بنی تھی دس ہزار روپے کی جوڑی ہے مین تو جانتا ہون میرا بنیا سچا ہے خواص نے کہا بنیا لگوڑا کیا جانے دال نون بیچنے والا بیشک یہ بیش کی چیز ہے چالاک نے کہا اور دیکھیے یہ کنگن نکالے زرے یاقوت کے نگینے جڑے ہین چالاک نے کہا یہ جوڑی پچاس ہزار روپے کی ہے خواص نے کہا بھائی ذرا پہن کر دیکھون چالاک نے کہا پہن پہن کر دیکھو تمھارے

ہی واسطے ہی جو تمھارے پاس رہجائینگے تو میری روح خوش ہوگی خواص نے کہا مین نے تمکو اپنی زبان سے بھائی
کہا ہی ہم کنیزان مقرب خداوند ہین جو چاہین کہ لین مین عرض کر دنگی حضور میرا بھائی ہی سب خواصین ایک طرف
ہو جائینگی کہ صنوبر کے بھائی کو نہ قتل کرو منصور کی کیا حقیقت ہی خداوند سے کہکر معاف کرا لینگے چالاک نے
کہا بہن تمکو اختیار ہی مین نے بھی تمکو بہن کہا سونے مین پیلا کر دونگا مین سبکو بیچ ڈالتا سوائے تمھاری بھاوج کے
اور گھر مین کون ہی اسکو سونے مین لاد دیا اب چل نہین سکتی سوائے تمھارے دینے کے اور کسکو دونگا یہ کہکے ایک
طوق نکالا وزن مین سوا سیر کا ایک دیونی کو مار کر لیا تھا دیکھو اسکا وزن کتنا ہی تمھاری بھاوج کو سب ایسے
زیور پہنائے ہین ہیکل انکو پانچ سیر کی پہنائی ہی اٹھ نہین سکتی ہی پلنگ پر بیٹھی رہتی ہی ایک ماما بھی مین نے رکھدی ہی
چار آنے مہینہ اور کھانا دیتا ہون پلنگ کی ادوان کاٹ دی ہی وہین پاخانہ بھی پھرتی ہی اٹھتی ہی تو منھ کے بل
گرتی ہی خواص ہنستی جاتی ہی کہ بھائی مین تمھاری بی بی کو ضرور بلاؤنگی دو چار دن مہمان رکھونگی چالاک نے
کہا بہن اسکی زبان تین ہاتھ کی ہی بات بات پر لڑتی ہی خواص نے کہا کیا ہوا ہم وہ بات کا ہیکو کہینگے جو انکے خلاف مزاج
چالاک نے کہا نہ کہو وہ ایسی لڑاکا ہی کہ ایک بات مین ہزار باتین سنائیگی فقط مجھے دیتی ہی اور فیاض بڑی ہی
محلے مین کوئی کالے سر کا باقی نہین ہی مین بھی ٹال جاتا ہون کہ میرا کیا نقصان ہی ہر جگہ سے کچھ لے ہی آتی ہی خواص
بہت ہنستی جاتی ہی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے کہا بہن دیکھو کوئی دروازے کی درازسے جھانکتا ہی جیسے ہی
خواص نے منھ پھیرا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے سحر تو اس سے اتر ہی چکے تھے ارے کہکر بیٹھی چالاک
نے حباب مارا بیہوش ہوئی چالاک نے اپنا زیور سب لے لیا انکا بھی اتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اسکو تو
اپنی صورت بنایا گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلا اور کنیزونکو حکم دیا
رہے جاگتی رہیو دیکھو ستارہ سحری چمکا مرغ سحری کی آواز آئی بادشاہی فوج مین کمر بندی ہو رہی ہی میدان
خونی کی تیاری ہو چکی ہی چلنے کی تدبیر کرو ادھر قیدی زندان مغرب زنجیر شعاع و ضیاع مین جکڑا ہوا میدان
خونی چرخ زبرجدی پر قائم ہوا جلاد فلک خنجر بیدادی کھینچے ہوئے ساتھ ساتھ چوبدار نے آکر خبر دی ملکہ جلوہ
بادشاہ آگئے جلاد جمع ہو گئے صنوبر نقلی آگے بڑھی خواصون سے کہا گنہگار کو لیکر آؤ چالاک پہلے پہونچا دیکھا
منصور گھوڑے پر سوار گرد پہلوان جلاد جمع ہین دار استادہ ہو چکی سب اسباب سیاست موجود ہی بادشاہ نے
کہا کیون صنوبر قیدی کو لائین عرض کی حضور وہ تو رات سے شل مردے کے پڑا ہی منصور نے کہا کچھ ہو گرد ار کھینچا
جائیگا دیکھو لوگو شون مین سو تیرانداز کھڑے ہین تیر مارنے مین خطا نہ کرینگے کہا حضور کنیزین لاتی ہین بعد دم بھر کے
بارہ چودہ کنیزین شل مردے کے قیدی کو اٹھائے ہوئے لائین منصور نے کہا ارے ہوشیار ہو کر اپنا حال ار
تو دیکھے خطا کی سزا اٹھائے کنیزون نے بمشکل بیدار کیا صنوبر نے دیکھا میری کنیزین مجھکو گھیرے ہین حلق مین
گیند پھنسا ہی بول نہین سکتی غین غین کر رہی ہی کنیزون نے مارنا شروع کیا ٹکڑ مرے اب گونگا بہرا بنا ہی
منصور نے اشارہ کیا دار مین لٹکا دو چالاک نے کنارے جا کر خواص کی صورت بدلی صورت اک سپاہی
کی بنکر ٹہلنے لگا یہان خواص کو دار پر کھینچا منصور نے اشارہ کیا سو تیراندازون نے چہار طرف سے تیر مارے
تمام جسم غربال ہو گیا ہر کارون نے افرنج کو خبر پہونچائی یہ دونا اسوقت گھر پہونچا کہ تیر لگے آواز آئی ہی
کشتی مرا نام ہی صنوبر جادو بولو منصور نے کہا ارے یہ کیسی آواز آئی لاشہ اتارو یہ تو نام کنیز خداوند کا ہی
ارے یہ کیا غضب ہوا لاشہ اتار منھ جو دھلایا دیکھا یہ تو صنوبر خواص ہی افرنج جادو نے دیکھا شہ

ہوگیا کہ عیار بڑے غضب کا تھا نگہبان خواص خداوندی بھی اُسکا قتل کراکے چلا گیا منصور کہتا ہی ارے
ڈھونڈھوا ابھی تو یہان خواص پھر رہی تھی میان چالاک بھی کہ رہے ہین حضور آپ کے تخت کے پاس ہی
تو کھڑی تھی کیا چھلاوا تھی منصور نے کہا لاشہ اُٹھاؤ دیر بزرگ مین چلو قدرت کو دکھاؤ عرض کیا جائیگا
عیار نے دھوکا دیا خواص کو قتل کراکے چلا گیا یہ کہکے لاشہ اُٹھوایا در دیر پر آیا دیکھا وہی تصویر سونے کی
باتین کر رہی ہی کہ بادشاہ آگے پہونچا سامنے تصویر کے ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عرض کی یا خداوند غضب ہوا
قدرت کی خواص قتل ہوگئی عیار نکل گیا سونے کی تصویر کو بڑا غصہ آیا اک چیخ ماری کہ زمین دیر کی ہل گئی
کہا او بیوقوف تجھکو نہ سوجھا اگر شک گذرا تھا طائر اسرار کو طلب کیا ہوتا کہا یا خداوند شک کسکو گذرا
فوراً تیر اندازون کو حکم دیا انکے تیر نے خطا نہ کی جب مرنیکی آواز آئی تب شک ہوا اب قدرت زندہ
کر دین سونے کی تصویر نے کہا ہٹا دو سامنے سے اب ہم زندہ نہ کرینگے عیار بڑا غضب کر گیا اب اور ظہور
اُسکو گرفتار کرینگے چالاک پلٹا افریخ جادو کو دیکھا روتا ہوا جاتا ہی چالاک نے آگے بڑھکے ملاقات کی
کہا آپ کیون روتے ہین افریخ نے کہا بڑا خدمتگار میرا مارا گیا بڑے کام اُس سے نکلتے تھے چالاک نے کہا
اُسے کون مار سکیگا مین حاضر ہون اسوقت سپاہی کی شکل بنکے آیا ہون افریخ لپٹ گیا کہا بھائی نیرنگ
تمنے بڑا کام کیا حال تو کہو عقاب ابر سوار بہت مشتاق ہین یہ باتین کرتا ہوا چالاک کو ساتھ لیے ہوئے
سامنے عقاب ابر سوار کے آئے عقاب یہی ذکر کر رہا ہی کہ چالاک نے بصورت قبل ملاقات کی عقاب
نے کہا ای نیرنگ کہو کیا گذری عرض کی حضور بڑے سحر تیار ہین غلام نے جاکر رنگ جمایا ساقی گری کی
آخر کو بڑا گیا صنوبر خواص کو قتل کرادیا مجھکو آپ کے اقبال نے بچایا عقاب ابر سوار بہت خوش ہوا
کہا ای نیرنگ اب کہو چالاک نے کہا پھر جاتا ہون جب تک کہ ملکہ حیرت کو نہ پکڑ لاؤنگا مجھے چین نہ پڑیگا
قضائے کار سمور جادو انکا مصاحب قدیم جنگل مین واسطے شکار کے گیا ایک درخت پر اک طائر کو دیکھا
اُسے تیر مارا یہ تو ظاہر ہوا کہ طائر کے جسم پر جیسے ہی تیر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہوگیا چالیس جادوگر
غائب ہوگئے بچے ہوئے قراول پلٹ کر خدمت مین عقاب کی آئے سب حال بیان کیا عقاب گھبرا گیا ہزار
جستجو کی کچھ پتہ نہ معلوم ہوا جہان لشکر اُترا ہوا ہی میدان رسالدار اُترے ہین آپسمین تکرار ہوئی تلوار
کھنچی سحر چلے گولے چلے تین ہزار جادوگر مارا گیا یہ بھی خبر عقاب کو پہونچی اور زیادہ گھبرایا افریخ سے کہا
یارو بڑے غضب کی بات ہی چالیس جادوگر نامی گرامی صحرا مین جاکر غائب ہوگئے ہزار ہا میان قتل ہوگئے
کبھی آپسمین ایسا نفاق نہوا تھا آپسمین خصوصیت کیسی میان نیرنگ کو بلاؤ چالاک آئے عقاب
نے کہا میان نیرنگ تمکو اپنے لشکر کا سرہنگ کرونگا ہزار روپیہ مہینہ کردونگا ذرا پتہ تو لگاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہے
چالاک نے کہا ابھی جاتا ہون کہ پھر ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ آپ کے لشکر مین ایک دن
اکٹھا دیری دس جادوگر نامی گرامی بازار کی سیر کو گئے تھے پھرتے پھرتے غائب ہوگئے اب عقاب ابر سوار
گھبرایا اپنی جان کا خوف ہوا اُڑا کہا یہ تو آفتادین پڑنے لگین چالاک پھر صورت بدلکے چلا لشکر مین
منصور حرامی کے فقیر بنکے آیا جا بجا لوگون نے آواز دی منت جی صاحب ہماری دوکان تک گئے دھونی
لگائیے چالاک کہین نہ بیٹھا ایک ایک شخص سے پوچھتا ہی کہو بھائیو یہ طائر جو آتا ہی اسمین کیا بھید ہی
کہان سے آتا ہی کہان رہتا ہی ایک نے کہا اندر شہر کے ایک باغ ہی کہ اسکو باغ طائر راز دار کہتے ہین

ہم کبھی گئے نہین مگر سنا ہی کہ وہ قدرت کا راز دار ہی آج اُسنے لشکر دشمن پر سحر کیا کئی ہزار آدمی گرفتار کیے یہ تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کئی ہزار کی مشکین بندھی ہوئی چند حبشی اُنکو کشان کشان لیے جاتے تھے سنا ہی کہ اسی طرح سب لشکر حریف کا گرفتار ہو آئیگا اُسکو خبر بھی نہوگی کہ میرے مصاحبون کو کون لیگیا کچھ لوگ جنگل سے گرفتار ہوکر آئے کچھ لشکر سے پکڑ گئے کچھ بازار سے اُٹھا لیے اسطرح سب پکڑے گئے چالاک یہ خبر دریافت کرکے قلعے مین آیا پھرتے پھرتے اُس باغ کے قریب پہونچا دیکھا اُس باغ سے شعلے آتش کے بلند ہو رہے ہین درخت مثل چنار جل رہے ہین چالاک کھڑا دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک کنیز کسی کام کو نکلی چالاک نے بشکل جوان حسین اُسکو پکارا جب وہ نجھوتی اُسکے پاس پہونچا باتون مین لگا کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ڈرتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ وسیع گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری ہین عندلیبان خوشنوا جوش بہار دیکھکر پہلوے گل مین بیٹھکر یہ غزل گا رہی ہین غزل

ہوئی وہ گل سے کہ تجھپر ہی فدا جان بہار
مصحف رخسار اُس گل کا ہی ایمان بہار
زندہ ہوتے جاتے ہین گلہاے مردہ یک قلم
دیدہ گریان ہین گویا ابر باران بہار
تیرے روے آتشین کے آگے چاہا تھا فروغ
آگے اُس گل کے نکلنے پر ہی لب جان بہار
چشم گل اُس شاخ گلشن کی جدا ہین نہین
باغ مین مانند جو جاری ہی فرمان بہار
کیا ہین اب تو شگفتہ ہی گلستان تمام
پرزے پرزے ہو رہا گل گریبان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسان بہار
مین ہوا عاشق جو اُس رخ کا ہوا آغاز خط
آنکھ مین ہی چمن مین آب حیوان بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن
کر دیا باد خزان نے گل چراغان بہار
کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتے نہین
بلبلو آلودہ خون ہی یہ داماں بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون خط سبز یار
دیکھنا اے باغبان تو رفت و شان بہار
نظم ناسخ ہی جو مضمون نامے گویہ ہی چمن
اڑتے پھرتے ہین بھلا کیا رتبہ اوراق گل
جوش سودا کا ہوا ہی مجھکو سامان بہار
کر رہا ہون آبیاری باغ حسن دوست مین
جنگلی موج ہوا سے پریشان بہار
گل ہوے پژمردہ سب باغ چمن مردہ
ہی زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار
لالہ و گل کیا کہ ہین منقار با فرمان تک
اسقدر دلکش کہان گلشن مین بچان بہار
دیکھے اُس گلگون قبا کو حسن وحشت آ اگر
ہوگئے برگ خزان اوراق دیوان بہار

طاے زمرد نگار یاقوت منقار نغمے پھرتے ہین جب زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی اشعار عبرت کبھی عشرت کبھی عاشقانہ آدمی کے محو کرنیکا سامان چالاک ان سبکو دیکھتا بھالتا وسط باغ مین آیا دیکھا اک چبوترے پر فرش عمدہ بچھا ہی مسند پرتکلف چالیس پچاس کنیزین دُر در گوش مرصع پوش اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کنیزین سر جھکائے بیٹھی ہین جنکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا انتظار کر رہی ہین دم بدم اُس آگ کی جانب دیکھتی ہین ایکطرف سے زنجیر کے جھنجھنانے کی آواز آئی چالاک نے سر اُٹھا کر دیکھا مصاحبان عقاب جو غائب ہوے ہین وہ سب سلسل مطوق ایک چمن مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین زبانون مین سوزن مبتلاے رنج دشمن ایک سے ایک یہی کہتا ہی یارو ہمین کیسے گرفتار کیا کیونکر پکڑے گئے اب تک نہ سمجھے کہ یہ کیا واقعہ ہوا جس کمال مین عمر بھر مشقت کی اُسکا بھی کچھ ظہور نہوا سحر نہ کرسکے یکایک سو گئے آنکھ کھلی تو اپنے کو اِس مقام پر پایا جو لوگ شکارگاہ مین گرفتار ہوے وہ کہتے ہین جب ہمارے افسرنے طائر کو تیر مارا اندھیرا ہو گیا اسطرح کا ہنگامہ گیر و دار بلند تھا کہ شور قیامت یاد آئی بجھے آبرو و نیز نکلی اب کیونکر چھوٹینگے ان قیدیون کا حال دیکھکر چالاک کو پسینہ آگیا دل تھرا رہا ہی جی مین کہتا ہی اے چالاک یہ بڑے بڑے ساحر یون غفلت مین گرفتار ہوے بڑا کوئی

حیلہ ساز و شعبدہ باز ہی کہ یہ لوگ ابتک حیران ہین کہتے ہین نہین معلوم ہم کیونکر پکڑے گئے خدا محفوظ رکھے ایک
گوشے مین مچھیا ہی کنیزین آگ کی طرف دیکھ رہی ہین پہر رات آچکی ہی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی زمین پر
بچھایا ہی وسط سما پر ماہتاب اپنی کیفیت دکھاتا ہی صاف ثابت ہی گلہاے سیارگان شاخ کہکشان پر
شگفتہ ہین یکایک آگ مین تیزی ہوئی شعلے بھڑک کر آسمان پر گئے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے نرگس نے آنکھین
کھولدین سنبل کو اپنی زلف معنبر بنانے سے فرصت نہین شعلہاے آتش اسقدر بھڑکے کہ تمام باغ آتش بہار
ہوگیا چالاک تھر تھر کانپ رہا ہی دل سے دعائین کرتا ہی کہ پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہی جب شعلے
بہت بھڑکے جوان حسین وجد مین آئے بیچ آگ مین سے ایک طائر ہفت رنگ تڑپ کر نکلا طائر کو دیکھکر چالاک
کے ہوش اڑے جی مین کہتا ہی کیا زور سحر ہی کہ بیچ آگ مین سے طائر نکلا پر وغیرہ اسکا نہین جلا بلند ہوکر خیمہ کے
کنگرے پانہ ہر طرف مسند کے چلا اک چیخ ماری زمین تھرا گئی سبکی آنکھین بند ہوئین اب آنکھین کھولکر دیکھا
ایک ساحر قوی و جسیم رنگ سیاہ مگر تاج سر پر بھاری لباس زیب جسم خود سر کے تاج سے شعلے آتش کے نکل رہے ہین
انگلیان مثل شمع بخشا خون کے روشن ہین کنیزون نے اٹھکر بلائین لین گرد پھرین عرض کی آج حضور کو بہت
دیر ہوئی حضور کہان رہے لونڈیون نے جدائی مین حضور کی بہت قلق سہے جسدن سے چالاک بن عمرو
صنوبر خواص کو مار کر نکل گیا اُس دن سے جو آپکو دیر ہوتی ہی کنیزین گھبرا جاتی ہین وہ ساحر ہنسا معلوم ہوا
سنڈاس کا منھ کھل گیا وہ بوے بدآئی کہ دماغ اُلٹ گیا چالاک کہتا ہی اے چالاک یہان پر خواجہ عمرو ہوتے
تو البتہ چالاکی انکی یہان کام آتی مگر اُس ساحر نے کنیزونکو جواب دیا صاحبو کیونکر سویرے آتا ایک سرہزار
سو دے شمین ہزار عقاب ابر سوار کے ساحر قید کر کے لایا انکو نیا شعبدہ دکھایا بڑی فکر یہ ہی وہ عیار
مکار فکر مین پھرتا ہی مین اسکی فکر مین ہون آخر کہان جائیگا چالاک یہ سنکر گھبرا گیا اُس ساحر نے اشارہ کیا
کنیزون نے گلابیان بڑھائین چالاک چاہتا ہی مین بھی قریب جاؤن ٹکڑے ہو کر جھنکارا دوپٹہ سینے
سے سرکا دیا تب صورت دکھائی کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوا کہ عقاب شعبدہ باز اس ساحر کا
نام ہی منتظم کارخانہ صنم گویا سب طرف کا انتظام کرتا ہی چالاک نے جونہی صورت دکھائی مسکرا کے
آنکھ چمکائی عقاب شعبدہ باز نے آواز دی سوسن ادھر آؤ آج تم ہمکو شراب پلاؤ چالاک جھجھکر قریب
آیا کہا اے شہنشاہ خداوند صنم گویا آپکو اس نگوڑے عیار کے ہاتھ سے بچائیں مین نے سنا ہی کہ آپکو پھر
اسی فکر مین پھرتا ہی آپنے غضب کیا صنوبر خواص کو قتل کراکے نکل گیا یکایک آسمان پر برق چمکی ایک
طائر سفید رنگ اڑتا ہوا آیا آتے ہی گرا لوٹ ماری انسان بنکے تیار ہوا عقاب شعبدہ باز نے کہا اے
طاؤس حیلہ ساز کہان تھے آج کہان دیر لگائی کہا حضور کیا عرض کرون جسوقت سے صنوبر خواص
قتل ہوئی چہار جانب اُس عیار کی فکر مین گیا مگر اسکو نہ پایا رات بھی ہو گئی تھی پلٹ آیا قریب عقاب کے
آیا تخت پر بیٹھا عقاب نے سوسن کو آواز دی ہی سوسن بنے چالاک سامنے بیٹھا طاؤس حیلہ ساز
جو آیا چالاک نے خیال کر کے دیکھا نہایت اُداس ہی چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین نرمی
حواس مین ابتری چوکنا سب طرف دیکھ رہا ہی گائن سامنے بیٹھی تھی چالاک نے کہا ہوا گاؤ سازندے تو
لگے کیون شہنشاہ مین دو چار شعر کی غزل گاؤن طاؤس حیلہ ساز بول اٹھا سوسن تمنے تو کبھی کسی
علم پر توجہ نہین کی عرض کی اسکا حال عرض کرونگی خداوند صنم گویا کی عنایت ذرا آج سنیے انصاف کیجیے گا

مین نے کبھی اس علم پر توجہ نہین کی خداوند کے صدقے ہو جاؤن خواب مین فرما گئے مجھکو علم موسیقی دیا عقاب تو کچھ نہ بولا طاؤس نے کہا ان سوسن کچھ اشعار تو گاؤ سوسن نے سازندونکو اشارہ کیا دو طرف سے دو ساز گیان بجین گلے کٹنے لگے جو طبلے بجا رہے تھے انھون نے ٹکڑے باندھنا شروع کیے سب ساز آپسمین ملائے ہوے سوسن نے گنگنا کے یہ اشعار جگر فگار شروع کیے

نظم

آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
کانپتا ہی آہ سے میری رقیب رُوسیاہ
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

پھر گیا ہی اسقدر رنگ زمانہ چاہیے
دل ہی رہتا ہی مکان جسکا پتہ معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہی یار کو مکتوب شوق
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
دام مین لایا ہی آتش سبزۂ خط بتان

دوست ہی جب تشنۂ خون جان ہو تو کیا معلوم ہو
آئینے مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب معشوق کی
آرزوے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
اسلیے مارا ان آنکھون نے مجھے تا خلد مین
بیچ ہی کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

جب چالاک نے یہ غزل گائی طاؤس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہر مرتبہ تعریفین کرتا ہی کبھی عقاب سے کہتا ہی حضور سوسن نے بلا کا کمال پیدا کیا ہی آپ دیکھتے ہین کس رنگ سے گاتی ہی دل کو برماتی ہی عقاب کچھ جواب نہین دیتا طاؤس کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہو کر آیا ہی مگر کہہ نہین سکتا جسوقت چالاک نے دیکھا ہر ے گا نیکا رنگ بندھ گیا اسنے گلابی اٹھائی طاؤس نے کہا ای سوسن شراب کو تو دل نہین چاہتا ابھی اور گاؤ تمھارے گانے سے دل نہین بھرا ہی جی چاہتا ہی پہروں تمھارا گانا سنا کرون سوسن نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی آپ عنایت فرماتے ہین مین گانا کیا جانون مجھے کیا لیاقت ہی یہ بھی دل مین ہی کہ شراب پلاؤن اپنا کام کرون آخر چالاک نے جام بھرا بدون دورۂ شراب صحبت بے نمک ہی طاؤس نے کہا خوشی تمھاری چالاک نے جام بھرا عقاب نے آنکھ ملائی طاؤس بہت مکدر ہو رہا ہی عقاب سے عرض کی حضور سوسن جام حاضر کرتی ہی نوش فرمائیے آپنے منہ کیون پھیر لیا عقاب نے کہا ای طاؤس تم نہین سمجھتے خیر خوشی تمھاری لاؤ ای سوسن تمھاری بھی زبان درازی کھل جائے چالاک نے عقاب کو جام دیا عقاب نے جیسے ہی جام کو ہاتھ مین لیا آتش مین تلاطم پیدا ہوا ایک طائر آتشین اس سے نکلا ادھر ادھر سراسیمگی کرتا ہوا جب وہ طائر نکلا عقاب نے اسکی طرف دیکھا طائر نے سر ہلایا بدن سے سر جدا ہوا آہ کی شعلہ منہ سے نکلا طائر جلکے گرا ادھر طائر گرا ادھر شراب شعلہ بنکے اڑ گئی عقاب نے آواز دی اری تو کون چالاک نے دیکھا کار از دست رفتہ تیر از کمان جست پلٹنا ممکن نہین خنجر کھینچکر جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ چشم دشمن باندازم کف خاک
نہ آید باز گردید خنجر گاہم
بہ عیاری من آنم چیست و چالاک
خلیفہ اول چالاک نامم

یہ کہکر اسنے خنجر مارا کہ عقاب ہنس پڑا چالاک ٹھٹھر کر گرا رنگ ورو غن چہرے کا اڑ گیا اب تو بنے وہ ایک عیار و بلا تیکا تا متیا بیہوش پڑا ہی سب گھبرا گئے مگر طاؤس تعبیدہ باز نے عرض کی ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا عقاب نے کہا بھائی جب یہ ظالم میری تلاش مین چلا تھا جبھی مجھکو معلوم ہوا کہ چالاک میری ہلاکت مین آتا ہی جب باغ مین پہونچا اسنے رنگ جما لیا کیا تم سمجھتے تھے کہ یہ سوسن ہی طاؤس تمھاری عقل غلام تو اسکے گانے پر مبہوت ہوا اسوقت اسکا رنگ مٹنا بہت ناگوار ہوا کچھ توجہ دیجیے تو عقاب اسرار سے مقابلہ کرون عقاب نے کہا تمکو مفصل حال دریافت نہین یہ کہکے اشارہ کیا چالاک کو ہوش آیا اپنے کو قید پایا عقاب جھلا رہا ہی حکم دیدیا کہ کسی کو خبر نہو یہ کہکے تیغہ پکڑ کے اٹھا چاہا چالاک کو قتل کرون

طاؤس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور ابھی بڑے بڑے کام کرنا ہین اسکو مجھے دیجیے مین قید کردون عقاب نے کہا یہ بڑا مکار ہی قید سے نکل جائیگا طاؤس نے کہا مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود حفاظت مین مصروف رہونگا عقاب رک گیا کہا ای طاؤس لیجاؤ مگر خبردار بہت ہوشیار رہنا طاؤس نے کہا مین سمجھ چکا یہ کہکے اپنے سحر کی انگھڑیان بیڑیان چالاک کو پہنا مین کمر مین پنجہ ڈالکے اڑا متوجہ ہولے چالاک کی آنکھ بند ہوئی طاؤس نے فرش زمین پر بچھایا ہی اسی پر چالاک کو بٹھایا آپ سر جھکا کر رونے لگا چالاک نے کہا ای مادر ساحران آج تو مین آپکو بہت مکدر پاتا ہون خیر مین نے جو کچھ کیا اسکا بدلا پایا آپ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا آپنے بڑا کار نمایان کیا ہی طاؤس نے کہا ای چالاک کیا کہون حال دل بیان نہین کرسکتا ہون اگر ضبط کرون ہڈیان جلتی ہین ہر اعضا سے چنگاریان نکلتی ہین اگر کہون تو کس سے کہون چالاک نے کہا غلام دل وجان سے حاضر ہی جہان کہین آپکا معشوق ہو جاؤن جان دیکر لاؤن مثل دعاے مظلومہ کے آسمان پر جاؤن طبقات زمین مین پہونچون آپکے پہلو مین لاکر معشوق کو بٹھاؤن اب مجھکو غیر نہ جانیے اپنے میری جان بچالی ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا پھر اپنے جان بخش کی خدمتگاری سے سرتابی کرونگا جان عزیز فدا کرونگا فقیر بنکے پھرونگا مگر آپکی معشوق کو تلاش کرکے لاؤنگا طاؤس کہتا ہی ای چالاک مین کیا کہون اس خاموش رہنے مین وہ مزا ملتا ہی کلیجے پر ہجوم غم وحسرت ہی اسوقت یہ کیفیت ہی

قطعہ

سدرہ ہی دوش پر سر گردن کو بوجھ سے
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
ساز سفر کبھی نہوا بار دوش یاران
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
غمازا نیا ذکر نہ لاوے حضور دوست
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
سمجھا مین مال وجنس کو رہزن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ وزنار کی نہین
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
آتش یہ سارے رنج ہین انسان کے واسطے

ہوش وخرد ہی باعث تکلیف آدمی
آگاہ کیا سوار ہی توسن کے بوجھ سے
سختی بخت وعشق بتان دونون قہر ہین
واقف نہین ہین شیخ وبرہمن کے بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

چالاک نے کہا یہ تو مین سمجھا کہ آپ کسی پر مائل ہوے کسی قاتل کی تیغ ابرو کے گھائل ہوے لیکن نام ونشان بتائیے طاؤس نے کہا جب قدرت نے حکم دیا لشکر عقاب ابر سوار کو گھیرے مین نے تدبیر کی صبح کو باغ پر بہار مین میری شامت تھی کہ خبر لینے گیا جمال بمثال حیرت جادو کو دیکھا کیا کہون کہ اسوقت تک ایسی صورت زیبا طلعت جہان آرا نگاہ سے نہین گذری سب اعضا چالاک وچست مزاج درست آنکھین قشنگ دیدۂ غزال ابرو فخر ہلال عارض انور کو کس سے مثال دون چاند مین وہ صفا ہی وہ کیا منہ دکھائیگا کیا سامنے آئیگا بڑے نادان ہین جو قد دلجو کو سرو سے مثال دیتے ہین ایک نخل بے ثمر نخل قد یار مین پھول پھل دونون موجود ہین پھول سے گال سینہ پر ابھار بقول قمر شعر نار پستان کی کیا کہون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا چالاک کے ہوش اڑ گئے بے اختیار منہ سے نکل گیا شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ٭ نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہو ٭ چالاک تو نہ پڑھ سکا دل مین یہ شعر پڑھکے سر جھکا لیا کہا حضور عجب معشوق سرکش کی جسپر آپ مائل ہوے بیشک اسکا عدیل ونظیر پردۂ دنیا مین ناممکن ہی مگر مین ابھی مین جانبازی کرونگا ابھی جاکر لاتا ہون طاؤس نے کہا جلدی نہ کرو پہلے اسکی رہائی کی تدبیر ہو چالاک نے کہا رہائی کی کون صورت باغ خداوندی مین کسکا زور چلے طاؤس نے کہا بھائی سچ پوچھو تو خداوند کا سارا کمال اس

عتاب شعبدہ باز پر اور میری ذات پر موقوف ہی قدرت کو تو اپنی پشت کی بھی خبر نہین صرف اتنا کمال و
کرتے ہین کہ دنکو جاکر سونے کی تصویر مین بیٹھتے ہین منصب رحرامی کو بادشاہ بنایا ہی ہم لوگ اپنی جان
لگاتے ہین آٹھ پہر مغرب و مشرق و جنوب و شمال کی خبر رکھتے ہین ایک پہر بھر اگر غافل ہو جائین سب
سامان خدائی درہم برہم ہو عیار نے کہا جب مین نے قدرت کو شراب دی اور طائر آگ سے نکلا اسکی
وجہ سے خداوند ہوشیار ہوے۔ ورنہ مین نے مار لیا تھا طاؤس نے کہا طیران بلند پرواز ایک
ساحر ہی کہ وہ کوہستان مین رہتا ہی وہ محافظ جان خداوند ہی چالاک نے پوچھا ای طاؤس یہ طائر
کہان رہتا ہی طاؤس نے کہا طیران سے کسی سے ملاقات نہین ہوتی پہلوے قلعے پر اک درخت چنار
ہی اکثر بصورت زاغ و زغن وہان جاکر بیٹھتا ہی یا اسی آگ مین رہتا ہی اسی خیال مین ہر وقت ہی کہ قدرت
کو کسی نے کچھ کھلایا پلایا کچھ تدبیر کی فوراً خبر دیگا یہی علامت ہی سمجھ جانے کی مگر ای چالاک تمھاری
چال کو قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب تو شراب نہ پی چالاک نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا طاؤس
نے پوچھا کہ ای چالاک اگر تمھاری خوشی ہو تو مین تدبیر رہائی حیرت کرون چالاک نے کہا بہت مناسب
ہی مگر مین پہلے طیران بلند پرواز کی تدبیر کرونگا اگر اسکو مار لیا سب کام بن جائینگے طاؤس نے کہا ای
چالاک تو تو خدائی کے مٹانے کی تدبیر کرتا ہی چالاک نے کہا بے صنم گویا کے مٹے کچھ نہوگا مین وعدہ
کرتا ہون کہ تمھاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ حیرت کے کردونگا شاہ اور شاہزادے جمع ہون
شاید تمنے سنا ہوگا کہ جب صاحبقران زمان کے ساتھ ملکہ مہر نگار کی شادی ہوئی ہزارہا شہریار صدہا تاجدار
تاجران عالی وقار چالیس منزل کے گرد مین یہ سامان مہیا تھا کہ ایک مہینہ کامل کسی کو ہوش نہ تھا کہ دن
کہان اور رات کدھر ہوئی اسیطرح تمھاری بھی شادی کرون میرا آقا حمزہ مجھکو بیٹا مانتا ہی فیل ہیمون ایسا ہاتھی
اسپیر و طلعا بناکر تمکو سوار کرین ہم شہبالہ بنکر بہاری سمہو سنبھالین تاجداران جلیل گرد ہاتھی کے ہون
کیسے ہوے آمیز نازنینان حسین و مہ جبینان مہر تمکین راہ مین ناچتی ہوئی اس دھوم سے برات لیکر جائین
کہ بہرام فلک کو رشک ہو دلہن کے مقام پر دن بھر طائفے ناچین جہیز وہ ملے کہ کوچے بند ہو جائین اس
بلاغت سے چالاک نے سامان شادی سامنے طاؤس کے بیان کیا کہ اسکے دل مین مزا آگیا جھومنے لگا
کہا ای چالاک مین تیرا غلام ہون مین بھی تیرا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان عالم رشک کرین کہ تو رستم بنادون
کہ کسی ملک کا بادشاہ کرون اگر مجھسے سحر سیکھ لے چالاک نے کہا اب مجھکو کیا آئیگا ہان اب پہلے آپ ایسی
تدبیر بتلائیے کہ مین طیران بلند پرواز کو مارون اور ایک بات عرض کرون اگر میرے کہنے کا اعتبار ہو تو
لات و منات و سامری و جمشید پر لعنت کیجیے میرے مذہب کا اعتقاد کیجیے جو کچھ کہا ہی اسی سامان سے
تمھاری شادی ہوگی مسلمان ہونے مین یہ نفع ملیگا کہ صاحبقران و فرزند امیر و سرداران نوجوان
سب تمھاری شادی مین شریک ہونگے ابھی کلمہ پڑھو مطیع مذہب اسلام ہو جسطرح سے ساحر اعتقاد
کرتے ہین اسی طرح تم بھی معتقد ہو اسطرح چالاک نے طاؤس حیلہ ساز کو سمجھایا کہ اسکے ذہن مین
بھی آیا عیار کامل الفن ہی اسکا ساتھ دو خدائی صنم گویا کو مٹاؤ خوب آپس مین عہد و پیمان واثق ہوے
طاؤس حیلہ ساز دل و جان سے مطیع اسلام ہوا چالاک کو قید سے رہا کیا پوچھا کہ شاید خداوند
پوچھین کہ چالاک کو کیا کیا تو جواب کیا دون چالاک نے کہا ایک کام کرنا صحرا سے کسی گنوار کو پکڑ لا اور سحر سے

اپنے اُسکی صورت شکل بیری صورت کے بناؤ کل جبیح کو سرکاٹ کر سامنے حذاوند کے لیجاؤ اگر پوچھین کیون قتل کیا کہنا حضور غل مچاتا تھا آپکو کلمات سخت سناتا تھا مجھسے نہ سنا گیا مین نے اس مکار کا سرکاٹ لیا آپکے سامنے سر کو کسی کونے مین پھینکدینا کہ سبکو اطمینان ہوجائے سب یہ سمجھین عیار مارا گیا مین اب فکر مین طیران بلند پرواز کی جاتا ہون تمھین عہد و اقرار کرکے اسے چالاک کو قید سے رہا کیا چالاک تلاش مین طیران بلند پرواز کی چلا جس صحرا کا پتہ ولس نے پتہ دیا تھا اُس جنگل مین جو منظور تھا و ہی صورت بنکے بیٹھا طیران بلند پرواز کا قاعدہ ہی کہ جب آگ سے گھبرایا ہوا نکلتا ہی اک طائر کی شکل بنکر نخل چنار پر آکر ٹھہرتا ہی طاؤس نے تو جیح کیا کہ جبیح کو اک گنوار کو پکڑ لایا اُسکا سر کاٹا بشکل سر عیار بنایا سامنے حذاوند جمشید کو پاکے لایا ستم گو یانے گھبرا کر کہا تونے ابھی اسکو کیون مار ڈالا کہا حضور بڑا مکار تھا حضور کی نسبت کلمات سخت کہتا تھا مجھسے نہ سنا گیا ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا ساری سرکشی نکل گئی جمشید گو یانے کہا سر اسکا کنگورہ قلعے پر رکھواؤ سر عیار نقلی کا کنگرہ قلعے پر رکھا گیا افرنج جادو نے جو یہ سنا روتا ہوا سامنے عقاب ابر سوار کے آیا عرض کی ای شہنشاہ سنا آپنے اُس روز جو مین میدان خونی مین گیا تھا اُسنے کیا کمال کیا کہ اپنی صورت بدل لی خواص قتل ہوئی پھر راہ مین سبرے اُسکے ملاقات ہوئی اب سنا ہی کہا تکہ دشمن قتل ہوئے سر کنگرہ قلعے پر رکھا گیا دیکھیے کیا ہوتا ہی عقاب ابر سوار نے بھی سنکر افسوس کیا کہا ای افرنج آخر یہ عیار کون ہی کہا حضور فرزند عمرو اگر وہ تو ہین لیکر وہ لڑتا تو لشکر منصور کو شکست دیتا تھرپر تدبیر کا حاکم تھا عقاب نے کہا ای افرنج جادو دریافت کرو اگر زندہ ہی تو مین اسکا مرتبہ اعلی کرونگا مجھکو بھی خبر پہونچی ہی کہ حیرت کے چھڑانے مین کوئی دقیقہ اسنے اُٹھا نہین رکھا افرنج جادو وہان سے تلاش چالاک چلا ادھر چالاک نجی حیت و چالاک ہوا عرض کرچکا ہون کہ جنگل مین آکر بصورت مبدل تلاش طیران بلند پرواز مین تھا طیران کا دستور ہی کہ جب آگ مین گھبرا جاتا ہی تو وہان سے نکل کر صحرا مین آتا ہی درخت پر بیٹھا جنگل طائر زمزمہ سرائی کر رہا تھا گرد اسکے طائران صحرا جمع ہوے کہ کان مین آواز گانے کی آئی سر اُٹھا کر دیکھا اک شکل ماہ طلعت مہر صورت نہایت حسین و جمیل گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک جمی ہوئی عجب سج دہج سے عاشقونکی وضع ہو منھ سوکھے ہوے یہ غزل عاشقانہ جیسا کانہ گاتا ہوا چلا آتا ہی

غزل

ویران ہی خانہ جلوہ حیرت طراز کا
بگڑا ہی کھیل کیسا فلک حقہ باز کا
سر پیٹتی ہین حلقہ ماتم مین قمریان
ہی تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
ہی کفر ستکہ اب ہے کس سے وصال ہی
خواب عدم مین جیب ہی گر خواب ناز کا
نادان دل کو مرگ کا اتبک یقین نہین

آئینہ دیکھتا ہی شکستہ آئینہ ساز کا
پہلے ہی اذن عام کہا نقش یار پر
نخل عزا ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
زندہ ہی دفن کرد و مجھے دوستو کہ آہ
ای مرگ آہ فائدہ افشائے راز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب
اللہ کیا گمان تھا عمر دراز کا

ہاتھو نسے اپنے مہر کا تریاک گھو دیا
غیرت سے اختیار نہ دیکھا نماز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گنہگار
محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
گستاخ نالے فتنہ محشر جگا ئینگے
شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا

اس سوز و گداز سے یہ غزل گاتا ہوا آتا ہی کہ طیران بلند پرواز کے ہوش اُڑ گئے نخل سے اترا بصورت اصلی آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہرو کہان جاتے ہو ذرا ہمسے بات کرو اُسنے پلٹ کے جواب نہ دیا مبہوت ہو رہا ہی جب اسنے بہت آواز دی تو اُسکے نے بلند طیران سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

وے آن رنش خلش الم نیست
نباشد غنچہ در پردہ چپاک
کدامی دل کہ پر از ریش غم نیست
کہ حسن خاک در خار ستم نیست

زبان در کام کش بلبل کہ امروز
رہ آسان تر از راہ عدم نیست
برافشان دست ہمت را کہ ہرگز
کہ ہر بیگانہ را رہ در حرم نیست

گل مقصود در باغ ارم نیست
چو عہد دوستی بستی وفا کن
کف ہمت بلندان بیدرم نیست

بہ نزد رہ نوردان رہ عشق
کہ یار بیوفا در دہر کم نیست
قدم فہمیدہ مخفی نہ درین رہ

طیران نے جا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی سنو تو کیا حال ہی یہ کیا صورت بنائی ہی اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت دیکھا اور کہا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی ہر رگ رگ مین نیش غم ہر نشیے کہان کہان کی ہر کیا حال کہین دامن صبر وست استقلال سے چھوٹا سینۂ دل تنگ بر عت سے ٹوٹا دل اپنے قابو مین نہین طیران نے کہا مجھسے حال مفصل کہو مین تمھارے معشوق کو تلاش کر دونگا یہ جو طیران نے کہا وہ جوان گرد پھرنے لگا کہا ای برادر یہ جو کہنے کہا اس عہد کو پورا کرو گے مین اپنی جان تمپر نثار کرون طیران نے کہا مین ضرور کوشش کرونگا مین رازدار خدا و مددِ جنتم گویا ہون یہ سنکر اُس جوان نے بغل سے تصویر نکالی اور تصویر دکھا کر کہا شعر ایست کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ✤ طیران بلند پرواز نے تصویر ہاتھ مین لی بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین مہ جبین کی تصویر ہی حقیقت مین مقبولی اعضا و رسیت چالاک و چست سمن بر قمر پیکر شیرین ادا لیلی کرشمہ چہرہ آفتاب عالمتاب خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو شعر بہ ہر خندہ کہ لب برانگیختی ✤ نمک بر دل خستگان ریختی ✤ طیران تصویر دیکھنے مین مصروف ہوا اُس جوان نے پیچھے سے ہٹکر جلتے کمند کے مارے چاہا جھکا مارون حباب مار کر بیہوش کرون سر کاٹ لون لیکن طیران ایسا تڑپا کہ منھ سے اُف نکل گئی آگ نے کمند کو جلا دیا طیران نے آواز دی او نالائق مکار یہ کہکر ایک دوہتڑ مارا وہ جوان گرا خنجر لیکے گرا کہ سر کاٹ لون قضاے کار افریخ جادو تلاش کرتا پھرتا تھا آواز جو طیران کی سنی جھپٹکے قریب آیا دیکھا وہی عیار میرا فند مکار زمین مین پڑا ہی طیران بلند پرواز سر کاٹنا چاہتا ہی دل بھر آیا قلب تھرایا وہین سے نعرہ کیا خبردار او طیران ہاتھ تلوار کا نہ مارنا طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و چالاک نہایت بیباک گولہ آہن ہاتھ مین نعرے کرتا ہوا آتا ہی طیران پر گولہ مارا طیران ہنس پڑا گولہ پھینککر زمین پر گرا طیران نے لپک کے چیندوالے پاش کے مارے افریخ بھی گرا طیران اسکو کھینچکر لایا اب چاہا دونون کے سر کاٹون کہتا جاتا ہی او ساحر تجھے اس مکار سے کیا کام ہی طیران نے افریخ پڑھتے سحر اتار زبان مین سوزن دیا افریخ نے کہا یہ میرا رفیق ہی میری خیر خواہی کرتا ہی کہین ہو سکتا ہی کہ ہم اسکو اس حال سے دیکھین طیران نے کہا تمھاری بھی قضا لائی تھی اب دونون کو قتل کرونگا چالاک بھی زمین پر تڑپتا ہی زمین نے پیر پکڑ لیے اُٹھ نہین سکتا افریخ کا بھی یہی حال ہی طیران نے سحر بھلا دیا ہر چند افریخ چاہتا ہی سحر کرون اسکے پنجۂ ظلم سے نکلون ممکن نہین سحر فراموش حیرت کا جوش طیران تلوار کھینچکر چلا کہ دونون کے سر کاٹون کہ طاؤس حیلہ ساز عشق مین حیرت جادو کے بیقرار دل سے باتین کرتا ہوا کہ نہین معلوم ہمارا یار وفادار نے کیا کیا ہدایت کرکے مجھکو پاک کر دیا دل مین خزانۂ ہدایت بھر دیا رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے تصویر خیالی حیرت کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہی سوچا کہ جنگل مین چلکے دیکھو شاید اُسنے طیران پر ہاتھ ڈالا ہو ملجاے تو ملاقات کرون اور پوچھون کہ کیون بھائی معشوق سرکش کو ہمارا حال معلوم ہوا یا نہین شاید اُسنے کوئی تدبیر کی ہو یہ سوچتا ہوا اُسی جنگل مین آیا نخل چنار کے پاس آکر دیکھا چالاک زمین پر

چپکا پڑا ہی ایک طرف ایک ساحر ای طیران خنجر کو تیز چبیار ہا ہی یہ حال دیکھکر کلیجہ پھٹگیا سو چا کہ جو غضب ہوا
اگر بیدار اگیا تو پھر سبر ایںجام تا بہ حیرت نہ پہونچیگا یہ سوچکر کچھ خیال نہ رہا للکارا کہ او طیران خبردار کسی کو قتل
نہ کر طیران نے کہا او طاؤس تجھے کیا ہوا تجھے اس مکار سے کیا غرض ہی طاؤس نے کہا او بیحیا یہ میرا مہر ہی
جو لیلے معشوق پیمبر ای آئیمین سحر چلنے لگے کئی گولے طاؤس نے لگائے اوآئیمین سحر جو چلا چالاک نے آواز
دی ای طاؤس ایک سحر ایسا کر کہ میرے پیر زمین سے چھوٹین تب مین اس بیحیا کو مارونگا یہ بڑا ساحر ہی
علم نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہی طاؤس نے ایک گولہ پھینکا قریب چالاک کے پھٹا برق چمکی چالاک
کے پیر چھوٹے چالاک نے اچک کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا طیران نے جو دیکھا کہ چالاک نہ دارد
کہا او طاؤس تو نے غضب کیا اس مکار کو بھگا دیا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ نہ موڑونگا
پیشانی پر اپنی ایک نشتر مارا خون چلو مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس نے چاہا بچون نہ بچ سکا
ٹکڑے ٹکڑے گرا اب خنجر پکڑ کے طیران دوڑا کہتا ہوا اب تیری مشکین باندھکر خدمت مین خداوند جمشید گویا کی
لیجلون اور رانیون کے سامنے پوچھونگا کہ مین نے کیا خطا کی جو یہ ظالم مجھسے لڑا عیار کو بھگا دیا قدرت تمنے
پوچھینگے تمھارے اعمال قبیح کی سزا دینگے طاؤس خاموش کہ پہلو سے آواز آئی ای بھائی کیا کہنا خوب
ان باغیون کو پکڑا یہ مار آستین گرگ بغل ہی طیران نے پلٹ کر دیکھا عقاب شعبدہ باز دوڑا ہوا آتا ہی
طیران نے کہا ای نائب قدرت ای منتظم کارخانہ قدرت دیکھو یہ طاؤس ناحق کو مجھسے باغی ہو کر بڑا عیار
کو بھگا دیا عقاب نے کہا مین تو اس سے حاضر کرا دونگا اسکو سرکشی کی سزا دونگا یہ کہتا ہوا قریب طیران
کے پہونچا طاؤس کو خنجر دکھایا کہا تیرا سر کاٹ لون طیران نے کہا ای شہنشاہ اسکا سر ابھی نہ کاٹیے زندہ
سامنے خداوند کے لیچلینگے قدرت اس سے باعث پوچھینگے کہ کیا سمجھکے تمنے عیار کو بھگا دیا عقاب نے
کہا یہ سب کچھ معلوم ہو جائیگا تم میرے پاس آؤ مین سب حال تمکو بتلا دونگا مین نے بعلم ستارہ شناسی
دیکھا کہ اسنے مذہب قدیم پر لعنت کی خداوند جمشید گویا کو برا کہا مطیع اسلام ہو گیا اسکا تو قتل واجب و لازم ہی
یہ کہکے کہا مین خدمت خداوندی مین بیٹھا تھا کہ قدرت نے فرمایا ای عقاب جلد جاؤ ہمارا رفیق دشمنون سے
لڑ رہا ہی جلد جا کر شریک ہو دیکھو قدرت خود آتے ہین طیران پلٹا عقاب برابر کھڑا ہوا تھا خنجر مارا طیران
کا شکم چاک قصہ پاک تنکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک ﴿ بہ عیاری من آنم خجستہ چالاک ۔ بہ چشم
دشمن اندازم کف خاک ۔ نہ آید باد گرد تیز گامم ۔ خلیفہ اول چالاک نامم ﴾ افریخ نے آکر ہاتھون کو
چالاک کے بوسہ دیا کہا ای یار وفادار کیا کہنا خوب اس ملعون کو مارا مگر اب یہان سے بھاگو ایسا نہو
کوئی آجائے طاؤس تو ایک جانب گیا چالاک و افریخ باتین کرتے ہوئے چلے منصور حرامی
دیر مین گیا قدرت سے باتین کر رہا ہی قدرت فرماتے ہین ای منصور آجکل قدرت نے بڑا انقلاب کیا ہی
تمنے سنا کہ عیار ہم تک پہونچا ہم پہلے ہی پہچان گئے عقاب نے دھوکھا کھایا تھا اس ظالم نے چاہا کہ
بیہوشی پلائے طیران بلند پرواز نے آسمان پر آکر آواز دی ایسی زمزمہ سرائی کی کہ مین بالکل سمجھگیا اسے
پکڑ لیا طاؤس کے سپرد کیا تم بلوا کے اسکو قتل کر ڈالو یہ کہتا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کہ
منصور حرامی نے گھبرا کر کہا ارے یہ کون روتا ہی لوگ دوڑے دیکھا سب نے کہ لاشہ طیران کا
ملازم اسکے ایک چارپائی پر ڈالے ہوئے ہائے ہائے آقا سے نامدار و مولائے قدرشناس تمکو کسنے مارا ہائے ہمنے

قاتل کو نہ دیکھا نہیں تو اُسکی بوٹیاں کاٹکر کھاتے تب ہمارے دلکو آرام آتا منصور نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا
طیران کی لاش دیکھی ہوش اُڑگئے جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے پوچھا آخر یہ شخص کیونکر مارا گیا کسنے مارا کہا
حضور کیا بتائین ہمنے قاتل کو نہین دیکھا اتنا ہمنے دیکھا کہ اپنی آگ مین آپ جلگیا ہم لوگ بھی سوچے کہ ہمارے
آقا گھر گئے ہین ہم بھی اپنے اپنے گھر ہو آئین حضور ہم بارہ جادوگر کہ آگ جلانے والے ہین اُڑے ہوے جاتے تھے
صحراے ویران مین پہونچے دیکھا لاشہ پڑا ہوا ہی آسمان سے اُتر پڑے لاشہ اُٹھاکر یہان لائے اتنا دیکھا
کہ تمام صحرا جلا ہوا پڑا ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہان سحر خوب پنلا ماش کے دانے جا بجا پڑے ہین ہمارے
آقا سحر مین کسی سے لڑے ہین سحر مین تو وہ ایسے نہ تھے کہ سحر مین کسی سے دبتے کسی اور وجہ مین مارے گئے
صنم گویا نے حکم دیا کہ طاؤس کو لاؤ لوگ دوڑے ہوے گئے طاؤس باغ دیوار خداوندی پدرزر سے
سرائی کر رہا تھا کہ ملازمان صنم گویا پہونچے کہا چلیے آپکو خداوند نے بلایا ہی طاؤس نے پوچھا کیا معرکہ گری
درپیش کیون طلب فرمایا ہی وہ تو مقام خداوندی ہی ساحرون نے کہا حضور ابھی ابھی طیران کا لاشہ
آیا ہی لاشہ لانے والے کہتے ہین نہین معلوم اسکو کسنے مارا یہ بھی کہتے ہین جنگل مین جا بجا مقامات جلے ہوے ہین
ماش کے دانے پڑے ہین قطرے خون کے درختون پر جا بجا پڑے ہین عقاب کو بھی طلب کیا ہی آپکو اسواسطے بلایا ہی
کہ اُس مکار کو لیتے چلیے طاؤس نے کہا مین تو اُسکا سر کاٹ کے دیچکا کنگرۂ قلعے پر سر رکھا ہی اب عیار کو
مین کہان سے لاؤن ہمنے کہا قدرت کے سامنے جواب دیجیے گا آج طیران کے مرنے سے سبکے ہوش اُڑے
ہوے ہین منصور حرامی بھی بہت گھبرا رہے ہین اسیواسطے قدرت نے بلایا ہی طاؤس چلا متردد و متفکر
جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی عقاب ہمہ دان ہمہ گیر علم کہانت مین بے نظیر اگر اُسنے دیکھا فوراً اسکو
معلوم ہو جائیگا دل مین باتین سوچتا ہوا دربار مین آیا دیکھا قدرت چیخ رہے ہین عقاب پر عتاب کہ جلد
بتلاؤ طیران کو کسنے مارا اتنا بڑا منتظم ہمارا مارا گیا کارخانۂ خدائی مین فرق پڑا مردے جو زندہ ہوتے تھے
وہی جاکر عکس ڈالتا تھا ملک الموت کو منع کرتا تھا حکم دیتا تھا سب اُسی کے اختیار مین تھا عقاب نے
نقشہ دیکھا ہی سمجھگیا کہ طاؤس بھی اس قتل مین شریک ہی جی کم رہا ہی کہ طاؤس کو آتے دیکھا ناگاہ
طاؤس بھی آکر پہونچا سجدہ کیا صنم گویا نے پوچھا کیون اے طاؤس تُنے حقیقت مین عیار کو قتل کیا
طاؤس نے کہا یا خداوند ایک ہفتہ گذرا اگر قدرت کو شک ہی عقاب ایسے اختر شناس فلک اساس
حاضر ہین اُنسے دریافت کیا جائے مین نے عیار کو قتل کیا سر آپکو دیدیا اب آج آپ پوچھتے ہین اگر میری
جانب سے کوئی بدگمانی ہی دریافت کیجیے سزا دیجیے صنم گویا بہت بگڑا طاؤس اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کو
عقاب نے کہا یا خداوند مین آج سے کل تک چور پکڑ لونگا طیران کا قاتل مخفی نہ رہنے پائیگا اے طاؤس
جاؤ انتظام کارخانۂ قدرت کرو طاؤس تو چلا کہ مین چالاک سے اطلاع کرون عقاب جادو نقشے کو
دیکھکر سمجھ چکا ہی کہ اب طاؤس مذہب صنم گویا مین نہین ہی ایک طائر کی شکل بنکر بجستجوے راز و نیاز مین نکلا
طاؤس صحرا مین آکر بشکل زغن مبتلاے رنج و محن بیٹھا فکر یہی ہی کہ چالاک آئے تو اُس سے حال کہیے
چالاک افریخ جادو کے ساتھ سامنے عقاب ابر سوار کے آیا افریخ نے کہا حضور آج تو معرکۂ عظیم ہوا
رفیق نے میرے وہ کار نمایان کیا کہ عمرو بھی ہوتا تو وجد کرتا عقاب بنکر طیران کو مارا تامل نہ کیا آج خوب
انعام لے عقاب ابر سوار نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کے چالاک کو دیا اور کہا اے مشیر نیک

جسدن حیرت جادو کو رہا کرکے لاؤگے دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا چالاک نے کہا حضور اسی جستجو مین یا تو میری جان جائیگی یا حیرت کو رہا کرکے لاؤنگا حضور صنم گویا کے یہان بڑے انتظام ہین جس ساحر کا عقاب شعبدہ باز نام ہی سحر و کہانت و رمالی و شعبدہ بازی و نیرنگ ان سب علوم مین کامل و اکمل ہی اب مین رخصت ہوتا ہون جاکر دیکھون اب کیا کیفیت اُسکی ہی عقاب ابر سوار نے کہا ای نیرنگ رات مین پھر تڑپ تڑپ کے گذری کسے کہون اگر وہ معشوق سرکش ملجائے تو دامن تھام لون اور عرض کرون نظم

عیسیٰ نفس بھی ہوگئے بیمار تجھ بغیر
ہو جلوہ گر شتاب تو ای نور بزم عشق
کیا خوش دل سے مجھکو سروکار تجھ بغیر
ناز و عتاب اُٹھانیکی کسکی ہی مجھکو تاب
اب یہ وان بھی تیغ کی ہی دھار تجھ بغیر
سودا کا دو جہان مین یار نقلی علی

قمری کو سرو باغ مین ہی دار تجھ بغیر
آنسو گلو سے شمع کے ہین ہار تجھ بغیر
سجدے سے شیخ ہی نے اُٹھایا نہین ہی سر
خاطر یہ زندگی ہی مجھے بار تجھ بغیر
تیرا ہی ہمکو گر نہ میسر ہو ہمکنار
اب کون ہی ستا ہو خریدار تجھ بغیر

تب جلائے کیونکر عشق کی ای یار تجھ بغیر
گلشن ہی عندلیب کو گلزار تجھ بغیر
موجب گرفتہ رہنے کا عاشق سے تجھ کو تجھ بغیر
اب برہمن بھی توڑے ہی زنار تجھ بغیر
تو ہی نہو تو سیر چمن سے ہو کیا حصول
نوروز و عید بھی ہی شب تار تجھ بغیر

یہ اشعار پڑھکر بہت رویا چالاک نے کہا بہت بہتر ہی حضور نہ گھبرائین چالاک نے آنسو پونچھے عقاب نے کہا کیا صبر کرون تمھسے وطن چھوٹا اور گھر بار ترک ہوا دشت پیمائی کی اسمین یہ افتاد پڑی کہون ای مہتر نیرنگ تم جو عیاری کر کے گئے یہ دیکھا کہ ملکہ حیرت کا کیا حال ہی جب تصور آتا ہی دل کانپ جاتا ہی کہ پروردہ ناز و نعم اسیر رنج و غم دل گھبراتا ہی اپنے دل مین کیا کہتی ہوگی چالاک نے کہا حضور جب مین گیا اک کاٹنی کی شکل بنکر خوب گایا تو اسنے کہا ملکہ حیرت کو سمجھاؤ مین قریب قفس گیا مین نے اپنا حال کہا کہ حضور مجھکو عقاب ابر سوار نے بھیجا ہی یہ سنکر عقاب بہت خوش ہوا کہا مہتر نیرنگ یہ بڑا کام کیا اُس گرفتار زندان رنج و مصیبت کو یہ تو یقین کامل ہوا کہ عقاب ابر سوار کو ہمارا خیال ہی ای نیرنگ اگر تمھاری خوشی ہو اور کسی صورت یہ مجھکو تا بقفس ملکہ لیچلو تو تمھارا غلام مجھے چلون یہ سنکر چالاک نے کہا آپکا چلنا ممکن نہین اور مین کیونکر یقین کامل کرون کہ آج ہی پہونچ جاؤنگا اول تو آج بڑا شخص مارا گیا طیران بلند پرواز کہ خیر خواہ دولت صنم گویا تھا طاؤس کی زبانی معلوم ہوا کہ مرگیا جو جابجا مرے تھے اور پھر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے وہ اُسکا باعث تھا حقیقت مین طیران بلند پرواز بڑا رازدار تھا مگر اب بڑا ساحر زبردست عقاب شعبدہ باز ہی کہ علم کہانت و ستارہ شناسی سب مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی اب وہ فکر مین ہی طیران کے مرنیسے بڑا ہنگامہ ہوا ہوگا چالاک سمجھا کر نکلا صورت بدلے ہوئے طرف منصور حرامی کے چلا دس بیس قدم راہ باقی ہی ایک نخل کے سایے مین بیٹھ کے رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت بدلنے لگا چاہا ایک سپاہی کی شکل بنون ایک طرف سے آواز آئی ای یار وفادار ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین چالاک نے پلٹ کر دیکھا طاؤس چلا آتا ہی دوڑ کر چالاک لپٹگیا کہا کہو بھائی خیر کیا گذری طاؤس نے کہا بڑی قیامت برپا ہی طیران کا لاشہ پاس قدرت کے پہونچا قدرت کو بڑی تحقیقات منظور ہی جاتے ہین اُسی عہدے پر کسی اور کو مقرر کرین کوئی ساحر ایسا ممکن نہین ہوتا عقاب شعبدہ باز کو حکم ہوا ہی کہ قاتل کو طیران کے پیدا کرو عقاب پھر رہا ہی مین تمھاری ملاقات کو آیا گھبرا رہا ہون کہ ایسا نہو عقاب آجائے بڑا ساحر زبردست ہی ای چالاک جسدن عقاب مارا جائیگا اُسدن کارخانہ خدائی صنم گویا بگڑ جائیگا چالاک نے کہا انشاء اللہ امروز فردا مین اُسکی بھی فکر کرتا ہون طاؤس نے کہا بھائی بہت مشکل امر ہے

عقاب پر غنچہ تھا بفضل ہونا ممکن نہین چالاک وطاؤس یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نالایق
غضب کیا عیار سے سبل کر لیا تو مطیع استلام بھی ہوا طاؤس نے دیکھا عقاب اُسی مقام پر نخل کے پتون مین چھپا
بیٹھا تھا چالاک نے چاہا کود کر بھاگون کسی غار مین اپنے کو گرا دون جان بچاؤن عقاب سحر کرتا ہوا آیا ای
ساحر جہان دیدہ منتظم کارخانہ خدائی آرتے آرتے سحر کیا کہ طاؤس تو زمین پر گرا چالاک کے پاؤن زمین نے
تھام لیے مگر طاؤس گرتے گرتے سنبھلا کئی سحر عقاب پر کیے عقاب انکے سحر کو کب مانتا ہی اتنا ہوا کہ تمانچے
پر اسکے زخم آیا وہی خون ہاتھ مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس کے بدن مین آبلے پڑ گئے تڑپ کر گرا
عقاب نے بڑھکر طاؤس کی زبان مین سوزن دیا اب حیران ہی کہ دونون کو کیونکر لیجاؤن طاؤس کی
کمر مین غنچہ دیتا ہی کبھی ارادہ کرتا ہی کہ تخت سحر بناؤن اُسپر ڈالکے لیجاؤن کہ دیکھا سامنے سے پیکان جادو
اسکا ملازم آتا ہی اُسکو آواز دی ای پیکان اس عیار کو تم لیجاؤ مین میان طاؤس کو لیکر آتا ہون پیکان
نے چالاک کو لیا عقاب طاؤس کو لیکر روانہ ہوا راہ مین چالاک نے پیکان سے کہا ای شہنشاہ ساحران
ذرا صحرا مین ٹھہر جاؤ تو مین تمسے کچھ کہون تب پیکان ٹھہر گیا اک نخل کے سائے مین آکر پہونچا کہا میان عیار صاحب
کیا کہتے ہو چالاک نے کہا بھائی ہمکو وہان نہ لیجاؤ ورنہ ہم قتل ہو جاینگے پیکان نے کہا ای مترا اگر چھوڑ دون
مجھے پرستش حق کی عقاب جادو نے تمہاری قید دی ہی چالاک نے روپے کمر سے نکالے کہا مین رشوت دیتا ہون
پیکان نے روپے جو دیکھے مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا ای عیار اور بھی کچھ دے یہان تو مین نہین چھوڑ سکتا وہان
سفارش کرکے چھٹوا دونگا چالاک نے کہا ایسا نہو آپ وہان کچھ نہ کہین پیکان نے کہا مین کہدونگا یہ بیچارا
غریب عیاری کرنا کیا جانے زبردستی عقاب پکڑ لائے ہین عقاب ضرور برا مانیگا مین اُس سے ڈرتا نہین اپنے
زور نقب سے کہون کہ قدرت انعام دیکر چھوڑ دین چالاک نے کہا ایسا نہو آپ اپنے قول سے پھر جائین یہ کہکے
چالاک نے اک ڈبیا کمر سے نکالی کہا ای پیکان جو جان بخشی کراؤگے وہ شی دیتا ہون کہ بادشاہ ہفت کشور کے
پاس نہوگی لعل کے تاج کا الماس تین کروڑ روپے ملتے تھے مین نے نہین دیا وہ تمکو دیتا ہون اسکو بیچکے ایک
ملک خرید لینا بادشاہ بن بیٹھنا ہم بھی آکے نوکری کرینگے جس ملک پر لشکر کشی کروگے تمہارے ساتھ ہم بھی ہونگے
اُس بادشاہ کو رات کو پکڑ لائینگے ملک پر قبضہ کرلینگے پیکان ہنسنے لگا پوچھا وزن مین یہ نگینہ کتنا ہی چالاک
نے کہا سوا سیر کا ہی جب تو تین کروڑ ملتے ہین چالیس روپے رتی کی قیمت لگائی ہی پیکان اپنے آپ سے
باہر ہوگیا ڈبیہ یاقوت احمر کی دیکھکر بھڑک گیا کہا کھولکر دیکھون چالاک نے کہا اختیار ہی بھائی یہ تو اب
تمہارا مال ہی مین اور کسی بادشاہ کو مارکے تاج لونگا یہ کہکے ڈبیا کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اسمین سے
بیہوشی نکلی پیکان جادو بیہوش ہوکے گرا چالاک نے کپڑے اُتار لیے اسکو اپنی شکل بنا کے گنبد گلے مین
ٹھونس دیا آپ اُسکی شکل بنکر نہتارہ اپنے دوش پر لگا کے صحرا کی طرف چلا یہان صنم گویا تقدیرین بگھار رہا ہی
بطیران کے واسطے آہ کرتا ہی کہتا ہی ایسا رفیق میرا مارا گیا کہ جسکا مثل ممکن نہوگا کہ عقاب جادو بھی آکر
پہونچا طاؤس کی مشکین باندھے ہوے اُسوقت دیر مین رفیق کوئی نہین منصور جا چکا چالیس بچا جلی دو گر
بیٹھے ہوے خاطر کر رہے ہین ہر مرتبہ یہی ذکر ہی کہ حقیقت مین بڑا منتظم کارخانہ قدرت ہی عقاب نے لاکے
طاؤس کو پیش کیا صنم گویا نے پوچھا ای عقاب کیا ہوا عقاب نے سب حال بیان کیا کہا حضور یہ جا بجے
عیار سے ملکہ بطیران کو اسی نے قتل کرایا مین نے دونون کو گرفتار کیا پیکان جادو میرا رفیق عیار کو لاتا ہی

ہین انکو نے آیا صنم گویا نے کہا کیون طاؤس یہ کیا غضب کیا طیران ایسے ساحر کو قتل کرایا طاؤس نے دیکھا اب
پردہ اُٹھ چکا اب انکار کرنے سے کیا فائدہ سینہ سپر کرکے جواب دیا او مکار کیا کہتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر
عقاب نے غصہ سے کہا اسکو ستون سے باندھ دو قدرت سے بے ادبی کرتا ہی اپنی جرات پر مرتا ہی یہ کہکے ستون سے
باندھ دیا کوڑہ لیکر اُٹھا صنم گویا کے منھ سے نکلا کہ ای عقاب یہ ساحر آبرودار ہی سر دربار نہ مارو اسکو قید کر دو
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا عقاب نے نہ مانا کوڑا مارا پوست طاؤس کا اڑنے لگا سر تا پا خون کا بہنے لگا جب تو
طاؤس نے پکار کر آواز دی ای ساحران حاضرین وقت انصاف کرو یہ جھیا مکار غدار خدائی کرتا ہی سبکو اپنے
جال مین پھنساتا ہی مین نے اسپر لعنت کی مذہب اسلام اختیار کیا تم سبکو ہدایت کرتا ہون کہ اسپر لعنت کرو
اسکے جال مین نہ پھنسو ورنہ انجام برا ہی عقاب بگڑ بگڑ کے کوڑے مار رہا ہی کہ دیکھا پیکان جادو عیار کا
پشتارہ لیے ہوے آکے پہونچا عقاب نے کہا تجھے وہ برگشت کرنیوالا ابھی آیا جسنے یہ فساد برپا کیا چالاک نے
پشتارہ سامنے ڈالدیا کہا یہ گنہگار بھی حاضر ہی طاؤس کو دیکھا تڑپ رہا ہی کوڑے پڑ رہے ہین عقاب بگڑ کر بولا
کھڑا ہی کہتا ہی اپنے قدرت کو برا کہا مین مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ کیا آپ کرتے ہین
مین اسکو قتل کرتا ہون آپ بیٹھ جائین آپکو نہین مناسب ہی ہم اپنے ہاتھ سے سزا دینگے ایسے ایسے فقرے کہکے بچایا
اسوقت تخلیہ ہی صنم گویا بھی باتین بنا رہی ہی عقاب کو بٹھایا پیکان نقلی نے باتین بنانا شروع کین کہا یا خدا
آج نوروز عید ہی وقت سعید ہی خوب خوشی کرین جی چاہتا ہی گانا سنین بجائین شراب پئین پلائین دو دو دشمن
ہمارے آقا کے گرفتار ہوے ہمارے مالک عقاب نے کیا کار نمایان کیا آپ ہی کی قدرت نمائی کہ سیان طاؤس
بھی سحر کرنے تھے عقاب نے ایک سحر مین منھ کے بل گرا دیا پڑے تڑپ رہے تھے اُٹھ نہ سکتے تھے القصہ سیان عیار ساحر
بنکے کھڑے تھے پاؤن انکے زمین بتائے تھے یہ کہکے گنگنانے لگے عقاب نے ہنسکر کہا گانا ابھی تمکو آتا ہی پیکان
نے کہا یہ باتین خداوند سے پوچھیے کل رات کو میرے خواب مین آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اور یہ لفظ کہا کہ تجھکو ہمنے
گویتون کا بادشاہ کیا اب جو دیکھتا ہون راگنیان میرے سامنے کھڑی ہین اشارے کر رہی ہین دیکھیے جھوٹ
سچ کھلا جاتا ہی یہ کہکے یہ غزل گائی غزل

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
قرار وہ دو کا دل کے نہ اعتبار رہا
گلا ہی جسسے کہ تم ضبط گریہ کر نہ سکے
رہا بجائیگا سونا اگر مزار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال آئین
گناہ بخشدیے پھر گناہگار رہا
جھکا تو پائے صنم پر یہ سر جھکا میرا
شراب خوار گیا تھا شراب خوار رہا
جو کوہ طور پہ موسیٰ کو آئی تھی آواز
کہ آنکھ بند بھی کرلی تو انتظار رہا
بھلائے کون غم بیکسی نہ اشک نہ آہ
ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدھارا تو مضطرار رہا
مرے مکان پہ دھوکا رقیب کے گھر کا
ہنسی جب آتی آنکو کب اختیار رہا
کچھ آنسوؤن مین نہ نکلا سوائے حسرت کے
اس ایک صبح کا دونون کو انتظار رہا
رہیگی یاد تری بیخودی اقتصور یار
مین بیخودی مین بھی ای تیغ ہوشیار رہا
یہ چشم داشت تھی منھ پھیر کر رہیگا ذبیح
مین اس حباب کا اشک امیدوار رہا
دو ور نگیان رنگین نقشہ محبت کی
نہ دل رہا نہ کوئی دل کا یادگار رہا
کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
وہان بھی جاکے یہ کمبخت بیقرار رہا
کسیکا بھول کے آنا بھی یادگار رہا
لحد مین جاتے ہین دید دل فغان کش کو
ملال دل مین رہا آنکھ مین غبار رہا
نگاہ لطف نہ کرتے وہ قتل ہی کرتے
وہ آنکھ بھول گیا جسمین لاکھ بار رہا
بہشت مین بھی ہوا مین ادربار گیا
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا
بھلا یہ کچھ نہ ہمین شکوہ کون آتا تھا
سرور دل مین رہا آنکھ مین خمار رہا
مین توبہ عہد جوانی مین کرکے پچھتایا

ہمیشہ پیر مغان کا گنہگار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق ہزار رہا
نہ کرنے قتل کیا بیگنہ سمجھکے جلال

پھر ان جو شر سے کیا اپنے دلکو سمجھاں
تمہارے مستون مین ایک ایک ہوشیار رہا
ستم کیا جو کوئی بات اُس سے یار کی کی
گناہگارون سے کیا کیا مین شرمسار رہا

امیدوار کھڑا تھا امیدوار رہا
سلوک خوب کیا آپنے دیکھے دم مرگ
ہمین نہ بات کا قاصد کی اعتبار رہا

ان اشعار نے وہ رنگ باندھا کہ صنم گویا نے پکار کر کہا کیون پیکان کیا کمال تمکو عطا کر دیا پیکان نے کہا یا خداوند رات کو تو آپ عجب صورت سے تشریف لائے تھے صورت اصلی شاید وہی ہی طوطی کا سر سونڈ ہاتھی کی سی لٹکتی ہوئی وہ آپکی ناک تھی دیا کہ چار باغ کا ناکا تھا مین نے بھی چھری لے کے اُسی کو تاکا تھا اسوقت مین بہت خوش ہون خوف تھا کہ عیار سکو مار ڈالیگا ہم بھی تباہ ہو جائینگے مسلمانون مین کیونکر آئینگے اب اطمینان ہوا کہ دشمن کو ستائینگے میان عقاب پر ہم خود سوار ہونگے کیون خداوند آپکے ساتھ مین جو لوگ تھے وہ فرشتے تھے کالی کالی صورتین مجھکو ذرا اچھی نہ لگین یہ بھی کہا کہ اب تقدیر مغلوب کرینگے ایسی تقدیر ہو کہ تدبیر سے موافقت کرے وہی آپنے کر دکھایا ایک کمال کا حال تو آپ پر روشن ہوا دوسرا کمال آپکو دکھاؤن سر سے شراب پلاؤن صنم گویا نے کہا یہ بھی اپنے تمکو تعلیم کیا پیکان نے عرض کی آپنے تو سب کچھ دیا مگر میری بھی ذہانت کہ سب کچھ یاد رکھا قدرت میری بھی تعریف کرین عقاب کہہ رہا ہی بس مجھو عیار کو قتل کر دکھا ای افسرین جب تک آپ سب صاحبون کو راضی نہ کر لونگا تب تک میرا دل نہ مانیگا میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا آج شراب میرے ہاتھ سے پیجیے یہ کہکے میخانے کی طرف دوڑا ایک پیالہ کھینچکر اٹھا لایا اسکو قرابون مین بھرا اسمین خوب فاعل بیہوشی ملائی بہ تعجیل تمام گھنگرو پانون مین باندھے عقاب کہتا ہی ای پیکان آج تمکو کیا ہو گیا ہی پیکان نے کہا میان عقاب تمہارے سب کے راضی کر نہین خطا نہ کرونگا چلاؤ نہین گوشے مین بیٹھے رہو آج مین اپنے آپ مین نہین ہون انصاف کرو ایسے دشمنان سخت گرفتار ہو کے آئے ہین مین خوشی نہ کرون صنم گویا نے کہا ای عقاب مقدمے مین پیکان کے دخل نہ دو ہمکو ثابت ہو گیا کہ دل اسکا بہت خوش ہی اپنی خوشی مین یہ حرکات کرتا ہی اس سے ہم بہت راضی ہین پیکان نے کہا یا خداوند اب راضی کر دونگا عقاب نے کہا ای پیکان تمہارے گانے نے بڑا مزا دکھایا عمدہ غزل گائی پیکان نے کہا شراب تو پیجیے یہ کہکے ناچا جام شراب سر بدر رکھکر سامنے صنم گویا کے لایا سنہرے پتلے نے جام لے لیا اب سب اپنے مقام پر موجود ہین صنم گویا کو منع کون کرے بے اندیشۂ انجام وہ جام پی گیا کچھ رد و قدح نہ کی اب تو چالاک نے دوسرا باندھا دوسرا جام عقاب کو دیا بہ الحان تمام یہ شعر پڑھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ اس رنگ مین یہ مطلع پڑھا کہ عقاب جام شراب پی گیا اب تو چالاک بولا یارو تم قدرت کا مطلب نسمجھے مجھکو ساقی گری کیون تعلیم کی پینے جو جام پیے اسکی عمر بڑھے یہ سنکر خادم و خدمتگار سب دوڑ پڑے اپنے ہاتھ سے پینے لگے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا کوئی ناچ رہا ہی کوئی ہاتھ چمکاتا ہی کوئی مسکراتا ہی کوئی کسی کو تاک رہا ہی کوئی کسی کے پائنچے مین جھک کر جھانک رہا ہی کہتا ہی کیون بی بی شعر بزیر دامنت چیزے عجیبے ٭ شگاف گندم آدم فریبے ٭ یہ کیا چیز ہی مین مرا جاتا ہون ذرا پائجامہ اتار دو مین اچھی طرح دیکھون رنڈی دوڑی کہ کیون دیوانہ تو نہین ہو گیا خبردار بیہودہ نہ بکا کر یہ وہی ہی جسمین سے تو نکلا ہی یہ کہکے رنڈی گری وہ تاکنے والے بھی دوڑے لڑکھڑا کے گرے اسطرح جا بجا بیہوش ہونے لگے صنم گویا نے کہا ای پیکان کیا کہنا قدرت آسمان پر جاتے ہین یہ کہکے چھینک آئی پتلے کے اندر بیہوش ہوا عقاب یہ کہتے اُٹھا مین بھی ناچونگا یہ کہکر ہاتھ ٹیکتے ہوئے

اٹھے منھ کے بھل گرے بیہوش ہوے اب چالاک نے نعرہ کیا قضائے کار چالاک کا قصد ہی سبکو قتل کر ڈالون
مگر عقاب کی بیٹی ملکہ فیروزہ سوسن پوش اپنے دفتر مین بیٹھی ہی کنیزین چلبلین گرد بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی فیروزہ
کہ رہی ہی آجکل میرے باپ پر بڑی مشقت ہی ایسا جو غضب ہوا طاؤس بلند پرواز مین سنتی ہون مسلمان ہو گیا
باباجان کو بڑی فکر ہی وہ رنگین کارخانہ قدرت ہی ہر بات کی قدرت کو خبر دیتا ہی مردون زندون کی خبر لیتا پھرتا ہی
جہان کوئی مرا طاؤس لیجاتا تھا سحر کرکے اسے زندہ کرتا تھا اب قدرت کو کون بچائیگا ایک کنیز نے کہا واری آپ اتنا
پریشان ہون مین آج بڑی خوشی ہی شراب چل رہی ہی آپ کے والد طاؤس کو پکڑ لائے پیکان جادو آپکے والد کا
غلام ہم لوگون کی زبانی سنا گیا اسکو قدرت نے کچھ کمال عطا کیے فیروزہ نے کہا چپ رہو اپنے مذہب کی بات کیا کہین قدرت
کسی کو کیا عطا فرمائیگی صرف ساحر ہین اُنسے تو زیادہ میرے باپ ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز بلکہ یہ دعوی خدائی کرتے
تو بہتر ہوتا ناحق وہ صنم گویا بنے بیٹھے ہین ہم لوگ سب باتون کی خبرین دیتے ہین انکو اپنی پشت کی بھی خبر نہین کلام مین
نہین میرے باپ نے بڑے بڑے کار نمایان کیے باتین کرتے کرتے نگاہ جو اٹھی آئنہ مین اسکے باپ کی تصویر لگی ہوئی
تھی دیکھا تصویر کا منھ ڈھلا چہرے پر اداسی فیروزہ نے کہا غضب ہوا میرے باپ پر کوئی افتاد پڑی دیکھو تصویر پر
اداسی کی ترقی ہوئی ارے نرگس تو نے راہ مین کیا سنا تھا نرگس نے کہا حضور مفصل خبر پائی کہ طاؤس نگوڑا
پکڑا گیا عیار بھی گرفتار ہوا اب خوشی ہو رہی ہی مین آج تخلیہ ہی غیر کوئی جانے نہین پاتا فیروزہ نے کہا غضب ہی
یہ کہکے دستک دی اک طاؤس اڑتا ہوا سامنے آیا کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون یہ کہکے پشت پر طاؤس
کے سوار ہوئی طاؤس کو سحر سے اڑایا طاؤس اڑتا ہوا چلا بلند کیے ہوے طاؤس کو آئی ہی اب جو دیکھا دربار
سب بیہوش پڑے ہین سر پیٹ لیا کہا ای پروردگار میرے باپ کو بچا مین مدت سے تیرا اعتقاد کر چکی ہون سلامتی
جمشید شش ہمارے ساحر تھے علم و نیرنگ و شعبدے ماہر تھے مثل صنم گویا انھون نے بھی خدائی کا رنگ جمایا تھا
قریب کے آئی دروازہ دربار کا کھلا تھا دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہین اب وقت وہ ہی کہ شام ہوا چاہتی ہی اسنے
پکار کر آواز دی ارے کوئی جاگتا ہی کہ سبکو موت آگئی چالاک نے جو عورت کی آواز سنی ابھی کسی کو قتل نہ کیا تھا
پہلو مین کوٹھری تھی اسمین گھس گیا فیروزہ اندر آئی باپ کو دیکھا اوندھے پڑے ہین چالیس جادوگر بیہوش پڑے
ہین قدرت والا پتلا بھی خاموش ہی کئی مرتبہ آواز دی یا خداوند یہ کیا بات ہی میرے ذہن مین نہین آتا یہ کیسے
بیہوش کیا معلوم ہوتا ہی مجھکو دیکھکر بھاگ گیا چہار جانب ڈھونڈھنے لگی اب دس بیس کنیزین بھی آگئین اب
چالاک نے کوٹھری سے دیکھا کوئی یہان نہ چلا آئے دیوار توڑ کر نکل گیا فیروزہ نے باپ کو ہوشیار کیا باران
سحر برسایا سب ہوشیار ہوے جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کیا عقاب نے اٹھکر بیٹی کو گلے لگایا
پوچھا تمہارا آنا کیونکر ہوا فیروزہ نے کہا آپ ایسا نیرنگ باز شعبدہ ساز دام مکر مین پھنسے آپ ہر وقت نقشہ دیکھا کیجیے
مین افسوس کرتی ہون کہ عیار نکل گیا مین نے گھر مین بیٹھے بیٹھے آپکی تصویر کو دیکھا مین نے جبھی کہا آج کوئی افتاد
پڑی تصویر پر باباجان کی اداس ہی بڑی دیر کے بعد صنم گویا کو بھی ہوش آیا فیروزہ کو دیکھکر بیقرار ہو گیا نوجوان
کم سن لباس عمدہ و بیلے زیور مین غوطہ مارے ہوے سینے پر ابھار خوش گفتار کبک رفتار صورت زیبا دیکھکر
صنم گویا نے آواز دی ای پری پیکر ای سمن بر تیرا کیونکر آنا ہوا آج تو نے بڑا کام کیا سبکو بچا لیا قدرت کی یہ تقدیر تو ہی
ہزار تدبیر کی ہیکے تھے طاؤس کو نہین لیجا سکا طاؤس بندھا ہوا بیہوش ہی مگر یہ تو کہو جسکو عیار بنایا تھا یہ کون ہی
اب جو اسے ہوشیار کیا یہ پیکان جادو نہین غین کرتا ہی گلے مین کمند عیار کا پھنسا ہی آخر حکم ہوا اسکا منھ دھلا دو

پیکان جادو کا منھ دھلایا دیکھا پیکان جادو وہی ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیکان نے کہا حضور جب میں اِس مکار کو لیکر چلا راستے میں مجھکو دم دیا بیہوش کیا میری صورت بنکر آیا یہ قیامت برپا کر گیا آخر حکم ہوا طاؤس کو قید کر کے عقاب نے کہا اسکو کسیکے سپرد کرو دن عیار اسکی فکر کریگا چھڑا لے جائیگا فیروزہ نے کہا اسکو میرے حوالے کیجیے دیکھوں میرے مقام پر کیونکر آتا ہی آ گیا تو گرفتار کیا جائیگا صنم گویا نے کہا آج ملکہ تمنے بہت بڑا احسان کیا فیروزہ نے کچھ جواب نہ دیا طاؤس کی قید لیکر اپنے مقر تین آئی سونے کے پنجے سے دھوان نکلا یعنی صنم گویا پتلے سے نکل گیا ہے باغ میں آیا کہ جس میں سب دو ورین بیٹھے ہیں صنم گویا نے پوچھا معشوق سرکش کہاں ہی رانی ہوئی یا نہیں کنیز نے عرض کی انکے غم و الم کی نذر ہوتی جاتی ہی ہم لوگ لاکھ سمجھاتے ہیں وہ نہیں مانتی صنم گویا اٹھا ہوا قریب کمرے کے آیا بجان نفس حیرت کا نکلتا ہی کان لگا کر سنا کہ چالاک نے آج عیاری کی صنم گویا کو مار لیا ہوتا مگر فیروزہ سوسن پوش آ گئی اُنے سبکو بچا لیا چالاک تو نکل گیا مگر طاؤس جو مطیع اسلام ہوا تھا اُسکو فیروزہ نے قید کیا ستمگر دل بھر آیا کہا جو ہمارا نام لیگا وہ بھی جفا میں پھنسیگا دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہی موت بھی ہمسے شرماتی ہی نظم

ہر دم صدا یہی ہی ترے داد خواہ کی
آنکھوں میں پھر رہی ہی سوا ای نگاہ کی
سینے میں چل رہی ہی سرو ہی نگاہ کی
عادت ہمیں بھی ہو گئی رہنے نگاہ کی
ساقی دعائیں مانگ تو زلفوں کو چھوڑ
کیوں آپنے بھی دیکھ لی تاثیر آہ کی
دریائے رحم حشر کو اُمڈا تو دیکھنا
تاثیر گیسوؤں میں ہی ابر سیاہ کی
دامن اُٹھائے جاتے ہو عاشق کی خاک سے
جسوقت غور سے دیکھے دلبر نگاہ کی
محشر میں ایک ایک گرفتار حال ہی
کیسی بری طرح اجی تمنے نگاہ کی

مارا نظر سے رہی حسرت نگاہ کی
دل سے گذرتی ہی نظر اُس رشک ماہ کی
رگ رگ سے آ رہی ہی صدا آہ و آہ کی
وہ دیکھتے ہی دیکھتے بس کام کر گئے
رندوں کو احتیاج ہی ابر سیاہ کی
سارے قصور روز کے وہ لکھتے جاتے ہیں
کاغذ کی ناؤ ہیں جگہیں فرد ہیں گناہ کی
زلفیں ہر طرف ہیں دل کے پھنسانیکو جو
بکھر بکھر کے سنتے جاؤ صدا آہ کی
کھینچا جو جذب نے تو کنوئیں میں گرا دیا
سنتا نہیں ہی کوئی ترے داد خواہ کی

اندھا بنا گئی نظر اُس رشک ماہ کی
تو تل تراشتی ہی سرو ہی نگاہ کی
بولے نہ سیدھی بات کسی دن زبان سے
دم پر مرے بنی جو نہ دل پر نگاہ کی
آخر حضور کو بھی جگر تھامنا پڑا
ہی انکے پاس فرد ہمارے گناہ کی
سبزہ نکل رہا ہی گلستان حسن میں
بندش تو دیکھ لیں ترے تار نگاہ کی
اُس شوخ کی نگاہ سے آئینہ گر پڑا
یوسف کی جا و خوب زلیخا نے چاہ کی
صدمہ ہوا صغیر کا دل ہاتھ سے گیا

صنم گویا نے کہا جو سنتے ہو کیسا کمبخت کی زبان میں سوز و گداز ہی ابھی انکے دل سے غم بربادی ہوشربا کا نہیں گیا اپنی سلطنت کو یاد کرتی ہی کس بیقراری سے فریاد کرتی ہی یہ ذکر تھا کہ عقاب بھی آکے پہونچا صنم گویا مسند پر آکے بیٹھا عقاب نے کہا یا خداوند آپکو تو عیش و نشاط کی فکر ہی یہاں جان بچانیکا ذکر ہی میں نے اپنی جان لڑا دی طاؤس بلا کا ساحر ہی ایسے ایسے سخت سحر کیے آپکا غلام ایسا ساحر تھا کہ جو اسکے سحر سے بچا ورنہ جان نہ بچتی بمشکل اُسکو گرفتار کیا آپنے اُسکو فیروزہ کے سپرد کر دیا وہاں مقدمہ ابتر ہی عورتوں کا معاملہ ہی کسی کی شکل بنکر وہاں پہونچ جائے اگر طاؤس کو چھڑا لے عیار کی فطرت آپنے دیکھی کہ دربار میں جا کر کیا کمال کیا پیکان کی شکل بنا گلے میں اُسکے گمند تھو سا سب کو پھر شراب پلا کر سبکو بیہوش کیا تیر تدبیر اسکا نشانے پر پہونچا بڑی بات ہوئی کہ فیروزہ وقت پر آ گئی سب کو بچا لیا کمال یہ ہوا کہ وہ صحیح و سالم نکل گیا اس عرض کرنے سے مراد یہ ہی کہ قدرت بھی فکر کریں غافل نہ رہیں صنم گویا نے کہا تمنے جو کچھ بیان کیا ہاں از رہ خیر خواہی ہی بجا تھا کہ نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا مگر قدرت یہیں بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے ہیں کیا قدرت

دوڑے پھیرین عیار کو جا کر پکڑین یہ تو قدرت سے نہو سکیگا عقاب نے کہا کہ غلام اسواسطے عرض کرتا ہی کہ خدائی مین عیب
لگا چاہتا ہی عیار ہر وقت فکر مین ہی یہان تو باتین اسطرح کی ہو رہی ہین صنم کو یا کنیزون سے کہ رہا ہی اُس مبتلاے
زندان مصیبت کا قفس لاؤ ارے کمبختو اُسی کو راضی کرو خدائی کا اُس سے وعدہ کر لو کہ خدائی کا مجھکو اختیار
ملیگا کنیزین جا کر قفس لائین حیرت کو بھلانے لگین حیرت نے بات کرنا موقوف کر دیا کسی کے کلام محل کا جواب
نہین دیتی اب احوال فیروزہ سوسن پوش کا عرض کیا جاتا ہی کہ جب اسنے لا کر طاؤس کو قید کیا کم سن نوجوان
کنیزین ہمراہ تھین ہر وقت سیر باغ تماشاے صحرا جب پلٹ کے آئی مصاحبون سے سب حال بیان کیا سب نے
عرض کی بڑی خیر ہوئی اگر آپ نہ پہونچتین قدرت کو بھی جو لا بدلنا پڑتا دنیا مین کون مٹھ کے خدائی کرتا آپکے والد
کا تو دشمن تھا ہی سنا ہوگا کہ منتظم کارخانۂ قدرت ہین یہی فکر ہوگی کہ منتظم کو قتل کرون قدرت نے بڑی تقدیر مقبول
کی کہ آپ وقت پر پہونچ گئی ہین مگر عیار کہان بھاگ گیا کہ آپکا زور نہ چلا فیروزہ نے کہا اب مین تلاش کر کے
اسے گرفتار کر لونگی رات بھر یہی جلسہ رہا طاؤس کی حفاظت کی جب صبح کو سو کر اٹھی گل و غنچے کی سیر کر رہی ہی
دیکھتی ہی کہ جوش بہار ہی وقت سحر طائران بہ زبان بزبانی تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف
ہین عندلیبان خوشنوا کے کارخانے عیش و عشرت کے نظارہ روے گل پر موقوف کہا تخت لاؤ ہم سیر کرینگے
کنیزین تخت لائین ملکہ سوار ہوئین چند کنیزان بازدار پہلو مین آگئین ابر فیروزی سر پر سایہ فگن ہوا سیر صحرا
کرتی تھین ہوانے کیفیت دکھائی ایک پہاڑ پر آکر تھین طائر پہاڑ پر جمع تھے کلیل کر رہے ہین دم محبت کا اپنے
پیدا کرنے والے کی بھر رہے ہین جوش مین کسی کے جانورون کو دیکھکر بہت خوش ہوئین کنیزون سے کہا انکو جلکے
گرفتار کرو انکے واسطے قفسہاے طلائی و نقرئی تیار کرینگے سب کے پنجرے شاخہاے نخل مین لٹکے رہینگے کنیزون نے
دوپٹے اُتارے طائرون کے پیچھے دوڑین دوپٹے اُن طائرون پر ڈالنے لگین کسی نے اُنکو پکڑا کسی کو دوپٹے سے
نکل گیا پہاڑ پر عجب عالم ہی ملکہ ہنس رہی ہین جس کسی نے طائر پکڑ لیا اُسکو انعام ملا جو دوڑ کر رہ گئی اُسپر غصہ
ہوا اس رنگ سے ملکہ کھیل رہی ہین کہ صحراے گرد آدمی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ دیکھنے لگی
دکھائی دیا ہزار مرکب مشکی ترکی یمنی عراقی موتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین دو دو سائیس وضع نفیس ایک
ایک مرکب کے ساتھ ہاتھ مین چنور ہان مگس پرانی کرتے ہوے زیر کوہ سے گذر گئے انکے بعد اسباب ترکی کے
شتر سوار سانڈنی سوار ہزار دو ہزار انکے گذر جانے کے بعد کئی سو علمدار علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آئیر تعریف ہی نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے
گذر گئے انکے بعد کئی سو نقارے بجے ملکہ فیروزہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہی کسی رئیس کی شاہانہ
سواری ہی دیکھو سب سامان مہیا ہی کئی رسالے پلٹنین غرض وضع کمر گذر گئین انکے بعد دیکھا ایک مرکب سبز چشمی
کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل کلغی بال ہما کی سر پر کندھا مثل ماہ نو کھیے ہوے دانا چباتا ہوا دم سے
چنور کر رہا ہی اسپر ایک آفتاب عالمتاب آسمان عربستان حسن مین رشک ماہ تابان بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی
موتیون کے مالے گلے مین لیکے یاقوت احمر کے زیب بازو حسین خوشرو سیر نشیت پر مثل قرص قمر گلہاے سیر شگفتہ
اگر عندلیب خوش الحان دیکھے تو بھول جائے غنچۂ آرزو کھلے بے دیکھے ان پھولون کے چین نہ لے سیر
ان پھولون کو دامن مین لیے ہوے اپنے مالک کی بغلت دنباہ رنگ مثل لیلی شب سیاہ سویدا چشم حسینان کا
یا سواد ملک مہ جبینان ہر کاکل گیسوئی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار

تیر ہو کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر طائران تیر منھ نکالے ہوے صاف ثابت ہی کمان سیاہ بانی سے منھ نکالے ہو
ہین کہ جست ارادہ درست غزال چشم تیر خشم کہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت مرکب پر بیٹھی ہوئی خانۂ زین کو
مشل آفتاب روشن کیے ہوے لجام دست حق پرست مین لیے ہوے تلوار زیب کمر سراپا خوب جوان مرغوب عظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن | بھوین دست بازوے جلاد کن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین | قیامت نہان گوشۂ چشم مین

ملکہ فیروزہ کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی مژگان کی چھری دل مین گڑی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غلب تھرایا سلطان
عشق کی ملک دل پر چڑھائی سامنے جاتے شرم آئی پتھر پہ پہاڑ کے ہاتھ رکھا اف کرکے گری بیہوش ہوگئی وہ لشکر تو نکل گیا
کنیزین حضور حضور کہکے گرد آگرد پھرنے لگین کسی نے چشمے سے پانی لیکر منھ پر چھڑک دیا ملکہ کی آنکھ کھلی سوسن زبان آور
کی صاحب راز تھی پوچھا حضور خیر تو ہو ملکہ نے یہ نگاہ یاس طرف سوسن کے دیکھا کہا کیا کہتی ہی میری سمجھ مین نہ آتا ظلم

پیچھے چھپکے ہو شورہ خدائی کا | مجھے نہ غیر و مسلمان مین عمل پائی
بہانہ ڈھونڈنے لگی چشم بیدید | اسے تو نام ڈبونا تھا آشنائی کا
بتون کو شوق ہوا عالم آشنائی کا | انھین بھی رنگ پسند آگیا نہ آئینے
ہماری زیست کا جیسے ہو مین نالہ کرے | بتاتے جاؤ اسے رنگ بیوفائی کا
چلے تھے سوے حرم ہکین ہمکین کیے ہم | سلوک ضعف کا احسان ای سیاہ
یہ کیون وہان سے کہ پھر ادا | جو اوصاف تو نے کہے ہی صفائی کا
گرفتار محبت کا اسیر ہو گیا ای بلبل | بھلے کو ذکر نہ تھا کچھ تری برائی کا
رنگ ابرو قال مین یہ بھی کچھ تو ہم | جگر مین تھا وہی تیر کھولی کچھ ادائی کا
ہم فراق مین لیٹتے ہین شیشہ و مینا | کیا نہ فیصلہ ساقی نے ہین رسائی کا
سمجھے کہ عشق مین امتحان بخت جلا | تم اور وہ صلۂ تقدیر آزمائی کا

سوسن گھبرا گئی کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین میری سمجھ مین نہین آتا سوسن نے عرض کی ابھی حضور کھیل رہی تھین عیش و
عشرت کی بہار یاد دیکھتی ہون رنگ زرد متغیر چہرہ زرد ہو گیا آہ سرد باتون مین سوز و گداز ہم تو صاحبان راز و نیاز
ہین مفصل فرمایئے فیروزہ کو شرم آئی کہ کیا بیان کرون ایک راہ گیر پر عاشق ہوئی زبان سے کہا نہین جاتا دل شرماتا ہی
پیشانی پر پسینہ چلا آتا ہی جب سوسن نے بہت کہا سوچکر جواب دیا کہ میری اچھی سوسن کنیز کو دوڑا دے اس
لشکر کے افسر کا کیا نام ہی تین آنکھون کے گھوڑے پر جو سوار تھا وہی افسر ہی یا کوئی اس سے بھی بہتر ہی یہ سنکر کنیز
دوڑی تھوڑے عرصے مین پلٹ آئی عرض کی حضور اس فوج کے افسر صاحبقران زمان زوال جادو و دنیا ہین
یہین لشکر کشی کرکے جاتے ہین یہ بھی لونڈی نے دریافت کیا انکا کوئی دوست طلسم نور افشان مین قید ہو گیا
ہی اسکے چھڑانے کو جاتے ہین راہ مین کہین رکے نہ تھے کوئی شخص تھا ابلیس خود پرست اسکو مارا اب فراغت پاکر بارا
فتح طلسم نور افشان جاتے ہین ملکہ نے کہا بس اتنا ہی دریافت کرنا تھا سوسن نے کہا واری مین اب بھی نہ سمجھی ملکہ
نے بصد جوش و خروش فرمایا شعر

انتظام عالم این باشد کہ از شاہ و گدا | در محبت گر نباشد بر مراد دست رس
از رگ جان کن رفو چاک گریبان ہوس | نالہ گر کی کنی بارے کجا فریاد رس
ہیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس | نالہ تا کے در چمن بلبل زبیداد کی گل
باغبان ہم یک صبوحی سیر با ہم از دست | از تہی دستی بروز محشرم اندیشہ نیست
حاصل ایام عمرم حسرت دیدار بس | نالہ کز تو پریشان نیست پابند جرس
تا بکام دل نسیم باغ آید یک نفس | از پئے محمل مرد بیہودہ راہ کاروان
لا ؤ بالی سبروم تخفی و ساغر سبز نم | کاذم گر باشدم اندیشہ از عمر عسس

سوسن نے کہا واری اب مین کچھ کچھ بھی مگر اس فقرے کو زبان پر نہین لا سکتی ملکہ نے فرمایا ای سوسن سب تو ہم
لکھا ہیگا یہ فرماکے ملکہ ایک تختۂ سنگ پر پیر پھیلا کے بیٹھ گئین سوسن نے کہا واری اب گھر چلیے دھوپ نکل آئی ہی
ملکہ رونے لگین سوسن انکا شعر دیکھ یہ سواری جو ابھی گئی ہی پلٹ کے آوے ہم جلوس اچھی طرح دیکھلین تو چلین پھر
سوسن نے سر پیٹ لیا کہا واری کنیز تو بیان کر چکی کہ لشکر بر منزل تمھارے شہنشاہ ادھر تو آیا لشکر کہان جا کیگا

تو نے کیا دریافت کیا ذرا ہمسے بیان کر دے حضور کو ہماری یہ خیال ہی کہ لشکر بلیٹ کے آئیگا خواص نے عرض کی یہ سواری صاحبقران کی تھی منزل منزل جاتے ہین ادھر سواری کہان پہنچیگی آئیگی بارہ چودہ کوس پر جاکے اتر جائیگی مین نے ایک شخص سے پوچھا اُسنے صاف صاف کہدیا بسر طلسم نور افشان جائینگے پہر رات رہے لشکر کوچ کرتا ہی دوپہرے جہان جو مقام فرحناک ملیگا وہان اتر پڑینگے ادھر پلٹکر نہین آئینگے سوسن نے جو دیکھا کہ خواص اسطرح سے بیان کرتی ہی ملکہ بگوش دل سنتی ہین چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن رخسارۂ نازک پر آنسو جاری ہین دوپٹے سے پونچھتی ہین ہچکی لگی ہوئی ہی جب خواص کہچکی اک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی

اپنا کرے ہزار کوئی جستجو تو نہو
یہ جشمک ہی قاتل دل پر آرزو نہو
عاشق سے وہ کنارہ کرین بھی گفتگو نہو
کس درد کی دوا ہین مرے ہمنگ بیاتش
پیکان کی اپنے تمکو نہین جستجو نہو
فریاد عاشقان سے ہو انکی غضب جہان
آہستہ روئیے کہین درد گلو نہو
کچھ میرے خون کا نہین گردن پہ انکی بوجھ
یہ تا ہوان خشک کا آب وضو نہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گنبد کبیر
آنکھیں تو ڈھونڈھتی ہین جستجو نہو
گھبرا کے جو ہوا ہوسے وحشی پہ آتش
دم کو تو کھینچے جو رگون مین لہو نہو
کیا حال سوز دل کہین چھالے زبان
پیچھے عدو بنانے سے بھی جو عدو نہو

تصویر تیرے سامنے ہو اور تو نہو
شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار
پانی ہی وہ گلاب نہین جسمین بو نہو
کیا کیا گرے نظر سے ہماری رنگ کے اشک
کہتے ہین تنگ آکے بشر خوبرو نہو
مر جائین راہ چلتے نہ چالو یہ آپکی
اتنا بھی جو خانون کا ہلکا لہو نہو
سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض
وہ پھول ہی مہکنے لگین جنمین بو نہو
یون ہجان رہن مرے دشمن فراق مین
تم سب گذر داؤ کہ طوق گلو نہو
تم دل بہرار دو مجھے یہ دیکھا نہ جائیگا
خود مکٹنے سے ہونے مین کوئی گفتگو نہو

مجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہو
پھر ایسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو
جب بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر
تم ہو یہ کوئی لگی ہوئی آرزو نہو
ہم تو نشان دیتے ہین دل مین کسیکو دی
یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہو
چلاکے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے
سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
برسون رہیگی دامن تر کی مرے تری
دلکو سنبھالے کون جو آنسو رد تو نہو
گم ہی نگاہ شوق کسی کی تلاش مین
پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہو
ای تیغ یار کچھ بھی اگر تجھمین جذب ہی
آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کبھی جلال

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اس قدر روئین کہ سوسن ساری زبان درازی بھولگئی حیران ہو کرنے لگی واری واسطہ سامری وجمشید کا یہ دشمنون کا حال ہی کہ طبیعت پر ہجوم غم و ملال ہی واسطہ سامری وجمشید کا مجھسے نہ چھپایئے ملکہ نے کہا اب تم چلین مین سمجھی تھی کہ شاید سواری پلٹ کے آئیگی جہان قرار مین آنے وہان جانے مجھکو کچھ اسکی جستجو نہین ہی فقط لشکر کی شوکت دیکھنے کی جستجو تھی معلوم ہوا کہ مہینو سفر ہی ادھر اب نہین پلٹینگے یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوئین کنیزین بھی قریب آ بیٹھین تخت اڑاتی ہوئی چلین یہان چالاک جو جستجو مین نکلا تھا قلعے مین آکر لوگون سے پوچھا یہ نازنین جو ابھی زمین مین آئی تھی یہ کون ہی اسکا نام کیا ہی جب دو چار سے پوچھا تو احوال معلوم ہوا کہ ملکہ فیروزہ سوسن پوش بنی عقاب کی تھی یہ دریافت کرکے چالاک نے اسکے قصر کا پتہ پوچھا دریافت کرتا ہوا چلا آتا ہی دیکھا ایک قصر رفیع سامنے خانہ باغ نہایت تکلف سے آراستہ محلدار کری پر بیٹھی ہی کنیزین اندر جاتی ہین باہر آتی ہین یہ تو چالاک دریافت کر چکا کہ یہی مکان ملکہ فیروزہ سوسن پوش کا ہی تھوڑے عرصے تک ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی چالاک نے پیچھے سے انکو الگ بلا کے بیہوش کیا اسکی شکل بن کے قریب در باغ کے آیا دل مین سوچتا تھا کہ جسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر آئے اسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس پیچ مین

سر جھکائے ہوئے جیسے ہی قریب دروازے کے پہونچا مخلدار نے پوچھا اری تمتشاد کہان اڑتی پھرتی ہی تجھکو کسی وقت مین بھی چین ہی دن بھر مین ہزار پھیرے کرتی ہی مردوں مین جانے پر مرتی ہی مین دیکھ رہی تھی کسی مردوے سے باتین تو کر رہی تھی اتنا بھی خیال نہین کہ مالک کے آنیکا وقت قریب ہی اتنی مار پڑیگی سارا اڑنا بھول جائیگی چالاک نے کہا واہ واہ مخلدار صاحب آپنے تو مجھپر سب بڑی تہمت رکھی ہی مین مردوں کے نام سے جلتی ہون آپنے دیکھا ہوگا آج تو کئی دن سے پانچ چار نوجوان بن بن کے آتے ہین پشت پر باغ کے دن بھر کھڑے رہتے ہین یہ بھی انکے بیان سے معلوم ہوا کہ میری تلاش مین آتے ہین مین نے نگاہ اٹھا کے بھی نہین دیکھا آپ آج ایسی بات کہتی ہین مین تو اب پردے بیٹھی ہون باہر نکلنا کیسا مخلدار نے کہا مین نے اسیواسطے کہا تیری بڑھیا نانی جب آتی ہی منت کرکے کہ جاتی ہی بوا مخلدار اس اچھال چھکا سے ذرا خبردار رہنا جابجا سے رقعے شادی کے آچکے ہین ایسا نہو کوئی سسرال سے تری تحقیق کرنے کو آئے جاکے مشہور کردے کہ وہ تو دوڑی دوڑی پھرتی ہی کیسی بدنامی ہو گی چالاک بڑبڑاتا ہوا اندر آیا دیکھا باغ نہایت پر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین سرو لب جو قمریوں کی کوکو کی نوجوانان حسین گھرے ہوئے ہین سبز پتے شاخین پھولون سے لدی ہوئی بلبلون کی یہ حالت کہ پہلوے گل مین پھولون کے بیچ مین تزئین بہار ہو گئی ہین نظم

ظہور داغ محبت ہی یون مرے دل سے
نکلے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
شباب کا ترے ای یار رنگ لا کے ہوا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر
نشہ شراب کا کھلوا رہی ہی شکار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے ہی فیض ہی عام
بہار قفس مین آنکھون سے ہی دو چار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے رنگے

دکھائے حسن کی یاپ جیسے کہ یار بہار
چمن کی جیسے ہو پردہ کنارہ بہار
چمن کی سیر مین مجھ دست کو لاتی ہی یاد
بلائے عالم آشوب روزگار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہی گلگون
نزادیا ہوا کھتی ہی اعتبار بہار
شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

یہ عشق ہو کر پکارا کرے بہار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہو و
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار
شگفت غنچے سے اس گل کو آتی ہی پیدا
جنون کو رکھتی ہی سر پر مرے سوار بہار
کنار جوے چمن جھومتے ہین مست رنگ
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
اٹھائے پردہ روے نقابدار بہار
ہر سمت جوش بہار بلبلون کی پکار

بلبل کی فریاد گل مین سنئے قمری کو فریاد سے فرصت نہین سرو لب جو کو فرصت نہین چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا دو سو نازنینان مہ جبین ورہ جبینان مہر تمکین بارہ دری مین جمع ہین تخت زرین بیچ مین بیٹھا ذلک کرسیان بچھی ہین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گلہاے رنگارنگ کے گلدستے جابجا چنے ہوئے آئینہ قد آدم جسم روح سکندر نثار ہوتی تھی نظم

جو گوشے سنگ کوہ طور کے تھے
جھلک ب ایک ڈال نور کے تھے
آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا
زور دیوار گیر یونہ بہار سا
بے تکلف دل سکندر تھا
گلبنے بستان شاہد دیوار

ہر طرف سامان عیش و عشرت جملہ اسباب راحت مہیا چالاک ان سب مین ملکہ بیٹھا سکنے سا بھو سخرہ مین کر رہا تھا کسی کے سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا ارے کیا ابھار ہی کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کنیزین کہتی ہین اری تمتشاد آج تجھکو کیا ہو گیا ہی اپنے جامے سے باہر ہی کہا صاحبو تم کیا جانو آج مجھپر کیا گذری مین سوتی تھی خواب مین میرے سامنے جمشید آئے میرا ازاربند کھولنے لگے مین نے کہا کیا منظور ہی کچھ انگلی کو ہلا دیا مین نہ سمجھی کہ مطلب انکا کیا تھا مگر جب سے وہ سامنے سے گئے ہین دل گھبرا رہا ہی دل چاہتا ہی کہ چیخین مار کر روؤن گریبان چاک کرون

ایک نفع ہوا کہ انھوں نے چلتے چلتے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو علم موسیقی کا حاکم کیا لو اب جو خیال کرتی ہوں تو کل
راگنیاں سب سامنے معلوم ہوتی ہیں ایک ایک راگ کے ساتھ راگنیاں بہت ہوتی ہیں یعنے تصور کرنا چاہیے
کہ راگوں کی راگنیاں معشوق ہیں ایک ایک راگ کے چھتیس چھتیس راگنیاں ہمراہ ہیں کلیاں مجھسے تو
باتیں کر رہا ہی کلیاں کی دھن میں ہیں یہ غزل گاتی ہوں دیکھو تجھے گانا آیا یا نہیں آیا یہ کہکے گنگنائی اور
یہ اشعار بہ بہار زبان پر آئے

نظم

دیکھا ہی تجنے خوب نشیب و فراز دہر
وہ گل زمین پہ ہی تو ماہ آسمان پر
اسفل نہیں ہی فیض سے اعلی کے بے نصیب
حالت فرشتوں کی ہی تباہ آسمان پر
سفلی کو گو کہ یہ تمکین نہیں ہی نارسا
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر
رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم
پہنچے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر
ناسخ بھلا دیا ہی وطن کو جو اسعد

تجھ تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر
آنسو زمین پہ ہیں تو آہ آسمان پر
ہی چاند مثل عارض جاناں نہ آفتاب
مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پر
میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ
پہونچے کبھی ہوا سے نہ کاہ آسمان پر
ایسا اچھالا ہی تو مجھے اضطراب دل
ملتی نہیں ہی ماہ کو راہ آسمان پر
ہر شب نہ تیرے در پہ گدائی اگر کرے
شاہد ہے صبح کو ہی نہ شاہ آسمان پر

ستارے ہیں تمام سیاہ آسمان پر
خالی نہیں ہی جلوہ جاناں سے میری چشم
دعوی زمین پہ ہی گواہ آسمان پر
رکھتے ہیں کس ادا سے زمین پہ قدم حسین
تھرتھرے کرے وہ نگاہ آسمان پر
دیکھیں جو تجھے آکے مقابل میں ماہ رو
ہوتا ہوں گر زمین پہ کلاہ آسمان پر
بے شبہ شیر طائر آسی دم شکار ہو
ہرگز نہ آفتاب ہو شاہ آسمان پر

چہار طرف سے سب کنیزیں اکبارہ دفعی
میں جمع ہوئیں ایک ایک کہتی ہی واری تمنشا داج تو تو نے غزل کسطرح گائی ہی کلیجہ نکال لیا یہ تجھکو کسنے
سکھا دیا تمنشا کہتی ہی تم کیا جانو میں قربان ہو جاؤں سامری و جمشید کے ارے میں نے بڑا دعوکا
کھایا وہ ازار بند کھولتے تھے میں نے انکا ہاتھ جھٹک دیا اگر مان جاتی تو نور قدرت بن میں اتر آیا
انھوں نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اسی کی تاثیر ہی اور بہت سی باتیں مجھکو آئی ہیں اب کنیزوں میں بیٹھے
میاں چالاک کھیل رہے ہیں سب کنیزیں ادب کرتی ہیں کوئی کہتی ہی ارے تو تو تبرک ہو گئی ہی چالاک
کہتا ہی بوا کیا کہوں اگر میں ایسا جانتی مان لیتی پھر آسمان پر بھی جاتی وہاں فرشتوں سے آشنائی ہوتی
پھر تو وہاں سے بہشت میں جاتی میوے جھولی بھر بھر کے لاتی تم سبکو بانٹتی ایک نے کہا بوا اگر ایک دفع
آئے اور خالی گئے پھر آینگے ابکی مرتبہ انکار نہ کرنا چالاک نے کہا بوا اب نہیں انکار کرونگی انکی صورت
دیکھتے ہی لیٹ جاؤنگی جسمیں وہ بھی ذرا شرمائیں کنیزیں کہتی ہیں اری چپ رہ پڑلے خداوندوں کی نسبت
ایسی باتیں منکہ اب تو تمہی خدائی ہی خداوند تمہم گویا قدرت بنکے بیٹھے ہیں بھڑوے کو اپنی بہشت کی خبر نہیں
اب میں جا بجا ضرور جاؤنگی بوا جہنم کا بھی حال کسیسے کہونگی اندر نہ جاؤنگی دروازے پر سے جھانک لونگی
میری نانی بڑھیا بڑی فیاض ہی کسی سے انکار نہیں کیا لونڈوں کی گھیری مشہور ہی تری نانی کہتی تھیں جہنم کیا
جاؤنگی میں جھانک کے دیکھوں اگر جو بڑی بی بیٹھی ہونگی انکو نکال لونگی پکارونگی چھوٹی نانی باہر نکل آؤ
تمکو بہشت میں پہونچا دوں جو وہاں کے فرشتے روکینگے کہدونگی مجھے اختیار ہی خداوند سامری و جمشید
کی مدخولہ ہوں ایک آدھ فرشتے کو مار بیٹھونگی کوئی بول نہ سکیگا اور سب مردے مجھسے فریاد کرینگے کہ ہمیں
بھی جہنم سے نکال لو بوا میں جواب بھی نہ دونگی پھر مقام پر ملک الموت کے جاؤنگی سب آسمانوں کی سیر کرونگی
لوگوں کی زبانی سنتی ہوں کہ آسمان پر بڑے بڑے عجائب و غرائب ہیں مگر بوا اگر راستہ بھول گئی تو گھر آنا

مشکل پڑیگا پھر ہمیشہ آسمان ہی پر رہو نگی تم سبھون پر ڈھیلے پھینکا کرونگی تم خجو کی پیشوگی مین جواب بھی نہ دونگی صورت دکھلا کر چھپا یا کرونگی برس دو برس مین ساتون آسمان دیکھو لونگی کنیزین باتو نپر چالاک کی ہنس رہی ہین بارہ دری مین کیا ہنگامہ ہے ایسی ایسی تانین لگائی ہین کہ کنیزین بلائین لے رہی ہین کہتی ہین شمشاد تو تو مزاج کی سیدھی تھی بڑا کمال یہ تونے پایا اب تیرا کوئی کیا کریگا چالاک بارہ دری مین دوڑتا پھرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو آپکے جمشید آگئے ہین مجھے اشارے کر رہے ہین کہتے ہین آسمان پر چلو مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو وہان جا کر ساتھ میرا چھوڑ دین پھر مین کیونکر آؤنگی وہین رہجاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سوسنی نمایان ہوا سب نے کہا ارے چپ رہ ملکہ آتی ہین اسنے کہا آنے دو کیا مین انسے ڈرتی ہون یہی نہ کہ نوکر ہون چاہے چھڑا دین مجھے اب کچھ پرواہ نہین ہی یکایک ابر پھٹا ملکہ فیروزہ سوسن پوش سنانے مین سر جھکائے ہوئے اترین ہر چند کنیزین چاہتی ہین شگفتہ کرین ہنسی نہین آتی خرامان خرامان بارہ دری مین آئین سب کنیزین سلام کو جھک گئین گل اندام نے بڑھکر کہا واری آج تو نیا معرکہ درپیش ہوا ایکی خواص قدیم بی شمشاد کے خواب مین سامری و جمشید آگئے ہین اسکی بات کا اعتبار نہ تھا غزل ایسی گائی کہ دل بیچین ہو گئے ذرا حضور اس سے بات تو کرین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دوسری نے بھی بڑھکر یہی کہا جب دس پانچ کنیزون نے یہی کہا ملکہ خود ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین جب دیکھا کہ ایک ہی مضمون کو بیان کیا تب ملکہ نے سر اٹھا کر فرمایا کیون بوا شمشاد یہ سب کیا کہتی ہین شمشاد نے کہا حضور سنیے مجھکو سامری جمشید کا نام بتا گئے یہ کہکے گنگنانے یہ رانی غزل گانے لگی نظم

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے ملکے
پوہر شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس پہ روئے ستمگر سے ملا دل افسوس
آگ بجھائے ہی وہ گرد پھرو نہین جسکے
لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہے کہ خدا
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

کشتۂ حسرت دیدار ہین یا رب کسکے
اسکو تھامون کہ ترے پاؤن پڑون کس کسکے
مجھکو مارا مرے حال شفتہ نے کہ ہے
کسپہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
تا نہ رشک نہو باعث دردسر مرگ
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی انجس کے
یار مومن سے بھی ہین تمہی صبح و مسا

نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
پاؤن تربت پہ مری دیکھ سنبھل کر رکھنا
کچھ گمان اور ہی دھڑکے سے دل مونس کے
بخت پروانہ سے قربان عدو ہون جینے
نیمہ کے سر پہ لگا ہی وہ صندل مجلس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین رو رو کے
واہ افکار زران اد منۂ یا بس کے

پر سوز گداز سے چالاک نے اس غزل کو گایا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا اری شمشاد تو نے تو کلیجہ ملا دیا یہ غزل کہان سے یاد کی کہا حضور سامری جمشید سب بتا گئے ہین سنے لگے پر ہاتھ رکھا اب تو ملکہ متوجہ ہوئین چالاک نے ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین ملکہ ہنس رہی ہین وہ جو کنیزین ساتھ آئی ہین وہ اشارے کر رہی ہین ای شمشاد اسی طرح کی باتین کر ملکہ صحرا سے بہت کبیدہ آئی ہین بات نہین کی خود بخود مبتلائے غم و الم ہو گئی ہین ملکہ نے ہاتھ شمشاد کا پکڑ لیا کمرے مین آکر نہین پکار کر آواز دی یہان کوئی نہ آئے چالاک نے کہا حضور میرے خواب مین سامری و جمشید آئے سب کمال بتا گئے مجھے ہاتھ لگایا مین نے ہاتھ انکا جھٹک دیا بہت شرمندہ ہوئے اصل مطلب کے خواہان تھے مین نے انکو نہین مانا صنم گویا کو کہتے تھے یہ بڑا جھوٹا ہی اور یہ بھی کہتے تھے ہمارا بھائی کبھی آسمان پر نہین جاتا یونہین باتین بنایا کرتا ہی ملکہ فرماتے تھے ہماری بندی خاص الخاص فیروزہ سوسن پوش ہی ہم اسکو تمام دنیا کا بادشاہ کرینگے عقاب و صنم گویا سب مارے جاینگے مگر یہ تو ارشاد فرمایئے آپنے طاؤس کے ساتھ کیا کیا ملکہ کا دل تو غم و الم سے بھرا ہوا ہی کہا مین انکے ساتھ کیا کرتی لا کر قید کر دیا فلان مکان مین قید ہی نگہبان بیٹھے ہین ای شمشاد کیا کہون میرے دلپر خود بخود ہجوم غم و الم ہی دیکھون اب کیا ہوتا ہی مقدر میرا مجھکو کیا دکھاتا ہی میری تو یہ کیفیت ہی نظم

فصل بہار رسید بادۂ خوشگوار کو
ساغر پیش کرد بر غنچہ زنے خمار کو
گل چمن کشادہ رو وعدۂ وصل یار کو
دست حنا نگار نیست دست بخون نگار کو
وعدہ بحشر تم دہی فصل بہار زندگی
دست منست و دامن رشتۂ اختیار کو

بر سر رہ نشستہ گل زمزمۂ ہزار کو
گشتہ ہوائے بوستان تو بشکن از نجبے
سہن بود نشستنم دیدۂ انتظار کو
گوشہ نشین دل کنم دیدۂ دل زمانہ را
گردش دور روزن ریست انہیہ اعتبار کو
گفتی اگر چشیدۂ چاشنی شہادتے

گل چمن کشادہ دست جادۂ چرخ نیلگون
ساز نوائے بلبل و ساقی گلعذار کو
بوالہوسان عاشقے بستہ حنائے بست
بہر نمودن خت قول کجا قرار کو
آنکہ نوشتہ سید ہی فتوی بانتشار من
روشنی چراغ کو لوح سر مزار کو

چالاک گھبرایا دل مین کہتا ہی یہ تو کسی پر عاشق ہی عجب کلام مین سوز و گداز ہی ابھی بیقراری آغاز ہی قدمون سے لپٹگیا کہا واری برائے خدا مجھسے مفصل حال کہیے اسطرح چالاک نے جو دل دہی کرکے کہا ملکہ کبھی سچ کہتی ہی دسامری جمشید پر لپنے خداوند ہین صنم گویا خود پسند ہین اسی کی معرفت سب کام نکلے گا گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای شمشاد کیا کہون عجب معرکہ گذرا ہین جنگل مین واسطے سیر کے گئی تھی پہاڑ پر ٹھہری صحرائے گرد آئی نوبت نقارے بجے مین پلٹ کے دیکھا صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار بڑے جاہ و جلال سے چلے آتے ہین شمشاد مین سچ کہون ہین نے جنگ ایسی صورت نہین دیکھی حشمت شوکت لیاقت جرأت صولت سخاوت جلالت سب کے سب عشق جاکران کے ترین ہمراہ تھے اگر مجھسے ہوسکے تو کسی طرح پیغام و سلام صاحبقران تک پہونچا اگر صورت دکھا تو سراسر تیرا احسان ہی چالاک نے کہا یہ کنیز اسی سرزمین پر صاحبقران کو بلادیگی چالاک تو یہ چاہتا ہی کہ کسیطرح طاوس کو چھڑاؤن مگر حال عشق فیروزہ سنکر دل سے کہتا ہی ای چالاک صاحبقران بھی کیا صاحب اقبال ہین کہان جا کر عاشق ہوئی اسکی تدبیر تو کیجائیگی مگر اس سے میل کرکے عقاب دصنم گویا کو مارنا چاہیے کسی طرح حیرت جادو قید سے چھوٹے ایسا نہو وہ یہ ورزہ ممنانہ ہم اس غم و الم مین دشمن ماسکے ہلاک ہوجائین مگر ای چالاک بڑا افسوس یہ ہی کہ عقاب خود اسیر عاشق ہی بیرانگ کیونکر چھپے یہ سوچکر ملکہ کو تسکین دی ملکہ سے یہی کہتا ہی آپ نہ گھبرائین مین جسطرح سے بنیگا صاحبقران کو آپسے ملاؤنگی اگر آپکا عشق صادق ہی ضرور کشش دکھائیگا انکے بھی دل پر تاثیر ہوگی ادھر سے بھی تدبیر ہوگی اسطرح باتون مین ملکہ کو بہلایا مگر یہ بھی دل سے کہتا ہی اب اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی یقین ہی کہ مطیع اسلام بھی ہو افسوس ہی کہ یہ مشرق مین وہ مغرب مین ورنہ کسی حیلے سے یہان تک انکو لاتا دلوانہ جنون اور بڑھتا سیطرح کے وعدے کرلیے ایسی باتین کین کہ ملکہ کو تسکین ہوئی فرمایا ای شمشاد اگر تو نے اس مقدمے مین کوشش کی اور مین صاحبقران سے ملی وہ تیرا مرتبہ مین کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے چالاک نے کہا مین کوئی بات اٹھانہ رکھونگی آپ چلیین حضور محفل مین تھین گانا سنین کہ علم مجھکو سامری و جمشید دیگئے ہین خوش آواز ہون مجھکو سماعت فرمائیے کسی کی کیا مجال جو میرا مقابلہ کرسکے ملکہ چالاک کے کہنے سے اٹھین محفل مین آکے بیٹھی چالاک نے سازندون کو اشارہ کیا ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے ساز سازکیے ہوئے تھے جب ساز درست ہوچکے چالاک نے ملکہ سے آنکھین ملاکر غزل گائی غزل

بار ہا بر دیدن آئینہ مائل کردہ ام
نامہ بامروز مرغ نیم بسمل کردہ ام
ساکن دیر و حرم باہم غبار خاطر اند
من تنک در مہ ترنشنیع تو داخل کردہ ام

مہر و ماہے تازۂ باہم مقابل کردہ ام
دعوی خونم بقعر زندان من اگر میسد
من بہر جا تکبیر رفتم خانہ در دل کردہ ام
داشت خط بندگی از من نوح ہوئی تو

شرح بیتابی فراوان بود بہر اختصار
سنگ خون خود بست و قف قاتل کردہ ام
با لمیحان زاہدان امروز ساغر بیز نم
آرزو خط خشش آن شوخ باطل کردہ ام

خاک کوئیت تا نگردد دور سر چشم رقیب این در یکتا ز بحر عشق چاپلس کردہ ام	من ز خوناب جگر آن خاک را گل کردہ ام بسکہ سودا بت تم کا ہید ہنگام تپا	سینہ من کان حسد چو ہر بدالا درد دل من ز موج اشک خود دریا سلاسل کردہ ام

ملکہ بیقرار ہو گئین چالاک نے اپنا رنگ جمایا شراب کا پھر چلا شروع کیا ملکہ نے خود حکم دیا گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی لاؤ چالاک نے اپنے طور سے اسمین بیہوشی ملائی یہ بھی خیال ہی کہ یہ عاشق جمال حمزہ ملکہ تھی اسکو کوئی ملال نہ پہونچے اول جام ملکہ ہی کو دیا کنیزون سے کہا تم بھی پیو سب کنیزین پینے لگین چالاک نے ملکہ کو کئی جام پلائے کنیزین مع ملکہ بیہوش ہوئین چالاک دوڑا قریب قید خانے کے آیا طاؤس کی زبان سے سوزن نکالا طاؤس ہوشیار ہوا قید سحر دور کی کہا ای چالاک بڑا کام کیا فیروزہ کو نہ چھوڑو یہ سحر مین بڑی کامل و اکمل ہی چالاک نے کہا ای طاؤس مین تنہائی مین اس سے تمکو ملاؤنگا خدا کی قدرت کہ یہ حمزہ صاحبقران پر عاشق ہوئی مین نے سب حال ابھی پوچھا بھلا کیا مین اسے زندہ چھوڑتا چاہتا ہی طاؤس کہ پرپرواز پیدا کرنے اور نکلجانے عقاب شعبدہ باز صحبت مین صنم گویا کی بیٹھا ہی تعنس ملکہ حیرت جادو کے سامنے رکھا ہی یہی آج ملکہ حیرت جادو کو سمجھا رہا ہی کہ صنم گویا نے کہا ای عقاب ملکہ فیروزہ نے طاؤس کو لیکر قید کیا ہی مجھکو ڈر ہی کہ وہ عیار کہین وہان نہ پہونچے تو غضب ہو یہ سنتے ہی عقاب گھبرا گیا کہا یا خداوند مجھکو بھی خیال تھا آپ کے خوف سے کہہ نہ سکتا تھا صنم گویا نے کہا اب تم ایک تدبیر کرو ملکہ فیروزہ کو ہماری صحبت مین چھوڑو کہ ہم تقدیر کرکے اسکا جمال جاہ و جلال بڑھائین کبھی کبھی انکو آسمان پر بھی لیجائین یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ صنم گویا کی طبیعت فیروزہ پر مائل ہوئی اسطرح اسنے عقاب سے کہا کہ اسکو ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا نقشہ جھولی سے نکالا نقشے کو دیکھتے ہی سر پیٹ لیا صنم گویا نے پوچھا ارے کیا ہوا عقاب نے کہا یا خداوند غضب ہو گیا وہ عیار مکار یعنی آر صحبت فیروزہ مین پہونچ گیا مین جاتا ہون ذرا آپ خیال کیجیے گا یہ کہکے تڑپا بلند ہوا اسوقت پہونچا کہ چالاک و طاؤس باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او عیار مکار او طاؤس نمک حرام منم عقاب شعبدہ باز یہ کہکے سحر کیا چالاک تو کود کر اک غار مین گرا طاؤس اور عقاب مین سحر چلنے لگا طاؤس اڑتا جاتا ہی سنگریزے اٹھاکر مارتا جاتا ہی عقاب پر شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین یہ دفع کر رہا ہی طاؤس بھاگا جب عقاب سحر اتار چکتا ہی تو جھپٹکر قریب آتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی کہ ای مکار کیون مجھسے بھاگتا ہی طاؤس کچھ جواب نہین دیتا ہی چاہتا ہی کہ ابھرکر نکلجاؤن عقاب ساحر زبردست ہی ایک نخل کے سائے مین دو رکے دونون پہونچے سحر ہونے لگے ایک طرف سے آواز آئی ای عقاب نہ گھبرانا مین آپہونچا عقاب نے پلٹکر دیکھا کہ خداوند صنم گویا چلے آتے ہین عقاب خوش ہو گیا کہا یا خداوند آپنے بڑا احسان کیا یہ ظالم آج میرے برابر سحر کر رہا ہی گرفتار نہین ہوتا مین جس وقت پر آیا عیار تو نکل کے بھاگ گیا یہ کہہ رہا تھا کہ صنم گویا قریب پہونچا کہا مار گولہ کہ سر اسکا پھٹجائے سحر سخت کر عقاب نے بڑھکر جیسے ہی گولہ مارا طاؤس نے بچا صنم گویا نے عقاب کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اسے کھینچے یہ پلٹا ایک حباب مارا اور نعرہ کیا

نعرہ یا چالاک زنام او چ باید بحمد رفطرت	منم عیار طرار جہان گرد نہ آید صبا در پیش براہم	بہ پیش مثبو در رہ صبا خلیفہ او منم چالاک نام	منم ولعبند شاہ بکر دفطرت عقاب گرا انجمن تیغ چلا

کہ عقاب کو ماردن طاؤس تو وجد مین آیا پکارکے آواز دی ای چالاک کیا کمنا کار نمایان کیا اگر اسکو مار لیا خدائی تو صنم گویا کی زوال ہو گا اس ملعون کو بڑا ملال ہو گا چالاک نے چاہا خنجر ماردن یہان صنم گویا نقشہ

دیکھ رہا ہی حیرت کا قفس رکھا ہی حیرت نے یہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ ہاے گرفتاری چالاک عقاب گیا اب مجھے بیٹے صنم گویا نے سر پیٹا مصاحبون نے سر پیٹا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی صنم گویا نے کہا کیا کہون اُس عیار مکار نے عقاب کو بیہوش کیا یہ کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا ایک باز سفید پیدا ہوا کہا ای باز بازنہ آنا عیار کو جانے لینا عقاب کو بچانا باز تڑپ کے گرا عقاب کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا طاؤس نے چالاک سے کہا بھاگو دونون بھاگے حیرت نے جسوقت سنا کہ چالاک جانبازی کر رہا ہی عقاب بھی گیا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کریم کارساز ای خالق بے نیاز ای چالاک کے خدا تیری تعریف ہم کیا کر سکتے ہین اصل تو یہ امر ہی

نظم

حمد یکہ پرگہر بود از وی دکان جان
شکر یکہ قل ادا کند ش از بیان جان
حمد یکہ در غربت گلشن سرای قدس
بر اوج بارگاہ قدم آشیان جان
مانند آفتاب ہما تاب روشن ست
اندر جہان نیابم و یابم بیان جان
تن زندہ چون بجان شد و جان مد شد مدد
چون فیض حق نزول کند ز آسمان جان

شکر یکہ پر شکر بود از وی دہان جان
حمد یکہ در علامہ انعام ورشد
بربام عرش پیر ود از نردبان جان
باد انثار بار گہ واجب الوجود
آثار بادشاہی او در جہان جان
عالم نشان آدم و آدم نشان او
تن جان خود شناسد و جان نیز جان جان
گر وصل دوست می طلبی جان بدہ معین

حمد یکہ جان بیان کند ش از ادای دل
لولو بجر خاطر گوہر زکان جان
حمد یکہ چون ہما فگند سایہ شرف
بستاید ش مگر دل من از زبان جان
جان در جہان اوست و لیجان بجوش
ہمچون بدن نشان دل و دل نشان جان
در شورہ زار تن بدمد صد گل مراد
زیرا کہ سود عاشق آمد زیان جان

حیرت بیقرار ہو رہی ہی کہ دیکھا باز لیے ہوے عقاب کو آیا صنم گویا کے آگے ڈالدیا آواز دی یا خداوند اگر چند منٹ نہ پہونچتا سر اُسنے کاٹ لیا ہوتا مین اُٹھا لایا عیار اتنی جلدی بھاگا کہ میرا پنجہ قابض نہو سکا آخر اُسکو اُٹھا لایا حیرت نے سجدہ شکر پروردگار عالم ادا کیا ہر مرتبہ یہی کہتی کہ چالاک کے خدا تو نے بڑا رحم کیا کہ وہ بیچارہ بچ گیا مگر واہ رے جانباز کسی وقت غافل نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کہ فیروزہ کو مارا ہو تا جاتے عقاب نے بچایا عقاب کو لیا تھا باز پہونچا باز نہ آیا عقاب کو اُٹھا لایا بڑے کڑے سا حر سے وہ بچ گیا ہی صنم گویا بہت جھلایا کہا ہوشیار کرو باز نے اپنے پر کا سایہ ڈالا عقاب کی آنکھ کھل جھلایا ہوا اُٹھا صنم گویا نے پوچھا ای عقاب یہ کیا غضب ہوا عقاب نے عرض کی جب مین پہونچا جاکر دیکھا کہ فیروزہ بیہوش پڑی تھی اُس ظالم نے طاؤس کو مارا کیا مین پہونچا طاؤس کو تو مین نے لیا عیار اتنی جلدی نکل گیا کہ مین سحر نہ کر سکا یہ سحر کرتا ہوا چلا راہ مین مین تو سحر کرنے مین مشغول تھا کہ ایکی آواز آئی مین خوش ہو گیا بس قریب آکے اُسنے مجھے بیہوش کیا پھر تو قدرت نے مدد کی میری جان بچ گئی عیار بلاے روزگار ہی مگر قدرت مین جا کے فیروزہ کو تو ہوشیار کرون کہا جاؤ یہ سب حال حیرت نے قفس مین بیٹھے بیٹھے سنا بہت خوش ہوئی کہتی جی مین کہتی ہی ای حیرت اصل یہ ہی کہ یہ عاشق صادق ہی کیا کیا کام نکالتا ہی کیسے مین اگر چالاک کا قدم درمیان مین نہوتا ابتک قتل ہو گئی ہوتی کیا مین زندہ بچتی اب سنیے کہ اِدھر عقاب جاکر پہونچا باران سحر برسایا فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو قریب پایا گھبرا کے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا عقاب نے کہا مین نہ راضی تھا کہ طاؤس تمھارے یہان قید ہو عیار نے آکے عیاری کی تم سبکو بیہوش کیا مین نے نقشہ مین دیکھا مین آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون تجھکو دیکھتے ہی عیار بھاگا طاؤس سحر کرتا ہوا چلا راہ مین اُسنے خداوند بنکر مجھکو بیہوش کیا کیا جلد صورت بدلتا ہی سطرح کا اختیار ہی مگر قدرت نے مجھکو بچا لیا بی بی ہوشیار رہنا اُسکے منھ مین خون لگا ہی جسوقت پا جاؤنگا فوراً قتل کرونگا گرد دیکھا اُسنے کہ فیروزہ اداس ہی کہا بی بی نے کچھ اور سُنا قدرت سے او رمجھسے فساد ہوگا

ہین ایسی مہملات باتین نہ سن سکونگا گھبرا کے فیروزہ نے پوچھا خیر تو ہی کہا بیٹا آج قدرت اپنے ہوش مین نہ تھے مجھسے فرماتے تھے کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو خاص یہ کلمہ نہین کہا گر مراد انکی تقریر کی یہی تھی مین تو چپکا ہو رہا حیرت کا مقام ہی مجھکو اسقدر ناگوار ہی کہ کیا کہون اسقدر وہ بلک بلک کے روتی ہی دل ہمارا دکھتا ہی کلیجے پر چھری چلتی ہی کسیطرح وہ نہین مانتا زبردستی سے معشوق پر قبضہ کرنا کیسا مانے نہ مانے نہ مانے یہ سنکر فیروزہ بہت بگڑی کہا ای باپ اگر میرے سامنے کبھی ذکر آیا وہ جواب سخت دونگی کہ قدرت بہت پریشان ہونگے یہ عنایت ساحری وجمشید وہ آجکل تیرے زور و زیر ہین ایک بیچاری مجبور کو جبرا و قہرا قبضہ کیا وہ اپنی عصمت دینا نہین قبول کرتی نیا ننگ تو لالچی دیا کرتی بچا۔ خدا کمی بیٹا تو لگا گر وہ نہین مانتی کسی کا کیا اجارہ ہی اے والد خیال رکھنا شل حیرت کے میرے ساتھ نہ پیش آئین مین اپنی جان دیدونگی عقاب نے کہا تمھارے ساتھ جبر نہین کر سکتے اگر اسکا ذکر کرینگے تو ہم سد باب کرینگے تمھارے سامنے ذکر نہ آنے پائیگا بخوبی بیٹی کو سمجھا کے عقاب رخصت ہوا پاس صنم گویا کے آیا حال پوچھا عقاب نے سب کیفیت بیان کی بعد جانے عقاب کے فیروزہ بیقرار ہونے لگی تنہائی مین آ کے بیٹھی دروازہ بند کیا اپنے اوپر تفرین کر رہی ہی سوسن کہ بہت مقرب ہی دروازے پر گئے آکر کھڑی ہوئی سنا کہ ملکہ رو رہی ہین اور اس بیقراری مین ان اشعار ون کی آواز آ رہی ہی کہ جنکے سننے سے دل بھرا آتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی عجب سوز و گداز ہی نظم

ہے جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
ظالم کہان وگرنہ اثر میری آہ مین
اپنی بھی تاب دوری خورشید طلعتان
وہ کیون شریک ہے مرے حال تباہ مین
اس تیر یاس سے دعوی حسن ایک ناز نین
مجھکو بھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین
ظالم کہین روا نہین عاشق سے احتراز
منسوب ہی جو عصمت یوسف نگاہ مین

آنکھین ہین اپ کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین
مست کیجیو برآئے مین کیا جانے کیا بنے
نقصان کیا کمال سے آیا ہی ماہ مین
ظالم وہ بیوفا ہی عدو جسکے رشک سے
ای مہر دوستی مرے روز سیاہ مین
ہو دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
کہدے اگر ہو شک سخن دادخواہ مین
سوسن کو ہیچ ہی دولت دنیا و دین نصیب

کیا رحم کیا کہ غیر نے دی تھی دعا ہے وصل
پھینکا ہی جذب شوق نے یوسف کو چاہ مین
جانے دے چارہ گر شب ہجران مین مت بلا
اتنا کچھ آگیا خلل اپنے تباہ مین
شیرین پہ طعن تھی فرہاد کس لیے
جادو بھرا ہوا ہی تمھاری نگاہ مین
ابتک نہین گواہی اطفال ہستہ مین
شب بتکدے مین گذری ہی دن خانقاہ مین

سوسن گھبرا کر اندر گھس گئی ملکہ نے سوسن کو آتے ہوئے دیکھا یا تو پلنگ پر پاؤن لٹکائے ہوئے لیٹی ہوئی ساق بلورین کھلی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی سکی ہوئی آنکھون مین سرخی بیوٹ سوجے ہوئے ہچکی لگی ہوئی ہی چہرہ زرد ہونٹ پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد سوسن کو جو آتے ہوئے دیکھا اپنے کو گرا دیا دولائی اوڑھلی سوسن دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا چہرے کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین جب ملکہ نے آنکھ کھولی سوسن نے عرض کی واری یہ کیا حال ہی مین تو عجب حال مین آپ کو دیکھتی ہون بہت گھبرائی ہون ملکہ نے کہا سوسن کچھ نہین میرے کلیجے مین درد ہی وکیہ پھندا سا پھنسا ہی سر مین خلل ہی جی بیکل ہی سوسن نے کہا واری مین یہ بات نہ مانونگی جسوقت سے کہ آپ بیمار پڑے بیہوش ہوکے گری ہین اسوقت سے مین پوچھ رہی ہون آپ مفصل حال نہین بتاتی ہین کیا خدانخواستہ ہم دور انداز ہین خدمت مین سرفراز ہین آخر کنیزین غلام غمخوار کسدن کے واسطے ہوتے ہین جو حال ہو کہیے انمین کوشش کرین یہی مین نے پہاڑ پر بھی عرض کیا تھا کہ سختی نہ فرمائیے مفصل حال بتلائیے حضور نے جب بھی آرے بلے کرکے ٹالدیا تھا مفصل حال نہین کہتا تھا اسوقت تو اس حال مین ہائی ہون کہ میرے ہوش درست نہین رہے اگر ایک دو دن یہی حال رہیگا دشمنون کی زندگی کیونکر ہوگی فقط شمشاد سے جو باتین آئی تھین

کی تھین تو حضور شگفتہ تھین مین کچھ سمجھ بھی گئی ہون مگر کہہ نہین سکتی مالک کا خیال ضروری قلب ناصبور ہی جب سوسن نے اسطرح دل دہی کی تو ملکہ رونے لگی کہا کیا پوچھتی ہی کس زبان سے کہون نظم

ما سر بہوس در سر سودا نہ نہادیم
ما تشنہ لبانیم درین بادیہ اما
مردیم و لبے بر لب مینا نہ نہادیم
مخفی بفغان گوش وران مرحلہ مردم

مجنون جنونیم و لے از ادب عشق
بے چشم تری روے بدر بانہ نہادیم
ہر جا کہ نہادیم قدم خار ستم بود
زادے زر لبے رہ فردا نہ نہادیم

ما دل بہ قسمت جشن بمنا نہ نہادیم
گستاخ قدم در رہ صحرا نہ نہادیم
ما جرعہ کشان وی عشقیم کہ مخمور
بے آبلہ پائی بزمین پا نہ نہادیم

سوسن نے کہا واری ان کلمات نے تو کلیجے کو مشبک کر دیا دل کو غم و الم سے بھر دیا کیا کہین طبیعت گھبرائی ہی طریقہ کلام سے تو ظاہر ہی نام بھی فرمایئے کہان ایسا اتفاق ہوا یہ مار پڑ جائے یہ بختی تری زبان کس سے نگاہ لڑی فیروزہ نے کہا ای سوسن مین پیار پر گری تھی کہ سواری امیر عالی شان حمزۂ صاحبقران زمان کی گذری مدت ہوئی میرے کتبخانے مین ایک کتاب نقلی تھی نام اسکا نوشیروان نامہ لکھا تھا جب مین نے اسکو لیکر دیکھا تو صاحبقران کا ذکر تھا اول نوشیروان سے بجہ جنگ فساد ہوا کئی ملک نوشیروان کے لیے سپاہ گری کو زور ہوا آخر مین ایک پہلوان تھا حشام بن علقمہ خیبری اسنے نوشیروان کو پکڑ لیا تاج و تخت اپنے قبضے مین کیا مگر دوسرے وزیر نوشیروان کے خواجہ بزرجمہر حکیم نہایت فہیم تھے وہ حشام کو باعزاز و اکرام شہر مین لائے کہا تمکو شاہ نے اپنا ولیعہد کیا بعد کئی دن کے یہ بھی اس سے کہا کہ خانہ کعبہ مین ایک لڑکا ہی کہ حمزۂ عرب اسکا نام ہی شاہ نے اسکو بیٹا کیا تھا اسنے بغاوت پر کمر باندھی کئی ملک شاہ کے لے لیے تھے تم اسکا سر لاؤ بخوبی سلطنت کرو وہ اپنے غرور مین لشکر کشی کرکے گیا صاحبقران نے اسکو مار لیا تاج و تخت اپنے قبضے مین کیا شاہ کو لکھ بھیجا کہ تاج و تخت حاضر ہی اگر حکم ہو مین لیکر آؤن یا منگوا لیجیے شاہ نے بلوایا جب صاحبقران دربار نوشیروان مین آئے تخت بچھایا تاج بصد مدت سر پر شاہ کے رکھا اسی زمانے مین صاحبقران واسطے سیر کے باغ مرادین مین گئے مہرنگار دختر نوشیروان عالیوقار پر عاشق ہوے وہ بھی اسی حال ہوئین اس عشق کا بیان اس کتاب مین تھا مین نے مہینون اسکو دیکھا اب انہیکا سامنا ہوا انھین امیر حمزۂ صاحبقران زمان کو پشت مرکب سرخشی پر دیکھا اسوقت سے دل ہاتھ سے نکل گیا اور ای سوسن یہ جو تو نے کہا کہ مین نے شمشاد سے بدل دہی کلام کیا یہ عمرو عیار کا بیٹا تھا اسی نے عیاری کرکے طاؤس کو رہا کر لیا اسکے طرز کلام سے مین سمجھی کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہی چاہتا ہی جان دے دے مگر حیرت کو رہا کرون اسنے مجھسے باتون مین وعدہ کیا ہی کہ مین صاحبقران سے ملنے کی تدبیر کرونگا مراد اسکی یہ تھی کہ طاؤس کو رہا کرون سکو اسنے بیہوش کیا مگر کچھ کسی کو ہاتھ نہین لگایا مجکو بیہوش کرکے طاؤس کو لے کے چلا گیا یہان یہ قیامتین برپا ہوئین اور تو نے سوسن کچھ سنا قدرت مجھپر عاشق ہوے ہین آج والد بیان کرتے تھے ایک بیچاری آفت کی ماری اپنے ملک کے لالچ مین جاتی تھی اسکو پکڑ کے قید کر لیا زبردستی خواہان وصل ہین اب مجھ بد نصیب پر نگاہ ڈالی ہی دیکھیے اسکا انجام ہو اگر انھون نے میرے شوہر کہا مین اپنی جان دونگی یہ افتاد تو مجھپر غیب سے پڑ گئی مین گئی واسطے سیر کے وہان شکار ہوئی بالکل بیکار ہوئی اب بتلاؤ کہ مین کیا کرون دل تو کسی طرح سے قابو مین نہین ہر چند سمجھاتی ہون دل کو قابو مین نہین پاتی ہون نظم

دوری صیاد مین مانند مرغان قفس
صاف جام چشم مین ہی بادۂ مینائے دل

فصل گل آئی ہوا پھر جوش پر سودائے دل
سینہ صد چاک ہی ہر دم نکیون چلائے دل
عمر ہی کوتاہ کیا طی ہو سکے راہ دراز

سوج کر ہو ساقیا زنجیر پہنائے دل
ہجر ساقی مین مگر آنسو نہین ای میکشو
کوچۂ گیسو سے اب پہلو مین کیونکر آئے دل

کب ہوا میرے نظر بازی سے حاصل مطلع
کیا بتاؤں میں نشان ساحلِ پائے دل
تھا اُدھر رنگ خزان کا شور اِدھر زنجیر کا
ہو گئی بالیدہ کیا عرش قد بالائے دل

نہ فلک میں پردہ ہائے دیدۂ بینائے دل
ہر جو دل میں گذرتا ہی اُس محبوب کا
جوش گل سے جنبش ہی جوش پر سودائے دل
یاد آیا مجھکو مجنون آپ مجنون ہو گیا

ابتدا و انتہا موج ازل ہو اور ابد
اسلیے ہر ایک کی آغوش میں ہی جائے دل
ذرہ ہی جا ہے نہ نکلے سے کہیں فانوس شمع
دامن صحرا سے بھڑکی آتش سودائے دل

سوسن نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اُس عیار کو بلا لیجیے حال تو وہ اپنی نابالغی سن ہی چکا ہی اُس سے کچھ
کام لیجیے بلکہ اُسکی مدد کرنی دیکھیے اُسکی دل کی مراد کیا ہی ملکہ فیروزہ نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ حیرت جادو
پر عاشق ہی حیرت کے رہائی کی تدبیر کیجائے وہ بھی اسی واسطے جانبازی کر رہا ہی ورنہ عقاب ابر سوار سے اُسے
کیا مطلب آٹھو پہر اسی فکر میں پھرتا ہی گرفتار بھی ہو گیا تھا مگر وہ نوشعلہ جوالہ ہی اُسی وقت قید ہوا اُسی وقت کسنے چھوڑ
عیاری کی اب تو یہ تدبیر ٹھہری سوسن نے کہا میں جا کر اُس عیار کو لاتی ہوں اُس سے حال مفصل کہدیجیے دیکھیں
اسکی کیا صلاح ہی ملکہ نے کہا تمکو اختیار ہی مجھ پر جو گذری تھی وہ بیان کرو یا سوسن نے کہا واری میں ابھی جاتی ہوں
اور تلاش کرکے لاتی ہوں یہ کہکے سوسن چلی چالاک جو اس عیاری سے چھوٹا پاس افریخ جادو کے دوڑا ہوا آیا
افریخ نے کہا ای مستر والا گہر کہو کیا کیا چالاک نے کہا طاؤس کو تو میں رہا کر لایا طاؤس کو افریخ جادو سے
ملوایا افریخ جادو بہت خوش ہوا کہا ای مستر نیرنگ تمکو عقاب ابر سوار یاد کرتے تھے کل سے کئی مرتبہ پوچھا
ہی تو بہت بیقرار ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک دفعتاً ہوا لشکر میں عقاب کے ہنگامہ پڑ گیا ایک ابر چھایا اندھیرا ہوا
بجلیاں چمکیں ٹوٹ ٹوٹ کے زمین میں گریں غبار بلند ہوا عقاب گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چالاک و افریخ و
طاؤس باہر آئے جب عقاب نے مشعلیں سحر کی جلائیں و شعلیں دین سامری جمشید کو پکارا بعد عرصہ دراز وہ
آفتیں دفع ہوئیں دیکھا چار ہزار آدمی کے سر کٹے پڑے ہیں چار سو جوان گریبان پھاڑ کر دیوانے بنے روتے پیٹتے
طرف صحرا کے نکل گئے ہر طرح آنکھوں کا روکنا پر بگڑتے تھے اپنے دوستوں سے لڑتے تھے کہتے تھے ہمارے تعاقب
میں دخل نہ دو ہمیں طرف صحرا کے جانے دو جنگل میں جائینگے قبر مجنون پر جا کے فقیر بن کے بیٹھینگے فرہاد ناشاد کا
سوگ رکھینگے موت کا مزا چکھینگے جو تقدیر کو منظور ہو یہاں رہنے کو دل نہیں چاہتا ایسے ایسے کلمات کہتے ہوئے
طرف صحرا کے نکل گئے یہ سب حال عقاب نے دیکھا چالاک کو دیکھ کر عقاب نے کہا مستر نیرنگ کہو کہاں تھے
چالاک نے کہا حضور میں نے عقاب کی بیٹی کو جا کر بیہوش کیا جانبازی کرکے طاؤس کو چھڑایا عقاب تعجب میں ہی
وقت پر ہوشیار اُسنے چاہا تھا طاؤس کو پکڑنے مگر خدا نے بچایا عقاب نے کہا ای مستر نیرنگ چار ہزار آدمی مرے
پڑے ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ یہ شعبدہ سحر صنعم گویا کا ہی یہ میرے دل کو یقین ہی کہ اب اُسنے سحر کیا چالاک نے
کہا انشاء اللہ امروز فردا میں تدبیر ہوئی جاتی ہی عقاب گھبرایا ہوا ہی کہا ای مستر نیرنگ بیس ہزار آدمی میرے
سے ضائع ہو چکے ہیں اب میں کیا تدبیر کروں مگر ڈرتا ہوں عقاب نے کہا میں بھی آج فکر میں حیرت کی الفت میں ہوں
ہر چند سب نے سمجھایا عقاب نے نہ مانا کہا ای مستر نیرنگ میں کیا کہوں میری عجب کیفیت ہی رو رو شب غم کاٹا جائیگا
اب صبر نہیں ہو سکتا ہی ہر چند ضبط کرتا ہوں دل نہیں مانتا شعر جگر کو تیر قاتل دیکھتا تھا ٭ جو پوچھا میں کہا
دل دیکھتا تھا ٭ دگر نہ مجھ میں ہی نہ تاب ہی یار دل میرا ٭ یہ کیا ہوا میرے پروردگار دل میرا ٭ خود فراموش ہوں
سحر بھی نہیں یاد آتا یہ کیفیت ہی نظم

بیٹھے بیٹھے جو تری بزم میں دل بھر آیا
کوئی کیا پوچھے پھر اُس دل سے کہ کیونکر آیا
ہم یہ سمجھے کوئی ارمان دل بر آیا
جو یہ کہتا ہو خدا جانے میں کس پر آیا
کسکو ٹھکرائینگے وہ مستی میں چلی ٹھوکر آئی

کب کی اُمید تھی کب فتنۂ محشر آیا
پیار کی باتین تھین یا مجھسے یکایک تو بگڑ
رک گیا جیسے گلے تک جو وہ خنجر آیا
پھیر لی تو نے مری سمت سے کروٹ شب وصل
پہلے مین دیکھئے اس رُخ کے تیور آیا

تھا مجھے روز ازل ہی سے یہی رونا دل کا
کیا وہ بگڑے ہین بدی پر جو مقدر بگڑا
دیکھو بے پردہ نہونا ابھی آنکھین نہ پھیر
غیر کا دھیان کچھ اسوقت مقرر آیا
ای جلال اور ہین بیتاب ہوا جاتا ہو

اے پہلو مین مرے کیون یہ ستمگر آیا
یہی خوبی تری تقدیر کی ای حسرت ذبح
مر گیا کوئی یہ کیونکر تمھین باور آیا
غش رقیبون کو بلایا جو خفا ہو کے مجھے
کیون تسلی کو مری قاصد دلبر آیا

چالاک نے کہا اب گھبرائیے نہین مین ملکہ حیرت جادو کو خبر کر لاؤنگا عقاب نے کہا مین تو آج ضرور جاؤنگا شاید کچھ پتہ ملے اگر سامنے سے صنعم جنگ گویا کے نہ اٹھالایا تو اپنا نام نہ بابا ای مہتر نیرنگ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون فقط کمی یہ ہو کہ وہ اپنے لشکر مین بیٹھا ہو مین اپنا ملک چھوڑ کر آیا ہون اس وجہ سے وہ شعبدے دکھاتا ہو بیس ہزار آدمی ضائع ہو چکے اب میرا کوشش کرنا واجب و لازم ہو جو کچھ ہو سکے وہ تم کرو مین آج دربار صنعم گویا مین ضرور جاؤنگا جب خیال کرتا ہون کلیجے پر چھری پھر جاتی ہو مین چالاک نے کہا آپکو اختیار ہے غلام بھی جاتا ہی عقاب ابر سوار اپنے جسم پر اشیاے سحر آراستہ کر کے پر پرواز پیدا کر کے اک طائر کی شکل بنکے چلا چالاک نے دیکھو آج اسکے آگ لگی ہوئی ہو بیشک آج یہ جا پڑیگا ای طاؤس تم بھی ایکطرف چلو افرنجہ سے کہا تمہارا آقا گیا ہو تم بھی اسکی فکر مین جاؤ اگر نہین معرکہ پڑ جاے اور وہ جا پڑے تو شرکت کرنا افرنجہ جادو بھی چلا طاؤس بھی بلند پرواز ہوا چالاک بھی ایک جانب چلا بانہاے عیاری آراستہ کر کے صورت تبدیل کر لی لشکر سے نکلا لشکر پر عقاب کے کئی مرتبہ کبھی برق گری کہ اُس سے سو دو سو کے سر اڑ گئے کبھی آندھی سیاہ چلی ہزار دو ہزار انمین اڑ گئے کچھ لوگ دیوانے ہو کر نکل گئے لشکر عقاب تہ و بالا ہو لیکن چالاک ایک سپاہی کی شکل بنا ہوا جنگل مین پہونچا کہ اک طائر نے آواز دی ارے میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ چالاک نے دیکھا ایک طائر بزرگ پکار رہا ہو نہین معلوم کیا امر ہو بڑے حیرت کی بات ہو چالاک بھونکتا ہوتے ٹھہرا وہ طائر زمین پر آیا غلطک مار کے بشکل انسان ہوا چالاک نے دیکھا طاؤس ہو کہا ای مہتر والا گہر مجھے تمنے دولت کونین عطا کی مین تمہارا احسان بیان نہین کر سکتا مین تمہاری تلاش مین اسواسطے تھا کہ تم جا کے ملکہ فیروزہ سوسن پوش سے ملاقات کرو چالاک نے کہا مجھکو شرم آتی ہو کہ مین یہ شکل بنا کے گیا آخر اسی کو بیہوش کیا اب شرم آئیگی یہ ذکر تھا کہ سوسن کنیز جو تلاش کو نکلی تھی ادھر ہو کے جاتی تھی اسنے جو آسمان سے دیکھا طاؤس و عیار باتین کر رہے ہین سمجھی کہ وہی عیار ہو زمین پر اتری چالاک نے پہچانا سوسن نے چالاک کو الگ بلایا چپکے سے کہا ای مہتر والا گہر تمنے دیکھا ملکہ کا کیا حال ہو مطلب یہ ہجوم غم و ملال ہی اگر تم صاف صاف کہتے ملکہ خود طاؤس کو رہا کر دیتی مگر خیر جو کچھ کیا بہتر کیا ملکہ نے تمکو براے ملاقات بلایا ہو اب کوئی صورت بدلنے کی ضرورت نہین ہو بصورت اصلی پشت باغ سے کمند مار کے چلے آنا تدبیر کیجائیگی ملکہ کو بھی یہی فکر ہو تمسے صلاح کرین تو حیرت جادو کی رہائی کی تدبیر کرین طاؤس بھی اسی جلسے مین آ گیا یہ تینون کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین قضاے کار عقاب شعبدہ باز لشکر عقاب ابر سوار سے بلٹا ہوا چلا آتا ہی سحر کر کے دس بیس ہزار کو دیوانہ کر آیا ہی اب چلا ہی کہ جا کر صنعم گویا سے سب حال کہون کہ اسنے دیکھا وہ عیار طاؤس سردار کنیز سوسن باہم باتین کر رہے ہین یہ دیکھ کے جل گیا سمجھا کہ سوسن عیار پر عاشق ہی یہی ہمارے دربار کے بھیتے دیتی ہو کڑک کے جو گرا طاؤس بھی گرا دل زد ند زبان بند سوسن بھی گری چالاک

کے پانون زمین نے تھام لیے کنیز کو تو غصے مین ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون او اچھال چھکا تو نے اس عبارت آشنائی کی ہے سب خبرین تو ہی پہونچاتی ہے سوسن نے کچھ جواب نہ دیا مبہوت لب بمہر سکوت سوچی ہا لک تو بدنام ہو مجھ پر جو گذری سو گذری رو اسکا ہے کہ ملکہ کو تو خبر پہونچے کہ کنیز ہماری گرفتار ہو گئی ہے کون ہے ایسا جو آن تک خبر پہونچاے بتقدیر گرفتار کراتے لائی تھی مگر خاموش کھڑی ہو گئی کہ سکتی ہے عقاب نے طاؤس کی زبان مین سوزن دیا چالاک کی شکین باندھین کنیز کی ہاتھ باندھ لیا اسطرح تینون کو لیکر چلا صنم گو یا نے بیقرار ہوکے کنیزون سے کہا نقش اس گرفتار زندان مصیبت کا دل گر دیا جو ذرا اتنا خیال رکھتا کہ سمجھائے لاتا کہنا خداوند تمہارا مرتبہ اعلیٰ کرینگے ہاے مین کیا کہون جو مجھ پر گذری ہے نظم

بجائے داغ ہے دیدۂ غزال مجھے
دکھا کے سرو سا قامت کیا نہال مجھے
سیاہ کار کوئی کب ہے زلف پیچان سا
یہ سمجھ زلف ہے دراز تنا بھی جال مجھے
سیاہ بیضۂ مار سیہ مین سمجھا مین
شب فراق مین ہے زلف کا خیال نہ تھا
مین ایک دانہ بھی اے ہمدمو نہ کھا سکا
کہ مثل قیر نظر آتے ہین تنغال مجھے
دلا نہ ہو جیو خو دین کہ نقص ہونے لگا
کہ ناسخ آپ مین آ ہوا خیال مجھے

کمال جوشش وحشت ہے ایک سال مجھے
وہ پانی پانی ہوا شرم سے جو نخل مین
گنہگار نظر آیا بال بال مجھے
بہلی جو روح مری جسم سے شب فرقت
نظر جو آئے سینہ پر زلف خال مجھے
شراب آپ پلاتا ہے بے طلب ساقی
نظر نہ آئیگا بیشک کہ اسکا خیال مجھے
شب فراق مین نکلا جو چاند ظلم ہوا
جو دھیان بدر کا آیا ہوا کمال مجھے

رہے وہ گل کہ گلستان دہر مین شاداب
بہا کے اشک ہوا کیا ہی انفعال مجھے
رہیگا تا بہ قیامت مرا غبار بسیر
تو یاد آگئی اس جان جان کی چال مجھے
سپید تسبیح ہوئی منقطع سبل ہے زنار
برنگ شیشہ نہیں حاجت سوال مجھے
جنون نے دشت دکھایا ہے جو ہوا گان
کہ یاد آگئے اس ماہرو کے گال مجھے
شراب پی کے ہوا ہے مین ناتوان خود

کنیزون نے عرض کی ہر وقت سمجھاتے ہین اس سرکش کا یہ حال ہے کہ بات تک کا جواب نہین دیتی اگر کبھی جواب دیا تو ایسا سخت کلمہ کہا جسکے سننے کو دل نہین چاہتا ہر وقت مبتلائے رنج و مصیبت رونا سر پیٹنا مگر آج سب کنیزین سمجھا رہی تھین صنم گویا نے کہا ایک بات اور کہہ دینا کہ منت خوشامد کی حد ہو گئی اب ہم بھی کرینگے یا سحر کر دینگے کہ تمھارا قلب الٹ جائیگا نہین تو قبول کرو کنیزین قریب قفس کے آئین سمجھاتے لگین جیرت نے جھلا کر جواب دیا ارے بجیا تو کیا بکتی ہے ہم کسی طرح عصمت دینا قبول نہ کرینگے خبردار ہمکو نہ سمجھانا کنیزون نے کہا ہمین یہ عرض کرنا ہے کہ آج قدرت کو بہت غصہ ہے اگر آپ نہ مانینگی چھم ہوگا دس بیس کنیزین ہاتھ پانون پکڑ لینگی وہ قدرت سحر کرینگے آپکا قلب الٹ جائیگا جو قدرت کا حال ہے وہی آپکا حال ہوگا ہمنے براہ خیرخواہی عرض کیا کہ بندہ آپکو اختیار ہے آج کسی طرح سے آپکا بچنا ممکن نہین ہے قدرت کو بہت بیقراری ہے حیرت نے سر اپنا قفس پر دے مارا چلا کے رونی آواز دی کیون پیدا کرنے والے اب میری آبرو جائیگی جان دیدونگی جو تیری مرضی میری بدنصیبی کہ جو مین بخت زدہ ہے یہ دگون کا نام مٹا تا تھا آبرو جانیکا بھی بہانہ تھا معلوم ہوا ہماری قضا قریب آئی ہے افسوس اب تو یہ کیفیت ہے نظم

سخت دل غنچون سے پیدا ہونگے گل
گر تری پوشاک اے سرو خرامان سبز ہو
قم باذنی ہے دل مردہ کو ہے آواز نے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو
مرہم زنگار رکھ میرے دل پر داغ پر

مین جو رو دون خرمن ماہ درخشان سبز ہو
گر ہمارے ابر مژگان سے گلستان سبز ہو
سبزی رخسار جانان عکس افگن ہوا گر
آب حیوان سے خدا وندا نیسان سبز ہو
آگیا ہے یاد روئے مین کسی کا سبز حسن
ہے طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا
آئنہ مثل زمرد ہیش جانان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
اشک آنکھون سے اگر پونچھون تو دامان سبز
دیکھتا ہون مین کسی کے سبزۂ خط کی بہار

کیا عجب مانند خط اگر تیری مژگان سبز ہو
عکس گل سے ہی شراب لعل گون ہر بزم مین
شاید اشکون سے ہمین گور غریبان سبز ہو
فیض ظالم سے نہین پایا کسی نے غیر ظلم
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

تیرے گل کے سامنے ہو جائے گل کا زرد منھ
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو
چشم تر پر گر خیال دست رنگین ہی کیون
آب خنجر سے بھلا کیا کشت دہقان سبز ہو

آگے زلفون کے نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو
روتے پھرتے ہین جہان مین اسلیے ہم مثل ابر
صورت شاخ حنا پھر شاخ مرجان سبز ہو
سبزۂ خط کے تصنا مین ہمین بادیہ مین آہم

اسطرح بلک بلک کے حیرت روئی کہ کنیزون کے دل تڑپنے ہوگئے عرض کی حضور ہمارا کیا اختیار جو جو اُس ظالم نے کہا ہمنے آپسے کہہ دیا آیندہ آپکو اختیار ہی یہ بھی نہین ممکن کہ وہ کہے کہ انکے ہاتھ پکڑ لو یا کچھ جبر کر دہمین بجا لانا حکم کا ضرور ہی بدانے خداوند سامری و جمشید ابھی مدد کرینگے حیرت نے سر جھکالیا کنیزین جنس انکے سامنے صنم گویا کے لائین دیکھا تو آج بڑے غصے مین بیٹھا ہی جیسے ہی سامنے قفس آیا کہا کیون بی حیرت ابدولت خداوند ہین اگر نہ مانو گی تقدیر کرکے تمہارا دل پھیر دینگے خود میرے مائل ہو جاؤ گی جب حیرت نے کچھ جواب نہ دیا صنم گویا نے کہا ارے کوئی پھول توڑ لا دیتے بھی لانا ایک بچہ خوک کو ذبح کرکے جو کاڈ دو اتمین سینگا قدرت تقدیر کرینگے دیکھو حیرت اب بھی کچھ نہین گیا ہی خوشی سے مجھکو قبول کر حیرت نے کہا او ظالم مجھکو اختیار ہی اگر مری آبرو جانیکا وقت آگیا تو مین مجبور و لاچار ہون دیکھون بخت کیا دکھاتا ہی جو کچھ مجھسے ہو سکیگے قصور نہ کرینگے

باز در سینۂ من نالہ و آوازے ہست
کہ ہنوزش بہ چمن زمزمہ پردازے ہست
دل عشاق بجز ساز و نوائے نرسد
نیست گر ہیچ ز در دیدۂ غمازے ہست

عشق را با دل من خفتہ بگر رازے ہست
مرغ دل باز نماند ز طپیدن بہ قفس
تا بگفانون جرس زمزمہ سازے ہست

ای خزان دست ستم باز کش از رو دل
نیست گر بال و پرے حسرت پروازے ہست
رہ نوردان رہ عشق جنون انگیز

اب کنیزون نے پھول پتے کچھ جانور وغیرہ لاکر سامنے صنم گویا کے رکھے صنم گویا گلدستہ بنانے لگا اور حیرت نے قفس سے دیکھا کہ گلدستہ سحر بناتا ہی یہ تو خود ساحرہ زبردست تھی سمجھ گئی کہ اگر یہ پھول اسنے سنگھا دئے پھر آرام نہ ملیگا اس باغی کا غنچۂ آرزو کھلیگا بے اختیار چلا چلا کے رونے لگی پکارتی تھی یا سامری جمشید تمہاری خدائی مین آگ لگے میری آبرو جاتی ہی اگر کچھ قدرت تم مین ہی تو آکر مجھکو بچاؤ صنم گویا جب ہوش مین آؤنگی تڑپ تڑپ کے جان دیدونگی مین ابلی نہ مرونگی لاکھ دو لاکھ کا گھیت ہوگا تم اپنی عمر برباد کروگے مجھ بدنصیب کا نام لیکر فریاد کروگے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا عقاب شعبدہ باز عیار و سوسن کنیز وطاؤس جادو کو لیے ہوئے سامنے صنم گویا کے ہو پہنچا کہا یا خداوند آج مین نے بڑے سحر کیے پہلے اسکے لشکر کو جاکے ستایا بیس ہزار آدمی گریبان پھاڑ کے دم سحر آگے نکل گئے وہان سے بھاگا دیکھا یہ تینون کھڑے صلاح کرتے ہین انکو گرفتار کیا صنم گویا خوش ہو گیا کئی لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے سے اتار کے عقاب شعبدہ باز کو دیا کہا قدرت تمکو بہت کچھ دینگے تمنے بہت بڑا کام کیا یہی بانی فساد تھے یہ عورت کیونکر ملی یہ تو تمہاری بیٹی کی مقرب ہی کہا حضور میری عقل یہ کہتی ہی کہ یہ عیار پر عاشق ہوئی ورنہ اسکے پاس اسکو آنیسے کیا فائدہ صنم گویا نے کہا کچھ فیروزہ کا لگاؤ نہو عقاب نے غصے مین جواب دیا حضور اس سے کیا کام کنیز جاکر پھنسی آخر گرفتار ہوئی عقاب سے صنم گویا نے کہا آج مین حیرت کو اپنے قبضے مین کرتا ہون تقدیر کر رہا ہون اسوقت حیرت جادو کی بیقراری چالاک کو جو قید مین دیکھا اب اُمید منقطع ہوگئی یقین کامل ہوا کہ ہماری قضا اب آگئی مگر عقاب ابرسوار بڑی خوشی مین آتا ہی دیر کو دیکھتا ہوا سارے شہر پہ خیال کرتا ہوا پھرتا پھراتا آسمان پر چمکا اب جو جھک کر دیکھا تو قفس حیرت کا سامنے رکھا ہی تین آدمی زنجیرون مین گرفتار ہین صنم گویا گلدستہ بنا رہا ہی اور کچھ

بڑبڑاتا بھی جاتا ہی کبھی زمین پر دو ہتڑ مارا کبھی سہلایا یہ جو عقاب ابر سوار نے دیکھا آمادہ تو ہو کر آیا ہی کہ جان دونگا
یا معشوق کو قبضے مین کرونگا بس وہین سے اُٹھے للکارا کہ او صنم گویا معشوق خود رو یہ بدعت مثل طائران وحشی
قفس مین بند کیا ہی اب بچیا سحر بنا رہا ہی صنم گویا نے جو آتے ہوے عقاب ابر سوار کو دیکھا جھلا کے لیے مقام سے اٹھی
عقاب ابر سوار نے ایک گولہ مارا کہ زمین پر آ رہا ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نکلے اُنسے صنم گویا کا گھیر لیا ایک
شیر دکارتا ہوا سامنے عقاب شعبدہ باز کے آیا کہ عقاب شعبدہ باز بھی مستعد ہو کے چلا تھا جب شیر کو آتے
دیکھا کہ میرے اوپر آتا ہی اپنے کو بچانے لگا اتنے مین عقاب ابر سوار نے اپنے ہاتھو مین قفس حیرت کا لیا اور
ایک ہاتھ سے چالاک کو رہا کر دیا طاؤس و سوسن کو بھی چھڑایا کیتر تو چھوٹتے ہی ایکطرف کو بھاگی اور
طاؤس شریک ہو کے لڑنے لگا برس پڑا صنم گویا پر ایسے سحر کیے کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکا اور عقاب ابر سوار
نے چاہا قفس لیکر نکل جاؤن طاؤس بھی صنم گویا پر سحر کر رہا ہی کبھی تلوار کھینچی کبھی برق چمکی کبھی خنجر کھینچ مارا لیکن
عقاب ابر سوار اپنے سینے سے قفس کو لگا کے چاہتا ہی کہ بلند ہو جاؤن یہان سے نکلون عقاب نے شیر کو
بڑھکے طمانچہ مارا اب پلٹکے دیکھا عقاب ابر سوار قفس کو چھاتی سے لگائے ہوے ہی چالاک تو چھوٹنے کے
ساتھ ہی غائب ہو گیا ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا لینا لینا کر رہا ہی عقاب شعبدہ باز نے شیر نگ کو دو گھونسے
مارے اُسکا سر چٹخگیا اب اُٹھے للکارا کہ او بچیا اگر حیرت کو لیگیا تمام لشکر کو تمام کر دونگا لاشون سے تیرے
نوکرون کے میدان بھر دونگا قفس رکھدے عقاب شعبدہ باز و عقاب ابر سوار سے سحر چلنے لگے جیسے
گولہ مارا آگ برسی دریاے آتش نے جوش مارا دوسرے نے سحر کر دیا کہ آگ کا دریا غائب ہوا عقاب ابر سوار
نکلجانیکا طالب ہوا شعبدہ باز نے آواز دی یا خداوندا اس آگ سے نکلے بچیا آپکی معشوقہ کو لیے جاتا ہی یا تو
صنم گویا شعلہ ہاے آتش مین پھنسا تھا کڑک کر نکلا مثل برق چمکا شعلہ ہاے آتش بجھگئے سحر نے ابر سوار کے
کی مگر طاؤس صنم گویا پر ٹوٹا ہی پڑتا ہی چاہتا ہی اسکو مارون صنم گویا مثل برق چمک رہا ہی ایک مقام پہ
نہین جمتا وہ وہ سحر کر رہا ہی کہ عقاب ابر سوار کو بلند نہین ہونے دیتا یکا یک ہٹا ہوا منصور حرامی
کو خبر پہونچی ہرکارے نے جا کے بیان کیا کہ اے شہنشاہ آج تو غضب ہو گیا عقاب ابر سوار باغ مین خداوند
کے پہونچگیا ہمنے سنا ہی کہ قفس کو حیرت کے لیے لیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی سحر ہو رہے ہین طاؤس تیرا ہی
ایک کنیز و عیار قید ہوے تھے سنتے ہین کہ عقاب ابر سوار نے وہ سحر کیے کہ زمین ہلگئی قدرت مثل برق کے
چمک رہے ہین تقدیرین کر رہے ہین طاؤس نے آج بڑی جانبازی کی جو آگ گوشہ باغ مین جل رہی تھی
جسمین قدرت گنہگارون کو سزا دیتے تھے وہ آگ بھی بھڑک کے جلی تھی کہ طاؤس کو کھینچ لے مگر اُس آتشزن نے
آگ پر پانی برسایا ٹھنڈا کر دیا صد ہا کنیزین خداوندی آگ مین جل گئین عقاب شعبدہ باز و قدرت
سحر کر رہے ہین فوج لیکر چلیے منصور نے حکم دیا فرنا ہو کل لشکر تیار ہو کے پیچھے پیچھے مین چلتا ہون تین چار
افسران فوج یہ خبر وحشت اثر سنکے جھپٹے کوئی عقاب بنا کوئی طاؤس بنا کوئی باز بنگیا سحر سے باز نہ آیا کوئی بط و
عندلیب خوشنوا بنکے آسمان پر چمکا اسطرح سب طائر بنے منصور بھی ایک فیل مست کی صورت بنکر جھومتا ہوا
چلا اسکے پیچھے ساٹھ ستر ہزار فوج چلی آتی ہی ہرکارون نے یہ خبر لشکر عقاب ابر سوار مین بھی پہونچائی نقیبون نے
آواز لگائی یارو چلو ہمارا افسر باغ مین صنم گویا کے تحت تیرا ہنگامہ قیامت برپا ہی سارا لشکر عقاب ابر سوار
کا تیار ہوا بلوہ کر کے چلا اُسوقت پہونچا کہ لشکر منصور چل چکا ہی کہ ادہر یان لشکر ابر سوار پہونچے اُسکے لشکر کے

جاتی ہے اب تو دنا تا سنتا تا سحر و ساحری کا بلند ہوا برقین چمکنے لگین دریاے آتش و آب نے جوش مارا لکہ ہاے ابر آسمان پر چھایا ان ابر دن سے تلوارین گرنے لگین انسے خنجر برسے ساحر مر مر کے گرنے لگے انکے مرنے کی آوازین بلند ہین مگر دسوا افسر ابر سوار کی مدد کو اپنے مالک کے باغ مین پہونچے آکر باغ کو پامال کر ڈالا وہ پھول جو ناز و نعم سے پلے تھے پانون کے نیچے ملے گئے طفلان غنچہ ابھی غنون غان نہ کرنے پائے تھے کہ جھونکا باد صرصر کا چلا زمین پر گرے سطرح رنگ بید و دو ترپتے ہین زمین پر پھڑک رہے ہین یا تو باد صبا نشہ شراب بہار سے لرکھڑاتی تھی ہر ہنگامے شجر سے سر ٹکراتی تھی ہوا آگ بھی ہوا ئی گرم جھونکے چل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین چار سوا افسر صنم گویا کے بھی یہ پہونچے زمین پر آترے دیکھا قدرت کو ملازمان ابر سوار نے گھیر لیا ہے کیا عجب ہے کہ قدرت زنگہ اکے گر ین ان افسرون نے جا کے سینہ لا کہا یا خداوند تقدیر غضب ہو تیجیے رشتہ خام نہو قدرت کا نام بدنام نہو صنم گویا نے کہا قدرت اپنی جان سے بیزار ہین ایسی آفت جانتے تو کبھی اس معشوقہ کو نہ لاتا معشوقہ لا کے پچھتائے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے افسرون نے جانبازی کی قدرت کو سنبھالا صنم گویا سنبھل کے سحر کرنے لگا ابر سوار چاہتا تھا قفس حیرت لیکر نکل جاؤن صنم گویا نے ایسا سحر کیا کہ ایک شعلہ آتش بزرگ ہاتھ پر ابر سوار کے گرا قفس مثل شعلہ آتش گرم ہوا دل ابر سوار کا نرم ہوا قفس ہاتھ سے چھوٹا افسران فوج صنم گویا ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ قفس کو سب نے سحر کر کے لیا جب قفس حیرت کا افسران فوج صنم گویا کے ہاتھ گیا ملکہ ملک کی بھی کہ رہائی نہ ہوگی بیچاؤن نے غضب کیا قفس چھین لیا دو چار کنیزین دوڑین قفس اپنے ہاتھ لیا ابر سوار کنیزون پر جا پڑا کئی کنیزون کو مارا قفس نہ ملا بڑے بڑے سحر کر رہا ہے کئی کنیزین لیکر بھاگین جب کنیزون نے جا کے قفس کو ایک قصر مین لٹکا یا حیرت کو اپنے حال پر رونا آیا تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑھنے لگی نظم

اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت مین ہی مانند
سمند ناز کو گردن کا دورا تا زیانا ہے
لب گلرنگ پرستی لگانیکا بہانا ہے
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہردم
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

بجھیے کھیت کے عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے
عذار آتشین پر بادہ کش کا اک بہانا ہے
اسی برگ گل و لالہ کو نا فرمان بنانا ہے
مجھے از جوش بدمستی بہت ترغیب گستاخی
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

غبار ہستی عاشق جو آج اسکو اڑانا ہے
کہ منظور اسکو اپنے سبزہ خط کا جمانا ہے
نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم مین
خجالت پاے ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے
کبھی ہوتی نہین نقد سخن کے مال کی زکوٰۃ

عقاب ابر سوار بھی قفس کے قبضے سے نکلجانے سے بہت گھبرایا اسقدر مایوس ہوا کہ اپنی جان سے بیزار ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ قصر مین گھس جاؤن قفس اتار لون تڑپھڑکے کئی ساحرون کو مارا جب قصر کے قریب پہونچا دیکھا دو شیر ببر صحرائی منھ کھولے ہوے کھڑے ڈکار رہے ہین جیسے ہی ابر سوار کو آتے ہوے دیکھا دمین بلند کین منھ کو مثل غار بڑا کے کھولا ابر سوار نے ہر چند سحر کیے شیر نہ ہٹے حیرت سے انکو بھی دیکھا حیرت کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کلیجہ پکڑے بیٹھی ہے عقاب ابر سوار تھک گیا بیقرار ہو کر لیکا را ٹھا

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہاے میری شفقت ضایع ہوئی نظم

سینہ مجروح ہر مجنون و شیدا ابسوخت
با مدرس گفتم از سوز دل خود شمہ
خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلا ابسوخت

در جگر ہاے کباب این آہ گرم و آتشے
آتشے در جانش افتادہ سر و پا ابسوخت

آہ درد آلود مردم جان جانہا ابسوخت
آہ زین آہ جگر سوزیکہ دلہا ابسوخت
گفتم نا دانست کان یاران نیفتد ہیچ

ابر سوار کے بلکنے پر اکثر کنیزین بیقرار ہوتی ہین جتنی رو تی ہین جنس کا قول ہے حقیقت مین اس شاہزادے نے بڑی مصیبت اٹھائی سامری و جمشید اسکی مشکلین حل کرین ایک نے کہا

یہ آج تجلیین اب قدرت بچھو ر ہینگے ہنگامۂ عظیم برپا ہی خوب سحر ہو رہا ہی ساحرون مین تلوار چل رہی ہی صنعم گویا نے جب دیکھا کہ چار
جانب تلوار چل رہی ہی ہزارہا لاشہ گر گیا روز قیامت کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا اب جھول سنبھال کے بڑھا بیرون
باغ دیکھا فوجین لڑ رہی ہین مگر فوج ابر سوار دست ہی فوج منصور کو پامال کر دیا عجب حال کر دیا بس اس بہیمانہ
جست کی وسط سمار پر پہونچا ایک چیخ ماری ای بندگان باغی کیا بے ادبی کرتے ہو خبردار اب ہاتھ نہ اٹھانا اگر کوئی ساحر فوج
منصور کا مارا گیا سبکو با نور بنا دونگا یہ کہکے گولہ مارا ساحران منصور الگ ہو گئے ساحران ابر سوار بصورت
تصویر ہو گئے تلوارین پھینک دین جھولیان جلا ڈالین سب گر کر بیہوش ہو گئے سب اہالیان فوج کو اسنے پکار کیا
اپنے فوج والونکو آواز دی خبردار ان گنہگارون کو ہاتھ نہ لگاؤ پڑا رہنے دو اپنے اعمال کی سزا پائینگے یہ کہکے پھر
باغ مین آیا عقاب شعبدہ باز کو دیکھا بیچ مین ساحرون کے کھڑا ہی مگر لڑ رہا ہی صنعم گویا نے ان سب ساحرون پر
سحر کیا کہ تھرا کے سب گرے بیہوش ہو گئے اب عقاب ابر سوار کی جانب چلا اور للکارا او بندۂ خاطی تو نے غضب کیا
قدرت کے عشرت خانے مین چلا آیا قفس کو گنہگار کے ہاتھ لگایا ایسا گستاخ ہوا خبردار اب نہ سحر کرنا ورنہ جلا دونگا ابر سوار
نے پلٹ کے سحر کیا صنعم گویا نے اپنی ران پر نشتر لگایا خون چلو مین لیکر گولے کو آمیز کیا اسم سحر دیر تک پڑھا کیا
عقاب ابر سوار پر پھینک مارا ابر سوار نے ہر چند روکا بہت کد و کاوش کی جان بچانے مین کوشش کی مگر اس
گولے کو روکتا کیا دل و گردہ تھا آخر گولہ اسکے سر پر آ کر پھٹا اس گولے سے اک طائر پیدا ہوا مثل برق کے چمکتا ہوا
سر پر عقاب ابر سوار کے آ کر آواز دی ای شخص تو بڑا گستاخ ہی قدرت پر سحر کرتا ہی ان قدرت نے تجھکو پیدا کیا آنکھ
ناک دی بطن مادر مین کیا حفاظت ہوئی ایک قطرۂ نجس کو یہ طاقت یہ بھی قدرت کی شوکت ہی بس خبردار اب گستاخی
نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو گا دم بھر مین وقت ہلاک ہو گا یہ کہکے اک چیخ ماری منہ سے شعلہ نکلا جل گیا خاک سر پر ابر سوار کے
گری جیسے ہی خاک گری ہر چند اپنے کو روکا نہ رک سکا ایک ہوا سے گرم ایسی چلی معلوم ہوا کہ چہرہ جھلک گیا تھرا کے
گرا بیہوش ہوا صنعم گویا نے آواز دی اسکی زبان مین سوزن دو گرفتار کرلو ساحر ابر سوار پر ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
گرفتار کر لیا منصور نے آ کر زبان مین ابر سوار کی سوزن دیا طاؤس جو بیچارہ پڑا رہا تھا اسکو عقاب شعبدہ باز
نے پکڑ لیا چالاک ساحر کی شکل بنا ہوا یہ سب معاملے دیکھ رہا ہی آنکھون مین جلتے چہرے پر زردی حیران پریشان
انھین ساحرون مین ملا کھڑا رہا مگر عقاب شعبدہ باز بنا ہوا سامنے صنعم گویا کے آیا کہا یا خداوند طاؤس نے تو
زندگی دشوار کر دی تھی مین نے گرفتار کیا صنعم گویا نے حکم دیا فوج والون کو پڑا رہنے دو افسر جو نامی ہین انکو لاؤ اسی
باغ مین میدان خونی کی تیاری ہوتا ہی سبکو ابھی دار پر کھینچون عقاب شعبدہ باز نے فوراً جا کے جتنے ساحر نامی
لائی کہ ابر سوار کے زینت پہلو تھے اور نہ ہزاران نامور و ساحران خود سر تھے ان سب کو الگ کیا گرفتار کر کے لا کے
سبکی زبان مین سوزن دیا اب صنعم گویا غصہ مین تخت پر آ کر بیٹھا لباس گلنار پہنکے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو دیکھو
کتنے سردار ہین عقاب شعبدہ باز خود مٹھل رہا ہی کہا حضور پچاس سردار جنکے لایا ہون ایک عقاب ابر سوار ہی
سبکا افسر یہ اپنے ملک کا بادشاہ ہی حیرت بر ملکیت کا دعوی کرتا ہی حیرت سے عہد نامہ ہوا ہی کہ ہوشربا دلوا دونگا
قاتل افراسیاب کا سر دونگا اس بہ عوض سے پر یہ اسکے ساتھ ہین صنعم گویا نے کہا ہم ان سبکو قتل کرلین تو ہم حیرت
سے وعدہ کرینگے کہ اپنی سلطنت قدیم لو قاتل افراسیاب کو بھی قتل کرو ایک تقدیر مین سبکو مٹا دینگے مہلت نہ دینگے پھر
عقاب نے کہا غلام افسر ہو کر جائیگا صنعم گویا نے کہا قدرت خود جانینگے اسکی مراد پوری کرینگے مگر انکے قتل مین اب
جلدی کرو افسوس ہی کہ عیار نکل گیا ایک عقاب شعبدہ باز تھے اسکی حفاظت نہ کی کنیز بھی نکل گئی یہ تو دونون

سحر نہ جانتے تھے عقاب شعبدہ باز نے غرض کی مین نے بہت سے بیری گروہ ایسے جلد چلے کہ مین نہ دیکھ سکا پھر اُسوقت سے نظر نہ آیا کنیز ملکہ عالم کی خدمتگزار تھی مگر طریقہ یہ کہتا ہی کہ عیار سے اُسنے آشنائی کی ہو سب خبر یہان کی پہونچاتی تھی مگر طاؤس کو سمجھانا چاہیے آپکا بڑا نا سردار ہی منتظم کار ہی آپکے کل اخبار اُسکی ذات پر موقوف ہین اُس عہدے کے قابل کوئی سردار نہین ہی صنم گویا نے کہا اسکو الگ کرو طاؤس کو گنہگارون سے الگ جدا کیا عقاب شعبدہ باز سمجھانے لگا کہ ای طاؤس تجھ سے بڑی بے اعتدالی کی کیا تجھکو عیار کے شریک ہوے دیکھا تو قدرت نے کیا تقدیر لی لاکھون کا لشکر بار ہو بیچ تین بڑا ای سرداریان سے گرفتار ہوگئے میان ختنا بے بر سوار کے بھی ہوش اڑا دیے قدرت نے کس تدبیر سے گرفتار کیا طاؤس نے جلدی کی گردن لی آخر یہ انجام ہوا اب تم کسکے بھروسے پر ہو مین ہر وقت دربار مین حاضر ہونگا کیا مجال جو عیار آسکے یہ تو خوب تجھپر روشن ہی کہ عیار سحر نہین جانتا گرد باغ کے دیوار آہن بنا دونگا اگر اندر ہی تو باہر نہ جا سکیگا اور اگر باہر ہی تو کیا مجال جو اندر آسکے اگر نہ مانوگے قدرت قتل کرینگے تمہارے خون سے ہاتھ بھرینگے طاؤس کچھ جواب نہین دیتا ہی عقاب شعبدہ باز نے صنم گویا سے کہا یا خداوند طاؤس کے تو ہوش اڑے ہوے ہین گونگا بنا ہوا ہی بات کا جواب نہین دیتا مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی صنم گویا نے خود پکار کے کہا ای رفیق قدیم قدرت نے بد تیری خطا معاف ہو تو ہی عہدۂ قدیم ملیگا کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہو قدرت ان سب کے قتل مین تامل کرینگے شکر کرو کہ تمہارے گناہ گذشتہ پر نگاہ نہین کی ورنہ خطا تمہاری لایق معاف کرنے کے نہ تھی جب صنم گویا نے یہ کہا تو طاؤس نے جواب دیا او بھیا تقدیر تقدیر کیون پکارتا ہی جیسے تو ساحر ویسے ہم بھی ساحر ہین یہ تو بتلا کہ تجھمین خدائی کیا علامت ہی تو لایق لعنت ہی اسیوجہ سے ہمنے اعتقاد مذہب مسلمان کیا ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے شکر ہی کہ ہم تیرے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین ہمارے سب گناہ تیرے ذمے گئے صنم گویا نے حکم دیا اسکو بھی قتل کرو مگر قضاے کار سوسن کنیز بھی نکل کر بھاگی خدمت مین ملکہ فیروزہ کے آئی دیکھا ملکہ فیروزہ پریشان تصور مین صاحبقران کے رو رہی ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری دل سے بیقراری حیران پریشان اُٹھتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی اگر کسی نے سمجھایا فرمایا کہ صاحبو جو کشتۂ حسرت و یاس کو نہ سمجھاؤ نہین اک آہ مین اپنی جان دونگی مثل لیلی کے سالہا سال آفت فراق نہ جھیلونگی اپنی جان پر کھیلونگی جینے کی کون صورت ہی اب تو یہحالت ہی کہ جو بیان کی جاتی ہی نظم

تیرا غبار رہ جو ہوا نے کیا بلند	آنکھون کے واسطے تری تحریر چاہیے	کانون کے واسطے تری تقریر چاہیے
اتنی ہماری آہ کو تاثیر چاہیے	شاید مس شفق کو بھی اکسیر چاہیے	رو دے اگر نہ غیر تو ہنس دے نشے بغیر
سچ کہ مصوری تو نہین آتی قاصدا	ہی کون تیرے عشق مین دیوانہ جو نہ ہو	ہمراہ رو کو زلف کی زنجیر چاہیے
	مکتوب یار کا مع تصویر چاہیے	کنیزین گھبرا رہی ہین کہ سوسن

کنیز گھبرائی ہوئی پہونچی ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی ہین تو تیری راہ دیکھ رہی تھی اری وہ عیار ملا مین اُسکی بہت مشتاق ہون اگر وہ آجاتا تو مین اُسکو سمجھاتی شاید اُسکو رحم آجاتا اور پیغام ہمارا پہونچاتا شاید کسی طرح سامنا ہوجاتا دامن تھام لیتی یہ اشعار جگرسوز سناتی جس سے راز دل میرا ظاہر ہوتا نظم

وی ہے عشق ترا ساغر و جامے دگر	خلق حیران را نظر بدر و بام فلک	ای مہ حسن ترا طرۂ شامے دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست	نیست بدیر و حرم جز تو امامے دگر	حسن ترا جلوہ گہ بر در و بامے دگر
نگذریم بزبان حرف زنامے دگر	بر سر در بامے اشک از پے صید دگر	نام ترا تا دلم ورد زبان کردہ است
عشقی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق	از سر جانے دگر در پئے جامے دگر	بچشم ترم ہو جبہ ایست حلقۂ دامے دگر
		گر تقدیر مین یہین لکھا ہی کاتب تقدیر نے

کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ تحریر فرمایا کہ ہم مبتلائے غم دائم رہین سوسن نے عرض کی کہ واری میرا تو حال سنیے کہ جنگل
مین جا کر پکڑی گئی ملکہ نے گھبرا کے پوچھا یہ کیا ہوا عرض کی واری بڑی قیامت برپا ہوئی مین ڈھونڈھتی ہوئی عیار کو جاتی
تھی عیار جنگل مین کھڑا ہوا طاؤس سے باتین کر رہا تھا مین نے بھی ملاقات کی ابھی اُس سے کچھ حال نہ کہنے پائی تھی کہ
عقاب شعبدہ باز کا نعرہ ہوا آپکے والد نے پہونچنے کے ساتھ ہی ایسا سحر کیا کہ مین گر پڑی آنکھ نہ کھلی عیار بھی پکڑا گیا
طاؤس بھی گرفتار ہوا زبان بند ہوگئی سحر نہ کر سکا وہ ہم تینون کو پکڑ کر باغ صنم گویا مین لے گیا صنم گویا پر تو آفت
ہے ملکہ حیرت سے بڑی محبت ہے اسی بچاؤ کی کو سب سمجھا رہے تھے حضور خدا کسی کو مجبور و ناچار نہ کرے جیون جیون
لوگ سمجھاتے تھے حیرت چیخین مار مار کے روتی جاتی تھی کہ عقاب ابر سوار پہونچا وہ بھی تو اسپر جان دیتا ہے
تڑپ کے گر پڑی قفس اُٹھا لیا فوج بھی آسکی آتی افسر بھی پہونچے بڑی مشورہ ہوئی مین تو حضور اُس ہنگامے مین
الگ ہوگئی کھڑے ہو کے دیکھا کہ عقاب ابر سوار و طاؤس بلند پرواز سب پکڑے گئے فوج کو بیہوش کر دیا اب
میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے طاؤس کو بہت بہت سمجھایا مگر اُسنے صنم گویا سے گفتگوے سخت کی اور یہ کلمہ
کہا کہ او بیحیا تجھکو دعوے خدائی کا بیجا ہے بالکل بیجا ہے جیسے ہم ساحر ویسے تو جادوگر اسپر وہ ایسا جھلایا کہ اُسکے
بھی قتل کا حکم دیا برسر میدان دار مین استادہ ہوگئین جلاد آگئے اب کوئی گفتگو باقی نہین اور ابر سوار کے تو
نام کا صنم گویا دشمن ہے سب سردارون کا رہزن ہے کہتا تھا مین روز کے پیادون کے قتل کرنے سے کیا فائدہ
سردارونکو قتل کرو انکے خون سے ہاتھ بھرو ملکہ کے ہوش اُڑ گئے کہا ارے تونے کچھ عیار کا حال نہ کہا اُس بیچارے
کے اوپر کیا گذری کہا کہ حضور وہان ہزارونکا بلوہ تھا ہزارہا لاشہ پڑا ہے مین نے نہین دیکھا کہ وہ پکڑا گیا یا نکل گیا
مگر وہ بیچارہ غیر ساحر کیونکر کیون کر نکل جا سکتا ہے ملکہ نے کہا کیون سوسن اب مین کیا کرون سوسن نے کہا مین تو
کچھ نہین عرض کر سکتی مگر یہ ضرور کہونگی کہ اگر یہ سب قتل ہوگئے صنم گویا اور زیادہ مغرور ہوگا حیرت کو نہ چھوڑیگا
اور یہ بھی کنیز عرض کرتی ہے کہ آپکا بھی نام لیتا ہے آپکے والد سے کہہ چکا ہے کہ ملکہ فیروزہ سوسن پوش کو
ہمین حوالے کرو وہ ہماری صحبت مین رہا کرین ابھی اُسنے پردے مین کہا ہے اب کھل کے کہیگا کہ ملکہ فیروزہ کی
شادی ہمارے ساتھ کرو اُسوقت مین کیا ہوگا آپکو قبول کرنا ہوگا ورنہ باعث خرابی ہے ملکہ نے کہا اے سوسن
اگر وہ بیحیا میرے منھ پر ایسی باتین کہیگا اُسیوقت فنا و تحلیل ہو جائیگا مین اپنی جان دیدونگی مگر اُسکو قبول نہ کرونگی
مجھے بھی شاق ہے کہ بیچاری حیرت اتنی بڑی عالی ہمت صاحب شوکت و لیاقت قفس آہنی مین مثل طائران
وحشی کے گرفتار رہے مگر سبحان اللہ عصمت کا پاس ایسا ہو جیسا حیرت نے کیا جان دینا گوارا ہے مگر عصمت
کو بچا رہی ہے سوسن نے کہا مین عرض کرتی ہون کہ اب دیر کا وقت نہین ہے اگر اپنی آبرو بچانا ہے تو یہان سے
نکل چلیے ورنہ بعد قتل عقاب ابر سوار آپکو کچھ نہ بن پڑیگا وہ بیحیا جبر کا عادی ہے آپ پر بھی جبر کریگا ملکہ نے
کہا مین نکل کے کہان جاؤن کہین زمین و آسمان مین ٹھکانا نہین میری تو یہ رائے ہے کہ مین چلتی ہون اُس لعین
صنم گویا سے مقابلہ ہے جان جائے یا ہوش سے مگر بات رہجائے یا صنم گویا کو مارا عقاب و حیرت کو چھڑایا
یا اپنی جان دی اس کشاکش سے فرصت ہوئی ہر روز کے صدمے کون اُٹھائے ہماری تو کیفیت یہ ہے شعر

موت ہے نزدیک جیسے لوے قاتل درکی
وہ ذقن بھی مجھے مثل چاہ بابل درکی
سنتے دیتی ہے کہان بے اعتنائی یار کی

پاس آ سیو تھا ہی رہزن اور رہزن دور ہے
صاف گر ہو کر گلے ملتے تو ہیاسے خوب تھا
گوش گل سے ورنہ کب بانگ عنادل دور تھا

عیب جانان ہے ملے اسطرح شعشانہ حجت
سینہ سے سینہ ملا دل سے دل ملے دو ان دور
گریبان مین گلشن جنت مین ہمی داخل ہوا

ہاے اب تک مجھسے وہ حور شمائل دور ہے | اضطراب دوری محبوب مین حد دور ہے | کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہے
ایکجا نزدیکی و دوری نہین ہوتی مگر | مجھسے وہ نزدیک ہے تو اس سے عاقل دور ہے | قیس نے لیلی کو کس حسرت سے سمجھایا کہ
ساتھ ہی بانگ جرس شور سلاسل دور ہے | جب گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈالدے | غم نہین ناسخ اگر دامان ساحل دور ہے

سوسن نے کہا واری اب وقت جانبازی ہے آپکے نام پر سرفرازی ہے ہم بھی سب اپنی اپنی جان دینگے ملکہ تو ٹوٹ پڑینگے
جب دس بیس عورتین مثل چیونٹیون کے اُس گندشے کے لپٹ جائینگی بوٹیان تک تو کاٹ کے کھا جائینگی زندہ
نہ چھوڑینگی اگر ابر سوار کو چھڑا دیا وہ بھی زمین ہلا دیگا۔ بڑا ساحر زبردست ہے فیروزہ نے کہا جو بن پڑیگی
وہ کرینگے وقت پر دیکھا جائیگا یہ کہکے اک دستک دی مچھ ماش کے دانے پھینکے سب حیران ہین کہ یہ کیا سحر کیا
ملکہ کیا کر رہی ہین لیکن اُس دستک سے یہ تاثیر ہوئی کہ ابر سوسنی بکمال زینت سر پر آکر چھایا اُسمین ہزارون
طائر آنکھین انکی یاقوت احمر کی منقارین مثل سنان چمکتی ہوئین ابر مین چھپے ہوے نغمہ سے بولتے بجلی نہین ہے
مثل برق چمک رہے ہین ایک طاؤس زرین بال ابر سے نکلا زمین پر آیا مثل انسان کے گویا ہوا اے ملکہ عالم
مین آپکی سواری ہون آپکے حکم سے مع فوج آیا ہون دس ہزار طائر ساتھ ہین آپکا دامن ہمارے ہاتھ مین
ان تلوارون کی جانبازیان دیکھیے گا کیا قیامت کرتے ہین ملکہ نے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی ابر مین تہلکہ ہوا
بارہ ہزار کنیزین ایک ایک سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق کاتبان باندھکر بعض بط و قرقرون پر سوار اور
بعض ہزبر ہاے آتشین پر سوار ہوکے پیچھے پیچھے اپنے مالک کے چلین یہان وہ وقت ہے کہ ابر سوار
تلوار کے نیچے بیٹھا ہے جلاد سنگین انگارا ہے نعرے کر رہا ہے **شعر** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ
داتہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ
سلطانی ہے تیغ آبدار رکھتا ہون بازو دیر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تنسے جدا کرتا ہون قتل کرنا میرا کام
جلانا میرا کام نہین یا خداوند صنم گویا حکم اول ہے تجھ بوجھکے حکم دیجیے گا صنم گویا کہہ رہا ہے ارے قتل کر دو
حیرت غصہ سے دیکھ رہی ہے سامنے دو شیر صحرائی نقرئی ڈکار رہے ہین کیا مجال کہ کوئی آسکے **عقاب** سید بال
کھڑا ہوا عمل رہا ہے سامنے سے دیکھا ایک بڑھیا پیر فلک کی نانی کمر مین لا ثانی خم کمر خم کمان تھا کہ تیر تدبیر ہمیشہ
پورا بیٹھتا ہے جھریان جسم کی نہین ایک سطر مکاری تھی سفید یا پچا یہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے لٹھیا
ہاتھ مین پکارتی ہوئی خداوند صنم گویا کمان تشریف رکھتے ہین شعبدہ باز نے بڑھکے آواز دی سامنے بیٹھے
ہین دیکھتے ہی بڑھیانے سلام کیا عرض کی لونڈی حضور کے پاس حاضر ہوئی ہے یہان سے قریب ایک قصبہ
نسیم آباد اُسکا نام ہے بال چھڑ مجھے کہتے ہین مین نے سنا ہے کہ قدرت نے کسی عورت کو بلایا ہے اُکسی وجہ سے
اکی ہے قدرت سے وہ راضی نہین ہوتی اگر قدرت میرے سپرد کرین تو مین عورت کو اور قدرت کو دونون کو
دل سے راضی کرون بے راضی کیے نہ جاؤنگی مین جو اُس سے باتین کرون قدرت کو بڑے مزے ملین گے
اور جو قدرت کو بڑی خواہش ہے تو پہلے مین موجود ہون قدرت کو بڑا لطف ملیگا اب بھی میرے مکان پر
لونڈیون کا جمگھٹ رہتا ہے کبھی کسی کا دل نہین دکھایا کسی کی بات کو نہین ٹالا بڑی خوش مذاق ہون فیض جاری
رہتا ہے باتون مین تاثیر ہے قدرت کے راضی کرنے کی تدبیر ہے اسطرح بڑھیا نے باتین کین کہ سب ہنسنے لگے
ہر ایک کا یہی قول تھا بڑی بی صاحب سمجھ کے باتین کرو یہ سن و سال اور یہ کلام یہ باتین عشق و محبت
کی کہا تین صنم گویا نے کہا صاحبو کیون اس بیچاری کو ہنستے ہو میرے مطلب کی بات کہتی ہے آؤ بڑی بی بیٹھو

کہا واری آپنے میری قدر کی مین آپ کے پاس بیٹھکے کیا کرون جہان وہ عورت ناراض بیٹھی ہو آتے قدرت سے اُس
سے بھی ہولی بات مین اغماز ہو اُسکے پاس مجھے بھیجدیجیے دو لفظین ایسی کہون کہ فوراً راضی ہو دن بھر مین چار مرتبہ
قدرت کو بلائے جب قدرت سے کچھ نہ ہو سکے تو قدرت کے منہ مین سیاہی لگائے قدرت یہ تو کہو اصل امر مین دخل
تو نہین ہو اسی کی بڑی تحقیقات ہی ہلوگون کے واسطے بڑی بات ہی اگر یہ نہو تو تمھارے خدائی بھی خاک ہی
خالی زبان کے مزے دار ہو یا اصل مطلب کے بھی لائق ہو صنم گویا نے کہا بڑی بی چپ رہو کیا کہون تمھارا تو سن
زیادہ ہی میری نانی ہو باتون مین لاثانی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین تو چاہتی تھی پہلے نواسے کے پاس سو دن امتحان
تو کرلون اگر جوان عورت سے ذلیل ہوے تو کیسی مشکل ہوگی محلے بھر مین چرچا ہو گا کہ قدرت کچھ نہین ہین مین
تو اپنے بچے کا عیب چھپاؤن سنکیان لیکر چپ ہور ہونگی غیر کو کیا غرض ہی کہ تمھارا عیب چھپائے اسلیے پہلے میری
جانب توجہ فرمائے الگ ذرا گوشے مین کیئے مین تو یہان بھی موجود ہون اپنی آنکھین بند کرلین جان لیا
سب اندھے ہین جتنے نہ دیکھا کسی نے نہ دیکھا پاجامہ اتار کے آؤن تمھارے منہ سے ملادون بیٹا غنچۂ گل ہی
دیکھو بڑھیا کو ذبح نہ کرنا جیونگی غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اٹھاؤنگی تم نہ شرمانا اپنے کام مین مصروف رہنا
پھر غل نہ مچاؤنگی تمکو چٹکیون مین اڑاؤنگی جب مزے مین آؤنگی لپٹ جاؤنگی خوش تو بہت ہوتے ہوگے لونچے کے
منہ پر ہوائیان اڑنے لگین غنچۂ گل جو کہا نہال ہوگئے سینے پر تو دیکھو یہ ابلے بیٹھے ہین بھرتا بنانا دونون وقت خوب
کھانا صنم گویا نے کہا بڑی بی صاحب مین تمھین پاس حیرت کے بھیجتا ہون یہ کہکے اشارہ کیا وہ تیر دروازے پر
سے ہٹگئے کنیزون سے کہا بڑی بی صاحب بڑی طرار ہین یہ باتون مین راضی کرلینگی مجھے انکی باتین پسند آئین یہ تو
تمکو سمجھتے ہین حقیقت مین صاحب لیاقت ہین انکی باتون نے بہت خوش کیا ہم تقدیر کرکے جوان کر دینگے بڑھیا نے
کہا تیرے صدقے تیرے قربان بڑا احسان ہو مجھسے تسے امتحان ہو مگر بیٹا سنکیان لینے لگوگی شرما جاؤگے مگر عقاب
شعبدہ باز نے عرض کی کہ قتل مین دشمنون کے دیر ہوتی ہی بڑی بی صاحب کو پاس حیرت کے بھیجدیجیے آپ
قتل کا حکم دین کہ ہم دشمنون کو قتل کرین ایسا نہو کوئی فطور پڑجائے صنم گویا نے کہا اب فطور کون کرنے والا ہی
سب تو بحثین مبتلا ہین عقاب شعبدہ باز نے کہا اب قدرت طول نہ کرین انکا قتل ہوجانا بہتر ہی بڑھیا کی
باتون سے معلوم ہوتا ہی یہ ضرور راضی کردیگی بڑھیا تو اندر قصر کے گئی باتو سب باتون مین بڑھیا کی مصروف تھے
ہنس رہے تھے یا پھر سبکو ہوش آیا جلاد تلوارین پکڑکے سر پر عقاب ابر سوار کے آئے کہا ای ابر سوار اب تم
سلطنت کرچکے جو کھانا ہو کھالو پیاسے ہو پانی پی لو اگر کسی سے ملنے کی ہوس ہو نام لو اسکو بلادین ابر سوار
نے منہ پھیر کر جواب دیا ہوس وصل حیرت لیکر چلے اب کوئی ہوس نہین ہی کرا حال سنائین کسکو مدد کو بلائین اپنی
تو اب یہ حالت اور کیفیت ہی نظم

بالیمراد عاہی کی پیدا کرے صفت
اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
تم انکھڑے نہو جو دم نزع سامنے
کہتا ہی دل اُس آفت جان کا یہ ڈر نہو
اللہ ری بیخودی کہ وہ پہلو مین بیٹھکر
کوشش کرے وہ لاکھ ترے دل مین گھر نہو

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو
بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتے تھے جسنے آپ ہی پردہ اٹھادیا
عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا ادھر نہو
جھگڑا ہی شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلا
لیجائین دل نکال کے ہمکو خبر نہو

کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
کہتا ہو جو برو انکو بھلا تیرے عشق مین
تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپا کیون
اس سوچ مین وہ بت ہی کدھر ہو کدھر
لے ڈالی خاک کعبے کی یا دیر کی چراغ

آخر بڑھیا جو پاس قفس کے پہونچی تنہائی جو پائی بڑھیا قفس سے لپٹ گئی

کہا ای زینت بزم عاشقان ای شمع انجمن معشوقان اپنے سرفروش کو بچانا سمجھ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو اب مین نکم
قفس سے نکالتا ہون زبان سے سوزن نکالون تڑپ کے نکلو ان سبکو قتل ہونے دو آج تو ایسا سحر کرو یہ سب کے
سب اندھے ہوجائین تم نکل جاؤ تب مین بھی تڑپ کر نکل آؤنگا یا اگر موت قریب ہی تمھارے نام پر نثار ہو جاؤنگا حیرت نے
شرما کے سر جھکا لیا اتنا تو منھ سے نکلا کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا ہزار جادو گر جمع ہیں صنم گویا بڑا ساحر زبردست
ہی عقاب شعبدہ باز بھی مکار دغاباز ہی ایک ایک ساحر نامی ہی جہانتک ہو سکیگا اپنے کو بھی بچاؤنگی تیری بھی کوشش
بنجہ دونگی اپنی جان بچاؤن تجھکو دشمنون مین چھوڑ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا چالاک نے کہا جان نثار کا خیال نہ کیجے
آپ نکل جائیے مجھپر جو پڑیگی وہ جھیلونگا جان پر کھیلونگا اتنی مہلت پا جاؤن تو صورت بدل لون دل مین یہ ہی
کہ کسی کنیز کی شکل بنکر عیاری کرون آج قفل بند کو بیہوش کرکے صنم گویا کو مارون چالاک تو حیرت سے یہ باتین
کر رہا ہی قفس کا قفل کاٹ چکا ہی صنم گویا نے کنیزون سے کہا دروازے کے پاس سے دیکھو تو بڑھیا کیا کر رہی ہی
چند کنیزین قریب دروازے کے آئین جو جھانک کے دیکھا بڑھیا نے قفل کاٹا ہی حیرت قفس سے باہر نکل آئی ہی چلا
نے سوزن زبان سے نکالا ہی حیرت سر جھکائے بیٹھی ہی بڑھیا ہاتھ باندھے عرض کر رہی کہ ای ملکہ عالم نظم

سہو ورے دیدۂ تر اشکون سے اک پل خالی
نہ لگانے سر پہ کوئی صندل خالی
ہوگیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی
نور توحید سے ہین دیدۂ احول خالی
چشم و کاکل کے تصور مین جو گذرا اک سحر

کبھی ہوتے نہین پابانی سے یہ بادل خالی
سرو کو اس قد موزون سے بھلا کیا نسبت
نہ مجھے کرنے دیا ساغر اول خالی
اس خرابے مین نہین ہی کوئی دو دن آباد
کر گئے آہوے مشکین وہین جنگل خالی

تھوڑی ہو خاک در یار بھی ہو ورد بود
کہ معانی سے ہی یہ مصرع مہمل خالی
ایک ہی دیکھتے ہین جنکی بصارت ہی کمال
آج معمور جو ہین ہونگے وہ گھر کل خالی

اور ملکہ حیرت فرما رہی ہین کہ ای
چالاک مین تمھاری جانبازی کا خیال ہی مگر اب زیادہ مہمل باتین نہ کرو مسخرے پن کی گھاتین نہ کرو کنیزین وہ اپنے
بھاگین اور کہا یا خداوند یہ تو وہی عیار ہی حیرت کے قدمون سے لپٹا ہوا باتین اپنی عاشقی کی کر رہا ہی اور یہ بھی کہتا
آپ تڑپ کر نکل جائیے مین چلا آؤنگا مجھے کوئی نہ پا سکیگا بلکہ کہتا ہی خداوند کو بھی بیہوش کرونگا یہ سنکر صنم گویا تو
گھبرا گیا عقاب شعبدہ باز سے کہا سنتے یہ مضمون تم سارے لپٹا جانے نہ پاوے ایسا نہو حیرت نکل جائے
مگر عیار بھی جانے نہ پائے حیرت کو تو قید کرون سب کے ساتھ عیار کے قتل کا حکم دون عقاب شعبدہ باز
اٹھا قریب دروازے کے آگے آواز دی او حیرت خبردار حیرت کی زبان سے سوزن نکل چکا ہی حیرت ان ایسے
کب مانتی ہی اپنے گولہ مارا حیرت ہنس دی عقاب شعبدہ باز کا سحر کیا سنتے ہی گولہ پھٹکے گر ٹیا بیکار ہوا حیرت
تڑپ کے نکل چالاک پر اشارہ کر دیا یہ دوڑتا ہوا ایک حسین مین پہونچا بتعجیل رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک
مالن کی شکل بنکر لیپا لینا کرنے لگا مگر حیرت جو نکلی اور تو وہان کیا تھا زمین کے سنگریزے اپنے اٹھا کر پھینک دیا
لشکر پر پتھر برسنے لگے کہ عقاب شعبدہ باز بھاگا آسمان سے پتھر تو برستے ہین مگر خوبصورتی سحر کی یہ ہی کہ
لشکر صنم گویا کے ساحر کھڑے ہین یا بیٹھے ہین انھین پر پتھر برستے ہین سر انکے پھٹ رہے ہین عقاب شعبدہ باز
بھاگا ہوا سامنے صنم گویا کے آیا کہا یا خداوند غضب ہوگیا حیرت رہا ہوئی سارے لشکر کو حکم دیجیے بلوہ کریے
ہم زمین سحر نہ کرنے پائے دیکھیے ایک سحر چلا ہی ہزارون کے سر پھٹتے وہ بلائے روزگار ہی ساحرہ با کمال ہی گئی تب
مین نے قصد کیا کہ حیرت کو روکون وہ دیکھیے ہاتھ چمکا دیا برق گری دس کے سر اڑ گئے اب عقاب شعبدہ باز
و صنم گویا سحر کرتے ہوئے بڑھے حیرت نے چاہا بلند ہون ستارہ بنکر چمکون بالائی سحر کرون سبکے سر قلم ہون صنم گویا

دعقاب شعبدہ باز نے آگے اسطرح کیا سحر کیا کہ حیرت لہذا نہ ہوسکی زمین پر گری تڑپ کے اٹھی ایک شاخ نخل پر ہاتھ پڑ گیا اُسکو توڑ لیا توڑ کر پھینک مارا صنم گویا و عقاب شعبدہ باز نے اپنے کو بچایا ورنہ خنجر ہے ہر رستے تھے تلوارین گر رہی تھین اک ہزار دو تھے سر لشکر گرے لڑنے والے لڑے مگر زندہ نہ پھرے سر شل کا سے گدائی کے ٹھوکرین کھا رہے ہین خنجر جب گرا کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ لشکر زمین پر گرا ہزار ہا لاشے پڑے ہین مگر صنم گویا نے آواز دی ای ابلیان فوج حیرت کو پکڑ لو اسی ہزار ساحران غدار چہار جانب سے چلے سحر پڑھتے لئے نیزے تیر تفنگ اسطور سے معروف جنگ ہین جب ساحر وں کا حیرت پر ہلوہ ہی اس آفت کو جھیل رہی ہی مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مالن کی شکل بنا ہوا ہی دعائین مانگ رہا ہی دیکھتا ہی کہ حیرت کس زور و شور سے لڑ رہی ہی تھی پکار اٹھتا ہی ای شہنشاہ ملک خوبی وای رنگ و بوے گل بوستان محبوبی بچنا کسی بیجیانے سحر کیا جب کوئی حربہ قریب جسم حیرت کے آیا چالاک نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار اٹھا ای خدا بچانا ایسا نہو کہ جسم نازک پر کوئی حربہ پڑے کاش کہ یہ حربے میرے جسم پر پڑین ای خدائے کریم ای مالک و رحیم

افگندہ ایم سر بسر کوے دلستان
جان را فدائے خانہ خمار کردہ ایم

تا چشم و دل بجانب دلدار کردہ ایم
خود را براہ دوست سنگسار کردہ ایم

جان را فدائے غمزۂ خونخوار کردہ ایم
از بہر یک دو جرعۂ دردہا سنہ ار بار

چالاک ہر مرتبہ دعائین کرتا ہی کہ حیرت ساحروں مین گھر گئی سب طرف سے ساحر ٹوٹ پڑے ہی جاتے ہین لیجا ئین ہاتھوں ہاتھ پکڑ لین مگر حیرت شعلۂ جوالہ ہی جسنے ہاتھ بڑھایا کسی کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا کسی کا منہ جلا کسی کے جسم سے آگ لگی ہر موے جسم سے شعلے نکلنے لگے ساحران مکار مثل ہیزم خشک جلنے لگے صنم گویا بھی سحر کر رہا ہی عقاب شعبدہ باز بھی سحر کر رہا ہی کوئی گولہ پھینکتا ہی کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کا ہلوہ ہی حیرت پر کئی ساحر جان دیکر بڑے صفون مین پکارتے ہوے یارو تم اسی ہزار ہو ایک عورت کا پکڑنا ایسا مشکل ہی یہ بیتابی دل ہی بھاگتے پھرتے ہو وحشت سے منہ کے بل گرتے ہو یہ جو پکارتے ہوے پانچ چار ساحر چلے سب ساحر ونکو حوصلہ ہوا نقیب آوازین لگا رہے ہین نامردونکو اڑا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ نقیبوں کی آواز دینے سے اور زیادہ ساحرونکو جوش ہی ہر منجوار کثرت زخمداری سے مدہوش ہی حیرت نے جو یہ ہلوہ دیکھا اب گھبرائی بیقرار ہوکر پکارنے لگی ای خالق حقیقی تجھسے بھی عرض کرتی ہوں ای لات و منات ای سامری و جمشید ای لوٹک لوٹا جھوٹک جھوٹا ارے تم پونے دو سو ہو ایک تو تم مین سے آجائے اس آفت سے بچائے تو ہم جانین کہ خدا ہو اسوقت تک تمھاری خدائی کا کچھ ظہور نہین ہوا صاحبان فراست ٹھیک کہتے ہین ہم بھی اسی اعتقاد پر تھے مین آخر کیا کرین مجبور ہین نظم

ای پاک جانفزا ز لب اژدہا مجوے
اہل وفا نماند در ینجا پے وفا
خیز این صفت ز طائفۂ برملا مجوے
اہل ہوا است جملہ اکابر بہ شہر ما
جز خون خلق ریختن از کربلا مجوے
احمد و فاطمہ از این شہر بے وفا

نامے وفا مگیر کہ بے نام و بے نشان است
در بوستان دہر نہال وفا مجوے
بد گفتن و شنیدن ستان رسم کل ہست
اخلاص و صدق و لطف از اہل ہوا مجو
ہر و شمنے کہ ہست ہم از آشنا نماست
ای دل وفا ز طائفۂ بے وفا مجوے

ای دل وفا ز طائفۂ بیوفا مجوے
از خم دردہ تیرہ تو جام صفا مجوے
بہتان وافتراست سراسر تصیح و ثنا
زین خوے زشت و عادت پرا بخلا مجو
این شہر کربلاست ولے پر بلا مدام
ترکیب دوستی تو ازین آشنا مجوے

حیرت بہت گھبرا رہی ہی خوف ہی کہ اگر ابکی مرتبہ گرفتار ہوئی ای حیرت زندہ نہ رہوگی تڑپ کے جان دوگی حیرت نے چاہا کہ نکلوں صنم گویا نے

سحر کیا حیرت زنگار گری گھٹنے ٹیک دیے بشکل سحر کرکے اُنکی عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا خود دل بول اُٹھا کہ پیدا کرنے والے
مجھے اس آفت سے بچالے اب گرفتار ہون ورنہ جان جائیگی ابھی دعا پوری نہوئی تھی کہ آسمان پر ابر سوسنی پیدا ہوا اور
کمال چمک دمک سے زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پھول برس رہے ہین موتی بھی گر رہے ہین یکایک
ابر پھٹا اندر سے ابر کے اک ماہ تابان مہر درخشان نازنین حور پیکر سمن بر خوبصور نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار خنجر ابروے خمار طاؤس زرین بال پر سوار اُس نازنین نے جو حیرت کو اس بلا مین مبتلا دیکھا گھبرا گئی
بیقرار ہوکے آواز دی صاحبو بیٹیا بارہ ہزار کنیزین ابر سے نکلین مثل شعلۂ جوالہ چمکین ایک ایک نے عرض کی
کیا حکم ہوتا ہی فیروزہ سوسن پوش نے کہا صاحبو غضب ہوگیا حیرت جادو پھنسی ہوئی ہی تمام ساحرونکا
بلوہ ہی ایسا سحر کرو کہ وہ بیچاری بچے یہ ساحر جو بلوہ کیے ہوے جاتے ہین اسکے پاس تک نہ جانے پاوین اور
غضب دیکھو عقاب ابر سوار کی زبان مین سوزن ہی دوا ڈھائی سو سردار سب ایکطرف بیٹھے ہین ملکہ فیروزہ
آگے بڑھکر جھولی سے ایک گولہ نکالا سب کنیزون نے گولے ترنج نارنج پھیکے پیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
نکالے ملکہ نے جو گولہ پھینکا سب نے سحر اپنے اپنے کیے ملکۂ فیروزہ کا گولہ پھٹا ایک ساحر کا سر اڑگیا کنیزون نے
ایسے سحر کیے کہ بارہ ہزار جادوگر مرکے گرے صدائین مہیب آرہی ہین زمین تھرا رہی ہی آسمان سے آگ برسی فیروزہ
کڑک کر برابر حیرت کے آئی شانہ پکڑکے کہا ملکۂ عالم اُٹھو حیرت سنبھلی اب جو سحر کرنے لگی زمین ہلادی ہزارونکو مارا
مگر فیروزہ نے بڑھکے عقاب ابر سوار کی زبان سے سوزن نکالا کہا ای بادشاہ تو بھی اُٹھ عقاب ابر سوار کی
زبان سے جو سوزن نکلا تڑپ کے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے چند سردارونکو بھی اپنے رہا کیا سردار بھی اسکے رہا ہوے اب تو
سحر ہونے لگے مگر عقاب شعبدہ باز ایسے ایسے سحر کر رہا ہی کہ حیرت تھرا جاتی ہی صنم گویا سے عقاب شعبدہ باز
کہتا ہی اور قیامت دیکھیے کہ صاحبزادی صاحب مدد کو آئی ہین صنم گویا نے کہا ای عقاب شعبدہ باز اسکا کیا سبب
کہ ملکہ فیروزہ ہمارے دشمنون کی شریک ہین شعبدہ باز نے کہا ای خداوند آپکی زبان کی تاثیر ہی برکت تقدیر ہی آپنے
کچھ فرمایا تھا وہ اُس تک پہونچگیا اُسنے سن لیا کہ قدرت مجھکو معشوق بنانے کو ہی اسقدر ناگوار ہوا اُسنے مجھسے کہا تھا
کہ مین شہر سے نکل جاؤنگی قدرت کو ایسا خیال ہی بندی بجاے بیٹی کے ہوتی ہی جب قدرت ایسا خیال کریگی
تو ہم کیسے بچینگے اُسدن اسکا یہ حال تھا کہ بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے مجھسے جاہتی تھی بڑے قدرت
نے کہا ہم بڑے بدنصیب ہین دو پر عاشق ہوے دونون ناراض دونون کو یہ امتحان ہین آج قتل کرونگا مگر ای
عقاب شعبدہ باز تم شکایت نہ کرنا مین آج اس گیسو بریدہ کو مار ڈالونگا ان کنیزونکی کیا حقیقت ہی ایک
سحر مین سبکو مٹادونگا ایسا نہو تمکو ناگوار ہو عقاب نے عرض کی قدرت کو اختیار ہی جو قدرت کا دشمن وہ میرا
دشمن ہی اور فساد برپا کرتی ہی مگر دشمنون کی مدد پر نہ مرتی مجھکو بہت ناگوار ہوا قدرت نے کہا تم فیروزہ پہ مین حیرت
پر سحر کرتا ہون شعبدہ باز الگ ہوا صنم گویا الگ اگر حیرت پہ سحر کرنے لگا حیرت روک رہی ہی عقاب نے
اسطرحکا سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن مین رعشہ خاموش ہوگئی قریب تھا تھرتھرا کے گرے یہی حال صنم گویا نے
حیرت کا کیا کنیزین گرد پھر رہی ہین حیرت و فیروزہ کو بچاتی ہین ساحرونکو قریب نہین آنے دیتی ہین قدرت نے اپنا
خون کا نمک جو حیرت جادو پر پھینک مارا اُس سے یہ حالت ہوئی ہی کہ خاموش کھڑی ہی شمع سحری تھرا رہی ہی
یا ستارۂ سحری زیر آسمان چمک رہا ہی مگر گرا چاہتا ہی یا کہون کہ برق جہندہ تڑپتے تڑپتے رک گئی حیرت تھرا رہی ہی
اپنے کو سنبھالتی ہی نہین سنبھل سکتی فیروزہ مبہوت لب پر مہر سکوت ہر چند سحر یاد کرتی ہی ایک لفظ یاد نہین آتا ہے

چہرہ و ادا میں عالم پاس سوسن برابر کھڑی ہے اُس سے کہا ای سوسن بابا کا سحر چلگیا اب سحر نہیں ادا آتا کیا تدبیر کرون
سوسن گھبرا گئی گردپھیرنے لگی ساحرہ و نگو ماری ہی جو طرف ملکہ کے رخ کرتا ہی آنسو ٹپکا رہی ہی جب کنیزین گرد
ملکۂ عالم کے کھڑی ہین تو صنم گویا حیرت پر سحر کرکے ایک نخل کے سامنے مین کھڑا ہی جہم جہم کی آواز کان مین
آئی قدرت نے پلٹ کے دیکھا اک مہ جبین شعلہ رخسار بھاری لہنگا چھیری ہفت رنگ کی آب رواں کی جسم مین انگیا
اُسمین دو حباب معلوم ہوتے ہین کرتی کو توڑ کر نکل جانیگے یا سنان اے نیزہ ہین کہ دل و جگر کو بار ہم مین آ
کشتی کو دکھا رہے ہین گوری گوری صورت یا سنگ سفید کی مورت المختلاف ہی چلی آتی ہی بانکپن دکھاتی ہی
شعر آنکھ کے بچون کے تجمل پہ چلنا نہ کیون کہ کشتہ ہون اس ادا کا ٭ سجا سجایا کھنچا کھنچا یا چھپ تو دیکھو غضب
خدا کا ٭ دیگر زلف معنبر بر سر رویت تیرہ شب است و نہادی سو سی ٭ چاہ عیسیٰ مرم در کعبۂ عشقت داہن یوسف
دست زلیخا ٭ ناز و کرشمہ و ادا آن بان نوجوان مستی ہوئی آتی ہی نگاہ جو صنم گویا کی پری صورت معشوق
پری چہرہ کو جو دیکھا بیتاب ہوگیا پکار اٹھا کہ ای پری پیکر کیا کہون شعر

جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہ کر بیان کیون ہو
کوئی رخصت طلب ہو شام ہی سے جب شب وعدہ
وہان تقدیر کیون رسوا ہو بدنام آسمان کیون ہو

نہ دیکھے جا لکین جس سے جگر ہو وہیں داغ ال
چراغ خانہ بھی پھر صبح تک کا میہمان کیون ہو
جلال افسوس آتے ہی رہ گئے تم جس کی فرقت مین

طلا دیکھ بے سینہ قرار اضطراب کیون ہو
وہ میر آتے ہیں ہے دلسوز مجھپر مہربان کیون ہو
جو اٹھا رہ وفا کرکے جفا آموز دلبر وہان
نہ پوچھا اسنے مجھکو کون ہی تم آئی تھی نہجان کیون ہو

صنم گویا نے پکار کے آواز دی ای مالن کہان سے آتی ہی کیا غضب کا بانکپن دکھاتی ہی کیا سینے پر ابھار ہی جان تما
عاشق کی تقدیر ہو ذرا میرے قریب آ قدرت تقدیر کردین تیرا اول خزانہ لٹا دون نیاز سے بعد ازین آسنے جھک کر جواب دیا
لنگوڑے تو کون ہی جو اسطرح کی باتین کرتا ہی ابھی باپ کو پکار لون وہ آکر تجھکو دو نیچے مارے تیرا سر پھٹ جائے
قدرت نے کہا تم خداوند صنم گویا مالن نے جھک کے سلام کیا شعر ہلال شب اول ختم ہوئی قدرت کی بیقراری بہم
ہوئی سمجھا کہ اب اسنے مجھکو پہچانا مگر وہ سلام کرکے مٹکتی ہوئی چلی قدرت نے دوڑ کر دوپٹہ پکڑ لیا کہا سن تو ہم
کیا کہتے ہین مجھپر مہربان ہوئے ہمارے غیب کے امتحان ہوے اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہا یا خداوند اگر آپ خداوند ہین تو آپ
بتایئے مین کون ہون قدرت نے کہا میرے باغ کی مالن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سیمین تن نازک بدن آسنے
ہنسکے کہا بہت باتین نہ بنایئے میرے چھپر مین آیئے جو آپکا مطلب ہوگا ہو جائیگا شاید مان لون خداوند جہان کج
جب جاؤن مگر مجھے تقدیر تو کرو دشمن لڑ رہے ہین قدرت نے کہا بدولت نے وہ سحر حیرت پر کردیا کہ اپنے مقام
سے ہٹ نہ سکے گی آفتین اب سر پار کرکے دیکھ لے جب کھڑی ہی عقاب ابر سوار پر بھی سحر کردونگا اسکی تو کیا
حقیقت ہی حیرت بڑی ساحرہ ہی ایسے ایسے سحر کیے کہ قدرت نے بمشکل تمام اسکی زبان بند کی کیا مجال ہماری
زندگی مین زبان کھل سکے مالن نے کہا کیا قدرت آپکو موت بھی ہی لطف زندگی فوت بھی ہی مین تو جانتی تھی آپ
زندۂ جاوید ہین ہم غریبون کی امید ہین چلیے کنارے چلیے مین آپکو سمجھا دون قدرت نہال ہو گئے مجھے یہ
قدرت پر مائل ہی جو کہونگا قبول کریگی صنم گویا ہاتھ پکڑے مالن کا چلے مالن نے پتے پکڑ لیے اک طمانچہ بھی مارا
قدرت نے خیال کیا کہ تنہائی مین کوئی دیکھتا ہی مصرع الحمد از دست میر سد نیکو ست ٭ اب تو مالن نے
قدرت کو بنا لیا کبھی طمانچہ مارا کبھی پٹے پکڑے کبھی چٹکی لی ہٹ لنگوڑے کہکے دھکا دیدیا صنم گویا سب
جفائین سہ رہا ہی دل سے اپنے کہ رہا ہی معشوق پری چہرہ کی سب جفائین گوارہ ہین اک نخل کے سامنے
مین آکر مالن ٹھہری کہا خداوند آؤ جب صنم گویا نے کہا دیکھیے حیرت جادو آپ کے سحر سے نکل گئی وہ آسمان پہ

ستارہ بنکے چمکی صنم گویا گھبرا کر لپٹا مالن نے جلتے گنبد کے قدرت کے گلے مین ڈالے حباب مار دیا بیہوش کیا خنجر مال
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی صنم گویا کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا حیرت جادو نے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہی
صدائے ہا ہو بلند ہی آگ برسی ہزارہا درخت جلے کئی امکان گرے آواز آئی کشتی مرا نام صنم گویا ہو داب
جو حیرت جادو نے رہائی پائی رہا ہوتے ہی جگی عقاب شعبدہ باز گھبرا گیا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی
یارو کسی نے خداوند کو مار ڈالا کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو لڑتی ہوئی چلی آتی ہی نرگس زرد رو شور سے
آتی ہی کہ جس غول سے نکل زمین تھرا گئی کسی کو چنانچہ مارا کبھی زمین پر دو تین بار زمین شق ہو گئی ہزارون
زمین مین غرق ہو گئے معلوم ہوتا ہی کہ اچھا صف شکن پہلوان میدان جنگ مین لڑ رہا ہی جو دستی ہوئی آگئی
ہی عقاب شعبدہ باز نے دور سے دیکھا جی تو اسکا چھوٹ گیا ہر ایک ایک سے کہتا ہی یارو اب ملک ہمسے چھوٹا
تقدیر نے ہمکو لوٹا اتنا بڑا ساحر یون مارا جائے جب وقت زوال دولت آگیا تب کسی کا زور نہین چلتا بارہ
شاہنامے مین دیکھو جمشید جم ایسا بادشاہ ہاتھ سے بادشاہ ضحاک کے مارا جائے مقام عبرت ہی جاے حیرت
ہی ویسا یہان بھی زوال آیا کہ سامنے سے حیرت کا نعرہ ہوا او شعبدہ باز او حیلہ ساز ہم تو تیرے سحر کے
مشتاق ہین اپنی جگہ سے نہ ٹلنا عقاب پلٹ پڑا کہا ای حیرت تمھاری ذات سے خدائی اسی اب مین کیا تمکو
زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اسنے گولہ مارا فیروزہ سوسن پوش مجمع عام مین لڑ رہی ہی کہ اسکے کان مین آواز
صنم گویا کے موت کی آئی کنیزون سے کہا ارے تم نے سنا قدرت ایسا مکار مارا گیا حیرت جادو کو تو اسنے بیکار
کر دیا تھا جھپر بھی اسی کا سحر تھا ایک کنیز نے عرض کی حضور مین نے نعرہ سنا ہی چالاک بن عمرو نے کیا قیامت
کی بات خیر ساحر اتنے بڑے ساحر کو مارے ان مکارون کی کیا بات ہی عیاری نہین کرامات ہی آخر تجھکو یہ بھی
کچھ معلوم ہوا کہ کیونکر مارا کیونکر قتل کیا وہ تو بڑی ہوشیاری سے لڑ رہا تھا دور سے سنگدل نے پتھر مارا ہو
ہوگا پاس تو اسکے جانا دشوار تھا کنیز نے کہا حضور مین نے اتنا دیکھا کہ ایک مالن رشک چمن لگا کر کنارے
لیگئی مگر حقیقت مین نہایت جلیل عورت تھی بہت خوبصورت تھی شاید وہی چالاک بن عمرو ہوگا اگر اسنے
اپنی ایسی صورت بنائی کمال کیا کنارے لیجاکے مار لیا کہ فیروزہ کی نگاہ پڑی دیکھا حیرت جادو سے اور
عقاب شعبدہ باز سے مقابلہ پڑ گیا عقاب نے کیسے کیسے سحر کیے گولے مارے حیرت نے اشارہ کیا دفع
ہوگیا بلکہ لطف یہ تھا کہ گولا الٹا پلٹا اور اسی کی فوج پر پڑا ہزار دو ہزار قتل ہوے فوج مین شعبدہ باز
کے ہنگامہ ہی اول تو سب نے لاشہ صنم گویا کا دیکھا جی سب کے چھوٹ گئے ابھین کم رہے ہین یارو گھر بار چھوڑ
ملک نے دل دیا نہ سے تو تا قدرت ایسا آدمی اسطرح مارا گیا ہمکو گمان تھا جب دو چار ہزار آدمی بڑے ساحر
نامی گرامی قصد کرینگے ان سب سے یہ برابر لڑیگا دیر مین مرینگے کیسی تقدیرین سمجھا رنا تھا سبکو اپنے جال مین
پھنسائے ہوے تھا جب موت کا وقت آیا کچھ نہ بن پڑا آتے ہی موت مارا گیا اب جان بچاکر نکل چلو میدان
کارزار سے ٹل چلو دیکھو اس عورت قیدی کا کیا اقبال ہی فیروزہ کسوقت مین آکر پہونچی کس جانبازی
سے لڑ رہی ہی کنیزین چست و چالاک سحر خوانی مین مبارک سب ایک طور پر سحر کر رہی ہین یہ کہتے ہین اور
بھاگے جاتے ہین بعض بھاگے ہوے گھر مین آئے جورو سے کہا نکل چلو اسنے کہا گھر مین تمام اسباب بھاگی
ہی اسکو چھوڑ کر کہان جائین کہا جو بن پڑے وہ پہلو جان بچانیکا نکالو گھر سے نکل چلو قدرت مارے گئے
اسباب لیکر سہلا دو عورت کا ہاتھ پکڑا ایک لڑکا پانچ برس کا تھا اسنے دوڑ کے مان کا دامن پکڑ لیا جنگل کا راستہ

پڑا جابجا خبر مشہور ہوئی ہر گاؤن کے دروازے پر دس دس پاس تیر کھینچے لیے بیٹھے ہین پلٹکے دیکھا آواز دی بیابان جانے والے ادھر آگیا انھون نے تاآل کیا یا سیون نے بلاکے لوٹ لیا اسطرح جانے مین لوٹے گئے اب جو لیٹکے لشکر مین آئے کسی نے پوچھا کہو کیا کیفیت ہی جواب دیا کہان جائین لڑینگے مرینگے اسی ملک مین رہینگے ابتر ہو اسطرح لوٹے گئے اسباب لٹ گیا مال پاس نہ رہا جورو کا ایک تو نہین چھوڑا لڑکے کو گود مین لیے کھڑے مین انتظار ہی کہ فوج بھاگے تو ہم بھی نکل جائین اکثر اور دن سے کھڑے کہ رہے ہین کہ بھائی بس لڑ چکے قدرت نے جو اب تبدیل کیا ہم تو خانہ بدوش ہین مال کی فکر مین مدہوش ہین لڑکے کو گود مین لیے کھڑے ہین تم چلو تو ہم بھی نکل چلین ایک ہنگامہ برپا ہی مگر حیرت و عقاب شعبدہ باز سے بہر بجہ کامل سحر چلا ایک مقام پر حیرت نے کارد سحر جھولی سے نکالی عقاب ابر سوار تھمتا ہوا چلا آتا ہی فوج اسکی آمادۂ حرب و پیکار ہی بڑے بڑے ساحر سردار لڑتے ہوے چلے آتے ہین عقاب ابر سوار نے جو حیرت کو لڑتے ہوے دیکھا حیرت کے قریب آکے کھڑا ہوا کہ حیرت نے کارد سحر کھینچ ماری سینے پر عقاب شعبدہ باز کے پڑی سینے کو توڑکے پار گذری شعبدہ باز جہنم واصل ہوا اندھیرا ہو گیا اپنے بخت سیاہ کا سا سماں معلوم ہوتا ہی قہر روزہ نے فوج کو گھیر لیا ہی مگر ابر سوار حیرت کو گھیرے ہوے ہی تخت لاکر بٹھایا کہا ملکۂ عالم بڑی تکلیف اٹھائی افسوس ہی کہ میری زندگی مین تم قفس مین قید رہین مین بھی تمھارے واسطے اس ملعون پر آپڑا مین تمھاری خدمتگزاری سے کیا منھ موڑونگا یا دامن دولت کو چھوڑونگا تمھارے لیے میری تو یہ نوبت ہی نظم

آج سے وحشت فزون ہر روز ہی
ہان چراغ داغ بزم افروز ہے
دیکھیے قسمت ہی کس غمخوار کی
آپ کا یہ مرغ دست آموز ہی
نوحہ خوان ہی ساز مطرب ہجر مین
جو فتیلہ سوز ہی جانسوز ہی
خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
آج کہتے ہین جنون نوروز ہی

لے مبارک ہو دلا نوروز ہی
اسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
دل مراد نرات غم اندوز ہی
آفتاب اُس مہ جبین کے سامنے
راگ مجھکو مرثیے کا سوز ہی
کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین
فوج غم پر آج دل فیروز ہی

ہی جو وہ شمع شبستان بجھنے دو
مدتون سے ایک بوسہ روز ہی
طائر رنگ حنا اڑتا نہین
اپنی نفطر دن مین چراغ روز ہی
جا ہیے تاریک ہی فرقت کی رات
سوزن مژگان فقط دلدوز ہی
داغ کہنہ پھر نیا ہو جائیگا

اس عجز و منت سے عقاب ابر سوار نے حیرت کو تخت پر سوار کیا کہ حیرت جادو جانبازی کو جیالاک کی معمول گئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے رہا نوبت نقارے بجنے ساحرون نے جادو رین ہلادین امان مانگی ہزارون کو بلکہ لاکھون کو امان دی نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف سحر کے چلے شہر مین داخل ہوے عقاب نے ابر سوار خوشامد حیرت کے نام پر سکہ جاری کردیا ملک کا نام حیرت آباد رکھا عیش و نشاط کا سامان ہوا چونکہ نیا شہر تسخیر ہوا ہی وزرا امرا عہدہ دار حاضر خدمت ہو رہے ہین حیرت نے حکم دیا جو جس عہدے پر ہی قائم رہے ہم کسی کو معزول نہین کرتے ابر سوار نے ایک ناظم مقرر کیا کہ خراج تحصیلو جب وہ ناظم انتظام کرنے لگا اور حیرت کو پسند آیا حیرت نے بھی حکم دیا مین نے اپنی جانب سے اسی ناظم کو مقرر کیا جہان ہم جائین خراج لیکر آئے ابر سوار نے بھی منظور کیا یہ تو خوشی کا اسکی طالب ہی عرض کی حضور یہی مناسب ہی انتظام کے بعد ابر سوار نے عرض کی اب یہان سے کوچ کرنا مناسب ہی حیرت کو بھی اشتیاق ہی کہ اپنے ملک ہو شربا مین پہنچون خیر اگر افراسیاب نہین ہی نہین سہی ہم تخت پر بیٹھینگے جن

لوگون نے تمھارا احسان کرکے مسلمانون کا ساتھ دیا انسے بدلا لیا جائے دل مین کہتی ہے ان لوگونکو خوب سزا دونگی سنتی ہون اب ساحر کا وہان نام نہین رہا پھر بھی مین سبکو لوٹ لونگی تمھارا انکو قید کرونگی ظالمون نے سیل کرکے ملک کو مٹایا اب سمجھا جائیگا اسوقت ایسے ایسے خیال جو دل مین بھرے ہوے تھے عقاب سے کہا بہتر ہے لشکر تیار کر دابر سوار کو تو کیا بھی جلدی دوڑا باہر آکر حکم دیا فوج کو تیار کرد خوب لطف سے فوج کو آراستہ کر لیا اس ملک صنم گو یاسے بہت کچھ حاصل ہوا ہے ماہی مراتب علمہاے زنگاری مرکبہاے عمدہ فیل بے عدیل ان سبکو آراستہ کرکے حیرت کو تخت پر سوار کیا آپ مرکب پر سوار ہوا اور زرا امرا گرد آگئے حیرت اپنے عہدے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی بڑے بڑے نامی گرامی ساحر کیدان رسالدار وزرا امیر ندیم مشیران سلطنت عہدہ دار قدیم گرد گھیرے ہوے زرنثار ہوتا ہوا اس جاہ وحشم سے لشکر حیرت کا پھر طرف ہوشربا کے روانہ ہوا مگر اتفاقات قضا و قدر سے جب ملکہ فیروزہ سوسن پوش نے دیکھا لڑائی فتح ہوگئی شعبدہ باز و صنم گو یا قتل ہوے اسنے دیکھا کہ ساحران نامی نے میری طرف توجہ نکی ابر سوار کے ساتھ ہوے اور قلعے مین گھس آپ تنج باغ مین آکر ٹھہری بارہ سو کنیزین ساتھ ہین کہا سوسن دیکھو تو میرے دل کی بیقراری نگئی تونے دیکھا سب ابر سوار کے ساتھ ہوگئے حیرت کے پایہ تخت کو بوسہ دینے لگے حیرت نے کسی سے بھی یہ پوچھا کہ تم کون ہو کیون مدد کو آئے ہو جنھے انکو بچایا باپ کو قتل کرایا افسوس دنیا عجب مقام ہے کسی کو انجام کا خیال نہین اپنے اپنے عظم و شان کے سب خواہان ہین دیکھو سلطنت جو ملی ہمارا خیال نہ کیا مجھے اب کیا ضرورت ہے کہ مین اسکا ساتھ دون باپ پوچھون ملک و مال انکو مبارک ہو

رباعی

ہرگز دیدی کسے کہ جاوید نزیست
این یک نفسے کہ در تن عاریتست
چندین غم مال و حسرت دنیا چیست
با عاریتی عاریتے باید زیست

دنیا مقام عبرت ہے عشرت کی جا نہین

غزل

بیری جیتابی سے بجلی کی طرح	چاند تھا ہے ابر تیرہ پردہ ہے	شکوہ میرا ہے تجھے اے دل عبث
رنج و غم جو ہے ترا آوردہ ہے	کم کر دصاحب غریب آزاریان	خاطر عاطر بہت آزردہ ہے
دم بدم اٹھتے چلے جاتے ہین لوگ	دہر گویا بزم ہے ہم خوردہ ہے	خاک سے اٹھتا نہین جو نقش پا
کیا مری تصویر کا یہ گردہ ہے	اوبہار امسال دل پژمردہ ہے	داغ سودا بھی چراغ مردہ ہے
	ہے جو اے ناسخ وظیفہ خلق کو	یہ غزل کیا ہے قصیدہ بردہ ہے

اس پریشانی مین اس غزل کو ملکہ فیروزہ نے پڑھا کنیزین رونے لگین کہا واری آپکو کیا پروا ہے آپکو خدانے سب کچھ دیا لاچار آج صنم گو یا کی قضا بھی آپ کے والد آپکی راہ پر نہ آئے مارے گئے آپ چلکر اپنے گھر مین بیٹھیے اگر آپکو خواہش ہو تو ابھی لڑ بھڑ کر ملک لے لیجیے آپ ملک کی مالک ہین آپکے والد خنظم کارخانہ خدائی تھے انکی ذات سے خدائی کا عروج تھا قدرت کو اپنی پشت کی بھی خبر نہ تھی سب کچھ آپکے والد کرتے تھے ابھی گھس پڑین قلعے کو پامال کرین جتنے افسران فوج ہین سب آپکے شریک ہونگے ابر سوار کو ٹھہرنا مشکل پڑ جائیگا جو افسر انکو ساتھ لیکر گئے ہین وہی سب انکے دشمن ہو جائینگے ایک کنیز گل چہرہ نامے انکھون مین آنسو بھر لائی اسنے بڑھکر ملکہ کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین کہا واری آپکے آگے اس ملک کی کیا حقیقت ہے اب بگاڑ کرکے بنانا مشکل پڑیگا سخت لڑائی ہوگی سوسن نے صرف زبان درازی دکھلائی بغاوت مین کچھ مطلب حاصل نہ ہوا اول ہی مین اگر یہ خیال ہوتا اور تدبیر کیجاتی تو بہتر تھا اب مناسب نہین ہے اب یہی مناسب ہے کہ اپنے گھر مین چلکے بیٹھیے جو خیال محال ہے اسکی تدبیر کیجائیگی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے گل چہرہ مجھکو تو اب کچھ بن نہین پڑتا سب طرح مشکل ہے بیتاب دل ہے

نظم

سوز غم سے سوے آتش دیدہ ہے	بھر رہا ہے دیر سے لے تا حرم	ہجر مین میرا بدن کاہیدہ ہے
		کیا وہ بت نام خدا بالیدہ ہے

رات دن ہی میرے پہلو مین جو غم
ایک مشت استخوان بوسیدہ ہی

پر نظر سے شکل دل پوشیدہ ہی
کیون نہون مرہون احسان یار کا

گور رستم کو جو دیکھا کھول کر
مجھسے ناسخ خود بخود گرویدہ ہی

گلچہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا عرض کی زاری بس آپکے دل کی ہوس پوری ہوگئی ملک و مال کا خیال نہ فرمائیے وہ لوگ بھی اس ملک مین نہ رہینگے دو چار دن مین کسی کو مقرر کر کے چلے جائینگے گر آپکو بھی یہان سکونت منظور نہین اگر یہ منظور ہو کہ اسی ملک مین سکونت کرین ابھی تدبیر ہو جائیگی اب آپ اپنے مکان کو چلیے غم و الم کو دفع کیجیے ملکہ نے کہا اے گلچہرہ دونون مطلب میرے فوت ہوتے ہین باپ یون مارا گیا حیرت مین نے اس ضد پر شنا قدرت کا گوارہ کیا کہ اُس بیحیانے میرے باپ کے منہ پر کہا کہ ملکہ فیروزہ میری صحبت مین آیا کرے مجھکو بہت ناگوار ہوا باپ ہمارے عجب مزاج کے تھے جواب سخت نہ دیا اچھا اچھا کہکے وہ چپ ہو رہے دوسرا غضب یہ کہ آکے مجھسے بیان کیا مجھے اُس بیحیا سے دشمنی پیدا ہوئی کہ ضرور ایک دن خرابی ہوگی یہ ضرور فساد برپا کریگا باپ سے یہ ملال ہوا کہ انھون نے کیون نہ جواب سخت دیا قضا و قدر کو یہ منظور تھا دونون مارے گئے مین نے ساری کدو کاوش واسطے چالاک کے کی تھی وہ بھی قدرت کو مار کے غائب ہو گیا یہ تو اسکے کلام سے پیدا تھا کہ جمال بے مثال حیرت جادو کا شیدا تھا اُسنے مجھسے صاف صاف نہین کہا مگر طرز کلام سے اُسکے ثابت تھا کہ حیرت پر مرتا ہی شاید وہ بھی انھین کے ساتھ ہو مگر انکے ساتھ وہ رہ نہین سکتا اگر میرا گمان صحیح ہی کہ وہ پروانہ شمع جمال حیرت ہی مقام عبرت ہی کہ ایسا عاشق ہی وعدہ کر کے چلا ہی کہ سلطنت ہوشربا دلوا دونگا قاتل افراسیاب کو حاضر کرونگا وہ کیونکر اسے گوارہ کریگا کہ مین حیرت کے ساتھ رہون بلکہ عقاب قصد کریگا کہ مین چالاک کو مٹا دون اگر وہ انکے ساتھ گیا تو بہت برا کیا یہ بیچارہ عیار وہ ساحر نامدار اُسکی جان پر بن جائیگی اگر وہ انکے ساتھ گیا بہت برا کیا بہت ہی پریشان ہو گا گلچہرہ رونے لگی عرض کی زاری آپ چالاک کا حال نہ پوچھین وہ بیچارہ تو آفت مین مبتلا گھر بار اُس سے چھوٹا عزیز اقارب لشکر صاحبقران سے چھوٹا ہوا انکے ساتھ ساتھ پھرتا ہی یہ بھی حضور نہ سمجھین جہان بی بی حیرت پر کوئی مصیبت پڑی وہان تم ہی جا کے سینہ سپر ہوا عیار ہان کین اپنی جان لڑائی راہ مین یہ طلسم مین پھنسین وہین گھس پڑا وہان سے بھی انکو رہا کیا مگر اصل یہ ہی کہ غضب

صورت سے بہتر اُسکی صورت تن ہی کوئی
چودہ طبق سے باہر نسبت نہین ہی کوئی
یہ کیا سمجھکے کڑوے ہوتے ہین آپ مجھسے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہی کوئی
دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
نا آشنا سے معنی صورت نہین ہی کوئی
ہر دہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی
یون مر کہا کہ تم یون مال کچھ نہ سمجھو
مجھکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہی کوئی

دیدار یار سے بھی بہ دولت نہین ہی کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
پی جائیگا کسی کو شربت نہین ہی کوئی
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی حریق اپنا
حاضر جو کچھ ہی آئین حجت نہین ہی کوئی
دیوانون سے ہی اپنے یہ قول اُس پریکا
مجھکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہی کوئی
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون آپ ہی
ہمسایہ بھی خیر خواہ دولت نہین ہی کوئی
شہرتان ہی آتش اللہ کو کرو یاد

آنکھون کو کھول کر تو دیدار کا ہی بھوکا
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
مذہب نہین ہی کوئی ملت نہین ہی کوئی
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا
خالی دل آتشی سے نسبت نہین ہی کوئی
نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہی چار دن کا
کیونکر کہون مین مجھکو حسرت نہین ہی کوئی
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی

ملکہ تو خود زخم کھائے ہوے ہین یہ اشعار جب گلچہرہ نے بیقرار ہو کر سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
کہا گلچہرہ بس کیون رلاتی ہی دل دکھاتی ہی ہمسے یہ باتین نہین سنی جاتی ہین یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا خود ہوادار
پر سوار ہوئین گلچہرہ نے ہوادار کے پائے پر ہاتھ رکھا سب کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا وہ گل اندام اپنے
باغ مین آکے اتری اور گلچہرہ کو لیکر بارہ دری مین آئین ہاتھ پکڑ کے کہا گلچہرہ تجھکو میرے سر کی قسم سچ کہ
جھوٹ نہ کہنا مین تیرے راز کو چھپاؤنگی تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تو کسی پر عاشق ہی جب ملکہ نے
اسطرح پر کہا ملکہ نے پردے بھی چھوڑ دیے گلچہرہ قدمون پر گر پڑی عرض کی آپنے اپنے جانباز کو نہین پہچانا
ملکہ نے گھبرا کے کہا کون چالاک نے رنگ و روغن پونچھا اب ملکہ نے صورت اصلی دیکھی ملکہ نے سر جھکا لیا
نازنین نے کہا اے چالاک ہمنے نہین پہچانا ماشاء اللہ کیا کہنا کیا کمال کیے حقیقت مین اگر تمھارا قدم بیچ
درمیان مین نہوتا ملکہ حیرت کی رہائی دشوار ہوتی تمھین نے صنم گویا کو مارا ورنہ اُسکے سحر سے کیا کوئی بچتا
اُسنے حیرت جادو کو بیکار کر دیا تھا دم بھر مین گرفتار کر لیتا مگر مین نے سنا مالن بنکے کیا خوب عیاری کی
حیرت جادو نے عقاب شعبدہ باز کو مارا لڑائی فتح ہوئی مگر کیون چالاک اب کیا کرنا چاہیے وہ
صورت بتاؤ کہ صاحبقران سے ملاقات ہو اے چالاک یہ وہ کوچہ ہی کہ نہ چین ملتا ہی نہ آرام ہی اپنا کیسا
اپنے واسطے دام ہی رباعی

در ہیچ سرے نیست کہ اسرارے نیست
دل را خبر از اندک و بسیارے نیست
ہر طائفہ روند راہے در پیش
الا رہ عشق را کہ سالارے نیست

دوسری رباعی بھی کیا خوب ہی دیکھیے

گل گفت بہ از لقای من رنگی نیست
چندین ستم گلاب گر باری چیست
بلبل بزبان حال با او مے گفت
یک روز کہ خندید کہ سالے نگریست

چالاک نے کہا میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ صاحبقران
بڑے معرکہ عظیم پر جاتے ہین مین یہان ان جھگڑون مین پھنسا رہا جانہ سکا مگر جنکے نام سے آبرو و
عزت عیاری کی ہی خدا اُنکو سلامت رکھے والد نامدار نے ابھی پرچہ اخبار کا بھیجا تھا مین نے دیکھا تھا کہ
شہر ابلیس پرستان پر معرکہ عظیم ہوا وہان بھی ایک عیار زبردست تھا مجمل یہ کہ اُسکو تشہیر کرا دیا
ٹکڑے ہوا ہون سے تمام شہر کی گرا دیا ابلیس کو بھی مارا اب نہین معلوم صاحبقران کا کیا حال ہی مگر یہ جانتا ہون
کہ ہزار طرح کے معرکے پڑینگے لاکھون ساحرون سے خوب لڑینگے مگر طلسم نور افشان تک جانا واجب
و لازم ہی اگر اُنکا کوئی خدمتگار بھی قید ہوتا تو صاحبقران ضرور جاتے نہ کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ
کہ جسنے ہو شربا مین اپنی جان لگا دی اصل یہ ہی کہ اُسنے اور اُسکی دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیر زن
عاشق جمال ایرج نوجوان نے وہ وہ سحر کیے اور کارنمایان کیے کہ جو کتابون مین لکھے گئے عالم عالم مشہور ہوئے
بس امیر حمزہ صاحبقران زمان کیونکر گوارہ کرینگے کہ ایسے شخص کے واسطے نہ جاؤن اور جاتے رہا
نہ کرون غیبت مین اُسکو چھوڑ دون اگر شہر ابلیس پرستان پر دو چار مہینے گذرے نہ بڑے غضب
کے سحر کیے بڑے ساحر خوب خوب لڑے مگر امیر حمزہ صاحبقران نے بے تکلف تمام اُس ملک کو فتح کیا
والد نامدار ایسا عیار امیر حمزہ صاحبقران زمان ایسا سردار کیونکر ملک فتح نہو اب یقین ہی کہ
باگ کو پھیرا ہو طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہون سنا ہی کہ بڑے بڑے ہنگامے ہو چکے آپ کو پروردگار عالم نے
علم حلم صورت شوکت لیاقت سحر عطا کی اگر اس معرکے مین آپ جاکے شریک ہون صاحبقران
زمان ضرور ممنون ہونگے کیا عجب ہی کہ اُنکا مطلب پورا ہو ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اے چالاک اگر

تمھاری صلاح ہی ایسی امر مین ہماری فلاح ہی مین جاکر انکے غلامون کی مدد کرونگی اپنی جان لگادونگی ہر چند کہ شاہان نور افشان جواب بادشاہ ہین حقیقت مین انکا مثل نہین ہی بڑے ساحر زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین اُنسے مقابلہ کرنا نہایت دشوار امر ہی مگر اگر سامنا پڑ جائیگا تو کیا ہم منھ کو پھیر لینگے جو آئیگا اُس سے لڑینگے جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اس سے بہتر کوئی وقت احسان کا نہ ملیگا آئندہ جو آپکے نزدیک بہتر ہو ملکہ نے کہا ہر چند کہ ہم بہت دردمند ہین مگر تمھاری بات کے پابند ہین چالاک نے کہا پھر اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا ملکہ نے کہا ای چالاک تمھارا ساتھ ضرور ہی چالاک نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا اس وعدے مین لکھا ہی کہ دس دن گذرے چالاک خدمت مین ملکہ کی حاضر رہا ہر وقت یہی صلاحین پیدا کرتے ہین اشتیاق ملکہ کا چالاک کا بڑھا کیا ہو دن صبح کے وقت چالاک اپنے کو چھپائے ہوے ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتین کر رہا ہی کہ اک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور نے سنا عقاب ابر سوار و ملکہ حیرت ماہ رخسار مع لشکر جرار سوار ہوے طرف ہو غتر باکے جاتے ہین ببران سیاہ پوش کو کہ سابق مین وزیر جمشید گویا کا تھا اب اُسکو یہان کا بادشاہ بنایا ہی اقرار کر لیا ہی کہ خراج برابر بھیجنا یقین ہی وہ بھی خلاف حکم نہ کرے یہ سنتے ہی چالاک گھبرا گیا پاس سے ملکہ کے اٹھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ نے گھبرا کے کہا کیون خیر تو ہی عرض کی حیرت کا لشکر جاتا ہی مجھے یہان آرام نہ آئیگا غلام تڑپ تڑپ کے مر جائیگا ساتھ ساتھ رہونگا اگر خدانخواستہ انکے دشمنون کے اوپر کوئی رنج و ملال ہوگا عیاری کرونگا جان اپنی لگادونگا کسی مقام پر کمی نکرونگا ہر چند ملکہ نے کہا عیار نے نہ مانا کہا حضور مین اکی مرتبہ عہد کر کے نکلا ہون کہ یا جان دونگا یا ملک کو اپنے قبضے مین کرونگا اب مین کہان رک سکتا ہون مین کیا کہون دل میرا نہین مانتا میری یہ حالت ہی نظم

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہی
بتو تمھی تیری طرح سے خدائی مشکل ہی
بہت سی دیکھی ہین خمدار رہنے تلوارین
ہمارے اور تمھارے جدائی مشکل ہی
ولایتی بھی حسینون کو ہنسے دیکھ لیا
تمھین ہی سہل ہمین بیوفائی مشکل ہی
حیا سے یار نے بدلا جو کیف می مین رنگ
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہی
کنارہ کش نہوا ای بحر حسن عاشق سے
خدا کا گھر ہی یہ دل تک رسائی مشکل ہی

نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہی
پھرایا سر کو ترے زمزمون نے ای بلبل
تمھارے ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہی
کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہی
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے
یقین ہوا یہ ہمین یار سائی مشکل ہی
ہزار غنچۂ مرجان کا جیا ہو رنگ
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہی

ہزار دعوی باطل کیا کرین یارب
خفا ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہی
وہ اتحاد نہین ہی کہ جسمین فرق پڑے
عدم سے دو قدم آگے رہائی مشکل ہی
بھر ینگے ہم نہ ہزار آپ بھے سے منھ موڑین
صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہی
عنایت اُسکو ہو بلا انگے بوسۂ حسن
وہ دلربائی و دست حنائی مشکل ہی
خلیل کا اسے کعبہ نہ جانیو آتش

ملکہ مجبا کنین فرمایا ای چالاک اب تم وعدے کے خلاف کرتے ہو منھ سے پہلے ہمسے کہا تھا اب کیا کہتے ہو یہ کیا بات ہی ہنسے تو یہ سنا ہی کہ خواجہ عمرو آپکے والد ناموس جو زبان سے کہتے ہین ہزار جفائین سہتے ہین مگر اپنے قول سے نہین پھرتے لہذا تم انکے فرزند دلبند ہو عیاری مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہو ہمارا ہاتھ چھوڑتے ہو ہماری محبت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے کہا مین تو آپکا غلام ہون مگر کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا لاکھ سوچتا ہون کہ اور کچھ تدبیر کرون کچھ بھی

ہیں نہیں ہے تا اس سفر سے بہتر کوئی اور مقام نہ ملیگا اتنی بڑی نامی گرامی شاہزادی عقاب ابر سوار اتنا بڑا بادشاہ جلیل جا کے اتریگا اہالیان قریہ کو وہ بخوبی آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا ای چالاک سب تمھاری باتین سچ ہین مگر ہمارے ساتھ تمھارا ہونا مناسب تھا کبھی انھون نے ہمکو نہین دیکھا کیونکر جا کے انکے پاس ہم یہ کہینگے کہ

نظم

بسکہ نہادم بدل داغ تمنائے تو | شعلہ زد سینہ ام آتش سودائے تو | گشت چمن غرق خون بسکہ ز تیغ نگہ
خون اسیران بریخت نرگس شہلائے تو | جام صبوحی بیار وعدہ بفردا مکن | نیست مرا خوش ازین وعدہ بفردائے تو
سوز چمن انتظار داغ محبت بدل | صف زدہ لالہ ہا بہر تماشائے تو | از نظرت میرود عمر گرامی بباد
آہ چہ شد مختفیا دیدۂ بینائے تو

چالاک نے قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور تحمل صبر و جبر ہو اگر حضور طلسم نور افشان مین ہوتین اور صاحبقران کے ساتھ احسان کیا وہ احسان فراموش نہین ہین غلام بھی ضرور آجائیگا مگر انکو تا ہوشربا پہونچا لون یہ بھی خبر ظاہر ہے کہ لاچین جا کے طلسم نور افشان مین قید ہوئے نہین معلوم ہوشربا مین اسکو چھوڑا اپنی طرف سے کسی کو حاکم ضرور کیا ہوگا جو طرف سے لاچین کی حاکم ہوگا اسکی بھی یہ حقیقت ہے کہ حیرت سے رکسکے یا عقاب ابر سوار کا سامنا کرے آپنے تو دیکھ لیا فوج ہے کہ دریا کی موج ہے یہ ہم خوب جانتے ہین کہ معرکہ عظیم پڑیگا ہر خرد و کلان اپنی آبرو کے خیال مین لڑیگا ملکہ نے کہا ای عیار تو نے سب کچھ سچ کہا برے وقت مین ہمارے ساتھ کو چھوڑتے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے کہا مین مجبور ہون ایسا نہو حیرت جادو پھر کسی بلا مین پھنس جائے اور ہم نہ پہونچ سکین عاشقون کی شان سے بعید ہے معشوقون کی خدمتگزاری عاشقونکی عید ہے بس خدا حافظ ملکہ نے دامن تھاما کہا اک عرضی تو اپنی طرف سے لکھدو چالاک نے ایک عرضی براے صاحبقران لکھی کہ جب یہ عرضی خدمت صاحبقران مین پہونچیگی ناظرین مضمون اسکا ظاہر ہوگا ہر خرد و کلان بخوبی ماہر ہوگا چالاک تو ملکہ کو عرضی دیکر عقب مین لشکر حیرت کے روانہ ہوا ملکہ کا دل تیر غم کا نشانہ ہوا بعد جانے چالاک کے ملکہ نے کنیزون سے صلاح کی کہا صاحبو مین یکہ و تنہا جاؤنگی رعایت کیسی ہدایت کیسی حضرت عشق سب تدبیرین کرینگے تا بہ معشوق سرکش پہونچا دینگے سب سامان گھر کا اسی طرح چھوڑ کے یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین جستجوے صاحبقران مین چلین کہ انکا بھی حال وقت پر تحریر ہوگا ایک امر ادر ناظرین پر واضح ہو کہ منصور حرامی جو طرف سے نیم لو یا کی حاکم تھا اور سلطنت کرتا تھا اور مقابلے مین عقاب ابر سوار کے آکے اترا تھا اسپر یہ گذری کہ جب مغلوب ہوئی وہ اژدہر کر اس جنگ سے نکل گیا اک درہ کوہ مین جا کے اپنے قیام کیا ہے اسکا بھی حال وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمے داستان شوکت بیان سکندر زرین پوش زرین حلم کے کہ زندان طلسم مین قید ہین انکا نکلنا قید خانے سے مع عیار اپنے جواہر خنجر زن کے اور پہونچنا قلعہ جات متعلقہ طلسم نور افشان پر اور مقابلہ ساحر و غیر ساحر سے اور انپر غالب آنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چلا ساقیا ساغر لالہ رنگ | کہ در پیش ہے عشق کو طرز جنگ | در یار پر جیسے ساہین مدام | کہ سرکش ہے معشوق شیرین کلام
نکالین کوئی وصل کی ہم سبیل | لیا عشق نے عاشقون کو دلیل | کوئی کوے محبوب مین آگیا | کسی کا جگر غم سے تھرا گیا
کوئی بوے گل کا ہوا خواہ ہے | کہ کوچے مین الفت کے گمراہ ہے | نہال تمنا ہوا بارور | ملی فصل گل کی ہوا سے خبر

یہ مژدہ شگفتہ جو ہمیں مل گیا
گل و غنچہ و باغ و برگ و ثمر
ہوئیں قربان سرو پر نعرہ زن
یہی کہہ رہا ہی بتا یا قلم
نہ سو نظم میں نثر میں بھی خلل

تو بس غنچہ آرزو کھل گیا
سنانے لگے فصل گل کی خبر
اکڑنے لگے نخل سرو و چمن
کرون داستان سکندر رقم
پڑھوں جوش میں عاشقانہ غزل

ہوائیں فرحناک چلنے لگیں
جو گلہائے گلزار کھلنے لگے
زر و گل صبا بھی لٹانے لگی
گرانی ہی یہ یار آ [illegible] ہی

تو شاخیں مرادوں کی پھلنے لگیں
بہم لطف وصلت کے ملنے لگے
تو بو عطر فتنہ کی آنے لگی
کہ در پیش پھر راہ ظلمات ہے

غزل

ہمیں الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
ستم ایجاد کی گرمی سے بھر نغان و آہ جیسا نی پہ
عدو کی تیغ سے وہ شوخ بے پردہ نکل آیا
ہوں بلبل ثنا خوان زبان [illegible] بس گل کی
[illegible] میں ایک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
کتابوں میں جو قصہ ہوا مومن کا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہوں کیوں فرزند کا [illegible]
[illegible] گیا جو [illegible] ٹکڑا نکل آیا
ہمارے خون بہا کا غیر سے دعوی ہی قاتل کو
کہ غوری ہیں غنچے کا منہ اتنا سا نکل آیا
دم بسمل [illegible] ہا پی گئے آنسو
یہی ارمان اک مدت سے جی میں تھا نکل آیا

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
تم تو گزرے ہو لئے شمشیر وہ روتا نکل آیا
کیا زنجیر مجھکو چارہ گر نے کن دنوں جیسے
یہ بعد انفصال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
کوئی تیر اسکا دل میں رہ گیا تھا کیا آنکھوں سے
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
بہت نازاں ہی [illegible] وحشت میں کھیا وہ

چہرہ مسافران صحرائے رنج و غم و فتح کنندگان جنگ شوکت و حشم حال حیرت مآل سکندر زرین پوش زرین علم یوں تحریر فرماتے ہیں شعر سخن ساز کہ معنی ساز کردہ بسخن را چنین آغاز کردہ سابق میں تحریر کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بصد شوکت و حشم جا بجا لڑے اکثر ساحروں سے لڑے ایرج نوجوان سے بھی ملاقات ہوئی ایرج نوجوان نے بفراست سکندر کو پہچانا تھا اور حال بھی کہا تھا کہ تم شہنشاہ زرین پوش کے فرزند نہیں ہو نشانیاں تم میں ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہیں ملکہ آتشیں خو نے کہ سکندر کی معشوقہ ہی ایسا پردہ ڈالا کہ پھر پردہ حجاب نہ اٹھا آخر سکندر قید ہو گئے شاہین گلشن بھی انکے ساتھ مقید ہیں ملکہ شاخسار جادو فرمانروائی حاکم و ناظم ہیں سحر العجائب و سحر الغرائب نے اسکو [illegible] کے حاکم کیا ہی بڑی لگانہ ظالم ہی نئے نئے سحر کرنے کی ہدایتیں کرتی ہی کبھی کھانا پہونچا کبھی نہ پہونچا کبھی پانی بھی ملا اور کبھی نہ ملا مگر شاہزادہ سکندر جس قصر میں قید ہیں نسیم آتشیں خو جو معشوق خوشرو سامنے اک کمرہ میں بند ہو دل درد مند ہی آٹھ پہر رویا کرتی ہی ایک دن سکندر کسی ضرورت سے باہر آئے رفع حاجت کے واسطے قصر سے باہر نکلے نگاہ انکی نسیم آتشیں خو کو دیکھا آنسو آنکھوں میں بھرے ہوئے کپڑے میلے کچیلے بدن میں گویا [illegible] بے حال [illegible] میں رو رہی ہی سکندر کو جو دیکھا ابھی شاہزادے کو چودھواں برس شروع ہوا ہی بطن مادر سے چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تیر دس گھٹنے لگتا ہی ماہ چاردہ کامل ہوکر چودھواں سال خیر سے [illegible] آمادہ حرب و ضرب ہوئے بڑے بڑے کرب ہوئے ایسی جا میں پھنسے کہ کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ اکثر انہوں نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ سکو قتل کردوں مگر کاہن طلسم عین وقت پر آ کر منع کیا کہ ای شہریار یہ قصد نہ کیجئے کوئی سختی ہوگی اہالیان طلسم کی کہنچ ہوگی کاہنان طلسم کہتے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوگی اس سال میں طلسم کشا آئیگا مرحلہ جات کو مٹائیگا احتیاط لازم ہی سحر العجائب و سحر الغرائب کہتے ہیں کہ سامری جمشید نے جہاں اراکہ لکھدیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا کوئی اس طلسم پر قبضہ نہ پائیگا طلسم ایسا نہیں ہی کہ جسپر کوئی دست انداز ہو کیونکہ ہمکو نہ ہو لوح طلسم معدوم مرحلہ جات کے حال مفہوم ایک ایک وہ مرحلہ ہی کہ سالہا سال گذر جائیں فتح کرنے والے تڑپ تڑپ کے مر جائیں اگر ایک دو کھولدوں لاکھوں آدمی تشنگی سے مر جائیں

کسکی مجال ہی جو ایسے طلسم پر ہاتھ ڈالے لکھنے والونکو سودا ہتا مگر شاخسار جادو کو جو حاکم کیا ہی مراد یہ ہی کہ اسکے مزاج مین ظلم و بدعت بہت ہی اور سمجھا بھی دیا ہی کہ ایسی بدعت کرنا کہ قیدی تڑپ تڑپ کے مرجائین اس ملعونہ نے ایسی بدعتین کی ہین کہ سب قیدی اپنی جان سے بیزار ہین مگر مجبور ولاچار ہین سکندر کو تو نسیم آشنتہ نے دیکھا کہ شاہزادے کا چہرہ آداس عالم یاس ملدر پژمردن غم سے بیگنجہ خون حال شاہزادے کا نہ دیکھا گیا رو نیکلی شاہزادے نے کہا ابھی ملکہ ٹہر جاؤ ٹئی دن کے بعد ہمکو دیکھا ہی کچھ بات کرین نسیم نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ برائے رفع حاجت گیا گوشے مین جا کے بیٹھ رہا نسیم روتی ہوئی جو کمرے مین آئی باپ نے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی آج صبح کو کیون روتی ہو نسیم نے کہا بابا جان آج شاہزادے کو عجب حال مین دیکھا وہ گلعذار تو سوکھ کے کانٹا ہو گیا چہرے پر وہ رونق نہین قوم کا شاہزادہ باپ کا لاڈلا شہنشاہ زرین پوش نے بڑے ناز سے پرورش کیا شاہین نے کہا بی بی صبر کرو ملکہ نسیم کو کب صبر آتا ہی دل گھبراتا ہی قلب الٹا جاتا ہی کہا کیا کہون حال دل کسکو سناؤن اب تو یہ کیفیت میری ہو گئی ہی نظم

جوش برین بلا کے ترے ناچ مین رہ کی
حسرت سے انکے ابرو و نرجیب نگاہ کی
دیکھین جو حضور لاش یہ اک بیگناہ کی
تلوے لپک رہے ہین کہ جھرا فوندہ ہو
مدت سے دھوم تھی اس اسی آہ و راہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

بدلی نہ گھٹنے پائی مرے دود آہ کی
دل پر چلی چھری بھی تو منہ سے نہ آہ کی
کسطرح راہ ملک عدم طی کرینگے وہ
ظالم کو انکھی ہی مرے گرد راہ کی
خنجر کو پھیر کر وہ دکھایا ہی ابک ہین
اس مہ نے مہر سے جو نظر پر نگاہ کی

بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
سر پر چلے ہین لے کے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
قاتل نے عین دفن مین ترچھی نگاہ کی

گلشن و شاہین بجھا رہے ہین مگر تصویر سکندر آنکھون کے تلے نسیم کے پھر رہی تھی شاخسار جادو پھرتی پھراتی آگے پہونچی شاخسار نے دیکھا کہ نسیم رو رہی ہی شاہین و گلشن سمجھا رہے ہین شاخسار نے کہا بی نسیم کیون روتی ہو حکم ہی شہنشاہ طلسم کا کہ آب و دانہ بند رہے ہر ایک قیدی درد مند رہے مجھکو رحم آتا ہی مین آب و دانہ پہونچا دیتی ہون ورنہ ایک دانہ نہ پہونچاؤن آپ بلا وجہ قید خانے مین روتی ہین ہمارے شاہو کا حکم نہین ہی نسیم نے کہا او شاخسار ہم تجھسے خود خواہش کرتے ہین کہ ہمپر آب و دانہ بند کر دے خانۂ دل غم والم سے بھر دے جب آب و دانہ ملیگا پھڑک کے دم نکل جائیگا اور اگر تجھسے ہو سکے اور تیرا اختیار ہو ہمکو قتل کر ہم اپنا خون بحل کرتے ہین یا سکندر کو قید سے چھوڑ دے ہم تو قید ہین تیرے صید ہین قفس جسم سے طائر روح نہین نکلتا پھڑک رہا ہی شاخسار نے کہا بی نسیم اب ہم آئینگی تو قیر کرینگے صحن خانے مین بیٹھکر شراب پئینگے کباب بھی کھائینگے دونون کو جلائینگے ناچ ہو تم لوگ نہ دیکھنے پاؤ نسیم نے کہا دور ہو تجھ ایسی صدہا ہماری لونڈیان ہین ہمپر حکومت کرتی ہی جو تیرا جی چاہے بدعت کر پہلے سے آگاہ کیون کرتی ہی شاخسار جھلائی ہوئی باہر آئی کنیزون سے کہا ذرا شگوفہ کو بلاؤ شگوفہ کنیز اینٹھتی ہوئی آئی کہا کیون بی کیا فرماتی ہو شاخسار نے نامہ لکھا کہا یہ نامہ ہماری منہ بولی بہن کو دینا کہنا آج باغ ویران مین آئیگی دعوت ہی خوب خوب گانے والیان آئی ہین ادھر سے پلٹکے مکان پر دشمنون کے جانا بیا بانی تختے تکیے پر زلفن کو پیغام دینا سویرے سے آ کر حاضر ہو ملکہ سوسن گوہر پوش سے بھی کہنا کہ آپکی بہن نے بلایا ہی آج شب کو بہت عمدہ گانا ہوگا زلفن ایسا گاتی ہی کہ دام مین پھنسالی ہی بتانا بھی اسنے ایسا سیکھا ہی کہ اور ونکو دیوانہ بناتی ہی اپنے گھر کا پتہ بتاتی ہی مجھے خیال ہی جس

صحبت میں وہ گئی سب کو مبہوت کر دیا شگوفہ روانہ ہوئی شاخسار نے صحن خانے میں فرش بچھوایا مسند بہت عمدہ
بچھوائی گلدستے پھولوں کے چنوائے آئینے قد آدم جھاڑ جھاڑ پونچھ کے دو شاخے کنول کے مثل دستہ ہائے گلابیاں
شراب کی کشتیاں کباب کی دیگیں خیرہ گئی تھیں باورچی حاضر ہوئے عمدہ کھانے پکنے لگے پہر دن رہے سے منتظر
ہو کے بیٹھی سو ڈیڑھ سو کنیزیں بھی جمع کر لی ہیں سب کپڑے بدل بدل کے آئیں کوئی گلنار کوئی زعفرانی کپڑے
پہنے ہوئے ہے جوڑوں میں پھول دھرے ہوئے ہیں بانکے دوپٹے اوڑھے ہوئے شلوکے تنگ تنگ زیب جسم
شاخسار بھی بھاری جوڑا پہنے بیٹھی ہے کہ ڈومنیاں آ کے اترنے لگیں سب کے آگے بی زلفن چہرہ رشک چمن
طبلہ سارنگیاں بجانے والیاں ساتھ ہیں بی زلفن کے رخ پر گیسو چھوٹے ہوئے مار سیاہ چشمۂ خورشید میں
لہرا رہے ہیں اپنے پیچ و تاب دکھا رہے ہیں بقول میاں قمر صاحب آتش کی غزل پر کیا خوب مصرع لگائے ہیں مخمس

زلفوں کا سامنا جو کرے ای لگار سانپ | اٹھائے تمہاری چوٹی لٹے کو زوفی مار سانپ | انکو دل میں پیچ و تاب کرے بار بار سانپ
بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ | توڑے غرور سے اپنے بدن کو ہزار سانپ

کیا انقلاب عالم ایجاد میں کہوں | دکھلا رہا ہے رنگ عجب چرخ نیلگون | بے مہری فلک کا بھلا کیا نشان دوں
موذی کو جانتا ہے تو ہی آسمان دون | یوں ہی بنایا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

لرزاں فراق میں خطر حسن سے ہوئے | بیمار و ناتوان ضرر حسن سے ہوئے | کیا کیا فساد و شر خبر حسن سے ہوئے
موذی بھی منفعل اثر حسن سے ہوئے | کرتے ہیں پیچ یار کے اوپر نثار سانپ

جب رند نکتہ دان یہ بکتے ہیں پی کے مے | ایجاد کرتے ہیں یہ قمر روز ایک شے | اہل سخن نکالتے ہیں بات ہی میں پے
آتش یہ ساغروں کا فقط اختراع ہے | رخسار کنج ہے نہ تو گیسوئے یار سانپ

عجب کج و خم سے مثل ہلال شب اول سامنے شاخسار کے خم ہوئی شاخسار نے پوچھا زلفن اچھی ہے میں کہا واری
اکمو دعائیں دیا کرتی ہوں آج تو بہت مدت کے بعد یاد کیا شاخسار نے کہا زلفن آج اپنی منہ بولی بہن ملکہ
سوسن گوہر پوش کو بلایا آج خوب کمال دکھانا ہماری بہن کا دل لبھانا زلفن نے خم ہو کے سر جھکا لیا کہا
جو لونڈی کو آتا ہے وہ سب سنائے گی مگر نقلیں بھلی رہیں گی کیونکہ پگلو باندی ہو گئی اسکے ہونے سے نقلیں چھٹ سی گئی
ہیں شاخسار نے حکم دیا روشنی کرو سب جھاڑ کنول روشن ہوئے شمع انجمن پردۂ فانوس سے تماشا دیکھ رہی ہے
پروانہ جلتے ہیں پردۂ فانوس میں نہیں پہونچتے بیرون پردہ فانوس پھر رہے ہیں سوز قلب سے تھک کے جل گر رہے
ہیں شاخسار کہہ رہی ہے ابھی بہن نہیں آئیں کہ آسمان پر برق چمکی ابر مرواریدی چمکتا ہوا موتی برستے ہوئے
اک طاؤس زریں بال پر سوار ابر سے پیدا ہوا شاخسار واسطے استقبال کے اٹھی سوسن گوہر پوش کو مسند
پر بٹھایا جلسہ جما یا شاخسار نے صحن باغ میں اسواسطے سامان دعوت کیا ہے کہ قیدی دیکھیں سامان دیکھ کر زمین
اسی مقام پر دستر خوان بھی بچھایا کھانے جو عمدہ عمدہ نکلے بوئے طعام پھیلی قیدیوں کے دماغ میں پہونچی حقیقت میں
بیتاب ہو گئے مگر خاموش کیا کر سکتے ہیں غم و الم سے سکوت کئے ہیں مگر جب کھانا کھا چکے کنیزیں انھیں ہاتھ دھلانے
میں مصروف ہوئیں سوسن گوہر پوش اٹھی ٹہلنے لگی گلوری کلے میں پائنچہ سنبھالے ہوئے با ناز و کرشمہ ٹہل رہی ہے
اور آن بان مثل کنیزان کمترین ساتھ ساتھ قضائے کار شاہزادہ سکندر جو گرمی سے گھبرائے گوشے سے نکل کے
صحن باغ میں آئے سوسن ٹہل رہی تھی اسکی نگاہ پڑی ایک جوان ماہ رخسار تیوری پر بل بڑی بڑی آنکھڑیاں نرگس شہلا
تھیں ابرو نے حسن بیمار میں حقیقت میں چاند سے رخسار قد نخل باغ جرأت یا مثل کلک قدرت کپڑے میلے بدن میں صاف

ماہت ہر کہا ستا یا ن گلشن مین ہر بلبل شوریدہ سر چمن مین ہر سوسن یہ رنگ محبت دیکھنے لگی ٹہلنے کے بہانے سے آگے بڑھ کے جھکی
سکندر نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک پری پیکر سیمین بر گلرو خوش خو خوش خصال ہوش ربا جادو نظر ابرو خوش جمال ماہ تمثال گورے
گورے گال ابرو رشک ہلال ادھر سوسن گوہر پوش از خود رفتہ ادھر سکندر پر عشق طاری ہوا دونون گر کے
بیہوش ہوئے شاخسار دوڑ پڑی گت ہوئی ارے یہ کیا ہوا کیا ہوا دوڑی سر اٹھا کے زانو پر رکھ لیا گلاب
بید مشک چھڑکا سوسن گوہر پوش نے آنکھ کھولی شرما کے انکھ نیچی کہا ہوا تم کیون دوڑی آئین مین سے
گھبرا کے نکلی تھی گرمی زیادہ تھی پسینہ آیا دل تھرایا غش آ گیا کچھ باعث اعتبار نہین شاخسار پوچھنے لگی ہوا کوئی اور
باعث تو نہین ہے سوسن نے کہا اور کیا باعث ہوگا چلکے صحبت مین بیٹھو واہیات ذکر نہ کرو شاخسار چپ ہو رہی
محفل کا اہتمام کرنے لگی مگر سوسن گوہر پوش نے پلٹ کے دیکھا شاہزادہ فرش خاک پر ایڑیان رگڑ رہا ہے جھپٹ کے
قریب آئی زمین پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر سکندر کا زانو پر رکھا سر جھکا کے رونے لگی اشک حسرت جو عارض پر انور پر
شاہزادے کے ٹپکے آنسوؤن نے کام گلاب کا کیا نسیم زلف عنبرین نے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی
اپنی محبوب مطلوبہ کو بالین پر پایا شرما کے اٹھ بیٹھے سوسن نے پوچھا کیون صاحب تمھارا نام کیا ہے شاہزادے
نے کہا ہمارے نام و نشان سے تمھین کیا مطلب ہے اگر یہی رنگ رہیگا فلک اپنی گردش دکھائیگا اس قید خانے
سے زندہ نکلنا دشوار ہے سوسن چاہتی تھی کچھ اور کلام کرے کہ شاخسار نے آواز دی ہوا سوسن آؤ زلفن
کا گانا سنو سوسن گوہر پوش اٹھی کچھ اشارون مین سکندر سے کہا شاہزادہ اپنے حال مین مبتلا ہے مگر مائل ہوکے
اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین

نظم

اودھر دل اسکا مضطر ہے ادھر دل ہے مرا مضطر
یہ دور آخر کہ ہین برہی ہے بزم عشق کی
سکندر سب کو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہے

نہ پوچھو اوکہ فرقت مین ترا احوال کیونکر ہے
بسان ساغری رات دن مستی نکو چکر ہے
صفیر آستین پیشانی کے ضمون نے لکھے ہین

انھین بدنامیون کا ڈر کہین اغیار کا ڈر ہے
زبان پر کیا لگاؤن آہ جو صدمہ ہے دلبر پر
سمندر سب کو کہتے ہین وہ ہی اپنا دل ہے
ہرے دیوان کی جو سطر ہے زلف معنبر ہے

اشارون مین باتین ہوئین محبت کی گھاتین ہوئین آخر مجبور بلانے سے شاخسار کے چلی آئی آکر مسند پر بیٹھی مگر چہرہ
پریشان شاخسار نے چہرے کو دیکھکر پوچھا کیون ہوا خیر تو ہے سوسن گوہر پوش نے کہا ہوا تم کیون دم بدم
پوچھتی ہو طبیعت اچھی ہے شکر ہے ساغری جمشید کا مزاج ہی تو ہے خود بخود برہم ہوگیا تم زلفن کو حکم دو بلا لے اب
ہم جاتے ہین آپ برخاست کرو ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہے گانا سننے کو نہین دل چاہتا ہے شاخسار نے کہا واہ
ہوا مین نے کئی ہزار روپے خرچ کیے تم دو غزلین تو سن لو میرا دل خوش ہوجائے سوسن گوہر پوش نے کہا اچھا
ہوئے زلفن نے کے بیٹھی ملکہ کو جو پریشان دیکھا کہ یہی مالک شوکت حشمت ہے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

نظم ناسخ

ہونٹ ترا ہجر کب ہے سیری خاک سے
ہوش سے بیدا او کرو زنجیر سیری خاک سے
نقش پاہے یار آغوش تصور مین لیا
ہو سہری ہے آنسو کی تاثیر سیری خاک سے
دل مصور اور رنگونکی نہین کچھ احتیاج
نکلے زمین سے دست دامنگیر سیری خاک سے
حورین جنت کی کھنچی آتی ہین دنیا کے حسین

کشتۂ حسرت ہوئی اکسیر ہے یہ ری خاک سے
ایک مشت خاک کا بھی تجھسے شرمندہ نہون
بعد مرنے کے ہوئی تعمیر سیری خاک سے
کھینچی ہو آنس پری روکی اگر مجھکو شبیہ
خاک ہون لین کھینچو تصویر سیری خاک سے
خوب مجھکو دیکھتا تھا یہ مرجانیکے بعد
کب ہو سبزہ سر نہ تخمیر سیری خاک سے

ہون وہ دیوانہ کہ ہو بیٹھے مزاج کوئی گم
ہو مرا اگر اے فلک تعمیر سیری خاک سے
جلتے ہین حاسد ہزارون شان ہے مجھکو
ہو مصور زرد کی تصویر سیری خاک سے
وہ نہ آئیگا عبث شل گیا ہے خار دار
چشم دشمن کو ملی تعزیر سیری خاک سے
ہے یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیرین ادا

کی رواں اشکوں نے جوئے شیر میری خاک سے
آئی آندھی بھی مگر پہونچی نہ کوئے یار تک
خاک اب آئینگی ہو تدبیر میری خاک سے

مجھکو پابوسی کی حسرت خاک پر رکھتا ہی کوت
ہوگئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سے
کیون غبار ناسخ مین رہتا اندنوں اہل خلق

تم ترے نزدیک ہی تو قیر میری خاک سے
زور سے اغیار رونے اسقدر گل ہوگئی
کچھ ازل سے کم نہیں تقدیر میری خاک سے

جب یہ غزل ملکہ نے سنی ابھی عاشق ہوئی ہی چوٹ کھائے ہوئے وصل سے نا امید دل مین سوزش تھی گل خیرہ دل پریشان آشنہ رخسار حیران آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خوب روئی شاخسار نے دوپٹے سے آنسو پاک کیے کہا ہوا کسنے تو ابر کو منفعل کردیا کیون کیا کیفیت ہی اسقدر کیون بیقرار ہو آج مین نے جو حال تمھارا دیکھا کبھی ایسا مکدر نہ پایا تھا رات بھر اسی حال سے گذری جب ڈومنی نے غزل گائی سوسن زرین پوش کی طبیعت بھرآئی خوب بلک بلک کے روئی ہر چند شاخسار نے پوچھا سوسن نے کچھ نہ بیان کیا صبح کو روتی ہوئی اٹھی کہا لو ہم رخصت ہوتے ہین شاخسار نے کہا جواتم تو رات بھر ایسا مکدر رہین کہ لطف صحبت کچھ نہ اٹھایا لو کھانا کھالو تو جاؤ سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا چپکے سے پوچھا کیون بوا اس مکان مین کون قید ہی شاخسار نے کہا گنہگاران سلطانی قابل قتل کے ہین روز انکے واسطے حکم آتا ہی کہ جسطرح بنے انکو ہلاک کرو سوسن نے پوچھا انکی خطا کیا ہی شاخسار نے کہا ان سب نے طلسم توڑنے کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے بادشاہ کو انسے بڑا ملال ہی یہ اب بھی سرکشی کرتے ہین سوسن نے کہا بہت لوگ قید ہین شاخسار نے کہا بوا وہ لوگ قید ہین جنکا دنیا مین مثل نہین بادشاہان جلیل جنکے نام سے ملک آباد ہین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین ایرج و نور الدہر نبیرہ صاحبقران اس مکان مین شہنشاہ عالیجاہ زرین پوش کا بیٹا شاہزادہ سکندر جسنے زمین ہلادی بڑی مشکل مین گرفتار ہوا علاوہ ازین مشکل یہ پڑی کہ بادشاہ کو بڑے ملال پہونچے بہت سے ملک فتح ہوگئے لاکھون آدمی قتل ہوگئے خود بادشاہ کو تکلیف ہوئی اس سکندر کے ساتھ وہ زبردست ساحر تھے کہ اگر خود بادشاہ طلسم نہ ہوتے ہزار ساحر انکو نہ گرفتار کرسکتے ملکہ نسیم آتشخوار شاہین بلند پرواز ملکہ گلشن سحر طراز اور کئی ہزار جادوگر نیان نسیم کا سحر کہ جب جھونکا ہوا کا چلا ہزارونکے منھ جل گئے بادشاہ خود فرماتے تھے کہ اگر ہم صاحب نیرنگ و شعبدہ نہوتے تو کبھی یہ گرفتار نہوتے اسپر بھی نسیم نے اپنی ہوا باندھی مگر مرحلے پر جاکے پکڑی گئی سوسن گوہر پوش چپ ہورہی شاخسار نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بوا جب سے تم بیہوش ہوکے گرین اسوقت سے تمھاری طبیعت نہ درست ہوئی شب بھر اسی حال پر ملال مین رہین مین تمھاری دوست ہون مجھسے تو مفصل کہو سوسن نے کچھ بیان نہ کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ سر مین خلل ہی دیکھو بیٹھا اچھیکا ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی شاخسار خاموش ہورہی سوسن گوہر پوش طاؤس پر سوار ہوئی اپنا تیار کیا اپنی کنیزون کو ساتھ لیا جب بلند ہوئی تو سکندر کو دیکھا اک مرد بزرگ کے پہلو مین بیٹھا ہوا ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اور یہ اشعار اسکی زبان پر جاری ہین نظم مخفی

بر در کعبہ نا بہ کی قفل کلید سامی را
غنب بہ شب بیاد تو مردمک تو بدہ ام
چون زگرہ نگشت تخت بخت گرہ کشاے
نالہ بہار گمشد از پے نالۂ دگر
سایۂ چتر نشان بود بال و پر ہماے را
چہرۂ اشک لالہ گون سیدہ ام ز دل خبر

گرم رو محبتے در رہ وادی طلب
غوطہ مجنون دل دہد اشک گہر نماے را
نقش کنند زاشک برد تخم ضیاے
نالہ کنند دلیل رہ زمزمۂ درای را
بر سر دار عاشقی جان بجسم تو یافت دل
خستہ تجلی دیدہ ام جان جہان نماے را

چند کنی نقاب رخ طرۂ مشک سای را
مرہم خار و خس نہد آبلہ ہاے پاے را
در تن نازہ ام شکست ناخن سعی ام ہنوز
شیوہ بمہر ذی بود مردم کدخداے را
نیست عجب اگر شود بندۂ عشق کامران
رہ بدلم نیافت کس لذت پا نہاے را
زمرہ مجنم گشت فزون زبند غم

کنج قفس چمن بود مرغ چمن سرائے را	مخفی اگر نماز بے در رہ عشق ہان بیا	از سر صدق سجدہ کن آن بت دلربائے را

وہ مرد بزرگ ہر مرتبہ شاہزادے کو سمجھاتا ہی کہ ای فرزند صبر کرو وہ معبود خداوند تجر نے کیا چاہا ہی جیسی عیش کی سرسبز ہوگی غنچہ آرزو کھلے گا گل مراد دیگا ایکدن قید سے رہائی پاؤگے ای فرزند اگر قضا لیکر آئی ہی مجبور و لاچار ہین مگر اولاد حمزہ مین تہلکہ پڑا ہی جو شہر آباد ہی زمین پر اور جتنی ملک اسلام آباد ہوگئے یہ بھی اکثر سنا کہ خود حمزہ صاحبقران آکے طلسم کو فتح کرینگے جب صاحبقران صاحب مروت ہین غربا کے کفیل ہین وہ ہمارا قید رہنا گوارہ نکرینگے شاہزادہ کہتا ہی ای والد نامدار اگر کسی کا احسان ہوا افسوس کی بات ہی اس زندگی سے موت بہتر ہی کاش کہ تڑپ تڑپ کے مرجائین مگر کسی کا احسان نہو بابا نے کہا بیٹا یہ تو ممکن ہی کہ احسان سے بچین کسی طرح قید سے چھوٹین شاہزادے نے کہا ہم تو گوارہ کرینگے اسنے امتحان ہوگا اگر ہم غالب آئے انکو لشکر کا بادشاہ کرینگے اگر وہ غالب آجائینگے تو اطاعت مین کیا عذر ہی مذہب کا البتہ جھگڑا پڑیگا مین کبھی خداوند تجر کا مذہب نچھوڑونگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے خداوند تجر کے باطل ہونے کے دلائل خوب خوب بیان کیے دل نے قبول کر لیے مگر مذہب اسپاہ گری سے خلاف ہی جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا برا ہی تو ہمارا مذہب ہی اسمین بھی ایک مطلب ہی لاکھون آدمی خداوند تجر کے پرستار ہین کیونکر ہم کہین کہ خداوند بیکار ہین بہار مین کیسے سرسبز و شاداب رہتے ہین اسوجہ سے انکو خداوند کہتے ہین قدرت نمائی ظاہر ہی کبھی کھیل آئے کبھی پھول لگے غنچے کیا بہار دکھاتے ہین پھول اپنا رنگ جماتے ہین نرگس شہلا آنکھین کھولتی ہی سوسن گویا منہ سے بولتی ہی ایک ایک قدرت تجر سے ظاہر ہی راز و نیاز سے خوب ماہر ہی باپ بیٹے مین باتین ہو رہی ہین سوسن گوہر پوش نے طاؤس اپنا ٹھیر جمال جہان آرا کو دیکھا کی دل سے باتین کر رہی ہین کہ کیا حسن و جمال ہی معشوق خوشخصال ہی اسکی باتون سے مزا ملتا ہی گل رخسار دیکھنے سے غنچہ آرزو کھلتا ہی سکندر نے نگاہ اٹھا کے جو دیکھا اسی معشوق پر چہرہ پر نگاہ پڑی شاہزادہ بے اختیار پکار اٹھا شعر ای چہرہ زیبائے تو رشک بتان آزری ٭ ہر چند وصف می کنم در حسن زان زیباتری ٭ سوسن گوہر پوش سے بھی ضبط نہو سکا پکار اٹھی

نظم

گل و سنبل سے بان خار و خس کو یار بہتر ہی
یہی آوارگی ہی زور مہر و محبت سے
بہم ہیو نچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہی
صباحت سے ہی شکل صبح نور روئے پیشانی
لب شیرین کے بوسے لینے مین تکرار بہتر ہی
بہار نخل الیسی نہین کوئی چمن رکھتا
جہان کے تند رستون سے ترا بیمار بہتر ہی
چلیگا کبک کیا سو چلی کریگا کیا سخن سازی
وہ قامت سرو سے تو گل سے وہ رخسار بہتر ہی
سوال بوسہ پہ سکر و بت کہتا ہی امی آتش

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
علاقہ اس سے ممکن ہو تو بہ سرکار بہتر ہی
کہا کرتے ہین عاشق لوگ اگر پیارے سے ہو
ہلال عید سے وہ ابروئے خمدار بہتر ہی
نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم سمجھاتی ہین
خدا الجھنے نہ دے زلفون مین دل تو یہ گلزار بہتر ہی
رہے جاتے ہین عاشق دیکھ کر ان کیا قہر کرتے ہو
تری گفتار بہتر ہی تری رفتار بہتر ہی
کہاں نظارہ روزن سایہ پردہ جب باقی
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہی

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہی
نظر کیجیے تو قصر یار کی دیوار بہتر ہی
اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہی
سنا ہی شاعر دلبسے بغیر قند مکرر بھی
ملے گر تو کے سے جسنی دولت دیدار بہتر ہی
اسیر عشق کو ہی فوق آزادان عالم پر
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہی
بہار باغ ہی نظارہ محبوب دکھلاتا
تمہارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہی
اسطرح آپسمین کہتے اور اشارے

ہوئے سوسن کو جاتے تو جی نہ چاہتا تھا جب اسنے دیکھا کہ شاخسار انتظام کرنی پھرتی ہی صبح کا وقت ہی قیدیونکا شمار کر رہی ہی ایک ایک کو دیکھتی پھرتی ہی سب کے نام لکھ رہی ہی پکار پکار کے ایک ایک کا نام لیتی ہی اپنی فرد سے

مقابلہ کر رہی ہی سوسن کے خیال میں ایسا نہو مجھکو دیدہ شہزادے پر ظلم کرے طاوس آراستہ نگین بھی شاہان نور افشان کی رشتہ دار ہی اداس پریشان شکل آئینہ حیران اپنے باغ میں آئی عندلیبان خوشنوا کی شورش ہوری ہی کر پہلوے گل میں بیٹھے ہیں مگر بقرار نالان کر رہے ہیں کبھی اڑتے ہیں گرد نخل گل پھرتے ہیں پھر پہلوے گل میں آکے بیٹھتے ہیں نظارۂ روے گل کرتے ہیں اس تماشے کو دیکھکے سوسن دل کو بہلاتی ہی مگر دل میں بیتابی ہی اب دو کلمے داستان جواہر خنجر زن عیار سکندر کے بیان ہوتے ہین ذکر کر چکا ہون کہ جب شہزادہ گرفتار ہوا یہ عیار تڑپ تڑپ کے نکل گیا کئی دن مارا مارا پھرا قریب ایک دیر کے پہونچا اس دیر کا افسر سنگبار جادو تھا برہمن بنکے اس سے بڑی دوستی پیدا کی ایک دن بیٹھا ہوا سنگبار سے باتین کر رہا تھا کہ چند پنڈت آئے سنگبار نے انکو جگہ دی حکم ہوا کہ انکو سیدھا دو کھانے کے جب وہ بیٹھے سنگبار نے انکو بلوایا اپنے پاس بٹھایا پوچھا کہان سے آئے ہو انھون نے کہا ہم طلسم نور افشان میں گئے تھے شاہون نے ہمکو کئی دن مہمان رکھا ہر چند کہ شاہان خود پسند ہین مگر مذہب کے بہت پابند ہین ایک جادوگرنی شاخسار جادو سرداران شاہی میں سے ہی فقیر جاتے ہین اسنے بھی مہمان کیا جہان اسکے رہنے کا مقام تھا وہان لگی ہوئی باغ ویران بہت وسیع مکان ہی صدہا مکان ہین ہر مکان میں قیدیون کا جمگھٹ بڑے بڑے بادشاہ لوگ قید ہین جواہر خنجر زن کہ برہمن بنا بیٹھا ہی گھبرا کے پوچھا کیون دیوتا ایک شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فرزند شہنشاہ زرین بخت بہت کمسن مگر حسن و جمال میں لاثانی حقیقت میں یوسف ثانی ہی کچھ یہ بھی سنا کہ وہ کیا کرتے ہین ان فقیرون نے کہا بابا وہ بھی قید ہین مگر شاخسار کو منظور ہی کہ ان سب پر ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مرجائین شاہون کا بھی یہی حکم ہی کہ شاخسار نے سب کے جلانے کے لیے ایک جلسہ کیا سوسن گوہر پوش انکی منہ بولی بہن آئے گھر میں مہمان آئی رنگ رخسار سے اسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہتاب ان کے ٹکڑے ہین یا ستارے چمک رہے ہین طریقے سے معلوم ہوا کہ سوسن گوہر پوش پر سکندر زرین پوش زرین علم مائل ہو سوسن گوہر پوش بھی ضرور مائل ہوئی مگر بہت مشکل ہی شاخسار کی نگہبانی نے شہرے ہین کوئی کیا کر سکتا ہی یہ ذکر جو ہم نے سنا گھبرا گیا یہ بھی دریافت کر چکا کہ جانیوالا باغ ویران تک جا سکتا ہی خاموش ہو رہا ہی مگر دل اسکا دھڑک رہا ہی کہتا ہی اے جواہر طلسمات کے عجائب و غرائب کا سا سنا ہی دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دن کو تو جب ہو رہا رات کو اسنے سنگبار کو بیہوش کیا اسکو تو ایک کونے میں ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگا کے سنگبار کی صورت بنا صبح کو دیر میں آکے بیٹھا چالیس جادوگر یہان رہتے ہین سبکو بلایا کہا بھائیو ہم نے تو ایک پوجا شروع کیا ہی چالیس دن سحر زبان سے نہین نکال سکتا ایک لفظ اگر سحر کا کسی دن زبان سے نکالا تو دیوانہ ہو جاؤن میرا دل یہ چاہتا ہی کہ شاہون کی ملاقات کو جاؤن آجکل ایسا بڑا انقلاب ہی ہر جانب سے لوگ قصد کرتے ہین کہ طلسم کو شکست کرین اپنا بندوبست کرین مگر شاہ جب گرفتار کر لائے یہان آنا بھی ہوتا ہی مگر دل انکی مشقت پر روتا ہی آجکل خدمت میں جا کر خیر خواہی جتا مین آنکھے سے سیل کرکے دشمنون کو گرفتار کرین ہمارا بھی نام ہو مالک کا کام ہو دس جادوگرون نے کہا ہم تو ہمراہ کئی مرتبہ جا چکے ہین ہم آپکو لیچلینگے آپ کیون سحر کرین اپنے پوجے مین خلل نہ ڈالیے جواہر خنجر زن تخت پر سوار ہوا دس جادوگر گرد آ کے بیٹھ گئے تخت اڑاتے ہوے چلے یہ سنگبار جادو ملکہ سوسن نے ماتحت کام کرتا ہی اپنے قرابت کا خراج اس ملکہ سوسن گوہر پوش نے پہونچاتا ہی ملکہ بہت مانتے ان

کے ساتھ بخدمت شاہان طلسم روانہ کردیتی ہین اس سال کا ابھی خراج نہین پہونچا تخت اُترتا ہوا عین باغ پر آکے چمکا کنیزون نے جو دیکھا عرض کی حضور کا حکم تھا کہ سنگبار کو بلواؤ ہم خراج کا حساب کرینگے دیکھیے وہ خود تشریف لاتے ہین شاید خدمت مین شاہان طلسم کی جاتے ہین اس زمانے مین جملہ ملازم اپنی خیر خواہی دکھاتے ہین خدمت مین شاہ کی جاتے ہین کہ شاید کسی طرح کا حکم ملے ملکہ نے کہا بلالو کنیزین سحر کرکے اڑین جا کر پایتخت سے لپٹ گئین عرض کی اے سنگبار رکیے بیوفا ہو ملکہ کو منظور ہے تمسے ملاقات کرین تمھین یاد فرماتی ہین جلد چلو جواہر اپنے دل مین سوچا چلو دیکھین یہ کون صاحب ہین اگر مرتبے مین سنگبار سے زیادہ ہون انھین کی شکل پر جا مین شاید خانۂ زندان بار پائین یہ سوچکر کہا چلو صاحبو ملکہ سوسن یاد فرماتی ہین ساحرون نے تخت زمین پر اُتارا جواہر سامنے ملکہ کے آیا صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے پوچھا انکا کیا نام ہے ساحرون نے کہا ملکہ سوسن گوہر پوش انھین کا لقب ہے اتنی بڑی معتبر ہے کہ لاکھون روپے کا کارخانہ انکے سپرد ہے بادشاہون سے قرابت بھی رکھتی ہین اپنے دل مین جواہر سوچا بن پڑے تو انکی شکل بنکے چلون یہ کہکے سامنے آیا ملکہ کو جھک کے سلام کیا ملکہ نے کہا اے سنگبار تمکو تو آج بہت عرصے کے بعد آنیکا اتفاق ہوا عرض کی یوجہ جلیات مین تھا آپ جانتی ہین دیر کا منتظم ہون غربا فقرا آکے فروکش ہوتے ہین انکا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے ایسے مقام پر سیدھا ہے کہ مسافر و غریب آرام لیتا ہے ملکہ جو پریشان ہو رہی تھین سنگبار کو بٹھایا یاد مین سکندر کی دل گھبرا رہا ہے کہا سنگبار بیٹھو مین آتی ہون ٹہلتی ہوئی بارہ دری مین آئین دل جو بھر آیا بے اختیار رو دی آنکھون سے آنسو جاری پلنگ پر بیٹھی یہ اشعار پڑھ رہی ہے

نظم

اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
کردیا خانۂ اغیار ہوسناک خراب
خط نرسائی یہ اعجاز رقم دیتے ہین
دم نہ لے اے اثر آہ کہ معلوم ہوا
چارہ گر کیون یہ مجھے رنج بہم دیتے ہین
لذت جور کشی نے مجھے شرمندہ کیا
اسلیے غیر کو وہ اپنی قسم دیتے ہین
خون بہا قاتل بیدرد سے مانگا کسنے
حسرتون سے بس دیوار صنم دیتے ہین

درمیان آتا ہے ترے منھ مین زبان لینے کا
داد رونے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین
سبز ہو پشت لب یار وہ لاتے ہین یاد
جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین دم دیتے ہین
کیا پڑی رہتی ہے اے پردہ نشین تو بیمار
طعنے کیا کیا اسے ارباب ستم دیتے ہین
اہل بازار محبت کا بھی کیا سودا ہے
کیر فرشتے مجھے بان داغ درم دیتے ہین

لاش پر آنے کی تہمت شب غم دیتے ہین
جی ہی ہم اے شوخ پئے سیر عدم دیتے ہین
مرگئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو بھلا
گھولکر شہد مین دشمن مجھے سم دیتے ہین
کیا دوا سے ہو تری رنجش ہر دم کا علاج
بد دعائین ترے چلون کو جو ہم دیتے ہین
مدعا ہے کہ یہ غیرت سے مین ہم کہا جاؤن
عشرت عمر ابد قیمت غم دیتے ہین
کعبہ کا دھیان نہو حضرت مومن کو کہ بتان

سنگبار یعنے جواہر ٹہلتا ہوا قریب پردے کے آیا آہ آہ کی آواز کان مین آئی گھبراگیا پردہ اُٹھاکے اندر آیا دیکھا تو اُس گل رخسار کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے چہرہ زرد ہو تو نیزہ سر زانو مین دیکھ گل رخسار پر گرد آنکھین سوجی ہوئی ہچکی لگی ہوئی ہین جواہر دوڑکے ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپکو کس حال مین پاتا ہون براے سامری جمشید دل کا حال بیان فرمایے مجھسے نہ چھپائیے مین جان اور دل سے پیروی کرونگا آپکا تردد دفع کردونگا ذراسی تو ہاؤن سن بھی چکا ہون اس لطف سے کہا کہ ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے خیر خواہ دولت مین عجب مصیبت مین ہون بی شاخسار نے مجھکو دعوت مین بلایا سراسر عداوت کی مین اس شاہزادۂ والا قدر آسمان جرأت کے بدر یعنے سکندر زرین پوش زرین علم کو اس مصیبت مین مبتلا دیکھ آئی ہون کہ کلیجہ منھ کو آگیا اے سنگبار مین اور کچھ نہین چاہتی یہ مجھکو ہوس نہین کہ میرے پہلو مین بیٹھین

صرف وہ اس بلا سے چھٹی ہیں ایسے رئیس جلیل کا مبتلا بہ بلا ہونا آٹھ پہر قید خانہ میں رونا شناخسار نری ظالم ہے کبھی نہ دانہ بیوفا ہی ہے کبھی نہیں ہو سکتا ہے تو ان میں معین تشنج ذی ہے اور وہ شیر بیشۂ جرأت کیا گھبراتا ہوگا سوکھ کر کانٹا ہو گیا آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی ہر امر کی تکلیف اپنے گھر کے بادشاہ کبھی یہ مصیبت کاہیکو اٹھائی ہوگی بہ راحت پرورش پائی ہوگی امتحان کرنے کو جواہر نے کہا یہ تو آپنے بڑا غضب کیا دل کو سمجھائیے اسکی جانب سے دل کو ہٹائیے بادشاہ کے دشمن راہ طلسم کے رہزن ساحر طلسم آپکا دشمن ہو جائیگا ملکہ نے آہ کی کہا اے سنگبار تم مجھکو کیا سمجھاتے ہو ہر طرح دل کو سمجھایا نہیں مانتا

نظم

کس تو نے پر اُمید وصل اب
پھر کہو گے تم میں ہرجائی نہیں
گر نہیں ملتے ملو گے اور سے
عرض عاشق کی پذیرائی نہیں
جانتا قاتل کو ہوں روز جزا
اُس صنم کو لاف یکتائی نہیں

اے مسیح نادان یہ دانائی نہیں
طاقت صبر و شکیبائی نہیں
دیکھ مضطر کیوں نہ پھیرے دشمن بکار
کیوں مجھے کیا پاس رسوائی نہیں
درد دل تو سن لے ظالم ایکبار
چاہ کی اب تک سزا پائی نہیں

دل کو سمجھاؤں میں سودائی نہیں
دعوی حسن جہاں سوز اسقدر
یار ہے وہ کچھ خدائی نہیں
ہے دعا بھی بے اثر گویا کہیں
گو دماغ چارہ فرمائی نہیں
ترک مذہب کیوں کروں مومن میں ہوں

جواہر نے کہا اے ملکہ عالم پردہ کرتے ہیں خوب سمجھے کہ دل آپکا آپکے قابو میں نہیں ہے ولولۂ جنون ہے کلیجہ غم سے خون ہے مجھکو ساتھ لیکر اس بزم میں چلیے سبکو بیہوش کریں سکندر و سلطان زرین پوش کو لیکر نکل آئیں آنکھ ہاتھ سے طلسم کشائی کریں اگر سامری و جمشید نے چاہا اور اُس شیر نے لوح پائی سحر العجائب و مصر الغرائب کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا اب مفصل عرض کرتا ہوں یہ کہکے جواہر خوب رویا ہچکی لگ گئی ملکہ نے گھبرا کے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بھتیا تمنے تو میرے بھی رونے کو مات کیا قسم سامری و جمشید کا جو کہنا ہو کہو تم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم کہو گے وہ کرونگی کنیزوں نے بہت بہت پوچھا خود شناخسار نے سبب کہ کی وہ بھی تجھسے محبت دل رکھتی ہے مگر ایسے سحر بیان ہو کہ تجھے اصل حال پوچھ لیا میں نے ابھی تک کسی سے اپنا راز دل نہیں کہا تھا تمھارے باتوں سے دل کو تسکین ہوتی ہے تم بھی اب کوئی بات مجھسے نہ چھپاؤ جواہر نے کہا میں نالائق اپنی جان کے لالچ میں ساتھ سے نکل آیا افسوس وہ شیر قید میں ہوا میں نے اختیار میں لکھا تا کہاؤں پائی ہوں کاش کہ موت آجائے اُسکو زیست سے بہتر جانوں میں آس شہریار کا عیار ہوں یک ساتھ پیدا ہوے ساتھ کھیلکر بڑے ہوے جو سانحے اُسپر گذرے اسکے سہل و مشکل میں معین و مددگار رہے ہیں اُس سے جدا ہو کے نکل آیا دیر میں جاکے سنگبار کو بیہوش کر دیا اسکی شکل بنکے چلا تھا راہ میں آپ سے ملاقات ہوئی خدا و مدبر نے اور آسانی کی اب یہ لطف ہو جینگے یہ کہکے رنگ و روغن چھڑا یا صورت اصلی دکھائی ملکہ نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار نہایت چست و چالاک عیار ہے ملکہ دیکھتے ہی گھبرا گئی کہا اے جواہر تم سنگبار بنکے میرے ساتھ چلو میں ایک رقعہ لکھکر پہلے روانہ کرتی ہوں کہ اے شناخسار اس شب کو ہماری طبیعت بے لطف تھی زلفن کا گانا اچھی طرح نہیں سنا اب خیال آیا اُس شب کو اپنی دعوت میں رہی جواہر نے کہا بہت مناسب ہے ملکہ نے یہی مضمون لکھا آخر میں یہ ذکر تھا کہ کل شام کو ہم آئینگے شب کو تمھارے ساتھ دعوت میں رہینگے گانا سنینگے صبح ہوتے چلے آئینگے ملکہ نے اپنی مہر کی جواہر بھیس بصورت سنگبار بنا یہ بھی ملکہ نے لکھدیا ہے کہ سنگبار ساحر خراج گذار بھی ساتھ آئیگا زلفن کا ذکر سنکے وہ بھی مشتاق ہوا ہے کنیز رقعہ لیکر روانہ ہوگئی اور شناخسار کو دیا شناخسار پڑھتے ہی نہال ہوگئی جواب میں لکھا ہمیں تمھاری سرفرازی ضرور تشریف لائیں

وہی سامان مہیا کرونگی زلفین کو ضرور بلواؤنگی رقعے کا جواب آگیا اب ملکہ ہر وقت جواہر کے ساتھ ہین مگر کہتی ہین کیون جواہر وہ جو ساحرہ مدت سے شاہزادے پر عاشق ہے ملکہ نسیم آتشخو اسکا نام ہے اور شاہین گلوشن اُسکے مان باپ ہین مین نے زبانی شاخسار کی سنا ہے کہ نسیم بڑی ساحرۂ زبردست ہے آتشے سحر کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا وہ مجھے ساتھ رشک نہ کرے جواہر نے کہا کیا مجال شاہزادہ نہایت عقیل و فہیم ہے کسی کا مرتبہ کم و زیادہ نہ کریگا بلکہ اب تمھاری ذات سے بڑا احسان ہوتا ہے کہ رہائی کی تدبیر ہو رہی ہے ان تینون صاحبون کو قید سے چھڑا لیجے اپنے ساتھ یہان لائیے نورالطلسم کشائی کی تدبیر ہو تم چار ساحر نامی گرامی شاہزادہ صاحب اقبال جری ہے بہادر ہے صف شکن ہے یہ حقیر بعہدۂ شاطری حاضر رہیگا بحکم خداوند شجر کوئی بات نہ رہجائیگی فورا لوح ملیگی یہ بھی مین سن چکا ہون اسی سنگبار کی زبانی کہ ایک مرحلہ ہے کہ اُسکو مرحلۂ کوہ سنگ کہتے ہین وہان بڑے بڑے ساحر رہتے ہین اگر وہ مقام فتح ہوا اور بت خود سر اطاعت کرے لوح کے ملنے کی تدبیر ہوگی ملکہ نے سب باتونکو جواہر کی قبول کیا یہ بھی فرمایا کہ تمھاری رائے پر سب کام ہونگے دوسرے دن چار گھڑی دن رہے ایک تخت کلان تیار کیا اسیر جواہر کو بصورت سنگبار سوار کر لیا چند کنیزین کہ جو خیر خواہ تھین اُنکو ساتھ لیا ابر سوسنی آراستہ ہوا اس کر و فر سے چلین یہان شاخسار نے سب اسیطرح سامان دعوت مہیا کیا انتظار کر رہی ہے کہتی ہے صاحبو مجھے بہن سوسن کو میرے ساتھ دل سے محبت ہے خود اپنی طرف سے کہلا بھیجا اپنا گھر جانا چاہیے آئینگی یقین ہے اب آتی ہونگی انتظار مین گھل رہی ہے سکندر نے جو ذکر سنا کہ آج وہی ساحرہ پھر آئیگی شاخسار نے پھر دعوت کی ہے اپنے کمرے سے نکل کے زیر نخل کھڑے ہین آسمان کو دیکھ رہے ہین اپنے باپ سے فرما رہے ہین آج پھر سامان دعوت ہے اپنے قصر سے نسیم آتشخو شاہزادے کو دیکھ رہی ہے شاہین گلوشن دیکھ رہے ہین کہ عاشق و معشوق مین لگاوٹ ہو رہی ہے اشارون مین باتین محبت کی ہوتی ہین نسیم ہاتھ اٹھا کے مزاج پوچھتی ہے سکندر حرف سحر کے اشارہ کرتے ہین کبھی بحسرت آنکھون سے آنسو ٹپکے ٹھنڈی سانسین کھینچین کبھی نسیم نے اشارے مین پوچھا دو چار دن سے آپکو بہت بیقرار پاتی ہون شاہزادے نے اشارون مین یہ اشعار جگر افگار ملکہ عالم کو سنائے

نظم

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
شب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا
شمشیر بے نیام ہے بے پردہ حضور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین رہی
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا
کس تیغ کی نگاہ کو زینت ہوئی پسند
دیوانہ بنکے کام کیا ذی شعور کا
چمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہو

سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
کیا شکوہ آنکی زلف رسا کے قصور کا
دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے
کھینچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا
تیرونکو عاشقونکی نہ کھد واستخوان کا
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

دکھلائے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
منھ کو چھپائیے نہ مرے قتل کے لیے
عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کی بلور کا
لپٹا مین دوڑ کر جو پری رو نظر پڑا
بیدر دیون عمل نہین کشف قبور کا

عاشق معشوق سے اشارون مین یہ باتین ہو رہی ہین کہ ابر سوسنی چمکا سب دیکھنے لگے شاخسار واسطے استقبال کے چلی سکندر بھی سامنے آکے کھڑے ہوے اک نخل کے سائے مین ٹھہرے ابر کو تو پہچان گئے سمجھے کہ وہی ظالم آتی ہے خبر بھی سن چکے ہین ابر پھٹا ملکہ سوسن گوہر پوش بصد ناز و ادا طاؤس زرین بال پر سوار تخت پر سنگبار و کنیزان ماہ رخسار طائر زمزمہ سرائی

گرتے ہوے ابر ایک طرف قایم ہوا ملکہ آرین پہلے سوسن نے طرف شاہزادے کے دیکھا مسکرائین سفیدی دندان کی
برق چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا شاہزادے نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اشارون مین کچھ باتین ہوئین
کہ سوسن گوہر پوش قریب چبوترے کے پہونچی شاخسار نے سلام کرکے ہاتھ تھام لیا کہا مین تو نے مجھکو
سرفراز کیا آسدن مزاج کیسا تھا آج بھی کچھ مکدر ہاتی ہون ملکہ نے کہا انسان کی کیا حقیقت ہی دنیا مقام
عبرت ہی بوا دم بھر مین مزاج بگڑ جاتا ہی اصل امر تو یہ ہی کہ نظم

اشک غماز بھی کیا آنکھون مین گھر کرتا ہے
نالہ غیرت بلبل سے بھڑک اٹھی ہی آگ
کب خیال اپنا ترے دل مین گذر کرتا ہی
ہی تری جلوے تو ہر ایک کے دل مین کیونکر
ترک آئینہ گری آئنہ گر کرتا ہے
اشک شادی نے دم وصل جلایا کہ مجھے
پھیر کر قبلے سے منہ جانب در کرتا ہی

ذکر مجھے برائی ہی سے شاید میرا
گل مری قبر پہ کیا کاہے شرر کرتا ہی
میرے زرد آہون سے تحصد رگ ہو جو
دیکھیے حال مرا سب کو اثر کرتا ہی
کیا رولاتی ہی مجھے فکر خیال دشمن
منع نظارہ مراد یدۂ تر کرتا ہے

دیدہ گریان مجھے وہ چشم کو تر کرتا ہی
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہی
سد راہ ایسی نہین غیرت باد اغیار
ہی وہ اکسیر جنہون خاک کو زر کرتا ہی
تیری غفلت سے یہ حالت ہی کہ اب وہ [illegible]
وصل مین جب وہ ادھر کرکے نظر کرتا ہی
محو وعدہ ہی کسی شب کا تو مومن کہ [illegible]

شاخسار نے کہا واری برا نہ مانو تو ایک بات کہون صاف تمھارے کلام
عشق کی بو آتی ہی مین تو تمھاری تابعدار ہون مجھسے تو کہو جیسے کوئی ہوش مین آتا ہی سوسن گوہر پوش
نے اپنے کو سنبھال کے کہا بوا یہ تم کیا واہیات بکتی ہو یہ شعر مجھے یاد تھے مین نے پڑھدیے عشق و عاشقی کیا چیز ہی
میری بلا پوش جانے در گور ہو ہو خدا نکرے کہ میرے پڑوس مین بھی یہ موذی عشق آئے دیوان الماری پر رکھا
تھا مین نے اٹھا کر غزل پڑھی حافظہ تو میرا ٹھیک ہی وہ یاد رہ گئی اب مین کبھی غزل بھی نہ دیکھونگی اسوقت
ہوشیار کردیا تم تو اپنی بہن ہو تمسے کیا شرم کوئی غیر ہوتا تو مجھکو رسوا کرتا شاخسار ہنسنے لگی لا کے ملکہ کو مسند پر
بٹھایا زلفن آکر بیٹھی خوب خوب گائی شاخسار نے بڑی تعریف کی کہ جادو ہی اس کے گلے مین ملکہ سوسن نے کہا کہ مرے
گانے کی تعریف کیجیے بی زلفن کا گانا بھلا دونگا سوسن نے کہا بوا شاخسار تمنے گانا سنا زلفن قوم کی ڈومنی
ہی اسکا پیشہ ہی ہر وقت یہی کام رہتا ہی ہمارے بھائی سنگبار جادو نے اپنا ہزار ہا روپیہ خرچ کیا ذرا انکو تو کہا
سنو سنگبار نے کہا حضور یہ ذکر نہ کیجیے مین اپنی صحبت مین گاتا ہون یہ پیشہ ور ہی صاحب ہنر ہی مین اسکے
سامنے نہ گاؤنگا علاوہ ازین گانا خاص عورت کے واسطے ہی ہم کیا گائین کیا بتائین ابتو محفل مین آکر پھنس گیا
شاخسار نے کہا بھیا سنگبار یہ تو تمھاری ہی صحبت ہی اپنا گھر جانو ایک دو چیزین گاؤ سب مشتاق ہین
جب شاخسار نے بہت کہا لاچار ہوے بیچ محفل مین آکے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا صاحبو ہمارا خیال
رکھنا جسوقت جواہر خنجر زن بیچ مین آکے بیٹھا سازندون نے ساز ملائے کنیزین کہ رہی ہین لو حماقت دیکھو
میان سنگبار کیا گائینگے ٹھہرو خلقا ئینگے سننے والے بت بنجائینگے زبان نہ ہلائینگے صاحبو زلفن نے سب کو
پریشان کردیا کس مزے مین گارہی تھی غزل گاکے اسنے دل کو بیقرار کردیا کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے دل پر تاثیر
نہوئی ہو بی شاخسار بیقرار ہوکے روتی تھین جو نام سے عشق کے جلتی ہین شاید کبھی کسی سے آشنائی کی ہو اس
بھونڈی صورت پر کون گرتا ہوگا بڑی سی ناک ننھی ننھی آنکھین معلوم ہوتا ہی اندھی پیدا ہوئی ہین دائی نے
نہرنی سے نشان کردیا سینے پر آبلے ہوے بکنین لٹک رہے ہین قد کو بانس کہون انگلیون کو پھانس کہون ہاتھ
مین مہندی لگائی ہی بوا مجھکو پھبتی سوجھی ہی محمود کے یہان کی شیر مالین ہین ساری کھلی پڑتی ہی بال سر کے کھچڑی

ہین یا نشتر ہین سب اعضا بہتر سے بہتر ہین بوا جب رہیو ن یا اس مقام کو غار عمیق کہون خوش سے تو کوئی آیا نہ ہوگا
کوئی گویا لڑکھڑاتے گر پڑا ہو گا آسیب ہوا دن بھر آئینہ سامنے رہتا ہی کل کہتی تھین کبھی ہمارا بھی زمانہ تھا تو بجائے
بھوندو مقبول کو پھانس کے لائی تھین وہ نگوڑا رات بھر جاگا صبح کو جو سوکے اٹھا تو خون تھوکتا تھا اسی نام سے اکثر
مشہور ال ہوا کنیزین تو ایسی ہین مسخرا پن کر رہی ہین مگر شاہزادہ سکندر رنے جب یہ ہنگامہ سنا اور زلفن نے نخ پیچ
لگا یون شاہزادہ آگھبرا کے زنجیر سنبھالی سلطان زرین پوش نے کہا بیٹا کہان جاتے ہو تمھارے کمرے کے آگے گلی
غار ہین ایسا نہو دشمن گرپڑین بیٹا دو دن بھی خدا نہ کھائیگا اس نوڈ و منی آنی کیا حقیقت ہی حمیدہ طائفہ طلوا کے
انکو سنوا دینگے کبھی خداوند تمہیں بقدر معقول فرمائینگے ہم تم بھی سر سبز ہونگے اب تو ہر بات مین شاخ نکلتی ہی جرح کی
بات کوئی نہین کہتا نخل جو سامنے کھڑے ہین انکین پتے کا پتہ نہین شاخین کٹ افسوس یہی معلوم ہوتی مین
سکندر رنے ٹھنڈی سانس بھری کہا حضور جب قید حیات سے چھوٹینگے تب جنازہ اس قید خانے سے نکلنے کا ہمارے
حال کو نہ دریافت کیجیے اصل مین یہی

نظم

ہمچکس در ہیچ گہ از حال دل آگاہ نیست
زین پریشانی من از گردش گردون مپرس
از دل غم دیدہ حال دل پرخون مپرس
از لیلی ہین واز حال دل مجنون مپرس
روزگاری شد کہ من دردی کش میخانہ ام
در درون خانہ از مردم بیرون مپرس
ہر چہ پیش من بود از قوت طالع بود
مخفیا در بزم من از بادۂ گلگون مپرس

سلطان زرین پوش نے سر کو جھکا لیا کہا اچھا بیٹا دل بہلاؤ مگر باہر نہ جانا ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑو گے یا
شاخسار دیکھو لے حرامزادی بڑبڑاتی ہی کلمات سخت سناتی ہی سکندر رنے کچھ جواب نہ دیا اشتیاق مین نکلنے کے
باہر نکل آئے یہ بھی خیال ہی کہ شاید اس محبوب جانی و یار جاودانی سے چار آنکھین ہو جاوین دیکھا تو آج اسنے
بھی بہ نگاہ محبت نہ دیکھا اشارون سے جواب دیے آنکھون سے حسرت ظاہر تھی لیکن اگر وہ ہم ایسے کمبخت کے
اوپر عاشق بھی ہو تو کیا مل سکتے ہین قیدی کی محبت کیا افسوس فلک نے کیا رنگ دکھائے کس بلا مین آکے
پھنسے دل سے باتین کرتے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوئے کمرے کے باہر آئے ایک نخل پتے تو نہ دارد
شاخین جلی ہین ایک ڈنڈ وکا کھڑا ہوا ہی اسکی بیخ پر ہاتھ رکھکے کھڑے ہوے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگے
دیکھا شاخسار تو بھر رہی ہی سوسن گوہر پوش مشہور مغنی ہی سنگبار سے کہہ رہی ہی بھتیا گاؤ شرماتے کیون
ہو جو کل غزل ہمارے یہان گائی تھی وہی غزل گاؤ بوا شاخسار آؤ بیٹھ جاؤ دیکھو بھتیا ہمارے گاتے ہین
خدا نے آواز بھی ایسی دی ہی گانا پکار زلفن کا گانا سب بھول جائینگے بی زلفن سر قدمو نپر رکھینگی مگر یہ دیر کے
منتظم ہین انکو فرصت نہین ملتی گئی سو خداوند وان ہین سب کے اشنان کرانے کی فکر بھوجن کا ذکر مسافر بہت
آتے ہین جنتون نے گھر بار لیا ہی سو سو دو دو سو کو سیدھا پہونچتا ہی اس اعتقاد سے انتظام کیا ہے
جنگل مین منگل ہو دیر کا اسکو اک ذنگل ہی اس ویرانے مین یہ آبادی انکی نیت کی برکت ہی کسی دن زیارت کو چلو
دیکھو کیا کیفیت ہی شاخسار بھی تعریفین کرنے لگی کہ صاحب مین نے بھی ذکر سنا ہی دیر کا خوب انتظام کیا ہی
اپنے الک کا خوب نام کیا ہی جو مسافر آتے ہین رطب اللسان انکی تعریفین کرتے تھے ہان بھتیا سنگبار ہم
تمھارے قریب آ بیٹھین اب تو ساز نے اچھین ساز کیا بس گانا شروع کرو جو بوا کہتی ہین وہی غزل گاؤ شاخسار
پلٹ پلٹ کے چہار جانب دیکھتی ہی نخل کے نیچے سکندر رکو دیکھکر آواز دی ارے یہ کون کھڑا ہی شامت تو نہین آئی ہی
یہ کہکے کوزہ لیکر اٹھی سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا شاخسار تم تو بڑی ظالم معلوم ہوتی ہو کوئی بندہ سامری
کھڑا ہوگا کلمات سخت کیون کہتی ہو شاخسار رنے کہا بوا یہان قیدیون کا انتظام ہی تمھین چھپ چھپا کے بھاگ جائین

وہ لونڈا خوبصورت کھڑا ہوگا جاکے دو کوڑے مارو گی سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بس ہوا چپ رہو
بیہودہ وہ ہمکو ایک شریف شاہزادی سے ایسی لفظین کہتی ہو یہ باتین تو نہ موقوف ہونگی ہان بھیا سنگبار بس ہمین اب
غزل گاؤ مگر ہمارے سر کی قسم بتانا بھی ضرور اب تو جواہر خنجر زن نے گنگنانا شروع کیا اور یہ غزل خوب گائی غزل

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
کیا جانئے کیا کرتا گر تو بری جا ہوتا
اچھی ہے وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مزا ہوتا
ہے صلح عدو بحث یہی جنگ غلط فہمی
تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا

مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے
ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
تجھے کوسنے یا گالی طعنون کا جواب آخر
جیسا ہے تو آفت ہے مرتا تو بلا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

اس حسن پہ خلوت مین جو حال کہا تھا
کیونکر لب مشتاق سے پیغام ادا ہوتا
اس تنگی حسرت پر کیا جا تھی الفت
لب تک غم غیر آتا گر دل مین بھرا ہوتا
ہوتا تھا وصال اک شب قسمت مین بلا
ہر جائے گر اے مومن موجود خدا ہوتا

ویسا رنگ بندھا شاخسار ایسی مچل کر جو ہر بات مین شاخ لگاتی ہے اسکا بھی جی بخاطر ہلگیا ایسا لطف ملا
کہ جھومنے لگی قریب آن کے جواہر کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین کہا میان سنگبار کیا کہنا اگر تمہارا گانا
سنے پتھر پگھل جائے جواہر نے کہا ملکۂ عالم آپنے یہ کمال سنا ہے اب تو آپ لوگون کے سامنے بیحجاب ہوا سب
کمال اپنا دکھاؤنگا مین نے سنا تھا کہ عمرو عیار نے برسون مین ایک کمال سیکھا ہے یعنے بیڑے لپیٹتے ہوئے
گانے ہاتھ سے بتانے سر سے شراب پلانے کوئی اس سر سے آگاہ نہونے پائے مین نے گھر مین کثرت کی
ایک ہفتے مین اس کمال کو بھی اپنے قبضے مین کیا ذرا اسکو دیکھیے میخانے کی کنجی مجھکو دیجیے سکندر یہ سب
باتین سن رہے ہین جی مین کہتے ہین سنگبار بڑا کامل ہے گانے مین زلفن ذوفنی کو بھگا دیا پاس بیٹھی ہوئی
پوچھ رہی ہے کہ یہ غزل کس دھن مین تھی سنگبار نے ہنسکے کہا اس غزل مین دو راگ تھے آدھا اور دھن مین
نصف مصرع اور خیال مین زلفن وجد کر رہی ہے کہتی ہے استاد مجھے بھی بتانا بتانیگا تو آپنے خاتمہ کر دیا
مین نے برسون مین یہ کمال پایا نانی میری جنگلو روز بتاتی تھین وہ بیٹھنے ہار گئین شکھون سے مارا مگر آجتک
مجھکو نہ آیا میان سنگبار تمنے کمال کیا یہ علم موسیقی خیالی علم ہے ہوا مین گرہ لگانا تمہارا ہی کام ہے جواہر
کہتا جاتا ہے اب دیکھو محفل کا کیا رنگ ہوتا ہے سبکو راضی کرونگا کوئی باقی نہ رہے تم دو جام پینا مگر انجام بخیر
ہو رقص و قدح نہ کرنا سکندر جی مین کہتے ہین کہ سنگبار شل عیار کے باتین کرتا ہے دوڑ کر سلطان زرین پوش
کو بلا لائے کہا بابا جان ذرا سنگبار جادو کی باتین تو سنیے گانے مین تو آسنے جلسہ درہم و برہم کر دیا اب
دیکھیے ساقی گری کرتا ہے آپکو یاد ہو شاپور شیر دل عیار ایرج نوجوان اسیطرح کی باتین کرتا تھا سلطان
نے کہا بیٹا یہان عیار کہان نہین معلوم تمہارے بھائی پر کیا گذری عیار طرار تھا کسی طرف نکل گیا مگر افسوس
ہمارا تمہارا خیال اسکو نہ آیا کہین بیٹھا چین کر رہا ہوگا جہان بیٹھے گا اپنا رنگ جمالیگا سلطان و سکندر
یہ باتین کر رہے ہین کہ اک بجلی گری سبکی آنکھین بند ہو گئین مقام جادو کہ مدت سے ملکہ سوسن پر
عاشق ہے ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا اپنے ابر سے اتر آیا شاخسار نے کہا میان مقام آئیے اپنے جیا اسی مقام پہ
بیٹھون کہ معشوق سے قریب رہون مسند کے قریب آکے بیٹھا ملکہ سوسن کو ناگوار ہوا جواہر سے اشارہ
کیا بھیا سنگبار تمنے تو بڑے جھگڑے پھیلائے جواہر نے جھٹ گھنگرو باندھے پیشواز پہنی شراب کو اٹھا
کیا دل بھر کے بیہوشی ملائی گت ناچنا شروع کی سکندر و سلطان دیکھ رہے ہین سکندر کا یہی قول ہے کہ

بابا جان میری تو عقل یہ کہتی ہی کہ یہ سنگبار نہین ہی یقین کامل ہی کہ میرا عیار ہی اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا کمال کر رہا ہی سلطان نے کہا ای فرزند اقبال نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہی اب نہین معلوم کہ جواہر بیچارہ کہان مارا مارا پھرتا ہوگا وہ یہان کیونکر آتا کون اُسکو یہان لاتا سکندر کہہ رہے ہین آج میرا غنچہ خاطر شگفتہ ہی یقین ہی خداوند نحجر نے اپنا فضل کیا ضرور میرا بھائی آیا میرا دل یہی کہتا ہی کہ میرا بھائی ہی کس قیامت کی عیاری کر رہا ہی باپ بیٹے دیکھ رہے ہین مگر جواہر نے پہلے جام قمقام کو دیا اسوجہ سے وہ بیٹھے ہی ملکہ سوسن سے ہنسی کرنے لگا ایک مرتبہ ران پر ہاتھ رکھدیا ملکہ نے غصے مین ہاتھ جھٹک دیا اور زبان سے بھی کہا ای شخص تو بڑا گستاخ ہی الگ ہو کر بیٹھ قمقام گڑگڑانے لگا جواہر نے جام شراب دیا قمقام نے خوشی خوشی پیا شاخسار سے کہتا ہی کیا خوب جلسا آراستہ کیا ہی اتفاق سے مین بھی آگیا مجھکو آج جلسہ بہت پسند آیا مگر شاخسار نے کچھ جواب نہ دیا شاخسار کو بھی قمقام کا آنا ناگوار ہوا جواہر نے اور کنیزون کو اشارہ کیا صاحب تم لوگ خود شراب پیو مین کس کس کو پلاؤن یہ کہکے دوسرا جام سادہ ملکہ سوسن کو دیا سوسن نے اشارہ کیا جواہر نے پاؤن مین چٹکی لی پکار کر کہا پی جاؤ کچھ مقام تردد نہین ہی ملکہ نے پی لیا اکی مرتبہ جواہر نے پیالے جام مملو از شراب ملکہ شاخسار جادو کو دیا شاخسار نے بھی خوشی خوشی پیا سکندر نے دیکھا کہ چند کنیزین ایک فرابہ اٹھا کر الگ لائین چھلکے پینے لگین جسنے پیا رنگ دگرگون ہوا کوئی ہاتھ اٹھا کے ناچنے لگی کوئی نقلین کرنے لگی کنیزون مین جوتی چلنے لگی ایک نے ایک کی چوٹی پکڑ کے کھینچی ایک نے پاجامہ اُتار کے پھینکدیا ننگی ہو کے چمن مین گری بیہوش ہوگئی سکندر نے باپ کا ہاتھ تھام لیا کہا ملاحظہ فرمایئے دیکھیے کیا ہوا کنیز کس حال سے جاکے بیہوش ہوئی ہی بابا ہمارا بھائی پہونچا یا شاپور شیر دل ہی سلطان نے کہا ای فرزند شاپور تو ایرج کے ساتھ قید ہی ایک مرتبہ تو اُسنے عیاری کی تھی ایرج کو بلوا لیا تھا ہان بلاکے رہا کیا آخر کو قید ہوگئے سکندر نے کہا مین بھول گیا تھا اگر شاپور نہین ہی تو میرا برادر بجان برابر ہی رنگ اُسنے جمالیا یہ ذکر تھا کہ کنیزون مین ہنگامہ ہوا کوئی کنیز چمن مین گری ادکنے ڈالنے لگی کوئی کھڑی تالیان بجا رہی ہی کوئی چٹکیان بجاتی ہی غزلین گا رہی ہے کسی نے ٹھمری شروع کی سب طرف ہنگامہ ہی گر گر کر بیہوش ہو رہی ہین سکندر خوش ہین کہہ رہے ہین ای باپ میرا خیال ٹھیک ہی دیکھیے اب دم بھر مین کھلا جاتا ہی یکایک شاخسار یہ کہکے اُٹھی ہی کہ ملکہ عالم آج تو سنگبار جادو نے بت بنادیا سب خاموش ہین مگر مین نے گت یاد کرلی مین ننگی صحبت مین بیٹھی ہون ایک کسبی کو ایک سارنگی والا سکھلاتا تھا ابتدا مین ایک دو تین پھر آخر مین تکڑا باندھا کتھا جونا پان سو پاری ٹلی کتر دی ٹلی کتر دی مجھے ساری گت یاد ہو گئی ملکہ سوسن نے کہا دیکھین گت ناچنا بہت مشکل ہی ہوا بری گت ہوگی ناچنے مین کیا کیفیت ہوگی مگر شاخسار کو بیہوشی کا جوش ہوشیار بین مدہوش جواہر کے کلام کی جانب گوش سوسن سے کھڑا اُٹھی ہاتھ چمکاتی جاتی ہی زبان سے بھی ایک دو تین کہہ رہی ہی پاؤن نہین قاعدے سے پڑتا پایا جاتا ہی کہ نادان ہی لایق امتحان ہی جب یہ پاؤن بجانے لگی جواہر نے دیکھا یہ گرتی نہین بڑی ابھنک پینے والی ہی ایک جام اور دیا اور کہا کہ ای ملکہ یہ غزل گاؤ

غزل

بھر نہ چھوڑون گو دو کرنے جیب جان تلک
سب کمند ہین ہوائے کوچہ جانان تلک
سینے سے گھبرا کے آخر جان لب پر آ گئی

ہاتھ پہونچا چاہیے اُس شوخ کے داماں تلک
اور اُلفت ہی ہے اب وصل ہی مین ہو وصال
حال پہونچا یان تلک اور تم نہ آئے یان تلک

خاک ہو کر اُڑ کے میری گرد اُڑی دیکھیے
ہم وہ تو جیتا نہ دیکھو آمد ہجران تلک
طالع برگشتہ ای شوق شہادت دیکھنا

مرگ و قاتل بھیر گئے سب خنجر براں تلک	شوق بزم احمد و ذوق شہادت ہے مجھے
جلد مومن لے پہونچ آس ہمدمی قاتل کی	

جب جواہر نے دوسرا جام پلایا اور یہ غزل گانے کو کہا گھبرا کے دوڑی دماغ اٹکیا چیخین مارتی ہی کہتی ہی کہ میان سنگسار کرتے کو پتھر مارا شیشۂ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا غزل یاد کراؤ تو مین گاؤن جواہر نے کہا میرے پاس آؤ جیسے ہی جیبت کے چلی زنگھرا کے منہ کے بھل گری ارے لینا کہکے مقام اٹھایا یہ بھی گرا سب اہل محفل گریہو ہوے نعرہ ہوا تم جواہر خنجر زن عیار پرفن سکندر نے کہا باباجان سنیے اب تو آپکو یقین آیا سکندر نے کہا بھائی جواہر یہ کیا رنگ ہی سوسن گوہر نوش اٹھی آواز دی ای جواہر قتل نہ کرنا اگر ایسا کروگے بہت ہی پچھتاؤگے سکندر نے بھائی صاحب کہکے جو آواز دی جواہر مدت سے بچھڑا ہوا تھا دوڑ کر اپنے آقا سے لپٹ گیا دونون چیخین مار کے رونے لگے سوسن دوڑی ہوئی آئی سکندر کا ہاتھ پکڑ کے کہا آپ یہ کیا کرتے ہین یہ قید خانہ ہی ای جواہر کسی کو ہاتھ نہ لگاؤ بس شاہزادے و سلطان کو لے لو ای جواہر اب عرصہ نکرو ایسا نہو کوئی آجاے نکلنا مشکل ہوگا اگر کسی کو قتل کیا شاید خدانخواستہ ان نگہبانون کو خبر ہو جائے شاہزادے نے کہا قتل بھی کرو اس ظالم کے ہاتھ سے بڑے ملال پہونچے دو دو دن آب و دانہ نہین پہونچایا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسایا جواہر نے تو ملکہ سوسن گستاخ ہوچکی ہین ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا کہا ارے کیون روتا ہی یہ کہکے سوسن نے اشارہ کیا برق چمکائی سکندر و سلطان کی قید کنگری رہا کرتے ہی ان دونون کو تخت پر بٹھا لیا جواہر سے کہا آؤ جواہر بھی اچک کے تخت پر آیا جلدی مین نسیم و گلشن و شاہین کا خیال نرہا یہ تینون قید مین رہے مگر سوسن نے تخت اڑایا جب دو کوس تخت نکل آیا تب سکندر نے کہا بھائی جواہر بڑا غضب ہوا ملکہ نسیم و گلشن و شاہین رہگئے سوسن نے بھی افسوس کیا مگر کہا اب نہین جا سکتی پہر رات باقی تھی کہ اپنے باغ مین پہونچا یا سلطان کے سر پر تاج رکھا سکندر کو لباس فاخرہ پہنایا کنیزون کو بلایا بارہ سو کنیزین موجود ہین سب آکر حاضر ہوئین کنیزون نے جو جمال جہان آراے سکندر کو دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری یکہ تاز میدان بلالت شہسوار عرصۂ شوکت صف شکن تیغ زن حسن مین غنچہ دہن سمین تن جوان بمثال آنکھین دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال سپر جو پشت پر لگائی ہی مثل جرم قمر کے چمک رہی ہی دامن مین پھول پشت دینا ہی حصول تیغہ آبدار زیب کمر جوان رشک قمر صولت شوکت جرأت سخاوت لیاقت ہمت یہ سب آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا جرأت کے رنگ و جنگ جنون سے پیدا بارہ دری روشن ہوگئی صاف ثابت ہی کہ ماہتاب ان اپنے برج مین آیا یا گوہر بے بہا درج مین سب نے جھک کے سلام کیا ملکہ کو جو پہلو مین بیٹھے دیکھا دعائین دینے لگین کہتی ہین بی بی صاحب ہمارے دل کو چین ہی اس مسند پر قران السعدین ہی ماشاء اللہ آج کیا زیب و زین ہی اس شاہزادے کو کہین کہ آفتاب مشرقین ہی سلطان زرین پوش کو ایک کمرے مین جگہ دی چند کنیزین مقرر کین کہ خدمت مین شہریار کی مصروف رہو جواہر نے سامنے شاہزادے کے بیٹھکر سب حال گذشتہ بیان کیا ملکہ نے جام بھر کے شاہزادے کو دیا شاہزادے نے انکار کر کے کہا اگر تمسے محبت ہی تو ہمارا مذہب اختیار کرو ملکہ نے کہا کہ تمہارا کیا مذہب ہی ہمین تمھاری خوشی سے مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا خداوند تجر کو سجدہ کرو ملکہ نے سنکے کہا ہمین تو آگئی خوشی مدنظر ہی آج یہ نیا نام سنا لات و منات سامری و جمشید اور بہت سے نام ہین مگر خداوند تجر کا نام نہین سنا ہی آیا شاہزادے کو بھی حجاب آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کہون مجھکو بھی مقدمۂ مذہب مین تردد ہی مگر جو بزرگون نے

سنا اُسے قبول کیا دیکھیے قدرت ظاہری نخل کیسے سرسبز ہوتے ہین ملکہ نے جواب سے جواب دیا صاحب یہ تو لاکھون خداوند ہین جنگل مین درخت بڑے بڑے دیا تی شجر چھوٹے چھوٹے انھین کون خدا دیتا ہین آپ کس کتاب کے پابند ہین سکندر نے غصے مین جواب دیا تھین ان باتون سے کیا مطلب خداوند شجر کو سجدہ کرو ملکہ نے بلاچاری مذہب سکندر اختیار کیا اب جام مراد غوائی گردش مین آیا مدارے ہوشیار ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جواہر خنجر زن نے کہا اب خروج کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ایک ہفتے مین سب سامان مہیا ہو گا مین لشکر جمع کرتی ہون لوگون کا بھی حال دریافت کرتی ہون جواہر نے کہا ملکہ آٹھ دن بہت ہوے جہان تک ہو جلدی کرو ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا ہمارے یہان مرد کس قدر ملازم ہین عرض ہوئی حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ ملا کے ایک سو تیس آدمی ہین ملکہ نے پوچھا ان سب کا افسر کون ہی کنیزون نے عرض کی مہلال رومی کو افسر کر دیا ہی وہی کار و بار کرتا ہی ملکہ نے کہا مہلال کو حکم دو کہ بھرتی جاری کرے مہلال نے آگے بھرتی جاری کی ساحر وغیرہ ملازم ہونے لگے بارہ ہزار کنیزین سحر مین مشاق یہ بھی تیاریان کرنے لگین جواہر چاہتا ہی آج ہی لشکر لیکر روانہ ہون ملکہ نے کہا ای مشتری یہ ناممکن ہی جواہر نے کہا مین خوف کر رہا ہون کہ شاخسار کو قتل نہین کیا ہی لمقام جادو و دوبی ساحر زبردست ہی اب صبح کو سب کو ہوش آیا ہوگا افسوس ہی کہ نسیم و گلشن و شاہین تین رہ گئے ایسا نہو انکو شاخسار قتل کر ڈالے اور خود دستگرگشتی کرے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو آٹھ دن نہ سہی نوین دن کوچ ہو گا یہان تو یہ رنگ ہی کہ ساحر نوکر ہو رہے ہین کنیزون کو تیاری کا حکم ہوا ہی سب اپنے اپنے اسباب بحر درست کر رہی ہین وہان صبح کو جو شاخسار و لمقام کی آنکھ کھلی دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین سب کو جگانے لگے کہ یہ ہوا سکندر و سلطان غائب ہو گئے بی سوسن لے گئین مگر نسیم و شاہین و گلشن جو بیدار ہوے ہاے سنا ملکہ نسیم بگڑی ہوئین سنا کہ ہر کس و ناکس کی زبان پر یہی چرچا ہی کہ صاحب عجب ہوا رات کو ملکہ سوسن دعوت مین شریک ہوئے سکندر و سلطان کو اڑا لے گئین نسیم رو تی ہوئی سامنے مان باپ کے آئی کہا انا للہ باعث آپنے سنا بی سوسن شاہزادے پر عاشق ہوئین یہ جلسہ مکر سے مقرر کیا تھا حقیقت مین جس کا نام سنگبار تھا وہ کوئی عیار تھا اپنا رنگ جما کے شاہزادے کو لے گیا ہمین کسی سے کیا کام مگر شہر یار سے لمقام شکایت ہی انکو ہمارا خیال نہ رہا ہمنے کیسی جانبازی کی گھر بار چھوڑا عیش و آرام ترک ہوا مفت مین آکر یہان پھنسے ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمکو یون فراموش کرینگے کیا مشکل تھا اگر ہمکو بھی قید سے رہا کر لیتے خیر انکا خدا انکے حال پر رحم کرے مظفر و منصور رہون جو آرزو انکے دل کی ہو وہ پوری ہو جہان رہین زندہ رہین اگر سامنے ہوتے تو عرض کیا جاتا

غزل

انداز لہان یہ روش حور و پری کا
دیوانہ ہوا جا ہے شیشے کی پری کا
ایک بو نہ ست قد کا ہی بس نقش ہو ٹھیا
سینے کا سماہی حال دعاے سحری کا

دیوانہ ہی دل یار تری جلوہ گری کا
دم بند ہی ٹھوکرسے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہون نے عربے ہوش اڑائے
دل رنگ دکھاتا ہی عقیق شجری کا
دیوانہ ہی کس چاند سے رخسار کا عاشق

مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا
ہنگامہ گل و لالہ کی ہی جیب دری کا
آنکھون سے دیا جام می تجمیر ی کا
پیری مین رخ آگی پروانکا اپنی طرف جا
زنجیر کا غل قہقہ ہی کبک دری کا

شاہین نے کہا بی بی ہماری شامت آئی تھی انکی خوبصورتی پر ٹپک پڑے اتنا بڑا ارادہ کر بیٹھے اصل طلسم کیسا مرحلے پر گرفتار ہوئے طلسم کے شعبدے کون اٹھا سکتا ہی مگر شاخسار بیٹ رہی ہی کہتی ہی بار و مین اب ملکہ کو کیا جواب دونگی لمقام سے یہ جو ذکر ہوا کہ سوسن گوہر پوش سکندر کو عاشق ہوکے لے گئین

جلتا گیا کتنا ہی ہم مدت سے بی سوسن کو چاہتے تھے جسے انکار تھا اُس لونڈے کو قبول کر لیا کہین یا جاؤن تو ایک
طمانچہ مارون سر اُڑ جائے یہان یہ ہنگامہ ہی شاخسار کے ہوش اُڑے ہوئے ہین یہی کہتی ہی مین کیا جواب
دونگی بادشاہ پوچھینگے کر تو نے زندانخانے مین کیون دعوت کی اندر جادو اسطرح کا کیون کیا تو مین کیا جواب
دونگی مین کہین نکل جاؤن یا کنوین مین اپنے کو گرا دون سنکھیا کھالون کہ آسمان پر برق چمکی بارش مروارید
بے بہا کی ہوئی جنگل پر بڑے بڑے موتی برسنے کچھ پھول بھی گرے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخسار نے سر اُٹھا کر
دیکھا واسطے تسلیم کے خم ہوئی اب سب نے دیکھا سحر العجائب و مصر الغرائب ہین آج انکار و زگشت کا ہاتھ
پھیرے ہوئے آتے ہین تخت اُتار لائے شاخسار سے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی کیون بلک رہی ہی کیون تو
اسقدر تڑپتی ہی کیا آفت آئی اُسنے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ یہ گنہگار کیا عرض کرے بقول شاعر شعر شمع گریا تو
کند دعوی نازک بدنی ۔ کشتنی سوختنی لائق گردن زدنی ۔ ان سب سزاؤن کی کنیز مستحق ہی آج کوئی آٹھ دن ہوئے
آپ سے قرابت بھی رکھتی ہین بی سوسن گوہر پوش مین نے اُنکی دعوت کی تھی آتے ہی متغیر ہوگئین شعر بھی
پڑھنے لگین مین نے ہر چند پوچھا نہ بتلایا اب ظاہر ہوا کہ سکندر پر عاشق ہو مین اس کنیز کو کئی مہینے ہوئے
مین بھی آخر عورت ہون ایرج و نور الدہر کیسے خوبصورت مرد ہین مین نے نگاہ بھی اٹھا کے نہین دیکھا انھون
نے دیکھتے ہی سکندر سے مین معرکا کیا اُسی کے شعر اشعار تھے کل مجھکو لکھ بھیجا کہ میری پھر دعوت کرو ہمنے زلفن
کا گانا اچھی طرح نہین سُنا مین نے پھر وہی سامان کیا رات بھر یہان رہین مجھکو شراب مین نہین معلوم کیا
کھلا پلا دیا مین تو سو گئی سنگبار جادو بھی ساتھ تھا صبح کو مین نے دیکھا سکندر و سلطان ندارد اُنکی معشوقہ
صاحبہ موجود ہین مع مان باپ بی نسیم و شاہین گلشن مین تو یہی جانتی ہون کہ خیال نہین آیا ورنہ انکو
بھی چھڑا لیتے اب مین کیا کرون سر حاضر ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا جو ہوا وہ ہوا اک کنیز سے کہا جا کے
خبر لاؤ اپنے باغ مین وہ ہین کہ نہین مگر کہان جائینگے سکندر کے دل پر چوٹ ہی اُدہر تو اُسکی معشوقہ قید ہی اُسکے
رہا کرنے نہ آئیگا یہ بھی تو سودا اُنکے دماغ مین بھرا ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ہمارا یہ قول سب
صاحب یاد رکھین اگر تمام عالم جمع ہو کر طلسم نور افشان کا قصد کرین راہ طلسم نور افشان کا پانا دشوار
ہی اتنے آئے نور الدہر نے زمین ہلا دی ایرج نے آسمان کے تارے توڑے ساحر بھی شریک ہوگئے اختر شناس
کتنا بڑا ساحر زبردست تھا اُسنے بھی ساتھ دیا رہبری کی مگر وہ راستہ ہی طلسم نور افشان کا نہ تھا آخر
دھرے گئے سکندر جو ابھی چھوٹ گئے ہین یہ پہلے بھی تو اسی گھمنڈ پر آئے تھے کہ نسیم و شاہین و گلشن
یہ لوگ سحر کرینگے طلسم کو توڑینگے مرحلہ جات کی جانب چلے جیحون جادو نے سب کی آبرو ستائی اسی طرح یہ
پھر سامان کر کے آئینگے دھرے جائینگے جس ساحرہ کو حکم دیا تھا پر پرواز پیدا کر کے وہ روانہ ہوئی اُسوقت
پہونچی کہ داروغہ نے دس ہزار ساحر لازم کیے ہین دروازے پر اُترے ہوئے ہین شاہزادے کرسی پر جلوہ
فرما ہین ملازمون کو دیکھ رہے ہین ملکہ سوسن گوہر پوش بیٹھا تک پر باغ کے جنگلہ پڑا ہی اُس پر سے جھکی ہوئی
گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین کوئی پیتے سے فرماتی جاتی ہین فلان کو ملازم کیجیے فلان کو پسند نہ فرمایئے
سلطان زرین پوش بھی ایک کرسی پر بیٹھے ہین کنیز نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً گئی یہان سحر العجائب اور
مصر الغرائب نیند خانے کو دیکھتے پھرتے ہین ایرج نے جو سنا کہ سکندر نکل گیا کہا ای شاپور سنا تمنے
کوئی ساحرہ عاشق ہو کے سکندر کو لیگئی مگر یہ بھی سنا کہ کوئی عیار بھی ساتھ تھا کہ اُسنے سب کو بیہوش کیا شاپور

نے کہا حضور اُسکا عیار ہوگا میان جواہر خنجر زن وہ لونڈا بلا کا ہی اگرچہ تعلیم ہمارے خاندان سے نہیں ہوئی مگر وہی اگلے
حرکات و سکنات ہین یہ تو خبر سنتے ہی کہ وہ نکل گیا انکے ساتھ قید نہیں ہوا اُسنے کمین سے تدبیر لگائی اس ساحرہ
کو لیکر آیا اب وہ خروج بھی کرائیگا سر کہ عظیم تر ہوگا مگر افسوس یہ ہی کہ وہ غیر مذہب شجر پرستی مین ہی اگر مسلمان
ہوتا اور مدد غیبی کا طالب ہو جاتا تو کیا تعجب تھا کہ فتح پاتا ایرج نے کہا کوئی فتح کیونکر پائے اس طلسم کے فتاح تو
دادا جان ہین جب ہم لوگ مصیبتین اُٹھا چکینگے انجام سنیبت یہ ہوگا تب وہ آکر سب کو رہا کرینگے جسکا رشتۂ
حیات باقی رہا قطع نہوا جام عمر لبریز نہوا وہ قدمبوسی صاحبقران کریگا پہلے خطا تو ہمسے یہی ہوئی کہ خبر گرفتاری
بزرگان سنکر بدحواس ہوگئے خواجہ زادون سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہین یا نہین ہر چند کہ وہ
اگر یہ بھی کہتے کہ آپ فتاح طلسم نور افشان نہین ہین تو یہ ممکن نہ تھا کہ ہم نہ آتے امید فتاحی نہ کرتے اور بطور
لشکر کشی ہوتی مگر اسی طرح اک شیر کے بارے مین اعتراض ہی کہ نہ کاہن سے پوچھینگے نہ نجومی سے دریافت
کرینگے ساحرہ کے بھروسے پہ آپڑینگے قاسم بھی یہ گفتگو سن رہے ہین اپنی نادانی پر سر دھن رہے ہین دل سے
کہتے ہین ای قاسم تو جنگ باختر مین کئی طلسم فتح کیے مگر افسوس کہ لوح طلسم نور افشان نہ لی خدا کرے
دادا جان اس طلسم کو فتح کرین غیر کا احسان ہی سر نہو ایرج سے فرمایا کہ ای جان جہان و ای آرام جان نہین
ممکن ہی کہ سکندر اس طلسم کو فتح کرین شاپور نے کہا مین تو عرض کر چکا کہ ساحرہ کے بھروسے پر گئے ہین کچھ
نہوگا دیکھیے ہماری بات یاد رکھیے یہان تو یہ ذکر ہی مگر دونون شاہون نے شاخسار سے کہا کہ جو ہوا وہ
ہوا آیندہ کو غفلت نہ کرنا روز قیدیونکی گنتی رہا کرے چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہی حفاظت کرتی اب تو دھوکا بھی
کھا چکی اب ان قیدیون سے کوئی نکلنے نہ پائے ورنہ بہت سزا کے کامل ہوگی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحرہ پلٹ کے
آئی اُسنے خبر دی کہ حضور ساحر ملازم ہو رہے ہین بی سوسن بنگلے پر ہین سکندر و سلطان تاج سرون پر
رکھے ہوے کرسیون پر باہر بیٹھے ہوے تھے جتنے اترتے بھی دریافت کیا امروز فردا مین اُسکا خروج کا ارادہ ہی
ابھی دو چار دن مین کوچ کرینگے جو کچھ کرنا ہو جلدی کیجیے ورنہ وہ لوگ نکل جائینگے یہ سنتے ہی دونون نے پہلے
مقام جادو سے کہا ای مقام فوج ساحران لیکے جاؤ اگرچہ سوسن نے بڑی خطا کی مگر تم انکے مرتبے کا خیال
رکھنا اگر پکڑ لوگے سوار کرا کے لانا ہماری عزیز دار ہی مگر گنہگار ہی مقام اُسی وقت یہ کہکے اُٹھا کہ حضور
جاتے ہی قیامت برپا کر دونگا لاشہ ہاے شجر پرستان سے باغ بھر دونگا ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ لیکے مقام
چل نکلا شاخسار نے کہا کہ حضور مین بھی جاؤن سحر العجائب نے کہا ہرگز تمہارا جانا مناسب نہین تمہارا یہ
کام ہی اسی مین نام ہی کہ یہان کی حفاظت کرو شاخسار چپ ہو رہی سحر العجائب و مصر الغرائب بطرف
اپنے قصر کے گئے مقام بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے قریب باغ اُسوقت پہونچا کہ ملکہ سوسن تخت پر
سوار ہوئین بیس ہزار جادوگر انکے ملازم افسر انکا سہمان جادو بارہ ہزار کنیزین سلطان زرین پوش ایک تخت پر
سکندر مسلح و مکمل نشستہ مرکب عربی پر پانچ سو ساحر انکے مرکب کو گھیرے ہوے بارگاہین خیمے چھکڑے پہ لدے
ہوے جاتے ہین کہ چلین ناگاہ صحراے گرد آلود ہی مقام جادو مع بارہ ہزار ساحرون کے آگے پہونچا اک ساحر نے
کہلا بھیجا کہ ملکہ سوسن سے کہدو آپنے بڑی خطا کی کہ قیدیان طلسم کو لے اُٹھین بہتر اسی مین ہی کہ سلطان و سکندر
کو حوالے کر دو ورنہ میدان داری ہوگی ساحرہ نے اگر یہ حال سکندر سے کہا سکندر نے کہا وہ جھک مارتا ہی جا کر
کہدینا کہ اپنی جان کو غنیمت جان لشکر کو لیکر پلٹ جا ہم خود طلسم پر آتے ہین تیرے کہنے سے اطاعت کرینگے جب

ساحر جا چکا تو سکندر رنے آکر ملکہ سوسن سے سب کیفیت بیان کی کہ آپکا عاشق تا دیم آیا ہی ملکہ نے کہا وہ جھک مارتا ہو
آپنے کیا جواب دیا سکندر رنے اپنے جواب کا حال بیان کیا سوسن نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بارگاہ زرنگتی استادہ ہوئی
استادہ ہوئی سکندر و سوسن داخل بارگاہ ہوئے مقام نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ سوسن نے بھی جواب مین نقارہ
بجوایا گوشے مین لیکر سکندر کو آئین خوب سحر کرکے ایک شکل بنائی کہ کسی کا سحر اسپر تاثیر نہو شاہزادے کو نہیادیکہ
کہا ای شہریار اول تو میدان مین مین جاؤنگی مقام سے مقابلہ کرونگی اگر مغلوبہ ہو آپ پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا
سلطان زرین پوش دوسری بارگاہ مین تھے سکندر لشکر کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین کہ دیکھا جواہر آتا ہی پوچھا
کہ ای شہریار کیا قصد ہی سکندر رنے بیان کیا کہ ملکہ سوسن نے یہ شکل مجھکو بنادی ہی مین عورت کو مقابلے مین مرنے
نجانے دونگا جواہر نے کہا جب صبح کو مقام جیتا رہیگا تب آپکو اختیار ہی یہ کہکر سامنے سکندر رکے صورت تبدیل
کی ایک بڑھیا کی شکل بنکے طرف لشکر مقام کے چلا ایک نامہ تیار کرکے اپنی جیب مین رکھ لیا لشکر مین آکے مقام
کے داخل ہوا مقام نے بھی سحر تیار کیا ہی افسر اسکو گھیرے ہوئے ہین طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہی کہ راہ مین کہ
بڑھیا نے آواز دی ای بادشاہ عادل ای ساحر کامل مجھے کچھ عرض کرنا ہی مقام ٹھہر گیا بڑھیا نے بڑھکے ہاتھ
مین کاغذ دیا مقام نے دیکھا لفافے پر ملکہ سوسن کی مہر ہی سب ساحرونکو ہٹادیا بڑھیا کو قریب بلایا کہا
یہ نامہ تجھے کسنے دیا کہا حضور بی بی ہماری ابھی ہوم خانے سے نکلین یہ کاغذ مجھکو دیا مین بی بی کی انا ہون
مجھسے یہ فرمایا کہ اسوقت مین میرا کوئی دوست نہین ہی سب کنیزین حکم مین سکندر رکے ہین ساحر انکے نوکر
رکھے ہوئے انا جی تم یہ نامہ لیکر جاؤ آپ پہلے نامہ پڑھ لین جو زبانی فرمایا ہی وہ بھی عرض کرونگی مقام نے
نامہ کھولا اسمین لکھا ہی کہ ای ستمزدہ شہد کج ادائی و ای غزال صحراے بے اعتنائی زید اللہ عشقہ تم مدت
سے ہمپر عاشق ہو آجتک بے اعتنائی کی جو طریقہ معشوقونکا ہی وہ کیا مگر تم ملول نہ ہونا تمھارے ہوتے مین آپ
کو نتے پر کیا عاشق ہونگی قید کی مصیبت سے روتا تھا مجھے رحم آیا مین نکال لائی اب مین نے دونون کو قید
کر لیا تم انا جی کے ساتھ اکیلے چلے آؤ دونون قیدیون کو لے لو اگر مین بھیجنے کا ارادہ کرونگی تو ملازم ہین فساد برپا
کرینگے مجھے لڑائی جھگڑے سے نفرت ہی تمھارے نام سے دل کو تقویت ہی جسکا ایسا چاہنے والا موجود ہو اسکا
کوئی کیا کرسکتا ہی صبح کو مین سب کو تمھارے قدمون پر گرادونگی میری خطا شاہان طلسم سے معاف کرادینا گر
مقام نامے کو دیکھکے مر گیا مصاحبون سے کہا بارگاہ مین جاؤ بدولت آتے ہین بڑا سے کام ضروری جاتے ہین
سب مصاحب طرف بارگاہ کے گئے مقام بڑھیا کے ساتھ چلا جب لشکر سے نکل آئے ایک مقام پر بڑھیا بیٹھ گئی
مقام نے پوچھا کیون نانی اماں کیا ہی بڑھیا نے ایک دو تین بار آہ کہا بیٹا غضب ہو گیا سوسن اکیلی نکل آئی وہ
وہ کھو جھیل پر بیٹھی ہی تمھارے واسطے دعا مانگ رہی ہی اس کمبخت کو یہ بھی خیال نہوا کہ انا جی تو گئی ہین
مگر وہ کیا کیے دل نے نہ مانا دیکھو بیٹھی رو رہی ہی چار کنیزین ساتھ ہین وہ سمجھا رہی ہین یہ ظالم ابھی کہی
جاتی ہی مقام پلٹا بڑھیا نے حلقے کمند کے گلے مین مقام کے ڈالدیے حباب مارا مقام بیہوش ہوا اب
بڑھیا نے چاہا چمکتی خنجر کمر سے کھینچا چاہا سرکاٹ لون سرجوش جادو واسکے لشکر کا کوتوال بہر رات رہے تک
کوتوالی چبوترے مین رہا اسوقت جو دل گھبرایا یہ معاملہ دیکھا ایک عیار مقام کو قتل کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا
او عیار کیا کرتا ہی تھم سرجوش جادو کوتوال لشکر مقام جواہر نے دیکھا یہ توآ ہی پہونچا سامنے غار تھا اسمین یہ
کو تیر اتے اپنے اوپر ڈال لیے سرجوش نے سبطرف ڈھونڈھا پلٹ کے قریب مقام کے آیا چھینٹے پانی کے دیکر ہوشیار کیا

قمقام کی آنکھ کھلی کہا مجھے کیون باندھا سر جوش نے کمند مین کھولین کہا حضور بیتاب سکندر آپکو قتل کیا چاہتا تھا مین نے آکے بچایا قمقام غصہ کرتا ہوا اپنا جواہر نے قصد کیا کہ بچھر جاکے دونون کو لون لیکن دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکر طرف میدان کے جاتے ہین لاچار بابت کے خدمت مین سکندر کی آیا سوسن تخت پر سکندر لشکر کو لیے ہوئے طرف میدان کے آتے ہین جو سکندر نے آکے سلام کیا شب کی سب کیفیت بیان کی سکندر کو بڑا ملال ہوا کہا بھائی تم بیٹھو تو دیکھو کہ خداوند تجربے کیا جاہا ہی اگر یہ ملعون میدان مین آگیا اسکو مارا آیندہ جیسا کچھ اتفاق ہو جواہر ساتھ ہو لیا مگر چست و چالاک کنارے کنارے آتا ہی لشکر میدان کارزار مین جاکے جمے دونون لشکر آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کیکے بیٹے قمقام نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آکے آواز دی ای فرقہ سحر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اُس جھوکرے کو بہت دعوی جرأت ہی وہی آوے تو احوال معلوم ہو سکندر نے مرکب نکالا سوسن نے آکے رکاب تھام لی کہا آپ قصد نہ کرین مین مقابلے مین جاؤنگی سکندر نے کہا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مین اپنے زمانیکا صاحبقران ہون ضرور جاؤنگا مین یہ قاعدہ مقرر کرچکا ہون ملکہ سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے شاہزادے کا دامن تھام لیا ملک کے رونے لگی عرض کی

نظم

تنگ بیگانہ ہون الفت مین یگانے کے خلاف
ای جنون خانہ خرابی کی گھرانے کے خلاف
بیوفا تو ہی وفادار تھے اگلے معشوق
تیر پڑتا ہی جب اُنکا تو نشانے کے خلاف

ایک عالم کا عدو ایک زمانے کے خلاف
یار دل مین نگہ شوق ہی ہر سو نگران
تیرا افسانہ ہی اور دن کے فسانے کے خلاف
دل بتیاب مین مرگ بھی ہی ساتھ چلا جانے کے خلاف

عشق مین پانون نکالے ہین مری شب جنون
پائے کیونکر کوئی ڈھونڈے جو ٹھکانے کے خلاف
تاکتی ہی کسے سنبل کسے کرتی ہی نگاہ
اسکو سوجھی ہی یہ کیا سارے زمانے کے خلاف

ای شہریار میرا دل قبول نہین کرتا مین اسطواسطے آپکو نہین لاتی کہ لڑائی پر جانے دون یہ بڑا ساحر زبردست ہی کنیز مقابلہ کریگی یا جان دیگی یا سر اسکا لاکر حاضر کریگی سکندر نے کہا سراسر ہمارے قانون کے خلاف ہی ملکہ ہمارے سر کی قسم ہمکو نہ روکو نہ جانے مین ہماری ہتک ہی ملکہ نے دامن چھوڑ دیا شاہزادہ مرکب اڑاکے چلا گھوڑا باد رفتار سوار ماہ رخسار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا ہانپتا ہوا دم سے چنور کرتا ہی مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی

نظم

توجہ مرکب جو برق یا باد ہے
نرمی گوش نرمی کا کل

طرفہ دیوانہ زیر زادے
دستہ بستہ دستہ کل

خوش خرامی زاب نازک تا

تیز گامی زبرق چابک تر

قمقام نے جو شاہزادے کو اس جاہ و جلال سے آتے ہوئے دیکھا دنگ ہوگیا گولا اٹھا کر مارا سوسن بھی اسی طرف دیکھ رہی تھی فوراً ایک ناخن کا دانہ پھینک مارا گولا تابہ سکندر نہ آیا پھٹکے مین بیگا قمقام شرمندہ ہوا جی کہتا ہی کہ یہ کیا سحر کہ میرا سحر قریب سکندر نہ پہونچا سمجھا کچھ انجھر مین کمی ہوئی دوسرا گولہ نکالا سکندر نے مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھرکے قریب قمقام کے پہونچا گولہ مارنے کی مہلت قمقام نے نہ پائی تیغ سحر کرکے کھینچا خبردار خبردار کیکے ہاتھ مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر روکا قمقام حیران ہی کہ یہ کیا سحر کہ میرا سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادے نے تلوار اسکی روک کے تیغہ ہلالی نیام انتقام سے نکالا خبردار کیکے ہاتھ مار دیا قمقام نے اپنے سحر کے زور مین سر آگے کردیا کہا دیکھون اس تلوار مین کیا کاٹ ہی مگر تیغہ سکندر جو آکے پڑا قمقام جادو کے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے اہلیان لشکر نے جو لاشہ قمقام جادو کا دیکھا ہائے آقا کیکے سکندر پر حملہ کرے شاہزادہ سکندر تیغہ ہلالی کھینچکے لشکر پر جا پڑے جسکے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے ملکہ سوسن گوہر پوش نے جو دیکھا کہ اس ماہ آسمان جرأت و یکہ تاز میدان جلالت پر گھٹا کفر کی اب چھائی ہی مگر شاہزادہ سنگانہ دلیرانہ لڑ رہا ہی فوج کو جو آتے ہوئے دیکھا دریاے فوج مین غوطہ مارا

سوسن گوہر پوش نے پکار کر آواز دی صاحبو تمھارے آقا پر سب ساحر آ پڑے جلد جھپٹ کر ساتھ دو
نامردون کو مار لو سنکر ہر کر افسر اُنکا مارا گیا اہالیان فوج جا پڑے دو نون لشکر آپسمین ملگئے تلوار چلنے لگی
ہزارون بیر ساحر لڑ رہے ہین مگر سکندر رنے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا فوج قمقام کے پانون اُٹھے آپسمین
اشارے ہوئے کہ بار رواب کسکے بھروسے پر لڑین مالک مارا گیا علم فوج قلم ہوا نشان بھی نہ باقی رہا تمام لاشے
اُٹھوائے لاکر جلائے جلسائے مگر قمقام کا لاشہ لیکر طرف بادشاہ کے چلے سکندر رنے مال و اسباب لٹوا لیا
خزانہ اپنے قبضے مین کیا ملکہ سوسن بھی اولجھکر ملتین تمام جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے گوپے مارتے ماتھے
ہاتھ سیاہ ہوگئے ہین تمام فوج والے خوشی خوشی شاہزادے کو دعائین دیتے ہوئے آگر اسی مقام پر اُترے
سوسن نے کہا دیکھیے مناسب ہو تو نکلچلیے سکندر رنے کہا ملکہ لڑائی سے مُنھ چھپانا سراسر خلاف ہے
ہمارا خود قصد ہو کہ طلسم پر چڑھکر جائین ای ملکہ سوسن کیا تمھارے سامنے کہین قسم ہو خداوند مجبر کی
اسقدر ناگوار ہو کہ جسکا ذکر زبان پر آنہین سکتا ہم مجوب ہوئے جنگ مین غالب نہین مغلوب ہوئے
ملکہ نسیم و شاہین و گلشن کا قید مین رہجانا اسقدر شاق ہوا کہ قلب پر چھریان چل رہی ہین کہ افسوس
اپنے مقام پر نسیم کیا کہتی ہوگی اُنھون نے ہمارے ساتھ بڑی جانبازی کی کئی ملک اُنکے قبضے مین
ہین فوج بیشمار و زر بار و مشیر و امیر سب خدا نے دیے ہین فقط میری محبت مین وہ نکل آئین کیا مجال کہ جو
اُنکے صحرا مین کوئی قدم رکھ سکے شاہین کے ڈنکے بجتے ہین اُنھین کے نام کا سکہ پڑتا ہو مگر فلک دریے
آزار تھا کہ جو اُنکے ذہن مین ایسا کچھ آیا فلک نے عجب سامان دکھایا خواہ میری جان رہے یا جائے
مین اپنے کو تا بہ قید خانہ پہونچاؤن اگر اُنکو چھڑاؤن میرے واسطے عید ہو سوسن نے سر جھکا لیا کہا ای
شہر یار حقیقت مین بڑی خطا ہوئی میان جو اہر سے پوچھیے تمنے بھی یہی صلاح کی تھی کہ پہلے نسیم و
شاہین و گلشن کو رہا کرینگے مگر وقت پر کسی کو نہ یاد آیا اُنکی تقدیر مین ابھی قید ہو وقت رہائی نہ
آیا تھا سب کو فراموش ہوا آپ فرماتے ہین ہمارا ابھی یہی قول ہو سکندر رکی آنکھون سے اشک حسرت
ٹپکے فرمایا کیون جواہر سارا گل تو تمھارا کھلایا ہوا ہو سب کچھ دیکھا سُنا مگر افسوس مجھے ایسی غفلت کی
کیسے تو دل کی یہ کیفیت ہو نظم

فلک تو بیکر نگاہ دیکھ لینا کج نگاہی سے
نگاہونکی پریشانی سے آہونکی تباہی سے
دل بیتاب کچھ اُٹھے جو کر بیٹھا ہو گستاخی
کہ ماہی کو نہین تکلیف ہوتی خار ماہی سے
تڑپے کیطرح بھی اُنکو نہ دیکھا ہمنے ہنس دیتے
کہ ہر ذرہ تڑپتا ہو زیادہ ریگ ماہی سے
مے کوثر تو کیا زاہد کو ملتی حق ہو رندون کا
کبھی تو آنکھ لگجاتی نسیم صبحگاہی سے
ہمارا سا خدا بیداد گر سے ہو ستمکش کو
ہوئی ثابت نبوت سنگریزون کی گواہی سے
اجل مین آخری شب دفون اپنی روسیاہی کی
کبھی کر آنکھ ٹیڑھی کی کسی بانکے سپاہی کی
جو مرتے وقت روٹھے دم اُلجھا یگا سینے مین
زبان کہتی ہو مجکو بھی نہ رو کو عذر خواہی کی
جسے چاہو دکھا کر دست رنگین قتل کر ڈالو
کبھی سرخی نہ جھلکی زاہد رنگی روسیاہی کی
کمی کسکی طرف سے پائی جاتی ہو محبت مین
رہا رحمت سے بھی محروم اپنی بیگناہی سے
خزا نمین ہی جنون کیا گھٹے تھلکو فلک اُڑنے کی
کہ رنجش لیتا ہو سر فریاد خرش ہو داد خواہی کی
نہین کچھ پرسش روز جزا کا ڈر حسینو نکو
دعا تر سندہ ہے مین نے علاے صبحگاہی سے
کسی کی جستجو مین پھر رہے ہین جا بجا ظاہر
دم آخر نہ جیسے منزل اول کے راہی سے
کھٹکتی ہو جو دل کی پھانس لکھو جین آتا ہو
نہو گا خون ثابت جھوٹی منصدی کی گواہی سے
کہ کس ال کی مچھلی خاک پر اپنی ہو عکس افگن
ہم اپنے دسے پوچھین آپ اپنی کم نگاہی سے
کسی شب تو اثر وار فتہ میری آہ کا ہوتا
گلستان اپنی بے برگی سے صحرا بنگیا ہی
مسیحا ہو وہ بت خال لب لعلین بھی ہو ال آتش
وہان بھی جاکے بت بن جائینگے فضل الٰہی سے

پکار اٹھنے سے دعوی عشق کا ثابت نہیں ہوتا
بدل لے کوئی جرم اپنا ہماری بیگناہی سے

مری اک چپ پہ بڑھکر سو گواہوں کی گواہی ہے
جلال ان سا انکو بھیری ہیں یاد وہ کیون نہ غفلت ہو

سزا دیتے جو لوگون کو انھین دیکھا پکارے ہم
کہ کھلتی ہے مشکل آنکھ خواب صبحگاہی سے

ملکہ سوسن گوہر پوش نے کہا لشکین کہا ای شہریار اسقدر پریشان نہ ہو جیسے خداوند سنجر نے چاہا تو اور کوئی تدبیر رہائی کی نکل آئیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن رہا کر کے تینون صاحبون کو لاؤن شاخسار پر بڑی خفگی ہوئی ہوگی یہ ملعون قمقام کس واسطے آیا تھا یہی سوچا ہوگا کہ سوسن گوہر پوش کو قبضے مین کرونگا مین آپ کی محبت مین جان دینے پر آمادہ ہون وہ کیا مجھے گرفتار کرتا باغ جاؤن کسی گوشے مین ٹھہرون جس وقت شاخسار کو غافل پاؤن تینون صاحبون کو لے نکلون کبھی اگر اظہار ہو گیا تو اُس سرحد سے نکلنا مشکل ہوگا رات کا وقت تھا سب غافل تھے اُسوقت آپ کو لیکر نکل آئی ورنہ معرکہ عظیم پڑتا شاخسار تو جان دینے پر آمادہ ہوگی اُسنے روز اول ہی پوچھا تھا کہ آپ کیون ملکہ رہین مین نے تمام الفت کا میلہ کر کے نالہ باشکر ہو کر مین نے کسی سے راز دل نہین کہا جوا ہر تو بڑے اُستاد ہین اِس طور سے مجھسے ملے کہ مین نے سب حال کہدیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر ملازمان قمقام لاشہ قمقام لیے ہوئے جاتے ہین پانچ کوس تک تو یون بھاگے ہوئے آئے یہانتک یہ نہین معلوم ہوا کہ ہم کہان جاتے ہین پانچ کوس پر آکر ایک صحرا مین ٹھہرے منظور ہوا کہ لاش کو درست کرین اب سیدھے طلسم کی طرف چلین چلکے شاہان طلسم سے فریاد کرین کہ ای بادشاہ قمقام مارا گیا نہین معلوم سکندر کی تلوار مین کیا تھا آئینہ خیال مجھنا چاہیے اُسکو آئینے مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوا ہم لوگ جو لڑے نئے ساحر ہان ملازم ہوے ہین وہ تو اپنے آقا کے ساتھ لڑے ہم کسکے بھروسے پر لڑتے افسر مارا گیا بے سر و پا ہو چلے تھے آخر بھاگ نکلے اب شاہ کسی ہوشیار افسر کو ساتھ کرین بھلے میان سکندر کی گردن لے تب بی سوسن کے جی چھوٹ جائین جان و دل سے سکندر پر عاشق ہین لڑائی مین شمشیرزنی دیکھکر خوش ہوتی تھین کہتی تھین میر اشیر کیا لڑ رہا ہے صحرا سے کچھ بانس کاٹنے ہین چاہتے ہین کہ ارتھی بنائین کہ قریے کی طرف سے ایک ساحر آیا اُسنے جوان ساحرون کو بانس وغیرہ کاٹتے دیکھا ایک لاشہ بھی پڑا تھا چادر ڈھکی ہوئی ہے مکھیان بھنک رہی ہین اسنے بڑھکر پوچھا یارو تم لوگ کون ہو یہ لاشہ کسکا ہے کس لڑائی مین شکست کھائی کسنے تم لوگون کو مارا اب کہان جاتے ہو اُن لوگون نے کہا یہ لاش قمقام جادو ملازم شاہنشاہ طلسم نور افشان کی ہے بی سوسن گوہر پوش نے یہ آفت برپا کی سب حال مفصل ساحر کے سامنے کہا وہ ساحر نام قمقام کا سنکر رونے لگا کہا یہ تو بڑا غضب ہوا ہمارے راجہ صاحب کا بھائی تھا سالار جادو جو اِس قریات کے مالک ہین دو لاکھ روپئے سال کے مالگزار اُنپر شاہان طلسم کی بڑی پرورش ہے انکو بھی دشمنون کے مٹانے کی کوشش ہے ہمیشہ اس راہ پر نگہبان رہتے ہین پنڈت نجومی نے مشہور کر دیا کہ اسی سال کے اندر طلسم کشا آئیگا نیا مذہب جاری ہوگا مذہب سامری و جمشید بالکل مٹجائیگا شوالون مین ساحر رو رو کر تکتے ہین دس دس من کے بت بنائے ہین مین جاکر انکے بھائی کو اطلاع کرون سہام جادو نام ہے یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ قریے کی طرف سے رونے کی آواز آئی آگے آگے ایک ساحر جوان پشت پر تمام گیسو ار گریبان چاک ہوے ہوے بکتا ہوا کہ ارے میرے بھائی کو کسنے مارا اب علاقے کا انتظام کون کریگا

میرے بیان کوئی منتظم نہ رہا اسی کی ذات سے ملاقے کا انتظام تھا یہ کہکے لاش پر تمقام کی آکر گرا کہا یار و انکے
جلانے کی تدبیر کرو سہام نے جنگل مین لکڑیون کا انبار کیا ارتھی بنائی کتنے برہمن آئے پوتھیان لیکے جاپ
کرنے لگے اس دھوم سے لاشہ تمقام کا جلایا ملازمون نے عرض بھی کی کہ ای سہام بدانجام شاہان
طلسم بھی لاشہ دیکھ لیتے تو اچھا تھا اسنے کہا کہ مین کیا کسی کی مدد کی امید رکھتا ہون فوج میرے پاس وہ موجود ہی
اشارہ کر دون تو ملک کے ملک درہم و برہم کر دین عیار میرا شہلا اے قطرہ زن عیار پر فن جو ہمیشہ یہ
کہا کرتا ہی کہ مسلمانون پر چڑھ چلیے عمرو عیار سے عیاریان کرون اور کسکی مجال ہی کہ اُس سے سامنا کرسکے
اس حوالی مین جتنے اکھاڑے عیارون کے تھے سب کو مٹا دیا چار ہزار عیار خنجر گذار ہر وقت اُسکے ساتھ
رہتے ہین خالی بادشاہ سے کیا اطلاع کرون دشمن کا سر لیکر چلون یہ کہکر اسنے تین دن سب کو اُتارا بعد
تین دن کے گانون کی گنوار درست کرکے قریے سے نکلا کہتا ہوا یارو تم رخصت ہو جاؤ سب کہتے ہین
تو ہمارا مالک ہی راہ شعبدہ بازی کا سالک ہی اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑینگے لاکھ ساحر و غیر ساحر کی جمعیت
سے مع شہلاے قطرہ زن کہ شہلا رکاب پر سہام کے ہاتھ رکھے ہوئے طرف صحرا کے چلا شہلا
کہتا ہوا راجہ صاحب آپ کو زبان بھی نہ ہلانا پڑیگی مین دشمنون کو گرفتار کر لاؤنگا اگر حکم ہو سر حاضر کرونگا
یہان سکندر نے لشکر ساحران بیرون باغ اُتارا ہی جواہر خنجر زن منتظم کاربار رہین تھنے سے ساحر و
غیر ساحر سب مقامات پر جمع اُن سب کو یہی ولولہ ہی کہ اگر آپ بہرام فلک سے لڑینگے تو ہم لوگ پیچھے نہ ہٹینگے
چالیس ہزار ساحر جمع ہو چکے ہین شاہزادہ اندر باغ کے پاس ملکہ کے بارہ دری مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہے
کہ جلد یہانسے نکلو دربندون پر حملہ کر لڑائی پڑے یونہین فتح کرتے ہوئے فوج کی فکر کرین مگر شاہزادہ
حیران ہو کر کہتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم جب دونون بادشاہ آپڑینگے بے لوح کے کچھ نہ بن پڑیگا آخر لوح کیونکر
ملے ملکہ کہتی ہی صاحب جب ساحرون پر دباؤ پڑیگا خود لوح کا پتہ بتا دینگے کہ سامنے سے جواہر خنجر زن
آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر تراز افسر اقبال تاج تارک باد ✦ دم زخون نفس عیسوی مبارک باد ✦ شہریار عالم
کی عمر دراز رہے تمقام کا بھائی سہام جادو مع ساٹھ ہزار ساحران دیہات کے آپہونچا لشکر اُسکا
مقابلے مین آگیا بارگاہین درست ہو رہی ہین یہ بھی غلام نے سُنا کہ شہلاے قطرہ زن عیار بڑا
دعوی رکھتا ہی حضور بیرون باغ تشریف لائین بارگاہ مین داخلہ کرین مین فکر مین شہلا کی جاتا ہون
اگر ہین پڑتا ہی تو اُنکی مشکین باندھکر لاتا ہون شاہزادہ تلوار ٹیککر اُٹھا ملکہ تو یہی چاہتی ہین کہ شاہزادہ
ہر وقت میرے پہلو مین بیٹھا رہے شاہزادہ جو اُٹھا ملکہ کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا ای شہریار
حقیقت مین یہ سہام بڑا زبردست ہی ای جواہر شہلا سے اپنے کو بچانا چار ہزار اُسکے شاگرد ہین بڑا بلا کا
عیار ہی مجھے سب طرح شکل بکی نظم

آتش ہجر آنچنان تیزست کاب چشم من
ہمچو تشبیہات بیجا بود من میسوختم
وعدہ ہای وصل را اغیار انعامی نمود
بر خش پروانہ شیدا بود من میسوختم
جنس حسن او فتاد آخر چو در بازار عشق
جلوۂ حسنش بہر جا بود من میسوختم
از سرم یک نیزہ بالا بود من میسوختم
عالم آب ہمشب آتش زدم اور بزم او
با منش امروز و فردا بود من میسوختم
بنواے رشک گل گلزار در فصل بہار
ہر کہ سرگرم سودا بود من میسوختم
داغ عشق او بدلہا بود من میسوختم
چہرہ وات را شعلہ کس مبالغت و کس نا منشتم
با رقیبان بادہ پیما بود من میسوختم
بسکہ بازوے تو نسبت داشت شمع انجمن
لالہ آتش زن بصحرا بود من میسوختم

شاہزادے نے کہا ملکہ گھبراؤ نہین

جواہر اُسکے باپ کو پکڑ لائیگا سوسن نے کہا مجھے آپ کی بڑی ہر کہ آپ کے دشمنون کو نہ گرفتار کر لیجائے آپ
بہت ہوشیار رہیے گا شاہزادہ وہانسے اُٹھا بیرون باغ تشریف لایا اُس بارگاہ مین آکے بیٹھے جسمین
سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھے ہین افسر سب جمع ہین شاہزادہ آکر شریک ہوا ادھر سے جواہر خنجر زن
چلا اُدھر سے شہلائے قطرہ زن آیا ہے یہ اُسکے لشکر مین داخل ہوئے شہلائے قطرہ زن لشکر
سکندر مین آیا ایک ایک سے اسنے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین کسی شاگرد کے منھ سے نکلگیا کہ لشکر غنیم
مین گئے ہین شہلائے قطرہ زن کوئی عیار آیا ہے اُسکی فکر ضرور ہے یہ سُنتے ہی شہلا کنارے آیا یہ تو
یقین ہوچکا ہے کہ جواہر لشکر مین نہین ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جواہر کی شکل بنکر چلا جا بجا
شاگرد موجود ہین ہر ایک نے باشتیاق پوچھا کیسے اُستاد شہلائے قطرہ زن کو دیکھا کیسا عیار ہے ایک ایک
سے کہتا ہوا امروز فردا مین پکڑ لاؤنگا مین تدبیر کر آیا ہون بارگاہ سکندر مین پہونچا سکندر نے
بھی باشتیاق پوچھا کیون بھائی صاحب عیار کو دیکھا اشارے سے کہا چپ رہیے مین تدبیر کر آیا ہون
آپ ذرا اُٹھیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے سکندر اُٹھکر تنہائی کے خیمے مین آئے شہلا نے باتین بنانا شروع کین
کہ آپ رات کو جاگیے گا وہ آج شب کو ضرور آئیگا باتین کرتے کرتے گلابی اُٹھالی کہا حضور مین ایک
جام پیون سکندر نے کہا بھائی تمہین سب چیزون کا اختیار ہے مجھسے کیون پوچھتے ہو شہلا نے
جام بھرا کہا پہلے آپ پیجیے سکندر نے جام پیا بیہوش ہوئے شہلا نے پشتارہ باندھا سراچہ خیمے کا
چاک کیا جدھر سناٹا تھا اُسی طرف سے نکلا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا مگر جواہر خنجر زن لشکر مین سہام
کے آیا بارگاہ مین خیمے دیکھکر حیران ہوگیا پھرتا پھرتا ایک سے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین اُسنے کہا مہتر صاحب
لشکر دشمن مین گئے ہین جواہر کو ہیلو ملا اسی کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آئے سہام جادو بیٹھا ہوا
بلبلا رہا ہے کہ شہلا نقلی نے آکر سلام کیا سہام نے پوچھا تونے عیار کو سکندر کے دیکھا کہا حضور ذرا
کنارے آئین تو عرض کرون سر بارگاہ عرض کرنا مناسب وقت نہین ہے دیوار و در ہم گوش دارد
مین یہ چاہتا ہون کہ آپ ذرا کنارے آئین تو مین کچھ عرض کرون مین نے تدبیر بھی کرلی عیار کو
پکڑ لاؤنگا افسر پر بھی دست انداز ہونگا باتین کرتا ہوا سہام کو الگ خیمے مین لایا گلوری کھلا کر اسکو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا اُدھر سے شہلا پشتارہ سکندر لیے ہوئے آتا ہے راہ مین دونون سے
مقابلہ پڑا شہلا نے پکارا کہ کون آتا ہے زنگ کی آواز سے سمجھ گیا جواہر خنجر زن نے کہا تو بتلا کہ تیرا کیا نام
شہلا نے کہا منم شہلائے قطرہ زن پشتارہ سکندر لیے جاتا ہون جواہر نے آواز دی منم
جواہر خنجر زن تمہارے افسر کو پکڑے لیے جاتا ہون دونون نے پشتارے رکھے آپسمین تیغ چلنے لگی
جواہر چاہتا ہے کہ مین آقا کا پشتارہ لون اور سہام کا پشتارہ نہ دون مگر شہلا بلائے روزگار ہے جھنانے
کے ساتھ تیغ چل رہا ہے دونون گالیان دے رہے ہین جھوٹ کے ہاتھ چلتے ہین کوئی کسی مقام پر چوٹ
نہین کھاتا قضائے کار مہتمم مردار خوار ایک ساحرہ اسی صحرا مین رہتی ہے واسطے شکار کے نکلی تھی
کہ اسنے آواز سنی دو شخص لڑ رہے ہین کھڑے ہو کر سب معاملہ سنا کہ دونون عیار ہین آپسمین لڑ رہے ہین
وہ اُسکے آقا کو لایا ہے یہ اُسکے مالک کو چرا لایا ہے قضائے کار سکندر کے چہرے سے برقع چادر سرکا آفتاب
عالمتاب چمکا نگاہ جو مہتمم کی پڑی مر گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا درخت سے سر ٹکرانے لگی بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

بیا کہ بے گل رویت بدیدہ آب نماند
ببزم عافیتم لذت شراب نماند
نشستہ بر گل روے تو چون عرق ز حیا
بسینہ طاقت صبر و بدیدہ خواب نماند

ز سوز آتش ہجرت بسینہ تاب نماند
صبا ز زلف تو بوے بصحن باغ آورد
بریخت رنگ گل و رونق گلاب نماند

ز بسکہ خون جگر خوردم ای پیالہ چشم
ز شوق دہن تو یک غنچہ در نقاب نماند
بیا بیا کہ ز بیداد ہجر [illegible]

بیقرار ہوکر تڑپ گئے کری پشتارہ سکندر [illegible] نکالنے لگی جواہر کون
کون کئے جھپٹا شہلا نے اپنے آقا کو ہوشیار کر دیا اب دونون اُٹھے جواہر جاگا شہلا آ[illegible] نام کو نکلا
پلٹ گیا راہ مین کہتا ہوا ای شہریار اصل یہ ہی کہ سکندر نہایت خوبصورت ہی سیمین تن ہی زرہ پوش
جوہری ہی کہ معشوق خوبرو لائی کیونکر جان نہ دے سہام نے پوچھا معرکہ کیا گذرا عرض کی حضور مین جاکر
سکندر کو لایا آپ کو جواہر لیچلا راہ مین مقابلہ پڑا انہین معلوم سکندر کو کون اُٹھا لیگیا تھا مین
جانتا ہون کوئی ساحرہ تھی عاشق ہوکر اُسے لیگئی سہام نے کہا کل مین سوسن کو پکڑ لونگا اُسی کی ذات کا
سارا فساد ہی یہ کہکر لشکر مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ملکہ سوسن ٹہلنے لگین سلطان زرین پوش کے
سلام کو آئین پوچھا شاہزادہ کہان ہی سلطان نے کہا ابھی جواہر لا کر لیگیا ہی پوچھا کس خیمے
مین ہین سلطان نے پتہ دیا ملکہ گھبرا کر اُس خیمے مین آئی دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہے
روتی ہوئی سامنے سلطان کے آئی سلطان نے کہا بی بی کیا ہوا سوسن نے کہا کوئی آپ کے فرزند
کو اٹھا لیگیا سلطان نے کہا غضب ہو گیا کنیزین چہار جانب دوڑین چہار جانب ڈھونڈھا کہین نشان
نہ پایا ملکہ سوسن سے آکر کہا ملکہ کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے یہ شعر زبان پر جاری تھے غزل

اجل سے خوش ہون کسیطرح ہو وصال تو ہی
کسی سبب سے ہو پر دبھی پائمال تو ہی
بجائے یار کو سونپا معاملہ اپنا
ہوا دن حضرت عیسیٰ تک اتنا حال تو ہی
عبث ترقی فن کی ہوس ہی مومن کو

نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی
کہان تلک گلہ ہاے تغافل قاتل
اب آگئے ہو تو ہوا امید انفعال تو ہی
شب فراق مین بھی مرنیکی پہ مرتا ہون
زیادہ ہوئیگا کیا اس سے تنزل تو ہی

خدا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش ہیجان
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر زبال تو ہی
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہی

سلطان نے ملکہ سے کہا
بی بی گھبراؤ خداوند سنجر کی عنایت سے وہ اپنے زمانے کا صاحبقران ہی بخیر و عافیت سے ملینگے یہ ذکر تھا
کہ جواہر آکے پہونچا جواہر نے سب کیفیت بیان کی ملکہ سوسن نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ وہ ساحرہ
کون ہی جو شاہزادے کو اُٹھا لیگئی جواہر نے کہا مین نے تمام صحرا چھان ڈالا کہین پتہ نہ ملا سوسن
نے کہا خداوند سنجر مالک ہی یہ ذکر تھا کہ نقارے کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا جیتا رہے
تو کر و لشکر دشمن مین یہ کیسا نقارہ بجا ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے شاگردان جواہر نے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی سہام جادو نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو ملکہ نے
فرمایا جواہر تمنے سنا وہ ملعون بڑا بدمست ہی صاف ظاہر ہوا کہ قابو پرست ہی یہ جو نے سنا کہ شیر
بیشہ جرأت غائب ہو گیا طبل جنگی بجوا دیا سلطان نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بجنا چاہیے ادہر بھی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا سب لشکر مین خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہر ایک کی زبان پر
یہی بات ہی کہ ہمارے آقا کا نہ ہونا اُس ملعون قابو پرست نے طبل جنگی بجوا دیا [illegible]
گھبرا رہے ہین سہام کے لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین مگر شہلا سے قطرہ نہ [illegible] کیلئے نکلا [illegible]

جاکے بی سوسن کو لاتا ہون فقیر بنکے لشکر مین آیا جواہر کو دیکھا کہ بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی شہلا کنارے آیا دل مین سوچتا ہوا کہ جواہر کی شکل بنکر ملکہ سوسن کو لون ملکہ سوسن اُداس پریشان خدمت سے سلطان کی رخصت ہو کر ایک خیمے مین آکر بیٹھی ہی کنیزون کو ہٹا دیا دل کو غم سے خالی کر رہی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ جواہر نقلی آکر پہونچا عرض کی کیون ملکہ عالم آپ کیون اسقدر اُداس ہین مین شاہزادے کو ڈھونڈھکر لاؤنگا مین نے پتہ لگایا ہی اسی رات کو تدبیر کرونگا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے جواہر

نظم

سنکے اس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
جو سے گذری پستی طالع تو سمجھا مین نے
برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
خط سبز آیا جو منہ پر کم ہوئی زلف دراز
کشتی مو بھی خبر لینے گئی ہی تھاہ کی
سجدہ کرتا ہی جو بت کو طعن اے زاہد نہ کر

رہتے ہین عشق زقن مین شکل گھوڑے کی
آسمان نے کنج غارون پر مری تنخواہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
راہ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی
رات دن ایسا فراق یار مین رہتا ہون مین
یاد ہے ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
دیکھنا چھوٹی ہی سوت آکر کمان ابر چاہ کی
حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے بعد
گرد اُڑتی اے ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
مین ہی کچھ ڈوبا نہین دریاے مے مین ساقیا
اب مرا گھر نہین کچھ بھی ہی گویا چاہ کی

شہلا چاہتا ہی ملکہ جب ہون تو انکو بیہوش کرون وہان جواہر خنجر زن اصلی بازار بزازان مین انتظام کرکے نکلا ہی کہ ایک شاگرد نے کہا اُستاد ابھی تو مین نے آپ کو قریب بارگاہ ملکہ سوسن دیکھا تھا آپ یہان کہان آگئے بس جواہر کا ماتھا ٹھنکا کہا لو یار وغضب ہوا میری شکل بنکر عیار پہونچا یہ کہکر دوڑا اُس وقت آیا کہ شہلا نے اپنا رنگ جمایا ہی ملکہ کے خاصدان پر ہاتھ ڈالا چاہا گلوری نکالون ملکہ کو کھلاکر بیہوش کردون کہ جواہر اصلی پہونچا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ گلوری لون جواہر نے دہن سے نعرہ کیا کہ اے ملکہ عالم گلوری نہ کھائیے گا اسکو پکڑ لیجیے یہ وہی مکار ہے ملکہ نے چاہا سحر کردون شہلا جست کرکے بھاگا راہ مین ایک ساحر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے خنجر مارا کہ وہ ساحر مرکر گرا عیار بہت دوڑے مگر اسکی گرد کو نہ پہونچے نہایت طرار و فرار ہی جواہر پلٹا خدمت مین ملکہ کی آیا کہا ملکہ آپ نے دیکھا یہ وہی شہلا تھا مین نے اسلیے پکارا تھا کہ آپ سحر کریگی گرفتار ہوجائیگا مگر بڑا طرار و فرار ہی ایک ساحر کو بھی مار گیا ملکہ نے کہا بھیا مقام خوف ہی ہر وقت یہ ملعون اسی فکر مین رہتا ہی جواہر نے کہا اسوقت بڑی چالاکی چلے زندہ نکلگیا کسی شاگرد نے : گرفتار کیا مین فکر مین نکلتا ہون یہ کہکر جواہر چلا ملکہ خیمے مین آکر بیٹھین چالیس پچاس کنیزین بھی ساتھ ہین جا بجا بیٹھی ہوئی ہین ملکہ اُنسے باتین کر رہی ہین ملکہ اُن سب سے یہی فرما رہی ہین کہ شاہزادے کو خداوند شجر خیر دخوبی سے ملائے میدان کارزار کے وقت آئین تب بن پڑے مگر شہلا بھاگا ہوا جاتا ہی دیکھا سامنے سے ایک دھوبن آتی ہی شہلا نے بڑھکر پوچھا اسوقت تو تم دھوبن کے آئی ہو کسکی گندی کروگی کسکے واسطے کلپ رہی ہو دھوبن نے منکر جواب دیا ارے تو کون ہی دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا راہ مین باتین کرتا ہی مین ملکہ سوسن گوہر پوش کی دھوبن ہون اُنکا لباس لیکر چلی ہون مجھسے کچھ خلاف کہیگا تو سوندن مین ڈالدونگی اپنی استری سے کیون نہین ایسی باتین کرتا ہی کیا گھاٹ کریگا یہ جو شہلا نے کہا ہمارے لشکر مین بھی آیا کرو وہ دھوبن لڑائی اسنے باتین کرتے کرتے جواب مار دیا دھوبن بیہوش ہوئی شہلا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا مٹکتا ہوا چلا

لشکر مین آیا پہلے کنارے پر جواہر ہی سے ملاقات ہوئی جواہر نے دیکھا ایک دھوبن گوری گوری صورت ہنستی ہوئی جسنے نگاہ ڈالی اُسپر آوازے کستی ہوئی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کی طرف ہنسی کسی کو اشارہ کیا گھاٹ پر آنا وہین پڑا کرونگی جواہر نے پکار کر آواز دی بی دھوبن کہانسے آتی ہو شہلا کا دل کانپا مگر دل کو مضبوط کرکے جواب دیا ملکہ عالم اُنھین مجھپر خفگی ہوچکی ہی آج تو انعام ملے یہ کہکر آگے بڑھگیا جواہر نے اپنے شاگردون سے کہا اسوقت اس دھوبن کو دیکھکر میرا دل دھڑکا خدا خیر کرے کچھ فطور ہی قلب ناصبور ہی یہ کہکے پیچھے پیچھے چلا شہلا دوڑا ہوا ہانپتا ہوا ملکہ کے خیمے مین آیا ملکہ بیٹھی تھین پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلے

نظم

دست دل بردار آنگہ دامن جانانہ گیر
عمر شد صرف بت و بتخانہ ای ہندی نژاد
نالہ و سوز جگر را بلبل و پروانہ گیر
کشتہ چون صید صیاد اجل ای بیخبر
این کہن ویرانہ را آخر تو ہم ویرانہ گیر

بہر آب تلخ ساقی منت ساغر مکش
از برای امتحان یکروز راہ خانہ گیر
ور ز دانش اگر داری خوی فرزانہ
حالی را درمیان دام آب و دانہ گیر

محرم در بزم جانان خویش را بیگانہ گیر
پر ز آب دیدہ کن جامی چون پیمانہ گیر
شمع دل را بر فروز و سیر باغ لالہ کن
خویش را بیگانہ دان فرزانہ را دیوانہ گیر
فکر آبادی درین ویرانہ محنت کی

شہلا نے دست بستہ عرض کی واری خیر تو ہی کیا ہوا ملکہ نے کہا کیا نہین فلک نے ہمکو لوٹ لیا شاہزادے کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی واں بھر سرکارون نے ڈھونڈھا کہین پتہ نہین ملا کہا واری خداوند مجھے آپ کو سبز کرین باتین کرنا جاتا ہی اگر پیار ہی جواہر پشت پر خیمے کے ٹھہرا اور ایسا سوراخ کرلیا اُسمین سے دیکھ رہا ہی ملکہ سے باتین کرتے کرتے اسنے کہا حضور کنیزون کو ہٹا دیجیے تو مین عرض کرون مین نے ایک جگہ پتہ پایا ہی ملکہ تو اپنے آپ سے باہر ہی کنیزون کو ہٹا دیا قریب آکر کہا بتاؤ کہان پتہ لگا شہلا نے کہا یہانسے تین کوس پر ایک باغ ہی وہان کا نشان پایا ہی کوئی ساحرہ اُٹھا کر لیگئی ملکہ نے کہا ہم جواہر کو بلوا دین اُسکو لیکر جاؤ شاید خدا فضل کرے اسنے کہا حضور گلوری تو کھائیے منہ سوکھا ہو رہا ہی ملکہ نے گلوری نکالی اسنے ہنستے ہنستے چھین لی بیہوشی ڈالکر کھلائی ملکہ بیہوش ہوکر گری شہلا چاہتا تھا کہ پشتارہ باندھون جواہر نے نعرہ کیا اور ماون کیا کرتا ہی ہم جواہر خنجر زن پشت پر سے آکر خنجر مارا شہلا کا سر زخمی ہوا مگر اسنے زخم کا خیال بھی نہ کیا بیتابی ہوکر بھاگا جواہر نے آواز دی یارو لینا شہلا سے قطرہ زن جاتا ہی یہ دھوبن بنا ہوا خود بھاگتا ہی کہ لینا یارو جانے نہ پائے ہر شخص کے پاس سے جاتا ہی جواہر جب قریب پہونچتا ہی تو کہتا ہی یارو پکڑنا لیا وہ کہتے ہین وہ بھی تو لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی ہم سمجھے عیار آگئے ہونگے جب جواہر نے دیکھا کہ شہلا لشکر سے نکلا جواہر بھی برابر سے پہونچا راہ مین جلکے گھیرا اسر شہلا کا زخمی ہوچکا تھا اُلجھ اُلجھ کے لڑنے لگا قضائے کار شہلا کے چالیس شاگرد کہ اپنے اُستاد کی تلاش مین نکلے تھے دور سے دیکھا کہ اُستاد سے اور ایک عیار سے تیغ چل رہا ہی شاگرد وہین سے دوڑے کہتے ہوئے اُستاد نہ گھبرانا ہم آپہونچے یہ کہکے چالیسون آپڑے اب جواہر اکیلا ان سب سے لڑ رہا ہی مگر اپنی جان سے بیزار جدھر منہ پھیرا اُدھر تیغ پڑا اگئی زخم اسکے جسم پر آئے شہلا چاہتا ہی بلیوہ کرکے گرفتار کرلون جواہر نے پانچ سات عیار مار کے ڈالدیے چند کو زخمی کیا جھپٹ جھپٹ کے تیغ مار رہا ہی اپنے کو بچاتا جاتا ہی گرفتار کار مہتم مردار خوار جو شاہزادہ سکندر کو اُٹھا کر لیگئی تھی پہلوے کوہ مین اسکا باغ تھا اُسمین لاکر

شاہزادے کو رکھا خواہان وصل ہوئی سکندر نے انکار کیا جب کئی دن گذرے مہتم ایک دن
قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان تیرے ہجر مین مرتی ہون اب صبر نہین ہو سکتا ای مسیحاے وقت اپنے
بیمار کا علاج کر ایسے عجز و انکسار کے ساتھ کہا کہ سکندر کو کچھ بن نہ پڑا یہ فرمایا کہ ہمارا عیار ہی جواہر
تقریر مین تصویر دکھائی کہا ای مہتم اگر وہ عیار مجھ تک آئے جو کچھ وہ کہیگا وہ قبول کرونگا خلاف اُسکی راے
کے کوئی کام بچپن سے نہین کیا مہتم مردار خوار تلاش مین جواہر خنجر زن کے چلی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
اسوقت اُسنے پہچانا یقین ہوا کہ یہ وہی عیار ہی کہ جسکو سکندر نے بتایا تھا چالیس آدمی اُسکو گھیرے مین
لیے مار رہے ہین یقین ہی کہ گھڑی دو گھڑی مین زخمون مین چور چور ہو کر گر پڑے مگر شعلہ جوالہ ہی کہ
قدم نہین تھمتا جسنے نیچہ مارا تڑپ کے اُسکے پاس پہونچا برابر اُسکو جواب دیا مگر اب قوت نہین باقی ہی
لڑکھڑا رہا ہی ہر مرتبہ طرف درختون کے دیکھتا ہی ہوا اسی مین پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند مجھکو بچائیے
مہتم مردار خوار کو بہت ناگوار ہوا قطع یہ کہ بال سر کے کھڑے ہوے میلی تہمد کھاروے کی چدریا ننگے
پانون گھومتی ہوئی اور کچھ نہ کیا سامنے چلی آئی آواز دی او نابکارو تم کون ہو جو اس غریب کو مارتے ہو
اب ہاتھ نہ اُٹھانا اُن سبھون نے جو اس بلا کو آتے ہوئے دیکھا بھاگے خوف پیدا ہوا کہین ہمکو کھا نہ جاے
اُنکے بھاگتے ہی جواہر لڑکھڑا کے گر پڑا بیہوش ہو گیا ساحرہ نے آکر جواہر کو اُٹھایا صورت کو دیکھتی ہوئی
دُبلا پتلا نہایت حیران ہی کہ یہ کہان کا آدمی ہی بدن ٹٹولتی ہی کہ نری ہڈیان ہین لیکر باغ مین آئی اور
شاہزادہ سکندر کو اس طور سے روکا ہی بارہ دری مین حصار کر دیا ہی کہ نکل نہ سکین لیے ہوے
جواہر کو آئی شاہزادہ حیران ہو گیا پکار کر کہا ارے میرے یار کو کیا ہوا ساحرہ نے کہا ای شہریار
چالیس آدمی اسکو جنگل مین گھیرے ہوے مارے ڈالتے تھے مین پہونچ گئی مجکو دیکھکر سب بھاگے مین
اسکو اُٹھا لائی زخمی بہت ہوا ہی یہ کہکے بارہ دری مین لائی جواہر کی زخم دوزی ہوئی تب جواہر کو
ہوش آیا اپنے آقا کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا سکندر نے اشارون سے سمجھایا
کہا کہ یہ ساحرہ ہمکو اُٹھا لائی ہی صورت تمنے دیکھی ایسی قابل ہی کہ ہم اسکا وصل قبول کرین کسی طرح
نہین مانتی مین نے دم دیکے تمکو بلوایا جواہر نے کہا مین اسکی خدمت کرونگا آپ کے نہ ہونے سے
لشکر مین تلاطم ہی صبح کو مقابلہ ہوگا ملکہ سوسن آپ کے فراق مین ہوش مین نہین ہین خدا انجام
بخیر کرے کہ مہتم مردار خوار آئی جواہر کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگی پوچھا مزاج کیسا ہی جواہر نے
کہا دعا دیا کرتا ہون اور جلدی سے اُٹھ بیٹھا کہا ای ملکہ عالم یہ بڑے حماقت زدہ ہین آپ ایسی مہربان
کو نہین قبول کرتے مجھے اس واسطے بلوایا مین انکے لشکر کا مولوی ہون مسلمانون کے یہان نکاح ہوتا
ہمارے یہان گو کا پڑھا جاتا ہی بے میرے یہ آپ کو کیونکر قبول کرتے شرع خداوند کے پابند ہین سب
سامان کرو کچھ مٹھائی لاؤ شربت بناؤ مصری کے کوزے ہار پھول تمھارے سر پر سہرا باندھین دُلھن
بنائین شاہزادے کو دولھا بنائین ہم بیٹھکے وہ پڑھین بس پھر دولھا دُلھن آرام کرین ای مہتم ابھی
یہ شخص کمسن ہی نشیب و فراز سے ماہر نہین اپنی راہ پر لگا لینا مہتم نے کہا مین تو سب طرح راضی ہون
جس طرح یہ کہیگا مجھے انکار نہین یہ کہکے دوڑی پانچ چار ٹوکرے پھولون کے لاکے رکھدیے کہا مولوی صاحب
لیجیے جواہر نے لیکے رکھے ہار گوندھنے لگا سہرہ وغیرہ تیار کیا مہتم مارے خوشی کے دوڑی گئی مصری کے

گھوڑے بھی لائی رکھدیے جواہر نے کہا تھوڑے سے نقل لاؤ وہ قاضی کا حق ہی عطر کے بھرے کئی ہزار
قرابے تاریل کے تیل کے لاکر رکھدیے جواہر نے سب اُلٹ پلٹ کردیے ہرچند کہ اپنے خاندان سے آگاہ
نہین ہی تھوڑے دنون شاپور کے ساتھ رہا ہی وہ ہی حرکات جلدی سے پہلے سہرا اپنے باندھا
مہتمم مردار خوار نے پوچھا مولوی صاحب یہ کیا کہا پہلے مولوی ہی دولہا بنتے ہین پھر سکندر کے سر پر
سہرہ باندھا سکندر کہتے ہین ای بھائی ایسا نہ ہو مجھے اسکے پاس لینا پڑے جواہر کہتے ہین یہ تو
نوبت نہ آئیگی شربت بنایا مہتمم مردار خوار نے خود سہرہ اپنے سر پر باندھلیا جواہر نے کہا دلہن
نہین دلہنین بولتی نہین یہ کہکے شربت مین بیہوشی ملائی ایک دو جام بھر کے پلائے اُنگلی گھبرا کے
اُٹھی لڑکھڑا کے گری جواہر نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اسکو مار کر جواہر نے کہا جلد چلیے دیکھا تو
مرکب کئی بندھے ہین مال سوداگرون کا لوٹ لوٹ کے بہت جمع کیا ہی جواہر نے وہ سب مال چھکڑون پر
لدوایا ہر پشت مرکب پر سکندر کو سوار کیا جواہر نے پوچھا وہ ہیکل آپ نے کیا کی سکندر نے کہا
اُسنے اُتار لی تھی خزانے مین تلاش کیا خزانے مین ہیکل نکلی جواہر نے وہ ہیکل شاہزادے کو پہنادی
گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا اسباب چھکڑون پر لدوایا حکم دیدیا عقب مین چھکڑون کو لیکر آنا شاہزادے
کو اب لیکر چلا یہان دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سہام جادو لشکر لیکر
میدان مین آیا ادھر سے ملکہ سوسن گوہر پوش گئی عیارہ نے سہام کو خبر دی ہی کہ سکندر و جواہر کو
کوئی اُٹھا کر لیگیا ہی فقط سوسن گوہر پوش و سلطان باقی ہین مین نے چاہا تھا کہ سوسن کو آج
گرفتار کرون مگر جواہر وقت پر پہونچگیا اب آج میدان مین سمجھ لیجیے گا آپ کے بھائی کی معشوقہ ہے
آپ قبضے مین لیجیے ملکہ سوسن گوہر پوش نے سلطان زرین پوش کو تخت پر سوار کیا لشکر
لیکر میدان مین آئین مگر اُداس پریشان سلطان کو بھی انتشار فرماتے ہین ای سوسن ہمارے
فرزند کا پتہ نہ ملا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُس شیر بیشہ جرأت پر کیا گذری ملکہ نے کہا ای شہریار
دھوبن کی شکل بنکے شہلا سے قطرہ زن آیا تھا مجکو اُسنے بیہوش کیا جواہر نعرہ کرکے آپڑا شہلا
بھاگا یہ اُسکے تعقب مین گیا ابھی تک پلٹکر نہین آیا شاگردون سے پوچھا وہ بھی کہتے ہین نہین
معلوم اُستاد پر کیا گذری دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی لشکر آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت کی کوکبت
کوس کا کھڑکا ہُنے سہام جادو کا سپہ سالار مشروط جادو نہایت ساحر زبردست ہی اسنے اپنا گھوڑا
بڑھایا سہام سے اجازت لی سہام نے کہا بھتیجی ای مشروط تم میدان مین نہ جاؤ مین خود جاکر
قیامتین برپا کرونگا مشروط نے نہ مانا ہزبر آتشین پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا للکار کر آواز دی
ای ملکہ سوسن اقبال شاہنشاہی کی تاثیر دیکھی کہ سکندر و جواہر غائب ہوے کسی نے اُنکو پکڑ کر
مار ڈالا اب وہ زندہ نہ ملینگے سوسن نے چپکے سے کہا خاک اس ملعون کے دہن مین مین نے صبح ہوتے
خواب مین دیکھا کہ سردار عیار دونون ساتھ ہین با آبرو آئے ہین مشروط نے آواز دی جسکا جی
چاہے میرے مقابلے مین آئے ملکہ سوسن نے خود قصد کیا تھا کہ مقابلے کو جاؤن برگ جادو کنیز صف
سے نکلی کہا حضور آپ تامل کرین لونڈی اسکو تنکے چنوا دیگی کیا مین اب اسکو زندہ جانے دیتی ہون
ملکہ نے کہا اچھا خداوند سنجر کی عنایت سے جاکر مقابلہ کرو برگ جادو سامنے مشروط کے پہونچی اُسنے

کو ذرا مار ایک برگ کو یہ شرہ حاصل ہوا کہ سحر کرکے کوے کو باطل کر دیا دو چار سحر آتشین ردو قدرت حسن کے ساتھ ہوئے
مشروط نے غصے میں ران اپنی کاٹ ڈالی ایک کارد جدول سے نکالی خون میں اُس کارد کو نہلایا
مثل برق کے چھری چلنے لگی یا سامری و جمشید لیکر وہ کارد برگ کے اوپر پھینکا ماری برگ نے
اسم تمہ پڑھکے دیکھین ہین کہ چھو ہوا نجر آ آئینہ بے کینے پر پڑی مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذری برگ جا
کا بیتہ ملا اسی طرح پانچ سات کنیزان ملکہ کی ہاتھ سے مشروط کے قتل ہوئین غصیانے وہیر کا وقت
پر سوسن کو نہایت غصہ ہے کوئی کنیز خوب جان ... نہین آتی مشروط مبارز طلبی کر رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے
اب ملکہ تمکو تکلیف ہوگی ہین خود وہین آؤنگا ایک دم بھر مین مارے لشکر کو مٹا دونگا مین نے قیام کی
آنکھیں دیکھی تھین اور یہ تو میرے مالک ہین ہر شی تعلیم کیا کرتے ہین اُنکا سحر قیامت ہے ملکہ سوسن ملا اُس
ہر سے بچاند پڑین پایہ تخت سلطان کو تھاملیا کہا والد مدارا اپنی کنیز کو اجازت دیجیے سلطان کا پریشان
ہونا اور ساحر جو کھڑے ہین اُنکی جانب دیکھنا مگر مشروط کے سحر دیکھکر کسی کا حوصلہ نہین پڑتا مشروط نے
سحر کرکے اپنے گھوڑے کو بشکل شیر بنایا ہے وہ شیر ڈکار رہا ہے مشروط لاف وگزاف مار رہا ہے اور کہتا ہے
ای ملکہ سوسن خیر جو کچھ تمنے کیا وہ سب اچھا کیا بدلا اُسکا ملیگا سوسن نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا
کے بیتابی مین منہ سے نکلا یا قطعہ

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک	بہ آستان تو دارند میل دربانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	اگر حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

مشروط نے قصد کیا کہ ہنر آزمائین
آئے اگر لشکر پر سوسن کے جا پڑے دن کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے ملکہ سوسن گوہر پوش بھی دیکھنے لگی
دامنہ گرد کا شگفتہ ہوا سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بصد شوکت و حشمت رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے جواہر خنجر زن عیار ہر فن لشکرون میں ہارا ہوا آخر وقت ہے مشروط بلبلایا ہوا تھا شاہزادہ گھوڑے
کو اڑاکر میدان کارزار میں سامنے مشروط کے آیا جواہر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ شاہزادہ نکاور زین پر
چھ سات قدم اسکا ہنر برآتشین ہٹا مگر گھوڑا شاہزادے کا بد لگامی کرنے لگا اب جو شیر نے دھول کا مارا
گھوڑا ایک مقام پر نہین ٹھہرتا طرارے بھر رہا ہے چاہتا ہے راکب کو پھینککر نکلجاؤن ہر چند شاہزادہ بڑی
جماتا ہے مرکب کو چمکا کر ٹھہراتا ہے مرکب قرار نہین پکڑتا ہے بیچین ہو رہا ہے مشروط نے سحر بھی کیا باغ کے
دل نے پھینک رہا ہے گھوڑا شاہزادے کو لیکر پیچھے ہٹا غصے میں بڑی چابکی گھوڑے نے چاہا شاہزادے
کو درخت سے رگڑوں لاچار ہوکر شاہزادہ کود پڑا گھوڑا تو ایک جانب بھاگا مشروط نے تلوار کھینچی ہاتھ
مین تلوار کے لیا چاہا ہاتھ تلوار کا مارے شاہزادے نے قصد کیا کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے ہاتھ تلوار کا مار دیا
سر شاہزادے کا کسی قدر زخمی ہوا زخم کھاکر جیسے شیر بپھرتا ہے جھپٹ کر قصد کیا کہ زیر شکم شیر جاؤن مع شیر
اُسکو اٹھالون شیر نے دونون پنجے شیر پنجہ جرات پر مارے سکندر نے کلائیان پکڑکے ایک گھونسا
مار کے شیر کا سر پھٹگیا مشروط نے جو شاہزادے کو پیدل پایا سحر کرتا ہوا الٹ پڑا سکندر کے گلے مین
ہیکل ہے ملکہ سوسن بھی نگہداشت کر رہی ہے جان لڑائے ہوئے دفع سحر مشروط کر رہی ہین شاہزادے سے
داؤن پیچ ہونے لگے سحر جو اُسنے کیا ہے زرہ اُسکی دیکھ رہی ہو شاہزادے نے ہیکل کو جنبش دی زرہ
سرد ہوگیا تو سکندر نے دو ڑے دو چار پیچ جو کڑے باندھے مشروط ایسا گھبرایا کہ سحر کو بھولا چاہتا ہے
پیچ باندھون سکندر نے دونون مونڈھے پکڑ کر کہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر

شعر عاشقانہ پڑھتے ہین کوئی کہتا ہی مین تو ان گورے گورے گالون پر مرتا ہون ایک کہتا ہی مین عاشق
قد محبوب ہون ایک کہتا ہی کہ کیا چال ہی ایک کہتا ہی انکھڑیون نے مارا آنکھین کاہے کو نرگس شہلا ہین
دیکھو کیا گردش کر رہی ہین پتلیان تماشا دکھاتی ہین ایک کہتا ہی سینے کا اُبھار دیکھو اشعار

وہ سینہ حسینون کے مد نظر | لگا اُبھرے ہوئے دو تھے حسن گر
ہاتھ آئین کبھی جو عاشق کے | تو لگا لین دو اپنے سینے سے

سارے میدان مین عاشقون کا جماؤ ہی سہام خود دیوانہ ہو گیا برق شمشیر سا غدر چمک رہی ہی یہان اُدھر
جنگ مین شہلا نے جواہر خنجر زن کو لڑتے ہوے دیکھا للکارا او ناعیار کہان جاتا ہی شاگرد بھی اسکے
دوڑے جواہر نے بھی اپنے شاگردون کو اشارہ کیا اسکے شاگرد کم سنے نئے شاگرد فنون عیاری سے
بالکل ماہر نہین لڑنے کا حال کبھی دیکھا نہین مگر اُستاد کے حکم سے جا پڑے جواہر نے صفین باندھین پہلے ہی
حقۂ آتشبازی مارا شہلا نے کہا یارو بچنا شاگردان شہلا نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے سینہ سپر
کرکے جنگ مین لڑے تین سو نے پانچ سو شاگرد شہلا کے مار لیے شہلا سر پیٹتا ہی کہ یارو تم بہت ہو
وہ کم ہین گھیر کر مار لو مگر دنا "ا وسنا "نا جو حقہ ہاے آتشبازی کا ہوا سارا میدان دھوان دھار ہو گیا
اندھیرے مین جواہر شہلا کے قریب پہونچا تھا قصد کیا کہ نیمچہ ماردن اس خود سر کا سر اُڑ جاے
مگر ہوا نے دھوئین کو ہٹا دیا روشنی ہوئی شہلا پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی سہام نے جو دیکھا کہ عیار بہت
سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شہلا بھاگتا پھرتا ہی شاگرد بھی بد حواس ہین یہ للکار کر چلا
پکار کر آواز دی شہلا نہ گھبرانا مین آ پہونچا چن چن کر عیارون کو مارونگا جواہر نے بڑے داغ دیے ہین
یہ کہکے گولہ مار دیا جواہر کے پانون زمین نے تھا لیے بارہ چودہ شاگردون کے سر اُڑ گئے پکار کر سہام
نے آواز دی ای شہلا مین نے عیار کو بیکار کیا بڑھکر سر کاٹ لے ہاتھ پانون اُسکے قابو مین نہین ہین شہلا
نیمچہ کھینچکر چلا شاگرد جانبازی کرنے لگے اپنی جان دیتے ہین مگر کسی کو اُستاد تک اپنے نہین آنے دیتے چالیس
پچاس شاگردون نے جان دی ایک شاگرد نے آواز دی ای ملکہ سوسن سہام نے سحر کیا اُستاد کے
پانون زمین نے تھا لیے سوسن یہ سنتے ہی پلٹی اب جو دیکھا تو عجب قیامت ہی چالیس پچاس عیارون
کے سر کٹے ہوے گرد جواہر کے پڑے ہین جواہر خاموش شاگرد لڑ رہے ہین سہام دور سے گینڈا
بڑھا کر چلا ہی آواز دی ای شہلا تجھسے کچھ نہ ہو سکیگا ما بدولت خود آتے ہین اپنے ہاتھ سے اس مکار کا سر
کاٹینگے ارے مین نے سحر سے بیکار کر دیا اب بھی تو سر کاٹ نہین سکتا کیا اس سر سے تو آگاہ نہین بالکل بیکار
ہی سوسن نے للکارا او نامرد عیار پر کیا بہکے جاتا ہی ایک رسالدار کی جو شامت آئی پہلو سے نکلکر آواز دی
ای جان جہان وای تسکین دل عاشقان ذرا ادھر نگاہ اُٹھاؤ سوسن نے مسکرا کر کہا آئیے تشریف لائیے
یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا برق چمککر اُسپر گری مگر یہ کھڑا رہا برق فقط گرد پھری اور پھر بلند ہو گئی اب سب
لوگون نے دیکھا رسالدار کی آنکھین حلقہ سے نکل آئین چہرے پر آثار وحشت کلیجے پر ہاتھ چہرہ زرد ہو گیا
آہ سرد پکارتے ہوے ارے صاحب پھر ادھر دیکھوانی تو یہ کیفیت ہی نظم

کسی کے پوچھ لینا تھا انھین کس دل مین رہتے ہین
کسی پہ باز از خود رفتگی ہونے نہین دیتے
کہ آنکلتے نہین ایسے ابو نکتہ دلمین رہتے ہین

اشارے مجھ مین تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
نہ ہنسے کیطرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین
جلال آگر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی

بہت بچین میرے خاطر بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین
ہمارے تلے مین جو بات ہے بھولی ہوئی کوئی
اُدھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

پلٹ کے فرمایا رسالدار صاحب بہت نہ گھبراؤ تم رسالدار ہوا تبھی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ذرا تلوار تو کھینچو
اُسنے تلوار کھینچی کہا دیکھو خفت نہ کھینچنا دل پر قبضہ رہے قلب جمانا سے تلوار کو گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھو
رسالدار نے بہت خوب کہکے تلوار گلے پر رکھ لی ملکہ نے کہا کھاٹ سے کھینچو جرأت کا جوہر دکھاؤ اُسنے
تلوار کھینچلی سر کٹکے دھڑ سے زمین پر گرا سہام نے جو یہ معرکہ آنکھوں سے دیکھا للکارا او سوسن برج
ساحر کو مارا ذرا مجھسے تو آنکھ ملاؤ سوسن سے اور سہام سے مقابلہ پڑا سحر ہونے لگے کئی سحر کے بعد سہام نے
برق چمکائی وہ برق سر پر ملکہ سوسن کے گری سر سوسن کا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا ثابت ہوا ماہتاب
پردہ شفق مین پنہان ہوا اُسکے سحر کا امتحان ہوا ملکہ زخم کھا گر پڑین کہ شاہزادہ سکندر کی نگاہ پڑی کہ
ملکہ کا سر زخمی ہوا سہام چاہتا ہی بڑھکر سر کاٹ لے ان سکندر کا کلیجہ منھ کو آگیا آنکھوں سے قطرات
خون ٹپکے دہن سے نعرہ کیا او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد خبردار زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اُسنے گولا
مارا یہ تصور کرکے کہ سکندر زر گیا اے گھوڑا قدم نہ اُٹھائے مگر ہیکل کو جنبش ہوئی سحر کے رد ہونے کی کوشش
ہوئی اُسنے دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے گھوڑا ابدالگامی نہین کرتا ہی یہ جوان نہین رکتا میرے برابر آجائیگا ایا اس سے
مقابلہ پڑیگا سحر کیون نہین تاثیر کرتا کیا سامری و جمشید کے نام کی تاثیر مٹ گئی پیچھے ہٹا دل مین یہ سوچا
کہ یہ تو مین سمجھ لون کہ یہ جوان کس بھروسے پر بڑھتا چلا آتا ہی سحر اُسکے پاس سے اُچٹا جاتا ہی پیچھے ہٹکے نخل کے
سائے مین آیا جھولی پر ہاتھ ڈالکے ایک پتلی سنہری نکالی اُسکو زمین پر رکھا رکھکے ہاتھ باندھکے اُسکے سامنے
کھڑا ہوا آواز دی اے شبیہ سامری کیا سبب ہی جو سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا پتلی نے آواز دی اے
سہام جادو تو سالہا سال سے میری پوجا کرتا ہی شراب سے میرا پیٹ بھرتا ہی اصل یہ ہی کہ سوسن گوہر پوش
نے انتہائی مشقت کرکے ایک ہیکل بنائی ہی اُسکی وجہ سے کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جوان خوشرو ہی وہ ہیکل
زیب گلو ہی تو کیون بیدل ہوا اسی سے اُسکو قتل کر پہلے اسکو مٹا وہ سحر کر کہ ہیکل کا سحر مٹے تب تیرا سحر تاثیر کرے
سکندر نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین سہام جادو کھڑا ہوا بڑبڑا رہا ہی ظاہر ہوتا ہی کوئی سحر
تیار کر رہا ہی مرکب کو جھکایا اُسکی طرف چلے سوسن گوہر پوش نے چہرے کا خون پوچھا دوپٹہ پھاڑکر
زخم کو باندھا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی دیکھو میرا زخمی ہونا شاہزادے کو کیسا ناگوار ہوا
کس جوش وخروش مین شاہزادہ جاتا ہی چاہتا ہی جاکر سہام کو قتل کر دے کنیزین کہتی ہین بی بی
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب شیر سے رسم ہوا جری بہادر صف شکن حسین و جمیل اسوقت کیا غصہ
ہی دیکھیے لاشون کے انبار کر دیے اب سہام کی فکر مین جاتے ہین ملکہ سوسن بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین
قریب جو آیا اسیر سحر کیا کوئی دیوانہ ہوا کوئی گلا کاٹ کے مرا کوئی چیختا پھرتا ہی کوئی لڑکھڑا کے منھ سے
بھل گرتا ہی کہ ایک پنجہ گرا شاہزادے کی پلک جھپکی وہ پنجہ اُٹھاکے چلا سوسن کی بھی پلک جھپک گئی
اب جو آنکھ کھلی دیکھا گھوڑا شاہزادے کا کوتل کھڑا ہی جواہر کھڑا رو رہا ہی کہتا ہی کوئی آقا کو اُٹھا لیگیا
مگر پنجے نے جو جھٹکا دیا شاہزادے کو لے اُڑا پہلے تو آنکھ بند ہوگئی جب کوئی دو چار گز بلند ہوے ہوا کا
فراٹا لگا آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کہن سال منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر لہتا ہوا جھریان
پیشانی پر کتاب عمر کی سطرین ہین کمر کا خم خم کمان کہ ہمیشہ تیر تدبیر نشانے پہ پہونچتا ہی خطا نہین کرتا ہی
واضح ہو کہ مقہور جادو اسکا نام ہی خراجگزار سحر العجائب و مصر الغرائب کی ہی ایک دن دربار مین

انکے منھی تھی کہ یہی سب ذکر ہوے کہ ایرج نے کئی ملک فتح کیے نور الدہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے یہ
شاہزادے کمسن انھون نے وہ شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی
جس معرکے مین لڑے علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے تاشے سر پیٹتے تھے جھانجھ کف افسوس ملتے سحر العجائب
نے کہا ایک ساحر ہماری جانب سے جائے جس مقام پر نئے آدمی کو دیکھے پکڑ لائے تو یہ مقہور نکلی چہار جانب پھری
اڑی ہوئی جاتی تھی نگاہ پڑی جمال جہان آرا اسکندر زرین پوش زرین علم پر کہ ایک جوان خوش جمال رستم
شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت حاتم سخاوت اڑتا پھرتا جاتا ہے مقہور دیکھکر مرگئی کہ اس جوان شکیل کو
لیجاؤن تنہائی مین لیکے بٹھاؤن اسکے قدمون کو بوسہ دون کڑک کر گری پشت مرکب سے اٹھا لیا شاہزادے
کی آنکھ کھلی دیکھا یہ بڑھیا مجکو لیے جاتی ہے داہنا ہاتھ بڑھا کے چٹیا پکڑ لی رکھکے جو جھٹکا مارا ہیکل بھی چمکی
تھا ہا سحر کرون زبان بند ہوئی دھم سے زمین پر گری اب سب نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آنکھ سے کانی پیر فلک
نانی ساری جو اُڑ گئی ایک کملی کا ٹکڑا نظر آیا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا سر بڑھیا کا چٹخ گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من مقہور جادو بود قضاے کار سحر العجائب دمصر الغرائب دربار مین بیٹھے ہین مقہور کو
براے گشت بھیجا تھا اسکے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا میز پر رکھا تھا وہ گلدستہ جلا سحر العجائب نے کہا ارے
یارو کسی نے مقہور جادو کو مارا لوگون نے کہا حضور دریافت کرین کسنے قتل کیا تخت کی پشت پر ایک دروازہ
بند تھا سحر العجائب نے کنجی ازار بند سے کھول وہ قفل جھڑ سے کھولا ادھر لگی دروازہ بھی کھلا سب نے
دیکھا کہ ایک آئینہ رکھا ہے اُسپر ایک گردپوش زربفتی پڑا ہے سحر العجائب نے گردپوش ہٹایا پکار کر آواز دی
از مرات براے روح سامری حال معلوم ہو کہ مقہور کو کسنے مارا وہ تو ساحرہ زبردست تھی سب نے
دیکھا پہلے تو آئینے پر غبار چھایا بعد تھوڑی دیر کے ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا پنجے مین سفید رومال تھا اُس
پنجے نے دستگیری کی غبار کو پاک کیا اب سب نے دیکھا ایک میدان وسیع مین ہزارہا لاشہ پڑا ہوا ہے
ایک ساحر تصویر سامری سے باتین کر رہا ہے ایک جوان خوش جمال پشت مرکب پر اُسکو مقہور اٹھا
کے چلی اُسنے بلند ہو کر چٹیا پکڑ لی زمین پر گرا کے مار ڈالا سحر العجائب نے کہا یارو دیکھا تمنے یہ جوان
خوشرو کون ہے ایک واقف کار نے کہا سکندر زرین پوش زرین علم صاحب شوکت و حشم جسکو چرا
لی سوسن لیگئین وہ سامنے دیکھیے بی سوسن زخمدار کھڑی ہین شاہزادہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا سہام
پر جا پڑا حضور سمجھے یہ سہام جادو کون ہے قمقام جادو کا بھائی ہے معلوم ہوتا ہے قمقام مارا گیا اپنے بھائی
کے خون کا بدلا لینے آیا ہے مگر دیکھیے بھاگتا پھرتا ہے سوسن نے جی چھڑوا دیے بھاگا چاہتا ہے فوج کے بھی جی
چھوٹ چلے وہ دیکھیے سکندر نے علم فوج قلم کیا سکندر کے سب معاملات آئینہ مین سرکار معائنہ
کرین سحر العجائب نے کہا سچ ہے اب مین سمجھا کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جا کر سہام کی شراکت کرے
اُسی واقف کار نے کہا آپ کا طلسم بہت وسیع ہے جس مقام پر لڑائی ہو رہی ہے دو کوس وہانسے ہٹکر ایک
بیشہ ہے کہ اُسکو بیشۂ شیران کہتے ہین سابق مین وہان شیر رہتے تھے شبدیز سیہ پوش شیرگیر وہان
جا کے ساکن ہوا سب شیرون کو اُسنے مار کے ڈالدیا اب وہان حکومت کرتا ہے اُسکے نام سے بڑے بڑے
پہلوان کانپتے ہین شبدیز سیہ پوش شیرگیر کو لکھ بھیجے کہ سکندر کی مشکین باندھکر روانہ کرے یہ لڑکا
اُسکے تن و توش کو دیکھکر گھبرا جائیگا وہ دو گھڑی مین مشکین باندھ لیگا آپ کے پاس روانہ کریگا سوسن کے

واسطے یہین قریب ایک قلعہ ہی سلیم جادو وہان رہتی ہی بلا کی ساحرہ ہی اُسکو بھی لکھیے اگر بی سوسن لڑینگی سلیم جادو سوسن کو پکڑ کے بھیجدینگی دونون بھائیون نے اُسی وقت نامے لکھے دونون کے پاس نامے پہونچے سلیم جادو و شبدیز سیہ پوش شیر گیر چلے راہ مین سلیم سے ملاقات ہوئی شبدیز نے کہا ای سلیم تمکو ہمارے ساتھ چلنے کا حکم ہوا ہی سلیم نے کہا مجھکو بھی فرمان شاہنشاہی پہونچا ای پہلوان دوران گرشاسپ جہان مجھے حکم ہی کہ بی سوسن کی مشکین باندھکر روانہ کرو شبدیز نے کہا مین سکندر رکوز برابر ارنے کو لڑکے پکڑ دون ایک پیچ باندھون تو عمر بھر تو ڑنہ ہو سکے یہ دونون چلے ہین یہان سکندر رعلم فوج قلم کرکے برابر سہام کے پہونچے اُسنے سحر کیا تا غیرنہ ہوئی سکندر رگھوڑے پر سے کود پڑے اُسنے تیغہ ان سکندر رنے بارھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سہام کا سر اُڑ گیا ایسا اندھیرا ہوا کہ تمام میدان تاریک ہوگیا آوازین مہیب آئین سنگ برسے کئی فرسنگ تک درخت گرے آواز آئی گشتی مرا نام من سہام جادو بود لشکر نے شکست کھائی سب ساحر لاشہ لیکر بھاگے سوسن نے بڑھکے سحر کیے بارہ ہزار جادوگر قتل کیے مال و اسباب لوٹلیا بفتح و فیروزمی اُسی صحرا مین اُترے بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی ملکہ سوسن کی زمردی کی بارگاہ مین آکر بیٹھے جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین شوخ بشنگ موسوم گلزار سامنے آکر بیٹھی بیچین و بیقرار دیکھتی ہی کہ سامنے دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہین یہ غزل گانے لگی نظم

عجیب ہرست لائق لطف و کرم نہین
ستا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
غیرت کی جا ہی رام نزاکت ہوا وہ شوخ
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہین
کس بوالہوس کے حال پہ رویا وہ گلعذار
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
نام وصال لینے سے ہوتا ہی مضطرب
سچ ہی کہ مجھ مین طاقت جور و ستم نہین
مومن سوے حرم ہی تکاپوے فکر کیون

ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہین
سید جا نکر دیا ہو مرے ذوق قتل نے
وحشت کا جوش کیونکہ سنو مجھسے رم نہین
فریاد نالہ ہاے عزا بار پر انھین
خار مژہ مین اب خلشین دم بدم نہین
ہون آپ آپ اُف ری نگہ اے گرم گرم
کیونکر کہون اُسے مرے مرنے کا غم نہین
عاشق کشی ہی شیوہ اگر بوالہوس سہی
کیا اس زمین مین قافیہ بیت الصنم نہین

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
قاتل کے آگے گردن اغیار خم نہین
کیا خوش ہی ان کو مے غیر مین گم نقش پا نہو
آیا ہی رحم کب کہ ذرا مجھ مین دم نہین
بے جرم پایمال عدو کیا کیا
اس تو سن کے سامنے آنکھون نہین نم نہین
ناصح کہا تلک تری باتین اٹھا سکون
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

کس لطف سے جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہی اس فتح کے ہونے کی سب کو خوشی ہی ہر ایک کا قول یہ ہی عیار اسکا بلاے روزگار تھا خدا نے اُسکے شر سے بچایا رات بھر جلسہ آراستہ رہا کہ ستارۂ سحری چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھادیے تماشا صحرا کا دیکھ رہے ہین طایران زمزمہ سرا آشیانون سے نکلکر شاخون پر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین تعریف مین باغبان قضا و قدر کی مصروف نخل وجد مین پتون کی ہزار زبان سے صفت مین بانی عالم کے رطب اللسان ہر طایر اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و صفت مین عذب البیان زاغ و زغن بھی محروم نہین سواے اپنے پیدا کرنے والے کے کسی کے محکوم نہین ہزار دن کا جوش ہی سبزے کی کثرت سے تمام صحرا زمردپوش ہی جا بجا قطرات شبنم جو نوک سبزہ پر اٹک کر رہگئے ہین صاف ثابت ہی کہ فرش زمردین پر موتیون کا جال پڑا ہی سبزہ خوابیدہ نہین سبزہ نخلستان چمن خبر دیتا ہی ہر کانٹا بھی پھولون سے نوک کی لیتا ہی انگلیون سے اشارہ ہی کہ ہمارا پیدا کرنیوالا اکیلا ہی ہر طرف جوش بہار

عندلیبان خوشنوا کی پکار پپیہون کا پی پی کہکے پکارنا عاشقان خفتہ بخت کو للکارنا کویل کی آواز دل کو برماتی ہی
رات سے غل مچاتی ہی غلغلہاے دراز طائرون کے آوازنکی سوز و گداز صبا کی اٹکھیلیان ہر روش پر
ٹھوکراتی پھرتی ہی عندلیبان خوشنوا کا آواز دینا پھولون پہ ہواے گرم نہ آئے صبا بھی چمن سے کنارے لگا نیکا
کلیجا ہے غنچے مسکراتے ہین اپنی کمسنی پر شرماتے ہین وہ ہین کھولا ہی صحبت گل و بلبل کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین
اگر ہین کھولا صفت مین باغبان قضا و قدر کی بولا چنار کی پتیان دہک رہی ہین شاخین نہین دست حسرت
اٹھائے ہین دعا مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز براے راز و نیاز گل و بلبل ہمکو بھی ثمر عطا کر ہمت
دے اپنے سرسبز ہونے کی سب دعائین مانگ رہے ہین پھولون کا آنکھین کھولنا صبا کا چلنا عندلیب
خوشنوا کا پہلوے گل سے ہو کر نکلنا ہوا کی ہوا بندھی ہوئی ہی گلچین و صیاد اپنی سبزبختی پر بگڑ رہے ہین
در چمن پر کھڑے ہین صیاد چاہتا ہی دام تزویر پھیلاؤن سامنے گل کے بلبل کو پھنساؤن باغبان نے بڑھکر
روکدیا آواز دی او صیاد کہان آتا ہی کیون باتین بناتا ہی ہمارے چمن مین کیون آیا آج کل جوش بہار
ہی وصل عندلیبان چمن کی پکار ہی موسم عیش و نشاط ہی گل و بلبل سے آجکل بڑا انبساط ہی ہر طرف
خوشی کے سامان ملازمان سوسن و سکندر رنے مال لوٹے ہین اپنے اپنے گھر خرچ بھیج رہے ہین
گھر مین اشرفیان کھودتے ہین ہمیانیان بندھی ہین مہاجنون کی دوکان پر حساب ہو رہے ہین مہاجن
سے سود کا جھگڑا پڑا دوسرے سپاہی نے بڑھکر روپیہ پھینکدیا کہا ابے کیون جائین چاہین کرتا ہی
یہ روپیہ سود مین جمع کرلے نازنینان زہرہ جبین و حسینان مہر تمکین کنیزان ملکہ سوسن گوہر پوش بصد
جوش و خروش سرخ و سبز جوڑے پہنکر آئی ہین شاہزادے کو دیکھکر اکڑ رہی ہین سینون پر ابھار
ایک ایک پری پیکر کا نکھار جوڑے ترچھے بندھے ہوے دوکان حسن کے دروازے کھلے ہوے
خریدار جمع ہین انجمن مین وہ نازنینان مہ جبین رشک شمع پروانے شمع کی جانب رخ نہین کرتے ہین
انھین کے گرد پھر پھر کر مرتے ہین ایک ایک حور پیکر پری منظر چہرے رشک قمر سیمبر صاف ظاہر ہی کہ پریون کا
اکھاڑا ہی پریوالون مین روح راجہ اندر بھی شریک ہی سب محفل عشرت کا سامان ٹھیک ہی شاہزادہ دلکش
شوکت پر خود زرین سر پر رکھا ہی سپر و شمشیر کی رعنائی کمان کیانی کی زیبائی ملکہ سوسن گوہر پوش جواہر نگار
کرسی پر بیٹھی ہی عاشق و معشوق مین نگاہین مل رہی ہین کلیان آرزو کی کھل رہی ہین سلطان زرین پوش تا
تخت سلطنت پر جواہر خنجر زن رومال ہاتھ مین خوشی بات بات مین گمسپرانی کر رہا ہی ذکر عیارون کا
کرتا جاتا ہی کہ شہریار شہلاے قطرہ زن عیار پر فن جان بچا کے نکلگیا لڑائی مین جا بجا ڈھونڈھا نہ ملا
بڑی عیار دل کی فوج نہ لڑی شاہزادہ فرماتا ہی یہ سہام جادو قمقام کا بھائی تھا اسکے خون کے بدلے
کو آیا تھا یہ ذکر ہو رہے ہین مگر شبدیز سیہ پوش و سلیم جادو آپس مین گلے ملے ہوے چلے آتے ہین ایک
صحرا مین آکر اترے لشکر فرد کش ہو رہا ہی دونون ہاتھ پکڑے ہوے ٹہل رہے ہین کہ صحراے گرد اڑی
رونے پیٹنے کی آواز آئی سلیم نے کہا ای شبدیز کون روتا ہی شبدیز نے کہا میرے فرمان مین یہ بھی
تحریر تھا کہ سہام جادو سکندر سے لڑ رہا ہی شاید اسکو شکست ہوئی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے لشکر بے انتہا
کا پیدا ہوا سب گریبان دریدہ خاک بر سر محو بہ منظر شہلاے قطرہ زن سب کو سمجھاتا ہوا کہ یارو کیون
گھبراتے ہو ایک کا لاشہ چلکر جلا دو انکو تابہ جہنم پہونچا دو ہم سب آٹھ ہزار آدمی ہین جب ملک مین چلیگے

وہان کا بادشاہ رکھ لیگا اور مین تو ضرور جاؤنگا عیار سے میری پگڑی اُلجھی ہی جب تک جواہر کو نہ مارونگا
میرے دل کو چین نہ آویگا مگر بلا کا عیار ہی اُسنے ایسی حفاظت کی کہ مین کچھ نہ کرسکا کہ شہلا سے قطرہ زن
کی نگاہ پڑی ایک لشکر ساحر و غیر ساحر کا اُتر رہا ہی ایک عورت ایک مرد کہ افسر معلوم ہوتے ہین کنارے
لشکر پر کھڑے ہین شہلا جھپٹکر قریب آیا شبدیز و سلیم کو سلام کیا سلیم نے پوچھا تم کون ہو عرض کی حضور
مین سہام کا عیار ہون آج شکست کھائی آٹھ ہزار آدمی بچکر آئے ہین لاشہ بھی اُسکا ہمارے ساتھ ہی
اگر آپ پرورش فرمائین لاشہ سہام کا اسی مقام پر جلا دین ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر چلین مین
آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سکندر رو سوسن کو گرفتار کردونگا آپ کو تکلیف نہ پڑیگی سلیم و شبدیز نے
کہا کہ ہم بموجب حکم بادشاہی اُنھین کی سرکوبی کو جاتے ہین بادشاہ طلسم نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر
ہین ساحران زبردست بڑے بڑے وزیر ہین اپنے مقام پر بیٹھے ہین اُنکو معلوم ہوا کہ سہام کو شکست ہوئی
جرات سکندر رو و سحر سوسن کی سہام برداشت نہ کرسکیگا ہم لوگون کے پاس فرمان پہونچے کہ جرات مین
پہلوان سکندر رو سے مقابلہ کرے سلیم جادو سوسن کی گردن لے اُسنے تو بڑا غضب کیا قیدیون کو
باغ ویران سے نکال لائی شاہون کو بڑا غصہ ہی کیا تعجب ہی خود تشریف لائین اب تو سر دست حکم
ہوا ہی شہلا نے کہا برائے خیر خواہی عرض کرتا ہون کہ ہمارے آقا ایسے جلدی مارے گئے مین نے
عیاریون کا تار باندھ دیا تھا سکندر رو کا عیار بھی نہایت طرار و فرار ہی بہت ہوشیار ہی بعض لوگ کہتے ہین
کہ خاندان خواجہ سے تعلق رکھتا ہی بعض کو انکار ہی کہ سلطان زرین پوش کے دونون بیٹے ہین کل تک
مین اُسکا سر حاضر کرونگا اُسی مقام پر لکڑیان کاٹکے لاشہ سہام جلایا گیا اُن آٹھ ہزار کو بھی سلیم نے
ملازم کرلیا شہلا انتظام لشکر کرنے لگا معقول کارگزار ہی عیار ہوشیار ہی لشکر تیار ہوکر چلا یہان دو
وقت ہی کہ سکندر رو اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سوسن گوہر پوش کے پٹی سر سے اُتری ہی زخم خشک ہوگیا
جراح نے عرض کی کہ ایک پٹی کی کسر اور باقی ہی بعد دو دن کے غسل صحت کرادونگا یہ ذکر تھا کہ طرف سے
صحرا کے گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی شاہزادہ باہر نکل آیا بہ نگاہ غور ملاحظہ کیا
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمون کے پھریرون پر تعریف لات و منات
مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان زبردست فیلتن قوی تن چالیس ارنج کا قد و قامت دیو ہیبت
عفریت شوکت ایک جانب ایک ساحرہ تخت زبرجدی پر سوار پشت پر فوج نابکار جواہر نے شہلا کو
پہچانا پہلوان کی رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے بانہاے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا
سکندر رو نے جواہر کو اشارہ کیا جواہر نے شاگردون کو حکم دیا مثل عقاب گئے بصورت پیک نظر
پلٹکر آئے بعد دعا و ثنا عرض کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو آپ کی خبر ہوگئی شبدیز سیہ پوش
پہلوان آپ کے مقابلے کو آیا ہی سلیم جادو برائے مقابلہ ملکہ سوسن گوہر پوش وہ مقہور جادو
جو قتل ہوئی جسنے آپ کو گھوڑے پر سے اُٹھا لیا تھا اُسکا قتل ہونا تمکر امون کو خبر ہوگئی ان دونون کے نام
نامے روانہ کیے راہ مین شہلا ملگیا بڑے دعوے کرکے ساتھ آیا ہی جواہر نے کہا اُسکی قضا لائی ہی دن تو
اُسکی تلاش مین تھا مگر شبدیز نے اپنے غیر ساحرون کو فوج سلیم سے آگے بڑھکر اُتارا ساحرون کا لشکر
پشت پر اُترا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ پہلے پہلوان لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا شاہزادہ دیکھکر بارگاہ مین آیا

ملکہ سوسن کو دیکھا چپ خاموش آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہین شاہزادے نے فرمایا ملکہ تم آج پریشان کیون ہو کہا ای شہریار جوش محبت مین یہ خیال نہ آیا نہ کوئی سمجھانیوالا تھا آپ نے بڑے بادشاہون سے بگاڑ کی اُنکو بھائی کہان جا کر چھپین کیونکر جان بچائین یہان لڑائی ہوئی وہان اُنکو خبر ہوگئی ایسے بیدار مغز وہ جو ایسے مقام پر لبلبلاتے ہین یہی باعث ہے طلسم نور افشان تو عجب مقام ہے خدا اُنکو کب کو پھر سلطنت دے سب طرح کے سامان جمع کر لیے تھے جب تو صاحبزادی نے اُنکی افراسیاب کے دانت کھٹے کر دیے کیا کیا کام ہوے کسی مقام پر مقابلے مین کمی نہین کی ہر مقام پر سینہ سپر رہین اب وہ سب معاملات انکے ہمیون کے قبضے مین آ سکے کیونکر نہ لبلبلا مین جب تھی اتنی بڑی سلطنت بے لڑے بھڑے پا جائین اور اگر یہ کہیے کہ اہالیان دربند نے کیون شراکت کی اُنکو یہ غنیمت ہوا کہ وہ بادشاہ عادل و منصف تھا یہ مغرور عقل و فراست سے دور ظلم و بدعت کا رواج بندروالک تخت و تاج جو چاہتے ہین کرتے ہین کون پوچھنے والا ہے اسی خیال سے انکا ساتھ دیا جو چاہینگے کرینگے سکندر نے کہا ملکہ یہ خیالات بیجا ہین اگر چاہا خداوند نجم نے جسوقت لوح طلسمی لی یہ بھیا بھاگتے پھرینگے مجھے تو کبھی طلسم کا اتفاق نہین ہوا مگر سُنتا ہون کہ صاحب لوح پر سحر نہین تاثیر کرتا ہے لوح سب نشیب و فراز بتلاتی ہے اہالیان دربند جا کمان مرحلہ جو مکر کرتے ہین لوح وہ کل خبر دیتی ہے یہی نوشتہ نکلتا ہے کہ فلان ساحر فلان کی شکل بنا ہے فلان کام کریگا طلسم کشا اپنے کو بچائے سوسن نے کہا صاحب خداوند نجم ایسی ہی مہربانی کرین مگر اس لشکر کو دیکھکر دل کو پریشانی آئینہ رخسار ہے حیرانی اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے شاہزادے نے تسکین دی کہا ملکہ کوئی کیا کر سکتا ہے بقول مومن نظم

یہ مایوسی دل و جان نالۂ شبگیر تو کھینچو
بھلا خون تو کروگے پہلے تم شمشیر تو کھینچو
وہ آئے یا نہ آئے زیست میری ہو نہو لیکن
فغان سے پیشتر تم خجلت تقریر تو کھینچو
عبث نالش ہے آہ تیرہ روز چشم جادو کی
بلا دونگا زمین و آسمان زنجیر تو کھینچو
کھچیگا اسکا دل آہ فسون تاثیر تو کھینچو
سبکروح تجرد بھی کہین پابند ہوتا ہے
ذرا اے چارہ ساز و رحمت تدبیر تو کھینچو
سر زور آزمائی جذب دل کو آج ہی دیکھو
وہان بندہ ہوس سر مے کی اک تحریر تو کھینچو
کمان اس نوجوان کے نازکی طاقت ہمین تو کھینچو
شفیع بیگناہان ہے نزاکت اس کلائی کی
شمیم گل کی نقاشو بھلا تصویر تو کھینچو
اثر ہوتا ہے کب مجھسے وفادار و نگواہی کچھ
کھنچیگا ہاتھ سینے سے تم اپنا تیر تو کھینچو
دکھا دونگا تماشا لب تک چھیڑو مجھے مجنون کو
ابھی سر مشق تو ہو جور چرخ پیر تو کھینچو

ملکہ نے فرمایا ای شہریار مین ہر چند دل کو تسکین دیتی ہون مگر دل خانہ خراب نہین مانتا کہ ہر کارے سامنے آئے شعر انفاس روح پرور رحمت فزاے تو + بہر صفاے خلق جہان مستدام باد + شہریار عالم کی عمر دراز رہے شہد پرسیہ پوش پہلوان نے طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے سلطان زرین پوش نے حکم دیا یہان بھی بفضل خداوند نجم طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر گڑگڑا یا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک پلٹن رسالے مین یہی ہنگامہ ہر کہ زبان شہد پر کہ رہے ہین کہ ہمنے سُنا ہے یہ جوان نہایت کمسن ہے بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا جا بجا معرکہ پر طلمہ کبھی کسی سے اسکی باگ نہین جھکی اور ہمارے پہلوان دوران جس معرکے مین گئے لڑائی فتح کرکے آئے اپنی حوالی مین کسی کا اکھاڑہ نہین چھوڑا جہان کسی پہلوان نے یہ قصد کیا کہ اکھاڑہ کھود دے کشتی پھر جمع کرے ہمارے آقا گئے چٹ لنگوٹ چھین لائے کل دیکھین کیا گذرے سُنا ہے بارہ ہزار جوان سیمتن اُسنے ملازم کیے ہین آٹھ پہر قواعد ہوتی ہے بارہ ہزار جوان سلاح بھی عمدہ وردیان ہاتھی سب کو ملی ہین

وہ ساتھ شمشیر زنی کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر سکندری مین افسران فوج اپنے اپنے خیمے مین جمع
ہین آپس مین یہی ذکر ہی کہ کل بڑے پہلوان سے ہمارے آقا سے مقابلہ ہی اگر خدانخواستہ کسی طرح کا بھی چشم زخم
ہمارے آقا کو پہونچا وہ تلوار چلینگی خون کے دریا بہا دینگے سر میدان جرأت دکھا دینگے جان جائیگی اتنا خیال
رہے کہ ہمنے نمک کھایا ہی چیزدن کے ملازم ہزار ہا روپیہ گھر بھیج چکے اپنی ضرورتین بھی نکلتی ہین جب ذرا
خوش ہوے دس ہزار بیس ہزار کا حکم دیدیا پہلوگون کو انعام ملے غنچۂ آرزو کھلے ایسے مالک کے ساتھ مین
جان بچائینگے تو بھر کر مر جائینگے بھاگنے والے جان بچانیوالے چپکے چپکے صلاح کر رہے ہین بھائی کمیدان
سے کہدینا ہماری پلٹن الگ رہے عقب مین رہنا بہتر ہی اگر کوئی کچھ کہیگا تو جواب صاف ہی کہ ہم سب کے
پشت و پناہ ہین بعض نے کہا بھائی شکار کے حیلے سے نکلیو کل دن بھر جنگل مین رہو شام کو پلٹ کر
چلے آئینگے اگر فتح ہوئی یہی چہل پہل ہی شکست کے نام سے جی نکل ہی چلے سے اُٹھے گھوڑے پر سوار ہو کے
چلے کمیدان نے دیکھ لیا پوچھا **سر بلند خان صاحب** آپ کہان جاتے ہین گھبرا گئے جواب دیا حضور
جنس لینے جاتا ہون افسر نے پوچھا جنس لینے مین گھوڑے کی کیا ضرورت ہی کہا حضور تین من بنئے سے خریدی
ہین گھوڑے پر رکھکے لاؤنگے افسر نے کہا **سر بلند خان صاحب** ذرا ہوش درست کیجیے مزدور کو
دو پیسے دیجیے گھوڑا مزدور ٹھہرا کہا حضور ابھی آتا ہون اور کئی کام ہین یہ کہا اور نکل گئے لڑنے مرنے والے
تدبیرین لڑائی کی کر رہے ہین تیغے چرخ پر چڑھ رہے ہین کہ عقل چرخ پر ہی چرخ کی چرخ مین ہی کمین زرہون کو درست
کر رہے ہین تیرون کو زہر مین بجھایا کہ سینۂ دشمن کو فگار کرین دشمن کو مجبور و لاچار کرین مگر شہلاے قطرہ زن
بشکل پیرزن لشکر مین پھر رہا ہی جواہر بھی گشت مین شاہزادہ دربار برخاست کر کے اُٹھا ملکہ سوسن
کنیزون کو رخصت کر کے اسی بارگاہ مین چلی تھین کہ ایک بڑھیا نے بڑھکر سوال کیا ملکہ نے جو کسی کو
قریب نہ پایا انگوٹھی اُتار کے دیدی بڑھیا قدمون سے لپٹ گئی کہا واری آپ ایسی عورت مین نے نہین
دیکھی لونڈی اس گانون مین رہتی ہی مین نے ابھی خبر پائی کہ شہلاے قطرہ زن جو عیار ہی وہ فکر کرتا ہوا آپکے
لشکر مین آیا لونڈی تو پہچانتی نہین یہان سامنے جو درخت ہی اُسکی آڑ پکڑے ایک شخص مردانے کپڑے
اُتار کر زنانہ لباس پہن رہا ہی کیا تعجب ہی کہ وہی عیار ہو حضور اُسے گرفتار کر لین ملکہ قریب بارگاہ پہونچ چکی تھین
بڑھیا کے کہنے سے پلٹ پڑین کسی کو ساتھ نہ لیا بڑھیا لگا کر ایک خیمے کی آڑ مین لائی کہا دیکھیے وہ پتون کی
آڑ پکڑے بیٹھا ہی سوسن نے کہا مین نے نہین دیکھا بڑھیا نے کہا ماش کے دانے پھینکیے پتون کی وجہ سے
آپ کو نہین معلوم ہوتا زمین پر گرتا ملے جیلکر پکڑ لیجیے ملکہ بڑھین کہ ماش کا دانہ ماردون بڑھیا نے حلقۂ کمند
کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لے بھاگا مگر جواہر
بازارون مین پھر رہا تھا کہ ایک شاگرد نے خبر دی حضور دربار برخاست ہوا جواہر دوڑا کہ جا کر شاہزادہ
کو اپنے سامنے کھانا کھلواؤن قریب در بارگاہ آ کر دیکھا دو تین سو لونڈیان در دولت پر کھڑی ہین جواہر
نے پوچھا ملکہ کہان ہین کنیزون نے کہا ابھی ایک بڑھیا کے ساتھ گئی ہین یہ سنتے ہی جواہر گھبرا گیا بیقرار
ہو کے دوڑا ایک خیمے کے پاس آ کر دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی کچھ انگوٹھیان چھلے بھی
ملکہ کے ہاتھ کے پڑے ہین جواہر کو یقین کامل ہوا شہلا ملکہ کو لیگیا بدحواس ہو کر بھاگا یہان وہ وقت
ہی کہ سلیم جادو شہدیر بیہوش تنہائی مین بیٹھے ہین چند رفیق بھی حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ کل

سکندر سے مقابلہ ہی سلیم نے کہا ای شبدیز اسکا خیال نہ کرو دیکھو سامری و جمشید نے کیا چاہا ہی شبدیز جواب دیتا ہی مالکہ تم او دیکھو تو ایسے پیچ پر مارون جسکا توڑنا ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا شہلا سے قطرہ زن بشتارہ بدوش خوشی خوشی چلا آتا ہی شبدیز نے پوچھا کہو صاحب کیسے لائے کہا حضور خدا نے آپکی خاطر سکندر کو گل کر دیا مالکہ سوسن کو لایا ابھی پہر رات پچھلی باقی ہی اتنے عرصے مین سکندر کو بھی لاونگا یہ ہرا جو ہوا کہ شہلا سوسن کو پکڑ لایا شاگرد اسکے کمیدان رسالدار بارگاہ کے اندر آئے ہر ایک یہی کہتا ہوا ای شہلا کیا کام کیا سکندر کو تو پہلوان صاحب پکڑ لیںگے سوسن بڑی ساحرہ زبردست ہی لشکر سہام کے ہزارہا آدمی گلے کاٹ کاٹ کے مرتے تھے شہلا نے کہا صاحبو اب ان باتون کو نہ یاد کرو دیکھو مین کس طرح پکڑ لایا میان جواہر بڑے چست و چالاک تھے انکی انکو خبر بھی نہین یہ کیکے بشتارہ ڈال دیا شبدیز نے کہا ذرا اسکو ہوشیار کرو شہلا سوزن تو زبان مین سیکا ہی چادر جو اسنے چہرہ بینظیر سے ہٹائی بارگاہ مین روشنی ہو گئی معلوم ہوا برق چمکی یا لکہ ابر سے چاند نکل آیا شبدیز صورت زیبا دیکھکر مرگیا کلیجہ تھام لیا شہلا سے کہا ای شہلا تو نے بڑا کام کیا موتیون کا مالا گلے سے اتار کر شہلا کو پہنا دیا شہلا نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو میان شبدیز کا چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور مین آپکو بہت پریشان خاطر پاتا ہون شبدیز کچھ بول نہین سکتا کلیجے کو مسوس رہا ہی شہلا نے کہا حضور کچھ تو فرمایئے آپ جواب نہین دیتے ٹھنڈی سانس بھر کے شبدیز بولا ای شہلا کیا کہون یہ حال ہی نظم

جو آنکھونکو بچھا کر فرش پا انداز کرتے ہین
کوئی افسون یہ کافر کوئی اعجاز کرتے ہین
ہم اپنے دلسے بھی پوشیدہ اپنا راز کرتے ہین
جو دیکھا ہی نگاہ لطف سے پھیر وہ آنکھ اپنی
ہم اپنے ناز کرتے ہین وہ ہمپر ناز کرتے ہین
مقدر ہو کہ دل ہم دوست ہین سکی محبت مین
دیا ہی دل وہ خالق نے کہ جسپر ناز کرتے ہین

مجسم شوق عاشق کو بت طناز کرتے ہین
نگہ کیا کچھ نہین کرتے صنم جب ناز کرتے ہین
ہمارا ذکر تو ہوتا ہی بزم یار مین اکثر
جسے ممتاز کرتے ہین اسے ممتاز کرتے ہین
کمال احسان شوق دید ہی مرگ تمام ہی
بدن نے نیلیان پڑنے ہونٹے ساز کرتے ہین

انھین پہ حشر وہ وقت خرام ناز کرتے ہین
سراپا آرزو شوخ سراپا ناز کرتے ہین
چھپا کر حسرت دیدار کو رکھا ہی آنکھون مین
جو سچ پوچھو تو احسان حضرت غماز کرتے ہین
نہ دلبر ہی کوئی انسانہ عاشق دلکوئی ہمسا
بنا دیتا زر لیون چشم حسرت باز کرتے ہین
بہت سے دلربا ان کو ہی خواہش ای جلال انکی

شہلا نے کہا حضور تو مین نہین سمجھا وہ بات کہیے جو سمجھ مین آئے شبدیز نے کان مین شہلا نے چپکے سے کہا میری اسپر جان جاتی ہی اگر اسکو میرے لیے راضی کر دے جو تو کہیگا وہی دونگا دربار مین شاہان طلسم کے سرافراز کرونگا شہلا نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اس لونڈے پر عاشق ہی اسکو بھی زیر کر لیجیے تو مین اسکو راضی کر دونگا اب شاگرد شہلا کے کمیدان رسالدار سب کھڑے ہین شہلا تو شبدیز سے باتین کر رہا ہی کہ ایک شاگرد مجمع سے بڑھا کہا استاد اسکو ہوشیار کر دو ان شبدیز نے کہا ہان ہان سے منہ ڈھلا دے اتنا بھی کہنا ناگوار تھا نئے نئے عاشق ہوے ہین شہلا نے جو کہا کہ راضی کر دونگا پھول گئے تنے لگے کالے چہرے پر جو خود آپ نے رکھا ہی دو لونون کی ایک صورت ہے سینہ جو کھلگیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن رکھا ہی جا بجا خال سیاہ ہین معلوم ہوتا ہی تختۂ آہن پر کیلین جمی ہین قد ساگھو کا لٹھا اُلو کا پٹھا اکڑنے لگا ماش کا آٹا بگھیا شہلا سے یہی کہے جاتا ہی ضرور راضی ہوجائیگی میرے پہلو مین سوئیگی انکار تو نہ کریگی شہلا کہتا ہی حضور مین سب طرح راضی کر دونگا شبدیز اسکو باتین

سر کٹنے نہیں دیتا کبھی دامن تھامتا ہے کبھی ہاتھ پکڑ لیتا ہے کہتا ہے بھائی سمجھا کے مجھے کہو اسکا آشنا بہت خوبصورت ہے
ایسا نہو اسکے عشق مین نہ مانے یہ کہتا ہے حضور اب ایسا جوان پہلوان صاحب لیاقت خوبصورت آپکی نگاہ سے
نہ گذرا ہوگا جسوقت آپ پیغام کرینگے ٹپک پڑیگی نہال ہو جائیگی مگر وہی شاگرد غول سے لڑتا تھا آتش پانی کا
چھڑکا دیا ملکہ سوسن کی آنکھ کھلی تو دربار کفردار کو دیکھا ایک پہلوان میری جانب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے سلیم دو جا
بھی بیٹھی ہے صدہا بھیا کھڑے ہین زبان مین سوزن ہے ایک عیار نے چپکے سے کہا اے ملکہ عالم ہم جواہر خنجر زن
ہین آپکی زبان سے سوزن نکالتا ہون ذرا سنبھل جائیے سحر کرکے نکلنا پڑیگا یا تو ملکہ رنجیدہ تھی یا شگل گل کے
شگفتہ ہوگئی اشارہ کیا سلیم جرأت افزا دی مجھے کیا روکیگی اے جواہر سوزن تو زبان سے نکال دیکھ تو مین کس طرح
سے نکلتی ہون یہ سنکر جواہر نے زبان سے سوزن نکالا شہلا شبدیز سے باتین کر رہا ہے ملکہ نے ذرا ہوسکا
آنکھون سے اشارہ کیا کندین ٹوٹ کے گرین شہلا نے کہا عجیب غضب ہوا اے سلیم لینا ملکہ کڑک کے بلند ہوئی
آسمان پر جاکے سر کے بال توڑ کے پھینکے ایک زنجیر گلے مین شہلا کے پڑی ایک گلے مین شبدیز کے دونون دم ٹوٹ
گرے سلیم نے سحر کیا آسمان پر جاکے سوسن ٹھہری اشارہ کیا سو دو سو آدمی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اپنے
وہ سب سر ٹکرانے لگے کئی سو جوان مرکر گرے لاشے تڑپے سلیم نے گولے مارے سوسن نے ہاتھ ہلا دیا اسی کی فوج
پر گرے بارگاہ جلنے لگی شہلا چلاتا ہے حضور بھاگیے میرے گلے مین زنجیر پڑی ہے اے سلیم سوسن کو نہ روک مجھکو تو
بچا تڑپ کے مرجاؤنگا ایک طرف سے رونے کی آواز شبدیز کے آئی ہے ہارے مین عشق سے بعض آیا اپنے معشوق
سرکش سے ہاتھ اٹھا بیٹھا ارے سلیم وہ جاتی ہے جانے دے میرے گلے سے زنجیر نکال ورنہ تڑپ کے مرجاؤنگا اب
وہ کیا رکیگی وہ تو ستارہ بنکے آسمان پر پہنچی اب وہ کسی کے روکے سے رکیگی سلیم نے قصد کیا تھا پرواز پیدا
کرون بلندی پر جاکے لڑون مگر جب شبدیز سمت چنچا لاچار ٹھہر گیا زنجیر پکڑ کے توڑ ڈالی شبدیز کی جان مین
جان آئی شہلا کو بھی رہا کیا شہلا نے کہا اے پہلوان دوران آپکی باتون نے اسوقت غضب کیا ہے مین جواہر تو
نکل گیا مین کیا جانے دیتا گھیر کے مار ڈالتا آپنے عشق عاشقی کی وہ باتین نکالین مین جواب دیتا جاتا ہون آپ
اپنی ہی کہے جاتے ہین اے صاحب جسوقت تمھاری جانب سے سوال ہوگا وہ فورًا راضی ہو جائیگی شبدیز نے
کہا مین اس سے محبت نہ کرونگا اگر وقت پڑ بگڑیگی تو سنبھلنا دشوار ہوگا مین ایسے معشوق سے باز آیا یہان تو
یہ باتین ہین وہان سکہ زر کو جوہر کارون نے خبر دی کہ حضور غضب ہوا ملکہ سوسن کو ہر پوش کو شہلا چرا
لے گیا استاد گھبرائے ہوئے گئے ہین یہ سنکر شاہزادہ گھبرا گیا فورًا پشت مرکب پر سوار ہوا تمام افسران فوج دوڑ کے
دامن تھام لیا کہ آقا ہم بھی چلینگے اکیلا نہ جانے دینگے شاہزادے نے کہا یارو میرے کلیجے پر چھری پھیری گئی مردونی
صحبت مین عورت کا گرفتار ہو جانا بڑے تاسف کی بات ہے شبدیز سیہ پوش پہلوان ایک بچہ ہے سلیم جادو
جلی ہوئی ہے ایسا نہو یہ لوگ ملکہ عالم کو کسی طور ستائین تو بہت خلاف ہوگا افسران فوج نے کہا ہم ضرور ساتھ
چلینگے سب لشکر تیار ہو گیا خلق و مروت کے شاہزادے کے سب بندے ہین شاہزادہ لاچار ہوا آگے مرکب تو
شاہزادے کا بارہ ہزار جوانان کمسن پشت پر ہتھیار لگائے ہوئے جانبازی پر آمادہ تیور نہ ہر جل جی بیکل مگر
کنیزونکو جو یہ خبر پہونچی کہ ہمارے مالک کو عیار گرفتار کرکے لیگیا شاہزادہ جاتا ہے کہتا ہے جان لگادو بارہ
ہزار کنیزین تیار ہوئین گولے ترنج نارنج ہاتھ مین غصہ بات بات مین خدمت مین شاہزادے کے حاضر
ہوئین شاہزادے نے دیکھا کنیزون کو بڑا جوش ہے مرنے پر آمادہ ہین غصہ سبکو زیادہ ہے چاہتا ہے اپنے

گھوڑا چمکاؤں لشکر دشمن پر جا پڑوں کہ سامنے سے دیکھا جواہر خنجر زن اپنے کو سنبھالتا ہوا چلا آتا ہے
شاہزادے کو جو مسلح دیکھا لشکر ساحرہ و غیر ساحر تیار سب آمادۂ حرب و پیکار جواہر نے پکار کے کہا اے
شہریار ٹھہر جائیے لشکر کو نہ بڑھائیے خدا نے فضل کیا تین جستین کر کے جواہر برابر مرکب کے آیا عرض کی اے
شہریار مین نے جا کے ملکہ کو رہا کیا ملکہ آتی ہین مگر ملکہ نے کیا کیا سحر کیے کئی سو ساحر مارے گئے سوزن کو اپنی جگہ
کی سلاسل مثل بختی شتر کے گلے مین زنجیر پڑ گئی میان شہلا بھی گرے مین اندھیرے مین نکل آیا شاہزادے
نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی مرحبا کمال کیا اب صبح کو مقابلہ ہے اس پہر رات کو بخیر و عافیت کاٹو عیاروں سے طرح سمجھے
پہرا دو جواہر نے عرض کی اب جو آئیگا تو پکڑا جائیگا مین جا کے نگہبان مقرر کرتا ہون حکم عام لگا دو ایکا کہ کوئی
غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے یہ کہہ جواہر نے شاہزادے کی کمر کھلوائی اہالیان لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے
شاہزادے نے آکے آرام فرمایا جواہر طلایہ پھر رہا ہے شہلا نے جواہر کا ارادہ کیا جسطرف آیا عیاروں نے آواز دی
اے شخص تو کون ہے اسطرف نہ آنا لشکر مین رات کو آنیکا حکم نہین ہے اگر آئیگا گرفتار ہو جائیگا سزا پائیگا کئی مرتبہ شہلا
آیا مگر لشکر مین نہ جا سکا لاچار رہ وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ
خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہو کے عالم کو اپنے جمال سے منور کیا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت | سمن از آب شبنم روی خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست | عنادل لحن دلکش بر کشیدند | لحاف غنچہ از رو در کشیدند

دیکھو علم آفتاب نکلا جب | فوج انجم ہوئی گریزان سب | شہ خاور سپہر گرد ہوا | رونق تخت لاجورد ہوا

ستارۂ سحری جھلملایا نسیم سحری چلی گلون نے آب شبنم سے منہ دھوئے طفلان غنچہ نے چٹک کے غون غان
شروع کی زلف سنبل پر شکن پڑی چشم نرگس خواب سے بیدار ہوئی آنکھین ملتی ہوئی اٹھی نسیم سحری نے خبر
پہونچائی جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سرخ ڈورے پڑنے لگے بلبلین دوڑین کہ پہلوے گل مین
پھول کے بیٹھین زمزمہ سرائی کرین گلون کی آنکھ پھری بلبل شیدا ترنم سرائی کرنے لگی محبت گل کا دم بھرنے
لگی گلون نے آنکھ بھی نہ ملائی مگر عندلیبان خوشنوا نے غزل بہار گائی کہ گوش گل مین صدا پہونچے شاید آنکھ
ہمسے ملا دے بس یہ عالم تھا نظم

ظہور داغ محبت ہے یہ مرے دل سے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر
بط شراب کا کھلوائی ہے شکار بہار
کرے ہے ابر کرم کے ترے فیض ہے عام
چہار فصل مین آنکھون مین ہے دوچار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے اب گل

دکھائے حسن کی اپنے جبھی کہ یار بہار
چمن کی جیسے ہو پردہ کنار بہار
یہ چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
بلائے عالم و آشوب روزگار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سوسن
ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
شگفتہ ہو گئے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہو وے
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار
شگفت غنچہ سے اس گل کو آتی ہے چین
جنون کو رکھتی ہے سر پہ سوار بہار
کنارے جوے چمن جھومتے ہین مست
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہے
اٹھا کے پردۂ روے نقاب دار بہار
مگر گوش گل کر پہنچے بلبل ہمیشہ سے

بیتاب و مضطر ہے سحر کا ہنگامہ ہے شاہزادہ سکندر بیدار ہوے سلطان زرین پوش زرین علم لٹیا مین

پانی لیکر قریب کسی درخت کے جاتے ہین سکندر کو یہ بھی ناگوار ہوا کہ بابا جان یہ کیا کہ پانی لیگئے بیخ نخل پر ڈال کے چلے آئے پھر انھین ان باتون کو دل چاہتا ہو جواہر نے کہا حضور جو طریقہ مذہب مقرر ہو اُسکی پیروی بہتر ہے سکندر نے کہا ہاے کیا ادون شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت تعدد تہ الجیش لشکر شوکت رہبر راہ شیوہ سخاوت صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے جو اپنے مذہب کی تعریف کی صفحاتِ تیغ وہ فقرے لکھے ہوے ہین اگر ایک ہفتہ میرا اُنکا ساتھ ہوتا تحقیقات مذہب مین صفائی ہو جاتی پھر کوئی جھگڑا باقی نہ رہتا یہ بھی سب صاحبون کو یاد رہے جب مین لشکر صاحبقران پر پہونچونگا اُسی شیر سے مقابلہ کرونگا اگر زیر ہوا غلام حلقہ بگوش بنونگا اگر غالب آیا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا یہ کہکر لباس پہنا تو ہم ہی کا ذکر کر رہے ہین سلطان زرّین پوش ان باتون سے بہت بھیتے ہین فرماتے ہین بیٹا مذہب کو اپنے نہ تغیر سمجھا کرو اپنے لیئے مذہب کے علم مین سب طاق ہین فصیحان عرب علم کلام مین بہت مشاق ہین اُنسے کلام کرنا اپنے مذہب مین رخنہ اندازی ہی جو اپنے مذہب پر دل و جان سے قائم ہی وہ سرفراز ہی شاہزادہ منھ بنا کے ہوے ہنستا ہوا باہر نکلا عیار سے کہا بھائی سنتے ہو بزرگونکی بات کا کیا جواب دین جو کہتے ہین بجا ارشاد فرماتے ہین ہمارے بابا جان ایسی بات بے دلیل فرماتے ہین کہ جسکا جواب دینا مناسب نہین اتنا ہم ضرور جان گئے کہ مذہب شجر پرستان پر دل راغب نہین یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوے ایک طرف سے ملکہ سوسن جادو زرین بال پر سوار بارہ ہزار کنیزین گھیرے ہوے اس کرّوفر سے میدان کارزار مین آئے سامنے سے دیکھا شبدیز سیہ پوش گھبرا کے آگے بڑھا ہوا ساٹھ ہزار جوان جہلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب پرے سے پرا ملا ہوا شہلا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف سے سلیم جادو ایاب کرگدن مست پر سوار ایکطرف آگے ٹھہرے صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ سے آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز گوہ تون کے لڑکے پیٹھے تیغ بندھے ہوے ایک کان مین بجلی گنگناکے اپنے میٹھی آوازین ملائین یہ اشعار مذمت مین دنیا کی آغاز کیئے

قطعہ

مشغولم آنچنان کہ مرا غم نماندہ است
ای باد حرف بوی بہاران چہ میزنی
کز بادہ در دہم بایا غم نماندہ است

یاران ہمہ ز پہلوی داغم رسیدہ اند
تا چند بشنوم کہ دماغم نماندہ است
تا در تلاش گم شدۂ خود کنند کسے

دور سر ہوای رفتن با غم نماندہ است
پروانہ بگرد چراغم نماندہ است
یکن رو ز لالہ زار نسیم با کدام رو
واقف دگر دماغ سراغم نماندہ است

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے گویا تون کے لڑکے آوازین زیل کی سرون مین گھلے ملے ہوے بہادرون کی آنکھون مین نشے آگئے قلب تھر آگئے سوار گھوڑے چمکانے لگے پیدل چاہتے ہین پہلے ہم بڑھ جائین کہ سینے دیکھا شبدیز نے گینڈا اپنا بڑھایا سلیم سے کہا لو ملکہ ہم میدان مین جاتے ہین آج اس لڑکے کو لڑکے باندھ لاتے ہین مگر ذرا سحر کا خیال رکھنا سوسن گوہر پوش معشوق دلپذیر چہرہ کس اشتیاق سے سکندر کو دیکھ رہی ہین شاید سحر کرے سلیم نے کہا کیا مجال اگر وہ سحر کریگی مین اسکو للکارونگی شبدیز گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا ڈرانے کو سکندر کے خوب نیزہ ہلایا اسپ تازی پہ تازی چوگان بازی تیراندازی سپہ گری کی غمازی خوب دکھائی سکندر ان حرکات پر ہنس رہے ہین فرماتے ہین کیون جواہر اس نٹ بازی سے کیا فائدہ جب سحر پڑیگا احوال کھل جائیگا بہت جلد اسکو زیر کرونگا کہ شبدیز نے پکارا ای فرقہ شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سوائے سکندر کے اور کسی کو نہین چاہتا ہنستا بھی جاتا ہی شہلا سے کہتا ہی یہ لڑکا میرے مقابلے مین آئیگا یا جان

ہ چھپائے گا سکندر آمادہ تھے جیسے ہی اُسنے آواز دی گھوڑے کو چمکایا سلطان سے اجازت چاہی د
کہتے ہین ای فرزند یہ بڑا پہلوان ہی بہت سمجھکے مقابلہ کرنا سکندر نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے یہ دیکھنے کا سارا
تن و توش ہی مقابلے مین احوال کھلجائیگا سوسن نے جو شاہزادے کو جاتے دیکھا طاؤس کو بڑھائے قریب
آئین کہا شہریار کیا ارادہ ہی فرمایا ملکہ وہ ہمکو پکارتا ہی ہمین جانا ضرور ہی ملکہ نے کہا کیا عرض کرون نہین دل
چاہتا کہ آپ اس عفریت کے مقابلے مین جائین میری تو یہ کیفیت ہی **نظم**

مراز صورت این حال رو بدیوارست
بیا بدیدۂ من جلوہ کن بہر صورت
دل ست و آن ہم از دولت تو بیمارست
بہ بیگناہی خجل سر شک من بخشاست
جبین اشارۂ ابروے یار در کارست
نفس بسینہ گرہ گشتہ چون سنگ سنگم
دو روز شد کہ دل آرام من دل آزارست

شبی بخواب بناگوش یار را دیدم
کہ ہمچو آئینہ این خانہ وقف دیدارست
شکستہ ایم و درین کوچہ استخوان یکیست
چہ شد کہ چشم سیہ روے من گنہگارست
دلم چرا نخورد خون ز رشک خون بیکان
بیا کہ زندگیم بی تو سخت دشوارست

ترا در آئینہ با خویشتن سرو کارست
ہنوز چشم من از حسرتش گہربارست
مسافتی گرہ و بیگاہ من بہ خلوت غم
کجا رقیب سگ از راہ ما خبردارست
فلک بقصد دلم تیر در کمان دارد
کہ شست نازک او بوسہ گاہ سوفارست
بگو کیست سبب دل گرفتگی وحشت

شاہزادے نے کہا ملکہ ہر فوج پہلوانون سے مقابلہ ہی کہان کہان ہمکو بچاؤ
اب تو لڑائی در پیش ہی اسکے ہاتھ میرے دیکھنے کے ہین دیکھو ابھی نکل جائیگا مرکب طرارہ بھر کے چلا **نظم مصنف**

کرون وصف توسن رقم کیا زبان
کہ ترتیا ہی سیماب نہین سیماب وار
قدم کی روانی کو دریا لکھون

اگر شبدیز خامہ کا پا لنگ ہی
جسے نام رکھون تو یہ ننگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

نما ہی عجب رنگ شکلین آسے
ہر ایک نخل ہی یہ مثال
نہ کاوے کا محتاج ہو سکے

اسی سے لقب اسکا تیز گام
قدم با قدم مائل جنگ ہی
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

اس شوکت سے شاہزادہ سامنے شبدیز کے پہونچا لگا در زن ہوے پانچ قدم گینڈا استبدیر کا تین قدم مرکب اس
نامدار کا ہٹا اب قریب سے شبدیز کی نگاہ جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی حیران جمال ہوکر نام نامی پوچھا مگر
شاہزادے نے فرمایا جسکو تمنے پکارا تھا وہ ہی حقیر ہی شبدیز نے کہا ای سکندر اپنے ہوش درست کرو میرے
مقابلے مین آئے ہو کیونکر مجھسے مقابلہ کروگے اگر تلوار رکھدون کلائی ٹوٹ جائے جی چھوٹ جائے نہ یہ کہ
مقابلہ سکندر نے کہا بس زیادہ غرور نہ کرو نیزہ اٹھاؤ ابھی احوال کھلجائے شبدیز نے نیزہ اٹھایا کہا ایک ہی
طعن مین خاتمہ ہی یہ کہکے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چنگارہان گرنے لگین زور و شور سے
نیزہ چلنے لگا بڑے زور و شور سے شبدیز لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا ہی عرصہ دراز تک
نیزہ چلا ایک مقام پر شاہزادے نے نیزہ اسکا تھا تکا تھکر جھپٹا مارا نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز
کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین معلوم ہوتا تھا کہ نیزہ اسکے سینے کو توڑ کر نکل گیا غصے مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغہ جو
لنگر دار جوہر دار نیام سے کھینچا حقیقت مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ اژدہا غار سے بل کرکے نکلا خبردار خبردار کہکے سر پر
شاہزادے کے تیغہ مارا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چہرہ ان تلوار کی دھار پر ہی جب تیغہ قریب پہنچ
کے جسم کا شاہزادے نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شبدیز نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زمین پر کرنے کشتی
ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے ایسے ایسے پیچ باندھے شبدیز گھبرا رہا ہی چاہتا ہی مین بھی
ایسا سخت پیچ باندھون کہ اس جوان سے توڑ نہو سکے مگر جو پیچ باندھا شاہزادے نے با آسانی توڑ کیا اُسنے
جوڑ کیا انھون نے بند باندھا اسطور سے لڑائی کا بند و بست ہو رہا ہی وہ بل خود سر پست ہو رہا ہی دونون

لشکرون سے صدائے احسنت و آفرین بلند اسکے ساتھ کے پہلوان کہہ رہے ہین یارو اس شیر نے کمال کیا کس زور و شور
سے لڑ رہا ہی استاد کو عاجز کر دیا کر دیکھو تو کیا حال ہی جان بچانا محال ہی مثل بیضے کے ہانپ رہے ہین مثل بید
کانپ رہے ہین رنگ رو متغیر متردد متحیر دیکھین اب کیا ہو بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو مقابلہ مین کیون آتا حقیقت
شیر بیشہ میدان کارزار ہی کل فنون مین ہوشیار ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی معرکہ پڑ رہا ہی ان دونون شیر دلون
یہ معرکہ ہو رہا تھا چار پہر دن گذر گئے وہ وقت آیا کہ آفتاب بادل کباب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب
مین جا کے چھپا آمد آمد شاہ زنگبار کی شروع ہوئی لیلائے شب نے مجنون روز پر قبضہ کیا شبدیز شاہزادے کو
روک کر کھڑا ہوا کہا ای شاہزادے بس دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے آرام کرو کل پھر
مقابلہ ہوگا شاہزادے نے کہا اب زیر کرکے پلٹنا کہان جاتے ہو کیون گھبراتے ہو مجھکو کیا بچا ہی تمہاری ہڈیون
کے بارے میری کلائیان ٹوٹ جاتی تھین اب کیون گھبراتے ہو شبدیز چھوڑ کر الگ ہو گیا کہا مین رات کو ہرگز
نہ لڑونگا مین رات کو کسی سے نہین لڑا ہرچند شاہزادے نے کہا کہ ای پہلوان لڑائی کا خاتمہ کرکے جانا شبدیز نے
نہ مانا گینڈے پر سوار ہو کے چلا گیا جب تو شاہزادہ لاچار ہوا مجبور پلٹا اپنے لشکر مین آیا سوسن نے تصدق
اتارے زر نثار کرتی ہوئی شاہزادے کو لے گئی داخل بارگاہ کیا سلطان کو بڑی خوشی ہوئی کہ میرے فرزند
سے حریف پست ہوا لاچار ہو کے پلٹ گیا مگر شبدیز جو آیا اکیلے مین چھپ کر رونے لگا دروازے پر پہرہ بٹھایا کہ خبردار
ہمارے پاس کوئی نہ آئے مگر شہلا دروازے پر آیا سپاہی نے روکا شہلا نے کہا جاکر عرض کرو شہلا ہے قطرہ زن
حاضر ہی کچھ عرض کریگا شبدیز نے نام سنکے بلوا بھیجا شہلا نے دیکھا میان شبدیز رو رہے ہین آنکھین انکی
سوجی ہوئی ہین ہچکیان لے رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور کیسا مزاج ہی مجھسے تو حال بیان کیجیے شبدیز نے
کہا مین نے آج سب باتون مین امتحان کیا وہ سب فنون مین مجھپر غالب ہی اگر رات کو رکتا گرفتار ہو جاتا اسیواسطے
پلٹ آیا اب جو سامنا پڑیگا وہ مجھکو زیر کر لیگا سوسن نے تسلیم کی دبتی ہی مین لیے یہ بھی دیکھا سحر نہین چلا
وہ جوان خود سحر کو برا جانتا ہی سلیم میری نگہبان رہی سوسن سحر نہین کرنے پائی شہلا نے کہا آپ کیون گھبراتے
ہین مین آج ہی رات کو پکڑ لاؤنگا ہوش و حواس اپنے درست کیجیے ہاتھ پاؤن کو چالاک و چست کیجیے مگر
یہ عہد واثق فرمائیے جسوقت مین لاؤن فوراً قتل کر ڈالیے پہر دو پہر قید نہ رکھیے گا اسکا اعتبار بھی قیامت کا
ہر کالا ہی میرا دیکھا بھالا ہی مین سوسن کو گرفتار کرکے لایا وہ بھی فوراً پہونچا آخر رہا کرکے لے گیا پھر مین
بڑا اس جوان کو آتے ہی قتل کیجیے شبدیز نے کہا ای شہلا مین اپنی جان سے بیزار ہون آج کشتی مین ایسا
پیچ پڑا کہ کچھ بس نہ چلا توڑ جوڑ سب بیکار رہے لکڑی کی کرتب بھی یاد نہ آئی جی چھوٹ گیا ای شہلا آج تک مین نے
یہ صدمہ نہ اٹھایا تھا اپنے جوانی مین سیکڑون اکھاڑے بے چراغ کر دیے ہرچند کہ یہ لڑکا خرد ہی مگر گرد سے
دیکھنے مین ہلال ہی آسمان زور و جرات کا ماہ کمال ہی شہلا نے کہا مین سمجھ گیا آپکا جی چھوٹ گیا ہی سلیم بھی
کشتی مین نہین بحر مین سوسن پر غالب نہ آؤنگی اب جی سے بگڑی الجھی ہی سکندر و سوسن و جواہر کو
پکڑون تو لڑائی فتح ہو اگر ایک بھی انمین سے چھوٹا رہیگا آفت برپا کریگا شبدیز کو سمجھا بجھا کے کھانا کھلایا
پلنگ پر لٹایا کہتا ہی میرے دو چار شاگردون کو بلا دو موگریان لیکے آئین میرے بدن کو کوٹین میرے تمام
جسم مین درد ہو رہا ہی شاگرد پانچ چار آکے بیٹھے تیل ملنے لگے موگریون سے کوٹ رہے ہین آہ آہ کر رہا ہے
مگر شہلا جو باہر نکلا شاگردون نے پوچھا استاد خیر تو ہی اسنے کہا بھائیو کیا پوچھتے ہو عجب نامردون سے سابقہ

پڑا ہو یہ سوتے ہاتھ پانون جی چھوٹ گیا میان شبدیز رو رہے ہین مین نے وعدہ کرکے کھانا کھلوایا ہی
آپ لشکر شجیر برستان مین جاتا ہون سنتا ہی تو سکندر یا سوسن کو لاتا ہون مہران شب گرد نے
شاگردون کو ساتھ لیا چند باتین اُسکو سکھائین ایک شاگرد اور بہران سبکر وانسکے بھی کچھ کان مین کہا
ان دونون کو سمجھا کے چلا آپ تو الگ ہوا جواہر خنجر زن کو اب ایسا شک ہوا خود دروازے پر سکندر کے
بیٹھا ہی کیا مجال ہی کہ ہوا بھی گذر کر سکے جو سامنے آیا آواز دی کون آتا ہی اگر اُسنے جواب دیا سمجھا نہ جواب دیا
تیر مار دیا وہ بیرے شب تمام ہو گزر چکی ہی کہ دیکھا اک سیہ پوش سامنے آتا ہی گرد بنا ہوا جواہر نے دو چار شاگرد
وغیرہ سے اشارہ کیا آواز دو کہ کون آتا ہی شاگرد نے آواز دی کچھ جواب نہ ملا جواہر نے ایک شاگرد سے کہا
اسکو پکڑ لے شاگرد وہ جلد چلا گرفتار کرے اُسنے خنجر مارا عیار زخم کھا کے گرا سیہ پوش نے نعرہ کیا کہ منم
شہلا اے قطرہ زن جواہر خنجر زن دوڑا آٹھ دس شاگرد برابر دوڑے سیہ پوش کو گھیر لیا چادرہ منھ
سے ہٹایا دیکھا حقیقت مین شہلا ہے قطرہ زن ہی کمندین مار کے پکڑ لیا جتنے عرصے مین ان لوگون نے اسکو گرفتار کیا
واضح ہو کہ شہلا نے مہران شب گرد کو اپنی صورت بنا کے بھیجا تھا جتنی دیر مین وہ پکڑا گیا اُسنے جلدی سے
رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جواہر کی صورت بنکے تیار ہوا خیمہ مین شاہزادے کے گھسا جا کے شاہزادے کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکے پشت بارگاہ سے لے نکلا بہران سے کہدیا تھا جب جواہر خنجر زن قید شاگردون
کی حوالے کرے اور آپ طرف بارگاہ کے جاے تب تو جواہر بنکے مہران کو چھڑا لینا حقیقت مین یہی ہوا کہ
بہران بصورت جواہر بنکے شاگردون کے پاس آیا کہا ابھی اسکو مجھے دو دو رات کو اپنے پاس دربارگاہ پر
قید رکھونگا صبح کو جیسا حکم شاہنشاہی ہو وہ ہوگا شاگردون نے اسکو حوالے کیا بہران نے مہران کو لیجا کے
خیمے کی آڑ مین کمندین کاٹ دین دونون نکل گئے جواہر جو دربارگاہ پر آیا دو چار شاگردون نے کہا استاد
آپ تو ابھی اندر گئے تھے جواہر گھبرا گیا جن شاگردون کو قید دی تھی وہ یہ کہتے ہوے آئے کہ آپ نے ہمسے
پشتارہ لے لیا جواہر نے کہا یارو یہ عیاری ہوگئی پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا پلنگ شاہزادے کا
خالی ہی سراپردہ چاک ہی یہ تیرا شہلا کا معلوم ہوتا ہی جواہر روتا ہوا نکلا کہا یارو جو تمسے ہوسکے وہ کرے
آج گرفتار ہونا شاہزادے کا بڑا غضب ہوا شبدیز دن بھر بڑا اسکا جی چھوٹ گیا اُسنے کیکے عیار کو بھیجا مگر
عجب کام کر گیا مین تو جاتا ہون یہ کہکے جواہر چلا ستارہ سحری چمکا ہی شہنشاہ ثوابت و سیارگان نے شکست
دکھائی مہرتاباں نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا توسن فلک کو زیر ران
کیا جواہر بند شکار بنکے اُسوقت دربارگاہ پر پہونچا کہ شہلا ابھی پشتارہ لیکر آیا ہی سامنے شبدیز کے پہونچا
شبدیز نے پکار کے پوچھا کیون شہلا کیا کیا کہا حضور جو کہا تھا وہی کیا اب آپ اپنے وعدے کو پورا کیجیے
شبدیز اٹھ بیٹھا حکم دیا جلاد و نگہبان وہ جواہر خیمے کے چوب کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی اسنے دیکھا کہ جلاد
اندر آئے شہلا سے کہا اے ہوشیار شہلا نے کہا حضور آہستگی کو بلائیے شیر کو دام تزویر مین پھانسا ہی کمندین
توڑ کے پھینک دیگا بارگاہ مین خون کا دریا بہائیگا تڑپتا پھڑکتا نکل جائیگا کہا اچھا جو تمھاری خوشی فوراً اسکے
ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو بازو و بیر جوڑے فولاد کے
سینے پر تختے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا اب شاہزادے کو نقلیہ رفع بیہوشی دیا شاہزادے نے
ہاتھ اُٹھایا خانہ زنجیر مین خلل ہوا بل کرکے اُٹھا پکار کے آواز دی سلام ہمارا اسیر ہو جیو کہ جو خداوند تجھ کو

برحق جانتا ہو شبدیز نے کہا کیون سکندر اب اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے جواب دیا جسطرح شیر رستہ
گوسپندان مین قید ہو مجھے کچھ خوف نہین جو تجھسے ہوسکے وہ کر اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو کیا خوف ہی
شبدیز نے کہا جلد قتل کرو مگر یہان لشکر مین ہنگامہ ہوا سوسن پری پرواز پیدا کرکے چلی یہان سلیم جادو بھی
آگئی ہی جیسے ہی شبدیز نے کہا کہ جلاد کو لاؤ جواہر آچک کے بارگاہ مین آیا وہ ہاتھ باندھے ہوئے خنجر ہاتھ مین
آواز دی ای پہلوان قتل کرتا ہون شبدیز نے کہا جلد سر کاٹ لے مگر شہلا چوٹ کھائے ہوئے ہی اسنے کہا
ای جلاد ذرا ادھر آ جواہر کب جواب دیتا ہی کہا مت صاحب ٹھہریے دشمن کو قتل کرلون تب ایسے کلام کرون
شہلا چلا ایک شاگرد برابر کھڑا تھا اسنے کہا آپ دخل نہ دیجیے شہلا نے کہا تجھے کیا کام اس شاگرد نے
پیچھے مارا کہا دیکھو ہمکو یہ کام ہی شہلا کا سر زخمی ہوا اسنے کہا یارو لینا جواہر نے اتنی جو مہلت پائی جھپٹ ہتھکڑیان
کاٹین شاہزادے نے نعرہ کرکے قید توڑی ایک جوان کو مارکے تلوار لی نعرہ کرکے لڑنے لگا جواہر پر بہت سے
عیار آپڑے اسکے شاگرد بھی پہونچ گئے تھے وہ اسکا شاگرد تھا جسنے شہلا کو زخمی کیا شبدیز بھی ملک کے اٹھا
نعرہ کیا یارو سکندر جانے نہ پاوے چہار طرف سے اسکے لوگ دوڑے جواہر کے چالیس شاگرد پہونچے تھے
شہلا سے تلوار چلنے لگی اسکے شاگرد بہت تھے جواہر پکڑ گیا چہار جانب سے کمندین پڑین یہ گرا سبھون نے
بلوا کرکے جواہر کو پکڑ کے کشان کشان سامنے شبدیز کے لائے شاگرد جواہر کے بھاگے کہ لشکر مین خبر کرین
شب گرد نے کہا ای شہلا جسطرح ہوسکے سکندر کو مار لو تین سو کمند انداز شاہزادے پر ٹوٹ پڑے زنجیرین
کمندین چہار طرف سے پڑین شاہزادہ مجبور ہوکے گرا کئی ہزار بھالا ٹوٹ پڑے مگر اس حال مین بھی سکندر
کی یہ جرات تھی کہ جب تڑپا کمندین توڑ ڈالین زنجیرین تک شکست ہوئین جسکو گھونسا مار دیا اس بیچارے کا
سر پھٹ گیا شبدیز اس جرات کو دیکھکے گھبرا رہا ہی کہتا ہی یارو پکڑ لو جو قریب پہونچا مارا گیا شاہزادہ چاہتا ہی
کمندین توڑ کر پھر تلوار لے لون شبدیز پر جا پڑون کمندین پڑ رہی ہین جب گردن و کمر مین کمندین آئین
شاہزادے نے انکو توڑ دیا دو چار عیار دو گھونسا مارا پھر کمندین پڑین شاہزادے کا یہ حال ہی کہ جان بچانا
محال ہی اکیلا کد و کاوش کر رہا ہی مگر ان نامردون سے جان نہین بچتی شبدیز بھی شریک ہوتا ہی مگر خوف
کے مارے دور دور رہتا ہی کہ رہا ہی ارے پکڑ لو گرفتار کرلو اس جوان نے بڑا غضب کیا چالیس پچاس جوان
مار کے ڈال دیے اور گرفتار نہین ہوتا جسطرح ہوسکے اسکو گرفتار کرلو دولت دنیا سے نہال کرونگا سپرین
جواہرات سے بھر دونگا جھپٹ جھپٹ کے بھیا دوڑتے ہین شاہزادے نے اس حال مین بھی دریا دین انسے
دریا لہو کا بہا دیا مگر مجبور و لاچار ہی کہ ہتھیار ہاتھ مین نہین نہتا لڑ رہا ہی اب سلیم آئی جب شبدیز نے
بہت کہا کہ ای سلیم تو کیا دیکھ رہی ہی سحر نہین کرتی سلیم نے اٹھکے سحر کیا یہان ایکل گلے مین ہی سحر نے تاثیر نہ کی
سکندر اسطرح لڑ رہا ہی کہ ملکہ سوسن گوہر پوش آئے چمکی دیکھا شاہزادۂ والا قدر اس مجمع مین پھنسا ہی
دیوانہ وار لڑ رہا ہی کلیجہ منہ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا او بےحیا و ظالم ملکہ سوسن گوہر پوش سلیم نے للکارا
او گیسو بریدہ تیرے نام سے شاہان طلسم کو نفرت ہی حکم ہی سر کاٹ کے لاؤ تو نے تو غدر ڈالدیا ہی یہ کہکے اسنے
سحر کیا ملکہ سوسن گوہر پوش نے سحر کو باطل کر دیا آگ کی گری پلٹ کے دیکھا جواہر کی مشکین بندھی
ہوئی ہین پانچ چار عیار لیے کھڑے ہین پلٹ کے نگاہ جو ڈالی ہستہ شبگرد کی شاگرد شہلا سے آنکھ مل گئی
گھبرا گیا اسی بیقراری مین یہ اشعار پر بہار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

جانانا کہ مجبور و جفا میکشد مرا

اور اچہ جرم مہر و وفا میکشد مرا
گر غیر دست و پائے تو پوشد جدا گشتم
نازش جدا کرشمہ جدا میکشد مرا
زنگم وران حریم بجائے رسیدہ است
بودن میان خوف و رجا میکشد مرا

گفتم کہ بندہ راز برائے خدا مکش
بجائے کہ رشک رنگ حنا میکشد مرا
دست از علاج من بکش ای مہربان طبیب
کامد شد نسیم صبا میکشد مرا
من سر بسر گناہم و او بیگناہ کش

این طرفہ کہ برائے خدا میکشد مرا
جانم چیسان ز دست دو قاتل خود کشم
من زندہ ام بدرد و دوا میکشد مرا
یکروز گر بیارد و شوم ایمن از بلا
واقف بپرس ازو کہ چرا میکشد مرا

گریبان چاک کیا پکار کر آواز دی ای شرم راز عاشقان ای سو نگہار ز نگساران ایک نظر تو اٹھاؤ حسرت دیدار میں مرتے ہیں اپنے کو ملعون و بدنام کرتے ہیں شہلا نے کہا او مہران کیا بیہودہ بکتا ہے یہ تجھکو کیا ہوا لڑکے نے آواز دی ای عاشق صادق میرے جواہر کو تو قید سے چھڑا دے مفت میں بیچارہ پھنسا ہے مہران شب گرد نیمچہ کھینچکر شہلا پر جا پہنچا ہر چند اسنے ہان ہان کی مہران کب مانتا ہے ایک نیمچہ مارا کہ اسکی ران زخمی ہوئی پلٹ کے اک نگہبان کو مارا جواہر سے کہا مترصاحب آئیے دیکھوں آپکو کون روکتا ہے تین نگہبان بھاگ گئے اسنے جواہر کی زنجیر کاٹ دی جواہر بھی لڑنے لگا قصہ کار یہان تو دوپہر تک ہنگامہ گیر و دار بلند ہے جواہر و سکندر رو سوسن نے خون کے دریا بہا دیے ہزارون لاشے گرا دیے سحر العجائب و سحر الغرائب دربار میں تخت پر بیٹھے ہیں تاج نخوت بر سر زرہ نکبت در بر خود سر پیر و حماقت رہبر راہ ضلالت گمراہ کوچہ غفلت سرداران خرس طینت میمون خصلت خر سہلائے بادیہ جہالت گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے پھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوے غرور سے اپنے پیرہن میں نہیں سماتے ہیں ایک ایک سے کہہ رہے ہیں یارو کسے دیکھا ہمنے بادشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر کو قید کر لیا کیا جلد ظہور قہر قدرت سامری و جمشید ہوا کیا بلا میں پھنسے تجھ ہو گئے تھے ہمیں صورت بھی دیکھنا ناگوار ہو گیا کرتے میعاد طلسم سے لاچار ہین جب قصد کیا کہ ہم طلسم دوڑائیں آیا برائے خیر خواہی منع کرتا ہے پہلو میں کرسی جواہر نگار پر وزیر اعظم شغاد گوہر بین بیٹھا ہے اسنے کہا عرصہ ہوا کہ سکندر کو سوسن چرا کے لے گئی عیش کرتی ہوگی آپنے شبدیز سبز پوش و سلیم جادو وغیرہ کو لکھ بھیجا تھا کہ ان دونو سرکشون کو گرفتار کر کے بھیجو کچھ انکا احوال نہ معلوم ہوا کہ پہلوان سفنے کیا کیا ساحرہ پر کیا گذری یہ سنکے سحر العجائب اٹھا کہا میں کئی طور سے دریافت کر سکتا ہوں یہ کہکے اسنے ایک کوٹھری کھولی اسمین سے ایک تیلی سونے کی نکلی سحر العجائب نے کہا ای شبیہ سامری اسوقت کچھ باتیں کرو ہمارا دل بہت گھبراتا ہے تیلی نے کہا آپکے خلاف نہو تو عرض کروں سنیے عرض کرتی ہوں

نظم واقف

آخر فتنہ و بلائے ہست
درد ما را اگر دوائے ہست
کہ ہنوزم بسر ہوائے ہست
کہ عجب تار خوش صدائے ہست
کہ مرا با تو ماجرائے ہست
دل گم درد آشنائے ہست
شکر ہا میکنم گدائے ہست
از چہ در سینہ ہائے ہائے ہست

کمند ای بتان خراب دلم
خواجہ بر دولت اعتماد مکن
زادن و مردن آمد و رفت ہست
لکن ای تو بیا قدم رنجہ
ملکم در جفا کشی تقصیر
شست بہر کہ بست می کشدم
راست گوئید ای ہمہ زدگان

آخر این خانہ را خدائے ہست
کہ غلام گریز پائے ہست
وہ ہم کاروان سرائے ہست
دیدہ مشتاق خاکپائے ہست
اگر بدانم تماو فائے ہست
انگشش تیر خطائے ہست
کہ چو بالائے او بلائے ہست

ہر کجا شوخ سیر زائے ہست
در شفا خانہ لب یار ہست
خاک گشتم بیا بباد مدہ
عاشقے زار را نوازش کن
تند چون سیل از سرم مگذر
اے کہ بے پروا آشنائے تو نیست
گر چہ بے برگ گشتہ ام چون نے
گر بجان داد دل ز غم واقف

یہ اشعار بہ مضامین متفرقات جو تیلی نے پڑھے سب اہلیان دربار دنگ ہو گئے سب

شاہون کی جانب دیکھا کہا ای شاہان طلسم آپنے یہ مضمون سنا سامری وجمشید کی یہ کنیز خاص ہی دیکھیے کیا اپنا
لین کہ جس سے بربادی طلسم کا مضمون پایا جاتا ہی ان دونون نے کہا کیون بیہودہ بکتے ہو اس طلسم کو
ہزار سال تک زوال نہین ہی نہین بالکل اسکی بربادی کا خیال نہین ہی کیا مجال ہی کسی کی جو اسیر دست
انداز ہو کون دنیا مین ہی جو ہمارے سحر کا مقابلہ کرے یہ تو شیر بیشۂ سامری ہی اسکے رگ و ریشے مین تمام
سکاری بھری ہی جو یاد آگیا وہ اسنے پڑھدیا اسکی بات قابل اعتبار نہین ہی بعض نے یہ بھی تو نظم کر دیا ہی کہ ہم
اسقدر روئے کہ دریا اشکو نکا تا بہ آسمان پہونچا فرشتون کو ڈر ہوا کہ ہم ڈوب نہ جائین جن لوگون کو ایسی
بات کہنے مین خوف نہ آیا انکے اقوال سے فال لین اور اسکو مستند جانین ہم اسکو مہمل جانتے ہین اب اصل
معاملہ پوچھو کہ کیا کیفیت ہی یہ پتلی چپ کھڑی ہی سارا لشکر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی وہ پتلی یہی کہتی ہی کہ کیا دھرا
ہی سارا انشو ونما بیکار ہی بڑے بڑے شاہان جلیل حسرت و یاس لیکے پردۂ دنیا سے اٹھ گئے انکی قبرون کا
نشان نہین ملتا جن لوگون نے دعوی خدائی کیا وہ کہان گئے آخر پیوند خاک ہوے کس کا ذکر کرین اور
کہان تک خانۂ دل مین خزانۂ غم و الم بھرین سب سن رہے ہین سحر العجائب نے کہا ای شبیہ سامری
ہمنے تمکو کیون بلایا جن باتون کو نہ پوچھین انکا ذکر نہ کرو لوگو تمکو وحشت ہوتی ہی روح سامری جسم مین
روتی ہی یہ بتاؤ کہ سوسن گوہر پوش وسکندر زرین پوش زرین علم پر کیا گذری ہمنے جمشید زاد و سیم
بھیجا تھا انھون نے کیا کیا کنیز اسکی تھا ان دونون پر زوال ہی سکندر و سوسن و جواہر خنجر زن
عیار پر فن سے دربار مین تلوار چل رہی ہی پہلوان و ساحرہ سحر سوسن و جرأت سکندر سے زخمی ہوے
عیار پکڑا گیا تھا مگر چھوٹا آپ کے تابعین بھاگے جاتے ہین اب سکندر نے میدان پکڑا مرکب و سلاح بھی اسکو
مل گیا سحر العجائب نے کہا کیا باعث ہی کہ سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی پتلی نے کہا سوسن نے مشقت کرکے
اک ہیکل بنادی ہی وہ گلے مین پہنے ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ کہکے اک چیخ ماری جل کے گر پڑی
اس خاک سے اک طائر پیدا ہوا چیخ مار کے بلند ہوا آواز دی کہ یارو اسی سال مین یہ طلسم فتح ہوگا تم حرام سب
چیخ چیخ کے مارے جاؤگے امان نہ پاؤگے سحر العجائب نے غصے مین آکے ماش کا دانہ ماردیا پکار کر کہا بھیا
یہ تجھسے کون پوچھتا ہی وہ طائر جلکے گرا اسکی خاک سے بھی اک طائر پیدا ہوا اسنے بھی یہی آواز دی آخر
سحر العجائب نے اسکو بھی جلایا تیسرا طائر پیدا ہوا اسنے آواز دی ای سحر العجائب جہانتک تو جلائیگا
طائر پیدا ہوتے جائینگے گھبراہون کے ہوش اڑا دیگے ہمکو نکل جانے دے کیون ستاتا ہی روح سامری
تجھین ہی سحر العجائب چپ ہو رہا جو تھا طائر صدا دیتا ہوا اڑ گیا تمام اہالیان شہر نے یہ آواز سنی کہ
طائر چیخین مارتا ہوا جاتا ہی تمام شہر والے سن رہے ہین عجب طرح کی آواز دیتا ہی اسکی آواز سے عجب طرح کے
یہ اشعار دلفگار پیدا ہو رہے ہین

کار کرد از سبس لہا تیر مژگان شما
وقت آنکس خوش کہ باشد از اسیران شما
دور چشم بد کہ چون بادام تو ام بادلم
گاہ گاہی یک شمع خود را بمید ان شما
ملک دل را از نگاہے میتوان تسخیر کرد

خوش نگاہان بسکہ شوخ افتادہ مژگان شما
دوستدار ورکنار ان گشتہ قربان شما
رشک داغ دل مرا بسیار می آرد بشو
سخت چسپان اختلاط افتادہ پیکان شما
می فروشان خرقہ میخواہم کنم زاہن شراب
چیست از لشکر کشی منظور مژگان شما

پر شسید میکند چشم فتان شما
از گلستان می ستاند باج زندان شما
تا اسیر کردہ است چشمی بر نمکدان شما
قابل رنگ شہادت نیستم لیک از ہوس
گر قبول افتد شوم مرہون احسان شما
بے اثر نبود صداے گر شکست دل بود

کاش افتد شیشہ ام از طاق نسیان شما
قطرہ ہائے خون من چون گل گریبان سیدہ
بعد ازین می آلتم دل در گریبان شما
خواہ بدگوئید خوبان خواہ دشنامم دہید
روزی من زہرہ شد از شکرستان شما
نیکی نسبت لب شیرین خود را با عسل
بادم گرشتہ خنجرہائے مژگان شما
واقف آتش بجان ہرگز نخواہد بود جان

بود جان بردن ز ضعف دل بسے مشکل مرا
جامہ زیبان از ہوائے طوف دامان شما
گردش چشم تو باشد کارساز عالمے
من دعاگوئے شمایم من ثنا خوان شما
افتادم سررشتۂ جمعیت عالم بدست
این سخن ہرگز مناسب نیست با شان شما
بادل پرخون بسان زخم خندان زیستن
ہمچو شمع صبح از لبہائے خندان شما

بوئی کردم اگر سیب زنخدان شما
نیست دندان من این طفل را یکدم قرار
آسمان بیکار میگردد بدوران شما
ہمچو من ہم بی نصیبی نیست ای شیرین لبان
گر دہد تاری بمن زلف پریشان شما
حیرتم تشنہ است خون عالمے چون بخت
جان من ہست اختراع دردمندان شما

سارے شہر والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین جبکہ سنتے ہین یارو سنا تم نے طائر کی آواز سنکر ہوش اڑتے ہین کیا کہتا ہوا جاتا ہی مقام عبرت ہی اس کا انجام بد ہوگا یارو ہم لوگون نے خوف نہ کیا اپنے شہنشاہ کا ساتھ نہ دیا نجومیون نے انھین قید کرلیا سنتے کہا سنتے ہین انپر جفائین گذرتی ہین اکثر آب و دانہ بند رہتا ہی ایک ایک جلیل جفائین سہتا ہی برائے کوشک قید مقام باغ ویران سنسان کف دست میدان روش پٹریان اجاڑ ایک ایک درخت جنگل کا جھاڑ پھول کا نام نہین بلبلون کو اس باغ مین آنے سے کام نہین صیاد و گلچین کا مسکن برائے طائر رنگ گل صبا رہزن وہان ایسے بادشاہون کو کبوتر آرام آئے یقین ہی سامری و جمشید کے بھی خلاف گذرا ہی قہر اپنا نازل کرینگے مفت مین کمینون کے ساتھ مین گھن بھی پیسا رعیت والے تباہی مین پڑے ہم لوگ کیا جواب دینگے صاحبقران ضرور آئینگے ہم لوگ مارے جائینگے ہر گلی اور کوچے مین یہی ذکر ہی کہ آج تو طائر طلسم پکارتا ہوا گیا ہی کہ زمانہ انقلاب کا آیا ہی طلسم نور افشان کی عمر گذر گئی اس طلسم پر یہ سال آخر سال ہی جو کچھ کاہن نے بیان کیا ہی اسکا قول کرسی نشین ہوا ہی طائر پکارتا پھرتا ہی سنا تھا کہ ای غافلو ہوشیار ہو جاؤ اس طائر کے نکل جانے سے ہنگامۂ عظیم برپا ہی آواز طائر کی سبنے سن لی تمام شہر مین مشہور ہوگیا کہ طائر ساختۂ سحر سامری و جمشید پکار پکار کے کہ گیا اسکی صدا عبرت خیز تھی تاثیر بھی حیرت انگیز تھی مگر سحر العجائب و مصر الغرائب نے بعد اس فعل کے آواز دی کوئی ہی جو اس جنگ مین جائے پہلوان اور ساحرہ کو بھاگ کے لے آئے سرحنگ جادو وزیر دست چپ غصے مین آکے اٹھا کہنے لگا کہ حضور ہم آپکی باتون کو سمجھتے ہین ان باتون مین سامری و جمشید کا بھی کہنا ہرگز ہرگز قبول نہین مطلب دل حصول نہین یقین کامل ہی کہ سحر بالکل غلط نکلینگے غلام جاتا ہی اور سکندر زرین پوش زرین علم کو اور ملکہ سوسن گوہر پوش کو ابھی لے کے آتا ہی یہ کہکے یکہ و تنہا اٹھا عہدے مین وزیر اعظم ہی کئی سو جادوگر کھڑے ہوگئے سبھون نے عرض کی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے ہمراہ چلیں وہان جاکے خوب خون ریزی کرین سرحنگ جادو نے کہا مجھے کسی کی ضرورت نہین ہی مین یکہ و تنہا بپھرتا ہوا جاتا ہون ترپ کے گرد لونگا سب باغیون کو پکڑ کے لے آؤنگا تھوڑے عرصے مین آتا ہون مزا اپنی جرأت کا دکھاتا ہون یہ کہکے چمکا برق سے چلا دربار مین غل ہوا کہ سرحنگ جادو وزیر اعظم شاہان طلسم برائے گرفتاری ملکہ سوسن گوہر پوش و شاہزادہ سکندر زرین پوش و زرین علم یکہ و تنہا جاتا ہی مگر اب احوال لڑائی کا سنئے کہ شاہزادۂ والاقدر سکندر زرین پوش زرین علم شیرانہ دلیرانہ لڑتے ہوئے

سامنے شبدیز کے پہونچے شبدیز پیچھے نہ ہٹ سکا تلوار کا ہاتھ مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا نیمچہ جلالی کا ہاتھ مارا
نیمچہ چمک کے گرا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اگر نیمچہ نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر نیمچہ گرا شبدیز کے دو ٹکڑے
ہوئے فوج مین شبدیز سیہ پوش کی ہزہزاہوا یار و غضب ہوا پہلوان ہمارا مارا گیا ہم کدھر بھاگ کے جائین
بیشہ ویران ہوا یہ بیشۂ شیر ہی اسکو کون آباد کریگا زمین سے گرد اڑی علمون نے بال کھولے وامے پیٹنے
سر پیٹنے لگے تیر چلاتے بھرتے تھے دور جاکے منھ کے بل گرتے تھے سلیم جادو نے جب یہ خبر وحشت اثر
سنی کہ شبدیز سیہ پوش مارا گیا غصے مین کانپ گئی ساتھ والی جادوگرنیون سے کہا مین بدنام ہوئی سب
لوگ یہی کہینگے کہ سلیم جادو نے شبدیز سیہ پوش کو نہ بچایا شبدیز کو قتل کرادیا یہ کہکے لڑتی ہوئی بڑھی اس
زور و شور سے سحر کرتی تھی کہ جہان پر پڑی ہزار دو ہزار ساحران غدار کو مارا اُسنے سحر او کر دیا بعد سحر سے
لکلی نخل جلا دیے قصر تن گرا دیے دریاے آتش بنا یا صد ہا کو اسمین ڈبو یا لشکر مین ایک ہزہزاہوا سوسن
ایک مقام پر ٹھہری ہین وزیر زادیان بھی اس جگہ پر آگئی ہین ذکر جرأت شاہزادہ سکندر زرین پوش مین
علم ہورہا ہی ملکہ سوسن گوہر پوش کہتی ہین اسکا ذکر اسطرح منھ بھر کے نہ کرو ایسے ہی مقام پر لفظ لگ جاتی ہر
ہین اسکی خوف سے نگاہ بھر کے نہین دیکھتی ہون آپ اپنے پانون کے نیچے کی مٹی چوٹلے مین ڈالتی ہون بوا
برا نہ ماننا ایسا ضرور ہو جاتا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ حضور سے نہین چپ رہا جاتا اس زور و شور سے
اُس پہلوان کو مارا کہ اُسکے ساتھ والے جتنے ہین سب بھاگے جاتے ہین ٹھہر نہین سکتے رنگ بڑا ایکا گرہا
یکایک ہنگامہ ہوا لوگون کے رونے کی آواز آئی ایکطرف سے دریاے آتش بھڑکا لکا ابر کرتا کا اُس دریا نے
صد ہا نخل جلا دیے ملکہ نے گھبرا کے پوچھا ارے یہ کسکا سحر ہی کئی سو کنیزین بھاگی ہوئی آئین انھون نے
عرض کی کہ حضور شبدیز کے مارے جانے کی خبر سنکے سلیم جادو کو بڑا جوش و خروش ہوا اُسنے کئی ہزار ساحر
مارے دریا بناکر لڑتی ہوئی آتی ہی شاہزادہ سکندر نے جو دیکھا کہ ملکہ سوسن و سلیم مین بلا کا سحر ہو رہا ہی سکندر نے
دور سے سلیم کو تاکا تیر کمان مین پیوست کرکے مارا سلیم نے اُس تیر کو جلا دیا سوسن نے گولہ مارا سینہ پر کینہ پر لگکے پار
توڑ کر پشت کو پار گذرا نقارۂ فتح و نصرت پر چوب پڑی کیبان ملکہ سوسن نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر بھاگے
ہوؤنکا پیچھا کر رہے ہین وہ بھی جب عاجز ہوتے ہین اڑنے لگتے ہین کنیزون سے کہا ارے شاہزادے کو روکو
وہ تو کسی کی سنتے نہین بڑھتے چلے جاتے ہین بس لڑائی ہو چکی دشمنون نے شکست کھائی بھاگے ہوؤنکا پیچھا کیجئے
سے کیا فائدہ میرے ہوش درست نہین نظم

نی بسوے یار و نہ کردی خبر مرا
بر دل غبار است ازین رہگذر مرا
خواہم سجادنے ز طوفن قفس پرم
واقف نگشنہ بود ز تشیم پدر مرا

پرورده عشق اگرچه بخون جگر مرا
خون شد زہو فائیت ابدل جگر مرا
زنفیسان که یکسانه به بستر فتاده ام
ورنه چه حاصلست ازین مشت پر مرا

افگند یار اگر چه سر شتاب از نظر مرا
ہر سو صبا ز رہگذرش ہست بر د غبار
ترسم که عمر نیز نیاید بسر مرا
بودم ہنوز طفل که چون اشک شور عشق

کنیزون نے بڑھکے شاہزادے کو رو کا باگ مین ہاتھ ڈالدیا کہا دیکھیے
ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین منع کرتی ہین کہ بھگیاؤن کو جانے دیجیے بھاگے ہوؤنکا پیچھا نہ کیجیے شاہزادہ ٹھہر گیا
مگر گمنی سے خون ٹپکتا ہوا جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تیغ ہلالی ہاتھ مین لیے ہوئے خود زرین
سر پر مرکب نے لڑائی مین سیکڑون کو پامال کیا سمون مین خون بھرا ہوا ہی ملکہ سوسن گوہر پوش قریب
پہونچین اپنے طاؤس سے کود پڑین پشت مرکب پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار جیسے خداوند سحر نے اپنا فضل

شریک کیا سر سبز و شاداب ہوئے مظفر و منصور ہوئے کہ سر جنگ جادو ساحر بد خو آسمان پر آکے چمک اسنے دیکھا کہ دو کوس کے گردے مین ہزارہا لاشہ پڑا ہی خون کا دریا بہ رہا ہی دیکھتا ہوا چلا آتا ہی دل سے کہتا ہی بڑا کشت و خون ہوا ہزارہا اہالیان فوج شہنشاہ مارے گئے مگر سلیم و شبدیز بھی نہیں ہین ایک مقام پر دیکھا مین سر درختون مین لٹکے ہین شبدیز و سلیم کے سر کو دیکھ کے غصہ آیا جی مین کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا دونون افسر مارے گئے نہین معلوم یہ تیسرا سر کسکا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی افسر ہی جانبازی کرکے مارا گیا اک گولہ تیار کرتا ہوا آگے بڑھا سوسن و سکندر کو اک مقام پر باتین کرتے ہوئے دیکھا جل گیا سوسن دامن پکڑے ہوئے شاہزادہ کیا یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین اور کہتی ہین کہ میری یہ حالت

دلم باد رغم عشقت سر شادی نمی باشد
بلی در عشق شاگردی و استادی نمی باشد
بجای آدم اغماض خود بی سر گردم
که در دشت خراب عشق آبادی نمی باشد
دلم صد پاره و سر پاره مجنونی ست سرگردان

گرفتار ترا پروای آزادی نمی باشد
مرا در آتش افگندی و من در دیده میسوزم
رسید خود تغافل رسم صیادی نمی باشد
الهی ای شوخ رزم اندام یا سخت گیر
چو من آواره واقف درین وادی نمی باشد

به تعلیم و تعلم اخلیس عاشق نمی گردد
سپند مجمر شوق تو فریادی نمی باشد
ز لخت دل مهیا ساختم برگ سفر زین ره
که مسکین بیکران را بجز فولادی نمی باشد

یہ جو اس بیچارے نے دیکھا گولہ جو سحر کا تیار کرکے لایا تھا وہی گولہ پھینک مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا سر جنگ جادو ہی سوسن ہوشیار ہو جاؤ گولہ جو پھٹا اور گولے نے دورہ باندھا بیس ہزار ساحر و بارہ ہزار غیر ساحر اس سحر مین پھنسے گم جیب ہوکر کھڑے رہگئے کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گری کسی کے گھوڑے نے بدلگامی کی کوئی آئینہ وار حیران کوئی بشکل گیسو پریشان کوئی منھ کے بل گرتا ہی کوئی تھرا کے بیٹھ گیا کسی نے شاخ نخل تھامی کسی کی بجلی چمکی کسی پر برق گری تیس ہزار آدمی ایک رنگ مین ملکہ سوسن کا چہرہ سفید زیست سے نا امید جھولی بھی بائین ہاتھ سے گر پڑی اتنا تو منھ سے نکلا کہ شہریار غضب ہوا وزیر بحر العجائب کا آگیا اتنا کہکے چپ ہوئین سکندر کے گھوڑے کے پانون زمین مین غرق ہوئے ہاتھ پانون تھرائے اک طائر کی طرح گرا اسنے گلے سے ہیکل اتار لی مگر لیکے نہ جاسکا اسی مقام پر گر پڑی مگر سکندر خاموش ہوئے تلوار ہاتھ سے گری سپر پشت سے جدا ہوئی کمان کیانی مین خم آیا تیر ترکش سے نکلے مثل طائر بسمل تڑپنے لگے سر جنگ جادو زمین پر آیا شاہزادہ بھی خاموش ہی ملکہ سوسن کو حیرت کا جوش ہی آنکھ اٹھاتی ہین پھر سکندر کی جانب دیکھکر نگاہین جھکا لیتی ہین سکندر بھی بہ نگاہ حسرت سوسن کو دیکھ رہے ہین نگاہون سے یاس پیدا ہی سوسن ایسی شیدا کی نگاہون سے آنسو جاری نگاہون سے یہ اشعار پیدا ہین جو بیان سے بھی ہویدا ہین مگر عالم حسرت و یاس دونون کے چہرے اداس دل مین درد لب پر آہ سرد بس یہ کیفیت تھی کہ لطف

تیرا نیاز مند جو ای نازنین نہیں
انصاف چاہتا ہی یہ ای نازنین نہیں
نعلون سے کچھ غرض نہیں مطلب ہی یار سے
کب بند و بست سلسلۂ عنبرین نہیں
انکھیں دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائیں
اتنا تفاوت آسمین ہی جبین جبین نہیں

دونون جہان میں کہ ٹھکانا کہین نہیں
تیغ برہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ مین
نظارہ باز یار ہون میں مسیح بین نہیں
فرمان قدرتی مین ہی طغرائے قدرتی
تیر شہاب ہی نگہ خشمگین نہیں
عمر گذشتہ کا کہیں لگتا نہیں پتا

ہم بوسہ مانگیں اور کرے تو نہیں نہیں
کسوفت کہنیون سے پرچہ ہی آستین نہیں
سودا زدون سے اپنے نہیں بیخبر وہ لطف
رخسار شاہ حسن پہ چین جبین نہیں
رخسار بادشاہ ہی دل مجھ فقیر کا
بالائے آسمان نہیں زیر زمین نہیں

بہنانے کے جگنو کہتے ہیں اے جامہ زیب حیف
تم سا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین
ہمکو سُنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین
دیتے ہو سیدھی بات کا اُلٹا ہمین جواب
نازک ترے بدن سے میان یاسمین نہین
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین
گل ہوتے ہین بہار مین ہستے چراغ عقل
ہوجائے پی کے زہر تو مینا نگین نہین
آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین
سوزش فراق سے نجھ آتش کا حال پوچھ
کوئی مرے کوئی جیے مطلق نہین خیال
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین
اللہ عجب نہین ہندون سے بخیر
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین
دیکھا ساس کر کے صبا کی طرح بہت
دم اژدہے کا ہے نفس آتشین نہین

سرجنگ نے عاشق ومعشوق مین جو یہ راز و نیاز دیکھے جلگیا پکار کر آواز دی کیون بی سوسن اس دن کا خیال نہ تھا شاہان طلسم نور افشان کی سلطنت مین فرق آجائیگا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے ایک ادنی اُس گھر کا ساحر ہون اگر غصہ آئے طبقات زمین وآسمان ہلا دون دیکھا تمنے ایک سحر مین سب کو بیکار کیا کوئی بول نہین سکتا زبان کھول نہین سکتا مجھ اکیلے نے اتنون کو بیکار کیا اب تم دونون کی مشکین باندھکر سامنے شہنشاہ کے لیجاؤنگا انعام دل بھر کے پاؤنگا یہان جواب کون دے زبان بند دل دردمند ہوش وحواس اُڑے ہوے ہین سارا لشکر بیکار سوار پشت ہاے مرکب پر محجوب و منتظر پیدل بیکل ہے دونون افسر حیران وششدر سرجنگ کا طعن وتشنیع دینا کبھی کہتا کیون بی سوسن یہ دن یاد نہ تھا کہ بادشاہ صاحبان اختیار ہین اُنکے سامنے کوئی زبان کھول سکتا ہے کسکی مجال ہے اس طرح اس بیحیا نے کلمات غرور رکیے ملکہ سوسن کی آنکھون سے آنسو ٹپکے بیقرار ہوکر منھ سے تو آواز نہین نکلتی مگر دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہے اُس بیقراری مین یہ الفاظ پیدا ہین نظم

می شنید بہ ہر وقت تیر دعائے مستغیث
یا غیاث المستغیثین حاکم فریاد رس
دارو ے درد یتیمان و دوائے مستغیث
بر عطا داری نظر اے معطی دور زمان
دعوی ہر مدعی و مدعائے مستغیث
رحم فرما بر اگر بندی خداوند جہان
دستگیری کن بزندان غم یاد شاہ
اے رہین مشکل تو بی مشکلکشائے مستغیث
بندہ محتاج امداد تو یا محتاج خویش
عفو فرمائے تو ہر جرم و خطائے مستغیث
ہست از من دربار تو بہر داد خواہ
دور گردد محنت و رنج و بلائے مستغیث
از خدا حاصل شود ہر مدعائے مستغیث
تا شود از دم غم وارستہ پائے مستغیث
چارہ ہر بندہ بیچارہ اے چارہ ساز
زانکہ ہستی در جہان حاجت روائے مستغیث
در نظر مد نظر اے داد گر داری مدام
باب عدالت مامن و ملجا برائے مستغیث

او بیحیا کیون اسقدر بلبلاتا ہے ہم مصیبت زدون کو کیون ستاتا ہے ایسا نہو تجھپر بجلی گرے تیر ہے دو ٹکڑے ہون شیخ سعدی فرماتے ہین شعر نیم شب آہ زندہ پیرزال ۔ دولت صدسالہ کند پائمال + دیگر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال می آید + ہمیشہ زمانہ تنگ ہے فلک ہمسے درپے جنگ ہے مگر پیدا کرنیوالا ہر وقت اپنے بندے پر نگاہ کرتا ہے ظلم کرنیوالے کو تباہ کرتا ہے اشارون سے جو ملکہ سوسن نے رو رو کر یہ باتین کین دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سرجنگ جادو تلوار کھینچے ہوے براے قتل ملکہ سوسن دسانند رآتا ہے کہ راہ مین جو غریب سوار یا پیدل ملگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی پر اُف کردی وہ جلکر رہگیا اس طرح پائمال کرتا ہوا غربا کو بیحال کرتا ہوا وہ سب بیکار ہین ہاتھ پانون ہل نہین سکتے اعضا مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین جسکو جاہا ہاتھ مار دیا وہ بحسرت منھ دیکھکے رہگیا زمین پر لاشہ گرا بھائی نے بھائی کی لاش کو دیکھا یہان تو یہ بدبخت ہے مگر جو امیر خنجر زن ہو انتظام لشکر کرنے چلا

فتح چھوڑ کر گیا تھا اب جو آ کے دیکھا سارا لشکر ایک مقام پر حیران و مضطر و محجوب ششدر و پریشان خاموش
کھڑے ہین ایک سے ایک کلام نہین کرتا ہی جواہر نے آکر جوانون کو پکارا کہ کیون بھیا یہ مزاج کیسا ہی
شاہزادہ و سوسن گوہر پوش کہان ہین ہم بہت گھبراتے ہین کوئی جواب نہین دیتا اشارے کرتے ہین
ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اشارون سے ہویدا ہی یہ بات پیدا ہی خرابی و پریشانی ہم پر شیدا ہی
جواہر حیران کہ یہ کیا غضب ہو گیا شہر خموشان ہی عجب نقشہ نمایان ہی کوئی صاحب جواب نہین دیتے
چپکے چپکے حیران ہو گیا یہ سوچا کہ یہ تو سب بدحواس ہین مبتلائے زندان یاس ہین مین کس حال مین
چھوڑ کر گیا تھا اب کس کیفیت مین پایا اتنی دیر مین کیا ہو گیا تلوارین سپرین زمین مین پڑی ہوئی ہین
کمانون مین خم خنجر بیدم تیر سہمے ہوئے ترکش مین چھپے ہوئے ہین مار مردہ بنے ہین آخر کنارے ہو کر ایک
نخل کے سایے مین کھڑا ہوا دیکھا عجب معرکہ درپیش ہی مقام پس و پیش ہی کہ سکندر گھوڑے پر
سر جھکائے ہوئے چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین سوسن گوہر پوش ایک طرف سرنگون مثل مجنون
دیوانہ وار وحشی مثال چہار جانب دیکھ رہی ہین ایک ساحر زبردست بادۂ ظلم و بدعت سے مست سوارون
پیدلون کو مارتا ہوا جاتا ہی جب زبان ہلاتا ہی شعلہ بھڑک کر گرا دو چار جل گئے پیدلون کو پامال کرتا ہوا
تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین طرف سکندر و سوسن کے جاتا ہی کلمات بھی زبان پر بیہودہ
پکارتا ہوا کیون بی سوسن زبان درازی کیا ہوئی اب سحر نہین کرتین کیا ہو گیا دیکھا تمنے ایک سحر مین تم
سب کو بیکار کیا جواہر کا کلیجہ پھٹ گیا اپنی فراست سے دریافت کیا کہ ساحر نے آکر سحر کر دیا سب اسی
سحر مین مبتلا ہین گرفتار زندان بلا ہین بات تک نہین کر سکتے کیا تعجب ہی کہ یہ پاس سے شاہان طلسم
کے آیا ہو انکو خبر ہو گئی ہو گی انھون نے یہ شعبدہ کیا کہ اس ساحر زبردست کو بھیجا اسنے آکر یہ فساد
برپا کر دیا یہ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر لگایا ایک ساحر زبردست کی شکل بنکر
تیار ہوا کلاہ زرین سر پر لباس عمدہ جسم مین ایک بڑی سی جھولی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا ایک نخل پر
چڑھ گیا دل مین سوچا کہ یا تو جان دی یا اس بھیا کو مارا یہ سوچکر بلندی پر نخل کی گیا دل کو مضبوط کر کے
اسطرح کودا کہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ آسمان سے اترتا ہوا آیا ہی پکارتا ہوا بھائی صاحب ٹھہر جائیے
دیکھیے شاہون نے کیا لکھا ہی آپ نے بہت دیر کی اب تامل نہ فرمائیے جو اسمین لکھا ہی اسپر عمل کیجیے
خود شاہزادے آتے تھے مجھسے فرماتے تھے کہ ہمارا خیرخواہ برائے قتل سکندر و سوسن گیا ہی طلسم
مین تیاریان ہین دوکانین رنگی گئی ہین شہر آئینہ بند اہلیان رعایا ہر وقت انتظار مین ہین کہ دشمنان
شہنشاہ کے سر آتے ہین خیرخواہان دولت لباس فاخرہ پہنے ہوئے پھر رہے ہین کہ خبر فتح و ظفر ملے اکثر
عہد ہین سوسن کے نام سے سب کو نفرت ہو گئی ہی ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اسنے بڑی دست اندازی کی
باغ ویران سے چرا کر سکندر کو لیگئی شاہ خسار نے بڑے اہتمام کیے ہین کہ جس روز سوسن کا سر آئے
مین جشن عالی ترتیب دون تمام اہلیان شہر کی دعوت کر دون سمر جنگ نے جو یہ باتین سنین یا تو سر
کاٹنے سکندر کا چلا تھا ہیکل ایک طرف زمین مین پڑی ہی اسنے کہا ای برادر تم سچ کہتے ہو مجھسے دیر ہوئی
مگر آتے ہی مین نے سب کو اپنے سحر مین پھنسا لیا بی سوسن نے بڑے انتظام کیے تھے سکندر کو ہیکل
نا کے دی مین نے طائر سحر سامری بلایا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اڑے طائر نے ہیکل گلے سے نکال لی

دیکھو وہ سامنے پڑی ہو کسی نے ابھی پھینکا اٹھائی ساحر قریب آیا کہا ای وزیر قدرت خداوند حقیقت مین تمنے بڑا
کام کیا تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ سکندر رنے بڑی ہیبت کی ہو تمنے آتے ہی سب کی گردن لی تمھاری
بڑی تعریف ہوگی قریب آکے ہاتھ مین نامہ دیا سر جناک نے بغور پڑھا اول تعریف لات و منات بعدہ
لکھا تھا کہ ای سر جناک ہمنے تمکو اختیار دیا یہ ساحر معتبر ہمارا آتا ہی سر سوسن و سکندر را سکے ساتھ
روانہ کرو تم ابھی اُسی مقام پر رہو بلکہ سد باب کرو دو دشمن اس طرف نہ آنے پائین سرکش سر نہ اُٹھائین
ساحر نے قریب آکر کہا بھائی بغور پڑھ لو ہمکو سر جناک سے ہم جائین تمھارے واسطے خلعت روانہ کرین یہ
کہتے کہتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدئے سر جناک نے گھبرا کے کہا یہ کیا کرتے ہو ساحر نے کہا تمھاری جان
لینے کو آیا ہون یہ کہکے حباب مارا سر جناک کو سر جناک معقول ہولی ذلت حصول ہوئی مُنھ کے بھل گرا
نعرہ ہوا منم عیار طرار خنجر گذار پیرو خاندان خواجہ عمرو نامدار عیار پر فن جواہر خنجر زن لپٹ کے
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوگیا سنگباری پر غباری ہولی بہیرون سنے غل مچایا کچھ نہ ہاتھ آیا
آخر زمین تھرائی آسمان سے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام من سر جناک جادو بود سکندر رنے گھوڑے
سے اُتر کر سجل اُٹھا کر پہن لی سوسن کے ہاتھ پاؤن رہا ہوئے تمام ساحر و غیر ساحر خوشیان کرنے لگے
ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ خداوند شجرہ نے اپنا فضل کیا سب سرسبز و شاداب ہوئے تمام لشکر کو لیکر نوبت
نقارے بجاتے ہوئے زر و جواہر لٹاتے ہوئے باغ مین آئے بیرون باغ ملکہ سوسن کا سب لشکر اُترا اندر
باغ کے ملکہ سوسن و سکندر داخل ہوئے ملکہ نے کہا ای شہریار اب کیا قصد ہی سکندر رنے کہا ملکہ
یہی قصد ہی کہ اب یہانسے کوچ کرین خاص طلسم پر مقابلے پڑین ای ملکہ سوسن تمنے بڑی خطا کی یعنے
نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز ہمارے غل آنے کے بعد کیسے پھڑکتے ہونگے یہی
قول ہوگا کہ افسوس سکندر رنے ہمارا خیال نہین کیا سوسن نے عرض کی حقیقت مین غفلت تو ہولی
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری عجب معرکہ درپیش ہوا آپ حکم دے آئی ہین آپ کے ملازمان جو
مارے گئے ہین اُنکے دفن کا حکم تھا ہم لاشون کو سبکی دفن کرا رہے تھے یکایک آسمان سے ایک طائر
پیدا ہوا گرچہ طائر کلان نہ تھا آکر ایک چیخ ماری جلکر گرا اُسکی خاک جو زمین مین شریک ہوئی دریا سے رنگ موج
مارنے لگا ایک بونڈلا گرد کا بلند ہوا اُس بونڈلے سے لاشہ سر جناک اُٹھایا بونڈلے مین لاش لپٹ گئی ایک
طائر آواز دیتا تھا ای دشمنان طلسم نور افشان تم لوگون نے بڑا غضب کیا وزیر طلسم کو مارا دیکھو تو کیا بلا
نازل ہوتی ہی سوسن نے کہا ان باتون کا کیا ذر ہی یہ ہم جانتے ہین کہ جو کام کرینگے دونون کو خبر پہونچیگی اگر
وہ بھیا ایسے نہ ہوتے تو طلسم نور افشان پر قبضہ کیون کرتے اُنکو ضرور خبر پہونچیگی جو اُنکو منظور ہوگا وہ کرینگے
ہم خود اُنکے سر پر لشکر کشی کرکے جاتے ہین جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر حقیقت مین سحر العجائب و مصر الغرائب
تخت پر بیٹھے تھے کہ وہان تمام وزیر و مشیر جمع ہین کہ طائر آسمان پر آکر چہکا پکار کر آواز دی ای شاہان طلسم
نور افشان سر جناک جادو ہاتھ سے جواہر خنجر زن عیار کے مارا گیا لاشہ اُسکا ملازم لیکر آتے ہین
یہ سنا تھا کہ دونون بھائی گھبرائے پکار کر آواز دی ای حاضرین سُنا تمنے ایسا ساحر مارا گیا کہ ما بدولت کو قلق
ہوتا ہی ایسے جانباز سرفروش جو حکم کے مطیع جو کہا وہ ہی کیا مگر اس مکار رنے نہین معلوم کیا عیاری کی کہ سر جناک
سنبھل نہ سکا اپنی جان نہ بچائی سحر العجائب نے آواز دی او طائر سچ بتا کہ یہ کیا معرکہ گذرا کس عیاری پر

جواہر نے اُسکو مار لیا وہ تو بڑا جہاندیدہ کار آزمودہ تھا قریب تھا کہ طائر بیان کرے پر دن کو کھولا کہ
رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ملازمان سرچنگ لاشہ لیے ہوے شکست خوردہ حیران و پریشان روتے ہوے
سامنے آکر پہونچے طائر نے آواز دی اب سرکار انسے پوچھ لیں اب ہمکو نہ تکلیف دیجیے یہ کہکر طائر چلا گیا مگر
ملازمون نے عرض کی حضور جیسے یہ بہادر تھے سحر مین طاق شہرہ آفاق ایک سحر مین بیس ہزار ساحر و غیر ساحر
کو چپ کر دیا بی سوسن ساری زبان درازی بھول گئین سکندر کا گھوڑا چلتے چلتے رہگیا یہ کامل و اکمل تیغ لیکر
چلا کہ سب کے سر کاٹون سو دو سو کو پامال کیا تھا کہ ایک ساحر آپ کا بھیجا ہوا پہونچا آسمان پر سے
اُترا اُسنے آکر مار لیا بی سوسن و سکندر کے ہاتھ پانون کھلگئے بیس ہزار ساحر یا تو بیکار کھڑے تھے
یا اُنکے ہاتھ پانو کھلے جتنے ہی قیامت برپا کر دی ہم لوگون نے یہی مناسب جانا کہ لاشہ لیکر بھاگ نکلے
راہ مین سُنا کہ جو ساحر وہان رہگئے اُنھون نے سامری و جمشید کو برا کہا اُنکو شجر پرست ہونا پڑا اب اُنکی
جان بچی اب لشکر مین چہل پہل ہے باغ بی سوسن پر بہار ہے ساحر باہر اُترے ہین سامان جنگ مہیا ہے اندر باغ کے
ساتھ سکندر کے عیش کر رہی ہین حکم نہین کہ کوئی غیر اندر آئے سحرالعجائب و مصرالغرائب یہ سُنکر
دنگ ہو گئے کہا یارو اصل یہ ہے کہ ستارہ دشمنون کا اوج پر ہے خیر کہان جائینگے کہو یار و کوئی بھی ایسا ہے
کہ سکندر و سوسن کو گرفتار کرکے لائے شمس جادو ایک ساحر زبردست ہے اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی اگر
شہنشاہ طلسم نور افشان مجکو حکم ہو تو دشمن کو جاکر گرفتار کرکے لاؤن سوسن بیچاری سحر کرنا کیا
جانے سکندر کو کیا لیاقت ہے جو کچھ کیفیت ہوگی آپ پر کھل جائیگی دونون بھائیون نے حکم دیا اے شمس جادو
جرأت و لیاقت تمھاری مثل آفتاب کے روشن ہے جسقدر لشکر چاہو ساتھ لو فوراً روانہ ہو جاؤ عرض کی لشکر
کی غلام کو کیا ضرورت ہے جاتے ہی آگ برسادونگا سوسن و سکندر کو گرفتار کرونگا جس طرح جاتا ہون
اسی طرح چلا آؤنگا سحرالعجائب و مصرالغرائب نے کہا تمھاری شان کے سراسر خلاف ہے تنہا جانا
مناسب نہین کم سے کم تین لاکھ جادوگر ساتھ لو اے شمس اسقدر فوجین ہین کہ اگر دس لاکھ روز مارے جائین
کبھی فتح نہ پائین تو ہم دس برس لڑین اور ہمارا وزیر اکیلا جائے بڑے تعجب کی بات ہے شمس نے کہا
تین لاکھ کو تکلیف نہ دیجیے اگر آپ کا حکم ہے اور سرکار کو یہی منظور ہے تو ساٹھ ہزار ساحر کافی ہین اسی وقت
فوج خاص سے ساٹھ ہزار ساحر تیار ہو گئے آئے شمس تخت پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی اس کرّوفر سے
برائے مقابلہ سکندر جاتا ہے اسکا ذکر جلد ثانی مین تحریر ہوگا حقیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت
شاعران باہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہے بخدمت ناظرین والا مقام و سامعان بلند احتشام نسبت
عرض پیرا ہے کہ جہان کہین حقیر سے سہواً خطا ہوئی ہو اپنی جلالت سے اُسکو چھپائین سامنے صاحبان
عیب جو کے ظاہر نہ ہو کہ حقیر کو نشانہ تیر اعتراض کرین خلعت تحسین دینے مین بھی اغماض کرین واضح رہے کہ
صاحبقران زمان البیس خود پرست کو قتل کرکے بفتح و فیروزی طرف طلسم نور افشان کے چلے ہین
اب راہ مین مقابلہ پڑنا ساکوس غیعبہ باز برادر البیس سے و برادر زرد درخت تیز رفتار کمند انداز
سے عیاران خواجہ عمرو سے اور پہونچنا حیرت کا تا بہ قلعہ ہوش ربا اور مقابلے ملازمان لاچین سے
اور خروج کرکے آنا شاہ بنگالہ مغرور جادو کا و دیگر حالات دوسری جلد مین تصریح لکھے جائینگے بعد
مقابلہ بسیار گرفتار ہونا سکندر کا اور پہونچنا قید انکی اُس باغ ویران مین دہائی قہار رسم مین

از باغ ویران مین قید ہی بدو جلیسہ مروارخوار ہشیرۂ خبیثہ کرمخوار اور قتل ہونا ساحران سحر العجائب و مصر الغرائب کا ہاتھ سے جلیسہ کے اور جھکر جانا خبیثہ کا بقہر و غضب تمام قہار پر اور عیاریان صمصام پسر اوہام کی اور قتل خبیثہ کرمخوار از دست غیار غدکور اور جملہ حالات داستان ہاے رنگین و حالات فصاحت آئین اس جلد ثانی مین بڑے لطف سے تحریر ہونگے یقین ہی کہ ناظرین والا مقام خلعت تحسین و آفرین سے دریغ نہ فرمائین اس کم مایہ کی آبرو بڑھائین — والسلام

تاریخ طبع زاد مصنف در صنعت توشیح یعنی از سر ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تا تاریخ سنہ ۱۳۱۲ ہجری واضح گردد

قمر شکر خلاق شمس و قمر
ہر اک جا یہ کیا خوب جیسے لکھے
مضامین نو کی رہی جستجو
یہی ہی التجا اہل انصاف سے
سجع مقفٰے عبارت لکھی

شمال تمنا ہوا بار ور
عروس مضامین کے سہرے لکھے
تر و تازہ ہی گلشن آرزو
جو نامے لکھے جلد کو یار سے
تصور ہے اسکا پڑھنے مین بجا

گردن سجدۂ خالق خاص و عام
اٹھا شور یہ جان بیتاب سے
ہوا جلد اول کا جب اختتام
محبت کا بھی لطف سے دم بھرین
ہی سن مین صنعت کی تاریخ کو

ہوا جلد اول کا خوب اختتام
جگایا ہی فتنے کو پھر خواب سے
کہ مشتاق تھے ناظرین خاص و عام
ہے عیب کی عیب پوشی کرین
سنا ہمنے شوکت کی تاریخ ہی

ایضاً تاریخ ہذا در حروف منقوطہ

ہوئی جلد اول جو ختم ای قمر

دکھائے طبیعت نے کیا کیا ہنر
بہار مضامین کا آیا خیال

ہوئی ختم تاریخ کی جستجو
ہیے غش جو سال از علم دکھلا

رہی دلمین منقوط کی آرزو

قطعہ تاریخ طبع زاد اکمل الکملا و افصح الفصحا و ابلغ البلغا نواب مرزا مہدی حسن خان صاحب متخلص بہ رفعت شاگرد رشید جلال لکھنوی

مرے مہربان منشی احمد حسین

تخلص قمر ہی شاعر و قصہ گو
کہا دل نے رفعت یہ سال طبع

کیا خوب تصنیف اک قصہ دہ
عجب فتنہ ہی نور افشان لکھو

ہوا اب یہ منظور وہ طبع ہو

از نتیجۂ فکر حقیر سراپا تقصیر سید حسن عباس متخلص بہ خیال شاگرد و برادر زادۂ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

جو ہین منشی احمد حسین کرم
مقفٰے سجع عبارت لکھی ہی

قمر سا تخلص ہی جن نامور کا
اب آگے ہی انصاف اہل نظر کا
خیال ایک عالم کو مرغوب ہوگا

وہ دفتر مغوب لکھا ہی کہ جسکا
عجائب مضامین رنگین لکھے ہین
زہی قصہ نور افشان قمر کا

اڑے ہوش ہر ایک غمزدہ بشر کا
جہان ہی بیان امین شام سحر کا

ایضاً

کیا خوب یہ لکھا ہی قمر نے دفتر | جسکی تنویر ہی دل افروز جہان | لکھدو تم اسکے طبع کا سال خیال | نایاب چھپا یہ فتنۂ نور افشان

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد کردگار و نعت جناب رسول مختار یعنی جناب محمد مصطفی شفیع روز جزا و منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار علی ابن ابیطالب وصی رسول ایزد غفار و محامد ائمہ اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کے صاحبان رنگین طبع کو واضح ہو کہ بعد اشاعت پذیر ہونے ہر ہفت جلد طلسم ہوشربا کے ہر شخص طالب اس امر کا تھا کہ قتل افراسیاب کے بعد ملکہ حیرت کا کیا مآل ہوا اور کوکب مالک طلسم نور افشان کا کیا حال ہوا - اگرچہ یہ حالات بڑے طول وطویل ہین اور صدہا معرکہ اور بڑی بڑی لڑائیان اسمین واقع ہوئی ہین کہ نصف داستان امیر حمزہ صاحبقران اسکو تصور کرنا بھی کم ہی اور اسکا انصرام اور طلسم فتنۂ نور افشان کے طبع کا پورا انتظام بہت کچھ صرف زر خطیر اور اہتمام کثیر چاہتا تھا لیکن شائقان بلند حوصلہ کے استمداد سے جناب معلی القاب امیر المعظم رئیس المفخم مہر منیر سپہر عزت واجلال شمع کاشانۂ دولت واقبال جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ وزاد اجلالہ جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای مرحوم ومغفور کے یادگار مالک مطبع اودھ اخبار نے اپنی عالی ہمتی سے اس مہم سترگ کا انصرام منظور فرمایا اور جناب بلاغت مآب گوہر بحر سخندانی غواص محیط سحر بیانی مشہور زمانہ اُستاد یگانہ معدن جواہر علم وہنر جناب منشی میرزا احمد حسین صاحب تخلص بقمر کو یہ کام سپرد کیا - فی الواقع جناب قمر کا زیر فلک اور بالاے زمین کوئی مثل ونظیر نہین ہی - فن انشا پردازی اور نثر نگاری مین یہ اُستاد مسلم الثبوت ہین - داستان گوئی تو ان حضرت نے براے تفریح طبع امراے عالیشان بجبر اختیار کی ہی ورنہ انکا اصلی کام مداحی خیر الانام اور ثنا طرازی اہلبیت کرام ہی جسکی وجہ سے اگر انکو ثانی دعبل خزاعی کہین تو زیبا ہی اور سحبان وقت کہین تو بجا ہی صدہا نثر ونظم محامد اور مصائب اہلبیت مین ان حضرت سے یادگار ہی جنمین سے ایک کا بھی جواب اچھے اچھون سے دشوار ہی - یہ جودت طبع داستان سرائی مین جو ان حضرت سے دیکھی جاتی ہی محض بطفیل مدحت رسول واولاد بتول ہی - ان مقبولان بارگاہ صمدیت کی نظر شفقت انپر ضرور ہی جبھی تو یہ حضرت ہر دل عزیز اور اُستاد مانے جاتے ہین - الغرض ان حضرت نے جیسا انکا نام ہی ویسا ہی کام کیا اور بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے اس طلسم فتنۂ نور افشان کو مرقع مانی وبہزاد بنا دیا - سابق مین انھین حضرت کی تصنیف سے ۳ جلدین طلسم ہوش ربا کی اسی مطبع سے شائع ہو چکی ہین اگرچہ حضرات اُسکے حد سے زیادہ ثناخوان ہین مگر اس طلسم کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ کسقدر اسمین جدت بیانی ہی کیون نہو وہ نقش اول تھا یہ نقش ثانی ہی - رزم وبزم وصال وفراق جس رنگ کو بیان کیا ہی فصاحت کے دریا بہائے ہین جو معرکہ کسی نے آج تک نہ سُنے تھے وہ سُنائے ہین - خلاصہ یہ کہ اس طلسم کی بڑی بڑی تین جلدین ہونگی منجملہ اُنکے یہ جلد اول طلسم فتنۂ نور افشان مطبع نامی وگرامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین باہ - اکتوبر ۱۸۹۵ء مطابق ماہ ربیع الآخر ۱۳۱۳ ہجری طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین باتمکین ہوئی اور جلد دوم وسوم عنقریب ملاحظۂ شائقین مین گذریگی -

قصۂ گوپی چند بھرتھری۔

لطائف ہندی چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرساد۔

قصۂ سورجپور حصہ اول۔ از منشی ہردوبنی لال۔

قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال۔

ریاض تحقیق نادر۔ اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفۂ ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب متوطن دہلی بحیثیت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہیں ہوئی۔

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت میں ہیں۔ جلد اول فروخت ہوگئی۔

ایضاً۔ جلد دوم از منشی طوطا رام شایان کاغذ سفید

ایضاً۔ جلد سوم مترجمۂ منشی طوطا رام شایان ״

ایضاً۔ جلد چہارم۔ از منشی شادی لال کاغذ خاکی

مجموعۂ قصص با تصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ حجبہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم۔

قصۂ سوداگر بچہ۔

قصۂ ماہی گیر۔

ناٹک ہمت عالی۔ معروف بہ گل بکاولی حصۂ اول مولفۂ مولوی الٰہی بخش صاحب متخلص بہ رنگین

قصۂ ماہ رمضان۔ از عبد اللہ خان۔

قصۂ قاضی جونپور۔ حمق و عقل کا امتحان۔

قصۂ حجبہ۔

قصۂ شاہ روم۔ با تصویر۔

قصۂ شیخ منصور۔ از شیخ منصور۔ از شیخ احمد متخلص بہ رسا۔

انوار سہیلی۔ اردو نظم میں جلی قلم کاغذ سفید چکنا کامل دو جلدیں

سنگھاسن بتیسی منظوم۔ از منشی بکھن لال۔

گلزار ابراہیم۔ قصۂ حضرت ابراہیم ادہم۔

چشمۂ شیرین۔ قصۂ شیرین و فرہاد۔

جوگن نامہ۔ از میاں باطن اکبر آبادی۔

ایجاد رنگین۔ حکایات نصائح از رنگین دہلوی۔

مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ۔ از منشی بینی رام

پدماوت اردو۔ ترجمہ از فارسی شعر بہ شعر ملک محمد جائسی۔

پدماوت اردو۔ از عبرت و عشرت۔

فسانۂ عجائب منظوم۔ از منشی بھولا ناتھ۔ تلمذ میں اردو۔

ہدیۂ انتظار۔ از مولوی ممتاز علی۔

قصۂ حاتم طائی منظوم۔

قصۂ عابد و شیطان۔ موعظت آمیز کاغذ خاکی۔

شیرین خسرو۔ با تصویر۔

ایضاً۔ بلا تصویر مطبوعۂ غیر۔

بنجارہ نامہ۔ از نظیر اکبر آبادی۔

لیلیٰ مجنوں۔ از میر تقی ہوس۔

بہار دانش۔ اردو منظوم از تپش۔

مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ۔ شامل بارہ قصہ (۱) قصۂ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصۂ محمود شاہ (۴) قصۂ سوداگر بچہ (۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دوست نامہ (۱۱) بجو نجال (۱۲) رنگین نامہ۔

شاہنامہ۔ اردو با تصویر از منشی موہچند۔

طلسم شایان۔ ترجمۂ داستان امیر حمزہ۔

بکٹ کہانی۔ از الٰہی بخش۔

سراپائے تصویر غم۔ از منشی ناشر نعلی ست۔

قصۂ گلفام۔ نظم مصنفۂ منشی مادھو رام۔

باغ عاشق۔ قصۂ گل و صنوبر۔

گلدستۂ شجاعت۔ ترجمۂ اردو نظم سکندر نامہ بحری و بری از مولوی غلام حیدر گویا موی۔

سراپائے پیری۔ از منشی ناصر علی۔

ناول مرغوب دل

فسانۂ آزاد کامل ہر چہار جلد مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در سرشار یہ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے

اور متفرق جلدین بھی بنا بر فروخت ذیل مین درج ہین۔

۱۔ جلد اول

۲۔ جلد دوم

۳۔ جلد سوم

۴۔ جلد چہارم

فسانہ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث کے ماہواری رسالہ بھی علیحدہ علیحدہ متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود ہین۔

۱۔ جلد ثانی من ابتدائے ماہ جولائی ۱۸۸۸ء لغایت ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء واپریل ۱۸۹۰ء سے لغایت ماہ دسمبر ۱۸۹۱ء کاغذ سفید فی رسالہ

۲۔ جلد ثالث۔ من ابتدائے ماہ مارچ و ماہ مئی و جون و جولائی وستمبر ۱۸۹۲ء لغایت ماہ نومبر ۱۸۹۲ء کاغذ سفید فی رسالہ

۳۔ جلد ثالث بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۲ء۔

سیر کوہسار۔ کامل در دو جلد مصنفہ پنڈت صاحب موصوف جام سرشار با تصویر۔ جسکا پہلے نام فسانہ جدید تھا بنظر ثانی پنڈت صاحب موصوف چھپا۔

فسانہ جدید کے متفرق رسالہ ماہواری بابت ماہ جون و اگست لغایت دسمبر ۱۸۹۰ء علیحدہ علیحدہ فی ماہ۔

طلسم خیالات یعنے افسانہ بنگ دجیتیا۔ اولاً اس ناول دلپذیر کو بابو رمیس چندر دت سی۔ ایس۔ سولین بنگال نے جو ایک مشہور ناولسٹ ہین زبان بنگلہ مین تصنیف کیا تھا اب منشی ہردیال صاحب سری واستویہ متوطن سرون نگر ضلع ہردوئی نے زبان اردو مین بہت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

فسانہ سوزن عشق۔ ترجمۂ ناول سیمسٹرس مترجمۂ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب مہرم عدالت فیض آباد۔ عجیب قصہ دلچسپ ہی جو لایق دید ہی۔

فسانہ الہ دین ولیلی۔ ترجمۂ ناول اسٹار آف منگریلیا مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب رئیس قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ تحصیلدار راٹھ ضلع ہمیر پور بہ اضافۂ تصاویر مناسب مقام۔ اس ترجمہ کی عبارت ایسی دلچسپ ہی جو سوائے مطالعہ کے زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتی۔

دیگر رونسیڈا ترجمۂ ناول ہوی دہر دولف مترجمۂ منشی محمد حسین

صاحب موصوف یہ ناول نہایت عمدہ قابل دید ہی کاغذ سفید گندہ

ایضاً۔ حسب مراتب بالا کاغذ رسمی۔

مجموعۂ افسانۂ دلپذیر۔ ترجمۂ کتاب ٹیلس فرام اس قصہ سے بہت سے نتائج سودمند نکلتے ہین۔ مولوی احسان اللہ صاحب وکیل عدالت خفیفہ بانس گانون ضلع گورکھپور نے بڑی قابلیت سے ترجمہ کیا ہی۔ لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی کاغذ سفید

دام محبت۔ ترجمۂ ناٹک مسمی بچہ او دا باوٹ و تفنگ مترجمہ لالہ سیتا رام بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت الہ آباد

بھول بھلیان ترجمہ ناٹک کمیڈی آف آرس مترجمۂ لالہ سیتا رام موصوف۔

لعبت فرنگ مسمیٰ بہ افسانۂ نادر درحقیقت اس فسانہ ہر دل عزیز کو کتاب بروز نامچہ یا ور خسر کس سے منشی عدیم النظیر خوش تقریر جناب منشی رام نرائن صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ عجب دلچسپ قصہ اور عبارت ہی اگر اسکے عنوان کو بھی کوئی صاحب ملاحظہ فرماوین پھر کیا ممکن کہ بغیر تمامی کتاب دل کو چین پڑے۔

قصہ حاجی بابا اصفہانی ترجمۂ کتاب ایڈونچرز آف دی حاجی بابا آف اصفہان مصنفہ کپتان موریر صاحب مشہور سیاح ممالک ایران مترجمہ مولانا مرزا حیرت دہلوی۔ نہایت عمدہ ترجمہ ہی جو لایق دید ہی۔

مغنیہ خاص و عام۔ ملقب بہ لقب حرکت مجنونانہ معروف بہ انتخاب کمالات زمانہ جسکو منشی گوپال نرائن اسکالر کالج بنارس ملازم محکمہ کلکٹری جونپور نے بغرض ترقی علوم و فنون تدوین و تالیف فرمایا۔ فی الحقیقت یہ ناول عجب مسائل حکمیہ پر مبنی ہی جس سے علاوہ لطف مضامین کے بڑے بڑے نتائج سودمند کا سبق ملتا ہی۔